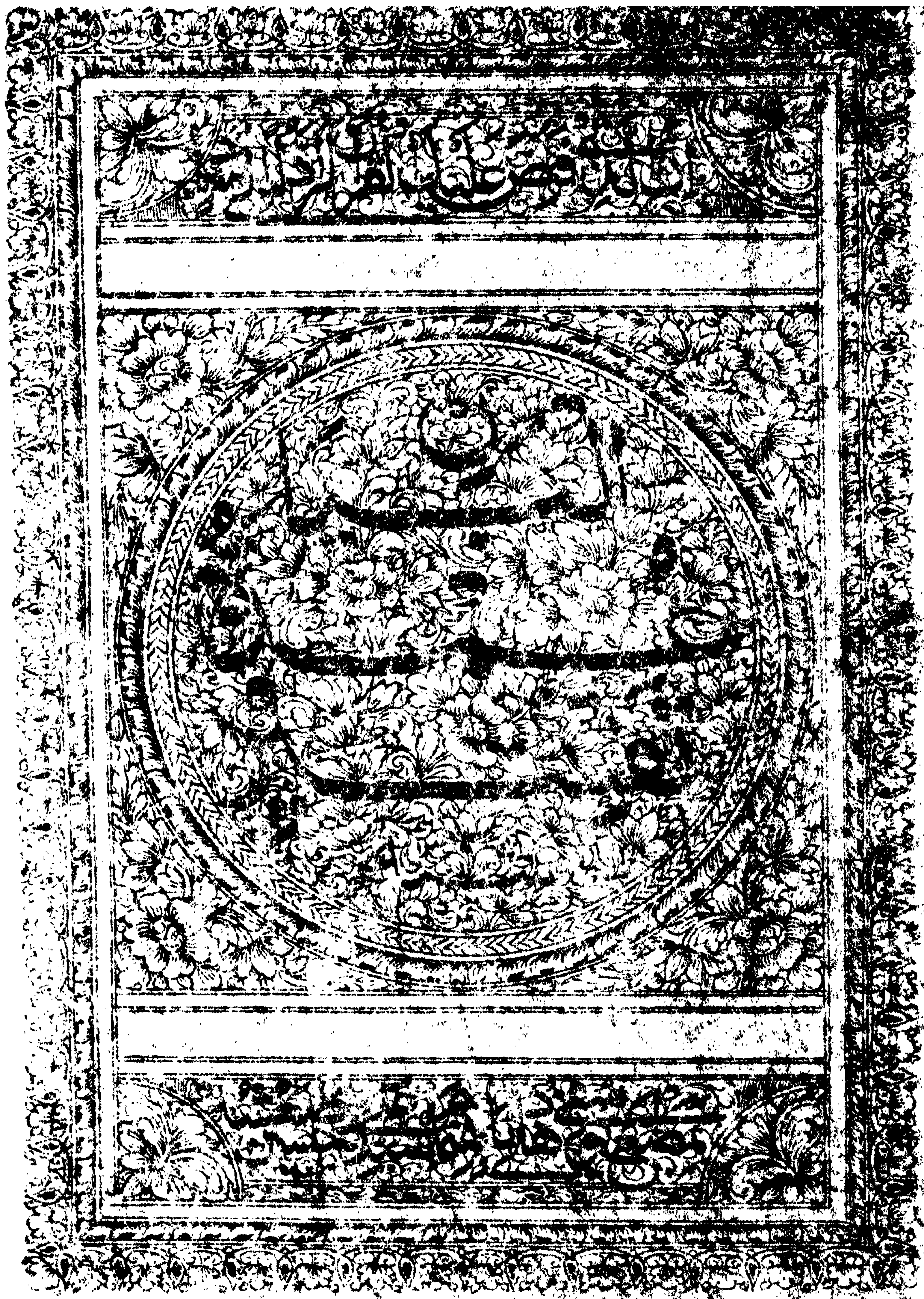


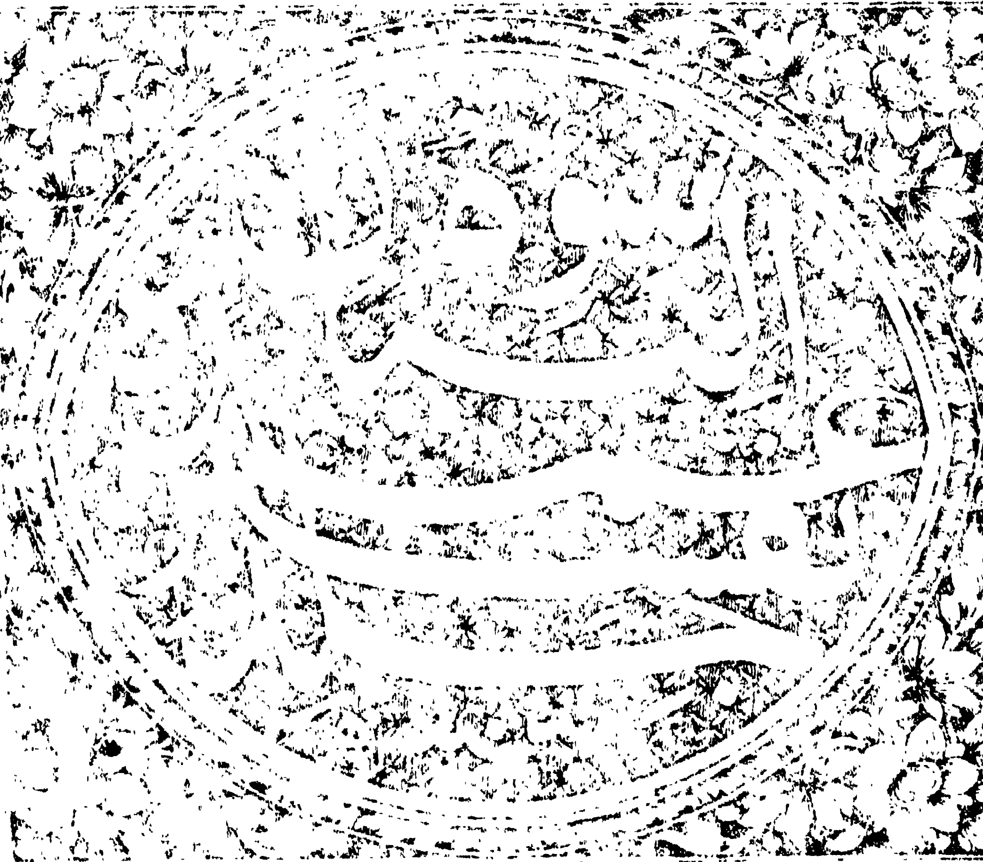
وتقریظ جناب حضرت مآب مجتہد العصر ممتاز العلماء فخر المحققین جناب سید محمد تقی صاحب اعلی اللہ مقامہ

در تصدیق نسخہ؟

[illegible] صلوات اللہ علیہم اجمعین کی [illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] علیہم السلام [illegible]
[illegible] کو اس سے [illegible]

[illegible] العلماء السید [illegible]
[illegible] السید [illegible]
[illegible] الطاہرین [illegible]
[illegible]

عبدہ محمد تقی بن حسین بن محمد علی ۱۲۵۶



خدا کا انکو اپنی رحمت کے ساتھ زیادہ بزرگ ہی تمسے کہ تم انکو طاعت کرکے یاد کرتے ہو اور معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی عمل زیادہ بزرگ ذکر خدا سے نہیں ہے عذاب خدا سے
بچانے میں لوگوں نے کہا کہ بہتر جہاد نہیں ہے فرمایا کہ جہاد بہتر ہی ہوا سلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ اور منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلعم سے کسی نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ کو کونسا عمل بندہ کا
زیادہ دوست ہے فرمایا کہ وقت مرنیکے زبان ذکر خدا میں مشغول ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیعہ ہمارے وہ آدمی ہیں کہ جسوقت تنہائی میں ہوں تو ذکر خدا کا بہت کریں اور ابو سعید
خدری نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ کوئی مجلس نہیں ہے جسمیں کہ ذکر خدا کا ہوتا ہو مگر کہ فرشتے ان ذکر کرنیوالونکی گرد کو چار طرف سے گھیرتے ہیں اور رحمت خدا سے انکو
پوشیدہ کرتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ ہر چند جانتا ہی لیکن ان فرشتوں سے پوچھتا ہی کہ تم کہاں گئے تھے وہ کہتے ہیں کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ ہم فلانی مجلس میں گئے
تھے کہ وہاں اس مجلس کے آدمی تیرا ذکر کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ اے فرشتو گواہ رہو کہ مینے ان سبکو بخشا فرشتے کہتے ہیں کہ اے خداوند فلانا شخص انمیں خاموش بیٹھا تھا اور وہ
تیرا ذکر نہیں کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ مینے اسکو بھی بخشا کہ جو کوئی میرے ذکر کرنیوالونکے پاس بیٹھا ہی میں اسکو بھی اپنی رحمت سے محروم نرکھونگا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہی
مَا تَصْنَعُونَ جو کچھ کرتے ہو تم نماز اور بغیر اسکا اور سوائے اسکی اور سبکو موافق اعمال کے جزا دیگا وَلَا تُجَادِلُوا اور نہ نزاع کرو تم أَهْلَ الْكِتَابِ اہل کتاب سے
کہ یہود و نصاریٰ ہیں اے مسلمانو إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ مگر ساتھ اس کلمہ کے کہ وہ نیک تر ہی یعنی انکی سخت کلامی کو نرم کلامی اور خوش خوئی سے دفع کرو
اور انکے غضب کو بردباری سے مقابلہ کرو اور اگر یہ بھی فائدہ ندیوے تو میل طرف جہاد کے کرو لیکن پہلی لڑائی سے بہ نرمی مقابلہ کیا کرو إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مگر وہ لوگ
کہ ظلم کیا ہی انہوں نے مِنْهُمْ انمیں سے کہ عہد کو توڑ ڈالا ہی یا جزیہ کو قبول نہیں کیا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ ظالمان اہل کتاب وہ ہیں کہ واسطے خدا کے فرزند ثابت کرتے ہیں
اور یا یہ کہ حضرت کی ایذا میں کوشش کرتے ہیں اور یا یہ کہ حق کو پوشیدہ کرتے ہیں اور فرماتا ہی خدا تعالیٰ کہ وَقُولُوا اور کہو تم انسے بصدق دل آمَنَّا
ایمان لائے ہم بِالَّذِي أُنْزِلَ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کیگئی ہی إِلَيْنَا طرف ہمارے یعنی قرآن وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ اور نازل کیگئی ہے طرف تمھارے یعنی
توریت و انجیل و زبور وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ اور خدا ہمارا اور خدا تمھارا ایک ہے وَنَحْنُ لَهُ اور ہم واسطے اسکے مُسْلِمُونَ فرمانبرداری کرنیوالے ہیں
اور اخلاص کرنیوالے ہیں بخلاف تمھارے کہ تمنے اپنے علما کو معبود بنایا وَكَذَٰلِكَ اور اسیطرح جیسے کہ پہلی انبیا پر ہمنے کتابیں بھیجی ہیں ایسے ہی أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ
نازل کیا ہے ہمنے طرف تیرے کتاب کو یعنی قرآن کہ موافق ہی اصل میں پہلی کتابوں کے فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ پس وہ لوگ کہ دی ہے ہمنے
انکو کتاب یعنی علم پہلی کتابوں کا ہمنے انکو دیا ہی مثل ابن سلام کے اور صحابہ اسکی کے يُؤْمِنُونَ بِهِ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اس قرآن کے اور قمی نے لکھا ہی کہ
وہ آل محمد صلعم ہیں کہ جنکو علم کتاب کا دیا ہی اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں وَمِنْ هَٰؤُلَاءِ اور ان لوگوں سے یعنی عرب یا مکہ والے یا مومنین اہل کتاب میں سے
مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وہ شخص ہے کہ ایمان لاتا ہی ساتھ اسکے یا ساتھ محمد صلعم کے وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا اور نہیں انکار کرتے ہیں ساتھ آیتوں ہماری کے إِلَّا
الْكَافِرُونَ مگر کفار یہود کے اور کفار عرب کے اور قمی نے لکھا ہی کہ مراد یہ ہے کہ نہیں انکار کرتے ہیں امیر المومنین اور ائمہ معصومین کا مگر کفر کرنیوالے وَمَا كُنْتَ
تَتْلُو اور نہ تھا تو کہ پڑھے تو مِنْ قَبْلِهِ پہلے اس قرآن سے مِنْ كِتَابٍ کسی کتاب کو کہ کتابوں نازل کی گئی ہیں سے وَلَا تَخُطُّهُ اور نہ لکھتا تھا تو اسکو بِيَمِينِكَ
ساتھ دست راست اپنے کے یعنی پہلی نبوت سے نہ پڑھنا جانتا تھا اور نہ لکھنا اور پھر تو ایسی کتاب لایا کہ جامع جمیع علوم شریعت کی ہی یہ بیشک تیرے معجزات میں سے ہی اور اگر
تو پڑھنا اور لکھنا جانتا تو إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ اسوقت البتہ شک میں پڑتے باطل لوگ یعنی عرب کے مشرک کہتے کہ تو لکھنا پڑھنا جانتا ہے قرآن کو پہلی کتابوں
سے لکھکر لایا ہے اور ہمیں پڑھتا ہی اور یا یہ کہ یہود کہتے کہ ہمنے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان امی ہوگا نہ پڑھا ہوا اور نہ لکھنا جاننے والا اور یہ شخص پڑھنا لکھنا سب جانتا
ہی اور تو پیدایش میں سب کے برابر ہی اور اگر کوئی شخص ابتدائی عمر سے درمیان کسی قوم کے پرورش پاوے اور اس قوم نے ابتداء پیدایش سے آخر عمر تک سفر میں اور حضر میں اس شخص کو
دیکھا ہو کہ نہ کبھی کسی سے کچھ پڑھا ہی اور نہ کبھی کسی سے لکھنا سیکھا ہے اور باوجود اسکی وہ ایسی باتیں بیان کرے کہ امثال ایسے قصے اور علوم لاوے کہ سب اسکی مثال لانیسے عاجز ہوں تو بس وہ سب
جو کہ وہ لایا ہے اور اسنے بیان کئے ہیں خدا کیطرف سے ہونگے اور جناب رسول خدا اول عمر میں لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن آخر عمر میں بتعلیم خدا حضرت کو لکھنے پڑھنے کا سب علم حاصل ہو گیا
تھا یہ بھی ایک معجزہ رسول خدا صلعم کا تھا اور منقول ہی کہ نہیں وفات پائی پیغمبر خدا نے جبتک کہ خواندہ اور نویسندہ نہو حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بے پڑھا لکھا بھیجا تھا
تاکہ باطل لوگ نبوت میں شک نکریں اسواسطے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان امی ہوگا پس کفر انکا بوجہ عناد تھا نہ یہ کہ حضرت میں کچھ شک رکھتے ہوں

بَلْ هُوَ بلکہ وہ قرآن اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ آیتیں روشن ہیں فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ بیچ سینوں اُن لوگوں کے دیے گئے ہیں علم کتاب کا کہ وہ مومنین
اہل کتاب ہیں یا پیغمبر خدا یا تمام علماء امت کہ اسکو یاد کرتے ہیں اور اسکے معانی کو دلمیں مضبوط رکھتے ہیں اور حضرت امام محمد باقرؑ نے یہ آیت کو تلاوت فرمایا اور اپنے سینہ کیطرف
اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہاں ہے وہ قرآن اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ مراد اہل علم سے کہ حافظ قرآن ہیں وہ آئمہ معصومین ہیں اور منقول ہے کہ قرآن کی خصوصیت
میں سے ہیں ایک تو یہ کہ وہ معجزہ ہی اور دوسرے یہ کہ وہ محفوظ ہی سینوں میں اور پہلی کتابیں معجز نتھیں اور کسیکو حفظ اور یاد بھی نتھیں مگر پیغمبر کہ وہ انکو پڑھتے تھے بلکہ وہ بھی تو نہیں
تلاوت کر سکتے تھے تو یہ دوم مخصوص قرآن کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر ہو کی پیغمبر خدا کیطرف پھرتی ہی یعنی وہ حضرت باوجودیکہ امی ہیں نہ پڑھا جانتے ہیں نہ لکھنا لیکن
وہ آیتیں روشن ہیں کہ تمام علماء کتب سابقہ حضرت کے صفات کیجانب حضرت سے واقف ہیں وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا اور نہیں انکار کرتے ساتھ آیتوں ہماری کے
إِلَّا الظَّالِمُونَ مگر ظلم کرنیوالے اور باہر جانیوالے دائرہ حق سے انکار کرتے ہیں اور عناد رکھتے ہیں وَقَالُوا اور کہا ان کفار نے کہ لَوْلَا أُنْزِلَ کیوں
نہیں بھیجی گئی ہی عَلَيْهِ اوپر اسکے یعنی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ کوئی نشانی پروردگار اسکی جانب سے کہ دلالت کرتی ہو اسکے دعوے
کی راستی پر مثل ناقہ صالح اور عصائے موسیٰ کے اور بعضوں نے آیت کو آیات پڑھا ہی مراد آیت سے وہ ہی کہ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ہم تجھ پر ایمان نہ لائینگے جبتک کہ تو
زمین پر چشمہ کو نہ جاری کرے فرماتا ہی خدا کہ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ کہہ تو ہی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سوائے اسکے نہیں کہ آیتیں قدرت خدا کی اور معجزے
عِنْدَ اللَّهِ نزدیک خدا کے ہیں جسوقت چاہے اور مصلحت دیکھے اسوقت ظاہر کرتا ہے اور میری قدرت میں وہ نہیں ہیں کہ جسوقت تم طلب کرو اسیوقت میں تمکو
دکھلا دوں وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ اور سوائے اسکے نہیں کہ میں ڈرانیوالا ہوں ظاہر عذاب خدا سے اور جو معجزے کہ میرے صدق پر دلالت کرتے ہیں وہ خدا نے
تمکو دکھلائے ہیں أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ کیا نہیں کفایت کرتا ہی انکو معجزہ ظاہر أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ یہ کہ تحقیق نازل کیا ہی ہمنے اوپر تیرے کتاب کو کہ
يُتْلَى عَلَيْهِمْ پڑھی جاتی ہی اوپر انکے اور وہ فصیح آدمی ہیں کلام عرب کے اور جو کچھ کہ ماہر بلاغت کے ہیں وہ انپر پوشیدہ نہیں ہیں تونے نہایت چھوٹا سا سورہ
مقابلہ میں قرآن کے انسے طلب کیا ہی اور وہ اسکے لانیسے عاجز ہو گئے ہیں اور جسوقت وہ مثل قرآن کے ایک نہایت چھوٹا سورہ بھی نہ لا سکے تو اس قرآن سے زیادہ اور کیا
معجزہ ہوگا قتل اور اسیر ہوئے ہیں اور تاراج اور خانہ ویران ہوئے ہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے لیکن مثل قرآن کے کوئی سورۃ نہیں لا سکتے اگر یہ قرآن بشر کا کلام ہوتا تو
بیشک وہ مثل اسکے کہکر لاتے اور اپنا قتل ہونا اور اسیری ہرگز گوارا نکرتے پس بہتر اس قرآن سے اور کیا معجزہ ہوگا لیکن جیسے یہ اسکے سوا دوسرے معجزہ کو محض واسطے
عناد اور جدال کے طلب کرتے ہیں اور اگر خدا انکے موافق انکی درخواست کے معجزہ کو ظاہر کرے اور یہ لوگ موافق اپنی عادت کے کہ دیدہ و دانستہ حق سے انکار کرتے ہیں
اس معجزے کی بھی تصدیق نکریں اور اسمیں بھی چون و چرا کرنے لگیں تو اسوقت عذاب میں گرفتار ہو کر جڑ اور بنیاد سے جاتے رہینگے جیسے کہ پہلی امتیں کہ موافق انکی
درخواست کے معجزہ ظاہر ہوا اور وہ اسکو دیکھکر ایمان نہ لائے تو عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گئے اور یہ امت سے وعدہ الٰہی ہی کہ دنیا میں انکو معذب کرکے ہلاک نکریگا
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس کتاب کے لَرَحْمَةً البتہ رحمت اور بخشایش اور نعمت بزرگ ہی واسطے اسکے کہ متابعت اسکی کرے وَذِكْرَىٰ اور نصیحت ہے
لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان معجزہ طلب کرنیوالوں کو کہ كَفَىٰ بِاللَّهِ کافی ہی خدا بَيْنِي
وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا درمیان میرے اور درمیان تمہارے گواہ میرے دعوے کی راستی پر اور تصدیق میری اسنے کی ہے میرے ہاتھ پر معجزہ جاری کرکے يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جانتا ہی خدا جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے پس حال میرا اور تمہارا اسپر پوشیدہ نہیں ہے اور میری راستی اور تمہارا باطل پر ہونا کیونکر اسپر
پوشیدہ ہوگا اور یعلم شہیدا کی صفت ہے اور حال بھی ہو سکتا ہی اور جملہ علیحدہ بھی ہو سکتا ہی وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ساتھ باطل کے
کہ سوائے خدا کے معبود انہوں نے اختیار کئے ہیں وَكَفَرُوا بِاللَّهِ اور کفر کیا ہے انہوں نے ساتھ خدا کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسے یہود اور نصاریٰ ہیں کہ اپنی خواہش
نفس کی انہوں نے پیروی کی ہی یا شیطان کی پیروی کی ہی اور باوجود ظاہر ہونے معجزوں کے پیغمبر پر ایمان نہ لائے اور حضرت کی صفات کا جو کچھ کہ توریت و انجیل میں ثبت تھیں انہوں
نے انکار کیا ہے أُولَٰئِكَ یہ لوگ هُمُ الْخَاسِرُونَ وہی نقصان پانیوالے ہیں کہ ایمان کو ترک کرکے کفر اختیار کیا ہے اور دوزخ کو بہشت کی نعمتوں پر قبول کیا ہے
لکھتے ہیں کہ کعب بن اشرف وغیرہ یہودیوں نے کہا کہ کون ہی کہ تیرے پیغمبر ہونیکی گواہی دیتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ الآیہ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

اور جلدی چاہتے ہیں تجھ سے بِالْعَذَابِ عذاب کو ازروی انکار و عناد اور مزاح کے اور کہتے ہیں کہ آسمان سے پتھر برسا ہم پر وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى اور اگر نہوتی
مدت نام رکھی گئی ہر قوم کے عذاب کی لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ البتہ آتا اُن جلدی کرنیوالوں کو عذاب وَلَيَأْتِيَنَّهُم اور البتہ آئیگا اُن پر عذاب بَغْتَةً
ناگہاں مانند واقعہ بدر کے یا عذاب قبر یا بروز قیامت اور بغتۃ حال واقع ہوا ہے یعنی ناگاہ اُن پر عذاب آئیگا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ جسوقت کہ وہ اطلاع نرکھتے ہونگے اسکے
آنیکی اور اُس سے بالکل بیخبر ہونگے اور رائج ماتا ہے کہ عذاب موعود انکا دوزخ ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَسْتَعْجِلُونَكَ اور طلب تعجیل کرتے ہیں وہ تجھ سے بِالْعَذَابِ ساتھ
عذاب کے قبر میں یا بروز قیامت وَإِنَّ جَهَنَّمَ اور حال یہ ہے کہ تحقیق دوزخ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ البتہ احاطہ کرنیوالی ہے ساتھ کافروں کے اسلئے کہ سبب
دوزخ میں جانیکے کفر اور عصیان ہیں انکو گھیرے ہوئے ہیں پس البتہ دوزخ انکو احاطہ کریگی يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ جسدن کہ پوشیدہ کریگا انکو عذاب اور
ڈھانپ لیگا مِن فَوْقِهِمْ اوپر انکے سے وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ اور نیچے پاؤں انکے سے وَيَقُولُ اور کہے خدا یہ قرأت نافع اور اہل کوفہ کی ہے اور باقی
قاریوں نے نقول پڑھا ہے یعنی کہینگے ہم کہ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ چکھو تم جو کچھ کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں کہتے ہیں کہ مومنین کی ایک جماعت نے بسبب
قلت زاد راہ کے یا محبت اقارب کے مکہ سے ہجرت نہیں کی تھی اور ترساں و لرزاں مشرکین کے خوف سے ڈرتے ہوئے خدا کی پرستش کرتے تھے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی
يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا اے بندو میرے جو کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر مشرکین سے کنارہ کشی کرو اور صحبت مومنین کی حاصل کرو اور کنارہ میں ہو کہ
إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ تحقیق زمین میری کشادہ ہے مقام امن میں ہجرت کر کے چلے جاؤ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ پس مجھی کو پرستش کرو تم
بہ نیت خالص جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بھاگے واسطے دین اپنے کے ایک زمین سے طرف زمین دوسری کے اگرچہ بمقدار ایک بالشت کے ہو تو وہ شخص
سزاوار بہشت کا ہے اور رفیق ابراہیم اور محمد صلوۃ اللہ علیہما کا ہوگا قیامت کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو اُس زمین میں ہو کہ آدمی اُس زمین کے خدا کی
نافرمانی کرتے ہوں تو تجھکو چاہیے کہ اُس زمین کو چھوڑ کر دوسری زمین میں چلا جا اور ہجرت کرنیوالوں کو خدا اچھا جانتا ہے کہ تم مرنیسے مت ڈرو موت سب جگہ آنیوالی ہے چنانچہ فرماتا ہے
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس چکھنے والا موت کا ہے اور موت کسیکو نچھوڑیگی اور جو کوئی دنیا میں پیدا ہوا ہے انجام اسکا موت ہے شعر از بیابان عدم تا
سر بازار وجود * بہ تلاش کفنی آمدہ عریانی چند * اور جسوقت مر جاؤ تو واسطے جزا اعمال کے ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ پھر طرف ہمارے رجوع کروگے تم اور بعضی نے
اسکو یا سے پڑھا غائب کا صیغہ یعنی رجوع کرینگے وہ پس چاہیے کہ شرک کی زمین میں مت رہو اور اپنے پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو کر اطمینان سے عبادت خدا میں مشغول ہو
وَالَّذِينَ آمَنُوا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک لَنُبَوِّئَنَّهُم البتہ
جگہ دینگے ہم انکو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے لنثوینہم پڑھا ہے یعنی جگہ دینگے ہم انکو مِّنَ الْجَنَّةِ بہشت میں سے غُرَفًا بالاخانہ بلند یاقوت اور موتی کے
تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ جاری ہیں نیچے انکے سے نہریں خَالِدِينَ فِيهَا یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ انکے
ہرگز زوال اور فنا نہیں ہے نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ اچھی ہیں بالاخانے اجر عمل کرنیوالوں کا مخصوص بالمدح نعم کا وہ غرفا محذوف ہے اور یا اجرہم محذوف کا
مخصوص بالمدح ہے الَّذِينَ صَبَرُوا یہ صفت عاملین کی ہے یعنی عمل کرنیوالے وہ لوگ ہیں کہ صبر کیا انہوں نے مشرکین کے آزار دینے پر اور وطن سے ہجرت کرنے پر
وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ اور اوپر پروردگار اپنے کے نہ اسکے غیر پر يَتَوَكَّلُونَ توکل کرتے ہیں وہ اور اپنا کام خدا کے سپرد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مکہ کے مومنین نے
جسوقت یہ آیت سنی تو ارادہ ہجرت کا طرف مدینہ کے کیا اور جسوقت روانہ ہونے لگے تو انکو راہ میں خدشہ ہوا کہ جس شہر میں کوئی ہمارا سامان معیشت نہیں ہے تو گزارا ہمارا وہاں
کیونکر ہوگا یہ آیت نازل ہوئی کہ وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ اور بہت چلنے والے زمین پر حیوانات میں سے لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا نہیں اُٹھاتے ہیں رزق اپنا یعنی طاقت اور
قوت انکو اُٹھانیکی نہیں رکھتے ہیں بسبب ضعف و ناتوانی کے اور یا یہ کہ اپنی روزی غلہ وغیرہ کو جمع نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رزق کو اپنی تین حیوان جمع کرتے ہیں
آدمی اور چوہا اور چیونٹی حاصل یہ ہے کہ اکثر حیوانات خشکی کے اور پانی کے اور درندے اور چرندے اور پرندے اپنی کھانیکو جمع نہیں کرتے ہیں اور اپنی ہمراہ بھی نہیں لیئے پھرتے اللَّهُ
يَرْزُقُهَا خدا روزی دیتا ہے انکو جہاں کہیں ہیں وہیں وَإِيَّاكُمْ اور تمکو بھی وہ پروردگار روزی دیتا ہے پس موجود ہونے سامان کھانے اور پینے کے سے غمگین مت ہو اور
ایسا خیال مت کرو کہ پردیس میں ہم کہاں سے کھائینگے اور پئینگے جو کہ تمکو روزی دیتا ہے وہ ہر جگہ تمہارے ہمراہ ہے جس جگہ تم ہوگے وہیں تمکو روزی پہنچائیگا پس مکہ کے شہر میں تم نرہو

بلکہ تم وہاں سے ہجرت کر کے چلے جاؤ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت آخر تک ان کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہ مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم انکو کہاں سے کھلائینگے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس خوف سے تم انکو قتل نہ کرو کیونکہ تم کو اور انکو روزی دیتے ہیں تم انکو رازق نہیں ہو رازق انکے حقیقت میں ہم ہیں اور مجمع البیان میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے
لکھا ہے کہ میں ہمراہ رسول خدا کے نخلستان انصار گیا حضرت نے وہاں خرما تناول فرمایا اور فرمایا کہ یہ چوتھی صبح ہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا ہے اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار
سے دعا کرتا تو مجھکو وہ ملک کسریٰ کا دیتا پس کیا حال ہوگا تیرا اے ابن عمر جس وقت تو باقی رہیگا ہمراہ اس قوم کے جو کہ ایک سال کا کھانا پوشیدہ جمع کر کے رکھینگے اور ہو
دلی سستی یقین کے طرف خدا کے پس قسم ہے خدا کی کہ ہم وہاں سے سرکے نہیں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وکاین من دابۃ الآیہ وَهُوَ السَّمِيعُ اور وہ خدا سننے والا ہے
تمہارے قول کا تم جو کہتے ہو کہ پردیس میں ہم کہاں سے کھانا کھائینگے الْعَلِيمُ جاننے والا ہے تمہارے دل کی بات کا اور اب اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ مشرکین باوجودیکہ
جانتے ہیں کہ خالق سب اشیاء کا خدا ہی ہے لیکن پرستش بتوں کی کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ اگر پوچھے تو ان مشرکین مکہ سے کہ مَنْ خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور کس نے حکم میں کیا ہے آفتاب اور چاند کو کہ موافق انکے حکم کے آسمان
پر چلتے ہیں ایک سطر پر لَيَقُولُنَّ اللَّهُ البتہ کہیں وہ کہ خدا نے پیدا کیا ہے انکو اور جس وقت وہ جانتے ہیں کہ پیدا کرنیوالا آسمان و زمین کا وہ ہے تو فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ
پس کہاں پھیرے جاتے ہیں توحید سے کہ خدائے واحد حقیقی کو چھوڑ کر سنگ و چوب کی پرستش کرتے ہیں کہ جن سے کسی طرح کا نفع اور ضرر حاصل نہیں ہو سکتا اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
خدا فراخ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص کے کہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهِ بندوں اپنے میں سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے لَهُ واسطے اسکے إِنَّ
اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے یعنی کشادہ کرنے اور تنگ کرنیکو سبکو عَلِيمٌ جاننے والا ہے اور موافق مصلحت کے دیتا ہے جسقدر کہ دیتا ہے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ
اور البتہ اگر پوچھے تو ان مشرکوں سے کہ مَنْ نَزَّلَ کس شخص نے نازل کیا ہے مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے مَاءً پانی کو یعنی باران کو فَأَحْيَا بِهِ پس زندہ
اور سرسبز کیا ساتھ اس پانی کے الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا زمین کو پیچھے مرنے اور پژمردہ اور خشک ہونے اسکے سے تو لَيَقُولُنَّ اللَّهُ البتہ کہیں وہ کہ
خدا نے نازل کیا ہے باران کو اور اسی نے زمین کو زندہ کیا ہے لیکن باوجود اس اقرار کے انکی مخلوقات کو اسکا شریک کرتے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ الْحَمْدُ لِلَّهِ
شکر ہے واسطے خدا کے کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو اور میرے تابعین کو گمراہی سے محفوظ رکھا ہے بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ بلکہ اکثر انکے نہیں سمجھتے ہیں کہ باوجود اقرار کرنے
خدا کے خالق ہونیکے پھر بتوں کو اسکے شریک کرتے ہیں وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اور نہیں ہے یہ زندگانی دنیا کی إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ مگر مشغول
ہونا باطل کا اور بازی ہے حاصل امر دنیا کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ لہو وہ عمل ہے کہ جوان کرتے ہیں واسطے دور کرنے خواہش نفس کے اور لعب بازی لڑکوں کی ہے یعنی دنیا جلدی گذر جائیں
مشابہ لہو و لعب جوانوں اور لڑکوں کی ہے وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ اور تحقیق کہ گھر آخرت کا لَهِيَ الْحَيَوَانُ البتہ وہ زندگانی ابدی اور ہمیشہ کی ہے کہ
اسمیں موت نہیں ہے بخلاف زندگانی دنیا کے کہ فنا ہونیوالی ہے لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ اگر ہیں وہ کہ جانتے ہیں کہ اسطرح ہے پس دنیا کو کہ فنا ہونیوالی ہے پس چاہیے کہ
نہ اختیار کریں آخرت پر فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ پس جس وقت سوار ہوتے ہیں وہ بیچ کشتی کے تو دَعَوُا اللَّهَ پکارتے ہیں خدا کو مُخْلِصِينَ
یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جس وقت کہ خالص کرنیوالے ہیں لَهُ الدِّينَ ۚ واسطے اسکے دین کو یعنی اسوقت ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا بڑے خالص دین والے ہیں اور خلوص سے
خدا کو پکارتے ہیں فَلَمَّا نَجَّاهُمْ پس جس وقت نجات دی انکو خدا نے اور سلامتی سے وہ باہر آئے إِلَى الْبَرِّ طرف صحرا کے کہ وہ خشکی ہے تو إِذَا هُمْ
اسوقت وہ يُشْرِكُونَ شرک کرتے ہیں کہ اپنی عادت کیطرف پھر جاتے ہیں لِيَكْفُرُوا تاکہ کفر کریں وہ بسبب شرک کے بِمَا آتَيْنَاهُمْ ساتھ اس چیز کے
کہ دی ہمنے انکو ایک نعمت کہ انکو نجات دیکر دریا سے باہر اتارا ہے وَلِيَتَمَتَّعُوا اور تاکہ فائدہ اٹھائیں وہ اس دنیا سے چند روز کا اور بتوں کی عبادت میں مشغول ہیں
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ پس قریب ہے کہ جانینگے اپنی انجام کار کو وقت عذاب کے اور فرماتا ہے کہ أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا ہے انہوں نے کہ أَنَّا جَعَلْنَا
تحقیق ہمنے کر دیا ہے انکی شہر کو کہ وہ مکہ ہے حَرَمًا آمِنًا حرم امن والا کہ وہاں کے آدمی محفوظ ہیں قتل اور غارت سے وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ اور اچک
لئے جاتے ہیں آدمی مِنْ حَوْلِهِمْ گرد اگرد انکے سے یعنی گرد شہر انکے سے آدمیوں کو قتل اور اسیر کرتے ہیں اور پکڑ لیجاتے ہیں اور لوٹتے ہیں اور اہل مکہ والوں کو
کوئی کچھ نہیں کہتا ہے أَفَبِالْبَاطِلِ کیا پس ساتھ باطل کے کہ وہ بت ہیں یا شیاطین باوجود اس نعمت کے يُؤْمِنُونَ ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں

ع

وقف لازم

وَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ اور ساتھ نعمت خدا کے کہ وہ سکونت حرم کی اور ایمنی خوف قتل و غارت اور سیری ہی ہے یَكۡفُرُوۡنَ کفر اور ناشکری کرتے ہیں کہ انکے غیر کو اسکا شریک قرار دیتے ہیں وَمَنۡ اَظۡلَمُ اور کون شخص زیادہ ظالم ہے مِمَّنِ افۡتَرٰى اُس شخص سے کہ بنا لیوے عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اوپر خدا کے جھوٹ کو اور گمان کرے کہ وہ بھی خدا کے شریک ہی اَوۡ كَذَّبَ بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اور جھٹلائے اور تکذیب کرے ساتھ حق کے کہ وہ پیغمبر یا قرآن ہے جس وقت کہ آیا وہ اسکے پاس اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے یعنی ہے دوزخ میں مَثۡوًى جگہ رہنے کی لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ۝ واسطے کافروں کے یعنی البتہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اور ایمانداروں کے حق میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا اور جن لوگوں نے کہ جہاد کیا ہے کفار پر فِيۡنَا بیچ مقدمہ ہمارے کے اور قائم کرنے دین ہمارے کے یا نفس اپنے کو مارا ہماری راہ میں کہ وہ جہاد اکبر ہے لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ البتہ دکھلائینگے ہم انکو سُبُلَنَا راہیں اپنی کہ وہ راہیں بہشت کی ہیں اور راہیں چلنے کی طرف ہمارے وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝ اور تحقیق خدا البتہ ہمراہ نیکی کرنیوالوں کے ہے کہ انکی نصرت کرتا ہے دنیا اور آخرت میں انکو درجات عالیات عطا کریگا

سُوۡرَةُ الرُّوۡمِ یہ سورۃ مکی ہے اور آیتیں اسکی ۵۹ ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ بخدا سوگند کہ جو کوئی شب بیست و سوم ماہ رمضان میں سورہ عنکبوت اور سورہ روم کو پڑھے وہ بہشتیوں میں سے ہو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓمّٓ ۚ ابن عباس سے منقول ہے کہ حروف مقطعہ خدا تعالیٰ کی تعریفیں ہیں اور ہر حرف اشارہ طرف ایک صفت و تعریف کے ہے کہ خدا تعالیٰ کی تعریفیں انسے بیان کریں چنانچہ الف سے اشارہ طرف الوہیت خدا کے ہی اور لام سے اشارہ طرف لطف کے اور میم کنایہ ملک سے ہے اور تحقیق وہ ہے کہ جو سورہ بقر کی اول میں روایات اہلبیت سے گذرا ہی غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ مغلوب کئے گئے رومی کہ فارسیوں نے انپر غلبہ کیا فِىۡۤ اَدۡنَى الۡاَرۡضِ بیچ نزدیک تر زمین عرب کے نسبت بزمین روم کے اور وہ زمین آذرعات اور فلسطین اور کسکر وغیرہ کی تھی مفسرین لکھتے ہیں کہ فارسی رومیوں پر لڑائی میں غالب ہوئے زمانہ رسول خدا میں اور کفار قریش یہ خبر سنکر خوش ہوئے اسواسطے کہ رومی اہل کتاب تھے جیسے سلمان صاحب کتاب ہیں اور فارسی اہل کتاب نہ تھے مثل کفار قریش کے قریش مسلمانوں کو کہتے تھے کہ رومی نصرانی ہیں اور اہل کتاب ہیں وہ مغلوب [illegible] ہمارے اہل کتاب نہیں ہیں تم بھی ہمسے مغلوب ہوگے مثل رومیوں کے اور مسلمان اس خبر کو سنکر بہت غمگین ہوئے اور بیت المقدس رومیوں کے پاس تھا جیسے کہ کعبہ مسلمانوں کے واسطے ہے فارسیوں نے رومیوں کو بیت المقدس میں سے بھی نکالدیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُمۡ اور وہ یعنی رومی مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ پیچھے غلبہ ان فارسیوں کے سے سَيَغۡلِبُوۡنَ ۙ فِىۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ ؕ قریب ہے کہ غالب ہونگے وہ رومی فارسیوں پر بیچ تھوڑے برسوں کے تین سال سے نو سال تک اور بضع سنین تین سال سے نو سال تک کو کہتے ہیں اور مشہور یہ قصہ تواریخ میں اسطرح سے ہے کہ فارس میں ایک عورت تھی کہ فرزند اسکے سب شجاع اور بہادر تھے اور پرویز کہ بادشاہ فارس کا تھا اسنے اس عورت کو طلب کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ لشکر اپنا واسطے جنگ قیصر روم کے روانہ کروں اور تیرے فرزندوں کے واسطے ایک شخص کو سردار لشکر کا کروں بتلا کہ تیرے فرزندوں میں کون لائق اس سرداری کے ہے اس عورت نے کہا کہ فلانا لڑکا میرا بھیڑیے سے بہت مکر رکھتا ہی اور فلانا تیغ و سنان سے زیادہ تند ہی اور جسکا نام شیرزاد ہے وہ شیر سے زیادہ شجاع ہی اور اس سے زیادہ حلیم اور بردبار ہے اور کوہ سے زیادہ سنگین ہے پرویز نے کہا کہ میں نے اسکو اختیار کیا جو کہ حلیم زیادہ ہی پس اسکو بلا کر سردار لشکر کا کیا اور طرف روم کے اسکو روانہ کیا اور وہ زمین روم میں پہنچا اور قیصر روم سے کارزار کر کے فتح پائی رومیوں پر اور شہروں کو روم کے خراب و منہدم کر دیا اور یہ لڑائی آذرعات اور بصرہ میں کہ شام کے شہروں سے زیادہ نزدیک ہیں واقع ہوئی اور یہ فتح فارسیوں کی رومیوں پر سال نہم میں مبعوث ہونے رسول خدا صلعم کے سے ہوئی تھی اور جسوقت یہ خبر مکہ میں پہنچی تو حضرت دلتنگ ہوئے اور مشرکین خوش ہوئے اور مسلمانوں پر طعن کرتے تھے کہ جیسے کہ تم صاحب کتاب ہو ایسے ہی رومی بھی ہیں اور فارسیوں کو انپر غلبہ حاصل ہوا ہے ایسے ہی ہم تم پر غالب ہونگے یہ فال ہمارے غلبہ کی ہی تم پر جسوقت مسلمان اس خبر کو سنکر رنجیدہ ہوئے تو خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کیواسطے فرمایا کہ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُوۡنَ یعنی اور وہ رومی پیچھے غلبہ ان فارسیوں کے سے قریب ہے کہ غالب ہونگے ان فارسیوں پر تین سال سے نو سال تک میں اور ایسا ہی ہوا کہ رومی فارسیوں پر غالب ہوئے اور یہ ایک بڑی دلیل ہے قرآن کے حق ہونیکی کہ جو کچھ اسمیں خبر دی تھی وہ وقوع میں آئی اور جب یہ خوشخبری نازل ہوئی تو ابوبکر نے مشرکین سے کہا کہ تم اس خبر سے شاد ہو تمہاری آنکھیں روشن ہوجیو بخدا کہ رومی فارسیوں پر غالب ہونگے تین سال سے نو سال تک میں مشرکین نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اور یہ تو کہاں سے کہتا ہی کہا پیغمبر خدا سے میں نے سنا ہی ابی بن خلف نے ابوبکر سے کہا کہ اگر تو راست کہتا ہی تو وقت اسکا

سورۃ الروم

معین کرکے شرط اسپر مقرر کریں پس تین سال بعد دس دس اونٹ کی شرط کی جس وقت رسول خدا کو ابو بکر نے اس شرط کی خبر کی تو حضرت نے فرمایا کہ ہی ابو بکر خطا کی تو نے
اسواسطی کہ بضع تین سی نو تک ہوتے ہیں پھر جا اور مال اور مدت میں زیادہ کر ابو بکر نے جاکر نو برس تک مقرر کئی اور سو اونٹ کی شرط کی اور یہ صورت شرط کرنیکی
حرام ہونے سی پہلے مقرر ہوئی تھی اور بعد اسکی حرام ہوگئی ہی اب ایسی شرط جائز نہیں ہے اور ابو بکر نے مکہ سی باہر جانا چاہا تو ابی بن خلف نے کہا کہ بدون ضمانت کے میں
تجھکو نہیں جانے دیتا بیٹا اُسکا عبد اللہ ضامن اپنے باپ کا ہوا اور جس وقت ابی بن خلف نے چاہا کہ مکہ سی واسطے جنگ اُحد کے جائے تو عبد اللہ نے اُسکو پکڑ لیا اور کہا کہ بدون
ضامن دئیے تجھکو بھی مکہ سے باہر نہیں جانے دیتا ابی نے بھی اپنا ضامن دیا اور اُحد کی لڑائی میں جاکر مسلمانوں سے لڑا اور وہانسے زخمی ہوکر مکہ میں آیا اور مرگیا
ابو سعید خدری سی روایت ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں نے جس وقت فتح پائی مشرکین پر تو اُسیوقت خبر آگئی کہ رومیوں نے فارسیوں پر فتح پائی یہ خبر سنکر مسلمان بہت
خوش ہوے اور ابو بکر نے ابی بن خلف کے وارثوں کے پاس جاکر مال شرط کا وصول کیا اور جناب رسولخدا کی خدمت میں لاکر حاضر کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکو تصدق
کر دو اور تواریخ کی کتابوں میں فارسیوں کا رومیوں پر غالب آنا اور پھر رومیوں کا فارسیوں پر غالب آنا تفصیل سے لکھا ہے جسکو ایسی قصوں کی رغبت ہو وہ تواریخ کی کتابوں کا
مطالعہ کرے اور حضرت امام محمد باقرؑ سے ایک روایت اسطرح سے ہے کہ جس وقت جناب رسولخدا صلعم نے طرف مدینہ کی ہجرت کی اور اسلام کو ظاہر کیا تو قیصر روم کو ایک نامہ
لکھا اور مضمون اُسکا ہدایت و طلب طرف اسلام کی تھی اور اپنے ایلچی کے ہاتھ وہ نامہ شاہ روم کے پاس روانہ کیا اور ایسے ہی ایک نامہ فارس کے بادشاہ کے پاس
بھیجا بادشاہ روم نے تو حضرت کے نامہ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور حضرت کے قاصد پر بہت مہربانی خرچ کی اور بادشاہ فارس نے حضرت کے نامہ کو خفیف سمجھکر پھاڑ ڈالا
اور اُس زمانہ میں بادشاہ روم سے بادشاہ فارس کا جنگ کرتا تھا اور مسلمان خواہش اسامر کی کرتے تھی کہ بادشاہ روم کا بادشاہ فارس پر فتحیاب ہو پس جس وقت بادشاہ
فارس کا بادشاہ روم پر غالب ہوا تو مسلمانوں کو بہت ناخوش معلوم ہوا اور رنجیدہ ہوے سبب اسکے اللہ تعالی نے انکی تسلی کے واسطے یہ آیت نازل کی کہ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ
وَہُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ لِلّٰہِ الْاَمْرُ خاص واسطے خدا کے ہے حکم مِنْ قَبْلُ پہلے غلبہ فارس کے سی روم پر وَمِنْ بَعْدُ اور پیچھے غالب ہونے رومیکے
سے فارس پر یعنی ہر وقت حکم اُسکا ہے اور سب کام اُسکی قبضۂ قدرت میں ہیں پس غالب ہونا اور مغلوب ہونا اول سے آخر [illegible]
ہے کہ واسطے خدا کے حکم ہے پہلے اس سے کہ حکم کرے اور بعد اسکے کہ حکم کرے وَیَوْمَئِذٍ اور اسی روز یعنی جس روز کہ رومی [illegible]
خوش ہونگے مومنین بِنَصْرِ اللّٰہِ ساتھ مدد کرنے خدا کے اہل کتاب کو اس قوم پر جو کہ کتاب نہیں رکھتی ہیں یَنْصُرُ نصرت کرتا ہے خدا مَنْ یَّشَآءُ جسکو
چاہتا ہے وَھُوَ الْعَزِیْزُ اور وہ غالب مطلق ہے الرَّحِیْمُ مہربان وَعْدَ اللّٰہِ وعدہ کرنا خدا کا وعدہ کرنا غلبہ روم کا فارس پر اور وعدہ نصرت
مومنین کا لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ نہیں خلاف کرتا ہے خدا وعدہ اپنے کو وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں
جانتے ہیں وعدہ کو اور وعدہ کی صحت کو بسبب جہالت اور تامل نکرنے کے یَعْلَمُوْنَ ظَاہِرًا جانتے ہیں ظاہر کو مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا زندگانی دنیا سے یعنی
مال و متاع اور جاہ اور دولت اور اسباب تجارت وغیرہ فائدوں اور منافع کو جانتے ہیں اور جو کچھ دنیا کا ضرر ہے اسکو جانتے ہیں وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ اور وہ
آخرت سے کہ نہایت مقصود ہی ھُمْ غٰفِلُوْنَ وہ غافل ہیں اور نہایت بیخبر ہیں اور اس جہت سے ہمیشہ دنیا کے آباد کرنیمیں اور آخرت کے خراب کرنیمیں رہتے ہیں
اور بعضے علما لکھتے ہیں کہ بخدا سوگند کہ کامل ہونا امور دنیا میں اس نہایت کو پہنچا ہے کہ درہم کو اپنے ناخن سے پلٹ کر اُسکے وزن کی خبر دیتے ہیں کہ کسطرح سے ہے اور نماز کو ہرگز
نہیں جانتے ہیں کہ کسطرح ادا کرنی چاہئے اور کیونکر صحیح ہوتی ہی اور کس امر کے کرنیسے جاتی رہتی ہی اور حضرت صادقؑ سی تفسیر یعلمون ظاہرا کی دریافت کیگئی تو فرمایا کہ
علم رمل اور نجوم کہ واسطے تدبیر امور دنیا کے ہے وہ بھی اسی میں سے ہے اور فرماتا ہے کہ اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا کیا نہیں فکر کرتے ہیں اور سوچتے ہیں فِیْۤ اَنْفُسِہِمْ بیچ نفسوں
اپنے کے کہ وہ سب چیزوں سے زیادہ نزدیک اور قریب انکی ہے تاکہ ثابت ہو انکو قدرت اُسکی پیدا کرنے کی انکی پھیر دینے پر جیسے اسکو پہلے پیدا کرنے پر قدرت تھی ایسی ہی
دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قدرت ہے مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ نہیں پیدا کیا خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَیْنَہُمَاۤ اور جو چیز کہ
درمیان ان دونو آسمان اور زمین کے ہے اِلَّا بِالْحَقِّ مگر ساتھ حق کے واسطے غرض صحیح کے کہ اسکو دلیل لاتے ہیں اُسکی توحید اور قدرت کاملہ پر اور عبث اور بیفائدہ انکو
نہیں پیدا کیا ہے بلکہ پیدا کیا ہی انکو ایک فائدہ کیلئے وَاَجَلٍ مُّسَمًّی اور ایک مدت نام رکھی گئی اور مقرر کیواسطے کہ جب وہ مدت گذر جائے تو پھر وہ معدوم ہوجائیں اور باقی نرہیں

اور وہ روز قیامت ہے کہ جسپر مدت انکی منتہی ہوگی اور جسوقت وہ باقی رہینگے وَاِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ اور تحقیق کہ بہت آدمیوں میں سے بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ ساتہ
پہنچنے جزا پروردگار اپنے کے قیامت ہونے میں لَكَافِرُونَ ۔ البتہ کفر کرنیوالے ہیں اور انکار کرنیوالے ہیں اور گمان انکا یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ ہے اور آخرت نہوگی اَوَلَمْ
يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ کیا نہیں سیر کرتے ہیں وہ بیچ زمین کے وقت تجارت کے طرف یمن اور شام وغیرہ کے جسجگہ کہ عاد اور ثمود اور سوائے انکی عذاب خدا سے ہلاک ہوئے ہیں
فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ پس دیکھیں کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِينَ انجام اُن لوگوں کا کہ تھے وہ مِن قَبْلِهِمْ پہلے انکے كَانُوا تھے وہ
أَشَدَّ مِنْهُمْ زیادہ سخت مکہ والوں سے قُوَّةً قوت میں یہ تمیز واقع ہوا ہے یعنی بڑے زبردست آدمی تھے باعتبار طاقت کے وَأَثَارُوا الْأَرْضَ
اور کھودا اور الٹ پلٹ کیا اور جوتا انہوں نے زمین کو واسطے زراعت اور درخت بونے کے اور چشمے جاری کرنے کے وَعَمَرُوهَا اور آباد کیا انہوں نے اسکو عمارتیں بنا کر
أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا اکثر اس سے کہ آباد کیا ہے ان مکہ والوں نے اسکو کہ مکہ والے ایسی زمین میں رہتے ہیں کہ وہاں نہ آب شیریں ہے اور نہ زراعت ہے اور باوجود
اسکی تکبر اور سرکشی کرتے ہیں وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم اور آئے انکے پاس پیغمبر انکے بِالْبَيِّنَاتِ ساتھ دلیلوں روشن کے اور معجزوں ظاہر کے اور وہ لوگ
ایمان نلائے تو اسواسطے خدا تعالے نے انکو ہلاک کیا فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ پس نہ تھا خدا کہ ظلم کرے اُنپر بدون جرم کے اور بدون پہنچے پیغمبروں کے لیکن انہوں نے
کفر کیا اور پیغمبروں کو جھٹلایا اسواسطے عذاب میں گرفتار ہوئے وَلَٰكِن كَانُوا اور لیکن تھے وہ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ جانوں اپنی پر ظلم کرتے تھے بسبب اختیار کرنے
کفر کے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا پھر ہوگا انجام اُن لوگوں کا کہ برا کیا انہوں نے کہ کفر کو اختیار کیا انہوں نے السُّوأَىٰ برائی کہ وہ عذاب ہے دنیا
اور آخرت کا اور اہل کوفہ نے عاقبۃ کو منصوب پڑھا ہے یعنی جنہوں نے برائی کی ہے انجام انکا برا ہے کہ وہ عذاب دنیا اور آخرت کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سوئی نام دوزخ کا ہے
جیسے حسنی اور طوبی نام بہشت کا ہے یعنی انجام انکا دوزخ ہے اور ہلاک ہو وہ أَن كَذَّبُوا اسواسطے کہ جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی بِآيَاتِ اللَّهِ ساتھ آیتوں
خدا کے کہ قرآن کا اعتبار نہ کیا اور اس سے نصیحت نہ پکڑی وَكَانُوا بِهَا اور رہیں وہ ساتھ اُن آیتوں کے يَسْتَهْزِئُونَ ہنسی کرتے کہ انکو خدا کی طرف سے جانتے نہیں ہیں
اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ خدا پیدا کرتا ہے خلقت کو نطفے سے ثُمَّ يُعِيدُهُ پھر اعادہ کریگا اسکا کہ بعد مرنیکے اسکو پھر زندہ کریگا ثُمَّ إِلَيْهِ پھر طرف اسکے
واسطے جزائے اعمال کے تُرْجَعُونَ پھر جاؤگے تم اور ابوبکر نے یرجعون پڑھا ہے غائب کا صیغہ یعنی طرف اسکی پھرینگے ۔ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جسدن کہ
قائم ہو قیامت يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ناامید اور خاموش اور حیران ہونگے گنہگار کہ کوئی حجت اور تکرار انکو باقی نرہیگی وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن
شُرَكَائِهِمْ اور نہووینگے واسطے انکے شریکوں انکے کہ جنکو خدا کا شریک کرتے تھے شُفَعَاءُ سفارش کرنیوالے کہ انکو عذاب سے خلاصی دلویں کفار مکہ کہتے تھے کہ ہمارے
معبود قیامت میں ہماری سفارش کرینگے خدا تعالی فرماتا ہے کہ ہرگز وہ انکی سفارش نکرسکینگے وَكَانُوا اور ہونگے وہ بِشُرَكَائِهِمْ ساتھ
شریکوں اپنے کے كَافِرِينَ کفر کرنیوالے اور بیزار ہونیوالے کہ جسوقت انسے ناامید ہوں وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جسدن کہ قائم ہوگی قیامت يَوْمَئِذٍ
اُسدن يَتَفَرَّقُونَ ۔ متفرق ہوجائینگے اور آپس میں جدا ہوجائینگے آدمی کہ بعضے تو بہشت کو سدھارینگے اور بعضے دوزخ کو روانہ ہونگے فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ پس بیچ باغوں بھرے ہوئے میووں کے
يُحْبَرُونَ شاد ہاں اور خوش کئے جائینگے اسطرح سے کہ اثر فرحت اور سرور کا انکے چہروں سے نمایاں ہوگا اور اسطرح کہ گرامی کئے جائینگے بکرامت خدا اور نعمتوں سے
لذت پائینگے اور تاج انکے سروں پر ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سرور سے سننا راگ کا ہے کہ اسکے سننے سے بہشت میں لذت پائینگے اور کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے
رسولخدا سے پوچھا کہ بہشت میں راگ بھی ہے فرمایا ہاں بہشت میں ایک نہر ہے کہ اسکی کنارہ پر باکرہ حوریں بیٹھی ہیں کہ جنکے گورے گورے بدن ہیں اور بڑی بڑی آنکھیں ہیں
حوریں گائینگی ایسی آواز سے کہ ایسی خوش آواز کسی نے نسنی ہوگی اور یہ بہشت کی نعمتوں میں سے بہتر نعمت ہے اور کہتے ہیں کہ وہ حوریں خدا تعالی کی تسبیح کرینگی انکی آواز
خوش ہوگی اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولخدا صلعم سے پوچھا کہ یا رسولخدا بہشت میں آواز خوش ہے کہ مجھے راگ سننے کا بہت شوق ہے فرمایا کہ ہاں بہشت میں ایک
درخت ہے کہ جسوقت خدا تعالے اسکو وحی کریگا کہ میرے بندوں کو کہ راگ سنا جن لوگوں نے کہ دنیا میں راگ سے پرہیز کیا ہے وہ درخت آواز خوش سے حق تعالی کی تسبیح کریگا ایسی آواز سے
کہ خلایق نے کبھی ایسی نسنی ہوگی اور سوائے اسکی بہت روایتیں مقدمہ میں ہیں وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا اور لیکن جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور

جھٹلایا ہے اور تکذیب کی ہی اُنہوں نے ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں یا نشانیاں قدرت ہماری کے وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ اور ساتھ پہنچنے
آخرت کے کہ اسکو بھی جھٹلایا ہی فَاُولٰٓئِكَ پس یہ لوگ جھٹلانیوالے فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ بیچ عذاب کے حاضر کئے گئے ہیں دوزخ میں داخل
ہوکر کہ ہرگز غائب ہونیوالے نہیں ہیں اور اب واسطے نجات بندوں کی فرمایا ہے کہ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ پس تسبیح کرو تم تسبیح کرنا خدا کو جسطرح سے کہ وہ سزاوار
اسکی ہے حِیْنَ تُمْسُوْنَ جسوقت کہ رات کرو تم وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ اور جسوقت کہ صبح کرو تم وَلَهُ الْحَمْدُ اور واسطے اسکے شکر ہے اور تعریف
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے یعنی جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اسکی حمد و ثنا کرتا ہے وَعَشِیًّا یہ مفعول فیہ
واقع ہوا ہے یعنی بیچ آخر روز کے وَحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ اور جسوقت ظہر کا وقت کرتے ہو تم اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد تسبیح سے یہاں نماز ہے پس تمسون سے مراد
نماز شام اور عشا ہے اور تصبحون سے مراد نماز صبح ہے اور عشیا سے مراد نماز عصر ہے کہ وہ آخر دن میں ہوتی ہے اور تظہرون سے مراد نماز ظہر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان
وقتوں میں تسبیح کرو کہ وہ ایسا ہے کہ یُخْرِجُ الْحَیَّ نکالتا ہے زندہ کو مِنَ الْمَیِّتِ مُردہ سے جیسے کہ انسان کو نطفہ سے اور مرغ کو بیضے سے اور یا یہ کہ مومن کو
کافر سے اور عالم کو جاہل سے اور نیک کو بد سے وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ اور نکالتا ہے مُردہ کو مِنَ الْحَیِّ زندہ سے جیسے کہ نطفہ کو انسان سے اور بیضہ کو مرغ سے اور
کافر کو مومن سے اور جاہل کو عالم سے اور نیک کو بد سے وَیُحْیِ الْاَرْضَ اور زندہ کرتا ہے زمین کو گل اور بوٹے اگا کر بَعْدَ مَوْتِهَا پیچھے مرنے اور خشک
ہونے اسکے وَكَذٰلِكَ اور ایسے ہی یعنی مانند اس زندہ ہونے کی تُخْرَجُوْنَ باہر نکالے جاؤ گے تم قبروں سے زندہ کرکے اور حضرت امام کاظم نے یُحْیِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہاں قطرات باراں سے زندہ کرنا مراد نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ ایسے مردوں کو بھیجیگا کہ زندہ کرینگے وہ عدل کو اور عدل کے
زندہ کرنے سے زمین زندہ ہو جائیگی اور قائم کرنا حد کا زیادہ نفع رکھتا ہے زمین کو چالیس روز کے قطرات باراں سے اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
کہ جو کوئی چاہتا ہو کہ بروز قیامت اسکی اعمال نیک وزن کئے جائیں تو چاہیئے کہ اس آیت کو پڑھے وکذلک تخرجون تک اور دوسری روایت ہے کہ آخر سورہ والصافات
کا یعنی سبحان ربک رب العزت آخر تک اسکی ساتھ ملا کر پڑھے اور ایک روایت سید عالم صلعم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شام اور صبح کو یہ آیت
پڑھے تو اسنے تدارک کیا ہر عبادت کا جو اس سے فوت ہوئی ہے خواہ نوافل ہوں خواہ دعائیں ہوں خواہ تسبیحیں ہوں اور ایک روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی بعد نماز فریضہ کے اس آیت کو پڑھے تو بعدد قطرات باراں اور برگ درختاں اور خاک روئے زمین کے واسطے اسکے دس نیکیاں لکھیں وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اور تمام
نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے اَنْ خَلَقَكُمْ یہ کہ پیدا کیا تمکو مِّنْ تُرَابٍ مٹی سے یعنی اصل کو سب کے کہ وہ آدم ہے باپ تمہارا اسکو یعنی خاک سے پیدا
کیا ہے اور یا یہ کہ تمکو نطفہ سے پیدا کیا ہے اور نطفہ کو غذا سے اور غذا کو مٹی سے ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ پھر اسوقت تم یعنی بعد پیدا کرنے کی بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ آدمی
ہو کر پراگندہ ہوتے ہو اور بکھرتے ہو زمین میں اور ہر ایک جگہ اپنا وطن اور مقام کرتے ہو پس جس کسیکو کہ ایسی قدرت ہو کہ اسنے تمکو پیدا کرکے جگہ جگہ میں متوطن کر دیا ہم
وہ تمہارے دوبارہ زندہ کرنے پر کیونکر قادر نہوگا وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے اَنْ خَلَقَ لَكُمْ یہ کہ پیدا کیا واسطے تمہارے
مِّنْ اَنْفُسِكُمْ نفسوں تمہارے سے یعنی جنس اور شکل تمہاری سے اَزْوَاجًا جوڑی یعنی عورتوں تمہاری کو لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا تاکہ میل اور
رغبت کرو تم طرف انکی ایک جنس ہونیکے سبب سے اور انس اور الفت پکڑو اور غیر جنس ہونا سبب نفرت اور اختلاف کا ہے وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ اور کر دیا درمیان
تمہارے یعنی تمہاری عورتوں اور تم میں پیدا کیا خدا نے مَّوَدَّةً دوستی کو وَّرَحْمَةً اور مہربانی کو بسبب حاصل ہونے زوجیت کے باوجودیکہ اس سے پہلے کوئی
آشنائی نہ تھی اور دونوں کی شوہر اور زوجہ ہونے ہی ایک الفت جانبین سے دلوں میں پیدا ہو گئی کہ امر معاش کا انتظام بخوبی ہو واسطے کہ زندگانی راحت سے بسر
کرنی موقوف ہے محبت اور الفت پر اور منقول ہے کہ ایک شخص جناب رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھکو ایک امر سے نہایت تعجب آتا ہے اور وہ
یہ ہے کہ عورت اور مرد کہ کبھی انہوں سے ایک کو دوسرے نے نہ دیکھا ہو جسوقت ان دونوں کا نکاح ہوا اور ایک روز آپس میں صحبت رکھیں تو ایسی انکی درمیان دوستی پیدا ہوجاتی ہے کہ
زیادہ اس سے کوئی دوستی متصور نہو حضرت نے فرمایا کہ یہ خدا کی جانب سے ہے کہ اسنے فرمایا ہے ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ
ورحمۃ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس پیدا کرنے عورت اور مرد ہم جنس و ہم شکل اور ہم شبیہ کے لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّقَوْمٍ

یتفکرون واسطے اس قوم کے کہ سوچتے ہیں اور فکر کرتے ہیں حکمتوں اور صنعتوں میں اسکی ومن آیاته اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہے ان خلق
السموات والارض پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ بیچ درمیان عجائب اور غرائب چیزیں ہیں واختلاف السنتکم اور مختلف
ہونا زبانوں تمہاری کا بولیوں میں کہ تمکو الہام کرکے تعلیم کیا ان بانونکو مثل عربی اور فارسی اور ہندی کے اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ اصلیں سب بانوں
مختلف کی بہتر ہیں انیس تو اولاد سام میں ہیں اور سترہ زبان اولاد حام میں اور چھتیس اولاد یافث میں اور لکھتے ہیں کہ واضع اور ایجاد کرنیوالا ان بانوں کا
خدا ہے اور بعضے لکھتے ہیں کہ فاعل سب بانونکے آدمی ہیں لیکن خدا تعالے نے اونپر الہام کرکے آسان کردیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مختلف ہونے زبانوں سے مراد مختلف ہونا
آوازونکا ہے جیسے کہ مختلف شکلیں پیدا کیں ایسے ہی آوازیں مختلف پیدا کیں ہیں اپنی قدرت کاملہ سے کہ ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے نہیں ملتی یہانتک کہ
دو بھائیونکی زبانیں آپسمیں مشابہ نہیں ہیں اسواسطے فرمایا خدانے اور آیتوں اسکی سے ہے مختلف ہونا زبانوں تمہاری کا یعنی تمہاری آوازونکا والوانکم اور
مختلف ہونا رنگوں تمہاری کا سیاہی اور زردی اور سفیدی اور سرخی میں اور یا یہ کہ اعضا کی ہیئت میں مختلف ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے مشابہ نہیں ہے
اگرچہ رنگ میں موافق ہوں لیکن شکلوں میں البتہ مختلف ہونگے اور یہ نہایت عجائب قدرت خالق سے ہے کہ سبکو مختلف پیدا کیا ہے اگر یہ اختلاف نہوتا اور
آدمی آپسمیں ہمشکل ہوتے اسطرح سے کہ کسیطرح آپسمیں فرق نہوتا تو موجب ابہام ہوجاتا اکثر مصلحتونکا ہوتا اور انتظام میں خرابی آتی ان فی ذلک
تحقیق کہ بیچ اس اختلاف بانوں اور رنگوں اور میونکے لآیات البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں للعالمین واسطے عالم کے لوگوں کے اور حفص نے
اسکو بکسر لام پڑھا ہے یعنی واسطے جاننے والوں عاقلوں کے مثل جن اور انسان اور فرشتہ کے کہ حکمت اسکی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے ومن آیاته اور نشانیوں
قدرت اسکی سے ہے منامکم سونا تمہارا باللیل والنهار بیچ رات کے اور دن کے واسطے استراحت اور آسودگی نفس کے وابتغاؤکم اور طلب کرنا تمہارا
روزی کو من فضله فضل اسکے سے اور اکثر کے نزدیک مراد خواب سے شب کو ہے اور روزی طلب کرنی دن کو مخصوص ہے ان فی ذلک تحقیق کہ
بیچ اس خواب شب کے اور طلب روزی روز کے لآیات البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لقوم یسمعون واسطے اس قوم کے کہ سنتے ہیں گوش کے
کان سے اور اسمیں تفکر کرتے ہیں ومن آیاته اور نشانیوں حکمت اس خدا کے سے ہے کہ یریکم البرق دکھلاتا ہے تمکو بجلی کو خوفا واسطے
ڈرنے مسافر کے بجلی گرنے سے [illegible] طمع مقیم لوگونکی بارش بارانکو اور یریکم میں ان مقدر ہے اور خوفا اور طمعا مفعول لہ واقع ہوئے ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ خوف اور ط[illegible] واسطے مراد ہے مسافر اور مقیم کی خصوصیت نہیں ہے وینزل من السماء ماء اور نازل کرتا ہے وہ
جانب آسمان [illegible] فیحیی به الارض پس زندہ کرتا ہے ساتھ اسکے زمین کو کہ گھانس اور تر و تازہ درخت اسمیں اگتے بعد موتها
[illegible] ہوئے ان فی ذلک تحقیق کہ بیچ اس بجلی اور باران کے لآیات البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لقوم یعقلون
[illegible] سمجھتے ہیں اور عقل کو عمل دیتے ہیں ومن آیاته اور نشانیوں قدرت اسکی سے ہے ان تقوم السماء یہ کہ کھڑا ہے آسمان بے ستون
والارض اور زمین بامره ساتھ حکم اسکے کہ دونو اسکی حفاظت سے قائم ہیں ثم اذا دعاکم پھر جسوقت بلائیگا تمکو اسرافیل کے واسطے سے دوسرا
صور پھونککر دعوة بلانا اسطرح سے کہ کہیگا اے مردو باہر آؤ من الارض زمین سے اذا انتم تخرجون سو وقت تم نکلو گے اپنی قبروں
سے واسطے جزائے اعمال نیک اور بد کے یعنی جیسے کہ قادر ہے خدا تعالی کہ آسمان اور زمین کی حفاظت کرتا ہے ایسے ہی مردونکو زندہ کرکے زمین سے نکالنے پر قادر ہے کیونکہ قدرت
اسکی جمیع ممکنات کی نسبت برابر ہے وله من فی السموات والارض اور واسطے اسکے ہے جو کہ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے کل له قانتون
سب واسطے اسکی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں زندگی میں اور بعد موت کے اگرچہ بعضے دنیا میں اسکی منکر ہیں سبب چھوڑ دینے اسکے انکو انکی حال پر اور وہاں سرکشی
نکرسکینگے وهو الذی اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ یبدؤ الخلق پیدا کرتا ہے خلقت کو ثم یعیده پھر اعادہ کریگا اسکا کہ دوبارہ اسکو زندہ
کریگا بعد مرنیکے وهو اهون علیه اور وہ دوبارہ زندہ کرنا آسان تر ہے اوپر اس خدا کے اول بار کے پیدا کرنے سے کہ جسوقت کچھ مادہ موجود نتھا اس وقت
پیدا کیا اور جبکہ مادہ اسکا موجود ہے تو پھر پیدا کرنا نہایت آسان ہے اور یہ نسبت قدرت تمہاری کے ہے اور خدا کے نزدیک تو اول اور دوبارہ پیدا کرنا دونو برابر ہیں

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اور واسطے اُس خدا کے وصف عجیب الشان ہی مثل قدرت کاملہ کے اور ایک ہونے ذات کے اور بزرگ ہونے صفات کا کہ اُسکی غیر کیواسطے نہیں ہے
برتر ہی اپنے غیر سے کہ برابر اُسکی کوئی نہیں ہو سکتا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى یعنی وہ شخص ہے وہ کہ نہیں مشابہ ہی اُسکو کوئی چیز
اور نہ وصف کیا جاتا ہی اور نہ وہم میں لایا جاتا ہی اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے حضرت علی سے کہ اے علی تو مثل اعلیٰ ہی
غرض یہ کہ خدا تعالیٰ موصوف ہے ان اوصاف بزرگ کے ساتھ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیچ آسمانوں کے اور زمین کے کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور زمین
میں اُسکو ان صفتوں سے یاد کرتے ہیں وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے سب چیزوں پر کہ اُسکی قدرت سب کے متعلق ہے اور اُن سب میں قدرت
اول پیدا کرنیکی اور دوبارہ زندہ کرنیکی بھی ہی الْحَكِيْمُ حکمت والا ہی کہ موافق مصلحت کے کرتا ہی ضَرَبَ لَكُمْ بیان کی ہی خدا نے واسطے
تمہارے مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ مثال کہلی گئی ہی جو ال نفسوں تمہاری سے اور وہ یہ ہے کہ هَلْ لَّكُمْ کیا ہیں اُسکی واسطے تمہارے مِّنْ مَّا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ اُنمیں سے کہ مالک ہوئے ہیں ہاتھ تمہارے کہ وہ لونڈی اور غلام تمہارے ہیں کیا وہ واسطے تمہارے مِّنْ شُرَكَاءَ شریک نہیں سے ہیں فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ
بیچ اُس چیز کے کہ روزی دی ہی ہمنے تمکو یعنی تمہارے لونڈی اور غلام کیا تمہارے شریک نہیں ہیں اُس روزی میں جو ہمنے تمکو دی ہی کہ فَاَنْتُمْ پس تم اور غلام
تمہارے فِيْهِ سَوَاءٌ بیچ اُس روزی تمہاری کے برابر ہوں جسطرح سے کہ تم اپنے ملک اور مال میں تصرف کرتے ہو اسیطرح وہ بھی اپنا تصرف کریں اُس
تمہاری روزی میں بلکہ تم ہرگز نہ چاہو گے کہ وہ تمہارے ملک میں مثل تمہاری تصرف کریں اور وہ لونڈی اور غلام ایسے ہیں کہ تَخَافُوْنَهُمْ ڈرتے ہو تم اُنکے
وہ اپنا تصرف کرکے مالک مستقل ہو جائیں كَخِيْفَتِكُمْ مثل ڈرنے تم آزادوں کے اَنْفُسَكُمْ نفسوں اپنے سے کہ وہ نفس تمہارے شریک آزاد ہوں اللہ
تعالیٰ نے آزاد شریکوں کو نفس اُنکا فرمایا ہی یعنی تم اپنے اُن غلاموں سے اُنکے شریک ہو جانیمیں تصرف کرنیسے ایسے ڈرتے ہو جیسے کہ کوئی آزاد و صحیح شریک ہونیسے
ڈرتا ہی خلاصہ یہ ہے کہ ای آزادو تم راضی ہو اس امر سے کہ اپنے غلاموں کو اپنی ملک اور مال میں شریک کرو کہ وہ مثل تمہاری اپنا تصرف کریں اور تصرف میں تمہارے برابر
ہو جائیں اور اُنکی مالک اور شریک ہونیسے تم خوف کرو جیسے کہ بعضے آزاد بعضے آزادوں کے شریک ہونیسے خوف کرتے ہیں پس جسوقت کہ تم راضی نہو اپنے غلام اور لونڈی
کے شریک ہونیسے تو سبحان اللہ کیونکر راضی ہوتے ہو تم میری واسطے کہ میں سب کا آزاد کا بھی اور غلام کا بھی پروردگار ہوں ... غلاموں اور بندوں کو میرا شریک
کرتے ہو اور یہ کیونکر روا رکھتے ہو کہ جسکو میں پیدا کروں اُسکو تم میرا شریک مقرر کرو كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ ... اسیطرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم
دلیلوں توحید اپنی کو لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ واسطے اُس قوم کے کہ عقل کو کام فرماتے ہیں اور عقلمندوں ہی کو فائدہ ... سنکر کے سمجھتے ہیں اور
جاہل اور ظالم اُس امر کی حقیقت سے بیخبر ہیں چنانچہ فرماتا ہی کہ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ بلکہ پیروی کی اُن لوگوں نے ظَلَمُوْا ... نے اپنی نفسوں
پر شرک کو خدا کے اَهْوَاءَهُمْ خواہشوں اپنی کے یعنی پیروی کی ہی اُنہوں نے خواہشوں اپنی کے بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون ... اور
اگر دانشمند ہوتے تو خواہشوں کی پیروی نکرتے اور اُنکی عقل اُس پیروی سے اُنکو مانع ہوتی فَمَنْ يَّهْدِيْ پس کون ہے کہ راہ دکھلائے مَنْ ...
اُس شخص کو کہ چھوڑ دیا ہے خدا نے اُسکو گمراہی میں اُسکی حال پر کہ لطف اپنا اور توفیق اپنی اُس پر سے اُٹھا لی ہے یعنی جسکو کہ خدا تعالیٰ نے اپنی علم سے جانا کہ ...
اُسکو فائدہ نہ دیگا اُسکی عناد اور انکار کی جہت سے باوجود دیکھنے معجزات کے تو خدا تعالیٰ نے اُسکو اُسکی حال پر چھوڑ دیا ہی اور وہ ایسا ہی کہ اُسکو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا
وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہیں واسطے اُن مشرکوں کے مِّنْ نّٰصِرِيْنَ نصرت اور مدد کرنیوالے کہ اُنکو گمراہی سے نکالیں اور اُس گمراہی کی سزا سے کہ وہ عذاب دنیا اور
آخرت کا ہی نجات دیں اور جسوقت جانا تو نے ای محمد صلعم کہ مشرکین ہدایت کرنیسے ہدایت نہیں پاتے ہیں تو فَاَقِمْ وَجْهَكَ پس قائم کر تو مُنہ اپنے کو اور درست کر تو
لِلدِّيْنِ واسطے دین حق کے یعنی دین اسلام پر قائم رہ کہ حَنِيْفًا میل کرنیوالا دین باطل سے طرف دین حق کے ہے اور دوسرے دین کیطرف سوا دین
اسلام کے متوجہ مت ہو یہ خطاب حضرت کیطرف ہے اور مراد اُس سے جمیع مومنین ہیں یعنی بندے میرے دین اسلام پر ثابت قدم رہیں اور حنیفًا حال واقع ہوا ہے فِطْرَتَ
اللّٰهِ فطرت یعنی پیدائش کے ہے اور یہاں مراد اُس سے دین اسلام ہی اور فطرت مفعول ہی تبع مقدر کا اس صورت میں ترجمہ اُسکا یہ ہے کہ پیروی کر تو دین اسلام کی کہ
سب نعمتوں سے بہتر ہے الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا وہ دین کہ پیدا کیا ہی خدا نے آدمیوں کو اوپر اُس دین کے یعنی جو لڑکا پیدا ہوتا ہی وہ دین اسلام پر

پیدا ہوتا ہے لیکن صحبت میں اپنے والدین اور اپنی قوم کے سکہا ہی دین اختیار کرتا ہے اور عالم کے جو لوگوں میں مشاہدہ ہوتا ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی اپنے والدین کے
دین پر ہے اور اسی دین کو اچھا گمان کر کے اختیار کرتا ہے خواہ ہندو ہو خواہ مسلمان خواہ یہودی خواہ نصرانی اور تحقیق کر کے مذہب کو کوئی اختیار نہیں کرتا
ہے بلکہ نہایت قلیل آدمی کہ بمنزلہ نادر کے ہیں اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت بھی مشہور ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من مولود الا قد یولد علی
فطرۃ الاسلام ثم ابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کہ ہر لڑکا دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن والدین اسکے اگر یہودی ہیں تو اسکو یہودی کر دیتے ہیں اور اگر نصرانی ہیں تو
اسکو نصرانی کر دیتے ہیں اور اگر مجوسی ہیں تو اسکو مجوسی کر دیتے ہیں اور حضرت صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اس فطرت سے کیا مراد ہے فرمایا کہ دین اسلام مراد ہے
پیدا کیا ہے خدا نے انکو اسپر جسوقت کہ انسے بروز الست اپنی توحید پر اقرار کروایا اور حضرت امام باقرؑ نے فرمایا ہے کہ پیدا کیا ہے انکو خدا نے اپنی توحید پر جسوقت انسے عہد لیا لینے
پروردگار ہونیکا بروز الست اور اگر یہ امر نہوتا تو نہ جانتے وہ کہ کون ہے پروردگار انکا اور رازق انکا اور کہتے ہیں کہ اسلام کا نام فطرت اسواسطے ہوا ہے کہ اگر بندوں کو
گمراہ نکریں اور انکو انکی حال پر چھوڑ دیں اور جس امر پر کہ وہ پیدا ہوئے ہیں اسی امر پر انکو رہنے دیویں تو البتہ دین اسلام کو لازم پکڑیں اور منقول ہے کہ ایک جہاد میں
لڑکوں کو کفار کے قتل کرتے تھے حضرت نے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ بیگناہ ہیں لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ مشرکین کی اولاد ہیں فرمایا بخدا کوئی لڑکا نہیں
ہے مگر کہ وہ پیدائش اسلام پر پیدا ہوا ہے اور ہمیشہ اسی پیدائش پر باقی ہے یہانتک کہ دوسرا مذہب اسکی زبان سے ظاہر ہوا اور والدین اسکی یہودی و نصرانی اسکو
کر دیتے ہیں لا تبدیل لخلق اللہ نہیں ہے بدل جانا واسطے مخلوق اور پیدائش خدا کے یعنی جس دین کو کہ خدا نے واسطے بندوں کے پیدا کیا ہے اس دین کے
واسطے بدل جانا نہیں ہے تمکو چاہیے کہ اس دین کو بدل نکرو دوسرے دین سے اے بندو اور اسی دین پر قائم رہو اس دین کا بدلنا سزاوار نہیں ہے اور یا یہ معنی ہیں کہ
دین خدا کو کوئی نہیں مٹا سکتا ہے ذلک الدین وہ دین کہ بندے جس دین کے اختیار کرنیکو حکم کئے گئے ہیں وہ دین القیم راست اور
درست ہے کہ کسیطرح کی کجی اسمیں نہیں ہے ولکن اکثر الناس ولیکن اکثر آدمی لا یعلمون نہیں جانتے ہیں اسکی راستی کو بسبب
کجی طبیعت کے اور نہ تامل کرنے دلیلوں حقیقت اسکی کے اور حق یہ ہے کہ جیسا کہ پاک اور صاف یہ مذہب ہے ایسا کوئی مذہب روئے زمین پر نہیں ہے جیسے کہ تنزیہ اور
تقدیس خدا کی اور ہر عیب اور شرک اور نقصان سے پاک ہونا خدا کا اس مذہب میں ثابت ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے پس متوجہ ہو تم طرف اس دین کے اور منہ کرو طرف
اسکے منیبین جسوقت کہ رجوع کرنیوالے ہو الیہ طرف اس دین کے اور سوائے اسکے اور دینوں کو چھوڑ کر اسکی طرف پھرنیوالے ہو منیبین حال واقع ہوا ہے
واتقوہ اور ڈرو تم اس خدا سے اسکی نافرمانی اختیار کرنے میں واقیموا الصلوۃ اور قائم کرو تم نماز کو اور ہمیشہ پڑھتے رہو مع شرائط اور
ارکان کے ولا تکونوا من المشرکین اور نہو تم شرک کرنیوالوں سے اسواسطے کہ عبادت بدون خلوص کے اور بے وحدانیت خدا کے
فائدہ نہیں بخشتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مت ہو تم شرک کرنیوالوں سے نماز کو عمداً ترک کر کے اسواسطے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عمداً نماز کو ترک کرنا
کفر ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ اگر ترک کرنیکو حلال جانے تو اسوقت کافر ہو جاتا ہے من الذین ان لوگوں سے یعنی مت ہو تم شرک کرنیوالوں سے
ان لوگوں سے کہ فرقوا دینہم متفرق اور فرقہ فرقہ کر دیا انہوں نے دین اپنے کو وکانوا شیعا اور ہو گئے وہ گروہ گروہ اور امر دین سے اختلاف
انکا ہے اس چیز میں کہ جسکی پرستش کرتے ہیں اپنے نفس کی خواہش کے موافق دین اسلام کو چھوڑ کر مثلاً مشرکین کہ کوئی تو انمیں سے بت پرستی کرتا ہے اور کوئی ستارونکو
پوجتا ہے اور کوئی فرشتونکو مانتا ہے اور ایسے ہی یہود و نصاری میں کئی کئی فرقے ہیں کل حزب ہر گروہ بما لدیہم ساتہ اس چیز کے کہ نزدیک
انکے ایک دین ہے اور اس دین کو انہوں نے اختیار کیا ہے اس دین سے فرحون خوش ہیں وہ اور اپنے گمان میں اسی دین کو حق جانتے ہیں گو واقع میں وہ دین باطل ہو
واذا مس الناس اور جسوقت پہنچے آدمیونکو ضر سختی مثل بیماری اور فقیری اور بلا کی اور اسکے سبب سے درماندہ ہوں تو دعوا پکارتے
ہیں فریاد اور عاجزی سے ربہم پروردگار اپنے کو منیبین الیہ کہ رجوع کرنیوالے ہیں طرف اسکے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی نہایت خلوص
سے خدا کو پکارتے ہیں اور اسکے غیر سے اسوقت منقطع ہو جاتے ہیں ثم اذا اذاقہم پھر جسوقت چکھائی انکو یعنی عطا کی خدا نے انکو منہ اپنے
پاس سے رحمۃ بخشش کو مثل صحت یا تونگری یا دفع بلا کے اور وہ اس بلا سے نجات پائیں تب اذا فریق منہم اسوقت ایک گروہ انمیں سے بربہم یشرکون

ساتھ پروردگار کے شرک کرتے ہیں کہ اس رحمت کے عطا کرنے کی عوض میں بت پرستی کرتے ہیں اور کفر کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ لِيَكْفُرُوا تاکہ کفر کریں
بِمَا آتَيْنٰهُمْ ساتھ اس چیز کے کہ دی ہے ہمنے انکو نعمت تونگری اور عافیت کی فَتَمَتَّعُوا پس فائدہ اٹھاؤ تم ای مشرکین و تین روز نعمت فانی
دنیا کا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ پس قریب ہے کہ جانوگے تم انجام اس فائدہ اٹھانیکا کہ وہ عذاب آخرت ہے أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ کیا نازل
کیا ہے ہمنے اوپر ان کافروں کے یعنی کیا بھیجا ہے ہمنے اوپر انکے سُلْطَانًا کسی حجت اور کتاب کو کہ اسکو سند پکڑتے ہیں اپنے مذہب کے حق ہونیکے واسطے کہ
فَهُوَ پس وہ کتاب يَتَكَلَّمُ کلام کرے بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ساتھ اس چیز کے کہ ہیں وہ شرک کرتے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے دین کی
حقیقت کے ثابت کرنے پر کسی حجت اور دلیل سے قدرت نہیں رکھتے ہیں اور فرماتا ہے کہ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ اور جسوقت چکھائیں ہم
آدمیوں کو رَحْمَةً رحمت کہ کوئی نعمت ہم انکو عطا کریں مثل صحت اور تونگری وغیرہ کے تو فَرِحُوا بِهَا خوش ہوتے ہیں وہ ساتھ اسکے وَإِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ اور اگر پہنچے انکو کوئی برائی مثل بیماری اور فقیری اور خوف کے اور مثل اسکے بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ بسبب
اسکے کہ بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے کہ اعمال بد انہوں نے کئے ہیں مثل کفر اور شرک کے تو إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ اسوقت وہ نا امید ہوتے ہیں رحمت
اور جزع اور فزع اور بے صبری کرتے ہیں اور رحمت خدا کی امید نہیں رکھتے کہ اپنی رحمت کو نازل کرکے اس سختی کو دور کرے نہ نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں
بلا پر صبر کرتے ہیں أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہ دیکھا ہے انہوں نے یعنی کیا نہیں جانا ہے کہ أَنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا يَبْسُطُ الرِّزْقَ
کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے اپنی مصلحت سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا جسکے واسطے چاہتا
باعتبار حکمت کے إِنَّ فِي ذٰلِكَ تحقیق بیچ اس کشادگی اور تنگی کے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں عبرت اور نصیحت کی ہیں لِقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ واسطے اس قوم کے کہ جو ایمان لاتے ہیں اور باور کرتے ہیں حکم خدا کا فراخی اور تنگی میں اور آسودگی میں شکر اسکا کرتے ہیں
تنگی میں صبر کرتے ہیں اور فرماتا ہے کہ فَآتِ ذَا الْقُرْبٰى پس دے تو اے محمد صاحب قرابت کو حَقَّهُ حق اسکا یعنی جو کہ تیری قریب ہیں
بنی ہاشم میں سے انکو مال غنیمت وغیرہ میں سے حق انکا ادا کر یہ آیت فدک کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اور ابو سعید خدری سے بروایت اہلسنت اور اہلبیت
میں سے امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جسوقت یہ آیت پیغمبر خدا پر نازل ہوئی تو رسولخدا صلعم نے فاطمہ زہرا کو طلب کرکے فدک عطا کیا
سورہ بنی اسرائیل میں تفصیل سے اسکا ذکر ہو گیا ہے وَالْمِسْكِينَ اور مسکین کو دے تو حق اسکا جو کہ ایکسال کا کھانا اپنے پاس نہیں رکھتا
وَابْنَ السَّبِيلِ اور مسافر کو دے تو جو کہ اسکے واسطے مقرر ہوا ہے ذٰلِكَ خَيْرٌ یہہ دینا حقوق کا بہتر ہے نہ دینے سے لِلَّذِينَ
يُرِيدُونَ واسطے ان لوگوں کے کہ چاہتے ہیں وَجْهَ اللّٰهِ ذات خدا کو یعنی رضامندی خدا کی اور قربت اسکی طلب کرتے ہیں کوئی امر
وَأُولٰئِكَ اور یہہ لوگ دینے والے هُمُ الْمُفْلِحُونَ وہی ہیں رستگاری پانیوالے کہ انہوں نے مال کو خرچ کرکے رضامندی خدا کی
کی ہے وَمَا آتَيْتُمْ اور وہ چیز کہ دیتے ہو تم مِنْ رِبًا زیادتی حرام سے معاملہ میں کہ جسکو سود کہتے ہیں یہ قول بعضے مفسرین کا ہے کہ یہ
زیادتی یہاں سود حرام مراد لیتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس زیادتی سے ہدیہ اور عطیہ ہے کہ اس سے زیادہ حاصل ہونیکی امید پر دیتے ہیں اور اس میں
قربت کی اور رضامندی خدا کی ملحوظ نہیں ہوتی جیسے کوئی کسیکو سو روپیہ دیوی اس امید پر کہ یہ مجھکو اسکی عوض میں ایکسو پانچ روپیہ دیویگا لیکن شرط
زیادہ لینے کی اسمیں نکرے کہ اگر شرط کیجاویگی تو وہ زیادتی حرام ہوجاویگی اور اگر شرط نہ کرے اور وہ ہدیہ لینے والا مثلاً سو روپے لینے والا اپنی خوشی سے ایک
روپے کی عوض میں ایکسو پانچ روپے دیوے تو وہ پانچ روپے اسکو مباح ہیں لیکن ثواب ہدیہ دینے کا نہوگا ایسا ہی حال قرض کا ہے اسکو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وہ چیز
ہو تم زیادتی سے خواہ وہ حرام ہو جیسے کہ سود یا مباح بدون ثواب کے جیسے کہ ہدیہ لِيَرْبُوَا تاکہ زیادہ کرے وہ چیز فِي أَمْوَالِ النَّاسِ
بیچ مالوں آدمیوں کے کہ انکی مالوں میں ملکر یعنی جو کچھ کہ زیادتی حرام کہ سود معاملوں میں ہو یا زیادتی مباح کہ مال کے بڑھنے کی امید میں دیجائے فَلَا يَرْبُوا
پس نہیں زیادہ ہوتا ہے مال اسکی لینے سے عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے کہ برکت اس سے جاتی رہتی ہے سو اسواسطے کہ اگر وہ سود حرام ہے تو اسکے لینے کا

سبب ہے اور اگر مباح ہی تو اسمیں نیت قربت کی نہیں ہے کہ جو موجب ثواب کا ہے پہلا قول حسن او رجبائی کا ہی اور دوسرا قول ابن عباس اور طاؤس کا ہی اور یہی منقول ہی حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر علیہما السلام سے چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی کسیکو کچھ دیوے تاکہ اسکے عوض میں اس سے زیادہ لیوے بدون شرط کے تو اسمیں نہ ثواب ہے اور نہ گناہ ہی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ربا دو طرح کا ہی ایک تو حلال ہی اور دوسرا حرام ہی لیکن جو کہ حلال ہے وہ تو یہ ہی کہ کوئی اپنے کسی بھائی مومن کو قرض دیوے اس طمع پر کہ مجھکو اسکی عوض میں زیادہ دیوے اور زیادہ لینے کی اسمیں شرط نکرے تو وہ زیادتی مباح ہی اسکے واسطے اور خدا کے نزدیک اسکو اسمیں ثواب نہیں ہے یہی مراد ہی قول حقتعالیٰ سے فلا یربوا عند اللہ اور لیکن حرام وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے برادر مومن کو قرض دیوے اور اسمیں شرط کرے کہ اسکی عوض میں جو کچھ میں نے دیا اس سے زیادہ دیوے پس یہ حرام ہی اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ربا دو طرح کے ہیں ایک با تو وہ ہے کہ کھایا جاتا ہے اور دوسرا وہ ہے کہ نہیں کھایا جاتا لیکن جو کہ کھایا جاتا ہے پس وہ یہ تیرا ہدیہ طرف کسی مرد کے کہ طلب کرتا ہی تو اس سے عوض کو زیادہ اس سے کہ جو تو نے اسکو دیا ہی اور یہ بھی بغیر شرط زیادہ کے ہی اور وہ جو نہیں کھایا جاتا ہے اسکو امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ ربا وہ ہی کہ جسکو خدا تعالیٰ نے منع کیا ہی اور اسکے کھانے والے کو عذاب آتش دوزخ کا کیا ہے پس معلوم ہوا یہ قول امام علیہ السلام سے اگرچہ یہ ربا مباح ہی لیکن لینا اسکا بھی اچھا نہیں ہے کہ اسمیں کسی طرح کا ثواب نہیں ہے اور فرماتا ہے خدا **وما اتیتم** اور جو کچھ دیتے ہو تم **من زکوٰۃ** زکوٰۃ میں سے کہ واجب ہو یا صدقہ مستحب ہو کہ اسکے دینے میں **تریدون وجہ اللہ** ارادہ کرتے ہو تم خدا کا کہ اسکی رضامندی کو چاہتے ہو اور ثواب آخرت کو طلب کرتے ہو اور اسمیں ریا اور سوائے خوشنودی خدا کے اور کسی طرح کی غرض نہیں ہے **فاولئک** پس لوگ جو کہ خالص واسطے رضامندی خدا کے دیتے ہیں **ہم المضعفون** وہی ہیں چند در چند کرنیوالے ثواب کے کہ ایک کی عوض میں دس برابر بلکہ سات سو برابر آخرت میں پاویں گے اور ریا یکہ وہ چند در چند کرنیوالے اور بڑھانیوالے مال اپنے کے ہیں زکوٰۃ دینے کی برکت سے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور صدقہ دینے میں واجب ہے کہ نیت خالصۃ للہ کرے اور قرض دینے میں بلا طمع زیادہ لینے کے صدقہ سے بھی زیادہ ثواب ہے چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہی کہ بہشت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے کہ قرض دینا اٹھارہ درجہ برابر ہے اور صدقہ دینا دس درجہ برابر ہی اور اب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کی دلیلیں بیان فرماتا ہی کہ **اللہ الذی خلقکم** خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا اسنے تمکو جسوقت کہ تم بالکل نیست اور نابود تھے **ثم رزقکم** پھر روزی دی اسنے تمکو جبتک کہ زندہ ہو **ثم یمیتکم** پھر مار ڈالیگا تمکو بعد گزر جانے تمہاری مدت عمر کے **ثم یحییکم** پھر زندہ کریگا تمکو قیامت کے روز واسطے جزائے اعمال کے **هل من شرکائکم** کیا ہی شریکوں تمہاری میں سے کہ جنکو تم خدا کا شریک کرتے ہو **من یفعل** وہ شخص کہ کرے **من ذلکم** ان کاموں سے کہ پیدا کرنے اور روزی دینے اور مار ڈالنے اور زندہ کرنے میں سے **من شیء** کچھ تاکہ اسکی سبب سے اسکی پرستش کرنی چاہیے اور جسوقت کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو قابل پرستش کے نہیں ہیں **سبحانہ** پاک ہی خدا **وتعالیٰ** اور برتر اور بلند ہے **عما یشرکون** اس چیز سے کہ شرک کرتے ہیں وہ اور اب خدا تعالیٰ شرک کرنے اور توحید کے ترک کرنیکی انجام بد میں خبر دیتا ہی **ظہر الفساد** ظاہر ہوئی تباہی **فی البر** بیچ جنگل کے و باوجود خشکسالی **والبحر** اور بیچ دریا کے طوفان سے اور غرق ہونے کشتیوں کے سے یعنی خشکی اور دریا میں تباہی واقع ہوئی **بما کسبت** بسبب اس چیز کے کہ کمایا ہے **ایدی الناس** ہاتھوں آدمیوں کے نے یعنی آدمیوں نے جو کثرت سے کفر اور گناہ اختیار کئے ہیں اس سبب سے یہ وقوع میں آیا ہی اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ فساد سے نہ برسانا مینہ کا ہی اسواسطے کہ اگر مینہ نہ برسے تو صحرا میں درخت اور گھانس نہ اگے اور دریا میں موتی اور جواہر پیدا نہوں اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ زندگی دریا کے جانوروں کی باران رحمت سے ہے پس جسوقت کہ بند ہوئی بارش تو خشکی اور دریا میں تباہی ظاہر ہوتی ہی اور یہ اسوقت ہوتا کہ آدمی گناہ بہت کرنے لگیں اور یہ تباہی اسواسطے ہوتی ہے کہ **لیذیقہم** تاکہ چکھاوے خدا انکو **بعض الذی عملوا** سزا بعض اس امر کی کہ عمل میں لائے ہیں اسواسطے کہ تمام سزا اسکا آخرت میں چکھینگے اور یہ تھوڑا سا عذاب دنیا میں اسواسطے چکھایا کہ **لعلہم** شاید کہ وہ اس عذاب کے چکھنے سے **یرجعون** پھریں شرک سے طرف توحید کے اور توبہ کریں اور گناہ سے طرف طاعت کے رجوع کریں **قل سیروا فی الارض** کہہ تو اے

محمد صلعم کہ سیر کرو تم بیچ زمین کے جس میں کہ پہلی امتیں ہلاک ہوئی ہیں فانظروا کیف کان پس دیکھو تم کہ کیونکر ہوا عاقبۃ
الذین من قبل انجام ان لوگونکا کہ پہلے انسے تھے کہ قلعے انکی اور محل منہدم ہوکر ٹیلے بنگئے ہیں اور ان لوگونکا کہیں نام و نشان باقی نرہا
ہو اسطے کہ کان اکثرھم مشرکین تھے اکثر انکے شرک کرنیوالے کہ انکی سزا میں سب ہلاک ہوئے اور اکثر سے مراد جمیع ہیں اسواسطے کہ استعمال
اکثر کا مقام جمیع کے کلام عرب میں بہت ہوتا ہی اور ابن عباس سے روایت ہی کہ مراد زمین میں سیر کرنے سے یہ ہی کہ قرآن کو دیکھو کہ اسمیں قصے پہلی امتونکے
ہلاک ہونیکے سب لکھے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی یہی روایت ہے اور فرماتا ہی خدا کہ کفار مکہ اس سے نصیحت نہیں پکڑتے ہیں تو فاقم
وجھک پس قائم کر تو ای محمد صلعم منہ اپنے کو اور راست کر اور سب جہت سے متوجہ ہو جا تو اور اپنے تئیں آمادہ کر تو للدین القیم واسطے دین
راست اور سیدھے کے اور اسمیں کسیطرح کی کجی نہیں ہے یعنی دین اسلام کی راہ پر ثابت قدم رہ من قبل ان یاتی پہلے اس سے کہ آئے
یوم لا مرد لہ وہ دن کہ نہیں پھرنا ہی واسطے اسکے من اللہ خدا کے پاس سے یعنی وہ دن ایسا ہی کہ کوئی اسکو پھیر نہیں سکتا
یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ اسکو ہونے دیوے اور خدا کے پاس سے اسکو پھیر دیوے بلکہ وہ ضرور ہونیوالا ہے یومئذ یصدعون اس روز متفرق ہونگے آدمی اور جدا
ہو جاوینگے کہ کوئی تو بہشت کو جاویگا اور کوئی دوزخ کو روانہ ہوگا چنانچہ فرماتا من کفر جو کوئی کہ کفر کرے فعلیہ کفرہ پس اوپر اسی کے ہے کفر اسکا کہ
اسکی جزا میں ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ومن عمل صالحا اور جو شخص کہ عمل کرے نیک فلانفسھم پس واسطے نفسوں اپنے کے یمھدون
درست کرتے ہیں منزلیں اپنی بہشت میں اور یا یہ کہ بچھاتے ہیں فرش کو بہشت کے محلوں میں تاکہ وہاں آرام کریں اور حضرت صادق سے منقول ہے فرمایا ہی کہ عمل صالح اپنے صاحب سے پہلے بہشت میں جاتا ہی پس واسطے
اسکے مکانونکو درست کرتا ہی اور فرش بچھاتا ہی جیسے کہ کوئی تم میں سے ہوتا ہے کہ خادم اسکا واسطے اسکے مکانوں کو آراستہ کرتا ہے اور فرش بچھاتا ہی حاصل
یہ ہی کہ اہل بہشت عمل نیک کے وسیلے سے بہشت میں اپنے واسطے فرش بچھاتے ہیں لیجزی الذین امنوا تاکہ جزا دیوے خدا ان لوگونکو
کہ ایمان لائے ہیں وعملوا الصالحات اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے من فضلہ فضل اپنے سے من فضلہ متعلق یجزی کے
ہی یعنی جزا دیوے محض اپنے فضل اور کرم سے نیک اعمال کرنیوالے مومنین کو اور یہ فضل اور کرم خاص مومنین کیواسطے ہے نہ واسطے کفار کے اگرچہ وہ
عمل نیک کریں مثل سخاوت اور صلہ رحمی کے اسواسطے کہ شرط قبول ہونے عمل کے ایمان صحیح ہی اور جب ایمان سے وہ خالی ہوئے تو خدا تعالی انکو
ہمیشہ دوزخ میں رکھیگا انہ لا یحب الکافرین تحقیق کہ وہ خدا نہیں دوست رکھتا ہی کفر کرنیوالونکو کہ انکو مومنین کے ہمراہ بہشت
میں جمع کرے بلکہ انکو اپنی جدا کرکے دوزخ میں داخل کریگا ومن ایاتہ اور نشانیوں قدرت میں خدا کے سے ان یرسل الریاح
یہ ہی کہ بھیجتا ہے ہواؤنکو یعنی باد شمال اور باد جنوب کو کہ یہ ہوائیں رحمت کی ہیں بھیجتا ہی مبشرات خوشخبری دینے والیاں بارش
باراں کی اور مبشرات حال واقع ہوا ہے پس ان ہواؤنکو باراں کے آنیکی خوشخبری دینے والیاں مقرر کرکے بھیجتا ہی ولیذیقکم اور تاکہ
چکھاوے تمکو من رحمتہ رحمت اپنی میں سے کہ وہ باراں ہے اور ہواؤنکے بعد آتا ہے ولتجری الفلک اور تاکہ جاری ہوں کشتیاں
دریا میں ان ہواؤنکے چلنے سے بامرہ ساتھ حکم اسکے کے ولتبتغوا اور تاکہ طلب کرو تم روزی کو تجارت دریا میں من فضلہ
فضل اسکے سے کہ خدا تعالی محض اپنے فضل سے دیتا ہی ولعلکم تشکرون اور تاکہ شکر کرو تم ان نعمتونکا اور فرماتا ہے ولقد ارسلنا
اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے من قبلک پہلے تجھسے ای محمد صلعم رسلا پیغمبروں کو آدمیوں میں سے الی قومھم طرف قوم انکی کے فجاؤ
ھم پس آئے وہ پیغمبر ان قوموں کے پاس بالبینات ساتھ دلیلوں روشن اور معجزوں ظاہر کے اور حرام حلال کے احکام لیکر بعضوں
نے تو قبول کیا اور بعضوں نے انکار اور سرکشی کی فانتقمنا پس بدلا لیا ہمنے من الذین اجرموا ان لوگوں سے کہ گناہ
کیا انہوں نے اور کافر ہو گئے تھے اور انکو ہمنے ہلاک کیا اور مومنین کی مدد کی وکان حقا علینا اور ہے واجب اوپر ہمارے نصر
المؤمنین مدد کرنی مومنین کی واسطے بلند کرنے غلبہ اسلام کے اور دفع کرنے دشمنونکے انسے منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ کوئی

مرد مسلمان نہو کہ دفع کرے مومن کی آبرو سے یعنی اسکی آبرو کو نگاہ رکھے اور بچائے اور ہتک اسکی نہونے دے مگر یہ کہ واجب ہے اوپر خدا کے کہ دفع کرے اس
آتش دوزخ کو یعنی جو کہ مومن کی آبرو کو بچائے تو واجب ہے خدا پر کہ اس سے آتش دوزخ کو دفع کرے اور بہشت میں داخل کرے پھر اسکے حق میں حکم دیوے اور
بعد اسکے حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کافی ہے مومن کی نصرت کو یہ
امر کہ وہ اپنے دشمن کو دیکھتا ہے خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے اور اعمال بد کرتے ہوئے اَللّٰهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ خدا ہے جو کہ
بھیجتا ہے ہواؤں کو فَتُثِيرُ سَحَابًا پس اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں اور ہانکتی ہیں بادل کو فَيَبْسُطُهُ پس پھیلاتا ہے خدا اس بادل کو اور
جہاں چاہتا ہے لیجاتا ہے اور منتشر کرتا ہے اسکو فِي السَّمَاءِ بیچ آسمان کے كَيْفَ يَشَاءُ جس طرح چاہتا ہے جدھے روانہ کرے جاسے ٹھہرا رکھے
اور چاہے بادل پر بادل دھر کے رکھے وَيَجْعَلُهُ اور کر دیتا ہے اس بادل کو كِسَفًا قطعہ قطعہ فَتَرَى الْوَدْقَ پس دیکھتا ہے تو
باراں کو بحکم خدا يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ نکلتا ہے درمیان اسکے سے فَإِذَا أَصَابَ بِهِ پس جس وقت کہ پہنچائے خدا اس
باراں کو مَنْ يَشَاءُ جس شخص کو کہ چاہے مِنْ عِبَادِهِ بندوں اپنے میں سے کہ اسکی باغ میں یا اسکی زراعت میں مینہ برساتا إِذَا هُمْ
اسوقت وہ يَسْتَبْشِرُونَ خوشدل ہوتے ہیں وَإِنْ كَانُوا اور تحقیق کہ تھے وہ یہ ان مخففہ ہے ان مثقل کا اور اسم اسکا وہ
ضمیر ہم کی ہے محذوف ہے یعنی اور تحقیق وہ تھے مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ پہلے اس سے کہ نازل کیا جاوے مینہ اوپر انکے
مِنْ قَبْلِهِ پہلے اس سے یعنی پہلے ظاہر ہونے بادل کے سے لَمُبْلِسِينَ البتہ ناامید ہونیوالے باران رحمت سے فَانْظُرْ پس دیکھ تو إِلَى
آثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ طرف نشانیوں رحمت خدا کے کہ وہ باراں ہے اور بعضوں نے آثار کو اثر پڑھا ہے یعنی طرف باراں کے دیکھ تو کہ كَيْفَ
کیونکر خدا تعالی اس باراں سے يُحْيِي الْأَرْضَ زندہ کرتا ہے زمین کو قسم قسم کے درختوں اور گھانسوں اور پھولوں اور پھلوں سے بَعْدَ مَوْتِهَا
پیچھے مرنے اور خشک ہونے اسکے إِنَّ ذٰلِكَ تحقیق کہ وہ قادر ہے زمین کے زندہ کرنے پر بعد اسکے مرنے اور خشک ہونے کے لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ
البتہ وہ زندہ کرنیوالا ہے مردوں کا ہو سطے کہ زندہ کرنا زمین کا مثل اسکے ہے اور جس وقت زمین کو بھی زندہ کیا اپنی قدرت سے تو مردوں کو زندہ کرنے کی بھی قدرت
رکھنے والا ہے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور وہ خدا اوپر ہر چیز کے قادر ہے وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا اور اگر بھیجیں ہم رِيحًا ہوا
کہ تباہ کرنیوالی ہو اور وہی زراعت پر کہ وہ چلے فَرَأَوْهُ پس دیکھیں وہ اس اثر رحمت کو یعنی زراعت کو بسبب چلنے باد مخالف کے مُصْفَرًّا
زرد کہ بعد سبزی کے وہ زرد ہو گئی ہو اور برباد ہونے کے نزدیک پہنچی ہو تو لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ البتہ ہو جائیں وہ پیچھے زردی سے
يَكْفُرُونَ کہ کفر کریں پہلی نعمتوں کا اور مناسب انکو یہ تھا کہ اسوقت میں پناہ طرف خدا کے لیجاتے اور اسکی رحمت سے مایوس نہوتے تا کہ ایسی ہوا پھر
بھیجتا کہ جسکے سبب سے مینہ برستا اور زراعت بحال اور سرسبز ہو کر پھول اور پھل لاتے اور جسوقت وہ کفار ان علامات قدرت کاملہ سے پند پذیر نہوتے تو حق تعالی
نے اپنے حبیب کو خطاب کیا کہ یہ لوگ بسبب عناد اور انکار کے تامل اور تفکر جو خدا کی قدرت کی نشانیوں میں نہیں کرتے ہیں یہ لوگ ہدایت پاوینگے اور تیری
نصیحت کو دل سے ہرگز نہیں سنتے ہیں تو اپنی تئیں رنج میں کیوں ڈالتا ہے فَإِنَّكَ پس تحقیق کہ تو لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ نہیں سنا سکتا ہے مردوں کو
یعنی کفار کو کہ انہوں نے اپنی حواس کو منع کیا ہے حق کے دریافت کرنے سے گویا کہ وہ مردے ہیں وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اور نہیں سنا
سکتا ہے تو بہروں کو پکارنے کو کہ وہ کفار بسبب متوجہ نکرنے اپنی کانوں کے طرف سننے حق کے حکم بہروں کا رکھتے ہیں إِذَا وَلَّوْا جسوقت کہ پھریں وہ پکارنے
والے سے مُدْبِرِينَ پشت پھیرنیوالے ہو کر اور ابن کثیر اور عباس نے یسمع کو یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور مدبرین حال واقع ہوا ہے یعنی کفار بسبب
سننے حق کے حکم بہروں کا رکھتے ہیں جبکہ پکارنیوالے کیطرف پشت رکھتے ہوں ہو سطے کہ جو بہرا کہ منہ اپنا طرف پکارنے والے کے رکھتا ہے اگرچہ اسکی آواز کو نہیں سنتا ہے
لیکن اشارہ ہاتھ سے کچھ دریافت کر سکتا ہے اور جو بہرا کہ پشت اپنی طرف پکارنیوالے کے رکھے وہ کسیطرح سے دریافت نہیں کر سکتا ہے پس حال ان کفار کا بھی ایسا
ہی ہے وَمَا أَنْتَ بِهَادِ الْعُمْيِ اور نہیں ہے تو اے محمد صلعم راہ دکھلانیوالا اندھوں کا عَنْ ضَلَالَتِهِمْ انکی گمراہی سے یعنی کفار جو مثل اندھوں

ع

اور پھر وے ہیں کہ پھر گئے بسبب عناد کے نہ حق کو سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں تو انکو کیونکر ہدایت کر سکیگا تیری ذمہ تو فقط ہمارے احکام کا پہنچا دینا ہے اِنْ تُسْمِعُ نہیں سنا سکتا ہے تو اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ مگر اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہو اور اعتقاد کرے بِاٰیٰتِنَا ساتھ آیتوں کتاب ہماری کے کہ قرآن کے لفظوں کو سنتے ہیں اور انکے معنی میں تامل کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ پس وے ہی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں خدا کے احکام کی اور اب حقتعالی نے پھر اپنی قدرت کا ذکر کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ خدائے حق وہ ہے کہ پیدا کیا اسنے تمکو مِّنْ ضُعْفٍ سستی سے یعنی وہ نطفہ ہے اور یا یہ کہ ابتدائے خلقت میں جسوقت کہ تم بچے تھے تو نہایت ناتوان تھے کہ قوت پکڑنے اور چلنے کی نہیں رکھتے تھے اور ضعف کو عاصم اور حمزہ نے بضم ضاد پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح ضاد ثُمَّ جَعَلَ پھر کر دیا خدا نے مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً پیچھے سستی سے قوت کو کہ وہ عالم جوانی کا ہے ثُمَّ جَعَلَ پھر کر دیا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ پیچھے قوت جوانی سے ضُعْفًا وَّشَيْبَةً سستی اور بڑھاپے کو يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتا ہے خدا جو چاہتا ہے سستی اور قوت اور جوانی اور بڑھاپا وَهُوَ الْعَلِيْمُ اور وہ خدا جاننے والا ہے بندوں کے احوال کا اور مصلحتوں کا الْقَدِيْرُ قدرت رکھنے والا ہے اپنے فعل پر اور جو کچھ مصلحت ہے وہ اپنی قدرت سے کرتا ہے اور اب قیامت کا حال بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اور جسدن کہ قائم ہو قیامت اور ساعت اسکا نام اسواسطے ہوا ہے کہ وہ دنیا کی آخر ساعت میں ہوگی اور یا یہ کہ ایکدفعہ ہی واقع ہو جائیگی اسوقت يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ قسم کھاوینگے گنہگار اسطرح سے کہ مَا لَبِثُوْا نہیں دیر کی ہے دنیا میں یا قبر میں انہوں نے غَيْرَ سَاعَةٍ سوائے ایک ساعت کے حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے ٹھیرنے کی مدت میں یا قبر میں بہ نسبت مدت عذاب کے آخرت میں بہت کم شمار کرینگے اور باعتبار گمان کے ہے نہ ازروئے یقین کے قسم کھاوینگے كَذٰلِكَ ایسی ہی یعنی مثل اسکے پھر جانیکے صدق اور تحقیق سے كَانُوْا ہیں وہ دنیا کہ بانکار حشر يُؤْفَكُوْنَ پھیرے جاتے ہیں راہ صدق سے یعنی کار انکا دروغ ہے اس عالم میں بھی اور اس عالم میں بھی مخالفت ہے حق کی اور اب خدا تعالی اہل علم اور اہل ایمان کے قول سے خبر دیتا ہے کہ وَقَالَ الَّذِيْنَ اور کہینگے وہ لوگ کہ اُوْتُوا الْعِلْمَ دیئے گئے ہیں علم وَالْاِيْمَانَ اور ایمان یعنی ملائکہ اور انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام کہ کثر امور کے وہ عالم ہیں جواب میں کفار کے کہینگے کہ کیوں جھوٹی قسم کھاتے ہو لَقَدْ لَبِثْتُمْ البتہ تحقیق دیر کی ہے تمنے دنیا میں فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ بیچ کتاب خدا کے یعنی جو کچھ کہ لوح محفوظ میں ثابت ہے یا یہ کہ درنگ کی ہے تمنے بیچ علم خدا کے کہ اسکے علم میں جسقدر ثابت ہے تمہارا دنیا میں رہنا یعنی قبروں میں تمہارا رہنا اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ اس آیت کے الفاظ میں تقدیم اور تاخیر ہوگئی ہے اور اصل میں وہ اسطرح نازل ہے کہ وقال الذین اوتوا العلم والایمان فی کتاب اللہ لقد لبثتم یعنی اور کہینگے وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں علم اور ایمان بیچ کتاب خدا کے البتہ تحقیق دیر کی ہے تمنے اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ روز قیامت تک کہ وہ روز قبروں سے اٹھنے کا ہے جبتک کہ تم دنیا میں اور قبروں میں رہے ہو اور یہ روز وہ روز ہے کہ جسکا تم انکار کرتے تھے دنیا میں اور وہ اہل علم اور ایمان کہیں کہ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ پس یہ دن اٹھنے قبروں سے ہے جسکے تم دنیا میں منکر تھے وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ اور لیکن تم تھے کہ زیادتی اور جہالت اور عناد سے لَا تَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے تھے کہ قیامت حق ہے پس اسوقت کفار عذر کریں اور چاہیں کہ دنیا میں ہم پھر جائیں اور ایمان لاکر اعمال نیک ادا کریں لیکن یہ عذر انکا قبول نہوگا چنانچہ فرماتا ہے کہ فَيَوْمَئِذٍ پس اس دن لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا نہ فائدہ بخشیگا ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنی نفسوں پر کفر کو اختیار کرکے مَعْذِرَتُهُمْ عذر کرنا انکا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ اور نہ وہ توبہ کرنا اور رجوع کرنا طلب کئے جائیں جیسے کہ دنیا میں کئے جاتے ہیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا اور البتہ تحقیق بیان کی ہے ہمنے لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ بیچ اس قرآن کے ہر مثل کہ انکے کام آئے توحید اور حشر اور نشر کے بیان میں اور ہر ایک قصہ ذکر کیا تاکہ وہ پند پذیر ہوں اور ہدایت پائیں لیکن بسبب عناد اور انکار کے انہوں نے کچھ نہیں سنا وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ اور البتہ اگر لائے تو اے محمد صلعم انکے پاس بِاٰيَةٍ کوئی آیت قرآن کی آیتوں میں سے یا کوئی معجزہ تو لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا البتہ کہیں وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اے پیغمبر اور مومنین اِلَّا مُبْطِلُوْنَ مگر باطل

لانیوالے کہ جو کچھ ایمان اور حشر کے مقدمہ میں کہتی ہو سب دروغ ہی اور تمہارے دل سے بنایا ہوا ہے اور خدا نے یہ نہیں فرمایا ہے كَذٰلِكَ ایسے ہی
يَطْبَعُ اللّٰهُ مہر کرتا ہے خدا عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اوپر دلوں اُن لوگوں کے کہ نہیں جانتے ہیں یعنی جو لوگ کہ حق کے جاننے کے
طالب نہیں ہیں باوجود دیکھنے معجزوں کے اپنے اس اعتقاد باطل پر اصرار رکھتے ہیں خدا تعالےٰ نے بھی توفیق انسے اٹھالی ہی اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیا ہے
تو حال انکا ایسا ہوگیا ہی کہ گویا انکے دلوں پر مہر رکھدی ہے کہ جہل مرکب سے یافت کرنے حق سے مانع ہے اور حق تعالےٰ توفیق اور لطف اسکو عطا کرتا ہی کہ
جسکو فائدہ بخشے اور لیکن جو آدمی کہ عناد رکھتے ہیں اور اپنے انکار کی جہت سے ہدایت کی دلیلوں کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں باوجود ظاہر ہونے اُن
دلیلوں کے تو خدا تعالیٰ نے اپنی توفیق کو باز رکھکر انکو انکے حال پر چھوڑ دیا ہے اس صورت میں نصیحت کرنا انکو کچھ فائدہ نہ بخشیگا اور جب ایسا حال انکا
ہی تو فَاصْبِرْ پس صبر کر تو اے محمد صلعم کہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ تحقیق وعدہ خدا جو کہ واسطے نصرت اور غالب کرنے دین تیرے کے ہے حَقٌّ
حق ہی اور خدا تعالیٰ اس وعدہ کو وفا کریگا کہ خلاف اسکے وعدہ میں ہرگز نہیں ہے وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝
اور چاہئے کہ نہ خفیف اور سبک جانیں تجھکو وہ لوگ کہ نہیں یقین کرتے ہیں قیامت کے ہونے میں یعنی چاہئے کہ انکے جھٹلانے سے آخرت کو اور ایذا
دینے سے تیرے دعوی میں کسیطرح کی سستی واقع نہو واسطے کہ وہ لوگ گمراہ ہیں اور تجھکو چاہئے کہ اپنے دین میں تو ثابت قدم رہے اور اپنے دعوی میں مضبوط

سُوْرَةُ لُقْمَانَ یہ سورہ مکی ہے سوائے تین آیتوں کے کہ وہ مدینہ میں نازل ہوئی ہیں وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ الخ اور اسمیں
چونتیس آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ لقمان کو پڑھے رات کے وقت خدا تعالیٰ تیس فرشتے اسپر موکل کریگا
کہ اسکی حفاظت کریں ابلیس سے اور اسکے لشکر سے یہانتک کہ صبح ہوجاوے اور اگر اسکو دن کو پڑھے تو ہمیشہ اسکی حفاظت کرینگے ابلیس سے اور اسکے لشکر سے
یہانتک کہ شام ہوجاوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ ۝ اسکا ذکر پہلے اس سے کئی مرتبہ آچکا ہی کہ یہ حروف مقطعہ ہیں اور
یہ رمز ہے درمیان خدا کے اور اسکے پیغمبر کے تِلْكَ یہ آیتیں اٰيٰتُ الْكِتٰبِ آیتیں قرآن کی ہیں الْحَكِيْمِ کہ حکمت والا ہے
اور حکمتیں اسمیں بھری ہوئی ہیں اور یا یہ کہ آیتیں اسکی محکم اور استوار ہیں هُدًى وَّرَحْمَةً راہ حق دکھلانیوالے اور رحمت اور بخشش ہے لِّلْمُحْسِنِيْنَ
واسطے نیکی کرنیوالوں کے هدی اور رحمۃ حال واقع ہوئی ہیں اور حمزہ نے رحمۃ کو مرفوع پڑھا ہی یعنی نیکی کرنیوالے الَّذِيْنَ وہ لوگ ہیں کہ يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ قائم کرتے ہیں نماز کو کہ ہمیشہ اسکو وقت پر مع شرائط کے ادا کرتے ہیں وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوۃ کو جو کہ انکے ذمہ واجب ہے
وَهُمْ اور وہ بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت کے هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ بموجب حکم خدا کے ضرور ہونیوالی ہی اُولٰٓئِكَ یہ
لوگ جو کہ موصوف ہیں بایں صفات عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ اوپر رہنمائی اور راہ راست کے ہیں پروردگار اپنے کیطرف سے وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اور یہی لوگ وہ رستگاری پانیوالے ہیں کہتے ہیں کہ نضر بن حارث بطریق تجارت شام کو گیا اور قصہ رستم اور اسفندیار کا وہانسے
خرید کرکے لایا اور قریش کی مجلس میں اسکو اسطرح سے پڑھتا تھا کہ سب فریفتہ اسکے ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمد صلعم قصہ عاد کا اور ثمود کا اور بزرگی ملک
سلیمان کی اور داؤد کی بیان کرتا ہے تو ہم سلاطین عجم کے ملکوں سے خبر دیتے ہیں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَمِنَ النَّاسِ اور بعضے
آدمیوں میں سے مَنْ يَّشْتَرِيْ وہ شخص ہے کہ خرید کرتا ہے لَهْوَ الْحَدِيْثِ لغو بات کو کہ آدمی اسکو سنیں اور سخن حق کے سننے سے باز رہیں
اور بعضے نے لکھا ہی کہ مراد اس سے راگ اور رہنا شراب کا ہی حاصل یہ ہے کہ وہ باتیں جو کہ بے اعتبار ہیں اور لوگونکو شغل مضحکہ اور لہو و لعب میں ڈالتی ہیں انکو
خرید کرکے لوگونکے روبرو پڑھتا ہی لِيُضِلَّ تاکہ گمراہ کردے انکو عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ راہ خدا سے یعنی قرآن کے سننے سے اور دین اسلام کے
اختیار کرنے سے بِغَيْرِ عِلْمٍ بدون علم کے کہ کس چیز کو خرید کرکے پڑھتا ہے اسکے انجام کا علم نہیں رکھتا ہی وَّيَتَّخِذَهَا اور پکڑتا ہے اس راہ خدا کو
هُزُوًا ٹھٹھا اور ہنسی اور اہل کوفہ نے یتخذ کو بفتح یا پڑھا ہی اور باقیوں نے بضم یا اُولٰٓئِكَ یہ گروہ قصہ خوانوں کے وہ ہیں کہ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝
واسطے انکے عذاب ہے خوار کرنیوالا کہ قتل و اسیری اور غارت ہونا انکے واسطے دنیا میں ہے اور عذاب دوزخ کا آخرت میں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق

سورۃ لقمان

اور امام ابو الحسن رضا علیہم السلام سے منقول ہی کہ یہ آیت اُن لوگونکی شان مین ہے کہ جو لونڈیاں گانے والیاں خرید کرتے تھی اور لوگونکو انکا گانا سنوا کر سخن حق کے
سُننے سے باز رکھتے تھی اور انہی زنا کروا تے تھے اور جو کوئی ارادہ مسلمان ہونیکا کرتا تھا اُسکو انکی راگ مین مشغول کرکے اور الحانِ لذیذ اور خوش انکا سنوا کر اسلام
سے باز رکھتے تھی اور ابو امامہ سے منقول ہی کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ خدا تعالے نے مجھکو بھیجا ہے تاکہ ہادی اور رحمت عالم کے لوگونکا ہوں اور مجھکو فرمایا ہے کہ مزامیر اور بتونکو
توڑوں اور نافع نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہا کہ پیغمبر خدا سے مینے سنا ہی لہو الحدیث کی تفسیر میں کہ وہ شخص وہ ہی کہ لعب اور باطل مین بہت خرچ کرے اور ایک
دینار خرچ کرنیکو راہِ خدا مین اُسکا نفس بہت مکروہ اور ناخوش سمجھے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ راگ وہ چیز ہے کہ جسکی واسطے خدا تعالے نے وعدہ آتش دوزخ کا کیا
ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ قیامت کے دن خدا تعالے فرمائیگا کہ کہاں ہین وہ لوگ جنہوں نے اپنے کانونکو لہو اور مزامیر سے نگاہ رکھا ہے تاکہ انکو مین مشک کے باغو نمیں
جگہ دوں اور حمد و ثنا اپنی انکو سنواؤں اور انکو کہوں کہ آج کے دن تمکو کچھ خوف نہیں ہے اور نہ تم غمگین ہوگے اور قتادہ سے منقول ہی کہ مرد کو گمراہی کے واسطے یہی کافی
ہی کہ باطل باتونکو اور قصونکو سخن حق پر اختیار کرے کہ حق باتونکے سُننے کیطرف متوجہ نہو اور لغو اور باطل باتونکے سُننے وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اور جسوقت
پڑھی جاویں اوپر اُس لہو الحدیث اور رستم اور اسفندیار کے قصے خرید نیوالے یا لونڈیاں گانیوالیں خرید نیوالے کی اٰيٰتُنَا آیتیں ہماری تو وَلّٰى منہ پھیر لیتا ہے
مُسْتَكْبِرًا جسوقت کہ تکبر اور سرکشی کرنیوالا ہے اُن آیتونکے سُننے سے اور ایسا ہو جاتا ہی کہ كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا گویا کہ نہیں سنا ہی اُسنے آیتونکو
كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا گویا کہ بیچ دونو کانوں اُسکے گرانی ہی کہ قدرت انکے سُننے کی نہیں رکھتا ہی فَبَشِّرْهُ پس خوشخبری دے تو انکو بِعَذَابٍ
اَلِيْمٍ ساتھ عذاب دردناک کے یعنی انکو خبر کر عذاب دردناک کی اور بشارت دینی انکو عذاب دردناک کی مزاح کی راہ سے ہے اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ وہ شخص نضر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ تھا قبیلہ ابن عبدالدار بن قصی سے انکو لوگونکی قصے اور اشعار بہت یاد تھی اُسکے واسطے حقتعالیٰ فرماتا ہے
وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ وہ طعن کرتا ہے حق پر اور اُسکے ساتھ ٹھٹھا کرنا اور وہ ٹھٹھا کرنا وہ ہے کہ ابو جہل وغیرہ آگے جسوقت کہ
وہ کہتے تھی کہ ہی گروہ قریش کی خبردار ہو کہ کھلاؤں مین تمکو زقوم مین سے کہ جس سے تمہارا یار تمکو خوف دلاتا ہی اور ڈراتا ہی اور بعد اُسکے مسکہ اور خرما بھیجا اور
کہلا بھیجا کہ یہی زقوم ہے پس زقوم کے ساتھ ٹھٹھا کیا تھا اور اب مومنین کا حال بیان کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تحقیق کہ جو
لوگ کہ ایمان لائے ہین خدا پر اور رسولخدا پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہین اُنہوں نے اچھے لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ واسطے انکے ہین
بہشتیں نعمتونکی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہین وہ بیچ اُن بہشتونکی وَعْدَ اللّٰهِ وعدہ کرنا خدا کا ہی حَقًّا حق اور وعد اللہ
مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور حقا صفت ہے مصدر کی اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وعد اللہ وعدا حقا یعنی وعدہ کیا ہی خدا نے وعدہ کرنا حق وَهُوَ الْعَزِيْزُ
اور وہ غالب ہے کہ کوئی شخص اُسپر غالب نہین ہو سکتا الْحَكِيْمُ حکمت والا ہی کہ جو کچھ کرتا ہی مصلحت سے کرتا ہی اور اب اپنی قدرت کی دلیلیں بیان کرتا ہی
چنانچہ فرماتا ہی کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ پیدا کیا ہی خدا نے آسمانونکو بِغَيْرِ عَمَدٍ بدون ستونکی اُدھر کہ تَرَوْنَهَا دیکھتے ہو تم انکو معلق
کھڑا ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ آسمانونکی ستون ہین لیکن وہ دکھلائی نہین دیتے ہیں انکو بیان کرتا ہی کہ پیدا کیا ہی آسمانونکو بدون ستونکے کہ دیکھو تم انکو اور
ترونہا کو صفت عمد کی کہتے ہین وَاَلْقٰى اور ڈالی یعنی رکھی فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے بعد پیدا کرنے زمین کے رَوَاسِيَ پہاڑ بلند کو
مضبوط اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ واسطے مکروہ جاننے اسکے کہ حرکت دیوے اور ڈگا دیوے زمین تمکو اور کراہت کا لفظ کہ ان تمید سے پہلے مقدر ہی مفعول لہ
واقع ہوا ہی کہتے ہین کہ زمین پہاڑونکے پیدا کرنے سے پہلی پانی کے اوپر مثل کشتی کے حرکت کرتی تھی حقتعالے نے پہاڑ پیدا کئے اور انکو زمین کی میخیں بنایا زمین انکی
لنگر سے ٹھیر گئی اور حرکت کرنے سے ساکن ہوئی اور کہتے ہیں کہ انیس پہاڑونکو زمین کی میخیں کیا از انجملہ کوہ قاف ہی اور ابو قبیس اور جودی اور طور سینین
وَبَثَّ فِيْهَا اور پھیلایا اور بکھیری بیچ اُس مین مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ہر ایک چلنے والونمیں سے یعنی ہر ایک طرح کا حیوان پیدا کیا اور زمین پر
انکو جگہ دی اور فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اور نازل کیا ہمنے مِنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان سے پانی کو فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا پس اگایا ہمنے بیچ
اُس مین کے بسبب اُس پانی کے مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ہر قسم کی روئیدگی کیونکو کثیر المنفعت ہے کہ جسمین بہت فائدہ ہو هٰذَا یعنی یہ جو

یہ کہ مذکور ہوئے آسمان اور زمین اور پہاڑ اور حیوان اور روئیدگی سب خَلْقُ اللّٰہِ پیدائش خدا کی ہے فَاَرُوْنِیْ پس دکھلاؤ تم مجھکو
اے کافرو شرک کرنیوالو کہ دنیا میں مَاذَا خَلَقَ کیا پیدا کیا ہے الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ انہوں نے کہ سوائے اس خدا کے ہیں کہ
جنکو تم شریک اسکا مقرر کرتے ہو تاکہ وہ مستحق اسکی شراکت کے ہوں بَلِ الظّٰلِمُوْنَ بلکہ ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر کفر کو اختیار کرکے
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں کہ مخلوق کو پرستش میں خالق کے شریک کرتے ہیں اور اب خدا تعالیٰ حضرت لقمان کا
اور انکی حکمت کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ اور البتہ تحقیق دی ہمنے لقمان بن باعور کو حکمت
کہ وہ قول اور فعل کامل ہے اور اسمیں پہچاننا توحید کا ہے اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حکمت سے عقل اور فہم ہے اور کہتے ہیں کہ قصہ
لقمان کا اور حکمتیں اسکی نزدیک یہود و نصاریٰ کے بہت شہرت رکھتی تھیں اور عرب کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی کسی مقدمہ میں انکی طرف رجوع کرتا تھا تو وہ
حکمت لقمان سے اسکی واسطے مثال لاتے تھے حقتعالیٰ نے انکی اخلاق پسندیدہ میں اپنی توحید سے خبر دی تاکہ وہ اسکی پیروی کریں اور شرک سے باز
آئیں اور کہتے ہیں کہ لقمان حضرت ایوب کا بھانجا تھا اور بعضے خالہ کا بیٹا کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ لقمان پسر باعور بن ناخور بن تارخ تھا اور تارخ
حضرت ابراہیم کا باپ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ لقمان داؤد کی سلطنت میں پیدا ہوا تھا اور حضرت یونسؑ کے زمانہ تک باقی رہا اور کہتے ہیں کہ ہزار برس تک
زندہ رہا اور اکثر علما کے نزدیک لقمان پیغمبر نہ تھا بلکہ حکیم تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے پیغمبر خدا سے سنا ہے فرماتے تھے کہ لقمان پیغمبر نہ تھا بلکہ بندہ مطیع خدا
کا تھا اور فکر بہت کرتا تھا اور دوست خدا کا اور نیک اعتقاد تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ کسیکا غلام تھا اور چرواہا تھا اور نجاری کا کام کرتا تھا اور
بعضے کہتے ہیں کہ حبشی تھا اور زمانہ بنی اسرائیل میں تھا اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا لقمان سے اور اسکی حکمت سے تو فرمایا کہ قسم ہے
خدا کی نہیں دیا گیا تھا لقمان حکمت بسبب حسب کی اور نہ بسبب مال اور جمال کے اور نہ بسبب شجاعت اور جسیم ہونے اور کثرت اہل کے اور لیکن وہ تھا
ایک قوی اور مضبوط حکم خدا میں پرہیزگار بسبب خوف خدا کے راہ خدا میں اور خاموش رہتا تھا اور فکر اور تامل بہت کرتا تھا اور فکر اسکا بہت
عمیق تھا اور تیز نظر تھا اور دن کو کبھی نہ سوتا تھا اور مجلس میں تکیہ نہ لگاتا تھا اور نہ وہاں تھوکتا تھا اور نہ کسی چیز کے ساتھ بازی کرتا تھا اور کسی نے
اسکو بول و براز کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ غسل کرتے ہوئے دیکھا اسکو پوشیدہ رکھنے اور چھپانے کی جہت سے بدن اپنے کو اور فکر کے غور کی جہت سے اور اپنی امر کی
حفاظت کی جہت سے اور کبھی کسی چیز پر وہ ہنسا نہیں گناہ کے خوف سے اور نہ کبھی غصہ کیا اور نہ کبھی کسی سے خوش طبعی کی اور نہ دنیا کی چیز کے ہاتھ لگنے
سے کبھی خوش ہوا اور نہ کبھی کسی چیز کے جاتے رہنے سے غمگین ہوا اور عورتوں سے اسنے نکاح کیا اور بہت اولاد اسکی پیدا ہوئی اور اکثر ان میں سے
مر گئی اور کسی کے مرنے پر نہ رویا اور جسوقت دو آدمیوں جھگڑنیوالوں پر گزرتا تھا تو انمیں صلح کروا دیتا تھا اور جس سے نیک قول سنتا تھا تو
اسکی تفسیر سے سوال کرتا تھا کہ کس شخص سے یہ قول حاصل کیا ہے اور اکثر فقہا کی ہمنشینی کرتا تھا اور حکما کی اور قاضیوں اور بادشاہوں کے
حکموں سے تفتیش کرتا تھا اس سوقت گریہ کرتا تھا قاضیوں کے واسطے اس امر کے کہ جسمیں وہ مبتلا ہوئے ہیں اور رحم کرتا تھا بادشاہوں پر اور استغفار
کرتا تھا واسطے انکے بسبب غرور رکھنے انکے کے دنیا پر خدا سے اور واسطے مطمئن ہونے انکے دنیا پر اور نصیحت پکڑتا تھا اور سیکھتا تھا اس چیز کو کہ جسکے سبب سے نفس پر
غالب ہو اور جہاد کرے خواہش نفس سے اور پرہیز کرے شیطان سے اور اپنے دل کی دوا فکر سے کرتا تھا اور نفس کی وانصیحت سے کرتا تھا اور نہیں چلتا تھا
اور نہیں شروع کرتا تھا مگر اس چیز میں کہ اسکو فائدہ بخشے اور نہیں نظر کرتا تھا مگر اس چیز میں کہ اسکی مدد کرے پس ان صفات کی جہت سے خدا تعالیٰ نے
اسکو حکمت عطا کی اور خدا تعالیٰ نے فرشتوں کی گروہ کو حکم دیا جسوقت دوپہر ہوئی اور قیلولہ کا آنکھوں کو غلبہ ہوا وہ فرشتے لقمان کے پاس آئے اور لقمان کو
آواز دی لقمان بھی آواز کو سنتا تھا لیکن ان فرشتوں کو دیکھتا نہیں تھا ان فرشتوں نے کہا کہ اے لقمان تو چاہتا ہے کہ خدا تجھکو بادشاہ
اور خلیفہ زمین میں کرے کہ تو لوگوں پر حکم کرے لقمان نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے اور اسکو یہی منظور ہے تو بسر و چشم میں نے قبول کیا
اسواسطے کہ اگر وہ مجھکو کریگا تو میری مدد بھی کریگا اور مجھکو نگاہ رکھیگا اور اگر مجھکو اسنے اختیار دیا ہے تو میں عافیت کو قبول کرتا ہوں اور سلطنت کو نہیں

ذکر حضرت لقمان

نہین قبول کرتا ہون فرشتون نے کہا کہ اے لقمان یہ کسواسطے تو نے کہا فرمایا کہ اسواسطے کہ حکم کرنا درمیان آدمیونکے نہایت سخت ہے ہوتی ہین اُمور مین سے اور
اُسمین بہت بلائین اور فتنے ہین اور ظلم اُسکو ڈھانپتا ہی ہر مکان سے اور وہ شخص دو امر کے درمیان ہے اگر مطابق حق کے کہا تو سلامت رہا اور اگر
خطا کی تو بہشت کی راہ سے چوکا اور جو کوئی دنیا مین خوار اور ذلیل اور رہا تو آسان ہے تو اُسپر آخرت کے سب امور آسان ہین اور جو کوئی دنیا مین حاکم اور
شریف ہے اُسپر آخرت کی سختی اور دشواری ہے اور جو کوئی آخرت کو چھوڑکر دنیا کو اختیار کریگا دونو کا نقصان اُسکو ہوگا پس تعجب کیا فرشتون نے حکمت
اُسکی سے اور پسند کیا خدا نے گویائی کو اُسکی اور جب کہ شب آئی اور لقمان نے خواب کیطرف توجہ کی تو اللہ تعالے نے اُسپر حکمت نازل کی اور سر سے قدم تک
اُسکو حکمت سے بہردیا جسوقت کہ وہ سوتا تھا اور حکمت مین اُسکو پوشیدہ کر دیا پس جسوقت کہ وہ بیدار ہوا تو اُسکی برابر اُس زمانہ مین کوئی حکیم نتھا اور
گھر سے باہر نکلکر آدمیونمین آیا تو حکمت سے کلام کرتا تھا اور حکمت کو لوگونمین پھیلاتا تھا فرمایا امام علیہ السلام نے پس جسوقت خلافت کیواسطے حکم کیا گیا
اور اُسکو نہ قبول کیا تو خدا تعالے نے فرشتونکو حکم کیا اُنہون نے حضرت داؤد کو خلافت کیواسطے کہا داؤد نے اُسکو قبول کیا اور جو شرطین کہ لقمان نے
اُسمین کی تھین داؤد نے نکین خدا تعالے نے اُسکو زمین مین خلیفہ کیا اور کئی مرتبہ داؤد آزمایا گیا اور ہر مرتبہ لغزش اُس سے اولی امر مین ہوتی تھی
اور خدا تعالے اُسکو معاف کرتا تھا اور لقمان اکثر زیارت کو داؤد کی جاتا تھا اور اُسکو نصیحت کرتا تھا اپنی نصیحتون و حکمتونکے ساتھ اور داؤد
اُسکو فرماتے تھے کہ خوشا حال تیرا ہی لقمان کہ تو حکمت دیا گیا ہی اور بلا تجھسے دور کیگئی اور پھیر دی گئی ہی اور داؤد خلافت دیا گیا ہی اور حکم اور فتنہ سے
آزمایا گیا ہی اور خدا تعالے نے لقمان کو حکمت دی اور فرمایا أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ یہ کہ شکر کر تو واسطے خدا کے حکمت کی نعمت کا اور سوا اُسکی جو کچھ کہ
ہمنے تجھکو بخشا ہی وَمَنْ يَشْكُرْ اور جو کوئی کہ شکر کری فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ پس سوائے اُسکی نہین کہ شکر کرتا ہی واسطے نفس اپنے کے
کہ فائدہ شکر کرنیکا کہ ہمیشہ رہنا نعمت کا دنیا مین اور زیادتی نعمت سے ہی وہ واسطے اُس شکر کرنیوالے کے اور آخرت مین ثواب اُسکی واسطے
وَمَنْ كَفَرَ اور جو کوئی کہ ناشکری کرے نعمت پر فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا غَنِيٌّ بے نیاز اور بے پروا ہی ہر کسیکے شکر کرنیسے
حَمِيدٌ سراہا گیا ہی اپنی ذات مین اور مستحق تعریف کرنیکا ہی چاہے کوئی اُسکی تعریف کرے چاہے نکرے اور تمام مخلوقات زبان حال سے تعریف
کرتے ہین اب یہانسے خدا تعالے اُن وصیتونکا ذکر کرتا ہے کہ جو کچھ لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھین چنانچہ فرماتا ہی کہ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ
اور یاد کر تو اے محمد صلعم جسوقت کہ کہا لقمان نے واسطے بیٹے اپنے کے یعنی لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا وَهُوَ يَعِظُهُ جسوقت کہ وہ لقمان نصیحت کرتا تھا اُسکو
اور پند دیتا تھا کہ يَا بُنَيَّ اے فرزند میرے اور تصغیر اُسکی واسطے شفقت اور محبت کے ہے یعنی اے بیٹے میرے لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ نہ شرک کر تو ساتھ خدا کے
إِنَّ الشِّرْكَ تحقیق شرک کرنا خدا کی ذات مین لَظُلْمٌ عَظِيمٌ البتہ ظلم بڑا ہے اور حد سے بہت گزر جانا ہی اسواسطے کہ جو کہ طرح طرح کی نعمتین عطا
کرتا ہے اُسکی برابر اُسکو شمار کرنا کہ جو کسیطرح کی نعمت کے دینے کی قدرت اور لیاقت نہین رکھتا ہی البتہ یہ بڑا ظلم ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ ظلم تین طرح کا ہی ایک تو وہ ظلم ہے کہ بخشا جاتا ہی اور ایک وہ ظلم ہے کہ خدا اُسکو نہین بخشتا ہی اور ایک وہ ظلم ہے کہ نہین چھوڑتا ہی اُسکو
خدا لیکن وہ ظلم کہ بخشتا ہی اُسکو خدا وہ تو ظلم آدمی کا اپنے نفس پر ہے کہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور لیکن وہ ظلم کہ جسکو خدا نہ بخشیگا وہ شرک ہے اور وہ
ظلم کہ جسکو نچھوڑیگا خدا وہ ظلم ایک شخص کا دوسرے شخص پر ہے معاملات مین کہ جبتک وہ نہ بخشیگا تو معاف نہوگا منقول ہے کہ پسر اور زوجہ لقمان کی کافر
تھے اور لقمان اُنکو ہمیشہ نصیحت کرتا تھا یہانتک کہ اُنہون نے اسلام قبول کیا اور خدا تعالے کی وحدانیت کا اقرار اور اعتقاد کیا اور جسوقت خدا تعالے نے
تاکید کی اپنی نعمت کی شکرگزاری کی تو بعد اُسکی حکم کیا والدین کی شکرگزاری کا کہ حقوق اُنکی نعمت کے فرزند پر بہت ہین اور شکر کرنا اُنکی نعمتونکا
واجب ہے چنانچہ فرماتا ہی وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ اور وصیت کی ہمنے آدمی کو یعنی حکم کیا ہمنے اُسکو بِوَالِدَيْهِ ساتھ ماں اور
باپ اُسکے نیکی کرنی اور فرمانبرداری اور شکر کرنیکا کہ ہمیشہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور اُنکی فرمانبرداری مین معروف ہی اور ہردم اُنکا
شکر کرتا رہی اور خدا تعالے نے اپنے شکر کے ہمراہ والدین کے شکر کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ وہ پیدا کرنیوالا ہی اور والدین واسطہ ہین پیدا کرنے اور پرورش کے

اور اب خدا تعالیٰ ماں کی نعمت کی زیادتی کا ذکر کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ حَمَلَتْهُ اٹھایا اُس آدمی کو پیٹ شکم میں اُمُّهٗ ماں اُسکی نے نو مہینے بلکہ
زیادہ تک کہ اُسکی اٹھانیسے نہایت سُست اور ناتوان ہوتی تھی وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ سُست ہونا اوپر سُست ہونیکے اور وَہْنًا
مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا کہ وہ حال واقع ہوا ہے یعنی تَہِنُ وَہْنًا اور عَلٰی ہِنٍ صفت ہی وَہْنًا کی وَّفِصٰلُهٗ اور جدا کرنا اسکا اور چھوٹنا
دودھ سے فِيْ عَامَيْنِ بیچ دو برس کے ہی یعنی پیدا ہونیکے وقت سے دو برس تک بچہ کو دودھ پلایا جاتا ہی پس وصیت کی ہمنے فرزند کو اَنِ
اشْكُرْ لِيْ یہ کہ شکر کر تو واسطے میرے حمد اور طاعت کرکے وَلِوَالِدَيْكَ اور واسطے ماں اور باپ اپنے کے انکے ساتھ نیکی کرکے کہ اِلَيَّ
الْمَصِيْرُ طرف میرے پھرنا ہی سبکا اور شکر کرنے اور ناشکری کرنے پر سبکو جزا دونگا اور ایک حدیث میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہی فرمایا کہ
حکم کیا گیا ہی شکر کا واسطے خدا کے اور واسطے ماں اور باپ کے پس جو کوئی کہ نہ شکر کرے والدین کا اُسنے نہ شکر کیا خدا کا اور دوسری حدیث میں
فرمایا ہی کہ جو کوئی شکر نہ کرے آدمی نعمت دینے والے کا تو اسنے شکر نہ کیا خدا کا اور منقول ہی کہ جناب رسولخدا صلعم سے ایک شخص نے پوچھا کہ میں کسکے
ساتھ نیکی کروں فرمایا کہ ماں کے ساتھ اور پھر پوچھا تو فرمایا ماں کے ساتھ اور پھر پوچھا تو فرمایا ماں کے ساتھ اور چوتھی مرتبہ پوچھا تو فرمایا باپ کے ساتھ
وَاِنْ جَاهَدٰكَ اور اگر کوشش کریں وہ دونوں ماں اور باپ تیرے واسطے عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ اوپر اسکے کہ شرک کرے تو ساتھ
میرے یعنی تجھکو میرا شریک کرنیکو کہیں مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اُس چیز کو کہ نہیں ہے واسطے تیرے ساتھ اُس شریک
کرنے کے علم کہ فقط پیروی انکی ہے بدون دلیل کے کہ دلالت کرے اُس شریک کے مستحق ہونے پر بلکہ
دلیل مستحق ہونیکی موجود ہے پس صورت میں فَلَا تُطِعْهُمَا پس کہا مان تو اُن دونوں کا ماں کا اور باپ کا اس امر میں کہ انھی کہنے سے کسیکو
میرا شریک مقرر کرے وَصَاحِبْهُمَا اور مصاحبت رکھ تو اُن دونوں سے فِي الدُّنْيَا بیچ دنیا کے مَعْرُوْفًا مصاحبت نیک
کہ جسکو شرع پسند کرے اور کرم تقاضا کرتا ہو اور مَعْرُوْفًا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی مُصَاحَبَةً مَعْرُوْفًا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہے کہ
ایک جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا رسولخدا مجھکو وصیت کیجئے فرمایا کہ نہ شریک کر تو خدا کا کسی چیز کو اگرچہ تو آگ میں
جلایا جاوے اور عذاب کیا جاوے مگر اُس وقت کہ دل تیرا مطمئن ہو ایمان سے اور ماں اور باپ کی پیروی کر تو اور نیکی کر اُن دونوں کے ساتھ زندہ ہوں خواہ
مر گئے ہوں اور اگر حکم کریں وہ تجھکو یہ کہ نکلجا تو اپنے مال سے اور اہل سے تو پس تو ایسا ہی کر کہ انکو الگ کردے اسواسطے کہ یہ علامات ایمان سے ہی اور بعد
مرنیکے نیکی کرنیسے یہ مراد ہی تمامی کہ انکو ثواب نماز اور صدقہ وغیرہ کا پہنچاتا رہے اور حضرت امام رضاؑ سے کسی نے پوچھا کہ اگر ماں اور باپ میرے دین حق
پر نہوں تو میں انکے واسطے دعا کروں اور صدقہ کا ثواب انکو پہنچاؤں فرمایا کہ دعا کر تو انکے واسطے اور صدقہ دے خدا کی راہ میں اور ثواب اسکا انکو
پہنچا اگر وہ زندہ ہوں اور حق کو نہ جانتے ہوں اسواسطے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ مجھکو خدا تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ بھیجا ہے عقوق کے ساتھ نہیں اور دوسری حدیث میں
ہی کہ فرمایا امام رضاؑ نے کہ نیکی کرنی والدین کے ساتھ واجب ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں اور جو امر کہ خدا کے نزدیک بد ہی اسمیں انکی فرمانبرداری نہ چاہیے اور نہ
کسی اور کی فرمانبرداری اسواسطے کہ مخلوق کی فرمانبرداری اُس امر میں جائز نہیں کہ جسمیں خدا کی نافرمانبرداری ہی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ
نیکی کرنی والدین کے ساتھ خدا تعالیٰ کی معرفت نیک سے ہی اسواسطے کہ کوئی عبادت جلدی خدا کی رضامندی کے قریب پہنچنے میں والدین کی
حرمت کرنیکے سوا نہیں ہے یعنی والدین کی حرمت کرنیسے خدا جلدی راضی ہوتا ہی اُس بندہ حرمت کرنیوالے سے جس وقت کہ ماں اور باپ اُسکے مسلمان ہوں
اسواسطے کہ حق والدین کا حق خدا میں سے نکلا ہی جس وقت کہ وہ دونوں راہ دین اور سنت پر قائم ہوں اور فرزند کو خدا کی طاعت سے منع نکرتے ہوں اور خدا
کی نافرمانبرداری کے طرف نہ لیجاتے ہوں اور یقین سے طرف شک کے نہ لیجاتے ہوں اور زہد سے طرف دنیا کے اور اگر خلاف اسکے
چاہیں تو انکا کہنا ماننا عین نافرمانبرداری خدا کی ہی اور فرمانبرداری انکی عین نافرمانبرداری خدا کی ہی چنانچہ فرماتا ہی خدا کہ کوشش کریں وہ تیری
دونوں اس امر پر کہ کسیکو تو میرا شریک مقرر کرے بدون علم کے تو پس نہ کہا مان تو انکا اور زندگانی کر انکے ساتھ اس طرح رہکے کہ انسے نرمی کر اور انکے

آزمانے کے واسطے کا متحمل ہوا اور اگر وہ تجھکو آزار دیویں جیسے کہ وہ متحمل ہوئے ہیں تیری آزار دینے سے جو وقت کہ تو لڑکا تھا اگر خدا نے تجھکو فرشتہ ہی بنایا ہے تو کہلانے
چھپانے میں تنگی نکر اور بیانا منہ خفا ہو کر کسی کی طرف سے مت پھیر اور اپنی آواز کو اونچی آواز پر بلند مت کر سو واسطے کہ تعظیم اور بزرگی کرنی خدا سے ہے
اور نیک اور پاکیزہ بات انکو کہہ تو سخت بات میں تحقیق کہ خدا نہیں ضائع کرتا ہے اجر نیکی کرنیوالوں کا واتبع اور پیروی کر تو دین میں سبیل
من اناب الی یعنی طریق اس شخص کے کہ رجوع کی ہے اسنے طرف میری کہ اعتقاد توحید کا رکھتا ہے اور طاعت کو خلوص سے بجا لاتا ہے اور وہ محمد صلعم
ہے اور فرمانبردار انکے کہ موصوف ہیں صفت ایمان اور خلوص ثم الی مرجعکم پھر طرف میری ہے پھرنا تمہارا فانبئکم پس خبر دونگا
میں تمکو بما کنتم تعملون ساتھ اسچیز کے کہ تھے تم عمل کرتے نیک یا بد کہ موافق عمل کے تمکو جزا دونگا اور ووصینا الانسان سے یہانتک لقمان
کی وصیتوں میں غیر آیت تھی جملہ معترضہ اب خدا تعالی پھر لقمان کی وصیتوں کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے لقمان کے قول کو جو انکی فرزند کے
حق میں یا بنی اے بیٹے میرے انہا تحقیق کہ کوئی خصلت نیک ہو یا بد آدمی کے فعلوں میں سے ان تک اگر ہووے وہ چھوٹی ہونے اور
ذرا سی ہونے میں مثقال حبۃ من خردل برابر دانہ کے رائی سے کہ وہ نہایت چھوٹا ہوتا ہے فتکن پس ہووے وہ
فی صخرۃ بیچ پتھر سخت بڑے کے کہ نکالنا اسکا اس میں سے نہایت دشوار ہو او فی السموات یا بیچ آسمانوں کی ہو کہ وہ نہایت بلند
اور کشادہ ہیں او فی الارض یا بیچ زمین اسکے نیچے اور تحت میں ہو تو یأت بہا اللہ لاویگا اسکو خدا اور حاضر کریگا اسکو مقام حساب میں
اور اسکا حساب لیگا ان اللہ لطیف تحقیق کہ خدا باریک جاننے والا ہے ہر چیز کا کیسی ہی وہ چیز باریک اور پوشیدہ ہو انکی علم نے سب
چیز کا احاطہ کیا ہے خبیر خبردار ہے ہر چیز کے کنہ سے اور اہل مدینہ نے مثقال حبۃ کو مرفوع پڑھا ہے اور حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ
ڈرو تم اور پرہیز کرو تم گناہوں سے اگرچہ وہ چھوٹے ہوں اور انکو حقیر مت شمار کرو اسواسطے کہ انکے واسطے جوئندہ ہے یعنی چاہیے کہ کوئی تم میں سے یہ کہے کہ گناہ کرو
اور پھر استغفار کر لونگا اس سے اسواسطے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ انہا ان تک مثقال حبۃ الآیۃ یابنی اے فرزند میرے اقم الصلوۃ قائم رکھ تو
نماز کو یعنی ہمیشہ مع شرائط پڑھا کر وأمر بالمعروف اور حکم کر تو ساتھ نیکی کے وانہ عن المنکر اور منع کر تو برائی سے کہ تیرے
سبب سے آدمی صلاحیت پیدا کریں اور تو بھی ثواب میں شریک ہو اور معروف وہ ہے کہ جو شرع اور عقل کے اعتبار سے نیک ہو اور منکر وہ ہے کہ جو انکے
مخالف ہو واصبر علی ما اصابک اور صبر کر تو اوپر اسچیز کے کہ پہنچی ہے تجھکو سختیوں اور بلاؤں سے نیکی کے حکم کرنے اور برائی کے منع
کرنے میں ان ذلک تحقیق کہ وہ صبر کرنا اور جو چیز کہ میں نے تجھکو حکم کیا ہے من عزم الامور ارادہ کے کاموں سے ہے کہ قصد کرنا
ان کاموں کا اور بجا لانا انکا واجب ہے اور ترک کرنا انکا جائز نہیں ہے ولا تصعر اور نہ چڑھا تو خدک منہ اپنے کو اور مت موڑ تو رخسارہ اپنے کو
للناس واسطے آدمیوں کے مغروروں اور متکبروں کی طرح سے بلکہ عاجزوں کی طرح سے ہر ایک کی طرف متوجہ ہو اور لاتصعر کو اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے
اور ابو عمرو نافع نے ولا تصاعر پڑھا ہے ولا تمش فی الارض اور مت چل تو بیچ زمین کے مرحا اتراتا ہوا اور نازان جیسے کہ
جہلا دنیا پرست چلتے ہیں نہایت شادی اور خوشی سے ان اللہ لا یحب تحقیق کہ خدا نہیں دوست رکھتا ہے کل مختال ہر
اترا کے چلنے والے فخور ناز کرنیوالے کو دنیا کے مال پر اور تکبر کرنیوالے کو جناب سو نبخدا نے منع کیا ہے اس امر سے کہ آدمی تکبر کرتا ہوا چلے اور فرمایا
کہ جو کوئی اچھا کپڑا پہنے اور اسکو پہنکر اترائے اور تکبر کرے تو دھسا دیگا اسکو خدا دوزخ کے کنارہ سے اور قارون کے پاس وہ جا کر ٹھیریگا اسواسطے کہ
پہلے سب سے قارون نے تکبر کیا پس خدا تعالی نے اسکو مع اسکے مکان کے زمین میں دھسا دیا اور جو شخص کہ اترائے اور تکبر کرے اسنے خدا کے ساتھ نزاع
کیا اسکی بزرگی میں واقصد فی مشیک اور میانہ روی اختیار کر تو بیچ چلنے اپنے کے بہت آہستہ اور بہت تیز مت چل اسلیے کہ جلد چلنے
میں علامت خفت اور بد وضعی کی ہے اور بہت آہستہ چلنا نشانی تکبر کی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سرعت چلنے کی لیجاتی ہے خوبی
مومن کی وجمال اسکا اور منقول ہے کہ ایام جاہلیت میں اکثر نہایت خوشی اور تکبر سے چلتا تھا حقتعالی نے زمین کو حکم کیا کہ وہ اسکو دھسا لیگئی اور

قیامت تک اسطرح وہ دھنستا ہوا چلا جاویگا **وَاغْضُضْ** اور پست کر تو اور آہستہ کر تو **مِنْ صَوْتِكَ** آواز اپنی میں سے یعنی بلند
آواز سے کلام مت کر کہ **اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ** تحقیق بدترین آوازونکی **لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ** البتہ آواز گدھونکی ہی یعنی آواز کے
بلند کرنیمیں کچھہ خوبی اور بزرگی نہیں ہے بلکہ باعث خفت کا ہی اور دیکھو کہ آواز گدھے کی باوجود بلندی کے کیسی ناخوش اور مکروہ ہے اور
حضرت صادق عؑ نے فرمایا کہ مراد اس آواز سے آواز چھینک کی ہے کہ جو قبیح اور بہت بلند ہو اور یا آدمی بات کرنیمیں آواز کو بلند کریں مگر یہ کہ
کسیکو پکارتا ہو کہ پکارنیمیں کچھہ مضائقہ نہیں ہے اگر آواز کو بلند کریں یا قرآن پڑھنے میں آواز کو بلند کریں اور منقول ہی کہ عرب کے مشرکین آواز کے
بلند کرنیمیں فخر کرتے تھے حقتعالی نے یہ آیت انکے رد میں نازل کی اور جناب رسولخدا صلعم آواز نرم کو دوست رکھتے تھے اور آواز بلند کو مکروہ
جانتے تھے اور لکھتے ہیں کہ انجیل میں مذکور ہی کہ اے عیسیٰ حکم کر تو میرے بندونکو کہ جس وقت وہ مجھسے مناجات کریں تو اپنی آوازونکو پست کریں کہ میں سنتا ہوں
اور جو کچھہ انکے دلمیں ہے اسکو میں جانتا ہوں اور لکھتے ہیں کہ آواز ہر حیوان کی تسبیح ہی مگر آواز گدھے کی کہ شیطان کو دیکھکر وہ آواز کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
دو سبب گدھے کے بولنے کے اور بھی ہیں بھوک اور شہوت میں بھی آواز کرتا ہے اور حدیث میں آیا ہی کہ جس وقت تم آواز گدھے کی سنو تو پناہ لیجاؤ ساتھ خدا کے شیطان شریر سے کیونکہ
آواز گدھے کی اسواسطے ہی کہ اسنے شیطان کو دیکھا ہے اور سعد وقاص نے پیغمبر خدا سے روایت کی ہی کہ خدا تعالی تین آوازونکو دشمن رکھتا ہی آواز گدھے کی اور آواز کتے کی اور آواز
زن نوحہ گر کی یہانتک لقمان کی وصیتیں تھیں اور سوائے انکے اور وصیتیں بھی منقول ہیں اور بعضے ان میں سے یہ ہیں کہ کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہ اے
فرزند میرے جس وقت سے کہ تو دنیا میں آیا ہی اسوقت سے تو نے دنیا کو پشت دی ہی اور آخرت کیطرف تو نے منہ کیا ہی پس وہ گھر کہ جسکے طرف تو روانہ ہوتا ہے
وہ بہت نزدیک ہے تجھسے اس گھر سے کہ جس سے تو بعید ہوتا ہی اے فرزند میرے ہمنشینی علما کی اختیار کر اور دوزانو ہو کر انکے روبرو ادب سے بیٹھ اور انسے گفتگو
بطور نزاع کے مت کر کہ تجھکو وہ منع کریں اور لے تو دنیا میں سے موافق گذارہ کے اور بالکل سکوت چھوڑ کہ آخرت میں تو بھاری ہو جاویگا اور ایسا تو دنیا
میں داخل مت ہو کہ وہ آخرت کو تیری ضرر کرے اور روزہ رکھہ کہ جس سے تیری شہوت قطع ہو جاوے اور ایسا روزہ مت رکھہ کہ جو مانع ہو نماز سے یعنی
سے ہو اسلیے کہ نماز خدا کو روزہ سے زیادہ دوست ہے اے فرزند میرے دنیا دریا عمیق ہے تحقیق کہ ہلاک ہوئے ہیں اسمیں مردم کثیر پس کر تو کشتی اپنی ایمان کو
اور بادبان اسکا توکل کو اور توشہ اپنا اسمیں توکل اور پرہیزگاری کو پس اگر نجات پائی تو نے تو وہ خدا کی رحمت سے ہے اور اگر تو ہلاک ہوا تو
ہلاک ہوا اپنے گناہوں سے اور اے فرزند میرے ڈر تو خدا سے ایسا ڈرنا کہ اگر تو قیامت میں تمام جن اور انسان کی نیکیاں لیکر جاوے تو خوف ہو تجھکو عذاب
کرنیکا اور امید رکھہ تو خدا سے ایسی امید کہ اگر تو قیامت میں تمام جن و انسان کے گناہ لیکر جاوے تو تجھکو بھی امید ہو بخشش کی پس لقمان کے بیٹے
نے یہ وصیتیں سنیں تو کہا کہ اے باپ میرے کیونکر طاقت رکھوں میں ان سب امور کی اور حال یہ ہے کہ میرے واسطے ایک دل ہے لقمان نے کہا کہ اے فرزند
میرے اگر مومن کا دل باہر نکالکر چیرا جاوے تو البتہ اسمیں دو نور پائے جائیں ایک تو نور خوف خدا کا اور دوسرا نور امید کا کہ وہ دونو نور باہم وزن
کئے جائیں تو ایک نور دوسرے نور سے برابر ذرہ کے زیادہ نہ نکلے اور جو کوئی ایمان لاتا ہی خدا پر تو راست اور درست جانتا ہی اس امر کو جو کہ
خدا نے فرمایا ہے اور جو شخص کہ خدا کے فرمودہ کو راست اور حق جانتا ہی تو وہ بجا لاتا ہے اسکو کہ جسکے ادا کرنیکا حکم خدا نے کیا ہی اور جو کوئی نہ بجا لاوے خدا کے
حکم کو تو گویا اسنے راست نہیں جانا ہی خدا کے فرمانیکو اور نہ اسکا اعتقاد کیا ہی اور جو کوئی ایمان لاتا ہی خدا پر درست اور صحیح تو عمل کرتا ہی واسطے خدا کے
خالص اور وہی ایمان لایا ہی خدا پر راست اور درست اور جو کوئی فرمانبرداری کریگا خدا کی تو وہ خدا سے خوف کریگا اور جو شخص کہ اس سے خوف کریگا وہ
اسکو دوست رکھے گا اور جسنے اسکو دوست رکھا وہی اسکے حکم کی تابعداری کریگا اور جسنے اسکے حکم کی تابعداری کی وہ سزاوار اسکی بہشت اور
مرضیونکا ہوگا اور جو کوئی تابعداری نکرے خدا کے رضامندی کی پس تحقیق آسان ہو جاویگا اسپر ناراض ہونا اسکا پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کے
ناراض ہونیسے اور نہ رغبت کر تو طرف دنیا کے اے فرزند میرے اور نہ مشغول کر تو اسمیں دل اپنا کہ نہیں پیدا کی ہے خدا نے کوئی چیز ذلیل اور خوار دنیا سے
کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ نہیں کیا ہے خدا نے اسکی نعمتونکو ثواب فرمانبردارونکا اور نہ اسکی بلاؤنکو عذاب گنہگارونکا اور لقمان کے حال میں لکھا ہی کہ

دس ہزار کلمے حکمت کے اُس سے منقول ہیں اور کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم کا گزر لقمان پر ہوا دیکھا کہ ایک جماعت اُسکی پاس بیٹھی ہے اور ایک جماعت کھڑی ہی اور وہ آدمی حکمت کے کلمے اُس سے سُنتے ہیں اُس عالم نے تعجب کرکے نہ حقارت کی راہ سے لقمان سے کہا کہ اے لقمان تو وہی غلام سیاہ ہے کہ فلانے شخص کا ریوڑ چرایا تھا کہا کہ ہاں پھر اُس عالم نے پوچھا کہ ہی لقمان کس چیز نے تجھکو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا جواب دیا کہ تین چیزوں نے سچ کہنا اور امانت کو نگاہ رکھنا اور نفس کی آرزو اور خواہشوں کا ترک کرنا اور بعضی تفسیروں میں مذکور ہے کہ ایک دن لقمان کے آقا نے مع دوسرے غلاموں کے باغ میں اُسکو بھیجا کہ وہ سب ہانسی میوہ توڑ کر لائیں غلاموں نے باغ میں جاکر میوہ توڑا اور سارا میوہ جسقدر کہ توڑا تھا کھا گئے اور اپنے آقا سے جاکر کہا کہ لقمان سب میوہ کھا گیا وہ لقمان پر خفا ہوا لقمان نے کہا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں اور میوہ خود اُنہوں نے کھایا ہی آقا نے کہا کہ یہ کیونکر دریافت ہو لقمان نے کہا کہ ہم سب کو گرم پانی پلاؤ اور بعد اُسکے سب کو صحرا میں دوڑاؤ تاکہ ہم سبکو قے آئے پس جسکے پیٹ میں سے میوہ نکلے وہ خائن اور چور ہے آقا نے اُنکی ایسا ہی کیا اور اُن سب کو قے ہوئی غلاموں کی حلق میں سے تو میوہ نکلا اور لقمان کی حلق میں سے آب صاف آقا اُنکا یہ امر دیکھکر لقمان کی عقل اور سمجھ کا بہت معتقد ہوا اور کہتے ہیں کہ لقمان غلام حبشی تھا اُسکی آقا نے اُس سے کہا کہ گوسفند کو ذبح کر اور اُسکی اعضا میں سے جو عضو کہ زیادہ ناپاک اور خبیث ہی اُسکو میرے پاس لاکر حاضر کر لقمان نے گوسفند ذبح کی اور اُسکا دل اور زبان نکالکر لایا اور بعد اُسکی آقا نے اُسی کہا کہ ایک گوسفند اور ذبح کر اور اُسکی اعضا میں سے جو عضو کہ پاک ہے وہ میرے پاس لا لقمان نے گوسفند ذبح کی اور وہی دل اور زبان نکالکر لایا اُسکی آقا نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک چیز پاک بھی ہو اور ناپاک بھی لقمان نے جواب دیا کہ جسکا دل اور زبان پاک ہی تو کوئی عضو اُسکا اُن دونوں سے زیادہ پاک نہوگا اور اگر کسیکا دل اور زبان ناپاک ہے تو کوئی عضو اُنسے زیادہ ناپاک نہوگا اور کہتے ہیں کہ لقمان سفر سے آتا تھا رستہ میں غلام سے ملاقات ہوئی اُس سے اپنے باپ کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ وہ مرگیا لقمان نے کہا کہ اب میں اپنے کار کا مالک ہوگیا اور اپنے اُمور کا مجھکو اختیار حاصل ہوا اور بعد اُسکی اپنی زوجہ کی خبر پوچھی اُسنے کہا کہ وہ بھی مرگئی کہا کہ فرش اور بستر میرا نیا ہوگیا اور بعد اُسکے بہن کو پوچھا اُسنے کہا کہ وہ بھی فوت ہوگئی لقمان نے کہا کہ اب میرا ناموس پوشیدہ ہوگیا اور بعد اُسکے بھائی کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ وہ بھی گزر گیا لقمان نے کہا کہ ہائے میری کمر ٹوٹ گئی اور اُمید میری منقطع ہوگئی اور کہتے ہیں کہ کسی نے لقمان سے پوچھا کہ سب آدمیوں میں بدتر کون ہے کہا کہ وہ شخص کہ اپنی بدی کو لوگوں کو دکھلانے سے کچھ خوف نکرے اسطرح لقمان کے قول کتابوں میں بہت مذکور ہیں جسکو رغبت ہو وہ تواریخ اور اخلاق کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور لقمان کی وصیتوں کی بعد خدا تعالے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو کہ بندوں کو عطا کی ہیں چنانچہ فرماتا ہی کہ **أَلَمْ تَرَوْا** کیا نہ دیکھا تمنے ای بندو میرے **أَنَّ اللّٰهَ** تحقیق کہ خدا نے **سَخَّرَ لَكُمْ** حکم میں کیا ہی واسطے تمہارے **مَّا فِي السَّمٰوٰتِ** اُن چیزوں کو کہ بیچ آسمانوں کے ہیں مثل آفتاب اور ماہتاب کے کہ اُنکی روشنی سے تم فائدے حاصل کرتے ہو اور ستارے کہ اُنکی علامت سے راہ چلتے ہو اور ابر اور باراں اور ہوا کہ ان سب سے نفع حاصل کرتے ہو **وَمَا فِي الْأَرْضِ** اور جو چیز کہ بیچ زمین کے ہی اُسکو بھی تمہارے فائدہ کیواسطے تسخیر کیا ہے مثل کوہ اور صحرا اور دریا اور حیوانات اور درخت وغیرہ کے کہ یہ سب تمہارے نفع کیواسطے ہیں **وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ** اور تمام کی اوپر تمہارے اور فراخ کی **نِعْمَةً ظَاهِرَةً** نعمت اپنی کہ جو ظاہر ہے کہ جسکا تم انکار نہیں کرسکتے ہو جیسے کہ تمہارا پیدا کرنا اور زندگی عطا کرنی اور قدرت دینی اور خواہشوں کا تم میں پیدا کرنا اور سوائے اُسکے کتنی نعمتیں ہیں کہ وہ ظاہر ہیں **وَبَاطِنَةً** اور باطن کی نعمت تمپر تمام کی کہ اُسکو ہر ایک نہیں جان سکتا ہی مگر جو کہ تامل اور غور کرے اور اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے نعمۃ کو نعم پڑھا ہے جمع کا صیغہ مضاف طرف ضمیر کے اور مراد نعمتوں ظاہرہ اور باطنہ سے نعمتیں محسوسہ اور غیر محسوسہ ہیں اور نعمت ظاہرہ اور باطن میں مفسرین نے بہت اختلاف لکھے ہیں بعضے تو کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر سے مراد نصرت پیغمبر خدا کی ہی اعداء دین پر اور امداد ملائکہ کی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نعمت ظاہرہ وہ نعمت ہے کہ بندوں کی علم نے اُس سے تعلق پکڑا ہو اور نعمت باطن مصلحتیں دین اور دنیا کی ہیں کہ سوائے خدا کے اُنکو کوئی نہیں جانتا ہی اور دوسری روایت ابن عباس سے یہ ہی کہ میں نے رسول خدا صلعم سے نعمت ظاہر اور باطن کو دریافت کیا فرمایا کہ ہی ابن عباس نعمت ظاہر اسلام ہی اور آراستہ اور درست کرنا بدن کا کہ سب اعضا

اعتدال کے ساتھ ہوں اور عطا کرنا رزق کا تجھکو اور نعمت باطن پوشیدہ کردینا تیری اعمال بد کا اور نہ رسوا کرنا تجھکو ان اعمال سے اور ابن عباس خدا تعالیٰ سے فرماتا ہی کہ کتنی چیزیں ہیں کہ میں نے بندہ کو بخشی ہیں کہ وہ کسیکو نہیں دی ہیں اول یہ کہ قبول کیا ہمنے مومنین کی دعا کو انکی حق میں بعد منقطع ہونے انکی عمل کے اور دوسرے یہ کہ عطا کیا ہمنے انکو ثلث یعنی تہائی مال تاکہ راہ خدا میں انکو تصدق کریں اور میں انکی سبب سے انکی گناہونکو بخشونگا اور تیسری یہ کہ پوشیدہ کیا میں نے انکی عمل بد کو اور انکو اس عمل سے رسوا نکیا اور لوگونکو وہ نہ دکھلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر نعمت اعضا کی ہی اور باطن دل اور عقل اور فہم ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر شرع ہی اور باطن شفاعت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر نعمت دنیا کی ہی اور باطن نعمت آخرت کی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر خوبی اور حسن صورت کا ہی اور درست اور معتدل ہونا اعضا کا اور نعمت باطن معرفت خدا کی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمت ظاہر قرآن ہے اور نعمت باطن تاویل انکی معانی کی اور یا ظاہر وہ ہے کہ مشاہدہ ہو اور باطن وہ کہ جانی نہ جائے مگر دلیل سے اور یا ظاہر صفائی ظاہر کی ہی اور باطن صفائی باطن کی یا ظاہر ذکر خدا کا ہی زبان سے اور باطن ذکر اسکا ہی دل سے اور اسیطرح کثیر قول لوگونکی ہیں نعمت ظاہر اور باطن میں اور سب درست ہوسکتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہی کہ نعمت ظاہر تو رسولخدا صلعم ہیں اور جو کچھ کہ وہ خدا کے ہاں سے لائے ہیں معرفت اور توحید خدا کے اور لیکن نعمت باطن پس وہ دوستی ہم اہلبیت کی ہی اور ہماری دوستی کا اعتقاد دل میں بستہ کرنا اور حضرت امام کاظم نے فرمایا ہی کہ نعمت ظاہر امام ظاہری اور نعمت باطن امام غائب ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام دوسری روایت میں ہیکہ رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ اے علی بیان کر تو پہلی نعمت کو جو کہ خدا نے تجھپر انعام کیا ہی کہا کہ پیدا [illegible] کچھ ہی شی مذکور نتھا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہی دوسری نعمت کہا کہ احسان کیا مجھپر جس وقت کہ مجھکو پیدا کیا کہ مجھکو زندہ پیدا کیا نہ مردہ [illegible] نعمت کہا کہ پیدا کیا مجھکو اور شکر ہے اسکا کہ مجھکو نیک صورت میں پیدا کیا اور ترکیب میری اعضا کی معتدل کی فرمایا کہ سچ کہا چوتھی نعمت کہا کہ مجھکو فکر کرنیوالا اور یاد کرنیوالا خدا کا کیا نہ غفلت کرنیوالا اور فراموش کرنیوالا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہی پانچویں نعمت کہا کہ مجھکو حواس عطا کئے کہ انسے میں دریافت کرلیتا ہوں جو چاہتا ہوں اور عطا کیا چراغ روشن کہ وہ عقل ہے فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہی چھٹی نعمت کہا کہ مجھکو ہدایت کی خدا نے اپنی دین کی اور اپنی راہ سے مجھکو گمراہ نکیا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے ساتویں نعمت کہا کہ دی خدا نے واسطے میرے جگہ پھر نیکی اس زندگانی میں کہ کبھی وہ منقطع ہی نہیں ہونیکی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہی نعمت آٹھویں کہا کہ مجھکو مالک کیا میرے نفس کا اور غلام کسیکا اور مملوک مجھکو نکیا فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہے نعمت نویں کہا کہ تسخیر کیا میرے واسطے آسمان اپنا اور زمین اپنی اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہے اور انکی اندر ہے مخلوقات انکی فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کیا ہی نعمت دسویں کہا کہ کردیا مجھکو مرد قائم ہونیوالا اپنی حلال عورتوں پر اور نکیا مجھکو عورت فرمایا کہ سچ کہا تو نے پس کونسی نعمت ہے بعد اسکی کہا کہ یا رسول اللہ نعمتیں خدا کی بہت ہیں اور اگر شمار کرو تم خدا کی نعمتونکو تو نہ احاطہ کرسکوگے انکا رسولخدا صلعم یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ گوارا ہو تجھکو حکمت اور علم ای ابوالحسن پس تو ہی ہی وارث میرے علم کا اور بیان کرنیوالا میری امت کیواسطے جس چیز میں کہ وہ اختلاف کرینگے بعد میرے منقول ہی کہ نضر بن حارث کہتا تھا کہ قرآن پہلی لوگونکا قصہ ہے خدا تعالے نے یہ آیت نازل کی **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ** اور بعضا آدمیونمیں سے وہ شخص ہے کہ جھگڑا اور خصومت کرتا ہی **فِی اللہِ** بیچ کتاب خدا کے اور کہتا ہے کہ قرآن خدا کے پاس سے نازل نہیں ہوا ہے بلکہ پہلی لوگونکے قصے ہیں کہ لوگ محمد صلعم کو تعلیم کرتے ہیں اور محمد انکو اپنی اصحاب کے روبرو پڑھتا ہے اور کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے رسولخدا سے پوچھا کہ خدا تیرا کس چیز سے ہی اسیوقت ایک بجلی آئی اور اسکو ہلاک کیا اور یہ آیت نازل ہوئی یعنی وہ جھگڑتے ہیں قرآن اور خدا کی توحید اور صفات میں **بِغَیْرِ عِلْمٍ** بدون علم کے کہ کوئی دلیل اپنے پاس نہیں رکھتے **وَّلَا ھُدًی** اور نہ کوئی بیان اور ہدایت ہی خدا کی جانب سے انکے پاس **وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ** اور نہ کوئی کتاب روشن ہے بلکہ کمال جہالت ہی انکی اور محض پیروی اپنی باپ دادا کی ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نضر بن حارث نے رسولخدا صلعم سے کہا کہ جو کچھ تیرے پروردگار کیطرف سے نازل ہوا ہے اسکی تو پیروی کر کہا کہ ہم تو

اُن امر کی پیروی کرینگے کہ جسپر ہمنے اپنے باپوں کو پایا ہے تب آیت نازل ہوئی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اور جسوقت کہ کہا جاتا ہے واسطے اُنکے کہ بصدق دل اتَّبِعُوْا پیروی کرو تم مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اُس چیز کی کہ نازل کی ہے خدا نے یعنی قرآن کی قَالُوْا تو کہتے ہیں وہ جواب میں کہ نہیں پیروی کرینگے ہم اُسکی بَلْ نَتَّبِعُ بلکہ پیروی کرینگے ہم مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اُس چیز کی کہ پایا ہے ہمنے اوپر اُسکے اٰبَآءَنَا باپوں ہمارونکو یعنی اپنے باپوں کے طریق پر ہم چلینگے خدا فرماتا ہے کہ اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ کیا اگر ہووے شیطان کہ اپنے وسوسوں سے یَدْعُوْھُمْ بلاتا ہو انکو اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ طرف عذاب سوزاں کے کہ وہ عذاب دوزخ ہے تب بھی وہ اُسکی پیروی کرینگے اور جواب لو کا محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ تب بھی اُسکی پیروی کرینگے اور یہ اسواسطے کہا ہے کہ وہ شیطان کہ بلانیسے اپنے باپونکی پیروی کرتے تھے وہی اُنکے دلمیں وسوسہ ڈالتا تھا کہ تم اپنے باپونکی پیروی کرو اور پیغمبر کا کہنا نہ مانو وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْھَهٗ اور جو کوئی سپرد کرے ذات اپنی کو اِلَی اللّٰہِ طرف خدا کے کہ سب امور اپنے اُسکے سپرد کرے اور اپنے اعمال میں قصد قربت کا کرے اور بالکل متوجہ طرف خدا کے ہو وَھُوَ مُحْسِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ نیکی کرنیوالا ہے اپنے عمل میں کہ موافق شرع کے اعمال بجا لاتا ہے خالص واسطے خدا کے تو فَقَدِ اسْتَمْسَكَ پس تحقیق چنگل ماری ہے اُسنے اور لٹکا ہے وہ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ساتھ رسی اور دستاویز استوار اور مضبوط کے کہ خوف اُسکی شکستگی اور ٹوٹنے کا نہیں ہے یہ تشبیہ ہے اُس شخص کے ساتھ کہ ارادہ کرے بلندی پر جانیکا اور مضبوط رسی کو پکڑے کہ اُسکے سبب سے لٹک کر بلندی پر پہنچے آسانی اور سہولت سے اور ایسی ہی جو کوئی کلمہ توحید یا قرآن کو سنتا [illegible] سکن اور ماوی ہو وَاِلَی اللّٰہِ اور طرف خدا کے ہے عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ [illegible] اعمال ہے سب کو جزا دیگا اور ثواب سب اعمال کا اُسکی پاس ہے وَمَنْ کَفَرَ اور جو [illegible] ہے مرے اور رسی مضبوط میں چنگل ماری ہو تو فَلَا یَحْزُنْكَ پس چاہئے کہ غمگین کرے تجھکو اے محمد صلعم کُفْرُهٗ کفر اُسکا اسواسطے کہ ضرر اُس کفر کا دنیا اور آخرت میں اُس کافر ہی کو پہنچیگا نہ تجھکو کہ اِلَیْنَا مَرْجِعُھُمْ طرف ہمارے ہے پھرنا اُن سب کا ہم موافق اعمال کے اُنکو سزا دیوینگے فَنُنَبِّئُھُمْ پس خبر دینگے ہم اُنکو بِمَا عَمِلُوْا ساتھ اُس چیز کے کہ کی ہے اُنہوں نے اور اُسکی سزا اُنکو دیجائیگی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ تحقیق کہ خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ساتھ سینہ کی باتوں کے نیک ہو یا بد ہو وہ سینہ کی بات پس سب بندوں کو موافق اُنکے اعمال کے جزا دیگا نُمَتِّعُھُمْ فائدہ دیتے ہیں ہم اُنکو نعمتوں کا قَلِیْلًا تھوڑا کہ وہ فائدہ چند روزہ دنیا کا ہے ثُمَّ نَضْطَرُّھُمْ پھر ناچار اور بے اختیار کرکے لیجائینگے ہم اُنکو اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ طرف عذاب بھاری اور سخت کے کہ نہایت گراں معلوم ہو وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ اور البتہ اگر پوچھے تو اے محمد صلعم اُن کافروں سے مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کسنے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ البتہ کہینگے خدا نے سبب ظاہر ہونے علامتوں کی کہ سوائے خدا کے کسینے نہیں پیدا کیا ہے اور جسوقت اُنہوں نے اقرار کیا ہے محمد کہ جس سے اُنکا اعتقاد باطل ہوتا ہے کہ شراکت بالکل باقی نہیں رہتی تو قُلِ کہہ تو اُنکو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شکر ہے واسطے خدا کے تمہاری الزام کھانے پر اور تمہارے اقرار کرنے سے عدم اس امر کے جو تمہارے اعتقاد کو باطل کرتا ہے بَلْ اَكْثَرُھُمْ بلکہ اکثر اُنکے لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں کہ اس اقرار سے ہمکو الزام ہوتا ہے لِلّٰہِ خاص واسطے خدا کے ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے کہ سب ہی کی مخلوقات ہے اس صورت میں آسمانوں میں اور زمین میں سوائے اُسکے کوئی مستحق عبادت کا نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ تحقیق کہ خدا ھُوَ الْغَنِیُّ البتہ وہی بے نیاز اور بڑا ہے الْحَمِیْدُ سراہا گیا ہے اپنی ذات میں اور مستحق تعریف کا ہے چاہیے کوئی اُسکی تعریف کرے یا نہ کرے وہ محتاج کسی کی تعریف کرنیکا نہیں ہے سورہ کہف کے آخر میں کو ہے کہ یہودیوں نے پیغمبر خدا پر اعتراض کیا کہ قرآن میں ایک مقام پر تو یہ ہے کہ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنی اور جو شخص کو دیا گیا حکمت پس تحقیق دیا گیا وہ خیر کثیر اور دوسری جگہ قرآن میں ہے وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی اور نہیں دیئے گئے ہو تم علم میں سے مگر تھوڑا اور حکم ان دونوں آیتوں کا آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہر چند علم بندونکا بہت ہو لیکن بہ نسبت علم خدا کے بہت تھوڑا ہے اور خدا تعالے نے یہ آیت نازل کی

قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا آلایہ اور اسکی تاکید خدا اسجگہ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَوْ أَنَّ اور اگر تحقیق ہوتی مَا فِي الْأَرْضِ وہ چیز کہ
بیچ زمین کے ہے مِن شَجَرَةٍ وہ درختونکی قسم سے أَقْلَامٌ قلم وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ اور دریا روشنائی دیتا اسکو مِن بَعْدِهِ پیچھے
قلم ہونے انکے روشنائی سے روشنائی دیتی اسکو سَبْعَةُ أَبْحُرٍ سات دریا یعنی جو کچھ زمین پر درخت ہیں انکی قلم بناتے اور دریا کی پانی
کی سیاہی بناتے اور جب پانی اس دریا کا لکھتے لکھتے تمام ہوجاتا تو اور سات دریا کے پانی کی سیاہی مقرر کرکے خدا کے علم کو لکھتے تو مَّا نَفِدَتْ
نہ انتہا کو پہنچتے اور نہ مٹتے كَلِمَاتُ اللَّهِ کلمے علوم خدا کے باوجود قلم کرنے تمام درختونکے کہ روئے زمین پر ہیں اور سیاہی مقرر کرنی آٹھ
دریا کی بلکہ وہ قلم درختونکی اور پانی آٹھوں دریا کا خرچ ہوجاتا اور خدا تعالیٰ کے علم تمام نہوتے انکی انتہا نہیں ہے اسواسطے کہ مراد کلمات سے وہ چیزیں
ہیں کہ جنکو خدا کا علم اور قدرت متعلق ہوتی ہیں اور وہ چیزیں انتہا نہیں رکھتی ہیں پس کلمات خدا کے بھی انتہا نہ رکھینگے اور یا کلمات سے مراد وہ
چیزیں ہیں کہ دنیا میں وہ پیدا کیں ہیں اور آخرت میں وہ پیدا کریگا اور یا حکم انکا مراد ہے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا عَزِيزٌ غالب ہے
حکم اور فرمان غیر متناہی پر حَكِيمٌ حکمت والا ہے کہ کوئی چیز اسکی علم اور حکمت سے باہر نہیں ہے اور ابو عمرو اور یعقوب نے بحر کو منسوب پڑھا ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے والبحر مداده پڑھا ہے اور اب خدا تعالیٰ اپنے کمال کو بیان کرتا ہے ایک مرتبہ بھی زندہ کرنے میں چنانچہ فرماتا ہے کہ مَا
خَلْقُكُمْ نہیں ہے پیدا کرنا تمہارا ای مکہ والو وَلَا بَعْثُكُمْ اور نہ اٹھانا تمہارا زندہ کرکے بعد مرنیکے إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ مگر
مانند پیدا کرنے اور اٹھانے ایک نفس کے اور ایک نفس کے اسلئے کہ کن کے کہنے میں پیدا کر دیگا ایسی ہی ایک مرتبہ سب کو زندہ کریگا چنانچہ اسرافیل کو حکم
کریگا اور وہ صور پھونکیگا تو ایکدفعہ ہی سب قبروں سے زندہ ہوکر نکل پڑینگے إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ تحقیق خدا سننے والا ہے ان لوگونکی باتوں کا
جو کہ اس مقدمہ میں کہتے ہیں بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے ہر چیز کا اور ایکدفعہ پیدا کرنا اور زندہ کرنا اسپر دشوار نہیں ہے دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے عجائب اور غرائب
ظہور کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ أَلَمْ تَرَ کیا نہیں دیکھا تونے اور نہ جانا تونے ای جاننے اور دیکھنے والے کہ أَنَّ اللَّهَ تحقیق خدا يُولِجُ اللَّيْلَ
داخل کرتا ہے رات کو فِي النَّهَارِ بیچ دن کے یعنی اسکی روشنی میں وَيُولِجُ النَّهَارَ اور داخل کرتا ہے دنکو فِي اللَّيْلِ
بیچ رات کے اسکی تاریکی میں وَسَخَّرَ الشَّمْسَ اور مطیع کیا آفتاب کو وَالْقَمَرَ اور ماہتاب کو کہ باعث ہیں خلقت کے منافع کے كُلٌّ
يَجْرِي ہر ایک یعنی آفتاب اور ماہتاب چلتا ہے اوپر آسمان کے موافق حکمت کے إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى طرف ایک مدت نام رکھی گئی کے
اور مقرر کی گئی کے جو کہ انکے واسطے مقرر کی ہے خدا نے نہ اس سے کم کر سکتے ہیں نہ زیادہ وَأَنَّ اللَّهَ اور تحقیق خدا بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ
اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خَبِيرٌ خبردار ہے کہ اسکی حقیقت کو جانتا ہے ذَٰلِكَ یہ یعنی اسکی علم کا فراخ اور وسیع ہونا اور اسکی قدرت کا سب چیز کو
شامل ہونا اور اسکی صنعتونکا عجیب ہونا بِأَنَّ اللَّهَ بسبب اسکی ہے کہ تحقیق خدا هُوَ الْحَقُّ وہی حق ہے اور ثابت اپنی ذات میں ہے
وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ اور تحقیق وہ چیز کہ پکارتے ہیں وہ اور پرستش اسکی کرتے ہیں مِن دُونِهِ سوائے اس خدا کے الْبَاطِلُ
باطل اور ناحق ہے وَأَنَّ اللَّهَ اور تحقیق کہ خدا هُوَ الْعَلِيُّ وہ بلند اور غالب ہے سب پر الْكَبِيرُ بزرگ ہے سب کا کہ اسکے برابر
کوئی بزرگ نہیں ہے أَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تونے ای دیکھنے والے کہ أَنَّ الْفُلْكَ تحقیق کشتی تَجْرِي فِي الْبَحْرِ چلتی ہے بیچ
دریا کے بِنِعْمَتِ اللَّهِ ساتھ نعمت اور احسان خدا کے کہ اسکو پانی کے اوپر رکھتا ہے اور وہ ڈوبتی نہیں ہے اور مع بار کثیر اسکو پانی پر چلاتا ہے
لِيُرِيَكُم تاکہ دکھلائے تمکو مِّنْ آيَاتِهِ نشانیوں اور دلیلوں قدرت اپنی میں سے کہ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق بیچ اس کشتی
جاری کرنیکے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی اور دلیلیں اسکی معرفت کی اور توحید کی ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ واسطے
ہر صبر کرنیوالے بلاؤں اور سختیوں کے اور شکر کرنیوالوں نعمتوں خدا کے اور بعضے کہتے ہیں کہ انسے وہ مومنین مراد ہیں جو کہ صبر کرتے ہیں فقر اور فاقہ میں اور شکر کرتے ہیں
خدا کا ہر حال میں وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ اور جسوقت ڈھانکے انکو موج ہر چہار طرف سے آکر كَالظُّلَلِ مانند سایونکی بزرگی میں یا مانند

ع ۱۱ / ۱۲

پہاڑوں اور بادلوں کی کہ سایہ والے ہوتے ہیں تو اسوقت دَعَوُا اللّٰهَ پکارتے ہیں وہ خدا کو مُخْلِصِيْنَ خالص کرنیوالے ہیں لَهُ الدِّيْنَ ۵
واسطے اُس خدا کے دین کو مخلصین حال واقع ہوا ہے یعنی اسوقت خدا کو نہایت خلوص سے پکارتے ہیں گویا کہ مومن خالص ہیں اور کچھ شرک انمیں نہیں ہے
اسواسطے کہ اسوقت کی آفت اور سختیوں نے باپوں کی پیروی اور خواہش نفس کو سبکو بھلا دیا اور اصل پیدائش میں جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے فَلَمَّا نَجّٰهُمْ
پس جسوقت کہ نجات دی خدا نے انکو کہ پہنچے وہ سلامتی سے اِلَى الْبَرِّ طرف صحرا کے خشکی میں تو فَمِنْهُمْ پس بعضے انمیں سے تو جو کہ مومن ہیں
مُّقْتَصِدٌ درست اور قائم رہنے والے ہیں طریق عدل پر کہ جیسے توحید سے خدا کو پکارا تھا ابھی توحید پر قائم ہیں اور بعضے انمیں سے برگشتہ
ہوگئی ہیں توحید اور راہ حق سے اور اپنے اعتقاد باطل پر اصرار کرتے ہیں وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا اور نہیں انکار کرتا ہے ساتھ آیتوں ہماری کے
اور ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ مگر ہر بیوفا غدر کرنیوالا عہد کا توڑنیوالا كَفُوْرٍ ناشکری کرنیوالا خدا کی
نعمتوں کا اور اب خدا سب لوگونکی طرف خطاب کرکے فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اے سب آدمیو اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ڈرو تم پروردگار
اپنے سے انکی عذاب کرنے سے اپنی فرمانبرداری میں وَاخْشَوْا يَوْمًا اور ڈرو تم اسدن سے یعنی دن قیامت کے سے کہ لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ
کرے باپ عَنْ وَّلَدِهٖ فرزند اپنے سے کہ انکو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے باپ فرزند کو وَلَا مَوْلُوْدٌ اور نہ فرزند هُوَ جَازٍ وہ
روا کرنیوالا ہے اور نفع پہنچانیوالا ہے اور منع کرنیوالا ہے عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا باپ اپنے سے کسی چیز کو ثواب کو یا عذاب کو اور بعضے کہتے ہیں کہ
یہ مخصوص کفار کے واسطے ہے کہ مومنین اپنی باپ اور اولاد کی بلکہ غیروں کی بھی شفاعت کرینگے اگر وہ مومنین ہیں اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ
تحقیق وعدہ خدا کا ثواب اور عذاب دینے کا حق ہے اور دروغ اسمیں ممکن نہیں ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ پس چاہیے کہ نہ فریب دیوے تمکو الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
زندگانی دنیا کی اپنا شوق دلا کر کہ انکی زینتوں اور فائدوں پر فریفتہ ہو جاؤ اور کثرت نعمت اور اپنی سلامتی پر مغرور ہو کہ دونو عنقریب
زائل ہونیوالی ہیں نہ تم رہوگے نہ تمھارا مال رہیگا رباعی دولت پہ مت غرور کر اے مرد بیخبر ۔ اور عمر کی درازی پہ ہرگز نہ ناز کر ۔ یہ چند روز کا
ہے ترا ناز اور غرور ۔ باقی رہیگا تو نہ ترا مال و زر ۔ اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا دو طرح کی ہے ایک تو مباح ہے کہ جو واسطے گزارہ کے
چلنے کے اور دوسری ملعون ہے کہ جو قدر ضرورت سے زیادہ ہو اور خدا کو بھلا دے وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ اور نہ مغرور کرے تمکو بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ساتھ
بخشش خدا کے شیطان فریب دینے والا کہ تم خدا کی بخشش پر تکیہ کرکے گناہ کرنے میں دلیر ہو جاؤ اور شیطان تمکو امیدوار توبہ کرکے گناہ کرانے لگے اسطرح سے کہ
کسی امر ممنوع کو کر لو اور کہو کہ آئندہ کو توبہ کر لینگے خدا غفور رحیم ہے ہمکو بخشدیگا اور شیطان بالفعل تمکو توبہ نکرنے دیوے اور توبہ کو تمھاری تاخیر میں
ڈالدے اور یہ خیال تم کرو کہ ابھی تو ہم زندہ ہیں آئندہ کو توبہ کر لینگے ایسا تمکو نہیں چاہیے نہ تو تم گناہ کرو اس خیال سے کہ خدا ہمکو بخشدیگا اور آئندہ کو
ہم توبہ کر لینگے اور نہ تم توبہ کرنے میں دیر کرو بلکہ اسیوقت تمکو توبہ چاہیے اسواسطے کہ موت کا تو حال معلوم نہیں ہے کہ کسوقت آجائے اور اگر بے توبہ مر گئے
تو پھر بہت مشکل ہے کہ گنہگاروں کے واسطے بعد مرنے کے طرح طرح کے عذاب موجود ہیں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی کے واسطے تین روز
ہیں ایک روز تو وہ کہ جو گزر گیا ہے کل ۔ وہ تو ہاتھ سے نکل گیا ۔ اسکی پھر آنیکی امید نہیں ہے اور دوسرا وہ روز ہے کہ جو کل کو آویگا اسکے ہاتھ لگنیکا
یقین نہیں ہے اسواسطے کہ موت ہر دم موجود ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ کل تک زندہ نہ رہیں اور تیسرا روز یہ آج کا روز ہے کہ جس روز میں تو ہے آجکے دن کی جو کچھ
تجھسے ہوسکے اور کل کی کیا خبر ہے زندہ رہے یا نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جو چیز بندہ کو دلیر کر دے گناہ پر یہانتک کہ میل کرے وہ طرف گناہ کرنیکی
اور خدا کے حکموں کو ترک کرے وہ چیز غرور ہے خواہ شیطان ہو خواہ غیر اس شیطان کا لکھتے ہیں کہ حارث یا وارث بن عمرو محاربی کہ صحرا نشینوں میں
سے تھا رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد صلعم قیامت کب ہوگی اور تخم ریزی جو ہمنے زمین میں کی ہے اسپر مینہ کب برسیگا اور
زوجہ میری حاملہ ہے لڑکا جنیگی یا لڑکی اور کل کو میں کیا کام کرونگا اور میری پیدا ہونیکی جگہ کو تو جانتا ہے لیکن بتلا کہ میں دفن کس جگہ
ہونگا اللہ تعالی بیان کرتا ہے کہ پانچوں امر خدا کے خزانہ علم میں ہیں اور سوا اسکے اور کوئی نہیں جانتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ تحقیق خدا نزدیک اُسکے ہے علم ساعت یعنی قیامت کا وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ اور نازل کرتا ہی مینہ کو اور جو وقت کہ اُسکے واسطے برسنے کا مقرر کیا ہے اُسوقت مین برساتا ہی اور جو جگہ مقرر کی ہی اُس جگہہ برساتا ہی وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ اور جانتا ہی جو کچھہ کہ بیچ رحمونکے یعنی جو کچھہ کہ عورتونکے پیٹو نمین ہے مرد یا عورت پورا یا ناقص وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ اور نہیں جانتا ہی کوئی نفس نیک کا نہ بد کا کہ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا کیا کمائی کریگا کل کو نیکی کی یا بدی کی اور کثر ایسا ہوتا ہی کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرتا ہے کہ کل کو مین کرونگا اور دوسری روز برخلاف اُسکے کرتا ہے اور اُسکی طرف اشارہ ہے جناب امیر علیہ السلام کے قول میں کہ عرفت ربی بفسخ العزائم وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ اور نہیں جانتا ہی کوئی نفس کہ وہ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ساتہ کس زمین کے مریگا یعنی کس جگہ اور کس وقت مریگا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ تحقیق خدا جاننے والا ہے سب چیزونکا اور علم غیب ہر چیز کا بھی اُسکو ہے خَبِيْرٌ خبردار ہے سب چیزونکی باطن کا جیسے کہ اُنکی ظاہر کو جانتا ہی اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ یہ علم غیب کا ہی کہ اُسکو سوائے خدا کے اور کوئی نہین جانتا ہی اور فرمایا ہے جناب امیر علیہ السلام نے کہ ہم جو بعضی غایب چیزونکو بتلا دیتے ہین یہ دوسرے شخص کی تعلیم سے ہے یعنی رسولخدا کی اور وہ حضرت بہ تعلیم خدا بتلاتے تھے یہ علم غیب نہین ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ یہ پانچ امر وہ ہین کہ نہین مطلع ہی اُنپر کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مرسل اور یہ خدا تعالی کی صفات مین سے ہی اور منقول ہے کہ ایک شخص نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کوئی ایسا علم ہے کہ تمکو نہین دیا ہی فرمایا کہ مجھکو بہت علم دیا ہے اور بہت علم ایسا کہ مجھکو اجازت نہین ہے اُسکی ظاہر کرنیکی اور بہت ایسا علم ہے کہ مجھکو اُس سے واقف نہین کیا ہی وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الآیہ اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہی کہ اِن پانچ اشیاء کو مفصل سوا خدا کے کوئی نہین جانتا ہی اور مفصل اسواسطے فرمایا ہی کہ مجملاً بعض چیزونکی خبر بتعلیم معلم دیا کرتے تھے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جو کوئی ان پانچ چیزونمین سے دعوی کسی چیز کے علم کا کرے بخدا وہ دروغگو ہی سُوْرَةُ السَّجْدَةِ یہ سورہ مکی ہی لیکن تین آیتیں اُسکی مدینہ میں نازل ہوئی ہین اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ الآیہ اور اس سورہ مین تیس آیتیں ہین اور بعضے انتیس کہتے ہین اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو سورہ سجدہ پڑھے تو خدا تعالی اُسکی نامہ عمل کو دست راست مین دیگا اور اُسکا حساب نکریگا اور وہ شخص محمد صلعم اور اُنکی اہلبیت کے رفقا میں سے ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی مشتاق ہو طرف بہشت کے اور اُسکی اوصاف کے پس چاہیے کہ سورہ واقعہ پڑھے اور جو کوئی دوست رکھتا ہو اسکو کہ دوزخ کی صفات کیطرف نظر کرے تو وہ سورہ الم سجدہ پڑھے اور سورہ عزائم کہ جسمین واجب سجدے ہیں وہ چار ہیں الم سجدہ حم سجدہ سورہ والنجم سورہ اقراء اور پہلی سورہ کہ جسمین واجب سجدہ ہے وہ یہ سورہ ہی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الٓمّٓ یہ حروف مقطعہ میں سے ہیں اور تحقیق اسکی پہلی سورتونمیں گزر گئی ہی اور بعض کہتے ہین کہ الم نام اس سورہ کا یا قرآن کا ہی تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ یہ خبر ہے ہذہ مقدر کی یعنی یہ آیتیں نازل کرنا کتاب کا ہی پروردگار کیطرف سے کہ لَا رَيْبَ فِيْهِ نہیں شک ہی بیچ ہونے اُسکے کے مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ پروردگار عالمونکی طرف سی اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ کیا کہتے ہیں وہ مکہ والے کہ بنالیا ہی اُسکو محمد صلعم نے اپنی طرف سے اور خدا نے اُسکو نہین نازل کیا ہی یہ بات نہین ہے جو وہ کہتے ہین بَلْ هُوَ الْحَقُّ بلکہ وہ حق ہی اور راست اور درست ہے مِنْ رَّبِّكَ پروردگار تیری کیطرف سے لِتُنْذِرَ تاکہ ڈراوی تو عذاب الہی سی قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ اُس قوم کو کہ نہین آیا ہی اُنکے پاس مِّنْ نَّذِيْرٍ کوئی ڈرانیوالا مِّنْ قَبْلِكَ پہلے تجھسے مراد اس سے زمانہ فطرت کا ہی درمیان حضرت عیسی اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسواسطے کہ اس زمانہ مین کوئی پیغمبر نہین آیا ہی خدا تعالی فرماتا ہی کہ اب ہمنے تجھکو بھیجا ہی تاکہ تو اُنکو ڈراوی لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ تاکہ وہ ہدایت پاویں تیری ڈرانیسے اگر اپنی عناد کو دخل نہ دیویں اور دلیلوں اور معجزونمین نظر کریں اور اب اپنی صفات کو بیان کرتا ہی کہ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ خدا وہ ہے کہ پیدا کیا ہے اُسنے آسمانوں کو اور زمین کو

سورۃ السجدۃ

وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو چیز کو کہ درمیان اُن دونو کے ہی حیوان اور درخت اور دریا اور پہاڑ اور سوائے اُنکی فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ بیچ چھ دن کی مقدار
چھ روز کے ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر غالب ہوا اوپر عرش کے اور تحقیق اسکی سورۂ اعراف میں گزر گئی ہے پس اے بندو
اُسپر ایمان لاؤ اور اسکی راہ سے برگشتہ نہو کہ دنیا اور آخرت میں مَا لَكُمْ نہیں ہے واسطے تمہارے مِّنْ دُوْنِهٖ سوائے اُس خدا کے مِنْ وَّلِیٍّ
کوئی دوست کہ تمہاری مدد کرے وَّلَا شَفِیْعٍ اور نہ شفارش کرنیوالا کہ تمکو نجات دلوائے اگر اُسپر ایمان نہ لاؤگے اور اسکی اطاعت نہ
قبول کروگے اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم خدا کی نصیحت کرنے سے کہ وہ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ تدبیر کرتا ہی کار
دنیا کے تئیں اسکی اسباب آسمان سے بھیجکر مثل ملائکہ وغیرہ کے کہ وہ امر نازل ہوتا ہی مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ آسمان سے طرف
زمین کے ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ پھر چڑھتا ہی طرف اُسکے وہ امر یعنی ثابت ہوتا ہی اُسکے علم میں بعد موجود ہونیکے اور ملائکہ اُسکو لیکر چڑھتے ہیں
جس جگہ کہ چڑھنے کا حکم کیا ہی غرض یہ ہے کہ ملائکہ اُس تدبیر اور وحی کو لیکر نازل ہوتے ہیں اور پھر آسمان پر چڑھتے ہیں فِیْ یَوْمٍ كَانَ
مِقْدَارُهٗ بیچ اُس دن کے کہ مقدار اُس دن کی دنیا کے دنوں کے حساب سے اَلْفَ سَنَةٍ ہزار برس ہیں مِّمَّا تَعُدُّوْنَ
اُس چیز سے کہ شمار کرتے ہو یعنی وہ فرشتے ایک روز میں اُترتے اور چڑھتے ہیں اور وہ ایک روز ہزار سال کا ہی تمہارے دنوں کے شمار سے اسواسطے زمین سے آسمان
پانسو برس کی راہ ہی پانسو برس میں تو نازل ہوتے ہیں اور پانسو برس میں چڑھتے ہیں تمہارے حساب سے اور ملائکہ ایک ہی روز میں آتے جاتے ہیں
لیکن وہ ایک روز ہزار سال کا ہی اور یا یہ کہ خدا تعالیٰ تدبیر امر کی کرتا ہی اُس مدت میں کہ مقدار اُسکی ہزار سال ہیں تمہارے حساب سے کہ بعد
ہزار سال کے دوسرا امر موجود ہوگا اور ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہی کہ حقتعالیٰ تدبیر اور اندازہ سب امور کا کرتا ہی موافق
ارادہ اپنے کے درمیان آسمان اور زمین کے پس جو فرشتہ کہ موکل ہے اُسپر اُسکو آسمان سے زمین پر نازل کرتا ہی پس وہ فرشتہ بعد ادا کرنے اور
درست کرنے اُس امر کے پھر آسمان پر چڑھتا ہی جسجگہ کہ اُسکو حکم ہوتا ہی لیکن ایکروز میں اُترتا چڑھتا ہی کہ مقدار جسکی ہزار سال کی ہی یعنی وہ
فرشتہ اسقدر مدت ایک روز میں جاتا اور آتا ہی اور اگر آدمی چاہی تو بجز ہزار سال کے اُسکو آنا جانا میسر نہو اسواسطے کہ زمین سے آسمان تک پانسو
برس کی راہ ہی پس مقدار اُترنے اور چڑھنے اُس فرشتہ کی ہزار سال ہیں اور بعضی مفسرین اسکی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہی کہ حقتعالیٰ تدبیر
امر کی کرتا ہی اور حکم ہزار سال کا دیتا ہی ہر شے کیواسطے پس ملائکہ اُس تدبیر کو لیکر نازل ہوتے ہیں اُسکی پہنچانیکی واسطے اور اُسکو پہنچاکر پھر چڑھتے ہیں
واسطے تحریر اُس تدبیر کے اپنی کتابوں میں یہانتک کہ وہ ہزار سال گزر جائیں اور بعد اُسکے پھر حکم ہزار سال کا دیتا ہی اور وہ ہزار سال تمام ہو جائیں
تو پھر ہزار سال کا حکم دیتا ہی اور اسیطرح سے حکم دیتا رہیگا یہانتک کہ عالم گزر جائے پس ہزار سال واسطے اُترنے اور چڑھنے کے ہیں دنیا میں اور پچاس
ہزار برس کہ دوسری آیت میں مذکور ہیں وہ واسطے مدت قیامت کے ہیں اور قمی نے لکھا ہی کہ جن امور کی تدبیر کرتا ہے اور امر اور نہی جسکا کہ حکم کیا ہی
اور افعال بندونکے یہ سب ظاہر ہونگی قیامت کے دن پس مقدار اُس دن کی دنیا کے دنوں کے حساب سے ہزار برس کی ہوگی اور کہتے ہیں کہ دوسری آیت میں جو
پچاس ہزار برس مذکور ہیں وہ کفار کیواسطے ہیں کہ اُسدن کو کفار پر پچاس ہزار برس کا کر دیگا اسواسطے کہ مقامات قیامت کے مختلف ہیں ذٰلِكَ وہ خدا کہ
تدبیر امر کی کرتا ہی عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہی کہ اُمور دنیا اور آخرت کو سبکو جانتا ہی اور یا یہ کہ عالم
ہے اُس چیز کا کہ جو گزر گئی ہی اور اُس چیز کا کہ جو آئندہ کو ہوگی پس تدبیر سب امور کی کرتا ہی اپنے علم سے جانکر موافق مصلحت اور حکمت کے الْعَزِیْزُ غالب ہے
امر اور اسکی تدبیر پر الرَّحِیْمُ مہربان اپنے بندوں پر تدبیر کرنے میں الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وہ شخص کہ نیک کیا اُسنے كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ
ہر چیز کو کہ پیدا کیا ہی اُسکو اور اہل کوفہ اور نافع اور سہل نے خلقه کو بفتح لام پڑھا ہی اور باقیوں نے بسکون لام یعنی پیدا کیا ہر شے کو نیک اور خوب
اور آراستہ کیا اُسکو نیک وجہ کے موافق حکمت کے اور مصلحت کے پس ہر چیز اُسکی پیدا کی ہوئی خوب ہے اگرچہ خوبی میں اُنکی تفاوت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ احسن
بمعنی علم ہی یعنی وہ عالم ہی کہ کیونکر پیدا کرنا چاہئے کہ وہ خوب ہو وَبَدَاَ اور شروع کیا خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ پیدا کرنے

آدمی کو مٹی سے یعنی آدم کو پیدا کیا مٹی سے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ پھر پیدا کیا نسل اسکی کو یعنی اولاد اسکی کو مِن سُلٰلَةٍ خلاصہ
سے مِن مَّاءٍ مَّهِينٍ پانی خوار اور سست سے یعنی نطفہ سے کہ نہایت ذلیل ہے کہ پشت پدر سے باہر آتا ہی ثُمَّ سَوّٰىهُ پھر
درست کیا اسکو کہ اسکی اعضا کی تصویر کا اسے قوام بنایا جیسے کہ سزاوار تھا وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ اور پھونکا بیچ اسکی روح اپنی سے
اور خدا تعالےٰ نے اپنی سے فرمایا ہی یہ واسطے بزرگی آدم کے ہی کہ اپنی روح خاص سے کہ جو پیدا کی تھی آدم کو پیدا کیا وَجَعَلَ لَكُمُ
السَّمْعَ اور پیدا کیا واسطے تمھاری کان تاکہ سنو تم وَالْاَبْصَارَ اور آنکھوں کو تاکہ دیکھو تم وَالْاَفْـِٕدَةَ اور دلوں کو تاکہ
دریافت کرو تم قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ کم ہی جو کچھ کہ شکر کرتے ہو تم ایسی نعمتوں کی مقابلہ میں اور قلیلاً صفت ہی مصدر محذوف
کی یعنی شکراً قلیلاً اور ما اسمیں زائد ہی اور مصدریہ بھی ہو سکتا ہی یعنی جیسے کہ چاہئے اور سزاوار ہی وہ شکر تم نہیں کرتے ہو وَقَالُوٓا
اور کہا ان منکرین نعمت نے از روی انکار کے ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ کہ کیا جسوقت گم ہو جائیں ہم بیچ زمین کے کہ مر کر
ہماری خاک ہو جائے اور خاک ہو کر ہم زمین میں ملجائیں تو ءَاِنَّا کیا تحقیق ہم اسوقت کہ جسوقت خاک کے برابر ہو جائیں تو
لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ البتہ بیچ پیدایش نئی کے ہونگے دوبارہ زندہ ہو کر بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ نئے سرے سے ہم پھر پیدا ہوں جسوقت
کہ بالکل خاک ہو گئے ہوں خدا فرماتا ہی کہ بَلْ هُمْ بلکہ وہ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ ساتھ پہنچنے جزا پروردگار اپنے کے آخرت میں
كٰفِرُونَ کفر کرنیوالے ہیں کہ قائل قیامت کے اور حساب کے اور ثواب اور عذاب کے نہیں ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ
يَتَوَفّٰىكُم روح قبض کریگا تمھاری اور جان نکالیگا موجب حکم خدا مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ
ملک الموت جو کہ موکل کیا گیا ہی ساتھ تمھارے واسطے نکالنے جانوں تمھاری کے اور نام اسکا عزرائیل ہی ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ
پھر طرف پروردگار اپنے کے پھیری جاؤگے تم واسطے حساب اور جزائی اعمال کے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے
کہ شب معراج جسوقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو ایک فرشتہ کو مینے دیکھا کہ ایک تختی نور کی اسکے ہاتھ میں ہے اور راست اور چپ کی جانب نظر نہیں کرتا ہی
اور اس تختی کیجانب متوجہ ہو کر دیکھتا ہی مثل غمگین کے مینے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہی کہا کہ یہ ملک الموت ہی اور روحوں کی قبض کرنیمیں مشغول
ہی مینے کہا کہ مجھکو اسکے پاس لے چل تاکہ میں اس سے کچھ باتیں کروں مجھکو اسکے پاس لیگیا مینے اس سے کہا کہ اے ملک الموت کیا سبکی روحیں
تو ہی قبض کرتا ہی کہا کہ ہاں پھر مینے پوچھا کہ کیا سب کے پاس تو ہی خود جاتا ہی کہا کہ ہاں اور کہا کہ دنیا میرے نزدیک ایک درہم کے برابر ہے کہ
آدمی کی ہتیلی میں ہووے اور جسطرح چاہے اسکو الٹے پلٹے خدا تعالےٰ نے دنیا کو میرے واسطے تسخیر کر دیا ہی اور مجھے قادر کر دیا ہی اور ہر روز ہر گھر میں دنیا کے
پانچ مرتبہ میں جاتا ہوں اور جسوقت اس گھر والے اپنے مردہ پر روتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اسپر گریہ مت کرو کہ میں اس گھر میں کئی مرتبہ آؤنگا
یہانتک کہ تم میں سے کوئی زندہ اور باقی نرہی اور بعضی روایت میں یہ بھی آیا ہی کہ ملک الموت کے کارندے بہت ہیں جسکو وہ حکم کرتا ہی روح قبض
کرنیکا وہ فرشتہ جاتا ہی اور ملک الموت خصوص بزرگوں کی روح قبض کرنیکو جاتا ہی اور ایک روایت میں یہ تفصیل اسطرح لکھا ہی کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جسوقت
شب معراج مجھکو آسمان پر لیگئے تو سب فرشتے مجھکو دیکھکر ہنسے اور خوش ہوئے مگر ایک فرشتہ کہ وہ نہایت ہیبت ناک تھا وہ نہ ہنسا اور ایک
تختی اسکے ہاتھ میں تھی اسمیں نگاہ کرتا تھا مینے اسکو سلام کیا اسنے مجھکو جواب دیا اور مجھکو دیکھکر اسنے تبسم نکیا مینے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون فرشتہ ہی
کہا کہ یہ ملک الموت ہے جب سے کہ خدا نے اسکو پیدا کیا ہی ہرگز اسکا منہ خندان نہیں ہوا میں اسکے پاس گیا اور کہا کہ اے ملک الموت ایک ساعت میں
تمام جہان میں تو کسطرح جاتا ہی کہا کہ یہ جہان میری آنکھوں کے سامنے مثل ایک خوان کے ہی کہ کسیکے آگے رکھا ہو کہ ہاتھ اسکا جسجگہ وہ چاہے
پہنچتا ہی مینے پوچھا کہ یہ تختی کیسی ہے اور اسمیں کیا ہی کہا کہ اس تختی میں نام ان لوگوں کے لکھے ہیں کہ جو اس سال میں مرینگے اور میں اسمیں دیکھتا ہوں اسواسطے کہ جسکی اجل کا وقت پہنچا ہی
اسکی جان کو قبض کروں اور ایک روایت میں ابن عباس سے ہی کہ ایک قدم ملک الموت کا مشرق سے مغرب تک پہنچتا ہی اور ابن عباس سے منقول ہی کہ تمام

ع ۱۴

امراض اور درد موت کے قاصد ہیں اور جسوقت اجل بندہ کی آتی ہی تو ملک الموت حاضر ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ بہت خبر کے بعد خبر آئی اور قاصد کے بعد قاصد آئی اور میں وہ خبر ہوں کہ بعد میرے کوئی خبر نہوگی اور میں وہ قاصد ہوں کہ بعد میرے کوئی قاصد نہوگا حکم پروردگار کا قبول کر خواہ رغبت سے خواہ ناخوشی سے اور جسوقت اسکی روح کو قبض کرتا ہی اور اسکی خویش و اقارب فریاد و فغاں کرتے ہیں تو کہتا ہی کہ کس پر فریاد کرتے ہو قسم ہی خدا کی کہ مینے اسپر ظلم نہیں کیا ہی اور اجل سے پہلے اسکی جان نہیں قبض کی ہی بلکہ اُسکے خدا نے اسکو بلایا اور سُنی قبول کیا ہی پس چاہیے کہ تم اپنی جانوں پر گریہ اور فغاں کرو نہ اسپر کہ مجھکو تمھارے پاس کئی پھیرے کرنے ہیں یہانتک کہ کسیکو میں نہ اور باقی نہ چھوڑوں اور بعد اسکے خدا تعالی مشرکوں کے حال سے خبر دیتا ہی کہ وَلَوْ تَرَىٰ اور اگر دیکھے تو ای دیکھنے والے کہ إِذِ الْمُجْرِمُونَ جسوقت گنہگار کفر کرنیوالے نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ لٹکے ڈالنے والے ہونگے سروں اپنوں کو بروز قیامت نہایت ندامت اور شرمندگی سے عِندَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار اپنے سے جسجگہ کہ حساب انکا ہوتا ہوگا اور جزا لو کی محذوف ہے یعنی اور اگر دیکھے تو جسوقت کہ گنہگار نیچے ڈالنے والے سروں اپنوں کو ہونگے نزدیک پروردگار اپنے کے تو اُس حالت کو دیکھکر نہایت عبرت پکڑے تو اور اُسوقت کہینگے وہ گنہگار رَبَّنَا ای پروردگار ہمارے أَبْصَرْنَا دیکھا ہمنے جو کچھ کہ تونے وعدہ کیا تھا وَسَمِعْنَا اور سُنا ہمنے تجھسے تصدیق کو تیری پیغمبروں کی یا ہول قیامت اور آواز صور کو سُنا ہمنے فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پس پھیر دی تو ہمکو دنیا میں کہ کام کریں ہم نیک اور اعمال خیر بجالائیں إِنَّا مُوقِنُونَ تحقیق کہ ہم یقین کرنیوالے ہیں قیامت کا اور اعمال کی جزا ملنے کا کہ ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور اب ہمکو اسمیں کچھ شک باقی نہیں رہا ہی اور جسوقت مشرکین یہ بات کہیں تو خدا تعالی فرما دیگا کہ وَلَوْ شِئْنَا اور اگر چاہتے ہم لَآتَيْنَا البتہ دیتے ہم دنیا میں كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا ہر نفس کو رہنمائی اسکی یعنی اگر ہم چاہتے تو انکو جبر کرکے ایمان اور عمل نیک پر لاتے اور انکو ایسی چیز دیتے کہ جسکے وسیلہ سے سب ایمان کو اختیار کرتے لیکن یہ امر مخالف تکلیف کے ہے اور تکلیف یہ ہی کہ آدمی اپنے اختیار سے ایمان لائے تاکہ مستحق ثواب اور مدح کا ہو اس سبب سے ایمان لانیمیں ہمنے انکو مجبور نہیں کیا بلکہ ایمان اور کفر کو ظاہر کر دیا اور راہ حق اور باطل دونو بیان کر دی اور ایمان اور کفر انکی اختیار میں کر دیا جسکو چاہیں اختیار کریں لیکن انہوں نے اپنی ارادہ سے کفر کو اختیار کیا اور ہدایت کو ترک کیا اور اسکے سبب سے مستحق عذاب کے ہوئے چنانچہ فرماتا ہی کہ وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي اور لیکن ثابت ہوئی ہی یہ بات مجھسے کہ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ البتہ پر کرونگا میں دوزخ کو مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ جنوں اور آدمیوں کفر کرنیوالوں سے أَجْمَعِينَ سب سے اور کہا جائیگا بروز قیامت کہ تم جو ایمان نہ لائے اے کافرو باوجود دیکھنے معجزوں اور دلیلوں ایمان کے فَذُوقُوا پس چکھو تم عذاب دوزخ کا بِمَا نَسِيتُمْ بسبب اسکی کہ فراموش کیا تمنے یعنی ترک کیا تمنے مثل فراموش کرنیوالوں کی نہ رہست جانا تمنے لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا پہنچنے اس دن اپنے کو بسبب ترک کرنے ایمان کے اختیار اپنے سے إِنَّا نَسِينَاكُمْ تحقیق ہم بھول گئے تمکو ثواب سے یعنی ترک کیا ہمنے تمکو عذاب دائمی میں کہ پھر ہرگز ہم تمکو یاد نکرینگے ہمنے تمسے معاملہ بھول جانیوالوں کا سا کیا ہی کہ جیسے کوئی کسیکو بھول جاتا ہے اور پھر یاد نہ کرے ایسے ہی ہم تمھاری کبھی خبر نہ لینگے اور تمکو دوزخ میں پڑا رہنے دینگے وَذُوقُوا اور چکھو تم اے کافرو عَذَابَ الْخُلْدِ عذاب ہمیشہ کو بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ بسبب اس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے کہ کفر اور گناہ کرتے تھے منقول ہی کہ بروز قیامت بندوں کو مقام حساب میں رکھیں اور بعد حساب کرنیکے اہل دوزخ کو دوزخ میں روانہ کریں تو فرشتے اٹھیں اور انکی شفاعت کریں حقتعالی بعضے آدمیوں کو دوزخ کی راہ سے پھیرے اور باز رکھے اور بعضے پیغمبروں کی سفارش سے خلاصی پائیں اور بعضے شہدا اور مومنین صالحین کی شفاعت سے رہائی پائیں اور بعد اسکے رحمت الٰہی صورت خوب میں بنکر آئے اور کہے کہ ای خدا مجھکو بھی شفاعت کرنی پہنچ سکتی ہی حقتعالی فرمائے کہ شفاعت کر تو ہر مومن اور مومنہ کے حق میں کہ مجھکو وہ یاد کرتے تھے اور یا مجھسے ڈرتے تھے پس دوزخ میں سے ہی مگر وہ شخص

خدا پروا نکرسا انکے حال ہی بسبب کفر اور بسبب شرک کے اور ہوقت فرمائیگا کہ دروازے دوزخ کے بند کردو بس کوئی آرام اور رحمت انکو نہ پہنچی
اور غم اور رنج وہاں سی باہر نہ نکلنے پائی اور فرشتے انکو کہینگے کہ فذوقوا بما نسیتم تا آخر اور بعد ذکر کفار کے اب مومنین کا ذکر کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہی کہ **اِنَّمَا يُؤْمِنُ** سوائے اسکے نہیں کہ ایمان لاتے ہیں وہ **بِاٰيٰتِنَا** ساتھ نشانیوں ہماری کے **الَّذِيْنَ**
اِذَا ذُكِّرُوْا وہ لوگ کہ جسوقت نصیحت کیجی جائیں وہ **بِهَا** ساتھ اُن آیتونکے تو **خَرُّوْا** گر پڑتے ہیں وہ **سُجَّدًا** جسوقت کہ سجدہ
کرنیوالے ہیں خوف خدا سے یعنی سجدہ میں گر پڑتے ہیں **وَسَبَّحُوْا** اور تسبیح کرتے ہیں اور پاکی سے یاد کرتے ہیں پروردگار اپنے کو اور ایسی
تسبیح کرتے ہیں کہ وہ نزدیک کیگئی ہی **بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** ساتھ تعریف پروردگار انکے کے کہ جو صفات کہ خدا کے لائق ہیں اُن صفات سے اسکی
تعریف کرتے ہیں اور جو صفات کہ اسکی لائق نہیں ہیں انسی اسکو پاک کرتے ہیں اور بامید رضامندی خدا اور ثواب اسکیکے عبادت کرتے ہیں
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ تکبر اور سرکشی نہیں کرتے ہیں ایمان سی اور طاعت سے اور اپنے دل کی رغبت سی خدا کی عبادت میں
مشغول ہوتے ہیں یہ سجدہ ان آیتوں واجب ہے جسوقت کہ کوئی اس آیت کو پڑھے واجب ہے کہ بعد اس آیت کے سجدہ کری اور سُننے والے پر بھی
سجدہ کرنا واجب ہے اور سجدہ کا حال واقع ہوا ہی **تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ** دور رہتے ہیں پہلو انکے **عَنِ الْمَضَاجِعِ** خوابگاہ انسے انکو کہ ذکر خدا میں
مشغول رہتے ہیں اور نماز تہجد پڑھتے ہیں اور **يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ** پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو **خَوْفًا** واسطے خوف کے غضب خدا سی **وَّطَمَعًا**
اور واسطے طمع اور امید رحمت خدا کے اور خوفًا اور طمعًا دونو مفعول لہ واقع ہوئی ہیں **وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ** اور اُس چیز میں سے
کہ روزی دی ہم نے انکو خرچ کرتے ہیں کار خیر میں اور راہِ خدا میں کہ شب کو تو وہ ہماری درگاہ میں عاجزی اور گدائی کرتے ہیں اور دن کو ہماری
راہ میں عاجزوں اور گداؤنکی خبر لیتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے اور انکی تابعداروں
اور شیعوں کے حق میں نازل ہوئی ہی کہ اول شب کو تو وہ سوتے ہیں اور جبکہ دو تہائی رات یا زیادہ یا کم اس سے گزرتی تھی تو گھبرا کر اپنے خدا کے خوف سے
اور اسکی عبادت کی رغبت سے اور جو کچھ کہ خدا کے پاس ہے اسکی طمع میں اپنے بستر سے اُٹھتے ہیں ذکر کیا خدا نے انکا اپنی کتاب میں اور خبر دی تمکو اُس چیز کی
کہ عطا کیا ہی انکو کہ ساکن کیا ہی انکو اپنے ہمسایہ میں اور داخل کیا انکو بہشت میں اور امن دی ہی انکو خوف انکے سے اور لیگیا ہی وحشت انکی کو اور جناب
رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ خبر دوں میں تمکو ابواب خیر کی کسی نے کہا کہ ہاں یا رسولخدا فرمایا کہ روزہ رکھنا سپر ہے آتش جہنم سی اور صدقہ
دور کرتا ہے خطا کو اور قیام مرد کا رات کو طلب کرتا ہی ذات خدا کو یعنی اسکی رضامندی کو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مراد اس
آیتیں اُن لوگوں سے ہی کہ شب کو سوتے نہیں ہیں یہانتک کہ نماز عشا کو ادا کریں اور وصیت نامہ جو حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے علی ابن بابویہ رحمۃ کو لکھا تھا
اُسمیں لکھا ہی کہ تجھکو چاہیے کہ نماز شب کو پڑھتا رہیں تحقیق کہ وصیت کی تھی رسولخدا نے امیر المومنین علیہ السلام کو کہ لازم ہی تجھکو پڑھنا نماز شب کا اور جو
کوئی شخص جانے نماز شب کو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اویس قرنی سے منقول ہی کہ شب کو کہتے تھے وہ کہ ہذہ لیلۃ الرکوع یہ رات رکوع کی ہی اور ایک
رکوع میں ساری رات بسر کرتے تھے اور دوسری شب کو کہتے تھے کہ ہذہ لیلۃ السجود اور تمام رات ایک سجدہ میں آخر کرتے تھے کسی نے کہا کہ اے اویس تمام
شب ایک حالت میں گزارتا ہی فرمایا کہ کہاں ہے شب ازکا سکے ازل سے ابد تک ایک شب ہوتی تا کہ ایک سجدہ میں آخر کرتا میں اور رہیں نالہ
بسیار اور گریہ بیشمار کرتا میں اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ بروز قیامت اولین اور آخرین کو جمع کریں اور ایک آواز کرنیوالا آواز کری اسطرح سی کہ سب
سنیں اور آواز کرے کہ ہی اہل محشر جلدی جانوگے کہ آج کے دن کون اعلیٰ ہی کرم اور احسان کیواسطے اور پھر آواز کری کہ چاہیے کہ سب اٹھیں وہ جماعت کہ
جنہوں نے پہلو اپنے شب کو خوابگاہ سی دور رکھے ہیں واسطے عبادت خدا کے پس ایک جماعت اٹھی اور وہ تھوڑے آدمی ہونگے اور پھر آواز کرے کہ چاہیے کہ اٹھیں
وہ لوگ کہ انکو منع نہیں کیا ہی انکی تجارت اور سودے نے ذکر خدا سی پس ایک جماعت اٹھی اور وہ بھی نہایت تھوڑی ہوں پھر آواز کری کہ اٹھے وہ
جماعت کہ جو تعریف خدا کی کرتے تھے ظاہر و پوشیدہ ایک جماعت اٹھی کہ وہ بھی تھوڑی ہوگی پس سبکو خدا تعالےٰ بیحساب بہشت میں لیجا ہی اور بعد انکے حساب

خلقت کا شروع ہوا اور فرماتا ہی خدا انہیں لوگونکی حق میں کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ پس نہیں جانتا ہی کوئی نفس نہ فرشتہ مقرب اور نہ پیغمبر مرسل کہ مَّا
أُخْفِيَ لَهُم جو کچھہ پوشیدہ رکھا گیا ہی واسطے ان شب کے اٹھنے والوں اور راہ خدا میں خرچ کرنیوالونکی مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ روشنی
چشم سی کہ جسکے دیکھنے سے آنکھیں روشن اور خنک ہووین اور اخفی کو حمزہ اور یعقوب نے بسکون یا پڑھا ہی اور باقیوں نے بفتح یا اور ابن مسعود سے
روایت ہی کہ توریت میں لکھا ہی کہ حقتعالے نے تیار کیا ہی واسطے ان لوگونکی کہ پہلو بستر سے اٹھاتے ہیں واسطے رضا خدا کے اس چیز کو کہ کسی آنکھ نے نہیں
دیکھا ہی اسکو اور کسی کان نے نہیں سنا ہی اسکو اور دلمیں کسی آدمی کے نہیں گزرا ہی اور خدا فرماتا ہی کہ یہ ہمنے انکو واسطے تیار کیا ہی جَزَاءً
واسطے بدلا دینے کے بِمَا كَانُوا ساتھ اسچیز کے کہ تھے وہ خلوص نیت سے يَعْمَلُونَ عمل کرتے حضرت صادق علیہ السلام سے ایک حدیث
کے فقرات میں منقول ہی کہ نہیں ہے کوئی عمل نیک کہ بندہ کرتا ہی مگر کہ واسطے اسکی ثواب ہے قرآن میں لکھا ہوا اور نماز شب کہ خدا تعالی نے اسکی
ثواب کو بیان نہیں کیا ہی واسطے بزرگ ہونے اسکی شان کے نزدیک اسکی پس فرمایا کہ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ سے يَعْمَلُونَ تک الخ بعد چند فقرونکی اس حدیث میں
مذکور ہے کہ راوی نے کہا کہ قربان ہوں میں تیرے ای فرزند رسول خدا صلعم میں چاہتا ہوں ایک امر کو تمسے پوچھوں مگر مجھکو شرم آتی ہی فرمایا کہ پوچھہ تو
مینے پوچھا کہ کیا بہشت میں راگ بھی ہی فرمایا کہ بہشت میں ایک درخت ہی کہ اللہ تعالے ہواؤنکو حکم کریگا وہ اس درخت پر چلینگی اس درخت
میں سے ایسی آواز نکلیگی کہ خلقت نے کبھی ایسی خوش آواز نہیں سنی ہوگی پھر فرمایا کہ یہ عوض ہے واسطے اس شخص کے کہ جسنے ترک کیا ہے دنیا میں سننا راگ کا
خدا کے خوف سی پھر راوی نے کہا قربان ہوؤں میں تیرے کچھہ اور زیادہ بیان فرمائی فرمایا کہ خدا تعالی نے اپنی دست قدرت سے بہشت کو بنایا ہی اور
نہیں دیکھا ہی اسکو کسی آنکھہ نے اور نہیں مطلع ہوا ہے اسپر کوئی مخلوقات میں سے کھولتا ہی اسکو خدا ہر صبح کو اور فرماتا ہی اس بہشت کو کہ زیادہ کر تو
اپنی خوشبو کو اور یہی مراد ہی قول حقتعالی سی کہ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ تیار کیا ہی مینے
واسطے نیک بندونکی اس چیز کو کہ نہیں دیکھا ہی اسکو کسی آنکھہ نے اور نہ سنا ہی اسکو کسی کان نے اور نہ دلمیں کسیکی گزرا ہی نہیں مطلع کیا ہی مینے تمکو اوپر اسکے
اگر چاہو تم پڑھو کہ قرآن میں موجود ہی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ آیہ اور شیعہ اور سنی دونوں کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ولید بن عقبہ بن معیط کہ برادر مادری
عثمان کا تھا امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سی مقام فخر میں کہنے لگا کہ ای علی تو لڑکا ہی اور میری جوانی کی قوت تجھسے زیادہ ہے اور
زبان آوری میری تجھسے بہتر ہے اور سنان میری تیری سنان سے بہت تیز ہی اور لشکر میں زیادہ ثابت قدم میں ہوں تجھسے امیر المومنین علیہ السلام نے اسکی
جواب میں فرمایا خاموش ہو ای بدکار فاسق تجھکو کہاں طاقت ہے کہ میرے مقابلہ میں فخر اپنا بیان کرے اور مجھسے تو گفتگو کرے اللہ تعالی نے
یہ آیت نازل کی کہ أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا کیا پس جو شخص کہ ہی مومن ایمان لانیوالا خدا اور پیغمبر پر یعنی علی بن ابی طالب كَمَن كَانَ
فَاسِقًا مانند اس شخص کے ہے کہ ہی وہ فاسق بدکار باہر ہونیوالا حکم خدا سے یعنی ولید بن عقبہ لَّا يَسْتَوُونَ نہیں برابر ہیں شرافت
رتبہ میں اور اس ولید کے حال میں لکھا ہی کہ عثمان نے اپنی خلافت میں ولید کو کوفہ کا حاکم کیا تھا شب کو اسنے شراب نوش کی صبح کو مسجد
میں آیا اور امام بنکر لوگونکو نماز جماعت پڑھائی اور نماز صبح کی چار رکعت حالت مستی میں پڑھائی اور نماز میں لوگونکی طرف منہ کرکے
کہا کہ چار رکعت پڑھی اگر کہو تو زیادہ کردوں کہ اسوقت میں خوشی میں ہوں لوگوں نے جانا کہ یہ مست ہے اور حالت نشہ میں کہتا ہی اور
عثمان کو انہوں نے ایک خط اسکی حال کا لکھا عثمان نے آدمی بھیجکر اسکو بلایا اور بعضے آدمی کوفے کے بھی اسکی ہمراہ آئے اور انہوں نے گواہی
دی کہ اسنے شراب نوش کی تھی اور حالت مستی میں دو رکعت کی چار رکعت پڑھی اور کہا کہ میں چاہوں تو اسسے بھی زیادہ کردوں عثمان نے
امیر المومنین سی مشورہ کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکو اسی کوڑی مارنے چاہئیں اور یہی سبب تھا کہ ولید نے زمانہ خلافت امیر المومنین علیہ السلام
میں بیعت کی تھی غرض یہ ہی کہ حقتعالے فرماتا ہی کہ مومن اور فاسق برابر نہیں ہیں اسواسطے کہ مقام مومن کا بہشت بریں ہے اور جگہ فاسق کی دوزخ
میں ہے چنانچہ اسکی تفصیل میں فرماتا ہی کہ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى پس واسطے انکے ہیں بہشتیں رہنے کی کہ حقیقت میں جگہ رہنے کی وہی ہیں کس واسطے
وہی ہے سو اسواسطے کہ دنیا تو وہ مقام ہے کہ مجبور اور ناچار وہاں سے کوچ کرنا ہوگا بخلاف آخرت کے کہ ہمیشہ رہنے کی جگہ وہی ہے اور کہتے ہیں کہ جنت الماوی
وہ بہشت ہے کہ جو عرش کے جانب راست ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ نام اسکا ماوی اسواسطے ہے کہ ارواح شہدا اور صالحین کی اسمیں جگہ پکڑینگی
اور حق تعالیٰ بروز قیامت مومن خالص عقیدہ کو وہ بہشت عطا کریگا اور وہ بہشت نُزُلًا ضیافت میں ملیگا اور نزلا حال واقع
ہوا ہے یعنی وہ بہشت کہ جسکا نام جنت الماوی ہے وہ پیشکش ہوگا اور ضیافت میں ملیگا مومنین خالص اعتقاد اور نیک اعمال کو بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ بسبب اسچیز کے کہ تھے وہ عمل کرتے کہ جسکے سبب سے مستحق اس بخشش کے ہوئے وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا اور لیکن جو لوگ کہ باہر
ہوئے طریق حق سے فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ پس جگہ رہنے انکے کی آتش دوزخ ہے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا جسوقت ارادہ کریں اَنْ يَّخْرُجُوْا
مِنْهَآ یہ کہ نکلیں وہ اس آتش دوزخ سے عذاب کے شدت کی جہت سے تو اُعِيْدُوْا فِيْهَا لوٹائے پھیر دیے جائینگے وہ بیچ اسکی اور ہمیشہ اسمیں
رہینگے اور منقول ہے کہ جسوقت آگ جوش کرکے انکو اوپر کو پھینکیگی تو وہ دوزخ کے دروازہ کے نزدیک پہنچ جاوینگے اور ارادہ باہر آنیکا کرینگے تو
فرشتے دوزخ کے انکو آگ کے گرز مارکر دوزخ کے تحت میں انکو پہنچا دینگے وَقِيْلَ لَهُمْ اور کہا جائیگا واسطے انکے یعنی ملائکہ ازروی اہانت انکو
کہینگے کہ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ چکھو تم عذاب آگ کا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ وہ عذاب کہ تھے تم ساتھ اسکے تکذیب کرتے
اور کہتے تھے عذاب نہوگا اور ہمیشہ اسکو جھٹلاتے تھے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ اور البتہ چکھائینگے ہم ان مکہ والوں کو مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى
عذاب نزدیک میں سے کہ وہ دنیا میں قتل ہونا اور اسیر ہونا یا رجعت میں عذاب چکھنا ہے یا عذاب قبر ہے دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ سوائے
عذاب بڑے کے کہ وہ عذاب آخرت ہے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تاکہ وہ رجوع کریں اور پھریں کفر سے طرف طریق حق کے اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد عذاب ادنیٰ سے خروج امام مہدی آل محمد ہے کہ کفار پر خروج کرے اور سبکو تباہ اور قتل کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد عذاب قبر ہے اور قمی نے لکھا ہے کہ وہ عذاب رجعت ہے شاید کہ وہ رجوع کریں دنیا میں واسطے چکھنے عذاب کے اور یرجعون کا
لفظ اسپر دلالت کرتا ہے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ وہ مصائب ہیں دنیا میں اور یا قتل ہونا ہے روز جنگ بدر اور یا مبتلا ہونا گرسنگی میں ہے کہ سات
برس وہ قحط میں مبتلا رہے یہانتک کہ مردار اور کتا انہوں نے کھایا اور یا عذاب قبر ہے وَمَنْ اَظْلَمُ اور کون ستمگار زیادہ ہے مِمَّنْ ذُكِّرَ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ اس شخص سے کہ نصیحت دیا جاوے ساتھ نشانیوں قدرت پروردگار اپنی کے یا ساتھ آیتوں قرآن کے ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا پھر
منہ پھیر لیوے اسسے اور تامل اسمیں نکرے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ تحقیق کہ ہم گنہگاروں سے مُنْتَقِمُوْنَ بدلا لینے والے ہیں کہ انکو
عذاب کرینگے اور جو شخص کہ زیادہ ظالم ہے اسکا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے کہ وہ سخت عذاب میں گرفتار ہوگا اور جسوقت کہ کفار قریش نے باوجود دیکھنے
معجزوں روشن کے پیغمبر حق کو جھٹلایا تو حضرت کو بہت رنج ہوا خداتعالیٰ نے واسطے تسلی سید عالم کے قصہ حضرت موسیٰ کا بیان کیا چنانچہ فرماتا ہے
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ اور البتہ تحقیق دی ہمنے موسیٰ کو کتاب کہ وہ توریت ہے جیسے کہ ہمنے تجھکو قرآن دیا ہے فَلَا تَكُنْ
فِيْ مِرْيَةٍ پس نہو تو بیچ شک کے مِّنْ لِّقَاۗىِٕهٖ ملاقات اس قرآن کی سے اور یا ملاقات کرنی موسیٰ کے سے توریت کو نزدیک خدا کے سے
اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ پس نہو تو بیچ شک کے ملاقات کرنی اس موسیٰ کے سے کہ بیشک تو اس دنیا میں ملاقات کریگا اور یہی ہوا کہ
شب معراج رسول خدا صلعم نے حضرت موسیٰ سے ملاقات کی چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو میں نے موسیٰ کو دیکھا کہ وجد
اور وعدہ انکے مقام وَجَعَلْنٰهُ اور کیا ہمنے اس موسیٰ کو یا کتاب کو انکے هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ راہ راست دکھلانیوالا واسطے
بنی اسرائیل کے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اور کیے ہمنے بیچ انکے اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ امام اور پیشوا کہ ہدایت کرتے تھے وہ لوگونکو توریت کے
احکام سے بِاَمْرِنَا ساتھ حکم ہمارے کے لَمَّا صَبَرُوْا جسوقت صبر کیا انہوں نے اور حمزہ اور کسائی نے لما کو لام کے کسرہ سے اور میم کی تخفیف

پڑھا ہی یعنی واسطے اسکی صبر کیا ہی انہوں نے ایمان پر یا قوم کی سختیوں پر یا خدا کی طاعت کے اختیار کرنے پر یا گناہوں کی پرہیز کرنے پر وَكَانُوا بِآيَاتِنَا اور تھے وہ ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے يُوقِنُونَ یقین کرتے اور یہ اشارہ ہی اس امر پر کہ اے محمد صلعم تیری امت میں بھی ہم امام کرینگے یعنی جیسے کہ ہمنے موسیٰ کو کتاب دی ہی ایسے ہی تجھکو دی ہے ہدایت کرنیکو اہل خلقت کے اور جیسکہ اسکی امت میں امام تھے کہ ہدایت کرتے تھے ایسے تیری امت میں امام مقرر کرینگے کہ وہ ہدایت کریں لوگونکو طرف حق کے اور موسیٰ کی امت میں بارہ نقبا تھے خاتم النبیین میں بھی بارہ ہوئے اور مثل آئمہ بنی اسرائیل انہوں نے صبر کیا امت کے ایذاؤں پر اور طاعت خدا پر اور لوگونکو ہدایت کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ امام کتاب خدا میں دو طرح کے ہیں ایک تو ان دونوں میں سے وہ ہی کہ خدا نے فرمایا ہی وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا یعنی ہدایت کرینگے وہ ساتھ حکم ہمارے کے اور نہ ساتھ حکم آدمیوں کے اور مقدم رکھینگے حکم کو خدا کے لوگوں کے حکم پر إِنَّ رَبَّكَ تحقیق کہ پروردگار تیرا هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ وہ حکم اور فیصلہ کریگا درمیان ان آدمیوں کے يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے فِيمَا كَانُوا فِيهِ بیچ اس چیز کے کہ تھے وہ بیچ اسکے يَخْتَلِفُونَ اختلاف کرتے امر دین میں کہ اہل حق کو اہل باطل سے جدا کرے اور ہر ایک کو موافق اسکے اعمال کے جزا دی أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کیا نہیں ہدایت کی ہی واسطے ان اہل مکہ کے اس امر نے کہ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ کتنے ہلاک کئے ہیں ہمنے پہلے انسے مِنَ الْقُرُونِ قرنوں میں سے مثل قوم ثمود و عاد کے کہ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ چلتے ہیں وہ اہل مکہ درمیان بیچ مکانوں انکے جسوقت کہ سفر ادھر کا کرتے ہیں اور ساتھ مکانوں کی آثار اور علامت کو دیکھتے ہیں اور فاعل لم یہد کا کم اہلکنا میں ہے یعنی لم یہد لہم اہلاکہم إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس ہلاک کرنے پہلی قرنوں کے لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں نصیحت اور عبرت کے ہیں واسطے دیکھنے والوں کے أَفَلَا يَسْمَعُونَ کیا پس نہیں سنتے ہیں وہ ان باتوں کو دل کے اور فہم کے کانوں سے تا کہ نصیحت پکڑیں أَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا ان کفار مکہ نے کہ أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ تحقیق کہ ہم چلاتے ہیں پانی کو یعنی بھیجتے ہیں باران رحمت کو إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ طرف زمین بے گیاہ کے فَنُخْرِجُ بِهِ پس نکالتے ہیں ہم ساتھ اسکے یعنی ساتھ آب باران کے زَرْعًا زراعت کو اور بعضے کہتے ہیں کہ جرز نام ایک جگہ کا ہی ولایت یمن میں کہ پانی ندیوں کا وہاں نہیں پہنچ سکتا ہی خدا تعالیٰ آب باراں اس زمین خشک میں پہنچاتا اور اس سے زراعت اور درخت اور گھانس پیدا ہوتے ہیں کہ تَأْكُلُ مِنْهُ کھاتے ہیں اس زراعت سے أَنْعَامُهُمْ چوپائے انکے یعنی بھوسا زراعت کا اور پتے درختوں کے اور گھانس کو چوپائے کھاتے ہیں وَأَنْفُسُهُمْ اور نفس انکے کھاتے ہیں غلہ اس زراعت کا اور میوہ درختوں کا أَفَلَا يُبْصِرُونَ کیا پس نہیں دیکھتے ہیں وہ اسکو کہ رہنمائی پائیں اس سے اور راہ لیجائیں طرف کمال قدرت خدا کے اور جانیں کہ جو کوئی کہ قادر ہے زراعت کے اگانے پر زمین خشک میں سے تو وہ قادر ہے زندہ کرنے پر مردوں کے بھی بعد مرنے کے وَيَقُولُونَ اور کہتے ہیں وہ کفار مکہ کہ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ کب ہے یہ فتح کہ مومنین کہتے ہیں ہمکو مکہ کے مشرکوں پر فتح ہوگی یہ وعدہ تمہارا کب ہے جلد ہمکو فتح دکھلاؤ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر ہو تم راست گو اپنے وعدہ میں بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے فتح مکہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عذاب ہے روز بدر کا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عذاب روز قیامت کا ہی قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم انکے جواب میں کہ يَوْمَ الْفَتْحِ دن فتح کا خواہ فتح مکہ ہو خواہ جنگ بدر کا لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا نہ نفع بخشیگا ان لوگونکو کہ کافر ہوئے ہیں إِيمَانُهُمْ ایمان انکا اس واسطے کہ جسوقت وہ مقتول ہوئے تو پھر انکو ایمان لانیسے کیا فائدہ ہوگا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ اور نہ وہ مہلت دئے جاینگے کہ عذاب قتل کا توقف میں پڑے اور یا یہ کہ ایمان لانا بروز قیامت انکو فائدہ بخشنے والا نہ ہوگا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ پس منہ پھیرے تو انسے اے محمد صلعم اور بے التفاتی کر اور انکو مدت حلم تک چھوڑ دے وَانْتَظِرْ اور منتظر رہ تو نصرت خدا کا إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ تحقیق کہ وہ انتظار کرتے ہیں اپنے غلبہ کا لیکن غلبہ و نصرت تیرے واسطے ہے

سُورَةُ الْأَحْزَابِ

یہ سورۃ مدنی ہی اور اسمیں تہتر آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورۃ احزاب کو بہت پڑھے قیامت کے روز وہ ہمسایہ میں محمد کے

اور آل انکے اور ازواج انکی ہوگا منقول ہے کہ ابی سفیان اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابی اعور سلمی بعد معرکہ احد کے رسولخدا سے امان طلب کرکے مکہ سے مدینہ میں آئے اور عبد اللہ بن سلول کہ سردار کفار کا تھا اسکے پاس جا کر ٹھیرے دوسرے روز عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح و طعمیہ بن ابیرق کہ منافقین میں سے تھے انکو ہمراہ اپنے لیکر رسولخدا کے پاس آئے اور کہا کہ ہمکو لات اور منات کے ساتھ چھوڑ دے اور یہ کہہ کہ یہ بت قیامت کے دن شفاعت کرینگے اور انکی عبادت فائدہ بخشتی ہے اور ہم بھی تجھکو چھوڑ دینگے تو اپنے خدا کی پرستش کر یہ بات سنکر حضرت کو بہت رنج ہوا اور رنگ چہرۂ مبارک کا سرخ ہو گیا بسبب غصہ کے ابن ابی اور ابن قشیری اور ابن قیس نے کہا کہ یا رسول اللہ اشراف عرب کے سخن کو رد مت کر بعض صحابہ نے کہا کہ یا رسولخدا ہمکو اجازت ہو کہ انکو قتل کریں فرمایا کہ مینے انکو جان و مال کی امان دی ہے اور عہد کا توڑنا روا نہیں ہے لیکن انکو مدینہ سے باہر نکالدو اور انسے فرمایا کہ نکلجاؤ تم اس شہر سے کہ تم خدا کی لعنت اور غضب میں ہو پس یہ آیت نازل ہوئی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اے پیغمبر خبر دینے والے یا بلند مرتبے اتَّقِ اللّٰهَ ڈر تو خدا سے عہد کے توڑنے میں وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ اور نا فرمانبرداری کر تو کفار مکہ کی مثل ابو سفیان اور عکرمہ وغیرہ کے وَالْمُنٰفِقِیْنَ اور نہ منافقوں مدینہ کے رہنے والوں کی مثل ابن ابی اور ابن قیس وغیرہ کے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے عَلِیْمًا جاننے والا مصلحتوں کا حَكِیْمًا حکم کرنیوالا موافق حکمت کے پس جو کچھ فرمائے اور منع کرے عین مصلحت ہے وَّاتَّبِعْ اور پیروی کر تو مَا یُوْحٰۤی اس چیز کی کہ وحی کیجاتی ہے اِلَیْكَ طرف تیری مِنْ رَّبِّكَ جانب پروردگار تیرے سے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تحقیق کہ خدا ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم نیکی اور بدی خَبِیْرًا خبردار کہ جسمیں تیری صلاح ہے اسکا حکم کرتا ہے اور کفار کے ان کلموں کے سننے سے تجھکو منع کرتا ہے جو کہ حسب مدعا کے ہیں وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور توکل کر تو اوپر خدا کے کہ سب امور اپنے اسکے سپرد کر دے کہ جو کچھ تیرے حق میں کریگا وہ موافق مصلحت کے ہوگا اور کسی غیر کا اندیشہ مت کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا اور کافی ہے خدا کار ساز تیرا اور نگہبان جمیع امور کا اور ناصر اور مددگار تیرا کہ اعدا کو تیرے دفع کرے اور کہتے ہیں کہ ابی معمر جمیل بن اوس ایک مرد دانا اور سمجھ دار تھا اور کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں اور ہر ایک دل سے محمد صلعم سے زیادہ سمجھتا ہوں اور عرب اسکو ذو قلبین یعنی صاحب دو دل کہتے تھے جسوقت بدر کی لڑائی سے بھاگ کر مکہ کو جاتا تھا تو ایک جوتی تو اسکے پاؤں میں تھی اور دوسری جوتی اسکے ہاتھ میں ابوسفیان اسکے پاس پہنچا اور قوم کا حال اس سے پوچھا کہا کہ کچھ تو قتل ہو گئے اور کچھ بھاگ گئے ابوسفیان نے کہا کہ تیری جوتیوں کا کیا حال ہے کہ ایک جوتی پاؤں میں ہے اور ایک ہاتھ میں ہے اسنے دیکھا تو معلوم ہوا کہ البتہ سچ کہتا ہے اور جب اپنے حال پر مطلع ہوا تو کہا کہ میں تو ایسا جانتا تھا کہ دونوں جوتیاں میرے دونوں پاؤں میں ہیں تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اسکے دو دل نہیں ہیں اور دو دل کے دعوے میں جھوٹا ہے اور خدا تعالی نے بھی اسکو اس دعوی میں جھوٹا فرمایا اور یہ آیت نازل کی کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ نہیں پیدا کئے ہیں خدا نے لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ واسطے ایک مرد کے دو دل فِیْ جَوْفِهٖ بیچ پیٹ اسکے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ منافقین حضرت کو کہتے تھے کہ محمد کے دو دل ہیں ایک دل تو انکا ہماری طرف ہے اور دوسرا انکے صحابہ کی طرف ہے حقتعالی نے فرمایا کہ دروغ کہتے ہیں ہم نے کسیکے دو دل نہیں پیدا کئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ کفار کہتے تھے کہ محمد کے دو دل ہیں اسلئے کہ انکے پاس علم کثیر ہے اور بہت امور انکو حفظ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے ایک مرد کیواسطے دو دل پیدا نہیں کئے ہیں کہ ایک دل سے تو ایک قوم کو دوست رکھے اور دوسرے دل سے انکے دشمنوں کو دوست رکھے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ فرمایا علی بن ابیطالب نے کہ نہیں جمع ہوتی دوستی ہماری اور دوستی ہمارے دشمنوں کی ایک آدمی کے دل میں اسلئے خدا نے نہیں پیدا کئے ہیں واسطے ایک مرد کے دو دل اسکے پیٹ میں کہ ایک دل سے ہمکو دوست رکھے اور دوسرے دل سے ہمارے دشمنوں کو دوست رکھے لیکن دوست ہمارا ایسی خالص کرتا ہے دوستی ہماری واسطے جیسے خالص ہوتا ہے سونا آگ سے کہ کچھ کدورت اسمیں نہیں رہتی ہیں جو کوئی چاہے کہ جانے دوستی ہماری کو تو پس چاہیے کہ امتحان کرے اپنے دل کا پس اگر شریک ہووے ہماری دوستی میں دوستی دشمن ہمارے کی تو ہم نہیں ہیں اسکے

اور نہ ہم آپ سے ہیں اور خدا دشمن انکا ہی اور جبرئیل اور میکائیل و خدا دشمن ہے کافرونکا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نماز میں جسکا دل
سوائے خدا کے کسی دوسری چیز کیطرف متعلق ہو تو وہ شخص قریب ہے اہنجر سے اور بعید ہے حقیقت اہنجر کی سے کہ جسکا ارادہ کیا ہی اپنی نماز میں اور بعد
اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور جیسے کہ ایک مرد کے واسطے دو دل نہیں ہو سکتے ایسے ہی ایکعورت ایک مرد کی ماں اور زوجہ نہیں ہو سکتی چنانچہ عرب کے
کفار گمان کرتے تھے کہ اگر کوئی اپنی زوجکو کہے کہ تو میرے اوپر تو مثل پشت ماں میری کے ہی تو وہ زوجہ مثل ماں کے ہو جاتی ہی خدا تعالی انکے
گمان کو رد کرتا ہے کہ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ اور نہیں کیا ہی خدا نے جورؤں تمہاری کو جنکو کہ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ پشت ماں کی مثل کہتے ہو تم
انہیں سے اُمَّهٰتِكُمْ مائیں تمہاری سو یہ کہ مرتبہ زوجہ کا خادمہ ہونیکا ہی اور ماں مخدوم ہوتی ہی یہ دونوں ایکمرتبہ میں کیونکر جمع ہو سکتی
ہیں اور تفصیل اسکی سورہ مجادلہ میں آئیگی انشاء اللہ تعالی اور اللّائی کو نافع اور یعقوب نے اللاء پڑھا ہی بدون یا کے اور تظاہرون کو عاصم
نے بضم تا اور تخفیف ظا سے پڑھا ہے اور اہل کوفہ نے سوا عاصم کے بفتح تا اور تخفیف ظا پڑھا ہے اور ابن عامر نے بفتح تا اور تشدید ظا پڑھا ہی
اور باقیوں نے تَظَّهَّرُوْنَ بدون الف کے اور ظا اور ہا کے تشدید سے پڑھا ہی اور جیسے کہ ایک شخص کے دو دل نہیں ہو سکتے ایسے ہی یہ بھی نہیں
ہو سکتا کہ ایک شخص کسیکا بیٹا ہو اور دوسرے شخص کا بھی بیٹا ہو جائے چنانچہ فرماتا ہی کہ وَمَا جَعَلَ اور نہیں کیا ہی خدا نے اَدْعِيَآءَكُمْ لے پالکوں
تمہارے کو اَبْنَآءَكُمْ بیٹے حقیقی تمہارے جو کہ اپنی نطفہ سے ہوتا ہے وہ فرزند حقیقی اور اصلی ہوتا ہی اور جو کوئی اپنے نطفہ سے نہیں ہوتا ہی اور اسکو بانسے
کہتے ہیں کہ یہ فرزند میرا ہی تو وہ فرزند عارضی ہوتا ہی ایک شخص میں دونوں کیونکر جمع ہو سکتے ہیں اور اصل اس قصہ کی حضرت صادق علیہ السلام سے
اسطرح منقول ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا۔ تو انکے مال کی تجارت کے معاملات کیا کرتے تھے ایکمرتبہ بازار
عکاظ میں تشریف لیگئے وہاں زید بن حارثہ کو دیکھا کہ فروخت ہو رہا ہی اور حضرت نے اسکو دیکھا کہ عقیل اور فہیم ہی اسکو خرید کر لیا جبکہ حضرت
پیغمبر ہوے تو وہ بھی مسلمان ہو گیا اور غلام حضرت کا مشہور تھا جسوقت اسکے باپ حارثہ کو خبر ہوئی تو وہ مکہ میں آیا اور وہ ایکمرد جلیل القدر تھا پہلے
حضرت ابوطالب کے پاس گیا اور کہا کہ میرا بیٹا قید ہو کر چلا گیا تھا اور میں نے سنا ہی کہ تیرے بھتیجے محمد کے پاس ہی تو اپنے بھتیجے سے کہہ یا تو وہ اسکو فروخت
کرے اور یا اسکا فدیہ لیوے اور یا اسکو آزاد کرے ابوطالب نے رسولخدا صلعم سے ذکر کیا حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسکو آزاد کیا جہاں چاہے وہ چلا جائے حارثہ
کھڑا ہوا اور اسنے زید کا ہاتھ پکڑا کہ اپنے ہمراہ لیجائے اور زید سے کہا کہ اپنے شرف و حسب میں چلکر ملجا زید نے کہا کہ میں تو رسولخدا صلعم کو ہرگز نہ چھوڑونگا حارثہ
نے کہا کہ تو اپنا حسب اور نسب چھوڑ کر قریش کا غلام ہوتا ہی زید نے کہا کہ میں رسولخدا کو کبھی نچھوڑونگا جبتک کہ میں زندہ ہوں اسکا باپ غصہ ہوا اور
کہا کہ اے گروہ قریش کے تم گواہ رہو کہ میں اس سے بیزار ہوں اور یہ میرا بیٹا نہیں ہے رسولخدا نے یہ سنکر فرمایا کہ تم سب گواہ رہو کہ زید میرا بیٹا ہی اور میں اسکا
وارث ہوں اور وہ میرا وارث ہے اس روز سے زید بن محمد کہا جاتا تھا اور رسولخدا اسکو بہت دوست رکھتے تھے اور زید اسکا نام رکھا تھا اسی جسوقت
رسولخدا نے طرف مدینہ کے ہجرت کی تو زینب بنت جحش سے کہ حضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھی اسکا نکاح کیا ایکمرتبہ رسولخدا زید کے گھر کسی کام کیواسطے گئے تو وہ وقت
زید تو گھر میں نتھا لیکن زینب زوجہ اسکی حجرہ میں بیٹھی ہوئی خوشبو پیستی تھی رسولخدا نے کواڑ کھولا تو حضرت کی نظر زینب پر جا پڑی اور وہ نہایت خوبصورت تھی اسوقت فرمایا کہ
سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین یعنی پاک ہے پیدا کرنیوالا نور کا اور بزرگ ہے خدا بہتر پیدا کرنیوالا سب پیدا کرنیوالوں سے اور یہ کہکر حضرت
وہاں سے چلے آئے اور بعد اسکے زید اپنے گھر میں آیا زینب نے اسکو خبر کی کہ رسولخدا تشریف لائے تھے اور مجھکو دیکھکر فرمایا کہ سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ
احسن الخالقین زید نے یہ سنکر کہا کہ تو چاہتی ہے کہ میں تجھکو طلاق دیدوں بعد اسکے رسولخدا تجھسے نکاح کر لیں شاید حضرت کے دل میں تیری طرف سے کچھ اثر ہوا ہو
زینب نے کہا کہ ایسا نہو کہ تو مجھے طلاق دیدے اور حضرت بھی مجھسے نکاح نکریں زید رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قربان ہوں آپ پر میرے والدین یا
رسولخدا مجھکو زینب نے ایسی ایسی خبر دی ہی اگر آپکی مرضی ہو تو میں اسکو طلاق دیدوں بعد اسکے حضرت اس سے نکاح کر لیں حضرت نے فرمایا کہ نہیں اور بچا تو اپنا
خدا سے ڈر اور اپنی زوجہ کو نگاہ رکھ بعد اسکے خدا تعالی نے رسولخدا کو حکم دیا زینب سے نکاح کرنیکا بعد طلاق دینے زید کے اور ذکر اسکا اس سورہ میں

انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا اور جب حضرت نے بموجب حکم خدا زینب سے نکاح کیا تو منافقین نے حضرت پر طعن کیا کہ یہ کہتا ہے کہ زوجہ پسر کی حرام ہے اور خود اپنے
پسر کی زوجہ سے نکاح کر لیا اُن لوگوں کے گمان باطل کو خدا تعالیٰ نے رد کیا اور فرمایا کہ خدا نے پالکوں کو بیٹا نہیں کیا ہے اور بیٹا حقیقت میں وہ
ہے کہ اپنے نطفہ سے پیدا ہو **ذٰلِكُمْ** یعنی ایک شخص کے دو دل ہونے اور زوجہ کا ماں ہو جانا اور پالک کا بیٹا ہو جانا **قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ** قول
تمہارا ہے ساتھ مونہوں تمہارے کے یہ فقط تمہاری مُنہ کی بات ہے کہ جسکی کوئی حقیقت نہیں ہے زبان سے اپنے جو چاہو سو کہدو **وَاللّٰهُ يَقُولُ
الْحَقَّ** اور خدا کہتا ہے حق اور درست جو کہ مطابق واقع کے ہے **وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ** اور وہ دکھاتا ہے راہ راست کو اور وہ یہ ہے کہ
ادْعُوهُمْ پکارو تم اُن فرزندوں کو اور نسبت دو انکو **لِآبَائِهِمْ** واسطے باپوں انکے کے کہ جنکے نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں **هُوَ أَقْسَطُ
عِنْدَ اللّٰهِ** وہ پکارنا زیادہ راست ہے نزدیک خدا کے اور نہایت درست اور مطابق واقع کے ہے **فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا** پس اگر نہ جانو تم **آبَاءَهُمْ**
باپوں انکے کو کہ وہ لڑکے کن کے فرزند ہیں تو **فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ** پس بھائی تمہارے ہیں وہ بیچ دین کے **وَمَوَالِيكُمْ** اور وہ دوست تمہارے
دین میں یعنی وہ برادر اور دوست تمہارے ہیں پس انکو پکارو تو کہو اے بھائی میرے یا اے دوست میرے اور مولیٰ کلام عرب میں چچا کے بیٹوں کے
واسطے بھی مشہور ہے **وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ** اور نہیں ہے اوپر تمہارے گناہ **فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ** بیچ اُسکے کہ خطا کی ہے تم نے اور اُسکی قباحت کو
نہ جانتے تھے ممانعت سے پہلے اور زید کو ابن محمد کہتے تھے اور یا بعد وارد ہونے ممانعت کے بھول کر کہدیتے تھے **وَلٰكِنْ** اور لیکن گناہ **مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ**
وہ چیز ہے کہ قصد کیا ہے دلوں تمہارے نے کہ عمداً کسیکو نسبت باپ کے غیر پدر کیطرف کی ہے باوجود وارد ہونے ممانعت کے **وَكَانَ اللّٰهُ** اور
ہے خدا **غَفُورًا** بخشنے والا گناہ اُس شخص کا کہ خطا کرے **رَحِيمًا** مہربان ہے اگر عمداً کہنے والا توبہ کرے کہ اُسکے گناہ کو بخشدے اور ہمارے مذہب
میں لے پالک کیواسطے میراث نہیں ہے اور منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا نے جنگ تبوک کے جانیکا ارادہ کیا تو مسلمانوں کو ہمراہ چلنے کا حکم دیا بعضے صحابہ نے کہا کہ
ہم اپنے باپ اور ماں سے اجازت جانیکی حاصل کر لیں تب آیت نازل ہوئی **النَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ** پیغمبر زیادہ لائق اور سزاوار ہے
ساتھ مومنین کے **مِنْ أَنْفُسِهِمْ** نفسوں اُنکی سے جمیع امور میں دین اور دنیا کے اسواسطے کہ جو کچھ وہ فرمائے عین صلاح اور فلاح بندہ کی اُس میں ہے
بخلاف نفس اپنے کے کہ حکم اُسکا ایسا نہیں ہے پس واجب ہے سب مومنین پر کہ اُنکے نزدیک رسول خدا زیادہ دوست ہوں اُنکے نفسوں سے اور حکم حضرت
کا مقدم ہو غیر کے حکم پر اور حضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی مومن نہیں ہے مگر کہ میں اولیٰ ہوں اُسکی نفس سے دنیا اور آخرت میں اور فرمایا ہے حضرت نے کہ
کوئی تم میں سے مومن نہو یہانتک کہ میں زیادہ دوست نہوں اُسکی نزدیک اُسکے باپ اور ماں اور فرزند اور جمیع مومنین سے پس چاہیے کہ حکم
رسول خدا کا سب آدمیوں کے حکم سے زیادہ لازم ہووے **وَأَزْوَاجُهُ** اور بیبیاں اُس حضرت کی **أُمَّهَاتُهُمْ** مائیں اُن مومنین کی ہیں تعظیم
اور حرام ہونیکی جہت سے کہ جیسے کہ اپنی ماں حرام ہے اور تعظیم اُسکی لازم ہے ایسے ہی رسول خدا صلعم کی بیبیاں ہیں جبتک کہ طاعت خدا میں باقی رہیں
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بیبیاں رسول خدا کی حرام ہونے میں مثل ماؤں تمہاری کے ہیں اور حضرت صاحب الزمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ
کیا معنی ہیں اُس طلاق کے جو کہ رسول خدا نے امیر المومنین کو تفویض کی تھی فرمایا کہ حقتعالیٰ جلشانہ نے فرمایا کہ بیبیاں رسول خدا کی مومنین کی مائیں ہیں
حقتعالیٰ نے انکو خاص کیا اس شرافت میں کہ انکو مومنین کی ماں فرمایا اور رسول خدا نے امیر المومنین سے فرمایا کہ اے ابو الحسن یہ شرف میری بیبیوں کے واسطے باقی
ہے جبتک کہ وہ طاعت خدا میں ہیں اگر وہ نافرمانبرداری خدا کی کریں بعد میرے کہ تیرے اوپر خروج کریں تو پس طلاق دے تو انکو اور اس شرف سے انکو خارج کر
کہ اور مومنین کی ماں ہونیکی شرافت سے انکو ساقط کر پس تحقیق شرافت اُنسے دور ہو جاویگی اور جیسے کہ بیبیاں حضرت کی مومنین کی مائیں ہیں ایسے ہی
رسول خدا صلعم سب مومنین کے باپ ہیں چنانچہ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کہتے ہیں کہ اس آیت کو اسطرح پڑھا ہے کہ
وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ اور قمی نے بھی لکھا ہے کہ وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ نازل ہوا ہے اور حضرت کو جو باپ کہتے ہیں تو وہ حضرت دین میں
اور دنیا میں باپ ہیں اسواسطے کہ ہر نبی باپ ہے اپنی اُمت کا اس جہت سے کہ حیات ابدی کے حاصل ہونیکی اصل وہی ہے کہ جسکے سبب سے صلاح اور

فلاح دنیا اور آخرت کی ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ دونو باپ ہیں اس امت کے اسواسطے کہ اس مقصود میں دونو برابر ہیں مگر یہ کہ علیؑ بعد
نبی کے ہیں اور جسوقت کہ رسولخدا باپ امت کے ہوا اور انکی بیبیاں مائیں ہوئیں تو اسلئے مومنین آپسمیں بھائی ہوئے اور اسلئے خدا نے فرمایا ہے کہ
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ اور جسوقت کہ رسولخدا باپ ہوئے اس امت کے تو بعد انکے علیؑ باپ ہیں اس امت کے اس جہت سے کہ رسولخدا نے بروز خم غدیر فرمایا تھا
کہ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ سب نے اسکا اقرار کیا بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ پس علیؑ بھی اولیٰ ہوئے سب کے نفسوں سے
اور طاعت انکی مثل طاعت رسول واجب ہوئی اور جسوقت کہ رسولخدا کیواسطے ولایت ہوئی مومنین کی تو ایسی ہی علیؑ کیواسطے بھی ہوئی اور
یہی جہہ ہے باپ ہونیکی اور جو شخص کہ علیؑ کی طاعت سے باہر ہوا وہ رسولخدا کی طاعت سے باہر ہوا بموجب حدیث مذکورہ بالا کے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ
اور صاحبان قرابت یعنی رشتہ دار و یگانے بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ بعضا انکا سزاوار زیادہ ہے ساتھ بعضے کے وارث ہونے میں
فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ بیچ کتاب خدا کے کہ وہ لوح محفوظ ہے یا جو کچھ کہ قرآن میں نازل کیا ہے اسمیں یعنی بیچ حکم اسکے کہ جو لکھا ہوا ہے میراث کے مقدمہ میں
اور اسمیں قرابت والے زیادہ سزاوار ہیں میراث کے لینے میں مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنین سے باعتبار ایک ہونے دین کے وَالْمُهٰجِرِیْنَ اور
مہاجرین سے پہلے یہ دستور تھا کہ جو کوئی آپسمیں ایک دوسرے کا بھائی بنتا تھا اور یا ہجرت کرتا تھا اور نصرت کرتا تھا تو وہ بھائی ہونے اور ہجرت
کرنیکی اور نصرت کی جہت سے وارث ہوتا تھا چنانچہ سورہ انفال میں مذکور ہے اور قرابت کی جہت سے وارث نہیں ہوتا تھا خدا تعالےٰ نے آیت اولوا الارحام
سے وہ پہلا حکم منسوخ کیا اور فرمایا کہ میراث قرابت کی جہت سے پہنچتی ہے اور قریبونمیں بعضا اولیٰ ہے بعضے سے میراث لینے میں اور اب مومنین اور
مہاجرین کو حق دین اور ہجرت کے اعتبار سے میراث نہ دینی چاہیے اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا مگر یہ کہ کرو تم اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ طرف دوستوں اپنے کے
انصار اور مہاجرین میں سے مَّعْرُوْفًا نیکی کہ انکے واسطے وصیت کرو اپنے مال میں سے دینے کی اگر تہائی مال میں سے زیادہ نہو اسواسطے کہ
تہائی مال سے زیادہ دینے کی وصیت جاری نہیں ہو سکتی بدون اجازت وارثونکے اور اپنی زندگی میں جسقدر مال چاہو اپنے دوستوں کو
بخشدو اور یہ آیت اولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض میراث کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہے اور تاویل اسکی امامت آئمہ میں ہے چنانچہ امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جاری ہوئی ہے اولاد حسینؑ میں بعد اسکے اور ہم اولیٰ ہیں امارت میں رسولخدا کے ساتھ مومنین اور مہاجرین
اور انصار سے اور اس آیت اولوا الارحام سے باطل ہوا عصبہ جو کہ اہلسنت کے نزدیک ہے كَانَ ذٰلِكَ ہے وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے پیغمبر خدا کا
اولیٰ ہونا اور میراث کا قرابت کی جہت سے ملنا فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا بیچ کتاب کے یعنی لوح محفوظ میں یا قرآن میں لکھا گیا اور ثابت کیا
گیا ہے اور بعضے علما آیۂ واولوا الارحام کو دلیل لاتے ہیں جناب امیر المومنینؑ کی خلافت کیواسطے لیکن بعد اسکے جو سیاق ہے اسکی جہت سے چسپاں نہیں ہو سکتی
مگر یہ کہ کہا جاوے کہ یہ آیت تاویل ہے اور آیتیں انکی جو جناب امیرؑ کی امامت میں نازل ہوئی ہیں اور تاویل اسکی باقی آئمہ کے حق میں ہے جو کہ اسوقت
موجود تھے اور اب اللہ تعالیٰ حضرت رسولخدا صلعم کی نبوت کی تاکید میں عہد و پیمان کا ذکر کرکے فرماتا ہے کہ وَاِذْ اَخَذْنَا اور یاد کر تو اے
محمد صلعم جسوقت کہ پکڑ لیا ہمنے یعنی لیا ہمنے مِنَ النَّبِيّٖنَ پیغمبروں سے مِیْثَاقَهُمْ پیمان انکا اسطرح سے کہ ہر ایک اپنے سے بشارت دیوے
اس پیغمبر کی کہ بعد اسکے آئیگا اور خدا کے احکام کو لوگوں کو پہنچائیں اور اسکی عبادت کیواسطے لوگونکو بلائیں اور ہر ایک پیغمبر دوسرے کی تصدیق کرے اور یہ پیمان
پیغمبروں سے بروز الست لیا تھا وَمِنْكَ اور تجھ سے اے محمد صلعم وَمِنْ نُّوْحٍ اور نوح سے وَاِبْرٰهِيْمَ اور ابراہیم خلیل اللہ سے وَمُوْسٰى
اور موسیٰ کلیم اللہ سے وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور عیسیٰ پسر مریم سے اور تخصیص ان پیغمبروں کی ذکر کی بعد جمیع پیغمبروں کے یہ ہے کہ یہ پیغمبر اولو العزم ہیں اور افضل
سب پیغمبروں سے اور انکی شرع مشہور اور جاری ہے اور ہمارے پیغمبر کو ان سب سے پہلے ذکر کیا واسطے تعظیم اور بزرگی ان حضرت کے وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ اور
پکڑا ہمنے یعنی لیا ہمنے ان نبیوں سے مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا پیمان سخت اور مضبوط اور بلند مرتبہ اور عظیم الشان لِّيَسْــَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ تاکہ
سوال کرے خدا راست کہنے والوں سے قیامت میں یعنی پیغمبروں سے سوال کرے عَنْ صِدْقِهِمْ راستی انکی سے جنہوں نے کہ اپنے پیمان کو راست کیا

نصف

جنگ خندق

اور فقط ایسے پیغام لوگونکو پہنچائی ہیں اور انسی سوال کرے کہ تمنے پیغام خدا کا اپنی امت کو پہنچایا ہی اور یہ پیغام جو پہنچایا ہی تو محض قربت اور خلوص سے
پہنچایا ہی یا ریا اور بلندی شان کیواسطے پہنچایا ہے یہ سوال انکی راستی ہی ہے جسوقت کہ وہ سچ کو بیان کرینگی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
ہی کہ جسوقت راست کہنے والوں سے پوچھیں کہ تمنی کس قصد اور کس وجہ سے اور ارادہ سی راست کہا تا کہ موافق اسکی انکو جزا دیویں تو پس دروغگو کا کیا حال
ہوگا اور غرض اس آیت سے ڈرانا کفار کا منظور ہے **وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ** اور تیار کیا ہی واسطے کفار کے **عَذَابًا اَلِيْمًا** عذاب دردناک
اور اب ایسکے بعد قصہ جنگ خندق کا بیان کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائی ہو **اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ**
یاد کرو تم نعمت خدا کو جو اوپر تمہارے ہی **اِذْ جَاۗءَتْكُمْ** جسوقت کہ آئے تمہارے پاس **جُنُوْدٌ** فوجیں یعنی قریش اور غطفان اور کنانہ
اور یہود اور قریظہ اور نضیر کہ قریب دس ہزار آدمی کے تھی سوار اور پیادہ **فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ** پس بھیجا ہمنے اوپر انکی **رِيْحًا** ہوا کو کہ
جسنے انکے اکھاڑ ڈالے اور انکو پراگندہ کردیا **وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا** اور لشکر انکو فرشتونکے لشکر بھیجے کہ وہ ایکہزار آدمی تھی وہ تو کافر انکو
دیکھتے تھی اور کفار انکو نہیں دیکھتی تھے اور بعضے کہتی ہیں کہ ملائکہ ہرگز لڑے نہیں لیکن مسلمانونکو دلیر کرتے تھے **وَكَانَ اللّٰهُ** اور ہی خدا
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم تدبیریں اور صلاح اور کوشش مقدمہ میں دین اسلام کے **بَصِيْرًا** دیکھنے والا اور تمکو
اسکی جزا دیگا اور یہانسی قصہ جنگ خندق کا شروع ہوا ہی منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم نے بنی نضیر کو انکی گھروں سے نکالدیا تو وہ شام
کیطرف چلے گئے اور وہ لوگ یہودی تھی اور جسوقت وہ شام کو چلے گئی تو رئیس یہود کے مثل سلام بن ابی الحقیق اور حیی بن اخطب اور کنانہ
بن ربیع کی بنی نضیر کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر مکہ میں آئی اور ابوسفیان کو کہ رئیس قریش کا تھا اور سوا اسکی اور رئیسونکو رسولخدا صلعم سی
جنگ کرنے پر رغبت اور حرص دلوائی اور کہا کہ آؤ سب متفق ہوکر محمد کو مع اسکی گروہ کے جڑ اور بنیاد سی اکھاڑ کر پھینکدیں اور اسکی دغدغہ سی فارغ
ہوجائیں قریش نے کہا کہ اے گروہ یہود کی تم اہل کتاب ہو اور تمنے خوب تحقیق کیا ہی یہ کہو کہ دین ہمارا بہتر ہے یا دین محمد کا یہود نے کہا کہ دین
تمہارا بہتر ہے وہ یہ بات سنکر بہت خوش ہوے اور یہود سے عہد اور پیمان کیا کہ ہم تمہاری ہمراہ ہوکر محمد سی لڑینگے جب قریش کو انہوں نے لڑائی پر
آمادہ دیکھا تو انسی مطمئن ہوکر مکہ سے چلے آئے اور قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور انکے پاس جاکر انکو بھی رسولخدا سی لڑنے پر حرص دلوائی انہوں نے بھی انکا
کہنا قبول کیا اور مثل قریش کے لڑنے پر تیار ہوے اسیطرح عرب کے قبیلونکو لڑائی پر آمادہ کیا اور پھر سردار قریش کا ابوسفیان تھا اور سردار غطفان کا
عتبہ بن حصین تھا اور سردار بنی مرہ کا حارث بن عوف اور سردار اشجع کا مسعر بن رخیلہ اور سردار بنی اسد کا طلیحہ اور سردار بنی اسلم کا
ابی اعور اور سردار ہوازن کا عامر بن طفیل یہ سب متفق ہوے اور ہم عہد ہوکر مدینہ کو روانہ ہوے اور جسوقت رسولخدا صلعم کو یہ خبر ہوئی کہ
دس ہزار آدمی یہود اور قریش وغیرہ کے جنگ کے ارادہ پر مدینہ کیطرف آتے ہیں وہ حضرت مع تین ہزار آدمیونکی اور ایکروایت میں ہے کہ مع سات سو آدمیونکی
مدینہ سے باہر آئی اور آگے جبل سلع کے نزول فرمایا اور دشمن وادی کے کنارہ پر ٹھیری اور بنی غطفان کے ایکہزار آدمی تھی انہوں نے احد کیجانب مقام کیا
اور حیی بن اخطب کعب بن اسید کے قلعہ کے نیچے جاکر ٹھیرا اور کعب اور رسولخدا میں لڑائی نہ کرنیکا عہد ہوگیا تھا حیی اسکی قلعہ کے دروازہ پر گیا اور کہا کہ اے
کعب دروازہ کھول تا کہ تیری قلعہ میں ہم آئیں اور تیری حمایت کریں اور فتنہ سی تجھکو بچائیں کعب نے کہا کہ تو مرد شوم ہی اور مجھہ میں اور محمد میں
عہد ہوسا ہی میں عہد کو نہیں توڑتا حیی نے اسمقدمہ میں بہت مبالغہ کیا لیکن کعب نے نہ مانا حیی نے کہا کہ اے کعب تو نہی خست اور بخل کی جہت سے
دروازہ نہیں کھولتا ہی کہ ہم تیرے پاس آئیں تو تجھکو کھانا دینا پڑیگا عرب کے لوگونمیں حمیت بہت ہوتی ہی اسنے غصہ ہوکر دروازہ کھولا اور جسوقت
حیی قلعہ کے اندر گیا تو کہا کہ اے کعب بہت تعجب ہے تجھسے کہ تو گمان کرتا ہی کہ محمد ہمارا مقابلہ کریگا اور حال یہ ہی کہ تمام مکہ والے اور غطفان اور بنی کنانہ
اور بنی فزارہ اور سوا انکے اور ہم کہ اہل کتاب ہیں سب متفق ہوئی ہیں محمد سی جنگ کرنے پر اور ستمین عہد کیا ہی اسکی بیخ کنی کا تو کسواسطے متفق ہمارے
نہیں ہوتا ہی ایسی ایسی باتیں فریب کی کرکے کعب کا دل رسولخدا کیطرف سے پھیر دیا اور اسنے رسولخدا کا عہد توڑکر حیی کے ساتھ عہد باندھا کہ اگر نصرت

محمدؐ کی ہو تو میں تمہارے ہمراہ قلعہ میں آ جاؤں کہ جو کچھ تیرے واسطے ہو وہ ہمارے واسطے ہو اور جسوقت رسولخداؐ نے یہ خبر سُنی تو سعد و معاذ وغیرہ کو روانہ کیا کہ اس
امر کو تحقیق کرو اور وہاں سے دریافت کرکے یہاں آؤ اور اگر انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا ہے تو اس امر کو ظاہر نکرنا کہ مومنین یہ خبر سنکر ہراساں اور
شکستہ دل ہو جاوینگے اور اگر ان لوگوں نے عہد کو نہ توڑا ہو تو اسکو ظاہر کر دینا اور انہوں نے جسوقت وہاں سے واپس آکر رسولخدا صلعم کو انکے عہد کے توڑنے
سے اور کثرت لشکر کے آنے سے خبر دی تو حضرت نے تکبیر کہی اور مسلمانوں کو گمان ہوا کہ عہد نہیں توڑا ہے ان لوگوں نے اور اس سبب سے خوشحال ہوگئے لیکن بعد
انکے جو خبر عہد کے توڑنیکی مشہور ہو گئی اور دس ہزار سپاہ پہنچی اور انکے لشکر کی کثرت سُنی تو مسلمانوں کو خوف ہوا رسولخدا صلعم نے انکی تسلی کرکے وعدہ فتح کا
اور صحابہ سے لڑائی کے مقدمہ میں مشورہ کیا سلمان فارسی نے کہا کہ یا رسولخدا قلیل آدمی کثیر آدمیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں فرمایا کہ پھر کیا
کریں سلمان نے کہا کہ ہم اپنے گرد ایک خندق کھودیں کہ ہمارے اور انکے درمیان ایک پردہ حائل ہو جائے انکو ہمارے پاس آنا ممکن نہوگا اور ہماری ولایت
فارس میں یہی دستور ہے کہ جب دشمن کے لشکر کی کثرت ہوتی ہے تو خندق کھودلیتے ہیں جبرئیل رسولخداؐ پر نازل ہوئے اور سلمان کی رائے کو پسند کیا
اور رسولخداؐ نے خندق کے کھودنیکا حکم دیا اور مہاجرین اور انصار کیواسطے کھودنیکی حدیں مقرر کردیں دس دس قدم اور تین تین قدم پر انہیں سے ہر ایک
قوم کیواسطے اور مہاجرین اور انصار نے سلمان کی رائے کو پسند کرکے انکی بہت تعریف کی اور انصار نے کہا کہ سلمان ہم میں سے ہے اور مہاجرین نے کہا کہ
سلمان ہم میں سے ہے اور رسولخداؐ نے فرمایا کہ سلمان ہم اہلبیت میں سے ہے اور رسولخداؐ نے پہلے سب سے کھودنا شروع کیا اور امیرالمومنین مٹی انکی باہر
ڈالتے تھے گڑھے سے نکالکر یہانتک کہ رسولخداؐ کو عرق آگیا اور تھک گئے اور فرمایا کہ نہیں عیش ہے مگر آخرت کا خداوندا بخش تو مہاجرین اور انصار کو جسوقت
مسلمانوں نے دیکھا کہ رسولخداؐ خندق کے کھودنیمیں مشغول ہیں تو انہوں نے کھودنیمیں بہت کوشش کی اور مٹی گڑھے سے باہر نکالکر ڈالنے لگے اور دوسرے
دن بھی انکے کھودنیمیں مشغول ہوئے اور رسولخداؐ مسجد فتح میں بیٹھ گئے اور مہاجرین اور انصار کھودنیمیں مشغول تھے کہ خندق میں ایک بڑا پتھر بہت سخت
ظاہر ہوا کدال اسپر کام نہیں کرتی تھی لوگوں نے جابر کو حضرت کے پاس بھیجا جابر کہتے ہیں کہ میں رسولخداؐ کے پاس آیا تو دیکھا کہ مسجد میں چت لیٹے ہیں
اور چادر سر مبارک کے نیچے رکھی ہے اور پتھر پیٹ سے بندھا ہوا ہے میں نے عرض کی کہ یا رسولخداؐ ایک پتھر خندق میں ظاہر ہوا ہے کہ کدال اسپر کام نہیں کرتی
ہے حضرت جلدی سے کھڑے ہوگئے اور وہاں تشریف لائے اور پانی طلب کیا جب پانی حاضر ہوا تو ہاتھ منہ اور بانہیں دھوئیں اور اپنے سر اور پاؤں کا مسح کیا
اور بعد اسکے کچھ پیا اور کلی کرکے اس پتھر پر ڈالی پھر کدال ہاتھ میں لی اور پتھر پر ماری اس پتھر میں سے ایک بجلی سی چمکی اسکی روشنی میں ہمنے شام کے
محل دیکھے بعد اسکے ایک کدال اور ماری اور پتھر میں سے ایک بجلی سی چمکی اسکی روشنی میں ہمنے مدائن کے محل دیکھے اور بعد اسکے ایک اور کدال پتھر پر ماری
اور اسمیں سے بجلی سی چمکی اور اسکی روشنی میں ہمنے یمن کے محل دیکھے رسولخداؐ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ خدا فتح کرے اور شہروں کو اور ہمارے قبضہ میں لائے اور بعد اسکے
وہ پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا بعضے صحابہ منافقین نے جو یہ خبر رسولخداؐ سے سنی تو کہنے لگے کہ ہمسے وعدہ شام اور یمن کے لینے کا کرتا ہے اور حال ہمارا خوف سے
یہ ہے کہ واسطے رفع حاجت کے بھی ہم یہاں سے نہیں جا سکتے اور جابر کہتے ہیں کہ میں نے رسولخداؐ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دیکھا تو جانا کہ حضرت بھوکے ہیں میں نے
عرض کی کہ یا رسولخداؐ میں آپکے واسطے کھانا لاؤں فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس میں نے عرض کی کہ بچہ گوسفند اور ایک صاع جو کہ جسکے قریب تین سیر کے ہوی
فرمایا کہ جا اور اسکو تیار کر میں نے اپنی زوجہ سے جاکر کہا کہ آٹا پیس اسنے آٹا پیسا اور میں نے گوسفند کو ذبح کرکے صاف کیا اور اسکو پکاکر مع روٹیوں کے تیار کیا اور
حضرت کی خدمت میں گیا اور عرض کی کہ کھانا تیار ہے اور جسکو آپ چاہیں اسکو بھی طلب کیجئے جناب رسولخداؐ خندق کے کنارہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے گروہ
مہاجرین اور انصار کی جابر کی مہمانی قبول کرو اور اسوقت وہ آٹھ ہزار یا سات سو آدمی تھے جتنے تھے سب آئے اور ہر ایک سے کہتے تھے کہ جابر کی دعوت
قبول کرو اور میں اپنی زوجہ سے جاکر کہا کہ رسولخدا مع جمیع صحابہ کے تشریف لاتے ہیں اسنے کہا کہ کھانیکی بھی خبر کر دی ہے کہ وہ کسقدر ہے میں نے کہا کہ ہاں
حضرت جانتے ہیں حضرت تشریف لائے اور دیگ کے اندر نظر کی اور فرمایا کہ گوشت اسمیں سے نکالو اور کچھ اسمیں رہنے دو پھر تنور پر تشریف لیگئے اور تنور میں
نظر کی اور فرمایا کہ روٹیاں اسمیں سے نکالو اور کچھ اسمیں رہنے دو پھر حضرت نے ایک طبق منگوایا اور اسمیں روٹیاں توڑکر چور دیں اور مجھسے فرمایا کہ

دس دس آدمیونکو کھلاتا جاؤ جسکے پاس میں وہ کھانا لیگیا دسو نے سیر ہوکر کھایا اور سب کھانیمیں انگلیونکا نشان تھا موجود تھا اور اسمیں سے کچھہ کم
نہوا تھا اسیطرح سب نے کھایا دس دس کے وار سے اور مجھسے رسولخدا نے گوسفند کا دست طلب کیا میں دیگ میں سے نکالکر لایا اور اسیطرح دس آدمیونکی
وہ بھی کھایا وہ کھاکر چلے گئے اور ایکدست مجھسے اور طلب کیا میں لیگیا انکو بھی دس آدمی کھاکر چلے گئے پھر مجھسے دست مانگا میں لاکر حاضر کیا اور
حضرت سے میں نے پوچھا کہ گوسفند کے کتنے دست ہوتے ہیں فرمایا کہ دو میں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی تین تو میں لاچکا ہوں فرمایا کہ اگر تو خاموش رہتا تو ایکدست
کو کل آدمی کھاتے جاتے کہتے ہیں کہ میں دس دس آدمیونکو کھلاتا تھا اور کھانے پر فقط انگلیونکا اثر معلوم ہوتا تھا اور اسمیں سے کچھہ کم نہوتا تھا یہانتک
کہ کل آدمی سیر ہوگئے اور کھانا بدستور اسیطرح موجود تھا اور ہمنے اپنی ہمسایہ لوگونکو اسمیں سے کھلایا اور مدت تک خود ہمنے کھایا اور رسولخدا نے خندق
کھودی اور آٹھہ انکی دروازے رکھے اور بعد تمام ہونے خندق کے تین روز کے بعد علم دشمنونکی لشکر کے نمودار ہوئے اور مالک بن عوف مع بنی اسد اور
غطفان اور فزارہ اور یہودیہ سب مدینہ کیجانب مشرق اوپر وادی کے اوپر جاکر ٹھیری اور ابوسفیان مع لشکر قریش جانب غرب مدینہ کے زیر وادی جا اُتری اور یہود قریظہ جنہوں
نے حیی بن اخطب کے بہکانے سے عہد توڑ ڈالا تھا وہ کفار مددگار ہوے اور کفار کے لشکر کی کثرت سے حضرت کے ہمراہیونمیں سے ضعیف الایمان و منافق
آدمی گھبرانے لگے اور خوف انکے دلونمیں پیدا ہوا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ اِذْ جَآءُوْكُمْ یاد کرو تم جسوقت کہ آئے وہ لشکر تمہارے پاس مِّنْ
فَوْقِكُمْ اوپر تمہارے سے یعنی وادی کے اوپر جانب مشرق سے کہ وہ بنی غطفان وغیرہ تھے وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ اور نیچے تمہارے زیر وادی سے جانب مغرب سے
کہ وہ قریش تھے وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ اور جسوقت کہ کج ہوئیں بینائیاں اور آنکھونمیں پھرنے لگیں شدت خوف سے وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ
الْحَنَاجِرَ اور پہنچی دل گلونکو نہایت دہشت سے وَتَظُنُّوْنَ اور گمان کرتے تھے تم اے مسلمانوں بِاللّٰهِ ساتھ خدا کے الظُّنُوْنَا
طرح طرح کے گمان اسطرح کہ مومنین ثابت اور خالص ایمان والے تو یہ گمان کرتے تھے کہ حقتعالی اپنے دین کو غالب کریگا اور مومنین کو فتح ہوگا اور منافق
گمان کرتے تھے کہ لشکر اسلام ان فوجونکی تاب نلاکر جڑ اور بنیاد سے جاتے رہینگے اور خاص ضعیف الایمان باوجود اعتقاد و فا ہونے وعدہ کے نہایت خوف کرتے تھے
اور اہل مدینہ اور ابن عامر اور ابوبکر اور قتیبہ الظنونا کو حالت وصل اور وقف میں الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اہل بصرہ اور حمزہ بغیر الف کے دونو حالتمیں
اور باقی حالت وقف میں الف کیساتھ اور حالت وصل میں بدون الف کے پڑھتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ اسجگہ
آزمائے گئے مومنین کہ ثابت قدم ڈگمگانے والوں سے جدا ہوگئے وَزُلْزِلُوْا اور ہلائے گئے مسلمان زِلْزَالًا ہلایا جانا شَدِيْدًا سخت
یعنی اپنی جگہ سے جاتے رہے مثل نامردوں کے کہتے ہیں کہ بتیس روز یا ستائیس روز اور بعضی روایتمیں ہے کہ پندرہ روز کفار کے لشکر نے گرد مدینہ کے توقف کیا
ہر روز خندق کے کنارہ پر آتے تھے اور طرفین سے تیر اور پتھر چلتے تھے اور رات کو شبخون مارتے تھے اور حضرت سید عالم سوار ہوکر مع ایک جماعت اصحاب کے
انکے دفع کرنیمیں مشغول ہوتے تھے اور جسوقت کار نہایت سخت ہوا تو حضرت نے واسطے امتحان ایمان اور ثابت قدمی اصحاب کے سعد معاذ اور سعد عبادہ
کو کہا کہ میں اس فکر میں ہوں کہ میں مدینہ کو کفار سے خرید کروں تہائی میوہ مدینہ کے سے تاکہ غطفان مع قبائل دیگر یہاں سے پھر جائیں اور فتنہ کوتاہ
ہو تم اسمقدمہ میں کیا کہتے ہو ان دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر حکم خدا کا اسمقدمہ میں نازل ہوا ہے تو ہم فرمانبرداری کرتے ہیں اور جان اور مال
اپنا خدا اور رسول پر فدا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اسمقدمہ میں وحی تو نازل نہیں ہوئی ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کل عرب متفق الکلمہ ہیں اور
میں چاہتا ہوں کہ انکا شر اس شہر سے دفع کروں سعد معاذ نے کہا کہ یا رسول اللہ ایام جاہلیت میں ہرگز اس قوم کو طمع نہ تھی کہ ہم اپنے میوہ میں سے
انکو حصہ دیویں مگر بطریق مہمانی کے اور اب خدا تعالی نے ہمکو بزرگی اسلام کی دی ہے کیونکر ہم انکو اپنا مال دیویں اور سوا جنگ کے اونکے سامنے ظاہر کریں
بخدا کہ انکو سوائے شمشیر کے اور کچھہ نہ دیوینگے رسولخدا نے جسوقت ثابت قدمی انکی جانی تو خوشحال ہوئے اور معلوم ہوا کہ یہ لڑائی مسلمانوں کو تباہی نکریگی پس عمرو بن
عبدود قرشی مع جماعت سواروں قریش کے مثل عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن ابی وہب اور نوفل بن عبداللہ اور ضرار بن خطاب کے سوار ہوا اور
واسطے جنگ کے قصد کیا اور وہ سب اپنے لشکر کے گرد جاکر پھرے اور بنی کنانہ اور بنی عمیر سے کہا کہ چلو اور لشکر لڑو کہ آج معلوم ہو کہ محمد جو کچھہ کہتا ہے اور

دعویٰ کرتا ہی وہ سب وغیرہ ہی پس خندق کے کنارہ پر آئے اور خندق کو دیکھا اور کہا کہ یہ ایک فریب ہے کہ عرب ایسا فریب نہیں کرتے تھے اور خندق کے ایک
تنگ راستہ سے اُسمیں وہ داخل ہوئے اور گھوڑی اپنے کُدانے لگے امیرالمومنینؑ مع ایک جماعت مومنین کے انکی دفع کرنیکو آئے اور عمرو بن عبدود نے گھوڑا اپنا اپنی
جماعت سے باہر نکالا اور وہ شجاعت اور قوت میں مشہور تھا اور بڑا قوی اور زور آور تھا اور فربہ جوان تھا اور لکھتے ہیں کہ ایکمرتبہ وہ اونٹ پر سوار ہو جاتا تھا
رستہ میں ایک قافلہ ملا وہ اونٹ سے نیچے اُترا اور اونٹ کی سپر بنائی اور ایک کھجور کا درخت پڑا تھا اسکو بجائے حربہ ہاتھ میں لیکر قافلہ کو لوٹ لیا اور اسکو
ہزار سوار جنگی کے برابر جانتے تھے اور عرب کے بہادروں میں مشہور تھا اور حضرت امیرالمومنینؑ کے مقابل ہونیکی وجہ یہ ہے کہ جسوقت وہ خندق سے گزر کر گھوڑا
کودانے لگا تو رسول خدا صلعم نے صحابہ سے کہا کہ کون شخص ہے کہ اس ملعون کے شر کو دفع کرے سب صحابہ نے اپنے سر نیچے کو جھکائے اور کسی نے جواب نہ دیا
امیرالمومنینؑ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا کہ وہ عمرو ہے تو بیٹھ جا اور رسول خدا نے صحابہ کی صف بندھکر انکو اپنے آگے کھڑا
کیا تھا جسوقت عمرو آیا تو سب رسول خدا کے پیچھے ہوگئے اور حضرت کو آگے اپنے کر لیا اور ایک شخص نے حضرت کے صحابہ میں سے دوسرے شخص سے کہ اسکے پہلو میں کھڑا
تھا کہا کہ نہیں دیکھتا ہی تو کہ یہ شیطان عمرو بن عبدود ہے واللہ اسکے ہاتھ سے کوئی بھی نجات نہ پائیگا آؤ محمد کو دفع کردیں اسکی طرف تاکہ اسکو قتل کرے اور پھر
ہم اپنی قوم میں ملجائیں سو اُسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ الآیہ اور عمرو نے نیزہ اپنا زمین میں گاڑ دیا اور گھوڑی کو
کُداتا ہوا پھرتا تھا اور لڑائی طلب کرتا تھا اور رجز پڑھتا تھا اور ملامت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ کہاں ہے جنت تمہاری جسکا تم گمان کرتے ہو کہ
جو کوئی قتل کیا جاوے اسمیں داخل ہوگا صحابہ حضرت کے یہ سب سنتے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے پھر علی ابن ابیطالبؑ نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا
رسول خدا میں جاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں یہ عمرو ہے اور عمرو بن عبدود نے پھر طلب کیا کہ کوئی مجھسے لڑنیکو آئے اور اپنا فخر اور بہادری بیان کرتا
تھا اور مسلمانونکی حقارت ظاہر کرتا تھا امیرالمومنینؑ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول خدا میں جاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں تو بیٹھ جا یہ عمرو ہے امیرالمومنینؑ نے
کہا کہ اگرچہ عمرو ہو اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ دم نہ مارتے تھے اور زبانیں اپنی بند کئے بیٹھے تھے اور سر نہیں ہلاتے تھے رسول خدا نے جسوقت
دیکھا کہ کوئی انمیں سے اس قابل نہیں ہے اور مرنیسے پہلے ہی مرجاتے ہیں تو اُسوقت علیؑ کو جہاد کا حکم دیا ابوالقاسم حسکانی نے لکھا ہی کہ رسول خدا نے
اپنی زرہ علیؑ کو پہنائی اور اپنی شمشیر ذوالفقار انکو دی اور اپنا عمامہ انکے سر پر باندھا اور فرمایا کہ اے علیؑ جا اور اپنے کام میں مشغول ہو اور جسوقت کہ علیؑ نے
پشت پھیری تو حضرت نے دونو ہاتھ اُٹھاکر دعا کی کہ خداوندا تو اسکا نگہبان ہو آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور اسکے سر کے اوپر سے اور اسکے
قدمونکے نیچے سے اور حضرت علیؑ اسکے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا کہ جلدی نکر تیرا جواب دینے والا آپہنچا ہی کہ وہ عاجز نہیں ہے عمرو نے کہا کہ تو کون ہے فرمایا کہ
میں علی ابن ابیطالب ہوں کہا کہ اے علیؑ تو اُلٹا پھر جا میں نہیں چاہتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہو اسلئے کہ مجھ میں اور تیرے باپ میں دوستی تھی امیرالمومنینؑ
نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ہاتھ سے قتل ہو اور لیکن اے عمرو میں نے سنا کہ تو نے بارہا کہا ہی کہ اگر مجھسے کوئی دو خصلتوں میں سے ایک خصلت کو چاہے
تو میں اسکو واسطے قبول کروں اور میں تجھکو ایک خصلت کیطرف بلاتا ہوں کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ خدا پر اور اسکے پیغمبر پر تو ایمان لا کہا کہ مجھکو اسکی
احتیاج نہیں ہے اور وہ دوسری بات کیا چاہتا ہے فرمایا کہ پیادہ ہو جا اور گھوڑی سے نیچے اُتر تاکہ ہم اور تم آپسمیں لڑیں کہا کہ اے علیؑ مجھکو افسوس آتا ہے کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا جائے اُلٹا پھر جا اور میری نصیحت کو مان امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ تو نے کہاں سے جانا کہ میں تیرے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اور تو میرے ہاتھ سے مارا جائے
عمرو غصہ ہوکر گھوڑی سے نیچے اُتر پڑا اور ایک دو نوبت آپسمیں حملہ کیا عمرو نے آگے بڑھکر امیرالمومنینؑ پر تلوار چلائی حضرت علیؑ نے سپر سر پر کی اور اسکی تلوار نے
سپر کو کاٹا اور سر کے نیچے خود کو کاٹکر سر مبارک حضرت علیؑ کو زخمی کیا امیرالمومنینؑ ایک جانب کو آئے تاکہ اپنے زخم کو باندھیں اور عمرو نے گمان کیا کہ میں نے اسکو
قتل کیا ہی دوسرے آدمی سے لڑنا طلب کیا حضرت علیؑ اپنا زخم باندھکر پھر اسکے پاس پہنچے عمرو نے کہا کہ تو کون ہے فرمایا کہ میں وہی ہوں کہ پہلے تجھسے لڑتا تھا کہنے لگا کہ
میرا تصور تو ایسا تھا کہ میری ضرب سے کوئی سلامت نہیں رہتا فرمایا کہ اے عمرو اب نوبت میری ہے کہا کہ لا کیا تیرے پاس ہے حضرت علیؑ نے اسپر حملہ کیا
عمرو نے سپر اپنی سامنے کی حضرت علیؑ نے ہاتھ اپنا نیچا کرکے ایک تلوار اسکی ران پر ماری کہ پاؤں اسکا الگ ہوکر زمین پر گر پڑا اور عمرو بھی اسکے ساتھ زمین پر آیا

اور حضرت علی علیہ السلام کود کر اسکی سینہ پر سوار ہوئے اور اسکی سر کو تن سے جدا کرکے اپنے ہاتھ میں لیا اسطرح سے کہ دونو لشکروں نے دیکھا اور پھر اسکو زمین پر ڈالدیا جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ میں امیر المومنین کے ہمراہ گیا کہ دیکھوں میں کہ حال علی کا اور عمر کا کیا ہے جہاں تک پہنچے پس وہ دونو آمنے سامنے اور دونو کے حملہ اور کشتی سے اسقدر غبار اٹھا کہ وہ دونو غبار میں پوشیدہ ہو گئے اور میں انکو نہیں دیکھتا تھا اور بعد ایک ساعت کے میں نے علی کی آواز سنی کہ فرمایا اللہ اکبر اسوقت میں نے جانا کہ علی نے عمر کو قتل کیا اور جو آدمی کہ عمر کے ہمراہ تھے وہ سب بھاگ گئے اور نوفل بن عبداللہ کہ اسکی ہمراہیوں میں سے تھا وہ خندق میں گرا مسلمان اُسپر پتھر مارنے لگے امیر المومنین نے سبکو دور کیا اور خندق میں جا کر اس سے لڑے اور اسکو دو ٹکڑے کیا اور جسوقت غبار میں وہ دونو پوشیدہ ہو گئے تو منافقین نے کہا کہ علی مارا گیا جسوقت غبار رفع ہوا تو انہوں نے علی کو سلامت دیکھا اسکی سینہ پر اور عمر کو مقتول اور حضرت علی اسکی سر کو لیکر رسولخدا صلعم کے پاس آئے اور خون حضرت علی کے سر سے جاری تھا عمر کے ضرب کا اور تلوار سے بھی خون ٹپکتا تھا رسولخدا نے علی کو بہت پیار کیا اور بہت تعریف کی اور فرمایا کہ لضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین یعنی ثواب ضربت علی کا بروز جنگ خندق افضل ہے ثواب عبادت جن و انس سے اور اسی جگہ سے کہا ہے کہ شعر گر نبودے دست حیدر ذوالفقارہ کے شدے اللہ اکبر آشکارہ اور جسوقت رسولخدا کا پیار حضرت علی کی نسبت لوگوں نے دیکھا تو بہت شاق ہوا اور کینے دلوں میں پیدا ہوئے کہ جنکو بعد رسولخدا کے سینوں سے باہر نکالا اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جسوقت علی نے عمر بن عبدود کو قتل کیا اور اسکا سر جدا کرکے لائے اور رسولخدا کے روبرو ڈالا تو ابوبکر اور عمر بن الخطاب کھڑے ہوئے اور علی کے سر کو بوسہ دیا اور بروز غدیر خم بھی عمر بن خطاب نے علی سے کہا تھا کہ تو میرا اور جمیع مومنین کا مولی ہے لیکن باوجود اسکے اپنا مطلب ہاتھ سے ندیا اور ابو بکر بن عباس نے روایت کی ہے کہ علی نے ایسی ضرب لگائی کہ اسلام میں اس سے زیادہ بزرگ کوئی ضرب نہ تھی کہ جس سے اسلام قوی ہوا یعنی وہ ضرب کہ جو عمر بن عبدود کے علی نے لگائی تھی اور ایک ضرب وہ تھی کہ اس سے زیادہ شوم اور بد کوئی ضرب اسلام میں نہ تھی اور وہ ضرب ابن ملجم کی تھی کہ جو علی کے لگائی تھی اور باعث مشرکوں کی فرار کرنیکے علی بن ابیطالب ہوئے کہ عمر کو اور نوفل کو قتل کیا اور صحابہ نے علی سے کہا کہ اے علی زرہ عمر کی تو نے کیوں نہ لی کہ قبائل عرب میں ایسی زرہ کسیکے پاس نہ تھی فرمایا کہ نہ چاہا میں نے کہ اسکا ستر ظاہر ہو جائے اور منقول ہے کہ مشرکین عمر بن عبدود کا مردہ دس ہزار دینار کو خرید کرتے تھے رسولخدا نے ندیا اور فرمایا کہ میں مردہ کا مول نہیں کھاتا ہوں اور رسولخدا نے زبیر کو ہبیرہ بن وہب کے قتل کرنیکو بھیجا زبیر نے ایک تلوار اسکی سر پر لگائی کہ اسکا سر پھٹ گیا اور عمر بن خطاب کو رسولخدا نے حکم دیا کہ ضرار بن خطاب سے جا کر جنگ کر جسوقت عمر سے ضرار کا مقابلہ ہوا تو عمر نے ضرار کیطرف تیر چلایا ضرار نے کہا کہ وائے تجھ پر بیٹے صحاک کے کہ تو مجھپر تیر چلاتا ہے لڑ اسمیں قسم ہے خدا کی اگر تو مجھپر تیر چلائیگا تو میں عدی کی اولاد میں سے کسیکو مکہ میں زندہ نہ چھوڑونگا پس عمر بھاگ گیا اور اسکی پیچھے ضرار پہنچا اور عمر کے سر پر نیزہ لگایا اور عمر بھاگ گیا اور مختصر یہ ہے کہ بعد قتل عمر بن عبدود اور نوفل کے کفار کی کمر ٹوٹ گئی اور حق تعالی نے درمیان غطفان اور بنی نضیر اور مشرکوں کی تفرقہ ڈالدیا اور انکی آپس میں خلافی ہو گئی اور سب اپنی اپنی رائے علحدہ رکھتے تھے اور موجب انکی آپس کی برخلافی کا یہ ہے کہ جسوقت بنی قریظہ نے حیی بن اخطب کے بھکانے سے رسولخدا کا عہد توڑ ڈالا تو رسولخدا کو اور مسلمانوں کو اسکا بہت رنج ہوا اور آدھی رات کے وقت نعیم بن مسعود اشجعی رسولخدا کے پاس آیا اور وہ قریش کے جنگ خندق کے لئے آنے سے تین روز پہلے ایمان لایا تھا اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ تحقیق کہ میں ایمان لایا ہوں خدا پر اور تیری تصدیق میں نے کی ہے اور ایمان میرا کفار پر پوشیدہ ہے اور میرے ایمان لانیکو انمیں سے کوئی نہیں جانتا ہے اگر تم مجھکو حکم دو نصرت کرنیکا اور جان سے لڑائی کرنیکا تو میں حاضر ہوں اور اگر آپ مجھکو حکم دیویں اس امر کا کہ میں درمیان یہود اور قریش کے تفرقہ ڈالدوں اور ایک کو دوسرے سے برخلاف کردوں تو ایسا بھی کر سکتا ہوں یہانتک کہ یہودی اپنے قلعہ سے باہر نہ نکلیں فرمایا کہ ایسا ہی کر کہ تفرقہ انکے درمیان ہو جاوے یہ میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اُسنے عرض کی کہ مجھکو اجازت ہو کہ آپکے حق میں جو چاہوں سو کہوں فرمایا کہ جو تیری رائے چاہے اور مناسب جانے سو وہ میرے حق میں کہہ نعیم حضرت سے رخصت ہو کر ابوسفیان کے پاس آیا اور کہا کہ تو میری دوستی کو اپنے حق میں جانتا ہے اور میری نصیحت کو اپنے مقدمہ میں کہ خدا تمکو دشمن پر فتح دیوے مجھکو خبر پہنچی ہے کہ محمد نے یہود سے موافقت کی ہے کہ تمہارے لشکر میں داخل ہوں اور تم پر وہ حملہ کریں اور محمد نے انسے ایسا وعدہ کیا ہے

اور بنی قریظہ نے جو محمد کے ساتھ بدعہدی کی ہی سو وہ بہت نادم ہوئے ہیں اور محمد کے پاس آدمی بھیجا ہی اور کہتے ہیں کہ تو ہم سے راضی ہوگا جب تک ہم
عرب کی قوم میں سے اشراف آدمیوں کو اون میں یعنی رہن میں لیکر تیرے پاس بھیجیں کہ تو انکو قتل کرے اور پھر ہم تیرے ہمراہ ہوکر انکو تیرے شہر سے نکالدینگے
پس تمکو چاہیے اے قریش کہ تم انکو اپنے لشکر میں آنے دینا یہانتک کہ تم انسے رہن میں چند آدمی انکے اشراف سے نہ لو کہ انکو مکہ کو روانہ کرو تاکہ تم انکے مکر اور غدر سے
امن میں رہو ابوسفیان نے یہ سنکر کہا کہ توفیق خیر دے تجھکو خدا اور نیک جزا عطا کرے اور ابوسفیان نعیم کے اسلام سے واقف نہ تھا اور نہ کوئی یہودیوں میں سے
اور بعد اسکے نعیم جلدی سے بنی قریظہ یہودیوں کے لشکر میں گیا اور کعب سے کہا کہ اے کعب تم مجھکو جانتے ہو کہ جو کچھ میری دوستی تم سے ہے اور محمد سے عداوت ہے اس واسطے
از راہ دوستی میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھکو خبر معتبر پہنچی ہے کہ ابوسفیان کہتا ہے کہ ان یہودیوں کو ہم یہاں سے نکالکر محمد کی طرف انہیں کے عہد پر کہ یہ لڑائی میں ہمارے ہوں اگر
انہوں نے فتح پائی تو نام ہمارا ہی ہوگا نہ انکا اور اگر ہمکو شکست ہوئی تو لڑائی کے آگے وہ ہونگے وہی قتل کئے جائینگے پس مناسب نہیں ہے کہ انکو بلاکر اپنے لشکر میں
داخل کرو یہانتک کہ دس آدمی انکے اشراف میں سے بطور رہن کے تم لو کہ وہ تمہارے قلعہ میں بند رہیں اگر انہوں نے محمد پر فتح پائی تو وہ یہانسے حرکت نکریں جب تک کہ
اس عہد کو نہ پھیریں جو کہ تمہارا اور محمد کے درمیان تھا اور یہ بھی کہ اگر قریش بھاگ گئے اور محمد پر انکو فتح نہوئی تو محمد تم سے لڑیگا اور تمکو قتل کریگا ان
یہودیوں نے سنکر کہا کہ خدا تعالی تجھکو جزائے خیر دے اے نعیم تو نے خوب کہا اور ہم اپنے قلعہ میں سے نہ نکلینگے یہانتک کہ ہم انسے اول میں کچھ آدمی لیویں کہ انکو اپنے
قلعہ میں بند کرکے رکھیں اور بعد اسکے غطفان کے پاس گیا اور کہا کہ اے گروہ غطفان میں تم میں سے ہوں اور تمکو از راہ دوستی نصیحت کرتا ہوں میں
پس جو کچھ کہ قریش کے واسطے کہا تھا وہ انسے بھی کہا یہ سبب تھا ان قوموں کے آپس میں خلاف ہونیکا اور ایک قوم کا دوسری قوم سے مطمئن نہونیکا پس جب
دوسرا دن ہوا اور وہ شنبہ کا روز تھا سو فردا یہود کچھ کام نہیں کرتے ہیں اور ابوسفیان نے اسی شنبہ کی صبح کو شوال کے مہینہ میں سنہ پانچ ہجری میں
عکرمہ بن ابوجہل کو مع چند آدمیوں قریش کے یہودیوں کے پاس بھیجا انہوں نے جاکر بیان کیا کہ اے گروہ یہود کے ابوسفیان کہتا ہے کہ چوپائے ہمارے
ہلاک ہوئے اور ہم مقام میں نہیں ہیں جلدی نکلو کہ محمد سے چلکر لڑیں یہود نے کہلا بھیجا کہ آجکا روز شنبہ کا ہے اور ہم شنبہ کے روز کوئی کام نہیں کرتے
ہیں اور ہم تمہارے ہمراہ ہوکر لڑائی بھی نہیں کر سکتے ہیں محمد سے یہانتک کہ تم کچھ اپنے آدمی ہمکو رہن میں دو کہ ہم انپر اعتماد کریں تم تو جاتے نہیں ہو اور
ہمکو بلاتے ہو کہ ہم محمد سے جاکر لڑیں ابوسفیان نے یہ سنکر کہا کہ واللہ یہ وہ امر ہے کہ جس سے نعیم نے ہمکو ڈرایا تھا ابوسفیان نے یہود کو کہلا بھیجا کہ ہم تمکو اپنا
ایک آدمی بھی نہ دیونگے اگر تم چاہتے ہو محمد سے لڑو اور اگر چاہو بیٹھے رہو یہود نے کہا کہ واللہ یہ وہ امر ہے کہ جسکی نعیم نے اطلاع کی تھی اور ابوسفیان کو کہلا بھیجا کہ واللہ
ہم ہرگز نہ لڑینگے جبتک کہ تم ہمکو رہن میں اپنے آدمی نہ دو اور خدا تعالی نے ان قوموں کے درمیان برخلافی اور تفرقہ ڈالدیا اور ہر ایک انمیں سے اپنی رائے کو دوسرے
کی رائے کے برخلاف بیان کرتا تھا اور عہد اور موافقت جو آپس میں کی تھی وہ مخالفت سے بدل ہوگئی اور خدا تعالی نے ایک ہوا نہایت سرد اور سخت انپر
بھیجی کہ وہ خاک اور سنگریزے انکی آنکھوں میں ڈالتی تھی اور آگ کو انکے انسے بجھا دیا اور کھانیکی دیگچیوں کو اوندھا کردیا اور خیمے انکے اکھاڑ ڈالے اور طنابیں خیموں کی
توڑ ڈالیں اور گھوڑے انکے بھاگ گئے اور جسوقت یہ ہوا انپر چلی تو نہایت حادثہ انپر واقع ہوا اور خوف اور ڈر انکے دلونمیں پیدا ہوا اور فرشتوں نے اطراف و جوانب
لشکرگاہ سے آوازیں تکبیروں کی بلند کیں اور خوف ان لوگوں کو اسقدر ہوا کہ ہر ایک سردار قوم کا کہتا تھا کہ میرے پاس سے دور نہو اور مجھکو اپنی محافظت میں
رکھو اور شب کو حضرت علی اپنے لشکر کی محافظت کرتے تھے اور خندق سے پار اترکر قریش کے لشکر تک پہنچتے تھے اور انکو دیکھتے تھے اور ساری رات پھرتے تھے
جب صبح ہوتی تھی تو اپنے مقام پر آتے تھے اور رسولخدا نے جسوقت اصحاب کا بیقرار ہونا دیکھا بسبب گھبرا جانے کے اور حصار میں بند ہونیکے تو حضرت نے دعا کی
خدا تعالی نے وہ ہوا بھیجی کہ جس سے سب کفار گھبرا گئے اور پراگندہ ہوگئے اور خوف انکے دلوں میں پیدا ہوا اور رسولخدا نے فرمایا کہ جو کوئی ان لوگوں کی خبر میرے پاس
لائے وہ رفیق میرا جنت میں ہو اور اصحاب پر جو بھوک اور خوف غالب تھا کوئی نہ اٹھا حذیفہ کہتے ہیں کہ مجھکو رسولخدا نے بلا لیا میں نے ناچار ہوکر جواب دیا کہ
حاضر ہوا میں یا رسولخدا صلعم فرمایا کہ تو جا اور قوم کی خبر لا کہ انکا کیا حال ہے اور کسی سے بات نکرنا یہانتک کہ تو الٹا پھر کر میرے پاس آئے میں گیا اور دیکھا کہ ہوا نے
انکو زیر و زبر کر رکھا ہے نہ انکا خیمہ درست ہے نہ آگ روشن ہے اور نہ انکی دیگچیاں چولھوں پر قائم ہیں اسمیں ابوسفیان آیا اور کہا کہ اے گروہ قریش کی نجے دامیر

اور بائیں نظر کرتے رہو کہ کون شخص تمہارے پاس بیٹھا ہے حذیفہ کہتے ہیں کہ پہلے میں نے ہی شروع کیا اور میرے داہنی جانب ایک شخص تھا میں نے اس سے
پوچھا کہ تو کون ہے کہا عمرو بن عاص اور بائیں جانب جو تھا اسکو میں نے پوچھا کہ تو کون ہے کہا کہ معاویہ اور پھر ابوسفیان اپنے مقام پر الٹا چلا گیا اور کہا کہ اے
گروہ قریش کی ہم مقام میں نہیں ہیں بلکہ سفر میں ہیں اور چوپائے ہمارے ہلاک ہو گئے اور بنو قریظہ نے ہمسے دغا کی اور اس ہوا نے کوئی چیز ہماری
قائم اور درست نہیں رکھی اور بعد اسکے جلدی سے اونٹ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اونٹ کے پاؤں سے رسی نہ کھولی اور اونٹ کو
ہانکا تو وہ نہ چلا تب معلوم ہوا کہ رسی اسکی پاؤں سے نہیں کھولی ہے اسوقت میں نے جی میں کہا کہ اسوقت اس دشمن خدا کے قتل کرنیکا کیا خوب موقع ہے اسکے
ایک تیر ماروں میں نے تیر کمان میں رکھا اور ارادہ کیا کہ اسکو تیر ماروں اسوقت قول رسولخدا صلعم کا یاد آیا فرمایا تھا کہ کسی سے بات نکرنا یہانتک کہ تو لوٹا
پھر کر میرے پاس آوے اسلیئے تیر کو میں نے کمان سے نکال لیا اور رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نماز میں مشغول تھے میرے آنیکو جو معلوم کیا تو اپنی
ٹانگیں کشادہ کر دیں میں انمیں سے نکلکر چلا گیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھسے انکی خبر پوچھی میں نے سب حال بیان کیا اور ابو سفیان جسوقت کہ
کو روانہ ہوا تو سب قریش انکی رفاقت میں روانہ ہوئے اور بنی غطفان نے دیکھا کہ سب قریش بھاگ گئے ہیں اور وعدہ نصرت کا اور فتح کا خدا تعالے
نے وقت خندق کھودنے کے کیا تھا وہ ظاہر ہوا اور منافق اُسکی وعدہ کو جھوٹ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ محمد اس وعدہ سے صحاب کو فریب دیتا ہے چنانچہ حقتعالے
اُسسے خبر دیتا ہے کہ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ اور یاد کر تو اسوقت کو کہ کہتے تھے منافقین وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
اور وہ لوگ کہ بیچ دلوں انکے بیماری نفاق کی ہے اور اعتقاد میں انکی سستی ہے کہ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ نہیں وعدہ کیا ہے ہمسے خدا نے وَرَسُوْلُهٗٓ
اور پیغمبر اُسکے نے نصرت کا اور دین اسلام کے بلند ہونیکا اور فتح شام اور یمن اور ملک کسریٰ کا اِلَّا غُرُوْرًا مگر فریب دینا کہ لوگونکو بازی
دیتے ہیں وَاِذْ قَالَتْ اور یاد کر تو اسکو بھی کہ جسوقت کہا طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ ایک گروہ نے انمیں سے کہ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ اے
اہل مدینہ یثرب نام مدینہ منورہ کا ہے یعنی اُن منافقین نے کہا کہ اے مدینہ والو لَا مُقَامَ لَكُمْ نہیں ہے جگہ ٹھیرنیکی واسطے تمہارے محمد کے لشکر
میں اور یثرب نام مدینہ منورہ کا ہے اور سوائے اسکے اور بھی مدینہ کے نام ہیں طیبہ اور طابہ اور دار اور سکینہ اور جائزہ اور مجبورہ اور محبیہ اور محبوبہ اور
عذرا اور مرحومہ اور قاصمہ اور یندرا اور حفص نے مقام کو بضم میم پڑھا ہے اسم مقام یا مصدر میمی یعنی جگہ قیام کرنیکی واسطے تمہارے نہیں ہے
فَارْجِعُوْا پس پھر جاؤ تم اور چلو اپنے گھرونکی طرف کہ جو مدینہ میں ہیں اور اس لشکر سے بھاگو کہتے ہیں کہ ایک قوم کے گھر مدینہ کے اطراف میں تھے
اُن لوگوں نے رسولخدا سے کہا کہ ہمکو اجازت دو کہ ہم اپنے گھرونکو جائیں اسواسطے کہ وہ مدینہ کے اطراف میں ہیں اور خالی پڑے ہیں ایسا نہو کہ یہود انکو
منہدم کر دیں اور ایک قوم کہتی تھی کہ آؤ بھاگ چلیں اور جنگل میں چل رہیں اور صحرائی لوگونکے مکانوں میں پناہ پکڑیں اسواسطے کہ جو کچھ محمد نے ہمسے
وعدہ کیا تھا وہ سب باطل ہے اور اصحاب سے رسولخدا نے فرمایا کہ تم شب کو مدینہ کی نگہبانی کرو اور امیر المومنین لشکر کی محافظت کرتے تھے وَ
يَسْتَاْذِنُ اور اذن چاہتا تھا فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ ایک فرقہ اُن منافقوں میں سے النَّبِيَّ پیغمبر سے کہ ہم اپنے گھروں کو
جائیں اور بہانہ کرکے يَقُوْلُوْنَ کہتے تھے کہ اِنَّ بُيُوْتَنَا تحقیق کہ گھر ہمارے عَوْرَةٌ خلل والے ہیں مدینہ میں کہ انکی دیواریں
استوار نہیں ہیں اور انمیں رخنے پڑے ہوئے ہیں ایسا نہو کہ دشمن شبخون ماریں ہمکو اجازت ہو کہ ہم وہاں جاکر انکو درست کریں حقتعالی فرماتا
ہے کہ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اور حال یہ ہے کہ نہیں ہیں وہ دیواریں خلل والیاں بلکہ وہ خوب مضبوط ہیں اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا
فِرَارًا نہیں چاہتے ہیں وہ منافقین مگر بھاگنا لڑائی سے یعنی غرض اصلی انکی اُن دیوارونکے بہانہ سے بھاگنا وَلَوْ دُخِلَتْ اور اگر داخل
کیے گئے ہوں وہ گھر عَلَيْهِمْ اوپر اُن منافقوں کے یعنی وہ منافقین اُن گھروں میں داخل ہو کر ہجوم کریں مِّنْ اَقْطَارِهَا اطراف
انکی سے کہ ایکدفعہ ہی اُن گھروں میں جا پڑیں اور انکو گھیر لیویں ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ پھر سوال کیے جائیں یہ لوگ فتنہ کو یعنی
شرک کو کہ انسے مشرک ہو جائیں کہیں اور مسلمانوں سے لڑنیکو تو لَاٰتَوْهَا البتہ دیویں وہ اس فتنہ کو کہ انکے قول کو قبول کرکے مشرک ہو جاویں

اور مسلمانوں سے لڑنے پر موجود ہوں اور اہل حجاز نے لَاٰتَوْھَا کے ہمزہ کو بدون مد کے پڑھا ہے یعنی البتہ آئیں وہ اُس فتنہ کو کہ شرک ہو جائیں وَمَا تَلَبَّثُوْا
بِهَا اور نہ دیر کریں وہ ساتھ اُس فتنہ کے یعنی شرک کے اختیار کرنے میں وہ دیر نہ کریں اِلَّا يَسِيْرًا مگر تھوڑی اور یسیرًا صفت ہے مفعول محذوف
کی یعنی ملبثًا یسیرًا یا زمان کی صفت ہے یعنی زمانًا یسیرًا یعنی زمانہ تھوڑی تک دیر کریں بلکہ جلدی مشرک ہو جائیں اور مسلمانوں سے جنگ کرنے پر
مستعد ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہ دیر کریں مگر تھوڑی اور سب بیخ اور بنیاد سے جاتے رہیں وَلَقَدْ كَانُوْا اور البتہ تحقیق تھے وہ
بنو حارثہ اور بنو سلمہ کہ توبہ کرکے عَاهَدُوا اللّٰهَ عہد کیا تھا انہوں نے خدا سے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے جنگ احد میں جسوقت کہ قتل ہونے کے
خوف سے بھاگ گئے تھے اور بعد اسکے نادم ہو کر توبہ کی تھی اور عہد کیا تھا خدا سے کہ بعد اسکے ہرگز لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ نہ پھیرینگے وہ پشتوں کو لڑائی پر
بلکہ سب جہادوں میں وہ ثابت قدم رہینگے اور کبھی نہ بھاگینگے وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ اور ہے عہد خدا کا جو کہ انہوں نے کیا تھا مَسْئُوْلًا
سوال کیا گیا یعنی اس عہد کے وفا کرنے اور توڑنے سے پوچھا جائیگا اور موافق اسکے جزا دیجائیگی قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں کو اور
سست ایمان والوں کو کہ کسی وجہ سے لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بھاگنا اِنْ فَرَرْتُمْ اگر بھاگوگے تم مِّنَ الْمَوْتِ موت سے
اَوِ الْقَتْلِ یا قتل سے اسواسطے کہ جسوقت میں کہ لکھا ہے موت کا آنا یا قتل ہونا ہرگز وہ ٹل نہیں سکتا ہے جہاں تم بھاگ کر جاؤگے وہیں پہنچے
جاؤگے اور ملک الموت تمہاری جان کو قبض کریگا موافق حکم قضا کے وَاِذًا اور اُسوقت یعنی جسوقت کہ تم بھاگے اور بھاگنے نے تمکو نفع بھی
پہنچایا کہ تم بھاگ کر بچ رہے تو لَّا تُمَتَّعُوْنَ نہ فائدہ اٹھاؤگے تم زندہ رہکر اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑا قلیلًا صفت ہے تمتیع محذوف کی یعنی نہ
فائدہ اٹھاؤگے تم مگر فائدہ اٹھانا تھوڑا کہ آخر فنا ہے اور پیالہ شربت مرگ کا پینا ہے قُلْ کہہ تو اے محمد ان منافقوں سے کہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ
کون شخص ہے وہ کہ نگاہ رکھے تمکو اور بچائے مِّنَ اللّٰهِ حکم خدا سے اِنْ اَرَادَ بِكُمْ اگر ارادہ کرے خدا ساتھ تمہارے سُوْٓءًا برائی کا کہ تمکو تباہ یا ہلاک
کرے اَوْ اَرَادَ بِكُمْ یا ارادہ کرے ساتھ تمہارے رَحْمَةً رحمت کا یعنی نصرت کا اور تاخیر موت کا تو پھر کون ہے کہ تمکو بدی پہنچا سکے وَلَا
يَجِدُوْنَ اور نہیں پاتے ہیں وہ آدمی لَهُمْ واسطے اپنے مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے وَلِيًّا کوئی دوست کہ انکو نفع پہنچاوے وَلَا
نَصِيْرًا اور نہ مددگار کہ انسے ضرر کو دور کرے جسوقت کفار نے خندق سے پار ہو کر زور کیا تھا تو ایک شخص منافق نے حضرت کے ہمراہیوں سے اپنے
ایک یار کو کہا تھا کہ عمر بن عبد ود کسیکو زندہ نہ چھوڑیگا محمد کو آگے کر دو کہ یہ مارا جاوے اور ہم پھر اپنی قوم میں ملجائیں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل
کی کہ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ اور بعضے اس آیت کے نازل ہونے کی وجہ اسطرح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد رسولخدا صلعم کے لشکر میں سے مدینہ میں گیا اور اسنے
اپنے برادر حقیقی کو دیکھا کہ سامان عیش و طرب تیار کر رکھا ہے اور شراب نبیذ آگے رکھی ہے اسنے کہا کہ اے بھائی تو خوشی اور راحت میں گزارتا ہے اور
رسولخدا تیر اور شمشیر کے درمیان پھرتے ہیں اسنے کہا کہ اے احمق تو یہاں بیٹھ کہ مجھکو اور تیرے یاروں کو بلا نے گھیرا ہے اور محمد اس ورطہ سے کبھی سلامت
نہ نکلیگا وہ مرد مدینہ سے الٹا پھرا اور بھائی سے کہا کہ میں تیرے حال کی رسولخدا کو خبر کرتا ہوں اور جسوقت رسولخدا کے پاس پہنچا تو جبرئیل اس سے
پہلے پہنچے اور یہ آیت لائے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ تحقیق جانتا ہے خدا الْمُعَوِّقِيْنَ منع کرنیوالوں کو نصرت پیغمبر سے مِنْكُمْ تم میں سے وَ
الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ اور کہنے والوں کو واسطے بھائیوں اپنے کے هَلُمَّ آؤ تم اِلَيْنَا طرف ہمارے عیش و راحت میں اور لڑائی کہ سبب
پریشانی کا ہے اسکے درپے مت ہو اور کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور یہودی منافقوں ضعیف الایمان کو کہتے تھے کہ تم اپنے تئیں ہلاکت میں کیوں ڈالتے ہو
محمد صلعم کو چھوڑ کر چلے آؤ وہ لوگ انکے کہنے کو قبول کرکے لڑنے سے پہلو تہی کرتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے منع کرنیوالوں کو محمد کی نصرت
سے اور هَلُمَّ اسم فعل ہے اور اہل حجاز کے نزدیک وہ واحد اور تثنیہ اور جمع سب کیواسطے آتا ہے وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اور نہیں آتے
ہیں وہ منافق لڑائی میں اِلَّا قَلِيْلًا مگر تھوڑی دیر اور قلیلًا صفت ہے زمان محذوف کی یعنی زمانہ تھوڑی واسطے اسکے کہ کار انکا
بہانہ ہے لڑائی کو کاہلی سے اَشِحَّةً بخیلی کرنیوالے ہیں وہ عَلَيْكُمْ اوپر تمہارے لڑنے سے یا خرچ کرنے سے اے مسلمانوں یعنی اشحۃ حال

واقع ہوا ہے اور وہ جمع شحیح کی ہے اور معنی شحیح کے بخیل کے ہیں اور یہاں اس سے یہ مراد ہے کہ وہ لوگ نہیں چاہتے کہ فتح اور غنیمت تمہارے واسطے ہو فاذا
جاء الخوف پس جسوقت کہ آئے خوف دشمن کا اور لڑائی کا تو رأیتھم دیکھے تو انکو کہ نہایت نامردی سے اور خوف سے ینظرون
الیک نظر کرتے ہیں وہ طرف تیری کہ تدور اعینھم پھرتی ہیں آنکھیں انکی چپ و راست حیرت سے کالذی یغشی علیہ
مانند اس شخص کے کہ پوشیدہ کیجاتی ہے عقل اوپر اسکی یعنی مانند اس شخص کے کہ غشی آتی ہے اسکو من الموت سختیوں موت کے سے اور بیہوش
ہوجاتا ہے وہ ایسا ہی حال ان لوگونکا ہوجاتا ہے شدت خوف سے فاذا ذھب الخوف پس جسوقت چلا جاے خوف انکا تمہاری فتح کی
جہت سے اے مومنین اور غنیمت تمہارے ہاتھ لگے تو سلقوکم رنجیدہ کرتے ہیں وہ تمکو اور سخت باتیں تمکو کہتے ہیں بالسنۃ حداد
ساتھ زبانوں تیز کے اشحۃ بخیلی کرتے ہوے علی الخیر اوپر بھلائی کے کہ وہ غنیمت ہے یعنی وقت تقسیم کرنے مال غنیمت کے جھگڑتے
ہیں اور زیادہ مال لینے کی حرص کرتے ہیں اور سختی سخت کلامی کرتے ہیں اولئک یہ لوگ وہ ہیں کہ لم یؤمنوا نہیں ایمان
لاتے ہیں وہ خدا اور پیغمبر پر دل سے فاحبط اللہ پس نیست و نابود کر دیے خدا نے اعمالھم عمل انکے اسواسطے کہ جہاد اور سوائے
اسکے اور اعمال نیک انکے واسطے ثواب نہیں ہے اگر فریب کی نیت سے نہوں اور اگر خالص واسطے خدا کے اور اسکی رضامندی کیواسطے ہوں اور جسوقت
انکا ایمان درست نہوا تو خدا کیواسطے وہ اعمال نہونگے اور جب خدا کیواسطے نہوے تو ثواب بھی انمیں نہوگا وکان ذلک اور ہے وہ یعنی باطل
اور نابود کرنا اعمال کا انکے علی اللہ یسیرا اوپر خدا کے آسان کہ کوئی اسکا مانع نہیں ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی کیسے ہی اعمال
نیک بجا لاوے جبتک کہ اسکا ایمان صحیح نہیں ہے تو ان اعمال کا کچھ فائدہ نہیں ہے یحسبون الاحزاب گمان کرتے ہیں وہ
منافقین لشکروں کو کفار کے کہ وہ لم یذھبوا نہیں گئے ہیں اب تک بلکہ وہ یہیں ہیں اور حال یہ ہے کہ کفار سب فرار کر گئے کوئی قوم
انمیں سے باقی نہیں ہے لیکن انکا خوف منافقین پر اسقدر غالب ہے کہ ان بھاگے ہوؤنکو کہتے ہیں کہ وہ لڑنیکے لئے کھڑے ہیں اور اس جہت سے
وہ منافقین خندق سے بھاگ کر مدینہ میں جاتے ہیں اور وہاں جا کر پناہ پکڑتے ہیں اور ہر چند انسے کہا جاتا ہے کہ کفار بھاگ گئے لیکن وہ
قبول نہیں کرتے ہیں اور اپنے گھروں سے وہ باہر نہیں نکلتے ہیں وان یات الاحزاب اور اگر آئیں وہ لشکر کفار کے دوسری بار تو
یودوا دوست رکھیں اور آرزو کریں وہ منافقین کہ لو انھم البتہ تحقیق وہ منافقین بادون صحرانشین ہوجائیں
فی الاعراب بیچ عربوں جنگل کے رہنے والوں کے یعنی وہ منافقین نہایت خوف اور نامردی سے آرزو کریں کہ کاش ہم مدینہ میں
نہوتے بلکہ صحرا میں رہتے کہ یسئلون پوچھتے ہیں وہ ہر ایک آنیوالے مدینہ کے سے عن انبائکم خبروں تمہاری سے اے مومنین
یعنی تمہارے حال کو تحقیق کرتے ہیں کہ کیونکر ہے غالب ہو گئے ہیں یا مغلوب ہیں اور تمہارے مغلوب ہونیکے منتظر ہوتے اور یعقوب نے یسئلون کو یساءلون
پڑھا ہے یعنی بتشدید سین اور خدا تعالے فرماتا ہے کہ ولو کانوا فیکم اور اگر ہوتے وہ بیچ تمہارے اے مومنین یعنی اگر ہمراہ تمہارے وہ خندق میں ہوتے
اور مدینہ میں نہ پھر جاتے اور کفار سے تمہارا مقابلہ ہوتا تو ما قاتلوا نہ لڑتے وہ الا قلیلا مگر تھوڑے اور اب خداے تعالے رغبت دلواتا ہے مومنین
کو جہاد کرنے پر اور لڑائی پر صبر کرنے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ لقد کان لکم البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے فی رسول اللہ بیچ ذات سو خلق
کے اسوۃ حسنۃ خصلت نیک اور پیشوا ہونا اسکا پس چاہئے کہ پیروی اسکی کرو تم لڑائی میں کہ ثابت قدم رہو اور سختیوں پر اس معرکہ کے
صبر کرو جیسے کہ وہ ثابت قدم ہے اور صبر کرتا ہے پس وہ حضرت بہت خوب پیشوا ہے لمن کان یرجوا اللہ واسطے اس شخص کے کہ ہے وہ کہ امید
رکھتا ہے خدا سے رحمت کی کہ اسکے حال کے شامل ہو والیوم الاخر اور روز آخرت کے امید رکھتا ہے یعنی اس دن کے نعمتوں کی وذکر اللہ
کثیرا اور یاد کرتا ہے وہ خدا کو یاد کرنا بہت زبان سے اور دل سے ظاہر اور پوشیدہ اور کثیرا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی ذکرا کثیرا اور کہتے ہیں کہ سو تمہارے
لشکروں کے آنے سے پہلے نبی نے اصحاب کو خبر دی اور فرمایا کہ انکی بھیڑ سے اور کثرت انبوہ سے مضطرب نہو کہ کام تم پر سخت ہو جاے لیکن انجام میں فتح و ظفر تمہاری نام ہے اللہ تعالے

اُنکی خبر دیتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور جس وقت دیکھا مومنین نے جنگ خندق کے ایام میں اَلْاَحْزَابَ لشکروں کو کفار کے
کہ جنکے آنیکی پیغمبر نے خبر دی تھی جس وقت انہوں نے اُن لشکروں کو دیکھا تو بمجرد دیکھنے کے قَالُوْا کہا کہ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یہ
وہ چیز ہی کہ وعدہ کیا تھا ہم سے خدا نے اور پیغمبر اُسکے نے وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اور سچ کہا تھا خدا نے اور پیغمبر اسکے نے وَمَا زَادَهُمْ اور نہ زیادہ
کیا اُن مومنین کو اُن لشکروں کے آنے نے اِلَّآ اِيْمَانًا مگر ایمان کو خدا اور پیغمبر پر اور برباد کرنا اُنکے دشمنوں کا وَّتَسْلِيْمًا اور فرمانبرداری خدا کی اور
اُسکے رسول کی کہ جسمیں سراسر سعادت و نجات تھی ہی اوصاف خدا نے اپنے خاص کرتا ہی بعضے مومنین کو ایک خصلت کے ساتھ کہ جو انمیں موجود تھی چنانچہ بیان کرتا ہی
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنین میں سے رِجَالٌ کچھ مرد ہیں صَدَقُوْا سچ کہا انہوں نے مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ اُس امر کو کہ عہد کیا تھا عَلَيْهِ
اور اُسپر انکو ثابت قدم رہنا ہی لڑائیمیں اور لڑنا واسطے رضامندی خدا کے ہی اس آیت کے نزول میں لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہ اور مصعب اور انس بن نضیر وغیرہ نے کہ حضرت
کے اصحاب میں سے تھے نذر کی تھی کہ جس جہاد میں ہم رسول خدا کے ہمراہ ہوں چاہئے کہ ثابت قدم ہو کر خوب لڑائی کریں اور جبتک ہم شہید نہوں آرام نہ کریں
حقتعالےٰ نے فرمایا کہ یہ مومنین راست گفتار تھے عہد کر نمیں فَمِنْهُمْ پس بعض انمیں سے مَّنْ قَضٰى وہ شخص ہے کہ ادا کیا ہی اُسنے نَحْبَهٗ نذر
اپنی کو اور جہاد کرکے شہید ہو چکے جیسے کہ حمزہ اور مصعب اور انس اور کہتے ہیں کہ نحب بمعنی موت کے ہی اور نذر کو نحب اسلئے کہتے ہیں کہ جیسے کہ موت لازم ہی ایسے ہی نذر کا وفا
کرنا لازم ہی پس بعضوں نے تو اپنی نذر کو وفا کیا وَمِنْهُمْ اور بعضے انمیں سے مَّنْ يَّنْتَظِرُ وہ شخص ہے کہ انتظار کرتا ہی شہادت کا مثل تمام مومنین
باقی کے کہ جو اعتقاد صحیح رکھتے ہیں وَمَا بَدَّلُوْا اور نہیں بدلا ہی انہوں نے عہد کو تَبْدِيْلًا بدلنا کسیو جہ سے کہ منافقین نے بدل ڈالا بلکہ وہ ثابت
قدم رہی ہیں اور اپنی عہد کو وفا کیا ہے انہوں نے اور حضرت امام محمد علیہ السلام نے رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ کی تفسیر میں فرمایا کہ کبھی وہ جہاد میں سے بھاگے
نہیں میں پس بعض تو انمیں سے وہ ہی کہ اُسنے اپنی نذر کو وفا کیا کہ شہید ہو گیا جیسے کہ حمزہ اور جعفر بن ابیطالب اور بعضے انمیں سے منتظر ہی اپنی اجل کا یعنی
علی بن ابیطالب اور حضرت علی نے ایک حدیث میں فرمایا کہ اور البتہ تحقیق عہد کیا تھا میں نے خدا سے اور اُسکے پیغمبر سے اور میرے چچا حمزہ اور میرے بھائی جعفر نے اور میرے
چچا کے بیٹے عبیدہ نے ایک امر پر وفا کیا ہمنے اُسکو واسطے خدا کے اور رسول اُسکے کے پس مقدم ہوئے مجھسے ہمراہی میرے اور میں اُنکے پیچھے رہگیا واسطے ارادہ کرنے
خدا کے پس نازل کی خدا تعالےٰ نے ہمارے مقدمہ میں آیت کہ رجال صدقوا آخر آیہ تک اور فرمایا ہے حضرت علی نے دوسری روایتمیں کہ ہمارے مقدمہ میں نازل
ہوئی ہی آیہ رجال صدقوا الخ اور واللہ میں منتظر ہوں اور میں نے نہیں بدلا ہی کوئی بدلنا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ و کونوا مع الصادقین کی تفسیر میں
فرمایا ہی کہ کونوا مع علی بن ابیطالب یعنی ہو تم ساتھ علی بن ابیطالب کے اور آل محمد کے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی من المؤمنین رجال صدقوا ما
عاہدوا اللہ علیہ فمنہم من قضی نحبہ وہو حمزۃ ابن عبد المطلب ومنہم من ینتظر وہو علی بن ابیطالب اور فرماتا ہی خدا کہ وما بدلوا تبدیلا اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ مومن دو قسم کے ہیں ایک مومن تو وہ ہی کہ سچ کہا اُسنے عہد خدا میں اور اُسکو وفا کیا جسطرح سے کہ اُسکی شرط تھی اور اُسکی حق میں قول حقتعالےٰ
کا ہی رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ اور یہ وہ شخص ہے کہ نہ پہنچیں گی اُسکو ہول دنیا کی اور نہ ہول آخرت کی اور یہ اُن لوگوں میں سے ہی کہ شفاعت کریگا
اور نہ کوئی کریگا اُنکی شفاعت اور دوسرا مومن مانند گھانس اور پتوں زراعت کے ہی کہ کبھی تو کجی پر ہوتا ہی اور کبھی سیدھا قائم ہوتا ہی پس یہ
اُن لوگوں میں سے ہی کہ پہنچیں گی اُسکو ہول دنیا کی اور آخرت کی اور یہ اُن لوگوں میں سے ہے کہ اُنکی شفاعت کیجائیگی اور وہ کسیکی شفاعت نکریگا اور مناقب
میں لکھا ہے کہ کربلا میں اصحاب حسین علیہ السلام کے جو کوئی انمیں سے ارادہ جانیکا واسطے جہاد کے کرتا تھا تو حسین کو رخصت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ السلام علیک
یا ابن رسول اللہ پس جواب دیتے تھے اُسکو حسین وعلیک السلام اور فرماتے تھے کہ ہم بھی تیرے پیچھے آتے ہیں فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر اور وہ لوگ
اسلئے اپنے عہد کو وفا کرتے تھے کہ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ تاکہ بدلا دیوے خدا الصّٰدِقِيْنَ سچ کہنے والونکو اور عہد کے وفا کرنیوالونکو بِصِدْقِهِمْ ساتھ
راستی انکے کے یعنی ساتھ وفا کرنے عہد انکے کو وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اور تاکہ عذاب کرے منافقین کو اِنْ شَآءَ اگر چاہے یعنی اگر وہ نفاق پر
مریں اور یا دنیا میں انکو عذاب کرے اور بلا میں مبتلا کرے اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ یا توبہ قبول کرے اور پہلے اور انکو عذاب سے نجات دیوے اگر وہ نادم

ہوکر انکی کفر باطنی اور فعال سے بد توبہ کریں اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تحقیق کہ خدا ہے غَفُوْرًا بخشنے والا توبہ کرنیوالونکا رَّحِیْمًا مہربان اُس
شخص پر کہ جو توبہ کرکے مرے اور ابوالقاسم حسکانی نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ آیہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ہمارے حق میں
نازل ہوئی ہے اور قسم ہے خدا کی کہ میں منتظر ہوں اپنی شہادت کا اور اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی
ہے اور ابو عبیدہ بن حارث کے جو کہ بدر میں شہید ہوئے اور حمزہ کے جو کہ اُحد میں شہید ہوئے اور جعفر بن ابیطالب کے جو کہ موتہ میں شہید ہوئے اور عبیدہ و حمزہ اور جعفر
تو پیمان عہد وفا کر گئے تھے اور امیرالمومنین منتظر تھے اور عبیدہ کا جنگ بدر میں شہید ہونا مذکور ہو گیا ہے اور حمزہ کا شہید ہونا بھی جنگ اُحد میں گذر گیا ہے اور جعفر
بن ابیطالب جو موتہ میں شہید ہوئے ہیں اُنکا قصہ اسطرح سے ہے کہ رسولخدا نے جعفر کو سردار لشکر کا کرکے واسطے جہاد کے روانہ کیا اور پرہیزگاری اور نگہبانی لشکر کی اور
لڑائی پر صبر کرنیکی اور بہت احتیاط کرنیکی وصیت کی جعفر کفار سے خوب لڑے اور داد شجاعت کی دی اور بہت آدمی قتل کئے آخر کو ایک ملعون آیا اور اُسنے ایک تلوار
انکے داہنے ہاتھ پر ماری دست مبارک اُنکا کٹ کر گر پڑا انہوں نے جرأت کرکے علم اپنا دست چپ میں لے لیا اور ایک دوسرا ملعون آیا اُسنے دست چپ اُنکا قطع کیا حضرت
جعفر زندگی سے اپنے مایوس ہوئے اور منہ اپنا طرف مدینہ کے کرکے کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ تودیع لا سلام زائر یعنی سلام اوپر تمہارے میری جانب سے ای رسولخدا
سلام رخصت کرنیوالیکا نہ سلام ملاقات کرنیوالیکا پس کفار انکے گرد جمع ہوئے اور انکو شہید کیا اور نیزہ سے انکو زمین پر سے اٹھایا اور نیزہ پر انکو بلند کیا حقتعالی
نے نیزہ کی نوک پر انکو زندہ کیا اور دونوں ہاتھوں کی جگہ دو بازوی سبز انکو عطا کئے اور وہ نیزہ پر سے پرواز کرکے آسمان کو چلے گئے اور بہشت میں فرشتوں کی ہمراہ پرواز
کرتے پھرتے ہیں اسی سبب سے انکو جعفر طیار کہتے ہیں کہ وہ اڑتے پھرتے ہیں پس ابو عبیدہ اور حمزہ اور جعفر تو عہد کو وفا کر گئے کہ شہید ہو گئے اور علیؑ اپنی شہادت کے منتظر تھے اور
کہتے ہیں جسوقت دل تنگ ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ کونسی چیز منع کرتی ہے بدبخت ترین اُمت کو کہ اس ڈاڑھی کو میرے خون سے خضاب نہیں کرتا ہے اور بعد اسکے ابن ملجم
ملعون نے انکو شہید کیا اور منقول ہے کہ جسوقت عبیدہ کو بدر میں اور حمزہ کو اُحد میں اور جعفر کو موتہ میں شہید کیا رسولخدا نے کہا کہ خداوندا تو نے مجھکو تنہا کر دیا میرے چچا حارث
کے بیٹے ابو عبیدہ کو بدر میں شہید کرکے اور میرے چچا حمزہ کو اُحد میں شہید کرکے اور میرے چچا ابوطالب کے بیٹے جعفر کو موتہ میں شہید کرکے خداوندا یہ علی بن ابیطالب
باقی ہے مجھکو تنہا نکرنا اور میرے سر سے پہلے اسکو دنیا سے مت اٹھانا تحقیق کہ تو بہتر وارث ہے سب وارثوں سے اور اسکو تو میرا وصی اور ولیعہد اور خلیفہ کر غرض یہ ہے کہ
خداتعالی نے فتح جنگ خندق کا وعدہ کیا تھا بے دغدغہ لڑائی کی اور کفار سب بھاگ گئے وَرَدَّ اللّٰهُ اور پھیر دیا خدا نے مدینہ سے الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
اُن لوگوں کو کہ کافر ہوئے تھے یعنی ابوسفیان کو مع قریش کے اور یہودیوں کو کہ وہ بھاگ کر اپنے اپنے مقاموں کو چلے گئے مایوس ہوکر بِغَیْظِهِمْ ساتھ غصہ اپنے کہ بسبب
شکست کے ہوا اور مراد کو نہ پہنچنے کے غصہ میں بھرے ہوئے تھے لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا نہ پایا انہوں نے بھلائی کو یعنی نصرت اور غنیمت انکو میسر نہ ہوئی وَکَفَی اللّٰهُ
اور کفایت کی خدا نے الْمُؤْمِنِیْنَ مومنین کو الْقِتَالَ لڑائی کرنیکے سبب علی بن ابیطالب کے اور مقتول ہونے عمرو کے انکے ہاتھ سے اور بسبب بھیجنے ہوا کے اور لشکر فرشتوں
پریشان اور زیر و زبر کر دیا وَکَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا قَوِیًّا زبردست عَزِیْزًا غالب سب اشیا پر جو چاہے سو کرے اسکا کوئی مانع نہیں ہے اور حضرت صادق
علیہ السلام فرماتے تھے کہ وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالب و قتلہ عمرو بن عبدود وکان ذالک سبب ہزیمۃ القوم یعنی اور کفایت کیا خدا نے مومنین کے
تئیں لڑائی سبب علی بن ابیطالب کے اور قتل کرنے اُسکی عمرو بن عبدود کو اور تھا وہ سبب بھاگنے قوم کا کہ عمرو کے قتل ہونے سے کفار شکستہ دل ہوکر بھاگ گئے
اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود کی بھی قرأت یہی ہے کہ وکفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالب اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا جنگ
خندق سے واپس ہوئے اور مع صحابہ کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور بدن مبارک سے ہتیار رکھ دیے اور زینب خاتون کے حجرہ میں جاکر ہاتھ دھونے میں مشغول
ہوئے اور ابھی آدھا سر دھویا تھا کہ جبرئیل نازل ہوئے ایک عمامہ ریشمی سر پر رکھے ہوئے اور کہا کہ یا رسولخدا ابھی ملائکہ نے اپنے ہتیار نہیں رکھے ہیں
آپنے اپنے ہتیار کیوں رکھ دیئے خداتعالی تمکو حکم کرتا ہے کہ اسیوقت بنی قریظہ پر چڑھائی کرو اور مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں انکے خیموں کی میخیں اکھاڑ ڈالوں اور دروازے
انکے قلعے کے کھول دوں اور وہ لوگ خوف سے مضطرب اور پریشان ہوں اور بہت حیران ہوں اور حکم یہ ہے کہ تو نماز عصر نہ پڑھنا مگر بنی قریظہ میں اور وہ وقت ظہر کا تھا
جبکہ جبرئیل نازل ہوئے تھے پس رسولخدا صلعم دولت سرا سے برآمد ہوئے اور حارث بن نعمان حضرت کے آگے آیا حضرت نے پوچھا کہ اے حارث کیا خبر ہے عرض کی

قربان ہوں تم پر باپ اور ماں میری یا رسول خدا دحیہ کلبی لوگوں میں آواز کرتا پھرتا ہے کہ نماز عصر کو کوئی نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل ہیں جو دحیہ
کلبی کی صورت میں فرمایا کہ علی کو بلاؤ جب حضرت علی آئے تو علی سے فرمایا کہ سب قوم میں آواز کر کہ نماز عصر کو کوئی یہاں نہ پڑھے بلکہ بنی قریظہ میں
جاکر پڑھنی چاہیے حضرت علی نے آواز کی پس سب اصحاب گھبرا کر نکلے اور بنی قریظہ کو روانہ ہوئے اور حضرت نے اپنا علم جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام
کو عطا کیا اور اپنے لشکر کا انکو مقدمہ بنایا اور حیی بن اخطب بعد فرار کرنے قریش کے جنگ خندق سے بنی قریظہ کے قلعہ میں چلا رہا تھا حضرت علی انکے قلعہ کے
نیچے آئے اور انکے قلعہ کا محاصرہ کیا کعب بن اسید قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور سبکو مع رسول خدا کے ناسزا کہنے لگا اور دشنام دہی کرنے لگا امیرالمومنین علیہ السلام
وہاں سے پھرے اور رسول خدا مع اصحاب امیرالمومنین کے پیچھے آتے تھے امیرالمومنین علیہ السلام نے آگے بڑھکر عرض کی کہ یا رسول خدا صلعم آپ قلعہ کے نیچے تشریف نہ لیجائیں
حضرت نے فرمایا کہ اے علی تونے انسے کچھ باتیں سنی ہیں کہ تجھکو ناخوش معلوم ہوئیں ہیں کہا کہ ہاں حضرت نے فرمایا کہ مجھکو دیکھینگے تو ایسا کلام نکرینگے اور خدا انکو
ذلیل کریگا اور حضرت رسول خدا قلعہ کے نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے بھائیو بندروں اور خوکوں کے اور پرستش کرنیوالو طاغوت کے جسوقت کہ ہم آئے دشمنوں کی جگہ پر
تو بہت بری ہوئی صبح ڈرائے گیوں کی کہنے لگے کہ اے ابو القاسم تو ہرگز نادان اور گالیاں دینے والوں میں سے نہیں ہوا حضرت نے اپنا منہ انکیطرف سے پھیر لیا اور گرد قلعہ
کے کھجور کے درخت کھڑے تھے حضرت نے ہاتھ سے انکیطرف اشارہ کیا وہ درخت متفرق ہوکر جنگل کے اندر جا ٹھیرے اور بنی قریظہ کے چاہ پر حضرت نے مقام کیا
اور اصحاب آگے پیچھے پہنچتے تھے اور منزل پر اترتے تھے اور ایک جماعت بعد نماز عصر کے وہاں پہنچی اور نماز عصر انسے فوت ہوگئی اور کہتے تھے کہ ہمپر کوئی گناہ نہیں ہے اسلئے کہ
حضرت نے فرمایا تھا کہ نماز عصر کو نہ پڑھنا مگر بنی قریظہ میں اور حضرت نے لوگوں سے پوچھا کہ تمنے رستہ میں کسیکو دیکھا تھا کہا انہوں نے کہ ہاں دحیہ کلبی کو دیکھا تھا
شتر پر سوار اور چادر ریشمی اوڑھے ہوئے تھے حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھا وہ اسواسطے آیا کہ انکو متزلزل کرے اور خوف انکے دلوں میں ڈالدے پس تین روز تک
انکے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بعضے پچیس روز لکھتے ہیں یہانتک کہ وہ تنگ ہوگئے اور حیی بن اخطب نے انکو کہا کہ اے قوم دیکھو کہ بلا تمپر نازل ہوئی اور تم اب چاہو
اور ضرور ہے کہ تین کاموں سے ایک کام کرو ایک تو یہ کہ اس مرد پر ایمان لاؤ اور اسکی دعوے کو راست جانو اسواسطے کہ تمپر واضح ہوگیا ہے کہ وہ پیغمبر خدا کا ہے اور اسکے
اوصاف تمنے توریت میں دیکھی ہیں اور سنی ہیں اسکے یاروں نے کہا کہ ہم ہرگز اسپر ایمان نلائینگے اور ہم اپنے دین کو نہ چھوڑینگے حیی بن اخطب نے کہا کہ اگر یہ نہیں کرتے ہو
تو دوسرا امر یہ ہے کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرو اور قلعہ سے باہر نکلکر انسے جنگ کرو اگر فتح ہمارے نام ہوئی تو زن و فرزند ہمکو بہتیرے
ہوجاوینگے اور اگر فتح انکو خدا نے دی تو بدنامی اور ننگ ناموس کی پیچھے نرہیگی اسکے یاروں نے کہا کہ ان بیگناہوں کو ہم کیونکر ماریں اور ہمسے کسطرح ممکن ہو کہ ہم اپنے ہاتھ سے اپنے
زن و فرزند کو ماریں ہمارا رہنا پھر کیونکر اچھا لگیگا حیی بن اخطب نے کہا کہ تیسرا امر یہ ہے کہ آج کی شب شنبہ ہے اور محمد اور اسکے اصحاب جانتے ہیں کہ ہم شب
شنبہ میں کسی کام کو اختیار نہیں کرتے ہیں اس سبب سے وہ بھی غافل ہونگے اور ہم پھریں ہیں انپر حملہ کریں شاید کہ کام ہمارا انجام پائے انکے یاروں نے کہا کہ ہم شنبہ کی
ہتک حرمت ہرگز نہیں کرسکتے اور خلاف طریقہ باپ دادا کے اختیار نہیں کرسکتے کہا کہ آج کی شب ہوشیار رہو کل کو دیکھا جائیگا کہ صلاح کیا ہے دوسرے روز
انہوں نے اپنا قاصد رسول خدا صلعم کے پاس بھیجا کہ ابو لبابہ کہ بنی عمرو سے ہے اسکو ہمارے پاس بھیجدو تاکہ کچھ باتیں ہم اس سے کریں او رکھا بھیجیں حضرت نے ابو لبابہ کو
انکے پاس روانہ کردیا جسوقت ابو لبابہ انکے قلعہ میں داخل ہوئے تو عورتیں اور لڑکے انکے پاس آئے اور زار زار روتے تھے اور نہایت بیقرار تھے ابو لبابہ کا دل انپر نرم ہوا
ابو لبابہ سے کہنے لگے کہ ہمارے واسطے کیا صلاح ہے کہ ہم محمد کے حکم پر قلعہ سے باہر آئیں کہا کہ کیا مضائقہ ہے اور ہاتھ سے طرف حلق کے اشارہ کیا کہ اگر باہر نکلوگے تو تمکو ماریگا
اور بعد اسکے ابو لبابہ پشیمان ہوکر کہ تونے یہ کیوں اشارہ کیا کہ خدا اور رسول کی تونے خیانت کی اس نسبت سے رسول خدا کے پاس نگئے اور مدینہ میں جاکر مسجد نبوی کے ستون سے
اپنے ہاتھ باندھے اور کہا کہ انکو کوئی نکھولے انکو جبتک رسول خدا نکھولینگے اور رسول خدا کے پاس نگئے تو حضرت نے پوچھا کہ ابو لبابہ کہاں ہے لوگوں نے انکا حال
بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اسکے واسطے استغفار کرتا اور اب میں اسکے ہاتھوں کو نہیں کھولتا جبتک کہ خدا انکی توبہ قبول کرے اور بعد چند
کے خدا تعالے نے توبہ انکی قبول کی اور جبرئیل صبح کیوقت نازل ہوئے اور رسول خدا کو خبر دی کہ توبہ ابو لبابہ کی قبول ہوئی اسوقت حضرت ام سلمہ کے حجرہ میں
رونق افروز تھے ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا کو ہنستے دیکھا کہ حضرت ہنسے میں نے عرض کی کہ یا رسول خدا ہمیشہ دانت تمہارے خندان رہیں سبب خندہ کا آپکو کیا ہے فرمایا کہ

جبرئیل آئے اور مجھکو خبر دی کہ خدا تعالیٰ نے توبہ ابو لبابہ کی قبول کی میں نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو انکو جاکر خوشخبری سناؤں اور یہ سورہ آیہ حجاب سے پہلے نازل
ہوا ہے اسلئے ام سلمہ نے جانیکے لئے پوچھا تھا حضرت نے انکو اجازت دی وہ گئیں اور سر اپنا حجرہ کے دروازہ سے نکالا اور آواز دی کہ ای ابو لبابہ بشارت ہو تجھکو کہ
خدا تعالیٰ نے تیری توبہ قبول کی اور جو لوگ کہ مسجد میں موجود تھے انہوں نے چاہا کہ ابو لبابہ کے ہاتھ کھولیں ابو لبابہ نے کہا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ سوا رسولخدا کے کوئی میرے
ہاتھ کو نہ کھولے اور جسوقت حضرت واسطے نماز صبح کے مسجد میں تشریف لائے اسوقت انکے ہاتھ کھولے اور وہ ستون مشہور ہے حضرت کی مسجد میں اور ایک عمل بھی اسکا
لکھا ہے جسوقت تمہارا مدینہ میں جانا ہو اس عمل کو کرتے ہیں القصہ لوگ حکم رسولخدا پر قلعہ سے نیچے نہ اترے اور جب بہت تنگ ہوئے تو غزال بن شمول نیچے اترا
اور حاضر ہو کر کہا کہ محمد ہمکو بھی وہ عطا کر جو ہمارے بھائیوں بنی نضیر کو عطا کیا تھا کہ خون ہمارے معاف کر اور ہم اپنے شہروں کو چھوڑ دیں مع سب اسباب اور سامان خالی
کر دیں اور کوئی خبر تجھسے پوشیدہ نہ رکھیں گے فرمایا کہ میرے حکم پر باہر نکلو وہ الٹا پھر گیا اور کئی روز تک وہ قلعہ میں باقی رہے اور عورتوں اور لڑکوں نے تنگ ہو کر رونا شروع
کیا جبکہ انپر بہت تنگی ہوئی تو ناچار ہو کر نکلے رسولخدا نے حکم دیا مردوں کی تو مشکلیں باندھی گئیں اور وہ سات سو مرد تھے اور عورتیں انسے علحدہ کی گئیں اور اوس کی قوم کے
آدمی کھڑے ہوئے اور رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے خلفا اور دوست ہیں اور بہت جگہ انہوں نے ہماری نصرت کی ہے خزرج پر تو بچے ساتھ بھی یہی عمل کر جو
بنی خزرج کے دوستوں کے ساتھ کیا ہے اور عبداللہ بن ابی کے کہنے سے انکو ایک قلعہ دیدیا تھا اور اس سے پہلے رسولخدا نے بنی قینقاع کو قلعہ دیا تھا اسلئے انہوں نے درخواست کی جیسے کہ
عبداللہ بن ابی کے کہنے سے بنی قینقاع کو دیدیا ایسے ہی ہمارے کہنے سے بنی قریظہ کو حضرت بخشدیں گے تو اوس کے لوگوں نے عرض کی ہم عبداللہ بن ابی سے کم نہیں ہیں آپکے نزدیک
جب انہوں نے بہت کہا تو حضرت نے فرمایا کہ تم راضی ہو کہ اس مقدمہ کے فیصل کرنیکو تمہاری قوم کا ایک شخص کو ہم مقرر کریں کہ جس کے کہنے سے پھر تم انکار نہ کرو انہوں
نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ سعد بن معاذ ان لوگوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں سعد کے حکم سے جو چاہے ہمارے مقدمہ میں حکم کریں اور سعد سے وہ
لوگ کہتے تھے کہ ای سعد خدا سے ڈر اور اپنے دوستوں اور خلفا کے ساتھ نیکی کر کہ انہوں نے ہماری نصرت بہت جگہ کی ہے جب ان لوگوں نے سعد سے بہت کہا تو سعد نے
کہا کہ سعد ایسا آدمی نہیں ہے کہ ملامت کرنیوالوں کے سے خدا کی جانب کو ترک کرے قبیلہ اوس نے جب اپنے بھائی سعد سے یہ سنا تو کہا کہ ہائے ای قوم بنی
قریظہ تمام عمر کو تباہ ہوئی اور تاراج کیگئی اور عورتیں اور لڑکے بنی قریظہ کے سعد کی طرف منہ کر کے روتے تھے اور فریاد کرتے تھے کہ ہمکو بچا وہ جب خاموش ہوئے تو
سعد نے بنی قریظہ سے کہا کہ اے گروہ یہود کیا تم میرے حکم سے راضی ہو جو کچھ کہ تمہارے باب میں کروں ان لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے حکم سے راضی ہیں ہم امید رکھتے ہیں تیری
نصفت سے اور تیری نیکی سے پھر سعد نے انسے پوچھا انہوں نے وہی جواب دیا بعد اسکے سعد نے رسولخدا کیطرف منہ کر کے عرض کی کہ کیا فرماتے ہو تم قربان ہوں آپکے میرے باپ اور
ماں ای رسولخدا حضرت نے فرمایا کہ ای سعد حکم کر تو اس مقدمہ میں کہ تیرے حکم سے میں راضی ہوں سعد نے کہا کہ یا رسولخدا حکم کیا میں نے کہ انکے مرد قتل کئے جائیں اور انکی عورتیں
اور لڑکے قید کئے جائیں اور مال انکے مہاجرین اور انصار پر تقسیم کئے جائیں رسولخدا نے فرمایا کہ بخدا ای سعد حکم کیا ہے تو نے موافق حکم خدا کے سات آسمانوں پر سے پس فرمایا کہ انکی
عورتوں کو اسیر کریں پس مردوں کی مشکیں باندھیں اور عورتوں اور لڑکوں کو قید کر کے مع مال و اسباب کے مدینہ کو روانہ کیا اور مدینہ میں پہنچکر بقیع میں ایک خندق کھودی
اور انکے مردوں کو کہ وہ سات سو آدمی تھے حضرت کے روبرو حاضر کیا حضرت نے امیر المومنین اور زبیر کو حکم دیا وہ دونوں ایک ایک آدمی کی گردن تلوار سے جدا
کرتے تھے اور خندق میں ڈالتے تھے جسوقت حیی بن اخطب کو لائے اوسنے اپنی پوشاک جو کہ پہنے ہوئے تھا پارہ پارہ کر ڈالی تھی کہ بعد اسکے کوئی پوشاک نہ لیوے اور
حضرت نے فرمایا کہ ای فاسق کیسی دیکھی تو نے کاری گری خدا کی اپنے ساتھ کہا کہ اے خدای محمد میں اپنے نفس کو تیری دشمنی میں ملامت نہیں کرتا ہوں کہ تو نے محمد سے
دشمنی کیوں کی لیکن خدا جسکو چاہے رسوا اور متروک کرے اور ای قوم میری یہ لعنت تھی بلا بنی اسرائیل کے واسطے مقدر ہوئی ہے اور بعد اسکے اسکو خندق کے کنارہ پر کھڑا کر کے
گردن ماری اور خندق میں ڈالدیا اور بعد اسکے کعب بن اسید کو لائے انکے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور وہ جوان خوبصورت اور خوشرو تھا جسوقت رسولخدا نے
انکی طرف نظر کی اور فرمایا کہ ای کعب تجھکو کچھ فائدہ نہ بخشا ابن حواس عالم زکی کی وصیت نے کہ وہ شام سے تمہارے پاس آیا تھا اور کہتا تھا کہ میری توریت میں آیا ہے کہ
آخر زمانہ میں پیغمبر پیدا ہوگا کہ انکے نکلنے اور پیدا ہونیکی جگہ تو مکہ ہے اور انکی ہجرت کی جگہ یہ شہر ہے سوار ہوگا اپنے بے زین [illegible] کو اور کفایت کریگا اسکو دو
ٹکڑے اور کھجور پر اور خنداں پیشانی اور بہت قتل کرنیوالا ہوگا اور آنکھوں میں اسکی سرخی ہوگی اور انکے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اور تلوار کو

اپنی شانہ پر رکھیگا نہ پروا کریگا جس سے کہ ملاقات کریگا سلطنت اُسکی انتہا تک پہنچیگی کعب نے سُنکر کہا کہ اے محمد یہ اسی طرح ہے اگر یہودی مجھکو ملامت نکرتے کہ سختی وقت
قتل کے ناری کی ہے تو البتہ میں ایمان لاتا اور تیری تصدیق کرتا ولیکن اب تو میں یہود کے دین پر ہوں اُسی دین پر زندہ رہونگا اور اُسی دین پر مرونگا رسولخدا نے
فرمایا کہ اسکو آگے لیجا کر گردن مار دو اسکو بھی قتل کرکے خندق میں ڈال دیا یہانتک کہ سب قتل کر ڈالے اور بعد قتل کے اُنکا مال تقسیم کیا سوار کو دو حصے اور پیادہ کو
ایک حصہ اور خمس خمس کے مستحقوں کو دیا اور کہتے ہیں کہ رسولخدا نے اُنکی عورتوں کو نجد میں روانہ کیا اور وہاں اُنکو فروخت کروا کے اُنکی قیمت کے ہتیار اور گھوڑے
خریدے اور حضرت کے پاس خرید کر لائے اور سعد معاذ کے جنگ خندق میں ایک تیر لگا تھا رگ ہفت اندام میں اُسکی زخم کے صدمہ سے اُنہوں نے وفات پائی رسولخدا نے
اور حضرت کے صحابہ نے اُنپر گریہ کیا اور فتح بنی قریظہ کی آخر ذیقعدہ سن پانچ ہجری میں ہوئی اور جنگ خندق شوال سن پانچ ہجری میں واقع ہوئی تھی اللہ تعالی
واسطے شمار کرنے نعمتوں اپنی کے بنی قریظہ کے فتح کی خبر دیتا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ اور نازل کیا خدا نے اور نیچے اتارا اُن لوگوں کو
ظَاهَرُوهُمْ مدد کی انہوں نے لشکر والوں کی ابوسفیان و غطفان وغیرہ کے مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اہل کتاب میں سے کہ وہ بنی قریظہ ہیں
جنہوں نے مدد کی تھی اُنکی اور نیچے اتارا اُنکو خدا نے مِنْ صَيَاصِيهِمْ قلعوں اُنکے سے وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ اور
ڈالا بیچ دلوں اُنکے رعب کو یعنی پیغمبر کا ڈر کہ فَرِيقًا ایک فرقہ کو یعنی مردوں کو تَقْتُلُونَ قتل کرتے تھے تم وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا
اور قید کرتے تھے تم ایک فرقہ کو یعنی عورتوں اور لڑکوں کو وَأَوْرَثَكُمْ اور وارث کیا خدا نے تمکو أَرْضَهُمْ زمین اُنکی کا زراعت اور سکنی کا اُسکے
وَدِيَارَهُمْ اور گھروں اُنکی کا اور قلعوں اُنکے کا وَأَمْوَالَهُمْ اور مالوں اُنکی کا نقد اور جنس اور مویشی کا وَأَرْضًا لَمْ تَطَئُوهَا
اور اُس زمین کا کہ نہیں قدم رکھا ہے تم نے اُسپر اور اُس زمین پر تمہارے قدم نہیں گئے ہیں جیسے کہ زمین خیبر اور فارس اور روم بلکہ ہر زمین کہ مسلمانوں کی تصرف
میں آئی ہے وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا اور ہے خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا اسی واسطے کہ قادر ہے فتح شہروں پر
واسطے غلاموں سرور کائنات اور تابعداروں سید عالم کے اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم خیبر کو فتح کرکے پھرے اور خزانہ آل ابی الحقیق کا ہاتھ لگا تو
حضرت کی بیبیوں نے کہا کہ جو کچھ تیرے ہاتھ لگا ہے وہ ہمکو دے حضرت نے فرمایا کہ وہ تو میں نے مسلمانوں پر تقسیم کر دیا موافق حکم خدا کے یہ سُنکر سب نے حضرت پر غصہ کیا اور
کہا کہ کیا تو یہ جانتا ہے کہ اگر ہمکو تو طلاق دیگا تو پھر ہماری قوم میں سے ہمکو کوئی شوہر نہ ملیگا پس غیرت دلائی خدا نے پیغمبر اپنے کو اور حکم کیا کہ اُنسے کنارہ کر
پس کنارہ کیا اُنسے رسولخدا صلعم نے اور اُنسے جدا ہو کر مشربہ اُم ابراہیم میں انتیس ۲۹ روز رہے یہانتک کہ بیبیوں کو حضرت کے حیض آیا اور بعد حیض کے پاک ہوگئیں بعد
اُسکے اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر برگزیدہ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ کہہ تو واسطے بیبیوں اپنی کے إِنْ كُنْتُنَّ
تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا اگر ہو تم چاہتے اپنی زندگانی دنیا کو یعنی اُسکی نعمتوں کو اور زیادہ طلب کرتے ہو دنیا کو وَزِينَتَهَا اور آرایش
دنیا کو کہ پوشاکیں نفیس اور زیور گراں قیمت تمکو چاہیئے تو فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ پس آؤ تم کہ متعہ اور فائدہ دوں میں تمکو جیسے کہ طلاق
دی گئی کو دیتے ہیں سوا مہر کے اور متعہ کی تحقیق تفصیل سے سورہ بقر میں گزر گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے تمام مہر ہے وَأُسَرِّحْكُنَّ اور
رہا کروں میں تمکو سَرَاحًا جَمِيلًا رہا کرنا نیک کہ تمکو طلاق دوں بدون نزاع اور جھگڑے کے کہ جو درمیان زوجہ اور شوہر کے ہوتا ہے وَإِنْ
كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ اور اگر ہو تم کہ چاہتی ہو مرضی خدا کو وَرَسُولَهُ اور رسول اُسکی کو وَالدَّارَ الْآخِرَةَ اور خانۂ آخرت کو تو
فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا نے أَعَدَّ تیار کیا ہے لِلْمُحْسِنَاتِ واسطے نیکی کرنیوالوں کے مِنْكُنَّ تم میں سے جو کوئی کہ دوسرے امر کو
اختیار کرے أَجْرًا عَظِيمًا اجر بڑا کہ مال دنیا کا اُسکے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے بعد نازل ہونے اس آیت کے رسولخدا صلعم نے سب بیبیوں کو
بلا کر جمع کیا اور یہ آیت اُنکو پڑھ سنائی اور اختیار دیا دونوں امر میں پہلے سب سے اُم سلمہ کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے تو خدا کو اور اُسکے پیغمبر کو اختیار کیا اور
بعد اُسکے سب بیبیاں کھڑی ہوئیں اور سب نے کہا کہ ہم نے خدا اور رسولخدا کو اختیار کیا اور بعد اُسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ ترجی من تشاء منہن وتؤوی الیک
مفسرین کہتے ہیں کہ سبب اس آیت نازل ہونیکا یہ ہے کہ حضرت کی بیبیاں حضرت کے مقدور سے زیادہ کھانا اور لباس وغیرہ طلب کرتی تھیں اور سوائے کھانے اور پہننے کے

زیادہ کی طمع کرتی تھیں کہ حضرت جسکا مقدور نہیں رکھتے تھے حضرت نے موافق حکم خدا قسم کھائی کہ ایک مہینے تک انکے پاس نہ جاؤنگا بعد انکے یہ آیت نازل ہوئی
اور اللہ تعالی نے سب بیبیوں کو اختیار دیا طلاق لینے کا اور رسولخدا کے پاس رہنے کا جس وقت حضرت کی نو بیبیاں تھیں عایشہ و حفصہ و ام حبیبہ دختر ابو سفیان
اور سودہ دختر زمعہ اور ام سلمہ دختر ابی امیہ یہ پانچ تو قریش میں سے تھیں اور صفیہ دختر خطب خیبریہ اور میمونہ دختر حارث ہلالی اور زینب دختر جحش اسدی
اور جویریہ دختر حارث مصطلقیہ سب نے رسولخدا صلعم کو اختیار کیا اور حضرت نے فرمایا کہ جلدی مت کرو بلکہ جاؤ اور اپنے باپ سے اس مقدمہ میں مشورہ کرو سب نے بالاتفاق
بیان کیا کہ اس مقدمہ میں ہمکو کسیکا مشورہ نہیں چاہئے خدا نے ہمکو اختیار دیا تھا ہمنے خدا اور رسول کو اختیار کیا اور اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی و لا یحل لک النساء
اور واحدی کہ علمائے اہلسنت سے ہے انہوں نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایکروز رسولخدا صلعم حفصہ کے پاس بیٹھے تھے دونوں کے درمیان نزاع واقع
ہوئی اسطرح کہ حفصہ رسولخدا سے نفقہ زیادہ طلب کرتی تھی اور حضرت کو مقدور نہ تھا فرمایا کہ ایک مرد کو درمیان اپنے اور تیرے مقرر کروں کہ وہ فیصلہ کرے حفصہ نے کہا کہ
ہاں کسیکو مقرر کرو رسولخدا نے عمر کو طلب کیا اور فرمایا کہ میرے اور حفصہ کے درمیان حکم کر حفصہ سے پوچھا کہ تو کیا کہتی ہے حفصہ نے رسولخدا سے کہا کہ تم گفتگو کرو مگر بات سچ ہی
اور حق کہنا اور سوائے حق کے اور کچھ نہ کہنا عمر نے ہاتھ اپنا اٹھایا کہ حفصہ کے مارے حضرت نے فرمایا کہ طمانچہ اسکے نہ مارا اور عمر نے حفصہ سے کہا کہ اے دشمن خدا پیغمبر خدا سوائے
حق کے کچھ اور بھی کہتے ہیں قسم ہے اس شخص کی کہ جس نے انکو پیغمبر کر کے بھیجا اگر وہ حضرت اس وقت نہ ہوتے تو میں تجھکو مارتا یہانتک کہ تو مر جاتی پس رسولخدا وہاں سے
اٹھے اور غرفہ مسجد میں جا پوشیدہ بھی تشریف لیگئے اور ایک مہینہ وہاں رہے اور اس مدت میں بیبیوں کے پاس نہ گئے اور نہ انکو اپنے پاس آنے دیا اور بعد انتیس روز کے
مہینا تمام ہوا جبرئیل یہ آیت تخییر کی لائے اور ساتھ اسکے عتاب سے رسولخدا کی بیبیوں کو خطاب کرتا ہے کہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اے عورتو پیغمبر کی مَنْ
یَّاْتِ جو کوئی لائے مِنْكُنَّ تم میں سے بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ بدی ظاہر کو اور بعض بکسر یا پڑھتا ہے یعنی جو کوئی تم میں سے برائی ظاہر کو
کریگی وہ فرمانبرداری نکریگی خدا کی اور پیغمبر کی اور گناہ بڑا ہے تو یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ دو چند کیا جاویگا واسطے اسکے عذاب ضِعْفَیْنِ
دو برابر کیونکہ گناہ عورتوں کا عذاب عظیم ہے واسطے کہ تم سے گناہ کا صادر ہونا نہایت برا ہے اور زیادہ ہے اور عورتوں کے گناہ سے اور تمہاری فضیلت بھی زیادہ ہے پس
عورتیں پیغمبر خدا کی جو فضیلت اور مرتبہ زیادہ رکھتی ہیں اور عورتوں سے بسبب فضیلت رسولخدا کے اور نازل ہونے وحی کے انکے گھر میں گناہ بھی انکا بہت سخت ہے
اور اسواسطے عذاب انکا زیادہ ہے اور ساری عورتوں کے عذاب سے اور اسیواسطے انبیا پر ادنی امر میں عتاب ہوتا ہے کہ جو اوروں پر اس امر میں عتاب نہیں ہوتا اور یہی سبب ہے کہ
عذاب بنی ہاشم کا اور انکے ثواب و عذاب دو چند ہے ابو حمزہ ثمالی نے زید بن علی سے روایت کی ہے کہ فرمایا میں امیدوار ہوں کہ واسطے نیکوں کے ہمارے ثواب دو برابر ہو
اور ڈرتا ہوں بدوں سے کہ عذاب انکا دو چند ہو اور انکو عذاب ہے جیسے کہ بیبیاں پیغمبر کے وعدہ کی گئیں ہیں اور علی بن عبداللہ بن حسین نے روایت کی ہے
کہ ایک شخص نے امام زین العابدین سے کہا کہ تم اہلبیت پیغمبر ہو تم تو بخشے گئے ہو اور حق تعالی تم سے مواخذہ نکریگا وہ حضرت غصہ میں ہوئے اور فرمایا کہ ہمکو زیادہ لائق ہے
اس میں جو تم جاری ہو جو کچھ کہ خدا تعالی نے پیغمبر کی بیبیوں پر جاری کیا ہے تحقیق کہ ہم دیکھتے ہیں اپنی نیکیوں کو واسطے دو برابر اجر اور ثواب اور اپنے گناہوں کے
واسطے دو برابر عذاب بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ یا نساء النبی آخر آیہ تک وَكَانَ ذٰلِكَ اور ہے وہ دو چند عذاب کرنا عَلَى اللّٰهِ
یَسِیْرًا آسان خدا کے ہاں اور پیغمبر کے زوجہ ہونا عذاب کو مانع نہیں ہے وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ اور جو کوئی کہ ہمیشہ فرمانبرداری کرے تم میں سے
اے بیبیوں پیغمبر کی لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ واسطے خدا اور پیغمبر اسکے وَتَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کرے نیک نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا دینگے ہم اسکو اجر اسکا
مَرَّتَیْنِ دو بار ایکبار تو واسطے فرمانبرداری خدا کے اور دوسری بار واسطے خوشنودی پیغمبر کے وَاَعْتَدْنَا لَهَا اور تیار کیا ہے ہمنے واسطے اسکے
رِزْقًا كَرِیْمًا روزی بزرگ اور نیک کو بہشت میں اسکی جگہ سے زیادہ اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے یقنت اور یعمل و یوت کو بیک یا سے پڑھا ہے
اور بعد ذکر دو چند ثواب و عذاب کے واسطے زنان پیغمبر کے انکی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے سب عورتوں پر چنانچہ فرماتا ہے کہ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اے عورتو پیغمبر
کی لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ نہیں ہو تم مانند کسیکے عورتوں امت میں سے کہ تمکو اور عورتوں پر فضیلت ہے بسبب تمہارے شوہر کے اِنِ
اتَّقَیْتُنَّ اگر ڈرو تم خدا سے اور فرمانبرداری کرو اسکی اور اسکے پیغمبر کی انکی زندگی میں اور انکے مرنے کے بعد بھی پس معلوم ہوا کہ پیغمبر کی زوجہ ہونے سے کچھ نہ ہوگی

نہیں ہے بلکہ خدا کی اور اسکے پیغمبر کی فرمانبرداری بھی ہے فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ پس نرمی کرو تم اور نہ پست کرو تم آواز کو ساتھ بات کے یعنی
جس وقت کلام کسی سے بات کرو تو نرم آواز سے بات نکرو جیسے طریقہ اور عورتوں کا ہے کہ بیگانہ مردوں کی طرف رغبت کرتے ہیں اور حیا سے بے نصیب ہیں فَيَطْمَعَ
الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ پس طمع کرے وہ شخص کہ بیچ دل اسکے بیماری ہے بدکاری کی کہ تمہاری بات کو سنکر اسکا دل تمہاری طمع کرے اور اسکی
ہوس میں شک پڑے وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا اور کہو تم بات نیک کہ دور ہو شک اور تہمت سے کہ آواز تمہاری نہ اکڑ اور نرمی سے ہو جس وقت کلام دوسرے
سے بات کرو اور ایسی ہی مومنین کی عورتوں کو چاہیے کہ اپنی آواز نرم دوسرے مرد کو جو کہ اجنبی ہے نہ سنائیں بلکہ بے ضرورت آواز مطلق مرد بیگانہ کو نہ سنائیں
اور منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو بعضے عورتوں کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی اجنبی دروازہ پر آواز دیتا اور مرد دوسرا اس وقت گھر میں نہ ہوتا تو وہ منہ پر ہاتھ اپنی
رکھکے بڑی سخت اور مکروہ آواز سے جواب دیتی تھیں اور فرماتا ہے خدا کہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ اور ٹھیری رہو تم بیچ گھروں اپنے کے اور وقر سے
رہنا عورتوں کی اور بے ضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا منقول ہے کہ سودہ زوجہ پیغمبر خدا کو لوگوں نے کہا کہ تو حج اور عمرہ کیوں نہیں ادا کرتی جیسے کہ اور لوگ
کرتے ہیں فرمایا کہ ایکبار مجھ پر واجب تھا بجا لائی اور اسکی بعد حج اور عمرہ میرا یہ ہے کہ میں اپنی گھر سے باہر نہ نکلوں چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ وقرن فی بیوتکن اور
ارادہ میرا یہ ہے کہ پاؤں اپنا اس حجرہ سے کہ جسمیں رسول خدا صلعم مجھکو بٹھا گئی ہیں میں باہر نہ نکالوں یہانتک کہ مرجاؤں پس جنازہ ہی اسکا حجرہ سے باہر نکلا اور
وہ اپنی زندگی میں حجرہ سے نہ نکلی اور اس کلام میں اسکی کنایہ ہے طرف عائشہ کے کہ اسنے مخالفت کی حکم خدا کی اور اونٹ پر سوار ہو کر واسطے جنگ علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کے باہر نکلی اور مقابلہ پیش آئی اور بعد اسکی خچر پر سوار ہو کر باہر نکلی اور حسن بن علی علیہما السلام کے جنازہ پر تیر لگوائی اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ تحقیق یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ کا تھا بعد موسیٰ کے اور تیس برس زندہ رہا اور صفرا بنت شعیب زوجہ موسیٰ نے یوشع سے لڑائی کی اور فوج ہمراہ لیکر اسنے
یوشع پر چڑھائی کی اور کہا کہ خلافت کی حقدار میں ہوں اور اسقدر جنگ کی کہ اسمیں بہت آدمی مارے گئے اور قریب ہے کہ دختر ابوبکر چڑھائی کریگی علی پر کئی ہزار
آدمی ہمراہ لیکر میری امت کے لوگوں میں سے اور ایسی لڑائی کریگی کہ بڑا کھیت پڑیگا اور حضرت صادق علیہ السلام سے من یات منکن بفاحشۃ کی تفسیر میں منقول ہے کہ
مراد فاحشہ سے خروج کرنا ہے تلوار لیکر اور قرن کو اہل مدینہ نے بفتح قاف پڑھا ہے اور باقیوں نے قاف کے کسرہ سے وَلَا تَبَرَّجْنَ اور ظاہر مت کرو تم زینت کو
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى ظاہر کرنا جاہلیت پہلے کا سا کہ وہ زمانہ کہتے ہیں کہ داؤد اور سلیمان کا تھا کہ اس زمانہ میں عورتیں موتی کا سیا ہوا کپڑا پہنتی
تھیں اور اعضا انکی ظاہر ہو جاتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ حضرت ابراہیم کا تھا کہ اس زمانہ کی عورتیں اپنی لباس میں موتی ٹانکتی تھیں اور مردوں پر اپنی زینت کو
ظاہر کرتی تھیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ ادریس سے نوح تک تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ آدم سے نوح تک تھا اور کہتے ہیں کہ مراد تبرج سے یہ ہے کہ عورت اپنی اوڑھنی سر پر
ڈالتی تھی اور بدن کو اس سے نہیں لپیٹتی تھی کہ زینت اور زیور اسکا پوشیدہ ہو جاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ جاہلیت اولیٰ سے مراد قبل اسلام ہے اور جاہلیت اخریٰ
فسق و فجور ہے اسلام میں اور جاہلیت سے پہلے خروج کرنا صفرا زوجہ حضرت موسیٰ کا ہے یوشع بن نون پر اور جاہلیت کے آخر خروج کرنا عائشہ کا ہے علی ابن ابیطالب
علیہ السلام پر وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ مدام قائم کرو تم نماز کو کہ ہمیشہ پڑھتے رہو اسکو اسکی وقتوں پر کہ اصل عبادت بدنی کی یہ ہے وَآتِينَ الزَّكَاةَ اور دو تم
زکوٰۃ کو جو عورتوں پر واجب ہے کہ اصل عبادت مالی کی وہی ہے وَأَطِعْنَ اللَّهَ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی تمام حکموں میں وَرَسُولَهُ اور پیغمبر اسکے کی بلا امر
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ سوائے اسکے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے خدا لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ تاکہ لیجاوے تم سے ناپاکی کو گناہ کے أَهْلَ الْبَيْتِ
اے اہلبیت وَيُطَهِّرَكُمْ اور پاک کرے تمکو گناہوں سے تَطْهِيرًا پاک کرنا یعنی اے اہلبیت پیغمبر ارادہ الٰہی متعلق ہوا ہے اس پر کہ تمہارے گناہوں
اور خطاؤں کو تم سے دور کرے تاکہ صغیرہ اور کبیرہ سے تم پاک ہو جاؤ یہ آیت باجماع اہلبیت رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی شان میں نازل
ہوئی ہے اور کثیر روایتیں اہلسنت کی بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ صحیح بخاری میں اور جمع بین الصحیحین میں عائشہ سے منقول ہے اور صحیح ابوداؤد اور موطا
مالک میں انس سے اور مسند احمد حنبل میں ام سلمہ سے اور تفسیر ثعلبی میں ابو سعید خدری سے اور سوائے اسکے بہت کتابوں میں اہلسنت کی مذکور ہے کہ یہ آیت شان میں
علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کے نازل ہوئی ہے اور مسند احمد حنبل میں مرقوم ہے کہ عطا ابن ریاح کہتا ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا کہ ایک دن فاطمہ زہرا نے

حکم پردہ زنان

آیت تطہیر در شان پنجتن علیہم السلام

ستی کی ہانڈی میں کھانا پکایا تھا اور وہ کھانا پکا کر رسولِ خدا کے پاس لائیں اور سرورِ سیدِ عالم کے گھر میں رونق افروز تھے جس وقت فاطمہ زہراؑ نے وہ کھانا حاضر کیا تو رسولِ خدا
نے فرمایا کہ جاؤ نورِ دیدہ میرے علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو جا کر میرے پاس لاؤ تاکہ میرے ہمراہ یہ کھانا کھائیں جس وقت وہ حاضر ہوئے تو پانچوں بزرگوں نے جمع ہو کر
وہ کھانا تناول فرمایا جبرئیل خداوندِ جلیل کے پاس سے یہ آیت لیکر نازل ہوئے تب جنابِ رسولِ خدا نے چادر اپنی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام پر ڈالی
اور فرمایا کہ خداوندا یہ ہیں اہلبیت میرے اور خاص میرے خداوندا انسے لیجا تو سب ناپاکی کو گناہونکی اور جس وقت کہ مینے وہ دعا حضرت سے سنی تو مینے کہا کہ یا رسول خدا
میں بھی تم میں سے ہوں فرمایا کہ تو بھی خیر پر ہے لیکن اہلبیت میں سے نہیں ہے اور اسیطرح جامع الاصول میں ہے جو کہ جامع صحاح ستہ کی ہے اور دوسری روایت
امّ سلمہ سے ہے کہ میں بھی چادر کا گوشہ پکڑ کر داخل ہوئی اور کہا مینے کہ میں بھی تم میں سے ہوں رسولِ خدا صلعم نے چادر کو میرے ہاتھ میں سے کھینچ لیا اور فرمایا کہ تو
خیر پر ہے یعنی لیکن اہلبیت میں سے نہیں ہے اور ثعلبی نے عبد اللہ بن جعفر طیار سے روایت کی ہے اور آخر اس روایت کا یہ ہے کہ فرمایا رسولِ خدا نے کہ خداوندا ہر نبی کے
واسطے اہل ہوتی ہیں اور یہ چاروں اہل میرے ہیں پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی زینب زوجہ رسولِ خدا نے کہا کہ یا رسول خدا میں داخل ہو جاؤں تم میں فرمایا کہ
تو اپنی جگہ ہے تو خیر پر ہے یعنی اہلبیت میں سے نہیں ہے اور ثعلبی نے مجمع سے روایت کی ہے کہ ایکروز میں اپنی ماں کے ہمراہ عائشہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ دیکھا تو نے
کہ بروزِ جنگِ جمل خروج کیا تو نے اور باہر ہو گئی تو حکمِ الٰہی سے کہ فرمایا ہے وقرن فی بیوتکن عائشہ نے کہا کہ وہ قضا و قدرِ الٰہی سے تھا اور پھر مینے عائشہ سے
علی کے حال سے پوچھا۔ کہا تو نے مجھسے اس شخص کے حال سے پوچھا کہ جسکو سب آدمیوں سے زیادہ رسولِ خدا دوست رکھتے تھے اور اس دختر کے شوہر کہ جسکو ہم سب سے
زیادہ دوست رکھتے تھے اور قسم ہے خدا کی دیکھا مینے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کو کہ رسولِ خدا نے انکو اپنی جامہ میں لیا اور اس جامہ کو انکے سر پر ڈالا
اور فرمایا کہ خداوندا یہ ہیں اہلبیت میرے اور یگانہ میرے پس ناپاکی کو انسے دور کر اور انکو پاک اور پاکیزہ کر تو آلودگی معصیت سے عائشہ کہتی ہیں کہ مینے کہا کہ یا رسول خدا
میں تیری اہلبیت میں سے ہوں فرمایا کہ دور رہو کہ تو میری اہلبیت میں نہیں ہے اور صواعقِ محرقہ میں لکھا ہے کہ مسلم میں مذکور ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ یاد دلاتا ہوں میں
تمکو خدا کو بیچ اہلبیت اپنی کے پھر زید بن ارقم سے پوچھا کہ اہلبیت انکی کون ہیں کیا عورتیں انکی ہیں کہا کہ نہیں قسم ہے خدا کی تحقیق عورت ہوتی ہے ہمراہ
مرد کے ایک زمانہ تک پھر طلاق دیتا ہے انکو تو وہ عورت اپنے باپ اور قوم کے گھر چلی جاتی ہے اور اہلبیت انکی اس جگہ رشتہ دار اور قریب انکی ہیں کہ جنپر صدقہ
حرام ہے اور صحیح ابوداؤد اور موطائے مالک میں ہے کہ انس نے روایت کی ہے کہ جس وقت رسولِ خدا صلعم واسطے نمازِ صبح کے نکلتے تھے تو فاطمہ کے دروازہ پر آواز دیتے تھے
بعد نازل ہونے اس آیت کے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے نمازِ صبح کو ادا کرو تم ہی اہلبیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یہ حال روایات
اہلِ سنت کا اور اس آیت میں انما کلمہ حصر کا ہے اور بیت سے مراد بیتِ نبوت اور رسالت ہے نہ خانہ ازواج اور اہلبیت کے رسولِ خدا نے تعین فرما دی کہ وہ علی
اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام ہیں اور رجس ناپاکی سے مراد ناپاکی گناہونکی ہے چنانچہ فخر رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ لیجا تم سے ناپاکی کو یعنی دور کرے
تم سے گناہونکو اور پاک کرے تمکو یعنی پہنائے تمکو خلعت کرامت کا اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ یہاں استعارہ کیا ہے واسطے گناہونکی ناپاکی کو اور
واسطے تقوی کے تطہیر کو اور مجمع لغت کی کتاب ہے اسمیں لکھا ہے کہ تطہیر کے معنی پاک کرنا ہے ہر گناہ اور بدی سے اور راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ تطہیر جسم
میں اور اخلاق اور افعال ان سب میں کہی جاتی ہے فرمایا خدا تعالیٰ نے وثیابک فطہر یعنی اور کپڑے اپنے کو پس پاک کر تو میل اور نجاست سے مثل گوہ اور پیشاب اور
خون کے یہاں مراد پاک کرنا جسم یا پارچہ ہے نجاستوں سے اور فرمایا خدا تعالیٰ نے کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اور ظاہر ہے کہ یہاں
ارادہ پاک کرنے کپڑے اور بدن کا نہیں ہے نجاستوں سے بلکہ یہاں پاک کرنا نفس کا ہے جسکے سبب سے سزاوار مدح اور تعریف کا ہو اور لفظ اہلبیت کا اگرچہ عام
سب لوگوں کو گھر کے شامل تھا لیکن جس وقت رسولِ خدا نے خاص کر دیا اور فرمایا کہ یہ ہیں اہلبیت میرے اور کوئی تو سوائے ان چار بزرگونکے اور سب خارج ہو گئے اور یہی
اہلبیت میں داخل رہے پس ثابت ہوئی اس سے عصمت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی اگر کوئی منصف انصاف کرے لیکن بعضے علما اہلسنت جنکی عادت
ہے اہلبیت کے فضائل کے ناقص کرنے اور ضعیف کرنے اور وضع کرنیکی اس خیال سے کہ ایسا ہو کہ فضیلت انکی ثلثہ کی فضیلت سے زیادہ ہو جاوے وہ لوگ کہتے ہیں کہ
یہ آیت رسولِ خدا صلعم کی بیبیوں کی شان میں ہے اور اہلبیت سے مراد بیبیاں حضرت کی ہیں اور حال یہ ہے کہ کوئی حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس میں مذکور ہو کہ رسولِ خدا صلعم فرماتا ہے کہ یہ

آیت میری عورتوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ایک تو یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ عکرمہ غلام ابن عباس کا بازار میں آواز دیتا پھرتا تھا کہ یہ آیت پیغمبر کی عورتوں کی
حق میں نازل ہوئی ہے اور اہلسنت کی کتابوں سے تقلیب المکائد میں نقل کی ہے کہ عکرمہ خارجی اور دشمن تھا اہلبیت علیہم السلام کا پس جب اسکا ایسا حال ہے
وہ دشمن ہے اہلبیت کا اور باوجود اسکے وہ بھلا مانس بھی نہیں ہے بلکہ وہ غلام ہے ابن عباس کا تو وہ کیونکر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کی شان میں
اس آیت کو کہیگا اسپر تو لازم ہوگیا ہے کہ عداوت کی اور حسد ذاتی کی جہت سے ازواج رسول کی شان میں کہے اور دوسری روایت جو ابن عباس کی طرف
منسوب کرتے ہیں وہ بھی اسی غلام ہی نے وضع کی ہوگی کہ مخالف روایات معتبرہ کے ہے اور سوائے اسکے یہ روایات شاذہ مثل روایات صحاح ستہ مثل بخاری
اور ترمذی اور جامع الاصول کے کب ہوسکتی ہیں کیونکہ انکی روایتوں کی مخالف دوسری کتابوں کی روایتیں اہلبیت کے نزدیک البتہ معتبر نہیں ہیں لیکن تعجب ہے علماء
اہلسنت سے کہ عائشہ اور ام سلمہ اور زینب ازواج رسول اور انس اور ابو سعید خدری و زید بن ارقم وغیرہ کہ اصحاب رسول ہیں انکی روایتوں سے چشم پوشی کر کے
ایک غلام دشمن اہلبیت کی روایت پر عمل کرتے ہیں ان لوگوں کا دستور ہے کہ اگر ایک شخص معتبر اہلبیت کی فضیلت کو بیان کرے اور دوسرا اسکے مقابلہ میں کہ
نہایت غیر معتبر ہو اور اہلبیت سے عداوت بھی رکھتا ہو اور وہ اس روایت کا ضعیف ہونا کہے تو اسکے ضعف پر عمل ہوگا اور اس معتبر کی روایت کا اعتبار نہ کرینگے
اور صریح صواعق محرقہ میں زید بن ارقم کا قول ہے کہ ازواج حضرت کی اہلبیت میں سے نہیں ہیں بلکہ اہلبیت وہ لوگ ہیں کہ صدقہ جنپر حرام تھا اور اہلبیت کا لفظ عام
ہے کہ بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اور زوجہ کو باعتبار ظاہر کے سب کو شامل ہے اور نساءکم میں نساء کا لفظ ظاہر میں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مراد اس سے زوجہ
نہ اور کوئی اسیجہ سے وقت کہ آیہ نساءنا و نساءکم میں مراد نساء کے لفظ سے جو کہ مخصوص ازواج کیواسطے تھا اور ظاہر میں ازواج ہی پر دلالت کرتا تھا بیبیاں حضرت کی
مراد نہوئیں اور وہاں بھی فاطمہ زہرا ہی مقصود ہے تو اہلبیت کے لفظ عام سے کہ گھر کے سب آدمی اس سے سمجھ میں آتے ہیں بیبیاں حضرت کی کیونکر ارادہ کیجائینگی
اور دیکھو ظاہر ہے کہ رسول خدا صبح کیوقت جسوقت فاطمہ زہرا کے دروازہ پر پہنچتے تو آواز دیتے تھے کہ الصلوٰة اہل البیت انما یرید اللہ الآیہ پس اگر بیبیاں حضرت
کی اہلبیت میں داخل ہوتیں تو انکے دروازہ پر بھی آیا کرتے کہ الصلوٰة ہے اہلبیت اور مراد رجس سے اس آیت میں نا پاکی ظاہری ہے یا نا پاکی گناہوں کی یا نا پاکی
ظاہری مثل پیشاب اور خون کے تو ہو نہیں سکتی اسواسطے کہ بیچاری حضرت کی ازواج گوہ اور موت میں آلودہ تھیں کہ خدا انکو پاک کرے پس مراد اس سے نا پاکی باطنی ہے کہ
وہ معاصی صغیرہ اور کبیرہ ہیں اور پاک ہونا گناہوں سے دلالت کرتا ہے معصوم ہونے پر اور ازواج کے معصوم ہونیکا کوئی قائل نہیں ہے مسلمانوں کے فرقوں میں سے
اور کیونکر معصوم ہونگی وہ عورتیں کہ جو باغی ہوئی ہوں اور خروج کیا انہوں نے امام زمانہ پر اور بسبب نہ پہچاننے امام زمانہ کے جاہلیت کی موت انکو حاصل ہوئی ہو
پس ازواج کسیطرح مراد نہیں ہوسکتیں اس آیت سے اور نہیں ہیں وہ مگر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کہ جنسے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا اور یہ جو کہتے
ہیں کہ آیہ تطہیر کے قبل اور بعد ازواج کا ذکر ہے آیہ تطہیر میں بھی وہی مراد ہونگی جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو ترتیب ان آیتوں کی موافق تنزیل کے ہمیں نہیں معلوم کی تہ
کہیں کہیں بیجا کر ڈالدی ہے اور ہم نے تسلیم کیا کہ یہ آیتیں اسیطرح نازل ہوئی ہیں لیکن دیکھو قرآن کو کہ تمام قرآن اسطرح کے آیتوں سے پر ہے یعنی ایک مطلب قرآن میں
شروع ہوا اور بعد اسکے وہ سر مطلب اسکا غیر شروع ہوا اور اسکے بعد پھر وہ پہلا مطلب مذکور ہوا ایسا قرآن میں بہت ہے اسیطرح یہ بھی ہے اور یطہرکم میں کم کی ضمیر صریح
دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے ازواج نہیں ہیں اور اگر ازواج مراد ہوتی تو جیسے کہ پہلی اور پچھلی آیتوں میں جمع مونث کی ضمیر آئی ہے یہاں بھی آتی اور یہ کہنا کہ ضمیر
جمع کی بلحاظ لفظ اہل کے آئی ہے چنانچہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ لکھتے ہیں یہ نہایت ہیچ اور بر خلاف تحریر جمیع مفسرین ہے سوائے اسکے کہ اکثر مفسرین اس کم کی ضمیر سے
ملاحظہ سے اہلبیت اہل عبا کو کہتے ہیں اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ بلحاظ لفظ اہل تو جمع مذکر ہو اور مراد اس سے جمع مونث ہو اور آیہ تعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ
علیکم اہل البیت انہ حمید مجید میں عدول مونث واحد تعجبین سے طرف علیکم جمع مذکر کے نہیں ہے اور نہ مونث واحد کو جمع مذکر کے صیغہ سے تعبیر کیا ہے بلکہ علیکم میں خطاب
طرف حضرت ابراہیم وغیرہ اہل البیت کے ہے اور سارہ بھی انہیں داخل ہے لیکن سارہ کی اہلبیت میں اسواسطے داخل ہے کہ وہ انکی خالہ کی یا چچا کی بیٹی ہے نہ زوجہ ہونیکی
جہت سے اور تعجبین میں خطاب تنہا سارہ کیطرف ہے اور اس آیت کے بھی ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت پیغمبر آخر الزمان کی اہلبیت
کی شان میں تھی اور وہ آیہ اسطرح تھی کہ تعجبین من امر اللہ انہ حمید مجید لیکن جامع قرآن کے مشتبہ ہونیکی وجہ سے حضرت سارہ کے ذکر میں ڈالدیا ہے جیسے کہ ازواج

رسول خدا کے ذکر میں آیۂ تطہیر کو داخل کر دیا یہی ملتبس ہونیکی واسطے ہوا ہے کہ ضمیر مؤنث واحد کی کیونکر مطابق ہوگی ضمیر جمع مؤنث کو کہ مخالف فصاحت کے ہے اور
مؤنث واحد کو جمع مذکر کے صیغہ سے بیان کرنا کہیں نہیں آیا اور روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آیۂ تطہیر تنہا نازل ہوئی ہے اور ان پہلی و پچھلی آیتوں کے بیان ہو کر
نازل نہیں ہوئی ہے جامع قرآن نے ان آیتوں کے بیچ میں اس آیت کو ڈالدیا ہے پھر ازواج سے اس آیت کو کیا تعلق ہے اور بیت سے مراد ازواج کا بیت نہیں ہو سکتا
ہے اسواسطے کہ پہلی اور پچھلی آیتوں میں بیوت ہے جمع کا لفظ اگر ازواج کیواسطے ہوتا تو یہاں بھی جمع کا صیغہ ہوتا تاکہ مطابق ہوتا پہلی اور پچھلی آیتوں کے پس مراد
بیت سے بیت نبوت ہے نہ بیت کل ازواج اور روایات کثرت سے دلالت کرتی ہیں کہ بیت ازواج اس سے مراد نہیں ہے اور ابو القاسم حسکانی نے جابر سے روایت کی ہے
چنانچہ فرماتے ہیں جابر کہ آیۂ تطہیر جسوقت رسول خدا پر نازل ہوئی تھی اسوقت حضرت کے حجرہ میں حضرت کے پاس سوائے علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کے کوئی
نتھا پس خطاب خدا کا ان پانچوں سے ہے اور اسوقت یہی اہلبیت تھے اور اہل خانہ بھی ازواج آپ کی نہ داخل ہونگی اور اکثر روایات میں آیا ہے کہ یہ آیت ان پانچوں کی شان میں ہے
اور رسول خدا کے ارشاد کو ترک کر کے اپنی رائے کو دخل دینا اور اپنی طرف سے ایک مضمون ایجاد کرنا قابل سماعت کے نہیں ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ آیۂ تطہیر تو ازواج کے
شان میں ہے اور علی اور فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو رسول خدا نے اپنی دعا سے اس وعدہ میں داخل کیا ہے یہ قول نہایت لغو اور واہی ہے اور یہ قول صاحب تحفہ کا ہے
مخالف جمیع مفسرین ہے اور دعا حضرت کی یہ امر ہرگز ثابت نہیں ہے اسواسطے کہ دعا میں تو یہ ہے کہ ہؤلاء اہلبیتی یہ ہیں اہلبیت میری اور کوئی لفظ انکے واسطے جو کہ
وعدہ کیا ہے انکو وفا کر اور صاحب قول مستحسن کہ سنی ہے وہ بھی صاحب تحفہ پر اعتراض کرکے یہی لکھتا ہے اور دعا حضرت کیواسطے دور کرنے نجاست کی ہے نہ
واسطے داخل کرنے ان چاروں بزرگوں کی اہلبیت میں اور ام سلمہ کو جو عبا میں داخل نہیں کیا اسواسطے کہ وہ اہلبیت میں سے نہ تھی نہ اسواسطے کہ وہ اہلبیت میں سے
تھی اور انکی داخل کرنے سے تحصیل حاصل کی ہوتی تھی اور نہ جمیع اقارب حضرت کے اہلبیت میں داخل ہیں اور نہ سب کے واسطے دعا کی تھی بلکہ وہی چار شخص ہیں
کہ جنکو عبا میں لیا تھا اور یہی چاروں بزرگ وہ آیتوں میں مذکور ہیں اور کوئی اور بیان نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالی کسی چیز کا ارادہ کرے اور پھر وہ عمل میں نہ آئے
خدا تعالی کا فرمانا لغو نہیں ہے کہ کسی چیز کو کہے کہ میں ارادہ اسکا کرتا ہوں اور پھر اسکو نہ کرے اور سوائے اسکے یہ مقام مدح کا ہے اور یہ قول دلالت کرتا ہے تعظیم پر اور فقط
ارادہ کرنے میں کچھ مدح اور تعظیم نہیں ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ آل عبا تو پاک تھے پاک کو خدا کیا پاک کریگا یہ امر تو ازواج کیواسطے بھی ہو سکتا ہے معلوم ہوا کہ پہلے وہ
ناپاک تھے کہ اب خدا تعالی انکو پاک کرتا ہے اور یہ لوگ یطہرکم کے معنی ہی نہیں سمجھے اسواسطے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ طہارت پر ثابت رکھے تمکو خدا جیسے کہ اہدنا الصراط
المستقیم ہے یعنی ثابت رکھ تو ہمکو راہ سیدھی پر اور طہارت نجاست سے بھی ہوتی ہے اور معاصی سے بھی ہوتی ہے ایک معنی ہر جگہ مراد نہیں ہو سکتی اس
مقام کو دیکھنا چاہیئے کہ یہاں کونسی معنی مناسب ہیں غرض یہ ہے کہ باوجود منقول ہونے اکثر احادیث کے شان آل عبا کے پھر جو اس آیت میں تاویلیں کرتے جاتے ہیں کہ
یہ فضیلت آل رسول کیواسطے ثابت نہو بلکہ ازواج کیواسطے ہو سو ہیں ان لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں ہے بجز اسکے کہ آل رسول فضیلت میں بڑھنے نہ پائیں اور
عصمت انکی ثابت نہو کہ وہ دلیل ہو جائے انکی خلافت اور امامت کیواسطے اور لوگ انکو ثلثہ سے زیادہ بزرگ جاننے لگیں لیکن انکی وہی تاویلیں کرنے سے
کچھ نہیں ہوتا اور چاند پر خاک ڈالنے سے چاند پوشیدہ نہیں ہوتا ہے جہاں اہلبیت کا ذکر ہوگا تو اس سے مسلمان آل عبا کو سمجھینگے نہ ازواج پیغمبر صلعم کو جسقدر یہ کوشش کرتے
ہیں آل رسول کی فضائل کے گھٹانے میں اسیقدر خدا تعالی انکے فضائل کو روشن کرتا ہے اور اب خدا تعالی پھر ازواج پیغمبر کیطرف خطاب کرتا ہے کہ وَاذْكُرْنَ
اور یاد کرو تم اے عورتو پیغمبر کی مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ اسچیز کو کہ پڑھی جاتی ہے بیچ گھروں تمہارے مِنْ آيَاتِ اللَّهِ آیتوں
خدا کی سے وَالْحِكْمَةِ اور حکمت کی باتوں سے یعنی وہ کتاب پڑھی جاتی ہے جو کہ شامل ہے دونوں امر کو اور یا سخنان پیغمبر کہ محض نصیحت اور پند ہے
انکی باتوں سے نصیحت پکڑو إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا كَانَ لَطِيفًا ہے لطف کرنیوالا انکو خَبِيرًا خبردار تمہاری گفتار اور کردار
سے اور تدبیر کرنیوالا ہے اسکی کہ جسمیں تمہاری صلاح ہے اور لکھتے ہیں کہ اسما بنت عمیس نے اپنے شوہر جعفر طیار کے ہمراہ حبشہ سے مراجعت کی اور مدینہ میں آکر پہنچی تو
رسول خدا صلعم کی بیبیوں کے پاس آئی اور پوچھا کہ ہمارے مقدمہ میں یعنی عورتوں کے حق میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی ہے کہا کہ نہیں وہ رسول خدا کے پاس
آئی اور عرض کی کہ یا رسول خدا صلعم عورتیں بالکل ناامید ہیں اور بڑی نقصان میں ہیں حضرت نے پوچھا کہ کیوں۔ کہا کہ اسواسطے کہ قرآن میں جا بجا مردوں کا ذکر ہے

ع ۷

اور عورتوں کا کسی آیت میں ذکر نہیں ہے معلوم ہوا کہ ہم شمار میں نہیں ہیں اور نہ ہماری عبادت و طاعت مقبول ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ
تحقیق کہ فرمانبرداری کرنیوالے مرد وَالْمُسْلِمَاتِ اور فرمانبرداری کرنیوالیاں عورتیں وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور ایمان
لانیوالے مرد اور ایمان لانیوالیاں عورتیں اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے کہ جسکے ہاتھ اور زبان سے سلامت ہیں مسلمان اور مومن وہ ہے کہ
سلامت ہے ہمسایہ ایذاؤں سے اسکی اور نہیں ایمان لایا ہے مجھپر وہ شخص کہ شب کو سیر ہوکر سویا اور ہمسایہ اسکا بھوکا ہے اور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ ایمان
معرفت اور عقد ہے دل سے اور اقرار ہے زبان سے اور عمل ہے ارکان دین پر اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام تو وہ ہے کہ جسکے سبب سے
خون بچ رہتے ہیں اور امانت ادا کیجاتی ہے اور نکاح آپس میں جائز ہوتے ہیں اور میراث دیتے لیتے ہیں اور ایمان وہ ہے کہ جو دل میں ہے اور دوسری حدیث میں ہے
کہ ثواب ایمان پر موقوف ہے اور ایک اعرابی کی صورت میں جبرئیل رسولخدا صلعم کے پاس آئے اور رسولخدا انکو نہیں پہچانتے تھے انہوں نے رسولخدا
سے پوچھا کہ یا محمد صلعم کیا ہے ایمان فرمایا کہ اعتقاد کرے تو خدا کا اور آخرت کے دن کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور پیغمبروں کا اور زندہ ہوکر اٹھنے کا
بعد مرنیکے کہا کہ سچ کہا تونے اے محمد پس کیا ہے اسلام فرمایا کہ گواہی دے تو اسکی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا خدا کے اور محمد بندہ اسکا ہے اور پیغمبر اسکا ہے قائم کرے تو
نماز کو اور دے تو زکوٰۃ کو اور ماہ رمضان کے روزے رکھے تو اور بیت اللہ کا حج کرے تو کہا کہ سچ کہا تونے اے محمد صلعم اور پھر حقتعالیٰ مرد اور عورت کا ذکر کرتا ہے
وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ اور ہمیشہ عبادت کرنیوالے مرد اور ہمیشہ عبادت کرنیوالیاں عورتیں وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ
اور راست کہنے والے مرد اور راست کہنے والیاں عورتیں ہر امر میں وَالصَّابِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالیاں
عورتیں طاعتوں اور عبادتوں پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ اور عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی کرنیوالیاں
عورتیں خدا کے سامنے اور خدا سے ڈرنیوالے مرد اور عورتیں دل سے اور اعضا سے وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ اور صدقہ دینے والے
مرد اور صدقہ دینے والیاں عورتیں اپنے مالوں میں سے صدقہ واجب اور صدقہ سنت اور خمس وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ اور روزہ رکھنے
والے مرد علاوہ روزہ رکھنے والیاں عورتیں واسطے خدا کے روزہ واجب اور سنت سے وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ اور نگاہ رکھنے
والے مرد ستروں اپنوں کو حرام سے اور نگاہ رکھنے والیاں عورتیں وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا اور ذکر کرنیوالے مرد خدا کو بہت اور کثیر اضعف
ذکر امقدر کی یعنی ذکر اکثیر وَالذَّاکِرَاتِ اور ذکر کرنیوالیاں عورتیں ذکر بہت رات اور دن میں دل اور زبان سے اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کیا ہے
خدا نے واسطے انکے یعنی واسطے مردوں کے اور عورتوں کے مَغْفِرَةً بخشش کو گناہوں کی وَاَجْرًا عَظِیْمًا اور اجر بڑے کو اور عطا ابن ابی رباح نے روایت کی ہے
کہ جو کوئی اپنے تئیں خدا کے سپرد کرے داخل ہوا اسکے قول میں کہ ان المسلمین والمسلمات ہے اور جو کوئی اقرار کرے خدا کا اور اسکے رسول کا اور تصدیق کرے
علی بن ابیطالب کے ولایت کی اور انکی اولاد پاک کی اور دل اسکا زبان کے موافق ہو تو وہ اس قول میں داخل ہے کہ والمومنین والمومنات اور جو کوئی
فرمانبرداری کرے خدا کی فرض میں اور فرمانبرداری کرے پیغمبر کی سنت میں وہ شخص داخل ہووے والقانتین والقانتات میں اور جو کوئی زبان کو نگاہ رکھے
دروغ سے وہ شخص داخل ہے جملہ والصادقین والصادقات میں اور جو کوئی صبر کرے طاعت پر اور معصیت سے پرہیز کرنے پر وہ شخص داخل ہوا آیہ والصابرین والصابرات
میں اور جو کوئی نماز پڑھے اور چپ و راست نگاہ نکرے وہ داخل ہو والخاشعین والخاشعات میں اور جو کوئی ہفتہ میں ایکدرہم صدقہ دیوے وہ شخص داخل ہو
والمتصدقین والمتصدقات میں اور جو کوئی ہر مہینہ میں تیرھویں چودھویں پندرھویں کو روزہ رکھے وہ داخل ہو والصائمین والصائمات میں اور جو کوئی اپنے
تئیں حرام کرنے سے نگاہ رکھے وہ داخل ہو والحافظین فروجہم میں اور جو کوئی پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرے مع شرائط اور ارکان کے وہ داخل ہو والذاکرین
اللہ کثیرا والذاکرات میں اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے ہوئے تسبیح حضرت فاطمہ زہرا کی پڑھے وہ جملہ والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات سے ہے
ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے زینب دختر جحش کی خواستگاری جو کہ انکی پھوپھی کی بیٹی تھی واسطے زید بن حارثہ متبنی اور آزاد کئے ہوئے
اپنے کی تو زینب نے پہلے تو یہ گمان کیا کہ وہ حضرت اپنے واسطے خواستگاری کرتے ہیں قبول کیا اور جس وقت معلوم ہوا کہ زید کیواسطے چاہتے ہیں تو انکار کیا ہو سکے کہ

بہت خوبصورت تھی اور حضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھی اور قریش کے زنان اشراف میں سے تھی اور کہا کہ میں کسواسطے آزاد کیے ہوئے کی زوجہ ہوں اور اسکا بھائی
عبداللہ بن جحش بھی اسکا متفق ہوا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ زینب نے رسول خدا صلعم کے جواب میں کہا کہ میں اپنے نفس سے اس امر
میں مشورہ کر لیوں آپ منتظر رہیں پس حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اور نہیں روا ہے واسطے کسی مومن کے یعنی عبداللہ کے
وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اور نہ واسطے کسی عورت ایمان لانیوالی کے یعنی زینب کے اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ جسوقت حکم کریں خدا اور پیغمبر اسکا اَمْرًا کسی
کام کو مثل نکاح وغیرہ کے تو اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ یہ کہ ہووے واسطے انکے اختیار مِنْ اَمْرِهِمْ کام اپنے سے کسی چیز میں بلکہ انکو چاہیے کہ اپنے
اختیار کو خدا اور رسول کے اختیار کے تابع کریں اور یہ آیت اگرچہ خاص انکے حق میں ہے لیکن حکم اسکا عام ہے اور اہل کوفہ اور ہشام نے یکون کو یا سے پڑھا ہے
اور باقیوں نے تا سے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو کوئی نافرمانبرداری کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی تو فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گمراہ
ہوا وہ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا گمراہ ہونا ظاہر اور جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو زینب نے رسول خدا سے عرض کی کہ میرے نکاح کا اختیار آپکو ہے میں نے آپکو مختار کیا
جس سے چاہو نکاح میرا کرو رسول خدا نے زید سے زینب کا نکاح کیا اور عبداللہ بھی اسپر راضی ہوا اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے زید کا زینب سے نکاح کیا تو اپنے مال سے مہر اسکا
ادا کیا اور مہر میں دس عدد دینار اور ساٹھ درہم اور چادر اور لحاف اور اوڑھنی اور پچاس مد طعام کے کہ ایک من کے قریب ہے اور تیس صاع خرما کہ دو من
سے کچھ زیادہ ہے عطا فرمائے اور اس سے پہلے اسی سورہ میں وما جعل ادعیاءکم ابناءکم کی تفسیر میں بیان کیا ہے حضرت صادق علیہ السلام سے ہم نے روایت لکھی ہے
زید نے رسول خدا سے عرض کی کہ اگر آپ زینب سے نکاح کریں تو میں اسکو طلاق دیدوں حضرت نے انکار کیا اور فرمایا کہ خدا سے ڈر اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس نگاہ رکھ
اس حال کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ وَاِذْ تَقُوْلُ اور یاد کر تو ای محمد صلعم جسوقت کہ کہتا تھا تو لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ واسطے اس شخص کے کہ انعام
کیا ہے خدا نے عَلَيْهِ اوپر اسکے کہ اسکو توفیق ایمان کی دی ہے اور تیرا خادم اور تابع اسکو کیا وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اور انعام کیا ہے تم نے ای محمد صلعم
اوپر اسکے کہ تو نے اسکو پرورش کیا ہے اور آزاد کیا ہے اور کہا ہے تو نے اسکو ازراہ محبت کے اَمْسِكْ عَلَيْكَ نگاہ رکھ تو اوپر اپنے زَوْجَكَ زوجہ
اپنی کو کہ وہ زینب ہے وَاتَّقِ اللّٰهَ اور ڈر تو خدا سے زینب کے مقدمہ میں اور طلاق اسکو مت دے بلکہ اپنے پاس اسکو رکھ یہ تو نے زید سے کہا وَتُخْفِيْ فِيْ
نَفْسِكَ اور چھپاتا ہے تو بیچ نفس اور دل اپنے کے مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ اس چیز کو کہ خدا ظاہر کرنیوالا اسکا ہے یعنی زینب سے نکاح کرنا اسکو اگر زید اسکو طلاق دیوی
تیرا جی تو چاہتا ہے وَتَخْشَى النَّاسَ اور ڈرتا ہے تو آدمیوں سے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ اسنے اپنے پسر کی زوجہ سے نکاح کر لیا ہے وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ
اور خدا زیادہ لائق ہے کہ ڈرے تو اس سے جناب رسول خدا میں حیا زیادہ تھی اسواسطے آدمیوں سے زیادہ خوف کرتے تھے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ اسنے اپنے فرزند کی زوجہ سے نکاح کر لیا ہے
اور ایام جاہلیت میں لے پالک کی زوجہ سے نکاح کرنا حرام جانتے تھے اور اس سے نکاح نہیں کرتے تھے اسواسطے آنحضرت کو کچھ خوف تھا کہ حضرت نے زید سے فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو مت چھوڑ اور اسے طلاق مت
دے اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے تنزیہ الانبیاء میں لکھا ہے کہ عرب لے پالک کو قائم مقام اولاد کے جانتے تھے سب حکموں میں اور اسی جہت سے انکے طلاق دی ہوئی
عورتوں سے نکاح نہیں کرتے تھے پس رسول خدا نے ارادہ کیا کہ بسبب نکاح کرنیکے زینب سے بعد طلاق کے بالکل اس حکم کو باطل کریں اور جاہلیت کے طریقہ کو منسوخ کریں اور
لیکن اس امر کو پوشیدہ رکھتے تھے اس خوف سے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ پیغمبر نے اپنی پسر کی زوجہ سے نکاح کر لیا اور اسیواسطے زید سے فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس تھام رکھ اور
خدا سے ڈر زینب کے مقدمہ میں کہ اسکو طلاق مت دی اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو امر کہ رسول خدا صلعم اپنے جی میں چھپاتے تھے وہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے رسول
اپنے کو خبر دی تھی کہ زینب تیری عورتوں میں سے ہوگی اور زید اسکو طلاق دیگا پس جسوقت زید آیا اور اسنے حضرت سے عرض کی کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ زینب کو طلاق دوں تو فرمایا
حضرت نے کہ تو اپنی زوجہ کو تھام رکھ اور اسکو طلاق مت دی پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے کیوں کہا کہ اپنی زوجہ کو تھام رکھ اور حال یہ ہے کہ ہم نے تجھکو خبر دی ہے کہ وہ تیری
عورتوں میں سے ہوگی اور اب خدا تعالیٰ زید کے زینب کو طلاق دینے کا اور رسول خدا کو اس سے نکاح کرنیکا ذکر کرتا ہے کہ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا پس جسوقت ادا کیا
زید نے زینب سے وَطَرًا حاجت کو کہ جو اس سے رکھتا تھا نکاح کی اور مجامعت کی اور طلاق دی اسکو اور زینب نے عدہ کو پورا کر لیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
ادا کرنے حاجت سے طلاق دینا ہے یعنی جسوقت طلاق دیدی زید نے اور زینب نے عدہ کو تمام کیا تو زَوَّجْنٰكَهَا نکاح کیا ہم نے تیرے لیے ای محمد اس زینب سے اور رہبیت

علیہم السلام کی عورت ہیں زوجیت میں دیا ہمنے یعنی نکاح کیا تیرا ساتھ زینب سے لِكَيْ لَا يَكُونَ تاکہ نہووے جدید تر عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ اوپر
مومنین کے تنگی یا کوئی گناہ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ بیچ درخواست کرنے عورتوں کے پالکوں اپنے کی کے بعد طلاق کے یا بعد مرجانے
شوہروں کو إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا جسوقت کہ ادا کر لیں وے اپنی حاجت کو کہ وہ نکاح اور طلاق اور عدہ ہی یعنی اس سبب سے تیرا نکاح ہمنے زینب سے
کیا کہ تمام مومنین تیری پیروی ہو لینے سے پالکوں کی عورتوں سے نکاح کر لیویں اور اسمیں کچھ تردد نہ کریں اور رجاہلیت کی رسم کو ہمنے منسوخ کیا وَكَانَ
أَمْرُ اللَّهِ اور ہی کار خدا کا جسکا کہ وہ ارادہ کرے مَفْعُولًا کیا گیا یعنی جس چیز کا کہ خدا ارادہ کرے البتہ وہ وقوع میں آتا ہے جیسے کہ نکاح زینب کا حضرت
رسالت پناہ سے اور انس بن مالک سے منقول ہے کہ جسوقت عدت زینب کی منقضی ہوئی تو رسولخدا نے زید سے فرمایا کہ تو جا اور زینب کی خواستگاری میرے واسطے
کر زید روایت کرتا ہے کہ میں زینب کے پاس گیا اسوقت وہ آٹے کو خمیر کرتی تھی جسوقت میں نے اسکو دیکھا تو میری نظر میں وہ نہایت عظیم الشان اور بلند مرتبہ معلوم
ہوئی کہ مجھکو یارا اسپر نگاہ کرنیکا نہوا رسولخدا کی حرمت کی جہت سے میں نے اپنی پشت اسکی طرف کر کے کہا کہ خوشخبری ہو تجھکو اے زینب کہ رسولخدا صلعم تیری
خواستگاری کرتے ہیں یہ سنکر خوش ہوئی اور کہا کہ میں کچھ یہ کام نکروں یہانتک کہ اپنی پروردگار سے اپنی کام میں مشورہ کروں تو ہانسے اٹھکر مصلی پر
گئی اور اپنے خدا سے مناجات کی حقتعالی نے وہ آیت نازل کی اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ رسولخدا بعد نازل ہونے اس آیت کے بے اجازت حاصل کئے زینب
کے گھر میں تشریف لے گئے زینب نے کہا کہ یا رسولخدا بدون نکاح میرے گھر میں کیونکر آئے ہو حضرت نے فرمایا خدا نے نکاح کر دیا اور جبرئیل گواہ ہی بعد اسکے زینب اس جہت سے
سب بیبیوں پر فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ خدا نے میرا نکاح پیغمبر سے کیا ہی اور تمہارا نکاح تمہارے والی کرتے ہیں اور زینب نے رسولخدا سے کہا کہ میں اور بیبیوں سے زیادہ
مرتبہ رکھتی ہوں اور میرا قرب آپ سے زیادہ ہے تین چیز کے سبب سے ایک تو یہ کہ جد میرا اور جد تمہارا ایک ہی کہ وہ عبدالمطلب ہے اور حقتعالی نے میرا نکاح عرش سے
آسمان پر کیا اور جبرئیل ایلچی اور گواہ عقد کا ہوا کہ ان تین امور میں کوئی زوجہ تمہاری میری شریک نہیں ہے اور کہتی ہیں کہ رسولخدا نے زینب کی عروسی کے واسطے
ولیمہ تیار کیا تھا اور لوگوں کو مہمان کیا اور سوا زینب کے اور کسی کی عروسی میں اپنی بیبیوں میں سے ولیمہ نہیں کیا اور شام تک لوگوں کو کھانا کھلایا اور بعضی مخالفین
اس قصہ کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ بالکل مخالف شرع کے ہی کہتے ہیں کہ رسولخدا زینب پر عاشق ہو گئے تھے جسوقت کہ وہ زید کی زوجہ تھی اور بیشک یہ نہایت
اور معصیت ہے اور انبیاء ان سب امور سے پاک ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث میں اسطرح سے ہے کہ رسولخدا صلعم نے زید سے زینب کا نکاح کیا پس
وہ زید کے پاس ہی بعد اسکے ان دونوں میں نزاع واقع ہوا اور اپنا جھگڑا رسولخدا کے پاس لائے رسولخدا کی نظر زینب پر پڑی تو نہایت تعجب کیا اور خوش
آئندہ معلوم ہوئی زید نے کہا کہ اگر حضرت حکم دیویں تو میں اسکو طلاق دیدوں اسواسطے کہ اسمیں تکبر بہت ہے اور یہ اپنی بات سے مجھکو نہایت ایذا دیتی ہی حضرت نے
فرمایا کہ خدا سے ڈر تو اسکو طلاق کیوں دیتا ہے اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس رکھ اور اس سے نیکی کر بعد اسکے زید نے اسکو طلاق دی اور جب عدہ گزر گئی تو خدا تعالی نے
اسکی نکاح کا حکم رسولخدا صلعم سے نازل کیا اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے عصمت انبیا کی حدیث میں فرمایا ہی کہ قول حقتعالی کا وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
مراد اس سے یہ ہی کہ حقتعالی نے نام انکی بیبیوں کے جسقدر کہ دنیا میں ہونگی اور جسقدر کہ آخرت میں سب اپنے حبیب کو بتلا دئے تھے اور فرمایا کہ وہ مومنین کی مائیں ہیں
اور ایک کا نام انمیں سے زینب ہے اور وہ آج کے دن زوجہ زید بن حارثہ کی ہی پس رسولخدا نے نام اسکا اپنی جی میں پوشیدہ رکھا اور اسکو ظاہر نکیا تاکہ منافقین میں سے
کوئی نہ کہے کہ اسنے ایک عورت کو کہ وہ ایک مرد کے گھر میں ہے اپنی ازواج میں سے کہا اور مومنین کی ماؤں میں سے اور خوف کیا منافقین کے کہنے سے اسواسطے خدا نے فرمایا کہ وَتَخْشَى
النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ یعنی خدا زیادہ لائق ہی کہ تو اس سے اپنی جی میں ڈرے نہ کہ آدمیوں سے اور خدا تعالی نہیں متولی ہوا ہے کسیکے نکاح کا اپنی خلقت میں سے مگر
واسطے نکاح آدم و حوا کے اور رسولخدا کے زینب سے چنانچہ فرمایا ہی کہ زوجناکہا اور نکاح فاطمہ کا علی سے کہ آسمان پر کیا ہی اور خدا تعالی نے اپنے علم سے جانا کہ قریب ہے کہ
منافقین حضرت کو زینب سے نکاح کرنے میں عیب لگاوینگے اسواسطے یہ آیت نازل کی کہ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ نہیں ہے اوپر پیغمبر کے مِنْ حَرَجٍ کوئی
تنگی اور گناہ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ بیچ اسکے کہ مقدر اور مقرر کیا ہی خدا نے واسطے اس پیغمبر کے کہ عورتوں لے پالکوں کی اوپر حلال کی ہیں جسوقت کہ وہ
مرجائیں یا طلاق دیویں اور یہ خصوصیت پیغمبر کی نہیں ہے بلکہ سُنَّةَ اللَّهِ سنت اور طریقہ مقرر کیا گیا خدا کا ہے فِي

فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا یعنی ان لوگوں کی جو گزری ہیں انبیا میں سے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے اور سُنَّۃَ اللہِ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی سن الیہ سنۃ مراد اس سے پہلے
انبیا ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسے حرج کو دور کیا تھا اور امر مباح میں جیسے نکاح سے انکو انکی عدد توسع دیا اور جسقدر کہ مباح ہو تو مثل کثرت ازواج کہ داؤد کی
نو زوجہ تھیں اور سلیمان کی تین سو زوجہ اور سات سو حرم تھیں یعنی مقصد یہ ہے کہ انبیا کو کثرت ازواج کی جائز ہوئی بدون حرج کے پس محمد کہ سرور انبیا کا ہے انکو بھی
حرج نہیں ہے اگر انپر سے پالک کی زوجہ سے نکاح کریں وَکَانَ اَمْرُ اللہِ اور ہے حکم خدا کا قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ایک حکم ادا کیا گیا اور جاری کیا گیا
یقیناً یعنی جو چیز کہ خدا تعالیٰ انبیا پر نازل کرتا ہے وہ قضا و قدر ہے کہ البتہ واقع ہونیوالا اس مقدار پر کہ جو موافق حکمت کے ہے اور انبیا گزشتہ الَّذِیْنَ
یُبَلِّغُوْنَ وہ لوگ ہیں کہ پہنچاتے ہیں رِسٰلٰتِ اللہِ پیغاموں خدا کے کو اپنی امتوں تک بدون خوف کے وہ ہیں وَیَخْشَوْنَہٗ اور ڈرتے ہیں
وہ اس خدا سے وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اور نہیں ڈرتے ہیں وہ احکام کے پہنچانے میں کسی سے اِلَّا اللہَ مگر خدا سے وَکَفٰی بِاللہِ حَسِیْبًا
اور کافی ہے خدا کفایت کرنیوالا واسطے برلانے مقصد ڈرانیوالوں کے جو کہ اس سے ڈرتے ہیں اور بیان یہ کہ کافی ہے خدا حساب اور شمار کرنیوالا بندوں کے اعمال کا پس چاہیے کہ
اس سے ڈریں نہ کسی غیر سے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ انبیا کو احکام کے پہنچانے میں تقیہ جائز نہیں ہے نہ غیر تبلیغ احکام میں یعنی سوائے تبلیغ احکام کے
اور امور میں تقیہ کر سکتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے کیا اور اگر کوئی کہے کہ اگر انبیا کو احکام کے پہنچانے میں تقیہ جائز نہیں ہے تو اسکو کیا معنی ہیں کہ وَتَخْشَی النَّاسَ
یعنی اور ڈرتا ہے تو آدمیوں سے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قول تبلیغ احکام سے تعلق نہیں رکھتا ہے بلکہ خوف حضرت کو منافقین کی بدگوئی کا تھا کہ وہ طعن کرینگے اور
لوگوں کی بدگوئیوں اور بدگمانیوں سے ہر عاقل پرہیز کرتا ہے اور یہ امور متعلق احکام خدا کے نہیں ہیں اور جس امر سے حضرت ڈرتے تھے وہی بعد نکاح کرنیکے زینب سے
پیش آیا کہ منافقین نے زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ یہ مرد ہمکو کہتا ہے کہ تمہارے فرزندوں کی جوروئیں تم پر حرام ہیں اور آپ اپنے پسر کی زوجہ سے نکاح کیا کر لیا یعنی
زید کی زوجہ سے اور یہ انہوں نے اس واسطے کہا کہ وہ لوگ مثل پسر حقیقی کے زید کو متبنی کے جانتے تھے سب انکو نہیں خدا نے سمجھایا تو اسکے رد میں یہ آیت نازل کی کہ مَا کَانَ
مُحَمَّدٌ نہیں ہے محمد صلعم اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے اگر باپ ہے تو فاطمہ زہرا کا ہے اور وہ مرد نہیں ہے بلکہ عورت ہے اور
اگر قاسم اور ابراہیم کا باپ ہے تو وہ لڑکے تھے اور بالغ نہ ہوئے تھے پس رجال میں داخل نہ ہوئے اور اگر بالغ بھی ہو گئے تھے تو امت کے مردوں میں سے نہ تھے بلکہ ان حضرت
کے مردوں میں سے تھے اور حسنین بھی اس وقت میں بالغ نہ ہوئے تھے اور بالغ ہو گئے تھے تو وہ بھی ان حضرت ہی کے مردوں میں سے تھے نہ امت کے مردوں میں سے اور حسنین کو حضرت
نے بارہا فرمایا ہے کہ یہ دونو بیٹے میرے ہیں اور یہ دونو امام ہیں کھڑے ہوں یا بیٹھے رہیں یعنی دونو حالت میں امام ہیں خواہ امامت پر قائم ہوں یا امامت
بیٹھے رہیں اور معاویہ کی لڑائی میں جناب امیر نے محمد حنفیہ کو بلا کر کہا کہ تو بیٹا میرا ہے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حسنین بیٹے آپ کے نہیں ہیں فرمایا کہ وہ رسول خدا کے فرزند ہیں اور رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ سب کی اولاد باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے لیکن اولاد فاطمہ میری طرف منسوب ہے پس یہ کہ امت کے مردوں میں سے ہے انکے وہ حضرت باپ کیونکر ہونگے وَلٰکِنْ
رَّسُوْلَ اللہِ اور لیکن وہ پیغمبر خدا کا ہے اور لکن مخفف ہے لکنّ مثقلہ کا اور اسم اسکا محذوف ہے اور وہ ضمیر غائب کی ہے اور یہ بھی مستحسن ہے کہ رسول کا لفظ
مرفوع ہو اور اگر منصوب ہے تو خبر کان مقدر کی ہے یعنی ولکن کان رسول اللہ یعنی اور لیکن ہے وہ پیغمبر خدا کا اور امت کا جو حضرت کو باپ کہتے ہیں وہ اس
جہت سے ہے کہ حضرت نصیحت اور شفقت کرنیوالے امت کے ہیں اور واجب التعظیم اور توقیر سب کے ہیں اور اطاعت انکی سب پر واجب ہے اور زید ایک آدمی
امت میں تھا اور شمول ان رسول خدا میں واسطے اور کا نہ تھا اسواسطے وہ حضرت اسکے باپ نہیں ہو سکتے وہ حضرت تو پیغمبر ہیں خدا کے کہ لوگوں کی ہدایت اور
نصیحت کے واسطے حکم کئے گئے ہیں وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور ہے وہ حضرت ختم کرنیوالا پیغمبروں کا کہ بعد انکے کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور حفص نے خاتم کو بفتح تا پڑھا ہے
یعنی آخر ہے وہ ہر پیغمبر و نبی کہ بعد انکے کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور انکی نبوت قیامت تک باقی رہیگی اور بعد انکے اس امت کے کسی و بشر کو نبوت نہ پہنچیگی اور رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ میں خاتم الانبیا ہوں اور تو اے علی خاتم الاولیا ہے اور حضرت عیسیٰ جب نازل ہونگے تو انکا عمل بھی ہماری شرع پر ہوگا نہ اپنی شرع پر کہ وہ منسوخ ہے
وَکَانَ اللہُ اور ہے خدا بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ساتھ ہر چیز کے دانا اور جاننے والا کہ کون لائق خاتم النبیین ہونے کے ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ
یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی من بعدی یعنی اے علی تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے یعنی جو نسبت کہ ہارون کو موسیٰ سے تھی

وہ تجھکو مجھسے ہی مگر یہ فرق ہے کہ نہیں ہے کوئی پیغمبر بعد میرے اور یا رسول خدا پیغمبر بھی تھا مقصود اس سے یہ ہے کہ بعد میرے پیغمبر نہیں ہے اور اگر ہوتا تو تو ہی ہوتا ہے کہ جو فضل
کہ چاہئیں وہ تجھ میں موجود ہیں عصمت و علم اور شجاعت اور سخاوت اور حلم اور تمام اخلاق نیک رسول کے تیری اور کسی میں وہ اخلاق نہیں ہیں اور بعد اسکے
بندونکو خدا تعالیٰ حکم کرتا ہی کثرت ذکر اور تسبیح کا چنانچہ فرماتا ہی کہ **یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا** ای وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو **اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا**
کَثِیرًا یاد کرو تم خدا کو یاد کرنا بہت یعنی تہلیل و تحمید و صفات خدا کا ذکر کرتے رہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ہر چیز کی ایک حد ہے
کہ اسپر وہ چیز منتہی ہوتی ہی مگر ذکر خدا کا کہ اسکی کوئی حد نہیں ہے اور خدا تعالیٰ ذکر کثیر سے راضی ہوتا ہی اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا شیعہ ہمارے وہ ہیں
جسوقت خالی ہوتے ہیں تو ذکر خدا کا بہت کرتے ہیں اور تسبیح فاطمہ زہرا کی ذکر کثیر میں داخل ہے اور ذکر کثیر سے مراد یہ ہے کہ کسی وقت اسکو نہ بھولے نہیں **وَ**
سَبِّحُوهُ اور پاکی سے یاد کرو تم اسکو **بُکْرَةً وَأَصِیلًا** صبح کو اور شام کو ہو سکتا ہے کہ نماز صبح کی اور شب کی زیادہ شاق ہوتی ہی بسبب غلبے خواب
کے اور رکھتے ہیں خصوصیت ان دونوں وقتوں کی ان دو نمازوں کے ساتھ ہو سکتا ہے کہ صبح اور شام کی دو ساعتیں ہیں حافظان نامہ اعمال حاضر ہوتے ہیں دونوں
وقت تسبیح اور نماز کو نامہ اعمال میں لکھتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک بکرة سے مراد نماز صبح کی ہے اور اصیل سے مراد نماز ظہر ہے اور نماز عصر اور مغرب اور
عشا ہے اور نماز کا نام تسبیح اسواسطے رکھا ہی کہ اسمیں خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ مراد ذکر اور تسبیح سے یہ ہے کہ اسکو اسکی صفات عالی
اور اسمائے حسنیٰ سے یاد کرے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آئے اور کہا کہ ای محمد صلعم کہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدد ما علم وزنۃ ما علم وملأ ما علم ہو سکتا ہی کہ جو کوئی اس تسبیح کو کہے حق تعالیٰ اسکے واسطے چھہ خصلتیں ثابت
کرے ایک تو یہ کہ وہ ذکر کثیر کے ذاکرین میں سے ہو اور دوسرے یہ کہ وہ روز و شب کے ذاکرین سے افضل ہو اور تیسرے یہ کہ بہشت میں بہت درخت اسکے واسطے
لگائے جائیں چوتھے یہ کہ گناہ اسکے اسطرح گریں کہ جیسے درخت خشک سے پتے گرتے ہیں اور پانچویں یہ کہ خدا تعالیٰ اسپر نظر رحمت کرے اور چھٹے یہ کہ ہرگز اسکو
عذاب نکریں اور پھر فرماتا ہی خدا کہ **هُوَ الَّذِی یُصَلِّی عَلَیْکُمْ** وہ خداوند شخص ہے کہ درود بھیجتا ہی اوپر تمہارے ای مومنین یعنی رحمت نازل کرتا ہی اوپر
وَمَلَائِکَتُهُ اور فرشتے اسکے یعنی بخشش چاہتے ہیں تمہارے واسطے اور یہ رحمت خدا کی اور بخشش چاہنا ملائک کا اسواسطے ہے کہ **لِیُخْرِجَکُمْ** تاکہ نکالے
تمکو خدا **مِنَ الظُّلُمَاتِ** اندھیروں کفر اور جہالت اور معصیت سے **إِلَى النُّورِ** طرف روشنی ایمان و معرفت و طاعت کے **وَکَانَ**
بِالْمُؤْمِنِینَ اور ہے خدا ساتھ مومنین کے **رَحِیمًا** مہربان کہ خود ان پر رحمت نازل کرتا ہی اور ملائکہ کو انکے واسطے بخشش چاہنے کے حکم کرتا ہی زمخشری
نے لکھا ہی کہ اس آیت کے حکم سے ہر ایک مومن پر صلوٰۃ بھیج سکتے ہیں لیکن شیعوں نے جو انکا شعار مقرر کیا ہی کہ وہ اپنے ہر ایک امام پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اسکو
ہمنے ترک کیا **تَحِیَّتُهُمْ** اسمیں اضافت مصدر کی طرف مفعول کے ہے یعنی درود خدا کا ہے اوپر مومنین کے **یَوْمَ یَلْقَوْنَهُ** جسدن کہ ملاقات کریں
یعنی پہنچیں رحمت اسکی کو بعد زندہ ہونیکے قبر سے باہر نکلکر بہشت میں جانیکے بعد **سَلَامٌ** سلام ہے کہ خبر دینے والا ہے ہر خوف اور آفت کی سلامتی سے
یعنی وہاں تعظیماً انپر سلام کرے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ ملک الموت جسوقت بندہ مومن کے پاس آتا ہے تو کہتا ہی کہ سلام ہو تجھپر کہ خدا تعالیٰ تجھکو سلام
پہنچاتا ہی **وَأَعَدَّ لَهُمْ** اور تیار کیا ہے خدا نے واسطے انکے باوجود سلام ہونیکے **أَجْرًا کَرِیمًا** اجر بزرگ کہ وہ بہشت ہے اور نعمتیں اسکی اور بعد اسکے خطاب کرتا ہی
پیغمبر سے از روئے تعظیم کہ **یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ** ای پیغمبر بلند مرتبہ **إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ** تحقیق ہمنے بھیجا ہی تجھکو اپنی بندوں پر **شَاهِدًا** گواہ کہ تو
انکے جھٹلانے اور سچا کرنے اور طاعت اور معصیت کی گواہی دیویگا **وَمُبَشِّرًا** اور خوشخبری دینے والا رحمت کے ساتھ نیکوکاروں کو **وَنَذِیرًا** اور ڈرانیوالا
جھٹلانیوالونکو ہے **وَدَاعِیًا إِلَى اللّٰهِ** اور بلانیوالا طرف خدا کے لوگونکو اسکی توحید کا اقرار اور اسکی پرستش کی طرف **بِإِذْنِهِ** ساتھ حکم اسکے کے **وَ**
سِرَاجًا مُنِیرًا اور چراغ روشن یعنی ہمنے تجھکو چراغ روشن بنایا ہی کہ لوگونکو تو تاریکی کفر اور جہالت سے باہر نکالتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے
ہمارے حضرت کو چراغ روشن اسواسطے فرمایا ہی کہ جیسے چراغ کی روشنی اندھیرے کو دور کرتی ہی ایسے ہی حضرت کے وجود نے شرک و کفر کو جہان سے نابود کر دیا اور
روشن فرمانے سے ہو سکتا ہے کہ اور چراغ تو کبھی روشن ہوتے ہیں اور کبھی گل اور یہ چراغ ہی کہ ہمیشہ روشن ہے **وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِینَ** اور خوشخبری دے تو مومنین کو

ع ٦

اے محمد صلعم بِأَنَّ ساتھ اسکے کہ تحقیق لَهُم واسطے انکے مِنَ اللَّهِ خدا کی جانب سے فَضْلًا كَبِيرًا فضل بڑا اور بخشش بے نہایت ہے انکے
اعمال کے حق میں وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ اور نہ فرمانبرداری کر تو کافروں کی اور منافقوں کی بلکہ انکی مخالفت پر ثابت
قدم رہ تو وَدَعْ أَذَاهُمْ اور چھوڑ دے تو آزار دینے انکو کہ خدا انکی شر کے دفع کرنیکو کافی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت جہاد
کی آیت سے منسوخ ہے وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور توکل کر تو اوپر خدا کے کہ وہ انکو عذاب میں گرفتار کریگا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا اور کافی ہے
خدا کارساز اور نگاہ رکھنے والا مومنین کا دشمنوں کی شر سے اور اب خدا تعالیٰ مومنین کی بیبیوں کے مقدمہ میں بیان کرتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ
ایمان لائے ہو إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ جس وقت کہ نکاح کرو تم مومن عورتوں سے ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ پھر طلاق دو تم انکو مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ
پہلے اس سے کہ مس کرو تم یعنی مجامعت کرو تم انسے کہ بعد نکاح کے تم انسے مجامعت کرو اور مجامعت کرنیسے پہلے انکو طلاق دو تو فَمَا لَكُمْ پس نہیں ہے
واسطے تمہارے عَلَيْهِنَّ اوپر ان عورتوں طلاق دی گئی کے مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا عدة کہ شمار کرو تم انکو یعنی ایسی عورتوں کے واسطے عدة نہیں ہے بلکہ
بعد طلاق کے بدون اسکے کہ وہ عدة میں بیٹھیں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتے ہیں اور اگر عقد نکاح میں مہر کا ذکر نہ کیا ہو تو فَمَتِّعُوهُنَّ پس متعہ دو تم
یعنی کچھ دو ان عورتوں کو کہ جس سے انکو فائدہ ہو اور خالی نہ رہیں اسواسطے کہ مہر اگر انکے واسطے مقرر ہوتا تو آدھا مہر دینا ہوتا اور گو مہر مقرر نہیں ہوا اگر مجامعت
واقع ہوتی تو بھی مہر دینا آتا مہر مثل یا جسقدر پر کہ عورت راضی ہو جاوے اور اس صورت میں نہ مہر مقرر ہوا ہے اور نہ مجامعت وقوع میں آئی ہے پس عورت کو اسوقت
میں موافق اپنی حیثیت کے کچھ دینا چاہئے اور ذکر اسکا سورۂ بقرہ میں ہو لیا ہے اور دینا متعہ کا اس عقد نکاح میں واجب ہے کہ جسمیں وقت عقد کے ذکر مہر کا نہوا ہو
ہر عقد میں وَسَرِّحُوهُنَّ اور رہا کرو تم ان عورتوں کو اور چھوڑ دو تم سَرَاحًا جَمِيلًا چھوڑ دینا نیک بدون آزار اور ضرر پہنچانیکے اور بدون حق
کے بند کرنیکے اسواسطے کہ انکے واسطے عدة تو ہی نہیں کہ انکو اپنے گھروں میں بٹھلاؤ بلکہ بعد طلاق دینے کے اسیوقت انکو متعہ دیکر رخصت کرو کہ وہ نہایت رنج میں جاتی
ہیں اور دشمن انکے خوش ہوتے ہیں کہ یہ طلاق لیکر آئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے اور حیا کرتا ہے اور حیا والوں کو بہت دوست رکھتا ہے اور تم میں بڑا وہ بزرگ نزدیک
خدا کے وہ ہے کہ جو اپنی حلال بیبیوں پر بخشش کرے اور یہی مضمون حدیث کا ہے اور اب حقتعالیٰ سرور عالم کیطرف خطاب کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اے پیغمبر بلند مرتبہ
إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ تحقیق ہمنے حلال کی ہیں واسطے تیرے أَزْوَاجَكَ عورتیں تیری اللَّاتِي آتَيْتَ وہ عورتیں کہ دیا ہے تونے ان عورتوں کو
أُجُورَهُنَّ مہر انکے وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ اور حلال کیا ہے جس عورت کا مالک ہوا ہاتھ تیرا یعنی لونڈیوں کو تجھپر حلال کیا ہے مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ
عَلَيْكَ انمیں سے کہ غنیمت میں بخشش کی ہے خدا نے اوپر تیرے مثل صفیہ کہ خیبر کی غنیمتوں سے ہیں اور ریحانہ بنی قریظہ کی غنیمتوں سے ہے اور ماریہ اور جویریہ رسول اللہ کی وَبَنَاتِ عَمِّكَ
اور حلال کی ہیں بیٹیاں چچا تیرے کی وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ اور بیٹیاں پھوپھیوں تیری کے وَبَنَاتِ خَالِكَ اور بیٹیاں ماموں تیرے کی
وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اور بیٹیاں خالاؤں تیری کی اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وہ عورتیں کہ ہجرت کی ہے انہوں نے ہمراہ تیرے اور حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک عورت انصار کی رسول خدا صلعم کے پاس آئی اور لباس نفیس پہنے ہوئی تھی اور کنگھی وغیرہ سے اپنی صورت آراستہ
کی ہوئی تھی اور رسول خدا اسوقت حفصہ کے حجرہ میں تھے سو وقت اس عورت نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا رسول خدا عورت خود پیغام اپنا مرد کو نہیں دیتی ہے اور
میں ایک عورت ہوں بے شوہر ہوں کہ کبھی میرے شوہر نہیں تھا ہے ابتدا سے زمانہ سے اور نہ میری کوئی فرزند ہے اگر آپکو میری حاجت ہو تو میں اپنا نفس آپکو بخشتی اگر آپ
قبول کریں سو رسول خدا نے یہ سنکر خیر کہا اور اسکے واسطے دعا کی اور پھر فرمایا کہ اے بہن انصار کی خدا تعالیٰ تمکو رسول خدا کیطرف سے جزائے خیر دے کہ تمہارے مردوں نے
میری نصرت کی اور تمہاری عورتوں نے میری رغبت کی حفصہ نے یہ سنکر کہا کہ کیا کم حیا ہے تو یہ عورت اور کیا بیجرات اور دلیری کرتی ہے کہ تو مردوں پر
گری پڑتی ہے پھر رسول خدا نے یہ سنکر حفصہ سے کہا کہ باز رہ تو اس سے اے حفصہ کہ یہ عورت تجھسے بہتر ہے اسلئے کہ یہ رسول خدا کی رغبت رکھتی ہے اور تو اسکو ملامت
کرتی ہے اور اسکو اس امر میں عیب لگاتی ہے اور دوسرے نسخہ میں حفصہ کی جگہ عائشہ لکھا ہے کہ اسنے اس عورت کو ملامت کی تھی اور رسول خدا نے اس عورت سے فرمایا کہ تجھپر
خدا تعالیٰ رحمت نازل کرے تحقیق خدا تعالیٰ نے بہشت تجھپر واجب کیا ہے میری رغبت کرنیکے سبب سے اور اس سبب سے کہ تو مجھے محبت رکھتی ہے اور میری خوشی کی

خواہش کرتی ہی قریب ہے کہ آئیگا تیری پاس حکم میرا انشاء اللہ تعالیٰ پس جبکہ اسنے یہ آیت نازل کی کہ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اور حلال کیا ہمنے عورت مومنہ کو
اور امرأة باعتبار عطف کے مفعول احللنا کا ہی یعنی اور حلال کیا ہمنے واسطے تیرے اے محمد صلعم عورت مومنہ کو بدون مہر کے اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا
اگر بخشے وہ مومنہ نفس اپنے کو لِلنَّبِيِّ واسطے پیغمبر کے اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اگر ارادہ کرے پیغمبر اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا یہ کہ طالب نکاح کا ہووے اس عورت
خَالِصَةً لَّكَ کہ خالص ہو واسطے تیرے ای محمد صلعم اور خالصة حال واقع ہوا ہی اور تا اسمیں واسطے مبالغہ کے ہی اور غیب سے طرف خطاب کے رجوع کرنا اور
مکرر لانا لفظ نبی کا واسطے اشارہ خصوصیت رسول خدا کے ہی بسبب شرافت اور نبوت کے مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ سوائی مومنین کے کہ انکو واسطے جائز اور درست
نہیں ہے کہ عورت بدون مہر اور عقد کے اپنے نفس کو ہبہ کرے اور فقط ہبہ کرنے نفس سے وہ زوجہ ہو جائے مومنین کے واسطے ہرگز
درست نہیں ہے بلکہ مومنین کو واسطے صیغہ عقد سے جو کہ واقع ہوتا ہی وقت نکاح کرنیکے اور یا مملوکہ ہونیکی جہت سے عورت حلال ہوگی اور بدون عقد اور مہر کے
فقط ہبہ کرنے اور بخشنے نفس کی جہت سے خاص تیرے ہی واسطے حلال ہوتی ہے اے محمد صلعم نہ اور کسیکے واسطے اور مجمع البیان میں لکھا ہی کہ کہتے ہیں جسوقت
اس عورت نے رسول خدا کو اپنا نفس بخشا تو عائشہ نے کہا کہ کیا حال ہی عورتوں کا اپنے نفسوں کو بغیر مہر کے خرچ کرتی ہیں پس یہ آیت نازل ہوئی اور جسوقت یہ
آیت نازل ہوئی تو عائشہ نے کہا کہ یا رسول خدا اللہ تعالیٰ کو میں دیکھتی ہوں کہ تیری خواہش کے موافق بہت جلدی کرتا ہی رسول خدا نے یہ سنکر فرمایا کہ اگر تو خدا کی
فرمانبرداری کرے تو تیری خواہش کے موافق بھی وہ بہت جلدی کرے اور اس عورت میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھی امام زین العابدین علیہ السلام اور
ضحاک اور مقاتل سے منقول ہی کہ وہ قبیلہ بنی اسد سے تھی اور ام شریک بنت جابر اسکا نام تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ میمونہ بنت حرث تھی اور بعضے کہتے ہیں
وہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین ایک عورت انصار میں سے تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ خولہ بنت حکیم تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ام سہل تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ
یہ ہبہ واقع نہیں ہوا اور مشہور یہ ہی کہ وہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین سے واقع ہوا جو کہ انصار میں سے تھی اور کہتے ہیں کہ ماہ رمضان سن تین ہجری میں واقع ہوا
اور آٹھ مہینے تک حرم محترم میں وہ باقی رہی اور ربیع الآخر سن چار میں اسنے وفات پائی اور حضرت صادق علیہ السلام سے رسول خدا صلعم کی بیبیوں کی شمار میں
اس طرح سے منقول ہی کہ رسول خدا صلعم نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا تھا اور تیرہ عورتوں انمیں سے داخل ہوا اور جسوقت حضرت نے وفات پائی تو نو عورتیں
تھیں اور وہ دو عورتیں کہ جنپر داخل نہیں ہوئے وہ عمرہ اور شنبا تھی اور وہ تیرہ کہ جنپر داخل ہوئے اول تو انمیں سے خدیجہ بنت خویلد ہے اور بعد انکی سودہ
بنت زمعہ اور ام سلمہ کہ وہ ہند بنت امیہ ہی اور پھر عائشہ بنت ابوبکر اور حفصہ بنت عمر اور زینب بنت خزیمہ بن الحارث ام المساکین اور زینب بنت جحش
اور ام حبیبہ بنت ابوسفیان اور میمونہ بنت حارث اور زینب بنت عمیس اور جویریہ بنت حارث اور صفیہ بنت حیی بن اخطب اور خولہ بنت حکیم اور ماریہ
قبطیہ اور ریحانہ خندقیہ یہ دو حرم تھیں اور وہ نو عورتیں کہ حضرت کے وفات کے بعد باقی رہی تھیں وہ یہ ہیں ام سلمہ اور عائشہ اور حفصہ اور زینب بنت جحش
اور میمونہ بنت الحارث اور ام حبیبہ بنت ابوسفیان اور صفیہ اور جویریہ اور سودہ اور حفصہ کو طلاق دیدی تھی اور افضل انمیں سے خدیجہ بنت خویلد ہی اور بعد انکی
ام سلمہ ہے اور انکی بعد میمونہ ہی اور اب خدا تعالیٰ بیان کرتا ہی کہ جو کچھ ہمنے مردوں اور عورتوں کیلئے معین مقرر کیا ہی بابت نکاح کے وہ عین حکمت اور مصلحت ہے
چنانچہ فرماتا ہی قَدْ عَلِمْنَا تحقیق جانا ہی ہمنے اے محمد صلعم مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ جو کچھ کہ فرض اور مقرر کیا ہی ہمنے اوپر انکی شرط عقد کی اور نکاح
کی اور معین کرنا مہر کا اور متعدد ہونا اور تقسیم راتوں کی عورتوں کے گھر جانیکے واسطے اور منحصر کرنا چار عورتوں تک ایک وقت کے واسطے فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ بیچ
عورتوں انکی کے وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ اور اسمیں کہ مالک ہوئے ہاتھ انکے یعنی لونڈیوں انکی اور کی قرار دی ہے واسطے اور لیکن عورتوں کو بغیر مہر دینے کے بھی یہ
حلال کیا ہے اور یہ خاصہ تیرا ہی ہے لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ تاکہ نہووے اوپر تیرے تنگی اور دشواری وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا اور ہے خدا بخشنے والا
ہر چیز کا کہ پرہیز کرنا اور بچنا اس سے دشوار اور تنگی کے ساتھ ہو رَّحِيْمًا مہربان ہے کہ تنگی کی جگہ فراخی کرتا ہی اور پہلے اس سے گزر گیا ہے کہ عورتیں رسول خدا
کی حضرت کے مقدور سے زیادہ حضرت سے طلب کرتی تھیں اللہ تعالیٰ نے اختیار کی آیت نازل کی تھی کہ چاہو تم طلاق لیلو اور عورت پیغمبر کی اور چاہو خدا کو
اور رسول خدا کو اختیار کرو انہوں نے خدا اور رسول کو اختیار کیا اور اب بھی خدا تعالیٰ اختیار کو بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہی تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ

دیوے تو جس عورت کو چاہے تو اُن عورتوں میں سے کہ انکے پاس خواب مت کر وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ اور جگہ دیوے تو طرف اپنے جس عورت کو چاہے کہ تو انکے
پاس خواب کر یعنی تجھکو اپنی عورتوں کے پاس رہنے میں اختیار ہے جسکے پاس تو چاہے رہ اور جسکے پاس چاہے مت رہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس آیت سے
یہ ہے کہ جسکو چاہے طلاق دیوے اور جسکو چاہے تو اپنے پاس رکھ تجھکو اختیار ہے لیکن کہتے ہیں کہ اول قول زیادہ مشہور ہے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے اختیار دیا حضرت
کو کہ انکے پاس جانیکی برابر تقسیم مقرر کر یا نہ مقرر کر اور چاہے بعضوں کی تقسیم مقرر کر اور بعضوں کی مت کر اور نفقہ میں بھی تجھکو اختیار ہے جسکو چاہے کم دے جسکو
چاہے زیادہ اور وہ سب بیبیاں اسپر راضی ہوگئیں اور یہ امر بھی خاص ہے رسولخدا صلعم کیواسطے اور مومنین کیواسطے درست نہیں ہے اور سودہ بنت زمعہ کا
ارادہ طلاق دینے کا کیا تو وہ بھی ترک تقسیم پر راضی ہوگئی اور اپنی نوبت عائشہ کو دیدی اور کہتے ہیں کہ ڈھیل میں کی الا اور سودہ اور صفیہ اور جویریہ اور
میمونہ اور ام حبیبہ کہ جسطرح چاہتے تھے انکی تقسیم کرتے تھے اور جگہ دی اپنی طرف عائشہ اور حفصہ اور ام سلمہ اور زینب کو اور انکی تقسیم برابر کرتے تھے اور
کسیکو انمیں سے کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے وَمَنِ ابْتَغَيْتَ اور جسکو کہ طلب کرے تو مِمَّنْ عَزَلْتَ اُن عورتوں میں سے کہ کنارہ کیا ہے تو نے انکے
انکے پاس شب کو نہیں رہتا ہے اگر انمیں سے تو کسیکو اپنے پاس بلا لیوے اور اپنے پاس جگہ دیوے تو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ پس نہیں گناہ ہے اوپر تیرے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اس آیت سے بھی وجوب ہونا تقسیم کا حضرت پر باقی نہیں رہا ذَٰلِكَ وہ یعنی طلب کرنا انکا بعد کنارہ کرنیکے اور برابر رکھنا
اور زیادتی ایک کی دوسرے پر أَدْنَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ زیادہ نزدیک ہے اسکے کہ روشن ہوئیں آنکھیں انکی وَلَا يَحْزَنَّ اور نہ
غمگین ہوں وَيَرْضَيْنَ اور راضی و شاکر ہوں وہ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ساتھ اسکے کہ دے تو انکو سبکو یعنی جسوقت سب نے جانا کہ جو کچھ تو
کرتا ہے کنارہ کرنا اور جگہ دینی اور طلب کرنا عورتوں کا شب باشی کیواسطے خدا کے حکم سے ہے تو وہ آزردہ نہونگی اور فرمانبرداری کرینگی اور اگر یہ امر تیری
طرف سے ہوتا تو البتہ رنجیدہ ہوتیاں اور یہ گمان کرتیاں کہ تیرا میل خاطر بعضے کیطرف ہے اور بعضی کیطرف نہیں ہے وَاللَّهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہے
مَا فِي قُلُوبِكُمْ جو کچھ کہ بیچ دلوں تمہارے کے ہے راضی ہونا اور نہ راضی ہونا اور رغبت کرنی بعضے کیطرف سوا بعضے دوسرے کے وَكَانَ
اللَّهُ عَلِيمًا اور ہے خدا جاننے والا دلوں کی بات کا حَلِيمًا بُردبار کہ جلدی نہیں کرتا ہے گنہگاروں کی عذاب کرنے میں لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ
مِنْ بَعْدُ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے اے محمد عورتیں پیچھے اسکے یعنی بعد اُن عورتوں کے کہ حلال کی ہیں ہمنے تجھپر آیہ انا احللنا لك ازواجك
اللاتی آتیت اجورهن میں اور بنات عم وغیرہ کے کہ سوائے انکے تجھپر حلال نہیں ہیں اور بعضی ونیت ہے کہ نہیں حلال ہیں عورتیں واسطے تیرے بعد اسکے کہ حرام
کی گئی ہیں سورۂ نساء میں اور کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے یہودی اور نصرانی عورتیں وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ اور نہ
یہ کہ بدل کرے تو ساتھ انکے مِنْ أَزْوَاجٍ جورؤں میں سے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوں اسواسطے کہ نہیں لائق ہے یہودیہ اور نصرانیہ کا ام المومنین ہونا
وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اگرچہ تعجب میں ڈالے تجھکو حسن انکا إِلَّا مَا مَلَكَتْ مگر وہ کتابیہ کہ مالک ہوا ہے اسکا يَمِينُكَ دست راست
تیرا یعنی عورت یہودی اور نصرانی اگر تیری ملک میں اور لونڈی تیری ہو تو وہ حلال ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت ترجی من تشاء سے اور یہ آیت
ترجی من تشاء اگرچہ ترتیب میں مقدم ہے لیکن نزول میں موخر ہے اس سے مثل آیہ عدۃ کے اور بعد نزول اس آیت کے حضرت پر حلال ہوئیں عورتیں جو کچھ کہ چاہتے تھے
کرتے تھے اور عائشہ سے منقول ہے کہ حضرت نے دنیا سے مفارقت نہیں کی یہانتک کہ حلال ہوئیں واسطے انکے عورتیں جو کچھ کہ ارادہ کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ عرب کا
دستور تھا کہ آپسمیں جورؤنکو بدل لیتے تھے ایک شخص اپنی زوجہ کو دوسرے کو دیتا تھا اور اسکی عوض میں اسکی زوجہ کو لیتا تھا خدا تعالی نے اسکو منع فرمایا اور
بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہیں واسطے تیرے عورتیں بعد ان عورتوں کے جو تیرے پاس موجود ہیں یعنی اُن نو عورتوں سے زیادہ کوئی اور عورت کرنا اور
ساتھ کسی اور عورت کو بدل تو یعنی خدا تعالی نے نو سے زیادہ کرنیکو اور بدلنے کو منع فرمایا ہے اور نو سے کم کرنیکو منع نہیں فرمایا ہے کہ اگر کسیکو طلاق دیکر نو سے
کم کریتے تو مضائقہ نہ تھا لیکن وقت وفات حضرت کے نو تھیں وَكَانَ اللَّهُ اور ہے خدا عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اوپر ہر چیز کے رَقِيبًا نگہبان
پس چاہیے کہ تم اپنے امر کی حفاظت کرو اور جو کچھ کہ تمپر حلال نہیں ہے اسکی درپے مت ہو اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم نے زینب کے نکاح کیا تو سامان

ولیمہ کا کیا اور صحابہ کو واسطے کھانے کے طلب کیا جسوقت صحابہ نے کھانا کھا لیا تو باتوں کرنے میں مشغول ہوئے اور زینب حجرہ کی دیوار کیطرف منہ کئے ہوئی بیٹھی تھی اور حضرت
جو زینب کی ہمنشینی کی خواہش رکھتے تھے چاہتے تھے کہ یہ سب آدمی اٹھکر چلے جائیں اور حضرت بسبب حیا کے کسیکو اٹھا نہیں سکتے تھے جب مجلس کو طول ہوا تو حضرت خود اٹھکر
چلے گئے اور حضرت کی پیروی سے اور سب آدمی بھی اٹھ گئے مگر تین آدمی اسیطرح بیٹھے ہوئے باتیں کرتے تھے اور حضرت دروازہ خانہ پر آئے اور شرم کے سبب سے عذر نہیں
کر سکتے تھے اور بعد انتظار دراز کے جو خلوت ہوئی تو حضرت زینب کے پاس آگئے اور انس بن مالک نے چاہا کہ زینب کے حجرہ میں جاویں حضرت نے پردہ حجرہ کے دروازہ پر
ڈالدیا اور آیہ حجاب نازل ہوئی کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ نہ داخل
ہو تم گھروں پیغمبر کے میں اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ مگر یہ کہ اذن دیا جائے واسطے تمہارے کہ تمکو طلب کریں اِلٰی طَعَامٍ طرف کھانے کی سو وقت تم اسکے جاؤ
غَیْرَ نٰظِرِیْنَ جسوقت کہ نہ انتظار کرنیوالے ہو اِنٰىهُ وقت اس کھانے کے کہ کھانا پکتا ہو اور تم پہلے ہی سے آبیٹھے اور کھانے کی انتظاری کرو بیٹھے ہوئے
کہ جسوقت تیار ہو جائیگا تو ہم نوش جان کرینگے بلکہ پکنے سے پہلے تمکو ہرگز نہ آنا چاہیے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت تھی کہ محافظت طعام کو وقت کی کرتے تھے اور حجرے
اشرہ ہوئیں کا حضرت کے دولتسرا سے معلوم کرتے تھے تو چلے آتے تھے اور بیٹھ جاتے تھے حکم ہوا کہ جسوقت جاؤ تو انتظاری اس امر کی مت کرو کسیکو کھانا پکتا ہے وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ
اور لیکن جسوقت بلائے جاؤ تم واسطے کھانے کی تو فَادْخُلُوْا پس داخل ہو تم فَاِذَا طَعِمْتُمْ پس جسوقت کھانا کھا لیا ہو تمنے تو فَانْتَشِرُوْا پس متفرق ہو جاؤ تم اور ٹھہرو
نہیں اور ڈھیل مت کرو یہ خطاب ان لوگوں کی طرف ہے کہ کھانے کی انتظاری میں رسولخدا کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور یہ تو کسیکو واسطے نہ تھا سوائے انکی بھی کہ بدون اذن
حضرت کے دروازہ پر جا کر دیر کرے اور ٹھیرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت جبرئیل رسولخدا کے پاس آتے تھے تو در پر حضرت کے مثل
غلاموں کے بیٹھتے تھے اور بدون اذن کے حضرت کے دولتسرا میں ہرگز نہیں داخل ہوتے تھے جب ملائکہ مقربین کا یہ حال ہو تو اور آدمی بدون اذن
کیونکر جا سکیں اسواسطے فرمایا ہے کہ بدون اذن کے خانہ رسول میں مت جاؤ اور اگر بعد اذن کے جاؤ تو نہ انتظاری کرنیوالے ہو کھانے کے وقت کے
وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ اور نہ انس پکڑنیوالے اور جی لگا کر بیٹھنے والے ہو لِحَدِیْثٍ واسطے بات کرنے کے اور لا مستانسین کا عطف غیر ناظرین پر
ہے اور یہ دونو حال واقع ہوئے ہیں اِنَّ ذٰلِکُمْ تحقیق کہ وہ ڈھیل کرنی تمہاری بعد کھانا کھانے کے اور دیر تک باتیں کرنی آپس میں کَانَ
یُؤْذِی النَّبِیَّ ایذا دیتا ہے پیغمبر کو بسبب تنگی مکان کے انپر اور اسکے گھر کے لوگوں پر فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ پس شرم کرتا ہے وہ تم سے کہ
تمکو کہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ اور خدا نہیں حیا کرتا ہے مِنَ الْحَقِّ حق سے کہ تمکو کہدیتا ہے پس نکالدینا تمہارا حق ہے
اور خدا حق کے کہنے سے حیا نہیں کرتا ہے واسطے کہ تمکو منع کیا ہے اور مجاہد سے منقول ہے کہ عائشہ کہتی ہے کہ میں رسولخدا کے ساتھ کھانا کھاتی تھی کہ ناگاہ عمر
آیا اور رسولخدا نے اسکی دعوت کی وہ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھانے لگا اور کھانے کے وقت عمر کی انگلی میری انگلی میں لگی سو رسولخدا کو یہ امر بہت مکروہ
معلوم ہوا اور آیت حجاب کی نازل ہوئی کہ بدون اذن رسولخدا کے گھر میں مت جاؤ کہ موجب اذیت اور کراہت رسول کا ہے وَاِذَا
سَاَلْتُمُوْهُنَّ اور جسوقت پوچھو تم ان زنان پیغمبر سے مَتَاعًا کسی فائدہ کی چیز کو مثل کپڑے یا برتن کے مانگو تو فَسْئَلُوْهُنَّ پس
پوچھو تم انسے مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ پیچھے پردہ کے سے ذٰلِکُمْ وہ سوال کرنا پس پردہ کے اَطْهَرُ لِقُلُوْبِکُمْ پاکیزہ تر ہے واسطے دلوں
تمہارے کے وَقُلُوْبِهِنَّ اور دلوں عورتوں کی کہ تہمت اور وسوسہ شیطان سے محفوظ رہتے ہو اور ابن عباس سے منقول ہے کہ طلحہ نے کہا کہ اگر رسولخدا
دنیا سے رحلت فرمائیں تو میں عائشہ سے نکاح کروں وہ کہ وہ ہمکو منع کرتا ہے کہ ہم اپنے چچاؤں کی بیٹیوں سے پردہ کے پیچھے سے باتیں کریں واللہ اگر وہ مرجائے
تو میں عائشہ سے نکاح کروں اور ابو حمزہ ثمالی نے لکھا ہے کہ حضرت کے اصحاب میں سے دو شخصوں نے کہا کہ کیا محمد ہماری عورتوں سے نکاح کرے اور ہم اسکی عورتوں سے
نکاح نکریں واللہ اگر محمد مرجائے تو اسکے جوروؤں سے ہم نکاح کرینگے اور مراد انکی عائشہ اور ام سلمہ سے تھی ایک تو عائشہ سے نکاح کرنا چاہتا تھا اور دوسرا
ام سلمہ سے یہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے خدا وَمَا کَانَ لَکُمْ اور نہیں لائق واسطے تمہارے اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ یہ کہ ایذا دو تمکو رسولخدا
کو اور جس امر کو وہ مکروہ جانتا ہے اسکے کرنیکے تم درپے ہو وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اور نہیں لائق کہ نکاح کرو تم اَزْوَاجَهٗ بیبیوں انکو سے مِنْ بَعْدِهٖ

ع ١٢ ٦ ٣

پیچھے وفات اُنکے یا بعد اسکے کہ طلاق دی ہو اُنکو اَبَدًا کبھی یعنی کبھی اُنکی عورتوں سے نکاح مت کرو اُنکی زندگی میں اگر وہ طلاق دیوی اور نہ بعد اُنکی
وفات کے اِنَّ ذٰلِکُمْ تحقیق کہ وہ ایذا پیغمبر کی ہی اُنکی عورتوں سے نکاح کرنا کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ ہی نزدیک خدا کے عَظِیْمًا بڑی بات
اور گناہ بڑا اور یہ حکم شامل ہے حضرت کے سب بیبیونکو خواہ آنپر داخل ہوگئے ہوں حضرت خواہ نہ داخل ہوئے ہوں اور منقول ہے کہ دو عورتوں کو حضرت نے
اپنی زندگی میں طلاق دی تھی اور بعد وفات حضرت کے دو شخصوں نے اُنسے نکاح کیا ایک تو مجذوم ہوگیا اور دوسرا مجنون اور منقول ہے کہ بعضے
صحابہ نے اپنی زبان سے کہتے تھے کہ ہم بعد رسول خدا کے عائشہ سے نکاح کرینگے جیسے کہ گزرا اور بعضے اپنے دلمیں پوشیدہ رکھتے تھے کہ اگر رسول خدا مر جائینگے
تو اُنکی زوجہ عائشہ سے ہم نکاح کرینگے لیکن زبان پر نہیں لاتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ اِنْ تُبْدُوْا شَیْئًا اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یعنی رسول خدا کی
بعضی بیبیوں سے نکاح کرنیکو زبان سے کہو اَوْ تُخْفُوْہُ یا پوشیدہ رکھو تم اُسکو دلمیں اور زبان پر مت لاؤ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ پس تحقیق کہ خدا ہی
بِکُلِّ شَیْءٍ ساتھ ہر چیز کے خواہ ظاہر ہو خواہ پوشیدہ عَلِیْمًا دانا اور جاننے والا اور موافق اُسکی تمکو سزا دیگا اور منقول ہی کہ جسوقت آیت پردہ
کی نازل ہوئی تو باپ بھائی و سب اقارب نے کہا کہ یا رسول خدا جسوقت یہ حکم نازل ہوا کہ عورتیں پردہ نشین ہوئیں تو ہم بھی اپنی ماں اور بہن و بیٹی سے
پردہ کے پیچھے سے گفتگو کریں تب آیت نازل ہوئی لَا جُنَاحَ عَلَیْھِنَّ نہیں گناہ ہی اوپر اُن عورتوں کی فِیْٓ اٰبَآئِھِنَّ بیچ باپوں اُنکے کے
اگر اُنکو اپنے منہ کو دکھلائیں اور بدون پردہ کے اُنسے گفتگو کریں وَلَآ اَبْنَآئِھِنَّ اور نہ بیچ بیٹوں اُنکے کے وَلَآ اِخْوَانِھِنَّ اور نہ بھائیوں
اُنکے کے وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِھِنَّ اور نہ بیٹوں بھائیوں اُنکے کے وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِھِنَّ اور نہ بیٹوں بہنوں اُنکے کے وَلَا
نِسَآئِھِنَّ اور نہ عورتوں اُنکی کے یعنی زنان مومنہ نہ زنان یہود و نصاری اور بعضے کہتے ہیں کہ جمیع زنان مراد ہیں کہ کسی عورت سے پردہ
نہیں چاہیے وَلَا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُنَّ اور نہ وہ عورتیں کہ مالک ہوئی ہیں ہاتھ اُنکے اُن عورتوں سے یعنی لونڈیوں سے بھی پردہ نہیں چاہیے
بخلاف غلاموں کے کہ اُنسے پردہ چاہیے چنانچہ سورہ نور میں گزر گیا ہی وَاتَّقِیْنَ اللّٰہَ اور ڈرو تم خدا سے اے عورتو اور پردہ اپنے منہ کو درست کرو
اور تمام گناہوں سے پرہیز کرو اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تحقیق کہ خدا ہی عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اوپر ہر چیز کے تمہارے قولوں اور فعلوں پر
شَہِیْدًا گواہ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں گزرتا ہی اُس سے خبردار ہی اور اس آیت میں خدا تعالی نے چچا اور ماموں کا ذکر نہیں کیا ہی اسواسطے کہ
وہ بمنزلہ ماں و باپ کے ہیں اور بعد اسکے خدا تعالی اس آیت کو بیان کرکے حضرت کے علو شان پر اور بلندی مرتبہ پر اور نہایت مہربانی
اور عنایت پر چنانچہ فرماتا ہی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ تحقیق خدا اور فرشتے اُسکے یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ درود بھیجتے ہیں اوپر
پیغمبر کے کہ جو برگزیدہ اور بلند مرتبہ ہی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر صَلُّوْا عَلَیْہِ درود بھیجو
اوپر اُسکے وَسَلِّمُوْا اور سلام کہو تَسْلِیْمًا سلام کہنا یا اُسکی تسلیم کرو اپنے تئیں اور اُسکی فرمانبرداری کی رعایت کرتے رہو اور صلوۃ
جانب خدا سے رحمت مراد ہی اور جانب ملائکہ سے استغفار اور جانب مومنین سے دعا اور یہاں مراد حضرت کی شرف اور بلندی ظاہر کرنیسے مراد ہے
اور کہتے ہیں کہ مراد اللھم صل علی محمد سے یہ ہے کہ خداوندا تعظیم کر تو محمد کی دنیا میں اُسکے دین کے بلند کرنیسے اور اُسکی شریعت کی باقی رکھنے سے اور آخرت
میں اُسکی شفاعت قبول کرنیسے اور اولین اور آخرین پر اُسکی فضل کے ظاہر کرنیسے اور تمام انبیاء اور مرسلین پر اُسکو مقدم کرنیسے اور بعد
نازل ہونے اس آیت کے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا صلعم ہم کسطرح آپ پر درود بھیجیں فرمایا کہ کہو اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابرہیم و آل
ابرہیم انک حمید مجید و بارک علی محمد و آل محمد کما بارکت علی ابرہیم و آل ابرہیم انک حمید مجید اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ حقتعالی نے دو فرشتے مجھپر
موکل کئے ہیں کہ جس جگہ میرا نام لیویں اور مجھپر درود بھیجیں وہ فرشتے کہتے ہیں کہ خدا تجھکو بخشے اور خدا اور فرشتے آمین کہیں اور اگر مجھپر درود نہ
بھیجیں تو وہ فرشتے کہیں کہ نہ بخشے تجھکو خدا اور فرشتے آمین کہیں اور حضرت امام کاظم علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ صلوات خدا اور صلوات ملائکہ اور
صلوات مومن کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ صلوات اللہ رحمت ہے خدا کی جانب سے اور صلوات ملائکہ پاکیزہ کرنا ہی اُنکی طرف سے اور صلوۃ مومنین دعا اُنکی کی جانب سے

اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے اور فرمایا کہ وسلموا تسلیما سے مراد یہ ہے کہ فرمانبرداری کریں اس امر میں کہ وارد ہوا ہے اس میں سے اور کسی نے پوچھا کہ کیا ثواب
ہے اس شخص کا کہ جو درود بھیجے پیغمبر پر فرمایا کہ نکلجانا گناہوں سے واللہ جیسے کہ اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوتا ہے اور پوچھا کہ کیونکر درود بھیجیں ہم فرمایا کہ
صلوات اللہ وصلوات ملائکتہ وانبیائہ ورسلہ وجمیع خلقہ علی محمد وآل محمد والسلام علیہ وعلیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجلس
مامون میں فرمایا کہ تحقیق سب جانتے ہیں معاندین اور دشمن کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو کسی نے پوچھا کہ یا رسول خدا صلعم سلام کو تو ہمنے
جانا پس کیونکر بھیجیں صلوات آپ پر اور پر فرمایا کہ کہو تم اللہم صل علی محمد وآل محمد کما صلیت وبارکت علی ابرہیم وآل ابرہیم انک حمید مجید پس ہیگروہ
آدمیو کچھ کیا اسمیں اختلاف ہے درمیان تمہارے سب نے کہا کہ نہیں اور مامون نے کہا کہ ہرگز نہیں اختلاف نہیں ہے اور سب جماعت امت کا ہے پس فرمایا پس
آل کے مقدمہ میں اس سے زیادہ واضح کوئی شے ہے قرآن میں فرمایا کہ ہاں خبر دو تم مجھکو قول حقتعالی کے سے یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی
صراط مستقیم پس کون شخص مراد ہے یٰسین سے علمانے کہا کہ یٰسین محمد کا نام ہے اسمیں کسیکو شک نہیں فرمایا کہ خدا نے محمد کو اور آل محمد کو اس سے ایک بزرگی
دی ہے کہ اسکی وصف کو کوئی نہیں پا سکتا ہے مگر وہ شخص کہ جسکو خدا نے عقل دی ہے اور وہ یہ ہے کہ خداتعالی نے سوا انبیا کے کسی پر سلام نہیں بھیجا ہے پس فرمایا ہے خداتعالی نے کہ سلام علی نوح
فی العالمین اور فرمایا کہ سلام علی ابرہیم اور فرمایا کہ سلام علی موسی وہارون اور نہیں فرمایا کہ سلام علی آل نوح اور نہ فرمایا سلام علی آل ابرہیم اور فرمایا خداتعالی نے سلام علی آل یٰسین
یعنی آل محمد اور شرائع دین کے مقدمہ میں جو امام رضا علیہ السلام نے لکھا تو فرمایا کہ درود بھیجنا پیغمبر پر واجب ہے مجالس میں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جسوقت حضرت کا ذکر کریں یا دوسرا
شخص تیرے پاس حضرت کا ذکر کرے اذان میں یا سوا اسکے تو ہر وقت درود حضرت پر بھیج تو اور حضرت موسی سے خداتعالی نے راز کہا اور محمد صلعم کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اے بیٹے عمران کے
درود بھیج تو محمد پر تحقیق کہ میں درود بھیجتا ہوں اسپر اور فرشتے میرے اسپر درود بھیجتے ہیں اور فرمایا رسول خدا صلعم نے اپنی وصیت میں کہ اے علی جو درود بھیجے مجھپر ہر دن یا
ہر رات میں تو واجب ہوتی ہے اسکے واسطے شفاعت میری اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جسوقت ذکر کیا جاوے پیغمبر خدا صلعم کا پس بہت بھیجو تم درود کو اسپر
اسواسطے کہ جو کوئی ایکبار درود بھیجتا ہے پیغمبر صلعم پر خداتعالی ہزار درود بھیجتا ہے اسپر ہزار صفیں فرشتوں کی اور کوئی باقی نہیں رہتا ہے مخلوق خدا میں سے
مگر کہ درود بھیجتا ہے اس بندہ پر واسطے درود بھیجنے خدا کے اور فرشتوں کے پس جو کوئی نہ رغبت کرے اسمیں پس وہ جاہل اور مغرور ہے تحقیق کہ بیزار ہوا ہے اس سے خدا
اور فرشتے اسکے اور پیغمبر اسکا اور اہلبیت پیغمبر کے اور فرمایا کہ ہر دعا کہ خدا سے طلب کیجاتی محجوب ہے یہانتک کہ درود بھیجے محمد پر اور آل محمد پر اور فرمایا کہ جو کوئی
خدا کیطرف حاجت رکھتا ہو پس چاہیے کہ شروع کرے ساتھ درود کے اوپر محمد کے اور آل محمد کے پس سوال کرے حاجت اپنی کا پھر ختم کرے درود پر اسواسطے کہ
خداتعالی بزرگ ہے اس سے کہ دونو طرفوں کو قبول کرے کہ وہ درود ہے اور انکے وسط کو کہ وہ حاجت ہے قبول نکرے جسوقت درود بھیجنا محمد اور آل محمد پر
اس سے محجوب نہووے اور فرمایا کہ رسولخدا فرماتے تھے کہ بلند کرو اپنی آوازونکو درود کے ساتھ اسواسطے کہ وہ نفاق کو دور کرتا ہے اور فرمایا کہ کوئی چیز درود سے زیادہ
بھاری اور گراں میزان میں نہیں ہے اسواسطے کہ اعمال بندونکی میزان میں رکھے جاوینگے تو وہ میزان اوپر کو میل کریگی پس رسولخدا صلعم درود کو جو کہ رسولخدا پر
اور انکی آل پر بھیجا تھا اسمیں رکھدینگے اور فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جس کسیکے روبرو میرا ذکر ہووے اور مجھپر درود نہ بھیجے تو پس داخل ہوگا وہ آتش دوزخ
میں پس بعید کریگا اسکو خدا اپنی رحمت سے اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ جسکے روبرو ذکر ہو میرا اور وہ مجھپر درود نہ بھیجے کہ بھول جاتا تو وہ بہشت کی راہ کو بھول
گیا اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ جو کوئی درود بھیجے مجھپر اور میری آل پر واسطے عظمت اور بزرگی حق میرے کے تو پیدا کرتا ہے خدا اس درود سے ایک فرشتہ کو کہ
بازو اسکے مشرق اور مغرب میں پہنچے ہیں اور پاؤں اسکے ساتویں زمین میں پہنچے ہیں اور گردن اسکی زیر عرش ہوتی ہے پس فرماتا ہے اسکو خدا کہ درود بھیج تو
میرے بندہ پر جیسا کہ درود بھیجتا ہے اسنے میرے پیغمبر پر پس وہ فرشتہ درود بھیجتا ہے اس بندہ پر قیامت تک اور روضۃ العلما میں لکھا ہے کہ جو کوئی درود
بھیجے پیغمبر خدا صلعم پر دس مرتبہ تو خداتعالی ایک فرشتہ کو حکم کرتا ہے کہ اس درود کو پیغمبر کی قبر پر پہنچاوے وہ فرشتہ اس درود کو قبر پیغمبر پر پہنچاتا ہے اور
کہتا ہے کہ یا رسولخدا یہ درود فلانے شخص نے تیری امت میں سے بھیجا ہے پس خوش ہوتے ہیں رسولخدا یہ سنکر اور فرماتے ہیں کہ اے فرشتہ بندہ خدا کے میری طرف سے
اس شخص کو بہتر درود کے عوض میں وہ درود پہنچا وہ فرشتہ قبر مقدس سے پھرتا ہے تو خداتعالی باوجودیکہ جانتا تھا لیکن اس فرشتہ سے پوچھتا ہے کہ کہانسے

آتا ہی اور کہاں کو جاتا ہی وہ فرشتہ کہتا ہی کہ خداوندا تو عالم ہی کہ میں ایک بندہ کا درود کو تیرے رسول کی قبر پر پہنچانے گیا تھا خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ میرے
رسول نے اُسکے جواب میں کیا کہا فرشتہ کہتا ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ عوض میں ہر ایک کے دس کے میری طرف سے اُس شخص کو دس درود پہنچا اور فرمایا کہ اگر تو
ایک درود مجھ پر بھیجتا تو ہمراہ میرے بہشت میں ہوتا اور جس وقت کہ تو نے دس درود بھیجے اُسکی ثواب کی تو کچھ انتہا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سنکر کہتا ہی کہ میری
طرف سے اُس بندہ کو رحمت پہنچا اور اُس سے کہہ تو کہ اگر تو میرے حبیب پر ایک درود پہنچاتا تو میں تجھکو دوزخ میں داخل نہ کرتا اور جس وقت تو نے دس درود بھیجے تو
اُسکا کیا ذکر ہے۔ اور پھر فرماتا ہی خدا کہ بزرگ کرو تم میرے بندہ کے درود کو علیین میں اور جمع کرو تم اُسکو اُس روز کے واسطے کہ جس روز اُسکو احتیاج ہوگی پس اللہ تعالیٰ
ہر ایک حرف سے صلوٰۃ کے ایک فرشتہ کو پیدا کرتا ہی کہ اُسکے تین سو ساٹھ سر ہوتے ہیں اور ہر ایک سر میں تین سو ساٹھ مُنہ ہوتے ہیں اور ہر ایک مُنہ میں
تین سو ساٹھ زبانیں ہوتی ہیں اور ہر ایک زبان میں تین سو ساٹھ بولیاں ہوتی ہیں پس ہر ایک بولی سے خدا تعالیٰ کی وہ تسبیح اور حمد کرتا ہی اور
ثواب اُسکا اُس بندہ کے اعمال میں لکھا جاتا ہی۔ اور انیس العارفین میں لکھا ہی اور واحد بن زید سے روایت ہی کہتا ہی کہ مینے بیت اللہ کا ارادہ
کیا اور ہمراہ میرے ایک مرد تھا کہ وہ سفر میں میرا رفیق تھا اور ہر حال میں وہ اُٹھتے اور بیٹھتے اور سوتے اور بیدار ہوتے اور سوا اُسکے پیغمبر خدا صلعم پر درود
بھیجتا تھا مینے اُس سے کہا کہ اے شیخ تو سوا اسکے کوئی وظیفہ نہیں جانتا ہی کہ ہر وقت تو درود بھیجتا ہی پیغمبر پر اُس شخص نے کہا کہ سوا درود کے میں اور وظیفہ
بھی جانتا ہوں لیکن مینے درود پڑھنے سے ایک امر عظیم دیکھا ہی اسواسطے مینے سب وظائف چھوڑ دئے اور ہر وقت درود پڑھنے میں مشغول رہتا ہوں
مینے اُس سے کہا کہ مجھکو اُس امر عظیم سے مطلع کر کہا کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ تھا سفر حجاز میں ایک شب مینے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھکو آواز دیتا ہی
اور کہتا ہی کہ اے بندۂ خدا اُٹھ تو کہ باپ تیرا مر گیا اور مُنہ اُسکا سیاہ ہو گیا مینے یہ سنکر اُٹھا اور چراغ کو روشن کیا اور اُسکے مُنہ کو دیکھا تو جیسا کہ اُس
شخص نے کہا تھا ویسا ہی تھا وہ اور سیاہ رو پایا یہ دیکھکر میں بہت رویا اور کہا کہ بڑی رسوائی ہوئی اور اس ذلت اور خواری کو میں کسطرح پوشیدہ
کرونگا جس وقت آدمی صبح کو اُسکے غسل کے واسطے حاضر ہونگے اور ایک چادر مینے اُسکے اوپر ڈالدی اور اُسکے مُنہ کو پوشیدہ کر دیا اور بعد اسکے پھر میں سو گیا
اور خواب میں مینے چار مردوں کو دیکھا کہ بڑی سخت اور قبیح اور بدصورت تھے اور میرے باپ کے نزدیک وے گئے عذاب کرنے کے واسطے اور ارادہ کیا کہ اُسکو آگ کی
ہتوڑی سے عذاب کریں کہ اتنے میں ایک مرد نہایت حسین اور خوبصورت سبز لباس پہنے ہوے آیا اور اُسکے چہرہ کے نور سے تمام گھر روشن ہو گیا اور
اُسکے بدن کی خوشبو سے سب در و دیوار معطر ہو گیا اور وہ مرد بزرگ میرے باپ کے سرہانے جا کر بیٹھا اور اُسکے مُنہ پر سے کپڑا اُٹھایا اور اپنا دست مبارک
اُسکے چہرہ پر پھیرا فی الفور چہرہ میرے باپ کا مثل چاند کے روشن ہو گیا اور میرے باپ سے فرمایا کہ اُٹھ تو اور رنج مت کر تو اور کسی چیز سے خوف مت کر کہ ہم
اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں اور یہ فرما کر اُس بزرگ نے ارادہ جانیکا کیا تو میں اُنکے دامن سے لپٹ گیا اور قدموں پر اُسکے گر پڑا اور خدمت میں اُنکے
مینے عرض کی کہ اے دور کرنیوالے سختیوں کے میں آپکے اسم مبارک سے مطلع نہیں ہوا فرمایا کہ میں خاتم الانبیا محمد بن عبداللہ ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مینے
عرض کی کہ یا رسول خدا میرے باپ کا مُنہ سیاہ کسواسطے ہو گیا تھا فرمایا کہ تیرا باپ علما سے روگردانی کرتا تھا اور اُنسے برگشتہ رہتا تھا اور جس وقت حق اُنکا اُسکو
پہنچتا تھا تو وہ خفا ہوتا تھا اور ساتھ علما کے نزاع کرتا تھا اور صلحا سے جھگڑنے لگتا اور جزا اُس عداوت اور حسد رکھنے کی سیاہ ہونا مُنہ کا ہی اور پھر مینے عرض
کی کہ یا رسول خدا آپنے اُسپر کسواسطے رحم کیا اور کسواسطے اُسکو عذاب سے نجات دی فرمایا کہ باپ تیرا ہمیشہ مجھ پر درود بھیجتا تھا یہ سبب ہے اُسکی نجات کا جس وقت اُسکو ایسے
حال کی خبر ہوئی تو میں آیا اور اُسکی رسوائی کو مینے دور کیا اور قیامت میں اُسکی شفاعت کرونگا پس وہ کہتا ہی کہ جب مینے درود کی یہ عظمت دیکھی
سب وظائف چھوڑ دئے اور درود میں مشغول رہتا ہوں۔ اور بعد اسکے اللہ اپنے حبیب کے مقدمہ میں فرماتا ہی کہ جو دلالت کرتا ہی حضرت کے کمال تعظیم پر اِنَّ
الَّذِيْنَ تحقیق کہ جو لوگ کہ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ایذا دیتے ہیں خدا کو اور پیغمبر اُسکے کو یعنی ایسا امر اختیار کرتے کہ جو موجب ناخوشی خدا
اور رسول صلعم کا ہی جیسے کہ خدا کی زوجہ اور فرزند مقرر کرنے اور مثل کفر اور عصیان کے اور یا یہ کہ اُن حضرت کو ایذا پہنچاتے ہیں بایں سبب کہ نالائق
باتیں اُن حضرت کو کہتے ہیں کہ کبھی تو جادوگر کہتے ہیں اور کبھی شاعر کہتے ہیں اور کبھی مجنون کہتے ہیں یا اور طرح سے حضرت کو ایذا دیتے ہیں اور پشیمان

سے کہ دیا ہے تو نے ہمکو واسطے کہ وہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کرنیوالے بھی وَالْعَنْهُمْ اور لعنت کر تو انکو لَعْنًا كَبِيرًا لعنت بڑی کہ نہایت سخت ہو کہ
پھر وہ ہرگز رجوع نہ کر سکیں اور ہمیشہ اسمیں گرفتار رہیں اور بعد اسکے خدا تعالی ان لوگوں کی طرف خطاب کرتا ہے کہ جو ایمان کو ظاہر کرتے تھے اور پوشیدہ اور باطن
میں طرح طرح کے مکر کرتے تھے تاکہ پیغمبر خدا کو اذیت پہنچائیں چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ہے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ظاہر میں لَا تَكُونُوا
كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى نہ ہو تم مانند ان لوگوں کی کہ آزار دیا ہے انہوں نے موسیٰ کو کہ تم مثل انکی محمد کو آزار دینے لگو جیسے کہ انہوں نے موسیٰ کو آزار اور
رنج دیا تھا فَبَرَّأَهُ اللَّهُ پس بری اور پاک کیا اسکو خدا نے مِمَّا قَالُوا اس چیز سے کہ کہا تھا انہوں نے موسیٰ کو کہ یہ نامرد ہے اور یا یہ کہ تہمت زنا کی
ایک عورت سے کروانی چاہی تھی اس عورت نے انکی پاکی کا اقرار کیا چنانچہ قصہ قارون میں اسکا ذکر ہو لیا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
بنی اسرائیل کہتے تھے کہ موسیٰ نامرد ہے اور جو چیز مردوں کی ہوتی ہے وہ اسکے نہیں ہے اور حضرت موسیٰ کا دستور تھا کہ جسوقت غسل کرنیکا ارادہ کرتے تھے
تو ایسی جگہ جاتے تھے کہ وہاں انکو کوئی نہ دیکھے ایکمرتبہ نہر کے کنارہ پر غسل کرتے تھے اور کپڑے اپنے پتھر پر رکھدیئے تھے خدا تعالی نے پتھر کو حکم کیا وہ کپڑے
انکے لیکر دور جا ٹھیرا اسوقت بنی اسرائیل نے موسیٰ کو برہنہ دیکھا تو جانا کہ جو کچھ ہم انکے حق میں کہتے ہیں غلط ہے اور حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ
موسیٰ اور ہارون پہاڑ پر چڑھے وہاں ہارون کی قضا آئی پس وہ مرگئے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تو نے اسکو مار ڈالا ہے فرشتوں کو
خدا تعالی نے حکم کیا وہ ہارون کا مردہ اٹھا کر لیگئے اور بنی اسرائیل کی طرف کو گزرے اور فرشتوں نے انکے مرنے کی باتیں کہیں یہانتک کہ بنی اسرائیل نے
جانا کہ انکو قتل نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی موت سے مرا ہے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ ہارون کو خدا تعالی نے زندہ کیا انہوں نے موسیٰ کو بری کیا اور ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ میں حیا بہت تھی لوگوں کے سامنے
برہنہ نہیں ہوتے تھے اور تنہا ہو کر ایک گوشہ میں غسل کرتے تھے اس جہت سے بنی اسرائیل نے کہا کہ یہ کچھ عیب رکھتا ہے اسلئے تنہا ہو کر غسل کرتا ہے یا تو اسکی بدن پر سفید داغ ہیں برص کے
اور یا اسکے بیضے بہت بڑے ہیں ایکمرتبہ موسیٰ واسطے غسل کرنے کے نہر پر گئے اور کپڑے اپنے پتھر پر رکھدئے اور برہنہ ہو کر غسل کرنے لگے اور پتھر بحکم خدا
انکے کپڑے لیکر چلا اور موسیٰ انکے پیچھے دوڑے بنی اسرائیل نے انکو برہنہ دیکھا تو جانا کہ موسیٰ کے کوئی عیب نہیں ہے اور خدا تعالی نے انکو بری کیا
اور بعضے اس تہمت کا ذکر کرتے ہیں کہ جو قارون نے ایک رنڈی سے دلوانی چاہی تھی اور قارون کے قصہ میں مذکور ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ کو
انہوں نے اسطرح اذیتیں دی تھیں کہ وہ بعد دیکھنے معجزے کے انکو جادوگر اور مجنون کہتے تھے اور انکو جھٹلاتے تھے وَكَانَ اور تھا موسیٰ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا
نزدیک خدا کے آبرو اور جاہ اور قرب والا اور مستجاب الدعوات کہ جو طلب کرتا تھا خدا تعالی قبول کرتا تھا اور اب خدا تعالی پرہیزگاری کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے
کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ہے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو ڈرو تم خدا سے انکی نافرمانی اور گناہ کرنے میں خصوصاً ایذائی رسول میں وَقُولُوا قَوْلًا
سَدِيدًا اور کہو تم بات درست اور استوار اور دروغ اور لغویات مت کہو يُصْلِحْ لَكُمْ درست کریگا خدا واسطے تمہارے أَعْمَالَكُمْ عملوں تمہارے کو
کہ تمکو توفیق دیوے نیک اعمال کی وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اور بخشیگا واسطے تمہارے گناہ تمہارے وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور جو کوئی فرمانبرداری
کرے خدا کی اور پیغمبر اسکے کی جس چیز کا وہ حکم کرے فَقَدْ فَازَ پس تحقیق مراد کو پہنچا وہ خیر اور خوبی کے ساتھ فَوْزًا عَظِيمًا مراد کو پہنچنا بڑا کہ
دنیا میں نیکبخت مشہور ہوا اور آخرت میں خلد بریں کا ساکن ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فوز عظیم سے رضامندی خدا کی ہے اور قسم قسم کی بخششیں اسکی اور
فرماتا ہے خدا کہ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ تحقیق ہمنے پیش کیا ہمنے امانت کو کہ وہ احکام خدا کے ہیں کہ جنکے کرنے میں ثواب ہے اور نکرنے میں عذاب ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ وہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور جہاد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نگاہ رکھنا زبان کا ہے بیہودہ گوئی سے اور سوا اسکے اور قول بھی ہیں لیکن
مشہور قول اول ہی غرض یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ پیش کیا ہمنے امانت کو عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اوپر آسمانوں اور زمین کے وَالْجِبَالِ اور
پہاڑوں کے بشرط ثواب کے انکے بجالانے میں اور عذاب اسکے ترک کرنے میں جسوقت کہ عقل اور فہم اور اختیار انمیں پیدا کیا تھا فَأَبَيْنَ پس انکار کیا انہوں نے
أَنْ يَحْمِلْنَهَا اس سے کہ اٹھائیں وہ اس امانت کو وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا اور خوف کیا انہوں نے اس سے باوجود بڑی بڑی ہونے جسموں کے اور نہایت عاجزی اور
زاری سے کہا انہوں نے کہ ہم تابع فرمان کے ہیں اس امر کے لئے کہ جسکے واسطے ہمکو تو نے پیدا کیا ہے اور عذاب کے اٹھانے کی ہم طاقت نہیں رکھتے ہیں اسکے ترک

ع ۱۰ / ۵

کرنیمیں پس ہمکو ہیں اُن میں معذور رکھا اور ہمکو یہی کام پر چھوڑ دیا کہ جسکے لئے ہم پیدا ہوئے ہیں اور بعضونکے نزدیک مراد اُس سے اہل آسمان اور زمین اور جبال ہیں
پس اِس صورت میں معنی آیۃ یہ ہونگے کہ پیش کیا ہمنے امانت کو آسمانونکے لوگوں پر کہ وہ ملائکہ ہیں اور زمین کے باشندوں پر کہ وہ حیوانات شہری ہیں اور
پہاڑوں کے رہنے والوں پر کہ وہ حیوانات جنگلی ہیں سب نے انکار کیا خوف سے نہ مخالفت کی جہت سے وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ اور اُٹھایا اُس امانت کو انسان
نے باوجود ضعف اور کم طاقتی کے اور اقرار اُسکی ادا کرنیکا کیا اِنَّهُ كَانَ تحقیق کہ وہ آدمی ہے ظَلُومًا ظلم کرنیوالا اپنی جان پر کہ بڑے بڑے جسم
والوں نے اُسکی اُٹھانیسے پہلوتہی کی اور اُسنے باوجود ناتوانی اور کم طاقتی کے قبول کیا اور ہے انسان جَهُولًا بہت نادان اُسکی انجام کا اور نہیں
جانتا کہ اُس امانت کی خیانت میں عذاب ہے ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید ٭ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ٭ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد امانت سے
عقل اور تکلیف شرع کے احکام کی ہے پس معنی آیت کے اسطرح ہونگے کہ پیش کیا ہمنے عقل اور تکلیف کو آسمان پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر انہوں نے
اسکی اُٹھانیسے انکار کیا بسبب نہ قابلیت رکھنے کے اور انسان نے اپنی قابلیت کی جہت سے اُسکو قبول کیا اور وہ ظالم ہے بسبب غالب ہونے قوت غضبی کی اور
جاہل ہے بسبب غلبۂ قوت خواہش نفس کے اور بعضے کہتے ہیں کہ آدمی نے اُسکو قبول کیا اُس نظر سے کہ اُس امانت کے پیش کرنے پر تھی نہ امانت پر اور پیش
کرنیکی لذت نے امانت کی گرانی اور ثقالت کو فراموش کروا دیا ہو سطے لطف ربانی نے زبان عنایت سے فرمایا کہ اُٹھانا تجھسے ہے اور نگاہ رکھنا اُسکا مجھسے
اور جسوقت رغبت سے تونے امانت میری کو اُٹھایا تو میں نے سب کے درمیان سے تجھکو اُٹھایا اور مراد انسان سے حضرت آدم نہیں ہو سکتے ہو سطے کہ خدا نے انکو برگزیدہ
کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ اور جو کوئی برگزیدہ ہوتا ہے وہ ظلوم اور جہول نہیں ہو سکتا اور بعضے روایات ائمہ معصومین علیہم السلام میں آیا ہے کہ
مراد امانت سے امامت ہے اور ولایت ائمہ معصومین علیہم السلام کی اور انسان سے مراد غاصب اُنکی ہیں اور اِس امانت کو انسان ظالم اور جاہل نے ہو سطے اُٹھایا کہ
لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ تاکہ عذاب کرے خدا الْمُنَافِقِينَ منافق مردونکو وَالْمُنَافِقَاتِ اور منافق عورتونکو امانت میں خیانت کرنیکی جہت سے
وَالْمُشْرِكِينَ اور مشرک مردونکو وَالْمُشْرِكَاتِ اور مشرک عورتونکو امانت اور اُسکی نیکی جہت سے وَيَتُوبَ اللّٰهُ اور تاکہ توبہ قبول کرے خدا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
اور پر ایمان لانیوالے مردونکے وَالْمُؤْمِنَاتِ اور ایمان لانیوالی عورتوں کے بسبب حفاظت اور دیانت امانت کے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا غَفُورًا بخشنے والا
توبہ کرنیوالونکا رَحِيمًا مہربان کہ اُنکو مراد کو پہنچاتا ہے سورۃ السبا یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چوّن آیتیں ہیں اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو الحمد کو پڑھے یعنی سبا اور فاطر کو تمام کو رات کے وقت تو تمام شب حفظ خدا میں ہوا اور اگر انکو دن کو پڑھے تو اُسکو کوئی
مکروہ اُس دن میں نہ پہنچے اور خوبی دنیا اور آخرت کی اسقدر دی جائے کہ جو اُسکی دل میں نہ گزری ہو اور اُسکی آرزو سے سوا ہو بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جمیع تعریف واسطے خدا کے ہے الَّذِي لَهُ وہ خدا کہ واسطے اُسکے ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے کہ سب مخلوق اور ملک اُسکی ہے وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ اور واسطے اُسکے شکر اور
تعریف ہے بیچ آخرت کے واسطے اُن نعمتوں آخرت کی بھی اُسکی عطا کی ہوئی ہیں اور وہی مالک ہے وہاں کی نعمتوں کا وَهُوَ الْحَكِيمُ اور وہ حکمت والا ہے کہ سب
چیزیں اُسکی موافق حکمت کے ہیں الْخَبِيرُ خبردار ہے سب اشیا کے باطن سے يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ جانتا ہے اُس چیز کو کہ داخل ہوتی ہے بیچ زمین کے
مثل مینہ برسات کے اور خزانوں کے وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا اور اُس چیز کو کہ جو نکلتی ہے اُس سے مثل پانی اور دفینوں کے اور درختوں کے وَمَا يَنْزِلُ اور وہ چیز کہ
نازل ہوتی ہے مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے اُسکو بھی جانتا ہے مثل ملائکہ اور باران اور بجلیوں اور برکتوں کے وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا اور وہ چیز کہ چڑھتی ہے بیچ اُس آسمان کے اُسکو جانتا ہے
مثل ملائکہ نامہ اعمال اور دعاؤں اور ارواح پاک کے وَهُوَ الرَّحِيمُ اور وہ مہربان ہے نعمتیں تمام کرنے پر الْغَفُورُ بخشنے والا ان لوگوں کو تقصیر کرنیوالے شکر نعمت کے ادا کرنے میں وَ
قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے ہیں لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ نہیں آویگی ہمکو قیامت قُلْ کہدے تو اے محمد کہ بَلٰى ہاں وَرَبِّي قسم
ہے پروردگار میری لَتَأْتِيَنَّكُمْ البتہ آویگی وہ قیامت تمکو یہ وہ لوگ ہیں کہ کہتے تھے قیامت نہیں آویگی اور کہتے ہیں کہ ابو سفیان نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی تھی کہ قیامت نہ
آویگی حقتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلعم تو بھی قسم یاد کر کہ بحق پروردگار قیامت جلدی آنیوالی ہے عَالِمِ الْغَيْبِ جاننے والا ہے خدا غیب کا اور حمزہ اور

سورۃ السبا ۵ ع ۶ ۹

کسائی نے عالم کو مجرور پڑھا ہے لیکن عالم کو علام لکھتے ہیں اور باقیوں نے سوائے اہل مدینہ اور شام کے عالم کو مجرور عالم ہی پڑھا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ
صفت الحمد للہ کی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ بدل ہے ربی سے اور اہل مدینہ اور شام نے عالم کو مرفوع پڑھا ہے خبر مبتدائے محذوف کی یعنی ہو عالم الغیب
لَا يَعْزُبُ عَنْهُ نہیں دور رہتا ہے اسکے علم سے یعنی نہیں پوشیدہ ہوتا ہے اس سے مِثْقَالُ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے یعنی چیونٹی کے فِي السَّمٰوٰتِ
بیچ آسمانوں کے وَلَا فِي الْأَرْضِ اور نہ بیچ زمین کے وَلَا أَصْغَرُ اور نہ چھوٹا مِنْ ذٰلِكَ اس ذرہ سے وَلَا أَكْبَرُ اور نہ بڑا إِلَّا فِي كِتٰبٍ
مُبِينٍ مگر لکھا ہوا ہے بیچ کتاب روشن کے کہ وہ لوح محفوظ ہے اسواسطے کہ جو کچھ ہونیوالا ہے وہ اسمیں درج ہے اور ہونا قیامت کا ضروری ہے لِيَجْزِيَ
الَّذِينَ آمَنُوا تاکہ جزا دیوے خدا ان لوگونکو کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کیے ہیں انہوں نے اچھے أُولٰئِكَ یہ مومنین
صالحین وہ ہیں کہ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ واسطے انکے بخشش ہے گناہوں سے وَرِزْقٌ كَرِيمٌ اور روزی بزرگ ہے کہ بدون مشقت اور منت غیر سے اور
لیجزی متعلق لایعزب کی ہے وَالَّذِينَ سَعَوْا اور جن لوگوں نے کوشش کی ہے فِي آيَاتِنَا بیچ آیتوں ہماری کے یعنی انکی باطل کرنیمیں کوشش
کی ہے مُعٰجِزِينَ عاجز کرنیوالے ہو کر اپنے گمان باطل میں اور بعضوں نے اسکو معجزین پڑھا ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ان لوگوں نے
گمان کیا ہے کہ وہ ہمکو عذاب کرنے میں عاجز کر دینگے کہ ہم انکو عذاب نکر سکینگے أُولٰئِكَ یہ لوگ سعی کرنیوالے لَهُمْ عَذَابٌ واسطے انکے عذاب ہے
مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ بدتر عذاب دردناک سے کہ نہایت سخت ہے وہ عذاب اور فرماتا ہے خدا کہ وَيَرَى الَّذِينَ اور دیکھتے ہیں یعنی جانتے ہیں وہ لوگ کہ
أُوتُوا الْعِلْمَ دیے گئے ہیں وہ علم کہتے ہیں کہ مراد ان سے اصحاب رسول ہیں اور یا مومنین اہل کتاب مثل عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار وغیرہ کے اور
یا جمیع مومنین مراد ہیں اور قمی نے لکھا ہے کہ وہ جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں کہ جنہوں نے سب سے پہلے تصدیق قرآن کی کی ہے غرض یہ ہے کہ جو لوگ کہ
علم دیے گئے ہیں انہوں نے جانا ہے کہ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ وہ چیز کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے مِنْ رَبِّكَ پروردگار تیرے کی طرف سے یعنی قرآن
هُوَ الْحَقَّ وہ حق ہے اور راست اور درست ہے اور الذی مفعول اول یری کا ہے اور حق مفعول ثانی ہے اور ہو فصل کا ہے اور بعضوں نے حق کو مرفوع
پڑھا ہے وَيَهْدِي اور ہدایت کرتا ہے وہ قرآن إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيزِ طرف راہ خدائے غالب کے کہ الْحَمِيدِ تعریف کیا گیا اور سراہا
گیا ہے سب فعلوں میں وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے قریش کے لوگوں میں سے یعنی بعضوں نے انمیں سے ہنسی کی راہ سے کہا کہ
هَلْ نَدُلُّكُمْ کیا رہنمائی کریں ہم تمکو عَلٰى رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ اوپر ایک مرد کے کہ خبر دیتا ہے وہ تمکو یعنی محمد کہتا ہے تمکو إِذَا مُزِّقْتُمْ جسوقت
پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ تم كُلَّ مُمَزَّقٍ ہر پارہ اور ٹکڑا ٹکڑا کرنا یعنی جسوقت تمہارا بدن بعد مرنیکے ریزہ ریزہ ہو جاوے اور خاک ہو کر برابر ہو جاوے تو
اسوقت إِنَّكُمْ تحقیق تم لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ البتہ بیچ پیدائش نئی کے ہو گے یعنی بعد مرنیکے پھر نئے سر سے تم پیدا ہوگے یہ کہتا ہے محمد صلعم اور بعد اسکے
از روئے انکار اور بعید جاننے کے انہوں نے کہا کہ أَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا افترٰی کی اصل أفترٰی ہے ہمزہ استفہام کا ہمزۂ وصل پر داخل ہوا تو ہمزہ
وصل کا ساقط ہو گیا اور معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ کہا ان لوگوں نے کہ کیا باندھ لیا ہے اوپر خدا کے جھوٹ کو محمد نے کہ جان بوجھ کر ایسی بات کہتا ہے أَمْ بِهِ جِنَّةٌ
یا ساتھ اسکے جنون ہے کہ وہ جنون انکی زبان پر جاری کر دیتا ہے اس امر کو کہ جسوقت ہمارے بدن خاک ہو جاویں اور ہوا اس خاک کے ریزوں کو اڑا کر جہاں چاہے وہاں
لیجاوے اور وہ ریزہ ریزہ جمع ہو کر اور ہر جگہ سے آکر اکھٹے ہوں اور انکا پھر دوبارہ ایک بدن بنے اور اسمیں روح ڈالی جاوے اور دوبارہ وہ زندہ ہو حق تعالیٰ انکے
رد میں فرماتا ہے کہ نہیں ایسا کہ وہ کہتے ہیں بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بلکہ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں بِالْآخِرَةِ ساتھ آخرت کے کہ اسکی ہونیکو حق
نہیں جانتے ہیں وہ لوگ فِي الْعَذَابِ بیچ عذاب کے آخرت میں وَالضَّلٰلِ الْبَعِيدِ اور گمراہی بعید کے حق سے ہیں دنیا میں اور بعد اسکے
نصیحت کرتا ہے خدا کہ أَفَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھتے ہیں وہ إِلٰى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ طرف اسچیز کے کہ آگے انکے ہے اور طرف اسچیز کے کہ
پیچھے انکے ہے مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ آسمان اور زمین سے یعنی انکے آگے بھی آسمان اور زمین ہے اور انکے پیچھے بھی آسمان اور زمین ہے کہ ان دونوں نے
انکو گھیر رکھا ہے اور یہ لوگ ان دونوں کے بیچ میں ہیں اور ان دونوں میں سے نکل جانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اور جب ایسا حال ہے تو إِنْ نَشَأْ اگر چاہیں ہم

نخسف بهم الارض دھسادیں ہم انکو زمین میں او نسقط علیهم یا گرائیں ہم اوپر انکے کسفا من السماء ایک
ٹکڑا آسمان سے بسبب جھٹلانے انکے آیات خدا کو ان فی ذلک تحقیق کہ بیچ اس نظر کرنے آسمان اور زمین کے اور دھسادینے کے اور آسمان سے
گرا دینے کے لایۃ البتہ نشانی نصیحت کی ہے لکل عبد منیب واسطے ہر بندہ رجوع کرنیوالے کے طرف حق کے اسواسطے کہ وہی بندہ بہت تامل کرتے
ہیں ہماری قدرت کی دلیلوں میں نہ انکار کرنیوالے ہماری قدرت کے اور اب خدا داؤد اور سلیمان کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ ولقد
اتینا داود اور البتہ تحقیق دیا ہمنے داؤد کو منا فضلا نزدیک اپنے سے فضل کو کہ وہ نعمت نبوت کی ہے یا زبور یا توفیق عدل یا حلاوت
مناجات یا علم اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے خوش آوازی ہے اسواسطے کہ جسوقت حضرت داؤد زبور پڑھنے میں مشغول ہوتے تھے تو درندے اور صحرائی جانور
اپنے مقام سے باہر آکر انکی آواز کو سنتے تھے اور پرندے انکی آواز کو سنکر بیہوش ہو جاتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فضل سے یہ ہے کہ بعد اسکے فرماتا ہے کہ کہا ہمنے
یا جبال اے پہاڑو اوبی معہ رجوع کرو تم ہمراہ اسکے ساتھ تسبیح کے یعنی ہمراہ انکے خدا کی تسبیح کرو اور کہتے ہیں کہ تسبیح کرنا پہاڑوں کا یہ تھا کہ خدا تعالے
نے انمیں آواز پیدا کردی تھی جیسے کہ درخت میں موسیٰ کیواسطے پیدا کی تھی اور پہاڑوں کو اسطرح سے داؤد کے حکم میں کیا تھا کہ جسوقت وہ انکو آواز کرتے تھے تو وہ پہاڑ جواب
میں کہتے تھے لبیک جسطرح سے بندہ فرمانبردار کہتا ہے اور کہتے ہیں کہ جسوقت داؤد ترک اولی پر استغفار کرتے تھے اور بآواز بلند گریہ کرتے تھے تو پہاڑ نہایت حزن اور اندوہ سے
آواز کو بلند کرتے والطیر اور اے پرندو یعنی ہمنے بلایا اور اے پرندو آواز اپنی بلند کرو ہمراہ داؤد کے تسبیح کرنے میں اسواسطے کہ ہمنے پہاڑوں اور پرندوں کو عقلا کے مانند
کر دیا ہے کہ وہ ہماری تسبیح کریں آواز بلند اور خوش سے پس جسوقت داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تھے تو پہاڑ آواز انکی ہمیں انکی مدد کرتے تھے اور پرندے
انکے سر پر صف باندھکر کھڑے ہوجاتے تھے اور باآواز دلربا انکی آواز میں آواز ملاتے تھے اور کتنے آدمی حضرت داؤد کے نغمہ سے بیہوش ہو جاتے تھے اور کہتے ہیں کہ
حضرت داؤد اپنا لباس بدل کر شب کو چھپ چھپ پھرتے تھے اور جو کوئی ملتا تھا اس سے پوچھتے تھے کہ داؤد رعیت کے ساتھ کیسا ہے سب آدمی تعریف کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ بڑا عادل ہے اور یہ اسواسطے پوچھتے تھے کہ اگر کسی پر زیادتی ہوئی ہو اور ظلم پہنچا ہو تو اسکا تدارک کریں اسیطرح ایک شب کو چھپ پھرتے تھے حقتعالے
نے ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں بھیجا اور داؤد نے بدستور اس سے بھی پوچھا کہ حاکم تمہارا کیسا ہے فرشتہ نے کہا کہ نہایت نیک ہے اگر اسمیں ایک خصلت نہو
داؤد نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا کہ بیت المال میں سے نہ کھائے داؤد نے یہ سنکر چالیس شب روز گریہ کیا اور حقتعالی سے کسب کو طلب کیا اللہ تعالی نے لوہے کو انکے
نرم کیا مثل موم کے انکی وہ زرہ بناکر فروخت کرتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے اور یعقوب اور عبید بن عمیر اور اعرج نے طیر کو مرفوع
پڑھا ہے اوبی کی یا پر عطف کرکے اسطرح سے کہ اوبی انت والطیر اور یا یہ کہ جبال کے لفظ پر عطف ہے اور باقی کے قاری طیر کو منصوب پڑھتے ہیں کوئی تو
جبال کے محل پر عطف کرتا ہے کہ وہ منصوب ہے اور کوئی فضلا پر عطف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آتینا داود فضلا والطیر یعنی سخرنا طیرا اور کوئی الطیر کو
مفعول معہ کہتا ہے غرض یہ ہے کہ داؤد نے کسی کسب کی دعا کی خدا تعالے نے آہن کو انکے ہاتھ میں مثل موم کے نرم کر دیا انکی وہ زرہ بناکر فروخت کرتے تھے چنانچہ
خدا تعالی فرماتا ہے کہ والنا له الحدید اور نرم کیا ہمنے واسطے اسکے آہن کو بدون آگ اور ہتوڑی کے کہ جسطرح چاہتا تھا اسکو موڑ توڑ کر جو
چاہتا تھا بناتا تھا اور زرہ بنانی ہمنے اسکو تعلیم کی اور حکم کیا ہمنے اسکو ان اعمل یہ کہ بنا تو سابغات زرہیں فراخ دامن اور کشادہ
وقدر اور اندازہ نگاہ رکھ تو فی السرد بیچ بننے زرہ کے کہ حلقے انکے برابر ہوں اور وضع انکی مناسب ہو اور یا یہ کہ میخیں اسکی اندازہ کے ساتھ ہوں
نہ بہت باریک ہوں اور نہ موٹی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے اسواسطے کہ انکو میخ کی کیا احتیاج تھی لوہا انکے ہاتھ میں نرم ہوتا تھا جسطرح چاہتے تھے بناتے تھے
اور کہتے ہیں کہ ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور چھہ ہزار درہم کو فروخت کرتے تھے اور اسمیں سے چار ہزار درہم راہ خدا میں دیتے تھے اور دو ہزار اپنی عیال کو خرچ
کو دیتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور ہزار درہم کو فروخت کرتے تھے اور تمام عمر میں تین سو ساٹھ زرہ بنائیں اور تین سو
ساٹھ درہم کو فروخت کیں اور بعضے کہتے ہیں کہ داؤد نے وفات پائی تھی تو ایک ہزار زرہ انکی خزانہ میں تھی اور کہا ہمنے داؤد علیہ السلام اور انکی لوگوں کو کہ واعملوا
اور عمل کرو تم صالحا نیک کہ خالص اور قربۃ الی اللہ ہو واسطے شکر اس نعمت کے جو ہمنے تمکو دی ہے انی بما تعملون تحقیق میں ساتھ اسکے کہ عمل کرتے ہو تم

ع ٩ قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا

بَصِیۡرٌ دیکھنے والا ہوں میں کہ کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور موافق عمل کے تمکو جزا دونگا اور بعد اسکے خدا تعالیٰ خبر دیگا اس فضل اور نعمت سے جو سلیمان کو
دی تھی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلِسُلَیۡمٰنَ اور دیا ہمنے واسطے سلیمان کے یعنی حکم میں کیا ہمنے واسطے سلیمان کے الرِّیۡحَ ہوا کو غُدُوُّھَا شَھۡرٌ صبح کو
چلنا اسکا ایک مہینہ کی راہ تھا وَرَوَاحُھَا شَھۡرٌ اور شام کو چلنا اسکا ایک مہینے کی راہ تھا یعنی ایک رات اور دن میں دو مہینے کی راہ چلتے تھے اور کہتے
ہیں کہ صبح کو شہر تدمر سے نکلتے اور قیلولہ اصطخر شیراز میں کرتے اور شب کو کابل جاتے اور وہاں شب باشی کرتے اور تدمر ایک شہر تھا ولایت شام میں جنوں نے
انکے واسطے اسکو بنایا تھا اور کہتے ہیں کہ سلیمان ایک روز صبح کو زمین عراق سے مرو میں گئے اور قیلولہ کیا اور نماز دوسری بلخ میں پڑھی اور بلخ سے ترکستان میں
لئے اور وہاں سے چین کو گئے اور اسوقت دریا کے کنارہ پر گئے جہاں سے آفتاب نکلتا ہے اور قندھار کی زمین تک پہنچے اور اس جگہ سے مراجعت کر کے کرمان میں آئے
اور طرف زمین فارس کے روانہ ہوئے اور دوسری صبح کو کسکر میں آئے اور نماز شام تدمر میں پڑھی اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ نے ایک سواری لکڑی کی
بنائی تھی کہ اسکی ایکہزار گوشے تھے اور ہر گوشے میں ایکہزار حجرے تھے کہ لشکر جن اور انسان کا اسمیں رہتا تھا اور نیچے ہر رکن کے ایکہزار دیو رہتے تھے کہ اس سواری کو
اُٹھاتے تھے اور اسوقت ہوائے نرم ایک مہینے کی راہ لیجاتی قیلولہ کے وقت تک اور وہاں اُتر کر قیلولہ کرتے اور دوسری نماز کیوقت ایک مہینے کی راہ لیجاتی
وَاَسَلۡنَا لَهٗ اور جاری کیا ہمنے واسطے اسکے عَیۡنَ الۡقِطۡرِ چشمہ تانبے کو کہ مانند پانی کے کان سے باہر نکلتا اور کہتے ہیں کہ وہ ملک یمن میں قریب
صنعا کے ایک موضع میں تھا اور کہتے ہیں کہ ایک مہینے میں تین روز وہ چشمہ جاری رہتا اور اس تانبے گداختہ سے جو کچھ چاہتے بناتے وَمِنَ الۡجِنِّ اور
جنوں میں سے حکم میں کیا ہمنے واسطے سلیمانؑ کے مَنۡ یَّعۡمَلُ اُن شخصوں کو کہ کام کرتے تھے وہ بَیۡنَ یَدَیۡهِ آگے اس سلیمانؑ کے بِاِذۡنِ رَبِّهٖ
ساتھ اذن پروردگار اسکے کے وَمَنۡ یَّزِغۡ اور جو کوئی کہ عدول کرتا تھا مِنۡهُمۡ انمیں سے عَنۡ اَمۡرِنَا حکم ہمارے سے کہ جس کام کا ہمنے انکو
حکم دیا تھا اگر کوئی انمیں سے سلیمانؑ کی خدمتمیں وہ کام نہیں کرتا تھا تو نُذِقۡهُ چکھاتے تھے ہم اسکو مِنۡ عَذَابِ السَّعِیۡرِ عذاب آتش افروختہ سے اور
جلا ہوا سے آخرت میں اور دنیا میں چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ انپر مقرر رہا تھا اور کوڑا آگ کا انکے پاس تھا جو کوئی سلیمانؑ کے حکم سے سرکشی کرتا
تھا وہ کوڑا آگ کا بنا ہوا اسکو مارتا تھا کہ وہ جل جاتا تھا اور انکے نزدیک عذاب آخرت مراد ہے یَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ کرتے تھے یعنی بناتے تھے وہ واسطے اس
سلیمانؑ کے مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ جو کچھ چاہتا تھا وہ بالاخانوں سے کہ نہایت دلکش اور خوشنما تھے اور کہتے ہیں کہ محاریب وہ مکان ہیں کہ جنپر
زینوں سے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محاریب سے مراد اسجگہ مکان حرب کے یعنی لڑائی کیلئے مکان ہیں مانند قلعوں بلند کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے
محل اور مسجدیں ہیں اور مفسرین لکھتے ہیں کہ دیووں نے جو واسطے سلیمانؑ کے مکان بنائے تھے انمیں سے ایک بیت المقدس بھی ہے اور کیفیت اسکے بننے کی یہ ہے
کہ حقتعالیٰ نے آلِ ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی کہ وہ کثرت سے پھیلے اور جسوقت نوبت حضرت داؤد کی پہنچی تو حقتعالیٰ نے انپر وحی کی کہ میں نے تمہارے باپ ابراہیم سے
وعدہ کیا تھا کہ میں کثرت سے تیری اولاد پیدا کرونگا کہ کوئی انکا شمار نکر سکیگا سوائے میرے اور یہ اس سبب سے تھا کہ انہوں نے اپنے فرزند کو ذبح کیا تھا بموجب
حکم میرے اور میں نے اب وعدہ اپنا وفا کیا اور یہ نعمت تمام کی کہ اولاد انکی کثرت سے پھیلائی اور انہوں نے اس نعمت کی ناشکری اور میری نافرمانی اختیار
کی اور اب میں نے قسم کھائی ہے کہ تین بلاؤں میں سے ایک بلا میں مبتلا کردوں یا تو تین سال قحط میں انکو مبتلا کردوں یا تین مہینے دشمن کو انپر غالب رکھوں
اور یا تین روز انکو طاعون میں گرفتار رکھوں کہ وہ ایک قسم وبا کی ہے اور اسمیں آدمی بہت مرتے ہیں داؤد علیہ السلام نے قوم کو اس امر کی خبر کی لوگوں نے کہا کہ
ہم قحط کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور دشمنوں سے مقابلہ بھی نہیں کرسکتے ہیں لیکن موت ہمارے لئے آسان ہے طاعون کو ہمنے اختیار کیا اور غسل کرکے اور کفن پہنکر
مستعد مرنے کے ہوئے اور عورتوں اور لڑکوں کو ہمراہ لیکر صحرا کو روانہ ہوئے اور حقتعالیٰ نے سرکشوں اور رحمت سے گزرنیوالوں پر طاعون بھیجا اور ایک روز میں اسقدر
آدمی انکے مرے کہ انکے دفن کرنے سے عاجز ہوگئے اور دوسرے روز حضرت داؤد بیت المقدس کے ٹیلے پر آئے اور منہ اپنا خاک پر رکھا اور وہ مقام خیمہ گاہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور بنی اسرائیل کے نیکوں اور صالحوں نے بھی وہاں حاضر ہوکر تضرع اور زاری کی تب حقتعالیٰ نے طاعون انپر سے دور کیا
اور جبرئیل نازل ہوا اور کہا کہ اے داؤد حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو کہ شکر میرا زیادہ کریں اس جگہ میں جہاں تمہاری دعا قبول ہوئی ہے

ایک مسجد بنائیں کی وہ اور فرزند اُنکی جو کہ بعد اُسکے پیدا ہونگے نہیں علاوہ اسکے ہیں جسوقت اُنہونے چاہا کہ مسجد بنائیں ایک مرد نیک بنی اسرائیل میں سے اُنکے آزمانے
کیواسطے کھڑا ہوا اور کہا کہ اس جگہ میں میرا حق ثابت ہے اور میری مرضی نہیں ہے کہ تم بدون میری اجازت کے یہاں میری ملک میں مسجد بناؤ اُن لوگوں نے کہا کہ
اس زمین میں بہت آدمیوں کا حق ہے جب اجازت سبھی دیویں تو ہر ایک اپنے حصہ سے درگزر کریگا اُسنے کہا کہ میں بہت محتاج ہوں اگر چاہو مجھسے خرید کر لو اور جو نہیں تو غصب
ثابت ہوگا وہ لوگ حضرت داؤد کے پاس آئے اور اُسکے دعوے سے اُنکو خبر کی داؤدؑ نے فرمایا کہ اُسکو راضی کرنا چاہئے وہ لوگ گئے اور اُسکی قیمت مقرر کی وہ
شخص اُس قیمت پر راضی نہوا اور کہا کہ میں اس قیمت کو تو نہیں بیچتا اُنہوں نے قیمت کو دوچند کیا اُسنے اُسکو بھی قبول نکیا یہانتک کہ سو گوسفند تک نوبت پہنچی
اُسپر بھی راضی نہوا بعد اُسکی سو گائے اور بعد اُسکی سو اونٹ کہی لیکن وہ راضی نہوا بس قیمت اُسکی یہانتک پہنچی کہ گرد اُسکے دیوار بنائیں اور اُسکو چاندی سے پُر کردیں
اُسوقت اُس شخص نے کہا کہ میں اس قیمت پر راضی ہوں اور جسوقت اُسکو یقین ہوا کہ یہ مسجد کے بنانے پر مستعد ہیں اور قربۃً الی اللہ اُسکو بنانا چاہتے ہیں تو اُسوقت
اُسنے کہا کہ میں اپنے حق سے گزرا اور معاف کیا اور برابر ایک جو اُنکی قیمت میں سے طمع نہیں رکھتا غرض میری قیمت طلب کرنے سے امتحان تمہارا تھا تم امتحان میں پورے
اُترے اب مسجد کو بناؤ وہ لوگ مسجد بنانے میں مشغول ہوئے اور حضرت داؤد مع صلحاء بنی اسرائیل کے اپنی پشت پر پتھر اُٹھاتے تھے اور دیواریں بناتے تھے یہانتک کہ
دیوار مسجد کی آدمی کے قد کے برابر بلند ہوئی حقتعالےٰ نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ تیرا حصہ مسجد بنانیمیں اس سے زیادہ نہیں ہے اسکو اسیطرح چھوڑ دے کہ باقی کو
تیرا بیٹا بنائیگا داؤد نے بنانا اُسکا موقوف کیا اور مع صلحاء بنی اسرائیل کے اُس مسجد میں عبادت کرنے لگے اور اُسوقت عمر اُنکی ایک سو ستائیس سال کی ہوئی
تھی اور جسوقت ایک سو چالیس برس کو پہنچی تو اُنہوں نے وفات پائی اور جسوقت سلیمانؑ بموجب وصیت پدر کے تیرہ سال کی عمر میں باپ کی جگہ پر بیٹھے
حقتعالےٰ نے وحی بھیجی کہ مسجد کو تمام کر حضرت سلیمانؑ نے جنوں کو اور آدمیوں کو جمع کیا اور ہر ایک کو موافق طاقت اور قوت اُنکی کے ایک کام سپرد کیا
اور دیوؤنکو بھیجا وہ پہاڑونمیں سے پتھر سفید اور زرد اور سبز لاتے تھے اور ایک شہر اُسکے گرد تیار ہوا اور اُسکی بارہ محلے کئے شمار قوموں بنی اسرائیل کے
وہ بھی بارہ تھے اور جسوقت تیار ہوا تو اُسمیں بارہ قومیں بنی اسرائیل کی آباد کیں اور بعد اُسکے مسجد بنانی شروع کی اور دیوؤنکو بھیجا وہ گئے اور چاندی اور
سونا اور یاقوت اور زبرجد اور دریا کے جواہر اور مشک اور عنبر اور کافور وغیرہ قیمتی چیزیں لائے اور اسقدر کثرت سے لاکر جمع کئے کہ جنکے شمار کرنے سے عاجز ہو جائیں
اور تہک جائیں اور کاریگروں کو جمع کرکے حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا کہ گول اور چہپہلو بناؤ اور سوراخ اُسمیں کرو مگر بسبب زیادہ سخت ہونیکے اس کام کو کوئی نکرسکا
حضرت سلیمانؑ نے تدبیر اُسکی دیوؤں سے پوچھی سب نے کہا کہ اس کام کو صخر جن سے بہتر کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ قید میں ہے حکم ہوا کہ وہ حاضر ہو جب حضرت سلیمانؑ
نے ایک ٹکڑا تانبے کا اُٹھایا اور اُسپر مہر اپنی کی اور دستور تھا کہ جو کوئی دیو سرکش اُس مہر کو دیکھتا تھا اُسیوقت وہ تابع ہو جاتا تھا جسوقت قاصد سلیمانؑ کا
اُس مہر کو صخرہ کے پاس لیگیا وہ اُسیوقت کھڑا ہوا اور قاصد کے ہمراہ سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوا حضرت سلیمانؑ نے قاصد سے پوچھا کہ صخرہ نے میری مہر کو دیکھکر راہ
میں کیا کہا تھا کہا کہ کچھ نہیں کہا تھا لیکن کبھی خندہ کرتا تھا اور صخرہ نے کہا کہ یا رسول اللہ عجیب چیز دیکھتا تھا اسلئے مجھکو خندہ آتا تھا سلیمانؑ نے پوچھا کہ
وہ کیا تھا کہا کہ راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ موزہ سینے والے سے کہتا تھا کہ ایسا موزہ چاہتا ہوں میں کہ چار برس تک رہے مجھکو اُسکی عقل پر ہنسی آئی کہ
اعتبار ایکروز کی زندگی کا نہیں ہے اور یہ چار سال کو کہتا ہے اور بعد اُسکے ایک مرد کو دیکھا کہ لوگونکو غیب کی خبر دیتا ہے اور جسجگہ وہ بیٹھا تھا وہاں خزانہ
رکھا ہے اور اُسکو اُسکی کچھ خبر نہیں ہے مجھکو اُسپر ہنسی آئی سلیمانؑ نے اُس سے پوچھا کہ کوئی ایسی چیز ہے کہ جس سے جواہر کو تراشیں اور سوراخ کریں کہا کہ ایک پتھر
ہے سفید کہ اُسکو سیاموری کہتے ہیں اور الماس یعنی ہیرا بھی کہتے ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ کس کان میں ہے وہ لیکن ایک صندوق سنگ سخت کا بنواؤ
اور اُسمیں عقاب کے بچوں کو کہ وہ ایک جانور شکاری مثل باز کے ہے رکھو اور چاروں طرف سے اُسکو بند کردو کہ اُسمیں کوئی سوراخ باقی نرہے جسوقت عقاب دیکھیگا
کہ اُسمیں بچونکے پاس جانیکی کوئی راہ نہیں ہے تو وہ ضرور اُس پتھر کو لاکر صندوق میں سوراخ کریگا ایسا ہی کیا اور عقاب اُس پتھر کو لایا اور اُس سے اُسنے
صندوق میں سوراخ کیا اور اپنے بچونکے پاس گیا حضرت سلیمانؑ نے ایک جماعت جنونکی عقاب کے ہمراہ کی وہ اُس پتھر کو کثرت سے لائے سلیمانؑ نے جواہرونکو
اور پتھرونکو اُس سے ترشوایا اور اُنمیں سوراخ کئے اور مسجد بیت المقدس کی بنائی شروع کی اور تختیاں یاقوت اور زمرد کی اور صدفی قیمتی اور روشن اور سونا اور

چاندی انکی دیواروں میں لگائی اور فرش اسکا فیروزہ کی تختیوں سے کیا اور ستون انکی یاقوت اور زبرجد کی تختیوں سے بنائی اور چھت اسکی جواہر سے جڑاؤ کی کہ
رات کے وقت وہ مسجد اسقدر روشن ہوتی تھی کہ احتیاج چراغ کی نہ تھی اور جس روز کہ وہ تعمیر تمام ہوئی تو سب نے اس روز عید کی اور ایک امر عجیب اسمیں
یہ تھا کہ اگر کوئی مرد صالح اور نیک اسمیں داخل ہوتا تو وہ اپنی منہ کو اُن جواہر میں سفید اور روشن دیکھتا اور مرد بدکار اگر داخل ہوتا تو اپنا منہ اسمیں تاریک
اور سیاہ دیکھتا اور کہتے ہیں کہ ایک عصا آبنوس کا اسکی گوشہ میں رکھا تھا اگر پیغمبر کی اولاد میں سے کوئی اسپر ہاتھ ملتا تو اسکو کوئی رنج نہ پہنچتا اور اگر کوئی
جھوٹا دعویٰ کرتا اور کہتا کہ میں پیغمبر کی اولاد میں سے ہوں اور اس عصا پر ہاتھ ملتا تو ہاتھ اسکا جل جاتا اور دس ہزار قاری توریت کے بنی اسرائیل کے
عابدوں میں سے مقرر کئے کہ اسمیں توریت کی تلاوت کیا کریں پانچہزار دن کو اور پانچہزار شب کو اور یہ مسجد اسی ہیئت اور صورت سے بنی ہوئی تھی یہانتک کہ زمانہ
بخت نصر کا آیا اور وہ بنی اسرائیل پر غالب ہوا اسنے تمام مسجد کو خراب کیا اور جواہر اسکا اکھاڑ کر عراق میں لیگیا جہاں وہ رہتا تھا غرض یہ ہے کہ دیووں نے
سلیمان کیلئے وہی مسجد بیت المقدس کی بنائی اور سوائے اسکی اور بہت مکان بنائے **وَتَمَاثِيلَ** اور تصویریں بنائیں ملائکہ اور انبیا کی تاکہ بندگان خدا
انکی عبادت اور اعمال نیک میں نظر کرکے مثل انکی طاعت خدا میں مشغول ہوں اور منقول ہے کہ تصویر دو شیر کی سلیمان کے تخت کے نیچے بنائی
تھی اور صورت دو گدھ کی تخت کے اوپر اور جسوقت سلیمان چاہتے تھے کہ تخت پر سوار ہوں اسوقت وہ دو شیر بازو اپنے بلند کرتے تھے کہ سلیمان انپر پاؤں رکھکر
اوپر جاتے تھے اور جسوقت تخت پر بیٹھتے تھے تو وہ دو گدھ اپنے پروں سے انپر سایہ کرتے تھے اور سوائے سلیمان کے اور کوئی تخت پر نہیں جا سکتا تھا اور بعد سلیمان
کے بخت نصر جسوقت بنی اسرائیل پر غالب ہوا تو چاہا کہ اس تخت پر سوار ہو جسوقت اسنے پاؤں اپنا اٹھایا شیر کی صورت نے ہاتھ اپنا اٹھا کر ایک پنجہ اسکے
پاؤں پر مارا کہ زخمی ہوگیا اور بخت نصر بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا لیکن یہ روایت جاندار کی تصویر بنانے کی صحیح نہیں ہے اور صحیح وہ ہے کہ جو حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ قسم ہے خدا کی مراد تماثیل سے صورت مردوں اور عورتوں کی نہیں ہے بلکہ صورت درختوں وغیرہ کی تھی سوائے تصویر جاندار
کے **وَجِفَانٍ** اور پیالہ جو بڑے لگن سنگین بناتے تھے وہ جن سلیمان کیلئے وہی **كَالْجَوَابِ** مانند حوضوں بڑی بڑے کی طرح کے ہزار آدمی انکی گرد بیٹھکر اسمیں
سے کھانا کھاتے تھے اور سلیمان اُن برتنوں میں اپنے لشکروں کو کھانا کھلاتے تھے **وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ** اور دیگیں بلند اور بڑی بڑی بناتے تھے
پایوں پر رکھی ہے کہ نہایت بڑی ہونیکی جہت سے کوئی انکو ہلا نہیں سکتا تھا اور جنبش نہیں دے سکتا تھا اور پایوں سے نیچے نہیں اتار سکتا تھا اور ان دیگوں میں
کھانا پکا کے جنوں اور آدمیوں کی لشکر کو کھلاتے تھے اور بارہ ہزار طباخ اور باورچی ان دیگوں میں کھانا پکاتے تھے اور خدا تعالیٰ نے یہ نعمت بزرگ انکو دی تو
حکم کیا اس نعمت کی شکر گزاری کا چنانچہ فرمایا **اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا** عمل کرو تم اے آل داؤد کی شکر کا کہ خدا تعالیٰ کی نعمت کی عوض
میں اسکا شکر کرتے رہو کہ نعمت تمکو زیادہ ہوتی رہے کہتے ہیں کہ آل داؤد نے شب و روز کو واسطے شکر گزاری کے تقسیم کیا تھا اور ہر ساعت میں ایک شخص
انمیں واسطے شکر کرنیکے قائم رہتا تھا اور عبادت خدا کی کرتا رہتا تھا اور اکثر آدمی جو فرمانبردار خواہش نفس کے ہیں وہ شکر کرنیکی طرف رغبت کم رکھتے ہیں اسواسطے
خدا تعالیٰ نے فرمایا **وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ** اور کم ہیں بندوں میں میرے بہت شکر کرنیوالے کہ اکثر اوقات دل سے اور زبان سے شکر گزاری کریں
اور شاکر وہی ہی کہ جو کثیر شکر کرتا ہو اور باوجود اسکے کہ شب و روز شکر کرتا ہو لیکن پھر اپنے تئیں شکر کے ادا کرنیمیں عاجز اور قاصر جانے سبب یہ کہ توفیق شکر کی بھی
ایک نعمت ہے اسکی واسطے بھی ایک شکر چاہئے اسطرح شکر کی نہایت نہیں ہے پھر کیونکر اسکے حق کو ادا کر سکیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ
حضرت سلیمان نے دیووں کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک محل شیشہ کا بناؤ انہوں نے ایک محل شیشہ کا بموجب حکم سلیمان علیہ السلام کے بنایا حضرت سلیمان اس
محل میں عصا ہاتھ میں لئے ہوئے پھرتے تھے ایکمرتبہ اس محل میں عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہوئے اور دیووں کی طرف دیکھتے تھے کہ مسجد کے بنانے میں کسطرح کام کرتے
ہیں ناگاہ انکی نظر ایک مرد پر پڑی کہ وہ اس محل میں کھڑا ہے اسکو دیکھکر گھبرائے اور پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ میں وہ ہوں کہ رشوت قبول نہیں کرتا ہوں
اور نہ بادشاہوں سے ڈرتا ہوں میں ملک الموت ہوں اور روح انکی قبض کی اور وہ اسیطرح عصا پر تکیہ کئے ہوئے کھڑے تھے اور جن انکو کھڑا ہوا دیکھتے
تھے کہ وہ زندہ ہیں کہ ایکسال تک تکیہ کئے ہوئے کھڑے رہے اور جن انکو زندہ جانکر انکی خوف سے کام کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے دیمک کو پیدا کیا زمین میں کہ

انہوں نے عصا کی جڑ کو کھایا اور وہ عصا ٹوٹ گیا اور سلیمان گر پڑے تب دیووں نے جانا کہ سلیمان مرگیا ہے سو وقت انہوں نے کام کرنا موقوف کیا اور بھاگ گئے
چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَلَمَّا قَضَيْنَا پس جس وقت مقرر کیا ہمنے عَلَيْهِ الْمَوْتَ اوپر سلیمان کے موت کو اور وہ عصا پر تکیہ کئے ہوئے تھا
مَا دَلَّهُمْ نہ رہنمائی کی ان دیووں کو عَلَىٰ مَوْتِهِ اوپر مرنے انکے کے إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ مگر کیڑے زمین کے نے کہ وہ زمین سے باہر نکلا تھا
اور وہ دیمک تھا اور زمین سے علاوہ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ کھاتا تھا عصا انکو فَلَمَّا خَرَّ پس جس وقت گر پڑا سلیمان تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ
جانا جنوں نے أَن لَّوْ كَانُوا یہ کہ اگر ہوتے جن يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ جانتے وہ غیب کو گمان جنوں کا یہ تھا کہ ہم غیب کو جانتے ہیں اور لوگوں پر
بھی یہی ثابت کرتے تھے حقتعالیٰ انکے قول کے باطل کرنیکے واسطے فرماتا ہے کہ اگر وہ غیب کو جانتے تو مَا لَبِثُوا نہ ڈھیل کرتے وہ ایک سال تک
فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ بیچ عذاب خوار کرنیوالے کے یعنی عمارت کے کام کرنیکی مشقت اور محنت میں پڑتے سو وقت سلیمان کو مردہ
جانکر بھاگ جاتے لیکن انکو تو ایک سال تک جبتک کہ سلیمان کھڑے ہوئے عصا کے سہارے سے کھڑے رہے معلوم نہوا کہ سلیمان مردہ ہے بلکہ عصا کے ٹوٹنے سے سلیمان
زمین پر گرے تو معلوم ہوا کہ وہ مرگئے ہیں اور پہلے اس سے معلوم نہوا کہ وہ مرگئے ہیں پس غیب کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام
سے اس آیت کی تفسیر میں اسطرح سے منقول ہے کہ سلیمان بن داؤد نے ایکروز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ حقتعالیٰ نے مجھکو بادشاہی دی ہے ایسی کہ نہیں سزاوار ہے
واسطے کسیکے بعد میرے ہوا کو میرے حکم میں کیا اور جن و انسان اور پرند اور چرند میرے تابع کئے اور سکھلائی مجھکو بولی پرندونکی اور ہر ایک چیز مجھکو دی اور
باوجود اسکے کہ میں ایسی بادشاہی پا گیا ہوں لیکن ایکروز کی بھی خوشی مجھکو حاصل نہیں ہوئی چاہتا ہوں میں کہ کل اپنے محل میں داخل ہوکر محل
کے اوپر چڑھوں اور اپنے ملکوں کی طرف نظر کروں پس میرے پاس تم محل میں کسی کو نہ آنے دینا سب نے کہا کہ بہت خوب دوسرے روز حضرت سلیمان عصا ہاتھ
میں لیکر محل میں تشریف لے گئے اور اسکے اوپر چڑھے اور جو جگہ کہ زیادہ بلند تھی وہاں پہنچے اور عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہوئے اور اپنے ملکوں کیطرف نظر
کرتے تھے خوش ہوکر کہ ناگاہ ایک جوان خوبصورت خوش لباس پر نظر پڑی کہ محل کے کونوں میں سے ظاہر ہوا جسوقت حضرت سلیمان نے اسکو دیکھا
کہا کہ تجھکو اس محل میں کسنے داخل کیا ہے میں نے تو آج ارادہ مکان کے خالی ہونیکا کیا تھا اس جوان نے کہا کہ مجھکو اس محل میں محل کے پروردگار نے
داخل کیا ہے اور اسکے اذن سے داخل ہوا ہوں سلیمان نے کہا کہ اسکا پروردگار مجھسے زیادہ حقدار ہے لیکن تو کون ہے کہا کہ میں ملک الموت ہوں
فرمایا کہ تو یہاں کسواسطے آیا ہے کہا کہ تیری جان کو قبض کرنیکے لئے فرمایا کہ جس کام کا تو حکم کیا گیا ہے اسمیں مشغول ہو خدا تعالیٰ کو میری خوشی منظور
نہیں ہے اپنی ملاقات چاہتا ہے ملک الموت نے انکی روح قبض کی اور وہ اسیطرح عصا پر تکیہ کئے کھڑے تھے اور بعد روح قبض ہونیکی بھی تکیہ کئے ہوئے عصا
پر تکیہ کئے کھڑے رہے ایک مدت تک اور آدمی انکو دیکھتے تھے اور زندہ جانتے تھے اور آپسمیں اختلاف کیا بعضے تو کہتے تھے کہ سلیمان اپنے عصا پر تکیہ کئے ہوئے
مدت دراز تک کھڑا رہا اور نہ تھکا اور نہ سویا اور نہ کچھ کھایا اور نہ پیا تحقیق وہ البتہ پروردگار ہمارا ہے کہ واجب ہے ہمپر عبادت اسکی پس چاہیے کہ ہم اسکی
عبادت کریں اور ایک قوم نے کہا کہ سلیمان جادوگر ہے کہ ہمکو اپنے تئیں عصا پر تکیہ کئے ہوئے دکھلاتا ہے اور ہماری آنکھوں پر اسنے جادو کردیا ہے کہ
ہم اسکو عصا پر تکیہ کئے ہوئے کھڑا دیکھتے ہیں اور مومنین نے کہا کہ سلیمان بندہ خدا کا ہے اور پیغمبر اسکا ظاہر کرتا ہے خدا اسکے امر کو جسطرح کہ چاہتا ہے پس جسوقت
لوگوں میں اختلاف ہوا تو خدا تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا کہ وہ سلیمان کے عصا کو اندر سے کھا گیا اور جسوقت عصا کھایا تو وہ ٹوٹ گیا اور سلیمان جو اسکے سہارے سے
کھڑے تھے وہ گر پڑے اپنے محل پر سے اور دیووں نے دیمک کا شکر کیا اور یہی جہت ہے کہ جہاں دیمک ہوگا وہاں پانی اور مٹی موجود ہوگی اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت اسطرح سے نازل نہیں ہوئی ہے کہ فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا بلکہ اسطرح سے نازل ہوئی ہے کہ فلما خر تبینت الانس
ان الجن لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین اور عمر حضرت سلیمان کی ایک روایت میں جناب رسولخدا صلعم سے سات سو بارہ برس
کی لکھی ہے اور اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ ترپن سال کی تھی چالیس برس بادشاہی کی اور جسروز بادشاہ ہوئے تھے اس روز تیرہ برس کی عمر تھی اور جسوقت
ابتدائے سلطنت سے چار برس گذرے تو تعمیر بیت المقدس کی شروع کی اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیونکر چڑھتے تھے شیاطین طرف آسمان کے

اور حال یہ ہے کہ وہ مثل آدمیوں کی تھے پیدائش میں اور کثافت جسم میں اور سلیمان بن داؤد کے واسطے عمارتیں ایسی بڑی بڑی بناتے تھے کہ آدمی جس میں عاجز ہوں اور انہی نے بن سکیں پس معلوم ہوا کہ وہ سلیمان کے واسطے کثیف جسم والے کر دیے گئے تھے جیسے کہ انکی تسخیر میں اور انکی زیر حکم کئے گئے تھے اور اصل میں وہ جسم لطیف رکھتے ہیں اور دلیل انکی لطیف ہونے پر یہ ہے کہ وہ آسمان پر چڑھتے تھے چوری سے فرشتوں کا کلام سننے کے واسطے اور جسم کثیف بدون سیڑھی کے ہرگز نہیں چڑھ سکتا ہے اور یا کوئی سبب ہو انکے واسطے اور بعد قصہ سلیمان کے اور حکم ادائے شکر کے واسطے آل داؤد کے قصہ سبا کو خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ قصہ دلالت کرتا ہے شکر کرنے کی نیک انجامی پر اور ناشکری کی بدانجامی پر چنانچہ فرماتا ہے کہ **لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ** البتہ تحقیق تھی واسطے اولاد سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کے **فِي مَسْكَنِهِمْ** بیچ گھروں انکے کہ بلدہ مارب ولایت یمن میں رہتے تھے **آيَةٌ** ایک نشانی دلالت کرنیوالی عالم کے پیدا کرنیوالے اور اس امر پر کہ وہ بڑا قادر ہے اور جو امر عجیب چاہے پیدا کرے کہتے ہیں کہ فرزندان سبا کے مارب میں رہتے تھے یا مارب کے اطراف میں کہ ولایت یمن میں سے ہے مقام تھا دو پہاڑوں کے درمیان کا اور پانی کو وہ ایک چشمہ میں سے لیتے تھے کہ پہاڑ کے نیچے تھا اور کبھی ایسا ہوتا کہ زیادہ پانی ولایت سے جو آکر انکے پانی میں ملجاتا تھا اور وہ دونو پانی بہت نقصان کرتے تھے اور ضرر پہنچاتے تھے ان لوگوں نے بلقیس سے کہ بادشاہ اس ولایت کی تھی فریاد کی اور درخواست کی کہ اس سے ایک بند یہاں بنجائے کہ پانی آنے سے رک جائے اسنے وہاں ایک بند لگادیا سب پانی جھیل اور زائد وہاں ٹھہر گیا اور تین موریاں اسمیں لگائیں اوپر نیچے پہلا اوپر کی موری کو کھولتے تھے اور پانی اسکا زراعتوں اور باغوں میں لیجاتے تھے اور جسوقت اوپر کا پانی خرچ میں آجاتا تھا اور محتاج ہوتی تھی تو بیچ کی موری کو کھولتے تھے اور بعد اسکے نیچے کی موری کو اور اس نہر کے لوگوں کے داہنے اور بائیں جانب کثرت سے باغ تھے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **جَنَّتَانِ** دو باغ تھے سبا والوں کے واسطے **عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ** داہنی جانب سے اور بائیں جانب سے اگرچہ داہنی جانب کثرت سے باغ تھے اور ایسے ہی بائیں جانب لیکن خدا تعالیٰ نے ایک باغ داہنی جانب کا فرمایا اور ایک باغ بائیں جانب کا سو اسطرح کہ داہنی جانب کے باغ ایسے آپس میں ملے ہوئے تھے کہ وہ بمنزلہ ایک باغ کے تھے اور ایسے ہی بائیں جانب کے باغ پس گویا کہ ایک باغ داہنی جانب تھا اور ایک باغ بائیں جانب اس واسطے دو باغ داہنے اور بائیں فرمائے اور جنتان بدل ہے آیۃ سے اور آیۃ اسم کان کا ہے اور عن یمین و شمال صفت جنتان کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد آیۃ سے آبادی باغوں انکی ہے کہ اس کثرت سے تھی وہ کہ اگر کوئی ٹوکرا اپنے سر پر رکھکر ان باغوں کی درختوں کے نیچے سے گزرتا تو بدون اسکے کہ وہ ہاتھ سے میوہ کو توڑے تمام ٹوکرا انکا میوہ سے پر ہو جاتا تھا اور منقول ہے کہ اولاد سبا کی بارہ بستیاں تھیں اور ہر ایک بستی میں ایک پیغمبر تھا کہ انکو خدا کی توحید کیطرف بلاتا تھا اور انکو کہتا تھا کہ **كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ** کھاؤ تم روزی پروردگار اپنے کے سے کہ یہ باغ تمکو انعام کئے ہیں **وَاشْكُرُوا لَهُ** اور شکر کرو تم واسطے اسکے اس نعمت کی کثرت پر اور یہ شہر کہ جسمیں خدا تعالیٰ تمکو روزی دیتا ہے **بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ** وہ شہر پاک ہے کہ ہوا اسکی معتدل ہے کہ ہمیشہ تندرست رہتے ہیں اور پانی اسکا شیریں ہے اور خاک اسکی نہایت پاکیزہ ہے کہ اسمیں سانپ اور بچھو اور مچھر اور جوں اور پسو اور کھٹمل وغیرہ نہیں پیدا ہوتے اور بلدہ خبر مبتدا محذوف کی ہے **وَرَبٌّ غَفُورٌ** اور پروردگار تمہارا کہ تمکو روزی دیتا ہے اور طالب شکر کا ہے بخشنے والا ہے اس شخص کو جو کہ شکر نہ توبہ کرے جسوقت ان لوگوں نے اپنے پیغمبر سے یہ سنا تو **فَأَعْرَضُوا** پس منہ پھیر لیا انہوں نے شکرگزاری سے اور اپنی اپنی بستی کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور کہا کہ کوئی نعمت خدا کی ہمارے پاس نہیں ہے اور اگر ہے تو یہ نعمت ہمکو دی ہے تو اسکو کہہ کہ یہ نعمت ہم سے لے اور کہتے ہیں کہ آخر پیغمبر جو انکے پاس آیا زمانہ میں بادشاہ ذی الاذعار کے تھا اور بعد آسمان پر جانے عیسےٰ علیہ السلام کے انکو انہوں نے بہت آزار دیا حق تعالیٰ نے انکے بند کے نیچے جنگلی چوہے پیدا کئے کہ انہوں نے اس بند میں سوراخ کر دئے اور آدھی رات کو جسوقت کہ سب سوتے تھے وہ بند ٹوٹا اور پانی زور کا انکے مکانوں اور باغوں میں آیا سب کو خراب کر دیا اور اکثر آدمی اسمیں پانی میں مر گئے اور جو کچھ کہ باقی رہے وہ متفرق اور پراگندہ ہو گئے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے جو ہماری شکرگزاری سے منہ پھیرا اور ہماری نعمت کی ناشکری کی تو **فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ** پس بھیجا ہم نے اوپر انکے **سَيْلَ الْعَرِمِ** رو بند ٹوٹنے کی کہ جسکو بلقیس نے بنایا تھا اور بعضی نے لکھا ہے کہ یمن میں ایک دریا تھا اور سلیمان نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ دریا میں سے لوگوں کے واسطے نہر نکالیں کہ شہروں تک انہوں نے ایسا

ہی کیا اور ایک بند پتھر اور چونہ کا اُنہیں لگا دیا کہ اُنکی شہروں میں پانی نہ پہنچے اور اُس شہر میں بہت سی موریاں بنا دی تھیں جس وقت پانی کی احتیاج
ہوتی تھی تو اُن موریوں میں سے پانی لیتے تھے اور داہنی جانب اور بائیں جانب انکی باغ تھے دس روز کی راہ تک اور ایسی گنجان تھی کہ جو کوئی اُن باغوں
میں سے ہو کر گزرتا تو اُسپر آفتاب نہ پڑتا تھا پس جس وقت انہوں نے گناہ کرنے شروع کئے اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور نیک لوگوں نے اُنکو منع کیا
اور اُنکی منع کرنے سے وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے اُس بند پر جنگلی چوہے بڑے بڑے بھیجے کہ انہوں نے بند کے سب پتھر اکھاڑ ڈالے اکھاڑ کر پھینکدئے جس وقت
اُنمیں سے ایک قوم نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جس وقت چوہوں نے تمام بند کو اکھاڑ ڈالا تو پانی دریا کا آیا اور وہ لوگ باقی کے
اُس سے بیخبر تھے وہ پانی سب کے اوپر سے پھر گیا اور شہر اُنکی ڈھا دئے اور درخت انکی اکھاڑ ڈالے اور یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ سے اور جس وقت کہ وہ سب باغ
خراب ہو گئے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَبَدَّلْنٰهُمْ اور بدلہ میں دیا ہمنے اُنکو بِجَنَّتَيْهِمْ ساتھ عوض دونو باغوں اُنکے کے کہ میوے تھے جَنَّتَيْنِ
دو باغوں ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ صاحبوں میووں بد مزہ کے مثل پیلو اور ببول کے وَّاَثْلٍ اور صاحبوں شورہ زمین کے درختوں کو یا
صاحبوں بعد درختوں جھاؤ کے کو وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ اور ایک شی درخت بیری تھوڑی سی یعنی زمین شور کے درختوں میں
تھوڑے سے درخت بیری کے بھی دئے تاکہ یاد کریں وہ اُس میں اُن پہلے میووں کو ذٰلِكَ یہ عذاب جلدی آنیوالا جَزَيْنٰهُمْ بدلا دیا ہے
ہمنے انکو بِمَا كَفَرُوْا بسبب اسکے کہ کفر کیا انہوں نے اور ناشکری کی ہماری نعمت کی وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اور نہیں جزا دیا جاتا ہے اس طرح کی
اِلَّا الْكَفُوْرَ مگر ناشکر نہایت کفر کرنیوالا اور حفص نے نجازی متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور کفور کو منصوب یعنی نہیں جزائے بد دیتے ہیں ہم مگر کفر کرنیوالے کو
اور جزا تو عام ہے مومن اور کافر کی سب کے واسطے ہے اور مجازات خاص کفار کے واسطے مستعمل ہے اور کہتے ہیں کہ کچھ آدمی سبا کی اولاد کے جو باقی
رہ گئے تھے وہ ایک پیغمبر کے پاس آئے اور کہا کہ ہمنے اپنے پروردگار کو پہچانا اور جانا ہمنے کہ سب نعمتیں اُسکی طرف سے ہیں اگر بعد اسکی ہمکو نعمت بخشے تو ہم
اُسکی ناشکری نکرینگے اور نہایت شکر کرینگے کہ کسی قوم نے نہ کیا ہو خدا تعالیٰ نے پھر انکو نعمت عطا کی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ اور کر دی
ہمنے درمیان اُن لوگوں کے وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا اور درمیان اُن بستیوں کے کہ برکت دی ہے ہمنے بیچ اُن بستیوں کے کہ وہ
بستیاں شام کی ہیں مثل فلسطین اور اردن اور اریحا کے اور ایلیا کے قُرًى ظَاهِرَةً دیہات ظاہر متصل آباد درختوں اور نہروں سے یعنی اُن
لوگوں کے مقام سے شام کی بستیوں تک ہمنے اُنکے واسطے بستیاں آباد کر دیں قریب قریب کہ ہر بستی سے دوسری بستی دکھلائی دیتی تھی اور ہر بستی سے دوسری
بستی ظاہر ہوتی تھی اور رستہ کے سر پر تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ مارب سے کہ وہ شہر سبا والوں کا تھا شام تک چار ہزار سات سو دیہات تھے وَقَدَّرْنَا
فِيْهَا السَّيْرَ اور اندازہ اور مقرر کیا ہمنے بیچ اُن بستیوں کے چلنے کو کہ مسافر ایک بستی میں قیلولہ کرتا تھا اور دوسری بستی میں شب باش ہوتا تھا یہاں تک
کہ ملک شام کو آسانی سے پہنچ جاتا تھا اور کہا ہمنے کہ سِيْرُوْا فِيْهَا سیر کرو تم بیچ اُن بستیوں کے لَيَالِيَ وَاَيَّامًا راتوں کو اور دنوں کو
جس وقت کہ چاہو اٰمِنِيْنَ امن پانیوالے درندوں سے اور رہزنوں سے اور بھوک سے اور پیاس سے بسبب کثرت خلقت کے اور کثرت میووں اور
آب شیریں کے چاہو رات کو سفر کرو اور چاہو دن کو سب وقت برابر ہیں اور کہتے ہیں کہ سبا کے لوگ جو کچھ باقی رہے تھے انہوں نے تجارت شروع کی اور
یمن سے شام کو جاتے تھے اور ایک بستی میں ایک پہر دن گزرے کھانا کھاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے تو دوسری بستی میں شام کا کھانا کھاتے تھے یہ امر
دیکھکر تونگروں کو مفلسوں پر حسد ہوا کہ انہیں اور ہم میں چلنے میں کچھ فرق نہیں رہا ہے اس واسطے کہ پیادہ اور مفلس اس راہ میں ایسے چلتے ہیں جیسے سوار اور تونگر
فَقَالُوْا پس کہا اُن تونگروں نے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے بٰعِدْ دور کر دے بَيْنَ اَسْفَارِنَا درمیان منزلیں سفروں ہمارے کے یعنی رستہ
میں جنگل پیدا کر دے ایک منزل سے دوسری منزل تک اور بستیوں میں زیادہ فاصلہ کر دے کہ آدمی بدون سواری اور توشہ کے نہ جا سکیں اور یہ اس
واسطے کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو مفلس نجا سکینگے مثل ہمارے اور ہم اُنپر فخر اور تکبر کرینگے وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اور ظلم کیا انہوں نے جانوں اپنی کو یہ دعا کر کے
یا ناشکری کر کے اور گناہ کر کے اور اُنکی دیہات سب صحرا ہو گئی اور آبادی کا ویرانہ بن گیا فَجَعَلْنٰهُمْ پس کر دیا ہمنے اُنکو اَحَادِيْثَ باتیں کہ

آدمی بعد ان کی تعجب کرکے کہیں کہ وہ لوگ آبادی ویرانہ جاتے تھے اور یا ان کو مثل کے بیان کرتے ہیں کہ نعمتیں سبکی اونکی متفرق ہوگئیں وَمَزَّقْنٰهُمْ اور متفرق
کیا ہمنے انکو كُلَّ مُمَزَّقٍ ہر متفرق کرنا یعنی نہایت متفرق کرنا یہانتک کہ کوئی مارب میں نا بعضے شام کو چلے گئے اور بعضوں کو انکو اور بعضے مدینہ کو اور بعضے یمن کو اور بعضے
عمان کو اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اس قصہ سبا والونکی لَاٰیٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّكُلِّ صَبَّارٍ واسطے ہر صبر کرنیوالے
بلاؤں اور محنتوں کی شَكُوْرٍ شکر کرنیوالے نعمتوں کی اور دیکھتے ہیں کہ سبکے لوگ خوشحالی و فارغ البالی سے گزارہ کرتے تھے اور لیکن بسبب بے صبری اور
ناشکری کے پہنچا انپر جو کچھ کہ پہنچا اور فرماتا ہے خدا کہ وَلَقَدْ صَدَّقَ اور البتہ تحقیق سچ پایا عَلَیْهِمْ اوپر ان سبا والونکی اور کہتے ہیں کہ
اور سب کافروں کی اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ ابلیس نے گمان اپنے کو یعنی ابلیس نے گمان کیا تھا کہ اولاد آدم پر بسبب غضب طبع و خواہش نفس کے کہ انکی ذات میں ہے
اونپر غالب ہوکر انکو گمراہ کرونگا تو اسکا گمان گمراہ ہونیکی حق میں راست ہوا فَاتَّبَعُوْهُ پس پیروی کی انہونے اس ابلیس کی شرک اور گناہ کرنے میں
اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مگر ایک فرقہ مومنین میں سے کہ وہ ابلیس کی پیروی نہیں کرتے وَمَا كَانَ لَهٗ اور نہیں تھا واسطے اسکی عَلَیْهِمْ اوپر ان کے مِّنْ سُلْطٰنٍ
کوئی غلبہ اِلَّا لِنَعْلَمَ مگر تاکہ جانیں ہم یعنی جدا کریں ہم درمیان عالم کے لوگوں کی مَنْ یُّؤْمِنُ اس شخص کو کہ ایمان لاتا ہے بِالْاٰخِرَةِ ساتھ آخرت
کے مِمَّنْ هُوَ اس شخص سے کہ وہ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ اس آخرت کی بیچ شک کے ہے یعنی اہل علم پر ظاہر ہی کردیں کہ مومنین کون ہیں اور شرک اور
گمان والے کون کون ہیں وَرَبُّكَ اور پروردگار تیرا عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ اوپر ہر چیز کے حَفِیْظٌ نگہبان ہے اور کوئی چیز بندوں کے قولوں اور فعلوں
میں سے اسپر پوشیدہ نہیں ہے قُلِ کہہ تو اے محمد صلعم ان مشرکین سے کہ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ پکارو تم ان لوگوں کو کہ گمان کرتے ہو تم ان کو خدا
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اور دیکھو کہ وہ نفع کے پہنچا نہیں اور ضرر دفع کر نہیں تمہاری مدد کرتے ہیں اور تمہاری پکار کو وہ سنتے ہیں اور کیونکر انکو جواب دینگے اور
کیونکر وہ تمہاری مدد کرینگے کہ لَا یَمْلِكُوْنَ نہیں مالک ہیں وہ معبود تمہارے اور نہیں قدرت رکھتے ہیں مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے
فِی السَّمٰوٰتِ بیچ آسمانوں کی وَلَا فِی الْاَرْضِ اور نہ بیچ زمین کے کسی چیز کے وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہے واسطے ان معبودوں تمہارے کے فِیْهِمَا بیچ
ان دونو آسمان اور زمین کے مِنْ شِرْكٍ کوئی شراکت اور ساجھا خدا کے ساتھ کسی چیز کے پیدا کرنیمیں اور تصرف کرنے اور بسنے میں وَ
مَا لَهٗ مِنْهُمْ اور نہیں ہے واسطے اس خدا کے ان معبودوں میں سے خواہ ملائکہ ہوں خواہ بت یا اور کوئی ہو معبود جعلی تمہارا اگر کوئی انمیں سے واسطے خدا کے
نہیں ہے مِّنْ ظَهِیْرٍ مدد کرنیوالا تدبیر میں آسمان و زمین کی اور کفار کو جو گمان تھا کہ بت اور ملائکہ شفاعت کرینگے انکی گمان کو دفع کرنیکو فرماتا ہے
وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اور نہیں فائدہ بخشتی ہے سفارش کسی کی عِنْدَهٗ نزدیک اس خدا کے یعنی گمان شفاعت کا کہ ملائکہ اور بتوں کی ساتھ رکھتے ہو البتہ
وہ بھی بیفائدہ ہے اسواسطے کہ شفاعت کوئی نہیں کرسکتا ہے کسی کے واسطے اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ مگر واسطے اس شخص کے کہ حکم دیوے خدا واسطے اسکے کہ اسکی شفاعت
کرو مومنین ہیں کہ جن ایمانداروں نے اپنی شامت نفس سے گناہ کئے ہیں اور یا یہ کہ شفاعت کرنیوالے کو پسند کرے جو کہ لیاقت شفاعت کی رکھتا ہو لیکن روز
قیامت شفاعت کرنیوالا اور جسکی شفاعت کرے دونو منتظر ہونگے شفاعت کے اور ڈرتے ہونگے اور خوف میں گزرانینگے حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ
یہانتک کہ جسوقت خوف دور کیا جاویگا دلوں انکے سے اور اجازت شفاعت کی دیویں انکو قَالُوْا کہینگے وہ کہ بعضا بعضے سے کہے کہ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ
کیا کہا پروردگار تمہارے نے شفاعت کے مقدمہ میں قَالُوا الْحَقَّ کہینگے وہ کہ حق اور درست فرمایا کہ مومنین کی شفاعت کرو نہ کفار اور منافقین کی
وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ اور وہ خدا بلند اور بزرگ ہے اس سے کہ انبیاء اور ملائکہ بدون اسکے اذن کے کسیکی شفاعت کرسکیں لیکن ہمارے پیغمبر صلعم کو واسطے
قیامت سے پہلے اذن شفاعت کا حاصل ہوگیا ہے اور بعضے اس آیت کے معنی اسطرح سے کہتے ہیں کہ درمیان حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر کے فاصلہ پانسو
پچاس سال کا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس مدت میں کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے اور وحی آسمان سے زمین پر نہیں آئی اور جسوقت ہمارے پیغمبر صلعم پیغمبر ہوئے تو آسمان کے
فرشتوں نے آواز وحی کی سنی اور گمان کیا کہ قیامت قائم ہوئی انکی خوف سے بیہوش ہوکر گر پڑے اور جسوقت جبرئیل انکی طرف کو گزرے تھے انہوں نے سر اپنے
اٹھائے اور جبرئیل کو دیکھا تو خوف انکا دور ہوا اور آپس میں کہا کہ کیا کہا پروردگار تمہارے نے اور پھر آپس میں جواب دیا کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ حق اور درست

فرمایا خدا نے پس جبکہ غش تو نکا خوف سے یہ حال ہے تو وہ بدون اذن کے کسکی شفاعت کر سکتے ہیں اور بت جو کہ پتھر یا لکڑیاں ہیں وہ کسیکی کیا شفاعت
کرینگے اور یہ اس صورت میں ہے کہ قلوبہم کی ضمیر ملائکہ کیطرف پھری اور بعضی کفار کیطرف پھیرتے ہیں اور معنی اسکو اسطرح سے کرتے ہیں کہ جسوقت کفار کے
دل سے خوف کو دور کریں آخرت میں یا مرنیکے وقت تاکہ وہ کلام ملائکہ کا سنیں اور حجت انپر لازم ہوجائے تو ملائکہ انسے کہیں کہ تمہارے خدا نے کیا کہا تھا کفار کہیں
حق کہا تھا یعنی اقرار کریں سب احکام کا کہ جو کچھ پیغمبر پر نازل کیا تھا دنیا میں یعنی اصول کا اور فروع کا سب اقرار کریں اور پھر خدا فرماتا ہے کہ **قل**
کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار سے کہ **من یرزقکم** کون روزی دیتا ہے تمکو **من السموٰت** آسمانوں سے مینہ برساکر اور اسکی اسباب پیدا کرکے **والارض**
اور زمین سے روئیدگی پیدا کرکے پس جسوقت خاموش ہوں الزام کے بعد کہکر جواب دیویں اگرچہ دلوں میں سے جانتے ہیں کہ خدا ہی روزی دیتا ہے لیکن بالوں سے نہیں اقرار کریں تو پس تو ہی خود
قل کہہ تو کہ **اللّٰہ** خدا ہی روزی دیتا ہے واسطے کہ سوال کا جواب اسکی جواب نہیں ہے اور انکا خاموش رہنا **وانا** اور تحقیق ہم گروہ مومنین کہ روزی دینے والے کو
ایک جانتے ہیں اور اسکی پرستش کرتے ہیں **او ایاکم** یا تم ہی کافر کہ پتھروں اور لکڑیوں کو پوجتے ہو اور خدا کے شریک کرتے ہو انکو **لعلی ھدًی** البتہ
اوپر ہدایت کے ہیں **او فی ضلال مبین** یا بیچ گمراہی ظاہر کے یعنی ہم میں سے اور تم میں سے جو ایک خدا کو پوجتا ہو وہ ہدایت پر اور ایک گمراہی پر ہو اسواسطے کہ نہ تو دونوں
حق پر ہیں اور نہ دونوں باطل پر اور یہ قول مانند کلام حق والے کے ہے کہ جھوٹے کو کہو کہ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم میں اور تم میں کون سچا ہے اور
کون جھوٹا ہے یا تو میں سچا ہوں اور تو جھوٹا ہے اور یا میں جھوٹا ہوں اور تو سچا ہے باوجود اسکے کہ وہ کہنے والا جانتا ہے کہ میں حق پر ہوں اور یہ
مخاطب جانتا ہے کہ میں کہتا ہوں باطل پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام بطریق لف و نشر کے ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ تحقیق ہم البتہ ہدایت پر ہیں اور تم گمراہی
ظاہر پر ہو **قل** کہہ تو اے محمد صلعم انسے کہ **لا تسئلون** نہ سوال کیے جاؤگے تم **عما اجرمنا** اسچیز سے کہ گناہ کیا ہمنے **ولا نسئل**
اور نہ سوال کیے جائینگے ہم **عما تعملون** اسچیز سے کہ عمل کرتے ہو تم بلکہ ہر ایک شخص اپنے عمل سے سوال کیا جائیگا اور موافق اسکی جزا پائیگا **قل**
کہہ تو اے محمد صلعم انسے **یجمع بیننا** جمع کریگا درمیان ہمارے **ربنا** پروردگار ہمارا **ثم یفتح بیننا** پھر حکم کریگا درمیان ہمارے **بالحق**
ساتھ حق اور انصاف کے اسطرح سے کہ جو حق پر ہے اسکو بہشت میں داخل کریگا اور جو کوئی باطل پر ہے اسکو دوزخ میں داخل کریگا **وھو الفتاح** اور وہ
حکم کرنیوالا ہے سب امور میں **العلیم** جاننے والا ہے حکم کی کیفیت کو موافق حکمت کے **قل** کہہ تو اے محمد صلعم انسے کہ **ارونی الذین**
دکھلاؤ تم مجھکو ان لوگوں کو کہ **الحقتم بہ** لاحق کیا ہے تمنے ساتھ اس خدا کے **شرکاء** شریکوں کو یعنی مجھکو دکھلاؤ تم کہ کس صفت پر بتوں کو
خدا کے شریک کرتے ہو عبادت میں کہ انکا مستحق ہونا عبادت میں معلوم ہو اور ضمیر بہ صلہ الذین کا ہے اور عائد موصول کی محذوف ہے اور تقدیر
اسکی الحقتموہم بہ ہے اور شرکاء حال ہے ضمیر محذوف سے **کلا** ہرگز ایسا نہیں ہے کہ بتوں کو اسطرح کوئی صفت ہو کہ جسکے سبب سے وہ مستحق عبادت کے ہوں اور خدا کے
شریک ہوں عبادت میں **بل ھو اللّٰہ العزیز** بلکہ وہ خدا غالب ہے سب پر پس کون اسکا شریک ہو سکتا ہے **الحکیم** حکمت
والا ہے جو کچھ کرتا ہے موافق مصلحت کے کرتا ہے اور بعد اسکے خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کی نبوت کو بیان کرتا ہے کہ تیری نبوت تمام ہے سب خلقت پر چنانچہ فرماتا ہے
وما ارسلناک اور نہیں بھیجا ہے ہمنے تجھکو اے محمد **الا کافۃً** مگر عام اور شامل **للناس** واسطے آدمیوں کے کل کے کافے کے او
سفید کے سب واسطے اور کافہ معنی مصدر ہے مثل عافیت اور عاقبت کے اور ارسلناک کی کاف سے حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ آیت میں تقدیم
اور تاخیر ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ وما ارسلناک الا للناس کافۃ یعنی اور نہیں بھیجا ہمنے تجھکو مگر واسطے آدمیوں کے سب کے اور لغت میں کافہ معنی ہمہ
آیا ہے اور بعضے مشتق ہے کف سے اور کف معنی باز رکھنے کے ہے یعنی باز رکھنیگا باز رکھنا واسطے آدمیوں کے **بشیرا** خوشخبری دینے والا بہشت کی نعمتوں کی
واسطے ایمان لانیوالوں کے **ونذیرا** اور ڈرانیوالا واسطے شرک کرنیوالوں کے یہ دونوں بھی حال واقع ہوئے ہیں **ولکن اکثر الناس** اور لیکن اکثر آدمی
لا یعلمون نہیں جانتے ہیں تیری کمالوں اور فضیلتوں کو اور انکی جہالت سے تیری مخالفت میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
خدا تعالیٰ نے محمد صلعم کو شریعتیں نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کی عطا کیں اور کل انبیا کا پیغمبر کرکے بھیجا جن پر اور انسان پر اور کل اسکے اوپر

گورے اور عربی پر اور عجمی پر اور حضرت صادق علیہ السلام نے ایک وصی پوچھا کہ خبر دے تو مجھکو پیغمبر خدا کے حال سے کہ عام سب آدمیوں کے واسطے پیغمبر تھے
کیا خدا تعالیٰ نے قرآن میں نہیں فرمایا ہے کہ وما ارسلناک الا کافة للناس یعنی اہل مشرق اور مغرب پر سب پیغمبر کر کے بھیجا تجھکو کیا رسول خدا نے
یہی رسالت سب کو پہنچا دی ہے اس مرد نے کہا کہ نہیں جانتا میں اور کہا کہ رسول خدا صلعم نہیں باہر نکلے مدینہ سے پس کیونکر پہنچائی انھوں
نے رسالت یہی مشرق اور مغرب کے لوگوں کو پھر فرمایا کہ حکم کیا خدا نے جبرئیل کو پس انھوں نے زمین کو اکھاڑا اور اپنے پروں پر اٹھا کر رسول خدا کے
روبرو کیا اور حضرت کے سامنے مثل ہتھیلی کے تھی کہ اس وقت حضرت کل اہل مشرق اور مغرب کی طرف نظر کرتے تھے اور خدا کی توحید کے
طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور ہر سمت کی طرف پس کوئی شہر اور گاؤں باقی نہ رہا مگر یہ کہ رسول خدا صلعم نے انکو رسالت اپنی پہنچا دی یہ
روایت ایسی ہے جیسے کہ آیہ الست بربکم قالوا بلی الخ سے مراد یہ ہے کہ وہ حضرت کل آدمیوں کے پیغمبر ہیں لیکن حضرت کو سب جگہ جانا اور ہر شہر
شہر اور ملک میں ضرور نہیں ہے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو عقل دی ہے وہ خود چاہیئے کہ دین حق کو تلاش کر لیویں لیکن لوگوں کو دین کا کچھ
خیال نہیں ہے اور نہ انکی جستجو منظور ہے بلکہ دنیا کی تلاش میں جا بجا پھرتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ
نے مجھکو پانچ خصلتیں دی ہیں کہ انبیاء سابقین میں سے وہ خصلتیں کسیکو نہیں دی ہیں اور یہ میں اپنا فخر کر کے نہیں کہتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو
شمار کر کے کہتا ہوں اور واسطے ادا کرنے انکی شکر کے کہتا ہوں ایک تو یہ ہے کہ میں پیغمبر ہوا ہوں ہر کالے اور گورے پر اور ترک اور ہند اور عرب اور عجم پر
اور دوسرے یہ کہ زمین کو میرے واسطے پاک کیا ہے اور تمام زمین کو مسجد بنایا ہے جس جگہ چاہوں تیمم کر دوں اور نماز پڑھوں اور تیسرے یہ کہ غنیمت کو حلال کیا
ہے اور پہلے مجھ سے کسی کے واسطے حلال نہیں کیا تھا اور چوتھے یہ کہ نصرت پائی ہے میں نے دشمنوں پر خوف کے ساتھ ایک مہینے کی راہ سے مجھ سے ڈر کر بھاگتے تھے اور پیغمبر مقابلہ
کی تاب نہیں رکھتے تھے اور پانچویں یہ کہ باب شفاعت امت کی میرے ہاتھ میں دی ہے کہ ہر بندہ کی میں شفاعت کروں گا جو کہ شرک نہیں کرتا ہے اور یہ خصوصیت اور بزرگی ہے اس
حضرت کی کہ پیغمبر ہوئے کل آدمیوں اور جنوں کے اور سوائے ان حضرت کے کوئی پیغمبر تمام جن اور انس کا پیغمبر نہیں ہوا **ویقولون** اور کہتے ہیں وہ
کفار اپنی جہالت اور عناد اور گمراہی سے کہ **متی ھذا الوعد** کب ہے یہ وعدہ ثواب یا عذاب کا اور یا قیامت کا **ان کنتم صادقین**
اگر تم ہو پیغمبر اور مومنین راست کہنے والے **قل** کہہ تو اے محمد صلعم کہ **لکم میعاد یوم** واسطے تمہارے وعدہ ہے ایک دن کا کہ جس وقت پہنچے وہ دن تو **لا
تستاخرون** نہ تاخیر کرو گے تم **عنه** اس دن سے **ساعة** ایک ساعت **ولا تستقدمون** اور نہ آگے بڑھو گے یعنی تم قادر
نہیں ہو کہ روز قیامت کو وقت معین اور مقرر سے پیچھے یا پہلے کر دو یا اپنی اجل کے دنوں کو کم یا زیادہ کرو اور صحیح یہ ہے کہ مراد روز قیامت سے ہے
اور کہتے ہیں کفار مکہ نے بعضے یہودیوں سے جو کہ یہاں آئے تھے پوچھا کہ محمد صلعم قیامت جو کہتا ہے کہ وہ ہووے گی یہ راست ہے یا نہیں ان لوگوں نے کہا کہ
ہمنے تعریف انکی کتابوں میں پڑھی ہے کہ وہ پیغمبر حق ہے ابوجہل وغیرہ نے کہا کہ ہم تمہاری کتابوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے یہ آیت نازل ہوئی **وقال
الذین کفروا** اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے بعضے اہل کتاب سے جو کہ یہاں آئے تھے **لن نؤمن** ہرگز نہ ایمان لاویں گے ہم اور نہ اعتقاد کریں گے ہم
بھذا القرآن ساتھ اس قرآن کے کہ محمد پر نازل ہوا ہے **ولا بالذی** اور نہ ساتھ اس کتاب کے کہ **بین یدیہ** اس سے آگے ہے کہ وہ
توریت اور انجیل ہے اور اب اللہ تعالیٰ انکی انجام کار سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **ولو تری** اور اگر دیکھے تو اے محمد صلعم **اذ الظالمون
موقوفون** جس وقت ظلم کرنیوالے اپنی نفسوں پر کفر کر کے کھڑے کئے جاویں گے **عند ربھم** نزدیک پروردگار اپنے کے واسطے حساب دینے کے تو البتہ
کار سخت اور پر ہول دیکھو تو کہ **یرجع** رجوع کرے گا **بعضھم الی بعض** بعضا انکا طرف بعضے کی **القول** بات کو کہ ایک شخص دوسرے شخص سے
گفتگو کرے گا اور جھگڑے کی راہ سے **یقول الذین استضعفوا** کہیں گے وہ لوگ کہ بیچارے کئے گئے تھے اور پیرو تھے **للذین استکبروا**
ان لوگوں کو کہ سرکشی اور تکبر کیا انھوں نے اور وہ ان بیچاروں ناتوانوں کے پیشوا اور سردار ہوئے تھے پس وہ ناتوان لوگ ان سرکشوں سے کہیں گے کہ
لولا انتم اگر نہوتے تم یعنی اگر تم ہمکو نہ بہکاتے **لکنا مؤمنین** البتہ ہوتے ہم ایمان لانیوالوں میں سے خدا اور پیغمبر پر لیکن تم نے ہمکو گمراہ کیا

ع النصف

اور یہاں تک بھی باز رکھا اور جسوقت وہ سرکش سنینگے تو قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا کہینگے وہ لوگ کہ سرکشی کی ہے انہوں نے از روی انکار کے لِلَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْٓا واسطے ان لوگوں کے کہ ناتوان اور بیچارے رہے ہیں کہ اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ کیا ہمنے باز رکھا ہے تمکو عَنِ الْهُدٰى رہنمائی سے
بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ پیچھے اسکے کہ آئی وہ رہنمائی تمہارے پاس بَلْ كُنْتُمْ بلکہ تھے تم ہی ذات سے مُّجْرِمِيْنَ گناہ کرنیوالے اور شرک کو
اختیار کرنیوالے اور ہمنے تمکو ہرگز نہیں بہکایا ہے تم اپنے اختیار سے بدون بہکانیکے کفر اور شرک کرتے تھے وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا اور کہینگے وہ
لوگ کہ ناتوان اور بیچارے رہے تھے لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا واسطے ان لوگوں کے کہ سرکشی کی تھی انہوں نے کہ ایسا نہیں ہے کہ جو تم کہتے ہو کہ ہمنے تمہیں
بہکایا تھا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ بلکہ مکر رات کا اور دن کا تمہارا ہمارے ایمان کا منع کرنیوالا ہوا اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ جسوقت کہ حکم کرتے تھے تم
ہمکو اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ یہ کہ کفر کریں ہم ساتھ خدا کے وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اور کردیں ہم واسطے اسکے اَنْدَادًا شریک پس ہونگے تابع اور
متبوع بعد گفتگو کے پشیمان ہوں وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ اور پوشیدہ رکھیں وہ پشیمانی کو ہر ایک دوسرے سے بسبب خوف اور رسوا ہونیکے
لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ جسوقت کہ دیکھیں وہ عذاب کو اور یا یہ کہ وہ پیشوا بہکانیوالے ندامت کو پوشیدہ رکھیں ان لوگوں سے کہ جنکو بہکایا تھا
جسوقت کہ دیکھیں وہ عذاب کو وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ اور کردیں ہم طوقوں کو فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بیچ گردنوں ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے
انہوں نے خواہ تابع ہوں خواہ متبوع هَلْ يُجْزَوْنَ کیا جزا دیے جاوینگے یعنی نہیں جزا دیے جاوینگے وہ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ مگر وہ چیز کہ تھے وہ عمل کرتے اور بعد
اسکے واسطے تسلی رسول خدا کے فرماتا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا اور نہیں بھیجا ہمنے فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ بیچ کسی بستی کے کوئی ڈرانیوالا یعنی کوئی پیغمبر
نہیں بھیجا ہے اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ مگر یہ کہ کہا نعمت میں پلے ہوؤں اسکے نے یعنی اس بستی کے سرکشوں نے کہا ان پیغمبروں سے کہ اِنَّا بِمَآ
اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ تحقیق کہ ہم ساتھ اسچیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم ساتھ اسکے کفر کرنیوالے ہیں اور ہم تمپر ایمان نہ لاوینگے وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ
اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا اور کہا ان لوگوں نے کہ ہم زیادہ ہیں باعتبار مالوں کے اور اولاد کے یعنی ہمارا تم سے مال اور اولاد زیادہ ہے اور ہمکو مال اور اولاد تمیز
واقع ہوئے ہیں یعنی جسوقت کہ ہمارا مال اور اولاد تم سے زیادہ ہے تو ہم تم سے بزرگی کے دعوی میں زیادہ لائق ہیں وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ اور
نہیں ہیں ہم عذاب کئے گئے سو واسطے کہ خدا نے ہمکو دنیا میں نعمت دی ہے تو آخرت میں بھی ہمکو عذاب کر کے خوار اور ذلیل نہ کریگا اور یا یہ کہ حشر سے بھی
ہی کے منکر تھے کہ عذاب ہی نہ ہوگا کہ ہمکو عذاب کریں اب اللہ تعالی انکے گمان کو رد کرتا ہے کہ دنیا میں مالدار ہونا آخرت کے عذاب کو منع نہیں کرتا ہے
چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم انکے جواب میں کہ اِنَّ رَبِّيْ تحقیق پروردگار میرا يَبْسُطُ الرِّزْقَ فراخ کرتا ہے روزی کو
لِمَنْ يَّشَآءُ واسطے جسکے چاہتا ہے کافروں میں سے موافق مشیت اور مصلحت کے نہ واسطے بزرگی اور فضیلت انکے کے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے
جسکے واسطے چاہتا ہے روزی کو موافق مصلحت کے نہ واسطے ذلت بندہ کے وَلٰكِنَّ اور لیکن اَكْثَرَ النَّاسِ اکثر آدمی لَا يَعْلَمُوْنَ
نہیں جانتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ کثرت مال اور اولاد شرافت کی جہت سے ہے وَمَآ اَمْوَالُكُمْ اور نہیں ہیں مال تمہارے کہ تمکو دیے ہیں
وَلَآ اَوْلَادُكُمْ اور نہ فرزند تمہارے کہ تمکو عطا کئے گئے ہیں بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ وہ چیز کہ نزدیک کرے تمکو عِنْدَنَا زُلْفٰٓى نزدیک ہمارے
قربت کو سو واسطے کہ قربت ہماری ایمان اور اعمال نیک سے ہوتی ہے اور تمکو وہ نصیب نہیں ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ مگر جو شخص کہ ایمان لائے
وَعَمِلَ صَالِحًا اور عمل کرے نیک اسکو ہمارا قرب حاصل ہوتا ہے نہ مال اور اولاد سے فَاُولٰٓئِكَ پس یہ گروہ جو کہ ایمان لاتے ہیں اور اعمال نیک کرتے
ہیں لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ واسطے انکے ہے بدلا دو چند ایک کے بدلے دس بلکہ سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ خدا کے فضل اور عنایت سے
بِمَا عَمِلُوْا بسبب اس چیز کے کہ عمل کیا ہے انہوں نے محض واسطے خوشنودی خدا کے وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اور وہ بیچ بالاخانوں
بہشت کے اٰمِنُوْنَ امن میں رہنے والے ہیں ہر خلل اور سختی سے وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ اور جو لوگ کہ کوشش کرتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِنَا
بیچ آیتوں ہماری کے کہ انکو باطل کریں نیکو کرتے ہیں اور انپر طعن کرتے ہیں مُعٰجِزِيْنَ عاجز کرنیوالے ہوکر یہ خیال و اعتقاد یعنی ہمکو ہمارے گمان میں وہ عاجز

ع ۱۰

کرتے ہیں قرآن کے نازل کرنیسے کہ ہم نازل کر سکیں اور ریا یہ کہ اپنے گمان میں وہ لوگونکو اسکی قبول کرنے اور شہر ایمان لانیسے عاجز کرتے ہیں اور ریا
یہ کہ ہمکو عاجز کرتے ہیں اسطرح سے کہ ہمارے قبضۂ قدرت سے نکلجائیں اور یا یہ کہ ہمارے نبیا کو عاجز کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کوشش کرنیوالے
قرآن کی آیتوں کے باطل کرنیمیں فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ بیچ عذاب دوزخ کے حاضر کئے گئے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اِنَّ رَبِّیْ تحقیق پروردگار
میرا یَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ یَّشَآءُ واسطے جس شخص کے کہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِہٖ بندوں اپنے میں سے جو کہ مومن اور فرمانبردار
ہیں اپنی رحمت اور عنایت محض سے کو دیتا ہے وَیَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے روزی کو لَہٗ واسطے اسکے اپنی مصلحت سے کہ ایکبار تو روزی کو ایک بندہ پر فراخ
کرتا ہے اور دوسری بار اسی پر تنگ کرتا ہے بطریق مصلحت یہ آیت ایک شخص کے واسطے ہے اور پہلی دو شخص کے واسطے تھی وَمَآ اَنْفَقْتُمْ اور جو کچھ خرچ کرتے ہو
تم مِّنْ شَیْءٍ کسی چیز میں سے راہ خدا میں فَهُوَ پس وہ خدا یُخْلِفُهٗ عوض دیتا ہے اسکو جلدی یا دیر میں دنیا میں کہ دولت اسکی زیادہ کرتا ہے اور
یا آخرت میں ثواب اسکو عطا کرتا ہے کہ بہشت میں داخل کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ امر اپنا نازل کرتا ہے ہر
شب جمعہ کو آسمان دنیا پر اول رات سے اور ہر شب کو تہائی رات اخیر میں اور آگے اسکے فرشتہ ہوتا ہے کہ وہ آواز کرتا ہے کہ کیا کوئی توبہ کرنیوالا ہے کہ توبہ
اسکی قبول ہو۔ کیا کوئی گناہوں سے بخشش چاہنے والا ہے کہ گناہ اسکے بخشے جائیں کیا کوئی سوال کرنیوالا ہے کہ اسکو دیا جاے خداوندا دے تو ہر خرچ کرنیوالے کو
راہ خدا میں عوض اور بدلا اور ہر بخیل کرنیوالے کا مال تلف اور برباد کر یہانتک کہ طلوع کرے فجر اور جسوقت فجر ظاہر ہوتی ہے تو امر خدا کا پھر جاتا ہے طرف
عرش کے پھر تقسیم کرتا ہے روزی کو درمیان بندوں کے پھر فرمایا کہ یہی مراد ہے قول حقتعالیٰ سے وما انفقتم من شیء فہو یخلفہ اور امیر المومنین علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کشادہ کرے ہاتھ اپنا ساتھ نیکی کے راہ خدا میں لوگونکو دیوے جسوقت کہ خدا تعالیٰ اسکو اسکا بدلا اور عوض دیوے گا کہ دنیا
میں خرچ کرے اور آخرت کے لئے واسطے اسکی دو چند ثواب جمع رہیگا اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے غلام سے فرمایا کہ آج تو نے راہ خدا
میں کچھ خرچ کیا ہے پس کہا کہ نہیں قسم ہے خدا کی فرمایا کہ پس کہاں سے خدا عوض دیگا ہمکو اور جابر بن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہے کہ ہر خرچ کہ
مومن کرے خدا تعالیٰ اسکا عوض دیتا ہے کہ اسکا ضامن ہوا ہے مگر جو کچھ کہ دنیا میں گناہ میں خرچ کرے کہ اسکا عوض نہ دیوے گا پس چاہئے کہ بندہ عیال
کے خوف سے ہاتھ کو اپنے خرچ کرنیسے بند نکرے سو واسطے کہ خدا تعالیٰ روزی اسکو پہنچا دیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اور وہ
خدا بہتر روزی دینے والوں کا ہے اور فرماتا ہے کہ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ اور یاد کر تو اس دن کو کہ جمع کریں ہم ان کفار کو اور مراد اس سے بنو ملیح
ہیں خزاعہ میں سے کہ ملائکہ کی پرستش کرتے تھے پس بروز قیامت ہم جمع کرینگے جَمِیْعًا سب کو ثُمَّ یَقُوْلُ پھر کہیں ہم اور حفص یقول پڑھتا
ہے غائب کا صیغہ دونوں جگہ یعنی خدا تعالیٰ سب کو جمع کریگا پھر کہیگا لِلْمَلٰٓئِكَةِ واسطے فرشتوں کے کہ اَهٰٓؤُلَآءِ کیا یہ لوگ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ
تمکو تھے وہ پرستش کرتے یہ سوال مشرکین کے ملامت کرنیکے واسطے ہے اور شفاعت ملائکہ سے انکی طمع کرنیکے واسطے اور جسوقت ملائکہ کو یہ خطاب ہوگا تو
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ کہیں وہ کہ پاک ہے تو اس سے کہ تیری غیر کی پرستش کریں اَنْتَ وَلِیُّنَا تو ہی ہے والی اور معبود ہمارا اور ہم تیری بندگی
میں اپنے تئیں قصور مند جانتے ہیں پھر اپنے تئیں ہم کسطرح معبود مقرر کریں اور یا یہ کہ تو ہی دوست ہمارا ہے مِنْ دُوْنِهِمْ سوائے انکے پھر ہم کیونکر انکی
پرستش کرنیسے رضی ہوں کہ درمیان ہمارے اور انکے کوئی علاقہ دوستی کا نہیں ہے اور ایسا نہیں ہے کہ کفار ہماری پرستش کرتے ہوں بَلْ كَانُوْا
بلکہ تھے وہ کہ اپنی جہالت سے یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ عبادت کرتے تھے شیاطین کی کہ انکو غیر کی پرستش کرنیکو فرماتے تھے اور وہ انکی فرمانبرداری کرتے تھے اور اسلئے بہکانیسے اور وسوسوں انکے سے غیر کی عبادت
کرتے تھے اور یا یہ کہ اسطرح کی صورتیں بناکر انکو خیال میں شیاطین کے تصور کرتے تھے کہ وہ انکو ملائکہ جانتے تھے اور انکی پرستش کرتے تھے کہ اَکْثَرُهُمْ اکثر ان آدمیوں کے بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ساتھ ان
دیووں کے ایمان لائے ہوئے ہیں یعنی انکی فرمانبرداری کرنیوالے ہیں فَالْیَوْمَ پس آج کے دن دن قیامت کا ہے اور سب حکم واسطے خدا کے ہیں لَا یَمْلِكُ مالک نہیں
ہوتا ہے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ بعض تمہارا واسطے بعض کے نَّفْعًا نفع کو وَّلَا ضَرًّا اور نہ ضرر کو یعنی جو کہ باطل اور جھوٹے معبود ہیں وہ انکی پرستش کرنے
والونکو فائدہ اور انکے غیر کو ضرر نہیں پہنچا سکتے ہیں اسواسطے کہ یہ عالم اعمال کے جزا دینے کا اور جزا دینیوالا سواے خدا کے کوئی نہیں ہے وَنَقُوْلُ اور

کہیں گے ہم اُس دن وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا واسطے اُن لوگوں کے کہ ظلم کیا ہے اُنہوں نے خدا کے غیر کی عبادت کرکے کہ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ چکھو تم عذاب آتش
دوزخ کا الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ وہ آتش دوزخ کہ تھے تم ساتھ اُسکے تکذیب کرتے اور جھٹلاتے اور کہتے کہ عذاب آتش دوزخ کا ہرگز نہوگا اور پھر
خدا تعالیٰ حال کفار کا بیان کرتا ہے وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ اور جسوقت پڑھی جاتی ہیں اوپر اُنکے آيَاتُنَا آیتیں ہماری کہ جو قرآن میں ہیں بَيِّنَاتٍ
روشن اور ظاہر میں یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جسوقت محمد صلعم اُن کافروں کے روبرو قرآن کی آیتیں پڑھتا ہے تو قَالُوا کہتے ہیں وے کفار یہ نہیں کہ مَا هَٰذَا
نہیں ہے یہ محمد کہ جس کا کلام کو ہم پر پڑھتا ہے إِلَّا رَجُلٌ مگر ایک مرد کہ يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ چاہتا ہے یہ کہ بند کردے تمکو اور باز رکھے عَمَّا كَانَ
سے کہ تھے يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ عبادت کرتے باپ تمہارے اور آباؤکم فاعل یعبد کا ہے اور اسم کان کا محذوف ہے اور تفسیر آیا ہے اسکی آبائکم اور تقدیر اسکی
عما کان آباؤکم یعبدون ہے وَقَالُوا اور کہا اُنہوں نے کہ مَا هَٰذَا نہیں ہے یہ قرآن کہ محمد ہم پر پڑھتا ہے إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى مگر جھوٹ کہ بنا لیا گیا
ہے اور خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا اُن لوگوں نے کہ کافر ہوئے گئے لوگوں سے لِلْحَقِّ واسطے حق کے کہ وہ نبوت ہے یا
اسلام ہے یا قرآن ہے لَمَّا جَاءَهُمْ جسوقت آیا وہ حق اُنکے پاس کہ إِنْ هَٰذَا نہیں ہے یہ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ مگر جادو ظاہر اور اب خبر دیتا ہے خدا تعالیٰ
کہ جو کچھ یہ کفار کہتے ہیں محض پیروی باپوں کی ہے اور عناد سے کہتے ہیں اور دلیل اُنکے پاس کوئی نہیں ہے جو کچھ کہتے ہیں بدون دلیل کے کہتے ہیں چنانچہ
فرماتا ہے کہ وَمَا آتَيْنَاهُم اور نہیں دی ہمنے اُن کفار مکہ کو مِّن كُتُبٍ کتابیں نازل کی گئیں کہ ہمیشہ يَدْرُسُونَهَا پڑھتے ہوں وہ اُنکو اور
اُنہیں سے دلیل لاتے ہیں وہ قرآن یا اسلام کی یا پیغمبر آخر الزماں کی نبوت کی باطل ہونے پر وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ اور نہیں بھیجا ہمنے طرف اُن کفار کے
قَبْلَكَ پہلے تجھ سے زمانہ فترت میں بعد عیسیٰ علیہ السلام کے مِن نَّذِيرٍ کوئی ڈرانیوالا یعنی کوئی پیغمبر ہمنے نہیں بھیجا ہے تجھ سے پہلے کہ اُنکو اُسنے
طرف شرک کے بلایا ہو اور تیرے جھٹلانے کا اُنکو حکم دیا ہو وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ اور جھٹلایا اُن لوگوں نے کہ پہلے اُنکے تھے پیغمبروں
اپنے کو جیسے کہ یہ لوگ تجھکو جھٹلاتے ہیں وَمَا بَلَغُوا اور نہیں پہنچے ہیں وے اہل مکہ مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ دسویں حصے اُسکے کو کہ دیا تھا ہمنے اُن لوگوں کو
زیادتی قوت کی اور درازی عمر کی اور کثرت مال اور اولاد کی اور یا یہ کہ نہیں پہنچے تھے وہ لوگ پہلے دسویں حصے اُسکے کو کہ دیا ہمنے مکہ والوں تیری
زمانہ کے آدمیوں کو دلیلوں روشن اور حجتوں ظاہر میں سے فَكَذَّبُوا رُسُلِي پس جھٹلایا اُنہوں نے پیغمبروں میرے کو فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيرِ پس کیسے تھا انکار کرنا میرا اُنپر اور نہ پسند کرنا اُنکا اور اُنکو بیخ اور بنیاد سے اُکھاڑ ڈالنا اُنکا جھٹلانے کی سبب سے پس چاہئے کہ قوم تیری اے محمد
ڈریں اُن حال سے کہ وہ بھی مثل اُنکی ہلاک ہو جاویں اور کیف خبر کان کی ہے اور نکیر اسکا اسم ہے اور نکیر مصدر ہے مثل غدیر کے قُلْ کہہ تو اے محمد مکہ
والوں سے کہ إِنَّمَا أَعِظُكُم سوا اسکے نہیں کہ نصیحت کرتا ہوں میں تمکو بِوَاحِدَةٍ ساتھ ایک خصلت کے کہ وہ بہت نیک ہے یا ساتھ ایک کلمہ کے
نصیحت کرتا ہوں میں تمکو أَن تَقُومُوا یہ کہ اُٹھو تم لِلَّهِ واسطے خدا کے اور سیدھے کھڑے ہو خالصۃً للہ بیچ امر میرے مَثْنَىٰ دو دو وَ
فُرَادَىٰ اور ایک ایک ہو وہ میں پریشان خاطر نہو ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا پھر تامل کرو تم اور سوچو تم بیچ امر میرے ابتدا سے انتہا تک تاکہ جانو تم کہ
مَا بِصَاحِبِكُم نہیں ہے اُس صاحب تمہارے کو مِّن جِنَّةٍ کوئی جنون اور دیوانگی کہ باعث ہو پیغمبری کے دعوے کا اور البتہ تم اُسکی کمال
پہچانتے ہو کہ اُسکو جنون نہیں ہے، ہو سکے کہ جو بات اُسکی ہے وہ دلیل کے ساتھ ہے اور معجزہ کے ساتھ ہے پس یقین ہے کہ وہ اپنی دعوے میں راست گو ہے
إِنْ هُوَ نہیں ہے وہ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم مگر ڈرانیوالا واسطے تمہارے بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ پہلے عذاب سخت کے کہ وہ عذاب آخرت ہے
تاکہ اُس عذاب سے نجات پاؤ ایمان اور عمل نیک کے وسیلے سے اور بہشت میں داخل ہو قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اُنکو کہ مَا سَأَلْتُكُم جو کچھ کہ سوال کرتا
ہوں تم سے مِّنْ أَجْرٍ مزدوری سے رسالت کے ادا کرنے پر فَهُوَ لَكُمْ پس وہ واسطے تمہارے ہے یعنی خدا کے احکام کے پہنچانے پر جو مزدوری
تم سے میں چاہتا تھا وہ میں نے تمکو بخشی مراد اس سے سوال کا انکار کرنا ہے یعنی میں تم سے کچھ مزدوری نہیں چاہتا ہوں إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ
نہیں ہے مزدوری میری مگر اوپر خدا کے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اور وہ اوپر ہر چیز کے شَهِيدٌ گواہ ہے اور خبردار ہے پس جانتا ہے وہ صدق

ع ٥
١١

خلوص میری نیت کا میرے دعوی میں اور نصیحت کرنے کو بدون طمع اجر کے **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم ان سے کہ **اِنَّ رَبِّیْ** تحقیق پروردگار میرا
یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ڈالتا ہے حق کو یعنی وحی کو بھیجتا ہے جسکے پاس چاہے اور یا یہ کہ حق کو پھیلاتا ہے عالم میں یعنی دین اسلام کو ظاہر کرتا ہے
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ جاننے والا غیبوں کا ہے کہ کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے **قُلْ** کہہ تو اے محمد کہ **جَاۗءَ الْحَقُّ** آیا ہے حق یعنی قرآن یا اسلام
یا نبوت پیغمبر آخر الزمان کی **وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ** اور نہیں پیدا کرتا ہے باطل یعنی ابلیس یا بت **وَمَا یُعِیْدُ** اور نہ اعادہ کرتا ہے کہ دوبارہ
پیدا کرے اور یا یہ کہ نہ پیدا ہوتا ہے باطل اور نہ دعوی کرتا ہے بلکہ نیست اور نابود ہوتا ہے کہ وہ کفر ہے جسوقت کہ آیا حق کہ وہ دین اسلام ہے اور امام
رضا علیہ السلام نے اپنے آبا طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم مکہ میں داخل ہوئے اور گرد کعبہ کے تین سو ساٹھ بت رکھے تھے وہ حضرت لکڑی سے
انکو گراتے تھے اور فرماتے تھے کہ جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا و ما یبدی الباطل و ما یعید یعنی آیا حق اور گیا باطل تحقیق باطل ہے
جانیوالا اور نہیں پیدا ہوتا ہے باطل اور نہ عود کرتا ہے اور اسیطرح ابن مسعود سے منقول ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد حق سے
تلوار ہے واسطے جہاد کے کفار سے اور مراد باطل سے ہر معبود ہے سوائے خدا کے کہ جسکی پرستش کریں **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم کہ **اِنْ ضَلَلْتُ** اگر
گمراہ ہوں میں حق سے کہ گمان تمہارا ہے **فَاِنَّمَا اَضِلُّ** پس سوائے اسکے نہیں کہ گمراہ ہوتا ہوں میں **عَلٰی نَفْسِیْ** اوپر نفس اپنے کے یعنی
وبال گمراہی کا میرے نفس پر ہے نہ کسی غیر پر **وَاِنِ اهْتَدَیْتُ** اور اگر ہدایت پائی میں نے **فَبِمَا یُوْحِیْ** پس سبب اسکے ہے کہ وحی بھیجتا ہے
اِلَیَّ رَبِّیْ طرف میرے پروردگار میرا اسواسطے کہ توفیق اور ہدایت اسکی عنایت سے ہے **اِنَّهٗ** تحقیق کہ وہ خدا ہے پاک **سَمِیْعٌ** سننے والا ہے بندوں کی
باتوں کا **قَرِیْبٌ** نزدیک ہے انکے افعال سے پس وہ جاننے والا ہے ہر گمراہ اور ہدایت پانیوالے کے قول اور عمل کا اور سب کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور
احوال کفار کا ذکر فرماتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَلَوْ تَرٰی** اور اگر دیکھے تو اے محمد صلعم کافروں کو **اِذْ فَزِعُوْا** جسوقت گھبرائیں خوف سے نزدیک
مرنے کے یا بوقت اٹھنے کے قبروں سے یا بروز جنگ بدر تو البتہ اسوقت بڑے ہول اور عجیب اور سوائے انکے دیکھے تو یہ جزا شرطی ہے چونکہ محذوف ہے
فَلَا فَوْتَ پس نہوگا کوئی فوت ہونا کہ وہ ہمسے بھاگ کر کسی قلعہ میں چھپ جائیں اور عذاب کو ہمسے فوت کر دیویں بلکہ انکو ہم عذاب دیویں
وَاُخِذُوْا اور پکڑے جائینگے وہ **مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ** مکان نزدیک سے قبروں سے یا قدموں کے نیچے سے یا جس جگہ کہ وہ ہوں کہ خدا سے
قریب ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گویا میں دیکھتا ہوں طرف قائم علیہ السلام کے اور تحقیق کہ وہ پتھر سے کمر کا تکیہ کرکے بیٹھا ہے
اور آخر حدیث میں فرمایا ہے کہ پس جسوقت آئیگا وہ صحرا میں تو خروج کریگا طرف انکی لشکر سفیان کا پس حکم کریگا خدا زمین کو کہ وہ انکو قدموں سے دھنسا لیگی
اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے ولو تری اذ فزعوا اور حذیفہ بن الیمان نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے فتنہ کا ذکر کیا کہ درمیان اہل مشرق
اور مغرب کے واقع ہوگا اور وہ اسی حال پر ہونگے کہ لشکر سفیانی خروج کریگا وادی یابس سے یہانتک کہ جسوقت سفیان پہنچے دمشق میں تو
دو لشکر کو روانہ کریگا ایک مشرق کیطرف اور دوسرا لشکر مدینہ کے یہانتک کہ پہنچیں وہ بابل میں شہر ملعون بغداد اور تین ہزار سے زیادہ آدمیوں کو
قتل کریں اور ایکسو سے زیادہ عورتوں کو فضیحت کریں اور تین سو کو قتل کریں بنی عباس سے پھر اتریں وہ طرف کوفہ کے اور اسکے گرد و نواح کو خراب اور برباد کریں پھر متوجہ ہوں طرف
شام کی اور بعد اسکے علم ہدایت کا کوفہ سے نکلے پس اس لشکر کو قتل کریں کوئی خبر کرنیوالا انمیں سے باقی نرہے اور انکے پاس غنیمتیں اور قیدی جو کچھ ہیں سب کو چھڑا لیویں اور دوسرا لشکر
مدینہ میں آوے اور تین روز تک انکو لوٹیں اور تاراج کریں اور پھر وہ طرف مکہ کے متوجہ ہوں یہانتک کہ جسوقت وہ جنگل میں پہنچیں تو خدا بھیجے جبرئیل کو حکم کریگا کہ اے جبرئیل جا تو
اور انکو ہلاک کر جبرئیل اپنا پاؤں زمین پر ماریگا کہ وہ سب آدمی زمین میں دھنس جائینگے اور کوئی انمیں سے باقی نرہیگا مگر دو مرد کہ ایک قبیلہ جہینہ کے کہ جاکر انکی خبر دینگے اور دوسرا سفیانی
کے پاس اور رہ گئے اپنے قدموں سے زمین میں دھنسے اور یہی ہے مکان قریب سے قول حقتعالی میں اور یہی کہا ہے کہ جس زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام خروج کرینگے اور
اس آیت کو ثعلبی نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے **وَقَالُوْا** اور کہیں مشرکین یا لشکر سفیانی سے وقت نکلنے کے یا وقت دھنسنے کے **اٰمَنَّا بِهٖ** ایمان
لائے ہم ساتھ اس محمد کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر خبر دینے کی اور یہی ضمیر صاحب کے طرف پھرتی ہے کہ وہ محمد ہے اور یا خدا کی طرف ضمیر کو پھیرنا چاہئے غرض یہ ہے کہ

ذکر علامات خروج امام زمان

وہ جسوقت اقرار کریں گے اُنکی وحدانیت کا اور سیطرح ایمان لائیں **وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ** اور کہاں ہے واسطے انکے لینا ایمان کا **مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ** مکان دور سے کہ وہ آخرت ہے یعنی آخرت میں ایمان کیونکر لے سکتے ہیں ایمان کو دنیا سے لینا چاہئے کہ مقام ایمان کے اختیار کرنیکا دنیا میں ہے اور عذاب کو دیکھکر جو ایمان لائے یہ ایمان فائدہ نہیں بخشتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکان بعید سے مراد بہت دور اور بلند ہے جیسے کہ کوئی چیز کو بہت بلندی سے ہاتھ اوپچا کرکے نہیں لے سکتا ہے کہ محال ہے ایسے ہی عذاب کو دیکھکر ایمان لانا ہے کہ وہ قبول نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ایمان بے فائدہ ہے اور مراد دور ہونے سے مکان کے دور ہونا فائدہ کا ہے کہ ایسا ایمان میں فائدہ نہیں ہے اور جسوقت کہ فائدہ ہوا تو ایمان لانا اور نہ لانا دونو برابر ہوا **وَ** بعد دیکھنے عذاب کے انکا ایمان لانا کیونکر مقبول ہوگا **وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ** اور حال یہ ہے کہ تحقیق کفر کیا ہے اُنہوں نے ساتھ اُس خدا کے یا محمد کے یا روز قیامت **مِنْ قَبْلُ** پہلے اس سے ایمان لانیکی زمانہ میں **وَيَقْذِفُوْنَ** اور ڈالتے تھے وہ **بِالْغَيْبِ** ساتھ غیب کے **مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ** مکان دور سے یعنی غیب کی باتوں کو مکان دور سے کہتے تھے اپنے گمان سے کہ ہرگز اُنکی خبر نہیں رکھتے تھے کہ اس سے بہت دور تھے اور علم انکا انکو نتھا محمد صلعم کو مجنون اور جادوگر اور شاعر کہتے تھے اور قرآن پر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نہ بہشت ہے نہ دوزخ ہے نہ قیامت ہے اور کہتے تھے کہ جیسے ہمکو یہاں آسودگی ہے اگر قیامت ہے تو وہاں بھی ہمکو آسودگی ہوگی اور عذاب ہمکو ہرگز نہوگا یہ سب باتیں وہ کہتے ہیں کہ جنکی کچھ خبر نہیں ہے **وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ** اور جدائی ڈالی گئی ہوگی درمیان انکے **وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ** اور درمیان اُس چیز کے کہ خواہش کریں گے اُس جہان میں ایمان ہمارا قبول ہو یا وقت مرنیکے یعنی البتہ ایمان کا قبول کرنا اُنسے جدا کیا گیا ہوگا اور وہ یہی آرزو کو نہ پہونچیں **كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ** جیسا کہ کیا گیا ہے ساتھ گروہوں اُنکی کے قوم کفار میں سے **مِّنْ قَبْلُ** پہلے اس سے کہ وہ بھی عذاب کو دیکھکر ایمان لانے لگے تو قبول نکیا گیا اور عذاب سے انکو نجات نملی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُنسے اصحاب فیل ہیں کہ جو کعبہ کو ڈھانے آئے تھے **اِنَّهُمْ** تحقیق کہ وہ **كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ** تھے بیچ شک کے اضطراب میں ڈالنے والے دلوں کو یعنی وہ محمد صلعم کے امر میں کار آخرت میں اور عذاب کے ہونے میں بہت شک کرتے تھے **سُوْرَةُ الْفَاطِرِ** یہ سورہ مکی ہے مگر دو آیتیں کہ وہ مکی نہیں ہیں ایک ان الذین یتلون الکتاب آخر تک اور دوسری ثم اورثنا الکتاب آخر تک اور کل آیتیں اسکی چھیالیس ہیں اور ثواب اسکا سورہ سبا میں گزر گیا ہے اور اسکو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سب تعریفیں واسطے خدا کے ہیں کہ وہی سزاوار تعریفکا ہے **فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** پیدا کرنیوالا آسمانونکا اور زمین کا **جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ** کر دینے والا فرشتوں کا **رُسُلًا** پیغام لیجانیوالے نبیوں کے پاس اور بالہام ولیوں کے پاس اور سچے خوابوں میں مومنین کے پاس **اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ** کہ صاحبان پر اور بازو ہیں وہ فرشتے کہ وہ بازو **مَّثْنٰى** دو دو ہیں **وَثُلٰثَ** اور تین تین ہیں **وَرُبٰعَ** اور چار چار ہیں اور اولی اجنحۃ صفت رسلا کی ہے اور مثنی اور ثلاث اور رباع صفت اجنحہ کی ہے اور فرق بازوؤں میں فرشتوں کے کہ کسیکے کم ہیں اور کسیکے زیادہ ہیں یہ باعتبار مرتبوں اُنکی کے ہے اور ان پروں اور بازوؤں سے متفاوت اُترتے ہیں اور چڑھتے ہیں اور سرعت کرتے ہیں اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعضے فرشتے چھ بازو رکھتے ہیں کہ دو بازو کو تو بدن پر لپیٹے ہیں اور دو سے اُڑتے ہیں اور دو منہ پر رکھتے ہیں حیا اور خوف خدا کے اس سے معلوم ہوا کہ مراد حقتعالی کی خصوصیت عدد سے نہیں ہے کہ چار سے زیادہ نہوں چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ **يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ** زیادہ کرتا ہے بیچ پیدائش کے جو چاہتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے شب معراج جبرئیل کو دیکھا کہ اُنکی چھ سو بازو تھے اور ابن شہاب نے رسولخدا صلعم سے روایت کی ہے فرمایا کہ میں نے جبرئیل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھکو اُس صورت پر دیکھوں کہ جس صورت پر تجھکو خدا نے پیدا کیا ہے جبرئیل نے چاندنی رات میں پر اپنے کھولے اور تمام روئے زمین کو گھیر لیا میں اُسکو دیکھکر بیہوش ہو گیا جسوقت ہوش میں آیا اُنکی اسقدر بڑے ہونے سے متعجب ہوا جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا میری پیدائش سے آپ تعجب کرتے ہیں اور بیہوش ہوئے اگر اسرافیل کی خلقت کو دیکھو تو کیا حال ہو وہ بارہ بازو رکھتا ہے کہ ایک بازو اُسکا مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں اور عرش اُسکی کاندھے پر ہے

اور پاؤں اسکے ساتوین زمین پر ہین اور سر اسکا عرش سے گزر گیا ہی اور باوجود اسکے کبھی خوف خدا سے مانند چڑیا کے ہوجاتا ہی اور دوسری روایت میں ہی کہ
فرمایا حضرت نے کہ خدا کا پیدا کیا ہوا ایک فرشتہ ہی کہ اسکو دردائیل کہتے ہیں اسکے سولہ ہزار بازو ہین اور ہر بازو کے درمیان ہوا ہے اور وہ ہوا اسقدر
ہی کہ جیسے زمین سے آسمان ہے اور بعضی روایتوں میں ہی کہ بعضے فرشتہ اسقدر بڑے ہین کہ انکی آنکھوں کے آنسو کے قطرہ میں کشتی کئی سو برس تک چلی جاے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جسوقت خدا تعالی میکائیل کو حکم کرتا ہی دنیا میں اترنیکا تو ہوتا ہی پاؤں اسکا دہنا آسمان ساتوین پر اور دوسرا
پاؤن زمین ساتوین پر اور بعضے خدا تعالی کے فرشتے ہین کہ آدھے تو برف سے بنے ہین اور آدھے آگ سے اور کہتے ہین وہ کہ ای جمع کرنیوالے برف و آگ کے ثابت
رکھ تو ہمارے دلوں کو اپنی طاعت پر اور فرمایا کہ خدا تعالی کے فرشتے ہین کہ انکے کان سے آنکھ تک فرق پانسو برس کی راہ کا ہی اور فرشتے نہ کھاتے
ہین اور نہ پیتے ہین اور نہ مجامعت کرتے ہین اور عرش کی ہوا سے زندگانی کرتے ہین اور بعضے فرشتے ایسے ہین کہ قیامت تک رکوع میں ہین اور بعضے قیامت
تک سجدہ میں ہین اور فرشتوں سے زیادہ کوئی خلقت خدا کی نہیں ہے اور ہر دن کو یا ہر رات کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہین اور خانہ کعبہ کا طواف
کرتے ہین پھر رسول خدا صلعم کے پاس جاتے ہین اور پھر امیر المومنین علیہ السلام پاس پس سلام کرتے ہین پھر اور پھر حسین علیہ السلام کے پاس آتے ہین پس
قیام کرتے ہین انکے پاس اور بوقت سحر انکے واسطے زینہ رکھا جاتا ہی اور پھر وہ کبھی نہیں آتے ہین اور امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے خدا تعالی کی قدرت
سے سوال کیا تھا حضرت نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور خدا تعالی کی تعریف بیان کی اور فرمایا کہ خدا تعالی کے ایسے فرشتے ہین کہ اگر ایک فرشتہ ان فرشتوں میں سے
زمین پر اترے تو زمین اسکی گنجائش نہ رکھے کہ نہایت بڑا ہی وہ اور ایسے ہی اسکے پر اور بازو بڑے بڑے ہین اور بعضے انمیں سے ایسے ہین کہ اگر جن اور انسان
کو تکلیف دیجائے کہ انکا وصف بیان کرو تو نہ بیان کرسکیں انکے بدنوں کے جوڑوں کے انمیں نہایت دوری کے سبب اور انکی صورتوں کی حسن ترکیب کی
جہت سے اور کیونکر وصف بیان کرے کوئی ان فرشتوں کا کہ جنکے دونو شانوں کے درمیان سات برس کے راہ کا فاصلہ ہے اور بعضے
انمیں سے ایسا ہی کہ اپنے ایک بازو سے تمام دنیا کو گھیر لیوے اور اسکے بدن کا تو کیا ذکر ہی اور بعضے انمیں سے ایسے ہین کہ آسمان انکے ناف کی جگہہ تک
ہیں اور بعضے ایسے ہین کہ قدم انکے نیچے کے ہوا پر ہین کہ انکو قرار نہیں ہے اور ساتوں زمینیں انکے گھٹنوں تک ہیں اور بعضے ایسے ہین کہ اگر
تمام پانی انکے انگوٹھے کے گڑھے میں ڈالے جائیں تو انمیں سما جائیں اور بعضے انمیں سے ایسے ہین کہ اگر کشتی انکے آنسو میں ڈالی جاے تو ہمیشہ جاری
رہے پس بزرگ اور برکت والا ہے خدا بہت نیک پیدا کرنیوالا اور بعضے کہتے ہین کہ مراد زیادہ کرنے خلقت سے عام ہے خواہ ملائکہ ہوں خواہ جن اور
انسان اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قضا اور قدر مخلوق خدا کی ہین اور خدا زیادہ کرتا ہی پیدائش میں جو چاہتا ہی اِنَّ
اللّٰہَ تحقیق خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اوپر ہر چیز کے قادر ہے پیدائش کے زیادہ کرنے پر اور ملائکہ کے بھیجنے پر مَا یَفْتَحِ
اللّٰہُ جس چیز کو کہ کھولتا ہی اور کشادہ کرتا ہے خدا لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے یعنی انپر بھیجتا ہی خدا مِنْ رَّحْمَةٍ رحمت اور بخشش
الٰہی میں سے جیسے کہ نعمت اور عافیت اور صحت اور علم اور سوائے اسکے فَلَا مُمْسِكَ لَهَا پس نہیں کوئی بند کرنیوالا واسطے اسکے اور ما شرطیہ مفعول
یفتح کا ہی اور ایسے ہی ما یمسک کا حال ہی وَمَا یُمْسِكْ اور جس چیز کو کہ روکتا ہی خدا اپنی بخشش اور رحمت میں سے واسطے مصلحت کے تو
فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ پس نہیں ہے کوئی بھیجنے والا واسطے اسکے مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے اسکے کہ خدا جسکو روک رکھے وَهُوَ الْعَزِیْزُ اور وہ
خدا غالب ہے ہر چیز میں جو چاہی کشادہ کرے جو چاہے روک رکھے کوئی اس سے نزاع کرنیوالا نہیں ہے الْحَكِیْمُ حکمت والا ہی کہ کشادہ کرنا اور بند کرنا اسکا
موافق حکمت کے ہی اور اب خدا تعالی اپنی نعمتوں کے ذکر اور شکر کا حکم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اے آدمیو اذْكُرُوْا ذکر کرو
اور یاد کرو تم زبان اور دل سے نِعْمَتَ اللّٰهِ نعمت خدا کو کہ انعام کی ہی عَلَیْكُمْ اوپر تمہارے پس چاہئے کہ اقرار کرو تم اسکا اور اسکی عطا کرنیوالے کی
طاعت میں مشغول ہو اور بعد اسکے اس امر کا ذکر کرتا ہے کہ جسکے سبب سے مستحق عبادت کا وہی ہے نہ غیر اسکا چنانچہ فرماتا ہی کہ هَلْ مِنْ خَالِقٍ کیا ہے
کوئی پیدا کرنیوالا یعنی نہیں ہے غَیْرُ اللّٰهِ سوائے خدا کے یَرْزُقُكُمْ روزی دیتا ہی تمکو مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے باران رحمت نازل کرکے

وَالْأَرْضِ اور زمین سے روزی دیگی اگر کوئی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ کوئی معبود قابل پرستش کے نہیں ہے مگر وہ خدائے پاک فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ
پس کہاں پھیرے جاتے ہو تم توحید سے اور طریق حق سے طرف شرک اور گمراہی کے اور کس وجہ سے تم خدا کا شریک مقرر کرتے ہو اور ابن عباس سے
منقول ہے کہ مراد اس سے اہل مکہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انکو نعمت مکہ میں رہنے کی دی کہ وہ حرم محترم ہے اور قتل اور قید اور غارت ہونے کی ضرر سے
انکو محفوظ رکھا بخلاف اور عربوں کے جو کہ انکے گرد رہتے ہیں کہ دشمن انپر ظلم کرتے تھے پس خدا تعالیٰ اس نعمت کو یاد دلاتا ہے تاکہ شکرگزاری میں اسکی
مشغول ہوں اور مراد اس سے نعمت عافیت کی ہے اور اب خدا تعالیٰ اپنے حبیب کی تسلی کرتا ہے کہ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ اور اگر جھٹلاتے
ہیں وہ کہ مکے والے ہیں تجھکو اے محمد صلعم کہ تیری نبوت کو حق نہیں کہتے ہیں فَقَدْ كُذِّبَتْ پس تحقیق جھٹلائے گئے ہیں رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ
پیغمبر تجھ سے پہلے اور انہوں نے صبر کیا ہے تاکہ ثواب کامل کو پہنچیں پس تو بھی انکی پیروی کر صبر کر نیمیں وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ اور طرف
خدا کے پھیرے جاتے ہیں سب کام اور تجھکو صبر کرنیمیں اور انکو جھٹلانے پر جزا دیگا اور بعد اسکے خدا تعالیٰ لوگوں کو ڈراتا ہے دنیا پر غرور کرنیسے کہ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیو إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ تحقیق وعدہ خدا کا قیامت میں جزا دینے کا حَقٌّ
حق ہے اور ہرگز اسمیں خلاف نہیں ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا پس چاہیئے کہ نہ فریب دیوے تمکو زندگانی دنیا کی اور اسپر مغرور نہو جاؤ
کہ اسکے فائدے تمکو غافل کر دیں آخرت کے طلب کرنیسے اور اسکی واسطے کوشش کرنیسے وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ اور چاہیے کہ نہ فریب دیوے تمکو
بِاللّٰهِ ساتھ کرم اور بخشش اور رحم خدا کے الْغَرُورُ شیطان فریب دینے والا اسطرح سے کہ خدا کی بخشش پر تکیہ کر کے تم گناہ کرنے لگو اور
خدا کے کرم کے بھروسے پر حرام کے کرنیمیں مشغول ہو اور اپنے دل میں ٹھہراؤ کہ خدا تو بڑا غفور رحیم ہے بخشدیگا اس گناہ تو کر لو یہہ وسوسہ شیطان
کا ہے کہ جو تمہارے دل میں ڈالتا ہے اور چاہیے کہ شیطان تمکو توبہ کرنیسے نہ باز رکھے اسطرح سے کہ تمہارے دل میں وسوسہ ڈالے اور تم اپنے
دل میں کہنے لگو کہ ابھی تو جیتے ہیں آئندہ کو توبہ کر لینگے اور اس خیال سے تم توبہ نکرو اور گناہ ہمیشہ کرتے رہو اسی امید میں کہ آئندہ کو توبہ کر لیونگے
لیکن موت کا کیا حال معلوم ہے اگر ایکبار تبہی آگئی اور توبہ نصیب نہوئی تو پھر گناہوں کے سبب سے گرفتار عذاب کے مبتلا ہو جاؤ گے یہ فریب شیطان کا
ہے کہ عداوت اور دشمنی کی جہت سے پیدا وسوسہ تمہارے دل میں ڈالتا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ إِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ تحقیق
شیطان واسطے تمہارے دشمن ہے قدیم سے فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا پس پکڑو یعنی اختیار کرو تم بھی اسکو دشمن اور اس سے ڈرتے رہو ہر حال میں ایسا نہو کہ
تمکو فریب دیکر ہمیشہ کو عذاب میں مبتلا کروائے کہتے ہیں کہ کسینے ایک بزرگ سے پوچھا کہ شیطان سے کیونکر دشمنی کریں کہا کہ اپنے نفس کے خواہش کی پیروی
مت کرو جو کہ مخالف شرع کے ہو اور اپنی آرزو کے مطابق مت کرو اگر شرع سے اسمیں اجازت نہو اور جو کچھ کرو موافق شرع کے اور مخالف طبیعت کے
کرو إِنَّمَا يَدْعُوا سوائے اسکے نہیں کہ بلاتا ہے شیطان مخالف شرع کے دنیا کیطرف رغبت دلا کر حِزْبَهُ گروہ اپنے کو جو آدمی کہ پیروی اور فرمانبرداری
اسکی کرتے ہیں لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحٰبِ السَّعِيرِ تاکہ ہوئیں وہ یاروں دوزخ سے اسمیں آگے حال ان لوگوں کا بیان کرتا ہے کہ جن لوگوں نے
شیطان کی بات کو قبول کیا ہے اور فرماتا ہے کہ الَّذِينَ كَفَرُوا جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے اور شیطان کے کہنے کو قبول کیا ہے لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيدٌ واسطے انکے عذاب ہے سخت آخرت میں وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور شیطان کی انہوں نے مخالفت کی ہے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے لَهُمْ مَغْفِرَةٌ واسطے انکے بخشش ہے پروردگار کیطرف سے وَأَجْرٌ كَبِيرٌ اور اجر بڑا
کہ ہمیشہ بہشت میں رہنا ہوگا اور فرماتا ہے خدا کہ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ کیا پس وہ شخص کہ آراستہ کی گئی ہے واسطے اسکے سُوٓءُ عَمَلِهِ برائی عمل اسکی
فَرَاٰهُ حَسَنًا پس دیکھتا ہے اسکو نیک پس وہ مانند اس شخص کے ہے کہ بری عمل کو نیک نہیں دیکھتا ہے بلکہ نیک اور بد میں وہ فرق کرتا ہے یہ جواب فَمَنْ زُيِّنَ
کا کہ محذوف ہے اور وہ لفظ پس وہ ایسی ہے یعنی وہ شخص کہ آراستہ ہوا ہے واسطے اسکی عمل بد سے کہ وہ اپنے عمل بد کو اچھا جانتا ہے اور باطل کو حق جانتا ہے وہ
برابر اس شخص کے نہیں ہے کہ بری عمل کو برا جانتا ہے اور اچھے کو اچھا اور یہی عقل سے اور دلیلوں سے اچھے اور بُرے میں فرق کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں جو کہ

ع ۷
۱۲

بُری عمل کو اچھا دیکھتا تھا وہ ابوجہل تھا کہ شرک کو اور پیغمبر کی تکذیب کو اچھا جانتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہود اور نصاریٰ ہیں کہ عناد
رسول خدا کو اچھا جانتے تھے اور یا خوارج ہیں اور سوء عمل انکا تاویلیں باطل ہیں فَاِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق خدا یُضِلُّ چھوڑ دیتا ہی گمراہی میں
پڑا ہوا مَنْ یَّشَآءُ جسکو چاہتا ہی اور وہ شخص وہ ہے کہ بسبب زیادتی عناد اور انکار کے لطف الٰہی اسمیں تاثیر نہیں کرتا ہی اس سبب سے خدا تعالیٰ
نے اسکو اسکے حال پر چھوڑ رکھا ہی اور اس سبب سے وہ بُری کو اچھا اور اچھے کو بُرا دیکھتے ہیں وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اور رہنمائی کرتا ہے
جس شخص کو چاہتا اور وہ ہر شخص ہے کہ طالب حق کا ہو اور اُسکی تلاش کرتا ہو اور نیک کو نیک اور بد کو بد جانتا ہی خدا تعالیٰ اسکو توفیق اور
لطف عطا کرتا ہی کہ وہ بد کو ترک کرتا ہے اور نیک پر عمل کرتا ہی فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ پس چاہئے کہ نہ جائے نفس تیرا یعنی ہلاک ہووے عَلَیْهِمْ اوپر
اُنکے یعنی انکی گمراہی پر اور جھٹلانے پر تو اپنے نفس کو ہلاک مت کر حَسَرٰتٍ واسطے حسرتوں کے اور افسوس کے کہ انکی ایمان نہ لانے پر تو رکھتا ہی یہ مفعول لہ
واقع ہوا ہے اور یا مصدر ہے فعل محذوف کا یعنی حسرت کرے تو بہت ہی حسرتیں کرنی طرح طرح کے بُری فعلوں پر کہ ہر فعل اُنکا تقاضا افسوس
کرنیکا کرتا ہے یعنی انکی فعال پر حسرت مت کر اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ جاننے والا ہے اور عالم ہے ساتھ اس چیز کے کہ
کرتے ہیں وہ اور انکی ان فعلوں پر خدا تعالیٰ انکو سزا دیگا اور اپنی توحید کی دلیلیں بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اور خدا
جو وہ شخص ہے کہ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بھیجے اُسنے ہواؤنکو فَتُثِیْرُ پس اٹھاتی ہیں وہ ہوائیں سَحَابًا بادل کو فَسُقْنٰهُ پس چلایا ہمنے
اُس بادل کو اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ طرف شہر مُردہ کے یعنی طرف زمین خشک کے فَاَحْیَیْنَا بِهٖ پس زندہ کیا ہمنے ساتھ اس پانی کے جو اس بادل سے
نازل ہوا ہے الْاَرْضَ زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا بعد مرنے اسکے یعنی زمین کو بعد خشک ہونے کے ہمنے اس پانی سے تروتازہ اور ہرا اور سبز کیا ہی
كَذٰلِكَ اسیطرح یعنی مثل زندہ ہونے زمین کے بعد مرنے کے النُّشُوْرُ اٹھنا ہی قبروں سے زندہ ہو کر آدمیوں کا بعد مرنے کے کہ یہ دونوں خدا کی قدرت کے
نزدیک برابر ہیں اور دونوں یکساں ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تم مردہ زمین کے زندہ ہونیکا تو اقرار کرتے ہو اور آدمیوں کا بعد مرنے کے اقرار نہیں کرتے ہو
مَنْ كَانَ یُرِیْدُ جو کوئی ہووے کہ ارادہ کرے اور چاہے الْعِزَّةَ عزت اور بزرگی کو تو خدا سے عزت طلب کرے کہ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا پس واسطے
خدا کے ہی عزت ساری اور جمیعا حال واقع ہوا ہے یعنی خدا تعالیٰ کی عزت ذاتی ہے عزت حاصل ہوئی ہے اور پیغمبر اور مومنین اسکی عزت سے عزت والے ہیں
سو واسطے کہ عزت اسکی فرمانبرداری میں ہے اور ذلت اسکی مخالفت میں اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ پروردگار عالم ہر روز کہتا ہی کہ میں ہوں
عزت والا پس جو کوئی ارادہ دنیا کی اور آخرت کی عزت کا کرے تو پس چاہئے کہ وہ عزت والے کی فرمانبرداری کرے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا
ہے کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے کہ میں نے پانچ چیزیں پانچ چیزوں میں رکھی ہیں اور آدمی تلاش کرتے ہیں انکو دوسرے پانچ میں پس کب پاوینگے وہ یعنی
نہ پاوینگے میں نے رکھا ہے عزت کو بیچ فرمانبرداری میں اور آدمی تلاش کرتے ہیں اسکو بادشاہوں کے دروازوں سے پس کب پاوینگے وہ اور میں نے رکھا
ہے علم اور حکمت کو بھوک میں اور آدمی طلب کرتے ہیں انکو سیری میں پس کب پاوینگے وہ اور میں نے رکھا ہے راحت اور آرام کو بہشت میں اور آدمی
تلاش کرتے ہیں اسکو دنیا میں پس کب پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے تونگری کو قناعت میں اور آدمی طلب کرنا چاہتے ہیں کثرت مال میں پس
کب پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھی ہے رضامندی اپنی مخالفت میں خواہش نفس کی اور آدمی تلاش کرتے ہیں اسکو خواہش طبیعت میں پس کب
پاوینگے وہ اسکو اور فرمایا حضرت نے کہ خداوندا جو کوئی کہ دوست رکھے مجھکو پس روزی دے تو اسکو موافق گزارہ اور حاجت کے اور جو کوئی دشمن رکھے مجھکو پس
کثرت سے دے تو اسکو مال اور اولاد غرض حضرت کی یہ ہے کہ کثرت مال اور اولاد میں وہ خدا کو بھول جاویگا اور اس سے غافل ہو جاویگا اور ہمیشہ اپنے مال اور
اولاد کے انتظام میں رہیگا اور اس سبب سے جہنم میں داخل ہوگا اور بعد اسکے خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ جس سے عزت حاصل ہو وہ ایمان اور نیک عمل ہے چنانچہ
فرماتا ہے کہ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ طرف اس خدا کے چڑھتا ہی کلمہ پاک یعنی قبول ہوتا ہے اسکی درگاہ میں اور کہتے ہیں کہ لفظ کلم جنس
ہے اسواسطے اسکی صفت طیب آیا ہی کہ وہ مذکر ہے اور اگر وہ جمع ہوتا تو صفت اسکی طیبۃ آتی نہ طیب اور اکثر کہتے ہیں کہ لفظ کلم جمع ہی کلمہ کی اور جمع

ایسا ہو کہ اسمیں اور اسکی واحد میں فقط تا کا فرق ہو تو وہ لفظ مذکر اور مؤنث کے دونو کے لیئے آتا ہے اسواسطے اسکی صفت طیب واقع ہوا کہ لفظ مذکر ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی تقدیر بعض الکلم الطیب ہے اس صورت میں طیب صفت بعض کی ہوگا نہ کلم کی اور معنی صعود کے یہاں قبول کرنیکے ہیں اس عمل کو اسکی صاحب سے
اور جسوقت خدا تعالیٰ طاعت قبول کرتا ہے تو اسکو خیر سے یاد کرتا ہے اور بلندی سے وصف کرتے ہیں اسواسطے کہ ملائکہ بنی آدم کے اعمال کو لکھتے ہیں اور حسن حکمیہ خدا چاہتا ہے
بلند کرتے ہیں وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ اور عمل نیک بلند کرتا ہے اس کلمہ پاک کو اور محل قبولیت کو پہنچاتا ہے اور کلمہ طیب کو کہتے ہیں کہ جمیع
ذکر و انکو شامل ہے تکبیر اور تسبیح اور دعا اور قرآن کے پڑھنے کو سب کو اور رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ تسبیح اربع ہے یعنی سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر جسوقت بندہ اسکو کہتا ہے تو ملائکہ اسکو آسمان پر بلند کرتے ہیں اور اگر وہ عمل نیک سے خالی ہو تو قبول نہیں ہوتا ہے اور
حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا ہے مگر ساتھ عمل صالح کے اور عمل صالح وہ ہے کہ بہ نیت خالص ہو اور موافق حکم خدا کے اور قمی نے بھی تفسیر
میں لکھا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ کلمہ اخلاص اور اقرار کرنا ان چیزوں کا کہ جو رسول خدا خدا کی سرکار سے لائے ہیں فرائض اور ولایت جناب امیر یہ بلند کرتے ہیں
عمل صالح کو طرف خدا کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کلمہ طیب مومن کا زبان سے کہنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ خلیفہ رسول
اللہ اور عمل صالح دل سے اعتقاد کرنا اسکا ہے کہ یہ حق ہے خدا کے پاس سے نہیں شک ہے اسمیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ
واسطے ہر قوم کے عمل کرنیسے ایک شی حاصل ہوتی ہے کہ سچا کرتی ہے اسکو یا جھوٹا کرتی ہے پس جسوقت ابن آدم زبان سے کہے اور سچا کرے عمل اسکا
قول اسکی کو تو بلند کیا جاتا ہے قول اسکا بسبب عمل کے طرف خدا کے اور جسوقت بندہ کہے زبان سے اور عمل اسکا مخالف ہو اسکے کہنے کے تو رد کیا جاتا ہے
اسکا قول اسکی عمل ناپاک کیطرف اور پھینکا جاتا ہے اسکو دوزخ میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ دوستی اہلبیت کی ہے اور اشارہ کیا ہے
اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ کیطرف اور فرمایا کہ پس جو کوئی نہ دوست رکھے ہمکو تو نہ بلند کریگا خدا اسکی عمل کو اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی بہ نیت خالص کہے لا الہ الا اللہ تو مٹ جاتے ہیں گناہ اسکی جیسے کہ مٹ جاتا ہے حرف پوست سفید سے پس جسوقت دوسری مرتبہ کہے بہ نیت خالص کے
لا الہ الا اللہ تو پھٹ جاتے ہیں اور کھل جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور صفیں ملائکہ کی یہانتک کہ بعضا فرشتہ بعضے سے کہتا ہے کہ خشوع اور خضوع کرو تم
واسطے بزرگی حکم خدا کے پس جسوقت تیسری مرتبہ کہتا ہے بہ نیت خالص لا الہ الا اللہ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ البتہ تیرے
کہنے والے کو میں بخشونگا جو گناہ کہ اسکا ہووے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ یعنی جسوقت کہ عمل اسکا خالص
ہووے تو بلند ہوگا قول اسکا اور کلام اسکا وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ اور جو لوگ کہ مکر کرتے ہیں برائیوں کا یہ مکر قریش کا ہے
نسبت بہ رسول خدا صلعم پوشیدہ دار الندوہ میں اور سب حضرت کو پہنچائیں … لوگ جو کچھ کہ دار الندوہ میں حضرت کے حق میں مشورہ کیا کہ یا تو انکو قید کرو اور یا
قتل کرو اور یا نکال دو اس شہر سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے شرک ہے یعنی اور وہ لوگ کہ شرک کرتے ہیں ساتھ خدا کے لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ
واسطے انکے ہے عذاب سخت آخرت میں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اس سے ریا والے آدمی ہیں جو عذاب الیم میں گرفتار ہونگے وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ
هُوَ يَبُورُ لفظ ہو کا اسمیں فصل کا ہے درمیان مبتدا اور خبر کے یعنی اور مکر ان لوگوں کا فاسد اور ہلاک ہوگا بخلاف جزائی مکر کے کہ خدا نے انکو دی کہ
وہ وقوع میں آئی اور وہ قتل ہوئے اور انکا اخراج ہوا مکہ سے ایسا یہ کہ دیا انکا کچھ فائدہ نہ بخشے اور فاسد اور باطل ہو جاوے اور اب خدا تعالیٰ توحید کی دلیلیں
بیان کرتا ہے کہ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ اور خدا نے پیدا کیا ہے تمکو یعنی باپ تمہارے آدم کو مِّن تُرَابٍ مٹی سے پس اصل تمہاری مٹی ہے کہ پہلے تمکو
مٹی سے پیدا کیا اور وہ پیدائش تمہارے باپ کی ہے ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ پھر پیدا کیا تمکو نطفہ سے کہ وہ پیدائش آدم کے فرزندوں سے شروع ہوئی
ثُمَّ جَعَلَكُمْ پھر کر دیا تمکو أَزْوَاجًا جوڑی مرد اور عورت کو باہم کرکے کہ باعث پیدائش اولاد کا ہے وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ اور
نہیں حاملہ ہوتی ہے کوئی عورت وَلَا تَضَعُ اور نہ جنے إِلَّا بِعِلْمِهِ مگر ساتھ علم اسکے کہ وہ حمل کو اور جتنی مدت حمل کو کہ اسکی عمر کی
ہوئی ہے اور جو کچھ شکم میں ہے نر یا مادہ سب جانتا ہے وَمَا يُعَمَّرُ اور نہیں عمر دیا جاتا مِن مُّعَمَّرٍ کوئی عمر دیا گیا وَلَا يُنقَصُ اور نہیں

کم کیا جاتا ہی مِنْ عُمُرِهٖٓ عمر اسکی سی کہ وہ عمر دیا گیا ہے غرض یہ ہے کہ عمر کا بڑھا دینا اور گھٹا دینا نہیں ہے اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مگر بیچ کتاب کے
کہ وہ لوح محفوظ ہے اور اسمیں سب لکھا گیا ہی اور اس سے باہر کوئی امر نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ نہیں زیادہ ہوتی ہی عمر اور نہ کم ہوتی ہے مگر وہ
لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ اگر فرمانبرداری کریگا خدا کی تو فلانا فلانے وقت تک باقی رہیگا اور اگر نافرمانی کریگا تو کم کیا جائیگا اسکی عمر میں سے جو کہ مقرر کی
ہی اور طرف اسکی اشارہ کیا ہے رسولخدا صلعم نے کہ فرمایا ہی کہ صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا آباد کرتا ہے گھروں کو اور زیادہ کرتا ہی عمروں کو اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہیں جانتا ہوں میں ایسی شے کہ جو زیادہ کرے عمر میں مگر ملاپ کہنا رشتہ داروں سے یہانتک کہ ایک آدمی کی عمر مثلاً تین سال
کی ہو اور وہ صلہ رحمی کرے تو خدا تعالی تیس برس اسکی عمر میں بڑھا دے پس عمر اسکی تینتیس سال کی ہو جاوے اور بعد اسکی اسکو موت آوے اور اگر عمر
ایک آدمی کی تینتیس سال کی ہو اور وہ اپنی قریبوں سے قطع کرے پس خدا تعالی تیس سال اسکی عمر میں سے گھٹا دے اور عمر اسکی تین برس کی ہو جاوے اِنَّ
ذٰلِكَ تحقیق کہ وہ زیادہ اور کم کرنا عمر کا عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ اوپر خدا کے آسان ہے چاہے زیادہ کرے عمر کو چاہے کم کرے اسمیں سب قدرت ہی اور
اب اپنی قدرت کاملہ کا ذکر کرتا ہے کہ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ اور نہیں برابر ہیں دو دریا هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ یہ پانی شیریں
خوش مزہ ہے کہ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ خوشگوار ہے پینا اسکا اور آسانی سے حلق کے نیچے اتر جاوے وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ اور یہ
دوسرا پانی کھاری کڑوا ہی وَمِنْ كُلٍّ اور ہر ایک دریا سے تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا کھاتے ہو تم گوشت تازہ یعنی مچھلیوں کو وَتَ
سْتَخْرِجُوْنَ اور نکالتے ہو تم ان دریاؤں میں سے حِلْيَةً زیور کو یعنی موتی اور مونگا وغیرہ کہ شکار زیور بناتے ہو تم اور زیور بنا کر تَلْبَسُوْنَهَا
پہنتے ہو تم اسکو یعنی عورتیں تمہاری اسکو پہنتی ہیں وَتَرَى الْفُلْكَ اور دیکھتا ہی تو اے دیکھنے والے کشتیوں کو فِيْهِ بیچ اس دریا کے
مَوَاخِرَ پھاڑتے ہیں آب دریا کو چلنے سے کہ شدت سے چلتی ہیں لِتَبْتَغُوْا تاکہ طلب کرو تم مِنْ فَضْلِهٖ فضل اس خدا کے سے روزی کو تجارت
کرکے وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر کرو اس نعمت کا يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ داخل کرتا ہی رات کو بیچ دن کے مثلاً
موسم گرما میں چھ بجے دن ہوتا ہی اور موسم سرما میں چھ بجے رات ہو جاتی ہے اور جو وقت کہ دن کا تھا اسمیں رات داخل ہو گئی وَيُوْلِجُ
النَّهَارَ فِي الَّيْلِ اور داخل کرتا ہی دن کو بیچ رات کے مثلاً موسم سرما میں جو چھ بجے رات ہوتی ہی موسم گرما میں وہ وقت دن ہو گیا ہے
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور حکم میں کیا آفتاب کو اور مہتاب کو كُلٌّ يَّجْرِيْ ہر ایک انمیں سے چلتا ہی اپنے ہی مقام پر لِاَجَلٍ مُّسَمًّى
واسطے ایک مدت نام رکھی گئے کے جو کہ انکی چلنے کی واسطے مقرر ہے کہ اپنے دورہ کو تمام کریں اور یا یہ کہ قیامت تک چلیں اور پھر چلنے سی بند ہو رہیں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
وہ خدا کہ کرنیوالا ان چیزوں کا ہی رَبُّكُمْ پروردگار تمہارا ہی لَهُ الْمُلْكُ واسطے اسکے ہی بادشاہی وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ اور جنکو کہ
پکارتے ہو تم اور قتیبہ نے کسائی سے یدعون پڑھا ہی یاسے غائب کا صیغہ یعنی اور جو لوگ کہ پکارتے ہیں اور پرستش کرتے ہیں مِنْ
دُوْنِهٖ سوائے اس خدا کے اور رو کو مثل بتوں اور ستاروں کے مَا يَمْلِكُوْنَ نہیں مالک ہیں وہ بت وغیرہ مِنْ قِطْمِيْرٍ مقدار پوست
تخم خرما کے جو کہ اسپر لپٹا ہوا ہوتا ہے اور وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اِنْ تَدْعُوْهُمْ اگر پکارو تم انکو جو کہ معبود باطل تمہارے ہیں واسطے مشکو
واسطے حاصل کرنے نفع اور دور کرنے ضرر کے تو لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ نہ سنینگے وہ پکارنے تمہارے کو اسواسطے کہ وہ پتھر اور لکڑی وغیرہ ہیں وہ کیا سنینگے وَ
لَوْ سَمِعُوْا اور اگر سنیں وہ تمہارے پکارنے کو یعنی فرض کیا لیکن مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ نہ جواب دینگے وہ تمکو اور تمہاری مراد کو وہ پورا نہ کرینگے اسواسطے کہ
وہ نفع پہنچانے اور ضرر دور کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہیں اور یا یہ کہ تمکو اسواسطے وہ جواب نہ دینگے کہ وہ تم سے بیزار ہیں اسسبب سے کہ تم انکو معبود کہتے ہو اور وہ اس
دعوی کا انکار کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہی کہ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور دن قیامت کے يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ انکار کرینگے وہ معبود ساتھ شرک کرنے تمہارے کے
یعنی اقرار کرینگے وہ اس شرک کے باطل کرنیکا کہ جو تم کرتے ہو اور تمہاری پرستش کا انکار کریں اور کہیں کہ ہمنے تمکو کب کہا تھا کہ ہماری پرستش کرو تم اور
بروز قیامت خدا تعالی انکو گویا کریگا اور وہ اپنی پرستش کرنیوالوں کو بہت ملامت کرینگے وَلَا يُنَبِّئُكَ اور نہ خبر دیگا تجھکو تمام امور کی حقیقت سی اور

درستی اور خرابی اور نفع اور ضرر سے پس نہیں خبر دیگا تجکو کوئی وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝ مانند خبردار کے جو کہ حقیقت سب امور کے سے واقف ہے اور وہ خدا ہے پاک ہے کہ
ہر ایک شے کی حقیقت سے اطلاع رکھتا ہے اور جانتا ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ جو کچھ میں تمکو خبر دیتا ہوں بتوں سے اور بتوں کی پرستش کرنیوالوں سے یہ سب حق ہے سو اسطے کہ
میں حال انکی خبر دیتا ہوں اس سے بہت خبردار ہوں جو کہ حق خبردار ہونیکا ہے اب خدا تعالی اپنی بے نیازی اور بندوں کی عاجزی اور محتاج ہونا بیان
کرتا ہے کہ جس سے اسکا معبود حق ہونا اور غیروں کا باطل ہونا لازم ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اے آدمیو أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ تم محتاج ہو
طرف خدا کے اپنی جانوں میں اور روزی میں اور اسکی رضا جوئی میں اور بہشت کو داخل کرنے میں وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ اور خدا ہے پاک بے نیاز ہے سب کا نعمت
دینے والا الْحَمِيدُ ستودہ کیا گیا ہے اپنی ذات میں اور لفظ ہو کا فصل ہے درمیان مبتدا اور خبر کے اور اب خدا تعالی اپنا غضب ظاہر کر کے فرماتا ہے کہ
إِن يَشَأْ اگر چاہے خدا يُذْهِبْكُمْ لیجائے تمکو زمین سے اور ہلاک کر ڈالے اے کافرو وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ اور لاوے خلقت نئی کو یعنی
تمہارے سوا اور قوم کو پیدا کرے کہ وہ فرمانبرداری کریں وَمَا ذَٰلِكَ اور نہیں ہے وہ لیجانا تمہارا اور لانا قوم دوسری کا عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ
اوپر خدا کے دشوار بلکہ نہایت آسان ہے اور اب اپنی عدل کا ذکر کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ اور نہیں اٹھاتا ہے کوئی نفس
اٹھانیوالا وِزْرَ أُخْرَىٰ بوجھ گناہ دوسرے کا یعنی ایک آدمی دوسرے آدمی کا گناہ اپنے ذمہ نہیں لے سکتا ہے بلکہ ہر آدمی اپنے ہی گناہ کا بوجھ
اٹھائیگا نہ دوسرے کے گناہ کا اور تزر کا فاعل وازرۃ کی ضمیر مونث کی نفس کے طرف پھرتی ہے اور اخری کا لفظ بھی مونث نفس کی جہت سے آیا ہے
مراد اس سے نفس ہے وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اور اگر بلاوے نفس بھاری اور بوجھل گناہوں سے دوسرے نفس کو إِلَىٰ حِمْلِهَا طرف اٹھانے اُن گناہوں
اپنی کی تو لَا يُحْمَلْ مِنْهُ نہ اٹھائی جائیگی اس سے شَيْءٌ کوئی چیز اسکے گناہوں میں سے وَلَوْ كَانَ اگرچہ ہووے وہ شخص جسکو بلاتا ہے گناہ کے
اٹھانیکو ذَا قُرْبَىٰ صاحب قرابت کا اور یگانگت کا مثل باپ اور ماں اور بھائی اور بہن کے ہے واسطے کہ سب درماندہ اور اپنے اپنے حال میں گرفتار ہونگے
کہتے ہیں کہ قیامت میں ماں اور باپ اپنے فرزند کو میدان حشر میں لاکر کھڑا کریں گے وہ تو گناہوں سے گرانبار ہوں اور ماں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اپنے فرزند سے
کہے کہ حق جننے اور دودھ پلانے اور پرورش کرنے کا بجا لا اور ایک گناہ کو میرے تو اٹھا فرزند کہے کہ میں خود درماندہ ہوں اپنے گناہوں میں گرفتار ہوں اور اہل
عناد اور کفار کو جو ڈرانا اور وعدہ عذاب کا ذکر کرنا کچھ فائدہ نہیں کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ سوائے اسکے نہیں کہ ڈراتا ہے تو
ان لوگونکو اے محمد صلعم کہ جو يَخْشَوْنَ رَبَّهُم ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے بِالْغَيْبِ ساتھ غیب کے کہ عذاب سے غائب ہیں اور اسکو نہیں دیکھا
ہے اور بدون دیکھے ہوے اس سے ڈرتے ہیں اور جس وقت لوگوں سے غائب ہوتے ہیں تنہائی میں اور پوشیدہ سے عبادت کرتے ہیں اور عذاب خدا سے خوف
کرتے رہتے ہیں وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو کہ ہمیشہ پڑھتے رہتے ہیں وَمَن تَزَكَّىٰ اور جو کوئی پاکیزہ اور پاک ہوا ہے
گناہوں سے فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ پس سوائے اسکے نہیں کہ پاک ہوتا ہے لِنَفْسِهِ واسطے نفس اپنے کے کہ وہ پاکیزگی اسکی نفس کو فائدہ بخشیگی وَإِلَى اللَّهِ
الْمَصِيرُ اور طرف خدا کے ہے پھرنا سب کا واسطے جزائے اعمال کے پس پاکیزہ لوگونکو عوض نیک عطا ہوگا اور فرماتا ہے کہ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ
اور نہیں برابر ہے اندھا کہ وہ گمراہ یا جاہل ہے وَالْبَصِيرُ اور بینا کہ وہ مومن یا عالم ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ مثال واسطے پروردگار عالم کے اور بتوں کی
ہے یعنی بت کہ کسی چیز کو دریافت نہیں کر سکتے ہیں اور خدا تعالی جاننا اور بینا ہے اسواسطے فرمایا کہ نہیں برابر ہے اندھا اور بینا وَلَا الظُّلُمَاتُ اور
نہ اندھیری کہ وہ باطل ہے وَلَا النُّورُ اور نہ روشنی کہ وہ حق ہے وَلَا الظِّلُّ اور نہ سایہ کہ وہ ثواب ہے وَلَا الْحَرُورُ اور نہ دھوپ کی
گرمی کہ وہ عذاب ہے دوزخ کا یعنی اندھا بینا کے برابر نہیں ہے اور اندھیرا روشنی کے برابر نہیں ہے اور سایہ دھوپ کی حرارت کے برابر نہیں ہے اور بعضے
کہتے ہیں کہ شب کی ہوائے گرم کو حرور کہتے ہیں اور دن کی ہوا گرم کو سموم وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ اور نہیں برابر ہیں زندے وَلَا الْأَمْوَاتُ
اور نہ مردے یعنی مومنین کہ دل انکے زندہ ہیں خدا کی معرفت سے وہ برابر کافروں کے نہیں ہیں کہ دل انکے مردہ ہیں سبب شرک کے إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ تحقیق کہ
خدا سنواتا ہے رہنمائی کی باتوں کو مَن يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے توفیق اور لطف عطا کر کے جو کوئی طالب حق کا ہوا اور ہدایت پانیکی تلاش میں ہو نہ وہ لوگ کہ

طریق عناد اور سرکشی میں گرفتار ہوں باوجود دیکھنے دلیلوں اور معجزوں ظاہر کے وَمَآ اَنْتَ اور نہیں ہے تو ای محمد صلعم بِمُسْمِعٍ سنانیوالا بات کا مَنْ
فِی الْقُبُوْرِ ان شخصوں کو کہ بیچ قبروں کی ہیں یعنی جو لوگ کہ سخت کافر ہیں اور حق کو نہیں سنتے ہیں خدا تعالی نے انکو مردی فرمایا ہی جو کہ قبروں میں
ہوتے ہیں اور اسمیں مبالغہ رسول خدا صلعم کے ناامید کرنیکا ہی کفار کے ایمان لانے سے یعنی جیسے کہ سنوانا مردونکا دشوار ہے تجھپر ایسے ہی سنوانا سخن حق کا دشوار
ہے تجھکو ان لوگونکو کہ اصرار کرتے ہیں کفر پر اور حق کے سننے سے نفع جو حاصل نہیں کرتے ہیں تو وہ گویا ایسے ہیں کہ سنتے ہی نہیں ہیں اسواسطے فرمایا کہ وہ سنتے نہیں
ہیں مثل مردوں کے جو کہ قبروں میں ہیں یہ قول کہ اِنْ اَنْتَ نہیں ہے تو ای محمد صلعم اِلَّا نَذِیْرٌ مگر ڈرانیوالا کہ تو ہمارے عذاب سے انکو ڈرائے
اور ایمان لانے کے واسطے انکو ناچار کرنا تیرے ذمہ نہیں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ تحقیق کہ ہمنے بھیجا ہی تجھکو ای محمد صلعم ساتھ دین حق کے کہ وہ اسلام ہے
بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا خوشخبری دینیوالا بہشت کی مومنین کو ڈرانیوالا کافروں اور گنہگاروں کو عذاب سے اور بشیر اور نذیر حال واقع ہوے ہیں وَاِنْ
مِّنْ اُمَّةٍ اور نہیں ہے کوئی امت پہلی امتوں میں سے اِلَّا خَلَا فِیْهَا مگر کہ گزرا ہی درمیان اسکے نَذِیْرٌ ڈرانیوالا کہ وہ پیغمبر ہے یا وصی پیغمبر سو ہرگز کوئی زمانہ
حجت خدا سے خالی نہیں رہا اور بعد اسکی رسول خدا صلعم کی تسلی کے لئے فرماتا ہی کہ وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ اور اگر جھٹلائیں وہ تجھکو ای محمد صلعم یعنی کفار قریش
تو انکی اسکا تعجب مت کر اور رنج نہ ہی طبیعت مبارک کو مت پہنچا فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ پس تحقیق جھٹلایا ہے ان لوگوں نے کہ مِنْ قَبْلِهِمْ پہلی
انسے تھے پیغمبروں اپنی کو کہ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ کہ آئے انکے پاس پیغمبر انکے بِالْبَیِّنٰتِ ساتھ معجزوں کے اور دلیلوں روشن کے وَبِالزُّبُرِ اور
ساتھ نوشتوں آسمانی کے کہ وہ صحیفہ شیث اور ادریس اور ابراہیم کے تھی وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ اور ساتھ کتاب روشن کے کہ بیان کرنیوالی حلال اور
حرام حکموں کی تھی مثل توریت اور انجیل کے اور ان لوگوں نے انکو جھٹلایا اور ایمان انپر نہ لائے ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا پھر پکڑا میں نے ان
لوگونکو کہ کافر ہوے اور عذاب میں انکو گرفتار کیا انکی جھٹلانے کے سبب سے فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ پس کیونکر تھا انکار میرا انپر اور نازل کرنا عذاب کا
انپر اور پھر دلیلیں توحید کی بیان کرتا ہی کہ اَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے ای دیکھنے والے کہ اَنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا نے اپنی قدرت اور رحمت سے اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ نازل کیا ہی آسمان سے مَآءً پانی کو کہ وہ باران رحمت ہے فَاَخْرَجْنَا پس نکالا ہمنے اپنی قدرت سے بِهٖ ساتھ اسکے ثَمَرٰتٍ
پھلوں کو مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا مختلف ہیں رنگ انکی اور قسم قسم کے ہیں مثل خرما اور انگور اور انار کے اور مختلفا صفت ثمرات کی ہی اور الوانها فاعل
مختلفا کا ہی وَمِنَ الْجِبَالِ اور پہاڑوں سے کہ پیدا کئے ہوے ہمارے ہیں جُدَدٌۢ رستے ہیں بِیْضٌ سفید وَّحُمْرٌ اور سرخ کہ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهَا مختلف ہیں رنگ انکی کہ کوئی زیادہ سرخ ہی اور کوئی کم سرخ ہے وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ اور سیاہ نہایت کالے وَمِنَ النَّاسِ اور
آدمیوں سے وَالدَّوَآبِّ اور زمین پر چلنے والے جانداروں سے وَالْاَنْعَامِ اور چوپایوں سے کہ یہ سب پیدا کئے ہمارے ہیں مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ
مختلف اور طرح طرح کے ہیں رنگ انکی كَذٰلِكَ اسطرح سے جیسے کہ رنگ پھلونکی اور پہاڑوں کے مختلف ہیں اور پھر فرماتا ہی کہ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ
سوائے اسکی نہیں کہ ڈرتے ہیں خدا سے مِنْ عِبَادِهِ بندوں اسکی میں سے الْعُلَمٰٓؤُا علما ہو اسواسطے کہ شرط خوف کرنیکی جاننا خدا کا اور واقف ہونا اسکی
صفات افعال کا ہی اور یہی تمام سے ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہی کہ میرا خوف خدا تعالی سے سبھی زیادہ ہے اور یہ فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے خدا کو زیادہ
جانتا ہی وہ خدا سے زیادہ ڈرتا ہی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ علما سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جنکا قول مطابق انکی فعل کے ہی اور جو کوئی
ایسا نہیں ہے وہ عالم نہیں ہے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ علم خدا کا اور جاننا اسکا عمل سے ملا ہوا ہے پس جو کوئی کہ پہچانیگا خدا کو تو خوف
کریگا اس سے اور برانگیختہ کریگا اسکو خدا کا پہچاننا طرف عمل کے کہ وہ مشغول ہو طاعت خدا میں اور علما اور پیروی کرنیوالے علم کے وہ لوگ ہیں پہچانتے
ہیں خدا کو پس عمل نیک کرتے ہیں واسطے اسکے اور رغبت کرتے ہیں طرف اسکی اور تحقیق کہ فرمایا ہی خدا نے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اِنَّ اللّٰهَ
عَزِیْزٌ تحقیق کہ خدا غالب ہے بدلا لینے میں ان لوگوں سے جو کہ کفر پر اصرار کرتے ہیں اور حد سے گزرتے ہیں غَفُوْرٌ بخشنے والا ہے انکو جو کہ توبہ کریں کفر سے
اور گناہوں سے اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ تحقیق جو لوگ کہ پڑھتے ہیں کتاب خدا کو یعنی قرآن کو اور اسکی حکموں پر عمل کرتے ہیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

ع ۳ ۱۲ ۱۵

اور قائم کرتے ہیں نماز کو کہ ہمیشہ مع شرائط اور ارکان کے بجا لاتے ہیں وَاَنْفَقُوْا اور خرچ کرتے ہیں وہ راہ خدا میں مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اُس چیز سے کہ روزی دی ہے ہمنے انکو سِرًّا پوشیدہ یعنی پوشیدہ راہ خدا میں دیتے ہیں کہ ریا سے محفوظ رہیں وَّعَلَانِيَةً اور ظاہر دیتے ہیں کہ اور لوگوں کو بھی دینے کی رغبت ہو اور ریا یہ کہ صدقہ سنت کو پوشیدہ دیتے ہیں اور زکوٰۃ ظاہر میں کہ نہ دینے کی تہمت سے محفوظ رہیں اور یہ دونو تمیز واقع ہوئے ہیں اور اس دینے میں يَرْجُوْنَ امید رکھتے ہیں وہ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ سوداگری کی کہ ہرگز نہ ہلاک ہو اور نہ گھٹے اور نقصان والی ہووے وہ مراد اس سے ثواب ہے ہمیشہ کا کہ کبھی منقطع نہووے یعنی امید رکھتے ہیں وہ اس تجارت کی کہ کبھی اسمیں نقصان نہو لِيُوَفِّيَهُمْ تاکہ پورا دیوے انکو خدا تعالی اُجُوْرَهُمْ اجر انکے عملوں کے وَيَزِيْدَهُمْ اور زیادہ دے انکو زیادہ کرے انکی نیکیوں کو مِّنْ فَضْلِهٖ فضل اپنے سے دیوے یعنی انکی عملوں میں نیکیوں کو زیادہ کرے انکو اپنی فضل و کرم سے اور زیادہ دیوے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ وہ شفاعت ہے کہ خدا تعالی دیوے اُس شخص کو کہ جسکے لئے دوزخ واجب ہوئی ہو اور اسکے ساتھ اسنے دنیا میں نیکی کی ہو اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا غَفُوْرٌ بخشنے والا ہے انکی گناہوں کا شَكُوْرٌ قدردان ہے کہ مزدوری دینے والا ہے انکی طاعت کا اور بعضے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت اُن لوگوں کی حق میں ہے کہ جو بامید ثواب قرآن کی تلاوت کرتے ہیں آگے رب سو محمد صلعم کیطرف خطاب کر کے فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اور وہ چیز کہ وحی کی ہے ہمنے طرف تیری مِنَ الْكِتٰبِ کتاب سے کہ وہ قرآن ہے هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے کہ مُصَدِّقًا سچا کرنیوالا ہے لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ واسطے اسکے کہ آگے اسکی ہیں مثل توریت و انجیل کے اور مطابق ہیں انکے توحید اور عقائد میں اور مقصد و حال واقع ہوئے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ ساتھ بندوں اپنے کے البتہ خبردار ہے کہ انکی نیتوں کو جانتا ہے بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے انکی ظاہر حال کو اور قرآن کی تصدیق یا تکذیب جو کرتے ہیں اُسپر پوشیدہ نہیں ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا پھر وارث کیا ہمنے الْكِتٰبَ کتاب کا یعنی قرآن کا الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا ان لوگوں کو کہ برگزیدہ کیا ہے ہمنے انکو مِنْ عِبَادِنَا بندوں اپنے سے اصطفینا کا مفعول کہ وہ ضمیر ہم کی ہے اور الذین کیطرف پھرتی ہے وہ محذوف ہے یعنی بعد اسکے کہ وحی کیا ہے ہمنے تجھپر قرآن کو پس وارث کیا ہمنے اُسکا اور میراث میں دیا ہے ہمنے ان لوگوں کو کہ بعد تیری قائم ہونگے بندے نیکبخت کہ وہ برگزیدہ ہمارے ہیں فَمِنْهُمْ پس بعضے ان بندوں میں سے ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ظلم کرنیوالے ہیں واسطے نفس اپنے کے کہ انسے قصور ہوا ہے قرآن پر عمل کرنے میں وَمِنْهُمْ اور بعضے انہیں سے مُّقْتَصِدٌ میانہ رو ہیں کہ اکثر اوقات قرآن پر عمل کرتے ہیں وَمِنْهُمْ اور بعضے انہیں سے سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ آگے بڑھنے والے ہیں ساتھ نیکیوں کے کہ ہمیشہ قرآن پر عمل کرتے ہیں بِاِذْنِ اللّٰهِ بحکم خدا کہ انکی توفیق عطا کرے اور یہی تفسیر لوگوں میں مشہور ہے اور ضمیر منہم کی الذین اصطفینا کیطرف پھرتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ ظالم لنفسہ وہ شخص ہے کہ جو حق امام زمانہ کا نہ پہچانے اور مقتصد وہ ہے کہ جو حق امام زمانہ کا پہچانے اور سابق بالخیرات امام ہے اور ضمیر منہم کی عباد کیطرف پھرتی ہے نہ الذین اصطفینا کیطرف اسلئے کہ جو برگزیدہ ہیں وہ ظالم لنفسہ نہیں ہوتے اور اسکی تفسیر میں ابو درداء سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سابق تو وہ ہے کہ بغیر حساب بہشت میں جائیگا اور مقتصد وہ ہے کہ جس سے تھوڑا سا حساب لیا جائیگا اور ظالم النفس بعد دیر کے بہشت میں داخل ہوگا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کہینگے کہ شکر ہے خدا کا کہ ہمسے رنج کو لیگیا اور عائشہ سے روایت بیان کرتے ہیں انسے کہا کہ کل بہشت میں جاوینگے لیکن سابق تو وہ ہے کہ جو رسول خدا کے زمانہ میں گزرا ہے اور حضرت نے اسکی بہشتی ہونیکی گواہی دی ہے اور مقتصد وہ ہے کہ جسنے ان حضرت کے چلن کی پیروی کی ہے انکے اصحاب میں سے یہانتک کہ انہیں جا ملا اور ظالم لنفسہ مثل میرا اور تمہاری ہے اور دوسری روایت میں عائشہ سے یہ ہے کہ سابق وہ ہے کہ جو ہجرت سے پہلے ایمان لایا ہے اور مقتصد وہ ہے کہ جو بعد ہجرت ایمان لایا ہے اور ظالم ہم ہیں اور عمر بن خطاب سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ سابق ہمارا سابق ہے اور مقتصد ہمارا ناجی ہے اور ظالم ہمارا بخشا گیا ہے اور بعضے لوگ انمیں سے کہتے ہیں کہ ظالم وہ ہے کہ جسکا ظاہر بہتر ہو اسکی باطن سے اور مقتصد وہ ہے کہ جسکا ظاہر اور باطن یکساں ہو اور سابق وہ ہے کہ جسکا باطن بہتر ہو اسکی ظاہر سے اور سفیان ثوری نے سدی سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین امام المتقین نے فرمایا کہ نبی رسول خدا صلعم سے اس آیت کی تفسیر میں سنا ہے کہ ان حضرت نے فرمایا کہ مراد الذین اصطفینا سے اور اورثنا الکتاب سے تیری اولاد ہیں اور روز قیامت تیری اولاد قبروں سے باہر نکلیں تو تین گروہ ہونگی ایک تو وہ کہ دنیا سے بے توبہ گئی ہیں اور دوسرے وہ کہ نیکیاں اور بدیاں انکی برابر ہوں اور تیسرے وہ کہ نیکیاں انکی گناہوں سے

زیادہ ہوں اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ برگزیدہ اور وارث علوم انبیا ہم ہیں اور بے شبہ یہی صحیح اور حق ہے اسواسطے کہ
وہی ہیں جانتے حقیقتوں قرآن کی کو اور پہچانتے واسطے حلال اور حرام کے اور احکام ملک علام کے اور ابو حمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ میں خدمت میں
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے تھا کہ دو مرد عراق کے رہنے والے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اے فرزند رسول خدا ہمکو خبر کر
اس آیت کی تفسیر سے فرمایا کہ اے اہل عراق تم یہ جانتے ہو کہ یہ آیت امت محمد صلعم کے حق میں نازل ہوئی ہے پس تمپر لازم آیا کہ تمام امت محمد بہشت میں داخل ہو
جیسے کہ اسکے بعد کی آیت سے ظاہر ہے اور میں جسوقت یہ سخن ان حضرت سے سنا تو عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا یہ آیت کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے
فرمایا کہ واللہ ہم اہلبیت کے حق میں نازل ہوئی ہے اور میں تین بار اسیطرح فرمایا پھر میں نے پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا علی بن ابیطالب کی اولاد میں ظالم لنفسہ
کون ہے فرمایا کہ جسکی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں اور پھر میں نے پوچھا کہ مقتصد انمیں سے کون ہے فرمایا کہ جو لوگ اپنے مکانوں میں عبادت خدا میں مشغول رہا
اور تلاوت قرآن میں اپنی اوقات کو صرف کرتے رہوں یہانتک کہ انکو موت آئے اور پھر میں نے پوچھا کہ سابق بالخیرات کون لوگ ہیں انمیں سے فرمایا کہ جو راہ
خدا میں جہاد کرتے ہیں اور لوگونکو راہ راست کیطرف بلاتے ہیں جیسے کہ علی بن ابیطالب اور اولاد طیبین انکی کہ معصوم ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ یہ آیت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد کے حق میں ہے لیکن نہیں داخل ہے اسمیں فاطمہ کی اولاد میں سے وہ شخص کہ جسنے تلوار کھینچی اور لوگونکو طرف
گمراہی کے بلایا یعنی جھوٹا دعوی امامت کا کیا کسینے پوچھا کہ ظالم لنفسہ کون ہے فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھنے والا کہ نہیں پہچانتا ہے حق امام کا اور مقتصد
وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے اور امام رضا علیہ السلام سے کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ یہ سب حضرت
فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد کے لوگ ہیں سابق بالخیرات امام ہے اور مقتصد امام کا پہچاننے والا ہے اور ظالم لنفسہ وہ ہے کہ جو امام کو نہیں
پہچانتا اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ ظالم لنفسہ ہم میں سے وہ شخص ہے کہ حق امام کا نہیں پہچانتا
اور مقتصد ہم میں سے وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات وہ امام ہے اور یہ سب بخشے جائینگے اور ایک روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے اسطرح
منقول ہے کہ یہ آیت خاص اولاد فاطمہ کے واسطے ہے لیکن جسنے تلوار کھینچی اور آدمیوں کو اپنے نفس کے واسطے بلایا طرف گمراہی کے کسینے اولاد فاطمہ میں سے تو وہ
اس آیت میں داخل نہیں ہے کسینے پوچھا کہ کون شخص داخل ہے اسمیں فرمایا کہ ظالم لنفسہ وہ ہے کہ نہ بلائے آدمیونکو طرف گمراہی کے اور نہ طرف ہدایت کے اور مقتصد ہم
اہلبیت میں سے وہ ہے کہ حق امام کا پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ہم اہلبیت کے حق میں نازل ہوئی ہے
کسینے پوچھا کہ ظالم لنفسہ کون ہے فرمایا کہ جسکی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں ہم اہلبیت میں سے اور مقتصد کو پوچھا تو فرمایا کہ عبادت کرنیوالا خدا کی دونو
حال میں آسودگی اور صحت میں بھی اور فقیری اور مرض میں بھی یہانتک کہ آئے انکو موت اور سابق بالخیرات کو پوچھا تو فرمایا کہ وہ شخص ہے کہ بلائے لوگونکو
طرف راہ پروردگار اپنے کے اور حکم کرے نیکی کا اور منع کرے برائی سے اور نہو وے واسطے گمراہوں کے مددگار اور نہ راضی ہو حکم فاسقوں سے مگر وہ شخص
خوف کرے اپنے نفس اور دین پر اور نہ پائے مددگاروں کو اور حضرت ہی کی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنکے حق میں آیت ہے وہ سب آل محمد ہیں اور ظالم لنفسہ
انمیں سے وہ ہے کہ نہ قرار کرے امام کا اور مقتصد وہ ہے کہ جو امام کو پہچانتا ہے اور سابق بالخیرات امام ہے حاصل کہ مراد ان لوگوں سے اولاد فاطمہ زہرا علیہا السلام
ہیں اور اسطرح کی حدیثیں بہت وارد ہیں اور غرض اس سے یہ ہے کہ وہ سب بخشے گئے ہیں اور ثابت ہوئی اس سے امامت حضرت علی علیہ السلام کی اور اولاد فاطمہ
کی اسواسطے کہ جو کوئی برگزیدہ ہے اور وارث انبیا کا ہے وہی امام ہے ذٰلِكَ وہ وارث کرنا اور برگزیدہ کرنا ہے جو کہ اوپر کی آیت میں گزرا ہے هُوَ
الْفَضْلُ الْكَبِيرُ وہ ہی فضل بڑا اور بزرگ ہے اور وہ فضل کیا ہے کہ اسکو خدا تعالی بیان کرتا ہے کہ جَنَّاتُ عَدْنٍ بہشتیں ہیں عدن کی
اور جنات عدن فضل کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے اور بدل بھی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ مقتصد اور سابق بالخیرات ہیں يَدْخُلُونَهَا
داخل ہونگے ان بہشتوں میں اسواسطے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ سابق بالخیرات بدون حساب کے بہشت میں جائینگے اور مقتصد سے تھوڑا سا حساب ہوگا
اور ظالم لنفسہ جو ہے وہ مقام حساب میں دیر تک رہیگا اور بعد اسکے بہشت میں جائیگا يُحَلَّوْنَ فِيهَا زیور پہنائے جائینگے وہ بیچ ان بہشتوں کے

مِنْ اَسَاوِرَ کنگنوں سے مِنْ ذَهَبٍ سونے کے یعنی طلائی خالص کے کنگنوں سے آراستہ کئے جائینگے وہ وَّلُؤْلُؤًا اور آراستہ کئے جاینگے موتی
اور لؤلؤ کا عطف من اساور پر ہے نہ اساور پر اور کہتے ہیں کہ کنگن پہننے کا معنی جڑا ہوا زیور عرب کے بادشاہوں کا تھا جیسے کہ تاج عجم کے بادشاہوں کا اسواسطے
اسکے ذکر کی تخصیص ہوئی وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا اور لباس انکا بیچ ان بہشتوں کے حَرِيرٌ ریشمی ہے وَقَالُوا اور کہینگے وہ بہشتی جسوقت کہ
دوزخ سے بچیں اور بہشت میں داخل ہوں کہ الْحَمْدُ لِلَّهِ تعریف اور شکر واسطے خدا کے ہی الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ جو کہ لے گیا ہم سے
رنج کو اِنَّ رَبَّنَا تحقیق پروردگار ہمارا لَغَفُورٌ البتہ بخشنے والا گناہوں کا شَكُورٌ جزا دینے والا ہے شکر کرنیوالوں کا اور شکور سے مراد
یہ ہے کہ خدا تعالی تھوڑی طاعت کو قبول کرتا ہے اور ثواب کثیر اسکی عوض میں عطا کرتا ہے الَّذِي أَحَلَّنَا وہ خدا کہ داخل کیا اور اتارا اسنے ہمکو
دَارَ الْمُقَامَةِ خانہ ہمیشگی میں کہ پھر ہمکو وہاں سے نہ نکالے گا اور وہ بہشت ہے کہ ہمیشہ اسمیں ہمکو رکھیگا مِنْ فَضْلِهِ فضل اپنے سے لَا يَمَسُّنَا
فِيهَا - نہ پہنچتا ہی ہمکو بیچ اس بہشت کے نَصَبٌ کوئی رنج کسطرح سے وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ اور نہیں پہنچتی ہی ہمکو بیچ اسکے
کوئی ماندگی بلکہ بالکل عیش اور سرور ہے اور نصب اس رنج کو کہتے ہیں کہ جو مشقت کا کام کرنے سے پہنچتا ہی اور لغوب سستی کو کہتے ہیں کہ جو کام کرنے کی بعد
پیدا ہوتی ہی منقول ہے کہ جسوقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں تو غلمان انکی پیشوائی کو آئیں اور فرشتے بھی ہمراہ انکے ہوں اور ہر ایک بہشتی کے
واسطے پانچ انگوٹھیاں لائیں اور کہیں کہ خدا تعالی نے تمکو یہ بخشیں ہیں وہ ان انگوٹھیوں کو انگلیوں میں پہنیں ایک انگوٹھی پر لکھا ہو کہ سلام علیکم طبتم فادخلوها
خالدین اور دوسری پر لکھا ہو کہ ادخلوها بسلام آمنین اور تیسری پر لکھا ہو کہ سلام علیکم بما صبرتم اور چوتھی پر لکھا ہو کہ انی جزیتهم الیوم بما
صبروا انهم هم الفائزون اور پانچویں پر لکھا ہو کہ اولئک الذین انعم الله علیهم اور جسوقت وہ اپنے مکانوں میں پہنچیں تو کہیں کہ الحمد لله الذی اذهب
عنا الحزن اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسولخدا صلعم نے کہ جسوقت داخل ہوگا مومن بہشت میں اپنے مکانوں میں تو اسکے سر پر
تاج بادشاہی اور بخشش کا رکھا جائیگا اور پوشاک چاندی اور سونے کی پہنائی جائینگی اور اسکے تاج میں یاقوت اور موتی جڑے ہونگے اور ستر پوشاکیں ریشمی
کپڑے کی اسکو پہنائی جائینگی طرح طرح کی رنگ کے کہ سونے اور چاندی کے تاروں سے وہ بنی ہونگے اور موتی اور یاقوت سرخ اسمیں ٹکے ہونگے اور یہی مراد ہے
خدا تعالی کے قول سے یحلون فیها من اساور الآیہ پس نکلیگی زوجہ اسکی حور اپنے خیمہ سے اور گرد اسکے لونڈیاں اسکی ہونگی اور وہ حور ستر پوشاکیں یاقوت
اور موتی اور زبرجد کی ٹکی ہوئی اور مشک اور عنبر سے رنگی ہوئی پہنی ہوئیگی اور اسکی سر پر تاج بزرگی کا ہوگا اور اسکی پاؤں میں جوتیاں سونگی
سونے کی اور یاقوت اور موتی اسمیں ٹکی ہونگے اور تسمہ انکا یاقوت کا ہوگا پس جسوقت وہ حور اس بہشتی کے قریب آئے اور وہ بہشتی ارادہ اٹھنے کا کرے نہایت
شوق سے تو وہ حور اس بہشتی سے کہے کہ ای دوست خدا یہ روز رنج اور مشقت کا نہیں ہے تو کھڑا مت ہو میں تیرے واسطے ہوں اور تو میرے واسطے ہے پس وہ دونو
آپسمیں لپٹینگے اور مقدار پانسو برس کے آپسمیں مشغول رہینگے کہ نہ انکو اس سے آزردگی ہوگی اور نہ انکو اس سے ملال اور اس حور کی گردن کیطرف نظر کریگا تو ایک
گلوبند اسکی گلے میں دیکھیگا یاقوت سرخ کا اسکی وسط میں تختی ہوگی اسپر لکھا ہوگا کہ تو اے دوست خدا دوست میرا ہے اور میں جمع ہوں دوست تیری طرف تیرے
مشتاق ہونے سے نفس میرا اور طرف میرے مشتاق ہوا نفس تیرا بعد اسکی خدا تعالی ہزار فرشتے بھیجیگا کہ اسکو بہشت کے ملنے کی مبارکبادی دیویں اور حور سے اسکا نکاح کریں اور
باقی کی حدیث آخر میں ہے سورہ رعد میں سلام علیکم بما صبرتم کی تفسیر میں گذر گئی ہے اور رسولخدا صلعم کی حدیث میں مذکور ہے کہ جسوقت داخل ہونگے بہشتی اپنے
مکانوں میں تو ملائکہ کو دیکھینگے کہ وہ انکو مبارکباد دیونگے انکے پروردگار کی بخشش کے یہانتک کہ جسوقت وہ اپنے مقاموں پر ٹھہریں تو انسے کہا جائیگا کہ تمسے جو کچھ کہ
تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا وہ تمنے حق اور درست پایا وہ کہینگے کہ ہاں اے پروردگار ہمارے راضی ہوئے ہم تجھسے پس راضی ہو تو ہمسے فرمائیگا کہ سبب اسکے
کہ تم مجھسے راضی ہوئے اور سبب اسکے کہ تم دوست رکھتے تھے میرے نبی کی اہلبیت کو میں نے تمکو اپنے گھر میں یعنی بہشت میں اتارا اور ملائکہ سے تمنے مصافحہ کیا پس گوارا ہو تمکو
بخشش غیر منقطع کہ نہیں ہے اسمیں کسیطرح کی بدمزگی پس اسوقت وہ کہینگے کہ الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن اور اب خدا تعالی کفار کا حال کے انجام کو
بیان کرتا ہے کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہی اور ایمان نہیں لائی ہیں خدا پر اور پیغمبر پر لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ واسطے انکے آگ ہی دوزخ کی

لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ نہ حکم کیا جائیگا اوپر اُنکی مرنیکا جسوقت کہ وہ دوزخ میں داخل ہونگے فَيَمُوْتُوْا پس مرجائیں وے اور مرکر عذاب سے رہائی پائیں ایسا نہوگا بلکہ
ہمیشہ دوزخ میں زندہ رہینگے اور عذاب کو چکھتے رہینگے وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ اور نہ ہلکا کیا جائیگا اُنسے مِّنْ عَذَابِهَا عذاب اُس دوزخ کی میں سے
کچھ بلکہ آگ دوزخ کی بجھنے لگی گی تو اور زیادہ اُنکو روشن کرینگے اور دہکائینگے كَذٰلِكَ ایسے ہی نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ جزا دیتے ہیں ہم ہر کفر
کرنیوالے ناشکر کو کہ جسنے اپنے کفر کو نہایت کو پہنچایا ہو وَهُمْ اور وہ یعنی کفار يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا فریاد کرینگے وہ دوزخ میں کہ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا
اے پروردگار ہمارے نکال تو ہمکو اِس دوزخ سے اور دنیا میں ہمکو بھیج کہ نَعْمَلْ صَالِحًا عمل کریں ہم نیک غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ سوائے اُسکی کہ جو
ہم عمل کرتے دنیا میں اسواسطے کہ ہمکو عذاب ہوا تو ہمنے جانا کہ دنیا میں ہماری افعال اچھے نہ تھے پس جب وہ بہت فریاد کرینگے تو خدا تعالیٰ اُنکی جواب میں کہیگا کہ
اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کیا نہ عمر دی تھی ہمنے تمکو دنیا میں مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ بقدر اُسکہ نصیحت پکڑے بیچ اُسکی مَنْ تَذَكَّرَ جو کوئی چاہے کہ نصیحت
پکڑے وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ اور آیا تمہارے پاس ڈرانیوالا یعنی پیغمبر تمہارے پاس آیا اور اُسنے تمکو ڈرایا لیکن تمنے نصیحت نہ پکڑی اور حضرت صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ یہ ڈرانا ہی واسطے اٹھارہ برس والیکے یعنی اسواسطے کہ آئندہ کو تامل کرے اور سیکھے اور ساٹھ برس کی عمر والے سے کہا جائیگا کہ کیا تمکو عمر
حاصل نہیں ہوئی تھی کہ جسمیں تمکو قدرت ہوتی نصیحت پکڑنیکی پس جسوقت دوزخی یہ کلام سنینگے تو کہینگے کہ ہاں ہم گمراہ تھے اور زندگانی رکھتے تھے اور ڈرانیوالے
کو ہمنے سنا اور دیکھا لیکن اُسکو ہمنے جھوٹا جانا اور اُسکی فرمانبرداری نہ کی اللہ تعالیٰ اُنکے جواب میں فرمائیگا کہ فَذُوْقُوْا پس چکھو تم عذاب دوزخ کا فَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ پس نہیں ہے واسطے ظلم کرنیوالوں کے مِنْ نَّصِيْرٍ کوئی مددکرنیوالا کہ عذاب سے اُنکو بچائے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا عَالِمُ غَيْبِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جاننے والا ہے پوشیدگی آسمانوں کا اور زمین کا اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تحقیق کہ وہ خدا جاننے والا اور آگاہ اور
عالم ہے ساتھ سینوں کی باتوں کے هُوَ الَّذِيْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ جَعَلَكُمْ کردیا اُسنے تمکو اے کافرو خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ خلیفہ
اور جانشین بیچ زمین کے پہلے لوگوں کا اور زمین میں تصرف اور قدرت تمکو دی کہ یہ کیسی بڑی نعمت ہے فَمَنْ كَفَرَ پس جو کوئی کفر کریگا اور یہاں نعمت کی ناشکری
کرے فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ پس اوپر اُسکی ہے ضرر کفر اُسکی کا کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اور نہیں زیادہ کرتا ہے کافروں کو كُفْرُهُمْ کفر اُنکا
عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا نزدیک پروردگار اُنکے کے مگر دشمنی سخت وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اور نہیں زیادہ کرتا ہے کافروں کو كُفْرُهُمْ کفر اُنکا اِلَّا
خَسَارًا مگر ٹوٹا اور نقصان آخرت میں قُلْ اَرَءَيْتُمْ کہہ تو کیا دیکھا تمنے شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ شریکوں اپنوں کو جنکو کہ تم پکارتے ہو اور
پرستش کرتے ہو تم مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے اَرُوْنِيْ دکھلاؤ تم یعنی خبر دو تم مجھکو کہ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کیا پیدا کیا ہے
اُنہوں نے زمین میں سے اَمْ لَهُمْ کیا ہے واسطے اُنکے شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ شراکت بیچ پیدا کرنے آسمانوں کے کہ خدا کے شریک ہو کر اُنہوں نے آسمانوں کو
پیدا کیا ہے تاکہ مستحق عبادت کے ہوں اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا یا دی ہو ہمنے اُنکو کوئی کتاب کہ اُسمیں اُنکی شراکت لکھی ہو فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ پس وے اوپر
دلیل اور حجت کے ہوں مِّنْهُ اُس کتاب سے اور جسوقت قائم کرنا حجت کا ممکن نہوا تو پھر کس وجہ سے اُنکو خدا کا شریک کرتے ہو اور ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اُنکے پاس
کوئی حجت ہو بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بلکہ نہیں وعدہ کرتے ہیں ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر شرک کرکے یعنی نہیں وعدہ دیتا بَعْضُهُمْ بعضا اُنکا کہ
وہ رئیس اُنکے ہیں بَعْضًا بعضے کو کہ وہ تابعداری کرنیوالے اُنکے اور رذیل آدمی ہیں اِلَّا غُرُوْرًا مگر فریب دینا کہ جسکی کچھ حقیقت نہیں ہے اور وہ
وعدہ بتوں کی شفاعت کا ہی کہ کہتے تھے کہ یہ خدا کے نزدیک ہماری شفاعت کرینگے اور بعد اسکی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کی عظمت اور بزرگی سے خبر دیتا ہے کہ
اِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ نگاہ رکھتا ہے آسمانوں کو اور زمین کو یعنی اپنی قدرت سے اُن دونوں کو تھام
رکھا ہے اَنْ تَزُوْلَا یہانتک کہ الگ ہوجائیں وہ دونوں اپنی جگہ سے اور کہتے ہیں کہ اَنْ تَزُوْلَا سے پہلے کراہیت کا لفظ مقدر ہے اور وہ مضاف ہے
طرف اَنْ تَزُوْلَا کی اور مفعول لہ واقع ہوا ہے یعنی دونوں مکروہ جاننے کی کہ زائل ہوجائیں وہ دونو اور منقول ہے کہ جسوقت یہود مدینہ اور نصاریٰ نے عزیر
اور عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کا فرزند قرار دیا تو آسمان نزدیک تھا کہ پھٹ جائے خدا تعالیٰ اِن آیتوں میں خبر دیتا ہے کہ میں اپنی قدرت سے آسمان اور زمین کو تھام رہا ہوں

ع ۱۱ ۱۶

تاکہ زائل نہو جائیں اور اپنی جگہہ سے الگ نہو جائیں ولئن زالتا اور اگر زائل اور نیست ہو جائیں وہ دونوں تو ان امسکھما ء
سکے ان دونوں کو من احد کوئی اور انکی جگہہ پر انکو قائم نہ رکھ سکے من بعدہ بعد اسکے خدا کے یا بعد زائل ہونے کے انہ کان تحقیق کہ
وہ خدا ہے حلیما بردبار کہ عذاب میں یہود اور نصاری اور مشرکین وغیرہ کے جلدی نہیں کرتا ہے غفورا بخشنے والا ہے اس شخص کا کہ جو اپنے قول سے
توبہ کرے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کسینے پوچھا کہ خدا تعالی عرش کو اٹھائے ہے یا عرش خدا کو اٹھا رہا ہے فرمایا کہ خدا بزرگ اٹھانیوالا عرش
اور آسمانوں کا ہے اور زمین کا اور جو کچھہ کہ زمین کے اندر ہے اور آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور یہی ہے اشارہ طرف قول حق تعالی کے یہ ان اللہ یمسک السموات
والارض ان تزولا الآیہ کہتے ہیں کہ رئیس قریش کے رسول خدا صلعم کے پیغمبر ہونیسے پہلے سنتے تھے کہ یہود اور نصاری نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے یہ سنکر انپر لعنت کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ ان دو گروہ نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا قسم ہے خدا کی اگر ہمارے پاس پیغمبر آئے تو ہم اسکو راست گو جانیں اور ان لوگوں سے زیادہ راہ پانیوالے ہوں اور جس وقت
پیغمبر آیا تو اس قوم قریش نے اسکا اعتبار نکیا اور اس سے بھاگنے لگے خدا تعالی انکے حال سے پیغمبر کو خبر دیتا ہے کہ واقسموا باللہ اور قسم کھائی ان کفار مکہ نے ساتھ
خدا کے جہد ایمانہم بہت سخت قسموں اپنے کی یعنی نہایت سخت قسمیں انہوں نے کھائیں کہ لئن جاءہم کہ البتہ اگر آئیگا انکے پاس نذیر
ڈرانیوالا یعنی پیغمبر تو لیکونن البتہ ہونگے وہ اھدی رہنمائی پانیوالے زیادہ من احدی الامم ایک امتوں سے جو گذری ہوئی ہیں
مثل یہود اور نصاری کے فلما جاءہم پس جس وقت آیا انکے پاس نذیر ڈرانیوالا یعنی خاتم الانبیاء تو ما زادہم نہیں زیادہ کیا انکو آنے
انکے نے الا نفورا مگر بھاگنا حق سے اور دور ہونا راہ راست سے استکبارا فی الارض واسطے تکبر کرنیکے بیچ زمین کے ومکر السیء اور واسطے مکر بد
کے اور استکبارا مفعول لہ واقع ہوا ہے اور مکر السیء کا عطف اسپر ہے اور مفعول مطلق بھی ہوسکتے ہیں فعل محذوف کے ولا یحیق المکر السیء اور نہیں احاطہ
کرتا ہے مکر بد الا باھلہ مگر ساتھ لوگوں اسکے کہ جو کوئی مکر کرتا ہے وہ مکر اسکے کرنیوالے کا احاطہ کرتا ہے اور حادثہ اسکو گھیر لیتا ہے چنانچہ کفار نے جو رسول خدا کے ساتھ مکر کیا اور ارادہ کیا کہ
حضرت کو قید یا قتل یا جلا وطن کریں وہ مکر ان کفار ہی کی طرف پھر آیا کہ جنگ بدر میں انکو پیش آیا قتل بھی ہوا اور قید بھی ہوا اور رسول خدا صلعم سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ مکر مت کرو تم
اور مکر کرنیوالے کی مدد مت کرو تم کہ حق تعالی فرماتا ہے ولا یحیق المکر السیء الا باھلہ اور کعب الاحبار نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ جو کوئی گڑھا کھودے آدمی کے لئے
اسمیں گرنیکے واسطے تو وہ خود اسمیں گریگا ابن عباس نے یہ سنکر فرمایا کہ میں نے قرآن میں اسی مضمون کی ایک آیت پائی ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور عرب
میں مثل مشہور ہوگئی کہ من حفر بئرا لاخیہ وقع فیہ منکبا یعنی جو کوئی کنواں کھودے واسطے بھائی اپنے کے تو پڑیگا وہ اسمیں اوندھا فھل ینظرون
پس نہیں انتظار کرتے ہیں جھٹلانیوالے الا سنت الاولین مگر طریقہ پہلے لوگوں کی کو کہ جیسے کہ پہلے لوگوں پر عذاب نازل ہوتا تھا پیغمبر اور کتاب
کے جھٹلانے سے ایسا ہی ان لوگوں پر بھی عذاب خدا کا نازل ہو اور یہ طریقہ خدا تعالی کا ہمیشہ سے جاری رہا ہے پس جھٹلانیوالے اسی طریقہ کا انتظار
کرتے ہیں فلن تجد لسنت اللہ پس ہرگز نہ پائیگا تو اے محمد صلعم واسطے طریقہ خدا کے تبدیلا بدل ڈالنا کہ اسکی عذاب کو کوئی ثواب سے
بدل دے ولن تجد لسنت اللہ اور ہرگز نہ پائیگا تو واسطے طریقہ خدا کے تحویلا پھیر دینا کہ کسی دوسرے آدمی کے کوئی حوالہ کرے عذاب جھٹلانے
والوں کا اور مکر کرنیوالوں کا اولم یسیروا کیا نہیں سیر کی ہے انہوں نے فی الارض بیچ زمین کے ملک شام اور یمن کی طرف فینظروا کیف
کان پس نظر کریں کیونکر ہوا عاقبۃ الذین انجام ان لوگوں کا کہ من قبلہم پہلے انسے تھے قوم عاد کی اور ثمود کی وکانوا
اشد منہم قوۃ اور تھے وہ زیادہ سخت ان مکہ والوں سے قوت میں اور قوۃ تمیز واقع ہوا ہے یعنی وہ لوگ قوت میں بہت سخت تھے اور بڑے
بڑے جسم والے تھے لیکن انکی قوت کسی کام نہ آئی اور باوجود اسکے عذاب کو اپنے اوپر سے دفع نکر سکے اور سامان کرنے والوں کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں ہے وما کان
اللہ لیعجزہ اور نہیں ہے خدا ایسا کہ عاجز کرے اسکو من شیء کوئی شے فی السموات ولا فی الارض بیچ آسمانوں کے اور نہ
بیچ زمین کے کہ اپنی قوت اور توانائی سے اسپر غالب ہو بلکہ خداوند عالم ایسا غالب ہے کہ جو چاہے کرے اور کوئی اسکا اور اسکے حکم پر پیشدستی نہیں کرسکتا ہے سب اسکے
تحت تصرف میں ہیں اور وہی ہے جو چاہے سو کرے انہ کان علیما تحقیق کہ وہ خدا جاننے والا ہے بندوں کے احوال کا اور سب چیزوں کا ظاہر و پوشیدہ

نہیں ہے قَدِیۡرًا قدرت رکھنے والا ہر چیز پر اور کوئی چیز اسکو عاجز نہیں کر سکتی ہے اور اسکی قدرت کو کسی کی قدرت نہیں پہنچتی ہے اور کیونکر برابر ہو قدرت
کسیکی اسکی قدرت کے کہ وہ پیدا کرنیوالا قدرتوں کا سب کی ہے اور مخلوق برابر خالق کے کیونکر ہوگا وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ اور اگر مواخذہ
کرتا خدا آدمیوں سے بِمَا کَسَبُوۡا ساتھ اس چیز کے کہ جسکا کسب کیا ہے انہوں نے شرک اور گناہ اور ظلم کو تو مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا نہ چھوڑتا اوپر پشت
اسکی زمین کے مِنۡ دَآبَّةٍ کوئی زمین پر چلنے والا جاندار کیا آدمی اور کیا جن اور کیا حیوان بلکہ آدمی کی شامت گناہ سے سب ہلاک ہوتے اور کوئی باقی
نہ رہتا جیسے کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں لوگوں کی کفر کی شومی سے تمام جانور ہلاک ہو کر غرق ہو گئے مگر ایک ایک جوڑا جو کہ کشتی میں تھے وہ بچ رہے پس اسوقت بھی اگر
انکو گنہگاروں کے گناہ میں گرفتار کریں تو سب ہلاک ہوں وَلٰكِنۡ یُّؤَخِّرُهُمۡ اور لیکن ڈھیل دیتا ہے انکو اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى طرف ایک
مدت نام رکھی گئی کے کہ وہ قیامت ہے اور ابن ابی روایت کرتا ہے کہ ایک مرد ایک شخص کو نیکی کا حکم کرتا تھا ایک شخص کا گزر اسپر ہوا اسنے کہا کہ اسکو چھوڑ دے
کہ ظلم بجز ظالموں کے ضرر نہیں کرتا ہے ابو داؤد نے سنکر کہا کہ تو دروغ کہتا ہے قسم ہے خدا کی کہ جان میری جسکی قبضہ میں ہے کہ جانور اپنے آشیانہ میں گرسنگی سے
ہلاک ہوتا ہے اور آدمی بسبب ظلم بنی آدم کے اور ابو حمزہ ثمالی بیان کرتا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ آدمیوں کے گناہوں کی شومی سے مینہ نہیں برساتا ہے کہ سب جانور
مر جائیں اور دوسری روایت میں ابو حمزہ ثمالی سے یہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ کسی سال میں مینہ دوسرے سال سے کم نہیں
برستا ہے لیکن خدا تعالیٰ اسکی عوض میں دوسری جگہہ برسا دیتا ہے اور جسوقت لوگ گناہ کرتے ہیں تو جو باران کہ انکے واسطے مقرر ہوا تھا اس سال میں انکے غیر کی
طرف اور پہاڑوں اور جنگلوں اور دریاؤں میں برساتا ہے اور انکی زمین میں نہیں برساتا ہے اور خدا تعالیٰ عذاب کرتا ہے جعل کو یعنی سیاہ کیڑے کو جو کہ گوبر میں سے
نکلتا ہے اور اسکو عذاب کرتا ہے باران بند کر کے کہ اسکی سوراخ میں بخار واسطے کہ جس زمین میں اسکا سوراخ ہے وہاں نہیں برساتا ہے وہاں کے لوگوں کی گناہوں کی جہت
سے اور اسکو عذاب اس جہت سے کرتا ہے کہ وہ گنہگاروں کے محلہ میں کیوں رہا باوجود دیکھنے کے واسطے اسکے راہ جانے کی اور اس زمین سے اٹھ جانیکی بتلا دی تھی پھر وہ
وہاں سے کیوں نہ گیا واسطے اسکو عذاب ہوتا ہے اور بعد اسکے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ نصیحت پکڑو تم ہی عقلمند و لیکن خدا تعالیٰ سب کو نہیں ہلاک کرتا ہے ایک وقت معین قیامت
تک فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ پس جسوقت آئیگی اجل انکی یعنی جسوقت کہ انکی ہلاکت آپہنچی تو فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ پس تحقیق کہ خدا ہے بِعِبَادِهٖ ساتھ
بندوں اپنے کے بَصِیۡرًا بینا اور دیکھنے والا اور جانتا ہے کہ مستحق ہلاک ہونیکا کون ہے اور لائق نجات کے کون ہے اور ہر ایک کے موافق اسکی عمل کے جزا اور
سزا دیتا ہے سُوۡرَۃُ یٰسٓ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں تراسی آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور دل قرآن کا
یٰسٓ ہے اور جو کوئی دن میں اس سورہ کو تلاوت کرے امن و خدا تعالیٰ کی امان میں ہے اور جو کوئی شب کو تلاوت کرے پہلے اسکے کہ خواب کرے خدا تعالیٰ ہزار
فرشتے اسپر موکل کرے کہ اسکے واسطے استغفار کریں اسکی وقت تک اور بعد اسکی جنازہ کے ہمراہ جائیں استغفار کرتے ہوئے اور اسکی ہمراہ قبر میں جائیں اور قیامت تک عبادت
میں مشغول رہیں اور ثواب اسکا اس بندہ کو بخشیں اور اسکی قبر کو کشادہ کریں جہانتک کہ نگاہ پہنچتی ہے اور ہمیشہ اسکی قبر سے نور روشن ہوا اور آسمان تک پہنچے قیامت
تک اور جسوقت وہ اپنی قبر سے اٹھے تو وہ فرشتے اسکی ہمراہ ہوں اور ہنسکر اس سے باتیں کریں اور ہر ایک خیر کی اسکو خوشخبری دیں یہانتک کہ صراط اور میزان سے اسکو گزار کر
ملائکہ مقربین اور انبیا مرسلین کے مقام پر اسکو پہنچائیں اور اسکو فیقو اسکا کریں اور بعد اسکے خطاب رب العزت کا اسکو پہنچے کہ اے بندہ میرے جسکی تو چاہے شفاعت کر
شفاعت تیری حقمیں ان لوگونکی کہ جنکی تو شفاعت کرے مقبول ہے اور جو کچھہ تو مجھسے چاہے طلب کر کہ تمام مقصود تیرے تجھکو بخشوں پس جسکی کہ وہ بندہ شفاعت
کریگا اور جو کچھہ طلب کریگا خدا تعالیٰ اسکو عطا کرے اور ہرگز اسکا حساب نکریں اور کسی گناہ کا اس سے مواخذہ نکریں روز قیامت کے لوگ کہیں کہ سبحان اللہ ہرگز اس بندہ سے گناہ چھوٹا
بھی نہیں ہوا ہے تا کہ اسکا مواخذہ ہو اور جناب سید محمد صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی قربۃً الی اللہ اس سورہ کو پڑھے تمام گناہوں سے بخشا جائے اور
ثواب بارہ قرآن کے ختم کرنیکا اسکو ہو اور دوسری روایت میں ہے کہ بائیس قرآن کے ختم کا ثواب اسکو دیں اور اگر بیمار کے سرہانے اس سورہ کو پڑھیں تو بشمار ہر حرف کے
دس فرشتے اسکے پاس حاضر ہوں اور اسکی واسطے بخشش چاہیں یہانتک کہ اگر روح اسکی قبض ہو تو ہمراہ جنازہ اسکی کے جائیں اور اسپر نماز پڑھیں اور ریایہ کہ اسپر درود بھیجیں
یہانتک کہ اسکو دفن کریں اور قبر کی برائیوں سے اسکو نگاہ رکھیں اور جو بیمار کہ وقت مرنیکی اس سورہ کو پڑھے یا اور کوئی اسکی پاس پڑھے رضوان داروغہ بہشت کا پیالہ

ع۸ سورۃ یٰسٓ ۳۶ مکیۃ

بہشت کی شراب کا لیکر آئی تا کہ وہ اسکو نوش کرے اور اسکو بہشت کی خوشخبری دیوے اور شراب بہشت سے وہ سیراب ہو کر مرے اور سیراب ہو کر قبر سے اٹھے اور سیراب ہی بہشت
ہی میں جاوے اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سورہ کو معمہ بھی کہتے ہیں سو اسطے کہ اسکے پڑھنے والے کو اور سننے والے کو بہتری دنیا اور آخرت کی عام کرتی ہے اور اسکو
دافعہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ یہ پڑھنے والے سے بلائیں دنیا اور آخرت کی دفع کرتی ہے اور اسکو قاضیہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ تمام حاجتیں پڑھنے والے کی دنیا اور آخرت
کی روا کرتی ہے اور جو اسکو ایکبار پڑھے ثواب اسکا برابر بیس حج کے ہو اور جو کوئی اسکو سنے تو مثل اس شخص کے ہو کہ جسنے ہزار دینار سونے کے راہ خدا میں دیے ہوں اور
جو کوئی کہ اسکو لکھے اور دھوکر پیئے تو ہزار شفا اور ہزار نور اور ہزار برکت اور ہزار رحمت اسمیں داخل ہوں اور تمام بیماریاں اسکی بدن کی دفع ہوں اور حضرت صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ جو کوئی اسکو مقبرہ میں پڑھے تخفیف عذاب کی انکی مردوں سے ہو اور بشمار ان لوگونکی کہ اس مقبرہ میں مدفون ہیں اسکو حسنات حاصل ہوں بِسۡمِ اللّٰهِ
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ يٰسٓ ۝ اہل کوفہ نے سوا عاصم کے اسکو امالہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تفخیم سے اور ابو جعفر اور ابو عمرو اور حمزہ اور ابن
کثیر اور نافع یٰسین کی نون کو ظاہر کرتے ہیں نزدیک واو کے اور ابن عامر اور کسائی اخفا کرتے ہیں اور یٰسین نام رسولخدا صلعم کا ہے چنانچہ حضرت امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یٰسین رسولخدا صلعم کے ناموں سے ایک نام ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا ہے کہ رسولخدا صلعم کے دس نام ہیں اور بعضی روایتیں
ہے کہ بارہ نام ہیں اور پانچ انمیں سے قرآن میں ہیں محمد اور احمد اور عبد اللہ اور یٰسین اور نون اور حضرت کی اہلبیت کو جو آل یٰسین کہتے ہیں اسکی یہی وجہ ہے اور
حضرت امام رضا علیہ السلام کی حدیث میں مجلس مامون میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے پوچھا کہ خبر دو تم مجھکو قول حقتعالے سے یٰس والقران الحکیم کہ یٰسین سے کیا
مراد ہے علمانے کہا کہ یٰسین محمد ہے اسمیں کسیکو شک نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یٰسین نام ہے رسولخدا صلعم کے ناموں سے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ اے
سننے والے وحی کے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یا سید الاولین والآخرین ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یا انسان ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یا رجل ہیں اور بعضے کہتے
ہیں کہ یا محمد ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یٰسین نام قرآن کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نام خدا کا ہے اور آیت کا قرینہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ نام رسولخدا صلعم کا ہے اور کہتے ہیں کہ
مکہ والے رسولخدا صلعم سے کہتے تھے کہ اے محمد تو خدا کیطرف سے بھیجا ہوا نہیں ہے اور جو کچھ تو کہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے اور خدا کیطرف منسوب کرتا ہے کہ اسنے کہا ہے خدا تعالے
انکی قول کو رد کرتا ہے کہ اے محمد وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ قسم ہے قرآن حکمت والے کی اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ تحقیق کہ تو البتہ رسولوں سے
ہے کہ خدا نے تجھکو بھیجا ہے عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ اوپر راہ سیدھی کے کہ وہ راہ دین اسلام کی ہے کہ جسمیں توحید اور پاکیزگی خدا کی سب عیبوں سے بیان
کی گئی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یٰسین رسولخدا کا نام ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر قول خدا کا انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تَنۡزِيۡلَ
الۡعَزِيۡزِ نازل کرنا غالب کا ہے یعنی یہ قرآن نازل کیا ہوا خدا کا ہے تنزیل خبر ہے مبتدا محذوف کی اور سیوطی اہل حجاز اور اہل بصرہ نے اسکو مرفوع پڑھا ہے اور سب
باقیوں نے منصوب پڑھا ہے اور مفعول مطلق فعل محذوف کا اسکو کہتے ہیں یعنی نازل کیا گیا ہے قرآن نازل کرنا خدائے غالب اور قوی کا اپنی بادشاہی میں الرَّحِيۡمِ
مہربان ہے اپنی مخلوق پر اور تو اے محمد صلعم بھیجا گیا ہے لوگوں پر لِتُنۡذِرَ تا کہ ڈراوے تو عذاب خدا سے قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اس قوم کو کہ نہیں ڈرائے گئے ہیں انکے
اٰبَآؤُهُمۡ باپ انکے جو کہ نزدیک کے ہیں بسبب دراز ہونے زمانہ پیغمبر سے خالی رہنے کے فَهُمۡ غٰفِلُوۡنَ پس وہ لوگ غافل ہیں اور بیخبر ہیں راہ دین اسلام اور
علم خدا کا جو متعلق ہوا تھا اس امر پر کہ اکثر انکے کافر ہونگے اسلیے فرماتا ہے کہ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ البتہ تحقیق ثابت اور درست ہوا ہے سخن عذاب کا عَلٰٓى اَكۡثَرِهِمۡ
اوپر اکثر انکے یعنی قول ہمارا لاملئن جہنم من الجنة والناس اجمعین یعنی البتہ پر کرونگا میں دوزخ کو جن اور آدمیوں سے سب سے پس جسوقت کہ حال انکا یہ ہے تو فَهُمۡ
لَا يُؤۡمِنُوۡنَ پس وہ نہ ایمان لاوینگے اور اپنی کفر پر باقی رہ کر دوزخ میں جاوینگے اور کہتے ہیں کہ ابوجہل نے قسم کھائی تھی کہ اگر پیغمبر کو نماز میں دیکھوں تو پتھر اسکی سر پر
گرا دوں کہ سر اسکا ٹوٹ جاوے ایک روز حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ایک پتھر بڑا سا اٹھا کر لایا اور حضرت کے نزدیک آکر پتھر کو اوپر اٹھایا کہ سر مبارک پر گراوے ہاتھ اسکی گردن
میں چمٹ گئی کہ پتھر اسکے ہاتھوں سے نہ گر سکا اور جسوقت اپنی یاروں کے پاس آیا تو وہ پتھر اسکی ہاتھوں میں سے گرا اور بعد اسکے ایک اور شخص اسکی گروہ میں سے اٹھا اور کہا کہ
میں محمد صلے اللہ علیہ والسلم کو قتل کرونگا پس جسوقت حضرت کے نزدیک آیا تو حضرت کی قرأت سنکر اسکی دل میں رعب ہو گیا اور وہاں سے پھر کر چلا آیا اور اپنے یاروں سے کہا کہ
مثل شیر نر کے ایک میرے اور اسکے درمیان حائل ہو گیا کہ وہ اپنی دم مارتا تھا اسکی خوف سے میں آگے نہ جا سکا یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا جَعَلۡنَا فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ تحقیق ہمنے

کر دیا ہے بیچ گردنوں انکی کے اَغْلٰلًا طوق اور گردن بندھن فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ پس وہ طوق ٹھوڑیوں تک
ہیں یعنی ٹھوڑیوں تک ہیں وہ طوق اس طرح سے ہو گئے ہیں وہ طوق کہ اسکے سبب سے فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ پس وہ اونچے سر ہو رہے ہیں کہ جنبش نہیں دے سکتے
سر کو اور آنکھیں انکی کھلی رہ گئی ہیں اور رکھتی ہیں کہ بنی مخزوم کی قوم کے لوگوں نے بہت شرارتیں کی تھیں اس سبب سے ہاتھوں کو گردن سے جکڑ لیا اور بنی مخزوم میں سے ایک نے اٹھاؤ
کہا کہ میں جاتا ہوں اور محمد کو اسی پتھر سے ہلاک کروں گا جس وقت حضرت کے نزدیک گیا تو اندھا ہو گیا اور محمد کو نہیں دیکھتا تھا لیکن حضرت کی آواز سنتا تھا تو
الٹا پھر کر چلا آیا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ محمد کو میں نے نہیں دیکھا مگر آواز کو اسکی سنا اسی طرح دوسرے نے قصد کیا تو ایک چیز مثل شیر نر کے میں نے دیکھی کہ اس نے قصد میرا کیا
مجھکو کھا جائے اور بعد اسکے جبرئیل آئے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ اور کر دیا سامنے آگے انکے سَدًّا ایک بند دیوار کو وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
اور پیچھے انکے سے ایک آڑ کو فَاَغْشَیْنٰهُمْ پس ڈھانک دیا ہم نے انکو فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ پس وہ نہیں دیکھتے ہیں کسی چیز کو اور قدرت نہیں رکھتے ہیں
وہ کہ اپنے داہنے اور بائیں نظر کریں اور اپنے آگے اور پیچھے نظر ڈالیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز قریش نے آپس میں کہا کہ ہم نے ہرگز اپنی عمر میں نہیں دیکھا کہ جیسے
کبھی صبر کیا ہو جیسا کہ ہم صبر کرتے ہیں ان امور پر کہ جو ہمکو محمد سے پہنچتے ہیں ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف کہتا ہے اور ہمارے باپوں کو گمراہ بتاتا ہے اور ہمکو عیب لگاتا ہے
اور ہماری جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور ہمارے خداؤں کو دشنام دیتا ہے اور باوجود اسکے ہم نے اسکو چھوڑ رکھا ہے اور کچھ نہیں کہتے ہیں پس ان سب نے اتفاق کیا کہ جس
جگہ محمد کو دیکھیں زندہ نہ چھوڑیں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو انکے مشورہ سے خبر ہوئی تو روتی ہوئیں اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں سو محمد صلعم نے فاطمہ کو
گریاں دیکھکر پوچھا کہ اے جان پدر تو کس سبب سے روتی ہے عرض کی کہ دشمن متفق ہو کر ارادہ کیا ہے حضرت کے مار ڈالنے کا حضرت نے فرمایا کہ تو خوف نکر مجھکو
کوئی نہیں مار سکتا اور پانی طلب کر کے وضو کیا اور نماز پڑھی اور قدم مبارک مسجد الحرام کے اندر رکھا ان لوگوں نے حضرت کی ہیبت سے آنکھ نہ کھولی اور
خوف سے حضرت کے سرنگوں بیٹھے رہے اور حضرت نے ایک مٹھی خاک کی انپر ماری جسکی ایک ذرہ خاک بھی پڑی روز جنگ بدر وہ مارا گیا اور خدا تعالیٰ نے واسطے قطع کرنے
طمع پیغمبر کے انکے ایمان سے یہ آیت نازل کی وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اور برابر ہے اوپر انکے ءَاَنْذَرْتَهُمْ کیا ڈراوے تو انکو اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
لَا یُؤْمِنُوْنَ یا نہ ڈراوے تو انکو نہ ایمان لاوینگے وہ بسبب بدبختی کے اور تفسیر اس آیت کی سورہ بقر میں گزر گئی ہے اور ڈرانے سے کفار کے جو کچھ نفع حاصل
نہیں ہوتا تھا اسواسطے خداتعالیٰ نے ڈرانے کو مومنین کے ساتھ خاص کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا تُنْذِرُ سوائے اسکے نہیں کہ ڈراتا ہے تو فائدہ دینے کی وجہ سے مَنِ
اتَّبَعَ الذِّكْرَ اس شخص کو کہ پیروی کرے قرآن کی اور اسکی نصیحتوں کو دل سے سنے اور اسپر اعتقاد کرے وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ اور ڈرے خدا سے
ساتھ غیب کے یعنی پوشیدگی اور تنہائی میں آدمیوں سے غائب ہو کر بخلاف منافقوں کے کہ ظاہر میں کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب مومنین کی نظروں سے
غائب ہو کر اپنے یاروں کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور مسلمانوں سے جو ہم کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انسے ٹھٹھا کرتے ہیں اور یا یہ کہ آخرت کے امور سے
ڈرتا ہے وہ جو کہ غائب ہیں اور جو آدمی کہ پیرو قرآن کا ہے اور ایسے ڈرانے سے وہ ڈرتا ہے اے محمد فَبَشِّرْهُ پس خوشخبری دے تو اسکو بِمَغْفِرَةٍ ساتھ بخشش
گناہوں کے وَّاَجْرٍ كَرِیْمٍ اور ثواب بڑے کے آخرت میں کہ وہ بہشت ہے بھری ہوئی نعمتوں سے اور کہتے ہیں کہ بنو سلیم کے لوگوں نے جناب سرور خدا صلعم سے عرض کی کہ
گھر ہمارے دور ہیں اگر حکم ہو تو ہم مسجد کے قریب اپنے گھر بنائیں حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں ہی میں رہو کہ تمہارے پاؤں کے نشانوں کو جو مسجد کی طرف جاتے ہو فرشتے لکھتے ہیں پس جس وقت کہ راہ
دور ہو تو ثواب اسکا زیادہ ہے اسواسطے کہ ہر قدم پر ثواب ہے تو حقتعالیٰ نے پیغمبر کی تصدیق کے واسطے یہ آیت نازل کی اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی تحقیق کہ ہم
زندہ کرینگے مردوں کو قیامت کے روز اور یا یہ کہ مردہ دلوں کو ہدایت سے ہم زندہ کرتے ہیں وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا اور لکھتے ہیں ہم جو کچھ کہ آگے بھیجا انہوں نے
اعمال نیک اور بد کہ موافق اسکے ہم جزا دیویں وَاٰثَارَهُمْ اور نشانوں انکی کو لکھتے ہیں ہم کہ وہ انکے قدموں کے نشان ہیں جس وقت کہ وہ طرف مسجد کے جاتے ہیں
وَكُلَّ شَیْءٍ اور ہر چیز کو اَحْصَیْنٰهُ لکھ لیا ہے ہم نے اسکو فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ بیچ دفتر کے کہ پیشوائی ظاہر ہے سب کتابوں کا یعنی لوح محفوظ کہ اسپر
سب لکھا ہوا ہے جو کہ عالم میں ہوتا ہے اور کل شیء منصوب ہے بفعل مقدر سے کہ وہ احصینا ہے اور تفسیر کرتا ہے اسکی احصیناہ مذکور اور یہ قاعدہ اضمار علی شریطۃ التفسیر کا ہے
اور مذہب اہلبیت میں امام مبین سے علی بن ابیطالب ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ واللہ میں ہوں امام مبین کہ ظاہر کرتا ہوں حق کو باطل سے اور وارث

ع ۱۲ ۶ ۱۸

ہوا ہو نہیں سکا رسولخدا اُسی آور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جسوقت آیہ وکل شیٔ احصیناہ فی امام مبین رسولخدا صلعم پر نازل ہوئی تو ابوبکر اور عمر دونو کھڑی ہوے
اور کہا کہ یا رسولخدا کیا امام مبین توریت ہے فرمایا کہ نہیں اُن دونو نے کہا کہ کیا وہ انجیل ہے فرمایا کہ نہیں پھر پوچھا انہوں نے کہ کیا وہ قرآن ہے فرمایا کہ نہیں اور علی کیطرف
متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ یہ ہے تحقیق کہ یہ وہ امام ہی کہ خدا تعالی نے ہر چیز کا علم اسمیں گھیرا ہی اور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ ای گروہ آدمیونکی ایسا کوئی علم نہیں ہے کہ
میرے پروردگار نے مجھکو تعلیم نہ کیا ہوا اور مینے وہ علم علی کو تعلیم کیا ہے اور تحقیق کہ گھیرا ہی خدا نے علم کو مجھہ میں اور جو علم کہ میں سیکھا ہوں اُس علم کو گھیرا ہے مینے
امام المتقین میں اور رہا کوئی علم نہیں ہے کہ علی کو مینے نہ سکھلایا ہو اور بعد نازل ہونے اس آیت کے خدا تعالے حکم کرتا ہی اپنے حبیب کو اہل انطاکیہ کے قصے بیان کرنیکا کہ
جیسے کہ مکہ والے باوجود دیکھنے معجزوں کے ایمان نہیں لاتے ہیں ایسے ہی انطاکیہ والے بھی معجزوں کو دیکھکر ایمان نہ لاتے تھی چنانچہ فرماتا ہی خدا کہ وَاضْرِبْ لَهُمْ
مَثَلًا اور بیان کر تو ای محمد صلعم واسطے مکہ والوں کے مثل کو اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ بستی والوں کے اور اصحاب قریہ بدل واقع ہوا ہی مثلا سے اور نام اُس
بستی کا جسکے باشندوں کی مثل کے بیان کرنیکا حکم ہی انطاکیہ ہے اکثر مفسرین کے نزدیک یعنی خدا تعالی فرماتا ہی کہ اُن مکہ والوں سے انطاکیہ کے رہنے والوں کی مثل بیان کر
اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ جسوقت کہ آئی اس بستی میں بھیجے ہوئے آدمی حضرت عیسٰی کے اور وہ قصہ اسطور سے ہے کہ حضرت عیسٰی نے دو آدمی اپنے
حواریوں میں سے شہر انطاکیہ میں واسطے ہدایت کے بھیجے ایک کا نام تو کہتے ہیں صادق تھا اور دوسرے کا نام صدوق اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دونو یوحنا اور یونس تھے
اور بعضے یحیی اور یومان کہتے ہیں اور بعضے یاروص اور ماروص کہتے ہیں وے دونو شہر کے نزدیک پہنچے اور ایک پیر مرد کو دیکھا وہ دنبیاں چراتا تھا اُسپر سلام کیا
اُسنے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو کہا کہ ہم بھیجے ہوئے عیسی علیہ السلام کے ہیں کہ وہ پیغمبر ہے ہم اسلئے آئے ہیں کہ تمکو طرف اسلام کے بلائیں اور بتوں کی پرستش سے منع کریں اُسنے
کہا کہ تم اپنے دعوی کے راست ہونے پر کوئی دلیل رکھتے ہو اُن دونوں نے کہا کہ ہاں ہم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اور مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھیل کو اچھا
کرتے ہیں اُس پیر مرد نے کہا کہ کئی سال سے میرا فرزند بیمار ہے اور سب طبیب اُسکے علاج سے عاجز ہیں اگر وہ اچھا ہو جاے تو میں مذہب عیسی علیہ السلام کا اختیار کروں اور
مسلمان ہو جاؤں وے دونو اُسکے لڑکے کے سرہانے پر آئے اور دعا کی اُسیوقت اُسکو صحت ہو گئی اور کل مرضوں سے اُسنے خلاصی پائی وہ مرد پیر ایمان لایا اور مسلمان
ہو گیا اور وہ حبیب نجار ہی جو کہ مؤمن آل یٰسین مشہور ہے اور وہ چھہ سو ساٹھہ برس پہلے رسولخدا احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا تھا اور وہ بسیار تقدیم
میں سے ہوا اور کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا اور ایک غار میں عبادت خدا کیا کرتا تھا اور جسوقت یہ دونو آدمی حضرت عیسی علیہ السلام کے بھیجے ہوئے
آئی تو اُسنے اپنی ایمان کو ظاہر کیا القصہ خبر اُن دونوں کی شہر میں مشہور ہوئی اور بہت بیماروں نے اُنکے ہاتھ سے شفا پائی بادشاہ اُس شہر کا کہ جسکا نام مطفحش
رومی تھا اور وہ بت پرستی کیا کرتا تھا اُسنے اُن دونوں کے حال سے خبر پائی اور اُن دونو کو بلا کر کہا کہ تم کون آدمی ہو اُنہوں نے کہا کہ ہم رسول عیسی پیغمبر کے ہیں اور
خلقت کو گمراہی سے نکالکر راہ حق کیطرف لیجاتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ علامت تمہارے حق ہونیکی کیا ہی کہا کہ ہم مادر زاد اندھوں کو اور کوڑھیوں کو دعا کرکے اچھا
کرتے ہیں اور سب بیماروں کو شفا بخشتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اب تو تم جاؤ کہ میں تمہارے مقدمہ میں کچھہ سوچوں وہ بادشاہ کے پاس سے چلے گئے اور اُنہوں نے اپنے
دین کے ظاہر کرنے میں اور اُسکے دین کے باطل کرنے میں سعی جو کی تو اُن دونو کو بتخانہ میں قید کر دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دونو مدت تک اُس شہر میں رہے وہانکے
آدمی اُنکو بادشاہ کے پاس نہیں جانے دیتے تھے ایک روز بادشاہ کو اُنہوں نے بازار میں دیکھکر تکبیر کہی اور ذکر خدا کا شروع کیا بادشاہ غضبناک ہو کر حکم دیا کہ
اُنکو بتخانہ میں قید کرو یہ خبر حضرت عیسی کو پہنچی اُنہوں نے شمعون کو جو کہ سردار حواریوں کے تھی اور حضرت عیسیٰ کے خلیفہ تھے اُن دونوں کی مدد کے واسطے روانہ کیا اور
جسوقت وہ شہر میں آئی تو بادشاہ کے مصاحبوں سے آشنائی پیدا کی اور اپنے علم اور حکمت کی جہت سے بادشاہ کے مقربوں میں ہو گئی اور رفتہ رفتہ بادشاہ کے دل میں بھی
ایک جگہہ پیدا کی اور حضرت عیسیٰ نے جو بموجب حکم خدا اُن دونو پہلے آدمیوں کو بھیجا تھا اسواسطے فرماتا ہی کہ اِذْ اَرْسَلْنَآ جسوقت بھیجے ہم نے اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ
طرف اُن انطاکیہ والوں کی دو آدمی کو تو فَكَذَّبُوْهُمَا پس جھٹلایا اُنہوں نے اُن دونو کو اور قید خانہ میں بھیجدیا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ پس قوت اور غلبہ
دیا ہمنے ساتھ تیسرے کے یعنی ساتھ شمعون کے اُن دونو کو اور ابوبکر نے فعززنا تخفیف سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تشدید سے یعنی شمعون سے ہمنے اُنکو قوت دی کہ وہ بادشاہ کا
مصاحب ہوا اور کہتے ہیں کہ شمعون بادشاہ کے ہمراہ بتخانہ میں آتا اور خدا تعالے کو سجدہ کرتا اور لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ بتوں کی پرستش کرتا ہی اور بادشاہ کو اُس سے بہت اعتقاد ہوا

قصہ اہل انطاکیہ

بعد ان انکی مشورہ سے کوئی کام نکرتا تھا ایکروز بادشاہ سے پوچھا کہ مینے سنا کہ تونے دو مردونکو قید کیا ہے اسلئے کہ وہ دوسرے دین کا دعوی کرتے ہیں اور آدمیونکو اپنے دین سے منع
کرتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ ہاں شمعون نے تعجب سے کہا کہ اے بادشاہ انکو بلانا چاہیئے کہ انکا کلام عجیب و غریب ہے بادشاہ نے انکو طلب کیا جسوقت انہوں نے شمعون کو
دیکھا بادشاہ کے پاس تو بہت خوشحال ہوئے اور ملیر ونکی طرح بیٹھ گئے شمعون نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ ہم رسول خدا کے رسول ہیں شمعون نے پوچھا کہ تم
یہاں کس کام کو آئے ہو ان دونوں نے کہا کہ ہم اسلئے یہاں آئے ہیں تاکہ بادشاہ کو اور اسکی قوم کو بتوں کی پرستش سے منع کریں اور جسنے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اسکی
عبادت کی رغبت دلائیں شمعون نے کہا کہ تم اپنے اس دعوی پر کوئی دلیل رکھتے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم مادرزاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو اور کل بیماروں کو خدا کے
حکم سے اچھا کرتے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک مادرزاد اندھے کو لاؤ لوگوں نے حاضر کیا اور ایک لڑکے کو لائے کہ اسکی آنکھوں کی جگہہ مثل پیشانی کے صاف اور برابر تھی اور کوئی
علامت آنکھوں کی گڑھوں کی نہ تھی بادشاہ نے کہا کہ اگر راست کہتے ہو تو اپنے خدا کو کہو کہ اسکو بینا اور سمکھا کردے انہوں نے دعا کی اسوقت اسکی آنکھوں کی جگہہ شق ہوئی اور
دو گڑھے وہاں ہو گئے اور بعد اسکے دو گولیاں مٹی کی بنا کر ان گڑھوں میں رکھدیں اور دعا کی اسیوقت دونو ڈھیلے آنکھوں کے بنگئے اور آنکھیں روشن ہو گئیں اور ہر چیز کو دیکھنے
لگا بادشاہ نے بہت تعجب کیا شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ ہم بھی ان خداوں سے درخواست کریں کہ وہ ایسا کر دکھلائیں بادشاہ نے آہستہ سے کہا کہ اے شمعون تو نہیں جانتا ہے کہ وہ
تو نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں اور کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ اے جوانوں تمہارا خدا اور کیا کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ مردہ کو زندہ کر سکتا ہے
شمعون نے کہا کہ اگر تمہارا خدا ایسا کریگا تو ہم سب اسپر ایمان لائینگے انہوں نے کہا کہ ہمارا خدا سب چیز پر قادر ہے بادشاہ نے کہا کہ سات روز کا عرصہ ہوا کہ ایک دہقان کا
لڑکا مر گیا ہے اسکو ابتک دفن نہیں کیا ہے اسواسطے کہ اسکے باپ کی راہ دیکھتے ہیں جسوقت وہ آئے تو اسکو دفن کریں اسکو تم زندہ کرو اس لڑکے کو لائے اور اسمیں بدبو بھی ہو گئی تھی
اور وہ سڑ گیا تھا شمعون نے پوشیدہ دعا کی اور ان دونوں نے بھی شمعون کی پیروی سے خدا تعالی سے درخواست کی اسیوقت وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے قوم خدا سے ڈرو
اور اسپر ایمان لاؤ کہ مجھکو اس سات روز میں دوزخ کے سات طبقوں میں پھرایا ہے اور عذاب کیا ہے آج کے دن آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ایک جوان خوبصورت کو مینے دیکھا
ان تینوں کی سفارش کرتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ وہ تین کون ہیں کہا کہ شمعون اور یہ دونو کہ اسکے جو پہلے آئے تھے اور وہ جوان جو کہ انکی سفارش کرتا تھا وہ عیسیٰ پیغمبر ہے اور
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس قصہ کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شمعون شہر انطاکیہ میں داخل ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ مجھکو بادشاہ کے دروازہ پر لیچلو جسوقت وہ دروازہ
پہنچے تو وہاں کھڑے ہو کر کہا کہ میں فلانے صحرا میں عبادت کرتا تھا اور اب میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کے خدا کی عبادت کروں لوگوں نے اسکی کلام کو بادشاہ تک پہنچایا
بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو خداؤں کے مکان میں لیجاؤ وہاں اسکو پہنچا دیا اور وہاں اسکے دونو یار بھی موجود تھے قید میں جو کہ اس سے پہلے آئے تھے ان دونوں سے کہا کہ دیکھو اسطرح
پھرتی ہے قوم ایک دین سے طرف دوسرے دین کے اور تم کسی سے یہ نہ کہنا کہ ہم شمعون کو جانتے ہیں اور ایک سال تک اس بتخانہ میں شمعون نے ٹہل کی اور بعد اسکے بادشاہ کے پاس
پہنچا بادشاہ نے اس سے کہا کہ میں سنتا ہوں کہ تو میرے خدا کی عبادت کرتا ہے پس تو بھائی میرا ہے اور جو حاجت تیری ہو مجھ سے طلب کر شمعون نے کہا کہ میری کوئی حاجت نہیں ہے
اور لیکن میں خداؤں کے گھر میں دو نکو دیکھا ہے انکا کیا حال ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ دو مرد دیگر شہر میں آئے کہ دین کو میرے باطل کرتے تھے اور دعوی کرتے تھے آسمان کے
خدا کا شمعون نے کہا کہ اے بادشاہ انسے گفتگو کرنی چاہیئے اگر حق انکی طرف ہے تو ہم پیروی کرینگے اور اگر حق ہماری طرف ہے تو وہ دونو ہمارے دین میں داخل ہوں بادشاہ نے
یہ سنکر ان دونوں کو طلب کیا جسوقت وے حاضر ہوئے تو شمعون نے ان دونوں سے کہا کہ تم کیا بات ہمارے پاس لائے ہو ان دونوں نے کہا کہ ہم اسواسطے آئے ہیں کہ بادشاہ کو ہم بلاتے ہیں طرف
عبادت خدا کی جسنے کہ پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور عورتوں کی پیٹوں میں جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو صورت چاہتا ہے بناتا ہے اور اگایا ہے اسنے درختوں کو اور
پھلونکو اور نازل کیا ہے اسنے آسمان سے پانی کو شمعون نے کہا کہ تمہارا خدا ایسی قدرت رکھتا ہے کہ اندھے کو بینا کر دے ان دونوں نے کہا کہ ہم اس سے سوال کرینگے اگر چاہیگا تو
بینا کر دیگا بادشاہ سے شمعون نے کہا کہ ایک اندھے کو لانا چاہیئے کہ کبھی اسنے کچھ نہ دیکھا ہو جسوقت اندھا حاضر کیا گیا تو انسے کہا کہ اب تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ اسکی بینائی کو پھیر دے وہ
دونو کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز کی پڑھی اور دعا کی اسیوقت اسکی آنکھیں کھلکر روشن ہو گئیں اور وہ آسمان کیطرف نظر کرتا تھا شمعون نے کہا کہ ایک اور اندھا بلواؤ جب وہ
حاضر ہوا تو شمعون نے سجدہ کیا اور سر کو اپنے اٹھایا تو وہ اندھا بالکل بینا ہو گیا اسوقت شمعون نے کہا کہ اے بادشاہ اگر انہوں نے بینا کیا ہے تو مینے بھی بینا کیا ہے
حجت کے مقابلہ میں حجت ہے اور بعد اسکے ایک اپاہج کو بلوایا اور اسکو بھی انہوں نے اچھا کر دیا وہ اپنے پاؤں سے چلنے لگا اور دوسرا اپاہج بلوا کر اسیطرح شمعون نے اچھا کیا

اور بادشاہ نے کہا کہ دو معجزے اُنہوں نے دکھلائے ہمنے بھی دو معجزے دکھلائے ہم اور یہ برابر ہیں اور لیکن ایک شی باقی رہی ہے اگر وہ اُسکو کردینگے تو میں اُنکے دین میں داخل ہوجاؤنگا
اور کہا کہ اے بادشاہ مینے سُنا ہے کہ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا وہ مرگیا ہے اگر وہ اُسکو زندہ کردیتے میں اُنکے دین میں ہو جاونگا بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تیرے ہمراہ اُنکے
دین میں ہو جاونگا پھر شمعون نے اُن دونوں سے کہا کہ ایک امر باقی رہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ بادشاہ کا بیٹا مرگیا ہے تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ وہ زندہ ہو جاوے وہ دونو سجدہ میں
گر پڑے اور سجدہ کو طول دیا اور بعد اسکے سرونکو سجدے سے اُٹھایا اور بادشاہ سے کہا کہ اُسکی قبر پر آدمیونکو بھیج کہ وہ وہاں موجود ہو گیا ہے لوگ اُسکی قبر پر گئے دیکھا کہ وہ اپنی
قبر سے نکلکر اپنے سر کی خاک کو جھاڑتا ہے اُس لڑکے کو بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے اُسکو پہچانا اور جانا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اُس سے پوچھا کہ اے فرزند میرے تیرا کیا حال ہے
اُسنے کہا کہ میں مُردہ تھا دو آدمیونکو مینے دیکھا کہ پروردگار کے سامنے سجدہ میں پڑے ہو میری زندہ کرنیکا سوال کرتے ہیں خدا تعالی نے مجھکو زندہ کردیا بادشاہ
نے کہا کہ اے فرزند میرے تو اُن دونو کو پہچانتا ہے کہا کہ ہاں جسوقت دیکھونگا تو پہچان لونگا بادشاہ نے سب آدمی جنگل میں بھیجے اور ایک ایک آدمی کو اُسکی روبرو
کرتے تھے اُن دونو میں سے ایک شخص اُسکے روبرو آیا تو اُسنے پہچان لیا اور کہا کہ اُن دونو میں سے ایک یہ ہے اور بعد اسکی
پھر ایک ایک کو اُسکی روبرو کرتے تھے جب وہ دوسرا اُسکی روبرو آیا تو اُسکو بھی اُسنے پہچان لیا اور بعد اسکے شمعون نے اُن دونو سے کہا کہ میں تمہارے خدا پر ایمان لایا
اور مینے جانا کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ حق ہے بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تمہارے خدا پر ایمان لایا اور اکثر آدمی اُس شہر کے ایمان لائے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ ایمان
نہیں لائے اور اُن تینوں بزرگونکی قتل کا ارادہ کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جو کہ ایمان نہیں لائے وہ اُس شہر کے گرد و نواح کے آدمی تھے اور شمعون نے مع اُن دو آدمیوں کے
اُن لوگونکو خدا کیطرف بلایا چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ فَقَالُوٓا کہا اُن تینوں نے کہ اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ تحقیق ہم طرف تمہاری بھیجے گئے ہیں عیسی
کیطرف سے اور تمہاری ہدایت کیواسطے یہاں آئے ہیں بادشاہ اور اُسکی قوم تو ایمان لائی اور جو لوگ کہ ایمان نہیں لائے تھے اُن لوگوں نے سرکشی کرکے قَالُوْا کہا اُنہوں نے کہ
مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا نہیں ہو تم مگر آدمی مانند ہمارے صورت و شکل میں اور صفات میں پس کس طرح کوئی رسول کرکے بھیجا، وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ
مِنْ شَيْءٍ اور نہیں نازل کیا ہے خدا نے کچھ کہ جسکی طرف تم ہمکو بلاتے ہو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم اِلَّا تَكْذِبُوْنَ مگر کہ جھوٹ بولتے ہو تم اُن رسولوں نے بعد
سُننے اس کلام کے قَالُوْا کہا اُنہوں نے کہ رَبُّنَا يَعْلَمُ پروردگار ہمارا جانتا ہے کہ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ تحقیق ہم طرف تمہارے البتہ بھیجے
گئے ہیں اور موافق اپنے دعوے کے ہم معجزے دکھلاتے ہیں وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ اور نہیں ہے اوپر ہمارے مگر پہنچانا ظاہر اور اسکی عہدہ
سے ہم باہر ہوگئے ہیں کہ جو کچھ ہمارے ذمّہ تھا وہ ہمنے پہنچادیا اور معجزے دکھلائے اور اگر تم عناد اور دشمنی کی راہ سے قبول نکروگے تو عذاب میں گرفتار ہوگے قَالُوْٓا
کہا اُنہوں نے معجزوں سے منہ پھیر کر کہ اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ تحقیق ہمنے فال بد لی ہمنے ساتھ لئے تمہارے کیونکہ جسروز سے تم یہاں آئے ہو مینہ بند ہوگیا ہے اور
زراعت ہماری اور درخت خشک ہوگئے لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا البتہ اگر باز نہ آوگے تم اپنے دعوے سے تو لَنَرْجُمَنَّكُمْ البتہ سنگسار کرینگے ہم تمکو وَلَيَمَسَّنَّكُمْ اور
البتہ پہنچیگا تمکو مِّنَّا ہماری طرف سے عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب دردناک قَالُوْا کہا اُن رسولوں نے کہ طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ فال بد تمہاری
تمہارے ہمراہ ہے کہ تم جو اعتقاد بد رکھتے ہو اور تمہارے افعال جو بد ہیں اسواسطے تمہاری فال بد ہے اور ہم جو خدا کی توحید کیطرف اور اُسکی عبادت کیطرف لوگونکو بلاتے ہیں
یہ نہایت خیر اور برکت کا کام ہے اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ کیا اگر نصیحت کئے جاتے ہو تم اُسکو فال بد جانتے ہو اور ارادہ قتل کا رکھتے ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ
بلکہ تم ایک قوم حد سے گزرنیوالے ہو نہ یاد دہی اور گناہ کرنے میں اور ءَاِن ذکرتم کو ابو عمرو اور قالون اور زرنے ایک ہمزہ سے پڑھا ہے بدون مد کے اور ابن کثیر اور یعقوب اور
نافع نے بھی ایک ہمزہ سے پڑھا ہے لیکن ہمزہ ممدودہ ہے، اور باقیوں نے دو ہمزہ سے پڑھا ہے، اور جزا ان ذکرتم کی محذوف ہے، وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ اور آیا
انتہائی شہر سے رَجُلٌ يَّسْعٰى ایک مرد دوڑتا ہوا یعنی حبیب نجار تھا شہر سے آئے کہ گھر اُسکا شہر کے سر پر اور شہر دروازہ کے قریب تھا جسوقت اپنی قوم کی
سختی اُن رسولوں سے سُنی تو واسطے نصیحت کے بہت جلدی دوڑتے ہوئے آئے قَالَ يٰقَوْمِ کہا اے قوم میری اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ پیروی کرو تم رسولونکی
اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ پیروی کرو تم اُس شخص کی کہ نہیں چاہتا ہے تمسے اَجْرًا مزدوری کو پیغام پہنچانے پر وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ ہدایت
پائے ہوئے ہیں اُس طرح پر کہ جسمیں خیر دنیا اور آخرت کی ہے اُن لوگوں نے یہ سُنکر حبیب نجار سے کہا کہ کیا تو ہمارا دین چھوڑ کر اُنکا دین اختیار کرتا ہے حبیب نے اُنکی

پوچھتا ہوں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پوچھ اگرچہ تو مجھسے قبول نکریگا اور اُسکا اعتقاد نرکھیگا کہنے لگا کہ کیا کہتا ہے تو اُس شخص کے مقدمہ میں کہ وقت مرنیکے کہی کہ جو میرا
غلام قدیم ہی وہ آزاد ہے قربۃ الی اللہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو غلام کہ چھ مہینے آگے ملک میں تیری ہو وہ آزاد ہی ہو واسطے کہ اُسکی ملک میں چھ مہینے رہنے والا
قدیم ہی اُس شخص نے کہا کہ چھ مہینے والے کو تو قدیم کہاں سے کہتا ہی فرمایا کہ اسواسطے کہ خدا تعالی قرآن میں فرماتا ہی کہ والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون
القدیم اور شاخ خرما کی چھ مہینے کے عرصہ میں پہلی رات کے چاند اور آخر کی شب کے چاند کی شکل ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ قدیم سے مراد چھ مہینے کی مدت ہی
اُس شخص نے انکار کیا اور نہ مانا اور جسوقت امام رضا علیہ السلام کے پاس سے نکلا تو اندھا ہو گیا اور تنگدست اور محتاج اسطرح کا ہوا کہ لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا
اور گدائی کرتا پھرتا تھا یہانتک کہ دوزخ کو روانہ ہوا اور پھر خدا تعالی اپنی قدرت کے بیان میں فرماتا ہی کہ لا الشمس ینبغی لھا نہ آفتاب کو سزاوار ہے
واسطے اُسکے ان تدرک القمر یہ کہ پالیوے چاند کو اور اُسکے مقام پر جا پہنچے ہو واسطے کہ وہ فلک چہارم پر ہے اور چاند فلک اول پر اور درمیان
دونوں کے ایکہزار پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہی اور یا یہ کہ آفتاب اُسکی چال میں ماہتاب کو نہیں پہنچتا ہی کہ ماہتاب بہت زیادہ چلتا ہی آفتاب سے ہو واسطے کہ
ماہتاب ایک مہینے میں بارہ برجونکو قطع کرتا ہی اور آفتاب ایک سال میں قطع کرتا ہی اور اگر آفتاب چلنے کی سرعت میں ماہتاب کے برابر ہو تو فصلیں اپنے موقع پر
باقی نرہیں اور حیوانات اور روئیدگی کو خلل پہنچے ولا الیل سابق النھار اور نہ رات پہلی ہو سکتی ہی دن کی اسطرح کہ رات کے بعد پھر رات آجاوے اور رات کے بعد دن نہو
بلکہ دونوں آگے پیچھے ہیں کہ رات کے بعد دن آتا ہے اور دن کے بعد رات ہی اور دو رات جمع نہیں ہو سکتیں بیچ اُسکی دن نہو وکل اور سب یعنی آفتاب
اور ماہتاب اور ستارے فی فلک یسبحون بیچ آسمان کے تیرتے ہیں یعنی آسمانوں میں سیر کرتے ہیں اور پھرتے ہیں جیسے کہ مچھلی دریا میں تیرتی ہی
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا ہی اور قول حقتعالی میں ولا اللیل سابق النھار یہ ہی کہ تحقیق سابق ہوا ہے رات سے
دن اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہی کہ پیدا کیا گیا ہی دن پہلے رات کے اور آفتاب پہلے ماہتاب کے اور زمین پہلے آسمان کے اور مجمع البیان
میں تفسیر عیاشی سے لکھا ہے کہ اشعث بن حاتم روایت کرتا ہی کہ میں خراسان میں تھا جسوقت کہ امام رضا علیہ السلام اور فضل بن سہل اور مامون ایک
مجلس میں بیٹھے مرو میں اور دسترخوان بچھایا گیا اور اُسوقت آپس میں باتیں کرتے تھے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ایکمرد نے بنی اسرائیل میں سے مجھسے مدینہ میں
پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا پہلے دن پیدا ہوا ہے یا رات تم اسمقدمہ میں کیا فرماتے ہو اور اُنہوں نے آپس میں بہت کلام کیا لیکن علم اُسکا اُنکے پاس نتھا پس فضل نے
کہا کہ اے فرزند رسول خدا اس مسئلہ کو بیان فرماؤ کہ نہایت احسان ہمپر ہو گا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن شریف سے کہوں یا حساب سے فضل نے کہا کہ حساب کی
رو سے فرمائیے فرمایا کہ لیکن حساب کی رو سے اسطرح سے ہے کہ طالع دنیا کا سرطان تھا اور ستارے اُسوقت موضع شرف میں تھے پس زحل میزان میں تھا اور مشتری سرطان
میں اور شمس حمل میں اور قمر ثور میں پس یہ دلالت کرتا ہی ہونے شمس کو حمل میں بیچ دسویں خانہ طالع کے لگن سے وسط آسمان میں یعنی یہ اسامر پر دلالت کرتا ہے کہ
آفتاب شب میں اُسوقت وسط سما میں تھا پس دن شب سے پہلے پیدا ہوا ہی اور لیکن قرآن میں پس خدا تعالی فرماتا ہی کہ لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر
ولا اللیل سابق النھار یعنی روز سابق ہے شب سے اور پھر نعمتوں کو شمار کرتا ہی کہ وایۃ لھم اور نشانی واسطے اُنکے جو کہ ہماری قدرت پر دلالت کرتی ہی
انا حملنا تحقیق کہ ہمنے اٹھایا ہی ذریتھم باپ دادا اُنکے کو مراد ذریت سے یہاں باپ دادا ہیں اور ذریت اسواسطے کہا کہ ذریت اُسوقت بھی
باپوں کی صلبوں میں اور پشتوں میں تھی وہ بھی اُٹھائی گئی اور اہل مدینہ اور ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے ذریات پڑھا ہی جمع کا صیغہ یعنی اُٹھایا ہمنے باپوں
اُنکے کو وقت طوفان کے اور بٹھایا ہمنے اُنکو فی الفلک المشحون بیچ کشتی بھری ہوئی کے آدمیوں سے اور حیوانات سے وخلقنا لھم اور پیدا
ہمنے واسطے اُنکے من مثلہ مانند اُس کشتی کے ما یرکبون وہ چیز کہ سوار ہوتے ہیں یعنی مثل کشتی نوح کے اور کشتیاں بنائیں اُنکے واسطے پیدا کیں ہیں کہ
وہ اُنپر سوار ہوتے ہیں اور یا سواریوں سے مراد حیوانات ہیں مانند گھوڑی اور اونٹ اور خچر کے اور قول پہلا ہی ظاہر ہے وان نشا نغرقھم اور اگر
چاہیں ہم تو غرق کر دیں اُنکو پانی میں طوفان اور بہ جس ہیکل فلا صریخ لھم پس کوئی فریاد رس نہو واسطے اُنکے کہ غرق ہونے سے اُنکو نجات دے
ولا ھم ینقذون اور نہ وہ چھوڑائے جاویں موت سے جسوقت کہ ہم اُنکا ہلاک کرنا چاہیں الا رحمۃ مگر یہ کہ رحم کریں ہم اُنپر رحم کرنا منا ہمی

طرف سے کہ اُنکو ڈوبنے سے نجات دیویں اور فائدہ دیں ہم اُنکو وَمَتَاعًا اور فائدہ دینا اِلٰی حِیْنٍ ایک وقت تک کہ اجل اُنکی آوے اور رحمۃ مفعول مطلق
فعل محذوف کا ہی اور مفعول لہ بھی ہو سکتا ہی وَاِذَا قِیْلَ اور جسوقت کہا جاتا ہے یعنی مومنین کہیں لَهُمُ واسطے اُن کافروں کے کہ اتَّقُوْا ڈرو تم مَا بَیْنَ
اَیْدِیْکُمْ اس سے کہ آگے تمہارے ہوا ہی عذاب پہلی اُمتوں کا وَمَا خَلْفَکُمْ اور اس سے کہ پیچھے تمہارے ہی عذاب آخرت کا اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہی کہ معنی
اُسکی یہ ہیں کہ ڈرو تم گناہوں سے کہ پہلے تمنے کئی ہیں اور ڈرو تم عذاب سے کہ پیچھے تمہارے ہی پس پہلے گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ گناہوں کو ترک کرو لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ
تم رحم کیے جاؤ اور تمہارے گناہوں سے درگزر کیجاوے اور وہ کفار مومنین کی نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں اور نزاع کرنیکو مستعد ہوتے ہیں وَمَا تَاْتِیْهِمْ اور نہیں آتی ہے
انکے پاس مِّنْ اٰیَةٍ کوئی نشانی مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ نشانیوں قدرت پروردگار انکے سے کہ وہ قرآن اور معجزے ہیں اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ
مگر کہ ہیں وہ اس سے منہ پھیرنیوالے کہ اسمیں نظر نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فقرا صحابہ نے جو کہ محتاج تھے مشرکین سے کہا کہ جو کچھ کہ تم گمان کرتے ہو کہ مال خدا کا ہمارے پاس ہے
اسمیں سے تم ہمکو دو انہوں نے کہا کہ اگر خدا تمہارے اعتقاد میں قدرت رکھتا ہی کھانا دینے پر واسطے بندوں کے تو یہی چاہیئے کہ وہ تمکو کھانا دیوے اور جسوقت کہ اُسنے تمکو کھانا
نہ دیا تو ہم بھی تمکو نہ دیوینگے اسواسطے کہ خدانے جو تمکو اس سے محروم رکھا تو ارادہ خدا کا یہ ہی کہ تم ہمیشہ محروم رہو اور ہم اُسکے ارادہ کے برخلاف نکرینگے کہ تمکو کچھ دیویں یہ
آیت نازل ہوئی وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اور جسوقت کہ کہا جاوے واسطے اُن کافروں کے اَنْفِقُوْا خرچ کرو تم محتاجوں اور فقیروں پر مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ
اسمیں سے کہ روزی دی ہی تمکو خدانے مال دنیا کا تو قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان
لائے ہیں اَنُطْعِمُ کیا کھانا دیویں ہم مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اس شخص کو اگر چاہتا خدا تو اَطْعَمَهٗ کھانا دیتا اُسکو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم
اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ مگر بیچ گمراہی ظاہر کے کہ ہمکو خدا کے ارادہ کے برخلاف حکم کرتے ہو اور یہ قول کفار کا عین خطا ہی اسواسطے کہ خدانے بعضے کو
تونگر کیا ہی اور بعضے کو فقیر واسطے امتحان کے اور واسطے پہنچنے ثواب اس جہان کے اور حکم فرمایا کہ تونگر خدا کے مال میں سے فقرا کو دیویں پس ارادہ خدا کا بہانہ کرنا اور خدانے
جو حکم خرچ کرنیکا کیا ہے اُسپر نظر نہ کرنی یہ محض غلط ہی اور خدا تعالیٰ سبب سے دیتا ہی اور دینے کے اسباب پیدا کرتا ہی اپنے ہاتھ سے دینے نہیں آتا اور تونگروں کو جو دیتا ہے اسیواسطے کہ
وہ محتاجوں کی خبر لیتے رہیں اور جسوقت کہ اُن کافروں کو ڈراتے تھے تو وہ پیغمبر اور مومنین کو ہنسی کی راہ سے کہتے تھے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے تھے کہ مَتٰی هٰذَا
الْوَعْدُ کب ہے یہ وعدہ عذاب کا اور ظاہر ہونا قیامت کا ہمکو بتلاؤ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم راست کہنے والے اللہ تعالیٰ اُنکے جواب میں فرماتا ہی کہ
مَا یَنْظُرُوْنَ نہیں انتظار کرتے ہیں وہ کفار اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مگر چیخ ایک کا کہ تَاْخُذُهُمْ پکڑلے اُنکو مراد اس سے پہلا صور ہی کہ جسکی چیخ سے سب فنا
ہو جاوینگے اُسکی چیخ کو خدا تعالیٰ خبر فرماتا ہی کہ وہ ناگہاں اُنکو پکڑ لیوے وَهُمْ یَخِصِّمُوْنَ جسوقت کہ وہ جھگڑتے ہونگے اپنے سودے میں اور معاملہ میں اور لینے اور
دینے میں کہ کوئی تو خرید کرتا ہوگا اور کوئی فروخت کرتا ہوگا اور کوئی اپنے کسی اور کام میں مشغول ہوگا اور کوئی سوتا ہوگا کہ ناگہاں ایکدفعہ ہی صور پھونکا جاویگا
اور سب ہلاک ہو جاوینگے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ پس نہ طاقت رکھینگے اس حال میں تَوْصِیَةً وصیت کرنیکو کہ جو کوئی اُنکے پاس حاضر ہے اُسکو وصیت کریں
وَّلَآ اِلٰٓی اَهْلِهِمْ اور نہ طرف لوگوں اپنے کے اگر گھر سے باہر ہونگے تو یَرْجِعُوْنَ کہ پھرینگے بلکہ وہیں فنا ہو جاوینگے اور باہر والے گھر میں آنے نہ پاوینگے
بلکہ لقمہ ہاتھ میں ہوگا اور ہونٹوں تک لیجانے نہ پاوینگے کہ ایکدفعہ ہی صور کی آواز سُنکر فنا ہو جاوینگے اور صور کے پھونکے جانیکی مطلق خبر نہوگی کہ ایکدفعہ ہی کان
میں اُسکی آواز آویگی اور اس آواز سے ہلاک ہو جاوینگے حدیث میں ہے کہ دو آدمی کپڑے کے تھان کو کھولکر پھیلاوینگے کہ ایک اُسکو فروخت کرتا ہوگا اور دوسرا
خرید کرتا ہوگا اُسکو لپیٹنے نہ پاوینگے کہ قیامت قائم ہو جاویگی اور آدمی لقمہ کھانیکا اُٹھا کر چاہیگا کہ منہ میں رکھے لیکن ہونٹوں تک نہ پہنچنے پاویگا وہ لقمہ
یہانتک کہ فنا ہو جاویگا اور آدمی چاہیگا کہ اپنی مویشی کو حوض پر لیجا کر پانی پلاوے لیکن پانی نہ پلانے پاویگا اور جی میں آرزو رہجاویگی وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ اور
پھونکا جاویگا بیچ صور کے یہ صور دوسرا ہی کہ جسکے پھونکنے سے سب زندہ ہونگے اور ذکر اسکا تفصیل سے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ زمر میں آویگا اور بعضے کہتے ہیں تین صور
پھونکے جاوینگے پہلا صور نفخہ فزع ہی کہ جسمیں سب گھبرا جاوینگے اور چالیس برس بعد اُسکے دوسرا صور پھونکا جاویگا فَاِذَا هُمْ پس اُسوقت وہ آدمی مِّنَ
الْاَجْدَاثِ قبروں سے باہر نکلکر اِلٰی رَبِّهِمْ طرف حکم پروردگار اپنے کے یعنی طرف میدان قیامت کے یَنْسِلُوْنَ دوڑتے ہونگے اور جسوقت اہل قیامت

ع ۱۸ ۲

کی دیکھینگے قَالُوْا یٰوَیْلَنَا کہینگے حسرت ہے کہ وائے ہمپر مَنْۢ بَعَثَنَا کسنے اٹھایا ہے ہمکو یعنی کسنے بیدار کیا ہے ہمکو مِنْ مَّرْقَدِنَا خوابگاہ ہماری سے
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لوگ قبروں میں ہونگے اور جسوقت اٹھینگے تو گمان کرینگے کہ ہم سوتے تھے اسوقت کہینگے حسرت ہے کہ وائے ہمپر کسنے اٹھایا ہمکو خوابگاہ
ہماری سے اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت قیامت کی ہول انکو نظر آئی تو قبر کی ہولیں انکو قیامت کی ہولونکے مقابلہ میں مثل خواب کے معلوم ہوں اسواسطے کہ عذاب
قبر کا اسکی مقابلہ میں کچھہ نہ معلوم ہوگا اور حضرت علیؑ نے مَنْ کو حرف جر کا اور بعث کو مصدر مجرور پڑھا ہے اور جسوقت وہ کہینگے کہ ہمکو ہمارے مرقدوں سے
کسنے اٹھایا تو ملائکہ کہینگے کہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ یہ وہ ہے کہ جو وعدہ کیا تھا خدا نے قیامت کے ہونیکا وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اور سچ کہا تھا
پیغمبروں نے اور تم اسکا انکار کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مسلمان اسی کلمہ کو کہینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ خود کہینگے کہ یہ وہ ہے کہ جسکا وعدہ خدا نے کیا تھا اور پیغمبروں نے
سچ کہا تھا اور ہمنے انکو جھٹلایا اور اسکا انکار کیا اور اب خدا تعالیٰ انکے اٹھنے کی جلدی سے خبر دیتا ہے اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً نہو وہ واقعہ مگر
ایک چیخ کہ وہ صور دوسرا ہے اور بمجرد آواز ہونے کے سب زندہ ہو جائیں گے فَاِذَا هُمْ پس اسوقت وہ جَمِيْعٌ سب
یعنی تمام خلقت پہلی اور پچھلی لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ نزدیک ہمارے حاضر کئے جائیں گے اور سب کا حساب ہوگا اور خطاب ہوگا سبکو
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ پس آج کے دن نہ ظلم کیا جائیگا کوئی نفس شَيْئًا کسی چیز کے تئیں اپنے اعمال میں سے اور جزا ویسی ہی ملیگی نہ کسیکے ثواب میں
کمی کیجائیگی اور نہ کسیکا عذاب زیادہ کیا جائیگا وَلَا تُجْزَوْنَ اور نہ جزا دئے جاؤ گے تم اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مگر جو کچھہ کہ تھے تم عمل کرتے نیک یا بد جسنے
بدکام کئے ہیں وہ مستحق دوزخ کا ہے اور جسکے اعمال اچھے ہیں وہ بہشت میں جائیگا اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ تحقیق کہ صاحب بہشت کے اس روز
فِيْ شُغُلٍ بیچ شغلوں کے فٰكِهُوْنَ مزہ پانیوالے ہیں یعنی بہشت کی نعمتوں میں مشغول ہونگے اور انسے طرح طرح کی لذت پائینگے اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ باکرہ حوروں کے ساتھ مشغول ہونگے کہ جنکی بھویں پہلی رات کے چاند مانند ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ راگ کے سننے میں مشغول ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ
قسم قسم کے ثواب میں مشغول ہونگے کہ ہر قسم اسمیں سے مناسب ایک عضو کے ہوگی کہ اسکو عبادت میں مشغول کیا ہو مثلاً ادخلوہا بسلام آمنین ثواب پاؤں کا ہے کہ اس سے
مسجدوں میں اور واسطے طلب علم دین کے گیا ہو و یتنازعون کاسا ثواب ہاتھ کا ہے کہ اس سے ہاتھ مال کو راہ خدا میں دیا ہو اور حور عین ثواب شرمگاہ کا ہے کہ اسکو
زنا اور اغلام سے محفوظ رکھا ہو اور کلوا واشربوا ہنیئا ثواب پیٹ کا ہے کہ اسکو حرام لقمہ سے بچایا ہو اور آخر دعوٰیہم ثواب زبان کا ہے کہ اس سے ذکر خدا اور نصیحت نیک میں
مشغول ہوا ہو وتلذ الاعین ثواب آنکھہ کا ہے کہ اسکو نامحرم کیطرف نظر کرنے سے بچایا ہو هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ وہ بہشتی اور جورویں انکی جو کہ دنیا میں بوجہ
حلال انکے ساتھ ہمبستر ہوتے تھے اور دنیا سے باایمان گئی ہوں اور یا حوریں مراد ہیں یہ بہشتی اپنی بیبیوں کے ہمراہ فِيْ ظِلٰلٍ بیچ سایوں کے یعنی ایسے
مقاموں میں کہ ہرگز وہاں حرارت اور گرمی آفتاب کی نہوگی عَلَى الْاَرَآئِكِ اوپر تختوں کے کہ نہایت آراستہ اور پیراستہ ہونگی مُتَّكِـُٔوْنَ تکیہ
لگانیوالے ہونگے لَهُمْ فِيْهَا واسطے انکے بیچ اس بہشت کے فَاكِهَةٌ میوہ ہر قسم کا وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ اور واسطے انکے وہ ہے کہ جو خواہش کرینگے اور زبان سے
طلب کرینگے کچھہ احتیاج نہوگی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جو کچھہ بہشتی اپنے دل میں خواہش کرے کھانے پینے کی بدون اسکے کہ اپنی زبان سے اسکو طلب کرے
اپنے پاس حاضر پائیگا سَلٰمٌ یہ بدل ہے ما سے اور تقدیر اسکی ولہم سلام ہے یعنی اور واسطے انکے سلامتی ہے اور امن ہر آفت سے قَوْلًا یہ مفعول
مطلق ہے فعل محذوف کا یعنی کہیگا انکو خدا کہنا کہ وہ مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ پروردگار مہربان کیطرف سے ہے یعنی سلام کہیگا انکو خدا کہ وہ سلام کہنا پروردگار
مہربان کیطرف سے ہوگا اور عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ بہشتی نعمتوں میں مشغول ہوں کہ ناگاہ ایک نور روشن ہوا اور جسوقت
سروں کو بلند کریں تو اس نور میں سے آواز آوے کہ السلام علیکم یا اہل الجنۃ اور یہ نہایت مدعا انکا ہوگا اور کہتے ہیں کہ فرشتے انکی زیارت کو آویں اور سب انکو
سلام کریں اسطرح سے کہ السلام علیکم من ربکم الرحیم اور منقول ہے کہ جسوقت بہشتی بہشت کو روانہ ہوں تو کفار بھی ہمراہ انکے چلنے لگیں اسوقت انکو خطاب
پہنچے کہ دور ہو وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اور جدا ہو جاؤ تم آج کے دن مومنین سے اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اے گنہگارو کفر کرنیوالو کہ تمہارے رہنے کی جگہہ
دوزخ ہے اور بعد اسکے انکو خطاب پہنچے کہ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ کیا نہیں عہد کیا تھا میں نے طرف تمہاری بزبانی پیغمبروں کے اور عقل و فہم تمکو عطا کرکے يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

ای اولادِ آدم کی اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ یہ کہ نہ پرستش کرو تم شیطان کو اور اُسکے کہنے پر مت چلو اور اُسکے کہنے سے کفر کو مت اختیار کرو اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ۙ تحقیق کہ وہ واسطے تمہارے دشمن ہے ظاہر اور تمہارے باپ کے ساتھ دشمنی اُسکی ظاہر ہے اور روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کوئی فرمانبرداری کرے
مخلوق کی اُس امر میں کہ جسمیں نافرمانبرداری خالق کی ہو اور خدا کا حکم اُسمیں نہ ہو تو اُس شخص نے اُس مخلوق کی پرستش کی جیسے کہ خدا تعالی نے فرمایا کہ اتخذوا
احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ یعنی اختیار کیا اُن یہودیوں نے علماء اپنے کو اور عابدوں اپنے کو پروردگار سوا خدا کے اور وہ یہودی اپنے علماء کو خدا
نہیں جانتے تھے بلکہ جس حرام کو اُنہوں نے حلال کر دیا تھا وہ اُسکو حلال جانتے اور جس حلال کو اُنہوں نے حرام کر دیا تھا اُسکو وہ حرام جانتے تھے غرض یہ ہے کہ ہر امر میں اُنکی
فرمانبرداری کرتے تھے خلاف حکم خدا کے سو اسلئے خدا نے فرمایا کہ تم اُنکو اپنے پروردگار جانتے ہو اسیطرح جو کوئی آدمی کسیکے کہنے پر چلے اُس امر میں کہ جسمیں خدا کا حکم نہیں ہے
یعنی خدا نے تو منع کیا ہے اور وہ کسیکے کہنے سے اُسکو کرے اور جسکو خدا نے واجب کیا ہے اُسکو کسیکے کہنے سے نہ کرے اُسنے اُس آدمی کی پرستش کی اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ جسنے فرمانبرداری کی کسی مرد کی خدا کے گناہ میں اُسنے اُسکی پرستش کی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس کسینے کان لگایا طرف کسی کلام کرنیوالے
کے اُسنے اُسکی پرستش کی پس اگر وہ کہنے والا بیان کرتا ہے خدا کیطرف سے تو اُسنے پرستش کی خدا کی اور اگر وہ کہتا ہے شیطان کیطرف سے تو اُسنے شیطان کی پرستش
کی پس خدا تعالی نے فرمایا کہ کیا میں نے عہد نہ کیا تھا کہ شیطان کی پرستش مت کرو وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ اور یہ کہ پرستش کرو تم میری هٰذَا یہ یعنی میری
پرستش کرنا اور شیطان کا کہنا ترک کرنا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ راہ سیدھی ہے کہ اپنے چلنے والے کو جنت میں پہنچاتی ہے وَلَقَدْ اَضَلَّ اور البتہ تحقیق
گمراہ کیا ہے اُس شیطان نے مِنْكُمْ تم میں سے جِبِلًّا كَثِيْرًا آدمیوں کی خلقت بہت کو اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ کیا وہ نہ تھے تم کہ عقلوں کو اپنی
کام فرماتے اور سمجھتے کہ اُنکو گمراہ کرنیکو اُسکی چال میں نہ پھنستے هٰذِهٖ یہ دوزخ کہ دیکھتے ہو تم جَهَنَّمُ الَّتِيْ وہ دوزخ ہے کہ دنیا میں كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ
تھے تم کہ وعدہ کیے جاتے تھے تمہیں داخل ہونیکا اور اُس سے ڈرائے جاتے اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ چلو تم اُسمیں آج کے دن ہمیشہ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ بسبب اسکے کہ تم
کفر کرتے دنیا میں اور شرک کرتے خدا کے ساتھ اور نبیوں کو جھٹلاتے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ اُس دن مہر کرینگے ہم عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ اوپر مونہوں اُنکے کے تاکہ جھوٹا دعوی
نہ کریں کہ ہمنے کفر اور شرک نہیں کیا اور پیغمبروں کو نہیں جھٹلایا وَتُكَلِّمُنَآ اور کلام کرینگے ہم سے اَيْدِيْهِمْ ہاتھ اُنکے وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ اور گواہی دینگے پاؤں اُنکے
بِمَا كَانُوْا ساتھ اسکے کہ تھے وہ دنیا میں يَكْسِبُوْنَ کسب کرتے یعنی اُنکے اعضا کو کہ دنیا میں جنکی شان سے گویائی نہیں ہے ہم اُنکو گویا کرینگے آخرت میں کہ
وہ اعضا اُنکی گواہی دیویں اُنپر اور ابوسعید خدری نے روایت کی ہے کہ خدا تعالی قیامت کے دن کافروں میں ایک نشان پیدا کریگا کہ اُس نشان سے آدمی جانیں کہ یہ کافر ہے
اور جسوقت وہ کفار باوجود اُس علامت کے انکار کرینگے تو فرشتے اُنپر گواہی دیویں اور جب اُسپر بھی انکار کریں اور کہیں کہ خداوندا یہ تیرے فرشتے ہیں حسد کے گواہی دیتے ہیں اور انکار پر اصرار
کریں تو انبیاء گواہی دیویں اور جب اُسپر بھی انکار کریں تو ہمسایہ گواہی دیویں اور اگر پھر بھی انکار کریں تو اعضا اُنکے گواہی دیویں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومن
پر اعضا اُسکے گواہی نہ دیویں گے سوائے اُسکے نہیں کہ گواہی دینگے اُس شخص پر کہ جسکے لئے ثابت ہوا ہے کلمۂ عذاب کا اور لیکن مومن پس وہ دیا جائیگا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں
اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دیا جائیگا نامۂ اعمال اپنا دست راست میں پس یہ لوگ پڑھینگے نامۂ اعمال اپنے کو اور نہ ظلم کیے جائینگے برابر تاگا دانۂ خرما کے اور بعضے
کہتے ہیں کہ مومنین کے اعضا اُنکی طاعتوں پر گواہی دینگے وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر چاہیں ہم لَطَمَسْنَا البتہ مٹا ڈالیں اور نابود کریں ہم عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ اوپر آنکھوں اُنکی کے
اسطرح سے کہ اثر آنکھوں کا چہرے پر باقی نہ رہے فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ پس دوڑتے پھریں وہ رستہ کو فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ پس کیونکر دیکھیں وہ اُسکو اندھے ہیں
وَلَوْ نَشَآءُ اور اگر چاہیں ہم لَمَسَخْنٰهُمْ البتہ مسخ کر دیں ہم اُنکو کہ اُنکی صورت اور طرح کی کر دیں چاہیں ہم اُنکو بندر بنا دیں اور چاہیں عَلٰى مَكَانَتِهِمْ
اوپر مکان اُنکے جس جگہ کہ وہ موجود ہوں فَمَا اسْتَطَاعُوْا پس نہ طاقت رکھیں وہ مُضِيًّا آگے جانیکی اُس جگہ سے وَّلَا يَرْجِعُوْنَ اور نہ پھیر
سکیں وہ یعنی نہ آگے جا سکیں نہ پیچھے کو آویں اب خدا تعالی بیان کرتا ہے اپنی قدرت کو کہ جس سے ظاہر مسخ کرنیکی قدرت کی طرف ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَمَنْ
نُّعَمِّرْهُ اور جسکو کہ عمر دیتے ہیں ہم اور اُسکی عمر کو دراز کرتے ہیں ہم تو نُنَكِّسْهُ اُلٹا کر دیتے ہیں ہم اُسکو فِي الْخَلْقِ بیچ پیدائش کے کہ زیادتی بدن کو تو
کمی سے بدل دیتے ہیں اور قوت کو ضعیفی اور ناتوانی سے اور جوانی اور تازگی کو بڑھاپے اور پژمردگی سے اور دانائی کو نادانی سے اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ کیا پس

ع ۴ ۱۷ ۳

نہیں سمجھتے ہو تم اور عقل کو کام نہیں فرماتے ہو کہ جو کوئی اسپر قادر ہے کیا وہ مسخ نہیں کر سکتا ہے اور کہتے ہیں کفار عرب نے جو قرآن کو اسلوب غریب اور عجیب کے ساتھ دیکھا تو کہنے لگے کہ
محمد صلعم شاعر ہی کہ جو اس خوب ڈھنگ اور روش سے کہتا ہے خدا تعالی انکے قول کے رد میں فرماتا ہے کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ اور نہیں سکھلایا ہمنے اس محمد صلعم کو
شاعری یعنی جو کچھ کہ ہمنے نازل کیا ہے وہ قبیلہ شعر سے نہیں ہے کہ جسمیں محض تخیلات شاعرانہ ہوتے ہیں کہ اکثر انمیں رغبت دلانی اور نفرت دلانی ہوتی ہے اور واقع
میں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہوتی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے کلام مقفی اور موزون ہے اور قرآن ایسا نہیں ہے وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اور نہیں سزاوار ہے
واسطے اسکے شعر کہنا اور نظم قرآن دلالت نہیں کرتا ہی شاعری پر اور محمد صلعم شعر کہنا نہیں جانتا ہی اور منقول ہے کہ اگر وہ حضرت کوئی بیت کسی کا بطور تمثیل کے ادا کرتے تو
وزن سے منحرف ہو جاتی تھی لوگ کہتے تھے کہ یا حضرت یہ موافق وزن کے اور نہیں ہے تو فرماتے کہ شعر کہنا کام میرا نہیں ہے اور میں شاعر نہیں ہوں اور جو کچھ کہ حضرت کے
کلام میں موافق وزن شعر کے وارد ہوا ہے وہ اتفاقی ہی بدون ارادہ کے چنانچہ فرمایا کہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اور صحیح تر یہ ہے کہ مراد شعر سے اس مقام میں
تخیلات شاعرانہ ہیں اور اسیکی طرف اشارہ ہے کہ قرآن ایسا نہیں ہے اور کلام مقفی اور موزون میں کچھ قباحت نہیں ہے اور حضرت خود اشعار حسان کے سنتے تھے اور انکی
تعریف کرتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام اکثر شعر کہتے تھے اور مذمت اس شعر کی آئی ہی کہ جسمیں خیالات شاعرانہ ہوں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جناب
رسول خدا صلعم کلام شعرا کو دشمن کہتے تھے اور فرمایا کہ اگر شکم تمہارا چرک سے بھرا ہو تو اسکو دوست کہتا ہوں اس سے کہ شکم تمہارا شعر سے پر ہو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے
کہ کلام شعرا سے مراد نہ مقفی اور موزون اور قرآن مقفی اور موزون سب ہے کہ جو کفار اسکو شعر کہتے تھے بلکہ وہ قرآن کو تخیلات شاعرانہ گمان کرتے تھے اسواسطے کہتے تھے
محمد صلعم شاعر ہے خدا تعالی نے انکے قول کو رد کیا اور اگر حضرت نے کبھی بیت کچھ وزن سے منحرف بھی کیا تو وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت کیطرف وہم شاعری کا نہو اور کلام کو حضرت کے
شاعرانہ کہنے لگیں اسواسطے حضرت وزن سے منحرف کرتے ہونگے اور خدا تعالی قرآن کے حق میں فرماتا ہے کہ اِنْ هُوَ نہیں ہے وہ قرآن اِلَّا ذِكْرٌ مگر نصیحت وَ
قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ اور ایک کتاب روشن ہے کہ آسانی سے اسکے معنی کو حاصل کر سکتے ہیں اور ہمنے اسکو نازل کیا ہی لِّيُنْذِرَ تاکہ ڈراوے وہ مَنْ كَانَ حَيًّا
اس شخص کو کہ ہو وے وہ زندہ یعنی مومن کو اسواسطے کہ زندگی جاودانی ایمان کے ساتھ ہے اور کافر حکم مردہ کا رکھتا ہے بسبب تامل نکرنے اور غور نکرنے کے خدا تعالی کی قدرت
کی نشانیوں میں بلکہ مردہ سے بھی زیادہ بدتر ہے اسواسطے کہ مردہ اگرچہ نفع حاصل نہیں کرتا ہی تو ضرر بھی اسکو نہیں ہوتا ہی بخلاف کافر کے کہ بسبب اختیار نکرنے دین حق کے
کمال ضرر ہے اسکو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد زندگی سے عقل ہے یعنی تاکہ ڈراوے وہ قرآن اس شخص کو کہ عقل رکھتا ہی اور اسکو سمجھ سکتا ہے
نہ غافل اور جاہل کہ حکم مردہ کا رکھتا ہی وَيَحِقَّ الْقَوْلُ اور ثابت اور واقع ہووے کلمہ عذاب کا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اوپر کافروں کے کہ اسکو قبول نہیں
کرتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں حاصل کرتے ہیں اور اب خدا تعالی اپنی قدرت کی دلیلیں بیان کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہے کہ اَوَلَمْ يَرَوْا
کیا نہیں دیکھا یعنی کیا نہیں جانا انہوں نے کہ اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ تحقیق ہمنے پیدا کیا ہے واسطے انکے مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اس چیز میں سے کہ کام کیا ہاتھوں
قدرت ہماری نے بدون شراکت اور مدد وغیرہ کے اور خدا تعالی نے جو فرمایا کہ ہمنے اپنے ہاتھوں سے کیا ہی تو مراد اس سے یہی ہے کہ ہمنے خود کیا ہی اور دوسرا اسمیں
شریک نہیں ہے پس موافق محاورہ انکے فرماتا ہی کہ ہمنے خود پیدا کیا ہی بدون شریک ہونے غیر کے اَنْعَامًا چوپایوں کو مانند گھوڑے اور گوسفند اور اونٹ اور گاو
اور بھینس کے اور سوا اسکے فَهُمْ لَهَا پس وہ لوگ واسطے ان چوپایوں کے مٰلِكُوْنَ مالک ہیں کہ اپنے تصرف میں لاتے ہیں وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ اور پست کیا ہی
ہمنے ان چوپایوں کو واسطے انکے فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ پس بعضے انمیں سے سواریاں انکی ہیں مثل اسپ اور شتر اور خچر کے وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ اور بعضوں کو انمیں سے
کھاتے ہیں مثل گاو اور گوسفند کے وَلَهُمْ فِيْهَا اور واسطے انکے بیچ ان چوپایوں کے مَنَافِعُ فائدے ہیں پوست اور پشم وغیرہ کے وَمَشَارِبُ اور پینے
کی چیزیں مثل دودھ اور دہی اور چھاچ وغیرہ کے اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ کیا پس نہیں شکر کرتے ہیں خدا کا کہ کسطرح کی نعمتیں عطا کی ہیں اور باوجود حاصل
ہونے ایسی نعمتوں کے خدا تعالی کی پرستش انہوں نے نہ کی وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور پکڑے انہوں نے یعنی اختیار کئے انہوں نے سوا خدا کے کہ پیدا کرنیوالا تمام مخلوقات کا ہی
اٰلِهَةً معبود کہ وہ کسی چیز پر قادر نہیں ہیں لَعَلَّهُمْ تاکہ وہ یعنی بامید اسکے کہ يُنْصَرُوْنَ نصرت کئے جائیں کہ وہ معبود انکی مدد کریں اور شفاعت کریں کے
عذاب کو انسے دفع کریں اور حال یہ ہے کہ وہ بت معبود انکے لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ نہیں طاقت رکھتے ہیں مدد کرنے انکی کی وَهُمْ اور وہ بت پرست لَهُمْ

وے اُن بتونکی جُندٌ مُّحۡضَرُوۡنَ لشکر ہین حاضر کیے گئے کہ شیطان اُنکو بتونکی نزدیک یا ہی پرستش کیواسطے اور بعضی کہتے ہین کہ معنی آیۂ یہ ہین کہ قیامت
مین بُت پرست بتونکی ہمراہ دوزخ مین حاضر کیے جاوینگے اور کہتی ہین کہ قیامت مین بتونکو آگے رکھینگے اور بُت پرست پیچھے ہونگے جیسے کہ لشکر ہمراہ ہوتا ہے
اور سب کو اس طرح سی دوزخ مین لیجاوینگے اور جسوقت کہ حال اُنکا ایسا ہوگا تو ای محمد صلعم فَلَا یَحۡزُنۡكَ پس چاہیے کہ نہ غمگین کرے تجھکو قَوۡلُهُمۡ کہنا
اُنکا کہ وہ جو خدا کے شریک مقرر کرکے بتونکو معبود کہتی ہین اور تجھکو شاعر اور جادوگر کہتے ہین اِنَّا نَعۡلَمُ تحقیق کہ ہم جانتے ہین مَا یُسِرُّوۡنَ جو چیز کہ
پوشیدہ کرتے ہین وہ کہ تجھسے اور مومنین سے کینہ اور دشمنی رکھتی ہین وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ اور جو چیز کہ ظاہر کرتے ہین وہ کہ کلمہ کفر کے اپنی زبان سے کہتے ہین اور
حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُبی بن خلف مجلس اقدس رسولخدا صلعم مین حاضر ہوا اور اُس مجلس مین بعضی اشراف قریش بھی حاضر تھی اور وہ ایک استخوان
بوسیدہ اپنی ہمراہ لایا اور اُسکو اپنے ہاتھ سی ملا کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگیئی اور خاک اُسکی ہوا مین اُڑ گیئی اور بعد اسکی کہنے لگا کہ وہ کون ہے کہ اس خاک ریزہ ریزہ کو جمع کرکے
اور پھر اُسکو زندہ کرے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ پروردگار میرا قیامت کے دن اس خاک کو جمع کرکے پھر دوبارہ زندہ کریگا اور تجھکو زندہ کرکے دوزخ مین ڈالیگا اُسوقت یہ
آیت نازل ہوئی اَوَلَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ کیا نہین دیکھا اور نہین جانتا اور نہین دریافت کیا آدمی نے یعنی اُبی بن خلف نے کہ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ تحقیق ہمنے پیدا کیا ہے
اُسکو مِنۡ نُّطۡفَةٍ منی سی اسطرح سی کہ منی سے خون بستہ کیا اور خون بستہ سے گوشت بنایا اور اُسمین ہڈیان بنائین یہانتک رفتہ رفتہ انسان کی صورت بنا کر اُسمین روح
پھونکی اور ماں کے پیٹ مین اُسکو پرورش کیا اور ماں کے شکم سی باہر نکالکر لڑکپن مین اُسکی پرورش کی اور جسوقت اُسکو بالغ کرکے عقل عطا کی اور گفتگو سکھلائی تو
فَاِذَا هُوَ پس اُسوقت وہ قیامت کے مقدمہ مین خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ جھگڑنیوالا ظاہر ہے کہ بیوجہ جھگڑتا ہے اور وہ تامل کرے تو جانے کہ جو شخص کہ قادر ہے اس طرح
پیدا کرنے پر اسکی نزدیک دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے اور ازراہ عناد اور انکار سے ہمارے پیغمبر سے مقدمہ مین جھگڑا کیا اور دوبارہ پیدا کرنے مین بہت تعجب کیا وَضَرَبَ لَنَا
مَثَلًا اور بیان کیا واسطے ہمارے مثل کو کہ دیکھو اس خاک ریزہ ریزہ کو کون جمع کرکے زندہ کرسکتا ہے اور ہماری قدرت کا انکار کیا کہ مُردہ کو کون زندہ کرسکتا ہے قیامت کے روز
وَنَسِیَ خَلۡقَهٗ اور بھول گیا پیدائش اپنی کو کہ کسطرح ہمنے اُسکو پیدا کیا ہے اور از روے سرکشی اور عناد کے قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ کہا کہ کون زندہ کرسکتا ہے ہڈیونکو
کہ اُنکو زندہ کرکے پہلی حالت پر پہنچاوے وَهِیَ رَمِیۡمٌ جسوقت کہ وہ بوسیدہ ہوں حقتعالی اُسکی رد مین فرماتا ہے کہ قُلۡ کہہ تو ای محمد صلعم اُس شخص کو کہ جو دوبارہ زندہ کرنیکا
انکار کرتا ہے یُحۡیِیۡهَا زندہ کرتا ہے اُن ہڈیونکو الَّذِیۡۤ وہ شخص کہ اپنی قدرت کاملہ سی اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ پیدا کیا ہے اُسنے پہلی مرتبہ وَهُوَ
بِكُلِّ خَلۡقٍ اور وہ ساتھ پیدا کرنے ہر مخلوق کے عَلِیۡمٌ دانا ہے اور جاننے والا ہے کہ اپنی علم سے ہر چیز کو تفصیل سے جانکر پیدا کیا ہے کہ ہر ایک ٹکڑے اور ریزے کو اُسکے
جانتا تھا اور ہر ایک ریزے کے دوسرے ریزے کے ملنے سے بخوبی واقف تھا پس دوسری بار اُسکو کیا مشکل ہے کہ ایک ریزہ سے دوسرے ریزہ کو ملاکر جمع کرے کہ پہلے سے
جسکا علم رکھتا ہے اور اس سے زیادہ اپنی قدرت کا حال بیان کرتا ہے امور عجیب کے پیدا کرنے مین کہ قادر ہے دوبارہ زندہ کرنے پر الَّذِیۡ وہ شخص یعنی وہ خدا کہ
جَعَلَ لَكُمۡ پیدا کیا اُسنے واسطے تمہارے مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ درخت سبز سی نَارًا آگ کو فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ پس اسوقت تم مِّنۡهُ اُس سے
تُوۡقِدُوۡنَ آگ روشن کرتے ہو کہتی ہین کہ عرب کے جنگل مین دو درخت ہوتے ہین مرخ اور عفار جسوقت شاخ اُسکی ہری اور تر و تازہ دوسری شاخ پر ملیں تو
اُسمین سے آگ نکلتی ہے پس جو شخص کہ قادر ہو ہری اور تر و تازہ درخت سے آگ نکالنے پر پس قدرت اُسکی زیادہ ہوگی پیدا کی ہوئی چیز کو مار کر پھر اُسکے پیدا
کرنے پر اور فرماتا ہے کہ اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ کیا نہین ہے وہ شخص کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ پیدا کیا ہے اُسنے آسمانوں کو اور زمین کو اس
بزرگی کے ساتھ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ قدرت رکھنے والا اوپر اسکے کہ پیدا کرے یعنی جسنے ایسے بڑے بڑے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ
قادر نہین ہے اوپر کہ پیدا کرے مِثۡلَهُمۡ مثل اُنکی کو کہ بہ نسبت آسمان اور زمین کے نہایت چھوٹے ہین اور بے حقیقت ہین خدا تعالے خود جواب دیتا ہے کہ بَلٰی ہان وہ
قادر ہے مردونکو زندہ کرنے پر وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ اور وہ خدا بہت پیدا کرنیوالا اور جاننیوالا ہے ہر ایک کے احوال کا اور پیدا ہونیکی کیفیت کا اور
کسی آلہ اور اوزار سے وہ پیدا نہین کرتا ہے اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ سوا اسکے نہین کہ کام اُسکا اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا جسوقت کہ ارادہ کرے پیدا کرنے کسی چیز کو
اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ یہی ہے کہ کہے واسطے اُس چیز کے کہ كُنۡ ہوجا تو میرے حکم سی فَیَكُوۡنُ پس ہوجاتی ہے مراد یہ ہے کہ جسوقت خدا تعالے جس چیز کا کہ ارادہ کرتا ہے

اسکو کرنا لگتا ہے اور یہ منزلہ اسکی ہے کہ کسی چیز کو کہی کہ ہوجا تو پس وہ ہوجاتی ہی اسیوقت اور جسوقت کہ قدرت اسکی پیدا کرنیمیں اس مرتبہ کی ہی تو فَسُبۡحٰنَ پس پاک ہی دوبارہ
زندہ کرنیکی قدرت رکھنیوالا ہونیسے الَّذِیۡ وہ شخص کہ بِیَدِهٖ بیچ ہاتھ قدرت اسکی کے مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ بادشاہی ہر چیز کی ہی کہ سب کا مالک ہے وہ اور
ہر چیز کو اسنے پیدا کیا ہی اور جو کوئی کہ کیا ہی پس اسپر دوبارہ زندہ کرنا دشوار نہیں ہے اور بعضونے ملکوت کو ملکۃ پڑھا ہی اور معنی اسکی قدرت کی ہیں یعنی پاک ہی
وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اسکی کے قدرت ہر چیز کی ہی وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ اور طرف اسکی پھیرے جاؤ گے تم واسطے جزائے اعمال کے کہ اقرار کرنیوالا اور فرمانبردار تو بہشت میں
جائیگا اور انکار کرنیوالا اور سرکش اور نافرمانبردار دوزخ کو روانہ ہوگا اور عذاب میں گرفتار ہوگا سُوۡرَةُ الصّٰٓفّٰتِ یہ سورۃ مکی ہی اور اسمیں ایکسو بیاسی
آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہی کہ جو کوئی سورۃ صافات کو ہر جمعہ کے روز پڑھے تو ہر آفت سے محفوظ رہے اور ہر بلا دنیا میں اس سے دفع ہوتی
رہے اور روزی اسکی دنیا میں بہت فراخ ہو اور شیطان اسکی بدن میں اور اسکی اولاد اور مال میں دخل نکرے اور بادشاہ ظالم اسسے بدی نکر سکیگا اور اگر اس دن
مرجائے تو خداتعالی اسکو شہید ماریگا اور شہدا کے ہمراہی میں اسکا حشر ہوگا اور بہشت میں داخل ہوگا اور درجہ شہدا کا اسکی نامزد کرینگے اور حضرت کاظم علیہ السلام
فرمایا ہے کہ اگر وقت نزع کے یہ سورہ پڑھا جائے تو خداتعالے موت کی سختی کو آسان کرتا ہی اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ نے ازراہ انکار اور تعجب کے کہا کہ محمدؐ نے سب خداؤنکو ایک
خدا کردیا خداتعالی نے انکی انکار کے دفع کرنیکو اور اپنی توحید کے ثابت کرنیکی واسطے کئی چیزونکی قسم کھائی جیسی اس سورہ میں مذکور ہیں اور فرمایا بِسۡمِ اللّٰهِ
الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَالصّٰٓفّٰتِ قسم ہے ان فرشتونکی جو کہ آسمانومیں صف باندھے ہوے ہیں واسطے عبادت کے یا درمیان ہوا کے پرونکو بچھائے ہوے
ہیں کہ کیا حکم پہنچے کہ اسکو بجا لاویں یا قسم ہے غازیونکی کہ جہاد میں صف باندھنیوالے ہیں یا قسم ہے ان مومنین کی کہ نماز جماعت میں صف باندھنیوالے ہیں صَفًّا صف
باندھنا خاص واسطے رضامندی خدا کے فَالزّٰجِرٰتِ پس قسم ہی ان فرشتونکی کہ منع کرنیوالے شیاطین کے ہیں آسمان پر چڑھنے سے اور زیادہ فرشتے کہ جو ہانکنیوالے
ہیں بادلونکو اور یا قسم ہے نمازگزارنیوالونکی کہ ہانکنیوالے ہیں اپنی نمازونکی کثرت سے شیاطین کو اور یا قسم ہے ان علما کی کہ دفع کرنیوالے ہیں اور جھڑکتی ہیں کافروں اور بد
کارونکو اور منع کرنیوالے ہیں انکا ہونیسے زَجۡرًا منع کرنا خالص یا سے اور خالص واسطے خوشنودی خدا کے فَالتّٰلِيٰتِ پس قسم ہی ان فرشتونکی کہ تلاوت کرنیوالے
ہیں ذِكۡرًا ذکر خدا کو یا تلاوت کرنیوالے وحی کے ہیں انبیا پر یا تلاوت کرنیوالے کتاب خدا کے ہیں یا قسم ہے ان مومنین کی کہ اکثر تلاوت کرنیوالے قرآن کی ہیں یا قسم ہے نماز
پڑھنیوالونکی کہ نماز میں تلاوت قرآن کی کرنیوالے ہیں اور بعضے ان ستارونکو مابعد میں انعام کرتے ہیں یہ سب قسمیں تھیں اور جواب قسموں کا یہ ہے کہ اِنَّ اِلٰهَكُمۡ
تحقیق معبود تمہارا لَوَاحِدٌ البتہ ایک ہے اپنی ذات اور صفات میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ پروردگار پیدا کرنیوالا آسمانونکا اور زمین کا وَمَا
بَيۡنَهُمَا اور ہر چیز کا کہ درمیان ان دونوکے ہی جمیع مخلوقات وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ اور پروردگار مشرقوں کا یعنی پیدا کرنیوالا مشرقونکے ستارونکا ہی اور
آفتابکے ایک سال میں تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور ہر روز اسکی واسطے ایک مشرق نیا ہوتا ہی ان سبکا پیدا کرنیوالا خدا ہے اور مشرق کے قیاس سے مغرب بھی معلوم ہوجاتا ہی
اسواسطے اسکا ذکر نہیں کیا ہی اور فرماتا کہ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا تحقیق کہ ہمنے آراستہ کیا ہی آسمان کو کہ نزدیک ہے زمین سے یعنی اول آسمان کو بِزِيۡنَةِ الۡكَوَاكِبِ
ساتھ زینت ستاروں کے آراستہ کیا ہی اور عاصم اور حمزہ نے زینت کو تنوین سے اور کواکب کو مجرور پڑھا ہے اور ابوبکر نے کواکب کو منصوب پڑھا ہی اور باقیونے زینت کو مضاف
پڑھا ہی طرف کواکب کے اور کہتے ہیں کہ شیاطین جناب رسول خدا صلعم سے پہلے آسمان پر جاتے تھے اور کلام ملائکہ کا سنتے تھے اور زمین پر آکر کاہنوں اور جادوگرونکو وسوسہ میں ڈالتے تھے
اور کہتے تھے کہ ہم غیب سے اطلاع رکھتے ہیں اور اس حدیث وہ جھوٹ کے ساتھ بہت سا ملا کر لوگونکو اپنا تابعدار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم غیب کی باتونکو جانتے ہیں اور اس
حیلہ سے لوگونکو گمراہ کرتے تھے جسوقت رسولخدا صلعم پیدا ہوئے تو شیاطین آسمان پر جانے سے بند ہوگئے چنانچہ فرماتا ہی کہ وَحِفۡظًا اور نگاہ رکھنا یہ مفعول مطلق ہوا ہے فعل محذوف
کا یعنی نگاہ رکھا ہمنے آسمان کو نگاہ رکھنا مِّنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ ہر شیطان مَّارِدٍ سرکش اور نافرمان سے کہ لَا يَسَّمَّعُوۡنَ نہیں سنتے ہیں وہ
شیاطین اور اہل کوفہ نے اسکو بہ تشدید شین اور تشدید میم پڑھا ہی یعنی وہ شیاطین اپنا کان نہیں لگا سکتے ہیں اِلَى الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰى طرف گروہ بلند کے واسطے
سننے بات کے یعنی ملائکہ جو بعضی امور پر لوح محفوظ کے مطلع تھے اور آسمان میں اسکا ذکر کرتے تھے اور یہ شیاطین اوپر جاکر چوری سے کچھ سن لیا کرتے تھے اب نہیں سن سکتے ہیں اور ملائک
کی گروہ کیطرف کان واسطے سننے باتونکی نہیں لگا سکتے ہیں وَيُقۡذَفُوۡنَ اور ڈالے جاتے ہیں وہ ستارے سوراخ کرنیوالے یعنی ملائکہ انپر ستارے ڈالتے ہیں مِنۡ كُلِّ جَانِبٍ

ع ۵ سورۃ الصافات

عَذَابٌ اور واسطے ان شیاطین کے وَلَهُمْ ہوا ہے واقع مفعول لہ ہو رہا ہے اور پرچہ سنتے ہیں وہ واسطے سننے کلام کے جس وقت کہ دفع کرنیکی اور ہنکانے کے اور واسطے ہانکنے کے دُحُورًا ہٹانے سے

وَاصِبٌ عذاب ہے لازم ہونیوالا کہ کبھی موقوف نہ ہووے اور ہمیشہ وہ عذاب میں گرفتار رہیں اِلَّا مَنْ خَطِفَ مگر جو کوئی کہ اچک لے گیا کلام کو ملائکہ کے

الْخَطْفَةَ ایک اچک لیجانا کہ بعضی بات کو ملائکہ کے چوری سے سنا تو فَأَتْبَعَهُ پیچھے ہی لگیگا اسکی شِهَابٌ ثَاقِبٌ شعلہ چمکنے والا کہ اسکو سوختہ کر دیوے اور جلا دیوے

اور کہتے ہیں کہ رکانہ بن یزید کہ منکر قیامت کا تھا اور ہمیشہ دعوی دلاوری اور قوت کا کرتا تھا اور درمیان قریش کے اس امر کی لاف زنی کرتا تھا کہ شجاعت اور قوت میں

ہماری قوم کے کوئی مثل نہیں ہے اسکی رو میں یہ آیت نازل ہوئی کہ فَاسْتَفْتِهِمْ پس پوچھ تو اے محمد صلعم ان مشرکین سے أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا کیا وہ زیادہ سخت ہیں

پیدائش میں أَمْ مَنْ خَلَقْنَا یا وہ شخص کہ پیدا کئے ہیں ہمنے پہلی امتوں کے آگے کہ وہ قوت میں ان سے بہت زیادہ تھے ان لوگوں کو ہمنے باوجود اس قوت کے ہلاک کر دیا

اور عذاب میں گرفتار کیا اور وہ باوجود اس قوت کے عذاب کو اپنے اوپر سے دفع نہ کر سکے اور یہ لوگ کہ بہ نسبت انکی نہایت ناتواں اور سست ہیں کیونکر عذاب الٰہی اپنے اوپر سے دفع کرینگے

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ تحقیق کہ ہمنے پیدا کیا ہے ان سب کو مِنْ طِينٍ لَازِبٍ مٹی چپکنے والی سے کہ وہ نہایت سست ہوتی ہے اور اس سے پیدائش انکے باپ کی اور انکی اصل

کی ہے جبکہ باپ ایسا ہے تو اولاد بھی ایسی ہی ہوگی اور اسکی حکم میں داخل ہوگی اور کسیکو وہ قوت نہ ہوگی کہ عذاب کو ہم سے دفع کرے بعضے کہتے ہیں کہ گمان سرور صلعم کا یہ تھا کہ جو کوئی

قرآن کو سنیگا وہ ایمان کو قبول کریگا اور جس وقت مشرکین نے سنا تو ہنسی کی اور ٹھٹھا شروع کیا حضرت نے تعجب کیا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ ایسا ہے کہ وہ فرمانبردار قرآن کے ہوں بَلْ

بلکہ عَجِبْتَ تعجب کیا تو نے انکے ایمان نہ لانے سے قرآن پر وَيَسْخَرُونَ اور وہ ہنستے ہیں وَإِذَا ذُكِّرُوا اور جس وقت کہ نصیحت کئے جاتے ہیں قرآن سے لَا يَذْكُرُونَ

نہیں نصیحت قبول کرتے ہیں وہ اور ہر چند انکے روبرو دلیلیں قیامت کے ہونیکی بیان کیجاتی ہیں لیکن وہ انہیں تامل نہیں کرتے ہیں وَإِذَا رَأَوْا آيَةً اور جس وقت دیکھتے ہیں

وہ کسی نشانی قدرت خدا کو مثل معجزے وغیرہ کے تو يَسْتَسْخِرُونَ ٹھٹھا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو ٹھٹھا کرنیکو بلاتے ہیں وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا اور کہتے ہیں کہ

نہیں ہے یہ جو کہ ہم دیکھتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے دکھلائی دیتے ہیں إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ مگر جادو ظاہر اور از راہ عناد کے اور انکار کے کہتے ہیں کہ أَإِذَا مِتْنَا کیا جس وقت کہ مر جاوینگے ہم

وَكُنَّا تُرَابًا اور ہو جاوینگے ہم خاک سے وَعِظَامًا اور ہڈیاں بے گوشت اور پوست کے أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ کیا تحقیق ہم البتہ اٹھائے جاوینگے اور زندہ کئے جاوینگے بعد

اسکے کہ ہم خاک ہو گئے ہیں أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ کیا باپ ہمارے پہلے وہ بھی زندہ کرکے اٹھائے جاوینگے کہ بالکل خاک ہو گئے ہیں یعنی یہ کہ ہم اور ہمارے باپ دوبارہ زندہ

نہ ہونگے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان انکار کرنیوالوں قیامت کو کہ نَعَمْ ہاں تم سب زندہ ہو کر اٹھوگے مع اپنے باپوں کے وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ اور تم خوار اور ذلیل

ہونیوالے ہو آخرت میں اور جس وقت خدا ارادہ کریگا قیامت کے ہونیکا تو فَإِنَّمَا هِيَ پس سوا اسکے نہیں کہ وہ قیامت زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ایک نعرہ ہے ایک یعنی ایک

پھونک ہوگی صور کی کہ اسرافیل پھونکیں گے اور وہ صور دوسری دفعہ پھونکنا ہوگا اسرافیل کو فَإِذَا هُمْ پس اس وقت وہ زندہ ہو کر اور قبروں سے باہر نکل کر يَنْظُرُونَ

نظر کرینگے قیامت کیطرف اور عذاب کیطرف کہ اسکو جھٹلاتے تھے وَقَالُوا اور کہیں گے وہ يَا وَيْلَنَا ای وای ہم پر اور ہماری ہلاکت پر هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ یہ دن

جزا دینے کا ہے کہ جسکا ہمکو وعدہ کرتے تھے غرض یہ ہے کہ وہ اس دن قیامت کا اقرار کرینگے اور اسکے جھٹلانے پر بہت پشیمان ہونگے اور ہر چند عاجزی کرینگے لیکن اس دن کی

عاجزی کچھ فائدہ نہ دیگی اور فرشتے انسے کہینگے کہ هَٰذَا یہ يَوْمُ الْفَصْلِ روز حکم کا ہے یا روز جدا ہونے نیکوں کا بدوں سے یا روز جدا ہونے حق کا باطل

سے الَّذِي وہ دن كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ تھے تم ساتھ اسکے جھٹلاتے اور یقین اسکے ہونیکا نہ کرتے تھے اور بعد اسکے فرشتوں کو خطاب ہوگا کہ احْشُرُوا الَّذِينَ

ظَلَمُوا جمع کرو تم ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنے نفسوں پر کفر کرکے اور پیغمبروں کی تکذیب کرکے اور لوگوں پر زیادتی کرکے وَأَزْوَاجَهُمْ اور جمع کرو

مانند وں اور مشابہوں انکو اور یا عورتوں انکی کو جو کہ ہم مذہب انکی ہیں کفر میں وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ اور جن چیزوں کو کہ تھے وہ عبادت کرتے جنکی

دنیا میں مِنْ دُونِ اللَّهِ سوا خدا کے اور جس وقت وہ ایک جگہ اکٹھے ہو جاوینگے تو فَاهْدُوهُمْ پس راہ دکھلاؤ تم انکو إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ طرف

راستہ دوزخ کی وَقِفُوهُمْ اور ٹھہراؤ تم انکو اور روک رکھو إِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ پہلے داخل ہونے دوزخ سے مَسْئُولُونَ سوال کئے جاوینگے اپنے

عقائد باطل اور اعمال بد سے اور ابن مسعود کے مصحف میں مذکور ہے کہ وہ سوال کئے جاوینگے ولایت علی ابن ابیطالب سے کہ علی کو دوست رکھتے تھے یا نہیں اور اسکو خلیفہ

حق جانتے تھے یا نہیں اور ابو سعید خدری اور سعید بن جبیر سے بھی یہی روایت ہے کہ علی کی ولایت سے سوال کئے جاوینگے اور جناب محمد صلعم نے فرمایا کہ پانچ چیزوں سے سوال ہوگا

ع ۱ ۲۱ ۵

الربع

جوانی سے کہ کس کام میں اسکو پرانا اور بوڑھا کیا اور عمر سے کہ کس چیز میں اسکو فنا کیا اور مال سے سوال کیا جائیگا کہ کسطرح اسکو کمایا تھا اور کہاں اسکو خرچ کیا تھا اور
سوال کیا جائیگا علم سے کہ کیا عمل کیا اس سے اور سوال کیا جائیگا علی بن ابیطالب کی اور انکی اولاد کی دوستی سے اور جسوقت وہ کفار جمع
کئے جاینگے تو ملائکہ انسے کہینگے کہ **مَا لَكُمْ** کیا ہے واسطے تمہارے کہ **لَا تَنَاصَرُونَ** نہیں مدد کرتے ہو تم آپسمیں کہ ایک شخص دوسرے کو عذاب سے رہائی دلوائے وہ
کچھہ جواب دینگے حقتعالی ملائکہ کو کہیگا کہ یہ آپسمیں کوئی کسیکی کمک کرنیکی قدرت نہیں رکہتا ہے **بَلْ هُمُ الْيَوْمَ** بلکہ وہ آج کے دن **مُسْتَسْلِمُونَ**
گردنیں جھکانیوالے ہیں عاجزی سے اور نہایت فرمانبردار ہیں اور وہ لوگ فرشتوں کو کچھہ جواب دیویں لیکن آپسمیں ایک شخص دوسرے شخص کو ملامت کریگا **وَأَقْبَلَ**
بَعْضُهُمْ اور منہ کرینگے بعض انکے **عَلَىٰ بَعْضٍ** اوپر بعضوں کے یعنی بعضے بعضوں کیطرف متوجہ ہوکر **يَتَسَاءَلُونَ** سوال کرینگے آپسمیں یعنی گمراہ ہونیوالے
گمراہ کرنیوالوں سے پوچھینگے کہ تمنے کسواسطے ہمکو گمراہ کیا تھا وہ انکے جواب میں کہینگے کہ تمنے ہمارے کہنے کو کیوں قبول کیا تھا اور **قَالُوا** کہیں وہ گمراہ ہونیوالے انکو
إِنَّكُمْ كُنتُمْ تحقیق تم تھے **تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ** آتے تھے ہمارے پاس سمت داہنے خیر خواہی کی جہت سے اور نصیحت کی راہ سے اور تم ہمکو اپنے دین کیطرف
بلاتے تھے اور یا یہ کہ اپنی قوت اور غلبہ کی جہت سے تم ہمکو اپنے دین میں ملاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے **قَالُوا** کہیں وہ گمراہ کرنیوالے رئیس انکے اور یا شیاطین کہ انکو گمراہ
کرتے تھے ایسا نہیں ہے کہ ہمنے تمکو گمراہ کیا ہو **بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ** بلکہ نہ تھے تم ایمان لانیوالے یعنی تم راہ راست پر نہ تھے کہ ہمنے تمکو گمراہ کر دیا ہو اور تم
خود اپنی ذات میں کافر تھے اور ہمنے تمکو طرف راستی کے بلاتے تھے تو تم خود اپنے اختیار سے انکے فرمانیکو قبول نہیں کرتے تھے اور اپنی گمراہی اور جاہلی میں پہلے سے تھے
ہمکو کسواسطے الزام دیتے ہو **وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم** اور نہ تھا واسطے ہمارے اوپر تمہارے **مِّن سُلْطَانٍ** کوئی غلبہ اور قوت کہ تمکو ہم زبردستی گمراہی کیطرف
بلاتے **بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ** بلکہ تھے تم ایک گروہ حد سے گذرنیوالے اپنی اختیار سے تم کفر کرتے تھے پس آجکے دن ملامت کرنا خاص ہمارے واسطے نہ چاہیے
بلکہ آپسمیں ہم اور تم دونو برابر ہیں **فَحَقَّ عَلَيْنَا** پس ثابت اور واجب ہوا اوپر ہمارے **قَوْلُ رَبِّنَا** کلمہ پروردگار ہمارے کا کہ وہ کلمہ عذاب کا ہے
إِنَّا لَذَائِقُونَ تحقیق کہ ہم البتہ چکھنے والے ہیں عذاب کے اور بعد اسکے اقرار کرینگے بہکانیکا اور کہینگے **فَأَغْوَيْنَاكُمْ** پس گمراہ کیا ہمنے تمکو اور راہ حق
باز رکھا **إِنَّا كُنَّا** تحقیق کہ ہم تھے **غَاوِينَ** گمراہ اور طریق حق سے باہر ہونیوالے یعنی ہم جو گمراہ تھے تمکو بھی ہمنے چاہا کہ مثل ہمارے گمراہ ہو جاؤ واسطے تمکو بھی گمراہ کیا
فَإِنَّهُمْ پس تحقیق کہ وہ گمراہ اور انکو گمراہ کرنیوالے **يَوْمَئِذٍ** اس دن **فِي الْعَذَابِ** بیچ عذاب کے **مُشْتَرِكُونَ** شریک ہونیوالے ہیں جیسے کہ
شرک میں دونو شریک تھے اور چھٹکارا اور نزاع کرنا انکو کچھہ فائدہ نہ دیگا **إِنَّا كَذَٰلِكَ** تحقیق کہ ہم مانند اسی عذاب کے **نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ** کرتے ہیں ساتھ
گنہگاروں کے **إِنَّهُمْ كَانُوا** تحقیق کہ وہ مشرکین گنہگار تھے کہ **إِذَا قِيلَ لَهُمْ** جسوقت کہ کہا جاتا تھا واسطے انکے کہ کہو تم **لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ** کہ نہیں
ہے کوئی معبود سوائے خدا کے تو **يَسْتَكْبِرُونَ** سرکشی اور تکبر کرتے تھے اسکے کہنے سے اور قبول کرنے سے اور ایمان نہیں لاتے تھے پیغمبر کے کہنے سے **وَيَقُولُونَ**
اور کہتے تھے کہ **أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا** کیا تحقیق ہم ترک کرنیوالے ہیں معبودوں اپنوں کو اور انکی پرستش کو **لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ** واسطے شاعر دیوانہ کے کہ
عقل اسکی جاتی رہی ہے یعنی محمد صلعم کہ شاعر اور دیوانہ ہے انکے کہنے سے ہم اپنے خداؤنکی پرستش کو ترک کرینگے خدا تعالی انکے کہنے کو رد کرتا ہے کہ محمد صلعم شاعر نہیں
ہے اور نہ وہ دیوانہ ہے **بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ** بلکہ لایا ہے حق اور راستی کو خدا کیطرف سے کہ وہ دین اسلام ہے یا قرآن **وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ** اور تصدیق
کی ہے اسنے پیغمبرونکی جو کہ اس سے پہلے آئے تھے اور انکو سچا کہا اور راست گو کیا انکو کہ جو کچھہ کہ پہلے پیغمبر لائے تھے توحید خدا کی اور پرستش اسکی اور ترک کرنا اسکے سوا غیرونکی
پرستش کا یہ بھی لیکر آیا ہے اور اب خدا تعالی کفار کیطرف خطاب کرتا ہے کہ **إِنَّكُمْ** تحقیق تم **لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ** البتہ چکھنے والے ہو عذاب دردناک کو
انکار اور بسبب شرک کے اور جھٹلانے پیغمبر کے **وَمَا تُجْزَوْنَ** اور نہ بدلا دئے جاؤگے تم **إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** مگر جو کچھہ کہ تھے تم عمل کرتے کہ یہ عذاب دوزخ کا
تمہارے کفر کی جزا ہے **إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ** مگر بندے خدا کے کہ خالص کئے گئے ہیں کفر اور شرک سے اور فعال بد کہ جزا انکی بہشت ہے یہ استثنی منقطع ہے **أُولَٰئِكَ**
یہ لوگ خالص عمل والے **لَهُمْ** واسطے انکے ہے بہشت میں **رِزْقٌ مَّعْلُومٌ** روزی جانی گئی اور مقرر اور معلوم ہے ہر وقت کیواسطے اور وہ **فَوَاكِهُ** میوے ہیں طرح طرح کے
کہ مقصود کھانے سے انکی لذت اور مزہ پاتا ہے نہ غذا کرنا اور نگاہ رکھنا اپنی صحت کا اور بدن کا ناتوانی اور سستی ہونے سے **وَهُم مُّكْرَمُونَ** اور وہ بہشتی بادشاہ جوان

نعمتونسے بزرگ کیے گئے ہیں اور بڑی عزت اور توقیر ہے واسطے انکی اور جناب محمد صلعم نے جو بہشت کے اوصاف بیان کیے ہیں انہیں فرمایا ہے کہ رزق معلوم سے یہ مراد ہے کہ خادم انکی جانتے
ہیں اس روزی کو کہ وہ اس روزی کو دوستان خدا کے پاس لائینگے اور فواکہ وہم مکرمون سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی نہ خواہش کرینگے کسی شی کی بہشت میں مگر کہ بزرگی اور گرامی
کیے جاینگے اسکی ساتھ **فی جنّٰت النعیم** بیچ بہشتوں نعمتوں والیونکے اور باوجود ان نعمتونکے **علیٰ سُرُرٍ** اوپر تختوں کے **متقٰبلین** آمنے سامنے
بیٹھنے والے ہیں یہ حال واقع ہوا ہے اور آپسمیں ایک دوسرے کے مقابلہ ہونا واسطے ہوگا کہ تا کہ لذت دیدار سے بھی سرور ہوں **یُطاف علیہم** پھرائی جاینگے اوپر انکی
یعنی انکی گرد لئیے پھرینگے ملائکہ اور حوریں اور غلمان **بکاسٍ من معینٍ** پیالہ شراب کے بہری جو جھلکتی ہے کہ وہ شراب نشہ لاتی ہے اور نہ بیہوش کرتی ہے اور نہ اس سے درد سر ہوتا ہے اور نہ
بدرنگ ہوتی ہے بلکہ وہ شراب **بیضاءٍ** سفید ہے کہ سفیدی اسکی دودھ اور برف سے زیادہ ہے **لذّۃٍ للشّٰربین** لذیذ اور خوش مزہ ہے واسطے پینے والونکے اور بیضاء اور
لذۃ معین کی صفت واقع ہوئی ہیں اور لذۃ اسکی صفت واسطے مبالغہ کے آئی ہے اور یا یہ کہ لذت لذیذۃ کے معنی میں ہے اور وہ شراب ایسی ہے **لا فیہا** نہیں اس شراب میں
غولٌ فساد اور خرابی جیسے دنیا کی شراب میں ہوتی ہے کہ اس سے عقل جاتی رہتی ہے اور بیہودہ بکنے لگتے ہیں اور جنگ کرنیکو مستعد ہوتے ہیں اور سر میں درد ہوتا ہے **ولا ہم عنہا** اور وہ بہشتی
اس شراب سے **ینزفون** مست ہونگے اور بعضوں نے اہل کوفہ میں سے ینزفون کو بکسر زاء پڑھا ہے یعنی وہ شراب مست کرنیوالی نہوگی جس سے عقل جاتی ہے **وعندہم** اور نزدیک انکے
ہونگی عورتیں **قٰصرٰت الطرف** کم کرنیوالی نظر کی ہونگی یعنی ان عورتوں نے اپنی شوہروں پر نظر کم نہیں کی ہوگی اور سوا انکی اور کسی پر نظر نکرینگی اور یا یہ کہ کثرت ناز
اور کرشمہ اور حیا سے اپنی نظرونکو اونچا نکرینگی **عینٌ** کشادہ چشم والیاں اور یا یہ کہ انکی آنکھونکی سفیدی اور سیاہی مرتبہ کمال کو پہنچی ہوگی کہ سفیدی تو نہایت سفید ہوگی
اور سیاہی نہایت سیاہ ہوگی **کانّہنّ** گویا کہ وہ عورتیں صفائی اور سفیدی میں **بیضٌ مکنونٌ** انڈے ڈھکے گئے شتر مرغ کے ہیں اور عادت شتر مرغ
کی یہ ہے کہ اپنی انڈے کو پروں سے چھپائے رہتا ہے کہ غبار اسپر نہ پڑے اور میلا نہو اور ہوا اور حرارت آفتاب سے محفوظ رہے اور رنگ اسکا بدلنے نہ پائے ایسی ہی رنگ کی صفائی میں
حوریں ہونگی اور بہشتی تختوں پر بیٹھے ہونگے اور حوریں اور غلمان انکی روبرو شراب کے پیالے چھلکتے ہوئے ہاتھوں میں لیے کھڑے ہونگے اور ان پیالونکو وہ انسے لیوینگے اور
آپسمیں باتیں کرینگے کہ جو کچھ دنیا میں انپر گزرا ہے ہر ایک اپنی حال کی دوسرے کو خبر دیوےگا **فاقبل** پس منہ کرے **بعضہم** بعضے انکا **علیٰ بعضٍ**
اوپر بعضے کے یعنی بعضے آدمی بعضوں کیطرف منہ کرکے **یتسآءلون** سوال کرینگے آپسمیں ایک شخص دوسرے کے حال سے کہ خدا تعالیٰ نے تجھکو کیا انعام دیا
اور کیا کیا بخشا اور آپسمیں دوستوں سے باتیں کرنے اور اپنا اپنا حال بیان کرنا اور دوسرے کی سرگزشت کو سننا سب لذتوں سے زیادہ لذت رکھتا ہے **قال قآئلٌ**
منہم کہیگا ایک کہنے والا ان بہشتیوں میں سے اپنی یاروں سے **انّی** یہ کہ تحقیق میں جسوقت دنیا میں تھا تو **کان لی قرینٌ** تھا واسطے میرے ایک ہمنشین
میرا کہ میرے پاس وہ بیٹھتا تھا اور وہ غیر مذہب والونمیں سے تھا مجھکو ملامت کرکے **یقول** کہتا کہ **ءانّک لمن المصدّقین** کیا تحقیق تو سچا جاننے
والوں قیامت میں سے ہے **ءاذا متنا** کیا جسوقت مرجاینگے ہم **وکنّا ترابًا** اور ہوجاینگے ہم مٹی **وعظامًا** اور ہڈیاں گوشت اور پوست
ریزہ ریزہ **ءانّا** کیا تحقیق ہم اس ہیئت اور صورت سے پھر زندہ ہوکر **لمدینون** البتہ جزا دیے جاینگے کیا یہ امر سچ ہے کہ ہم ضرور جزا دیے جاینگے
قال کہیگا وہ مومن اپنے یاروں سے جو کہ بہشت میں اسکی صحبت میں ہیں **ہل انتم مطّلعون** کیا تم مطلع ہوئے یارو میرے اس رفیق سے کہ وہ دوزخ
میں کس جگہہ ہے اور کس عذاب میں وہ مبتلا ہے جسنے اسکو کبھی دیکھا ہے وہ کہینگے کہ تو دیکھ اسکو کہ تو ہی رفیق کو خوب پہچانتا ہے اور بعد اسکے بہشت میں ایک روزن
کھولیں دوزخ کیطرف اور اس مومن سے کہیں کہ تو دوزخ میں اسکو دیکھ **فاطّلع** پس مطلع ہوئے وہ مومن اور دوزخ کے لوگوں کیطرف نظر کرے **فرءاٰہ**
پس دیکھے وہ اس رفیق اپنی کو **فی سوآء الجحیم** بیچ وسط دوزخ کے یعنی دوزخ کے بیچ میں اسکو دیکھے اور سونچے **قال** کہے وہ مومن اپنے رفیق سے **تاللہ**
قسم ہے خدا کی **ان کدت** تحقیق کہ قریب تھا تو کہ سبب بہکانے اور گمراہ کرنیکے **لتردین** البتہ ہلاک کردے تو مجھکو **ولولا نعمۃ ربّی** اور
اگر نہوتی نعمت پروردگار میری کی کہ مجھکو ہدایت کرکے تیرے بہکانے سے مجھکو محفوظ رکھا تو **لکنت من المحضرین** البتہ ہوتا میں حاضر کیے گیوں دوزخ سے ہمراہ
تیرے کہ مثل تیری دوزخ میں میں بھی موجود ہوتا پس وہ مومن اپنے اس رفیق دنیا کو ملامت کرکے کہے کہ **افما نحن بمیّتین** کیا پس نہیں ہیں ہم مرنے
کہ ہم دنیا میں مرے تھے اور پھر زندہ ہوے اور تو کہتا تھا دنیا میں کہ ہم نہیں مرینگے **الّا موتتنا الاولیٰ** مگر مرنا پہلا جو کہ دنیا میں تھا **وما نحن بمعذّبین** اور نہ

نہیں میں ہم عذاب کیے گئے ہیں یعنی اسواسطے کہ وہ کہتا تھا کہ قیامت نہ ہوگی اور پھر زندہ ہوکر نہ اٹھیں گے اب انہوں نے دیکھا کہ جو کچھ وہ اعتقاد رکھتا تھا اُسکے برخلاف نظر آیا اور کہتے ہیں کہ
زیادہ صحیح اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ یہ کلام مومنین کا آپس میں ہے کہ بعضا بہشتی بعضے بہشتی سے اپنی خوشی اور نعمتوں کا ظاہر کرنیکے واسطے کہیگا کہ کیا ہم نہیں ہیں ہم مرنیوالے
مگر موت پہلی جو ہماری دنیا میں تھی اور نہیں ہیں ہم عذاب کیے گئے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور یہ از روے تحقیق اور یقین کے کہیگا نہ از روے شک کے
یعنی ہم نعمتوں میں ہیں اور اسمیں ہیں اور موت ہمارے واسطے نہیں ہے مگر وہ موت پہلی ہماری کہ جو دنیا میں تھی اور نہ ہم عذاب کیے جاوینگے **اِنَّ هٰذَا** تحقیق کہ یہ نعمت اور ہمیشہ
بہشت میں رہنا اور عذاب سے بیخوف ہونا **لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ** البتہ وہ مراد پانا بڑا ہے اور رستگاری بزرگ **لِمِثْلِ هٰذَا** واسطے مثل اس ثواب اور مراد پانیکے
فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُونَ پس چاہیے کہ عمل کریں عمل کرنیوالے دنیا میں تاکہ بہشت میں پہنچکر ہمیشہ کو راحت کریں اور جسوقت بہشت کا اور بہشتیوں کا ذکر کر لیا تو کافروں
اور گنہگاروں کے ڈرانیکے واسطے فرماتا ہے کہو وہ لوگو کہ عقل اور فہم رکھتے ہو اور بھلے اور بُرے میں فرق کرتے ہو **أَذٰلِكَ** کیا وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے بہشت کی نعمتیں
اور سرور اور راحت وہ سب **خَيْرٌ** بہتر ہے **نُّزُلًا** پیشکشی اور ضیافت میں **أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ** یا درخت زقوم کا کہ جسکو سینڈھ کہتے ہیں اور نزل تمیز
واقع ہوئی ہے اور زقوم ایک درخت ہے نہایت تلخ اور زہردار اور چھوٹے چھوٹے پتے اسکے ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ درخت تو ہر کا ہے کہ نہایت بدمزہ ہے اور خاردار ہوتا ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ وہ پھل ایک درخت کا ہے کہ نہایت تلخ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی اصل معلوم نہیں ہے اور نزل کے لفظ سے معلوم ہوا کہ یہ درخت پیشکش ہے دوزخیوں
کیواسطے جسوقت دوزخ میں داخل ہوں اور سوا اسکے طرح طرح کے عذاب ہیں انکے واسطے ایسی ہی جیسے کہ ذکر ہوا ہے بہشت کی نعمتوں کا وہ پیشکش بہشتیوں کا ہے جسوقت کہ
بہشت میں داخل ہوں اور سوا اسکے انکے واسطے وہ نعمتیں ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سُنی ہیں اور نہ کسیکے دل میں گذری ہیں اور کہتے ہیں کہ
کفار نے جسوقت سنا کہ درخت زقوم دوزخ میں اگتا ہے تو یہ سنکر انہوں نے کہا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہو آگ تو لوہے کو جلا دیتی ہے وہ کیونکر سلامت رہیگا محمد دروغ کہتا
اور جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ **إِنَّا جَعَلْنٰهَا** تحقیق ہمنے کر دیا ہے اس درخت کو **فِتْنَةً** آزمائش دنیا میں **لِّلظّٰلِمِينَ**
واسطے ظالموں کے تاکہ انکار انکا موجب زیادتی اور سختی عذاب کا ہو اور نہیں جانتے کہ جو شخص قادر ہے حیوانوں کے آگ میں پیدا کرنے پر مثل سمندر کے کہ وہ آگ میں رہتا ہے اور آگ
میں انڈے اور بچے دیتا ہے اور آگ ہی میں سب پرورش پاتے ہیں تو کیا وہ قادر نہیں ہے کہ آگ میں ایک درخت کو پیدا کرے کہ وہ آگ ہی کی قسم سے ہو یا کسی اور شئے سے پیدا
کرے کہ آگ اسکو نہ جلا سکے جیسے کہ زنجیریں اور طوق اور سانپ اور بچھو سب دوزخ میں موجود ہیں اور آگ انکو نہیں جلا سکتی اور زقوم لغت میں مسکہ اور خرما کو کہتے ہیں کہ
کہتے ہیں مجمع البیان میں لکھا ہے کہ ابن الزبعری نے قریش کے اشراف سے کہا کہ محمد ہمکو زقوم سے ڈراتا ہے ابوجہل نے کہا اور عرب بزرگوں کو اپنے گھر میں لایا اور ایک لونڈی سے کہا کہ
خرما اور مسکہ لا جب لائی تو لوگوں سے کہا اسکو کھاؤ کہ یہ زقوم ہے جس سے محمد ڈراتا ہے حقتعالیٰ نے آیت نازل کی کہ زقوم سے مراد وہ نہیں ہے کہ تم کہتے ہو **إِنَّهَا** تحقیق
وہ زقوم **شَجَرَةٌ تَخْرُجُ** ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے **فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ** بیچ جڑ دوزخ کے یعنی دوزخ کی تہ میں وہ درخت اگتا ہے اور شاخیں اسکی دوزخ کی
سب طبقوں میں پہنچتی ہیں **طَلْعُهَا** میوہ اس درخت کا ایسا ہے کہ **كَأَنَّهُ** گویا کہ وہ **رُءُوسُ الشَّيٰطِينِ** سر ہیں دیووں کے ڈرانے اور بدصورتی
اور مکروہ ہونے میں اسواسطے کہ جو چیز کہ نہایت مکروہ اور بدصورت ہے اسکو دیووں سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اسی جہت سے یہاں بھی ان درختوں کے میووں کے مکروہ ہونیکی جہت سے فرمایا
ہے کہ گویا کہ وہ دیووں کے سر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے گرد پہاڑوں میں کچھ پتھر تھے نہایت سیاہ اور سخت انکو رؤس شیاطین کہتے تھے ان پتھروں سے تشبیہ دی ہے
فَإِنَّهُمْ پس تحقیق کہ وہ دوزخی **لَآكِلُونَ مِنْهَا** البتہ کھانیوالے ہیں اس میں سے یا اسکے میوے سے **فَمٰلِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ** پس بھرنیوالے
ہیں اس سے پیٹوں کو نہایت بھوک سے اور منقول ہے کہ حقتعالیٰ دوزخیوں میں بھوک کی علت پیدا کریگا اس شدت سے کہ اسکی سختی کے آگے سب عذابوں کو بھول جائینگے اور بھوک کے
غلبہ میں مالک کے پاس آئینگے اور اس سے کھانا طلب کرینگے کہ وہ دوزخ کا داروغہ ہے مالک انکو میوہ درخت زقوم کا دیگا اسکے کھانیکو دیگا وہ لوگ بھوک کی شدت میں
اپنے پیٹ اس سے بھریں اور بعد اسکے انپر تشنگی غالب ہو پانی کو طلب کریں مالک بعد عرصہ دراز کے پانی گرم کھولتا ہوا انکے پینے کو دیگا چنانچہ فرماتا ہے کہ **ثُمَّ إِنَّ**
لَهُمْ پھر تحقیق واسطے انکے بعد عرصہ دراز کے **عَلَيْهَا** اوپر کھانے اس درخت کے **لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ** البتہ ملونی ہے آب گرم سے یعنی اس پانی
گرم کو زخموں کے دھوون میں اور پیپ میں ملا کر انکے پینے کو دیوینگے وہ اس پانی کو ہونٹوں کے نزدیک لیجائینگے تاکہ اسکو نوش کریں اسکی حرارت سے کھال انکے منھ کی گل کر گر پڑیگی اور

جسوقت وہ پانی انکے پیٹ میں پہنچے تو تمام انتڑیاں گل کر پارہ پارہ ہو جائیں ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ پھر تحقیق جگہ پھر آنیکی بعد کھانے قوم کے اور پینے پانی گرم کے
لَاِلَی الْجَحِیْمِ البتہ طرف دوزخ کی ہے اور وہ جو مستحق عذاب کے ہوئے ہیں سبب اسکے ہے کہ اِنَّهُمْ تحقیق انہوں نے اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ پایا تھا انہوں نے
باپوں اپنے کو ضَآلِّیْنَ گمراہ اور راہ حق سے پھرے ہوئے فَهُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ پس وہ اوپر نشانیوں انکی کے یعنی اوپر راہوں انکی کے یُهْرَعُوْنَ
دوڑائے جاتے تھے بدون تامل اور تحقیق کے جو کچھ کہ انکی باپوں کی راہ ہوتی تھی اسکو اختیار کرتے تھے اور اسکو سچا سمجھتے تھے اور دریافت نہ کرتے تھے کہ یہ مذہب انکا واقع میں بھی
حق ہے یا نہیں اور پہلی امتوں کی حالت سے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وَلَقَدْ ضَلَّ اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے قَبْلَهُمْ پہلے انکے یعنی پہلے قریش کے اَکْثَرُ
الْاَوَّلِیْنَ اکثر پہلے لوگوں کی مانند قوم نوح اور عاد اور ثمود کے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجے ہمنے فِیْهِمْ بیچ ان لوگوں کے مُّنْذِرِیْنَ
ڈرانیوالے یعنی پیغمبر ہمنے بھیجے کہ انہوں نے عذاب خدا سے انکو ڈرایا لیکن ان لوگوں نے پیغمبروں کا کہنا قبول نہ کیا فَانْظُرْ پس نظر کر تو عبرت کی آنکھ سے کَیْفَ کَانَ کیونکر ہوا
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ انجام ڈرائے گئیوں کا یعنی ان لوگوں کا کہ جنکو پیغمبروں نے ڈرایا تھا اور ان لوگوں نے کہنا پیغمبروں کا نہ مانا تھا انکی انجام کو دیکھ کہ کیسے سخت عذاب
اور ذلت اور رسوائی میں گرفتار ہوئے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ مگر بندے خدا کے جو کہ خالص کئے گئے ہیں کفر اور گناہ سے اور پیغمبروں کے ڈرانے سے فائدہ مند ہوئے
تھے انکو عذاب سے نجات حاصل ہوئی اور اب انبیا کا اور انکی امتوں کا حال تفصیل سے بیان کرتا ہے وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ البتہ تحقیق پکارا ہمکو نوح نے بیچ
نصرت کی اور اپنی قوم کی ہلاکت کیواسطے بعد اسکے کہ انکے ایمان سے نا امید ہوا ہمنے انکی پکار کو سنا فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ پس البتہ اچھے جواب دینے والے ہیں ہم انکی
یعنی مدد کی اور انکی قوم کو طوفان میں غرق کیا وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ اور نجات دی ہمنے اسکو اور لوگوں اسکے کو جو کہ اسکے ہمراہ کشتی میں سوار تھے مِنَ الْکَرْبِ
الْعَظِیْمِ اندوہ بڑے سے اور رنج عظیم سے کہ وہ غرق ہونا یا آزار دینا قوم کا ہے وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے بعد غرق ہونے کے ذُرِّیَّتَهٗ اولاد انکی کو هُمُ
الْبٰقِیْنَ وہی باقی رہنے والی دنیا میں اور سب ڈوب گئے یا کہ وہ باقی سام اور حام اور یافث تھے تین بیٹے حضرت نوح کے اور کہتے ہیں کہ چار بیٹیاں انکی باقی رہیں
تھیں تمام آدمی دنیا کے انکی تینوں بیٹوں کی اولاد ہیں اسیواسطے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہیں اور سوائے اولاد نوح کے اور مومنین جو غرق ہونے سے بچے تھے انسے کسی کی
اولاد نہیں ہوئی یہ سب آدمی نوح کے بیٹوں کی اولاد ہیں کہتے ہیں کہ عرب اور فارس کے آدمی اولاد سام کی ہیں اور ترک اور صقالبہ اور یاجوج اور ماجوج یافث کی اولاد ہیں
اور سب ہندی حام کی اولاد ہیں اور بعضی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے نوح کی اور آدمیوں سے بھی اولاد باقی رہی ہے وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ ترکنا کا مفعول محذوف
ہے یعنی ثنا اور ذکر جمیل کے اور معنی اسکی یہ ہے کہ چھوڑا ہمنے اوپر نوح کے ذکر نیک کو فِی الْاٰخِرِیْنَ درمیان پچھلے لوگوں کے کہ نوح کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور
اسکا ذکر نیک کرتے ہیں خصوصاً امت محمد صلعم سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ سلام ہماری طرف سے اوپر نوح کے فِی الْعٰلَمِیْنَ بیچ عالم کے لوگوں کے یعنی ہمنے عالم کے
لوگوں کے درمیان نوح پر سلام کرنا باقی چھوڑا ہے کہ تمام جن اور آدمی اسپر سلام بھیجتے ہیں اور یہ اسکی آزار کی جزا ہے کہ اپنی امت کی طرف سے پہنچی ہیں اِنَّا کَذٰلِکَ
تحقیق کہ ہم اسیطرح یعنی جیسکہ نوح کو جزا دی ہے اسکے اعمال نیک کہ لوگ اسکی تعریف اور ذکر نیک کرتے ہیں ایسی ہی نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ جزا دیتے ہیں
نیکی کرنیوالوں کو اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ نوح مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ بندوں ہمارے ایمان لانیوالوں میں سے تھا اسیواسطے ہمنے اسکو غرق سے نجات دی اور نام
اسکا درمیان بندوں کی بلند کیا ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ڈبو دیا ہمنے اوروں کو کہ وہ کافر تھے انکی امت کے آدمی اور جو ہمیشہ ایمان نہ لائے تھے اور اب خدا تعالیٰ
حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ اور تحقیق کہ پیروی کرنیوالے اسکے نوح کے ہیں سے لَاِبْرٰهِیْمَ البتہ ابراہیم ہے کہ
اصول دین اور طریق حق اور ظلم امت کے کھینچنے میں نوح کا پیرو اور اسکی موافق تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ شیعہ کی ضمیر محمد صلعم کیطرف پھرتی ہے کہ یعنی پیروی کرنیوالوں محمد
کے ابراہیم ہی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دوستوں میں سے فرمایا کہ مبارک ہو تمکو انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ شیعہ کسینے کہا کہ لوگ ہمکو اس نام پر ملامت کرتے
ہیں فرمایا کہ کیا نہیں سنا ہی تو نے قول حقتعالیٰ کا وان من شیعته لابراهیم اور قول اسکا دوسرا فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه یعنی پس فریاد کی موسیٰ سے اس
شخص نے کہ گروہ اسکے موسیٰ کے سے تھا اوپر اس شخص کے کہ دشمنوں اسکی سے تھا پس ای محمد قصہ کو ابراہیم کے پڑھ اور یاد کر اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ جسوقت کہ آیا وہ ابراہیم
پروردگار اپنے کے پاس یعنی اپنے پروردگار کو حق جانا اور اسکا اعتقاد کیا بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ساتھ دل سلامت کے شرک اور گناہوں سے اور حضرت صادق علیہ السلام نے

قصہ حضرت ابراہیم

فرمایا ہی کہ سلامت تھا تمام ما سوا اللہ سے اور پاک تھا دنیا کی موانع اور آخرت کے علاقوں سے یعنی ابراہیم خلیل نے منہ اپنا طرف درگاہ پروردگار کے کیا جسوقت کہ دونو جہان کی
محبت سے خالی تھا **اِذْ قَالَ** جسوقت کہ کہا اُسنے **لِاَبِیْهِ** واسطے باپ اپنے کے کہ وہ چچا اُسکا تھا اور ابراہیم کو اُسنے پرورش کی تھی اسواسطے وہ اُنکو باپ اپنا
کہتے تھے اور نام اُسکا آزر تھا اُس ابراہیم نے کہا **وَقَوْمِهٖ** اور کہا واسطے قوم اپنی کے جسوقت کہ اُنکو بتونکی پرستش کرتے دیکھا کہ **مَاذَا تَعْبُدُوْنَ**
کیا چیز ہی کہ پرستش کرتے ہو تم اُسکی **اَئِفْكًا اٰلِهَةً** کیا جھوٹ بنائے ہوئے معبودونکو **دُوْنَ اللّٰهِ** سوائے خدا کے **تُرِيْدُوْنَ** ارادہ کرتے ہو تم
افکا مفعول تریدون کا ہی کہ بسبب اہتمام مقدم ہوا اور آلہۃ بدل ہی افکا سے **فَمَا ظَنُّكُمْ** پس کیا گمان تمہارا ہی **بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** ساتھ پروردگار عالمونکے
یعنی سزاوار عبادت کا تو وہ ہے نہ غیر اُسکا ہو سکتی کہ جو کہ پیدا کرنیوالا عالمونکا ہی وہ مستحق عبادت کا ہی نہ غیر اُسکا چاہیے کہ عالمونکے پروردگار کی عبادت کرو نہ اُسکی
غیر کی پس کیا ہی گمان تمہارا کہ جو عبادت کے مستحق کی پرستش کو ترک کرکے بتونکی پرستش کرتے ہو اور اُنکو خدا کے شریک کرتے ہو جسوقت انہوں نے یہ دلیل سُنی تو
لاجواب ہوئے اور کہا کہ کل کو ہماری عید ہی اور ہم صحرا کو جاوینگے اور آج قسم قسم کے کھانے ہم پکاتے ہیں اور بتونکے روبرو رکھتے ہیں اور کل کو صحرا سے واپس آکر بتخانونمیں جب
ہم آوینگے تو اُن کھانونکو بطور تبرک کے آپسمیں تقسیم کرینگے تو بھی کل کو ہمارے ہمراہ جنگل کو چل اور سیر ہماری مجمع اور انبوہ کی کر اور وہانسے واپس ہوکر ہمارے بتخانہ میں
داخل ہو تاکہ تو تجمل اور زینت اور صورت اور شکلیں بتونکی نظر کرے اور ہم جانتے ہیں کہ جسوقت تو بتوں کا تماشا کریگا تو پھر ہمکو ملامت نہ کریگا اور اُنکی پرستش کو بُرا نہ کہیگا
حضرت ابراہیم نے یہ کلام اُنکا سنکر کچھ جواب نہ دیا دوسرے روز اُنکے چچا آزر نے اور اُسکے یاروں نے کہا کہ اے ابراہیم چل جنگل کو ہمارے ساتھ **فَنَظَرَ** پس نظر کی ابراہیم نے
نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ نظر کرنی بیچ ستاروں کے نہ اُنکے حکم نکالنے کیواسطے اسواسطے کہ نجومی گمراہ ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ المنجم کالکاہن والکاہن کالکافر والکافر
فی النار یعنی نجومی مثل کاہن کے ہی اور کاہن مثل کافر کے ہی اور کافر دوزخ میں ہی اور دوسری حدیث میں ہی کہ جو کوئی ایمان لایا ساتھ ستارونکے وہ کافر ہوا بلکہ سبب
ستارونکی طرف نظر کرنیکا یہ تھا کہ اُنکو تپ نوبت آتا تھا اور نشان تپ وارد کے آنیکی وقت کا مقام معین ستارونکی پہنچنے کا تھا کہ جسوقت ستارے اُس جگہہ پہنچتے تو اُنکو لرزہ شروع
ہوتا تھا اور جسوقت اُنکو صحرا کو لیجاتے تھے وہ ستارے اُس مقام کے نزدیک پہنچتے تھے اُن ستاروں پر نظر کرکے دیکھا کہ قریب پہنچے ہیں **فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ** پس کہا کہ تحقیق
میں بیمار ہوں یعنی بیمار ہونگا اور وقت تپ کا قریب آیا اور یا یہ کہ قوم اُنکی نجومی تھی اور ابراہیم نے ستاروں پر نظر کرکے جو کہا کہ میں بیمار ہوں تو مقصود اُنکا اس سے یہ تھا کہ میں
تمہارے کفر اور عناد کی جہت سے تنگدل ہوں اور پریشان خاطر اور قوم اُنکی یہ سمجھی کہ اسنے علم نجوم سے دریافت کیا ہی کہ میں بیمار ہونگا اور حضرت امام باقر علیہ السلام سے بھی مروی ہی
کہ نہ تو حضرت ابراہیم بیمار تھے حقیقت میں نہ اُنہوں نے جھوٹ بولا اور جسوقت قوم نے ابراہیم سے سنا کہ وہ کہتا ہی کہ انی سقیم اُنکو گمان طاعون کے مرض کا ہوا اسواسطے کہ یہ مرض ان
لوگونکو لاحق ہوا تھا اور اُسی سے بہت ڈرتے تھے **فَتَوَلَّوْا عَنْهُ** پس پھرے وہ اُسکی طرف سے اُس بیماری کے خوف سے اس گمان سے کہ ایسا نہو کہ اسکی بیماری ہمکو بھی پہنچ جاوے
مُدْبِرِيْنَ جسوقت کہ منہ پھیرے ہوئے تھے اُسکی طرف سے یہ حال واقع ہوا یعنی اُسکو تنہا چھوڑ کر صحرا کو روانہ ہوئے اور جسوقت وہ اپنی عیدگاہ میں پہنچے تو حضرت ابراہیم اُنکی
بتخانہ میں آئے لوگوں سے چھپکر چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی **فَرَاغَ** پس پوشیدہ ہو کر آیا **اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ** طرف معبودوں اُنکے کے یعنی طرف بتونکی جنکی کہ وہ پرستش کرتے تھے
اور جسوقت بتخانہ میں داخل ہوئے تو اُن بتونکو دیکھا کہ طرح طرح کی زینت سے آراستہ ہو رہے ہیں اور قسم قسم کے کھانے اُنکے روبرو رکھے ہیں **فَقَالَ** پس کہا ابراہیم نے اُن بتونسے
ہنسی اور ملامت کی راہ سے کہ **اَلَا تَاْكُلُوْنَ** کیا نہیں کھاتے ہو تم اِن پاکیزہ کھانونکو اور جسوقت جواب اُنسے نہ سنا تو دوسری بار ہنسی کی راہ سے کہا کہ **مَا لَكُمْ**
لَا تَنْطِقُوْنَ کیا ہی واسطے تمہارے کہ نہیں بولتے ہو تم اور مجھکو جواب نہیں دیتے ہو اور اس کلام سے اشارہ ہی طرف اس امر کے کہ یہ بت جو قسم پتھر وغیرہ سے ہیں کہ نہ کھاتے ہیں اور
نہ بات کرتے ہیں قابل پرستش کے نہیں ہیں اور بعد اسکے حضرت ابراہیم نے ایک تبر جو اپنے ہمراہ لائے تھے اٹھایا **فَرَاغَ** پس پوشیدہ کیا **عَلَيْهِمْ** اوپر اُن بتونکے اور وہ بت
ستر تھے اور مارا اُنکو **ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ** ساتھ دہنے ہاتھ کے کہ اُسکی قوت بائیں ہاتھ سے زیادہ ہوتی ہی اور ضربا مفعول مطلق فعل محذوف کا ہی اور وہ متعدی ہی اور ساتھ اُسکے
متعلق بالیمین ہے پس حضرت ابراہیم نے اُن بتونکو تبر مار کر ٹکڑے کر دیا مگر بڑے بت کو کہ وہ سونیکا تھا اور یاقوت اُسکی آنکھونمیں جڑے تھے اُسکو نہ توڑا اور وہ تبر اُس بڑے بت کے شانہ پر
رکھدیا اور جسوقت کہ قوم اُنکی عیدگاہ سے واپس پھر آئی اور بتخانہ میں گئی تو اپنے بتونکا حال خراب دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ حال اُنکا کسنے کیا ہی بعضونے اُنمیں سے کہا کہ یہ کام ابراہیم کا
ہی وہ ہمیشہ ہمارے معبودونکی مذمت کیا کرتا ہی **فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ** پس متوجہ ہوئے طرف اُس ابراہیم کے **يَزِفُّوْنَ** جسوقت کہ جلدی چلتے تھے اور دوڑتے تھے اور یزفون

حال واقع ہوا اور جو گرہ لیے ہمکو بعض یا پڑھا ہے اور بعضی نے فون کی ق کو مخفف پڑھتے ہیں پس وہ لوگ دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور انکو پکڑ کر نمرود کے پاس لیگئے کہ وہ بادشاہ
تھا اور نہیں لوگوں کی دین پر تھا حضرت ابراہیم سے دین کے مقدمہ میں گفتگو واقع ہوئی چنانچہ سورہ انبیاء میں گذر چکی ہے اور بعد گفتگو کے **قَالَ** کہا ابراہیم نے کہ **اَتَعْبُدُوْنَ**
مَا تَنْحِتُوْنَ کیا پرستش کرتے ہو تم اسچیز کی کہ تراشتے ہو تم جسکو اپنے ہاتھوں سے مثل پتھر اور لکڑی وغیرہ کے یعنی کیونکر درست ہو عقل کے نزدیک کہ جسکو اپنے ہاتھ سے بنائیں اسکی
پرستش کریں اور مرادیں اپنی اس سے مانگیں اور واسطے زیادتی انکار کے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ **وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ** اور خدا نے پیدا کیا ہے تمکو اور اس چیز کو کہ کرتے
ہو تم یعنی خدا تعالی نے تمکو بھی پیدا کیا ہے اور جسکا عمل اپنے ہاتھ سے تم نے کیا ہے کہ تم نے انکو اپنے ہاتھ سے تراش کر بنایا ہے اسکو بھی خدا نے پیدا کیا ہے یعنی تمکو اور بتونکو کہ وہ پتھر
وغیرہ ہیں وہ انکو خدا نے پیدا کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ خدا نے تمکو پیدا کیا ہے اور تمہارے عمل کو یعنی تراشنے کو اس سے معلوم ہوا کہ خالق اعمال اور افعال کا خدا ہے لیکن
اس آیت کے یہ معنی نہیں ہو سکتے اور یہ معنی نہایت بعید ہیں اسواسطے کہ وہ لوگ بتونکو پوجتے تھے انکے عمل کو یعنی انکے تراشنے کو نہیں پوجتے تھے البتہ اگر وہ لوگ تراشنے کو پرستش کرتے تو
یہ معنی ہو سکتے تھے کہ خدا نے پیدا کیا ہے تمکو اور تمہارے تراشنے کو اور اس سے کچھ فائدہ نہ تھا بلکہ وہ لوگ بتونکی جو پرستش کرتے تھے اسواسطے ابراہیم نے فرمایا کہ خدا نے تمکو بھی پیدا کیا ہے
اور جنکو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو اور عبادت انکی کرتے ہو انکو بھی خدا نے پیدا کیا ہے یعنی تمکو اور بتونکو دونوں کو خدا نے پیدا کیا ہے جسوقت حضرت ابراہیم نے یہ گفتگو کی تو وہ لوگ بند ہوئے
اور جبکہ جواب نہ دے سکے تو ارادہ انکے جلانے کا کیا اور آپس میں مشورہ کرکے **قَالُوْا** کہا انہوں نے اپنے کاریگروں کو کہ **ابْنُوْا لَهٗ** بناؤ تم واسطے جلانے ابراہیم کے **بُنْيَانًا** ایک
عمارت کہ اور لکڑیوں سے اسکو پر کرکے آگ لگاؤ **فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ** پس ڈالو تم ابراہیم کو درمیان آگ جلانیوالی کے پس انہوں نے ایک عمارت بنائی کہ طول اسکا
تیس گز کا اور عرض اسکا بیس گز کا تھا اور لکڑیوں سے اسکو پر کیا اور آگ اسمیں روشن کی **فَاَرَادُوْا بِهٖ** پس ارادہ کیا انہوں نے ساتھ ابراہیم کے **كَيْدًا** مکر اور
حیلہ کا انکی ہلاک کی نیت میں سطرح سے کہ اسکو چھین میں ڈالکر آگ میں پھینکا **فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ** پس کر دیا ہمنے انکو بہت نیچا اور خوار اور ذلیل کہ انکے مکر کو ہمنے
باطل کیا اور آگ کو ابراہیم پر گلزار کر دیا اور جسوقت ابراہیم آگ میں سے سلامت باہر آئے تو نمرود نے کہا کہ ہمارے شہر میں سے چلا جا اور ابراہیم بھی انکے ایمان سے مایوس ہوگئے تھے اور
جانا کہ یہ ایمان نہ لاوینگے سوقت ملنے ارادہ ہجرت کا کیا اور مقرر کیا کہ یہاں سے چلا جاؤں اور کہا کہ تحقیق میں جانیوالا ہوں **وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ** طرف
پروردگار اپنے کے جس جگہ کہ مجھکو جانیکا حکم ہے واسطے پرستش اور قربت اسکی کے یعنی طرف ملک شام کے کہ اسمیں میرا مقصد ہے **سَيَهْدِيْنِ** قریب ہے کہ رہنمائی کریگا مجھکو خدا طرف
مقصود کے اور توفیق دیگا مجھکو طرف اسکی کہ جسمین بہتری میری ہے واسطے دنیا اور آخرت کے اور بعد اسکے جانب شام روانہ ہوئے اور راہ میں ہاجرہ ملک مصر سے سارہ کے آئی اور سارہ نے
اپنے شوہر کو وہ بخشی اور جسوقت ابراہیم اسکے مالک ہوئے تو خدا تعالی سے فرزند طلب کیا اور مناجات کی اپنے پروردگار سے اور کہا کہ **رَبِّ** اے پروردگار میرے **هَبْ لِيْ**
بخش تو واسطے میرے فرزند **مِنَ الصّٰلِحِيْنَ** نیکوں میں سے کہ میری مدد کرے وہ طاعت میں اور لوگوں کو حق کیطرف بلانے میں اور مونس اور غمخوار میرا ہو سفر میں اور درد اور
رنج میں اور سختی اور محنت میں خدا تعالی نے دعا انکی قبول کی چنانچہ فرماتا ہے کہ **فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ** پس خوشخبری دی ہمنے ابراہیم کو ساتھ لڑکے صبر والے
کے کہ کام کرنے میں جلدی نکرے کہ جلدی سے اسکو اسکے وقت کے پہلے کرنے لگے اور حلم انکا اس مرتبہ تھا کہ اول ابتداے بلوغ میں ابراہیم نے انسے کہا کہ مجھکو تیری ذبح کرنیکا حکم ہوا ہے
کہا کہ کرو جو کچھ کہ تمکو حکم ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے سواے ابراہیم اور اسمعیل کے کسیکو حلیم نہیں فرمایا ہے اور صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ اسمعیل بڑے تھے یا اسحاق
کہا کہ اسمعیل تو کہا کہ دونوں کی بشارت میں کسقدر فرق تھا فرمایا کہ پانچ برس کا اور اول بشارت جو خدا تعالی نے ابراہیم کو دی تھی وہ بشارت اسمعیل کے پیدا ہونیکی تھی چنانچہ فرمایا کہ
فبشرناه بغلام حلیم اور جسوقت حضرت اسحاق پیدا ہوئے سارہ کے شکم سے اور تین برس کے ہوئے تو ایکروز ابراہیم کی گود میں بیٹھے تھے اور اسمعیل آئے اور انہوں نے اسحاق کو ابراہیم
کی گودی سے نیچے اتارا اور خود ابراہیم کی گودی میں جا بیٹھے اور سارہ اسمعیل کے اس فعل کو دیکھتی تھی ابراہیم سے کہا کہ ہاجرہ کا بیٹا میرے بیٹے کو تیری گود سے دور کرتا ہے اور
اسکی جگہ خود بیٹھتا ہے قسم ہے خدا کی کہ ہاجرہ اور اسکا بیٹا ایک شہر میں میرے پاس کبھی نہ رہنے پاوینگے انکو مجھسے دور کر اور حضرت ابراہیم سارہ کی بہت خاطرداری اور
بزرگی کرتے تھے اسواسطے کہ وہ انبیا کی اولاد میں سے تھی اور ابراہیم کی خالہ کی بیٹی تھی یہ امر ابراہیم پر بہت شاق ہوا اور فراق میں اسمعیل کے بہت غمگین ہوئے جسوقت کہ دیکھا ابراہیم نے خواب میں اسمعیل
کے ذبح کرنیکا حکم سنا سو ہم حج میں یہ خواب دیکھکر غمگین اور محزون اٹھے اور حج کا موسم آیا تو ہاجرہ اور اسمعیل کو ہمراہ لیکر ملک شام سے مکہ کو روانہ ہوئے تا کہ اسمعیل کو ذبح کریں
اور مشہور یہ قصہ اسطرح سے ہے کہ ہاجرہ اور اسمعیل کو حضرت ابراہیم شام سے مکہ میں لے گئے اور مکہ میں اسمعیل نے پرورش پائی یہانتک کہ تیرہ برس کی عمر کو پہنچے اور ابراہیم ہاجرہ

اور سمعیل کے دیکھنے کو شام سے آیا کرتے تھے اکثر یہ مکہ میں اسوقت آتے کہ عمر سمعیل کی تیرہ برس کو پہنچی تھی ایکروز سمعیل شکار سے فارغ ہوکر مکہ میں آئے تو انکے رخساروں پر
گرد اور غبار پڑا ہوا تھا اور آفتاب کی حرارت سے چہرہ انکا سرخ ہوگیا تھا اور حضرت ابراہیم انکی سر راہ بیٹھے تھے جسوقت اسمعیل پر نظر کی تو رخسارہ انکا مثل گل کے دیکھا کیا
اور محبت پدری جوش میں آئی اور آٹھویں شب کو ماہ ذی الحجہ کے بستر راحت پر آرام کیا تو خواب میں آواز آئی کہ اے خلیل تو دعوی ہماری محبت کا کرتا ہے اور الفت فرزند کو اپنے
دلمیں جگہہ دیتا ہے اگر ہمارا وصال چاہتا ہے تو اپنے فرزند دلبند کو ذبح کر ابراہیم یہ خواب دیکھکر دہشتناک اٹھے اور تمام روز اس خواب کی فکر میں گذرا اور دلمیں اپنے کہتے تھے کہ یہ
خواب وسوسہ ہے یا خدا کیطرف سے ہے دوسرے روز بھی یہی خواب دیکھا پہلا خواب آٹھویں کو جو دیکھا تھا اسواسطے اسکو یوم ترویہ کہتے ہیں اور دوسرا خواب نویں کو جو دیکھا تھا تو پہچانا کہ یہ
خواب رحمان کیطرف سے ہے اسواسطے نویں کو یوم عرفہ کہتے ہیں اور دسویں شب کو یعنی عید قربان کی شب کو یہی خواب دیکھا یقین ابراہیم کا زیادہ ہوا اور ارادہ مصمم کیا کہ اس امر کو
کرنا چاہئے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالے نے بیداری میں ابراہیم کو خطاب کیا تھا کہ اگر خواب میں تجھکو میں حکم کروں کہ فرزند کو اپنے تو ذبح کر تو اسپر تو عمل کرنا پس ابراہیم نے دسویں تاریخ
ذی الحجہ کو صبح کیوقت ہاجرہ کو فرمایا کہ اٹھ اور اپنے فرزند کو نہلا اور اسکی آنکھوں میں سرمہ لگا اور کاکل میں اسکی کنگھی کر اور پوشاک نفیس اسکو پہنا کہ اسکو ایک دوست
کی مہمانی میں لیجاتا ہوں ہاجرہ نے سمعیل کو نہلا کر اور پوشاک نفیس پہنا کر بوسہ دیا اور کہا کہ نہیں جانتی ہیں کہ تجھکو کس جگہ میں لیجاتے ہیں لیکن تیری ابرو کی پریشانی کی بو
سونگھتی ہوں اور نہیں معلوم کہ تجھکو کس مہمانی کیلئے گھر میں طلب کیا ہے ابراہیم نے ہاجرہ سے کہا کہ رسی اور چھری لاؤ کہ ہمراہ اپنی لیجاؤں ہاجرہ نے کہا کہ یا خلیل اللہ مہمانی میں
چھری اور رسی کا کیا کام ہے فرمایا کہ شاید اسجگہہ قربانی کرنیکی احتیاج ہو اور بدون چھری اور رسی کے قربانی کرنا مشکل ہے پس حضرت ابراہیم اور اسمعیل نے ہاجرہ کو
رخصت کیا اور منی کیطرف روانہ ہوا اور ہاجرہ انکے پیچھے پیچھے جاتی تھی اور نگاہ حسرت اسمعیل کیطرف دیکھتی تھی اور گویا کہتی تھی ؎ مادر ابو تر جہان گذشتی ؎
رفتی و کار من غم ہجر ساختی ؎ فلما بلغ معہ السعی پس جسوقت پہنچا اسمعیل ہمراہ اس ابراہیم کے مقام سعی میں کہ وہ درمیان صفا اور مروہ کے ہے قال کہا
ابراہیم نے اسمعیل سے ازراہ شفقت اور مہربانی کے کہ یا بنی اے بیٹے میرے تو جانتا ہے کہ نزدیکی رحمت خدا کی اور حاصل ہونا قرب منزلت کا انکی درگاہ میں کہ پہنچی
سختیوں کی اور اٹھانے مصیبتوں کی اور صبر کرنے بلاؤں کی ممکن نہیں ہے اور میں اکمدت سے سختیاں کھینچتا ہوں اور صبر کرتا ہوں لیکن کوئی آزمائش بلا اسکو نہیں پہنچتی ہے کہ
انی اری تحقیق میں دیکھتا ہوں ہمیشہ فی المنام درمیان خواب کے انی اذبحک یہ کہ تحقیق میں ذبح کروں تجھکو یعنی پے در پے حکم الہی مجھکو
پہنچتا ہے کہ داغ جدائی تیری کا دل بریان پر رکھوں اور تجھکو تیغ بیدریغ سے راہ خدا میں قربانی کروں فانظر ماذا تری پس نظر کر تو سمجھ میں کیا دیکھتا ہے
تو مقصود حضرت ابراہیم کا اس مشورہ سے یہ تھا کہ اسمعیل کا حال معلوم کریں کہ اس بلائے سخت میں صبر کرکے ثابت قدم رہتا ہے یا جزع اور فزع کرتا ہے اور کسطرح کیکو کام فرماتا ہے
حضرت اسمعیل نے جسوقت یہ کلام اپنے پدر بزرگوار سے سنا تو خوشی دل اور رغبت طبع اور بطیب خاطر قال یا ابت کہا اے باپ میرے افعل ما تؤمر کر تو جو کچھ
حکم کیا جاتا ہے تو اسمعیل کے احتیاط کو دیکھئے کہ یہ نہ کہا کہ مجھکو تو ذبح کر بلکہ یہ کہا کہ جو کچھ تو حکم کیا جاتا ہے وہ کر اور جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا ہے اسکو بجا لا ستجدنی
قریب ہے کہ پاویگا تو مجھکو ان شاء اللہ اگر چاہے خدا من الصابرین صبر کرنیوالوں میں سے اس ذبح پر اگر میری ہزار جانیں ہوتیں اور ان ہزار کی قربانی
کرنیکا حکم پہنچتا تو میں سب کو فدا کرتا اور نہ صبر کرتا اور اب تو یہ ایک جان ہے ہرگز مضائقہ نکرونگا اور راہ خدا میں فدا کرونگا کہ کل مجھکو کہنے کی قدرت ہو کہ ؎
سر در رہ او فدا شد چہ بجا شد ؎ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ؎ اور اے باپ میرے اگر توفیق خدا شامل حال میرے کی ہوگی تو میں اس بلائے عظیم پر ہرگز بے صبری
اور جزع فزع نکرونگا اے باپ میرے اگر بعد اسکے لوگ کہیں کہ ابراہیم نے واسطے فرمانبرداری حکم خدا کے اپنے بیٹے کو قربان کیا تو یہ بھی کہینگے کہ اسمعیل نے راہ خدا میں اپنا سر دیا
اور کہتے ہیں کہ بعد رخصت ہونے اسمعیل کے ہاجرہ سے شیطان کو جو اس امر کی خبر ہوئی کہا کہ مکر کرنیکا یہ وقت ہے کہ ہاجرہ کو جا کر بہکاؤں کہ بہ نسبت باپ کے ماں کا دل زیادہ اولاد کے
ساتھ مائل ہوتا ہے اور تعلق رکھتا ہے ایک دوسری صورت میں بنکر ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے ہاجرہ تو جانتی ہے کہ ابراہیم اسمعیل کو کہاں لیجاتا ہے کہا کہ ہاں ایک دوست کی مہمانی
میں لیجاتا ہے شیطان نے کہا کہ اے غافل اسکو لیجاتا ہے ذبح کرنیکے واسطے ہاجرہ نے کہا کہ اے بوڑھے بے عقل تعجب نہیں ہے کہ تو ابلیس ہو باپ تو خلیل ہو اور بیٹا اسمعیل سا ہو کیونکر
دل باپ کا یارا دیوے کہ اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے یہ بات بھلا عقل میں بھی آتی ہے کہا کہ مدعا اسکا یہ ہے کہ خواب میں اسنے دیکھا ہے کہ خدا تعالی نے اسکو فرمایا ہے کہ تو اپنے
فرزند کو ہماری راہ میں قربان کر ہاجرہ نے کہا کہ خلیل ہرگز دروغ نہ کہیگا اور اگر خدا کا حکم یہی ہے کہ اسمعیل کو اسکی راہ میں قربان کریں تو ہزار جان ہاجرہ کی اور اسکی فرزند کی رب جلیل پر

فدا ہیں ابلیس ہاجرہ سے نا امید ہو کر حضرت خلیل کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابراہیم ہزار جان اسمٰعیل کی جان پر فدا ہو جو تو چاہتا ہے کہ اسکو خون آلودہ کرے اور ناحق اسکو ذبح کرے
اس امر میں تامل کرنا چاہیے ﴿ع﴾ باغبانا چونکہ سرو خویش را خواہی برید ۔ اول از بے دقتی جو بار اندیشہ کن ۔ ابراہیم نے جانا کہ یہ شیطان ہے اور کہا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ اسکی طرف پڑھا اسکو کچھ اثر اسکا نہوا اور کہا کہ اے ابراہیم یہ خواب تیرا شیطانی ہے اور جو نہیں تو خدا تعالیٰ کیونکر فرزند کے ناحق قتل کرنیکا حکم دیوے ابراہیم نے فرمایا کہ
تو شیطان ہے اور تجھکو نہیں یارا بہکانے پر قدرت نہیں ہے خواب میرا رحمانی ہے اور جو کچھ کہ خدا نے مجھکو حکم دیا ہے اسمیں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں اور مجھکو سوا فرمانبرداری حکم کے
چارہ نہیں ابلیس نے کہا کہ اے خلیل آخر تیرا دل کیونکر یاری دیگی کہ ایسے فرزند دلبند کو تو اپنے ہاتھ سے ہلاک کرے فرمایا کہ اے ملعون جسوقت کہ نمرود نے مجھکو آگ میں ڈالا تھا جبرئیل کہ
مقرب درگاہ خدا ہے آزمائش کے واسطے مجھکو چاہا کہ راہ توکل سے پھیرے انکی کلام نے تو میرے دل میں اثر کیا ہی نہیں اور تجھ راندہ درگاہ خدا کے تیرے فریب میں کیا آتا ہوں اگر
مشرق سے مغرب تک میرے فرزند ہوں اور حکم خدا کا پہنچے کہ سب کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر تو میں بلا تامل انکو قتل کروں اور منقول ہے کہ جسوقت حضرت ابراہیم منی میں جمرہ اولیٰ پر پہنچے
تو شیطان وسوسہ دینے آیا سات سنگریزے حضرت ابراہیم نے اسکی مارے اور وہاں سے جمرہ وسطیٰ پر آیا وہاں بھی سات کنکریاں اسکو ماریں اور وہاں سے حضرت ابراہیم جمرہ عقبیٰ پر پہنچے تو
وہاں بھی ابلیس ظاہر ہوا سات کنکریاں وہاں بھی ابراہیم نے اسکو ماریں اور اسیواسطے ان تینوں جمروں کو سات سات کنکریوں کا مارنا حجاج کے اعمال میں داخل ہو گیا ہے اور جسوقت
ابلیس لعین وسوسہ خلیل سے نا امید ہوا تو حضرت اسمٰعیل کے پاس آیا اور کہا کہ اے اسمٰعیل تو جانتا ہے کہ باپ تیرا تجھکو کہاں لیجاتا ہے کہا کہ ایک دوست کی مہمانی میں لیے جاتا ہے
ابلیس نے کہا کہ تو غلط کہتا ہے تجھکو اسلئے لیجاتا ہے کہ ذبح کرے تجھکو اور کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھکو خواب میں حکم دیا ہے کہ اپنے فرزند کو قربانی کر اسمٰعیل نے کہا کہ اے بڈھے بیوقوف اگر
حکم خدا کا ہے تو ہزار جان اسمٰعیل کی فدائے حکم خدا ہیں ابلیس نے کہا کہ تجھکو برداشت تیغ کی نہوگی اور باپ سے نزاع کرے فرمایا کہ میں حکم خدا سے [illegible] اور باپ نے فرمایا ہے
باہر نہونگا اور ابلیس نے زیادہ مبالغہ کیا اور کہا کہ تو مفت اپنی جان دیتا ہے اسمٰعیل نے آواز دی کہ اے باپ یہ بڈھا آدمی مجھکو فریب دیتا ہے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے
فرزند یہ ابلیس ہے اسکے پتھر مار اسمٰعیل نے کئی پتھر اسکو مارے شیطان وہاں سے بھی محروم ہو کر پھرا اور حضرت ابراہیم منی میں ٹھہرے اور اسمٰعیل کو رو برو بٹھایا اور چھری اور رسی باہر
نکالی اور فرمایا کہ اے فرزند کچھ وصیت کرتا ہے کہ اسکو بجا لاؤں کہا کہ ہاں تین وصیتیں ہیں سب قبول کر اول یہ ہے کہ وقت ذبح کرنیکے ہاتھ اور پاؤں میرے باندھ ﴿ع﴾ بر بند
دست و پا مرا محکم ای پدر تا در جزع [illegible] ابراہیم نے فرمایا کہ تو خدا کے پاس جاتا ہے اور بے صبری کرتا ہے کہا کہ اے باپ میرے جزع اور بیتابی نہیں کرتا ہوں
لیکن یہ وصیت میری دو سبب سے ہے ایک سبب یہ کہ جسم چھری کا میرے بدن ناتوان اور ضعیف پہنچے مبادا کہ میں ہاتھ اور پاؤں مارنے لگوں اور اس سبب سے نام میرا
دفتر صابروں میں سے خارج کریں اور دوسرا یہ کہ [illegible] کہ وقت [illegible] کے ہاتھ پاؤں مارنے لگوں اور کپڑے تیرے خون میں آلودہ ہوں اس
سبب سے جرم عاق ہونیکا میری گردن پر ہو ﴿ع﴾ دامان خود بچین ای بابا که آلوده [illegible] ترسم که جامه ات شود از خون من نگار
از دوست منفعل شوم واز تو شرمسار ﴿﴾ بس تیغ خویش تیز کن ای [illegible] حضرت ابراہیم نے اس وصیت کو قبول کیا اور فرمایا کہ دوسری
کیا وصیت ہے اسمٰعیل نے کہا کہ وقت قربان کرنیکے منہ میرا خاک پر رکھنا اسواسطے کہ حق تعالیٰ بندہ کی خواری اور زاری کو دوست رکھتا ہے اور گرد آلودہ چہرہ کی قدر اسکے
نزدیک زیادہ ہے اور اسواسطے کہ وقت چھری پھیرنے کے اگر نظر تیری میری آنکھوں اور رخساروں پر پڑیگی تو شفقت پدری اسوقت جوش کریگی اور تیری ثابت قدمی میں
فرق آجائیگا اور حکم خدا میں تاخیر واقع ہوگی اسواسطے چاہتا ہوں کہ منہ میرا خاک پر ہو حضرت ابراہیم نے یہ کلام سنکر رقت آمیز (؟) فرمایا کہ تیسری وصیت کیا ہے کہا کہ اے
میری ماں کو فرزند کے ساتھ بہت محبت ہوتی ہے جسوقت تم یہاں سے واپس ہو کر گھر کو جاؤ اور ماں میری مجھکو تمہارے ہمراہ نہ دیکھیگی تو گریہ و زاری بہت کریگی اور پہلے سے
آہ پر درد کھینچے گی درخواست میری یہی ہے کہ اسپر سختی نکرنا کہ فراق فرزند کا مادر پر نہایت سخت اور دشوار ہوتا ہے اسکے حال پر نرمی اور مہربانی فرماتے رہنا اور رفاقت اسکی
تسلی کرتے رہنا اور میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اسمٰعیل امیدوار ہے کہ اسکو بحل کرنا اور اگر کوئی تقصیر ہوئی ہو تو درگزر کرنا اور میرے فراق میں صبر کرنا کہ خدا تعالیٰ صابروں کو دوست
رکھتا ہے اور اے پدر بزرگوار یہ فرزند تیرا خو کردہ تیرے دیدار کا تھا میری خاک سے ہلا قدم تم مت اٹھانا اور اے باپ میرے محلہ کے لڑکوں کو اور میرے مکتب کے یاروں کو میرا سلام پہنچانا اور
کہنا کہ اسمٰعیل امید رکھتا ہے کہ جس مجمع میں تم جمع ہو تو میری تنہائی اور غریبی کو یاد کرنا اور مجھکو فراموش نکرنا اور جس محفل میں کہ تم اکٹھے ہو اس کشتۂ تیغ بلا کو تہ دل سے یاد کرنا اور
درد دل سے یاد کرنا ابراہیم نے یہ وصیت بھی قبول کی اور دل کو مضبوط کر کے اسمٰعیل کے ہاتھ اور پاؤں باندھے اسوقت ملائکہ میں شور و غل ہوا اور نظارہ کرنے باپ اور بیٹے کے

دونکو حال پر روتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا کیا بزرگ ہی بندہ تیرا ابراہیم کہ اسکو تیری سبب سے آگ میں ڈالا انہو نے کچھ پروا اور خوف کیا اور اب وہ تیری خاطر اپنی فرزند کو قربانی کرتا ہے
اور کچھ غم اسکو نہیں ہے فرشتو نکو خطاب پہنچا کہ ہمنے اسکو اپنا خلیل بنایا ہے **فَلَمَّا اَسْلَمَا** پس جسوقت فرمانبرداری کی اُن دونو نے حکم خدا کی یعنی باپ بیٹے کو فدا کرنے پر اور بیٹا فدا
ہونے پر مستعد ہوا **وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ** اور ڈالا ابراہیم نے اسمٰعیل کو واسطے پیشانی کے زمین پر یعنی پیشانی کے بل اسکو زمین پر ڈالا کہ پیشانی اسکی زمین پر رکھی ہو اور فرق
وسینے اور پشت سر کو اوپر کیا اور چھری اسکے گلے پر رکھی آور چھری کو پھیرا اور جبرئیل نے اُس چھری کو الٹ دیا اسیطرح کئی مرتبہ اتفاق ہوا کہ ابراہیم چھری کو پھیرتے تھے اور جبرئیل
اسکو الٹ دیتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چھری کو وحی پہنچی کہ خبردار اسمٰعیل کا گلا بال کے برابر نہ کٹنے پائے اور کہتے ہیں کہ ستر بار ابراہیم نے چھری کو اسمٰعیل کی گردن پر پھیرا
اور ایک بال کے برابر بھی نہ چھری نے کام نہ کیا ابراہیم نے غصہ ہوکر چھری کو پھینکدیا اور چھری قدرت الٰہی سے گویا ہوئی کہ الخلیل یامرنی والجلیل ینہانی یعنی ابراہیم خلیل حکم کرتا ہے
مجھکو اور خدا جلیل منع کرتا ہے مجھکو اور ایک روایت میں ہے کہ خداتعالےٰ نے ایک صحیفہ تانبے کا بطور حلقہ کے اسمٰعیل کے گلے میں ڈالا تھا اپنی قدرت سے سو واسطے چھری نے اسمٰعیل کے گلے کو نہ کاٹا
اور اللہ تعالےٰ نے عمل ابراہیم کا قبول کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَنَادَيْنٰهُ** اور ندا کی ہمنے اُس ابراہیم کو اور پکاری **اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ** یہ کہ اے ابراہیم آور منقول ہے کہ مسجد
حنیف کی بائیں جانب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم **قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا** تحقیق کہ سچا کیا تونے خواب کو جو دیکھا تھا اور تونے اسکے کرنے پر عزم جزم کیا آور بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیم نے
خواب میں دیکھا تھا کہ اپنی فرزند کو ذبح کرتا ہوں لیکن اثر خون کا ظاہر نہیں ہوتا ہے اور جسوقت بیداری میں وہی صورت واقع ہوئی تو خداتعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم خواب تجھے
سچا کیا تونے ... اور ... **كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ** تحقیق کہ ہم ایسے ہی جیسے کہ ابراہیم اور اسمٰعیل کو انکی نیک عمل کی جزا دی ہے کہ
انکی محنت کو خوشی سے ... اور انکی رنج کو راحت سے بدل دیا ہے ایسے ہی جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالو نکو **اِنَّ هٰذَا** تحقیق یہ آزمائش ابراہیم کی **لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ**
البتہ وہ آزمائش ہے ظاہر کہ جس سے دوست خالص اور غیر خالص معلوم ہو جاتا ہے اور منقول ہے کہ جسوقت ابراہیم اسمٰعیل کو ذبح کرتے تھے فرشتو نکو بہت تعجب تھا اور اس حال کو دیکھکر
حیران تھے اور کہتے تھے کہ ابراہیم زیادہ سختی ہے کہ فرزند کو فدا کرتا ہے یا اسمٰعیل زیادہ جوان مرد ہے کہ باپ کی رضامندی کیواسطے جان دیتا ہے ندا آئی کہ بخشش میری زیادہ ہے اور کرم میرا
بہت سب سے زیادہ کہ بدون کشتہ ہوئے کو کشتہ سا کرتا ہوں اور بدون خونریزی کے اسمٰعیل کیواسطے فدا بھیجتا ہوں اے جبرئیل جا اور یہ فدا کو لیجا اور ابراہیم سے کہہ خواب کو تونے
سچا کیا اور شرط فرمانبرداری کی تو بجالایا ابراہیم حیران کھڑے تھے کہ جبرئیل پہنچے اور گوسفند واسطے قربانی کے بہشت سے لائے چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ **وَفَدَيْنٰهُ** اور فدا کیا ہمنے
اُس اسمٰعیل کو **بِذِبْحٍ** ساتھ مذبوح **عَظِيْمٍ** بڑے کے یعنی ساتھ اُس چیز کے جو کہ ذبح کیجاتی ہے اور وہ بزرگ مرتبہ ہے یا بدن میں موٹا ہے اور موٹی ہے اسکو ہمنے اسمٰعیل کے بدلے
ذبح کیا اور بلند مرتبہ اسواسطے تھی کہ وہ خدا کے پاس سے آئی تھی اور اسکی جسیم ہونے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسقدر موٹی تھی کہ اپنے سایہ کے اندر چلتی تھی اور اپنے سایہ میں کھاتی اور پیتی
تھی اور اپنے سایہ میں سوتی اور جاگتی اور پیشاب کرتی تھی چنانچہ حضرت امام محمد علیہ السلام سے یہی روایت ہے اور فرمایا کہ وہ گوسفند سفید رنگ تھی اور شاخدار اور چالیس
سال بہشت میں چرتی تھی اور خدا نے اسکو کن کے کہنے میں پیدا کیا تھا اور یہاں سے اُس پہاڑ پر کہ مسجد منیٰ کیجانب ہے برابر جمرۂ وسطیٰ کے اُس پر نازل ہوئی تھی اور حضرت جبرئیل
اُس گوسفند کو حضرت ابراہیم کے پاس لائے اور کہا کہ خداتعالیٰ تجھکو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے فرزند دلبند کے ہاتھ اور پاؤں سے رسی کو کھولدے اور اسکے عوض اس گوسفند
کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر قربانی کر ابراہیم نے اپنی فرزند دلبند کے ہاتھ اور پاؤں کھولے اور فرمایا کہ اے فرزند جبرئیل سلام خداوند تعالیٰ کا تیری واسطے لایا ہے اور کہتا ہے کہ
دوست نے فرمایا ہے کہ اے اسمٰعیل تونے صبر کیا اور ہماری فرمانبرداری اختیار کی جو کہ تو چاہے ہم سے طلب کر تاکہ میں قبول کروں اور مطلب تیرا برلاؤں حضرت اسمٰعیل نے ہاتھ
واسطے دعا کے اٹھائے اور نہایت عاجزی سے دعا کی کہ خداوندا جو کوئی امت پیغمبر آخرالزمان میں سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنی زبان سے جاری کرے تو اسکے گناہونکو بخشدے
جواب آیا کہ ہمنے تیری دعا کو قبول کیا اور مراد تیری برلائی اور گنہگاران امت محمد صلعم کو تجھکو بخشا ﴿چو شدی از جان و دل قربان ما * سر نہ پیچیدی ز فرمان ما
شد دعا ہائے تو در دم مستجاب * ہر چہ خواہی از تو باشد مستجاب﴾ اور اسی واسطے عید قربان میں اور حج میں قربانی کرنیکا حکم ہے آور بعضی روایتیں ہیں کہ مراد ذبح عظیم سے شہادت
حسین علیہ السلام ہے سو واسطے کہ گوسفند ذبح عظیم نہیں ہو سکتی اور خداتعالیٰ گوسفند کو عظیم کیوں فرماتا بلکہ کوئی آدمی بڑے مرتبہ کا ہے کہ اسمٰعیل کے فدیہ ہونیکی صلاحیت رکھے
اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت حقتعالیٰ نے گوسفند کو واسطے فدائی اسمٰعیل کے ابراہیم کے پاس بھیجا کہ اپنی فرزند کی جگہ پر یہ گوسفند کو ذبح کر اسوقت ابراہیم نے
آرزو کی کہ کاش میرے ہاتھ سے میرا فرزند ذبح ... اور ... گوسفند ... حکم ہوتا ... دل کو وہ درجہ ہوتا کہ جو باپ کو اپنی فرزند ... [illegible]

درد ہوتا ہی اور اسکی سبب سے میں درجات عالیات کو پہنچتا اللہ تعالی نے وحی کی کہ ای ابراہیم میری مخلوقات میں سے تو زیادہ دوست کسکو رکھتا ہی کہا کہ اے پروردگار میرے تیری
مخلوقات میں سے محمد صلعم کے برابر میں کسکو دوست نہیں رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ ای ابراہیم تو اپنی جان کو زیادہ دوست رکھتا ہی یا محمد صلعم کو کہا کہ ای پروردگار میرے میں محمد صلعم
کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ ای ابراہیم فرزند تیرا تجھکو زیادہ دوست ہے یا فرزند محمد کا کہا کہ ای پروردگار میرے محمد کے فرزند کو اپنے فرزند سے میں بہت
زیادہ دوست رکھتا ہوں پھر فرمایا کہ ای ابراہیم ذبح ہونا محمد کے فرزند کا ہاتھ سے دشمنوں کی ظلم سے ناحق اور بیگناہ تیرے دل کو زیادہ درد میں لائیگا یا ذبح ہونا تیرے فرزند کا تیرے
ہاتھ سے ہماری فرمانبرداری میں کہا کہ ای پروردگار میرے بلکہ ذبح ہونا اُنکی فرزند کا اُنکی دشمنوں کے ہاتھ سے مجھکو زیادہ درد میں لائیگا فرمایا کہ ای ابراہیم ایک گروہ گمان
کریگا کہ ہم امت محمد ہیں اور قریب ہے کہ قتل کریں حسین علیہ السلام فرزند محمد صلعم کو بعد اُنکی وفات کے ظلم اور عداوت سے جیسے کہ ذبح کیجاتی ہی گوسفند اور اس سبب سے وہ
مستحق میرے غضب اور عذاب کے ہونگے یہ سنکر ابراہیم نے زاری کی اور دل اُنکا دردمند ہوا پس وحی کی خدا تعالی نے کہ ای ابراہیم تحقیق فدا کیا میں نے تیری زاری کو
جو تیرے فرزند اسمٰعیل پر تیرے ہاتھ سے ذبح کرنے پر ہوتی ساتھ زاری تیری کی حسین پر اور اُسکی قتل ہونے پر اور واجب کئے میں نے واسطے تیرے بلند درجے ثواب والونکے جو کہ مصیبتوں پر
ہوتی ہیں اور یہی مراد ہی قول حق تعالی سے وفدیناہ بذبح عظیم ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اور وہ
ایک تو اسمٰعیل ہی کہ جسکا ذکر قرآن میں ہوا ہی اور دوسرا عبداللہ بن عبدالمطلب ہے اور جس سبب سے خدا تعالی نے دفع کیا ہی ذبح کو اسمٰعیل سے اُسی سبب سے دفع کیا ہے
عبداللہ سے اور وہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم اور آئمہ معصومین جو اُنکی اولاد ہونیوالے تھے اُنکی وجود کی برکت سے خدا تعالی نے ذبح کو اُنسے دفع کیا پس نہ جاری ہوئی یہ
سنت آدمیوں میں کہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے اور اگر وہ امر ہوتا تو آدمی واسطے خوشنودی خدا کے اپنی اولاد کو قتل کرتے اور بعضی روایتوں میں آیا ہی کہ جسکو ابراہیم ذبح کرتے
تھے وہ اسحاق تھا کہ جسوقت فرشتوں نے ابراہیم کو خوشخبری دی تھی اسحاق کے پیدا ہونے کی تو انہوں نے نذر کی تھی کہ اُس فرزند کو ذبح کرونگا یہ سبب اُسکی ذبح کرنیکا ارادہ
رکھتے تھے پھر خواب میں اسحاق کو ذبح کرتے دیکھا تھا نہ اسمٰعیل کو واسطے اسحاق کے ذبح کرنیکا ارادہ کیا تھا لیکن اسحاق کے ذبح ہونیکی روایت کو علما کہتے ہیں
کہ بعید ہے اس واسطے کہ خدا تعالی نے پہلی ذبح کا قصہ بیان کیا ہے اور بعد اُسکی اسحاق کی بشارت کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہی وبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین پس
معلوم ہوا کہ ذبیح اسمٰعیل ہے نہ اسحاق اور مشہور بھی یہی ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ذبیح کون تھا فرمایا کہ اسمٰعیل اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا
کہ صاحب ذبح کون تھا فرمایا کہ اسمٰعیل القصہ جسوقت کہ ابراہیم امتحان میں پاک اور درست ہوئے تو مستحق تعریف اور مدح کے ہوئے چنانچہ فرماتا ہی کہ **وترکنا علیہ** اور باقی
چھوڑی ہم نے اوپر ابراہیم کی تعریف عام **فی الاخرین** درمیان پچھلے آدمیوں کے کہ جسوقت کہ وہ اُسکا نام لیتے ہیں یا سنتے ہیں تو اُنکی تعریف کرتے ہیں اور قیامت
تک اُنکی تعریف کرینگے خصوصاً امت پیغمبر آخر الزمان کی آدمی اور جسوقت کہ اُنکا ذکر ہوگا تو کہینگے کہ **سلام علی ابراہیم** سلام اوپر ابراہیم کی خدا کیجانب سے
چنانچہ نام اُنکا لیتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلام مبتدا ہے اور جار مجرور خبر اُسکی اور یہ جملہ مفعول ترکنا کا ہی اور اسیطرح سے سلام کا حال ہی **کذلک**
اسیطرح یعنی جیسے کہ ابراہیم کو ہمنے بدلا دیا ہی دیگر نیکوں کا ایسے ہی **نجزی المحسنین** بدلا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالونکو ثواب بہت **انہ** تحقیق کہ وہ ابراہیم **من
عبادنا المؤمنین** بندوں ہماری ایمان لانیوالونمیں سے ہی **وبشرناہ** اور خوشخبری دی ہمنے اُس ابراہیم کو بعد پانچ سال کے خوشخبری اسمٰعیل سے **باسحاق**
ساتھ اسحاق کے کہ ہم اُسکو پیدا کرینگے سارہ کے شکم سے **نبیا** حال یہ ہی کہ پیغمبر ہوگا وہ **من الصالحین** نیکوں میں سے نبیا حال واقع ہوا ہے یعنی وہ پیغمبر حالہ
نیکوں میں سے ہوگا **وبارکنا علیہ** اور برکت دی ہمنے اوپر اُس ابراہیم کے **وعلی اسحاق** اور اوپر اسحاق کے کہ قسم قسم کی بزرگیاں دنیا و آخرت کی [illegible]
بخشی [illegible] یہ کہ اُنکو اولاد بہت بخشی قیامت تک **ومن ذریتہما** اور اولاد اُن دونوں کی میں سے **محسن** نیکی کرنیوالے ہیں کہ ایمان لائے اور عمل نیک کئے
وظالم لنفسہ اور ظلم کرنیوالے ہیں واسطے نفس اپنے کے کفر اور گناہ کرکے **مبین** ظاہر کفر اور گناہ اُنکا اور اسمیں اشارہ ہی طرف اس امر کے کہ نسب [illegible] گمراہی [illegible]
[illegible] اور ظلم اُنکی اولاد کا اُنمیں کچھ عیب اور نقصان نکریگا اور فرماتا ہی کہ **ولقد مننا** اور البتہ تحقیق احسان کیا ہمنے [illegible] **علی موسی**
وہارون اوپر موسی اور ہارون کے کہ وہ دونو بھائی تھے اور احسان اُنپر یہ کیا کہ نبوت اور رسالت کی نعمت اُنکو بخشی [illegible] تمام نعمتیں دنیا اور آخرت کی [illegible]
ونجیناہما اور نجات دی ہمنے اُن دونونکو **وقومہما** اور قوم اُنکی کو کہ وہ بنی اسرائیل ہیں **من الکرب العظیم** [illegible] بڑے سے یعنی [illegible] دشمنوں

۴ ع ۳۹

آزار دیتے تھے کہ بڑی سختی اور مشقت کے کام انسے لیتے تھے **وَنَصَرْنٰهُمْ** اور مدد کی ہمنے ان سب کی فرعونیونکے مقابلہ میں **فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ** پس تھے وہی
غالب ہونیوالے دشمنوں پر بعد مغلوب ہونے انکے **وَاٰتَيْنٰهُمَا** اور دی ہمنے ان دونوکو یعنی موسیٰ اور ہارون کو **الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ** کتاب کہ نہایت ظاہر ہے یعنی توریت کہ
اُسمیں شرع کے احکام تھے **وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ** اور دکھلائی ہمنے ان دونوکو راہ سیدھی کہ وہ راہ بہشت کی ہے **وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا** اور
باقی چھوڑا ہمنے ان دونوکے ذکر نیک کو **فِي الْاٰخِرِيْنَ** درمیان پچھلے لوگوں کے خصوصاً امت محمد صلعم میں کہ وہ ان دونوکی تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں کہ **سَلٰمٌ**
عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ سلام اوپر موسیٰ اور ہارون کے خدا کیطرف سے **اِنَّا كَذٰلِكَ** تحقیق کہ ہم ایسے ہی یعنی جیسے کہ موسیٰ و ہارون کو بزرگ کیا ایسے ہی
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالونکو اور کہ انکا ثواب بخشتے ہیں انکو **اِنَّهُمَا** تحقیق وہ دونو یعنی موسیٰ و ہارون **مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ**
بندوں ہمارے ایمان لانیوالونمیں سے ہیں اور حضرت الیاس حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھے سو انکا بعد ذکر موسیٰ اور ہارون کے انکا ذکر کیا چنانچہ فرمایا کہ **وَاِنَّ**
اِلْيَاسَ اور تحقیق کہ الیاس بن یسین بن فنحاص بن العیزار بن ہارون **لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ** البتہ رسولوں میں سے ہے کہ خدا کیطرف سے اہل بعلبک کی طرف
ہدایت کرنیکے واسطے بھیجا گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ذو الکفل بھی یہی ہیں ذکر کر تو **اِذْ قَالَ** جسوقت کہ کہا اُس الیاس نے **لِقَوْمِهٖ** واسطے قوم اپنی کے **اَلَا**
تَتَّقُوْنَ کیا نہیں ڈرتے ہو تم عذاب اسکے تواریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جسوقت حزقیل نے کہ حضرت موسیٰ کی خلفاء میں سے تھا وفات پائی تو درمیان بنی اسرائیل کے بڑے
فتنے برپا ہوئے اور عہد کو انہوں نے توڑ ڈالا اور توریت کو ترک کیا اور اس زمانہ میں ایک بادشاہ تھا کہ نام اسکا اجب تھا اول تو وہ مسلمان تھا اور پیچھے اپنی عورت بہکانے سے کہ نام
اسکا ازبیل تھا اسلام کو چھوڑ کر بت پرست ہو گیا اور رعیت کے لوگ بھی اسکی ہمراہ متفق ہو کر بیدین ہو گئے اور بت کے پوجنے میں کہ نام اسکا بعل تھا مشغول ہوئے اور کہتے ہیں کہ
وہ بت سونیکا تھا اور بیس گز لنبا تھا اور چار اسکی منہ تھے اور اندر سے وہ خالی تھا اور چار سو آدمی اسکی خدمت کیواسطے مقرر تھے اور وہ لوگ اس بت کو خدا جانتے تھے اور اسکی
خادمونکو پیغمبر کہتے تھے اور وہ بت شہر بک میں تھا اسواسطے اس شہر کا نام بعلبک ہو گیا اور شام کی زمین میں وہ شہر تھا اور شیطان اس بت کے اندر داخل ہو کر لوگونکو اسکی پرستش
کی رغبت دلاتا تھا وہ لوگ نادان گمان کرتے تھے کہ یہ بت ہی بولتا ہے اور وہ بادشاہ کسی دوسرے شہر کو جاتا تو زوجہ اسکی مردونکی وضع بناکر اپنے شوہر کی جگہہ بیٹھتی اور حکم
کرتی اور اس عورت نے سات شوہر اپنے مکر و فریب سے قتل کئے تھے اور ستر فرزند اس شوہر سے اور دوسرے شوہروں سے ظاہر کئے تھے اور ایک عابد اسکی ہمسایہ میں ایک باغ رکھتا تھا کہ
سرمایہ اسکی معاش کا وہی ایک باغ تھا اسکی آمدنی پر وہ قناعت کرکے شکر خدا کا بجا لاتا تھا اس عورت نے اسکی باغ کی طمع کی اور جسوقت اپنی شوہر کے پاس بیٹھتی تو اس باغ کی تعریف
کرتی اور کہتی کہ اسکا قتل کرکے اسکا باغ اپنے تصرف میں ہم لائیں اور شوہر اسکا اس ارادہ سے اسکو منع کرتا تھا ایکمرتبہ شوہر اسکا کہیں کو گیا تھا اس عورت بدذات نے اس عابد بیچارے کو
تہمت کرکے مروا ڈالا اور تہمت یہ کی کہ اسنے بادشاہ کو گالی دی تھی اس بہانہ سے اسکو قتل کرواکے اسکا باغ اپنے تصرف میں لائی جسوقت شوہر اسکا اس قصہ سے واقف ہوا تو اسنے اس
عورت پر بہت غصہ کیا اور کہا کہ شامت اس خون ناحق کی ہمپر اثر کریگی اور بادشاہی ہمسے جاتی رہیگی حقتعالی نے الیاس کو پیغمبر کرکے انپر بھیجا اور فرمایا کہ اس بادشاہ سے
جاکر کہہ کہ میں عوض اس عابد کا تجھسے لونگا اور تجھکو اور تیری زوجہ کو ظلم اور مرتد ہونیکی جہت سے قتل کرونگا اور اس باغ میں مار کر ڈالونگا اسطرح سے کہ کوئی تمپر رحم نہ کریگا اور تمکو دفن
نہ کریگا اور درندے تمہارے گوشت کو خواری و ذلت سے کھائینگے حضرت الیاس انکے پاس گئے اور پیغام خدا کا انکو پہنچایا اور انکو ملامت کرکے کہا کہ **اَتَدْعُوْنَ** کیا پکارتے ہو تم
یعنی کیا پرستش کرتے ہو تم **بَعْلًا** بعل کو خدا مقرر کرکے **وَتَذَرُوْنَ** اور ترک کرتے ہو تم یعنی پرستش نہیں کرتے ہو تم **اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ** بہت اچھے پیدا کرنیوالونکے کو
یعنی سب صورت بنانے والوں سے اچھی صورت بنانیوالے کی پرستش کو ترک کرتے ہو یعنی **اللّٰهَ** خدا کو کہ **رَبَّكُمْ** پروردگار تمہارا اور پیدا کرنیوالا تمہارا **وَرَبَّ**
اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ اور پروردگار باپوں تمہارے پہلوں کا ہے اور اہل عراق نے سوائے ابوعمرو اور ابوبکر کے اللہ کو منصوب پڑھا ہے احسن الخالقین سے بدل ڈالکر اور رب صفت
اللہ کی ہے اور اولین صفت آبا کی اور باقی کے قاری اللہ کو مرفوع پڑھتے ہیں مبتدا ٹھیرا کر اور ربکم کو خبر اسکی کہتے ہیں پس جسوقت خدا تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پیدا
کرنیوالا ہے تو تمکو چاہئے کہ اُسکی پرستش کرو نہ اسکی غیر کی وہ بادشاہ اس کلام کو الیاس سے سنکر غصہ ہوا اور کہا کہ تو پیغمبری کے دعوی میں جھوٹا ہے اور ہم بت پرستی کے طریق میں
حق پر ہیں دوسرے مرتبہ الیاس نے پھر انکو طرف حق کے بلانا شروع کیا بادشاہ نے ارادہ انکے قتل کا کیا الیاس نے دعا کی کہ خداوندا اس بادشاہ کو مبتلا کر ایسی بلا میں کہ یہ اسمیں
مشغول ہو اور میری تلاش سے غافل ہو جاوے حقتعالی نے دعا انکی قبول کی اور بادشاہ کے بیٹے کو بیمار کر دیا وہ اپنے بیٹے کی بیماری میں مشغول ہوا اور بیقرار ہو کر بتونکی پاس آیا اور ہر چند

قصہ حضرت الیاس پیغمبر اور اجب بادشاہ کا

بیٹے کی شفا کیواسطے دعا کی لیکن کچھ فائدہ نہوا بعد اسکے بعل کے پاس آیا کہ وہ سب سے بڑا بت تھا اور ہرچند دعا کی کچھ فائدہ نہوا بعل کے خادموں نے کہا کہ شاید بعل تجھ سے خفا ہو گیا ہے کہ
دعا تمہاری قبول نہیں کرتا ہے تم شام کو جاؤ اور وہاں کے خداؤں سے میرے بیٹے کیواسطے شفا کو طلب کرو وہ شام کو گئے اور جسوقت پہاڑ کے دامن میں پہنچے جسجگہ کہ الیاس تھا الیاس کو
انکی خبر ہو گئی اسیوقت وہ باہر نکل آئے اور ان لوگوں کو طرف اپنی بلایا اور فرمایا کہ بادشاہ سے کہو کہ عبادت خدا میں مشغول ہو تاکہ میں جا کر واسطے خدا تعالی اسکے بیٹے کو شفا بخشے وہ
لوگ الٹے پھر گئے اور بادشاہ سے جا کر انہوں نے بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ اسکو میرے پاس کیوں نہیں لائے کیا ایکمدت سے میں اسکی تلاش میں ہوں اور ارادہ اسکی ہلاک کرنیکا رکھتا ہوں
ان لوگوں نے کہا کہ اے بادشاہ ہم اس پہاڑ میں پہنچے اور اسقدر ہمکو وہاں خوف ہوا کہ طاقت بات کرنیکی ہم میں نہ رہی بادشاہ نے لشکر اسطرف کو روانہ کیا ہرچند الیاس کو انہوں نے تلاش
کیا لیکن کہیں نشان اسکا نہ ملا الٹے پھر کر چلے آئے بادشاہ نے کہا کہ حیلہ سے اسکو پکڑنا چاہئے اور پچاس آدمی ادھر کو روانہ کئے ان لوگوں نے جا کر ظاہر کیا کہ ہم مومن ہیں الیاس انکے
پاس آئے تو انکو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے الیاس نے دعا کی کہ خداوندا اگر یہ قصد میری ہلاکت کا رکھتے ہیں تو ان سب کو ہلاک کر اسیوقت آگ آئی اور سب کو جلا دیا بادشاہ نے پچاس آدمی اور
بھیجے انکو بھی جلا دیا اسیطرح پچاس آدمی کو وہ بھیجتا تھا اور آگ انکے بدنوں کو جلا دیتی تھی یہانتک کہ ایکہزار آدمی آگ نے جلائے اور منقول ہے کہ اس بادشاہ کا ایک وزیر مومن
اور نیک آدمی تھا بادشاہ نے اسکو الیاس کیطرف بھیجا تاکہ الیاس کو کسی حیلہ سے گرفتار کرکے لائے جسوقت وہ وزیر پہاڑ کے نزدیک پہنچا تو آواز دی الیاس نے آواز آشنا
سنی تو باہر آئے اور اسکو بغل میں لیا اور دونو بہت روئے وزیر نے کہا کہ اے الیاس اگر صلاح ہو تو میں تیرے ہمراہ رہوں اور جو نہیں تو الٹا پھر جاؤں حضرت الیاس پر
وحی آئی کہ مصلحت یہ ہے کہ وہ تیرے ہمراہ رہے اور میں تمہارا نگہبان ہوں اور انکے مکر سے تمکو محفوظ رکھونگا اور اب میں بادشاہ کے فرزند کی روح کو قبض کرتا ہوں تاکہ وہ اسکی ماتم میں مشغول
ہو اور وہ بھی مع وزیر پہاڑ سے باہر نکلکر روانہ ہوا اور راہ میں ایک بڑھیا کے گھر میں جا کر ٹھیری کہ نام اسکا متی تھا اور وہ حضرت یونس کی ماں تھی یونس نے الیاس کو دیکھا تو انسے
الفت پکڑی اور ایکمدت باہم رہے اور بعد اسکے الیاس وہانسے باہر آئے اور یونس مر گئے ماں انکی مضطر ہو کر الیاس کے پاس آئی اور کہا کہ خدا سے دعا کر کہ میرے فرزند کو زندہ کرے
الیاس نے بحکم خدا دعا کی یونس کو خدا تعالی نے زندہ کیا اور الیاس وہانسے پھر اپنے مقام میں آئے اور دعا کی کہ خداوندا میں ان کافروں سے بہت تنگ آیا ہوں جلد میری
قبض کر یا سات برس ان لوگوں کو قحط میں مبتلا رکھ حقتعالی نے فرمایا کہ سات برس بہت ہیں کہا کہ پانچ برس کا قحط کر دے فرمایا کہ پانچ برس بھی بہت ہیں کہا کہ تین برس کا قحط کر
خطاب آیا کہ اچھا الیاس نے دعا کی خدا تعالی نے بارش کو انپر بند کر دیا اور الیاس نے دعا کی کہ میری روزی کہاں سے ملیگی فرمایا کہ ایک جانور بھیجونگا وہ تجھکو روزی دوسری
جگہ سے لا کر پہونچائیگا اور وہاں اس شدت سے قحط ہوا کہ آدمی اور چوپائے ہلاک ہونے لگے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ آخر سال میں الیاس ایک زن مومنہ کے دروازہ
پر پہنچے اور کہا کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے کہا کہ قدرے آٹا اور روغن زیت موجود ہے اور اس عورت نے انکو آٹے کی روٹیاں پکائیں اور روغن زیت سے چپڑ کر انکو دیں الیاس نے وہ روٹیاں
تناول فرما کر اس عورت کے واسطے دعا برکت کی حقتعالی نے اس عورت کے برتنوں کو آٹے سے پر کر دیا اور وہاں سے حضرت الیسع بن اخطوب کے گھر گئے اور انکو قحط نے ناتوان اور دبلا اور بیمار
کر رکھا تھا الیسع کی ماں نے الیاس کو آواز دی اور درخواست کی کہ الیسع کیواسطے دعا کر کہ حقتعالی انکو شفا بخشے الیاس نے انکے واسطے دعا کی وہ اچھی طرح ہو گیا اور ماں و بیٹا
دونو الیاس پر ایمان لائے اور بعد اسکے الیاس اپنی قوم میں گئے اور کہا کہ اے قوم قحط حد سے زیادہ گزر گیا ہے خدا تعالی کے ایک ہونیکا اقرار کرو اور خلوص دل سے مجھپر ایمان لاؤ
تاکہ اس عذاب سے نجات پاؤ ان لوگوں نے قبول نہ کیا الیاس نے فرمایا کہ اگر تم اپنا باطل اور گمراہی پر ہونا جاننا چاہتے ہو تو بتوں کو حاضر کرو اور انکے پاس جا کر مینہ کے لیے دعا
کرو اگر وہ تمہاری دعا کو قبول کریں تو تم اپنے دین سے مت پھرو اور اگر میں دعا کروں اپنے خدا سے اور خدا میری دعا کو قبول کرے تو تم میری پیروی اختیار کرو سب نے اقرار کیا
اور بتوں کو آراستہ کرکے مینہ برسنے کی دعا کی اور بارش کو بتوں سے طلب کیا دعا انکی قبول نہوئی الیاس نے دعا کی اپنے خدا سے اور بارش یعنی باران رحمت کو طلب کیا اسیوقت
دعا انکی قبول ہوئی اور مینہ آیا لیکن وہ لوگ اپنے عہد سے پھر گئے اور انہوں نے زیادہ انکار کیا **فَكَذَّبُوْهُ** پس جھٹلایا انہوں نے الیاس کو اور خدا تعالی نے اسکو وحی کی کہ تو انکی قوم میں سے
کہیں کو چلا جا **فَاِنَّهُمْ** پس تحقیق کہ وہ لوگ **لَمُحْضَرُوْنَ** البتہ حاضر کئے گئے عذاب کے ہیں وہ عذاب میں گرفتار ہونگے **اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ**
مگر بندے خدا کے کہ خالص کئے گئے ہیں کفر اور شرک سے وہ عذاب سے محفوظ رہینگے حضرت الیاس بموجب حکم خدا وہانسے چلے گئے اور حکم پہنچا کہ فلاں روز فلاں مقام میں جاؤ اور جو
کچھ تمکو سواری کی قسم سے ملے اسپر سوار ہو الیاس اس روز اس مقام پر گئے اور ایک صورت شیر کی یا گھوڑے کی یا اونٹ کی آگے آئی اسپر سوار ہو کر چلے اور الیسع کو اپنا خلیفہ کیا
اور حقتعالی نے انکے پر و بازو پیدا کئے اور خواہش کھانے اور پینے کی انسے اٹھا لی ملائکہ کے ہمراہ وہ پرواز کرنے لگے اور وہ متعین جنگلوں کے ہیں جیسے کہ خضر دریاؤں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ

حضرت الیاس کی دعا سے قحط کا ہونا

الیسع پیغمبر کا ذکر

خضر جنگلوں پر موکل ہیں اور الیاس دریاؤں پر اور خضر اور الیاس دونوں حج کے موسم میں عرفات میں ملاقات کرتے ہیں اور ہر سال ماہ رمضان میں بیت المقدس میں دونوں باہم ہو کر روزہ افطار
کرتے ہیں اور ایک جماعت نیک آدمیوں کی انکو دیکھتی ہی اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہی کہ ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ میں آدمان کو جاتا تھا درمیان راہ کے کہ اسوقت
آفتاب نہایت گرم تھا ایک مرد کو میں نے دیکھا کہ صحرا میں کھڑا ہی میں نے پوچھا کہ تو کون ہے کچھہ جواب نہ پایا دوسری بار میں نے پوچھا کچھہ نہ کہا تیسری مرتبہ جو میں نے پوچھا تو کہا کہ میرا نام الیاس
ہی جسوقت میں نے الیاس کا نام سنا تو ایک خوف مجھہ پر غالب ہوا اور میں لرزنے لگا اس مرتبہ کہ اپنے تئیں ضبط نہ کر سکا اور اس سے میں نے کہا کہ دعا کر کہ میرا خوف دور ہو اسی دعا کی میں
اپنی پہلی حالت پر آگیا اور وقت دعا کرنے کی میں نے سنا کہ انہوں نے آٹھہ نام خدا تعالی کے اپنی زبان پر جاری کیے یا رحیم یا حنان یا منان یا حی یا قیوم اور تین نام سریانی تھے اور بعد
انکی ہاتھہ میرے شانہ پر رکھا اس طرح سے کہ خنکی اور راحت مجھکو پہنچی اور اس سے میں نے پوچھا کہ وحی تجھکو آتی ہی کہا کہ جب سے کہ خدا تعالی نے پیغمبر آخر الزمان کو بھیجا ہے وحی مجھسے منقطع
ہو گئی ہے میں نے پوچھا کہ کتنے پیغمبر زندہ ہیں فرمایا کہ چار دو تو آسمان پر ہیں ادریس اور عیسیٰ اور دو زمین پر ہیں خضر اور میں پھر میں نے پوچھا کہ خضر کہاں ہے کہا کہ دریا کے جزیرہ میں
میں نے پوچھا کہ تو انکو دیکھتا ہی کہا کہ ہاں موسم حج میں دیکھتا ہوں اور اس زمانے میں درمیان مروان و اہل شام کے لڑائی ہو رہی تھی میں نے پوچھا کہ تو حق میں مروان کے کیا
کہتا ہے کہا وہ ظالم ہی حد سے گزرنیوالا جو لوگ کہ اسکے ہمراہ ہیں قاتل اور مقتول وے دونوں دوزخی ہیں میں نے کہا کہ میں بھی اس جماعت میں تھا لیکن میں کسی سے لڑا نہیں ہوں
اور اب میں نے توبہ کی ہے تو میری توبہ قبول ہے فرمایا کہ ہاں لیکن بعد اسکے ایسے معرکہ میں داخل نہونا اور درمیان اس کلام کے دو روٹیاں کسی نے ہمارے روبرو رکھدیں کہ وہ دودھہ سے
زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سفید تھیں اور مجھکو فرمایا کہ یہ روٹی کھا میں نے ایک روٹی اسمیں سے کھائی اور آدھی روٹی میرے آگے سے اٹھائی نہیں معلوم کہ کسنے وہ روٹی رکھی تھی اور
کسنے اٹھائی اور ایک اونٹ اس صحرا میں چرتا تھا الیاس کے پاس آیا اور خود بغیر کسی کے بٹھانے کے بیٹھہ گیا الیاس اسپر سوار ہوا میں نے کہا کہ میں بھی تیرے ہمراہ چلوں کہا کہ نہیں
میں نے کہا کہ میں مجرد ہوں اور زن و فرزند کچھہ نہیں رکھتا فرمایا کہ جا اور نکاح کسی عورت سے کر میں نے پوچھا کہ تجھکو میں کہاں دیکھوں فرمایا کہ جس جگہہ کہ اتفاق ہوا اور آنکھہ سے میرے پوشیدہ ہو گیا
اور پھر اسکو کبھی میں نے نہ دیکھا القصہ جسوقت الیاس اپنی قوم میں سے باہر آئے تو حق تعالی نے ایک دشمن زبردست کو اس بادشاہ پر غالب کیا یہانتک کہ اسنے اس بادشاہ اور اسکی جورو
کو قتل کر کے اس باغ میں ڈالدیا اور درندوں نے جمع ہو کر انکو کھایا اور ہڈیاں انکی باقی رہ گئیں اور بعد اسکے الیسع درمیان بنی اسرائیل کے آئے اور انکو طرف حق کے بلایا
بعضے انمیں سے ایمان لائے اور وہ احکام خدا تعالیٰ کے لوگونکو پہنچایا کرتے تھے کہ جب اجل انکی آئی وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ اور باقی رکھا ہمنے اوپر اسکے فِي الْآخِرِيْنَ ۝ درمیان
پچھلے لوگونکی تعریف اور درود کو کہ وہ کہتے ہیں کہ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ سلام اوپر الیاس کے کہ آخر زمانہ کے لوگ اسپر سلام پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
الیاسین الیاس کا نام ہی جیسے کہ سینین سینا کا نام ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ جمع ہی الیاس کی اور مراد اس سے الیاس اور اسکی پیروی کرنیوالے ہیں لیکن اس صورت میں مناسب
یہ تھا کہ وہ معرف باللام ہوتا اور ابن عامر اور نافع اور رویس نے یعقوب سے آل یاسین پڑھا ہی اور باقیوں نے الیاسین اور آل یاسین کی قراءت کے موافق بعضے کہتے ہیں کہ
یاسین الیاس کے باپ کا نام ہی تا کہ مناسب ہووے ما بعد اور تمام قصوں کے نظم کو اور اہلبیت علیہم السلام کے مذہب میں یہ ہی کہ یاسین رسول خدا کا نام ہی اور آل یاسین سے مراد آل محمد ہی
کہ وہ ائمہ علیہم السلام ہیں چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے باپ سے اور انکے باپ نے اپنے باپ سے یہانتک کہ حضرت علی سے روایت کی ہی فرمایا کہ اس آیت میں یاسین محمد کا نام ہی اور ہم
آل یاسین ہیں اور اہلسنت کی روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ آل یاسین آل محمد ہی چنانچہ سفیان ثوری نے روایت کی ہی منصور سے اور اسنے مجاہد سے کہ عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہی
لغت سریانی میں یاسین انسان کو کہتے ہیں اور مراد انسان سے حضرت محمد صلعم ہیں اور آل یاسین اہلبیت ہیں اسکی اور سدی کہ اہلسنت کے راویوں سے ہی اسنے روایت کی ہی کہ
مراد اس سے محمد اور آل محمد ہیں اور سیب بن نافع نے روایت کی ہی کہ امام جعفر صادق سے کہ فرمایا ہی کہ شاہ اولیا علی مرتضیٰ سے سوال کیا گیا تھا اس آیت کے معنی سے فرمایا کہ یاسین
محمد ہی اور ہم آل یاسین ہیں اِنَّا كَذٰلِكَ تحقیق کہ ہم ایسے ہی یعنی جیسے کہ اہل نیک کے جزا میں الیاس کا نام ہمنے بلند کیا ایسے ہی نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝
جزا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالونکو اور مرتبہ انکا بلند کرتے ہیں اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ الیاس مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بندوں ہماری ایمان لانیوالوں میں سے ہی اور
اب حضرت لوط کا قصہ بیان کرتا ہی کہ وَاِنَّ لُوْطًا اور تحقیق کہ لوط بن ہرمن برادر زادہ ابراہیم لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ البتہ رسولوں میں سے ہی اِذْ نَجَّيْنٰهُ
یاد کر تو ای محمد صلعم جسوقت کہ نجات دی ہمنے اسکو وَاَهْلَهٗٓ اور لوگوں اسکی کو جو کہ ایمان لائے تھے اَجْمَعِيْنَ ۝ سب کو یعنی نجات دی ہمنے سب کو اِلَّا عَجُوْزًا مگر ایک
بڑھیا کو کہ وہ زوجہ لوط کی تھی اور ایمان نہیں اسنے لوط کی پیروی کی تھی اور وہ اپنی کفر کی جہت سے پیچھے رہ گئی تھی فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ درمیان باقی رہنے والوں عذاب کے

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ پھر ہلاک کیا ہمنے اوروں کو یعنی اُنکی قوم میں سے جو کہ کافر اور بدکار تھے وَاِنَّكُمْ اور تحقیق تم اے قریش لَتَمُرُّوْنَ البتہ گزرتے ہو عَلَیْهِمْ اوپر انکے جسوقت واسطے تجارت کے شام کو جاتے ہو مُّصْبِحِیْنَ جسوقت کہ صبح کرتے ہوئے ہو وَبِالَّیْلِ اور بیچ رات کے یعنی رات اور دن انکے شہر وں میں گذرتے ہو اور انکو خراب ہوئے ہوئے تم دیکھتے ہو اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم اور عقل کو کام نہیں فرماتے ہو اور اب حضرت یونس کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاِنَّ یُوْنُسَ اور تحقیق یونس بن متی لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ البتہ رسولوں میں سے ہے کہ اسکو نینوا کے لوگوں پر ہمنے پیغمبر کر کے بھیجا تھا اور جسوقت اسکی قوم نے اسکو جھٹلایا اور سامان لائی اور عذاب کے آنے میں جو دیر ہوئی تو اس شہر سے طرف دریا کے وہ روانہ ہوئے چنانچہ ذکر اسکا مفصل سورہ یونس میں گذر گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ یاد کر تو اے محمد صلعم اِذْ اَبَقَ جسوقت کہ بھاگا وہ یونس قسم اپنی سے اور پناہ لایا اِلَى الْفُلْكِ طرف کشتی کے الْمَشْحُوْنِ کہ بھری ہوئی تھی آدمیوں سے اور اسباب سے اور اباق اصل میں غلام کے آقا سے بھاگنے کو کہتے ہیں اور حضرت یونس بدون اذن پروردگار کے جو اپنی قوم سے بھاگے تھے اسواسطے اَبَقَ کا لفظ فرمایا اور اسمیں نہایت حسن ہے القصہ یونس کشتی میں سوار ہوا اور کشتی جسوقت دریا کے اندر گھری پانی میں پہنچی تو ٹھہری ہوئی ملاحوں نے کہا کہ کوئی غلام بھاگا ہوا کشتی میں ہے اسواسطے یہ کشتی جاری نہیں ہوتی اور عادت اُس زمانہ کے لوگونکی یہ تھی کہ جسوقت کشتی چلنے سے بند ہو جاتی تھی تو غلام بھاگے ہوئے کو دریا میں ڈالدیتے تھے تاکہ کشتی جاری ہو حضرت یونس نے کہا کہ غلام بھاگا ہوا میں ہوں لوگوں نے کہا کہ تو غلام بھاگا ہوا ہرگز نہیں ہے اسواسطے کہ علامت آزادی کی اور نیک ہونیکی تیرے چہرہ سے ظاہر ہے یونس نے بہت مبالغہ کیا اور کہا کہ غلام بھاگا ہوا میں ہی ہوں اور میں اپنے تئیں خوب پہچانتا ہوں جسوقت یونس نے اپنے قول میں بہت مبالغہ کیا اور ان لوگوں نے انکار کیا کہ تو غلام نہیں ہے تو رائے سب کی اسپر متفق ہوئی کہ قرعہ ڈالنا چاہئے جسکا نام قرعہ میں نکلے اسکو دریا میں ڈالو فَسَاهَمَ پس قرعہ ڈالا ان کشتی والوں نے تین مرتبہ اور بعضی روایتوں میں ہے کہ چالیس مرتبہ قرعہ ڈالا اور ہر وقت قرعہ ڈالتے تھے تو یونس ہی کا نام نکلتا تھا چنانچہ فرماتا ہے خدا کہ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ پس ہو گیا وہ یونس قرعہ میں نام نکلنے والوں میں سے کشتی والوں نے چاہا کہ اسکو دریا میں ڈالیں حقتعالی نے مچھلی کو حکم کیا کہ یونس نے ایک بہتر امر کو ترک کیا ہے کہ بدون ہمارے اذن کے اپنی قوم میں سے چلا آیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ چند روز اسکو تیرے شکم میں بند کریں تجھکو چاہئے کہ اسکی نگہبانی اچھی طرح کر لیا ہو کہ کوئی زخم اسکو نہ پہنچے اور اسکی اعضا میں خلل آوے ہمنے تیرا کھانا اسکو نہیں بنایا ہے مچھلی نے جو یہ حکم سنا تو کشتی کے کنارہ پر آئی اور منہ پھاڑا اُسنے کہو ملاح اسکو دوسری طرف لیگئے وہ مچھلی ادھر بھی منہ کھولی ہوئی آئی اور وہاں سے اور طرف کو لیگئے تو وہاں بھی وہ مچھلی منہ کھولی ہوئی آئی یونس نے جانا کہ اسمیں کچھ حکمت ہے خدا پر توکل کر کے دریا میں گر پڑے فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ پس لقمہ کر گئی اسکو مچھلی وَهُوَ مُلِیْمٌ اور وہ ملامت کے لائق تھا یعنی ملامت کرنیوالا اپنے نفس کا تھا اسسبب سے کہ امر اولی کے کہ بدون اذن خدا کے اپنی قوم میں سے چلا آیا تھا اور وہ مچھلی یونس کو اسطرح سے محافظت کرتی تھی جیسے کہ ماں اپنے فرزند کو محافظت کرتی ہے اور حضرت یونس ذکر خدا کرتے تھے اور وہ مچھلی پانی سے منہ اپنا باہر نکالتی تھی اور پھر پانی میں لیجاتی تھی کہ یونس سانس لیتا ہے اسیطرح سے تین روز یا سات روز یا بیس روز اور مشہور یہ ہے کہ چالیس روز وہ مچھلی کے پیٹ میں رہے اور مچھلی نے انکو سات دریا میں پھرایا تاکہ عجائب اور غرائب دریا کے دیکھیں اور جسوقت دریا کی تہ میں پہنچے اور دریا کے جانوروں کی تسبیح کی آواز سنی تو انکی موافقت سے تسبیح خدا میں مشغول ہوئے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ پس اگر نہ ہوتا یہ امر کہ تحقیق وہ یونس كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ تھا تسبیح کرنیوالوں میں سے کہ

لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین مچھلی کے پیٹ میں کہتا تھا یا تسبیح مطلق کرتا تھا یعنی اگر یونس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح خدا کی کرنیوالا نہوتا اور ذکر خدا کا نہ کرتا تو لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ البتہ دیر کرتا درمیان پیٹ اس مچھلی کے اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ طرف اس دن کے کہ اٹھائے جاوینگے زندہ کر کے سب آدمی یعنی قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ذلیل رہتا لیکن برکت سے تسبیح کے ہمنے اسکو نجات دی فَنَبَذْنٰهُ پس ڈالا ہمنے اسکو یعنی حکم کیا ہمنے مچھلی کو کہ یونس کو کنارہ پر ڈالدے بِالْعَرَآءِ اوپر پٹپڑ کے کہ وہ میدان تھا اور کوئی درخت وہاں نہو وَهُوَ سَقِیْمٌ اور وہ یونس بیمار تھا اسوقت یعنی نہایت ناتوان تھا اور کھال اُسکی بوسیدہ اور سرخ ہو گئی تھی وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ اور اگایا ہمنے اوپر اسکی یعنی اسکے بدن کے اوپر شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ایک درخت کدو سے کہ اسکی پتوں کے سایہ میں حرارت آفتاب سے اپنے بدن کو محفوظ رکھتا تھا اور کہتے ہیں کہ تاثیر کدو کے درخت کی یہ ہے کہ مکھی اسکی پاس نہیں آتی اسواسطے خدا تعالی نے کدو کو اگایا کہ آفتاب سے اور مکھی وغیرہ سے محفوظ رہے اور کہتے ہیں کسی نے جناب رسول خدا صلعم سے پوچھا کہ یا رسول خدا کیا سبب ہے کہ کدو کو بہت دوست رکھتے ہیں فرمایا اسواسطے کہ وہ درخت میرے برادر یونس کا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جسوقت یونس مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو مانند مرغ بے پر کے تھے کہ ہرگز وہ پر نہ رکھتا ہو اور زمین پر پڑے ہوئے تڑپتے تھے اور کانپتے تھے حقتعالی نے پہاڑی بکری کو حکم کیا انکی جا کر اپنا دودھ انکو پلایا اور شام

ع ٥ ٨

قصہ حضرت یونس

النصف

دو دہ سے انہوں نے پرورش پائی اور جسم کی کھال انکی بدن کی نضج ملتی ہو کر جاتی رہی تھی پہنچی تو ایک روز کسی کام کیواسطے کہیں کو چلے گئے تھے جب کسو پھر آئے تو وہ درخت کدو کا خشک ہو گیا تھا انکو
خشک دیکھکر تنگدل ہوئے خدا تعالے نے فرمایا کہ اے یونس درخت کے خشک دیکھکر تو تنگدل ہوتا ہے اور ایک لاکھ کئی ہزار آدمیوں کی ہلاک ہونے سے تیرا دل تنگ نہوا کہ تو عذاب کیواسطے دعا
کی تھی اور میں اگر ایک لاکھ آدمیوں کو بخشوں تو تیرے نزدیک زیادہ دوست ہے بس سے کہ ایک آدمی کو عذاب کروں اور تو جلدی جا کہ تیری قوم کے آدمی ایمان لائے ہیں اور تیری
دید کے روادار نور کہتی ہیں اور عذاب کو میں نے انسے دفع کر دیا ہے یونس یہ حکم سنکر اپنی قوم کیطرف واپس ہوئے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ **وَاَرْسَلْنٰهُ** اور بھیجا ہم نے یونس کو
دوسری بار **اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ** طرف سو ہزار یعنی طرف ایک لاکھ آدمی کے **اَوْ يَزِيْدُوْنَ** یا زیادہ تھی کہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھی یا ایک لاکھ تیس ہزار تھے
یا ایک لاکھ ستر ہزار تھی اور کہتے ہیں کہ اسطرح کا کلمہ واسطے کثرت کے آتا ہے یعنی انکی گنتی اسقدر کثرت تھی کہ جو کوئی انکو دیکھتا تو کہتا کہ ایک لاکھ ہیں یا زیادہ ہیں اور خدا تعالی کو
ہر چند ان لوگوں کی گنتی کا علم تھا اور جانتا تھا کہ وہ کتنی ہیں اور تردد اور شبہ اسکو انکے شمار میں ہرگز نہ تھا لیکن خدا تعالی نے عرب کے محاورہ کے موافق ایسا کلمہ فرمایا ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام کی قرأت میں او کا لفظ نہیں ہے بلکہ فقط واو ہے یعنی اور بھیجا ہم نے یونس کو طرف ایک لاکھ کے اور زیادہ کے اور معنی اسکی بلا تردد ظاہر ہیں اور دوسری روایت میں
حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد زیادہ سے تیس ہزار آدمی ہیں پس کل آدمی قوم یونس کے ایک لاکھ تیس ہزار ہوئے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت یونس
کے حال میں لکھا ہے کہ یونس تین روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اور ظلمات میں خدا کو پکارے یعنی اندھیروں میں کہ ایک اندھیرا تو مچھلی کے پیٹ کا تھا اور ایک اندھیرا رات کا اور ایک اندھیرا
دریا کا اسمیں خدا کو پکارے اسطرح سے کہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین پس خدا تعالے نے انکی دعا کو قبول کیا اور مچھلی نے انکو کنارہ پر ڈالدیا اور خدا تعالی نے
درخت کدو کا انکے اوپر اگایا انکو وہ چوستے تھے اور اسکے سایہ میں رہتے تھے اور بال انکے گر گئے تھے اور جلد بہت باریک ہوگئی تھی اور یونس رات دن ذکر خدا کرتے تھے پس جب قوت
انمیں قوت آئی تو خدا تعالی نے ایک کیڑی کو بھیجا اسنے اسکی جڑ کو کھالیا وہ خشک ہوگیا یہ امر یونس کو بہت شاق ہوا اور اسکا نہایت رنج کیا اللہ تعالی نے وحی بھیجی کہ
اے یونس تو کسواسطے رنج کرتا ہے کہا کہ اے پروردگار میرے یہ درخت کہ جو مجھکو نفع بخشتا تھا تو نے کیڑا بھیجکر اسکو خشک کر دیا کہ وہ اسکی جڑ کو کھا گیا ہے فرمایا کہ اے یونس تو درخت
کیواسطے رنج کرتا ہے کہ جسکو نہ تونے بویا تھا اور نہ تونے اسکو پانی دیا تھا اور نہ رنج کیا تونے نینوا کے آدمیوں پر کہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے اور ارادہ کیا تو نے کہ انپر عذاب
نازل ہو اور اب وہ ایمان لائے ہیں اور رو رہے ہیں تو انکے پاس جا یونس یہ حکم سنکر اپنی قوم کیطرف واپس ہوئے جس وقت انکی شہر نینوا کے قریب پہنچے تو شہر میں داخل ہونیسے انکو حیا
اور شرم آئی ایک چرواہا انکو ملا اس سے کہا کہ تو شہر میں جا اور انکی لوگوں سے جا کر کہہ کہ یونس آیا ہے اس چرواہے نے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اور جھوٹ بولنے سے تو شرم نہیں
کرتا ہے یونس تو دریا میں غرق ہو گیا ہے حضرت یونس نے دعا کی کہ خداوند اس گوسفند کو گویا کر دے کہ یہ میری گواہی دیوے اور کہے کہ یونس یہی ہے دعا انکی قبول ہوئی
اور اس گوسفند نے گویا ہو کر چرواہے کے روبرو بزبان فصیح کہا کہ یونس یہی ہے وہ چرواہا گوسفند سے سنکر شہر نینوا میں گیا اور یونس کی قوم کو خبر کی وہ لوگ آئے اور اسکو گرفتار کیا
اور ارادہ کیا کہ اسکو ماریں اس گمان سے کہ یہ جھوٹ کہتا ہے یونس کہاں ہیں یونس تو غرق ہو گیا ہے اس چرواہے نے کہا کہ میں اپنے قول کا گواہ رکھتا ہوں ان لوگوں نے کہا کہ کون ہے تیرا گواہ کہا کہ
یہ گوسفند میری گواہ ہے گوسفند نے گواہی دی کہ یہ سچ کہتا ہے اور یونس کو خدا تعالی نے بھیجا ہے وہ لوگ باہر نکلے اور یونس کو لائے **فَاٰمَنُوْا** پس ایمان لائے وہ آدمی یا شہر نینوا
کے کہ انکی ہاتھ پر انہوں نے ایمان کو پھر نیا کیا **فَمَتَّعْنٰهُمْ** پس فائدہ دیا ہم نے انکو نفعوں اور لذتوں اور مالوں دنیا کا **اِلٰى حِيْنٍ** طرف ایک وقت کے یعنی موت کے وقت
تک انکو ہم نے فائدہ دیا اور اب پھر مشرکوں کو تنبیہ کرتا ہے اور انکے عقاید بد کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ ملائکہ کو خدا تعالی کی بیٹیاں کہتے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد صلعم **فَاسْتَفْتِهِمْ**
پس حکم طلب کر انسے یعنی پوچھ تو انسے بنی خزاعہ اور بنی ملیح اور بنی جہینہ سے کہ وہ ملائکہ کو دختران خدا کہتے ہیں اور انکو ملامت کر کے سوال کر کہ **اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ** کیا
واسطے پروردگار تیرے کے ہیں اے محمد صلعم بیٹیاں ہیں **وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ** اور واسطے انکے پسر ہیں یعنی انسے پوچھ کہ کیا واسطے خدا کے تو بیٹیاں ہیں جو کہ گھٹی چیز ہیں اور تم انسے بہت عار
اور ننگ کہتے ہو یہانتک کہ زندہ درگور انکو کرتے ہو اور پسر جو کہ اچھی چیز ہے وہ تمنے اپنے واسطے مقرر کئے ہیں کہ وہ **اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ** آیا پیدا کیا ہمنے فرشتوں کو **اِنَاثًا**
عورتیں **وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ** اور وہ حاضر ہوتے تھے پیدا کرنیکے وقت ہو سکے کہ یہ حال معاینہ دیکھنے کے اپنی آنکھ سے معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ جسمیں یقین کیا جاوے اور جسوقت
کہ وہ وقت پیدا کرنے ملائکہ کے حاضر نہ تھے تو کیونکر وہ انکی عورتیں ہونیکا حکم کرتے ہیں **اَلَآ اِنَّهُمْ** خبردار ہو کہ تحقیق وہ کفار **مِّنْ اِفْكِهِمْ** دروغ اور افترا اپنے سے
لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں **وَلَدَ اللّٰهُ** بچہ لایا ہے خدا یعنی خدا کے بچے پیدا ہوئے ہیں سو واسطے کہ وہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں **وَاِنَّهُمْ** اور تحقیق وہ کفار اس

قول میں ایسلئے ملائکہ خدا تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں لَكَاذِبُوْنَ البتہ وہ جھوٹے ہیں اَصْطَفَى الْبَنَاتِ اسکی اول میں ہمزہ استفہام کا ہے اور اسکے آنیسے ہمزہ وصل ساقط
ہوگیا ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کیا برگزیدہ کیا ہے خدا نے بیٹیونکو کہ جنکو تم مکروہ جانتے ہو عَلَى الْبَنِيْنَ اور بیٹوں کے کہ باعث تمہارے فخر اور ناز کا ہے یعنی تم باوجود عاجز اور
ناقص ہونیکے پست اور گھٹتی چیز کو تو اختیار کرتے نہیں ہو اور جو شخص کہ سب طرح قدرت رکھتا ہے اور مالک اور حاکم ہر شئی کا ہے وہ پست اور ناقص چیز کو کیونکر اختیار کریگا مَا لَكُمْ
کیا ہے واسطے تمہارے كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ کیونکر حکم کرتے ہو تم واسطے خدا کے کہ خلاف عقل اسکے واسطے تجویز کرتے ہو اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے
ہو تم اور نہیں سمجھتے ہو تم کہ ذات پروردگار کی جورو اور فرزند سے پاک ہے اسلئے کہ فرزند چاہئے کہ مشابہ باپ کے ہو اور حقتعالیٰ اپنا کوئی مشابہ اور مانند نہیں رکھتا ہے پس فرزند
اسکے کیونکر ہوگا اَمْ لَكُمْ کیا واسطے تمہارے اس امر میں سُلْطَانٌ مُّبِيْنٌ کوئی دلیل ظاہر اور کوئی حجت ہے کہ وہ نازل ہوئی ہے تمہارے ہاتھ میں عقول و دلالت کیطرف
فَأْتُوْا بِكِتَابِكُمْ پس لاؤ تم کتاب اپنی کہ جو کہ اس مقدمہ میں آسمان سے نازل ہوئی ہے اور اسمیں لکھا ہے کہ ملائکہ خدا تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ
اگر ہو تم راست گو اس دعوے میں اور رکھتے ہیں کہ بعضے کفار عرب مثل بنی خزاعہ کے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اشراف جن کی عورتوں سے صحبت کی ہے ان سے ملائکہ پیدا ہوئے ہیں اور
مجوس کا یہ اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ اور شیطان دو بھائی ہیں اور خدا پیدا کرنیوالا نور کا اور خیر کا اور فائدہ بخشنے والے حیوان کا ہے اور شیطان پیدا کرنیوالا تاریکی اور بدی اور ضرر
کرنیوالے حیوان کا ہے خدا تعالیٰ انکے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ وَجَعَلُوْا اور مقرر کیا ان کفار سیاہ دلوں نے بَيْنَهٗ درمیان اس حقتعالیٰ کے وَبَيْنَ الْجِنَّةِ اور
درمیان جنوں کہ شیطان بھی انمیں سے ہے نَسَبًا ناتا اور رشتہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اور البتہ تحقیق جانتے ہیں جن اور پری اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ مشرکین
کہنے والے ایسی کلموں کفر کے لَمُحْضَرُوْنَ البتہ حاضر کئے گئے دوزخ کے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ پاک ہے خدا عَمَّا يَصِفُوْنَ اس چیز سے کہ وصف بیان
کرتے ہیں وہ کفار کہ رشتہ اور ناتا طرف خدا کے منسوب کرتے ہیں اور سب کفار ایسی ایسی باتیں کہ خدائے پاک کے حق میں کہتے ہیں اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ
مگر بندے خدا کے جو کہ خالص اور پاک کئے گئے ہیں ایسی باتوں نالائق اور کفر اور شرک سے اور جو کلمہ کہ مناسب اور سزاوار ذات پاک حقتعالیٰ کے ہیں وہ ہی زبان پر نکالتے ہیں اور اب
خدا تعالیٰ تمام مشرکین کو خطاب کرتا ہے کہ فَاِنَّكُمْ پس تحقیق تم اے کافرو وَمَا تَعْبُدُوْنَ اور وہ چیز کہ پرستش کرتے ہو تم اسکی مَا اَنْتُمْ نہیں ہو تم عَلَيْهِ
بِفَاتِنِيْنَ اوپر دین خدا کے فساد کرنیوالے اسکی بندوں کو بہکا کر اور گمراہ کر کے اِلَّا مَنْ هُوَ مگر اس شخص کو کہ وہ صَالِ الْجَحِيْمِ داخل ہونیوالا آگ جلانیوالے
کا ہے یعنی تم اور تمہارے معبود خدا پر غالب ہوکر اسکی بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتے ہو مگر ان لوگونکو کہ علم الٰہی متعلق ہوا ہے اس طرح پر کہ وہ لوگ کافر اور مرتد ہوکر مریں اور دوزخ میں
جائیں اور اب خدا تعالیٰ ان لوگونکے رد کرنیکے واسطے جو کہ ملائکہ کو پرستش کرتے تھے جبرئیل کو حکم کرتا ہے کہ میرے حبیب محمد صلعم سے جاکر بیان کر کہ ہم سب فرشتے بندے ہیں
خدا کے اور کہہ تو کہ وَمَا مِنَّا اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی اِلَّا لَهٗ مگر کہ واسطے اسکے ہی عبادت کرنیکے لئے مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ایک جگہ معلوم اور مقرر یعنی
بقدر مرتبہ کے ہر فرشتہ کیواسطے ایک مقام ہی عبادت کرنیکے واسطے کہ اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے کہ بعضے تو ایسے ہیں کہ ہمیشہ کھڑے ہی رہتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ
ہمیشہ رکوع میں ہیں اور بعضے ہمیشہ سجدہ میں ہیں اور اپنی اپنی اس حالت سے دوسری حالت میں مشغول نہیں ہوسکتے ہیں پس جس وقت کہ ہمارا ایسا حال ہے تو ہم کیونکر سزاوار پرستش
کے اور پروردگار ہونیکے ہوسکتے ہیں کوئی ہمکو معبود اپنا مقرر کرے اور مخلوق برابر خالق کے کیونکر ہوسکتا ہے وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ اور تحقیق ہم البتہ صف باندھنے
والے ہیں طاعت اور عبادت کے مقام میں اور صف باندھنے والے ہیں اپنی پروں کو واسطے عاجزی کے نیکی اور اگر معاذ اللہ کسی طرح کی سستی اور غفلت ہم سے عمل میں ہو تو باعث غضب خدا کے
اور ہمیشہ کے عذاب میں ہم گرفتار رہیں وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ اور تحقیق ہم البتہ تسبیح کرنیوالے ہیں اور پاکی بیان کرنیوالے خدا کی ہیں عیبوں سے اور ان چیزوں سے کہ
لائق اسکی ذات پاک کے نہیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پیغمبر خدا اور مومنین ہیں اور یہ کلام انہیں کا ہے یعنی ہر ایک ہم میں سے بہشت میں مقام معلوم رکھیگا بعد اعمال
کے اور آج ہم صف باندھنے والے اور خدا کو پاکیزگی سے بیان کرنیوالے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت حق میں آئمہ معصومین علیہم السلام کے ہے اور کہتے ہیں کہ کفار مکہ
جناب سرور محمد صلعم کے پیغمبر ہونیسے پہلے کہتے تھے کہ اگر کوئی کتاب آسمان سے نازل ہو تو ہم کفر کو ترک کرکے ایمان اختیار کریں اور جس وقت قرآن نازل ہوا کہ وہ سب کتابوں سے
زیادہ بزرگ ہے تو نہ ایمان لائے اور اپنے کفر پر قائم رہے حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِنْ كَانُوْا اور تحقیق تھے وہ کفار قریش پہلے پیغمبر ہونے محمد صلعم سے لَيَقُوْلُوْنَ
لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا البتہ کہتے تھے کہ اگر تحقیق ہوتی نزدیک ہمارے کوئی کتاب مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ پہلے لوگوں کی کتابوں کی جنس سے یعنی اگر ہمپر کوئی کتاب

نازل ہوتی جیسے کہ پہلے لوگوں پر نازل ہوئی ہے تو لکنا البتہ ہوتے ہم عباد اللہ المخلصین بندے خدا کے خالص اور بالکل گئے گزرے شرک سے اور رہتے خالص خدا کی عبادت کرتے اور جب وہ قرآن
نازل ہوا تو فکفروا بہ پس کفر کیا انہوں نے ساتھ اس کے فسوف یعلمون پس قریب ہے کہ جانینگے انجام کو کفر اور شرک کے کہ دنیا میں خوار اور ذلیل ہوں اور مسلمانوں سے مغلوب ہوں
اور آخرت میں دوزخ میں جلیں پھر فرماتا ہے کہ ولقد سبقت کلمتنا اور البتہ تحقیق پہلے گزر گئی ہے بات ہماری لعبادنا المرسلین واسطے بندوں ہمارے رسولوں کے لوح محفوظ
میں کہ جس میں ہم لکھ چکے ہیں اس طرح سے کہ انہم لھم المنصورون تحقیق کہ وہ رسول ہمارے البتہ وہی نصرت دیے گئے اور مدد کیے گئے ہیں وان جندنا اور تحقیق لشکر ہمارا کہ وہ مدد
کرنے والے ہیں لھم الغالبون البتہ وہی غالب ہونے والے ہیں کفار پر دنیا میں تو دلیلوں اور لڑائی میں غالب ہیں اور آخرت میں تو ان کی فضیلت اور مرتبہ بلند ہونے میں شامل ہیں اور منقول ہے کہ کوئی پیغمبر
لڑائی میں مغلوب نہیں ہوا اور نہ کوئی قتل ہوا ہے بلکہ حیلہ اور مکر سے قتل ہوا ہے سوائے لڑائی کے اور جو مومنین بھی بعد ان کی امت کے غالب ہوئی ہے اور امت کا غلبہ بعینہ پیغمبر کا غلبہ ہے اور باوجود صحیح ہونے دلیلوں کے
جو یہ کفار ایمان نہیں لاتے ہیں اے محمد صلعم تو فتول عنھم پس منہ پھیرے تو ان سے حتی حین ایک وقت تک وہ وقت لڑائی کا ہے یعنی جب تک کہ ہم ان سے
لڑنے کا حکم نہ دیویں اس وقت تک تو ان کی ایذا پر صبر کر اور کہا ہے کہ وہ وقت روز جنگ بدر ہے یا روز جنگ فتح مکہ اور ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد اس سے وقت موت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
روز قیامت مراد ہے غرض یہ ہے کہ تو ان کو مہلت دے اور منہ ان سے پھیر وابصرھم اور دیکھ تو ان کو کہ ان کا کیا حال ہوتا ہے کہ قتل اور اسیر ہوں دنیا میں اور آخرت میں عذاب
میں گرفتار ہوں فسوف یبصرون پس قریب ہے کہ دیکھینگے وہ تیری فتح اور نصرت کو اے محمد صلعم دنیا میں اور تیری مرتبہ کی بلندی آخرت میں اور جس وقت کفار نے سنا
فسوف یبصرون تو کہنے لگے کہ جو کچھ کہ محمد کہتا ہے وہ کب ہوگا اور کس زمانہ میں اس کے ہونے کا وعدہ کرتا ہے یہ آیت نازل ہوئی کہ افبعذابنا یستعجلون کیا پس عذاب
ہمارے کی جلدی کرتے ہیں وہ فاذا نزل پس جس وقت کہ نازل ہوگا عذاب بساحتھم بیچ انگنائی ان کی کے یعنی اگر عذاب ان کے گھروں میں نازل ہو تو فساء صباح المنذرین
پس بری ہو جاتی صبح ڈرائی گئی لوگوں کی اور کہتے ہیں کہ درمیان عرب کے قتل اور غارت کی کثرت ہوتی تھی اور جو کوئی قوم کہ دوسری قوم کے قتل اور غارت کا ارادہ کرتی تھی تو وہ
رات کو اپنی بستی سے روانہ ہوتی تھی اور صبح کی وقت کہ وقت خواب شیرین کا ہے اس قوم کی بستی کے گرد پہنچتی تھی اور ان کو غافل پا کر قتل اور غارت کرتی تھی اور اکثر جو قتل اور غارت
صبح کو واقع ہوتا تھا اس واسطے انہوں نے غارت کا نام صباح رکھا اور صبح کے سوا جو کسی اور وقت میں اتفاق قتل اور غارت کا ہوتا تو اس کو بھی صباح ہی کہتے تھے اس واسطے
خدا تعالی نے بھی قتل اور غارت کو موافق ان کی محاورہ کے صباح فرمایا اور خدا تعالی واسطے تاکید کے مکرر فرماتا ہے کہ وتول عنھم اور منہ پھیر تو ان سے اے محمد صلعم
حتی حین ایک وقت تک وہ وقت روز جنگ بدر ہے یا روز مرگ اور عذاب کے دیکھنے کا روز ہے وابصر اور دیکھ تو اے محمد صلعم عذاب کو جو کہ ان پر نازل ہوگا
فسوف یبصرون پس قریب ہے کہ دیکھینگے وہ اس عذاب کو اور اپنی مغلوب ہونے کو اور تیری غالب ہونے کو اور خدا تعالی اپنی پاکیزگی بیان کرتا ہے ان امور سے کہ جو کفار
خدا تعالی کی طرف منسوب کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ سبحان ربک پاک ہے پروردگار تیرا کہ رب العزۃ پروردگار قوت اور غلبہ کا ہے عما یصفون
اس چیز سے کہ وصف بیان کرتے ہیں مشرکین کہ اس کی زن و فرزند مقرر کرتے ہیں اور اپنی ذات کی پاکیزگی بیان کرنے کی بعد پیغمبروں پر سلام بھیجتا ہے کہ وسلام علی المرسلین
اور سلام ہو پیغمبروں پر کہ لوگوں کو ان کا پیغام پہنچا دیا ہے اور ان کی ہاتھ سے آزار کھینچے ہیں والحمد للہ رب العالمین اور سب تعریف واسطے خدا کے
ہے کہ پروردگار عالموں کا ہے اور یہ تعلیم ہے خدا تعالی کی بندوں کو کہ چاہیے کہ بندے اس طرح سے سلام کریں انبیاء کو اور تعریف اور حمد کریں خدا تعالی کی ان کی انعام کی عوض پر
اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی چاہتا ہے کہ اس کی ثواب کی پیمائش کریں پیمانہ پورا اور کامل سے تو چاہیے کہ آخر کلام اس کا ہر مجلس میں سبحان ربک رب العزۃ الخ ہو
یعنی جس وقت کہ کسی مجلس سے اٹھے تو ان آیتوں کو پڑھے وقت اٹھنے کے

سورۃ ص

یہ سورۃ مکی ہے اور اس میں اٹھاسی آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو سورۃ ص پڑھے تو اس کو اس قدر ثواب دنیا اور آخرت کا دیویں کہ کسی کو نہ دیا ہو سوائے انبیاء اور ملائکہ مقربین کے اور اس کو بہشت میں لیجائیں مع اس
شخص کے کہ جو اس کی ہمراہ ہے یہاں تک کہ خادم اس کا کہ دنیا میں اس کی خدمت میں رہا ہو اگرچہ وہ قابل شفاعت کرنے کی نہ ہوا ہو مگر اس سورہ کی برکت سے اس کو بھی ہمراہ پڑھنے والے کی بہشت میں لیجائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ص کہتے ہیں کہ ص سے اشارہ ہے طرف اس نام خدا کے کہ جس کی اول میں ص ہے مثل صانع اور صمد اور صادق
اور صابر کے یا اشارہ ہے طرف صدق محمد صلعم کے یا طرف صورت محمد صلعم کے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ص ایک نام ہے خدا تعالی کے ناموں سے کہ حق تعالی نے اس کی قسم
کھائی ہے اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے ہے کہ ص ایک چشمہ ہے کہ جاری ہے نیچے عرش کے اور وہ چشمہ وہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے اس سے وضو کیا تھا جس وقت کہ معراج کو تشریف

ع ۵ ۱۴ سورۃ ص

لے گئی تھے اور ہر روز جبرئیل اُس چشمہ میں داخل ہوتے ہیں بعد اُسکے اُس میں سے نکلکر اپنے پرونکو جہاڑتے ہیں اور ہر قطرہ سے جو کہ پرونمیں سے جہڑتا ہی ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی کہ وہ قیامت تک
خدا کی تسبیح کرتا ہی اور حمد اور تکبیر میں مشغول رہتا ہی اور ایک روایت آئی ہی حضرت صادق علیہ السلام سے کہ شب معراج خداتعالی نے حضرت صلعم کو وحی کی کہ یا محمد نزدیک ہو تو
ص سے اور غسل دے تو اپنے سجدہ کرنیکی جگہونکو اور پاک کر تو اُنکو اور نماز پڑھ واسطے پروردگار اپنے کے پس نزدیک ہوئے رسول خدا صلعم ص سے اور وہ پانی ہی کہ جاری ہے عرش کی جانب
راست سے اور حضرت کاظم علیہ السلام کی حدیث میں ہے وہ ص کہ جسمیں رسول خدا صلعم کو غسل کرنیکا حکم ہوا تھا وہ چشمہ ہے کہ جاری ہے عرش کے ایک رکن سے اور اُسکو ماء الحیوٰۃ کہتے
ہیں اور وہ چشمہ وہ ہی کہ خداتعالی نے قرآن میں فرمایا ص۔ والقرآن ذی الذکر اور بعضوں کے نزدیک مراد اُس سے یہ ہی کہ قسم ہے صاد صمدیہ کی ازل سے ابد تک اور صاد صبوریہ
کی ازل سے ابد تک اور صاد صانعیت کی ازل سے ابد تک پس معنی اسکی یہ ہونگے کہ قسم ہے صاد کی وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ اور قرآن صاحب ذکر کی اُسمیں
ذکر ہے حلال کا اور حرام کا اور بیان ہے امر کا اور نہی کا اور ذکر ہے پیغمبروں کے قصونکا اور آیندہ کی خبروں کا اور احوال قیامت کا اور اُن چیزوں کا کہ جنکی طرف بندگان
خدا محتاج ہیں دنیا اور آخرت میں سے اور جواب قسم کا محذوف ہے یعنی قرآن معجزہ ہی اور حق ہی اور پیروی اُسکی واسطے عمل کرنا واجب ہے اور کفار جو اُسپر ایمان نہیں لاتے
ہیں اسواسطے کہ اُسمیں کچھہ خلل اور قصور ہے بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا بلکہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے وہ اور ایمان لائے قرآن پر رئیس قریش کے فِي عِزَّةٍ بیچ تکبر اور سرکشی کی
ہیں جو قبول کرنے حق سے وَشِقَاقٍ اور بر خلافی پیغمبر کے میں اسواسطے اُسپر ایمان نہیں لاتے ہیں اور پیغمبر کی تابعداری سے عار اور ننگ کہتے ہیں اور تامل نہیں کرتے ہیں اور
نہیں سوچتے ہیں كَمْ أَهْلَكْنَا بہت ہلاک کئے ہیں ہمنے مِن قَبْلِهِم پہلے اُن مشرکوں سے مِّن قَرْنٍ زمانہ کے لوگوں سے یعنی پہلی امتوں کی آدمی بسبب
تکبر اور بر خلافی کے ہمنے پہلے ان کفار مکہ سے بہت ہلاک کئے ہیں اسکا کچھہ خیال اُنکو نہیں ہے اور جسوقت ہمنے اُن لوگوں کو عذاب کیا تو فَنَادَوا پس آواز دی اُنہوں نے
اور فریاد کی پیغمبروں سے عذاب کو دیکھکر تاکہ اُنکی فریاد کو پہنچیں وہ اور عذاب کو اُنسے دور کریں اُن پیغمبروں نے اُنکی کمک نہ کی وَلَاتَ اور نہ تھا وہ وقت حِينَ
مَنَاصٍ وقت بھاگنے کا عذاب خدا سے اور کہتے ہیں کہ عادت کفار مکہ کی یہ تھی کہ جسوقت لڑائی اُنپر تنگ ہوتی تو کہتے تھے کہ مناص مناص یعنی بہاگو اور کسی مقام پر
پناہ لیجاو خداتعالی خبر دیتا ہی کہ جیسے پہلی امتوں کے آدمی وقت عذاب کے بہاگنے کی جگہہ نہیں رکہتے تھے ایسے ہی کفار مکہ بدر کی لڑائی میں مناص کہینگے اور لات میں تا متصل
ہوئی ہی اور یہ دونوں ملکر بمنزلہ لیس کے ہیں اور نصب حین کا اسواسطے ہے کہ وہ خبر ہی لات کی کہ معنی لیس ہے اور تقدیر اُسکی یہ ہے کہ لیس الوقت حین مناص اور بعضے کہتے ہیں کہ
لا تنہا جدا حرف ہے اور یہ تا حین سے ملی ہوئی ہی یعنی ولا تحین اور تحین بمعنی حین ہے وَعَجِبُوا اور تعجب کیا اُن کافروں نے أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ
اس سے کہ آیا اُنکے پاس ڈرانیوالا عذاب خدا سے مِّنْهُمْ اُنہیں میں سے اور کہا کہ یہ تو مثل ہمارے آدمی ہی اور ہماری قوم کا ہی یہ کیونکر پیغمبر ہو سکتا ہے وَقَالَ
الْكَافِرُونَ اور کہا کافروں نے کہ هَٰذَا یہ ڈرانیوالا سَاحِرٌ جادوگر ہی اور جو کچھہ ہمکو علامات دکھلاتا ہے جادو سے دکھلاتا ہے كَذَّابٌ بڑا جہوٹا ہی کہ دعوی
نبوت کا کرتا ہی اور قرآن کو کہتا ہی کہ خدا کے پاس سے نازل ہوتا ہی کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت حمزہ ایمان لائے تو اسلام کو بہت قوت ہوئی اور پچیس آدمی قریش کے کہ اُنمیں سے ولید
بن مغیرہ اور ابوجہل اور ابوامیہ اور عتبہ اور شیبہ اور نضر بن حارث اور ہشام اور عاص بن وائل وغیرہ کہ یہ سب اشراف اور سردار قریش کے بیقرار ہوکر حضرت ابوطالب کے پاس
آئے اور کہا کہ تو بہتر اور سردار ہمارا ہی ہم تیرے پاس ایک حاجت اور فریاد اپنی لائے ہیں تو ہمارے اور اپنے بھتیجے محمد کے درمیان حکم کر کہ وہ ہمارے خداؤنکو تو گالیاں دیتا ہی اور
ہمارے عقلونکو وہی کہتا ہے اور ہمارے بیعقلوں کو بہکا کر اپنے دین میں لیجاتا ہے جو دین کہ اُسنے ایجاد کیا ہے اور اسی سبب سے اُسنے تفرقہ ہمارے درمیان میں ڈالدیا ابوطالب نے
آن حضرت صلعم کو طلب کر کے کہا کہ ہی برادر زادہ یہ لوگ تیری قوم کے آدمی ہیں اور یہ تجھسے ایک آرزو رکھتے ہیں بالکل اُنکو نا امید نہ کرنا چاہئے اور انکے مقصد میں تامل کرنا چاہئے
حضرت نے فرمایا کہ ہی قریش کے لوگو مطلوب تمہارا مجھسے کیا چیز ہے کہا کہ ہمارے معبودوں کو بُرا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر تاکہ ہم بھی تیرے اور تیرے تابعداروں کے درپے نہوں حضرت نے فرمایا کہ
میں بھی تمسے ایک آرزو رکھتا ہوں کہ ایک کلمہ میں میری مدد کرو اُسکے سبب سے تم مالک عرب اور عجم کے ہو جاؤ ابوجہل نے کہا کہ اگرچہ درمیان ہمارے اور تیرے نزاع واقع ہے لیکن حال
ہمارا اس مرتبہ کو نہیں پہنچا کہ ایک کلمہ میں ہم تجھسے مضایقہ کریں بلکہ دس کلمہ میں ہم تجھسے مضایقہ نہ کرینگے وہ ایک کلمہ کونسا ہی بیان کر فرمایا کہ کہو تم لا الہ الا اللہ اکبر تب ہی
سب قریش نے منہ پھیر کر آستینیں کہا کہ سب خداؤنکو اُسنے ایک خدا کر دیا اور منقول ہی کہ جناب رسول خدا اُسوقت اپنی آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ ہی چچا اگر آفتاب میری جانب راست
اور مہتاب میری جانب چپ کہا جائے تو میں اس کہنے کو ترک کرونگا یہانتک کہ ہمکو میں جاری کروں یا قتل کیا جاؤں ابوطالب نے کہا کہ تو اپنے امر کو جاری کر قسم ہے خدا کی کہ میں

تجھسے کبھی مواخذہ نہ کیا کرونگا اور جسوقت قریش یہ کلمہ کہکر اٹھے کہ اسنے سب خداؤں کو ایک خدا کر دیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ کیا کر دیا معبودوں کو
محمد نے ہمارے دلہی اِلٰهًا وَّاحِدًا معبود ایک اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ قول محمد کا کہ خدا ایک ہے لَشَیْءٌ عُجَابٌ البتہ ایک چیز ہی بہت تعجب لانیوالی
ہو سطے کہ یہ امر مخالف ہی ہمارے باپ دادوں کے اعتقاد کے اور تین سو ساٹھ خدا جو ہم رکھتے ہیں وہ ایک شہر مکہ کا انتظام نہیں کر سکتے ہیں ایک خدا تمام عالم کے کاموں کو کیونکر
درست کریگا وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ اور چلے سردار قریش کے ابو طالب کی مجلس میں سے مِنْهُمْ ان میں سے یوں کہتے اور کہتے تھے آپس میں اَنِ امْشُوْا کہ
چلو تم وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اور صبر کرو تم اوپر پرستش معبودوں اپنے کے اور رہو برثابت قدم رہو تم اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ یعنی مخالف محمد کے ہمسی اور زیادہ
ہونا انکی صحابہ کا لَشَیْءٌ البتہ ایک شے ہے زمانہ کی سختیوں اور حادثوں میں سے یُّرَادُ ارادہ کی گئی ہی ہمارے ساتھ یعنی یہ ارادہ ہے کہ ہمپر واقع ہووے اور جبکہ یہ ہمپر
واقع ہونیوالی ہی تو اسکا علاج ہمسے کچھہ نہیں ہو سکتا اور اسکا دفع کرنا ہمسے ہرگز ممکن نہیں ہے مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا نہیں سنا ہی ہمنے اسکو جو کہ محمد کہتا کہ خدا ایک ہے
اور اسکی شریک نہیں ہیں فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ بیچ مذہب پچھلے کے کہ وہ مذہب ہمارے باپوں کا ہی اور یا یہ کہ مذہب عیسی کا کہ آخر مذہبوں کا ہی اس مذہب میں بھی یہ بات
نہیں ہے وہ بھی تین خدا کے قائل ہیں نہ ایک خدا کے اِنْ هٰذَآ نہیں ہے یہ توحید کہ جو محمد کہتا ہی کہ خدا ایک ہے اِلَّا اخْتِلَاقٌ مگر جھوٹ بنا لینا اپنی جی سے اور
قریش جو اپنی تئیں زیادہ بزرگ جانتے تھی رسولخدا صلعم سے تو اس سببسے انکار قرآن کا اور حضرت کی نبوت کا کرکے کہا کہ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ کیا نازل کیا گیا ہے
اوپر اسکی قرآن مِنْۢ بَیْنِنَا درمیان ہمارے سے یعنی ہم جو ریاست اور بزرگی میں اس سے زیادہ ہیں ہمپر نازل ہونا قرآن کا چاہئے تھا نہ اسپر کہ وہ مرتبہ میں ہمسے کم ہے حق تعالی فرماتا
ہے کہ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ بلکہ وہ لوگ بیچ شک کے ہیں ذکر میرے سے کہ وہ قرآن ہے اور یقین اسکا نہیں کرتے ہیں کہ میں نے اسکو نازل کیا ہی بَلْ لَّمَّا
یَذُوْقُوْا بلکہ نہیں چکھا ہی انہوں نے ابتک عَذَابِ عذاب میرا غذاب کے بعد یا ہنگام مقدر یعنی ابتک ان کفار نے عذاب میرا نہیں چکھا ہی اور اسسے اشارہ بطرف اسکے کہ
عذاب کو چکھینگے اور جسوقت چکھینگے وہ عذاب تو حسد انکی دلوں سے بالکل جاتا رہیگا اور اسوقت جھٹلانا اور قرآن کو سب کو سچا کہنے لگیں لیکن اسوقت کا اقرار کچھہ فائدہ انکو بخشیگا اور وہ
جو نبوت کا انکار کرتے تھے اور نبوت کیواسطے حضرت کو خاص نہیں جانتے تھے انکی جواب میں خدا تعالی فرماتا ہی کہ اَمْ عِنْدَهُمْ کیا نزدیک انکی خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ
خزانے رحمت پروردگار تیرے کے ہیں الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ غالب مطلق بخشنے والے کہ ہے اور جسکو دیتا ہے اسکو موافق مصلحت کے دیتا ہی مستحق جان کر یہ نبوت کیواسطے بھی
جسکو چاہتا ہی اپنی مصلحت سے اختیار کرتا ہی آپس کفار کو کچھہ دخل نہیں ہے کہ اپنی رئیسوں میں سے جسکو چاہیں نبی کے واسطے پسند کریں بلکہ یہ ایک نعمت اور بخشش ہے خدا کیجانب سے کہ جو کوئی
اسکا مستحق ہی اسکو عطا کرے اَمْ لَهُمْ یا واسطے انکے مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ہی وَمَا بَیْنَهُمَا اور جو چیز کی
کہ درمیان ان دونوں کے ہی کہ جو کچھہ جسکو چاہیں بخشش کریں اور نبوت بھی جسکو چاہیں بخش دیویں اور جسوقت انکو بادشاہی ہر چیز کی اور تصرف کرنا آسمان و زمین میں حاصل ہے تو
فَلْیَرْتَقُوْا پس چاہئے کہ چڑھیں وہ فِی الْاَسْبَابِ بیچ زینوں کے اور آسمانوں پر ہوتے ہوئے عرش تک چڑھتے چلے جاویں اور وہاں پہنچکر عالم کے انتظام میں اور آدمیوں کے
امور کی تدبیر میں مشغول ہوں اور جسکو چاہیں وحی بھیجا کریں اور منصب رسالت جسکو چاہیں عطا کریں لیکن پھر تو قدرت نہیں رکھتے ہیں اور باوجود اسکے کہ جُنْدٌ ایک لشکر ہیں نہایت
پستی اور بے قدری میں مَّا هُنَالِكَ اس جگہہ یعنی بدر میں کہ مقام ہلاک ہونے انکی کا ہے مَهْزُوْمٌ شکست دئیے گئے ہیں اور مغلوب ہونیوالے اور وہ لوگ مِّنَ الْاَحْزَابِ
الگ گروہوں میں سے ہیں کہ جناب رسولخدا سے وہ لڑے یعنی عنقریب جنگ بدر میں یا جنگ خندق میں جیسے وہ جمع ہو کر مقابلہ کریں اور شکست کھا کر وہاں سے بھاگیں اور تو ہی محمد ان پر
غالب آئی اور تا چند مانند ان کے ہی اور بسبب جھٹلانے حضرت کے رنج جو حضرت کو ہوتا تھا اس بابت سے خدا تعالی حضرت کی تسلی کرتا ہی اور فرماتا ہے کہ ای محمد صلعم یہ جھٹلانا خاص تیری واسطے
نہیں ہے بلکہ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ جھٹلایا ہے پہلے ان مشرکین سے قَوْمُ نُوْحٍ قوم نوح نے نوح کو وَّعَادٌ اور عاد نے ہود کو وَفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ
اور فرعون صاحب میخوں کے نے موسی اور ہارون کو اور میخوں والا فرعون کو اسواسطے کہتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جسوقت وہ کسیکو عذاب کرتا تھا تو اسکو
اوندھا منہ کے بل زمین پر لٹاتا تھا اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اسکی زمین پر پھیلا کر چار میں ہاتھ اور پاؤں میں چار میخیں ٹھونکتا تھا اور کبھی اسکو لکڑی پر لٹا کر چاروں ہاتھ اور
پاؤں میں چار میخوں کو ٹھونکتا تھا اور بعد اسکی اسکو اسطرح زمین پر پڑا رہنے دیتا تھا یہانتک کہ وہ مرجاتا تھا اسواسطے خدا تعالی نے اسکا نام فرعون ذوالاوتاد رکھا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ
مراد ذوالاوتاد سے یہ ہے کہ اسکی خیمے بہت تھی بسبب کثرت لشکر کے اور خیموں کے اسکی میخیں بہت تھیں اسواسطے اسکو میخوں والا فرماتا ہی وَثَمُوْدُ اور جھٹلایا قوم ثمود نے صالح کو

وَقَوْمُ لُوْطٍ اور قوم لوط نے لوط کو وَاَصْحٰبُ لْئَیْکَةِ اور صاحبوں ایکہ نے شعیب کو اور ایکہ بن کو کہتے ہیں اور وہ لوگ بن میں رہتے تھے اور ایکہ انکی
بستی کا بھی نام ہے وہ بستی ایک بن میں واقع تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ انکی بستی کا نام ایکہ ہے اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ یہ گروہ جھٹلانے والے تیرے گروہ کی
جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے یعنی یہ گروہ جھٹلانے والے تیری انہیں گروہوں سے ہیں جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے اِنْ کُلٌّ نہ تھے سب لوگ پہلی امتوں کے
اِلَّا کَذَّبَ الرُّسُلَ مگر کہ جھٹلاتے تھے پیغمبروں کو فَحَقَّ عِقَابِ پس ثابت اور لازم ہوا عذاب میرا انپر کہ انکو عذاب میں گرفتار کروں وَمَا یَنْظُرُ
هٰٓؤُلَآءِ اور نہیں انتظار کرتے ہیں یہ کفار قریش اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مگر چیخ ایک کا کہ وہ پہلی صور کی آواز ہے اور یہی آواز ہے کہ وہ سب مر جائیں اور وہ
آواز ایسی ہے کہ مَا لَهَا نہیں ہے واسطے اسکے مِنْ فَوَاقٍ افاقہ اور مہلت کہ وہ آواز ہوش نہ لینے دیگی اور دم لینے کی مہلت نہ دیگی اور کہتے ہیں کہ جسوقت آیہ
وامّا من اوتی کتابہ بشمالہ نازل ہوئی تو کفار قریش نے کہا کہ محمد دعوی کرتا ہے کہ قیامت میں نامۂ اعمال ہمکو دست چپ میں دیویگی پس ہنسی اور ٹھٹھی کی اسی انہوں نے
دعا کی وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے عَجِّلْ لَّنَا جلدی دے تو واسطے ہمارے قِطَّنَا نامۂ اعمال ہمارا کہ محمد ہمکو اس سے ڈراتا ہے
قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ پہلے دن حساب کے یعنی جو کچھ کہ ہمارا حصہ عذاب میں ہے وہ ہمکو جلدی دے قیامت سے پہلے ہی کہ محمد ہمکو بار بار اس سے ڈراتا ہے اور جناب
رسول خدا صلعم کی خاطر عاطر جو ایسی باتیں کفار کی سنکر آزردہ ہو گئے تھے خدا تعالی نے واسطے تسلی خاطر اقدس کے فرمایا کہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ صبر کر تو اے
محمد صلعم اوپر اسکے کہ کہتے ہیں وہ کفار کہ تجھکو جھٹلاتے ہیں اور تیری باتوں پر ہنستے ہیں یہانتک کہ حکم جہاد کا صادر ہو وَاذْکُرْ اور یاد کر تو عَبْدَنَا دَاوٗدَ
بندہ ہمارے داؤد کو یعنی داؤد کے قصہ کو یاد کر کہ تھا وہ داؤد ذَا الْاَیْدِ صاحب قوت کا دین میں اور مشقتوں اور ریاضتوں کا کھینچنے والا عبادت میں بہت مشغول
رہتا تھا کہ اپنی قوت کو عبادت کی مشقت میں خرچ کرتا تھا کہتے ہیں کہ آدھی رات سے واسطے عبادت کے اٹھتا تھا اور ایک دن روزہ رکھتا تھا اور ایک دن نہیں رکھتا تھا اسمیں
زیادہ مشقت ہے ہر روز کے روزہ رکھنے سے اور بدن میں اس حضرت کے بہت زور تھا کہ لڑائی میں دشمنوں پر غالب آتا تھا اور جہاد میں قوت انکی اس مرتبہ کی تھی کہ اگر کسیکے سینہ
میں پتھر مارتا تھا تو وہ انکی پشت کے باہر نکل آتا تھا اور دوسرے آدمی کے وہ پتھر جا کر لگتا تھا تو اسکو بھی ہلاک کرتا تھا اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ تحقیق کہ وہ رجوع کرنیوالا تھا
اپنے پروردگار کی مرضیوں کیطرف اور تمام نعمتوں سے کہ جو ہمنے اسکو عطا کی تھیں ایک نعمت یہ تھی اِنَّا سَخَّرْنَا تحقیق ہمنے حکم میں کیا ہمنے الْجِبَالَ مَعَهٗ
پہاڑوں کو ہمراہ اسکی کہ جس جگہ وہ جاتا تھا پہاڑ بھی ہمراہ اسکے جاتے تھے یُسَبِّحْنَ تسبیح خدا کی کرتے تھے اسکے ساتھ بِالْعَشِیِّ بیچ وقت پچھلے وَالْاِشْرَاقِ
اور دن نکلنے کے اور تسبیح پہاڑوں کی یا تو اسطرح ہے کہ انمیں آواز پیدا کر دی تھی اور یا پیدا کرنا زبان کا ہے کہ جس سے تسبیح حاصل ہو اور اسی قسم سے تسبیح سنگریزوں کی تھی کہ دست مبارک رسول خدا میں کیا کرتے تھے
وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً اسکا عطف جبال پر ہے یعنی اور حکم میں کیا ہمنے پرندوں کو کہ جمع کیے گئے نزدیک داؤد کے صف باندھکر انکے سر پر اور اسکے ساتھ تسبیح کرتے
تھے اور محشورة حال واقع ہوا ہے کُلٌّ ہر ایک پہاڑوں اور پرندوں میں سے لَّهٗٓ اَوَّابٌ واسطے تسبیح انکی کے رجوع کرنیوالے تھے یعنی جس مقام میں کہ داؤد تسبیح کرتا تھا
تمام پہاڑ اور پرند انکی طرف رجوع کرکے تسبیح میں مشغول ہوتے تھے وَشَدَدْنَا مُلْکَهٗ اور مضبوط کیا ہمنے بادشاہی انکی اور داؤد کی کو کثرت سے لشکر اور پاسبان انکو
دیکر کہتے ہیں کہ چھتیس ہزار آدمی انکی گھر کی نگہبانی اور پاسبانی کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ مضبوطی انکی ملک کی اس سبب سے تھی کہ خدا تعالی نے ایک زنجیر آسمان سے داؤد کے
محکمہ میں لٹکائی اور مدعی اور مدعا علیہ میں سے جو کوئی کہ حق پر ہوتا تھا اسکا ہاتھ اس زنجیر پر پہنچتا تھا اور اسکے دوسرے کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا اور عکرمہ غلام ابن عباس نے
ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دو آدمی بنی اسرائیل کے مدعی اور مدعا علیہ داؤد کے پاس آئے اور ایک نے دوسرے پر دعوی گائے کا کیا اور مدعا علیہ نے دعوی کا انکار کیا
داؤد نے مدعی سے فرمایا کہ اپنے دعوی کے ثابت کرنیکے واسطے گواہوں کو حاضر کر مدعی نے کہا کہ میں گواہ نہیں رکھتا ہوں داؤد نے کہا کہ آج جاؤ کل آنا کہ تمہارے مقدمہ میں کچھ سوچوں
وہ تو چلے گئے اور داؤد نے شب کو خواب میں دیکھا کہ انکو حکم ہوا کہ کل کو مدعا علیہ کو قتل کر جسوقت صبح ہوئی تو داؤد نے بسبب ثابت نہ ہونے حد شرعی کے اسکی قتل پر
عمل میں لانے میں تامل کیا دوسری شب کو بھی داؤد کو اسکی قتل کا خواب میں حکم ہوا داؤد نے پھر بھی قتل نہ کیا اور اسکی قتل میں تامل کیا تاکہ سبب قتل کا واضح ہو تیسری شب
خواب میں داؤد پر عتاب ہوا کہ کیوں نہیں قتل کرتا ہے تو صبح کو داؤد نے مدعا علیہ کو طلب کیا اور اسکی قتل کا حکم دیا مدعا علیہ نے کہا کہ تو مجھکو بدون ثابت ہونے جرم کے قتل کرتا ہے
داؤد نے فرمایا کہ تین شب سے مجھکو خواب میں تیرے قتل کا حکم ہوتا ہے تجھے احتیاج گواہ کی ہمکو نہیں ہے اور نہ جرم کے ثابت کرنیکی ہمکو غرض ہے مدعا علیہ نے جسوقت جانا کہ البتہ تو

قصہ حضرت داؤد علیہ السلام

ع ۱۱

قتل ہوگا اُسوقت اقرار کیا اور سبب قتل کا بیان کیا اور کہا کہ یا نبی اللہ اس مدعی کے باپ کو میں نے قتل کیا ہے اور قتل کرکے اُسکی گاؤ کو میں اپنے قبضہ میں لایا ہوں اور تجھکو
حکم میرے قتل کا اسی جہت سے ہی داؤد نے اُسکی قتل کا حکم دیا وہ مارا گیا اور جسوقت یہ خبر بنی اسرائیل میں مشہور ہوئی تو خوف داؤد کا اُنکے دلونمیں زیادہ ہوا چنانچہ فرمایا خدا نے کہ
وشددنا ملکہ وآتیناہ الحکمۃ اور دی ہمنے اُس داؤد کو حکمت یعنی نبوت یا کتاب زبور یا کمال علم اور عمل اور جو کلام کہ موافق حق کے اور مطابق واقع کے ہو
وفصل الخطاب اور فیصل کرنیوالی بات یعنی کلام کہ حق کو باطل سے جدا کرنیوالا ہو اور یا یہ کہ ایسا کلام خالص ہو کہ سُننے والا آسانی سے اُسکا مقصود اس سے
سمجھہ جاوے اور یا وہ کلام کہ جھگڑنیوالونکا فیصلہ کرے یعنی علم جھگڑونکے احکام کا اور مدعی اور مدعا علیہ کو حکم مناسب دینے کا اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ
وہ علم لغات کا ہی کہ سب باتونکو سمجھتا ہو اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گواہ اوپر مدعی کے اور قسم اوپر مدعا علیہ کے اُس سے مراد ہے اور جھگڑا اسی سے فیصلہ پاتا ہی
اور منقول ہی کہ اوریا بن حنان کہ برادر حضرت داؤد کا تھا ایک عورت کو اُسنے پیغام نکاح کا دیا اور قریب تھا کہ اُنمیں نکاح ہو جاوے لیکن آپسمیں ایسا نزاع اور جھگڑا
ہوا کہ اُس عورت کے ولیوں نے اوریا کی نسبت کو چھوڑ دیا اور اوریا سے کہا کہ ہم تجھسے نکاح نکرینگے اور جسوقت وہ نسبت چھوٹ گئی تو حضرت داؤد نے اُس عورت کا پیغام دیا اُسکے ولیوں
نے بسبب بادشاہی اور پیغمبری داؤد کے اُس پیغام کو قبول کیا اور اُسوقت میں داؤد کی ننانوے زوجہ تھیں اُسکو بھی اپنے نکاح میں لائے اور پوری ایک سو بیبیاں کر لیں اور اوریا کو جسوقت
یہ خبر ہوئی تو بہت رنجیدہ ہوا اور داؤد نے اس مقدمہ میں اولی بات کو ترک کیا ہو اسلئے کہ داؤد کو مناسب تھا کہ اُس عورت کے ولیونکو سمجھا کر اوریا سے اُنکو راضی کر دیتا اور اوریا
ہی سے اُس عورت کا نکاح کروا دیتا اور خود اُس عورت سے نکاح نہ کرتا اور اس امر میں داؤد سے کچھہ گناہ نہیں ہوا ہے اسلئے کہ جسوقت وہ نسبت چھوٹ گئی تھی تو اُسوقت
داؤد نے پیغام اپنا دیا تھا اور اس امر میں گناہ نہیں ہے بلکہ ایک بہتر امر کو داؤد نے ترک کیا ہی کہ آپس میں صفائی کروا کر پھر اوریا سے نکاح نہ کروا دیا اور اسی بہتر امر ترک کرنے سے داؤد پر
عتاب ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اس امر کی خبر دینے کے لئے دو فرشتونکو آدمیونکی شکل میں داؤد کے پاس بھیجا کہ ایک اُنمیں سے مدعی تھا اور دوسرا مدعا علیہ چنانچہ فرماتا ہی کہ وھل
اتاک اور کیا آئی ہی تیرے پاس اے محمد صلعم نبؤ الخصم خبر جھگڑنیوالونکی اور لفظ خصم کا واحد اور تثنیہ اور جمع پر بسبب مصدر ہونے کے بولا جاتا ہی اسواسطے خصم فرمایا کہتے
ہیں کہ دو فرشتے خدا تعالیٰ نے واسطے تنبیہ کے داؤد کے پاس بھیجے وہ دونوں آئے اور داؤد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اندر جانیکی اجازت چاہی دربان نے کہا کہ آج روز عبادت کا ہی دوسرے
روز آؤ وہ دونوں واپس چلے گئے اور دیوار پر چڑھکر داؤد کے پاس گئے اور تبیان میں لکھا ہی کہ جبرئیل اور میکائیل دو جھگڑنیوالے آدمیونکی شکل بنکر مع ایک جماعت فرشتونکی داؤد کی
پاس گئے داؤد نے اپنے دنونکو تقسیم کیا تھا ایک روز حکم جاری کرتے تھے اور ایک روز عبادت کرتے تھے اور ایک روز وعظ کہتے تھے اور ایک روز اپنے کامونکی درستی میں مشغول ہوتے تھے اور
عبادت کے روز بالاخانہ پر رہتے تھے اور پاسبان تیس ہزار آدمی چاروں طرف کھڑے ہو کر آدمیونکو اندر جانے سے منع کرتے تھے اور وہ فرشتے جسوقت کہ اُنکو دربانونے منع کیا تو
دیوار پر چڑھکر داؤد کے پاس گئے چنانچہ خدا فرماتا ہی کہ کیا آئی ہی تیرے پاس اے محمد صلعم خبر جھگڑنیوالونکی اذ تسوروا المحراب جسوقت کہ دیوار پر گئے وہ جھگڑنے
والے محراب میں کہ وہ مقام داؤد کی عبادت کا تھا اذ دخلوا علی داؤد یہ بدل ہی اذ تسوروا المحراب سے یعنی جسوقت داخل ہوئے وہ فرشتے اوپر داؤد کے
ناگہاں اور داؤد نے اُنکو دیکھا تو ففزع منہم پس ڈر گئے اُنسے اسواسطے کہ بدون اجازت اور صورت عجیب میں اور بے وقت اور غیر راہ سے دیوار پر ہو کر کہ جو عبادت
کی طرف سے آنے جانیکی نہیں ہے مکان میں داخل ہوئے اور وہ روز بھی عبادت کا تھا نہ جھگڑونکے فیصلہ کرنیکا اور پاسبان چاروں طرف بیٹھے تھے کسی کو اندر مکان کے جانے
نہیں دیتے تھے اُسوقت میں ایکدفعہ ہی چلے آئے اور کہتے ہیں کہ حضرت داؤد نے اُنکو آتے ہوئے نہیں دیکھا کہ ناگاہ اپنے پاس وہ آ بیٹھے اور جسوقت نظر داؤد کی اُنپر پڑی تو ڈرنے لگے اور
گمان یہ ہوا کہ یہ میرے دشمن ہیں میرے قتل کرنیکو آئے ہیں فرشتوں نے جسوقت خوف اُنکا دیکھا تو قالوا کہا اُنہوں نے کہ لا تخف نہ خوف کر تو کہ ہم تیرے دشمن نہیں ہیں بلکہ ہم
خصمان دو جھگڑنیوالے ہیں کہ بغی بعضنا زیادتی کی ہی بعضے ہمارے نے علی بعض اوپر بعضے کے اور خصمان خبر ہے نحن محذوف کی اور یہ کہنا اُنکا
برسبیل فرض اور کنایہ ہی اس سے دروغ ملائکہ کا لازم نہیں آتا ہی اور مراد اس سے یہ ہی کہ اگر بالفرض ہمارا جھگڑا آپسمیں ہوا اور بعض ہم میں سے بعضے پر زیادتی کرے تو فاحکم
بیننا پس حکم کر تو درمیان ہمارے بالحق ساتھ حق کے ولا تشطط اور نہ ظلم کر تو حکم کرنے میں واھدنا اور رہنمائی کر تو ہمکو الی سواء
الصراط طرف سیدھی راہ کے کہ وہ راہ عدالت کی ہی حضرت داؤد نے یہ سنکر فرمایا کہ تم اپنا مقدمہ پیش کرو تاکہ موافق عدالت اور انصاف کے میں حکم کروں ایک اُنمیں
سے جو کہ مدعی تھا بیان کیا کہ ان ھذا تحقیق کہ یہ مرد دوسرا اخی بھائی میرا ہے دین میں یا دوستی اور الفت میں یا شرکت میں کہ لہ تسع وتسعون نعجۃ

قصہ اوریا و حضرت داؤد علیہ السلام

وسطے اسکے ننانوے بہیڑین ہین وَلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ اور واسطے میرے بہیڑ ایک ہے اور یہ کنایہ ہے زوجہ سے اور مراد اسکی اس بیان سے یہ ہے کہ اُسکی تو ننانوے زوجہ ہین اور میری
ایک زوجہ ہی فَقَالَ پس کہا اس ننانوے والے نے مجھکو کہ اَكْفِلْنِيهَا کارساز کردے تو مجھکو اس ایک کا بھی اور میرے ہی حصہ اور ذمہ مین اسکو سپرد کردے یعنی اُسکا بھی
مجھکو مالک کردے تاکہ سکے ہی تصرف مین اسکو مین لاؤن وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ اور غلبہ کیا مجھپر اس ننانوے والے نے بیچ بات کرنیکے کہ مین کچھ عذر نہ کرسکا یعنی اس
عورت کی نسبت مین غالب ہوگیا کہ مجھسے اسکی نسبت چھوٹ گئی اور اسکا نکاح اس سے ہوگیا پس جسوقت مدعی نے یہ دعوی بیان کیا تو قَالَ کہا داود نے کہ اگر تو یہی
اس دعوی مین سچا ہی اور یا یہ کہ مدعا علیہ کے قرار کے بعد کہا لَقَدْ ظَلَمَكَ البتہ تحقیق ظلم کیا تجھپر تیرے بہائی شریک نے بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ ساتہ چاہنے
بہیڑ تیری کے اور پہر ملادینے اسکے بہیڑ کو اِلَىٰ نِعَاجِهِ طرف بہیڑون اپنی کے اور بطریق نصیحت کے فرمایا انہون نے کہ وَاِنَّ كَثِيرًا اور تحقیق بہت سے مِّنَ
الْخُلَطَاءِ شریکوں مین سے جو اپنے مال کو آپس مین ملادیتے ہین لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ البتہ زیادتی کرتا ہی بعضا انکا اوپر بعضے کے اور اپنے حق سے زیادہ
طلب کرتا ہی اِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہین وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہین انہون نے نیک اعتقاد سے کہ وہ ڈرتے ہین کہ دوسرے کے
مال پر نظر نہین کرتے ہین کہ کسیطرح اسکے لیوین وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ اور بہت تہوڑے ہین وہ آدمیون اور اکثر ایسے ہین کہ دوسرے پر ظلم کرتے ہین اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ تم آدمی کی نماز پڑہنے اور روزہ رکہنے پر نہ فریفتہ ہو بلکہ آدمی کو معاملات مین آزماؤ کہ وہ معاملہ مین فرق نہ کرے اور امانت مین خیانت نہ کرے اور جہوٹ
نہ بولے وہ آدمی اچھا ہی اور قلیل میسر ہی اور تاہمین اندہی اور جسوقت وہ فرشتے اُٹھے اور غائب ہوگئے تو داود کو خبر ہوئی یہ امتحان کی وَظَنَّ دَاوُدُ اور گمان کیا
داود نے کہ اَنَّمَا فَتَنَّاهُ سوائے اسکے نہین آزمایا ہمنے اسکو اس حکم کرنے مین ان فرشتونکی حقیقی اور عمر بن خطاب نے فتنا کو بہ تشدید تا اور تشدید نون پڑہا ہے
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ پس بخشش چاہی داود نے پروردگار اپنے سے اس فعل میکا اور سے صفائی کرواکے اس عورت سے نکاح نکروایا اور خود اس سے نکاح کرلیا وَخَرَّ
اور گرپڑا منہ کے بل رَاكِعًا جسوقت کہ سجدہ کرنیوالا تہا اور سجدہ کو رکوع فرمایا ہو واسطے کہ ابتدا سجدہ کے رکوع ہی وَاَنَابَ اور رجوع کیا داود نے اپنے پروردگار
کیطرف اور پشیمان ہوا بہتر امر کے ترک کرنیسے اگرچہ کوئی گناہ اسمین نہ تہا لیکن ثواب کے امر کو جو ترک کیا تہا اسواسطے پشیمان ہوا اور کہتے ہین کہ چالیس روز تک داود نے سجدہ سے
سر کو نہ اٹہایا مگر نماز ادا کرنیکے واسطے اور اسقدر گریہ کیا کہ آب چشم سے گہاس زمین پر اگی اور اگر پانی پیتے تو دو تہائی اسکا آب چشم ہوتا تہا فرماتا ہے خدا فَغَفَرْنَا لَهُ
پس بخشدیا ہمنے واسطے اسکے ذٰلِكَ اس ترک اولی کو کہ جس سے اسنے بخشش چاہی تہی اور جو ثواب اس اولی امر کے کرنے مین ہوتا وہ ہمنے اسکو عطا فرمایا وَاِنَّ لَهُ اور تحقیق کہ
واسطے داود کے عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ نزدیک ہمارے البتہ قربت اور نزدیکی ہی وَحُسْنَ مَآبٍ اور نیکی پہرنیکی ہی بہشت مین یہ قصہ داود کا اور بعضے اہل
خلاف نے اسطرح کی قول لکہی ہین کہ شان انبیا سے وہ بعید ہین بعضے تو کہتے ہین کہ داود نے اوریا کو کسی لڑائی مین بہیجا تہا وہان اوریا مارا گیا اور داود نے اسکا کچہ رنج نہ کیا اور ایسا
بھی رنج نکیا کہ جیسا اپنے لشکر کے اور آدمیون پر رنج کرتا تہا اسواسطے کہ داود اسکی زوجہ پر مائل تہا کہ اس سے نکاح کرون اس امر پر داود عتاب مین گرفتار ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ داود کے
پاس ایک مرد اور ایک عورت اپنا جہگڑا لیکر آئی جسوقت کہ وہ عبادت مین تہے داود نے عورت کیطرف نظر کی تاکہ اسکو پہچانے اور یہ نظر مباح ہے لیکن داود کی طبیعت اس عورت کیطرف راغب
ہوئی اور انکا فیصلہ کرکے پہر عبادت مین مشغول ہوئے مگر دل انکا اس عورت ہی مین لگا رہا یہانتک کہ بعضے نوافل بھی انسے نہو سکے اور بعضے کہتے ہین کہ داود کا دل اوریا
کی زوجہ پر بہت مائل تہا کہ کسیطرح اس سے نکاح کرون اوریا کو ایک جہاد مین بہیجا اور کہلا بہیجا کہ اوریا کو سب سے آگے رکہنا اوریا جہاد مین مارا گیا داود نے اسکی زوجہ سے نکاح کیا اسواسطے
داود پر خدا کا عتاب ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ داود اپنے محراب مین نماز پڑہتے تہے کہ ابلیس دیوار پر سے چڑہکر ایک خوب صورت پرندہ کی صورت مین نظر آیا داود نے جو اسکو دیکہا کہ بہت
خوبصورت جانور ہے تو اپنی نماز توڑ کر اسکے پیچہے ہوئے کہ کسیطرح اسکو پکڑون وہ جانور اڑکر کوٹھے پر گیا یہ تو اسکی پکڑنیکو کوٹھے پر چڑہے اسوقت زوجہ اوریا کی اپنے گھر مین نہاتی تہی داود کی
نظر اس عورت پر پڑی اور جسوقت اسکو دیکہا تو داود کا دل اسپر مائل ہوا اور اوریا کو اسزمانہ مین داود نے کسی جہاد مین بہیجا تہا انکے لشکر کے افسر کو داود نے لکہہ بہیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ کے
آگے رکہنا اوریا نے مشرکین پر فتح پائی داود کو یہ امر نہایت سخت معلوم ہوا دوسری مرتبہ داود نے لکہا کہ اوریا کو آگے رکہنا اوریا تابوت کے آگے تہے کہ مارے گئے داود نے اسکی
زوجہ سے نکاح کیا اسواسطے داود پر خدا کا عتاب ہوا اور سوائے اسکے اور بہی قول ہین لیکن یہ پہلا قول سب قولون سے زیادہ واہی ہے کہ ایک تو نماز کا جانور کیواسطے توڑنا اور جانور کے پیچہے واسطے
پکڑنے اسکے کے جانا کہ یہ فعل نہایت لغو اور شان انبیا سے بعید ہے اور دوسرے پہر اس عورت نامحرم کو دیکہکر عاشق ہونا اور اوریا کا عمداً قتل کروانا نعوذ باللہ منہا ایسے کیسے بے ادبی کے قول انبیاء

السجدۃ

علیہم السلام کے حق میں بیان کرتے ہیں اور ایک روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے حضرت داؤد کی خطا میں اسطور سے منقول ہے کہ داؤد نے گمان کیا تھا کہ میرے برابر خدا تعالیٰ نے
کوئی زیادہ عالم نہیں پیدا کیا ہے اسواسطے خدا تعالیٰ نے واسطے آزمائش کے دو فرشتے بھیجے اور جو کچھ اس آیت میں لکھا ہے وہ سب امام علیہ السلام نے فرمایا اور فرمایا کہ داؤد
نے حکم دینے میں جلدی کی اور مدعی سے کہا کہ تجھپر مدعا علیہ نے ظلم کیا کہ تیری بھیڑ کو بھی لینا چاہا پس داؤد نے مدعی سے گواہ طلب نکئے اور مدعا علیہ سے نہ پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اور اسکو ظالم
کہدیا بے ثبوت دعوے کے یہ تھی خطا انکی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دونو جو کہ داؤد کے پاس دیوار پر ہو کر آئے تھے وہ حقیقت میں دو آدمی تھے اور وہ دونو فرشتے نہ تھے اور
ان دونو آدمیونکا جھگڑا بھی حقیقت میں بکریوں ہی کے مقدمہ میں تھا اور خوف داؤد نے انسے اسواسطے کیا کہ بدون اذن کے غیر راہ سے کہ جو عادت میں نہیں ہے وہ داؤد کے پاس آئے
اور عتاب اسواسطے ہوا کہ داؤد نے مدعا علیہ پر صرف دعوی مدعی سے ظلم کا حکم کر دیا پہلے اس سے کہ وہ مدعا علیہ سے اس مقدمہ میں سوال کریں اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی گمان کرے کہ داؤد نے زوجہ اوریا سے نکاح کیا ہے میں اسکی دو حد لگاؤنگا ایک حد تو داؤد کی نبوت کیواسطے اور ایک حد اسکے اسلام کیواسطے اور ایک روایت میں بیان کرتے ہیں کہ
فرمایا انہیں حضرت نے جو کوئی روایت بیان کرے داؤد کی اسطرح سے کہ جیسے قصہ گو بیان کرتے ہیں اسکو ایک سو ساٹھ دُرے لگاؤنگا القصہ جس وقت داؤد نے بالکل اپنے مولیٰ کیطرف
رجوع کی اور سوائے ذات خدا کے سب سے الگ اور علیحدہ ہوگئے تو خدا تعالیٰ نے منصب خلافت انکو عطا فرمایا چنانچہ فرماتا ہے کہ **یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ** اے داؤد
تحقیق ہمنے کر دیا تجھکو **خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ** جانشین بیچ زمین کے یعنی ہمنے تجھکو بادشاہ زمین کا کیا اور نظام اپنے بندونکے امور کا تیرے سپرد کیا اور تدبیر انکی
بندوبست کی تیرے ہاتھ میں دی اور اسیطرح سے کہ بادشاہ اپنے غیر کو اپنا جانشین کرتے ہیں شہرونکی تدبیر کیواسطے اسیطرح ہمنے بھی پس اپنے بندونکی تیرے سپرد کی **فَاحْكُمْ
بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ** پس حکم کر تو درمیان آدمیونکے ساتھ حق کے اور موافق مرضی باری کے **وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى** اور نہ پیروی کر تو خواہش
نفس اپنی کے اور اگر تو پیروی خواہش نفس کی کریگا برخلاف حکم حق کے **فَیُضِلَّكَ** پس گمراہ کر دیگی تجھکو وہ خواہش **عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ** راہ خدا کی سے
اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تحقیق جو لوگ کہ گمراہ ہوئے ہیں راہ خدا سے اور طریق حق سے **لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ** واسطے انکے ہے
عذاب سخت **بِمَا نَسُوْا** بسبب اسکے کہ فراموش کیا ہے انہوں نے **یَوْمَ الْحِسَابِ** روز حساب کو یعنی قیامت کے دن کو وہ بھول گئے حق کی مخالفت اور
خواہش نفس کی جہت سے اور اس دن کو یاد نکیا کہ اس روز اعمال کی جزا ملیگی اور اگر اس دن کو یاد رکھتے تو حق کی مخالفت اور خواہش کی پیروی نکرتے پس پیروی
حق کی کرنا طریق عقل کا ہے اور پیروی گمراہی اور راہ باطل کی سو بسکہ مخالف ارادہ الٰہی کے ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ**
اور نہیں پیدا کیا ہے ہمنے آسمان کو اور زمین کو **وَمَا بَیْنَهُمَا** اور جو چیز کہ درمیان ان دونو کے ہے **بَاطِلًا** بیفائدہ اور عبث کہ اسسے کچھ غرض نہو اور اسکے پیدا کرنے میں
کوئی حکمت اور مصلحت نہو بلکہ اسکو دلیل لاتے ہیں صنع الٰہی تعالیٰ کے وجود پر اور اسکی قدرت کاملہ پر اور طرح طرح کی اسمیں نفع ہیں واسطے آدمیونکے اور اس آیت سے رد ہوا
قول فرقہ جبریہ کا کہ وہ کہتے ہیں کہ باطل اور گمراہی خدا کا فعل ہے **ذٰلِكَ** یہ پیدا کرنا باطل اور عبث کا بدون حکمت اور مصلحت کے **ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا** گمان
ان لوگونکا ہے کہ کفر کیا ہے انہوں نے **فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا** پس وائے ہے واسطے ان لوگونکے کہ کفر کیا ہے انہوں نے **مِنَ النَّارِ** آگ سے بسبب اس گمان کے یعنی کفار
گمان کرتے ہیں کہ ہمنے آسمان اور زمین کو باطل پیدا کیا ہے اور اسکے پیدا کرنے سے کوئی غرض نہیں ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ نیکی کرنیوالا اور فساد کرنیوالا اور پرہیزگار اور بدکار
سب برابر ہوں اور ایسا نہیں ہے **اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** کیا کر دیا ہے ہمنے ان لوگونکو کہ ایمان لائے ہیں **وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ** اور عمل کئے
ہیں انہوں نے نیک **كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ** مانند فساد کرنیوالونکے بیچ زمین کے یعنی کیا مومنین نیک عمل کرنیوالے مانند کافروں بدکاروں کے ہیں
اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ یا کر دیا ہے ہمنے پرہیزگاروں کو **كَالْفُجَّارِ** مانند بدکارونکے یعنی ہرگز ہم مشرکوں اور کافروں کو مانند مومنین پرہیزکرنیوالونکے نکرینگے
بلکہ واسطے متقیوں کے درجے بلند ہیں اور واسطے کافرونکے آگ دوزخ کی ہے اور واسطے ایجاد اعتقاد اور واسطے رغبت پیروی کرنے قرآن کے فرماتا ہے کہ **كِتٰبٌ** یہ کتاب ہے **اَنْزَلْنٰهُ
اِلَیْكَ** نازل کیا ہے ہمنے اسکو طرف تیری **مُبٰرَكٌ** برکت دی گئی ہے کہ اسمیں بہت فائدے بھرے ہوئے ہیں اور ہمنے تجھپر نازل کیا ہے **لِّیَدَّبَّرُوْٓا** تاکہ سوچیں وہ
اٰیٰتِهٖ آیتوں اسکی کو یعنی تامل کریں انکے معنی میں اور تفسیر میں جسکہ موافق مراد حق تعالیٰ کے ہے اور ابو جعفر نے لیدبروا کو تا سے اور تخفیف دال سے پڑھا ہے اور باقیوں نے یا سے
اور تشدید دال سے **وَلِیَتَذَكَّرَ** اور تاکہ نصیحت پکڑیں **اُولُوا الْاَلْبَابِ** صاحب عقلوں کے کہ وہی سمجھتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں اور جو لوگ کہ تامل نہیں

کرتے ہیں وہ بمنزلہ جاہلوں کے ہیں اور خدا تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے امتحان کا ذکر کر لیا تو اب حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ امتحان بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَوَهَبْنَا
لِدَاوُدَ اور بخشا ہمنے واسطے داؤد کے سُلَيْمَانَ سلیمان کو نِعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ تھا سلیمان کہ إِنَّهُ أَوَّابٌ تحقیق وہ رجوع کرنیوالا تھا طرف
خدا کے اور وقت پھیر نیوالا تھا انکی غیر سے پس یاد کر اے محمد صلعم قصہ انکو إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ جسوقت کہ پیش کئے گئے اوپر اسکے بِالْعَشِيِّ بیچ آخر روز کے الصَّافِنَاتُ
گھوڑے تین پاؤں سے کھڑے ہونیوالے اور چوتھے پاؤں کے سم کا سرا زمین پر رکھنے والے الْجِيَادُ بہت اچھے تیز کہتے ہیں کہ وہ ہزار گھوڑے تھے کہ سلیمان نے کفار دمشق اور نصیبین سے
جنگ کر کے لئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ عمالقہ سے لئے تھے اور بعضوں کے نزدیک وہ گھوڑے دریائی تھے اور پر رکھتے تھے جن بطور تحفہ کے سلیمان کے واسطے لائے تھے سلیمان نوافل
کے پڑھنے سے اور وظیفہ سے جو کہ آخر روز پڑھتے تھے گھوڑوں کے دیکھنے کے سبب سے محروم رہے اور آفتاب کو جو دیکھا وہ غروب ہو گیا تھا تو فَقَالَ پس کہا سلیمان نے کہ إِنِّي
أَحْبَبْتُ تحقیق میں نے دوست رکھا ہے حُبَّ الْخَيْرِ دوستی گھوڑوں کی اور عرب گھوڑوں کو خیر کہتے ہیں اسواسطے کہ انکے ساتھ بہت خیر متعلق ہے چنانچہ رسول خدا صلعم
نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانی سے خیر اور نیکی بستہ ہو رہی ہے اسواسطے خدا تعالیٰ نے گھوڑوں کو خیر فرمایا ہے پس حضرت سلیمان گھوڑوں کے دیکھنے میں مشغول جو رہے تو جو کہ آخر روز
میں نوافل اور وظیفہ پڑھتے تھے اسکا وقت جاتا رہا کہ آفتاب غروب ہو گیا اسوقت انہوں نے افسوس کر کے کہا کہ میں نے گھوڑوں کی دوستی کو زیادہ دوست رکھا عَنْ ذِكْرِ رَبِّي
ذکر پروردگار اپنے سے کہ انکے دیکھنے میں مشغول ہو گیا حَتَّىٰ تَوَارَتْ یہانتک کہ پوشیدہ ہوا آفتاب بِالْحِجَابِ بیچ پردہ کے اور چھپ گیا اور ضمیر توارت کی آفتاب
کیطرف ہے اسواسطے کہ سمجھی جاتی ہے کہ عشی اسپر دلالت کرتا ہے اور جو نہیں تو مرجع کا بیان ظاہر میں کچھ ذکر نہیں ہے پس حضرت سلیمان بسبب فوت ہونے نوافل اور وظیفہ کے جو غمگین ہوئے تو
انکی تدارک کیواسطے اصحاب کیطرف منہ کر کے کہا کہ رُدُّوهَا عَلَيَّ پھیر لاؤ تم ان گھوڑوں کو اوپر میرے کہ انکو میرے پاس حاضر کرو اور جسوقت وہ گھوڑے حاضر ہوئے تو فَطَفِقَ
پس شروع کیا سلیمان نے کہ تلوار کے ہاتھ سے پھیرتا تھا مَسْحًا چھونا اور ہاتھ پھیرنا تلوار کا بِالسُّوقِ ساتھ پاؤں کے وَالْأَعْنَاقِ اور گردنوں کے
یعنی انکو لے لیا اور انکی گردن کاٹی کہ ان سب کو راہ خدا میں قربانی کر کے تصدق کیا کفارہ میں اس ذکر خدا کے جو انسے فوت ہوا تھا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ
ضمیر ردوہا کی طرف آفتاب کے پھرتی ہے اور مراد ذکر سے نماز عصر ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت کی کیا تفسیر ہے فرمایا کہ تو نے
لوگوں سے کیا سنا ہے میں نے کہا کہ کعب کہتا ہے کہ سلیمان گھوڑوں کے دیکھنے میں مشغول ہوئے یہانتک کہ نماز انکی فوت ہوئی اسوقت فرمایا کہ ان گھوڑوں کو پھر میرے پاس لاؤ اور وہ
چودہ گھوڑے تھے جسوقت حاضر ہوئے تو انکے پاؤں اور گردنیں کاٹنے کا حکم دیا پس قتل کر ڈالا انکو اور اس حکم میں خدا تعالیٰ نے چودہ روز انکی بادشاہی کو ضبط کیا
اسواسطے کہ انسے گھوڑوں پر ظلم کیا تھا حضرت علی نے یہ سنکر فرمایا کہ کعب جھوٹ کہتا ہے اور لیکن سلیمان ایکروز مشغول ہوئے گھوڑوں کے دیکھنے میں اسواسطے کہ انکا ارادہ دشمن پر
جہاد کرنیکا تھا یہانتک کہ انکے دیکھنے میں آفتاب غروب ہو گیا حضرت سلیمان نے بحکم خدا ان فرشتوں سے کہا کہ جو آفتاب پر موکل ہیں کہ آفتاب کو پھیر لاؤ جسوقت آفتاب پھر
الٹا آیا تو نماز انہوں نے ادا کی اور نبی پر ظلم نہیں کرتے ہیں اور نہ ظلم کا حکم کرتے ہیں اسواسطے کہ وہ معصوم ہیں اور جنگ خیبر میں حضرت علی کیواسطے بھی آفتاب پھرا تھا بلکہ
علی کیواسطے دو مرتبہ پھرا چنانچہ روایت سے ثابت ہوتا ہے اور اس روایت ابن عباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان نے ان گھوڑوں کے پاؤں اور گردنیں کاٹی نہیں
تھیں بلکہ پیار سے انکے پاؤں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرا تھا اور روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اول وقت عصر کا فوت ہوا تھا نہ کل وقت اسکا اور اول وقت میں نماز پڑھنے
کیواسطے آفتاب کو الٹا پھیرا تھا اور مثل روایت امیر المومنین علیہ السلام کے حضرت صادق علیہ السلام سے بھی روایت ہے لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ مسح کرنا گردن اور پاؤں کا یہ وضو
انکا تھا نماز پڑھنے کیواسطے اور اپنے اصحاب کو بھی حضرت سلیمان نے اسطرح سے مسح کرنیکا حکم دیا تھا جنکی نماز کہ ہمراہ انکے فوت ہو گئی تھی اور جسوقت نماز سے فارغ ہوئے تھے
اسوقت آفتاب غروب ہو کر ستارے ظاہر ہو گئے تھے اور کہتے ہیں کہ سلیمان کی ایک سو عورتیں تھیں ایکروز اپنی مجلس میں کہا کہ آج کی رات سب عورتوں کے پاس جاؤں تاکہ خدا مجھکو
ان سو عورتوں سے سو بیٹے دیوے کہ راہ خدا میں وہ جہاد کریں اور ان شاء اللہ تعالیٰ نہ کہا اور جسوقت شب کو انکے پاس گئے تو سوائے ایک عورت کے کوئی انمیں سے حاملہ نہ ہوئی اور وہ بھی
بچہ مردہ جنی اور سلیمان کے تخت پر لا کر ڈالدیا اور سبب ترک کرنے کلمہ بہتر اور مستحب کے وہ کہنا ان شاء اللہ تعالیٰ کا تھا خدا تعالیٰ نے سلیمان پر عتاب کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ
فَتَنَّا سُلَيْمَانَ اور البتہ تحقیق آزمایا ہمنے سلیمان کو اور امتحان اسکا کیا ہمنے وَأَلْقَيْنَا اور ڈالا ہمنے یعنی اسکی عورت کو ہمنے الہام کیا اور اسکے دل میں ہمنے ڈالا کہ
عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ اوپر تخت اسکے سلیمان کے جَسَدًا ایک بدن مردہ کو کہ اسمیں روح نہ تھی اور وہ مردہ تھا اور جسوقت سلیمان نے جانا کہ وہ بسبب ترک کرنے کلمہ

حضرت سلیمان کے امتحان کا ذکر

انشاء اللہ تعالیٰ کہے ہی تو پشیمان ہوئے **ثُمَّ اَنَابَ** پھر رجوع کی طرف خدا کے کہ سوائے خدا کے سب سے علیحدہ ہو گئے اور ہمہ تن اسکی طرف مصروف ہو کر نماز اور دعا میں مشغول ہوئے
اور کہتے ہیں کہ جناب سید محمد صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس شخص کی کہ جان محمدؐ کی اسکے دست قدرت میں ہے کہ اگر سلیمان انشاء اللہ کہتا تو خدا تعالیٰ اسکو ایک سو بیٹے عطا
کرتا کہ وہ سب راہ خدا میں جہاد کرتے اور اس بہتر امر کو جو ترک کیا تو خدا تعالیٰ کا انپر عتاب ہوا اور اس سعادت سے محروم رہے لیکن ترک کرنا کلمہ انشاء اللہ کا گناہ نہیں ہے
اور ہو سکتا ہے کہ اگرچہ سلیمانؑ نے زبان سے وہ کلمہ نہیں کہا تھا مگر دل میں کہا ہو سو البتہ وہ بھی محفوظ رہتے دروغ سے ظاہر میں اسکے لئے سنت اور بہتر تھا کہ اس کلمہ کو کہتا اور حضرت
صادق علیہ السلام اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جس وقت سلیمانؑ کے بیٹا پیدا ہوا تو جن اور شیاطین نے آپس میں کہا کہ اگر اسکا بیٹا زندہ رہیگا تو اس سے بھی ہمکو وہی بلا پہنچیگی جو کہ
اسکے باپ سے پہنچی ہے حضرت سلیمانؑ نے اُن شیاطین سے خوف کیا کہ ایسا نہو کہ اسکو مار ڈالیں اس لڑکے کو واسطے پرورش کے ایک ابر کے سپرد کر دیا اور جس وقت وہ لڑکا مر گیا تو اسکو
سلیمانؑ کے تخت پر ڈالدیا بے اطلاع سلیمانؑ اس تنبیہ کے واسطے کہ خوف کرنا تقدیر سے آگے کچھہ فائدہ نہیں بخشتا ہے اور عتاب سلیمانؑ پر اسواسطے ہوا کہ انہوں نے شیاطین سے خوف کیا اور
بعضے کہتے ہیں کہ اسکی تخت پر شیطان ڈال گیا تھا اور نام اسکا صخر تھا اور وہ بڑا سرکش تھا اور تمام شیاطین ملکر اسپر غالب نہیں ہو سکتے تھے اور سلیمان جس وقت پاخانہ میں
جاتے تھے تو انگشتری کو نہیں لیجاتے تھے صخر جن سلیمان کی صورت بنکر آیا اور سلیمانؑ کی بی بی سے اس انگشتری کو لیگیا اور چالیس روز انہی بادشاہی کی اور سلیمان
بھاگ گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ شیطان آصف بن برخیا تھا سلیمانؑ نے اس سے کہا کہ تم کسطرح فتنہ میں ڈالتے ہو آدمیونکو اور انکی عقلونکو کیونکر لیجاتے ہو کہا کہ اپنی
انگشتری مجھکو دکہلا تاکہ تجھکو خبر دوں جس وقت سلیمانؑ نے اسکو اپنی انگشتری دی تو اسنے اسکو دریا میں ڈالدیا اسیوقت سلیمانؑ کی بادشاہی جاتی رہی اور وہ شیطان
اسکی تخت پر بیٹھا اور خدا تعالیٰ نے اسکو منع کیا کہ سلیمانؑ کی عورتونکے پاس جاتا اور سلیمانؑ کھانا مانگتا پھرتا تھا کوئی اسکو کھانا نہیں دیتا تھا یہانتک کہ
اسکو ایک عورت نے مچھلی دی جس وقت اس مچھلی کا پیٹ چیرا تو اسمیں سے اسکی انگشتری نکلی خدا تعالیٰ نے پھر اسکو بادشاہی دی اور بعضے کہتے ہیں کہ نام اس شیطان کا حبیق تھا
اور بعضے اسکی سبب میں بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے سلیمان کو منع کیا تھا کہ بنی اسرائیل کے سوا کسی عورت سے بیاہ نکاح نکرنا سلیمانؑ نے سوا بنی اسرائیل کے بھی
کئی عورتوں سے نکاح کیا اسواسطے شیطان نے انکی بادشاہی لی اور بعضے سبب اسکا اسطور بیان کرتے ہیں کہ سلیمانؑ نے ایک عورت سے حالت حیض میں صحبت کی اور اسمیں سے
خون جاری ہوا اور سلیمانؑ انگشتری کو رکھکر حمام میں گئے شیطان انکی انگشتری کو لیگیا اور بعضے کہتے ہیں کہ سلیمانؑ نے ایک عورت مشرکہ سے نکاح کیا اور زبردستی اسپر
جبر کر کے مسلمان کرنیکی قدرت نہیں رکھتا تھا اس عورت نے سلیمانؑ کے گھر میں چالیس روز بت پرستی کی خدا تعالیٰ نے چالیس روز تک انہیں مبتلا کیا کہ انگشتری انکی شیطان نے
لی اور اسکی عوض بادشاہی کی یہ جتنے قول ہیں سب واہی ہیں اور بیہودہ ہیں اور قابل اعتبار نہیں ہیں اسواسطے کہ بادشاہی اور پیغمبری سلیمانؑ کی انگشتری میں نہ تھی اور
خدا تعالیٰ پیغمبری کو چھین نہیں سکتا ہے اور شیطان پیغمبر کی صورت نہیں بن سکتا ہے اور پیغمبر کے تخت پر بیٹھکر اسکی بندوں پر حکمرانی نہیں کر سکتا ہے تتمہ قصہ سلیمانؑ
نے اس امر اولیٰ کے ترک کرنے سے نادم ہو کر رجوع طرف پروردگار اپنے کے کی اور زبان عاجزی سے مناجات کر کے کہا **قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ** کہا ہے پروردگار
میری بخش تو واسطے میرے اس جرم ترک اولیٰ کو **وَهَبْ لِيْ مُلْكًا** اور بخش تو واسطے میرے بادشاہی کو کہ **لَا يَنْبَغِيْ** نہ سزاوار ہو وہ **لِاَحَدٍ مِّنْۢ**
بَعْدِيْ واسطے کسی کے پیچھے مجھسے کہ یہی بادشاہی معجزہ میرا ہو **اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ** تحقیق کہ تو ہی ہے بخشنے والا کہ جو کچھہ چاہے عطا کرے اور اس
دعا سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمانؑ بخیل تھے کہ انہوں نے خاص اپنے واسطے بادشاہی کو طلب کیا اور دوسرے کیواسطے اسکا نہونا چاہا ہو اسواسطے کہ انبیا حسد نہیں کرتے
ہیں مگر یہ کہ خدا تعالیٰ واسطے انکے اسکی سوال کرنیکا اذن دیوے اور ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سلیمانؑ کو خبر کی ہو کہ اگر وہ واسطے اپنے ایسی بادشاہی کا سوال کرے کہ مثل
اسکی غیر کیواسطے نہو تو یہ اسکی واسطے بہت مناسب ہے اور صلاحیت رکھے امور دین میں اور اسکی غیر کیواسطے اسطرح سے سزاوار نہو اسواسطے سلیمانؑ نے اسطرح سوال کیا
اور یا یہ کہ انہوں نے جو فرمایا کہ بعد میرے کسیکو نہو تو مراد اس سے یہ ہے کہ جن لوگوں پر میں پیغمبر ہو کر آیا ہوں انمیں سے کسیکو بعد میرے بادشاہی ایسی نہو اور یا یہ کہ انہوں نے سوال
ملک آخرت کا کیا ہو اور یا یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ بعد میرے کسیکو نہو تو مراد اس سے یہ ہے کہ بعد پہنچنے میرے کے بہشت میں پھر کوئی ایسا عمل نکرے کہ مستحق ملک بہشت کا
ہووے اسواسطے کہ پھر زمانہ عمل کرنیکا باقی نہیں رہتا ہے کہ جس عمل کے کرنے سے بہشت میں جائے اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا ہو سکتا ہے
کہ کوئی پیغمبر بخیل ہو فرمایا کہ نہیں سائل نے کہا کہ کیا معنی ہیں قول حق تعالیٰ کی کہ سلیمانؑ نے دعا کی کہ خداوندا مجھکو ایسی بادشاہی دے کہ بعد میرے وہ واسطے کسیکے سزاوار ہو

فرمایا کہ بادشاہی دو طرح کی ہوتی ہی ایک تو وہ غلبہ اور ظلم سے آدمیونکو زیر کرکے لیجاتی ہی اور ایک بادشاہی وہ ہی کہ جو خدا تعالی کیطرف سے انعام ہوتی ہے
جیسے کہ بادشاہی آل ابراہیم کی اور طالوت کی اور ذوالقرنین کی اور یہ جو انہونے کہا ہی کہ نہ سزاوار ہووے واسطے کسیکے بعد میری مراد انکی اس سے یہ ہی کہ نہ سزاوار ہووے
واسطے کسیکے پیچھے مجھسے یہ کہ کہے کہ وہ بادشاہی لیگئی ہے غلبہ سے اور قہر سے اور سا آدمیونکے زبردستی کرکے پس حکم میں اسکو کیا خدا تعالی نے ہوا کو کہ انکی حکم سے چلتی تھی
صبح کو ایک مہینے کی راہ پہنچاتی تھی اور شام کو ایک مہینے کی راہ پہنچاتی تھی اور حکم میں اسکے کیا خدا تعالی نے شیاطین کو کہ عمارتیں بناتے تھے اور دریا سے غوطہ
مارکر جواہر لاتے تھے سلیمان کیواسطے اور پرندونکی بولی انکو تعلیم کی اور زمین میں انکو قدرت دی جسوقت کہ انکا ایسا حال ہوا تو آدمیونے اسکو زمانے اور اسکی بعد
نے جانا کہ بادشاہی سلیمان کی انہی بادشاہونکی بادشاہی کے مشابہ نہیں ہے کہ جو آدمیونپر ظلم اور زبردستی کرکے بادشاہ ہوجاتے ہیں پس جسوقت سلیمان نے اپنی وہی بادشاہی
کیواسطے دعا کی تو خدا تعالی نے دعا انکی قبول کی چنانچہ فرماتا ہی کہ فَسَخَّرْنَا پس حکم میں کیا ہمنے لَهُ الرِّيحَ واسطے اس سلیمان کے ہوا کو سو جسوقت کہ تَجْرِي
بِأَمْرِهِ چلتی تھی ساتہ حکم اسکی کے رُخَاءً نرمی سے یہ تمیز واقع ہوئی ہے یا حال واقع ہوا ہے یعنی نرمی اور خوشی سے وہ ہوا چلتی تھی ہمراہ انکی بدون حرکت دینے کے
حَيْثُ أَصَابَ جس جگہہ کہ پہنچا تھا وہ سلیمان وَالشَّيَاطِينَ اور شیاطین کو حکم میں کیا ہمنے اسکی كُلَّ بَنَّاءٍ ہر عمارت بنانیوالونکو کہ بڑی بڑے
شہر اور قلعے اسکے واسطے بناتے تھے وہ وَغَوَّاصٍ اور ہر غوطہ مارنیوالیکو دریا میں کہ واسطے اسکے جواہر دریا سے نکالکر لاتے تھے اور کل بناء بدل واقع ہوا ہے شیاطین سے
وَآخَرِينَ اور حکم میں کیا ہمنے اسکی اور دنکو دیو وغیرہ سے کہ مُقَرَّنِينَ نزدیک کیا گیا تھا بعضا ساتھ بعضے کی یعنی جکڑے ہوئے تھے وہ فِي الْأَصْفَادِ
بیچ زنجیروں لوہے کے یعنی جو شیاطین کہ نرم تھے انسے کام لیتے تھے اور جو کہ سرکش تھے انکو قید کر رکھا تھا کہ انکی بدی آدمیونکو نہ پہنچے پس اور خدا تعالی نے اسی بادشاہی
جو سلیمان کو دی تھی کہ جسمیں خوبی دنیا اور آخرت کی دونوں تھی اسواسطے فرماتا ہی کہ هَٰذَا یہ بادشاہی اور مرتبہ ساتہ کہ جو ہمنے تجھکو دی ہے عَطَاؤُنَا
بخشش ہماری ہی تجھپر اے سلیمان فَامْنُنْ پس بخش تو اسمیں سے جو کچھہ چاہی تو اور جسکو چاہی تو أَوْ أَمْسِكْ یا بند کر تو کہ کسیکو نہ بخش تو یعنی اسمیں تصرف کرنا تیری
ارادہ اور خواہش پر موقوف ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ بدون حساب کے کہ قیامت میں تجھسے اسکا حساب لیا جائیگا چاہی تو بخش اور چاہی تو نہ بخش وَإِنَّ لَهُ اور تحقیق
کہ واسطے اس سلیمان کی عِنْدَنَا نزدیک ہمارے لَزُلْفَىٰ البتہ قربت اور مرتبہ ہے یعنی وہ ہمارے درگاہ کے مقربوں اور ہماری رحمت کے نزدیکونمیں سے ہی باوجود
اس بادشاہی کے کہ وہ شہنشاہ ملک دنیا کا تھا وَحُسْنَ مَآبٍ اور نیکی پھرنیکی ہے ہماری طرف کہ واسطے اسکے آخرت میں درجے بلند ہیں اور اب خدا تعالی حضرت ایوب کی
مبتلا ہونیکی اپنی حبیب کو خبر دیتا ہی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ اور یاد کر تو اے محمد صلعم بندہ ہمارے ایوب کو کہ وہ بندہ ہمارا صابر تھا بیٹا عیص کا اور
داماد یعقوب کا اور انکی زوجہ کا نام لیّا تھا اور یا وہ داماد یوسف کا تھا اور نام انکی زوجہ کا رحمت یا رحیمہ تھا حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جس بلا میں کہ
ایوب مبتلا ہوئے تھے دنیا میں وہ نعمت کی جہت سے تھی کہ خدا تعالی نے انکو دنیا میں دی تھی اور انہونے اسکا شکر ادا کیا تھا اور ابلیس اس زمانہ میں عرش تک پہنچ جاتا تھا پس جسوقت
ایوب کے شکر کا عمل آسمان پر گیا ابلیس نے اسکو دیکھکر حسد کیا اور خدا تعالی سے کہا کہ اے پروردگار ایوب کے جو تیرا شکر کرتا ہی یہ بسبب اسکے ہے کہ اسکو دنیا تو نے بہت دی ہی اور
اگر دنیا کی نعمتیں اسکی پاس سے جاتی رہیں تو وہ ہرگز تیرا شکر نہ کریگا مجھکو تو اسپر غالب کر دی اسکی دنیا پر یہانتک تو جانے کہ وہ شکر تیرا ادا نہیں کرتا ہی فرمایا کہ میں نے تجھکو اسکی دنیا پر غالب
کیا ابلیس نے کوئی چیز دنیا کی انکی پاس نہ چھوڑی نہ مال اور نہ فرزند اور سبکو ہلاک کیا اور ایوب خدا کا شکر ادا کرتے رہے پھر ابلیس نے کہا کہ اے پروردگار ایوب جانتا ہی کہ تو انکی
دنیا کو جو تجھہ کہ تونے لی ہی پھر تو اسکو پھیریگا اور عطا کریگا تو مجھکو انکی بدن پر قابض کر دی تاکہ جانے تو کہ وہ تیری نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا ہی فرمایا کہ میں نے غالب کیا تجھکو اسکی بدن پر
سوائے انکی دل کے اور آنکھوں اور کانوں کے ابلیس نے انکی نتھنوں میں پھونک ماری کہ وہ قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوگئے لیکن پھر بھی خدا کا شکر کرتے رہے اور بعضی روایتوں میں
آیا ہی کہ بدن ایوب کا شیطان کی پھونک مارنے سے مثل پھوڑے کے ہوگیا اور چار ہزار کیڑے اسکے بدن میں پڑ گئے اور اسکی بدن کو وہ کھاتے تھے اور بدن انکا متعفن ہوگیا اور
بدبو اس سے آتی تھی اور سات برس تک وہ بنی اسرائیل کے مزبلہ پر پڑے رہے لوگوں نے انکو وہاں ڈالدیا تھا اور تمام ہمسایہ اور بیگانے انکی زخموں کی بدبو سے بھاگتے تھے سوائے
رحمت کے کہ زوجہ انکی تھی اور وہ انکی خدمت میں حاضر رہتی تھی اسطرح کی روایتیں قابل اعتبار کے نہیں اسواسطے کہ شیطان راندہ درگاہ الہی اور دشمن خدا ہی اسکو خدا تعالی
پیغمبروں دوستوں پر غالب نہیں کرتا ہی اور نہ انکا ایسا حال کرتا ہی کہ خلقت انسے نفرت کرے اور بہاگے اسواسطے کہ وہ ہدایت کیواسطے آئے ہیں اور جسوقت خلقت انسے بھاگتی تو ہدایت وہ کسکو کرینگے

پس انکی بدن میں کیڑے پڑے تھے اور نہ اس سے بد بو آتی تھی کہ موجب نفرت کا ہو اور نہ انکی صورت بگڑی تھی چنانچہ روایات بھی دلالت کرتی ہیں البتہ قسم قسم کی سخت بیماریوں میں خداتعالی
نے انکو مبتلا کیا تھا اور گناہ انسے نہیں ہوا تھا اور آدمی جو انسے بھاگتے تھے وہ اُن حضرت کی فقیری اور محتاجگی کی جہت سے بھاگتے تھے نہ انکی جہالت کے سبب سے اور قصہ انکے مبتلا ہونیکا
سورۂ انبیا میں گذر گیا ہے اور شیطان کی جو ایوب نے شکایت کی ہے کہ وہ مجھکو رنج پہنچاتا ہے تو اسکا باعث یہ تھا کہ شیطان وسوسہ انکے دل میں ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ دیکھ اے ایوب خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہ تیرے
فرزند اور مال ہلاک کئے اور تجھکو بلاؤں میں مبتلا کیا اور مقصود انکا اس سے یہ تھا کہ ایوب اپنے مرض کی شکایت کریں اسواسطے ایوب نے خدا سے کہا کہ شیطان مجھکو رنج پہنچاتا ہے چنانچہ
بعد اسکے مذکور ہوگا اور کہتے ہیں کہ جسوقت ایوب بلاؤں میں مبتلا ہوئے تھے تو ایک شخص نے انکے اصحاب میں سے کہا کہ ایوب سے کوئی امر عظیم صادر ہوا ہے کہ جسمیں مرضی خدا کی نہ تھی
اسواسطے خدا اسپر رحم نہیں کرتا ہے دوسرے جوان نے کہ وہ بھی انکے اصحاب میں سے تھا اس شخص کو جواب دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ وہ پیغمبر خدا ہے اور حقتعالی واسطے امتحان کے اپنے دوستوں کو
طرح طرح کی بلا میں مبتلا کرتا ہے تاکہ صبر انکا لوگوں پر ظاہر کرے اور واسطے گناہ کے انکو بلاؤں میں گرفتار نہیں کرتا ہے اسواسطے کہ گناہوں سے وہ پاک ہیں پس پہلے تو اسکو نعمت کی
کثرت سے امتحان کیا کہ انسے بہت شکر کیا اور بعد اسکے بلاؤں میں اسکو گرفتار کرکے اسکا امتحان کرتا ہے تم خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمنے کہا ہے اس سے توبہ کرو اور گمان بد پیغمبر کے
حق میں مت کرو حضرت ایوب بھی ان باتونکو سُنتے تھے اسوقت انہوں نے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے اور کہا کہ خداوندا تو ظاہر اور پوشیدہ کو سب جانتا ہے کہ میں نے کبھی سیر ہوکر
خواب نہیں کی ہے اگر میرے اطراف اور جوانب میں کوئی گرسنہ ہو اور کھانا اسکو میں نے نہ دیا ہو اور ہرگز میں نے کپڑے نہیں پہنے ہیں اگر مجھکو معلوم ہوا ہو کہ فلانا برہنہ ہے اور میں نے اسکو کپڑے
نہ پہنائے ہوں اور اگر دو مرد میرے پاس جھگڑا لائے اور ایک شخص انمیں سے غصہ اور دلتنگ ہوکر قسم کھاتا میں کفارہ اسکا اپنے پاس سے دیتا کہ اگر اسنے جھوٹی قسم کھائی ہے تو یہ
کفارہ اسکا ہو جائے اور تو جانتا ہے کہ میں نے ہرگز تیری نافرمانی نہیں کی ہے اور ہمیشہ تیری فرمانبرداری اور عبادت کرتا رہا ہوں اور غرض میری اس سے فقط رضامندی تیری ہوتی تھی
خطاب پہنچا کہ اے ایوب کسنے دوست کہا ہے تیرے واسطے طاعت کو اور کسنے تجھکو توفیق دی ہے ایوب نے خاک کی مٹھی زمین سے اٹھا کر اپنے منہ میں رکھی اور کہا کہ تونے اے پروردگار میرے
جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے ایوب زمانہ محنت اور بلا کا آخر ہو گیا ہے دعا کر تو خداتعالی سے کہ تجھکو شفا بخشے حضرت ایوب نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے چنانچہ خداتعالی
فرماتا ہے کہ یاد کر تو اے محمد صلعم **اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ** جسوقت کہ پکارا ایوب نے پروردگار اپنے کو **اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ** یہ کہ تحقیق پہنچایا ہے مجھکو شیطان نے
بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ رنج بدن اور عذاب کہ وسوسہ قلب میں ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ تونے کیا کیا تھا کہ خداتعالی نے تیری نعمت بدن کی اور مال کی تجھسے لیلی اور
محنت اور سختی تجھکو پہنچائی اور یہ جو حضرت ایوب نے فرمایا کہ مجھکو رنج پہنچایا ہے یہ بے صبری کی راہ سے نہیں ہے بلکہ اس سبب سے فرمایا تھا کہ لوگ انپر طعن کرتے تھے کہ انسے کوئی
گناہ کیا ہے کہ جسکے سبب سے یہ مبتلا ہوا ہے وہ اس کلام کے سُننے کی تاب نہ لائے اور اسطرح سے دعا کی اور یا یہ کہ شیطان نے کہا تھا کہ اے ایوب تونے دیکھا کہ اتنی مدت تو نے خدا کی عبادت
کی اور آخر تجھکو اسنے بلا میں مبتلا کیا اگر تو مجھکو ایک سجدہ کرے تو میں تجھکو اس بلا سے باہر نکالوں اور جو تیرا مطلب ہے اسکو برلاؤں ایوب نے ابلیس کے ضرر سے شکایت کی کہ انی
مسنی الشیطان نہ اپنے رنج سے اور کہتے ہیں کہ بیماری ایوب کی جسقدر زیادہ ہوتی تھی اسیقدر وہ صبر اور شکر زیادہ کرتے تھے اور رحمت زوجہ انکی خدمت انکی کرتی تھی
شیطان نے ہر چند چاہا کہ انکی صبر اور شکر میں رخنہ ڈالے لیکن اسکا مکر اور حیلہ پیش نہ چلا کہ اپنے اصحاب سے کہ انکے امر میں مشورہ کیا سب نے متفق ہوکر کہا کہ تو ہمارا آقا اور سردار ہے
اور ہر ایک مکر اور حیلہ گمراہ کرنیکا ہمنے تجھسے سیکھا ہے اور کہاں ہے وہ حیلہ کہ جس سے تونے آدم کو وسوسہ کیا تھا کہا کہ انکی زوجہ کے وسیلہ سے میں نے انکو وسوسے کے جال میں پھانسا تھا
کہا کہ ایوب سے بھی یہی مکر کر ابلیس نے کہا کہ خوب کہا تم نے پس وہ رحمت کے پاس آیا دیکھا کہ کچھ کھانا پکاتی ہے کہا کہ اے کنیز خدا شوہر تیرا کہاں ہے فرمایا کہ فلانی جگہہ بیمار پڑا ہے
اور مدت سے بیمار ہے شفا اسکو نہیں ہوتی شیطان نے دیکھا کہ انکو شوہر کی بیماری کا بہت رنج ہے اسوقت کہا کہ اے رحمت تجھکو یاد نہیں آتا ہے وہ مال اور جمال اور
فرزند کہ مثل اسکے کسیکے پاس نہ تھے اور طرح طرح کی باتیں مکر کی کرکے رحمت کو رنج میں لایا یہانتک کہ وہ بھی باتیں سنکر رونے لگی ابلیس نے یہ سنکر کہا کہ تو رحمت رنج مت کر
کہ میں اسکا علاج جانتا ہوں اگر میری نصیحت کو تو سُنے رحمت نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا کہ اس گوسفند کو لیجا کہ وہ میرے نام کی قربانی کرے خدا اسکو اسیوقت شفا بخشیگا اور تمام
بیماریاں انکی جاتی رہینگی رحمت اس گوسفند کو لیکر ایوب کے پاس آئی اور کہا کہ یا نبی اللہ کب تک بیمار رہیگا اور رنج میں گرفتار رہیگا ایک طبیب آیا ہے اور اسنے مجھکو علاج بتایا ہے
اور قصہ بیان کیا ایوب نے کہا کہ اے ناقص العقل وہ شیطان ہے کہ اللہ کا دشمن ہے وہ اسلئے آیا ہے کہ تجھکو بہکا کر کافر کردے اور تو نہیں جانتی ہے کہ سب دولت اور نعمت اور رنج اور محنت
خدا کیطرف سے ہے اگر چاہے نعمت دیوے اور اگر مصلحت جانے تو بندہ کو محنت اور بلا میں مبتلا کرے شیطان نے اس مکر سے تو کچھ کام نہ پایا تب ایک اور حیلہ کیا کہ پھر خود عنکبوت کی شکل میں

بنکر اور ایک گھوڑی پر سوار ہوکر رحمت کے پاس آیا اور کہا کہ حال تیرے شوہر کا کیا ہے فرمایا کہ بہت رنجور اور بیمار ہے کہا کہ مجھکو تو پہچانتی ہے فرمایا کہ نہیں کہا کہ میں بادشاہ زمین کا ہوں
اور میں نے اسکے مال اور فرزند کو ہلاک کیا ہے اور اسکو بیمار کرکے ڈالا ہے اسواسطے کہ وہ مجھکو چھوڑکر آسمان کے خدا کی عبادت کرتا تھا اگر تو مجھکو ایک سجدہ کرے تو تمام رنج اس سے میں دور
کروں اور تمام مال اور فرزند تیرے پھر تجھکو دیدوں فرمایا کہ بدون مشورہ شوہر کے یہ کام میں نہ کرونگی کہا کہ اگر یہ کام نہیں کرتی ہے تو اپنے شوہر سے کہہ کہ کھانا کھانے کے اول میں بسم اللہ
اور بعد اسکے الحمد للہ نہ کہے تاکہ اس سے میں راضی ہو جاؤں اور اسکو شفا بخشوں رحمت ایوب کے پاس آئی اور سب حال بیان کیا ایوب یہ سنکر بہت غصہ میں ہوئے اور فرمایا کہ آج تمام روز
ابلیس کی باتوں میں رہی ہے قسم ہے خدا کی اگر خدا مجھکو شفا دیگا تو سو لکڑیاں تیری مارونگا اور میرے پاس سے تو چلی جا جسوقت رحمت ایوب کے پاس سے چلی آئی تو وہ تنہا رہ گئے اور کوئی
انکے پاس نہ تھا کہ کھانا کھلاوے اور پانی پلاوے اور خدمت کرے پس ایوب نے منہ اپنا زمین پر رکھا اور کہا کہ رب انی مسنی الشیطان اور بعضے کہتے ہیں کہ ایوب کو اسقدر ناتوانی اور ضعف ہوا کہ
واسطے نماز فرض کے کھڑے نہیں ہو سکتے تھے اسواسطے انہوں نے رب انی مسنی الضر چنانچہ سورہ انبیاء میں ہے اپنی زبان سے کہا نہ واسطے شدت اور سختی مرض کے تاکہ مخالف انا وجدناہ صابرا کے
اور کہتے ہیں کہ رحمت ایوب کے واسطے لوگوں کے گھروں سے کھانا مانگ کر لاتی تھی اور انکو کھلاتی تھی اور گیسو اسکے بہت خوبصورت تھے لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ گیسو اپنے ہمارے ہاتھ فروخت کر
یہانتک کہ ہم تجھکو کھانا دیویں رحمت نے اپنے گیسو کاٹ کر انکو دیدے اور ایوب کے واسطے انسے کھانا لے گئی ایوب نے جسوقت اسکو گیسو بریدہ دیکھا تو قسم کھائی کہ میں تجھے سو لکڑیاں مارونگا
رحمت نے بیان کیا کہ تیرے واسطے کھانا مانگ کر لاتی ہوں لوگوں نے میرے گیسو کے عوض میں مجھکو کھانا دیا ہے ایوب نے یہ سنا تو بہت رنجیدہ ہوئے اور اسوقت اس امر کی جہت سے آبدیدہ
ہوکر کہا کہ رب انی مسنی الضر چنانچہ سورہ انبیاء میں ہے نہ بیماری کی جہت سے اور منقول ہے کہ ایوب کے بیماری کے دنوں میں چار دوست طرف سے بیماری اسکی پاس آئے تھے اور انسے اپنی شفا کے لئے دعا
کرواتے تھے وہ بیماروں کے واسطے دعا کرتے تھے خداتعالی انکو شفا دیتا تھا لوگوں نے کہا کہ اے ایوب تم اپنے واسطے دعا کیوں نہیں کرتے ہو کہ خداتعالیٰ تمکو شفا دیوے فرمایا کہ مجھکو شرم
حیا آتی ہے کہ اسی برس تک میں نے نعمت اور راحت میں گزران کی ہے اور اب چند روز سے محنت اور بیماری میں مبتلا ہوا ہوں تو اسکی دفع کرنیکو دعا کروں حقتعالی نے اس سبب سے
ایوب کو اجازت دعا کرنیکی دی انہوں نے دعا کی کہ رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین چنانچہ سورہ انبیاء میں مذکور ہے اور کہتے ہیں کہ شیطان ایوب کے دل میں وسوسہ ڈالتا تھا کہ
اسی طرح سے اپنے مرض کی شکایت کرے تاکہ نام اسکا صابروں کے دفتر سے مٹ جاوے اور کہتے ہیں کہ شیطان لوگوں کو کہتا تھا کہ اگر ایوب اہل ہدایت ہوتا تو اس بلا میں مبتلا نہ ہوتا اور لوگوں کو
انکی صحبت سے نفرت دلاتا تھا اور انکی بی بی کو وسوسہ کرتا تھا اور انکی خدمت سے منع کرتا تھا جب حال انکا یہانتک پہنچا تو انہوں نے درگاہ خدا میں فریاد کی اور شیطان کی
بدی کو اور گمراہ کرنیکو دفع کرنا چاہا اور دعا کی نہ واسطے دفع کرنے اپنے مرض کے اور شکایت اپنی اولاد اور مال کے جاتے رہنے کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے
ایوب سات برس بلا میں مبتلا رہے اور اس عرصہ میں کبھی شکایت اپنے مرض کی اور مال اور اولاد کی نہیں کی اور جسوقت ابلیس درپے اس امر کے ہوا کہ وہ شکایت اپنے مرض اور رنج
کی کریں تو ایوب نے ابلیس کی شکایت خدا سے کی دعا انکی قبول ہوئی اور فرمایا کہ فاستجبنا لہ چنانچہ سورہ انبیاء میں مذکور ہوا اور منقول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو
بیماری کے دنوں میں حاجت پاخانہ میں جانیکی ہوتی تو رحمت زوجہ انکی ہاتھ انکا پکڑ کر باہر ایک جگہ لیجاتی اور وہاں انکو بٹھلا کر چلی آتی اور ایک جگہ بیٹھ جاتی
جسوقت ایوب فارغ ہوتے تو اپنی زوجہ کو آواز دیتے وہ وہاں جاکر پھر انکو لاتی اور انکے بستر پر انکو لٹا دیتی اور جس روز کہ حسب الامر انکو شفا حاصل ہوئی موافق معمول کے انکا ہاتھ
پکڑ کر لے گئی اور اسی قدیم جگہ پر انکو بٹھلا دیا اور خود وہاں سے چلی آئی اور ایک جگہ ایوب کے آواز کی منتظر ہوکر بیٹھ گئی خداتعالی نے اسی جگہ ایوب کو وحی کی کہ **اُرْكُضْ**
بِرِجْلِكَ مارو لات تو ساتھ پاؤں اپنے کے ایوب نے بموجب حکم کے زمین پر پاؤں مارا دو چشمے انکے قدم کے نیچے سے ظاہر ہوا ایک گرم اور دوسرا سرد جبرئیل نے کہا کہ اے ایوب
هٰذَا یہ گرم چشمہ **مُغْتَسَلٌ** وہ جگہ غسل کرنیکی ہے اور چشمہ دوسرا **بَارِدٌ وَّشَرَابٌ** سرد اور پینے کا ہے حضرت ایوب نے چشمہ گرم میں غسل کیا جسقدر کہ ظاہر
مرض انکے بدن پر تھے سب جاتے رہے اور چشمہ سرد سے پانی پیا تو سب آزار باطن کی دور ہو گئیں اور اکثر کہتے ہیں کہ چشمہ تو ایک ہی ظاہر ہوا تھا لیکن وقت غسل کرنیکے گرم
معلوم ہوتا تھا اور وقت پینے کے سرد اور ایوب کی قوت اور جوانی اور حسن اور جمال پہلے سے زیادہ ہو گئی اور جبرئیل انکے واسطے بہشت سے پوشاک لائے وہ پوشاک انہوں نے پہنے
اور وہاں سے ایک ٹیلے پر جا بیٹھے اور جبرئیل سے باتیں کرنے لگے اور ایوب کی واپسی میں جو دیر ہوئی تو رحمت گھبرائی اور پریشان ہوئی کہ مبادا انکو کچھ ہو گیا ہو یا انسے چوک ہوئی
اٹھی دیکھا کہ ٹیلے پر دو مرد بیٹھے ہیں ایک چیخ مار کر روئی اور کہا کہ ایوب تمکو کیا صدمہ پہنچا اور ایوب کو اس جگہ کہ جہاں واسطے رفع حاجت کے لئے بیٹھتے تھے نہ دیکھا اور ٹیلے پر دیکھا کہ ایک مرد
نہایت حسن و جمال والا بیٹھا ہے اس سے پوچھا کہ ایک مرد بیمار تھا وہ کہاں گیا انہوں نے پوچھا کہ وہ تیرا کون ہے کہا وہ میرا شوہر ہے فرمایا کہ اگر تو اسکو دیکھے گی تو پہچانے گی کہا کیونکر نہ پہچانونگی

برسوں اُسکی صحبت میں رہی ہو اور فرمایا کہ اُسکی صورت اور شکل کیسی ہے کہا کہ جسوقت جوان تھا وہ تو تیری شکل تھا فرمایا کہ میں ہی ہوں ایوب شوہر تیرا حقتعالے نے مجھپر احسان کیا اور سارے
رنج اور درد مجھسے دور کئے اور حالت جوانی پھر مجھکو بخشی دونو گردنونمیں ہاتھ ڈالکر نہایت خوشی سے بہت روئے اور سجدے شکر کے ادا کئے اور خداتعالیٰ فرماتا ہی کہ رنج اور الم سے ہمنے
ایوب کو پاک کیا وَوَهَبْنَا لَهُ اور بخشا ہمنے واسطے اُسکے أَهْلَهُ لوگوں اُسکی کو یعنی اُسکی اولاد کو ہمنے زندہ کیا وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ اور مثل اُنکی ہمراہ اُنکے اور
بخشے کہ جو فرزند کہ مرگئے تھے اُنکو زندہ کیا اور مثل اُنکے رحمت کی شکم سے اور پیدا کئے اور احادیث میں آیا ہی کہ خداتعالیٰ نے اُنکی اہل اور مال کو دوچند کیا یعنی ایک عورت کی
عوض دو عورتیں دیں اور ایک فرزند کے عوض دو فرزند دئے اور ایک مال کے عوض دو مال دئے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ حقتعالیٰ نے فرمایا کہ ہمنے ایوب کی اولاد کو
جو کچھہ کہ اُنکی بیماری سے پہلے مرچکے تھے اور جو کچھہ کہ اُسحالتمیں مرگئے تھے سبکو زندہ کیا اور اُنکو دوچند کیا اور یہ سب کچھہ ہمنے اُسکو بخشا رَحْمَةً مِّنَّا واسطے رحمت اور بخشش کے
ہماری جانب سے وَذِكْرَىٰ واسطے نصیحت کرنیکے لِأُولِي الْأَلْبَابِ واسطے صاحبوں عقلوں کے تاکہ صبر انجام پر نظر کرکے وقت مصیبت کے بیصبری نکریں اور اُسکی وسیلے
فرحت اور رحمت حاصل کریں اور رحمۃ اور ذکریٰ دونو مفعول لہ واقع ہوئے ہیں وہبنا کی اور کہتے ہیں کہ ایوب نے بعد صحت کے سات روز تک اپنی امت کے لوگونکو کہانا کہلایا اور
مصیبت میں صبر کرنیکی اُنکو بہت تاکید کی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حقتعالیٰ نے تمام مال اور اولاد اور مویشی اُنکو دوچند دئے اور ابر سرخ اور سفید اُنکی گھر پر بھیجا کہ اُس سے
سونیکی ٹڈیاں برسیں اور جسوقت ہوا کسی ٹڈی کو اُڑا لیجاتی تھی تو وہ اُسکے پیچھے دوڑکر اُسکو پکڑتے تھے اور ڈھیر میں لاکر رکھتے تھے جبرئیل نے کہا کہ اے ایوب تیرا پیٹ نہیں بھرتا ہی اور تو
سیر نہیں ہوتا ہی کہ اُسکے پیچھے دوڑتا ہے کہا کہ خداتعالیٰ کی روزی سے کون سیر ہوتا ہے اور پیٹ بھرتا ہی اور کہتے ہیں کہ ایوب نے جو قسم کہائی تھی کہ میں اپنی زوجہ کے سو
لکڑیاں ماروں گا بعد صحت کے اُنکو تردد ہوا کہ اس قسم سے کیونکر پاک ہونا چاہئے کہ قسم سر سے اترجائے اور میری بی بی کو بھی آزار نپہنچے حقتعالیٰ نے بہت آسانی سے ایوب
کو قسم سے پاک کیا چنانچہ فرماتا ہی کہ وَخُذْ بِيَدِكَ اور لے تو اے ایوب بیچ ہاتھ اپنے کے ضِغْثًا مٹھا سو لکڑیوں یا ریک کا یا سو سیخوں کا مثل جھاڑو کے
فَاضْرِب بِّهِ پس مار تو ساتھ اُسکے اپنی زوجہ کو ایکبار کہ قسم سے تو پاک ہوجائے وَلَا تَحْنَثْ اور نہ مخالفت کر تو قسم کی پس حضرت ایوب نے سو لکڑیوں یا ریک کی
ایک جھاڑو سی بناکر ایکبار اپنی زوجہ کو ماری کہ سو لکڑیوں کا مارنا اُسپر صادق آیا اور وہ قسم سو لکڑیونکی مارنیکی اُنکی ذمہ سے اُتر گئی اور یہ حکم آئندہ کو بھی جاری رہا
اور عباد مکی روایت کرتا ہی کہ سفیان ثوری نے مجھسے کہا کہ حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھہ کہ کیا کہتا ہے تو اُس شخص کے حق میں کہ جو مریض ہو اور اُسنے زنا کیا ہو بسبب حد مارنیکے
خوف اُسکی مرنیکا ہو میں نے اُن حضرت سے عرض کی فرمایا کہ ایسا ہی ایک مقدمہ رسولخدا صلعم کے پاس لائے کہ اُسنے ایک عورت بیمار سے زنا کیا تھا حضرت صلعم نے حکم دیا کہ سو لکڑیاں
گھانس کی حاضر کرو جسوقت وہ لکڑیاں آئیں حضرت نے اُنکی ایک جھاڑو سی بناکر ایکبار اُس مرد زانی کے ماری اور ایکبار اُس عورت زنا کرنیوالی کے اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ
خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث إِنَّا وَجَدْنَاهُ تحقیق ہمنے پایا ہے اُسکو صَابِرًا صبر کرنیوالا اپنے رنجوں میں نِّعْمَ الْعَبْدُ اچھا بندہ ہے
ایوب إِنَّهُ أَوَّابٌ تحقیق کہ وہ ایوب رجوع کرنیوالا ہے ہماری درگاہ کیطرف اور بعد اُسکی خداتعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کی نیک عادتونکو بیان کرتا ہے
تاکہ آدمی اُنکی عادتونکی پیروی کریں چنانچہ فرماتا ہی کہ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اور یاد کر تو اے محمد صلعم بندوں ہماری کو إِبْرَاهِيمَ ابراہیم خلیل کو وَإِسْحَاقَ
اور اسحاق نبی کو وَيَعْقُوبَ اور یعقوب پسر اسحاق بن ابراہیم کو کہ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ صاحب قوتوں کے تھے عبادت میں اور صاحب بینائیوں اور
سمجھوں کے تھے یعنی دین میں اور عمل میں اور علم میں دونو میں کامل تھے اور یا یہ کہ صاحب نعمتوں کے تھے خدا کے بندوں پر کہ اُنکو دین کیطرف بلاتے تھے اور صاحب عقلوں کے تھے
اور ابن کثیر نے عبادنا کو عبدنا پڑھا ہی اور یہ سب نام بدل ہیں عبادنا سے إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم تحقیق کہ ہمنے خالص کیا ہے اُنکو واسطے اپنے بِخَالِصَةٍ بسبب
خالصہ ذِكْرَى الدَّارِ ذکر کرنے دار آخرت کے یعنی ہمنے اُنکو خالص کیا ہی اسواسطے کہ وہ خالص بیدل آمیزش کے آخرت کا ذکر کرتے ہیں اسلئے کہ خلوص اُنکا ہمیشگی عنایات
میں آخرت ہی کے ذکر کیواسطے ہی اور خالصۃ خلوص کے معنی میں ہے اور ذکری تذکر کے معنی میں اور اہل مدینہ نے خالصۃ کو مضاف پڑھا بدون تنوین کے وَإِنَّهُمْ عِندَنَا
اور تحقیق کہ وہ نزدیک ہمارے لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ البتہ برگزیدہ کئے گئے نیکوں میں سے ہیں کہ ہمنے اُنکو نعمت نبوت کی دی ہے اور وہ ہماری درگاہ کے مقرب اور
نزدیک کئے گئے ہیں اور مصطفین بفتح فا جمع مصطفی کی ہی وَاذْكُرْ اور یاد کر تو اے محمد صلعم إِسْمَاعِيلَ سمعیل کو کہ وہ ذبیح اللہ تھا وَالْيَسَعَ اور الیسع کو کہ
وہ بیٹا اخطوب کا اور خلیفہ الیاس کا تھا بنی اسرائیل پر اور آخر کو پیغمبر ہوا وَذَا الْكِفْلِ اور ذوالکفل کو کہ الیسع کے چچا کا بیٹا تھا اور سو پیغمبروں کا کہ قتل سے بھاگتے تھے کفیل ہوا تھا

اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک مرد صالح کا ذکر ہوا تھا کہ وہ ہر روز سو رکعت نماز کی پڑھتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ یوشع بن نون تھا وصی حضرت موسیٰ کا اور تبیان میں لکھا ہے کہ
وہ بیٹا ایوب پیغمبر کا تھا اور نام اسکا بشر تھا اور بعد انکے باپ کے اہل شام پر پیغمبر ہو کر آیا تھا وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ اور ہر ایک نیکوں میں سے تھے یہ نہایہ هَٰذَا یہ
یعنی جو کچھ پیغمبروں کا ذکر ہوا ذِكْرٌ ذکر نیک ہے انکا کہ ہمیشہ بندگان خدا انکی تعریف کرتے ہیں وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ اور تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے لَحُسْنَ
مَآبٍ البتہ نیک جگہ ہے پھرنے کی کہ وہ جَنَّاتِ عَدْنٍ بہشتیں ہیں عدن کی واسطے انکے کہ مُّفَتَّحَةً کھلے ہوئے ہیں لَّهُمُ الْأَبْوَابُ واسطے
انکے دروازے کہ جسوقت بہشت کے دروازوں پر پہنچیں تو انتظاری دروازوں کے کھلنے کی نہووے اور بے تامل بہشتوں میں چلے جاویں اور جسوقت بہشتوں میں داخل ہوں تو
مُتَّكِئِينَ تکیہ لگائے ہوئے ہونگے تختوں پر فِيهَا بیچ ان بہشتوں کے جیسے کہ بادشاہ تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور جنات عدن بدل ہے حسن مآب سے اور
مفتحة حال واقع ہوا ہے اور ایسا ہی متکئین اور وہ بہشتی بہشت میں يَدْعُونَ فِيهَا بلاوینگے بیچ ان بہشتوں کے یعنی حکم کرینگے وہ بہشتی اپنے خادموں کو کہ
بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ساتھ میووں بہت کے اور پینے کی چیز کے اور وہ انکے پاس لا کر حاضر کرینگے اور یا یہ کہ بلاوینگے وہ میووں کو یعنی جسوقت
وہ خواہش کرینگے میووں کی اور پینے کی چیزوں کی تو وہ خود انکے پاس حاضر ہو جاوینگی بدون اسکے کہ کوئی انکو حاضر کرے وَعِندَهُمْ اور نزدیک ان بہشتیوں کے قَاصِرَاتُ
الطَّرْفِ عورتیں کمی کرنیوالی نگاہونکی اوپر شوہروں کی ہونگی یعنی وہ اپنی نگاہونکو شوہروں ہی پر کمی کرنیوالی ہونگی کہ سوائے انکے اور کسی پر انہوں نے نگاہ نکی ہوگی أَتْرَابٌ
ہم عمر کہ کوئی آپس میں دوسرے سے زیادہ عمر میں نہوگی اور بڑی عمر کی اور بڑھیا نہوگی اور یا یہ کہ شوہروں کی ہم عمر ہونگی اور حسن و جمال کے مقدار میں برابر ہونگی کہ کسیکو دوسرے پر
بزرگی اور زیادتی نہوگی کہ بعضے سے رغبت ہو اور بعضے سے نہو اور جسوقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں اور طرح طرح کے میوے اور شرابیں اور حوریں اور محل دیکھیں تو ملائکہ انکو
کہیں هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ یہ وہ چیز ہے کہ وعدہ کئے جاتے تھے تم دنیا میں لِيَوْمِ الْحِسَابِ واسطے دن حساب کے یعنی واسطے روز جزا کے کہ اگر
اچھے عمل کروگے تو جزا دینے کے روز تمکو ایسی ایسی چیزیں ملینگی اور جبکہ بہشتی بہشت میں یہ نعمتیں دیکھینگے تو خوش ہو کر آپس میں کہینگے کہ إِنَّ هَٰذَا تحقیق یہ نعمتیں کہ ہم دیکھتے ہیں
لَرِزْقُنَا البتہ روزی ہماری ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمپر احسان کیا ہے اسکے بخشنے میں کہ مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ نہیں ہے واسطے اسکے تمام کہ کبھی تمام نہوگی اور نہ
اسکو فنا اور زوال ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام خدا کا ہے خدا فرماتا ہے کہ یہ نعمت ہماری روزی ہے کہ ہمنے اپنے بندوں کو انعام کی ہے اور کبھی اسکو زوال نہیں ہے هَٰذَا
یہ خبر مبتدا محذوف کی ہے اور یا مبتدا خبر محذوف کا ہے یعنی امر انکا یہ ہے اور یا یہ کہ یہ امر انکا کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا ہے اور اب خدا تعالیٰ دوزخیوں کے حال سے خبر دیتا ہے کہ
وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ اور تحقیق واسطے حد سے گزر جانیوالوں نافرمانوں کے لَشَرَّ مَآبٍ البتہ بری جگہ ہے پھرنے کی ہے کہ وہ جَهَنَّمَ دوزخ ہے يَصْلَوْنَهَا داخل
ہونگے اسمیں اور آگ میں جلینگے اور آگ انکا بستر ہوگا فَبِئْسَ الْمِهَادُ پس برا بچھونا ہے وہ دوزخ ہے عذاب انکا هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ پس چاہئے کہ چکھیں وہ
کفار حد سے گزرنیوالے اور وہ عذاب چکھنے کا حَمِيمٌ پانی گرم ہی کھولتا ہوا کہ جسوقت انکو منہ کے پاس لیجائیں تو انکی سوزش سے منہ کی کھال اسمیں گل کر گر پڑے اور جسوقت
انکو پئیں تو انکی حرارت سے انتڑیاں پارہ پارہ ہو جائیں اور حمیم خبر ہے مبتدا محذوف کی وَغَسَّاقٌ اور پانی سڑا ہوا بدبودار زخموں کا دوزخیوں کے اور پانی
نہایت بدبو کہنے والا کہ جو زنا کرنیوالوں کی ستروں سے جاری ہوگا اور پیپ زخموں کی دوزخیوں کے یہ انکے پینے کو ملیگا اور بعضے نے غساق کو تخفیف سے پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
غساق ایک چشمہ ہے دوزخ میں سانپ اور بچھو کے زہر کا اور کہتے ہیں کہ سختی اور عذاب غساق کا اس مرتبہ کا ہے کہ اگر ایک قطرہ اسکا مغرب میں ہو تو مشرق والے اس سے نفرت کریں اور
اگر مشرق میں ہو تو مغرب والے اس سے نفرت کریں وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ اور دوسرا عذاب شکل انکی سی یعنی سوائے پہلے عذاب کے اور عذاب مثل اس پہلے عذاب کے سختی اور
شدت میں أَزْوَاجٌ قسم قسم اور طرح طرح کے ہونگے لیکن درد اور سختی میں یکساں ہونگے کسی سے کوئی کم نہوگا اور بعضوں نے آخر کو اُخَر پڑھا ہے جمع کا صیغہ اور کہتے ہیں کہ کفار کے
رئیس اور سردار اونکو جو کہ انکو گمراہ کرتے تھے دوزخ میں لیجائیں تو انکی پیروی کرنیوالوں کو انکے پیچھے کریں اور وہ سردار فرشتوں سے پوچھینگے کہ یہ کون ہیں کہ جو ہمارے پیچھے لاتے ہیں فرشتے
کہینگے کہ هَٰذَا فَوْجٌ یہ گروہ ہیں مُّقْتَحِمٌ رنج اور سختی سے آنیوالے دوزخ میں مَّعَكُمْ ہمراہ تمہارے وہ سردار سنینگے تو اس جماعت پیچھے آنیوالی کو کہینگے کہ لَا
مَرْحَبًا بِهِمْ نہ کشادگی اور فراخی ہو ساتھ انکے کہ وہ ہمیشہ دوزخ کی تنگی میں ہیں اور یہ کلمہ دعائے بد ہے اور باء اسمیں تعدیہ کی ہے اور اصل میں یہ تھا اتوا هم رحبا اور رحبا مفعول فعل
محذوف کا ہے یعنی ان لوگوں کے واسطے کشادگی نہو جیو اور فرشتے انکو کشادگی میں لائیں إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ تحقیق کہ وہ داخل ہونیوالے آتش دوزخ کے ہیں

اور جسوقت وہ جماعت پیچھے آنیوالی انکی یہ بات سنیگی قَالُوْا کہینگے کہ بَلْ اَنْتُمْ بلکہ تم زیادہ لائق ہو کہ تمکو کہا جائے تمہارے حق میں لَا مَرْحَبًا بِكُمْ نہ مرحبا ہو تمکو کہ
تم خود گمراہ ہوا اور ہمکو تمنے گمراہ کیا اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا تمنے مقدم کیا ہے اس عذاب کو واسطے ہمارا اور آگے بھیجا ہے یعنی تمنے ہمکو مستعد کیا ہے دین باطل اور اعمال بد پر کہ جو
موجب عذاب کا ہی اور تمہارے گمراہ کرنیسے ہم دوزخ میں آئے فَبِئْسَ الْقَرَارُ پس بری ہے ٹھیرنیکی جگہہ دوزخ اور حدیث میں آیا ہے کہ آتش دوزخ دوزخیوں پر تنگ ہوا اور
دوزخیونکو تنگی میں کھینچتی مثل لوہے سر نیزہ کے کہ نیزہ کو تنگی سے پکڑتا ہے اور سیدھا جاتا ہے اور بعد اسکے وہ لوگ اپنی سرداروں بہکانیوالونکی حق میں دعا کرینگے اور رنجیدہ اور درد
دل سے قَالُوْا کہیں گے رَبَّنَا ہے پروردگار ہمارے مَنْ قَدَّمَ لَنَا جسنے کہ آگے بھیجا واسطے ہمارے هٰذَا اس عذاب کو کہ سبب عذاب کا ہمسے کروایا ہے فَزِدْهُ پس زیادہ
کر تو اسکو عَذَابًا ضِعْفًا عذاب دو چند فِي النَّارِ بیچ دوزخ کے کہ ایک عذاب تو گمراہ ہونیکا اور دوسرا عذاب گمراہ کرنیکا اور کہتے ہیں کہ شرفا قریش مثل ابو جہل
اور ولید بن مغیرہ کے مومنین کو جسوقت دیکھتے مثل عمار اور صہیب اور بلال کے تو کہتے کہ یہ لوگ گمراہ اور مردود ہیں اور بدتر شریر ہیں اور لائق دوزخ کے ہیں اور جسوقت کہ کفار
دوزخ میں جائینگے اور ان مومنین کو دوزخ میں نہ دیکھینگے تو انکو وہاں تلاش کرینگے وَقَالُوْا اور کہیں گے کفار یہ کہ مَا لَنَا لَا نَرٰى کیا ہے واسطے ہمارے کہ نہیں
دیکھتے ہیں ہم رِجَالًا ان مردونکو کہ كُنَّا نَعُدُّهُمْ تھے ہم کہ شمار کرتے تھے ہم انکو دنیا میں مِنَ الْاَشْرَارِ شریروں میں سے اور انکو بہت بد سمجھتے
تھے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے اور اپنے شیعوں کی طرف خطاب کر کے کہتے تھے کہ مراد کفار کی رجال سے تم لوگ ہو کہ واللہ تم میں سے کسیکو دوزخ میں نہ دیکھینگے اور
ایسا ہی حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے اور جسوقت کہ کفار مومنین کو دوزخ میں نہ دیکھینگے تو اپنے تئیں ملامت کر کے کہیں گے اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا کیا پکڑا تھا ہمنے انکو
ٹھٹھا دنیا میں اور اگر انسے ٹھٹھا کیا تو بڑی خطا کی اور اتخذنا میں ہمزہ استفہام کا ہے اور وہ ہمزہ آیا تو ہمزہ وصلی گر پڑا اور اہل مدینہ اور کوفہ نے سخریا بضم سین پڑھا
ہے اور اہل عراق اتخذنا میں ہمزہ استفہام نہیں ملاتے ہیں بلکہ ہمزہ وصلی سے پڑھتے ہیں اور اس صورت میں صفت بعد صفت رجالا کی کہتے ہیں یعنی ہم ان دونکو نہیں دیکھتے ہیں کہ جنکو شمار کرتے تھے ہم
شریروں میں سے اور پکڑا تھا ہمنے انکو مسخرہ اَمْ زَاغَتْ یا کند ہوئے ہیں عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ دیکھنے انکے سے بینائیاں یعنی کیا وہ موجود تو ہیں
دوزخ میں لیکن ہماری آنکھیں انکو نہیں دیکھتی ہیں کہ وہ انکو دیکھنے میں قصور کرتے ہیں اور منقول ہے کہ خدا تعالی مومنین کو جسوقت بہشت میں داخل کریگا اور وہ
بہشت کی لذتوں میں مشغول ہونگے تو اسوقت انکی حال کو کفار کو دکھلائیگا تاکہ انکو یقین ہو کہ دوزخ میں نہیں ہیں اور رنج اور افسوس انکا زیادہ ہو اِنَّ ذٰلِكَ
تحقیق کہ وہ یعنی جو کچھ کہ گزرا ہے حال دوزخیوں کا اور گفتگو انکی لَحَقٌّ البتہ حق اور درست ہے تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ جھگڑنا اہل دوزخ کا یعنی ان کفار کا
اور انکے گمراہ کرنیوالوں کا آپس میں جھگڑنا جو کچھ کہ اوپر گزرا ہے سب حق ہے اور ہونیوالا ہے اور اب خدا تعالی اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ اِنَّمَا اَنَا سوائے
اسکے نہیں کہ میں تمکو مُنْذِرٌ ڈرانیوالا ہوں عذاب الہی سے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اور نہیں ہے کوئی معبود کہ قابل پرستش کے ہو اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ سوا خدا ایک کے
کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں رکھتا ہے الْقَهَّارُ قہر کرنیوالا ہے ہر چیز پر اپنی قدرت کاملہ سے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پروردگار
پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا وَمَا بَيْنَهُمَا اور ہر چیز کا کہ درمیان ان دونوں کے ہے جن اور انسان اور حیوانات اور پہاڑ اور درخت کا سب کا الْعَزِيْزُ غالب
کفار کے عذاب کرنے پر کہ ہرگز مغلوب نہیں الْغَفَّارُ بخشنے والا گنہگاروں کا جو کہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اپنی امت کے لوگونکو کہ هُوَ وہ یعنی جو
کچھ کہ مذکور ہوا ہے حال عذاب کا اور آخرت کا اور یا جو کچھ کہ میں دعوی کرتا ہوں خدا کے ایک ہونیکا اور اپنے پیغمبر ہونیکا وہ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ خبر بڑی ہے اَنْتُمْ تم اپنی جہالت
اور غفلت کی سبب سے عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ اس سے منہ پھیرنیوالے ہو اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد نبؤ عظیم سے امیر المومنین علیہ السلام ہیں مَا كَانَ
لِيَ نہ تھا واسطے میرے مِنْ عِلْمٍ علم کچھ بھی ہے بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى ساتھ گروہ بلند کے کہ وہ ملائکہ اور ابلیس اور آدم ہے اور آسمان پر رہتے تھے اور جو کچھ کہ انمیں
گفتگو ہوئی تھی اسکو میں نہیں جانتا تھا اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ جسوقت کہ جھگڑتے تھے وہ کہ ملائکہ تو کہتے تھے کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا اور آدم کہتا تھا کہ انبئونی باسماء ہؤلاء
اور جسوقت ابلیس کو کہا گیا کہ تو آدم کو سجدہ کر تو وہ کہتا تھا کہ انا خیر منہ پس میری نبوت ثابت ہوئی اس سے زیادہ روشن اور کیا دلیل ہوگی کہ میں قصہ ملائکہ اور آدم اور ابلیس کا
بیان کرتا ہوں اسطرح سے کہ جسطرح پہلی کتابوں میں موجود ہے کہ نہ کسی کتاب کا میں نے مطالعہ کیا ہے اور نہ کسی استاد سے سنا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ قصہ بدون وحی کے حاصل نہیں
ہوا ہے اور جناب سید محمد صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھسے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ کس چیز میں جھگڑتے تھے ملا اعلی وہ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا فرمایا کہ جھگڑا کیا تھا انہوں نے

ع ۱۲

کفارات میں اور درجات میں لیکن کفارات تو پورا اور کامل کرنا وضو کا ہے صبح کے وقت سردی میں اور قدم ہونا اُٹھانا طرف جماعتوں نمازوں کے اور بعد ادا کرنے ایک نماز کے دوسری نماز کا
منتظر ہونا اور لیکن درجات ظاہر کرنا اسلام کا ہے اور کھلانا کھانا کا ہے اور پڑھنا نماز کا شب کو جس وقت کہ آدمی سوتے ہیں یعنی یہ پہلی چیزیں تو گناہوں کا کفارہ ہیں اور پچھلی چیزوں سے درجے
بلند ہوتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث معراج کے خبر میں منقول ہے کہ رسول خدا صلعم سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو جبرئیل آگے چلنے سے رہ گئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل اس جگہ تو مجھکو
تنہا چھوڑتا ہے کہا کہ تشریف لیجاؤ آگے کو قسم ہے خدا کی اس مقام پر پہنچے ہو تم اے رسول خدا کہ مخلوقات خدا میں سے کوئی اس مقام پر نہیں پہنچا ہے اور پروردگار کے نور میں سے میں نے
دیکھا اور میرے اور اسکے درمیان ایک سبحہ حائل ہوا کسی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ سبحہ کیا چیز ہے پس اپنی منہ سے طرف زمین کے اور اپنے ہاتھ سے طرف آسمان کے اشارہ کیا اور تین بار فرمایا کہ
جلال ہے رب کا اور حضرت رسول خدا فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھسے فرمایا کہ محمد میں نے کہا کہ لبیک اے پروردگار میرے فرمایا کہ کس چیز میں جھگڑا کیا ملاء اعلیٰ نے میں نے کہا کہ پاک ہے تو اے پروردگار میرے
مجھکو اسکا علم نہیں ہے اور میں وہ جانتا ہوں جو کچھ تو نے مجھکو سکھلایا ہے اور دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا کہ میں نے اسکی خنکی کو اپنے سینے کے درمیان پایا پس فرمایا کہ نہ پوچھیگا
تو مجھسے اس چیز کو کہ گزر گئی ہے اور اس چیز کو کہ باقی رہی ہے مگر تعلیم کرونگا میں تجھکو اور بتلادونگا وہ تجھکو پس فرمایا اے محمد کس چیز میں جھگڑا کیا ملاء اعلیٰ نے میں نے کہا کہ
کفارات میں اور درجات میں اور حسنات میں پس فرمایا کہ اے محمد منقطع ہوا کھانا تیرا اور گزر گئی نبوت تیری پس کون شخص ہے وصی تیرا میں نے کہا کہ اے پروردگار میرے تیری
خلقت کو میں نے آزمایا پس کسی آدمی کو میں نے نہ پایا فرمانبردار زیادہ علی کے سوائے نہ دیکھا فرمایا کہ میرا زیادہ فرمانبردار بھی ہے اور پھر رسول خدا نے کہا کہ اے پروردگار میرے میں نے
تیری خلقت کو آزمایا زیادہ دوست رکھنے والا تیرا سوا اسکے کسی کو نہ پایا فرمایا کہ میرا بھی زیادہ دوست ہے پس خوشخبری دے تو اے محمد اسکو کہ وہ علم ہے میری امت کا اور
امام ہے میرے دوستوں کا اور نور ہے اس شخص کے واسطے جو فرمانبرداری کرے میری اور وہ کلمہ کہ لازم کیا ہے میں نے اسکو متقیوں کو جو شخص کہ دوست رکھے اسکو وہ دوست رکھے مجھکو
اور جو کوئی دشمن رکھے اسکو وہ دشمن رکھے مجھکو اور خاص کیا میں نے اسکو تیرے ساتھ میں نے کہا کہ اے پروردگار وہ بھائی میرا ہے اور مصاحب میرا اور وزیر میرا اور
وارث میرا اور فرمایا کہ کہدے تو اے محمد صلعم إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ نہیں وحی کیجاتی ہے طرف میری إِلَّا أَنَّمَا أَنَا مگر اس واسطے کہ تحقیق نہیں ہوں میں مگر
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ڈرانیوالا ظاہر تاکہ تمکو تاریکی گمراہی سے باہر نکالوں اور راستی کی طرف لیجاؤں پس آگے بیان کرتا ہے کہ یاد کر تو اے محمد صلعم إِذْ قَالَ رَبُّكَ
جس وقت کہ کہا پروردگار تیرے نے لِلْمَلَائِكَةِ واسطے فرشتوں کے کہ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا تحقیق میں پیدا کرنیوالا ہوں آدمی کو کہ صفات اسکی میں نے
پہلے سے بیان کی تھی یاد کر کہا تھا کہ پیدا کرونگا میں اسکو اور اب ضرور پیدا کرونگا میں اسکو مِن طِينٍ مٹی سے اور مراد اس سے پیدا ہونا آدم کی ہے اور خدا کہ
فَإِذَا سَوَّيْتُهُ پس جس وقت کہ درست کروں میں اسکو بنا کر وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي اور پھونکوں میں بیچ اسکے روح اپنی سے کہ جو میں نے پیدا کی ہے
اور خاص کیا ہے اسکو فَقَعُوا لَهُ پس گر پڑو تم واسطے اسکے سَاجِدِينَ جس وقت کہ سجدہ کرنیوالے ہو یعنی آدم کو تعظیم کا سجدہ کرو اور جس وقت خدا نے
آدم کا پتلا بنا کر اسمیں روح کو پھونکا اور زندہ کیا تو فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ پس سجدہ کیا فرشتوں نے کل اکٹھے ہو کر سب نے آدم کو
اور کسی نے انکار نہ کیا إِلَّا إِبْلِيسَ مگر شیطان نے اسْتَكْبَرَ تکبر کیا اور اپنے تئیں بڑا جانا اور سجدہ کرنے سے انکار کیا وَكَانَ اور تھا وہ شیطان پہلے سے
اور یا ہو گیا حکم کے نہ بجالانے سے مِنَ الْكَافِرِينَ کافر کرنیوالوں میں سے کہ خدا کا کہنا نہ مانا اور جس وقت شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو قَالَ کہا
خدا تعالیٰ نے اس سے کہ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھکو أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ اس سے کہ سجدہ کرے تو واسطے اس چیز کے کہ
پیدا کیا ہے میں نے اسکو بِيَدَيَّ ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے یعنی میں نے خود اسکو پیدا کیا ہے بدون ماں اور باپ کے اور بے مدد غیر کے اور یا یہ کہ میں نے اسکو اپنے
دست قدرت سے پیدا کیا ہے أَسْتَكْبَرْتَ کیا تکبر کیا تو نے اور اسمیں بھی ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصلی ساقط ہو گیا ہے یعنی کیا بدون استحقاق کے تکبر کیا
تو نے أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ یا ہے تو بلند مرتبہ ہونیوالوں میں سے کہ وہ استحقاق بلندی کا رکھتے ہیں قَالَ کہا ابلیس نے کہ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ
میں بہتر ہوں اس آدم سے خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے کہ وہ لطیف اور نورانی ہے وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ اور پیدا کیا تو نے اسکو مٹی
سے کہ وہ نہایت کثیف اور تاریک ہے اور جس وقت کہ آگ افضل ہوئی مٹی سے تو افضل کیونکر سجدہ کرے اپنے سے کم مرتبہ والی چیز کو اور ابلیس نے اسمیں بھی غلطی کی کہ اگر
اس مٹی کی نورانیت کیطرف لحاظ کرتا تو کبھی ایسا نہ کہتا اور ذکر اسکا سورہ اعراف میں گزر گیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ اس سے سنکر قَالَ کہا فَاخْرُجْ مِنْهَا پس نکل تو

ان فرشتوں میں سے یا بہشت میں سے **فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ** پس تحقیق تو راندہ ہوا ہے رحمت سے اور کرامت ہماری سے **وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ** اور تحقیق کہ اوپر تیرے لعنت
میری ہے **اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ** تا روز جزا یعنی ہمیشہ تجھ پر لعنت میری ہے اور قیامت میں لعنت اُس پر دوچند ہوگی ابلیس نے جسوقت یہ سنا تو **قَالَ** کہا کہ
رَبِّ اے پروردگار میرے جسوقت کہ اپنی رحمت سے تو نے مجھکو نا اُمید کیا ہے تو **فَاَنْظِرْنِيْٓ** پس مہلت دے تو مجھکو یعنی زندہ رکھ تو مجھکو **اِلٰى يَوْمِ
يُبْعَثُوْنَ** اُس روز تک کہ اُٹھائے جاویں زندہ کر کے یعنی قیامت تک مجھکو موت مت دے **قَالَ** کہا خدا نے اُسکے جواب میں کہ **فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ**
پس تحقیق تو مہلت دئے گیوں میں سے ہے **اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ** تا روز وقت معلوم کہ وہ پھونکنا صور اول کا ہے کہ اُسوقت سب مر جاوینگے اور جسوقت ابلیس نے
وعدہ مہلت کا سُنا تو **قَالَ** کہا کہ **فَبِعِزَّتِكَ** پس قسم ہے غالب ہونے تیری کی جسطرح کہ مجھسے ہو سکیگا **لَاُغْوِيَنَّهُمْ** البتہ گمراہ کرونگا میں اولاد آدم کو
یعنی آدمیونکو میں گمراہ کرونگا **اَجْمَعِيْنَ** سب کو **اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ** مگر بندوں تیرے کو اُنمیں سے کہ **الْمُخْلَصِيْنَ** جو خالص کئے گئے ہیں کفر اور
گناہوں سے اور جنکو دل میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور خالص تیرے ذکر میں رہتے ہیں اُن پر میرا قابو نہ چلیگا مراد اُن لوگوں سے انبیا اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں کہ
معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں **قَالَ** کہا خدا تعالے نے اُسکے جواب میں کہ **فَالْحَقُّ** پس میں حق ہوں نہ باطل اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور یا یہ کہ خبر
اُسکی محذوف ہے یعنی پس حق قسم میری ہے **وَالْحَقَّ اَقُوْلُ** اور حق کہتا ہوں میں اور یہ حق مفعول ہے اقول کا اور بعضے حق اول کو بھی منصوب پڑھتے ہیں فعل مضمر سے
اور اب قسم کو بیان کرتا ہے کہ **لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ** البتہ بھر دونگا میں دوزخ کو **مِنْكَ** تجھسے یعنی ابلیس اور سارے شیطانوں سے **وَمِمَّنْ تَبِعَكَ** اور اُن لوگوں سے کہ
پیروی کی ہے اُنہوں نے تیری **مِنْهُمْ** اُنمیں سے یعنی آدمیوں میں سے **اَجْمَعِيْنَ** سب سے یعنی جن آدمیوں نے کہ تیری پیروی کی ہے اور تیرے کہنے کو مانا کر تیرے کہنے پر چلے ہیں
اُن سب سے دوزخ کو بھر دونگا تیرے ہمراہ اور اب خدا تعالے اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے کہ **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم کفار مکہ کو کہ **مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ** نہیں سوال کرتا ہوں میں
تمسے اوپر اس رسالت کے یعنی احکام خدا کے پہنچانے پر اور راہ حق کے بتلانے پر میں تمسے طلب نہیں کرتا ہوں **مِنْ اَجْرٍ** کوئی اجرت اور مزدوری کہ اُسکے عوض میں تم
مجھکو کچھ مال دو **وَّمَآ اَنَا** اور نہیں ہوں میں **مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ** تکلف و بناوٹ کرنیوالوں میں سے کہ مجھ میں لیاقت ایک چیز کی نہو اور اُسکا میں اپنے میں دعوی
کروں کہ میں لیاقت رسول ہونیکی رکھتا ہوں اور تم سے میں کہوں کہ میں رسول خدا کا ہوں اور قرآن کی آیتوں کو اپنی جی سے بنالاؤں تم سے ہرگز نہیں ہے **اِنْ هُوَ**
نہیں ہے وہ قرآن **اِلَّا ذِكْرٌ** مگر نصیحت خدا کیجانب سے **لِّلْعٰلَمِيْنَ** واسطے عالم کے لوگوں کے کہ جن و انسان ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ واسطے تکلف کرنیوالے کے تین علامتیں
ہیں ایک تو یہ کہ جو کوئی اُس سے مرتبہ میں فوقیت رکھتا ہے اور بلند ہے اُس سے وہ نزاع رکھتا ہے اور دوسرے یہ کہ لیتا ہے اُس چیز کو کہ جسکے لینے کی قدرت نہیں رکھتا ہے اور تیسرے یہ کہ کہتا ہے
آدمیوں سے اُس امر کو کہ نہیں جانتا ہے جسکو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعضے علماء وہ ہیں کہ فتوی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمسے سوال کرو اور ایک حرف بھی درست نہیں
کہہ سکتے ہیں واسطے خدا تعالے کے نہیں دوست رکھتا ہے تکلف کرنیوالوں کو پس یہ لوگ بیچ طبقہ چھٹے دوزخ کے ہیں **وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ** اور البتہ جانوگے تم خبر اس قرآن کی یعنی اسکی
او حق ہونا اُن باتوں کا کہ جو اسمیں مذکور ہیں اسکو جانوگے تم اور اسکی صدق سے مطلع ہوگے تم **بَعْدَ حِيْنٍ** بعد ایک وقت کے کہ وہ وقت موت کا ہے یا بروز قیامت یا وقت ظاہر ہونے
مہدی آل محمد صلعم کے **سُوْرَةُ الزُّمَرِ** یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں پچھتر آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ زمر کو پڑھے حقتعالے اسکو بزرگی
دنیا اور آخرت کی بخشے اور غالب کرے اسکو بدون مال اور کنبہ کے آدمیوں پر اور ایسا ہو جاوے کہ جو کوئی اسکو دیکھے ہیبت اسکی اُسکے دل پر غالب ہو اور اسکے بدن کو دوزخ پر حرام
کرے اور ہزار شہر بہشت میں اسکے واسطے بنا کہ ہر شہر میں ہزار محل ہوں اور ہر محل میں ہزار حوریں اور باوجود اسکے اسکے واسطے دو چشمہ جاری ہوں اور دو چشمہ جوش کرنیوالے
ہوں اور دو بہشتیں نہایت سبز ہوں **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ** نازل کرنا کتاب کا یعنی قرآن کا نازل کرنا
محمد صلعم پر **مِنَ اللّٰهِ** خدا کی جانب سے ہے **الْعَزِيْزِ** کہ غالب ہے تمام خلقت پر ہر حال میں **الْحَكِيْمِ** حکمت والا ہر امر میں اور تنزیل الکتاب مبتدا ہو اور من اللہ
خبر اسکی ہو اور یا تنزیل الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہذا تنزیل الکتاب اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے فعل محذوف کا **اِنَّآ اَنْزَلْنَآ** تحقیق ہمنے نازل کیا ہے
اِلَيْكَ الْكِتٰبَ طرف تیرے کتاب کو کہ وہ قرآن ہے **بِالْحَقِّ** ساتھ حق کے اور راستی کے نہ ساتھ باطل اور لغو کے **فَاعْبُدِ اللّٰهَ** پس پرستش کر تو خدا کو
مُخْلِصًا لَّهُ حالتیکہ خالص کرنیوالا ہو تو واسطے اُس کے **الدِّيْنَ** دین کو شرک اور ریا سے یعنی عبادت خاص واسطے خدا کے کر بدون آمیزش کسی دوسری چیز کے یہ خطاب

ع ۵ سورۃ الزمر

رسول محمد صلعم کیطرف ہے اور مراد اس سے امت کے لوگ ہیں اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ خبردار ہو کر واسطے اللہ کے ہے دین خالص یعنی کہ اسکو عبادت کرنی چاہیئے خالص اور پاک شرک او
ریا سے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا اور وہ لوگ کہ پکڑا ہے یعنی اختیار کیا ہے انہوں نے مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ سوا اس خدا کے دوستوں کو کہ دوستی انکی اس گمان سے کرتے ہیں کہ
یہ معبود ہمارے ہیں مثل ملائکہ اور عیسیٰ اور عزیر اور آفتاب اور ماہتاب اور بتوں کے اور اپنے اعتقاد باطل سے یوں کہتے ہیں کہ مَا نَعْبُدُهُمْ نہیں عبادت کرتے ہیں ہم ان چیزوں کو
اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ مگر واسطے اسکے کہ نزدیک کریں وہ معبود ہمکو اِلَى اللّٰهِ طرف خدا کے زُلْفٰى نزدیک کرنا یعنی ہم اس واسطے انکی عبادت کرتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے ہماری
شفاعت کریں کہ انکی سبب سے ہم مقرب درگاہ خدا کے ہوں اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ تحقیق خدا حکم کریگا حق اور عدالت کے ساتھ بَيْنَهُمْ درمیان انکے بروز قیامت
فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ بیچ اس چیز کے کہ وہ بیچ اسکے يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے ہیں یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور تمام مشرکین آپس میں اختلاف رکھتی ہیں اور سوائے خدا کے
اپنے معبود کو حق جانتی ہیں قیامت کے روز انکو اپنے اعتقاد باطل کا حال معلوم ہوجائیگا اور اہل اعتقاد باطل کی جہت سے وہ سب دوزخ کو روانہ ہو کر عذاب آتش دوزخ میں گرفتار ہونگے
اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا لَا يَهْدِيْ نہیں ہدایت کرتا ہے اور نہیں دکھلاتا ہے راہ بہشت کی یعنی بہشت کو نہیں لیجاتا ہے مَنْ هُوَ اس شخص کو کہ وہ كٰذِبٌ
دروغ گو ہے باطل معبودوں کی شفاعت کے دعوی میں كَفَّارٌ کفر کرنیوالا اور ناشکری کرنیوالا خدا کی نعمتوں کا اور اسکی وحدانیت کا انکار کرتا ہے اور اب خدا تعالیٰ ان
لوگوں کی رد میں فرماتا ہے کہ جو دعوی کرتے تھے کہ ملائکہ دختران خدا ہیں اور عیسیٰ پسر خدا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اگر ارادہ کرتا خدا بر سبیل فرض اَنْ يَّتَّخِذَ
وَلَدًا یہ کہ پکڑے یعنی اختیار کرے فرزند کو جیسے کہ شرک کرنیوالے دعوی کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس صورت میں لَّاصْطَفٰى البتہ برگزیدہ کرتا مِمَّا يَخْلُقُ اس چیز
سے کہ پیدا کرتا ہے مَا يَشَآءُ جو کچھ چاہتا ہے جسکو کہ وہ چاہتا اسکو فرزند اپنا اختیار کرتا اور جو کچھ موجود ہے سب اسکا پیدا کیا ہوا ہے اور درمیان پدر اور پسر کے ایک جنس ہونا
شرط ہے اور جو چیز کہ مخلوق ہے وہ مشابہ اور مانند خالق کے ہو نہیں سکتی پس بیشبہ سُبْحٰنَهٗ پاک ہے وہ خدا فرزند اختیار کرنے سے هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ وہ ہے خدا ایک
الْقَهَّارُ قہر کرنیوالا سب سرکشوں بت پرستوں پر اور خدائے حق وہی ہے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ پیدا کیا ہے آسمانوں کو
اور زمین کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے نہ باطل اور لہو اور لعب کے واسطے بلکہ انکے پیدا کرنے میں علامتیں اسکی قدرت کاملہ کے ہیں کہ انمیں تامل کرکے انکے پیدا کرنیوالے کو پہچانیں
يُكَوِّرُ الَّيْلَ داخل کرتا ہے رات کو عَلَى النَّهَارِ اوپر دن کے کہ دن کی رات ہوجاتی ہے وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ اور داخل کرتا ہے دن کو عَلَى الَّيْلِ
اوپر رات کے کہ رات کا دن ہوجاتا وَسَخَّرَ الشَّمْسَ اور حکم میں کیا آفتاب کو وَالْقَمَرَ اور ماہتاب کو کہ ایک طریق پر موافق انکے حکم کے چلتے ہیں كُلٌّ يَّجْرِيْ
ہر ایک چلتا ہے اپنی سیر اپنے آسمان پر ایک راہ معین پر لِاَجَلٍ مُّسَمًّى واسطے ایک مدت نام رکھی گئی کے کہ وہ مدت معین انکی دورہ کی ہے اور یا یہ کہ قیامت تک چلتی ہیں اور
پھر بند ہوجاوینگے اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ خبردار ہو کہ وہ خدا غالب ہے سب چیزوں پر الْغَفَّارُ بخشنے والا کہ باوجود شرک اور گناہوں کے نعمت کو اپنی انسے
چھینتا نہیں ہے اور عذاب کرنے میں انکی جلدی نہیں کرتا ہے ۵ چہ سگ گوسیت ہی کارساز بندہ نواز کہ جرم بیند و ناں برقرار میدارد خَلَقَكُمْ پیدا کیا ہے تمکو
اے آدمیو مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ جان ایک سے کہ وہ آدم ہے باپ تمہارا ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا پھر پیدا کیا اس ایک تن سے انکے پہلوئے چپ سے یا انکی مٹی سے جو
کچھ کہ اسکا پتلا بنا کر باقی رہی تھی زَوْجَهَا جوڑا اسکا کہ وہ حوا ہے یہ نعمت تو سب نعمتوں میں بڑی تھی کہ انکو عدم سے وجود میں لایا اور اب سوائے اس نعمت کے اور نعمتوں کا ذکر کرتا ہے
وَاَنْزَلَ لَكُمْ اور نازل کیا واسطے تمہارے یعنی پیدا کیا واسطے تمہارے اور یا یہ معنی ہیں کہ نازل کیا پانی کو کہ سبب گھانس وغیرہ کے پیدا ہونیکا ہے تاکہ چارہ حیوانات کے ہو
اور بعد اسکے پیدا کیا واسطے تمہارے مِّنَ الْاَنْعَامِ چوپاؤں میں سے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ آٹھ کو کہ جوڑی ہیں انمیں ایک نر ہے اور ایک مادہ اور وہ آٹھ دو گوسفند
ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اور دو شتر ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ اور دو گاؤ ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اور دو بکریاں ہیں کہ ایک نر ہے اور ایک مادہ ہے اسی طرح سے یہ
آٹھ جوڑی ہیں اور جو آٹھ نہیں ہیں اور یا یہ کہ جوڑے سولہ آٹھ ہیں لیکن وہ اسطرح ہونگی کہ ایک جوڑا گوسفند شہری کا اور ایک جوڑا گوسفند صحرائی کا اور اسیطرح گاؤ شہری اور صحرائی اور
بکری شہری اور صحرائی اور شتر بختی اور عرابی یہ آٹھ جوڑے ہوئے اور اب آدمیوں کی پیدائش کا حال بیان کرتا ہے يَخْلُقُكُمْ پیدا کرتا ہے تمکو فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ
بیچ پیٹوں ماؤں تمہاری کے خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ پیدا کرنا بعد پیدا کرنے کے یعنی نطفہ کو خون کرتا ہے اور خون کو گوشت لوتھڑا پھر ہڈیاں پیدا کرکے انپر گوشت چڑھاتا ہے
فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ بیچ اندھیروں تین کے کہ ایک اندھیرا ماں کے پیٹ کا ہے اور ایک اندھیرا رحم کا کہ جس جگہہ بچہ پیٹ میں رہتا ہے اور ایک اندھیرا مشیمہ کا یعنی اس کھال کا جو بچے پر

اور جسوقت انکی روبرو خدا کا ذکر ہوتا ہی تو دل انکی زیادہ سخت ہوتے ہیں اور نصیحت انکو اثر نہیں کرتی ہی **أُولَٰئِكَ** یہ لوگ سنگدل خدا کی ذکر کیطرف سے **فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ**
بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں کہ انکی گمراہی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اپنی حاجت کو تم میری امت کے نرم دلوں سے طلب
کرو کہ خدا تعالے نے اپنی رحمت انکی دلوں میں رکھی ہے اور سخت دلوں سے حاجت کو طلب مت کرو کہ خدا تعالے نے اپنا غضب اور غصہ انکی دلوں میں داخل کیا ہے اور دوسری
روایت میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ خدا دوست رکھتا ہی اس شخص کو کہ ڈرانیوالا اور غمگین اور مہربان ہو اور آدمیوں کو نیکی کی تعلیم کری اور دشمن رکھتا ہی
اس دل کو کہ غافل ہو اور اپنی اوقات کھیل اور لہو لعب میں بسر کرے اور تمام شب خواب کری اور ذکر خدا نہ کرے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابے نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے عرض کی کہ ہمکو رنج بہت ہے اسی درخواست ہماری یہ ہے کہ یہی باتیں زبان مبارک سے فرماؤ کہ غم ہمارا دور ہو اور دلوں کو فرحت و کشادگی حاصل ہو یہ آیت نازل
ہوئی کہ **اللَّهُ نَزَّلَ** خدا نے نازل کیا ہی **أَحْسَنَ الْحَدِيثِ** نیک تر بات کو یعنی قرآن کو **كِتَابًا مُتَشَابِهًا** کتاب متشابہ بعضی
بعضے سے خوبی لفظ اور معنی میں اور معجزہ ہونے پر دلالت کرنے میں کہ اس میں کسیطرح کا اختلاف نہیں ہے کتابا بدل ہے احسن الحدیث سے **مَثَانِيَ** مکرر ہے یعنی قصے اور امر
اور نہی اور نصیحت اور وعدہ اور وعید اسمیں مکرر مذکور ہوئی ہیں اور مکرر ہونے کے واسطے واقع ہوئی ہیں کہ لوگ بہت بھاگتے ہیں ذکر عذاب اور ثواب اور نصیحت اور رغبت دلانے
ذکر خدا سے اگر مکرر یہ امور مذکور نہوں تو دلمیں اثر نہیں کرتے ہیں اور اسیواسطے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نصیحت کو تین تین چار چار مرتبہ صحابے کے روبرو بیان کرتے تھے اور
کوشش کرتے تھے تاکہ دلوں میں انکے جگہہ پکڑی اور مثانی کو واحد کا وصف اسلئے ٹھیرایا ہی کہ کتاب ایک جملہ ہی بہت سی تفصیلوں کا اور وصف و سر قرآن کا یہ ہے کہ **تَقْشَعِرُّ**
مِنْهُ کانپتی ہیں اسکے سننے سے یعنی عذاب کے وعدے جو اسمیں مذکور ہیں انکے سننے سے کانپتے ہیں **جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ** پوستیں ان لوگوں کی کہ
ڈرتے ہیں پروردگار اپنے سے اور روز قیامت کی ہول سے لرزاں ہیں **ثُمَّ تَلِينُ** پھر نرم ہوتے ہیں **جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ** پوستیں انکی اور دل انکے
إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ طرف ذکر خدا کے یعنی جسوقت آیتیں رحمت و مغفرت اور بخشش کی سنتے ہیں تو دل انکے نرم ہوتے ہیں ذکر خدا کے واسطے اور چاہتے ہیں کہ خدا کی یاد میں رہنا
چاہیے اور وہ لرزہ جو انکے دلوں میں عذاب کی آیتوں کے سننے سے تھا وہ سب دور ہو جاتا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی مومن ایسا ہو کہ کانپے پوست
اسکا خوف خدا سے تو گناہ اسکے اسطرح جھڑتے ہیں کہ جیسے پتے درخت سے جھڑتے ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آنکھہ قیامت کی ہول دیکھکر گریاں اور نالاں
ہوگی مگر تین آنکھیں کہ وہ اس روز خنداں ہونگی ایک وہ آنکھہ کہ جو روئی ہی دنیا میں خوف خدا سے اور ایک وہ آنکھہ کہ جو بست اور نیچی ہوئی ہی ان چیزوں کے دیکھنے سے کہ
جنکے دیکھنے کو خدا نے حرام کیا ہی اور ایک وہ آنکھہ کہ جو بیدار رہی ہے راہ خدا میں اور منقول ہی کہ ہر چیز کا وزن اور پیمانہ ہوتا ہے مگر آنسو کہ تحقیق بجھاتا ہے خدا اس سے آگ کے
دریاؤں کو اور اگر بندہ کسی امت میں روئے یا تو خدا نے اس امت پر رحم کیا ہی اس بندہ کے رونے سے خوف خدا سے اور منقول ہے کہ درمیان دوزخ اور بہشت کے گھاٹیاں ہیں نہیں
گزر سکتے ہیں انسے مگر رونے والے اور فرمایا حضرت صلعم نے اپنی وداع کے خطبہ میں کہ وہ شخص کہ ٹپکیں آنکھیں اسکی خوف خدا سے تو ہوئیگا واسطے اسکی ہر قطرہ اشک کی عوض میں برابر
کوہ احد کے اسکے اعمال کی ترازو میں اجر اور ثواب اور رہینگے اسکے بدلے میں ہر قطرہ آنکھہ کے بہشت میں شہر اور محل ایسے کہ نہ دیکھی ہیں کسی آنکھہ نے اور نہ سنی ہیں ایسی کسی کان نے
اور نہ گزرے ہیں دلمیں کسی آدمی کے مانند انکی اور فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ حضرت امام حسن اپنی زمانہ میں سب سے زیادہ عابد تھے اور سب سے زیادہ زاہد اور بزرگ تھے اور
جسوقت حج کرتے تھے تو پیدل مدینہ سے مکہ کو جاتے تھے اور سنگریزے بھی جمرات کو پیادہ ہو کر مارتے تھے اور کبھی پا برہنہ چلتے تھے اور یہ حال تھا ان حضرت کا کہ جسوقت موت کا
ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جسوقت زندہ ہو کر اٹھنے کا اور حشر کے میدان میں جانے کا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جسوقت صراط پر سے گزرنیکا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور جسوقت خدا کے روبرو
پیش ہونیکا ذکر ہوتا تھا تو روتے تھے اور روتے روتے دم الٹ جاتا تھا اور غش ہو جاتی تھی اور جسوقت نماز کیواسطے کھڑے ہوتے تھے تو تھر تھر کانپتے تھے خوف خدا سے اور جسوقت بہشت اور
دوزخ کا ذکر ہوتا تھا تو بیقرار رہتے تھے مانند اس شخص کے کہ جسکو سانپ یا بچھو کاٹتا ہی اور بہشت کا خدا سے سوال کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگتے تھے **ذَٰلِكَ** یہ کتاب کہ جسکی
اوصاف مذکور ہوئے ہیں **هُدَى اللَّهِ** راہ دکھلانا خدا کا ہی بندوں کو طرف حق کے **يَهْدِي بِهِ** راہ دکھلاتا ہے سبب اسکی یعنی توفیق ایمان کی دیتا ہی اسکی سبب سے
مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہی ان لوگوں میں سے کہ تامل کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی معرفت کے دلیلوں میں **وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ** اور جسکو کہ گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے
خدا اور سبب اسکی عناد اور انکار سے اور دیدہ و دانستہ معجزوں اور خدا کی قدرت کی نشانیوں کے انکار کرنے سے توفیق اسکو عطا نہیں کرتا ہی تو **فَمَا لَهُ** پس نہیں ہے واسطے اسکی **مِنْ هَادٍ**

کوئی رہنمائی کرنیوالا کہ انکو گمراہی سے نجات دیوے مراد اس سے کفار ہیں کہ اپنی عناد کی جہت سے خدا کی توحید کی دلیلوں کی طرف نظر نہیں کرتے ہیں اور واسطے خوف دلانے کی فرماتا ہے **اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ** کیا پس جو شخص کہ پرہیز کرتا ہے اور بچاتا ہے **بِوَجْهِهٖ** ساتھ مونہہ اپنے کے **سُوْٓءَ الْعَذَابِ** بری عذاب سے یعنی اپنی مونہہ سے اپنی تئیں بچاتا ہے اپنے مونہہ کو سپر کرکے اپنی سارے بدن کے عضاسے کہ پہلے سب اعضا سے وہی جلیگا اسواسطے کہ ہاتھ تو اسکی گردن میں بستہ ہونگے اور پاؤں میں زنجیر ہوگی اور عذاب پہلے سب سے مونہہ کو ہوگا کہ یہی عذاب کے واسطے آگے ہوگا عذاب کے دفع کرنیکے واسطے **یَوْمَ الْقِیٰمَةِ** دن قیامت کے پس یہ شخص کیا مانند اس شخص کے ہے کہ جو عذاب سے نجات پانیوالا ہوا اور یہ خبر ہے اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ کی اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سب سے مونہہ کو عذاب ہوسکی ہوگا کہ الٹا مونہہ کے بل دوزخ میں ڈالا جاویگا **وَقِیْلَ** اور کہا جاویگا یعنی دوزخ کے فرشتے کہینگے **لِلظّٰلِمِیْنَ** واسطے ظالموں کے یعنی جن لوگوں نے کہ اپنی نفسوں پر کفر کرکے ظلم کیا ہے انسے کہینگے کہ **ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ** چکھو تم جو کچھ کہ تھے تم کہ **تَكْسِبُوْنَ** کسب کرتے کہ پیغمبر کو اور قیامت کے روز کو جھٹلاتے تھے اور ڈرانے میں کفار کے مبالغہ کرکے فرماتا ہے کہ **كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ** جھٹلایا ان لوگوں نے کہ پہلے انسے تھے یعنی جھٹلایا ان لوگوں نے کہ کفار مکہ سے پہلے تھے اپنے پیغمبروں کو **فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ** پس آیا انکو عذاب **مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ** اس جگہہ سے کہ نہیں اطلاع رکھتے تھے وہ اور عذاب کے آنیکا انکو وہم بھی نہ تھا بلکہ امن و چین میں اپنی اوقات بسر کرتے تھے کہ اپنی غفلت میں ناگہاں انپر عذاب نازل ہوا **فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ** پس چکھایا انکو خدا نے رسوائی کو **فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا** بیچ زندگانی دنیا کہ کسیکو مسخ کیا اور کسیکو زمین میں دھسا دیا اور کسیکو قتل کیا **وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ** اور البتہ عذاب آخرت کا جو واسطے انکے تیار ہے وہ **اَكْبَرُ** بہت بڑا ہے دنیا کے عذاب سے کہ دنیا کا عذاب تھوڑی دیر کا اور چند روز کا تھا اور آخرت کا عذاب ہمیشہ کا ہے **لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ** اگر ہیں وہ کہ جانتے ہیں تاکہ پرہیز کریں کفر سے اور یا یہ کہ اگر ہیں وہ کہ جانتے اس عذاب کو تو البتہ نصیحت پکڑتے اور پرہیز کرتے **وَلَقَدْ ضَرَبْنَا** اور البتہ تحقیق بیان کی ہم نے **لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ** واسطے آدمیوں کے بیچ قرآن کے **مِنْ كُلِّ مَثَلٍ** ہر ایک مثال کہ جسکی طرف آدمی محتاج ہیں دین کے امر میں کہ حوال پہلی امتوں کا ہمنے بیان کر دیا ہے واسطے نصیحت کے انکی **لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ** تاکہ وہ کفار مکہ نصیحت پکڑیں اور فکر اور تامل کریں **قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا** قرآن عربی ہے اور قرآن حال واقع ہوا ہے ہذا سے اور عربیا اسکی صفت ہے یعنی قرآن کو ہمنے عربی بامین نازل کیا ہے جو کہ ان کے والوں کی زبان ہے **غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ** کہ نہیں ہے صاحب کجی کا وہ قرآن کہ راہ حق سے وہ پھرا ہوا ہو بلکہ حق کی طرف وہ پہنچانیوالا ہے پس کسیطرح کا خلل اسکی معنی میں نہیں ہے اور اسکی حق ہونے میں شبہ نہیں ہے اور نازل کیا ہے ہمنے اسکو واسطے اسکے کہ **لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ** تاکہ وہ پرہیز کریں کفر سے اسکی معنی میں تامل اور فکر کرکے پس واسطے بت پرستوں اور خدا کے ایک جاننے والوں کے واسطے مثل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ **ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا** بیان کیا ہے خدا نے ایک مرد کی مثل کو لیکن واسطے مشرکوں کے تو یہ مثل بیان کی کہ **فِیْهِ شُرَكَآءُ** وہ ایک مرد ہے کہ بیچ اسکی شریک ہیں کئی کہ وہ غلام چند شخصوں کا ہے کہ **مُتَشٰكِسُوْنَ** برخلافی رکھنے والے ہیں آپسمیں وہ سب شریک بدخوئی کی جہت سے اور اسکی شراکت میں موافقت نہیں رکھتے ہیں کہ ایک شریک اسکو ایک کام کیواسطے کہتا ہے اور ہنوز وہ کام تمام نہیں ہوا کہ دوسرا شریک اسکو دوسرے کام کیواسطے کہتا ہے پس وہ کسیکا کام پورا نہ کرسکیگا اور اس جہت سے شریک اس سے راضی نہونگے اور جلا بدل ہی مثال ہے اور فیہ متعلق متشاکسون کے ہی اور واسطے ایک جاننے والوں خدا کے مثل فرماتا ہے کہ **وَرَجُلًا سَلَمًا** اور ایک مرد کو سالم اور خالص ہے **لِّرَجُلٍ** واسطے ایک مرد کے یعنی ایک ہی آدمی کا غلام ہے کہ وہ کام کرنیمیں اپنے مولا اور آقا کو راضی کرتا ہے اسواسطے کہ کوئی اور دوسرا اسکا مالک نہیں ہے کہ وہ بھی اپنی کام کو اس سے کہے اور دونوں کا کام اس سے نہو سکے **هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا** کیا برابر ہیں وہ دونوں غلام مشابہ اور مانند ہونمیں یعنی البتہ ایک دوسرے کے مانند نہوگا اسواسطے کہ ایک مالکوں کی نزاع اور جھگڑے کے سبب سے ناچار اور مجبور ہوگا اور اس سے نہو سکیگا کہ سب کو راضی رکھے اور دوسرا غلام شریکوں کی جھگڑے سے سلامت ہوگا اور اپنے آقا کی خدمتگاری جو اچھی طرح کریگا تو آقا اسکا اس سے راضی ہوگا اور ایسے ہی مشرکوں کا حال ہے کہ چند معبودوں کی پرستش کرتے ہیں نہیں معلوم کونسا معبود راضی ہے اور کس معبود کی خدائی پر اعتماد کرے اور کس سے اپنی مقصود کو طلب کرے جیسے کہ بندہ ایک خدا کا توحید کامل سے عبادت اپنی خدا کی کرتا ہے اور جانتا ہے کہ جسطرح سے کہ آقا کی رضا ہو اسطرح کرنا چاہیے اور جس امر سے وہ ناراض ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے پس کثر معبودوں کی پرستش کرنیوالے سے کب ہو سکتا ہے کس کس کو وہ راضی کریگا اور ابو القاسم حسکانی نے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت امیر المومنین نے کہ میں وہ مرد سالم واسطے رسول خدا صلعم کے ہوں کہ نہیں ہے ساجھا بعض خدمتگاری میں سو خدا کی کمر بستہ رہتا ہوں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرد سالم واسطے مرد کے علی بن ابیطالب اور شیعہ انکی ہیں اور یہ مثل سبب ہدایت کا جو واسطے بندوں کے ہے اس جہت سے فرماتا ہے کہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** سب تعریفیں واسطے خدا کے ہیں اس مثل کی جہت سے کہ یہ مثل انکو شرک کی تاریکی سے نکال کر طرف نور توحید کے

لیجاتی ہو اور یہ مستحق [illegible] بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ [illegible] میں تو
ہیں سن مطلب کی حقیقت کو اور عناد کی زیادتی کی جہت سے دوسرے کو شریک ٹھہراتے ہیں کہتے ہیں کفار مکہ کہتے تھے کہ ہم انتظار کرتے ہیں کہ محمد مرجاوے تو اسکی محنت سے ہم
نجات پاویں تب آیت نازل ہوئی إِنَّكَ مَيِّتٌ تحقیق تو مرنیوالا ہی اے محمد صلعم وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ اور تحقیق وہ کفار بھی مرنیوالے ہیں آخرکو سب کے واسطے موت اپنی
اپنی اجل کی ہے پس انتظار تیری موت کا اے محمد صلعم بیفائدہ ہے انکے واسطے اور وہ کیا ہمیشہ بیدہ رہینگے تیری مرنیکا جو وہ انتظار کرتے ہیں ثُمَّ إِنَّكُمْ پھر تحقیق تم اے مسلمانو
اور کافرو يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے عِنْدَ رَبِّكُمْ نزدیک پروردگار اپنے کے تَخْتَصِمُونَ جھگڑوگے تم دین کے امر میں پس تو کہیگا اے محمد صلعم کہ میں توحید پر تھا
اور تم شرک کرتے تھے اے کافرو اور کفار عذر کرینگے کہ ہمنے اپنی رسموں کی پیروی کی تھی وہ اپنے باپوں کے مذہب پر تھے اور تو کہیگا کہ میں نے احکام خدا کے تمکو پہنچائے اے کافرو اور راہ حق
کیطرف تمکو بلایا اور تمنے میرا کہنا نہ مانا اور جادوگر اور شاعر مجھکو کہا اور کافر یہ سنکر سرنگوں ہونگے اور کہتے ہیں کہ یہ خطاب خاص مسلمانوں کیطرف ہے اور وہی آپسمیں جھگڑینگے اور
مظلوم ظالم کی شکایت کریگا کہ اسنے مجھپر زیادتی کی اور حق کو میرے چھین لیا اور ابو العالیہ کہتا ہی کہ یہ جھگڑا خاص اہل قبلہ کے یعنی مسلمانوں کے درمیان ہوگا اور
ابن عمر کہتا تھا کہ ہم ایسا جانتے تھے کہ یہ آیت ہمارے اور اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہی اور ہم کہتے تھے کہ ہم میں جھگڑا اندر کیسے رو برو کیونکر ہوگا کہ خدا ہمارا ایک ہے
اور پیغمبر ہمارا ایک ہے اور کتاب ہماری ایک ہے یہانتک کہ دیکھا ہمنے مسلمانوں کو آپسمیں لڑتے ہیں اور بعضا گردن بعضے کی تلوار سے کاٹتا ہے سو وقت ہمنے جانا کہ یہ آیت ہم مسلمانوں ہی کے
حق میں نازل ہوئی ہی اور ابو سعید خدری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہی کہ ہم بعد نازل ہونے اس آیت کے کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا ایک ہے اور پیغمبر ہمارا ایک ہے اور
دین ہمارا ایک ہے پس یہ جھگڑا کیا ہی کہ جو مسلمانوں میں واقع ہوگا پس جبکہ جنگ صفین کا روز آیا تو ہمنے کہا کہ ہاں یہی وہی جھگڑا ہے اور بعضوں نے روز جمل اور صفین دونو
لکھے ہیں اور قمی نے لکھا ہی کہ وہ جھگڑنیوالے علی بن ابیطالب اور وہ شخص ہے کہ جسنے انکا حق غصب کیا ہی اور اہلسنت کی کتابوں میں لکھا ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم نے وفات پائی تو
عمر نے کہا کہ پیغمبر خدا لمری نہیں ہیں اور وہ پھر آوینگے اور پیغمبر مرتا نہیں ہے اور جو کوئی کہیگا کہ پیغمبر مرگیا ہی تو میں اسکو سزا دونگا جسوقت ابو بکر نے سنا تو کہا کہ تیری ماں تیرے
ماتم میں روئے پیغمبر نے وفات پائی ہی اور خدا تعالی قرآن میں فرماتا ہی کہ انك ميت وانهم ميتون ثم انكم يوم القيامة عند ربكم تختصمون جب ابو بکر سے سنا تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں
پیغمبر خدا نے وفات پائی ہی اور ابو بکر سے کہا کہ گویا کہ یہ آیت میں نے کبھی سنی ہی نہ تھی اور طرفہ یہ ہے کہ باوجود نہ واقف ہونے ایسے ایسے ظاہر امروں کے اور نہ مطلع ہونے آیات
خدا کے کہتے ہیں کہ قرآن عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا فَمَنْ أَظْلَمُ پس کون زیادہ ظالم ہی مِمَّنْ كَذَبَ اس شخص سے کہ جھوٹ کہے عَلَى اللَّهِ
اوپر خدا کے کہ اسکے شریک اور فرزند اور زوجہ مقرر کرے وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اور جھٹلائے اور تکذیب کرے ساتھ سچ کے یعنی توحید اور قرآن کے جو راست اور حق ہے
اسکو جھٹلاوے إِذْ جَاءَهُ جسوقت کہ آیا وہ قرآن اسکے پاس اور تامل اسکے معنی میں نکرے أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے یہ استفہام اقراری ہی
یعنی البتہ ہی بیچ دوزخ کے مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ جگہہ رہنے کی واسطے کافروں کے انکے اعتقاد باطل کی سزا میں کہ انہوں نے جھوٹ باندھا ہی خدا پر اور رسولکی حدیث کا
انکار کیا ہی وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اور وہ شخص کہ لایا راستی اور حق کو اور راست
جانا اور تصدیق کی جنہوں نے ساتھ اس راستی کے یہ لوگ وہی پرہیزگار ہیں بعضے کہتے ہیں کہ وہ جو راستی اور حق ہی وہ تو قرآن ہے اور لانیوالا اسکا محمد صلعم ہی اور
تصدیق کرنیوالے اسکے مومنین ہیں یہ قول تو اکثر کا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ محمد صلعم لایا کلمہ لا اله الا الله کو اور انہی نے اسکی تصدیق کی اور طرف خلقت کے اسکو
پہنچایا یہ قول ابن عباس کا ہی اور کہتے ہیں کہ یہ قول زیادہ قوی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ راستی اور حق کہ جسکو لائے ہیں وہ انبیا علیہم السلام ہیں اور تصدیق
کرنیوالے انکی انکے پیرو ہیں اور یہ قول عطا کا ہی لیکن اسصورت میں مراد الذی سے جنس ہوگی اسواسطے کہ خبر اسکی جمع ہے اور وہ اولئک ہم المتقون ہی اور ابو العالیہ کلبی کی نزدیک
جو کوئی اس راستی کو لایا ہے وہ تو محمد رسول الله صلعم ہی اور تصدیق کرنیوالا اسکا ابو بکر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ لانیوالا راستی اور حق کا محمد رسول الله صلعم ہی اور تصدیق
کرنیوالا اسکا علی بن ابیطالب ہے اور یہ قول مجاہد شعبی کا ہی اور ضحاک نے اس قول کی روایت ابن عباس سے کی ہی اور یہی قول آئمہ معصومین علیہم السلام کا ہی اور منقول ہے کہ
شب معراج کو رسولخدا صلعم کو آسمان پر لیگئے اور ملک آسمانوں کا حضرت کو دکھلایا تو حکم ہوا کہ تو جا اور جو کچھ تونے دیکھا ہی اپنی قوم کو اسکی خبر کر حضرت نے عرض کی کہ خداوندا
لوگ میری تصدیق نکرینگے فرمایا کہ علی تیری تصدیق کریگا اور منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ صدیق تین شخص ہیں حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب نجار مومن آل یسین

اور علی بن ابیطالب اور وہ صدیق کہر ہے اور منقول ہے کہ رسول خدا صلعم اصحاب کو کسی لڑائی کیواسطے روانہ کیا اور علیؑ کو امیر کیا اور بعد اسکے فرمایا کہ کون ہے کہ میری جہاں کی فضیلت
قرآن سے بیان کرے پس عمار یاسر اٹھے اور کہا کہ میں بیان کرونگا یا رسول خدا فرمایا کہ بیان کر عمار نے کہا والذی جاء بالصدق وصدق بہ حضرت نے فرمایا کہ سچ کہا تونے اے عمار اور زید بن
حسان نے روایت کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں رسول خدا صلعم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ کیا کہتا ہے تو فرمایا کہ میں کہتا ہوں لا الہ الا اللہ وانا رسولہ یعنی خدا ایک ہے اور میں اسکا
پیغمبر ہوں میں نے عرض کی کہ آپکی اس کہنے کو کون تصدیق کرتا ہے فرمایا کہ ایک لڑکا اور عورت میری یعنی علیؑ اور خدیجہ اور خدا فرماتا ہے کہ وہ متقی اور پرہیزگار ستی اور حق کے لانیوالے صدق
وہ ہیں **لَهُمْ** واسطے انکے ہے بہشت میں **مَا يَشَاءُونَ** جو کچھ چاہینگے وہ اور آرزو کرینگے **عِنْدَ رَبِّهِمْ** نزدیک پروردگار اپنے کے **ذَٰلِكَ** وہ
ثواب و نعمت **جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ** بدلا نیکی کرنیوالوں کا ہے کہ تصدیق کرنیوالے حق کے ہیں **لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ** تاکہ دور کرے خدا انسے بسبب برکت
نیکیوں کے **أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا** بدتر سمجھ کا کہ کیا ہے انہوں نے ایمان لانے سے پہلے مثل شرک کے یا گناہوں کے یہ فرمانا خدا تعالیٰ کا بطور مبالغہ کے ہے اور اسواسطے کہ وہ حضرت
صلعم معصوم ہیں **وَيَجْزِيَهُمْ** اور بدلا دیگا خدا انکو **أَجْرَهُمْ** اجر انکا **بِأَحْسَنِ الَّذِي** ساتھ نیکتر سمجھ کے کہ **كَانُوا يَعْمَلُونَ** تھے وہ عمل
کرتے اور مراد نیک اعمال سے فرض و سنت اعمال ہیں اسواسطے کہ مباح کے کرنیمیں کچھ ثواب نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا کفار کے معبودوں کی عیب بیان کرتے تھے تو کفار
حضرت کو خوف دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو بیان کو مت کہہ ایسا نہو کہ تجھکو انکی طرف سے کوئی ضرر پہنچے کہ کوئی اسکو پھر کفایت نکر سکے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی **أَلَيْسَ**
اللَّهُ بِكَافٍ کیا نہیں ہے خدا کفایت کرنیوالا یعنی البتہ کفایت کرنیوالا ہے **عَبْدَهُ** بندہ اپنے کو سب ضرروں سے کہ وہ بندہ اسکا محمد صلعم ہے **وَيُخَوِّفُونَكَ** اور
خوف دلاتے ہیں تجھکو اے محمد صلعم وہ مشرکین **بِالَّذِينَ** ساتھ ان چیزوں کے کہ پرستش کرتے ہیں وہ جنکی **مِنْ دُونِهِ** سوائے اس خدا کے اور کہتے ہیں ہمارے معبود تجھکو
ضرر پہنچائینگے اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے اور ابوجعفر نے عبدہ کو عبادہ پڑھا ہے **وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ** اور جسکو کہ گمراہی میں چھوڑ دے خدا اور توفیق اسکو عطا نکرے
بسبب اسکے انکار اور عناد کے کہ دیدہ و دانستہ حق سے منہ پھیرتا ہے اور اپنے اعتقاد باطل پر اصرار کرتا ہے تو **فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ** پس نہیں ہے واسطے اسکے کوئی راہ دکھلانیوالا کہ اسکو راہ
راست پر لائے اور یا یہ کہ جسکو کہ خدا بہشت کی راہ سے گم کرے بسبب اسکی کفر اور گناہوں کے اور بہشت میں اسکو نہ بھیجے تو کوئی نہیں ہے واسطے اسکے بہشت کی راہ بتلانیوالا
وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ اور جسکو کہ راہ دکھلائے خدا طرف توحید کے بسبب اسکی تامل اور فکر کرنے کی قدرت خدا کی نشانوں میں تو **فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ** پس
نہیں واسطے اسکے کوئی گمراہ کرنیوالا کہ اسکو اس راہ سے پھیر دیوے **أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ** کیا نہیں ہے خدا غالب یہ استفہام بھی اقرار کا ہے یعنی البتہ خدا غالب ہے مشرکوں پر اور انکا
مغلوب اور عاجز کرنیوالا ہے **ذِي انْتِقَامٍ** صاحب بدلا لینے اور کینہ پہنچانیکا کافروں اور انکار کرنیوالوں سے یہ کلام کفار قریش کے عذاب کے ذکر میں تھا اور اب اپنی خالق خالقیت ہونیکا
ذکر فرماتا ہے **وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ** اور البتہ اگر پوچھے تو انسے اے محمد صلعم کہ **مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ** کسنے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو تو
لَيَقُولُنَّ اللَّهُ البتہ کہینگے وہ کفار کہ خدا نے باوجود انکے انکار اور عناد کے اس حقیقت کا اقرار کرینگے تو **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم انسے کہ **أَفَرَأَيْتُمْ** کیا پس
دیکھا ہے تمنے **مَا تَدْعُونَ** سمجھ کو کہ پکارتے ہو تم یعنی پرستش کرتے ہو تم **مِنْ دُونِ اللَّهِ** سوائے خدا کے یعنی جانتے ہو تم انکو کہ **إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ**
اگر ارادہ کرے مجھکو خدا **بِضُرٍّ** ساتھ ضرر کے کہ سختی اور آزار مجھکو پہنچا اور فقیری اور بیماری میں مجھکو مبتلا کرے تو **هَلْ هُنَّ** کیا وہ معبود تمہارے **كَاشِفَاتُ**
ضُرِّهِ دور کرنیوالے ضرر اس خدا کے ہیں جو مجھکو اسنے پہنچایا ہے **أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ** یا ارادہ کرے مجھکو خدا ساتھ رحمت کے کہ نعمت و صحت اور آسودگی مجھکو دیوے تو
هَلْ هُنَّ کیا وہ معبود تمہارے **مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ** بند کرنیوالے ہیں رحمت اسکی کے مجھسے اور جس وقت کہ تم اقرار کرتے ہو خدا کے خالق ہونیکا اور اپنے معبودوں کے
عاجز ہونیکا کہ نہ نفع کو پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر کو دفع کر سکتے ہیں پس اس صورت میں ترک کرنا خدا کی پرستش کا اور عبادت کرنی بتوں کی نہایت بیوقوفی تمہاری ہے
اور بسبب جاہل ہو تم کہ عقل کے خلاف کام کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا صلعم نے یہ سوال کیا تو خاموش ہوئے اور کچھ جواب نہ دے سکے اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ **قُلْ** کہہ تو
اے محمد صلعم ان کفار سے کہ **حَسْبِيَ اللَّهُ** کافی ہے مجھکو خدا نفع کا پہنچانیوالا اور ضرر کا دفع کرنیوالا **عَلَيْهِ** اوپر اسکے **يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ** توکل کرتے ہیں
توکل کرنیوالے اور اپنے کاموں کو اسکے سپرد کرتے ہیں اور واسطے ڈرانے کفار کے فرماتا ہے کہ **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم ان مشرکین سے کہ **يَا قَوْمِ اعْمَلُوا** اے قوم میری عمل کرو تم
عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ اوپر طاقت اپنی کے اور میرے ہلاک کرنیمیں اپنی قدرت کے موافق کوشش کرو کہ **إِنِّي عَامِلٌ** تحقیق میں بھی عمل کرنیوالا ہوں موافق اپنی قدرت کے

اور تمہیں کوشش کرنیوالا ہوں یعنی ظاہر کرنیمیں کلمہ توحید اور بلند کرنیمیں دین اسلام کے **فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ** پس قریب ہے کہ جانوگے تم **مَنْ یَّاْتِیْهِ** اس شخص کو کہ آویگا اسکو
عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ عذاب کہ رسوا کرے اسکو مراد اس سے عذاب جنگ بدر ہے کہ خدائے تعالےٰ نے کفار کو قتل اور قید کرکے رسوا کیا **وَیَحِلُّ عَلَیْهِ** اور نازل ہوا اوپر اسکے
عَذَابٌ مُّقِیْمٌ عذاب ہمیشہ رہنے والا اور وہ عذاب دوزخ کا ہے اسکو بھی قریب ہے کہ جانوگے تم اے کافرو **اِنَّآ اَنْزَلْنَا** تحقیق ہمنے نازل کیا ہے **عَلَیْکَ الْکِتٰبَ**
لِلنَّاسِ اوپر تیرے کتاب کو کہ قرآن ہے واسطے آدمیوں کے **بِالْحَقِّ** ساتھ حق کے تاکہ ہدایت پائیں وہ **فَمَنِ اهْتَدٰی** پس جو کوئی کہ راہ پائی طرف قرآن کے اور
ایمان لایا اسکے احکام پر عمل کرے **فَلِنَفْسِهٖ** پس واسطے نفس اسکے کے ہے فائدہ اسکا **وَمَنْ ضَلَّ** اور جو کوئی کہ گمراہ ہووے کہ قرآن کا اعتقاد نکرے اور نہ اسکے احکام حق جانے
فَاِنَّمَا یَضِلُّ پس سوائے اسکے نہیں گمراہ ہوتا ہے وہ **عَلَیْهَا** اوپر نفس اپنے کے کہ ضرر گمراہ ہونیکا اسکے نفس کو واسطے ہے **وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ** اور نہیں ہے تو اے
محمد صلعم اوپر ان کفار کے نگہبان کہ واسطے ایمان لانیکے تو انپر زبردستی کرے اور سیا ایمان انکی دلونمیں تو نگاہ رکھے کہ وہ گمراہ نہونے پائیں ہو واسطے کہ یہ تیری قدرت سے باہر ہے اور تجہپر تو فقط پہنچانا
ہمارے احکام کا ہے اور واسطے اثبات دوبارہ زندہ کرنیکی قدرت کو بیان کرتا ہے کہ **اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ** خدا قبض کرتا ہے نفسوں کو **حِیْنَ مَوْتِهَا** وقت مرنے انکے کے کہ جسوقت
انکی اجل آتی ہے تو زندگی کو انکی قطع کرتا ہے **وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ** اور قبض کرتا ہے اس نفس کو کہ نہیں مرا ہے **فِیْ مَنَامِهَا** بیچ سونے اسکے کے یعنی وقت سونیکی جان کو قبض کرتا ہے اسطرح
کہ اسکا تعلق اور تصرف بدن سے اٹھا لیتا ہے اور تدبیر اسکی بدن میں سے موقوف کردیتا ہے لیکن جان کو بدن سے نکالتا نہیں ہے **فَیُمْسِکُ الَّتِیْ** پس نگاہ رکھتا ہے خدا اس جہان میں
اس نفس کو کہ **قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ** مقرر کیا ہے اوپر اسکے مرنیکو کہ پھر اسکو بدن کیطرف نہیں پھیرتا ہے دنیا میں **وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی** اور بھیجتا ہے دوسرے نفس کو
بدن میں کہ جس سے زندگانی ہے وقت بیداری کے **اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی** طرف ایک مدت نام رکھی گئی کے یعنی مرنیکے وقت تک اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے قُضِیَ کو بضم قاف
پڑھا ہے صیغہ مجہول کا اور موت کو منصوب پڑھا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ آدمی کی بدن میں ایک تو روح ہے اور ایک نفس ہے اور درمیان ان دونوں کے ایک شعاع ہے
مثل شعاع آفتاب کے پس نفس تو وہ ہے کہ جس سے عقل اور تمیز ہے اور روح وہ چیز ہے کہ جس سے نفس لعہ حرکت کرتا ہے پس جسوقت آدمی سوجاتا ہے تو خدا اسکی نفس کو قبض کرتا ہے اور روح اسمیں
باقی رہتی ہے کہ اسکو نہیں نکالتا ہے اور جسوقت مرجاتا ہے تو روح کو اور نفس کو دونوں کو قبض کرتا ہے پس روح نکلتی ہے تو نفس بھی نکلجاتا ہے اور نفس کے نکلنے سے روح کا نکلنا ضرور نہیں ہے
اور یہی ہی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی نہیں سوتا ہے مگر یہ کہ نفس اسکا آسمان کو چڑھ جاتا ہے اور روح بدن میں رہتی ہے اور درمیان روح اور نفس کے ایک شعاع
پیدا ہوتی ہے مثل شعاع آفتاب کے پس اگر حکم الٰہی تعلق پکڑتا ہے روح کے قبض کرنیکا تو قبول کرتی ہے روح نفس کو اور اگر حکم دیتا ہے خدا روح کے باقی رہنیکا تو قبول کرتا ہے
نفس روح کو تو قول حق تعالےٰ کا اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتہا اور جسوقت نفس سونے والے کا ملاحظہ کرتا ہے آسمانوں کے
ملک کا تو جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے اسکی تعبیر ہے اور اگر درمیان آسمان اور زمین کے دیکھتا ہے تو اسکی تعبیر نہیں ہے اور وہ خیالات شیطانی سی ہے **اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ** تحقیق
بیچ اس موت دینے اور نگاہ رکھنے اور بھیجنے نفس کے **لَاٰیٰتٍ** البتہ نشانیاں قدرت خدا کی اور زندہ کرنے مردونکی ہیں **لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ** واسطے اس قوم کے کہ
فکر کرتے ہیں نشانیوں قدرت خدا میں اور بغور سوچتے ہیں اور تامل کرتے ہیں اور توریت میں مذکور ہے کہ اے فرزند آدم کے جسطرح تو سوتا ہے اسیطرح مریگا اور جسطرح تو بیدار ہوتا ہے
اسیطرح تو زندہ ہوگا اور کفار باوجود دیکھنے ان دلیلوں قدرت خدا کے دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کرتے ہیں **اَمِ اتَّخَذُوْا** بلکہ پکڑا ہے انہوں نے یعنی مقرر کئے ہیں انہوں نے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے **شُفَعَآءَ** شفاعت کرنیوالے خدا کے نزدیک کہ انکو سفارش کرکے نجات دلوائیں **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار مکہ سے کہ
سفارش کرینگے وہ **اَوَلَوْ کَانُوْا** کیا اگر ہوویں وہ کہ **لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا** نہ مالک ہوئیں وہ کسی چیز کو سفارش میں سے **وَّلَا یَعْقِلُوْنَ** اور نہ عقل
رکھتے ہوں اور نہ جانتے ہوں اپنی پرستش کرنیوالوں کو جسوقت کہ ایسے بیخبر ہوویں وہ کیا اسوقت بھی وہ سفارش کرینگے تمہاری کہ نہ کچھ بولتے ہیں اور نہ کچھ سمجھتے ہیں کہ وہ پتھر ہیں
تراشے ہوئے **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم کہ **لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا** واسطے خدا کے ہی شفاعت تمام کہ وہ مالک شفاعت کا ہے اور بغیر اذن اور حکم خدا کے کوئی قدرت شفاعت
کرنیکی نہیں رکھتا ہے اور شفاعت کرنیمیں دو امر چاہئیں ایک تو اذن خدا کا شفاعت کرنیوالے کو اور دوسرے یہ کہ جسکی شفاعت کرے وہ بھی قابلیت سفارش کرنیکی رکھتا ہو اور یہاں
دونوں امر گم ہیں اسواسطے کہ سفارش کرنیوالے تو بت ہیں وہ پتھر کیا سفارش کرینگے کسی کی اور انکو کس وجہ سے سفارش کرنیکا حکم ہو کہ خدا کے نزدیک کوئی مرتبہ نہیں رکھتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں اور
نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں اور جنکی سفارش کریں وہ کافر ہیں اور نافرمانبردار خدا کے ہیں وہ قابلیت اسکی نہیں رکھتے ہیں کہ کوئی انکی سفارش کرے اور خدائے تعالےٰ مالک شفاعت اور سب چیز کا ہے کہ

ع ۱

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واسطے اُسکے ہے بادشاہی آسمان کی اور زمین کی ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر طرف اُسکی پھیرے جاؤگے تم واسطے
جزائے اعمال کے قیامت میں بھی بادشاہ اور مالک وہی ہے اور جسوقت کہ خدا دنیا اور آخرت میں دونوں میں مالک اور بادشاہ ہو تو بدون اذن اُسکی کون سفارش کر سکتا
اور اب اُن کفار کے اعتقاد کی بدی سے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ اور جسوقت کہ ذکر کیا جائے خدا وَحْدَهٗ تنہا اور اکیلا بدون ذکر اُنکے معبودان باطل
کے اور وحدہ حال واقع ہوا ہے یعنی جسوقت کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کو سُنیں کہ جسمیں خدا تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے تو اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ گھٹ
جاتے ہیں اور بستہ ہوتے ہیں دل اُن لوگوں کے کہ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ آخرت کے اور نہایت کینہ اور غصہ سے تیوری کو چڑھا لیتے ہیں وَ
اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ اور جسوقت کہ ذکر کیے جائیں وہ کہ مِنْ دُوْنِهٖ سوائے اُس خدا کے ہیں یعنی اُنکے باطل معبودوں کا ذکر ہو تو اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ
اُسوقت وہ خوش ہوتے ہیں اسطرح سے کہ اثر سرور کا اُنکے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے اور یہی حال اُن لوگوں کا ہے کہ جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں کہ جسوقت علی بن ابیطالب اور اُنکی اولاد
فضائل اور بزرگیوں کا ذکر ہوتا ہے تو چہرے اُنکے سیاہ اور نیلے ہو جاتے ہیں اور دل اُنکے سُننے سے فضائل اہلبیت کے گھٹتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور اگر قدرت جواب دینے کی رکھتے
ہیں تو اُن فضیلت کو رد کرتے ہیں اور طرح طرح کے عیب اور قبیح اُسمیں نکالتے ہیں اور نہایت پوچ اور واہی تاویلیں اُسمیں کرتے ہیں اور جسوقت سوائے اہلبیت رسول کے اور کسیکا ذکر ہو
یا فضیلت گھڑی ہوئی اور لوگوں کی بنائی ہوئی کسی کی مذکور ہو تو نہایت خوش ہوتے ہیں اور جسوقت کفار نصیحتوں کو نہیں سُنتے تھے اور انکار اور عناد کو زیادہ کرتے تھے تو
رسول خدا صلعم اُنکی عناد کی کثرت سے حیران ہوتے تھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو ہماری طرف متوجہ ہو اور اسطرح دعا کر چنانچہ فرماتا ہے کہ قُلِ اللّٰهُمَّ کہہ تو اے محمد صلعم اے خدا معبود
حق فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنیوالے آسمانوں کے اور زمین کے اور مالک اُنکے عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے اور
فاطر اور عالم کا نصب حرف ندا کی جہت سے ہے کہ پوشیدہ ہے یعنی اے خدا پیدا کرنیوالے آسمان اور زمین کے اور اے خدا جاننے والے ہر پوشیدہ اور ظاہر کے اَنْتَ تَحْكُمُ تو ہی حکم کریگا
بَيْنَ عِبَادِكَ درمیان بندوں اپنے کے آخرت میں فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ بیچ اُس چیز کے کہ تھے وہ بیچ اُسکی يَخْتَلِفُوْنَ اختلاف کرتے امر دین کے
مقدمہ میں پس حکم کر تو میرے اور اُنکے درمیان حق کے ساتھ کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم زاہدوں میں سے تھا ایکروز سُنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے قصے کی خبر دی اور اُنکے
قاتلوں پر لعنت کی اور کہا کہ آہ قتل کیا اُس شخص کو کہ جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دامن میں لیتے تھے اور مُنہ اپنا اُسکے مُنہ سے ملتے تھے اور بعد اُسکے یہ آیت تلاوت
فرمائی کہ قل اللہم فاطر السموات والارض الآیہ اور اب خدا تعالیٰ کفار کو ڈراتا ہے وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اور اگر تحقیق ہو واسطے اُن لوگوں کے کہ ظلم کیا ہے اُنہوں نے
اپنی نفسوں پر کفر کر کے مَا فِي الْاَرْضِ جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے مال اور دولت جَمِيْعًا سب وَّمِثْلَهٗ اور مانند اُس مال کے مَعَهٗ ہمراہ اُسکے اور اُس
یعنی جتنا کہ مال ہے دو چند مال اُنکے پاس ہو تو لَافْتَدَوْا بِهٖ البتہ فدیہ کریں وہ ساتھ اُس کل کے یعنی اُس مال کو فدا کریں اپنی نجات کے واسطے مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ
بدی عذاب کے سے اور سختی اُسکی سے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہووے واسطے اُنکے مِّنَ اللّٰهِ خدا کی جانب سے قسم قسم کے عذاب مَا لَمْ
يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ جو کچھ کہ نہ تھے وہ گمان کرتے کہ اُنکو پہنچینگے اور یا یہ کہ ظاہر ہوں اُنکو عذاب گناہوں کے عوض میں اور وہ اُن گناہوں کو نیکیاں گمان کرتے ہوں وَبَدَا لَهُمْ
اور ظاہر ہوں واسطے اُنکے قیامت میں سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا جزائیں بُرائیوں اُس چیز کے کہ کسب کیا ہوویگا کہ وہ خرابیاں کس طرح عذاب میں واسطے اُنکے وَحَاقَ بِهِمْ اور احاطہ کرے ساتھ اُنکے
اور گھیر لے اُنکو مَا كَانُوْا بِهٖ جزا اُس چیز کی تھے وہ ساتھ اُسکی يَسْتَهْزِءُوْنَ ٹھٹھا کرتے کہ جسوقت اُنکو عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو اُس پر ہنستے تھے اور اُسکو درست نہیں جانتے تھے اور انکار کرتے عجیب حال ہے کہ
فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ پس جسوقت پہنچے آدمی کو یعنی کسی کافر کو پہنچے ضُرٌّ کوئی سختی مثل فقیری اور مرض کے تو دَعَانَا پکارتا ہے ہمکو اور درخواست کرتا ہے
ہم سے اُسکی دفع کرنیکی ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ پھر جسوقت دیویں ہم اُسکو اپنے فضل اور کرم سے نہ اُسکی مستحق ہونیکی جہت سے نِعْمَةً مِّنَّا نعمت اپنی جانب سے کہ اُسکی
فقیری کو تونگری سے اور اُسکی بیماری کو صحت سے بدل کریں تو اسطرح اپنی انکار اور عناد کو پیش کرکے قَالَ کہے کہ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ سوائے اسکے نہیں دیا گیا ہوں میں
اُس قسم نعمت تونگری یا صحت کو عَلٰى عِلْمٍ اوپر علم کے مجھے کہ میں اُسکو حاصل کرنے اور کسب کرنیکی وجہ کو جانتا تھا اور اُسکا علم رکھتا تھا اور یا یہ کہ خدا کو اُسکا علم
تھا کہ میں مستحق اُسکا ہوں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ ایسا ہے کہ وہ گمان کرتا ہے بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ بلکہ وہ نعمت امتحان اور آزمائش ہے اُسکی تاکہ ظاہر ہو کہ وہ شکر کرتا ہے اس
نعمت کا یا ناشکری کرتا ہے کہ اُسکے عوض میں مستحق عذاب کا ہو وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ اور لیکن اکثر اُن کفار میں کے لَا يَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں کہ سب نعمتیں خدا کی جانب سے ہیں

اور بلا اور نعمت میں فرق نہیں کرتے ہیں قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ تحقیق کہا ہے اس کلمہ کو یعنی کلمہ انما اوتیتہ علی علم کو ان لوگوں نے کہ مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے انکے تھے
مثل قارون کے فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ پس نہ بے پروا کیا انکو عذاب سے ہونے سے مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اسچیز نے کہ تھے وہ کسب کرتے کہ مال اور دولت
کو جمع کرتے تھے بلکہ سبب انکے عذاب کا ہوا وہ مال فَاَصَابَهُمْ پس پہنچا انکو سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا عذاب برائیوں اسچیز کا کہ کسب کیا تھا انہوں نے وَالَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا اور وہ لوگ کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنی نفسوں پر کفر کرکے مِنْ هٰٓؤُلَآءِ ان لوگوں میں سے کہ جو اس زمانے کے کفار ہیں سَيُصِيْبُهُمْ قریب ہے کہ پہنچے انکو
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا عذاب برائیوں اسچیز کا کہ کسب کیا ہے انہوں نے جیسا کہ پہلی امتوں کو پہنچا ہے وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اور نہیں ہیں وہ کفار عاجز کرنیوالے ہمکو
عذاب کرنے سے کہ ہم سے بھاگ کر کہیں کو چلے جائیں اور منقول ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے خدا تعالے نے سات برس انکو قحط میں مبتلا رکھا اور بڑے بڑے نامی انکے جنگ بدر
میں مارے گئے بعد اسکے سات برس پھر ارزانی اور آسودگی انکو بخشی تاکہ جانیں کہ تنگ کرنا اور کشادہ کرنا روزی کا خدا کے اختیار میں ہے اسواسطے بعد اسکے فرماتا ہے کہ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا
کیا نہ جانا انہوں نے کہ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ تحقیق خدا کشادہ کرتا ہے روزی کو لِمَنْ يَّشَآءُ واسطے جسکے چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے محض اپنے فضل اور کرم سے نہ
کسی اسکے مرتبہ اور قدر اور استحقاق ہونے کی جہت سے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہے روزی کو جسکے واسطے چاہتا ہے اپنی مصلحت سے نہ واسطے ذلت اور خواری بندہ کے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
تحقیق کہ بیچ اس کشادہ اور تنگ کرنے روزی کے لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ واسطے اس قوم کے کہ ایمان لاتے
ہیں خدا پر اور پیغمبر پر اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ دینے والا روزی کا خدا ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت مشرکوں کی کہ قتل اور زنا بہت کرتے تھے اور طرح طرح کے گناہ کرتے تھے ان لوگوں نے
جناب سول خدا سے عرض کی کہ ہمسے بہت بڑے گناہ ہوے ہیں اور تو دعوی کرتا ہے کہ جو کوئی شرک کرے اور ناحق کسیکو قتل کرے اسکو خدا تعالے نہیں بخشتا ہے پس ہم ایمان
نہیں لاتے ہیں مگر اس شرط سے کہ خدا تعالے ہمارے گناہوں کو بخشدے بعد مسلمان ہونیکے یہ آیت نازل ہوئی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم يٰعِبَادِيَ اے بندو میرے
الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا جنہوں نے کہ زیادتی کی ہے گناہ کرکے عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اوپر نفسوں اپنے کے یعنی حد سے گذری ہیں گناہ کرنے میں اور بہت سخت گناہ کئے ہیں انہوں نے
لَا تَقْنَطُوْا نہ نا امید ہو تم مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ رحمت خدا کی سے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ بخشتا ہے گناہوں کو جَمِيْعًا
سبکو صغیرہ کو اور کبیرہ کو اگرچہ انکی کثرت ہو اور حد سے زیادہ ہوں اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا هُوَ الْغَفُوْرُ وہی بخشنے والا گناہوں کا الرَّحِيْمُ مہربان ہے
اپنے بندوں پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف میں اس آیت کے برابر رحمت کشادہ اور مغفرت فراخ والی کوئی آیت نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت وحشی
قاتل حمزہ کے شان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ اس خوف سے کہ توبہ میری قبول نہوگی مسلمان نہوتا تھا یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہوا اور بعد اسکے صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول خدا
یہ آیت خاص وحشی کیواسطے ہے یا سب مسلمان اسمیں شریک ہیں فرمایا کہ یہ آیت عام ہے اور سب مسلمانوں کو شامل ہے لیکن اس آیت کا خاص وحشی کے اسلام کیواسطے ہونیمیں کلام ہے اسواسطے
کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہے اور وحشی اس آیت کے نازل ہونیکے کئی برس بعد مسلمان ہوا ہے البتہ ہوسکتا ہے کہ جسوقت انہی یہ آیت سنی ہو تو اسکو سنکر مسلمان ہوا ہو اگرچہ بعد نازل
ہونیکے کئی برس بعد سنا ہو اور کہتے ہیں کہ زید بن سلم کہ اپنے زمانہ میں بڑا زاہد مشہور تھا اور کثرت سے عبادت کرتا تھا وہ آدمیوں کو عذاب خدا سے بہت خوف دلاتا تھا اور رحمت سے نا امید
کرتا تھا جسوقت وہ مرا تو کہا کہ خداوندا تیری نزدیک میرا کسقدر مرتبہ ہے جواب آیا کہ دوزخ ہے تیرے واسطے کہا کہ اسقدر عبادت جو میں نے کی ہے اسکا ثواب کہاں ہے فرمایا کہ تو نے میری بندوں کو
میری رحمت سے نا امید کیا آج میں تجھکو اپنی رحمت سے نا امید کروں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالے نے اس آیت کو اولاد فاطمہ کے شیعوں کی حق میں نازل کیا ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے شیعوں سے کہ نہیں ہے ملت ابراہیم پر سوا تمہارے کوئی اور نہیں قبول کرتا ہے خدا مگر تم سے اور نہ بخشیگا گناہ مگر تمہارے یہ آیت تمہارے واسطے ہے اور فرمایا ہے کہ بدون
محبت علی کے اور اسکی اولاد طاہرین کے بخشش گناہ ہونیکی نہوگی اور محبت علی کی سوا اس فرقہ شیعہ کے کسی میں نہیں ہے اسواسطے کہ محبت انکی اسوقت ثابت ہو کہ انکی دشمنوں سے
بیزاری بھی دلمیں ہو اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ انکو بھی دوست رکھے اور انکے دشمنوں کو بھی دوست رکھے یہ دوستی انکی نہیں ہے اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہماری دوستی اور
ہمارے دشمنوں کی دوستی ایک دلمیں نہیں سما سکتی جیسے کہ دو تلواریں ایک میان میں نہیں سما سکتیں اور حدیث قدسی میں فرمایا ہے خدا تعالے نے کہ علی بن ابیطالب حجت میری ہے
خلقت میری پر کہ میں نے اسکو خلیفہ اور حاکم کیا ہے واسطے ہدایت کے اور امانت دار ہے میرے علم کے خزانوں پر بہشت میں لیجاؤنگا میں اسکو کہ جو کوئی کہ اسکو دوست رکھے اگرچہ
میری نافرمانی اسنے کی ہو اور نہ لیجاؤنگا میں اسکو بہشت میں کہ جسنے اس سے دشمنی کی اگرچہ میری فرمانبرداری کی ہو اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خداوندا تو دوست رکھ اسکو کہ

جو دوست رکھی علیؑ کو اور دشمن رکھے تو اُسکو کہ جو دشمن رکھی علیؑ کو اور بعد اُسکے دشمن کی ہرگز نجات نہیں ہے اور آئمہ معصومین علیہم السلام نے فرمایا ہی کہ دوستی ہم اہلبیت کی گراتی ہے
گناہوں کو بندوں سے جیسے کہ گراتی ہی ہوائے سخت پتوں کو درخت سے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہ شیعہ ہمارا ہی قیامت کے دن اُسکو مقام حساب میں کھڑا
کریں اور حقتعالیٰ اُسکے گناہوں سے اُسکو خبردار کری اور جسوقت وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے تو اُسکے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور لوگوں کو وہ نیکیاں اُسکی دکھلاوے اور جسوقت وہ
دیکھیں تو تعجب کر کے کہیں کہ اِس بندہ سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوا ہے اور بعد اُسکے حکم ہو اُسکو بہشت میں داخل کرنیکا اور یہی معنی ہیں قول حقتعالیٰ کے اولٰئک یبدل اللہ
سیئاتہم حسنات اور صواعق محرقہ وغیرہ کتب احادیث اہل سُنت میں مذکور ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ یا علی انت و شیعتک فی الجنۃ اے علی تو اور شیعہ تیرے بہشتی
ہیں اور سُنی اپنے تئیں ایسی ایسی باتیں دیکھکر کہی کہ میں شیعہ ہوں تو یہ ایسا ہے کہ جیسے حبشی اپنے تئیں کہے کہ میں ترکی ہوں ؎ اندر لحدم نکیر و منکر دیدند ۞ عصیان گنہگار
مرا بوئید مد ۞ چوں مہر علی بسینہ ام بود لے ۞ آخر بمحبتش ہمہ بخشیدند ۞ اور فرماتا ہے خدا کہ وَاَنِیْبُوْٓا اور رجوع کرو تم شرک اور گناہوں سے نہایت کوشش کر کے اور جھکو تم
اِلٰی رَبِّکُمْ طرف پروردگار اپنے کے اُسکی واحد جاننے اور طاعت کے وسیلہ سے وَاَسْلِمُوْا لَهٗ اور فرمانبرداری کرو تم واسطے اُسکے جس حکم کو کہ وہ فرماوے مِنْ قَبْلِ
اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ پہلے اس سے کہ آوے تمکو عذاب خدا کا ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ پھر نہ مدد کئے جاؤ تم یعنی کوئی ایسا نہو کہ تمہاری نصرت اور مدد کر کے عذاب کو
تم سے دفع کرے وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ اور پیروی کرو تم نیکتر چیز کی کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہاری مِّنْ رَّبِّکُمْ پروردگار تمہارے
کیطرف سے کہ واجب کو مقدم رکھو سُنت پر اور معاف کرنیکو مقدم رکھو بدلا لینے پر اور پیروی اُس چیز کی کرو کہ جو نجات کے زیادہ قریب ہے مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ
پہلے اس سے کہ آوے تمکو عذاب خدا کا بَغْتَةً اچانک جسکے آنیکی اُمید نہو وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور تم نہ اطلاع رکھتے ہو اُسکے آنیکی پس پیروی زیادہ نیک طاعتوں
کی کرو اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ ایسا نہو کہ کہے نفس وقت دیکھنے عذاب کے یٰحَسْرَتٰی ای افسوس اور پشیمانی میری عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ اوپر اُسکے کہ تقصیر کی میں نے
فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ بیچ جانب خدا کے یعنی اُسکی حق میں اور اُسکی طاعت میں اور آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ مراد جنب اللہ سے وہ طریقہ ہی کہ جو پہنچانیوالا
طرف رضا خدا کے ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں جنب اللہ یعنی ہم وہ طریقہ ہیں کہ جو پہنچانیوالے ہیں طرف خدا کے پس جو کوئی کہ ہماری پیروی نکرے وہ کل کو
قیامت کے روز کہیگا کہ ہائی افسوس کہ میں نے تقصیر کی آل عبا کے طریقہ میں اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں جنب اللہ اور امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنب اللہ
امیرالمومنینؑ ہیں اور ویسی ہی جو کوئی کہ بعد اُسکے ہی اوصیا میں سے اور یہی مقصود ہے حدیث ثقلین سے چنانچہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ دو چیزیں میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں قرآن اور
اہلبیت اگر اُنکی چنگل مارو گے تم تو گمراہ نہو گے یعنی اگر ان دونوں کی پیروی کرو گے تو گمراہ نہوگے پس جسنے کہ اُنکی پیروی نکی ہوگی تو وہ اُس روز افسوس کریگا اور اپنے قصور کو کہ نکی اُسنے
اُنکی پیروی کیوں نکی لیکن اُس وقت اُنکی پشیمانی کچھ فائدہ نہ بخشیگی اور کہیگا کہ وَاِنْ کُنْتُ اور تحقیق کہ تھا میں دنیا میں لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ البتہ
ٹھٹھا کرنیوالوں میں سے کتاب خدا اور رسولخدا اور آئمہ ہدیٰ پر کہ میں نے انکی پیروی نکی اور کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عالم تھا کہ وہ تمام اوقات اپنی علوم کے حاصل
کرنے میں خرچ کرتا تھا ابلیس اُسکے پاس آیا اور کہا کہ تو کسواسطے اپنی نفس کو ہلاک کرتا ہے ان مشقتوں اور محنتوں سے اور دنیا کی فائدوں اور مزوں سے تو محروم [illegible]
دنیا کی لذتوں سے فائدہ مند ہو کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے آئندہ کو توبہ کر لینا کہ دو نوجوان کی لذتوں سے فائدہ اُٹھاوے [illegible]
فسق و فجور اور بدکاریوں کو اپنی اختیار کیا اور جسوقت کہ لذت دنیا میں مشغول تھا اُسوقت ملک الموت اُسکے پاس آیا اور جسوقت اُسنے [illegible]
اوپر اُسکے کہ تقصیر کی میں نے طاعت خدا میں اور شیطان کی پیروی میں رہا اور رہی حسرت اور پشیمانی میں روح اُسکی قبض ہوئی اور ہمیشہ عذاب میں [illegible]
اپنی حبیب کو خبر دی کہ ایسا نہو کہ ابلیس کے فریب میں اگر تم بھی اے لوگو اس زمانہ کے طاعت خدا میں قصور کرو اور کل کو کہنے لگو کہ ہائے پشیمانی میری [illegible]
احکام پر ٹھٹھا کرنیوالا تھا اَوْ تَقُوْلَ یا کہے وہ نفس کہ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ اگر تحقیق کہ خدا رہنمائی کرتا مجھکو توفیق [illegible]
لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ البتہ ہوتا میں پرہیزگاروں میں سے اور شرک اور گناہ میں آلودہ نہوتا غرض یہ ہے کہ اُسوقت [illegible]
نہوگا اَوْ تَقُوْلَ یا کہیگا وہ نفس افسوس کر کے حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ جسوقت دیکھیگا عذاب کو کہ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّةً [illegible]
فَاَکُوْنَ پس ہوتا میں اُسجگہ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ نیکی کرنیوالوں میں سے اور خدا اُسکے قول کو رد کر کے کہیگا کہ بَلٰی قَدْ جَآءَتْکَ اٰیٰتِیْ ہاں تحقیق

آیتیں میری کتاب کی کہ قرآن کی دلیلوں سے مینی تجھکو راہِ حق دکھلائی فَكَذَّبْتَ بِهَا پس تکذیب کی تونے ساتھ اُن آیتوں کے اور جھٹلایا تونے وَاسْتَكْبَرْتَ
اور تکبر اور سرکشی کی تونے اُنکی قبول کرنے سے اپنے انکار اور عناد اور گمراہی کو تونے ہدایت پر اختیار کیا وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ اور تھا تو کفر کرنیوالوں میں سے
اور اب خدا جھوٹ بنانیوالونکو ڈراتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ اور دن قیامت کے تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا دیکھیگا تو ان لوگونکو کہ جھوٹ باندھا ہے
اُنہوں نے عَلَى اللَّهِ اوپر خدا کے اسطرح کہ اُسکے واسطے فرزند مقرر کئے اور اُسکے واسطے شریک ٹھیرائے اور کہا کہ یہ ہماری سفارش کرینگے خدا کی درگاہ میں پس اُن جھوٹ بنانیوالونکا
یہ حال ہوگا کہ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ منہ اُنکے کالے ہونگے پہلے اس سے کہ اُنکو دوزخ میں لیجائیں تاکہ قیامت کے لوگ اس علامت سے اُنکو جانیں کہ یہ دوزخی ہیں أَلَيْسَ
فِي جَهَنَّمَ کیا نہیں ہے بیچ دوزخ کے مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ جگہہ رہنے کی واسطے سرکشوں کے کہ اپنے تکبر کی جہت سے خدا کی اور رسول کی فرمانبرداری اُنہوں نے
نہ کی اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے ہر امام ہے کہ اپنی ہستی کو طرف خدا کے منسوب کرتا ہو اور حال یہ ہے کہ خدا نے اُنکو منصب امامت کا نہیں دیا ہے راوی کہتا ہے کہ
مینے پوچھا کہ اگر وہ فاطمی ہو فرمایا کہ اگرچہ وہ فاطمی ہو اور اب خدا تعالےٰ پرہیزگاروں کا حال بیان کرتا ہے وَيُنَجِّي اللَّهُ اور نجات دیگا خدا الَّذِينَ اتَّقَوْا
ان لوگونکو کہ ڈرتے ہیں وہ اور پرہیز کرتے ہیں کفر اور گناہوں سے بِمَفَازَتِهِمْ بسبب نجات اور مراد پانے کے ایمان اور طاعت کی جہت سے اور اہل کوفہ نے سوائے
حفص کے مفازات پڑھا ہے جمع کا صیغہ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ نہ پہنچے گی اُنکو کوئی برائی اور سختی وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور نہ وہ غمگین ہونگے نعمت اور
لذت کے ہاتھ سے جانے سے اور اب اپنی قدرت کا حال بیان کرتا ہے اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ خدا پیدا کرنیوالا ہر چیز کا ہے وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اور وہ اوپر ہر چیز
وَكِيلٌ نگہبان ہے کہ اُسکا دخل اور تصرف ہر چیز میں ہے لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ واسطے اُسکے ہیں کنجیاں خزانوں آسمانوں اور
زمین کی یعنی وہ مالک تمام امور آسمانوں اور زمین کا ہے اور اُسکے غیر کو کسیطرح دخل اُسمیں نہیں ہے جیسے کہ کسیکے پاس کنجی خزانہ کی ہو تو وہ اپنے غیر کو اُسمیں دخل نہیں دیتا ہے اور
ابن عباس سے منقول ہے کہ کنجیاں روزیوں کی اُسکے پاس ہیں پس دروازے روزی کے جسکے واسطے چاہے کھولے اور جسکے واسطے مصلحت دیکھے روزی کا تنگ کرنا تو دروازے
روزی کے بند کرے اور کہتے ہیں کہ خزانے آسمان کے باران رحمت ہے اور خزانے زمین کے روئیدگی اور کنجی ان خزانوں کی اُسکے تصرف میں ہے جسقدر مینہ چاہے برسائے اور جسقدر گھاس
چاہے اُگائے اور حارث ہمدانی نے روایت کی ہے کہ مینے امیر المومنین علیہ السلام سے سنا ہے فرماتے تھے کہ مینے رسولخدا صلعم سے پوچھا کہ کنجیاں آسمان اور زمین کی کیا ہیں فرمایا کہ

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہو الاول والآخر والظاہر والباطن له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت
بیدہ الخیر وهو علی کل شیٔ قدیر یہ کلمے کہ جنمیں خدا تعالےٰ کی تسبیح اور حمد اور تکبیر کا بیان ہے یہ کنجیاں ہیں آسمانوں اور زمین کی خیر اور برکت کی اور جو کوئی صبح کے وقت ان
کلموں کو پڑھے اُسکے واسطے خدا تعالےٰ چھہ خصلتیں بخشے اوّل تو یہ کہ اُسکو ابلیس سے اور اُسکی لشکر سے محفوظ رکھے اور دوسرے یہ کہ کثرت سے ثواب اُسکو دے کہ کوہ اُحد سے زیادہ ہو اور تیسرے
یہ کہ اُسکو نیکوں کے درجہ کو پہنچائے اور چوتھی یہ کہ حور العین کو زوجہ اُسکی کرے اور پانچویں یہ کہ بارہ ہزار فرشتوں کو خدا تعالےٰ حکم فرمائے کہ ان کلموں کو اُس سے سنکر ایک ورق میں لکھیں
تاکہ قیامت کے دن اُسکی واسطے گواہی دیویں اور چھٹے یہ کہ ثواب توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن کے پڑھنے کا اُسکو دیویں اور ایسا ہو کہ حج اور عمرہ مقبول اُسنے کیا ہو اور
اگر اُس دن میں مریگا تو شہدا میں سے ہو اور اب کفار کے حال میں خدا تعالےٰ بیان فرماتا ہے کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور انکار کیا اُنہوں نے
بِآيَاتِ اللَّهِ ساتھ نشانیوں قدرت خدا کی أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ یہ لوگ وہی نقصان پانیوالے ہیں قیامت کے دن کہ اُنہوں نے بہشت کی نعمتوں کے
عوض میں عذاب دوزخ کو خرید کیا ہے اور حکم کرتا ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان مشرکین سے کہ جو تجھکو اپنے دین کیطرف بلاتے ہیں أَفَغَيْرَ اللَّهِ کیا پس غیر خدا کو
تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ حکم کرتے ہو تم مجھکو کہ پرستش کروں میں بعد اسکے کہ دلیلیں روشن اُسکی توحید اور قدرت پر دلالت کرتی ہیں أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ
اے جاہلو اور نہ جاننے والو انجام کار کو اور اہل مدینہ نے تامرونی کو ساتھ نون خفیفہ کے پڑھا ہے اور یا کو فتح سے اور ابن عامر نے دو نون سے تامرونّنی پڑھا ہے اور یا کو ساکن
اور ابن کثیر نے نون مشدد اور یا مفتوحہ پڑھا ہے اور باقیوں نے نون مشدد اور یا ساکن سے پڑھا ہے اور اب اپنے حبیب کیطرف خطاب کرتا ہے کہ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ
اور البتہ تحقیق وحی کی گئی ہے طرف تیرے وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اور طرف ان لوگونکی کہ پہلے تجھسے تھے یعنی تجھسے پہلے جو پیغمبر تھے مثل تیرے اُنکیطرف بھی
وحی کی گئی ہے اور تیریطرف بھی قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ لَئِنْ أَشْرَكْتَ البتہ اگر شرک کرے تو بر سبیل فرض اگرچہ تجھسے محال ہے تو اس صورت میں

لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ البتہ نابود ہو جاویگا عمل تیرا وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ البتہ ہوگا تو نقصان پانیوالونمیں سے یعنی اگر تو شرک کریگا تو کوئی وقت تک تو
کوئی عمل تیرا قبول نہوا اور ثواب اس عمل کا تجھکو حاصل نہو پس پیروی مشرکونکی مت کرو اور انکی بہکانے سے اپنے طریق کو مت چھوڑو اس کلام میں اگرچہ خطاب حضرت کی
طرف ہے لیکن تنبیہ اپنی بندونکو کرتا ہے کہ جو کوئی شریک کریگا عبادت میں سوا خدا کے اسکی غیر کو تو وہ عبادت سے مستحق ثواب کا نہوگا اسواسطے کہ ثواب کا حاصل ہونا موقوف ہے
عمل کے خالص واسطے خدا کے ہونے پر نہ یہ کہ دوسرے کی بھی آمیزش اسمیں ہو اور مراد عمل کے حبط اور نابود ہونیسے یہان یہی ہے کہ اس عمل کے کرنیسے مستحق ثواب کا نہ ہوگا
بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ بلکہ خدا کو پس عبادت کر تو وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ اور ہو تو شکر کرنیوالونمیں سے نعمت توحید اور عمل خالص پر وَمَا قَدَرُوا
اللّٰهَ اور نہ بزرگی کی انہوں نے خدا کی حَقَّ قَدْرِهٖ حق بزرگی اسکی جسطرح سے کہ وہ لائق بزرگی کرنے کے ہے بلکہ اسکی عبادت میں اسکی غیر کو انہوں نے
شریک کیا اور یا یہ کہ نہ تعریف کی انہوں نے اسکی جیسے کہ وہ سزاوار تعریف کا ہے اسواسطے کہ انہوں نے انکار کیا اسکی قدرت کا کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا ہے اور
حق میں اسکی بیان کیا انہوں نے خلقت کو اسنے عبث پیدا کیا ہے اور وہ عاجز ہے دوبارہ اسکے پیدا کرنیسے وَالْأَرْضُ جَمِيعًا اور زمین سب قَبْضَتُهٗ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ قبضہ میں اسکی ہے دن قیامت کے اور جمیعا حال واقع ہوا ہے اور عامل اسکا محذوف ہے وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهٖ اور آسمان
لپٹے ہوئے ہیں ساتھ ہاتھ قدرت اسکی کے مقصود اس سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اسکی قدرت کے آگے کچھ حقیقت نہیں رکھتی زمین تو باوجود اسقدر بڑی ہونیکے ایسی ہے کہ جیسے
کوئی کسی چیز کو مٹھی میں پکڑ لے اور آسمان ایسے ہیں کہ جیسے کوئی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے لپیٹ لیوے اور اسطرح سے بیان کرنا کنایہ ہے تمثیل کے واسطے اور مراد اس سے ظاہر
کرنا اپنی قدرت کا ہے اور جسوقت کہ وہ ایسا ہے تو سُبْحٰنَهٗ پاک ہے وہ خدا وَتَعٰلٰى اور بلند مرتبہ ہے عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں وہ
مشرکین کہ اسکی غیر کو اسکا شریک کرتے ہیں اور اب قیامت کے حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ اور پھونکا جائیگا بیچ صور کے یہ پہلا صور ہے کہ
جسکو اسرافیل پھونکینگے اور ذکر اسکا سورۂ یٰسین میں ہو لیا ہے فَصَعِقَ پس بیہوش ہو جاوینگے یعنی مرجاوینگے اسکی سختی آواز کی سننے سے مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
جو کوئی کہ بیچ آسمانونکے ہے ملائکہ وغیرہ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ اور جو کوئی کہ بیچ زمین کے ہے إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مگر جسکو چاہے خدا وہ اس آواز سے نہ مریگا
جیسے کہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور حاملان عرش اور بعضی روایتیں جناب رسولخدا صلعم سے ہے کہ شہدا اپنی تلواریں گلے میں ڈالے ہوئے ہونگے گرد عرش کے
یہ بھی اس آواز سے نہ مرینگے ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى پھر پھونکی جاوے بیچ اس صور کے دوسری پھونک یہ صور دوسرا ہے کہ اسمیں سب زندہ ہو جاوینگے اور کہتے ہیں کہ
درمیان دونوں صورونکی چالیس برس کا فاصلہ ہوگا پس جسوقت دوسرا صور پھونکا جائیگا تو فَإِذَا هُمْ پس ناگاہ وہ قِيَامٌ کھڑے ہونیوالے ہونگے اور قبروں سے اٹھنیوالے کہ
يَنْظُرُونَ نظر کرینگے اور دیکھینگے اپنی چاروں طرف حیران ہوکر کہ اسوقت انتظار کرینگے کہ دیکھیں ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے اور ہمکو کیا حکم ہوتا ہے اور منقول ہے کہ حضرت
سجاد علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ درمیان دونوں پھونکوں صور کے پہلی اور دوسری کے کسقدر فاصلہ ہوگا فرمایا کہ جسقدر کہ خدا چاہے اور پوچھا کسی نے کہ اے فرزند رسولخدا
کیونکر پھونکا جائیگا صور فرمایا کہ جسوقت پہلا صور پھونکا جائیگا تو اسکی کیفیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسرافیل کو حکم کریگا وہ دنیا میں آئیگا آسمان سے اور اسکی پاس صور ہوگا
اور اسکے دو سرے ہونگے ایک اوپر اور ایک نیچے اور فرق درمیان دونوں سرونکے ایسا ہوگا کہ جیسے زمین و آسمان میں فرق ہے اور جسوقت ملائکہ اسرافیل کو دیکھینگے کہ
دنیا کیطرف جاتا ہے اور ہمراہ اسکے صور ہے تو کہینگے کہ خدا تعالیٰ نے زمین کے اور آسمان کے باشندونکی موت کا اسکو حکم دیا ہے پس اسرافیل بیت المقدس کے حظیرہ پر اتریگا اور
کعبہ کیطرف اسکا منہ ہوگا اور جسوقت زمین کے رہنے والے اسکو دیکھینگے تو کہینگے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو زمین کے باشندونکی موت کا حکم دیا ہے پس اسرافیل صور میں ایک پھونک ماریگا
اور اس صور میں سے آواز اسطرف میں سے نکلی زمین کی جو طرف کہ اسکی زمین سے متصل ہے پس کوئی جاندار زمین پر باقی نرہیگا کہ جسقدر ہیں سب مرجاوینگے اور بعد اسکی اس طرف سے آواز
نکلیگی جو طرف کہ اس صور کی آسمان سے متصل ہے اور اس آواز سے جسقدر کہ جاندار آسمان پر ہیں سب مرجاوینگے مگر اسرافیل کہ وہ باقی رہیگا پس فرمائیگا خدا تعالیٰ اسرافیل کو کہ
مرجا تو وہ بھی مرجائیگا اور دیر کرینگے سب اسی طرح مردہ رہینگے جس مدت تک کہ خدا چاہے پھر حکم کریگا خدا تعالیٰ آسمانوں کو پس مضطرب ہونگے اور حرکت کرینگے اور حکم کریگا پہاڑونکو
پس روانہ ہونگے اور چلینگے اور یہ مراد ہے اس قول سے کہ يوم تمور السماء مورا وتسير الجبال سيرا اور بدلی جائیگی زمین اس زمین سے کہ جسپر گناہ نہیں ہوئے ہیں اور ایسی ظاہر اور کھلی
ہوئی ہوگی کہ اسپر نہ پہاڑ ہونگے اور نہ درخت ہونگے جیسے کہ پہلی مرتبہ بچھائی گئی تھی اور ہو جائیگا عرش اسکا پانی پر جیسے کہ اول مرتبہ تھا اسکی قدرت اور عظمت سے اسوقت

خدا تعالیٰ ندا کریگا اسطرح سے کہ سب آسمان کی طرف سنینگی اور کہیگا کہ کسکی واسطے ہے آج بادشاہی پھر کوئی جواب دیگا انکو اور اپنی قدرت سے آپ ہی کہیگا کہ مینے قہر کیا خلقت پر اور سبکو مار ڈالا میں ہی ہوں خدا نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوائے میرے کہ نہ کوئی میرا شریک ہے اور نہ وزیر ہے اور مینے اپنی دست قدرت سے خلقت کو پیدا کیا تھا اور مینے ہی انکو مار ڈالا اپنی خواہش سے اور میں ہی انکو زندہ کرونگا اپنی قدرت سے اور فرمایا امام علیہ السلام نے کہ پس پھونکیگا خدا صور دوسرا پس آواز نکلیگی اسطرف سے جو کہ متصل آسمان کے ہے جتنے باشندے آسمان کے ہیں سب زندہ ہو جائینگے اور زندہ ہونگے حاملان عرش اور حاضر ہونگے بہشت اور دوزخ اور خلقت حساب کے لئے جمع ہوگی راوی کہتا ہے کہ مینے امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا کہ یہ فرماکر بہت شدت سے روئے اور حضرت صادق علیہ السلام نے صور اول کے پھونکنے کی حالت میں فرمایا ہے کہ جسوقت پہلا صور پھونکا جائیگا تو زمین کے باشندے سب مر جائینگے اور بعد اسکے آسمان کے رہنے والے سب مر جائینگے اور کوئی باقی نہ رہیگا مگر ملک الموت اور حاملان عرش اور جبرئیل اور میکائیل اور ملک الموت خدا کے آگے کھڑا ہوگا اس سے کہا جائیگا کہ کون باقی رہا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ کون کون باقی رہا ہے لیکن ملک الموت سے پوچھیگا تو وہ جواب میں کہیگا کہ کوئی باقی نہیں رہا ہے مگر ملک الموت اور حاملان عرش اور جبرئیل اور میکائیل حکم ہوگا ملک الموت کو کہ کہہ تو جبرئیل اور میکائیل کو کہ مر جائیں اسوقت فرشتے کہینگے کہ خداوندا یہ تیرے رسول اور امین ہیں کہ تیرا حکم لیکر جاتے تھے فرمائیگا کہ مینے سب جانداروں کیطرف حکم مرنیکا دیا ہے اور بعد مرنے جبرئیل اور میکائیل کے پھر ملک الموت خداوند جبار کے آگے کھڑا ہوگا فرمائیگا خدا کہ اب کون باقی رہا ہے ملک الموت عرض کریگا کہ ملک الموت اور حاملان عرش کے سوائے کوئی باقی نہیں رہا ہے فرمائیگا کہ کہہ تو انسے کہ وہ بھی مر جائیں جسوقت کہ حاملان عرش بھی مر جائینگے تو ملک الموت غمگین اور بدحال ہوکر آگے کھڑا ہوگا اور آنکھ اپنی اوپر کو نہ اٹھائیگا فرمائیگا خدا تعالیٰ ملک الموت کون باقی ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار سوائے ملک الموت کے کوئی باقی نہیں رہا ہے فرمائیگا کہ مر جا تو وہ بھی مر جائیگا اور زمین کو اور آسمان کو اپنی دست قدرت میں پکڑکر فرمائیگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ ہمراہ میرے شریک مقرر کرتے تھے اور کہاں ہیں آج وہ لوگ کہ دوسرا معبود تجویز کرتے تھے اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ جس روز یہ معرکہ ہوگا وہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت خدا تعالیٰ خلقت کو زندہ کرکے اٹھانیکا ارادہ کریگا تو چالیس صباح مینہ برسائیگا سب ہڈیاں جمع ہوکر اپنی اپنی جگہہ ملجائینگی اور گوشت ہڈیوں پر اگیں گے اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روح اپنے مکان میں مقیم ہوگی روح نیک آدمی کی تو روشنی اور کشادگی میں ہوگی اور روح بد آدمی کی تنگی اور تاریکی میں ہوگی اور بدن مٹی ہو جائیگا مثل اسکے کہ جس سے پہلے پیدا ہوا تھا اور جو کچھ کہ درندوں اور جانوروں نے کھاکر اپنے پیٹوں سے باہر ڈالا ہے وہ مٹی میں خدا کے پاس سب محفوظ ہے اور ہر ایک ذرہ کو جانتا ہے وہ شخص کہ جس سے پوشیدہ نہیں ہوتا ہے برابر ذرہ کے زمین کی تاریکیوں میں اور جانتا ہے گنتی کو چیزوں کی اور وزن انکا اور مٹی روح والی چیزوں کی بمنزلہ طلا کے ہوگی خاک میں اور جسوقت خدا زندہ کرنا چاہیگا تو زمین پر مینہ برسیگا اور مٹی زمین کی مثل دہی کے بلوئی جائیگی پس مٹی آدمی کی مثل سونے کے نکل آئیگی جیسے کہ سونا مٹی میں سے دھوکر نکالتے ہیں اور مسکہ کو شیر سے بلوکر نکالتے ہیں پس مٹی ہر بدن کی جمع ہوکر اپنے بدن میں ملجائیگی اور قدرت خدا سے جو صورت کہ پہلی تھی بنجائیگی اور روح اسمیں داخل ہو جائیگی **وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ** اور روشن ہوویگی زمین یعنی میدان محشر کا روشن ہوویگا **بِنُورِ رَبِّهَا** ساتھ نور پروردگار اپنے کے مراد نور سے یہاں عدل اور انصاف ہے یعنی جیسے کہ ظلم کو تاریکی کہتے ہیں ایسے ہی عدل کو نور کہتے ہیں اور یہاں عدل کو نور کہا کہ اسدن نور حق ظاہر ہو جائیگا اور یا مراد نور سے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسدن ایک نور پیدا کریگا کہ اس سے زمین محشر کی بدون آفتاب اور مہتاب کے روشن ہو جائیگی **وَوُضِعَ الْكِتَابُ** اور رکھی جاویگی کتاب یعنی اعمال کی کتابیں حساب کے واسطے رکھی جاوینگی **وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ** اور لائے جاوینگے پیغمبر واسطے دعوی پہنچانے احکام خدا کے امتوں کو اور امتوں پر حجت پکڑنے کے واسطے **وَالشُّهَدَاءِ** اور گواہ لائے جاوینگے واسطے صحیح کرنے دعوی پیغمبری اور جھٹلانے امتوں کے لوگوں کو اور مراد ان گواہوں سے ملائکہ ہیں کہ آدمیوں پر مقرر ہیں انکے اعمال بد اور نیک لکھنے کیواسطے اور یا مومنین عادل مراد ہیں اور پہلے اس سے سورہ بقر میں گزرا ہے کہ مراد انسے ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں **وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ** اور حکم کیا جائیگا درمیان ان بندوں کے ساتھ حق کے یعنی ساتھ عدل اور راستی کے **وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ** اور وہ نہ ظلم کئے جائینگے کہ ثواب کسیکا کم کیا جاوے یا عذاب کسیکا زیادہ کیا جاوے بلکہ ثواب عمل سے زیادہ ملیگا اور عذاب موافق گناہ کے ہوگا **وَوُفِّيَتْ** اور پورا دیا جائیگا **كُلُّ نَفْسٍ** ہر نفس **مَا عَمِلَتْ** جزا اس چیز کی کہ عمل میں لایا ہے وہ نیکی یا بدی **وَهُوَ أَعْلَمُ** اور وہ خدا زیادہ جاننے والا ہے اور عالم ہے **بِمَا يَفْعَلُونَ** ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہیں وہ بندے نیک یا بد اور اس پر کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور ہر ایک کو جزا دیگا اس تفصیل سے کہ خدا بیان کرتا ہے **وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا** اور ہانکے جائینگے وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے ساتھ ذلت اور خواری کے **إِلَىٰ جَهَنَّمَ** طرف دوزخ کے

ع ۷
۴

زمرًا گروہ گروہ یہ حال واقع ہوگا یعنی ایک جماعت کو بعد ایک جماعت کے ہر جماعت کو اُنکی جنس کے ہمراہ دوزخ میں لیجائینگے نہایت خواری و رسوائی سے حَتّٰى اِذَا جَاءُوْهَا
یہانتک کہ جسوقت آئینگے وہ اُس دوزخ میں تو فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا کھولے جائینگے دروازے اُسکے اُنکے داخل ہونیکے واسطے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہینگے واسطے
اُن دوزخیوں کے نگہبان اُس دوزخ کے کہ وہ فرشتے ہیں مالک اور اُسکے زیر حکم جسقدر کہ فرشتے ہیں وہ اُن دوزخیوں سے وقت داخل ہونیکے کہینگے کہ اَلَمْ يَأْتِكُمْ
کیا نہیں آئے تھے رُسُلٌ مِّنْكُمْ پیغمبر تمہاری قوم میں سے کہ بحکم خدا يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ پڑھتے اوپر تمہارے اٰيٰتِ رَبِّكُمْ آیتیں پروردگار تمہارے
کی اور نشانیاں اُسکی قدرت کی بیان کرتے کہ جس سے تم خدا کو پہچانتے اور اُسکی طاعت کو اختیار کرتے وَيُنْذِرُوْنَكُمْ اور ڈراتے وہ تمکو لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
هٰذَا ملاقات کرنی اس دن تمہارے سے یعنی اس دن کی ملاقات کرنیسے تمکو ڈراتے قَالُوْا کہینگے وہ دوزخی اُن فرشتوں کی جواب میں کہ بَلٰى ہاں ہمارے پاس
پیغمبر آئے تھے اور انہوں نے ہمکو ڈرایا بھی تھا وَلٰكِنْ حَقَّتْ اور لیکن واجب ہوا كَلِمَةُ الْعَذَابِ سخن عذاب کا جو خدا نے فرمایا تھا عذاب کے واقع ہونیکا
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اوپر کافروں کے یعنی ہم جو باوجود موجود ہونے علامتوں توحید خدا کے اور ڈرانے پیغمبروں کے اپنے شرک سے نہ پھرے اس سبب سے لائق کلمۂ عذاب
کے ہوئے اور جسوقت فرشتے اس کلام کو اُنسے سنینگے تو قِيْلَ کہا جائیگا یعنی وہ فرشتے اُنسے کہینگے کہ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو تم دروازوں دوزخ
میں کہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہوگے بیچ اس دوزخ کے فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ پس بُری ہے دوزخ جگہہ تکبر اور سرکشی
کرنیوالوں کی اور اب مومنین کا حال بیان کرتا ہے کہ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اور روانہ کیے جائینگے وہ لوگ کہ پرہیز کیا ہے انہوں نے کفر اور گناہوں سے اور
ڈرتے ہیں وہ رَبَّهُمْ پروردگار اپنے سے اِلَى الْجَنَّةِ طرف بہشت کے زُمَرًا گروہ گروہ موافق اپنے اپنے مرتبے کے ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اپنے اپنے پیشوا
کے ہمراہ سے جنت میں ہر گروہ کا جسوقت ہو گزار رہا اور مرتضیٰ علی بھی چلے لیکے پنج یار رہا سو وقت اپنے فضل و کرم کی نگاہ سے ہمارا یار بھی علی کے محبوں میں کر شمار رہا
حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا یہانتک کہ جسوقت آئینگے وہ متقی اس بہشت میں نہایت خوشی سے اور اُسکے دروازہ پر پہنچیں وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا اور کھولے جائیں
دروازے اُسکے اُنکے داخل ہونیکے واسطے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اور کہیں واسطے اُنکے نگہبان اس بہشت کے رضوان وغیرہ کہ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سلامتی ہے
اوپر تمہارے اور رحمت جانب خدا سے کہ بیخوف ہوئے تم طِبْتُمْ پاک ہو تم دنیا میں گناہوں سے تو سبب اس کے کہ تم اس مرتبہ کو پہنچے اور یا یہ کہ پاکیزہ ہوئے تم مغفرت اور بخشش کے ساتھ
پہلے داخل ہونے سے اور فتحت اور فتحت کو دونوں کو اہل کوفہ نے تا کی تخفیف سے پڑھا ہے اور باقیوں نے تشدید سے اور واؤ وفتحت کی بعضے کہتے ہیں کہ زائد ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ
واو حالیہ ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے روایت کی ہے اپنے باپ سے اور اُنکی باپ نے اپنے باپ سے یہانتک کہ امیر المومنین علیہ السلام سے پس فرمایا حضرت علی نے کہ بہشت کے
آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ سے انبیاء داخل ہونگے اور صدیقین اور ایک دروازہ سے شہداء اور صالحین داخل ہونگے اور پانچ دروازوں سے ہمارے شیعہ اور دوست
داخل ہونگے اور میں صراط کے اوپر ٹھہرا ہونگا اور دعا کرتا ہونگا کہ اے پروردگار میرے سلامت رکھ تو میرے شیعوں اور دوستوں کو اور جنہوں نے میری نصرت کی ہے اور
امداد کی ہے وہ اُس شخص سے جو کہ مجھسے لڑا ہے فعل سے یا قول سے اور ایک دروازہ سے سب مسلمان داخل ہونگے جو کہ گواہی دیتا تھا لا الٰہ الا اللہ کی اور اُسکی دل میں برابر ذرہ کے
دشمنی ہم اہلبیت کی نہ تھی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کیطرف نیک گمان کرو اور جانو تم کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور عرض ہر دروازہ کا
چار سو برس کی راہ کا ہے ظاہر امر اور اُن آٹھ دروازوں سے آٹھ بہشتیں ہیں اور ہر بہشت کا عرض چار سو برس کی راہ کا ہوگا لیکن یہ بھی اسقدر زیادہ ہے اور اسکی حقیقت کو
خدا ہی جانتا ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت بہشتی بہشت کے دروازہ پر پہنچیں تو ایک درخت دیکھیں کہ اُسکے نیچے سے دو چشمہ جاری ہیں بہشتیوں کو حکم ہوگا کہ ایک چشمہ
میں غسل کرو جسوقت وہ غسل کریں تو تمام بدن اُنکا پاکیزہ اور لطیف ہو جائے اور بدن اُنکا پھر کبھی میل و چرک پیدا نہ کرے اور بال اُنکے پریشان
اور بکھرے ہوئے نہوں اور دوسرے چشمہ سے اُنکو پانی پلائیں تو دل اُنکا حسد اور کینہ سے اور عیبوں باطنی سے پاک اور صاف ہو جائے اور بعد اسکے بول و براز اور پسینہ اُنکی بدبو دار
نہو اور رنگ اُنکا دگرگوں نہو اور جو چیز کہ باعث دگرگوں ہونیکی ہے وہ ظاہر نہو اور اس سبب سے ملائکہ اُنکو کہیں کہ طبتم یعنی ظاہر اور باطن تمہارا پاک ہے فَادْخُلُوْهَا
پس داخل ہو تم اس بہشت میں خٰلِدِيْنَ ۝ کہ ہمیشہ رہنے والے ہو اور منقول ہے کہ جسوقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں تو جسطرح کہ کوئی سفر سے آتا ہے اور
اُسکے یگانے مہربان ہوتے ہیں اسطرح سے ایک شخص اُنکی غلاموں میں سے اُنکی عورتوں حور العین کو جاکر خبر کرے وہ عورتیں اُنکی پیشوائی کو محلوں سے باہر آئیں اور انہیں سلام کریں اور

بہشتیوں اور دوزخیوں کا حال

جسوقت وہ محلوں میں داخل ہوں تو دیکھیں کہ تخت جڑاؤ طرح طرح کے جواہر رکھے ہوئے ہیں اور فرش ریشمی بچھے ہوئے ہیں اور تکیے اوپر رکھے ہوئے ہیں اور دیواریں اُن محلوں کی ایک سونے کی اینٹ سے اور ایک چاندی کی اینٹ سے اور یاقوت سرخ اور موتی اور زبرجد سے چُنی ہوئی ہیں اور جسوقت وہ بہشتی وہاں پہنچیں اور تختوں پر مثل بادشاہوں کی بیٹھیں اور جسوقت آنکھ اُن زیب و زینت پر پڑے تو کہیں کہ الحمد للہ الذی ہدانا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ فرشتے انکو کہیں کہ تلک الجنۃ التی اورثتموہا بما کنتم تعملون وہ بہشتی ملائکہ کے قول کو سچا کریں **وَقَالُوا** اور کہیں وہ کہ **الْحَمْدُ لِلّٰهِ** سب تعریف و شکر واسطے خدا کے ہے **الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ** جسنے سچا کیا ہے وعدہ اپنی کو جو کہ زبانی پیغمبروں کے فرمایا تھا **وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ** اور وارث کیا ہمکو زمین بہشت کا کہ ہم اپنی قدرت اور اختیار سے **نَتَبَوَّأُ** جگہہ پکڑتے ہیں ہم **مِنَ الْجَنَّةِ** بہشت سے **حَيْثُ نَشَاءُ** جس جگہہ کہ چاہیں ہم اس سے اشارہ ہے طرف کثرت محلوں اور مکانوں کی اور حدیث میں آیا ہے کہ کم مرتبہ کا وہ مومن ہے کہ جسکے پاس ایک دنیا کے برابر بہشت ہو اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ ایسا کوئی نہیں ہے کہ جسکی واسطے بہشت میں مکان نہو خواہ مومن ہو خواہ کافر اور اگر کافر مرنے سے پہلے ایمان کو اختیار نکرے اور بحالت کفر میں جائے تو بندہ مومن اُسکی مکان کا وارث ہوتا ہے پس معنی آیت کے یہ ہوے کہ حقتعالے وارث کرتا ہے مومن کو کافر کے مکان کا **فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ** پس اچھی ہے مزدوری کام کرنیوالونکی اور ثواب و بدلا نیک عمل کرنیوالونکا کہ وہ بہشت کی نعمتیں ہیں **وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ** اور دیکھیگا تو اے محمد صلعم فرشتوں کو گھیرے ہوے **مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ** گرداگرد عرش کے سے یعنی جسوقت کہ تو آخرت میں اپنے اعتقاد نیک اور رسالت سے مرتبہ قرب کو پہنچیگا تو فرشتوں کو گرد عرش کے طواف کرتے ہوے دیکھیگا لذت سے تکلیف کی راہ سے نہ واسطے کہ وہاں تکلیف نہیں ہے اور وہ فرشتے وقت پھرنے گرد عرش کے **يُسَبِّحُونَ** پاکی سے یاد کرینگے خدا کو کہ وہ پاکیزگی نزدیک ملی ہوئی ہوگی **بِحَمْدِ رَبِّهِمْ** ساتھ تعریف پروردگار اُنکے یعنی کہینگے وہ کہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ اور خدا تعالی کی پاکیزگی بیان کرینگے ہر عیب و نقصان سے کہ جو لائق اُسکی ذات پاک کے نہیں ہے **وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ** اور حکم کیا جائے درمیان انکے یعنی خدا تعالے درمیان بندوں کے حکم کرے **بِالْحَقِّ** ساتھ حق کے کہ جو کوئی سزاوار جس مقام کا ہے بہشت کا یا دوزخ کا وہاں اُسکو بھیجے **وَقِيلَ** اور کہا جائے یعنی مومنین کہیں کہ **الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** سب تعریفیں واسطے خدا کے ہیں کہ پروردگار عالم کے لوگوں کا ہے اسکے حکم کرنے پر درمیان ہمارے حق اور راستی سے کہ ہر ایک کو موافق اعمال کے مناسب مقام میں لایا **سُورَةُ الْمُؤْمِنِ** یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں پچاسی آیتیں ہیں اور حٰم سات سورتیں ہیں اور یہاں سے شروع ہوئی ہیں اور جمع حٰم کی حوامیم ہے اور منقول ہے کہ حوامیم زیور قرآن کا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ ہر چیز کا ایک میوہ ہوتا ہے اور میوہ قرآن کا حوامیم ہے اور جو کوئی چاہے کہ بہشت کے باغ میں میوہ کھائے چاہیے کہ حوامیم کو پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ نماز شب میں پڑھے اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ حوامیم پھول قرآن کے ہیں پس چاہیے کہ اُسکی تلاوت پر شکر خدا کا کرو اسواسطے کہ جو بندہ مومن کہ اس سورت کو پڑھے اُسکی منہ میں سے خوشبو مشک اور عنبر کی آئے اور حقتعالے اُسپر رحمت کرے اور اُسکے تمام یگانوں اور ہمسایوں کو اُسکی تلاوت کی برکت سے رحمت میں غرق کرے اور عرش اور کرسی اور ملائکہ مقربین اُسکی واسطے بخشش چاہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حوامیم سات ہیں اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں کہ وہ جہنم اور حطمہ اور لظی اور سعیر اور سقر اور جحیم اور ہاویہ ہے پس جو کوئی ان سورتوں کو پڑھے ہر سورت ایک صورت میں بنکر دوزخ کے دروازہ پر کھڑی ہو اور اُسکے پڑھنے والے کو دوزخ میں نجانے دے اور منقول ہے کہ ہر چیز کا ایک خلاصہ ہے اور خلاصہ قرآن کا حوامیم ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو کوئی سورہ مومن کو پڑھے تین روز میں ایکبار حقتعالے اُسکی تمام گناہ پہلے اور پچھلے سب بخشے اور تقوی اور پرہیزگاری کو اُسکی لازم کردے اور نعمتیں بہشت کی اُسکو بخشش فرمائے اور اُسکی آخرت کو دنیا سے بہتر کرے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ حٰمٓ** ابن عباس سے منقول ہے کہ حٰم بزرگترین نام خدا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جن ناموں کے اول میں حا اور میم ہے اُن ناموں کا شروع ہے مثل حلیم اور حامد اور حمید اور حی اور حق اور حکیم اور حاکم اور حفیظ اور حافظ اور حنان کے اور مثل ملک اور ملیک اور مالک اور مجید اور ماجد اور مبدی اور معید اور معز اور مہیمن اور منان کے اور انس ابن مالک نے روایت کی ہے کہ ایکروز ایک اعرابی نے رسولخدا سے پوچھا کہ حٰم کیا چیز ہے کہ ہماری لغت میں نہیں ہے فرمایا کہ شروع ناموں پاک خدا کا اور سورتوں کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حا اور میم دو حرف ہیں درمیان میں حمن اور محمد کے پس یہ اشارہ ہے طرف ایک راز کے درمیان خدا اور پیغمبر کے اور کوئی پیغمبر مرسل سوائے خاتم النبیین کے اور ملک مقرب کے اس راز کو نہیں جانتا ہے اور سوائے اسکے اور قول بھی اسمیں ہیں لیکن سورہ بقر کے اول میں اسکی تحقیق ہو چکی ہے کہ حروف مقطعہ سے کیا مراد ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد اس سے

ربع

ع ٥

سورة المؤمن

الحمید المجید ہی آور بعضے کہتے ہیں کہ حم نام سورہ کا ہی اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے الف کو انکی امالہ پڑھا ہی اور باقیوں نے فتح سے تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ یہ نازل کرنا کتاب کا ہی مِنَ اللّٰهِ جانب خدا سے اور تنزیل خبر مبتدا محذوف کی ہی اور مبتدا بھی ہو سکتا ہی اور من اللہ خبر اسکی یعنی نازل کرنا کتاب کا خدا کی جانب سے ہے الْعَزِيْزِ کہ غالب ہے وہی بادشاہی میں الْعَلِيْمِ جاننے والا ہر چیز کا غَافِرِ الذَّنْبِ بخشنے والا گناہ کا اس شخص کے کہ جو بہ نیت خالص خدا اور رسول سے اعتقاد رکھتا ہو اور خدا کی طاعت میں مصروف ہو وَقَابِلِ التَّوْبِ اور قبول کرنیوالا توبہ کا واسطے مومن گنہگار کے اور واسطے مشرک کے اگر شرک کو اپنی ترک کرکے خدا اور پیغمبر پر ایمان لائے اور توب جمع توبہ کی ہی یا مصدر ہے شَدِيْدِ الْعِقَابِ سخت کرنیوالا عذاب کا واسطے اس شخص کے کہ جو ایمان لانیسے انکار کرے اور گناہوں سے توبہ نہ کرے اور اس صفت کا ذکر بعد مغفرت کے صفت کے واسطے ہے کہ بندہ مغفرت پر تکیہ کرکے گناہوں میں مشغول نہو بلکہ چاہیئے کہ امید اور خوف دونوں رکھے ذِي الطَّوْلِ صاحب فضل و احسان کا اپنے بندوں پر کہ طرح طرح کی نعمتیں بخشتا ہی اور یہ سب اللہ کی صفتیں بعد واقع ہوئی ہیں آور ابن عباس سے منقول ہی کہ خدا بخشنے والا ہی اس شخص کا کہ کہے لا الہ الا اللہ اور سخت کرنیوالا عذاب کا ہی اس شخص کو کہ جو نہ کہے لا الہ الا اللہ اور صاحب طول ہی یعنی بے نیازی اس سے کہ نہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوائے اس خدائے حق کے کہ جسمیں وہ صفات مذکورہ ہیں اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ طرف اسکی ہے پھر جانا سب کا واسطے جزائے اعمال کے کہ فرمانبردار کو تو درجات بلند عطا کرے اور نافرمانبردار کو عذاب میں گرفتار کرے اور جسوقت معلوم ہوا کہ قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے تو اسکی پیروی واجب ہے اور اسکی احکام پر عمل کرنا لازم ہے اور اسمیں جھگڑا اور چون و چرا کرنی حرام ہے مَا يُجَادِلُ نہیں جھگڑا کرتے ہیں فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بیچ آیتوں خدا کی کہ وہ آیتیں خدا کی ہیں اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مگر وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور خدا کی نعمت کا انہوں نے انکار کیا اور مراد اس جھگڑے سے وہ ہے کہ جو کفار قرآن کی دلیلوں کے دفع کرنیکے واسطے عناد اور انکار سے جھگڑا کرتے تھے اور حق کو ڈھانا چاہتے تھے نہ وہ جھگڑا کہ جو علما اسکی معانی کی تحقیق میں کرتے ہیں اور اس سے احکام کے نکالنے میں اور رنج راؤں کے دفع کرنیکے واسطے گفتگو کرتے ہیں اور جناب رسول خدا نے فرمایا ہی کہ لعنت کئے گئے ہیں جھگڑا کرنیوالے دین میں بزبان ستر پیغمبرونکی اور جو کوئی کہ جھگڑا کرے آیات خدا میں وہ کافر ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور دوسری روایت میں بھی ہی کہ جھگڑا کرنا قرآن میں کفر ہی اس سے بھی مراد جھگڑا باطل ہے نہ وہ جھگڑا کہ جو دین کے ثابت کرنیکے واسطے ہو اور عناد اور انکار والے لوگ باوجود حاصل ہونے نعمتوں الٰہی کے جو اپنی کفر اور انکار پر ہٹ کرتے تھے اس جہت سے فرماتا ہی کہ فَلَا يَغْرُرْكَ پس چاہئے کہ نہ فریب دیوے تجھکو اے محمد صلعم تَقَلُّبُهُمْ پھرنا ان کافروں کا فِي الْبِلَادِ بیچ شہروں کے واسطے تجارت کے کہ جو یہ شام کے اور یمن کے شہروں میں جاتے ہیں اور بڑے بڑے منافع حاصل کرتے ہیں اور تیری خاطر میں انکی تونگری اور مالداری دیکھکر یہ گزری کہ میں انکو یونہی چھوڑ دونگا اور انکی چند روز کے چھوڑ دینے سے یہ نہ جاننا چاہیئے کہ میں انکو عذاب نکرونگا بلکہ یہ انکے واسطے باعث زیادتی عذاب کا ہی اور انکا وہی حال ہوگا جیسے کہ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ جھٹلایا پہلے انکی قوم نوح نے وَالْاَحْزَابُ اور ٹولیوں نے مِنْ بَعْدِهِمْ پیچھے انکے پیغمبروں کو مثل قوم عاد اور ثمود کے اور غیر انکے وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ اور قصد کیا ہر امت نے بِرَسُوْلِهِمْ ساتھ پیغمبر اپنے کے لِيَاْخُذُوْهُ تاکہ پکڑیں وہ اسکو اور سزا دیویں اور قتل کریں وَجٰدَلُوْا اور جھگڑا کیا انہوں نے پیغمبروں سے بِالْبَاطِلِ ساتھ باطل گفتگو کے کہ تم پیغمبر نہیں ہو اور تم مثل ہمارے آدمی ہو اور فرشتوں کو آسمان سے پیغمبر کرکے کیوں نہ بھیجا اور یہ جھگڑا انکا ہو واسطے تھا پیغمبروں سے کہ لِيُدْحِضُوْا بِهِ تاکہ باطل کردیں ساتھ اس باطل گفتگو کے الْحَقَّ وہ سخن حق کو کہ جسکی پیروی واجب ہے فَاَخَذْتُهُمْ پس پکڑ لیا میں نے ان امتوں کو جو کہ پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے عذاب میں اور ہر امت کو ایک قسم کا عذاب یاد دیکھو تو کہ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ پس کیونکر تھا عذاب میرا انکو اور عقاب کے بعد یا متکلم محذوف ہی وَكَذٰلِكَ اور ویسی ہی یعنی جیسے کہ جب ہوا تھا عذاب میرا پہلی امتوں پر ایسی ہی حَقَّتْ ثابت ہوئی ہے كَلِمَتُ رَبِّكَ سخن عذاب پروردگار تیرے کا عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اوپر ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں تیری قوم میں سے اور تجھکو انہوں نے جھٹلایا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ واسطے اسکے کہ تحقیق وہ صاحب آتش دوزخ کے ہیں یعنی تحقیق وہ دوزخمیں رہنے والے ہیں اور انہم اصل میں لانہم ہی اور کلمۃ ربک کو اہل مدینہ اور ابن عامر نے کلمات ربک پڑھا ہے یعنی کفار پہلی امتوں کے اور حال کے سب دوزخمیں جلنے والے ہیں اور تیری جھٹلانے اور جھگڑا کرنیسے تجھکو کچھ نقصان نہیں ہے اور خدا کی طاعت و عبادت و تسبیح کرنیوالے بہت ہیں انجملہ الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وہ ہیں کہ اٹھاتے ہیں عرش کو بموجب حکم خدا کے

وَمَنْ حَوْلَہٗ اور جو کہ گرد اس عرش کے ہیں یعنی ہمیشہ طواف اسکا کرتے ہیں سب یُسَبِّحُوْنَ پاکیزگی سے یاد کرتے ہیں خدا کو اور تسبیح کرتے ہیں بِحَمْدِ رَبِّہِمْ ساتھ تعریف پروردگار اپنے کے وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ اور ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ اس خدا کے اور اعتقاد کرتے ہیں اسکی وحدانیت و قدرت اور پروردگار ہونیکا یہ کہ سب مخلوقات پاکیزہ اور تمام ملائکہ میں برگزیدہ اور خاص ہیں اور ذکر خدا میں اپنی زبان کو تر رکھتے ہیں پس جھگڑنے اور ترک عبادت کرنے ان کفار کے کسیکہ بدتر خلائق کے ہیں کچھ نقصان نہیں ہے اور عرش کو اب چار فرشتے اٹھاتے ہیں قیامت کے روز آٹھ اٹھائینگے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حکم کرتا ہے سب فرشتوں کو کہ وہ ہر صبح و شام عرش کے اٹھانیوالے فرشتوں کو سلام کرتے ہیں انکی تعظیم اور بزرگی کی جہت سے اور کہتے ہیں کہ پاؤں عرش کے اٹھانیوالوں کے ساتویں زمین میں ہیں اور سر انکے آسمانوں سے گزر گئے ہیں اور ہاتھ انکے اطراف سے باہر نکل گئے ہیں اور عاجزی اور زاری میں مشغول رہتے ہیں اور نہایت عاجزی سے سر اپنے نیچے ڈالے ہوئے ہیں اور نظر اپنی ہرگز اوپر کو نہیں کرتے ہیں اور حاملان عرش کہتے ہیں کہ سب فرشتوں سے زیادہ عاجزی کرنیوالے ہیں اور ساتویں آسمان کے فرشتے چھٹے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ عاجزی کرتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور چھٹے آسمان کے فرشتے پانچویں آسمان کے فرشتوں سے اور پانچویں آسمان کے فرشتے چوتھے آسمان کے فرشتوں سے اسیطرح اول آسمان تک اور حجاب سے منقول ہے کہ درمیان ملائکہ کے اور عرش الٰہی کے ستر ہزار حجاب ہیں اور تمام ملائکہ پیچھے ان حجابوں کے تسبیح خدا میں مشغول ہیں اور آسمان کے طبقوں میں اسقدر فرشتے ہیں کہ شمار انکی سوائے خدا تعالیٰ کے کسیکو معلوم نہیں ہے اور نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ بعضے فرشتے ایسے ہیں کہ ہمیشہ سجدہ میں رہتے ہیں اور یہ سب سے زیادہ مقرب درگاہ خدا ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ رکوع میں رہتے ہیں اور کبھی کھڑے نہیں ہوتے اور یہ حاملان عرش ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ صف باندھے ہوئے ہیں اور یہ وہ ہیں کہ جو گرد عرش کے رہتے ہیں اور بعضے تسبیح کرتے ہیں کہ ملائکہ عرش کیطرف نہیں دیکھتے ہیں اور یہ ایک لاکھ صف فرشتوں کی ہے کہ پیچھے ان فرشتوں کے ہیں کہ جو عرش کو گھیرے ہوئے ہیں اور وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے عرش کو ایک جوہر سبز سے پیدا کیا ہے اور ایک پایہ عرش کے دوسرے پایہ تک اسقدر فاصلہ ہے کہ اگر پرندہ بہت تیز اڑنیوالا تو وہ لاکھ برس اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آٹھ لاکھ برس تک اڑے تو ایک پایہ سے دوسرے پایہ تک پہنچے اور منقول ہے کہ حقتعالیٰ نے جسوقت عرش کو پیدا کیا تو تمام فرشتوں کو حکم پہنچا کہ اسکو اٹھاؤ اور حاملان عرش کے کاندھے پر رکھو جبرئیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ سبحان اللّٰہ اور میکائیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ الحمد للّٰہ اور اسرافیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ لا الٰہ الا اللّٰہ اور عزرائیل نے ایک گوشہ پکڑا اور کہا کہ اللّٰہ اکبر اور عرش کو ملائکہ نے اٹھا کر حاملان عرش کے کندھے پر رکھا اور جسوقت حاملان عرش کو اسکا بوجھ بہت بھاری معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم وہ گرانی اسکی نہایت سبک ہوگئی پس جو مومن بندہ کہ ان کلموں کو پکارے کہے تو ثواب حاملان عرش کا اور سب فرشتوں کا اسکی نامۂ اعمال میں لکھیں اور گرانی دنیا اور آخرت کی اوپر سبک ہو جائے اور رحمت خدا میں وہ غرق ہوا اور جابر بن عبد اللّٰہ انصاری نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مجھکو اذن دیا ہے کہ کچھ احوال عرش کا اور اسکے اٹھانیوالوں کا تم سے بیان کروں جانو تم کہ خدا تعالیٰ نے عرش کو جوہر سبز سے پیدا کیا ہے اور اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار سر ہیں اور ہر سر میں اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں اسکے سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے وہ سولہ لاکھ اور چھیاسٹھ ہزار لغت میں تسبیح خدا کرتا ہے اور ثواب اسکا میری امت کو بخشتا ہے اور اسقدر بڑا ہے عرش کہ خرقائیل کہ ایک فرشتہ ہے اور اسکے اسی ہزار پر ہیں اور ہر پر سے دوسرے پر تک اسی ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے اسکی خاطر میں گزرا کہ طول اور عرض عرش کا دریافت کروں خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ پروں کو میرے دو چند کر دے حقتعالیٰ نے قبول کیا اور وہ ایک لاکھ اور ساٹھ ہزار برس کی راہ اڑا اور اسی ہزار مرتبہ سست ہوا اور پھر خدا تعالیٰ سے مدد چاہی خطاب پہنچا کہ اے خرقائیل اگر تو تمام عالم کے گزر جانے تک پرواز کرے تو ایک پایہ عرش میرے سے بھی تو نے پرواز نہ کیا ہو خرقائیل نے کہا کہ سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ حقتعالیٰ نے حکم کیا میری امت کو کہ اس تسبیح کو سجدہ میں کہیں تاکہ ثواب خرقائیل کا انکو حاصل ہو اور حاملان عرش یعنی عرش کے اٹھانیوالے فرشتے اسقدر بڑے ہیں کہ ایک کان سے دوسرے کان تک ستر ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی چیز عرش سے زیادہ خوف کرنیوالی خدا سے نہیں ہے اور اسکی تسبیح میں سے ایک یہ ہے کہ اعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ و اعوذ باللّٰہ من سخط اللّٰہ و اعوذ باللّٰہ من نقمۃ اللّٰہ اور کہتے ہیں کہ جسوقت خدا تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو فرشتوں کی خاطر میں گزرا کہ کوئی چیز عرش سے زیادہ بھی بڑی ہوگی حقتعالیٰ نے ایک سانپ کو پیدا کیا کہ اسنے اپنی دم سے عرش کو چاروں طرف سے بیچ میں لیلیا اور ہنوز وہ عرش سے دو تہائی زیادہ تھا اور وہ ستر ہزار بازو رکھتا ہے اور ستر ہزار منہ

عرش کی عظمت اور حاملان عرش کی بزرگی

اور ہر منہ میں ستر ہزار دہن اور ہر دہن میں ستر ہزار زبان اور ہر زبان سے ستر ہزار لغت میں تسبیح کرتا ہی اور ثواب اسکا آل محمد کے شیعوں کو بخشتا ہی اور حاملان عرش بعد
تسبیح خدا کے مومنین کیواسطے عاقبت خیر کو خدا سے طلب کرتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ وَيَسْتَغْفِرُونَ اور بخشش چاہتی ہیں وہ فرشتے خدا سے لِلَّذِينَ
آمَنُوا واسطے ان لوگونکے کہ ایمان لائی ہیں اور بخشش چاہنے انکی نہایت عاجزی سے اس طرح سے ہی کہتے ہیں رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے وَسِعْتَ
كُلَّ شَيْءٍ شامل کیا ہی تونے ہر چیز کو رَحْمَةً وَعِلْمًا رحمت میں اور علم میں اور یہ دونو تمیز واقع ہوئے ہیں یعنی تیری رحمت اور علم تیرا سب چیز کو
پہنچا ہوا ہی فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا پس بخش تو واسطے ان لوگوں کے کہ توبہ کی ہی انہوں نے اور گناہوں سے پرہیز کیا ہی وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ اور
پیروی کی ہی انہوں نے راہ تیری کی کہ وہ راہ ایمان کی ہی وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ اور بچا تو انکو عذاب آگ جلانیوالی سے رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے رحم کر تو
توبہ کرنیوالوں پر وَأَدْخِلْهُمْ اور داخل کر تو انکو جَنَّاتِ عَدْنٍ بہشتوں عدن کی میں الَّتِي وہ بہشتیں کہ تونے محض اپنے فضل و کرم سے وَعَدْتَهُمْ
وعدہ کیا ہے تونے انسے زبانی پیغمبروں کی وَمَنْ صَلَحَ اور اس شخص کو کہ نیکی کی ہی اسنے مِنْ آبَائِهِمْ باپوں انکے میں سے اسکو داخل کر تو بہشت عدن کی اور گناہ
انکی بخش تو وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ اور عورتوں انکی کو اور اولاد انکی کو داخل کر تو بہشتوں میں عدن کے کہ وہ انسے انس پکڑیں اور سبب انکی خوشی کا اور باعث
انکی چشم کی روشنی کا اور خنکی کا ہو إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ تحقیق کہ تو ہی ہی غالب کہ کسی سے مغلوب اور عاجز نہیں ہوتا ہی الْحَكِيمُ وہ حکمت والا ہی کہ جو کچھ
کرتا ہی موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہی وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ اور نگاہ رکھ تو انکو برائیوں سے یا عذاب سے کہ باعث اسکا برائیاں اور گناہ ہیں وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ
اور جسکو بچائیگا تو عذابوں سے کہ وہ جزائیں برائیوں کی ہیں يَوْمَئِذٍ اسدن کہ وہ روز جزا کا ہی تو فَقَدْ رَحِمْتَهُ پس تحقیق رحم کیا تونے اسپر اور بخشش کی تونے کہ
جنت میں پہنچایا تونے اسکو اور یا یہ کہ جسکو بچایا تونے گناہوں سے توفیق عطا کر کے دنیا میں تو پس رحم کیا تونے اسپر جزا دینے کے روز میں اور عذاب سے نجات دی تونے اسکو وَذَٰلِكَ
اور وہ بچانا تیرا گناہ اور عذاب سے اور داخل کرنا بہشت میں هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ وہی مراد پانا بڑا ہی کہ وہ باعث راحت اور عیش ہمیشہ کا ہی اور بعد اسکے
مشرکین کے حال سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور نہ ایمان لائے خدا کی وحدانیت پر اور پیغمبر کی نبوت پر يُنَادَوْنَ
پکارے جاوینگے یعنی جسوقت کفار دوزخ میں جائیں تو اپنی نفسوں کو ملامت کریں اور اپنی نفسوں سے دشمنی کر کے کہیں کہ ہم کیوں نہ ایمان لائے جسوقت کہ ہمکو اختیار تھا ایمان لانیکا اسوقت
وہ کفار پکارے جائینگے اور ملائکہ اسوقت انکو پکارینگے اور انکو اپنے نفسوں کے ساتھ دشمنی کرتے ہوئے دیکھکر کہینگے کہ لَمَقْتُ اللَّهِ البتہ دشمنی خدا کی تمسے أَكْبَرُ بہت
بڑی ہے مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ دشمنی تمہاری سے نفسوں اپنوں کے إِذْ تُدْعَوْنَ جسوقت کہ بلائے جاتے تھے تم إِلَى الْإِيمَانِ طرف
ایمان کے تو فَتَكْفُرُونَ پس کفر کرتے تھے تم اور ایمان نہیں لاتے تھے تم اسوقت تم ایمان کیوں نہ لائے کہ خدا تمکو دشمن نہ رکھتا اور اب جو تم اپنے نفسوں سے دشمنی
کرتے ہو اس دشمنی تمہاری سے خدا کی دشمنی تمہارے ساتھ بہت بڑی ہی کہ جسوقت وہ تمکو ایمان لانیکو کہتا تھا اور تم کفر کرتے تھے قَالُوا رَبَّنَا کہینگے وہ کفار کہ
اے پروردگار ہمارے أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ مارا تونے ہمکو دو مرتبہ ایکمرتبہ تو جبکہ دنیا میں ہمکو تونے موت دی اور دوسرے مرتبہ قبر میں واسطے سوال و جواب نکیرین کے زندہ
کر کے موت دی وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ اور زندہ کیا تونے ہمکو دو مرتبہ اول تو قبر میں اور دوسرے مرتبہ قیامت کے روز اور ابن عباس کے نزدیک پہلا مارنا باپوں کی
پشتوں میں ہے جسوقت کہ نطفہ تھے اور دوسری بار مارنا وہ ہے کہ جو دنیا میں اپنی اجل سے مرے اور پہلا زندہ کرنا دنیا میں پیدا کرنا ہی اور دوسرا زندہ کرنا قیامت کے روز کا ہی
واسطے ثواب اور عذاب کے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا مارنا وہ تھا کہ اولاد آدم کو خدا تعالیٰ بروز الست انکے باپوں کی پشتوں سے باہر لایا تھا واسطے اقرار کروانے کے اور پھر
انکو مار ڈالا اور دوسرا مارنا دنیا میں وقت آنے اجل کے تھا اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ پہلا مارنا دنیا میں وقت آنے اجل کے ہو اور دوسرا مارنا رجعت میں بعد زندہ کرنیکے ہو
اور پہلا زندہ کرنا وقت رجعت کے ہو اور دوسرا زندہ کرنا قیامت کے روز ہو غرض یہ ہی کہ کفار عذاب کو دیکھکر ان چیزوں کا اقرار کرینگے جنکا کہ دنیا میں انکار کرتے تھے کہ سوال قبر
نہوگا اور خدا تعالیٰ پھر زندہ کر کے نہ اٹھائیگا اور اسوقت کہینگے کہ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا پس اقرار کیا ہمنے ساتھ گناہوں اپنے کے کہ ہمیں جھٹلانا عذاب قبر کا ہی
اور زندہ کرنا قیامت کے روز کا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ پس کیا ہی طرف نکلنے کی دوزخ سے مِنْ سَبِيلٍ کوئی راہ کہ اب ہم ایمان لائے ہیں اور اپنے
قصوروں کا اقرار کرتے ہیں ہمکو دوزخ سے نکالکر بہشت میں داخل کرنا چاہئے فرشتے انکے جواب میں کہینگے انکو کہ ذَٰلِكُمْ یہ عذاب تمکو لازم ہی بِأَنَّهُ بسبب اسکے کہ تحقیق

ع ۹

اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ جسوقت کہ پکارا جاتا تھا خدا وَحْدَہٗ تنہا بدون شرک کے جیسے کہ مسلمان کہتے تھے کہ لا الٰہ الا اللہ تو اُسوقت كَفَرْتُمْ کفر کرتے تھے تم اور
اُسکے ایک ہونیکا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداؤں کو ایک کر دیا اور وحدہ حال واقع ہوا ہے، وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ اور اگر شرک کیا جاتا تھا ساتھ
اُس خدا کے کہ تمہاری ہم طریق شرک کرتے تھے تو تُؤْمِنُوْا ایمان لاتے تھے تم اور اُسکے کہنے کا اعتقاد کرتے تھے فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ پس حکم واسطے خدا کے ہی آج کی
دن حق اور باطل کے فیصلہ کرنیمیں کہ جو فرمانبردار تھے انکو بہشت میں داخل کیا اور تم اپنی کفر کی جہت سے عذاب دوزخ میں گرفتار ہوئے اور اُسوقت عذاب کو دیکھکر
گناہونکی اقرار کرنیسے اور ایمان لانیسے کچھہ فائدہ نہیں ہے آج خدا نے اپنی عدالت سے تمکو سزا دی ہے تمہارے جرم کی عوض میں الْعَلِيِّ بلند مرتبہ ہی وہ خدا
اس سے کہ اُسکی کوئی شریک ہو الْكَبِيْرِ بزرگ ہی کہ کوئی چیز بزرگی میں اسکی برابر نہیں ہے پس سزاوار عبادت کے ہے چاہیے کہ وہی ہووے نہ غیر اُسکا اور باب اپنی
قدرت کو بیان کرتا ہے کہ هُوَ الَّذِيْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت کاملہ سے يُرِيْكُمْ دکھلاتا ہی تمکو اٰيٰتِهٖ نشانیاں اپنی قدرت کی کہ دلالت
کرتی ہیں اُسکی توحید پر وَيُنَزِّلُ لَكُمْ اور نازل کرتا ہی واسطے تمہارے مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا آسمان سے روزی کو یعنی باران رحمت کو کہ سبب روزی کا ہی اور یا
ملائکہ کو آسمان سے نازل کرتا ہی کہ وہ تدبیر روزی کی کرتے ہیں وَمَا يَتَذَكَّرُ اور نہیں نصیحت پکڑتا ہی اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ مگر وہ شخص کہ رجوع کرتا ہے طرف
خدا کے کہ انکار اور گناہ سے توبہ کر کے طاعت اور عبادت خدا میں مشغول ہوتا ہی فَادْعُوا اللّٰهَ پس پکارو تم خدا کو عبادت کر کے کہ مُخْلِصِيْنَ خالص
کرنیوالے ہو لَهُ الدِّيْنَ واسطے اُسکے دین کو کہ عبادت کرنیمیں کسیکو اُسکا شریک نہ کرو اور نہ ریا کو اُسکی عبادت میں دخل دو کہ بدون شرک کے خالص واسطے اُسکے
عبادت کرو وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگرچہ مکروہ جانیں کفار اور ناخوش ہوں تمہاری خالص عبادت سے جو کہ خدا کے واسطے تم کرتے ہو رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ
وہ بلند کرنیوالا درجونکا مخلوقات کے ہے معرفت اور طاعت کی جہت سے اور یہ خبر ہی مبتدا محذوف کی یعنی ہو رفیع الدرجات اور رفیع بمعنی رافع ہی اور ہر چند اُسکی
معرفت اور عبادت بہت زیادہ ہے کہ جو حق اُسکا ہی وہ کسی سے ادا نہیں ہو سکتا لیکن جسقدر زیادہ ہوگی اُسیقدر درجہ بلند ہوگا اور اسواسطے درجے انبیاء کے بلند
ہیں اولیاء سے اور درجے اولیاء کے بلند ہیں اور مومنین سے اور اسیطرح سب مومنین کے درجوں میں فرق ہی کہ کوئی تو اعلیٰ درجہ کا ہی اور کوئی اس سے کم کا اور کوئی اُس سے بھی
کم مرتبہ کا اور یہ فرق باعتبار طاعت اور پرہیزگاری کے ہی اور یا مراد درجات سے آسمان ہیں یعنی بلند کرنیوالا آسمانوں کا ہی ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر عرش تک
ذُو الْعَرْشِ صاحب عرش کا اور بادشاہی کا يُلْقِي الرُّوْحَ ڈالتا ہی روح کو یعنی روح القدس کو یا جبرئیل کو مِنْ اَمْرِهٖ حکم اپنے سے اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد روح سے وحی ہی اور روح اُسکو اسواسطے کہا کہ دل اُس سے زندہ ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے یہاں نبوت ہے کہ ڈالتا ہی اُسکو حکم اپنے سے عَلٰى
مَنْ يَّشَآءُ اوپر جس شخص کے کہ چاہتا ہے مِنْ عِبَادِهٖ بندوں اپنی میں سے لِيُنْذِرَ تاکہ ڈراوے وہ شخص کہ جسپر وحی یا فرشتہ نازل ہوتا ہے يَوْمَ
التَّلَاقِ دن ملاقات کرنے روحوں اور جسموں کے آپسمیں یا روز ملاقات کرنے اولین اور آخرین کے سے اور یا آسمان والوں اور زمین والوں کے سے اور یا ظالموں اور
مظلوموں کے سے اور مراد اس سے قیامت کا روز ہی يَوْمَ هُمْ جسدن کہ وہ آدمی بٰرِزُوْنَ ظاہر ہونیوالے ہونگے اور نکلنے والے قبروں سے اور کہتے ہیں کہ برہنہ
ہونگے کہ کوئی چیز اُنکی پوشیدہ نہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ برہنہ بدون ختنہ کئے ہوئے قبروں سے اُٹھینگے لَا يَخْفٰى نہ پوشیدہ ہوگی اُس روز عَلَى اللّٰهِ
اوپر خدا کے مِنْهُمْ اُن آدمیوں میں سے شَيْءٌ کوئی چیز نہ بدن انکی اور نہ اعمال اُنکے باوجود کثرت کے کہ علم خدا کا ہر چیز کو پہنچیگا اور موافق اعمال کے
سب کو جزا دیگا اور منقول ہے کہ خدا سب روحوں کو ایک جگہہ جمع کریگا اور آواز کریگا اسطرح سے کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ واسطے کس شخص کے ہی بادشاہی
آجکے دن کی اور روایات سے ثابت ہے کہ بعد صور اول کے اور پہلے صور دوسرے سے بھی اسطرح آواز کریگا اور جب کوئی جواب نہ دیگا تو خود ہی خدا تعالیٰ فرمائیگا لِلّٰهِ
الْوَاحِدِ واسطے خدا ایک کے کہ جو اپنی ذات میں یکتا ہی آج کے دن بادشاہی ہے الْقَهَّارِ قہر کرنیوالا اور توڑنیوالا بادشاہی سب دعویٰ کرنیوالوں اور
جھگڑا کرنیوالوں کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اُس روز کفار بھی اور اہل مذہب بھی خدا کی بادشاہی کا اقرار کرینگے اسواسطے سب متفق ہو کر کہینگے کہ خاص واسطے خدا کے ہی
بادشاہی اور اگرچہ بادشاہی ہمیشہ خدا کے واسطے ہے لیکن دنیا میں بعضے آدمی بھی بعضے امور کے بادشاہ ہوتے تھے اور اُس روز سوائے خدا کے کسیکو بادشاہی نہوگی اسواسطے فرمایگا
اور فائدہ اس آواز کرنیکا ظاہر کرنا اپنی وحدانیت اور سلطنت کاملہ کا ہے اور اُس روز کوئی دعوی بادشاہی کا نہ کریگا جیسا کہ بحسب ظاہر دنیا میں بعضے آدمی دعوی بادشاہی کا کرتے تھے

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى آج کے دن بدلا دیا جائیگا كُلُّ نَفْسٍۭ ہر نفس بِمَا كَسَبَتْ ساتھ اُس چیز کے کہ کسب کیا ہی اُسنے اور عمل کیا ہے نیک یا بد لَا
ظُلْمَ الْيَوْمَ نہیں ظلم ہی آج کے دن کہ نہ ثواب کسیکا کم کیا جائیگا اور نہ عذاب کسی پر زیادہ کیا جائیگا بلکہ موافق عمل کے جزا ملیگی اور نہ کسیکو دوسرے کے
گناہ میں گرفتار کرینگے اور نہ نیکی کی بدی جزا دیونگے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا سَرِيْعُ الْحِسَابِ جلد لینے والا حساب کا ہی کہ ایکمرتبہ ہی سب کا
حساب لیگا کسنے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ ایکمرتبہ ہی سب کا حساب کیونکر لیگا فرمایا کہ جیسے کہ ایکمرتبہ سب کو روزی دیتا ہی اور ایک شخص کا
حساب دوسرے شخص کے حساب کو منع نکریگا اور منقول ہی کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اُس روز کہیگا کہ میں بادشاہ جزا دینے والا ہوں سزاوار
نہیں ہے کسیکو بہشتیوں اور دوزخیوں سے کہ کسی پر ظلم کیا ہو اور وہ بہشت میں یا دوزخ میں داخل ہو یہانتک کہ میں بدلا ظلم کا اُس سے لوں اور بعد اسکے
یہ آیت تلاوت فرمائی کہ الیوم تجزی کل نفس اور اب بندوں کو اپنے خوف دلاتا ہی کہ وَاَنْذِرْهُمْ اور ڈرا تو اے محمد صلعم کافروں کو يَوْمَ
الْاٰزِفَةِ دن نزدیک آنیوالے سے یعنی قیامت کے دن سے کہ وہ نزدیک ہی اُس سے تو کافروں کو ڈرا اِذِ الْقُلُوْبُ جسوقت کہ دل لوگوں کے خوف اور
وحشت سے اُس روز کے لَدَى الْحَنَاجِرِ نزدیک حلقوں کے ہونگے نہ باہر نکلینگے اور نہ نیچے کو پھرینگے كٰظِمِيْنَ کہ غم اور غصہ میں بھرے ہوئے ہونگے
اُس روز اور یہ حال واقع ہوا ہی مَا لِلظّٰلِمِيْنَ نہیں ہے واسطے ظلم کرنیوالوں کے قیامت کے دن مِنْ حَمِيْمٍ کوئی یگانہ مہربان کہ عذاب
اُنسے دفع کرے وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ اور نہ سفارش کرنیوالا کہ کہا مانا جاوے وہ یعنی ایسا شخص کہ سفارش اسکی قبول کیجاے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے کہ گناہ کرے اور بعد اسکے وہ گناہ اُسکو بُرا نہ معلوم ہو اور اُس پر نادم نہو اور تحقیق فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ کفایت کرتی ہی توبہ کے واسطے
ندامت اور پشیمانی بعد گناہ کے اور فرمایا کہ جس شخص کو خوش کرے نیکی کرنی اور رنجیدہ اور پشیمان کرے بدی کرنی پس وہ مومن ہے اسواسطے کہ جو کوئی کہ نہ پشیمان ہو
اپنے گناہ پر کہ جو اُسنے کیا ہی تو پس وہ مومن نہیں ہے اور نہیں واجب ہے واسطے اُسکے شفاعت اور وہ ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع
يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ جانتا ہی خدا چوری سے نظر کرنی آنکھوں کو اور خائنہ مصدر ہے مثل کاذبہ کے اور بعضے کہتے ہیں کہ خائنہ صفت اعین کی ہی اسکو
مضاف کر دیا ہے طرف اعین کے یعنی خدا جانتا ہی آنکھوں خیانت کرنیوالیوں کو جو کہ چوری سے نظر کرتے ہیں اُس چیز پر کہ جسپر نظر کرنی حرام ہے اور ابن عباس سے منقول
ہی کہ خیانت اور چوری آنکھ کی وہ ہی کہ ایک مرد درمیان ایک جماعت کے بیٹھا ہو اور کوئی عورت ادھر سے گذرے وہ مرد اُس عورت کیطرف پوشیدگی سے نظر کرے اور
کن انکھیوں سے اُسکو دیکھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے خائنۃ الاعین کی معنی میں فرمایا ہی کہ کسی چیز کیطرف اسطرح سے نظر کرے کہ گویا کہ نہیں نظر کرتا ہی پس خدا پر
کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے وہ جانتا ہی چوری سے نظر کرنیکو وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ اور اُس چیز کو کہ پوشیدہ رکھتے ہیں سینہ میں یعنی جو چیز کہ
آدمی کے دل میں ہی اُسکو بھی جانتا ہی اور فرماتا ہی کہ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ اور خدا حکم کرتا ہی بِالْحَقِّ ساتھ حق اور راستی کے جزا دینے میں اعمال نیک
اور بد کے اور ظلم کسی پر نہیں کرتا ہی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اور وہ لوگ کہ پکارتے ہیں یعنی پرستش کرتے ہیں مِنْ دُوْنِهٖ سوائے اُس خدا کے غیر کو تو وہ غیر
لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ نہیں حکم کرتے ہیں ساتھ کسی چیز کے اسواسطے کہ وہ پتھر ہیں وہ کیا حکم کرینگے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا هُوَ السَّمِيْعُ وہ
سُننے والا ہی بندوں کی باتوں کو الْبَصِيْرُ دیکھنے والا آگاہ اُنکے فعلوں کو کہ از انجملہ چوری سے نظر کرتے ہیں اور اسواسطے تنبیہ مشرکوں کی فرماتا ہی کہ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا کیا
نہیں سیر کی ہے ہیں وہ کفار قریش فِى الْاَرْضِ بیچ زمین شام اور یمن کے واسطے تجارت کے فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ پس دیکھیں کہ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ
الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ انجام اُن لوگوں کا کہ تھے وہ پہلے اُنسے کہ پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے مثل عاد اور ثمود کے کہ شہر ان لوگوں کے رستہ میں ہیں كَانُوْا
هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ تھے وہ زیادہ سخت اور قوی اُن لوگوں سے قُوَّةً قوتیں وَّاٰثَارًا اور نشانیوں میں فِى الْاَرْضِ بیچ زمین کے کہ بڑے
بڑے قلعہ اور مکان اور شہر بنائے تھے اور قوۃ اور آثار انمیں واقع ہوئے ہیں یعنی ایسے قوی اور زبردست آدمی تھے اور عذاب سے بچنا نہو سکا جسوقت عذاب اُنپر
نازل ہوا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑ لیا اُنکو خدا نے عذاب میں بِذُنُوْبِهِمْ بسبب گناہوں اُنکے کے اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار کرکے اُنکو ہلاک کیا
وَمَا كَانَ لَهُمْ اور نہ تھا واسطے اُنکے مِّنَ اللّٰهِ عذاب خدا سے مِنْ وَّاقٍ کوئی بچانیوالا کہ عذاب اُنسے دفع کرے ذٰلِكَ وہ پکڑنا اور عذاب کرنا

ع ۱۱ ۲

بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ بسبب اسکے تھا کہ تحقیق وہ تھی کہ لاتے تھے انکے پاس رُسُلُهُمْ پیغمبر انکے بِالْبَيِّنٰتِ ساتھ دلیلوں اور معجزوں کے
فَكَفَرُوْا پس کفر کیا ان لوگوں نے اور ان پیغمبروں کا انکار کیا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ پس پکڑا انکو خدا نے عذاب میں اِنَّهٗ قَوِيٌّ تحقیق کہ وہ خدا
زبردست ہے اور ہر ایک امر کی قدرت رکھتا ہے پکڑنیکی اور ہلاک کرنیکی شَدِيْدُ الْعِقَابِ سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اور بعد اسکے واسطے تنبیہ مشرکوں کی قصہ
موسیٰ اور خرقیل اور فرعون کا بیان کرتا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے موسیٰ کو بِاٰيٰتِنَا ساتھ نشانیوں قدرت اپنی کے کہ وہ
نو معجزے تھے جنکا ذکر سورۂ اعراف میں ہو گیا ہے پس ان معجزوں کے ساتھ بھیجا ہمنے موسیٰ کو وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور ساتھ حجت ظاہر اور معجزہ روشن کے کہ وہ سانپ
ہو جانا عصا کا تھا یا پھٹنا دریا کا یا دوسری دلیلیں توحید کی تھیں اسی ایسے کامل معجزے دیکر ہمنے موسیٰ کو بھیجا اِلٰى فِرْعَوْنَ طرف فرعون کے کہ
بادشاہ مصر کا تھا اور دعویٰ خدائی کا کرتا تھا اور حد سے گزر گیا تھا اسکی طرف ہمنے موسیٰ کو بھیجا وَهَامٰنَ اور ہامان کیطرف کہ وہ وزیر فرعون کا تھا
وَقَارُوْنَ اور قارون کیطرف کہ وہ خزانچی اور مشیر فرعون کا تھا اور عناد اور تکبر ان تینوں کا سب سے زیادہ جو تھا تو اسواسطے ان تینوں کو ذکر میں
خاص کیا پس جسوقت موسیٰ مصر میں آئے اور ان لوگوں کو معجزے دکھلائے تو انہوں نے سرکشی کی راہ سے انکار کیا فَقَالُوْا پس کہا انہوں نے کہ وہ موسیٰ سٰحِرٌ
جادوگر ہے اور جو کچھ کہ ہمکو خلاف عادت کے دکھلاتا ہے یہ جادو کی قسم سے ہے كَذَّابٌ دروغگو ہے اپنے دعوے میں کہ کہتا ہے کہ ایک خدا ہے اور میں اسکا رسول
ہوں اور اُسنے مجھکو تمہاری طرف بھیجا ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ پس جسوقت لایا وہ انکے پاس حق کو اور دین درست اور راست کو مِنْ عِنْدِنَا
نزدیک ہمارے سے تو اسوقت قَالُوا کہا ان لوگوں نے کہ اقْتُلُوْۤا قتل کرو تم اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بیٹوں ان لوگوں کو کہ ایمان لائے
ہیں وہ ہمراہ اس موسیٰ کے اور پہلے اس سے مذکور ہوا ہے کہ نجومیوں نے فرعون سے کہا تھا کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ اسکے ہاتھ سے تیری ہلاکت ہوگی
اسواسطے اُسنے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں بیٹا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالو اور جسوقت موسیٰ مصر میں آئے تو اسوقت بھی اسکی مصاحبوں نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل سے اگر
بیٹا پیدا ہو تو اسکو مار ڈالو تاکہ وہ بدحال رہیں اور موسیٰ کی مدد نکرنے پائیں اس سبب سے بنی اسرائیل کے لوگوں میں جسوقت بیٹا پیدا ہوتا تھا تو وہ قتل
ہوتا تھا لیکن انکو یہ خبر نہ تھی کہ وہ شخص کہ جس سے خوف تھا فرعون کی ہلاکت کا اور اسکی سلطنت کے جاتے رہنے کا وہ یہی موسیٰ ہے پس فرعون کے مصاحبوں نے
مشورہ دیا کہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرو پیدا ہوتے ہی وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ اور زندہ رکھو تم لڑکیوں انکی کو تاکہ قبطیوں کی عورتوں کی خدمت
کریں پس جب انہوں نے ایسا کیا تو خدا تعالیٰ نے انپر خون اور مینڈکیاں اور ٹڈیاں وغیرہ بھیجیں کہ جسکا ذکر سورۂ اعراف میں ہو گیا ہے اور مکر اور کید انکا چلنے
نہ پایا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اور نہیں ہے مکر کافروں کا نسبت مومنوں اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مگر بیچ گمراہی اور باطل
ہونے کے یعنی مکر انکا باطل اور برباد ہو گیا اور انہیں مکر سے کوئی فائدہ انکو حاصل نہوا اور فرعون باوجودیکہ جانتا تھا کہ موسیٰ پیغمبر ہے اور اُسکے
قتل کرنیسے بالکل ضرر ہے لیکن اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ لوگوں پر اسکا معجزہ ظاہر ہو جائے جرأت اور دلیری کرکے کہتا تھا کہ موسیٰ کو قتل کرنا چاہیے اور بعضے اسکی
اس حرکت کو منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ شخص نہیں ہے کہ جسکا خوف ہے بلکہ ایک جادوگر ہے وہ کیا کر سکتا ہے اور اگر تو اسکو مار ڈالیگا تو مصر کے لوگ کہینگے کہ
فرعون اسکا مقابلہ نکر سکا اور جسوقت عاجز ہوا اسکے مقابلے سے تو اسکو مار ڈالا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے اپنی قوم سے کہ
ذَرُوْنِيْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى چھوڑو تم مجھکو کہ قتل کروں میں موسیٰ کو لوگوں نے کہا کہ ایسا نہو کہ وہ شکایت اپنی خدا سے کرے اور اسکی جانب سے مجھکو ضرر پہنچے
فرعون نے کہا کہ میں اسکو قتل کرونگا اگرچہ وہ شکایت میری کرے وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اور چاہیے کہ پکارے وہ پروردگار اپنے کو تاکہ مجھکو ضرر پہنچاوے یا مجھکو
اسکے قتل کرنیسے منع کرے اور اگر میں اسکو قتل نکروں تو اِنِّيْۤ اَخَافُ تحقیق میں ڈرتا ہوں اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اس سے کہ بدل دیوے وہ
دین تمہارے کو اور میری پرستش سے لوگوں کو منع کرے اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ یا یہ کہ ظاہر کرے لوگوں کو اپنی طرف بلا کر اور ایک جمعیت کرکے فِي
الْاَرْضِ الْفَسَادَ بیچ زمین مصر کے فساد اور فتنہ کو اسواسطے کہ جسوقت اسکے ہمراہ بہت آدمی ہو جائینگے تو وہ ہم سے بمقابلہ پیش آئیگا اور جسوقت
دونو فرقوں میں جنگ اور جدال واقع ہو تو یہ ہو بیکار ہونے زراعتوں کا ہے اور کسب کرنا معاش کا بند ہوجائیگا اور باعث پریشانی اور خرابی کا ہوگا اور اہل مدینہ اور عجم نے

قصۂ موسیٰ و فرعون و ہامان و قارون

وان یظہر بغیر الف کے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور ابن عامر نے وان یظہر بفتح یا اور رفع فساد سے پڑھا ہے اور حفص اور یعقوب نے او ان یظہر بضم یا اور نصب فساد سے پڑھا ہے اور باقیوں نے
او ان یظہر بفتح یا اور رفع فساد سے پڑھا ہے اور جسوقت خبر موسیٰ کے قتل کی مشہور ہوئی تو بنی اسرائیل اسکو سنکر غمگین ہوئے اور قبطی خوش ہوئے **وَقَالَ مُوسٰٓى** اور
کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ **اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ وَرَبِّكُمْ** تحقیق میں نے پناہ پکڑی ہے ساتھ پروردگار اپنے کے اور پروردگار تمہارے کے **مِّنْ كُلِّ
مُتَكَبِّرٍ** بدی ہر تکبر کرنیوالے سے کہ وہ اپنی سرکشی کے سبب سے **لَّا يُؤْمِنُ** نہیں ایمان لاتا ہے **بِيَوْمِ الْحِسَابِ** ساتھ دن حساب کے یعنی ساتھ دن
آخرت کے تاکہ انکی شر کو مجھ سے دفع کرے اور فرعون نے بہت یاد دی کی تو بنی اسرائیل بہت بیتاب ہوئے اور صبر انکا جاتا رہا **وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ** اور کہا ایک مرد
مومن نے **مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ** لوگوں فرعون میں سے کہ وہ قبطیوں میں سے تھا اور نام اسکا خرقیل تھا اور موسیٰ پر وہ ایمان لایا تھا **يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ** چھپایا تھا
وہ ایمان اپنے کو کہ فرعون سے اور اسکی گروہ سے آدمیوں سے جو کہ اسکے دین پر تھے اور کہتے ہیں کہ وہ شخص مومن آل فرعون چچا کا بیٹا تھا اور ایک روایت میں امام رضا علیہ السلام
سے یہ ہے کہ وہ فرعون کے ماموں کا بیٹا تھا اور کہتے ہیں کہ سو برس یا چھ سو برس اسنے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا تھا اور تقیہ میں وہ بسر کرتا تھا اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ تقیہ دین میرا ہے اور دین باپوں میرے کا ہے نہیں دین ہے اس شخص کو واسطے کہ جسکے واسطے تقیہ نہیں ہے اور تقیہ سپر خدا کی ہے زمین میں اسواسطے کہ مومن آل فرعون
اگر اسلام کو ظاہر کرتا تو قتل کیا جاتا اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ صدیق تین شخص ہیں ایک مومن آل فرعون کہ نام اسکا خرقیل ہے اور دوسرا مومن آل یسین کہ نام اسکا
حبیب نجار ہے اور تیسرا علی بن ابیطالب اور ان تینوں نے تقیہ کیا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ قبطیوں میں سے سوائے خرقیل اور آسیہ زن فرعون کے کوئی ایمان نہ لایا
تھا اور خرقیل مومن آل فرعون نے دیکھا کہ قبطی موسیٰ کے قتل کے درپے ہیں تو از روئے انکار انکو کہا کہ **اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا** کیا قتل کرتے ہو تم یعنی ارادہ
مار ڈالنے کا کرتے ہو تم ایک مرد کا **اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ** اسواسطے کہ کہتا ہے وہ کہ پروردگار میرا خدا ہے نہ غیر اسکا **وَقَدْ جَآءَكُمْ** اور حال یہ ہے کہ
تحقیق لایا ہے وہ تمہارے پاس **بِالْبَيِّنٰتِ** معجزے روشن **مِنْ رَّبِّكُمْ** پروردگار تمہارے کے پاس سے کہ دلالت کرتے ہیں وہ معجزے اسکی راستی پر اور ویسا
ہی ظاہر معجزہ نہیں کہ عصا سانپ ہو جاتا ہے اور ہاتھ اسکا مثل آفتاب کے روشن ہوتا ہے تم کچھ تامل نہیں کرتے ہو **وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا** اور اگر ہووے وہ جھوٹا تو
فَعَلَيْهِ پس اوپر اسکے ہے **كَذِبُهٗ** وبال جھوٹ اسکا اور عذاب اسکا **وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا** اور اگر ہے وہ راست گو اپنی دعوی میں تو
کم سے کم **يُّصِبْكُمْ** پہنچیگا تمکو **بَعْضُ الَّذِىْ يَعِدُكُمْ** بعضا اسچیز کا کہ وعدہ کرتا ہے وہ تمسے یعنی وہ ہستی ہلاکت دنیا اور آخرت کا اور اسطرح کے
عذابکا وعدہ کرتا ہے اور اگر بالفرض وہ سب تمکو پہنچا تو بے شبہ بعضا اسکا کہ وہ ہلاک ہونا ہے وہ تو ضرور تمکو پہنچیگا اور یہ نہایت مبالغہ ہے ڈرانے میں اور انصاف ظاہر
کرنے میں دون تعصب کے اور اسواسطے کاذب ہونیکو پہلے بیان کیا ہے **اِنَّ اللّٰهَ** تحقیق کہ خدا **لَا يَهْدِىْ** نہیں ہدایت کرتا ہے یعنی توفیق نہیں دیتا ہے
طرف راہ نیک کے معجزوں کے وسیلہ سے بلکہ گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے **مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ** اس شخص کو کہ وہ حد سے گزرنیوالا **كَذَّابٌ** دروغگو ہے
خدائی کے دعوی میں اور مراد یہ کہ نہیں دکھلاتا ہے راہ نیک اس شخص کو کہ وہ حد سے گزرنیوالا دروغگو ہے نبوت کے دعوے میں یعنی اگر بالفرض موسیٰ حد سے گزرنیوالا دروغگو ہے
نبوت کے دعوی میں تو خدا تعالیٰ اسکو راہ راست نہ دکھلائیگا اور اسکو رسوا کریگا پس احتیاج اسکے قتل کی کیا ہے یہ تیسری دلیل خرقیل کی ہے **يٰقَوْمِ** اے گروہ میری
لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ واسطے تمہارے ہی بادشاہی آج کے دن کی **ظٰهِرِيْنَ** کہ غالب ہونیوالے ہو **فِى الْاَرْضِ** بیچ زمین مصر کے کہ سب ہی تمہارے
فرمانبردار ہیں کیا بنی اسرائیل اور کیا غیر انکے اور ظاہر یہ حال واقع ہوا ہے **فَمَنْ يَّنْصُرُنَا** پس کون مدد کریگا ہماری **مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ** عذاب خدا کے سے
اِنْ جَآءَنَا اگر آوے ہمارے تئیں موسیٰ کے قتل کرنیکے سبب سے پس چاہیئے کہ اسکی آزار کے درپے نہو اور اسکو قتل مت کرو پس جسوقت یہ نصیحت انکو سنائی تو **قَالَ فِرْعَوْنُ**
کہا فرعون نے خرقیل کو اور ان لوگوں کو کہ اسکی پاس تھے **مَآ اُرِيْكُمْ** نہیں دکھلاتا ہوں میں تمکو **اِلَّا مَآ اَرٰى** مگر وہ راہ کہ دیکھتا ہوں میں مصلحت اسکو کہ موسیٰ کو جھٹلانا
چاہیئے اور قتل کرنا چاہیئے اور میری خدائی پر اعتقاد رکھنا چاہیئے پس جو کچھ کہ میں بہتر دیکھتا ہوں وہی تمسے کہتا ہوں **وَمَآ اَهْدِيْكُمْ** اور نہیں راہ
دکھلاتا ہوں میں تمکو **اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ** مگر راہ حق اور راستی کی تاکہ تم واقف اور خبردار ہو جاؤ اور فرعون بے شبہ موسیٰ کو پیغمبر راست جانتا تھا معجزوں کی
جہت سے اس سبب سے پہنچ دل میں خوف کرتا تھا موسیٰ کی جانب سے لیکن ظاہر میں ایسا کہتا تھا تاکہ لوگوں کو خوف اسکا ظاہر نہو اور اگر یہ امر نہوتا تو موسیٰ کے قتل کا مشورہ کاہیکو کرتا

موسیٰ ایک آدمی تھا اس سے کیا خوف ہوتا بلکہ فرعون کو یہی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو یہ تیری بادشاہی کو بگاڑ دی اور حزقیل نے فرعون کا کلام سنا تو اسے نصیحت کرنی شروع کی
وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ اور کہا اس شخص نے کہ ایمان لایا تھا یعنی حزقیل نے کہا کہ یٰقَوْمِ اے قوم میری اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ تحقیق
میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہاری موسیٰ کے جھٹلانے کے سبب سے اور انکی قتل کرنیکے باعث سے مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ مثل روز ہلاک ہونے گروہوں
گزری ہوئی کے یعنی میں خوف کرتا ہوں کہ جو عذاب پہلی امتوں پر جھٹلانے اور قتل کرنیکے باعث سے نازل ہوا تھا کہیں تم بھی مثل انکی اس عذاب میں گرفتار ہو جاؤ
مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ مثل عادت قوم نوح کے کہ طوفان جزا انکی تھا وَّعَادٍ اور مثل عادت عاد کے کہ جزا انکی ہوائے سخت تھی جس سے وہ ہلاک ہوئے
وَّثَمُوْدَ اور مثل ثمود کے کہ وہ آواز سخت جبریل سے ہلاک ہوئے وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ اور وہ لوگ کہ پیچھے انکے تھے مثل قوم لوط اور اصحاب ایکہ وغیرہ
کہ یہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوئے ہیں یعنی عادت اور طریقہ خدا کا اسیطرح جاری رہا ہے کہ جسنے اسکے پیغمبر کو جھٹلایا یا قتل کیا ہے اسنے انکو بیخ اور بنیادوں سے اکھاڑ کر
پھینک دیا ہے اور مجھکو خوف ہے کہ اگر تم بھی ایسا کروگے مثل پہلے لوگوں کے تو عذاب میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ اور نہیں ہے خدا کہ ارادہ کرے
ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ظلم کو واسطے بندوں کے یعنی خدا نے اُنپر ظلم نہیں کیا ہے کہ بدون گناہ کے انکو عذاب کیا ہو بلکہ عدالت کی ہے انکے حق میں کیونکہ وہ اپنے اعمال بد کی
جہت سے ہلاک ہوئے ہیں تمکو بھی چاہیے کہ ظلم نکرو تاکہ عذاب سے محفوظ رہو اور اب عذاب آخرت سے ڈراتا ہے اسطرح سے کہ وَیٰقَوْمِ اور اے قوم میری اِنِّیْٓ
اَخَافُ عَلَیْكُمْ تحقیق میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے یَوْمَ التَّنَادِ عذاب ان آپس میں ندا کرنیکے سے یعنی قیامت کے دن سے کہ اسروز ہر ایک
دوسرے کو فریاد کرکے پکاریگا اور کوئی کسیکی فریاد کو نہ پہنچیگا اور ندا یہ کہ ندا آویگی کہ فلانا نیک ہے اور فلانا بد ہے اور ندا یہ کہ دوزخی بہشتیوں کو پکاریں کہ ہمپر
پانی گراؤ یا جو کچھ کہ تمکو روزی دی ہے خدا نے چنانچہ سورہ اعراف میں گزرا ہے یَوْمَ تُوَلُّوْنَ جسدن کہ پھیر جاؤ گے تم حساب کی جگہ سے
مُدْبِرِیْنَ پیٹھ پھیرنیوالے ہو کر طرف دوزخ کے اور ندا یہ کہ بھاگنیوالے ہو دوزخ سے اور مدبرین حال واقع ہوئے ہے مَا لَكُمْ نہیں ہو گا واسطے تمہارے
مِّنَ اللّٰهِ عذاب خدا سے مِنْ عَاصِمٍ کوئی بچانیوالا کہ عذاب کو تمسے دفع کرے اور تمکو اپنی حمایت میں رکھے وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ اور
جس کسیکو کہ گمراہی میں چھوڑ دے خدا اسکے عناد اور انکار کی جہت سے اور نہ تامل کرنے سے خدا کی وحدانیت کی دلیلوں میں فَمَا لَهٗ پس نہیں ہے واسطے اسکے
مِنْ هَادٍ کوئی راہ دکھلانیوالا کہ راہ راست کیطرف پہنچائے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ یُوْسُفُ اور البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس یوسف بن یعقوب
مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے بِالْبَیِّنٰتِ ساتھ دلیلوں روشن کی اور معجزوں ظاہر کے کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ کے زمانہ کا وہی فرعون یوسف کے زمانہ کا
تھا اور فرعون ایک گھوڑا قیمتی جو رکھتا تھا وہ مر گیا تھا اور یوسف کی دعا سے وہ گھوڑا زندہ ہو گیا تھا اس جہت سے فرعون یوسف پر ظاہر میں ایمان لایا تھا
اور بعد مرنے یوسف کے پھر فرعون ایمان سے پھر گیا تھا اور موسیٰ کے زمانہ تک وہ زندہ رہا تھا حزقیل کہتا ہے کہ یوسف پہلے اس سے تمہارے پاس آیا معجزہ لیکر ان
معجزوں میں سے ایک معجزہ یہ تھا کہ گھوڑے کو اسنے زندہ کر دیا تھا اور پہلے اس سے لڑکے شیر خوار نے انکی پاکدامنی کی گواہی دی تھی اور بعضوں کے نزدیک فرعون عہد موسیٰ
فرعون یوسف کی اولاد میں سے تھا پس حزقیل اسکی حال سے خبر دیتا کہ یوسف تمہارے پاس پیغمبر ہو کر آیا فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ پس ہمیشہ تھے تم بیچ شک کے
مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ اس چیز سے کہ لایا وہ تمہارے پاس تمکو وہ دلیلیں توحید کی اور احکام شرع کے تھے حَتّٰٓی اِذَا هَلَكَ یہانتک کہ جسوقت مر گیا وہ تو
قُلْتُمْ کہا تم نے آپس میں اُن دنوں حجت اور دلیل کے کہ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ ہرگز نہ بھیجیگا خدا مِنْۢ بَعْدِهٖ پیچھے اس یوسف کے رَسُوْلًا کسی پیغمبر کو
یعنی تمنے یہ کہا کہ جسوقت انکار یوسف کا ہمنے کیا اور انکی بات کو ہمنے نہ سنا تو اب کوئی ایسا نہ آئیگا کہ دعوی پیغمبری کا کرے پس اسطرح تم گمراہی میں رہے كَذٰلِكَ
ایسے ہی یعنی جیسے کہ تم شک اور حد سے گزرنیکی جہت سے گمراہی میں ہو ایسے ہی یُضِلُّ اللّٰهُ گمراہی میں پڑا رہنے دیتا خدا یتعالیٰ انکی شک اور عناد اور حد سے
گزرنیکی جہت سے اور توفیق نہیں بخشتا ہے مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ اس شخص کو کہ وہ حد سے گزرنیوالا ہے اپنی عناد اور انکار میں مُّرْتَابُۨ شک کرنیوالا
معجزات ظاہر اور روشن میں جو کہ توحید خدا اور نبوت پیغمبر پر دلالت کرتے ہیں بسبب وہم اور نہ تامل کرنیکی جہت سے ان معجزوں اور دلیلوں میں پس گمراہی میں پڑا رہنے
دیتا ہے خدا شک کرنیوالوں کو الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ ان لوگوں کو کہ جھگڑا کرتے ہیں بغیر کسی فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بیچ نشانیوں خدا کے اور انکی آیتوں کے

وضع کرنیمیں اور پوشیدہ کرنیمیں بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ بدون دلیل کے کہ آئی ہو انکی۔ بس بلکہ محض پیروی سے لوگوں کی جھگڑتے ہیں كَبُرَ بہت
بڑا ہی وہ جھگڑا کرنا مَقْتًا باعتبار دشمنی اور بغض کے عِنْدَ اللَّهِ نزدیک خدا کے وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا اور نزدیک اُن لوگوں کے کہ ایمان
لائے ہیں خدا اور رسول پر اور مقتا تمیز واقع ہوا ہے یعنی خدا بہت دشمن رکھتا ہے انکی جھگڑنے کو اور مومن بھی انکے دشمن ہیں اور انسے بیزار ہیں كَذَٰلِكَ ایسی ہی
یعنی جیسے کہ مُہر رکھی ہے خدا نے اُن لوگوں کے دلوں پر سو کہ وہ علامت ہو انکے کفر کی ایسے ہی يَطْبَعُ اللَّهُ مُہر رکھتا ہے خدا واسطے نشانی کفر کے عَلَىٰ كُلِّ
قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ اور پر ہر دل تکبر کرنیوالے سرکش کے کہ جسنے فرمانبرداری خدا کی سے سرکشی کی ہو اور غیروں سے اپنے تئیں بلند اور بزرگ جانتا ہو تا کہ
اُس علامت اور نشان سے فرشتے فرق کریں انمیں اور مومنین میں اور جسوقت خرقیل نے نصیحت کو یہانتک پہنچایا تو فرعون نے خوف کیا کہ کہیں ایسا نہو کہ یہ نصیحتیں لوگوں کے دلوں میں
اثر کریں لوگوں کو دوسرے امر میں مشغول کیا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَقَالَ فِرْعَوْنُ اور کہا فرعون نے اپنے وزیر سے کہ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي اے
ہامان بنا تو واسطے میرے یعنی معماروں کو تو حکم کر کہ وہ بنائیں واسطے میرے صَرْحًا ایک محل کو کہ وہ بہت بلند ہو لَعَلِّي شاید کہ میں أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ پہنچوں
راہوں کو أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ راہوں آسمانوں کو اور وہاں سے آسمانوں پر پہنچوں فَأَطَّلِعَ پس مطلع ہوؤں إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ طرف
خدائے موسیٰ کے اور دیکھوں میں اسکو اور اسکے احوال اور اوضاع کو دریافت کروں تاکہ موسیٰ کا دعویٰ معلوم ہو کہ وہ آسمان کے خدا کی خبر دیتا ہے اور حفص نے فاطلع کو
منصوب پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع پس فرعون نے ہامان سے کہا کہ تو میرے واسطے ایک محل بنا کہ میں اسپر چڑھکر آسمانوں پر پہنچوں اور موسیٰ کے خدا کو دیکھوں وَإِنِّي
لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا اور تحقیق میں گمان کرتا ہوں اُس موسیٰ کو دروغگو پیغمبری کے دعوے میں اور خدا ہونیمیں جو کہتا ہے کہ خدا ہے آسمان کا پیدا کرنیوالا اور
یہ گفتگو اسکی مکر کی جاہلوں کے دھوکا دینے کیواسطے تھی اور نہیں تو وہ خوب جانتا تھا کہ آسمان پر جانا ممکن نہیں ہے اور فرعون نے محل کا بنانا شروع کیا اور موسیٰ نے
اس حال سے مناجات کی خطاب آیا کہ غمگین مت ہو اور دیکھ تو کہ ہم کیا کرتے ہیں پس حق تعالیٰ نے بعد تیار ہونیکے اُس محل کو گرا دیا چنانچہ تفصیل اسکی سورۂ قصص میں گزر
گئی ہے وَكَذَٰلِكَ اور ایسی ہی یعنی جیسے کہ شیطان آراستہ کرتا ہے اعمال بد کو نظر میں سب کافروں کی ایسی ہی زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ آراستہ کی گئی تھی واسطے
فرعون کے سُوءُ عَمَلِهِ بدی عمل اسکی کی وَصُدَّ اور بند کیا گیا تھا وہ یعنی شیطان نے اسکو بند کیا تھا عَنِ السَّبِيلِ راہ حق اور راستے سے وَمَا كَيْدُ
فِرْعَوْنَ اور نہ تھا مکر فرعون کا محل کے بنانے میں لوگوں کو دھوکے میں ڈالکر اور باطل کرنیمیں موسیٰ کی دلیلوں کے إِلَّا فِي تَبَابٍ مگر بیچ تباہی اور
ہلاکت کے وَقَالَ الَّذِي آمَنَ اور کہا اُس شخص نے کہ ایمان لایا تھا یعنی خرقیل نے بعد ان قصوں فرعون کے کہا اپنی قوم کو لوگوں سے کہ يَا قَوْمِ
اے قوم میری اتَّبِعُونِ پیروی کرو تم میری أَهْدِكُمْ دکھلاؤنگا میں تمکو سَبِيلَ الرَّشَادِ راہ راستی کی اور طریق حق اور درستی کا
کہ وہ ایمان لانا ہے موسیٰ پر اور اسکو پیغمبر برحق خدا کا جاننا ہے يَا قَوْمِ اے قوم میری راہ درست یہ ہے کہ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا سوا
اسکے نہیں کہ یہ زندگانی دنیا کی مَتَاعٌ فائدہ تھوڑا ہے کہ جلد فنا ہو جائیگا اور وبال اُسکا باقی رہیگا وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ اور
تحقیق کہ آخرت وہ گھر ٹھیرنے اور آرام کرنے ہمیشگی کا ہے کہ اسکو کبھی کسیطرح سے فنا اور زوال نہیں ہے تعجب ہے کہ اس گھر فانی کو اُس گھر باقی پر اختیار کرتے ہو تم
مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً جو کوئی کہ عمل کرے برا فَلَا يُجْزَىٰ پس نہ بدلا دیا جائیگا وہ إِلَّا مِثْلَهَا مگر مانند اسکی اسواسطے کہ زیادہ اس سے ظلم ہے اور وہ
خدا پر روا نہیں ہے وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا اور جو کوئی کرے عمل کہ ہو نیک مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ مرد سے یا عورت سے یعنی وہ عمل کرنیوالا مرد ہو یا عورت ہو
وَهُوَ مُؤْمِنٌ اور حال یہ ہے کہ وہ مومن بھی ہے فَأُولَٰئِكَ پس یہ لوگ مومن نیک عمل کرنیوالے ہیں يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ داخل ہونگے بہشت میں
اور حفص نے یدخلون کو ضمہ یا اور فتح خا سے پڑھا ہے يُرْزَقُونَ فِيهَا روزی دیئے جائینگے وہ مومنین صالحین بیچ اُس بہشت کے ہر قسم کی نعمتوں کی بِغَيْرِ
حِسَابٍ بحساب اور بے شمار پس ثواب اعمال نیک کا چند در چند ہوگا زیادہ استحقاق سے اور جسوقت فرعون کے لوگوں نے یہ کلام خرقیل کا سنا تو سمجھے کہ خرقیل موسیٰ پر
ایمان لایا ہے اور فرعون کی پرستش سے دست بردار ہوا ہے اُسوقت خرقیل کو ملامت کرکے کہا کہ تعجب ہے تجھسے کہ فرعون کو چھوڑکر دوسرے شخص کی عبادت کو تو اختیار کرتا ہے
خرقیل نے پھر انکو نصیحت کرنی شروع کی اور کہا کہ وَيَا قَوْمِ اور اے قوم میری مَا لِي کیا ہے واسطے میرے کہ أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ بلاؤں میں تمکو

ع ۱۰

طرف نجات کے یعنی تمکو طرف اس امر کے مین بلاؤں کہ وہ موجب نجات کا ہی اور ایمان لانا خدا پر اور اسکی پیغمبرون پر ہے **وَتَدْعُونَنِيٓ إِلَى ٱلنَّارِ** اور بلاتے ہو تم مجھکو طرف
دوزخ کے یعنی طرف اس عمل کے کہ جو باعث ہی دوزخ مین جانیکا سو ظاہر کہ **تَدْعُونَنِي** بلاتے ہو تم مجھکو **لِأَكْفُرَ بِٱللَّهِ** تاکہ کفر کروں میں ساتھ خدا کے
وَأُشْرِكَ بِهِۦ اور شریک کروں میں ساتھ اسکے **مَا لَيْسَ لِي بِهِۦ** نہیں ہے واسطے میرے ساتھ اسکے خدا ہونیکے **عِلْمٌ** علم یعنی اُس کے خدا ہونیکو میں نہیں جانتا ہوں
اور خدا سوائے خدا کی معبود ہونیکی کوئی دلیل میرے پاس نہیں ہے پس وہ میرے کو اسکا شریک کیونکر کر دوں **وَأَنَا۠ أَدْعُوكُمْ** اور میں بلاتا ہوں تمکو **إِلَى ٱلْعَزِيزِ**
طرف خدا غالب کے کافروں کے عذاب کرنے پر **ٱلْغَفَّٰرِ** کہ بخشنے والا ہی گناہگاروں کا یعنی میں تمکو ایسے خدا کیطرف بلاتا ہوں کہ جسمیں سب خوبیاں ہیں اور
جو باتیں کہ خدا کیواسطے چاہئیں وہ اسمیں سب موجود ہیں علم اور قدرت اور غلبہ اور کافروں کی عذاب دینے پر وہ قادر ہے اسکا کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور اسکے سوائی اور
کوئی ایسا نہیں ہے **لَا جَرَمَ** بلا شبہہ **أَنَّمَا تَدْعُونَنِيٓ إِلَيْهِ** تحقیق وہ چیز کہ پکارتے ہو تم مجھکو طرف اسکے **لَيْسَ لَهُۥ دَعْوَةٌ** نہیں ہے واسطے
اسکے پکارنا یعنی تمہارے معبود سزاوار پکارنیکے اور پرستش کئے نہیں ہیں **فِي ٱلدُّنْيَا وَلَا فِي ٱلْءَاخِرَةِ** بیچ دنیا کے اور نہ بیچ آخرت کے کہ اُنکے
پکارنے کی نہ دنیا میں کوئی صحبہ ہی اور نہ آخرت میں اُنکے پکارنیکی کوئی وجہ ہی کہ وہ لیاقت ہی نہیں رکھتے ہیں کہ پکارے جائیں اور یا یہ کہ کسیکے پکارنیکو یہ قبول ہی نہیں
کر سکتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں **وَأَنَّ مَرَدَّنَآ** اور تحقیق پھرنا ہمارا سب کا **إِلَى ٱللَّهِ** طرف خدا کے ہی واسطے جزائی اعمال
نیک اور بد کے **وَأَنَّ ٱلْمُسْرِفِينَ** اور تحقیق حد سے گذر جانیوالے بسبب شرک کے اور خون ناحق کرنیوالے اور سوائی اسکے **هُمْ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ** وہ صاحب
آتش دوزخ کے ہیں اور ہمیشہ اسمیں رہنے والے **فَسَتَذْكُرُونَ** پس قریب ہے کہ یاد کروگے تم وقت دیکھنے عذاب کے **مَآ أَقُولُ لَكُمْ** اُس چیز کو کہ کہتا ہوں میں
واسطے تمہارے یعنی میری نصیحت کو تم بہت یاد کروگے اور جانوگے کہ وہ سچ کہتا تھا **وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى ٱللَّهِ** اور سپرد کرتا ہوں میں کام اپنی کو طرف خدا
کے اور اُسی پر توکل کرتا ہوں میں اور اسکی فضل اور لطف پر اعتماد کرتا ہوں تاکہ مجھکو محفوظ رکھے **إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرٌ** تحقیق کہ خدا دیکھنے والا ہی اور بینا ہے
بِٱلْعِبَادِ ساتھ بندوں کے کہ اُنکی فرمانبرداری اور نافرمانبرداری سب دیکھتا ہی **فَوَقَىٰهُ ٱللَّهُ** پس بچایا اسکو خدا نے **سَيِّـَٔاتِ مَا مَكَرُوا۟**
برائیوں سے اُس چیز کی کہ مکر کیا اُن فرعونیوں نے اور منقول ہے کہ حزقیل نے ایمان اپنے کو ظاہر کیا اور فرعون نے اُسکی قتل کا حکم دیا وہ وہاں سے بھاگ کر ایک پہاڑ میں کہ
مصر کی نواح میں تھا جا ٹھہرا اور عبادت خدا میں مشغول ہوا حقتعالی نے اُسکی حفاظت کے واسطے درندوں کو مقرر کیا کہ اسکے گرد کھڑے ہو کر اسکی پاسبانی کرتے تھے
اور یہ برکت سے اُس توکل کے تھا کہ اُسنے سب کام اپنے خدا کے سپرد کر دئے تھے اور بعض تفسیروں میں لکھا ہی کہ فرعون نے اپنی خواص کو بھیجا کہ اسکو پکڑ کر لائیں اور سزا دیں جب وہ
وہاں پہنچے تو دیکھا کہ نماز میں مشغول ہی اور درندے اسکی نگہبانی کرتے ہیں یہ دیکھکر ہراساں ہوا اور وہاں سے الٹے پھرے اور فرعون سے حال اُسکا بیان کیا فرعون نے
اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ یہ امر لوگوں کی کانوں تک پہنچے اُن خبر لانیوالوں کی قتل کا حکم دیا **وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرْعَوْنَ** اور گھیر لیا ہوا ساتھ لوگوں
فرعون کے جو کہ حزقیل کے قتل کرنے یا پکڑنیکو گئی تھے **سُوٓءُ ٱلْعَذَابِ** بدی عذاب کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ حزقیل اُن لوگونکو بلاتا
تھا طرف توحید کے اور نبوت موسیٰ کے اور طرف فضیلت محمد صلعم کے جمیع خلقت پر اور طرف فضیلت امیر المومنین کے اور اُسکی اولاد طیبین کے تمام اوصیا انبیا پر اور
طرف بیزاری کے فرعون کی خدائی سی پس لوگوں نے فرعون سے اُسکی چغلی کہائی اور کہا کہ حزقیل تیرے برخلاف لوگونکو بلاتا ہے اور تیری دشمنوں کی مدد کرتا ہی فرعون نے کہا کہ
وہ میرے چچا کا بیٹا ہی اور خلیفہ میرا ہے میری سلطنت پر اور ولیعہد میرا ہے اگر اُسنے یہ امر کیا ہی تو وہ لائق عذاب کے ہی میری نعمت کے کفر کرنیکی سبب سے اور اگر تم
جھوٹ کہتے ہو اور اسپر تہمت کرتے ہو تو تم مستحق عذاب کے ہوئے پس حزقیل کو لائی اور اُس سے پوچھا کہ کیا تو فرعون کی خدائی کا انکار کرتا ہے اور اُسکی نعمتوں کی
ناشکری کرتا ہے حزقیل نے یہ سنکر فرعون سے کہا کہ اے بادشاہ کبھی تونے میرا جھوٹ دیکھا ہی کہا کہ نہیں اور حزقیل نے لوگوں سے پوچھا کہ کون ہے پروردگار تمہارا اُنہوں نے
کہا کہ یہ فرعون اور پوچھا کہ کون ہے پیدا کرنیوالا تمہارا کہا کہ یہ فرعون اور پوچھا کہ کون ہے روزی دینے والا تمہارا کہا کہ یہ فرعون حزقیل نے کہا کہ اے بادشاہ میں
تجھکو گواہ کرتا ہوں اور ہر اُس شخص کو کہ تیرے پاس حاضر ہے تحقیق کہ جو پروردگار انکا ہی وہ پروردگار میرا ہے اور جو روزی دینے والا انکا ہی وہ روزی دینے والا میرا ہے
اور جو پیدا کرنیوالا انکا ہی وہ پیدا کرنیوالا میرا ہی اور سوائے اُسکی خالق اور رازق کے میرا کوئی خالق اور رازق نہیں ہے اور گواہ کرتا ہوں میں تجھکو اے بادشاہ اور اُس

شخص کو کہ یہاں حاضر ہی کہ میں بیزار ہوں اُس پروردگار اور خالق اور رازق سے کہ سوائے انکے پروردگار جو خالق اور رازق ہے خرقیل تو حقیقت میں خدا کو کہتا تھا
کہ وہ پروردگار خالق اور رازق ہے اسواسطے کہ واقع میں تو سب کا یعنی خرقیل کا بھی اور اُن لوگونکا بھی پروردگار اور خالق اور رازق وہی خدا ہی کہ معبود حقیقی ہے
نہ غیر اُسکا اور فرعون اور اُسکے پاس کے آدمی گمان کرتے تھے کہ یہ فرعون کو پروردگار اور خالق اور رازق کہتا ہے اسواسطے فرعون نے یہ سُنکر ان لوگوں سے کہ جنہوں نے
اُنکی چغلی کھائی تھی یہ کہا کہ ای بد مردو تم میرے ملک میں فساد کرنا چاہتے تھے اور میرے چچا کے بیٹے کے درمیان فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے تم سزاوار عذاب کے ہو اور ان
سب کو مروا ڈالا اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے فوقنہ اللہ سیئات مامکروا سے کہ انہوں نے چغلی کھائی خرقیل کی فرعون سے اور فرعون نے جو انکو مروا ڈالا یہ مراد ہے
وحاق بآل فرعون سوء العذاب سے اور فرعون نے میخوں سے مروایا تھا کہ اُنکے سینوں میں ٹھکوادی تھیں اور لوہے کے بڑے بڑے کنگھوں سے اُنکے بدن کے گوشت اور
پوست چیر ڈالے اور نچوائے تھے ایسے ایسے سخت عذابوں سے اُنکو قتل کروایا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد آل فرعون سے تمام پیروی کرنیوالے فرعون کے ہیں اور عذاب سے مراد
غرق ہونا دریا میں ہے دنیا میں اور آخرت میں انکے واسطے عذاب دوزخ کا ہی اور بعضی روایت میں یہ بھی آیا ہی کہ خرقیل کو فرعون نے مروا ڈالا تھا اور فوقیہ اللہ
سیئات مامکروا سے مراد یہ ہے کہ فرعونیوں نے جو اُسکے ساتھ مکر کیا تھا اور اُسکو دین میں آزمایا تھا وہ اُسکے دین سے نہ پھرا اور خدا تعالیٰ نے اُسکو اُنکے مکر سے نگاہ رکھا کہ وہ اپنے
دین پر قائم رہا **النار** گھیر لیا اُنکو آتش دوزخ نے کہ **یعرضون علیہا** پیش کئے جاتے ہیں وہ لوگ فرعون کے اوپر اُس آگ کے **غدوا وعشیا**
صبح کو اور شب کو بعد مرنیکے دونو وقت آگ میں جلتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ یہ جلنا اُنکا آتش دنیا کی دوزخ میں ہے قیامت سے پہلے اسواسطے کہ
قیامت میں صبح اور شام نہیں ہے اور جبتک کہ قیامت نہو انکی ارواح دونو وقت آگ میں جلا کرینگی اور جب قیامت ہوگی تو دوزخ میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہونگی
اور حضرت صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں ان فرعونیوں کے مقدمہ میں عرض کی کہ کہتے ہیں کہ دوزخ میں جلینگے آخرت میں اور پہلے
اُس سے اُنکو عذاب نہیں ہے حضرت نے یہ سُنکر فرمایا کہ پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ نیکوں میں سے تھے کہ اُنکو بعد مرنیکے قیامت تک عذاب نہیں ہے اور پھر فرمایا کہ وہ اسی
دنیا میں آگ سے جلتے ہیں صبح اور شام اور آخرت کی دوزخ کے لئے کہ جسمیں وہ ہمیشہ رہینگے بعد اسکے خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ یوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب
اور حضرت صادق علیہ السلام نے دوسری روایت میں فرمایا ہی کہ ارواح کفار کی آتش دوزخ پر پیش کی جاتے ہیں اور وہ ارواح کہتی ہیں کہ ای پروردگار ہمارے نہ
قائم کر تو ہمارے واسطے قیامت کو اور جو چیز کہ تونے ہم سے وعدہ کیا ہی بروز حشر زیادہ تر عذاب میں گرفتار کریگا اس وعدہ کو تو وفا نکر اور ہمارے اول کو ہمارے آخر تک
مت پہنچا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ خدا تعالیٰ نے مشرق میں ایک آگ پیدا کی ہے کفار کی ارواح کے رہنے کیواسطے بعد مرنیکے اور زقوم کو وہ کھاتے
ہیں اور آب گرم پیتے ہیں تب تک اور جسوقت صبح ہوتی ہی تو وادی میں کی طرف جاتی ہیں جو صحرا میں کہ جسکو برہوت کہتے ہیں کہ وہ نہایت گرم ہی اور آتش دنیا
سے زیادہ اسمیں حرارت ہی اور آپس میں ملاقات کرتی ہیں اور پہچانتی ہیں اور جسوقت شام ہوتی ہے تو پھر وہیں جاتی ہیں اس آگ میں اور قیامت تک انکا یہی حال
رہیگا اور بعضے آدمی سوا محمد صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے مرتا ہی تو وہ مکان کہ نامزد اُسکے ہی بہشت میں یا دوزخ میں وہ
مکان ہر صبح کو اور شام کو اُسکو دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخرت میں تیرا مکان ہوگا **ویوم تقوم الساعۃ** اور جسدن کہ قائم ہو قیامت اور
روحیں انکی بدنوں میں داخل ہوں تو خدا تعالیٰ فرشتوں کو حکم کریگا کہ **ادخلوا آل فرعون** داخل کرو تم لوگوں فرعون کے کو **اشد العذاب**
سخت تر عذاب میں قرأت اہل مدینہ اور اہل کوفہ کی ہے کہ ادخلوا کے ہمزہ کو قطعی کہتے ہیں باب افعال سے اور باقی قاری ہمزہ وصلی کہتے ہیں نصر ینصر سے اس صورت میں
فرشتے فرعونیوں سے کہینگے کہ داخل ہو تم ای لوگو فرعون کے بہت سخت عذاب میں کہ وہ عذاب آتش دوزخ کا ہے اور اسکے بعد خدا تعالیٰ دوزخیوں کے حالت کو بیان کرتا ہی کہ وہ
اسمیں جھگڑینگے اور نزاع کرینگے چنانچہ فرماتا ہے کہ **واذ یتحاجون** اور یاد کر تو ای محمد صلعم جسوقت کہ جھگڑا کرینگے وہ دوزخی **فی النار** بیچ آتش دوزخ
فیقول الضعفاء پس کہینگے ناتوان بیچارے قوم کے **للذین استکبروا** اسواسطے ان لوگونکے کہ سرکش تھے اور کہ تمہیں بڑا جانتے تھے **انا**
کنا لکم تبعا تحقیق ہم تھے واسطے تمہارے تابعدار اور فرمانبردار اور جو کچھ ہمکو تم کہتے تھے شرک اور کفر کرنیکو تمہارے کہنے پر عمل کرتے تھے اور تمہارے کہنے پر جو ہمنے
عمل کیا تو اسسبب سے ہم دوزخ میں داخل ہوئے اور حکم کرنیوالوں کو لازم ہی کہ اپنے محکوم اور تابعداروں سے اذیت کو دفع کریں اور تبع جمع تابع کی ہی **فھل انتم**

مُّغْنُونَ عَنَّا بس کیا تم دور کرنیوالے ہو ہمسے نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ایک حصہ کو آگ میں سے یعنی تم سے ہو سکتا ہے کہ کچھہ عذاب ہمسے دور کرو قَالَ
الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا کہینگے وہ لوگ کہ سرکش ہوئے تھے اور اُنپر حکومت کرتے تھے اُنکے جواب میں کہ إِنَّا كُلٌّ فِيهَا تحقیق ہم سب ہیں اُس دوزخ کے بیچ
ہم بھی تو تمہیں بھی ہیں لیکن نہ تم ہمسے عذاب کو دفع کریں اور اگر ہمکو قدرت عذاب کے دفع کرنیکی ہوتی تو پہلے ہم اپنی جانوں سے دفع کرتے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا نے
قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ تحقیق حکم کیا ہے درمیان بندوں اپنے کے اور ہر ایک کو جو مقام کہ اُسکے لائق تھا وہاں بھیجا ہے پس عذاب کیونکر دفع ہو سکے
وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ اور کہیں وہ لوگ کہ بیچ دوزخ کے ہیں سردار بھی اور اُنکے تابعدار بھی لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ واسطے نگہبانوں دوزخ کے یعنی ملائکہ
سے کہ دوزخ کے موکل ہیں کہینگے ہمارے ادْعُوا رَبَّكُمْ پکارو پروردگار اپنے کو کہ يُخَفِّفْ عَنَّا ہلکا کرے ہمسے يَوْمًا ایک روز یعنی بقدر ایک
روز کے مِّنَ الْعَذَابِ عذاب میں سے تاکہ کچھہ تو ہمکو آرام ہووے وہ فرشتے اُنسے یہ سنکر قَالُوا کہیں اُنکو ملامت کرکے أَوَلَمْ تَكُ کیا نہ تھا
قصہ دنیا میں کہ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تمہارے بھیجے ہوئے خدا کے بِالْبَيِّنَاتِ ساتھ دلیلوں اور معجزوں کی کہ جو دلالت کرتے تھے
خدا کی توحید پر اور پیغمبر کی نبوت پر اور تَكُ اصل تکون تھا واو تو اُنمیں سے لم کے نسبی ساقط ہوا اور نون واسطے تخفیف کے اور اسم اُسکا اسمیں پوشیدہ ہے اور
وہ لفظ قصہ کا ہے اور بعد اُسکے تفسیر اُسکی ہے پس فرشتے جسوقت اُنسے یہ گفتگو کریں تو قَالُوا کہیں وہ دوزخی کہ بَلَىٰ ہاں آئے تھے پیغمبر اور خدا کیطرف
ہمکو بلایا تھا اور معجزے دکھلائے تھے لیکن ہمنے اُنکو جھٹلایا اور کہنا اُنکا نہ مانا فرشتے یہ سنکر اُنسے قَالُوا کہیں کہ فَادْعُوا پس پکارو تم خدا کو اور اُس سے تخفیف
عذاب کی چاہو لیکن ہمکو اجازت نہیں ہے کہ ہم تمہارے واسطے دعا کریں پس دوزخی اگرچہ جانتے ہونگے کہ ہمارے دعا کرنیسے کچھہ فائدہ نہیں ہے لیکن عذاب کے اُٹھانیکی طاقت نہ رکھینگے
تو فریاد وزاری کرینگے لیکن کچھہ فائدہ نہوگا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ اور نہیں ہے پکارنا کافروں کا إِلَّا فِي ضَلَالٍ
مگر بیچ گمراہی اور برباد کرنے اور نہ قبول ہونیکی اور اب خدا تعالی خبر دیتا ہے پیغمبروں اور مومنونکی نصرت دینے سے کافروں پر چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّا
لَنَنصُرُ رُسُلَنَا تحقیق ہم البتہ نصرت کرتے ہیں اور مدد دیتے ہیں پیغمبروں اپنوں کو وَالَّذِينَ آمَنُوا اور اُن لوگونکو کہ ایمان لائے ہیں
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ کفار پر غالب ہوتے ہیں گفتگو میں دلیلیں اور حجتیں بیان کرکے اور یا جنگ کفار میں جسقدر اُنکی نصرت کرتا ہے
موافق مصلحت کے اور کبھی دشمن کو ہلاک کرکے مدد کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے زمانہ رجعت کا ہے کہ اُس زمانہ میں خدا تعالی
نصرت کریگا اور پہلے اس سے کثرت سے انبیا قتل کیے گئے ہیں اور آئمہ دین بھی قتل کیے گئے ہیں اور دنیا میں اُنکی کچھہ نصرت نہیں ہوئی پس مراد اس سے زمانہ رجعت کا ہے
وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ اور جسدن کہ قائم ہوں گواہ اُسدن نصرت کرینگے ہم اُنکی یعنی بروز قیامت کہ گواہی دیجائے اُسروز کافروں کے
باطل ہونے پر اور مومنوں کے حق ہونے پر اور گواہی دینے والے انبیا ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ فرشتے لکھنے والے نامہ اعمال کے گواہی دینگے اور انبیا گواہی
مومنین کی فرمانبرداری اور کفار کے شرک پر ہونیکی ادا کرینگے اور یا مراد سہ حضرت خاتم الانبیا ہیں کہ مشرکین کے عناد اور کفر پر گواہی دینگے
يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ جسدن کہ نہ فائدہ دیوے ظلم کرنیوالونکو مَعْذِرَتُهُمْ عذر کرنا اُنکا کہ وہ ہرگز قبول نہوگا وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ
اور واسطے اُنکے لعنت ہے کہ وہ دوری ہے رحمت خدا سے وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ اور واسطے اُنہی کے ہے بُرا گھر سے کہ وہ دوزخ ہے اور اب حضرت موسی کا حال
بیان کرتا ہے کہ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ البتہ تحقیق دی ہمنے موسی کو رہنمائی یعنی وہ چیز کہ جس سے راہ حق پاتے ہیں جیسے کہ معجزے اور توریت
اور احکام شرع کے وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ اور وارث کیا ہے ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب توریت کا کہ هُدًى وَذِكْرَىٰ وہ ہدایت
اور نصیحت ہے لِأُولِي الْأَلْبَابِ واسطے صاحبوں عقلوں کے ہے واسطے کہ فائدہ اُس سے وہی اُٹھاتے ہیں نہ بیوقوف اور جاہل اور اب خدا تعالی اپنی حبیب کو
خطاب کرتا ہے کہ فَاصْبِرْ پس صبر کر تو کفار کے آزار دینے پر جیسے کہ موسی صبر کرتا تھا فرعون کے آزار دینے پر إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ تحقیق وعدہ خدا کا
پیغمبر و نکی نصرت کرنے پر اور کفار کے ہلاک کرنے پر حَقٌّ حق اور درست ہے اور خلاف اسمیں ممکن نہیں ہے وَاسْتَغْفِرْ اور بخشش چاہ تو اے محمد صلعم خدا سے
لِذَنبِكَ واسطے گناہ اپنے کے اگر تجھسے کوئی امر اولی ترک ہوا ہو اور گناہ کبیرہ یا صغیرہ اس سے مراد نہیں ہو سکتا ہے واسطے کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہیں

ع ۱۳

گناہ نہیں کرتے ہیں نہ صغیرہ اور نہ کبیرہ اور رہا یہ کہ خدا کیطرف سے تعلیم ہے عبادت کے طریقہ کی کہ اگرچہ کوئی گناہ صادر نہیں ہوا ہے لیکن واسطے انکساری کے خدا کے
روبرو اپنے تئیں گنہگار ظاہر کرکے مغفرت کو خدا سے طلب کرے کہ موجب بلندی درجات کا ہی ہو اسواسطے کہ خدا عاجزی اور زاری کو بہت دوست رکھتا ہی اور رہا یہ کہ
اگر تو اسطرح سی کہیگا تو تیرے لوگ بھی تیری پیروی سی اسطرح کہینگے اور اپنی بخشش چاہینگے **وَسَبِّحْ** اور تسبیح کر تو اے محمد صلعم **بِحَمْدِ رَبِّكَ** ساتھ
تعریف اور شکر پروردگار اپنے کے **بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ** بیچ رات کے اور صبح کے یعنی رات اور دن ہمیشہ خدا کو پاکیزگی سی یاد کر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے
نماز پنجگانہ ہی اور جناب رسولخدا صلعم سی روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کہ خدا تعالے فرماتا ہی کہ مجھکو یاد کر بعد صبح کے ایک ساعت اور بعد عصر کے ایک ساعت تاکہ
کفایت کروں میں جو کچھہ کہ مقصود تیرا ہے اور تیری حاجت کو قبول کروں اور کہتے ہیں کہ یہودی رسولخدا صلعم سی جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کہ تو ہمارا صاحب
نہیں ہے بلکہ مسیح دجال ہمارا صاحب ہی اور جو بادشاہ تری اور خشکی کا ہی اور نہریں پانی کی اسکے ہمراہ رواں ہونگی اور بادشاہی ہمکو بخشیگا اور وہ ایک نشانی
ہے خدا تعالے کی قدرت کی نشانیوں میں سے حقتعالے نے یہ آیت نازل کی کہ **إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ** تحقیق وہ لوگ کہ
جھگڑتے ہیں بیچ نشانیوں قدرت خدا کے **بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ** بدون حجت اور دلیل کے کہ آئی ہو انکے پاس کہ دلالت کرتی ہو انکے
دعوے کے صحیح ہونے پر کہ دجال کی نبوت کو صحیح اور تیری نبوت کو وہ باطل کہتے ہیں اور رہا یہ کہ یہ آیت عام ہی ہر جھگڑنیوالے کے واسطے کہ وہ یہودی ہوں خواہ
مشرکین کہ ہوں **إِنْ فِي صُدُورِهِمْ** نہیں ہے بیچ سینوں ان کفار یہود یا مشرکین کے **إِلَّا كِبْرٌ** مگر تکبر اور سرکشی اور خواہش بادشاہی
کی اور آرزو نبوت کی اپنی قوم میں کہتے ہیں کہ **مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ** نہیں ہیں وہ پہنچنے والے اسکو بلکہ حقتعالے انکو ذلیل اور خوار کریگا **فَاسْتَعِذْ**
بِاللَّهِ پس پناہ چاہ تو ساتھ خدا کے انکے حسد سے اور دجال کے شر اور فتنہ سے کہ وہ ایک مخلوقات خدا میں سے ہے پس ہر بلا سے پناہ ساتھ خدا کی چاہ تو
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ تحقیق کہ وہ ہے خدا سننے والا تیری باتوں کا **الْبَصِيرُ** دیکھنے والا ہے انکے فعلوں کا اور آیات خدا میں جو وہ جھگڑا کرتے
تھے مقصود انکا اس سے انکار کرنا قیامت کا تھا اسواسطے بعد اسکے فرماتا ہے کہ **لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا
اور زمین کا نزدیک تمہارے **أَكْبَرُ** بہت بڑا ہے **مِنْ خَلْقِ النَّاسِ** پیدا کرنے آدمیوں کے سے پس جو کوئی کہ قدرت رکھتا ہو ایسی بڑی
چیزوں کے پیدا کرنے پر بدون وجود ہونے انچیزوں کے کہ جس سے انکو بنائیں تو بیشک وہ آدمی کو بھی دوبارہ پیدا کر سکیگا اس چیز سے کہ اسکی اصل اور مادہ کہ وہ مٹی
ہے اسکے پاس محفوظ اور موجود ہے **وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ** اور لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے ہیں کہ یہ آدمی کا دوبارہ پیدا
کرنا بہت آسان ہے خدا کے نزدیک اسواسطے کہ بسبب جہالت اور غفلت کے اسمیں تامل نہیں کرتے ہیں اور دجال کے حال میں ابن عباس سے روایت ہی کہ
ایک جماعت نے رسولخدا صلعم سی اسکے حال کو دریافت کیا فرمایا کہ وہ آدمی ہی اور آدمیوں سے قد میں زیادہ بلند ہی اور بدن میں بہت قوی ہے اور ایک
آنکھہ رکھتا ہے اور علامت اسکی ظاہر ہونیکی یہ ہے کہ آدمی اسکی نکلنے سی تین برس پہلے قحط میں مبتلا ہونگے سال اول میں جو کچھہ بارش ہوگی اسمیں سے ایک تہائی
پہیر لے اور جو کچھہ زمین میں اوگے اسمیں سے ایک تہائی نگاہ رکھے اور دوسرے سال میں دو تہائی پہیر اور تیسرے سال میں آسمان سی مینہ برسے اور نہ زمین سے کوئی
دانہ اوگے اور نہ گھانس نکلے اکثر جانور بھوک کی شدت سے مرجائیں اور ابو امامہ نے روایت کی ہی کہ ایک روز رسول خدا صلعم خطبہ پڑھتے تھے اور اس خطبہ
میں اکثر ذکر دجال کا تھا اور ازانجملہ فرمایا حضرت نے کہ اے لوگو زمین میں دجال کے فتنہ سی کوئی فتنہ زیادہ نہیں ہے اور خدا نے جس پیغمبر کو کہ بھیجا اسکی امت کو
دجال کے فتنہ سے خوف دلوایا اور میں پیغمبر آخر الزمان ہوں اور تم امت آخرین ہو ممکن ہے کہ تمہارے وقت میں دجال باہر نکلے اگر میں موجود ہونگا تو اسکو معقول سے
الزام دونگا اور اگر تم ہو تو کوشش کرو کہ اسکو الزام دو اور جس وقت اسکے نکلنے کا وقت قریب ہے تو شام اور عراق کے دو پہاڑوں کے درمیان سے باہر نکلے اور چپ و
راست اپنے لشکروں کو روانہ کرے اور پیغمبری کا دعوی کرے اور بعد پیغمبری کے خدائی کا دعوی کرے اور اسکی دونو آنکھوں کے درمیان لکھا ہو کہ آئس من
رحمۃ اللہ یعنی ناامید ہے رحمت خدا سے اور جو مومن کہ اسکو دیکھے اسکے منہ پر تھوکے اور جادو اسکے ہمراہ بہت ہو اور اکثر آدمی اسکی پیروی کریں مگر جسکو خدا تعالے
نگاہ رکھے اور ہمراہ اسکے بہشت اور دوزخ ہو اور جو مومن کہ اسکی دوزخ میں گرفتار ہو تو چاہیے کہ سورہ حمد پڑھے کہ آگ اسمیں اثر نہ کرے اور مدت اسکی بادشاہی کی چالیس روز

ہوگی اور بعضے اُن روزوں میں سے مقابلہ میں چند سال کے ہونگے اور بعضے کمتر ایک سال سے اور بعضے مقدار چند ماہ کے اور بعضے برابر ایک ہفتہ کے اور بعضے برابر ایک دن کے
اور بعضے برابر ایک ساعت کے اور روز آخر اسقدر ہوگا کہ جتنی دیر میں چوب خشک کو آگ لگے اور دیو اسکی ہمراہ ہونگے کہ آدمیوں کی صورت میں ہوجائیں پس
جسکے ماں اور باپ مرگئے ہوں تو اس سے کہیگا کہ اگر تیری ماں اور باپ کو زندہ کردوں تو میرے پروردگار ہونیکا تو اقرار کریگا وہ کہیگا کہ ہاں اقرار کرونگا ان
دیووں میں سے جو کہ اسکے ہمراہ ہیں وہ شخص اسکی ماں اور باپ کی شکل بن جائینگے اور اسکو کہینگے کہ اے فرزند پیروی اسکی کر کہ یہ تیرا پیدا کرنیوالا ہے اور سب شہروں کو
دجال اپنے زیر حکم کریگا مگر مکہ اور مدینہ کو اور جسوقت قصد اُنکا کرے تو آسمان سے ایک فرشتہ آئیگا کہ اسکو اس سے منع کریگا اور اسوقت ایک زلزلہ آئیگا اور کوئی
منافق مدینہ میں نہیگا سب باہر چلے آئینگے اور دجال کی پیروی کرینگے اور آدمی اس روز کو روز خلاص کہینگے اُم شریک نے کہا کہ یا رسول خدا اس روز مومنین
کہاں ہونگے فرمایا کہ بیت المقدس میں پناہ لیجائینگے اور دجال اُنکا محاصرہ کریگا اور صاحب الزمان علیہ السلام اُنپر ظاہر ہونگے نماز صبح کے وقت اور اقامت
کہکر اُنکے ہمراہ نماز میں مشغول ہونگے اور جسوقت نماز صبح سے فارغ ہونگے عیسٰی آسمان سے زمین پر آئے اور صاحب الزمان کے پیچھے نماز پڑھا اور دروازہ شہر کا کھولیں اور
ہمراہ دجال کے ستر ہزار یہودی ہتیار لگائے ہوں اور جسوقت حضرت عیسٰی شہر سے باہر آئے تو دجال بھاگے اور اسکو اطراف مشرق میں پکڑیں اور
مار ڈالیں اور فوجیں اسکی قلعوں میں پوشیدہ ہوجائیں اور وہ قلعے گویا ہوکر مومنین سے کہیں کہ دشمن تمہارے ہمارے پیچھے پوشیدہ ہوئے ہیں اُسروز مومنین
کفار سے بدلا لیویں اور حقتعالٰی حسد اور کینہ کو دلوں سے مومنین کے دفع کرے کہ سب آپسمیں دوست ہوجائیں اور بعد اسکے کفار دنیا میں باقی نرہیں اور حضرت
صاحب الزمان علیہ السلام کے ظاہر ہونیکا حال حق الیقین وغیرہ میں تفصیل سے لکھا ہے اور اب حقتعالٰی مومنین اور مشرکین کا ذکر کرتا ہے کہ وَمَا يَسْتَوِي
الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ اور نہیں برابر ہے اندھا اور دیکھنے والا یعنی کافر کہ جاہل اور غافل ہے اور حقتعالٰی کی توحید کی دلیلوں میں تامل نہیں کرتا ہے وہ برابر
مومن کے نہیں ہے کہ وہ عاقل ہے اور خدا کو پہچانتا ہے پس کافر اور مومن برابر نہیں ہیں وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک وَلَا الْمُسِيءُ اور نہ بدی کرنیوالا برابر ہے یعنی مومن نیک برابر کافر بدکار کے
نہیں ہے کہ پہلا بہشت کے بلند درجوں میں رہنے والا ہے اور دوسرا دوزخ کے طبقوں میں قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ کم ہے کہ جو نصیحت پکڑتے ہو تم اے
کافرو اور اہل کوفہ نے تتذکرون کو وتا سے پڑھا ہے اور باقی ہی تا کی جگہہ یا کہتے ہیں یعنی کم نصیحت پکڑتے ہیں وہ کافر اور قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی
تذکرا قلیلا إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ تحقیق قیامت البتہ آنیوالی ہے کہ کسیطرح سے لَّا رَيْبَ فِيهَا نہیں شک بیچ ہونے اُسکے کثرت دلیلیں
نقلی اُسکے واقع ہونے پر اور دلیلیں عقلی اُسکے ممکن ہونے پر دلالت کرتی ہیں وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا يُؤْمِنُونَ نہیں اعتقاد
کرتے ہیں قیامت کے ہونیکا اور واسطے رغبت دلانے بندوں کے ایمان اور عبادت میں فرماتا ہے کہ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي اور کہا پروردگار تمہارے نے کہ پکارو تم
مجھکو اپنے سب مقصدوں اور حاجتوں میں أَسْتَجِبْ لَكُمْ قبول کرونگا میں واسطے تمہارے اگر مصلحت اسکی قبول کرنے میں ہوگی کہتے ہیں کہ دعا کرنیوالے کو
چاہئے کہ دعا بشرط مصلحت کے کرے اسواسطے کہ وہ کیا جانتا ہے کہ یہ چیز واسطے مناسب ہے یا نہیں اور بعضی دعا کے قبول ہونے میں فساد اور قباحت ہے اور ہر دعا کیونکر قبول ہو
کہ بعضی دعا کے قبول ہونے میں مصلحت نہیں ہے اور یہ اس مصلحت کو نہیں جانتا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور کسی نے اُن
حضرت سے پوچھا کہ کونسی عبادت افضل ہے فرمایا کہ خدا کے نزدیک کوئی شے افضل نہیں ہے اس سے کہ سوال کریں اور طلب کریں اس سے اُس چیز کو کہ اسکے پاس ہے اور کوئی
چیز زیادہ دشمن نہیں ہے خدا کو اس سے کہ سرکشی اور تکبر کرے اُسکی عبادت سے اور اس سے طلب کرے وہ چیز کہ اسکے پاس ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ
يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي تحقیق جو لوگ کہ سرکشی کرتے ہیں عبادت میری سے کہ مجھکو وقت حاجتوں کے پکارتے نہیں ہیں اور عاجزی اور زاری کے
گناہوں کی اپنے بخشش نہیں چاہتے ہیں اور یا یہ کہ مجھکو بوحدانیت نہیں پکارتے ہیں سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ قریب ہیں کہ داخل ہونگے وہ دوزخ میں اور ابو جعفر اور
ابن کثیر نے سیدخلون کو بضم یا اور فتح خا پڑھا ہے یعنی قریب ہے کہ داخل کئے جائینگے وہ دوزخ میں دَاخِرِينَ ذلیل اور خوار ہونیوالے ہوکر اور یہ حال واقع
ہوا ہے اور معاذ بن عمار نے روایت کی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا کہ کیا فرماتے ہو ان دو شخص کے حق میں کہ دونو مسجد میں جاتے ہیں اور ایک اُنمیں سے اکثر جاتا ہے اور

ع ۶
۱۱

دعا میں مشغول رہتا ہے اور دوسرا اکثر اوقات نماز پڑھتا ہے فرمایا کہ دونو خوب ہیں میں نے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا میں چاہتا ہوں کہ یہ جانوں کہ ان دونوں میں افضل
کون ہے فرمایا کہ وہ شخص کہ کثرت سے دعا پڑھتا ہے کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین اور بعد
اسکے فرمایا کہ دعا عبادت ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زیادہ دوست خدا کو سب اعمال میں دعا ہے اور جناب رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا
حضرت نے کہ اپنی حاجتوں میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور بہت زاری سے دعا کرو کہ دعا مقام قرار پکڑنے عبادت کا ہے اور کوئی مومن خدا کو نہیں پکارتا مگر کہ دعا اسکی
قبول ہو دنیا میں یا آخرت میں اور اگر واسطے مصلحت کے دعا اسکی قبول نہوا اور حاجت اسکی نہ بر آئی تو اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا جب تک کہ گناہ کا کوئی امر
اسمیں نہو اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس وقت بلا بندہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دعا کرے حق تعالیٰ جلدی اسکو دور کرے اور اگر دعا نکرے تو وہ بلا اوپر
نازل ہوا اور مدت دراز تک اسکو چمٹی رہے پس چاہیے کہ تم ہمیشہ دعا کرو اور نہایت زاری اور عاجزی سے خدا کو پکارو اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ
خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم اور ہم مضطر اور بیچارہ کو دیکھتے ہیں کہ دعا کرتا ہے اور وہ قبول نہیں ہوتی ہے اور مظلوم ظالم پر نصرت چاہتا ہے اور
نصرت اسکی واسطے نہیں ہوتی ہے اور خدا اسکی مدد نہیں کرتا ہے فرمایا امام علیہ السلام نے کہ وائے تجھپر نہیں دعا کرتا ہے کوئی مگر کہ قبول ہوتی ہے دعا اسکی لیکن ظالم پس دعا اسکی تو رد کی گئی ہے
اور الٹی پھیری گئی ہے یہانتک کہ وہ توبہ کرے اور لیکن حق والا پس جس وقت وہ دعا کرتا ہے تو قبول کیجاتی ہے اور بلا اس سے پھیر دیجاتی ہے اور دور کیجاتی ہے اسجگہ سے
کہ نہیں جانتا ہے وہ اور یا یہ کہ اسکے واسطے خدا عوض میں اس مطلوب کے ثواب کو جمع کرے کہ وہ اسکی حاجت کے روز یعنی بروز قیامت کام آوے اور اگر وہ امر کہ جسکو
مومن نے طلب کیا ہے اسکے واسطے بہتر نہیں ہے تو وہ امر خدا تعالیٰ اسکو نہیں دیتا ہے اور مومن خدا کا پہچاننے والا اکثر ایسی چیز طلب کرتا ہے کہ نہیں جانتا ہے کہ طلب کرنا اسکا اچھا ہے
یا اسکے طلب کرنے میں خطا ہے اور فرماتا ہے خدا تعالیٰ کہ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ خدا ہی حق وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اُسنے لَكُمُ الَّيْلَ واسطے تمہارے شب تاریک کو
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ تاکہ کرو تم آرام بیچ اسکے کاروبار کی مشقت سے وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اور پیدا کیا ہے دن کو روشن کہ ہر چیز کو اسمیں بخوبی دیکھو واسطے اپنی
کسب اور پیشہ کے کام کو آسانی سے کرو اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا لَذُوْ فَضْلٍ البتہ صاحب فضل اور بخشش کا ہے عَلَى النَّاسِ اوپر آدمیوں کے کہ
رات اور دن کو انکی فائدہ کیواسطے پیدا کیا ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا يَشْكُرُوْنَ نہیں شکر کرتے ہیں اس نعمت کا
اپنی جہالت سے ذٰلِكُمُ وہ جو کہ ایسے ایسی فائدہ کی چیزوں کے پیدا کرنیسے خالص ہو گیا ہے سب شریکوں سے وہ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خدا ہے پروردگار تمہارا خَالِقُ
كُلِّ شَيْءٍ پیدا کرنیوالا ہر چیز کا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش سوا اسکے
جو معبود حق ہے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ پس کہاں پھیرے جاتے ہو تم پرستش اسکی سے طرف پرستش غیر کے کہ قابل پرستش نہیں ہے كَذٰلِكَ ایسی ہی
یعنی جیسے کہ یہ لوگ دین اسلام سے پھیرے گئے ہیں ایسے ہی يُؤْفَكُ پھیرے جاتے تھے الَّذِيْنَ كَانُوْا وہ لوگ کہ تھے بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
ساتھ نشانیوں قدرت خدا کی يَجْحَدُوْنَ انکار کرتے اَللّٰهُ الَّذِيْ خدا ہی حق وہ شخص ہے کہ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ کردیا اسنے واسطے تمہارے زمین کو
قَرَارًا ٹھیرنے کی جگہہ وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً اور آسمان کو عمارت بلند مثل خیمہ کے زمین پر وَّصَوَّرَكُمْ اور صورت بنائی تمہاری فَاَحْسَنَ
صُوَرَكُمْ پس اچھا بنایا صورتوں کو تمہاری اسطرح سے کہ انسان کی صورت سب حیوانوں سے بہتر اور نیک تر ہے کہ سیدھا قد بنایا اور پوست ظاہر رکھا کہ سیہ بال
نہیں ہیں اور ہاتھ پاؤں اسمیں مناسب رکھے اور کمالات اور کاریگری اور علم کا حاصل کرنا اس صورت میں رکھا وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور
روزی دی تمکو پاکیزہ کھانوں سے شیرینی اور میوا اور گوشت لذیذ ذٰلِكُمُ وہ جو کہ ایسے ایسے احسان کرنیوالا اَللّٰهُ رَبُّكُمْ خدا برحق ہے پروردگار تمہارا
فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ پس بزرگ ہے خدا اور برکت والا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ پروردگار عالم کے لوگوں کا آدمیوں کا اور جنوں کا اور ملائکہ کا اور سارے
غیر کا سو واسطے کہ سواے اسکے جسقدر مخلوقات ہے سب محتاج اسکی ہے هُوَ الْحَيُّ وہی ہے زندہ ہمیشہ کی زندگی کا اور سوا اسکے سب فنا ہونیوالے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش سواے اس معبود حقیقی کے فَادْعُوْهُ پس پکارو تم اسکو اور پرستش اسکی کرو مُخْلِصِيْنَ خالص کرنے والے ہو کر
لَهُ الدِّيْنَ واسطے اسکے دین کو شرک اور ریا سے کہ بے آمیزش دوسری چیز کے اسکی عبادت کرو اور مخلصین حال واقع ہوا ہے اور یہہ تم ان ہدایت اور نعمت کی حاصل ہونے پر کہو

الحمد للہ رب العالمین تعریف شکر ہے واسطے خدا پروردگار عالموں کے اور کفار مکہ جو رسول خدا صلعم کو اپنے دین کیطرف بلاتے تھے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ قل
کہہ تو اے محمد صلعم مشرکین مکہ سے انی نہیت تحقیق میں منع کیا گیا ہوں ان اعبد الذین اس سے کہ پرستش کروں میں ان چیزوں کی کہ
تدعون پکارتے ہو تم اور پرستش کرتے ہو تم من دون اللہ سوائے خدا کے لما جاءنی البینات جس وقت کہ آئی ہیں میرے
پاس دلیلیں واضح روشن من ربی پروردگار میرے کے پاس سے وامرت اور حکم کیا گیا ہوں میں ان اسلم یہ کہ فرماں برداری کروں میں
لرب العالمین واسطے پروردگار عالم کے لوگو کہ وہ خدائے معبود حق ہے ھو الذی وہ خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت کاملہ سے خلقکم
پیدا کیا ہے تمکو یعنی آدم کو کہ اصل تمہاری ہے من تراب مٹی سے ثم پھر تمکو کہ فرزند اسکی ہو من نطفۃ نطفہ سے یعنی آب منی سے پیدا کیا
ثم من علقۃ پھر خون بستہ سے کہ منی بعد چالیس روز کے خون ہوجاتی ہے ثم یخرجکم پھر نکالتا ہے تمکو شکم مادر سے طفلا لڑکا کرکے یہ حال
واقع ہوا ہے یعنی پس لڑکا کرکے تمکو پیدا کرتا ہے اور روز بروز تمکو بڑھاتا جاتا ہے اور باقی رکھتا ہے ثم لتبلغوا پھر تاکہ پہنچو تم اشدکم قوت اپنی کو
جوان ہو کر اور نہایت جوانی تیس برس سے چالیس برس تک ہے ثم لتکونوا شیوخا پھر تاکہ ہو تم بڈھے بعد چالیس برس کے رفتہ رفتہ پھر
ومنکم من یتوفی من قبل اور بعضے تم میں سے وہ شخص ہے کہ روح قبض کیا جاتا ہے پہلے اس سے کہ بوڑھے ہوویں ولتبلغوا اور تاکہ پہنچو
ایک سن سے دوسرے سن تک بڑھکر اجلا مسمی مدت نام رکھی گئی کو کہ وہ وقت موت کا ہے ولعلکم تعقلون اور تاکہ سمجھو تم اپنی پیدائش
کے مقدمہ میں اور ایک رتبہ سے دوسرے رتبہ میں پہنچنے سے اور اپنے پیدا کرنیوالے کو پہچانو ھو الذی وہ خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت سے یحیی
زندہ کرتا ہے تمکو ویمیت اور مارتا ہے فاذا قضی امرا پس جس وقت کہ حکم کرے کسی امر کے تئیں یعنی اگر کسی کام کا ارادہ کرے کہ وہ ظاہر ہو جاوے
مثل زندہ کرنے کے اور مارنے کے تو فانما یقول لہ پس سوائے اسکے نہیں کہتا ہے واسطے اسکے کہ کن ہوجا تو فیکون پس ہوجاتی ہے بدون
ڈھیل کے اور کفار باوجود کثرت دلیلوں وحدانیت خدا کے جو جھگڑا کرتے تھے خدا کی قدرت کی نشانیوں میں اس واسطے انکے خوف دلانیکو فرماتا ہے کہ الم تر کیا نہیں
دیکھتا ہے تو الی الذین یجادلون طرف ان لوگوں کی جو جھگڑا کرتے ہیں فی آیات اللہ بیچ آیتوں خدا کے کہ قرآن میں ہیں یا بیچ نشانیوں
قدرت خدا کے کہ وہ معجزے ہیں انی یصرفون کہاں پھیرے جاتے ہیں وہ جھگڑا کرنیوالے ان آیتوں کے سچ جاننے سے الذین کذبوا وہ لوگ ہیں کہ
جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی انہوں نے بالکتاب ساتھ کتاب کے کہ وہ قرآن ہے وبما ارسلنا بہ اور ساتھ اس چیز کے کہ بھیجا ہمنے ساتھ اسکے
رسلنا پیغمبروں اپنے کو کتابیں اور احکام دین کے ہمراہ کرکے فسوف یعلمون پس قریب ہے کہ جانینگے وہ جھٹلانے والے انجام کو اذ الاغلال
جس وقت کہ طوق آگ کے فی اعناقہم بیچ گردنوں انکے ہونگے والسلاسل اور زنجیریں یسحبون کھینچے جاوینگے وہ اوپر جلتے ہوئے
فی الحمیم بیچ پانی کھولتے ہوئے کے کہ نہایت گرم ہوگا پہلے اس پانی کا ذکر ہو لیا ہے ایسا گرم ہوگا کہ وہ جس وقت انکو منہ کے قریب لیجاوینگے تو کھال
منہ کی انکی حرارت سے گل کر گر پڑیگی پس اس پانی میں گھسیٹ کر ڈالے جاوینگے ثم فی النار یسجرون پھر بیچ آتش دوزخ کے جلائے جاوینگے ثم
قیل لہم پھر کہا جائیگا واسطے انکے یعنی ملائکہ انسے کہینگے ملامت کرکے کہ این ما کنتم کہاں ہیں وہ کہ تھے تم دنیا میں اپنی گمراہی سے انکو تشرکون
من دون اللہ شریک کرتے تھے سوائے خدا کے اور انسے امید نفع پہنچانیکی اور ضرر کے دور کرنیکی رکھتے تھے اور دعوی کرتے تھے کہ یہ ہماری شفاعت کرینگے
درگاہ خدا میں اور جس وقت وہ دوزخی فرشتوں سے یہ کلام سنینگے تو قالوا کہینگے وہ شریک ضلوا عنا گم ہوگئے ہمسے نہیں معلوم کہ کہاں گئے اور یہ ذکر
اس وقت کا ہے کہ ابھی اپنے معبودوں تک نہیں پہنچے ہیں اور وہ کہینگے کہ ہم ایسا جانتے ہیں کہ بل لم نکن ندعو من قبل بلکہ نہ تھے ہم کہ
پکارتے تھے اور پرستش کرتے تھے پہلے اس سے دنیا میں شیئا کسی چیز کو یعنی جسے وہ ایسے غائب ہوئے ہیں اور بالکل انہوں نے جو ہماری خبر نہیں لی ہے تو ایسا
حال ہوگیا ہے کہ گویا ہم کسیکو پکارتے اور پرستش ہی نکرتے تھے اور غرض پرستش کرنیسے تو یہ تھی کہ معبود کی جانب سے کوئی فائدہ ہمکو پہنچتا اور جس وقت کہ انہوں نے اس
مصیبت میں ہماری خبر نلی تو معلوم ہوا کہ حقیقت میں وہ کچھ تھے ہی نہیں اور گویا کہ ہمنے انکی عبادت ہی نکی تھی اور جیسے کہ خدا تعالے نے چھوڑ دیا ان جھگڑنیوالوں کو

ع ۱۲

گمراہی میں پڑا ہوا کَذٰلِکَ ایسی ہی یُضِلُّ اللّٰهُ الْکٰفِرِیْنَ چھوڑ دیتا ہے خدا کفر کرنیوالونکو سب کو ذٰلِکُمْ یہ چھوڑ دینا تمہارا اسکا فرو
آج کے دن بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ بسبب اسکے ہے کہ تھے تم خوش ہوتے تھے فِی الْاَرْضِ بیچ زمین کے یعنی دنیا میں بِغَیْرِ الْحَقِّ ساتھ غیر
حق کے کہ وہ بت ہیں کہ جنکی عبادت سے تم خوش ہوتے تھے وَبِمَا کُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ اور بسبب اسکے کہ تھے تم کہ نہایت خوش ہوتے تھے اس امید پر کہ
انبیا کو مکروہات پہنچیں اور بلاؤں میں وہ گرفتار رہوں اور فرح اور مرح میں فرق یہ ہے کہ فرح تو حق کے واسطے بھی ہوتی ہے اور باطل کے واسطے بھی اور
اسی واسطے اسکو غیر حق کے ساتھ مقید کیا اور مرح بالکل باطل کے واسطے ہوتی ہے سو اسواسطے اسکو مطلق رکھا ہے اور کہا جائیگا ان مشرکوں کو کہ اُدْخُلُوْٓا
اَبْوَابَ جَهَنَّمَ داخل ہو تم ہی کافرو دروازوں میں دوزخ کے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ رہنے والے ہو کر بیچ اس دوزخ کے فَبِئْسَ
مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ پس بُری ہے وہ دوزخ جگہہ تکبر کرنیوالوں سرکشوں کی اور جسوقت کہ مشرکوں کے واسطے دروازے دوزخ کے تیار ہیں تو
فَاصْبِرْ پس صبر کر تو ای محمد صلعم اپنی قوم کی ایذا پر اور راہ حق پر ثابت قدم رہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ تحقیق کہ وعدہ خدا کا دوستونکی
مدد کرنے اور دشمنوں کے عذاب اور ہلاک کرنے پر دنیا اور آخرت میں حَقٌّ حق ہے کہ بدون شبہہ کے واقع ہوگا فَاِمَّا نُرِیَنَّکَ پس اگر
دکھلائیں ہم تجھکو تیری زندگی میں بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ بعضا اُس عذاب کا کہ وہ وعدہ کرتے ہیں ہم اُن کفار سے پس وہ جزا اسکی ہے
چنانچہ جنگ بدر میں واقع ہوا کہ وہ قتل اور اسیر ہوئے اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ یا اگر موت دیں ہم تجھکو ای محمد صلعم عذاب کے ظاہر ہونے سے بیشتر تو
فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ پس طرف ہمارے پھیرے جائینگے وہ قیامت میں واسطے جزائے اعمال کے کہ ہم سے کسیطرح وہ بچتے نہیں ہیں اور اما میں ان
شرطیہ ہے اور ما اسمیں زائد ہے واسطے تاکید کے اور فاما نرینک کی جزا محذوف ہے اور نتوفینک کی جزا فالینا یرجعون ہی اور کہتے ہیں کہ کفار رسولخدا
صلعم سے سوال کرتے تھی کہ تو پیغمبر ہے تو چشموں کو زمین پر جاری کر دے اور طرح طرح میوہ کے باغ ظاہر کر دے اور سوائے اسکی طلب کرتے تھے چنانچہ سورہ
بنی اسرائیل میں اسکا ذکر ہوا ہے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا اور البتہ بتحقیق بھیجا ہمنے پیغمبروں کو مِّنْ قَبْلِکَ
پہلے تجھسے مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ بعضا انمیں سے وہ ہی کہ قصہ بیان کیا ہے ہمنے اوپر تیرے اُسکا وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ
عَلَیْکَ اور بعضا انمیں سے وہ ہی کہ نہیں قصہ بیان کیا ہے ہمنے اوپر تیرے اُسکا اور مشہور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ سے روایت ہی کہ
ایک پیغمبر حبشی تھا اُسکا قصہ خدا تعالیٰ نے بیان نہیں کیا ہے وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اور نہ تھا واسطے کسی پیغمبر کے اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ
یہ کہ لائے کسی معجزہ کو کہ اسکی نبوت کی نشانی ہو اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر ساتھ حکم خدا تعالیٰ کے پس معجزہ دکھلانا کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہے اور نہ
اسکی قدرت میں ہے کہ جب چاہے دکھلاوے البتہ اگر خدا تعالیٰ مصلحت جانے تو معجزہ ظاہر کر سکتا ہی اس صورت میں تجھسے معجزہ کا سوال کرنا بے محل ہے اگر مصلحت میری
اسکے ظاہر کرنیمیں نہوگی تو کیونکر تو دکھلا سکتا ہے فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ پس جسوقت آوے حکم خدا کا ان معجزوں کے طلب کرنیوالوں کے عذاب کے واسطے
بعد ظاہر ہونے دلیلوں سچائی پیغمبر کے تو قُضِیَ حکم کیا جائیگا بِالْحَقِّ ساتھ حق کے درمیان مومنین اور کفار کے کہ کفار تو عذاب میں گرفتار ہوں اور
مومنین نجات پائیں وَخَسِرَ هُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ اور نقصان پائیں اس جگہہ یعنی اسوقت باطل لوگ کہ جو بعد دیکھنے معجزہ سچائی پیغمبر کے
دوسرا معجزہ طلب کرتے ہیں نقصان میں ہونگے اور ہنالک اسم زماں کی جگہہ مذکور ہے اور اب اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہے اَللّٰهُ خدا ہی حق
الَّذِیْ وہ شخص ہے کہ جسنے جَعَلَ لَکُمُ الْاَنْعَامَ پیدا کیا واسطے تمہارے چوپاؤں کو مثل گاؤ اور گوسفند اور اسپ اور شتر کے لِتَرْکَبُوْا
مِنْهَا تاکہ سوار ہو تم بعض پر انمیں سے مثل اسپ اور شتر کے وَمِنْهَا تَاْکُلُوْنَ اور بعضے کو انمیں سے کھاؤ تم مثل گاؤ اور گوسفند کے اور بعضے ایسے ہیں کہ
اسکو کھاؤ بھی اور سواری بھی اسپر کرو مثل گاؤ اور شتر کے وَلَکُمْ فِیْهَا اور واسطے تمہارے بیچ ان چوپاؤں کے مَنَافِعُ فائدے ہیں سوائے اسکی مثل
شیر اور پشم کے اور سوائے اسکے وَلِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا اور تاکہ پہنچو تم اوپر ان چوپاؤں کے حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِکُمْ حاجت کے تئیں کہ بیچ سینوں تمہارے کے
ہی یعنی اور پیدا کیا ہے واسطے تمہارے ان چوپاؤں کو تاکہ اسپر سوار ہو کر اور اپنا اسباب لاد کر جو حاجت کہ تمہارے دلوں میں ہے تجارت کرنی یا حج اور زیارت کعبہ کا جانا

ع ۸ ۱۴

یا اور کسی کام کیواسطے دور یا قریب شہروں کو روانہ ہونا اس حاجت کو بہی آسانی سے تم پہنچ جاؤ **وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ** اور اوپر ان چوپاؤں کے کشتی صحرائی ہیں اور اوپر کشتی کے کہ دریائی ہیں **تُحْمَلُونَ** اٹھائے جاتے ہو تم کہ خدا تعالی نے تمہاری فائدہ کے واسطے اور تمہاری احتیاج دور کرنیکے واسطے دونو مقام کی سواریاں پیدا کی ہیں کہ تم سوار ہو کر دریا کو اور جنگل کو دونو کو آسانی سے طے کرتے ہو اور اگر یہ صورت نہوتی تو تمہاری واسطے سفر کرنا دریا کا اور جنگل کا دونو کا دشوار ہوتا **وَيُرِيكُمْ** اور دکھلاتا ہے تمکو خدا **آيَاتِهِ** نشانیاں قدرت و رحمت اپنی کی **فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ** پس کونسی نشانیوں کو نشانیوں خدا میں سے **تُنْكِرُونَ** انکار کرتے ہو تم اور بسبب نہایت ظاہر ہونیکے قابل انکار کے جو نہیں ہیں تو ہو اسطے کفار کے ڈرانیکے واسطے فرماتا ہے کہ **أَفَلَمْ يَسِيرُوا** کیا پس نہیں روانہ ہوتے ہیں وہ کفار **فِي الْأَرْضِ** بیچ زمین عاد اور ثمود کے وقت تجارت شام اور یمن کے **فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ** پس دیکھیں وہ کہ کیونکر ہوا **عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** انجام ان لوگونکا کہ پہلے انکے تھے کہ **كَانُوا** تھے وہ پہلی امتوں کے لوگ **أَكْثَرَ مِنْهُمْ** زیادہ انکی شمار میں **وَأَشَدَّ قُوَّةً** اور سخت تر قوت میں اور دبدبہ میں **وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ** اور نشانیوں میں بیچ زمین کے بڑی بڑے شہر اور قلعے مضبوط انہوں نے بنائی تھے اور قوۃ اور آثار ادونو تمیز واقع ہوئے ہیں پس وہ لوگ شمار میں تو ان لوگوں سے زیادہ تھے اور قوت میں نہایت سخت تھے اور زمین میں انہوں نے بڑی بڑی نشانیاں تیار کی تھیں قلعہ اور شہر بنا کر لیکن باوجود موجود ہونے ایسے سامان کے **فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ** پس دور نہ کیا انسے وہ کیا عذاب **مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ** اس چیزنے کہ تھے وہ کسب کرتے کہ بڑی بڑے محل اور قلعے بناتے تھے اور مال و سپاہ جمع کرتے تھے **فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ** پس جسوقت کہ آئی انکے پاس **رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ** پیغمبر انکی ساتھ معجزوں ظاہر کے تو **فَرِحُوا** خوش ہوئے وہ **بِمَا عِنْدَهُمْ** ساتھ اس چیز کے کہ نزدیک انکی تھی **مِنَ الْعِلْمِ** قسم علم سے اور مراد انکی علم سے یا تو انکی عقیدے باطل ہیں کہ اعتقاد پیغمبر ونکی نہونیکا اور قیامت اور عذاب کے نہونیکا رکھتے تھے اور یا انکو علم تجارتوں کا اور کسب کرنیکا خوب تھا اور اعتقاد رکھتے تھے کہ فائدوں کے حاصل کرنیمیں کسیکو مثل ہمارے علم نہیں ہے اور یا انکو علم فلاسفہ کا تھا کہ بسبب اپنے علموں کے انبیا کو حقیر جانتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ حکمائے یونان جسوقت انبیا کی وحی کو سنتے تھے تو اسکو حقیر جانتے تھے اور اسکی دفع اور سبک و بیقدر کرنیمیں کوشش کرتے تھے اور اپنے علم کی نسبت اسکو جہل جانتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ جسوقت حضرت موسیٰ نے اپنی پیغمبری کو ظاہر کیا اور لوگونکو طرف خدا کے بلانے لگے تو سقراط حکیم کو لوگوں نے کہا کہ تو موسیٰ کے پاس کسواسطے نہیں جاتا ہے کہ علم دین انسے حاصل کرے کہا کہ ہم علم اخلاق سے آراستہ ہیں ہمکو کسی کے علم کی احتیاج نہیں ہے پس وہ کفار اپنی علم کی جہت سے جو مغرور تھے تو انبیا کی باتوں پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے **وَحَاقَ بِهِمْ** اور گھیر لیا انکو **مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ** اس چیز نے کہ تھے وہ ساتھ اسکی ٹھٹھا کرتے کہ عذاب تھا جو انکار کرتے تھے اور اسپر ہنستے تھے اسمیں مبتلا ہوئے **فَلَمَّا رَأَوْا** پس جسوقت دیکھا انہوں نے **بَأْسَنَا** خوف ہمارے کو یعنی عذاب بھیجے ہوئے ہمارے کو دنیا میں تو **قَالُوا آمَنَّا** کہا انہوں نے کہ ایمان لائے ہم **بِاللَّهِ وَحْدَهُ** ساتھ خدا کے کہ ایک ہے وہ یہ حال واقع ہوا **وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ** اور کفر کیا ہمنے ساتھ اس چیز کے کہ تھے ہم ساتھ اسکی شریک کرنیوالے کہ ان چیزونکو خدا کا شریک کرتے تھے اور وہ ہر چیز کہ جنکو شریک کرتے تھے عبادت خدا میں **فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ** پس نہ تھا کہ فائدہ دے انکو اسوقت **إِيمَانُهُمْ** ایمان انکا **لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا** جسوقت کہ دیکھا انہوں نے عذاب ہمارے کو ہو طلاح اوقت دیکھنے عذاب کے تکلیف شرع کی باقی نہیں رہتی ہے بلکہ ساقط اور دور ہوجاتی ہے اور ایمان اسوقت کا معتبر نہیں ہوتا اور اسیواسطے جسوقت طلحہ جنگ جمل میں زخمی ہوگیا تو حضرت علیؑ کو کہلا بھیجا کہ میں توبہ کرتا ہوں تمہاری بیعت کے توڑنے سے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یاس اور باس کی توبہ قبول نہیں ہے یعنی زندگی سے جو نا امید ہوئے ہو اور عذاب کو جو دیکھا ہے تو توبہ کرتے ہو یہ توبہ تمہاری درگاہ خدا میں قبول نہیں ہوئی پس اسی حال میں وہ مرگیا اور مروان کے تیر سے وہ مارا گیا تھا چنانچہ مروان نے طلحہ کو قابو میں دیکھکر اپنے غلام سے کہا کہ اسنے عثمان کے قتل میں کوشش کی تھی ایک تیر مجھے دے کہ میں اپنا عوض عثمان کے خون کا اوس سے لوں اور یہ دونو عائشہ کے لشکر میں تھے طلحہ بھی اور مروان بھی اور علیؑ سے یہ لڑتے تھے پس غلام نے مروان کو تیر دیا اسی اسکے تیر مارا وہ اسی ضرب میں مارا گیا اور مثل اسکے اہلسنت کی کتابوں میں بھی مذکور ہے چنانچہ دفع المغالطہ میں نام ان کتابوں کا مرقوم ہے پس وقت دیکھنے عذاب کے ایمان لانا مقبول نہیں ہے **سُنَّتَ اللَّهِ** یہ طریقہ رکھنا خدا کا ہے کہ وقت نازل ہونے عذاب کے کوئی ایمان لائے تو ایمان اسکا قبول نہیں ہوتا ہے **الَّتِي قَدْ خَلَتْ** وہ طریقہ کہ تحقیق گذر رہا ہے **فِي عِبَادِهِ**

بیچ بندوں اسکے پہلی اُمتوں میں وَخَسِرَ هُنَالِكَ اور نقصان والے ہوئے اُسجگہہ یعنی ہوتے وقت عذاب کے الْكٰفِرُوْنَ ۝ کفر کرنیوالے بسبب نفع نہ دینے ہوتے ایمان کے اور حضرت امام رضا علیہ السلام کسینے پوچھا کہ فرعون کس سبب سے غرق ہوا وہ تو ایمان لایا تھا آخر وقت میں اور اُسنے اقرار کیا تھا خدا کی وحدانیت کا فرمایا کہ اسواسطے غرق ہوا کہ وہ عذاب کو دیکھکر ایمان لایا تھا اور عذاب کو دیکھکر ایمان لانا قبول نہیں ہے اور یہ حکم خدا تعالیٰ کا ہی لوگوں پہلوں اور پچھلوں میں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فلما راوا باسنا اور دونو آیتیں تلاوت فرمائیں اور منقول ہے کہ ایک نصرانی نے ایک عورت مسلمان سے زنا کیا تھا وہ گرفتار ہو کر متوکل بادشاہ عباسی کے پاس آیا متوکل نے چاہا کہ اُسپر حد جاری کرے وہ عذاب کے خوف سے مسلمان ہو گیا کسینے تو کہا کہ اسکی ایمان نے اُسکے شرک کو باطل کر دیا اور کسینے کہا کہ اسکی تین حدیں ماری جائیں اور کسینے کچھ کہا اسیطرح ہر عالم ایک حکم دیتا تھا متوکل نے حضرت امام علی نقی ع کی خدمت میں لکھا امام علیہ السلام نے اُسکے جواب میں لکھا کہ اُسکو زد و کوب کریں یہانتک کہ وہ مر جاوے جسوقت وہ جواب اُسکے پاس پہنچا تو اُسکے علماء نے انکار کیا اور کہا کہ یہ وہ حکم ہے کہ نہ خدا کی کتاب میں ہے اور نہ پیغمبر کی حدیث میں دوسری بار متوکل نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا حضرت نے بعد بسم اللہ کے یہی دونو آیتیں لکھیں پس متوکل نے حکم دیا اسکو اسقدر زد و کوب ہوئی کہ وہ مر گیا

سورۃ حٰمٓ السجدۃ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چوّن آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ حم سجدہ پڑھے اُسکے واسطے قیامت کے روز نور ہوگا برابر درازی نگاہ کے اور سرور وہ بہت خوش ہوگا اور لوگ دنیا میں اسکی مرتبہ کی آرزو کرینگے اور اسکو سورہ فصلت بھی کہتے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ۝ اسکی تفسیر اس سے پہلی سورہ میں گزر گئی ہے اور اگر حم نام اس سورہ کا ہے تو معنی اسکے یہ ہیں **تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** نازل کیا گیا ہے خدا بخشنے والے مہربان کیطرف سے اور اس صورت میں حم مبتدا ہے اور بعد اُسکے اسکی خبر ہے کہ تمام آدمیوں پر اور اگر یہ نام اس سورہ کا نہیں ہے تو تنزیل مبتدا ہے اور کتاب کہ بعد اسکے ہے وہ خبر اسکی ہے اور ندا یا ہو مقدر کی خبر بھی تنزیل ہو سکتا ہے یا ہذا تنزیل یا ہو تنزیل **كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ** کتاب ہے کہ تفصیل کی گئیں ہیں آیتیں اسکی حرام کے اور حلال کے بیان میں اور رغبت دلانے اور ڈرانے کے بیان میں اور وعدہ بہشت اور وعدہ دوزخ کے بیان میں اور نصیحت اور قصوں کے ذکر میں اور سوا اسکے کہ **قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا** قرآن ہے عربی یعنی بیچ بانیں اور رکھنا حال واقع ہوا اور عربیا صفت اسکی ہے یعنی وہ کتاب قرآن ہے عرب کی زبان میں **لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝** واسطے اس قوم کے کہ جانیں اسکی معنی کو اور اسکی مقصود کو سمجھیں **بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا** خوشخبری دینے والا اور وہ قرآن عمل کرنیوالوں کو اور ڈرانیوالا ہے اُن لوگوں کو جو اسپر نہیں ایمان لاتے ہیں اور یہ دونو صفت ہیں قرآن کی اور باوجود ان بزرگ صفتوں کے **فَاَعْرَضَ** پس منہ پھیر لیا اُسکے قبول کرنے سے **اَكْثَرُهُمْ** اکثر اُن لوگوں نے **فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝** پس وہ نہیں سنتے ہیں قبول کر کے کانوں سے اور اسمیں تامل نہیں کرتے ہیں **وَقَالُوْا** اور کہا انہوں نے **قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ** دل ہمارے بیچ پردوں کے ہیں سنتے **مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ** اُس چیز کے کہ بلاتا ہے تو ہمکو طرف اسکی یعنی قرآن اور محمد صلعم نہیں سمجھتے ہیں **وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ** اور بیچ کانوں ہمارے کے بوجھ ہے قرآن کے سننے سے کہ جو کچھ تو پڑھتا ہے ہم نہیں سمجھتے ہیں **وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ** اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے ایک پردہ ہے کہ ہم تجھتک نہیں پہنچ سکتے ہیں یہ تمثیل انکی لوگوں کو دوری سمجھنے قرآن سے ہے اور اعتقاد کرنے اُسکے احکام پر یعنی یا کہ دل انکی پردہ میں ہیں اور کانوں میں انکی گرانی ہے کہ نہیں سمجھتے ہیں وہ اسکو اور نہ سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابوجہل نے ایک کپڑے کو درمیان اپنے اور درمیان سرور محمد صلعم کے ڈالکر پردہ کیا اور پیچھے اُس پردہ کے جا کر کہا کہ اے محمد تو اُس طرف ہے اور ہم اس جانب ہیں **فَاعْمَلْ** پس عمل کر تو اپنے دین پر **اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝** تحقیق ہم عمل کرنیوالے ہیں اپنے مذہب پر اور یا یہ کہ تو ہمارے دین کے باطل کرنے میں کوشش کر اور ہم تیرے دین کے باطل کرنے میں کوشش کرتے ہیں اور یا یہ کہ تو ہماری ہلاکت میں کوشش کر اور ہم تیری ہلاکت میں کوشش کرتے ہیں **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار بد شعار سے کہ **اِنَّمَآ اَنَا** سوا اسکے نہیں کہ میں **بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** آدمی ہوں مثل تمہارے نہ فرشتہ ہوں نہ جن ہوں کہ جسکی بات کو تم نہ سمجھو بلکہ تمہاری جنس سے ہوں کہ میری بات کو تم خوب سمجھتے ہو اور کسی امر کر وہ کیطرف تمکو نہیں بلاتا ہوں بلکہ مضمون میرے بلانیکا یہ ہے کہ **يُوْحٰٓى اِلَيَّ** وحی کیجاتی ہے طرف میرے اسطرح ہے کہ **اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ** سوا اسکے نہیں معبود تمہارا **اِلٰهٌ وَّاحِدٌ** معبود ایک ہے کہ اسیطرح کوئی شریک نہیں رکھتا ہے **فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ** پس سیدھے چلو تم طرف اسکی کہ اسکو ایک جانو اور خالص اسکی عبادت کرو **وَاسْتَغْفِرُوْهُ** اور بخشش چاہو تم اس سے شرک اور گناہوں سے توبہ کر کے

وَوَيْلٌ اور وائے ہی اور سخت عذاب ہے لِّلْمُشْرِكِينَ واسطے شرک کرنیوالوں کے الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ جو کہ نہیں دیتے ہیں زکوٰۃ کو بسبب
بخیلی اور بے مہری بندگان خدا کے وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ ساتھ آخرت کے وہ كَافِرُونَ کفر کرنیوالے ہیں یہ آیت بظاہر اس امر پر
دلالت کرتی ہی کہ زکوٰۃ کفار پر واجب ہے لیکن ادا کرنا اسکا حالت کفر میں صحیح نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ انکی نیت میں خلوص نہیں ہے اور یا مراد زکوٰۃ نہ دینے سے اعتقاد
رکھنا ہے کفار کا زکوٰۃ کے نہ دینے پر اور یا کلمہ توحید کو کہ وہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور زکوٰۃ نفس کی پاک کرنا نفس کا شرک سے ہے اسکو اپنی زبان سے نہیں کہتے ہیں اگر
وہ اپنے نفسوں کو شرک اور گناہوں سے پاک کریں اور خدا پر ایمان لائیں تو انکو واسطے بہت فائدہ ہو چنانچہ فرماتا ہی کہ اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا تحقیق جو لوگ کہ ایمان
لائے خدا اور رسول پر اور قیامت کے ہونے کو انہوں نے حق جانا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے لَهُمْ أَجْرٌ واسطے انکے جزا و ثواب ہے
غَيْرُ مَمْنُونٍ غیر احسان رکھا گیا کسی آدمی کا اور بے منت غیر کے اور بعضے ممنون کے معنی مقطوع کہتے ہیں یعنی ثواب قطع کیا گیا کہ کبھی منقطع اور فنا نہو بلکہ ہمیشہ کو
ہے اور واسطے زجر اور توبیخ کفار کے فرماتا ہی کہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار سے کہ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ کیا تحقیق تم کفر کرتے ہو بِالَّذِي خَلَقَ
الْأَرْضَ ساتھ اس شخص کے کہ پیدا کیا ہی اسنے زمین کو فِي يَوْمَيْنِ بیچ دو دن کے کہ وہ یکشنبہ اور دوشنبہ ہے اور منقول ہی کہ اصل زمین کو یکشنبہ کے روز
پیدا کیا ہے اور دوشنبہ کو اسکو پھیلایا اور منقول ہے کہ اصل زمین تو وہی جو بیت اللہ کی زمین ہے اور باقی اسکے نیچے سے پھیلائی گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ دو دن سے مراد
مقدار دو دن کی ہی اور یا دو نوبت ہے کہ قدرت قدیم دو دفعہ پیدا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ دو دن سے مراد دو وقت ہیں ایک تو ابتدائے پیدائش اور یا ایک انتہائے پیدائش
پس خدا فرماتا ہی کہ اے محمد تو ان کفار سے کہہ کہ تم کیونکر کفر کرتے ہو اسکا کہ جسنے اپنی قدرت سے زمین کو دو روز میں پیدا کیا ہی وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا اور مقرر
کرتے ہو تم واسطے اسکے شریک ذٰلِكَ وہ زمین کا پیدا کرنیوالا رَبُّ الْعَالَمِينَ پروردگار عالم کے لوگوں کا ہی اور پیدا کرنے والا سب چیزوں کا
وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ اور پیدا کئے بیچ اس زمین کے پہاڑ بلند قائم ہونیوالے مِن فَوْقِهَا اوپر اس زمین کے تاکہ منافع اسکے لوگوں کو پہنچیں
وَبَارَكَ فِيهَا اور برکت دی بیچ اس زمین کے کہ اسمیں درخت اور زراعت اور آب شیریں اور پہاڑ پیدا کئے کہ بیچ ان پہاڑوں کے کہ بہت بلند ہیں اکثر فائدے
انکی سطح کے چشمے اور کانیں اور جواہر اور درخت اور پتھر ہر قسم کے انمیں پیدا کئے وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا اور اندازہ کیں بیچ اس زمین کے روزیاں انکی کہ
وہ کھانے ہیں زمین کے باشندوں کے آدمیوں کی اور حیوانوں کی سب کی اور جس چیز کا کہ محتاج ہے جاندار کھانیکے واسطے وہی زمین میں پیدا کیا فِي أَرْبَعَةِ
أَيَّامٍ بیچ چار دن کے یعنی بیچ بقیہ چار دن کے کہ وہ سہ شنبہ اور چہارشنبہ ہے یہ ایسا ہی جیسے کہ کہے کوئی کہ سیر کی میں نے دلی سے لکھنؤ تک سولہ روز میں فیض آباد
تک بیس روز میں پس چار روز انمیں بقیہ بیس روز کے ہیں اور ایسی ہی دو روز بقیہ چار دن کے ہیں یعنی دو روز میں زمین کو پیدا کیا اور دو روز میں کھانیں اور روزیاں
جانداروں کی پیدا کیں اور رفتی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہی کہ مراد چار دن سے چار وقت ہیں کہ جنمیں کھانا آدمیوں کا اور چوپایوں کا اور پرندوں کا اور زمین کے اندر کے جانوروں کا
اور دریائی جانوروں کا پیدا ہوتا ہے اور وہ چار وقت چار فصلیں ہیں شتا اور ربیع اور صیف اور خریف شتا کہ ہندی میں وہ پوس اور ماگھہ اور پھاگن کے
مہینے ہیں اس زمانہ میں ولایت ایران اور عرب وغیرہ میں مینہ برستا ہے اور یہاں اس مینہ کو مہاوٹ کہتے ہیں اور وہ موسم نہایت سرد ہوتا ہی اور بعد اسکے ربیع ہوتی
ہی اور ربیع کے مہینے ہندی میں چیت اور بیساکھ اور جیٹھہ ہیں اس موسم میں زمین میں گھانس اور گل بوٹا پیدا ہوتا ہی اور درختوں میں پھل لگتے ہیں اور وہ
موسم بہار کا ہوتا ہی اور بعد اس فصل کے صیف آتا ہی اور ہندی میں وہ اساڑھ اور ساون اور بھادوں ہیں اور وہ موسم بنہایت گرم ہوتا ہی اور اسمیں میوے پختہ ہو جاتے
ہیں اور دانے سخت ہو جاتے ہیں اور بعد اسکے موسم خریف کا آتا ہی اور وہ ہندی میں کوار اور کاتک اور اگھن کے مہینے ہیں اس موسم میں پاک اور صاف کرکے پھلوں کو
اور دانوں کو اٹھاتے ہیں اور اگر ایک ہی وقت ہوتا تو روئیدگی زمین سے نہ نکلتی اسواسطے کہ اگر وہ سب وقت ربیع ہوتے تو پھل اور دانے پختہ نہوتے اور اگر سب وقت صیف
ہوتے تو گرمی سے جو چیز کہ زمین میں ہے وہ سب جل جاتی اور حیوان کے واسطے کوئی روزی نہوتی اور اگر سب وقت خریف ہوتے اور پہلی ان سے ان وقتوں میں سے کوئی
وقت نہوتا تو کوئی شئی پنہان اور حیوان کے کھانیکے واسطے نہوتی اور اگر سب وقت شتا ہوتے تو ہمیشہ بارش رہتی اور درختوں میں پھل اور زمین میں روئیدگی نہ
ظاہر ہوتی اسواسطے خدا تعالے نے کھانوں کی پیدائش چار وقت میں رکھی ہی شتا اور ربیع اور صیف اور خریف میں میوے اور غلہ تو آدمی کھاتے ہیں اور گھانس اور بھوسا

چوپائے اور ایسے ہی سب حیوانات میں کوئی تو پھل کھاتا ہے اور کوئی شے اور حقتعالیٰ نے ان وقتوں کا نام ایام رکھا ہے یہ چاروں **سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ** برابر ہیں واسطے سوال کرنیوالوں مخلوق کے کہ جو روزی اپنی خدا سے طلب کرتے ہیں سو ہوا کہ ہر ایک روزی اپنی حد سے طلب کرتا ہے خواہ زبان مقال سے خواہ زبان حال سے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ یہ چاروں دن بے زیادتی اور نقصان جواب ہے سوال کرنیوالوں کے واسطے جو کوئی پوچھتے ہیں کہ خدا نے کتنے دنوں میں زمین کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ کہ اسکے اندر ہے اسکا اندازہ کتنے دنوں میں کیا ہے اور سواء کو ابو جعفر نے مرفوع پڑھا ہے مبتدا محذوف کی خبر مقرر کر کے یعنی ہی سواءٌ اور یعقوب نے مکسور پڑھا ہے ایام کی صفت مقرر کر کے اور باقیوں نے منصوب پڑھا ہے مفعول مطلق فعل محذوف کا مقرر کر کے یعنی استوی سواءً اور کہتے ہیں بعضے آدمی کہ خدا تعالیٰ نے زمین کو یکشنبہ اور دوشنبہ کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو سہ شنبہ کو اور درختوں اور پانیوں کو چہارشنبہ کو اور آسمان کو پنجشنبہ کو اور آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں اور ملائکہ اور آدم کو جمعہ کو **ثُمَّ اسْتَوٰٓی** پھر قصد کیا خدا نے واسطے پیدا کرنے کے **اِلَی السَّمَآءِ** طرف آسمان کے اسکو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا بعد پیدا کرنے زمین کے اور ان چیزوں کے جو اسکے اوپر اور اندر ہیں **وَھِیَ دُخَانٌ** اور وہ آسمان دھواں تھا اس روز یعنی پانی کے بخارات اور اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ حقتعالیٰ نے بعد پیدا کرنے زمین کے اور پہاڑوں اور درختوں وغیرہ کے ایک جوہر سبز پیدا کیا اور دبدبہ کی نظر سے اسکی طرف دیکھا وہ پانی ہو گیا اور بعد اسکے آگ اوپر غالب کی کہ اس سے وہ جوش میں آیا اور اس سے ایک بخار نکلا اسکو پانی کے اوپر رکھا اور پانی کو بستہ کیا اور اس بخار سے آسمان کو پیدا کیا بلند کر کے اور اس آب بستہ سے زمین کو پیدا کیا اور جسوقت آسمان کو اور زمین کو دونو کو پیدا کر لیا تو **فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ** پس کہا واسطے اس آسمان کے اور واسطے اس زمین کے کہ **ائْتِيَا** آؤ تم دونو فرمانبرداری میری میں جو کچھ کہ میں تمکو حکم کروں **طَوْعًا اَوْ كَرْهًا** رغبت سے یا کراہت سے اور یہ دونو لفظ مصدر ہیں اور قائم مقام حال کے واقع ہوئے ہیں یعنی رغبت یا ناخوشی سے جو کچھ میں تمکو حکم کروں اسکو بجا لاؤ اور اسی جگہ سے ہے کہ جو ابن عباس سے روایت ہے کہ آسمان سے کہا کہ چاند اور ستارے تجھ میں میں نے پیدا کئے ہیں انکو تو ظاہر کر دے اور زمین سے کہا کہ جو نہریں اور درخت تجھ میں ہیں انکو تو ظاہر کر دے اور مراد اس سے ظاہر کرنا اپنی قدرت کے کمال کا ہے اور جسوقت آسمان اور زمین کو یہ حکم ہوا تو **قَالَتَآ** کہا ان دونوں نے کہ **اَتَيْنَا** آئے ہم جو کچھ فرماؤ **طَآئِعِيْنَ** فرمانبرداری کرنیوالے ہو کر اپنی رغبت سے یہ حال واقع ہوا، اور کسی شخص نے سوال کیا حضرت امام رضا علیہ السلام سے کہ خدا تعالیٰ نے سوائے جن اور آدمی کے اور کسی سے کلام کیا ہے فرمایا کہ زمین اور آسمان سے چنانچہ فرماتا ہے کہ قالتا اتینا طائعین اور منقول ہے کہ جسوقت حق سبحانہ نے خطاب زمین کو کیا تو پہلے زمین کعبہ نے جواب دیا کہ اتینا طائعین اور بعد اسکے جو زمین کہ اسکی متصل تھی اور اسکے بعد اسکی متصل کے متصل نے اسیطرح سب زمین نے جواب دیا اور اسی سبب سے کعبہ قبلہ اہل اسلام کا ہوا **فَقَضٰىهُنَّ** پس بنایا اور اندازہ کیا انکو **سَبْعَ سَمٰوٰتٍ** سات آسمان **فِيْ يَوْمَيْنِ** بیچ دو دن کے یعنی دو وقت میں ایک وقت تو ابتدائے پیدائش اور دوسرا آخر پیدائش اور سبع سمٰوٰت حال واقع ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ دو روز کہ جنمیں آسمان پیدا ہوئے ہیں پنجشنبہ اور جمعہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حقتعالیٰ نے پنجشنبہ کو آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور جمعہ کو آفتاب اور ماہتاب کو اور اسکی ساعت اخیر میں آدم کو اور اسی روز میں قیامت کو قائم کریگا **وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا** اور وحی کی بیچ ہر آسمان کے کام اسکی جو کچھ کہ اسکے پیدا کرنے سے ارادہ کیا ہے اور جو کچھ کہ اس سے ہوگی تدبیریں اور مصلحتیں اور یا یہ کہ ہر آسمان کے ملائکہ کو حکم کیا ہے ایک طرح کی عبادت کا **وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا** اور زینت دی ہمنے آسمان نزدیک کو وہ آسمان اول ہے **بِمَصَابِيْحَ** ساتھ چراغوں کے یعنی ساتھ ستاروں کے کہ مثل چراغوں کے وہ روشن ہیں اور اگرچہ سب ستارے آسمان اول میں نہیں ہیں لیکن آسمان اول میں سب دکھائی دیتے ہیں اور اسی کو انسے آرائش ہو رہی ہے اسواسطے خدا نے فرمایا کہ زینت دی ہمنے آسمان نزدیک کو ساتھ چراغوں کے **وَحِفْظًا** اور نگاہ رکھا ہمنے نگاہ رکھنا شیاطین سے کہ جو ملائکہ کے کلام سننے کو اوپر جاتے تھے اور محفوظ رکھا ہے سب آفتوں سے اور حفظًا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ستارے امان ہیں واسطے آسمان کے رہنے والوں کے اور اہلبیت میری امان ہے واسطے زمین کے رہنے والوں کے پس جسوقت جاتے رہیں ستارے تو جاتے رہیں آسمان کے رہنے والے اور جسوقت چلی جاوے اہلبیت میری دنیا کو تو چلے جاویں سب زمین کے رہنے والے اس روایت سے معلوم ہوا کہ قیامت تک اہلبیت رسول میں سے کوئی شخص زمین پر موجود رہیگا پس ثابت ہوا اس سے موجود ہونا صاحب الزمان علیہ السلام کا زمین پر اور دنیا اہلبیت سے خالی نہیں ہے، **ذٰلِكَ** وہ یعنی جو مذکور ہوئے خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب پیدائش **تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ**

عذاب میں گرفتار کرواتے ہو **قالوا** کہینگے وہ عضا جواب میں اپنے جلدوں کے کہ ہمکو تم ملامت نکرو ہم اپنے اختیار سے گواہی نہیں دیتے ہیں بلکہ **انطقنا اللہ الذی**
گویا کیا ہے ہمکو خدا نے وہ خدا کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے **انطق کل شیء** گویا کیا ہے ہر چیز کو جو کہ گویا ہوتی ہے اور کلام کرتی ہے **وھو خلقکم**
اول مرۃ اور اُسی نے پیدا کیا ہے تمکو پہلی مرتبہ کہ جسوقت تم کچھہ نہ تھے اُسوقت تمکو وجود میں لایا **والیہ ترجعون** اور طرف اُسکی پھیرے جاتے ہو تم
واسطے جزائے اعمال کے یعنی خدا قادر ہے آدمیوں کے گویا کرنے پر اور پیدا کرنے پر اور پھر واسطے اجزای اعمال کے دوبارہ زندہ کرنے پر تو اُس سے ہمارا گویا کر دینا عجیب نہیں
اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ جنکے روبرو اعمال بد پیش کئے جائینگے اور وہ اُن اعمال کا انکار کرینگے کہینگے کہ ہمنے
یہ اعمال نہیں کئے ہیں پس جو فرشتے کہ اُنکے اعمال کو لکھتے تھے وہ گواہی دینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت ملائکہ گواہی دینگے تو وہ لوگ کہینگے کہ اے خدا
یہ فرشتے تیری ہیں جو گواہی دیتے ہیں پھر قسم کھائینگے کہ ہمنے کوئی عمل اس قسم کا نہیں کیا اور یہی مراد ہے قول حقتعالے سے یوم یبعثھم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون
لکم یعنی جسدن کہ اُٹھا دیگا خدا اُن سبکو زندہ کرکے تو پس قسم کھائینگے وہ واسطے اُس خدا کے جیسے کہ اب قسم کھاتے ہیں واسطے تمہاری کہ ہم ایمان لائے ہیں اور
غاصبان حق امیر المومنین بھی اسمیں داخل ہیں پس اُسوقت خدا تعالے اُنکی زبانوں پر مُہر کریگا اور عضا اُنکے گواہی دینگے پس آنکھ تو گواہی اسچیز کی دیگی کہ جسکا دیکھنا
حرام تھا اور جسنے اُسکو دیکھا تھا اور کان اسچیز کی گواہی دینگے کہ جسکا سُننا حرام تھا اور اُسکو سُنا تھا اور ہاتھہ گواہی اسچیز کی دینگے کہ جسکا پکڑنا ہاتھوں سے حرام تھا اور
اُسکو پکڑا تھا اور پاؤں گواہی دینگے اسچیز کی کہ جس جگہہ جانا حرام تھا اور اُس جگہہ پاؤں سے گیا تھا اور پھر سب گواہی دیگی اگر اُنسے حرام کیا تھا پھر حقتعالی اُنکی
زبان کو گویا کریگا تب اپنے عضاء سے کہینگے کہ کسواسطے گواہی دی ہے تمنے اور فرشتے اُنسے کہینگے کہ **وما کنتم تستترون** اور نتھے تم کہ پوشیدہ ہو جاؤ تم **ان**
یشھد علیکم اس سے کہ گواہی دیں اوپر تمہارے یعنی تمہارے اعمال پر **سمعکم** کان تمہارے **ولا ابصارکم** اور نہ آنکھیں تمہاری **ولا جلودکم**
اور نہ عضا تمہاری **ولکن ظننتم** اور لیکن گمان کیا تمنے **ان اللہ لا یعلم** یہ کہ تحقیق خدا نہیں جانتا ہے **کثیرا مما کنتم تعملون** بہت چیز
تئیں اُس سے کہ کرتے ہو تم اس سبب سے تم اعمال بد کرتے تھے ابن عباس سے منقول ہے کہ منی ایک روز اپنے تئیں کعبہ کے پردوں سے پوشیدہ کیا تھا کہ تین آدمی آئے ایک تو
صفوان اور دوسرا ربیعہ اور تیسرا عبد اللہ ثقفی اُن تینوں نے آپسمیں کلام کرنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ جو کچھہ ہم کہتے ہیں کیا خدا سُنتا ہے ایک نے کہا کہ اگر خدا بلند آواز کو
سُنتا ہے تو آہستہ کو بھی سُنتا ہے منی نے رسول خدا کو اس گفتگو سے اُنکی خبر کی یہ آیت نازل ہوئی **وذلکم ظنکم** اور وہ گمان تمہارا اے خدا کے نہ سُننے کا **الذی ظننتم**
جو کہ گمان کیا تھا تمنے دنیا میں **بربکم** ساتھ پروردگار اپنے کے **اردٰکم** ہلاک کیا تمکو اُس گمان بد نے **فاصبحتم من الخاسرین** پس ہو گئے تم
نقصان پانیوالوں میں سے اس بدگمانی کی جہت سے پس چاہیے کہ بندہ مومن تنہائی میں گناہ کرنیکے واسطے خوف خدا کو کم نکرے ظاہر میں گناہ کرنے سے بلکہ تنہائی میں خوف اُسکا
زیادہ ہو تاکہ اُس جماعت میں داخل نہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ مومن خدا سے اسطرح ڈرے کہ گویا دوزخ میں اُسکو ڈالتے ہیں اور امید خدا سے ایسی رکھے کہ گویا وہ بہشتیوں میں سے
ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اور بعد اُسکی فرمایا کہ خدا تعالے بندہ کے گمان کے نزدیک ہے جو وہ ہوتا ہے اگر گمان اُسکا خیر ہوتا ہے تو خیر اُسکو پہنچاتا ہے اور اگر گمان اُسکا بد ہے تو سزا بد اُسکو
ہوتا ہے اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ آخر بندہ کا حکم کیا جائیگا اُسکو دوزخ میں لیجانیکا تو وہ وقت لیجانیکے خدا کیطرف متوجہ ہوگا
اور پھر کر دیکھیگا اُسوقت خدائے بزرگ فرمائیگا کہ پھیرو اُسکو جب اُسکو اُلٹا پھیرینگے تو فرمائیگا تو کیوں متوجہ ہوا تھا طرف میرے اور تو نے کسواسطے دیکھا تھا وہ بندہ کہیگا کہ اے
پروردگار میرے یہ گمان میرا تیری طرف نہ تھا فرمائیگا کہ کیا گمان تھا تیرا میری طرف بندہ کہیگا کہ اے پروردگار میرے گمان میرا یہ تھا کہ تو گناہوں کو میرے بخشیگا اور اپنی
بہشت میں مجھکو جگہہ دیگا خدا تعالے یہ سُنکر فرمادیگا کہ اے فرشتو میرے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی اور اپنی نعمتوں اور بلندی مرتبہ کی کہ اس بندہ نے کبھی گمان نیک میرے ساتھ
نہیں کیا ہے اور اگر ایک ساعت بھی یہ بندہ میرے ساتھ گمان نیک کرتا تو میں آتش دوزخ سے اُسکو نہ ڈراتا اصلا اور انعام و مرحمت اُسکی دروغ کا اور بہشت میں اُسکو داخل کر دیو
فرمایا رسول خدا نے کہ نہیں ہے کوئی ایسا بندہ کہ گمان نیک کرے خدا کیساتھ مگر کہ خدا موجود ہوگا اُسکی گمان کے نزدیک اور بعد اُسکے یہ آیت تلاوت فرمائی وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم
فان یصبروا پس اگر صبر کرین دوزخ کے عذاب پر وہ بدگمانی کرنیوالے اور فریاد اور واویلا نکرینگے **فالنار مثوی لھم** پس آتش دوزخ جگہہ رہنے کی
ہے واسطے اُنکے اور صبر کرنا اُنکو کچھ فائدہ ندیگا اور ہمیشہ دوزخ میں جلا کرینگے **وان یستعتبوا** اور اگر رضامندی چاہیں وہ خدا کی تو **فما ھم من**

الْمُعْتَبِيْنَ پس نہیں ہیں وہ رضامندی قبول کئے گئے کہ خدا تعالیٰ انسے راضی ہوجائے اور غضب و غصہ کو انسے دور کرے یہ ہرگز نہوگا اور عذاب کو انسے کبھی دفع نکرے گا
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ اور مقرر کیا ہے ہمنے واسطے ان مشرکوں کے قُرَنَاءَ مصاحبوں کو شیاطین میں سے بسبب انکے عناد اور دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیلوں
میں انکار کرنے کے کہ وہ شیاطین ہمیشہ انکے پاس رہتے ہیں یعنی ہمنے انکو بسبب انکے عناد انکی حال پر چھوڑ دیا ہے اور توفیق اپنی انسے اٹھالی ہے اور عوض میں نیک
ہمنشینوں اور مصاحبوں کے ہمنشین بد کہ وہ شیاطین ہیں انکی صحبت میں ہمنے مقرر کئے ہیں کہ وہ شب و روز انکے پاس رہتے ہیں فَزَيَّنُوا لَهُمْ پس آراستہ کر کے دکھلایا
انہوں نے واسطے ان کفار کے مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ اس چیز کو کہ آگے انکے ہے یعنی مال اور متاع دنیا اور بری خواہش نفس کی کہ طلب دنیا میں شب و روز
سرگردان ہیں وَمَا خَلْفَهُمْ اور اس چیز کو کہ پیچھے انکے ہے امر آخرت کا اور انکار کرنا کہ نہ زندہ ہونگے اور نہ جزا ملیگی اعمال کی اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے
یہ سب انکی خاطروں میں ڈالا وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ اور ثابت اور واجب ہوا اوپر انکے سخن عذاب کا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ بیچ ان جماعتوں کی
کہ گزری ہیں مِن قَبْلِهِم پہلے انکے مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ جن اور آدمیوں میں سے یعنی یہ لوگ گناہوں اور بدیوں کے اختیار کرنے میں اور
پیغمبروں کے جھٹلانے میں پہلی ہی گروہوں میں سے تھے اور انہوں ہی میں انکی شمار تھی جسوقت کہ مثل انکے انہوں نے عمل کئے مراد یہ ہے کہ جیسے کہ پہلی امتیں لائق عذاب کے تھیں
ایسے ہی یہ لائق عذاب کے ہیں إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ تحقیق کہ وہ کفار ہیں نقصان پانیوالے کہ انہوں نے بہشت کی عوض میں دوزخ کو اختیار کیا
ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رئیس کفار کے قرآن کے مقابلہ کرنے سے عاجز ہوئے اور ڈرے کہ ایسا نہو کہ تمامی عرب اطراف اور جوانب سے اگر قرآن کو سنیں اور شہر ایمان
لائیں اسواسطے اپنے تابعداروں کے ہمراہ متفق ہوئے اس امر پر کہ جسوقت وہ حضرت قرآن پڑھیں تو ایسا کرنا چاہئے کہ وہ غلطی میں پڑ جاویں پس جسوقت وہ حضرت قرآن پڑھنے میں مشغول
ہوتے تو ایک جماعت انمیں سے حضرت کے قریب کھڑے ہو کر غل مچاتی اور بیہودہ باتیں بکتی اور سیٹیاں مارتی اور تالیاں بجاتی اور شعر پڑھتی چنانچہ انکے جھٹلانے کو یہ
آیت نازل کی وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے یعنی مکہ کے مشرکوں نے آپس میں کہا کہ لَا تَسْمَعُوا نہ سنو تم اور کان آگے
نہ کرو تم لِهَٰذَا الْقُرْآنِ واسطے سننے اس قرآن کے کہ جسکو محمد پڑھتا ہے وَالْغَوْا فِيهِ اور بیہودہ باتیں کرو تم درمیان اسکے یعنی اسکے پڑھنے کے درمیان ایسی
بیہودہ باتیں بلند آواز سے کرو کہ کوئی اس قرآن کو سننے نہ پاوے لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۝ تاکہ تم غالب ہوجاؤ اسکے پڑھنے پر اور اسکو پڑھنے سے اور صحابہ کو سننے سے
بند کرو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا پس البتہ چکھاوینگے ہم ان لوگوں کو کہ کفر کیا ہے انہوں نے عَذَابًا شَدِيدًا عذاب
سخت وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اور البتہ جزا دینگے ہم انکو أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا بدتر جزا اس چیز کی کہ تھے وہ يَعْمَلُونَ عمل کرتے اپنی جہالت اور عناد سے
یعنی انکو ہم بدتر جزا دینگے انکی بدتر عمل کی جہت سے کہ وہ کفر اور شرک ہے اور ذکر کرنا بدتر عمل کا واسطے مبالغہ کے ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ عذاب سخت تو دنیا میں تھا کہ بروز جنگ بدر وہ قتل اور قید ہوئے اور بدتر عمل کا جزا آخرت میں ہے کہ وہ ہمیشہ آگ میں جلا کرینگے ذَٰلِكَ وہ عذاب بدتر
جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ جزا دشمنان خدا کی ہے کہ وہ النَّارُ آتش دوزخ ہے لَهُمْ فِيهَا واسطے انکے بیچ اس آتش دوزخ کے دَارُ الْخُلْدِ
گھر ہمیشہ کا ہے کہ وہ اسمیں ہمیشہ رہینگے اور ہرگز اسمیں سے باہر نکلینگے جَزَاءً بدلا دئے جاوینگے وہ بدلا دینا بِمَا كَانُوا بسبب اس چیز کے کہ تھے وہ بِآيَاتِنَا ساتھ
نشانیوں قدرت ہماری کے یا ساتھ آیتوں ہماری کے جو قرآن میں ہیں يَجْحَدُونَ ۝ انکار کرتے اور بیہودہ باتیں اسکی درمیان میں کرتے اور جزاء مفعول مطلق
فعل محذوف کا ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور کہینگے وہ لوگ کہ کافر ہوئے جسوقت کہ دوزخ میں جلینگے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے أَرِنَا الَّذَيْنِ
دکھا تو ہمکو ان دو شخصوں کو کہ أَضَلَّانَا گمراہ کیا ان دونوں نے ہمکو مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے یعنی ان دو شخصوں گمراہ کرنیوالوں کو کہ
ایک تو شیطان ہے جنوں میں سے اور دوسرا ان دونوں میں آدمی ہے خواہ آدمی ہو خواہ کوئی ہو کہ سیکا بہکانیوالا اور گمراہ کرنیوالا ان دونوں کو ہمکو دکھلا اور امیر المومنین علیہ السلام
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ایک تو ابلیس ہے کہ پیشوا شیاطین ہے اور دوسرا قابیل ہے بیٹا آدم کا کہ گناہ قتل کرنیکا اس سے شروع ہوا ہے غرض یہ کہ ہر دوزخی پکاریگا کہ ہمارے
بہکانیوالے شیطان اور آدمی کو اے خدا ہمکو دکھلا کہ اسوقت نَجْعَلْهُمَا رکھیں ہم ان دونوں کو تَحْتَ أَقْدَامِنَا نیچے قدموں اپنے کے تا انتقام خوب لیکر کوٹیں
اور پاؤں کے نیچے ملیں اور ایسا کریں کہ انکو دوزخ کے نیچے کے درجہ میں ڈالیں لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ۝ تاکہ ہوویں وہ دونوں نیچے ہو والوں میں سے اور اسفلین کا

ع ۳ ۷ ۴

حال بیان کرتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا تحقیق وہ لوگ کہ کہا انہوں نے کہ رَبُّنَا اللّٰهُ پروردگار ہمارا خدا ہے جو کہ معبود حق ہے اور اسکی وحدنیت کا
اور اسکے رسول کا اور جو کچھ یہ رسول اسکی پاس سے لایا ہے اسکا انہوں نے اقرار اور اعتقاد کیا ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پس سیدھی راہ پر رہے وہ اور قائم رہے اس اپنے اقرار اور عقاید
اور اس سے پھر نہیں گئے کسیوقت تک سہو اور خطا کہ منقول ہے کہ حضرت پیغمبر نے فرمایا کہ آدمی کلمہ ربنا اللہ کے قائل ہوتے ہیں اور کثر انہیں سے پھر جاتے ہیں پس جسوقت کہ مرنے
کے وقت تک اس کلمہ کا اقرار کرنیوالے ہوں تو وہ طریقہ استقامت پر قائم ہیں اور حضرت امیرالمومنین سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا فرائض کے ادا کرنے پر قائم رہو مرنے کے
وقت تک اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابوں میں سے کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا استقامت کیا چیز ہے فرمایا واللہ کہ استقامت وہ راہ ہے کہ جس راہ پر تم ہو یعنی
قائم رہنا اہلبیت کی پیروی پر مرنیکے وقت تک اور بعضی کہتے ہیں کہ مراد استقامت سے قائم رہنا خدا کے احکام پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مطابق ہونا گفتار کا کردار کے
مراد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ دور ہونا دنیا اور رغبت رکھنی آخرت سے مراد ہے اور منقول ہے کہ ایکروز رسول خدا صلعم قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور روتے تھے کسی نے کہا
یا رسول خدا کے خوف سے روتے ہو فرمایا کہ ہاں مجھکو ایسی طریق پر بھیجا کہ مثل تیزی تلوار کے ہے اگر سیدھا چلا جاؤں تو نجات پاؤں اور اگر تھوڑا سا بھی اس سے پھروں تو
ہلاک ہو جاؤں پس جو شخص کہ راہ حق پر سیدھے چلے جاتے ہیں اور کسی طرح اس سے نہیں پھرتے ہیں تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ نازل ہوتے ہیں اوپر انکے فرشتے
وقت مرنے کے اور وقت نکلنے کے قبروں سے یا قیامت میں اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وقت مرنے کے فرشتے ان مومنین کے پاس آتے ہیں اور خوشخبری دیتے ہیں
اور کہتے ہیں اَلَّا تَخَافُوْا یہ کہ نہ خوف کرو تم عذاب سے وَلَا تَحْزَنُوْا اور نہ غمگین ہو تم تو اپنے نہ حاصل ہونے سے اور قیامت کے ہولوں سے اور یا یہ کہ غمگین ہو تم
اپنے پس ماندوں کی طرف سے اپنی اولاد اور والدین اور زوجہ کیطرف سے کہ خدا تعالیٰ کارساز انکا ہے وَاَبْشِرُوْا اور خوش ہو تم بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ ساتھ بہشت کے
وہ بہشت کہ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ تھے تم کہ وعدہ کئے جاتے تھے زبانی پیغمبر کی نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ ہم دوست تمہارے ہیں اور مددگار تمہارے فِی الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا بیچ زندگانی دنیا کے کہ تمکو آفتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور بچاتے تھے اور ہم طرف راہ نیک کے ہدایت کرتے ہیں بر خلاف شیاطین کے کہ وہ کفار کو گمراہ کرتے ہیں
وَفِی الْاٰخِرَةِ اور بیچ آخرت کے دوست تمہارے ہیں ہم کہ تمہاری سفارش کرتے رہتے ہیں اسوقت تک کہ تم بہشت میں داخل ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ ہم تمہاری نگہبانی کرتے ہیں دنیا میں طرح طرح بلاؤں سے اور آفتوں سے اور وقت مرنیکے وسوسہ شیطان سے اور آخرت میں عذاب کی سختیوں سے
اور بہشت میں تمکو پہنچا دینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی دوست ہمارا نہیں مرتا ہے مگر کہ حاضر ہوتے ہیں اسکے پاس رسول خدا اور امیرالمومنین حسن اور
حسین علیہم السلام اور خوشخبری دیتے ہیں اسکو اور جو کوئی کہ ہمارا دوست نہیں ہے وہ انکو خوفناک صورت میں دیکھتا ہے اور دلیل اس پر شعر جناب امیر کا ہے کہ جو حضرت کے دیوان
میں ہے اور مضمون اسکا یہ ہے کہ فرماتے ہیں اے حارث ہمدانی جو کوئی مرتا ہے وہ وقت مرنیکے مجھکو دیکھتا ہے مومن ہو یا منافق اور وہ فرشتے کہتے ہیں ان مومنین کو کہ
وَلَكُمْ فِيْهَا اور واسطے تمہارے ہے بیچ اس آخرت کے مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وہ چیز کہ خواہش کرتے ہیں نفس تمہارے لذت اور بزرگی کی چیزیں وَلَكُمْ فِيْهَا
اور واسطے تمہارے ہے بیچ اس آخرت کے مَا تَدَّعُوْنَ وہ چیز کہ دعوی کرو گے تم کہ یہ ہماری ہے کوئی تمسے وہاں نزاع کرنیوالا نہیں ہے نُزُلًا ضیافت اور پیشکش ہے یہ ہر
چیز کہ جسکی خواہش تمہارے نفس کرتے ہونگے مِّنْ غَفُوْرٍ خدا بخشنے والے کی جانب سے رَّحِيْمٍ مہربان کہ سبب مومنوں کا اور نزع احوال واقع ہوا ہے آور تفسیر امام میں سورہ بقر کی تفسیر میں
لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مومن ہمیشہ خوف میں رہتا ہے انجام سے اور طرف رضامندی خدا کے پہنچنے کا اسکو یقین نہیں ہوتا ہے یہانتک کہ وقت نزع کا اور ملک الموت کے حاضر ہونیکا آتا ہے
اور ملک الموت اسکے پاس آتا ہے تو وہ مومن اسوقت بیماری کی شدت میں ہوتا ہے اور سینہ اسکا تنگ ہوتا ہے بسبب اسکے کہ اپنے پیچھے مال نہ ہونے کا اور اپنے عیال اور مال کو چھوڑتا ہے اور دلیل اسکی اسی میں حسرتیں بھری
ہوتی ہیں ملک الموت اسکو کہتا ہے کہ کیا ہوا ہے تجھکو کہ اسقدر تو رنج کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ حال میرا بیقرار ہے اور تو میری روزی کو قطع کرتا ہے ملک الموت کہتا ہے کہ کیا کوئی عاقل رنج کرتا ہے
کھونے درہم کے جاتے رہنے سے جسکی عوض میں چند در چند لاکھوں دینار ملتے ہیں وہ کہتا ہے کہ نہیں تب ملک الموت کہتا ہے کہ اوپر کو نظر کر اور دیکھ تو کہ کیا ہے تیرے
واسطے پس وہ مومن نظر کرتا ہے تو باغ اور محل ایسی کثرت سے دیکھتا ہے کہ سب آرزوئیں اسکی سامنے گھٹی ہوئی اور کم معلوم ہوتی ہیں اسوقت ملک الموت اسکو کہتا ہے کہ یہ سب
تیرے مکان اور باغ اور نعمتیں اور مال ہیں اور تیری عیال اور خادم ہیں اور جو شخص کہ تیری اہل اور عیال اور اولاد نیک اور صالح یہاں دنیا میں ہیں وہ سب تیرے ساتھ
تیری ہمراہ بہشت میں ہونگے کیا پس تو راضی ہوتا ہے اس سے ان چیزوں کے بدلے جو یہاں دنیا میں تیرے واسطے ہیں وہ مومن کہتا ہے کہ ہاں قسم ہے خدا کی میں راضی ہوں

بمعنی زمین ... علیہم السلام ...

ع ۱۸

پھر ملک الموت کہتا ہے کہ نظر کر تو پس وہ نظر کرتا ہے تو دیکھتا محمدؐ اور علیؑ کو اور انکی اولاد طاہرین کو اعلیٰ علیین میں اُسوقت ملک الموت اُسکو کہتا ہے کہ کیا دیکھتا ہے تو انکو کہ یہ سردار تیرے اور امام تیرے ہیں یہاں ہمنشین اور رفیق تیرے ہیں کیا پس تو راضی ہوتا ہے انکی عوض میں انکے جو یہاں دنیا میں تجھسے چھوٹتا ہی وہ کہتا ہے کہ ہاں قسم ہے خدا کی پس یہ مراد قول حق تعالیٰ سے ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لاتخافوا ولاتحزنوا پس جو کچھ کہ آگے تمہارے ہونیوالے ہیں پس کارسازی کی منی انکی اور نہ رنج کرو تم اسکا کہ جو پیچھے اپنی اولاد اور عیال وغیرہ کو چھوڑتے ہو پس جو تمنے بہشتوں میں دیکھا ہے یہ انکی عوض میں ہے اور خوش ہو تم ان بہشتوں سے کہ جنکا تم وعدہ کیے جاتے ہو اور بعد اسکے خدا تعالیٰ اُن کفار کے رد میں فرماتا ہی کہ جو کہتے تھے کہ قرآن کو مت سنو اور بیہودہ باتیں اسکی درمیان کرو چنانچہ فرماتا ہی کہ **وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا** اور کون نیک زیادہ ہے بات کہنے میں **مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ** اُس شخص سے کہ بلائے طرف خدا کے لوگوں کو انکی عبادت کیواسطے اور قول انکا واقع ہوا ہے یعنی جو شخص کہ لوگوں کو عبادت خدا کیطرف بلائے **وَعَمِلَ صَالِحًا** اور عمل کرے نیک **وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ** اور کہے کہ تحقیق میں فرمانبرداری کرنیوالوں میں سے ہوں تو اُس شخص سے کون بہتر ہی یہ آیت ائمہ معصومین علیہم السلام کی شان میں ہے کہ لوگوں کو طرف حق کے بلاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بلالؓ کے حق میں ہے جسوقت وہ اذان کو شروع کرتے تھے تو یہودی کہتے تھے کہ کوا آواز کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ علماء اور فقہا کی شان میں ہے کہ وہ احکام دین کے لوگوں کو تلقین کرتے ہیں اور فرماتا ہی کہ **وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ** اور نہیں برابر ہی نیکی اور بدی لا دوسرا زائد ہی واسطے تاکید نفی کے اور مراد حسنہ سے توحید ہے اور مراد سیئۃ سے شرک ہے یعنی توحید خدا اور دین اسلام برابر دین بد کے کہ وہ کفر اور شرک ہی نہیں ہو سکتی سو اسلئے کہ پہلا موجب حاصل ہونے بلند درجوں کا ہی اور دوسرا سبب داخل ہونے دوزخ کے طبقوں کا ہی اور یا یہ کہ اعمال نیک اور اعمال بد برابر نہیں ہو سکتے اور تبیان اور مجمع البیان وغیرہ میں مذکور ہے کہ حسنہ دوستی آل محمدؐ کی ہی اور سیئۃ دشمنی انکی ہی اور بعد تعریف حسنہ اور مذمت سیئہ کے فرماتا ہی کہ **اِدْفَعْ** دفع کر تو اے محمدؐ سیئہ کو یعنی بدی کو **بِالَّتِىْ** ساتھ اُس خصلت کے کہ واقع میں **هِىَ اَحْسَنُ** وہ نیک زیادہ ہی یعنی غضب کو حلم سے اور گناہ کو بخشش سے اور کلام باطل کو کلام حق اور یا یہ کہ دفع کر تو اسکو احسن حسنہ سے کہ زیادہ نیک ہو یعنی جسوقت دو حسنہ کا تجھکو زیادہ اختیار ہو تو سیئہ کو زیادہ نیک سے دفع کر مثلاً اگر کوئی تیرے ساتھ بدی کرے تو حسنہ اسکا یہ ہے کہ اُسکو بخشدے اور زیادہ نیک یہ ہی کہ اُسکی عوض میں اُسکے ساتھ احسان کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد حسنہ سے تقیہ ہے اور مراد سیئہ سے ظاہر کرنا مذہب کا ہی یعنی جسوقت تو دفع کرے تو سیئہ کو حسن سے تو **فَاِذَا الَّذِىْ** پس اُسوقت وہ شخص کہ **بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ** درمیان تیرے اور درمیان اسکے دشمنی ہی **كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ** گویا کہ وہ دوست ہے **حَمِيْمٌ** قرابتی نہایت مہربان کہ دل سے وہ تیرا یار ہو جائے **وَمَا يُلَقّٰىهَآ** اور نہیں بجا لاتی وہ نیک خصلت کے مقابل میں بدی کے نیکی ہے **اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا** مگر وہ لوگ کہ صبر کیا ہی انہوں نے بلاؤں پر اور مکروہات پر اور لوگوں کے آزار دینے پر اور بدلا اپنا انہوں نے اُنسے نہیں لیا ہی اور غصہ کو اپنے پی گئے ہیں **وَمَا يُلَقّٰىهَآ** اور نہیں دیا جاتا ہی وہ خصلت پسندیدہ **اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ** مگر صاحب حصہ بڑے کا خیر میں اور نفس کے کمال میں سے اور خلقوں نیک میں سے اور ایمان کامل سے **وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ** اور اگر پہنچے تجھکو **مِنَ الشَّيْطٰنِ** شیطان کیجانب سے **نَزْغٌ** کوئی خشکی اور تباہی کہ تجھکو وسوسہ کرے اس خصلت کے ترک کرنے میں تو **فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ** پس پناہ ڈھونڈ تو ساتھ خدا کے اُسکی شر سے **اِنَّهٗ** تحقیق وہ خدا **هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ** وہی سننے والا ہے پناہ چاہنے کا جاننے والا ہے نیتوں کا اور یہی قدرت کا بیان کرتا ہے **وَمِنْ اٰيٰتِهِ** اور نشانیوں قدرت انکی سے ہی **الَّيْلُ وَالنَّهَارُ** رات اور دن کہ ایک کے بعد دوسرا آتا ہے واسطے کسب کرنے معاش کے ہی اور رات واسطے آرام کرنے کے **وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** اور آفتاب اور ماہتاب کہ ہر ایک انمیں سے ایک تدبیر کیواسطے ہی **لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ** نہ سجدہ کرو تم واسطے آفتاب کے **وَلَا لِلْقَمَرِ** اور نہ واسطے ماہتاب کے اسواسطے کہ یہ بھی مثل تمہارے مخلوقات خدا سے ہیں تو مستحق ہونیکا انکو نہیں ہے **وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ** اور سجدہ کرو تم واسطے خدا کے **الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ** وہ جو پیدا کیا ہے انکو **اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ** اگر ہو تم خاص اُسکو پرستش کرتے یعنی اگر خدا کی عبادت کا قصد کرتے ہو تو اُسکو سجدہ کرو نہ اُسکے غیر کو یہ سجدہ واجب ہے اور ایاہ تعبدون پر ہی اور یہی منقول ہے ائمہ معصومین علیہم السلام سے **فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا** پس اگر سرکشی کریں وہ خدا کے سجدہ کرنے اور تسبیح سے خوف ہونے دلیلوں اُسکی وحدانیت کے تو کچھ پروا نہیں ہے انکی **فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ** پس جو لوگ کہ نزدیک پروردگار تیرے کے ہیں یعنی ملائکہ **يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ**

سجدہ واجب

تسبیح کرتے ہیں واسطے اسکی بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ ساتھ رات اور دن کے برابر اسکی عبادت کرتے ہیں بلا فاصلہ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ اور وہ نہیں تھکتے ہیں
عبادت کرنے سے اور بعضوں کے نزدیک سجدہ اس آیت پر ہے اور صحیح وہ ہے کہ جو ائمہ معصومین سے منقول ہے اور وہ ایاہ تعبدون پر ہے وَمِنْ آيَاتِهِ اور نشانیوں
قدرت اسکی سے ہے أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ یہ کہ تحقیق تو دیکھتا ہے زمین کو خَاشِعَةً ذلیل اور خوار ہونیوالی پژمردگی سے فَإِذَا أَنْزَلْنَا
پس جس وقت نازل کریں ہم عَلَيْهَا الْمَاءَ اوپر اسکے پانی کو مینہ برسا کر تو اهْتَزَّتْ ہلتی ہے وہ خوشی سے وَرَبَتْ اور پھولتی ہے مانند خمیر کے تاکہ اسمیں
سے طرح طرح کی بوٹیاں نکلیں اور سبزہ سے وہ آراستہ ہو جاوے إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا تحقیق جس شخص نے کہ زندہ کیا ہے اس زمین کو بعد مردہ اور پژمردہ ہونے کے تو وہ
لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ البتہ زندہ کرنیوالا مردوں کا ہے آخرت میں إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تحقیق وہ خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے
چاہیے ماری جاوے زندہ کرے اور اب خدا تعالیٰ کافروں کو تنبیہ کرتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ تحقیق جو لوگ کہ کجروی کرتے راہ حق سے اور طریق
سیدھی سے تاویل اور طعن کرکے فِي آيَاتِنَا بیچ آیتوں ہماری کے وہ لوگ کجی سے چلنے والے لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا نہیں پوشیدہ ہیں اوپر ہمارے
سب کو ہم جانتے ہیں اور انکی باتوں کو ہم سنتے ہیں موافق انکی فعلوں کے ہم سب کو سزا دینگے أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ کیا پس جو شخص ڈالا جاوے بیچ آتش دوزخ کے
خَيْرٌ بہتر ہے أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا یا وہ شخص کہ آوے امن پانیوالا آتش دوزخ سے يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے کہ یہ دونوں درجہ میں ہرگز برابر نہونگے
کہ پہلا تو آتش دوزخ میں ہمیشہ جلیگا اور دوسرا بہشت میں سیر ہی لوٹیگا اور مراد ان دونوں سے مومنین اور کفار ہیں اور ان کافروں ملحدوں کو فرماتا ہے کہ
اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ عمل کرو تم جو کچھ چاہو تم ہی کافرو إِنَّهُ تحقیق کہ وہ خدا بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم
دیکھنے والا ہے موافق تمہارے عملوں کے تمکو جزا دیگا إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ تحقیق وہ لوگ کہ کفر کیا انہوں نے ساتھ ذکر کے یعنی ساتھ قرآن
کے کہ نہ ایمان لائے لَمَّا جَاءَهُمْ جسوقت آیا وہ قرآن انکے پاس تو بس جزا دی جائینگے وہ اپنی کفر کی یہ خبر ان کی ہے کہ محذوف ہے وَإِنَّهُ اور
تحقیق وہ قرآن لَكِتَابٌ عَزِيزٌ البتہ کتاب ہے عزت والی نزدیک خدا کے اور کہتے ہیں کہ قرآن اسواسطے عزیز ہے کہ کلام پروردگار عزیز کا ہے کہ بادشاہ
عزیز ہے نازل کیا ہے اسکو رسول عزیز پر واسطے امت عزیز کے یا اسواسطے عزیز ہے کہ کوئی مثل اسکے نہیں لا سکتا یا اسواسطے کہ جو کلام اسکی عزیز ہیں لَا يَأْتِيهِ
الْبَاطِلُ نہیں آتا ہے اسکو باطل یعنی اسمیں دخل جھوٹ کا نہیں ہے مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ آگے اسکے سے وَلَا مِنْ خَلْفِهِ اور نہ پیچھے اسکے سے
یعنی کسی جہت سے اسمیں باطل نہیں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اسکی خبروں گذشتہ اور آئندہ میں کسیطرح کا دروغ نہیں ہے
بلکہ جو کچھ اسمیں لکھا ہے وہ سب مطابق واقع کے ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے اس سے کوئی کتاب ایسی نہیں آئی ہے کہ اسکو باطل کردے
اور یا یہ کہ شیطان اپنی طرف سے کچھ اسمیں کم اور زیادہ نہیں کر سکتا غرض یہ ہے کہ اس کتاب میں کسی طرح کا خلل نہیں ہے اسواسطے کہ یہ تَنْزِيلٌ نازل کرنا
مِنْ حَكِيمٍ خدا حکمت والے کی جانب سے ہے کہ جو سب مصلحتوں اور حکمتوں کو جانتا ہے حَمِيدٍ سراہا گیا ہے نعمتوں کے دینے کی جہت سے کہ ایک نعمت ان نعمتوں میں
سے قرآن ہے اور کفار جو انکا انکار کرتے تھے تو رسول خدا صلعم کو رنج ہوتا تھا اسواسطے خدا تعالیٰ واسطے تسلی خاطر حضرت کے فرماتا ہے کہ مَا يُقَالُ لَكَ نہیں کہا جاتا ہے واسطے تیرے
یعنی یہ کفار نہیں کہتے ہیں تجھکو إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ مگر جو کچھ کہ تحقیق کہا گیا ہے لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ واسطے پیغمبروں کے پہلے تجھ سے کہ انکو بھی انکی امت کے
آدمی جھٹلاتے تھے اور انکا انکار کرتے تھے پس ان کفار کی باتوں پر تو رنجیدہ مت ہو کہ إِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا لَذُو مَغْفِرَةٍ البتہ صاحب
بخشش کا ہے مومنین کے واسطے کہ انہوں نے نیت خالص سے خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا ہے اور رسول حق کی نبوت کے حق ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ
اور صاحب عذاب دردناک کا ہے کفار کے واسطے اور رسول حق کے اور قرآن عزیز کے جھٹلانیوالوں کے واسطے اور کہتے ہیں کہ کفار کہتے تھے کہ قرآن عجمی زبان میں یعنی عربی کے سوا دوسری
زبان میں کیوں نہیں نازل ہوا یا بعضا عربی ہوتا اور بعضا قرآن عجمی یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ جَعَلْنَاهُ اور اگر کرتے ہم اس قرآن کو کہ سب کتابوں میں افضل
اور زیادہ نیک ہے قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا قرآن عجمی سوائے زبان عرب کے تو لَقَالُوا البتہ کہتے وہ کفار عرب کہ لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ کیوں نہیں تفصیل کی گئی ہیں
آیتیں اسکی زبان عربی میں تاکہ اسکو ہم سمجھیں ءَأَعْجَمِيٌّ کیا کلام عجمی ہے وَعَرَبِيٌّ اور عربی مخاطب ہے یعنی جسپر نازل کیا گیا ہے وہ عربی ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر

اسکو سمجھیں کیونکہ ہماری زبان تو عربی ہی اور یہ قرآن عجمی ہے پس خدا تعالے نے قرآن کو انکی زبان میں نازل کیا اور انکی ہی قوم میں سے پیغمبر کو بھیجا تا کہ حجت انپر تمام ہو جائے اور یہ جو کہتے ہیں کہ کتاب تو عجمی ہو اور جن لوگوں پر نازل ہو وہ عربی ہوں تو انکی زیادتی انکار اور کفر سے ہے **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ **هُوَ** وہ کتاب **لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** واسطے ان لوگوں کے ہے کہ ایمان لائے ہیں **هُدًى** راہ دکھلانیوالی ہے طرف بہشت کے **وَّشِفَاۤءٌ** اور شفا دینے والی ہے مرضوں ظاہر اور باطن کے اور یا یہ کہ شفا دینے والی شک اور شبہ کی بیماریوں سے ہی **وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ** اور جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں **فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ** بیچ کانوں انکے کے بوجھ اور سنگینی ہے کہ انکا حال بہروں کا سا کر دیتے ہیں اور مدہوش کے کانوں سے اسکو نہیں سنتے ہیں **وَّهُوَ** اور وہ کتاب **عَلَيْهِمْ عَمًى** اوپر ان کفار کے اندھی ہے یعنی پوشیدہ ہی کہ اسکی آیتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں اندھا کرتے ہیں یعنی اسکی آیتوں سے جو فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں پس گویا کہ بہرا اور اندھا ہونا انکا اسکی دیکھنے اور سننے کو منع کرتا ہی **اُولٰٓئِكَ** یہ لوگ جو کہ قرآن کے دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے ہیں **يُنَادَوْنَ** پکارے جاتے ہیں **مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ** مکان دور سے یعنی وہ لوگ اسکی انکار اور نہ سمجھنے کی جہت سے ایسے ہیں کہ جیسے کوئی کسی کو مسافت بعید اور دور سے آواز کرتا ہے کہ وہ پکارے ہوئے کو دیکھتا ہے اور [illegible] آواز کو سنتا ہے مراد یہ ہے کہ جیسے کہ دور سے پکارنیوالے کی آواز کچھ فائدہ نہیں دیتی ہے ایسی ہی پڑھنا قرآن کا انکو کچھ فائدہ نہیں دیتا ہے اور واسطے حضرت [illegible] کی تسلی کے لئے فرماتا ہے کہ **وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ** اور البتہ دی ہمنے موسیٰ کو کتاب توریت **فَاخْتُلِفَ فِيْهِ** پس اختلاف کیا گیا بیچ اسکی بعضوں نے تو اس کتاب کا اعتبار کیا اور بعضوں نے نہیں کیا بلکہ جھٹلایا اسکو جیسے کہ تیری قوم اے محمد صلعم قرآن میں اختلاف کرتی ہے کہ بعضے تو اسپر ایمان لاتے ہیں اور بعضے نہیں لاتے بلکہ اسکو جھٹلاتے ہیں **وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ** اور اگر نہ ہوتا سخن کہ پہلی گزر گیا ہے تیری قوم کے مقدمہ میں **مِنْ رَّبِّكَ** پروردگار تیری کی طرف سے کہ خدا انکو عذاب نکریگا جس وقت کہ تو انمیں موجود ہوا اور انکا عذاب آخرت پر منحصر رکھا ہے **لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ** البتہ حکم کیا جاتا درمیان انکی عذاب کا اور جڑ سے اکھاڑ کر انکو پھینک دیتے دنیا ہی میں **وَاِنَّهُمْ** اور تحقیق کہ وہ مشرکین عرب **لَفِيْ شَكٍّ** البتہ بیچ شک کے ہیں **مِّنْهُ** اس قرآن سے **مُرِيْبٍ** کہ شک میں ڈالنے والا ہے اور اضطراب میں وہ شک یعنی نہایت شک ہے اور ظن غالب انکا یہ ہے کہ قرآن جھوٹ ہی اور اب خدا تعالے حجت پکڑنے کی طور پر فرماتا ہی کہ **مَنْ عَمِلَ صَالِحًا** جو کوئی کام کرے نیک **فَلِنَفْسِهٖ** پس واسطے نفس اسکے ہی ہے کہ اسکا فائدہ اسکی نفس کو ہوگا **وَمَنْ اَسَاۤءَ** اور جو کوئی بد کام کرے **فَعَلَيْهَا** پس اوپر اس نفس کے ہی ہے اسکی بدی کی **وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ** اور نہیں ہے پروردگار تیرا ظلم کرنیوالا **لِّلْعَبِيْدِ** واسطے بندوں کے کہ موافق عمل کے جزا نہ دیوے اور ثواب کسی کی طاعت کا ندیوے اور ایک شخص کے گناہ میں دوسرے کو سزا دیوے ایسا نہیں ہو سکتا اور کہتے ہیں کہ کفار قریش نے رسول خدا صلعم سے کہا کہ اگر تو پیغمبر راست گو ہے اور عذاب کا وعدہ ہمسے تو کرتا ہے کہ قیامت [illegible] عذاب ہوگا تو بتلا کہ قیامت کب ہوگی یہ آیت نازل ہوئی کہ **اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ** طرف اس خدا کے پھیرا جاتا ہی جاننا قیامت کا یعنی سوائے خدا کے اسکو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب ہوگی **وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ** اور نہیں نکلتے ہیں پھل اور میوے اور حفص نے ثمرة پڑھا ہی یعنی نہیں نکلتا ہے کوئی پھل **مِّنْ اَكْمَامِهَا** غلافوں اپنے میں سے **وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى** اور نہیں حاملہ ہوتی ہی کوئی مادہ انسان اور حیوان کی **وَلَا تَضَعُ** اور نہ رکھتی باہر حمل کو پیٹ سے نکالکر کسی وقت **اِلَّا بِعِلْمِهٖ** مگر ساتھ علم اس خدا کے کہ وہی جانتا ہی کہ دانہ پھل میں سے کس وقت نکلے گا اور کیا اسکا مزہ ہوگا اور چھوٹا ہوگا یا بڑا ہوگا اور کیا اسکا رنگ ہوگا [illegible] حمل میں نر ہے یا مادہ اور کس وقت وہ پیدا ہوگا ان سب کو خدا جانتا ہی اسکے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور ایسے ہی قیامت کا علم بھی اسکو ہے اور سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا ہی **وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ** اور جس دن پکاریگا خدا ان مشرکین کو اور سوال کریگا انکو ملامت کرکے کہ **اَيْنَ شُرَكَاۤءِيْ** کہاں ہیں شریک میرے کہ جنکو تم اپنی گمان میں میرا شریک جانتے تھے **قَالُوْٓا** کہینگے وہ مشرکین **اٰذَنّٰكَ** خبر کر دی ہمنے تجھکو **مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ** نہیں کوئی ہم میں سے گواہ کہ اسکی شریک ہونیکی گواہی دیوے جسوقت کہ ہم انسے بیزار ہوئے انکا حال دیکھکر اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر قالوا کی ان شریکوں کیطرف پھرتی ہے وہ شریک کہینگے کہ ہم میں سے کوئی انکی گواہی دینے والا نہیں ہے کہ ہمنے انسے تبرا کیا ہی اور تیرے واحد ہونیکا ہمنے اقرار کیا ہی **وَضَلَّ عَنْهُمْ** اور گم ہو انسے یعنی مشرکوں سے **مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ** وہ چیز کہ تھے پکارتے اور پرستش کرتے اسکو **مِنْ قَبْلُ** پہلے اس سے یعنی قیامت سے پہلے جو دنیا میں ہے انکو پوجتے تھے انکو دیکھا

ع ۱۲ ۵ ۱۹

نہ دیکھینگے وَظَنُّوْا اور یقین کرینگے وہ مشرکین مَا لَهُمْ نہیں ہے واسطے انکے مِّنْ مَّحِيْصٍ کوئی جگہ بھاگنے کی عذاب سے اور ظن یہاں بمعنی یقین ہے اور ایسا بہت
آیا ہے اور فرماتا ہے کہ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ نہیں تھکتا ہے انسان کافر مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ چاہنے بھلائی سے اس جہان میں مثل نعمت اور صحت اور فراغت کے وَ
اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ اور اگر پہنچتی ہے اسکو بدی مثل محتاجگی اور بیماری اور پریشانی کے تو فَيَـُٔوْسٌ پس نا امید ہونیوالا ہے رحمت خدا سے قَنُوْطٌ بہت ظاہر
کرنیوالا ناامیدی کا رحمت خدا سے اور دعا کے قبول ہونے اور خدا سے بدگمان ہوتا ہے وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ اور اگر چکھائیں ہم اس کافر کو رَحْمَةً مِّنَّا بخشش اپنے پاس سے
مثل تونگری اور صحت کے مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّـتْهُ پیچھے سختی کے کہ پہنچی ہے اسکو مثل بیماری اور تنگدستی کے تو لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ البتہ کہیگا
یہ بھلائی واسطے میرے ہے یعنی بسبب اپنے عمل کے اسکا مستحق ہوا ہوں اور یا یہ کہ یہ بھلائی ہمیشہ میرے واسطے ہے اور کبھی یہ دور نہوگی اور کہتا ہے کہ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ
اور نہیں گمان کرتا ہوں میں قیامت کو قَاۗىِٕمَةً قائم ہونیوالی یعنی قیامت نہوگی وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ اور اگر پھیرا جاؤنگا میں اِلٰى رَبِّيْٓ طرف پروردگار
اپنے کے یعنی بالفرض اگر قیامت قائم ہو جیسے کہ تم مسلمان کہتے ہو اور مجھکو بھی زندہ کرکے اٹھاویں تو اِنَّ لِيْ تحقیق واسطے میرے ہے عِنْدَهٗ نزدیک اس خدا کے
لَلْحُسْنٰى البتہ نیک تر حالت ہوگی اس حالت سے جو میں آجکے دن یہاں رکھتا ہوں اسواسطے کہ دنیا میں تو واسطے میرے استحقاق نعمتوں کا ثابت ہے آخرت میں بھی میرے
واسطے اسیطرح کی نعمتیں ہونگی اسی قیاس پر پس حقتعالی جواب میں اسکے فرماتا ہے کہ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس البتہ خبر دینگے ہم ان لوگونکو کہ کافر ہوئے ہیں وہ
بِمَا عَمِلُوْا ساتھ اسچیز کے کہ عمل کیا ہے انہوں نے مثل شرک کے کہ جو موجب عذاب کے انکا ہے یعنی وہ تو کہتے ہیں کہ آخرت میں بھی ہمارے واسطے نعمتیں ہونگی لیکن ہم انکے
عکس اسکا دکھلاوینگے کہ انکے اعمال بد کی جہت سے انکو ہمیشہ دوزخ میں جلاوینگے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ اور البتہ چکھاوینگے ہم انکو مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ عذاب
سخت میں سے کہ ہرگز اس سے انکو نجات نہو وَاِذَآ اَنْعَمْنَا اور جسوقت کہ انعام کرتے ہیں ہم اور دیتے ہیں نعمتیں ہم عَلَى الْاِنْسَانِ اوپر آدمی ناشکری
کرنیوالے کے تو اَعْرَضَ منہ پھیر لیتا ہے شکر کرنے سے اور اس نعمت کے غرور میں نعمت دینے والے کو فراموش کرتا ہے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور دور کرتا ہے جانب اپنی کو شکر
کرنے سے اور اقرار نہیں کرتا ہے اپنی نعمت دینے والے کی نعمتوں کا بسبب اپنے تکبر اور سرکشی کے وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ اور جسوقت پہنچتی ہے اسکو بدی مثل بیماری اور تنگدستی کے تو
فَذُوْ دُعَاۗءٍ عَرِيْضٍ پس صاحب حاجت کا ہے کہ ہماری درگاہ کیطرف رجوع کرکے بڑی چوڑی چاہیں اسی کے دفع کرنیکے واسطے کرتا ہے نہایت
عاجزی اور زاری سے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان کفار کو کہ اَرَءَيْتُمْ کیا دیکھا تم نے یعنی اگر کچھہ شعور رکھتے ہو تو خبر دو تم مجھکو کہ اِنْ كَانَ اگر ہو یہ وہ قرآن
واقع میں مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ نزدیک خدا کے سے کہ اسکا بھیجا ہوا ہو ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ پھر کفر کیا ہو تم نے ساتھ اسکے بدون تامل اور ملاحظہ کے اسکے معنی میں
مَنْ اَضَلُّ کون زیادہ گمراہ ہو مِمَّنْ هُوَ اس شخص سے کہ وہ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ بیچ مخالفت دور کے ہے حق اور راہ نیک سے ہے یعنی تم سے
زیادہ کون گمراہ ہو کہ ہمیشہ تم مخالفت میں اسکی رہتے ہو اور اسکو جھٹلاتے ہو اور انکار اسکا کرتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ ابوجہل نے جناب رسولخدا صلعم کو کہا کہ اے محمد کوئی معجزہ
دکھلا کہ ہم تجھکو راست گو جانیں حضرت نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ابوجہل نے کہا کہ اے قریش محمد نے ہمپر جادو کیا اور نہیں تو تم اطراف اور جوانب میں آدمیونکو بھیجکر دریافت کرو واقف
جسوقت آدمیونکو روانہ کیا تو اطراف کے رہنے والوں نے چاند کے ٹکڑے ہونیکی خبر دی ابوجہل نے سنکر کہا کہ یہ وہ جادو ہے کہ تمام جہان میں عام ہوگیا ہے حقتعالی نے یہ آیت نازل
کی کہ سَنُرِيْهِمْ قریب ہے کہ دکھلاویں ہم ان کفار مکہ کو اٰيٰتِنَا نشانیاں قدرت اپنی کی فِي الْاٰفَاقِ بیچ کناروں جہان کے وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
اور بیچ نفسوں ان مکہ والوں کے یعنی ہم چاند کے ٹکڑے کرنے پر کفایت نکرینگے بلکہ مقرر اپنی قدرت کی علامتیں انکو ان مکہ والوں اور نواح مکہ کے رہنے والونکو دکھلاوینگے
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ یہانتک کہ ظاہر ہو واسطے انکے اَنَّهُ الْحَقُّ تحقیق وہ رسول ہمارا حق ہے یعنی ہم اپنی توحید اور قدرت کی دلیلیں اور علامتیں انکو دکھلاوینگے
کناروں میں عالم کے اور آسمان اور زمین کے بیچ میں اور طرفوں میں مثل آفتاب کے اور ماہتاب کے اور ستاروں کے اور پہاڑوں کے اور دریاؤں کے اور درختوں کے اور حیوانوں کے اور
انکی نفسوں میں جو کچھہ عجائب اور غرائب کاریگریاں ہیں وہ انکو ہم دکھلاوینگے تاکہ جانیں کہ وہ حق ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نشانیاں آفاق کی تو چاند گہن اور سورج گہن
اور زلزلہ اور بارش وغیرہ اور انکے نفسوں میں کبھی بھوک ہونی اور کبھی پیاس ہونی اور کبھی سیری ہونی اور کبھی بیماری ہونی اور کبھی صحت ہونی اور کبھی
تونگری اور کبھی محتاجگی اور کبھی غصہ اور کبھی رضامندی اور کبھی خوف ہونا اور کبھی امنی اور مثل اسکے بہت بڑی نشانیاں انکی قدرت کی ہیں جو انکی توحید پر

دلالت کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ دکھلائیں ہم انکو دلیلیں کہ دلالت کرتی ہیں محمدؐ کی نبوت کے صحیح ہونے پر اطراف مکہ میں فتح ہونے قلعوں اور شہروں سے
اور بستیوں سے انکی نصرت کیلئے ذوالفقار حیدر کرار سے اور بعد اسکی مسلمانوں کی کمک سے جیسے کہ فتح ہونا روم کا اور فارس کا اور یمن کا اور غالب ہونا تھوڑی سے
آدمیوں کا جماعت کثیر پر اور ناتوانوں کا زبردستوں پر اور پھیل جانا دین اسلام کا تمام دنیا میں اور مراد بالفسہم سے فتح مکہ ہے بعد قتل اور قحط کے اور فتح آفاق
اور نفس کی اسواسطے ہے کہ تا کہ جانیں باشندے ملکوں کے کہ باوجودیکہ وہ شخص اسقدر جماعت کثیر رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکے تھوڑی آدمی کفار کی جماعت کثیر پر غالب
ہے تھے وہ شخص بیشک اور بدون شبہ کے خدا کیجانب سے تائید اور مدد کیا گیا ہے **اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ** کیا نہیں کفایت کرتا ہے پروردگار تیرا یہ استفہام اقراری
یعنی کفایت کرتا ہے پروردگار تیرا تیرے واسطے اس امر میں کہ **اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ** تحقیق وہ خدا اوپر ہر چیز کے گواہ ہے یعنی اگر کفار تیری نبوت کا انکار کریں
تو خدا تعالیٰ کافی ہے گواہ تیرے دعوی کے درست ہونیکا کہ اسکی گواہی سب چیزوں پر کفایت کرتی ہے **اَلَآ اِنَّہُمْ** خبردار ہو کہ تحقیق وہ کفار **فِیْ مِرْیَةٍ
مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّہِمْ** بیچ شک کے ہیں ملاقات کرنے ثواب و عذاب پروردگار اپنے سے قیامت کے روز **اَلَآ اِنَّہٗ** خبردار ہو کہ تحقیق وہ خدا **بِکُلِّ شَیْءٍ
مُّحِیْطٌ** ساتھ ہر چیز کے احاطہ کرنیوالا ہے اپنی علم اور قدرت سے کہ سب چیزوں کے ظاہر اور باطن کو تفصیل سے جانتا ہے کہ کچھ اس سے پوشیدہ نہیں ہے پس احوال لوگوں کا اسکو
سب معلوم ہے موافق اعمال کے ہر ایک کو جزا اور سزا دیگا **سُوْرَةُ الشُّوْرٰی** یہ سورہ مکی ہے مگر چار آیتیں اسمیں سے مدینہ میں نازل ہوئی ہیں انجملہ آیہ قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودة فی القربی چنانچہ ابن عباس سے منقول ہے اور اس سورہ میں ترپن آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ حم عسق کو
پڑھے خدا تعالیٰ قیامت میں اسکے منہ کو مثل ماہ چہاردہم روشن کریگا اور اسکو اپنے سامنے کھڑا کر کے کہیگا اے بندہ میرے تو نے حم عسق کو ہمیشہ پڑھا ہے اور ثواب اسکا تو نہیں
جانتا ہے کہ کیا ہے اور اگر تو اسکی فوائد جانتا تو اسکے پڑھنے سے تو کاہلی نکرتا اور لیکن میں تجھکو اسکی بعضی جزا دیتا ہوں پس فرشتوں کو حکم کریگا کہ اسکو بہشت میں داخل کرو
اور بہشت میں اسکے واسطے محل ہے یاقوت سرخ کا اور اسکے دروازے اور کنگرے اور درجے سب یاقوت سرخ کے ہیں اور رہیا ہے اور بطینہ ہے وہ محل کہ باطن اسکا اسکے ظاہر میں
دکھائی دیتا ہے اور ظاہر اسکا اسکے باطن سے اور اسمیں اسکے واسطے دو حوریں ہیں اور ہزار حوریں لونڈیاں اور ہزار غلمان خدمتگار ہیں جنکی تعریف خدا تعالیٰ نے قرآن میں کی ہے
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ ﴿ عٓسٓقٓ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ معنی اسکی الحکیم المثیب العالم
السمیع القادر القوی ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ حروف ہیں خدا کے اسم اعظم کے جدا جدا کہ اسکو پیغمبرؐ یا امام مرکب کرتا ہے اور جسوقت اس اسم سے خدا کو
پکاریں تو قبول کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حم عسق نام قرآن کا ہے اور ابن جبیر سے منقول ہے کہ حا رحمن میں ہے اور میم مجید میں سے اور عین عالم میں سے اور سین قدوس
میں سے اور قاف قاہر میں سے اور یا اشارہ ہے طرف حکیم اور مجید اور علیم اور سمیع اور قدیر کے اور یا اشارہ ہے طرف صفت حلم اور مجد اور علم اور سناء اور قدرت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ
یہ رمز ہے طرف ان بخششوں کے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی حبیب سید الانبیاء کو مرحمت فرمایا ہے حا سے تو حوض مراد ہے یعنی حوض کوثر کہ اسکے پیاسوں کو اس سے پانی پلا ئینگے اور میم سے مراد ملک
ممدود ہے کہ مشرق سے مغرب تک اسکی امت کے تصرف میں آئی اور عین سے مراد عزت ہے اور سین سے مراد سناء مشہور اسکی ہے کہ کوئی شخص اسکی مرتبہ کی بلندی کو نہ پہنچے اور
قاف سے مراد مقام محمود ہے کہ وہ قیامت میں شفاعت کبری ہے اسکی اور بعضے کہتے ہیں کہ حا حرب سے یعنی جنگ سے اشارہ ہے کہ درمیان قریش کے اور انکے دشمنوں کے
واقع ہوا اور میم ملک بنی امیہ ہے اور عین علو یعنی بلند ہونا عباسیوں کا ہے اور سین سناء مہدی ہے یعنی بلندی مہدی کی اور قاف قوم عیسی کی جسوقت کہ عیسی
آسمان پر سے آئی اور رفاقت میں مہدی کی نصاری کو قتل کرے اور انکی عبادت خانوں کو ڈھا دے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا کہ حم عسق
سے کیا مراد ہے کہا کہ میں تجھکو اس سے خبر دیتا ہوں جان کہ یہ آیہ ایک مرد کی شان میں ہے کہ نام اسکا عبداللہ ہے کہ وہ بعضے نہروں پر مشرق کی نازل ہوا اور کنارہ پر
نہر کے دو شہر آباد کرے اس طرح سے کہ پانی نہر کا دونوں شہروں میں سے گزرے اور جسوقت خدا چاہے کہ ملک اسکا اور اسکی تابعین کو برباد کرے تو ایک شب آگ بھیجے کہ ایک
شہر تو تمام جلجائے اس طرح سے کہ کوئی اثر اسکا باقی نرہے دوسرے روز آدمی اس شہر کے دوسرے شہر میں آجائیں حق تعالیٰ ان دونوں شہروں کو زمین میں دھنسا دے اس طرح سے کہ
کوئی نشان اسکا باقی نرہے پس یہی مراد ہے قول حق تعالیٰ سے حم عسق یعنی مقدر ہوا ہے عزم اور سنت اور قضا جانب حق تعالیٰ کے سے جزا میں ان دونوں شہروں کو اور یا
عین اشارہ ہے طرف عدل خدا کے اور سین طرف سکون کے اور قاف طرف وقوع عذاب کے واسطے ان دونوں شہروں کے یعنی مقدر ہوا ہے کہ عدل کے اعتبار سے جلدی ان دونوں

شہروں پر عذاب واقع ہوا اور سوائے اسکی اور اقوال بھی اسمیں ہیں لیکن انکی ذکر میں کچھہ فائدہ نہیں ہے **کَذٰلِکَ** ایسی ہی یعنی جو کچھہ کہ اس سورہ میں معنی ہیں ایسے ہی
یُوحِیٓ اِلَیْکَ وحی کرتا ہی طرف تیرے اور ابن کثیر نے بفتح حا پڑھا ہی یعنی وحی کیجاتی ہی طرف تیرے **وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ** اور طرف ان
لوگوں کی کہ پہلے تجھسی تھے یعنی سارے پیغمبر یعنی طرف تیرے اور طرف تمام پیغمبروں کی وحی کرتا ہے **اللّٰہُ الْعَزِیْزُ** خدا کہ غالب ہے تمام چیزوں پر لیکن کوئی شخص اسکو وحی کرنیسے
بند نہیں کر سکتا ہی **الْحَکِیْمُ** بحکمت الاہی کہ موافق حکمت کے جو شخص کہ سزاوار وحی کا ہی اسکے پاس وحی کو بھیجتا ہی کہتے ہیں کہ اس سورہ میں جو بیان
توحید خدا کا اور قیامت کے تصدیق کرنیکا ہی اس سورہ کا مضمون ہر پیغمبر پر نازل ہوا ہے انکی زبان میں **لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ** واسطے اسی خدا کے ہی
جو کچھہ کہ بیچ آسمانوں کے ہی **وَمَا فِی الْاَرْضِ** اور جو کچھہ کہ بیچ زمین کے ہی یعنی سب اسکے ملک اور اسکی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں **وَھُوَ الْعَلِیُّ** اور
وہی بلند مرتبہ ہے **الْعَظِیْمُ** بزرگ کہ کوئی انکی بلندی اور بزرگی کو نہیں پا سکتا ہی **تَکَادُ السَّمٰوٰتُ** قریب ہے کہ آسمان انکی عظمت اور جلال کی
ہیبت سے **یَتَفَطَّرْنَ** پھٹجائیں **مِنْ فَوْقِھِنَّ** اوپر انکے سے یعنی عرش سے آسمان دنیا تک **وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوْنَ** اور تمام فرشتے تسبیح
کرتے ہیں **بِحَمْدِ رَبِّھِمْ** ساتھ تعریف پروردگار اپنی کے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد ان فرشتوں سے حاملان عرش ہیں کہ جو ہمیشہ
تسبیح خدا میں مشغول ہیں **وَیَسْتَغْفِرُوْنَ** اور بخشش چاہتے ہیں گناہوں کی درگاہ خدا میں **لِمَنْ فِی الْاَرْضِ** واسطے ان لوگوں کی کہ بیچ زمین کے
ہیں مومنین کے گروہ میں سے جو کہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں **اَلَآ اِنَّ اللّٰہَ** خبردار ہو کہ تحقیق خدا **ھُوَ الْغَفُوْرُ** وہی بخشنے والا بندوں کا ہی **الرَّحِیْمُ**
مہربان اپنی بندوں پر کہ انکی توبہ کو قبول کرتا ہے اور اپنی فرشتوں کو حکم کیا ہی بخشش چاہنے کا مومنین کے واسطے اور اب خدا تعالیٰ کفار کا حال بیان کرتا ہے کہ
وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا اور جن لوگوں نے کہ پکڑی ہیں یعنی مقرر کئے ہیں **مِنْ دُوْنِہٖٓ** سوائے اس خدا کے **اَوْلِیَآءَ** دوست کہ وہ بت ہیں معبود مشرکوں کے
اللّٰہُ حَفِیْظٌ عَلَیْھِمْ خدا نگہبان ہے اوپر انکے کہ انکے اعمال اور افعال اور اقوال کو سب جانتا ہے پس ہر ایک کو موافق انکے اعمال کے جزا دیگا **وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ**
ہو نہیں ہے تو اوپر انکے اے محمد صلعم **بِوَکِیْلٍ** نگہبان یعنی تجھپر واجب نہیں ہے کہ تو انکے اعمال اور افعال کی محافظت کرے پس انکے کفر اور عناد سے تو دلتنگ مت ہو اور اسواسطے کہ تیری ذمہ تو فقط ہماری
احکام کا پہنچانا اور راہ حق کو بتلا دینا ہی **وَکَذٰلِکَ** اور ایسے ہی یعنی جیسی کہ پہلے پیغمبروں پر ہمنے وحی کی ہی ایسے ہی **اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ** وحی کی ہے
ہمنے طرف تیری **قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا** قرآن عربی کہ تیری قوم کی زبان میں ہے **لِّتُنْذِرَ** تاکہ ڈراوی تو اس قرآن سے کہ **اُمَّ الْقُرٰی** مکہ کو یعنی مکہ کے باشندوں کو
اور مکہ کو ماں بستیوں کی اسواسطے فرمایا کہ وہ اصل سب زمین کی ہے اور اسکی نیچے سی سب زمین بچھائی گئی ہے پس فرماتا ہے خدا کہ ڈرا تو مکہ والوں کو **وَمَنْ حَوْلَھَا** اور ان
لوگوں کو کہ گرد اس مکہ کے ہیں تمام دنیا کے آدمی **وَتُنْذِرَ** اور ڈرا تو سب کو **یَوْمَ الْجَمْعِ** دن جمع ہونے سب کے سے یعنی قیامت سے کہ **لَا رَیْبَ فِیْہِ**
نہیں شک ہے بیچ ہونے اسکی کے اور بعد اسکی کہ سب خلقت حساب سے فارغ ہو تو **فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ** ایک فرقہ بیچ بہشت کے روانہ ہو بسبب اپنے ایمان اور طاعت اور
عبادت کے اور وہ فرقہ مومنین کا ہی **وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ** اور ایک فرقہ آتش کے بیچ دوزخ کے جائیگا بسبب کفر اور گناہوں کی اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایکروز
رسول خدا صلعم اپنے دولتسرا سے باہر تشریف لائے اور دو کتابیں اپنی ہاتھوں میں لیے رہے تھے فرمایا کہ تو جانتا ہی کہ یہ کتاب کیا ہے میں نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا فرمایا کہ جو کہ میرے
دست راست میں ہے اسمیں نام سب نیکوں کی ہیں کہ جو بہشت میں جائینگے اور اسمیں سے نہ کم ہیں اور نہ زیادہ اور یہ جو میرے دست چپ میں ہے اسمیں نام سب کے بدوں کے ہیں
جو کہ دوزخ میں جائینگے اور نہ اسمیں سے کم ہیں اور نہ زیادہ ہیں اور یہ آیت تلاوت فرمائی فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت صلعم
نے وقت خطبہ پڑھنے کے دونو ہاتھوں کی مٹھیاں بند کرکے پوچھا تھا لوگوں سے کہ میری مٹھیوں میں کیا ہی لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے تو فرمایا کہ میری داہنی مٹھی میں
بہشتیوں کے نام ہیں اور بائیں مٹھی میں دوزخیوں کی نام ہیں **وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ** اور اگر چاہتا خدا قہر اور جبر کرکے کہ سب مسلمان ہو جائیں تو **لَجَعَلَھُمْ** البتہ کر دیتا
ان سب کو بے اختیار کرکے **اُمَّۃً وَّاحِدَۃً** گروہ ایک راہ حق پر **وَّلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ** اور لیکن داخل کرتا ہی جسکو چاہتا ہے مومنین میں سے
فِیْ رَحْمَتِہٖ بیچ رحمت اپنی کے کہ وہ داخل ہونا بہشت میں ہے یعنی شرع کے احکام کی سب کو تکلیف دی پس جس کوئی کہ اپنی اختیار اور ارادہ سے ایمان لایا اور فرمانبرداری
اسنے خدا کی کی تو وہ بہشت میں داخل ہوا اور جسنے کہ اپنے اختیار سے کفر اور شرک کو قبول کیا اور فرمانبرداری خدا کی اسنے نہ کی تو وہ مستحق دوزخ کا ہوا اور اسنے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا

کفر کو اختیار کرے وَالظّٰلِمُوْنَ اور ظالم کہ سوائے اپنی نفسوں کے مَا لَهُمْ نہیں ہے واسطے انکے مِّنْ وَّلِيٍّ کوئی دوست کہ کارساز انکا ہووے وَّلَا نَصِيْرٍ اور نہ مدد
کرنیوالا کہ عذاب کو انسے دفع کرے اور نہ ایسا ہی کہ کفار توحید کا اقرار کریں اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ بلکہ پکڑے ہیں انہوں نے سوائے اس خدا کے اَوْلِيَآءَ کئی دوست
بتیں اور معبود انکی ہیں کہ جن سے نفع اور ضرر کچھ حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر ارادہ کریں کہ کوئی ایسا دوست اختیار کریں کہ وہ فائدہ انکو پہنچاوے اور ضرر کو انسے دور کرے تو فَاللّٰهُ
هُوَ الْوَلِيُّ پس خدا وہی دوست ہے ایسا کہ نفع پہنچاوے اور ضرر کو دور کرے اور سوائے اسکے اور کوئی ایسا نہیں ہے وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو اور نہیں
قدرت ہے کہ بت کہ جو معبود کفار کے ہیں وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہی بخلاف بتوں کے کہ وہ کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں
نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر کو دور کر سکتے ہیں آگے بعد اسکے پیغمبر کی حکایت کو بیان کرتا ہے نسبت بہ مومنین یعنی جو کچھ کہ پیغمبر صلعم نے مومنین سے کہا تھا انکو بیان کرتا ہی کہ
وَمَا اخْتَلَفْتُمْ اور وہ چیز کہ اختلاف کیا ہے تم نے اے مومنین فِيْهِ بیچ اسکے کافروں سے مِنْ شَيْءٍ کسی شی میں سے امر دین میں یا دنیا میں تو فَحُكْمُهٗٓ پس حکم اسکا
سپرد کیا گیا اِلَى اللّٰهِ طرف خدا کے ہی یعنی قیامت کے دن جو خدا تعالیٰ عدالت کریگا تو اس روز اسکی حقیقت کا حکم کریگا کہ حق ہے یا باطل ہے اور مراد اس سے یہ ہی کہ حق
والوں کو اس روز ثواب بخشیگا اور باطل پر ہونیوالوں کو عذاب کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہی کہ متشابہ کی تاویل میں جو تم اختلاف کرتے ہو پس رجوع کرو طرف محکم کے
کتاب خدا میں سے اور یا یہ کہ آپس میں جو تم نزاع اور جھگڑا رکھتے ہو اس مقدمہ میں رجوع طرف پیغمبر کے کرو کہ وہ آپس میں حکم دے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ وہ خدا کہ حقیقت حکم کی جانتا ہے رَبِّيْ
پروردگار میرا ہے عَلَيْهِ اوپر اسکی نہ اسکے غیر پر تَوَكَّلْتُ توکل کیا میں نے جمیع امور میں اور دشمنوں کی رد کرنے میں وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور طرف اسکی رجوع کرتا ہوں میں سب
کاموں میں فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پیدا کرنیوالا آسمانوں کا اور زمین کا جَعَلَ لَكُمْ پیدا کئے واسطے تمہارے مِّنْ اَنْفُسِكُمْ نفسوں تمہارے سے یعنی تمہارے
نفسوں کی جنس سے اَزْوَاجًا جوڑے کہ انسے انس پکڑو اور وہ عورتیں تمہاری ہیں کہ انسے اولاد کو حاصل کرو وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اور چوپاؤں میں سے پیدا کئے واسطے تمہارے
اَزْوَاجًا جوڑے قسم قسم کے کہ وہ نر اور مادہ اونٹ کے ہیں اور نر اور مادہ گوسفند کے ہیں اور نر اور مادہ گائے اور بھینس کے ہیں اور نر اور مادہ بکری کے ہیں کہ تم انسے
فائدہ حاصل کرو يَذْرَؤُكُمْ پیدا کرتا ہے تمکو اور چوپاؤں کو فِيْهِ بیچ اس وجہ کے کہ ذکر کی گئی ہی پیدا کرنے جوڑوں کے اور معنی ذرء کے ظاہر کرنے خلقت کے ہیں پیدا
کرکے اور ضمیر فیہ کی طرف جعل کے پھرتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ بہت اور کثرت سے کرتا ہی تمکو کہ تمہارے نفسوں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے اور چوپاؤں کی جوڑے
پیدا کئے تا کہ نسل اور اولاد کثرت سے ہو لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ نہیں ہے مانند اسکی کوئی شے نہ ذات میں نہ صفات میں کہ پیدا کرے آسمان کو اور زمین کو اور خلقت کی
کثرت کرے جیسا کہ اور نہ اسکی مشابہ کوئی مانند اور کاف مثل پر زائد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ زائد نہیں ہے اور مثل صفت کے معنی میں ہے وَهُوَ السَّمِيْعُ اور وہ سننے والا ہر چیز کا ہے
جو کہ قابل سننے کے ہی الْبَصِيْرُ دیکھنے والا ہر چیز کا ہے جو کہ قابل دیکھنے کے ہی باوجود اسکی کہ کسی کی مثل نہیں ہے یعنی باوجودیکہ کوئی چیز اسکی مشابہ اور مانند نہیں ہے
لیکن پھر دیکھتا اور سنتا ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واسطے اسکے کنجیاں ہیں آسمانوں کی اور زمین کی یعنی خزانہ آسمان کا کہ وہ بارش
باران ہے اور خزانہ زمین کا کہ وہ زراعت ہی اور وہ موجب روزیوں کی ہیں یہ سب اسکی قبضہ اور قدرت میں ہیں يَبْسُطُ الرِّزْقَ کشادہ کرتا ہی روزی لِمَنْ
يَّشَآءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے موافق مصلحت کے وَيَقْدِرُ اور تنگ کرتا ہی جسکے واسطے چاہتا ہے موافق مصلحت کے اِنَّهٗ تحقیق وہ بِكُلِّ شَيْءٍ ساتھ
ہر چیز کے خواہ کشادہ کرنا روزی کا ہو خواہ تنگ کرنا عَلِيْمٌ جاننے والا ہے روزی کے استحقاق کو کہ کسقدر ہر ایک کو چاہئے اور اب اپنے اسکی نعمت دین کو بیان کرتا ہی
شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ ظاہر کیا اور بیان کیا خدا نے واسطے تمہارے دین کہ جسکو اختیار کرو اور راہ حق پاؤ مَا وَصّٰى بِهٖ اس چیز کو کہ وصیت کی
ساتھ اسکی نُوْحًا نوح کو یعنی اس دین کو تمہارے واسطے بیان کیا کہ جس دین کی وصیت نوح کو کی تھی کہ جس دین میں شک نہیں ہے وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
اور وہ دین کہ وحی کی ہے ہم نے طرف تیرے اے محمد صلعم وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اور وہ چیز یعنی وہ دین کہ وصیت کی ہم نے ساتھ اسکے اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى
ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یعنی خدا نے ظاہر کیا ہی اور بیان کیا ہی واسطے تمہارے اصول دین کہ وہ شریک ہیں درمیان نوح اور محمد کے اور ان پیغمبروں کے جو درمیان ان دونو
کے ہوئے ہیں اور وہ اصول دین کے توحید خدا کی ہی اور اعتقاد کرنا تمام پیغمبروں کی نبوت اور انکی کتابوں کا اور روز قیامت کا اور مضمون اس وصیت کا اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ یہ کہ
قائم کرو تم دین کو یعنی کہ وہ اعتقاد کرنا ہی اصول دین کا وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ اور نہ فرقہ فرقہ ہو تم بیچ اس دین کے اور اختلاف مت کرو دین میں كَبُرَ بڑا اور دشوار اور بھاری

ع ۹/۲

عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اور بھاری ہے مشرکوں پر وہ جو کہ بلاتا ہے تو انکو اِلَیْهِ طرف اُس امر کے کہ وہ توحید خدا کی ہے بسبب بیزاری شرک سے اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ
اِلَیْهِ خدا کھینچتا ہے طرف اپنے یا دین کے مَنْ یَّشَآءُ جسکو چاہتا ہے ان لوگوں میں سے کہ فرمانبرداری اُسکی کرتے ہیں اور یا یہ کہ برگزیدہ کرتا ہے واسطے پیغمبری کے جسکو چاہتا ہے
اور اسکی پاکی جیسے کہ تجھکو پیغمبر کیا وَیَهْدِیْٓ اور راہ دکھاتا ہے یا توفیق دیتا ہے اِلَیْهِ طرف اُس دین حق کے مَنْ یُّنِیْبُ اُس شخص کو کہ رجوع کرے طرف
حق کے وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اور نہیں متفرق ہوئے وہ مذہبوں والے پیغمبروں کی امتوں سے آدمی مثل عاد اور ثمود اور ایکہ کے اور مانند انکی یعنی یہ لوگ دین سے نہیں پھرے
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ مگر بعد اسکے کہ آیا انکے پاس علم پیغمبروں کی نبوت کا اور پیغمبروں کا علم انکو ہوا اور معجزے انکے دیکھے جو کہ دلالت کرتے ہیں پیغمبروں کی
وغیرہ انکی سچائی پر اور اے محمد ان ہماری سے نہیں اختلاف کیا یہ جو تجھ میں مگر بعد اسکے کہ انکو علم ہوا ہے تیری نبوت کا لیکن حسد اور عناد سے انہوں نے تامل اسمیں کیا اور
لیکن وہ متفرق ہوئے ہیں بَغْیًا واسطے ظلم کے اور حسد کے جو کہ تھا بَیْنَهُمْ درمیان انکے اور یا واسطے طلب کرنے جاہ اور ریاست کے اور یا واسطے حسد پیغمبر کے اور بغیا
مفعول لہ واقع ہوا ہے وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ اور اگر نہ ہوتا کلمہ عذاب کا کہ پہلا اسکے لیے عذاب کی ڈھیل میں مِنْ رَّبِّکَ پروردگار تیرے کی طرف سے
اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی طرف ایک مدت نام رکھی گئی کے کہ عذاب انکا قیامت پر منحصر لکھا ہے تو لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ البتہ حکم کیا جاتا درمیان انکے کہ ان کافروں کی
بیخ کنی کی جاتی اور سبکو ہلاک کرتے وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ اور تحقیق جو لوگ کہ وارث کیے گئے ہیں کتاب کے یعنی دیے گئے ہیں قرآن مِنْۢ
بَعْدِهِمْ پیچھے انکے یعنی پیچھے امتوں گزری ہوئی سے کہ وہ قوم نوح کی اور ابراہیم کی اور موسیٰ کی اور عیسیٰ کی ہیں کہ بعد انکے باپ دادوں کے قرآن انکے پاس آیا
اور یا مشرکین مراد ہیں کہ بعد یہود اور نصاریٰ کے قرآن انپر نازل ہوا یہ سب لَفِیْ شَکٍّ مِّنْهُ البتہ بیچ شک کے ہیں اس قرآن سے یا دین حق سے یا پیغمبر سے
مُرِیْبٍ کہ نہایت شک میں ڈالنے والا ہے یعنی ظن غالب انکا یہ تھا کہ قرآن یا دین حق حق نہیں ہے فَلِذٰلِکَ پس واسطے اس متفرق ہونے اور اختلاف کرنے
انکے کے فَادْعُ پس بلا تو اے محمد صلعم لوگوں کو طرف اتفاق اور الفت کے کہ یہ تفرقہ اور اختلاف اُنسے دور ہو وَاسْتَقِمْ اور مستقیم رہ تو پہنچانے پر احکام ہمارے کے
کَمَآ اُمِرْتَ جیسے کہ حکم کیا گیا ہے تو وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ اور نہ پیروی کر تو خواہشوں انکی کی اور انکی آرزوئے باطل کی اور منقول ہے کہ ولید بن مغیرہ نے
جناب رسالت پناہ سے کہا کہ اپنے دین سے تو پھر جا تاکہ تمام مال اپنا تجھکو بخشوں اور شیبہ بن عتبہ نے کہا کہ اگر تو اپنے دین سے پھر جائے تو میں اپنی بیٹی تیرے نکاح میں دوں
حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ تو لوگوں کو حق کی طرف بلانے پر ثابت قدم رہ اور دین اسلام پر قائم رہ اور لوگوں کی خواہشوں کی پیروی مت کر وَقُلْ اٰمَنْتُ اور
کہہ تو ایمان لایا ہوں میں بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ساتھ اس چیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے مِنْ کِتٰبٍ جنس کتاب سے یعنی جو کتاب کہ خدا نے پہلے پیغمبروں پر اور مجھ پر نازل
کی ہے ان کتابوں سے میں ایمان لایا ہوں اور ان کتابوں میں حکم ہے خدا کی واحد جاننے کا اور شرک سے بیزاری کرنے کا پس میں کیونکر تمہاری پیروی کروں وَاُمِرْتُ اور
حکم کیا گیا ہوں میں خدا کی جانب سے لِاَعْدِلَ کہ عدل کروں میں اور مساوات اور برابری رکھوں میں بَیْنَکُمْ درمیان تمہارے کہ اعلیٰ اور ادنیٰ اور شریف اور
اجلاف کو سب کو خدا کی توحید کی طرف بلاؤں اور احکام شرع کے پہنچانے میں کوتاہی نہ کروں اور کہہ تو اے محمد صلعم انسے کہ تم اقرار کرتے ہو کہ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ
خدا پروردگار ہمارا ہے اور پروردگار تمہارا اور یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ کہتے تھے کہ پیدا کرنے والا خدا ہے پس اسواسطے حکم دیا کہ کہہ تو کہ پروردگار ہمارا اور تمہارا خدا ہے
لَنَآ اَعْمَالُنَا واسطے ہمارے جزا اعمال ہمارے کی وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ اور واسطے تمہارے جزا اعمال تمہارے کی ہے لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ نہیں جھگڑا ہے
درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے اسواسطے کہ جو حق ہے وہ ظاہر ہو رہا ہے پس اگر طرف اختلاف کے کوئی رغبت کرے تو یہ شورہ پشتی ہے اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا خدا جمع
کریگا درمیان ہمارے قیامت کے دن اور ہمارا بدلا تم سے لیگا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ اور طرف اسکی ہے جگہ پھرنے سب خلقت کی واسطے جزائے اعمال کے کہ مومنین کو بہشت کے
بلند درجوں میں داخل کریگا اور باطل والوں کو آتش دوزخ میں جلاویگا وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ اور جو لوگ کہ جھگڑا کرتے ہیں پیغمبر سے اور مسلمانوں سے فِی اللّٰهِ
بیچ دین خدا کے مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ بعد اسکے کہ قبول کر لیا گیا ہے واسطے اُس دین کے یعنی بعد اسکے کہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں مراد اس سے یہود اور نصاریٰ
ہیں کہ پہلے تورات سے محمد کی اوصاف توریت اور انجیل میں دیکھکر ایمان لائے تھے اور جب حضرت پیغمبر ہو گئے تو حسد کی جہت سے ایمان نہ لائے حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ حجت انکی
باطل ہونے والی ہے یعنی رد کی گئی ہے عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے کہ بعد واضح ہونے دلیلوں درستی نبوت کے پھر حجت اور تکرار انکا محض عناد اور حسد ہے

وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ اور اوپر ان لوگوں کے غضب ہے خدا کا بسبب اسکے کہ وہ حق کے باطل کرنیکو درپے ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ اور واسطے انکی عذاب سخت ہے کہ وہ آتش دوزخ ہی اور کہتے ہیں کہ جھگڑا انکا یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہی اور پیغمبر ہمارا تمہارے پیغمبر سے پہلے ہے پس ہم تم سے بہتر ہیں اَللّٰهُ الَّذِیْٓ خدائی حق وہ شخص ہے کہ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ نازل کیا ہی اُسنے کتاب کو یعنی ہر ایک کتاب کو یا قرآن کو بِالْحَقِّ ساتھ حق کے یعنی ساتھ راستی کے کہ جس چیز کی وہ خبر دیتا ہے گزشتہ اور آئندہ کی سب سچ ہی وَالْمِيزَانَ اور ترازو کو نازل کیا ہی یعنی شرع کے طریق کو کہ وہ حقیقی عدالت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ترازو سے یہی ترازو ہے کہ جسکا رواج دنیا میں ہے اور مراد اسکی نازل کرنیسے تعلیم کرنا اسکا ہی کہ وزن کرنیکی کیفیت سکھلائی تاکہ بائع اور مشتری کو نقصان نہو وَمَا يُدْرِيكَ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو قیامت کے حال کو لَعَلَّ السَّاعَةَ شاید کہ قیامت یعنی آنا اسکا قَرِيبٌ نزدیک ہو اور لعل کلام خدا میں تعیین کے معنی میں ہے یعنی البتہ قیامت نزدیک ہی پس پیروی کتاب خدا کی کر تو اور اسکی شرع پر کہ محض عدل ہے عمل کر اور حکمت قیامت کے پوشیدہ کرنیمیں یہ ہے کہ بندے ہمیشہ خوف کرتے رہیں اور ذکر خدا میں مشغول رہیں اور اگر وقت قیامت کا معلوم ہوتا تو قیامت سے پہلے گناہ کرنیمیں دلیری کرتے اس نیت سے کہ توبہ کرلینگے يَسْتَعْجِلُ بِهَا جلدی کرتے ہیں ساتھ اس قیامت کے ہنسی ٹھٹھے کی راہ سے الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ اسکی اور اسکے آنیکو سچ نہیں جانتے ہیں وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور پیغمبر کو راست گو جانا ہی وہ مُشْفِقُونَ مِنْهَا ڈرنیوالے ہیں اس قیامت سے بسبب معلوم نہونے اپنی فعلوں کے انجام کے کہ دیکھیے نجات ہوگی یا نہیں وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ اور جانتے ہیں وہ کہ تحقیق وہ قیامت حق ہے کہ ضرور آنیوالی ہے أَلَا إِنَّ الَّذِينَ خبردار رہو کہ تحقیق وہ لوگ کہ يُمَارُونَ شک کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں فِي السَّاعَةِ بیچ آنے قیامت کے لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ البتہ بیچ گمراہی دور کے ہیں حق سے کہ کتابیں سب آسمانی اسکی ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور جو شخص کہ اول بار پیدا کرتا ہی کیا دوسری بار وہ زندہ نہیں کر سکتا اَللّٰهُ لَطِيفٌ خدا مہربان ہے بِعِبَادِهِ ساتھ بندوں اپنے کے اور یا یہ کہ دور بین ہی اور باریک بین ہے ساتھ بھیدوں بندوں اپنے کے کہ انکے دلوں کی باتوں کو سب کو جانتا ہی اور مراد اس سے یہ ہے کہ فائدہ پہنچانیوالا اپنے بندوں کو اس وجہ سے کہ دریافت کرنا اسکا نہایت باریک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ لطف کے معنی یہ ہیں کہ نعمت اپنی قدر کے موافق دیوی اور شکر بندہ کا قدر کی موافق چاہیے اور متکلمین کی اصطلاح میں لطف اس فعل کو کہتے ہیں کہ بندہ اسکی سبب سے طاعت کے قریب ہو اور گناہ سے دور ہو اپنی اختیار کی جہت سے اور جو لطف کہ باعتبار طاعت کے ہو اسکو توفیق کہتے ہیں اور اگر گناہ کا منع کرنیوالا ہو اسکو عصمت کہتے ہیں اور بعضے لطیف کے معنی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ علم اسکا گھیرنیوالا مصلحتوں کی باریکیوں کا ہو اور حکمت اسکی شامل فائدوں اور نفعوں کو ہو اور یہی مقام سے ہے کہ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ روزی دیتا ہی جسکو چاہتا ہے موافق مصلحت پوشیدہ کے پس خاص کرتا ہے ہر بندہ کو ایک قسم کی نعمت کے ساتھ کہ موافق حکمت کے ہو کہ کسیکو فرزند عطا کرتا ہے اور کسیکو تونگری بخشتا ہی اور کوئی اسکے احسان سے خالی نہیں ہے اگرچہ مرتبوں میں نعمت دینے کے فرق ہو کہ کسیکو زیادہ بخشے اور کسیکو کم وَهُوَ الْقَوِيُّ اور وہ زبردست ہے مہربانی اور لطف کرنیمیں الْعَزِيزُ غالب ہے اپنے ارادہ میں کہ ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتا ہی مَنْ كَانَ يُرِيدُ جو شخص ہووے کہ ارادہ کرے دنیا میں حَرْثَ الْآخِرَةِ کھیتی آخرت کا کہ جسے ثواب آخرت کا ہی نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ زیادہ کرینگے ہم واسطے اسکے بیچ کھیتی اسکی کے کہ اسکو ایک کی عوض میں ستر دینگے وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ اور جو شخص کہ ہووے کہ ارادہ کرے حَرْثَ الدُّنْيَا کھیتی دنیا کا کہ مقصود اصلی اسکا حاصل ہونا نعمت کا دنیا میں ہو نُؤْتِهِ مِنْهَا دینگے ہم اسکو اس دنیا میں سے موافق مصلحت اور حکمت کے جسقدر کہ واسطے اسکے مقدر ہی نہ جسقدر کہ وہ چاہے وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ اور نہیں ہے واسطے اسکے بیچ آخرت کے مِنْ نَصِيبٍ کوئی حصہ ثواب میں سے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت جہاد کرنیوالوں کی حق میں نازل ہوئی ہی کہ بعضے انمیں سے منافق تھے وہ غنیمت لینے کے ارادہ سے جہاد کو جاتے تھے اور جو کہ مومنین خالص تھے وہ بقصد ثواب جہاد کرتے تھے پس غنیمت کے طلب کرنیوالوں کو وہی حصہ انکا مال غنیمت کا ملتا تھا اور آخرت کے طلب کرنیوالوں کو غنیمت کا حصہ بھی ملتا تھا اور آخرت کا ثواب بھی ملتا تھا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی آخرت کی نیت سے کام کرے حق تعالیٰ دنیا میں تمام پراگندگیاں اور پریشانیاں اسکی جمع کرے اور اسکے غیر سے اسکو بے پروا کرے اور دنیا اسکی طرف رخ کرے اور جو کوئی دنیا کی نیت سے کام کرے خدا تعالیٰ اسکی جمعیت پریشان کرے اور فقیری و محتاجگی اسکے آگے آوے اور دنیا میں سے اسکو کچھ نہ پہنچے مگر جو کچھ کہ واسطے اسکے مقدر ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مال ... کھیتی دنیا کی ہے اور عمل نیک کھیتی

ع ۲ / ۲

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ جاننے والا او علام ہی ساتہ سینہ باتونکی کہ جو پہلو دی کے دلمیں پوشیدہ ہے سب سے مطلع ہی یعنی تیری آتیں اور گمان افترا کرنیکا تجہ پر خدا سے پوشیدہ نہیں ہیں پس
موافق اعتقاد نیک اور بد کے سبکو جزا دیگا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جسوقت خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تو رسول خدا پر تہمت کرنیوالے بہت پشیمان ہوئے اور حضرت رسول خدا
کے پاس حاضر ہوکر قدموں میں گر پڑے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو رسول برحق ہے سب باتونمیں اور ہم نے اپنے اس گمان بد سے توبہ کی اور نئے سر سے ہم ایمان لائے تب یہ آیت نازل ہوئی
وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ محض اپنے فضل اور رحمت سے يَقْبَلُ التَّوْبَةَ قبول کرتا ہی توبہ کو عَنْ عِبَادِهٖ بندوں اپنے سے جسوقت کہ وہ بہ نیت خالص
توبہ کریں وَيَعْفُوْا اور معاف کرتا ہی اور گزر کرتا ہے عَنِ السَّيِّاٰتِ گناہوں سے اور اگرچہ گناہ کبیرہ ہوں وَيَعْلَمُ مَا يَفْعَلُوْنَ اور جانتا ہی وہ جو
کرتے ہیں وہ اور اہل کوفہ نے تفعلون پڑھا ہے تا سے یعنی اور جانتا ہی وہ اُس چیز کو کہ کرتے ہو تم نیکی کو یا بدی کو اور بعد بدی کے تمہاری توبہ کو بھی جانتا ہی اور توبہ پشیمان
ہونیکو کہتے ہیں پہلے گناہوں سے اور آیندہ ارادہ گناہ ہونیکا نکرنیکا ہو اور توبہ کرنی گناہوں سے ہر شخص پر واجب ہے اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک صحرائی اعرابی
کوفہ مسجد میں آیا اور دو رکعت نماز کی اُنے ادا کی اور بعد اسکے کہا کہ اللّٰہم انی استغفرک و اتوب الیک امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ای اعرابی ایسی جلدی زبان چلا کر توبہ
اور بخشش چاہنی یہ توبہ جھوٹوں کی ہی اس توبہ سے توبہ کرنی چاہیے اعرابی نے پوچھا کہ ای امیر المومنین توبہ کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ توبہ کی چھ شرطیں ہیں اول تو پشیمانی گزری ہوئی
گناہوں سے اور آیندہ کو ارادہ گناہ ہونیکا نکرنیکا ہو اور جو فرض اور واجب کہ ترک ہو گیا ہے اسکو ادا کرے اور جو چیز کسی کی اپنے ذمہ رکھتا ہی اسکو واپس کرے اور گھلانا نفس کا بیچ طاعت
جیسے کہ اسکو پرورش اور تر و تازہ کیا ہی گناہوں نے اور چکھانی ہی نفس کو تلخی عبادت کی جیسے کہ چکھائی ہی اسکو شیرینی گناہونکی اور گریہ کرنا بدلے ہر خندہ کے جو تو نے کیا ہی اور تحقیق
یہ جو حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ یہ کمال ہے توبہ کا اور توبہ کافی یہ قدر ہے کہ گزری ہوئی گناہوں سے پشیمان اور نادم ہو اور آیندہ ارادہ گناہونکی نکرنیکا ہو اور جو فرض خدا
یا بندہ کا اپنے ذمہ کا رکھتا ہے اسکو ادا کرے وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور قبول کرتا ہی دعا ان لوگوں کی کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل
انہوں نے نیک وَيَزِيْدُهُمْ اور زیادہ دیتا ہی انکو مانگنے سے بھی مِّنْ فَضْلِهٖ فضل اپنے سے وَالْكٰفِرُوْنَ اور جو کفر کرنیوالے ہیں لَهُمْ واسطے انکے
عَذَابٌ شَدِيْدٌ عذاب ہے سخت بدل اسکے کہ مومنین کو عطا کیا ہی ثواب اور تفضل اور ابن عباس سے روایت ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ اذن شفاعت کا دیتا ہے انکو
برادران مومنین کے حق میں اور زیادہ دیتا ہے انکو فضل اپنے سے یہ جہ سے کہ شفاعت کو انکی قبول کرتا ہی ان کے حق میں برادران مومنین کے اور منقول ہے جناب رسول خدا صلعم سے کہ مراد
زیادتی سے قبول کرنا شفاعت مومن کا ہی حق میں اس شخص کے کہ وہ مستحق دوزخ کا ہوا ہو دنیا میں … اسکے ساتھ احسان کیا ہو اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے ویستجیب الذین
الآیہ کی تفسیر میں فرمایا ہی کہ وہ مومن ہی کہ اپنے برادر مومن کے واسطے اسکی غیبت میں دعا کرتا ہے پس فرشتہ … تو اے بندہ خدا کہتا ہے کہ تیرے واسطے اسکا دوگنا ہی اور دو چند اسکا کہ تو نے
برادر مومن کے واسطے مانگا ہی اور دینے تجھکو دیا اس سبب سے کہ تو اسکو دوست رکھتا ہی اور منقول ہے کہ جسوقت مال بنی قریظہ اور بنی نضیر اور بنی قینقاع کی غنیمت میں آیا تو بعضے
صحابہ تنگدستونکی خاطر میں گزرا کہ کیا ہو کہ ہم تونگر ہو جائیں تاکہ فقر اور فاقہ سے ہم خلاصی پائیں اور لوگونکو بھی مہمان ہم کریں تب یہ آیت آئی وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ
الرِّزْقَ اور اگر کشادہ کرتا خدا روزی کو اور فراخ کرتا لِعِبَادِهٖ واسطے بندوں اپنے کی تو لَبَغَوْا البتہ باغی ہو جاتے وہ اور اندازہ سے باہر ہو جاتے اور سرکشی کرتے
فِي الْاَرْضِ بیچ زمین کے کہ تکبر کرتے اور اپنی بلندی چاہتے اور فساد کرتے اور ظلم کرتے اور بعضے بعضے پر غلبہ کرتا اور کثر آدمی اس حال سے ہوتے مگر تھوڑے آدمی
کہ کثرت مال انکو خلل نہیں کرتی ہی بلکہ وہ ہر حال میں خدا تعالیٰ کی فرمانبردار رہتے ہیں اور مال کو ہر خیر میں خرچ کیا کرتے ہیں اور بیجا مال کو ضائع نہیں کرتے ہیں پس جسوقت اکثر
آدمیونکا ایسا حال ہے کہ وہ کثرت مال سے اپنی حد سے باہر ہو جاتے ہیں تو سب کو مالدار نہ کیا وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ ولیکن نازل کرتا ہی روزی کو ساتھ اندازہ مَّا
يَشَآءُ اُس چیز کے کہ چاہتا ہے یعنی ایک اندازہ معین کے ساتھ موافق مصلحت کے ہر ایک کے حال کے موافق نازل کرتا ہی اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ تحقیق کہ وہ خدا ساتھ بندوں اپنے کی
خَبِيْرٌۢ خبردار ہے انکی حال سے بَصِيْرٌ دیکھنے والا ہے انکی صلاح اور فساد کا انکی حال کا جسقدر کسی کے واسطے مناسب جانتا ہے اسیقدر روزی دیتا ہی اور حدیث قدسی میں ہے کہ بعضے بندے میرے ایسے
ہیں کہ نہیں درست رکھتی ہے انکو مگر تونگری اور اگر محتاج کروں میں انکو تو البتہ احتیاج بگاڑ دے انکو اور بعضے بندے میرے ایسے ہیں کہ نہیں درست رکھتی ہے انکو مگر فقیری اور اگر تونگر کروں میں انکو تو
البتہ تباہ کر دے انکو تونگری اور یہ اسواسطے ہے کہ تحقیق میں تدبیر کرتا ہوں اپنے بندونکی کہ میں انکے دلونکو جانتا ہوں اور اسیطرح انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جبرئیل آیا اور
انہی کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندوں میں سے میرے بعضے ایسے ہیں کہ درستی انکی حال کی فقیری میں ہے اور اگر انکو تونگر کروں تو علامتیں فساد کی انمیں ظاہر ہوں اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ درستی

انکی حال کی تونگری ہی ہے اور اگر وہ تنگدستی میں مبتلا ہوں تو مآل کار انکا تباہی کی طرف مائل ہو اور ایک جماعت ایسی ہے کہ درستی انکی حال بیماری ہی ہے اور اگر تندرست ہوں تو فساد انکا
ظاہر ہو اور ایک گروہ ایسا ہے کہ حکمت انکی تندرستی ہی میں ہے اور اگر وہ بیمار ہیں تو باعث تباہی کا ہوں اور بعضے ایسے ہیں کہ عبادت کرنیکو طلب کرتے ہیں اور اگر میں انکی خواہش کو
قبول کروں اور وہ کثرت سے عبادت کریں تو بھر وسہ اپنی عبادت کا ہو اور اپنی عبادت پر ناز اور فخر کرنے لگیں پس فقیری اور تونگری اور بیماری اور تندرستی سب موافق مصلحت کے
ہے **وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ** اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ نازل کرتا ہے مینہ کو کہ فریادرس بندوں کا ہے خشکسالی میں اور غیث اس مینہ کو کہتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر فائدہ بخشے
اور مطر وہ ہے کہ کبھی تو فائدہ بخشتا ہے وقت پر اور کبھی ضرر کرتا ہے وقت پر اور غیر وقت پر بسبب باران رحمت کو نازل کرتا ہے **مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا** پیچھے اس کے کہ ناامید
ہوئے ہوں وہ **وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ** اور بکھیرتا ہے رحمت اپنی کو کہ اس مینہ کی برکت سے گھاس اور درخت اور پھل اور میوے اور غلے حاصل ہوتے ہیں **وَهُوَ الْوَلِيُّ**
اور وہ خدا دوست اور کارساز بندوں کا ہے کہ رحمت اپنی نازل کرتا ہے بندوں کی پرورش کے واسطے **الْحَمِيدُ** تعریف کیا گیا ہے بندوں کی زبان پر اور جزا دینے والا تعریف کرنیوالوں کا
وَمِنْ آيَاتِهِ اور نشانیاں قدرت اسکی میں سے ہے **خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمینوں کا اسواسطے کہ وہ اپنی ذات سے
دلالت کرتے ہیں اپنے بنانیوالے کے وجود پر اور اسکی قدرت اور حکمت پر **وَمَا بَثَّ** اور جو کچھ کہ بکھیرا ہے **فِيهِمَا** بیچ ان دونو آسمانوں اور زمین کے **مِنْ دَابَّةٍ**
زمین پر چلنے والوں کی قسم سے یہ سب اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے اور اسکی پیدا کی ہوئی ہیں **وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ** اور وہ اوپر اکٹھا کرنے انکے کے میدان حشر
میں بعد انکی مارڈالنے کے **إِذَا يَشَاءُ** جسوقت چاہے **قَدِيرٌ** قدرت کرنے والا ہے اور سوا اسکے سب عاجز ہیں اور فرماتا ہے کہ گرفتار عذاب میں نہیں ہوتے ہیں مگر بسبب
گناہوں کے چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَمَا أَصَابَكُمْ** اور جو کچھ کہ پہنچتا ہے تم کو اے بندو **مِنْ مُصِيبَةٍ** مصیبت اور بلا ناگہانی سے **فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ** پس بسبب
اسکے ہے کہ کسب کیا ہے ہاتھوں تمہارے نے کہ تمنے جو گناہ کئے ہیں اسکی سبب سے یہ مصیبت ہے اور اہل مدینہ اور ابن عامر نے بما کسبت پڑھا ہے بدون فاکے **وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ**
اور معاف کرتا ہے اور درگذر کرتا ہے خدا بہت سے گناہوں میں سے اور یہ آیت مخصوص گناہگاروں کے واسطے ہے اور جو کچھ کہ بلا بیگناہوں کو پہنچتی ہے مثل انبیا اور ائمہ معصومین اور صلحا کے اور
اطفال کے یہ انکی درجوں کے زیادہ کرنیکے واسطے ہے کہ جسقدر زیادہ قرب خدا ہوتا ہے اسیقدر زیادہ نزول بلا ہوتا ہے اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ کوئی رگ اور پٹھا نہیں کٹتا ہے
اور کوئی ٹکڑا بدن کا لکڑی سے چھلتا نہیں ہے اور کوئی پتھر پاؤں پر گرتا نہیں ہے مگر گناہ کی جہت سے کہ آدمی نے کیا ہو اور بخشش اسکی عذاب کرنے سے زیادہ ہے اور حضرت امیرالمومنین نے
فرمایا کہ زیادہ امید والی آیت کہ جو رسولخدا پر نازل ہوئی ہے یہ آیت ہے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ بسبب گناہوں کے میں مصیبت پہنچاتا ہوں اور بہت گناہوں کو معاف کرتا ہوں اور وہ
خدا زیادہ کریم ہے اس سے کہ جس گناہ پر دنیا میں عذاب کیا ہو اور جس گناہ کو کہ بخشدیا ہو پھر دوبارہ اس گناہ پر آخرت میں عذاب کرے اور ساتھ انہی پیغمبر خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ
فرمایا حضرت صلعم نے کہ جسوقت خدا بندے کے ساتھ ارادہ خیر کا کرے تو اسکو جلدی عذاب کرتا ہے دنیا میں اور جو نہیں تو عذاب اسکا آخرت پر موقوف رکھتا ہے اور فرماتا ہے
خدا کہ **وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ** اور نہیں ہو تم عاجز کرنیوالے خدا کے بیچ زمین کے اے بندو کہ اپنے اوپر مصیبت اور عذاب نہ ہونے دو **وَمَا لَكُمْ** اور
نہیں ہے واسطے تمہارے **مِنْ دُونِ اللَّهِ** سوائے خدا کے **مِنْ وَلِيٍّ** کوئی دوست کارسازی کرنیوالا دنیا میں **وَلَا نَصِيرٍ** اور نہ نصرت
کرنیوالا کہ آخرت میں تمسے عذاب کو دفع کرے **وَمِنْ آيَاتِهِ** اور نشانیوں قدرت اسکی میں سے ہیں **الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ** کشتیاں جاری ہونیوالی بیچ دریا کے
كَالْأَعْلَامِ مانند پہاڑوں بلند کے **إِنْ يَشَأْ** اگر چاہے خدا **يُسْكِنِ الرِّيحَ** ٹھہراوے ہوا کو اور چلنے سے اسکو بند کردے اور جسوقت ہوا کو چلنے سے بند
کردے کہ جسکی سبب سے کشتیاں چلتی ہیں تو **فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ** پس ہو جائیں کشتیاں کھڑی ہونیوالی **عَلَىٰ ظَهْرِهِ** اوپر پشت اس دریا کے اور کشتی
والے آدمی ناچار ہو جائیں **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ** تحقیق کہ بیچ اسکی یعنی حکم میں کرنے ہوا کے اور جاری کرنے کشتیوں کے **لَآيَاتٍ** البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں
لِكُلِّ صَبَّارٍ واسطے ہر صبر کرنیوالے کے حکم خدا پر اور واسطے ہر بند کرنیوالے نفس کے تامل کرنے پر نشانیوں قدرت خدا کی میں **شَكُورٍ** شکر کرنیوالا خدا کی
نعمتوں کا اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایمان کے دو ٹکڑے ہیں پہلا ایک ٹکڑا تو صبر بلاؤں اور مصیبتوں پر اور دوسرا ٹکڑا شکر ہے خدا کی نعمتوں پر پس مومن کامل وہ ہے
کہ جسمیں یہ دونو چیزیں موجود ہوں **أَوْ يُوبِقْهُنَّ** یا اگر چاہے ہلاک کرے ان کشتیوں کو یعنی کشتیوں کے سواروں کو غرق کرکے اور یوبق کا عطف یسکن پر ہے یعنی
کشتیوں کے سوار ہونیوالوں کو ہلاک کرے **بِمَا كَسَبُوا** بسبب اسکے کہ کمایا ہے انہوں نے گناہوں کو **وَيَعْفُ** اور معاف کرے اور درگذر کرے ہلاک کرنے **عَنْ كَثِيرٍ** بہت سے

کرے انکو غرق کریں وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ اور تاکہ جانیں وہ لوگ کہ جھگڑا کرتے ہیں فِي آيَاتِنَا بیچ نشانیاں قدرت ہماری کے مَا لَهُمْ نہیں ہے
واسطے انکے مِنْ مَحِيصٍ جگہ بھاگنے کی وقت نازل ہونے عذاب کے اور یعلم کو اہل مدینہ اور ابن عامر نے مرفوع پڑھا ہے اسلئے کہ بعد جزا کے وہ نیا جملہ شروع ہوا ہے
اور باقی کے قاری اسکو منصوب پڑھتے ہیں اسوجہ سے کہ یا تو اسکا عطف علت مقدر پر ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ یوبقہن لینتقم ویعلم الذین پس عطف یعلم کا ینتقم پر ہوا اور ان
انہیں مقدر ہے اور یا عطف یعلم کا جزا پر ہے اور جو کہ معطوف جزا کا ہوتا ہے وہ سیبویہ کے نزدیک منصوب ہوتا ہے فَمَا أُوتِيتُمْ پس جو کچھ کہ دیے گئے ہو تم مِنْ
شَيْءٍ کسی شے میں سے کہ جو دنیا سے تعلق رکھتی ہے مثل مال اور اولاد کے فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا پس فائدہ اور زندگانی دنیا کا ہے کہ جبتک زندہ ہو اس سے فائدہ
اور خوش ہوتے ہو اور بعد مرنے کے اسکو دنیا میں چھوڑ جاتے ہو اور پھر تمکو اس سے دنیا میں کچھ فائدہ نہیں ہے وَمَا عِنْدَ اللَّهِ اور جو کچھ پاس خدا کے ہے ثواب
آخرت کا اور نعمتیں بہشت کی خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ بہتر اور زیادہ باقی ہے کہ ہمیشہ کو رہیگا اور فائدہ اسکا کبھی کم نہوگا اور وہ لِلَّذِينَ آمَنُوا
واسطے ان لوگوں کے ہے کہ ایمان لائے ہیں وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہیں اور سب امر کو اپنے خدا کے سپرد کرتے ہیں
وَالَّذِينَ اور واسطے ان لوگوں کے ہے يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ پرہیز کرتے ہیں بڑے گناہوں سے وَالْفَوَاحِشَ اور بدکاریوں سے وَإِذَا
مَا غَضِبُوا هُمْ اور جسوقت غصہ میں ہوتے ہیں وہ بسبب اذیت اور رنج کے کہ لوگ انکو پہنچاتے ہیں يَغْفِرُونَ بخشدیتے ہیں وہ اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور ہم
غضبوا ہم میں یا تو تاکید ہے اس ضمیر کی کہ جو غضبوا میں پوشیدہ ہے اور یغفرون جواب ہے شرط کا اور یا یہ کہ ہم مبتدا ہے اور یغفرون اسکی خبر ہے اور کبائر الاثم کو اہل کوفہ نے
سوائے عاصم کبیر الاثم پڑھا ہے اور فواحش جمع فاحشہ کی ہے اور فاحشہ بدتر گناہ ہوتا ہے مثل شرک کے اور مانند اسکی اور بعضے زنا کو کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ فاحشہ
وہ گناہ ہے کہ جسپر حد جاری ہو اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی پی جائے غصہ کو جسوقت کہ وہ قدرت رکھتا ہو اسکے جاری کرنے پر تو پر کردیگا خدا اسکے
دل کو قیامت کے روز امن سے اور ایمان سے اور فرمایا کہ جو کوئی مالک ہووے نفس کا اور غالب ہو اسپر جسوقت رغبت کرے اور خوف کرے اور جسوقت غصہ کرے تو حرام کریگا خدا
اسکے بدن پر آتش دوزخ کو چنانچہ ایسی بہت حدیثیں ہیں اور فرماتا ہے وَالَّذِينَ اور واسطے ان لوگوں کے ہے جو کچھ خدا کے پاس تھا اور باقی رہیگا اسْتَجَابُوا قبول کیا انہوں نے
ایمان کو رغبت سے لِرَبِّهِمْ واسطے پروردگار اپنے کے کہتے ہیں کہ مراد اس سے انصار ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے انکو ایمان کی طرف بلایا تو بڑی خوشی رغبت دل سے
انہوں نے اسکو قبول کیا اور فرمانبردار اور تابعدار ہوگئے وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ اور قائم کیا انہوں نے نماز کو مع اسکے ارکان اور شرطوں کے اسکے وقتوں پر اور رسول خدا صلعم
کی ہجرت سے پہلے وہ لوگ بے مشورہ کوئی کام نہیں کرتے تھے اور یہ بھی انکا مشورہ سے تھا کہ ابو ایوب انصاری کے گھر میں جمع ہو کر انہوں نے اتفاق کیا ایمان لانے پر اور رسول خدا
کی نصرت کرنے پر اور انہوں نے جو رسول خدا کی نصرت کی تو وہ انصار مشہور ہوئے اور بدون مشورہ کے وہ کوئی کام نہیں کرتے تھے تو خدا تعالیٰ نے انکی تعریف میں فرمایا ہے وَأَمْرُهُمْ
شُورَىٰ بَيْنَهُمْ اور کام انکا مشورہ کرنا ہے درمیان انکے یعنی بے صلاح دوسرے کے کام نہیں کرتے ہیں اور ہر امر پر اپنا اتفاق رکھتے ہیں وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ اور
اس چیز سے کہ روزی دی ہے ہمنے انکو مال حلال يُنْفِقُونَ خرچ کرتے ہیں اور راہ ہماری میں مسکین لوگوں کو دیتے ہیں اور جناب رسول خدا نے فرمایا کہ بدبخت نہوگا وہ بندہ کہ مشورہ
سے کام کو شروع کرے اور فرمایا کہ کوئی مرد مشورہ نہ کرے مگر کہ ہدایت کیا جاوے طرف راہ نیک کے وَالَّذِينَ اور واسطے ان لوگوں کے ہے جو کچھ خدا کے پاس ہے کہ إِذَا أَصَابَهُمُ
الْبَغْيُ جسوقت پہنچے انکو زیادتی اور ظلم کفار سے هُمْ يَنْتَصِرُونَ وہ بدلا لیتے ہیں دشمنوں سے اپنے اور اپنے تئیں خوار اور ذلیل نہیں کرتے ہیں انسے خوف کرکے اور
انسے دبکر اور وہ کراہت کرتے ہیں اس امر سے کہ اپنے نفس کو ذلیل کریں تاکہ بدکار انپر دلیری نہ کرنے پاویں تو معلوم رہے کہ مومن دو قسم کے ہیں ایک قسم کے تو وہ ہیں کہ
جنکی خصلت معاف کرنا ہے اور آیہ واذا ما غضبوا ہم انکی شان میں ہے اور ایک قسم کے مومن وہ ہیں کہ اپنا بدلا دشمنوں سے لیتے ہیں انکے حق میں یہ آیت ہے اور بدلا لینے کی حد
میں فرماتا ہے وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ اور بدلا بدی کا سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا بدی ہے مثل اسکی نہ زیادہ اس سے یعنی اگر کوئی بدلا لیوے کسی سے تو جو بدی اسکے ساتھ کیا ہے وہی بھی
کرے اور زیادہ اس سے ارادہ سزا دینے کا نہ کرے اور اگر وہ کہے کہ خدا تجھکو رسوا کرے تو یہ بھی کہے کہ خدا تجھکو رسوا کرے اور دشنام دینی جائز نہیں ہے اور نہ دشنام کی عوض میں دشنام چاہئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
اس سے زخم ہیں کہ جسجگہ اسکے زخم لگایا ہے اسی جگہ اسیقدر زخم لگا دے نہ زیادہ اس سے اور بدلا لینے کا نام سیئہ اسواسطے رکھا ہے کہ وہ سیئہ کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے اور یا
اسواسطے کہ وہ بدلا لینا برا معلوم ہوتا ہے اس شخص کو کہ جس سے بدلا لیا جائے فَمَنْ عَفَا پس جو شخص کہ معاف کرے اور درگزر کرے زیادتی اور ظلم کرنیوالے مومن سے اور بدلہ

زیادتی اس سے وَاَصْلَحَ اور صلح اور درستی کرے درمیان اپنے اور درمیان اپنے دشمن کے فَاَجْرُهٗ پس اجر اور ثواب اسکا قیامت کے دن عَلَى اللّٰهِ اوپر
خدا کے ہے جناب رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ قیامت کے دن ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ خدا کے ذمہ جس کسیکا اجر ہو وہ کھڑا ہووے اور راجع ہووے
اُس سے لیوے پس ایک جماعت اُسوقت کھڑی ہووے ملائکہ انسے پوچھیں کہ خدا تعالیٰ پر تمہارا کیا اجر ہے وہ لوگ بیان کریں کہ ہم وہ جماعت ہیں کہ ہمنے معاف کیا ہے اُن لوگوں کو
ہم پر ظلم کرتے تھے پس کہا جائیگا انکے حق میں کہ داخل کرو تم انکو اے فرشتو بہشت میں بے حساب کے اور دوسری روایت میں اُن حضرت سے اسطرح منقول ہے کہ فرمایا
ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا قیامت کے دن کہ جس کسیکا اجر خدا پر ہے وہ بہشت میں داخل ہو پس کہا جائیگا کہ کون ہے وہ شخص کہ جسکا اجر خدا پر ہے اُسکے جواب میں کہینگے کہ
جسکا اجر خدا پر ہے وہ لوگ وہ ہیں کہ جو آدمیوں کے قصور کو معاف کرتے تھے دنیا میں وہ داخل ہونگے بہشت میں بے حساب کے اور حضرت صادق علیہ السلام سے
روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے لازم ہے تمکو معاف کرنا اسواسطے کہ معاف کرنا نہیں زیادہ کرتا ہے بندہ کو مگر عزت پس آپس میں ایک دوسرے کو معاف کرو تم کہ عزت دیگا
تمکو خدا اور غالب اور زبردست کریگا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ تحقیق کہ وہ خدا نہیں دوست رکھتا ظلم کرنیوالوں کو کہ وہ ابتدا ظلم کی کریں یا بدلا لینے میں کسی پر
زیادتی کریں وَلَمَنِ انْتَصَرَ اور البتہ وہ شخص کہ بدلا لیوے ظلم کرنیوالے سے بَعْدَ ظُلْمِهٖ کہ پیچھے ظلم کرنے اُس ظالم کے فَاُولٰٓئِكَ پس وہ لوگ بدلا لینے
والے بعد ظلم ہونے ظالم کے مَا عَلَيْهِمْ نہیں ہے اوپر انکے مِّنْ سَبِيْلٍ کوئی رستہ کہ گناہ انکا ہو نہیں ہے اور نہ ہے بدلا لینے میں وہ سزاوار غصہ کرنیکے ہیں کہ
یہ امر کیونکر کیا اِنَّمَا السَّبِيْلُ سوا اسکے نہیں کہ ہے راہ غصہ کرنے اور سزا دینے کے عَلَى الَّذِيْنَ اوپر ان لوگوں کے ہے کہ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ ظلم
کرتے ہیں آدمیوں پر بدون وجہ پسندیدہ کے وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور زیادتی اور تعدی کرتے ہیں وہ بیچ زمین کے اور حد سے گزر جاتے ہیں بِغَيْرِ
الْحَقِّ بدون حق کے اور بدون کسی وجہ کے بلکہ تکبر اور سرکشی کی جہت سے ظلم کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ وہ لوگ ظلم کرنیوالے وہ ہیں لَهُمْ واسطے انکے ہے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب دردناک کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے وَلَمَنْ صَبَرَ اور البتہ جو شخص کہ صبر کرے اور ظالموں کے آزار اور اذیت دینے کی برداشت کرے
وَغَفَرَ اور بخشدے ستانیوالوں کو اور قصد اُنسے بدلا لینے کا نہ کرے تو اِنَّ ذٰلِكَ تحقیق یہ صبر کرنا اور بخشنا اُس سے لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ
البتہ ہمت و ارادہ کے کاموں سے ہے اور یقینی کاموں سے کہ وہ ان کاموں کے کرنیکو یقینی جانتے ہیں اور اُنکے کرنیکا ارادہ مصمم رکھتے ہیں وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور
جس کسیکو گمراہی میں پڑا رہنے دے خدا اور نظر لطف کی اُس سے اُٹھالے بسبب اسکے عناد اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے کے نشانیوں قدرت خدا کی سے تو فَمَا لَهٗ
مِنْ وَّلِيٍّ پس نہیں ہے واسطے اُسکے کوئی دوست انکی کارسازی کرنیوالا مِّنْۢ بَعْدِهٖ بعد اُس خدا کے کوئی اُسکی کارسازی نہیں کر سکتا ہے بعد اسکے کہ خدا انکو
چھوڑ دے اور گمراہی میں پڑا رہنے دے وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ اور دیکھیگا تو اے دیکھنے والے ظالموں کو لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ جسوقت کہ دیکھینگے وہ عذاب
قیامت کے روز تو يَقُوْلُوْنَ کہینگے وہ اُسوقت هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ کیا ہے طرف پھیرنے دنیا کے مِّنْ سَبِيْلٍ کوئی راہ تاکہ ہم وہاں جاکر اعمال نیک بجا لاویں
یہ کلام ناچار ہو کر کہینگے اور جو نہیں تو وہ جانتے ہونگے کہ پھرنا طرف دنیا کے ممکن نہیں ہے وَتَرٰىهُمْ اور دیکھیگا تو انکو کہ نزدیک ہیں يُعْرَضُوْنَ پیش کیے جاوینگے وہ
عَلَيْهَا اوپر اس آتش دوزخ کے خٰشِعِيْنَ جسوقت کہ عاجزی کرنیوالے ہونگے مِنَ الذُّلِّ خواری کی جہت سے يَنْظُرُوْنَ نظر کرینگے بیچ
دوزخ کے مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ دیکھنی پوشیدہ سے یعنی دوزخ کی ہیبت سے اور عذاب کی سختی سے نظر کر جمار نہ دیکھ سکینگے بلکہ گوشہ چشم سے نظر کرینگے وَقَالَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا اور کہینگے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وقت دیکھنے عذاب کافروں کے اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ تحقیق نقصان پانیوالے الَّذِيْنَ خَسِرُوْا وہ لوگ ہیں کہ
نقصان میں ڈالا انہوں نے اَنْفُسَهُمْ نفسوں اپنوں کو وَاَهْلِيْهِمْ اور لوگوں اپنوں کو يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کے اسواسطے کہ بسبب پوجنے بتوں کے اپنے
نفسوں کو مستحق دوزخ کا کیا اور اپنی لوگوں اور ریگانوں کو جو گمراہ کیا اور ایمان لانیسے انکو منع کیا تو انکو سزاوار دوزخ کے کیا اور یا یہ کہ لوگ انکے کہ وہ اولاد اور
زوجہ اور اقارب انکے ہیں وہ بسبب ایمان لانیکے بہشت میں داخل ہوئے ہوں اور یہ بسبب کفر کے دوزخ میں تو انکے دیدار سے محروم رہینگے اور انکی طرف سے نقصان میں ہونگے
کہ انکو دیکھنے نہ پاوینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انکی اہل سے حوریں ہیں کہ اگر ایمان لاتے تو انکو پاتے اور ایمان جو نہ لائے تو انکی طرف سے نقصان اور خسارہ میں ہیں
اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ خبردار ہو کہ تحقیق ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر بسبب کفر کے فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ بیچ عذاب ہمیشگی کے ہیں کہ کبھی تمام نہوگا وہ عذاب

وَمَا كَانَ لَهُمْ اور نہونگے واسطے اُن کافروں کے مِّنْ اَوْلِيَآءَ دوست کہ عذاب کے دفع کرنیمیں يَنْصُرُوْنَهُمْ نصرت کریں انکی اور عذاب کو انسے دور کر کے
انکو نجات دیویں مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ سوائے خدا کے یعنی سوائے خدا کے کوئی انکا عذاب دفع نہیں کر سکتا ہے پس ہمیشہ وہ عذاب میں گرفتار رہینگے وَمَنْ يُّضْلِلِ
اللّٰهُ اور جس کسیکو کہ گمراہی میں چھوڑا رہنے دے خدا بسبب اُسکے عناد اور انکار کے تو فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ پس نہیں ہے واسطے اُسکے کوئی راہ نجات اور رستگاری
کی اور سا انجام کار گمراہوں کا جو عذاب ہے تو پس اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ قبول کرو تم اے بندو واسطے پروردگار اپنے کے اُسکے حکم کو کہ اُسکی وحدانیت کا اقرار کرو اور ہر
امر میں اُسکی فرمانبری کرو مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ پہلے اس سے کہ آئے وہ دن لَّا مَرَدَّ لَهٗ کہ نہیں ہے پھرنا واسطے اس کے مِنَ اللّٰهِ جانب خدا
سے یعنی قیامت کا دن پھر نہیں سکتا ہے اور ایسا نہیں کہ وہ دن نہووے بلکہ وہ دن ضرور ہونیوالا ہے اسواسطے کہ خدا نے اُسکے ہونیکا حکم دیا ہے پس وہ پھر نہیں سکتا مَا
لَكُمْ نہیں ہے واسطے تمہارے مِّنْ مَّلْجَاٍ کوئی پناہ اور نہ بھاگنے کی جگہ يَّوْمَئِذٍ اسدن کہ پناہ لیجا کر اس جگہ عذاب سے نجات پاؤ وَمَا لَكُمْ اور نہیں ہے
واسطے تمہارے مِّنْ نَّكِيْرٍ کچھ انکار کرنا جو کچھ کہ تم نے کیا ہے اسواسطے کہ جو کچھ تم کرتے ہو کرام کاتبین اُسے تمہارے کئے ہوئے کو تمہاری نامۂ اعمال میں لکھتے جاتے ہیں پس تم
اپنے کسی فعل کا انکار نکر سکوگے اور اب خدا تعالیٰ واسطے تسلی خاطر اقدس سرور خدا کی فرماتا ہے کہ فَاِنْ اَعْرَضُوْا پس منہ پھیر لیویں وہ مشرکین تجھسے جس وقت کہ تو انکو طرف
ایمان کے بلائے تو فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ پس نہیں بھیجا ہے ہمنے تجھکو عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اوپر اُن کافروں کے نگہبان کہ زبردستی اور جبر کر کے تو انکو مومن کرے تیرے ذمہ یہ
امر نہیں ہے تو انکی سینہ پھیرنے سے کیوں غمگین ہوتا ہے اِنْ عَلَيْكَ نہیں ہے اوپر تیرے اِلَّا الْبَلٰغُ مگر پہنچانا حکموں کا ہمارے اور جو شرط پہنچانیکی ہے اُسکو تو
ادا کرتا ہے وَاِنَّآ اور تحقیق ہم اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ جس وقت چکھاتے ہیں آدمیوں کو یعنی بخشش کریں ہم مِنَّا رَحْمَةً اپنی پاس سے رحمت کو
کہ وہ صحت اور تونگری ہے تو فَرِحَ بِهَا خوش ہوتے ہیں وہ ساتھ اس رحمت کے وَاِنْ تُصِبْهُمْ اور اگر پہنچے انکو سَيِّئَةٌ کوئی برائی یعنی بیماری
اور تنگدستی کے بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ سبب اسکی کہ آگے بھیجا ہاتھوں اُنکے نے کہ اعمال بد کرکے وہ سزاوار اُسکی ہوئے ہیں فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ
پس تحقیق آدمی اُسوقت ناشکری کرنیوالا ہے اور ہرگز تامل نہیں کرتا ہے نعمت اور عذاب کے سبب میں اور مراد انسان سے جنس انسان ہے اسیواسطے اُسکے واسطے ضمیر واحد
کی اور جمع کی دونوں کی آئی ہیں اور اب خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ نعمت اور بلا جو کچھ ہے خدا کی مشیت اور ارادہ سے ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ خاص واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا بخشتا ہے
واسطے جس شخص کے چاہتا ہے بیٹیاں نہ بیٹے وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اور بخشتا ہے واسطے جس شخص کے چاہتا ہے بیٹے نہ بیٹیاں اَوْ يُزَوِّجُهُمْ یا جوڑی
دیتا ہے انکو ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا بیٹے اور بیٹیاں یعنی بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اسطرح سے کہ ایک شکم سے دو بیٹے اور ایک شکم سے دو بیٹیاں اور ایک شکم سے ایک بیٹا
اور ایک دختر یا ایک شکم سے ایک پسر اور ایک شکم سے ایک دختر وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ اور کردیتا ہے جسکو چاہتا ہے عَقِيْمًا بے فرزند اِنَّهٗ عَلِيْمٌ تحقیق کہ وہ
خدا جاننے والا ہے مصلحت دینے اور نہ دینے کا قَدِيْرٌ قدرت رکھنے والا ہے بخشنے اور نہ بخشنے کی کہ سب امور اُسکے اختیار میں ہیں اور جو کچھ ہوتا ہے اُسکا ارادہ اور مشیت سے
ہوتا ہے اور بیٹیوں کا ذکر بیٹوں سے پہلے کیا باوجود شرافت بیٹوں کے اسواسطے کہ بیٹیوں کی کثرت ہے بہ نسبت بیٹوں کی اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بڑی برکت والی وہ عورت ہے کہ
پہلے دختر جنے اور بعد اسکے پسر جیسے کہ خدا نے قرآن میں بیٹیوں کا ذکر بیٹوں سے پہلے کیا ہے اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جس گھر میں بیٹیاں ہوتی ہیں انہیں پر
روز بارہ برکتیں نازل ہوتی ہیں اور بارہ رحمتیں آسمان سے اور اس گھر کی زیارت ملائکہ سے کبھی منقطع نہیں ہوتی اور بیٹیوں کے باپ کے واسطے ہر روز ایکسال کی عبادت لکھتے ہیں اور حضرت صادق نے
فرمایا ہے بیٹیاں حسنات ہیں اور بیٹے نعمت ہیں اور ثواب حسنات کی جہت سے ہوتا ہے نعمت کی جہت سے بلکہ نعمت سے تو سوال کیا جائیگا اور دوسری روایت ہے کہ بیٹیاں محنت ہیں اور بیٹے نعمت ہیں اور خدا محنت کی بہ نسبت
کی دیتا ہے نہ نعمت کی اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے رسول خدا سے کہا کہ خدا تعالیٰ بلاواسطہ تجھسے کیوں باتیں نہیں کرتا ہے تاکہ تو اُسکو دیکھے جیسے موسیٰ سے خدا باتیں کرتا تھا اور موسیٰ اُسکو دیکھتا تھا حضرت
نے فرمایا کہ موسیٰ خدا کے کلام کو تو سنتا تھا لیکن اُسکو دیکھتا نہیں تھا یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اور نہیں ہے واسطے کسی آدمی کے اَنْ يُّكَلِّمَهُ
اللّٰهُ یہ کہ کلام کرے اُس سے خدا اسطرح سے کہ وہ آدمی خدا کو دیکھے بلکہ کلام خدا کا آدمی کے ساتھ نہیں ہے اِلَّا وَحْيًا مگر وحی کہ وہ کلام پوشیدہ ہے
اور بہت سرعت سے پایا جاتا ہے کہ وہ یا تو بطور الہام کے ہوتا ہے کہ آدمی کے دل میں ڈالا جاوے اور یا سوتے ہوئے خواب میں وہ کلام حاصل ہوتا ہے چنانچہ داؤد کو زبور الہام کی

اور ابراہیم کو خواب میں اسمٰعیل کے ذبح کا حکم دیا **اَوْ** یا کلام کرے خدا آدمی سے **مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ** پیچھے پردہ کے اسطرح سے کہ آواز کو تو آدمی سنے اور
لیکن کوئی دکھلائی نہ دیوے جیسے کہ موسیٰ سے کلام کیا اور مراد حجاب کے پیچھے ہونیسے یہ ہے کہ وہ کلام حجاب میں ہے تمام مخلوقات سے مگر وہ شخص کہ جس سے ارادہ کلام
کرنیکا ہے جیسے کہ کلام اُنکا موسیٰ سے تھا اور مراد حجاب کے پیچھے ہونیسے یہ نہیں ہے کہ خدا حجاب کے پیچھے بیٹھا تھا اور کلام کرتا تھا اسواسطے کہ حجاب مکان محدود پر ہوتا ہے
اور خدا اس سے پاک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شب معراج جناب رسولخدا سے کلام کیا پیچھے دو حجاب کے کہ ایک حجاب تو طلا سرخ خالص کا تھا اور دوسرا حجاب موتی سفید کا
اور مسافت درمیان دونو حجاب کے ستر برس کی راہ تھی **اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا** یا بھیجتا ہے خدا ایلچی پیغام پہنچانیوالے کو آدمی کے پاس کہ وہ ایلچی ملائکہ
کی جنس سے ہو جیسے کہ جبرئیل کہ وہ کلام خدا کا نبی کے پاس لاتا ہے **فَیُوْحِیَ** پس وحی پہنچاتا ہے وہ ایلچی خدا کا بھیجا ہوا آدمی کے پاس **بِاِذْنِهٖ** ساتھ
اذن سے خدا کے **مَا يَشَآءُ** جو کچھ کہ چاہے وہ خدا **اِنَّهٗ عَلِيٌّ** بتحقیق وہ خدا بلند اور برتر ہے اس سے کہ آنکھوں سے دیکھا جاوے اسواسطے کہ دکھلائی دینا مخلوقات کے
اوصاف میں سے ہے **حَكِيْمٌ** حکمت والا ہے کہ جو کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور عائشہ سے روایت ہے کہ جو کوئی گمان کرے کہ پیغمبر نے خدا کو دیکھا ہے تو اس نے
بڑا بہتان کیا **وَكَذٰلِكَ** اور ایسی ہی یعنی جیسے کہ اور پیغمبروں پر ہمنے وحی کی ہے **اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ** وحی کی ہے ہمنے طرف تیرے اے محمد صلعم
رُوْحًا روح کو یعنی قرآن کو کہ دل اس سے جان پاتے ہیں جیسے کہ بدن روح سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے جبرئیل ہے اور یا ایک فرشتہ ہے کہ وہ جبرئیل
اور میکائیل سے بھی زیادہ بزرگ ہے اور یہی حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے اور فرمایا کہ وہ فرشتہ رسولخدا صلعم کے ہمراہ رہتا تھا اور حضرت کو خبر دیا کرتا
تھا اور بعد رسولخدا کے وہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے ہمراہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس روز سے وہ فرشتہ رسولخدا کے پاس آیا ہے آسمان پر نہیں گیا ہے بلکہ ہمارے
ہمراہ ہے یہانتک کہ خروج کرے قائم ہمارا الغرض یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ بھیجا ہمنے طرف تیرے روح کو **مِّنْ اَمْرِنَا** حکم اپنے سے اور اب خدا تعالیٰ رسولخدا پر اپنی
نعمت کو ظاہر کرتا ہے کہ **مَا كُنْتَ تَدْرِيْ** نہ تھا تو کہ جانے تو پہلی وحی سے کہ **مَا الْكِتٰبُ** کیا ہے قرآن یعنی انکے نازل ہونے سے پہلے انکو
نہیں جانتا تھا **وَلَا الْاِيْمَانُ** اور نہ ایمان کہ کیا ہے یعنی ایمان کیطرف بلانیکو یا شرع اور احکام کیطرف راہ دکھلانیکو تو نہیں جانتا تھا اور اگرچہ پیغمبر پہلے سے بھی تو
عقلی دلیلوں کے وسیلہ سے ایمان کے اصلوں کو جانتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ تو اہل ایمان کو نہیں جانتا تھا کہ کون ایمان لاویگا اور کون ایمان
نہیں لاویگا اس صورت میں مضاف ایمان کا محذوف ہے **وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ** اور لیکن کیا ہمنے اس کتاب کو کہ اسمیں دین کے علم ہیں یا ایمان کو کہ وہ طریق نجات کا ہے
نُوْرًا روشنی کہ **نَّهْدِيْ بِهٖ** راہ راست دکھلاتے ہیں ہم ساتھ اسکے **مَنْ نَّشَآءُ** جسکو چاہتے ہیں ہم **مِنْ عِبَادِنَا** بندوں اپنے میں سے جس وقت کہ
وہ دلیلوں وحدانیت اور قدرت ربانی میں تامل کریں **وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ** اور بتحقیق کہ البتہ تو ہدایت کرتا ہے ہماری وحی کے وسیلہ سے **اِلٰى**
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ طرف راہ سیدھی کے کہ جو حق کیطرف پہنچانیوالی ہے **صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ** راہ خدا کی وہ خدا کہ واسطے اسکے ہے
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے کہ سب اسکے ملک اور مخلوقات اسکی ہے **اَلَآ اِلَى اللّٰهِ**
خبردار رہو کہ طرف خدا کے **تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ** پھرتے ہیں کام سب مخلوقات کے آخرت میں کہ موافق اعمال کے ہر ایک کو جزا دیگا حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایکمرتبہ قرآن دریا میں گرا اور اسکو دریا سے نکالا تو دیکھا کہ سب حرف اسکے مٹ گئے ہیں مگر یہ آیت باقی ہے الا الی اللہ تصیر الامور اور ایسی ہی
کہتے ہیں کہ ایکدفعہ قرآن جل گیا تھا مگر یہی آیت باقی رہی تھی کہ الا الی اللہ تصیر الامور

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ

یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ آیہ
واسئل من ارسلنا بیت المقدس میں نازل ہوئی ہے وقت انکی معراج کے اور اسمیں اٹھاسی یا نواسی آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے
جو کوئی ہمیشہ اس سورت کو پڑھے خدا تعالیٰ اسکو لحد میں زمین کے جانوروں سے اور قبر کے بھینچنے سے محفوظ رکھیگا قیامت تک اور قیامت کے روز یہ سورت شفیع مبعوث
ہو کر آویگی اور اپنے پڑھنیوالے کو بحکم خدا بہشت میں داخل کریگی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** اسکے معنی پہلے اسی سے گزر گئے ہیں **وَ
الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ** قسم ہے قرآن روشن کی باعتبار ظاہر اور روشن ہونے انکی معنوں کے اور یا باعتبار واضح ہونے انکی حجتوں کے کہ دلالت کرتی ہیں
خدا کے پاس سے نازل ہونے پر اور یا باعتبار ظاہر ہونے احکام حلال اور حرام اور احکام اسلام کے اور قسم یہ ہے کہ **اِنَّا جَعَلْنٰهُ** تحقیق ہمنے کیا ہے اس کتاب کو

قرآنًا عربیًا قرآن عربی زبان میں لعلکم تاکہ تم اے ملک عرب کے رہنے والو تعقلون ۞ سمجھو تم کہ وہ تمہاری زبان میں ہے اور اسکی معنوں میں
غور کرکے اس سے فائدہ حاصل کرو اور اسکی فصاحت اور بلاغت کو سمجھ جانو تم کہ مثل اسکی کسی بشر سے نہیں ہو سکتا ہے اور اس امر کو دریافت کرکے پیغمبر کی
نبوت کا اقرار کرو وانہ اور تحقیق کہ وہ قرآن فی ام الکتاب لدینا بیچ اصل کتابوں کے ہے کہ نزدیک ہمارے ہے یعنی لوح محفوظ کہ اصل سب
کتابوں کی ہے اور وہ ہمارے پاس ہے اُسمیں قرآن ہے لعلی البتہ بلند مرتبہ اور بلند قدر ہے باعتبار معجزہ ہونیکے اور زیادتی فصاحت کی اور منسوخ
کرنے پہلی کتابوں کے اور وجب ہونے اُسکے عمل کے قیامت تک کے حکیم صاحب حکمت ہے اور ظاہر کرنیوالا حق کا اور اب انکار کرنیوالوں کی طرف خطاب
کرتا ہے کہ افنضرب کیا پس باز رکھیں ہم عنکم الذکر تمسے ذکر کو یعنی قرآن کو صفحًا باز رکھنا اور تمکو یونہیں چھوڑ دیں کہ تمپر کچھ حجت
نہ پکڑیں اور وحی تمپر نازل نکریں اور پیغمبر کو تمپر نہ بھیجیں ان کنتم اسواسطے کہ ہو تم قومًا مسرفین ۞ قوم حد سے گزرنیوالی یعنی تم اپنے کفر اور انکار
میں جو حد سے گزرنیوالے ہو تو کیا اس سبب سے ہم تمکو تمہاری حال پر چھوڑ دیں اور تمکو ایمان لانیکو نہ کہیں یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہرگز ایسا ہم نکرینگے اور ابن کوفہ
نے اور اہل مدینہ نے ان کو بکسر ہمزہ پڑھا ہے وکم ارسلنا من نبی اور بہت بھیجے ہیں ہمنے پیغمبر فی الاولین ۞ درمیان پہلی لوگوں کے
وہ لوگ بھی حد سے گزرنیوالے تھے اور کفر اور جہالت اور عداوت اور انکار میں بڑی سخت تھے اور انکی انکار سے ہمنے بھیجنا پیغمبروں کا موقوف نہیں کیا بلکہ واسطے تمام
کرنے حجت کے پے در پے انکی پاس پیغمبر بھیجے ہیں وما یاتیہم اور نہیں آتا تھا انکی پاس من نبی کوئی پیغمبر ہمارے پاس سے الا کانوا بہ مگر کہ
تھے وہ ساتھ اس پیغمبر کے یستہزءون ٹھٹھا کرتے جیسے کہ کفار قریش تیری ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں فاہلکنا پس ہلاک کیا ہمنے ٹھٹھے کی جہت اس گروہ کو
کہ تھے وہ اشد منہم بہت زیادہ سخت اُن کفار قریش سے بطشًا قوت میں تمیز واقع ہوا ہے یعنی وہ لوگ کہ قوت اور دبدبہ میں ان مشرکین سے
بہت زیادہ تھے انکو ہمنے ہلاک کر ڈالا اور انکی قوت اور رعب نے ہمکو انکی عذاب سے عاجز نہ کیا تو پس ان مشرکین کو چاہئے کہ اپنی قوت اور شوکت پر غرور نکریں
ومضی اور گزر گیا ہے قرآن میں کئی جگہہ مثل الاولین ۞ قصہ پہلی لوگوں کا کہ انہوں نے اپنی پیغمبروں کے ساتھ کیا کیا اور ہمنے انکو کسطرح سے عذاب کیا
ولئن سألتہم اور البتہ اگر پوچھے تو اے محمد صلعم ان مشرکوں سے کہ من خلق السموٰت والارض کسنے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو تو
لیقولن البتہ کہینگے وہ اقرار اور یقین کرکے کہ خلقہن العزیز پیدا کیا ہے انکو خدائی غالب نے کہ کوئی چیز اُسکو عاجز نہیں کر سکتی ہے کہ العلیم ۞ جاننے
والا ہے خلقت کی مصلحتوں کا اس مقام میں خدا تعالےٰ انکی جہالت سے خبر دیتا ہے کہ باوجود اقرار کرنے اس امر کے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا خدا ہے اور پھر اُسکی عبادت کو
ترک کرکے بتوں کی عبادت اختیار کرتے ہیں جو کہ نہایت عاجز ہیں اور اب خدا تعالےٰ واسطے زیادتی حجت کے اپنی اوصاف بیان کرتا ہے کہ خدا الذی جعل وہ شخص ہے
کہ کر دیا ہے اُسنے لکم الارض مہدًا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا کہ اسپر ٹھہرو وجعل لکم اور کر دی واسطے تمہارے فیہا سبلًا بیچ اُس زمین کے
رستے کہ اُنپر چلتے ہو اور راہیں تمہارے لئے اس نے بنائی ہیں لعلکم تہتدون ۞ تاکہ تم راہ پاؤ طرف شہروں کے کہ جہاں تم چلتے ہو اور وہاں مقصود تمہارا
ہے اور یا راہ پاؤ تم طرف حکمت پیدا کرنیوالے کے تامل کرکے والذی نزل اور وہ ہی خدا کہ نازل کیا ہے اُسنے من السماء ماءً بقدر ۞ آسمان سے
پانی کو ساتھ اندازہ کے یعنی موافق حاجت اور مصلحت کے واسطے بندوں کی نہ کثرت سے کہ جسمیں غرق ہو جائیں اور نہ ایسا کم کہ کھیتیوں کو کفایت نکرے فانشرنا بہ
پس زندہ کیا ہمنے ساتھ اُس پانی کے بلدۃ میتًا شہر مردہ کو یعنی زمین خشک کو کہ طرح طرح کی بوٹیاں اُسمیں سے نکالکر سبز اُسکو کر دیا کذلک ایسے ہی یعنی اس طرح
جیسے کہ گھانس اور درخت زمین سے نکلتے ہیں ایسے ہی تخرجون نکالے جاؤگے تم زمین سے زندہ ہو کر قیامت کے دن والذی خلق الازواج
اور وہ شخص ہے خدا کہ پیدا کیا اُسنے جوڑوں کو کلہا سب ان جوڑوں کو حیوانات میں سے نر اور مادہ کو اور سوائے اسکی اور چیزوں میں ایک دوسرے کا مقابل
جیسے کہ شیریں اور تلخ اور تر اور خشک اور گرم اور سرد اور روشنی اور تاریکی اور سخت اور نرم اور آسمان اور زمین اور بہشت اور دوزخ اور سورج اور چاند
اور سوائے اسکی وجعل لکم اور پیدا کی واسطے تمہارے من الفلک کشتیوں سے والانعام اور چارپاؤں سے ما ترکبون ۞ وہ چیز کہ سوار
ہوتے ہو تم دریاؤں میں اور جنگل میں اسپر لتستوا تاکہ راست ہو تم اور درست ہو کر بیٹھو تم علٰی ظہورہ اوپر پیٹھوں اُنکے کہ وہ کشتیاں اور چارپائے ہیں

ثم تذکروا نعمۃ ربکم پھر یاد کرو تم نعمت پروردگار اپنی کو اذا استویتم علیہ جسوقت راست اور درست ہو تم اوپر سواری کے اس نعمت
پروردگار کو یاد کرکے اُسکا شکر ادا کرو وتقولوا اور کہو تم اُسوقت کہ سبحان الذی پاک ہے وہ شخص کہ سخر لنا حکم کیا ہی واسطے ہمارے اُسنے
اور بس میں کیا ہی ھذا اس سواری کو کہ وہ کشتی ہی یا چوپایہ ہے وما کنا لہ اور نہیں ہیں ہم واسطے اس سواری کے مقرنین طاقت رکھنے والے
اُسکو بس میں کرنیکے اور اپنی قابو میں کرنیکے اور چوپایہ سرکشی کرنے اور گرانیسے جو خالی نہیں ہے اور کشتی غرق ہونیسے بیخوف نہیں ہے اور اندیشہ ان دونوں میں ہلاکت کا ہی
اسواسطے اپنی بندونکو حکم کرتا ہی کہ بعد تسبیح کے مستعد موت کے ہو کر کہو کہ وانا الی ربنا اور تحقیق ہم طرف پروردگار اپنی کے آخر کار لمنقلبون
البتہ پھر جانیوالے ہیں کیونکہ آخری سواری ہماری جنازہ ہی اور حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا ہی کہ جسوقت رسولخدا پائی مبارک اپنا رکاب میں رکھتے تو فرماتے کہ الحمد للہ علی کل نعمۃ
سبحان الذی خلق الازواج کلھا وجعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون اور اس آیتکو وانا الی ربنا لمنقلبون تک پڑھتے اور بعد اسکی تین تکبیر کہتے اور چوپایہ پر سوار
ہوتے اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ذکر نعمت کا کہ قرآن میں حکم آیا ہی یہ ہے کہ بندہ کہے کہ الحمد للہ الذی ہدینا للاسلام وعلمنا القرآن ومن علینا بمحمد صلعم
اور بعد اسکی آیہ سبحان الذی سخر لنا تلاوت کرے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو سواری کی پشت پر سوار ہو تو کہہ کہ الحمد للہ الذی سخر لنا آخر آیت تک اور امام
موسی کاظمؑ نے فرمایا ہے کہ اگر تو جنگل میں نکلے تو کہہ کہ سبحان الذی سخر لنا آخر آیہ تک اسواسطے کہ جو کوئی اسوقت اس آیت کو پڑھے وقت سوار ہونیکے اور سواری سے
گر پڑے تو اسکو کوئی آزار نہ پہنچیگا اور بعد ذکر نعمت سواری کے پھر کفار کے حال میں خدا تعالی فرماتا کہ اگر تو کفار سے پوچھے کہ آسمان اور زمین کو کسنے پیدا کیا ہی تو کہینگے کہ
خدا نے اور باوجود اس اقرار کے خدا کے واسطے فرزند مقرر کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہی کہ وجعلوا لہ اور مقرر کیا ان کفار نے واسطے خدا کے من عبادہ
جزءا بندوں اسکی میں ایک ٹکڑا یعنی ملائکہ کو کہ بندے اسکی ہیں خدا کی بیٹیاں مقرر کیا اور فرزند باپ کا جو ٹکڑا ہوتا ہی اسواسطے خدا کے فرزند کو ٹکڑا فرمایا اور یہ نہایت
جہالت کفار کی ہی کہ باوجود اقرار کرنے اسکی خالق ہونیکے پھر اسکی واسطے فرزند مقرر کیا اور نہیں جانتے کہ پیدا جسم سے ہوتا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا جسموں کا ہی پس نسبت اولاد
کی اسکی طرف کیونکر کرنی چاہیے ان الانسان تحقیق کہ آدمی یعنی کثیر آدمی کہ کافر ہیں لکفور مبین البتہ ناشکری کرنیوالے ہیں ظاہر
اسواسطے کہ نسبت فرزندی کی اسکی طرف کفر ہے اور کفر اصل ہے سب ناشکریونکی ام اتخذ کیا پکڑا ہی خدا نے یعنی اختیار کیا ہی واسطے اپنی مما یخلق اس چیز میں سے کہ پیدا
کرتا ہی بنات بیٹیاں کہ نہایت کم مرتبہ ہیں بیٹوں سے واصفاکم اور برگزیدہ اور خالص کیا ہی تمکو اے کافرو بالبنین ساتھ بیٹوں کے کہ بلند مرتبہ
اور نہایت عزیز ہیں وہ بہ نسبت بیٹیوں کے یعنی کیا خدا نے کہ ناقص اور ادنی چیز کہ وہ بیٹیاں ہیں واسطے اپنی مقرر کی ہیں اور بیٹے جو کہ اعلی مرتبہ کی اور اچھی چیز ہیں وہ
تمہارے واسطے مقرر کیے ہیں بھلا یہ بات کیونکر عقل میں آئی کہ جو کہ خالق سب چیز کا ہی اسکے واسطے تو ادنی چیز ہو اور تمہارے واسطے اعلی اور حال یہ ہے کہ واذا بشر احدھم
اور جسوقت خبر دیا جائے کوئی ان کافروں میں سے شکل بنی ملیح کے کہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں یعنی خبر دیا جاوے وہ بما ضرب للرحمن ساتھ اس چیز کی کہ بیان
کیا ہی اس شخص نے واسطے خدا بخشنے والے کے مثلا مانند اور مشابہ کو یعنی دختر کو اسواسطے کہ فرزند مشابہ اور مانند باپ کے ہوتا ہی اسلیے مثل فرمایا دختر کو یعنی ان کافروں میں سے
اگر کسیکو خبر دیجائے اس چیز کی کہ رحمان کیلئے وہ بیان کرتا ہی اور کہا جائے اس سے کہ تیری دختر پیدا ہوئی ہی تو وہ شخص نہایت رنجیدہ اور غمگین ہو اسطرح کہ رنج کی شدت سے
ظل وجھہ ہو جائے منہ اسکا مسودا سیاہ اور نہایت کالا وھو کظیم اور حال یہ ہے کہ وہ غصہ اور غم میں بھرنیوالا ہو اسوقت اس خبر کے سننے سے اور اپنے
دل میں سوختہ ہو بسبب اسکے کہ بدلا اسکا نہیں لے سکتا ہی پس جسوقت کہ منسوب کرنا دختر کا اسمرتبہ بد ہے تو پھر کسواسطے خدا کیواسطے تجویز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عرب جسقدر شجاعت اور
فصاحت کا فخر کرتے تھے اور حجتوں سے دشمنوں پر غالب ہونیکا بڑا افتخار کرتے تھے اور جسمیں یہ وصف نہ ہوتا اور وہ ناز اور نعمت میں پرورش پاتا مثل زنان عرب کہ وہ
زینت کرکے چہیر گھٹا ہی بیٹھتی ہیں تو وہ آدمی انکی نزدیک بیکار اور بیفائدہ ہوتا تھا اسواسطے خدا تعالی مذمت بیٹیونکی ان صفات میں بیان کرتا ہی اور کفار کو زجر اور
توبیخ کرتا ہی بیٹیونکی نسبت دینے میں چنانچہ فرماتا ہی کہ اومن ینشؤا کیا وہ کوئی کہ پرورش کیا جاتا ہے فی الحلیہ بیچ زیور کے یعنی لڑکیاں جو کہ زیب اور
زینت اور معنی اور زیور میں پرورش پاتی ہیں اسکو خدا کیطرف منسوب کرتے ہو کہ جو بہادری اور شجاعت سے بالکل خالی ہیں اور اہل کوفہ نے ینشؤا کو بضم یا اور
فتح نون اور تشدید شین پڑھا ہی اور باقیوں نے بفتح یا اور سکون نون اور تخفیف شین پڑھا ہے یعنی جو کہ زیور اور پوشاک گوناگون میں پرورش ہوتی ہیں تم انکو

خدا کیطرف نسبت کرتے ہو وَهُوَ فِي الْخِصَامِ اور وہ بیچ جھگڑوں کے اور وقت گفتگو کرنیکے غَيْرُ مُبِينٍ نہ ظاہر کرنیوالا حجت اور دلیل کے ہی یعنی
عورت وقت گفتگو کے اور پیش آنے جھگڑے کے کسی ہی حجتیں اور دلیلیں بیان کرنے میں دوسرے پر غالب نہیں ہو سکتی ہے بلکہ بسبب کم ہونے عقل کے ایسی گفتگو کرتی ہے کہ
جسمیں اپنا ضرر ہو اور جانب مقابل کو اپنی ہی تقریر سے غالب کر لیتی ہے اور ہو ضمیر مذکر کی من کے لفظ کیطرف پھرتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں ذکر عورتوں کا
نہیں ہے بلکہ بتوں سے مراد ہے کہ کفار بتوں کو زیور میں آراستہ رکھتے تھے یعنی کیا عبادت کرتے ہو تم انکی جو کہ زیور میں پرورش پاتے ہیں اور کسی حجت اور دلیل کو بیان نہیں
کر سکتے ہیں بلکہ مطلق گویا نہیں ہو سکتے ہیں اور جواب دینے سے عاجز ہیں وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ اور یاد کر دیا اُن مشرکین نے فرشتوں کو جو کہ وہ
عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ بندے خدا بخشنے والے کے ہیں إِنَاثًا بیٹیاں یعنی ملائکہ مقدسین کہ پاکیزہ عباد تھا انکو نہیں عبادت خدا کی کرتے ہیں انکو اپنی جہالت سے
کہتے ہیں کہ یہ بیٹیاں خدا کی ہیں أَشَهِدُوا کیا حاضر تھے وہ خَلْقَهُمْ وقت پیدائش ان فرشتوں کے کہ انکی عورتیں ہونے سے خبر دیتے ہیں پس انکی تنبیہ کے
واسطے فرماتا ہے کہ سَتُكْتَبُ قریب ہے کہ لکھی جاوے شَهَادَتُهُمْ گواہی انکی اس مقدمہ میں وَيُسْأَلُونَ اور پوچھے جائیں وہ اس سے قیامت کے دن اور
گواہی دروغ کی جہت سے انکو عذاب ہو کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے بنو ملیح سے پوچھا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ ملائکہ عورتیں ہیں کہا کہ ہمنے اپنی باپوں سے سنا اور گواہی
دیتے ہیں ہم کہ انہوں نے ہرگز دروغ نہیں کہا ہے حقتعالے نے یہ آیت نازل کی عنقریب گواہی انکی نامہ اعمال میں انکی لکھی جاوے وَقَالُوا اور کہا ان بنی ملیح جھگڑنے والوں نے
راہ سے کہ لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ اگر چاہتا خدا بخشنے والا تو مَا عَبَدْنَاهُم نہ پرستش کرتے ہم اُن ملائکہ کو مَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ نہیں ہے واسطے
انکے ساتھ اسکی کچھ علم اور اسکی قباحت کو وہ نہیں جانتے إِنْ هُمْ نہیں ہیں وہ اس دعوی میں إِلَّا يَخْرُصُونَ مگر اٹکل کرتے اور اپنی رائے سے تجویز
کر کے ایک بات کہتے ہیں أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ کیا دی ہے ہمنے انکو کوئی کتاب پہلے اس سے کہ جسمیں انکے دعوی کا صحیح ہونا لکھا ہو فَهُم بِهِ پس
وہ ساتھ اس کتاب کے جو کہ ہمنے قرآن سے پہلے بھیجی ہو مُسْتَمْسِكُونَ چنگل مارنیوالے ہیں اور حجت لانیوالے اور ایسی کتاب تو کسیکے پاس کبھی نازل نہیں ہوئی کہ
جسمیں انکے مدعا کا صحیح ہونا لکھا ہو پس نہیں اپنی مدعا پر نہ دلیل عقلی رکھتے ہیں نہ دلیل نقلی بَلْ بلکہ اس مدعا میں اپنے باپوں کی پیروی کا اقرار کر کے قَالُوا
کہا انہوں نے کہ إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا تحقیق ہمنے پایا ہے ہمنے باپوں اپنوں کو عَلَىٰ أُمَّةٍ اوپر ایک مذہب اور راہ کے وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم اور
تحقیق ہم اوپر علامتوں انکے کے مُّهْتَدُونَ راہ پانیوالے ہیں یعنی اس دعوی میں ہم اپنے باپوں کی پیروی کرنیوالے ہیں پس واسطے تسلی خاطر رسول خدا صلعم کے
فرماتا ہے کہ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ اور ایسے ہی نہیں بھیجا ہمنے پہلے تجھسے اے محمد صلعم فِي قَرْيَةٍ بیچ کسی بستی کے مِّن نَّذِيرٍ کوئی ڈرانیوالا
پیغمبر کہ انکو عذاب خدا سے ڈراوے إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا مگر کہا نعمت دیئے ہوئے دولتمندوں اس بستی کے نے بسبب تکبر اور سرکشی کی راہ سے إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا
تحقیق ہمنے پایا ہے باپوں اپنوں کو عَلَىٰ أُمَّةٍ اوپر ایک دین کے وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم اور تحقیق ہم اوپر نشانیوں انکی کے مُّقْتَدُونَ پیروی کرنیوالے
ہیں اور تخصیص دولتمندوں کی اسواسطے ہے کہ وہ بسبب مشغول ہونیکے نعمتوں کے دلیلوں میں حق کی تامل اور نظر نہیں کرتے ہیں اور اپنے باپوں کی پیروی پر تکیہ کر کے دین کے
مقدمہ میں بیفکر ہو گئے ہیں قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم اور حفص اور ابن عامر نے قَالَ پڑھا ہے یعنی کہا محمد صلعم نے ان کافروں سے کہ أَوَلَوْ جِئْتُكُم کیا اگر لایا ہوں میں
تمہارے پاس بِأَهْدَىٰ زیادہ ہدایت کرنیوالا دین مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ اس دین سے کہ پایا ہے تمنے اوپر اسکے آبَاءَكُمْ باپوں اپنوں کو کیا تب بھی تم
اپنی باپوں کے دین کی پیروی کرو گے اگرچہ میرا دین تمہارے باپوں کے دین سے بہتر ہو قَالُوا کہا انہوں نے جواب میں پیغمبر کے کہ إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ تحقیق ہم ساتھ
اس چیز کے کہ بھیجے گئے ہو تم كَافِرُونَ منکر ہونیوالے ہیں اور تمہارے دین پر ہم کبھی ایمان نہ لاوینگے فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ پس بدلا لیا ہمنے انسے کہ انکو عذاب کر کے
دنیا میں اور ہلاک کر کے دوزخ میں انکو جلایا فَانظُرْ پس دیکھ تو اے دیکھنے والے کہ كَيْفَ كَانَ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ انجام جھٹلانے
والونکا اور اب حضرت ابراہیم کا قصہ بیان کرتا ہے وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ اور یاد کر تو جس وقت کہ کہا ابراہیم نے غار سے نکلنے کے بعد لِأَبِيهِ واسطے
باپ اپنے کے کہ وہ آذر چچا انکا تھا اور انکو پرورش انکو کیا تھا تو ہو سکتا وہ انکو باپ کہتے تھے حضرت ابراہیم نے کہا وَقَوْمِهِ اور قوم اپنی سے کہ بتوں کی اور
ستاروں کی عبادت میں وہ مشغول تھے إِنَّنِي بَرَاءٌ تحقیق کہ میں بیزار ہوں مِّمَّا تَعْبُدُونَ اس چیز سے کہ پوجتے ہو تم سوائے خدا کے انکو إِلَّا الَّذِي

ع ۲ / ۸ النصف

مگر وہ شخص یعنی وہ خدا کہ **فَطَرَنِیْ** پیدا کیا ہے اُسنے مجھکو **فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ** پس تحقیق وہ خدا قریب ہے کہ راہ حق دکھلائے مجھکو توفیق عطا کرے دلیلونکی قائم کرنیکی **وَجَعَلَهَا** اور کیا ہے ابراہیم نے اس کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کو یا کلمہ انّنی براء مما تعبدون کو **كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً** کلمہ باقی ہمیشہ رہنے والا **فِيْ عَقِبِهٖ** بیچ پیچھے اپنے کے یعنی درمیان فرزندوں اپنے کے **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ** تاکہ وہ اولاد انکی رجوع کریں اپنے باپ کیطرف کلمہ توحید کہنے میں اور شرک سے بیزار ہونے میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد کلمہ باقیہ سے امامت ہے کہ ابراہیم نے باقی پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ رکھی ہے یعنی وہ امامت ہے کہ قیامت تک انکی اولاد میں باقی رہیگی اور سیوطی سے سدی سے منقول ہے کہ مراد حضرت ابراہیم کی عقب سے آل محمد ہیں اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے حق میں آیت نازل ہوئی ہے اور کیا ہے امامت کو حسین کے عقب میں قیامت تک اور خطبہ غدیر میں جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اے گروہ آدمیوں کے قرآن نے بتلا دیا ہے تمکو کہ ائمہ بعد علی کے انکی اولاد میں سے ہیں اور میں نے جتلا دیا تمکو کہ وہ مجھ سے ہیں اور اس سے میں جس جگہ کہ خدا تعالے نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وجعلها کلمة باقية في عقبه اور کہا ہے میں نے کہ لن تضلوا ان تمسکتم بہما یعنی ہرگز گمراہ نہوگے اگر چنگل مارو گے تم ساتھ ان دونوں کے یعنی قرآن کے اور میری اہلبیت کے کہ اگر انکی پیروی میں ہوگے تو گمراہ نہوگے اور رسول خدا صلعم سے اس آیت کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ وہ امامت ہے حسین کے عقب میں کہ انکی اولاد میں نو امام ہونگے اور ایک انمیں سے مہدی اس امت کا ہے اور بعد قصہ ابراہیم کے حقتعالے اپنی نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو جو کہ قریش کو بخشے ہیں اور فرماتا ہے کہ میں نے بسبب کفر اور شرک کے انکی عذاب میں جلدی نہیں کی ہے **بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ** بلکہ فائدہ دیا ہے میں نے اس گروہ قریش کو **وَاٰبَآءَهُمْ** اور باپوں انکے کو کہ انکی عمریں دراز کی ہیں اور نعمتیں انکو بخشی ہیں **حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ** یہانتک کہ آیا ہے انکے پاس قول حق کہ وہ توحید ہے یا قرآن ہے **وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ** اور پیغمبر ظاہر کہ معجزے ظاہر کرتا تھا اور دلیلیں ظاہر اور روشن توحید کی بیان کرتا تھا **وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ** اور جسوقت کہ آیا انکے پاس سخن حق تو اسکا انہوں نے انکار کیا اور سرکشی کی راہ سے **قَالُوْا هٰذَا** کہا انہوں نے کہ یہ قرآن کہ محمد لایا ہے **سِحْرٌ** جادو ہے **وَّاِنَّا بِهٖ** اور تحقیق ہم ساتھ اسکے **كٰفِرُوْنَ** کفر کرنیوالے ہیں اور ہمکو اعتقاد نہیں ہے کہ یہ خدا کے پاس سے آیا ہے پس ہوس انکی بے ادبی کی اور اسکو سبک جاننا اور پیغمبر سے جھگڑا کیا **وَقَالُوْا** اور کہا انہوں نے کہ **لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ** کیوں نہیں نازل کیا گیا ہے یہ قرآن اگر فرض کریں کہ یہ خدا کے پاس سے تھا **عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ** اوپر ایک مرد کے دونوں بستیوں میں سے کہ وہ مکہ اور طائف ہے **عَظِيْمٍ** بزرگ مرتبے پاس باعتبار مال اور خادموں اور نوکروں کے یعنی ان دونوں بستیوں میں جو بزرگ آدمی ہیں مثل ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے کہ مکہ میں ہیں اور عروہ بن مسعود ثقفی اور حبیب بن عمرو ثقفی وغیرہ کے کہ طائف میں ہیں انمیں سے کسی پر قرآن نازل ہوتا کہ یہ بڑے مالدار ہیں اور ہیبت و دولت اپنے پاس رکھتے ہیں یہ کہ ایک مفلس پر قرآن نازل ہو غرض کفار کی یہ تھی کہ نبوت ایک منصب بلند قدر ہے سو سزاوار ہے کہ ایسے شخص پر نازل ہو کہ جو مال دنیا بہت رکھتا ہو اور نوکر اور چاکر اسکے بہت ہوں اور ایک طرح کی حکومت وہ رکھتا ہو اور نہیں جانتے تھے اپنی جہالت کے سبب سے کہ نبوت کے لائق وہ شخص ہے کہ جو فضائل اور کمالات اور نیک خلقوں سے آراستہ ہو اور بُری عادتوں اور بد خلقوں سے پاک ہو پس حقتعالے انکے قول کا انکار کرکے فرماتا ہے کہ **اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ** کیا وہ تقسیم کرتے ہیں اور بانٹتے ہیں رحمت پروردگار تیرے کو اے محمد صلعم کہ جسکو وہ چاہیں نبوت دیویں اور جسکو انکا دل چاہتا ہے اور جسکیطرف وہ رغبت رکھتے ہیں اسکو نبوت پہنچے **نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ** ہمنے تقسیم کیا ہے درمیان انکے **مَّعِيْشَتَهُمْ** سبب زندگانی انکی کو کہ وہ روزی ہے **فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** بیچ زندگانی دنیا کے کہ وہ انکی تدبیر سے نہایت عاجز ہیں پس جسوقت کہ وہ روزی کی تقسیم میں عاجز ہوں باوجودیکہ وہ انکی دنیا کی مصلحتوں میں سے ہے تو امر نبوت کہ بڑی مرتبہ کا ہے انمیں انکو کیونکر دخل اور تصرف ہو اور اپنی خواہش کے موافق جسکو چاہیں نبی کریں **وَرَفَعْنَا** اور بلند کیا ہے ہمنے **بَعْضَهُمْ** بعضے ان آدمیوں کو **فَوْقَ بَعْضٍ** اوپر بعضے کے **دَرَجٰتٍ** درجوں میں کہ کسیکو توانگر کیا ہے اور کسیکو محتاج اور کسیکو عالم اور کسیکو جاہل اور کسیکو غلام اور کسیکو آقا **لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا** تاکہ پکڑے یعنی اختیار کریں بعضے انکا بعضے کو **سُخْرِيًّا** تابعدار اور حکم میں ہونیوالا کہ ایک شخص کو اختیار طرف دوسرے کے ہو اور مالدار کمک محتاج کی کرے اور اسکا کام کرنیوالا مدد اسکی کرے کہ جو محتاج کام کا ہے کہ اس سبب سے آپسمیں الفت ہو اور انتظام عالم کا بخوبی صورت پکڑے اور ہر ایک کا کام درست رہے ہو دوسرے کی سبب سے اور اگر یہ سب بندونکی برابر ہوتے تو باعث فساد کا تھا اور انتظام عالم میں خلل ہوتا پس جسوقت کہ امور دنیا میں بندونکا ایسا حال ہے تو امر نبوت کہ رحمت بزرگ ہے

یہ کیونکر انکی سپرد ہو کہ جسکو چاہیں پیغمبر کریں اور یہی حال امامت اور خلافت کا ہے کہ اگر وہ بندوں کی رائے پر ہو تو باعث فساد کا ہو اور مختلف ہو دین کا پس اگر وہ موافق
حکم خدا ہوتی اور یہ ہمت خدا کی ہوا امام کو امام جانتی تو بہت سی دین میں اختلاف نہ ہوتا اور مال دنیا عبارت ہے جو کہتے ہیں کیں نبوت فلاں و فلاں کو ہوتی یہ انکی کمال جہالت
ہی ہو واسطے کہ مال دنیا کا کچھ قدر نہیں رکھتا ہے خدا کے نزدیک جیسا کہ کفار کے نزدیک قدر رکھتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو
آب سے فائدہ نہ پہنچاتا اور خدا تعالے کو مال کی طمع نہیں ہے جیسے کہ آدمیوں کو طمع ہے کہ مال کی جہت سے وہ کسیکو پیغمبر کریں اور جسکی یہ صفت ہے تو وہ طرف مال کی نظر نہیں کرتا ہے
اور نہ کسیکے حال کیطرف بلکہ یہ مال اور حال انکی فضل و کرم سے ہے اور خدا تعالی پر کسیکا حق نہیں ہے جو کچھ چاہے موافق مصلحت کے اپنی تفضل سے عنایت کرتا ہے اور یہ مناسب
نہیں ہے کہ کسیکے واسطے کہے کہ جسقدر تفضل کہ فلان پر فضل و کرم کیا ہے مال میں تو نبوت بھی اسکو عطا کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ کسیکو تونگر کیا ہے اور صورت انکی بری بنائی ہے اور دوسرے کو
محتاج کیا ہے اور صورت انکی خوب اور حسین بنائی ہے اور بعضے کو شریف اور محتاج بنایا ہے اور بعضے کو کمینہ اور مالدار کیا ہے پس وہ تونگر نہیں کہہ سکتا ہے کہ میری فلان محتاج کی سی
صورت کیوں نہیں ہوئی اور وہ خوبصورت نہیں کہہ سکتا ہے کہ میرے جمال کے ساتھ فلان تونگر کا مال کیوں نہیں ہے اور وہ شریف نہیں کہہ سکتا ہے کہ میری شرافت کے ہمراہ فلان کا مال
کیوں نہیں ہے اور بندہ کمینہ کہہ سکتا ہے کہ میرے مال کے ہمراہ فلان کی شرافت کیوں نہیں ہے اور لیکن حکم واسطے خدا کے ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہ حکیم ہے اپنے فعلوں میں سرا گیا ہے
اپنے اعمال میں **وَرَحْمَتُ رَبِّكَ** اور رحمت پروردگار تیری کی کہ وہ نبوت ہے ای محمد صلعم اور جو کچھ کہ نبوت کے تحت میں ہے مثل فوز عظیم اور پہنچانا بلند درجوں کو
بہشت کے **خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ** بہتر ہے اس چیز کہ جمع کرتے ہیں کفار مال دنیا کا اور اسکو سبب اپنی بزرگی کا جانتے ہیں اور دنیا کے مال کی مذمت میں خدا تعالی فرماتا ہے
وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ اور اگر نہ ہوتی یہ صورت کہ ہو جاوینگے سب آدمی **أُمَّةً وَاحِدَةً** گروہ ایک کفار کی کہ مسلمان بھی کافروں کو مالدار دیکھکر مال کی
حرص سے کافر ہو جاوینگے یہ خیال کر کے کہ مال کفر کی جہت سے ہی تو مال ایسا بیقدر ہے ہمارے نزدیک کہ **لَجَعَلْنَا** البتہ کر دیتے ہم کثرت سے مال کر **لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ**
واسطے اس شخص کے کہ کفر کرے ساتھ خدا بخشنے والے کے **لِبُيُوتِهِمْ** واسطے گھروں انکے کے یہ بدل اشتمال ہے لمن یکفر سے یعنی کرتے ہم واسطے گھروں کفار کے **سُقُفًا مِّن فِضَّةٍ**
چھت چاندی سے **وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا** اور زینے کہ اوپر انکے چڑھتے **يَظْهَرُونَ** ظاہر ہوتے اور ابن کثیر اور ابو عمرو اور ابو جعفر نے سقفا کو بفتح سین پڑھا ہے
وَلِبُيُوتِهِمْ اور واسطے گھروں انکی کرتے ہم چاندی سے **أَبْوَابًا وَسُرُرًا** دروازے اور تخت کہ **عَلَيْهَا** اوپر ان تختوں کے **يَتَّكِئُونَ** تکیہ کریں
وَزُخْرُفًا اور سونا دیتے ہم اور عطف ہے سقفا پر ہے یا محل من فضۃ پر پس دنیا جو ہمارے نزدیک کچھ قدر نہیں رکھتی ہے اور ہم اسکو نہایت بد جانتے ہیں اگر یہ
قباحت نہ ہوتی کہ آدمی کافروں کے پاس مال دیکھکر بسبب حرص دنیا کی طرف کفر کے رجوع کرتے اور ایک گروہ کفار کے ہو جاتے سب آدمی تو ہم کفار کو اس کثرت سے مال دیتے
کہ انکی کوٹھے اور دروازے اور تخت چاندی کے ہوتے اور سونے سی لیسے ہوتے اور ملمع ہوتے اور چاندی کے زینوں سے وہ چڑھکر ظاہر ہوتے اور تختوں سے چاندی کے تکیہ کرتے اور کافروں ہی کو ہم مال دیتے لیکن ہمنے
کافروں کو اس اندیشہ سے مال نہیں دیا ہے بلکہ کافروں میں بھی محتاج اور تونگر دونوں کئے اور مسلمانوں میں بھی محتاج اور تونگر دونوں کئے اور پھر انکو جدا کام بھیجکر آزمایا اور
صبر اور رضا کا امتحان کیا چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے اور حضرت سجاد سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ مراد اس سے امت محمد صلعم ہے کہ سب کافر ایک دین پر
ہو جاتیں اور اگر خدا ایسا کرتا تو مومنین کو بہت رنج اور غم ہوتا **وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ** اور نہیں ہے کل وہ چیز کہ مذکور ہوئی ہے دنیا مال کی **لَمَّا مَتَاعُ**
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مگر فائدہ زندگانی دنیا کا چند روزہ ہے **وَالْآخِرَةُ** اور آخرت یعنی نعمت آخرت کی کہ وہ بہشت ہے **عِندَ رَبِّكَ** نزدیک پروردگار
تیرے کے **لِلْمُتَّقِينَ** واسطے پرہیزگاروں کے ہے کہ کفر اور گناہوں سے بچتے ہیں اور دنیا کی لذتوں سے انہوں نے منہ پھیرا ہے اور بالکل متوجہ آخرت کے ہیں اور
حضرت امام حسین سے کسی نے پوچھا کہ خدا کے نزدیک کونسا عمل ہے کہ وہ افضل ہے سب اعمال سے فرمایا کہ بعد معرفت خدا کے دنیا کی دشمنی سے زیادہ کوئی عمل افضل نہیں ہے
اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہایت تعجب ہے اس شخص سے کہ عمل کرے واسطے گھر فنا ہونیوالے کے اور ترک کرے ہمیشہ کے گھر کو اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ
ایک مرتبہ رسول خدا صلعم باہر نکلے اسوقت خاطر اقدس کو ملال تھا پس ایک فرشتہ آیا اور ہمراہ اسکے کنجیاں تھیں زمین کے خزانوں کی کہا کہ ای محمد صلعم یہ کنجیاں ہیں زمین کے
خزانوں کی پروردگار تیرا کہتا ہے کہ خزانوں کو کھولکر جسقدر تو چاہے لے کہ جو کچھ تیرا مرتبہ میرے نزدیک ہے اس سے بھی کم نہوگا فرمایا کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے کہ جسکے
واسطے گھر نہیں ہے اور دنیا کیواسطے وہ شخص جمع کرتا ہے کہ جسمیں عقل نہیں ہے اس فرشتے نے کہا کہ قسم ہے خدا کی جو تھے آسمان پر میں نے یہی کلام سنا تھا ایک فرشتہ سے

جسوقت مجھکو کنجیاں دی گئیں تھیں اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اے علی جسکے روبرو پیش کئے جائیں دنیا اور آخرت پس اختیار کرے وہ آخرت کو اور ترک کرے دنیا کو تو ہوئی واسطے اسکے
بہشت ہے اور جو کوئی لیوے دنیا کو اور آخرت کو بعید جانے اور سبک جانے تو ہوئی واسطے اسکے آتش دوزخ ہے اور حضرت امام رضا نے فرمایا کہ روایت کی ہے امیر المومنین نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
کہ ایکمرتبہ میرے پاس جبرئیل آیا اور کہا کہ اے محمد صلعم تمہکو خدا تعالے بعد سلام کہتا ہے کہ اگر تو چاہے تو تیرے واسطے مکہ کے سنگریزوں کو سونا کر دوں حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے
اپنا ہاتھ آسمان کیطرف بلند کیا اور کہا کہ اے پروردگار میں سیر ہوئیں ایکروز اور گرسنہ رہوں ایکروز اور جسوقت کہ سیر ہوں تیرا شکر کروں اور جب بھوکا ہوں تجھسے سوال کروں
غرض حضرت کی اس سے یہ ہے کہ مجھکو مال دنیا کا درکار نہیں ہے **وَمَنْ يَّعْشُ** اور جو کوئی اندھا بنے یعنی منہ پھیرے اندھا ہو کر **عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ** ذکر خدا
بخشنے والے سے اور اسکی محبت کی دلیلوں سے نظر اور تامل نہ کرے **نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا** مقرر کر دیتے ہیں ہم واسطے اسکے شیطان کو اور [illegible]
کہ شیطان اسپر غلبہ پائے **فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ** پس وہ شیطان واسطے اسکے مصاحب ہووے اور ہمیشہ اسکی ہلاکت اور گمراہ کرنے میں مشغول رہے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی دیدہ گناہ کرے وہ اندھا ہو جاتا ہے یاد خدا سے اور جو کوئی ترک کرے لینے کو اس شخص سے کہ جسکی فرمانبرداری کا حکم خدا نے کیا ہے تو متعین کریگا خدا واسطے اسکے شیطان کو
پس وہ اسکا مصاحب رہیگا اور ایک شخص اہل مدینہ سے بیان کرتا ہے کہ میری ایک جن مومن سے دوستی تھی ایک وقت ہم مسجد میں بیٹھے تھے اس جن نے مجھسے پوچھا کہ ان آدمیوں کو تو
کیونکر دیکھتا ہے میں نے اس سے کہا کہ بعضوں کو سوتا دیکھتا ہوں اور بعضوں کو بیدار اسنے کہا کہ جو کچھ انکے سر پر ہے اسکو تو دیکھتا ہے میں نے کہا کہ نہیں اسنے میری آنکھیں ملدیں تب
دیکھا ہر ایک کے سر پر کوا بیٹھا تھا بعضوں نے تو اپنے پر انکی آنکھوں تک چھوڑ رکھے تھے اور بعضا کبھی تو پرونکو چھوڑ دیتا تھا اور کبھی اٹھا لیتا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے
اسنے کہا کہ یہ شیاطین ہیں کہ انکے سروں پر بیٹھے ہیں اور ہر ایک نے بقدر غفلت غلبہ پایا ہے پس یہ آیت تلاوت فرمائی وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ
اور عاشی اور شیطان باعتبار معنی کے جمع ہیں اسواسطے کہ مراد انسے انکی جنس ہے پس اسلیے جمع کی ضمیر دونکا ذکر کرتا ہے کہ **وَاِنَّهُمْ** اور تحقیق شیاطین **لَيَصُدُّوْنَهُمْ**
البتہ بند کرتے ہیں خدا کی یاد کے اندھوں کو **عَنِ السَّبِيْلِ** راہ حق سے **وَيَحْسَبُوْنَ** اور گمان کرتے ہیں وہ اندھے کہ **اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ** تحقیق وہ راہ
پائے ہوئے ہیں اور اپنے گمان باطل سے ہمیشہ انکی فرمانبردار رہتے ہیں اور ان شیاطین کو ہدایت کرنیوالے جانتے ہیں **حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا** یہانتک کہ جسوقت آئیں وہ دونو
ہمارے پاس اور حساب کے مقام میں کھڑے ہوں قیامت کے روز اہل عراق نے جاء کو واحد کا صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر اسکی کافر کیطرف پھرتی ہے اور باقی کے قاریوں نے تثنیہ کا
صیغہ پڑھا ہے اور ضمیر انکی کافر کے اور شیطان کے دونو کیطرف پھرتی ہے یعنی یہانتک کہ جسوقت آئیں وہ دونو ہمارے پاس قیامت میں **قَالَ** کہیگا وہ اندھا ہونیوالا
اپنے مصاحب شیطان سے کہ **يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ** اے کاش کہ ہوتی درمیان میرے اور درمیان تیرے **بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ** دوری مشرق اور مغرب کی تو مشرق
میں ہوتا اور میں مغرب میں کہ تجھسے ہرگز میری ملاقات نہوتی اور مجھکو تو نہ دیکھتا اور میرے نزدیک نہ آتا **فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ** پس برا مصاحب ہے تو ہمارے درمیان میں
گفتگو کے فرشتے ان اندھے ہونیوالوں سے کہینگے **وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ** اور ہرگز نہ فائدہ دیگی تمکو آج کے دن یہ آرزو **اِذْ ظَّلَمْتُمْ** جسوقت کہ ظلم کیا تم نے
اپنے نفسوں پر کفر اختیار کرکے **اَنَّكُمْ** تحقیق کہ تم سب **فِى الْعَذَابِ** بیچ عذاب کے دوزخ میں **مُشْتَرِكُوْنَ** شریک ہوگے کیونکہ عذاب کے سبب میں
بھی تم شریک تھے اور جناب رسول خدا کو چاہ ان لوگوں کی ایمان لانے کی ہوتا تھا تو آپکے تسکین کے لیے یہ آیت نازل کی **اَفَاَنْتَ** کیا پس تو اے محمد صلعم **تُسْمِعُ الصُّمَّ** سنوا
سکتا ہے تو بہروں کو **اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ** یا راہ دکھلا سکتا ہے تو اندھوں کو **وَمَنْ كَانَ** اور اس شخص کو کہ ہووے **فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ** بیچ گمراہی
ظاہر کے یعنی جنکے ہوش کے کان سخن حق کے سننے سے بہرے ہیں اور جنکی دلونکی آنکھیں راہ حق کے دیکھنے سے اندھی ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں تو انکو تو نہ
بات سنوا سکتا ہے اور نہ راہ حق دکھلا سکتا ہے تو اور نہ انکی ہدایت پر قدرت رکھتا ہے تو پس تو حکم ہمارے پہنچانے کے سوا اور ہر کام کا تردد مت کر اور اپنی خاطر رنجیدہ نکر کہ یہ
لوگ لائق عذاب اور ہلاکت کے ہیں **فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ** پس اگر لیجائیں ہم تمکو اپنی رحمت میں اِمَّا میں اِن شرطیہ ہے اور ما [illegible] یعنی اگر ہم تمکو [illegible]
لیجائیں پہلے اس سے کہ تو انکی بلا دیکھے تو **فَاِنَّا مِنْهُمْ** پس تحقیق ہم انسے **مُّنْتَقِمُوْنَ** بدلہ لینے والے ہیں عذاب کرکے دنیا میں اور آخرت میں **اَوْ نُرِيَنَّكَ** یا اگر
چاہیں دکھلادیں ہم تمکو **الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ** وہ چیز کہ وعدہ کیا ہے ہمنے انکو عذاب کا تیرے زمانہ میں مثل جنگ بدر کے **فَاِنَّا عَلَيْهِمْ** پس تحقیق ہم اوپر [illegible]
کفار کے عذاب کرنے میں **مُّقْتَدِرُوْنَ** قدرت رکھنے والے ہیں کہ ہر حال میں عذاب کر سکتے ہیں تیری زندگی میں یا تیری وفات کے بعد [illegible]

اُن سرکو بھی کہ جو حضرت کے بعد واقع ہوئی ہیں تو اثر رنج اور اندوہ کا پیشانی مبارک پر ظاہر ہوا اور جبتک نہ دیے ہمکو کسینے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی
ہے کہ میں حجۃ الوداع میں حاضر تھا رسول خدا صلعم نے صحاب کیطرف خطاب کرکے فرمایا کہ جانتے ہو کہ میں تمکو جتاتا ہوں کہ بعد میرے تم مرتد ہو جاؤ اور آپس میں شمشیر زنی کرو پس
قسم ہے خدا کی اگر ایسا کروگے اور آپس میں تلوار چلاؤگے تو مجھکو اس لشکر میں تم پاؤگے کہ جو تم سے جنگ کریگا اور بعد اسکے اپنے پیچھے نگاہ کی امیرالمومنین علی بن ابیطالب کو دیکھا
فرمایا کہ یا علی یا علی یا علی اور دوسری روایت میں ہے کہ تین بار علی کا نام لیا جابر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت کو کہ اسوقت اثر وحی کا ظاہر ہوا اور خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ
فانا منہم منتقمون بعلی بن ابیطالب اور اسیطرح سے تفسیر اہلبیت میں ہے کہ منتقمون بعلی بن ابیطالب اور جبتک کفار بسبب تنبیہ کے بھی بیدار نہوئے اور عناد اور انکار انہوں نے
زیادہ کیا تو حقیقتاً ہے نبی جیسے کہ فرمایا کہ **فَاسْتَمْسِكْ** پس چنگل مار تو اور مضبوط پکڑلے تو یعنی عمل کر تو **بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ** ساتھ اس چیز کے کہ وحی کی گئی
ہے طرف تیرے **إِنَّكَ** تحقیق کہ تو **عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ** اوپر راہ سیدھی کے ہے کہ کسیطرح اسمیں کجی نہیں ہے **وَإِنَّهُ** اور تحقیق کہ وہ وحی یعنی قرآن
لَذِكْرٌ لَكَ البتہ ذکر ہے یعنی شرف و عزت ہے واسطے تیرے **وَلِقَوْمِكَ** اور واسطے قوم تیری کے کہ وہ قریش ہیں یا تمام امت **وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ**
اور نزدیک ہے کہ سوال کئے جاؤ اور پوچھے جاؤگے تم ای بندو قرآن کے حق سے اور اسکی حکموں کی تعظیم کرنے سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں قوم اسکی اور ہم
پوچھے جاوینگے اور فرمایا کہ رسول خدا صلعم اور ہم اہل ذکر ہیں ہم پوچھے جاوینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر قرآن ہے اور ہم قوم اسکی ہیں ہم پوچھے جاوینگے **وَاسْأَلْ** اور
پوچھ تو ای محمد صلعم **مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ** ان لوگوں سے کہ بھیجے ہیں ہمنے پہلے تجھسے **مِنْ رُسُلِنَا** پیغمبروں ہمارے میں سے کہ انمیں موسی اور عیسی ہیں اور بعضے کہتے ہیں
اسکی تقدیر یہ ہے کہ اصل امم من ارسلنا مضاف من کا محذوف ہے یعنی پوچھ تو مومنین اہل کتاب سے کہ وہ امتیں پہلے انبیا کی ہیں **أَجَعَلْنَا** کیا کیا ہمنے یعنی کیا فرمایا ہے
ہمنے پہلی کتابوں میں کہ **مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ** سوائے خدا بخشنے والے کے بھی **آلِهَةً يُعْبَدُونَ** معبود ہیں کہ پرستش کئے جائیں وہ بت اور غیر بت یعنی انسے تو پوچھ کہ
ہمنے حکم کیا ہے کسی امت میں سوائے خدا کے دوسرے کی پرستش کا اور ظاہر پہلا قول ہے کہ رسولوں سے سوال کرنیکا حکم ہے اور وہ سوال شب معراج میں ہوا چنانچہ حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام کسینے سوال کیا اس آیت کے معنی سے کہ کیا چیز تھی کہ سوال کیا تھا اس سے محمد صلعم نے اور حال یہ ہے کہ درمیان محمد اور عیسی کے پانسو یا چھہ سو برس کا فاصلہ تھا
پس پڑھا اس آیت کو کہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا یعنی پاک ہے وہ شخص کہ لیگیا بندہ
اپنے کو رات کو مسجد الحرام سے طرف مسجد اقصی کے وہ مسجد کہ برکت دی ہے ہمنے گرداگرد اسکے کو تاکہ دکھلاویں ہم اسکو نشانیاں اپنی بعد فرمایا امام نے کہ جو نشانیاں اپنی قدرت کی
خدا تعالی نے محمد صلعم کو دکھلائی تھی جسوقت کہ اسکو شب معراج بیت المقدس کو لیگیا تھا یہ ہیں کہ جمع کیا واسطے اسکے پہلے اور پچھلے انبیا اور مرسلین کو پھر حکم کیا جبرئیل کو اذان اور
اقامت کہی اور اقامت میں حی علی خیر العمل کہا بعد اسکے محمد صلعم سب انبیا کے آگے کھڑے ہوئے اور سبکو نماز پڑھائی پس نازل کی خدا تعالی نے یہ آیت واسئل من ارسلنا
الآیہ پس کہا محمد صلعم نے کس چیز پر گواہی دیتے ہو تم اور کس چیز کو عبادت کرتے تھے تم سب نے کہا کہ گواہی دیتے ہیں ہم اسکی کہ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے سوائے خدا کے کہ ایک ہے وہ
اور کوئی اسکا شریک نہیں ہے اور تو پیغمبر اسکا ہے لیا ہے تونے اوپر ہمارے عہد انکو اور ثعلبی کہ اہل سنت کی مفسرین میں سے ہے عبد اللہ بن عباس اور
عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسوقت شب معراج مجھکو آسمان پر لیگئے اور انبیا کو جمع کیا اور میں انکے پاس بیٹھا تھا تو ایک فرشتہ آیا اور مجھسے
کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ تو ان انبیا سے پوچھ کہ انکو کس چیز کیواسطے بھیجا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے انسے پوچھا کہ تم کس چیز پر بھیجے گئے ہو سب نے کہا کہ تیری دوستی پر اور علی بن ابیطالب
کی دوستی پر ہم بھیجے گئے ہیں آگے اب حضرت موسی کا ذکر کرتا ہے کہ **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ** اور البتہ تحقیق بھیجا تھا ہمنے موسی کو **بِآيَاتِنَا** ساتھ نشانیوں قدرت
اپنی کے کہ وہ معجزے تھے کہ دلالت کرنیوالے تھے اسکی نبوت کے حق ہونے پر بھیجا ہمنے اسکو **إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ** طرف فرعون کے اور سرداروں اسکے کے کہ وہ شرفا تھے اسکی قوم
فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ پس کہا موسی نے کہ تحقیق میں رسول پروردگار عالموں کا ہوں **فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا** پس جسوقت
آیا وہ انکے پاس ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ معجزہ عصا کا اور ید بیضا کا اسنے انکو دکھلایا اور سوائے اسکے اور کئی معجزے دکھلائے **إِذَا هُمْ** تو ناگاہ وہ اسوقت وہ لوگ **مِنْهَا**
يَضْحَكُونَ ان معجزوں سے ہنستے تھے اپنی جہالت سے اور انمیں تامل نہیں کرتے تھے تاکہ انسے فائدہ حاصل کریں **وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ** اور نہیں دکھلاتے تھے ہم
انکو کوئی معجزہ ایک کے بعد دوسرا **إِلَّا هِيَ** مگر وہ معجزہ **أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا** بڑا زیادہ تھا مانند اپنے سے کہ پہلی اس سے دکھلایا تھا اخت بہن کو کہتے ہیں اور مراد پہلا

ع ۴ ۱۰

مثل اور مانند ہیں یعنی جو معجزہ کہ ہم انکو دکھلاتے تھے وہ پہلی معجزہ سے زیادہ بزرگ تر ہوتا تھا اور وہ نو معجزے تھے انکی عذاب کہ جنکا ذکر کرتا ہی **وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ**
اور پکڑا ہمنے انکو ساتھ عذاب کے کہ قحط میں انکو مبتلا کیا اور مینڈکیاں بھیجیں پانی خون کیا اور جوئیں انپر نازل کیں انکو عذاب کے واسطے **لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ** تاکہ
وہ رجوع کریں اور پھریں وہ اپنے دین باطل سے لیکن انہوں نے اپنی گمراہی کو ترک نہ کیا **وَقَالُوْا** اور کہا انہوں نے موسیٰ سے کہ **يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ** اے جادوگر **اُدْعُ لَنَا**
پکار تو واسطے ہمارے کہ **رَبَّكَ** پروردگار اپنے کو **بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ** ساتھ اسچیز کے کہ عہد کیا ہے نزدیک تیرے کہ تیری دعا کو وہ قبول کرتا ہے اور جسوقت ہم ایمان لائینگے تو
وہ تیری دعا سے عذاب کو ہمارے دور کریگا پس دعا کر تو واسطے ہمارے کہ **اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ** تحقیق ہم البتہ ہدایت پانیوالے ہیں یعنی اگر عذاب ہمسے دفع ہوگا تو ہم ایمان لائینگے
اور یہ انہوں نے اسواسطے کہا کہ جسوقت انہوں نے دیکھا کہ یہ معجزے تو ہمارے واسطے عذاب ہیں اور بغیر موسیٰ کی دعا کے یہ دفع نہ ہونگے تو انہوں نے موسیٰ سے فریاد کی اور انکا دفع ہو جانا اور ساحر
موسیٰ کو اسواسطے کہا کہ جادو کا علم انکی نزدیک بڑا بزرگ علم تھا اور ایک صفت پسندیدہ تھا اور حضرت موسیٰ کو جادو کے علم میں بڑا استاد اور ماہر جانتے تھے اور جادوگر کو مقدم
سمجھتے تھے اسواسطے انہوں نے کہا کہ اے جادوگر یعنی اے استاد علم سحر کے یہ کلمہ انہوں نے تعظیم کی راہ سے کہا ہے اور خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ **فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ** پس
جسوقت کہ دور کیا ہمنے انسے عذاب کو موسیٰ کی دعا کے سبب سے تو **اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ** ناگاہ وہ عہد کو توڑتے تھے یعنی جسوقت کہ انکو ہم ایک عذاب میں مبتلا کرتے تھے تو
وہ تنگ ہو کر موسیٰ سے کہتے تھے کہ ہم ایمان لائینگے اگر یہ عذاب ہمسے دور ہو جائیگا تو دعا کر موسیٰ دعا کرتا تھا تو پس وہ عذاب انسے دفع ہو جاتا تھا لیکن وہ ایمان نہ لاتے تھے اور اپنے
عہد کو توڑ دیتے تھے اور بعد اسکی پھر عذاب میں مبتلا ہوتے تھے اور اسیطرح موسیٰ سے دعا کر کے عذاب سے نجات پاتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے کئی مرتبہ ایسا ہی کیا چنانچہ سورۂ اعراف
میں تفصیل سے مذکور ہے اور فرعون نے جسوقت موسیٰ کی دعا سے عذاب کا دفع ہونا دیکھا اور ترقی اور بلندی موسیٰ کی روز بروز دیکھی تو ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ آدمی مجھسے پھر جائیں اور موسیٰ
کیطرف ہو جائیں اور بادشاہی میری سب جاتی رہے اسواسطے ایکدن سب جگہ سے قبطیوں کو یعنی اپنی قوم کے آدمیوں کو جمع کیا اور خود ایک بلندی پر گیا اور اپنی بلندی اور موسیٰ
کی حقارت بیان کی چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَنَادٰى فِرْعَوْنُ** اور آواز دی فرعون نے خود اپنی ذات سے **فِيْ قَوْمِهٖ** بیچ قوم اپنی کے **قَالَ** کہا اسنے
کہ **يٰقَوْمِ** اے قوم میری **اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ** کیا نہیں ہے واسطے میرے بادشاہی مصر کی اسکندریہ سے شام تک اور روم تک اسواسطے کہ دریائے نیل کے تین
سو ساٹھ نہریں تھیں اور چار بڑی نہریں نہر الملوک اور نہر طولون اور نہر دمیاط اور نہر تنیس فرعون کے باغ میں اسکی محلوں کے نیچے سے ہو کر جاتی تھیں اسواسطے اپنی بادشاہی کا فخر
کر کے ان نہروں پر ناز کیا اور کہا کہ **وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ** اور کیا نہیں ہیں یہ نہریں **تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ** جاری ہوتی ہیں نیچے محلوں میرے سے **اَفَلَا**
تُبْصِرُوْنَ کیا پس نہیں دیکھتے ہو تم عظمت اور بزرگی میری اور پستی اور ذلت موسیٰ کی **اَمْ اَنَا خَيْرٌ** بلکہ میں بہتر ہوں **مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ** اس شخص
سے کہ میرے شہر میں **هُوَ مَهِيْنٌ** وہ خوار اور بیقدر ہے **وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ** اور نہیں قریب کہ ظاہر کرے وہ بات کو سبب گند ہونے زبان کے غرض فرعون
کی یہ تھی اس کلام سے کہ موسیٰ باوجودیکہ آدمی بہت اپنی پاس نہیں رکھتا ہے لیکن زبان بھی اسکی صاف نہیں ہے بات کہنے میں جو کہ ہر آدمی کیواسطے ہوتی ہے پس بادشاہی
کیونکر کریگا اور دعویٰ نبوت کا کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے دعا کی تھی تو لکنت انکی زبان سے جاتی رہی تھی پہلی لکنت کے لحاظ سے فرعون نے ایسا کہا تھا
اور رسم اس زمانہ کی کہتے ہیں کہ ایسی تھی کہ جسکو اپنا پیشوا کرتے تھے تو کنگن سونے کے اسکے ہاتھوں میں پہنانے تھے اور طوق سونیکا اسکے گلے میں ڈالتے تھے اسواسطے فرعون نے بعد ظاہر
کرنے اپنی بادشاہی اور بلندی تبعہ کے اور بیان نے حقارت اور کمی یاروں موسیٰ کے اپنی قوم سے کہا کہ اگر موسیٰ خدا کے پاس سے بھیجا گیا ہے تو **فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ**
پس کیوں نہیں ڈالے گئے اوپر اسکے **اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ** کنگن سونے کے جیسے ہم نے اور بعضوں نے یہاں پڑھا ہے **اَوْ جَآءَ** یا کیوں نہیں آئے **مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ**
ہمراہ اسکی فرشتے **مُقْتَرِنِيْنَ** ملے ہوئے اسسے اور نزدیک ہو کے یہ سوال واقع ہوا ہے یعنی ہمراہ موسیٰ کے فرشتے اسکی کمک کیواسطے کیوں نہیں آئے دستور ہے کہ جو بادشاہ
اپنا ایلچی کہیں کو بھیجتا ہے تو ہمراہ اسکی کثرت سے آدمی اور سامان کرتا ہے کہ اسکے ہر امر میں مددگار رہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خداتعالیٰ ایک مفلس اور مفلس کو اپنا ایلچی کر کے
بھیجے کہ نہ وہ اپنی ہمراہ کوئی یار رکھتا ہو اور نہ مددگار اور نہ کچھ سامان اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام خطبہ میں کہ موسیٰ اور ہارون دونو بھائی جسوقت فرعون کے پاس
آئے تو بالوں کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور لاٹھیاں انکے ہاتھوں میں تھیں فرعون سے انہوں نے کہا کہ اگر تو ایمان لائیگا تو تیرا ملک اور بادشاہی ہمیشہ کو رہیگی اسکے ہم تجھسے شرط کرتے ہیں تیرا
ملک تیرے سپرد کرینگے فرعون نے کہا کہ کیا نہیں تعجب کرتے ہو تم اے قوم میری ان دونو آدمیوں سے کہ [illegible] شرط کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ باقی رہنے بادشاہی اور عزت کا اور حال یہ ہے کہ تم دیکھتے ہو

انکو تابعداری اور خواری میں اور اگر یہ سچے تھیں رئیس اور ایلچی خدا کا کہتے ہیں تو کنگن سونے کے کیوں نہیں پہنائے گئے اور فرماتے ہیں امیرالمومنین علیہ السلام کہ اگر خدا چاہتا تو نبیوں کے
واسطے خزانے سونے کے اور جواہر کی کانیں کھولدیتا اور پرندے انکے ہمراہ رہتے اور انکو قوت و شوکت بہت دیتا لیکن آدمی امتحان میں رہتے یا تو ڈر کر ایمان لاتے یا دنیا
کی طمع سے اور خالص واسطے خدا کے کوئی ایمان نہ لاتا اور نہ خالص واسطے خدا کے کوئی عمل کرتا تاکہ مستحق ثواب کا ہوتا **فَاسْتَخَفَّ** پس خفیف یا عقل میں سبک کیا فرعون نے **قَوْمَهٗ** قوم
اپنی کو فرمانبرداری میں اپنی ہلکا بن جانا فرمانبرداری اپنی میں **فَاَطَاعُوْهُ** پس فرمانبرداری کی انہوں نے فرعون کی اور تابعدار اسکے ہوگئے **اِنَّهُمْ كَانُوْا**
تحقیق کہ وہ لوگ تھے یعنی قبطی فرعون کی قوم کے آدمی **قَوْمًا فٰسِقِيْنَ** ایک گروہ باہر ہونیوالے حکم خدا سے اور اسکی بندگی سے **فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا** جس وقت
غضب میں لائے وہ ہمکو زیادہ عناد اور انکار اور سرکشی کرکے تو **انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ** بدلا لیا ہمنے انسے واسطے دوستوں اپنے کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ
خدا تعالےٰ غضب میں نہیں آتا جیسے کہ ہم غضب میں آتے ہیں لیکن اسنے اپنی ذات کے دوست پیدا کئے ہیں کہ وہ غضب میں ہوتے ہیں اور رضامند ہوتے ہیں اور وہ اسکے
پیدا کئے ہوئے پرورش کئے ہوئے ہیں انکی رضامندی کو تعبیر ذات کی رضامندی کیا ہے اور انکی غضب کو اپنی ذات کا غضب ٹھیرایا ہی اور یہ اسواسطے ہی کہ انکو مقرر کیا ہی
لوگونکو خدا کی اطاعت کیطرف بلاویں اور طریق حق کی رہنمائی کریں اور دوسری یہ آیتیں ہے کہ مراد غضب خدا سے عذاب کرنا ہی پس جسوقت انہوں نے زیادہ کفر کیا تو وہ ہمکو زیادہ
غضب میں لائے پس بدلا لیا ہمنے انسے اپنے دوستوں کا **فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ** پس ڈبو دیا ہمنے انکو سبکو دریا میں **فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا** پس کر دیا ہمنے انکو مقدم
اور پیشوا کافروں کا جو کہ پیچھے انکے پیدا ہوں اور حمزہ اور کسائی نے سلفا کو بضم سین و ضم لام پڑھا ہی اور باقیوں نے ان دونوکو فتح سے پڑھا ہے یعنی انکو پیشوا اور گزشتہ
آئندہ کا ہمنے کیا تاکہ عذاب میں انکے پیشوا ہوں **وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ** ۝ اور کیا انکو مثل واسطے پچھلوں کے کہ انکے بعد جو آدمی پیدا ہوں تو وہ مثل انکی بیان کیا کریں
ہلاک ہونیمیں بسبب کفر اور کفر کے اور انکا قصہ جیسے نصیحت پکڑیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت حضرت رسول خدا نے یہ آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم قریش کے روبرو پڑھی
یعنی تحقیق کہ تم اور وہ چیز کہ پرستش کرتے ہو تم انکو سوائے خدا کے ایندھن دوزخ کا ہی قریش اس آیت کو سنکر بہت غصہ ہوئے اور عبد اللہ بن زبعری نے کہا کہ اے محمد صلعم یہ خاص ہمارے
اور ہمارے معبودوں کے واسطے ہے یا سبھی اس حکم میں شریک ہیں حضرت نے فرمایا کہ یہ تمہارے واسطے اور تمہارے معبودوں کے واسطے اور تمام مشرکوں کے واسطے ہے ابن زبعری نے کہا کہ قسم ہے خدا کعبہ کی کہ
میں اس حکم میں تمہپر غالب ہوا اسواسطے کہ تو دعوی کرتا ہی کہ عیسی پسر مریم پیغمبر ہے اور ہمیشہ اسکی تعریف کرتا ہے اور تو جانتا ہے کہ نصاری انکی پرستش کرتے ہیں اور ملائکہ کی بھی
لوگ پرستش کرتے ہیں اگر عیسی اور ملائکہ دوزخ میں جائینگے تو ہم راضی ہیں کہ اپنے معبودوں کے ہمراہ انکے ہمسایہ میں رہیں اس گفتگو کو سنکر سب قریش خوش ہوئے اور آواز بلند
خندہ کیا اور یہ گمان کیا کہ ہمنے محمد کو الزام دیا جبرئیل یہ آیت ہمراہ لیکر نازل ہوئے **وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا** اور جسوقت بیان کیا گیا بیٹا مریم کا مثل کر
ابن زبعری نے عیسے کی مثل بیان کی اور جھگڑا ایسا ہی تجھسے نصاری کی پرستش کرنیکی جہت سے اور کہا کہ اگر ہمارے معبود پرستش کی جہت سے دوزخ میں جائینگے تو عیسی کو جو
نصاری پرستش کرتے ہیں وہ بھی دوزخ میں جائیگا یہ کلام جو ابن زبعری نے کہا تو **اِذَا قَوْمُكَ** اسوقت قوم تیری اے محمد صلعم یعنی کفار قریش **مِنْهُ يَصِدُّوْنَ**
اس مثل سے غل مچاتے ہیں اور خوش ہو کر آوازیں بلند کرتے ہیں کہ ہمنے محمد کو الزام دیا **وَقَالُوْٓا** اور کہا انہوں نے **ءَاٰلِهَتُنَا** کیا معبود ہمارے **خَيْرٌ اَمْ هُوَ**
بہتر ہیں یا عیسی جسوقت وہ ایندھن دوزخ کا ہوا اگرچہ وہ بھی دوزخ میں ہوں **مَا ضَرَبُوْهُ** نہیں بیان کیا ہی انہوں نے اس مثل کو **لَكَ** واسطے تیرے **اِلَّا جَدَلًا**
مگر واسطے جھگڑا کرنے کے اور ٹھٹھا کرنیکے واسطے فرق کرنیکے باطل سے حق کے **بَلْ هُمْ** بلکہ وہ ہر حال ہیں **قَوْمٌ خَصِمُوْنَ** ایک گروہ ہیں جھگڑنیوالے سختی سے ناحق اور
بیفائدہ اور تحقیق حق کی انہیں منظور نہیں ہے مراد حقتعالی کی ماتعبدون سے اور مقصود رسول خدا کا اس سے کہ تم اور تمہارے معبود جو کافر و دوزخ کا ایندھن ہیں بت ہیں کہ
کافروں کی زیادتی حسرت کیواسطے وہ دوزخ میں ڈالے جائینگے اور کہا جائیگا کہ دیکھو تمہارے معبود جنکی تم پرستش کرتے تھے دوزخ کے کندے ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ مراد
انسے اور کوئی ہو جو کہ نیک بندے خدا کے ہیں اور یہ ابن زبعری نے واسطے فریب اور جھگڑا کرنیکے یہ کہا تھا اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں لکھا ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ
ایکروز میں رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور حضرت قریش کی جماعت میں اسوقت بیٹھے تھے جسوقت مجھکو دیکھا تو تھوڑی دیر تک میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے علی تو اس امت میں عیسی
کی مثال ہی کہ ایک قوم نے انکو دوست رکھا اور انکی دوستی میں حد سے زیادہ بڑھ گئی کہ انکو خدا جانکر ہلاک ہوئی اور ایک قوم نے انسے دشمنی کی اور دشمنی میں انکی حد سے بڑھکر ہلاک
ہوئی اور ایک قوم نے جو میانہ روی جو ٹھہرائی تو انہوں نے نجات پائی اور حال تیرا بھی اے علی اس امت میں ایسا ہی ہوگا اسواسطے کہ ایک قوم تجھے خدا ہونیکا اعتقاد کریگی اور ایک قوم اس

ع ۱۱ ۵

امت میں سے مجھکو دشمن رکھیں اور تیرے حق میں بیہودہ باتیں کہیں پس ہلاک ہونا پہلے فرقہ کا زیادتی کی جہت سے اور دوسرے فرقہ کا کمی کی جہت سے ہی پس جسوقت قریش نے یہ
سنا تو انکو بہت گراں اور ناگوار معلوم ہوا اور ہنسکر کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو نبیوں کے مشابہ کرتا ہی اور انکی تشبیہ دیتا ہی یہ آیت نازل ہوئی کہ جسوقت عیسیٰ کی مثال
دی گئی یعنی علیؑ کو مثل عیسیٰ کے تونے کہا تو تیری قوم نے تجھکو طعن کیا اور کلام کو تیرے صحیح نجانا اور خدا عالم ہے انکے ٹھٹھا کرنیکا پس کہا انہوں نے کہ جسوقت علیؑ مثل
عیسیٰ کے ہوا تو معبود ہمارے عیسیٰ سے بہتر ہونگے اور بیان نہیں کیا اس کلام کو مگر واسطے جھگڑا کرنیکے نہ واسطے جدا کرنے حق کے باطل سے اور منقول ہے ائمہ معصومین علیہم السلام سے کہ رسولخدا صلعم نے
جنگ سلاسل میں امیر المومنین علیہ السلام کی حق میں فرمایا کہ قسم ہے خدا کی اگر اس امر کا خوف نہوتا کہ ایک جماعت میری امت میں سے تیرے حق میں وہ کہیں جو عیسیٰ کے حق میں
بعضے کہتے ہیں تو میں تیرے حق میں آج کے دن وہ بات کہتا کہ تو کسی قوم پر نہ گزرتا مگر کہ وہ تیرے قدموں کے نیچے کی خاک تبرک جانکر واسطے برکت اور شفا کے لیتی ایک جماعت
قریش نے یہ سنا تو غصہ ہوے اور کہا کہ نہ راضی ہوا اپنے چچا کے بیٹے کیواسطے مثال میں مگر عیسیٰ پسر مریم سے خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی و لما ضرب ابن مریم مثلا اور سلمان فارسی سے
منقول ہے کہ ایک مرتبہ رسولخدا صلعم بیٹھے تھے اور ایک جماعت صحاب کی بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھی حضرت نے فرمایا کہ اسوقت داخل ہو گا تم پر وہ شخص کہ مشابہ ہے عیسیٰ
پسر مریم کے ہر ایک شخص حضرت کے ہمراہیوں میں سے اٹھا کہ وہ داخل ہونیوالا میں ہی ہوں پس داخل ہوا ناگاہ علی بن ابیطالب ایک مرد نے انمیں سے اپنے یاروں سے کہا کہ راضی نہ ہوا
محمد اس سے کہ فضیلت اور بزرگی دی ہے علیؑ کو یہانتک کہ مشابہ کیا اسکو عیسیٰ بن مریم سے قسم ہے خدا کی ہمارے معبود کہ جنکو ہم ایام جاہلیت میں پرستش کرتے تھے وہ بہتر ہیں
اس سے پس نازل کی اللہ تعالےٰ نے اس مجلس میں یہ آیت فلما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون کہ اصل میں یضجون ہے **ان ھو** نہیں ہے وہ عیسیٰ **الا**
عبد انعمنا علیہ مگر بندہ کہ انعام کیا ہی ہمنے اوپر اسکے کہ اسکو پیغمبر کیا ہے اور بدون باپ کے اسکو پیدا کیا ہے **وجعلناہ مثلا** اور کیا ہے ہمنے اسکو مثل اور
قصہ عجیب **لبنی اسرائیل** واسطے بنی اسرائیل کے یعنی اسکا بدون باپ کے پیدا ہونا ایک قصہ ہی کہ مثال جاری ہوئی ہی درمیان بنی اسرائیل کے پس
واسطے تنبیہ کے اپنی قدرت کاملہ پر فرماتا ہی کہ **ولو نشاء** اور اگر چاہیں ہم یعنی اگر ہماری حکمت اور مصلحت تقاضا کرے تو **لجعلنا** البتہ کر دیویں ہم
منکم ملائکۃ تم سے فرشتے یعنی تمکو ہلاک کریں اور تمہارے بدلے فرشتے لاویں کہ وہ **فی الارض یخلفون** بیچ زمین کے جانشین ہوں تمہارے کہ
تمہارے پیچھے زمین میں وہ رہیں یعنی عیسیٰ کا پیدا ہونا اگرچہ عجیب ہے لیکن اس سے عجیب زیادہ یہ ہے کہ ہم تمکو ہلاک کریں اور تمہاری عوض فرشتے پیدا کریں تم سے یا
بدلے تمہارے اور یا یہ کہ تمکو ہی ہم فرشتے بناویں کہ بشر ہونیکی بنیاد کو بدل دیں ملائکہ کی بنیاد سے ایسی ہی ہے قدرت کاملہ ہماری اور تا کہ جانو تم کہ ذات
قدیم خداے پاک کی بلندی اس سے کہ فرشتوں کو اس سے نسبت دو کہ اسکی اولاد کہو **وانہ** اور تحقیق وہ عیسیٰ **لعلم للساعۃ** البتہ علم ہی واسطے قیامت
کے کہ نزدیک ہونا قیامت کا اس سے جانا جائیگا کیواسطے کہ اترنا اسکا آسمان سے قیامت کے نزدیک ہونیکی علامتوں میں سے ہی منقول ہے کہ عیسیٰ بعد غلبہ دجال کے
آسمان پر سے نازل ہو زمین مقدس میں ایک منارہ بیضا پر بالائے کوہ اور دو کپڑے مصری پہنے ہوے اور دجال کی طلب میں روانہ ہو اور باب لد میں کہ ایک
مقام ہے ولایت شام میں اسکی پاس پہنچے اور ہاتھ میں اسکی ایک حربہ ہو اس سے دجال کو مارے اور صاحب الامر علیہ السلام خروج کریں اور حضرت عیسیٰ سب خنزیروں کو قتل
کریں اور صلیب و بتوں کو توڑیں اور گرجا گھروں کو خراب کریں اور نصاریٰ کو قتل کریں مگر ان لوگوں کو کہ ایمان لائیں اور بیت المقدس میں پہنچیں اور صاحب العصر امام مہدی
اسوقت نماز صبح میں امامت کریں اور اسوقت کہ نماز عصر میں مشغول ہوں اور نماز عیسیٰ کی طرف کر کے جماعت کے آگے ہوں اور نماز پڑھیں حضرت عیسیٰ ہاتھ صاحب الامر کا پکڑیں اور
کہیں کہ تو اولیٰ ہے کہ نائب پیغمبر آخر الزمان کا ہی تو اور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ کیونکر ہوگا حال تمہارا اسوقت کہ جسوقت پسر مریم درمیان تمہارے نازل ہو اور امام
تمہارا تم میں سے ہی ہو یعنی میری امت میری اولاد طاہرین میں سے ایک شخص تمہاری امامت کریگا مختصر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں اور بعد اسکے
وہاں سے باہر آئیں اور یاجوج ماجوج خروج کریں اور عیسیٰ مومنین کو کوہ طور پر لیجائیں پس معلوم ہوا کہ نازل ہونا حضرت عیسیٰ کا قیامت کے نزدیک ہونیکی علامتوں میں
سے ہی **فلا تمترن بھا** پس نہ شک کرو تم ساتھ اس قیامت کے اور جھگڑا مت کرو قیامت میں **واتبعون** اور پیروی کرو تم میری کہ میرے
رسول کی فرمانبرداری کرو **ھذا** یہ یعنی جسکی طرف کہ تمکو میں بلاتا ہوں **صراط مستقیم** راہ سیدھی ہی اور شیطان کی پیروی سے منع کرتا ہی
ولا یصدنکم الشیطان اور چاہئے کہ نہ باز رکھے تمکو شیطان اور نہ بند کرے راہ کو تم سے وسوسہ ڈالکر اور بہکا کر **انہ** تحقیق کہ وہ شیطان **لکم عدو**

مُبِینٌ واسطے تمہارے دشمن ظاہر ہے اور اپنی دشمنی سے تمہارے باپ کو بہشت سے نکلوایا اور چاہتا ہے کہ تمکو بہشت کی راہ سے بند کرے اور اب حال حضرت عیسیٰ کے پیغمبر ہو کر آنیکا
بیان کرتا ہے کہ وَلَمَّا جَاءَ عِیسَىٰ اور جسوقت آیا عیسیٰ بِالْبَیِّنَاتِ ساتھ دلیلوں روشن کے کہ وہ معجزے ظاہر تھے اور انجیل اور حکم خدا قَالَ
کہا عیسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ حکمت کے کہ وہ شریعت ہے ملی ہوئی حکمت اور مصلحت سے وَلِأُبَیِّنَ لَكُم
اور تاکہ بیان کروں میں واسطے تمہارے بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ بعضی وہ چیز کہ اختلاف کرتے ہو تم بیچ اسکی امور دین میں سے تاکہ سب ایک راہ سیدھی پر ہو جاؤ
فَاتَّقُوا اللَّهَ پس ڈرو تم عذاب خدا سے گناہوں سے پرہیز کر کے وَأَطِيعُونِ اور فرمانبرداری کرو تم میری ہر حکم میں کہ جو خدا کیطرف سے تمکو میں پہنچاتا ہوں
إِنَّ اللَّهَ تحقیق خدا کہ جسکے پاس سے میں احکام شرع کے لایا ہوں هُوَ رَبِّي وہ پروردگار میرا ہے وَرَبُّكُمْ اور پروردگار تمہارا ہے فَاعْبُدُوهُ
پس عبادت کرو تم اسکو وحدانیت کے ساتھ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ یہی راہ سیدھی کہ جسمیں کسیطرح کی کجی نہیں ہے فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ پس
اختلاف کیا فرقوں نے کہ بعد حضرت عیسیٰ کے متفرق ہو کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے مثل یعقوبیہ اور نسطوریہ اور ملکانیہ اور مرقوسیہ و شمعونیہ کے مِن بَيْنِهِمْ درمیان انکے سے جو کہ عیسیٰ کے خطاب کئے
گئے تھے اور انپر پیغمبر ہو کر آیا تھا فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا پس وائے ہے ہمیشہ واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کیا ہے انہوں نے ان فرقوں میں سے مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ
عذاب اس دن سے کہ دردناک ہے عذاب اسکا یعنی روز قیامت هَلْ يَنظُرُونَ نہیں انتظار کرتے ہیں یہ فرقے بعد آنے پیغمبر اور قرآن کے إِلَّا السَّاعَةَ مگر
قیامت کے أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً یہ کہ آجائے انکو ناگہاں وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اور وہ جسوقت کہ وہ اطلاع رکھتے ہوں بسبب اپنی غفلت کے اور مشغول ہونے
امور دنیا کے الْأَخِلَّاءُ دوستی رکھنے والے دنیا میں يَوْمَئِذٍ اس دن بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ بعضے انکے واسطے بعضے کے دشمن ہوگا إِلَّا الْمُتَّقِينَ
مگر پرہیزگار مومنین ہیں کہ قیامت میں بھی وہ آپس میں دوست ہونگے اسواسطے کہ دوستی انکی ایمان کی جہت سے تھی وہ باقی رہیگی اور دوستی کفار کی امور دنیا کی جہت سے تھی
اور کفر اور گناہوں میں مدد کرنے کے واسطے اس واسطے اس دوستی کی جہت سے عذاب میں گرفتار ہونگے پس ہر ایک دشمن دوسرے کا ہو جاویگا اور منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے
بعد پڑھنے اس آیت کے فرمایا کہ جسوقت دو مومن آپس میں دوستی کریں اور ایک ان دونوں میں سے مرجاوے تو وہاں جاکر کہے کہ فلانا میرا دوست تھا اور مجھکو تیری فرمانبرداری میں اے خدا
اور تیرے نبی کی تابعداری میں حکم کرتا تھا اور نیکی کا حکم کرتا تھا اور بدی سے منع کرتا تھا اے خدا نظر لطف کی اسپر سے مت اٹھا اور جیسی کہ اسنے مجھکو ہدایت کی ہے الٰہی تو
اسکو ہدایت پر درست رکھ اور جیسے اسنے مجھپر مہربانی کی ہے ویسی ہی اسپر مہربانی کر اور کفار اور بدکار جو آپس میں دوستی کرتے ہیں اگر ایک شخص ان دونوں میں سے پہلے مرجاوے تو
کہے کہ خداوندا فلانا شخص مجھکو تیری عبادت سے منع کرتا تھا اور تیری نافرمانبرداری اور گناہ کی رغبت دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ پھر ہم زندہ ہو کر نہ پھرینگے خداوندا
نظر مہربانی کی اس سے اٹھالے اور طرح طرح عذاب میں اسکو گرفتار کر ۵ دنیا کی دوستی کا نہیں ہرگز اعتبار ۔ سب بھولے جاتے ہیں جو کی ہے دنیا یار غار ۔ یہ دوستی نہ حشر میں کچھ کام آئیگی
دشمن بنینگے جو کہ ہیں سچے رفیق و یار ۔ لیکن جو کوئی دوست ہے ایماں کی وجہ ۔ اور حکم دوست کو کرے نیکی کا بار بار ۔ اور منع کار بد کرے اپنے دوست کو ۔ خالص خدا کیواسطے وہ یار نامدار ۔
دنیا میں دوستی یہی ہے متقین کی ۔ محشر تلک رہیگی یہ باقی و برقرار ۔ اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو دوستی کہ دنیا میں سوائے خدا کے اور کسی جہت سے تھی وہ دوستی قیامت کے
روز دشمنی ہو جائیگی اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے ہے کہ ان حضرت نے اس آیت کو پڑھا اور اپنے دوستوں سے فرمایا کہ مراد ان متقیوں سے تم ہو اور ایک روایت میں حضرت صادق
سے ہے کہ طلب کرے تو دوستی پرہیزگاروں اور متقیوں کی اگرچہ وہ زمین کے اندر اندھیرے زمین میں ہوں اور اگرچہ تو انکی تلاش میں اپنی عمر کو فنا کرے اسواسطے کہ خدا تعالےٰ نے بعد انبیاء کے
زمین پر انکی برابر کوئی بزرگ پیدا نہیں کیا ہے اور نہیں انعام کیا ہے خدا نے کسی بندہ پر مثل صحبت انکی کے کہ جسکو توفیق انکی صحبت کی دی ہے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ
الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین اور گمان کرتا ہوں میں کہ جو کوئی ایسا دوست بے عیب اس زمانہ میں طلب کرے تو وہ بے دوست رہجائیگا پس مومنین کو چاہیے کہ مقصود دوستی
کرنے سے رضامندی خدا کی ہو اور دنیا کی غرض سے وہ دوستی نہ ہو تاکہ قیامت کے دن اس خطاب سے سرفراز ہوں کہ يَا عِبَادِ اے بندو میرے لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ نہیں خوف
ہے اوپر تمہارے الْيَوْمَ آج کے دن مکروہات کے پہنچنے سے وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ اور نہ تم غمگین ہوگے اور وہ بندے کہ جنکو یہ آواز پہنچیگی الَّذِينَ وہ لوگ ہیں
آمَنُوا بِآيَاتِنَا ایمان لائے ہیں ساتھ آیتوں ہماری کے کہ جو قرآن میں ہیں وَكَانُوا مُسْلِمِينَ اور تھے وہ فرمانبرداری کرنیوالے اور پاک کرنیوالے اپنی نفسوں کو شرک اور
ریا سے اور منقول ہے کہ جسوقت لوگ قبروں سے اٹھیں تو کوئی ایسا نہو گا کہ ترسان و لرزاں نہو پس آواز یا عباد لا خوف علیکم الیوم کی سنیں پس تمام خلائق امیدوار ہوں

ع ۶ لا ۱۲

اور بعید اسکی آواز الذین آمنوا کی نہیں تو کفار اپنی طمع کو قطع کرکے رہجائیں اور مومنین کو آواز کرنیوالا کہیگا کہ ادخلوا الجنۃ داخل ہو جاؤ تم بہشت میں انتم
وازواجکم اور جوروین تمہاری جو کہ ایماندار ہیں تحبرون خوش کئے گئے ہو تم اس طرح سے کہ اثر خوشی کا چہروں پر ظاہر ہو یطاف علیہم گرداگرد
پھرائی جاینگے اوپر انکی بہشت میں بصحاف پیالے من ذھب سونے سے واکواب اور آبخورے کہ طرح طرح کے لذیذ کھانے اُن پیالوں میں اور بڑے
مزیدار شربت اُن آبخوروں میں ہونگے منقول ہے کہ مومن بہشت میں ایک پیالہ سے ستر قسم کا کھانا کھائیگا کہ مزہ میں ہر ایک دوسرے سے وہ جدا ہوگا اور دوسرے
کھانے سے ملا ہوا نہوگا اور ہر ایک آبخورہ میں طرح طرح کے شربت ہونگے وفیہا اور بیچ اُس بہشت کے اُن مومنین کے واسطے ما تشتہیہ الانفس
وہ چیز ہے کہ آرزو کرتے ہیں اسکو نفس یہ قرات اہل مدینہ اور حفص اور ابن عامر کی ہے کہ تشتہیہ میں ہا کو زیادہ کرتے ہیں اور باقی کے قاری تشتہی پڑھتے ہیں بدون
ہا کے یعنی خواہش کرینگے نفس انکی ایسی ایسی چیزیں لذیذ اور مزہ دار اور خوشبودار ہونگی وتلذ الاعین اور لذت پائینگے آنکھیں دیکھنے سے بہشت کی چیزوں
اور جو چیز وہاں چاہینگے وہ وہاں موجود ہوگی منقول ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول خدا میں گھوڑی کو بہت دوست رکھتا ہوں کیا بہشت میں ہوگا فرمایا کہ
ہاں ہوگا اور جس چیز کو دل چاہیگا وہ موجود ہوگی اور آنکھ اس سے لذت پاوینگی اور کہتے ہیں کوئی بہشت میں مرغ کو دیکھکر کہے کہ کاش یہ مرغ بریان ہوتا اسیوقت مرغ
بریاں ہوکر اُسکے پاس موجود ہوگا تاکہ وہ اسکو کھاوے اور اگر شراب کی آرزو کرے تو اسیوقت کوزی شراب لذیذ کے ہاتھ میں آجائیں وانتم فیہا اور تم بیچ اس
بہشت کے خالدون ہمیشہ رہنے والے ہو جسکی انتہا نہیں ہے حضرت قائم علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیا بہشت میں عورتیں جنینگی اور وہاں اولاد پیدا ہوگی فرمایا کہ بہشت
میں عورتوں کے واسطے حمل نہیں ہے اور نہ حیض ہے اور نہ جننا ہے اور اسمیں وہ چیز ہے کہ جسکی خواہش کرینگے نفس اور لذت پائینگے آنکھیں انکی دیکھنے سے جیسے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے
اور جسوقت خواہش کریگا مومن فرزند کی تو خدا تعالی بغیر حمل کے اور جننے کے جس صورت کا چاہیگا ویسی ہی پیدا کر دیگا جیسے کہ آدم کو پیدا کر دیا تھا اور جسوقت کہ
بہشتی بہشت میں داخل ہونگے تو انسے کہا جائیگا وتلک الجنۃ التی اورثتموھا اور وہ بہشت کہ وعدہ کیا گیا وہ بہشت ہے کہ وارث کئے گئے ہو تم اسکے
بما کنتم تعملون بسبب اسکے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں لکم فیہا واسطے تمہارے بیچ اس بہشت کے فاکھۃ کثیرۃ میوے ہیں بہت کہ
منہا تاکلون اُن میں سے کھاتے ہو تم جسقدر کہ تم سے کھائے جائیں نہ کل میوے اور منقول ہے کہ جسوقت مومن بہشت کے درختوں سے میوہ توڑیگا تو
دو چند اُسکا اسیوقت اسمیں موجود ہو جاوے اور اب کفار کا حال بیان کرتا ہے ان المجرمین تحقیق کہ گنہگار لوگ کفر کرنیوالے فی عذاب جہنم خالدون
بیچ عذاب دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں لا یفتر عنہم نہ سست کیا جاویگا انسے عذاب بلکہ موافق عمل کے ہوگا اور کمی اُسمیں کسی طرح سے نہ کی جائیگی
وہم فیہ اور وہ گنہگار بیچ اس عذاب کے مبلسون ناامید ہونیوالے ہیں رحمت خدا سے اور رہائی ہونے عذاب سے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر کافر کو آگ کے تابوت
میں بند کرینگے اور دروازہ اسکا بند کر دینگے کہ نہ وہ کسیکو دیکھے اور نہ اسکو کوئی دیکھے اور ہمیشہ وہ اس عذاب میں گرفتار رہیگا اور خدا فرماتا ہے کہ وما ظلمناہم
اور نہیں ظلم کیا ہے ہمنے انکو عذاب کرکے ولکن کانوا اور لیکن تھے وہ کفار ہم الظالمین وہی ظلم کرنیوالے اپنی نفسوں پر شرک اور گناہ کرکے اور جب
عذاب کی بہت سختی ہو تو بیطاقت ہوکر اور گھبرا کر حضرت مالک داروغہ دوزخ کے پاس جائیں ونادوا اور آواز دیں وہ اسکو کہ یا مالک اے مالک درخواست کرو
لیقض علینا تاکہ حکم کرے اوپر ہمارے یعنی مار ڈالے ہمکو ربک پروردگار تیرا تاکہ اس عذاب سے رہائی پائیں ہم دوزخیوں کا حال عجیب وغریب ہوگا کہ کبھی تو ناامید
ہونگے اور جب زیادہ سختی دیکھینگے تو مالک سے فریاد کرینگے اور مالک انکی جواب میں قال کہیگا کہ انکم ماکثون تحقیق تم ڈھیل کرنیوالے ہو دوزخ میں یعنی
ہمیشہ رہنیوالے ہو تم مر گئے اور تخفیف عذاب کے تم سے ہو گئے کہتے ہیں کہ بعد چالیس برس کے مالک انکو جواب دیگا اور بعضی روایتیں ہے کہ وہ چلا یا کرینگے اور ہمیشہ غل مچایا کرینگے
لیکن مالک انکی [illegible] بعد جواب نہ دیگا کہ ہمیشہ اسمیں رہنیوالے ہو اور بعد جواب دینے مالک کے فرماتا ہے لقد جئناکم بالحق البتہ تحقیق لائے ہیں ہم تمہارے پاس حق کو یعنی حق بات زبانی
پیغمبر کے بہیجی تمہارے پاس ولکن اکثرکم اور لیکن اکثر تمہارے یعنی ایک کے سوا تم میں للحق کارھون واسطے حق بات کے کراہت کرنیوالے تھے کہ جو حق تھا وہ تمہاری
طبیعت کو ناپسند تھا اور جو ناحق تھا وہ مرغوب طبع تھا اسواسطے خدا تعالی فرماتا ہے کہ انہوں نے دنیا میں فقط انکار ہی نہیں کیا ہے ام ابرموا بلکہ مضبوط کیا انہوں نے
امرا ایک امر کو کہ وہ ذکر ناحق کا تھا یا باطل کرنا اسکا یا مکر پیغمبر سے فانا مبرمون پس تحقیق ہم بھی مضبوط کرنیوالے ہیں کام کو واسطے بدلا لینے کے وہ عذاب ہے انکا

اَمْ یَحْسَبُوْنَ بلکہ گمان کرتے تھے وہ مضبوطی کرنیوالے کہ اَنَّا لَا نَسْمَعُ تحقیق ہم نہیں سنتے ہیں سِرَّھُمْ راز پوشیدہ انکا وَنَجْوٰھُمْ اور مشورہ ظاہر انکا کہ جو آپس میں باطل کرتے تھے ہمکو بَلٰی ہاں سنتے تھے ... وَرُسُلُنَا اور بھیجے ہوئے ہمارے یعنی اعمال کے لکھنے والے لَدَیْھِمْ نزدیک انکے بھی یَکْتُبُوْنَ لکھتے تھے ہمارے حکم سے انکے قول و عمل کو اور جس وقت کہ انکی راز ہمارے فرشتوں پر ظاہر ہوں تو ہم سے کیونکر پوشیدہ ہونگی پس ساتھ انکی اعمال کے ہم انکو جزا دینگے اور منقول ہے کہ جو کوئی اپنے گناہوں کو آدمیوں سے پوشیدہ کرے اور خدا پر ظاہر کرے کہ جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہو سکتی تو اُسنے خدا کو نظر کرنیوالوں میں سست تر بیقدر گمان کیا اور کہتے ہیں کہ نضر بن حارث اشراف عرب کی جماعت میں بیٹھا تھا اور قرآن کی ایک آیت میں غور کر کے اسپر ہنسی کرتا تھا اور ولید بن مغیرہ کہ اُس وقت وہ اسلام کیطرف میل رکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن کیطرف مائل تھا اُسنے کہا ای نضر تو قرآن پر ہنسی کرتا ہی قسم ہے خدا کی محمد صلعم سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا ہی نضر نے کہا کہ میں بھی حق کہتا ہوں محمد کہتا ہی کہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی کہتا ہوں لا الٰہ الا اللہ مگر اسکی ہمراہ اسقدر زیادہ کرتا ہوں کہ الملائکۃ بنات اللہ یعنی فرشتے بیٹیاں خدا کی ہیں سو محمد صلعم کو جو اس گفتگو کی خبر ہوئی تو بہت رنجیدہ ہوئے جبرئیل یہ آیت لائے کہ قُلْ کہہ تو ای محمد صلعم ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ فرشتے بیٹیاں خدا کی ہیں اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ اگر ہو واسطے خدا بخشنے والے کے فرزند جیسا کہ تم گمان کرتے ہو فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ پس میں اول ہوں عبادت کرنیوالوں کا یعنی میں سب سے پہلے اسکی عبادت کروں اگر ثابت ہو دلیلوں سے کہ خدا کے فرزند ہیں اور سب سے زیادہ اسکی تعظیم کروں اسواسطے کہ میں پیغمبر ہوں اور پیغمبر کو لازم ہی کہ زیادہ علم رکھتا ہو اور سوا خدا کے مقدمہ میں کونسی بات اسکی واسطے اور درست ہے اور کونسی درست نہیں ہے اور فرزند کی تعظیم وہ بعینہ باپ کی تعظیم ہے پس اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہو تو بیان کرو کہ اسکی فرزند ہے میں سب سے پہلی اسکی تعظیم کرونگا اور جس وقت کہ مجھکو یقین حاصل ہے کہ اسکی کوئی فرزند نہیں ہے تو بجز اسکی اور کسیکی پرستش نہ کرونگا کہ میں پیغمبر ہوں پروردگار عالموں کا پس جس وقت کہ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو کس واسطے کہ دوسرے شخص کی عبادت میں مشغول ہوتے ہو سُبْحٰنَ پاک ہے خدا کہ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پروردگار آسمانوں کا ہی اور زمین کا رَبِّ الْعَرْشِ پروردگار عرش کا اور پیدا کرنیوالا اسکا عَمَّا یَصِفُوْنَ اس چیز سے کہ وصف بیان کرتے ہیں کفار کہ اسکی فرزند کہتے ہیں فَذَرْھُمْ پس چھوڑ دے تو ای محمد صلعم ان کفار کو اور منع نہ کر انہیں یہانتک کہ یَخُوْضُوْا شروع کریں وہ باطل میں وَیَلْعَبُوْا اور بازی کریں اور دنیا میں مشغول رہیں حَتّٰی یُلٰقُوْا یہانتک کہ ملاقات کریں اور دیکھیں یَوْمَھُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ دن اپنے کہ وہ دن کہ وعدہ کیے جاتے ہیں ملاقات اسکی کا کہ وہ دن قیامت کا ہی جس روز کہ کفار اپنی جزا کو پہنچینگے پس چاہیئے کہ اسکے پروردگار آسمان اور زمین کے ہونیکا اقامت کرے وَھُوَ اور وہ خدا الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وہ شخص ہے کہ بیچ آسمان کے معبود کہ فرشتے اسکی عبادت کرتے ہیں وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ اور بیچ زمین کے معبود آدمیوں کا اور جنوں کا کہ سب کے معبود ہونیکا وہ سزاوار ہی وَھُوَ الْحَکِیْمُ اور وہ حکمت والا ہی سب فعلوں میں الْعَلِیْمُ جاننے والا اسکی مصلحتوں کا وَتَبٰرَکَ الَّذِیْ اور بزرگ و برکت والا ہی وہ شخص کہ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا واسطے اسکی بادشاہی آسمانوں کی ہی اور زمین کی اور اس چیز کی کہ درمیان ان دونوں کے ہی یعنی حکم اسکا سب چیز پر جاری ہے وَعِنْدَهٗ اور نزدیک اسکی ہے عِلْمُ السَّاعَةِ جاننا اس ساعت کا کہ جس میں قیامت ہوگی وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اور طرف اسکی پھیرے جاؤگے تم پس ہر ایک کو واسطے جزای اعمال کے اور کفار سوا خدا کے اور جنکو وہ عبادت کرتے تھے بامید شفاعت اس گمان سے کہ یہ ہماری شفاعت کرینگے خدا تعالی انکی رد میں فرماتا ہے کہ وَلَا یَمْلِکُ اور نہ مالک ہونگے سزاوار قدرت رکھینگے الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ وہ لوگ کہ پکارتے ہیں یعنی پرستش کرتے ہیں مِنْ دُوْنِهِ سوا اسکی غیر انکو شفاعت کی امید میں الشَّفَاعَةَ سفارش کرنیکو یعنی نہیں مالک ہونگے وہ غیر ان کافروں کی شفاعت کے کہ انکو شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلوائیں اِلَّا مَنْ شَھِدَ بِالْحَقِّ مگر جسنے کہ گواہی دی ہی ساتھ حق کے کہ خدا کو واحد جانا اسکی جسکی پرستش کرتے ہیں وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ اور وہ جانتے ہیں دل سے جسکی کہ زبان سے گواہی دی ہی کہ خدا واحد ہے اور گواہی انکی یقین ہی مثل عیسٰی اور عزیر اور ملائکہ کے کہ انکی کفار پرستش کرتے ہیں اور یہ زبان سے اور دل سے یقین رکھکے خدا کے واحد ہونیکی گواہی دیتے ہیں پس یہ شفاعت کرینگے نہ کفار کی بلکہ مومنین کی شفاعت کرینگے اور کفار سے جو کہ انکی پرستش کرتے ہیں جسطرح کہ یہاں بیزار رہیں ایسے ہی وہاں بھی بیزار ہونگے وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ اور البتہ اگر پوچھے تو ای محمد صلعم ان پرستش کرنیوالوں غیر خدا سے کہ مَنْ خَلَقَھُمْ کسنے پیدا کیا ہی انکو تو لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ البتہ کہینگے کہ خدا نے پیدا کیا کہ نہایت ظاہر ہونے کے سبب انکار نہ کر سکینگے فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ پس کہاں پھیرے جاتے ہیں

عبادت خدا سے باوجود ظاہر ہونے دلیلیں وحدانیت خدا کی اور اقرار کرنے انکی خالق ہونیکی اور کہتی ہیں کہ رسول محمد صلعم ہر چند وحدانیت خدا کی ثابت کریں اور شرک کے
باطل کرنیمیں دلیلیں قائم کرتے تھے لیکن کفار زیادہ عناد اور انکار کرتے تھے رسول محمد صلعم نے درگاہ خدا میں عرض کی یہ آیت آئی **وَقِيْلِهٖ** اور کہنا اسکا نزدیک
خدا کے ہی جاننا کہنے اس رسول کا کہ **يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ** اے پروردگار میرے تحقیق یہ لوگ مشرکین کہ **قَوْمٌ** ایک گروہ ہیں کہ زیادتی انکار اور عناد سے
لَّا يُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لاتے ہیں خدا کی وحدانیت پر اور قیل بمعنی قول ہے اور عاصم اور حمزہ نے قیل کو مجرور پڑھا ہے الساعة پر عطف کرکے یعنی وعندہ علم قیلہ
اس صورت میں قیل مضاف الیہ علم کا ہوگا لیکن علم الساعة اس سے دور بہت ہے اور باقیوں نے قیل کو منصوب پڑھا ہے اس صورت میں یا تو عطف ہوگا سرہم پر ہی اور یا الساعة
کے محل پر ہی کہ وہ مفعول ہے علم مصدر کا کہ وہ الساعة کیطرف مضاف ہوا ہی اور یا منصوب ہے قال سے کہ قیل کے پہلے مقدر ہے لیکن سرہم پر جو عطف کرتے ہیں وہ قیل سے نہایت
دور ہے اور بعضے قیل کو مرفوع پڑھتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ مبتدا ہی اور خبر اسکی مابعد اسکا ہے اور وہ یہ ہے کہ یارب ان ہولاء قوم لا یومنون **فَاصْفَحْ عَنْهُمْ** پس منہ پھیر لے
تو انسے **وَقُلْ سَلٰمٌ** اور کہہ تو کہ سلام ہے سلام رخصت کا کہ ہمارا اور تمہارا درمیان کچھ جھگڑا نہیں ہے اور تمکو مجھسے کچھ واسطہ نہیں ہے اور نہ مجکو تمسے کچھ واسطہ ہے
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پس قریب ہے کہ جانینگے وہ اس کفر اور شرک کے انجام کو جس وقت کہ عذاب انپر نازل ہوگا دنیا میں تو بروز جنگ بدر اور آخرت میں وہ
دوزخ میں جلینگے اور یہ آیت آیہ جہاد سے منسوخ ہی

سورۃ الدخان

یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں انسٹھ آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی سورہ دخان کو پڑھے فرائض میں اور نوافل میں خدا تعالیٰ قیامت کے روز اسکو امن والوں میں اٹھاویگا اور عرش کا اسپر سایہ کریگا اور حساب اسکا بہت آسانی سے
کریگا اور نامہ اعمال کو دست راست میں دیگا اور دوسری روایت میں ہے کہ اس حضرت علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیونکر جانوں میں کہ شب قدر ہر سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے
فرمایا کہ جس وقت ماہ رمضان آئے تو سورہ دخان کو ہر شب سو مرتبہ تلاوت کر اور جس وقت تیسویں شب آئے تو البتہ اللہ تعالیٰ نظر کریگا تو طرف اسکی جسکے کہ جسکا تونے مجھسے
سوال کیا ہے خداوند نصیب کرے تو ہمکو تلاوت اسکی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ** اسکی تفسیر پہلے اسکے ہوچکی ہے **وَ**
الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ قسم ہی کتاب ظاہر اور روشن کی کہ وہ قرآن شریف ہی واضح کرنیوالا احکام حلال اور حرام کا **اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ** تحقیق کہ ہمنے نازل کیا ہے
اسکو **فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ** بیچ رات مبارک کہ بکثرت والی اور اسی شب کی برکتوں سے ہی کہ کتاب اسکی پروردگار قدیم کی جگہ پائی ہی یعنی دنیا کی فائدوں کی اس شب میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر
نازل ہوئی اور اسی شب کی برکتوں سے کہ خدا تعالیٰ نے نعمتیں یعنی ہر سال کی بندوں پر تقسیم کرتا ہی اور اسی شب کی برکتوں سے ہی کہ خدا تعالیٰ اس شب میں دعائیں قبول کرتا ہے اور گناہ مغفرت چاہنے والوں کے
بخشتا ہے اور فرشتے رحمت کے انپر نازل کرتا ہے اور مراد اس شب مبارک سے شب قدر ہے اور حدیثیں اس شب کی فضیلت کی بہت ہیں اللہ تعالیٰ سو مقدمہ میں کو ہم نے ذکر کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس شب سے شب نیمہ شعبان
یعنی شب پانزدہم شعبان ہے اور اسکی فضیلت کی روایتیں بھی بیان کرتے ہیں لیکن آئمہ معصومین علیہم السلام کی روایتیں اسکی شب قدر ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور بعد آن
کی آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اور دوسری آیت شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہے اور بعد بیان برکت اس شب
کے فرمایا ہے **اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ** تحقیق ہم ہیں ڈرانیوالے بندوں کو قرآن کو نازل کرکے اس شب کو کہ جسکی برکتوں سے یہ ہے کہ **فِيْهَا يُفْرَقُ** بیچ اسکی فیصل کیا جاتا ہی
كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ہر امر محکم کہ جسمیں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی اور تمام سال کے واسطے حکم ہوتا ہی جیسے کہ تقسیم روزی کی اور تمام فائدے اور ضرر بندوں کے
دنیا میں اور اجلیں اور عمریں اور رسول نے اسکی کہ جسمیں کسی طرح سے کمی اور زیادتی نہیں ہوتی اور حضرت امام کاظم نے فرمایا ہی کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کو آسمان پر بیت المعمور میں
ایکمرتبہ تمام اور کمال کے ساتھ نازل کیا اور بعد اسکی بیت المعمور سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت آیت اور سورہ سورہ نازل ہوئی اور اس شب کو کہ جسمیں نازل
ہوا ہی یعنی شب قدر میں مقدر کیا جاتا ہر امر حق اور باطل اور جو کچھ کہ اس سال میں ہوگا اور جس چیز کو چاہے اس سال میں مقدم کری اور موخر کرے اور مٹاوے اور ثابت کرے اجلوں کو اور
روزیوں کو اور بلاؤں کو اور مرضوں کو اور جو چاہے کم کرے اور جو چاہے زیادہ کرے اور منقول ہے کہ روزیوں کے نسخوں کو اس شب میکائیل کو دیتی ہیں اور لڑائیوں کے نسخے
زمین کے نسخہ کو جبرئیل کو اور اعمال کے نسخہ کو اسرافیل کو اور مصیبتوں کے نسخہ کو عزرائیل کو اس امر کا حکم کیا گیا ہی **اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا** ایسا حکم کرنا نزدیک ہمارے
اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ تحقیق کہ ہیں ہم بھیجنے والے قرآن کے کہ عادت ہماری ہی بھیجنا پیغمبروں کا کتاب ہماری کرنیوالے انکو دیکر **رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ**
کے پروردگار تیرے کیطرف سے یا یہ کہ ہم بھیجنے والے تھے رسول یعنی اپنی مہربانی کے اور بخشش کے پروردگار تیرے کیطرف سے **اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ** تحقیق کہ وہ خدا

سورۃ الدخان ۱۲ ۱۳

بندونکی دعا کا الْعَلِيمُ جاننے والا ہے انکی مصلحتوں کا اور اِنّا کنّا منذرین جواب قسم کا ہے اور امراً مفعول مطلق فعل محذوف کا ہے اور بعضے حال
کہتے ہیں اور رحمۃ مفعول لہ ہے انزلناہ کا رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور پیدا کرنیوالا انکا وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو چیز کہ
درمیان ان دونوں کے ہے اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ اگر ہو تم یقین کرنیوالے اسکا اور تحقیق کرنیوالے اور وہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود لائق پرستش
سوائے اسکے يُحْيِیْ زندہ کرتا ہے بعد مرنے کے وَيُمِيْتُ اور مارتا ہے بعد زندہ ہونے کے رَبُّكُمْ پروردگار تمہارا ہے وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ
اور پروردگار باپوں تمہارے پہلوں کا اور کفار اگرچہ زبان سے پروردگار ہونیکا اقرار کرتے تھے لیکن خدا کے عالم ہونے جمیع اشیا کا اور پیغمبروں اور کتابوں کے بھیجنے کا اقرار
نہیں کرتے تھے پھر انکی یقین کامل کا نہ تھا جیسے کہ پروردگار ہونیکو انکے یقین کا انکار کرکے فرماتا ہے کہ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ بلکہ وہ لوگ بیچ شک کے ہیں
اور جو کچھ کہ ہمنے بیان کیا ہے اور خبر دی ہے اسکی طرف سے شبہہ میں ہیں اور باوجود اسکے يَّلْعَبُوْنَ بازی ہنسی میں اور ٹھٹھا کرتے ہیں اور جس وقت نصیحت کرتے ہیں
باز نہیں آتے ہیں تو فَارْتَقِبْ پس انتظار کر تو دن کا يَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ کہ لاوے آسمان بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ دھوئیں ظاہر کو کہ يَّغْشَی
النَّاسَ ڈھانپے گا اور گھیر لیگا آدمیونکو اور آدمی اسکو دیکھکر کہینگے کہ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ یہ عذاب ہے دردناک کہ خدا نے ہمپر بھیجا اور قیامت کی
علامات کی حدیث میں آتا ہے کہ اول نشانی قیامت کے آنیکی دھواں ہے اور آنا عیسیٰ کا آسمان سے اور آنا آگ کا عدن میں سے کہ لوگونکو طرف محشر کے ہانکیگی
کسی نے پوچھا کہ یا رسول خدا دخان کیا چیز ہے حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ درمیان مشرق و مغرب کے پر ہو جائیگا اور چالیس روز تک رہیگا اور لیکن مومن
کو مثل زکام کے معلوم ہوگا اور کافر اُسسے ایسا ہوگا جیسے کہ کوئی نشہ میں ہوتا ہے اور انکی کانونمیں سے اور ناک کے نتھنوں میں سے اور مقعد میں سے باہر نکلیگا اور
حضرت علی نے فرمایا کہ وہ دھواں جسکا آنا قیامت سے پہلے ذکر ہے ہوگا کافر کی کانونمیں یہاں تک کہ ہو جائیگا سر کافر کا جیسے کہ گوسفند کے بچہ کا سر بھونا
ہوا ہوتا ہے اور مومن وہ مثل زکام معلوم ہوگا اور زمین مثل اُس گھر کے ہو جائیگی کہ جسمیں آگ روشن کی ہو اور چالیس روز تک وہ رہیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ
مراد دخان سے قحط ہے کہ رسول خدا کی بد دعا قریش میں ہوا تھا اور سات برس تک رہا تھا اور بھوک کی شدت میں لوگوں کو درمیان آسمان و زمین کے دھواں سا معلوم ہوتا تھا اور انہوں نے
مردار اور ہڈیاں کھائی تھیں اور جب رسول خدا سے فریاد کی تو حضرت کی دعا سے وہ قحط رفع ہوا اور جس وقت آدمی دھوئیں میں یا قحط میں گرفتار ہونگے تو کہینگے کہ رَبَّنَا
اكْشِفْ اے پروردگار ہمارے دور کر تو عَنَّا الْعَذَابَ ہمسے عذاب کو اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ تحقیق کہ ہم ایمان لانیوالے ہیں اگر عذاب ہمسے دور ہو جاوے
لیکن ایمان اُسوقت کا قبول نہیں ہے کہ علامت قیامت کو دیکھکر ایمان لاوینگے اور یا یہ کہ بعد دور ہونے عذاب کے بھی ایمان نہ لاوینگے اور اپنے کفر پر ثابت قدم
رہینگے اور دوسرے قول کی موافق یہ ہے کہ انہوں نے بعد دور ہونے عذاب کے وعدہ ایمان لانیکا کیا تھا لیکن جس وقت عذاب دور ہوا اور قحط جاتا رہا تو پھر وہ
کفار قریش ایمان نہ لائے اور عناد اور انکار انکا پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا خدا فرماتا ہے کہ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى کہاں ہے واسطے ان کفار کے نصیحت پکڑنا وَ
قَدْ جَآءَهُمْ اور تحقیق کہ آیا ہے انکے پاس رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ پیغمبر ظاہر اور ظاہر کرنیوالا معجزونکا اور انہوں نے اُس سے نصیحت نہ پکڑی ثُمَّ
تَوَلَّوْا عَنْهُ پھر پشت پھیری انہوں نے اُس سے اور ایمان نہ لائے وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے حق میں اسکے مُعَلَّمٌ کہ سکھلایا گیا ہے یعنی غلام
عجمی اسکو قرآن سکھلاتا ہے اور سوائے اسکے یہ ہے مَّجْنُوْنٌ دیوانہ ہے اور دماغ اسکا پراگندہ ہو گیا ہے اور کہتے ہیں کہ وقت آنے وحی کے جو حضرت کو
غش عارض ہوتا تو انہوں نے کہا کہ یہ مجنون ہے اور جس وقت بعد آنے دھوئیں کے قیامت سے پہلے فریاد کرینگے تو اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ تحقیق ہم کھولنے والے
عذاب کے ہیں اور دور کرنیوالے انسے قَلِيْلًا تھوڑے دنوں میں یعنی بعد چالیس روز کے اور قلیلاً صفت زمانہ مقدر کی ہے اور جس وقت کہ وہ عذاب دور ہوگا تو بھی
ایمان نہ لائینگے ہم نہیں کہیں اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ تحقیق تم پھر جانیوالے ہو عذاب اخروی کی طرف عذاب کے کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے يَوْمَ نَبْطِشُ
الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى جسدن کہ پکڑینگے ہم پکڑنا بڑا آتش دوزخ کے عذاب میں قیامت کے روز اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ تحقیق ہم بدلا لینے والے ہیں اور
رسول خدا صلعم کو جو کفار کے عناد اور انکار سے رنج زیادہ ہوتا تھا حقتعالیٰ واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا کے قصہ حضرت موسیٰ کا اور تکلیف انکو پہنچنے فرعون کی ہاتھ سے
اور غرق ہونا فرعونیوں کا بیان کرتا ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا اور البتہ تحقیق آزمایا ہمنے اور فتنہ میں ڈالا ہمنے قَبْلَهُمْ پہلے ان کفار قریش کے قَوْمَ فِرْعَوْنَ

قوم فرعون کو کہ وہ قبطی تھے یعنی انکو ہمنے آزمایا روزی میں فراغت کرکے اور مہلت دیکر لیکن انہوں نے اپنی نعمت دینے والے کا شکر نہ کیا بلکہ کفر میں اپنی زیادتی کی اور بنی اسرائیل کو اپنی غلامی میں گرفتار کیا وَجَاءَهُمْ اور آیا انکے پاس رَسُولٌ كَرِيمٌ پیغمبر بزرگ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ بلند شان والے عالی مرتبہ تھا خدا کے نزدیک اور جسوقت وہ انکے پاس آیا تو انسے کہا أَنْ أَدُّوا یہ کہ پہنچا دو تم إِلَيَّ طرف میری اے فرعونیو عِبَادَ اللَّهِ بندگان خدا کو یعنی بنی اسرائیل کو کہ وہ تمہارے عذاب میں گرفتار رہیں إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ تحقیق کہ میں واسطے تمہارے پیغمبر امانتدار ہوں اور جس چیز کا مجھکو حکم کیا گیا ہوں خدا کی جانب سے وہ تمکو پہنچاؤں اور اپنی جانب سے ہرگز اسکو کم اور زیادہ نکروں بلکہ جو کچھہ ہے وہی پہنچاؤں اور تم جانتے ہو کہ میں نے کبھی خیانت نہیں کی ہے پس واجب ہے تمکو میری فرمانبرداری کرنی وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ اور یہ کہ نہ تکبر کرو تم اوپر خدا کے انکے دوستوں پر ظلم کرکے اور سرکشی سے ناشکری کرکے اور اسکی نافرمانبرداری کرکے اور اسکے پیغمبر کا اور وحی کا ٹھٹھا کرکے إِنِّي آتِيكُمْ تحقیق میں لانیوالا ہوں تمہارے پاس بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ حجت ظاہر اپنے دعوی کی سچائی پر جسوقت موسیٰ نے انسے یہ کہا تو انہوں نے ارادہ انکے قتل اور سنگسار کرنیکا کیا موسیٰ نے جب یہ حال انکا دیکھا تو خدا تعالیٰ سے پناہ چاہی اور کہا کہ وَإِنِّي عُذْتُ اور تحقیق میں نے پناہ پکڑی بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ ساتھ پروردگار اپنے کے اور پروردگار تمہارے کے أَنْ تَرْجُمُونِ اس سے کہ سنگسار کرو تم مجھکو یا قتل کرو یا دشنام دو یا آزار دو وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي اور اگر نہیں یقین لاتے ہو تم واسطے میرے اور میرے پیغمبر ہونیکا تمہارا یقین نہیں ہے تو فَاعْتَزِلُونِ پس کنارہ کرو تم مجھسے اور اپنی نیکی اور بدی کو مجھسے دور رکھو اور مجھکو میرے حال پر چھوڑ دو اور میرے آزار کے درپے مت ہو ان لوگوں نے حضرت موسیٰ کی نصیحت پر عمل نکیا اور انکی ایذا دینے میں مشغول ہوئے فَدَعَا رَبَّهُ پس پکارا موسیٰ نے پروردگار اپنے کو اسطرح سے کہ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ تحقیق کہ یہ لوگ قبطی قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ایک گروہ ہیں گناہ سخت کرنیوالے کہ وہ کفر اور شرک ہے خدا تعالیٰ نے دعا حضرت موسیٰ کی قبول کی اور حکم دیا کہ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا پس لیجا تو بندوں میرے کو رات کو یعنی بنی اسرائیل کو شب کو اپنے ہمراہ اس شہر سے باہر لیجا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ تحقیق کہ تم پیچھا کئے گئے ہو کہ فرعون تمہارے باہر جانیکی خبر سنکر مع لشکر تمہارے پیچھے روانہ ہوگا اور جسوقت کہ تو اے موسیٰ دریا پر پہنچے تو عصا اپنا دریا پر مار تاکہ وہ پھٹ جاوے اور اسمیں بارہ رستے پیدا ہوں اور تیرے ہمراہ کے آدمیوں کی بارہ قومیں ان بارہ رستوں خشک میں سے نکلجاویں اور تو انکو ہمراہ لیکر دریا کے پار چلا جا وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اور چھوڑ دے تو دریا کو ٹھیرا ہوا اور رستہ وا حال واقع ہوئے یعنی چھوڑ دے دریا کو اسطرح سے ان راہوں کے اور پھر عصا اسپر مت مار تاکہ قبطی ان راہوں میں داخل ہوں اور رستہ انکا آنے سے کچھہ اندیشہ مت کر إِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ قبطی جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ایک لشکر ہیں غرق کیا گیا کہ سب دریا میں ڈوب جاوینگے پس حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر شب کو مصر سے روانہ ہوئے اور جسوقت دریا پر پہنچے تو حضرت موسیٰ نے دریا پر عصا مارا اسمیں بارہ رستے ہوگئے موسیٰ اپنی بارہ قوموں کو ہمراہ لیکر دریا کے پار اتر گئے اور انکے پیچھے فرعون مع لشکر بیشمار کے انکی تلاش میں آیا جسوقت دریا کے اندر بارہ راہیں خشک دیکھیں مع اپنے ہمراہیوں کے دریا میں داخل ہوا بنی اسرائیل کے پیچھے اور جسوقت سب آدمی انکے دریا میں داخل ہو چکے حقتعالیٰ نے دریا کو حکم کیا پانی اسکا ملکر برابر ہوگیا اسطرح سے کہ گویا اسمیں کوئی رستہ نہ تھا اور قبطی قوم کے سب آدمی غرق ہوکر دوزخ میں پہنچے اور اب حقتعالیٰ انکے پیچھے انکی حال سے خبر دیتا ہے کہ كَمْ تَرَكُوا بہت چھوڑ گئے ان قبطیوں نے مِنْ جَنَّاتٍ باغ بہتر ہوئے درختوں اور میووں سے وَعُيُونٍ اور چشمے کہ جاری تھے وَزُرُوعٍ اور کھیتیاں وَمَقَامٍ كَرِيمٍ اور تمام مکان کہ بڑی اچھے محل آراستہ ہوئے تھے وَنَعْمَةٍ اور نعمت طرح طرح کی کہ كَانُوا فِيهَا تھے وہ بیچ اسکی فَاكِهِينَ نعمت پانیوالے کہ بیچ اور زندگانی میں لذت اٹھاتے تھے كَذَٰلِكَ ایسی ہی ہے حکم ہمارا حد سے گذرنیوالوں کے حق میں وَأَوْرَثْنَاهَا اور وارث کیا ہمنے ان باغوں اور چشموں وغیرہ کا قَوْمًا آخَرِينَ قوم دوسری کو کہ وہ قوم اور مذہب میں انکی غیر تھی اور وہ بنی اسرائیل تھے کہ خدا تعالیٰ نے انکو قبطیوں کا وارث کرکے سب چیزیں قبطیوں کی انکو دیدیں اور انکے شہروں کا انکو مالک کیا اور یہ مال انکو بغیر محنت اور رنج کے ملا جیسے میراث کسیکو بدون مشقت کے ملتی ہے فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ پس نہ رویا اوپر ان قبطیوں کے السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ آسمان اور زمین جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلانا ایسا تھا کہ اسپر آسمان اور زمین اور آفتاب اور ماہتاب روئے اور در و دیوار روئے لیکن اوپر آسمان اور زمین نہ روئے اس لئے کہ یہ غضب الٰہی میں مبتلا تھے اور حال انکا برخلاف اس شخص کے ہے کہ جسکی موت ماتم عظیم ہوا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جسوقت مومن مرتا ہے تو روتی ہے اسپر عبادت کرنیکی جگہہ اور عمل کے چڑھنیکی جگہہ اور روزی کے اترنیکی جگہہ ہمیشہ روتی ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ یحییٰ بن زکریا اور حسین بن علی پر آسمان چالیس صبح رویا اور سوا انکے اور کسی پر نہیں رویا کسی نے پوچھا کہ علامت انکی

رسولؐ کی کیا ہی فرمایا کہ ایک سرخی شمس وقت طلوع کے ظاہر ہوتی تہی اور ایک سرخی غروب کے وقت ہوتی تھی اور قائم سے منقول ہی کہ ذبح کیا گیا یحییٰ جیسے ذبح کیا گیا حسینؑ
اور نہیں رویا ہی مین آسمان اور زمین مگر ان دونو پر اور صحیح مسلم جو اہل سنت کی احادیث کی کتاب ہے اسمین لکھا ہی کہ یحییٰ اور حسینؑ پر آسمان رویا اور سدی کو فی اہل سنت
سے منقول ہی کہ جسوقت حسینؑ شہید ہوے تو آسمان نے اسپر گریہ کیا اور گریہ اسکا سرخی اسکی اطراف کی ہی **وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ** اور نہ تھی مہلت دئی گئی یعنی انتظار کئے گئے اور
مہلت نئے دیگئی ایک وقت سے دوسرے وقت تک بلکہ جسوقت عذاب نازل ہوا اسیوقت ہلاک ہوگئی اور جڑ اور بنیاد سے جاتے رہی **وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ**
اور البتہ تحقیق نجات دی ہمنے بنی اسرائیل کو **مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ** عذاب خوار کرنیوالے سے کہ انپر واقع ہوتا تھا **مِن فِرْعَوْنَ** جانب فرعون سے کہ
وہ انکی بیٹونکو ذبح کرتا تھا اور بہت سخت محنت انسے لیتا تھا اور اپنی بندگی میں انکو قید کر رکھا تھا **إِنَّهُ كَانَ** تحقیق کہ وہ فرعون تھا **عَالِيًا** تکبر اور
سرکشی مین ہونیوالا **مِّنَ الْمُسْرِفِينَ** حد سے گزرنیوالوں میں سے کفر اور گناہ میں **وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ** اور البتہ تحقیق برگزیدہ کیا ہمنے انکو یعنی
موسیٰؑ کو اور انکی ہمراہ کے مومنین کو **عَلَىٰ عِلْمٍ** اوپر علم کے کہ ہم جانتے تھے اور ہمکو علم انکا تھا کہ یہ لائق برگزیدہ کرنیکے ہیں اسواسطے ہمنے انکو برگزیدہ کیا **عَلَى الْعَالَمِينَ** اوپر عالم کے لوگوں اس زمانہ کے **وَآتَيْنَاهُم مِّنَ الْآيَاتِ** اور دی ہمنے انکو نشانیوں قدرت اپنی میں سے **مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ**
وہ چیز کہ بیچ اسکی نعمت ظاہر ہے جیسے کہ پھٹنا دریا کا انکی واسطے اور سایہ کرنا ابر کا اور بھیجنا من اور سلوے کا اور انکا چھوڑانا فرعونیوں کے ہاتھ سے اور اب حقتعالی
پھر کفار قریش کا حال بیان کرتا ہے **إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ** تحقیق کہ یہ لوگ قریش کے البتہ کہتی ہیں اپنی جہالت سے مومنین کے جواب میں جسوقت وہ کہتے
ہیں کہ تم بعد مرنیکے زندہ ہوگے **إِنْ هِيَ** نہیں ہے وہ مرنا **إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ** مگر مرنا ہمارا پہلا دنیا میں کہ بعد اسکی پھر زندگی نہوگی **وَمَا نَحْنُ**
بِمُنشَرِينَ اور نہیں ہیں ہم اٹھائے گئے زندہ کرکے بعد مرنیکے اور اگر تم اے مسلمانو دوبارہ زندہ ہونیکا دعوی کرتے ہو تو **فَأْتُوا بِآبَائِنَا** پس لاؤ تم
باپوں ہمارے کو اور خدا سے درخواست کرو کہ وہ انکو زندہ کرے **إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ** اگر ہو تم راست اور درست کہنے والے کہ خدا قادر ہے دوبارہ زندہ کرنیپر
اور کہتے ہیں کہ کہنے والا اس بات کا ابو جہل تھا رسول خدا سے کہتا تھا کہ اگر تو سچا ہی تو قصی بن کلاب دادا ہمارے کو زندہ کردے کہ ہم اس سے احوال زندہ ہونیکا اور قیامت
کا دریافت کریں اور جناب رسول خدا دلیلیں قائم کرتے تھی اور معجزے دکھلاتے تھی اور وہ کفر کی زیادتی سے انمین تامل کرکے بیجا سوال کرتے تھی اسواسطے انکی خوف دلانیکو
خدا تعالی فرماتا ہے کہ **أَهُمْ خَيْرٌ** کیا وہ قریش بہتر ہیں قوت اور شوکت و سختی میں **أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ** یا قوم تبع کی کہ ایک لشکر تھا انکا بہت بڑا **وَالَّذِينَ**
مِن قَبْلِهِمْ اور وہ لوگ کہ تھے پہلے انسے جیسے کہ قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور باوجود انکو قوت اور شوکت کے **أَهْلَكْنَاهُمْ** ہلاک کیا ہمنے انکو **إِنَّهُمْ**
كَانُوا تحقیق کہ وہ لوگ تھے **مُجْرِمِينَ** سخت گناہ کرنیوالے مثل کفر اور شرک کے اور قیامت کا انکار کرتے تھی پس جسوقت کہ ہمنے انکو باوجود اس قوت اور کثرت کے
ہلاک کیا تو قریش کہ انکی نہایت کم مرتبہ ہیں وہ ہمارے عذاب سے کیونکر نجات پاوینگے اور کہتی ہیں کہ تبع حمیری ایک بادشاہ تھا اور کنیت انکی ابو ایوب تھی اور نام اسکا اسعد
بن ملکا تھا اور لشکر بیشمار رکھتا تھا اور مشرق سے مغرب تک اسنے سیر کی اور بڑے بڑے شہر اپنے قبضہ میں لایا اور سمرقند کو اسنے منہدم کیا اور پھر اسکو بنایا اور کثرت لشکر
اور خادموں اور تابعداروں کی جہت سے نام اسکا تبع مشہور ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ یمن کا بادشاہ تھا اور یمن کے بادشاہونکو تبابعہ کہتی ہیں کہ جیسے کہ خاقان ترک
کے بادشاہ کو اور قیصر روم کے بادشاہ کو کہتی ہیں اور منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ تبع کو دشنام مت دو اسواسطے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اکثروں کا قول ہی کہ وہ پیغمبر
تھا اور اکثروں کا قول ہی کہ وہ مرد صالح اور نیک تھا اور حقتعالے نے انکی قوم کی مذمت کی ہی انکی مذمت نہیں کی ہے اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فرمایا تبع نے اوس
اور خزرج کی قبیلہ سے کہا تھا کہ تم اپنے حال پر قائم ہو یہانتک کہ پیغمبر آخر الزمان آویں اور اگر میں انکو پاؤں تو انکی خدمتگاری کروں اور منقول ہے کہ تبع اگر کسیکو خط لکھتا
تھا تو اسکی اول میں لکھتا تھا کہ بسم اللہ الذی ملک براً و بحراً و ضحاً و ریحاً یعنی بنام خدا جو بادشاہ ہے خشکی اور تری کا اور آفتاب کا اور ہوا کا اور منقول ہے کہ پہلے سب سے
خانہ کعبہ کو لباس تبع نے پہنایا ہے اور روایت ہے کہ پہلی تبع آتش پرست تھا اور جسوقت اسکی بیٹے کو مدینہ میں قتل کیا تو اسنے وہانکے رہنیوالوں پر لشکر کشی کی دو آدمی
بنی قریضہ میں سے کعب اور اسد یہ خبر سنکر اسکے پاس آئے اور تبع سے کہا کہ اپنی لیری مت کر کہ مدینہ مقام ہجرت پیغمبر آخر الزمان کا ہے اور حضرتؐ کی بہت تعریف کی وہ یہ
سنکر انکی قتل اور غارت سے دست بردار ہوا اور ان دونو کے ہاتھ پر ایمان لایا اور ایک جماعت اہل کتاب کی ہمراہ لیکر یمن کو روانہ ہوا اور ایک جماعت بنی ہذیل کی

ع ۲۹
۱۴

آنکی رستہ پر آئی اور کہا کہ ہم تجھکو ایک مکان بتلاتے ہیں کہ جسمیں خزانہ ہے چاندی اور سونے اور موتیوں کا اُنسے پوچھا کہ کہاں ہے وہ کہا کہ مکہ میں اور غرض اُنکی یہ تھی وہ قصد خانہ کعبہ کا
کرے اور ہلاک ہو جاوے اُسنے علما کے روبرو قصہ خزانہ کا بیان کیا اُنہوں نے کہا کہ ہی بادشاہ ہرگز یہ ارادہ نہ کرنا اسواسطے کہ تمام روئے زمین میں یہی جگہہ بزرگ زیادہ ہے اور جو کوئی
اُسکا قصد کرتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے تبع یہ سنکر مکہ کو روانہ ہوا اور خانہ کعبہ کو جا پہنایا اور چھہ ہزار حیوان قربان کئے اور مدینے میں کو روانہ ہوا اور ایک قوم حمیر نے اُسکی مخالفت کی
اور کہا کہ ہمارے دین سے پھر گیا ہے ہم تیرے ہمراہ نہیں چلتے تبع نے اُنکو خدا تعالی کی توحید کیطرف رہنمائی کی اور اُن لوگوں نے اور زیادہ عناد اور انکار کیا اور کہا کہ ہم آگ سے
آزمائش کرتے ہیں اور وہ ایک آگ تھی پہاڑ کے دامن میں یعنی یمن کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے نیچے وہ آگ تھی جسوقت دو آدمیوں کا آپسمیں جھگڑا ہوتا تو اُس آگ کے پاس جاتے
جو کوئی کہ جھوٹا ہوتا تھا وہ جلجاتا تھا اور سچے کو کچھ اثر نہوتا تھا وہ وہاں گئے اور علماء اہل کتاب اپنی کتابیں لیکر اُس آگ میں داخل ہوئے اور سلامت باہر نکل آئے اور
آتش پرست آگ میں داخل ہوئے تو جلگئے اور منقول ہے کہ تبع نے ایک نامہ جناب سرور محمد صلعم کو لکھا اور شامول یہودی کے سپرد کیا کہ اگر تو زندہ رہے تو جناب رسالتمآب کو
پہنچا دینا اور جو نہیں تو اپنی اولاد کے سپرد کرکے وصیت کیجیو کہ حضرت کو پہنچا دیں کہتے ہیں کہ کیسواں فرزند شامول کی نسل میں سے ابو ایوب انصاری تھا اُنے حضرت کے تئیں
عرض کیا اور حضرت نے تین مرتبہ فرمایا کہ مرحبا برادر نیک تبع کو اور منقول ہے کہ سعد تبعی کہ تبابعہ میں سے تھا سات سو برس پہلے پیغمبر ہونے سے حضرت کے ایمان لایا تھا حضرت محمد
صلعم پر اور بعضے کہتے ہیں کہ ایکہزار تین برس پہلے ہجرت سے ایمان لایا تھا کہ پیغمبر ہونے سے پہلے ایکہزار چالیس برس ہوئی اور اب خدا تعالی قیامت کا حال بیان کرتا ہے **وَمَا**
خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور نہیں پیدا کیا ہے ہمنے آسمانوں کو اور زمین کو **وَمَا بَيْنَهُمَا** اور جو چیز کہ درمیان اُن دونوں کے ہے **لٰ**
عِبِيْنَ بازی کرنیوالے ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی ان سب کو ہمنے واسطے کھیل اور دل لگی کے نہیں پیدا کیا ہے بلکہ واسطے نصیحت پکڑنے کے اور واسطے راہ پانے کے
اُنکی پیدا کرنیوالے پر پیدا کیا ہے پس کیونکر بیکار اور معطل چھوڑینگے ہم بدون ثواب اور عذاب کے لوگوں کو قیامت کے روز **مَا خَلَقْنٰهُمَآ** نہیں پیدا کیا ہے ہمنے اُن
دونوں کو یعنی آسمان اور زمین کو **اِلَّا بِالْحَقِّ** مگر ساتھ حق کے اور واسطے ایک مصلحت کے کہ اُسنے تقاضا اُنکی پیدا کرنیکا کیا ہے **وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ** اور
لیکن اکثر اُنکے بسبب تامل نکرنیکے **لَا يَعْلَمُوْنَ** نہیں جانتے ہیں کہ فعل حکیم کا خالی حکمت اور مصلحت سے نہیں ہے **اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ** تحقیق کہ دن
جدا ہونے حق کا باطل سے **مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ** وقت جمع ہونے اُنکا ہے سب کا جمعین حال واقع ہوا ہے یعنی دن قیامت کا وقت جمع ہونے سب آدمیوں کا ہے
يَوْمَ لَا يُغْنِيْ جسدن کہ نہ بے پروا کرے عذاب سے اور نہ دور کرے **مَوْلًى** کوئی دوست **عَنْ مَّوْلًى** دوست سے **شَيْئًا** کسی شی کو عذاب
میں سے **وَّلَا هُمْ** اور نہ وہ دوست **يُنْصَرُوْنَ** مدد کئے جاوینگے دوستوں کی جانب سے کہ اُنکو عذاب سے نجات دلاویں **اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ** مگر وہ
شخص کہ رحم کرے خدا اُسپر کہ اُسکو بخشدے اور یا اذن شفاعت کا اُسکے حق میں ہووے اگر وہ مومن ہووے اسواسطے کہ کفار کیواسطے شفاعت نہیں ہے **اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ**
الرَّحِيْمُ تحقیق کہ وہ خدا وہی ہے غالب عذاب کرنے پر مہربان ہے اُس شخص پر کہ جو کوئی اُسکی فرمانبرداری کرے اور اُسکی کے حق میں فرماتا ہے کہ **اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ** تحقیق درخت زقوم کا
طَعَامُ الْاَثِيْمِ کھانا گنہگار سخت کا ہے جو کہ کفر اور شرک کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُس سے ابو جہل ہے کہ وہ خرما اور مسکہ ملاکر کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ جس سے محمد ہمکو ڈراتا ہے وہ یہ ہے حقتعالی
اُسکے قول کو رد کرتا ہے کہ وہ قوم وہ نہیں ہے جیسا ابو جہل گمان کرتا تھا بلکہ وہ قوم وہ ہے کہ **كَالْمُهْلِ** مانند تانبے گلے ہوئے کی **يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ** جوش کرتا ہے بیچ پیٹوں کے اور ابن کثیر و
حفص تغلی کو یا سے پڑھتے ہیں اور باقی کی قرات تا سے یعنی جوش کرتا ہے قوم پیٹوں میں **كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ** مانند جوش کرنے آب گرم کی شدت حرارت سے کہ جس سے آنتیاں اور اوجھڑیاں سب
گلجاینگی پس حقتعالی دوزخ کے فرشتوں کو حکم کریگا کہ **خُذُوْهُ** پکڑو تم اُس گنہگار کو **فَاعْتِلُوْهُ** پس کھینچو تم اُسکو اور اہل کوفہ اور ابو جعفر اور ابو عمرو نے ضمہ تا سے پڑھا ہے اور باقی کی قرات کسرہ تا سے ہے
یعنی کھینچو تم اُس کافر کو سختی سے **اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ** طرف بیچ اور وسط دوزخ کے **ثُمَّ صُبُّوْا** پھر ڈالو تم **فَوْقَ رَاْسِهٖ** اوپر سر اُسکے **مِنْ عَذَابِ**
الْحَمِيْمِ عذاب آب گرم کھولتے ہوئے سے اور تعظیم کی راہ سے فرشتے اُس گنہگار کافر کو کہ جسکے نزدیک قوم بہت عزیز تھا کہینگے کہ **ذُقْ** چکھ تو اُس عذاب کو کہ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ تحقیق تو عزت والا نزدیک اپنے ہے **الْكَرِيْمُ** بزرگوار ہے اپنے گمان میں کہتے ہیں کہ ابو جہل کہتا تھا کہ درمیان ان دونوں پہاڑوں کے کہ
گرد مکہ کے ہیں میرے برابر کوئی عزت والا اور بزرگ نہیں ہے پس تو اے محمد اور تیرا خدا قدرت نہیں رکھتے ہو کہ تم مجھکو ضرر پہنچاؤ پس قیامت کے روز اُس سے کہا جائیگا کہ ہی
عزیز اور کریم چکھہ تو اس عذاب کو اور کسائی نے انک بفتح ہمزہ پڑھا ہے اور اُن گنہگار کافروں کو کہا جائیگا کہ **اِنَّ هٰذَا** تحقیق یہ عذاب **مَا كُنْتُمْ بِهٖ** وہی ہے کہ تم

ساتھ انکی دنیا میں **تَمْتَرُوْنَ** شک کرتے اب دیکھو وہ تمہاری ملاقات ہے اور اب اپنے فرمانبرداروں کی حق میں فرماتا ہی کہ **اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ** تحقیق پرہیزگار جو کفر اور
گناہوں سے **فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ** بیچ جگہ امن والی کے ہونگے آفت اور محنت اور رنج و دکھ سے سب سے اور مقام امین کے بدل کو فرماتا ہی کہ **فِیْ جَنّٰتٍ**
بیچ بہشتوں و باغوں بھری ہوئی درختوں اور میووں کے **وَّعُیُوْنٍ** اور چشموں جاری ہونیوالوں کے **یَّلْبَسُوْنَ** پہنینگے پوشاک **مِنْ سُنْدُسٍ**
ریشمی پارچہ باریک اور مہین سے مثل لاہی کے **وَّاِسْتَبْرَقٍ** اور ریشمی کپڑا گندہ سے مثل اطلس کے **مُّتَقٰبِلِیْنَ** آمنے سامنے بیٹھے ہونگے تاکہ آپس میں ایک شخص دوسرے
شخص کے دیدار سے لذت اٹھاویں اور متقابلین حال واقع ہوا ہے **كَذٰلِكَ** ایسا ہی ہے حال بہشت کا اور بہشت کے رہنے والے مومنین کا **وَزَوَّجْنٰهُمْ** اور زوجہ کر دینگے ہم
انکے واسطے **بِحُوْرٍ عِیْنٍ** حور عین کو کہ وہ عورتیں بہشت کی سفید رو اور نازک بدن ہیں اور بڑی آنکھوں والیاں کہ جنکی آنکھوں کی سفیدی نہایت سفید اور سیاہی
نہایت سیاہ اور کہتے ہیں کہ حورین وہ عورتیں ہیں کہ نہایت حسین اور خوبصورت ہیں اور سفیدی انکی چہروں کی ایسی ہے کہ آنکھیں انکو دیکھکر حیران ہو جائیں اور صفائی انکی بدنوں کی
ایسی ہے کہ جو کوئی انمیں نظر کرے تو اپنا چہرہ انکی بدنوں میں دیکھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن کو بہشت میں آٹھ سو زوجہ باکرہ کنواریاں ہونگی اور ایک ہزار غیر باکرہ
اور دو زوجہ حور عین اور وہ متقی اور پرہیزگار بہشت میں **یَدْعُوْنَ فِیْهَا** طلب کرینگے بیچ اس بہشت کے غلاموں اور خادموں سے اور خواہش کرینگے **بِكُلِّ فَاكِهَةٍ**
ساتھ ہر میوہ کے جو چاہینگے **اٰمِنِیْنَ** امن میں ہونگے ہر ایک ضرر سے یہ حال واقع ہی **لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ** نہ چکھینگے بیچ اس بہشت کے موت کو
اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى مگر موت پہلی کو کہ وہ دنیا میں ہے اور آخرت میں انکے واسطے موت نہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ الا بمعنی بعد ہے یعنی چکھینگے وہ بیچ
اس بہشت کے موت کو بعد موت پہلی کے جو کہ دنیا میں ہے **وَوَقٰهُمْ** اور نگاہ رکھے خدا ان مومنوں کو **عَذَابَ الْجَحِیْمِ** عذاب آگ جلانیوالی سے اور بخشش کرنا
بہشت کا پرہیزگاروں کو **فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ** فضل ہے پروردگار تیرے کی طرف سے اور احسان اور کرم اسکا اور فضلاً مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا **ذٰلِكَ**
وہ یعنی ہمیشہ رہنا بہشت میں قسم قسم کی نعمتوں کے اور رہا ہونا اسکے پھر موت کی تلخی کا نہ چکھنا **هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ** وہی مراد پانا بڑا ہی کہ سب بلاؤں سے
رہائی پاکر حاصل کرنا جمیع مقاصد کا ہی **فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ** پس سوائے اسکے نہیں کہ آسان کیا ہے ہمنے اس قرآن کو واسطے کہ نازل کیا ہے ہمنے اسکو **بِلِسَانِكَ**
ساتھ زبان تیری کے **لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ** تاکہ وہ کفار نصیحت پکڑیں اور اسکی معانی کو سمجھکر عمل کرنے کے واسطے کہ انکی زبانیں ہے اور جسوقت کہ وہ کفار باوجود آسان ہونے
اسکی معنی کے پھر نصیحت نہ پکڑیں تو **فَارْتَقِبْ** پس منتظر رہ تو اس امر کا کہ جو ان پر نازل ہو **اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ** تحقیق کہ وہ بھی انتظار کرنیوالے
ہیں کہ تجھکو کیا چیز پہنچے لیکن تجھکو خدا کیطرف سے نصرت اور مدد پہنچی گی اور وہ عذاب میں گرفتار ہونگے **سُوْرَةُ الْجَاثِیَةِ** اور سورہ شریعت بھی اسکو کہتے
ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ آیہ قل للذین آمنوا یغفروا مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسمیں سینتیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ
جو کوئی سورہ جاثیہ کو پڑھے ثواب اسکا یہ ہے کہ آتش دوزخ کو نہ دیکھیگا اور نہ دوزخ کا جلانا سنیگا غرض یہ ہے کہ وہ دوزخ میں نہ جائیگا اور ہمراہ محمد صلعم کے ہوگا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ اسکی تفسیر پہلے گزر گئی ہے **تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ** نازل کرنا اس کتاب کا **مِنَ اللّٰهِ** خدا کی جانب
سے ہے **الْعَزِیْزِ** غالب ہے ہر چیز پر **الْحَكِیْمِ** حکمت والا ہی کہ ہر کام کو موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ حٰم قسم ہے اور تنزیل الکتاب صفت اسکی
یعنی قسم ہے حٰم کی کہ یہ کتاب ہے کہ بھیجی گئی ہے خدائے غالب کی جانب سے اور جواب قسم کا یہ ہے **اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ** تحقیق بیچ آسمانوں کی مثل ستاروں
اور آفتاب اور ماہتاب وغیرہ کے **وَالْاَرْضِ** اور بیچ زمین کے مثل پہاڑوں اور درختوں اور دریاؤں اور حیوانات وغیرہ کے **لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ**
البتہ نشانیاں ہیں واسطے ایمان لانیوالوں کے کہ وہ سب ایسی نشانیاں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں خدا کی وحدانیت اور قدرت کاملہ پر ایمان لانیکے واسطے **وَفِیْ خَلْقِكُمْ** اور بیچ پیدا
کرنے تمہارے کے ابتدائی نطفہ سے پیدا ہونے تک کہ کبھی نطفہ کا خون بنایا اور پھر گوشت اور ہڈیاں بنائیں اور طرح طرح کی عجیب اور نادر کاریگریاں اسمیں رکھیں اور پھر
پیدا کیا اور جوان کیا اور بوڑھا کیا **وَمَا یَبُثُّ** اور بیچ اس چیز کے کہ بکھیرتا ہی اور پھیلاتا ہی زمین پر **مِنْ دَآبَّةٍ** چلنے والوں کی قسم سے طرح طرح کی
جنس اور صورت کے جاندار یہ سب **اٰیٰتٌ** نشانیاں قدرت اور وحدانیت خدا کی ہیں **لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ** واسطے اس گروہ کے کہ یقین کرتے ہیں خدا
کے وجود اور واحد اور قادر ہونیکا **وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ** اور بیچ آمد و رفت رات کے اور دن کے کہ ایک کے بعد دوسرا آتا ہی اور بیچ

ع ۱۷ ۳
سورۃ الجاثیۃ مکیۃ

مختلف ہونیکے حال اُن دونکے روشنی اور تاریکی اور درازی اور کوتاہی میں **وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ** اور بیچ ہونیکے کہ نازل کیا ہے خدانے **مِنَ السَّمَآءِ**
آسمان سے **مِنْ رِّزْقٍ** روزی میں سے کہ وہ باران رحمت ہے اور سبب روزی کا ہی ہو اسواسطے اسکو روزی کہا ہی **فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ** پس زندہ کیا ساتھ
اُس پانی کے زمین کو **بَعْدَ مَوْتِهَا** بعد مرجانے اسکے اور خشک ہونے کے **وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ** اور بیچ پھیر ہواؤں کے کبھی پچھوا کو اور کبھی پچھاں کو یہ سب
اٰيٰتٌ علامتیں ہیں وحدانیت اور قدرت خدا پر **لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ** واسطے اُس قوم کے کہ سمجھتے ہیں اور عقل کو کار فرماتے ہیں ان سب عجائب چیزوں میں
اور نظر تامل اُنکو دیکھتے ہیں اور بعد دیکھنے کی اُنکو یقین ہو جائیگا کہ یہ چیزیں بنائی ہوئی ہیں اور ضرور انکا بنانیوالا ہے اور وہ بڑا قادر ہے اور سوائے اسکے اور کوئی بنانیوالا نہیں اور یہی
خدا ہے اور کفار جو ان علامتوں کو قدرت خدا کی دیکھکر ایمان نہیں لاتے تھے انکی تنبیہ کے لئے خدا فرماتا ہے کہ **تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ** یہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں
اور یا یہ کہ یہ آیتیں خدا کی ہیں قرآن میں کہ **نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ** پڑھتے ہیں ہم انکو اوپر تیرے **بِالْحَقِّ** ساتھ حق اور راستی اور درستی کے نہ ناحق اور کجی کے ساتھ اور
کفار باوجود ظاہر اور واضح ہونے ایسی علامتوں کی ایمان نہیں لاتے تھے اور اعتقاد نہیں کرتے تھے انکے واسطے خدا فرماتا ہے کہ **فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ** پس ساتھ کونسی بات کے **بَعْدَ**
اللّٰهِ بعد سخن خدا کے کہ وہ قرآن ہے **وَاٰيٰتِهٖ** اور نشانیوں قدرت اسکی کے **يُؤْمِنُوْنَ** ایمان لاوینگے وہ اور یا یہ کہ پس ساتھ کونسی بات کے بعد آیتوں خدا کی
ایمان لاوینگے وہ اور اللہ کا لفظ بسبب تعظیم کے آیات پر مقدم ہو گیا ہے جیسے کہ اعجبنی زید کرمہ یعنی عجب کیا مجھ کو کرم زید نے اور اہل کوفہ نے سوائے حفص کے اور یعقوب اور ابن عامر
نے تؤمنون پڑھا ہے تا کے ساتھ اور باقیوں نے یؤمنون غائب کا صیغہ **وَيْلٌ** وائے ہے یا چاہ دوزخ ہے کہ خون اور پیپ سے بھرا ہوا ہے **لِّكُلِّ اَفَّاكٍ** واسطے ہر جھوٹ
بولنے والے **اَثِيْمٍ** گناہ سخت کرنیوالے کے کہ وہ نضر بن حارث ہے **يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ** سنتا ہے آیات خدا کو کہ **تُتْلٰى عَلَيْهِ** پڑھی جاتی ہیں اوپر اسکے **ثُمَّ**
يُصِرُّ پھر اصرار کرتا ہے کفر اور گناہوں پر **مُسْتَكْبِرًا** سرکشی کرنیوالا ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی اسطرح تکبر کرکے کنارہ کشی کرتا ہے کہ **كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا**
گویا کہ نہیں سنا ہے اُن آیتوں کو اور جسوقت کہ یہ حال اسکا ہے تو **فَبَشِّرْهُ** پس خوشخبری دے تو اسکو اے محمد صلعم **بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ** ساتھ عذاب دردناک کے اور لفظ
بشارت کا واسطے مزاح اور ہنسی کے ہی ڈرانیکی مقام میں **وَاِذَا عَلِمَ** اور جسوقت کہ جانتا ہے وہ **مِنْ اٰيٰتِنَا** آیتوں ہماری میں سے جو کہ ہماری کتاب میں
ہیں **شَيْئًا** کسی چیز کو یعنی بعد سننے کے اسکو معلوم ہو کہ یہ آیتیں قرآن کی ہیں تو **اتَّخَذَهَا** پکڑتا ہے انکو یعنی مقرر کرتا ہے ان آیتوں کو **هُزُوًا** ٹھٹھا تا کہ
عوام جانیں کہ یہ کوئی شے نہیں ہے جیسے کہ نضر بن حارث مقابلہ میں قرآن کے قصہ رستم و اسفندیار کا پڑھتا تھا **اُولٰٓئِكَ** یہ لوگ ہنسی کرنیوالے **لَهُمْ عَذَابٌ**
مُّهِيْنٌ واسطے انکی عذاب ہے خوار کرنیوالا کہ **مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ** پیچھے اور آگے انکے دوزخ ہے اور وراء پیچھے اور آگے پر سب پر بولا جاتا ہے اسواسطے کہ جو چیز کہ غائب
ہوتی ہے اسکو وراء کہتے ہیں خواہ آگے ہو خواہ پیچھے ہو اور یا یہ کہ پیچھے انکے دوزخ ہے یعنی بعد مرگ انکے دوزخ ہے **وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ** اور نہ بے پروا کریگی انکو
اور نہ دور کریگی **مَّا كَسَبُوْا** وہ چیز کہ کسب کی ہے انہوں نے مال اور متاع دنیا کے اور کمائی کرکے انکو جمع کیا ہے **شَيْئًا** کسی چیز کو عذاب میں سے یعنی یہ کمائی انکی
مال اور متاع دنیا کی عذاب کو انسے دور نہ کر سکیگی **وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا** اور نہ وہ کہ پکڑی ہیں انہوں نے **مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ** سوا خدا کے **اَوْلِيَآءَ** دوست کہ
وہ معبود انکے ہیں اور بامید شفاعت انکی پرستش کرتے ہیں وہ بھی انسے عذاب کو دور نہ کر سکینگے **وَلَهُمْ** اور واسطے انکے دوزخ میں **عَذَابٌ عَظِيْمٌ** عذاب
بڑا کہ سختی اسکی حد سے زیادہ ہے **هٰذَا** یہ قرآن کہ جسے تجھپر پڑھا ہی **هُدًى** رہنمائی کرنیوالا ہی راہ حق کا **وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا** اور جن لوگوں نے کفر کیا ہی
اور ایمان نہیں لائے ہیں **بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ** ساتھ آیتوں پروردگار اپنے کے **لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ** واسطے انکے عذاب ہے بہت سخت عذاب میں سے کہ
اَلِيْمٌ دردناک ہی اور رجز بڑی سخت عذاب کو کہتی ہیں اور اب اپنی توحید اور قدرت کی بیان فرماتا ہی کہ **اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ** خدا وہ شخص ہے کہ حکم میں کیا اسنے
لَكُمُ الْبَحْرَ واسطے تمہارے دریا کو کہ سطح اسکا برابر بنادیا اور غوطہ لگانا آسان کر دیا **لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ** تا کہ جاری ہوویں کشتیاں بیچ اسکی **بِاَمْرِهٖ** ساتھ
حکم اسکے کہ تم مال تجارت وہیں بھر کر لیجاؤ اور فائدے حاصل کرو اور سفر دور دراز کو جلدی سے قطع کرو **وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ** اور تا کہ طلب کرو تم فضل
اُسکے سے کہ موتی اور مونگا وغیرہ جواہر اس میں سے نکالو غوطہ لگا کر **وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ** اور تا کہ تم شکر کرو ان نعمتوں کی حاصل ہونے پر **وَسَخَّرَ لَكُمْ** اور
حکم میں کیا واسطے تمہارے **مَا فِي السَّمٰوٰتِ** ان چیزوں کو کہ بیچ آسمانوں کے ہیں یعنی انکے فائدوں کو تمہارے واسطے کیا ہے جیسے کہ آفتاب ہے اور ستارے ہیں اور بادل ہے

۱ ع ۱۷

وَمَا فِي الْأَرْضِ اور اُن چیزوں کو کہ بیچ زمین کے ہیں مثل حیوانات کے اور درختوں کے اور پہاڑوں کے جَمِيعًا سب کو مِنْهُ اپنی جانب سے ہیں نہ اُنکی
غیر طرف سے إِنَّ فِي ذَٰلِكَ تحقیق کہ بیچ اُس مذکور کی گئی چیزوں کی لَآيَاتٍ البتہ نشانیاں قدرت خدا کی ہیں لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ واسطے اُس
قوم کے کہ سوچتے ہیں اور تامل کرتے ہیں آپکی پیدا کرنیوالے کی طرف راہ لیجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابتدائی اسلام میں بعضی مسلمان کفار کو نصیحت کرتے ایمان کیطرف بلاتے تھے اور انہوں
نے زیادتی جہالت سے اُنکی دلیلوں کی طرف التفات نکر کے دشنام دہی اختیار کی اور نالائق باتیں کہنے لگے اور مسلمانوں نے انسے اپنا بدلا لینا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی
قُلْ کہہ تو ای محمد صلعم لِلَّذِينَ آمَنُوا واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں يَغْفِرُوا بخشیں اور معاف کریں اور بدلا لینے سے درگزر کریں لِلَّذِينَ
لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ واسطے اُن لوگوں کے کہ نہیں امید رکھتے ہیں وہ دنوں واقع ہونے عذاب خدا کو دشمنوں پر یعنی وہ دن کہ جن میں خدا تعالی نے
کفار عرب پر عذاب نازل کیا ہے اُن لوگوں کی وہ امید نہیں رکھتے ہیں اور ڈرتے نہیں ایسی دنوں کے آئینگے پس تم انسے بدلا نہ لو اور ہمارے اوپر انکو چھوڑ دو ہم انسے سمجھ لینگے
اور جو انکے واسطے عذاب انکے لئے مقرر ہیں ان تو نہیں ہم پر عذاب نازل کرینگے اور تم انسے درگزر کرو لِيَجْزِيَ تاکہ جزا دیوے خدا قَوْمًا قوم کو بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ بسبب اُسکے کہ تھے وہ کسب کرتے خواہ مومن خواہ کافر ہو موافق عمل کے انکو جزا دیگا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا جو شخص کہ عمل کرے نیک جیسے کہ طاعت کی
اور احسان کرنا اور معاف کرنا فَلِنَفْسِهِ پس واسطے نفس اُسکے کرتا ہے فائدہ اُسکا نہ غیر کے واسطے وَمَنْ أَسَاءَ اور جو کوئی بدی کرے فَعَلَيْهَا پس اوپر اُس
نفس کے ہی ضرر اُسکا ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ پھر طرف پروردگار اپنے کے تُرْجَعُونَ پھیرے جاؤگے تم واسطے جزائے اعمال کے کہ مالک فائدہ اور ضرر کا وہی ہے اور اب
بنی اسرائیل کا حال بیان کرتا ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا اور البتہ تحقیق دی ہمنے بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ بنی اسرائیل کو کتاب وَالْحُكْمَ اور حکمت
وَالنُّبُوَّةَ اور نبوت کہ انمیں اکثر پیغمبر ہوئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ہزار پیغمبر انمیں ہوئے ہیں اور جیسے بنی اسرائیل میں کثرت سے پیغمبر ہوئے ہیں ایسے کسی قوم میں نہیں
ہوئے وَرَزَقْنَاهُمْ اور روزی دی ہمنے اُن بنی اسرائیل کو مِنَ الطَّيِّبَاتِ پاکیزہ کھانوں سے کہ حلال اور لذیذ تھے وَفَضَّلْنَاهُمْ اور بزرگی
دی تھی ہمنے انکو عَلَى الْعَالَمِينَ اوپر عالم کے لوگوں اس زمانہ کے کہ کتنے انبیا اور بادشاہ انمیں پیدا کئے تھے وَآتَيْنَاهُمْ اور دی ہمنے انکو
بَيِّنَاتٍ دلیلیں روشن مِنَ الْأَمْرِ کار دین سے کہ وہ معجزے تھے اور یا یہ کہ دلیلیں روشن پیغمبر آخر الزمان کے امر کی تھی کہ جس سے علم انکی پیغمبری کا
حاصل ہوا اور وہ اوصاف اور علامتیں اُس حضرت کی ہیں توریت اور انجیل میں فَمَا اخْتَلَفُوا پس اختلاف کیا انہوں نے امر میں إِلَّا مِنْ بَعْدِ
مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ مگر بعد اسکے کہ آیا انکو علم کہ ثابت کرنیوالا حال کا اور دور کرنیوالا اختلاف کا تھا بَغْيًا بَيْنَهُمْ واسطے عداوت کے درمیان اپنے کہ
باعث اُسکا طلب کرنا ریاست کا تھا یعنی اختلاف کیا انہوں نے بعد حاصل ہونے علم حق کے مگر واسطے طلب کے ریاست کے یا واسطے باغی ہونے کے اور محمد صلعم کی انکار کرتے ہیں
باوجود کہ انکی کتابوں میں لکھی ہے اور وہ اوصاف اور علامتیں محمد صلعم کی ہیں إِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا يَقْضِي بَيْنَهُمْ حکم کریگا
درمیان انکے جزا دیکر يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے فِيمَا كَانُوا فِيهِ بیچ اُسکے کہ تھے وہ بیچ اُسکے يَخْتَلِفُونَ اختلاف کرتے کہ نبی آخر کا
انکار کرتے تھے باوجود ظاہر ہونے دلیلوں اور معجزوں کے ثُمَّ جَعَلْنَاكَ پھر کیا ہمنے تجھکو اے محمد بعد بنی اسرائیل کے عَلَىٰ شَرِيعَةٍ اوپر ایک طریقہ
کے کہ وہ حق اور راست ہے مِنَ الْأَمْرِ کار دین اسلام میں سے فَاتَّبِعْهَا پس پیروی کر تو اُس طریقہ کی وَلَا تَتَّبِعْ اور نہ پیروی کر تو أَهْوَاءَ
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ خواہشوں اُن لوگوں کی کہ نہیں جانتے ہیں وہ حق کو اور وہ اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے بدل دیا ہے توریت کی عبارت کو انکو اپنے نفسوں کی خواہشوں کی
پیروی سے اور دوستی میں ریاست کی اور نہ پیروی کر تو قریش کی کہ وہ بھی اپنی نفسوں کی خواہشوں کی پیروی سے تجھکو بلاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تجھکو بھی راہ راست دین
اسلام سے پھیر دیں اور طرف بت پرستی کے راغب کریں إِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ لَنْ يُغْنُوا عَنكَ ہرگز نہ بے پروا کرینگے تجھسے اور نہ دور کرینگے مِنَ اللَّهِ
خدا سے یعنی عذاب خدا سے شَيْئًا کسی چیز کو اگر بالفرض تو انکی پیروی کرے پس تجھکو چاہیئے کہ راہ حق اسلام پر ثابت قدم رہ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ اور تحقیق
ظلم کرنیوالے اپنی نفسوں پر بسبب کفر اور شرک کے بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ بعضے انکے دوست ہیں بعضوں کے کہ ایک شخص دوسرے کو مدد دیتا ہے دین باطل
میں اور تیری دشمنی میں اور اسی جہت سے آپس میں دوستی رکھتے ہیں وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ اور خدا دوست ہے پرہیزگاروں کا جو کہ کفر اور گناہ سے پرہیز کرتے ہیں

اور خدا سے ڈرتے ہیں پس تو انہوں دی تمیز کر نہ مشرکوں کو سے هٰذَا یہ قرآن اور راہبری اسلام کی بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ بینائیاں ہیں واسطے آدمیوں کے کہ بہشت کی راہوں کو دکھلاتے ہیں وَهُدًى اور دکھلانیوالا دین حق کا ہے وَرَحْمَةٌ اور رحمت ہی لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ واسطے اُس قوم کے کہ یقین لاتے ہیں اور اسکا اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر قیامت کا ہونا حق ہے جیسے کہ گمان تمہارا ہے تو ہم اسجگہہ سے بھی مال اور مرتبہ میں تم سے زیادہ ہونگے جیسے کہ ہم یہاں تم سے دولت اور نعمت میں زیادہ ہیں تب آیت نازل ہوئی اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ کیا گمان کیا ہے ان لوگوں نے کہ کسب کیا ہے انہوں نے برائیوں کو مثل کفر اور شرک اور گناہ کے اَنْ نَّجْعَلَهُمْ یہ کہ کریں ہم انکو آخرت میں كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مانند ان لوگوں کی کہ ایمان لائے ہیں خدا اور پیغمبر پر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک یعنی مشرکین مومنین کے مرتبہ میں ہرگز نہ ہونگے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ کردیں ہم مومنین اور کفار کو سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ برابر زندگی انکی اور مرنا انکا اسواسطے کہ دنیا میں اگرچہ کفار صحت اور دولتمندی کے ساتھ ہیں لیکن آخرت میں بعد مرنیکے عذاب میں گرفتار ہونگے اور مومنین کیواسطے بہشت کی نعمتیں ہیں اور دنیا میں بھی مومنین کیواسطے نصرت ہے خدا کیجانب سے اور کفار کیواسطے قتل اور اسیری ہے سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ بری ہے وہ چیز کہ حکم کرتے ہیں یعنی کافر کہ مومن کے برابر ہو یا انسے زیادہ ہوں اور سواءً کو اہل کوفہ نے سوائے ابوبکر کے منصوب پڑھا ہے اسواسطے کہ محیاہم و مماتہم بدل ہے ضمیر منصوب سے جو کہ نجعلہم میں ہے اور سواءً مفعول ثانی نجعل کا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ ان نجعل محیاہم ومماتہم سواءً اور روایت ہے کہ محیا اور ممات دونوں ظرف زمان ہیں اور سواءً مفعول ثانی ہے اور سواءً کو حال بھی کہتے ہیں نجعلہم کی ضمیر سے اور کالذین آمنوا کو مفعول ثانی نجعل کا اور جو قاری کہ سواءً کو مرفوع پڑھتے ہیں وہ اسکو خبر کہتے ہیں محیاہم ومماتہم مبتدائے مؤخر کی اور کہتے ہیں کہ فضیل بن عیاض جسوقت اس آیت پر پہنچتا تو مکرر اسکو پڑھتا اور روتا اور اپنے تئیں کہتا کہ اے فضیل کاشکے جانتا میں کہ کس گروہ میں ان دونوں سے داخل ہونگا وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اور پیدا کیا ہے خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق اور درستی کے نہ عبث اور بیکار بلکہ پیدا کیا ہے انکو خلقت کے نفع کیواسطے اور دادگستری کی اور تقاضا دادگستری کا یہ ہے کہ درمیان نیک اور بد اور مومن اور مشرک کے تفاوت ہو اسواسطے پیدا کیا ہے ان دونوں کو وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ اور تاکہ بدلا دیا جاوے ہر نفس ساتھ اس چیز کے کہ کسب کیا ہے اسنے طاعت کو یا گناہ کو وَهُمْ اور وے یعنی عمل کرنیوالے نیک اور بد کے لَا يُظْلَمُوْنَ نہ ظلم کئے جاوینگے کہ نیکوں کے ثواب میں کمی ہو اور بدوں کے عذاب میں زیادتی کیجاوے یا بیگناہ کو عذاب میں گرفتار کیا جاوے بلکہ موافق اپنے اعمال کے جزا پاوینگے اور منقول ہے کہ قریش کا یہ دستور تھا کہ کسی بت کو پوجتے تھے اور اگر انکو دوسرا بت خوشنما اور مرغوب طبیعت نظر پڑتا تھا تو اس پہلے کو چھوڑ کر اس کے پوجنے میں مشغول ہوتے اور خدا تعالی تعجب کی راہ سے اپنے پیغمبر کو خبر دیتا ہے کہ اَفَرَءَيْتَ کیا پس دیکھا تو نے مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اسکو جس نے ٹھہرایا معبود اپنا خواہش اپنی کو کہ جسکو چاہتا ہے خلاف عقل کے اسکو معبود اپنا مقرر کر کے پرستش اسکی کرنے لگتا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ اور گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اسکو خدا نے بسبب اسکے عناد اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے کے حق میں اور بہ باعث نہ تامل کرنے انکے دلیلوں روشن میں جو کہ دلالت کرتی ہیں خدا تعالی کی وحدانیت اور قدرت پر پس توفیق اور لطف اپنا اس سے اٹھا لیا ہے تا کہ گمراہی میں وہ پڑا رہے اور اسکو گمراہی میں ڈالدیا ہے عَلٰى عِلْمٍ اور بر علم کے کہ ازل کی وسے جانتا تھا اسکی عناد اور انکار کو اور کفر پر اصرار کرنیکو وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ اور مہر کی ہے اوپر کان اسکے وَقَلْبِهٖ اور اوپر دل اسکے وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ اور کیا اوپر بینائی اسکے یعنی رکھا اسکی بینائی پر غِشٰوَةً پردہ یعنی ایک علامت اسکے کان اور دل اور آنکھ پر رکھی تا کہ نشانی اسکی کفر کی ہو اور نشان نہ سننے کلام حق کا اور نہ دیکھنے اور نہ تامل کرنے دلیلوں حق کا ہو اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم کے غشاوہ کو غشوہ پڑھا ہے فَمَنْ يَّهْدِيْهِ پس کون شخص ہدایت کریگا اسکو مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ پیچھے ہدایت کرنے خدا کے اسکو یعنی جسوقت خدا کی ہدایت کرنے سے اسنے ہدایت نہ پائی باوجود ظاہر ہونے دلیلوں کے تو پھر کون اسکو ہدایت کرسکتا ہے اور بعد اسکے اسکی ہدایت پانیکی ہرگز امید نہیں ہے اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا پس نہیں نصیحت پکڑتے ہو تم تاکہ خدا کو پہچانو اور اسکی وحدانیت اور قدرت کا اعتقاد کرو اور حدیث میں آیا ہے کہ عاقل وہ ہے کہ حساب اپنے نفس کا کرے اور عمل واسطے مرگ کے کرے اور عاجز وہ ہے کہ اپنی نفس کو تابعدار اپنی خواہش کا کرے اور پھر آرزو بہشت کی کرے اور اب قیامت کے انکار کرنیوالوں کے مقالے نقل کرتا ہے وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ

مَا هِيَ نہیں ہے وہ زندگی إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا مگر زندگانی دنیا کی کہ جسمیں ہم ہیں نَمُوتُ وَنَحْيَا مرتے ہیں ہم اور زندہ ہوتے ہیں
ہم یعنی بعضے ہم میں سے مرتے ہیں اور بعضے پیدا ہوتے ہیں اور یا یہ کہ ہم اپنی ذات سے مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں ہم اولاد کے باقی رہنے سے اور یا یہ کہ مرتے ہیں ہم کہ
روح ہماری بدن سے نکلجاتی ہے اور زندہ ہوتے ہیں ہم کہ روح ہماری دوسرے بدن میں داخل ہوتی ہے اسی دنیا میں جیسے کہ مذہب تناسخ والوں کا ہے اور علما اسکو تناسخ کہتے
ہیں اور کہتے ہیں وہ کفار منکر قیامت کے کہ وَمَا يُهْلِكُنَا اور نہیں ہلاک کرتا ہے ہمکو إِلَّا الدَّهْرُ مگر زمانہ یعنی گزرنا رات اور دن کا اور درازی زمانہ
کا اور اسیطرح چلاجانا ہمکو ہلاک کرتا ہے اور ملک الموت خدا کے حکم سے ہماری روح کو قبض نہیں کرتا ہے اور اسیطرح شکل گلانسکے ہم پیدا ہوتے ہیں اور کوئی ہلاک اور پیدا کرنیوالا
نہیں ہے اور یہ دنیا اسیطرح چلی آئی ہے اور اسیطرح ہمیشہ کو چلی جاویگی وَمَا لَهُمْ اور نہیں ہے واسطے ان کافرین منکرین قیامت کے بِذَٰلِكَ ساتھ اس کلام کے
مِنْ عِلْمٍ کچھ کوئی علم کہ موافق دلیل کے ہو یعنی یہ امر اور بعضی کو جو دنیا میں منحصر جانتے ہیں اور کہتے کو منسوب طرف زمانہ کے کرتے ہیں یہ ایک سخن ہے انکا کہ کوئی
دلیل اسکی واسطے نہیں کہتے ہیں اور فقط پیروی لوگونکی ہے اور رجوع طرف عقلی دلیلوں کے نہیں کرتے ہیں تا کہ انکو معلوم ہو کہ زندہ کرنیوالا اور مارنیوالا بندوں کا
خدا ہے نہ گزرنا زمانہ کا اور وہ قدرت رکھتا ہے آخرت میں زندہ کرنیکی إِنْ هُمْ نہیں ہیں وہ إِلَّا يَظُنُّونَ مگر گمان کرتے یعنی کلام انکا
محض گمان انکا ہے کہ بدون دلیل کے یہی گمان سے کہتے ہیں اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ نہ دشنام دو تم زمانے کو کہ تحقیق زمانہ وہی خدا ہے، اور تاویل اسکی یہ ہے کہ
کفار منسوب کرتے تھے حادثونکو اور بلاؤنکو جو نازل ہوتی تھیں طرف زمانہ کے اور کہتے تھے کہ زمانہ نے یہ کیا ہے اور زمانہ کو گالیاں دیتے تھے حضرت نے فرمایا کہ کرنیوالا
ان سب امور کا خدا ہے اسلئے ان امور کے کرنیوالے کو برا مت کہو وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ اور جسوقت پڑھی جاتی ہیں اوپر انکے آيَاتُنَا آیتیں ہماری کتاب کی
بَيِّنَاتٍ کہ روشن ہیں اور مقصود پر آسانی سے دلالت کرتی ہیں اور شان کفار کے جو برخلاف ہیں تو مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ نہ ہوئے دلیل انکی ان
آیتوں کے مقابلہ میں إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا اگر یہ کہ کہیں وہ کہ لاؤ تم بِآبَائِنَا باپوں ہمارے کو زندہ کر کے کہ ہم انسے دریافت کریں دوبارہ زندہ ہونیکا
حال پس ہمارے باپونکو تم خدا سے زندہ کرا کے إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اگر ہو تم راست گو اپنے دعوے میں کہ خدا دوبارہ زندہ کریگا اور یہ کلام انکا عناد اور
جہالت کی راہ سے تھا کہ خدا ہمارے باپوں کو زندہ کر دے سو اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے جو وعدہ کیا ہے زندہ کرنیکا وہ وقت خاص ہے قیامت کے دن کا اور دنیا میں جو
زندہ نہیں کرتا ہے یہ اسواسطے ہے کہ خواہش مشرکونکی زندہ کرنیکی واسطے عناد اور نزاع کی جہت سے تھی نہ ہدایت پانیکے واسطے انکے رد میں فرماتا ہے قُلْ کہہ اے محمد صلعم
اللَّهُ يُحْيِيكُمْ خدا زندہ کرتا ہے تمکو ماؤنکے پیٹوں میں ثُمَّ يُمِيتُكُمْ پھر مارتا ہے تمکو دنیا میں وقت آنے اجل کے ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ پھر جمع کرتا ہے
تمکو قبروں میں إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ روز قیامت تک کہ لَا رَيْبَ فِيهِ نہیں شک ہے بیچ ہونے اسکے پس اسروز بھی تمکو زندہ کریگا اسواسطے کہ جو
شخص قادر ہے پیدا کرنے پر اور پہلی زندہ کرنے پر وہ دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے اور جو شخص کہ پہلے زندہ کرنے پر عاجز ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی عاجز ہے وَ
لَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ اور لیکن اکثر آدمی لَا يَعْلَمُونَ نہیں جانتے ہیں اسکو بسبب نہ تامل کرنے اور نہ نظر کرنے کے خدا تعالےٰ کی قدرت کی دلیلوں
وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانونکی اور زمین کی پس جو شخص کہ مالک ہے تمام مخلوقات کا اور سب کو
اسنے پیدا کیا ہے تو وہ قدرت دوبارہ زندہ کرنے کی بھی رکھتا ہے قیامت کے روز وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جسدن کہ قائم ہوگی قیامت يَوْمَئِذٍ اسدن
يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ نقصان میں ہونگے اہل باطل یعنی کلمہ کفر کرنیوالے اور نقصان انکا یہ ہو کہ بہشت کی دولت جو انکی عوض میں دوزخ کے طبقے انکو ملینگے وَ
تَرَىٰ اور دیکھے تو اے محمد صلعم اس روز كُلَّ أُمَّةٍ ہر گروہ کو جَاثِيَةً زانو پر بیٹھنے والے ہونکی ہیبت سے اور منتظر حساب کے ہوں اور
منقول ہے کہ قیامت کے روز ایک ساعت دنیا کی سو سال کے برابر ہوگی اس ساعت میں سب لوگ زانو کے بل پڑے ہونگے اور نفسی نفسی کہینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ جاثیہ
کے معنی جمع ہونیوالونکی ہیں یعنی ہر گروہ ایک جماعت جمع ہونیوالی ہوگی كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا ہر گروہ بلایا جاویگا طرف
نوشتہ اپنے کے یعنی طرف نامہ اعمال اپنے کے اور کہا جاویگا انکو کہ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ آجکے دن بدلہ دئے جاؤگے تم مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ جو کچھ کہ
تم عمل کرتے تھے نیک و بد هَٰذَا كِتَابُنَا یہ کتاب ہماری ہے یعنی یہ نوشتہ کہ کرام کاتبین کو ہمنے لکھنے کا حکم دیا تھا تمہارے اعمال کو وہی نوشتہ يَنْطِقُ گویا ہوگا

ع ۳ ۵ ۱۹

یعنی گواہی دیتا ہی عَلَیْکُمْ اوپر تمہارے جو کچھہ کہ تمنے دنیا مین کیا ہی بِالْحَقِّ ساتھ حق اور راستی کے کہ اسکی گواہی میں کسیطرح کا فرق نہیں ہے اور جو کچھہ کہ تمنے
کیا ہی وہی اسمین موجود ہے نہ اُس سے کم ہی اور نہ زیادہ ہے یعنی نامۂ اعمال جو کچھہ کہ اُنہوں نے کیا ہی سب ظاہر کر دیگا اسوجہ سی گویا بیان کرتا ہی اِنَّا
اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ تحقیق کہ تھے ہم کہ لکھتے تھے ہم یعنی حکم لکھنے کا ہم ملائکہ کو دیتے تھے ہم مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اُس چیز کو کہ تھے تم کہ کرتے تھے
دنیا میں اور ملائکہ موکلین کے ذکر کی حدیث میں لکھا ہی کہ جسوقت وہ فرشتے ارادہ نازل ہونیکا کرتے ہیں صبح کو اور شام کو تو اسرافیل عمل بندہ کا لوح
محفوظ سے نقل کرکے اور لکھکر اُنکو دیتا ہے پس جسوقت وہ چڑھتے ہیں صبح کو اور شام کو بندہ کا عمل ہمراہ لیکر تو اسرافیل مقابلہ کرتا ہے عمل کو اُس نوشتہ سی جو کہ لوح
محفوظ سے لکھکر دیا تھا یہانتک ظاہر ہوجاتا ہے کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لکھکر دیا تھا اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے لوح محفوظ کے حال میں کسی نے اول
حضرت سے نون اور قلم کو دریافت کیا فرمایا کہ حقتعالے نے پیدا کیا قلم کو ایک درخت سی کہ وہ بہشت میں ہے اور اُسکو خلد کہتے ہیں اور بعد اُسکے حکم کیا نہر کو کہ وہ بہشت میں
ہے ہو جا تو سیاہی وہ بستہ ہوگئی اور وہ نہایت سفید تھی کہ برف کی سفیدی سے اُسکی سفیدی زیادہ تھی اور شہد سے زیادہ تر شیرین تھی پس قلم کو حکم کیا کہ لکھہ تو
قلم نے پوچھا کہ کیا لکھوں فرمایا کہ لکھہ تو جو کچھہ کہ ہوا ہے اور جو کچھہ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک پس لکھا قلم نے ایک تختی میں کہ وہ چاندی سی زیادہ سفید تھی اور
یاقوت سی زیادہ صاف تھی جب قلم نے لکھہ لیا تو اُسکو عرش کے پایہ میں لٹکا دیا اور قلم کے منہ پر مہر کر دی کہ آئندہ کو ہرگز نہ لکھیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد کتاب سے
لوح محفوظ ہے کہ تمام اعمال بندوں کے اُسمیں لکھے ہوئے ہیں اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ اول سب سے خدا تعالی نے قلم کو پیدا کیا ہے نور سے اور درازی اُسکی پانسو
برس کی راہ ہی اور حکم دیا اُسکو کہ لکھہ تو جو کچھہ کہ ہونیوالا ہے یعنی نام نیک اور بد کے اور تمام خشک اور تر اور سوا اُسکے جو کچھہ کہ ہونیوالا ہی قیامت تک سب کو
لکھہ اور لوح میں اُسکو ثابت کر اور بعد اُسکے حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ہٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون یعنی یہ کتاب
ہماری کہ گویا ہی ہیر ساتھ حق کے تحقیق کہ ہم حکم لکھنے کا کرتے تھے ملائکہ کو سبچیز کا کہ تھے تم عمل کرتے اور موافق اُسکے ہم تمکو جزا دینگے اور اب جزا دینے کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ فَاَمَّا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا پس لیکن جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا پر اور اُن سب چیزوں پر کہ جو پیغمبر خدا کے پاس سے لایا ہی وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں اُنہوں نے نیک فَیُدْ
خِلُهُمْ پس داخل کریگا اُنکو رَبُّهُمْ پروردگار اُنکا فِیْ رَحْمَتِهٖ بیچ رحمت اپنی کہ اُنکو بہشت میں جگہ دیگا ذٰلِکَ یہ داخل ہونا رحمت خدا میں
هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ وہی ہے مراد کو پہنچنا ظاہر وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور لیکن جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں اُنکو خدا کہیگا کہ اَفَلَمْ تَکُنْ کیا پس
نہ تھے اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ آیتیں میری کہ پڑھی جاتی تھیں اوپر تمہارے کہ پیغمبر میرے اُن آیتوں کو تمپر پڑھتے تھے فَاسْتَکْبَرْتُمْ پس تکبر کیا تمنے اور
سرکشی اور انکار کیا تمنے ایمان لانیسے وَکُنْتُمْ اور تھے تم قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ایک گروہ سخت گناہ گار ہوئے کہ خدا اور پیغمبر پر ایمان نلائے وَاِذَا قِیْلَ
اور جسوقت کہا گیا یعنی پیغمبر ونیکے تمسے کہا کہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ تحقیق وعدہ خدا کا حق ہے یعنی جو کچھہ کہ اُسنے فرمایا ہے کہ سب زندہ ہونگے اور حساب ہوگا
اور نیکوں کو ثواب ملیگا اور بدوں کو عذاب ہوگا اور یہ سب ہونیوالا ہی وَّالسَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا اور قیامت نہیں شک ہے بیچ ہونے اُسکے
قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ کہا تمنے کہ نہیں جانتے ہیں ہم کہ مَا السَّاعَةُ کیا ہے قیامت اور کیا چیز ہے وہ اِنْ نَّظُنُّ نہیں گمان کرتے ہیں ہم اُسکو ہم نہیں
اِلَّا ظَنًّا مگر گمان کرنا کہ یقین سے بہت بعید ہی وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ اور نہیں ہیں ہم یقین کرنیوالے اُسکی ہونیمیں اور بعضی الساعة کو حمزہ نے
منصوب پڑھا ہی اِن کے اسم پر عطف کرکے وَبَدَا لَهُمْ اور ظاہر ہوا واسطے اُن کافروں کے سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا برائی اُس چیز کی کہ کیا ہی
اُنہوں نے دنیا میں اور اپنی اعمال کی بدی کو اُس روز خوب پہچان جائینگے وَحَاقَ بِهِمْ اور گھیر لیویگی اُنکو مَّا کَانُوْا جزا اُس چیز کی کہ تھے وہ
بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ساتھ اُسکے ٹھٹھا کرتے اور کہتے تھے کہ عذاب نہوگا وَقِیْلَ اور کہا جاویگا یعنی خدا زبانی فرشتوں کے اُنسے کہیگا اَلْیَوْمَ نَنْسٰکُمْ
آج کے دن بھولجاوینگے ہم تمکو یعنی آگ میں تمکو ڈالکر پھر تمہاری خبر نلینگے جیسے کہ کوئی کسیکو ایک جگہہ ڈالکر بھولجاتا ہے اور تمکو چھوڑدینگے کَمَا نَسِیْتُمْ
جیسے کہ بھول گئے تم اور یاد نکیا تمنے لِقَآءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا ملاقات کرنے دن اپنے کو یعنی کہ اس دن کے واسطے کچھہ سامان نہ کیا تمنے اعمال نیک کرکے وَمَاْوٰىکُمُ
النَّارُ اور جگہہ تمہاری دوزخ ہے وَمَا لَکُمْ اور نہیں ہی واسطے تمہارے آجکے دن مِّنْ نّٰصِرِیْنَ مددگار کہ تمکو عذاب سے بچاویں ذٰلِکُمْ

یہ عذاب کا نازل ہونا تمپر بانکم بسبب اسکے ہی کہ تمنے اتخذتم آیات اللہ ٹہرا لیا تمنے آیتون خدا کی کو جو کہ قرآن میں ہین یا اسکی قدرت کی نشانیون کو
ھزوًا ٹھٹھا کر لیا تمپر ہنستے تھے وغرتکم الحیوۃ الدنیا اور فریب دیا تمکو زندگانی دنیا نے کہ ہمیشہ کی زندگانی سمجھے کہ جو کبھی فنا نہو گی
اُس نے تم غافل ہو گئے اور سمجھا کہ بس یہی زندگانی ہی کہ جو دنیا میں ہے اور اسی پر تمنے تکیہ کیا فالیوم پس آجکے دن لا یخرجون نہ نکالے جاینگے وہ
منہا اُس دوزخ سے ولا ہم یستعتبون اور نہ وہ راضی کر دیا چاہے جاینگے کہ عبادت اور طاعت کر کے خدا کو راضی کر دیوین اور نہ
کوئی عذر انکا قبول کیا جاویگا کہ زمانہ توبہ کا باقی نہیں رہا ہی اور نہ اب حکم عبادت کرنیکا ہی بلکہ وہ روز تو روز جزا عبادات و اعمال کا ہی اور ڈراتا بندونکا
روز قیامت سے یہ بھی ایک لطف ہے خدا کا کہ نزدیک کرتا ہی بندونکو عبادت سے اور دور کرتا ہی گناہ سے پس باعث ہو گا یہ ذکر شکر گزاری کا اسواسطے بعد اسکے حمد ذکر
کرتا ہے فللہ الحمد پس واسطے خدا کے ہی تعریف اور شکر کہ رب السموات پروردگار آسمانوں کا ہی ورب الارض اور پروردگار زمین کا
رب العالمین پروردگار عالم کے لوگونکا جن اور انسان اور پرند اور چرند کا کہ سب کی پرورش کرتا ہی ولہ الکبریاء اور واسطے اسکے ہی بزرگی
فی السموات والارض بیچ آسمانوں کی اور زمین کے کہ اسیکا حکم سب جگہہ جاری ہے پس سوائے اسکے کون بزرگ ہو گا وھو العزیز اور وہ غالب ہے
سب چیزوں پر اور کفار سے بدلہ لینی پر الحکیم حکمت والا ہے کہ سب تدبیر اسکی موافق مصلحت اور حکمت کے ہی اور حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالے
فرماتا ہی کبریا چادر میری ہی اور عظمت چادر میری ہی یعنی جیسے کہ چادر بدن پر ہوتی ہے ایسی ہی کبریائی اور عظمت لائق ذات میری کی ہیں پس جو کوئی ان
دونو صفتوں میں مجھسے نزاع کرے اور اپنے تئین شریک جانے تو میں اسکو دوزخ میں ڈالونگا سورۃ الاحقاف یہ سورہ مکی ہی مگر بعضے کہتے ہیں کہ آیہ

ع ۱۱

قل ارایتم ان کان من عند اللہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسمیں پینتیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر روز جمعہ یا ہر شب کو
سورہ احقاف کو پڑھے اللہ تعالی اسکو خوف دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھیگا کہ نہ اسکو کوئی خوف دنیا میں پہنچیگا اور نہ آخرت میں وہ ترسناک ہو بسم اللہ
الرحمن الرحیم حٰمٓ اسکی تفسیر پہلے اس سے گزر گئی ہی تنزیل الکتاب نازل کرنا کتاب کا من اللہ جانب خدا
سے ہی کہ العزیز غالب ہے سب چیزوں پر اپنی ذات اور صفات میں الحکیم حکمت والا ہی ہر کام میں کہ بدون حکمت اور مصلحت کے اسکا کوئی
کام نہیں ہے ما خلقنا السموات والارض نہیں پیدا کیا ہے ہمنے آسمانونکو اور زمین کو وما بینہما اور اس چیز کو کہ درمیان ان دونو
کے ہی الا بالحق مگر ساتھ حق کے اور غرض صحیح کیواسطے کہ تقاضا حکمت اور مصلحت کا ہی نہ عبث اور بیکار واجل مسمّی اور ساتھ مدت نام رکھی
گئی کے یعنی ان چیزونکو نہیں پیدا کیا ہی مگر ساتھ حق کے اور ایک مدت نام رکھی گئی معین تک کہ وہ قیامت ہے اور جبکہ قیامت آئیگی تو یہ سب چیزیں فنا ہو جاینگی
والذین کفروا اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہی وہ عما انذروا اس چیز سے کہ ڈرائے گئے ہیں یعنی قیامت کے ہول وغیرہ سے اس سے معرضون
منہ پھیرنیوالے اور انکار کرنیوالے ہیں قل کہہ تو ای محمد صلعم ان انکار کرنیوالوں قیامت سے کہ ارءیتم کیا دیکھا ہے تمنے یعنی خبر دو تم مجھکو کہ ما
تدعون وہ چیز کہ پکارتے ہو تم اور پرستش کرتے ہو اسکو من دون اللہ سوائے خدا کے ارونی دکھلاؤ تم مجھکو کہ ماذا خلقوا
من الارض کیا پیدا کیا ہے انہونے زمین میں سے ام لہم شرک یا واسطے انکے شراکت ہی خدا سے فی السموات بیچ پیدا کرنے
آسمانونکے تا کہ وہ مستحق پرستش کے ہوں اور اس امر میں خوب تامل کرو کہ کوئی چیز انہونے پیدا کی ہی یا نہیں اور جسوقت نہیں پیدا کی ہی کوئی چیز تو پھر کس واسطے
انکی پرستش کرتے ہو ائتونی بکتاب لاؤ تم میری پاس کتاب کہ جو کہ تمہارے پاس آئی ہو من قبل ھذا پہلے اس قرآن سے کہ دلالت کرنیوالا
توحید کا اور باطل کرنیوالا شرک کا ہی یعنی اگر کوئی کتاب سوائے قرآن کے نازل ہوئی ہو اور مضمون اسکا یہ ہو کہ شرک کرنا چاہیے پس لاؤ تم وہ کتاب او
اثارۃ من علم یا کوئی نشانی علم سے ہو تو اسکو لاؤ یعنی کوئی نوشتہ پہلی لوگونکی علم کا باقی ہو اور اسمیں غیر خدا کا پرستش کرنا لکھا ہو تو اسکو حاضر کرو
ان کنتم صادقین اگر ہو تم راستگو اپنے دعوے میں ومن اضل اور کون شخص زیادہ گمراہ ہے ممن یدعوا اُس شخص سے کہ پکارتا ہی
اور پرستش کرتا ہی من دون اللہ سوائے خدا کے من لا یستجیب اس شخص کو کہ نہیں جواب دیتا ہی اور نہیں قبول کرتا ہے وہ ۵

انکو اور اُنکی فریاد کو نہیں پہنچتا ہی اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ تا روزِ قیامت یعنی اگر مشرک کی عمر دراز ہو قیامت تک اور وہ اپنی معبودونکو تمام عمر پکارا کرتو
وہ ہرگز اُسکو جواب دینگے اور اُسکی دعا کو قبول نکرینگے وَهُمْ اور وہ معبود اُنکی عَنْ دُعَآئِهِمْ پکارنے اُن پرستش کرنیوالوں سے غٰفِلُوْنَ ۝ بیخبر ہیں
اور نہیں جانتے کہ ہمکو کون پکارتا ہی اسواسطے کہ وہ پتھر ہیں وہ کیا جانتے ہیں کسکی پکار ہی وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جسوقت جمع کئے جائیں آدمی میدان حشر میں
كَانُوْا ہونگے وہ معبود باطل لَهُمْ واسطے اُن پرستش کرنیوالونکے اَعْدَآءً دشمن وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ اور ہونگے وہ ساتھ پرستش اُنکے کے
كٰفِرِيْنَ ۝ کفر کرنیوالے یعنی خدا تعالیٰ قیامت کے روز بتونکو گویا کریگا اور وہ اپنی پرستش کرنیوالونکے عداوت کرینگے اور اُنکے شرک سے انکار کرکے اُنکو جھٹلاوینگے
اور ایسی ہی بتونکے سوا اور معبود بھی اپنی پرستش کرنیوالوں سے بیزار ہونگے اور اب مشرکین کے حالمیں فرماتا ہی کہ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اور جسوقت پڑھی جاتی ہیں
اوپر اُن مشرکین کے اٰيٰتُنَا آیتیں ہماری کتاب کی بَيِّنٰتٍ کہ روشن اور ظاہر ہیں معجزہ ہو نمیں تو قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کہتے ہیں وہ لوگ کہ
کافر ہوئے لِلْحَقِّ واسطے حق کے لَمَّا جَآءَهُمْ جسوقت کہ آیا انکے پاس یعنی جسوقت قرآن انکے پاس آیا کہ وہ حق اور معجزہ ہی تو کہا اُن کافروں نے اُس حق کو کہ
هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ یہ جادو ظاہر ہے اور اے محمد یہ کفار اس قرآن کو فقط جادو ہی نہیں کہتے ہیں اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ بلکہ کہتے ہیں کہ بنالیا ہے
اُسکو محمد صلعم نے اپنی جی سے اور خدا کیطرف اُسکو منسوب کیا ہی قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ کہہ تو ای محمد کہ اگر بنالیا ہے مینے اُسکو جھوٹ اپنی طرف سے پس مینے اس قول تمہارے کو
فرض کیا لیکن یہ بنالینا اپنے جی سے اور خدا کیطرف وہ منسوب کرنا کہ خدا نے اُسکو بھیجا ہے تو یہ بڑا سخت گناہ ہی اور جسوقت اس گناہ کی سزا میں مجھپر عذاب نازل ہو تو فَلَا
تَمْلِكُوْنَ پس نہیں مالک ہو اور نہیں قدرت رکھتے ہو تم لِيْ واسطے میرے مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا عذاب خدا سے کسی چیز کو کہ مجھکو نجات دلواؤ پس کیونکر میں ایسے
بڑے گناہ کی جرات کروں هُوَ اَعْلَمُ وہ خدا زیادہ جاننے والا ہے اور عالم ہی بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ساتھ اُس چیز کے کہ شروع کرتے ہو تم
بیچ اُسکے کہ طعن کرتے ہو قرآن کی آیتوں پر اور باتیں کھوٹ نکالتے ہو کہ اُسکو جادو اور جھوٹ بنایا ہوا کہتے ہو كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا کافی ہے خدا گواہ
بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ درمیان میرے اور درمیان تمہارے کہ میری کلام کی راستی کی گواہی دیوے اور شہید احوال واقع ہوا ہی وَهُوَ الْغَفُوْرُ اور وہ بخشنے والا ہے
اُس شخص کا کہ جو کوئی کفر اور گناہوں سے توبہ کری الرَّحِيْمُ ۝ مہربان اُس شخص پر کہ جو ایمان پر ثابت قدم رہی اور کفار جو اپنی دین پر اصرار کرتے تھے اور رسول خدا سے
معجزے طلب کرتے تھے اور جس چیز کا حضرت کو حکم نتہا وہ حضرت سے درخواست کرتے تھے حقتعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ کہہ تو ای محمد صلعم کہ مَا كُنْتُ بِدْعًا نہیں
ہوں میں نیا پیدا ہوا مِّنَ الرُّسُلِ پیغمبروں سے یعنی میں اول پیغمبر نہیں ہوں کہ سب پیغمبروں سے پہلے آیا ہوں بلکہ مجھسے پہلے بہت پیغمبر ہوئے ہیں اور جو کچھ کہ
وہ اپنی اُمتوں سے چاہتے تھے کہ انکو طرف توحید کے بلاتے تھے میں تمکو وہی کہتا ہوں اور جس چیز کا مجھکو حکم ہے وہ کہتا ہوں اور جس چیز کا مجھکو حکم نہیں ہے اُسکی میں
قدرت نہیں رکھتا ہوں تم میری نبوت کا کسواسطے انکار کرتے ہو وَمَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا کیا جائیگا ساتھ میرے محنت یا راحت
جنگ یا صلح غالب ہونا یا مغلوب ہونا وَلَا بِكُمْ اور نہ ساتھ تمہارے جانتا ہوں کہ کیا کیا جائیگا قتل ہونا یا قید ہونا اور لیکن آخرت کے احوال کا مجھکو یقین ہے اور
خوب جانتا ہوں کہ مومن مستحق بہشت کا ہی اور کافر سزاوار آتش دوزخ کا اِنْ اَتَّبِعُ نہیں پیروی کرتا ہوں میں اِلَّا مَا يُوْحٰۤى مگر اُس چیز کی کہ وحی کی گئی ہے
اِلَيَّ طرف میری اور اُس سے زیادہ مجھکو علم نہیں ہے اور نہ میں قدرت رکھتا ہوں وَمَاۤ اَنَا اور نہیں ہوں میں اِلَّا نَذِيْرٌ مگر ڈرانیوالا عذاب خدا سے مُّبِيْنٌ ظاہر
کر معجزونکو ظاہر کرتا ہوں اپنی دعوے کی راستی کیواسطے اور بے حکم خدا کے کوئی معجزہ میں نہیں دکھلا سکتا ہوں کہ مجھکو اُسکی قدرت نہیں ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ
رسولخدا صلعم اور صحاب حضرت کے مکہ میں کفار کے ہاتھ سے بہت آزار کھینچتے تھے ایک شب رسولخدا نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے ہجرت کرکے ایک زمین میں پہنچے ہیں کہ وہاں
پانی اور درخت کثرت سے تھے خواب سے بیدار ہوئے تو صحابہ کے روبرو یہ ماجرا بیان کیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسولخدا اس سعادت کو ہم کب دیکھینگے اور کس وقت
وہاں پہنچینگے تاکہ کفار کے آزار سے رہائی پائیں حضرت نے انکو صبر کرنیکا حکم دیا اور جسوقت ظلم کفار کا حد سے زیادہ گذرا تو ہجرت کرنیکا اصحاب نے جلدی ارادہ کیا
یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ تو اے محمد کہ نہیں جانتا میں کہ میں اور تم مامور ہونگے کہ مین ہی کیواسطے اور کفار کی ایذا اور آزار کھینچنے کیواسطے اور یا ہجرت کرنیکے واسطے
طرف زمین درختوں اور پانی کی جیسا کہ مینے خواب میں دیکھا ہی اور میں تمہارے اور اپنے انجام کو نہیں جانتا ہوں مگر وحی سے پس اسمقدمہ میں وحی جو نہیں آتی ہی تو صبر کرو

یہانتک کہ وحی نازل ہو سوقت جو کچھ حکم ہو عمل میں لاؤ اور بعد اسکے فرماتا ہی **قُلْ** کہہ تو ای محمد کہ **اَرَءَیْتُمْ** کیا دیکھا تمنے ای کافرو یعنی خبر دو تم مجھکو **اِنْ کَانَ**
اگر ہو یہ وہ قرآن **مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ** نزدیک خدا کے سی **وَکَفَرْتُمْ بِہٖ** اور کفر کیا ہی تمنے ساتہ اسکے کہ ایمان ساتہ اسکے نہ لائے ہو **وَشَہِدَ شَاھِدٌ**
اور گواہی دی ہو ایک گواہنے اسکی حق ہونے پر **مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ** بنی اسرائیل میں سے کہ وہ عبد اللہ بن سلام عالم بنی اسرائیل کا ہی **عَلٰی مِثْلِہٖ** اوپر مثل
اس قرآن کے اور کہا ہو کہ جو کچھ قرآن میں ہے مثل اسکی تعریف پیغمبر آخر الزمان کی اور اوصاف اسکی اور ذکر اسکی نبوت کا توریت میں بھی موجود ہے اور مثل اس قرآن کے توحید
اور ثواب اور عذاب وغیرہ توریت میں مذکور ہی اور توریت قرآن کو سچا کرتی ہی **فَاٰمَنَ** پس ایمان لایا ہو وہ گواہ توریت کا مضمون قرآن میں دیکھکر **وَاسْتَکْبَرْتُمْ** اور تکبر
اور سرکشی کی ہو تمنے ایمان لانے سی کہ اس قرآن پر تم ایمان نہ لائی ہو اور جزا اسکی محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا اس صورت میں تم اپنے نفسوں پر ظلم کر نیوالے نہو گے اور سزاوار
عذاب کے تم نہو گے یعنی بیشک تم لائق عذاب کے ہو اور اپنے نفسوں پر تمنے ظلم کیا ہو **اِنَّ اللّٰہَ** تحقیق خدا **لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ** نہیں راہ
دکھاتا ہے گروہ ظلم کر نیوالیکو جو کہ دیدہ و دانستہ اپنی نفسوں پر ظلم کرتے ہیں کفر کو اختیار کرکے اور حسد اور عناد کی راہ سے ایمان نہیں لاتے ہیں خدا تعالیٰ انکو انکے حال پر
چھوڑ دیتا ہے گمراہی میں پڑا ہوا اور توفیق اپنی انسے اٹھا لیتا ہے اور بعضے انس سے روایت کرتے ہیں انسے کہا کہ جسوقت پیغمبر خدا مدینہ میں تشریف لائے تو عبد اللہ بن سلام انحضرت صلعم کے
پاس آیا اور کہا کہ ای محمد تجھسے میں تین مسئلے پوچھتا ہوں کہ جواب انکا سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا ہی بیان کر کہ پہلی شرط قیامت کی کیا ہے اور پہلا کھانا کہ بہشتی
کھائینگے کیا ہی اور فرزند جو پیدا ہوتے ہیں کسواسطے بعضا مشابہ ماں کے ہوتا ہی اور بعضا مشابہ باپ کے جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ پہلی علامت قیامت
کی یہ ہے کہ آگ مشرق کیجانب سے پیدا ہو کہ تمام خلقت کو طرف مغرب کے لیجائی اور وہ کھانا کہ بہشتی کھائینگے جگر مچھلی کا ہو گا اور اگر پانی مرد کا سابق ہو عورت کے پانی پر
تو فرزند مشابہ باپ کے ہوتا ہی اور اگر آب عورت سابق ہو آب مرد پر تو مشابہ ماں کے ہوتا ہے عبد اللہ بن سلام نے یہ تینوں جواب سنکر حضرت سے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و
اشہد ان محمدا رسول اللہ اور کہا کہ یا رسول اللہ عادت یہودیوں کی بہتان کرنیکی ہے ایسا نہو کہ مجھپر بہتان کریں اور میرے اسلام سے مطلع ہوں تو مجھکو جاہل قرار دیویں
اور علم کا میرے انکار کریں اور مجھکو پیشوا اپنے علما کا نہ جانیں پہلے اس سے کہ میرے اسلام کی انکو خبر ہو میرا حال انسے دریافت کرو تاکہ میرے عالم ہونیکا اقرار کریں اور بعد
ظاہر ہونے میری اسلام کے انکو کوئی عذر نہو اور انکار کسی چیز کا نہ کریں سو آنحضرت نے یہودیوں کو جمع کرکے کہا کہ کیا کہتے ہو تم عبد اللہ بن سلام کے حق میں سب نے کہا کہ آقا
ہمارا ہے اور بیٹا آقا ہمارے کا ہے اور بہتر ہمارا اور بیٹا بہتر ہمارے کا ہی اور دانا تر ہمارا اور بیٹا دانا تر ہمارے کا ہی حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ گواہی دی میری نبوت کی
اور مجھپر ایمان لاوے تو تم بھی اسکی موافقت کروگے سب نے کہا معاذ اللہ کہ وہ تجھپر ایمان لاوے عبد اللہ بن سلام نے آگے آکر کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ
یہودیوں نے سنکر کہا کہ بدتر ہمارا ہے اور بیٹا بدتر ہمارے کا ہی اور عبد اللہ بن سلام کا عیب اور نقصان بیان کرنے لگے عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ اسی سبب سے میں ڈرتا تھا
اور سعد بن وقاص سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا سے کبھی نہیں سنا کہ کسیکو ان حضرت نے بہشتی فرمایا ہو مگر عبد اللہ بن سلام کو کہ جسکی حق میں یہ آیت نازل ہوئی شہد
شاہد من بنی اسرائیل علی مثلہ اور کہتے ہیں کہ جسوقت جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار کہ قبیلہ عرب کے ہیں ایمان لائے تو بنو عامر اور غطفان اور اسد اور اشجع نے
کہا کہ اگر اسلام میں کچھ فائدہ ہوتا تو وہ ہمسے پہلے ایمان نہ لاتے بلکہ ہم ہی انسے پہلے اسلام قبول کرتے یہ آیت نازل ہوئی **وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا** اور کہا
ان لوگوں نے کہ کفر کیا ہی بنی عامر وغیرہ نے **لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں **لَوْ کَانَ خَیْرًا** اگر ہوتا وہ اسلام بہتر دین ہمارے تو
مَّا سَبَقُوْنَآ نہ سبقت کرتے وہ جہینہ وغیرہ ہمسے **اِلَیْہِ** طرف اسکی اور پہلے ہمسے وہ ایمان نہ لاتے بلکہ ہم انسے زیادہ لائق تھے ایمان قبول کرنے میں اسواسطے کہ مرتبہ
ہمارا انسے زیادہ ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی ہی بعد مسلمان ہونے عبد اللہ بن سلام کے اس صورت میں معنی اسکے یہ ہونگے کہ یہودیوں کے
رئیسوں نے کہا کہ اگر دین محمد کا بہتر ہوتا ہمارے دین سے تو ہمسے پہلے اس دین کو کوئی قبول نکرتا اسواسطے کہ ہم قوم کے بزرگ ہیں اور بعضوں کے نزدیک کل مشرکوں کی
شان میں ہے کہ انہوں نے حق میں فقرائے صحابہ مثل عمار اور صہیب اور ابن مسعود وغیرہ کے کہا کہ اگر اسلام بہتر ہوتا تو یہ فقیر ہمسے پہلے ایمان نہ لاتے **وَاِذْ لَمْ یَھْتَدُوْا** اور
جسوقت کہ ہدایت نہ پائی ان یہودیوں نے یا مشرکوں نے **بِہٖ** ساتہ اس قرآن کے یا ساتہ تمام سچ کے کہ محمد لایا ہی تو **فَسَیَقُوْلُوْنَ** پس قریب ہے کہ کہینگے **ھٰذَآ**
اِفْکٌ قَدِیْمٌ دروغ قدیم اور پرانا ہی کہ پہلے لوگ بھی ایسی ہی جھوٹی باتیں کہتے تھے پس وہ سطلب مشرکوں کے اور یہودیوں کا کرتا ہی کہ **وَمِنْ قَبْلِہٖ**

ع ۱

ذکر عبد اللہ بن سلام کے اسلام لانیکا

کِتٰبُ مُوْسٰٓی اور پہلے اس قرآن کے کتاب موسیٰ کی ہے یعنی توریت کہ اِمَامًا پیشوا ہے کہ لوگ اسکی پیروی کریں دین خدا میں وَّرَحْمَةً اور رحمت اور بخشش ہے
کہ لوگ اس سے ہدایت پائیں اور موافق اسکی عمل کریں قرآن کے نازل ہونے سے پہلے پس مشرکوں نے اس سے ہدایت پائی اور بتوں کی عبادت میں مشغول ہوئے اور یہود نے
بھی اسکے مضمون پر عمل نہ کیا اور پیغمبر آخرالزماں کے اوصاف کو اور انکی نبوت کے مضمون کو بدل دیا اور اِمامًا اور رحمۃً دونو حال واقع ہوئے ہیں وَهٰذَا كِتٰبٌ
اور یہ قرآن ایک کتاب ہے مُّصَدِّقٌ سچا کرنیوالی توریت کی اور سب کتابوں کی جو کہ پہلے نازل ہوئی ہیں لِّسَانًا عَرَبِيًّا زبان عربی ہے اور یہ حال واقع
ہوا ہے یعنی یہ کتاب زبان عربی میں نازل کی ہے لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تاکہ ڈراوے وہ کتاب ان لوگوں کو کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنی نفسوں پر کفر کرکے
اور اہل حجاز اور ابن عامر اور یعقوب نے لتنذر کو تا کے ساتھ پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ یعنی تاکہ ڈراوے تو اے محمد صلعم ان لوگوں کو کہ ظلم کیا انہوں نے کفر کرکے وَبُشْرٰى
اور خوشخبری دینے والا ہے بہشت کی لِلْمُحْسِنِيْنَ واسطے نیکی کرنیوالوں کے جو کہ ایمان لائے ہیں اور بشریٰ کا عطف لینذر پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بشریٰ مفعول مطلق
ہے بشر مقدر کا اور بعضے کہتے ہیں کہ خبر ہے ہو مقدر کی اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا تحقیق جن لوگوں نے کہا ہے کہ رَبُّنَا اللّٰهُ پروردگار ہمارا خدا ہے
ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پھر سیدھے رہے وہ اس اعتقاد پر اور اس سے پھرے نہیں اور نہ اسمیں شک کیا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ پس نہیں خوف ہے اوپر انکے آزار کے
پہنچنے سے دشمنوں کے ہاتھ سے وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور نہ وہ غمگین ہونگے اپنی مرغوب چیز کے جاتے رہنے سے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
صاحبان بہشت ہیں اور رہنے والے اسکی کہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اس بہشت کے اور خالدین حال واقع ہوا ہے یعنی وہ ایمان پر سیدھے
رہنے والے ہمیشہ بہشت میں رہنے والے ہیں کہ بدلا دئے جائینگے جَزَآءًۢ بدلا دینا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بسبب اس چیز کے کہ تھے وہ عمل کرتے کہ اعمال نیک بجالاتے
تھے اور جزاء مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ اور وصیت کی ہمنے آدمی کو یعنی فرمایا ہے ہمنے ہر آدمی کو بِوَالِدَيْهِ
اِحْسٰنًا ساتھ والدین اسکے کے نیکی کرنا یعنی ہمنے آدمی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ماں اور باپ کے ساتھ نیکی کرے اور نیکی کرنیکی تفصیل سورہ بنی اسرائیل
میں گزر گئی ہے حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ اٹھایا اس آدمی کو ماں اسکی نے اپنے پیٹ میں كُرْهًا کراہت کرنیوالی ہوکر بسبب اسکے بوجھ کے نہ سہہ سکتی اٹھانیکو وَّوَضَعَتْهُ
كُرْهًا اور رکھا ہے یعنی جنی ہے اسکو کراہت کرنیوالی ہوکر کہ جننی میں بہت درد اور محنت ہوتی ہے اور دونو کرہًا حال واقع ہوئے ہیں وَحَمْلُهٗ
وَفِصٰلُهٗ اور مدت حمل اسکی اور چھوڑانا اس آدمی کا دودھ پلانے سے یعنی ابتدای حمل سے دودھ اسکا چھوڑانے کی وقت تک ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا تیس
مہینے ہیں کہ نہ مدت دودھ پلانیکی دو سال ہیں اور کمتر مدت حمل کی چھ مہینے ہیں اور وجہ دو سال کی واسطے دودھ پلانیکے یہ ہے کہ دوسری آیتمیں اسکا ذکر ہے چنانچہ
فرمایا ہے کہ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یعنی اور مائیں دودھ پلائیں اولاد اپنی کو دو برس کامل اور جناب امیر علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے اور
جسوقت تیس مہینے میں سے دو برس کے چوبیس مہینے دودھ پلانیکے نکل گئے تو چھ مہینے حمل کے باقی رہا اور چھ مہینے نہایت کم ہیں حمل کے واسطے اور اس سے کم کا بچہ
زندہ نہیں رہتا ہے اور کہتے ہیں کہ چھ مہینے کے حمل کا بچہ بھی سوائے حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسین کے کوئی زندہ نہیں رہا ہے شاید کوئی ہوا ہو اور کبھی زندہ رہا ہو اور ستائیس
مہینے تک بھی دودھ پلانا جائز ہے اور اس سے کم جائز نہیں ہے کہ بچہ پر ستم ہوتا ہے اور ستائیس مہینے تک ہو سکتی جائز ہے کہ اکثر مدت حمل کی نو مہینے ہوتے ہیں اور جسوقت
تیس مہینے میں سے نو مہینے نکل گئے تو اکیس مہینے باقی رہے اور بعد چھوٹنے دودھ کے آدمی غلہ وغیرہ سے پرورش پاتا ہے اور جوانی کو پہنچتا ہے حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ
یہاں تک جسوقت پہنچے اَشُدَّهٗ نہایت قوت اپنی کو اور مضبوطی عقل کو کہ وہ بعضوں کی نزدیک تینتیس برس ہے اور بعضوں کی نزدیک اٹھارہ سے چالیس تک ہے
وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اور پہنچے وہ چالیس برس کو کہ وہ نہایت انتہائی کی عمر ہے اور کمال ایمان اسی عمر کو پہنچکر قَالَ رَبِّ کہے اے پروردگار میرے
اَوْزِعْنِيْٓ الہام کر تو مجھکو اور دل میں ڈال میرے اَنْ اَشْكُرَ یہ کہ شکر کروں میں نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ نعمت تیری کا جو کہ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ انعام کی ہے تو نے
اوپر میرے وَعَلٰى وَالِدَيَّ اور اوپر والدین میرے کے کہ وہ نعمت اسلام اور زندگی اور قوت اور عقل وغیرہ اور فرزند جو کہ شکر کرتا ہے والدین کے نعمت پر وہ اس لئے
ہے کہ نعمت انکی اسکی طرف منتہی ہوتی ہے وَاَنْ اَعْمَلَ اور یہ کہ عمل کروں میں یعنی دل میں میرے ڈال تو کہ عمل کروں میں صَالِحًا نیک تَرْضٰىهُ پسند کرے تو
اسکو اور اس سے راضی ہو تو وَاَصْلِحْ لِيْ اور درستی کر تو واسطے میرے یعنی اور صلاحیت اور درستی جاری کر تو واسطے میرے فِيْ ذُرِّيَّتِيْ بیچ اولاد میری کے کہ وہ

صالحین کر تو کہ وہ تیری طاعت و عبادت میں مشغول ہیں تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کریں **اِنِّی تُبْتُ اِلَیْکَ** تحقیق کہ میں نے رجوع کی ہے طرف تیری اُس
امر سے کہ تیری رضامندی اُس میں نہیں ہے **وَاِنِّی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ** ۝ اور تحقیق کہ میں حکم برداروں میں سے ہوں کہ تیری مرضی کے سوا کوئی کام نکروں **اُولٰٓئِکَ**
الَّذِیْنَ یہ لوگ وہ ہیں کہ **نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ** قبول کر لیتے ہیں ہم اُنسے **اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا** نیکتر اُسکا کہ کیا ہے اُنہوں نے یعنی جو اعمال کہ واجب اور سنت کہ
اُنہوں نے کئے ہیں اُنکو ہم قبول کرتے ہیں **وَنَتَجَاوَزُ** اور درگذر کرتے ہیں ہم **عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ** گناہوں اُنکے سے کہ ہو گئے ہیں اُن سے دنیا میں کہ شمار کئے
گئے ہیں **فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ** بیچ رہنے والوں بہشت کے اور اہل کوفہ نے سوائے ابو بکر کے نتقبل اور نتجاوز کو متکلم صیغہ پڑھا ہے اور باقیوں نے غائب کا صیغہ
وَعْدَ الصِّدْقِ وعدہ کرنا سچ کا یعنی وعدہ کیا ہے خدا نے وعدہ کرنا سچ کا اعمال نیک کے قبول کرنے میں اور گناہوں سے درگذر کرنے میں کسی طرح کا فرق اسمیں
نہیں ہے اور وعد الصدق مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا **الَّذِیْ** وہ وعدہ کہ **کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ** ۝ تھے وہ وعدہ کئے جاتے دنیا میں چنانچہ فرمایا کہ

وعد الله الذین آمنوا وعملوا الصالحات جنات تجری من تحتها الانهار اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں ہے
چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جسوقت حضرت فاطمہ زہرا حضرت امام حسین ع کے حمل سے حاملہ ہوئیں تو جبرئیل رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور
کہا کہ قریب ہے کہ فاطمہ ایک لڑکا جنے کہ اُسکو تیری اُمت تیرے بعد قتل کریگی پس جسوقت فاطمہ زہرا حاملہ ہوئیں تو اُس حمل کو مکروہ جانا اور کراہت سے اُسکو جنا
اور فرمایا کہ دنیا میں کسی ماں کو نہ دیکھا ہو گا کہ لڑکے کو وہ کراہت سے جنے لیکن حضرت فاطمہ نے کراہت سے جنا یہ سنکر کہ وہ قتل ہو گا اور اُسکی مقدمہ میں آیت
نازل ہوئی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جبرئیل نازل ہوا اور کہا کہ اے محمد صلعم خدا تعالےٰ تجھکو سلام کہتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے تجھکو ساتھ بات کی کہ میں
اُسکی اولاد میں امامت و ولایت کرنیوالا ہوں حضرت نے فرمایا جبرئیل سے کہ میں راضی ہوں اُسکی قتل ہونے سے حضرت فاطمہ کو خوشخبری دی انہوں نے بھی کہا
کہ میں راضی ہوں اور کہا کہ اگر وہ اصلح لی فی ذریتی نہ کہتی تو سب اولاد اُنکی امام ہوتی اور کہا کہ نہیں دودھ پیا حسین نے فاطمہ کا ابتدا میں اور نہ کسی دوسری
عورت کا بلکہ رسول خدا صلعم اپنا انگوٹھا اُنکے منہ میں رکھتے تھے اور امام حسین اُسکو چوسکر دو دن یا تین دن تک سیر ہو جاتے تھے پس اُگا ہے گوشت اور
خون حسین کا رسول خدا کے گوشت اور خون سے اور نہیں زندہ رہا ہے چھ مہینے کا بچہ پیدا ہو کر مگر عیسیٰ بن مریم اور حسین بن فاطمہ ع اور منقول ہے کہ عمر بن خطاب
نے ایک عورت کو کہ وہ چھ مہینے کا بچہ جنی تھی سنگسار کرنے کا حکم دیا امیر المومنین ع نے فرمایا کہ اگر میں اُس آیت خدا سے اُس مقدمہ میں جھگڑا کروں تو کر سکتا ہوں
واسطے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وحمله وفصاله ثلثون شهرا اور فرماتا ہے کہ والوالدات یرضعن اولادهن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة پس
جسوقت تمام کرے عورت دو برس تک دودھ پلانیکو اور تھا حمل اُسکا اور دودھ پلانا اُسکا تیس مہینے تو حمل اُسکا چھ مہینے کا ہوگا پس چھوڑ دیا عمر نے
اُس عورت کو اور یہی حکم ثابت رہا اور صحابہ اور تابعین اسی پر عمل کرتے رہے اور صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت پہنچے بندہ تینتیس برس کو تو
پس تحقیق پہنچا وہ قوت اپنی کو اور جسوقت پہنچے وہ چالیس برس کو پس پہنچا وہ انتہا قوت اپنی کو اور جسوقت اکتالیس برس کو پہنچے تو قوت میں
اُسکی نقصان شروع ہوا اور سزاوار ہے واسطے پچاس برس والے کے کہ وہ ایسا ہو جیسے کہ کوئی نزع میں ہوتا ہے اور اب خدا تعالےٰ کافر کے وصف میں فرماتا ہے کہ
وَالَّذِیْ اور وہ شخص کہ **قَالَ لِوَالِدَیْهِ** کہا اُسنے واسطے والدین اپنے کے جسوقت کہ اُنہوں نے اُسکو طرف ایمان کے رغبت دلائی کہ **اُفٍّ لَّكُمَآ**
اُف ہے واسطے تمہارے اے باپ اور ماں **اَتَعِدٰنِنِیْٓ** کیا وعدہ کرتے ہو تم دونو مجھکو **اَنْ اُخْرَجَ** یہ کہ نکالا جاؤنگا میں قبر سے زندہ کر کے **وَقَدْ خَلَتِ**
الْقُرُوْنُ اور حال یہ ہے کہ تحقیق گزری ہیں زمانے یعنی لوگ مانند کے **مِنْ قَبْلِیْ** پہلے مجھ سے اور یا ایک شخص بھی زندہ ہو کر نہیں پھرا اور یا یہ کہ پہلی قرنوں کے
لوگ نہیں ہے کسی نے دوبارہ زندہ ہونیکو معتبر نہیں جانا پس میں کیونکر اُسکا اعتبار کروں **وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ** اور وہ دونو باپ اور ماں فریاد کریں خدا سے
تاکہ اُنکے فرزند کو ایمان کی راہ دکھلاوے اور یا یہ کہ خدا سے اپنی مدد چاہیں اُس فرزند سے اور اُسکی باتوں سے اور کہیں اُس سے کہ **وَیْلَكَ** وائے ہے واسطے تیرے یہ کیا
گفتگو کرتا ہے بلکہ نیت خالص سے **اٰمِنْ** ایمان لا تو اور اعتقاد کر تو دوسری مرتبہ زندہ ہونیکا **اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ** تحقیق وعدہ خدا کا حق اور راست ہے
اور ضرور واقع ہونیوالا ہے قیامت کا جسکی وعدہ کیا ہے وہ بیشک ہو گی **فَیَقُوْلُ** پس کہے وہ آدمی جواب میں اپنے باپ اور ماں کے **مَا هٰذَآ** نہیں ہے یعنی کہ یہ

تم وعذر کرتے ہو الا اساطیر الاولین مگر قصے پہلوں کے اور جھوٹی اور باطل باتیں انکی کہ جسکی کچھ حقیقت و اصل نہیں ہے اولئک الذین یہ گروہ وہ
لوگ ہیں حق علیہم القول واجب ہوا ہے اوپر انکی سخن عذاب کا کہ شمار کئے گئے ہیں وہ فی امم بیچ گروہوں ان کفار کے کہ قد خلت
من قبلہم تحقیق گزری ہیں پہلے انکے من الجن والانس جنوں سے اور آدمیوں سے انہم کانوا تحقیق کہ وہ تھے خاسرین
نقصان میں ہونیوالے کہ کفر کو اختیار کرکے اور قیامت کا انکار کرکے اور والدین سے عاق ہو کر دوزخ میں گئے اور بہشت کے درجوں سے محروم رہے ولکل
درجات اور واسطے ہر ایک مومنین اور کفار میں سے مرتبے ہیں مما عملوا جزا اس چیز کی ہے کہ کیا ہے انہوں نے دنیا میں کہ مومنوں کے واسطے بلند درجے بہشت
کے ہیں اور کفار کے واسطے طبقے دوزخ کے ہیں ولیوفیہم اور تاکہ پوری دیوے انکو خدا اعمالہم جزا عملوں انکی کی وہم لا یظلمون اور وہ نہ
ظلم کئے جائینگے ثواب کم ہوئیں اور عذاب زیادہ ہوئیں بلکہ موافق اعمال کے ثواب انکو ملیگا اور عذاب ہوگا ویوم یعرض الذین کفروا اور
یاد کر تو اس دن کو کہ پیش کئے جائیں وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انہوں نے اور قیامت کا انکار کیا ہے علی النار اوپر آتش دوزخ کے کہ انکو دوزخ میں عذاب
کریں اور کہیں انکو کہ اذہبتم لیگئے تم یعنی خرچ کیا تم نے طیبٰتکم پاکیزہ چیزوں اپنی کو فی حیاتکم الدنیا بیچ زندگانی اپنی دنیا کے
واستمتعتم اور فائدہ اٹھایا تم نے بہا ساتھ ان پاکیزہ چیزوں کے اور لذت پائی دنیا میں دنیا کے کاموں سے اور آخرت کی پاکیزہ چیزوں پر لذتوں کی
انکو مقدم رکھا اور اعتبار کیا اور آخرت کی پاکیزہ چیزوں کو اختیار نہ کیا فالیوم پس آج کے دن کہ قیامت کا روز ہے تجزون جزا دئے جاؤ گے تم
عذاب الہون عذاب خواری کا بما کنتم تستکبرون بسبب اسکے کہ تھے تم تکبر کرتے فی الارض بیچ زمین کے انبیاء اور اولیاء پر بغیر
الحق ساتھ ناحق کے کہ استحقاق اسکا تم نہیں رکھتے تھے وبما کنتم تفسقون ۝ اور بہ سبب اسکے کہ تھے تم بد کام کرنے
اور باہر ہونے والے تحت حکم خدا سے اور مشغول ہونا دنیا کی لذتوں میں غافل کرتا ہے آخرت سے جیسے کہ کفار کو غافل کیا اور آخرت کی نعمتوں سے
وہ محروم رہے اسواسطے جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ نے زہد کو اختیار کیا تھا اور دنیا کی لذتوں سے پرہیز کرتے تھے ابن مسعود سے روایت ہے کہتا ہے کہ ایکروز میں رسولخدا
کے حجرہ میں گیا حضرت کو دیکھا کہ ایک بوریے پر کھجور کے لیٹے ہیں اور وہ اسقدر چھوٹا تھا کہ کچھ بدن مبارک تو باہر تھا اور کچھ زمین پر اور تکیہ کھجور کی چھال کا
سر اقدس کے نیچے ہے میں سلام کرکے بیٹھ گیا اور عرض کی کہ یا رسولخدا تم پیغمبر خدا کے ہو اور تمام مخلوقات سے بہتر ہو باوجود اس مرتبہ کے اس طرح گزران کرتے ہو
اور کسریٰ اور قیصر باوجودیکہ کافر ہیں لیکن تخت طلا اور ریشمی فرش پر بیٹھتے ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں دنیا سے لذت حاصل کرتے ہیں فرمایا کہ وہ لوگ کہ دنیا کی
پاکیزہ چیزوں سے فائدہ پاتے ہیں وہ نعمتیں جلدی جانیوالی ہیں اور وبال انکا ان لوگوں پر رہیگا اور پاکیزہ چیزیں ہماری کہ وہ آخرت میں ہیں ہمیشہ ہمیشگی کبھی انکو
زوال نہیں ہے اور سدی نے روایت کی ہے کہ رسولخدا صلعم کا دستور تھا کہ جسوقت سفر کو چلتے تو سب کے بعد فاطمہ زہرا سے رخصت ہوتے تھے اور جب سفر سے آتے تو سب سے
پہلے فاطمہ زہرا سے ملاقات کرتے تھے ایکمرتبہ سفر سے پھرے تو فاطمہ زہرا نے ایک چادر اپنی حجرہ کے دروازہ پر لٹکا دی تھی واسطے حرمت رسولخدا صلعم کے جسوقت رسولخدا نے اس
چادر کو دیکھا تو الٹے پھر گئے فاطمہ زہرا نے تھوڑی دیر انتظاری کی جب کہ حضرت تشریف نہ لائے تو اپنے حجرہ سے اٹھ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ یا رسولخدا
اپنی عادت کو کسواسطے ترک کیا اور اس مرتبہ مجھکو محروم رکھا فرمایا کہ میں آیا اور تیرے دروازہ پر پردہ زینت کا پڑا ہوا دیکھا تو پھر گیا اسواسطے کہ یہ رسم جباروں اور متکبروں کی ہے
اور میں اس سے بہت نفرت کرتا ہوں اور فرمایا کہ آل محمد کو مال دنیا سے کیا کام ہے وہ واسطے آخرت کے پیدا ہوئے ہیں اور آخرت ہی کے واسطے فاطمہ زہرا نے یہ سنکر وہ
پردہ اٹھالیا اور پھر نہایت سختی اور تنگی سے گزران کی اور منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے امیر المومنین کو کسی جگہ پر بھیجا تھا اور فاطمہ زہرا بیمار تھیں رسولخدا نے اپنے
لے پالک عمران بن حصین کی دختر سے فرمایا کہ چل فاطمہ زہرا کو دیکھیں کہ کیا حال ہے اسکا حضرت تشریف لیگئے اور دروازہ کو کوٹا فاطمہ زہرا نے کہا کہ کون ہے
دروازہ پر حضرت نے فرمایا کہ باپ تیرا ہے کہا کہ یا رسولخدا اندر تشریف لائیے حضرت نے فرمایا کہ عمران کی دختر بھی آئی ہے کہا کہ یا رسولخدا وہ کیونکر آئے کہ میرے پاس ایک عبا
پرانی ہے اگر اس سے سر کو ڈھکتی ہوں تو پاؤں باہر نکلجاتے ہیں اور اگر اس سے پاؤں کو ڈھکتی ہوں تو سر کھلجاتا ہے رسولخدا نے یہ سنکر اپنی چادر کہ وہ بھی پرانی تھی فاطمہ زہرا کیطرف
پھینکی اور فرمایا کہ اس سے اپنا بدن ڈھک عمران کی دختر کہتی ہے کہ ہم فاطمہ کے گھر میں گئے اور جاکر بیٹھے فاطمہ کو دیکھا کہ رنگ تو زرد ہو رہا تھا اور خاک لپیٹی تھیں کہ

ع ۲

بوریے کا فرش بھی تھا اور سارے گھر میں سوائے اُس کہنہ عبا کے کہ جس سے بدن کو چھپا رکھا تھا کچھ نہ تھا رسولخدا نے پوچھا کہ ای بیٹی میری کیا حال ہے کہا کہ بیمار ہی ہوں اور
بھوک ہی اور تین روز سے کچھ کھانا نہیں کھایا ہی اور نہ کچھ میسر ہوا ہے رسولخدا یہ سنکر فاطمہؑ کے حال پر رونے لگے اور وہ بھی رونے لگی اور رسولخدا نے فرمایا کہ ای فاطمہ میں بھی تین دن سے
کھانا نہیں کھایا ہی اور جان تو کہ میں خدا کے نزدیک تجھسے زیادہ بزرگ ہوں اگر وہ چاہتا تو مجھکو دیتا اور مجھسے فرمایا خدا نے کہ ای حبیب میرے اگر تو چاہی تو تمام خزانے
زمین کے تیری حکم میں کر دوں اور جدھر کو تو پھرے اُدھر کو وہ خزانے پھریں میں نے اُنکو قبول نہ کیا اور کہا کہ ای پروردگار میرے میں چاہتا ہوں کہ میں محتاج اور فقیر رہوں
ایک روز تو بھوکا رہوں اور ایک روز کھانا کھاؤں اور ابن عباس سے روایت ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم کی وفات ہوئی تھی تو اُسوقت حضرتؐ کے بدن میں
ایک کرتا تھا بالونکا کہ اُسمیں بارہ پیوند تھے اور بعضے پیوند چمڑے کے تھے اور اُن دنوں حضرتؐ کے ذمہ ستر ہزار درہم قرض کے تھے کہ لوگوں سے قرض لیکر فقرا اور مساکین کو
راہِ خدا میں دیتے تھے حضرتؐ کی وفات کے بعد علی ابن ابیطالبؑ نے وہ ادا کئے اور دوسری روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سی منقول ہے کہا کہ میں جمعہ کے روز مسجد
میں داخل ہوا امیر المؤمنین علیہ السلام کو دیکھا کہ منبر پر کھڑے ہو خطبہ پڑھتے ہیں اور ایک لباس پُرانا پیوند لگی ہوئے پہن رہی ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے اِس لباس کو
اسقدر پیوند لگوائی ہیں کہ مجھکو اُسکی پیوند لگانیوالے سے حیا آتی ہی کیا ہے واسطے علیؑ کے اور تازگی دنیا کی اور کیونکر خوش ہوئیں ہم لذتوں سے کہ فنا ہونیوالی ہی
اور اُن نعمت سے کہ باقی نرہیگی اور کیونکر پیٹ بھر کے کھاؤں میں جسوقت کہ گرد حجاز کے شکم برہنہ اور گرسنہ ہوں اور کیونکر راضی ہوں میں کہ نام میرا امیر المؤمنین ہو
اور مومنین کی میں شراکت نہ کروں تنگی اور سختی میں اور رنج اور محنت میں ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں رویا اور سب آدمی جو کہ وہاں موجود تھے رونے لگے اور
میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین کیا مضائقہ ہی اگر نیا لباس تم بدلو فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے عہد لیا ہی صاحبان حکم سے اسطرح سی کہ وہ حکام ہیئت میں ادنیٰ رعیت
کے ہوں تاکہ تونگر اُنکی پیروی کریں اور مفلسوں کو افسوس نہو اور کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام پاس بطور ہدیہ کے حلوا لایا امیر المؤمنینؑ نے
اُسمیں انگلی کو لگایا اور بعد اُسکے فرمایا کہ رنگ اور بو اُسکی دونو بہت خوب ہیں لیکن معلوم نہیں کہ مزہ اُسکا کیسا ہے اور انگشت مبارک کو دھو ڈالا اور فرمایا کہ میرے
سامنے سی اسکو اٹھالو لوگوں نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین یہ تمپر حرام ہے فرمایا کہ نہیں اور لیکن روا نہیں ہے کہ میرے گرد ایک جماعت فقرا اور فاقہ میں اور میں اپنی شکم کو
حلوے سے آلودہ کروں اور اسطرح کی روایتیں حضرت امیر المؤمنینؑ کے زہد کی بہت ہیں اور اب خدا تعالیٰ واسطے تسلی حبیب اپنے کے قصہ قومِ عاد کا بیان کرتا ہی
چنانچہ فرماتا ہی کہ **وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ** اور یاد کر تو ای محمد صلعم بھائی عاد کے کو کہ وہ حضرت ہودؑ پیغمبر تھے قوم عاد میں سے یعنی حال اُسکا اور اُسکی قوم کا قریش
کے روبرو بیان کر **إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ** جسوقت کہ ڈرایا اُسنے قوم اپنی کو عذاب خدا سے اور خوف دلایا اُنکو **بِالْأَحْقَافِ** ساتھ احقاف کے کہ وہ ایک مقام تھا
ریگستان میں قریب حضرموت کے کہ یمن کے ملک میں ہے دریائی عمان کے کنارہ پر اور اُس موضع کو شحر کہتے ہیں اور احقاف جمع حقف کی ہی اور حقف ریگستان دراز اور
بلند کو کہتے ہیں اور وہانکی باشندے خیموں میں رہتے تھے اور حضرت ہودؑ ڈرانیکو واسطے آئے **وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ** اور تحقیق گزری تھے ڈرانیوالے پیغمبر **مِن بَيْنِ**
يَدَيْهِ آگے اُس سے **وَمِنْ خَلْفِهِ** اور پیچھے اُسکے سے یعنی پہلی ہودؑ سے بھی پیغمبر گزری تھے اور اُسکے بعد بھی بہت پیغمبر ہوئے تھے اور خدا کی توحید کیطرف
لوگونکو بلاتے تھے اور ہودؑ نے اُن لوگوں سے کہا **أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ** یہ کہ نہ عبادت کرو تم سوائے خدا کے کہ اُسکی سوائے کوئی مستحق عبادت کا نہیں ہے
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ تحقیق میں خوف کرتا ہوں اوپر تمہارے **عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ** عذاب دن بڑے کے سی اور پُرہول سی بسبب شرک تمہاری کے
قَالُوا کہا اُن لوگوں نے کہ ای ہودؑ **أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا** کیا آیا ہی تو ہماری پاس کہ پھیری تو ہمکو **عَنْ آلِهَتِنَا** معبودوں ہماری سی اور اُنکی پرستش
سے ہمکو باز رکھے **فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا** پس لا تو ہمکو وہ چیز کہ وعدہ کرتا ہی تو ہمسے عذاب کے نازل ہونیکا **إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ** اگر ہی تو
سچ کہنی والوں میں سے کہ عذاب ضرور نازل ہوگا **قَالَ** کہا ہودؑ نے مجھکو کہ علم عذاب کے نازل ہونیکے وقت کا نہیں ہے تاکہ میں جلدی سی اُسکو لاؤں بلکہ **إِنَّمَا الْعِلْمُ**
سوائے اِسکی نہیں کہ علم اُسکی نازل ہونیکے وقت کا **عِندَ اللَّهِ** نزدیک خدا کے ہی جسوقت اُسکی مصلحت ہوگی اُسوقت نازل کریگا اور میرا کام فقط حکم کی پہنچانیکا ہی
وَأُبَلِّغُكُم اور پہنچاتا ہوں میں تمکو **مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ** وہ چیز کہ بھیجا گیا ہوں میں ساتھ اُسکی **وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ** اور لیکن میں دیکھتا ہوں تمکو **قَوْمًا**
تَجْهَلُونَ ایک قوم کہ نادانی کرتے ہو تم اور نہیں جانتے ہو تم اُس امر کو کہ جسمیں تمہاری نجات ہے اور جلدی طلب کرنا عذاب کا تمہاری جہالت و نادانی سے ہے

اُن لوگوں نے نصیحت قبول نہ کی اور پہ اُنھر پر مضبوطی رہے حتّٰی کہ تین برس تک یا سات برس تک اُنپر مینہ نہ برسا یہانتک قحط میں مبتلا ہوئے اور ہود کو کہتے تھے کہ ایمان
لاؤ تاکہ مینہ بہتر سے ایک شخص نے کہ قیس بن عتر اسکا نام رکہتا تھا ہنسی کی راہ سے کہا کہ ہمکو عذاب چاہیے نہ باراں آخرالامر خشکی اور قحط سے تنگ ہو کر خانہ کعبہ کی جگہہ
میں کہ اُنکو نوحؑ میں ایک تیلہ ریت کا تھا روانہ ہوئے اور مرثد کہ عاد کی رئیسوں میں سے تھا اور ہود پر ایمان لایا تھا اُس نے اُنسے کہا کہ تمہاری دعا سے مینہ نہ برسیگا مگر جسوقت کہ ہود کی
فرمانبرداری کرو ان لوگوں نے اُسکی نصیحت کی کچھہ پروا نہ کی اور اُسکی کہنے کو نہ مانا اور اُسکو ایک جگہہ قید کر دیا اور اُس خانہ کعبہ کی جگہہ میں جا کر اپنی حاجت کے لیے
دعا کی اور باران رحمت کی خواہش کی اور آفت کے دفع ہونیکی واسطے درخواست کی ہاتف نے آواز دی کہ انمیں سے ایک چیز کو اختیار کرو انہوں نے ابر سیاہ کو کہ
اُسمیں گمان بارش باران کا بہت سے اختیار کیا وہ ابر اُنپر آتا تھا یہانتک کہ احقاف میں پہنچا **فَلَمَّا رَاَوْهُ** پس جسوقت دیکھا اُنہوں نے اُسکو کہ جسکا وعدہ کیے گئے
تھے عذاب میں سے **عَارِضًا** پھیلنے والا کہ وہ ایک ابر تھا جانب آسمان پھیلا ہوا **مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ** رخ کرنیوالا جنگلوں اُنکی کا **قَالُوْا** کہا
اُنہوں نے خوش ہو کر کہ **هٰذَا** یہ ابر ہے **عَارِضٌ** جو بڑا کہ **مُّمْطِرُنَا** مینہ دینے والا ہے ہمکو ہود نے کہا کہ **بَلْ هُوَ** بلکہ وہ **مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ**
وہ چیز ہے کہ جلدی کرتے تھے تم ساتھ اُسکے کہ وہ عذاب ہے جلدی نازل ہو پس بیان کرتا ہے عذاب کو اسطرح سے کہ وہ **رِيْحٌ** ہوا ہے **فِيْهَا عَذَابٌ**
اَلِيْمٌ بیچ اُسکی عذاب ہے دردناک **تُدَمِّرُ** ہلاک کرتی ہے وہ ہوا اپنی شدت سے **كُلَّ شَيْءٍ** ہر چیز کو انسان ہو یا حیوان یا سوائے اُنکے **بِاَمْرِ رَبِّهَا**
ساتھ حکم پروردگار اپنے کے کہتے ہیں کہ وہ ہوا خیموں کو اور اونٹوں کو اُنکے اُڑا کر اوپر کو لیجاتی کہ مثل ٹڈی کے وہ اُڑتے ہوئے معلوم ہوتے تھے اور حضرت ہود کو مومنین کو
ہمراہ لیکر باہر چلے گئے تھے اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلی ایک عورت نے اُس عذاب کو دیکھا تھا اور بعد دیکھنے کی اپنے لوگوں سے کہا کہ میں ایک ہوا کو دیکھتی ہوں کہ اسمیں آگ
کی مشعلیں ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہوا جسوقت آئی تو بہت خنک اور روح فزا تھی کہ اُسکی خنکی میں سب جمع ہو گئے اور بعد اُسکے اُنپر آگ برسی سب ہلاک ہو گئے اور
منقول ہے کہ قوم عاد نے دیکھا کہ ہوا آدمیوں کو اور مویشیوں کو اُڑا کر جنگل میں لیگئی اور وہ سب میان آسمان اور زمین کے اُڑتے پھرتے ہیں سب اپنے گھروں میں
چلے گئے اور دروازے بند کر لیے اور ہوا اُنکے گھروں کی طرف روانہ ہوئی اور اُنکے گھروں کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالا اور سات شب اور آٹھہ روز چلی اور ریت کے پشتہ کو
اُنپر ڈالتی تھی یہانتک کہ سب ریت میں پوشیدہ ہو گئے اور مر گئے اور بعد اُسکی ریت کو اُنکی اوپر سے اُڑا کر اُنکی لاشوں کو دریا میں ڈالدیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اُنکی لاشوں کو
ریت کے نیچے سے نکالکر پہاڑ پر مارتی تھی کہ بدن اُنکے پارہ پارہ ہو گئے **فَاَصْبَحُوْا** پس ہو گئے وہ اس حالت پر کہ **لَا يُرٰٓى** نہیں دیکھے جاتے تھے یعنی اگر کوئی اُسوقت
اُنکے شہر پر گزرتا تو نہ دیکھتا **اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ** مگر گھروں اُنکی کو کہ وہی خالی نظر آتے اور آدمیوں سے کسیکو نہ دیکھتا اور اہل فضل اور سلامتی کے لفظ یا مرفوع پڑھا اور باقیوں نے
نا سے پڑھا ہے اور الامساکنہم کو منصوب **كَذٰلِكَ** ایسی ہی یعنی جیسے ہمنے اُنکو عذاب کیا ہے کہ اُنکو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکدیا ایسے ہی **نَجْزِي الْقَوْمَ**
الْمُجْرِمِيْنَ جزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو جو کہ سخت گناہ کرتے ہیں مثل کفر اور شرک کے اور کہتے ہیں جسوقت رسول خدا صلعم ابر کو دیکھتے کہ جسمیں
گمان مینہ برسنے کا ہوتا تھا تو رنگ حضرت کا بدل جاتا تھا اور اُٹھتے اور بیٹھتے اور کرتے اور جاتے لوگ کہتے کہ یا رسول خدا سبب بیقراری اور خوف کا کیا ہے
فرماتے کہ میں اُسواسطے ڈرتا ہوں کہ یہ ابر اُس ابر کے مانند نہو کہ جسکو قوم عاد نے کہا تھا ہذا عارض ممطرنا اور اب کفار کو ڈراتا ہے کہ **وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ** اور
البتہ تحقیق قدرت دی تھی ہمنے اُن عادیوں کو **فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ** بیچ اُس چیز کے کہ نہیں قدرت دی ہے تمکو اے کفار قریش **فِيْهِ** بیچ اُسکے جیسے کہ قوت
اور شوکت اور کثرت مال اور آسودگی حال اور درازی عمر اُنکی جیسی دی تھی وہ تمکو نہیں دی ہے **وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا** اور کیا ہمنے واسطے اُنکے
کانوں کو تاکہ وہ سنیں **وَّاَبْصَارًا** اور آنکھوں کو تاکہ اُنسے دیکھیں **وَّاَفْـِٕدَةً** اور دلوں کو تاکہ اُنسے تحقیق اور دریافت کرے حق اور باطل کو پہچانیں
لیکن اُنہوں نے اُن چیزوں کی پیدا کرنیوالے کو نہ پہچانا اسواسطے کہ نہ اُنہوں نے کان طرف سننے حق کے رکھے اور نہ آنکھوں سے اُسکی قدرت کے علامتوں کو دیکھا اور نہ
دلوں سے اُسکی قدرت کی دلیلوں میں تامل کیا پس یہی سبب تھا کہ جس وقت عذاب اُنپر نازل ہوا تو **فَمَآ اَغْنٰى** پس نہ بے پروا کیا اور نہ دور کیا **عَنْهُمْ** اُنسے
سَمْعُهُمْ کانوں اُنکے نے **وَلَآ اَبْصَارُهُمْ** اور نہ آنکھوں اُنکے نے **وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ** اور نہ دلوں اُنکے نے **مِّنْ شَيْءٍ** کسی چیز کو عذاب میں سے
اِذْ كَانُوْا اسواسطے کہ تھے وہ کہ بسبب اپنے عناد اور پیروی نفسوں کے خواہشوں کے **يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ** انکار کرتے تھے ساتھ نشانیوں قدرت خدا کے کہ معجزے

انبیا کے اور جھٹلایا کئے یہاں اسکی قدرت کی تھیں وَحَاقَ بِهِمْ اور احاطہ کیا ساتھ انکی اور گھیر لیا انکو مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ جس چیز سے
کہ تھے وہ ساتھ اسکی ٹھٹھا کرتے کہ عذاب پر ہنسا کرتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمکو جھوٹی باتوں سے یہ پیغمبر ڈراتے ہیں اور عذاب پھر آنیوالا نہیں ہے وَلَقَدْ
اَهْلَكْنَا اور البتہ تحقیق ہلاک کیا ہمنے اے مکہ والو مَا حَوْلَكُمْ انکو کہ گرد تمہارے ہیں مِّنَ الْقُرٰى بستیوں میں سے مثل حجر ثمود اور سدوم
وغیرہ دیہات قوم لوط کے وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ اور طرح طرح سے بیان کیا تھا اور دکھلایا تھا ہمنے نشانیوں قدرت کی کو بستیوں والوں کو لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ تاکہ وہ پھریں اپنی کفر سے اور توبہ کریں اور سبب انکار کرنے کی ہماری نشانیوں سے جڑ اور بنیاد سے وہ جاتی رہی فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ
پس کیوں نہ مدد کی انکی الَّذِينَ اتَّخَذُوا انہوں نے کہ پکڑا تھا یعنی اختیار کیا تھا انہوں نے انکو مِن دُونِ اللّٰهِ سوائے خدا کے قُرْبَانًا واسطے نزدیک
ہونے خدا کے اٰلِهَةً معبود ہو سکتی کہ وہ بامید شفاعت اُن بتوں کی پرستش کرتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ ہمکو خدا کی رحمت کے نزدیک کرینگے اور ہمکو بخشوائینگے اور پہلا
مفعول اتخذوا کا ہے وہ ضمیر جمع کی الذین کیطرف پھرتی ہی محذوف ہے اور دوسرا مفعول قربانا ہی اور الٰہۃ اس سے بدل ہے یا عطف بیان ہے اور یا قربانا
مفعول لہ ہے اور قربانا اور الٰہۃ حال بھی ہو سکتی ہیں اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ معبود انکی شفاعت کریں بَلْ ضَلُّوا بلکہ گم ہو گئے وہ معبود اور کھوئے گئے
عَنْهُمْ اُن مشرکوں سے کہ وقت نازل ہونے عذاب کے کچھہ فائدہ ان معبودوں نے انکو نہ پہنچایا اور عذاب کو انسے دور نہ کیا وَذٰلِكَ اور وہ یعنی پکڑنا اور اختیار
کرنا بتوں کا معبود سوائے خدا کے اِفْكُهُمْ دروغ انکا ہے اور بناوٹ انکی وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ اور وہ چیز ہے کہ تھے وہ جھوٹ بناتے کہ بتوں کو پرستش کرتے
تھے سوائے خدا کے پاس شفاعت کرنیوالا گمان کر کے اور مفسرین لکھتے ہیں کہ جسوقت حضرت ابو طالب نے وفات پائی تو رسول خدا بے یار و بے مددگار رہ گئے اور مکہ سے
طرف طائف کے روانہ ہوئے تا کہ بنی ثقیف کی قوم سے مدد چاہیں جسوقت طائف میں پہنچے تو ان لوگوں کی مجمع میں تشریف لیگئے اور انکے تین رئیس تھے عبد یالیل اور
مسعود اور حبیب اور یہ تینوں عمرو کے بیٹے تھے انکے پاس جا کر دعوی نبوت کا کیا اور انسے اپنے حق میں مدد طلب کی ان لوگوں نے حضرت کی نبوت کا انکار کیا ایک نے
تو انمیں سے کہا کہ کعبہ کا لباس میں نے پھاڑا ہو اگر خدا نے تجھکو پیغمبر کر کے بھیجا ہو اور دوسرے نے کہا کہ کیا خدا عاجز ہی کہ سوائے تیرے کسی اور کو خلقت پر بھیجے اور تیسرے نے کہا
قسم ہے خدا کی بعد اس مجلس کے ہرگز تجھسے کلام نکرونگا حضرت نے فرمایا کہ مجھکو اگر رسول نہیں جانتے تو میرے احوال کو ہر قوم سے پوشیدہ رکھو تاکہ مجھپر دلیر
نہ ہو جائیں وہ لوگ یہ سنکر طعن کرنے لگے اور ہنسنے لگے اور نادان آدمی اور لڑکے حضرت کے درپے آزار ہوئے اور شور و غل مچانے لگے اور پتھر مارنے لگے یہانتک کہ حضرت کے
دونوں پائے مبارک کو خون آلودہ کر دیا اور حضرت ایک دیوار کے پیچھے جا کر ٹھہرے اور درخت خرما کے سایہ میں بیٹھہ گئے اور اس جگہہ عتبہ اور شیبہ کہ ربیعہ کے بیٹے تھے حاضر تھے
وہ نادان آدمی انکو دیکھکر الٹے پھر گئے اور حضرت نے ان دونوں شخصوں کو دیکھا تو پریشان ہوئے اسواسطے کہ وہ دونوں دشمن خدا اور رسول کے تھے حضرت نے ہاتھ واسطے
دعا کے اٹھائے اور کہا کہ خداوندا تیری طرف شکایت کرتا ہوں اپنی ناتوانی اور بے مددگار رہنے سے ان دونوں نے یہ حال دیکھا تو رگ قرابت کی جوش میں آئی اور
ایک طبق انگور کا غلام نصرانی کے ہاتھ حضرت کے پاس بھیجا اور وہ غلام نینوا کا رہنے والا تھا اور نام اسکا عداس تھا اس غلام نے طبق کو حضرت کے روبرو زمین پر رکھدیا
حضرت نے بسم اللہ کہکر کھانا انگوروں کا شروع کیا عداس نے کہا کہ اس کلمہ کو اس شہر کے باشندے نہیں کہتے ہیں تو کس شہر کا رہنے والا ہے فرمایا کہ میں مکہ کا رہنے
والا ہوں تو کہاں کا رہنے والا ہے اور دین تیرا کیا ہے غلام نے کہا کہ میں نصرانی ہوں نینوا کا رہنے والا حضرت نے فرمایا کہ وہ شہر ایک مرد صالح اور نیک کا تھا
کہ نام اسکا یونس بن متی ہے غلام نے کہا کہ تو یونس بن متی کو کیونکر جانتا ہے فرمایا کہ وہ بھائی میرا تھا اور پیغمبر خدا کا جیسے کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں اور تھوڑا سا
حال یونس کا بیان کیا عداس نے جسوقت یونس کا حال سنا تو حضرت کے منہ کیطرف دیکھنے لگا اور علامتیں راستی کی حضرت کی پیشانی سے دریافت کیں اور سجدہ شکر کا
کیا اور حضرت کے قدموں میں گر پڑا اور بوسہ دیا اور ربیعہ کے بیٹے دور سے اس حال کو دیکھتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تیرے غلام کے دین کو اسنے بگاڑ دیا اور جسوقت وہ
غلام انکے پاس آیا تو انہوں نے اسکو کہا کہ تجھکو کیا ہوا تھا کہ تو نے سجدہ کیا اور اسکے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا اور ہمسے تو کبھی اسطرح پیش نہیں آیا کہا کہ یہ پیغمبر ہے خدا کا اسواسطے کہ
اسنے مجھکو ان قصوں سے خبر دی ہے کہ سوائے پیغمبر کے اسکو کوئی نہیں جانتا وہ دونوں ربیعہ کے بیٹے یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ اے غلام اپنے دین کو نگاہ رکھہ کہ وہ مرد فریب دینے والا ہے
اور حضرت وہاں سے مکہ کو روانہ ہوئے اور رستہ میں ایک باغ میں کہ نخلہ ہے مقام کیا اور شب کو نماز تہجد کیواسطے اٹھے اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے اتفاقاً ایک جماعت

بعد وفات ابوطالب کے حضرت کا طائف میں تشریف لیجانا

جنوں کی نصیبین کے یا نینوا کے رہنے والے اُدھر کو گزرے اور بعد سننے قرآن کے حضرت کے روبرو وہ ظاہر ہوئے اور ایمان لائے اور اپنی گروہ میں جاکر انکو ڈرایا اور ایمان
کیطرف رغبت دلائی چنانچہ حقتعالی اپنے حبیب کو انکے حال سے خبر دیتا ہے وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ اور یاد کر تو اے محمد صلعم جسوقت کہ پھیرا ہمنے طرف تیرے
نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ ایک جماعت کو جنوں میں سے نفر دس سے کم کو کہتے ہیں اور جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ وہ نو تھے ایک تو نصیبین کا رہنے والا تھا اور آٹھ نینوی
عمروسی اور ابن عباس سے روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ سات جن تھے شاسن اور ناصر اور فرش اور مس اور ارزاد اور بیان و عقم اور زریعہ کہ ابلیس کا بیٹا ہے اور
بعضے کہتے ہیں کہ وہ ستر تھے لیکن اکثر کے نزدیک دس سے کم تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے حکم کیا رسول خدا کو کہ جنوں کو ڈراؤ اور خوف دلاؤ اور قرآن کو
انکے روبرو پڑھو پس حقتعالی نے ایک جماعت کو جنوں میں سے بھیجا حضرت کیطرف اور حضرت نے صحاب سے فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں جنوں کے روبرو قرآن کو پڑھوں
تم میں سے کون شخص میرے ہمراہ ہوتا ہے اور تین مرتبہ یہی فرمایا عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں حضرت کی رفاقت میں ہوا اور حضرت کے ہمراہ
شعب حجون پر گیا کہ مکہ کے اوپر پہاڑ پر ہے رسول خدا نے ایک خط میرے گرد اگرد کھینچا اور فرمایا کہ اس خط سے قدم باہر رکھنا یہانتک کہ میں تیرے پاس آؤں اور
حضرت گئے اور کھڑے ہوکر قرآن کو شروع کیا کئی جانور میں نے دیکھے برابر گدھ کے کہ آتے تھے اور اترتے تھے اور بیٹھتے تھے اور سانپ دیکھے کالے کہ وہ اکثر میرے اور
رسول خدا کے درمیان حائل ہوگئے اور انکی شور اور غل سے رسول خدا کی آواز کو میں نہیں سن سکتا تھا خوف مجھپر بہت غالب ہوا اور کثر خوف میرا رسول خدا پر تھا اور جسوقت
حضرت تلاوت سے فارغ ہوئے تو وہ مانند ٹکڑوں ابر سیاہ کے متفرق اور پراگندہ ہوگئے اور صبح ہوئی تو رسول خدا میرے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا سوئے تو میں نے عرض کی کہ
نہیں یا رسول خدا سونیکا کون مقام ہے کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت پر خوف کرکے چاہتا تھا کہ فریاد کروں لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت اپنے عصا سے دور کرتے ہیں اور
میرے پاس نہیں آنے دیتے ہیں میں بیخوف ہوگیا اور فرمایا کہ اگر تو خط سے باہر قدم رکھتا تو بڑے خطرہ کا گمان تھا اور فرمایا کہ تو نے کیا دیکھا میں نے عرض کی کہ سیاہ
رنگ کے آدمی کہ جنکی لباس سفید تھی وہ میں نے دیکھے فرمایا کہ وہ بارہ ہزار جن نصیبین کے تھے کہ قرآن کو سنتے تھے اور سورہ قل اعوذ برب الفلق انکی روبرو پڑھی تھی
چنانچہ خدا تعالی ان جنوں کے حال کو بیان کرتا ہے کہ ہمنے انکو تیری طرف بھیجا کہ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ سنتے تھے وہ قرآن کو فَلَمَّا حَضَرُوْهُ پس
جسوقت کہ حاضر ہوئے وہ اس قرآن کو یعنی اسجگہ حاضر ہوئے کہ جس جگہ قرآن پڑھا جاتا تھا اور نزدیک رسول خدا کے قَالُوْٓا کہا انہوں نے باہم اَنْصِتُوْا چاہیے خاموش
رہو تم اور خوب اسکو متوجہ ہوکر سنو تم کہتے ہیں کہ زیادہ حرص سننے کی انکو تھی تو ایک جن دوسرے پر گرتا تھا فَلَمَّا قُضِیَ پس جسوقت ادا کیا گیا یعنی
قرأت تمام کی گئی تو وہ جن ایمان لائے اور کثر مسائل حضرت سے پوچھے اور حضرت نے انکو اپنی طرف سے انکی قوموں پر نامزد کرکے بھیجا کہ انکو تعلیم کریں دین کے مسئلے کو
پس وہ جن وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ پھرے طرف قوم اپنی کے مُّنْذِرِيْنَ ڈرانیوالے ہوکر یہ حال واقع ہوا یعنی جسوقت وہ جن حضرت کے پاس سے
اپنی قوم میں آئے تو عذاب خدا سے انہوں نے انکو ڈرایا اور ایمان کیطرف رغبت دلاکر قَالُوْا کہا انہوں نے اپنی قوم سے کہ يٰقَوْمَنَآ اے قوم ہماری اِنَّا
سَمِعْنَا كِتٰبًا تحقیق ہمنے سنا ایک کتاب کو کہ وہ قرآن ہے خدا کیجانب سے اُنْزِلَ نازل کی گئی ہے مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى پیچھے کتاب موسی سے
مُصَدِّقًا تصدیق اور سچا کرنیوالی ہے لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ واسطے اسکے کہ آگے اسکے ہوئی ہیں اور انبیا کی کتابیں اور بعضے جن یہی سمجھتے تھے کہ انجیل نازل
ہونیکی خبر نہیں رکھتے تھے مثل یہود کے سو واسطے انہوں نے کہا کہ من بعد موسی اور انجیل کا ذکر نہ کیا اور مصدقا حال واقع ہوا ہے اور تعریف میں قرآن کی
جن اپنی قوم سے بیان کرتے ہیں کہ يَهْدِيْٓ رہنمائی کرتی ہے وہ کتاب اِلَى الْحَقِّ طرف حق کے وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور طرف
راہ راست کے کہ پہنچانیوالی طرف مطلوب کے ہے يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا اے قوم ہماری قبول کرو تم دَاعِيَ اللّٰهِ بلانیوالے خدا کیطرف کو کہ وہ محمد ہے اور
لوگوں کو طرف راہ حق کے بلاتا ہے وَاٰمِنُوْا بِهٖ اور ایمان لاؤ تم ساتھ انکے اور انکی ہر بات کہنے کا یقین کرو يَغْفِرْ لَكُمْ بخشیگا خدا واسطے تمہارے مِّنْ
ذُنُوْبِكُمْ بعضے گناہوں تمہاری کو جو کہ حق دوسرے شخص کا نہیں ہے اسواسطے کہ وہ نہیں بخشا جاتا ہے جبتک کہ اسکو ادا نکرے یا اس شخص سے نہ بخشوے وَيُجِرْكُمْ اور
رہائی دیگا تمکو مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ عذاب دردناک سے کہ واسطے کفار کے تیار کیا گیا ہے وَمَنْ لَّا يُجِبْ اور جو کوئی کہ نہ قبول کرے دَاعِيَ اللّٰهِ
پکارنیوالے خدا کی طرف کو کہ وہ محمد صلعم ہے اور اس سبب سے کہ اسپر عذاب نازل ہو فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ پس نہیں ہے وہ عاجز کرنیوالا اللہ کا عذاب کرنے میں فِي الْاَرْضِ

بیچ زمین کے کہ وہ اُسکے عذاب سے بچ رہے اور کوئی مہربانی کرکے اُنکو بچا لیوے وَلَیْسَ لَهٗ اور نہیں ہیں واسطے اُسکے مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ سوا خدا کے
دوست اور کارساز کہ عذاب کو وہ منع کریں اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ قبول نہ کرینگے فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بیچ گمراہی ظاہر کے ہیں کہ انکی گمراہی کسی پر پوشیدہ
نہیں ہے کہ اُنہوں نے اُس شخص کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے جو کہ خدا کیطرف بلاتا ہے اور قمی نے اپنی تفسیر میں ان آیتوں کے نازل ہونیکا سبب اسطرح سے لکھا ہے کہ رسول خدا
بازار عکاظ میں تشریف لیگئے اور ہمراہ حضرت کے زید بن حارثہ تھا وہاں جاکر لوگوں کو طرف اسلام کے بلانے لگے کسی نے حضرت کے کہنے کو قبول نکیا وہاں سے پھر کر مکہ میں چلے آئے اور
جسوقت وادی نخلہ میں پہنچے نماز تہجد میں قرآن کی تلاوت کی اُسوقت ایک جماعت جن کی اُدھر سے گزر رہی تھی جسوقت اُنہوں نے قرآن کو سنا تو بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ اور
ہم بھی اسکو سنیں پس جس وقت رسول خدا اُسکے پڑھنے سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کیطرف پھر گئے اور وہاں جاکر اُنکو ڈرایا اور جو کچھ ضلال مبین تک لکھا ہے سب اُنہوں نے
بیان کیا اور رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور رسول خدا نے احکام دین کے اُنکو تعلیم کیے حقتعالے نے اپنے حبیب پر یہ آیتیں نازل کیں کہ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ
تمام سورہ تک اور خدا تعالیٰ نے اُنکی حکایت کو نقل کیا اور رسول خدا نے ایک شخص کو اُنہیں میں سے اُنپر سب کا پیشوا کیا اور وہ ہر وقت رسول خدا صلعم کے پاس آیا کرتے تھے
رسول خدا صلعم نے امیرالمومنین علیہ السلام کو اُنکی تعلیم کرنیکا حکم دیا کہ احکام دین کے اُنکو سکھلاویں پس بعضے اُنمیں مومن ہیں اور بعضے کافر ہیں اور بعضے ناصبی ہیں اور بعضے یہودی ہیں اور
بعضے نصرانی ہیں اور بعضے مجوسی ہیں اور وہ جان کی اولاد ہیں اور کسی نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مومنین جن بہشت میں داخل ہونگے فرمایا کہ نہیں ولیکن خدا تعالے نے
درمیان بہشت اور دوزخ کے خطیرے بنائے ہیں اسمیں مومنین جن اور بدکار شیعہ رہینگے اور ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے رسول خدا صلعم آدمیوں پر پیغمبر ہو کر آئے ہیں
ایسے ہی جنوں پر پیغمبر ہو کر آئے ہیں اور سوا ہمارے پیغمبر کے ایسا نہیں ہوا کہ دونوں گروہ پر پیغمبر ہو کر آیا ہو اور اب خدا تعالے اپنی قدرت کا بیان کرتا ہے کہ اَوَلَمْ يَرَوْا کیا نہیں دیکھا
اُنہوں نے یعنی کیا نہ جانا قیامت کے انکار کرنیوالوں نے کہ اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ تحقیق خدا وہ شخص ہے کہ اپنی قدرت کاملہ سے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
پیدا کیا ہے اُسنے آسمانوں کو اور زمین کو وَلَمْ يَعْيَ اور نہیں تھکا ہے اور نہ سست اور رنج میں آیا ہے بِخَلْقِهِنَّ ساتھ پیدا کرنے اُنکے بِقٰدِرٍ قدرت
رکھنے والا ہے عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى اوپر اسکے کہ زندہ کرے مُردوں کو اسواسطے کہ عاجزی اور نقصان کو اسمیں دخل نہیں ہے اور بقادر کی با زائد ہے اور محل نفی میں
بقادر واقع ہوا ہے اسواسطے کہ وہ ان کی خبر ہے یعنی کیا نہیں دیکھا اُنہوں نے کہ تحقیق خدا جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور انکے پیدا کرنے سے سست نہیں ہوا ہے
وہ قادر ہے مُردوں کے زندہ کرنے پر بَلٰٓى ہاں جو شخص کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ تحقیق وہ اوپر ہر چیز کے قَدِيْرٌ
قدرت رکھنے والا ہے اور اب کفار کا انجام بیان کرتا ہے وَيَوْمَ يُعْرَضُ اور یاد کر تو اس دن کو کہ پیش کیے جاینگے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ کہ کفر
کیا ہے اُنہوں نے عَلَى النَّارِ اوپر آتش دوزخ کے اور ملائکہ دوزخ انسے کہینگے کہ اَلَيْسَ هٰذَا کیا نہیں ہے یہ عذاب بِالْحَقِّ حق اور راست اور درست
قَالُوْا بَلٰى کہینگے وہ کہ ہاں سچ ہے وَرَبِّنَا قسم ہے پروردگار ہمارے کی قَالَ کہیگا خدا زبانی مالک داروغہ دوزخ کے کہ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ
پس چکھو تم عذاب کو بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ بسبب اسکے کہ تھے تم کفر کرتے اور پیغمبروں کی باتوں کا اعتبار نہیں کرتے تھے اور حضرت رسول خدا کو جو کفار کے انکار کرنے اور ایمان
نہ لانے اور آزار دینے سے رنج ہوتا تھا تو واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا کے حقتعالے فرماتا ہے کہ فَاصْبِرْ پس صبر کر تو اے محمد صلعم كَمَا صَبَرَ جیسے کہ صبر کیا ہے
اُولُوا الْعَزْمِ صاحبان عزم نے اور کوشش نے مِنَ الرُّسُلِ پیغمبروں میں سے بعضے کہتے ہیں کہ من بیانیہ ہے اور مراد اولو العزم سے کل پیغمبر ہیں اسواسطے
کہ سب پیغمبروں نے عزم کیا ہے احکام خدا کے پہنچانیکا اور دین حق کی ترقی کا اور اکثر کے نزدیک من تبعیضیہ ہے اور مراد اولو العزم سے بعضے انبیا ہیں اور یہی قول
حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کا ہے اور اولو العزم سے مراد پانچ پیغمبر ہیں نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور محمد علیہم السلام کہ یہ منسوخ
کرنیوالے اپنے غیر کی شرع کے ہیں اور انکو سادات انبیا کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور محمد علیہم السلام ہیں کسی نے پوچھا کہ
یہ اولو العزم کیونکر ہوئے فرمایا کہ حضرت نوحؑ پیغمبر بھیجے گئے ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور جو کوئی کہ بعد نوحؑ کے پیغمبر ہوا اُسنے نوحؑ کی کتاب اور شرع پر عمل کیا یہانتک کہ حضرت ابراہیمؑ
پیغمبر ہو کر آئے ایک شرع اور صحیفوں کے ساتھ اور عزم ترک کرنے کتاب نوحؑ کے کا اور جو کوئی بعد ابراہیمؑ کے پیغمبر ہو کر آیا اُسنے ابراہیمؑ کی شرع پر عمل کیا یہانتک کہ
موسیٰؑ پیغمبر ہو کر آئے ایک کتاب اور شرع کے ساتھ اور عزم ترک کرنے صحیفوں ابراہیمؑ کے کا اور جو کوئی بعد موسیٰؑ کے پیغمبر ہو کر آیا اُسنے موسیٰؑ کی کتاب اور شرع پر عمل کیا یہانتک کہ

عیسیٰ پیغمبر ہوکر آیا ایک کتاب اور شرع کے ساتہ اور عزم ترک کرنے کتاب موسیٰ کی اور شرع انکی کا اور جو کوئی بعد عیسیٰ کے پیغمبر ہوکر آیا اُسنے عیسیٰ کی کتاب اور شرع پر
عمل کیا یہانتک کہ محمد صلعم پیغمبر ہوکر آیا ایک کتاب اور شرع کے ساتہ اور عزم ترک کرنے کتاب اور شرع عیسیٰ کے کا پس حلال اُسکا حلال ہے قیامت تک اور حرام
اُسکا حرام ہے قیامت تک پس یہ ہیں اولوالعزم پیغمبروں میں سے اور دوسری روایتمیں فرمایا ہی کہ سردار پیغمبروں کے پانچ ہیں اور وہی اولوالعزم ہیں پیغمبروں میں سے
اور انپر چلی ہی چکی دین خدا کی نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد علیہم السلام اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ چہہ پیغمبر ہیں اوّل نوح کہ قوم کے آزار دینے پر
صبر کیا اور دوسرے ابراہیم کہ آتش نمرود پر صبر کیا اور تیسرے اسمٰعیل کہ ذبح ہونے پر صبر کیا اور چوتھے یعقوب کہ واسطے فرزند کے صبر کیا اور پانچویں یوسف کہ چاہ کے اندر گرنے اور بھائیوں کی
ایذا اور قید ہونے پر صبر کیا اور چھٹے ایوب کہ بلا اور بیماری پر صبر کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اولوالعزم وہ ہیں کہ جنکو جہاد کرنیکا حکم تھا غرض یہ ہی کہ حقتعالےٰ فرماتا ہے کہ اے محمد مثل ان
پیغمبروں کے صبر کرتو وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ اور نہ جلدی چاہ تو واسطے ان کفار قریش کے عذاب کے نازل ہونیکو واسطے کہ جو اُسکا وقت مقرر ہے اُسوقت ضرور نازل ہوگا
اور اسمیں کچہہ شبہہ نہیں ہے كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ گویا کہ وہ جسدن دیکھینگے مَا يُوعَدُونَ اُس چیز کو کہ وعدہ کئے جاتے ہیں وہ اُسکا کہ وہ نازل ہونا
عذاب کا ہی تو جانینگے وہ کہ لَمْ يَلْبَثُوا نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ مگر ایک ساعت دن میں سے یعنی باوجودیکہ عمر انکی دنیا میں
بہت دراز ہوئی مگر ہول قیامت کی ایسی ہوگی اور عذاب انکا ایسا سخت ہوگا کہ انکی روبرو رہنا دنیا کا اور راحت اور آرام اُسکا مثل ایکساعت کے
معلوم ہوگا بَلَاغٌ پہنچانا ہے یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی ہو بلاغ ہی یعنی جو کچہہ مذکور ہوا ہے اس سورہ میں نصیحت وغیرہ وہ پہنچانا خدا کی
جانب سے ہی طرف تمہاری فَهَلْ يُهْلَكُ پس ہلاک کئے جاوینگے وقت نازل ہونے عذاب کے إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ مگر قوم باہر ہونیوالی
حکم خدا سے اور منقول ہے کہ اگر عورت کو وضع حمل دشوار ہو تو یہ کلمیں لکھکر پانیمیں دھوئیں اور اُسکو پلائیں بچہ آسانی سے پیدا ہوگا بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب السموت السبع ورب العرش العظیم كانهم يوم يرون ما يوعدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار بلاغ فهل يهلك الا القوم الفاسقون

ع الربع

سُورَةُ مُحَمَّد ص

یہ سورہ مدنی ہی اور اسمیں چالیس آیتیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ آیہ وکاین من قریة اُسوقت نازل ہوئی تھی کہ جسوقت مکہ سے طرف
مدینہ کے متوجہ ہوتے تھے اور اس سورہ کو سورہ قتال بھی کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ محمد کو پڑہے اپنے دین میں ہرگز شک
نکرے اور شرک اور کفر سے محفوظ رہے یہانتک کہ مرجاوے اور بعد مرنیکے خدا تعالیٰ ہزار فرشتے اُسکی قبر پر بہیجے تاکہ وہ نماز پڑہیں اور ثواب اُسکا اُسکو بخشیں اور
قیامت کے روز اُسکی پیچھے پیچھے ہوں تاکہ اُسکو خدا کے پاس امن میں پہنچائیں اور دوسری روایتمیں ہے کہ جو کوئی چاہے کہ حال ہمارا اور ہمارے دشمنوں کا جانے وہ اس
سورہ کو پڑہے اسواسطے کہ اسمیں ایک آیت ہماری شانمیں اور ایک آیت ہمارے دشمنوں کی شانمیں ہے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
الَّذِينَ كَفَرُوا جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہی اور نہیں ایمان لائے خدا پر اور پیغمبر پر وَصَدُّوا اور بند کیا انہوں نے اور باز رکہا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
راہ خدا کی سے کہ وہ دین اسلام ہے کہتے ہیں کہ مراد ان سے کفار قریش کے بعضے آدمی ہیں مثل نضر اور عتبہ وغیرہ کے کہ خود گمراہ تھے اور لوگوں کو گمراہ کرتے تھے اور اسلام کو قبول
کرنیسے منع کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے بعد وفات سرور کائنات کے اور دین سے پھر گئے بسبب غصب کرنیکے حق امیر المومنین کے اور بند کیا انہوں نے
لوگوں کو امیر المومنین کی پیروی سے کہ وہ راہ خدا کی ہے أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ گم اور باطل کریگا اعمال انکی کو وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو لوگ کہ ایمان لائے
خدا اور پیغمبر پر اور پیغمبر کے فرمانسے پھرے نہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے انہوں نے اچھے خالص واسطے خدا کے وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ
اور ایمان لائے وہ ساتہ اُس چیز کے کہ نازل کی گئی ہی اوپر محمد صلعم اور بعد اُس حضرت کے اُس چیز سے پھرے نہیں وَهُوَ اور وہ چیز کہ نازل کی گئی ہی یعنی قرآن الْحَقُّ حق اور
راست اور درست ہے مِنْ رَبِّهِمْ پروردگار انکی کیطرف سے كَفَّرَ عَنْهُمْ دور کریگا انسے جو کہ ایمان لائے ہیں سَيِّئَاتِهِمْ برائیوں انکی کو اور
گناہوں سے انکی درگزر کریگا بعد توبہ کرنیکے انکی ایمان کی بزرگی کے سبب سے وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ اور درست کریگا حال انکی کو آخرت میں ذَٰلِكَ وہ گمراہی
اور درست کرنا حال کا اور دور کرنا گناہوں کا بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سبب اسکے ہے کہ تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا ہی اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ پیروی کی ہے
انہوں نے باطل کی کہ وہ شیطان ہے اور یا ہر وہ چیز کہ قابل پیروی کے نہو وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اور تحقیق جن لوگوں نے کہ عمل کیا ہے خدا کی حدیث اور پیغمبر کی

نبوت کا اتَّبَعُوا الْحَقَّ پیروی کی ہی انہوں نے حق کی کہ وہ علی ہی یا قرآن ہے کہ نازل کیا گیا ہے مِنْ رَّبِّهِمْ پروردگار انکی کی جانب سے كَذٰلِكَ ایسے ہی
یعنی اسی طریق سے يَضْرِبُ اللّٰهُ بیان کرتا ہے خدا لِلنَّاسِ واسطے آدمیوں کے اَمْثَالَهُمْ حال انکے کو کفر کو اور ایمان کو اور کہتے ہیں کہ ضمیر ان دونوں
فرقوں کیطرف پھرتی ہے جو کہ اوپر گزرے ہیں یعنی خدا تعالیٰ ان دو گروہ کو بیان کرتا ہے واسطے آدمیوں کے تاکہ حق کو باطل سے اور نیک کو بد سے جدا کریں اور بعد اسکے
خدا تعالیٰ مومنین کو کفار پر جہاد کرنیکا حکم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کفار ایسے کفر سے باز نہیں آتے ہیں اور اپنی گمراہی پر اصرار کرتے ہیں تم انپر جہاد کرو فَاِذَا لَقِيْتُمُ
پس جسوقت ملاقات کرو تم اے مومنین اور دیکھو تم وقت لڑائی کے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ان لوگوں کو کہ کفر کیا ہے انہوں نے فَضَرْبَ الرِّقَابِ پس مارنا
گردنوں کا ہے اور ضرب کہ مصدر ہے مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور اپنے مفعول کیطرف مضاف ہے اور تقدیر اسکی فاضربوا ضرب الرقاب ہے یعنی مارنا گردنوں کا
اور مراد یہ ہے کہ قتل کرو تم کفار کو جسوقت کہ لڑائی قائم ہو جسطرح سے کہ تم قابو پاؤ اور یہ اسواسطے ہے کہ مقصود قتل کرنا انکا ہے نہ خاص ملنا گردنوں کا حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ
یہانتک کہ جسوقت زخمی کرو تم انکو کہ لڑنے کی طاقت انمیں باقی نرہی تو فَشُدُّوا الْوَثَاقَ پس مضبوط کرو تم بندوں کو یعنی جسوقت انکو زخمی اور
نے قابو کرکے قید کرو تو انکی مشکیں خوب جکڑ کے باندھو کہ بھاگ نہ جائیں فَاِمَّا مَنًّا پس یا احسان کرو تم احسان کرنا بَعْدُ بعد اسکے قید اور مضبوط کرنے
بندوں کے کہ انکو چھوڑ دو بدون عوض لینے کے وَاِمَّا فِدَاءً اور یا فدا لو تم فدا لینا اسطرح کہ فدا لیکر انکو چھوڑ دو ان دونوں امروں میں تمکو اختیار ہے اور منّا اور فداء
مفعول مطلق ہیں فعل محذوف کے یعنی تمنون منا وتفدون فداء غرض یہ ہے کہ ان دونوں امروں میں تمکو اختیار ہے خواہ بدون عوض کے انپر احسان کرکے
انکو چھوڑ دو خواہ انکی عوض میں فدا لیکر انکو چھوڑ دو اور یہ حکم تمہارے واسطے باقی ہے حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ یہانتک کہ رکھی لڑائی یہاں حرب کا مضاف محذوف ہے
یعنی یہانتک کہ رکھیں صاحب لڑائی کے اَوْزَارَهَا ہتیار اسکے یعنی لڑائی گزر جائے اور سوائے اسلام قبول کرنے کے اور صلح کرجانے کے کوئی باقی نرہے
حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے والد بزرگوار کہتے تھے کہ جنگ کے دو حکم ہیں ایک تو یہ ہے کہ جسوقت لڑائی قائم ہو اور ابھی ہتیار رکھکر نہ رکھے ہوں
اور لڑنے والے زخموں سے چور نہوئے ہوں تو اس صورت میں یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ جسکو قید کیا ہو اگر چاہے اسکو گردن مارے اور اگر چاہے اسکے ہاتھ اور پاؤں خلاف
کاٹکر یعنی داہنا پاؤں اور بایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں اور داہنا ہاتھ کاٹکر اسکو چھوڑ دے کہ وہ اپنے خون میں لوٹکر مرجائے اور اس صورت میں احسان کرکے
یا فدا لیکر چھوڑنا جائز نہیں ہے اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر کفار زخموں سے چور ہوگئے ہوں اور لڑائی موقوف ہوگئی ہو اور کفار کو قید کیا ہو تو اس صورت میں
امام کو اختیار ہے درمیان اسکے بے عوض چھوڑ دینے اور عوض لیکر چھوڑ دینے کے اور اگر چاہے غلام بنالیوے اور کہتے ہیں کہ اس صورت میں امام کو قتل کرنا جائز نہیں ہے
اور منقول ہے کہ ان دونوں صورتوں میں اگر کافر اسلام قبول کرے تو کوئی امر اسپر جاری نہیں ہو سکتا بلکہ کل امور مذکورہ اس سے ساقط ہیں اور حکم اسکا وہی ہے جو
اور مسلمانوں کا حکم ہے اور فرماتا ہے خدا کہ ذٰلِكَ یہی حکم تمہارے واسطے کہ جسطرح فرمایا ہے اسطرح کرنا چاہئے اور اس آیت کے حکم میں درمیان علمائے اسلام کے
بہت اختلاف ہے لیکن مذہب حق وہی ہے جو بیان کیا گیا وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ اور اگر چاہتا خدا لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ البتہ بدلا لیتا ان کافروں سے
زمین میں دھسا کر اور دریا میں ڈبو کر اور سوائے اسکے بدون اسکے کہ نوبت جنگ کرنیکی انکو پہنچتی وَلٰكِنْ اور لیکن حکم دیتا جہاد کا اور عذاب انپر نازل
نکرتا یہ اسواسطے ہے کہ لِيَبْلُوَا تاکہ آزمائے بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ بعضے تمہارے کو ساتھ بعضے کی اسطرح سے کہ مومنین کو تو کفار کے ساتھ آزمائے کہ وہ کفار
سے جہاد کرکے ثواب عظیم پائیں اور کفار کو مومنین سے آزمائے کہ وہ بسبب عذاب لڑائی کے کفر سے توبہ کریں اور یا یہ کہ تاکہ معلوم ہو کہ کون فرمانبردار ہے اور
کون نافرمانبردار ہے مسلمانوں میں سے کہ رسول کو لڑائی میں چھوڑ کر انکی رفاقت سے بھاگ جاتا ہے اپنی جان بچا کر اور اب جہاد کی رغبت میں فرماتا ہے کہ
وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا اور جو لوگ کہ قتل کئے گئے ہیں اور اہل بصرہ اور حفص قتلوا ماضی مجہول کا صیغہ پڑھتے ہیں اور باقی کے قاری قاتلوا ماضی معروف کا
صیغہ باب مفاعلۃ سے پڑھتے ہیں یعنی اور جو لوگ کہ لڑتے ہیں فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے فَلَنْ يُّضِلَّ پس ہرگز نہ گم اور ضائع کریگا خدا
اَعْمَالَهُمْ اعمال انکے کو بلکہ جزا جہاد کرنیکی کامل اور پوری انکو دیویگا اس تفصیل سے کہ سَيَهْدِيْهِمْ قریب ہے کہ راہ دکھلائے انکو دنیا میں طرف خیر
اور ثواب کے اور آخرت میں طرف بلند درجوں بہشت کے اور حد سے زیادہ ثواب عطا کرے وَيُصْلِحُ اور درست کرے بَالَهُمْ حال انکی کو دونوں جہان میں

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ اور داخل کریگا انکو بہشت میں کہ عَرَّفَهَا لَهُمْ تعریف کی ہی اُن بہشت کی واسطے انکی دنیا میں تاکہ اسکی مشتاق ہوکر اعمال نیک بجالائیں کہ جنکی سبب سے بہشت میں پہنچیں اور فرماتا ہی جہاد کی رغبت میں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ای وہ لوگ کہ ایمان لائی ہو اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ اگر مدد کروگے تم خدا کی کہ اُسکی دین کی ترقی کیواسطے کافروں سے لڑوگے تو يَنْصُرْكُمْ مدد کریگا تمہاری خدا کہ کفار پر تم غالب ہوجاوگے اور فتح پاوگے وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ اور ثابت اور استوار کریگا قدم تمہارے کہ تمہارے دلونکو قوت دیگا اور کفار پر تمکو دلیر کردیگا تاکہ تمہارے قدم ڈگیں نہیں اور جہاد سے تم نہ بھاگو اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہ جہاد میں سے بھاگا کرتے تھے وہ لوگ خدا کی نصرت نہیں کرتے تھے بلکہ واسطے دکھلانے کے لوگوں کی اور واسطے طمع غنیمت کے حضرت رسول خدا کی ہمراہ جہاد میں جاتے تھے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہی کہ اگر تم میری نصرت کروگی تو میں تمہاری نصرت کرونگا اور تمہارے قدمونکو ثابت اور استوار رکھونگا اور وعدہ خدا کا حق ہی کہ اسمیں خلاف کسیطرح کا نہیں ہے پس جسوقت کہ اُنکی قدم ثابت نرہی جہاد میں تو معلوم ہوا کہ وہ خدا کی نصرت کرنیوالونمیں سے نہ تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ مدد کریگا تمہاری آخرت میں اور ثابت رکھیگا تمہارے قدمونکو نزدیک حساب کے اور صراط پر اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ مدد کریگا تمہاری دنیا اور آخرت میں اور دونو جہان میں تمہارے قدمونکو ثابت رکھیگا وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ کہ کفر کیا ہی اُنہوں نے فَتَعْسًا لَهُمْ پس ہلاکت ہو جیو واسطے انکی اور پستی اور تعسا منصوب ہے فعل مضمر سے اور مضمر لانا اسکی فعل کا واجب ہے سماعا اور وہ فعل خبر ہی الذین موصول کی اور اضل کا اسپر عطف ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے فتعسهم الله تعسا یعنی پس ہلاک کیا انکو خدا نے ہلاک کرنا وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ اور گم اور نابود کیا اعمال انکو ذٰلِكَ یہ ہلاک کرنا اور گم کرنا اعمال کا بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق انہوں نے مکروہ جانا ہے مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ اس چیز کو کہ نازل کیا ہے خدا نے پیغمبر پر مثل قرآن اور احکام شرع کے اور جب انہوں نے ایسا کیا تو فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ پس مٹا دیا خدا نے اعمال انکو اور نیست و نابود کردیا اور جزا انکو نہ دی انکی اعمال نیک کی جو کچھ کہ کیا کرتے تھے جیسے آباد رکھنا اور مرمت کرنی خانہ کعبہ کی اور طواف کرنا اسکا اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مراد گم کرنے اور نابود کرنے اعمال سے اس آیت میں اس سبب سے ہی کہ جو کچھ خدا علی کی شان میں نازل کرتا تھا وہ اسکو مکروہ جانتے تھے اسواسطے کہ خدا کا واحد جاننا اور عبادت کرنا اسکا فائدہ نہیں بخشتا ہی بدون دوستی علی کے اور فرماتا ہی کہ أَفَلَمْ يَسِيرُوا کیا پس نہیں سیر کی ہے انہوں نے فِي الْأَرْضِ بیچ زمین کے یعنی عاد اور ثمود کے شہروں میں فَيَنْظُرُوا اور پس دیکھیں وہ کہ كَيْفَ كَانَ کیونکر ہوا عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ انجام اُن لوگونکا کہ پہلے انسے تھے شرک کرنیوالے اور نبیوں کے جھٹلانیوالے کہ دَمَّرَ اللّٰهُ ہلاکت نازل کی خدا نے عَلَيْهِمْ اوپر انکی اور جڑ سے اُکھاڑکر پھینکدیا وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا اور واسطے کفر کرنیوالوں کے تیری ساتھ مانند اس عذاب کے ہی جو کہ پہلے لوگوں پر ہوا ہے لیکن ہمنے انپر عذاب سخت ہلاک کرنیوالا دنیا میں نازل نہیں کیا ہی اور عذاب اسکا آخرت پر رکھا ہی بسبب اپنے فضل اور کرم کے اور تیرے وجود کی برکت سے کہ تو جو انمیں موجود ہے اسواسطے ہم انکو عذاب نہیں کرتے ہیں اور ضمیر امثالها کی ہلاکت یا عقوبت کیطرف پھرتی ہی کہ دلالت کرتا ہے اسپر دمر کا لفظ ذٰلِكَ وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے ذلیل اور عذاب کرنا کفار کا اور نصرت اور ثواب بخشنا مومنین کا بِأَنَّ اللّٰهَ بسبب اسکے ہی کہ تحقیق خدا مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا دوست اور مدد کرنیوالا ان لوگونکا ہی کہ ایمان لائے ہیں وَأَنَّ الْكَافِرِينَ اور تحقیق کفر کرنیوالے وہ لوگ ہیں کہ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ نہیں ہے کوئی دوست واسطے انکے کہ مدد انکی کرے اور لا مولی لهم برخلاف ردوا الی الله مولیهم الحق کے نہیں ہے اسواسطے کہ اس صورت میں معنی مولی کے دوست اور ناصر ہیں اور اس مولیهم الحق میں معنی مولی کے مالک کے ہیں اور پروردگار بندوں کے اور اب مومنوں اور کافروں کا انجام بیان کرتا ہی کہ إِنَّ اللّٰهَ تحقیق خدا يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا داخل کریگا اُن لوگونکو کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کیے ہیں انہوں نے اچھے جَنَّاتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِي جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ نیچے درختوں انکے سے نہریں وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہی يَتَمَتَّعُونَ فائدہ اٹھاتے ہیں دنیا کی لذتوں سے وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ اور کھاتے ہیں وہ جیسے کہ کھاتے ہیں چارپائے نہایت حرص سے اور انجام سے اپنے غافل ہیں وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ اور آگ دوزخ کی جگہ رہنے کی ہی واسطے انکی پس عاقل کو چاہیے کہ کھانا یہ سمجھکر کھائے کہ اسکے بدن میں قوت اور طاقت پیدا ہو واسطے عبادت خدا کے نہ مثل حیوان کے

ع ۱۱ ۵

کہ کثرت سے کھاتا ہی اور جب کہ فربہ ہوتا ہی تو ملکر تو ذبح کیا جاتا ہی اور ایسے ہی آدمی غافل کہ اپنے بدن کو موٹا کرتا ہے اور ذکر خدا سے غافل ہے پس انجام اسکا آتش دوزخ ہی
تھا کہ خوف دلانیکو فرماتا ہی کہ **وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ** اور بہت بستیاں مضاف اسکا محذوف ہے یعنی اور بہت اہل بستی کہ **هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً** وہ لوگ
سخت تھے قوت میں **مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي** بستی تیری سے ای محمد صلعم وہ بستی کہ جس سے **أَخْرَجَتْكَ** نکال دیا ہے تجھکو مکہ والوں نے یعنی تیری بستی سے
زیادہ قوت والی بستیوں کے آدمیوں کو **أَهْلَكْنَاهُمْ** ہلاک کر ڈالا ہم نے انکو عذاب نازل کرکے **فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ** پس نہ تھا کوئی مدد کرنیوالا واسطے انکے کہ
عذاب کو انسے دفع کری اور وقت ہلاکت کے انکی فریاد کو پہنچے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جسوقت رسول خدا صلعم ایام ہجرت میں مکہ سے باہر نکلکر بارادہ مدینہ طرف غار ثور کے
روانہ ہوئے تو مکہ کیطرف نظر کی اور فرمایا کہ انت احب البلاد عندی یعنی تو ای مکہ زیادہ دوست ہے سب شہروں سے نزدیک میرے اور اگر کفار مجھکو منع نکرتے اور باہر نکالتے
تو ہرگز اس جگہہ کو چھوڑ کر میں باہر جاتا پس حقتعالی نے واسطے تسلی خاطر اقدس رسول خدا صلعم کے اور کفار کی مذمت کے فرمایا کہ **أَفَمَنْ كَانَ** کیا پس جو شخص ہووے
عَلَىٰ بَيِّنَةٍ اوپر دلیل اور حجت کے **مِنْ رَبِّهِ** پروردگار اپنے کیطرف سے کہ وہ قرآن ہی اور سوائے اسکی اور دلیلیں ہیں کہ جو راہ بتاتی ہیں طرف توحید خدا کے کیا ایسا
شخص جو یہی روشن دلیلیں رکھتا ہے **كَمَنْ زُيِّنَ** مانند اس شخص کی ہی کہ آراستہ کیا گیا ہے یعنی شیطان نے آراستہ کرکے دکھلایا ہے **لَهُ** واسطے اسکے **سُوءُ عَمَلِهِ**
برائی عمل اسکی کہ وہ اس عمل بد کو اچھا جانتا ہے **وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ** اور پیروی کی ہی انہوں نے خواہشوں اپنی کی اور ضمیر جمع کی بعد مفرد کے اسواسطے آئی
ہی کہ من باعتبار معنی کے واحد اور جمع پر دونو پر بولا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر اور مومنین کے برابر کفار اور مشرکین نہیں ہوسکتے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتا ہی کہ
آیہ کمن زین له سوء عمله واتبعوا اهوائهم منافقوں کی شان میں ہے کہ ہمراہ حضرت کے تھے نہ مشرکوں کی شان میں اور اسکے بعد حقتعالی بہشت کی تعریف کرتا ہی **مَثَلُ الْجَنَّةِ**
صفت بہشت کی اور قصہ اسکا **الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ** وہ بہشت وعدہ کیے گئے ہیں پرہیزگار اسکا اور بعضے کہتے ہیں کہ خبر مثل الجنة کی کمن هو خالد ہی کہ
بعد اسکی مذکور ہوگا اور مثل الجنة کا مضاف محذوف ہے یعنی مثل اہل الجنة لمن هو خالد فی النار یعنی کیا مثال اہل بہشت کی مانند اس شخص کے ہی کہ ہمیشہ رہنے والا ہی آگ
اور فرماتا ہی خدا کہ **فِيهَا أَنْهَارٌ** بیچ اس بہشت کے نہریں ہیں **مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ** پانی سے کہ نہیں بدلنے والا رنگ اور بو اور مزہ اسکا اپنی اصل سے بخلاف آب دنیا کے
بدل جاتا ہی **وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ** اور نہریں ہیں دودھ سے **لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ** نہیں بدلا ہی مزہ اس دودھ کا باوجود گزر جانے بہت مدت کے بخلاف دودھ دنیا کہ تھوڑے
عرصہ میں بگڑ جاتا ہی **وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ** اور نہریں ہیں شراب سے کہ **لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ** خوب ذائقہ دار ہے واسطے پینے والوں کے اور بہت لذیذ ہی اور نہ اسمیں نشہ ہی اور نہ
بیہوشی ہے اور نہ درد سر اور لذة کہ مصدر ہے اسم فاعل کے معنی میں ہے **وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى** اور نہریں ہیں شہد صاف کیے گئے سے کہ نہ اسمیں موم ہی اور نہ مکھیوں کا
کوڑا ہے بلکہ قدرت خدا سے صاف اور مصفا پیدا ہوا ہے **وَلَهُمْ فِيهَا** اور واسطے ان بہشتیوں کے بیچ اس بہشت کے باوجود ان نہروں کے **مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ** ہر قسم میوے
ہیں کہ جنکی نفس خواہش کرتا ہو لذیذ اور خوشبودار **وَمَغْفِرَةٌ** اور مغفرت ہے گناہوں سے **مِنْ رَبِّهِمْ** پروردگار انکی کی جانب سے کہ انکو بسبب گناہوں کے عتاب نکرے گا اور
کہتے ہیں کہ خدا تعالی تمام گناہوں کو ایسی بھلا دیگا کہ کبھی اپنے گناہ یاد کرکے رنج نہووے اور انکا عیش تلخ نہوجاوے پس جو شخص کہ ایسا ہے کہ قسم قسم کی نعمتیں اسکے واسطے
بہشت میں موجود ہوگئی ہیں کیا وہ **كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ** مانند اس شخص کے ہی کہ ہمیشہ رہنے والا ہی **فِي النَّارِ** بیچ آتش دوزخ کے **وَسُقُوا** اور پلائے جاوینگے
یعنی پلائیں انکو بہشت کی شربت کے عوض **مَاءً حَمِيمًا** پانی گرم کھولتا ہوا **فَقَطَّعَ** پس پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیوے وہ پانی اپنی حرارت سے
أَمْعَاءَهُمْ انتریوں انکی کو اور ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے طرف من کے پھرتی ہی کہ وہ جیسے کہ واسطے واحد کے آتا ہی ایسے ہی واسطے جمع کے آتا ہی اور رسول خدا صلعم نے
فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو درخت طوبی کا دیکھا کہ اسکی جڑ میں سے ایک نہر نکلتی ہے اور اسمیں سے چار نہریں بہتی ہیں ایک نہر پانی کی اور ایک نہر شراب کی
اور ایک نہر دودھ کی اور ایک نہر شہد کی اور کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم جسوقت خطبہ پڑھتے اور منافقوں کا عیب بیان کرتے تو بعضے منافقین مسجد سے باہر نکلکر ہنسی کی
راہ سے بعضے علما صحابہ سے پوچھتے کہ اس مرد نے اسوقت کیا کہا حقتعالی انکی حال سے خبر دیتا ہے کہ **وَمِنْهُمْ** اور بعضے ان منافقوں میں سے **مَنْ يَسْتَمِعُ** وہ شخص ہیں
کہ کان رکھتے ہیں **إِلَيْكَ** طرف تیری واسطے سننے کلام تیرے کے **حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا** یہانتک کہ جسوقت باہر نکلتے ہیں **مِنْ عِنْدِكَ** نزدیک تیرے سے تو **قَالُوا**
کہتے ہیں **لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ** واسطے ان لوگوں کی کہ دیے گئے ہیں علم شرع کا **مَاذَا قَالَ آنِفًا** کیا کہا پیغمبر نے اسوقت اور ابن کثیر نے آنفا کو قصر سے پڑھا ہی

اور امیر المومنین نے فرمایا ہی کہ ہم رسولخدا کے ہمراہ ہوتے تھے اور جو کچھہ وحی نازل ہوتی تھی رسولخدا ہمکو اُس سے مطلع کرتے تھے پس میں اُسکو سنکر یاد کرلیتا تھا اور اپنے کان میں
رکھتا تھا اور دوسرا جو کوئی موجود ہوتا تھا وہ اُسکو سنکر یاد کرلیتا تھا پس جسوقت ہم باہر نکلتے تو منافقین ہمسے پوچھتے کہ کیا کہا ہے محمد نے اُسوقت خدا تعالی ان منافقوں کے
حال سے خبر دیتا ہے کہ **اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ** یہ گروہ وہ لوگ ہیں کہ بسبب زیادتی عناد اور انکار کے باوجود دیکھنے علامتوں قدرت خدا کے **طَبَعَ اللّٰهُ** مہر کہی ہے
خدا نے **عَلٰی قُلُوْبِهِمْ** اوپر دلوں انکے تاکہ ملائکہ اس علامت سے انکو پہچانیں کہ یہ منافق ہیں اور انپر لعنت کریں **وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ** اور پیروی کی انہوں نے
خواہشوں اپنی کی کہ جو کچھہ انکی نفس ناپاک نے چاہا وہ کیا اور پیغمبر خدا کے فرمانکو معتبر نہ جانا **وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا** اور جن لوگونے کہ ہدایت پائی ہی مومنین میں سے
زَادَهُمْ زیادہ کرتا ہی خدا انکو **هُدًى** رہنمائی اور یقین اور یا یہ کہ منافقونکی ٹھٹھا کرنیسے اُن مومنینکے ایمان کو زیادہ کرتا ہی اور یقین انکا زیادہ ہوتا ہی **وَاٰتٰىهُمْ**
تَقْوٰىهُمْ اور دیتا ہی انکو پرہیزگاری اپنی کہ انکو توفیق تقوی کی دیتا ہی **فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ** پس نہیں انتظار کرتے ہیں وہ منافقین **اِلَّا السَّاعَةَ** مگر قیامت کا
اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً یہ کہ آئی انکو ناگہاں **فَقَدْ جَآءَ** پس تحقیق آئی ہیں یعنی ظاہر ہوئی ہیں **اَشْرَاطُهَا** علامتیں اُس قیامت کی جیسے پیغمبر آخر الزمان
کا آنا اور دو ٹکڑے ہوجانا چاند کا **فَاَنّٰى لَهُمْ** پس کہاں ہے واسطے انکے **اِذَا جَآءَتْهُمْ** جسوقت کہ آئی قیامت انکو **ذِكْرٰىهُمْ** نصیحت پکڑنا انکو یعنی
وقت آنے قیامت کے نصیحت پکڑنا اور ایمان لانا کچھہ فائدہ انکو نہ بخشیگا کہ وہ وقت ایمان لانیکا نہیں ہے بلکہ جزائی اعمال کا وقت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک
حدیث طولانی منقول ہی قیامت کے علامتوں میں لیکن خلاصہ اُسکا لکھا جاتا ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ ضائع کرینگے نماز کو
اور خواہشوں نفس کی پیروی کرینگے اور مالداروں کی تعظیم کرینگے اور دین کو دنیا سے فروخت کرینگے پس اُسوقت گلیگا دل مومن کا جیسے کہ نمک پانی سے گلتا ہے
جسوقت وہ دیکھیگا بدی کو ہوتے ہوئے اور طاقت انکی دور کرنیکی نرکھیگا اور حکام ظالم اور وزیر بدکار اُسوقت پیدا ہونگے اور امر نیک ہوجائیگا اور امر نیک بیجا ہوگا
اور خیانت کرنیوالا امانتدار مقرر ہوجائیگا اور امانتدار خیانت کرنیوالا ہوجائیگا اور جہوٹے راستگو ٹہیرینگے اور راستگو جہوٹے مقرر ہونگے اور عورتیں حکم کرینگے
اور لونڈیوں سے مشورہ ہوگا اور لڑکے ممبروں پر بیٹھینگے اور جہوٹ ظرافت و نقل محفل ہوجاویگا اور زکوۃ کو تاوان سمجھینگے اور والدین پر ظلم کرینگے اور دوست
بیزار ہونگے اور دُم دار ستارہ ظاہر ہوگا اور عورت سوداگری میں اپنے شوہر کے شریک ہوگی اور باران کم ہوجاویگا اور تنگدست آدمی حقیر شمار کیا جاویگا اور نہ رحم
کرینگے چھوٹے بڑے پر اور نہ بندگی کرینگے بڑے کی اور نہ کنارہ کرینگے بدی کرنیوالوں سے بدن انکے آدمیونکے ہونگے اور دل انکے شیطانونکے سے اور اُسوقت مرد مردوں سے کفایت
کرینگے اور عورتیں عورتوں سے اور مرد اپنے تئیں مشابہ عورتوں کے کرینگے اور عورتیں اپنے تئیں مشابہ مردونکے کرینگے اور زین پر گھوڑے اور خچر کے سوار ہونگی جیسے مرد سوار ہوتے ہیں
پس اُن عورتوں پر میری اُمت کی لعنت ہے خدا کی اور مسجدونکو سونے اور چاندی سے آراستہ اور مزین کرینگے جیسے کہ یہود اور نصاری کے عبادتخانے آراستہ
ہوتے ہیں اور مزین کیے جائینگے سونے سے مصحف اور منارہ بلند کیے جائینگے اور صفیں کثرت سے ہونگی کہ دل انکے آپسمیں بغض رکھتے ہونگے اور باتیں انکی مختلف طرح کی ہونگی
اور مرد میری اُمت کے سنہری اور ریشم خالص کا لباس پہنینگے اور سود ظاہر ہوجائیگا اور رشوت حاصل کرینگے اور دین کی پستی ہوگی اور دنیا کو بلند کرینگے اور طلاق کثرت سے
ہوگی اور حدود خدا کے قائم نہ کیے جائینگے اور گانے والیاں اور مزامیر بجانے کی چیزیں ظاہر ہونگی اور مشغول ہونگے اور بازی کرینگے اُسمیں بدتر آدمی امت میری کے
اور اُسوقت حج کرینگے تونگر اور دولتمند امت میری کے واسطے سیر اور تماشے کے اور میانہ مرتبہ کے آدمی واسطے سوداگری کے اور محتاج آدمی واسطے ریا اور سمعہ یعنی واسطے
دکہلانے اور سنانے کے اور ایسی قومیں ہونگی کہ سیکھینگے قرآن کو واسطے غیر خدا کے اور قرآن کو راگ میں پڑھینگے جو کہ ممنوع ہی اور مسائل دین کو سیکھینگے واسطے غیر خدا کے اور اولاد
زنا کی بہت ہوگی اور پردہ نشینونکی پردہ دری ہوجائیگی اور گناہونکو کسب کرینگے اور بدآدمی نیکون پر غالب ہوجاوینگے اور جہوٹ ظاہر ہوگا اور جھگڑا آپسمیں بہت
رکہینگے اور ظاہر ہوگا فاقہ اور فخر اور تفاخر کرینگے اچھی قیمتی لباس سے اور غیر وقت بارش ہوگا اور ڈھول اور ستار وغیرہ باجوں کو اچھا جانینگے اور اچھی باتوں کو بُرا سنیں اور نیکی کے حکم کرنیکو بُرا
جانیں اور ایسی ہی برائی کے منع کرنیکو برا جانیں یہانتک کہ مومن اُس زمانہ میں سب سے زیادہ ذلیل ہی اور تونگر کو خوف نہوگا فقیر پر یہانتک کہ سائل سوال کریں
آدمیونمیں جمعہ اور اُسکو کوئی کچھہ نہ دیوے اور جناب رسولخدا نے عبد اللہ بن سلام کے سوالونکی جواب میں فرمایا ہی کہ علامت قیامت کے آئیکی یہ ہی کہ آگ مشرق کی جانب سے
آئیگی اور آدمیونکو طرف مغرب کے لیجاویگی اور اکثر روایتیں جناب رسولخدا صلعم سے منقول ہیں کہ حضرت نے قیامت کی علامتوں میں فرمایا کہ علم اُٹھجاویگا اور جہل ظاہر ہوگا اور

شراب کو آدمی نوش کرینگے اور زنا ظاہر میں کرنے لگینگے اور مرد کم پیدا ہونگے اور عورتیں زیادہ پیدا ہونگی یہانتک کہ پچاس عورتوں میں ایک مرد ہوگا اور جسوقت کہ
سعادت اور نجات مومنین کی اور عذاب اور بدبختی مشرکین کی تو نے معلوم کر لی تو **فَاعْلَمْ** پس جان تو اور ثابت قدم رہ تو اوپر کہ **أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ**
إِلَّا اللَّهُ تحقیق نہیں ہے کوئی معبود سزاوار پرستش سوائے خدا معبود حق کے اور بعضے کہتے ہیں کہ فاعلم متعلق ہے اذا جاءتہم الساعۃ سے یعنی جسوقت قیامت قائم
ہوئیگی اسوقت حکم ثابت نہوگا سوائے خدا کے کہ موصوف ہے واحد ہونے اور بزرگی کے ساتھ **وَاسْتَغْفِرْ** اور بخشش طلب کر تو **لِذَنْبِكَ** واسطے گناہ
اپنے کی باوجود معصوم ہونیکے تا کہ سبب اسکے شکستگی نفس کی ہووے اور تیری امت کے آدمی استغفار کرنے میں پیروی تیری کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ عصمت
یعنی گناہوں سے بچنا طلب کر تو خدا سے کہ تجھکو گناہوں سے محفوظ رکھے اسواسطے کہ رسول خدا معصوم تھے کوئی گناہ انسے صادر نہیں ہوا تھا کہ اسکی بخشش چاہتے اور یا استغفار
سے یہ مراد ہے کہ سب سے قطع کرکے جناب باری عزاسمہ کے متوجہ ہو جاتے اور یا یہ کہ امر مستحب ترک ہوا ہو تو اس سے استغفار کر تو اگر ذنب سے ترک اولی کے معنی لیں
ہو پس اولی کے ترک کرنیسے بخشش طلب کر تو **وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ** اور واسطے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی بخشش چاہ تو تاکہ خدا تعالی
انکی گناہوں سے درگزر کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ استغفار اور کہنا لا الہ الا اللہ کا بہتر عبادت کا ہے
ہو اسلئے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبک اور بعضے علما کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے اپنے حبیب کو حکم کیا ہے کہ تو اپنی امت کے مومنین اور مومنات
کے گناہوں کی بخشش طلب کر اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ رسول خدا خلاف حکم خدا کے کریں اور بخشش کو مومنوں کے واسطے طلب نکریں اور جسوقت رسول خدا بخشش چاہیں کہ
میری امت کے مومنوں کی گناہ بخشدے تو رسول خدا کو وہ قرب اور مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ خدا تعالی اپنے حبیب کی دعا کو قبول نکرے پس معلوم ہوا کہ بخشش
اس امت کیواسطے ثابت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ان آیتوں میں خطاب طرف رسول خدا کے ہے اور مراد امت کے آدمی ہیں اور انکو حکم کرتا ہے خدا کہ تم اپنی اور اپنے مومنین اور مومنات کے گناہوں کی
بخشش چاہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بہت استغفار کریگا تو کرے گا خدا تعالی واسطے اسکے ہر غم سے خوشی اور ہر تنگی سے کشادگی اور روزی دیگا
اس جگہہ سے کہ وہ نہ گمان کرتا ہو اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ استغفار مانند پتوں درخت کے ہے جسوقت درخت حرکت میں آئے تو پتے اسکے گرتے ہیں ایسی
ہی استغفار ہے کہ جسوقت کوئی کرتا ہے تو گناہ اسکے کرنیسے جھڑتے ہیں اور استغفار سے مراد یہ ہے کہ پھر گناہ نکرے اور اگر استغفار کرتا جاوے اور ہمراہ اسکے گناہ بھی کرتا جاوے تو
اسکا کچھہ فائدہ نہیں ہے چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ بخشش طلب کرنیوالا گناہوں سے اور حال یہ ہے کہ وہ کرتا بھی ہے گناہ انکو تو وہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی
خدا سے ہنسی کرتا ہو اور خدا تعالی رغبت دلاتا ہے بندوں کو طرف طاعت کی اور ترک کرنے گناہ کے **وَاللَّهُ يَعْلَمُ** اور خدا جانتا ہے **مُتَقَلَّبَكُمْ** جگہہ پھرنے
تمہارے کو دنیا میں کہ واسطے تجارت اور طلب معاش کے پھرتے ہو **وَمَثْوَاكُمْ** اور جگہہ رہنے تمہارے کو آخرت میں کہ بہشت میں رہوگے یا دوزخ میں پس خدا سے خوف کرو کہ
وہ تمہارے سب احوال کو جانتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرو اور توشہ سفر آخرت کا تیار رکھو اور خدا تعالی شوق مومنین کا اور کراہت منافقین کی جہاد سے بیان
کرتا ہے کہ **وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا** اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں جہاد پر حرص کرکے کہ **لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ** کیوں نہ نازل کیگئی
کوئی سورت جہاد کی تاکید پر کہ راہ خدا میں ہم کفار سے جنگ کریں **فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ** پس جسوقت بھیجی جاتی سورت محکم کہ جو تاویل
کی احتیاج نہ رکھتی ہو اور معنی ظاہر اسکی جہاد پر دلالت کرتے ہوں اور سوائے جہاد کے اور کوئی مطلب اس سے نہ نکلتا ہو کسی وجہ سے اور نہ وہ آیت منسوخ ہو جب ایسی سورت
جہاد کے حکم میں نازل ہو **وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ** اور ذکر کیا جاوے بیچ اسکی لڑنا کفار سے تو **رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ** دیکھی تو ان لوگوں کو
کہ بیچ دلوں انکے ہے بیماری نفاق اور شک کی ہے اور سستی ایمان کی ہے کہ **يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ** نظر کرتے ہیں طرف تیری **نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ** نظر
کرنا اس شخص کا سا کہ غش کیا گیا ہو اوپر اسکے اور بیہوش ہو گیا ہو وہ **مِنَ الْمَوْتِ** رنج موت کے سے یعنی نامردی اور خوف سے انکا ایسا حال ہو کہ جیسے کوئی
غش میں آتا ہے اور مردنی انکے چہروں پر ظاہر ہونے لگی اور آنکھیں انکی ٹھہرا جائیں **فَأَوْلَىٰ لَهُمْ** پس ہلاکت اور عذاب ہے واسطے انکے فاولی لہم مبتدا اور خبر ہے اور
یا یہ اولی سے معنی سزاوار تر کے ہیں اور اسوقت میں لفظ لہم کے ساتھ ملکر مبتدا ہے اور مابعد اسکی خبر اسکی ہے یعنی پس سزاوارتر ہے واسطے انکے **طَاعَةٌ وَقَوْلٌ**
مَعْرُوفٌ فرمانبرداری حکم جہاد میں اور کہنا نیک کہ ہمنے سنا اور فرمانبرداری کی نہ یہ کہ حکم خدا سے کراہت کریں اور کہیں کہ آئی کیا کہا ہلی وداب اگر فاولی لہم مبتدا

ع ۲

اور خبر ہوں تو طاعة و قول معروف مبتدا ہوگا اور خبر اسکی محذوف ہوگی یعنی فرمانبرداری اور کہنا نیک بہتر ہے انکے لئے جزع اور فزع سے وقت نازل ہونے سورت کے
اور بعضے کہتے ہیں کہ طاعة و قول معروف قول منافقوں کا ہے اور خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی امرنا طاعة و قول معروف ہے یعنی کام ہمارا فرمانبرداری
اور سخن نیک ہے اور یہ قول انکا ظاہر میں تھا زبان سے اور دلمیں انکے کفر تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ پس جس وقت یقین ہوا امر جہاد اور لازم ہوا حکم
جہاد کا اور جواب اس شرط کا محذوف ہے اور دلالت کرتا ہے اوپر فلو صدقوا اللہ کہ بعد اسکے ہے اور وہ جواب فکذبوا ہے یعنی جس وقت یقین اور لازم ہوا امر جہاد تو
پس جھوٹ کہا انہوں نے جس چیز میں کہ وعدہ کیا تھا فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ پس اگر سچ کہتے وہ خدا سے جس چیز کو کہ وہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم فرمانبرداری کرینگے حکم
جہاد میں تو لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ البتہ بہتر ہوتا واسطے انکے دنیا اور آخرت میں انکی نفاق سے اور خدا فرماتا ہے انکو کہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ پس کیا قریب
ہو تم اے منافقو اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اگر کارکن ہو تم لوگوں کی اور انکے حاکم ہو جاؤ تو اَنْ تُفْسِدُوْا یہ کہ فساد کرو تم اور تباہی چاہو فِي الْاَرْضِ بیچ زمین
کے کہ لوگوں پر ظلم اور خونریزی کرو وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اور قطع کرو تم رشتہ داروں اپنے سے یعنی البتہ اگر تم حاکم ہو اور سردار ہو تو تمہارے سر پر ہوں تو تم
بسبب تکبر اور کثرت مال اور مرتبہ کے زمین میں فساد کرو اور اپنے یگانوں سے قطع کرو اور بعضا بعضے کو قتل کریں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ یہ منافقین وہ لوگ ہیں کہ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ لعنت کی ہے انکو خدا نے فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ پس بہرا کیا ہے انکو اور اندھا کیا ہے
آنکھوں انکی کو یعنی انکو بسبب انکی عناد اور انکار کے انکی حال پر چھوڑ دیا ہے اور نظر لطف انسے اٹھالی ہے کہ وہ دیدہ و دانستہ راہ حسد سے قدرت خدا کی علامتوں میں
تامل نہیں کرتے اور اپنی تکبر اور سرکشی میں رہتے ہیں اور اس سبب سے حال انکا ایسا ہو گیا کہ کلام حق کے سننے سے اور دیکھنے سے انکار کرتے ہیں گویا کہ ہم نے انکو بہرا اور اندھا
کر دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ خدا ایسا انکو آخرت میں بہشت کی راہ نہ دکھلا دیگا اور بمنزلہ اس شخص کے ہونگے کہ دنیا میں اندھا اور بہرا ہوتا ہے اور بہرا فقط کانوں سے ہوتا ہے
اسی واسطے اصمہم کے بعد کان کا ذکر نہیں کیا اور اندھا آنکھوں کا بھی ہوتا ہے اور دل کا بھی ہوتا ہے اسواسطے اعمیٰ کے بعد ابصار کا ذکر کیا اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کیا
پس نہیں تامل کرتے اور سوچتے ہیں وہ قرآن کو اپنے دل سے اور اسکی معنی میں غور نہیں کرتے تاکہ ہدایت پائیں اور یہ آیت دلالت کرتی ہے قرآن ظاہر معنی کے عمل کرنے پر
اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ بلکہ اوپر دلوں ان لوگوں کے جو قرآن میں تامل نہیں کرتے ہیں اَقْفَالُهَا قفل انکے ہیں کہ وہ مہریں ہیں انکی دلوں پر کہ جسکے سبب سے
نصیحت کو نہیں سنتے ہیں اور ہدایت نہیں پاتے ہیں اور مہر کرنے کا ذکر سورہ بقرہ میں ہو چکا ہے اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے اوصاف رسول خدا کے توریت میں لکھے دیکھے تھے اور حضرت
کی نبوت کا صحیح ہونا انہوں نے جان لیا تھا کہ حق ہے اور حضرت کے آنے سے پہلے حضرت کے اوصاف بہت بیان کرتے تھے اور ظاہر ہونے سے حضرت کے خبر دیتے تھے اور جس وقت کہ حضرت
پیغمبر ہوئے اور مدینہ میں تشریف لائے تو وہ حضرت سے پھر گئے اور اوصاف کا حضرت کے انکار کرنے لگے حقتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا تحقیق
جو لوگ کہ مرتد ہوئے اور دین سے پھر گئے عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ اوپر پشتوں اپنے کے کہ پھر کافر ہو گئے لیکن یہ آیت عام ہے سب مرتدوں کے حق میں خواہ یہودی ہوں حضرت کی
نبی ہونیکا یقین کرکے پھر گئے ہوں خواہ مسلمان ہو کر خواہ حضرت کی زندگی میں پھر گئے ہوں خواہ بعد وفات حضرت کے مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ پیچھے اسکے کہ ظاہر ہوئی ہے
واسطے انکے الْهُدَى ہدایت کہ وہ نبوت حضرت کی ہے اور یا یہ کہ کوئی حکم خاص ہے کہ حضرت کے روبرو تو اسکا اقرار کیا اور بعد حضرت کے بسبب حب جاہ اور ریاست
کے اس سے پھر گئے اور یا یہ کہ دین اسلام ہی کو ترک کیا بعد ثابت ہونے انکی حقیت کے خواہ روبرو حضرت کے خواہ بعد حضرت کے الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ شیطان نے آراستہ
کیا ہے واسطے انکی عمل بد انکی کو کہ وہ عمل انکی نظر میں اچھا معلوم ہوتا ہے وَاَمْلٰى لَهُمْ اور ڈھیل دی واسطے انکے اور انکی آرزو کو طول دیا اور یا یہ کہ انکو وہم میں ڈالا
درازی عمر کا انکو ساتھ انکی آرزوئے باطل کے ساتھ اور یا یہ کہ مہلت دی گئی انکو کہ جلدی عذاب انپر نازل نہوا لیکن یہ موافق قرات اہل بصرہ کے ہے کہ املی کو مجہول
کے صیغہ سے پڑھتے ہیں اور مرتد ہونا مسلمان کا بعید ہے اسواسطے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جمع بین الصحیحین وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ قیامت کے روز ایک گروہ
میرے صحابہ میں سے حوض کوثر سے ہانکا جائیگا اور انکو دوزخ میں لیجائینگے میں کہونگا اے پروردگار میرے یہ صحابہ میرے ہیں حقتعالیٰ فرمائیگا کہ تو نہیں جانتا ہے جو کچھ کہ انہوں
نے بعد تیرے بدعات کیا ہے اور جس وقت سے کہ تونے وفات پائی ہے اسی وقت سے یہ مرتد ہو گئے ہیں اور یہ حدیث کئی طریقوں کے ساتھ منقول ہے ذٰلِكَ وہ آراستہ کرنا اور دراز
کرنا آرزو کا بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق ان یہودیوں نے یا دوسرے مرتدوں نے قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا کہا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ مکروہ جانتے ہیں نہ دل سے

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ جسکو کہ نازل کیا ہی خدا نے کہ وہ قرآن ہے یا حکم خاص ہے فضیلت میں امیر المومنین کے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ یہی آیہ ہی کہ
انہوں نے علیؑ کی فضیلت کو مکروہ جانا جو کہ قرآن میں نازل ہوئی تھی غرض یہ ہی کہ ان لوگوں نے اپنے دوستوں سے کہا پوشیدگی میں کہ سَنُطِيعُكُمْ قریب ہے کہ فرمانبرداری
کریں ہم تمہاری فِي بَعْضِ الْأَمْرِ بعضے امر میں کہ وہ جنگ کرنا ہی پیغمبر سے پس اس میں ہم تمہاری مدد کرینگے اور یہ کہ عداوت اہلبیت میں اور انکی یاری
حکومت کے نہ جانے میں تمہاری مدد ہم کرینگے اور اس امر میں کوتاہی ہم نہ کرینگے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہی اِسْرَارَهُمْ پوشیدگیوں انکی کو کہ جو کچھ وے پہنچتے
ہیں اور جسکو بغیر ظاہر کئے رکھتے ہیں سوا کرتا ہی اور اہل کوفہ نے سوا ابوبکر کے ہمزہ کے کسرہ سے پڑھا ہے فَكَيْفَ پس کیونکر ہوگا حال انکا اور کیا حیلہ کرتے ہونگے وہ
إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ جسوقت کہ جان قبض کرینگے انکی فرشتے بحکم خدا تو يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ مارینگے منہوں انکے کو آگ کے گرزیں وَأَدْبَارَهُمْ
اور پشتوں انکی کو اسواسطے کہ وہ جانب حق سے موہنوں کو اور پشتوں کو پھیرتے تھے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جو کوئی گناہ پر مرتا ہے ملائکہ اسکے منہ اور پشت پر گرزیں
مارتے ہیں اور سبب اسطرح کی موت کا بیان کرتا ہے ذٰلِكَ وہ مرنا اسطرح کا کہ وقت مرنیکے انکو گرزیں آگ کی لگتی ہیں بِأَنَّهُمُ سبب اسکا یہ ہی کہ تحقیق
انہوں نے اتَّبَعُوا پیروی کی ہی مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ اسچیز کی کہ غضب میں لائی خدا کو یعنی جس عمل سے خدا راضی تھا اسکو انہوں نے ترک کیا جیسے کے ظاہر
کرنا پیغمبر کی صفتوں کا اور اقرار کرنا محبت اہلبیت کا اسکو انہوں نے ترک کیا وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ اور مکروہ جانا انہوں نے رضامندی اسکی کو کہ
جس عمل میں خدا راضی تھا وہ انکو ناخوش معلوم ہوا فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ پس نیست و نابود کیا خدا نے عملوں انکی کو مثل نماز اور روزہ اور صدقہ وغیرہ کے کہ
ثواب انکا انکو کچھ نہ ملیگا اسواسطے کہ ثواب کا حاصل ہونا موقوف ایمان پر ہے اور ایمان انمیں ثابت نہ تھا أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ بلکہ گمان کیا ان لوگوں نے کہ فِي
قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ بیچ دلوں انکے بیماری نفاق کی ہی أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ یہ کہ ہرگز نہ نکالیگا خدا یعنی ظاہر نہ کریگا أَضْغَانَهُمْ کینوں انکے کو کہ
پیغمبر اور مومنین سے رکھتے ہیں اور یا یہ کہ اہلبیت رسول سے کینہ رکھتے ہیں وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ اور اگر چاہیں ہم البتہ دکھلا دیں ہم تجھکو ان لوگوں کو
یعنی علامتیں انمیں ہم پیدا کریں کہ فَلَعَرَفْتَهُمْ پس البتہ پہچانے تو انکو بِسِيمَاهُمْ بسبب علامت انکی کے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ اور البتہ پہچانے تو انکو
فِي لَحْنِ الْقَوْلِ بیچ پھیرنے بات کے جانب حق سے اور ابوسعید خدری نے روایت کی ہی کہ لحن القول دشمنی علی بن ابیطالب کی ہی اور ہم منافقین کو
علی بن ابیطالبؑ کی دشمنی سے پہچانتے تھے رسول خدا کے زمانہ میں اور ایسی ہی جابر بن عبداللہ انصاری سے اور عبادہ بن صامت سے منقول ہے کہ ہم اپنی اولاد کو
علی بن ابیطالبؑ کی دوستی سے امتحان کرتے تھے اور جسوقت دیکھتے تھے کسیکو کہ علیؑ سے دوستی نہیں رکھتا ہی تو جانتے تھے کہ یہ راہ راست پر نہیں ہے اور رسول خدا نے
فرمایا ہے کہ ای علی نہیں دوست رکھتا ہی تجھکو مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھتا ہے تجھسے مگر منافق اور انس سے روایت ہی کہ بعضے جہاد میں نو آدمی منافقوں میں سے رات کو
سوئے اور صبح کو اٹھے تو ہر ایک کی پیشانی پر لکھا تھا کہ یہ منافق ہے اور اس علامت سے انکو پہچانا اور دوسری روایت میں انس سے منقول ہے کہ بعد نازل ہونے
اس آیت کے کوئی منافق نہ تھا مگر کہ پیغمبر خدا انکو علامت اور لحن قول سے پہچانتے تھے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اور خدا جانتا ہی أَعْمَالَكُمْ عملوں تمہارے کو ظاہر
اور باطن کو سب اور موافق انکے تمکو جزا دیگا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ اور البتہ آزمائینگے ہم تمکو یعنی اگرچہ ہم سب حال کو جانتے ہیں لیکن معاملہ آزمانیوالوں کا سا تمسے ہم
امر جہاد میں کرینگے حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ یہانتک کہ جانیں ہم جہاد کرنیوالوں کو تم میں سے وَالصَّابِرِينَ اور صبر کرنیوالوں کو جہاد کی مشقت
میں تاکہ معلوم ہو کہ کون جہاد اور صبر کرتا ہے اور کون ایسا نہیں ہے وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ اور آزمائیں ہم خبروں تمہاری سے
یعنی معاملہ آزمانیوالوں کا سا کریں ہم خبروں تمہاری سے یعنی ان چیزوں سے کہ صادر ہوتی ہیں تم سے ایمان کے مقدمہ میں اور مومنین کو
دوستی کرنے میں تاکہ تمہارا سچ اور جھوٹ معلوم ہو اور ابوبکر نے تینوں فعلوں کو غائب کا صیغہ پڑھا ہی اور یہی منقول ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ یعنی البتہ
آزمائیگا خدا انکو یہانتک کہ جانے جہاد کرنیوالوں کو تم میں سے اور صبر کرنیوالوں کو اور آزمائے خبروں تمہاری کو اور یعقوب نے نبلو پڑھا ہے بسکون واو اور إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے وَصَدُّوا اور بند کیا ہی انہوں نے لوگوں کو عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ راہ خدا کی سے کہ وہ دین اسلام ہی اور لوگوں کو
اسلام قبول کرنے نہیں دیا ہی وَشَاقُّوا الرَّسُولَ اور مخالفت کی ہی انہوں نے رسول کی اور دشمنی انہوں نے کی ہے مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

ع ۹

پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئے واسطے انکے الْهُدٰی ہدایت اور راہ راست کہ توریت میں انہوں نے پڑھا تھا اور پایا یہ کہ معجزات روشن انہوں نے دیکھے اور وہ کفار قریش
ہیں اور رئیس قوم قریش کے اور وہ لوگونکو راہ خدا کی بند کرتے تھے لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ ہرگز نہ ضرر پہنچا سکیں گے خدا کو شَیْئًا کچھ بلکہ بدی انکی کفر کی
انہیں کی طرف پھریگی وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ اور قریب ہے کہ باطل کریگا خدا اعمال انکی کو اور نیست و نابود کریگا اور انکی عبادت کی عوض میں جو
ثواب دیگا بسبب ترک کرنے ایمان کے اور نہ عمل کریں اُن خیروں کی کہ ایمان کو لازم ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو
اَطِیْعُوا اللّٰهَ فرمانبرداری کرو تم خدا کی کہ جسکے کرنیکا تمکو حکم دیوے یا منع کرے اسکے فرمانکے موافق کرو وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور فرمانبرداری
کرو تم پیغمبر کی کہ جو کچھ تمکو حکم دیوے اسکے موافق کرو وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ اور نہ باطل کرو تم عملوں اپنے کو ریا کرکے اور اپنے عمل پر نازاں ہو کے اور تکبر کرکے
اور راہ خدا میں کسیکو کچھ دو تو اپنا احسان اسپر مت جتلاؤ اور نہ انکو ایذا دو کہ اس سے بھی عمل باطل ہوتا ہے اور ثواب اسکا کچھ نہیں ہوتا اور تازی کی نیت کرکے ہر
ایک امر پر اسکو توڑو نہیں مگر جس امر پر کہ توڑنیکا حکم ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تحقیق جن لوگوں نے کہ کفر کیا ہے وَصَدُّوْا اور بند کیا ہے انہوں نے
لوگونکو عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ راہ خدا سے کہ وہ راہ اسلام کی ہے ثُمَّ مَاتُوْا پھر مر گئے وہ وَهُمْ كُفَّارٌ اور حال یہ ہے کہ وہ کافر تھے تو
فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ پس ہرگز نہ بخشش کریگا خدا واسطے انکے کبھی فَلَا تَهِنُوْا پس سستی کرو تم اے مومنین کفار سے لڑنے میں وَتَدْعُوْۤا اور نہ
بلاؤ تم انکو اِلَی السَّلْمِ طرف صلح کے ہو واسطے کہ صلح کا طالب ہونا دلالت کرتا ہے عاجزی اور نامردی پر وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اور حال یہ ہے کہ
تم بلند تر اور غالب ہو اور کفار مغلوب ہیں وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اور خدا ہمراہ تمہارے ہے یاری اور مدد کرنیکو دشمنوں پر وَلَنْ یَّتِرَكُمْ اور ہرگز نہ
ناقص کریگا تم سے اَعْمَالَكُمْ عملوں تمہاری کو کہ تمہارے عمل کے ثواب میں کمی کرے ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ عمل سے زیادہ دیتا ہے خدا کہ ایک نیکی کے بدلے دس
نیکیونکا ثواب بلکہ اس سے زیادہ یہانتک کہ سات سو تک دیتا ہے اور اب عبادت کی رغبت اور طلب آخرت میں فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا سوائے اسکے
نہیں کہ زندگانی دنیا کی لَعِبٌ بازی اور کھیل ہے وَّلَهْوٌ اور مشغول ہونا ہے بیفائدہ چیزوں میں وَاِنْ تُؤْمِنُوْا اور اگر ایمان لاؤ تم
خدا پر اور پیغمبر پر وَتَتَّقُوْا اور پرہیز کرو تم گناہوں سے اور ڈرو تم خدا سے تو یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ دیگا تمکو جزا تمہارا ایمان اور پرہیزگاری کا پورا
اور کامل آخرت میں وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ اور نہ سوال کریگا تم سے عوض میں اجر دینے کے اَمْوَالَكُمْ مالوں تمہارے کو اور یا یہ کہ نہیں سوال کرتا ہے
خدا تم سے کل مالوں تمہارے کو بلکہ مال اندک کہ تمکو راہ خدا میں خرچ کرو دسواں حصہ یا بیسواں حصہ یا چالیسواں حصہ اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا اگر
سوال کرے تم سے ان مالونکو کل کو فَیُحْفِكُمْ پس مبالغہ کرے طلب کرنے میں تم سے اور بہت درپے ہوکر سوال کرے تم سے کل کے طلب کرنے میں تو
تَبْخَلُوْا بخیلی کرو تم اور خوشدلی سے انکو نہ دو تم وَیُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ اور نکالے خدا کینوں تمہارے کو یعنی ظاہر کرے کینونکو بسبب اس سوال
کرنیکے کہ تمہارے دلوں میں ہیں خدا اور رسول کی نسبت هٰۤاَنْتُمْ خبردار ہو تم اے لوگو هٰۤؤُلَآءِ تم وہ گروہ ہو کہ تُدْعَوْنَ بلائے جاتے ہو
لِتُنْفِقُوْا تاکہ خرچ کرو تم فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے کہ زکوٰۃ کو ادا کرو اور یا یہ کہ جہاد میں خرچ کرو فَمِنْكُمْ پس بعضا تم میں سے مَّنْ یَّبْخَلُ وہ شخص ہے کہ بخیلی کرتا ہے کہ زکوٰۃ دینے میں
وَمَنْ یَّبْخَلْ اور جو کوئی کہ بخیلی کرے فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ پس سوائے اسکے نہیں کہ بخیلی کرتا ہے جان اپنی سے کہ فائدہ کو اس خرچ کرنیکے اپنی نفس سے
منع کرتا ہے اور اسکے ثواب سے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں اپنی جان کو محروم رکھتا ہے اور عذاب عظیم میں گرفتار کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ
بخیلی اسکی اسکے نفس کی جانب سے ہے کہ نفس اسکا راہ خدا میں دینے کو منع کرتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ اور خدا بے نیاز اور بے پرواہ ہے صدقہ اور خیرات دینے سے
تمہاری راہ میں خرچ کرنے سے وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اور تم محتاج ہو خدا کے کہ ہر چیز اور بخشش اس سے طلب کرتے ہو پس کسواسطے خرچ نہیں کرتے ہو اسکی راہ میں کہ
ثواب عظیم اسکی عوض میں پاؤ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا اسکا عطف ہے اِنْ تُؤْمِنُوْا پر یعنی اور اگر منہ پھیرو تم اس چیز سے کہ جسکا تمکو حکم ہے تو یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا
غَیْرَكُمْ بدل دیگا خدا ایک قوم کو کہ غیر تمہارے ہو وہ قوم اور تمکو ہلاک کرے اور تمہارے بدلے انکو پیدا کرے ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا پس نہ ہوویں وہ قوم
اَمْثَالَكُمْ مانند تمہارے بلکہ تم سے زیادہ فرمانبردار ہوں اور بیضاوی اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلعم سے ان زیادہ فرمانبرداروں کو پوچھا کہ وہ کون

۴ ع ۸

ہیں تو حضرت نے دست مبارک سلمان فارسی کے شانہ پر مارا اور فرمایا کہ یا قوم ہے اور قسم ہے خدا کی اگر بالفرض ایمان دنیا سے اٹھ جائے یہانتک کہ ثریا سے آمیختہ ہو جائے تو
البتہ جماعت فارس کی اسپر ہاتھ ماریں اور اسکو حاصل کریں اور اسیطرح حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے **سورۃ الفتح** یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں انتیس آیتیں ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نگاہ رکھو تم اور حفاظت کرو تم اپنی مالوں کی اور عورتوں کی اور لونڈیوں کی
جاتے رہنے سے اور ضائع ہونے سے سورۂ انا فتحنا پڑھکر اور جانو تم کہ جو کوئی ہمیشہ سورۂ انا فتحنا کو پڑھے تو ایک آواز کرنیوالا آواز کرے کہ تمام اہل محشر اس آواز کو
سنیں کہ ای بندہ تو میرے خالص اور خاص بندوں میں سے ہے اور حکم کرے فرشتوں کو کہ اسکو میرے خالص نیک بندوں میں شامل کرو اور نعمتوں کی بہشتوں میں اسکو
داخل کرو اور شراب جو کہ گئی کافور سے اسکو سیراب کرو **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انا فتحنا لک فتحا مبینا**
تحقیق فتح دی ہمنے واسطے تیرے فتح ظاہر اور مراد اس فتح سے فتح مکہ ہے یعنی مکہ کو فتح کیا ہمنے واسطے تیرے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس فتح سے صلح حدیبیہ ہے کہ
مقدمہ فتح مکہ کا ہے اور کیفیت اسکی یہ ہے کہ ہجرت کی چھٹے سال میں جناب رسولخدا صلعم نے خواب میں دیکھا کہ ہمراہ ایک جماعت صحابہ کے بحکم خدا مکہ کو
گئے اور طواف خانہ کعبہ کا کیا اور اعمال عمرہ کے بجا لائے ہیں حضرت نے اس خواب کو صحابہ کے روبرو بیان کیا صحابہ نے یہ سنکر تصور کیا کہ تعبیر اس خواب کی اسی سال
میں واقع ہوگی اور حضرت نے سامان سفر تیار کیا واسطے روانگی مکہ کے اور صحابہ کو حکم روانگی کا دیا اور اسی سال میں غرہ ذیقعدہ کو مدینہ سے باہر نکلے اور واقع
ہوئی اور جسوقت ذو الحلیفہ پر پہنچے تو احرام عمرہ کا باندھا اور اونٹ قربانیکا ہر ایک نے اپنے ہمراہ لیا تھا اور رسولخدا نے چھیاسٹھ یا ستر اونٹ ہمراہ اپنے لئے اور
جسوقت مشرکوں کو خبر حضرت کے تشریف لانیکی پہنچی تو انہوں نے خالد بن ولید کو مع دو سو سوار کے حضرت کے مقابلہ کو بھیجا اور رسولخدا مقام حدیبیہ میں پہنچے کہ وہ حرم کے
ایک طرف ہے اور مشرکین مکہ سے باہر نکلکر بلدح میں جمع ہوئے اور مشرکین کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی چند آدمیوں سے رسولخدا کے پاس آیا تاکہ باعث حضرت کی تشریف آوری کا
معلوم کرے اور جسوقت انکو معلوم ہوا کہ حضرت لڑنیکے واسطے نہیں آئے ہیں تو وہ الٹا پھر گیا اور قریش سے بیان کیا کہ وہ لڑائی کیواسطے نہیں آئے بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت
کیواسطے آئے ہیں اور قریش جاہلیت کی غیرت سے راضی نہوئے کہ رسولخدا مع اپنے صحابہ کے مکہ میں داخل ہوں کہتے ہیں کہ رسولخدا نے عثمان کو اپنی طرف سے بھیجا تاکہ قریش کو
راضی کرے قریش نے اسکو قید کیا اور صحابہ میں اسکا قتل ہونا مشہور ہوا اسواسطے بیعت رضوان واقع ہوئی چنانچہ ذکر اسکا بعد اسکے آئیگا اور تفصیل صلح حدیبیہ کی
حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اسطرح نقل کرتے ہیں کہ سید عالم صلعم نے بقصد عمرہ مع سات سو صحابہ کے مکہ کو کوچ کیا اور جسوقت ذو الحلیفہ پہنچے تو احرام عمرہ کا
باندھا اور اونٹ قربانی کے ہمراہ لئے اور اسجگہ سے ایک جاسوس بنی خزاعہ میں سے مکہ کو روانہ کیا تاکہ احوال قریش کا دریافت کرے اور جسوقت کہ حضرت غدیر اشطاط
پر پہنچے کہ وہ قریب کوہ عسفان کے ہے تو وہ جاسوس آیا اور کہا کہ رئیس قریش کے مثل کعب بن لوی اور عامر بن لوی وغیرہ نے ہر قسم کے آدمیوں کو جمع کیا ہے
تاکہ تم سے جنگ کریں اور تمکو مکہ کے داخل ہونے اور زیارت خانہ کعبہ سے منع کریں رسولخدا نے بطور مشورہ کے صحابہ سے پوچھا کہ رائے تمہاری اسمیں کیا ہے انکو تم خود قتل
کرو یا جو کوئی تمسے ارادہ لڑنیکا کرے اسپر جہاد کرو گے صحابہ نے عرض کی کہ رائے حضرت کی نیکی پر ہے لیکن ہم لڑنیکے واسطے نہیں آئے ہیں بلکہ خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں
دوسری صورت یہی بہتر ہے کہ اگر کوئی ہمسے جنگ کرنا چاہیگا تو ہم اس سے لڑینگے اور غرض رسولخدا کی اس مشورہ سے یہ تھی کہ رائے صحابہ کی معلوم کریں اور نہیں تو
حضرت رائے نیک سے خود واقف تھے اور اسوقت صحابہ سے فرمایا کہ روانہ ہو ہم جسوقت کوہ عسفان پر پہنچے تو بشیر بن سفیان مکہ سے آیا تھا حضرت کے پاس آیا اور کہا کہ
یا رسولخدا قریش تمہاری دشمنی میں متفق الکلمہ ہو رہے ہیں کہ مکہ میں تمکو نہ جانے دینگے اور خالد بن ولید مع ایک جماعت ہمراہیوں کے کراع الغمیم پر پڑا ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر انکو مجھپر
غلبہ ہو تو مراد انکی حاصل ہوتی قسم ہے خدا کی اگر وہ میرے ساتھ بدسلوکی کریں تو بعد دعا انسے جنگ کروں اور سب کو مغلوب کروں اور فرمایا کہ کون ہے تم میں سے کہ مجھکو
اس راستہ سے لیچلے کہ رہگذر انکی ہے ایک مرد اسلمی نے کہا کہ میں تنگ راہ دشوار سے انکے پاس پہنچاؤں حضرت نے فرمایا کہ چلو صحابہ روانہ ہوئے اور جسوقت دشوار مقاموں کو طے کیا
اور زمین برابر میں پہنچے تو حضرت نے فرمایا کہ کہو نستغفر اللہ و نتوب الیہ سب اصحاب نے یہ کلمہ زبان پر جاری کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ حطہ ہے کہ بنی اسرائیل کے پیش کیا تھا
اور انہوں نے اسکو قبول نکیا تھا اور فرمایا کہ دست راست کو چلو پس اصحاب دست راست کو پھر گئے اور جسوقت ثنیۃ المرار پر پہنچے قریب حدیبیہ کے تو ناقہ حضرت کا بیسبب
وہاں لیٹ گیا اور ایک کنواں کہ نہایت کم پانی رہتا تھا وہاں حضرت نے مقام کیا اور حضرت کی قدم کی برکت سے پانی اس کنوئیں میں کثرت سے ہو گیا اور بعد اسکے بدیل بن

ورقاء خزاعی ایک جماعت خزاعہ کو ہمراہ لیکر پہنچا اور کہا کہ یا رسول خدا کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے لشکر جمع کیا ہی اور ارادہ ہے کہ وہ تمکو مسجد الحرام میں جانے دیویں
حضرت نے فرمایا کہ میں کسی سے لڑنے کو نہیں آیا ہوں بلکہ قصد زیارت کا رکھتا ہوں قسم ہے خدا کی آنا انکا باعث انکی عذاب اور بربادی کا ہی اگر وہ چاہیں تو میں انسے
صلح کر دوں ایک مدت معین تک کہ نہ مجھکو انکے ساتھ کوئی جھگڑا ہووے اور نہ وہ میرے درپے ہوں اگر اس مدت میں وہ اسلام کو قبول کریں مناسب ہے کہ یہی دہماری ہے
اور جو نہیں تو فراغت ورہیں اپنی گھروں میں آرام کریں اور اگر ایسا نکریں تو قسم ہے خدا کی میں ایسی جنگ کروں یہانتک کہ خدا مجھکو انپر فتح دیوے اور یا جو کچھ کہ
حکم خدا ہے وہ ظہور پذیر ہو بدیل نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور اس کلام کی انکو خبر کرتا ہوں اور دیکھو نہیں کہ اس مقدمہ میں وہ کیا کہتے ہیں اسنے اس گفتگو کی قریش کو جا کر
خبر کی عروہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور قریش سے کہا کہ یہ مرد وہ بات کہتا ہے کہ جسمیں ہماری خیر ہے اگر اس امر کو قبول کرو تو یہ مراد میری ہی اور جو نہیں تو مجھکو محمد کے
پاس بھیجو تاکہ میں بھی اُس سے کچھ کہوں ان لوگوں نے اسکو حضرت کے پاس بھیجا اور حضرت نے جو کچھ بدیل سے کہا تھا وہی اسکو بھی فرمایا عروہ نے کہا کہ ای محمد قسم ہے خدا کی میں
تیری گرد ایسے آدمی دیکھتا ہوں کہ وقت لڑائی کے وہ سب بھاگ جاوینگے اور تو تنہا رہجائیگا ابوبکر نے اسکو دشنام دہی کی اور کہا کہ کیا ہم ایسے ہیں کہ رسول خدا کو تنہا چھوڑ
کر بھاگ جاوینگے عروہ نے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے لوگوں نے کہا کہ ابوبکر بن ابی قحافہ ہے کہا کہ اگر تو نے پہلے سے ہمراہ میرے ایک کام نہ کیا ہوتا کہ میں نے اسکا عوض تجھکو نہیں پہنچایا ہے تو
البتہ میں تجھکو اسکا جواب دیتا اور عروہ جسوقت بات کرتا تھا اپنا ہاتھ حضرت کے منہ تک لیجاتا تھا مغیرہ بن شعبہ خود سر پر رکھتا تھا اور تلوار گردن میں ڈالے ہوئے تھا اور
انکی سر کے نیچے کھڑا تھا جسوقت عروہ حضرت کے منہ کیطرف ہاتھ دراز کرتا تو مغیرہ قبضہ تلوار کا اُسکے ہاتھ پر ملتا اور کہتا کہ ہاتھ اپنا اپنی طرف کو رکھہ ورنہ بے ادبی کو ترک کر اور نہیں تو ہاتھ تیرا
تلوار سے قطع کر ڈالونگا اسنے پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ ہے عروہ نے مغیرہ کو ملامت کر کے کہا کہ ای مغیرہ تو وہ نہیں ہے کہ جسنے خیانت کی تھی اور یہ
سبب تھا کہ مغیرہ نے ایام جاہلیت میں ایک قوم کی مصاحبت کی تھی اور آخر کو مال نکالے لیا اور انکو قتل کیا اور بعد اسکے رسول خدا کے پاس جا کر مسلمان ہو گیا اور حضرت نے
فرمایا کہ میں تیرے اسلام کو قبول کیا اور عروہ نے دیکھا کہ اصحاب حضرت کی خدمتگاری میں حضرت کے مستعد رہتے ہیں اور جو کچھ حضرت حکم کرتے ہیں اُسیوقت بجا لاتے ہیں مثل
خادموں اور چاکروں کے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں اور بہ نہایت خوف اور ادب سے وقت کلام کرنیکے حضرت کے منہ کیطرف نگاہ نہیں کرتے ہیں اور آہستہ اور نرمی سے بات کرتے
ہیں اور جس جگہہ کہ حضرت وضو کرتے ہیں یا تھوکتے ہیں ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھکر اسکو اُٹھاتے ہیں اور اُس تھوک اور آب دہن کو تبرک جانکر اپنی منہ پر ملتے ہیں جسوقت عروہ نے اس طرح
تعظیم اور محبت حضرت کی انکو کرتے ہوئے دیکھا تو وہاں سے روانہ ہوا اور قریش سے جا کر کہا کہ ای قوم میری میں نے بادشاہ دنیا کے بہت دیکھے ہیں مانند قیصر روم اور کسری
فارس اور نجاشی حبشہ کے قسم ہے خدا کی کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ قوم اُسکی مثل محمد کے فرمانبرداری اُسکی کرتی ہوں اور جو کچھ کہ فرمانبرداری اور چاکری اور
محبت اور وفاداری اصحاب کی دیکھی تھی قریش کے روبرو بیان کی اور کہا کہ ایسا بادشاہ جلیل القدر تمسے درخواست صلح کی کرتا ہے اُسکو قبول کرو اور ایک مرد نے
کنانہ میں سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور میں سلوک اصحاب کا محمد کے ساتھ دیکھتا ہوں لوگوں نے کہا کہ جا جسوقت وہ حضرت کے پاس پہنچا تو فرمایا حضرت نے اصحاب سے کہ یہ فلانا آدمی
فلانی قوم کا ہے جو کہ تعظیم حرم کی اور قربانی کی کرتے ہیں لبیک کہتے ہوئے اسکی پیشواز کو جاؤ اور قربانی ہمراہ لیجاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا اُسنے جو یہ حال دیکھا تو کہا کہ سبحان اللہ ایسی قوم کو
خانہ خدا سے کسواسطے منع کرتی ہیں پس وہ شخص پھر گیا اور صلح کی رغبت اپنی قوم کو دلائی انہوں نے حلیس بن علقمہ کو بھیجا اور وہ ہر قوم کی آمیختہ آدمیوں کا سردار تھا
حضرت نے فرمایا کہ یہ آدمی عبادت کرنیوالی قوم میں سے ہے قربانی کو اسکے آگے لیجاؤ جسوقت قربانی کی اونٹونکو اسنے دیکھا تو کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور
قریش کیطرف پھر گیا اور اس حال کو انسے جا کر بیان کیا اور بعد اسکے مکرز بن حفص قریش سے اذن لیکر حضرت کے پاس آیا اور حضرت نے اسکو دیکھا تو فرمایا کہ یہ مکرز ہے
جو کہ فاسق اور فاجر مشہور ہی اور حضرت سے وہ شخص گفتگو کرنے لگا اور بعد اسکے سہیل بن عمرو پہنچا اور حضرت سے عرض کی کہ کام تمہارا آسان ہو گیا ہو شاید کہ قوم تمسے صلح
طلب کرتی ہی اور سہیل نے کہا کہ میں قریش کیجانب سے آیا ہوں تاکہ تمسے صلح کر کے عہدنامہ مشتمی لکھوالوں سو رسول خدا صلعم نے امیر المومنین کو طلب کیا اور صلح نامہ کا مضمون بیان کیا
امیر المومنین نے موافق ارشاد حضرت کے لکھنا صلح نامہ کا شروع کیا اور اول میں اسکی بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے اور یہ نوشتہ ہمارا اور
تیری درمیان ہے اسمیں وہ چاہئے کہ جسکو ہم جانتے ہوں کہا کہ باسمک اللہم لکھہ مسلمانوں نے کہا کہ ہم بسم اللہ کو ترک نہیں کر سکتے حضرت نے فرمایا کہ ای علی جو کچھ سہیل کہتا ہے وہ
لکھہ تو امیر المومنین نے وہی لکھا جو کہ سہیل نے کہا تھا اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ای علی لکھہ ہذا ما قضی علیہ محمد رسول اللہ سہیل نے کہا کہ اگر ہم تجھکو رسول جانتے تو ہرگز

تجہسے جہگڑا نکرتے اور خانہ کعبہ سی ہمکو منع نکرتے حضرت نے فرمایا کہ میں رسول خدا کا ہوں اگرچہ تم مجہکو جہٹلاؤ اور فرمایا کہ ای علی رسول اللہ کا لفظ اسمیں سے مٹا دو امیر المومنین
نے عرض کی یا رسول خدا ہاتہ میرا رسول کے مٹانے پر جاری نہیں ہوتا ہی واسطے کہ میں حضرت کے نبی ہونے پر ایمان لایا ہوں اور کلمہ میرے ہاتہ سی مٹ نہیں سکتا حضرت نے صلحنامہ کو
امیر المومنین کے ہاتہ سی لیکر رسول کا لفظ اسمیں سے مٹا دیا اور لکہا کہ ہذا ما قضی محمد بن عبد اللہ یعنی یہ وہ ہے کہ حکم کیا محمد پسر عبد اللہ نے اور اسمیں تحریر کیا کہ دو سال تک
جانبین میں لڑائی نہو اور اس عرصہ میں محمد کے صحاب میں سے جو کوئی واسطے حج اور عمرہ کے یا واسطے تجارت کے مکہ میں آوے وہ اپنی جان اور مال سے امن میں ہو اور جو کوئی قریش کا
آدمی مدینہ میں آوے اور وہاں سے مصر اور شام کو جاوے وہ بہی امن میں ہو اور جو کوئی انکا اس مدت میں مسلمانوں کے پاس جاوے تو اسکو واپس کر دیں اور مسلمانوں میں سے جو کوئی انکے
پاس جاوے تو وہ واپس نکریں یہ شرط مسلمانوں کو بہت ناگوار اور دشوار معلوم ہوئی حضرت نے فرمایا کہ اس بحث سی درگزرو اور جو کوئی ہم میں سے انکی جانب چلا جاوے وہ رحمت
خدا سی دور ہے اور لائق غضب الہی کے ہے اور جو کوئی انکا ہمارے پاس آوے ہم اسکو انکی طرف واپس دیں پس اگر علم خدا متعلق ایمان انکے ہے تو اسکو باہر نکالدیگا اور کفار
کے ہاتہ سی اسکو نجات دیگا اور یہ بہی اسمیں لکہا کہ جو کوئی چاہے محمد کے عہد میں آ جاوے اور جو کوئی چاہے انکے عہد میں آ جاوے بنو خزاعہ اسوقت اٹہی اور کہا کہ ہم محمد کے عہد میں
ہیں اور بنو بکر نے کہا کہ ہم قریش کے عہد میں ہیں اور رسول خدا نے فرمایا کہ ہمکو اجازت دو کہ خانہ کعبہ کے طواف کو ہم روانہ ہوں سہیل نے کہا کہ اس سال زیارت کعبہ
کو موقوف کہو اور مکہ میں ہمارے ہمراہ نہ جاؤ اور سال آئندہ میں ہم تین روز مکہ کو خالی کر دینگے تم بدون ہتیاروں کے مکہ میں داخل ہو اور اب تم ہتیار انکو باندہے ہوئے
قربانی کے اونٹونکو ہانکتے ہوئے چلے آؤ جہانتک کہ ہم تمکو آنے دیویں اور اسی جگہہ قربانی کو ذبح کرو اور وہاں سے الٹے چلے جاؤ حضرت نے صحاب سے فرمایا کہ قربانی کے
اونٹونکو ہانکو صحابہ نے اونٹونکو ہانکا قریش کے آدمیوں نے درمیان آ کے انکو پہیر دیا اور آگے کو بڑہنے نہ دیا اور صلحنامہ تمام ہوا اور دونو طرف کے گواہوں نے انپر گواہی
اوپر لکہی اور حضرت نے فرمایا کہ قربانی کو یہاں ذبح کرو اور سر انکو اپنے منڈواؤ کسی نے حضرت کے کہنے پر عمل نہ کیا دوسری بار حضرت نے پھر فرمایا کسی نے کہنا نہ مانا حضرت غضب
میں آئے اور ام سلمہ کے خیمہ میں تشریف لیگئے اور صحاب کی فرمانبرداری نکرنے سے ام سلمہ کو مطلع کیا ام سلمہ نے عرض کی کہ انسے کچہہ نہ فرمائیں اپنے اونٹونکو حضرت ذبح کریں
اور اپنے سر کو منڈوائیں حضرت خیمہ سی باہر نکلے اور اونٹ اپنے ذبح کئے اور سر کو منڈوایا اور صحاب سے کچہہ نہ فرمایا صحاب نے جسوقت دیکہا کہ حضرت نے خود اپنے ہاتہ سے
اونٹ ذبح کئے ہیں اسوقت سب نے اونٹ اپنے اپنے ہاتہ سی ذبح کئے اور سر منڈوائے اور بعضوں نے منڈوانے کی عوض تہوڑے بال کترلئے اور سر کو نہ منڈوایا اور رسول خدا
کی فرمانبرداری نکرنے سی پشیمان ہوئے حضرت نے فرمایا کہ رحم کرے خدا سر منڈوانے والونکو لوگوں نے عرض کی یا رسول خدا بالونکے کترنے والونکو بہی پھر فرمایا کہ رحم کرے
خدا سر منڈوانے والونکو لوگوں نے عرض کی کہ بالونکے کترنیوالونکو پھر سر منڈوانے والونکے واسطے فرمایا کہ خدا انپر رحم کرے اور بالونکے کترنیوالوں کے واسطے بہی لوگوں نے
پوچہا کہ یا رسول خدا حضرت نے سر کے منڈوانے والونکے واسطے تین مرتبہ فرمایا کہ خدا انپر رحم کرے اور بالونکے تراشنے والونکو نہیں فرمایا مگر ایکمرتبہ فرمایا کہ سر منڈوانیوالونکو
یقین تہا اور بالونکے کترنیوالونکو شک تہا اور رسول خدا مدینہ کو تشریف لیگئے اور منقول ہے کہ جسوقت یہ صلحنامہ لکہا گیا کہ اس سال مکہ میں نہ جاویں اور سال آئندہ میں طواف کریں
یہ صلحنامہ حضرت کا صحاب کو پسند نہ آیا علی الخصوص عمر بن الخطاب کہ رسول خدا سے کہتے تہے کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر فرمایا کہ ہاں عمر نے کہا کہ تو ہمارے
دین کو ذلیل اور خوار کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا نے مجہسے وعدہ کیا ہی اور وعدہ میں اسکی ہرگز خلاف نہیں ہے عمر نے کہا کہ کیا تو نے نہیں کہا تہا کہ ہم طواف کرینگے اور
سر منڈوائینگے اور مسجد الحرام میں داخل ہونگے حضرت نے فرمایا کہ مینے اس سال کو نہیں کہا تہا بلکہ انشاء اللہ تعالی داخل ہونگے مسجد الحرام میں کہا تہا اور اگر اس سال میں داخل نہیں ہوئے
تو سال آئندہ میں داخل ہونگے اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکہا ہی کہ عمر نے کہا کہ امر عظیم اسروز میرے دلمیں داخل ہوا یعنے نبوت میں مینے شک کیا اور شمس الدین قیم نے
کتاب زاد المعاد میں لکہا ہی کہ عمر نے کہا کہ قسم ہے خدا کی نہیں شک کیا مینے جس روز سے کہ ایمان لایا ہوں مگر اسدن کہ مینے پیغمبر سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا تو پیغمبر خدا کا نہیں ہے
فرمایا کہ ہاں میں پیغمبر حق ہوں اور مفتاح الفتوح میں لکہا ہی کہ عمر سے منقول ہے کہ وہ کہتا تہا کہ تحقیق شک کیا مینے ایسا شک کہ جس روز سے مسلمان ہوا ہوں ایسا شک کبہی
نہیں کیا تہا اور اگر میں سو آدمی پاتا اور ایک روایت میں ہے کہ ستر آدمی پاتا تو قریش سے جنگ کرتا اور صلح کو بگاڑ دیتا اور بعد اسکے بندوں کو آزاد کرتا اور ہمیشہ روزہ رکہتا
جسوقت کہ داخل ہوا اسروز شک میرے دلمیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے بہت امور عجیب ظاہر ہوئے صلح حدیبیہ اور باہر نکلنا پانی کا حضرت کی انگلیوں سے
اور فتح ہونا مکہ کا اور فتح ہونا خیبر کا اور فتح پانا رومیوں کا فارسیوں پر اور اہل کتاب کا مشرکوں پر پس حق تعالی فرماتا ہے فتح کی ہمنے واسطے تیرے فتح ظاہر لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ

تاکہ بخشے واسطے تیرے خدا **مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ** جو کچھ کہ مقدم ہوئے اور پہلے گزرے ہیں گناہ تیرے میں سے **وَمَا تَأَخَّرَ** اور جو کچھ پیچھے واقع ہوئے ہیں یعنی خدا تعالے
جہاد اور کفار کے دفع کرنے کی جہت سے کہ سبب فتح کا ہے بخشے گناہ تیرے کہ مراد گناہ سے ترک کرنا اولی امر کا ہے اسواسطے کہ پیغمبر معصوم ہے اور اس سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا
پس مراد گناہ سے ترک کرنا اولی امر کا ہے اور یا مراد اس سے امت کے گناہ ہیں اور روایت اہلبیت علیہم السلام میں ہے کہ مراد اس گناہ سے علی بن ابیطالب کے شیعوں کے گناہ ہیں
چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا صلعم نے کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ کبھی ارادہ گناہ کا کیا لیکن خدا تعالی نے علی بن ابیطالب کے شیعوں کے گناہ رسولخدا
صلعم پر بار کرکے انکو بخشا اور بعضے علما فرماتے ہیں کہ خطاب اس آیت میں حضرت کیطرف ہے اور مراد اس سے امت کے آدمی ہیں پس امت کے لوگوں کے خدا تعالی نے گناہ
بخشے اور قرآن میں اکثر ایسی آیتیں ہیں کہ انمیں خطاب رسولخدا کیطرف ہے اور مراد امت کے آدمی ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی
تو فرمایا کہ مکہ کے مشرکوں کے نزدیک رسولخدا صلعم کے برابر کوئی شخص زیادہ گناہگار نہ تھا اسواسطے کہ وہ سوائے خدا کے تین سو ساٹھ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور
جسوقت رسولخدا پیغمبر ہوئے اور خدا کی توحید کیطرف ان لوگوں کو بلایا تو انکو یہ امر بہت برا معلوم ہوا اور کہا کہ بہت سے معبودوں کو ایک معبود مقرر کرتا ہے پس جسوقت
رسولخدا نے مکہ کو فتح کیا تو خدا تعالی نے فرمایا کہ اے محمد تحقیق ہم نے فتح دی واسطے تیرے فتح ظاہر تاکہ بخشے خدا واسطے تیرے جو کچھ کہ پہلے گزرا ہے گناہ تیرا اور جو کچھ کہ
پیچھے ہوئے مکہ کے مشرکوں کے نزدیک بسبب بلانے تیرے کے طرف توحید خدا کے پہلے اور پیچھے اسواسطے کہ مکہ کے مشرکین بعضے تو ایمان لائے تھے اور بعضے مکہ سے باہر نکل گئے تھے
اور جو کوئی کہ مکہ میں باقی رہا تھا وہ انکار توحید کا نہیں کرسکتا تھا جسوقت وہ حضرت آدمیوں کو توحید کیطرف بلاتے تھے اور انکے نزدیک گناہ حضرت کا بخشا گیا تھا جسوقت
حضرت انپر غالب ہوئے پس اس گناہ کا رسولخدا کے حقتعالی نے ذکر کیا ہے کہ وہ گناہ جو تیرا مکہ کے مشرکوں کے نزدیک تھا وہ بعد فتح مکہ کے انکے نزدیک بخشا گیا اور دوسری
روایت میں بھی آئمہ معصومین علیہم السلام سے ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تاکہ بخشے خدا گناہ تیرا پہلا اور پچھلا جو کہ مکہ والوں کے نزدیک ہے پہلے ہجرت کے اور بعد ہجرت کے
اسواسطے کہ جسوقت تو نے مکہ کو فتح کیا بدون قتل کئے اور نہ مواخذہ کیا تو نے انکی عداوت کا اور اس جنگ کا کہ پہلے اس سے انہوں نے تجھ سے کیا ہے تو انہوں نے تیری
گناہ کو بخشدیا جو کہ انکی اعتقاد میں تیرا گناہ تھا اور جو کچھ کہ انکی عداوت کے مقابلہ میں تیری عداوت تھی جسوقت کہ انہوں نے دیکھا تو حاکم اور قادر ہو گیا اور بعضے علما
ہمارے کہتے ہیں کہ ذنب کا لفظ مصدر ہے اور اضافت اسکی جیسے کہ فاعل کیطرف جائز ہے ایسے ہی مفعول کیطرف بھی جائز ہے اور یہاں اضافت ذنب کی طرف مفعول کے ہے
اور مغفرت کے معنی ازالہ اور دور کرنیکے ہیں یعنی تاکہ دور کرے خدا جو کچھ کہ پہلے گزرا ہے گناہ کرنا انکا تیری ذات سے کہ تجھکو انہوں نے مکہ سے نکالدیا تیری امت آزار دیکر
اور جو کچھ پیچھے ہوئے گناہ تیرا انکی کہ تجھکو مکہ میں واسطے طواف کے آنے نہ دیا اور کعبہ کی زیارت سے منع کیا اسواسطے کہ جسوقت مکہ مفتوح ہوا تو وہ گناہ کہ وہ لوگ
حضرت کی نسبت کرتے تھے اور حضرت کو آزار دیتے تھے وہ سب دور ہو گئے اور مخالفین کے علما وہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جو مخالف ہیں حضرت کی نبوت کے بعضے کہتے
ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ تاکہ بخشے خدا واسطے تیرے گناہ تیرے کو جو کہ پہلے نبوت کے ہوئے ہیں اور جو کہ بعد نبوت کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں جو گناہ کہ پہلے فتح کے ہوئے اور گناہ کہ بعد فتح کے
ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جو گناہ کہ واقع ہوئے ہیں اور جو گناہ کہ واقع ہوگا وہ بخشا جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ جو گناہ کہ تیرے باپ ماں آدم اور حوا سے پہلے ہوا وہ تیری قدر و منزلت سے بخشا
جائیگا اور جو گناہ کہ پیچھے اس سے تیری امت سے ہوئے ہیں وہ بخشا جائیگا لیکن آدم اور ہمارے پیغمبر میں باعتبار نبوت کے کچھ فرق نہیں ہے جیساکہ گناہ آدم کا ہے ویسا ہی وہ
ہمارے پیغمبر کا ہے اور فرماتا ہے حقتعالی کہ **وَيُتِمَّ** اور تمام کرے خدا اپنے فضل و کرم عام سے **نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ** نعمت اپنی کو اوپر تیرے دنیا میں تیرے دشمنوں پر تیری
نصرت کرکے اور قیامت تک تیری شرع کو باقی رکھکے اور نبوت کو تجھپر ختم کرکے اور دین اسلام اور کلمہ حق کو غالب کر اور آخرت میں تیرے درجے اور مرتبے بلند کرکے
اور تیری شفاعت تیری امت کے مومنین کے حق میں قبول کرکے **وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا** اور دکھلائے تجھکو راہ سیدھی احکام کے پہنچانے میں سیاست
کے طریقوں کے قائم کرنیمیں اور رہا یہ کہ ثابت رکھے تجھکو راہ سیدھی پر جو کہ بہشت کیطرف پہنچانیوالی ہے **وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ** اور مدد کرے تیری خدا **نَصْرًا
عَزِيزًا** مدد عزت والی اور غالب کہ جس سے عزت ہے اس شخص کی جسکی مدد کرے اور کہتے ہیں کہ جسوقت رسولخدا صلعم حدیبیہ سے صلح کرکے پھرے تو راہ میں ایک شخص
نے صحابہ میں سے کہا کہ یہ کیا فتح ہے کہ ہمکو بیت الحرام سے منع کیا اور ہماری قربانی کو اسکی محل پر نہ جانے دیا رسولخدا کو اسکی گفتگو کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ یہ بات بری کہی ہے
کہی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ جو وہ کہتا ہے بلکہ یہ فتح بہت بڑی فتح ہے اسواسطے کہ مشرکین اپنے مرتبہ کی شوکت سے گرکے طالب صلح کے ہوئے اور عاجز ہوکر انہوں نے امان چاہی

اسلئے خدا ایسا فرماتا ہے کہ هُوَ الَّذِیْٓ وہ خدا وہ شخص ہے کہ اَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ نازل کیا اُسنے تسکین کو فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ بیچ دلوں مومنین کے اور وہ مومنین وہی تھے جن لوگوں نے رسول خدا کی مخالفت نہیں کی اور صلح کا انکار نہیں کیا اور صلح کے مقدمہ میں حضرت پر اعتراض نہیں کیا اُن لوگوں کے دلوں میں فتح ہونیکی وہ دلیلیں تھیں کہ جسکی جہت سے انکو اطمینان تھا اور سوائے انکے دلوں میں شک اور شبہہ تھا اور دونوں کو انکی یقین اور اطمینان حاصل تھا بلکہ فتح اور نصرت کی طرف سے تردد میں تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد سکینہ سے علامتیں ہیں مومنین کے نصرت کی اعداء دین پر کہ جو باعث تھی انکی قدموں کے ثابت رہنے کی لِیَزْدَادُوْٓا تاکہ زیادہ کریں وہ مومنین اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِھِمْ ایمان کو ساتھ ایمان اپنے کے بسبب مضبوطی اعتقاد اور اطمینان خاطر کے اور یقین پر یقین انکا زیادہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو چیز کہ پیغمبر سب سے پہلے اپنی امت کے پاس لائے وہ توحید خدا کی تھی جسوقت لوگ توحید پر ایمان لائے اور خدا کو ایک جانا تو انکو نماز اور زکوۃ کا حکم کیا اور جسوقت نماز اور زکوۃ پر ایمان لائے تو انکو حج اور جہاد کا حکم دیا اور بعد سب کے دوستی علی ابن ابیطالب کی انپر فرض کی ان لوگوں کے ایمان کو زیادہ کیا یہانتک کہ اپنے ایمان کو علی کی دوستی سے تازہ کیا اور اب خدا تعالیٰ جہاد کی رغبت دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خاص واسطے خدا کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے کہ وہ ملائکہ اور جن اور انسان ہیں اسلئے مومنین خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد کے ساتھ قوی دل ہو کر جہاد میں کوشش کریں کہ جسکے حکم میں لشکر آسمان و زمین کے ہوں وہ اپنی دوستوں کو وقت لڑائی اعداء کے بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیتا ہے بلکہ اگر مصلحت اور حکمت اسکی تقاضا کرے تو وہ آسمان اور زمین کے باشندوں کو واسطے کمک کے بھیجتا ہے وَکَانَ اللّٰہُ اور ہے خدا عَلِیْمًا جاننے والا بندوں کی مصلحت کا حَکِیْمًا حکمت والا کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ بھی اسکی حکمت میں سے ہے کہ مومنین کے دلوں میں تسکین نازل کی صلح حدیبیہ وسیلہ سے اور فتح مکہ کے وعدہ سے لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ تاکہ داخل کرے مومنین کو اور عورتوں ایمان والیوں کو بسبب مضبوطی اعتقاد کے اور اس نعمت کی شکرگزاری کے جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْھٰرُ جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ انکے وَیُکَفِّرَ عَنْھُمْ اور تاکہ پوشیدہ کرے انسے سَیِّاٰتِھِمْ برائیوں انکی کو وَکَانَ ذٰلِکَ اور ہے وہ داخل کرنا بہشتوں میں اور پوشیدہ کرنا گناہوں کا عِنْدَ اللّٰہِ نزدیک خدا کے فَوْزًا عَظِیْمًا مراد پانا بڑا اسواسطے کہ کوئی مراد اس سے بہتر نہیں ہے کہ گناہوں سے پاک ہو کر بہشت میں داخل ہو اور لِیُدْخِلَ کا اکثر کے نزدیک متعلق اِنَّا فَتَحْنَا کے ہے وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ اور عذاب کرے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ اور شرک کرنیوالے مردوں کو اور شرک کرنیوالی عورتوں کو الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰہِ اور جو کہ گمان کرنیوالے ہیں ساتھ خدا کے ظَنَّ السَّوْءِ گمان کرنا بد کہ خدا اپنے حبیب کی مدد نکریگا عَلَیْھِمْ اوپر ان گمان کرنیوالوں کے ہے دَآئِرَۃُ السَّوْءِ گردش بدی کی یعنی گمان بد کہ طرف مسلمانوں کی لیجاتے ہیں وہ طرف انکی پھرنیوالا ہے اور مغلوب ہو کر ہلاک ہوں وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ اور غصہ کیا خدا نے اوپر انکے وَلَعَنَھُمْ اور لعنت کی انکو اور اپنی رحمت سے انکو دور کیا وَاَعَدَّ لَھُمْ اور تیار کیا ہے واسطے انکے جَھَنَّمَ دوزخ کو وَسَآءَتْ اور بری ہے وہ دوزخ مَصِیْرًا جگہ پھر جانیکی اور فرماتا ہے واسطے خوف دلانیکے اور واسطے تاکید کے دوسری بار کہ وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور واسطے خدا کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے کہ سب اسکی ملک اور اسکے زیر حکم ہیں پس کفار اور منافقین سے بدلا لینے میں اور سزا دینے میں وہ عاجز نہوگا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا اور ہے خدا غالب سب پر حَکِیْمًا حکمت والا امر میں کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور یہ آیت پہلی اس سے مومنین کے ذکر سے متصل تھی واسطے انکی وعدہ نصرت اور فتح مومنین کے اور اس مقام میں مشرکین اور منافقین کے ذکر میں ہے انکی خوف دلانے اور ڈرانے کیواسطے اور اب اپنی حبیب کیطرف خطاب کر فرماتا ہے کہ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ تحقیق ہمنے بھیجا ہے تجھکو اے محمد صلعم کل آدمیوں اور جنوں پر شَاھِدًا گواہ ہونیوالا انکی ایمان اور طاعت اور کفر اور فرمانبرداری پر وَّمُبَشِّرًا اور خوشخبری دینے والا بہشتوں کی اور بلند درجوں کی ان لوگوں کو واسطے کہ جنہوں نے تیری فرمانبرداری کی ہے سب حکموں میں وَّنَذِیْرًا اور ڈرانیوالا عذاب دردناک سے ان لوگوں کو کہ جو تیرا کہنا نہیں مانتے اور تیری بات کو رد کرتے ہیں اور یہ خوشخبری اور ڈرانا اسواسطے ہے کہ لِّتُؤْمِنُوْا تاکہ ایمان لاؤ تم اے بندو خدا کے اور ابن کثیر اور ابو عمرو نے لیومنوا پڑھا یا غائب کا صیغہ اور بعد اسکے جو تین صیغہ مضارع کے ہیں انکو بھی غائب کے صیغہ سے پڑھا ہے اور باقی کے قاریوں نے مخاطب کے صیغوں سے یعنی تاکہ ایمان لاؤ تم بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ساتھ خدا اپنے اور پیغمبر اسکے کے

وَتُعَزِّرُوْهُ اور قوت دو تم اسکو دین کے مقدمہ میں اور اسکی مدد کرو وَتُوَقِّرُوْهُ اور توقیر اور بزرگی کرو تم اسکی کہ سب حکموں میں اسکی فرمانبرداری کرو تم وَتُسَبِّحُوْهُ
اور پاکی سے یاد کرو تم اسکو کہ نمازوں کو ادا کرو اور اسکی یاد میں رہو بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا صبح کو اور شام کو اور بعضوں کے نزدیک مراد صبح سے نماز صبح اور ظہر اور
عصر ہے اور شام سے مراد مغرب اور عشا ہے اور منقول ہے کہ رسول خدا اور مومنین کو کفار نے مکہ میں داخل ہونے سے منع کیا اور خبر عثمان کے قتل ہونیکی حدیبیہ میں مشہور
ہوئی تو رسول خدا صلعم نے صحابہ کو بیری یا کیکر کے درخت کے نیچے جمع کیا اور بیعت کرنیکا حکم دیا اصحاب نے نہایت رغبت سے حضرت کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ ہم
تمام حضرت کی بیعت کی حمایت کرینگے اور جہاد میں سے کبھی بھاگینگے نہیں اور مومنین نے بخلوص نیت جو بیعت کی تھی اور خداتعالے اس بیعت کے کرنے سے انسے راضی تھا
اسواسطے اس بیعت کا نام بیعت رضوان ہوا اور اسی درمیان میں یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ تحقیق جو لوگ کہ بیعت کرتے ہیں
تجھسے اے محمد اس مقام میں اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ تو سوائے اسکے نہیں کہ بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے ہو مطلب کہ مقصود اس بیعت سے رضامندی خدا کی ہے اور رضامندی
اور فرمانبرداری رسول کی بمنزلہ فرمانبرداری خدا کے ہے چنانچہ دوسری جگہہ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی اور جسنے کہ فرمانبرداری کی پیغمبر کی پس
تحقیق کہ فرمانبرداری کی اسنے خدا کی اور فرماتا ہے کہ وقت بیعت کرنے پیغمبر کے يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ہاتھ خدا کا اوپر ہاتھ انکے کے ہے یعنی ہاتھ پیغمبر کا کہ
انکے ہاتھوں پر ہے وقت بیعت کرنے کے وہ خدا کے ہاتھ کے حکم میں ہے اسواسطے کہ خدا تو ہاتھ اور بدن سے پاک ہے پس ہاتھ رسول خدا کا بمنزلہ ہاتھ خدا کے ہے اور غرض اس سے یہ تھی کہ
عہد کرنا رسول سے عہد کرنا خدا سے ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ کیفیت پیغمبر کے ہاتھ کی انکے ہاتھوں پر اسطرح تھی کہ وہ لوگ اپنا ہاتھ دراز کرتے اور رسول خدا
ہاتھ انکا پکڑ لیتے تھے اسطرح بیعت لیتے تھے یہ ہے قول امام رضا علیہ السلام کا اور یہ طریقہ کسی امر کی عہد کرنیکا ہمیشہ سے جاری ہے اور جسوقت عہد کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اسکو وفا کرینگے
اور اپنے عہد سے پھرینگے نہیں اور ابن عباس نے فرمایا کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قوت خدا کی بیچ عہد کے وفا کرنیمیں واسطے ثواب آخرت کے اور نصرت پیغمبر کے بالا اور فوق ہے انکی
قوت سے عہد کے وفا کرنیمیں اور مدد کرنیمیں اور جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ اس روز ایکہزار چارسو آدمیوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور خداتعالے
اپنے علم سے جو جانتا تھا کہ بیعت کرنیوالوں میں سے کون کون وفا نہیں کرتا ہے اور جہاد میں سے بھاگ جاتا ہے اسواسطے بعد اسکے فرمایا کہ فَمَنْ نَّكَثَ پس جو کوئی کہ
توڑے بیعت کو کہ جہاد سے بھاگے فَاِنَّمَا يَنْكُثُ پس سوائے اسکے نہیں کہ توڑتا ہے وہ عہد کو عَلٰى نَفْسِهٖ اور نفس اپنے پر کہ ضرر اسکا انکی جان پر رہیگا اور
ثواب آخرت سے وہ محروم ہوگا اور عذاب دردناک میں وہ گرفتار ہوگا اور ایسا ہی ہوا کہ بعضے صحابہ خیبر اور حنین میں سے بھاگے اور جسوقت ہوازن میں سے بھاگے تو
حضرت عباس ٹیلہ پر چڑھکر باواز بلند انکو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بیعت رضوان والو کہاں بھاگے جاتے ہو لیکن کوئی پیچھے پھر کر نہیں دیکھتا تھا اور بھاگا جاتا تھا خدا کہ
وَمَنْ اَوْفٰى اور جو کوئی کہ وفا کرے عہد کو اور بھاگے نہیں اور مستقیم اور ثابت رہے بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ ساتھ اس چیز کے کہ عہد کیا ہے اوپر اسکے خدا
اور حفص نے عَلَيْهُ کے ہا کو مضموم پڑھا ہے اور اس آیت کے موافق اکثر پڑھتے ہیں اور باقیوں نے ہا کے کسرہ سے پڑھا ہے خدا فرماتا ہے کہ جو کوئی عہد کو وفا کرے تو
فَسَيُؤْتِيْهِ پس قریب ہے کہ دیگا اسکو خدا اَجْرًا عَظِيْمًا اجر بڑا اور فَسَيُؤْتِيْهِ کو اہل عراق نے یا سے پڑھا ہے غائب کا صیغہ اور باقیوں نے نون
سے پڑھا ہے متکلم کا صیغہ یعنی پس قریب ہے کہ دینگے ہم اسکو اجر بڑا کہ بہشت میں داخل کرینگے اور درجے اسکے بلند کرینگے اور منقول ہے کہ جسوقت رسول خدا صلعم ارادہ
مکہ کے جانیکا کیا تو اسوقت صحرائی عربوں کو جو کہ مدینہ کے گرد رہتے تھے مثل قبیلہ اسلم اور جہینہ اور مزینہ اور غفار اور اشجع کے اپنے ہمراہ لیجانیکے واسطے طلب کیا اور
انکو اپنے ساتھ چلنے کی رغبت دلائی اور فرمایا کہ غرض میری تمہارے ہمراہ چلنے سے یہ ہے کہ اگر قریش مجھکو مکہ کے داخل ہونے سے منع کریں اور نوبت جنگ کرنیکی انسے
پہنچے تو ہماری طرف سے بھی ایک لشکر مستعد رہے اور بعد اسکے حضرت نے احرام باندھکر قربانی کے اونٹوں کو ہانکا تاکہ وہ لوگ جانیں کہ حضرت لڑنیکے واسطے نہیں آئے ہیں
بلکہ واسطے بجالانے عمرہ کے روانہ ہوئے ہیں ان صحرانشین عربوں نے قریش کی لڑائی سے خوف کر کے حضرت کے ہمراہ جانا قبول نہ کیا اور کہا کہ ہم کیونکر انکی ہمراہی اختیار کریں
کہ یہ عنقریب قریش سے مغلوب ہو کر مقتول ہونگے اور انکے ہاتھوں سے مارے جاوینگے پس ہر ایک گھر میں سے بہانا کر کے بیٹھ رہا اور حق تعالی نے پیغمبر کو انکے حال کی خبر دی کہ جسوقت تو
واپس ہو کر مدینہ میں پہنچیگا تو سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ قریب ہے کہ کہینگے واسطے تیرے پیچھے رہنے والے مِنَ الْاَعْرَابِ صحرائی
عربوں سے عذر کر کے کہ شَغَلَتْنَآ مشغول کیا ہمکو اور باز رکھا تیری ہمراہی سے اَمْوَالُنَا مالوں ہمارے نے وَاَهْلُوْنَا اور اہل ہمارے یعنی عورتوں

ع ۱۰ ۱ ۹

اور فرزندوں ہمارے سوا نہ تھے اسواسطے کہ بعد ہمارے کوئی ایسا نہ تھا کہ ہمارے قائم مقام ہو اور ہمارے مالوں اور اہل عیال کی غمخواری کرے اور وقت احتیاج کے انکی خبر لیتا ہو اس سبب سے ہم تیری
خدمت سے محروم رہے اور ہم جو ناچار ہو کر پیچھے رہ گئے تھے بے اختیاری کے سبب سے فَاسْتَغْفِرْ لَنَا پس بخشش چاہ تو واسطے ہمارے خدا سے اس گناہ کی کہ ہم بیٹھ رہے تھے
اللہ تعالی انکی دل کے ارادہ سے خبر دیتا ہے کہ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ کہتے ہیں وہ لوگ جو پیچھے رہ گئے ساتھ زبانوں اپنی کے مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ جو چیز کہ
نہیں ہے بیچ دلوں انکے کے یعنی یہ عذر انکا زبانوں سے ہے اور دلوں میں انکے نفاق ہے اور بخشش طلب کرنی بھی ظاہری ہے نہ دلوں سے اور جسوقت کہ حال انکا ایسا ہے تو قُلْ
کہہ تو اے محمد صلعم انکے عذر کے جواب میں کہ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ پس کون شخص مالک ہو واسطے تمہارے اور دفع کر سکے مِنَ اللَّهِ خواہش خدا سے شَيْئًا کسی
چیز کو إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اگر ارادہ کرے ساتھ تمہارے ضرر کا کہ وہ عذاب آخرت ہے یا قتل یا نقصان مال کا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا یا ارادہ کرے خدا ساتھ
تمہارے نفع کا کہ وہ ثواب ہے ہمراہی اور رفاقت میں یا فتح اور نصرت اور نگہبانی مالونکی اور اہل و عیال کی حاصل یہ ہے کہ اگر خدا ارادہ ضرر یا فائدہ کا کرے تمہاری نسبت تو
کوئی ایسا نہیں ہے کہ اسکو دور کر سکے پس آنا تمہارا ہمراہ ہمارے ضرر کو منع نہیں کر سکتا ہے اور نہ آنا موجب تمہارے فائدہ کا نہیں ہے اور اسوقت میں عذر بیموقع تمکو کچھ فائدہ نہ
بخشیگا بَلْ كَانَ اللَّهُ بلکہ ہے خدا بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم خَبِيرًا خبردار یعنی وہ جانتا ہے کہ تمہارا بیٹھ رہنا مالوں اور اہل و
عیال کی جہت سے نہ تھا بَلْ ظَنَنْتُمْ بلکہ گمان کیا تھا تمنے أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ یہ کہ ہرگز نہ پھرینگے پیغمبر اور
مومنین صحیح اور سلامت إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ طرف لوگوں اپنے کے یعنی طرف اہل و عیال اپنے کے مدینہ میں أَبَدًا کبھی کہ مشرکین انکو قتل کر ڈالینگے اور کوئی
انکے ہاتھوں سے بچکر زندہ نہ پھریگا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ اور آراستہ کیا گیا وہ گمان یعنی شیطان نے آراستہ کر کے تمکو دکھلایا قتل ہونا پیغمبر کا اور اسکے اصحاب کا اور
گمان کو پختہ کر دیا اور جہاد یا فِي قُلُوبِكُمْ بیچ دلوں تمہارے کے وَظَنَنْتُمْ اور گمان کیا تمنے ظَنَّ السَّوْءِ گمان بد کہ دین خدا کا باطل
ہو جاوے وَكُنْتُمْ اور ہو تم بسبب اس گمان بد کے قَوْمًا بُورًا ایک گروہ ہلاک ہونیوالی کہ عذاب خدا میں تم گرفتار ہو جاؤ اور انکے عذاب کے مقدمہ میں
فرماتا ہے کہ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ اور جو کوئی کہ نہ ایمان لاوے ساتھ خدا کے وَرَسُولِهِ اور پیغمبر اسکے کے دل سے اور اعتقاد اسکے حکم کا دل سے نہ کرے
فَإِنَّا أَعْتَدْنَا پس تحقیق ہمنے تیار کیا لِلْكَافِرِينَ واسطے کافروں کے سَعِيرًا آگ جلانیوالی کہ وہ آگ دوزخ کی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ
مومن وہ ہے کہ جو خدا اور رسول پر دونوں پر ایمان لاوے اور اگر ان دونوں میں سے ایک پر ایمان لاوے وہ کافر ہے اور پہلی قول کی تاکید میں فرماتا ہے کہ وَلِلَّهِ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اور واسطے خدا کے ہے بادشاہی آسمانونکی اور زمین کی کہ سب کی تدبیر اسکی قبضہ قدرت میں ہے يَغْفِرُ بخشتا ہے گناہ کو
لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص کے چاہتا ہے وَيُعَذِّبُ اور عذاب کرتا ہے گناہ کی عوض میں مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے اور اسکی رحمت
غالب ہے اسکی غضب پر اسواسطے بعد اسکی رحمت کے صفت کو بیان کرتا ہے کہ وَكَانَ اللَّهُ اور ہے خدا غَفُورًا بخشنے والا توبہ کرنیوالوں کا رَحِيمًا
مہربان توبہ کرنیوالوں پر اور منقول ہے کہ جناب سرور کائنات صلعم نے ذی الحجہ کے مہینہ میں چھٹے برس ہجرت کے حدیبیہ سے طرف مدینہ کے کوچ کیا اور محرم کے مہینہ میں
ساتویں سال ہجرت کے واسطے مہم خیبر کیطرف روانہ ہوئے اور اصحاب سے وعدہ فتح کا اور غنیمت کے حاصل ہونیکا کیا اور فرمایا کہ خداوند تعالی نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی حدیبیہ میں
حاضر تھا وہ شخص اس جنگ کیواسطے روانہ ہو اور سوائے انکے اور کوئی شخص جانیکا ارادہ نکرے اور جسوقت ارادہ حضرت کا واسطے روانگی خیبر کے مصمم ہوا تو حدیبیہ سے بیٹھ رہنیوالوں
نے خدا کے حکم کو رد کرنیکی واسطے کہا کہ ہم بھی تمہارے ہمراہ چلیں اور تمہارے ہمراہ ہو کر کافروں سے جنگ کریں حقتعالی نے اس قضیے کے واقع ہونے سے پہلے اپنے حبیب کو خبر دی کہ سَيَقُولُ
الْمُخَلَّفُونَ قریب ہے کہ کہیں پیچھے رہنیوالے حدیبیہ سے إِذَا انْطَلَقْتُمْ جسوقت چلو تم إِلَىٰ مَغَانِمَ طرف غنیمتوں خیبر کے لِتَأْخُذُوهَا
تاکہ لو تم ان غنیمتوں کو ذَرُونَا کہ چھوڑ دو تم ہمکو یعنی وہ کہینگے کہ چھوڑ دو تم ہمکو کہ نَتَّبِعْكُمْ پیروی کریں ہم تمہاری خیبر کے چلنے میں اور تمہارے ہمراہ
ہو کر کافروں سے لڑیں يُرِيدُونَ ارادہ کرتے ہیں وہ پیچھے رہجانیوالے اس کلام سے أَنْ يُبَدِّلُوا یہ کہ بدل ڈالیں وہ كَلَامَ اللَّهِ کلام خدا کو یعنی
بدل ڈالیں اسکے حکم کو کہ اسنے فرمایا ہے کہ حدیبیہ والونکے سوا اس جنگ میں کوئی نہ جاوے اور غنیمت کو نہ لیوے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ لَنْ تَتَّبِعُونَا ہرگز
پیروی نہ کرینگے تم ہماری یہ نفی نہی کے معنوں میں ہے یعنی ہماری پیروی مت کرو تم اور ہمارے ہمراہ نہ چلو كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ ایسے ہی کہا ہے خدا نے اور حکم دیا ہے تمہارے

ہمراہ چلنے کے واسطے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے فَسَيَقُولُونَ پس قریب ہے کہ کہیں وہ پیچھے رہنے والے حدیبیہ یہ بات سنکر کہ خدا نے نہیں فرمایا ہے بَلْ تَحْسُدُونَنَا
بلکہ حسد کرتے ہو تم ہم سے کہ ہم تمہارے ساتھ غنیمت میں شریک نہیں ہوتے حق تعالیٰ انکی کلام کو رد کرکے فرماتا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں بَلْ كَانُوا لَا
يَفْقَهُونَ بلکہ ہیں وہ کہ نہیں سمجھتے ہیں إِلَّا قَلِيلًا مگر تھوڑا قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی اور تقدیر اسکی الا تفقہا قلیلا ہے یعنی سمجھنا تھوڑا کہ وہ
سمجھنا انکی امور دنیائے فانیہ میں ہے کہ دنیا کے مالوں اور فائدوں میں انکی ہمت مصروف ہے اور آخرت کے امور میں کہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے ہرگز غور اور تامل نہیں
کرتے ہیں اور فرماتا ہے خدا کہ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ کہہ تو اے محمد صلعم واسطے ان پیچھے رہنے والوں کے مِنَ الْأَعْرَابِ صحرائی عربوں میں سے
سَتُدْعَوْنَ قریب ہے کہ بلائے جاؤ تم إِلَىٰ قَوْمٍ طرف لڑائی ایک قوم کے کہ وہ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ صاحب لڑائی سخت کے
ہیں اور بڑی بہادر اور دلاور ہیں تُقَاتِلُونَهُمْ جنگ کروگے تم انسے أَوْ يُسْلِمُونَ یا اسلام قبول کریں وہ یعنی ان دو امروں میں سے ایک امر ضرور
ہونے والا ہے کہ یا تو تمکو انسے لڑنا ہوگا اور یا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائیں بعضوں کے نزدیک وہ قوم صاحب لڑائی سخت کے ہوازن کے لوگ تھے کہ رسول خدا صلعم نے وادی حنین میں
انسے جنگ کی تھی یہ قول سعید اور عکرمہ کا ہے مفسرین اہلسنت میں سے اور قتادہ کے نزدیک بنی ثقیف ہیں اور بعضوں کے نزدیک اہل فارس ہیں اور بعضوں کے نزدیک
اہل روم اور بعضوں کے نزدیک اصحاب مسیلمہ کذاب اور بعضوں کے نزدیک اصحاب معاویہ ہیں کہ صفین میں امیر المومنین سے لڑے تھے لیکن یہ قول کہ مابعد رسول خدا کی انسے
جنگ ہوئی تھی مثل اہل فارس اور اہل روم اور اصحاب معاویہ یہ سارے قول بے معنی ہیں بلکہ جو کچھ کہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ مراد بلانیوالے سے واسطے لڑائی قوم مذکور کے جناب رسول خدا صلعم
ہیں واسطے کہ ان حضرت نے صحرانشین عربوں کو طلب کیا تھا واسطے لڑائی گروہوں سخت اور بہادر کے جیسے کہ لوگ حنین کے اور طائف کے اور موتہ اور تبوک کے چنانچہ
مجمع البیان میں لکھا ہے اور بعد رسول خدا کے یہ لڑائی مراد لینی بیوجہ اور ساختہ اور پرداختہ لوگوں کی ہے اسواسطے کہ بعد رسول خدا کے ان صحرانشین عربوں کو واسطے لڑائی کے کسی نے
نہیں بلایا ہے اور فرماتا ہے خدا کہ اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہہ تو کہ فَإِنْ تُطِيعُوا پس اگر فرمانبرداری کروگے تم اس بلانیوالے کی واسطے جہاد کے اور اسکے
کہنے کو قبول کروگے تو يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا دیویگا خدا تمکو اجر نیک کہ دنیا میں تو غنیمت تمہارے ہاتھ آویگی اور آخرت میں تمہارے درجے بلند
ہونگے وَإِنْ تَتَوَلَّوْا اور اگر منہ پھیروگے تم اس بلانیوالے کی طرف سے اور اسکے کہنے کو نہ مانکر جہاد سے بیٹھ رہوگے كَمَا تَوَلَّيْتُمْ جیسا کہ منہ پھیر لیا تھا تمنے
اسکے کہنے کو نہ مانا تھا تمنے مِنْ قَبْلُ پہلی اس سے اور نہ قبول کیا تھا تمنے حدیبیہ کے سفر میں ہمراہ چلنے کو تو يُعَذِّبْكُمْ عذاب کریگا تمکو خدا عَذَابًا
أَلِيمًا عذاب دردناک دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور کہتے ہیں کہ یہ تاکید اور خوف دلانا ہے پیچھے رہنیوالوں کا جو بعضے مسلمان معذوروں اور عاجزوں کی کانوں میں
پہنچا تو انہوں نے نہایت خوف کرکے حضرت سے عرض کی کہ ہم بسبب مرض اور عاجزی کے جہاد میں نہیں جاتے ہیں ہمارا کیا حال ہوگا یہ آیت نازل ہوئی کہ لَيْسَ
عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ نہیں ہے اوپر اندھے کے کوئی تنگی اور گناہ اگر جہاد سے بیٹھ رہے وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ اور نہیں ہے اوپر
لنگڑے کے کوئی تنگی اور مواخذہ اگر جہاد کرنے نجاوے وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ اور نہ اوپر بیمار کے کوئی تنگی اور گرفت ہے اگر مجاہدین کی ہمراہی
اختیار نکرے اسواسطے کہ یہ لوگ معذور رہیں جہاد کرنے سے اور بعد اسکے جہاد کی تاکید میں فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ اور جو شخص کہ فرمانبرداری کرے خدا کی
وَرَسُولَهُ اور پیغمبر اسکے کی جہاد کے مقدمہ میں اور سوائے اسکے تو يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ داخل کریگا اسکو خدا بہشتوں میں تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں وَمَنْ يَتَوَلَّ اور جو شخص کہ منہ پھیرے خدا اور رسول کے حکم سے اور جہاد وغیرہ میں انکے کہنے کو نمانے تو
يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا عذاب کریگا اسکو خدا عذاب دردناک اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا حدیبیہ میں پہنچے تو اونٹنی حضرت کی خود
بخود چلنے سے ٹھیر گئی اور ہر چند اسکو مارتے تھے لیکن وہ قدم آگے کو نہ بڑھاتی تھی یہانتک کہ وہیں لیٹ گئی حضرت نے فرمایا کہ عادت اسکی نہیں ہے کہ بے سبب لیٹ جاوے
لیکن خدا تعالیٰ کہ منع کرنیوالا ہاتھی کا تھا مکہ معظمہ کی طرف جانے سے اسی نے اسکو بھی چلنے سے بند کیا ہے حضرت وہیں اتر پڑے اور مقام کیا اور ایک مرد بنی خزاعہ میں سے کہ نام
اسکا اس تھا اسکو مکہ کی طرف بھیجا کہ وہ وہاں جاکر خبر کرے کہ غرض حضرت کی یہاں آنے سے لڑائی کرنے کی نہیں ہے بلکہ واسطے طواف خانہ کعبہ کے یہاں تشریف لائے ہیں اور چاہتے
ہیں عمرہ کو بجالائیں اس شخص نے پیغام حضرت کا ان لوگوں کو پہنچایا ان لوگوں نے اسکے اونٹ کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اسکو قتل کرنیکا ارادہ کیا وہ وہاں سے بھاگا اور رسول خدا صلعم کو

ع ۲ ۷ ۱ النصف

اس قصہ سے مطلع کیا حضرت نے عمر سے فرمایا کہ تو مکہ کو جا اور سو حال انسے بیان کر سو عمر نے کہا کہ مکہ میں میرا کوئی مددگار نہیں ہے اور بنی عدی میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہی اس سبب سے
میں یہ ڈرتا ہوں ایسا نہو کہ مجھکو قتل کریں لیکن عثمان کے خویش و اقارب وہاں موجود ہیں بہتر ہے کہ وہ پیغام کو اُن لوگوں تک پہنچاوے سو حضرت نے عثمان کو ابو سفیان
وغیرہ اشراف قریش کی طرف بھیجا جسوقت وہ مکہ کے قریب پہنچا تو ابان بن سعید کہ قبیلہ ہوازن سے تھا اُس سے ملاقات ہوئی وہ آپ گھوڑے سے اُتر پڑا اور عثمان کو سوار کیا
اور خود عثمان کے پیچھے بیٹھکر مکہ کو روانہ ہوئے جسوقت مکہ میں پہنچے تو عثمان نے پیغام حضرت کا اُنکو پہنچایا کہ ہم لڑنیکے واسطے نہیں آئے ہیں بلکہ بیت اللہ کے طواف کرنیکو آئے
ہیں اُن لوگوں نے سنکر کہا کہ ہم محمد کو مکہ میں ہرگز نہ داخل ہونے دینگے اگر تو چاہتا ہے تو طواف کرکے چلا جا عثمان نے کہا کہ میں بغیر رسولخدا کے طواف نکرونگا اور عثمان نے واپس
ہونیکا ارادہ کیا تو اسکو جانے نہ دیا اور اسکو قید کر دیا اور خبر عثمان کے قتل ہونیکی حدیبیہ میں مشہور ہوئی حضرت نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کرکے بیعت لی کہ قریش سے جنگ کریں
اور لڑائی سے ہرگز نہ بھاگیں یہانتک کہ شہید ہو جائیں یا فتح کریں پس سب نے اس شرط پر بیعت کی مگر ابن قیس کہ اپنے شتر کے نیچے پوشیدہ ہوگیا اور وہ ایکہزار چار یا ایکہزار پانسو
پچیس آدمی تھے بیعت کرنیوالے اور کشاف میں مذکور ہے کہ رسولخدا نے وقت بیعت لینے کے درخت کے نیچے مقام کیا تھا اور ایک شاخ اسکی حضرت کے پشت پر تھی راوی کہتا ہے کہ
میں اُس شاخ کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور سب اصحاب نے بیعت کی اس شرط پر کہ ہم ہرگز بھاگنے کی نہیں یہانتک کہ مارے جائیں یا فتح کریں اور حضرت نے فرمایا کہ تم آجکے دن بہتر اہل
زمین کے ہو اور اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں اسواسطے کہ حقتعالے نے اُنکی شان میں فرمایا ہے کہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ البتہ تحقیق راضی ہوا خدا عَنِ الْمُؤْمِنِينَ
مومنین سے إِذْ يُبَايِعُونَكَ جسوقت بیعت کرتے تھے وہ تجھسے اے محمد تَحْتَ الشَّجَرَةِ نیچے درخت کے فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ پس جانا
خدا نے اُس چیز کو کہ بیچ دلوں اُنکے تھی سے اعتقاد خالص اور صفائی باطن کے اور حقتعالی نے اس آیت میں یہ نفرمایا کہ حقتعالی راضی ہوا اُن لوگوں سے کہ جنہوں نے درخت کے نیچے
بیعت کی بلکہ اسطرح فرمایا کہ خدایتعالے مومنین سے راضی ہوا جسوقت اُنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اس سے معلوم ہوا کہ بیعت کرنیوالے سب مومنین نہ تھے بلکہ بعضے اُنمیں سے
منافق اور ضعیف الایمان بھی تھے اسواسطے مومنین کو خاص کیا رضامندی میں اور بیعت میں شرط کی تھی کہ جہاد میں سے بھاگینگے نہیں اور بعد اسکے ہوازن والوں
اور خیبر کے لوگوں سے بھاگے پس معلوم ہوا کہ بھاگنے والے اُن ضعیف الایمان یا منافقوں میں سے تھے کہ جنسے خدا راضی نہیں ہوا اگرچہ اُنہوں نے بیعت کی اور رضامندی
خدا کی اس شرط کے وفا کرنے پر موقوف تھی اور جسوقت بھاگے تو شرط کے برخلاف کیا پس رضامندی بھی خدا کی باقی نہیں رہی اور جو لوگ کہ نہیں بھاگے اُنسے خدایتعالے البتہ راضی
رہا اور آیہ لقد رضی اللہ پہلی تھی اور بعد اُسکے آیہ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ تھی وقت جمع کرنے قرآن کے پہلی آیت کو پیچھے لکھدیا ہے چنانچہ تفسیر قمی میں کہا ہے اور
حاصل اس آیت کے ظاہر معنی کا بدون تاویل کے یہ ہے کہ خدایتعالی سب بیعت کرنیوالوں سے راضی نہیں ہے بلکہ اُن لوگوں سے راضی ہے کہ جو اُنمیں سے مومنین تھے سو اسطرح فرماتا ہے کہ البتہ تحقیق
راضی ہوا خدا مومنین سے اور اگر سب بیعت کرنیوالوں سے راضی ہوتا تو مومنین کے ذکر کی کیا احتیاج تھی بلکہ کہتا کہ تحقیق خدا راضی ہوا بیعت کرنیوالوں سے جن لوگوں نے کہ
نیچے درخت کے بیعت کی ہے اور سوائے اسکے مومنین سے بھی اُسوقت راضی ہوا کہ جسوقت اُنہوں نے بیعت کی اسواسطے کہ فرماتا ہے کہ تحقیق خدا راضی ہوا مومنین سے جسوقت کہ بیعت کی اُنہوں
نے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ہمیشہ اُنسے راضی رہا اگرچہ بعد اسکے وہ افعال بد عمل میں لائیں اور یہ امر ظاہر ہے کہ جسوقت بندہ فعل نیک عمل میں لاتا ہے تو خدا اُس سے راضی
ہوتا ہے اور اگر فعل بد عمل میں لاتا ہے تو اُس سے راضی نہیں ہوتا پس رضامندی بھی ہمیشہ کی ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ اُسوقت خدا اُنسے راضی ہوا تھا کہ جسوقت کہ اُس فعل نیک کو
عمل میں لائے تھے اور بعد اسکے اُنہوں نے اگر کوئی فعل بد کیا تو خدا اُنسے راضی نہوا اور جو کچھ اُنکے دلوں میں اُسوقت بیعت کا رغبت سے کرنا تھا اسکو خدا نے جانا اور اسیواسطے
سکینہ کو اُنپر نازل کیا اور جن لوگوں سے خدا راضی ہوا ہے وہ لوگ وہ ہیں کہ جنکو فتح قریب پہنچائی ہے اسواسطے کہ فرماتا ہے کہ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا اور مراد فتح قریب سے فتح خیبر ہے
اور فتح خیبر علی کے اور اُسکے ہمراہیوں کے ہاتھ پر واقع ہوئی ہے پس یہ لوگ بیعت رضوان سے مراد ہونگے اور شیخین بلکہ خلفائے ثلثہ اس عنوان سے خارج ہیں کیونکہ اُنکو یہ فتح نصیب نہوئی
بلکہ وہ خیبر سے بھاگکر چلے آئے تھے فَأَنْزَلَ پس نازل کیا خدا نے السَّكِينَةَ تسکین و اطمینان کو عَلَيْهِمْ اوپر اُن مومنین بیعت کرنیوالونکے کہ صلح
حدیبیہ میں وہ بیعت واقع ہوئی تھی اور یہ صلح علامت تھی مسلمانوں کے غلبہ کی وَأَثَابَهُمْ اور ثواب دیا اُنکو اس بیعت کی عوض میں فَتْحًا قَرِيبًا فتح قریب وہ
فتح خیبر کی ہے وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً اور غنیمتیں بہت ہیں اُسکی عوض میں اپنے فضل و کرم سے اُنکو وہ غنیمتیں خیبر کی تھیں کہ البتہ يَأْخُذُونَهَا لیوینگے وہ اُن غنیمتوں کو وہ
ترمیں اور جائیں اور البتہ پائیں خیبر کی اور ہوازن کی کہ بعد فتح مکہ کے حنین لڑائی ہوازن کی تھی وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا عَزِيزًا غالب سب چیز پر

بیعت رضوان کا ذکر

پس دوستوں کو اپنی مدد دیوے اور دشمنوں پر غلبہ کرے **حَكِيمًا** حکمت والا کہ جو کچھہ کرتا ہی موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہی **وَعَدَكُمُ اللّٰهُ** وعدہ کیا ہی تمکو خدا نے
اے امت محمد صلعم **مَغَانِمَ كَثِيرَةً** غنیمتوں بہت کا کہ وہ غنیمتیں خیبر اور ہوازن و فارس اور روم وغیرہ کی ہیں **تَأْخُذُونَهَا** لوگے تم ان غنیمتوں کو تا قیامت
فَعَجَّلَ لَكُمْ پس جلدی کی واسطے تمہارے خدا نے **هٰذِهِ** اسکو یعنی خیبر کی غنیمت کو کہ سب غنیمتوں سے پہلے تمکو وہ عطا کی **وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ** اور
باز رکھا ہاتھوں آدمیوں کے کو یعنی خیبر کے اور بنی اسد اور بنی غطفان کے ہاتھونکو باز رکھا اور بند کیا **عَنْكُمْ** تم سے کہ تمکو وہ آزار نہ پہنچا سکے اسطرح سے کہ خوف اور
رعب تمہارا انکے دلونمیں ڈالدیا کہ وہ اپنے قلعونمیں بیٹھہ رہے اور تم سے مقابلہ نہ کیا اور منقول ہی کہ جسوقت رسولخدا نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیا اور چاروں طرف سے انکو
گھیر لیا تو قبیلہ بنی اسد نے قصد کیا کہ مدینہ میں جاکر مسلمانوں کے مالونکو لوٹ لیویں اور انکی عورتوں اور فرزندونکو قید کریں حقتعالی نے انکے دلونمیں غلغلہ ڈالا کہ وہ اس
ارادہ سے باز رہے اور قصد مدینہ کا نہ کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مالک بن عوف اور عیینہ بن حصین بنی اسد کے ساتھ اور بنی غطفان کے ہمراہ خیبر والونکی مدد کو آئے حقتعالی نے انکے دلونمیں
رعب ڈالدیا اس سببسے وہ لوگ بھاگ گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے مکہ کے لوگ ہیں یعنی خدا تعالی نے مکہ والوں کے ہاتھ تم سے کوتاہ کئے تاکہ تم انسے سلامت رہو **وَلِتَكُونَ**
اور تاکہ ہووے وہ غنیمت جلدی کی **آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ** نشانی واسطے مومنین کے پیغمبر کے فرمانے کی راستی کی اور وعدہ فتح خیبر اور وعدہ غنیمتوں کے اور
ولتکون کا عطف فعل محذوف پر ہے اور وہ لتسلموا ہی یا لتاخذوا ہی اور وہ فعل محذوف علت ہے کف ایدی الناس کے **وَيَهْدِيَكُمْ** اور تاکہ دکھلاوے تمکو خدا
صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا راہ سیدھی یعنی ثابت کرے تمکو راہ راست پر کہ وہ دین اسلام ہے بسبب زیادتی یقین کے اور فتح خیبر کے اور سوائے اسکے تاکہ فضل الہی پر ہمیشہ اعتماد
کرتے رہو اور قصہ فتح خیبر کا اسطرح سے بیان کرتے ہیں کہ رسولخدا صلعم حدیبیہ سے واپس آکر بیس روز مدینہ منورہ میں ٹھہرے اور بعد اسکے سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ
میں اپنی طرف سے خلیفہ کر کے بموجب وعدہ فتح کے ایکہزار چار سو اصحاب اپنے ہمراہ لیکر خیبر کے قلعوں کی طرف روانہ ہوئے اور منقول ہے کہ جسوقت خیبر ظاہر ہوا تو حضرت
نے فرمایا کہ ٹھیر جاؤ تو سب اصحاب اسجگہ ٹھہر گئے اور رسولخدا صلعم نے دونو ہاتھ اپنے اٹھا کر یہ مناجات ادا کی کہ اللہم رب السموات السبع ورب الارضین السبع وما اظللن
ورب الشیاطین وما اضللن انا نسئلک خیر ہذہ القریۃ وخیر اہلہا وخیر ما فیہا ونعوذ بک من شر ہذہ القریۃ وشر اہلہا وشر ما فیہا اور بعد اسکے فرمایا کہ قدمونکو آگے بڑھاؤ تو
منزل صہبا پر پہنچے اور صبح کے وقت وادی خرصہ کی راہ سے خیبر کے قلعوں کے درمیان آئے انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ میں اس سفر میں طلحہ کے ہمراہ سوار تھا
جسوقت ہم خیبر کے نیچے پہنچے تو خیبر کے آدمی قلعہ سے باہر نکلے اپنے اوزار زراعت اور بیلچے ہمراہ لیکر اور طرف کھیتوں اور باغوں کے قصد کیا ناگاہ لشکر اسلام کا
انکی نظر پڑا کہا کہ واللہ محمد اور انکا لشکر آیا ہی اسیوقت وہانسے طرف قلعونکی بھاگے اور قلعونمیں داخل ہوکر دروازے قلعوں کے بند کر دئے اور حضرت جسوقت قلعہ کے نیچے پہنچے تو
فرمایا کہ خیبر خراب ہوا اور خیبر کے باشندے یہودی تھے اور لڑائی کا ارادہ کر کے انکے بڑے نامی اور شجاع آدمی قلعوں سے باہر نکلے اور قلعہ قموص کے باہر مسلمانونکے
مقابلہ میں کھڑے ہوئے اور جسوقت صفیں لڑائی کی دونو طرف سے آراستہ ہوئیں تو مرحب یہودی کہ بڑا شجاع اور پہلوان اور بڑی قد کا آدمی تھا اور سردار قلعہ نشینوں
اور بہادروں کا تھا اپنی جرأت کر کے قدم آگے بڑھایا اور اپنی تعریف اور بہادری میں کچھہ شعر پڑھے عامر بن اکوع اسکے شعر سنکر مسلمانونکے غول میں سے باہر نکلا
اور مرحب کے مقابلہ میں کھڑا ہوکر اسنے بھی اپنی بہادری میں شعر پڑھے اور مرحب کے قریب جاکر اسنے مرحب سے لڑنا شروع کیا اور آپسمیں ان دونوکے رد و بدل ہوئی اور
تلوار مرحب کی عامر کے سر پر آئی عامر نے غصہ ہوکر مرحب کی پنڈلی پر تلوار لگائی لیکن تلوار چھوٹی تھی مرحب کی پنڈلی تک نہ پہنچی اور دھار تلوار کی الٹی (؟)
ہوکر عامر کے زانو پر آئی اور اسکی زانو کو قطع کیا وہ اسکی صدمہ سے زمین پر گرا اور شہید ہوگیا بعضے آدمیوں نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ کار عامر کا باطل اور بیکار ہوا بھائی
عامر کا سلمہ بن اکوع رسولخدا صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسولخدا بعضے صحابہ کہتے ہیں کہ کار عامر کا باطل ہوا فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ حقتعالی نے اسکو دو
اجر بخشش فرمائے ہیں اور بعد اسکے لوگ لڑنے میں مشغول ہوئے اور رسولخدا صلعم نے اپنا علم ابوبکر کو دیا ابوبکر مسلمانونکی فوج ہمراہ لیکر مرحب سے لڑنیکو گئے
جسوقت لڑائی شروع ہوئی تو مرحب سے ترساں اور ہراساں ہوکر وہانسے بھاگے موافق عادت کے جیسے کہ احد میں سے بھاگے تھے اور دستور ہے کہ جسوقت سردار
بھاگے گا تو اسکا لشکر بھی بھاگیگا سب مسلمان ابوبکر کے پیچھے ہوئے اور اپنے خیمہ گاہ پر جاکر دم لیا اور دوسرے روز رسولخدا نے عمر بن خطاب کو اپنا علم دیکر ایک جماعت
اصحاب کے ہمراہ یہودیوں سے لڑنیکو بھیجا جسوقت لڑائی ہونے لگی تو وہ بھی مثل اپنے برادر بزرگ ابوبکر کے مرحب کی تلوار سے ڈرکر اور اپنے ہمراہیونکو بددل کر کے مع اپنے یاروں کے

قصہ فتح خیبر

میدان کارزار سے بھاگا اور اپنے ڈیرہ میں جاکر دم لیا اور بعض روایتوں میں اس طرح سے مذکور ہے کہ نوبت مرحب کی لڑائی کی ابھی تک نہیں پہنچی تھی بلکہ اسکے بھائی حارث نے
مسلمانوں کا یہ حال کیا تھا اور ابوبکر اور عمر کو حارث ہی نے بھگایا تھا نہ مرحب نے کہ مرحب کی لڑائی کی تو کوئی طاقت ہی نہ رکھتا تھا سوائے حیدر کرار صاحب
ذوالفقار کے کہ ایسا زبردست وہ آدمی تھا اور ان روز رسولخدا صلعم کو درد شقیقہ لاحق ہوا تھا اس سبب سے خیمہ کے باہر اوقریب نہیں ہو سکتے تھے آخر روز جسوقت درد میں
تخفیف ہوئی تو خیمہ سے باہر تشریف لائے اور لڑائی کی کیفیت دریافت کی لوگوں نے صورت حال بیان کی وہ حضرت یہ حال سنکر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ لاعطین
الرایة غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله لا یرجع حتی یفتح الله علی یدیه یعنی البتہ دونگا میں علم کل کو ایسے مرد کو کہ مکرر حملہ کرنیوالا ہو اور اعدا پر
نہ بھاگنے والا ہو دوست رکھے وہ مرد خدا کو اور پیغمبر اسکے کو اور دوست رکھے اس مرد کو خدا اور پیغمبر اسکا الٹا نہ پھرے وہ مرد
یہانتک کہ فتح کرے خدا اوپر ہاتھوں اس مرد کے اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو پہلی بار رسولخدا نے اپنا علم دیا تھا انمیں یہ صفات نہ تھیں ورنہ ان
صفات کے بیان کرنیکی کیا حاجت تھی اسوقت جسوقت حضرت نے ایسا فرمایا تو تمام اصحاب شب کو اس فکر میں تھے کہ ایسا کون شخص ہے کہ لائق اس منصب جلیل کے ہو
اور حضرت علی کے ان روزوں میں آنکھیں دکھتی تھیں اس سبب سے کہتے تھے کہ علی کو علم نہ ملیگا بحالیکہ انکی آنکھیں درد کرتی ہیں جسوقت صبح ہوئی تو ہر ایک
منتظر تھا کہ اس منصب سے مجھکو سرفرازی حاصل ہو اور ہتیار لگاکر رسولخدا کے روبرو جاتے تھے کہ حضرت سرفراز فرمائیں لیکن حضرت کسیکی طرف توجہ نہیں کرتے
تھے اور عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ مجھکو کبھی تمنا منصب کی نہیں ہوئی مگر اس روز میں حضرت کے روبرو ہتیار لگاکر گیا کہ مجھکو اپنا علم عطا فرمائیں مگر حضرت نے
کچھ نہ فرمایا لیکن تعجب ہے حضرت عمر سے یہ نہ سمجھے کہ کل تو بھاگ کر آئے تھے پھر انکو علم کیونکر عنایت ہوتا اور ابوہریرہ بھی روایت کرتے ہیں کہ مجھکو بھی سوائے اس روز کے
کبھی آرزو منصب کی نہیں ہوئی میں ہتیار لگاکر حضرت کے روبرو گیا کہ شاید وہ شخص میں ہو جاؤں لیکن حضرت نے کچھ توجہ نہ کی اور فرمایا کہ علی بن ابیطالب
کہاں ہیں لوگوں نے عرض کی کہ انکی آنکھیں دکھتی ہیں اس سبب سے وہ اپنے خیمہ سے باہر نہیں نکلتے ہیں فرمایا کہ انکو طلب کرو جسوقت حضرت علی حاضر ہوئے تو
حضرت نے اپنے پاس انکو بلایا اور سر انکا اپنی بغل میں لیا اور آب دہن مبارک اپنا علی کی آنکھوں میں لگایا اور دست مبارک اپنا انکے سر پر پھیرا اسیوقت آنکھیں انکی
روشن ہو گئیں اور سب درد جاتا رہا اور حق میں انکے یہ دعا فرمائی کہ اللهم احفظ عن الحر والبرد یعنی اے خدا نگاہ رکھ تو انکو گرمی سے اور سردی سے حضرت امیر المومنین
فرماتے ہیں کہ جس روز سے کہ رسولخدا صلی الله علیه وآله وسلم نے میرے حق میں دعا کی ہے کبھی گرمی اور سردی نے مجھہ میں اثر نہیں کیا ابو عبدالله عبدالرحمن بن ابی لیلی سے
روایت کرتا ہے کہ علی گرمی کے موسم میں قبائی پنبہ دار پہنتے تھے اور انکو ہرگز اثر گرمی کا نہوتا تھا اور سرما کے موسم میں باریک کپڑا پہنتے تھے اور ہرگز اثر سردی کا انکو نہوتا تھا
القصہ رسولخدا صلعم نے تیسرے روز علم اپنا علی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ جاؤ کہ جبرئیل تیرے ہمراہ ہے اور نصرت تیرے آگے ہے اور رعب تیرا لوگوں کے سینوں میں ہے جنسے کہ تو لڑنیکو
جاتا ہے امیر المومنین علم کو اٹھاکر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے اور رسولخدا نے وقت روانہ ہونیکے فرمایا کہ اے علی جسوقت تو ان لوگوں کے پاس پہنچے تو پہلے انکو
طرف اسلام کے بلا اور خوف دلا کہ اگر ایک شخص کو بھی تو ان میں سے مسلمان کرے تو بہتر ہے واسطے تیرے بہت سے اونٹوں سرخ مو سے اور فرمایا اے علی خیبر والوں نے اپنی کتاب میں
پڑھا ہے کہ وہ شخص کہ قلعہ کو انکے فتح کرے اور انکو مغلوب کرے نام اسکا ایلیا ہے جسوقت تو انسے ملاقات کرے تو کہہ کہ نام میرا علی ہے یہ حکم سنکر حضرت علی یہودیوں کی
طرف روانہ ہوئے اور کہتے ہیں کہ خیبر کے قلعہ پر دیدبان یعنی سایہ بیٹھا تھا کہ قلعہ کیطرف کوئی آئے تو لوگوں کو خبر کر دے جسوقت حضرت علی روانہ ہوئے تو اسنے دیکھا کہ
ایک غبار اٹھتا ہوا آتا ہے اور درمیان اس غبار کے ایک شیر ہے جسوقت وہ غبار دور ہو گیا تو اسمیں سے ایک سوار پیدا ہوا یہ حال اسنے یہودیوں کے روبرو بیان کیا اسیوقت
سے انکے دلوں میں حضرت علی کا رعب پڑ گیا اور جسوقت امیر المومنین میدان جنگ میں پہنچے تو مرحب یہودی حضرت علی سے جنگ کرنے باہر نکلا کثرت سے ہتیار لگائے
ہوئے تھا اور ایک خود فولاد کا اسکی سر پر رکھا تھا اور اس خود پر ایک پتھر کا خود تھا اور بعض روایتیں ہیں کہ پہلے حارث مرحب کا بھائی لڑنیکو آیا جسوقت امیر المومنین نے حارث کو
قتل کیا تو مرحب بہت رنج اور غصہ میں بھرا ہوا حضرت علی سے لڑنیکو آیا اور گھوڑا اپنا میدان میں کودایا اور کاوہ اور اٹیرن پھرایا اور اپنی تعریفیں شعر پڑھے
اور حضرت علی نے بھی اسکی مقابلہ میں شعر پڑھے خلاصہ انکا یہ ہے کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے نام میرا حیدر اور شیر رکھا ہے جسوقت مرحب نے امیر المومنین کا رجز سنا تو کانپنے
لگا اسواسطے کہ اسکی ماں نے اس سے کہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شیر نے تجھپر حملہ کیا اور حملہ کرکے تجھکو مغلوب کر دیا ہے آج کے دن سے ہی بچو کوئی شیر کے نام سے

یا شیر کی خصلت کہتا ہوں اس سے پرہیز کرنا چاہئے لیکن غیرت جہالت کی اسکو اُلٹا پھر جانیسے مانع ہوئی اور وہ امیر المومنین سے لڑنیکو مستعد ہوا پہلی حضرت علی نے اس سے کہا کہ
تو مسلمان ہو جا اسنے نہ مانا اور لڑائی شروع ہوئی اور طرفین سے رد و بدل ہوتی رہی آخر الامر امیر المومنین نے ایک تلوار اسکی سر پر ماری کہ خود سنگ اور فولاد کو کاٹ
اسکے سر اور منہ سے گزرتی ہوئی چلی گئی یہانتک کہ اسکی حلق تک پہنچی مرحب گھوڑے سے گر کر جہنم کو پہنچا یہودیوں نے جسوقت یہ ضرب دیکھی تو رعب اور خوف امیر المومنین کا
انکے دلوں میں پڑ گیا سب بلا تامل بھاگے اور قلعہ میں جاکر دروازہ بند کر لیا امیر المومنین قلعہ کے دروازہ پر آئے ایک شخص نے قلعہ کے اوپر سے آواز دی کہ ای مرد نام تیرا کیا ہی
فرمایا کہ علی اسنے کہا کہ بلند ہے محمد اور جد کوئی کیا اسکی ہمراہ ہے اور کہا کہ ای علی مینے کتاب میں لکھا دیکھا ہی کہ اس زمانہ میں ایک پیغمبر پیدا ہوگا نام اسکا محمد ہوگا اور وہ اپنے
چچا کے بیٹے کو اس قلعہ کے دروازہ پر بھیجے اور خدا یہ قلعہ اسکی ہاتہ پر مفتوح کرے اگر تو اسکو فتح کرے تو مجھکو امان ہے یا نہیں فرمایا کہ تجھکو امان ہے، پیغمبر کی اس دعے
کہا کہ جنبش دی امیر المومنین نے اسکی کہنے سے خوشحال ہوکر دروازہ کو پکڑا اور ایک دو دفعہ زور سے اسکو پکڑ کر ہلایا زنجیر اور کواڑ اسکی ٹوٹ کر گر پڑے اور دروازہ کو
اکھاڑ کر اپنے سر پر لیگئے اور چالیس قدم اپنی پیچھے اسکو پھینک دیا اور ابو عبد اللہ حافظ ابو رافع سے روایت کرتا ہے کہ امیر المومنین نے مرحب یہودی سے لڑائی کی تو
اُس یہودی نے امیر المومنین کے سر پر تلوار ماری اور سپر حضرت کے ہاتہ سے چھوٹ کر گر پڑی امیر المومنین غضب میں ہوئے اور کواڑ کو قلعہ خیبر کے ہاتہ میں لیکر سپر
بنایا اور اس یہودی سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ فتح کی اور بعد اسکی اسکو ڈالدیا اور اسی شخص نے لیث بن اسلم سے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جابر بن عبد اللہ
نے بیان کیا کہ جسوقت امیر المومنین نے خیبر کا دروازہ توڑا اور اسکو توڑ کر ڈالدیا تو مسلمانوں نے چاہا کہ قلعہ میں داخل ہوں خندق قلعہ کے بیچ میں حائل ہو گئی
امیر المومنین نے کواڑ کو اٹھایا اور خندق کے اندر گئے اور عرض خندق کا کواڑ کے طول سے زیادہ تھا کواڑ کا سرا خندق کے سرے سے متصل کرتے تھے جسوقت مسلمان اسپر
سوار ہو لیتے تھے تو وہیں خندق کے اندر کھڑے ہو دوسرا سرا کواڑ کا خندق کی دوسری جانب سے ملا دیتے تھے مسلمان اسپر سے اتر کر قلعہ میں داخل ہوتے تھے اور
منقول ہے کہ ابو بکر نے رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ یا رسولخدا میں بہت تعجب کرتا ہوں علی کی قوت سے کہ کواڑ کو ہاتہ میں لیکر مسلمانوں کو اسپر سوار کرتا ہی اور
اور خندق سے پار سب کو اتارتا ہی رسولخدا نے فرمایا کہ اسکے ہاتہ سے تو تعجب کرتا ہی اسکے پاؤں کو تو خندق میں ملاحظہ کر ابو بکر نے امیر المومنین کے پاؤں کو خندق میں نظر کی تو
دیکھا کہ پاؤں اُنکی زمین پر نہیں ہیں بلکہ ادھر میں ہوا پر ہیں کہا کہ یا رسولخدا پاؤں اسکی ہوا پر ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہوا پر نہیں ہیں بلکہ جبرئیل کے شہپر پر علی کے
پاؤں ہیں کہ جبرئیل نے اسکی پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھائے ہیں اور لیث نے جابر سے روایت کی ہی کہ چالیس آدمیوں قوت والوں نے ارادہ کیا کہ اسکو اٹھائیں اور دوسری
روایت میں ہی کہ ستر آدمیوں نے چاہا کہ اس کواڑ کو اٹھائیں مگر جنبش بھی نہ دے سکے اور ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ جسوقت مینے خیبر کے
در کو اکھاڑا اور پل بنایا اور لوگ اسپر سے سوار ہوکر گزرے تو ایک شخص نے انمیں سے کہا کہ ای علی بہت بھاری بوجھ تو نے اٹھایا مینے اس سے کہا کہ قسم ہے خدا کی
اسکی گرانی مجھکو سپر کی گرانی سے زیادہ معلوم نہیں ہوئی اور جسوقت سب آدمی اسپر سے گزر گئے تو مینے اسکو خندق میں ڈالدیا ستر آدمی آئے اور ارادہ اسکے
اُٹھانیکا کیا لیکن اسکو نہ اٹھا سکے اور منقول ہی کہ جسوقت امیر المومنین خیبر کو فتح کرکے اپنی خیمہ گاہ کیطرف رسولخدا صلعم کیخدمت میں روانہ ہوئے تو جبرئیل نے رسولخدا
کو خبر کی رسولخدا علی کی پیشوائی کو باہر نکلے اور علی کے پاس پہنچکر گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای علی تجھسے خدا اور رسول اسکا دونوں راضی ہوئے امیر المومنین نے
جسوقت یہ سنا تو رونے لگے لوگوں نے پوچھا کہ ای علی یہ مقام خوشی کا تھا تم روئے کسواسطے فرمایا کہ جسوقت رسولخدا نے فرمایا کہ خدا اور رسولخدا تجھسے راضی ہے تو نہایت خوشی سے مجھکو
رقت آگئی اور منقول ہی کہ رسولخدا صلعم قلعوں کے قریب تشریف لائے تھے اور ہر ایک قلعہ کو کھولتے تھے اور اسکی غنیمت کو صحابہ پر تقسیم کرتے تھے یہانتک کہ نوبت سلیح
اور سلام قلعہ کی لڑائی کی پہنچی اور یہ آخر کا قلعہ تھا اور رسولخدا صلعم نے بارہ روز اور ایک روایت میں ہے کہ پندرہ روز اس قلعہ سے لڑائی کی یہانتک کہ اسکو
فتح کیا اور منقول ہی کہ پہلے قلعہ ناعم کو فتح کیا اور بعد اسکی نطات اور شق کو اور بعد اسکی یہودی صعب بن معاذ کے قلعہ میں جمع ہو گئے اور وہ بھی بہت لڑائی کے
بعد فتح ہوا اور مال و اسباب اسکا مسلمانوں کی ہاتہ آیا اور بعد اسکے قلعہ قموص سے لڑائی ہوئی اور رسولخدا صلعم کو درد سر پیدا ہوا اس سبب سے وہ سوار نہیں ہو سکتے
تھے اور وہ قلعہ بہت مضبوط اور استوار تھا بعد جنگ بسیار حیدر کرار کی ہاتہ پر وہ فتح ہوا اور یہ قلعہ سلام بن ابی الحقیق کا تھا اور اسی قلعہ کی لڑائی میں بہت
جنگ ہوئی تھی القصہ صحابہ اُن قلعوں کی غنیمت کو اپنے تصرف میں لائے اور درمیان اس غنیمت کے صفیہ دختر حیی بن اخطب ایک اسیر عورت ہمراہ تھی کہ لائے

اُسکا بلال تھا اُن دونو عورتونکو انکی کشتوں کیطرف سے لایا جسوقت اس عورت نے اپنی کشتونکو دیکھا تو فریاد کرنے لگی اور رخسارونپر اپنے نوچا اور خاک اپنے سرپر ڈالی سوخدا
نے فرمایا کہ دور کرو مجھ سے اس عورت شیطانہ کو اور بلال کیطرف منہ کر کے فرمایا کہ ای بلال تیرے دلمیں رحم نہیں ہے کہ تو ان عورتونکو انکی کشتونکی طرف لیگیا اور بعد اسکی
حضرت نے صفیہ کو اپنی پاس بلایا اور ردای مبارک اپنی اسکی بدن پر ڈالی صحابہ نے جانا کہ رسولخدا نے اس عورت کو اپنی واسطے پسند کیا ہے اور صفیہ نے پہلے اس سے خواب میں دیکھا تھا کہ
چاند آسمان کا میرے بغل میں آیا ہی اُس خواب کو اُسنے اپنی شوہر سے بیان کیا کہ وہ کنانہ بن ربیع تھا اُسنے طپانچہ اسکے رخسار پر مارا کہ نیلا ہو گیا اور کہا کہ تو حجاز
کے بادشاہ محمد کیطرف رغبت کرتی ہے جسوقت حضرت نے صفیہ کا رخسارہ نیلا دیکھا تو فرمایا کہ ای صفیہ یہ نیل تیرے رخسارہ پر کیونکر ہوا اُسنے سب حال بیان کیا اور
بعد اسکی اُسکے شوہر کنانہ بن ربیع کو رسولخدا کے پاس لائے اور وہ بنی النضیر کا خزانہ اپنی پاس رکھتا تھا حضرت نے اس سے فرمایا کہ تیری پاس جو مال ہے اسکو حاضر کر
اُسنے قبول نکیا فرمایا کہ اسکو عذاب کرو یہانتک کہ اقرار کرے ایک یہودی نے بیان کیا کہ مینے اسکو دیکھا ہی فلانے کھنڈر میں آمد و رفت کرتا تھا حضرت نے
حکم دیا کہ اس کھنڈر کو کھودو جسوقت اسکو کھودا تو بہت مال اسمیں سے نکلا اور سوای اسکی اور زر اس سے طلب کیا اُسنے اقرار نکیا اسکو شکنجہ میں کھینچا پھر بھی اُسنے اقرار
نکیا اسکو محمد مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اس سے قصاص لیوے اپنے بھائی اور چچا کا کہ اسکو قلعہ میں مار ڈالا تھا اور بعد اسکی ابی الحقیق نے درخواست کی کہ میں قلعہ سے
نیچے اکر رسولخدا سے کچھہ باتیں کروں حضرت نے اسکو اجازت دی وہ نیچے آیا اور بعد نہایت عاجزی اور زاری کے صلح کی خون کے بخشنے پر اور عورتوں اور بچوں کے
چھوڑ دینے پر اسطرح سے کہ تمام مال اور زمینیں اور نقد اور کپڑا اور مویشی وغیرہ سب رسولخدا کو دیویں سوای اس لباس کے جو بدن میں ہے حضرت نے فرمایا کہ بری ہی ذمہ
خدا اور رسول کا اگر تمنے کچھہ پوشیدہ کیا ہو اس امر پر صلح ہو گئی اور خیبر والوں نے کہا کہ ہم طریقہ اور رسمیں عمارت اور زراعت کی خوب جانتے ہیں ہمکو ہمارے حال پر
چھوڑ دو کہ ہم نگہبانی مکان کی کرینگے اور آبادی اور زراعت کیا کرینگے اور جو کچھہ حاصل ہوگا اسمیں سے آدھا دیا کرینگے رسولخدا اسپر راضی ہو گئے اور فرمایا کہ اس شرط پر
کہ جسوقت ہم چاہیں تمکو ان قلعوں سے باہر نکالدیں اور خود عمارت اور زراعت کریں اور جسوقت خبر خیبر کے قلعونکی فتح کی فدک کے لوگونکو پہنچی تو وہ رسولخدا کے
پاس آئے اور امان طلب کی اور فدک کے قلعونکو حضرت کے سپرد کیا رسولخدا نے خیبر والونکی مطابق اُنسے صلح کی پس زمین خیبر کی واسطے مسلمانونکی غنیمت ہوئی اسواسطی کہ
جنگ کرکے اُسکو لیا تھا اور فدک خاص واسطی رسولخدا کے ہوا اسواسطی کہ بدون لڑائی کے ہاتھ آیا رسولخدا نے واسطی آرام لینے کے چند روز توقف کیا اور زینب
دختر حارث کہ زوجہ سلام بن مشکم تھی اور مرحب کے بھائی کی بیٹی تھی ایک گوسفند بریاں کر کے بطور ہدیہ رسولخدا کے پاس لائی اور حضرت کے خادموں سے
دریافت کیا کہ رسولخدا کونسے عضو کو بہت دوست رکھتے ہیں کہا کہ اسکی دست کو پس اُس عورت نے پوشیدہ ہو کر گوسفند کے دست کو زہر آلودہ کیا اور باقی اعضا کو بھی تھوڑا سا
ملا دیا اور جسوقت اس گوسفند کو رسولخدا کے پاس لائی تو ایک ٹکڑا اسکی دست کے گوشت کا اٹھا کر رسولخدا کو دیا حضرت نے تھوڑا سا گوشت دندان مبارک سے چبایا اور اُسکو
تھوک دیا اور بشر بن برا نے تھوڑا سا گوشت اسمیں سے کھایا اور حضرت نے فرمایا کہ اس گوسفند کے شانہ نے مجھکو خبر دی ہے کہ مجھکو زہر آلودہ کیا ہے اسکو مت کھاؤ اور اس
عورت کو طلب کر کے اُس سے دریافت کیا کہ تونے کیا اسمیں زہر ملایا اُسنے اقرار کیا کہ ہاں مینے یہ عمل کیا ہے تاکہ مجھکو تجربہ سے اسکی حال ہو اور مجھکو تیری نبوت کا یقین زیادہ
ہووے حضرت یہ بات سنکر اس عورت سے درگذرے اور بشر بن برا نے جو وہ گوشت زہر آلودہ کھایا تھا زہر نے اسمیں اپنا اثر کیا وہ مرگیا اور بشر کی ماں روایت کرتی ہے کہ
میں رسولخدا کی مرض الموت میں حضرت کی مزاج پرسی کو گئی تو فرمایا کہ اے مادر بشر تیرے بیٹے کے ہمراہ جو مینے وہ لقمہ زہر آلودہ کھایا تھا ہمیشہ وہ اپنا اثر
مجھکو کرتا تھا اور اب یہ حال ہوا ہے کہ وہ میری رگ گردن کو قطع کرے اور اسی واسطے بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کو شہادت بھی حاصل ہوئی کہ کوئی درجہ فضیلت کا
حضرت سے باقی نرہے الغرض خدا تعالی بعد وعدہ غنیمت خیبر کے اور غنیمتوں اور فتحوں کا وعدہ اور خوشخبری انحضرت صلعم کو دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَاُخْرٰی
اور وعدہ کیا ہے دوسری غنیمتوں کا خدا نے کہ لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا نہیں قادر ہوئے ہو تم اوپر ان غنیمتوں کے ابتک ای مومنین اور یا یہ کہ وعدہ کیا ہے تمسے
بستیوں دوسری کا کہ ابھی تم اُنپر قادر نہیں ہوئے ہو مثل مکہ اور دوسرے شہروں کی قیامت تک قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ تحقیق احاطہ کیا ہے خدا نے بِهَا ساتھ ان
غنیمتوں کے کہ اگے کو وہ ہاتھ لگنے والیاں ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد ان غنیمتوں سے مداین اور فارس اور روم اور شام کی غنیمتیں ہیں کہ رسولخدا صلعم
نے خوشخبری دی تھی کسری اور قیصر کے خزانوں کی جسوقت کہ قدرت رکھتے تھے فارس اور روم کی لڑائی پر اور مداین کی فتح پر اور کہتے ہیں کہ ہوازن کی غنیمتیں

مراد ہیں کہ حنین میں اصحاب کے ہاتھ لگی تھیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ اوپر جنکے فتح شہروں کی اور غنیمت کے عطا کرنے پر قَدِيْرًا
قدرت رکھنے والا کہ اسکے نزدیک فتح کرنا شہروں کا اور بخشنا غنیمتوں کا بہت آسان ہے وَلَوْ قَاتَلَكُمُ اور اگر لڑائی کرتے تم سے حدیبیہ میں الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انہوں نے مکہ کے لوگوں میں سے اور صلح نکرتے اور یا اگر بنی اسد اور بنی غطفان وغیرہ کہ ارادہ لوٹ اور قید کرنے عورتوں اور بچوں کا مسلمانوں کے
مدینہ میں کرتے تھے وہ تم سے لڑائی کرتے تو لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ البتہ پھیرتے وہ پشتوں کو اور تمہارے روبرو سے بھاگ جاتے ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ پھر نپاتے وہ
واسطے اپنے وَلِيًّا کسی دوست کو کہ کارسازی انکی کرے اور ضرر کو انکے دفع کرے وَّلَا نَصِيْرًا اور نہ کوئی مدد کرنیوالا کہ انکی کمک کرے سُنَّةَ
اللّٰهِ طریقہ رکھا ہے خدا نے طریقہ رکھنا یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی سَنَّ اللّٰهُ سُنَّةً ہے فعل کو محذوف کر کے مصدر کو اللہ کی طرف مضاف کر دیا
الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ وہ طریقہ کہ تحقیق گزرا ہے مِنْ قَبْلُ پہلے اس سے پہلی امتوں میں یعنی طریقہ خدا کا اور عادت اسکی جاری ہوئی ہے گزری ہوئی
امتوں میں کہ ہمیشہ اسکے دوست دشمنوں پر غالب ہیں وَلَنْ تَجِدَ اور ہرگز نپائیگا تو لِسُنَّةِ اللّٰهِ واسطے طریقہ خدا کے دوستوں کی نصرت میں تَبْدِيْلًا
بدلنا یعنی کوئی اسکی طریقہ اور عادت کو بدل نہیں سکتا ہے اور مراد طریقہ کے نہ بدلنے سے یہ ہے کہ جو کوئی خدا کے دوستوں سے دین کی لڑائی میں مقابلہ کرتا ہے تو وہ خدا کے
دوستوں پر فتحیاب نہیں ہوتا بلکہ مغلوب ہوتا ہے وہ اور خدا کے دوست غالب ہوتے ہیں اور منقول ہے کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے حدیبیہ میں مقام کیا تو اسی آدمی مکہ
والوں میں سے کوہ تنعیم سے صبح کو دوڑے تاکہ اصحاب کو قتل کریں صحابہ نے ان پر غالب ہو کر سب کو گرفتار کیا اور رسول خدا نے انکو چھوڑ دیا تا ایسا نہو کہ حرم میں قتل واقع ہو
خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ وَهُوَ الَّذِيْ اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ جسنے اپنے فضل و کرم سے كَفَّ اَيْدِيَهُمْ باز رکھا ہاتھوں انکو اور
بند کیا عَنْكُمْ تم سے وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ اور ہاتھوں تمہارے کو انسے مومنین بِبَطْنِ مَكَّةَ بیچ سرحد مکہ کے یعنی حدیبیہ میں مِنْ بَعْدِ
اَنْ اَظْفَرَكُمْ پیچھے اس سے کہ فتح دی تمکو اور غالب کیا عَلَيْهِمْ اوپر انکے مراد اس سے وہی اسی آدمی ہیں وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا بِمَا تَعْمَلُوْنَ
ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم کہ سید ابرار کے حکم سے کفار کے ساتھ جنگ کرتے ہو اور باوجود اسکے کہ انکو قتل نہیں کرتے ہو بسبب تعظیم حرم پروردگار کے بَصِيْرًا دیکھنے والا
کہ انکو خوب جانتا ہے اور اسکی عوض میں تمکو جزائے نیک دیگا دنیا میں اور آخرت میں اور بعضے اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے چالیس آدمی
حدیبیہ میں بھیجے کہ مسلمانوں کو ضرر پہنچائیں اصحاب نے خبردار ہو کر انکو گرفتار کیا اور رسول خدا کے حکم سے سب کو چھوڑ دیا اور عبد اللہ بن معقل سے روایت کرتے ہیں کہ
جسوقت ہم درخت کے نیچے مکہ والوں سے صلح کرتے تھے اور امیر المومنین صلحنامہ تحریر کرتے تھے تیس سوار ہتھیار باندھے ہوئے ہم پر دوڑے رسول خدا نے دعا کی وہ سب
اندھے ہو گئے ہمنے اٹھکر انکو گرفتار کیا رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ انکو آزاد کرو ہمنے سب کو چھوڑ دیا اور بعد اسکے خدا تعالی مکہ میں داخل ہونیکی منع کرنیکا حال بیان
کرتا ہے کہ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہی ہیں جو کہ کافر ہوئے وَصَدُّوْكُمْ اور منع کیا تمکو جانے عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مسجد الحرام کے سے اور طواف
خانہ کعبہ سے وَالْهَدْيَ اور قربانی کو منع کیا مَعْكُوْفًا جسوقت کہ باز رکھی گئی تھی وہ قربانی اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ یہ کہ پہنچے وہ جگہہ
اپنے کو یعنی جس جگہہ کہ انکا ذبح یا نحر کرتے ہیں اسجگہہ انہوں نے انکو نجانے دیا اور وہ ستر اونٹ تھے کہ ہمراہ اپنے انکو لائے تھے اور جسوقت کہ انہوں نے منع کیا تو وہیں
انکو نحر کیا اور معکوفا حال واقع ہوا ہے یعنی کفار نے جو تمکو منع کیا ہے اور تمہاری قربانیوں کو انکی قربان کرنیکی جگہہ پر نہیں جانے دیا ہے اس سبب سے وہ لائق جنگ اور
بیخ کنی کے تھے اور لیکن ہمنے اس سال میں تمکو انکی لڑائی سے منع کیا ہے اس جہت سے کہ اس جماعت مومنین کو کوئی آسیب اور ضرر کفار کے ہاتھ سے نہ پہنچے جو کہ مکہ میں
رہتی ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ اور اگر نہوتے مرد ایمان لانیوالے وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ اور عورتیں ایمان لانیوالیاں مکہ میں کہ
لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ نہیں جانتے ہو تم انکو اور انکی ایمان پر تمکو اطلاع نہیں ہے بسبب آمیزش انکی کے مشرکوں میں اور وہ تہتر مرد و عورت تھے کہ مشرکین سے اپنا ایمان انہوں
نے پوشیدہ رکھا تھا بسبب کمزوری اور عاجزی کے انکے بیچ ہوئے رہتے تھے مکہ میں اور وہاں سے باہر جانیکی قدرت نہیں رکھتے تھے پس خدا تعالی فرماتا ہے اگر مکہ میں مومن
مرد اور عورتیں نہ ہوتے کہ جنکو تم نہیں جانتے ہو اَنْ تَطَئُوْهُمْ یہ کہ کچل ڈالو یا روندو انکو یعنی ہلاک کرو تم انکو مشرک گمان کر کے وقت لڑائی مشرکین سے
اور اس سبب سے فَتُصِيْبَكُمْ پس پہنچے تمکو مِّنْهُمْ انسے یعنی انکی قتل ہونے سے مَّعَرَّةٌ گناہ کی باعث خون بہا کا ہونا انکے قتل کرنے سے اور یا یہ کہ مشرکین

عیب لگائیں تمکو اور ملامت کریں انکے مار جانیسے تمہارے ہاتہ سی **بِغَیۡرِ عِلۡمٍ** بغیر علم کے کہ تم انکی ایمان واقف نہو اور بیخبری میں انکو مشرک جانکر مار ڈالو اور جواب لَو کا محذوف ہی یعنی اگر یہ امور مذکورہ نہوتے تو البتہ ہم تمہارے ہاتہو نکو انسے بند نکرتے اور تمہاری نصرت کرکے انکو تمسے مغلوب کرتے اور لیکن اسی جہت سے تم اُنپر جہاد کرنیسے منع کئے گئے ہو **لِیُدۡخِلَ اللّٰهُ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ** تاکہ داخل کرے خدا بیچ رحمت اپنی کے **مَنۡ یَّشَآءُ** جسکو چاہے اُن لوگوں میں سے کہ ایمان کو قبول کریں وہ بعد صلح کے مکہ کے لوگوں میں سے اور اگر وہ قتل ہوتے تو یہ امر خیر حاصل نہوتا اور یا یہ کہ داخل کری خدا اُن مومنین مکہ کو اپنی رحمت میں سبب سلامت رہنے اُنکی کے قتل سے اور داخل کرے تمکو اپنی رحمت میں تمہارے سلامت رہنی کی جہت سے طعن کرنی اور عیب لگانے کفار کی سے بسبب قتل ہونے مومنین کے درمیان اُنکی اور اِن تطؤہم بدل اشتمال واقع ہوا ہے رجال سے یعنی اگر نہوتے مرد یعنی اگر نہوتا کچل جانا پاؤں میں انکا اور تعلموہم من جو ہم کی ضمیر سے اُس سے بھی بدل اشتمال ہو سکتا ہی یعنی نہ جانو تم کچل جانے اُنکی کو اور فرماتا ہے خدا کہ **لَوۡ تَزَیَّلُوۡا** اگر جدا ہوتے وہ مومنین اور رہنی اور کفار میں فرق اور جدائی ظاہر ہوتی تو **لَعَذَّبۡنَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا** البتہ عذاب کرتے ہم اُن لوگونکو کہ کافر ہوئے ہیں **مِنۡهُمۡ** اُن مکہ والوں میں سے **عَذَابًا اَلِیۡمًا** عذاب دردناک قتل اور قید اور غارت کرکے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے جناب رسولخدا سے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ جدا اور دکہہ کی پشتو نمیں ہیں اور رائمنے نسل اُنکی چلیگی اُن کو ہم اپنے علم سے جانتے ہیں کہ وہ ایمان لائینگے پس اگر وہ اپنے باپوں سے جدا اور علیحدہ ہوتے تو ہم اُن کافرونکو عذاب کرتے اور کسی شخص نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا علیؑ قوی تھے بدن میں اور حکم خدا میں فرمایا کہ ہاں سائل نے کہا کہ پھر کسواسطے دفع نہ کر سکے وہ اعدا کو فرمایا کہ منع کیا علیؑ کو قرآن کی ایت نے اُسنے پوچھا کہ وہ کونسی ایت ہے فرمایا کہ لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا اسواسطے کہ علیؑ کی قوم کی پشتونمیں امانتیں خدا کی تھیں یعنی ایمان لانیوالے آدمی پس علیؑ انکی باپونکو قتل نہیں کر سکتے تھے یہانتک کہ وہ امانتیں باہر نکلکر انسے جدا ہو جائیں پس جسوقت وہ امانتیں باہر نکلیں تو دفع کیا علیؑ نے اور قتل کیا جسکو کہ قتل کیا اور ایسے ہی قائم ہمارا نہ ظاہر ہوگا کبھی یہانتک کہ امانتیں خدا کی انکی باپوں کی پشتوں سے باہر نکلکر انسے جدا ہو جائیں پس جسوقت وہ امانتیں خدا کی باپونکی پشتوں سے باہر نکلکر انسے جدا ہو جائیں اُسوقت ظاہر ہوگا اور قتل کریگا اور قصہ صلح حدیبیہ کا پہلے اس سورت کی اول میں تفصیل سے گزر گیا ہی اور اب خداوند تعالیٰ اُسکو مجملاً بیان کرتا ہی اور فرماتا ہے کہ **اِذۡ جَعَلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا** یاد کر تو اے محمد صلعم جسوقت کہ کیا اُن لوگوں نے کہ کافر ہوئے ہیں **فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡحَمِیَّةَ** بیچ دلوں اپنے کے تعصب کو اور سخت چیز کو کہ غضب اور غصے سے وہ دل کو افروختہ کری اور بیان کرتا ہی کہ وہ تعصب **حَمِیَّةَ الۡجَاهِلِیَّةِ** غیرت جاہلیت کے اور تعصب تہا کہ اُنکے دلونکو غضب اور تکبر میں لایا اور اس جہت سے کہا اُنہوں نے کہ محمد نے اور اسکی صحابہ نے ہماری باپوں اور بہائیوں اور یگانوں کو بدر اور احد میں قتل کیا ہی قسم ہے لات اور عزیٰ کی ہم انکو اپنے مکانونمیں نہیں آنے دینگے اور یا یہ کہ بات ہماری سب پر ایمان نہیں لائے تھے ہم بھی اسکی پیغمبری پر ایمان نہ لائینگے اور یا یہ کہ باپ دادا ہمارے بسم اللہ کے قائل نہ تھے ہم بھی اسپر راضی نہیں ہیں کہ صلحنامہ کے اول میں بسم اللہ لکھی جائے اور بعضے کہتے ہیں کہ اذ جعل متعلق لعذبنا کے ہے یعنی اگر مومنین مکہ کا سبب نہوتا تو البتہ عذاب کرتے ہم کافرونکو جسوقت کہ انہوں نے تعصب جاہلیت کو راہ دی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ متعلق صدوکم کے ہے یعنی باز رکھا تمکو کافروں نے مسجد الحرام سے اور منع کیا جسوقت کہ کیا اُنہوں نے تعصب جاہلیت کو اپنے دلونمیں لیکن ہر صورت میں یہ ہے کہ اُنہوں نے تعصب جاہلیت کو دخل دیا تو **فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ** پس نازل کیا خدا نے **سَکِیۡنَتَهٗ** تسکین اپنی کو اور اطمینان کو یعنی اُس چیز کو کہ جسکے سبب سے آرام دل اور تسلی خاطر ہو نازل کیا خدا نے **عَلٰی رَسُوۡلِهٖ** اوپر پیغمبر اپنے کے **وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ** اور اوپر مومنین کے کہ اُنہوں نے لڑائی کو ترک کیا اور صلح پر راضی ہوگئے جسوقت کہ سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزی وغیرہ راضی نہوئے کہ صلحنامہ کے اول میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور محمد رسول اللہ لکھا جائے اور مومنین نے اس جہت سے چاہا کہ انسے جنگ کریں پس حقتعالیٰ نے تسکین کو انکی دلونمیں نازل کیا اور انہوں نے اس جہت سے صبر کیا اور حلم اور بردباری کو اختیار کیا اور صلح کو قبول کیا **وَ اَلۡزَمَهُمۡ** اور لازم کیا خدا نے اُن مومنین کو **کَلِمَةَ التَّقۡوٰی** کلمہ تقویٰ اور پرہیزگاری کا یعنی وہ کلمہ کہ باعث پرہیزگاری کا ہو اور کہتے ہیں کہ وہ کلمہ شہادت ہے یا بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مکہ والوں نے نہ چاہا کہ صلحنامہ پر وہ لکھا جائے یا محمد رسول اللہ ہے کہ راضی

نہوی وہ اُسکے لکھنے سے اور یا مراد اُس سے ایمان ہے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ علی علم ہدایت کا ہی اور میرے دوستوں کا امام ہی اور نور ہے اُس شخص کا جو کہ فرمانبرداری کرے میری اور وہ کلمہ ہے کہ جسکو خدا نے لازم کیا ہی متقین کو اور فرمایا کہ ہم کلمہ تقویٰ کے ہیں اور راہ ہدایت کی اور امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا کہ میں عروۃ الوثقیٰ اور کلمۂ تقویٰ ہوں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ہم کلمہ تقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں **وَكَانُوٓا** اور تھے مومنین **اَحَقَّ بِهَا** حقدار زیادہ ساتھ اُس کلمہ کے **وَاَهْلَهَا** اور لائق اُسکے کہ لیاقت اُس کلمہ کی وہی رکھتے ہیں غیر اُنکی اور یا یہ کہ وہ مومنین لائق تسکین کے نازل ہونیکی ہیں غیر اُنکی اور یا یہ کہ مکہ کے داخل ہونیکی وہی لائق ہیں اور اہل اسکے ہیں **وَكَانَ اللّٰهُ** اور ہے خدا **بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا** ساتھ ہر چیز کی عالم اور جاننے والا کہ ہر ایک کے باطن اور دل کی بات کو جانتا ہی اسواسطے مذہب کافروں کی حمیت جاہلیت کی ساتھ کی اور تعریف مومنوں کی تسکین نازل کرنی اور لازم کرنے کلمۂ تقویٰ سے کی اور پہلی اس سے گزر گیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے حدیبیہ میں جانے سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مع صحابہ کے امن و آرام سے مکہ میں داخل ہوئے ہیں اور بال سر منڈوائے ہیں اور کتروائے ہیں حضرت نے اس خواب کو صحابہ کے روبرو بیان کیا صحابہ نے خوش ہو کر تصور کیا کہ تعبیر اس خواب کی اسی سال میں ظاہر ہوگی اور جسوقت حدیبیہ سے صلح کر کے واپس ہوئے اور طرف مدینہ کے روانگی ظہور میں آئی تو عبداللہ بن ابی وغیرہ نے جو ہمراہ رسول خدا کے تھی کہا واللہ ہمنے نہ سر منڈوایا اور نہ بال کتروائے اور نہ مسجد الحرام کو دیکھا پس خواب رسول خدا کا کیونکر راست اور درست ہوا اور اسیطرح عمر بن خطاب نے بھی حضرت کی نبوت میں زیادہ شک کیا اور کہا کہ جیسے میں نے آج شک کیا ہی ایسا شک پہلے اس سے کبھی نہیں کیا تھا چنانچہ پہلی اس سے صلحنامہ کی عبارت میں مذکور ہوا ہے رسول خدا صلعم نے جسوقت یہ گفتگو لوگوں کی سنی تو فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال میں مسجد الحرام کو دیکھینگے اور بال منڈوائینگے اور بیت اللہ کا طواف کرینگے حقتعالیٰ واسطے سچا کرنے خواب پیغمبر کے اور آئندہ کو اسکی تعبیر کے ظاہر ہونے میں فرماتا ہی کہ **لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ** البتہ تحقیق سچا کیا خدا نے **رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا** پیغمبر اپنے کو خواب کے دیکھنے میں یعنی جو کچھ کہ اُسنے خواب میں دیکھا تھا اسکو ثابت کیا **بِالْحَقِّ** ساتھ حق کے یعنی غرض صحیح اور حکمت کے ساتھ اسواسطے کہ اسمیں آزمائش تھی مومن خالص کی اور ضعیف الایمان کی کہ جسکی دلمیں بیماری نفاق کی ہی اور جو کچھ کہ رسول خدا نے دیکھا ہی وہ راست اور درست ہے اور باطل نہیں ہے اور جو کچھ کہ دیکھا ہی وہ ضرور ہونیوالا ہے اپنی وقت پر چنانچہ فرماتا کہ **لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ** البتہ داخل ہوگے تم مسجد الحرام میں **اِنْ شَآءَ اللّٰهُ** اگر چاہی خدا اس آیت میں خدا یتعالیٰ نے مسجد الحرام کے داخل ہونیکو واسطے انشاء اللہ فرمایا باوجودیکہ اسکو علم تھا اور جانتا تھا داخل ہونیکو اور ایسا کلمہ وہ شخص کہا کرتا ہی کہ جسکو اس امر کا علم نہو اور خدایتعالیٰ تو عالم ہے سب آئندہ اور گزشتہ کا پس یہ کلمہ یا تو واسطے تعلیم بندوں کے ہی کہ اگر کسی کام کے کرنیکو کہیں تو بعد اسکے انشاء اللہ بھی کہیں کہ سب کام مشیت خدا پر موقوف ہیں اور بندہ کو کسی کام کے ہونے اور نہونے کا علم نہیں ہے اور یا اسواسطے یہ کلمہ فرمایا کہ داخل ہونے سے پہلے ایک سال تک کہ داخل ہونیکی شرط کفار نے کی تھی اور اس عرصہ میں کوئی مر گیا تھا اور کوئی بیمار ہوگیا تھا اور کوئی کہیں کو چلا گیا تھا پس معنی اسکے اس صورت میں ہونگی کہ اگر خدا چاہتا تو تم سب مسجد الحرام میں داخل ہوتے اسواسطے کہ خدا جانتا تھا کہ بعضے بیمار ہونگے اور بعضے مر جاوینگے اور بعضی غائب ہو جاینگے اس جہت سے فرمایا انشاء اللہ تاکہ کل کے داخل نہ ہونے میں خلاف وعدہ کی لازم نہ آوے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ فرشتہ کا قول ہے کہ جسنے رسول خدا سے خواب میں کہا تھا اور یا قول پیغمبر کا ہی کہ وقت بیان کرنے خواب کے صحابہ سے فرمایا تھا **اٰمِنِیْنَ** امن میں ہونے والے ہو کر یہ حال واقع ہوا لتدخلن سے یعنی البتہ داخل ہوگے تم مسجد الحرام میں اگر چاہے خدا امن میں ہونے والے ہوکر دشمنوں کی شر سے اور بعضے کہتے ہیں کہ انشاء اللہ متعلق آمنین کی ہے یعنی داخل ہوگے تم مسجد الحرام میں امن میں ہونیوالی ہو کر اگر چاہے خدا **مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ** منڈوانے والے سروں اپنوں کو **وَمُقَصِّرِیْنَ** اور کتروانے والے بالوں کو اور یا ناخنوں کے یعنی بعضی سر کو منڈوائینگے اور بعضے بال یا ناخن کتروائینگے اور یہ دونو بھی حال واقع ہوئے ہیں **لَا تَخَافُوْنَ** نہ خوف کرنیوالے کسی سے یہ حال واقع ہوا آدمی یا یہ کہ علیحدہ جملہ ہے اور بندہ ہر امر کے پہلو اور پیچھے رنگ کے جو حکمت اور مصلحت سے غافل ہے اسواسطے فرماتا ہی کہ **فَعَلِمَ** پس جانتا ہے خدا **مَا لَمْ تَعْلَمُوْا** اُس چیز کو کہ نہیں جانتے ہو تم مصلحت صلح حدیبیہ کی اور تاخیر عمرہ کی کہ بعد ایکسال کے واقع ہوا اور جلدی فتح خیبر کی کہ اسکی مصلحت سے بھی تمکو اطلاع نہیں ہے **فَجَعَلَ** پس کیا یعنی مقرر کیا واسطے تمہارے **مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ** سوائے اسکی یعنی پہلے داخل ہونے مسجد الحرام کے واسطے عمرہ کے **فَتْحًا قَرِیْبًا** فتح نزدیک کہ وہ فتح خیبر کی ہے تاکہ راحت پائیں دل مومنین کے اور خوش ہوں اور کہتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلعم چھٹے سال ہجرت کے ذوالقعدہ کے مہینے میں مکہ میں جانے سے بند کیے گئے اور حدیبیہ میں صلح ہوئی تو پھر گئے اور دوسرے سال

ع ۹ ۳ ۱۱

ہجرت کے اسی مہینے میں اصحاب کو ہمراہ لیکر احرام عمرہ کا باندھکر مکہ میں تشریف لائے اور تین روز قیام کیا اور منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں جعفر طیار کو میمونہ عامریہ کی خواستگاری
کیواسطے اپنے لیے بھیجا میمونہ نے کہا کہ اختیار میرے نکاح کا عباس بن عبد المطلب کو ہے اور ان دنوں میں بہن انکی ام الفضل دختر حارث زوجہ عباس کی تھی جعفر عباس
کے پاس آئے انہوں نے میمونہ کو حضرت کیواسطے قبول کیا اور اسکو حضرت کی نکاح میں دیا اور اب اللہ تعالی واسطے تاکید وعدہ فتح شہروں کے اور اطمینان اور غلبہ
مومنین کے مشرکوں کے شہروں پر فرماتا ہے **هُوَ الَّذِیٓ** وہ خدا وہ شخص ہے کہ **اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ** بھیجا اپنے پیغمبر اپنے کو کہ وہ محمد صلعم ہیں **بِالْهُدٰی**
ساتھ رہنمائی راہ راست کے **وَدِیْنِ الْحَقِّ** اور دین حق کے کہ وہ اسلام ہے اور احکام اسلام کے **لِیُظْهِرَهٗ** تاکہ غالب کرے خدا اس دین حق کو **عَلَی
الدِّیْنِ كُلِّهٖ** اوپر دینوں کے کل اس طرح اور ہر ایک دین کے کہ جو دین حق کہ پہلے اس سے تھا اسکو تو منسوخ کیا اس دین نے اور جو دین کہ باطل ہے اسکی خرابی ظاہر کی
دلیلیں بیان کرکے اور یا یہ کہ اس دین کو غالب کیا سب دینوں پر مسلمانوں کا غلبہ کفار پر کرکے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تاویل اس آیت کی
ابتک ظہور میں نہیں آئی ہے اور وقت ظاہر ہونے امام مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہوگی اور اسوقت غلبہ دین اسلام کا سب دینوں پر ہوگا کہ سوائے دین اسلام کے
کوئی دین زمین پر باقی نرہیگا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم یعنی اور غالب اور قوی کریگا واسطے ان مومنین کے دین
انکا جو کہ پسند کیا ہے واسطے انکے اور رسول خدا نے فرمایا ہے امام مہدی ع کے حال میں کہ بھر دیگا وہ زمین کو عدل اور داد سے بعد اسکے کہ بھری جائے ظلم اور جور سے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اور کافی ہے خدا جسوقت کہ گواہ ہو نبوت آپ کے اوپر ہر کہ وعدہ کیا ہے جسکا کہ دین اسلام غالب ہوگا سب دینوں پر اور یا
گواہ ہے نبوت پر اور شہید احوال واقع ہے **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** محمد پیغمبر خدا کا ہے جسکی گواہی خدا نے دی ہے وہ یہ جملہ ہے یعنی کافی ہے خدا گواہی
دینے والا اس امر پر کہ محمد صلعم پیغمبر خدا کا ہے **وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ** اور جو لوگ کہ ہمراہ انکے ہیں اور محمد مبتدا ہے اور رسول اللہ عطف بیان ہے اور والذین معه کا عطف
محمد پر ہے اور معطوف اور معطوف علیہ دونوں ملکے مبتدا ہیں اور اشداء بعد اسکے خبر انکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ محمد مبتدا ہے اور رسول اللہ خبر اسکی ہے اور والذین معه
مبتدا ہے اور مابعد اسکے خبر اسکی ہے **اَشِدَّآءُ** بہت سخت ہیں یعنی محمد پیغمبر خدا کا اور وہ لوگ کہ ہمراہ انکے ہیں بہت سخت دل ہیں **عَلَی الْكُفَّارِ**
اوپر کافروں کے **رُحَمَآءُ** مہربان اور نرم دل ہیں **بَيْنَهُمْ** درمیان اپنے یعنی آپس میں کہتے ہیں کہ کفار سے انکو اسقدر نفرت تھی کہ اپنے بدنوں کو اور کپڑوں کو کفار کے
بدن اور کپڑوں سے بچاتے تھے کہ انکے کپڑے اور بدن سے مس ہونے پائے اور آپسمیں مہربانی اسقدر رکھتے تھے کہ جسوقت کسی برادر مومن کو دیکھتے تھے تو سلام کرتے
تھے اور مصافحہ اور معانقہ جس سے کرتے تھے یعنی ہاتھ میں ہاتھ ملاتے تھے اور گلے لگتے تھے اور شبہہ نہیں ہے کہ ہر زمانے کے مومن کو چاہئے کہ غیر دین والوں سے نفرت رکھے اور
اپنے دین والوں پر مہربان ہو اور اسکو دیکھکر خوش ہو اور بلاشک صفت علی بن ابیطالب کے شیعوں کی ہے کہ کفار سے نفرت رکھتے ہیں اور انکے بدن اور کپڑوں سے
پرہیز کرتے ہیں کہ اپنے بدن اور کپڑے سے مس ہو جائے اور انکو نجس جانتے ہیں اور آپسمیں اسقدر مہربانی اور رحم ہے کہ جسوقت کسی مومن سے ملاقات ہوتی ہے تو
نہایت خوش ہوتے ہیں اور بہت مہربانی کرتے ہیں بخلاف اور مذہب والوں کے کہ یہ صفت انمیں نہیں ہے کفار کو تو طاہر اور پاکیزہ جانتے ہیں باوجود اسکے کہ
کفار انکو نجس جانتے ہیں اور آپسمیں ایسی محبت نہیں رکھتے ہیں اور اب انکی کثرت نماز کا ذکر کرتا ہے **تَرٰىهُمْ** دیکھتا ہے تو انکو اے دیکھنے والے **رُكَّعًا** رکوع
کرنے والے **سُجَّدًا** سجدہ کرنے والے کہ اکثر اوقات نماز میں مشغول رہتے ہیں اور بعضی اہل جماعت کہتے ہیں کہ مراد الذین معه سے ابو بکر ہے اور اشداء علی الکفار سے
مراد عمر ہے اور رحماء بینهم سے مراد عثمان ہے اور تراهم رکعا سجدا سے مراد علی ہے لیکن یہ قول نہایت پوچ ہے خواہ الذین معه مبتدا ہو خواہ معطوف مبتدا پر
ہو اسواسطے کہ اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ ابو بکر عمر ہے عثمان ہے اور یا یہ معنی ہونگے کہ محمد اور ابو بکر عمر ہیں عثمان ہیں اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ سب صحابہ
مراد ہیں یہ قول بھی درست نہیں ہو سکتا بلکہ وہ لوگ ہیں کہ جنمیں یہ اوصاف تھے اول تو معیت رسول خدا کی اور ہمراہ رہنا حضرت کے ہر مقام میں جہاد اور نماز میں اور وعظ میں
اور بے اجازت حضرت کے کہیں کو نجانا چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسوله واذا کانوا معه علی امر جامع لم یذهبوا حتی یستاذنوه یعنی سوا اسکے
نہیں کہ مومنین وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے وہ ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کے اور جسوقت ہوتے ہیں ہمراہ اس پیغمبر کے کسی امر جامع پر تو نہیں جاتے ہیں یہانتک کہ اذن لیویں
پیغمبر سے اور وہ نہ ہمیشہ جماعت نماز میں حاضر رہتے تھے اور نہ مجمع وعظ میں اور نہ جہاد میں بلکہ حضرت کو تنہا چھوڑ کر چلے جاتے تھے اور نماز میں حاضر نہیں رہتے تھے اسواسطے کہ خدا

فرماتا ہی کہ واذا راوا تجارۃ او لہوا انفضوا الیہا وترکوک قائما یعنی اور جسوقت دیکھتے ہیں وہ خرید و فروخت کو یا بازیچہ مثل ڈھول و دف بجانیکی تو دوڑتے ہیں وہ
طرف انکی اور چھوڑ دیتے ہیں وہ تجہکو اے محمد کھڑا ہوا جماعت میں تنہا اور وعظ میں اسواسطے حاضر نہیں رہتے تھے کہ خدا فرماتا ہے قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا یعنی تحقیق
خدا جانتا ہی ان لوگونکو کہ تہوڑی تہوڑی ہو کر چلے جاتے ہیں ہم میں سے چھپکر اور جہاد میں سے بھاگ جانا تو ظاہر ہی کہ احد میں سے بھاگے اور حنین میں سے بھاگے اور خدا
فرماتا ہی کہ ثم ولیتم مدبرین یعنی پس پھر گئے تم پشت کرنیوالے ہو کر جہاد سے اور پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اور خدا تعالی فرماتا ہی اس آیت میں اور جو لوگ کہ ہمراہ
اس پیغمبر کے ہیں اور ہمراہ حضرت کی تو منافقین و ضعیف الایمان اور نبوت میں شک کرنیوالے بھی تھے لیکن مراد نہیں ہے والذین معہ سے مگر وہ لوگ کہ جو ایمان کامل
رکھتے تھے اور حضرت کو تنہا چھوڑ کر جہاد میں سے اور نماز میں سے اور وعظ میں سے نہیں چلے جاتے تھے بدون اذن حضرت کے اور یہی ضعیف الایمان سختی کفار پر تو کیا کرینگے کہ کفار
خوف سے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے بلکہ مومنین پر سختی کرتے تھے ابوذر کو عثمان نے جلاوطن کیا اور عمار کو سعد مارا کہ انکو فتق کی بیماری ہو گئی اور ابن مسعود تو
انکی دو کوب سے مر گیا اور حضرت عمر ابوبکر کے حکم سے لکڑیاں لیکر فاطمہ زہرا کا گھر جلانیکو گئے چنانچہ استیعاب عبد البر میں مذکور ہی کہ علی اور عباس فاطمہ کے گھر بیٹھے
تھے ابوبکر کی بیعت سے انکار کرکے اور عمر گیا تو فاطمہ نے کہا کہ اے پسر خطاب کے کیا میرا گھر جلائیگا کہا کہ ہاں اور تاریخ عقد ابن عبد ربہ میں لکھا ہی کہ ابوبکر نے عمر سے کہا
اگر علی اور عباس بیعت سے میری انکار کریں تو ان دونوکو قتل کر اور ملل و نحل میں شہرستانی نے لکہا ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ گروہ دشمنی انکی امیر المومنین علی کے ساتھ
رکھتی تھی کہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور اسامہ بن زید متبنی رسولخدا کا اور رافع خدیج انصاری اور محمد بن مسلمہ اور زید بن ثابت انصاری اور ابو ہریرہ اور
ابو درداء اور ایک جماعت نے سوائے انکی علی کے ہاتھ پر بیعت کی جسوقت وہ خلیفہ ہوئے اور بعد اسکے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یزید کے ہاتھ پر بیعت کی جسنے کہ انکی
زندگی میں اسکو پایا اور سوائے انکی جنگ جمل میں دونو طرف مہاجرین و انصار تھے اور معاویہ کے ہمراہ ہزاروں آدمی مہاجرین و انصار میں سے تھی جنگ صفین میں
اور علی کی عداوت کی جہت سے عائشہ اور معاویہ کیطرف ہو کر مومنین کو قتل کرتے تھے یہ تھی سختی کافروں پر اور نرمی مومنین پر پس مراد اس آیت میں نہیں ہیں مگر
امیر المومنین سے کہ کبھی جہاد سے بھاگے نہیں اور رسولخدا کی خدمت سے بدون اذن کے کہیں گئے نہیں اور یا وہ لوگ تھے کہ رسولخدا کے زمانہ میں مر گئے ہیں یا شہید ہو گئے ہیں اور یا چند
صحابہ مسکین جو علی کے دوستوں میں سے تھے اور بدون اجازت رسولخدا کے کہیں نہیں جاتے تھے اور اگر اوصاف اس آیت کے کل صحابہ میں فرض کریں تو وقت نزول اس
آیت کے یہ اوصاف انمیں ہونگی اور بعد رسولخدا کے جو نزاعیں اور عداوتیں اور مخالفتیں اور قتل اور قمع انمیں واقع ہوئے ہیں سب متواترات سے ہیں اس صورت میں
رحماء بینہم کا اطلاق انپر کیونکر ہو سکتا ہی اور ان سب مومنین کاملین کے حق میں خدا تعالی فرماتا ہی کہ **یبتغون** طلب کرتے ہیں وہ **فضلا**
من اللہ فضل کو خدا سے اور زیادتی ثواب کو **ورضوانا** اور رضامندی کو خدا کی اور وہ رکوع اور سجدہ جو کرتے ہیں خالص واسطے رضامندی
خدا کے ہیں نہ واسطے دکھلانے اور سنانے لوگونکے **سیماہم** علامت انکی عبادت کی **فی وجوہہم** بیچ منہوں انکے ہی **من اثر السجود**
نشانی سجدونکی سے یعنی انکی پیشانیوں سے ظاہر ہوتی ہیں علامتیں سجدہ کرنیکی اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی پیشانی سجدونکی کثرت سے مثل
سینہ شتر کے ہو گئی تھی اور اسواسطے وہ سجاد مشہور ہو گئی تھی اور ابن عباس سے منقول ہی کہ مراد سیاہی وجہ سے نور کہ قیامت کے روز ان سجدہ کرنیوالونکی پیشانیوں سے
چمکتا ہوگا اور اس علامت سے جانینگے کہ یہ سجدہ کرنیوالونمیں سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہی کہ منہ انکی قیامت میں سفید اور روشن ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ نشانی
سجدہ کی خاک ہی کہ انکی پیشانی پر بسبب سجدہ کرنیکے خاک پر نہ کہ بوریا پر اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مراد اس سے بیداری شب کی ہی عبادت
میں **ذلک** یہ وصف انکا کہ مذکور ہوا **مثلہم** صفت انکی ہی **فی التوراۃ** بیچ توریت کے کہ جو موسی کی کتاب ہے **ومثلہم**
فی الانجیل اور صفت انکی ہی بیچ انجیل کے کہ حضرت عیسی کی کتاب ہے یعنی مومنین ان دو صفتوں کے ساتھ ان دونو کتابوں میں مذکور ہوئے ہیں اور حال ان مومنین کا
کزرع مانند کھیتی کے ہی یعنی وہ مومنین مثل دانہ بوئی ہوئے کے ہیں کہ اول دفعہ میں **اخرج شطاہ** نکالا ہو اسنے سوئی اپنی کو کہ نہایت باریک
اور سست ہوتی ہی **فآزرہ** پس قوی کیا اسکو غلے اور مضبوط کیا **فاستغلظ** پس موٹا ہوا وہ درخت شاخیں نکالکر اور بڑھکر **فاستوی**
علی سوقہ پس سیدھا کھڑا ہوا اوپر جڑ اپنی کے یعنی وہ درخت پہلے تو نہایت باریک اور سست تھا اور بعد اسکے رفتہ رفتہ بڑھکر اسطرح قوی و مضبوط ہوا

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ تعجب میں ڈالتا ہی بونیوالونکو اپنی مضبوطی اور بڑھنے اور قوی ہونیسے یعنی جیسی کہ دانہ کھیتی کا ابتدا میں سوئی نکالکر نہایت ضعیف اور
نحیف ہوتا ہی اور رفتہ رفتہ پرورش پاکر مضبوط اور قوی ہوتا ہی اور باعث تعجب بونیوالونکا ہے ایسی ہی مومنین کا حال ہی یعنی رسولخدا اور صحابکے
ابتداء حال میں تھی نہایت ضعف و ضعف میں تھی اور بعد اسکے رفتہ رفتہ قوت پکڑ کر تمام عالم پر قوی اور غالب ہو گئی اور باعث تعجب خلقت کا ہوئی اور روایہ کہ یہ
تمثیل واسطی رسولخدا کے ہی کہ ابتدا میں تنہا بے یار و بے مددگار تھی اور بعد اسکے بسبب اہلبیت اور صحابکے قوت پیدا کی پس کھیتی رسولخدا سی مراد ہی اور شاخیں انکی صحابہ
سے مراد ہیں کہ انہوں نے انکو قوی مددگار و زبردست کیا جیسے کہ کھیتی ابتدا میں باریک اور سست ہوتی ہی اور بعد اسکے رفتہ رفتہ موٹی اور مضبوط ہوتی ہی اور شاخیں اسکی
پھیلتی ہیں اسطرح سے کہ بونیوالے انکی تعجب کرتے ہیں اور پیغمبر خدا بھی ابتدا میں بسبب تنہا بے یار اور بے مددگار کمال ضعف اور بیچارگی میں تھی اور بعد اسکے خدا تعالی نے
انکو مومنین کی جہت سے قوی پست اور قوی پشت کیا اس وجہ سے کہ لوگوں نے انکی قوت اور شوکت سی تعجب کیا حاصل یہ ہی کہ خدا تعالی نے واسطی مومنین کی یہ مثال
بیان کی **لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ** تاکہ غصہ میں لائی بسبب ان مومنین کے کفار کو یعنی بسبب قوت اور کثرت مومنین کے کفار کو غصہ اور غضب میں لائی یہاں ہی کہ
وہ کفار ان مومنین کی قوت اور کثرت دیکھکر رنج کریں اور اپنی دشمن جلیں اور کہیں کہ محمد اور اسکی صحاب کیسی قوی اور کثرت سی ہو گئی اور فرماتا ہی کہ **وَعَدَ اللَّهُ**
الَّذِينَ آمَنُوا وعدہ کیا ہی خدا نے ان لوگوں سے کہ ایمان لائی ہیں خدا اور پیغمبر پر **وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک **مِنْهُمْ**
انمیں سے یعنی جنکا کہ ذکر ہوا ان مومنین میں سے انسی وعدہ کیا ہے خدا نے **مَغْفِرَةً** بخشش کا گناہوں سے **وَأَجْرًا عَظِيمًا** اور اجر بڑی کو کہ وہ بہشت کی نعمتیں
ہیں اور مِن منہم میں واسطی بیان کی ہی جیسے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں ہی اور جناب رسولخدا صلعم سی تفسیر اس آیت کی پوچھی گئی کہ کس شخص کے واسطی نازل
ہوئی ہی فرمایا کہ جسوقت قیامت کا روز ہوگا تو ایک علم نور کا تیار ہوگا اور ایک آواز دینیوالا آواز دیگا کہ چاہیے کہ کھڑا ہو سردار مومنین کا اور جو لوگ کہ
ایمان لائی ہیں وہ ہمراہ اسکے ہوں پس کھڑا ہوگا علی ابن ابیطالب اور دیا جائیگا علم نور سفید کا انکے ہاتھ میں اور نیچے اس علم کے سب اولین اور سابقین ہونگی مہاجرین
اور انصار میں سے اور سوائے انکے کوئی غیر انمیں آمیزش نکریگا یہانتک کہ بیٹھے گا منبر پر کہ وہ رب العزت کے نور سی ہوگا اور پیش کیے جائینگے انکی روبرو سب آدمی
ایک ایک شخص پس دیگا اجر انکا اور نور انکا پس جسوقت نوبت انکی آخر پر پہنچیگی تو کہا جائیگا واسطی انکی کہ پہچانا تمنے اپنی مقاموں اور منزلونکو بہشت میں
تحقیق پروردگار تمہارا کہتا تھا کہ نزدیک میرے واسطی تمہارے بخشش اور اجر بڑا ہی یعنی بہشت پس کھڑا ہوگا علی ابن ابیطالب اور لوگ اسکی علم کے نیچے ہونگے
یہانتک کہ داخل ہو بہشت میں پھر واپس ہو علی منبر کیطرف اور اسیطرح مومنین ہمیشہ انکی پیش کیے جائیں اور ہر ایک اپنا حصہ بہشت سی لیوے اور سوائے مومنین کے
سب دوزخ کیواسطی چھوڑی جائیں **سُورَةُ الْحُجُرَاتِ** یہ سورہ مدنی ہی مگر آیہ یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی کہ ابن عباس کے نزدیک مکے میں
نازل ہوئی ہے اور اس سورہ میں کل اٹھارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی اس سورہ کو ہر روز و ہر شب پڑھے تو جناب رسولخدا صلعم
کی زیارت کرنیوالونمیں سے ہو یعنی ثواب زیارت کا پائی اور اس سورہ سے عم یتساءلون تک طوال یعنی دراز کہتے ہیں اور عم یتساءلون سی والضحی تک میانہ کہتے ہیں اور
والضحی سی آخر تک قصار یعنی کوتاہ کہتے ہیں **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ** کہتے ہیں کہ بعضے صحاب عید قربان کے روز نماز عید سی پہلے قربانی کو
ذبح کیا رسولخدا صلعم نے بعد نماز عید کے انکو حکم فرمایا کہ قربانیکو پھر ذبح کرو اور اسوقت جبرئیل یہ آیت مع بسم اللہ کے لائی کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا** اے وہ لوگو کہ
ایمان لائی ہو خدا اور رسول پر **لَا تُقَدِّمُوا** مت پیش قدم ہو اور پیشدستی مت کرو تم کسی امر کو امور دین میں سے **بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ** آگے خدا کے
اور پیغمبر اسکے کے یعنی کوئی امر اور نہی عمل میں مت لاؤ اور کوئی کام امور دین کے کاموں سے نکرو مگر بعد حکم کرنے خدا کے اور پیغمبر اسکے کے پس چاہیے کہ عمل تمہارا یا تو موافق
وحی کے ہو یا پیغمبر کے فعل کے موافق ہو اور مراد بین یدی سے رسول اللہ اور ذکر اللہ کا واسطی تعظیم کے ہی اور اشارہ ہے طرف اسکی کہ وہ خدا کیجانب سے ایک مرتبہ والا ہی
اور ابن عباس سے منقول ہی کہ مراد اس آیت سے ممانعت ہی صحابکو رسولخدا سے پہلے کلام کرنیکے پس معنی انکی یہ ہونگی کہ اے لوگو جسوقت تم رسولخدا کی مجلس میں
بیٹھے ہو اور کوئی شخص مسئلہ حضرت سے پوچھی تو تم حضرت سے پہلے جواب مت دو اور خاموش بیٹھے رہو یہانتک کہ پیغمبر اسکا جواب دیں سائل کا اطمینان کریں اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد اس سے ممانعت ہی رسولخدا سے آگے ہو کر چلنے سے اور حکم ہی کہ حضرت سے پیچھے ہو کر چلو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہی کہ کسی طاعت کو انکی وقت سے پہلے مت بجا لاؤ

ع ۴/۳ ۱۲

سورۃ الحجرات

پس جائز نہیں ہے بجالانا نماز کا اور روزہ اور حج کا وقت سے پہلے کہ جو خدا نے مقرر کیا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ کسی قول و فعل میں سبقت نہ کرو اور کوئی کام اپنی طرف
سے مت کرو یہانتک کہ خدا اور رسول آپہی حکم فرمائیں اور مسروق سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہی کہ بروز شک ماہ رمضان میں ام سلمہ کے پاس گیا انہوں نے اپنی خادم کو
حکم دیا کہ شہد کا شربت بنا کر لا مینے انسے کہا کہ میں روزہ سے ہوں حقتعالی نے یہ آیت بھیجی اور روز شک کے بہ نیت رمضان روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور
عبد اللہ بن زبیر سے منقول ہی کہ ایک جماعت قعقاع کی رسولخدا کے پاس آئی ابوبکر نے کہا کہ یا رسولخدا قعقاع بن معبد کو انپر امیر اور سردار کر عمر بن خطاب
نے کہا کہ اقرع بن حابس کو انکا حاکم کر قعقاع کو مت کر ابوبکر نے کہا عمر سے کہ تو نے اس امر میں میری مخالفت چاہی عمر نے کہا کہ یہ امر نہیں ہے بلکہ اسواسطے مینے
کہا ہے کہ اقرع آداب ریاست و حکومت کے بہتر جانتا ہی پس آوازیں دونوں کی بلند ہوئی اس مقدمہ میں حقتعالی نے یہ آیت مع بعد کی آیت مابعد کی نازل کی
اور بعضے کہتے ہیں کہ رسولخدا نے ستائیس آدمی تہامہ کو بھیجے اور بنو عامر انپر غلبہ کر کے سب کو قتل کیا مگر تین آدمی کہ مدینہ کیطرف کو بھاگے اور گرد مدینہ کے پہنچے تو دو
آدمیوں سے بنی سلیم کے ملاقات ہوئی اور انکو بنی عامر جانکر مار ڈالا اور کپڑے انکے لوٹ لئے اور رسولخدا کے پاس حاضر ہو کر صورت حال کو بیان کیا رسولخدا نے
فرمایا کہ تمنے بہت برا کام کیا وہ آدمی بنی عامر سے نہ تھے بلکہ بنی سلیم سے تھے اور کپڑے جو وہ پہنے ہوئے تھے مینے انکو ہدیہ دیئے تھے پس خون بہا انکا انکے وارثوں کو دیا اور یہ
آیت نازل ہوئی کہ اے مومنین اپنی طرف سے کوئی امر نہ کرو بلکہ سب امر میں پیروی خدا اور رسولخدا کے حکم کی کرو **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** اور ڈرو تم خدا سے سب قولوں
اور فعلوں میں خدا کے حکم پر مقدم کرنے سے **اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ** تحقیق خدا سننے والا ہے سب باتوں تمہاری کا **عَلِیْمٌ** جاننے والا ہے فعلوں تمہاری کا موافق
انکی حکمو جلد دیگا اور یہ آیت دلالت کرتی ہے قیاس کے باطل ہونے پر کہ جسمیں اپنی رائے سے حکم ہوا اور حکم خدا اور رسول کا اسمیں نہو اور کہتے ہیں کہ عطارد بن
حاجب بن زرارہ تمیمی مع بعضے اشراف قوم اپنی کے اقرع بن حابس اور زبرقان بن بدر اور عمرو بن الاہتم اور قیس بن عاصم رسولخدا کی مسجد میں آئے اور حجروں کے
پیچھے سے بہ آواز بلند پکارے کہ اے محمد باہر آ حجرہ سے کہ تعریف ہماری خوب ہے اور مذمت ہماری بد اور عیب ہے وہ حضرت انکی بلند آواز سے اذیت پا کر باہر تشریف
لائے اور فرمایا کہ وہ خدا ہے کہ جسکی تعریف خوب ہے اور مذمت اسکی بد ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اسواسطے آئے ہیں کہ اپنا فخر اور بزرگی بیان کریں پس حکم دیجئے کہ شاعر اور
خطیب ہمارے خوبی بیان کریں حضرت نے اجازت دی اور عطارد بن حاجب اٹھا اور یہ مضمون انشا ادا کیا کہ شکر ہے خدا کا کہ ہمکو زمین کا بادشاہ کیا اور
احسان اور فضل ہمپر کیا اور مال بہت ہمکو انعام کیا کہ اس سے ہم لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور محتاجوں کو دیتے ہیں اور ہمکو بزرگ زیادہ اہل مشرق کا کیا
اور آدمیونکو ہمارے زیادہ اور حسب اور نسب ہمارا بہتر کیا پس کون ہے کہ ہمارا مثل ہو آدمیوں میں اور رہ یہ اوصاف اپنی بیان کریں اور اگر چاہوں تو اس سے زیادہ اپنے
اوصاف بیان کروں لیکن کلام کی زیادہ کرنے سے شرم آتی ہے یہ کہکر وہ بیٹھ گیا اور رسولخدا صلعم نے ثابت بن قیس بن شماس کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور عطارد کا
جواب دے ثابت کھڑا ہوا اور اس مضمون کا خطبہ ادا کیا کہ حمد اور شکر ہے خدا کا کہ جسنے آسمان اور زمین کو پیدا کیا جو وقت کہ حکم انکا سب جگہ جاری تھا اور کوئی
چیز حاصل نہیں ہوتی ہے مگر اسکے فضل اور احسان سے اور اسکی فضل اور کرم میں سے یہ ہے کہ ہمکو بادشاہ زمین کا کیا اور تمام مخلوقات میں سے پیغمبر کو برگزیدہ کیا کہ نسب
انکا زیادہ بزرگ ہے اور کلام انکا راست اور درست ہے اور حسب اسکا اعلی ہے اور بعد اسکے کتاب اسپر نازل کی اور اسکو تمام مخلوقات پر امیر اور حاکم کیا پس وہ
برگزیدہ خدا کا ہے تمام مخلوقات پر اور جسوقت کہ وہ پیغمبر ہوا تو بعد اسکے لوگونکو طرف ایمان حق کے بلایا اور مہاجرین کہ انکی قوم کے آدمی تھے اسپر ایمان لائے اور
اب احسان انکا سب سے زیادہ ہے پس پہلے سب سے انکی قوم کی سوا کہ ایمان لائے ہیں وہ ہم ہیں اور ہم انصار اور اصحاب اقرباء یار انکے ہیں کہ سب آدمیوں سے دین کے مقدمہ
میں جنگ کرتے ہیں تاکہ سب ایمان لائیں پس جو کوئی کہ خدا اور رسولخدا پر ایمان لائے مال اور خون انکا محفوظ ہے اور جو کوئی قبول نکرے ہم اسپر ہمیشہ جہاد کرتے ہیں
اور قتل کرنا انکا ہمپر آسان ہے اور ہم واسطے مومنین اور مومنات کے خدا سے بخشش گناہوں کی چاہتے ہیں والسلام والاکرام اور بعد انکے زبرقان شاعر اٹھا اور چند شعر اپنی
پڑھے اور حسان بن ثابت نے انکے جواب میں شعر پڑھے اور اقرع نے کہا کہ خطیب اور شاعر انکا ہمارے خطیب اور شاعر سے زیادہ فضل ہے اور آوازیں انکی ہماری آواز سے
زیادہ بلند ہیں اور بعد اسکے اقرع نے کہا کہ اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله لوگوں نے جسوقت دیکھا کہ اقرع ایمان لایا ہے وہ بھی سب ایمان لائے اور
رسولخدا نے سبکو انعام اور خلعت دیا اور بعد اسکے خدا تعالی نے صحابہ کو منع کیا رسولخدا کے پاس آواز کو بلند کرنے سے واسطے تعلیم آداب کے کہ جسکی سبب سے آزار اور کراہت ہے

حضرت کو اور بہت گستاخی اور بے ادبی ہی نزدیک حضرت کے آواز کا بلند کرنا پس فرمایا خدا تعالیٰ نے کہ **یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو
لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ مت بلند کرو تم آوازوں اپنی کو **فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ** اوپر آواز پیغمبر کے یعنی وقت بات کرنے کی اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز پر
نہ بلند کرو تم کہ بلند کرنا آواز کا یا حقارت کی جہت سے ہی اور وہ کفر ہے یا ملاحظہ نکرنے ادب کی راہ سے ہے اور وہ خلاف تعظیم کے ہے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت
ابوبکر اور عمر کی شان میں نازل ہوئی ہی جسوقت انہوں نے اپنی آواز کو رسولخدا کی آواز پر بلند کیا اور اول آیت بھی اس سورت کی انہی دونوں کی شان میں
نازل ہوئی ہی **وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ** اور نہ آواز بلند کرو تم واسطے اس پیغمبر کے **بِالْقَوْلِ** ساتھ بولنے کے یعنی ان حضرت کو آواز بلند سے مت پکارو **كَجَهْرِ**
بَعْضِكُمْ مانند آواز بلند سے پکارنے تمہارے کی **لِبَعْضٍ** واسطے بعضے کے یعنی انکو آواز بلند سے مت پکارو جیسے کہ تم آپس میں پکارتے ہو کہ فلانے بلکہ اپنی آوازوں کو
نیچا اور نرم کرو اور حضرت کے نزدیک جاکر ادب سے عرض کرو کہ یا رسولخدا اور نام بھی حضرت کا نہ لو کہ کہو اے محمد کہو بلکہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہو چنانچہ کہتے
ہیں کہ ابن عباس سے اس آیت کے نازل ہونے سے پوچھا کہا کہ ایک جماعت بنی عنبر میں سے کہ صحابہ نے انکے فرزند قید کئے تھے وہ لوگ مدینہ میں آئے فدیہ دینے کے ارادہ پر حضرت کے
حجروں کے پیچھے کھڑے ہو کر آواز دی کہ ای محمد باہر نکل آنحضرت کو انکے اس بے ادبانہ آواز دینے سے اذیت ہوئی خدا تعالیٰ نے واسطے تشفی خاطر اقدس کے آیت بھیجی کہ
اے محمد حجرہ سے باہر نکل اور انکو منع کر اور کہہ تو کہ مجھکو نام لیکر مت پکارو واسطے کہ اسمیں سب کے ساتھ برابری ہوتی ہے اور اسمیں رعایت حرمت نبوت کی نہیں
ہے پس ایسی قول سے اپنی زبان کو بند کرو **اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ** واسطے کراہت باطل ہونے عملوں کے ہونیکے ان تحبط مفعول لہ واقع ہوا ہے اور اسکی اول میں
کراہت کا لفظ کہ وہ مضاف ہے مقدر ہے اور مراد اعمال کی باطل ہونے سے یہ ہے کہ ثواب حاصل نہو گا اعمال کا **وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ** اور تم اطلاع
نہیں رکھتے ہو گے اعمال کے باطل ہونے سے اور ثعلبی نے لکھا ہی کہ یہ آیت بنی تمیم کے آدمیوں کی حق میں نازل ہوئی ہی کہ جسوقت وہ رسولخدا کے پاس آتے تھے تو حضرت
حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر پکارتے تھے کہ اے محمد باہر نکل اور جسوقت حضرت باہر رونق افروز ہوتے تھے تو وہ لوگ حضرت کے آگے ہو کر چلتے تھے اور
جسوقت کلام کرتے تھے تو اپنی آوازوں کو حضرت کی آواز پر بلند کرتے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ اے محمد اے محمد اس مقدمہ میں تو کیا کہتا ہے جیسے کہ آپس میں ایک
شخص دوسرے کو کہتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور ابن عباس سے منقول ہی کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ بہرا تھا
جسوقت کلام کرتا تھا تو بہت بلند آواز سے بات کہتا تھا اور بلند آواز بھی تھا وہ اور رسولخدا اکثر اسکی آواز سے ایذا پاتے تھے اور منقول ہے کہ یہ آیت نازل
ہوئی تو ثابت گم ہو گیا رسولخدا نے اسکو تلاش کروایا لوگوں نے بیان کیا کہ وہ روتا ہے حضرت نے اسکو بلوایا اور رونیکا سبب پوچھا تو کہا کہ یا رسولخدا یہ آیت نازل
ہوئی ہی اور آواز میری بہت بلند ہی میں ڈرتا ہوں کہ عمل میرا باطل ہو جاوے حضرت نے فرمایا کہ خیر کے ساتھ زندگانی کریگا اور خیر کے ساتھ مریگا اور تو بہشتیوں میں سے
ہے اور منقول ہے کہ جسوقت کوئی شخص رسولخدا کو آواز بلند سے پکارتا تو حضرت اپنی آواز کو اسکی آواز پر بلند کرتے تھے واسطے اسکے کہ ایسا نہو کہ اسکی آواز میری آواز پر
بلند ہو تو اسکا عمل باطل ہو جاوے اور عبداللہ بن زبیر کہتا ہی کہ صحابہ بعد نازل ہونے اس آیت کے حضرت کے روبرو اسقدر آہستگی سے باتیں کرتے تھے کہ رسول خدا
جبتک مکرر دوسری بار نہ سنتے تو سمجھتے نہ تھے اور مطلق بلند کرنا آواز کا ممنوع نہیں ہے بلکہ وہ آواز کہ جس سے رسولخدا کو اذیت ہوتی تھی پس جنگ میں جو آواز
بلند کرتے وہ حضرت کو پسند اور مرغوب تھیں اور حنین میں صحابہ کفار کے مقابلہ سے بھاگے تو عباس کو حکم دیا کہ بلندی پر چڑھکر بہ آواز بلند چیخ مارکر انکو پکار انہوں نے
موافق حکم کے چیخ مار کر صحابہ کو آواز دی کہ ای بیعت رضوان والو کہاں بھاگے جاتے ہو اور کہتے ہیں کہ حضرت عباس کی آواز اسقدر بلند تھی کہ ایک مرتبہ کفار نے مسلمانوں پر
ہجوم کیا عباس نے بہ آواز بلند کہا کہ یا صباحاہ حاملہ عورتوں نے انکی آواز کی ہیبت سے اپنے پیٹوں سے بچے گرادئے اور منقول ہی کہ ایک روز بھیڑیا انکی گوسفند کو پکڑنا چاہتا تھا
حضرت عباس نے ایک چیخ ماری کہ پتّا اس بھیڑیے کا پھٹ گیا اور بعد اسکے وہ مرگیا اور کہتے ہیں کہ جسوقت ثابت نے آواز بلند کرنے سے توبہ کی اور کئی صحابیوں نے آواز
کو اپنی پست اور نرم کیا رسولخدا کے روبرو تو یہ آیت نازل ہوئی **اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ** تحقیق جو لوگ کہ پست اور نیچا کرتے ہیں **اَصْوَاتَهُمْ** اپنی
آوازوں کو اپنی آہستہ بولنے میں **عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ** نزدیک رسولخدا کے انکی ادب کا ملاحظہ کرکے اور انکی تعظیم کیواسطے **اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ**
یہ وہ لوگ ہیں کہ آزمایا ہے خدا تعالیٰ نے **قُلُوْبَهُمْ** دلوں انکے کو **لِلتَّقْوٰى** واسطے پرہیزگاری کے جیسے کہ سونے کو آگ پر آزماتے ہیں تاکہ کھوٹ اسکا معلوم ہو جاوے لیکن بعضے

صحابہ نے انکی بھی آواز بلند کرنیسے باز نہ آئے چنانچہ وقت مرض الموت کے رسول خدا نے دوات اور قلم واسطے لکھنے وصیت کے طلب کی اور عمر بن خطاب اور انکے ہمراہیوں نے
کہا کہ دوات اور قلم حضرت کو دینی نہ چاہیے ہمکو کتاب خدا کی کفایت کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ دینی چاہیے سو اختلاف اور نزاع کی آوازیں بلند ہوئیں رسول خدا نے غصہ ہو کر فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ تم میرے پاس سے اور حضرت
کی بیماری کا بھی کچھ خیال نہ کیا اور بیمار کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اسوقت چیخ کر نہ بولیں اور سعد پر چیخی کہ رسول خدا نے اپنے پاس سے انکو اٹھا دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
امتحان سے خدا کا پہچاننا ہے انکی خالص نیت کو یعنی پہچانا ہے خدا نے انکے دلونکو عبادت اور پرہیزگاری کیلئے یعنی انکے دل پاکیزہ اور خالص ہیں کہ پرہیز کرنیوالے ہیں برائیوں سے
لَهُم مَّغْفِرَةٌ واسطے انکے بخشش ہے گناہوں سے کہ وہ بلند کرنا آواز کا ہے **وَأَجْرٌ عَظِيمٌ** اور اجر بڑا ہے واسطے انکے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں اور بعضے مفسرین
لکھتے ہیں کہ یہ تینوں آیتیں بنی تمیم کی جماعت کے حق میں نازل ہوئی ہیں کہ وہ حضرت کے پاس جا کر بلند آواز سے حضرت کو بلاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے محمد باہر نکل تو
کہ ہماری عورتوں اور بچوں کو تیرا لشکر قید کرکے لایا ہے رسول خدا انکی آواز سے بیدار ہو کر حجرہ سے باہر تشریف لائے ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے قیدیوں کو یا تو آزاد کر اور یا انکا فدیہ لے
جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول خدا انہیں سے ایک شخص کو درمیان انکے اور درمیان اپنے حاکم کر کہ وہ اس مقدمہ میں حکم کرے حضرت نے اعور کو حاکم کیا اور اسنے
حکم کیا کہ آدھوں کو آزاد کر دو اور آدھوں کا فدیہ لو حضرت نے موافق اسکے عمل کر کے فرمایا کہ اسمٰعیل کی اولاد میں سے جس کسی نے عمل کیا ہو کہ جب بدلہ کا ہو مرتکب
وہ انہیں سے ایک کو آزاد کرے پس اسطرح انہیں سے آدھے آزاد کیے گئے اور آدھوں کا فدیہ لیا حق تعالیٰ نے بسبب ترک کرنے انکے ادب کو انکی مذمت میں فرمایا ہے کہ
إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ تحقیق جو لوگ کہ پکارتے ہیں تجھکو اے محمد صلعم **مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ** پیچھے حجروں کی سے یعنی حجروں کے باہر سے
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ بہت انکی عقل نہیں رکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں اور واقف نہیں ہیں آداب سے رسول کے بسبب نہ پہچاننے قدر اور شرف تیری کے
اور ترک کرنے تیری تعظیم کے پس جو کہ مقتضی عقل کا یہ ہے کہ وہ تیرے مرتبہ کو پہچانیں وہ انہوں نے نہ کیا تو مثل چوپایوں کے ہیں کہ عقل کا کام نہ کیا اسواسطے فرمایا کہ وہ عقل نہیں رکھتے ہیں
اور وہ مجنون اور دیوانہ نہ تھے کہ بالکل عقل سے خالی ہوں اور مراد حجروں سے حضرت کی بیبیوں کے حجرے ہیں کہ ہر ایک کیواسطے ایک حجرہ علیحدہ بنایا تھا اور حجرات اسکی
جمع ہے اور حجرات کو ابو جعفر نے بفتح جیم پڑھا ہے اور باقیوں نے بضم جیم
فرمایا ہو سکتا ہے کہ کوئی تو کسی حجرہ کے باہر آواز دیتا ہوگا اور کوئی اسکے دوسرے حجرہ کے پیچھے
اور یہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت کے کمال تعظیم اور بزرگی مرتبہ پر اسواسطے کہ خدا نے فرمایا کہ وہ لوگ حجروں کے باہر سے اسطرح سے بے ادب ہو کر تجھکو پکارتے ہیں اکثر انمیں
ایسے ہیں کہ عقل نہیں رکھتے ہیں اور مثل چوپایوں کے ہیں اور انکو بلانا بدون چیخ مارنے کے بہت برا ہے اور انکو بھی ترک کرنا اور صبر کرکے منتظر بیٹھے رہنا خصوصاً جناب
رسول خدا کے واسطے کہ حضرت خود رونق افروز ہوں گے تو ملاقات کریں گے اور بلانا ترک کرنا ادب کی رعایت اور واسطے تمام تعظیم حضرت کے یہ امر نہایت ہی نیک اور خوب ہے اسواسطے
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ** اور اگر تحقیق وہ لوگ بنی تمیم کے صبر کرتے اور تجھکو پکارتے نہیں یہاں تک کہ باہر آتا تو
طرف انکی حجرہ سے باہر نکل کر تو **لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ** البتہ ہوتا وہ صبر کرنا اور منتظر رونق افروزی تیری کے رہنا بہتر واسطے انکی اور انکی آواز کرنے سے واسطے
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اور خدا بخشنے والا ہے اس شخص کا کہ بعد اسکے توبہ کرے مہربان ہے موجب ثواب ابدی کا اور آخرت کا بھی
ملاحظہ رکھیو یہ مضمون آوے کہ باعث سعادتمندی دنیا اور آخرت کا ہے
مہربان ہے اور رحمت کرنیوالا ہے نزول اسکا یوں ہے کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلعم نے نویں سال ہجرت کے ولید بن عقبہ برادر مادری عثمان کو قبیلہ بنی المصطلق کے پاس بھیجا
تاکہ صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ کو وصول کر کے لاوے اور پہلے ہی سے درمیان ولید بن عقبہ اور بنی المصطلق کے ایام جاہلیت میں عداوت تھی سو جس وقت انکو خبر ولید کے آنے کی
پہنچی تو پہلی عداوت سے درگزر کر کے اور محبت جدید اسلام کی اپنی دلوں میں قرار دے کے ولید کی پیشوائی کو باہر نکلے ولید نے یہ گمان کیا کہ میرے قتل کرنیکو یہ
لوگ آتے ہیں واپس ہو کر مدینہ کی راہ اختیار کی اور رسول خدا صلعم سے جا کر عرض کی کہ بنی المصطلق مرتد ہو گئی ہیں اسواسطے انہوں نے زکوٰۃ نہ دی اور میرے قتل کرنیکا قصد
ارادہ کیا رسول خدا یہ سنکر غصہ ہوئے اور ارادہ انکے قتل کا کیا وہ لوگ حاضر ہوئے اور کہا کہ پناہ مانگتے ہیں ہم خدا کے غضب سے اور اسکے رسول کے غضب سے
خدا کی قسم ہم سے کوئی سرکشی واقع نہیں ہوئی ہے اور ہم سب فرمانبردار اور تابعدار ہیں اور جو کچھ آپ سے ہماری طرف سے عرض کیا ہے سب دروغ اور خلاف واقع ہے
رسول خدا نے انکے کہنے کا اعتماد کر کے فرمایا کہ حکم درمیان میرے اور درمیان تمہارے دو امر سے باہر نہیں ہے یا تو تم اپنی سرکشی اور نافرمانی سے توبہ کرو اور یا ایک شخص کو میں
تمہاری طرف بھیجتا ہوں کہ وہ بمنزلہ جان میری کے ہے تاکہ وہ تمسے جنگ کرے اور تمہاری عورتوں اور لڑکوں کو قید کر کے لاوے اور بعد اسکے دست مبارک علی المرتضیٰ کے

شبانہ پر رکھکر فرمایا کہ ادھر دیکھے لو خالد بن ولید کو مع ایک جماعت کے انکی شہر میں بھیجا اور فرمایا کہ پوشیدہ انکا حال دریافت کر جب خالد انکی قریب پہنچا تو ایک
جاسوس اپنا انکی حال کے دریافت کرنیکے واسطے روانہ کیا وہ جاسوس وقت نماز عصر کے انکی پاس پہنچا تو دیکھا کہ اذان نماز کی کہتے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھتے ہیں اور
طریقے اسلام کے ادا کرتے ہیں وہ یہ حال دیکھکر وہانسے پھرا اور صورت حال خالد سے بیان کی خالد انکی پاس گیا اور انہوں نے بیان کیا کہ جب ولید ہماری
پاس آیا اور ہم انکی تعظیم کیواسطے انکی پیشوائی کو باہر نکلے وہ ہمکو دیکھکر الٹا پھر گیا معلوم نہیں کیا باعث تھا اور خالد نے صدقے وصول کرکے مدینہ کو
واپس ہوا اور رسولخدا صلعم سے سب حال بیان کیا یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ
اگر لائے تمہارے پاس کوئی باہر ہونیوالا حکم خدا سے بِنَبَاٍ کسی خبر کو تو فَتَبَیَّنُوْٓا اور امام محمد باقر علیہ السلام فَتَثَبَّتُوْا پڑھا ہی ثا اور تا سے یعنی پس تحقیق اور
تجسس کرو تم اچھی طرح کیا درست ہے اسکا سچ اور جھوٹ اسکی سوا اور کسیوجھ سے دریافت کرلو اور اسکی ہی خبر دینے پر عمل مت کرو اَنْ تُصِیْبُوْا واسطے کراہت اسکی کہ
پہنچاؤ تم آزار قَوْمًۢا کسی قوم کو قتل کرکے یا مال انکی لوٹ کے بِجَھَالَۃٍ ساتھ نادانی کے کہ انکا حال سے تم بخوبی واقف نہو اور نجانتے ہو کہ یہ
مومن ہیں یا کافر اور فرمانبردار ہیں یا سرکشی کرنیوالے اور ایک شخص کے کہنے سے انکو کافر گمان کیے ہوئے انسے لڑنیکو جاؤ اور آزار پہنچاؤ اور حقیقت میں وہ مومن اور
فرمانبردار ہوں اور اگر انکو کوئی اذیت پہنچاؤ اور بعد اسکے جسوقت انکا حال واضح ہوئی تو فَتُصْبِحُوْا اسی ہوجاؤ تم عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ اوپر اس چیز کے
کہ کیا ہی تمنے انکی ساتھ کہ انکو آزار پہنچایا ہے نٰدِمِیْنَ ۔ پشیمان ہونیوالے اور اپنے اس فعل پر شرمندہ ہونیوالے اور پھر تدارک اسکا تمسے کچھ نہوسکے اور ہمیشہ اس
فعل کا افسوس اور رنج کرتے رہو پس عاقل کو چاہیے کہ ہر ایک شخص کی خبر دینے پر عمل نکرے جبتک کہ سچ اسکا اور جھوٹ خارج سے دریافت نکر لیوے اور یہ ولید بن عقبہ
برادر عثمان وہ شخص ہے کہ عثمان نے اپنی خلافت میں اسکو کوفہ کا حاکم کیا تھا اور شراب بہت پیتا تھا ایک روز نشہ میں اٹھکر لوگونکو صبح کی نماز پڑھائی امام بنکر اور
نماز صبح کی چار رکعت پڑھی اور بعد سلام لوگونکی طرف منہ کرکے کہا کہ اگر کہو تو اور رکعتیں زیادہ کردوں چنانچہ استیعاب میں لکھا ہی اور اَنْ تُصِیْبُوْا مفعول لہ
واقع ہوا ہی اور پہلے اسکی مضاف اسکا مثل کراہت وغیرہ کے مقدر ہے اور بِجَھَالَۃٍ محل حال میں ہے یعنی جاہلین اور بعضے اس آیت کی شان نزول میں یہ کہتے ہیں
ایک شخص نے ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم حرم رسولخدا کو انکی چچا کے بیٹے سے تہمت لگائی اور وہ تہمت لگانیوالی حضرت کی بیبیوں میں سے تھی سو رسولخدا نے امیر المومنین کو
حکم دیا کہ یہ تلوار لے اور اسکی پاس جا اور اس امر کو تحقیق کر اگر ثابت ہو تو اسکو قتل کر سو امیر المومنین تلوار لیکر اسکی پاس گئے دیکھا اسکو کہ وہ ماریہ کے پاس بیٹھا ہی امیر المومنین نے
تلوار کو میان سے باہر نکالا اسنے جانا کہ میرے قتل کیواسطے آئے ہیں اسیوقت وہانسے بھاگا اور خرمے کے باغ میں پہنچا اور اسکی پیچھے پیچھے امیر المومنین بھی گئے وہ وہاں جاکر
چت لیٹ گیا اور پاؤں اپنے اوپر اٹھالئے امیر المومنین نے اسکی طرف نظر کرکے دیکھا تو وہ نامرد ہے اور علامت مردی کی نہیں رکھتا ہی امیر المومنین وہانسے پھر گئے
اور رسولخدا کو اسکی حال سے مطلع کیا حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ شکر ہے خدا کا کہ وہ بدی اور بدکاری کو ہم اہلبیت سے پھیرتا ہی اور دور کرتا ہے اور اب خدا تعالی خوف دلاتا ہی
جھوٹ بولنے سے اہل شرک کو وَاعْلَمُوْٓا اور جانو تم اے مومنین اَنَّ فِیْکُمْ تحقیق درمیان تمہارے رَسُوْلَ اللّٰہِ پیغمبر خدا کا ہی اور بزرگی
اور مرتبہ اسکا اس امر کا تقاضا کرتا ہی کہ جھوٹ اور کلام بیہودہ انکی خدمت میں عرض نکرو اور اگر کوئی خبر دروغ بیان کروگے تو خدا پیغمبر کو اسکی کذب سے مطلع
کریگا اور اسوقت تم رسوا ہوجاؤگے لَوْ یُطِیْعُکُمْ اگر کہا مانے تمہارا پیغمبر اور تمہاری بات کو قبول کرے اور تمہاری رائے پر عمل کرے فِیْ کَثِیْرٍ
مِّنَ الْاَمْرِ بیچ بہت سے کاموں کے تو لَعَنِتُّمْ البتہ رنج میں پڑجاؤ تم اور ہلاک ہوجاؤ تم اسواسطے کہ اکثر تمہاری گفتار اور کردار خواہش نفس اور
تعصب کی راہ سے ہے پس اگر پیغمبر تمہارے کہنے پر چلے تو تمہارے واسطے ہی خرابی ہی کہ برائی اسکی انجام کی تمہاری طرف عائد ہونیوالی ہے پس چاہیے کہ سب امور میں تم
انکی فرمانبرداری کرو کہ دنیا اور آخرت کی دونو کی تنگی سے رہائی پاؤ اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ بعضے مومنین ولید کی خبر کو راست جانکر رسولخدا کو بنی مصطلق کے
قتل اور لڑائی پر رغبت دلاتے تھے اور جماعت دوسری کہ متقی اور پرہیزگار تھی وہ اس امر میں دلیری نہیں کرتے تھے اور اپنے تئیں اس سے بچاتے تھے اور دور رکھتے تھے اور
درگذر کرتے تھے وہ اسواسطے خدا تعالی نے ان مومنین متقین کیطرف خطاب کرکے فرمایا کہ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اور لیکن خدا نے حَبَّبَ دوست کیا ہے اِلَیْکُمُ
طرف تمہاری یعنی بعضے تمہارے کہ پرہیزگاری کی جہت سے انہوں نے اپنی تئیں اس سے باز رکھا ہی انکی طرف دوست کیا ہے خدا نے الْاِیْمَانَ ایمان کو وہ کہ اعتقاد نیک ہی

خدا کی ہوا نیست ہے اور پیغمبر کی نبوت اور تمام ان امور سے کہ جو پیغمبر خدا کی جانب سے لایا ہے وَزَيَّنَهُ اور آراستہ کیا ہے اسنے ایمان کو فِي قُلُوبِكُمْ بیچ دلوں
تمہارے کو دلیلیں قائم کرنے سے وَكَرَّهَ اور مکروہ اور دشمن کہا ہے خدا نے إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ طرف تمہارے کفر کو وَالْفُسُوقَ اور طاعت سے باہر نکلنے کو
وَالْعِصْيَانَ اور نافرمانی کو سرکشی کی راہ سے اور امام محمد باقر علیہ السلام اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد فسق سے دروغ ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے
اہل جبر کے مذہب کے باطل ہونے پر اس واسطے کہ خدا دوست رکھیگا اس چیز کو کہ جسکو دوست نہیں کہتا ہے اور نہ مکروہ جانیگا اس چیز کو کہ جسکو مکروہ نہیں جانتا ہے أُولَٰئِكَ
وہ گروہ یعنی وہ لوگ کہ وصف کیا ہے انکا ایمان کے ساتھ اور آراستہ کیا ہے ایمان کو انکی دلوں میں اور سا ہوئے اس امر پر دلیری نہیں کی ہے هُمُ الرَّاشِدُونَ
وہی ہیں راہ یافت پانیوالے طرف طریق نیک کے اور ایمان انکی دلوں میں آراستہ ہوا ہے اور کفر و فسوق اور عصیان کو وہ مکروہ جانتے ہیں فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ
واسطے فضل کے خدا کی جانب سے وَنِعْمَةً اور واسطے نعمت کے وَاللَّهُ عَلِيمٌ اور خدا جانتا ہے مومنین کے حال کا اور ہر ایک کی فضیلت کو دوسری پر
اور انکی جھوٹ و سچ کو بھی جانتا ہے پس موافق اسکی سبب سزا اور جزا دیگا حَكِيمٌ حکمت والا ہے اور یہ بھی حکمت اسکی ہے کہ خبروں کی تحقیق کرنیکا حکم
دیا ہے اسواسطے کہ جھوٹی خبروں میں بہت سے فساد اور فتنے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک روز رسولخدا دراز گوش پر سوار ہو کے انصار کی مجلسوں سے ایک مجلس میں پہنچے اور قضا را
کچھہ توقف کیا اور ٹھیرے ہیں دراز گوش نے پیشاب کیا عبداللہ سلول نے اپنی بو سے اپنی ناک پکڑی اور کہا کہ چھوڑ دو اس دراز گوش کو کہ اسکے پیشاب کی بو نے
ہمکو اذیت پہنچائی عبداللہ رواحہ نے کہا کہ تو ناک پکڑتا ہے اس حیوان کی بو کہ بو اسکی تیری بو سے خوشتر ہے اور بایکدیگر یقین ہے کہ دراز گوش بہتر تجھسے ہے اور اسکے
پیشاب کی بو تو شک سے بہتر ہے اور رسولخدا اس مجلس سے چلے آئے بعد تشریف لیجانے آنحضرت کے ابن سلول غصہ ہوا اور کلام بے ادبانہ ابن رواحہ سے کیا ابن رواحہ نے
بھی اسکی مقابلہ میں ایسا ہی کلام کیا اور لڑائی نے طول کیا اور قوم دونوں کی کہ اوس و خزرج تھی دونو طرف سے مستعد جنگ کی ہوئی اور نوبت لاٹھی
اور کفش تک کی پہنچی رسولخدا صلعم کو اس قضیہ کی خبر ہوئی تو پھر وہاں تشریف فرما ہوئے اور ان دونو قوموں کو علیحدہ کرکے آپس میں انکی صلح کروا دی اور یہ آیت
نازل ہوئی وَإِن طَائِفَتَانِ اور اگر دو گروہ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مومنین سے اقْتَتَلُوا جنگ کریں آپس میں تو فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا
پس صلح کرو تم درمیان ان دونو کے اور اقتتلوا صیغہ جمع کا محل تثنیہ میں باعتبار معنی کے ہے کہ ہر طائفہ میں کثرت سے آدمی تھے اور بعضے اس آیت کی شان نزول
میں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد انصاری کا دوسرے مرد انصاری کے ذمہ کچھ آتا تھا اور وہ اسکی دینے میں بہانہ کرتا تھا اور مانگنے والا اپنی قوم کی کمک سے قوی اور مطمئن
ہو کر کہتا کہ میں اپنا حق تجھسے بزبردستی اور قہر کے لونگا اس شخص نے کہا کہ رسولخدا صلعم کے پاس چل کہ ہم مقدمہ میں انکو حاکم مقرر کریں اور جو کچھ حضرت حکم دیں
اسپر عمل کریں اسنے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں اور آپس میں انکی لڑائی پہنچی اور نوبت دشنام سے طرف تلوار کے پہنچی اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک عورت انصاری نے
اپنے شوہر سے جھگڑا کیا انکی شوہر نے اسکو گھر میں قید کر دیا انکی قوم یہ خبر سنکر آئی اور اسکو چھوڑا کر لیگئی اور شوہر کی قوم کے آدمی جنگ کرنیکو تیار ہوئے اور دونو
طرف سے تلواریں کھچیں حقتعالٰے نے یہ آیت نازل کی اور حکم دیا کہ دونو قوموں میں صلح کرا دو فَإِن بَغَتْ پس اگر زیادتی اور تعدی کرے إِحْدَاهُمَا
ایک ان دونو گروہ میں سے عَلَى الْأُخْرَىٰ اوپر دوسری گروہ کے اور صلح پر راضی نہو اور حکم خدا سے پھر جائے فَقَاتِلُوا الَّتِي پس جنگ کرو تم
اس گروہ سے کہ تَبْغِي زیادتی اور تعدی کرے دوسری گروہ پر حَتَّىٰ تَفِيءَ یہانتک کہ پھرے وہ گروہ باغی ہونے اور تعدی کرنے سے إِلَىٰ أَمْرِ
اللَّهِ طرف حکم خدا کے اور فرمانبرداری کرے فَإِن فَاءَتْ پس اگر پھرے وہ گروہ اپنی زیادتی سے اور فرمانبرداری اختیار کرے لڑائی کو
ترک کرکے تو فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا پس صلح کرو تم درمیان ان دونو گروہ کے بِالْعَدْلِ ساتھ انصاف کے ان دونو
میں سے کسی کی جانبداری نہو بلکہ دونو کی رعایت برابر ہو اور اول جو دونو گروہ آپس میں جنگ کرتے تھے اسواسطے دونو میں
فقط صلح کرانیکا حکم دیا اور بعد اسکے ایک گروہ کہ باغی تھی اس سے لڑنیکا حکم دیا کہ اس حالت میں لڑنا اس سے واجب ہے کہ اس عدل سے عدول کیا ہے اور پھر
گئی ہے اور بعد اسکے جو صلح واقع ہووے تو اسکو عدل کے ساتھ مقید کیا اور رعایت عدل کی معتبر کی کہ اسنے رجوع کی ہے اپنی بغاوت سے اور رعایت عدل کی جو ہر امر
میں بہت خوب ہے اسواسطے کہ انتظام امور دنیا اور دین کا اسپر موقوف ہے پس اسواسطے بہم کو اور انکی پیروی کرنیوالوں کو حکم عدل کا دیا اور فرمایا وَأَقْسِطُوا

اور عدل کرو تم سب امور میں إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ دوست رکھتا ہی عدل کرنیوالونکو اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ تاویل اس آیت کی جنگ جمل میں واقع ہوئی ہی اور وہی آدمی اس آیت کے لوگ ہیں اور وہ آدمی وہ ہیں کہ باغی ہوئی امیر المومنینؑ کو واجب ہو گیا
تھا لڑنا انسے اور قتل کیا انکو یہانتک کہ رجوع کی انہوں نے طرف حکم خدا کے اور اگر رجوع کرتے تو واجب تھا علی پر موافق حکم اس آیت کے تلوار انسے نہ اٹھانا یہانتک
کہ رجوع کریں وہ اور ہو چکی کہ بیعت کی تھی انہوں نے بیعت سے اور پھر گئی وہ اور وہی گروہ باغی ہی جیسے کہ خدا نے فرمایا ہی پس واجب تھا امیر المومنینؑ پر یہ کہ عدل کریں
انمیں جسوقت کہ فتح پاویں انپر جیسے کہ عدل کیا رسول خدا نے مکہ والوں میں کہ احسان انپر کیا اور معاف کیا اور ویسے ہی امیر المومنینؑ نے کیا اہل بصرہ کے ساتھ جسوقت کہ ظفر یاب ہوئے
انپر اور جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا تھا روز جنگ کہ اس آیت کے لوگوں سے لڑائی نہیں ہوئی مگر آج کے روز اور فرماتا ہی کہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ
سوا اسکے نہیں کہ مومنین بھائی ہیں آپسمیں کہ اصل ایمان میں وہ شریک ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مومن بھائی مومن کا ہی باپ و ماں کیجانب سے
اسواسطے کہ پیدا کیا ہی خدا نے مومنین کو بہشت کی مٹی سے اسواسطے کہ وہ بھائی ہیں کہ اصل انکی ایک ہی اور وہ بہشت کی مٹی ہی اور حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ مومن نظر
کرتا ہے طرف نور خدا کے اسواسطے کہ پیدا کیا ہی خدا نے مومنین کو نور سے اور رنگا ہی انکو اپنی رحمت میں اور عہد لیا ہی انسے ہماری دوستی کا کہ بس وہ پہچانتا ہے اپنی نفس کو بس
مومن بھائی مومن کا ہی باپ و ماں کی جانب سے کہ باپ اسکا نور ہی اور ماں اسکی رحمت ہے اور اسی نور کیطرف نظر کرتا ہی جس سے کہ پیدا ہوا ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا ہی کہ
مومن بھائی مومن کا ہی چاہیے کہ نہ ظلم کرے اسپر اور نہ عیب کرے انکو اور نہ خیانت کرے انکی اور نہ ظلم کرے انپر اور نہ انسے وعدہ کرے تو خلاف اسکا نہ کرے بلکہ انکو وفا
کرے اور جسوقت مومن بھائی مومن کا ہی تو بس چاہیے کہ انمیں جھگڑا واقع نہو اور اگر اتفاقا کبھی واقع بھی ہو تو فَأَصْلِحُوا پس صلح کرو تم بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ
درمیان دو بھائی اپنی کے یعنی ہر دو بھائیونکے درمیان اگر وہ لڑیں بھی یا جھگڑا کریں اور بعضی آیتیں جمع کی آئی ہیں اسواسطے کہ تاویل اسکی مثل آیتیں ہیں پس صلح
کرو تم درمیان مومنین کے کہ اگر جھگڑا انمیں واقع ہو کہ ظالم کو اس سے بند کرو اور مظلوم کی مدد کرو اور یا دو شخصوں میں صلح کرنیکے واسطے فرمایا کہ جسوقت کمتر میں صلح
لازم ہوئی تو زیادہ میں بطریق اولی لازم ہوگی اسواسطے کہ مخالفت کثیر کی انمیں زیادہ ہے اور فساد برپا کرنیوالے بہت سے کثیر کی مخالفت کی نسبت اسواسطے دو بھائیوں کی
صلح کو فرمایا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ وہ صدقہ کہ جسکو خدا دوست رکھتا ہے وہ صلح کرانی ہے درمیان آدمیوں کی جسوقت فساد کریں وہ اور نزدیک کرو انکو
جسوقت بعید ہو جاویں وہ اور دوسری روایت میں فرمایا بالتفصیل ہی کہ جسوقت دیکھے تو درمیان دو شخصوں کے ہمارے شیعوں میں سے جھگڑا ہو تو ہمارے مال سے خرچ کر صلح کرا دے
میان انکے اور فرمایا کہ صلح کرنیوالا جھوٹا نہیں ہے اگر صلح کرانیمیں ضرورت جھوٹ بولنے کی ہو اور وہ جھوٹ کہے اور یعقوب نے اخویکم کو اخوتکم پڑھا ہی جمع کا صیغہ اور بعضوں
نے اخوانکم پڑھا ہی اور یہ بھی جمع کا صیغہ ہی اور باقیوں نے اخویکم تثنیہ کا صیغہ پڑھا ہی وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم اللہ سے یعنی اسکے عذاب سے لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
تاکہ تم رحم کیے جاؤ اور رحمت خدا شامل حال تمہارے ہو یعنی تقوی کی اسکے سبب سے امیدوار رحمت کے ہو اور کعب الاحبار نے کہا ہی کہ جو صلح کراتا ہے درمیان آدمیونکے
مثل ثواب جہاد کے ہی کہ کفار سے کرے اور رسول خدا نے وصیت کی ہی امیر المومنینؑ کو اسمیں یہ ہی کہ اے علی ایک میل راہ جا اور بیمار کی عیادت کر اور دو میل راہ جا
اور جنازہ کے ہمراہ چل اور تین میل راہ جا اور دعوت کو قبول کر اور چار میل راہ جا اور زیارت اس شخص کی کر کہ جسکو دوست اور بھائی کہا ہی راہ خدا میں ایمان کی
جہت سے اور پانچ میل راہ جا اور اندوہ رسیدہ کی خبر لے اور چھ میل راہ جا اور مدد مظلوم کی کر اور لازم ہی تجھکو کہ ہمیشہ استغفار کرتا رہ اور کہتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن
شماس جسوقت مجلس اقدس رسول خدا میں جاتا تو لوگ انکو بہرا ہونیکی جہت سے رسول خدا کے نزدیک بٹھاتے تاکہ کلام حضرت کا بخوبی سنتا ہی ایکروز مسجد میں آیا
جسوقت کہ لوگوں نے ایک رکعت نماز صبح کی پڑھی تھی اور نماز میں وہ مشغول ہوا اور جسوقت اسنے نماز سے فرصت کی تو لوگ پہلے اس سے فارغ ہو گئے تھے اور جسوقت وہ
نماز سے فارغ ہوا ہر ایک اپنی ہی جگہہ پر بیٹھا تھا اور ثابت اپنی نماز سے فارغ ہوکر اٹھا اور وہانسے چلا تو لوگوں کی گردنوں پر پاؤں رکھتا ہوا جاتا تھا یہانتک کہ اس جگہہ
پہنچا درمیان اسکے اور رسول خدا کے ایک آدمی سے زیادہ نہ تھا اس شخص کو کہا کہ تو یہانسے کھڑا ہو جا اور دوسری جگہہ تھوڑی سی کہا کہ تو اپنی جگہہ پر پہنچا ہی یہیں بیٹھ جا
غصہ ہوکر وہیں بیٹھ گیا اور جسوقت صبح خوب روشن ہو گئی تو ثابت نے اس مرد کیطرف غور سے دیکھا کہا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ میں فلان شخص ہوں ثابت نے کہا کہ
فلانی عورت کا بیٹا اور یہ سنی آنحضرت نے کہا کہ اسکی ماں ایام جاہلیت میں اسلام سے پہلے زنا اور بدکاری کے ساتھ مشہور تھی اس مرد نے یہ کلام سنکر خجالت اور شرمندگی سے سر اپنا

ع ۱۰ ۱۳

سنبھے کو کر لیا حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ **یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** ای وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو **لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ** چاہئے کہ نہ ہنسی کرے کوئی قوم
حقارت کی راہ سے **مِّنْ قَوْمٍ** کسی قوم سے یعنی کوئی شخص کسی شخص سے اسطرح سے ہنسی نہ کرے کہ جسمیں اسکی حقارت اور سبکی ظاہر ہوتی ہو کہ جسکی سبب سے اسکو رنج پہونچے
عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا قریب ہے کہ ہوویں وہ لوگ کہ جنسے تم ہنسی کرتے ہو **خَیْرًا مِّنْهُمْ** بہتر ان ہنسی کرنیوالوں سے باعتبار درجہ اور مرتبہ کے خدا کے
نزدیک اسواسطے کہ اکثر آدمی اطلاع نہیں رکھتے ہر ایک کے باطن پر بلکہ ظاہر حال کو دیکھتے ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ بنی تمیم کے آدمی صحابہ تنگدست تھے
مثل عمار اور خباب اور بلال اور صہیب اور سلمان اور حبیب کے انکی فقیری کی جہت سے ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ ای مومنین حقارت ان لوگوں کی
مت کرو کہ ایمان میں جنکی تم شریک ہو اور تمکو کیا معلوم ہے کہ جنکی یہ حال کو فقیر اور حقیر دیکھکر انسے ہنسی کرتے ہو وہ خدا کے نزدیک تمسے بہتر ہیں اور سب
تونگروں سے جو کہ آسودہ حال ہیں اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایکروز ام سلمہ نے زنار سفید باندھا تھا اور گوشہ اسکا پشت کے پیچھے لٹکایا تھا کہ زمین پر
لٹکتا جاتا تھا عائشہ نے ہنسی کی راہ سے حفصہ سے کہا کہ یہ گوشہ جو ام سلمہ نے پشت کے پیچھے پر لٹکایا ہے گویا زبان کتی کی ہے کہ منہ سے باہر نکلی ہے حقتعالی نے یہ آیت نازل کی
وَلَا نِسَآءٌ اور نہ ہنسی کریں عورتیں **مِّنْ نِّسَآءٍ** عورتوں سے **عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ** قریب ہے کہ ہوویں وہ عورتیں کہ جنسے ہنسی کی ہے
خَیْرًا مِّنْهُنَّ بہتر ان عورتوں ہنسی کرنیوالیوں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت ان عورتوں کی تعیین نازل ہوئی ہے کہ جو ام سلمہ کے کوتاہ
ہونے پر ٹھٹھا کرتی تھیں اور قمی نے لکھا ہے کہ یہ آیت صفیہ دختر حی بن اخطب کے ساتھ ہنسی کرنیمیں نازل ہوئی ہے کہ وہ زوجہ تھیں رسولخدا صلعم کی اور عائشہ
اور حفصہ اس سے ہنسی کرکے اسکو ایذا دیتی تھیں اور کہتی تھیں اسکو کہ ای یہودی بیٹی یہودی کی انہ رسولخدا سے اسکی شکایت کی حضرت نے فرمایا کہ انکو جواب کیوں
نہیں کہتی ہے کہ باپ میرا ہارون خدا کا پیغمبر ہے اور موسی کلیم اللہ میرا چچا ہے اور محمد رسول اللہ میرا شوہر ہے انہ انکے جواب میں یہی کہا تو انہوں نے کہا کہ تجھکو
رسولخدا نے تعلیم کیا ہے اور یہی روایت ابن عباس سے ہے لیکن اسمیں عائشہ اور حفصہ کا نام نہیں لکھا ہے بلکہ صفیہ کی شکایت اسطرح سے ہے کہ عورتیں مجھسے ہنسی کرتی
ہیں **وَلَا تَلْمِزُوْۤا** اور نہ طعن کرو تم اور مت عیب لگاؤ تم **اَنْفُسَكُمْ** نفسوں اپنے کو یعنی اپنے ہم دینوں اور ہم مذہبوں کو اسواسطے کہ سب مومنین مثل ایک
نفس اور ایک جان کے ہیں پس جو کوئی کہ کسی مومن کو عیب کرے وہ ایسا ہے کہ اسنے اپنی تئیں عیب کیا اور خلاف مذہب کے طعن اور عیب ناجائز ہے نہ مومنین کا اور امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بچاؤ تم اپنے تئیں طعن کرنیسے مومنین پر اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر بیان کرے کوئی شخص اور کسی مومن کا کہ اسکا اپنا
کرنیسے وہ ارادہ کرتا ہو اسکے عیب کا اور ڈھانا اور گرا دینا اسکی خوبی کا تا کہ گرجاوے وہ لوگوں کی نظر سے اور اسکو حقیر سمجھیں تو نکالدیگا خدا اسکو اپنی ولایت سے طرف
ولایت شیطان کے پس شیطان بھی اسکو قبول نکریگا **وَلَا تَنَابَزُوْا** اور نہ پکارو تم آپسمیں **بِالْاَلْقَابِ** ساتھ لقبوں بد کے جیسے کہ یہودی مسلمان ہو گئے
ہوں اور انکو کہو تم کہ ای یہودی اور یا کوئی نصرانی مسلمان ہو گیا ہو اسکو کہو کہ اے نصرانی اور ایسے ہی مومن کو کافر اور منافق اور ملحد کہنا جائز نہیں ہے
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ برا ہے نام فسق یعنی کسیکو یہودی یا نصرانی کہنا **بَعْدَ الْاِیْمَانِ** بعد ایمان لانیکے بہت برا ہے اور یا یہ معنی ہیں کہ مشہور کرنا
نام فسق کا مومن کے غیبت اور مذمت کرکے **وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ** اور جو شخص کہ نہ توبہ کرے ان منع کی گئی ہوئی چیزوں سے اور نادم اور پشیمان ہو **فَاُولٰٓئِكَ**
پس یہ لوگ **هُمُ الظّٰلِمُوْنَ** وہی ہیں ظلم کرنیوالے کہ فرمانبرداری کی جگہہ نافرمانی عمل میں لائے ہیں اور مَن کا لفظ باعتبار لفظ کے مفرد ہے سو باعتبار معنی کے مفرد اور جمع کے
دونوں کے لئے آتا ہے سواسطے اسکی واسطے پہلے تو ضمیر مفرد کی آئی ہے بعد اسکے ضمیر جمع کی اور جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ حق مومن کا اپنے بھائی مومن پر یہ ہے کہ
اسکو اسی نام سے پکارے اور وہ نام اسکا اپنی زبان پر جاری کرے کہ جو اسکے نزدیک بہت دوست رکھا ہو اور فرماتا ہے کہ **یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا** ای وہ لوگو کہ ایمان
لائے ہو **اجْتَنِبُوْا** پرہیز کرو تم **كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ** بہت سے گمان کرنے سے کہ وہ گمان برے ہیں یعنی مومن کی بدگمانی سے پرہیز کرو **اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ**
تحقیق بعضا گمان **اِثْمٌ** گناہ ہے یعنی باعث گناہ کا ہے اور فرمایا کہ بہت گمانوں سے پرہیز کرو اور بعضا انمیں سے گناہ ہو اور وہ گناہ وہی ہے کہ جسکو زبان سے ظاہر کرے اور پرہیز تو سب گمانوں سے
کرنا ہے **وَلَا تَجَسَّسُوْا** اور تجسس اور تلاش نکرو تم مومنین کے عیبوں اور خطاؤں کی جو کہ پوشیدہ ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ بچاؤ تم اپنے تئیں گمان سے بد اور منقول ہے کہ لو تم اسکو کہ جو
ظاہر ہے اور ترک کرو تم اسکو جو کہ پوشیدہ ہے یعنی عیب کو کسی کی تلاش مت کرو اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے برادر مومن کے امر کو نیکی پر رکھ جبتک کہ ثابت ہو بعد اسکے وہ چیز کہ پھیری تجھکو اسکے امر سے

اور نہ گمان کر تو بد ہن کلمہ سی کہ تیرے بھائی کے منہ سی نکلا ہے جبوقت کہ تو اُسکی نیک تاویل کر سکتا ہی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نہ طلب کرو تم خطائیں مومنین
کی اسواسطے کہ جو کوئی تلاش کریگا اپنے بھائی کے گناہونکو اور جو کوئی تجسس کریگا اُسکے گناہوں کو تو تجسس کریگا خدا اُسکے گناہونکو اور جسکے گناہونکو خدا تجسس کریگا تو
اُسکو رسوا کرے اگرچہ درمیان اپنے گھر کے ہو اور تفسیر ثعلبی مین مذکور ہی کہ لوگونے عمر خطاب سے کہا کہ ابو محجن ثقفی اپنے گھر مین بیٹھکر شراب پیتا ہی عمر اُٹھا اور اُسکے گھر مین
گیا دیکھا کہ ایک مرد کے ہمراہ بیٹھا ہی اور شراب اُسکے پاس نہین ہے ابو محجن نے کہا کہ اے عمر یہ فعل حرام تھا کہ تو نے کیا ہو یعنی کہ خدا تعالی نے تجسس سے منع کیا اور تو نے
اُسکو اختیار کیا ہے عمر نے اپنے صحابہ سے کہا کہ یہ کیا کہتا ہی زید بن ثابت اور عبد اللہ بن ارقم نے کہا کہ سچ کہتا ہے پس عمر نادم ہو کر اُس مجلس سے چلا گیا اور عبد الرحمن بن
عوف نے روایت کی ہی کہ ایک رات عمر کے ہمراہ ہم پھرتے تھے مدینہ میں اور ایک شخص کے دروازہ پر پہنچے تو سنا کہ اُسکے گھر میں سے آواز گانے کی آتی ہی اور چراغ روشن ہے
دروازہ کو عمر نے ٹھوکا تو انہوں نے دروازہ کھولا اور ہم اندر گئے دیکھا کہ ایک مرد اور عورت بیٹھی ہیں اور عورت گانے میں مشغول ہی اور مرد کے ہاتھ میں ایک قدح ہی
عمر نے مرد سے پوچھا کہ یہ عورت تیری کون ہے کہا کہ یہ زوجہ میری ہی اور پوچھا کہ قدح میں کیا ہی کہا کہ آب شہد ہے عورت سے پوچھا کہ تو کیا گاتی تھی اُسنے کچھ شعر
پڑھے کہ میں گاتی تھی اُس مرد نے کہا کہ اے عمر خدا نے فرمایا ہی کہ ولا تجسسوا اور تو نے برخلاف اُسکے کیا اور تجسس میں مشغول ہوا توبہ کرکے یہاں سے پھر جا عمر نے اُسکی کلام کو
راست کہکر وہاں سے رجوع کی اور دوسری روایت میں عبد الرحمن سے منقول ہے کہتا ہی کہ میں ہمراہ عمر کے شب کو ایک گھر کے نزدیک پہنچا کہ وہاں چراغ روشن تھا
اور اُس گھر میں سے آواز آتی تھی عمر نے پوچھا کہ یہ گھر کسکا ہی میں نے کہا کہ امیہ بن ربیعہ کا ہی ہم دونو اُسکی دیوار پر سے اُسکے کوٹھے پر چڑھ گئے اور اُسکے گھر میں اترے دیکھا کہ
امیہ اپنے یاروں کے ہمراہ شراب پینے میں مشغول ہے عمر نے اُنکو اس فعل سے منع کیا اور ڈرایا اُن لوگوں نے کہا کہ اے عمر ہم نے ایک فعل بد کیا ہی اور تو نے چار فعل بد کئے ہیں
اوّل تو یہ کہ تو نے تجسس کیا اور خدا اُسکو منع کرتا ہی اور دوسرے یہ کہ گھر کے دروازہ سے ہو کر تو نہیں آیا بلکہ دیوار پر سے ہو کر آیا ہی اور خدا اُسکو منع کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی
ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظهورها اور فرماتا ہی کہ واتوا البیوت من ابوابها اور تیسرے یہ کہ بدون اذن صاحب خانہ کے اُسکے گھر میں تو داخل ہوا اور خدا اس سے منع کرتا ہی
چنانچہ فرماتا ہی ولا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا اور چوتھی یہ کہ تو نے ہمپر سلام نہین کیا اور مخالفت کی تو نے قول خدا کی چنانچہ فرماتا ہی کہ وتسلموا علی اهلها عمر یہ کلام
سُنکر خجل ہوا اور باہر چلا گیا **وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم** اور چاہیے کہ نہ غیبت کرے بعض تمہارا **بَعْضًا** بعضے کو یعنی آپس مین اے مومنین ایک شخص دوسرے شخص
کی غیبت نہ کرے اور غیبت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے بھائی موئے ہوئے کا گوشت کھایا چنانچہ خدا فرماتا ہی کہ **أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ** کیا دوست رکھتا ہی کوئی تم میں سے
أَن يَأْكُلَ اسکو کہ کھاوے **لَحْمَ أَخِيهِ** گوشت بھائی اپنے کا **مَيْتًا** جسوقت کہ مردہ ہی وہ بھائی اور یا یہ کہ وہ گوشت مردہ ہو **فَكَرِهْتُمُوهُ**
پس مکروہ جانتے ہو تم اُسکو یعنی اگر گوشت بھائی مردہ کا تمہارے پیش کریں تو پس مکروہ جانوگے تم اُسکو اور ہرگز نہ کھاؤگے پس جیسے کہ تم گوشت برادر مردہ سے کراہت
رکھتے ہو ویسے ہی کراہت رکھو اور اس آیت کی شان نزول میں لکھا ہی کہ ابو بکر اور عمر نے سلمان فارسی کو رسول خدا کے پاس بھیجا کہ حضرت سے کچھ کھانا لا کر لاویں حضرت نے سلمان کو
اسامہ بن زید کے پاس بھیجا کہ وہ حضرت کا خانساماں تھا اسامہ نے کہا کہ میرے پاس اسوقت کھانا نہیں ہے سلمان الٹے پھر کر چلے آئے اور ابو بکر اور عمر سے بیان کیا کہ اسامہ نے
کھانا نہیں دیا ان دونو نے کہا کہ اسامہ بڑا بخیل ہے اور سلمان ایسا ہے کہ اگر اسکو ہم چاہ پر آب کے بھیجیں تو پانی اُسکا خشک ہوجاوے اور بعد اسکے دونو رسول خدا صلعم کے
پاس گئے حضرت نے فرمایا کہ کیا ہی تمکو کہ سبزی گوشت کی تمہارے دانتوں میں دیکھتا ہوں ان دونو نے کہا کہ یا رسول خدا ہمنے تو آج گوشت نہیں کھایا ہی فرمایا کہ سلمان اور
اسامہ کا گوشت تمنے کھایا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی ذکر کرے کسی شخص کا اُسکے پیچھے اس امر کا کہ اُسمین وہ ہی اور سننے والے بھی اُسکو جانتے ہیں
تو وہ غیبت نہیں اور اگر سننے والے بھی اُسکو نہیں جانتے تھے تو وہ غیبت ہے اور اگر اس امر کا ذکر کرے کہ وہ امر اسمین نہیں ہے تو وہ بہتان ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ بچو تم غیبت سے کہ تحقیق غیبت زیادہ
سخت ہے زنا سے اور پھر فرمایا کہ اگر آدمی توبہ کرتا ہے زنا کرکے تو خدا قبول کرتا ہی توبہ اُسکی اور غیبت کرنیوالا نہیں بخشا جاتا ہے جبتک کہ وہ شخص نہ بخشے کہ جسکی غیبت کی ہے
اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی معاملہ کرے آدمیوں سے اور اُنپر ظلم نکرے اور باتیں اُنسے کرے تو جھوٹھ نہ بولے اور وعدہ اُنسے کرے تو خلاف
اُسکا نکرے پس وہ شخص وہ ہی کہ کامل ہوئی مروت اُسکی یعنی نیکنامی اُسکا اور ظاہر ہوئی عدالت اُسکی اور حرام ہوئی غیبت اُسکی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی
کہ تم اُس شخص کے حق میں کہ جو حکم خدا سے باہر ہے اور فرمانبرداری اُسکی نہیں کرتا ہی ہر امر کو کہ جو اُسمیں ہے تا کہ آدمی اُس سے پرہیز کریں لیکن مومن کی غیبت کرنی جو کہ فرمانبردار

خدا کا ہی حرام ہے اور جیسے کہ غیبت کرنی حرام ہے ایسی ہی غیبت سننا بھی حرام ہے جیسے کہ احادیث میں آیا ہی اور پہلے اس سے ذکر ہو گیا غیبت کا **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** اور ڈرو تم خدا سے یعنی اسکی عذاب سے بسبب اختیار کرنے غیبت کے **اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ** تحقیق خدا توبہ قبول کرنیوالا ہی ان لوگوں کا کہ غیبت سے توبہ کرتے ہیں **رَّحِيْمٌ** مہربان ہے ان لوگوں پر کہ جو توبہ کرتے ہیں اور مصابیح القلوب میں مذکور ہی کہ ایک مرد صالح اور نیک بخت کا بیان کرتا ہے کہ ایک روز میں فلانے قبرستان میں بیٹھا تھا ایک مرد جوان بہت جلدی اور سرعت سے ہمپر گزرا میں نے کہا کہ یہ آدمی اور اسیطرح کے اور آدمی مسلمانوں کا عیال ہیں اور لوگوں کو پریشان خاطر کرتے ہیں شاید وہ لوگوں سے سوال کرتے ہونگے اسواسطے انہی کہا کہ لوگوں کو پریشان کرتے ہیں پس وہ شخص بیان کرتا ہی کہ یہ بات میں نے اسکے حق میں کہی اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ اسی مرد کو جنازہ پر لٹا کر لاتے ہیں اور اسکو میرے پاس لا کر رکھا اور چھری مجھکو دی اور کہا کہ گوشت اسکا کاٹ کر تو کھا میں نے انسی کہا کہ سبحان اللہ میں نے تو ایک عمر سے حیوان کا گوشت نہیں کھایا ہی گوشت مردہ کو کیونکر کھاؤں لوگوں نے کہا کہ کیا تو نے غیبت اسکی نہ کی تھی پس کسواسطے گوشت اسکا نہیں کھاتا ہے میں نے کہا توبہ کی میں نے اس سے اور ایکسال میں اس قبرستان میں آمد و رفت رکھی کہ اگر وہ شخص ملے تو اس سے معاف کروا لوں بعد ایکسال کے اسکو میں نے دیکھا اول اسنے مجھے دیکھکر یہی کہا کہ توبہ کی تو نے میں نے کہا کہ ہاں میں نے توبہ کی ہے کہا کہ جا میں نے تجھکو معاف کیا اور منقول ہے کہ جسوقت ماعز کو زنا کا اقرار کرنے سے سنگسار کیا تو رسول خدا صلعم نے سنا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ ماعز نے اپنی تئیں رسوا کیا زنا کی گواہی اپنی حق میں دیکر یہانتک کہ اسکو سنگسار کیا رسول خدا صلعم نے اسوقت کچھہ نفرمایا اور وہ آدمی رسول خدا کے پیچھے آتے تھے یہانتک کہ ایک کھنڈر پر پہنچے وہاں ایک گدھا موا ہوا پڑا تھا حضرت نے ان آدمیوں کو فرمایا کہ تم اسکا گوشت کھاؤ انہوں نے کہا کہ یا رسول خدا صلعم مردار کا گوشت ہم کیونکر کھائیں فرمایا کہ تمنے غیبت ماعز کی کی ہی اور وہ مردار کے گوشت سے بدتر ہی نہیں جانتے تم کہ ماعز بہشت کی نہروں میں جاتا ہی اور انس نے رسول خدا سے روایت کی ہی فرمایا کہ مجھکو شب معراج آسمان پر لیگئے ایک جماعت کو میں نے دیکھا کہ ناخن انکی تانبے اور رانگ کے تھے اور اس سے اپنے مونہوں کو چھیلتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا کہ یہ وہ ہیں کہ جو دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھاتے تھے اور انکی غیبت کرتے تھے اور انکی آبرو لیجاتے تھے اور سننے والا غیبت کا بھی مثل غیبت کرنیوالے کے ہی چنانچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ سننے والا غیبت کا ایک غیبت کرنیوالوں میں سے ہی اور منقول ہے کہ حضرت عیسی نے اپنے صحابہ سے کہا کہ اگر ہوا تمہارے لباس میں آئی اور تمہارے لباس کو تمہارے ستر پر سے اٹھا دی تو تم کیا کروگے کہا کہ ہم اس ستر کو پوشیدہ کرینگے فرمایا کہ نہیں تم وہ جماعت ہو کہ لباس کو اوپر کو اٹھا دوگے اور ستر کا دوگے اور یہ اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ اگر کوئی کسی کی غیبت کرے تو تم اسکو منع نکروگے بلکہ مدد اسکی کروگے اور غیبت کہنے پر منحصر نہیں ہے بلکہ اشارہ ہاتھ سے یا آنکھہ سے یا سر سے بھی غیبت کی قسم میں سے ہی جسوقت کہ اس سے عیب ظاہر ہوتا ہو ایسی ہی نقل کرنی کسیکی حرکت کی اور چلنے کی اور بیٹھنے کی اور یا کسی پر تعرض کرنے کہ میں کسی یتیم کا مال نہیں کھاتا ہوں اور میں غصبی مال نہیں رکھتا ہوں اور میں ظالم کی جگہہ نہیں بیٹھتا ہوں اور میں کسیکا عیب لیکر دبا نہیں کہتا ہوں اور میں نے غیبت نہیں کی اور مراد اس سے یہ ہو کہ فلانا ایسا کرتا ہی اور یا یہ کہے کہ الحمد للہ کہ ہم تو اس فعل سے پاک ہیں اور مقصد یہ ہو کہ فلانا اس فعل کو کرتا ہے اور یا یہ کہ اپنی نفس کی مذمت کرے اور مقصود اس سے ظاہر کرنا دوسرے کے عیب کا ہو اور جو کوئی ظاہر میں علانیہ بدکاری کرتا ہو مثل زنا اور ظلم اور شراب نوشی کے اسکی اور مخالفین دین کی غیبت غیبت میں داخل نہیں ہے چنانچہ پہلی اس سے بھی اسکا ذکر ہو لیا ہی اور بعضے علما کہتے ہیں کہ کوئی کسیکی غیبت کرے یا سنے اور بعد اسکی وہ اس سے نادم اور پشیمان ہو تو کہے کہ اللهم صل علی محمد وآل محمد واغفر لمن اغتبته وسمعت غیبته اس صورت میں اس گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہی اور کہتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا نے مکہ کو فتح کیا تو بلال کو حکم دیا اذان کہنے کا اور وہ خانہ کعبہ کے کوٹھے پر گیا اور وہاں جاکر اسنے اذان کہی اور بعضے آدمی اسکی غیبت کرنے لگے ہشام نے تو اسکی نسب کی مذمت کی اور کہا کہ کیا محمد کے پاس کوئی اور آدمی نہیں ہے اذان کہنے کو سوائے اس سیاہ کوے کے عتاب بن اسید نے کہا کہ الحمد للہ کہ باپ میرا زندہ نہیں ہے کہ اسکی اذان کو سنتا اور سہیل بن عمر نے کہا کہ اگر خدا چاہے تو اسکو بطرف دیگا اور ابو سفیان نے کہا کہ میں کچھ نہیں کہتا ہوں اسواسطے کہ ڈرتا ہوں کہ خدا آسمان کا محمد کو خبر دیے اسوقت جبرئیل نازل ہوئے اور رسول خدا صلعم کو خبر دی حضرت نے ان لوگوں کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم ایسا ایسا کہتے تھے سبنے اقرار کیا اور یہ آیت نازل ہوئی **يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ** اے آدمیو **اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ** تحقیق ہمنے پیدا کیا ہی تمکو **مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى** ایک مرد اور ایک عورت سے یعنی آدم اور حوا سے یعنی جسوقت کہ تم ایک باپ اور ایک ماں سے پیدا ہوئے تو تمہاری سب کی ایک اصل ہوئی اس صورت میں اگر تم اپنی نسب کی بڑائی اور افتخار کرو اور

دوسرے کی نسب پر طعن کرو تو نہایت بیہودہ ہے اور غرض جدا جدا ہونے قوموں اور فرقوں سے کہ کوئی عربی ہے اور کوئی عجمی ہے اور کوئی ترکی ہے اور کوئی حبشی ہے اور کوئی قریشی ہے اور کوئی بنی تمیم ہے اور کوئی بنی تیم ہے اور کوئی بنی عدی ہے اور کوئی شیخ ہے اور کوئی سید ہے اور کوئی مغل ہے اور کوئی پٹھان ہے یہ شناخت کیواسطے ہے کہ فلانا فلانے قوم کا ہے اور واسطے فخر اور ناز کرنیکے نہیں ہے کہ میں فلانے قوم کا ہوں میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ **وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا** اور کیا ہمنے تمکو بڑی بڑی گروہیں اور قومیں **وَّقَبَآئِلَ** اور چھوٹی چھوٹی گروہیں **لِتَعَارَفُوْا** تاکہ پہچانو تم آپس میں ایک شخص دوسرے شخص کو کہ یہ فلانے قوم کا ہے یہ واسطے شناخت کے ہے نہ واسطے فخر کرنے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد شعوب سے عجم ہیں سوائے عرب کے اور مراد قبائل سے عرب ہیں پس غرض یہ ہے کہ تم متفرق قوموں کی ہونیکی جہت سے اپنے باپ دادا کا فخر اور ناز مت کرو کہ وہ بکار آمد نہیں ہے اور دنیا کا فخر تو مال کی جہت سے ہے اور آخرت کا فخر اعمال کی جہت سے ہے لیکن نازاں ہونا بھی نہ چاہئے اور باپ دادا کا فخر کرنا تو محض نادانی ہے یہانتک کہ سید کو بھی مناسب نہیں ہے کہ اپنے باپ دادا کا فخر کرے البتہ غیر سید کو چاہئے کہ بسبب رعایت حرمت سید بزرگوں کی کہ وہ اولاد رسول خدا صلعم اور علی مرتضی میں سے ہیں انکی خاطرداری میں قصور نہ کرے لیکن بڑا ہی نالائق ہے وہ سید کہ جو اپنے باپ دادا کے برخلاف خدا کی فرمانبرداری کرے نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے اور مال لوگوں کا غصب کرے اور غیروں کے حقوق پر تعاقب ہو جاوے اور خدا کے نزدیک تو سید ہونا کچھ فائدہ نہیں بخشتا ہے بلکہ اسکے نزدیک تو وہ آدمی بزرگی اور فضیلت رکھتا ہے کہ جو اسکی فرمانبرداری کرے اور اعمال نیک بجا لاوے اور پرہیزگاری اختیار کرے چنانچہ فرماتا ہے کہ **اِنَّ اَكْرَمَكُمْ** تحقیق زیادہ بزرگ تمہارا **عِنْدَ اللّٰهِ** نزدیک خدا کے **اَتْقٰىكُمْ** پرہیزگار زیادہ تمہارا ہے سو اسواسطے کہ پرہیزگاری ہی سے نفس کامل اور بزرگ ہوتا ہے اور نہ باپ اور دادا کی جہت سے اور قمی نے لکھا ہے کہ یہ ہے اس شخص کا کہ جو نسب اور بڑائی اور بزرگی بیان کرتا ہے پس جسکی پرہیزگاری زیادہ ہے اسکی قربت طرف خدا کے زیادہ ہے اور جناب امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ اے آدمیو خدا تعالی بسبب اسلام کے تمسے نخوت جاہلیت کی لیگیا اور اپنے باپ اور دادا سے جو فخر اور ناز کرتے تھے اسکو منع کیا سو واسطے کہ عربی ہونا باپ کی جہت سے نہیں ہے بلکہ ایک بات زبان ہے جو کوئی اس زبان میں تکلم کریگا اسکو عربی کہینگے اور تم آدم سے ہو اور آدم مٹی سے اور تحقیق زیادہ بزرگ تمہارا نزدیک خدا کے وہ شخص ہے کہ پرہیزگار زیادہ ہے **اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ** تحقیق خدا جاننے والا ہے تمہاری اصل اور نسب کا **خَبِيْرٌ** خبردار ہے تمہارے علم اور ادا سے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی قیامت کے روز کہیگا کہ میں نے تمکو جو کچھ حکم دیا تھا تمنے اسکو ضائع اور برباد کیا اور اپنی نسبوں کو مجھ سے بلند کیا پس آجکے دن میں تمہارا نسب پست کرونگا کہاں ہیں پرہیزگار ہونیوالے تحقیق کہ زیادہ بزرگ تمہارا وہ شخص ہے نزدیک خدا کے کہ جو زیادہ پرہیزگار ہے اور امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دوزخ پیدا کی گئی ہے واسطے اس شخص کے کہ جو نافرمانی کرے خدا کی اگرچہ وہ سید قریشی ہو اور جنت پیدا کی گئی ہے واسطے اس شخص کے جو فرمانبرداری کرے خدا کی اگرچہ وہ غلام حبشی ہو چنانچہ منقول ہے کہ ایکروز رسول خدا مدینہ کے بازار میں پھرتے تھے دیکھا کہ ایک غلام حبشی کو فروخت کرتے ہیں اور وہ غلام کہتا ہے کہ جو کوئی کہ مجھکو چاہتا ہے چاہئے کہ اس شرط پر خرید کرے کہ مجھکو منع نکرے نماز پنجگانہ کے ادا کرنے سے پیچھے رسول خدا کے سو جسکہ غلام نے ہمیشہ پانچوں وقت کی نماز رسول خدا کے پیچھے پڑھی ہے ایک مرد نے اسکو اس شرط پر خرید کیا اور رسول خدا اسکو ہمیشہ نماز میں دیکھتے تھے کہ آتا ہے اور نماز پڑھتا ہے جماعت میں اور بعد اسکے کئی روز اسکو نماز میں نہ دیکھا اسکا حال پوچھا لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول خدا وہ بیمار ہے حضرت اٹھے اور اسکی عیادت کو یعنی پوچھنے کو گئے اور بعد تین روز کے پھر حضرت نے اسکا حال پوچھا اسکے آقا نے عرض کی کہ یا رسول خدا وہ مر گیا ہے رسول خدا یہ سنکر اٹھے اور وہاں جاکر خود اسکے غسل اور کفن دفن میں مشغول ہوئے اور مہاجرین اور انصار نے اس امر سے تعجب کیا اور حقتعالی نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ نسب کو کچھ دخل نہیں ہے بلکہ بزرگی اور شرافت تقوی اور پرہیزگاری سے ہے اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ وہ شخص کہ خوش کرے اسکو یہ امر کہ میں زیادہ بزرگ سب آدمیوں سے ہو جاؤں تو چاہئے کہ وہ ڈرے خدا سے اور پرہیزگاری کو اختیار کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ زیادہ پرہیزگار آدمیوں میں وہ شخص ہے کہ حق کہے خواہ اسمیں فائدہ ہو اسکا یا نقصان اور غلط ہی نفس کا ضرر ہو حق کہنے سے اور حضرت عیسی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ زیادہ بزرگ آدمیوں میں کون ہے آنحضرت عیسی نے دو مٹھیاں خاک کی زمین سے اٹھائیں اور فرمایا کہ دونو برابر ہیں اور کسی میں فرق نہیں ہے اسی طرح اصل سب کی خاک ہے پس زیادہ بزرگ وہ ہے کہ جو زیادہ پرہیزگار ہے اور تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ پس میں اصحاب یمین میں سے ہوں اور بعد اسکے اس خلقت کو تین قسم کیا اور مجھکو ان تینوں قسموں میں سے بہتر قسم میں کیا چنانچہ فرمایا فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ

وصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة والسابقون السابقون پس میں سابقون میں سے ہوں آگے بعد اسکے ان تینوں قسموں کو قبائل کیا اور مجھکو ان تینوں قبیلوں میں سے بہتر
قبیلہ میں کیا چنانچہ فرمایا وجعلناکم شعوبا وقبائل پس میں زیادہ پرہیزگار اولاد آدم کا ہوں خدا کے نزدیک اور بزرگ زیادہ ہوں اور یہ بات میں پروردگار
کیطرف سے کہتا ہوں نہ بطور فخر کے پس ان قبیلوں کو قسم قسم کیا اور مجھکو بہتر گھر کا کیا چنانچہ فرمایا کہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا
پس میں اور اہلبیت میرے پاک اور پاکیزہ ہیں تمام گناہوں سے اور کہتے ہیں کہ ایک بڑی جماعت بنی اسد کی آدمیوں کی قحط کے دنوں میں کہ بچہ اور اسباب
ہمراہ لیکر رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور کلمہ اسلام کو ظاہر کیا اور کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان باطن میں نہیں رکھتے تھے اور نبوت کی حضرت کے منکر تھے اور انکی کثرت
انبوہ کی جہت سے مدینہ میں تنگی ہوگئی کہ جگہ رہنے کو نہیں ملتی تھی پس مسجدوں اور مقبروں میں وہ ٹھیرے اور مدینہ کے کوچوں اور گلیوں کو نجاستوں سے بھر دیا اور
غلوں کا نرخ گراں کردیا اور صبح اور شام حضرت کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب تنہا تیرے پاس آئے تھے اور سواریوں پر بیٹھکر بے اولاد و اسباب اور
خدمتگاروں کے آتے تھے اور ہم مع عیال و بچوں اور اسباب کے آئے ہیں پس ہمکو کچھ دے تاکہ اپنے عیال کے کھانے کپڑے میں خرچ کریں حقتعالی نے یہ آیت نازل کی **قالت**
الاعراب کہا صحرانشین عربوں نے قبیلہ بنی اسد میں سے کہ **آمنا** ایمان لائے ہم خدا اور پیغمبر پر خدا تعالی فرماتا ہے کہ **قل** کہہ تو اے محمد صلعم انکو **لم**
تؤمنوا نہیں ایمان لائے سو تم اسواسطے کہ ایمان جب ثابت ہوتا ہے کہ اقرار زبان سے ہو اور اعتقاد بھی دل سے ہو اور تمکو زبان سے تو اقرار ہے لیکن دلوں میں
تمہارے اس زبانی اقرار کا اعتقاد نہیں ہے اور احسان کہنا رسول پر ایمان لانیسے اور ترک کرنا اپنے سے لڑائی اور دینا یہ دلالت ہے اس امر پر کہ تم ایمان نہیں لائے ہو
پس دعوی ایمان کا مت کرو **ولکن قولوا اسلمنا** اور لیکن کہو تم کہ اسلام لائے ہیں ہم کہ مراد اس سے داخل ہونا ہے اسلام میں اور فرمانبرداری حکم کی جو
اسواسطے کہ غرض دعوی ایمان سے فرمانبرداری ہے قتل اور قید ہونیکے خوف سے **ولما یدخل الایمان فی قلوبکم** اور ابھی نہیں داخل ہوا ہے
ایمان بیچ دلوں تمہارے کے اور جسوقت ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہوگا اسوقت تم ایمان دار ہوگے اور ابھی مومن نہیں ہوئے ہو اور ایمان خاص ہے اسلام سے
جو کہ مومن ہے وہ اسلام میں بھی داخل ہے اور جسنے اسلام قبول کیا ہے وہ ضرور نہیں ہے کہ مومن بھی ہو اسواسطے کہ ایمان وہ ہے کہ جیسے کہ زبان سے اقرار ہو ویسے
ہی دل سے بھی اعتقاد ہو اور مسلمان وہ ہے کہ جو زبان ہی سے کلمہ شہادت کا اقرار کرے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اسلام تو ظاہر میں ہوتا ہے زبان سے اور ایمان
دل سے ہوتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اسلام پہلے ہے ایمان سے اور اسی پر وارث ہونا اور نکاح ہونا صحیح ہوتا ہے اور ثواب ایمان پر موقوف ہے
اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ اسلام سے خون معاف ہوتا ہے اور امانت ادا کیجاتی ہے اور نکاح صحیح ہوتا ہے اور ثواب ایمان پر موقوف ہے اور فرمایا ہے حضرت صادق
علیہ السلام نے کہ کبھی ہوتا ہے بندہ مسلمان پہلے اس سے کہ ہووے مومن اور نہیں ہوتا ہے مومن جبتک کہ ہووے مسلمان پس اسلام پہلے ایمان سے ہے اور اسلام شریک ہے
ایمان کو پس جسوقت کرے کوئی بندہ گناہ بڑا بڑے گناہوں میں سے یا چھوٹا گناہ کرے کہ جسکو خدا تعالی نے منع کیا ہے تو ہوئیگا وہ بندہ خارج ایمان سے اور دور
ہوجائیگا اس سے نام ایمان کا اور ثابت رہیگا اسپر نام اسلام کا یعنی وہ مسلمان رہیگا اور مومن نہوگا پس اگر توبہ کرے اور بخشش چاہے تو پھر داخل ہوجائیگا ایمان
میں اور نہیں نکالتا ہے اسکو طرف کفر کے مگر انکار اور حلال جاننا اسطرح سے کہ کہے حلال کو کہ یہ حرام ہے اور کہے حرام کو کہ یہ حلال ہے اور اسکو عمل میں لاوے پس
اسوقت خارج ہوجائیگا اسلام اور ایمان دونوں سے اور داخل ہوگا کفر میں اور ہوجائیگا بمنزلہ اس شخص کے کہ داخل ہوا حرم میں پھر داخل ہوا کعبہ میں اور کعبہ میں
ایسا امر منع کیا کہ نکالا گیا کعبہ سے اور حرم سے پس گردن مارا گیا اور داخل ہوا دوزخ میں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ ہے کہ جسکے زبان اور
ہاتھ سے سلامت رہیں مسلمان اور مومن وہ ہے کہ جسکو امانت دار جانیں مسلمان اپنے مالوں اور نفسوں کا اور ثواب جو موقوف ایمان پر ہے اور فقط دعوی کرنا بدون اعتقاد کے
ثواب کا فائدہ نہیں بخشتا ہے اسواسطے خطاب کر کے فرماتا ہے **وان تطیعوا اللہ** اور اگر فرمانبرداری کرو تم خدا کی **ورسولہ** اور پیغمبر اسکے کی ظاہر میں اور باطن
میں دونوں میں اور نفاق سے توبہ کر کے نیت خالص سے اعتقاد ایمان کرو تو **لا یلتکم** نہ کم کریگا خدا **من اعمالکم شیئا** ثواب عملوں تمہارے سے
کچھ بلکہ ثواب تمہارے عملوں کا کامل اور پورا دیگا اور اگر چاہیگا اپنے فضل و کرم سے زیادہ دیگا لیکن کم نکریگا **ان اللہ غفور** تحقیق خدا بخشنے والا ہے
فرمانبرداروں کے گناہوں کا **رحیم** مہربان ہے کہ ثواب انکا پورا دیگا اور انکے دینے میں کمی نکریگا اور اہل بصرہ نے لا یالتکم پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت

مزینہ اور جہینہ اور اسلم اور اشجع صحرا نشین عربوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ ایمان کو ظاہر کرکے اپنے خون اور مال سے بچ رہے اور رسول خدا صلعم نے انکو حدیبیہ میں
جانیکی رغبت دلائی تو ہمراہ چلنے سے انکار کیا حقتعالی نے فرمایا کہ عرب صحرائی دعوی ایمان کا کرتے ہیں اور حقیقت میں ایمان انکے دلوں میں نہیں ہے پس کہہ تو
انکو اے محمد صلعم کہ تم دعوی اسلام کا کرو نہ ایمان کا اسواسطے کہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے اور اگر حقیقت میں ایمان رکھتے تو دشمنان دین سے لڑتے ایسے پیٹھ نہ پھیرتے
اور اب ایمان کی تحقیق میں فرماتا ہے کہ **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ** سوائے اسکے نہیں کہ ایمان لانیوالے حقیقت میں **الَّذِينَ آمَنُوا** وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے ہیں
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کہ نیت خالص سے **ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا** پھر نہ شک کیا انہوں نے بعد اقرار کے اپنے دلمیں خدا کا اور پیغمبر کی
نبوت کا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے روز صلح حدیبیہ رسول خدا کی نبوت میں شک کیا تھا وہ ایمان پر نہیں ٹھہرے تھے اور بعضے ان میں سے کہتے تھے کہ ہمکو
آج جیسا شک پیدا ہوا ہے ایسا پہلے اس سے نہیں ہوا تھا وہ لوگ ہمیشہ شک میں رہتے تھے لیکن روز حدیبیہ انکا شک زیادہ تھا پھر انکو کیونکر مومن کہا جائیگا
اور بعد اسکے بیان کرتا ہے وصف مومنین کا کہ **وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ** اور جہاد کیا انہوں نے ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد کرنیوالوں پر مال
خرچ کیے **وَأَنْفُسِهِمْ** اور جہاد کیا انہوں نے ساتھ نفسوں اپنے کے **فِي سَبِيلِ اللَّهِ** بیچ راہ خدا کے کہ خود جنگ میں کفار کے مقابل ہو کر لڑتے تھے
اور شمشیر زنی کرتے تھے اور جہاد میں سے بھاگے نہیں **أُولَئِكَ** یہ لوگ جنکی یہ صفت ہے **هُمُ الصَّادِقُونَ** وہی سچے ہیں ایمان کے دعوی
میں نہ وہ لوگ کہ تلوار کی نوک سے دعوی ایمان کا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تلوار سے بچ رہیں اور ہمارے عیال اور بچے قید نہوں اور جہاد نفس سے مراد اپنے نفس پر جہاد کرنا ہے ہو سکتا ہے کہ اپنے نفس کی
فرمانبرداری نکرے اور کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ان صحرا نشین عربوں نے قسم کہائی ہے کہ ہم دعوی میں ہمارا دل مطابق ہماری بات کے ہے اور ظاہر ہمارا مطابق ہمارے باطن کے ہے اور
ہم مومن صادق العقیدہ ہیں حقتعالی نے انکے قول کے رد کرنیمیں آیت نازل کی کہ **قُلْ** کہہ تو اے محمد عربوں کی جماعت کو کہ وہ جھوٹا دعوی کرتے ہیں **أَتُعَلِّمُونَ**
اللَّهَ کیا سکھلاتے ہو تم خدا کو اور تعلیم کرتے ہو تم اسکو **بِدِينِكُمْ** ساتھ دین اپنے کے اور تمکو یہ گمان ہے کہ وہ تمہارے دین کو نہیں جانتا ہے اور دلوں کی بات پر وہ مطلع
نہیں ہے **وَاللَّهُ يَعْلَمُ** اور حال یہ ہے کہ خدا جانتا ہے **مَا فِي السَّمَاوَاتِ** جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے **وَمَا فِي الْأَرْضِ** اور جو کچھ کہ
بیچ زمین کے ہے **وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ** اور خدا ساتھ ہر چیز کے **عَلِيمٌ** عالم ہے اور جاننے والا ہے اور کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے پس تمہارے دل کا اعتقاد
اسپر کیونکر پوشیدہ ہوگا اور وہ ہرگز تمہاری خبر کرنیکا محتاج نہوگا بلکہ وہ خود جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور پہلے اس سے گزر گیا ہے کہ وہ عرب اپنے ایمان کے دعوے
میں رسول خدا پر بڑا احسان رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اور عرب تجھسے لڑائی کرتے تھے اور ہم بدون لڑائی کے تجھپر ایمان لائے ہیں خدا تعالی نے فرمایا کہ **يَمُنُّونَ**
عَلَيْكَ احسان رکھتے ہیں تجھپر وہ عرب اے محمد صلعم **أَنْ أَسْلَمُوا** یہ کہ اسلام لائے وہ اور دین قبول کیا ہے انہوں نے **قُلْ** کہہ تو اے محمد صلعم انکو کہ
لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ نہ احسان رکھو تم اوپر میرے **إِسْلَامَكُمْ** اسلام اپنے کا **بَلِ اللَّهُ** بلکہ خدا **يَمُنُّ عَلَيْكُمْ** احسان رکھتا ہے اوپر تمہارے **أَنْ هَدَاكُمْ**
یہ کہ راہ راست دکھلائی تمکو **لِلْإِيمَانِ** واسطے ایمان کے دلیلیں قائم کرکے **إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** اگر ہو تم راست گو ایمان کے دعوی میں پس
واسطے خدا کے ہے احسان رکھنا نہ یہ کہ تم الٹا احسان مجھپر رکھو اور لطافت اس کلام میں یہ ہے کہ جسکو وہ عرب ایمان کہتے تھے خدا تعالی نے اپنے کلام میں اسکو اسلام فرمایا
اس سے اشارہ طرف اسکے ہے کہ جسکو وہ ایمان کہتے ہیں حق اسکا یہ ہے کہ وہ اسلام نام رکھا جائے نہ ایمان پس کہہ تو انکو اے محمد صلعم کہ احسان مت رکھو تم مجھپر اسچیز کا کہ
حقیقت میں وہ اسلام ہے اور ایمان نہیں ہے وہ اور اگر بالفرض وہ ایمان ہے تو خدا کا احسان ہے تمپر کہ راہ راست دکھلائی تمکو اور خدا تعالی جو انکے دل کی بات پر مطلع
تھا اسلیے فرماتا ہے کہ **إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ** تحقیق خدا جانتا ہے **غَيْبَ السَّمَاوَاتِ** غائب اور پوشیدہ ہوئی چیز آسمانوں کی **وَالْأَرْضِ** اور زمین کو
وَاللَّهُ بَصِيرٌ اور خدا دیکھنے والا ہے اور بینا ہے **بِمَا تَعْمَلُونَ** ساتھ اسچیز کے کہ عمل کرتے ہو تم ظاہر کرنا ایمان کا اور پوشیدہ رکھنا دلمیں کفر کا اور بعضوں
نے اسکو یعملون یاسی غائب کا صیغہ پڑھا ہے

سورة ق یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں پینتالیس آیتیں ہیں اور کل آیتیں اسکی مکی ہیں مگر ابن عباس سے
روایت کرتے ہیں کہ ولقد خلقنا السموات والارض سے وقبل الغروب تک مدنی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو ہمیشہ فرائض اور
نوافل میں پڑھے تو خدا تعالی دنیا میں اسکی روزی زیادہ کریگا اور آخرت میں نامہ اعمال اسکو دست راست میں دیگا اور حساب بہت آسانی سے لیگا **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

ع ۲ ۱۸

سورة ق ۱۴

ف سید مرتضی علم الهدی علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ اول سورہ میں حروف مقطعہ کا لانا اسواسطے ہی کہ تا کہ فرق ہو کلام نثر میں کلام نظم سے ابتدا میں اسواسطے کہ سننے والا
جانیگا کہ بعد اسکے کہ کلام آئیگا وہ نثر ہی اور نظم نہیں ہے اور یہ رد ہے اُن لوگون پہ کہ جو قرآن کو شعر کہتے ہیں اور ق کی تفسیر میں اختلاف ہے ابن عباس کے نزدیک نام ہی
خدا تعالی کے نامون میں سے اور بعضون کے نزدیک وہ شروع ہی ہر اسم کا کہ جسکے اول میں قاف ہی مثل قادر اور قدیر اور قاہر کے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس سے اشارہ ہے
طرف قرآن کے اور اکثر کہتے ہیں کہ قاف نام پہاڑ کا ہی کہ وہ تمام زمین کے گرد ہی اُسکی قسم خدا تعالی نے یاد کی ہی اور یہی حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور
قمی نے لکھا ہی کہ وہ تمام دنیا کے گرد ہی یاجوج اور ماجوج کے پیچھے اور کہتے ہیں کہ وہ پہاڑ زمرد سبز کا ہی اور کنارہ آسمان کا اُسکے اوپر ہے اور آسمان کی سبزی اُسکا عکس
ہے اور دنیا میں جو زمرد ہے وہ اُسی میں سے ہی کہ سکندر ذوالقرنین وہانسے لایا تھا اور سکندر وہان پہنچا تو گرد کوہ قاف کے چھوٹے چھوٹے پہاڑ دیکھے پوچھا کہ یہ کیسے پہاڑ
ہیں اُسکے موکلون نے کہا کہ یہ رگیں زمین کی ہیں اور کوئی ایسا شہر اور جگہہ نہیں ہے مگر ایک رگ اُسکی اس پہاڑ سے متصل ہو رہی ہے جسوقت خدا تعالی کسی زمین کو زلزلہ
میں لانا چاہی تو ہمکو حکم کرتا ہے ہم اُس جگہہ کی رگ کو حرکت دیتے ہیں سکندر نے کہا کہ مجھکو خدا تعالی کی عظمت سے خبر دو کہا کہ کمترین چیز کہ دلالت کرتی ہے خدا تعالی
کی عظمت شان پر وہ یہ ہے کہ ہمارے پیچھے ایک زمین ہے برف کی کہ طول و عرض جسکا پانسو برس کی راہ کا ہی اور اُسکی سردی کی شدت سے بعضی بعضی کو شکستہ
کرتی ہی اگر وہ نہوتی تو تمام آدمی دوزخ کی گرمی سے جلکر مر جاتے اور بعضونکے نزدیک قاف سوگند ہے قدرت الہی کی اور یا اشارہ ہے طرف قوت قلب
محمد کے اور یا اشارہ ہی طرف کلمہ قضی اللہ کے اور یا اشارہ ہے طرف قل یا محمد کے اور ق اگر نام سورہ کا ہی تو مفعول ہوگا فعل محذوف کا یعنی پڑھ تو ق کو اور یا
خبر ہی مبتدا محذوف کی یعنی وہ ق ہی اور اگر ق قسم ہے تو معنی یہ ہونگے کہ قسم کھاتا ہون میں حقیقت ق کی **وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ** اور قرآن بزرگ کی اور
جواب قسم کا محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ تحقیق تم ای کافرو اٹھائے جاؤگے زندہ کرکے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ قسم ہی قرآن بزرگ کی تحقیق محمد صلعم رسول خدا کا ہے
اور دلالت کرتا ہی اسپر یہ قول آئندہ **بَلْ عَجِبُوْٓا** بلکہ تعجب کیا انہوں نے یعنی کفار قریش نے **اَنْ جَآءَهُمْ** اسکا کہ آیا اُنکے پاس **مُّنْذِرٌ** ڈرانیوالا
مِّنْهُمْ اُنہیں سے یعنی اُنکی ہی قوم میں سے اور حال یہ ہے کہ مقام تعجب کا نہیں ہے اسواسطے کہ جسوقت اُنکو ڈرانیوالے کے اوصاف کا علم ہو کہ وہ عادل ہے اور امین ہے
اور رحیم ہے اور راستگو ہی اور تمام نیک خلقونکے ساتھ آراستہ ہے تو سوائے نصیحت کے اُسکے ڈرانے سے اور کیا سمجھا جائیگا اور تعجب اسمین کیا ہی لیکن گمان اُنکا یہ تھا کہ
وحی سوائے فرشتے کے کسیکے پاس نہیں آتی اسواسطے وہ تعجب کرتے تھے کہ آدمی کے پاس کیسے آئے اور بہت تعجب کیا چنانچہ فرماتا ہی خدا کہ **فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ**
پس کہا کافرون نے کہ **هٰذَا** یہ پیغمبر کے بھیجنا محمد کا **شَيْءٌ عَجِيْبٌ** چیز عجیب ہے اور دوسرا تعجب اُنکا یہ تھا کہ کہتے تھے وہ کہ **ءَاِذَا مِتْنَا** کیا جسوقت
مر جائینگے ہم یعنی کیا زندہ کرکے اُٹھائے جائینگے جسوقت کہ مرجائینگے ہم **وَكُنَّا تُرَابًا** اور ہو جائینگے ہم مٹی ہڈیاں اور گوشت ہمارے ریزہ ریزہ ہوکر اور ہم
پھر زندہ ہوکر پھرینگے **ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ** یہ پھرنا بعید ہے عادت اور امکان سے کہ نہ کبھی سنا ہی اور نہ دیکھا ہے اور حقتعالی اُنکے بعید جاننے کو رد کرتا ہی
قَدْ عَلِمْنَا تحقیق جانتا ہی ہم **مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ** اُس چیز کو کہ کم کرتی ہی زمین اور کھاتی ہی **مِنْهُمْ** اُن مردوں میں سے بعد مرنیکے گوشت
اور پوست اور ہڈیاں اُنکی پس جسوقت کہ ہم اُنکی تمام اعضا کی خاک کو جانتے ہیں اور وہ سب ہمارے علم میں ہے تو پھر اُسکا جمع کرنا اور اُسمین روح ڈالکر
زندہ کرنا کیا دشوار ہے اور جناب رسول خدا صلعم سے منقول ہے کہ تمام اعضا آدمی کے خاک اور ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں مگر ایک ہڈی کہ جو مابین دونو سرین کے ہے
قیامت کے روز حقتعالی سب بکھری ہوئی ریزونکو آدمی کے جمع کرکے اُس ہڈی سے ملاویگا اور حدیث میں آیا ہی کہ انبیا اور اوصیا اور اولیا اور شہدا کے
بدن اسیطرح سلامت رہتی ہیں اور روحیں اپنے پہلے بدن سے زندہ ہونگی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اُسکے یہ ہیں کہ قسم ہے ق کی اور قرآن مجید کی کہ ہم جاننے والے ہیں آدمی کے بدن کے
ریزونکو جو کہ زمین میں خاک ہوکر ملگئے ہیں **وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ** اور نزدیک ہمارے کتاب ہے نگاہ رکھنے والی سب اشیا کے کہ جو کچھ عالم میں ہے سب
اسمین مندرج ہی تفصیل سے اور وہ لوح محفوظ ہی پس جسوقت کہ ہمارے پاس ایسی کتاب ہے تو ہم اُنکے بدنونکے ریزوں سے کیونکر مطلع نہونگے اور اُنکے زندہ کرنے پر
کیونکر قدرت نرکھتے ہونگے اور بات اُنکے جھٹلانے سے خبر دیتا ہی کہ **بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ** بلکہ جھٹلایا اُن کافرون نے اور تکذیب کی انہونے ساتھ
حق کے کہ وہ قرآن ہے یا محمد ہی **لَمَّا جَآءَهُمْ** جسوقت کہ آیا وہ حق اُنکے پاس اور حجت اُنپر لازم پکڑے **فَهُمْ** پس وہ جھٹلانیوالے **فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ** بیچ کام

پریشان ہیں کہ کبھی تو قرآن کو جادو کہتے ہیں اور کبھی شعر اور کبھی قصہ اور پیغمبر کو کبھی مجنون کہتے ہیں اور کبھی جادوگر اور کبھی جھوٹ بنانیوالا اور ایک امر پر قرار نہیں پکڑتے ہیں اور ایک چیز پر اکتفا نہیں کرتے ہیں بلکہ شاخ در شاخ پھرتے ہیں اور اب خدا تعالی اپنی قدرت کو دوبارہ زندہ کرنیکی دلیل بیان کرتا ہی **أَفَلَمْ يَنظُرُوا** کیا پس نہیں دیکھا ان انکار کرنیوالوں قیامت کے نے **إِلَى السَّمَاءِ** طرف آسمان کے **فَوْقَهُمْ** اوپر انکے یعنی اپنی قدرت سے **كَيْفَ بَنَيْنَاهَا** کیونکر بنایا ہی ہمنے اسکو **وَزَيَّنَّاهَا** اور آراستہ کیا ہی ہمنے اسکو ستاروں سے **وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ** اور نہیں ہیں واسطے اس آسمان کے شگاف اور سوراخ پس پیدا کرنا ایسی بڑی چیز کا اس انتظام سے بدون رخنہ اور خلل و عیب کے دلیل واضح ہی انکی کمال قدرت پر اور علم اور حکمت پر پس بلاشبہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی وہ قادر ہوگا اور جھٹلانا کفار کا اور انکار کرنا انکا محض انکار اور عداوت سے ہی اور واسطے لازم کرنے حجت کے دوسری دلیل بیان کرتا ہی کہ **وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا** اور زمین کو بچھایا ہمنے اسکو پانی پر **وَأَلْقَيْنَا فِيهَا** اور ڈالے ہمنے بیچ اسکے **رَوَاسِيَ** پہاڑ بلند اور مضبوط تاکہ انکی سنگینی سے زمین حرکت کرنے سے قرار پکڑے اور مثل کشتی کے الٹ نہ جائے **وَأَنبَتْنَا فِيهَا** اور اگایا ہمنے بیچ اس زمین کے **مِن كُلِّ زَوْجٍ** ہر قسم کی روئیدگی کو **بَهِيجٍ** خوب رونق دار سے کہ نظر کرنیوالے کو خوش معلوم ہو اور انکو ہمنے پیدا کیا ہی **تَبْصِرَةً** واسطے بینائی کے کہ اسمیں چشم عبرت سے نظر کریں اور نصیحت پکڑیں اور انکی کمال قدرت کا اعتقاد کریں **وَذِكْرَىٰ** اور واسطے نصیحت پکڑنے اور یاد کرنے کے **لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ** واسطے ہر بندہ رجوع کرنیوالے خدا کے کہ جو خدا تعالی کی کاریگریوں میں تامل کرکے اسکی طرف رجوع کرتا ہی اور تبصرۃ اور ذکری مفعول لہ واقع ہوئے ہیں اور ایک اور دلیل بیان کرتا ہی اپنی قدرت کی **وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ** اور نازل کیا ہمنے آسمان سے **مَاءً مُّبَارَكًا** پانی یعنی مینہ برکت والا اور بہت فائدہ دینے والا **فَأَنبَتْنَا بِهِ** پس اگایا ہمنے ساتھ اس پانی کے **جَنَّاتٍ** باغوں کو کہ جنمیں کثرت سے قسم قسم کے درخت ہیں **وَحَبَّ الْحَصِيدِ** اور دانہ روئیدگی کٹی ہوئی کو یعنی دانہ کو اس روئیدگی کے ہمنے اگایا کہ جسوقت وہ اپنے وقت پہنچی پر کاٹی جاتی ہی مثل گندم اور جو اور نخود کے **وَالنَّخْلَ** اور اگایا ہمنے کھجور کے درختوں کو اس حالت میں کہ **بَاسِقَاتٍ** بلند اور کشیدہ قامت ہیں وہ کھجوریں حال واقع ہوئے ہی اور ایسی ہیں کھجوریں کہ **لَّهَا** واسطے انکے **طَلْعٌ نَّضِيدٌ** خوشے ہیں تہ پر تہ اوپر نیچے رکھے ہوئے اور کثرت سے فراہم کئے گئے کہ جنکے پھل بھی کثرت سے ہوں اور یہ سب کثرت سے ہمنے پیدا کئے ہیں **رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ** واسطے روزی بندوں کے یہ مفعول لہ واقع ہوا ہے یا مفعول مطلق ہے **وَأَحْيَيْنَا بِهِ** اور زندہ کیا ہے ہمنے ساتھ اس پانی کے **بَلْدَةً مَّيْتًا** شہر مردہ کو یعنی زمین خشک کو کہ پہلے اس سے بدون گھانس کے تھی اور اب ہری اور سبز ہوگئی روئیدگی کی کثرت سے پس جیسے کہ زمین کو زندہ کیا ہمنے پانی سے **كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ** ایسی ہی نکلنا ہی قبروں سے زندہ ہوکر اور حاضر ہونا میدان قیامت میں ہو واسطے کہ اگر کوئی ادنی تامل بھی کرے دانہ میں کہ وہ بالکل مردہ ہی اور خاک کے اندر پڑا ہی تو وہ جانیگا کہ جو شخص کہ اسکو نکالنے پر قادر ہے تو مردوں کا قبروں میں سے نکالنا اسپر کیا دشوار ہی اور جبکہ حضرت رسول خدا صلعم جو کفار کے جھٹلانے سے رنجیدہ ہوتے تھے خدا تعالی حضرت کی تسلی کیواسطے فرماتا ہی کہ **كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ** جھٹلایا ہی پہلے ان مکہ والوں کی اپنے پیغمبر کو **قَوْمُ نُوحٍ** قوم نوح کی نے **وَأَصْحَابُ الرَّسِّ** اور صاحبوں چاہ کی نے کہ اپنے پیغمبر کو انہوں نے کوئیں میں بند کر دیا تھا اور قصہ اصحاب الرس کا سورۂ فرقان میں گزر گیا ہی **وَثَمُودُ** اور جھٹلایا ثمود کی قوم نے حضرت صالح کو **وَعَادٌ** اور قوم عاد نے حضرت ہود کو **وَفِرْعَوْنُ** اور فرعون نے اور اسکی قوم نے حضرت موسی اور ہارون کو **وَإِخْوَانُ لُوطٍ** اور بھائیوں لوط کے نے اور بھائی لوط کے اسواسطے کہے کہ وہ لوط کے انساب میں سے تھے **وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ** اور صاحبوں بن کے نے حضرت شعیب کو جھٹلایا **وَقَوْمُ تُبَّعٍ** اور قوم تبع نے اور قصہ قوم تبع کا سورہ دخان میں گزر گیا ہی اور باقی انبیاء کا حال اپنے اپنے محل پر گزر گیا اور جھٹلانا ایک پیغمبر کا ایسا ہی کہ جیسے سب پیغمبروں کو جھٹلایا ہو اسواسطے فرماتا ہی کہ **كُلٌّ** ہر ایک نے انمیں سے یعنی سب نے **كَذَّبَ الرُّسُلَ** جھٹلایا پیغمبروں کو اور جسوقت کہ جھٹلانا انکا ثابت ہوا **فَحَقَّ وَعِيدِ** پس واجب اور لازم ہوا وعدہ عذاب میرا یعنی جو کچھ کہ وعدہ کیا تھا میں نے عذاب کے نازل کرنیکا وہ عذاب انپر نازل ہوا اور حال مکہ والوں کا بھی ایسا ہی ہوگا اور پہلا اس سے جو گزرا ہی کہ انہوں نے کہا تھا کہ ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ اسکے جواب میں فرماتا ہی کہ **أَفَعَيِينَا** کیا پس ماندہ اور عاجز ہوئے تھے ہم **بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ** ساتھ پیدائش پہلی کے کہ آئندہ کو دوسری پیدائش سے ہم عاجز ہوویں اور ان لوگوں کو شبہ ہوسکے ہم

زندہ کر سکیں اور حال یہ ہے کہ پہلی پیدائش کا اُن کافروں کو اقرار ہے کہ ہر چیز کو خدا پیدا کرتا ہے اور دوسری پیدائش میں انکو شک ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **بَلْ هُمْ** بلکہ وہ بسبب شیطان اور پیروی نفس کے **فِي لَبْسٍ** بیچ شبہ اور شک کے ہیں **مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ** پیدائش نئی سے کہ دوبارہ زندہ ہونگے اور فرماتا ہے کہ **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ** اور بیشک تحقیق پیدا کیا ہے ہمنے آدمی کو **وَنَعْلَمُ** اور جانتے ہیں ہم **مَا تُوَسْوِسُ** جو کچھ کہ وسوسہ کرتا ہے **بِهِ نَفْسُهُ** ساتھ اسکے نفس اسکا یعنی ہم جانتے ہیں ان باتوں کو کہ جو انکے دلوں میں گزرتی ہیں اور انکے سینوں میں پوشیدہ ہیں اور اس کلام کی دلیل فرماتا ہے کہ **وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ** اور ہم نزدیک زیادہ ہیں طرف اس انسان کے **مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ** سے رگ گردن کی سے یعنی رگ جان اور مراد خدا کے نزدیک ہونیسے نزدیکی اسکے علم کی ہے بندہ سے یعنی علم ہمارا بندہ سے اسکے رگ گردن سے زیادہ نزدیک ہے اور ورید وہ رگ ہے کہ جسنے گردن کی دو نو طرف کو احاطہ کیا ہے اور گھیر لیا ہے اور دل سے وہ نکلتی ہے کہ قطع کرنا اسکا موجب موت کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حبل الورید تعبیر ہے اجزائے نفس انسان کا ہے پس حق تعالیٰ اس سے بھی نزدیک زیادہ ہے اور حق یہی ہے کہ مراد نزدیک ہونے سے خدا کے نزدیک ہونا اسکے علم قدرت کا ہے بندہ سے کہ وہ اسکی رگ جان سے زیادہ نزدیک ہے اور اس طرح کا نزدیک ہونا ہمارا آدمیوں سے ثابت ہے **إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ** جسوقت لیتے ہیں دو لینے والے فرشتے کہ لکھنے والے نامہ اعمال بندوں کے ہیں اور وہ انکے اعمال اور اقوال کو لیکر نامہ اعمال میں لکھتے ہیں اور وہ دو ہیں منکر اور نکیر منکر تو شانہ راست پر ہے اور وہ نیکیاں بندہ کی لکھتا ہے اور نکیر شانہ چپ پر ہے اور وہ بندہ کی بدیاں لکھتا ہے اور جسوقت بندہ بدی کرتا ہے تو فرشتہ بدی کا ارادہ کرتا ہے کہ بدی کو لکھے فرشتہ نیکیوں کا کہتا ہے کہ ابھی مت لکھ کہ شاید کہ یہ توبہ اور استغفار کرے پس اگر استغفار کرے تو خدا بخشدیتا ہے اور سات ساعت تک وہ فرشتہ انتظار کرتا ہے اگر اس عرصہ میں اُسنے استغفار نکیا تو وہ فرشتہ شانہ چپ کا ایک بدی لکھتا ہے اور یہ آیت ہماری طرف اسکی کہ خدا تعالیٰ فرشتوں کی حفاظت سے بے پرواہ ہے سو اسلئے کہ وہ مطلع ہے اُن امور سے کہ جو فرشتوں پر پوشیدہ ہیں لیکن مقرر کرنا فرشتوں کا واسطے لکھنے اعمال کے واسطے حکمت کے ہے اور وہ لطف ہے پروردگار کا تاکہ آدمی بدی کرنیسے پرہیز کریں اور نیکیوں کیطرف رغبت کریں اور انکے مقرر کرنیکے واسطے لکھنے اعمال کے کہ قیامت کے روز بندوں پر حجت ہو اور انکے نامہ اعمال انکو دکھائے جائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ یاد کر تو اے محمد صلعم کہ جسوقت لیتے ہیں دو فرشتے یعنی وے اعمال اور اقوال بندوں کو کہ ایک تو انمیں سے **عَنِ الْيَمِينِ** جانب راست ہے اور وہ منکر ہے **وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ** اور دوسرا جانب چپ بیٹھنے والا ہے یعنی وہ دونوں بندوں سے چمٹے ہوئے ہیں کبھی انسے دور نہیں ہوتے اور اول میں قعید کو ترک کیا دوسرے پر اعتماد کر کے اور فعیل کا لفظ واحد اور متعدد کے دونوں کے لئے آتا ہے جیسے کہ والملائکۃ بعد ذلک ظہیر پس اس صورت میں قعید معنی قعیدان ہوگا اور اول میں حذف کرنیکی احتیاج نہیں ہے یعنی وہ دو فرشتے راست اور چپ بیٹھے ہیں کہ **مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ** نہیں نکالتا ہے منہ سے آدمی کوئی بات یعنی آدمی کچھ کلام نہیں کرتا ہے **إِلَّا لَدَيْهِ** نزدیک اسکے یا نزدیک اسکی بات کے **رَقِيبٌ عَتِيدٌ** نگہبان ہے تیار کہ اسیوقت اسکی بات کو نامہ اعمال میں لکھتا ہے اگر اُسنے نیکی کی ہے تو ایک کی دس لکھتا ہے اور اگر بدی کی ہے تو چھ یا سات ساعت کی مہلت ہوتی ہے اگر اس عرصہ میں استغفار کیا یا کوئی نیکی کی تو وہ بدی نہیں لکھی جاتی اور اگر ان دونوں سے کچھ نہیں کیا تو ایک بدی لکھی جاتی ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق جگہ بیٹھنے تیرے دو فرشتوں کی دو دانت تیرے آگے کے ہیں کہ ایک فرشتہ دندان راست پر ہے اور ایک دندان چپ پر اور زبان تیری قلم انکا ہے اور آب دہن تیرا سیاہی انکی ہے اور جاری ہوتی ہے لایعنی باتوں میں یعنی تو بے ملاحظہ جو کچھ چاہتا ہے کہتا ہے وہ باتیں سب کہ جو تیرے کام میں نہیں آتے ہیں اور فائدہ نہیں بخشتے ہیں اور خدا سے اور ان فرشتوں سے تو حیا نہیں کرتا یعنی کہ جو ایسی باتیں کہتا ہے اور حضرت امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ دو فرشتے دور نہیں ہوتے ہیں بندہ سے مگر وقت رفع حاجت کے اور خلوت کے اور انس نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جسوقت کوئی مومن بندہ مرتا ہے تو وہ دونو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ خداوندا تو نے فلانے بندہ مومن کی روح کو قبض کیا اب ہم کہاں جائیں اور ہمکو اب کیا حکم ہے اُن فرشتوں کو خطاب پہنچے کہ آسمان اور زمین فرشتوں اور آدمیوں اور جنوں سے بھرے ہوئے ہیں میری عبادت میں مشغول ہیں تم بھی قبر پر اس بندہ مومن کی جاؤ اور تسبیح اور ذکر میرا کرو اور ثواب اسکا اس بندہ کے نام اعمال میں لکھو قیامت تک **وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ** اور لائی بیہوشی موت کی یعنی حاضر کرے شدت موت کی کہ دور کرنیوالی عقل کی ہے **بِالْحَقِّ** ساتھ امر حق اور راست کردہ

آخرت ہے اور پہچانیگا اُسکو مرنیوالا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ لائی بیہوشی موت کی حق کو کہ وہ موت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد حق سے کھلجانا بندہ کے حال کا ہے کہ
وہ نیک ہے یا بد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے حقیقت کل نفس ذائقۃ الموت کی ہے اور مجمع البیان میں لکھا ہے کہ قرات سعید بن جبیر اور طلحہ کی وجاءت سکرۃ
الحق بالموت ہے اور ہمارے علمانے بھی ائمہ ہدی علیہم السلام سے یہی قرأت روایت کی ہے اور اُسوقت ملائکہ کہینگے کہ **ذٰلِكَ** یہ موت **مَا كُنْتَ** وہ چیز ہے کہ
تھا تو اپنی زندگی میں **مِنْهُ تَحِيدُ** اُس سے مرجاتا اور بھاگتا کہ اس سے تو ڈرتا تھا اور اُسکو مکروہ جانتا تھا **وَنُفِخَ فِي الصُّورِ** اور پھونکا جائیگا
بیچ صور کے دوسری مرتبہ کہ سب زندہ ہو جائیں اور اپنی قبروں سے نکلکر باہر آئیں اور فرشتے اُنکو کہیں کہ **ذٰلِكَ** یہ پھونکنا **يَوْمُ الْوَعِيدِ** دن عذاب
کرنے عذاب کا ہے کہ خلقت سے وعدہ عذاب کرتے تھے اور اُنکو ڈراتے تھے اس دن سے تاکہ اعمال نیک میں مشغول ہوں اور اُس دن کیواسطے تیار ہیں **وَجَاءَتْ**
اور آئیگا اُس دن کہ میدان قیامت میں **كُلُّ نَفْسٍ** ہر نفس یعنی ہر شخص کہ **مَعَهَا** ہمراہ اُسکے ہو **سَائِقٌ** ایک ہانکنے والا یعنی ایک فرشتہ ہمراہ
اُسکے ہو کہ اُسکو حساب کی جگہہ ہانکتا ہوا لیجاوے **وَشَهِيدٌ** اور گواہ ہو یعنی وہ فرشتہ جو اسکے اعمال نیک اور بد کی گواہی دیوے اور یہی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام
نے فرمایا ہے اسکی تفسیر میں اور بطریق اہلسنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ یعنی رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مراد سائق سے اس آیت میں
ہوں اور مراد شہید سے علی بن ابیطالب ہیں پس اس صورت میں اُنکو چاہیے کہ طریقہ عناد اور تعصب کا ترک کریں اور انصاف کرکے علی بن ابیطالب کو مثل دیگر صحابہ نہ سمجھیں کہ
مرتبہ اُنکا سب سے زیادہ ہے بعد رسول خدا کے اور کہا جاویگا اُس سے کہ **لَقَدْ كُنْتَ** البتہ تحقیق تھا تو دنیا میں **فِي غَفْلَةٍ** بیچ غفلت اور بیخبری کے **مِنْ هٰذَا**
اس دن سے **فَكَشَفْنَا** پس کھولا اور اُٹھالیا ہمنے **عَنْكَ** تجھسے **غِطَاءَكَ** پردہ غفلت تیری کا کہ جس امر حق کو تو سنتا تھا وہ تونے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور
یقین کیا **فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ** پس آنکھہ تیری آج کے دن بسبب دور ہونے پردہ اور حجاب کے **حَدِيدٌ** تیز ہے دیکھنے میں اُن چیزوں کے کہ نہیں دیکھی تھی تونے قیامت کے
چیزوں میں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد بصر سے بصیرت ہے علم کے معنی میں یعنی جو چیز کہ تجھپر پوشیدہ تھا احوال قیامت کا آج کے دن اُسکا تو عالم ہوا اور ابن عباس
کے نزدیک خطاب کافر سے ہے یعنی اے منکر قیامت کہ دنیا میں تو بیخبر اور غافل تھا اور ہرگز اُسپر ایمان نہیں لاتا تھا اور بعضوں کے نزدیک ہر شخص تمیز دار کی طرف
خطاب ہے ہر ایک کہ ایسا کوئی نہیں ہے کہ تمام عمر آخرت میں مشغول رہا ہو اور دنیا نے اُسکو آخرت سے کبھی باز رکھا ہو اور فرماتا ہے کہ **وَقَالَ قَرِينُهُ** اور کہیگا
ہمنشین اُسکا اُس دن یعنی وہ فرشتہ کہ دنیا میں گواہ اُسکا تھا **هٰذَا** یہ ہے **مَا لَدَيَّ** وہ چیز کہ نزدیک میرے **عَتِيدٌ** تیار ہے یعنی نامہ اعمال تیرا
اور یہی حضرت باقر اور حضرت صادق علیہما السلام سے منقول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ہمنشین سے وہ آدمی ہے کہ جو دنیا میں اُسکا یار اور ہمدم تھا اور گمراہ کرتا
تھا اور اُسکو اغوا کرکے بری ضلال اس سے کرواتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُس سے شیطان ہے کہ اُسکو دنیا میں بہکاتا تھا اور گمراہ کرتا تھا اور وہ آدمی ہمنشین یا شیطان کہیگا کہ یہ میرے
پاس تیار ہے یہاں تیری یاری عذاب دوزخ کا کہ ہمارے بہکانے سے تو گمراہ ہوا تھا پس خدا کیجانب سے سائق اور شہید کو خطاب پہنچیگا کہ **أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ** ڈالو تم
بیچ دوزخ کے **كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ** ہر کفر کرنیوالے عناد کرنیوالے کو کہتے ہیں کہ یہ خطاب دوزخ کے فرشتوں کیطرف ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسی سائق اور شہید کیطرف ہے
اور ابو القاسم حسکانی کہ علمائے اہلسنت سے ہے اعمش سے روایت کی ہے اور وہ کہتا ہے کہ روایت کی ہے ابو المتوکل نے ابو سعید خدری سے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے
کہ جسوقت قیامت کا دن ہوگا تو فرمائیگا خدا تعالی مجھکو اور علی کو کہ ڈالو تم دونو دوزخ میں اُس شخص کو کہ دشمن رکھتا تھا وہ تم دونوکو اور داخل کرو تم بہشت میں
اُس شخص کو کہ دوست رکھتا تھا وہ تم دونوکو اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے کہ القیا فی جہنم کل کفار عنید اور عنید وہ شخص ہے کہ جو جانے واسطے حق سے اور راہ
ہدایت پانے سے اور محمد بن ہیثم دہلی نے روایت کی ہے کہ شریک بن عبد اللہ نے کہا کہ میں سلمان اعمش کی عیادت کو اور اُسکا مزاج پوچھنے کو گیا تھا اور اُسکے
مرض الموت میں اتفاقاً ابو حنیفہ اور ابو لیلی اور ابن شبرمہ بھی وہاں حاضر ہوئے اور اعمش سے اُنھوں نے کہا کہ اے ابو محمد تو آخرت سے نزدیک ہے تجھکو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرے
اور اپنے گناہوں سے پشیمان ہو اور اپنے باطل قولوں سے کہ تو اُنکو نقل کرتا تھا باز آوے اور توبہ کرے تو اور بعد اُسکے کہا کہ علی بن ابیطالب کے حق میں تو بڑھکے کہتا تھا
اور غلو کرتا تھا اور بہت سی حدیثیں رسول خدا سے علی کی شان میں تو وارد کرتا تھا اور لوگوں کو اس راہ سے تو ہلاکت میں ڈالتا تھا اور تجھکو ان حدیثوں سے خاموشی بہتر ہیں
پس چاہیئے کہ تو اُن سب باتوں سے توبہ کرے اعمش نے جسوقت ابو حنیفہ سے یہ تقریر سنی تکیہ سے تو پہلو اور یاروں سے کہا کہ مجھکو بٹھلادو اُنہوں نے اُسکو بٹھلا دیا اور تکیہ اُسکے

تو پیچھے لگا دیا اسنے کہا کہ ای ابو حنیفہ جان تو کہ ابو متوکل ناجی نے مجھکو خبر دی ہی ابو سعید خدری سے کہ وہ کہتا تھا کہ سنا ہی مینے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ جسوقت
قیامت کا دن ہوگا تو خطاب حقتعالی کا پہنچیگا کہ ای محمد صلعم اور ای علی ڈالو تم دوزخ میں اس شخص کو کہ دشمن کہتا تھا وہ تمکو اور داخل کرو تم بہشت میں
اس شخص کو کہ وہ دوست کہتا تھا تمکو پس جائیگا علی بن ابیطالب ع دوزخ کے کنارہ پر اور کہیگا کہ ای دوزخ پکڑ تو اسکو کہ یہ قابل تیرے ہے اور چھوڑ دی تو اسکو کہ
وہ میرے واسطے ہے اور یہی معنی ہیں آیۂ القیا فی جہنم کل کفار عنید کے ابو حنیفہ نے جسوقت یہ کلام سنا تو اپنی ہمراہیوں سے کہا کہ اس مجلس سے اٹھو تاکہ بہت بری
آواز تمہاری کان میں نہ پہنچی وہ سب وہاں سے اٹھکر چلے گئی اور مجاہد جو مفسرین اہل سنت میں سے ہیں اسنے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مجھکو وصیت
کی رسول خدا صلعم نے کہ ای پسر عباس تمکو چاہئے کہ تو علی بن ابیطالب کی دوستی اور پیروی اختیار کری کہ گویا اُسکی رہنمائی ہی اور پیروی اُسکی نجات ہی عذاب سے
پس نیک ہی وہ بندہ روشن رائی کہ اُسکی رائی سے باہر نہ جائی اور فرمانبردار اُسکا رہی اور وای اُس شقی بدبخت پر کہ اُس سے دشمنی رکھی اور نزاع کری اور کینہ اُسکا
دل میں رکھی اور اُسکی برخلاف چلی ای پسر عباس خبردار رہو قیامت کے دن کنجیاں بہشت اور دوزخ کی اُسکے ہاتھ میں ہونگی پس بہشتی بہشت میں اُسکی حکم سے
داخل ہونگی اور دوزخی دوزخ میں اُسکی حکم سے ڈالے جائینگے اور اسیطرح کی روایتیں اہلبیت علیہم السلام سے ہیں چنانچہ فرمایا حضرت سجاد علیہ السلام نے کہ فرمایا ہی
امیر المومنین علیہ السلام نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسوقت جمع کریگا خدا آدمیونکو قیامت کے دن ایک مقام میں تو ہونگا میں اور تو ای علی اُس روز عرش
کی داہنی طرف پھر فرمائیگا خدا تعالے مجھکو اور تجھکو کہ اٹھو تم پس ڈالدو تم اس شخص کو کہ وہ دشمن کہتا تھا تمکو اور جھٹلاتا تھا تمکو دوزخ میں اور فرمایا اسکے
ف قول حضرت صادق علیہ السلام کا ہی کہ علی تقسیم کرنیوالا بہشت اور دوزخ کا ہی اور مطابق اسکی امام شافعی امام اہلسنت کے شعر میں ہے کہ
علی حبہ جنۃ ؎ قسیم النار والجنۃ ؎ وصی المصطفی حقا ؎ امام الانس والجنۃ ؎ اور یہی کفار عنید کا وصف بیان کرتا ہی خدا تعالے کہ **مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ** بہت
منع کرنیوالا ہو واسطے خیر کے یعنی واسطے مال کی کہ اسکو خرچ نہیں کرتا ہی واجب حقوق میں اور بعضے کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ ہر خیر کا منع کرنیوالا ہی **مُعْتَدٍ** حد سے
گزرنیوالا ہے خدا کی **مُّرِيبٍ** بہت شک لانیوالا ہی وحدانیت خدا میں اور روز جزا میں **الَّذِي** وہ شخص کہ **جَعَلَ** کیا اسنے یعنی شریک کیا اسنے
مَعَ اللَّهِ ہمراہ خدا کے **إِلَٰهًا آخَرَ** معبود دوسرے کو **فَأَلْقِيَاهُ** پس ڈالو تم اسکو **فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ** بیچ عذاب سخت کے اور فالقیا مکرر واسطے
تاکید کے آیا ہی اور کہتے ہیں کہ خطاب اسمیں طرف مالک داروغہ دوزخ کے ہی اور تثنیہ اسواسطے آیا ہے کہ عرب ایک شخص کو اور قوم کو تثنیہ کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں
اور بعضے ایک آدمی کو کہتے ہیں قوما و اخرجا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسمیں تکرار فعل کی ہی یعنی الق الق اور بعضے کہتے ہیں کہ الف اسکا نون خفیفہ تاکید سے بدلا ہوا ہے
اور جسوقت وہ کفار عنید دوزخ میں ڈالا جائیگا ہمنشین کی ہمراہ جسنے کہ اسکو گمراہ کیا تھا تو اسوقت وہ جھگڑا شروع کریگا اور کہیگا کہ میرا کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ
گناہ میرے ہمنشین کا ہی کہ اسنے مجھکو گمراہ کیا تھا **قَالَ قَرِينُهُ** کہیگا ہمنشین اُسکا یہ سنکر کہ **رَبَّنَا** ای پروردگار ہمارے **مَا أَطْغَيْتُهُ** نہیں حد سے
گزرنیوالا کیا ہی مینے اسکو راہ حق سے باہر نہیں لیگیا ہوں میں اسکو **وَلَٰكِن كَانَ** اور لیکن وہ تھا خود **فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ** بیچ گمراہی دور کے
حق سے یعنی مینے زبردستی اسکو گمراہ نہیں کیا ہی بلکہ وہ اپنے اختیار سے اور اپنی قدرت سے گمراہ ہوا ہے **قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ** کہیگا خدا کہ نہ جھگڑا کرو تم نزدیک
میرے کہ اسمیں فائدہ تمہارے واسطے نہیں ہے **وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم** اور تحقیق پہلے سے بھیج چکا ہوں میں طرف تمہارے **بِالْوَعِيدِ** وعدہ عذاب
اپنی کو یعنی پہلے اس سے دنیا میں اپنی کتابوں میں اور زبانی پیغمبروں کی تمکو خبر دی ہی اور خبر کی کہ باعث ڈرانیکی تھی اور اسی سے مقصود یہ ہے کہ دنیا میں تمکو راہ حق
سے مطلع کیا اور پھر دوزخ کے عذاب سے تمکو ڈرایا لیکن تمنی عناد سے ہمارے پیغمبروں کے کہنے پر عمل نہ کیا **مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ** نہیں بدلا جاتا
قول نزدیک میرے یعنی جو کچھ کہ مینے پہلے اس سے دنیا میں کہہ چکا ہوں تمکو کہ جو کوئی پیغمبرونکو جھٹلائیگا اور میرا انکار کریگا اسکو میں عذاب کرونگا یہ کہنا میرا بدل
نہیں سکتا ہی اور اسکے خلاف نہیں ہو سکتا ہی تمنے جو دنیا میں میرا انکار کیا اور میرے پیغمبرونکو جھٹلایا اسکی سزا میں داخل دوزخ ہو اور بعضے آدمیوں سے جو
خدا تعالے گناہ بخشیگا اس سے بدلنا قول کا لازم نہیں آتا ہی اسواسطے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہونگے کہ جنکے واسطے بخشش کا حکم کیا گیا ہی اور فرماتا ہے خدا کہ **وَمَا أَنَا**
بِظَلَّامٍ اور نہیں ہوں میں ظلم کرنیوالا **لِّلْعَبِيدِ** واسطے بندوں کے کہ بدون جرم کے اُنکو گناہ میں پکڑیں بلکہ جو کوئی عذاب میں مبتلا ہوتا ہی وہ اپنے گناہ سے

ع ۱۴ ۱۶

تا ہو ہی **يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ** یاد کر تو ہی محمد صلعم اس دن کو کہ کہین ہم واسطے دوزخ کے اور نافع اور ابو بکر یقول پڑھتے ہین غائب کا صیغہ یعنی کہی خداوند واسطے
دوزخ کے کہ **هَلِ امْتَلَأْتِ** کیا بہر ہوا ہے تو کافروں اور گنہگاروں سے **وَتَقُوْلُ** اور کہی وہ دوزخ کہ **هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** کیا کوئی زیادتی
ہی مجھ مین اسمین نا مدہی یعنی وہ دوزخ کہیگی کہ اور زیادہ ڈالو حقتعالی اور کافرونکو اسمین بھیجیگا یہانتک کہ پر ہوجائے اور کہتے ہین کہ دوزخ پر ہوجائیگا موافق وعدہ کے جو اسسے
وعدہ پر کرنیکا خدا نے کیا تہا تو بہشت فریاد کرے کہ خداوندا تو نے دوزخ کو پر کر دیا اور مجھکو پر نہین کیا ہی اسوقت خدا تعالی ایک خلقت کو پیدا کرکی
بہشت کو اس سے پر کریگا حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا اچھے ہونگے وہ آدمی کہ انہونے دنیا کا غم نہین کہیا اور بعد ذکر وعدہ عذاب کافرونکے
اور گنہگارونکی مومنین پرہیزگارونکے وعدہ بہشت کا ذکر کرتا ہی **وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ** اور نزدیک کیا جائیگا بہشت **لِلْمُتَّقِيْنَ** واسطے
پرہیزگارونکی **غَيْرَ بَعِيْدٍ** کہ نہ دور ہونیوالا ہو اور بعید کی ضمیر جنت کیطرف پہرتی ہی کہ فعیل کا وزن مذکر کے اور مونث کے دونو واسطے آتا ہی
یا ہو واسطے کہ غیر بعید حال موکد واقع ہوا ہے اور موصوف اسکا محذوف ہے یعنی شیئا غیر بعید اور یا یہ کہ جنت تاویل بستان ہے اور کہتے ہین کہ ازلفت بمعنی یہ ہین
یعنی آراستہ کیا جائیگا بہشت واسطے پرہیزگاروں کے اور بعضے تفسیر غیر بعید کی اسطرح سی کرتے ہین کہ وعدہ مومنین متقین کے بہشت مین داخل ہونیکا دور نہین ہے
انسے بلکہ عنقریب داخل ہونگے وہ اور دکھلانا پرہیزگارونکو بہشت کے منزلوں اور درجوں کا داخل ہونے سے پہلے اسواسطے ہے کہ داخل ہونے سے پہلے وہ خوشحال ہوں اور بعد اسکے کہ
اپنے درجونکو بہشت مین انہونے ملاحظہ کیا ہو تو ملائکہ انسے کہین کہ **هٰذَا** یہ ثواب عظیم کہ نعمتین بہشت کی ہین **مَا تُوْعَدُوْنَ** وہ چیز ہی کہ وعدہ
کئے جاتے تہے تم دنیا مین پیغمبرونکی زبانوں سے اور یا یہ کہ ہذا کا اشارہ ازلفت کی مصدر کیطرف ہی یعنی یہ نزدیک کرنا بہشت کا وہ چیز ہے کہ وعدہ کئے جاتے تہے تم
دنیا مین اور یہ نزدیک کرنا بہشت کا **لِكُلِّ اَوَّابٍ** واسطے ہر پہرنیوالے کی شرک سے طرف توحید کے یا گناہون سے طرف طاعت اور فرمانبرداری کے اور لکل اواب
بدل واقع ہوا ہے للمتقین سے باعادہ حرف جار اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اواب سے وہ شخص ہے کہ بہت یاد کرنیوالا خدا کا ہو تنہائی مین اور پشیمان ہونیوالا
اور توبہ کرنیوالا ہو گناہوں سے **حَفِيْظٍ** نگاہ رکہنے والا شرع کی حدود کا اور رعایت کرنیوالا خدا کے احکام کا **مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ**
وہ شخص کہ ڈرتا ہی خدا سے ساتہ غیب کے کہ اسکو دیکہا نہین ہے اور پہر ڈرتا ہی اسکا یقین کرکے اور من بدل واقع ہوا ہے بعد بدل کے اور رحمن کے معنی رحمت فراخ والا کے ہین
اسواسطے رحمن کا لفظ آیا ہی کہ باوجود ڈرنیکی اسکی رحمت کی امید رکہنے والا ہی **وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ** اور آتا ہی ساتہ دل رجوع کرنیوالیکی طرف طاعت اور
نفرت کرنیوالیکی گناہوں سے اور ملائکہ کہینگے ایسی لوگونکو کہ **اُدْخُلُوْهَا** داخل ہو تم اس بہشت مین اور ادخلوا کا صیغہ جمع کا من کے معنے کے اعتبار سے ہی کہ وہ مفرد
اور جمع کے دونو کے واسطے آتا ہی اسواسطے کہا کہ داخل ہو تم بہشت میں **بِسَلٰمٍ** ساتہ سلامتی کے ہر بلا اور زوال سے یا یہ کہ ملائکہ تمپر سلام کرین **ذٰلِكَ**
یہ داخل ہونیکا وقت سلامتی سی بہشت مین **يَوْمُ الْخُلُوْدِ** دن ہمیشہ رہنے کا ہی کہ بعد اسکے موت کبہی نہوگی اور فرماتا ہی کہ جسوقت بہشتی بہشت مین
داخل ہوں تو **لَهُمْ** واسطے انکے ہی **مَّا يَشَآءُوْنَ** جو کچہہ چاہینگے وہ نعمتین اور لذتین **فِيْهَا** بیچ اس بہشت کے **وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ** اور نزدیک
ہمارے زیادتی ہی اس سے کہ ارادہ کرین وہ اور وہ چیز ہی ہمارے پاس کہ ہرگز انکی دل مین گذری ہو اور انکی آنکہونے نہ دیکہی ہو اور انکی کانونے سنی
ہو اور کہتے ہین کہ مراد مزید سے بخشنا اس زیادتی کا ہی کہ جو انکے استحقاق سی زیادہ ہو اور منقول ہی کہ بادل بحکم خدا بہشتیوں کے سروں پر گزرکر حوریان
انپر برسائیگا اسوقت وہ حورین کہین کہ ہم ہین وہ زیادہ کہ جسکو خدا نے فرمایا ہی ولدینا مزید اور بعضے کہتے ہین کہ مراد اس سے نظر کرنی ہی طرف رحمت … کے
اور اب خدا تعالی پہر کافروں کا ذکر کرتا ہی کہ **وَكَمْ اَهْلَكْنَا** اور بہت ہلاک کئی ہین ہمنے **قَبْلَهُمْ** پہلے انکے واسطے ڈرانیکے **مِّنْ قَرْنٍ** قرن سے
یعنی پہلے زمانہ کے لوگونمیں سے کہ **هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ** وہ بہت سخت اور قوی تہے انسے **بَطْشًا** پکڑنے مین یعنی قوت مین اور زیادہ تہی مال اور اسباب مین
مثل عاد اور ثمود وغیرہ انکے کہ **فَنَقَّبُوْا** پس راہ کاٹی انہونے **فِي الْبِلَادِ** بیچ شہروں کے یعنی پہری وہ شہرونمین تجارت کرتے ہوئے اور مال تلاش
کرتے ہوئے یا موت سے ڈرتے ہوئے اور عذاب کے نازل ہونے سے بچتے ہوئے **هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ** کیا جگہہ بہاگنے کی تہی انکو موت سی یا عذاب کے نازل ہونے سے
اور نصیحت تو اسمین انکو ہوتی ہی جو کہ عاقل اور ہوشیار ہین نہ غافلوں اور جاہلونکو اسلئے فرماتا ہے کہ **اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ** تحقیق کہ بیچ اسکی یعنی ان باتونمین کہ جو

اس سورہ میں مذکور ہوئی ہیں لَذِکْرٰی البتہ نصیحت ہے لِمَنْ کَانَ لَهٗ واسطے اس شخص کے کہ ہووے واسطے اسکے قَلْبٌ دل تامل کرنیوالا اور
سمجھنیوالا نصیحت کے باتونکو کان میں کہنیوالا اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد قلب سے عقل ہے اور یہی قول ابن عباس کا ہے اور عقل کو قلب سے اسواسطے
فرمایا کہ دل محل ہے عقل اور تفکر کا اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ یا وہ شخص کہ ڈالے کان کو نصیحتوں کی طرف خصوصا وہ نصیحتیں کہ جو قرآن میں مذکور ہیں وَهُوَ شَهِيْدٌ
اور وہ دل حاضر ہو واسطے لینے اس نصیحت کے کہ جسکو سنتا ہے اور ذکر اور فکر میں مشغول ہوتا ہے تاکہ اس سنی ہوئی کو سمجھے اور جس کسیکا دل حاضر نہیں ہوتا ہے وہ
غائب کے حکم میں شمار کیا جاتا ہے اور سننا اسکا بمنزلہ نہ سننے کے ہے بسبب نہ حاصل ہونے کسی فائدہ کے اس سننے سے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جو لوگ کہ بعد سننے قرآن کے
رسولخدا کی پاس سے آستین باہر آکر کہتے تھے کہ کیا کہا تھا ابھی سو دل انکی حاضر نہ تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ دل تفکر مومن عرب ہے اور شہید مومن اہل کتاب کے گواہی
دیوے ذکر نعمت رسولخدا کی جو کہ پہلی کتابوں میں لکھی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کان دھرنا طرف سننے قرآن کے اسطرح سے چاہیے کہ گویا رسولخدا سے سنتا ہے اور اس سے بھی
ترقی کرکے جانے کہ جبرئیل سے سنتا ہوں اور بعد اسکی خدا سے سنتا ہوں خلاصہ یہ ہے کہ وقت سننی نصیحتوں قرآن کے حضور قلب چاہیے اور ایسے ہی چاہیے کہ ہر عبادت میں
دل طرف خدا کے متوجہ ہو خصوصا نماز میں کہ یہ سب عبادتوں سے افضل ہے اور یہ کام ہر شخص کا نہیں ہے بلکہ وہ خاص لوگ ہیں جو مقرب درگاہ خدا کے ہیں اور کتب
اہلسنت کے راویوں میں سے بھی روایت کرتا ہے کہ ایک روز دو شتر نہایت خوبصورت رسولخدا صلعم کے پاس بطور ہدیہ کے آئی رسولخدا نے اصحاب کیطرف خطاب کرکے فرمایا کہ تم میں
سے کون ایسا ہے کہ دو رکعت نماز کی اسوقت پڑھے اسطرح کے کہ دل اسکا وقت پڑھنے نماز کے امر دنیا میں مشغول نہو اور اسکے دل میں دنیا کا کوئی امر نہ گزرے تاکہ
میں ان دو ناقوں میں سے ایک اسکو دوں اور مالک اسکا اسکو کردوں کسی کی جرات نہوئی لیکن علی بن ابیطالب نے جسوقت سید المرسلین صلعم سے یہ تقریر سنی تو
کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز کی ادا کیں اور بیٹھ گئے جبرئیل نازل ہوئے خدا کیطرف سے اور کہا کہ محمد یا رسول اللہ حکم خدا یہ ہے کہ ان دو ناقوں میں سے ایک ناقہ
علی کو دو موافق وعدہ کے رسولخدا نے فرمایا کہ ای جبرئیل علی کے دل میں وقت تشہد کے گزرا تھا کہ ان دونوں ناقوں میں سے جو کہ بہتر اور فربہ ہوگا اسکو میں لونگا اگر
حضرت عنایت کرینگے اور یہ امر دنیا کا ہے اسواسطے میں نہیں دیا ہوں کہ شرط کے برخلاف علی نے کیا ہے جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسولخدا یہ فکر علی کا متعلق
ہے امور آخرت سے اسواسطے کہ مقصود اسکا اس فکر سے یہ تھا کہ اس ناقہ کو راہ خدا میں تصدق کردوں اور کسی مومن محتاج کو دیڈالوں اور شک نہیں ہے کہ جو چیز کہ
بہتر اور افضل راہ خدا میں دیویں ثواب اسکا زیادہ ہے ناقص چیز کے دینے سے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی ہرگز نہ
پہنچو گے تم نیکی کو یہانتک کہ خرچ کرو تم راہ خدا میں اس چیز میں سے کہ دوست رکھتے ہو تم پس تفکر علی کا واسطے خدا کے تھا نہ اپنے نفس کے واسطے اور فربہ تر دینے کا
ثواب زیادہ ہوتا ہے کہ فقیر کو بہت فائدہ زیادہ ہو اسواسطے علی نے یہ بات دل میں گزاری تھی سو رسولخدا نے یہ سنا تو دونوں شتر علی کو دیدئے اور جسوقت یہ امر واقع ہوا تو خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ
ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید یعنی حق تعالی نے اس عمل کے کہ علی نے کیا ہے البتہ نصیحت ہے واسطے اس شخص کے کہ ہووے واسطے اسکی عقل یا ڈالے کان کو سننے
کیواسطے اور وہ حاضر ہو اور کہتے ہیں کہ یہودی موافق اپنی اعتقاد باطل کے کہتے تھے کہ خدا تعالی نے چھ روز میں آسمان اور زمین کو پیدا کرکے شنبہ کے روز
عرش پر آرام لیا اور تھک کر بیٹھ رہا اور یہ سب واسطے تکذیب اسکے نہیں کرتے ہے خدا تعالی انکی رد میں فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہے ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو وَمَا بَيْنَهُمَا اور جو چیز کہ درمیان ان دونوں کے ہے پہاڑ اور درخت اور دریا فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ بیچ چھ دن کے کہ وہ یکشنبہ سے شنبہ تک تھے وَمَا مَسَّنَا اور نہیں مس کیا ہمکو اس پیدا کرنے میں مِنْ لُّغُوْبٍ کسی ماندگی اور
تھکن نے کہ جسکی سبب سے ہم آرام لیتے اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہودیوں نے کہا کہ خدا تعالی نے شنبہ کو آرام اور دم لیا آسمان اور زمین بناکر تو رسولخدا کا منہ
یہ سنکر سرخ ہوگیا حقتعالی نے بعد اسکی فرمایا کہ فَاصْبِرْ پس صبر کر تو ای محمد صلعم عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اوپر اسکے کہ کہتے ہیں یہودی جھوٹ
اور بہتان کی راہ سے اسواسطے کہ جو شخص قادر ہو عالم کے پیدا کرنے پر بدون ماندگی کے تو وہ بے شک مردوں کے جلانے پر بھی قادر ہوگا دنیا اور آخرت میں
اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت قریش کی شان میں نازل ہے کہ وہ انکار قیامت کا کرتے تھے وَسَبِّحْ اور تسبیح کر تو بِحَمْدِ رَبِّكَ ساتھ حمد پروردگار
اپنے کے عوض میں ان نعمتوں کی کہ تجھکو عطا کی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد تسبیح سے نماز ہے یعنی نماز پڑھ تو اور نماز کا تسبیح ہو واسطے نام رکھا گیا تسبیح نماز کا

ایک نماز الٰہی اور اسمیں اختلاف ہے پس فرماتا ہے کہ نماز پڑھ تو **قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ** پہلے نکلنے آفتاب کے کہ وہ وقت نماز صبح کا ہے **وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ** اور پہلے غروب کے کہ وہ وقت نماز ظہر اور عصر کا ہے **وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ** اور رات میں سے پس تسبیح کر تو اسکو کہ وقت نماز مغرب اور عشا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تہجد کی نماز مراد ہے **وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ** اور پیچھے سجدوں کے یعنی تسبیح کر تو پیچھے سجدوں کے یعنی پیچھے نمازوں کے اور اہل حجاز اور حمزہ اور خلف نے ادبار کو بکسر ہمزہ پڑھا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر صبح کو اور شام کو دس مرتبہ پڑھے یہ دعا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ہو علی کل شیء قدیر اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے دو رکعت ہیں بعد نماز مغرب کے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چار رکعت ہیں بعد نماز مغرب کے اور ایک روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے ہے کہ مراد اس سے وتر کی رکعت ہے آخر شب کو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نماز وتیرہ ہے کہ وہ دو رکعت بیٹھکر ہیں بعد نماز عشا کے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ مراد اس سے تعقیبات ہیں نماز واجب یومیہ کی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نوافل ہیں بعد مغرب کے اور بعد حکم تسبیح بندوں کو خوف دلاتا ہے قیامت کا حال بیان کرکے چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَاسْتَمِعْ** اور سن تو ظاہر میں خطاب پیغمبر سے ہے اور مراد اس سے امت کے آدمی ہیں یعنی سنو تم اس امر کو کہ خبر دیتا ہوں میں تمکو قیامت کے حال سے اور وہ یہ ہے کہ **يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ** جسدن کہ آواز دیگا آواز دینے والا اور یوم کا مضاف محذوف ہے اور وہ لفظ حدیث کا ہے اور وہ مفعول ہے استمع کا اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ واستمع حدیث یوم ینادی المناد یعنی اور سن تو قصہ اس دن کو کہ آواز دیگا آواز دینے والا یعنی اسرافیل کہ دوسرا صور پھونکیگا **مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ** اس جگہ سے کہ نزدیک ہے آسمان کے اور مراد اس سے صخرہ بیت المقدس ہے کہ تمام زمین سے بارہ میل اور ایک روایت میں ہے کہ اٹھارہ میل آسمان سے زیادہ نزدیک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد مکان قریب سے یہ ہے کہ سب مکانوں کی نسبت وہ قریب کہتا ہے کہ وہاں سے سب جگہ آواز برابر پہنچے گی اور بعضے کہتے ہیں کہ اسرافیل اس صخرہ پر جاکر انگلیاں اپنی کانوں میں دیکر بآواز بلند پکاریگا اے ہڈیو پرانی گلی ہوئی اور اے جوڑو ٹوٹے ہوئے کہ جدا ہو گئے ہو اور اے گوشتو ریزہ ریزہ ہوے اور اے بالو بکھرے ہوے خدا تعالیٰ تمکو حکم کرتا ہے کہ جمع ہو واسطے قضا اور جزا کے اور یہ آواز دیگا آواز دینے والا **يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ** جسدن کہ سنینگے لوگ آواز ہیبتناک کو ایکبارگی **بِالْحَقِّ** ساتھ حق کے یعنی واسطے امر حق کے کہ وہ جزا ہے اعمال کی اور بعضے کہتے ہیں کہ صور پھونکنے والا اسرافیل ہوگا اور آواز کرنیوالا جبرئیل ہوگا اور عامل جملہ ظرفیہ کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ یوم یسمعون الصیحۃ یخرجون من القبور یعنی جسدن کہ سنینگے آواز سخت کو تو نکلینگے قبروں سے چنانچہ دلالت کرتا ہے اس محذوف پر یہ قول آئندہ **ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ** یہ دن نکلنے کا ہے یعنی کہینگے سننے والے آواز کے کہ یہ دن نکلنے کا ہے قبروں سے واسطے حساب اور جزای اعمال کے اور فرماتا ہے خدا کہ **اِنَّا نَحْنُ** تحقیق کہ ہم **نُحْيٖ** زندہ کرتے ہیں مردوں کو یعنی نطفہ کو انکی زندگی بخشتے ہیں ہم دنیا میں **وَنُمِيْتُ** اور مارڈالتے ہیں ہم دنیا میں **وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ** اور طرف ہماری ہے پھرنا کہ دوسری بار انکو واسطے جزای اعمال کے ہم زندہ کرینگے **يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ** جسدن کہ شگافتہ ہوگی زمین اور دور ہوگی **عَنْهُمْ** ان سے یعنی مردوں سے اور بعد پھٹنے زمین کے وہ باہر نکلیں قبروں سے **سِرَاعًا** جسوقت کہ جلدی کرنیوالے اور دوڑتے ہونگے آواز کرنیوالے کی طرف بدون تاخیر اور ڈھیل کے اور سراعا حال واقع ہوا ہے **ذٰلِكَ** یہ زندہ کرنا اور نکالنا قبروں سے اور دوڑانا طرف مقام حساب کے **حَشْرٌ** جمع کرنا اور اٹھانا ہے **عَلَيْنَا يَسِيْرٌ** اوپر ہمارے آسان باوجود دوری راہ اور متفرق ہونے قبروں کے **نَحْنُ اَعْلَمُ** ہم زیادہ جاننے والے ہیں اور خوب عالم ہیں **بِمَا يَقُوْلُوْنَ** ساتھ اسچیز کے کہ کہتے ہیں وہ کفار کہ انکار وحدانیت اور نبوت اور قیامت کا کرتے ہیں اور نالائق باتیں حق میں سید المرسلین کے کہتے ہیں **وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ** اور نہیں ہے تو اے محمد اوپر ان کافروں کے زبردستی کرنیوالا واسطے ایمان لانیکے کہ قہر اور جبر کرکے انکو مومن کرے بلکہ تجھپر تو فقط ہمارے احکام کا پہنچانا ہے اور انکو رغبت دلانی ہے طرف ایمان کے اور ڈرانا عذاب خدا سے **فَذَكِّرْ** پس نصیحت کر تو **بِالْقُرْاٰنِ** ساتھ قرآن کے یعنی ساتھ نصیحتوں قرآن کے **مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ** اس شخص کو کہ ڈرے وعدہ عذاب کے میرے سے قیامت کے روز واسطے کہ جو کوئی خوف کرتا ہے اسی کو فائدہ ہوگا اور جو لوگ کہ اپنے کفر پر اصرار کرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں انکو کچھ نفع نہ پہنچیگا نصیحت کرنا تیرا

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں ساٹھ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام

فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ ذاریات کو پڑھے دن کو یا رات کو خدا تعالی اسکی روزی کو درست کریگا اور روزی کو بہت فراخ کریگا اور نور اسکی قبر میں
پیدا کریگا کہ قیامت تک اسکی قبر اس نور سے روشن رہے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالذّٰرِيٰتِ** قسم ہے
پراگندہ کرنیوالیونکی یعنی قسم ہے ہواؤں کی کہ پراگندہ اور متفرق کرتی ہیں بادلوں کو یا خاک کو یا قسم ہے ملائکہ کی کہ پراگندہ کرنیوالے ہیں بادلونکو
یا قسم ہے عورتوں بچہ جننے والیوں کی اولاد کے **ذَرْوًا** پراگندہ کرنے کر **فَالْحٰمِلٰتِ** بس اٹھانیوالیاں ہیں **وِقْرًا** بوجھ بھاری بادلوں کو
یا اٹھانیوالے بادلونکی بوجھ بھاری باران کو یا ملائکہ اٹھانیوالے بوجھ بھاری بادلونکو یا عورتوں اٹھانیوالیوں بوجھ بھاری حملونکو **فَالْجٰرِيٰتِ**
بس جاری ہونیوالے کشتیونکی دریا میں **يُسْرًا** آسانی سے یہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی جریا یسرا یعنی جاری ہونا آسان **فَالْمُقَسِّمٰتِ** بس
تقسیم کرنیوالے ہیں ملائکہ **اَمْرًا** کام کو جو کہ متعلق انکے ہے جیسے برسانا باران کا اور تقسیم کرنا بندونکی روزی کا اور اجلوں کا کہ نامزد انکی ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سوال کیا گیا امیر المومنین علیہ السلام سے والذاریات ذروا سے فرمایا کہ وہ ہوائیں ہیں اور حاملات وقرا بادل ہیں
اور جاریات یسرا کشتیاں ہیں اور مقسمات امرا ملائکہ ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مقسمات امرا ملائکہ ہیں کہ جو تقسیم
کرتے ہیں روزی بنی آدم کی طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک اور جو کوئی سوئے اس وقت وہ سویا ہے روزی سے اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق
علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ سوائے خدا کے کسیکی قسم کھانی جائز نہیں ہے اور خدا تعالی اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے اور بعضے کہتے
ہیں کہ چار فرشتے ہیں کہ جنکو بندوں کے کام سپرد ہیں جبرئیل تو سختی کرنے پر ہے اور میکائیل رحم کرنے پر اور عزرائیل ارواح قبض کرنے پر اور اسرافیل صور
پھونکنے پر اور حقتعالی قسم یاد کرتا ہے اپنی عجائب صنعتوں اور کاریگریونکی اس امر کیواسطے کہ **اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ** تحقیق وہ چیز کہ وعدہ کی جاتی ہو تم
قیامت کا اور حساب اور جزا اور بہشت اور دوزخ کا اور سوائے اسکے اور احوال قیامت کا **لَصَادِقٌ** البتہ راست ہے اور اسیطرح کا اس میں خلاف نہیں ہے
وَّاِنَّ الدِّيْنَ اور تحقیق جزا بروز حساب **لَوَاقِعٌ** البتہ واقع ہونیوالی ہے اسمیں کچھ شک نہیں ہے **وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ** قسم ہے آسمان
صاحب راہوں خوب کی اور مراد اس سے جگہ چلنی ستارونکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جبکہ آسمان ستارونکا ہے یعنی وہ آسمان کہ نہایت مزین ہے اور کہتے ہیں کہ مراد
راہوں سے یہ ہے کہ اسمیں راہیں ہیں ریگ جیسے کہ پانی میں ہوا چلنے سے ہو جاتی ہیں ایسی ہی راہیں آسمان میں ہیں اور اسیطرح پیدا ہوا ہے اور امیر المومنین سے کسی نے
حبک کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ حسن و زینت کے معنی ہیں اور بعضونکے نزدیک معنی استواری و مضبوطی کے ہیں اور حسین بن خالد نے امام رضا علیہ السلام
سے پوچھا کہ حبک کیا چیز ہے خدا تعالی کے قول میں والسماء ذات الحبک فرمایا کہ محبوکہ علی الارض یعنی استوار کیا گیا زمین پر اور بعد اسکے امام علیہ السلام
نے انگلیاں ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالکر فرمایا کہ اسطرح سے آسمان اور زمین آپس میں ہیں کہ ایک دوسرے میں داخل ہے میں نے عرض کی کہ اے
فرزند رسول خدا ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے رفع السماء بغیر عمد یعنی بلند کیا آسمان کو بغیر ستون کے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ بغیر عمد ترونہا
یعنی بدون اس ستون کے کہ دیکھو تم اسکو یعنی وہ ستون کہ جسکو تم دیکھو وہ نہیں ہے بلکہ ستون ہے لیکن تم اسکو نہیں دیکھتے ہو میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول خدا اسکو
واضح کر کے فرماؤ کہ میں سمجھوں امام علیہ السلام نے اپنا دست چپ زمین پر بچھایا اور اوپر اسکے اپنا دست راست مثل قبہ کے رکھا اور فرمایا کہ زمین مثل
دست چپ میرے کے ہے اور آسمان پہلا اسپر ایک قبہ سا مثل دست راست میرے کے ہے اور اسیطرح سے زمین دوسری آسمان اول کے اوپر ہے اور اسکے اوپر آسمان
دوسرا ہے مثل قبہ کے اور آسمان دوسرے پر زمین تیسری ہے اور اسکے اوپر آسمان تیسرا ہے مثل قبہ کے اور اسیطرح ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان
ہیں اور عرش رحمان کا آسمان ساتویں کے اوپر ہے اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے الذی خلق سبع سموٰت طباقا ومن الارض مثلہن یعنی وہ شخص ہے خدا کہ
پیدا کئے اسنے سات آسمان طبق طبق اور زمین مثل انکی کہ وہ بھی سات ہیں یتنزل الامر بینہن یعنی نازل ہوتا ہے امر درمیان انکے پس صاحب امر پیغمبر ہے اور وصی اسکا بعد
اسکے کہ قائم ہیں روئے زمین پر اور امر جو انپر نازل ہوتا ہے جانب بالا سے وہ درمیان آسمانوں اور زمینوں کے ہے اور امام سے پوچھا کہ نیچے ہمارے ایک زمین ہے اور چھ
زمینیں ہماری اوپر ہیں اور صاحب صافی نے لکھا ہے کہ گویا امام علیہ السلام نے ہر آسمان کو زمین فرمایا ہے بہ نسبت اسکی ماتحت کے یعنی اوپر کا سطح ہر آسمان کا بمنزلہ زمین کے ہے

اور تعداد آسمان اور زمین کی باعتبار دونوں سطحوں آسمان کے ہیں اور خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اس امر پر کہ **اِنَّكُمْ** تحقیق تم اے مکہ والو **لَفِيْ قَوْلٍ**
مُّخْتَلِفٍ البتہ بیچ قول مختلف کے ہو پیغمبر کے مقدمہ میں کہ کبھی تم انکو شاعر کہتے ہو اور کبھی جادوگر اور کبھی دیوانہ اور یا یہ کہ قرآن کی نسبت مختلف ہو
کہ کبھی تو اسکے معنی کو جادو کہتے ہو اور کبھی شعر اور کبھی افترا اور کبھی قصہ اور کبھی کہتے ہو کہ شیطان ولمیس ڈالتا ہے اسکو اور کبھی کہتے ہو کہ سلیمان محمد کو تعلیم
کرتا ہے اور کوئی تم میں سے اسکو راست جانتا ہے اور کوئی اسمیں شک کرتا ہے اور کوئی اسکا انکار کرتا ہے اور جھٹلاتا ہے اور غرض اسکے بیان کرنے سے یہ ہے کہ وہ کفار اسپر
تامل کریں کہ حقیقت میں ان قولوں مختلف کے محال ہے پس وسیلے سے دلیلوں روشن کے طالب حق کے ہوں **يُؤْفَكُ عَنْهُ** پھیرا جاتا ہے اس لانے
ایمان سے محمد پر یا قرآن پر **مَنْ اُفِكَ** جو کوئی کہ پھیر گیا ہے کہ نہایت مصروف ہے ایمان نہ لانے میں کہ برابر اسکے کوئی امر نیک نہیں جانتا ہے اور یا یہ کہ پھیرا
جاتا ہے ایمان سے وہ شخص کہ علم الٰہی میں اسکا پھرنا لگ رہا ہے کہ وہ بسبب عناد اور انکار کے ایمان نہ لائیگا اور یا یہ کہ پھیرا جاتا ہے حق سے وہ شخص کہ پھیر گیا ہے
تمام نیکیوں سے اور فرماتا ہے کہ **قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ** قتل کیے گئے ہیں یعنی لعنت کیے گئے ہیں جھوٹ بولنے والے ان مختلف قولوں سے اور یہ
خبر بد دعا کے معنی میں ہے یعنی ہلاک کیے جائیں اپنی جی سے بنا کر کہنے والے اور خرص کے معنی اندازہ اور اٹکل کرنے کی ہیں اپنے گمان سے اور اپنی رائے سے بدون حاصل
ہونے یقین کے **الَّذِيْنَ هُمْ** وہ لوگ وہ ہیں اپنی جی سے ایک جھوٹ بات بنا کر کہنے والے کہ وہ **فِيْ غَمْرَةٍ** بیچ جہالت کے **سَاهُوْنَ** غافل اور
بیخبر ہیں احکام خدا سے اور نہایت جہالت اور کمال غفلت سے انکی یہ ہے کہ ہنسی کی راہ سے **يَسْئَلُوْنَ** سوال کرتے ہیں کہ بتلاؤ اے پیغمبر اور مومنین کہ
اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ کب ہوگا دن جزا کا کہ خدا نے اسکے واقع ہونے پر قسم کھائی ہے اور کہا ہے کہ ان الدین لواقع خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ واقع ہوگا
روز جزا کا **يَوْمَ هُمْ** جس دن کہ وہ کفار **عَلَى النَّارِ** اور پر آتش دوزخ کے **يُفْتَنُوْنَ** جلائے جائینگے اور عذاب کیے جائینگے اور مفتون
فتن سے مشتق ہے اور وہ سونے کے معنی میں ہے اور وقت جلنے کے ملائکہ انسے کہیں **ذُوْقُوْا** چکھو تم جلنا اپنا دوزخ میں **فِتْنَتَكُمْ** یہ عذاب
هٰذَا الَّذِيْ یہ وہ چیز ہے کہ **كُنْتُمْ** تھے تم دنیا میں **بِهٖ** ساتھ پہنچنے اسکے **تَسْتَعْجِلُوْنَ** جلدی کرتے اور کہتے تھے کہ کب ہے یہ اگر ہو تم سچے
اور اب مومنین کے وعدہ کا ذکر کرتا ہے کہ **اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ** تحقیق پرہیزگار بچنے والے شرک اور گناہ سے اس روز **فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ** بیچ باغوں اور چشموں
بہشت کے ہونگے **اٰخِذِيْنَ** جس وقت کہ لینے والے ہونگے رغبت اور خوشی اور رضامندی سے **مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ** جو چیز کہ دیا ہے انکو پروردگار انکے نے کہ
انکی اعمال نیک کے عوض میں نعمتیں بہشت کی عطا فرمائیں اور درجے انکے بلند کیے ہیں **اِنَّهُمْ كَانُوْا** تحقیق وہ تھے **قَبْلَ ذٰلِكَ** پہلے اس سے دنیا میں
مُحْسِنِيْنَ نیکی کرنیوالے یا احسان کرنیوالے لوگوں پر اور یہی ہیں وہ کہ **كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ** تھے وہ تھوڑا سا رات میں سے **مَا**
يَهْجَعُوْنَ سوتے تھے اور باقی شب عبادت میں مشغول رہتے تھے اور قلیلا خبر کانوا کی ہے اور ما یہجعون فاعل قلیلا کا ہے اور یا یہ کہ قلیلا صفت مصدر محذوف
کی ہے یعنی کانوا یہجعون ہجوعا قلیلا اور ما زائد ہے اور یہجعون خبر کانوا کی ہے پس وہ لوگ دنیا میں تھوڑی شب تک سوتے تھے اور اکثر شب عبادت کرتے تھے
جس وقت کہ اور آدمی غافل سوتے تھے اور وہ متقی شب کو خالی نہیں رہتے تھے بلکہ تہجد کے نفلیں پڑھتے تھے اور ذکر خدا میں مشغول رہتے تھے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ
ایسی رات کم ہوتی تھی کہ جسمیں وہ نوافل پڑھتے تھے اور یہی حضرت صادقؑ سے منقول ہے اور بعضے قلیلا پر وقف کرتے ہیں اور ما کو نفی کے معنی میں
کہتے ہیں اور معنی اسکی یوں بیان کرتے ہیں کہ محسنین دنیا میں کم تھے اور وہ خواب نہیں کرتے تھے بلکہ تمام شب بیدار رہ کر عبادت خدا میں مشغول رہتے تھے **وَبِالْاَسْحَارِ**
هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور بیچ سحروں کے وقتوں کے کہ وہ آخر شب ہے وہ متقی استغفار کرتے تھے اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے تھے باوجود بیداری اور عبادت اکثر
شب کے اور اندک خواب کے گویا کہ تمام شب گناہوں میں بسر کرتے تھے اور یہ دلیل ہے اسپر کہ انہوں نے اپنے اعمال نیک پر ناز نہیں کیا ہے اور انکو شمار میں نہیں لائے
ہیں پس ضرور استغفار کرے وہی آدمی ہیں گناہوں پر اصرار کرنیوالے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی شان میں ہے کہ
نماز تہجد کے وتر میں ستر بار استغفار کرتے ہیں آخر شب میں اور قتادہ کہ مفسرین اہل سنت میں سے ہے بیان کرتا ہے کہ سعید بن جبیر نے روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے کہ یہ آیت شان میں اہل بیت کے یعنی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام کے نازل ہوئی ہے اور بعد اسکے کہا کہ علی دو تہائی رات آخر شب کو نماز پڑھتے تھے اور

اور ایک تہائی رات شب اول میں سوتے تھے اور جبکہ سحر کا وقت آتا تو واسطے استغفار کے اور دعا کے بیٹھتے اور ستر رکعت نماز کی ہر شب میں پڑھتے تھے اور تمام کلام اللہ
انہیں ختم کرتے تھے اور بعضی تفسیروں میں اور صحیح روایتوں میں آیا ہے کہ ایک روز ضرار کہ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھا معاویہ کی مجلس میں حاضر تھا اور معاویہ جانتا
تھا کہ ضرار حضرت ابو تراب کے خواص اصحاب میں سے ہے سو واسطے معاویہ نے اس سے کہا کہ اے ضرار ابو الحسن علی بن ابی طالب کے احوال میں سے کچھ بیان کر اور
جو کچھ تو نے انکی خصلتیں دیکھی ہیں انکا ذکر کرتا کہ میں بھی مطلع ہوں انکی عادتوں سے ضرار نے کہا کہ اے معاویہ مجھکو اسکے بیان سے معاف رکھ معاویہ نے کہا کہ تجھکو
ضرور بیان کرنا ہوگا اور جو کچھ تو نے انکی نیک خصلتیں دیکھی ہیں انکو ظاہر کر ضرار نے فرمایا کہ اے معاویہ جان تو اور خبردار ہو کہ میں قسم کھاتا ہوں خدائے
عز وجل کی کہ میں نے آدھی رات کو دیکھا ہے اسکو کہ مسجد کی محراب میں کھڑا ہوا تلملا کرتا تھا مثل اس شخص کے کہ جسکو سانپ نے کاٹا ہو اور سوز تمام سے اپنی داڑھی کو
ہاتھ میں پکڑا تھا اور فرماتے تھے کہ اے دنیا میرے غیر کو تو فریب دے اور میں نے تجھکو تین طلاق دی ہیں کہ پھر میں تیری طرف کبھی رجوع ہی نہیں کرتا ہوں واسطے کہ تین طلاق کے
بعد وہ عورت کہ جسکو طلاق دیتے ہیں وہ حرام ہو جاتی ہے اور فرمایا حضرت نے کہ اے دنیا زندگانی تیری نہایت کوتاہ ہے اور امر بزرگ تیرا تھوڑا اور بقدر ہے
اور آرزو تیری حقیر ہے آہ آہ توشہ کی کمی سے اور سفر کی دوری اور درازی سے اور وحشت اور خوف اس راہ سے اور بزرگی اس منزل سے پس جب معاویہ نے
شاہ مرداں کا یہ حال سنا تو رویا اور کہا کہ خدا رحم کرے ابو الحسن پر اور ضرار سے پوچھا کہ اے ضرار تیرا حال انکے فراق میں کیسا ہے اور انکی جدائی میں تو کیونکر
گذارہ کرتا ہے ضرار نے کہا کہ اے معاویہ حال میرا فراق میں انکی ایسا ہے اور مانند اس عورت کے ہے کہ جسکا بچہ اسکی بغل میں ذبح کریں پس کیا حال ہوگا اس
عورت کا اور خداتعالیٰ ان متقیوں ہی کے حال میں فرماتا ہے کہ **وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ** اور بیچ مالوں انکے **حَقٌّ** حق ہے یعنی حصہ مقرر ہے **لِّلسَّآئِلِ**
واسطے سائل مانگنے والے کے **وَالْمَحْرُوْمِ** اور محروم کے کہ جو کسی سے سوال نہیں کرتا ہے اور نہ مانگنے کے سبب سے لوگ اسکو تونگر گمان کرتے ہیں اور اسی سبب سے اسکو
زکوٰۃ اور صدقہ سے محروم رکھتے ہیں اور یا محروم وہ شخص ہے کہ پیشہ کرتا ہے لیکن اپنے پیشہ سے کچھ کمائی نہیں کر سکتا ہے اور یا یہ وہ شخص ہے کہ مال غنیمت میں اسکا
حصہ نہیں ہے غرض یہ ہے کہ متقی اپنے مال میں سے سائل اور غیر سائل کو دونوں کو دیتے ہیں اور غرض بیان کرنے وعدہ اور وعید سے رغبت دلانی ہے لوگوں کو طرف ایمان کے
اور واسطے بعد اسکے دلیلیں ایمان لانے کی بیان کرتا ہے کہ **وَفِی الْاَرْضِ** اور بیچ زمین کے **اٰیٰتٌ** نشانیاں ہیں قدرت خدا کی اسکے وجود پر اور
واحد ہونے پر **لِّلْمُوْقِنِیْنَ** واسطے یقین کرنے والوں کے جو کہ خداتعالیٰ کو پہچانتے ہیں اور دلیلوں اور نشانیوں کے وسیلہ سے انکے دل کا شک اور شبہ دور کیا ہے اور جو
نشانیاں اسکی قدرت کی ہیں انمیں سے ایک تو خود زمین ہے کہ اسکو بچھونا بنایا ہے اور پانی پر اسکو بچھایا ہے مخلوقات کی سکونت کے واسطے اور چشمے اسمیں جاری
کئے اور کانیں اور جواہر اسمیں پیدا کئے اور حیوان قسم قسم کے بدنوں اور شکلوں اور صورتوں کے اسمیں چلائے درندے اور پرندے اور چوپائے کہ ہر ایک کی وضع
علیحدہ ہے اور روئیدگی قسم قسم کی اور پھول طرح طرح کے اور ترکاریاں اور پھل اور میوے اسمیں پیدا کئے کہ ہر ایک پھل کا رنگ اور بو علیحدہ ہے اور ہر پھل
اور میوہ کا مزہ اور خوشبو جدی جدی ہے اور پہاڑ اور رستے واسطے آمد و رفت بندوں کے زمین پر بنائے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو آسانی سے چلے جائیں اور
سوائے اسکے اور بہت نشانیاں اسکی قدرت کی زمین میں ہیں کہ جنکی لکھنے کو ایک دفتر چاہیے **وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ** اور بیچ نفسوں تمہارے کے نشانیاں ہیں اسکی
قدرت کی ہیں کہ دلالت کرتی ہیں کمال قدرت پر بنانیوالے عالم کے کہ کسطرح کی پاکیزہ صورت اور حسن اور عقل اور حواس اور کمالات آدمی کو بخشی ہیں
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا پس نہیں دیکھتے ہو تم تامل کی آنکھ سے طرف کاریگریوں خدا کے کہ جسکے وسیلہ سے تم اسکو پہچانو اور اسکی وحدانیت اور کمال قدرت اور
علم کیطرف راہ لیجاؤ **وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ** اور بیچ آسمان کے ہے روزی تمہاری کہ باران رحمت آسمان کیطرف سے نازل ہوتا ہے تمہاری روزی کے پیدا
کرنیکے واسطے **وَمَا تُوْعَدُوْنَ** اور وہ چیز کہ وعدہ کئے جاتے ہو تم وہ بھی آسمان پر ہے اسواسطے کہ آٹھوں بہشتیں آسمان ہفتم پر ہیں سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک
اور کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تمام روزیاں تمہاری اور جو کچھ کہ وعدہ کئے گئے ہو تم سب لوح محفوظ میں لکھا ہے اور وہ چوتھے آسمان پر ہے پس چاہیے کہ بندہ غم روزی کا
نہ کرے کہ وہ ایسی جگہ رکھی ہے کہ کوئی آفت اسکو نہیں پہنچتی اور اسی قول کی تاکید میں فرماتا ہے کہ **فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ** پس قسم ہے پروردگار
آسمان اور زمین کی کہ **اِنَّهٗ** تحقیق وہ امر مذکور کہ نشانیاں قدرت خدا کی اور روزی اور وعدہ کی گئی چیزیں ہے **لَحَقٌّ** البتہ حق اور سچ اور درست ہے

مثل ما انکم تنطقون مثل اسچیز کے کہ تحقیق تم باتیں کرتے ہو کہ جیسے کہ تم اپنی باتیں کرنے میں کچھ شک نہیں کرتے ہو ایسے ہی ان
امور میں شک اور شبہہ نہیں ہے اور مثل کا لفظ منصوب ہے سواسطے کہ حال واقع ہوا ہے ضمیر حق سے اور حمزہ اور کسائی اور ابوبکر نے اسکو مرفوع پڑھا ہے صفت
حق کی تقدیر کر کے اور اصمعی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ ایکدن بصرہ کی جامع مسجد میں جاتا تھا راہ میں ایک صحرائی سے ملاقات کی کہ وہ رہزنی کرتا تھا اور
اسوقت وہ ایک شتر پر سوار تھا اور تلوار اسکے گلے میں پڑی تھی اور کمان بازو میں لٹکتی تھی اور جسوقت نزدیک میرے آیا تو سلام کیا اور مجھسے پوچھا کہ تو کونسے
قبیلہ میں سے ہے مینے کہا کہ میں بنی الاصمع کے قبیلہ میں سے ہوں کہا کہ تو بنی الاصمع کے قبیلہ میں سے نہیں ہے مینے کہا کہ میں اسی قبیلہ میں سے ہوں بعد اسکے مجھسے
پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے مینے کہا کہ میں اسجگہہ سے آتا ہوں کہ جس جگہہ تلاوت قرآن کی اور کلام خدا کی کرتے تھے کہا کہ خدا کا کلام ہے کہ آدمی اسکو پڑھ سکتا ہے
مینے کہا کہ ہاں کہا کہ پڑھ تو اسکو مینے سورۂ ذاریات پڑھی اور جسوقت میں اس آیت پر پہنچا کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون تو مجھسے کہا کہ اے اصمعی تجھکو
خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا یہ کلام خدا کا ہے مکہ میں محمد صلعم پر نازل کیا ہے مینے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ جسنے محمد کو خلقت پر پیغمبر کر کے بھیجا ہے یہ
کلام خدا کا ہے کہ محمد پر نازل کیا ہے جسوقت اس عرب نے یہ کلام سنا تو اپنی اونٹ سے نیچے اترا اور اونٹ کو اپنی ذبح کر کے پارہ پارہ کیا اور کھال میں اسکی
لٹکے رکھے اور مجھسے کہا کہ میری مدد کر کہ اسکو محتاجوں پر تقسیم کریں اور تلوار کو توڑکر اور کمان کو خاک میں پوشیدہ کر کے صحرا کو چلا گیا اور کہا کہ وفی السماء
رزقکم وما توعدون اور مینے اپنی نفس کو ملامت کیا اور کہا کہ اے نفس تو برسوں سے اس آیت کو پڑھتا ہے اور تجھکو نصیحت نہوئی اور اعرابی نے ایکبار سنکر نصیحت
پکڑی پس مینے اس اعرابی کو نہ دیکھا یہانتک کہ میں حج کو گیا ایکروز طواف میں ایک شخص نے مجھکو پیچھے سے آواز دی جسوقت مینے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہی اعرابی ہے سبب
کثرت عبادت کے ناتوان ہو گیا تھا اور فقط پوست اور استخوان اسکا باقی رہ گیا تھا اور رنگ اسکا زرد ہو گیا تھا مجھکو مقام ابراہیم میں لیگیا اور کہا کہ وہ ہے
کلام خدا کا پھر مجھسے سنا مینے وہ سورۂ ذاریات پڑھی پس جسوقت اس آیت پر پہنچا کہ وفی السماء رزقکم کہا کہ پایا مینے جو کچھ خدا نے وعدہ کیا تھا اور کہا کہ کچھ ہے
اور پڑھ مینے یہ آیت پڑھی کہ فورب السماء والارض اعرابی نے ایک نعرہ مارا اور کہا کہ کون ہے کہ خدا کو غضب میں لایا اور اسکے کہنے کو حق اور راست نجانا
پس وہ تین مرتبہ یہ کہا اور جان اپنی حق کو تسلیم کی اور ابوسعید خدری نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ اگر کوئی تم میں سے روزی سے بھاگے تو
روزی اسکے پیچھے پیچھے جائیگی اور اسکو پائیگی جیسے کہ موت پیچھے پیچھے جاتی ہے اور اسکو پاتی ہے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ روزی دو طرح کی ہے
ایک وہ ہے کہ جسکا تو طالب ہے اور دوسری وہ ہے کہ تیری وہ طالب ہے اور جسکا کہ تو طالب ہے وہ احتمال رکھتی ہے کہ تو اسکو پاوے یا نہ پاوے اور جو روزی کہ تیری طالب ہے
ممکن نہیں ہے کہ وہ تجھکو نہ پاوے اور حکمت روزی کے طلب کرنے میں یہ ہے کہ اسکے سبب سے عالم کا انتظام ہووے اور آدمی آپسمیں انس پکڑیں اور بعد اسکے حال حضرت
ابراہیم کا اور قوم لوط کے ہلاک ہونیکا بیان کرتا ہے واسطے خوف دلانے کفار کے چنانچہ فرماتا ہے کہ هل اتاک کیا آئی ہے تیرے پاس یہ استفہام اقراری ہے
یعنی البتہ آئی ہے تیرے پاس حدیث ضیف ابراهیم بات مہمانوں ابراہیم کی المکرمین کہ بزرگ تھے وہ نزدیک خدا کے یا ابراہیم کے کہ اپنی ذات سے
انکی خدمت کی تھی اسنے اور ضیف اصل میں مصدر ہے سواسطے اسکا اطلاق واحد پر اور کثیر پر دونو پر ہوتا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ وہ مہمان بارہ فرشتے
تھے کہ واسطے ہلاک کرنے قوم لوط کے نازل ہوئے تھے اور پہلے حضرت ابراہیم کے پاس گئے تھے اور بعض تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ چار تھے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور
عزرائیل اور بعضے کہتے ہیں کہ تین فرشتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ دس تھے اور دسواں انکا جبرئیل تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ فرشتے سات تھے اور آٹھواں
انکا جبرئیل تھا اور مہمان انکو اسواسطے کہا کہ وہ مہمان بنکر حضرت ابراہیم کے پاس آئے تھے اور یا یہ کہ حضرت ابراہیم نے انکو مہمان گمان کیا تھا اذ دخلوا
جسوقت داخل ہوئے وہ علیه اوپر اس ابراہیم کے فقالوا پس کہا انہوں نے کہ سلام کیا ہمنے تجھپر سلاما سلام کرنا قال کہا ابراہیم نے
سلام سلام ہے تمپر اور جسوقت ابراہیم نے انکو عجیب اور غریب صورت اور ہیئت میں دیکھا تو بعد جواب سلام کے فرمایا کہ تم قوم منکرون قوم ہو اجنبی کہ میں
تمکو پہچانتا نہیں ہوں اور تمہارے حال سے واقف نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ تم کون آدمی ہو اور ابراہیم نے انکو اجنبی اسواسطے کہا کہ بدون اجازت کے وہ گھر میں داخل
ہو گئے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ سلام کرنیکی جہت سے انکار کیا اسواسطے کہ اس زمانہ میں سلام کرنیکا دستور نتھا بلکہ سلام کرنا اسلام کے زمانہ میں سنت ہوا ہے

اور ابراہیمؑ نے جسوقت مہمانوں کی عادت کو دیکھا تو فرمایا کہ تم اجنبی ہو فَرَاغَ پس جھک گیا ابراہیمؑ اِلٰٓی اَھۡلِهٖ طرف اہل اپنے کے یعنی اپنی گھر کے لوگوں کے پاس گیا
اس طرح سے کہ وہ مہمان نہ جانیں کہ کہاں جاتا ہے اسواسطے کہ مہماندار کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے امر کو پوشیدہ کرے اور بدون اطلاع مہمان کے کھانا حاضر کرے
فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِیۡنٍ پس لایا ابراہیم بچھڑا فربہ بھنا ہوا اور منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت سارہ کے پاس آئے اور کہا کہ مہمان عزیز اور
بزرگ آئے ہیں کچھ کھانا موجود ہے کہ انکو کھلاؤں سارہ نے کہا کہ کچھ نہیں ہے مگر ایک بچھڑا ہے کہ میں نے اسکو فرزند کی ہوس میں پرورش کیا ہے اور ہاتھ اور
پاؤں کو اسکے مہندی لگائی ہے اس سبب سے اس سے بہت انس رکھتی ہوں جیسے مادر اپنی فرزند سے رکھتی ہے وہ میں نے تجھکو بخشا ابراہیمؑ نے اسکو ذبح کیا اور بھونکر اور ایک
طبق میں رکھکر اسکو مہمانوں کے پاس لیگئے فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیۡهِمۡ پس نزدیک کیا اس بچھڑے کو طرف انکے یعنی انکے سامنے زمین پر رکھا کہ اسکو کھائیں انہوں نے اسکی طرف
کچھ رغبت نہ کی قَالَ کہا ابراہیمؑ نے ان مہمانوں سے کہ اَلَا تَاۡکُلُوۡنَ کیا نہیں کھاتے ہو تم یہ کھانا اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی عادت یہ تھی کہ وقت
کھانے مہمانوں کے مہمانوں کی طرف نظر نہیں کرتے تھے کہ کھانے سے حیا اور شرم نکریں انکی طرف بھی نظر نہیں کرتے تھے اور گمان یہ تھا کہ وہ کھانے میں مشغول ہیں
سارہ نے پردہ کے پیچھے سے دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہیں ابراہیمؑ کو اس امر کی خبر کی حضرت ابراہیمؑ نے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہیں
فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ پس دل میں گزرا انکی طرف سے خِیۡفَةً خوف اسواسطے کہ اس زمانہ میں جسکو کہ گمان دشمنی کا کسی کیطرف سے ہوتا تھا
وہ اسکا کھانا نہیں کھاتا تھا ایسا ہی خیال کیا ابراہیمؑ نے کہ ایسا نہو کہ یہ غدر کرنے یا مال و جان کے ارادہ پر آئے ہوں انہوں نے جسوقت ابراہیمؑ کی
صورت سے اثر خوف کا معلوم کیا تو قَالُوۡا کہا انہوں نے کہ لَا تَخَفۡ نہ خوف کر تو اے ابراہیم اور اندیشہ کو اپنی طرف راہ مت دے کہ ہم
ملائکہ ہیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت ابراہیمؑ نے جانا کہ یہ فرشتے ہیں انسے کہا کہ مجھکو پہلے اس سے کیوں نہ خبر کی کہ میں بچھڑے کو بیجان نہ کرتا اور اسکی ماں سے اسکو جدا نہ کرتا
جبرئیلؑ نے اس بچھڑے پر اپنا پر مارا وہ اسیوقت زندہ ہو گیا اور آواز کرتا ہوا اپنی ماں کیطرف پہنچا سارہ نے جسوقت پردہ کے پیچھے سے یہ حال دیکھا تو تعجب کیا
اور ابراہیمؑ نے بھی تعجب کیا وَبَشَّرُوۡهُ اور خوشخبری دی ان فرشتوں نے ابراہیمؑ کو بِغُلٰمٍ ساتھ لڑکے کے کہ وہ سارہ سے پیدا ہو عَلِیۡمٍ
علم والا ہو کہ کامل ہو وہ علم میں جسوقت کہ وہ حد بلوغ کو پہنچے اور نام اسکا اسحاقؑ ہو پس جسوقت فرشتوں نے یہ خوشخبری دی تو فَاَقۡبَلَتِ
امۡرَاَتُهٗ پس منہ کیا عورت ابراہیمؑ کے نے اور متوجہ ہوئی طرف گھر کے یعنی سارہ زوجہ ابراہیمؑ وہاں سے اپنی گھر کیطرف روانہ ہوئی فِیۡ
صَرَّةٍ بیچ فریاد کرنے کے یعنی فریاد کرتی ہوئی ہانستے گئی فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا پس طمانچہ مارا اپنی منہ اپنے کو تعجب کے اسواسطے کہ بڑھیا
ہو گئی تھی اور وقت بچہ جننے کا گزر گیا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت اس خوشخبری کو سنا تو حرارت خون حیض کی اپنے میں پائی اسواسطے حیا کی جہت سے وہ اپنی منہ
پر طمانچہ مارتی تھی وَقَالَتۡ اور کہا سارہ نے کہ میں عَجُوۡزٌ عَقِیۡمٌ بڑھیا ہوں بانجھ پس کیونکر بچہ جنوں گی اور منقول ہے کہ سارہ کی عمر
ان دنوں میں ننانوے برس کی تھی اور اس عمر میں کبھی جنی نہ تھی اور حضرت ابراہیمؑ کی عمر ایکسو نو برس کی تھی جسوقت فرزند کی خوشخبری سنی تو
تعجب کیا قَالُوۡا کہا ان فرشتوں نے انکا تعجب دیکھکر کَذٰلِكِ ایسی ہی ہے کہ جیسے کہ ہم نے تمکو خوشخبری دی ہے قَالَ رَبُّكِ کہا ہے
پروردگار تیرے نے اور ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے ہیں وہی کہتا ہے کہ تمہارے فرزند پیدا ہوگا اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا هُوَ الۡحَكِیۡمُ وہی حکمت والا
ہے کہ اپنی حکمت سے بڑھاپے میں فرزند پیدا کرے اور ناامیدی کے زمانہ میں حکم کرے فرزند پیدا ہونیکا الۡعَلِیۡمُ جاننے والا تیری بانجھ ہونیکا اور تمام
امروں پوشیدہ کا اور کہتے ہیں کہ جسوقت جبرئیلؑ نے سارہ کا تعجب دیکھا تو کہا اے سارہ تو اپنے گھر کی چھت پر نظر کر سارہ نے جسوقت چھت پر نظر کی تو
دیکھا کہ لکڑیاں چھت کی کہ مدت سے وہ خشک ہو رہی تھیں سب ہری اور سبز ہو گئیں اور میوے انمیں ظاہر ہو گیا اسوقت سارہ کو فرزند ہونیکے طرف سے
اطمینان حاصل ہوا اور ابراہیمؑ نے جسوقت ان مہمانوں کو جانا کہ یہ ملائکہ ہیں تو جانا کہ انکا زمین پر [illegible] آنا کہ ایک جماعت ہو کر یہ آئے ہیں کسی امر
عظیم کیواسطے ہوگا اسواسطے ابراہیمؑ نے قَالَ کہا انہوں نے فَمَا خَطۡبُكُمۡ پس کیا ہے کام بزرگ تمہارا اَیُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ اے بھیجے گیو
خدا کے قَالُوۡۤا کہا انہوں نے جواب میں ابراہیمؑ کے کہ اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ تحقیق ہم بھیجے گئے ہیں اِلٰی قَوۡمٍ مُّجۡرِمِیۡنَ طرف قوم گنہگاروں کے

یعنی طرف قوم کفار کے کہ لفظ سخت تر گناہ ہونگا ہے اور مراد اس سے لوط ہی یعنی ہمکو طرف لوط کی بھیجا ہے لنرسل علیہم تاکہ بھیجیں ہم اوپر انکی اور
نازل کریں بعد ہلاک کرلینا اور زیر و زبر کرنے شہر انکے حجارۃ من طین پتھر مٹی سے بنی ہوئی جسکو کھنگر کہتے ہیں مسومۃ
جسوقت کہ نشان کیے گئے ہوں وہ پتھر عند ربک نزدیک پروردگار تیری کے للمسرفین واسطے حد سے گزرنیوالوں کی کفر میں اور مسومۃ
حال واقع ہوا ہے اور معنی اسکی علامت اور نشان کیے گئے ہیں یعنی ہر ایک انہیں سے نشان کیا گیا ہی اور لکھا گیا ہی اوپر نام اس شخص کا کہ جو اس سے
ہلاک ہوگا کہتے ہیں کہ بعد ہلاک ہونے انکے اور الٹ جانے انکی شہرونکے وہ پتھر ان لوگوں پر برسے کہ جو اس قوم کے آدمی انکی شہروں میں نہ تھے بلکہ دوسرے شہروں میں
تجارت وغیرہ کی اور اپنی ضرورت کیواسطے گئے تھے اور جسوقت ابراہیم نے جانا کہ یہ فرشتے واسطے ہلاک کرنے قوم لوط کے جاتے ہیں تو دل انکا اپنے
بھائی کے بیٹے لوط کیواسطے رنجیدہ ہوا اور ملائکہ سے پوچھا کہ وہاں لوط ہی انکا کیا حال ہوگا فرشتوں نے کہا کہ اسکی طرف بھیجے گئے ہیں ہم نجات کر اسکو اور
اسکی بیٹیوں کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا فاخرجنا پس باہر نکالینگے ہم من کان فیہا اس شخص کو کہ ہووے بیچ ان شہروں کے من المؤمنین
مومنوں میں سے فما وجدنا پس نہ پاوینگے ہم فیہا بیچ ان شہروں کے غیر بیت من المسلمین سوائے ایک گھر کے مسلمانوں میں سے
کہ وہ ایک گھر لوط کا تھا اور انکی دو بیٹیوں کا اور کہتے ہیں کہ تیرہ شخص اس عرصہ میں ایک شخص لوط کی قوم میں سے ایمان لایا تھا اور خدا تعالیٰ نے
مومنین کو مسلمین بایں سبب کہا ہے اسواسطے کہ جو مومن ہے وہ مسلمان بھی ہوتا ہی لیکن یہ ضرور نہیں کہ جو مسلم ہو وہ مومن بھی ہو اور کہا ان فرشتوں نے کہ وترکنا
اور باقی چھوڑینگے ہم بعد ہلاک کرنے اس قوم کے کفار کی اور نجات دینے مومنین کے فیہا بیچ ان شہروں کی آیۃ ایک نشانی عذاب کی للذین
واسطے ان لوگوں کی یعنی واسطے نصیحت پکڑنے ان لوگوں کی یخافون العذاب الالیم جو ڈرتے ہیں عذاب دردناک سی اور ڈرنیوالوں کو خاص
اسواسطے کہا کہ جنکے دل سخت ہیں اور کفر کی نہایت کو پہنچے ہیں وہ اس علامت اور نشانی سی ہرگز متنبہ نہیں ہوتے ہیں اور نصیحت نہیں پکڑتے ہیں اور اب
قصہ حضرت موسیٰ کا اور فرعون کا اور فرعونیوں کی ہلاک ہونیکا بیان کرتا ہی وفی موسیٰ اسکا عطف فیہا پر ہی یعنی اور چھوڑی ہمنے بیچ قصہ
موسیٰ کی نشانی عذاب کی اذ ارسلناہ جسوقت کہ بھیجا ہمنے اسکو الی فرعون طرف فرعون کے اور اسکی قوم کے بسلطان مبین
ساتھ حجت ظاہر کے کہ وہ اژدہا ہو جانا عصا کا تھا اور روشن ہونا ہاتھ کا تھا اور جسوقت فرعون نے یہی ظاہر معجزہ کو دیکھا تو فتولی پس پھر گیا ایمان
لانیسے برکنہ ساتھ قوت اپنی کے کہ کثرت لشکر کی اور مال کی اسکو حاصل تھی اور اسکی سبب سے وہ قوی ہو رہا تھا مثل مکان کے کہ اپنی رکنوں اور ستونوں سے
قوی اور استوار ہوتا ہی وقال اور کہا فرعون نے موسیٰ کو کہ وہ ساحر جادوگر ہے کہ ہماری نظروں کو بند کرکے ایسا دکھلاتا ہے او مجنون یا
دیوانہ ہے کہ اپنی کام کے انجام کو نہیں سوچتا ہی محققین کہتے ہیں کہ فرعون کا جہل اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ اسکی جہالت نے عقل کو اس سے خارج کر دیا تھا اسواسطے کہ
ساحر کو عقل چاہیے اور ذہن اور فہم کامل اور مجنون ہونا دلالت کرتا ہی بےعقل ہونے پر اور وہ ان دونوں وصفوں سے کہ آپس میں ایک دوسرے کی
ضد اور برخلاف ہے موسیٰ کو طعن کرتا تھا فرماتا ہی خدا کہ فاخذناہ پس پکڑا ہمنے اس فرعون کو وجنودہ اور لشکروں اسکی کو قہر اور
غضب میں فنبذناہم فی الیم پس ڈالا ہمنے انکو بیچ دریا کے اور غرق کیا وہو ملیم جسوقت کہ وہ فرعون ملامت
کرنیوالا تھا اپنے نفس کو کہ کسواسطے میں نے موسیٰ کے کہنے کو نہ مانا اور اسپر طعن کیا اور اسی سبب سے اسنے وقت غرق ہونیکے کہا کہ آمنت انہ لا الہ الا الذی آمنت
بہ بنوا اسرائیل اور مثل وفی موسیٰ کی یہ ہے کہ وفی عاد اور چھوڑی ہمنے بیچ قصہ عاد کے نشانی عذاب کی اذ ارسلنا علیہم جسوقت
بھیجا ہمنے اوپر انکی الریح العقیم ہوا بانجھ کو کہ جس سے درخت پھلوں سے اور بادل باران سے حاملہ نہوتے تھے یعنی جس ہوا میں کچھ فائدہ نہ تھا وہ ہمنے
انپر بھیجی کہ انکی جڑ کو اکھاڑ کر پھینکدیا اور نسل کو انکی قطع کیا اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ہوائیں پانچ ہیں اور انمیں ایک عقیم ہی پس پناہ
مانگو تم ساتھ خدا کے اس ہوا کی شر سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کے پاس لشکر ہواؤنکی ہیں عذاب کرتا ہے انہی سے اس شخص کو کہ جو کوئی
اسکی نافرمانی کرے اور وہ ہوا جو انپر بھیجی تھی وہ ایسی تھی کہ ما تذر نہیں چھوڑتی تھی وہ من شیء اتت علیہ کسی چیز کو کہ آتی تھی اوپر اسکے

اِلَّا جَعَلَتْهُ مگر دیتی وہ اسچیز کو كَالرَّمِيْمِ مانند کہنہ اور ریزہ ریزہ کے جیسیکہ گھانس خشک اور استخوان کہنہ اور بوسیدہ ہوتی ہیں اور منقول
ونی موسیٰ کی یہ قول بھی حقتعالی کا ہی وَفِيْ ثَمُوْدَ اور بیچ قصہ ثمود کے نشانی عذاب کی ہی خوف کرنیوالونکو اِذْ قِيْلَ لَهُمْ جسوقت
کہا گیا واسطے انکے بعد جھٹلانے حضرت صالح کی اور قتل کرنے ناقہ کے تَمَتَّعُوْا کہ فائدہ اٹھاؤ تم زندگانی دنیا ہی اور نفع حاصل کرو تم اپنی عمر سے
حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک کہ وہ وقت عذاب کا تھا کہ بعد تین روز کے انپر واقع ہوا فَعَتَوْا پس سرکشی کی انہوں نے عَنْ اَمْرِ
رَبِّهِمْ حکم پروردگار اپنے سے فَاَخَذَتْهُمُ پس پکڑا انکو الصّٰعِقَةُ بیہوش کرنیوالی عذاب نے کہ وہ چیخ جبرئیل کی تھی اس سے سب
ہلاک ہوگئے وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اور حال یہ ہی کہ وہ دیکھتے تھے ہو اسطے کہ وہ عذاب دن کو نازل ہوا تھا فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ
پس طاقت رکھی نہوں نے کھڑی ہونے سے یعنی انکا اسقدر مقدور نہوا کہ کھڑی ہو کر بھاگ جاتیں یا اس عذاب کو اپنی دفع کریں بلکہ اپنی اپنے گھر میں زانو
کے بل گرکے ہلاک ہوگئے تھے وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ اور نہ تھی وہ بدلا لینی والے یا آپس میں ایک دوسری کی مدد کرنیوالے عذاب کے دفع کرنے میں
وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اور قوم نوح کو پہلی ان سے اور قوم نوح منصوب ہے فعل مقدر سے اور وہ اہلکنا ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر کلام سابق اور تقدیر اسکی و اہلکنا
قوم نوح من قبل ہی یعنی اور ہلاک کیا ہمنے قوم نوح کو پہلی ان مذکورہ سے اور یا اذکر کا لفظ مقدر ہے کہ تقدیر اسکی واذکر قوم نوح یعنی اور یاد کر تو
قوم نوح کو اور یا منصوب بنزع خافض ہے اور فی اسمیں مقدر ہے اور دلالت کرتی ہی اوپر قرأت اہل کوفہ کی سوائے عاصم کے کہ وہ قوم کے لفظ کو مکسور پڑھتے
ہیں موسیٰ پر عطف کرکے یا عاد پر عطف کرکے یعنی بیچ قصہ قوم نوح کے نشانی عذاب کی ہی واسطے ان لوگونکے کہ خوف کرتے ہیں اِنَّهُمْ كَانُوْا
تحقیق کہ وہ قوم نوح کے آدمی تھی وہ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ایک گروہ باہر ہو جانیوالے حکم خدا سے بسبب زیادتی کفر اور سرکشی کے اور اب بیان
اپنی کمال قدرت اور نعمت کا ذکر کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا اور آسمان کو بنایا ہمنے بِاَيْىدٍ ساتھ قوت اپنی کے وَّاِنَّا
لَمُوْسِعُوْنَ اور تحقیق البتہ ہم طاقت رکھنے والے اور قادر ہیں اسکی بنانے پر اور یا یہ کہ ہم گنجائش رکھنے والے ہیں اس سے زیادہ اور بلند بنانے پر
اور یا یہ کہ ہم فراغ کرنیوالے ہیں روزی کو بندوں پر وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا اور زمین کو بچھایا ہمنے پانی پر واسطے سکونت اور ٹھہرنے خلقت کے فَنِعْمَ
الْمٰهِدُوْنَ پس اچھی بچھانیوالے ہیں ہم کہ ہمنے اسکو واسطے فائدہ بندونکی بچھایا ہے نہ واسطے نفع ذات اپنی کے کہ ہم اپنی ذات میں کسی کے محتاج
نہیں ہیں وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ اور ہر چیز سے مخلوقات کی قسموں میں سے خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ پیدا کئی ہیں ہمنے دو قسم کہ ایک دوسری کا جوڑا ہے
یا تو باعتبار شکل کے کہ مرد اور عورت یا باعتبار پہلی اور پیچھے انکے جیسی کہ رات اور دن اور باعتبار مخالفت ذات کے جیسے کہ روشنی اور تاریکی اور تر
اور خشک اور سوائے اسکی جیسے کہ آسمان اور زمین اور دریا اور خشکی اور جن اور انسان اور یا صفات میں مخالف ہوں جیسی کہ بردباری اور قہر اور بیماری
اور صحت اور تونگری اور فقیری اور رونا اور ہنسنا اور زندگی اور موت اور خوشی اور غم حاصل یہ ہے کہ ہمنے ہر چیز کو پیدا کیا ہی بطریق جوڑا
ہونیکے پیدا کیا ہے اور بعضے کہتی ہیں کہ مراد جوڑا پیدا کرنیسے نر اور مادہ ہیں اور یہ معنی آسمان کو بلند پیدا کیا ہی اور زمین کو بچھایا ہی اور جوڑے پیدا کئے ہیں
ہو اسطے کہ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ تا کہ تم نصیحت پکڑو اور اسکے وسیلے سے ان چیزونکو پیدا کرنیوالے کی طرف راہ لیجاؤ اور اسکی عبادت میں مشغول ہو
اور مقصود جو مختلف چیزونکی پیدا کرنے سے پہچاننا اسکے پیدا کرنیوالے کا اور عبادت اسکی ہے تو فَفِرُّوْٓا پس بھاگو تم یعنی رجوع کرو تم کفر کو چھوڑ کر اِلَى اللّٰهِ
طرف خدا کی کہ اسکو واحد جانکر اسکی پرستش میں مشغول ہو اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہی کہ حج کرو تم طرف خدا کی اور یہی حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی اور بعضے کہتی ہیں مراد اس سے یہ ہی کہ بھاگو تم اس چیز سے کہ تمکو منع کرے طاعت خدا سے اور بالکل طرف طاعت کے متوجہ
ہو جاؤ اور بعضے کہتی ہیں کہ مراد یہ ہے کہ بھاگو تم اسکی ماسوا سے طرف اسکے اِنِّيْ لَكُمْ تحقیق کہ میں واسطے تمہارے مِّنْهُ اس عذاب سے نَذِيْرٌ ڈرانیوالا
ہوں مُّبِيْنٌ ظاہر معجزے دکھلا کر وَلَا تَجْعَلُوْا اور نہ مقرر کرو تم مَعَ اللّٰهِ ہمراہ خدا کے اِلٰهًا اٰخَرَ معبود دوسرا اِنِّيْ لَكُمْ تحقیق
میں واسطے تمہارے مِّنْهُ اس عذاب خدا سے نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ڈرانیوالا ظاہر ہوں اور مکرر لانا اسکا واسطے تاکید کے ہے كَذٰلِكَ اسیطرح یعنی

ع۲ ۱

جیسے کہ تجھکو بتلاتے ہیں کبھی تجھکو جادوگر کہتے ہیں اور کبھی مجنون کہتے ہیں ایسے ہی **مَا اَتَی الَّذِیْنَ** نہیں آیا ہے اُن لوگوں کے پاس کہ **مِنْ قَبْلِهِمْ** پہلے ان کفار مکہ سے تھے **مِنْ رَّسُوْلٍ** کوئی پیغمبر **اِلَّا قَالُوْا** مگر کہا انہوں نے کہ اسکی قوم کے آدمی تھے ان پیغمبر کو کہ **سَاحِرٌ** جادوگر ہے یہ جسوقت کے انکو معجزہ دکھایا **اَوْ مَجْنُوْنٌ** یا دیوانہ ہے جسوقت کہ غیب کی خبر انکو دیتا تھا یعنی پیغمبر کے معجزہ کو تو جادو کہتے تھے اور بات کو انکی دیوانوں کی بڑ بیان کرتے تھے **اَتَوَاصَوْا** کیا وصیت کی ہے اُن پہلوں نے اُن پچھلوں کو **بِهٖ** ساتھ اس قول کے کہ پہلے اور پچھلے سب اس کلمہ کے کہنے میں متفق ہیں اور حقیقت میں وصیت نہیں کی ہے پہلوں نے اُن پچھلوں کو **بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ** بلکہ وہ ایک گروہ ہیں حد سے گزرنے والے کفر میں اور نافرمانبرداری کرنیوالے اور انکا کفر اور عناد جو ہے حد کو پہنچا ہے **فَتَوَلَّ عَنْهُمْ** پس منہ پھیر لے تو ہی محمد صلعم انسے اور ارادہ انکی سزا دینے کا اور بدلا لینے کا مت کر جبتک کہ تجھکو حکم نہ پہنچے **فَمَا اَنْتَ بِمَلُوْمٍ** پس نہیں ہے تو ملامت کیا گیا ہمارے نزدیک اگر تو انسے منہ پھیر لیوے اور ملامت کئی گئے وہی ہیں کہ انہوں نے حق کو قبول نہ کیا اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا اور صحابہ رنجیدہ ہوئے کہ شاید وحی منقطع ہو گئی ہے اور نازل ہونا عذاب کا نزدیک پہنچا یہ آیت نازل ہوئی کہ **وَّذَكِّرْ** اور نصیحت دے تو مومنین کو **فَاِنَّ الذِّكْرٰى** پس تحقیق نصیحت دینی **تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ** نفع پہنچاتی ہے مومنین کو یعنی بسبب عناد کفار کے مومنین کی نصیحت کو ترک مت کر سو واسطے کہ نصیحت سبب زیادتی ایمان کا ہے اور مجاہد سے منقول ہے کہ ایکروز امیرالمومنین ع پیرہن بدن پر لپیٹ کر گھر سے باہر نکلے غمگین اور رنجیدہ اور فرمایا کہ جسوقت آیہ فتول عنہم فما انت بملوم نازل ہوئی تو ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ غمگین نہوا اور وحی کے منقطع ہونیکا یقین کیا اور عذاب کے نازل ہونیکا بھی جزم ہوگیا اور جسوقت آیہ وذکر فان الذکری تنفع المومنین نازل ہوئی تو ہم خوشحال ہوئے اور بعضے علما لکھتے ہیں کہ نصیحت کرنیوالے کو چاہئے کہ نصیحت میں دس چیزوں کا ذکر کرے کہ جس سے سننے والوں کو فائدہ ہو اول ذکر کرنا نعمت خدا کا تاکہ اسکا شکر ادا کریں اور دوسرے ذکر ثواب رنج اور بلا کا تاکہ اسپر صبر کریں اور تیسرے بیان کرنا ہے گناہوں کی عذاب کا اور شمار انکی تاکہ انسے توبہ کریں اور چوتھی ظاہر کرنا شیطان کے وسوسوں کا تاکہ اس سے پرہیز کریں اور پانچویں فکر کرنا دنیا کے زوال اور جلد جاتے رہنے کا اور اسکی بے وفائی کا تاکہ اس سے نفرت کریں اور چھٹے بیان کرنا موت کا تاکہ مستعد مرنے کی رہیں اور ساتویں ذکر قیامت کا تاکہ اسدن کے کام میں مشغول ہوں اور آٹھویں بیان کرنا دوزخ کے طبقوں کا اور عذاب کے قسموں کا تاکہ اس سے ڈریں اور خوف کریں اور نویں بہشت کے درجوں کا اور اسکی نعمت کی قسموں کا تاکہ طرف اسکی رغبت کریں اور دسویں کلام کرنا خوف و رجا میں یعنی کبھی تو خدا تعالی کی عظمت و جلال کو اور اسکی قہر کو اور غضب کو بیان کرنا تاکہ اس سے ڈرتے رہیں اور کبھی اسکی رحمت و مغفرت کا ذکر کرنا تاکہ اسکی امید رکھیں پس جس نصیحت میں کہ یہ دس امر ہونگی تو سننیوالوں کو اس سے بہت فائدہ ہوگا اور بعد حکم پہنچانے حجت کے انکی سبب کو بیان کرتا ہے کہ **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ** اور نہیں پیدا کیا میں نے جنوں اور آدمیوں کو **اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** مگر واسطے اسکے کہ عبادت کریں وہ مجھکو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ میں نے بندوں کو پیدا نہیں کیا ہے مگر اسواسطے کہ انکو عبادت کا حکم کروں اور دلالت کرتا ہے طرف اسکی یہ قول وما امروا الا لیعبدوا اللہ اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا کہ نہیں پیدا کیا ہے میں نے جنوں اور آدمیوں کو مگر واسطے کہ اقرار کریں وہ عبودیت کا اور بندہ ہونیکا اور پہچانیں انکی صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کیساتھ اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حسین بن علی علیہما السلام نے اپنے صحابہ سے کہا کہ اے آدمیو خدا تعالی نے نہیں پیدا کیا ہے بندوں کو مگر اسواسطے کہ پہچانیں وہ اسکو اور جسوقت اسکی عبادت کریں تو اسکی غیر کی عبادت سے بے پروا ہو جائیں ایک مرد نے ان حضرت سے کہا کہ فدا ہوں تجھپر باپ اور ماں میری اے فرزند رسول خدا کیا ہے معرفت خدا کی اور پہچاننا اسکا فرمایا کہ پہچاننا ہر زمانہ کے آدمیوں کو اپنی زمانہ کے امام کا جسکی کہ طاعت انپر واجب ہے اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ پیدا کیا ہے انکو واسطے امر اور نہی کے اور نہیں پیدا کیا ہے انکو اسواسطے کہ ہمیشہ عبادات کریں بلکہ اسواسطے کہ کبھی کبھی عبادت کریں تاکہ معلوم ہو کون فرمانبرداری کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے آیہ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک سے اور بعضے کہتے ہیں کہ غرض اصلی پیدا کرنے سے بہشت کا ثواب کا ہے نہ عبادت لیکن ثواب حاصل نہیں ہوتا ہے مگر عبادت سے گویا کہ عبادت باعث پیدا کرنیکا ہے اور صورت میں منسوب کیا پیدا کرنیکی غرض کا طرف عبادت کے مبالغہ کی جہت سے ہے نہ حقیقت میں اور بعضے جو عبادت نہیں کرتے ہیں اس سے انکی غرض باطل نہیں ہوتی ہے اسواسطے کہ مراد عبادت سے یہ ہے کہ اپنے اختیار سے کرے نہ مجبوری اور ناچاری سے اسواسطے کہ اگر مجبوری کی جہت سے ہوتی تو سب

عبادت کرتے ہیں اور کوئی شخص اسکو ترک کرتا اور غرض عبادت کے حکم کرنے سے پہنچانا نفع کا ہے بندونکو نہ خدا کو فائدہ کا حاصل کرنا اور اگر کسنے اسکی عبادت نکی تو اس سے اسکی غرض باطل نہیں ہوتی اور
یہ ایسا ہے کہ کوئی کسی قوم کیواسطے کھانا تیار کرے اس کو کھانیکے واسطے بلائے اور وہ آئیں او ربعضے انمیں سے نہ کھایا تو اسکی غرض میں کچھ خرابی نہوگی اسواسطے کہ کھانا
موقوف ہے دوسرے کے اختیار پر اور غرض اسکی عبادت کرنیکے حکم سے یہ ہے کہ اسکے وسیلہ سے آخرت میں رستگاری پاویں اور یہی مراد کو پہنچیں یہ کہ خدا تعالے
کو انسے کچھ فائدہ حاصل ہو اسواسطے کہ ذات اسکی بے پروا ہے اور کسی چیز کی احتیاج نہیں رکھتی اور وہی اپنے فضل و کرم سے سب کو روزی دیتا ہے خواہ عبادت میں
اسکی مشغول ہوں خواہ نہوں اور کسی سے روزی کا ارادہ نہیں کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ** نہیں چاہتا ہوں میں ان بندوں سے **مِّنْ**
رِّزْقٍ کسی روزی کو **وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ** اور نہیں چاہتا ہوں میں یہ کہ کھانا دیویں وہ مجھکو بلکہ روزی اور کھانا دینا میری صفت ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نہیں چاہتا ہوں میں کہ روزی دیویں وہ کسی کو میری مخلوقات میں سے اور اپنی تئیں جو کہا کہ نہیں چاہتا میں کہ مجھکو کھانا دیویں
اسواسطے کہ تمام خلائق خدا تعالیٰ کی عیال ہیں اور جو کوئی کسیکی عیال کو کھانا دیوے تو ایسا ہے کہ گویا اسکو کھانا دیا اسواسطے فرمایا کہ میں انسے روزی نہیں چاہتا ہوں
اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا **هُوَ الرَّزَّاقُ** وہی روزی دینے والا ہے تمام مخلوقات کا نہ غیر اسکا پس خدا محتاج کسیکا نہوگا **ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ**
صاحب قوت تمام اور مضبوط کا ہے کہ یہی قدرت اور قوت میں بڑا کامل ہے اور عاجزی اور احتیاج کا اسکی طرف ہرگز وہم بھی نہیں ہو سکتا ہے اور کفار
قریش باوجود یکہ ان دلیلوں کو اور اسکی قدرت کی نشانیوں کو جو اپنے کفر کو زیادہ کرتے تھے اور رسول خدا صلعم کو جھٹلاتے تھے انکے ڈرانیکو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ
فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا پس تحقیق واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنی نفسوں پر کفر کرکے اور پیغمبر کو جھوٹا ٹھہرا دیا یہ کہ ظلم کیا ہے انہوں نے
آل محمد کے حقوق غصب کرکے انکے واسطے **ذَنُوْبًا** ایک حصہ عذاب کا ہے **مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ** مانند حصہ یاروں انکے کے جو کہ پہلی
امتوں میں گذرے ہیں کفر کرنیوالے اور جھٹلانیوالے پیغمبروں کے مثل قوم نوح اور عاد اور ثمود وغیرہ کے یعنی انکو وہ عذاب ہوگا جو کہ پہلی امتوں کا فروں کو ہے اور ذنوب
اصل میں پانی سے بھرے ہوئے ڈول کو کہتے ہیں کہ جو بہت بڑا ہوتا ہے اور وہ مذکر کا اور مونث کے دونوں کے لئے آتا ہے اور اسی سے پانی کے حصہ تقسیم کرتے میں
کہتے ہیں کہ ایک ذنوب تیرا ہے اور ایک ذنوب میرا ہے اسواسطے حصہ کے معنی میں اسکا استعمال ہوا ہے اور یہاں وہ اسم آن کا واقع ہوا ہے اور کفار مکہ عذاب کو
سنکر کہتے تھے کہ کب ہے یہ وعدہ اگر تم راست گو ہو اس وعدہ میں اے مسلمانو تو خدا تعالیٰ انکے جواب میں فرماتا ہے کہ **فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ** پس چاہئے کہ جلدی کریں مجھ سے
عذاب کے واقع ہونے میں کہ وہ انسے ترک نہوگا اور اب انکی عذاب کا بیان کرتا ہے کہ **فَوَيْلٌ** پس ویل ہے اور یہ کلمہ وقت واقع ہونے عذاب اور ہلاکت کے
کہا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ویل دوزخ کے ایک کنوئیں کا نام ہے پس ویل ہے **لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا** واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انہوں نے **مِنْ يَّوْمِهِمُ**
عذاب سے انکے **الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ** وہ دن کہ وعدہ کئے جاتے ہیں وہ اس دن کا اور مراد اس سے روز قیامت ہے یا روز بدر **سورة الطور**
یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں انچاس آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کوئی سورۂ طور کو پڑھے خدا تعالیٰ اسکے واسطے نیکی دنیا اور آخرت کی
جمع کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ رسول خدا اس سورہ کو نماز مغرب میں پڑھتے تھے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالطُّوْرِ** قسم ہے
طور کی اس لفظ کے معنی زبان سریانی میں پہاڑ کے ہیں اور مراد اس سے کوہ سینا ہے کہ جسپر خدا تعالیٰ کا کلام حضرت موسیٰ سنتے تھے اور وہ مدین میں ہے یا
ارض مقدس میں اور سورۂ تین میں بھی اسکا ذکر آیا ہے کہ وہ طور سینین ہے اور تخصیص اسکی ذکر کرکے اسکی برکت کی جہت سے ہے اور اسکے فائدہ کی کثرت
سبب سے اور ابن عباس کے نزدیک وہ پہاڑ ہے کہ جسمیں گھانس وغیرہ درخت اگتی ہوں جسکو سرسبز کہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دو پہاڑ ہیں ایک کو تینا
کہتے ہیں سبب کثرت گھانس کے اور تین گھانس کو کہتے ہیں اور دوسرے کو زیتا کہتے ہیں سبب کثرت زیتون کے اور بعضے کہتے ہیں کہ طور مطلق پہاڑ کو کہتے ہیں اور جسوقت
لام تعریف کا اسپر آئے تو وہ خاص ہو جاتا ہے **وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝** اور قسم ہے کتاب لکھی گئی کی **فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝** بیچ صحیفہ کشادہ کے
وقت پڑھنے کو اور مراد اس سے قرآن شریف ہے اور بعضوں کے نزدیک مراد لوح محفوظ سے ہے اور وہ تختی زمرد سبز کی ہے اور یا مراد توریت کی تختیوں سے ہے اور یا
مراد بندوں کے نامۂ اعمال سے ہے اور تینوں کتاب کے واسطے تعظیم کی ہے اور رق اس پوست کو کہتے ہیں کہ جسپہ لکھتے ہیں اور یہاں ادھر اس چیز سے ہے جسپر لکھا جاوے

سورۃ الطور

والبیت المعمور اور قسم ہی گھر آباد کی کہ وہ کعبہ معظمہ ہی اور آبادی اسکی حاجیوں کی کثرت سے ہی اور وہ اول گھر ہے کہ جو زمین پر بنایا گیا ہی واسطے عبادت بندوں کی اور بعضی نے لکھا ہی کہ بیت المعمور آسمان چہارم پر ہے اور آبادی اسکی فرشتوں سے ہی کہ ہر روز اسمیں ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں اور پھر انکی طرف کبھی عود نہیں کرتے ہیں اور یہی حضرت امیر المومنین سے منقول ہی فرمایا کہ نگہبان اور خزانہ دار اسکا ایک فرشتہ ہی کہ اسکو ارزن کہتے ہیں اور وہ گھر یاقوت سرخ کا ہی اور خدا تعالی نے اسکو حضرت آدم کے زمانہ میں زمین پر بھیجا تھا اور حضرت نوح کے طوفان کیوقت حکم دیا کہ اسکو پھر آسمان پر لیگئے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ملائکہ کو حکم دیا کہ اسکا طواف کریں اور بعد اسکی ملائکہ کو زمین پر بھیجا اور فرمایا کہ زمین پر مثل اسکی اور مقدار اسکی ایک مکان بناؤ اور حکم دیا کہ جو کوئی زمین پر ہے اسکا طواف کریں اور وہ کعبہ ہے اور منقول ہے کہ کعبہ بیت المعمور کے مقابلہ میں ہے اگر بیت المعمور کو چھوڑیں تو کعبہ کے اوپر گرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آسمان اول پر ہی اور حدیث معراج میں ہی کہ وہ ساتویں آسمان پر ہے اور ابوہریرہ نے رسولخدا سے روایت کی ہی کہ بیت المعمور آسمان دنیا پر ہے اور آسمان چہارم پر ایک نہر ہی کہ اسکو نہر حیوان کہتے ہیں جبرئیل ہر روز وقت طلوع آفتاب کے اسمیں داخل ہوتا ہی اور جسوقت باہر نکلکر اپنے پر جھاڑتا ہے تو ستر ہزار قطرے اسکے پروں سے گرتے ہیں اور ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی اور ان سب ملائکہ کو بیت المعمور میں داخل ہونیکا خدا تعالی حکم کرتا ہی پس وہ اس بیت المعمور میں داخل ہوکر نماز پڑھتے ہیں اور اسکا طواف کرتے ہیں اور اسی طرح سے خدا تعالی دوسرے روز اور فرشتے پیدا کرتا ہی اور طواف کا اور داخل ہونیکا حکم کرتا ہے اور پھر انکو نوبت اسکی طواف کی نہیں پہنچتی ہے **والسقف المرفوع** اور قسم ہی چھت بلند کی گئی کی یعنی آسمان کی کہ وہ مانند چھت کے ہی اور یہ قول حضرت امیر المومنین کا ہی **والبحر المسجور** اور قسم ہی دریا پر کئے گئے کی اور بعضی نے کہا کہ قسم ہے دریا افروختہ کئے گئے کی کہ مراد دوزخ سے ہے اور منقول ہی کہ امیر المومنین نے ایک یہودی سے پوچھا کہ تمہاری کتاب میں دوزخ کو کس موضع میں لکھا ہی کہا کہ دریا میں فرمایا کہ اسنے قول میں یہ راست گو ہے اسواسطے کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ والبحر المسجور اور منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن دریا کو آتش سے پر کریں اور آب دریا سے آتش کو روشن کریں اور دوسری روایت میں ہے کہ سب دریاؤں کو قیامت کے روز روشن کریں یہانتک کہ مانند آتش سوزاں کے ہوجائیں اور بعد اسکی سب کی راہوں کو کھولدیں یہانتک کہ سب ایک دریا ہوجائیں پس سبکو دوزخ میں جاری کریں اور امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد بحر مسجور سے ایک دریا ہی نیچے عرش کے اور گہراؤ اسکا مقابل سات آسمان اور زمین کے ہے اور پانی اسکا گاڑھا ہے مانند منی کے اور نام اسکا بحر الحیوان ہی اور قیامت کے روز خدا تعالی اسکو حکم کریگا کہ چالیس صباح وہ قبروں پر برسے اور دوسری صور میں سب خلائق اس سے زندہ ہوجائیں اور زندہ ہوکر قبروں سے باہر نکلیں پس ان عجیب امور کے خدا تعالی قسم کھاتا ہی اس بات پر کہ **ان عذاب ربک** تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا **لواقع** البتہ واقع ہونیوالا ہی کافروں اور گنہگاروں پر **ما لہ** نہیں ہے واسطے اس عذاب کے **من دافع** کوئی دفع کرنیوالا کہ اس عذاب کو دور کرے اور وجہ دلالت کرنی ان امور کی کہ جنکی قسم کھائی ہی عذاب کے واقع ہونے پر یہ ہے کہ وہ امور دلالت کرتی ہیں اسکی کمال قدرت اور حکمت پر اور اسکی خبروں کی سچائی پر اور بندوں کے اعمال کی جزا دینے پر جبیر بن مطعم سے منقول ہے کہتا تھا کہ میں مدینہ میں گیا تھا کہ ہمارے بندوں کے مقدمہ میں حضرت پیغمبر سے کچھ عرض کروں پس مسجد میں آیا اور اسوقت حضرت نماز صبح میں مشغول تھے اور سورہ طور پڑھتے تھے جسوقت اس آیت پر پہنچے کہ ان عذاب ربک لواقع ہو قریب تھا کہ نہایت خوف سے دل میرا شگافتہ ہوجائے اسیوقت میں نے اسلام کو قبول کیا اس خوف سے کہ مبادا عذاب نازل ہو اور میں حالت کفر میں جاؤں اور اس عذاب کے وقت کو بیان کرتا ہی یعنی عذاب واقع ہو گا **یوم تمور السماء** جسدن کہ بیقرار ہو اور بہت حرکت کرے آسمان **مورا** بیقرار ہوکر اور پھر پھٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے **وتسیر الجبال** اور روانہ ہوں پہاڑ زمین سے اکھڑ کر **سیرا** روانہ ہونا کہ مانند غبار کے پراگندہ ہوکر اڑجائیں اور جسوقت یہ واقع ہو **فویل** پس وائی ہے **یومئذ** اس دن **للمکذبین** واسطے جھٹلانیوالوں خدا اور رسول کے **الذین ہم** وہ لوگ کہ وہ **فی خوض** بیچ شروع کرنے امر باطل کے کہ وہ سننا قرآن کا اور جھٹلانا ہی پیغمبر کا اور انکار کرنا قیامت کا ہے امر میں **یلعبون** بازی کرتے ہیں اور اعتبار اسکا نہیں کرتے اور عذاب انپر واقع ہو گا **یوم یدعون** جسدن کہ بلائے جائیں اور دفع کئے جائیں وہ کفار سختی سے **الی نار جہنم** طرف آتش دوزخ کے **دعا** دفع کرنا اور ڈھکیلنا سختی سے اور اسوقت انکو کہا جائے **ہذہ النار التی** یہ آگ وہ ہے کہ **کنتم بہا** تھے تم ساتھ اسکے دنیا میں **تکذبون** تکذیب کرتے اور جھٹلاتے

اور عتبار اسکا نکرتے تھے اور پیغمبر جو تمکو معجزہ دکھلاتا تھا تو تم اسکو جادو کہتے تھے اور کہا جائیگا **افسحر هذا** کیا پس جادو ہے یہ کہ دیکھتے ہو تم اسکو یعنی یہ عذاب
کہ تم دیکھتے ہو کیا یہ بھی جادو ہے جیسے کہ وحی کو خدا کی تم جادو کہتے تھے چاہئے کہ اسکو بھی جادو کہو **ام انتم لا تبصرون** کیا تم نہیں دیکھتے ہو اس عذاب کو
کیا اندھے ہو جیسے کہ دنیا میں اندھے بنگئے تھے اس چیز کے دیکھنے سے جو کہ اس عذاب کے ہونے پر دلالت کرتی تھی پس کہا جائیگا انکو کہ **اصلوها** داخل ہو تم اس دوزخ
میں اور جلو تم اسمیں **فاصبروا** پس صبر کرو تم عذاب کے پہنچنے میں **او لا تصبروا** یا نہ صبر کرو تم **سواء علیکم** برابر ہی اوپر تمہارے صبر کرنا
اور جزع اور فزع اور فریاد اور زاری کرنا کہ سوائے دوزخ کی تمہاری جگہ بہتر نہیں ہے اور نہ عذاب سے پرہیز کر سکتے ہو اور نہ دوزخ میں سے کہیں کو بھاگ سکتے ہو
انما تجزون سوائے اسکے نہیں کہ جزا دئے جاتے ہو تم **ما کنتم تعملون** اس چیز کے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں کہ قیامت کا انکار کرتے تھے اور پیغمبر کو
جھٹلاتے تھے اور اب خدا تعالی متقیوں کا حال بیان کرتا ہے کہ **ان المتقین** تحقیق پرہیزگار سوائے کفر اور شرک اور گناہوں سے **فی جنات** بیچ
بہشتوں کے ہونگے **و نعیم** اور بیچ نعمتوں کے **فاکهین** مزہ پانیوالے ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے یعنی لذت پانیوالے اور خوشحال ہونگے **بما اتاهم**
بسبب اس چیز کے کہ دیا ہے انکو **ربهم** پروردگار انکے نے **ووقاهم** اور نگاہ رکھا ہے انکو **ربهم** پروردگار انکے نے **عذاب الجحیم** عذاب
دوزخ کے سے اور اگر ما کو مصدریہ کہو تو سب فعلوں کے معنی مصدر کے ہونگے یعنی مسرور بہشتی شاد اور فرحان ہونگے بسبب بخشش خدا کی بہشت کی نعمتوں کو
اور نگاہ رکھنے دوزخ کی عذاب سے اور جس وقت متقی بہشت میں داخل ہونگے تو فرشتے انکو کہینگے کہ **کلوا واشربوا** کھاؤ تم اور پیو تم بہشت کے کھانوں
اور پینے کی چیزوں میں سے **هنیئا** خوشحال بچتا ہوا کہ جسمیں تخمہ اور بدہضمی نہو اور هنیئا صفت ہے اکلا اور شربا محذوف کی اور زید بن ارقم سے منقول ہے
کہ مرد اہل کتاب میں سے رسول خدا صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ ای ابو القاسم تو دعوی کرتا ہے کہ بہشتی بہشت میں کھائینگے اور پئینگے حضرت نے فرمایا قسم ہے اس
شخص کی کہ جان میری اسکی دست قدرت میں ہے کہ ہر ایک بہشتیوں میں سے قوت سو مرد کی رکھتا ہوگا برغبت تمام کھائیگا اور پیئیگا اور مجامعت کریگا
اور بعد کھانے اور پینے کے ایک پسینا اسکو آئیگا کہ خوشبو اسکی مشک سے زیادہ ہوگی اور جو کچھ کھایا اور پیا ہے اسیطرح سے تحلیل ہوگا اور حقتعالی کہیگا کہ یہ بدلا ہے تمہارا
بما کنتم تعملون بسبب اسکے کہ تھے تم عمل کرتے دنیا میں اور یہ سب فضل و کرم خدا کا ہے کہ تھوڑے سے اعمال کی عوض میں اسقدر انعام کیا ورنہ
اعمال بندگی اس انعام کے برابر کب ہوسکتے ہیں **متکئین** جس وقت کہ تکیہ لگانیوالے ہونگے وہ بہشتی بہشت میں **علی سرر** اوپر تختوں کے کہ چاندی
اور سونے کی یاقوتوں سے بنے ہوئے ہونگے **مصفوفة** صفت باندھی ہوئے رکھے ہونگے وہ تخت برابر برابر اور فرماتا ہے **و زوجناهم** اور جوڑا کر دینگے
انکو **بحور عین** ساتھ حور عین کے کہ ان حوروں کو انکی زوجہ بنا دیا ہے اور حور سفید بدن گوری عورت کو کہتے ہیں کہ سفیدی اسکی آنکھ کی بہت سفید ہو
اور عین کشادہ چشم کو کہتے ہیں کہ سیاہی اسکی آنکھ کی بہت سیاہ ہو **والذین امنوا** اور جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں **واتبعتهم ذریتهم** اور
پیروی کی ہے انکی اولاد انکی نے **بایمان** ساتھ ایمان کے جیسے کہ وہ مومن تھے ایسے ہی انکی اولاد بھی انکی پیروی سے مومن ہوئے ہیں کہ جیسے کہ اور
مسرتیں اور شادیاں بہشت میں انکی واسطے ہیں کہ وہ بہشت کی نعمتوں کو کھائیں اور پئینگے اور تختوں پر تکیے لگائے ہونگے اور حور عین سے انکی بیاہ ہونگے ایسے
ہی انکی خوشی کے واسطے **الحقنا بهم** پہنچائینگے ہم ساتھ انکے اور لاحق کرینگے **ذریتهم** اولاد انکی کو خواہ وہ اولاد صغیر ہو خواہ کبیر اولاد کبیر تو اپنی ایمان کی
جہت سے اپنی باپوں کی ہمراہ بہشت میں ہوگی اور اولاد صغیر اپنی باپوں کی ایمان کی جہت سے انکے باپوں کی ہمراہ بہشت میں ہوگی اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ
خدا تعالی بلند کریگا اولاد مومن انکی باپ کے درجہ میں اگرچہ وہ درجہ میں کم ہوں تا کہ خنک اور روشن ہو آنکھ مومن کی انکی پاس رہنے سے جیسا کہ تمامی
روشن ہوتے تھے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ تحقیق مومنین اور اولاد انکی بہشت
میں ہونگی اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مومنین کے لڑکوں کو راہ دکھلائینگے انکی باپوں کی طرف قیامت کے روز اور ابن
عباس سے روایت ہے کہ بعضے مومن ایسے درجہ میں پہنچیں تو کہے کہ خداوندا باپ اور ماں اور فرزند میرے کہاں ہیں آواز آوے کہ وہ ایسا عمل نہیں کرتے تھے کہ جسکی سبب سے
اس درجہ میں وہ بہشت میں ہوں وہ مومن کہے کہ خداوندا کیا ہو کہ اگر اپنے فضل اور کرم سے تو انکو میرے پاس پہنچادے حقتعالی حکم کریگا کہ انکو اسکی پاس پہنچادو

اور اولاد صغیرہ کے حق میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالی نے مومنین کے لڑکونکو حضرت ابراہیم اور سارہ کے سپرد کیا ہی پرورش کے واسطے وہ انکو ایک بہشتی درخت سے غذا دیتے ہیں کہ اس درخت میں مثل پستان گاؤ کے ہونگے اور ایک محل میں انکو رکھتے ہیں قیامت کے روز انکو لباس پاکیزہ پہنا کر اور خوشبو لگا کر بطور تحفہ کے انکو انکی باپونکے پاس بھیجینگے اور انکی سیر کرینگے وہ بھی مثل اپنی باپونکے بہشت میں بادشاہ ہونگے اور یہ تفسیر ہے قول حقتعالی کی **والذين امنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان** اور منقول ہی کہ اولاد صغیرہ کفار کی بھی دوزخ میں نہ جائینگے بلکہ بہشت میں جائینگے اور کہتے ہیں کہ وہ یا تو غلام ہونگے کہ بہشت میں مومنین کے خدمتگار ہونگے اور یا یہ کہ بعضے کہتے ہیں کہ وہ بہشت کی چڑیاں بنجائینگے اور کہتے ہیں کہ مراد اولاد کے لاحق ہونیسے یہ ہے کہ وہ اپنے باپونکے نزدیک ہونگے کہ انسے ملتے رہینگے نہ یہ کہ انکے درجہ میں ایک مکان میں ہوں کہ اس صورت میں باپوں کے درجہ کی کمی اور نقصان لازم آتا ہی اور صحیح یہ ہے کہ خدا تعالی اولاد کے درجہ کو اگر باپ کے درجے سے کم ہوگا تو اپنے فضل اور کرم سے بلند کریگا اور بڑھادیگا انکی باپونکی خوشی کیواسطے نہ یہ کہ باپونکی درجے سے کچھہ کم کرے چنانچہ فرماتا ہی کہ **وما التناهم** اور نہ کم کرینگے ہم **من عملهم** ثواب عمل انکے میں سے **من شيء** کچھہ کم کرینگے بلکہ اپنے فضل اور کرم سے اولاد کے درجہ کو بلند کرکے انکی باپوں کے درجہ میں پہنچا وینگے اور باپونکی درجے سے کم نکرینگے **كل امرئ** ہر مرد بالغ **بما كسب** ساتھہ اسچیز کے کہ کسب کیا ہی عمل بد یا نیک **رهين** گرو ہے اپنے عمل میں قیامت کے دن اور اسمیں معید ہی اور عمل نیک ہی تو رہائی پائیگا اور اگر بد ہے تو گرفتار عذاب ہوگا اسکی عوض میں اور دوسرے کے عمل کی عوض میں کسیکو گرفتار نہ کرینگے اور عورتیں تابع مردونکی ہیں اسواسطے مردونکا ذکر کیا اور عورتونکا ذکر نہ کیا اور حال دونونکا یکساں ہے اعمال میں اور اب مومنین کے حق میں زیادتی نعمت کا ذکر کرتا ہی **وامددناهم** اور زیادہ کریں ان متقیونکو یعنی جو کچھہ کہ انکی پاس ہے اس سے بڑھکر زیادتی کریں ہم **بفاكهة** ساتھہ میوے کی ہر قسم کا میوہ انکو دیویں **ولحم** اور ساتھہ گوشت کے کہ سب قسمونکی گوشت انکو دیویں **مما يشتهون** اسچیز سے کہ خواہش کریں وے اور میوہ اور گوشت کو اسواسطے اختصاص کیا کہ یہ سب کھانونمیں افضل ہیں حاصل یہ ہے کہ ہم پرہیزگارونکو زیادہ دیتے رہینگے ہر وقت میں کہ **يتنازعون** لیویں دیوینگے آپسمیں **فيها** بیچ اس بہشت کے **كأسا** پیالہ کو شراب کے کہ ایک شخص دیویگا اور دوسرا لیویگا اور اسیطرح سے دور رہیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد کاس سے خمر ہے یعنی شراب اور دلالت کرتی ہی اسپر ضمیر مؤنث کی جو اسکی طرف پھرتی ہی قول حقتعالی میں **لا لغو فيها** نہیں بیہودگی ہی بیچ اس شراب کے یعنی اس شراب کو پیکر بکتے نہیں ہیں اور نہ بیہودہ بکتے ہیں اور نہ اسکو پیکر کسی سے جھگڑتے ہیں **ولا تأثيم** اور نہ گنہگار کرنا یعنی نہ طرف گناہ کے منسوب کرنا اور اسکو پیکر ایسا کام نکرنا کہ جو باعث گناہ کا ہو اور لوگ اسکو گناہ کیطرف منسوب کریں جیسے کہ دنیا کی شراب میں ہے اور اسکو پیکر بکتے ہیں اور لڑتے اور جھگڑتے ہیں اور گالیاں بکتے ہیں اور وہ شراب ان سب امور سے خالی اور پاک ہے **ويطوف عليهم** اور گرد پھرینگے اوپر ان بہشتیوں کے پیالے شراب کے ہاتھوں میں لئے ہوئے واسطے خدمت کے **غلمان لهم** خدمتگار واسطے انکے کہ وہ خوبصورت لڑکے ہونگے کہ واسطے انکے خاص کئے گئے ہونگے **كأنهم** گویا کہ وہ حسن اور صفائی اور لطافت میں **لؤلؤ مكنون** موتی ہیں چھپائے گئے اور پوشیدہ سیپی میں کہ ہاتھہ کسیکا ابتک نہیں پہنچا اور گرد و غبار سے وہ پاک اور محفوظ ہیں یعنی جیسے کہ موتی سیپی میں صاف اور ہاتھونکی استعمال سے اور گرد و غبار سے امن میں ہوتا ہی ایسے ہی وہ غلمان ہیں اور منقول ہے کہ کسی شخص نے رسولخدا سے پوچھا کہ یا رسولخدا خادم ایسا ہے تو مخدوم اسکا کیسا ہوگا فرمایا کہ بزرگی مخدوم پر خادم کی ایسی ہے کہ جیسے چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر ہو اور منقول ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ سب سے زیادہ کم مرتبہ کا بہشتی اپنے خادم کو آواز دیگا تو ایکہزار خادم اسکی جواب میں کہینگے کہ لبیک لبیک یعنی حاضر ہیں ہم حاضر ہیں ہم اور منقول ہے کہ جیسے اہل بہشت غلمان سے محظوظ ہونگے ایسے ہی غلمان بھی انکی خدمت سے لذت پائینگے اسواسطے کہ وہاں سراسر راحت و آرام ہی نہ رنج اور محنت اور تبیان میں لکھا ہی کہ لڑکے مشرکوں کے غلمان بہشتیونکی ہونگے اور لڑکیاں انکی حور العین ہونگی اور اولاد مومنین کی اپنی باپوں کے ہمراہ اسی ہیئت اور صورت سے ہونگی جیسے کہ دنیا میں تھے القصہ بہشتی بہشت میں اپنے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے **واقبل** اور منہ کریگا **بعضهم** بعض انکا **على بعض** اوپر بعضے کے **يتساءلون** جستجو کہ آپسمیں پوچھینگے اور سوال کرینگے یعنی ہر ایک شخص دوسرے کی حال اور اعمال کو پوچھیگا اور وہ آپسمیں **قالوا** کہینگے کہ **انا كنا قبل** تحقیق ہم تھے پہلے اس روز سے

فِيْٓ اَهْلِنَا بیچ لوگوں اپنے کے یعنی تھے ہم دنیا میں مُشْفِقِيْنَ ڈرنیوالے عذاب دوزخ سے اس سبب سے خدا تعالی کی عبادت میں مشغول رہتے تھے اور گناہوں سے پرہیز کرتے تھے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا پس احسان رکھا خدا نے اوپر ہمارے اپنی رحمت سے اور توفیق طاعت کی اور گناہوں سے پرہیز کرنے کی ہمکو دی وَوَقٰىنَا اور بچایا ہمکو عَذَابَ السَّمُوْمِ عذاب باد گرم دوزخ کے سے کہ وہ مسامات میں نفوذ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سموم نام جہنم کا ہے اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ تحقیق کہ ہم تھے پہلے اس سے دنیا میں نَدْعُوْهُ پکارتے تھے ہم اس خدا کو اور پرستش کرتے تھے ہم اسکی خالص نیت سے اور اپنی نجات کے واسطے اس سے دعا مانگتے تھے خدا تعالی نے ہماری دعا کو قبول کیا اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ خدا هُوَ الْبَرُّ وہی ہے بہت نیکی کرنیوالا ہے اپنے بندوں پر الرَّحِيْمُ مہربانی کرنیوالا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بر بمعنی صادق الوعدہ ہے اور کہتے ہیں کہ ایک جماعت قریش کی مکہ کی ٹیلوں پر بیٹھ کر آنے جانیوالے قافلوں کو روبرو جناب سے محمد صلعم کو شاعر اور جادوگر اور مجنون کہتے تھے اور سو محمد صلعم کو یہ بہتان انکی سنکر رنج ہوتا تھا حق سبحانہ واسطے تسلی خاطر اقدس سے محمد کے فرماتا ہے کہ فَذَكِّرْ پس نصیحت دے تو اے محمد قرآن کے ساتھ مکہ والوں کو اور مشرکوں کی باتوں کا رنج مت کر اور انکے سبب سے نصیحت کرنے کو موقوف مت کر فَمَآ اَنْتَ پس نہیں ہے تو بِنِعْمَتِ رَبِّكَ قسم ہے انعام کرنے پروردگار تیرے کی نبوت کو بِكَاهِنٍ خبر دینیوالا آیا کی جن کی تعلیم سے بدون وحی کے یعنی تو خبر غیب کی جن کے مطلع کرنے سے بدون وحی خدا کے نہیں دیتا ہے وَّلَا مَجْنُوْنٍ اور نہ دیوانہ ہے کہ جو قریش تجھکو کہتے ہیں سو اسلئے کہ قول کاہن کا اور مخالف عقل کے ہے اور ظاہر ہے اسلئے کہ کاہن کو عقل اور فہم اور تیزی ذہن کی چاہئے اور مجنون سے عقل زائل ہو جاتی ہے ایک شخص میں دونوں وصف کیونکر جمع ہو سکتی ہیں اَمْ يَقُوْلُوْنَ بلکہ کہتے ہیں وہ مشرکین کہ محمد صلعم شَاعِرٌ شاعر ہے نہ پیغمبر اور جو کچھ وہ فصاحت اور بلاغت سے بیان کرتا ہے یہ شعر گوئی کی قوت سے ہے نَّتَرَبَّصُ بِهٖ انتظار کرتے ہیں ہم ساتھ اس محمد کے رَيْبَ الْمَنُوْنِ حادثوں کے واقع ہونیکا کہ نہایت تردد اور فکر سے وہ شاعری کو سیکھا ہے اور یا یہ کہ انتظار کرتے ہیں ہم ساتھ اسکے حادثوں موت کا کہ وہ مر جاوے تو یہ شاعری اسکی موقوف ہو قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم انکے جواب میں تَرَبَّصُوْا انتظار کرو تم میری حادثہ یا مرنے زمانہ کا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ پس تحقیق کہ میں بھی ہمراہ تمہارے مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ انتظار کرنیوالوں میں سے ہوں تمہاری اوپر بلا اور مصیبت کے نازل ہونیکا جیسے کہ تم انتظار کرتے ہو میرے اوپر حادثہ کے واقع ہونیکا اور مرجانیکا پس اخیر کے قول کے باطل ہونیکو بیان کرتا ہے کہ اَمْ تَاْمُرُهُمْ بلکہ حکم کرتے ہیں ان کفار کو اَحْلَامُهُمْ عقلیں انکی بِهٰذَآ ساتھ ان مخالف باتوں کے اسواسطے کہ کہانت کو عقل چاہئے اور جنون زوال عقل کا ہے اور شعر ایک کلام مقفی اور خیالی اور موزوں ہوتا ہے اسکو جنون سے اور کہانت سے کیا مناسبت بس باتیں انکی موافق عقل کے نہیں ہیں پس اس سے رو گردانی کرکے فرماتا ہے اَمْ هُمْ بلکہ وہ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ایک گروہ ہیں حد سے گزرنیوالے عناد اور انکار میں اور اسی سبب سے ایسی ضد اور نقیض کی باتیں کرتے ہیں اور حق سے انکار کرتے ہیں اور اب دوسری حجت بیان کرتا ہے کہ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بلکہ کہتے ہیں وہ کفار کہ تَقَوَّلَهٗ بنا لیا ہے اس قرآن کو محمد نے اپنی جی سے اور جھوٹ کہا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ جو وہ کفار کہتے ہیں بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بلکہ نہ ایمان لاوینگے وہ یعنی باعث انکی ایسا کہنے کا کہ محمد نے قرآن کو اپنی طرف سے بنایا ہے یہ ہے کہ انکا اصرار کفر پر ہے اسواسطے ایسا کہتے ہیں اور بسبب انکی کفر اور گمراہی کے اور نہ انکو یقین ہے کہ قرآن ایسا ہے کہ اسکو کوئی بنا نہیں سکتا ہے جسوقت کہ تمام فصیح عرب کے اسکی مثل لانے سے عاجز ہو گئے پس حق تعالی واسطے لازم کرنے حجت کے فرماتا ہے کہ اگر قرآن محمد کا بنایا ہوا ہے فَلْيَاْتُوْا پس چاہئے کہ لاویں وہ بھی بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ کوئی بات مثل اس قرآن کے فصاحت میں اور حسن بیان میں اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ اگر ہیں وہ سچے بیچ اس کلام میں کہ محمد نے قرآن کو بنایا ہے اور آدمی مثل اسکی کہہ سکتا ہے اسواسطے کہ وہ بھی عرب میں بڑے فصیح ہیں اور محمد بھی انہیں لوگوں میں سے تھے اور انمیں محمد سے ایک زیادہ امر یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے استادوں سے بہت کچھ سیکھا ہے اور پڑھا ہے اور محمد کا تو آجتک کوئی استاد نہیں ہے پڑھنے لکھنے میں اور نہ انہیں کسی آدمی سے کسی کتاب کا سبق پڑھا ہے اس صورت میں ان لوگوں کی فصاحت محمد سے زیادہ ہونی چاہئے پس اگر قرآن محمد کا بنایا ہوا ہے تو چاہئے کہ وہ قرآن سے زیادہ کہہ لاویں اور جسوقت کہ وہ قرآن کے مثل بھی نہیں کہہ سکتے اور ایسا کلام کہنے میں وہ عاجز ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ قرآن آدمی کا کلام نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ہے کہ جسکے مثل کہنے میں

ع ۲۸
۱
۳

سب فصیح اور بلیغ عرب کے عاجز ہیں اور محمد کیطرف جو اسکو منسوب کرتے ہیں کہ یہ اسنے بنایا ہے یہ انکا کذب اور بہتان ہے اور اب خدا تعالی حجت پکڑتا ہی انپر سو جہ سی کہ
اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ کیا پیدا کئے گئے ہیں وہ بدون کسی چیز کے سو کہ انکا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں ہے اور خود بخود ہو گئے ہیں اسی جہت سی
عبادت میں مشغول نہیں ہوتے ہیں اور یا یہ کہ وہ پیدا ہوئے ہیں کسی کام کیواسطے کہ پیدا ہونا انکا عبث اور لہو اور لعب کے واسطے ہے اور امر اور نہی انپر جاری
نہیں ہے اور حساب انکا نہوگا اور جزا انکو نہ دیجائیگی اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ یا یہ کہ وہی پیدا کرنیوالے ہیں اپنے جانوں کے کہ جسکے سبب سے قرار اپنے پیدا
کرنیوالے کا نہیں کرتے ہیں اور یہ امر تو باطل ہے کہ انکا پیدا کرنیوالا کوئی نہو اسواسطے کہ بغیر بنانیوالے کے کوئی چیز بن نہیں سکتی ہے پس قرار نکرنا انکا اپنے
خالق کیواسطے یہ انکی عناد اور سرکشی کی جہت سے ہی اور بعد اسکے بھی واسطے الزام کرنے حجت کے فرماتا ہی کہ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کیا
پیدا کیا ہی انہوں نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ایسا بھی نہیں ہے بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ بلکہ نہیں یقین لاتے ہیں وہ اسکا کہ پیدا کرنیوالا سب چیزوں کا خدا ہے
اَمْ عِنْدَهُمْ کیا نزدیک انکی ہیں خَزَآئِنُ رَبِّكَ خزانے رحمت پروردگار تیری کی کہ جسکو چاہیں نبوت بخشدیں یا خزانے علم خدا انکی
ہاتھ میں ہیں تاکہ جانیں کہ لائق نبوت کے منصب کے کون ہی اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ یا وہی ہیں غالب ہونیوالے سب آدمیوں پر اور ہر چیز کو اپنی حکم میں
کرنیوالے تاکہ خدا کے امور کی تدبیر اور انتظام کریں اور ہر چیز اپنی خواہش کے موافق رکھیں اور جسکو چاہیں نبوت دیدیویں اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یا واسطے انکے
سیڑھی ہی کہ اس سیڑھی سے آسمان پر چڑھ کر يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ سنیں وہ بیچ اسکی اور کہتے ہیں کہ فی معنی علی ہی یعنی سنیں وہ اوپر اسکی کلام فرشتوں
کا جو آسمیں گفتگو کرتے ہیں اور جو کچھ کہ علوم غیب کے انپر وحی کیے جاتے ہیں تاکہ علم گزشتہ اور آئندہ کا انسے حاصل کریں اور عالم ہو جائیں محمد کے پہلے اپنے مرنے سے اور
اور اگر ایسا ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ پس چاہیے کہ لے آوے سننے والا انکا کہ آسمان پر گیا ہوا اور کلام غیب کا سنا ہو
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ کوئی حجت ظاہر اور دلیل روشن کہ اسکے سننے کی گواہ ہو اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ یا واسطے اس خدا کے بیٹیاں ہیں وَلَكُمُ
الْبَنُوْنَ اور واسطے تمہارے بیٹے ہیں اے کافرو اور یہ اشارہ طرف اسکی ہے کہ قریش نے کہا تھا کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور یہاں آیتیں ان کافروں کا احمق ہونا
بیان کرتا ہی کہ جسکی یہ رائے ہو کہ بیٹیوں کو جو کہ مرتبہ میں کم ہیں اپنے خالق کیطرف منسوب کریں اور بیٹوں کو جو کہ مرد ہیں اور عورتوں سے افضل ہیں اپنے
واسطے مقرر کرے وہ نہایت بیوقوف ہے اور عقلا میں ہرگز شمار نہیں کیا جاتا ہی چہ جائیکہ وہ آسمان پر جا کر غیب سے مطلع ہوا اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ کیا سوال
کرتا ہی تو انسے اے محمد ہمارے حکم پہنچانے پر اَجْرًا مزدوری کہ وہ اپنے اوپر تاوان سمجھتے ہیں فَهُمْ پس وہ مِّنْ مَّغْرَمٍ ہیں تاوان سے
مُّثْقَلُوْنَ بوجھ لدے گئے ہو گئے ہیں اپنے اوپر گران رہیں اور سبب سے تیری پیروی سے پشت پھیرتے ہیں اور انکار کرتے ہیں اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ
کیا نزدیک انکی غیب کی چیز ہے لکھی ہوئی مراد اس سے لوح محفوظ ہی کہ اسمیں سب غیب کی چیزیں مندرج ہیں فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ پس وہ لکھتے ہیں
اسمیں سے جو کہ غیب کی چیزیں ہیں اور غیب سے مطلع ہو کر کہتے ہیں کہ جو کچھ محمد کہتا ہی قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے اور حساب اور جزا کے ہو گو یہ
سب باطل اور اٹکلے ہیں اور انہوں نے جان لیا ہی کہ محمد ہم سے پہلے مریگا اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا کیا ارادہ کرتے ہیں وہ مکر کو تیری مقدمہ میں
اور مراد مکر سے وہ ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا رسول خدا کے قتل اور قید اور نکال دینے کا اور مشورہ ہوا تھا دارالندوہ میں کہا تھا کہ ان تین امروں میں
سے ایک امر کرنا چاہئے اور خدا تعالی نے اپنی حبیب کو اس مشورہ سے انکی مطلع کیا اور مکہ سے طرف مدینے کے ہجرت کرنیکا حکم دیا اور حضرت مدینہ کو تشریف لے گئے
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا پس جن لوگوں نے کفر کیا ہی هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ وہی ہیں مکر کئے گئے یعنی وبال مکر اور فریب کا انکی انہیں کے جانوں پر ہے کہ
جنگ بدر میں قتل اور گرفتار ہوں اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ یا واسطے انکے معبود ہے سوا خدائے پاک کے کہ وہ مدد انکی کرے اور انہیں عذاب سے انکو بچائے کہ
جو بدلا انکی مکر کا ہے سُبْحٰنَ اللّٰهِ پاک ہی خدا عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس چیز سے کہ شریک مقرر کرتے ہیں وہ کفار اسکی ذات مقدس کے اور وہ
کفار اپنی عناد اور سرکشی سے ایمان نہیں لاتے تھے اور حضرت رسول خدا عذاب کے نازل ہونیکو فرماتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ اگر تو راست گو ہی تو ہمارے اوپر آسمانسے
کوئی ٹکڑا اسکا گرادے حقتعالی انکی جواب میں فرماتا ہی کہ وَاِنْ يَّرَوْا اور اگر دیکھیں وہ كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ ٹکڑے کو آسمان سے سَاقِطًا گرنیوالا

اپنی سرکشی سے تو یقولوا کہیں وہ اپنی سرکشی اور عناد سے کہ یہ آسمان کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ سحاب مرکوم بادل ہے تہ بہ تہ ملا ہوا یہ کمال سرکشی و عناد ہے کہ باوجود دیکھنے علامتوں عذاب کے پھر بھی کفر سے توبہ نہ کریں اور باب فنا تا ہے کہ جسوقت حال انکا کفر میں و عناد میں ایسا ہی تو فذرھم پس چھوڑ دے تو انکو انکی حال پر اور انکے کفر کے سزا دینے کا ارادہ مت کر حتی یلاقوا یہانتک کہ ملاقات کریں وہ یعنی دیکھیں اپنی آنکھوں سے یومھم الذی فیہ دن اپنے کو وہ دن کہ بیچ اسکے یصعقون بیہوش کیے جاینگے پہلی صور کی آواز سے اور پھر ہلاک ہو جاینگے اور یصعقون عاصم اور ابن عامر نے بضم یا پڑھا ہے اور باقیوں نے بفتح یا اور اب وصف اس روز کا بیان کرتا ہے کہ یوم لا یغنی عنھم وہ دن کہ نہ بے پروا کرے اور دفع کرے نہیں کیدھم مکر انکا شیئا کسی چیز کو عذاب میں سے ولا ھم ینصرون اور نہ وہ مدد کیے جاینگے اس طرح کہ کوئی شخص انکی مدد کر کے انکو عذاب سے بچالیوے وان للذین ظلموا اور تحقیق واسطے ان لوگوں کے کہ ظلم کیا ہے انہوں نے اپنی جانوں پر کفر کو اختیار کر کے عذابا دون ذلک عذاب ہے سوائے اس عذاب آخرت کے کہ عذاب آخرت تو ہوگا لیکن سوا اسکے قبر میں بھی عذاب ہوگا اور رجعت میں بھی عذاب ہوگا اور یا بروز جنگ بدر قتل کیے جائیں اور قحط میں سات برس کے مبتلا ہوں ولکن اکثرھم اور لیکن اکثر ان کافروں کے آدمی لا یعلمون نہیں جانتے ہیں اس عذاب کے واقع ہونیکو واصبر اور صبر کر تو اے محمد صلعم لحکم ربک واسطے حکم پروردگار اپنے کے ان کافروں کے مقدمہ میں کہ انکو مہلت دی ہے اور ابھی عذاب انپر نازل نہیں کیا ہے اور تجھکو جبتک انکی آزار پہنچتے رہے ہیں فانک پس تحقیق کہ تو باعیننا ساتھ نگہداشت ہماری کے ہے یہ کلمہ دیکھنے کی جگہ میں استعمال کیا جاتا ہے یعنی ہم تجھکو دیکھتے ہیں اور کوئی چیز تیری ہمسے پوشیدہ نہیں ہے پس لطف و مہربانی کی نظر سے ہم تیری محافظت کرتے ہیں انکی مکر سے وسبح اور پاکی سے یاد کر تو خدا کو اور تسبیح کر بحمد ربک ساتھ حمد اور شکر پروردگار اپنے کے حین تقوم جسوقت اٹھے تو خواب سے اور کہتے ہیں کہ مراد تسبیح و حمد سے نماز ہے یعنی نماز پڑھ تو جسوقت اٹھے تو خواب سے اور مراد اس سے نماز شب ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نماز صبح ہے ومن اللیل اور بعضے راتیں سے فسبحہ پس پاکی سے یاد کر تو اسکو یعنی نماز پڑھ تو واسطے اس کے نماز مغرب و عشاکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے نماز تہجد ہے اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم شب تین مرتبہ بیدار ہوتے تھے اور آسمان کے کناروں کیطرف ملاحظہ فرماتے تھے اور پانچ آیتیں آخر سورہ آل عمران میں سے انک لا تخلف المیعاد تک پڑھتے تھے اور بعد اسکے نماز شب کو شروع کرتے تھے وادبار النجوم اور نماز پڑھ تو وقت پیچھے جانے ستاروں کے یعنی وقت پوشیدہ ہونے ستاروں کے صبح کی روشنی سے اور جناب رسول خدا اور امیر المومنین و حسن مجتبی اور امام محمد باقر اور امام رضا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے کہ مراد اس سے دو رکعت نافلہ صبح کی ہیں اور زید ادبار کو بفتح ہمزہ پڑھا ہے اور رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ یہ دو رکعت نافلہ صبح بہتر ہیں میرے نزدیک اس سے کہ جسپر آفتاب نکلے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فریضہ صبح ہے سورۃ النجم یہ سورہ مکی ہے مگر ایک آیت اسکی مدینہ میں نازل ہوئی ہے الذین یجتنبون کبائر الاثم اور کل آیتیں اسکی باسٹھ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر روز یا ہر شب اس سورت کو پڑھے تو درمیان تمام آدمیوں کے تعریف کیا گیا ہوا اور سب آدمی اسکو دوست رکھیں اور گناہ اسکے بخشے جائیں بسم اللہ الرحمن الرحیم والنجم اذا ھوی قسم ہے ستارہ کی جسوقت کہ طلوع کر کے نیچے کو اترے ما ضل صاحبکم نہیں گمراہ ہوا ہے مصاحب تمہارا اے گروہ قریش کہ وہ محمد ہے اور طریق حق سے نہیں پھرا ہے وما غوی اور نہ خطا کی ہے اسنے اس امر میں جو تمسے کہا ہے وما ینطق اور نہیں بولتا ہے وہ عن الھوی خواہش نفس سے اور نہ وہ کلام کرتا ہے اپنی طبیعت کی رغبت سے ان ھو الا وحی یوحی نہیں ہے وہ بولنا مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے خدا کیطرف سے اس سورہ کے اول کی شان نزول میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ہمنے نماز عشا ایکمرتبہ رسول خدا کے ہمراہ پڑھی جسوقت حضرت نے سلام پھیرا تو ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کہ قریب ہے کہ وقت طلوع فجر کے ستارہ گرے اور تم میں سے ایک شخص کے گھر میں وہ ستارہ گریگا اور جس شخص کے گھر میں وہ ستارہ گریگا پس وہ شخص وصی میرا اور خلیفہ میرا اور امام ہے بعد میرے پس جسوقت کہ صبح قریب ہوئی تو ہر ایک شخص ہم میں سے اپنے گھر میں ستارہ کے گرنیکا منتظر ہو کر بیٹھ گیا اور ہر ایک کو آرزو یہ تھی کہ اسکے گھر میں ستارہ گرے اور سب سے زیادہ

سورۃ النجم ع ۲ ۴

طمع اس امر کی رکھے یا بے عباس کو تھی پس جس وقت کہ صبح ہوئی تو ستارہ آسمان کی طرف سے ٹوٹ کر علی بن ابیطالب کے گھر میں گرا رسولخدا صلعم نے علی سے فرمایا کہ اے علی قسم ہے
اُس شخص کی کہ جسنے مجھکو پیغمبر کر کے بھیجا البتہ تحقیق واجب ہوئی واسطے تیرے وصیت اور خلافت اور امامت بعد میرے پس منافقوں نے جس وقت یہ سنا تو
کہا کہ محمد گمراہ ہو گیا ہے علی کی محبت میں اور نہیں کہتا ہے آپکی شان میں مگر اپنی خواہش سے پس اللہ تعالے نے یہ آیت نازل کی کہ والنجم اذا ہوی یعنی قسم ہے ستارہ کی
جس وقت ٹوٹ کر گرے کہ نہیں گمراہ ہوا صاحب تمہارا کہ وہ محمد ہے علی کی محبت میں اور نہ خطا کی ہے اسنے اسمیں اور نہیں بولتا ہے آپکی شان میں اپنی خواہش نفس سے
نہیں ہے وہ مرتبہ علی کی حقیقت مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے اسپر خدا کی جانب سے اور یہ روایت تھوڑے سے فرق سے اہلسنت کی کتابوں میں بھی موجود ہے چنانچہ
ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسولخدا صلعم کی خدمت میں حاضر تھا اور بنی
ہاشم بھی بہت بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک ستارہ آسمان سے زمین کی طرف آیا رسولخدا نے فرمایا کہ جسکے گھر میں یہ ستارہ گرے وہ وصی اور جانشین میرا ہے اور
بعد اسکے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ستارہ علی بن ابیطالب کے گھر میں گرا ہے لوگوں نے کہا کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ ہو گیا ہے تب خدا تعالی نے
یہ آیت نازل کی اور بعضے مفسرین اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو
وہاں ایک مسجد بنائی اور مہاجرین نے جو کہ حضرت کے ہمراہ مکہ سے آئے تھے اُس مسجد کے گرد انہوں نے مکان بنائے اور ہر ایک نے مسجد کی طرف اپنے گھر کا دروازہ
کھولا بعد ایک مدت کے کہ مسلمان قوی اور کثرت سے ہوگئے تو جبرئیل آئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ مسجد کی طرف جو لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے کھولے ہیں وہ سب بند
کر لیں پہلے سب سے امیر المومنین علیہ السلام اپنا دروازہ بند کرنے پر مستعد ہوئے اور رسولخدا جو انکے گھر پر گئے اور انکو دروازہ بند کرنے پر تیار دیکھا تو
فرمایا کہ تمکو دروازہ بند کرنیکا حکم نہیں ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں جس وقت علی کا دروازہ بند نہوا اور اوروں کے دروازے بند ہو گئے تو بعضے صحابہ کو
ناگوار معلوم ہوا اور اسکا بہت رنج کیا اور منافقین نے کہا کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ ہو گیا ہے حضرت نے لوگوں کا تکرار جو اس مقدمہ میں سنا تو منبر پر تشریف لیگئے
اور فرمایا بخدا میں اپنی طرف سے لوگوں کے دروازے بند اور علی کا دروازہ کھلا ہوا نہیں رکھا ہے بلکہ خدا نے حکم دیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد علی کی محبت میں گمراہ
نہیں ہوا ہے اور وہ اپنی طرف سے نہیں کہتا ہے بلکہ موافق وحی کے کہتا ہے اور اہلسنت کی کتابوں میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد ستارہ سے وجود محمد صلعم ہے
شب معراج آسمان سے نیچے کو آیا یا اوپر کو گیا اور منقول ہے کہ حضرت کے اوپر جانیکے بعد ابوطالب سے لوگوں نے کہا کہ محمد شام سے گم ہے اور کہیں نشان اسکا نہیں ملتا تمام شب
حضرت کو تلاش کیا اور امیر المومنین بھی تلاش کرتے پھرتے تھے اور ام ہانی حجرہ میں ڈھونڈتی تھی اور کہیں انکو نہیں پاتے تھے ابوطالب نے ہتیار لگا کر سب بنی ہاشم کو
جمع کیا اور کہا کہ اگر محمد صبح کو نہ ملا تو سبکو خواری و زاری سے قتل کرونگا جس وقت صبح قریب ہوئی تو ستارہ نہایت روشن آسمان سے اترا اور ہر ساعت وہ
زمین سے نزدیک ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ رسولخدا کے دروازہ پر وہ ستارہ اترا جس وقت لوگوں نے نگاہ کی تو دیکھا کہ وہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اس ستارہ
کی حقتعالی نے قسم کھائی ہے کہ والنجم اذا ہوی اور عمرو بن زبیر نے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی تو عتبہ بن ابی لہب نے کہا کہ قسم ہے خدا کی البتہ آزار
پہنچاؤنگا میں محمد کو پس نزدیک حضرت کے آیا اور آب دہن حضرت کے اوپر ڈالا اور کہا کہ اے محمد انا کافر بالنجم اذا ہوی یعنی اے محمد میں کفر کرنیوالا ستارہ کا ہوں
جس وقت وہ اوپر سے نیچے کو آئے حضرت اس سے دلتنگ ہوئے اور اسکے واسطے دعائے بد کی اور فرمایا اے خدا اپنے درندوں میں سے ایک درندہ کو اسپر غالب کر کہ وہ اسکو کھائے
اور بعد اسکے عتبہ کفار قریش کے قافلہ کے ہمراہ واسطے تجارت کے روانہ ہوا راہ میں ایکمنزل میں مقام کیا اور اس جگہ ایک دیر تھا اسکے پجاری نے آواز دی کہ یہ منزل درندوں
کی ہے یہاں اپنے تئیں درندوں سے نگاہ رکھو ابولہب نے کہا کہ آج کی رات میری مدد کرو اے گروہ قریش کے اسواسطے کہ میں ڈرتا ہوں اپنے بیٹے کی طرف سے کہ محمد نے
اسکے واسطے دعائے بد کی ہے ان لوگوں نے اپنے سب اسباب جمع کئے اور اسپر عتبہ کو سلایا اور خود اسکے گرد سوئے اور اونٹوں کو اپنے گرد چاروں طرف بٹھایا جس وقت
قدرے رات گزری تو ایک شیر آیا اور اونٹوں سے گزر کر ان آدمیوں کے پاس پہنچا ایک ایک آدمی کو سونگھتا تھا یہانتک کہ ان بارونکے اوپر گیا اور عتبہ کو سونگھا
عتبہ نے آواز دی کہ مجھکو محمد کے خدا نے قتل کیا اور اسوقت شیر نے عتبہ کا سر اسکے بدن سے جدا کیا اور تمام اسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور بعضے ٹکڑوں کو کھا کر واپس چلا گیا
اور سوائے عتبہ کے اور کسی آدمی کو آزار نہ پہنچایا اور وحی کے پہنچانیوالے خدا کی جانب سے رسولخدا کے پاس جبرئیل ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ علمہ شدید القوی

سکھلایا اسکو سخت کہنی والے قوتوں کے نے یعنی جبرئیل کہ وہ بڑے مضبوط اور سخت قوتوں والا ہے وہ وحی کو رسولخدا کے پاس لایا خدا کی طرف سے اور حضرت کو وہ
وحی سکھلائی اور تعلیم کی اور قوت جبرئیل کی ایسی سخت تھی کہ قوم لوط کے شہروں کو زمین سے اکھاڑ کر اپنے پروں پر رکھا اور اسقدر آسمان کے قریب اُن
شہروں کو لیگئے یہانتک کہ آسمان کے فرشتوں نے اُن شہروں کے کتوں کی آوازیں سنیں اور بعد اسکے اُن شہروں کو زمین پر اُلٹ دیا اور قوم ثمود کو ایک چیخ سے ہلاک کیا اور
ایسی قوت ہے کہ آسمان سے زمین پر پیغمبر کے پاس آنا اور پھر آسمان کو جانا چشم زدن سے زیادہ جلدی کے عرصہ میں ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ جبرئیل نے ارض مقدس
میں ابلیس کو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ سے گفتگو کرتا ہے جبرئیل نے اپنے بازو کو حرکت دی اُسمیں سے ہوا جو نکلی تو اس سے ابلیس کو ہند کے پہاڑ پر پھینکدیا اور جبرئیل کی
وصف میں فرماتا ہے کہ **ذُوْ مِرَّةٍ** صاحب مضبوطی رائے اور تیزی عقل کا اور دیانت والا ہے وہ اور ابن عباس کے نزدیک ذو مرة معنی خوبصورت
ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی دراز قد ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی سلامت ہونیوالا آفتوں اور عیبوں سے ہیں اور یا یہ کہ گزر ہوا اسکا ہوا پر
بطریق اُترنے اور چڑھنے کے **فَاسْتَوٰى** پس سیدھا کھڑا ہوا وہ جبرئیل اپنی صورت اصلی پر کہ جس صورت میں وہ پیدا ہوا ہے بدون اس
صورت کے کہ جس صورت میں لیکر وحی کو پیغمبر خدا کے پاس لاتا تھا جیسے کہ دحیہ کلبی کے یا اور کسیکی صورت اور منقول ہے کہ کسی پیغمبر نے جبرئیل کو اصلی
صورت میں نہیں دیکھا سوائے ہمارے پیغمبر کے کہ دو دفعہ حضرت نے جبرئیل کو صورت اصلی میں دیکھا ہے ایکدفعہ تو زمین پر جانب مشرق میں اور بعد اسکے
دوسری دفعہ آسمان پر شب معراج کو سدرة المنتہی کے نزدیک پس جبرئیل نے اپنے تئیں صورت اصلی میں اول مرتبہ حضرت کو دکھلایا **وَهُوَ**
بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى جسوقت کہ وہ جبرئیل بیچ کنارے بلند تر آسمان کے تھا اور وہ پہلو دنیا کا ہے نزدیک مقام طلوع کرنے آفتاب کے کہ بہ نسبت کنارہ
مغرب کے زیادہ بلند ہے اور حضرت نے جبرئیل کو دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک تمام جگہہ کو اپنے پروں سے گھیر لیا ہے جسوقت حضرت نے اس شکل سے جبرئیل کو دیکھا تو
بیہوش ہو گئے اور جسوقت ہوش آیا تو جبرئیل کو آدمی کی صورت میں اپنے پاس بیٹھا ہوا پایا کہ ایک ہاتھ انکا حضرت کے سینے پر رکھے ہوئے تھا اور دوسرا ہاتھ
حضرت کے شانہ پر اور حقتعالیٰ نے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ **ثُمَّ دَنَا** پھر نزدیک ہوا جبرئیل پیغمبر سے بعد بیہوش ہونے پیغمبر کے **فَتَدَلّٰى** پس
جھک آیا کنارہ آسمان سے طرف پیغمبر کے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے لفظوں میں تقدیم اور تاخیر ہے اور اصل میں اسطرح سے ہے کہ ثم تدلی فدنی یعنی پھر
جھک آیا طرف پیغمبر کے پس نزدیک ہو گیا حضرت سے سو ہے کہ پہلے جھکنا ہے اور بعد اسکے نزدیک ہونا نہ عکس اسکا حاصل یہ کہ جبرئیل نے سر اپنا لٹکایا اور
جھکا بات کرنیکو طرف پیغمبر کے پس نزدیک ہوا بعد اسکے کہ افق اعلیٰ پر تھا اور یہ بھی جبرئیل کے کمال قوت پر دلالت کرتا ہے کہ ایکمرتبہ ہی آسمان کے کنارہ سے
اپنے تئیں حضرت کے پاس پہنچایا اور بعضے کہتے ہیں کہ دنی کے معنی قریب ہونیکے ہیں اور تدلی کے معنی نازل ہونیکے اور بعضے دنو کو معنی قریب ہونیکے اور تدلی کو معنی
زیادہ نزدیک ہونیکے کہتے ہیں اگر یہ معنی انکی لئے ہوں تو تقدیم اور تاخیر کی احتیاج نہیں ہے اور اب جبرئیل کے پیغمبر سے نزدیک ہونیکو بیان کرتا ہے کہ کسقدر
نزدیک تھا چنانچہ فرماتا ہے کہ **فَكَانَ** پس تھا نزدیک ہونا جبرئیل کا پیغمبر سے **قَابَ قَوْسَيْنِ** مقدار دو کمان کے **اَوْ اَدْنٰى** یا نزدیکتر
اس سے بھی یعنی اسطرح سے جبرئیل پیغمبر سے نزدیک ہوا کہ اگر کوئی دیکھتا تو اسقدر پاتا اس سے بھی زیادہ نزدیک پاتا اور انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ معنی
قاب قوسین کے رسولخدا سے پوچھے گئے فرمایا کہ مقدار دو ہاتھ کے یا کمتر اس سے ہے پس اس صورت میں مراد قوس سے کمان نہوگی بلکہ وہ چیز ہوگی کہ جس سے کسی چیز کو قیاس کرتے
ہیں اور یہاں قوس سے ہاتھ قیاس کئے گئے ہیں اور جسوقت جبرئیل پیغمبر سے نزدیک ہوا تو **فَاَوْحٰى** پس وحی کی یعنی وحی پہنچائی جبرئیل نے **اِلٰى عَبْدِهٖ**
طرف بندہ اس خدا کے کہ وہ بندہ اسکا محمد ہے **مَآ اَوْحٰى** جو کچھ کہ وحی کی اور از انجملہ یہ تھا کہ للہ ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ
یحاسبکم بہ اللہ چنانچہ سورہ بقر کی آخر میں ہے اور اکثروں کا تمسک یہ ہے کہ وہ ولایت علی کی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ وحی یہ تھی کہ تحقیق بہشت حرام ہے انبیاء پر یہانتک کہ
تو انہیں داخل ہو اور سب امتوں پر حرام ہے یہانتک کہ تیری امت داخل ہو اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ وحی یہ تھی کہ الم یجدک یتیما فآوی اور بعد اسکے الم نشرح کی
آیہ کی ورفعنا لک ذکرک تک اور بعضے کہتے ہیں کہ استوی معنی ارتفع ہے یعنی بلند ہوا جبرئیل جانب آسمان کے بعد اسکے کہ پیغمبر کو وحی تعلیم کی اور بعضے کہتے ہیں
ضمیر ہو کی وہو بالافق الاعلیٰ میں طرف پیغمبر کے پھرتی ہے یعنی سیدھا کھڑا ہوا جبرئیل جسوقت کہ پیغمبر افق اعلیٰ پر تھا یعنی آسمان دنیا پر وقت انکی معراج کے

اور کہتے ہیں کہ تمام ضمیریں شدید القویٰ کی ہیں یہانتک حضرت حق سبحانہ کیطرف پھرتی ہیں پس شدید القوی سے سختی قوت و قدرت حقسبحانہ کی ہوگی جیسے فرمایا ہے کہ
ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور نزدیک ہونے سے نزدیک ہونا کسیطرف پیغمبر کے بلندی مرتبہ رسولخدا کی مراد ہی نزدیک خدا تعالیٰ کے اور تدلیٰ او جھکنے سے مراد کھینچنا
اپنے حبیب کا ہی اپنی جانب واسطے اسکی کثرت اور شدت محبت اس حضرت کے اور جسوقت کوئی چیز دوسری چیز سے بہت نزدیک ہوتی ہی تو عرب کہتے ہیں کہ یہ اس سے
مقدار دو کمان کے یا اس سے بھی زیادہ نزدیک ہے پس رسولخدا کو جو نہایت قرب او مرتبہ جانب خدا ہی حاصل تھا اسواسطے ایسا فرمایا ہی نہ یہ کہ کسی جگہ اور مکان میں
خدا تعالیٰ پیغمبر سے نزدیک ہوا ہو اسواسطے کہ خدا تعالیٰ مکان سے پاک ہے اور اسکے واسطے کوئی مکان نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر دنی فتدلی کی پیغمبر کیطرف پھرتی ہی
اور ضمیر کان کی قرب کیطرف جو خدا اور پیغمبر کے درمیان تھا اور ضمیر اوحی کی طرف حقسبحانہ کے پھرتی ہی یعنی شب معراج رسولخدا نزدیک خدا کے ہوئے اور
مقرب بارگاہ الٰہی کے ہوئے مرتبہ میں نہ مکان میں پس تدلی ہوئے یعنی فروتنی کی اور سر کو جھکایا سجدہ کیواسطے واسطے ادا کرنے شکر اس نعمت کے کہ خدا کی قربت حاصل
ہوئی تاکہ سبب زیادتی نعمت کا ہو پس قرب پیغمبر کا اور خدا کا مقدار دو کمان کے تھا بلکہ کمتر اس سے اور یہ کنایہ ہی تاکید قرب سے اور واسطے سمجھانے لوگونکی اس تمثیل میں
بیان کیا ہو اسواسطے کہ عادت عرب کی یہ ہے کہ اگر عہد اور پیمان کو پختہ کرنا چاہتے اور ارادہ یہ ہوتا کہ اس عہد میں کسیطرح کا نقصان اور خلل واقع نہو تو وہ دونو عہد باندھنے
والے اپنی اپنی کمان کو حاضر کرتے اور دونو کمانونکو آپسمیں ملاتے اور دونو ایکدفعہ ہی تسمہ کو پکڑ کر کھینچتے اور دونو متفق ہو کر تیر ڈالتے اور اس عمل سے ایسا جانا کہ ہمارے
درمیان موافقت کلی حاصل ہو گئی ہے پس اس آیت میں اشارہ طرف استواری قرب اور محبت خدا اور پیغمبر میں ہو گا اور یہی مضمون منہج الصادقین میں مرقوم ہے اور
حضرت سجاد علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیا خدا کو مکان کے ساتھ وصف کر سکتے ہیں یعنی یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ جس سے پایا جاتا ہو کہ خدا کیواسطے بھی مکان اور
جگہ ہے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا مرتبہ اس سے بلند ہی اور مکان اسکے واسطے نہیں ہو سکتا اس شخص نے کہا کہ پھر کسواسطے خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کو شب کو آسمان پر لیگیا تاکہ دکھلاوے
انکو بادشاہی آسمانونکی اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہے عجائب صنعت کے یعنی کاریگری خدا تعالیٰ کی اور طرح طرح کی مخلوقات اسکی جو کہ وہاں ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ
ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فرمایا کہ وہ رسول خدا صلعم تھے کہ نزدیک آئے نور کے حجابوں سے پس دیکھا آسمانونکی بادشاہی کو پھر نیچے کو جھکے
پس نظر کی اپنے نیچے کیطرف اور دیکھی بادشاہی زمین کی یہانتک کہ گمان کیا حضرت نے کہ نزدیک ہے زمین سے مقدار دو کمان کے یا کمتر اس سے ہوں
اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ خدا تعالیٰ اپنے حبیب کو لیگیا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک ایک مہینے کی راہ اور آسمانونکی ملک میں لیگیا پچاس ہزار
برس کی راہ تہائی رات کی کمتر میں یہانتک کہ پہنچے حضرت ساق عرش تک پس نزدیک ہوئے علم کے پس جھکا بہشت میں سے واسطے ان حضرت کی
رفرف سبز اور ڈھک لیا نور نے بینائی کو حضرت کی پس دیکھا رسولخدا نے اپنے پروردگار کی عظمت جلال کو دل سے اور نہ دیکھا انکو آنکھوں سے پس تھا مقدار
دو کمان کے اس عظمت اور رسولخدا میں فاصلہ یا کمتر اس سے اور مراد اس سے نہایت قریب اور نزدیک ہونا درگاہ خدا کی ہی القصہ خدا تعالیٰ واسطے تحقیق
ان چیزونکے جو حضرت نے دیکھی تھیں فرماتا ہی کہ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ نہ جھوٹ کہا دل محمد کے نے مَا رَاٰى جو کچھ کہ دیکھا کہ جبرئیل کو اسکی
صورت اصلی میں دیکھا اور اسمیں کسیطرح کا وہم نہوا اور نہ شک اور شبہہ واقع ہوا بلکہ جبرئیل کو دیکھکر یقین کیا کہ یہ صورت جبرئیل کی ہی اور کسی دوسری چیز
کی نہیں ہے اور اگر مراد اس سے خدا کا دیکھنا ہی تو خدا تعالیٰ کو رسولخدا نے دل سے دیکھا نہ آنکھ سے اسواسطے کہ وہ آنکھ سے دیکھنے کے قابل نہیں ہے اور حضرت
کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولخدا نے اپنے خدا کو دل سے دیکھا ہی کیا نہیں سنا ہی تو نے کہ فرماتا ہی کہ نہیں جھوٹ کہا ہے محمد نے جو کچھ کہ دیکھا ہی کہ نہیں دیکھا ہی اسکو آنکھ
سے بلکہ دیکھا ہے اسکو دل سے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نہیں جھوٹ کہا محمد نے جو کچھ کہ اسکی آنکھوں نے دیکھا ہی اور بعد اسکے خبر دی کہ
لقد رای من آیات ربہ الکبری یعنی البتہ تحقیق دیکھا محمد نے نشانیوں پروردگار اپنے کو بڑی نشانیاں اسکی قدرت کی تھیں اور نشانیاں پروردگار
کی پروردگار کے غیر ہیں پس آنکھ سے خدا کا دیکھنا ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر آنکھ سے دیکھا ہی تو خدا کی قدرت کی نشانیونکو دیکھا ہی نہ خدا کو چنانچہ
رسولخدا سے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ میں نے نور کو دیکھا ہے اور اگر خدا کو دیکھا ہی تو وہ دل سے دیکھا ہی چنانچہ اوپر کی آیت میں گذرا ہی اور بعضے صحابہ نے
حضرت سے پوچھا کہ کیا دیکھا ہی تو نے اپنے پروردگار کو فرمایا کہ دل سے دیکھا ہی اور آنکھ سے نہیں دیکھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ محمد نے اپنے پروردگار کو دل سے دیکھا

یعنی اسکی قدرت کی نشانیاں دیکھکر انکا یقین ہوا اگرچہ یقین تو پہلے ہی سے تھا لیکن شہپر ترقی ہوئی اور دل مطمئن ہوا اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ رسولخدا سے کسی نے پوچھا کہ
شب معراج تو نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے فرمایا کہ ایک نہر دیکھی ہے اور پیچھے نہر کے ایک حجاب دیکھا ہے اور پیچھے حجاب کے ایک نور دیکھا ہے اور سوائے اسکے کچھ نہیں
دیکھا ہے اور صحیح زیادہ وہ ہے کہ جو اس سے پہلے حضرت سجادؑ کی روایتیں گذرا ہے کہ بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور عجیب اور غریب مخلوقات اور نشانیاں خدا
کی قدرت کی دیکھی تھیں اور ابو جعفر اور ہشام نے کذب کو کذّب تشدید ذال پڑھا ہے اور منقول ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم معراج سے تشریف لائے تو اصحاب کو
خبر دی اپنے دیکھنے کی کہ میں نے ایسا کچھ دیکھا ہے اور قریش کے کافروں نے جو سنا تو حضرت کو جھٹلایا اور حضرت کے خبر دینے کو معتبر نہ جانا اور جھگڑنے کو مستعد ہوئے اور حضرت سے
علامتیں بیت المقدس کی اور خبر اپنے کاروان کی پوچھی حضرت نے سب بیان کیا چنانچہ ذکر اسکا مفصل سورہ بنی اسرائیل میں گذر گیا ہے بعد ذکر قصہ
معراج کے اور اسکے انکار اور جھگڑے کے فرماتا ہے کہ **أَفَتُمَارُونَهُ** پس کیا جھگڑتے ہو تم اے کفار قریش اس محمدؐ سے **عَلَىٰ مَا يَرَىٰ** اوپر اس چیز کے کہ دیکھتا
وہ شب معراج میں نشانیاں قدرت خدا کی اور عجیب اور غریب مخلوقات پروردگار کی اور جبرئیل کو اسکی صورت اصلی پر **وَلَقَدْ رَآهُ** اور البتہ تحقیق دیکھا ہے پیغمبر نے اس جبرئیل کو اسکی صورت اصلی پر
نَزْلَةً أُخْرَىٰ دوسری بار **عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ** نزدیک درخت سدرة المنتہی کے اور سدرہ بیری کے درخت کو کہتے ہیں اور وہ درخت ساتویں آسمان پر ہے عرش کی جانب
میں اور شاخیں اور پتے اسکے تمام عالم کے لوگوں پر ہیں اور علم ملائکہ کا اور تمام مخلوقات کا وہاں منتہی ہوتا ہے اسواسطے اسکو سدرة المنتہی کہتے ہیں اور وہاں سے آگے کسیکا
علم نہیں گذرتا ہے اور اسواسطے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ پوچھو تم مجھسے پہلے اسکے کہ عرش کے نیچے ہے اور اعمال بھی بندونکے وہیں تک منتہی ہوتے ہیں اور اس سے آگے
نہیں گذرتے اور جو کچھ اسکے آگے ہے سوائے خدا کے اسکو نہیں جانتا ہے اور بعضے کہتے ہیں نہایت اسکی اس اعتبار سے ہے کہ نہایت فرشتوں کے چڑھنے کی وہ ہے اور اس سے
آگے وہ نہیں جاتے اور اسکے نیچے سے ملائکہ اور ارواح مومنین کی اوپر چڑھتے ہیں اور وہاں پہنچکر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اس سے آگے کو نہیں جا سکتے اور امام رضا
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم کو آسمانوں پر لیگئے اور سدرة المنتہی کے نزدیک وہ پہنچے تو حجاب میں سوئی کے ناکے کے برابر سوراخ ہوا پس
دیکھا نور عظمت پروردگار کا اس میں سے جسقدر کہ چاہا خدا نے اور منظور ہوا دکھلانا اسکا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم سدرة المنتہی
پر پہنچے تو جبرئیل آگے جانے سے رہ گئے حضرت نے فرمایا کہ اے جبرئیل تو ایسے مقام میں مجھکو تنہا چھوڑتا ہے کہا کہ یا رسولخدا آگے کو جاؤ تم ایسی جگہہ پہنچے ہو کہ اب تک
مخلوقات خدا میں سے کوئی وہاں نہیں پہنچا تجھسے پہلے فرماتے ہیں حضرت کہ پس دیکھا میں نے پروردگار کے نور میں سے اور حائل ہوا درمیان میرے اور
درمیان سبحہ کے کسی نے پوچھا کہ سبحہ کیا چیز ہے پس اشارہ کیا اپنے منہ سے طرف زمین کے اور اپنے ہاتھ سے طرف آسمان کے اور تین مرتبہ فرمایا جلال ربی
اور دوسری روایت میں انہیں حضرت سے ہے کہ جسوقت سدرة المنتہی پر پہنچے تو جبرئیل کھڑا ہوا اور رسولخدا آگے کو چلے اور جبرئیل پیچھے رہ گئے اور کہا کہ یا رسول
تحقیق یہ سدرہ جگہہ میری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرے واسطے مقرر کی ہے اور مجھ میں قدرت نہیں ہے کہ اس سے آگے بڑھوں اور لیکن تم آگے کو جاؤ سدرہ کیطرف
پس رسولخدا آگے کو گئے اور جبرئیل پیچھے رہ گئے اور نام اسکا سدرة المنتہی اسواسطے ہوا ہے کہ فرشتے اعمال اہل زمین کے لیکر سدرہ تک چڑھتے ہیں اور کرام الکاتبین
سدرہ کے نیچے لکھتے ہیں جو کچھ اعمال بندونکے کہ فرشتے زمین سے لیکر جاتے ہیں اور سدرہ پر جاکر منتہی ہوتے ہیں فرمایا امام نے کہ پس دیکھی رسولخدا نے
شاخیں اس درخت کی نیچے عرش کے اور گرد اسکے اور روشن ہوا واسطے محمدؐ کے نور جبار کا پس جسوقت ڈھانکا اوسنے محمدؐ کو تو آنکھیں انکی پھر گئیں اور
کھل گئیں اور رگ و گوشت شانہ کا کانپنے لگا حقتعالیٰ نے دل کو اور آنکھونکو محمدؐ کے قوی کیا یہانتک کہ دیکھا خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے جو کچھ
دیکھا اور یہی مراد ہے وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ سے اور یہی مراد ان لوگونکی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ رآہ کی ضمیر خدا کی طرف پھرتی ہے نہ جبرئیل کی
اور اوپر پہلی آیت سے گذر گیا ہے کہ دل کی آنکھ سے خدا کو دیکھا تھا اور فرمایا امام نے کہ دیکھا محمدؐ نے اپنی آنکھ سے اپنے پروردگار کی قدرت کی بڑی
بڑی نشانیوں کو اور دل سدرہ کا سو برس کی راہ کا ہے اور ایک پتا اسکا تمام دنیا کے لوگونکو ڈھانکے اور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ ہر پتے پر اسکے میں نے
ایک فرشتہ کو دیکھا کہ کھڑا ہوا تسبیح خدا کی کرتا ہے اور منقول ہے کہ تمام نہریں بہشت کی اس درخت کے نیچے سے نکلتی ہیں **عِندَهَا** نزدیک اس درخت
سدرہ کے **جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ** بہشت جگہہ رہنے متقیوں کی ہے اور وہ جنت الخلد ہے کہ ساتویں آسمان پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ آدمؑ کی رہنے کی جگہہ

اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ جگہ ہے جبرئیل اور تمام ملائکہ کی ہے اور صحیح زیادہ یہ ہے کہ وہ پرہیزگاروں اور نیکوں کی جگہ ہے نقصہ رسول خدا نے جبرئیل کو
اپنی آنکھ سے انکی صورت اصلی میں دیکھا یا خدا کو دل سے دیکھا اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ جسوقت کہ ڈھانکتا تھا سدرہ کو مَا يَغْشَىٰ
اُس چیز نے کہ ڈھانکتا تھا اسمیں اشارہ ہے طرف تعظیم اور کثرت ڈھانکنے والے اس درخت کے کہ کوئی وصف انکی بیان کو نہیں پہنچ سکتا ہے اور تعریف انکی
کسی سے نہیں ہو سکتی ہے اور انکی حقیقت کو کوئی نہیں پا سکتا ہے قتبی نے لکھا ہے کہ جسوقت انسکے اور رسول خدا کے درمیان سے حجاب اٹھا دیا تو انکی نور نے سدرہ کو
ڈھانکا اور گھیر لیا اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے عجائب اور غرائب صنعتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں کمال قدرت و علم خدا پر اور یہی زیادہ صحیح ہے اور یا کثرت سے ملائکہ اُس
درخت پر جمع ہوتے تھے اور عبادت خدا میں مشغول تھے چنانچہ پہلے اس سے مذکور ہوا ہے رسول خدا کی روایتوں اور اکثر روایتیں یہی کہ ہر پتے پر انکی لاکھ فرشتے کھڑے ہو عبادت
خدا میں مشغول تھے اور منقول ہے کہ فرش طلائی سے انکو پوشیدہ کیا تھا اور جناب رسول خدا صلعم باوجود دیکھنے ایسے عجیب اور غریب چیزوں کے کہ تمام انوار ملاحظہ فرمائی تھیں
کمال ادب اور بلندی ہمت سے کسی شے پر توجہ نہیں کرتے تھے اور دیدۂ دل سوائے مشاہدہ جمال لایزوال الٰہی کے کسی چیز پر نہیں کھولتے تھے چنانچہ فرماتا ہے کہ
مَا زَاغَ الْبَصَرُ نہ کجی کی دیدۂ دل محمدؐ نے یعنی جانب راست اور چپ نگاہ نہ کی بلکہ ہر دم مقام یقین میں اپنی پروردگار کے جمال کی طرف نگاہ تھی
وَمَا طَغَىٰ ۝ اور نہ حد سے گزری وہ آنکھ کہ جو حد کہ مقرر تھی پہنچنے کی وہاں اسی حد پر ثابت قدم رہی اور اس سے آگے کو نہ بڑھی اور کسیطرح کا فرق نکیا
لَقَدْ رَأَىٰ البتہ تحقیق دیکھا یعنی قسم ہے خدا کی کہ دیکھا محمدؐ نے شب معراج کو مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ نشانیوں قدرت پروردگار
اپنے سے بڑی نشانیوں کو جیسے کہ دیکھنا جبرئیل کا صورت اصلی پر کہ مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھی مع چھ سو پر کے اور آنار فرف سبز کا کہ
وہ جامہ سبز تھا بہشت کا اور دیکھنا عرش عظیم کا اور کرسی بلند کا اور سوائے انکی نہایت عجیب اور غریب چیزیں دلالت کرنیوالی کمال قدرت خدا پر حضرت
نے ملاحظہ فرمائی تھیں کہ جو بڑی بڑی نشانیاں انکی قدرت کی تھیں اور اب خدا تعالیٰ کفار کو ملامت کرتا ہے تو انکو پتھر پر اور خالق کی عبادت کے
ترک کرنے پر چنانچہ فرماتا ہے کہ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى کیا پس دیکھتے ہو تم لات اور عزیٰ کو اے کفار قریش وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى
اور منات تیسری پچھلے کو یعنی خبر دو تم مجھکو معبودوں اپنے سے کہ پرستش کرتے ہو تم انکو سوائے خدا کے اور ہمراہ انکے ملائکہ کو پرستش کرتے ہو اور انکو خدا کی
بیٹیاں مقرر کیا ہے تمنے اور یہ دو وصف منات کے کہ انکو تیسرا اور پچھلا کہا ہے تاکید کیواسطے ہیں جیسے کہ یطیر بجناحیہ یعنی اُڑتا ہے ساتھ دو بازو اپنے کے
اور یا یہ کہ منات اُن دونوں پہلوں سے مرتبہ میں بہت کم تھا سو واسطے کہ وہ لات اور عزیٰ کی عزت اور حرمت منات سے زیادہ کرتے تھے سو واسطے اس منات کو
پچھلا اور تیسرا فرمایا اور بعضی منات کی تا کو مشدد پڑھتے ہیں اور کسائی لات کے آخر میں وقف کرتا ہے تک کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ کفار قریش ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں
گمان کرتے تھے اور انکی صورتوں کی بت بنا رکھے تھے اور ان بتوں کو پوجتے تھے اور انکے واسطے نام بھی خدا ہی کے ناموں سے نکالے تھے اللہ سے تو لات اور عزیز سے عزیٰ اور
منان سے منات اور کہتے ہیں کہ لات کو ثقیف کی قوم کے آدمی پوجتے تھے طائف میں اور یا وہ قریش کا بت تھا نخلہ میں اور لوی سے وہ مشتق ہے یعنی قیام کرنا
اور کفار اُسکی پاس قیام کرتے تھے طواف اور پرستش کیواسطے اور بعضی کہتے ہیں کہ لات بہ تشدید تا ہے اور وہ ایک مرد تھا کہ ستو گھی میں لت کرکے حاجیوں کو دیا کرتا تھا
جسوقت وہ مرا تو کفار اُسکی قبر پر بیٹھکر اُسکی عبادت میں مشغول ہوئے اور عزیٰ مؤنث اعز کی ہے یعنی عزیز اور عزیٰ ایک درخت تھا کہ غطفان اُسکی
پرستش کرتے تھے اور جسوقت اسلام نے قوت پکڑی تو رسول خدا نے اُسکو تڑوایا اُسکی اندر سے شیطانہ نکلی بال اپنی بکھیرے ہوئی اور لوگوں کو اس درخت کی
عبادت کے واسطے رغبت دلاتی تھی کہتے ہیں کہ خالد نے اُسکی تلوار ماری وہ ہلاک ہو گئی حضرت کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ وہ عزیٰ تھی اور بعد اسکی وہ ہرگز پرستش نہ کی جاویگی اور
بعضے کہتے ہیں کہ عزیٰ بت تھا غطفان کا کہ سعد بن جالم نے اپنی قوم کیواسطے بنایا تھا اور رجا صفا اور مروہ اسکو مقرر کیا تھا اور منات ایک پتھر تھا کہ ہذیل اور
خزاعہ اسکی پرستش کرتے تھے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ وہ بت قبیلہ ثقیف کا تھا کہ اُسکا طواف کیا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ لات مرد ہے اور عزیٰ عورت ہے اور
منات ایک بت تھا حرم سے چھ میل دور اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ تینوں بت پتھر کے اور کعبہ میں رکھے تھے مکہ کے لوگ پرستش اُنکی کرتے تھے اور مقصود اس آیت سے یہ ہے
کہ خبر دو تم مجھکو انہی کافروں کی حال سے کہ کچھ نفع اور ضرر یہ پہنچا سکتی ہیں اور گمان ان کافروں کا یہ تھا کہ جن یا ملائکہ جو انکی اندر ہیں وہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور انکی

عبادت وہ اسواسطے کرتے تھے کہ یہ سفارش کرینگی خدا سے اور باوجود اسکے حال انکا یہ تھا کہ اگر دختر کسی کے پیدا ہوتی تھی تو اسکو مار ڈالتے تھے اور یا یہ کہ زندہ گور میں
رکھدیتے تھے دختر کی تولد کو عیب جانکر اور جو کہ عیب والی چیز ہے اب اسکو خدا کیواسطے مقرر کرتے ہیں خدا تعالیٰ انکار اسکا کرتا ہے کہ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثَىٰ
کیا واسطے تمہارے فرزند نر ہے اور واسطے اس خدا کے فرزند مادہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تم لڑکیوں کو حقیر جانتے ہو اور اسواسطے تم بڑی غیرت کرتے ہو کہ
وہ تمہارے یہاں پیدا ہوں لیکن نام لات اور منات اور عزیٰ کو خدا کے شریک کرتے ہو اور خدا کا نام اوپر بولتے ہو تِلْكَ إِذًا یہ تقسیم اسوقت قِسْمَةٌ
ضِيزَىٰ ایک تقسیم ہے نادرست اور ظلم اور جور والی کہ جسمیں عدالت نہیں ہے اسواسطے کہ جو کہ بہتر ہے اسکو تو اپنے واسطے اختیار کرتے ہو اور جو کہ عیب دار اور گھٹکی ہے
اسکو خدا کیواسطے مقرر کرتے ہو اور واسطے رد کرنے انکے قول کے خدا فرماتا ہے کہ إِنْ هِيَ نہیں ہیں وہ بت کہ جنکو تم اپنا خدا قرار دیتے ہو إِلَّا أَسْمَاءٌ مگر نام
چند کہ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ نام رکھ لیا ہے انکا تمنے وَآبَاؤُكُمْ اور باپوں تمہارے نے کہ وہ فقط نام ہیں اور حقیقت میں وہ کچھہ نہیں ہیں
اور معنی خداوندی اور خدائی کے معنی سے وہ بالکل خالی ہیں مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا نہیں نازل کی ہے خدا نے ساتھ اس نام رکھنے کے مِنْ
سُلْطَانٍ کوئی حجت اور دلیل یعنی خدا کی جانب سے اس نام رکھنے کی صحت پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسکو دستاویز مقرر کرکے اپنے
مخالف کو مغلوب کرو بلکہ یہ نام رکھنا محض تمہاری نفسوں کی خواہش سے ہے بغیر سند اور دلیل کے اور فرماتا ہے کہ إِنْ يَتَّبِعُونَ نہیں پیروی
کرتے ہیں وہ کفار ان بتوں کی پرستش میں إِلَّا الظَّنَّ مگر گمان کی یعنی وہ جو ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور یہ عقیدہ انکی شفاعت کا رکھتے ہیں محض
ایک وہم ہے انکا بدون دلیل کے وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ اور نہیں پیروی کرتے ہیں مگر اس چیز کی کہ خواہش کرتے ہیں نفس انکے اور جس چیز کو انکی طبیعت
چاہتی ہے وَلَقَدْ جَاءَهُمْ اور البتہ تحقیق آئی ہے انکے پاس مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ پروردگار انکے کی طرف سے ہدایت یعنی سبب ہدایت کا
وہ پیغمبر ہے اور کتاب کہ راہ حق دکھلانیوالی ہے انکی اور رہنمائی کرنیوالی ہے اس امر کی کہ بت لیاقت معبود ہونیکی اور شفاعت کرنیکی نہیں رکھتے ہیں اور
عبادت سوائے خدا کے کسیکی روا نہیں ہے اور بعد اسکے واسطے انکار آرزو شفاعت ان بتوں کی فرماتا ہے أَمْ لِلْإِنْسَانِ کیا واسطے انسان کے ہے یعنی کیا
واسطے کافر کے ہے مَا تَمَنَّىٰ جو چیز کہ آرزو رکھے وہ یعنی نہیں ہے واسطے انکے جو چیز کہ آرزو کریں وہ کافر کہ بت انکی شفاعت کریں اور یا یہ کہ آرزو کرتے ہیں کہ
لئن رجعت الی ربی ان لی عنده للحسنى یعنی البتہ اگر پھیرا جاؤں میں طرف پروردگار اپنے کے تو تحقیق واسطے میرے نزدیک اسکے البتہ نیکوئی ہے اور یا یہ کہ آرزو کریں کہ
ولولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم اور کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن اوپر ایک مرد کے دونوں بستیوں مکہ اور طائف میں سے کہ بزرگ ہو وہ
مرد اور یا یہ کہ آرزو کریں وہ کہ لاوتین مالا وولدا یعنی البتہ دیا جاؤں میں مال اور اولاد یہ سب خواہشیں اور آرزوئیں انکی باطل ہیں اور نہیں ہے واسطے انکے
جو آرزو کہ وہ کریں اور یہ پچھلی سی آرزوئیں ولید بن مغیرہ کی تھیں فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ پس خاص واسطے خدا کے ہے ملک آخرت کا وَالْأُولَىٰ اور دنیا کا
جو چاہے ہے دیوے ملک میں کسی کو ہے اور جسکو چاہے بخشتا ہے اوپر کسیکو حکومت نہیں ہے پس کوئی شخص مالک کسی چیز کا نہیں ہوتا ہے مگر اسکے حکم سے اور اسی قول کی [illegible]
وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ اور بہت سے فرشتے بیچ آسمانوں کے ہیں کہ مشرکین انکی شفاعت کی امید رکھتے ہیں لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ
نہیں بے پروا کرتی ہے اور نہیں فائدہ بخشتی ہے شفاعت انکی شَيْئًا کسی چیز کو إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ مگر بعد اسکے کہ اذن دیوے
خدا شفاعت کرنیکا لِمَنْ يَشَاءُ واسطے جس شخص کے کہ چاہے فرشتوں میں سے کہ وہ شفاعت کرے آدمیوں میں سے فلانے شخص کی وَيَرْضَىٰ اور پسند
کرے کہ اسکی شفاعت کو اور مصلحت اسکی شفاعت کرنیکی دیکھے پس جس وقت کہ ملائکہ باوجود اس مرتبہ اور تقرب کے بدون اذن خدا کے کسیکی شفاعت نکر سکتے ہوں تو
پس بت کس نہایت پست اور ذلیل اور خوار ہیں وہ کیونکر لیاقت شفاعت کی اپنے عابدوں کی رکھینگے اور اب ان کفار کی مذمت میں فرماتا ہے کہ
إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ تحقیق جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ہیں ساتھ آخرت کے اور اعتقاد نہیں رکھتے کہ دوبارہ زندہ ہونگا اور جزا کے ملنے کا
لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ البتہ نام رکھتے ہیں وہ فرشتوں کا تَسْمِيَةَ الْأُنْثَىٰ نام رکھنا مادہ کا یعنے کہتے ہیں کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں وَمَا لَهُمْ بِهِ
اور نہیں ہے واسطے انکے ساتھ اس چیز کے کہ کہتے ہیں وہ ملائکہ کو مادہ مِنْ عِلْمٍ کوئی علم اور یقین إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ نہیں پیروی کرتے ہیں

۱ ع ۲۰ ۵

وہ کفار مگر گمان کی **وَاِنَّ الظَّنَّ** اور تحقیق کہ گمان **لَا یُغْنِیْ** نہیں کفایت کرتا ہی اور نہیں فائدہ بخشتا ہے **مِنَ الْحَقِّ** حقیقت امر سے
شَیْئًا کسی چیز کو واسطے ادراک حق کہ وہ حقیقت امر کی ہی نہیں پایا جاتا ہی مگر علم اور یقین سے اور گمان اور وہم کا اُسمیں اعتبار نہیں ہے کہ اُس سے حقیقت شے
کی حاصل نہیں ہوتی ہی اور اعتقادی چیزوں میں یقین چاہیے اور گمان اور وہم انمیں کافی نہیں ہے **فَاَعْرِضْ** پس منہ پھیر تو اے محمد **عَنْ مَّنْ**
تَوَلّٰی اُس شخص سے کہ منہ پھیرے وہ **عَنْ ذِکْرِنَا** ذکر ہمارے سے کہ وہ قرآن ہے شامل ہونیوالا خدا کی توحید کو اور بیان کی اصول کو **وَلَمْ یُرِدْ**
اور نہیں ارادہ کرتا ہی وہ شخص اپنے عمل سے **اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا** مگر زندگانی دنیا کو **ذٰلِکَ** وہ یعنی اختیار کرنا زندگانی دنیا کا **مَبْلَغُھُمْ**
نہایت پہنچنی انکی ہے **مِّنَ الْعِلْمِ** علم اور دانش سے اور علم انکا اس دنیا ئی فانیہ کے فائدوں اور لذتوں ہی میں منحصر ہے اور سعی اور غور نہیں رکھتے
ہیں وہ آخرت کی امور کو جو کچھ نہیں جانتی ہیں اور اُسمیں ہرگز تامل نہیں کرتے اور ہمت انکی مثل چوپایوں کے کھانے اور پینے ہی میں مصروف ہے، **اِنَّ رَبَّکَ** تحقیق
پروردگار تیرا **ھُوَ اَعْلَمُ** وہ خوب جاننے والا ہے اور عالم تر ہی **بِمَنْ ضَلَّ** ساتھ اُس شخص کے کہ گمراہ ہوا ہے اور پھر گیا ہی وہ **عَنْ سَبِیْلِهٖ** راہ
اُسکی سے کہ وہ سیدھی راہ ہی **وَھُوَ اَعْلَمُ** اور وہ عالم تر ہے **بِمَنِ اهْتَدٰی** ساتھ اُس شخص کے کہ راہ پائی اُسنے طرف حق کی یعنی سبکو جانتا ہی اور سپر کچھ پوشیدہ نہیں ہے
سب کو موافق عمل کے جزا دیگا اور وہ ایمان لانیوالیکو اور نہ ایمان لانیوالیکو سبکو جانتا ہی تو انکو طرف ایمان کے بلانیمیں اپنے نفس پاکیزہ کو رنج اور مشقت میں نڈال اسواسطے کہ
تجھکو قدرت نہیں ہے اور تیرے اختیار میں نہیں ہے کہ تو ہدایت انکی کیسکی اور تجھپر تو فقط ہمارے حکم کا پہنچانا ہی اور سوا اسکے اور کچھ نہیں ہے اور حکم کو ہمارے تو پہنچا چکا ہے
اور کہتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہی آیہ جہاد سے اور اب خدا تعالیٰ اپنی کمال قدرت اور ملک کی فراخی کو بیان کرتا ہے کہ **وَلِلّٰهِ** اور واسطے خدا کے ہی **مَا فِی**
السَّمٰوٰتِ جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہی **وَمَا فِی الْاَرْضِ** اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہی سبکا مالک اور خالق وہی ہی اور غرض انکی پیدا کرنے سے
عبادت اور طاعت ہے کہ انکی عبادت میں مشغول ہوں چنانچہ فرماتا ہی کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس عبادت کرنیکی تکلیف دی اور سبکو یہی حکم دیا
لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ تاکہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ **اَسَآءُوْا** برا کیا ہی انہوں نے **بِمَا عَمِلُوْا** ساتھ عذاب کے کہ عمل کیا انہوں نے کہ وہ عذاب
آتش دوزخ کا ہی **وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا** اور تاکہ جزا دیوے ان لوگوں کو کہ نیکی کی ہی انہوں نے **بِالْحُسْنٰی** ساتھ ثواب نیک کے کہ
وہ باغ ہیں بہشت کے اور نعمتیں اُسکی اور لیجزی الذین متعلق بمن ضل عن سبیلہ کے بھی ہو سکتا ہے اور وللہ ما فی السموات وما فی الارض جملہ معترضہ ہو اور انہیں نیکی
کرنیوالوں کی حال میں فرماتا ہی کہ **اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ** وہ لوگ ہیں وے کہ پرہیز کرتے ہیں **کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ** بڑی بڑی گناہوں سے اور بڑا گناہ وہ ہی کہ
جسکے واسطے وعدہ عذاب کا ہی یا شرع سے اُس کیواسطے ایک حد مقرر ہوئی ہی اُس گناہ سے وہ پرہیز کرتے ہیں **وَالْفَوَاحِشَ** اور فاحشہ سے یعنی نہایت قبیح گناہ
سے جو اُن میں سے بھی پرہیز کرتے ہیں مثل زنا کہ نہایت قبیح ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ فحش مراد شرک سے ہی نعوذ باللہ **اِلَّا اللَّمَمَ** مگر گناہ صغیرہ کہ اگر اُسپر اصرار نہو تو
وہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرنیوالے سے بخشا جاتا ہی اور عذاب اُسپر نہیں ہوتا ہی اور یہ استثناء منقطع ہی اور یا یہ کہ الا صفتی ہی کہ غیر کے معنی میں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام
فرمایا ہے کہ فواحش زنا اور چوری ہی اور لمم یہ ہے کہ آدمی گناہ کے قریب ہووے اور اُس سے استغفار کرے اور توبہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ لمم وہ گناہ ہے کہ جسپر خدا نے حد مقرر نہیں کی ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ گناہ ہے کہ جو دل میں گزرا ہو اور ارادہ اُسکی کرنیکا ہو لیکن کیا نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مثل نظر کرنے اور بوسہ لینے کے ہی اور بعضے علماء ابن عباس سے
روایت کرتے ہیں کہ لمم وہ گناہ ہے کہ جو ایام جاہلیت میں یعنی ایام کفر میں اسلام سے پہلے کیا ہو اور سبب نازل ہونیکا اس آیت کا اسطرح بیان کرتے ہیں کہ مشرکین مسلمانوں سے
کہتے تھے کہ تم ایام جاہلیت میں بہت گناہ کیا کرتے تھے اور اب ہمکو تم ان گناہوں پر عیب کرتے ہو اور اُن گناہوں کی عذاب سے ڈراتے ہو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی
کہ جو گناہ کہ ایام جاہلیت میں مسلمانوں نے کیا ہی وہ بخشا گیا ہی اور اُسپر انکو عذاب نہوگا **اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ** تحقیق کہ پروردگار تیرا فراخ
بخشش والا یعنی بہت بخشنے والا ہی اور اسیواسطے گناہان صغیرہ کو گناہان کبیرہ کے پرہیز کرنے سے بخشدیتا ہی اور گناہان کبیرہ کو توبہ کرنے سے بخشتا ہی آدمی کو چاہیے کہ اُسکی
رحمت اور مغفرت سے ناامید نہو لیکن اسکے قہر اور غضب سے ڈرتا رہے اور رحمت پر تکیہ اور اعتماد کر کے گناہوں میں مشغول نہو اور کہتے ہیں کہ بعضے آدمی حضرت صلعم کے زمانہ
میں اپنی پرہیزگاری اور تقوی پر بہت ناز کرتے تھے اور اپنے اعمال نیک کی لاف زنی میں رہتے تھے اور اپنی نماز اور روزہ اور حج اور جہاد کی تعریف کرتے تھے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی

الربع

هو اعلم بکم وہ خدا عالم تر ہے ساتھ احوال تمہارے کے اور تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اذ انشاکم جسوقت کہ پیدا کیا تمکو من الارض
زمین سے اسواسطے کہ زمین سے غذا پیدا ہوتی ہے اور غذا سے نطفہ پیدا ہوتا ہے اور نطفہ سے آدمی یعنی وہ خدا ابتدائے خلقت تمہاری میں تمہارے افعال اور احوال سے مطلع تھا
و اذ انتم اور جسوقت کہ تم اجنۃ بچے تھے فی بطون امہاتکم بیچ پیٹوں ماؤں اپنے کے اسوقت بھی تمہارے احوال کو جانتا تھا اور پھر تمہارا
کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے فلا تزکوا انفسکم پس پاکیزہ کہو تم نفسوں اپنوں کو یعنی اپنے اعمال اور افعال کی تعریف مت کرو اور اپنی تئیں نیکیاں کرنے سے
نہ کہو کہ ہم نے اعمال نیک کیے ہیں اور فخر اور ناز مت کرو اور اگر قصد تعریف کا نہو اور ارادہ فخر اور ناز کا نہو اور ویسے ہی اپنے اعمال نیک کا ذکر کرے اور اپنے نفس کو
پاکیزہ کہے اس قصد سے کہ خدا تعالی کی توفیق اور تائید سے ہے جو کچھ میں کرتا ہوں تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے اور نیک عمل کرکے خوش ہونا اور ذکر اپنی نیک
عمل کا واسطے شکرگزاری خدا کے کرنا بہت خوب ہے اور کسیطرح سے مذموم اور بد نہیں ہے لیکن اپنے عمل نیک پر نازاں نہو کہ هو اعلم وہ خدا زیادہ جاننے
والا اور عالم تر ہے بمن اتقی ساتھ اس شخص کے کہ پرہیزگار ہوا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ ہے کہ یہودیوں کا کوئی لڑکا
مرجاتا تو کہتے کہ وہ صدیق ہوا ہے رسول خدا نے سنکر فرمایا کہ دروغ کہتے ہیں وہ اسواسطے کہ کوئی بچہ نہیں ہے اپنی ماں کے پیٹ میں مگر نیک ہے بعد اسکے یا بد اور
اسوقت یہ آیت نازل ہوئی اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چاہیے کہ فخر نکرے کوئی تم میں سے اپنی نماز اور روزہ اور زکوۃ اور عبادت کی کثرت پر اسواسطے
کہ خدا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ پرہیزگاری کرتا ہے تم میں سے اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے تفسیر اس آیت کی پوچھی تو فرمایا کہ کہنا آدمی کا کہ کل کی رات
میں نے خوب نماز پڑھی اور کل کے روز ہم تو روزہ سے تھے اسواسطے کہ پہلے اس سے ایسے بھی آدمی تھے کہ صبح کو اٹھکر کہتے کہ کل کی رات ہمنے ساری رات نماز
پڑھی اور دن کو روزہ رکھا اور حضرت علی نے فرمایا کہ لیکن میں تو رات کو سوتا بھی ہوں اور دن کو بھی سوتا ہوں اور اگر ان دونوں کے درمیان کوئی وقت پایا جاتا تو میں
بھی سوتا اور دوسری یہ نہیں ہے کہ فرمایا امیر المومنین نے کہ اگر خدا منع نکرتا نفس کی پاکیزگی کے ظاہر کرنیکو تو البتہ ذکر کرنیوالا ذکر کرتا اپنی فضیلتوں اور
خوبیوں کو کہ مومنین کے دل ان خوبیوں کو پہچانتے اور البتہ سننے والوں کے کان انکو باہر نالتے اور کسی نے حضرت صادق سے پوچھا کہ جائز ہے آدمی کو کہ اپنی تعریف بیان کرے
اور اپنی خوبی کو ظاہر کرے فرمایا کہ ہاں جسوقت اسکی ظاہر کرنیکی ضرورت ہو کیا نہیں سنا تو نے قول حضرت یوسف کا کہ فرمایا تھا اجعلنی علی خزائن الارض انی
حفیظ امین یعنی مقرر کردے تو اے بادشاہ امیر خزانوں میں تحقیق کہ میں نگہبانی کرنیوالا امانت دار ہوں اور ابن عباس اور سدی اور کلبی وغیر مفسرین سے
منقول ہے کہ عثمان نے کچھ مال اپنا راہ خدا میں تصدق کیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کہ عثمان بن عفان کا برادر رضاعی تھا اس نے عثمان سے کہا کہ تو راہ
خدا میں اسقدر مال اپنا کثرت سے خرچ مت کر کہ ایسا نہو کہ فقیر ہو جائے اور نوبت تنگی اور احتیاج کی تجھکو پہنچے عثمان نے کہا کہ میرے گناہ بہت ہیں اور خطائیں میری
کثرت سے ہیں جیسے پہاڑ جبال مثل احد وغیرہ کے ہیں اور سوائے اسکے گناہان کبیرہ مجھسے بہت صادر ہوئے ہیں پس تصدق اور خیرات میں اسواسطے کرتا ہوں کہ
ان گناہوں کا کفارہ ہو اور خدا تعالی مجھسے راضی ہو عبداللہ بن ابی سرح نے کہا کہ یہ شتر کہ بار سے لدا ہوا ہے اور مال ہے بار سے اسکو مجھے بخشدے تو میں تیرے گناہ اپنے ذمہ
لیتا ہوں اور بار گراں انکا اٹھا لیتا ہوں عثمان نے وہ شتر مع مال اور اسباب کے اسکو دیدیا اور دو گواہ بھی مقرر کیے اور بعد اسکے عثمان نے راہ خدا میں خرچ کرنا موقوف
کیا اور یہ آیت عثمان کے حق میں نازل ہوئی کہ افرایت الذی کیا پس دیکھا تو نے اے محمد اس شخص کو کہ تولی منہ پھیرا اس نے جنگ احد سے اور ثبات کی
طرف کھلایا اور یا یہ کہ منہ پھیر لیا حق سے و اعطی قلیلا اور دیا تھوڑا سا مال اپنا خدا کے اٹھانے کی صورت میں عبداللہ کو و اکدی اور بند کیا باقی کو
اور راہ خدا میں دینا اسکا موقوف کیا اور بخل کو اختیار کیا اعندہ علم الغیب کیا نزدیک اسکے علم غیب ہے کہ فهو یری پس وہ دیکھتا ہے اور
جانتا ہے کہ اسکا بھائی جو اسکے گناہوں کو اپنے اوپر اٹھالیگا کہتا ہے سچا ہے اور ضرور دوسرے کے گناہوں کو وہ اٹھائیگا اور یہ استفہام ہے بر انکاری ہے
یعنی علم غیب نہیں رکھتا ہے ام لم ینبا کیا خبر دیا گیا وہ بما فی صحف موسی ساتھ اسکے کہ بیچ صحیفوں موسی کے ہے کہ تورات ہے و ابراھیم اور جو کہ بیچ صحیفوں ابراہیم کے ہے
الذی وفی وہ ابراہیم کہ وفا کیا جسنے یعنی ادا کیا تمام چیز کو کہ اسکے ذمہ تھی اور جسکا وہ حکم کیا گیا تھا اور کسی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا مراد
ابراہیم الذی وفی سے فرمایا کہ چند کلمے ہیں کہ انہیں پہنچایا تھا وہ پوچھا کہ وہ کیا ہیں فرمایا کہ جسوقت صبح ہوتی تو کہتا وہ کلمہ اصبحت ربی محمود اصبحت لا اشرک باللہ

ع ۵ ۶

شیئا ولا ادعوا مع اللہ الٰہا آخر ولا اتخذ من دونہ اولیاء تین مرتبہ اور شام کو بھی تین مرتبہ کہتا تھا حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا اسکو خبر نہیں دی گئی ہے اُس
امر کی کہ جو ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں ہے اور وہ **اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ** یہ ہے کہ نہیں اٹھاتا ہے کوئی نفس اٹھانیوالا **وِّزْرَ اُخْرٰى** بوجھ گناہ
دوسرے نفس کا یعنی دوسرے آدمی کی گناہ کا کسی سے مواخذہ نہیں ہوتا ہے جو شخص کہ گناہ کرتا ہے اسکو اُس گناہ کی سزا ہوتی ہے نہ دوسرے کو اور منقول ہے کہ حضرت نوح کے
زمانہ کے بعد سے حضرت ابراہیم کے زمانہ تک اُس زمانہ کے ظالم لوگوں کی یہ عادت تھی کہ باپ کو بیٹے کے گناہ میں اور بھائی کو بھائی کے گناہ میں اور غلام
کو اُسکے آقا کے گناہ میں اور اسیطرح قریبوں کو قریبوں کی عوض میں گرفتار کر کے سزا دیتے تھے اور قصاص لیتے تھے اور جسوقت حقتعالیٰ نے ابراہیم پر صحیفے
نازل کئے اور اُنمیں بیان کیا کہ ولا تزر وازرة وزر اخرى تو اُس وقت سے ابراہیم نے لوگوں کو اِس عمل بد سے منع کیا **وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ** اور
یہ کہ نہیں ہے واسطے آدمی کے **اِلَّا مَا سَعٰى** مگر ثواب اُس چیز کا کہ کوشش کی ہے اُسنے یعنی جیسے کسیکو دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑتے ہیں ایسے ہی ثواب کسی شخص
کا اُسکے غیر کو نہیں دیتے ہیں یہ بھی کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کے ہے اور میت کو جو ثواب کسی بندہ کے نیک عمل کا پہنچتا ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ نیت کرنیوالا واسطے
ثواب پہنچانے میت کے نائب حکم میں ہوتا ہے میت کیطرف سے باعتبار شرع کے پس جیسے کہ وکیل کرنیوالا اور نائب کرنیوالا نائب اور وکیل کے عمل نیک سے
ثواب پاتا ہے ایسے ہی میت ثواب پاتی ہے جو کوئی کہ واسطے اُسکے نیت عمل کی کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ دوسرے کی عمل کے ثواب پہنچنے کا حکم خاص واسطے
قوم ابراہیم اور موسیٰ کے ہے اور امت مرحومہ محمدی پیغمبر کی دوسرے کی سعی سے ثواب پاتی ہے اور یہ بھی کتابوں میں ابراہیم اور موسیٰ کے مذکور ہے **وَاَنَّ
سَعْيَهٗ** اور تحقیق کوشش اپنی یعنی آدمی عمل اپنا کہ واسطے اُسکے سعی کی ہے **سَوْفَ يُرٰى** قریب ہے کہ دکھلایا جاوے اپنی اعمال کے ترازو میں
جزا کے روز **ثُمَّ يُجْزٰىهُ** پھر بدلا دیا جاویگا وہ اُس سعی کا **الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى** بدلا پورا موافق عمل کے اور الجزاء منصوب بنزع خافض ہے یعنی
بالجزاء الاوفی اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ عبداللہ طاہر کہ والی خراسان کا تھا اُسنے حسین بن فضل کو طلب کیا
اور جسوقت وہ آیا تو اُس سے کہا کہ مجھکو تین آیتیں قرآن کی نہایت مشکل معلوم ہوتی ہیں انکو حل کرنا چاہیے اول تو فاصبح من النادمین یعنی پس ہو گیا وہ
قابیل پشیمان ہونیوالوں میں سے لیکن جسوقت پشیمانی گناہ سے سبب بخشش اور مغفرت کا ہو چنانچہ الندم توبة اسپر دلالت کرتا ہے تو پس کسواسطے توبہ اُسکی قبول نہوئی
اور مستحق غضب اور مذمت کا کیوں ہوا وہ اور دوسری آیت وان لیس للانسان الا ما سعی بس اضعاف مضاعفہ کیا چیز ہے یعنی خدا فرماتا ہے کہ
عمل سے چند در چند زیادہ جزا دونگا اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بدلا موافق سعی عمل کے ہی ملیگا اور اُس سے زیادہ نہ ملیگا اور تیسری آیت کل یوم ہو فی شان
یعنی ہر دن وہ بیچ ایک شان کے اور پیدا کرنے اور مشغول ہونے اور ثابت کرنے اور مٹانے ایک امر کے ہے اور یہ مخالف حدیث کے ہے کہ جف القلم بما ہو کائن یعنی
خشک ہو گیا قلم لکھنے سے چیز کے کہ جو ہونیوالی ہے اور جو کچھ ہونیوالا تھا اُسکو قلم لکھ چکا اب نہیں ہو سکتا حسین بن فضل نے جواب دیا کہ ندامت قابیل
کی ہابیل کے قتل پر نہ تھی بلکہ اُسکی بدن کے اٹھانے پر تھی اور یا یہ کہ اُس شریعت میں ندامت سبب توبہ کی نہ تھی بلکہ یہ خاص واسطے امت محمدیہ
کے ہے بسبب برکت خاتم الانبیاء کے اور وان لیس للانسان الا ما سعی موافق عدل کے فرمایا ہے اور اضعاف مضاعفہ باعتبار فضل اور کرم کے ہے اور
مراد حدیث جف القلم بما ہو کائن سے یہ ہے کہ پہلے ازل کے روز حکم کیا اور تقدیر کے آئندہ کو مکان وجود اور وقت فلانا ظاہر کرونگا موافق مصلحت ہر روز کے اور
ہر وقت کے اور بعد اُسکے موافق اُسکی عمل کرتا ہے ہر وقت اور ہر ساعت قیامت تک اسیطرح کرتا جائیگا پس حدیث مخالف آیت کے نہوگی عبداللہ طاہر نے
اُس جواب کو بہت پسند کیا اور حسین بن فضل کی تعریف کی اور اُسکی سر اور منہ پر بوسہ دیا اور بعضے اور طرح سے بھی جواب دیتے ہیں **وَاَنَّ اِلٰى
رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى** اور تحقیق طرف پروردگار تیری کی ہے انتہا اور رجوع تمام خلائق کی اور یہ بھی ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں ہے یعنی بعد منقطع
ہونے عمل کے خدا کیطرف پھرنا ہوگا تاکہ ہر ایک کو موافق عمل نیک اور بد کے جزا دیوے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جیسے کہ ابتدا خلقت
کی اُس سے ہے ایسے ہی نہایت جانوں کی بھی اُسی سے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ انتہا فکر کیطرف اُسکی ہے یعنی قوت فکریہ ہر چیز کی فکر کرکے قدرت
رکھتی ہے لیکن جسوقت اُس تک پہنچتی ہے تو حیران ہوتی ہے اور ٹھیر جاتی ہے چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ نہیں چاہیے فکر کرنا پروردگار میں اور

فرمایا ہی کہ فکر کرو تم خدا کی نعمتوں میں اور نہ فکر کرو تم ذات خدا میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تو کلام منتہی ہو طرف خدا کے پس ٹھہر جاؤ اور
اور وہاں سے گزر جاؤ اور بعد اسکے فرمایا کہ اے فرزند آدم اگر کوئی پرندہ تیرا دل کھائے تو اس سے وہ سیر نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز بمقدار سوراخ سوئی کے تیری
آنکھ پر واقع ہو تو تیری آنکھ کی روشنی کو پوشیدہ کر دے اور تو چاہتا ہی کہ اس دل اور آنکھ سے پہچانے اور جانے ملکوت آسمان و زمین کے اور
جو مت فکر کرنا حقیقت میں اسکی مخلوقات کو دشوار ہو تو بیچ ذات میں اسکی خالق کے بطریق اولی دشوار ہوگا اور اوپر اسکے روایت ہے کہ ایک روز
رسول خدا صلعم مسجد میں تشریف لے گئے اور صحابہ سے پوچھا کہ تم کس فکر میں ہو کہا کہ ذات خدا میں ہم فکر کرتے ہیں فرمایا کہ اسکی خلقت میں فکر کرو اور
اسمیں فکر مت کرو کیونکہ تمہارا اسکی حقیقت کو نہ پہنچیگا اور بعد اسکے فرمایا کہ حقتعالی نے سات آسمانونکو پیدا کیا ہی اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک
پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور دل ہر آسمان کا پانسو برس کی راہ کا ہی اور ساتویں آسمان پر ایک فرشتہ ہی کہ گھر اسکا ساتویں زمین کے نیچے سے
ساتویں آسمان تک ہے اور اس دریا میں خدا تعالی کا ایک فرشتہ ہی کہ پانی اس دریا کا اسکے ٹخنے تک بھی نہیں ہے اور اسطرح ساتوں زمینوں کو پیدا کیا ہی
پس تم ان عجیب اور غریب کاریگریوں اور مخلوقات خدا میں فکر کرو کہ اسکی پیدا کرنے والے کے وجود کی طرف راہ لیجاؤ اور اسکی حقیقت میں فکر مت کرو
اور یہ بھی بہائم اور وحشی کی کتابوں میں لکھا ہے کہ **وَاَنَّهٗ هُوَ** اور تحقیق وہ خدا ہے **اَضْحَكَ** ہنساتا ہی **وَاَبْكٰى** اور رلاتا ہے
ہو اسطرح کہ باعث خلق اور پیدا کرنے ہنسی اور رونیکا وہ ہی اسلئے کہ سرور اور حزن کہ سبب خندہ اور گریہ کا ہی وہ اسکی جانب سے ہی اور خندہ و گریہ
خود خدا کا فعل نہیں ہے ورنہ بندہ پر امر اور نہی ان دونوں کی جاری نکرتا اور نہ فرماتا کہ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور نہ فرماتا کہ تضحکون ولا تبکون وانتم
سامدون اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ رلاتا ہی آسمان کو مینہ سے اور ہنساتا ہی زمین کو روئیدگی اور درختوں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ
معنی یہ ہیں کہ ہنساتا ہی بہشتیوں کو بہشت میں اور رلاتا ہی دوزخیونکو دوزخ میں اور کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے بعد سننے اس آیت کے امیر المومنین
علیہ السلام سے کہا کہ ہنسانا اور رلانا حلیموں کا کام نہیں ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ وہ خدا ابر کو رلاتا ہی مینہ سے اور باغ کو
ہنساتا ہی اور کھلاتا ہے بہار کے وقت طرح طرح کے پھولوں سے اور عارفوں کے دلوں کو معرفت کے اقبال سے ہنساتا ہی اور کافرونکو کفر کی نحوست
سے رلاتا ہی **وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ** اور تحقیق وہی خدا مارتا ہی **وَاَحْيَا** اور جلاتا ہے یعنی قادر مارنے اور زندہ کرنے پر وہی ہے ہر چند
قاتل مقتول کی بنیاد کو اور شکل کو بگاڑ دیتا ہی لیکن موت جو مقتول کو حاصل ہوتی ہے وہ خدا ہی کا فعل ہے موافق عادت کے پس مارتا ہے وقت اجل
کے اور زندہ کرتا ہی قبر میں اور قیامت میں زندہ کریگا **وَاَنَّهٗ** اور تحقیق کہ وہ خدا ہی **خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ** پیدا کرتا ہی آدمی سے اور سوائے
اسکی اور حیوانات سے دو قسم کو **الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى** نر کو اور مادہ کو **مِنْ نُّطْفَةٍ** نطفہ سے یعنی آب منی سے نر اور مادہ کی **اِذَا تُمْنٰى**
جبوقت کہ جدا کیجاوے منی اسکی نر کو اور مادہ کی بچہ دان میں وہ گرائی جاوے اور آدم اور حوا اس حکم سے خارج ہیں اور کہتے ہیں کہ نطفہ خون کا بنتا ہی اور
اول وہ خون نطفہ بنکر دماغ میں جاتا ہی اور اس رگ میں رہتا ہی کہ جسکو ورید کہتے ہیں اور بعد اسکی پشت کے مہروں میں آتا ہی اور ایک ایک مہرہ
میں گزر کر اور ناف کی دو جانب میں دو رگیں ہیں وہاں جاکر ٹھیرتا ہی اور وہ سفید ہوتا ہی اور عورت کی منی سینہ میں سے اترتی ہی **وَاَنَّ عَلَيْهِ** اور تحقیق
کہ اوپر اس خدا کے ہی **النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى** پیدا کرنا دوسرا بعد مرنے کے قیامت میں واسطے وفا کرنے وعدہ جزا دینے کے ہوگی کہ خلاف کرنا وعدہ کی اسکی
ذات میں نہیں ہے **وَاَنَّهٗ هُوَ** اور تحقیق کہ وہی خدا **اَغْنٰى** تونگر کر دیتا ہی خرچ کئے گئے مالونکا **وَاَقْنٰى** اور مالدار کرتا ہی جمع کئے گئے
مالونکا کہ جسکو صرف نہیں کرتے ہیں اور جمع کرکے رکھتے ہیں اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ تونگر کرتا ہی ہر آدمی کو اسکی معیشت سے اور راضی کرتا ہی اسکو
اسکی کسب سے جو کہ وہ اپنے ہاتھ سے سعی کرکے کماتا ہی **وَاَنَّهٗ هُوَ** اور تحقیق کہ وہ خدا **رَبُّ الشِّعْرٰى** وہی ہے پروردگار شعری ستارہ کا
اور وہ ایک ستارہ ہی کہ قریش اور ایک قوم عرب کی اسکی پرستش کرتی تھی اور آخر شب کو وہ نکلتا ہی اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے شعری یمانی ہی کہ وہ زیادہ روشن
ہے شعری شامی سے اور مقصود اس سے اس مقام میں ذکر کرنے سے بیان کرنا بطلان خزاعہ کا ہی کہ وہ اسکی پرستش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اسکی اسطرح پرستش کرتے ہیں

یہ تمام ستاروں کے مخالف ہے اسواسطے کہ یہ باعتبار طول کے سیر کرتا ہے اور سوائے اسکے اور ستارے باعتبار عرض سیر کرتے ہیں اور حاصل اسکی ذکر کا یہ ہے کہ وہ ستارہ
مخلوق ہے کہ جسکا خدا نے پیدا کیا ہے اور مخلوق سزاوار خدائی اور پرستش کے نہیں ہوسکتا ہے **وَاَنَّهٗ** اور تحقیق اس نے **اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى**
ہلاک کیا ہے قوم عاد پہلی کو کہ امت حضرت ہود کی تھی اور ایک قوم تھی کہ انکو ... کہتے تھے اور وقت ہلاک ہونے عاد کے مکہ میں تھے اور بعد
انکے ہلاک ہونے کے ... اور دوسرا قول یہ ہے کہ عاد اولی قوم ہود کو کہتے ہیں اور ... یہ پہلی اسواسطے کہتے ہیں کہ بعد نوح کے ہلاک ہوئے وہ ... اور
مقدم تھی دنیا میں ... باعتبار شرافت اور مرتبہ کے **وَثَمُوْدَا** اور قوم ثمود کو ہلاک کیا کہ حضرت صالح کی امت تھی **فَمَاۤ اَبْقٰى** پس باقی
رکھا انمیں سے کسی کو اور سب کی جڑ اور بیخ اکھاڑ پھینکی **وَقَوْمَ نُوْحٍ** اور ہلاک کیا قوم نوح کو **مِّنْ قَبْلُ** پہلے ان عاد و ثمود کے
اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ تحقیق کہ تھے وہی **اَظْلَمَ وَاَطْغٰى** زیادہ ظلم کرنیوالے اور حد سے زیادہ گزرنیوالے کفر اور سرکشی میں قوم عاد و ثمود سے اسواسطے کہ
حضرت نوح کو بہت ایذا دیتے تھے وہ اور اسقدر انکو مارتے تھے کہ انمیں طاقت حرکت کرنیکی باقی نہیں رہتی تھی اور وہ لوگ انکی صحبت سے نفرت دلاتے تھے
اور کہتے ہیں کہ اسقدر پتھر انکو مارتے تھے کہ وہ پتھروں کے نیچے چھپ جاتے تھے اور دب جاتے تھے اور جبرئیل انکو پتھروں کے نیچے سے نکالتے تھے اور
نو سو پچاس برس میں تھوڑے سے آدمی ایمان لائے تھے **وَالْمُؤْتَفِكَةَ** اور شہروں قوم لوط کی کو **اَهْوٰى** اکھاڑ ڈالا بعد اسکے کہ انکو اوپر
آسمان کے لیگیا جبرئیل اپنے پروں پر اور ... کہ انکو زمین پر ... بعد اسکے کہ ... انکو الٹ دیا تھا اور وہ چار شہر تھے صدوم اور ... اور عمورا اور ...
فَغَشّٰىهَا پس ڈھانک لیا ان شہروں کو **مَا غَشّٰى** جس چیز نے کہ ڈھانکا اور وہ پتھر تھے کہ انکی شہروں پر برسے تھے اور کثرت سے ان شہروں
کے وہ شہر پوشیدہ ہوگئے **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی **تَتَمَارٰى** شک کرتا ہے تو یہ خطاب اگرچہ
رسول خدا صلعم کی طرف ہے لیکن مراد اس سے امت کے لوگ ہیں اور ... جو ذکر کئے گئے پہلی آیتوں میں اگرچہ بظاہر عذاب کے ہیں نعمتیں وہ نہیں ہیں لیکن
اسواسطے کہ شامل ہیں اپنی درمیان میں ... ہیں وہ ... جو ... ان لوگوں کو کہ جو نصیحت کرتے ہیں اور ... خبر دیتے ہیں ... اور مومنین کے
لینے کا کافروں سے اور تسلی خاطر عاطر رسول خدا کی اس سبب سے انکا نام نعمتیں ہوا اور محمد بن یعقوب ... نے روایت کی ہے صالح سے اور انہوں نے ابن عباس سے کہ حضرت
رسول خدا صلعم کو حکم ہوا کہ علی بن ابیطالب کو خلیفہ مقرر کریں اور لوگوں کو مطلع کریں کہ امامت حق انکا ہے تو چند روز لوگوں سے پوشیدہ رکھا اسواسطے کہ جانتے تھے
کہ قریش اور بزرگ عرب کے اس امر کو قبول نہ کرینگے ... انکار کرینگے اور حسد اور عداوت انکی اس امر کی تصدیق سے مانع ہوگی اور یہ بھی احتمال تھا کہ اس
سبب سے کوئی آسیب ان حضرت کو پہنچے پس دوسری بار جبرئیل آیا اور خبر لائی حضرت کو قوم کی آزار سے محفوظ رکھنے اور بچانے کی اور یہ آیت لائے کہ
یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس جسوقت حضرت نے یہ سنا تو بغیر اندیشہ کسیکے آزار کا
... حضرت علی بن ابیطالب کو غدیر خم میں جیسے کہ پہلے اس سے یہ تفصیل گذر گیا ہے واسطے خلافت اور امامت کے مقرر کیا اور انکی دوستی کو سب پر
واجب اور فرض کیا اور بعد مقرر کرنے امیر المومنین کے جبرئیل نازل ہوا اور یہ آیت لائے کہ فبای آلاء ربک تتماری پس بعد اسکے طرف ڈرانیوالے کے حضرت
اشارہ کرتا ہے کہ **هٰذَا** یہ پیغمبر محمد ہے **نَذِیْرٌ** ڈرانیوالا **مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى** جنس ڈرانیوالوں پہلوں سے جیسے کہ پہلی پیغمبر ... اپنی قوم کو
ڈراتے تھے ایسے ہی یہ بھی اپنی قوم کو ڈراتا ہے اور یہ بھی اپنی امت کو ... جو کہ پہلے پیغمبر کرتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے اس آیت کی تفسیر
پوچھی تو فرمایا کہ اللہ تعالی نے جس وقت روز میثاق سب خلق کو ... عقل ... عطا کرکے انکی صفوں کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور محمد کو انپر پیغمبر کرکے بھیجا اور
انہوں نے انکو طرف ایمان کے بلایا تو بس ایک قوم تو ان میں سے ایمان لائی اور ایک قوم نے انکار کیا پس فرمایا خدا تعالی نے کہ یہ ڈرانیوالا ہے ڈرانیوالوں پہلوں یعنی
محمد جسوقت کہ بلایا انہوں نے انکو طرف خدا کے بیچ روز میثاق کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ... اشارہ طرف قرآن کے ہے یعنی یہ قرآن ڈرانیوالا ہے جنس کتابوں ڈرانیوالیوں
... پس واسطے تنبیہ اور ڈرانیکے فرماتا ہے کہ **اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ** نزدیک ہوئی نزدیک ہونیوالی کہ وہ قیامت ہے **لَيْسَ لَهَا** نہیں ہے اسکے
یعنی اسی وقت پہنچنے کو **مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ** سوا خدا کے کوئی نفس ظاہر کرنیوالا یعنی سوا خدا کے کوئی اسکو وقت کو ظاہر نہیں کرسکتا ہے

وہ وقت قیامت ہی آنے والی ہے کہ سوا خدا کے اسکے وقت پر کسیکو اطلاع نہیں ہے اور اب عرب کے منکروں کو خطاب کرتا ہی اور کہتا ہے کہ **أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ** کیا پس اِن باتوں سے اور اس سخن سے کہ وہ قرآن ہے **تَعْجَبُونَ** تعجب کرتے ہو تم ازروے انکار کے **وَتَضْحَكُونَ** اور ہنستے ہو تم اسپر ٹھٹھا کرکے **وَلَا تَبْكُونَ** اور نہیں روتے ہو تم خوف سے اس عذاب کے کہ جسکا اسمیں وعدہ مذکور ہی اور ان گناہوں سے جو کہ تم سے صادر ہوتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مراد حدیث سے وہ خبریں پہلی ہیں یعنی ان خبروں کو سنکر تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو اس خوف سے کہ کبھی تمپر وہ واقع ہو جائیں **وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ** اور تم بازی کرنیوالے اور غفلت کرنیوالے ہو اسواسطے کہ جسوقت قرآن پڑھا جاتا تھا تو مشرکین گانا شروع کرتے تھے تاکہ لوگوں کو اسکے سننے سے باز رکھیں اور حضرت امام سے روایت ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو اہل صفہ کہ وہ عمار اور صہیب وغیرہ تھے اسقدر روئے کہ آواز انکی گریہ کی بلند ہوئی اور جسوقت رسولخدا نے آواز انکی رونیکی سنی تو رونے لگے اور صحابہ نے بھی رونا شروع کیا اور رسولخدا نے فرمایا کہ دوزخ میں نجائیگا وہ شخص کہ خوف خدا سے دنیا میں رویا ہے اور بہشت میں نہ جائیگا وہ شخص کہ حد سے گزر نیوالا ہے اور گناہوں پر اصرار کرنیوالا ہے اور اگر تم گناہ نکرو تو خدا تعالی ایک قوم پیدا کرے کہ وہ گناہ کریں اور بسبب انکی گریہ کرنیکے گناہوں اور خطاؤں پر انکو بخشے اور بہشت میں انکو لیجائے اور منقول ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے پھر رسولخدا کو کسی نے خندان نہ دیکھا اور زاریکی اور خشوع اور خضوع جو موجب رستگاری کا عذاب سے ہے اسواسطے اسکے بعد سجدہ کرنیکا حکم دیتا ہی کہ باعث خواری و ذلت نفس کا ہے اور فرماتا ہے کہ **فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا** پس سجدہ کرو تم خاص واسطے خدا کے اور پرستش کرو تم اسکو نیت خالص سے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولخدا نے بعد تلاوت اس آیت کے سجدہ کیا اور ہمارے مذہب میں اس آیت کا سجدہ واجب ہے اور یہ سورہ چار سورتوں عزائم میں سے ہی

سورۃ القمر

یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں پچپن آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ اقتربت کو پڑھے خدا تعالی اسکو قبر میں سے بہشت کے ناقہ پر سوار کرکے نکالیگا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ کہتے ہیں کہ کفار قریش نے رسولخدا سے معجزہ طلب کیا حضرت نے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی **اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ** نزدیک آگئی قیامت **وَانْشَقَّ الْقَمَرُ** اور پھٹ گیا چاند اور قیامت کو ساعت اسواسطے فرمایا ہی کہ وہ ایک ساعت کی درازی میں قائم ہو جائیگی اور چاند کا پھٹکر دو ٹکڑے ہونا قیامت کے نزدیک ہونیکی علامتوں میں سے ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ چاند کے ٹکڑے قیامت میں ہونگے اور یہی مراد حقتعالی کے قول سے اور حضرت کے زمانہ میں چاند کے ٹکڑے نہیں ہوئے لیکن یہ قول باوجود قلیل اور نادر ہونے اسکے قائل کے نہایت ضعیف ہے اسواسطے کہ دو ٹکڑے ہونا چاند کا ہاتھ سے حضرت کے متواترات میں سے ہی اور اکثر صحابہ اور تابعین نے اسکو نقل کیا مثل ابن مسعود اور انس بن مالک اور حذیفہ بن الیمان اور ابن عمر اور ابن عباس اور جبیر بن مطعم اور روایات اہلبیت اسپر دلالت کرتی ہیں اور مفسرین کا بلکہ کل اہل اسلام کا اسپر اجماع ہے اور اسکے مخالف کا قول شمار میں نہیں ہے اسواسطے کہ مشہور ہونا شق قمر کا درمیان صحابہ کے اسکے مخالف کے قول کو رد کرتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرکین رسولخدا کی خدمت میں جمع ہوئے اور کہا کہ اگر تو راست گو ہے تو چاند دو ٹکڑے کردے پس فرمایا رسولخدا نے کہ اگر میں چاند کے ٹکڑے کردوں تو تم ایمان لاؤگے سب نے کہا کہ ہم ایمان لائینگے اور وہ رات چودھویں تھی کہ جسمیں چاند پورا اور کامل ہوتا ہی رسولخدا نے اپنے پروردگار سے سوال کیا چاند کے دو ٹکڑے ہونیکا خدا تعالی نے چاند کو حضرت کے حکم میں کیا حضرت نے اپنی انگلی سے چاند کو دو ٹکڑے کیا اور اسوقت حضرت نے آواز دی ای فلانے اور ای فلانے گواہ ہو تم اور بعد اسکے کفار نے کہا کہ محمد نے ہمپر جادو کیا ہی اور منقول ہے کہ ابوجہل اور ایک یہودی ایک شب رسولخدا کے پاس آئے اور وہ چودھویں شب تھی ابوجہل نے کہا کہ ای محمد موافق اپنی دعوے کے معجزہ دکھلاؤ ورنہ سر تیرا تلوار سے قلم کرونگا حضرت نے فرمایا کیا چاہتا ہے ابوجہل نے اس یہودی سے پوچھا کہ وہ کونسا امر ہے کہ آدمی کی قدرت سے باہر ہی اور آدمی اسکو نہیں کر سکتا ہی اور اپنے جیب سے رسالت یکھتا تھا اور سوچتا تھا کہ کیا پوچھوں اور وہ یہودی کہتا تھا کہ محمد جادوگر ہے اور جو کچھ اس سے سوال کرتا ہوں جادو کی قوت سے اسکو دکھلاتا ہی کہتا ہے کہ چاند کے ٹکڑے کردے اسواسطے کہ جادو آسمان پر اثر نہیں کرتا ہی اور جادوگروں کا وہاں دخل نہیں ہے اگر چاند کے ٹکڑے کرنیسے وہ عاجز ہو جائیگا تو اسکو قتل کر ابوجہل نے کہا کہ ای محمد ہمارے واسطے چاند ٹکڑے کر اپنی انگلی سے حضرت نے دعا کی اور انگلی سے چاند کیطرف اشارہ کیا وہ دو ٹکڑے ہوگیا ایک ٹکڑا تو اپنی جگہہ قائم رہا اور دوسرا ٹکڑا جدا ہوکر ایک طرف کو جا ٹھیرا ابوجہل نے کہا کہ ان دونوں ٹکڑوں کو ملا دے اور پیوست کردے

حضرت نے اشارہ کیا تو دو ٹکڑے ہو گئے پس اسمیں ملکی وہ یہودی تو ایمان لے آیا اور ابوجہل ایمان نہ لایا اور کہا کہ ہماری آنکھیں انسے جادو سے بند کرکے چاند ہمکو دو ٹکڑے دکھلا دیے ہیں مسافر
جو اطراف اور جوانب سے آتے ہیں انسے ہم دریافت کرینگے کہ انہوں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے یا نہیں پس باہر کے آنیوالوں اور مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا
کہ ہاں ہمنے فلانی شب کو چاند کے دو ٹکڑے دیکھے ہیں اور ابوجہل باوجودیکہ ظاہر معجزہ کے ایمان نہ لایا اور اسکو جادو ٹھیرایا اور کفار قریش نے بھی ابوجہل کی پیروی کی اور اس
معجزہ کو جادو مقرر کیا اور سوائے اسکے بہت سی روایتیں ہیں کہ دلالت کرتی ہیں چاند کے شق ہونے پر صحابہ اور اہلبیت سے اور بعضے آدمی انکار کرکے جو کہتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا کے
زمانہ میں شق قمر ہوتا تو اور ملکوں کے آدمی بھی اسکو دیکھتے اور امر وہ پوشیدہ کیوں رہتا یہ قول انکا نہایت پوچ اور ضعیف ہے اسواسطے کہ چاند ٹکڑے کرکے دکھلانے سے
مقصود یہ تھا کہ عرب کے لوگ اسکو دیکھیں اور ہو سکتا ہے کہ اسوقت چاند اور شہروں میں افق کے نیچے ہو اور رات کے وقت یہ معجزہ واقع ہوا تھا ہو سکتا ہے کہ اسوقت اور شہروں کے
آدمی سوتے ہوں اسواسطے انکو اطلاع نہوئی اور علاوہ اسکے یہ بات ہے کہ کل آدمیوں کی عادت ہے کہ وہ آسمان کیطرف اس ارادہ سے نظر نہیں کرتے ہیں کہ دیکھیں آسمان پر کیا
ہوا ہے کوئی ستارہ بھی اسوقت ٹوٹتا ہے یا نہیں اور اگر کوئی ستارہ ٹوٹتا ہے اور قریب زمین کے پہنچکر روشنی پیدا کرتا ہے تو اتفاقیہ اسپر نظر جا پڑتی ہے اور ٹکڑے ہونا چاند کا نہایت
قلیل زمانہ میں تھا کہ بعد ٹکڑے ہونیکے اسوقت کفار نے انکے ملجانیکا سوال کیا حضرت نے اسکو ملا دیا اگر اس تھوڑی سی دیر میں لوگوں کی نظر آسمان پر نہ پڑی تو کیا بعید ہے
اور بڑا اعتراض یہود اور نصاریٰ کا ہے اور کہتے ہیں کہ اگر چاند کے ٹکڑے ہوتے تو کیا اور ملکوں کے لوگ اسکو نہ دیکھتے سو جواب انکا پہلے اس سے گزر گیا ہے اور سوا اسکے اسکا
زمانہ بہت قلیل تھا اگر اس قلیل مدت میں واقع ہونیوالی خبر نہ معلوم ہوئی تو مقام تامل نہیں ہے بلکہ پہلی امتوں کی کتابوں میں تو ایسا ہے کہ بہت دیر تک قائم رہنے
لکھی ہیں چنانچہ بیبل یعنی توریت صحیفہ یوشع کے دسویں باب کے بارہویں اور تیرہویں درس میں لکھا ہے کہ حضرت یوشع نے وسط میں آفتاب اور ماہتاب کے روبرو
بنی اسرائیل کے دعا مانگی انکی دعا سے آفتاب اور ماہتاب ٹھیرا رہا اور وادی ایالون اور جیعون کے برابر قریب آٹھ پہر کے وسط سما پر ٹھیر گیا اور اڑتیسویں باب میں کتاب صحیفہ شعیا کے
اٹھائیسویں باب میں ہے کہ جسوقت آفتاب دس درجہ پشت میں گیا تھا اسوقت سے آفتاب ہی پس کہنا چاہیے کہ آفتاب آٹھ پہر تک آسمان بیچ میں ٹھیرا
اس عرصہ دراز تک اور کوئی آدمی سوائے یہود اور نصاریٰ کے اسکی خبر نہیں دیتا ہے اور اقرار اسکا نہیں کرتا ہے پس تعجب ہے اہل کتاب سے کہ تھوڑی دیر رہنے والی چیز کو تو کہیں
کہ اگر یہ واقع میں ہوتی تو اور ملکوں کے لوگ بھی اسکو دیکھتے اور اسکی خبر دیتے اور جو چیز کہ زمانہ دراز تک رہی اسکو نہ کہیں کہ اگر یہ ہوتی تو اور ملکوں کے لوگ بھی اسکو دیکھتے
اور سوائے اسکے یہ کیا ضرور ہے کہ جسوقت مکہ میں رات ہو تو اور شہروں میں بھی اسوقت رات ہو مکہ خط استوا کے نیچے ہے جسوقت وہاں شام ہوتی ہے تو اور ملکوں میں جو کہ دور ہیں
دو یا ڈیڑھ گھنٹے بلکہ اس سے زیادہ دن باقی رہتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ جسوقت چاند کے ٹکڑے ہوئے ہوں اسوقت اور ملکوں میں دن ہو اور ہنوز چاند افق سے ظاہر نہوا ہو
اور اہل تواریخ کا اس زمانہ میں حوادث آسمانی کے لکھنے کا دستور نہ تھا کہ کسوف اور خسوف اور ستاروں کے ٹوٹنے اور دمدار ستاروں کے نکلنے کو لکھتے بلکہ جیسے کہ
اور آسمانی چیزوں کو نہ لکھا ایسا ہی اسکو بھی نہ لکھا جیسے کہ آفتاب کے آٹھ پہر تک ٹھیرنے کو سوائے اہل کتاب کے اور مورخوں نے نہیں لکھا ہے لیکن اہل کتاب بعد ظہور
معجزہ سے آجتک اس معجزہ کو لکھتے چلے آتے ہیں اور یہ متواترات میں سے ہے اسکا انکار ایسا ہی ہے جیسے کہ بدیہی اور ضروری چیزوں کا انکار ہے اور جسوقت کفار قریش نے انکار
کیا اس معجزہ کا اور اسکو جادو ٹھیرایا تو خداتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ **وَإِن يَرَوْا** اور اگر دیکھتے ہیں وہ کافر **آيَةً** نشانی یعنی خدا کی قدرت کی نشانیوں
میں سے کہ وہ معجزہ ہے اور پیغمبر کے ہاتھ پر جاری ہوا ہے اور کہ دلیل اسکی دعوے کے حق ہونیکی ہے **يُعْرِضُوا** منہ پھیر لیتے ہیں وہ اس سے اور تامل اسمیں نہیں کرتے ہیں
حسد اور عناد کی جہت سے **وَيَقُولُوا** اور کہتے ہیں **سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ** جادو ہے ہمیشہ یعنی محمد جادوگر ہے چلا جادو مدد سے ہوتا ہے اور وہ ایسے ہی شعبدہ کرتا ہے اور اس آیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ پہلے اس سے بھی کفار بہت معجزے دیکھ چکے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مستمر مرہ سے نکلا ہے کہ جو قوت اور مضبوطی کے معنی ہیں یعنی جادو ہے محکم اور مضبوط اور یہ
آیت رد کرتی ہے ان لوگوں کے قول کو کہ جو کہتے ہیں شق قمر قیامت کے روز مراد ہے اسواسطے کہ خداتعالی صریح فرماتا ہے کہ اگر معجزہ کو دیکھتے ہیں تو اسکا انکار کرکے جادو ٹھیراتے ہیں
اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس معجزہ کے دنیا میں واقع ہونے پر تاکہ پیغمبر آخر الزماں کی پیغمبری کی دلیل ہو نہ یہ کہ آخرت میں ہو اور اگر آخرت میں ہو یہ معجزہ تو اس سے کیا فائدہ
ہے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ کہا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری اسکے دست قدرت میں ہے کہ دیکھا ہے کوہ حرا کو درمیان دو ٹکڑوں چاند کے اور یہی ہے جبیر بن مطعم نے
روایت کی ہے کہ رسول خدا کے زمانہ میں چاند ٹکڑے ہوا یہانتک کہ اس پہاڑ پر دو ٹکڑے ہوا اور ایک ٹکڑا جانب کوہ حرا کے گیا پس کہا کفار نے کہ محمد نے ہمپر جادو کیا ہے ایک شخص نے

اُن میں سے کہا کہ یہ کیونکر جادو ہو وہ چیز کہ جسکو لوگوں نے اطراف و جوانب میں دیکھا ہو لیکن کفار انکار ہی کرتے رہے **وَكَذَّبُوا** اور جھٹلایا اُنہوں نے **وَاتَّبَعُوٓا أَهْوَآءَهُمْ** اور پیروی کی اُنہوں نے خواہشوں نفسوں اپنی کی کہ جو کچھ شیطان نے انکی نظروں میں آراستہ کیا تھا اسکو وہ اچھا جانتے تھے اگرچہ واقع میں وہ باطل ہو **وَكُلُّ أَمْرٍ** اور ہر کام **مُّسْتَقِرٌّ** ٹھہرنیوالا ہے اپنی جگہہ میں کہ خیر تو اپنی جگہہ پکڑتی ہے اہل خیر میں اور شر اپنی جگہہ پکڑتی ہے اہل شر میں کہ ہر چیز کی ایک انتہا ہے کہ وہاں وہ جاکر منتہی ہو اور انتہائے اہل ایمان کی دنیا میں توفیق ہدایت اور نصرت ہے اور آخرت میں بہشت ہے اور کافروں کی انتہا دنیا میں تو طرف قتل و اسیری ہے اور آخرت میں طرف آتش دوزخ کے اور ابو جعفر نے مستقر کو مجرور پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع **وَلَقَدْ جَآءَهُم** اور البتہ تحقیق آئی ہیں اُن مکہ والوں کے پاس **مِّنَ الْأَنبَآءِ** خبروں سے قرآن میں **مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ** وہ چیز کہ بیچ اُسکے باز رکھنا اور ڈانٹنا ہے گناہ اور وہ باز رکھنا **حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ** حکمت ہے نہایت کو پہنچنے والی کہ کسیطرح کا خلل اسمیں نہیں ہے **فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ** پس فائدہ دیوین ڈرانیوالے انبیا یعنی اپنی امتوں کو ہدایت کرنے میں جسوقت کہ وہ امتی کلام کو اپنے انبیا کے نہ سنیں بلکہ انکو جھٹلائیں اور جادو گر ٹھیرائیں اور جسوقت کہ جانتا ہے تو یہی اے محمد حال تیری اُمت کا ایسا ہے تو **فَتَوَلَّ عَنْهُمْ** پس منہ پھیر تو انسے اور انکو نصیحت کرنا چھوڑ دے یہانتک کہ تجھکو حکم جہاد کرنیکا پہنچے اور یاد کر تو **يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ** اُسدن کو کہ بلاوے بلانیوالا یعنی اسرافیل صخرہ بیت المقدس پر کھڑا ہو کر لوگونکو بلائیگا **إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ** طرف ایک چیز بری اور ناخوش کے کہ وہ قیامت ہے کہ انکی عادت میں جو کبھی ایسی نہ تھی ایکدفعہ ہی وہ چیز بڑی اُسوقت انکو وہ نہایت ناخوش معلوم ہوگی اور وہ بلائے جائینگے اور الداع کو بعضوں نے الداعی پڑھا ہے یا کے ساتھ اور نکر کو ابن کثیر نے تخفیف سے پڑھا ہے اور بلائے جائینگے وہ **خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ** جسوقت کہ نیچی ہونیوالی اور ذلیل ہوں آنکھیں انکی ڈر اور ہول عذاب کو دیکھکر اور خشعا حال واقع ہوا ہے اور جسوقت بلانیوالا انکو بلائیگا تو **يَخْرُجُونَ** نکلینگے وہ **مِنَ الْأَجْدَاثِ** قبروں سے یعنی جسوقت قبروں میں نکلینگے تو ترساں اور ہراساں ہونگے اور یہ حال اپنی ذو الحال سے مقدم ہے اور وہ حال خشعا ہے کہ یخرجون کی ضمیر سے واقع ہوا ہے اور ذو الحال یخرجون کی ضمیر ہے اور نکلینگے وہ اپنی قبروں سے اسطرح سے **كَأَنَّهُمْ** گویا کہ وہ **جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ** ٹڈیاں ہیں بکھری ہوئی یعنی بسبب کثرت کے اور پراگندگی کی مانند ٹڈی کے ہر طرف کو حیران اور سرگردان پھرتی ہونگی اور کوئی علاج اور تدبیر انسے باہر چلے جانیکی نہ بن پڑیگی اور جسوقت آواز بلانیوالے کی انکے کانوں میں پہنچیگی تو سب نکلینگے وہ قبروں سے **مُّهْطِعِينَ** جسوقت کہ دوڑنیوالے ہونگے **إِلَى الدَّاعِ** طرف بلانیوالے کے کہ اُسکی آواز کیطرف کو روانہ ہونگے اور اُسوقت **يَقُولُ الْكَافِرُونَ** کہینگے کفار اُس روز کہ **هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ** یہ دن دشوار اور سخت ہے ہمپر اور بعد بیان احوال قیامت کے ذکر پہلی امتوں کا کرتا ہے کہ جو جھٹلاتے تھے انبیاء کو چنانچہ فرماتا ہے کہ **كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ** جھٹلایا پہلے اُن مکہ والوں نے جو کہ تیری قوم کے آدمی ہیں اے محمد صلعم **قَوْمُ نُوحٍ** قوم نوح کی نے قیامت کو **فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا** پس جھٹلایا اُنہوں نے بندہ ہمارے نوح کو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قوم نے نوح کو جھٹلایا بعد جھٹلانے کے کہ ایک قوم نے جھٹلایا اور بعد اسکے جو ایک قوم پیدا ہوئی تو اُنہوں نے بھی اپنے باپوں کی پیروی سے نوح کو جھٹلایا اور اُن حضرت کے ایذا دینے میں مشغول ہوئے **وَقَالُوا مَجْنُونٌ** اور کہا اُنہوں نے کہ دیوانہ ہے نوح **وَازْدُجِرَ** اور باز رکھا گیا ہے لوگونکو خدا کیطرف بلانیسے بسبب ایذا اور تکلیفوں کے کہ اُسکی جان کو پہنچتی ہیں یعنی جسوقت نوح خدا کی توحید کیطرف بلاتا تھا تو اُسکو ایذا دیتے تھے اور سنگسار کرنیسے ڈراتے تھے اور بعد اسکے اسقدر پتھر اُسکو مارتے تھے کہ وہ بیہوش ہوجاتا تھا اور لوگونکو خدا کیطرف بلانیسے باز رہتا تھا اور بند ہوجاتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اور کہا اُنہوں نے کہ اُسکو جن لپٹا ہوا ہے اور عقل سے باز رکھا گیا ہے وہ نوح کہ جن نے اُسکی عقل کو زائل کر دیا ہے اور جسوقت حضرت نوح انکی ایمان سے مایوس ہوئے اور اُنکی قول اور فعل سے بیطاقت ہوئے **فَدَعَا رَبَّهُۥٓ** پس پکارا اپنے پروردگار اپنے کو نہایت درد اور بیطاقتی سے کہ **أَنِّي مَغْلُوبٌ** تحقیق میں مغلوب ہوں اپنی قوم سے کہ وہ مجھپر غالب ہوگئی ہیں اور مجھکو اُنہوں نے عاجز کر دیا ہے اور میں انسے مغلوب انکے قہر اور ظلم سے ہوا ہوں نہ حجت اور دلیل سے اور لیکن انکا مقابلہ کرنیسے عاجز ہوں **فَانتَصِرْ** پس مدد کر تو اور داد میری لے اور بدلا میرا انسے لے اور کہتے ہیں کہ جسوقت نوح قوم کو طرف خدا کے بلاتا تو وہ گلا اسکا گھونٹتے یہانتک کہ وہ بیہوش ہوکر گر پڑتا اور جسوقت ہوش میں آتا تو کہتا کہ خداوندا میری قوم کو بخشدے کہ یہ جاہل ہیں اور کچھ نہیں جانتے اور جب ظلم انکا نہایت کے درجہ کو پہنچا اور حد سے گزر گیا تو اُنہوں نے قوم کے ہلاک ہونے کی دعا بد کی اور کہا کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا حقتعالی نے انکی دعا قبول کی کہ ان لوگونکو

طوفان سے ہلاک کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ پس کھولے ہمنے دروازے آسمان کے واسطے عذاب کے اور ابو جعفر اور ابن عامر اور یعقوب نے فتحنا کو مشدد
پڑھا ہے باب تفعیل سے یعنی پس کثرت سی کھولے ہمنے دروازے آسمان کے واسطے عذاب کے اُنپر قوم نوح کے بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ساتھ پانی بہت گرنے والے کے یعنی
آسمان سے پانی کا گرنا نہایت کثرت اور شدت سے تھا اور منقول ہے کہ چالیس رات اور دن برابر آسمان سے پانی گرتا تھا جیسے کہ دریا جاری ہوتا ہے اور اس
عرصہ میں کبھی بند نہیں ہوا وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ اور جاری کیا ہمنے زمین کو عُيُونًا باعتبار چشموں کے یہ تمیز واقع ہوا ہے یعنی چشمے زمین کے ہمنے جاری
کئے اصل آیت کی تقدیر یوں تھی وفجرنا عیون الارض ہے اور اسطرح مبالغہ کی راہ سے فرمایا ہے کہ گویا تمام زمین چشمے بنکر جاری ہوئی اور تمام زیر زمین کے پانی ہو گئی فَالْتَقَى
الْمَاءُ پس ملگیا پانی زمین کا آسمان کے پانی سے عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ اوپر اس حالت کے کہ تحقیق اندازہ کیا گیا تھا یعنی اسطرح سے کہ خدا تعالیٰ نے ازل
کے روز اندازہ اور تقدیر کی تھی اور مشیت اسکی متعلق ہوئی تھی بدون فرق کے اور یا یہ کہ آسمان سے پانی نازل ہوا اُسقدر کہ جسقدر زمین سے باہر آیا اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ نہیں نازل ہوتی آسمان سے باران مگر کہ قطرے اُسکے شمار کئے گئے ہوتے ہیں لیکن بروز طوفان نوح جو پانی آسمان سے نازل
ہوا تھا اسکا شمار نہ تھا وہ حساب سے خارج تھا سو اسطرح کہ آب بیرون از اندازہ و شمار نازل ہوا تھا وَحَمَلْنَاهُ اور اٹھایا ہمنے نوح کو یعنی سوار کیا ہمنے اسکو
مع مومنین کے جو کہ اسپر ایمان لائے تھے عَلَىٰ ذَاتِ أَلْوَاحٍ اوپر کشتی صاحب تختوں کے وَدُسُرٍ اور صاحب میخوں کے یعنی وہ کشتی تختوں اور میخوں سے بنی ہوئی تھی
اسپر ہمنے اُنکو سوار کیا اور وہ کشتی تَجْرِي چلتی تھی بِأَعْيُنِنَا ساتھ نگہداشت ہماری کے یا ساتھ نگہبانی اولیاء ہمارے کے کہ وہ ملائکہ تھے موکل اُس
کشتی کے اور تحقیق اعیننا کی سورہ طور میں گزر گئی ہے حاصل یہ کہ نوح کو مع مومنین کے کشتی پر ہمنے سوار کیا جَزَاءً واسطے بدلہ اور ثواب دینے کے لِّمَن كَانَ
كُفِرَ واسطے اس شخص کے کہ کفر کیا گیا تھا اور وہ نوح تھا کہ اسکے ساتھ کفر کیا گیا تھا اور [illegible] اسکی قوم نے اسکا کفر کیا تھا اور اسکی نبوت کا انکار کیا تھا اور
اسکو اسنے [illegible] کیا تھا اور خدا کا کفر کیا تھا اور منقول ہے کہ اسروز سب کفار طوفان سے ہلاک ہوئے مگر عوج بن عنق کہ پانی اسکی کمر تک آیا تھا اور عوج بن عنق غلط
مشہور ہے اسواسطے کہ اسکے باپ کا نام عوق تھا نہ عنق اور وہ حضرت آدم کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اور حضرت موسیٰ کے زمانہ تک زندہ رہا اور عمر اسکی تین ہزار پانسو
برس کی ہوئی تھی حضرت موسیٰ نے اسکے ٹخنے پر عصا مارا تھا کہ اسکی صدمہ سے گر پڑا اور مرگیا اور کہتے ہیں کہ سبب اسکی نجات کا طوفان سے یہ تھا کہ وہ کشتی کیواسطے شام کے
ملک سے لکڑیاں لاتا تھا وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا اور البتہ تحقیق باقی چھوڑا ہے ہمنے اس قصہ کو کہ وہ اسی ضمن میں ہوئے ہے ہلاکت کفار کو اور نجات مومنین کو آيَةً
ایک نشانی درمیان آدمیوں کے کہ اس سے نصیحت پکڑیں اور کہتے ہیں کہ وہ کشتی ہمارے پیغمبر کے زمانہ تک باقی رہی تھی اور آدمی اسکو دیکھکر نصیحت پکڑتے تھے اور اسکی لکڑیوں سے
بہت کشتیاں بنائیں فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے فَكَيْفَ كَانَ پس کیونکر تھا عَذَابِي عذاب
میرا دنیا میں کہ سب کو طوفان نے گھیر کر ہلاک کیا وَنُذُرِ اور ڈرانا میرا یا بہت ڈرانے میرے قوم نوح کو عذاب سے زبانی پیغمبر کے انکو اطلاع کر کے عذاب کے نازل ہونے سے
پہلے یا ڈرانا میرا عذاب اُنکے سے اس جماعت کو کہ بعد انکے ہوئی وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو حسن بیان اور ظہور
دلائل میں لِلذِّكْرِ واسطے نصیحت پکڑنے کے اسواسطے کہ اسمیں طرح طرح کی نصیحتیں ہیں اور یا آسان کیا ہے ہمنے واسطے یاد کرنیکے کہ لفظ اسکے نہایت شیریں ہیں اور
بہت عجیب ہیں کہ جلدی یاد ہو جاتے ہیں فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے اور اس آیت کو خدا تعالیٰ نے اس سورہ میں
مکرر کئی جگہہ ذکر کیا ہے تاکہ اطلاع ہو طرف اس امر کے کہ جھٹلانا ہر پیغمبر کا موجب نازل ہونے عذاب کا ہے اور سُننا ہر قصہ قرآن کا موجب نصیحت پکڑنیکا اور باعث غفلت سے
بیدار ہونیکا ہے تاکہ بندوں پر نسیان اور غفلت غالب نہو اور یہی حال فبای آلاء ربکما تکذبان اور ویل یومئذ للمکذبین کا ہے اور اب عاد کے قصہ کو بیان کرتا ہے
كَذَّبَتْ عَادٌ جھٹلایا عاد کی قوم نے ہود پیغمبر کو فَكَيْفَ كَانَ پس کیونکر تھا عَذَابِي عذاب میرا انکو ہوا ہلاک کر کے وَنُذُرِ اور ڈرانا میرا
انکو عذاب سے زبانی پیغمبر کے یا انکو عذاب کر کے ڈرانا اس جماعت کا کہ بعد انکے تھی اور اب انکے عذاب کی تفصیل بیان کرتا ہے اپنے قول میں إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
تحقیق کہ ہمنے بھیجا ہمنے اوپر ان عاد کے رِيحًا صَرْصَرًا ہوائے سخت کو اور بعضے کہتے ہیں کہ ہوا سرد کو کہ آواز اسکی نہایت ہولناک تھی اس ہوا کو ہمنے بھیجا
فِي يَوْمِ نَحْسٍ بیچ دن نحس مُّسْتَمِرٍّ مضبوط اور قوی ہونیوالے کی نحوست میں اور یا ہمیشہ ہونیوالے نحوست کے کہ ہمیشہ رہی تھی نحوست اسکی اُن پر

سات رات اور آٹھ دن اور کہتے ہیں کہ وہ روز چہارشنبہ کا تھا اور کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخر کا چہارشنبہ تھا اور کہتے ہیں کہ اسطرح کی سخت تھی وہ ہوا کہ **تنزع الناس**
اکھاڑتے تھے آدمیونکو انکی جگہ سے اور منقول ہے کہ وہ لوگ وقت دیکھنے آمد عذاب کے پہاڑونکی غاروں اور کھوؤں میں جا چھپے اور ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو بغل میں لیا
اور ایک شخص دوسرے شخص سے چمٹ گیا اور ہوا نے ان سب کو ہانسا کھاڑ کر باہر ڈالدیا اور روایت ہے کہ جس وقت ہوا نے چلنا شروع کیا تو سات آدمی قوم عاد کے
قریبوں اور رشتہ داروں میں سے کہ بہت جسیم اور فربہ تھے عمرو بن خلود اور حارث بن شداد اور سلقان اور خلجان وغیرہ نے اپنی عیال کو پہاڑ کے غار میں پوشیدہ کیا
اور خود اس غار کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے تاکہ ہوا کو دفع کریں اور غار میں نجانے دیویں جس وقت وہ ہوا بہت سختی سے چلی تو ایک ایک کو اسی غار میں سے نکالکر پھینکدیا اور
ہر ایک کو اٹھا کر پہاڑ پر مارتی تھی یہانتک کہ سب ہلاک ہوگئے اور یہ حال تھا انکی لاشونکا کہ **کانھم** گویا کہ وہ **اعجاز نخل** لکڑ کھجور کے تھے لمبے لمبے
منقعر جڑ سے اکھڑی ہوئے زمین پر پڑی ہوئے اور مذکر لانا صفت نخل کا کہ وہ مونث ہی باعتبار لفظ کے ہی اور اعجاز نخل خاویہ میں باعتبار معنی کے ہی اور کہتے
ہیں تشبیہ انکی کھجور کے درختوں سے اسواسطے ہے کہ ہوا انکے سرونکو بدن سے جدا کرلیتی تھی اور وہ بغیر سر کے ایسی پڑے تھی جیسے کہ کھجور ونکی درخت زمین پر پڑے ہوتے ہیں اور
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ ہوا اٹھا لیتی تھی ان لوگونکو انکی مقاموں میں سے اور سب کو الٹا کر کے زمین پر مارتی تھی پس گردنیں انکی ٹوٹ کر سر انکے
بدنوں سے جدا ہوجاتے تھے **فکیف کان عذابی** پس کیونکر تھا عذاب نامیا انکو **ونذر** اور ڈرانا میرا اور مکرر لانا اسکا واسطے ہول انکے ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا تو واسطے وعدہ عذاب دنیا کے ہے اور دوسرا واسطے ڈرانے عذاب عقبی کے **ولقد یسرنا القرآن** اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو
للذکر واسطے نصیحت پکڑنیکے یا واسطے حفظ کرنیکے **فہل من مدکر** پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہی کہ اس سے نصیحت پکڑے **کذبت ثمود** جھٹلایا
ثمود کی قوم نے حضرت صالح پیغمبر کو اور تکذیب کی **بالنذر** ساتھ ڈرانیکی یعنی جس چیز سے کہ وہ ڈراتے تھی اسکو جھٹلایا اور یا ساتھ نصیحتوں کے تکذیب کی یا ان النصیحتہ کو
جھٹلایا اور یا تکذیب کی انہوں نے ساتھ رسولوں کے سو واسطے کہ ایک رسول کا جھٹلانا ایسا ہی ہے جیسے کہ سب رسولونکو جھٹلایا اور ان سب میں سے ایک صالح بھی تھے **فقالوا**
ابشرا منا پس کہا انہوں نے کہ کیا آدمی کو ہم میں سے ہماری جنس سے **واحدا** اکیلے نہ کہ تین کہ دبدبہ اور ثروت نہیں رکھتا ہی **نتبعہ** پیروی کریں ہم
اسکی اور بشرا مفعول واقع ہوا فعل مقدر کا اور وہ متبع ہی اور تفسیر کرتا ہی متبعہ کہ بعد اسکے مذکور ہے اور واحدا صفت بشرا کی ہی اور یہ استفہام انکاری ہی یعنی ہم
پیروی کرینگے اس شخص کی کہ وہ مثل ہمارے ہی اور کوئی فضیلت و بزرگی اسکو ہمپر نہیں ہے اور اگر ہم پیروی کریں تو **انا اذا** تحقیق ہم اسوقت **لفی ضلال**
وسعر البتہ بیچ گمراہی اور آگوں جلانیوالونکی ہیں پہلے یہ کلام حضرت صالح کا تھا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر میری پیروی نہ کروگے تو طریق حق سے گمراہ ہوگے اور
آخرت میں آتش سوزان سے جلوگے ان لوگوں نے انکی کلام کو انہیں پر الٹ دیا اور کہا کہ اگر ہم انکی پیروی کرینگے تو گمراہ ہوجائینگے اور آگوں میں جلینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضلال
یعنی انحراف کی ہے بابوں کے طریق سے اور سعر یعنی جنون ہے یعنی اگر پیروی انکی کریں تو اپنی بابوں کے طریقہ سے ہم منحرف ہوگئے ہوں اور ہمیں خطا کر کے عقل سے باہر ہوگئے
ہوں اور سودا میں گرفتار ہوگئے ہوں اور کہا ان لوگوں نے کہ **ءالقی الذکر علیہ** کیا ڈالا گیا ہی ذکر یعنی وحی اوسپر **من بیننا** درمیان ہمارے سے
اور حال یہ ہے کہ درمیان ہمارے اس سے اولا اور زیادہ لائق پائے جاتے ہیں **بل ھو** بلکہ وہ **کذاب اشر** دروغگو خودپسند ہی اور یہ بات نہیں ہے کہ جو
وہ دعوی کرتا ہی کہ میں پیغمبر ہوا ہوں اور چاہتا ہے کہ اس دعوی جھوٹے سے ہمپر اپنی بزرگی اور بلندی پیدا کرے حقتعالی واسطے رد کرنے انکی قول کے عذاب سے انکو ڈراتا ہے کہ
سیعلمون غدا قریب ہے کہ جانینگے وہ کل کو کہ عذاب ان پر نازل ہوجائیگا قیامت کے روز اور ابن عامر اور حمزہ نے ستعلمون پڑھا ہے تا سے مخاطب کا صیغہ یعنی
جانوگے تم کل کو قیامت کے روز **من الکذاب الاشر** کہ کون ہے دروغگو خودپسند یعنی آخر کو انکی خاتمہ پر معلوم ہوگا کہ کذاب اشر صالح ہی یا وہ میں وقت
نازل ہونے عذاب کے القصہ قوم ثمود نے صالح کو جھٹلایا اور ان سے معجزہ طلب کیا کہ اس پتھر میں سے اونٹنی کو نکال انہوں نے دعا کی خدا تعالی نے پتھر سے اونٹنی کو نکالا اور
حضرت صالح نے انسے فرمایا کہ پانی تمہارے شہر کا ایکروز تو یہ پیئیگی اور ایکروز تم اور تمہارے چارپائے پیئینگے اور دونو کو یہ پانی کافی نہیں ہوسکتا لیکن یہ اونٹنی جسقدر پانی پیئیگی
اسیقدر یہ تمکو دودھ دیویگی اور اسکو کوئی آزار نہ دینا یہ سب باتیں انہوں نے قبول کرلیں اس قصہ کو خدا تعالی بیان کرتا ہی کہ **انا مرسلوا الناقۃ** تحقیق
کہ ہم بھیجنے والے اونٹنی کے ہیں بیچ پتھر سے نکالکر جسطرح سے کہ انہوں نے صالح سے درخواست کی تھی **فتنۃ لھم** واسطے آزمائش ان لوگوں کے تاکہ عالم کے لوگوں پر ظاہر

ع ۲۲ ۸

حضرت صالح کی اونٹنی کا ذکر

ہو جاوے کہ سبب اُنکے عذاب کا کیا تھا اور فتنۃً مفعول لہ واقع ہوا ہے۔ اور بعد نکالنے اونٹنی کے پتھر سے حضرت صالح کیطرف خطاب کیا کہ **فَارْتَقِبْهُمْ** پس انتظار کر تو
انکا اے صالح اور دیکھ تو کہ وہ اونٹنی کے ساتھ کیا کرتے ہیں **وَاصْطَبِرْ** اور صبر کر تو اُنکے آزار دینے پر اور یا کہ عذاب کیوسطے جلدی مت کر پہلی اُسکے وقت مقرر
ہونے کے سے **وَنَبِّئْهُمْ** اور خبر کر تو انکو اس امر کی کہ **أَنَّ الْمَاءَ** تحقیق پانی چشمہ کا **قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ** تقسیم کیا گیا ہے درمیان اُن لوگوں کے اور
اونٹنی کے کہ ایک روز تو وہ لوگ اور اُنکی مواشی پیویں اور ایک روز وہ اونٹنی فقط پیوے **كُلُّ شِرْبٍ** ہر حصہ پینے کا اُس پانی میں سے **مُحْتَضَرٌ** حاضر کیا گیا ہے
حصہ والے کے پاس یعنی وہ لوگ اور اونٹنی اپنی نوبت کے روز حاضر ہوں اور اُسکو پی جاویں اور وہ دوسرے کی نوبت میں داخل نہوں اور وہ اونٹنی جسقدر پانی پیتی تھی اُسقدر
دودھ دیتی تھی اُن لوگونکو دودھ کی کثرت کی جہت سے پانی کی احتیاج نہوتی تھی پانی کی جگہہ اُسی دودھ کو پیتے تھے اور اس تقسیم اور بات سے اُنکو کسیطرح کا ضرر تھا
فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ پس پکارا سو وہ یار اپنے کو کہ وہ قیدار بن سالف تھا واسطے پے کرنے اونٹنی کے **فَتَعَاطَىٰ** پس لیا اُس قیدار نے تلوار اپنی کو اور اُس
اونٹنی کے رستہ پر اُسکی تاک میں جا بیٹھا اور جسوقت اونٹنی اُسکی طرف سے آئی تو **فَعَقَرَ** پس پاؤں کاٹے اُسکے اور پہلے اس سے گزر گیا ہے کہ باعث اونٹنی کے قتل ہونیکے
دو عورتیں تھیں عنیزہ اور صدوق اور سبب یہ تھا کہ صدوق نے اپنے چچا کے بیٹے مصدع بن مہرج کو اپنے وصال کا وعدہ دیا تھا اور عنیزہ نے ایک دختر اپنی نامزد
قیدار کے کی تھی وہ دونوں اونٹنی کی رستہ پر بیٹھ گئے اور جسوقت اونٹنی پانی پیکر پھری تو اول مصدع کیطرف پہنچی اُسنے ایک تیر مارا کہ اُس تیر سے اونٹنی کے پاؤں سے
ٹوٹے اور قیدار نے اپنی جگہہ سے اٹھکر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور جسوقت اونٹنی زخم کے صدمہ سے گری تو اُس اونٹنی کے ٹکڑے کر کے لوگوں میں تقسیم کئے اور بچہ اُسکا کوہ صنوبر پر تین مرتبہ
پکارا کہ وا اماہ اور وہاں سے آسمان کو چلا گیا اور بعد تین دن کے پھر عذاب نازل ہوا **فَكَيْفَ كَانَ** پس کیسا تھا **عَذَابِي وَنُذُرِ** عذاب میرا اور ڈرانا میرا
قوم ثمود کو **إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ** تحقیق کہ بھیجا ہمنے اوپر ان لوگونکے **صَيْحَةً وَاحِدَةً** چیخ ایکسو کہ وہ آواز جبرئیل کی تھی **فَكَانُوا** پس ہوگئے وہ
لوگ قوم صالح کے سُن آواز کے صدمہ سے **كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ** مانند درخت خشک شکستہ ریزہ ریزہ کے کہ جیسے کوئی واسطے بنانے حظیرہ کے گھانس جمع کرتا ہے
اور جمع کر کے اُسکی گری لگاتا ہے بکریوں کے کھانیکے واسطے خلاصہ یہ کہ وہ بعد ہلاک ہونیکے ریزہ ریزہ اور چور چور ہوگئے مانند گھانس خشک کے **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا**
الْقُرْآنَ اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو **لِلذِّكْرِ** واسطے نصیحت پکڑنے کے یا حفظ کرنیکے **فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ** پس کیا کوئی نصیحت پکڑنے والا ہے
کہ اس سے نصیحت پکڑے **كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ** جھٹلایا قوم لوط نے لوط کو اور تکذیب کے **بِالنُّذُرِ** ساتھ ڈرانیکے اور اُسکی نصیحت کرنیکی یعنی وہ جو انکو عذاب سے
ڈراتا تھا تو اُسکو جھٹلاتے تھے **إِنَّا أَرْسَلْنَا** تحقیق ہمنے بھیجا **عَلَيْهِمْ حَاصِبًا** اوپر اُنکے مینہہ پتھروں کا کہ پتھر اُنپر برستے تھے یہانتک کہ ہلاک ہوگئے وہ **إِلَّا**
آلَ لُوطٍ مگر لوگ لوط کے جو کہ اُسپر ایمان لائے تھے وہ محفوظ رہے پتھر برسانے سے اور وہ لوط کی بیٹیاں تھیں اور شوہر اُنکے تھے **نَجَّيْنَاهُمْ** نجات
دی ہمنے اُنکو اُس عذاب سے **بِسَحَرٍ** بیچ وقت صبح کے اور وہ چھٹا حصہ رات کا تھا آخر شب میں سے کہ قوم لوط پر عذاب اُسوقت نازل ہوا اور لوط کے لوگ جو کہ
مومنین تھے وہ بچے **نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا** واسطے انعام کے نزدیک ہمارے سے اور نعمۃً مفعول لہ واقع ہوا ہے **كَذَٰلِكَ** ایسی ہی یعنی جیسے انعام کیا ہمنے لوط پر اور اُسکے بیٹوں پر ایسی
نَجْزِي جزا دیتے ہیں ہم **مَنْ شَكَرَ** اُس شخص کو کہ شکر کرے ہماری نعمتوں کا کہ وہ بھیجنا پیغمبر کا اور کتاب کا ہے اور اُنپر ایمان لاوے اور اُنکی فرمانبرداری کو قبول
کرے **وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ** اور البتہ تحقیق ڈرایا لوط نے اُنکو **بَطْشَتَنَا** سخت پکڑنے ہماری کو عذاب کے ساتھ **فَتَمَارَوْا** پس شک کیا اُن لوگوں نے
بِالنُّذُرِ ساتھ ڈرانیکے یعنی جس عذاب سے اُنکو ڈرایا تھا اُسکا اُنہوں نے یقین نہ کیا **وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ** اور البتہ تحقیق طلب کیا اُنہوں نے اُس لوط سے
عَنْ ضَيْفِهِ مہمانوں اُسکے سے یعنی اُسکے مہمان کہ وہ ملائکہ تھے اور جو بصورت لڑکوں کی شکل بنکر آئے تھے اُنکو لوط سے طلب کیا اور کہا کہ تو ان مہمانوں کو اپنے ہمارے
حوالہ کر اور لوط نے اُنکے دینے سے انکار کیا اور اِس امر میں بہت گفتگو درمیان میں آئی آخر کو وہ لوگ دروازہ کو توڑ کر مکان کے اندر داخل ہوئے اور جس مکان میں وہ
ملائکہ تھے وہاں چلے آئے خدا فرماتا ہے کہ **فَطَمَسْنَا** پس مٹا دیا ہمنے **أَعْيُنَهُمْ** آنکھوں اُنکی کو کہ مُنہ کو اُنکے برابر کر دیا گویا کہ آنکھ اُنکے چہرہ پر کبھی نہوئی تھی کہتے
ہیں کہ جبرئیل نے پر اپنا اُنکے مُنہ پر مارا آنکھیں اُنکی بالکل جاتی رہیں اور نشان اُنکا چہرہ پر باقی نہ رہا پس وہ اندھے ہوئے اور حیران ہوکر گرتے تھے اور بھاگتے تھے اور فریاد
کرتے تھے کہ لوط جادوگر ہے کہ قوم کو اپنے گھر میں لایا ہے اور ہمکو جادو سے اندھا کر دیا اور خدا فرماتا ہے کہ کہا ہمنے اُنکو زبانی فرشتوں کے کہ **فَذُوقُوا عَذَابِي** پس چکھو تم

عذاب میرا ونذر اور ڈرانا میرے کو یعنی جس چیز سے کہ میں تمکو ڈراتا تھا زبانی لوطؑ کے اسکو تم چکھو وہ عذاب سخت تمہارے واسطے ہے ولقد صبحهم
اور البتہ تحقیق صبح کو آیا انکو بکرۃ اول روز عذاب مستقر ٹھہرنے والا ہمیشہ کہ بعد اسکے عذاب دوزخ میں گرفتار ہوئے اور کہا ہمنے زبانی
فرشتوں کے فذوقوا عذابی پس چکھو تم عذاب میرا ونذر اور ڈرانے میرے کو یعنی جس عذاب سے کہ لوطؑ تمکو ڈراتا تھا حکم سے اسکو چکھو اور پھر مکرر
کہنے کی اسکی یہ ہے کہ پہلا تو باعتبار اندھا ہونے آنکھوں کے ہے اور دوسرا باعتبار ہلاک کرنیکے ولقد یسرنا القرآن اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو
للذکر واسطے نصیحت پکڑنیکے اور یاد اسکے حفظ کرنیکے فهل من مدکر پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہے کہ اس سے نصیحت پکڑے ولقد جاء
اور البتہ تحقیق آیا آل فرعون لوگوں فرعون کے اور فرعون کے پاس النذر ڈرانا عذاب سے یا آئے انکے پاس بہت ڈرانیوالے یعنی پیغمبر جیسے موسیٰ اور ہارون وغیرہما
ہارون کا جھٹلانا ایسا ہے جیسے سب پیغمبروں کو جھٹلانا کذبوا جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی بآیاتنا کلها ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے
کل ان نشانیوں کی کہ سب ان نشانیوں کو جھٹلایا اور وہ نو نشانیاں تھیں جنکا ذکر سورہ اعراف میں گذرا ہے اور یا یہ کہ تمام نشانیوں کو جھٹلایا فأخذناهم پس پکڑا
ہمنے انکو عذاب میں کہ وہ غرق ہوئے دریا میں تھا أخذ عزیز مقتدر پکڑنا غالب قدرت اور قوت والے کا کہ نہیں وہ پکڑنیوالا مغلوب اور عاجز ہوا اور اب
کفار مکہ کی طرف خطاب کرتا ہے کہ أكفاركم کیا کفار تمہارے اے عرب کے کافرو خیر بہتر ہیں قوت اور عدد اور سختی میں من أولئكم ان لوگوں سے کہ
پہلے گذری ہیں نوحؑ اور ہودؑ اور صالحؑ اور لوطؑ کی قوموں کے آدمی اور یہ استفہام انکاری ہے یعنی اے عرب انسے بہتر نہیں ہیں قوت اور کثرت میں اور جس وقت کہ وہ بھی اور
کثیر آدمی عذاب میں گرفتار ہوئے تو یہ کیوں نہ گرفتار ہونگے أم لكم یا واسطے تمہارے اے عرب کے مشرکو براءة فی الزبر چھٹی خلاصی کی ہے بیچ کتابوں
پہلوں کے کہ تمہارے نام پر لکھا ہو کہ جو کوئی تم میں سے کفر کرے اور پیغمبر کو جھٹلاوے وہ عذاب سے بے خوف ہے أم يقولون کیا کہتے ہیں وہ کفار عرب کے
نحن جمیع ہم جمع ہونے والے ہیں قوت اور کثرت میں منتصر بدلا لینے والے اور کینہ کھینچنے والے ہیں اکٹھے ہو کر اپنے دشمنوں سے کہتے ہیں جنگ بدر کے
روز ابوجہل وغیرہ مشرکین نے کہا تھا کہ آجکے روز اے محمد ہم تم سے اپنا بدلا لیوینگے اور قتل کرینگے سيهزم الجمع قریب ہے کہ بھگائی جائیں تمام کفار مکہ کے اور یعقوب نے
منہزم پڑھا ہے نون سے ویولون الدبر اور پھیرینگے وہ کفار پیٹھ اپنی بدر کی لڑائی میں اور بھاگ جائیں وہ مسلمانوں کے سامنے سے اور دبر کا لفظ جو یہاں
مفرد آیا ہے یہ باعتبار جنس کے ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے نبوت کے حق ہونے پر کہ جو کچھ کہ حضرت نے کہا تھا وہی بدر کے روز واقع ہوا اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی قتل اور قید انکی
اکتفا نہیں ہے بل الساعة بلکہ قیامت موعدهم جگہ وعدہ انکی ہے واسطے عذاب کے اور جو کچھ کہ دنیا میں انپر واقع ہو یہ تمہید عذاب
کی ہے اور جو کہ اصلی عذاب ہے وہ آخرت میں ہوگا والساعة اور قیامت باعتبار ہولوں اور عذابوں کے أدهى زیادہ سخت اور مصیبت والی ہے
وأمر اور زیادہ تلخ اور ناخوش ہے دنیا کے عذاب سے اور اب کفار کا حال بیان کرتا ہے کہ إن المجرمين تحقیق گنہگار بڑے گناہ کے مثل کفر اور شرک کے
فی ضلال بیچ گمراہی کے ہیں راہ حق سے وسعر اور آگ جلاتی ہیں آخرت کے روز اور ہمیشہ کے عذاب میں وہ گرفتار ہونگے یوم یسحبون جس دن
کھینچے جائینگے وہ فی النار بیچ آتش دوزخ کے علی وجوههم اوپر منہوں اپنوں کے یعنی انکے پاؤں پکڑ کر انکو منہ کے بل گھسیٹینگے اور دوزخ میں
انکو گھسیٹ کر ڈالینگے اور بعد ڈالنے کے کہا جائیگا کہ ذوقوا چکھو تم مس سقر چھونا دوزخ کا یعنی دوزخ کی حرارت کو اور دکھ درد کو چکھو
اور اپنے عدل کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ إنا كل شيء خلقناه تحقیق ہمنے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ہمنے دنیا اور آخرت میں بقدر ساتھ
اندازہ کے یعنی موافق اس اندازہ اور مرتبہ کے کہ حکمت اور مصلحت جسکا تقاضا کرتی تھی بدون کمی اور زیادتی کے یہانتک کہ عذاب مشرک اور گنہگار کا بھی موافق
اسکی استحقاق کے اندازہ کے ہے اور یا یہ کہ ہر چیز کو کیا ہمنے اس طریقہ سے کہ جو لوح محفوظ میں اندازہ کی گئی اور لکھی گئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں ہر چیز کو
اسکی ہیئت اور صورت کے ساتھ جو کہ اسکی لائق اور مناسب تھی پیدا کیا ہے جیسے کہ پیدا کرنا عورت کا واسطے مرد کے اور لباس عورتوں کا اسکی بدن کے واسطے اور لباس مرد کا مرد
کے واسطے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ ہر چیز کو ایک قدر معلوم کے واسطے ہمنے پیدا کیا ہے جیسے زبان واسطے کلام کرنیکے اور ہاتھ واسطے پکڑنے کے اور پاؤں واسطے چلنے کے
اور کان واسطے سننے کے اور اگر اسمیں کمی یا زیادتی ہو تو جو غرض کہ اسکو پیدا کرنے سے ہے وہ غرض جاتی رہے اور تمام نہ ہووے اور اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے

ع ۲ ۱۸ ۹

جو چیز پیدا کی ہی وہ اندازہ کے ساتھ ہی اور یہ ثابت نہیں ہوتا ہی کہ خدا یتعالی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے یہانتک کہ بندوں کے فعال بھی اسی نے پیدا کئے ہوں اور کل شئی منصوب ہے
فعل مقدر سے کہ تفسیر کرتا ہے اُسکی خلقناہ کہ بعد اُسکی مذکور ہے یعنی خلقنا کل شئی اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیتیں ان المجرمین سے خلقناہ بقدر
تک فرقہ قدریہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور فرمایا ہے کہ قدریہ مجوس اس اُمت کے ہیں اور وہ فرقہ وہ ہی کہ جو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے فعال کے صادر کرنے میں قادر مطلق ہے اور
ہر طرح سے بندہ قدرت رکھتا ہے اور خدا یتعالی کو بندوں کے فعال میں کسیطرح کا تعلق اور لگاؤ نہیں ہے اور فرماتا ہی خدا کہ **وَمَا أَمْرُنَا** اور نہیں ہے حکم ہمارا اُس چیز کو واسطے کہ
جسکو ہم پیدا کرنا چاہیں **إِلَّا وَاحِدَةٌ** مگر ایک کلمہ کہ وہ کلمہ کن ہے پس جسوقت ہمنے کسی چیز کو کہا کہ ہو جا تو وہ اُسیوقت بدون دیر اور ڈھیل کے ہو جاتی ہے
كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ مانند دیکھنے کے ساتھ آنکھ کے کہ اُسکے دیکھنے میں کچھ دیر نہیں ہوتی ہی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس امر سے واقع ہونا قیامت کا ہے یعنی
اگر ہم چاہیں تو قیامت کو ایک لمحہ میں لے آئیں بلکہ اس سے بھی کم میں **وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا** اور البتہ تحقیق کہ ہلاک کیا ہمنے پہلے زمانوں میں **أَشْيَاعَكُمْ**
گروہوں ہم مذہبوں تمہاری کو کہ کفر اور عناد میں وہ مثل تمہارے تھے **فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ** پس کیا کوئی نصیحت پکڑنیوالا ہی تا کہ اُنکا حال سنکر نصیحت پکڑے
وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ اور جو چیز کہ کیا ہی اُنہوں نے اُسکو یعنی جو کچھ کہ کیا ہی کفار نے وہ لکھا ہوا ہے **فِي الزُّبُرِ** بیچ کتابوں کے یعنی اُنکے اعمال ناموں میں اور یا یہ کہ جو کچھ
وہ کرتے ہیں سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہی اور اس جہت سے کہ کتاب کی لوح محفوظ ہے ہونے کے واسطے اُسکو زبر فرمایا جمع کا صیغہ ورنہ لوح محفوظ تو ایک چیز ہے **وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ**
اور ہر چھوٹا اور بڑا فعل کہ بندوں سے صادر ہوا ہے اور آئندہ کو صادر ہوگا وہ سب **مُسْتَطَرٌ** لکھا ہوا ہے لوح محفوظ میں خواہ نیک ہو وہ فعل خواہ بد ہو اور موافق اُسکی جزا
پاوینگے اور بعد بیان کرنے حال کفار کے متقیوں اور پرہیزگاروں کا ذکر کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ **إِنَّ الْمُتَّقِينَ** تحقیق پرہیزگاری کرنیوالے دنیا میں شرک اور کفر اور
گناہوں سے **فِي جَنَّاتٍ** بیچ بہشتوں کے ہونگے **وَنَهَرٍ** اور نہروں کے اور نہر کا لفظ اگرچہ مفرد آیا ہی مگر مراد اس سے جنس نہر کی ہی اور وہ دودھ اور شراب اور
شہد اور پانی کی ہونگی اور بعضے نہر کو نہار سے مشتق کرکے فراخی اور روشنی کے معنی میں کہتے ہیں یعنی پرہیزگار آدمی بہشتوں میں ہونگے اور روشنی میں اور فراخی مکان میں
فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ بیچ مجلس حق اور راست کے اور مکان پسندیدہ کہ جسمیں لغو اور بیہودگی اور گناہ کیطرف منسوب کرنا نہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ
حقتعالی نے اُس مکان کو صدق فرمایا ہی اور صدق کا لفظ اُسکا وصف بیان کیا ہی پس سوائے صدق اور سچے لوگوں کے اُسمیں کوئی داخل نہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ مکان
وہ ہے کہ خدا یتعالی اُس جگہ اپنے وعدہ کو راست کریگا جو کہ اپنے دوستوں سے کیا تھا کہ اگر تم اعمال نیک کروگے تو تمکو میں بہشت میں داخل کرونگا سو اپنے وعدہ کے موافق پرہیزگار آدمی
بہشت میں ہونگے **عِنْدَ مَلِيكٍ** نزدیک اُس بادشاہ کے کہ پوشیدہ ہے جمیع خلقت پر امر اُسکا اور تمام فہمیں اور وہم اُسکے پانے سے عاجز ہیں **مُقْتَدِرٍ** قدرت اور قوت
رکھنے والا اسطرح سے کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اُسکی قدرت اور ملک سے باہر ہو پس یاد رہے اس سے اور کونسا مرتبہ بزرگ ہوگا کہ جو اُنکے مرتبہ سے فضل اور اعلی ہو اور قرب سے مراد
نزدیک ہونا خدا سے باعتبار مرتبہ کے ہی نہ باعتبار مکان کے پس پرہیزگار آدمی ہمیشہ خدا یتعالی کی پناہ میں ہونگے کہ ہمیشہ اُنپر رحمت پروردگار کی نازل ہوتی رہیگی اور کہتے ہیں کہ
وہ بہشتی کہ مرتبہ اُنکا مرتبہ مقعد صدق سے کم ہوگا وہ ہر روز اُس جگہہ آیا کرینگے اور قرآن کو سنکر اور لذت پاکر پھر اپنے اپنے مکانوں کو چلے جاینگے اور منقول ہے کہ ایکروز حضرت
موسی مناجات کیواسطے جاتے تھے اور ایک کھنڈر کے دروازہ پر پہنچے تو اُسمیں سے آواز رونیکی اور آہ و نالہ کی سنی جسوقت نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک مرد برہنہ خاک پر پڑا ہوا ہے
اور ایک اینٹ اُسکے سر کے نیچے رکھی ہی اور ایک کپڑے سے کہ وہ مثل ٹاٹ کے تھا اپنے ستر کو پوشیدہ کیا ہی اور سوائے اُسکے اور جسم کے سب بدن اُسکا برہنہ ہے اور نالہ کرتا ہی اور
نالہ میں کچھ کہتا ہے حضرت موسی اُسکے پاس گئے دیکھا کہ وہ زمین پر پڑا ہوا کہتا ہے کہ ای الہی تو میری غریبی اور تنہائی کو دیکھتا ہی اور میرے فقر اور فاقہ کو تو جانتا ہی پس حضرت موسی
یہ سنکر مناجات کیواسطے گئے اور بعد مناجات کے ارادہ پھرنیکا کیا تو خطاب پہنچا پروردگار کا کہ ای موسی تونے پیغام اُس فقیر کا ہمکو کیوں نہیں پہنچایا اور حال اُسکا ہمسے
کیوں نہیں عرض کیا موسی نے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی کہ وہ اپنی تنہائی اور وحشت کا ذکر کرتا تھا اور شکایت اپنی فقر اور فاقہ کی کرتا تھا حقتعالی نے فرمایا کہ ای موسی اُسکو
میرا سلام پہنچا اور کہہ کہ تو تنہا نہیں ہے بلکہ خداوند جلیس تیرا ہے اور تو غریب نہیں ہے اسواسطے کہ ہمنشین تیرا اللہ ہے اور تو فقیر نہیں ہے کہ میں کل ساز و گنجہائے اُسچیز کا ہوں کہ جسکی حاجت ہے موسی وہاں سے اُس
درویش کے پاس آئے اور اُسکے سرہانے بیٹھے اور پیغام خدا کا اُسکو پہنچایا اُس درویش نے کہا کہ ای کلیم اللہ میرا بھی اسقدر مرتبہ ہے کہ خدا میری بات کو سنے اور اُسکا جواب دیوے پس نعرہ مارا
اور مر گیا موسی بنی اسرائیل کے پاس آئے تا کہ اُسکو جا کر دفن کریں پس جسوقت اُس ویرانہ میں حضرت موسی پھر آئے تو وہ اینٹ جو کہ اُسکے زیر سر رکھی تھی اور وہ ٹکڑا ٹاٹ کا کہ جو ستر پر رکھا تھا وہ

ع ۳ ۱۵ ۱۰

دونو چیزیں تو وہاں موجود ہیں لیکن وہ درویش وہاں نہیں ہے حضرت موسیٰ نے مناجات کی کہ یا الٰہی وہ درویش کیا ہوا زمین اسکو نگل گئی یا بھیڑیے نے اسکو کھا لیا جبرئیل آئے اور کہا کہ اے موسیٰ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کیا گمان بد ہمارے دوستوں کی طرف لیجاتا ہے یہ وہ فقیر تھا کہ شیطان نے اسکو دنیا میں ڈھونڈا تو نہ پایا اور ملک الموت نے وقت نزع کے تلاش کیا تو اسکی طرف کو راہ نہ لگیا اور منکر اور نکیر نے قبر میں اسکی جستجو کی تو نہ پایا اور رضوان نے اسکو بہشت میں نہ پایا اور مالک نے اسکو دوزخ میں نہ پایا موسیٰ نے پوچھا کہ الٰہی پھر وہ کیا ہوا فرمایا کہ دوست نہیں جانتا ہے مگر نزدیک دوست کے فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر اور ثعلبی مفسر اہلسنت نے اپنی تفسیر میں جابر سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسولخدا صلعم بیٹھے تھے بعض اصحاب نے بہشت کا حال حضرت سے پوچھا فرمایا کہ خدا کے نزدیک ایک علم ہے نور کا اور ستون ہے زبرجد کا کہ اسکو آسمان و زمین سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا اور اس علم پر لکھا ہوا ہے کہ کوئی معبود قابل پرستش کے نہیں ہے سوائے خدا کے جو حق ہے اور محمد پیغمبر اسکا ہے آل محمد تمام مخلوقات سے بہتر ہیں اور علی اس علم کا اٹھانے والا اور امام تمام آدمیوں کا ہے امیرالمومنین نے یہ کلمے سنے تو کہا کہ شکر ہے خدا کا جسنے ہمکو تیرے سبب سے ہدایت کی اور ہمکو بزرگ کیا اور فضیلت دی تو رسولخدا نے فرمایا کہ اے علی جانتا نہیں تو کہ جو کوئی دوست رکھتا ہے ہمکو اور اپنی دوستی ہماری طرف منسوب کرے تو خدا تعالیٰ اسکو ہمارے ہمراہ بہشت میں جگہ دیگا اور ہمارا رفیق اور مصاحب اسکو کریگا اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر

سورۃ الرحمن یہ سورۃ مکی ہے اور کہتے ہیں کہ کل آیتیں اسکی مکی ہیں مگر آیہ یسئلہ من فی السموات والارض اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورۃ مدنی ہے اور اسمیں کل اٹھتر آیتیں ہیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا صلعم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے واسطے ایک عروس ہے اور عروس قرآن کی سورۃ رحمن ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سورۃ رحمن کا پڑھنا ترک مت کرو کہ یہ سورۃ منافقوں کے دلوں میں نہیں ٹھہرتی ہے اور قیامت کے روز یہ سورۃ اپنے پروردگار کے روبرو آویگی خوبصورت آدمی کی شکل میں ہوکر اور خوشبودار ہوگی اور جس مقام کہ زیادہ قریب ہے وہاں کھڑی ہوگی اور کہتی ہیں کسیکو یہ مرتبہ حاصل نہوگا کہ وہاں کھڑا ہو پس خدا اسے خطاب کریگا کہ اے سورت کون کون آدمی ہمیشہ تیری تلاوت کرتا تھا دنیا میں اور وہ سورت کہیگی فلانا اور فلانا اور فلانا خدا تعالیٰ انلوگونکے چہرونکو روشن اور نورانی کریگا اور کہیگا کہ جسکو تم دوست کہتی ہو اسکی شفاعت کرو پس وہ جسکی چاہیگی شفاعت کریگی اور جسکی وہ شفیع ہوگی خدا فرمائیگا کہ میری بہشت میں ساکن ہو کہ جسجگہ تیری آرزو اور خواہش ہے وہ وہاں موجود ہے اور دوسری وہ تمیں ہے کہ فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ جو کوئی سورۃ رحمن کو پڑھے اور بعد فبای آلاء ربکما تکذبان کے لا بشیء من آلائک رب اکذب کہے پس اگر رات کو پڑھے تو مریگا شہید اور اگر دن کو پڑھے اور پھر مر جاوے تو مریگا شہید اور جمعہ کے روز سورۃ رحمن کے پڑھنے کے اور ہر فبای آلاء ربکما تکذبان کے بعد لا بشیء من آلائک رب اکذب کے کہنے کی بہت تاکید اور ثواب ہے اور کہتے ہیں کہ پہلے سب سے قرآن کو آواز بلند ابن مسعود نے قریش کے روبرو پڑھا تھا اور کیفیت اسکی اسطرح ہے کہ صحابہ ایک جگہ جمع تھے کہا کہ قریش نے قرآن نہیں سنا ہے ہم میں سے کون ہے کہ جرأت کرے باواز بلند انکے روبرو قرآن کو پڑھے عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں پڑھونگا اپنے مقام سے وہ اٹھا اور مقام ابراہیم میں گیا اور وہاں کھڑے ہو کر آواز بلند سورۃ رحمن کو پڑھا قریش اپنے مقاموں میں بیٹھے تھے اسکے پڑھنے کو سنکر بہت تعجب کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ مرد کیا کہتا ہے پس چند آدمی انمیں سے اٹھے اور اسکو اسقدر مارا کہ نشان زد و کوب کا اسکے بدن پر نمایاں ہوگیا اور وہ اسیطرح پڑھتا تھا اور بعضے سے بند نہیں ہوتا تھا یہانتک کہ کئی آیتیں پڑھکر وہانسے پھرا اور صحابہ نے کہا کہ ہم ہی سے ایسی جرأت قرآن کے پڑھنے میں کوئی کرتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم الرحمن یہ بھی ایک آیت ہے باوجودیکہ جملہ نہیں ہے اسواسطے کہ تقدیر اسکی اللہ الرحمن ہے اور خدا تعالیٰ نے اس سورۃ کو اس اسم سے شروع کیا ہے تاکہ جانیں سب خدا کے کہ بعد اسکے جو افعال نیک خلق کے مذکور ہوئے ہیں وہ سب رحمت سے صادر ہوئے ہیں کہ شامل ہے وہ رحمت اسکی تمام مخلوقات کو اور گویا کہ وہ جواب ہے انکے قول کا جسوقت انکو کہا گیا تھا کہ سجدہ کرو تم رحمن کو انہوں نے کہا کہ کیا ہے رحمن اسکا جواب یہ واقع ہوا اور یہ سورۃ نازل ہوا اور منقول ہے کہ جسوقت نازل ہوئی یہ آیت کہ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے رحمن کو مگر صاحب یمامہ رحمن ہے اسکے جواب میں کہا گیا کہ الرحمن وہ شخص ہے کہ **علم القرآن** سکھلایا اسنے قرآن محمد کو اور محمد نے امت کو اور کہتے ہیں کہ مکہ کے آدمی طعن کرتے تھے محمد کو جبر اور یسار دو شخص قرآن سکھلاتے ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ رحمن نے یعنی خدا بہت بخشنے والے نے کہ رحمت اسکی سب چیز کو پہنچتی ہے سکھلایا ہے قرآن محمد کو اور مراد سکھلانے خدا کے سے قدرت دینی اور آسان کرنا قرآن کا ہے اور واضح کر دینا انچیز کا کہ جسکے سبب سے نہ جانی ہوئی جانی جاوے اور پہلے خدا تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم کا ذکر کیا کہ جسکی طرف آدمی اپنے دین میں محتاج ہیں تاکہ ادا کریں وہ اسچیز کو کہ ان پر واجب ہے اور اپنے پروردگار کی طاعت کرنے سے مستحق ثواب کے ہوں

خلق الانسان پیدا کیا اسنے آدمی کو یعنی عدم سے اسکو وجود میں لایا اور مراد انسان سے یہاں ابن عباس کے نزدیک آدم علیہ السلام ہیں اور بعضے

سورۃ الرحمن

کہتے ہیں کہ مراد انسان سے جنس آدمیوں کی ہے عَلَّمَهُ الْبَيَانَ سکھلایا اسکو آدمی کو بیان یعنی واضح کرنا جو کچھ کہ دل میں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
کہ بیان اسم اعظم ہے کہ جس سے ہر چیز جانی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ مراد انسان سے محمد صلعم ہے اسکو سکھلایا بیان یعنی پیدا کیا محمد کو اور سکھلایا اسکو بیان یعنی جو کچھ کہ
ہوا ہے اور جو کچھ کہ ہوویگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ سکھلایا آدمیوں کو سب بیان یعنی گویائی اور خط اور کتابت اور سمجھنا اور سمجھانا یہانتک کہ جانے کہ
یہ کیا کہتا ہے اور کیا اسکو کہا جاتا ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا تعالی نے آدم کو پیدا کیا اور تمام اسما اسکو سکھلائے اور منقول ہے کہ آدم سات لاکھ لغت میں گفتگو
کرتے تھے اور عربیت انکی سب سے زیادہ تھی اور منقول ہے کہ بیان اسم اعظم ہے کہ آدم نے اسکے سیکھنے کی جہت سے سب چیزونکو جانا اور ان جملوں میں حرف عطف کا نہیں آیا
اسواسطے کہ یہ سب نعمتیں رحمن کی ہیں تعدید و شمار کرنیکو آئے ہیں الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آفتاب اور مہتاب چلتے ہیں آسمان پر برجوں میں بِحُسْبَانٍ ساتھ
ایک حساب اندازہ کئے گئے کے برجوں میں اور حسبان مصدر ہے حساب کے معنی میں جیسے کہ نقص اور نقصان اور یا جمع حساب کی ہے جیسے شہبان جمع شہاب کی ہے اور فعل اسکا
محذوف ہے اور اسکے حذف پر کلام دلالت کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب اور مہتاب ایک حساب مقرر سے چلتے ہیں کہ اس میں کسیطرح کا فرق نہیں ہوتا ہے پس آفتاب سب برجونکو ایک برس میں
دونوں طے کرتا ہے اور مہتاب اٹھائیس روز میں سب کو طے کرتا ہے ذکر آفتاب اور مہتاب کا اسواسطے کیا ہے کہ یہ باعث ہیں فائدہ کثیر کے اسواسطے کہ فصلیں انہیں سے پہچانی جاتی ہیں اور سال
اور ماہ اور اوقات سب انہیں سے معلوم ہوتے ہیں اور رات اور دن انکے ہی حساب سے ہے اور منقول ہے کہ آفتاب چھ ہزار و چار فرسخ کا طول اور ایسی ہی عرض رکھتا ہے اور مہتاب
چار ہزار فرسخ کا اور آفتاب کے ظاہر میں لکھا ہوا ہے کہ لا اله الا الله محمد رسول الله خلق الشمس بقدرته واجراها بامره اور باطن میں اسکے لکھا ہے کہ لا اله الا الله رضاه کلام وغضبه کلام
یعنی مراد یہ ہے کہ کلام خدا کا راضی ہوا اور یا تمہیں رحم کرو اور اسی کلام کے موافق غصہ کرو اور عذاب کرو یعنی خوشنودی اور رحم اور غضب اور عذاب کے نا تھا یا موافق ارادہ الہی کے
اور چاند کے ظاہر میں لکھا ہے کہ لا اله الا الله محمد رسول الله خلق القمر وخلق الظلمات والنور اور اسکے باطن میں لکھا ہے کہ خلق الله الخير والشر بقدرته يبتلی بهما من يشاء من خلقه فطوبی لمن
اجری الله الخير علی يده وويل لمن اجری الشر علی يده مراد یہ ہے کہ پیدا کیا خدا نے قدرت اور قوت شکر نیکو اور آلات شرکو اور نفس شرکو سیئی پیدا نہیں کیا ہے خوشحال اس شخص کا کہ لطف
الہی اسکے شامل حال ہے کہ وہ فعل خیر میں مشغول ہے اور وائے اس شخص کہ جسکو اسکے حال پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اختیار کرنیوالا شر کا ہے اور بعد اسکے دوسری نعمت کیطرف اشارہ
کرکے فرماتا ہے کہ وَالنَّجْمُ اور درخت بیل والا کہ جسکی شاخیں زمین پر چلتی ہیں وَالشَّجَرُ اور درخت کہ جسکی شاخیں اوپر کو جاتی ہیں يَسْجُدَانِ
سجدہ کرتے ہیں وہ دونوں اپنے خدا کو یعنی اسکے حکم برداری کرتے ہیں اپنی رغبت اور خواہش سے اس امر میں کہ جسکے واسطے وہ پیدا ہوئے ہیں اور ہرگز اسکے حکم سے سرکشی
نہیں کرتے ہیں اور جیسے سجدہ کرنیوالا حکم برداری کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں ایسی ہی انکا حکم برداری میں انکا حال ہے اور کہتے ہیں کہ سجدہ انکا سایہ یا حرکت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سجدہ انکا ایسا ظاہر سی
ہے کہ ہم اس سے خبر نہیں رکھتے جیسے کہ انکی تسبیح ہم نہیں جانتے چنانچہ خدا فرماتا ہے ولکن لا تفقهون تسبيحهم یعنی اور لیکن نہیں سمجھتے ہو تم تسبیح انکی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد
نجم سے ستارے ہیں اور سجدہ انکا طلوع کرنا انکا ہے وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا اور آسمان کو بلند کیا اسکو زمین پر کہ زمین سے پانسو برس کی راہ کے برابر دوری اور
فاصلہ رکھتا ہے اور اسمیں اشارہ ہے اسکی کمال قدرت اور بلندی شان کیطرف وَوَضَعَ اور رکھی درمیان آدمیوں کے الْمِيزَانَ وہ چیز کہ جس سے مقدار شئی
کی معلوم کریں مثل ترازو اور پیمانہ اور سوائے اسکے جس سے کہ مقدار شئی کی معلوم ہوتی ہو اور یہ واسطے عدل کے ہے کہ ہر ایک شخص اپنا حق پورا لیتا رہے اور نقصان کسی کے
حق کا نہو اور یہ امر موجب انتظام عالم کا ہے اور اگر عدل نہو اور لوگوں میں کمی اور زیادتی ہر چیز کی ہوتی رہے تو باعث بے انتظامی اور سبب فساد کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وضع
بمعنی امر ہے اور میزان بمعنی عدل یعنی خدا تعالی نے حکم کیا ہے عدالت کا کل امور میں جیسے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے آسمان و زمین عدل سے قائم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالی نے
ترازو رکھی ہے أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ اسواسطے کہ حد سے گزر نہ جاؤ تم بیچ ترازو کے یعنی عدل اور انصاف سے گزر نہ جاؤ تم اور راستی اور درستی کے ساتھ معاملہ
کرو تم اور ان لا تطغوا کی اول میں لام علت کا محذوف ہے یعنی لان لا تطغوا اور یا نفی نہی کے معنی میں ہے غرض اس حکم سے یہ ہے کہ تمہیں ہر معاملہ میں عدل اور انصاف کرتے رہو اور
زیادہ اپنے حق سے نہ لو اور تم کسی کو کم دو اور واسطے تاکید اس امر کے مکرر فرماتا ہے وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ اور قائم کرو تم وزن اور تولو بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے کہ ترازو کی ڈنڈی
دونو طرف سے برابر رہے وقت لینے کے بھی اور وقت دینے کے بھی وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ اور نہ کم کرو تم ترازو کو بلکہ برابر ہو اسواسطے کہ وہ اسی لئے بنائی گئی ہے کہ اسمیں برابری اور اعتدال رہے
اور پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اے فرزند آدم عدل کر اگر چاہتا ہے کہ تیری ساتھ عدل کریں اور وفا کر تو آدمیوں سے اگر چاہتا ہے کہ تیری ساتھ وفا کریں حاصل یہ ہے کہ تولنے میں کمی اور زیادتی مت کرو اور غرض

سے عدل اور انصاف ہی برابری ہر امر میں اور کمی اور زیادتی کسی امر میں کرو اور میزان کا لفظ مکرر واسطے تاکید وصیت کے آیا ہی ہو الّذی مدینے میں وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا
اور زمین کو رکھا ہی اسکو پانی پر لِلْاَنَامِ واسطے خلقت کے کہ اسپر ٹھیریں اور چلیں اور پھریں فِيهَا فَاكِهَةٌ بیچ اس زمین کے میوے ہیں وَالنَّخْلُ اور کھجور کے
درخت ہیں ذَاتُ الْاَكْمَامِ صاحب غلافوں کے یعنی خوشوں والیاں ہیں اور خرما جب تک خشک نہیں ہوتا غلاف میں رہتا ہی اور وہ غلاف وہ چیز ہے کہ جسمیں پھل
کھجور کے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور خصوصیت خرما کے ذکر کی اسکی فضیلت کے واسطے ہے انسان کے مشابہ ہونیکی جہت سے ہو واسطے کہ جیسے انسان کا سر کاٹو تو مر جاتا ہے ایسے ہی کھجور کا سر کاٹو تو
خشک ہو جاتی ہی اور جیسے مرد عورت کے پاس جاتا ہی تو بچہ پیدا ہوتا ہے ایسے ہی کھجور کے نر کو مادہ پر چھوڑتے ہیں تو اچھا پھل پیدا ہوتا ہی اور جیسے آدمی کے سر میں مغز رہتا ہے ایسے ہی اسکے
سر میں بھی مثل مغز کے ایک چیز ہوتی ہی اور جیسے کہ آدمی کا قد سیدھا ہوتا ہے ایسے ہی کھجور کا درخت بھی سیدھا ہوتا ہی اور یہ درخت عرب میں کثرت سے پیدا ہوتا ہی ان وجہوں کے سبب سے
خاص کر کے فرمایا کہ زمین میں کھجوریں خوشوں والیاں ہیں وَالْحَبُّ اور دانہ غلہ کا ذُو الْعَصْفِ صاحب بھس کا کہ اناج کی خوشوں کو کوٹ کر اسمیں سے دانے
نکالتے ہیں کہ انکو آدمی کھاتے ہیں اور جسمیں سے وہ نکلتے ہیں وہ عصف بھس کو کہتے ہیں اسکو چوپائے کھاتے ہیں وَالرَّيْحَانُ اور ریحان زمین میں اور وہ پھول ہے کہ اسکو
سونگھتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ زمین میں نعمتیں ایسی دی ہیں کہ بعضے انمیں سے کھانیکی ہیں اور بعضی سونگھنے کی اور اکثر مفسرین ریحان کو روزی کے معنی میں کہتے ہیں خلاصہ یہ کہ خدا تعالی نے
انسان کی اور حیوان کی روزی کو زمین میں پیدا کی فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے کہ مذکور ہوئی ہیں تُكَذِّبَانِ جھٹلاتے ہو تم
اے انسان اور جن اور انکار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اسکی جانب سے نہیں ہیں اور اس آیت کا ذکر اس سورہ میں اکتیس مقام میں ہے اور یہ آیت بار بار اس جہت سے آئی ہے کہ اس سورہ میں
ذکر نعمتوں کا ہی جو کہ خدا نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں پس بعد ذکر ہر نعمت کے یہ آیت مذکور ہوئی ہے تاکہ سننے والے خبردار ہوں مقام نعمت سے اور عقلاء کریں نعمت کا اور کلام عرب میں
اس طرح سے اکثر شعر کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیا مراد ہے ان نعمتوں سے فرمایا کہ پس ساتھ کونسی نعمتوں کے کفر کرتے ہو ساتھ محمد کے یا ساتھ علی کے
خَلَقَ الْاِنْسَانَ پیدا کیا خدا نے آدمی کو کہ وہ حضرت آدم باپ سب آدمیوں کا ہے مِنْ صَلْصَالٍ مٹی خشک بجنے والی سے كَالْفَخَّارِ مانند ٹھیکری کے کہ
اسپر ہاتھ مارو تو وہ بجتی ہے پس آدم کہ اصل سب آدمیوں کی ہے مٹی سے پیدا کیا اور اسکی اولاد کو منی سے وَخَلَقَ الْجَانَّ اور پیدا کیا جان کو کہ وہ باپ سب جنوں کا ہے
مِنْ مَارِجٍ شعلے سے کہ وہ مِنْ نَارٍ آگ میں سے ہے اور اسکی اولاد کو کہ پیدا کیا کہتے ہیں کہ جیسے آدمی میں سے منی نکلتی ہے ایسے ہی جن میں سے ہوا نکلتی ہے
اس سے جن کا بچہ پیدا ہوتا ہی اور بعضے مارج اس آگ کو کہتے ہیں کہ جو سرخ اور زرد اور سبز شعلہ سے ملکر بنی ہو بعد بلند اور تیز ہونے اس آگ کے اور جان دو عنصر سے پیدا ہوا آگ
اور ہوا سے اور آدم چار عنصر مشہور سے پیدا ہوا ہے اور آگ اور ہوا ملکر جو ایک چیز ہو جاتی ہی اسکو مارج کہتے ہیں جیسے کہ مٹی اور پانی ملی ہوئی کو طین کہتے ہیں اور درمیان پیدائش آدم اور
جان کے ساٹھ ہزار برس کا فرق ہے فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ جھٹلاتے ہو تم اے جن اور آدمی کہ تمکو شعلہ اور مٹی سے پیدا کیا
اور صورت نیک تمکو بخشی اور زندگی تمکو عطا کی رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ پروردگار دو مشرق کا ہی خدا اور پیدا کرنیوالا ان دونو کا کہ ایک مشرق تو جاڑے کی ہی آفتاب
کے واسطے اور ایک مشرق گرمی کی وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ اور پروردگار دو مغرب کا کہ ایک مغرب جاڑے کی ہے آفتاب کے واسطے اور ایک مغرب گرمی کی اور بعضوں کے نزدیک مراد
مشرقین اور مغربین سے مغرب اور مشرق آفتاب اور مہتاب دونو کا ہی اور مختلف ہونا مشرق اور مغرب آفتاب کا موجب فوائد بہت کا ہی کہ فصلیں اسی جہت سے مختلف ہوتی ہیں اور جو چیزیں کہ فصل سے
تعلق رکھتی ہے وہ بھی پیدا ہوتی ہی اور باوجود اسکے روشن ہونا آفتاب کا موجب طلب کرنے معاش کا ہی اور غروب ہونا باعث آسائش اور آرام کا ہی اور یہ سب خدا تعالی
کی کمال قدرت پر دلالت کرتے ہیں فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ جھٹلاتے ہو تم مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ جاری کیے
خدا نے دو دریا ایک شیریں اور خوش اور دوسرا شور اور تلخ کہ يَلْتَقِيَانِ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور ملتے ہیں اور وہ دریائے فارس اور دریائے روم ہیں کہ سمندر میں دونو ملتے ہیں
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ درمیان دونو دریاؤں کے ایک پردہ اور منع کرنیوالی چیز ملنے سے ہی قدرت خدا سے کہ اسکے سبب سے لَا يَبْغِيَانِ نہیں ملتی کرتا ہی ایک دریا
دوسرے پر اور ایک انمیں سے دوسرے پر غالب نہیں ہوتا ہی کہ اس دوسرے میں ملکر اسکے مزہ کو بدل دے اور اسکی خاصیت کو کبھی پھیر نہیں سکتا ہی فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ
کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ جھٹلاتے ہو تم اور بعضے فائدوں کو دریا کے بیان کیا ہی کہ يَخْرُجُ مِنْهُمَا باہر نکلتے ہیں ان دونو دریا سے اللُّؤْلُؤُ موتی
وَالْمَرْجَانُ اور مونگا یا مراد بڑے بڑے خورد اور کہتے ہیں کہ موتی اور مونگا دریائے شور میں سے نکلتے ہیں دریائے شیریں میں سے پس اس صورت میں مراد دو دریا میں سے نکلنے سے

ان دونوں کے ملنے کی جگہ سے ہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر آب باران اور آب دریا کیطرف پھرتی ہی اسواسطے کہ موتی قطرہ باران سے حاصل ہوتا ہی اور اسیواسطے ابن عباس نے دریائے آسمان اور دریائے زمین کیساتھ تفسیر کی ہی اور یہ دونوں دریا خدا کی قدرت سے ایکسال میں ایکبار ملتے ہیں اور درمیان انکے ابر ایک پردہ ہے کہ دریائے آسمان کو نازل نہیں ہونے دیتا اور دریائے زمین کو اوپر کو نہیں جانے دیتا اور دریائے آسمان سے قطرے دریائے زمین پر گر جاتے ہیں اور سیپی کے منہ میں داخل ہوتے ہیں اور چھوٹے قطروں سے چھوٹے موتی بنتے ہیں اور بڑے قطروں سے بڑے موتی اور منقول ہی کہ جس وقت مینہہ برستا ہی تو سیپیاں پانی سے باہر نکلکر منہ اپنے کھولدیتی ہیں جو قطرہ باران انکے دہن میں گرتا ہی وہ موتی ہوجاتا ہی اور حضرت صادق صلوٰۃ اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ آب آسمان اور آب دریا سے موتی پیدا ہوتا ہی پس جسوقت مینہہ برستا ہے اسوقت سیپیاں اپنے مونہوں کو کھولدیتی ہیں اور قطرے باران کے انکے مونہوں میں پڑتے ہیں پس چھوٹے قطروں سے چھوٹے موتی بنتے ہیں اور بڑے قطروں سے بڑے موتی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علی اور فاطمہ دو دریائے عمیق ہیں کہ نہیں ظلم و تعدی کرتا ہی ایک انمیں سے دوسرے پر اور نکلتی ہیں ان دونوں سے موتی کہ وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں اور سلمان و سعید بن جبیر اور سفین ثوری سے روایت ہے کہ دو دریا تو علی اور فاطمہ ہیں اور برزخ محمد ہی اور لولوا و مرجان حسنؑ و حسینؑ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وله الجوار المنشات فی البحر سی مراد باقی آئمہ معصومین ہیں اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں ہے کہ مراد ان دو دریا سے علی اور فاطمہ ہیں ایک دریا علم کا ہے اور دوسرا دریا حلم اور ایک دریا شجاعت کا ہی اور دوسرا دریا سخاوت اور ایک دریا وفا کا ہی اور دوسرا دریا حیا اور ایک دریا طہارت کا ہی اور دوسرا دریا عصمت اور برزخ درمیان ان دونو کے محمد ہی اور لولوا اور مرجان کہ ان دونو دریا کرم سے نکلتے ہیں حسنؑ و حسینؑ ہیں اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ فرمایا ابن عباس نے کہ مراد مرج البحرین سے علاقہ زوجیت کا ہی درمیان علی اور فاطمہ کے اور مراد برزخ سے محبت ہے کہ جو درمیان ان دونو کے ہے اور وہ ہرگز منقطع نہوگی اور مراد نکلنے لولوا اور مرجان سے تولد حسنؑ و حسینؑ کا ہی اور محمد بن جمیل نے زیاد بن منذر سے روایت کی ہی کہ ضحاک کہ مفسرین اہلسنت میں سے ہے اس سے پوچھا گیا کہ مراد مرج البحرین یلتقیان سے کیا ہی کہا کہ مراد بحرین سے علی اور فاطمہ ہیں اور مراد برزخ سے محمد ہے اور لولوا و مرجان سے حسنؑ و حسینؑ ہیں اور ثعلبی نے طرق اہلسنت سے روایت کی ہی کہ میں نے ابو عبد الرحمن اسلمی سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا اور انس بن مالک کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ جسوقت تم گم کرو آفتاب کو تو مہتاب کے پاس آؤ اور جسوقت تم مہتاب کو گم کرو تو زہرہ کے پاس آؤ اور جسوقت تم زہرہ کو گم کرو تو فرقدین کے پاس آؤ لوگوں نے پوچھا کہ آفتاب کیا ہی فرمایا کہ میں ہوں اور پوچھا کہ مہتاب کون فرمایا کہ علی ہی اور پوچھا کہ زہرہ کیا ہی فرمایا کہ فاطمہ زہرا ہی اور پوچھا کہ فرقدین کون ہیں فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ ہیں اور حق یہ ہی کہ جو کچھ حضرت نے فرمایا ہی اسواسطے کہ یہ پانچوں بزرگ تاریکی گمراہی سے باہر نکالنے والے تھے ہدایت کی روشنی کی وسیلہ سے اور یہ پانچوں دریائے رحمت الٰہی تھے واسطے بندوں کے اور انکی ہی وسیلہ سے نجات ہوگی چنانچہ شاعر کہتا ہی کہ

ع لی خمسة اطفی بها حر الجحیم الحاطمة ۔ المصطفیٰ والمرتضےٰ وابناهما والفاطمة ۔ یعنی واسطے میرے پانچ تن ہیں کہ بجھاؤنگا میں انکے سبب سے یعنی انکی دوستی اور پیروی کے سبب سے حرارت دوزخ سوزاں کی اور وہ پانچ تن مصطفیٰ اور مرتضیٰ اور بیٹے انکے حسنؑ و حسینؑ ہیں اور فاطمہ دختر مصطفیٰ اور لوگ جو یاکیواسطے شعر کے والفاطمہ کہتے ہیں چند ترکیب اسکی درست نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ وا کا لفظ ذکر ہے صفت اسکی فاطمہ نہیں ہو سکتی لیکن پھر بھی اپنا اثر بخشتا ہی اور سوا ان پانچوں کے کسی سے سنا اور نہ کسی کتاب میں دیکھا کہ کسی شخص کا وسیلہ بھی دیتے ہوں انکا نام لیکر اسی است لوگوں نے سے اور اگر نام بھی لیتے ہیں کسی دوسرے کا تو نہیں کی اولاد بزرگوں کا نام لیتے ہیں عمر اور بکر کا کہ جو شرف کہ خدا تعالیٰ نے انکو بخشا ہی دوسرے کیواسطے ہرگز نہیں اور ایک اور شاعر سنی کہتا ہی

ع علی اللہ فی کل الامور توکلی ۔ وبالخمس اہل العبا توسلی ۔ یعنی اور پر خدا کے ہی بیچ سب کاموں کے توکل میرا اور ساتھ پانچ آدمیوں آل عبا کے ہی وسیلہ میرا اور ان پانچوں کا ذکر کرتا ہی کہ محمد المبعوث و ابنیه بعده و فاطمة الزہرا و مرتضی علی یعنی محمد صلعم بھیجا گیا ہی واسطے ہدایت پیغمبر کر کے اور دونو بیٹے انکے کہ بعد انکے ہیں حسنؑ و حسینؑ اور فاطمۃ الزہرا اور مرتضیٰ علی پس خدا تعالیٰ نے یہ نعمتیں تمکو عطا کی ہیں کہ گمراہی و جہالت سے یہ تمکو نکالتے ہیں اور طرف طریق حق کے تمکو لیجاتے ہیں **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ درمیان خدا اور بندہ کے دو دریا ہیں ایک دریا نجات کہ وہ قرآن ہے پس جو کوئی کہ اوپر عمل کرے وہ ہلاکت سے نجات پاوے اور دوسرا دریا ہلاکت کا ہی وہ دنیا کہ جو کوئی اسکی لذتوں میں مشغول ہووے ہلاک ہوگا اور برزخ ان دونو کی نصیحتیں اور پند خدا کے ہیں کہ تعقل ان کا اوپر انکی دلوں میں جگہ دیکر ہلاکت سے نجات پاوے اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ یہ دو دریا دنیا و آخرت ہیں اور برزخ انکے درمیان قبر ہے کہ ایک انمیں سے دوسرے پر زیادتی نکرے اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ مراد اسے دریائے عقل اور دریائے خواہش نفس ہے اور برزخ لطف الٰہی ہی اور لولوا اور مرجان توفیق و عصمت ہی اور بعضے تفسیر کرتے ہیں کہ مراد دو دریا سے امید رحمت کی اور خوف خدا ہی اور لولوا اور مرجان سے مراد تقویٰ ہے کہ انہی سے باہر نکلتا ہی اسیطرح اپنے اپنے ذہن کے موافق ہر ایک تفسیر کرتا ہے **وَلَهُ الْجَوَارِ** اور

خاص واسطے اسکی ہیں کشتیاں یعنی حکم سے اُسی خدا کے کشتیاں جاری ہونیوالی الْمُنشَئٰتُ بلند کیے گئے ہیں فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ ۝ بیچ دریا کے مانند پہاڑوں کے
ہیں مانند پہاڑوں کی درازی اور بلندی اور بزرگی میں اور حقیقت وہ دریا میں چلتی ہیں اور بڑی اونچی ہوا سے ابھری ہوئی ہوتے ہیں تو وہ حقیقت میں وہ رسی مثل پہاڑ کے معلوم
ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کشتیاں کہ پردوں والی ہیں انکو منشآت کہتے ہیں اور جنپر بادبان نہیں ہیں انکو منشآت نہیں کہتے اس صورت میں معنی منشآت کے یہ ہیں کہ بلند
کیے گئے ہیں وہ پردوں سے اور کشتی کا پیدا کرنا اور دریا میں جاری کرنا واسطے فائدہ بندوں کے ہی اور یہ بھی بڑی نعمت ہی کہ مسافت بہت کو اسکے وسیلے سے تھوڑی سی دیر
میں طے کرتے ہیں اور مال تجارت بسیار کر کے ایک ولایت سے دوسری ولایت کو لیجاتے ہیں اور نفع میں زر کثیر حاصل کرتے ہیں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی
نعمتوں پروردگار اپنے کے تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا جو شخص کہ اوپر اس زمین کے ہے اگرچہ زمین کا لفظ یہاں مذکور نہیں ہے کہ اسکی طرف ضمیر
پھرے لیکن وہ معلوم ہی اور مراد اس سے یہاں یہ ہی کہ جو کوئی کہ زمین پر ہے آدمی اور جن اور حیوان اور سوائے انکے فَانٍ فنا ہونیوالی ہی یعنی انجام ہر ایک کا فنا ہی اور
عبداللہ بن عباس سے منقول ہی کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو فرشتوں نے کہا کہ زمین کے رہنے والے ہلاک ہونگے اور جسوقت کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ نازل ہوئی تو فرشتوں نے جانا کہ ہم بھی فنا ہو جاوینگے اور
کوئی شخص باقی نرہیگا سوائے ذات خدا کے چنانچہ فرماتا ہی وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ اور باقی رہیگی ذات پروردگار تیرے کی ذُو الْجَلٰلِ کہ صاحب بزرگی کا ہے اور ہر چیز سے
بڑا اور بے نیاز ہے وَالْاِکْرَامِ اور صاحب بزرگی دینے کا اور مرتبہ لائق کرنیکا ہے اپنے فضل اور کرم تمام سے جو کہ مستحق اور لائق اسکا ہو انبیا اور اولیا اور نیکوں اور پرہیزگاروں سے پس جسوقت کہ کوئی
باقی نرہیگا سوائے ذات خدا کے اور سب کو فنا ہی تو نہایت بیوقوفی اور حماقت ہے دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے دل لگانا اور مال اور اسباب کو دنیا میں جمع کرنا اور زیادہ
تعجب ان لوگوں سے ہی کہ مال کو حرام وجہ سے کمائی کر کے جمع کرتے ہیں اور یہیں اسکو چھوڑ جاتے ہیں پس غافل نہونا چاہیے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنے کو نہیں آئے ہو کچھ آخرت کے
واسطے جمع کرنا چاہیے اور رہنے کے واسطے دنیا میں کچھ جمع کرنا چاہیے کہ یہاں سے ایک روز کوچ کرنا ہی ۝ فنا ہی سب کے لئے آدمی ہو یا حیوان ۞ کوئی رہیگا نہ باقی بجز خدائے جہان ۞
بکر خارف دنیا کا قصد اے غافل ۞ نہ تو رہیگا نہ تیرا یہ مال و سامان ۞ متاع و مال جو کرتا ہے جمع دنیا میں ۞ کبھی سنا نہیں کیا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۞ اور کہتے ہیں کہ
ذات خدا کا نام وجہ اس واسطے ہوا ہے کہ سوائے اسکی ذات کے سب چیزیں اسکی طرف توجہ رکھتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وجہ بمعنی رائے اور تدبیر کے ہے یعنی خداوند تدبیر کرنیوالا جمیع امور کا اور بعضے
کہتے ہیں کہ وجہ اللہ سے مراد دین خدا ہے اور یا یہ کہ جمیع ممکنات کے جو بنفس ذات اپنی فنا ہونیوالی ہیں مگر وجہ خدا کی کہ جو اسکی طرف متوجہ ہونیکی جہت سے اور منقول ہے کہ ذو الجلال
والاکرام دونو اسم اعظم ہیں جس وقت کہے اور اسیواسطے حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ لازم کرلو تم اپنے اوپر اور ہمیشہ کہا کرو تم ذو الجلال والاکرام اور معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ
ایکروز رسول خدا صلعم ایک مرد کے پاس پہنچے کہ وہ نماز میں کہتا تھا یا ذو الجلال والاکرام حضرت نے فرمایا کہ اسکی دعا قبول ہوئی اور کہتے ہیں کہ جلال نام بہشت کا ہے کہ گرد عرش کے
ہے اور درمیان اس بہشت کے اور اس بہشت کے کہ جسمیں بندے مومن رہینگے سات سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور فنا ہونا اس اعتبار سے ہے کہ بعد اسکے دوبارہ زندہ ہو کر
بہشت میں جاوینگے یہ بھی بڑی نعمت ہے اسواسطے فرماتا ہی کہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے کہ تمکو خبر دی فنا ہونیکی تاکہ تم آخرت کے کام میں
مشغول ہو اور اسکے سبب سے جنت میں داخل ہو تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم یَسْئَلُهٗ سوال کرتا ہی اس سے یعنی اپنی حاجت کو طلب کرتا ہے خدا سے
مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جو کوئی کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے واسطے کہ سب آسمان کے اور زمین کے رہنے والے اسکی طرف محتاج ہیں اور
ہر ایک کیواسطے موافق مصلحت کے بخشش کرتا ہی کُلَّ یَوْمٍ ہر دن یعنی ہر وقت هُوَ فِیْ شَاْنٍ ۝ وہ بیچ ایک کام کے ہے کہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہی اور
کسی چیز کو ناپید کرتا ہی اور ابو درداء سے منقول ہی کہ لوگوں نے رسول خدا سے پوچھا کہ کیا مراد ہی اس سے فرمایا کہ اسکی شان سے یہ ہے کہ بخشے گناہ کو اور دور کرے سختی
اور رنج کو اور ایک قوم کو بلند کرے اور ایک قوم کو پست کرے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا ہی اسکی تفسیر میں کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور روزی دیتا ہے اور کم کرتا ہے
اور زیادہ کرتا ہی اور اس آیت کے نازل ہونیکی سبب میں بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہتے تھے کہ خدا تعالی شنبہ کو کچھ کام نہیں کرتا ہے یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ ہر وقت کام
میں ہے اور سعید بن جبیر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہی کہ پہلے سب سے خدا تعالی نے ایک تختی پیدا کی ہے موتی سفید سے اور اسکی طرفین یاقوت سرخ کی ہیں اور
قلم اسکا نور کا ہی اور نوشتہ اسکا بھی نور کا ہے ایکدن میں تین سو ساٹھ دفعہ اس تختی کی طرف دیکھتا ہی اور اس نظر کرنیمیں خلقت کے کام کرتا ہے پس جو مانگنے والے کی دعا
قبول کرتا ہی اور سائل کو بخشش کرتا ہی اور درماندہ کو نجات دیتا ہی اور غمگین کو خوش کرتا ہے اور بیمار کو صحت دیتا ہی اور ایک قوم کو توفیق توبہ کی دیتا ہی اور عاصیوں کے گناہ بخشتا ہے

اور کشاف میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی پوچھے اُسنے عرض کی کہ ای بادشاہ مجھکو ایکروز کی مہلت دے تا کہ معنی اسکی بیان کروں بادشاہ نے کہا کہ مجھکو
مینے مہلت دی وزیر دلتنگ اور متفکر ہو کر اپنے گھر میں آیا اور اسکے غلاموں میں ایک غلام حبشی تھا اُسنے اپنے آقا کو دلتنگ دیکھا تو پوچھا کہ کس چیز نے تمکو دلتنگ کیا ہی
اسکی آقا نے اسکی طرف سے منہ کو پھیر لیا اور کچھ جواب اسکو نہ دیا اُس غلام نے کہا کہ ای آقا شاید کہ تیری فرح اور خوشی کا سبب میں ہی ہوجاؤں وزیر نے اُس غلام سے سب
حال بیان کیا غلام نے کہا کہ تو بادشاہ کے پاس جا کر اس سے بیان کر کہ میرا ایک غلام اس آیت کی تفسیر جانتا ہی وزیر نے بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ نے اُسکی حاضر ہونیکا حکم
دیا وہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے اُس غلام سے پوچھا کہ خدا ہر روز کس کام میں ہے غلام نے عرض کی کہ ای بادشاہ شان خدا کی یہ ہے کہ داخل کرتا ہی رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے
دن کو رات میں اور نکالتا ہی مردہ کو زندہ سے اور نکالتا ہی زندہ کو مردہ سے اور شفا دیتا ہی بیمار کو اور بیمار ڈالتا ہے صحیح اور سلامت کو اور محتاج کرتا ہی دولتمند کو اور
دولتمند کرتا ہے محتاج کو اور ذلیل کرتا ہی عزت دار کو اور عزت دیتا ہے ذلیل اور خوار کو بادشاہ نے سنکر کہا کہ اے غلام تو نے خوب جواب دیا اور بعد اسکے فرمایا کہ وزیر کا لباس
بدن سے اتار کر اس غلام کو پہناؤ اور منصب وزارت کا اُس غلام کو عطا کیا غلام نے کہا کہ یہی شان پروردگار ہماری ہی **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا** پس ساتھ کونسی
نعمتوں پروردگار اپنے کے **تُکَذِّبٰنِ** جھٹلاتے ہو تم اور انکار کرتے ہو **سَنَفْرُغُ** قریب ہے کہ فارغ ہوویں ہم سب کاموں سے اور اہل کوفہ نے سوائے عاصم
کے سیفرغ پڑھا ہی یا سے غائب کا صیغہ یعنی فارغ ہووے وہ خدا سب کاموں سے **لَکُمْ** واسطے حساب تمہارے کے اور جزا تمہاری کے قیامت کے روز اور اُس روز خدا سوائے
اسکے کوئی کام نکریگا سوا حساب اور جزا دینے بندوں کی اور یہ خدا تعالیٰ نے واسطے تنبیہ اور ڈرانیکے فرمایا ہے اور مقصود فارغ ہونے اور کاموں سے یہ ہے کہ اُس روز حساب اور جزا دینے
ہی کام ہوگا اور ارادہ اسی امر کا ہوگا نہ یہ کہ پہلے ایک چیز میں مشغول تھا اور اب فارغ اور بیکار ہو گیا ہی یعنی قریب ہے کہ قصد ثواب اور عذاب تمہارے کا کریں ہم
اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ای دو گروہ بزرگ قدر جن اور انسان کے اور جو چیز کہ قدر اور قیمت والی ہوتی ہی اسکو عرب ثقل بولتے ہیں چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے
کہ انی تارک فیکم الثقلین یعنی تحقیق میں چھوڑنیوالا ہوں درمیان تمہارے دو چیز بزرگ قدر اور بلند مرتبہ کو اور وہ قرآن اور اہلبیت حضرت کے ہیں یہاں مراد
ثقلان سے گروہ جن اور انسان کی ہی اور وہ بہ نسبت اور حیوانات کے بلند قدر ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ثقل فرمایا ہی اس واسطے کہ وہ گرانبار ہیں
شرع کی تکلیف سے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واسطے فرمایا کہ وہ گرانبار ہیں گناہوں سے **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کی **تُکَذِّبٰنِ**
جھٹلاتے ہو تم بعد اسکے کہ تمکو خبر کر دی ہی حساب اور جزائے اعمال تاکہ تم ہی آخرت کو درست کرو اور اعمال نیک ادا کرکے بہشت کی نعمتوں کے مستحق ہو جاؤ اور
ابد الآباد بہشت میں رہو **یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ** یہ کلام تفسیر ثقلان کی ہی یعنی ای گروہ جنوں اور آدمیوں کے **اِنِ اسْتَطَعْتُمْ**
اَنْ تَنْفُذُوْا اگر طاقت رکھتے ہو تم یہ کہ نکلجاؤ تم **مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** کناروں آسمانوں کے سے اور زمین سے کہ بھاگو عذاب سے یا
موت سے **فَانْفُذُوْا** پس نکلجاؤ تم اور بھاگو تم لیکن **لَا تَنْفُذُوْنَ** نہیں نکلسکتے اور بھاگ سکتے ہو تم **اِلَّا بِسُلْطٰنٍ** مگر ساتھ غلبہ اور قوت اور
کہاں ہے واسطے تمہارے پس جس جگہہ کہ جاؤگے موت تمہارے ہمراہ ہی اور عذاب سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے ہو اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز ملائکہ گرداگرد محشر کے
صفیں باندھکر کھڑی ہوں شعلے اور فرشتے دوزخ کے باہر نکلکر چاروں طرف سے انکو گھیر لیویں مثل قلعہ آہنین کے اور آواز کرنیوالا آواز کرے کہ ای جنو اور آدمیوں
یہ میدان حشر کا ہی اگر اسمیں سے نکلسکتے ہو تو نکلجاؤ لیکن نہیں نکلسکتے ہو مگر غلبہ سے اور وہ تمکو کہاں ہے اور منقول ہے کہ قیامت کے روز ملائکہ آسمان سے نازل ہوں
اور تمام خلائق کو گھیر لیویں اور جن اور آدمی بھاگنا شروع کریں جس جگہہ جاویں فرشتوں کو دیکھیں کہ احاطہ کئے ہوئے ہوں اور کوئی جگہہ نہ پاویں کہ بھاگ کر وہاں سے چلے جاویں
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ قیامت کے روز حقتعالیٰ تمام بندوں کو ایک ٹیلہ پر جمع کریگا اور سات آسمانوں کی فرشتوں کو نازل ہونیکا حکم کریگا اور یہاں
ملائکہ جنوں اور آدمیوں سے دو چند ہونگی یہانتک کہ وہ فرشتوں کی سات صفوں کے درمیان ہووینگے کہ ہر صف انسے دو چند ہوگی اور ان صفوں کے درمیان سے نکلجانیکی قدرت نرکھینگے
اُسوقت آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان **فَبِاَیِّ**
اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے **تُکَذِّبٰنِ** جھٹلاتے ہو تم اور انکار کرتے ہو باوجودیکہ تمکو خبر کر دی کہ تم عاجز ہو دنیا اور آخرت میں کہ
جسکو کہ سوائے اسکے کوئی تمہارا یار اور مددگار نہیں ہے پس اسکی درگاہ کیطرف متوجہ ہو جاؤ **یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا** بھیجا جائیگا اوپر تمہارے اگر تم اسکی کفر کروگے **شُوَاظٌ**

شعلہ سبز خالص مِّنْ نَّارٍ آتش دوزخ میں سے وَّنُحَاسٌ اور دہواں سیاہ یا تانبا گلا ہوا کہ انکے سروں پر موہوں پر گرایا جائیگا اور ابن کثیر نے شواظ کسر شین سے
پڑھا ہی اور نحاس کو بھی سنوا اور اہل کوفہ نے مجرور پڑھا ہی نار پر عطف کرکے اور بعضے کہتے ہیں کہ نحاس پانچ نہریں ہیں تانبے گلے ہوئے کی اور عرش کے نیچے وہ جاری ہیں وہ نہریں
دوزخیوں کے سروں پر گرائی جاوینگی وہ نہریں تین دن کی اور تین نہریں رات کی حاصل یہ ہے کہ کبھی تو شعلہ آتش سے تمکو عذاب کرینگے اور کبھی دود سیاہ یا تانبے گلے ہوئے سے
اور جسقدر دوزخ میں ڈالے جاؤگے اور عذاب کو دیکھوگے تو فَلَا تَنْتَصِرَانِ پس مدد نکروگے تم آپس میں ایک شخص دوسرے شخص کے عذاب کے منع کرنے میں فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم بعد اسکے کہ تمکو خبر کر دی ہی عذاب دوزخ سے تاکہ پرہیز کرو تم شرک سے اور گناہوں سے
فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ پس جسوقت کہ پھٹ جاوے آسمان اور ملائکہ اسوقت اسمیں سے اتر آئیں فَکَانَتْ وَرْدَةً پس ہو جائیگا آسمان سرخ مثل
گل گلاب کے اور بعضے کہتے ہیں کہ آسمان مثل اسپ کے ہو جائیگا اپنی رنگ میں یعنی آسمان اس گھوڑے کے رنگ میں ہو جائیگا کہ سفیدی اسکی سرخی یا زردی کی طرف
مائل ہوتی ہی اور ایسا گھوڑا مابین کمیت و اشقر کے ہوتا ہے رنگ میں اور وہ ربیع میں زرد رنگ ہوتا ہی اور موسم سرما میں سرخ پس مراد یہ ہے کہ آسمان طرح طرح کی مختلف
رنگوں میں ہوگا مثل اسپ مذکور کے فصلوں کی مختلف ہونے میں جیسے اسکا رنگ مختلف ہوتا ہی اور آسمان بعد پھٹ جانے اور سرخ ہونیکی کَالدِّهَانِ مانند سرخ
کے یا روغن زیت کے ہوگا اور یہ رنگ اسوقت ہوگا کہ جسوقت حرارت دوزخ کی اسکو پہنچی اور کہتے ہیں کہ تشبیہ اسکی روغن زیت سے اس اعتبار سے ہی کہ روغن زیت ہر
ساعت رنگ بدلتا ہی پس آسمان ہر روز رنگ میں تو مثل گل سرخ کے ہوگا اور رنگ کے اختلاف میں مثل روغن زیت کے ہوگا فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُكَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم بعد اسکے کہ خبر کر دی ہے تمکو آسمان کے پھٹنے سے تاکہ اسکی شدت سے طرف خدا کے پناہ کو طلب کرو
اور منقول ہے کہ ایک شب حضرت صلعم ایک جوان کے پاس پہنچے جسوقت کہ وہ نماز پڑھتا تھا دیکھا کہ وہ اسی آیت کو پڑھتا ہے اور روتا ہے اور کہتا کہ ویلی من یوم تنشق فیہ
السماء یعنی وائے ہے مجھپر اس دن سے کہ پھٹ جاوے جس دن آسمان رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے جوان قسم ہے اس خدا کی کہ جان میری جسکے حکم میں ہے کہ ملائکہ تیرے رونے سے
رو رہے ہیں فَیَوْمَئِذٍ پس اس روز کہ آسمان پھٹ گیا ہوگا لَّا یُسْئَلُ نہ سوال کیا جائیگا عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ گناہ اپنے سے آدمی
وَّلَا جَآنٌّ اور نہ جن یعنی یہ سوال نکرینگے کہ تمنے کیا کیا بلکہ جھڑکی دیکر کہینگے کہ کیوں کیا اور یا یہ کہ علامتوں سے پہچانے جائینگے کہ انکی سیاہ منہ اور نیلی آنکھیں
ہونگی اور حاجت سوال کرنیکی نہوگی اور یا یہ کہ اعضا انکی سوال کرنے سے پہلے انکی گناہونکی گواہی دینگی اور یا یہ کہ بیگناہ سے گناہ کرنیکا سوال نکرینگے اور یا یہ کہ وقت
نکلنے قبروں سے گناہ کا سوال نکرینگے بلکہ دوسرے مقام میں کہ وہ حساب لینے کی جگہہ ہے وہاں سوال کرینگے اور فوربک لنسئلنهم اجمعین اور وقفوهم
انهم مسئولون بھی یہی بتلاتے ہیں کہ وقت حساب کے گناہوں سے سوال ہوگا اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے اسکی تفسیر میں منقول ہی کہ جو کوئی حق سے
اعتقاد رکھتا تھا اور پیچھے توبہ مرگیا تو برزخ میں یعنی قبر میں اسکو عذاب کرینگے اور قیامت میں جو وہ اٹھیگا تو کوئی گناہ اسپر نہوگا کہ اس سے سوال کریں اور مراد
جان سے اولاد جان کی ہی جو دیو اور پریاں ہیں اور جان کہ باپ جنوں کا ہی وہ مراد نہیں ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُكَذِّبٰنِ پس ساتھ
کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ بہرور کئے ہو لوگ سے تمکو خبر دی ہی تاکہ ایمان پر اپنے ثابت قدم رہو یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ
پہچانے جاوینگے سخت گناہ کرنیوالے مثل کفر اور شرک بِسِیْمٰهُمْ ساتھ علامت اپنی کے منہ انکے سیاہ اور آنکھیں انکی نیلی ہونگی اور علامت غم اور اندوہ
کی انکے چہروں پر نمایاں ہونگی اور وہ لوگ فَیُؤْخَذُ پس پکڑے جائینگے بِالنَّوَاصِیْ ساتھ بالوں پیشانی کے وَالْاَقْدَامِ اور قدموں کے یعنی
کبھی تو انکو پیشانی کے بال پکڑ کر دوزخ میں ڈالینگے اور کبھی پاؤں پکڑکے گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں لیجائینگے اور یا یہ کہ بعضے فرشتے دوزخ کے انکی پیشانی کے
بال پکڑینگے اور بعضے انکے پاؤں پکڑینگے اور اس صورت سے انکو دوزخ میں ڈالینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ موئے پیشانی اور قدم انکی آگ کی بیڑیوں سے ملا کر باندھینگے اور
زمین پر کھینچتے ہوئے انکو دوزخ میں لیجائینگے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم کہ خبر کر دی ہے
تمکو ہمنے تمہارے گرفتار کرنے اور ذلت اور خواری کے ساتھ دوزخ میں اسے تاکہ کفر اور گناہوں سے پرہیز کرو تم اور جسوقت ملائکہ مشرکین کو دوزخ میں ڈالدینگے کہینگے وقت ڈالنے کے
ان مشرکین سے کہ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یہ دوزخ ہی وہ دوزخ کہ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ جھٹلاتے تھے اور تکذیب کرتے تھے ساتھ اسکے گناہ کرنیوالے

اور نرک کا اور کہتے تھے وہ کہ دوزخ اور بہشت کچھ نہیں ہے يَطُوفُونَ پھرینگے وہ دوزخی اور ملائکہ انکو پھرائینگے بَيْنَهَا درمیان اُس دوزخ کے وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ ۝ اور درمیان آب گرم کھولتی ہوئے کے کہ نہایت گرم ہوا اور انکی سر ان سکو گرائینگے اور انکی پیئے کو دینگے اور کہتے ہیں کہ جس وقت دوزخی آتش دوزخ سے فریاد اور نالہ کرینگے تو انکی فریاد کو اسطرح پہنچینگے کہ انکو کھولتے ہوئے پانی میں ڈالینگے اور اسکی حرارت کی شدت سے تمام اعضا انکی جدا ہو جائینگے اور منقول ہے کہ ایک صحرا دوزخ کے صحراؤں میں سے کہ جسمیں خون اور پیپ دوزخیوں کے زخموں کے جمع ہوتے ہیں اُن دوزخیوں کو کھولایا جائیگا اور انکو زنجیروں سے جکڑ کر اُس صحرا میں لیجائینگے اور اُس پیپ اور خون میں انکو غرق کرینگے اور جوڑ انکی ہڈیوں کے الگ ہو جائینگے اور پھر انکو حکم الٰہی صحیح اور سالم جیسا کہ ہوگا اور اعضا اور جوڑ انکی ملادی جائینگے اور آتش سوزاں سے انکو عذاب کرینگے پس اسطرح عذاب دوزخ میں گرفتار رہینگے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو مطلع کردیا ہے عذاب دوزخ سے تاکہ کفر اور گناہوں سے پرہیز کرو اور جسقدر آیتیں عذاب کی گزری ہیں سب حق پسند اور سمجھنے والے کو کفر اور گناہ سے دور کرنیوالی اور طاعت کیطرف مائل کرنیوالی ہیں اور یہ بڑا لطف خدا کا ہے اور اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ جسکی طفیل سے عذاب دوزخ سے نجات ہو اور اب پرہیزگاروں اور خدا سے ڈرنیوالوں کا اور انسے وعدہ کرنیکا ذکر کرتا ہے کہ وَلِمَنْ خَافَ اور واسطے اُس شخص کے کہ خوف کرے اور ڈرے مَقَامَ رَبِّهٖ کھڑے ہونیسے سامنے پروردگار اپنے کے واسطے حساب کے اور اس سبب سے گناہوں کو ترک کرے تو جَنَّتَانِ ۝ دو بہشت ہیں واسطے اسکے یعنی جو شخص کہ خدا سے خوف اور ڈر کے گناہوں کو ترک کرے تو اسکی واسطے دو بہشت ہونگی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جانے کہ خدا تعالیٰ نیک اور بد اعمال کو سب کو دیکھتا ہے اور باتوں کو بھی انکی سنتا ہے اور وہ اس سبب سے گناہوں کو ترک کرے اور پرہیز کرے تو خدا تعالیٰ اسکو دو بہشت دیگا اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکے سامنے پیش آجائے فاحشہ اور آرزو اسکی اور وہ پرہیز کرے اس سے خدا سے خوف کرکے تو خدا تعالیٰ دوزخ کو اس پر حرام کریگا اور قیامت کے ہولوں اور خوفوں سے اسکو امن میں رکھیگا اور جو کچھ کہ وعدہ کیا ہے اپنی کتاب میں اور فرمایا کہ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ اُس وعدہ کو وفا کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ دو بہشت وہ ہیں کہ ایک تو ان میں جنت عدن ہے اور دوسرا جنت نعیم اور کہتے ہیں کہ موحد کے واسطے فرمایا کہ ایک تو خائف نہان کے واسطے ہے اور دوسرا جن خائف کیواسطے ہوگا کہ خطاب دونوں کیطرف ہے اور یا یہ کہ دونوں ایک شخص کو ملیں ایک تو واسطے ادائے طاعت کے اور دوسرا واسطے ترک کرنے گناہوں کے اور یا یہ کہ ایک تو عدل کی جہت سے ملی اور دوسرا فضل اور کرم کی جہت سے اور کہتے ہیں کہ ایک بہشت تو سونیکا ہے اور دوسرا چاندی کا اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک بہشت یاقوت سرخ کا ہے اور دوسرا زبرجد سبز کا اور خاک اسکی کافور اور عنبر ہے اور گارا اسکا مشک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکو دو باغ دینگی بہشت کے باغوں میں سے کہ ہر ایک باغ سو برس کی راہ کا ہوگا اور درمیان اُن دو باغوں کے مکانات خوش اور حوریں دلکش ہونگی اور کہتے ہیں کہ جس وقت امیر المومنین ع نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تو لوگوں نے جناب امیر سے عرض کی کہ اے علی تو نے اس سے خوف نہ کیا اور اُس سے ڈرا نہیں کہ وہ بڑا قوی اور زبردست تھا فرمایا کہ کیونکر خوف کروں سوا خدا کے کسی سے وہ شخص کہ سوائے اسکی طرفۃ العین کسیکی جسنے پرستش نہیں کی ہے اور ابراہیم ادہم سے نقل کرتے ہیں کہ کہا انہی کہ میں واسطے حج کے جاتا تھا راہ سے دور جا پڑا اور ایک شخص کو دیکھا میں نے شکل عجیب اور صورت ہیبت ناک کہ جس سے آدمی ڈر جائے میں نے اس سے خوف کرکے پوچھا کہ تو جن ہے یا آدمی ہے اُسنے مجھکو جواب دیا کہ تو کافر ہے یا مومن ہے کہا میں نے کہ میں مومن ہوں اُسنے کہا کہ تو جھوٹ کہتا ہے اگر تو مومن ہوتا تو خدا کے غیر سے نہ ڈرتا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی خدا سے خوف کرے تو اسکو دو بہشت دینگے فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ جھٹلاتے ہو تم کہ وہ دو بہشت عطا کرتا ہے خدا سے خوف کرکے گناہوں سے پرہیز کرنیوالوں کو اور اب اُن بہشتوں کا وصف بیان کرتا ہے کہ وہ بہشتیں ذَوَاتَا أَفْنَانٍ ۝ صاحب شاخوں کے ہیں یعنی انکے درختوں میں کثرت سے شاخیں ہیں کہ جو موجب پتوں اور میووں کی کثرت کا ہیں اور یا یہ کہ وہ بہشتیں طرح طرح کی نعمتوں اور درختوں والیاں ہیں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے تُكَذِّبَانِ ۝ جھٹلاتے ہو تم کہ وہ بہشتیں بھری ہوئی نعمتوں اور میووں سے بندوں کو عطا کرتا ہے فِيهِمَا بیچ اُن دونو بہشتوں کے عَيْنَانِ دو چشمے ہیں کہ تَجْرِيَانِ ۝ جاری ہیں جسجگہ کہ بہشتی ارادہ کریں اوپر کے مکانوں میں یا نیچے کے مکانوں میں کہتے ہیں کہ ایک تو تسنیم ہے اور دوسرا سلسبیل اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ چشمے آب زلال کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک تو آب صاف کا ہے اور دوسرا شراب کا اور کہتے ہیں کہ مشک کے پہاڑ میں

ع ۲ ۱۲

ہے یہ دونوں چشمے نکلتے ہیں اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں بہشت مع اُن دو چشموں کے اُس شخص کے واسطے ہیں کہ جسکی آنکھوں سے دو چشمے خوف خدا سے جاری ہوئے ہوں
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے **تُکَذِّبٰنِ** جھٹلاتے ہو تم کہ ایسے ہی لذیذ چشمے آپ تمہارے آرام کے لئے جاری کئے ہیں
فِیْهِمَا بیچ اُن دو بہشتوں کے **مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ** ہر میوہ کی قسم سے **زَوْجٰنِ** دو طرح کے ہیں کہ بعضے ہم شکل ہیں شکل میں اور مزہ میں
اور وہ دو طرح کے ایسے ہیں کہ ایک تو ہمیں کا مشہور ہے کہ انکو دنیا میں دیکھا ہے اور دوسرا ایسا ہے کہ مثل اسکے دنیا میں نہیں دیکھا ہے اور یا یہ کہ ایک تر ہے اور ایک
خشک ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ دنیا کا کوئی میوہ ترش یا شیریں ایسا نہیں ہے کہ جو بہشت میں نہ ہو یہانتک کہ حنظل یعنی اندراین بھی وہاں موجود ہے مگر
بہشت کا حنظل شیریں ہے **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے **تُکَذِّبٰنِ** جھٹلاتے ہو تم کہ وہ طرح طرح کے میوے عطا فرماتا ہے
مُتَّکِـٕیْنَ تکیہ لگانے والے ہونگے وہ یہ حال واقع ہوا ہے یعنی خوف کرنیوالوں کے واسطے دو بہشت ہیں کہ تکیہ لگانیوالے ہونگے بادشاہوں کی طرح اُن بہشتوں میں
عَلٰی فُرُشٍ اوپر فرشوں کے **بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ** استر انکے ریشمی کپڑے سے ہیں مثل اطلس کے یہ حال استر کا ہے کہ جو نیچے ہوتا ہے اور ابرہ جو کہ اوپر
ہوتا ہے معلوم نہیں کہ وہ کاہیکا ہوگا اور کیسا ہوگا کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا تو اُسنے کہا کہ استر کا یہ حال ہے تو ابرہ نور کا ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اوپر کا کپڑا اُن
فرش کا سندس کا ہوگا کہ وہ پتلا کپڑا ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں اوپر اور نیچے کا دونوں کپڑا ایک جنس کے اور ایک طرح کے ہونگے **وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ** اور میوہ اُن دو بہشتوں کا کہ چنا جاوے **دَانٍ** نزدیک ہے زمین کے اس طرح سے کہ کھڑا اور بیٹھا اور لیٹا سب اسکو جہاں ہیں اُسی جگہ سے توڑ سکتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ تکیہ لگانیوالے بہشت کے تختوں پر اگر وہیں بیٹھے ہوں کسی میوہ کی آرزو کریں تو شاخ درخت کی اُسکے پاس جھک جاوے گی اور جس میوہ کو وہ چاہتا ہو وہ اُسکے
منہ میں چلا جائیگا اور اگر چاہے وہ بیٹھا یا لیٹا ہوا اُسکو اپنے ہاتھ سے توڑیگا **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار
اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو ایسے تختوں اور فرشوں شاہانہ پر بٹھلایا **فِیْهِنَّ** بیچ اُن بہشتوں کے اور ضمیر فیہن کی جنتان اور عینان اور فرش وغیرہ بہشت کی
نعمتوں کی طرف پھرتی ہے یعنی اُن بہشتوں اور چشموں اور میووں میں **قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ** بند کرنیوالیاں آنکھوں کی ہونگی کہ آنکھوں کو اپنے شوہروں کے سوا اور طرف سے بند کر رکھتی ہیں
غیر شوہر کو نہیں دیکھتی ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ہر ایک عورت اُن میں سے اپنے شوہر سے کہیگی کہ قسم ہے عزت اور جلال پروردگار اپنے کی کہ بہشت میں تجھ سے زیادہ کسی چیز کو
خوبصورت اور بہتر نہیں دیکھتی ہوں شکر ہے خدا کا کہ تجھکو شوہر میرا کیا اور مجھکو زوجہ تیری اور منقول ہے کہ جس شخص نے مردوں اور عورتوں میں سے دنیا میں
نامحرم کی طرف نظر نہیں کی ہے اسکو آخرت میں اسکے عوض میں حوریں قاصرات الطرف ملینگی اور ایسی ہونگی وہ کہ **لَمْ یَطْمِثْهُنَّ** نہیں جماع کیا انکو یعنی
ہاتھ اوپر دراز نہیں کیا ہے انسے صحبت کرنیکے واسطے **اِنْسٌ** آدمیوں نے **قَبْلَهُمْ** پہلے اُن خوف کرنیوالوں کے **وَلَا جَآنٌّ** اور نہ جنوں نے یعنی جو
حوریں کہ واسطے آدمیوں کے مقرر ہوئی ہیں انکو تو کسی آدمی کا ہاتھ نہیں پہنچا ہے اور جو حوریں کہ واسطے جنوں کے مقرر ہوئی ہیں اُن تک کسی جن کا ہاتھ نہیں پہنچا ہے
اور یا یہ کہ ذکر جن کا واسطے مبالغہ کے ہے جیسے کہ کہتے ہیں کہ وہاں آدمی کا گزر ہے نہ جن کا **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے
تُکَذِّبٰنِ جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی ایسی پاکیزہ اور لطیف حوریں تمہارے واسطے پیدا کیں اور اُن حوروں ہی کی تعریف میں فرماتا ہے کہ **کَاَنَّهُنَّ** گویا کہ وہ
حوریں **الْیَاقُوْتُ** یاقوت ہیں سرخی میں **وَالْمَرْجَانُ** اور موتی ہیں سفیدی اور روشنی میں اور منقول ہے کہ صفائی حوروں کی صفائی یاقوت و
موتی سے تشبیہ دی ہے اور اختیار کرنا لفظ مرجان کا کہ وہ مروارید خرد ہے اور نہ اختیار کرنا لفظ لؤلؤ کا کہ وہ مروارید بزرگ ہے سو واسطے اسکے ہے کہ سفیدی اور صفائی چھوٹے
موتی کی بڑے موتی کی سفیدی و صفائی سے زیادہ ہوتی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حور ستر پوشاک ریشمی پہنے ہوئے ہوگی اور مغز ساق اسکا ان پوشاکوں میں سے
دکھلائی دیتا ہوگا جیسے کہ تاگا سفید یاقوت کی نسبت سے بیچ دکھلائی دیتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جیسے شراب سرخ سفید شیشہ میں سے دکھلائی دیتی ہے
اور منقول ہے کہ دنیا کی عورتیں بھی خوبی اور حسن و صفائی میں حوروں کی مانند ہو جائینگی **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار
اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ حوریں اس حسن و جمال والی تمکو مرحمت فرمائی **هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ** نہیں ہے بدلا نیکی کرنیکا **اِلَّا الْاِحْسَانُ** مگر
احسان اور نیکی کرنی بیچ لا الٰہ الا اللہ کا کہنا ہے اور بدلا شکر کا زیادتی نعمت کی ہے اور بدلا تقویٰ کا فرحت ہے اور بدلا توبہ کرنیکا اور دعا کا قبولیت ہے اور بدلا سوال کا بخشش ہے

اور بدلا استغفار کا مغفرت ہے گناہوں کی اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ نہیں ہے بدلا اُس شخص کا کہ کہی لا الٰہ الا اللہ مگر بہشت اور جناب رسول خدا صلعم نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ
کیا جانتے ہو تم کہ کیا کہتا ہے پروردگار تمہارا اصحاب نے عرض کی کہ خدا اور پیغمبر اُس کا خوب جانتا ہے فرمایا کہ پس تحقیق پروردگار تمہارا کہتا ہے کہ نہیں ہے جزا اُس
شخص کی کہ جسکو ہمنے توحید انعام کی ہی مگر بہشت اور لا الٰہ الا اللہ اور توحید سے مراد یہ ہے کہ جو حکم کہ پیغمبر خدا کے یہاں لائے ہیں سب پر عمل کرے اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت جاری ہوئی ہے کافر و مومن اور نیک و بد میں سب میں جسکے ساتھ کہ نیکی کیجائے پس چاہئے کہ وہ بدلا دیوے
اُسکا اور نہیں ہے بدلا دینا یہ کہ تو بھی اُسکے ساتھ اُسیقدر نیکی کرے جسقدر کہ اُسنے تیرے ساتھ کی ہی پس اگر تو بھی ویسی ہی کرے جو اُسنے کیا ہی تو اُسکو تجھپر فضیلت
ہوگی کہ پہلے اُسنے تیرے ساتھ نیکی کی ہی ورنہ چاہئے کہ اُسکی نیکی سے زیادہ نیکی کرے اور یہ آیت مطلق ہے ہر واسطے سب میں جاری ہوئی ہی پس بدلا نیکی کا نیکی
ہی یعنی مومن کا بدلا بہشت ہے اور بدلا بدی کا بدی ہی یعنی بدلا کافر کا عذاب اور دوزخ ہی **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ** پس ساتھ کونسی
نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو خبر کر دی ہی کہ بدلا نیکی کا نیکی ہے اور بدلا بدی کا بدی تا کہ تم نیکی کرکے بہشت میں داخل ہو جاؤ **وَمِنْ
دُوْنِهِمَا** اور سوائے اُن دو بہشتوں کہ خوف کرنیوالوں سے وعدہ کئی ہیں **جَنَّتٰنِ** دو بہشت ہیں خوف کرنیوالوں کے محلوں اور مکانوں کے نزدیک ہیں
تا کہ اُن بہشتوں کو دیکھکر زیادہ فرحت اور خوشی اُنکو حاصل ہو اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ دو بہشت چاندی کے ہیں کہ اُنکی سب چیزیں چاندی کی ہیں
اور یہ دو جو پہلے ہیں وہ دو پہلی بہشت اُسی کے لئے دئے گئے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے ابو بصیر نے پوچھا کہ فدا ہوں میں آپ پر خبر دیجئے تو مجھکو کہ مرد مومن کی زوجہ مومنہ کہ
دنیا میں تھی وہ مومنہ وہاں بھی اُسکی زوجہ ہوگی فرمایا کہ اے ابو محمد خدا عادل ہی اگر مرد افضل ہوگا زوجہ سے تو اُسکے لئے اختیار دینگے پس اگر وہ مرد اختیار کریگا تو
وہ عورت اُسکی زوجہ ہو جائیگی اور یہ اگر زوجہ افضل ہوگی شوہر سے تو اُسکو اختیار دینگے پس اگر اپنے شوہر کو وہ اختیار کریگی تو اُسکی زوجہ ہو جائیگی اور بعد اسکے فرمایا کہ
ایک جنت مت کہو اسواسطے کہ خدا فرماتا ہی وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ اور ایک جنت مت کہو اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ درجے ہیں بعضے اوپر بعضوں کے اور فضیلت جنکی
اور زیادتی باعتبار فضیلت اور زیادتی عملوں کے ہے راوی کہتا ہی کہ میں نے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ مومنین بہشت میں بعضے بعضوں سے مرتبہ میں زیادہ ہیں پس
اگر ارادہ ملاقات کا کرتے ہوں تو کیونکر میسر ہووے فرمایا کہ جو کہ بلند مرتبہ کا ہی وہ کم مرتبہ والے کے پاس آویگا اور جو کہ کم مرتبہ والا ہی وہ بلند مرتبہ والے کے پاس
نہ جا سکیگا اسواسطے کہ وہ لائق اُس مکان کے نہیں ہے لیکن جسوقت ارادہ ملاقات کا کرینگے تو ملسکتے ہیں کسی مقام نیک پر اور علا سے روایت کیگئی ہے کہ میں نے حضرت
صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ میرے کلام سے تعجب کرتے ہیں جسوقت میں کہتا ہوں کہ ایک قوم دوزخ سے نکلکر بہشت میں داخل ہوگی اور اُسجگہ اولیاء اللہ کے ہمراہ
ہو جائینگے حضرت نے فرمایا کہ اے علا حقتعالی فرماتا ہی وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ قسم ہی خدا کی کہ وہ ہمراہ اولیاء اللہ کے نہونگے میں نے کہا کہ وہ کافر ہونگے فرمایا کہ اگر وہ
کافر ہوتے تو بہشت میں نجاتے میں نے کہا کہ پس مومن ہونگے فرمایا کہ اگر مومن ہوتے تو دوزخ میں نجاتے لیکن میانہ حال تھے مراد حضرت کی یہ ہے کہ وہ مومنین
صالحین میں سے نہ تھے بلکہ فاسق تھے **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ بہشتوں پر بہشتیں زیادہ
کیں تا کہ اُنکی طرف رغبت کرکے اعمال نیک بجا لائیں اور بعد اسکے اُن دو بہشتوں کی تعریف میں فرماتا ہی کہ **مُدْهَآمَّتٰنِ** گہری سبز ہونیوالی ہیں اور
نہایت سبزی سے مائل طرف سیاہی کے ہیں اسواسطے مدہامتان فرمایا **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے
جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی باغ سبز کہ جس سے آنکھیں روشن ہوں تمکو عطا کرتا ہی **فِیْهِمَا عَیْنٰنِ** بیچ اُن دو بہشتوں کے چشمے ہیں **نَضَّاخَتٰنِ** جوش کرنے
والے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ دو چشمے بہشت کی جڑ سے جوش کرتے ہیں مشک اور عنبر اور کافور کے ساتھ واسطے دوستان خدا کے **فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ** پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسے چشمے جوش کرنیوالے بخشتا ہی **فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ** بیچ اُن دو بہشتوں کے میوے ہیں
بہت **وَّنَخْلٌ** اور کھجوریں **وَّرُمَّانٌ** اور انار اور سبب بیان سے بعد فاکہہ کے خرما اور انار کا ذکر واسطے مرتبہ اور بزرگی اُن دونوں کی ہے اور اسیطرح خدا نے
دوسری جگہ فرمایا ہی وملٰئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال باوجودیکہ جبرئیل اور میکائیل فرشتوں میں داخل تھے لیکن اُنکی فضیلت کیواسطے اُنکا ذکر کیا اور فضیلت اُن دو میووں کی یہ ہے کہ خرما
میوہ بھی ہے اور غذا بھی ہے اور انار میوہ بھی ہی اور دوا بھی ہے اور منقول ہے کہ درخت بہشت کے اُسکی شاخ کی جڑ سے سر شاخ تک میووں سے بھرے ہیں اور ... میوے

اُنمیں خیمے ہوئی ہیں اور یہ ایک میوہ مثل سیب کے ہی اور جس وقت توڑو تو اُسی وقت اُسکی جگہ دوسرا موجود ہو جائے اور خوشہ انگور کا بارہ ہاتھ کا ہی اور ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ
فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ شب معراج جس وقت مجھکو آسمان پر لیگئے تو درخت انار میں نے دیکھے کہ ہر انار اُنمیں شتر مرغ کے برابر تھا اور ایک لڑکی کو میں نے دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ تو
کسکے واسطے ہے کہا کہ زید بن حارثہ کیواسطے میں نے زید کو خوشخبری اُسکی دی اور بہشت میں ایسی چیزیں ہیں کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ
وہ کسی دل میں گذری ہیں اور حضرت صادق نے فرمایا کہ ہر ایک میوہ میں سے ہر قسم کا ہی افضل اور بہتر میووں کا انار ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی
نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی میوے بندوں کو بخشش کرتا ہی فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ بیچ اُن چاروں بہشتوں کے بہتر عورتیں ہونگی نیک زیادہ عادتوں
اور خصلتوں میں حِسَانٌ خوش حسن اور جمال والیاں کہ ہر عیب اور بد خلقی سے پاک ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ عورتیں مومنہ صالحہ ہیں جو کہ
دنیا میں تھیں اور وہ حوروں سے زیادہ خوبصورت ہیں اور قمی نے لکھا ہے کہ وہ لڑکیاں وہ ہیں کہ کوثر کے کنارے اُگتی ہیں اور اگر اُنمیں سے ایک کو اُٹھاؤ تو دوسری اُسی وقت اُسی جگہہ
اُگتی ہی اور کہتے ہیں حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہی کہ جزاک اللہ خیرا اس سے کیا مراد ہے فرمایا کہ خیر بہشت کی ایک
نہر کا نام ہی اور وہ نہر کوثر سے نکلتی ہی اور کوثر ساق عرش سے نکلتی ہے اُسکے کنارہ پر مکان اوصیا اور اُنکے شیعوں کے ہیں اور دونوں طرف اُس نہر کے عورتیں خوبصورت
اُگتی ہیں جس وقت اُنمیں سے کوئی اُکھاڑی جائے تو دوسری اُسی وقت موجود ہو جاتی اور نہر کے نام پر اُنکا نام خیر ہے اور جمع خیر کی خیرات ہے اور یہی مراد قول
حقتعالی سے ہی کہ فیہن خیرات حسان یعنی جو کوئی کسی کو جزاک اللہ خیرا کہتا ہی تو مراد اُسکی نہر سے وہ مکانات اور حوریں ہیں اور کہتے ہیں کہ بہشت میں حوریں آپس میں
ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتی ہیں اور آواز خوش اور دلکش سے کہ کبھی کسی نے ایسی نہ سنی ہو ہر ایک کہتی ہے کہ ہم راضی ہونیوالیاں ہیں کہ کبھی غصہ نکریں اور ہم ہمیشہ یہاں رہنیوالیاں
ہیں کہ کبھی باہر نہ نکلینگے اور ہم آراستہ ہیں نیک خلقوں اور حسن اور جمال کے ساتھ اور پیدا ہوئی ہیں واسطے شوہروں نیکوکار اپنے کے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا
تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنی کے جھٹلاتے ہو تم کہ تمکو خوبصورت جورو سے کرامت کرتا ہے اور اُن چاروں بہشتوں میں
حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ حوریں ہیں گھیری گئی اور بند کی گئی فِی الْخِیَامِ بیچ خیموں کے کہ وہ ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا اور خیمہ کے پردہ میں وہ
بیٹھی ہونگی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ حوریں سفید رنگ کی ہونگی خیموں کے پردوں میں اور وہ خیمے موتی اور یاقوت کے اور مونگے کے ہونگے اور
ہر خیمہ کے چار دروازہ ہونگے اور ہر دروازہ پر ستر عورتیں نارپستان ہونگی یعنی وہ عورتیں کہ جنکی چھاتیاں ابھر کر مثل انار کے ہوتی ہیں وہ عورتیں اُن دروازوں پر
حاجب اور پہرہ دار ہونگی اور ہر روز اُنکو کرامت خدا کیجانب سے آتی رہتی ہی خدا تعالی اُن حوروں کی مومنین کو خوشخبری دیتا ہی اور کہتے ہیں کہ مراد مقصورات
سے یہ ہی کہ آنکھیں اُنکی قصر کیگئی ہیں اُنکی نظر شوہروں پر کہ دوسرے کیطرف نظر نہیں کرتی ہیں اور منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ خیمہ ایک موتی کا ہوگا
ساٹھ میل اونچا اور ایک میل شرعی ہزار ہاتھ کا ہوتا ہی اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ اُس خیمہ کے ہر کونہ میں مومن کے اہل یعنی اُسکی زوجہ اور حوریں وغیرہ ہونگی کہ
نہ دیکھینگے اُنکو غیر اُس مومن کے اور آدمی اور فرمایا حضرت نے کہ شب معراج بہشت میں میں نے ایک نہر دیکھی کہ اُسکی کناروں پر مرجان کے خیمے ہیں اُس جگہ سے مجھکو آواز
پہنچی کہ السلام علیک یا رسول اللہ میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون آدمی ہیں کہا کہ یہ حوریں ہیں کہ اُنہوں نے اپنے پروردگار سے تجھپر سلام کرنیکا اذن لیا ہی اور بعد
سلام کے اُنہوں نے کہا کہ ہم ہمیشہ بہشت میں رہنیوالیاں ہیں کہ ہرگز یہاں سے باہر نجائینگے اور ہم ناز اور نعمت والیاں ہیں کہ ہرگز ہمکو فقیری نہوگی اور شوہر
ہمارے نیکوکار ہیں اور بعد اُسکے حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ حور مقصورات فی الخیام اور اُسنے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اگر ایک حور عین اپنا
شور میں تھوکے تو تمام پانی اُسکا شیریں ہو جائے اُسکی تھوک کی شیرینی سے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے
جھٹلاتے ہو تم کہ ایسی ایسی پاکیزہ عورتیں بہشتیوں کو دیگا اور ایسی ہیں وہ عورتیں کہ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ نہیں چھوا ہے اُنکو اِنْسٌ کسی آدمی نے اور اُنسے
نزدیکی نہیں کی ہی قَبْلَهُمْ پہلے اُن بہشتیوں کے کہ شوہر اُنکے ہونگے وَلَا جَآنٌّ اور نہ کسی جن نے بلکہ وہ سب عورتیں باکرہ اور کنواریاں ہیں
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس ساتھ کونسی نعمتوں پروردگار اپنے کے جھٹلاتے ہو تم کہ وہ باکرہ عورتیں نامزد بہشتیوں کرتا ہے مُتَّکِئِیْنَ تکیہ لگائے
ہونگے وہ بہشتی نصب اُسکا حال ہونیکی جہت سے ہی اور باختصاص کی جہت سے ہی یعنی وہ بہشتی خاص ہونیوالے اُس کے ہیں تکیہ لگائے ہونگے عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ

اور بر فرشوں بلند تکیے یا اور تکیوں سبز کے وَعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ اور بچھونوں قیمتی خوب اور زیبا کے اور یا کپڑوں منقش کے جس جنس سے کہ ہوں اور کہتے ہیں کہ رفرف جمع رفرفہ کی ہے اور رفرفہ تکیہ کو کہتے ہیں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا جسکو گاؤ تکیہ کہتے ہیں یا کوئی قسم فرش کی ہے یا دامن خیمہ کا اور کہتے ہیں کہ وہ ایک قسم کپڑا ہوتا ہے اور یا بمعنی مجالس ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ رفرف بہشت کے سبزہ زار کو کہتے ہیں اور عبقری مسند کو کہتے ہیں اور یا ہر کپڑے نقشدار کو یا ریشمی کپڑے کو اور کہتے ہیں کہ یا اسمیں نسبت کی ہے اور عبقر پرستان کی زمین کو کہتے ہیں اور عرب کا قاعدہ ہے کہ جو چیز کہ عجیب و غریب اور بہت اچھی ہوتی ہے اسکو عبقر سے منسوب کرتے ہیں اور یہ لفظ اسم جنس ہے اور اسواسطے صفت اسکی جمع واقع ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو چیز کہ بزرگ اور قدر والی ہے وہ عبقری ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پس سات کونسی نعمتوں اپنے پروردگار کی جھٹلاتے ہو تم باوجودیکہ ایسی مہربانی فرماتا ہے کہ جسکی کچھ حد نہیں ہے تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ بابرکت اور بزرگ و بابرکت ہے نام پروردگار تیرے کا اسواسطے کہ وہ مستحق ہے اس امر کا کہ جسکا دوسرا مستحق نہیں ہو سکتا ہے اور وصف کیا جاتا ہے ایسی چیز کے ساتھ کہ دوسرا کوئی ایسی چیز کے ساتھ وصف نہیں کیا جاتا ہے واسطے ہونے اسکی ذات کے قدیم اور قادر اور عالم اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ بڑی برکت ہے نام میں تیرے پروردگار کے پس طلب برکت کو ہر چیز میں اسکے نام کا ذکر کرکے اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس مقصد اول میں خدا کا نام نہ لیا جائے تو وہ ابتر ہوتا ہے پروردگار تیرا ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ صاحب بزرگی کا اور صاحب بزرگ کرنیکا اور کہتے ہیں کہ جلال اشارہ طرف صفت قہر کی ہے اور اکرام مراد ہے اور لفظ لطیفہ سے پس ذوالجلال والاکرام تمام صفتوں کو شامل ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں جلال خدا کے اور کرامت اسکی وہ کرامت کہ اکرام کیا ہے خدا نے بندونکو ہماری فرمانبرداری اور محبت کرنیسے اور جابر سے روایت ہے کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے سورہ رحمن کو لوگونکے روبرو پڑھا تو سب خاموش ہو رہے اور کسی نے کچھ نہ کہا اسوقت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جن تم سے زیادہ نیک ہیں جواب دینے میں جسوقت میں انکے روبرو فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پڑھا تو انہوں نے اسکے جواب میں لَا بِشَیْءٍ مِّنْ اٰلَآئِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ کہا

سورۃ الواقعۃ

یہ سورہ مکی ہے مگر آیہ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَکُمْ ابن عباس کے نزدیک مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ اور اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ مکہ سے مدینہ کو جاتے ہوئے رستہ میں نازل ہوئی تھی اور آیتیں اس سورت کی ننانوے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب سورہ واقعہ کو پڑھیگا تو سب سے پہلے کل کو جو ملاقات کریگا اسی سے تو چہرہ اسکا مثل ماہ شب چہار دہم کے ہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہر شب جمعہ کو یہ سورہ پڑھے تو خدا تعالی اسکو اپنا دوست کریگا اور تمام خلائق کے لوگوں میں اسکی دوستی کو ڈالیگا اور ہرگز وہ فقیری کو نہ دیکھیگا اور محتاج نہ ہوگا اور آفتوں اور بلاؤں دنیا کے سے محفوظ رہے اور حضرت امیر المومنین کے رفیقوں میں سے ہوگا اور منقول ہے کہ عثمان بن عفان عبد اللہ بن مسعود کے پوچھنے کو گیا کہ وہ بیمار تھا اور بیماری اسکی موت کی تھی عثمان نے اس سے پوچھا کہ کس چیز کی تو شکایت رکھتا ہے کہا کہ گناہوں کی اور پھر پوچھا کہ کیا آرزو رکھتا ہے تو کہا کہ رحمت پروردگار کی بعد اسکے کہا کہ طبیب کو بلواؤں تاکہ تیرا علاج کرے کہا کہ طبیب ہی نے مجھکو بیمار ڈالا ہے پھر کہا کہ کچھ بخشش تجھکو دوں کہا کہ جسوقت میں محتاج تھا اسوقت تو نے بخشش کو مجھسے بند رکھا اور اب کہ مجھکو احتیاج نہیں ہے تو مجھکو دینا چاہتا ہے عثمان نے کہا کہ تیرے بیٹوں کو کچھ بخشوں کہا کہ انکو احتیاج نہیں ہے اسواسطے کہ سورہ واقعہ میں نے انکو تعلیم کی ہے اور وہ ہمیشہ اسکی تلاوت کرتے ہیں اور میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ جو کوئی ہر شب اس سورہ کو پڑھے ہرگز وہ فقیر اور محتاج نہ ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ یاد کر جسوقت کہ واقع ہو واقع ہونیوالی کہ وہ قیامت ہے یعنی قیامت کہ وہ ضرور ہونیوالی ہے جسوقت کہ وہ ظاہر ہوگی لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ نہیں ہوگا واسطے واقع ہونے اس قیامت کے کوئی نفس جھوٹ کہنے والا اور خدا پر دروغ کی نسبت کرنیوالا کہ کہے کہ قیامت نہیں واقع ہوتی ہے جیسے کہ اب ہزاروں آدمی کہتے ہیں کہ قیامت نہوگی اور جسوقت واقع ہوگی تو سب آدمی یقین اسکا کریں گے اور کوئی انکار نکریگا اور وہ قیامت خَافِضَةٌ پست کرنیوالی ہے دشمنان خدا کو اور ان لوگونکو جو کہ دنیا میں بلند تھے رَّافِعَةٌ ○ بلند کرنیوالی ہے دوستان خدا کو اور ان لوگونکو جو کہ دنیا کے اعتبار سے پست اور ذلیل اور خوار تھے اور یا یہ کہ نیکونکو بلند کرنیوالی ہے اور بدونکو پست کرنیوالی ہے اور خافضہ رافعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہی خافضۃ رافعۃ اور بعضوں نے ان دونو لفظونکو منصوب پڑھا ہے حال مقرر کر کے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت واقع ہو قیامت پست کرنیوالی تو پست کریگی دشمنان خدا کو طرف آتش دوزخ کے اور بلند کرنیوالی ہے کہ بلند کریگی دوستان خدا کو طرف بہشت کے اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا جسوقت کہ ہلائی جائیگی زمین سخت ہلایا جانا اسطرح سے کہ تمام مکان اور پہاڑ جو اسپر ہیں سب گر پڑیں

ع ۳۳
۱۴

اور جسقدر آدمی کہ شہر میں ہیں سب فنا ہو جائینگے اور تمام آدمی قبروں سے باہر جا پڑیں اور یہ ظرف بدل ہی ظرف اول سے **وَبُسَّتِ الْجِبَالُ** اور پارہ پارہ کئی جاینگے پہاڑ **بَسًّا** سخت پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ کرنا اور یا یہ کہ روانہ کئی جائیں اپنی جگہہ سے **فَكَانَتْ هَبَاءً** پس ہو جائیں وہ پہاڑ غبار مثل اس غبار کے کہ جو دیوار کی روزن میں آفتاب کی شعاع میں دیکھا جاتا ہے **مُنْبَثًّا** پراگندہ اور بکھرا ہوا اور امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ پہاڑ مثل غبار مانند اس گرد کے ہو جائینگے جو گھوڑوں کے سموں سے اٹھتی ہے **وَكُنْتُمْ** اور ہو جاؤ گے تم ای بنی آدم اس وقت قیامت کے روز **أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً** تین قسمیں اور عرب کا دستور ہے کہ ایک چیز کی ٹکڑے اور حصے ہوں تو انکو ازواج کہتے ہیں اور اب تینوں قسموں کی تفسیر بیان کرتا ہے **فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ** پس صاحب دست راست کے کیا ہیں وہ صاحب دست راست اسکے یہ کلمہ واسطے تعجب کے شان کے آتا ہے پس وہ لوگ بلند مرتبہ والے ہیں اور یہ اسوقت کہتے ہیں کہ جسوقت وصف کریں کسی شخص کا بلندی مرتبہ اور فضیلت مرتبہ کے ساتھ اور یمین سے وہ مشتق ہے اور وہ لوگ کہ جنکے واسطے یہ لفظ آیا ہے بسبب طاعت کے مبارک اور میمون ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ وہ لوگ وہ جماعت ہیں کہ وقت نکالنے اولاد صلب آدم سے انکے دست راست کیجانب تھے اور یا وہ لوگ ہیں وہ کہ نامہ اعمال انکے دست راست میں دیے جائینگے یا وہ گروہ ہیں وہ کہ عرش کیجانب راست ہونگے اسواسطے کہ روایت میں آیا ہے کہ بہشت عرش کیجانب راست ہے اور فاصحاب المیمنہ مبتدا واقع ہوا ہے یعنی فاصحاب المیمنہ ما ہم **وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ** اور صاحب دست چپ کے کیا ہیں وہ صاحب دست چپ کے اور یہ بھی تعجب ہے انکی شومی اور نحوست سے اور یہ اسوقت آتا ہے کہ جسوقت کسیکا وصف پستی کے ساتھ کریں اور یہ وہ جماعت ہیں کہ آدم کے جانب چپ تھے اور یا وہ ہیں کہ جنکو نامہ اعمال دست چپ میں دیے جائینگے اور یا وہ ہیں کہ جنکی جگہہ عرش کی جانب چپ ہے اسواسطے کہ دوزخ عرش کیجانب چپ ہے اور ترکیب اسکی وہی ہے کہ جو پہلے آیت کی ہے اور اب تیسری قسم کو بیان کرتا ہے کہ **وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ** اور آگے نکلجانیوالے ایمان اور طاعت میں سب مومنین سے بعد ظاہر ہونے حق کے بدون تعجیل اور سستی کے اور دوسرا السابقون یا تو خبر ہے پہلی السابقون کی اور یا تاکید ہے یعنی سابقون وہی ہیں کہ حال انکا واضح ہے اور اسواسطے مثل کلام سابق کے ما السابقون نہ کہا اور اسمیں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ حال سابقون کا معلوم ہے اور ظاہر ہے کہ انمیں پوشیدگی کسیطرح کی نہیں ہے جیسے پہلی دونو قسموں میں تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ آگے بڑھنے والے ایمان اور طاعت میں پیشی کرنیوالے ہیں اپنی قوم پر کثرت ثواب اور رحمت میں اور پہلی داخل ہونیوالے ہیں جنت میں اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ سابق وہ آدمی ہے کہ ابتداء جوانی میں اعمال نیک میں مشغول ہوا اور ہمیشہ بجا لایا یہانتک کہ مرجائے اور صاحب میمنہ وہ ہے کہ ابتداء عمر میں مشغول ہو گناہوں میں اور بعد اسکے توبہ کرے اور صاحب مشئمہ وہ ہے کہ اول عمر سے آخر تک فسق و فجور میں اپنی عمر کو بسر کرے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سابقون وہ ہیں کہ جنہوں نے سبقت کی ہے طرف پانچوں نمازوں کے یعنی اور پہلے سب سے تکبیر اول میں شامل ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ لوگ وہ ہیں کہ جو جہاد میں آگے بڑھنے والے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ سابقون وہ ہیں کہ جنہوں نے دو قبلوں کیطرف نماز پڑھی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سابقون وہ ہیں کہ جو سبقت لیجانیوالے ہیں طرف جمع کرنے علوم اور فضائل کے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ آگے ہونیوالے ہیں بسوی خداتعالی کے کل احکام بجالانے میں اور شبہ نہیں ہے کہ یہ سب اوصاف جناب امیر المومنین کے تھے کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے تھے اور طاعت الہی میں دنیا کی بھی اور رسالت [illegible] تک عمر [illegible] رسول خدا کے نماز پڑھی تھی کہ اسوقت سوائے علی اور خدیجہ کے کوئی شخص سوائے محمد کی ہمراہ نماز پڑھتا ہی نہ تھا اور سب سے پہلے اول عمر سے آخر تک اعمال نیک کے بجالانے میں مشغول رہے ہیں اور جہاد میں سب سے آگے بڑھنے والے تھے اور قتل ہونا کفار کا دست حق پرست علی سے تمام مسلمانوں پر ظاہر ہے اور دو قبلوں کیطرف نماز پڑھنے میں بھی اتفاق امت کا ہے کہ علی نے پہلی تو بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی بحکم خدا اور بعد اسکے کعبہ کیطرف اور جمع کرنے علوم اور فضائل کا بھی بعد رسول خدا کے مثل آپکی کوئی نہ تھا اور کل احکام الہی پر بھی ہی عمل کرنیوالے تھے پس ثابت ہوا اس سے سابق ہونا علی کا جمیع صفات میں اور امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ صدیق یعنی سب سے پہلے نبیکو سچا جاننے والے تین آدمی ہیں مومن آل فرعون کہ وہ حزقیل تھے اور مومن آل یسین وہ حبیب نجار تھے اور علی بن ابیطالب اور تفسیر ثعلبی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا علی بن ابیطالب نے کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور بھائی رسول اللہ کا اور میں صدیق اکبر ہوں اور سوائے میرے جو کوئی اپنی تئیں صدیق اکبر کہے وہ جھوٹا ہے اور اکثر مفسرین یہی کہتے ہیں کہ سابقون پہلے اور خاص بندے خدا کے ہیں کہ جو ہر حکم خدا میں سبقت کرتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام نے

اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے خلقت کو تین قسم کا پیدا کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ وکنتم ازواجا ثلثۃ اور فرمایا سابقون انبیاء ہیں اور
خاص بندے ہیں اسکے اُنکی پیدائش یہ ہے کہ خدا تعالی نے اُنمیں پانچ روحیں پیدا کی ہیں ایک روح القدس یعنی روح پاک کہ جس سبب سے چیزونکو اُنہوں نے پہچانا
اور مدد کی اُنکی روح ایمان نے کہ اس روح کے سبب سے اُنہوں نے خوف کیا خدا کا اور مدد کی اُنکی روح قوت نے کہ اُسکے سبب سے قادر ہوئے وہ طاعت خدا پر اور مدد کی
اُنکی روح شہوت یعنی روح خواہش نے کہ خواہش کی اُنہوں نے طاعت خدا کی اور ناخوش اور مکروہ جانا اُنہوں نے گناہونکو اور ایک اُنمیں روح مدرج پیدا
کی کہ جسکے سبب سے وہ آدمی سوتے جاگتے پھرا کرتے جاتے ہیں اور مومنین جو کہ صحاب یمین ہیں اُنمیں چار روحیں پیدا کی ہیں روح ایمان کہ جسکے سبب سے اُنہوں نے
خوف کیا خدا کا اور دوسری روح قوت کہ جسکے سبب سے قوی اور قادر ہوئے وہ طاعت خدا پر اور تیسری روح شہوت کہ جسکے سبب سے خواہش کی اُنہوں نے طاعت
خدا کی اور چوتھی روح مدرج ہے کہ جسکے سبب سے وہ آدمی چلتے پھرتے جاتے ہیں اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاری صحاب شمہ میں داخل ہیں سوا اسکے کہ
روح ایمان اُنمیں نہیں ہے ، ع داخل نہیں ہیں اس زمرہ میں مگر سابقون کیونکہ حکم نہوگا الہی کبھی مجھسے ہا ... میمنہ کے لوگونمیں ہو وہ میری شمار ... تا میمنہ کے
زمرہ سے دوری مجھسے ... اور حضرت علی نے فرمایا ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مجھسے جبرئیل نے کہا کہ وہ علی اور
شیعہ اُنکے ہیں کہ وہ طرف جنت کے سبقت کرنیوالے ہیں دیکھ کر گئے ہیں کہ رحمت خدا کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے باپ نے بعضے شیعوں سے کہا
کہ تم وہ خدا کی ہو اور تم مددگار اور حضرت کے شیعے خدا کے ہو اور تم سبقت کرنیوالے پہلے اور پچھلے ہو کہ دنیا میں سبقت کرنیوالے طرف دوستی ہماری کے ہو اور آخرت
میں سبقت کرنیوالے طرف بہشت کے ہو البتہ علی کے شیعہ سابقون میں داخل ہیں لیکن شیعہ ہونا بہت مشکل ہے اور منقول ہے کہ جسوقت کوئی سابقون میں سے
اپنے مکان سے بہشت میں باہر نکلیگا تو اُسکے چہرہ سے اسقدر نور نمایاں ہوگا کہ بہشت کے آدمی اُس سے حیران اور متعجب ہو جاوینگے اور اس نور سے پہچانینگے کہ یہ
سابقون میں سے ہے اور اب خدا تعالی سابقون کے درجوں اور مرتبونکی بلندی سے خبر دیتا ہے کہ **اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ** وہ سابقون نزدیک کیئے گئے
ہیں درجہ اور مرتبہ میں رحمت خدا سے کہ جو قریب نزدیک عرش کے ہیں **فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ** بیچ بہشتوں نعمتوں کے کہ قسم قسم کی نعمتوں سے وہ پر ہیں پس
اُن بہشتوں میں وہ ہوینگے کہ وہ **ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ** گروہ بڑا ہے پہلے لوگوں سے یعنی پہلی اُمتوں سے آدم سے خاتم النبیین تک سابقون بہت ہیں
وَقَلِیْلٌ اور تھوڑے ہیں **مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ** ۝ پچھلے لوگوں سے یعنی اُمت محمد صلعم کے لوگوں سے اور اگرچہ سابقون پہلی اُمتوں کے ہمارے پیغمبر کی اُمت کے
سابقون سے زیادہ ہیں لیکن مجموع جنتی ہمارے پیغمبر کی اُمت کے پہلی اُمتوں کے سب جنتیوں سے زیادہ ہونگے اور وجہ پہلی اُمتونکی سابقون کی بہت ہونیکی یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس
ہزار تو اُنمیں پیغمبر ہی ہیں اور اُس سے زیادہ اُنکے اوصیا ہیں اور سوائے اُنکے معلوم نہیں ہے کہ بندگان صالحین اور مخلصین اُنمیں کسقدر ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ سابقون
اولون اور سابقون آخرون سب اُمت محمد صلعم ہی کے آدمی ہیں اُن آیتوں میں مراد نہیں پہلی اُمتونکی پس معنی اس آیت کے اسطرح سے ہونگے کہ وہ سابقون ایک
جماعت بڑی اُمت محمد صلعم کے لوگونکی ہے اور تھوڑے ہیں پچھلے لوگوں اُمت محمد صلعم میں سے اور وہ سابقون بہشت میں ہونگے **عَلٰی سُرُرٍ** اوپر تختونکے کہ
مَّوْضُوْنَۃٍ جو بنے گئے ہیں سونیکی تار سے اور یاقوت اور زمرد سے اور قسم قسم کے جواہر سے وہ جڑاؤ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر تخت تین سو ہاتھ اونچا ہے اور سابقون
جسوقت اُسپر جایا چاہینگے تو وہ تخت اپنے سرونکو نیچے کو جھکا دینگے اور جسوقت وہ سوار ہو جاوینگے تو پھر وہ اپنے سرونکو بلند کر لیوینگے پس وہ لوگ اُن تختوں پر ہونگے
مُّتَّکِئِیْنَ جسوقت کہ تکیہ لگانیوالے ہونگے **عَلَیْہَا** اوپر اُن تختونکے **مُتَقٰبِلِیْنَ** کہ آپس میں سامنے بیٹھنے والے ہونگے اور علی سرر اور متکئین و متقابلین تینوں
حال واقع ہوئی ہیں یعنی آپسمیں وہ مقابلہ ہو کر بیٹھے ہونگے تاکہ ہر ایک شخص دوسرے کے دیدار سے لذت پائے اور اُسکو دیکھکر خوش ہو اور جسوقت وہ تختوں پر بیٹھے ہونگے تو
یَطُوْفُ عَلَیْہِمْ پھرینگے اور گرد اُنکے خدمت کرتے ہوئے **وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ** لڑکے ہمیشہ رہنے والے اُنکے پاس لڑکپن کی شکل میں رہنے ہونگے
ابد الآباد کمال تازگی اور حسن اور جمال کے ساتھ کہ وہ صورت لڑکپن کی اُنکی کبھی نہ بدلیگی اور حقتعالی نے لڑکے واسطے خدمت کے اُنکے اسواسطے مقرر کیئے ہیں کہ لڑکے
بہ نسبت بڑوں کی خدمت کرتے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مخلد مشتق ہے خلدہ سے کہ گوشوارہ کے معنی میں ہے یعنی وہ لڑکے آراستہ کیئے گئے گوشوارونسے
ہونگے اور جناب رسولخدا صلعم سے لوگوں نے مشرکین کے لڑکوں کا حال جو پوچھا تو فرمایا کہ یہ خدمتگار بہشتیونکے ہونگے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ لڑکے

دنیا کے لوگوں کی اولاد ہیں تو انکو واسطے نیکیاں ہیں کہ عوض میں انکو ثواب ملیگا اور نہ انکے ذمہ بدیاں ہیں کہ انکی سزا میں گرفتار عذاب ہوں بس وہ لڑکے
اُن سابقون کے گرد خدمت کرتے ہوئے پھرینگے بِاَكْوَابٍ ساتھ آبخوروں کے وَاَبَارِيْقَ اور آفتابوں کے اور اکواب جمع کوب کی ہے اور کوب اُس پانی
پینے کے برتن کو کہتے ہیں کہ وہ نہ ٹونٹی رکھتا ہو اور نہ دستہ رکھتا ہو بلکہ بیچ والا ہو اور اباریق جمع ابریق کی ہے اور ابریق اُس برتن کو کہتے ہیں کہ جو ٹونٹی
اور دستہ دونوں رکھتا ہو جیسے کہ آفتابہ پس وہ لڑکے یہ ظروف ہاتھوں میں لیے گرد انکے پھرینگے وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ اور پھرینگے ساتھ پیالوں کے بھرے ہوئے
شراب سے کہ وہ نہایت صاف مثل آب زلال کے ہوگی اور اسکے پینے سے نہ درد سر ہوگا اور نہ بیہوشی ہوگی چنانچہ فرمایا ہے کہ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا نہ درد سر
کیے جاوینگے اُس شراب سے بعد اسکے پینے کے وَلَا يُنْزِفُوْنَ اور نہ بیہوش اور مست کیے جاوینگے اسکے پینے سے اور نہ عقل میں کچھ فرق آویگا وَفَاكِهَةٍ اور
میووں کے یعنی اور طواف کرینگے اور پھرینگے گرد انکے خدمت کرتے ہوئے ساتھ میووں کے مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ان میووں میں سے کہ پسند کریں بہشتی وَلَحْمِ طَيْرٍ
اور ساتھ گوشت پرندوں کے پاکیزہ تر سب گوشتوں سے مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ان گوشتوں میں سے کہ خواہش کریں وہ بہشتی خواہ بھنا ہو خواہ جوش دیا ہوا ہو اور
رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ سردار سب لگاؤ ونکا گوشت ہے اور گوشت سردار سب کھانونکا ہے دنیا اور آخرت میں اور منقول ہے کہ اگر بہشتی کو رغبت گوشت کی
ہوگی تو خدا تعالیٰ گوشت مرغ کا پختہ کیا ہوا پیدا کر دیگا تاکہ اسکو احتیاج ذبح کرنے اور پکانے کی نہو اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جو پرندہ انکی طبیعت میں گذریگا وہی
پکا ہوا انکی خواہش کے موافق حاضر ہوگا اور ابو سعید خدری نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے کہ بہشت میں پرندے ہیں کہ وہ اڑتے ہوئے پھرتے ہیں
اور ہر پرندے کے ستر ہزار پر ہیں اور جس وقت مومن کھانے کی طرف رغبت کریگا تو ایک پرندہ انمیں سے اسکے پاس آویگا اور اسکے خوان میں جا بیٹھیگا اور اپنے پروں کو جھاڑیگا اور
ہر پر سے اسکے ایک کھانا نکلیگا کہ وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہوا اور دوسرے کھانے کے مشابہ نہو اور بعد اسکے وہ جانور
اڑکر بہشت کے درختوں پر جا بیٹھیگا وَحُوْرٌ اور پھرینگی گرد سابقون کے خدمت کرتی ہوئی بہشت میں حوریں یعنی عورتیں گوری بدن والیاں عِيْنٌ کشادہ
چشم اور سیاہ یکہ سیاہی انکی آنکھ کی نہایت سیاہ ہو اور سفیدی انکی آنکھ کی نہایت سفید ہو اور حور کا عطف ولدان پر ہے اور ابو جعفر اور حمزہ اور کسائی نے اسکو
مکسور پڑھا ہے جنات پر عطف کرکے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ اولئک مقربون فی جنات النعیم وفی حور عین یعنی وہ لوگ نزدیک کیے گئے ہیں رحمت خدا سے بیچ بہشت
نعمتونکی اور بیچ نزدیکی کرنی حور عین کی کہ وہ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ مانند موتی پوشیدہ کیے گئے کے سیپی کے اندر ہیں کہ گرد اور غبار سے
اور آدمیوں کے استعمال اور ہاتھ پہنچنے سے وہ محفوظ ہیں اور وہ حوریں غیروں کی ہاتھوں سے بچی ہوئی ہیں اور ابو امامہ نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے
بہشت میں کوئی مومن ایسا نہوگا کہ اسکے پاس بہتر حور عین نہوں اور عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ نور بہشت میں پیدا ہوگا
اور بہشتی کہینگے یہ کیسا نور ہے کہینگے کہ یہ نور حور کے دانتونکا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے روبرو ہنسی ہے اور یہ نعمتیں خدا تعالیٰ کرامت فرمائیگا جَزَاءً واسطے بدلا دینے کے
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ سبب اسکے کہ تھے وہ عمل کرتے دنیا میں نیک اور جزاء یا تو مفعول لہ ہے اور یا مفعول مطلق ہے یعنی بدلا دینا لَا يَسْمَعُوْنَ
فِيْهَا نہ سنینگے وہ بیچ اس بہشت کے لَغْوًا بیہودہ بات کو کہ جسمیں کچھ فائدہ نہو وَلَا تَاْثِيْمًا اور نہ سبب گناہ کے کرنے کو یعنی ایسی بات کہ جو موجب
گناہ کی ہو جیسے کہ فحش اور دشنام ایسی باتیں انکو نہ سنینگے اِلَّا قِيْلًا مگر کہنے کو آپس میں سَلٰمًا سَلٰمًا سلام سلام اور مراد اس سے سلامتی ہے اور آزار دہ (?)
رنج اور تکلیف سے اور سلاما سلاما بدل واقع ہوئے قیلا سے اور یا صفت اسکی ہے اور یا مفعول اسکا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ سلام ہے بعد سلام کے یعنی ہمیشہ آپس میں
سلام کیا کرینگے نیکوئی ادب اور حسن اخلاق سے کہ باعث دوستی باہم کا ہے اور بعد ذکر سابقون کے اصحاب یمین کا حال بیان کرتا ہے کہ وَاَصْحٰبُ
الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ اور صاحب دست راست کے کیا ہیں صاحب دست راست کے یہ تعجب ہے انکی مرتبہ کی بزرگی سے یعنی وہ بزرگ اور بلند قدر
کیے گئے ہونگے بہشت میں فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ بیچ سایہ درخت بیری بیخار کے اور بعضے کہتے ہیں کہ اہل اسلام نے طائف کی صحرا میں نظر کی وہاں
بیری کے درخت کثرت سے تھے اُسوقت انہوں نے کہا کہ کیا ہوتا اگر ہمارے واسطے بیری کے درخت ہوتے یہ آیت نازل ہوئی کہ بہشت میں بیری کے درخت بیخار ہیں وَ
طَلْحٍ اور بیچ درخت کیلا مَّنْضُوْدٍ تہ بتہ رکھی گئی ہے ہونگے کہ پھلیاں اسکی نیچے سے اوپر تک تہ بتہ چنے ہوئے ہونگے کہ سوا میوہ کے اسمیں اور کچھ نہ ظاہر ہوتا ہوگا

اور کہتے ہیں کہ کیلہ بہشت کا شہد سے زیادہ شیریں ہوگا اور کہتے ہیں کہ یمن میں اور حجاز میں وہ خوشتر ہوتے ہیں اور ان دو درختوں کو خاص کرکے اسواسطے ذکر کیا ہے کہ عرب
ان درختوں سے بہت انس رکھتے تھے وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ اور بیچ سایہ دراز کے ہونگے کہ آفتاب اس سایہ کو ہرگز دور نکر سکیگا اور ہمیشہ رہیگا اور وہ سایہ
اور جو چیز کہ منقطع نہو اسکو عرب ممدود کہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ بہشت میں ایسے درخت ہیں کہ سوار تیز چلنے والا سو برس کے عرصہ میں بھی انکے سایہ سے
باہر نکل سکیگا اور بہشت کے اوقات ایسے ہونگے کہ جیسے کہ میوونکی سحر کی صبح ہوتی ہے کہ اسوقت سردی ہوتی ہے نہ گرمی ہوتی ہے وَمَآءٍ مَّسْكُوبٍ
اور بیچ پانی گرائے اور ٹپکائے گئے ہونگے کہ وہ پانی جنت عدن سے دوسری جنتوں کی طرف ٹپکتا ہے اور یا کوئی اور پانی ہو کہ اسکو خدا تعالی نے بہشت میں موافق خواہش
بہشتیوں کے ٹپکائے اور یا وہ پانی کہ بہشت میں ہمیشہ جاری ہے اور کبھی منقطع نہو اور ایک شخص مسمی ابن داؤد کہتا ہے کہ میرا ایک بھائی نیک اور صالح تھا کہ
ماں کی عزت اور حرمت بہت کرتا تھا اور اسکی فرمانبرداری میں کسیطرح کا فرق نکرتا تھا بعد مرنیکے اسکو میں نے خواب میں دیکھا اور کہا کہ اے بھائی مدت ہوئی کہ
تیری حال سے مجھکو اطلاع نہیں ہے اور تو کہاں ہے تب اسنے کہا کہ فی سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسکوب یہ مرتبہ مجکو والدہ کی خدمت سے حاصل ہوا ہے
خدا تعالی توفیق دیوے سب مومنین کو والدین کی خدمت کی وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ اور بیچ میووں بہت کے ہونگے وہ صاحب یمین کہ ہر قسم کا میوہ وہاں
موجود ہوگا انکے واسطے لَّا مَقْطُوعَةٍ نہ منقطع کئے گئے ہیں وہ میوے بلکہ ہمیشہ ہیں اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے کہ ہوں وہ نہوں جیسے کہ دنیا کے میوے کہ اپنے
فصل میں ہوتے ہیں اور غیر فصل میں نہیں ہوتے وَلَا مَمْنُوعَةٍ اور نہ منع کئے گئے ہیں وہ میوے کہ کوئی کھانے سے منع کرے اور کہے کہ مت کھاؤ انکو جیسے کہ
دنیا میں میوونکی حفاظت کرتے ہیں اور لوگونکو کھانے سے منع کرتے ہیں وہاں یہ ممانعت نہیں ہے اور منقول ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ شب معراج
جسوقت داخل ہوا میں بہشت میں تو ایک درخت طوبی بہشت میں دیکھا کہ جڑ اسکی علی کے گھر میں تھی اور بہشت میں کوئی ایسا مکان اور محل نہ تھا کہ جسمیں
اسکی شاخ نہو اور اوپر اسکی چادر انیاں ہیں یعنی شاخوں کی کہ سندس اور استبرق سے وہ پوشاکیں بنی ہوئی ہیں اور ہر مومن کیواسطے ہزار چادر انیاں ہونگی اور ہر ایک
چادرانی میں ہزار پوشاکیں ہونگی کہ ہر پوشاک دوسری پوشاک کے مخالف ہوگی اور وہ پوشاکیں طرح طرح کی رنگ کی ہونگی یہ پوشاکیں بہشتیونکی
ہونگی کہ طوبی کے اوپر ہونگی اور درمیان میں اسکا سایہ دراز ہوگا بہشت کے عرض میں اور عرض بہشت کا آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے کہ تیار کیا گیا
ہے وہ بہشت واسطے ان لوگونکی کہ جو ایمان لائے ہیں خدا پر اور انبیاء پر اور سایہ اسکا اسقدر دراز ہے کہ اگر سوار اسکے نیچے دو سو برس چلے تو اس سے باہر نہ نکل سکے
اور یہی مراد ہے قول حقتعالی میں وظل ممدود سے اور اس درخت کے نیچے اور تحت میں اسکے میوہ اور کھانے بہشتیونکے پاس ہیں کہ انکے گھروں میں شاخیں اسکی پہنچی ہوئی ہیں
اور ہر شاخ میں سو قسم کا میوہ ہے کہ بعض تو اسطرح کا ہے کہ تمنے دنیا میں دیکھا ہے اور بعض ایسا ہوگا کہ تمنے مثل اسکی دنیا میں نہیں دیکھا ہے اور بعض ایسا ہے کہ
سنا ہے اور بعض ایسا ہے کہ اسکو نہیں سنا ہے اور جو میوہ کہ توڑا جائیگا اسیوقت اسکی جگہہ اور موجود ہو جائیگا کہ نہ تو منقطع کیا گیا ہے وہ اور نہ ممانعت کیا گیا ہے اور حضرت
صادق علیہ السلام سے کسینے عرض کی کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جسوقت میوہ کو توڑیں تو اسیوقت اسکی جگہہ دوسرا موجود ہو جائیگا دنیا میں کوئی اسکی مثال دیکر
ہمکو سمجھاؤ فرمایا کہ جیسے چراغ ہے کہ اس ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کئے جائیں اور اسکی روشنی میں سے کچھہ کم نہو وَفُرُشٍ اور بچھونے ریشمی خوش رنگ
کبیروں کے مَّرْفُوعَةٍ بلند کئے گئے کہ ایک بچھونے پر دوسرا بچھونا ہو یہانتک کہ بہت بلند ہوجاویں اور منقول ہے کہ بلندی اسکی تین سو ہاتکی ہوگی اور جسوقت
مومن اسپر ارادہ بیٹھنے کا کریگا تو وہ نیچے کو جھک جائیگا اور جسوقت مومن اسپر بیٹھ جائیگا تو پھر بلند ہو جاویگا اور بعضی نے کہا ہے کہ بلندی اسکی آسمان اور زمین کے بیچ تک ہے اور امیر المومنین سے
منقول ہے کہ فرش بلند کی یہ معنی ہیں کہ وہ بلند کئے گئے ہیں اس جہت سے کہ وہ تختوں پر بچھے ہوئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مرفوعہ سے مراد یہ ہے کہ وہ بلند قدر ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فرش سے
عورتیں ہیں کہ بلند کی گئی اور اٹھائے گئے ہیں تختوں پر اسواسطے کہ عرب زوجہ کو فراش کہتے ہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ الولد للفراش اور دلالت کرتا ہے کہ عورتیں مراد
ہونے پر یہ قول آئندہ حقتعالی کا کہ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ تحقیق ہمنے پیدا کیا ہے ان عورتوں کو إِنشَاءً پیدا کرنا بدون ولادت کے کہ وہ ماں باپ سے
پیدا نہیں ہوئے ہیں بلکہ حقتعالی نے انکو بہشت کی نورانی مٹی سے پیدا کیا ہے اور ضمیر ہن کی فرش کیطرف پھرتی ہے اور مراد فرش سے عورتیں ہیں قول آخر
کے موافق اور وہ حوریں ہیں موافق قول حضرت صادق علیہ السلام کے حور عین ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ دنیا کی عورتیں ہیں کہ خدا تعالی قیامت کے روز انکو دوبارہ پیدا کریگا

فجعلناهن ابکارا بنایا ہی ہمنے انعورتونکو ابکارا باکرہ کہ کسی مرد کے پاس وہ نہ گئی ہیں اور جسوقت انکی شوہر انکے پاس جائینگے تو انکو باکرہ پاوینگی عربا نازکرنیوالیاں اور عاشق شوہر ونکی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ عربی میں وہ گفتگو کرینگی اور سب کی زبان عربی ہو جائیگی اترابا ہم عمر کہ سب کی تینتیس ۳۳ سال کی عمر ہو جائیگی اور انکی شوہروں کی بھی اسیقدر عمر ہوگی اور منقول ہے کہ بہشتی بہشت میں امرد ہو کر آوینگے کہ انکی چہرہ پر بال نہونگے اور بدن انکی گورے ہونگے اور بال انکی گھنگریالے اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہوگا اور تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں ہونگے اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر تخت پر چالیس فرش ہونگے اور ہر فرش چالیس ہاتھ کا ہوگا اور ہر فرش پر انکی زوجہ حور عین ہوگی ناز کرنیوالی ہمسن اسکی اور منقول ہے جناب رسولخدا صلعم سے کہ وہ عورتیں وہ ہیں کہ جو دنیا میں بڑھیا ہو کر مری ہیں اور بال انکی سفید تھے اور آنکھوں میں انکی چیپڑ لگا ہوا تھا انکو خداتعالی ہم عمر کردیگا کہ سب ایک عمر کے ہونگے اور جسوقت شوہر انکی نزدیک انکے جائینگے تو انکو باکرہ پاوینگے اور منقول ہے کہ رسولخدا نے ایک بڑھیا کو دیکھا کہ عائشہ کے پاس بیٹھی ہے فرمایا کہ یہ بڑھیا کون ہے عائشہ نے کہا کہ خالہ میری ہے حضرت نے فرمایا کہ بڑھیا بہشت میں نہ جائینگی وہ عورت یہ کلام سنکر رونے لگی اور وہ وہاں سے اٹھکر چلی گئی حضرت نے فرمایا کہ اسکو خبر کرو کہ وہ اسطور بڑھیا نہوگی بلکہ سب جوان ہو جاوینگے اور بہشت میں داخل ہونگی حاصل یہ ہے کہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے کہ ہمنے عورتونکو ان صفتوں کے ساتھ بہشت میں پیدا کیا ہے لاصحاب الیمین واسطے صاحبوں دست راست کے کہ وہ صاحب یمین ہیں ثلة من الاولین ایک گروہ بڑے ہیں پہلے لوگوں میں سے وثلة من الاخرین اور ایک گروہ بڑی ہے پچھلے لوگوں میں ثلة من الاولین خبر ہے مبتدا محذوف کی تو تقدیر اسکی ہم ثلة من الاولین اور روایت ہے جناب رسولخدا صلعم سے کہ آدم سے مجھ تک ایک گروہ ہے اور یہ گروہ پہلونکا ہے اور مجھ سے قیامت تک ایک گروہ ہے اور یہ گروہ پچھلونکا ہے اور گروہ میرا تمام نہو مگر ان حبشیوں سے جو کہ صحرا میں اونٹ چراتے ہیں اور کہتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی امت کے لوگوں میں سے کوئی شخص ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیگا اور حضرت نے فرمایا کہ میں امیدوار ہوں کہ آدھی بہشتیوں میں سے تم ہو اور حضرت رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشتیونکی ایکسو بیس صفیں ہونگی اور اس امت کے لوگ انمیں سے اسی صفیں ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ دونو گروہ میری ہی امت کے ہونگے اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں ایک رات رسولخدا صلعم سے باتیں کرتا تھا اور وہ حضرت پہلی امتونکی حال سے خبر دیتے تھے جسوقت مجلس تمام ہوئی تو میں اٹھکر اپنے گھر کو چلا گیا اور سب اپنے اپنے گھر کو چلے گئے دوسرے روز حضرت نے فرمایا کہ کل کی رات انبیا گذرے ہیں مع انکی پیروی کرنیوالونکے میرے سامنے کئی بعضے انبیا کو دیکھا بہت امت رکھتے تھے اور بعضے کمتر انسے اور بعضے ایسی تھے کہ تین آدمیوں سے زیادہ نرکھتے تھے اور بعضے ایک آدمی سے زیادہ نرکھتے تھے اور بعضے انکی ایک آدمی بھی انکی امت کا نہ تھا اور ایک پیغمبر کو مینے دیکھا کہ بہت سی امت کو اپنی ہمراہ لئے آتا تھا کہ انکی کثرت سے مجھی تعجب کیا مینے عرض کی خداوندا یہ کون پیغمبر ہے کہ اسقدر آدمی اپنی امت میں رکھتا ہے خطاب آیا کہ یہ بھائی تیرا موسی بن عمران ہے اور یہ ہمراہ اسکی بنی اسرائیل ہیں مینے کہا کہ خداوندا میری امت کے آدمی کہاں ہیں فرمایا کہ اپنی جانب دست راست کو دیکھ جسوقت مینے نگاہ کی تو مکہ کی صحرا کو دیکھا کہ جہانتک نگاہ پہنچتی تھی آدمی ہی نظر آتے تھے مینے عرض کی کہ خداوندا یہ کون ہیں آواز آئی کہ یہ تیری امت کے لوگ ہیں تو راضی ہوا یا نہیں مینے کہا کہ میں راضی ہوا پھر فرمایا کہ جانب چپ کو دیکھ جسوقت مینے نگاہ کی تو دیکھا کہ آدمیونکی کثرت سے کنارے آسمان کے پوشیدہ ہو رہے تھے مینے پوچھا کہ خداوندا یہ کون ہیں فرمایا کہ یہ بھی تیری امت کی آدمی ہیں راضی ہوا تو کہا مینے کہ راضی ہوا میں اور بعد اسکے فرمایا کہ درمیان انکی ستر ہزار آدمی ہیں کہ بے حساب بہشت میں جائینگے عکاشہ بن محصن بن ابی اسد کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسولخدا دعا کرو کہ میں بھی انمیں سے ہو جاؤں حضرت نے فرمایا کہ خداوندا تو اسکو ان لوگوں میں سے کر جو کہ بیحساب بہشت میں جائینگی پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا انہے بھی یہی عرض کی حضرت نے فرمایا کہ عکاشہ نے پہلے تجھسے درخواست کی ہے اسکی واسطے یہ امر ہے عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ یا رسولخدا گمان ہمارا یہ ہے کہ وہ ستر ہزار وہ ہیں کہ جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں فرمایا کہ یہ امر نہیں ہے بلکہ وہ ہیں کہ جو چوری نکریں اور تکبر نکریں اور خدا پر توکل کریں اور خصوصیت ان تینوں چیزونکی یہ تھی کہ عرب کے برخلاف انکی عادت کی تھی اور بعد اسکے فرمایا کہ امیدوار ہوں کہ امت میری چہارم بہشتیوں میں سے ہوگی ہمنے یہ سنکر تکبیر کہی بعد اسکی فرمایا کہ امیدوار ہوں کہ آدھی بہشتیوں میں سے ہوں ہمنے یہ سنکر تکبیر کہی بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی ثلة من الاولین وثلة من الآخرین

ع ۱ ۳۸ ۱۴

کیا پس دیکھا تمنے آگ کو کہ جسکو چقماق سے نکالتے ہو یعنی پس خبر دو تم مجھکو آگ سے کہ جسکو پتھر سے چقماق مارکر یا درخت سبز سے نکالتے ہو ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ
شَجَرَتَهَآ کیا تمنے پیدا کیا ہی درخت اسکا کہ وہ آگ جب روشن ہوتی ہی تو ایک سخت اور جھاڑ کی صورت معلوم ہوتی ہی اور یا یہ کہ وہ درخت مرخ
اور عفار کے ہیں کہ انہیں سے آگ نکلتی ہے ہری درخت اور سبز میں سے کہ جسکا ذکر سورہ یٰسین کی تفسیر میں ہوا ہے وہ درخت مراد ہیں پس فرماتا ہی کہ کیا تمنے پیدا
کیا ہے درخت آگ کا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ یا ہم پیدا کرنیوالے ہیں پس چاہیے کہ اقرار کرو ہماری قدرت کا اور جسوقت کہ ہم درخت سبز میں سے
آگ نکالنے پر قادر ہیں تو بیشک دوبارہ زندہ کرنے پر بھی ہم قادر ہیں نَحْنُ جَعَلْنٰهَا ہمنے کر دیا ہے ہمنے اس آگ کو تَذْكِرَةً نصیحت اور یاد کرنا
آتش دوزخ کا جسوقت اسکو دیکھو تو آتش دوزخ کو یاد کرو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ ہمنے اس آگ کو نمونہ آتش دوزخ کا کیا ہی اور وجہ اسکی یہ ہے کہ
کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ یہ آگ تمہاری کہ جسکو تم روشن کرتے ہو آتش دوزخ کا حصہ ستر ہواں ہی وَمَتَاعًا اور کر دیا ہی ہمنے اس
آگ کو فائدہ یعنی سبب فائدہ کا لِّلْمُقْوِيْنَ ؕ واسطے جنگل والونکے یعنی واسطے مسافرونکے کہ اسکی روشنی میں بیٹھتے ہیں اور اسکی روشنی کی علامت سے
حال آبادیکا دریافت ہوجاتا ہی اور یا یہ کہ ہمنے آگ کو کیا ہی سبب فائدہ کا واسطے بستی والوں کے یعنی واسطے سب آدمیونکے کیا ہے کہ اسکی روشنی میں بیٹھتے ہیں اور موسم
سرما میں اس سے تاپتے ہیں اور ہمیشہ اس سے کھانا پکاتے ہیں اور جسوقت کہ ایسی ایسی نعمتیں دی ہیں تو فَسَبِّحْ پس تسبیح کر تو بِاسْمِ رَبِّكَ ساتھ نام پروردگار
اپنے کے کہ الْعَظِيْمِ بزرگ اور بڑا ہے نام پروردگار تیرے کا اور عظیم خواہ تو صفت اسم کی ہو اور خواہ رب کی ہو دونو درست ہیں اور مراد اس سے خدا کو
پاکی سے یاد کرنا ہی اور تمام شئ کا بھی فی لالت ذات ہی پر کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے سبحان ربی العظیم وبحمدہ ہی اور منقول ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل
ہوئی تو رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اسکو اپنے رکوع میں کہو اور بعد اسکے واسطے تاکید ذکر حق ہونے قرآن کے سبب قیامت کے واقع ہونیکا ذکر ہی بیان کرتا ہے کہ
فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ پس نہیں قسم کھاتا ہوں میں ساتھ موضعوں ستارونکی اس خبر پر کہ جو بعد اسکے مذکور ہوگی حق ہونا قرآن کا اور بزرگی اسکی اظہار
حال اسکا بہت ظاہر ہے اسکے لئے قسم کھانے کی احتیاج نہیں ہے اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے فرمایا ہی کہ مراد مواقع النجوم سے انکا پھینکنا ہی شیاطین کے
واسطے اور مشرکین ان ستاروں کے گرنے کی جگہ کی قسم کھاتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ میں قسم نہیں کھاتا ہوں ستارونکے موقعوں کے ساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ لا اسمیں زائد ہی
اور مراد مواقع نجوم سے انکی غروب کی جگہ ہے یعنی پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ مغربوں ستاروں کے کہ وہ وقت عبادت تہجد والونکا ہی اور وقت نازل
ہونے رحمت اور رضامندی خدا کا ہو واسطے ان موقعوں کی قسم کھائی وَاِنَّهٗ اور تحقیق وہ یعنی جس چیز پر کہ قسم کھائی ہی لَقَسَمٌ البتہ قسم ہے
لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ اگر جانو تم بڑے اور بزرگ قدر اور عقل کے نزدیک بہت معتبر اور لو تعلمون جملہ معترضہ واقع ہوا ہے درمیان موصوف وصفت
کے اور جواب قسم کا یہ ہی کہ اِنَّهٗ تحقیق کہ وہ یعنی جو کچھ کہ پیغمبر تمہارے روبرو پڑھتا ہے لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ البتہ قرآن ہے بزرگوار بہت نفع اور فائدہ والا
اور کثیر الخیر کہ شامل ہے معاش اور معاد کی مصلحتوں کو اور یا یہ کہ بزرگ ہے خدا کے اور ملائکہ کے نزدیک اور مومنین کی نظر و نزدیک اور کہتے ہیں کہ بزرگ اس سبب
ہے کہ وہ کلام خدا کا ہی اور محفوظ ہے تغیر اور تبدل سے اور یا اس اعتبار سے کہ وہ معجزہ ہی رسول خدا کا اور یہ قرآن ثابت ہی فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۙ بیچ کتاب
پوشیدہ کے اور نگاہ رکھی گئی ہے ملائکہ کے بغیر سے اور مراد اس سے لوح محفوظ ہے لَّا يَمَسُّهٗٓ نہیں چھوتے ہیں اس کتاب کو یعنی نہیں مطلع ہوتے ہیں اسکے مضمون سے
اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ مگر وہ لوگ کہ پاک کیے گئے ہیں گناہوں سے اور اخلاق بد سے اور کدورت علمی سے اور اکثر مفسرین ضمیر کو قرآن کی طرف پھیرتے ہیں یعنی
نہیں چھوتے ہیں قرآن کو مگر وہ کہ پاک ہیں حدث سے کہ وضو سے یا غسل سے ہیں اور یہی حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہی پس بے وضو کو
اور جنب کو اور حیض والی عورت کو اور زچا کو غسل سے پہلے قرآن کے حرفوں کا چھونا جائز نہیں ہے اور اس صورت میں معنی نفی کے لا یمسہ میں نہی کے ہیں اور حضرت
صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند اسمعیل سے فرمایا کہ پڑھ تو قرآن کو کہا کہ مجھکو وضو نہیں ہے فرمایا کہ قرآن کے حرفوں کو ہاتھ مت لگا اور ورق کو ہاتھ لگا اور پڑھ اور نزدیک
بے وضو کو پڑھنا قرآن کا جائز ہے اور مس نا قرآن کے حاشیہ کا مکروہ ہے اور باقی مسائل قرآن کے پڑھنے اور چھونے کے فقہ کی کتابوں میں ہے تَنْزِيْلٌ نازل کیا ہی
قرآن اور یا یہ کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی وہ قرآن نازل کرنا مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ پروردگار عالموں کی طرف سے ہی اور کفار کہتے ہیں بر سبیل انکار کہ آیا کہ

افبهذا الحدیث کیا پس اس سخن کے کہ وہ قرآن ہے، **انتم** تم ہو کہ **مدهنون** سستی کرنیوالے ہو اور دل سے اسپر ایمان نہیں لاتے ہو مضبوطی کے ساتھ اور بعضے مدہنون کے معنی مکذبون کہتے ہیں یعنی جھٹلانے والے ہو تم قرآن کے **وتجعلون** اور کرتے ہو تم **رزقکم** روزی اپنی کو کہتے ہیں کہ یہاں مضاف شکر کا محذوف ہے یعنی کرتے ہو تم شکر روزی اپنی کو یعنی جو کچھ کہ قرآن میں روزی اور حصہ تمہارا ہے اسکے شکر میں تم یہ امر کرتے ہو **انکم تکذبون** تحقیق تم جھٹلاتے ہو قرآن کو اس واسطے جو کچھ قرآن میں ہے تم اسکے برخلاف کرتے ہو اور ابن عباس سے اسکی تفسیر میں اسطرح منقول ہے کہ کرتے ہو تم شکر باران کو کہ سبب تمہاری روزی کا ہے یہ کہ جھٹلاؤ تم اور کہو تم کہ خدا کیجانب سے نہیں ہے بلکہ کہو تم کہ یہ باران فلانے ستارہ کے اترنے سے اور فلانے کے چڑھنے سے ہے اور بعد اسکے ابن عباس نے کہا کہ سبب اسکا یہ تھا کہ رسولخدا ہمراہ صحابہ کے ایک سفر میں تھے اور راہ میں تشنگی سب پر غالب ہوئی اور پانی میسر نہوا اور رسولخدا سے شکایت کی اور کہا کہ یا رسولخدا تشنگی ہم پر غالب ہوئی ہے اور نوبت ہلاکت کی پہنچی ہے حضرت نے فرمایا کہ اگر میں دعا کروں اور خدا تعالے باران رحمت نازل کرے تو تم کہوگے کہ فلانے ستارہ کے نکلنے سے یہ باران رحمت نازل ہوئی ہے سبہوں نے کہا کہ یا رسولخدا یہ وقت ستاروں کی تاثیر کا نہیں ہے تا کہ ہم اسکو ستارہ کی طرف نسبت دیویں سو رسولخدا نے دو رکعت نماز کی پڑھی اور دعا کی کہ ایک ہوا چلی اور بادل ظاہر ہوا اور اس کثرت سے مینہ برسا کہ تمام تالاب اور جھیلیں پر ہو گئیں اور انہوں نے بھی برتن اور مشکیں پانی سے پر کر لئے رسولخدا نے ایک مرد کو دیکھا کہ اپنا قدح پانی سے بھرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ باران فلانے ستارہ کی جہت سے ہے حضرت نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ بعضے تم میں سے ایسا کہینگے پس حقتعالی نے یہ آیت نازل کی اور منقول ہے کہ سلیمان بن عبد الملک کو لوگوں نے کہا کہ علم نجوم کو سیکھ تو تا کہ اس علم سے بھی بے نصیب نہ رہے کہا کہ مجھکو اس سے منع کیا ہے اسواسطے کہ رسولخدا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر تین چیز کا بہت خوف کرتا ہوں ایک تو ظلم کرنا ائمہ ہدی پر اور دوسرے جھٹلانا قضا اور قدر کا اور تیسرے ایمان لانا ستاروں پر اور فرمایا ہے رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی ایمان لایا ستاروں پر اسنے کفر کیا اور بعد اسکے منافقوں کے نفاق کو بیان کرتا ہے اور انکو خوف دلاتا ہے کہ **فلولا** پس کیوں نہیں **اذا بلغت الحلقوم** جسوقت پہنچی روح گلے کو وقت مرنے کے **وانتم حینئذ** اور تم اس وقت **تنظرون** دیکھتے ہو حال اسکا نزع میں جو کچھ ہے اور بہت حیران ہو اور علاج اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہو **ونحن اقرب الیہ** اور ہم زیادہ نزدیک ہیں باعتبار علم اور قدرت کے طرف اسکی **منکم** تم سے جو بیٹھے ہو **ولکن لا تبصرون** اور لیکن نہیں دیکھتے ہو تم اسکو اور نہیں جانتے ہو کہ اس مرنیوالے پر کیا گزرا ہے اور یا یہ کہ مراد علم اور قدرت کے نزدیک ہونے سے نزدیک ہونا ملائکہ کا ہے جو کہ قبض کرنیوالے ارواح کے ہیں یعنی ملائکہ ہمارے کہ اسکی روح قبض کرنیکو حاضر ہیں وہ تم میں سے زیادہ نزدیک ہیں **فلولا ان کنتم** پس کیوں نہیں اگر ہو تم **غیر مدینین** نہ جزا دیئے گئے قیامت میں اور جانتے ہو کہ قیامت کے روز ہمکو جزا نہ ملیگی اور کسی عمل بد کی سزا ہمکو نہیں ہونیکی تو کیوں نہیں **ترجعونها** پھیرتے ہو تم اس روح کو بدن میں مرنیوالے کے جو کہ نزع میں پڑا ہے اور روح کو اسکی بدن میں جاری کرکے پھر ویسا ہی کر لو جیسے کہ وہ پہلے تھا **ان کنتم صادقین** اگر ہو تم راست گو کہ خدا تعالی ہمکو یونہی چھوڑ دیگا بدون سزا دیئے ہوئے اور حشر کا تم بالکل انکار کرتے ہو اور خدا کو جھٹلاتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمکو ہمارے فعلوں کی کچھ سزا نہ ملیگی اور نہ ہم پھر زندہ ہونگے تو چاہئے کہ اسکو تم مرنے ہی نہ دو اور اسکی روح کو گلے سے بدن کیطرف الٹا پھیر لو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روح نزع والے کی جسوقت حلقوم کو پہنچتی ہے تو اسکو محل اسکے جو کہ بہشت میں ہیں دکھلائے جاتے ہیں وہ کہتا ہے کہ مجھکو دنیا کیطرف پھیر دو کہ میں اپنے لوگوں کو خبر کروں اسکو جواب ملتا ہے کہ اب دنیا کیطرف جانا نہیں ہو سکتا اور اب خدا تعالے ان نزع والوں کی قسموں کی تفصیل بیان کرتا ہے **فاما ان کان** پس لیکن اگر ہے وہ نزع والا **من المقربین** نزدیک کئے گئوں درگاہ خدا سے یعنی پہلی تینوں قسموں کی سابقوں میں سے ہے تو واسطے اسکی **فروح** راحت ہے دنیا کی تکلیفوں سے اور یا یہ کہ رحمت ہے کہ باعث زندگانی وہی کا ہے اور یعقوب نے روح کو بضم را پڑھا ہے اور یہی قرات رسولخدا اور ابن عباس اور امام محمد باقر اور قتادہ اور حسن اور ضحاک وغیرہ کی ہے اور باقیوں نے بفتح را پڑھا ہے پس معنی اسکے راحت ہے اور یا باقی رہا ہوا کہ جس سے لذت پاتا ہے اور غم اس سے دور ہوتا ہے **وریحان** اور روزی ہے خوش واسطے اسکی اور یا پھول بہشت کا کہ وقت مرنے کے اسکے پاس موجود ہے کہ اسکو سونگھا کرے اور یا

مراد سرسبزگی اور کرامت اور مراد پانیسی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ روح قبر میں آتا ہے اور ریحان بہشت میں اور بعضے کہتے ہیں کہ روح گلی لگتا ہے یا کہ عورتوں سے
اور ریحان فاقت انکو نکی ہے وَجَنَّةُ نَعِيمٍ اور بہشت ہے نعمتوں کا واسطے اسکے کہ طرح طرح کی نعمتیں اسمیں بھری ہوئی ہیں وَاَمَّآ اِنْ كَانَ
اور لیکن اگر ہے وہ نزع کی حالت والا مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ صاحبوں دست راست سے تو فَسَلٰمٌ لَّكَ پس سلامتی ہے واسطے تیرے
خوف اور مکروہات سے ہے دست راست والے مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ صاحبوں دست راست سے یعنی تیری بھائیوں کی طرف سے کہ سلام کریں تجھپر جیسے کہ خدا تعالی نے
فرمایا ہے کہ الا قیلا سلاما سلاما اور یا یہ کہ سلامتی ہے تجھکو جانب ملائکہ سے ہے وہ شخص کہ تو صحاب یمین ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی یہ ہے کہ انک من اصحاب
الیمین یعنی سلام واسطے تیرے ہے کہ تو صاحبوں دست راست سے ہے اور مشہور یہ ہے کہ معنی آیت کی اسوجہ سے ہیں کہ سلام تمہاری محمد صلعم دست راست والونکی جانب
سے کہ بھائی تیرے ہیں اور اس صورت میں لام علی کے معنی میں ہے وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ اور لیکن اگر ہے وہ نیوالا جھٹلانیوالوں
خدا اور رسول خدا کے میں سے اور انکار کرنیوالوں قیامت میں سے کہ الضَّآلِّيْنَ گمراہ ہونیوالوں میں سے ہے تو فَنُزُلٌ پس مہمانی اور پیشکش اور
ضیافت ہے واسطے اسکی قبر میں مِّنْ حَمِيْمٍ آب گرم کھولتے ہوئے دوزخ کے سے وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ اور داخل ہونا آگ جلانیوالی میں قیامت کے دن
اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ یعنی جو کچھ کہ ان تینوں فرقونکی حق میں کہا گیا ہے لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ البتہ وہ حق یقین کا ہے یعنی یہ وہ حق ہے کہ جو یقین سے
ثابت ہے کہ کسیطرح کا شبہ اسمیں نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اضافت حق کی یقین کیطرف باوجودیکہ دونوں ایک معنی میں ہیں واسطے تاکید کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
یقین صفت ہے مقدر کی یعنی حق الامر الیقین فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ پس تسبیح کر تو ساتھ نام پروردگار اپنے کے الْعَظِيْمِ بزرگ ہے اس سے کہ
شرک کو طرف اسکی منسوب کریں یعنی پاکی سے یاد کر تو اسکو اور اسکا اسم مبارک ذکر کر کے اور یا یہ کہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ کہہ تو اور یا یہ کہ نماز پڑھ تو اپنے پروردگار
کے نام کے ذکر کے ساتھ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ یہ سورہ مدنی ہے اور آیتیں اسکی انتیس ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی پانچ سورتیں
تسبیح اور تسبیح پڑھے خواب سے پہلے تو نہ مرے یہانتک کہ قائم ہمارے کو دیکھے یعنی مہدی علیہ السلام کو اور جسوقت دنیا سے کوچ کرے تو رسول محمد صلعم کے ہمسایوں میں ہو
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ حدید اور سورہ مجادلہ کو نماز فرض میں پڑھے تو ہرگز اسکو عذاب نہ کریگا اور اسکے نفس اور مال میں نقصان
نہ پہنچے اور بدن اسکا تمام آفتوں اور خللوں سے دور ہو اور پہلی سورت کو خدا نے تسبیح پر ختم کیا اور اسکو شروع کیا تسبیح سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
سَبَّحَ لِلّٰهِ تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے اور پاکی سے اسکو یاد کرتی ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے مثل ملائکہ اور آفتاب اور مہتاب کے
وَالْاَرْضِ اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات اور درخت اور دریا اور پہاڑ وغیرہ حاصل یہ ہے کہ تسبیح خدا تعالی کی عام ہے خواہ زبان مقال سے ہو خواہ
زبان حال سے چنانچہ فرماتا ہے کہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ پس تسبیح صاحبان عقل کی زبان سے ہے اور تسبیح اور چیزوں کی سایہ سے ہے اور ذکر تسبیح کا اس سورہ
میں اور سورہ حشر میں اور سورہ صف میں ماضی کے لفظ سے ہے اور سورہ جمعہ اور تغابن میں مضارع کے صیغہ کے ساتھ ہے اسمیں اطلاع ہے طرف اس امر کے کہ اسکو ہر وقت
اور ہر زمانہ میں تسبیح چاہیے ماضی اور حال اور استقبال میں اور سورہ بنی اسرائیل میں مصدر کے لفظ سے شروع ہے یہ سب سے زیادہ بلیغ ہے اسواسطے کہ وہ مطلق ہے اور مستحق ہونا
تسبیح کا ہر وقت میں اور ہر شے کیجانب سے واسطے خدا کے اس سے ظاہر ہوتا ہے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ خدا غالب ہے ہر چیز پر الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے
موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ واسطے اسکے ہے بادشاہی آسمانوں کی وَالْاَرْضِ اور زمین کی واسطے کہ وہ پیدا کرنیوالا انکا
اور تصرف کرنیوالا اپنا اسمیں ہے اور سب اسکی قبضہ قدرت میں ہے يُحْيٖ زندہ کریگا قیامت کے روز وَيُمِيْتُ اور مارتا ہے دنیا میں وقت آنے اجل کے
موافق مصلحت کے اور اصل بادشاہی اسکی ہے کہ جو مارے اور زندہ کرے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے هُوَ
الْاَوَّلُ وہ پہلے سب عالم سے ہے کہ اسکے اول کا کوئی شروع نہیں ہے کہ کب سے ہے بلکہ یونہی چلا آیا ہے اور قدیم ہے وہ وَالْاٰخِرُ اور پیچھے سب سے ہے کہ سب فنا
ہو جاوینگے اور وہی باقی رہیگا اور اسکی آخر کی کچھ انتہا نہیں ہے وَالظَّاهِرُ اور ظاہر ہے وجود اسکا دلیلونکی کثرت وَالْبَاطِنُ اور پوشیدہ ہے حقیقت اسکی
ذات کی عقل سے ہر عاقل کے اور امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا ہے کہ وہ شخص ہے وہ کہ نہیں ہے واسطے اول اسکے کے نہایت اور نہ اسکی آخر کی کوئی حد ہے اور

ع ۲۲ ۱۶ سورہ ۹

وہ شخص وہ ہے کہ پوشیدہ ہو اسطرح کہ پوشیدہ امور میں سے ہے اور ظاہر ہو اسطرح کہ عقلوں میں اسلئے کہ دیکھا جاتا ہے خلقت میں اسکی تدبیر کی علامتوں کو اور منقول ہے کہ ایک روز رسول خدا صلعم ہمراہ اپنے صحابہ کے بیٹھے تھے ایک ابر آیا فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے سب نے کہا کہ خدا جانتا ہے اور پیغمبر اسکا فرمایا کہ اسکو عنایت کہتے ہیں کہ یہ سیراب کرتا ہے زمین کو اور سبز کرتا ہے بوٹوں کو اور حق تعالی اسکو ہانکتا ہے اور منع کرتا ہے اس قوم سے کہ اسکو نہیں جانتے ہیں اور اسکی عبادت نہیں کرتے ہیں اور شکر اسکا ادا نہیں کرتے ہیں اور بعد اسکے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ نیچے زمین کے اور اوپر اسکے کیا ہے لوگوں نے کہا کہ خدا اور پیغمبر اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا کہ اوپر تو اسکے آسمان دنیا ہے اور ساتویں آسمان تک ہر ایک نیچے دوسرے کے ہے اور ہر ایک آسمان سے دوسرے تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور نیچے زمین کے زمین ہے اور ایک زمین سے دوسری زمین تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور بعد اسکے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی کہ جان محمد کی اسکے حکم میں ہے کہ اگر تم اسکو عرش کے اوپر سے پکارو تو تمکو جواب دیوے اور اگر ساتویں زمین کے نیچے پکارو تو وہ تمکو جواب دیوے اور اگر درمیان آسمان اور زمین کے پکارو تو وہ تمکو جواب دیوے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی ہو الاول والآخر والظاہر والباطن **وھو بکل شیء علیم** اور وہ خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور جاننے والا ہے کہ اسکے نزدیک اول اور آخر ہر چیز کا اور ظاہر اور باطن سب برابر ہے **ھو الذی** وہ شخص ہے وہ خدا کہ **خلق السموت والارض** پیدا کیا ہے اسنے آسمانوں کو اور زمین کو **فی ستۃ ایام** بیچ چھ دنوں کے اور چھ دن اسواسطے فرمائے کہ بندے اپنے کام میں جلدی نکیا کریں ورنہ ایک آن میں پیدا کر سکتا تھا اور ذکر اسکا پہلے اس سے کسی مرتبہ ہو لیا **ثم استوی علی العرش** پھر غالب ہوا اوپر عرش کے یا قصد کیا اسکی تدبیر کا اور اسکی امور کے جاری کرنیکا موافق مصلحت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ عرش بمعنی بادشاہی ہے اور بعد ذکر کمال قدرت کے اور اپنے کمال علم کا ذکر کرتا ہے کہ **یعلم ما یلج فی الارض** جانتا ہے اس چیز کو کہ داخل ہوتی ہے بیچ زمین کے جیسے کہ تخم واسطے بونے کے اور قطرے باران اور خزانے اور مردے قبروں میں **وما یخرج منھا** اور جانتا ہے اس چیز کو کہ نکلتی زمین سے جیسے کہ گھاس اور بوٹیاں اور کانیں چیزیں **وما ینزل** اور وہ چیز کہ نازل ہوتی ہے **من السماء** آسمان سے اسکو بھی جانتا ہے جیسے کہ برف اور باران اور رزق اور ملائکہ **وما یعرج فیھا** اور وہ چیز کہ چڑھتی ہے بیچ اس آسمان کے وہ بھی اسکو معلوم ہے جیسے کہ ارواح اور اعمال بندوں کے اور دعائیں اور ملائکہ اور بخارات زمین کے اور سوائے اسکے غرض یہ ہے کہ کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے **وھو معکم** اور وہ ہمراہ تمہارے ہے باعتبار علم اور قدرت کے کہ اسکا علم اور قدرت تمہارے ساتھ متعلق ہے اور فضل اور رحمت کے اعتبار سے بھی بعضی بندوں کے ہمراہ ہے پس سمجھو کہ وہ تمہارے ہمراہ ہے **اینما کنتم** جس جگہ کہ تم ہووے کہ اسکا علم اور قدرت تم سے کسی حال میں جدا نہیں ہے پس تمہارا کوئی عمل اور کوئی حال اسپر پوشیدہ نہوگا **واللہ بما تعملون** اور خدا ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم **بصیر** بینا ہے اور دیکھنے والا ہے اور موافق اسکے جزا اور سزا دیوے گا **لہ ملک السموت والارض** واسطے اسکے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی **والی اللہ ترجع الامور** اور طرف خدا کے پھیری جاتی ہیں تمام امور کہ انجام سبکا طرف اسکی ہے اور جو کوئی سوائے اسکے دعویٰ مالک ہونیکا کرتا ہے آخر اسکو فنا ہے اور مالک اصلی وہی ہے **یولج الیل فی النھار** داخل کرتا ہے رات کو بیچ دن کے کہ دن کی رات بنا دی جیسے کہ موسم سرما میں **ویولج النھار فی الیل** اور داخل کرتا ہے دن کو بیچ رات کے رات کا دن بنایا جیسے موسم گرما میں فصلوں کی مختلف ہونے سے واسطے مصلحت بندوں کی **وھو علیم** اور وہ جاننے والا ہے اور عالم ہے **بذات الصدور** ساتھ ان چیزوں کی کہ سینوں میں ہیں پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہیں اور اس کلام میں بندوں کو خوف دلایا ہے گناہ کرنے سے یعنی جسوقت کہ خدا تعالی سب چیزوں کا پیدا کرنیوالا اور جاننے والا اور قدرت رکھنے والا سب چیزوں کا ہے تو اے کفر کرنیوالو اور انکار کرنیوالو **آمنوا باللہ** ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے اور اسکی وحدانیت کا اقرار اور اعتقاد کرو **ورسولہ** اور ساتھ پیغمبر اسکے ایمان لاؤ اور اسکی نبوت کا اعتقاد کرو کہ وہ محمد ہیں **وانفقوا** اور خرچ کرو تم راہ خدا میں **مما جعلکم** اس چیز میں سے کہ کر دیا ہے خدا نے تمکو **مستخلفین** جانشین ہونیوالے پہلے لوگوں کی **فیہ** بیچ اس چیز کے کہ وہ مال ہیں دنیا کے اور پہلے لوگ انکو چھوڑ کر مر گئے ہیں اور بعد انکے تم جانشین اور قائم مقام ہو کر ان مالوں کے مالک ہوئے ہو اور مثل پہلوں کی تم انمیں اپنا تصرف کرتے ہو پس ان مالوں میں سے دو اور نصیحت پکڑو تم ان لوگوں سے کہ انہوں نے اس مال کو نہ کھایا اور نہ خرچ کیا بلکہ اوروں کے کھانے میں بخل کیے اور فائدہ اس سے حاصل نہ کیا اور بدون فائدہ اٹھانے کے جمع کر کے تمہارے واسطے چھوڑ گئے اور تم بلا درد اور مشقت اسکے مالک ہوئے ہو اور عنقریب تمسے اس

جماعت کو پہونچیگا کہ بعد تمہارے وہ ہوگا پس جیسا کہ اس کو تمنے دوسرے کو پہونچے راہ خدا میں خرچ کرو اور بیان یہ کہ یہ مال حقیقت میں تمہارا مال نہیں ہے بلکہ خدا کا مال ہے
جس میں تمہارے سوا کئی نے اسکو پیدا کیا اور تمہارے تصرف میں اسکو کر دیا ہی اور تم اسکے تصرف میں مثل وکلا کے ہو خدا کی جانب سے اور جیسے کہ موکل اپنے وکیل کو کہدیتا کہ
میرے مال کو فلانی جگہ خرچ کر پس ایسا ہی خدا تعالی نے خرچ کرنے اور نہ خرچ کرنے کے مقام بیان کر دیے ہیں پس اسکو تم خرچ کرو جیسے کہ حکم ہی تمکو اور تمپر اسکا
خرچ کرنا بہت آسان ہے جیسے کہ اس شخص پر آسان ہوتا ہے کہ جو کسی کی جانب سے وکیل ہو کر خرچ کرتا ہی اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے مالداروں کی
مال میں محتاجوں کا قوت اور رزق کہا ہے اللہ تعالی بیان کرتا ہی حدیث قدسی میں کہ مال مال میرا ہے اور مالدار وکیل میرے ہیں اور محتاج آدمی عیال
میری ہیں پس جو کوئی کہ بخل کرے میرے مال میں اور میری عیال پر یعنی کہ انمیں سے میری عیال کو نہ دیوے تو داخل کرونگا میں اسکو آتش دوزخ میں اور اسکی کچھ پروا
نکرونگا لیکن یہ صدقہ واجب کا ذکر ہے مثل زکوۃ واجب کے اور اجر ایمان لانیکا اور اسکی راہ میں خرچ کرنیکا جو خدا پر ہے تو بعد حکم ایمان لانیکے اور خرچ کرنیکے فرماتا ہی
والذین امنوا پس جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں خدا اور رسول پر **منکم** تم میں سے **وانفقوا** اور خرچ کیا ہی انہوں نے اپنے مالونکو راہ خدا میں کہ زکوۃ اور
خمس ادا کیا ہی اور سوائے اسکے ہر خیر مال کو صرف کیا **لہم اجر کبیر** واسطے ان لوگوں کے اجر ہی بڑا کہ وہ نعمتیں ہیں بہشت کی اور بعد اسکی کفار کو زجر
اور توبیخ کرتا ہی کہ **وما لکم** کیا ہے واسطے تمہارے ای کافرو کہ **لا تومنون** نہیں ایمان لاتے ہو تم **باللہ** ساتھ خدا کے کہ اسکی وحدانیت کا اعتقاد نہیں
کرتے ہو **والرسول** اور حال یہ ہے کہ پیغمبر کہ بھیجا ہوا اسکا ہی **یدعوکم** بلاتا ہی تمکو دلیلوں اور حجتوں کے وسیلہ سے **لتومنوا بربکم** تاکہ ایمان
لاؤ تم ساتھ پروردگار اپنے کے **وقد اخذ میثاقکم** اور تحقیق لیا ہی خدا نے پیمان تمہارا اور عہد لیا ہے تم سے ایمان لانیکا پہلے بلانے سے دلیلوں کے
وسیلہ سے اور فکر اور تامل کرنیکی جہت سے کہ تمکو عقل عطا کی ہی اور تمہاری دلیلوں میں عقل کی رہنمائیاں رکھی ہیں جو کہ ایمان کی طرف سے پہنچانیوالے ہیں اور بعد
عقلی دلیلوں کے خبردار کرنے پیغمبر کے کوئی عذر باقی نہیں ہے پس کیا وجہ ہی کہ اگر تم خدا اور رسول پر ایمان نہیں لاتے ہو اور ابو عمرو نے اخذ کو بضم ہمزہ پڑھا ہی
اور میثاق کو مرفوع اور بعضے کہتے ہیں کہ میثاق سے وہ پیمان مراد ہے کہ جو بروز الست خدا نے سب سے لیا تھا اقرار کرنیکا اپنی پروردگاری کے واسطے اور شرک
سے انکار کے واسطے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی نے تمسے عہد و پیمان لیا ہی ایمان لانیکا **ان کنتم مومنین** اگر ہو تم ایمان لانیوالے اور اب ظاہر ہو گئے
ہیں دلیلیں حق کی تو پھر کس واسطے ایمان نہیں لاتے ہو **ھو الذی** اور وہ خدا وہ شخص ہے کہ **ینزل علی عبدہ** نازل کرتا ہے اوپر بندہ اپنے کے محمد صلعم کے
ایات بینات دلیلیں روشن ایمان لانیکی کہ وہ قرآن ہے اور معجزے ظاہر **لیخرجکم** تاکہ نکالے تمکو خدا **من الظلمات** اندھیروں کفر کے سے
پیغمبر اور قرآن اور دلیلوں کے سبب **الی النور** طرف روشنی ایمان کے **وان اللہ بکم** اور تحقیق کہ خدا ساتھ تمہارے **لرؤف** البتہ مہربان
ہی **رحیم** رحم کرنیوالا کہ پیغمبر کو ایمان کی طرف بلانیکا حکم کرتا ہے اور فقط عقلی دلیلوں پر اکتفا نہیں کرتا ہی اور خرچ کرنیکے مقدمہ میں فرماتا ہی کہ **وما لکم**
اور کیا ہی واسطے تمہارے اور کیا عذر ہے کہ **الا تنفقوا** یہ کہ نہیں خرچ کرتے ہو تم اپنے مالونکو **فی سبیل اللہ** بیچ راہ خدا کے کہ جسکی سبب
اسکی درگاہ کی نزدیکی حاصل ہو **وللہ** اور حال یہ ہی کہ واسطے خدا کے ہی **میراث السموت والارض** میراث آسمانونکی اور زمین کی جو کچھ
آسمانوں میں اور زمین میں ہے بعد فنا ہونیکے اسکی طرف ہو جائیگا ہر چند آجکے دن بھی حقیقت میں اسکی واسطے ہی لیکن خلقت کو اسمیں رخصت تصرف کرنیکی ہی اور آخر کو
سب کا تصرف جاتا رہیگا اور خدا تعالی ہی اسکا مالک رہجائیگا پس جسوقت کہ تم جانتے ہو کہ یہ مال ہمارے پاس نہ رہیگا تو کیوں نہیں خرچ کرتے ہو کہ اسکا ثواب تمکو
رہا کرے ہمیشہ کو وہ باقی رہی اور اب خرچ کرنیوالونکی تفاوت کو بیان کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ **لا یستوی منکم** نہیں برابر ہے تم میں سے اے مومنین **من
انفق** وہ شخص کہ خرچ کرے راہ خدا میں **من قبل الفتح** پہلے فتح مکہ سے کہ وہ وقت مسلمانونکی زور اور قوت کے ہونیسے پہلے ہی اسواسطے کہ جسوقت
مکہ فتح ہوا تو مسلمانونکی کثرت ہو گئی اور لوگ فوج فوج اسلام میں داخل ہونے لگے اور حاجت کفار سے جنگ کرنیکی نہ رہی اور ضرورت ہر ایک خرچ کی فتح مکہ سے
پہلے تھی اور مومنین اس زمانہ میں محتاج بھی زیادہ تھے اسواسطے اسوقت کے خرچ کرنیکا ثواب زیادہ تھا پس اسلئے خدا نے فرمایا کہ نہیں برابر ہی وہ شخص کہ خرچ کرے پہلے فتح
مکہ سے **وقاتل** اور جنگ کرے دشمنوں سے خدا کے اور وہ شخص کہ خرچ کرے بعد فتح مکہ کے اور جنگ کرے کافروں سے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنیوالا او جہاد میں جاکر

کا فرق ہے کہ انکا ثواب میں زیادہ ہی اسواسطے کہ بعد فتح مکہ کے تو بہت مال ہاتھ آیا تھا اور فراغت ہو گئی تھی بقدر احتیاج خرچ کرنیکی باقی نہیں رہی تھی
اُولٰٓئِكَ وہ لوگ پہلی خرچ کرنیوالے مہاجرین اور انصار میں سے اَعْظَمُ دَرَجَةً بزرگ تر ہیں باعتبار درجہ اور مرتبہ کے مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا
ان لوگوں سے کہ خرچ کیا ہی انہوں نے مِنْۢ بَعْدُ پیچھے فتح مکہ سے وَقٰتَلُوْا اور جنگ کیا ہی انہوں نے وَكُلًّا اور ہرایک کو یعنی فتح مکہ سے پہلے خرچ
کرنیوالے کو دونوں کو وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وعدہ کیا ہی خدا نے ثواب نیک اور اچھی کا کہ وہ بہشت ہے اسمیں دونوں جائینگے لیکن جو نمیں امرتبوں میں انکے فرق ہے
کہ پہلی خرچ کرنیوالے کے درجے پیچھے خرچ کرنیوالے سے زیادہ ہیں اور ابن عامر نے کلا کو مرفوع پڑھا ہی اور کہتا ہے کہ مفعول فعل پر مقدم ہو تو عمل فعل کا ضعیف ہو جاتا ہے
اسواسطے اُسنے نصب کیا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم خَبِيْرٌ خبردار ہے تمہارا خرچ کرنے اور لڑنے سے کہ کون اخلاص
بہ نیت خالص خرچ کرتا ہی اور خالص نیت سے لڑتا ہی اور کون دکھلانیکو خرچ کرتا ہے اور کون جہاد سے بھاگتا ہی پیغمبر کو تنہا چھوڑکر اور یہ دونوں وصف خرچ کرنا
اور کفار سے لڑنا جو کہ بدرجہ کمال حضرت علی میں تھے وہ رسول خدا صلعم کے اصحاب میں سے کسی میں نہ تھے چنانچہ آیت اور روایات سے ثابت ہوتا ہی اور راہ خدا میں
بقدر دیتے تھے کہ اپنی پاس کچھہ باقی نرہتا تھا یہانتک لباس کو آپکی اور فاطمہ کے پیوند لگتے تھے اور یہ اسوجہ سے نہ تھا کہ حضرت علی کے پاس کچھہ آمدنی نہ تھی
اور ابوبکر کے پاس آمدنی زیادہ تھی بلکہ آمدنی سب صحابہ کے برابر مال غنیمت میں سے تھی اور علی کو زیادہ آمدنی اور صحابہ سے ایک اور جہت سے بھی تھی کہ انکو خمس میں سے
ملتا تھا لیکن بسبب سخاوت کے خرچ کرنیمیں جو دریغ نکرتے تھی تو فقیر رہتے تھی اور جہاد کرنا انکا ظاہر ہے کہ کبھی جہاد میں سے بھاگے نہیں بلکہ ہمیشہ جنگ میں سرگرم رہیں
اور ایمان بھی سب سے پہلے لائے ہیں چنانچہ پہلے اس سے گزر گیا ہی کہ سات برس تک علی اور خدیجہ نے رسول خدا صلعم کے پیچھے نماز پڑھی اُس وقت کے جبکہ تیسرا آدمی
حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے والا نہ تھا اور وہ خود اپنے شعر میں فرماتے ہیں کہ ع سبقتکم الی الاسلام طراً غلاماً ما بلغت اوان حلمی یعنی سبقت کی ہی میں نے
تمسے طرف اسلام کے سب سے پہلے کہ اس وقت لڑکا تھا اور بالغ نہوا تھا میں لیکن تعجب ہے بیضاوی اور کشاف والے سے کہ اس آیت کو ابوبکر کی شان میں لکھتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خرچ کیا تھا اور وہی پہلے ایمان لایا تھا اور قتال کے معنی لکھے ہیں کہ میں اسکو زدوکوب ہی تھی اور یہ اس امر کیطرف اشارہ ہی کہ قریش نے وقت تبلیغ
خطبے کے کفش کاری کی تھی اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ رخسارے ورم کرکے ناک کے برابر ہو گئے تھے بھلا اسکو قتال کون کہیگا اور واسطے تاکید خرچ کرنیکے فرماتا ہی کہ
مَنْ ذَا الَّذِيْ کون ہے وہ شخص کہ يُقْرِضُ اللّٰهَ قرض دیوی خدا کو عوض کے امید میں کہ مال کو اپنے خرچ کرے اور اسکا عوض جو ثواب ہے وہ خدا کو دینا
قرض ہی اور جیسے کہ قرض کو ایک مدت معین ہوتا ہی ایسے ہی خرچ کر کے اسکا عوض کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں خدا کے ذمہ رہینگی کہ بروز حشر انکو وصول کریگا بس اسکا نام قرض ہی کہ
خدا کو کہ بڑا اور سچا وعدہ کا ہی قرض دیوی قَرْضًا حَسَنًا قرض نیک کہ نیت خالص سے اچھا مال حلال کو نیک جگہ میں خرچ کرے فَيُضٰعِفَهٗ بس چند
کرے خدا اُس قرض کو اور بڑھاوے لَهٗ واسطے اسکے کہ اجر اسکا ایک سے دس تک بلکہ یہانتک کہ سات سوتک بلکہ اسے وَلَهٗٓ اور واسطے اسکے اَجْرٌ كَرِيْمٌ ثواب ہی بڑا اپنی
ذات میں اگرچہ وہ چند اور زیادہ نکیا جاوے اور جس وقت کہ زیادہ اور چند در چند کیا جائے تو اسکی بزرگی کا کیا کہنا کہ جو بیان سے باہر ہے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں جنکی انتہا نہیں ہے
اور کہتے ہیں کہ قرض حسن یعنی جو مال کہ راہ خدا میں دیا جاوے اسکی کئی وصف ہیں ایک تو یہ کہ وہ مال حلال ہو اسواسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہی کہ ان اللہ طیب لا یقبل
الا الطیب یعنی تحقیق کہ خدا پاک ہے نہیں قبول کرتا ہی مگر پاک کو دوسرے یہ کہ مال نفیس کو خرچ کرے نہ مال ناقص کو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون یعنی نہ
قصد کرو تم ناپاک کا اور بگڑے ہوئے خراب کا اس مال میں سے کہ خرچ کرو تم تیسرے یہ کہ وہ مال جو راہ خدا میں دے اس مال کو عزیز رکھتا ہو اور اپنی زندگی کی امید رکھتا ہو
اسواسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہی کہ زیادہ بزرگ تر صدقہ یہ ہی کہ اسکو خرچ کرے تو جسوقت کہ تندرست ہو تو اور نفس تیرا اسکے خرچ کرنے میں بخیلی کرے اور امید رکھتا ہو زندگی کی اور کہتا ہو تو
اور محتاج ہو جانیکا تجھکو خوف ہو اور اسکے خرچ کرنیمیں ڈھیل نکرے تو یہانتک کہ روح تیری حلق کو پہنچے اسوقت کہتا ہو تو کہ فلانے کو اسقدر مال دو اور اسقدر فلانے کو دو اور چوتھی
اور پانچویں یہ ہی کہ پوشیدہ دیوے اور زیادہ محتاج کو دیوے اسواسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ وان تخفوہا وتؤتوہا الفقراء فہو خیر لکم یعنی اور اگر پوشیدہ کرو تم اسکو اور دو تم
محتاجوں کو تو بس وہ بہتر ہے واسطے تمہارے اور چھٹی یہ کہ بعد دینے کے جسکو دیوے اسپر احسان نکرے اور اذیت نہ پہنچاوے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ
یعنی نہ باطل کرو تم صدقوں اپنوں کو ساتھ احسان کرنے کے اور اذیت پہنچانے کے ساتویں یہ کہ خاص واسطے خوشنودی خدا کے دیوے اور اسمیں ریا کی آمیزش نہ ہووے

سو واسطے کہ ریا مد ہے باعتبار شرع کے اور ثواب اسمیں نہیں ہوتا اور ایسا ہو یہ کہ جو مال کہ راہ خدا میں دیوے اسکو حقیر اور تھوڑا جانے اگرچہ بہت ہو واسطے کہ مال دنیا کا مقابلہ میں
آخرت کی نعمتوں کی نہایت قلیل اور بیقدر ہے تو یہ کہ اس مال کو بہت دوست رکھتا ہو سو واسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی ہرگز نہ پہنچوگے تم
نیکی کو یہانتک خرچ کرو تم اس چیز میں سے کہ دوست رکھتے ہو تم اسکو دوسرے یہ کہ تمکو اسکی طرف احتیاج بہت ہو اور اسوقت اسکو خرچ کرو سو واسطے کہ بہت نزدیک ہے خلوص کے
اور اب مومنین کا حال روز قیامت کا بیان کرتا ہے کہ **يوم ترى المؤمنين** یاد کر تو اے محمد صلعم اس دن کو کہ دیکھیگا تو مومنین کو اور کتنے تفسیر والوں نے لکھا ہے کہ یہ ظرف متعلق
ہے اجر عظیم کے یعنی خرچ کرنیوالونکو اجر بڑا ہے جسدن کہ دیکھیگا تو اے دیکھنے والے مردوں ایمان لانیوالونکو **والمؤمنات** اور عورتوں ایمان لانیوالوں کو
صراط پر **يسعى** دوڑتا ہوگا **نورهم** نور ایمان انکا **بين ايديهم** آگے انکے **وبايمانهم** اور ساتھ جانبوں راست انکی کے کہ موجب انکی نجات
اور رہنمائی کا طرف بہشت کے ہوگا اور ان دو جانبوں کی خصوصیت کیوجہ یہ ہے کہ نیکوں کو نامہ اعمال سامنے سے اور جانب راست سے ملینگے جیسے کہ بدونکو پشت کیطرف پیچھے سے اور
جانب چپ سے ملینگے پس یہ نور علامت ہوگا انکی نیک ہونیکا اعمال نیک کی جہت سے اور بسبب اس نور کے مانند برق کے صراط پر گذر جاوینگے یہانتک کہ بہشت میں
جا پہنچیں اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ نور ہر شخص کا بقدر عمل کے ہوگا کسیکا تو صنعا سے عدن تک کی دوری میں ہوگا اور کسیکا مثل پہاڑ کے اور کسیکا برابر درخت خرما کے
اور کمتر سب سے وہ نور ہوگا کہ صاحب نور کا اپنی قدموں کی جگہہ دیکھ لے اور بعضے مومنین کا نور اس مرتبہ کو پہنچیگا کہ آتش دوزخ کو بجھاوے اور جسوقت صراط پر سے گذریں تو
دوزخ سے آواز آئیگی کہ جلدی گذر جا تو اے مومن کہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا حاصل یہ ہے کہ مومنین کے آگے اور جانب راست نور ہوگا اسطرح وہ جاوینگے یہانتک کہ
بہشت کے دروازہ پر پہنچیں اور جسوقت بہشت کے دروازہ پر پہنچیں تو ملائکہ انکا استقبال کرکے کہیں **بشريكم اليوم** خوشخبری تمہاری آجکے دن **جنات**
داخل ہونا ان بہشتوں میں ہے کہ **تجري** جاری ہیں **من تحتها الانهار** نیچے درختوں انکے سے نہریں **خالدين فيها** ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ
ان بہشتوں کے **ذلك** یہ خوشخبری بہشت کی **هو الفوز العظيم** وہی ہے رستگاری بڑی اور مراد کو پہنچنا سو واسطے کہ اس حال میں انہوں نے
تمام ہولوں قیامت سے نجات پائی اور بقا ہمیشہ میں پہنچے اور کہتے ہیں کہ مومنین کو صراط پر نور دیویں اور منافقین کو اسی غرور پر چلائیں اور جسوقت مومنین اپنا
منہ پیچھے کو پھیریں تو تمام صراط روشن ہو جاوے پس منافقین انکے نور کی خواہش کریں لیکن ان تک نہ پہنچیں چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ **يوم يقول**
المنافقون یاد کر تو اس دن کو کہ کہیں منافق مرد **والمنافقات** اور منافق عورتیں **للذين آمنوا** واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے
ہیں یعنی وہ مومنین سے نور کو طلب کریں اور کہیں انسے کہ **انظرونا** نظر کرو تم ہمپر اور منہ اپنی موڑکر ہماری طرف کو دیکھو کہ **نقتبس**
روشنی کو حاصل کریں ہم یعنی روشنی لیویں **من نوركم** نور تمہارے سے جسوقت کہ تم ہماری طرف دیکھو اور بعضے کہتے ہیں کہ انظرونا بمعنی انتظرونا یعنی
منافقین مومنین سے کہینگے کہ انتظار کرو تم ہمارا کہ نور کو تمسے لیویں ہم اور یہ سو واسطے کہینگے کہ مومنین صراط پر سے مانند برق کے گذرینگے خوش رفتار گھوڑوں پر
سوار ہوکر اور منافق پیادہ ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنین اور منافقین جسوقت قبروں سے باہر نکلکر چلیں تو آپسمیں ملے ہوئے ہونگے اور منافقین مومنین کے نور
کی روشنی میں راہ چلتے ہونگے اور جسوقت مومنین انسے جدا ہوجاوینگے تو وے نور رہجاوینگے اور اسوقت نور کو مومنین سے طلب کریں پس جسوقت کہ منافقین نور کو طلب کریں تو
قيل کہا جاوے یعنی مومنین یا ملائکہ منافقین کو کہیں کہ **ارجعوا** الٹے پھر جاو تم اے منافقو **وراءكم** پیچھے اپنے دنیا میں اور جسوقت دنیا میں
پہنچو تو **فالتمسوا نورا** پس ڈھونڈو تم نور کو اسجگہ سو واسطے کہ قیامت میں نور کو نہیں کما سکتے ہیں بلکہ دنیا سے کمائی کرکے لاتے ہیں اور یا یہ کہ
وہاں جاو کہ جہاں سے یہ نور ہمارے پاس آتا ہے اور یا یہ کہ چلے جاو یہاں سے ناامید ہوکر کہ تمہارا حصہ اس نور میں نہیں ہے یہ مراد ہو مومنین کے پیچھے کو پھرنے سے اور
مومنین منافقین کو کہیں کہ پیچھے کو پھر کر نور کو طلب کرو تو وہ اپنے منہ کو پیچھے کو پھیرینگے جان کہ نور انکی پیچھے ہے **فضرب** پس مارا جاوے یعنی ملائکہ بحکم خدا
ماریں **بينهم** درمیان ان مومنین اور منافقین کے **بسور** ایک دیوار یعنی ایک دیوار بلند درمیان انکے کھڑی کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ
اعراف ہے کہ وہ دیوار ایسی ہوگی کہ **له باب** واسطے اسکے دروازہ ہوگا کہ مومنین اس دروازے سے داخل ہوں **باطنه** اندر اسکا ایسا ہوگا کہ **فيه**
الرحمة بیچ اسکے رحمت ہوگی واسطے نزدیک اسکے بہشت ہے **وظاهره** اور باہر اسکا کہ جہان منافقین ہونگے ایسا ہوگا کہ **من قبله**

الْعَذَابُ آگے اُنکے عذاب ہے یعنی ادھر کہ قریب اُنکے دوزخ ہے پس منافقین جسوقت پیچھے کو دیکھیں تو وہاں نور کو نہ پائیں پھر مومنین کیطرف متوجہ ہوں لیکن
درمیان اپنے اور درمیان اُنکے ایک دیوار دیکھیں اور دروازہ میں سے نگاہ کریں اور مومنین کو دیکھیں کہ ایک نازنین طرف بہشت کے جلتے ہیں یہ دیکھکر
يُنَادُونَهُمْ آواز دینگے اور پکارینگے اُن مومنین کو باواز بلند تضرع اور زاری سے کہ اے مومنین أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ کیا نہ تھے ہم ہمراہ تمہارے دنیا میں
کہ ہمراہ تمہارے نماز پڑھتے تھے جماعت میں اور تمہاری موافقت سے روزہ رکھتے تھے ہم اور آپس میں نکاح اور مشورہ کرتے تھے ہم یہ سنکر قَالُوا کہینگے وہ مومنین
اُن منافقین کو کہ بَلَىٰ ہاں ظاہر میں تم ہمارے ہمراہ تھے وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ اور لیکن فتنہ میں ڈالا تمنے یعنی رنج اور ہلاکت میں ڈالا تمنے أَنفُسَكُمْ
جانوں اپنی کو بسبب نفاق کے وَتَرَبَّصْتُمْ اور انتظار کیا تمنے گردشوں کا اور مصیبتوں کا محمد پر اور مومنین پر کہ کب نازل ہوں وَارْتَبْتُمْ اور شک
کیا تمنے پیغمبر کی نبوت میں وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ اور فریفتہ کیا تمکو آرزوئیں اور باطل عدد درازی نے کہ وہ درازی عمر کی ہے اور یا امیدیں واقع ہونے
مصیبتوں کے مومنین پر پس دنیا نے تمکو فریب دیا حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ یہانتک کہ آیا حکم خدا کا کہ قبض ہوں روحیں تمہاری اور وقت تمہاری موت کا
آپہنچا اور یا یہ کہ حکم خدا کا پیغمبر کی نصرت اور غلبہ کیواسطے آیا کہ سب دینوں سے دین اُسکا غالب ہے وَغَرَّكُم بِاللَّهِ اور فریب دیا تمکو ساتھ خدا کے یعنی فریب دیا تمکو اسطرح
کہ خدا حلیم اور کریم ہے کہ عذاب تمکو نہ کریگا اور تمکو بدون عذاب کے چھوڑ دیگا الْغَرُورُ شیطان فریب دینے والے نے یعنی اسطرح کا فریب تمکو شیطان نے دیا فَالْيَوْمَ
پس آج کے دن لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ نہ لیا جائیگا تمسے اور ابوجعفر اور ابن عامر اور یعقوب نے یوخذ کو توخذ پڑھا ہے تاسے یعنی اے منافقو تمسے آج کے دن
نہ لیا جائیگا فِدْيَةٌ فدیہ یعنی ایسی چیز کہ اُسکو اپنے اوپر فدا کرو تاکہ عذاب سے رہائی پاؤ ایسی چیز تمسے نہ لیجائیگی وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور نہ
اُن لوگوں سے کہ کفر کیا ہے اُنہوں نے ظاہر اور باطن میں مَأْوَاكُمُ النَّارُ جگہہ تمہاری اور اُنکی آتش دوزخ ہے هِيَ مَوْلَاكُمْ وہ آتش اولی اور
بہتر ہے تمہارے واسطے اور لائق اور سزاوار ہے تمکو وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور بری ہے جگہہ پھرنیکی وہ آتش دوزخ کہ جسمیں قسم قسم کے آزار اور تکلیفیں ہیں کہتے
ہیں کہ مومنین مکہ میں باوجود فقر اور فاقہ کے خدا کی طاعت میں مشغول رہتے تھے اور جسوقت مکہ سے طرف مدینہ کے ہجرت کی اور مال بہت ہاتھ آیا اور آسودگی
حاصل ہوئی تو دولت میں مشغول ہوگئے اور وہ وظیفہ اور طاعت اُنکی باقی نرہی بلکہ اسمیں بہت فرق ہوگیا یہ آیت نازل ہوئی کہ أَلَمْ يَأْنِ کیا نہیں
وقت آیا ہے لِلَّذِينَ آمَنُوا واسطے اُن لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ یہ کہ نرم ہوویں دل اُنکے لِذِكْرِ اللَّهِ واسطے
یاد کرنے خدا کے یعنی وہ چیز کہ جس سے خدا یاد آئے اُس چیز کا ذکر کرنا جیسے کہ نصیحت اور وعظ وَمَا نَزَلَ اور واسطے اُسکے کہ نازل ہوئی ہے مِنَ الْحَقِّ
کلام حق میں سے ہے وہ اور بعضے کہتے ہیں کہ ذکر سے اور حق سے دونوں سے مراد قرآن ہو سکتا ہے کہ وہ ان دونوں صفات کو شامل ہے کہ وہ ذکر اور نصیحت بھی ہے اور حق بھی ہے
اور یا یہ کہ دلونکو خشوع اور خضوع ہو وقت ذکر خدا کے اور تلاوت قرآن کے اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ ہے کہ صحابہ کے درمیان ہنسی اور ٹھٹھا بہت
ہونے لگا تھا سو واسطے اُنکی تنبیہ کو یہ آیت نازل ہوئی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا تعالی نے قرآن کے نازل ہونیکے تیرہ برس بعد صحابہ میں سختی ان کی
اور قساوت قلبی اُنمیں پیدا ہوئی تو یہ آیت نازل کر کے اُنپر عتاب اور غصہ کیا اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ ہمارے اسلام اور اس آیت کے نازل ہونے میں فاصلہ چو
سال کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت منافقوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی کیا وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ظاہر ایمان لانیوالوں کے دل نرم ہوویں اور مثل ظاہر
کے دل سے بھی اعتقاد کریں حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کیا وقت نہیں آیا کہ دل مومن کے نرم ہوویں وَلَا يَكُونُوا اور نہ ہوویں كَالَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ مانند اُن لوگوں کی کہ دیے گئے ہیں کتاب مِن قَبْلُ پہلے اس سے مثل یہود و نصاری کے کہ پہلے تو دل اُنکے نرم تھے فَطَالَ
عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ پس دراز ہوئی اوپر اُنکی مدت درمیان اُنکے اور درمیان اُنکے نبیوں کے اور یا یہ کہ زمانہ سزا دینے کا بہت دراز ہوگیا تو فَقَسَتْ
قُلُوبُهُمْ پس سخت ہوگئے دل اُنکے اور نرمی اور خضوع اور خشوع کا اثر اُنمیں کچھ باقی نرہا پس گناہوں میں مشغول ہوگئے اور شریعت کہ انکی تھی انہوں نے ترک کیا اور
ابن مسعود سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہودیوں نے جو کچھ کہ انکی طبیعت کو پسند اور مرغوب توریت میں تھا اُسمیں کچھ تکلیف نتھی اُسکو توریت میں سے
لیا اور جو احکام ایسے تھے کہ انکی کرنیمیں گو نہ مشقت تھی اور ممانعت بہت چیزوں کی تھی اُسکو اُنہوں نے اُسمیں سے نکال ڈالا اور جو کچھ کہ اُنکی نفس کی خواہش کے

موافق تھا اُسکی جگہہ اُسکو لکھدیا اور بعد اُسکے کہا کہ اِسکو بنی اسرائیل کی قوم کے پیش کرنا چاہئے جو کوئی کہ اِسکو قبول نکرے تو اُسکو قتل کرو اور اتفاق کیا کہ پہلے اسکو
جبیر کے پاس لیچلو کہ وہ عالم اُنکا تھا پس اگر وہ اسکو قبول کرے تو اُسکو کچھہ نہ کہو اور اگر قبول نکرے تو اُسکو مارڈالو جبیر نے خبر پاکر کئی آیتیں ایک ورق پر تحریر
اور سینہ لئے اُنکی پاس جاکر اُنہیں ساختہ اور پرداختہ اپنی کو اُسکے روبرو رکھا اُسنے اُس ورق کو اُنکی اس جعلسازی پر رکھا اور کہا کہ یہ کلام خدا کا ہی اور توریت
موسیٰ کی اُن لوگوں نے گمان کیا کہ ہمارے اِس کلام بنائی ہوئی کو کہتا ہے وہ سنکر خوش ہوئی اور بعضے خواص جبیر کے اِس امر کو جانتے تھے جسوقت وہ مرگیا تو یہ راز
ظاہر ہوگیا اسواسطے بنی اسرائیل میں اختلاف ہوا اور بہتر فرقے اُنکی ہوگئے اور جو فرقہ کہ حق پر تھا وہ جبیر کا تابعدار رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ اِس آیت سے مراد مومنین
اہل کتاب ہیں کہ خاتم النبیین کے پیغمبر ہونیسے پہلی حضرت پر ایمان لائے تھے اور جسوقت حضرت کے آنیمیں دیر ہوئی تو دل اُنکی سخت ہوگئی اور بدعتیں بنائیں
کی اُنہوں نے بدعتیں اپنی تجویز اور رائے سے اُنکو بنایا اور عبادتخانے تیار کئی چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ ورہبانیۃ ابتدعوہا اور تھوڑے سے دین عیسیٰ پر
رہے وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ اور بہت سے آدمی اُنمیں سے فَاسِقُوْنَ باہر ہونیوالے ہیں دین حق سے اور کتاب کے حکموں کو ترک کرنیوالے قساوت قلبی کی جہت سے
اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ انجام دل کی سختی کا غفلت ہے یاد خدا سے اور علامت دل کی نرمی کی متوجہ ہونا ہی طرف طاعت خدا کے اور منقول ہی کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سوائے ذکر خدا کے بہت باتیں مت کرو کہ تمہارے دلونکو سخت کردینگی اور جو دل کہ سختی رکھتا ہے وہ دور ہے رحمت خدا سے اور بعد اُسکی فرمایا کہ
تم آدمیوں کی گناہوں کیطرف نظر مت کرو کہ تم معبود اُنکے نہیں ہو اور نظر اپنی گناہونکی طرف کرو اسواسطے کہ خدا کی بندگی میں گرفتار ہو تم اور آدمی دو قسم کے ہیں ایک تو
صاحب بلا اور ایک صاحب عافیت بلا والوں پر رحم کرو اور عافیت والوں پر شکر کرو اِعْلَمُوْا جانو تم ای انکار کرنیوالو قیامت کے اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ
الْاَرْضَ تحقیق خدا زندہ کرتا ہے زمین کو بَعْدَ مَوْتِهَا بعد مرنے اور خشک ہونے اُسکی کے کہ اُسکو سرسبز کرتا ہی اور یہ مثال واسطے زندہ کرنے دلوں
سخت کے ہی ذکر خدا سے یا تلاوت قرآن سے یعنی جیسے کہ خدا زمین مردہ کو زندہ کرتا ہی مینہہ برساکر اسیطرح سخت دلونکو نرم اور زندہ کرتا ہی ذکر سے یا تلاوت
قرآن سے قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ تحقیق بیان کی ہیں ہمنے واسطے تمہارے اور ظاہر کیا ہے الْاٰيٰتِ حجتوں اور دلیلیں روشن کو لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ
تاکہ سمجھو تم اور عقلوں کو اپنی کام فرماؤ تم اور اُن دلیلوں سے طرف حق کے راہ لیجاؤ تم کہ طاعت اور عبادت میں مشغول ہوجاؤ اور جو کچھہ کہ اہل کتاب نے کیا ہی کہ احکام
توریت کے بدل ڈالے ہیں تم ایسا نکرو اور تمام احکام کو سچا حق اور درست جانو اور اعتقاد رکھو اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ تحقیق صدقہ دینیوالے مرد وَالْمُصَّدِّقٰتِ
اور صدقہ دینے والی عورتیں اور ابن کثیر اور ابوبکر نے بتخفیف صاد کے پڑھا ہی یعنی سچا جاننے والے مرد اور سچا جاننے والی عورتیں قول خدا اور پیغمبر کو وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ اور
قرض دیا ہی خدا کو قَرْضًا حَسَنًا قرض نیک کہ وہ پاکیزہ اور حلال اور پیارا مال ہی اور نیت خالص سے دیا ہی بدون ریاکے يُّضٰعَفُ لَهُمْ زیادہ کیا جائیگا
واسطے اُنکے اور چند در چند کیا جائیگا ثواب اُسکا وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ اور واسطے اُنکے اجر ہی بزرگ کہ وہ بہشت ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور جو لوگ کہ ایمان
لائے ہیں بِاللّٰهِ ساتھ خدا کے وَرُسُلِهٖ اور پیغمبروں اُسکے اور کبھی اُنکی نبوت میں شک نکیا اور نہ اُنکی خبر کے بیان کرنیمیں اور نہ اُنکی حکم میں شک کیا
اُولٰٓئِكَ یہ لوگ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۗءُ وہی ہیں صدیق اور شہدا عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار اُنکے اور حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی اپنی شیعوں کیطرف خطاب کرکے کہ پہچاننے والا تم میں سے امر کو صاحب الامرؑ کے مانند اُس شخص کے ہے کہ ہمراہ امام مہدیؑ کے تلوار
لیکر جہاد کیا ہو اور بعد اُسکے فرمایا کہ بلکہ ہمراہ رسول خدا کے جہاد کرنیوالا ہی وہ اور بعد اُسکے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ بلکہ مانند اُسکی ہے کہ شہید ہوا ہو وہ ہمراہ رسول خدا
کے خیمہ میں اُن حضرت کے اور فرمایا کہ درمیان تمہارے آیت ہی کتاب خدا میں سے کہ طرف اُسکی اشارہ کرتی ہی راوی نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے فرمایا کہ والذین اٰمنوا
باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم اور بعد اُسکی فرمایا کہ قسم ہے خدا کی ہوگئے تم صادقین اور شہدا نزدیک پروردگار اپنے کے اور امیرالمومنین علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ سب ہمارے شیعونمیں سے صدیق ہے کہ اُنہوں نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور ہمارے دوستونکو دوست رکھا ہی اور ہمارے دشمنونکو اُنہوں نے دشمن رکھا ہے
اِسکی واسطے خدا فرماتا ہی کہ جو مومن باللہ ورسلہ اور بعد اُسکی یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت ہمارے اور ہمارے شیعوں کے حق میں نازل ہوئی ہے
لَهُمْ اَجْرُهُمْ واسطے اُنکے اجر اُنکا ہی یعنی واسطے اُن مومنین کے مثل طاعت صدیقین اور شہدا کے ہی وَنُوْرُهُمْ اور نور اُنکا ساتھ ہے قیاس اسکے در کہ روشنی ہی

بہشت کیطرف روانہ ہونگے **وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا** اور جن لوگوں نے کفر کیا ساتھ خدا کے اور پیغمبر کے **وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ** اور جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی ہے ساتھ
آیتوں ہماری کے جو کہ محمد صلعم پر نازل کی ہیں **اُولٰٓئِكَ** یہ لوگ **اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ** صاحبان دوزخ کے ہیں کہ ہمیشہ اسمیں رہینگے اور اب دنیا کی حقارت بیان
کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **اِعْلَمُوْٓا** جانو تم اے دنیا کے طلب کرنیوالو کہ **اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا** سوا اسکے نہیں زندگانی دنیا کی **لَعِبٌ** بازی لڑکوں کی ہے اور
اسکے مال کے طلب کرنے میں بجز رنج اور مشقت کے فائدہ نہیں جیسے کہ لڑکوں کی بازی کے رنج اور تعب میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا **وَّلَهْوٌ** اور مشغولی ہے کہ اسمیں مشغول ہونیکی
جہت سے آخرت کے بزرگ فائدوں سے باز رہتے ہو **وَّزِيْنَةٌ** اور آرائش ہے مزیدار کھانوں میں اور لباسوں قیمتی میں اور محلوں بلند میں اور سواریوں چالاک میں **وَّ**
تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ اور فخر اور ناز کرنا ہے درمیان اپنے آپسمیں مرتبہ اور دولت کی جہت سے **وَّتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ** اور کثرت کرنی ہے بیچ
مالوں کے **وَالْاَوْلَادِ** اور اولاد کے ہی اس آیت میں خدا تعالیٰ دنیا کی حقارت بیان کرتا ہے کہ وہ ایسی ہے کہ جسکی سبب سے آخرت کی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی اور بیان
کیا کہ وہ ایک امر وہمی بے فائدہ زود زوال ہے اور وہ ایک بازیچہ ہے کہ آدمی اسکے واسطے اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتی ہیں جیسے کہ لڑکے بازی میں اپنی جانوں کو
مشقت میں ڈالتے ہیں بلا فائدہ کے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ جمع کرنا مال حرام کا تماشا ہے اور تکبر کرنا دوستان خدا پر مال اور اولاد اور خادموں کی
باعث سے تفاخر ہے اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے عمار یاسر سے فرمایا کہ اے عمار دنیا کے واسطے غم مت کھا کہ تمام لذتیں دنیا کی چھ چیز میں ہیں کھانا اور
پینا اور لباس اور نکاح اور سواری اور خوشبو اور سب کھانوں میں تو افضل شہد ہے اور وہ لعاب مکھی کا ہے اور پینے کی چیزوں میں افضل پانی ہے اور اسمیں سب
حیوانات برابر ہیں اور افضل اور بہتر خوشبو میں مشک ہے اور وہ خون ہرن کا ہے اور افضل سب سواریوں میں گھوڑا ہے اور سوار اسکا ہلاکت کے اندیشہ میں ہے
اور نفیس سب لباسوں میں ریشمی ہے اور ریشم کیڑے کا ہے اور فائدہ نکاح کا اور غرض اس سے صحبت عورتوں سے ہے اور وہ داخل کرنا پیشاب گاہ کا پیشاب گاہ
میں ہے اور منقول ہے کہ ایک روز رسول خدا صلعم کا گزر مع صحابہ ایک گوسفند مردہ پر ہوا کہ وہ مردہ مرنے کے بعد پھول گئی تھی اور بدبو اس میں سے آتی تھی حضرت نے فرمایا
اسکو کوئی ایکدرم کو خریدے صحابہ نے عرض کی کہ اسکو تو زندہ کو بھی کوئی ایکدرم کو خرید نہ کرتا اور اب تو یہ مردہ ہے اسکو کون خریدے حضرت نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ
دنیا خدا کے نزدیک اس گوسفند مردہ گندیدہ سے زیادہ حقیر اور بے قدر ہے اور امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے دنیا کی تعریف پوچھی تو فرمایا کہ اول میں تو اسکی گریہ ہے اور درمیان
میں اسکے رنج ہے اور آخر میں اسکی فنا ہے اور حق تعالیٰ نے دنیا کی بے اعتباری اور جلدی جاتے رہنے کی اسطرح مثال فرمائی کہ وہ **كَمَثَلِ غَيْثٍ** مانند بارش
کے ہے کہ زمین پیاسی میں برسے اور تخم کہ اسمیں ہیں جلدی اُگیں اور بڑھے ہوں اور رسید کھڑی ہوں اور بسبب طراوت اور تازگی کے **اَعْجَبَ الْكُفَّارَ** تعجب میں لائے بونیوالے
کفار کو **نَبَاتُهٗ** روئیدگی اسکی کہ تعجب انکا زینت دنیا کے ساتھ زیادہ ہے بخلاف مومن کے کہ اگر عجیب دیکھے تو فکر اسکا اسکے پیدا کرنیوالے کی قدرت کیطرف جاتا ہے
اور کافر کا فکر اسکے خالق کیطرف ہرگز نہیں جاتا ہے غرض یہ ہے کہ دنیا مثل روئیدگی کے ہے کہ مینہ سے اُگی ہو کمال سبزی اور تازگی کے ساتھ **ثُمَّ يَهِيْجُ** پھر خشک ہو جاتی
کسی آفت ارضی یا سماوی سے **فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا** پھر دیکھے تو اسکو زرد بعد سبزی اور تازگی کے **ثُمَّ يَكُوْنُ** پھر ہو جاتا وہ بعد زردی کے **حُطَامًا** بھس
شکستہ اور ریزہ ریزہ ہو کر یعنی مال دنیا کا بھی ایسا ہی ہے چند روز تو باقی اور خرمی کے ساتھ ہے اور آخر کو فنا ہے اور بسبب جلد تو ان کے رفتہ رفتہ سب جاتا رہتا ہے اور نہ وہ
صاحب مال باقی رہتا ہے لیکن آخرت اسکے شامل ہے بڑی بڑی امور کو چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ** اور بیچ آخرت کے عذاب ہے سخت
دشمنان خدا کو کہ جنہوں نے عمر اپنی دنیا کے طلب میں بسر کی ہے اور حق کو فراموش کر دیا ہے **وَّمَغْفِرَةٌ** اور بخشش ہے آخرت میں **مِّنَ اللّٰهِ** خدا کیجانب سے
مومنین گنہگاروں کو **وَرِضْوَانٌ** اور خوشنودی اور رضامندی ہے دوستان خدا کو بسبب مشغول ہونے انکے طاعت اور عبادت میں **وَمَا الْحَيٰوةُ**
الدُّنْيَآ اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی **اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ** مگر پونجی فریفتہ ہونیکی کہ فریب دیتی ہے اور باقی نہ رہے اور یہ پونجی غرور کی اسواسطے ہے کہ جو
کوئی اسپر فریفتہ ہوا وہ آخرت کو اس سے حاصل نکرے اور نفس کی لذتوں میں اسکو خرچ کرے اور اب طرف مغفرت کے سبقت کرنیکو حکم فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ **سَابِقُوْٓا**
آگے بڑھو تم اور جلدی کرو تم **اِلٰى مَغْفِرَةٍ** طرف بخشش کے یعنی طرف سببوں بخشش کے **مِّنْ رَّبِّكُمْ** پروردگار اپنے کے اور بخشش کے سببوں سے توبہ ہے
اور ادا کرنا نمازوں کا اور روزوں کا اور زکوٰۃ کا اور حج کا اور حاضر ہونا جماعت کا پس سستی اور غفلت نکرو تم مغفرت کے سببوں کی بجا لانے میں بلکہ بہت جلدی کرو طرف اسکے

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا اور طرف مستحق ہونے بہشت کے کہ چوڑاؤ اُسکا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مانند چوڑاؤ آسمان اور زمین کے ہی اور جسوقت کہ
عرض اُسکا اسقدر ہے تو طول اسکا معلوم نہیں کہ کس مرتبہ کا ہوگا پس درازی اُسکی سوائے خدا کے کسیکو معلوم نہیں ہے اور منقول ہی کہ جبرئیل نے ارادہ کیا کہ
طول اسکا معلوم کرے تیس ہزار سال اُڑا اور آخر کو تھک گیا اور خدا یتعالی سے مدد چاہی مدد قوت طلب کی تین ہزار مرتبہ اور ہر مرتبہ تیس ہزار
سال اُڑا پس مناجات کی خداوندا زیادہ کیا ہے مینے یا زیادہ باقی رہا ہی ایک نے اپنی خیمہ سے آواز دی کہ ای روح اللہ کسواسطے زحمت کھینچتا ہی تو اور
اپنی تئیں رنج میں ڈالتا ہی تو کہ اسقدر تو اڑا ہے لیکن میری ملک میں سے ابتک باہر نہیں نکلا ہے جبرئیل نے کہا کہ تو کون ہے کہا کہ میں ایک ہوں حوروں میں سے کہ پیدا ہوئی
ہوں ایک مومن کیواسطے اور وہ بہشت جسکا اسقدر عرض ہے أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا تیار کیا گیا ہو واسطے اُن لوگوں کہ ایمان لائے ہیں بِاللَّهِ
وَرُسُلِهِ ساتھ خدا کے اور پیغمبروں اسکے کے ذَٰلِكَ یہ یعنی جو کچھہ وعدہ ہوا ہی مغفرت اور جنت کا فَضْلُ اللَّهِ فضل خدا کا ہی اور کرم اُسکا کہ
تھوڑی عمل کی جزا میں اسقدر بے انتہا ملک اور دولت دیتا ہی اور اگر عمل کے موافق جزا دیوے کہ جسقدر بندہ مستحق ہی وہ جزا باعتبار عدل کے ہی جسقدر کام کیا اُسکی
موافق اپنی مزدوری پائی اور اس کثرت سے جو دیتا ہے یہ محض فضل و کرم اسکا ہی اور یہ بھی اُسیکا فضل و کرم ہے کہ جسکو توفیق دیتا ہے اعمال نیک کے بجا لانیکی جسکے
سبب سے اس مرتبہ کو پہنچے اور یہ مغفرت و بخشش و جنت يُؤْتِيهِ دیتا ہی اسکو اپنی عنایت سے مَنْ يَشَاءُ جسکو چاہتا ہے مومنین میں سے اُسکی استحقاق
سے زیادہ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہی مومنین پر دنیا میں بھی کہ توفیق طاعت اور عبادت کی دیتا ہی اور
عقبی میں بھی کہ بہشت عنایت کرتا ہی اور بعد بیان کرنے ثواب کے مصیبتوں کے تحمل کا حکم کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ مَا أَصَابَ نہیں پہنچی ہے اور نہ
پہنچیگی مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ کوئی مصیبت بیچ زمین کے مثل قحط اور گرانی اور نقصان مال اور زراعت کے وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ اور نہ بیچ
نفسوں تمہاری کے مثل بیماریوں اور دردوں اور رنجوں کے اور مرنے قریبوں اور دوستوں کے إِلَّا فِي كِتَابٍ مگر ثابت ہی بیچ کتاب کے یعنی لوح محفوظ
میں لکھدیا ہے ان سب کو مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا پہلی اس سے کہ پیدا کریں ہم اُن نفسوں تمہاری کو یا زمین کو یا مصیبت کو تا کہ ملائکہ اسکو دیکھکر جانیں کہ
خدا یتعالی ہر امر کو اسکی واقع ہونے سے پہلے جانتا ہی اور اپنی ذات سے عالم ہی إِنَّ ذَٰلِكَ تحقیق کہ ثابت کرنا مصیبت وغیرہ کا لوح محفوظ میں عَلَى اللَّهِ اوپر
خدا کے يَسِيرٌ آسان ہے اور مصیبتیں نازل ہونیوالی اسواسطے لوح محفوظ میں ثابت کرتا ہی لِكَيْلَا تَأْسَوْا تا کہ نہ غم کرو تم عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ اوپر اس چیز کے
کہ فوت ہوئی ہی تم سے مثل مال و صحت یا عافیت یا ارزانی کے وَلَا تَفْرَحُوا اور نہ خوش ہو تم بِمَا آتَاكُمْ ساتھ اُس چیز کے کہ دی ہی تمکو خدا نے نعمت وغیرہ
اور ابو عمرو نے اتی کو الف مقصورہ کے ساتھ پڑھا ہی یعنی اور نہ خوش ہو تم ساتھ اُس چیز کے کہ آئی ہی تمہارے پاس اسواسطے کہ جو کوئی جانے کہ نہ تو دنیا کی غم کو قرار ہے اور نہ
اُسکی خوشی کا اعتبار ہے تو دنیا کی مصیبت پر رنج نکریگا اور دنیا کی نعمتوں کے حاصل ہونے سے خوش نہوگا اور فخر اور ناز نکریگا اور ایسی ہی اگر جانیگا کہ جو کچھہ مجھسے فوت
ہوا ہے اور جاتا رہا ہی اسکا عوض خدا پر واجب ہے کہ دنیا میں یا آخرت میں اسکو پہنچاوے اور اس سبب سے غمگین نہوگا اور جانیگا کہ نعمت جو حاصل ہوئی ہی اسکا
شکر واجب ہے اور حقوق مالی ادا کرنی چاہئے پس اُسکی آنے سے خوش نہوگا اور جسوقت اسکو علم ہوگا کہ جو کچھہ ہوتا ہے موافق تقدیر کے ہوتا ہی تو سب امور اُسپر
آسان ہوجائینگی اور برابر ہوجائینگی اور جانیگا اور جو کچھہ ہوتا ہی موافق اسکے ہے کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے اور خلق اسکا نیک ہو جائیگا اسواسطے کہ وجود اور عدم دنیا کا جسوقت اسکی نزدیک برابر ہوگا
تو حسد اور بغض اور جھگڑا کہ بدخلقی کے سببوں میں سے ہی آپمیں باقی نرہیگا اسواسطے کہ یہ امور دنیا کے نتیجوں میں سے ہیں اور دنیا کو حقیر سمجھنے لگیگا اور اسکی طالبوں اور عاشقوں کو
بھی بسبب خوش ہونے حصول دنیا کے اور نہ غم کرنے فوت دنیا کے اور آخرت کو بہت بزرگ جاننے لگیگا جسوقت جانیگا کہ پہنچنا سختیوں اور مصیبتوں کا باعث
حصول ثواب دائمی کا ہی اور افتخار اپنا خدا کی جانب سے جاننے لگیگا و دنیا امہا ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ زہد قرآن کے دو کلموں میں ہے چنانچہ خدا تعالی
فرماتا ہی لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم اور جو شخص کہ رنج کرے گزری ہوئی پر اور نہ خوش ہو آنیوالی پر تو اسی نے زہد کی دونو طرفوں کو گھیر لیا اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ
زہد قرآن کی ایک آیت میں ہے اور بعد اسکی یہ آیت تلاوت فرمائی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ای فرزند آدم کسواسطے غمناک ہوتا ہی تو اُس چیز پر کہ گم ہوئی ہو تیرا اُسکے نہ آئیگا اور
کسواسطے خوش ہوتا ہی اُس چیز سے کہ موت کو تجھسے دفع نہیں کرسکتی ہی اور ممنوع وہ غم ہی کہ جو منع کرے صبر کرنیکو اور قضائے الہی کے تسلیم کرنیکو اور خوشی وہ منع کی گئی ہے کہ

جو باز رکھی شکر گزاری سے اور مطلق غم اور مطلق خوشی منع نہیں ہے اسواسطے کہ وہ انسان کی طبیعت کو لازم ہی اور اسکو کوئی دفع نہیں کر سکتا ہے اور کسی محبوب امر کے
فوت ہونے سے البتہ رنج ہوگا لیکن اسکو صبر سے دفع کرے اور کسی نعمت کے حاصل ہونے سے البتہ دل خوش ہوگا لیکن اسپر شکر خدا کا ادا کرے اور غرور اور
فخر اور ناز کو اپنی طبیعت میں جگہہ نہ دیوے اور دوستی مرتبہ دنیا کی اور مغرور ہونا دنیا کی ثروت پر اور خوش حال ہونا دنیا کے فائدوں کے حصول سے موجب
تکبر کا ہی کہ جو تمام خصلتوں سے بدتر ہی سواسطے خدا تعالی بعد اسکے فرماتا ہی کہ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ اور خدا نہیں دوست کہتا كُلَّ مُخْتَالٍ ہر
اترانیوالے کو نعمت دنیا پر کہ فَخُورٍ ناز اور تکبر کرنیوالا ہے دنیا کی نعمتوں اور مرتبوں اور مالوں پر اور محبت مال کی جو باعث ہوتی ہی بخل کا اور
اس سبب سے حقوق خدا کے مثل زکوۃ اور خمس وغیرہ کے ادا نہیں کرتا ہی سواسطے فرماتا ہی کہ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں اور یہ
بدل ہی مختال سے یعنی خدا دوست نہیں کہتا ہے ان لوگوں کو کہ باوجود دنیا داری اور محبت منافع دنیا کے بخل کرتے ہیں اور مال کو راہ خدا میں
خرچ نہیں کرتے ہیں وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ اور حکم کرتے ہیں آدمیوں کو بھی بِالْبُخْلِ ساتھ بخل کے وَمَنْ يَتَوَلَّ اور جو شخص کہ
منہ پھیرے مال کے خرچ کرنے سے اس مقام میں کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہے اور منہ پھیرے خدا تعالی کے احکام سے اور باز رہے غم کرنے سے جسوقت کہ دنیا کی
کوئی چیز جاتی رہی اور نہ خوشی کرنے سے باز رہے جسوقت کہ دنیا کی کوئی چیز ہاتھ لگے تو فَإِنَّ اللّٰهَ پس تحقیق کہ خدا هُوَ الْغَنِيُّ وہی بے نیاز ہی
اس سے اور اسکی خرچ کرنے سے الْحَمِيدُ سراہا گیا اپنی ذات میں اور صفات میں کہ آدمیوں کا منہ پھیرنا اسکو کچھ ضرر نہیں کرتا ہی اور اگر منہ نہ پھیریں اور
مالوں کو خرچ کریں تو انہیں انہیں کا فائدہ ہے نہ خدا کا اور اب اپنی لطف کو بیان کرتا ہے کہ لَقَدْ أَرْسَلْنَا البتہ تحقیق بھیجا ہے ہمنے رُسُلَنَا
پیغمبروں اپنوں کو بِالْبَيِّنَاتِ ساتھ دلیلوں روشن اور حجتوں روشن کے کہ دلالت کرتی ہیں وحدانیت اور معبود ہونے ہمارے پر اور یا یہ کہ بھیجا ہمنے ساتھ
معجزوں کے کہ دلالت کرتی ہیں انکے حق ہونے پر وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ اور نازل کیا ہی ہمنے ساتھ انکے کتاب کو تاکہ حق باطل سے جدا ہو جاوے
اور شامل ہوتی ہی وہ کتاب حلال اور حرام کے حکموں کو مثل توریت اور انجیل اور قرآن کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد کتاب سے اسم اعظم ہے
کہ جس سے علم ہر چیز کا جانا جاتا ہے اور ہمراہ نبیوں کے وہ ہوتا تھا وَالْمِيزَانَ اور نازل کیا ہی ہمنے ترازو کو لِيَقُومَ النَّاسُ تاکہ قائم ہو دیں آدمی
بِالْقِسْطِ ساتھ انصاف کے کہ حقوق کو اس سے برابر کریں اپنے آپس میں وقت معاملہ کے اور منقول ہے کہ جبرئیل آسمان سے ترازو حضرت نوح کے پاس لائے تھے اور
کہا کہ اپنی قوم کو حکم کر کہ اس سے وزن کریں اور فرماتا ہی کہ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ اور نازل کیا ہی ہمنے لوہے کو آدم پر ابن عباس سے منقول ہے کہ جسوقت
آدم بہشت سے دنیا میں آئے تو تین چیزیں لوہے کی ہمراہ انکی تھیں ہتوڑی اور آہرن اور سنڈاسی اور بعضی روایت میں ہی کہ پانچ چیزیں تھیں سوئی اور [illegible]
بھی تھی اور روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اللہ تعالی نے چار برکتیں آسمان سے زمین پر نازل کی ہیں لوہا اور آگ اور پانی اور نمک فِيهِ بَأْسٌ
شَدِيدٌ بیچ اس لوہے کے خوف سخت ہے اسواسطے کہ اس سے ہتیار بنتے ہیں جو کہ جنگ میں کام آتے ہیں خواہ تو دشمن کے دفع کرنیکے واسطے ہوں مثل تلوار اور
نیزہ اور تیر اور خنجر کے اور سوائے اسکے اور خواہ اپنی نفس کی حفاظت کیواسطے ہوں مثل زرہ اور خود اور چار آئینہ وغیرہ کے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ مراد اس سے
شمشیر ہے اور اہلبیت علیہم السلام کی روایات میں مراد ذو الفقار سے ہی کہ واسطے رسول خدا کے آسمان سے نازل ہوئی تھی اور رسول خدا نے وہ امیر المومنین کو عنایت کی تھی
کہ اس سے وہ دشمنوں سے جہاد کرتے تھے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ ذو الفقار ان ہدیوں میں سے تھی کہ جو بلقیس نے حضرت سلیمان کو بھیجی تھی اور وہ منبہ بن الحجاج
کے پاس تھی اور جنگ بدر میں امیر المومنین نے اسکو قتل کیا اور اس تلوار کو اس سے لیلیا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلعم نے ایک لکڑی درخت خرما کی ایک درخت میں سے
لی اور امیر المومنین کو عنایت کی اور فرمایا کہ اس سے جہاد کر اور جسوقت اسکو علی نے اپنی ہاتھ میں لیا تو وہ تیغ دو سر ہوگئی اس تلوار سے وہ جہاد کرتے تھے اور دشمنان
خدا کو قتل کرتے تھے حاصل یہ ہے کہ لوہے کے ضمن میں جنگ سخت ہے اور جہاد کرنا ہی دشمنوں سے وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور فائدے ہیں واسطے آدمیوں کے
اس سے بہت سے اوزار بنتے ہیں کہ جنسے پیشہ والوں کو احتیاج ہوتی ہی اور خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ حق تعالی نے پیغمبر بھیجے اور کتابیں نازل کیں تاکہ حق باطل سے جدا ہو جاوے اور ترازو
نازل کی اسواسطے وزن کرنیکے کہ لوگوں کے حقوق میں کمی یا زیادتی نہووے اور لوہا نازل کیا تاکہ دشمنان دین اس سے خوف کریں اور نفع کلی اس سے مسلمانوں کو ہو

وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ اور تاکہ جانے خدا مَنْ یَّنْصُرُہٗ اس شخص کو کہ نصرت اور مدد کرے اسکو وَرُسُلَہٗ اور پیغمبروں اسکے کو ان ہتیاروں سے لوہے کے یعنی علم اسکا
متعلق ہو نصرت کرنیوالوں سے اور لیعلم کا لام متعلق انزلنا الحدید کا ہے یعنی وانزلنا الحدید لیعلم بِالْغَیْبِ ساتھ غیب کے یہ حال ہے ضمیر سے جو کہ ینصر میں ہے
یعنی تا علم خدا متعلق ہووے ان لوگوں کے ساتھ کہ جو مدد کرتے ہیں خدا اور اسکے پیغمبروں کی وقت غائب ہونے پیغمبروں کے یعنی جس وقت کہ پیغمبر حاضر نہوں اسوقت دین کی
وہ مدد کریں اور پیغمبروں کو مدد دینے میں کوشش کریں بخلاف منافقوں کے کہ وہ روبرو پیغمبروں کے تو مدد کرتے ہیں اور انکی غیبت میں مدد نہیں کرتے ہیں اِنَّ
اللّٰہَ قَوِیٌّ تحقیق خدا قوی اور زبردست ہے دشمنوں کے ہلاک کرنے پر عَزِیْزٌ غالب ہے سب پر اور محتاج کسیکی مدد کرنیکی نہیں کہتا ہے اور حکم اسکا
جہاد کیواسطے اسلئے ہے تاکہ بندے اس سے فائدہ پاویں اور لائق ثواب اسی کے ہوں اور حضرت نوحؑ اور ابراہیمؑ جو افضل تھے انبیا میں اسواسطے کہ انبیا انہی کی نسل سے ہیں
اسواسطے پہلے تو انبیا کا مجملاً ذکر کیا اور اسکے بعد نوحؑ اور ابراہیمؑ کو ذکر میں خاص کرکے کہتا ہے کہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور البتہ تحقیق بھیجا ہمنے نُوْحًا نوحؑ کو
قابیل کی اولاد میں وَّاِبْرٰهِیْمَ اور ابراہیمؑ کو نمرود کی قوم میں وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ درمیان اولاد ان دونوں کے نبوت
بطریق وحی کے وَالْكِتٰبَ اور کتاب کو یعنی ان دونوں کی اولاد میں ہمنے نبوت بخشی کہ کثرت سے انمیں پیغمبر ہوئے اور واسطے فرق کرنے حق کے باطل سے کتاب انکو
دی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ مراد کتاب سے لکھنا ہے کہ ہمنے لکھنا انکو سکھایا اور باپ نوحؑ اور ابراہیمؑ کی اولاد کا حال بیان کرتا ہے کہ فَمِنْهُمْ پس بعضے
انہیں سے مُّهْتَدٍ ہدایت پانیوالے تھے کہ وہ انبیا پر اور انکی کتابوں پر ایمان لائے تھے وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ اور بہت سے انہیں سے فٰسِقُوْنَ خارج ہونیوالے تھے
طریق حق سے ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ پیچھے سے لائے ہم اوپر پاشنوں ان انبیا کے یعنی نوحؑ اور ابراہیمؑ اور انکے زمانہ کے دوسرے انبیا کے قدموں پر لائے ہم
بِرُسُلِنَا پیغمبروں اپنے کو یعنی نوحؑ کے بعد ہودؑ اور صالحؑ کو اور ابراہیمؑ کے بعد اسمعیلؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور یوسفؑ وغیرہ کو وَقَفَّیْنَا اور پیچھے سے
لائے ہم تمام ان پیغمبروں کے یعنی ختم کیا ہمنے انبیا بنی اسرائیل کو بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ساتھ عیسیٰ بیٹے مریم کے وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ اور دی ہمنے
اسکو انجیل یعنی عیسیٰ کو ہم سب انبیا بنی اسرائیل کے بعد لائے اور کتاب انجیل اسکو ہمنے دی وَجَعَلْنَا اور کیا ہمنے یعنی رکھا ہمنے فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ
بیچ دلوں ان لوگوں کے کہ اتَّبَعُوْهُ پیروی کی ہے انہوں نے اس عیسیٰ کی رَاْفَةً وَّرَحْمَةً مہربانی اور بخشش کو آپسمیں یعنی عیسیٰ کی پیروی کرنیوالونکو
آپسمیں مہربان کر دیا ہے کہ ایک شخص دوسرے پر مہربانی کرتا تھا اور ثواب کی انکو رغبت دلائی تھی ہمنے اور یا یہ کہ پیدا کیا ہمنے بیچ دلوں انکے مہربانی اور
بخشش کو وَرَهْبَانِیَّةَ اور طریقہ رہبانیت کو کہ ابْتَدَعُوْهَا ایجاد کیا تھا انہوں نے اسکو اپنی طرف سے اور رہبانیت اصل میں منسوب ہے طرف رہبان کے
اور رہبان وہ شخص ہے کہ خدا سے خوف کرنے میں اور عبادت اور ریاضت میں اور پرہیزگاری اختیار کرنے میں نہایت کو پہنچا ہوا ہو اور انہوں نے اسمیں بہت مبالغہ کیا تھا
اور رہبانیت کا طریقہ انہوں نے اپنی طرف سے اختیار کیا تھا کہ مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ نہیں فرض کیا تھا ہمنے اس رہبانیت کو اوپر انکے بلکہ انہوں نے خود اپنے
نفسوں پر اسکو لازم کر لیا تھا اور سبب اسکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر جانیکی بعد بعضے آدمی انکی امت کے انجیل کے احکام سے دست بردار ہو کر کافر ہو گئے اور
جو کچھ انمیں سے دین عیسوی پر باقی رہے تھے انہوں نے پہاڑوں میں جا کر رہبانیت اختیار کی اور نہایت خلوص سے عبادت خدا میں مشغول ہوئے اور بڑی مشقتوں کو
اپنے نفسوں پر گوارا کیا لذیذ کھانے اور پینے اور نکاح اور لباس سب ترک کر دیئے بالوں کا لباس مثل ٹاٹ کے پہنتے تھے اور اسطرح کی ریاضت اور رہبانیت انپر فرض
نہیں ہوئی تھی اور انہوں نے بھی اس رہبانیت کو اپنے نفسوں پر لازم نہیں کیا تھا اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ مگر واسطے طلب کرنے خوشنودی
خدا کے کہ خدا تعالیٰ ایسی سخت عبادت اور پرہیزگاری ہمارے سے راضی ہو اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں ایک روز رسول خدا صلعم کے پیچھے اونٹ پر
بیٹھا تھا مجھسے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ نصاریٰ نے رہبانیت کو کیونکر اختیار کیا تھا میں نے کہا کہ خدا اور پیغمبر اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا کہ بعد عیسیٰؑ کے جبار اور
اور گردن کشوں نے گناہ اور بدکاری کو ظاہر کیا اور مومنین نے انکو ملامت کیا اگر وہ اپنے بدکاموں سے باز نہ آئے اور تین مرتبہ مومنوں نے اونپر جہاد کیا یہانتک
کہ بہت مومنین مارے گئے اور چند آدمی جو باقی رہے تھے انہوں نے کہا کہ ہم عبادت خدا میں مشغول ہوتے ہیں یہانتک کہ محمدؐ پیغمبر آخر الزمان کہ عیسیٰؑ نے جسکا وعدہ دیا ہے
پیغمبر ہو کر آئے اور راوی ابن مسعودؓ حقیقت میں پیغمبر ہو کر آیا تو بعضے پیغمبر پر ایمان لائے اور بعضے انمیں سے کافر ہو گئے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَمَا رَعَوْهَا پس نہ

رعایت کی اُن سب نے اُس رہبانیت کی اور نہ نگاہ کی جو اُنہوں نے اُسکو حق رعایتہا حق نگاہ کرنی اسکے کا جیسے کہ چاہیے تھا اور سزاوار تھا کہ اُسطرح سے
نگاہ کرنا چاہیے بلکہ خدا کے قائل ہوکر محمد اور قرآن کو اُنہوں نے جھٹلایا اور بعضے دین عیسوی کو چھوڑکر محمد کے دین میں داخل ہوئے ہیں اور مسلمان ہو گئے ہیں
پس فرماتا ہے خدا کہ فاٰتینا الذین اٰمنوا پس ہم نے دیا اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں منہم اُنہیں سے پیغمبر آخر الزمان پر اجرہم اجر اُنکا کہ
کثرت سے ثواب اُنکو عطا کیا وکثیر منہم اور بہت سے اُنہیں سے فاسقون باہر نکلنے والے ہیں ایمان سے اور ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک روز میں رسولخدا
صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کہ اے ابن مسعود وہ جماعت کہ پہلے تھی تہتر فرقے ہو گئی اور ایک فرقہ اُنہیں سے ناجی ہوا اور باقی کے ناری ہوئے اور ایک فرقہ اُنہیں
عیسیٰ کے دین پر سلاطین جابر اور سرکشوں سے لڑا اور دوسرا فرقہ اُنہیں سے وہ تھا کہ طاقت جبابرہ سے لڑنے کی نہیں رکھتے تھے وہ شہروں میں جا بجا چلے گئے اور
رہبانیت کو اُنہوں نے اختیار کیا اور اُن لوگوں ہی کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ورہبانیۃ ابتدعوہا اور بعد اسکے فرمایا کہ جو کوئی مجھپر ایمان لایا اور میری پیروی
اُسنے کی تو اُسنے رہبانیت کے حق کی رعایت کی اور جو کوئی مجھپر ایمان نہیں لایا وہ کافر اور ہلاک ہونیوالوں میں سے ہے اور فرمایا کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام یعنی اسلام میں رہبانیت
نہیں ہے بلکہ رہبانیت میری اُمت کی ہجرت ہے اور جہاد اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور وقت احرام باندھنے کے آواز بلند لبیک کہنی ہے اور حواریین کے حال
کے بعد خطاب کرتا ہے اہل کتاب سے جو کہ ایمان لائے تھے یا ایہا الذین اٰمنوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو پہلے پیغمبروں پر اتقوا اللّٰہ ڈرو تم خدا سے
واٰمنوا برسولہ اور ایمان لاؤ تم ساتھ پیغمبر اسکے کہ وہ محمد ہیں یؤتکم دیویگا تمکو خدا کفلین دو حصے من رحمتہ رحمت اور بخشش اپنی
میں سے ایک حصہ تو پہلے پیغمبروں پر ایمان لانیکی جہت سے اور دوسرا حصہ محمد صلعم پر ایمان لانیکی سبب سے ویجعل لکم اور مقرر کردیگا واسطے تمہارے نوراً
تمشون بہ نور کہ چلو تم ساتھ اُس نور کے اُسکی روشنی میں اور صراط پر سے گزر جاؤ اور بہشت میں داخل ہو ویغفر لکم اور بخشیگا واسطے تمہارے گناہوں کو اور
سابق کے کفر کو واللّٰہ غفور اور خدا بخشنے والا ہے مومنین کو رحیم مہربان ہے اُنپر کہ بعد توبہ کے اُنکے گناہوں کو بخشتا ہے اور تفسیر اہلبیت میں لکھا ہے کہ مراد کفلین سے
حسن اور حسین ہیں اور نور سے مراد علی ہیں یعنی ایمان لاؤ تم خدا اور رسولخدا پر تا کہ حقتعالیٰ شفاعت حسن اور حسین کی عطا فرماوے اور علی کی نور کی روشنی سے
صراط پر سے گزر جاؤ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ رسولخدا نے جعفر طیار کو ستر سوار اُسکے ہمراہ کرکے بجانب حبشہ بھیجا نجاشی کے پاس تا کہ اُسکو دین اسلام کی طرف
بلاوے جعفر اُسکے پاس گئے اور طرف دین اسلام کے بلایا اور رغبت دلائی اُسنے اسلام کو قبول کیا اور چالیس آدمی ہمراہ اُسکی ایمان لائے تھے اُنہوں نے نجاشی سے اذن
طلب کیا رسولخدا کی خدمت میں جانیکا نجاشی نے اُنکو اجازت دی اور وہ ہمراہ جعفر کے مدینہ میں آئے لیکن اُسوقت مدینہ میں پہنچے کہ رسولخدا تیاری جنگ احد کی
کر رہے تھے اور جسوقت محتاجگی اور فقیری اصحاب کی اور موجود نہونا سامان لڑائی کا اُنہوں نے دیکھا تو رسولخدا صلعم سے اذن طلب کیا اپنے جانیکا تا کہ حبشہ سے
مال اور اسباب لاکر مسلمانوں میں تقسیم کریں حضرت نے اُنکو رخصت دی اور اُنہوں نے وہاں سے مال لاکر مسلمانوں میں تقسیم کیا حقتعالیٰ نے یہ آیت اُنکی شان میں
نازل کی کہ الذین آتیناہم الکتاب ہم بہ یومنون الآیہ اور جسوقت کفار اہل کتاب نے آیہ یوتون اجرہم مرتین کو سنا تو مسلمانوں پر فخر کیا اور کہا کہ جو کوئی ہمارے اور
تمہارے دونوں کی کتاب پر ایمان لاوے تو اُسکی واسطے دو اجر ہیں اور جو کوئی فقط تمہاری کتاب پر ایمان رکھے اور ہماری کتاب پر ایمان نہ رکھے اُسکو ایک اجر سے سوا نہ
ملیگا پس تمکو کیونکر فضیلت ہمپر ہے خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ اے لوگو کہ ایمان لائے ہو ڈرو تم خدا سے اور محمد پر ایمان لانے میں ثابت قدم رہو تا کہ خدا
تمکو دیوے جو کچھ کہ وعدہ کیا ہے تمسے اور مومنین اہل کتاب سے دو اجر کا اور اجر تمہارا اُنکی اجر سے کمتر نہ کریگا ہوسکتا ہے کہ تم مثل اُنکی ہو ایمان لانے میں کہ جیسے کہ وہ پہلے
پیغمبروں پر اور خاتم المرسلین پر ایمان لائے ہیں ایسے ہی تم بھی سب پیغمبروں پر ایمان لائے ہو اور بعد اسکے فرمایا کہ لئلا یعلم اہل الکتاب الا یقدرون
لا ائمین زائد ہے اور دوسرا ان مخففہ مثقلہ کا ہے اس واسطے کہ علم کے بعد واقع ہوا ہے اور تقدیر اُسکی یہ ہے کہ لیعلم اہل الکتاب انہ لا یقدرون یعنی خدا تعالیٰ مومنین
کو دو حصہ نور اور رحمت اور مغفرت کی دیتا ہے تا کہ جانیں اہل کتاب جو کہ محمد پر ایمان نہیں لائے ہیں کہ قدرت نہیں رکھتے ہیں وہ کفار اہل کتاب علیٰ شیء
من فضل اللّٰہ اوپر کسی چیز کے فضل خدا کے سے کہ وہ ہرگز فضل خدا کو نہیں پہنچ سکتے ہیں اس واسطے کہ یہ بزرگی اور کرامت اُسوقت ہے کہ جسوقت محمد پر ایمان لائیں
اور وہ اس سعادت سے محروم ہیں پس ان بخششوں سے بھی محروم رہینگے وان الفضل اور تحقیق فضل ثواب عطا اُسکا بید اللّٰہ بیچ ہاتھ قدرت خدا کے ہے

یُؤْتِیْهِ دیتا ہی اسکو **مَنْ یَّشَآءُ** جسکو چاہتا ہی موافق مصلحت کے **وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ** اور خدا صاحب فضل بڑے کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو بتیس آدمی ہیں کہ وہ دین یہود اور نصاریٰ کا نہ رکہتے تھے لیکن پیغمبروں کے دین پر تھے وہ رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور اسلام کو قبول کیا ابو جہل نے انسے کہا کہ بد قوم ہو تم انہوں نے جواب میں اسکے کہا کہ کیا ہے واسطے ہمارے کہ ہم خدا پر ایمان نہ لائیں حقتعالیٰ نے انکے واسطے اور مومنین اہل کتاب کے واسطے مثل عبد اللہ بن سلام کے اور اسکے یاروں کے دو اجر کی بخشش فرمائی ان لوگوں نے اصحاب رسول پر فخر کر کے کہا کہ ہم تم سے بہتر ہیں واسطے اسکے کہ ہمارے واسطے دو اجر ہیں اور تمہارے واسطے ایک اجر ہے حقتعالیٰ نے یہ آیت نازل کی **سُوْرَةُ الْمُجَادِلَةِ** یہ سورہ مدنی ہی اور آیتیں اسمیں اکیس ہیں اور اسکے پڑھنے کی ثواب کی حدیث سورہ حدید میں گزر گئی ہی اسکے پڑھنے کے ثواب کے ذکر میں **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** کہتے ہیں کہ ایک روز خولہ بنت ثعلبہ کہ انصار میں تھی وہ خرزج سے تعلق رکھتی تھی اور شوہر اسکا اوس ابن صامت تھا اور حسب وقت وہ عورت نماز سے فارغ ہوئی تو اس سے طالب صحبت کا ہوا وہ بسبب کسی باعث کے اس امر سے باز رہی شوہر اسکا جو احمق تھا اسنے غصہ ہو کر اسکو کہا کہ انت علی کظہر امی یعنی تو مجھپر مانند پشت ماں میری کے ہی اور اسکو شرع میں ظہار کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ ظہر سے مشتق ہے اور اس کلمہ کے کہنے سے وہ عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے جبتک کہ کفارہ نہ دیوے اور کفارہ کا بعد اسکے ذکر ہوگا اور ایام جاہلیت میں ظہار سے اور ایلا سے یعنی نہ صحبت کرنیکی قسم کہانیسے طلاق واقع ہو جاتی تھی اور اوس بعد اسکے پشیمان ہوا اور خولہ سے کہا کہ گمان میرا یہ ہے کہ تو مجھپر حرام ہوگئی ہے خولہ نے کہا کہ اس امر کو تو رسول خدا سے جا کر پوچھ اسنے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے خولہ خود حضرت کی خدمت میں گئی اور سوقت عائشہ حضرت کا سر دہلاتی تھی کہا کہ یا رسول خدا اوس بن صامت نے جسوقت کہ مجھکو اپنے نکاح میں لایا تھا اسوقت میں جوان تھی اور مالدار اور کنبہ بہت رکہتی تھی اور سب مال میرا خورد برد کیا اور بہت سے فرزند مجھسے جنائے اور جوانی سے میں بوڑھیا ہوگئی اور میرے کنبہ کے لوگ مجھسے جدا اور متفرق ہوگئے تو مجھکو اسنے مثل ماں کے کر دیا ہی اور میں نہیں جانتی کہ فرزندوں کا کیا علاج کروں اگر اسکے پاس چھوڑتی ہوں تو سب ضائع اور ہلاک ہو جاینگے اور اگر اپنے پاس رکہتی ہوں تو بھوکے مر جاینگے اور اب وہ ظہار سے پشیمان ہوا ہے اس مقدمہ میں کیا کوئی تدبیر ہی کہ پھر ہماری صحبت باہم بنی رہے فرمایا کہ تم اسپر حرام ہوگئی ہو کہا کہ یا رسول خدا لفظ طلاق کا واقع نہیں ہوا ہی فرمایا کہ میرا گمان یہی ہی کہ تو اسپر حرام ہوگئی ہی خولہ فرزندوں کی کثرت اور بچپن انکے سے اور جدائی انکی سے کہ ایک مدت دراز تک اسکی ہمراہ رہی تھی نہایت غمگین ہوئی اور دوسری بار حضرت سے عرض کی تو وہی جواب سنا پھر کہا کہ شکایت کرتی ہوں میں طرف خدا کے اپنے فاقہ اور تنہائی کی حضرت نے فرمایا کہ ظاہر شرع کے اعتبار سے تو اسپر حرام ہوگئی ہے اور خدا نے تیرے مقدمہ میں کچھ نہیں فرمایا ہی اور وہ یہی کہتی تھی کہ شکایت کرتی ہوں میں طرف خدا کے اپنی فاقہ اور تنہائی اور پریشانی کی اسمیں اپنی عاجزی سے منہ طرف آسمان کے کیا اور کہا کہ خداوند تحقیق میں شکایت کرتی ہوں طرف تیری اپنی فاقہ اور تنہائی کی پس نازل کر تو اپنے پیغمبر کی زبان پر وہ حکم کہ جسمیں میری خلاصی اور راحت ہووے وہ تو یہ کہتی تھی اور عائشہ حضرت کے سر کو دہوتی تھی دوسری بار حضرت سے پھر عرض کی کہ یا رسول خدا میرے مقدمہ میں فکر کرنی چاہیے اور میرے حال پر رحم کرنا چاہیے عائشہ نے کہا کہ جھگڑے کو اپنے کوتاہ کرنا چاہیے کہ وحی پیغمبر پر نازل ہوئی ہے اور علامت وحی کی یہ تھی کہ اسوقت اونگہ حضرت پر طاری ہوتی تھی جسوقت عائشہ نے آدھا سر حضرت کا دہویا تو حضرت ہوش میں آئے اور خولہ کو حکم کیا کہ تو اپنے شوہر کو حاضر کر اور بعد اسکے یہ چار آیتیں تلاوت فرمائیں **قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ** تحقیق سنا ہی خدا نے **قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ** کہنا اس عورت کا کہ جھگڑا کرتی تھی تجھسے ای محمد صلعم **فِیْ زَوْجِهَا** بیچ امر شوہر اپنے کے **وَتَشْتَكِیْٓ** اور شکایت کرتی تھی **اِلَى اللّٰهِ** طرف خدا کے **وَاللّٰهُ یَسْمَعُ** اور خدا سنتا ہے **تَحَاوُرَكُمَا** سوال اور جواب تمہارا یعنی بار بار کہنا سخن کا آپسمیں اور سوال کرنا اور جواب دینا مقدمہ میں ظہار کے کہ تو کہتا تھا عورت سے کہ تو اپنے شوہر پر حرام ہے اور وہ کہتی تھی کہ مجھکو طلاق نہیں ہوئی ہے **اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ** تحقیق خدا سننے والا ہے آدمیوں کی گفتگو کا **بَصِیْرٌ** دیکھنے والا ہے انکے احوال کا اور منقول ہے کہ جسوقت عائشہ نے یہ آیت سنی تو کہا کہ بزرگ ہے وہ شخص کہ سنتا ہی سب آوازوں کو اور اسپر کوئی آواز پوشیدہ نہیں ہے ایک عورت گھر کے گوشہ میں رسول سے گفتگو کرتی تھی اسطرح سے کہ ہم بعضی بات کو اسکی سنتے تھے اور بعضی کو نہیں سنتے تھے اور خدا پر اسکی کوئی بات پوشیدہ نہ ہوئی اور بعد اسکے فرماتا ہے **اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ** جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم سے **مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ** ساتھ عورتوں اپنی کے یعنی اپنی بیبیوں کو وہ کہیں کہ تو مجھپر مثل پیٹھ ماں میری کے ہی تو جانو وہ لوگ کہ **مَا هُنَّ** نہیں ہیں وہ

عورتیں انکی اُمَّهٰتِهِمْ مائیں انکی حقیقت میں ہو جاتی کیونکہ انکی عورتیں اور مائیں میں بڑا فرق ہے اور اس کلمہ کے کہنے سے جورو ماں نہیں ہو جاتی اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ
نہیں ہیں مائیں انکی اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ مگر وہ عورتیں کہ جنا ہے انہوں نے انکو اور سوائے انکے اور عورتیں مائیں نہیں ہو جاتیں اور مثل ماں کے حرام ہوتیں بھی
برابر نہیں ہو جاتیں مگر وہ عورتیں کہ جنکو خدا نے مثل ماؤں کے حرام کیا ہے جیسے کہ رسول خدا کی بیبیاں ہیں اور دودھ پلانیوالی عورتیں دودھ پینے والوں کے برابر
مائیں حقیقت میں وہ بھی نہیں ہیں لیکن ایسا کلمہ زبان پر لانا برا اور ناسزا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ وَاِنَّهُمْ اور تحقیق وہ مرد ظہار کرنیوالے لَيَقُوْلُوْنَ البتہ کہتے ہیں
مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ انکار کی گئی چیز کو سخن نالائق میں سے اور نہ پہچانی ہوئی میں سے نزدیک شرع کے وَزُوْرًا اور باطل کو یعنی کہتے ہیں وہ باطل بات کو
جو کہ حق کے مخالف ہے سو یہ کہ زوجہ ماں نہیں ہو سکتی وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ اور تحقیق کہ خدا البتہ معاف کرنیوالا ہے گناہ کو توبہ کرنیوالوں کی اس قول سے
غَفُوْرٌ بخشنے والا کہ کفارہ کو فقط واجب کر دیا ہے اور حکم دیا کہ بعد ادا کرنے کفارہ کے وہ زوجہ کہ جسکو ظہار کیا ہے وہ تم پر حلال ہے اور مسائل اسکی تفصیل سے فقہ کی
کتابوں میں ہیں اور اب خدا تعالیٰ ظہار کے کفارہ کا ذکر کرتا ہے وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ اور جو لوگ کہ ظہار کرتے ہیں موافق عادت جاہلیت کے
مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ عورتوں اپنی سے ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ پھر عود کرتے ہیں لِمَا قَالُوْا واسطے اسچیز کے کہ کہا ہے انہوں نے یعنی اس قول سے نادم
ہو کر طرف زوجہ کے رجوع کریں اور بیبیوں سے اپنی صحبت کرنی چاہیں تو کفارہ انکا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ پس آزاد کرنا گردن ایک بندہ کا ہے یعنی انکے
کفارہ میں ایک بندہ مومن آزاد کریں تاکہ زوجہ سے صحبت کرنی حلال ہو لیکن یہ آزاد کرنا واجب ہے مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا پہلے اس سے کہ
باہمیں مس کریں دونوں ایک دوسرے کو اور ضمیر تثنیہ کی يَتَمَاۗسَّا میں مرد و عورت کے واسطے دلالت کرنے کلام کے ہے اور مراد مس سے مجامعت کرنی ہے اور
اگر کفارہ دینے سے پہلے مجامعت کر بیٹھے تو پھر دو کفارے ہیں اور اسیطرح ہر مجامعت میں کفارہ بڑھتا جائیگا ذٰلِكُمْ یہ حکم کفارہ کا کہ جسکے ادا کرنیکا
حکم تمکو ہے تُوْعَظُوْنَ بِهٖ نصیحت کیے جاتے ہو تم ساتھ اسکے تاکہ باز رہو تم اس لفظ منکر کے کہنے سے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خدا ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم خَبِيْرٌ خبردار
اور اس پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے اور واجب ہونا بندے کے آزاد کرنیکا اس صورت میں ہے کہ جس وقت ظہار کرنیوالا قدرت رکھتا ہو بندہ ملکی یا اسکی قیمت کی فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ پس جو
شخص کہ نہ پائے بندہ کو تو فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ پس روزے ہیں دو مہینے کے پے درپے یعنی برابر پے درپے روزے رکھے اور بعد اسکے اکیس سنوں میں اختیار ہے اگر چاہے پے درپے رکھے
اور اگر چاہے متفرق رکھے اور لیکن یہ دو مہینے کے روزے رکھنے مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا پہلے اس سے کہ مس کریں وہ دونوں آپس ایک دوسرے کو فَمَنْ لَّمْ
يَسْتَطِعْ پس جو شخص کہ نہ طاقت رکھے روزہ رکھنے کی کسی عارضہ کے یا بڑھاپے کے یا نقاہت کے سبب سے تو فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا پس
اوپر اسکے کھلانا ساٹھ مسکینوں کا ہے کہ ہر آدمی مومن کو کھانے سے سیر کرے اور یا یہ کہ ہر مسکین کو ایک مد گندم کہ جسکو اکثر کھاتے ہیں یعنی ذٰلِكَ یعنی
یہ فرض کرنا ہوا واسطے اسکے ہے کہ لِتُؤْمِنُوْا تاکہ ایمان لاؤ تم بِاللّٰهِ ساتھ خدا کے وَرَسُوْلِهٖ اور پیغمبر اسکے کہ اسکے احکام اور شرع کے قبول کریں اور ترک کریں
ایام جاہلیت کی عادتوں میں وَتِلْكَ اور یہ احکام حُدُوْدُ اللّٰهِ حدیں خدا کی ہیں کہ ان سے گزرنا نہ چاہیے وَلِلْكٰفِرِيْنَ اور واسطے کافروں کے کہ جو کہ خدا کی
حدوں کو قبول نہیں کرتے ہیں عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب ہے دردناک آخرت میں کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے رسول خدا نے انکو اختیار دیا اس عورت کے
طلاق دینے میں اور رکھنے میں اس عورت کا اپنے پاس رکھنا قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنی کفارہ میں ایک بندہ آزاد کر اسنے اپنی گردن کیطرف اشارہ کرکے کہا
سوائے اس گردن کے دوسری گردن کو میں اپنی پاس نہیں دیکھتا ہوں فرمایا کہ بندہ کو خرید کر کہا کہ یا رسول خدا مال میرے پاس تھوڑا سا ہے اور بندہ کی قیمت بہت ہے فرمایا کہ دو
مہینے کے روزے پے درپے رکھ کہا کہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اسواسطے کہ دن میں دو بار کھاتا ہوں اگر روزہ رکھوں تو رنجور ہو جاؤں اور آنکھوں کی
روشنی جاتی رہے فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کہا کہ نہیں قسم ہے خدا کی کہ سوائے اپنی کسی کو میں زیادہ فقیر نہیں پاتا ہوں پس انکو قدر میں سے حضرت نے
پندرہ صاع کھانا انکو دیا اور فرمایا کہ مستحقوں کو یہ کھانا پہنچا دے اور کہتے ہیں کہ اسی قدر پندرہ صاع لیکر کہا کہ یا رسول خدا مدینہ میں کھانا جن لوگوں کو پہنچاؤں ہم سے زیادہ
فقیر ہوں حضرت نے مسکرا کر استغفار کرنیکا حکم دیا اور ان دونوں کو انہیں ملا دیا پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی تینوں کفاروں کا مقدور نہ رکھتا ہو تو استغفار کر لیوے اور اب
ان لوگوں کو ڈراتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں سے گزر جاتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ تحقیق جو لوگ کہ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

مخالفت کرتے ہیں خدا کی اور پیغمبر اسکے کی اور انکی حکموں کے سوا اور حکموں پر چلتے ہیں تو كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ذلیل اور خوار کئے جائینگے جیسے کہ
خوار کئے گئے ہیں وہ شخص کہ پہلے انسے تھے یعنی پہلے زمانہ کے کفار کہ جو نبیوں سے عداوت کرتے تھے وہ جیسے کہ ذلت اور خواری سے ہلاک ہوئے ایسے ہی یہ بھی ہلاک ہونگے
[illegible] ہوکر کہتے ہیں کہ مراد انکی ہلاک ہونے سے بروز جنگ خندق ہلاک ہونا ہے وَقَدْ أَنزَلْنَا اور تحقیق نازل کی ہیں ہمنے آيَاتٍ
بَيِّنَاتٍ آیتیں روشن وہ قرآن ہے اور تمام معجزہ ہیں کہ جو دلالت کرتی ہیں محمد کی نبوت کے حق ہونے پر وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ اور
انکے کافروں کے عذاب ہے خوار کرنیوالا دنیا میں کہ وہ قتل اور قید ہونگے يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ یاد کرو تو کہ جسدن اٹھائیگا انکو خدا قبروں سے جَمِيعًا سبکو
اور کوئی نہ رہیگا کہ اسکو نہ اٹھائے اور بعد اٹھانیکے فَيُنَبِّئُهُم پس خبر دیگا انکو خدا بِمَا عَمِلُوا ساتھ اسچیز کے کہ کیا ہے انہوں نے پس اسوقت وہ
نہایت شرمندہ ہوں اور رسوائی کی خجالت سے آرزو کریں کہ جلدی دوزخ میں چلے جائیں أَحْصَاهُ اللَّهُ شمار کر لیا ہے اس عمل کو خدا نے اور
اپنے علم سے اسکو جانتا ہے اسواسطے کہ انکے عملوں میں سے کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہیں ہے اور جو کچھ کہ انہوں نے کیا ہے انکے نامہ اعمال میں سب لکھا ہوا ہے
وَنَسُوهُ اور بھول گئے ہیں وہ لوگ اس عمل کو وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ اور خدا اوپر ہر چیز کے اعمال و احوال بندوں میں سے شَهِيدٌ حاضر
ہے کہ سب چیزوں کو جانتا ہے أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ کیا نہ دیکھا تو نے کہ تحقیق خدا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ جانتا ہے اسچیز کو کہ بیچ آسمانوں کے ہے
ملائکہ اور ستارے اور برجیں وَمَا فِي الْأَرْضِ اور جانتا ہے اسچیز کو کہ بیچ زمین کے ہے حیوانات اور درخت اور دریا اور پہاڑ وغیرہ مَا يَكُونُ
مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ نہیں ہوتا ہے مشورہ تین کا کہ وہ آپس میں اپنا راز بیان کریں ایکدوسرے سے إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ مگر وہ کہ خدا چوتھا انکا ہے کہ
انکا مشورہ اسکو معلوم ہے جیسے کہ چوتھے آدمی کو معلوم ہوتا ہے اور ابو جعفر نے تکون پڑھا ہے تا کے ساتھ وَلَا خَمْسَةٍ اور نہیں ہوتا ہے مشورہ پانچ آدمیوں کا
إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ مگر کہ وہ خدا چھٹا انکا ہے کہ وہ انکے سب راز کو جانتا ہے جیسے کہ چھٹا آدمی اگر انمیں شریک ہو کر جانتا وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ
اور نہ کمتر اس گنتی سے وَلَا أَكْثَرَ اور نہ زیادہ پانچ سے إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ مگر وہ کہ ہمراہ انکے ہے اپنے علم سے اور یعقوب نے اکثر کو مرفوع پڑھا ہے من نجوی کے
محل پر عطف کرکے اسواسطے کہ وہ محل میں [illegible] اسم کا ہے اسی سبب سے وہ مرفوع ہوگا یعنی انکے ہمراہ ہے أَيْنَ مَا كَانُوا جہاں کہیں کہ وہ ہوویں خواہ آسمانوں میں
خواہ زمین میں ثُمَّ يُنَبِّئُهُم پھر خبر دیگا انکو بِمَا عَمِلُوا ساتھ اسچیز کے کہ کیا ہے انہوں نے دنیا میں يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے یعنی قیامت کے
روز انکو خبر دیگا کہ جس سے وہ رسوا ہونگے اور انکے عمل پر انکو سزا دیگا إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ تحقیق خدا ساتھ ہر چیز کے عالم ہے اور ہر شخص کے
بھید اور کئے کو جانتا ہے اور آسمان اور زمین کے سب کی چیزوں کو برابر جانتا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ یہودی اور منافقین پاس مومنین کے آپس میں بیٹھکر مشورہ
کیا کرتے تھے جسوقت کہ کوئی لشکر جہاد میں ہوتا تھا اور مسلمانوں کی طرف دیکھکر آنکھوں سے اشارہ کرتے اور مومنین انکا یہ حال دیکھتے تو انکو گمان ہوتا کہ انکو ہمارے
قریبوں کی کہ جہاد میں گئے ہیں خبر پہنچی ہے کہ وہ یا تو قتل ہوگئے ہیں اور یا بھاگ گئے ہیں یا کوئی اور آفت واقع ہوئی ہے یہ مشورہ انکا دیکھکر مومنین کو بہت رنج ہوتا تھا
جب یہ سلسلہ انکا مومنین دیکھتے تو رسول خدا سے شکایت کرتے اور وہ حضرت انکو منع کرتے کہ تم مومنین کے قریب بیٹھکر مشورہ اور سرگوشی نہ کیا کرو وہ اس سے منع نہ
بازنہ آئے خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف ان لوگوں کے کہ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ منع کئے گئے ہیں آپس میں
بیٹھنے سے اور سرگوشی کرنے سے ثُمَّ يَعُودُونَ پھر عود کرتے ہیں اور پھرتے ہیں اور رجوع کرتے ہیں لِمَا نُهُوا عَنْهُ واسطے اسچیز کے کہ منع کئے گئے ہیں وہ
اس سے یعنی انکو منع کیا جاتا ہے کہ تم مسلمانوں کے قریب بیٹھکر مشورہ نہ کیا کرو لیکن وہ باز نہیں آتے ہیں اور اسیطرح سرگوشی کرتے ہیں وَيَتَنَاجَوْنَ اور آپس میں
راز کہتے ہیں عناد اور حسد کے سبب سے بِالْإِثْمِ ساتھ گناہ کے یعنی ساتھ اسچیز کے کہ گناہ میں کر دیتی ہے وہ انکو جیسے رنج دینا مومنین کو اور آزار پہنچانا انکو اور انکی
عیب بیان کرتے وَالْعُدْوَانِ اور راز کہتے ہیں ساتھ تعدی اور ظلم کرنے مومنین کے کہ وہ انکا غمگین کرنا ہے وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ اور مشورہ کرتے ہیں
ساتھ نافرمانی پیغمبر کے کہ مخالف حضرت کے آپس میں مشورت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہودی حضرت کی مجلس اقدس میں آتے تو کہتے حضرت سے کہ السام علیک اور سام
موت کے معنی ہیں یعنی موت اوپر تیرے اور حضرت انکے جواب میں فرماتے کہ وعلیکم یعنی اوپر تمہارے وہی سام ہے ایسے ہی ایکروز رسولخدا صلعم کے پاس آئے اور وہی کلمہ انہوں نے کہا

عائشہ نے یہہ سنکر کہا کہ تمکو موت ہو جیو اور دور دا و غضب خدا کا اور دوری رحمت خدا سے اور نزدیکی عذاب خدا کی حضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ سختی نکر ملکہ نرمی کر وہی جانب ہے تب عائشہ نے کہا کہ تمنے سنا نہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تونے سنا نہیں کہ میں نے رد کیا ہے انکی کلام کو اور وہی کلمہ انکی جواب میں کہا ہے حقتعالی نے یہہ آیت نازل کی کہ **وَاِذَا جَآءُوْكَ** اور جسوقت آتے ہیں وے یہودی تیرا ہیں تو **حَيَّوْكَ** دعا دیتے ہیں تجھکو اے محمد ساتھ اُس چیز کے **بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ** ساتھ اُس چیز کے کہ نہیں دعا دی ہے تجھکو ساتھ اسکی خدا نے یعنی وہ سلام کی جگہہ تجھکو سام کہتے ہیں **وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ** اور کہتے ہیں وے بیچ نفسوں اپنے کے یعنی جی میں اپنے کہتے ہیں کہ **لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ** کیوں نہیں عذاب کرتا ہے ہمکو خدا **بِمَا نَقُوْلُ** ساتھ اُس چیز کے کہ کہتے ہیں ہم یعنی اگر یہ پیغمبر ہوتا تو ہم جو اسکی اہانت کرتے ہیں اس سبب سے خدا ہمکو عذاب کرتا خدا تعالی انکی جواب میں فرماتا ہے کہ **حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ** کافی ہے انکو دوزخ واسطے عذاب کے کہ **يَصْلَوْنَهَا** داخل ہوویں وے اسمیں **فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ** پس بری ہے وہ دوزخ جگہہ پھرنیکی کہ ہمیں قسم قسم کے عذاب ہیں اور اب مومنین کو سطرح کے راز کہنے سے منع کرتا ہے کہ **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا** اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو **اِذَا تَنَاجَيْتُمْ** جسوقت بھید کہو تم آپس میں **فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ** پس بھید نکہو تم ساتھ گناہ کے **وَالْعُدْوَانِ** اور تعدی اور ظلم کے **وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ** اور نافرمانی پیغمبر کی جیسے کہ یہودی اور منافقین کہتے ہیں کہ آپس میں ایسا نکہو تم اور بعضے کہتے ہیں کہ یہہ خطاب منافقین کیطرف ہے یعنی اے وہ لوگو کہ اقرار ایمان کا کرتے ہو اور دعوی کرتے ہو تم کہ ہم مسلمان ہیں تو پس جسوقت راز کہو تو ایسا نہ کہو جو کہ یہودی کہتے ہیں **وَتَنَاجَوْا** اور راز کہو تم **بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى** ساتھ نیکی اور پرہیزگاری کے اور ڈرنا اس امر سے کہ جسمیں مومنین کی خیر نہو اور نافرمانی پیغمبر ہے **وَاتَّقُوا اللّٰهَ** اور ڈرو تم خدا سے ہر کام میں **الَّذِيْٓ اِلَيْهِ** وہ خدا کہ طرف اسکے تم **تُحْشَرُوْنَ** حشر کئے جاؤگے ایک جگہہ میں موافق اُسکے حکم کے اور تمکو موافق تمہارے اعمال کے جزا دیگا **اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ** سوا اسکے نہیں کہ راز کہنا تعدی اور نافرمانی پیغمبر کی جانب شیطان سے ہے الف لام نجوی میں سے اشارہ طرف اُس نجوی کے ہے کہ جسمیں گناہ اور تعدی اور نافرمانی پیغمبر کی ہو اس نجوی کو خدا تعالی فرماتا ہے کہ وہ جانب شیطان سے ہے کہ **لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** تاکہ غمگین کرے وہ اُن لوگونکو کہ ایمان لائے ہیں **وَلَيْسَ** اور نہیں ہے وہ شیطان انکے راز کے کہنے سے جو راز کہ وہ گناہ اور معصیت کا ہے **بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا** ضرر کرنیوالا انکا کسی شی کو کہ وسوسہ ڈالکے مومنین کو ضرر پہنچاوے **اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ** مگر ساتھ حکم خدا کے اور مشیت اور مصلحت اسکی کے کہ انکے قریبوں کو خدا موت دیوے اور انکو مرنے سے قریبوں کے رنج ہووے **وَعَلَى اللّٰهِ** اور اوپر خدا کے **فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ** پس چاہیے کہ توکل کریں مومنین اور مقصود اپنے خدا کے سپرد کریں اور راز کہنے یہودیوں اور منافقوں کے سے خوف نکریں اور ابن مسعود نے جناب رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ جسوقت تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تم میں سے تیسرے کو علحدہ کرکے آپسمیں اپنا راز نہ کہیں اور سرگوشی نکریں اس واسطے کہ وہ تیسرے کو رنج ہوگا اور اگر چار آدمی یا زیادہ ہوں تو مضائقہ نہیں کہ دو آدمی انمیں سے اپنا راز پوشیدہ کہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی خواب ہولناک دیکھے تو بعد بیدار ہونیکے یہ آیت پڑھے انما النجوی من الشیطان آخر اور بعد اسکے کہے کہ اللہم بحق محمد و آل محمد وقنی شر ما رایت فی منامی اور اس خواب کو کسیکے روبرو بیان نکرے کہ خدا تعالی اس خواب کے شر کو اس سے باز رکھیگا اور کہتے ہیں کہ مراد آیت سے خوابیں پریشان ہیں کہ انکو آدمی سوتے ہوئے دیکھتا ہے اور ان کو وہ خوابیں غمگین کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ ہے کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے خواب میں دیکھا رسول خدا صلعم نے قصد کیا ہے کہ وہ اور فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین علیہم السلام مدینہ سے باہر نکلے ہیں اور دو رستے انکو پیش آئے رسول خدا صلعم جانب راست کے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر پہنچے کہ وہاں درخت خرمے کا اور پانی تھا پس رسول خدا نے ایک گوسفند کہ اُسکے کان پر نقطے تھے خرید کیا اور اسکے ذبح کرنیکا حکم دیا پس جسوقت اس گوسفند کو ان حضرات نے کہایا تو سب مرگئے اور فاطمہ زہرا روتی ہوئی خواب سے بیدار ہوئیں لیکن رسول خدا صلعم سے اس خواب کو بیان نکیا اور جسوقت صبح ہوئی تو رسول خدا صلعم دراز گوش پر سوار ہوکر تشریف لائے اور فاطمہ زہرا کو سوار کیا اور حکم کیا کہ امیر المومنین اور حسن اور حسین علیہم السلام بھی مدینہ سے باہر نکلیں جیسا کہ فاطمہ علیہا السلام نے خواب میں دیکھا تھا پس جسوقت مدینہ کی دیواروں سے باہر نکلے تو دو رستے انکو پیش آئے رسول خدا جانب راست کے رستہ کو روانہ ہوئے جیسے کہ فاطمہ نے خواب میں دیکھا تھا یہانتک کہ

ایک مقام پر پہنچی کہ وہاں پانی اور درخت خرما تھے اور رسول خدا صلعم نے اسطرح کی گوسفند جیسیکہ فاطمہؑ نے خواب میں دیکھی تھی خریدکی اور اسکو ذبح کرنے کا
حکم دیا پس وہ ذبح کی گئی اور بھونی گئی جسوقت انہوں نے ارادہ کہانیکا کیا تو فاطمہؑ اٹھکر ایک جانب کو چلی گئیں اور وہاں جاکر رونے لگیں یہ اس گوسفند کو
کھاکر مرجائینگے رسول خدا صلعم نے فاطمہؑ کو بلایا اور پوچھا کہ تو کیوں روتی ہی کہا کہ یا رسول خدا میں نے خواب میں ایسا ایسا دیکھا ہی اور تمنے وہی کیا جو کچھ میں نے
خواب میں دیکھا تھا میں تمسے علیحدہ ہوگئی تا کہ تمکو مرا ہوا نہ دیکھوں پس رسول خدا کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز کی پڑہیں اور پھر اپنے پروردگار سے راز کہا
جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ شیطان ہی کہ جسکو زہا کہتے ہیں اسنے فاطمہؑ کو وہ خواب دکھلایا تھا اور مومنین کو وہ سوتے میں ایذا دیتا ہی جسکے سبب سے
وہ غمگین ہوتے ہیں رسول خدا صلعم نے جبرئیل کو حکم دیا وہ اسکو پکڑ لائی رسول خدا نے اس سے فرمایا کہ تو نے ہی فاطمہؑ کو یہ خواب دکھلایا تھا کہا کہ ہاں پس حضرت نے
تین مرتبہ اسپر تہوکا تین مقام میں اور جبرئیل نے حضرت سے کہا کہ جسوقت تو کسی چیز کو خواب میں دیکھے کہ جسکو مکروہ معلوم ہوتی ہی یا مومنین سے کوئی دیکھے کہ جسکو مکروہ
معلوم ہوتی ہی یا مومنین سے کوئی دیکھے تو پس چاہیے کہ کہے اعوذ بما عاذت ملائکة اللہ المقربون و انبیاء اللہ المرسلون و عباد اللہ الصالحون من شر ما رایت من
رؤیای اور الحمد اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے اور اپنی جانب چپ کو تین مرتبہ تہوکے پس وہ خواب اسکو
ضرر نہ پہنچائیگا پس خدا تعالی نے اپنے پیغمبر پر یہ آیت نازل کی کہ انما النجوی من الشیطان الخ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول بیٹھنے کی جگہہ کا بخل کرتے تھے اور
اگر کسیکو دیکھتے کہ وہ ارادہ بیٹھنے کا کرتا ہی تو اسکو اپنے پاس جگہہ نہیں دیتے تھے جمعہ کے دن رسول خدا مسجد کے در میں بیٹھے تھے اور جگہہ زیادہ کی مجالس
بیٹھنے کی نہ تھی ایک جماعت بدری آدمیوں کی کہ انمیں سے ایک شخص ثابت بن شماس تہا رسول خدا صلعم کی مجلس اقدس میں آئی اور دیکھا انہوں نے کہ
صحاب گرد اگرد حضرت کے بیٹھے ہیں وہاں کھڑے ہوکر انہوں نے کہا السلام علیک ایہا النبی و رحمة اللہ و برکاتہ حضرت نے انکو سلام کا جواب دیا
بعد اسکے انہوں نے صحاب کو سلام کیا انہوں نے بھی انکو سلام کا جواب دیا لیکن مسجد میں جگہہ خالی نہتی وہ لوگ وہاں کھڑے رہے اور انتظار کرتے تھے کہ کوئی انکو جگہہ
دیوے اور رسول خدا صلعم بدری لوگوں کی عزت بہت کرتے تھے جسوقت دیکھا کہ انکو کسی نے جگہہ نہدی تو حضرت کو رنج ہوا اور فرمایا کہ ای فلانے اور ای فلانے کھڑے ہو جاؤ
وہ لوگ کہ مہاجرین و انصار میں سے تھے کراہیت سے کھڑے ہوئے اور بدری لوگوں کو جگہہ خالی کردی منافقوں نے اس مقدمہ میں مجال پاکر زبان طعن کی
درازکی اور کہا کہ تم کہتے ہو کہ ہمارا صاحب عادل اور منصف ہی اور حال یہ ہے کہ پہلے آنیوالوں کو پیچھے آنیوالے لوگوں کی واسطے اٹھا دیا اور یہ امر مخالف عدالت و انصاف
کے ہے حقتعالی نے پیغمبر کی رائے کو پسند کرکے یہ آیت نازل کی **یا ایہا الذین آمنوا** ای وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر **اذا قیل لکم**
جسوقت کہا جاوے واسطے تمہارے کہ **تفسحوا فی المجالس** جگہہ کشادہ کرو تم بیچ مجلسوں کے کہ ذکر خدا یا تلاوت قرآن یا وعظ وغیرہ امر خیر کی مجلس ہوتا کہ اور
مومنین بھی وہاں آکر بیٹھیں اور جسوقت تمکو کوئی دوسرا جگہہ کشادہ کرنیکو واسطے کہے یا زبان سے نکہے بسبب حیا کے لیکن بیٹھنا چاہتا ہو تو ہمیں کہ تنگ ہو جاؤ کہ بڑی
فافسحوا پس جگہہ کشادہ کرو تم اور انکی بیٹھنے کیواسطے **یفسح اللہ لکم** جگہہ کشادہ کریگا خدا واسطے تمہارے قبروں میں یا بہشت میں کہ
بڑی محل اور باغ تمکو دیگا اور یا یہ کہ تمہاری روزی میں کشادگی کردیگا اور کہتے ہیں کہ لوگ رسول خدا کی مجلس اقدس میں بیٹھتے تھے اور اگر انمیں سے
کسیکو کسی کام کیواسطے بلاتے تو وہاں سے اٹھتے نہیں تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں سب سے پیچھے اٹھوں تب آیت نازل ہوئی کہ **واذا قیل انشزوا** اور جسوقت
کہا جاوے واسطے تمہارے ای مومنین کہ اٹھ کھڑے ہو تم یہاں سے تو **فانشزوا** پس کھڑے ہو جاؤ تم اور اشارہ اسمیں طرف اسکی بھی ہی کہ لوگوں کو رسول خدا نے اٹھایا
تھا اور منافقین نے طعن کیا تھا حقتعالی نے انکی دفع کرنیکے واسطے یہ آیت نازل کی کہ حکم خدا کا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ رسول خدا نے کیا تھا کہ اپنی مجلس میں سے
بعضے آدمیوں کو بعضی آدمیوں کے واسطے اٹھا دیا تھا اور بعضی تفسیروں میں مذکور ہے کہ مراد اس آیت سے یہ ہی کہ جسوقت آواز کریں تمکو کہ کھڑے ہو تم واسطے جلدی کرو تم نماز جمعہ
کیواسطے تو پس کھڑے ہو جاؤ تم اور نماز میں جاکر مشغول ہو جاؤ اور یا یہ کہ تمکو جہاد کیواسطے کہیں کہ کھڑے ہو جاؤ تم اور جہاد چلکر کرو تو پس کھڑے ہو جاؤ جہاد کے
واسطے اور تمام اعمال نیک کیواسطے اٹھ کھڑے ہو اور ہمیں سستی نکرو کہ **یرفع اللہ** بلند کریگا خدا **الذین آمنوا منکم** ان لوگوں کو کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے
ملا کرکے اور دنیا میں انکا نیکی ساتہ ذکر کرکے اور آخرت میں انکو بہشت کے محلوں میں جگہہ دیکر **والذین اوتوا العلم** اور بلند کریگا ان لوگوں کو کہ دیئے گئے ہیں

علم شرع کے حکم دیگا دَرَجٰتٍ درجے یعنی کہ درجے اُنکے بلند کریگا اُن لوگوں سے کہ نہیں دیے گئے ہیں علم اور جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ فضیلت عالم کی
شہید پر درجہ میں مانند فضیلت شہید کی عابد پر درجہ میں اور فضیلت رسول کی تمام عالم پر درجہ میں اور فضیلت قرآن کی سب کلاموں پر
مانند فضیلت خدا کے ہے اوپر کل مخلوقات کے اور فضیلت عالم کی تمام آدمیوں پر مانند فضیلت میری کے ہے ادنیٰ آدمی پر اور فرمایا ہے حضرت نے کہ فضیلت
عالم کی عابد پر مثل فضیلت چاند کے ہے ستاروں پر شب چہاردہم کو اور فرمایا ہے حضرت نے کہ درمیان عالم کے اور عابد کے سو درجوں کا فرق ہے اور درمیان دو
درجوں کے اسقدر فرق ہے کہ گھوڑا تیز دوڑنے والا ستر برس تک درمیان اُن دونوں درجوں کے دوڑے تو ایک سے دوسرے درجہ کو پہنچے اور فرمایا ہے رسولخدا
صلعم نے کہ قیامت کے روز تین گروہ شفاعت کرینگے اول تو انبیاء اور بعد انکے علماء اور بعد انکے شہداء اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے
روز خداتعالیٰ سب آدمیوں کو ایک جگہ جمع کریگا اور ترازو کھڑے کیے جائینگے پس وزن کیا جائیگا خون شہداء کا علماء کی دوات کی سیاہی کے ساتھ
پس غالب اور گراں ہوگی وہ سیاہی خون شہداء سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ عالم کہ جسکے علم سے فائدہ حاصل کیا جاوے بہتر ستر
ہزار عابد و ولی سے ہے اور مراد علم سے دین کا علم ہے یعنی جاننا حلال اور حرام کا اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا بہتر ہے ہزار رکعت نماز کے پڑھنے سے
اور فرمایا ہے حضرت نے کہ جو کوئی کسیکو علم دین سکھلاتا ہے اسکو درود بھیجتے ہیں ملائکہ اور کل اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں دریا
اور منقول ہے کہ جو کوئی علم دین سیکھنے جاتا ہے خداتعالیٰ اسکو جنت کی راہ لیجاتا ہے اور اسکے پاؤں کے نیچے ملائکہ اپنے پر بچھاتے ہیں اور منقول ہے کہ جو کوئی
کسیکو ایک مسئلہ دین کا تعلیم کریگا خداتعالیٰ قیامت کے دن ہزار ہنسلیاں نور کی اسکی گردن میں ڈالیگا اور ایکہزار گناہ اسکے بخشیگا اور ایکہزار شہر
اسکے واسطے بنائیگا اور جسقدر بال کہ اسکے بدن پر ہیں انکے شمار کے موافق ثواب حج اور عمرہ کا اسکے واسطے لکھیگا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ
سلیمان بن داؤد کو اختیار دیا گیا علم اور مُلک اور مال میں کہ ان تینوں سے ایک کو اختیار کریں پس علم کو اختیار کیا پس برکت سے علم کے مُلک اور مال بھی
اُنہوں نے پایا اور اس آیت سے ثابت ہوا کہ بعد رسولخدا کے علی کے برابر کسیکا درجہ اور فضیلت نہیں ہے اسواسطے کہ وہ سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور صحابہ مشکل مسئلوں میں
علی کیطرف رجوع کرتے تھے وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور خداتعالیٰ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم اور ازانجملہ راز کہنا ہے ان سب فعلوں اور قولوں تمہاری
سے خَبِيْرٌ خبردار ہے اور جاننے والا ہے پس سب کو موافق عمل کے جزا دیگا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ بہت آدمی رسولخدا کے پاس آمد و رفت
رکھتے تھے اور حضرت سے بہت مسائل پوچھتے تھے اور ایسے ایسے حضرت سے سوال کرتے تھے کہ جس سے حضرت کو رنج ہوتا تھا اور باتیں طرح طرح کی گفتگو کرتے تھے جو
باعث ملال کا حضرت کے ہوتے تھے اور بسبب خلق نیک اپنے کے انکو منع نکرتے تھے اور تونگر اور آسودہ آدمی حضرت کے پاس بہت آتے تھے اور دیر تک بیٹھے
رہتے تھے اور انکی کثرت کی سبب سے صحابہ فقراء کو جگہ بیٹھنے کی نہیں ملتی تھی اس سبب سے بھی حضرت کو بہت مکروہ معلوم ہوتا تھا اور ظاہر نہیں کر سکتے تھے
حقتعالیٰ نے چاہا کہ اپنے پیغمبر کو اس مشقت و رنج سے خلاصی بخشے اور کثرت کو قلت سے بدل دیوے اسواسطے یہ آیت نازل کی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ جسوقت کہ راز کہو تم پیغمبر سے تو فَقَدِّمُوْا پس مقدم کرو تم بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ آگے راز
کہنے اپنے کے صَدَقَةً صدقہ کو یعنی جسوقت تم پیغمبر سے کچھ راز کہو تو پہلے راز کہنے سے کچھ تصدق کرو اور راہ خدا میں دو اور بعد اسکے اپنا راز کہو
اس آیت میں بڑی تعظیم ہے رسولخدا کی اور ممانعت ہے کثرت سوال سے اور فرق ہونا درمیان مومن خالص اور منافق کے اور فرق معلوم ہونا درمیان
دوست دنیا اور دوست آخرت کے اور حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ جسوقت رسولخدا صلعم سے کسی حاجت کا سوال کرو تو اسوقت کچھ تصدق کرو تاکہ حاجت روائی
تمہاری جلد ہو جاوے اور اس امر کو کسینے ادا نہیں کیا ہے سوائے امیر المومنین علیہ السلام کے اسواسطے کہ انہوں نے ایک دینار کو تصدق کیا کے دس مرتبہ رسولخدا صلعم
سے راز کہا ذٰلِكَ یہ صدقہ دینا راز کہنے سے پہلے خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے دین کے باب میں مستی دنیا سے وَاَطْهَرُ اور پاکیزہ تر ہے واسطے
اسکے کہ تمہیں گناہوں سے پاک کرتی ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں پوچھا تو فرمایا کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسولخدا نے صحابہ سے بموجب آیت
پوچھا تو سب آدمی اٹھکر چلے گئے اور رسولخدا نے مجھکو بلا کر فرمایا کہ کیا مصلحت دیکھتا ہے تو اس حکم میں ایک دینار مقرر کریں کہ وہ وقت راز کہنے کے ہر ایک دینا

تصدق کریں مینے عرض کی کہ یہ لوگ اسکی طاقت نہیں رکہتے ہیں فرمایا کہ پس کیا دیویں مینے کہا کہ ایک دانہ یا ایک جو دیناریں سے فرمایا کہ نصیب تیرا دنیا میں بہت کم ہی جسوقت کہ حضرت نے اسقدر اسپر مقرر کیا تو لوگونکو بہت دشوار معلوم ہوا او بخیلوں نے تو تنگی کے سبب سے اور تونگروں نے بخل کے سبب سے رسولخدا صلعم کے پاس جانا موقوف کیا اور میں اپنے مال میں سے ایک دینار اپنے پاس رکہتا تھا اسکو مینے دس درم کو بیچا اور ہر روز ایک درم تصدق کرتا تھا اور رسولخدا سے راز کہتا تھا اور مسائل پوچھتا تھا اور خلوت میں علوم کے راز سے واقف ہوتا تھا اور مخالف اور موافق کی دونو کی کتاب میں مذکور ہے کہ علیؑ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں ایک آیت ہی کہ جسنے پہلے مجہسے اسپر عمل نہیں کیا ہی اور نہ بعد میرے کوئی اسپر عمل کریگا اور جامع الاصول میں لکہا ہی کہ صحابہ میں سے کسینے اس آیت پر عمل نہیں کیا ہی سوائے علی بن ابیطالب کے اور کشاف میں لکہا ہی کہ عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ اُنہی ایک دفعہ کہا کہ علیؑ میں تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر مجہہ میں ایک بھی اُنمیں سے ہوتی تو میرے نزدیک وہ شتران سرخ موی اور چشم سیاہ سے بہتر تھی ایک تو فاطمہ زہراؑ کا اُن سے نکاح ہونا جسوقت کہ بڑے بڑے بزرگ اور نامی آدمی قریش کے اُسکی درخواست کرتے تھے اور دوسرے علم رسولخدا کا اُسکو مرحمت ہونا بروز جنگ خیبر اور ذکر اسکا سورۂ انا فتحنا میں مفصل گزر گیا ہی اور تیسرے آیہ نجوی کہ اسپر سوائے اُسکے کسینے عمل نہیں کیا ہی اور منصف طالب حق پر ظاہر ہے کہ اختیار کرنا علیؑ کا تصدق کرنیکو اور نجوی کو اور حرص اُسکی مناجات نبیا میں اور توجہ اُسکی ملاقات سرور انبیا میں دلیل روشن ہے افضل ہونے علیؑ میں تمام صحابہ سے اور محروم رہنا ابوبکر اور عمر اور عثمان کا باوجود آسودگی اور تونگری کے اور ترک کرنا نجوی رسولخدا کا اور محروم رہنا انکا اس سعادت کبری سے ہی دلالت کرتا ہے اُنکے حریص ہونے پر طرف مال دنیا کے اور رغبت اُنکی پر طرف دنیائے ناپائدار کے اور علیؑ باوجود فقر اور فاقہ کے اس سعادت سے محروم نہوا اور تفسیر مدارک اور تفسیر زاہدی اور تفسیر بحر مواج شہاب الدین دولت آبادی میں کہ بڑی معتبر کتابیں اہلسنت کی ہیں مذکور ہی کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہی کہ اس آیت پر کسینے عمل نہیں کیا ہے پہلے مجہسے اور نہ بعد میرے اسپر کوئی عمل کریگا میرے پاس ایک دینار تھا اسکو مینے خرچ کیا پس جسوقت کہ میں جناب رسولخدا سے راز کہتا تھا تو اُسمیں سے ایک درم کو تصدق کرتا تھا اور دس مسئلہ مینے رسولخدا سے پوچھے اور حضرت نے جواب اُنکا مجہکو دیا مینے پوچھا کہ یا رسول اللہ وفا کیا چیز ہے فرمایا کہ توحید اور شہادت لا الہ الا اللہ کی پہر مینے پوچھا کہ فساد کیا ہی فرمایا کہ کفر اور شرک ہے خدا تعالی کا اور بعد اسکے مینے پوچھا کہ حق کیا ہی فرمایا کہ اسلام اور قرآن اور ولایت یعنی خلافت جسوقت منتہی ہو کہ وہ طرف تیرے اور بعد اسکے باقی کے او مسئلہ لکہے ہیں لیکن اس مقام میں غور کرنا چاہئے اور انصاف کو ہاتہ سے نہ دینا چاہئے کہ رسولخدا فرماتے ہیں کہ حق تین چیزیں ہیں اسلام اور قرآن اور خلافت جسوقت منتہی ہو وہ طرف علیؑ کے اور علیؑ کے پاس جسوقت وہ پہنچا اور علیؑ سے پہلے لوگونکی خلافت کو حق نفرمایا پس وہ باطل ٹہیری اور علیؑ کی خلافت کی حقیت ثابت ہوئی اور اگر پہلوں کی خلافت بہی حق ہوتی تو چاروں کی خلافت کو حق فرماتے نہ تنہا علیؑ کی خلافت کو اور اگر ولایت بمعنی دوستی ہو تو اس صورت میں بہی مطلب ثابت ہی اسواسطے کہ جسوقت علیؑ کی دوستی حق ہوئی اور پہلوں کی دوستی باطل ہوئی تو خلافت بہی اُنکی باطل ہے کہ جسوقت دوستی اُنکی باطل ہوئی تو خلافت اُنکی کیونکر حق ہوگی پس مطلب ہمارا ثابت ہوا اور سوائے اسکے دوسرے مقام میں بہی علیؑ کا اور رسولخدا کا آپسمیں راز کہنا اور فضیلت علیؑ کی کل صحابہ پر ثابت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکہا ہے کہ جابر بن عبداللہ سے منقول ہی کہ دعی رسول اللہ علیا الی الطائف فانتجاہ فقال الناس ای المنافقون او عوام الصحابۃ فقد طال نجواہ مع ابن عمہ یعنی بلایا رسولخدا نے علیؑ کو طرف طائف کے پس راز کہا حضرت نے علیؑ سے پس کہا آدمیوں نے یعنی منافقوں نے یا عام صحابہ نے کہ بتحقیق دراز ہوا راز کہنا اُنکا ہمراہ ابن عم اپنے کے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کہنے والے طال نجواہ مع ابن عمہ کے منافقین یا عام صحابہ تھے اور شیخ متقی نے کنز العمال میں اس حدیث میں فقال الناس کی جگہہ فقال ابوبکر لکہا ہی پس اس قول سے معلوم ہوا کہ کہنے والا طال نجواہ مع ابن عمہ کا ابوبکر ہی اور ملا معین الدین نے اپنی تفسیر میں ابوبکر کی جگہہ عمر کا نام لکہا ہی اور ملا علی قاری جو اس سے غافل تہا سو اُسنے ناس کی تقریر میں منافقوں یا عوام صحابہ لکہے ہیں اور جسوقت یہ حدیث موافق کہنے ملا علی قاری کے تسلیم کیجائے تو لازم آئے کہ ابوبکر اور عمر منافقین یا عام صحابہ میں سے تہے کہ کچہہ قدر اور منزلت نرکہتے تہے رسولخدا کے نزدیک نہ صحابہ کبار میں سے جیسا کہ اہلسنت سمجہتے ہیں اور عبداللہ بن ہارون خراسانی نقل کرتا ہی کہ مینے امام علی بن موسی الرضا سے پوچہا کہ صدقہ کس سبب سے حرام ہوا فرمایا کہ امر عظیم سے تونے سوال کیا ہی اب اسکو جان تو کہ جسوقت ہمنے صدقہ دیکر اپنے تئیں پاک کیا تو خدا تعالی نے نچاہا کہ ہمکو صدقہ لینے سے چرک آلودہ کرے اور

یہ آیت تلاوت فرمائی کہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول الخ اور فرمایا کہ کسی نے اس آیت پر عمل نہیں کیا ہے سوائے امیر المومنین علیہ السلام کے کہ صدقہ دیا اور رسول خدا
سے راز کہا اور یہ حکم ایک روز تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ حکم ایک ساعت میں تھا اور امیر المومنین علیہ السلام نے اُس ساعت میں صدقہ دیا اور بعد اسکے حقتعالی نے اس
حکم کو منسوخ کیا کہ بعد اسکے ایک اور فقیروں اور تونگروں سبکو اجازت دی کہ بدون صدقہ کے رسول خدا سے راز کہیں اور اول فقیروں کے حال میں فرماتا ہے کہ
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا پس اگر نہ پاؤ تم صدقہ دینے کیواسطے کسی چیز کو تو فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ پس تحقیق خدا بخشنے والا ہے یعنی درگزر کی اس شخص کے
بدون صدقہ کے راز کہنے سے رَّحِیْمٌ مہربان ہے کہ بندہ کو ایسی تکلیف نہیں دیتا ہے جسکی کہ وہ طاقت نہ رکھے اور اب تونگروں کو خطاب کرتا ہے غصہ سی واسطے
معاف کرنے صدقہ کے کہ ءَاَشْفَقْتُمْ کیا ڈر گئے تم فقیر ہو جانے سے اَنْ تُقَدِّمُوْا اس سے کہ مقدم کرو تم یعنی پہلے دو تم بَیْنَ یَدَیْ
نَجْوٰىكُمْ نزدیک راز کہنے اپنے کے صَدَقٰتٍ صدقوں کو یعنی تمنے جو صدقہ نہ دیا اور صدقے کے بعد راز کہنا اختیار نہ کیا تم ڈر گئے کہ ایسا نہو کہ
صدقہ دینے سے ہم فقیر ہو جائیں فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا پس جسوقت کہ نہ کیا تمنے اس کام کو وَتَابَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ اور توبہ قبول کی خدا نے اوپر تمہارے اور
صدقہ دینا انکو معاف کیا اور اس حکم میں تمکو معذور رکھا اور تقصیر سے تمہاری درگزرا تو فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ پس قائم رکھو تم نماز کو کہ ہمیشہ اسکو پڑھتے رہو
وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ اور دو تم زکوٰۃ کو جو کہ تمپر فرض کی ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی اور پیغمبر اسکے کی سب حال میں
وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ اور خدا خبردار ہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم ظاہر میں اور باطن میں اور موافق اسکے تمکو جزا دیگا اور اس آیت میں شرف اور
بزرگی جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ظاہر ہے اسواسطے کہ خدا تعالی کے علم میں گزرا تھا کہ اس آیت پر سوائے علیؑ کے اور کوئی عمل نہ کریگا اور فرمانبرداری اس امر کی
دوسرے شخص میں ثابت نہوگی پس باعث اس آیت نجوی کے نازل ہونیکا اور پھر اسکو منسوخ کرنیکا ظاہر کرنا علیؑ کی فضیلت کا ہی اور کہتے ہیں کہ عادت
منافقوں کی یہ تھی کہ یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے اور مومنین کے راز اور پوشیدہ باتیں انسے کہتے اور ان سب میں سے ایک شخص عبداللہ بن نبیل تھا کہ وہ
منافق رسول خدا کے پاس اکثر نشست و برخاست رکھتا تھا اور حضرت کی باتوں کو نقل کر یہودیوں سے کرتا تھا ایکروز رسول خدا صلعم اپنی حجرۂ طاہرہ میں بیٹھے تھے اور صحابی
بھی حضرت کے پاس موجود تھے صحابہ سے فرمایا کہ اسوقت تمہارے پاس مرد آئیگا کہ دل اسکا تکبر کرنیوالوں اور سرکشوں سا ہو اور شیطان کی نظر سے وہ نگاہ کرے ناگاہ
ابن نبیل آیا اور وہ کبود چشم تھا حضرت نے اس سے فرمایا کہ تو اور یار تیرے کسواسطے مجھکو گالیاں دیتے ہیں اسنے سوگند کھائی اور اپنے یاروں کو لایا انہونے بھی سوگند
کھائی اور کہا کہ ہم ایسی بے ادبی نہیں کرسکتے ہیں تب آیت نازل ہوئی کہ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف ان لوگوں کے کہ دوستی
کی ہے انہوں نے یعنی کیا نہیں دیکھتا ہے تو طرف منافقوں کے کہ دوستی کی ہے انہوں نے قَوْمًا اس قوم سے کہ غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ غصہ کیا ہے
خدا نے اوپر انکے یعنی یہودی کہ خدا نے انپر غصہ کیا ہے اور ان سے منافقین دوستی رکھتے ہیں کہ مَا ھُمْ نہیں ہیں وہ منافقین مِّنْکُمْ تم میں سے وَلَا مِنْھُمْ
اور نہ انمیں سے یعنی اور نہ وہ یہودیوں میں سے ہیں جیسی کہ پہلے اس سے فرمایا ہے کہ مذبذبین بین ذلک لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء وَیَحْلِفُوْنَ عَلَی الْکَذِبِ
اور قسم کھاتے ہیں وہ اوپر جھوٹ کے کہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور پیغمبر کی بے ادبی نہیں کرسکتے ہیں وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ وہ جانتے
ہیں اپنے تئیں کہ منافق ہیں اور جھوٹ پر قسم کھاتے ہیں اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ تیار کیا ہے خدا نے واسطے ان منافقوں کے عَذَابًا شَدِیْدًا عذاب
سخت کو کہ دنیا میں تو واسطے انکے خواری اور رسوائی ہے اور آخرت میں آتش دوزخ ہے اِنَّھُمْ تحقیق کہ وہ لوگ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بری
ہے چیز کہ ہیں وہ کرتے اور عمل بد پر وہ اصرار کرتے ہیں اور ہمیشہ اسکو کئے جاتے ہیں اور یا یہ کہ آخرت میں انکو عذاب کے کہا جاویگا کہ بری ہے وہ چیز کہ تھے وہ کرتے دنیا
میں کہ اسلام کو ظاہر کرتے تھے اور دلمیں اپنے کفر رکھتے تھے اور دشمنان خدا سے دوستی رکھتے تھے اِتَّخَذُوْٓا پکڑا ان منافقوں نے اَیْمَانَھُمْ قسموں اپنی کو کہ جھوٹ
کھاتے ہیں جُنَّةً ایک سپر کہ اس سے اپنے تئیں نگاہ رکھتے ہیں اور اپنے خون اور مال کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچاتے ہیں فَصَدُّوْا پس باز رکھا ہے
انہونے لوگوں کو عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ راہ خدا کی سے کہ کافروں کے روبرو مسلمانوں کی اہانت بیان کرکے اور مسلمانوں کو کافروں کے جہاد سے خوف دلاکے اور
کافروں کو مسلمانوں کی ملاقات سے بند کرکے اور رسول خدا کی صحبت میں بیٹھنے سے منع کرکے فَلَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ پس واسطے انکے عذاب ہے خوار کرنیوالا

ع ۲ ۲

اور یہ دوسری صورت عذاب کی ہی واسطے منافقوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے عذاب سے اشارہ طرف عذاب قبر کے ہے اور دوسرے سے اشارہ طرف عذاب آخرت کے ہے
اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے منافقین میں سے کہا کہ ہم بسبب مال کثیر اور اولاد متعدد اپنی کے قیامت کے روز بھی نصرت کئے گئے ہونگے اور فائدہ میں ہونگے اور عذاب
سے سرور کے رستگاری پاوینگے حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ ہرگز نہ بے پروا کریں انکو یعنی قیامت کے دن أَمْوَالُهُمْ مال انکے وَلَا
أَوْلَادُهُمْ اور نہ اولاد انکی مِّنَ اللَّهِ عذاب خدا سے شَيْئًا کسی چیز کو أُولَٰئِكَ یہ گروہ منافقوں کی أَصْحَابُ النَّارِ صاحب آتش
دوزخ کے ہیں هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ کہ وہ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے ہیں يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا یاد کرو اس دن کو کہ اٹھائیگا ان منافقوں کو
خدا سب کو قبروں سے اور پھر انکو کہا جاوے کہ تم یہاں کیوں نہیں لائے تو فَيَحْلِفُونَ پس قسمیں کھائینگے لَهُ واسطے اسکے یعنی خدا کے آگے اپنے ایمان اور
مومن خالص ہونے پر قسمیں کھاوینگے منافقین كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ جیسے کہ قسمیں کھاتے ہیں وہ واسطے تمہارے اے مسلمانوں اور کہتے ہیں کہ ہم مثل تمہارے مسلمان ہیں
وَيَحْسَبُونَ اور گمان کرتے ہیں کہ أَنَّهُمْ تحقیق وہ عَلَىٰ شَيْءٍ اوپر ایک چیز کے ہیں یعنی گمان انکا یہ ہے کہ اس جھوٹی قسم سے ہمکو اس روز
فائدہ ہوگا اور وہ اپنی تئیں سلامت پر جانتے ہیں اور مراد اس سے یہ ہے کہ نفاق انکا انکے دلوں میں اس طرح سے مضبوط ہوا ہے کہ آخرت میں بھی انسے دور نہوگا
أَلَا خبردار ہو اے مومنین إِنَّهُمْ تحقیق وہ منافقین هُمُ الْكَاذِبُونَ وہی جھوٹ بولنے والے ہیں اور بیچ انکار اس کے تئیں پہنچا کہ خدا
کے سامنے بھی جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں خدا کے آگے اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ غالب ہوا ہے اوپر ان منافقوں کے الشَّيْطَانُ شیطان اور وسوسہ
انکو کی طرف باطل کے راغب کیا ہے فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ پس بھلا دیا انکو یاد کرنا خدا کا کہ نہ انکو زبان سے یاد کرتے ہیں اور نہ دل سے أُولَٰئِكَ
یہ گروہ خدا کو بھولنے والے لوگ حِزْبُ الشَّيْطَانِ گروہ شیطان کے ہیں اور تابعدار اسکے أَلَا خبردار ہو اور جانو تم اے بندو خدا کے إِنَّ
حِزْبَ الشَّيْطَانِ اس واسطے کہ تحقیق گروہ شیطان کا هُمُ الْخَاسِرُونَ وہی نقصان والے ہیں کہ بہشت کی نعمتوں کو ہاتھ سے دیکر
ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوے إِنَّ الَّذِينَ تحقیق جو لوگ کہ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مخالفت کرتے ہیں خدا کی اور پیغمبر اسکے کی
أُولَٰئِكَ وہ لوگ خلاف کرنیوالے فِي الْأَذَلِّينَ بیچ زیادہ ذلیل لوگوں کے ہونگے دنیا میں اور آخرت میں یعنی زیادہ ذلیل لوگوں کی جماعت میں وہ
داخل ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے بعد فتح ان بستیوں کے کہ جو انکے گرد اور نواح میں تھیں کہا کہ البتہ خدا تعالی ہمکو فارس اور روم کے لینے کی بھی
توفیق دیگا جسوقت عبد اللہ بن سلول وغیرہ منافقوں نے سنا تو کہا کہ گمان تمہارا ایسا ہے کہ فارس اور روم ان بستیوں کے مانند ہیں کہ جنکو تمنے فتح کیا ہے حقتعالے
نے یہ آیت نازل کی كَتَبَ اللَّهُ لکھا ہے خدا نے لوح محفوظ میں اور اس حکم کو ثابت کیا ہے کہ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي البتہ غالب ہونگا میں اور رسول
میرے دشمنان دین پر اور غلبہ خدا کا حجت قائم کرنی اور نصرت دینی ہی پیغمبروں کو اور مسلمانوں کو دشمنوں پر اور غلبہ رسولونکا اگر انکو حکم جہاد کا ہے تو لڑائی میں
انکو دشمنوں پر غالب کریگا اور جو حکم جہاد کا نہیں ہے تو دلیل اور حجت سے غالب کریگا إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ تحقیق خدا قوت والا ہی نبیونکے نصرت کرنے اور
غالب کرنے پر عَزِيزٌ غالب ہے ہر حکم میں اور ہر چیز پر اور کوئی اسکو منع نہیں کرسکتا ہی اور کہتے ہیں کہ ایکروز عبد اللہ بن عبد اللہ سلول رسول خدا کے
پاس آیا حضرت نے پانی طلب کرکے نوش فرمایا اور کچھ اسمیں سے پانی باقی رہگیا عبد اللہ نے کہا کہ یا رسول خدا مجھکو اجازت ہو تو یہ باقی کا پانی لیجاؤں
اور اپنے باپ کو پلاؤں اس پانی کی برکت سے دل اسکا شرک سے پاک ہو حضرت نے اسکو اجازت دی وہ لیگیا اور اپنے باپ کو وہ پانی دیا اسنے پوچھا کہ یہ کیا ہے
عبد اللہ نے کہا کہ رسول خدا کا جھوٹا پانی ہی اسکو پی کہ دل تیرا شرک اور نفاق سے پاک ہو اسنے کہا کہ تو اپنی ماں کا پیشاب کیوں نہیں لایا عبد اللہ نے رسول خدا سے
جاکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ مجھکو اجازت ہو تو میں اسکو مار ڈالوں فرمایا کہ نہیں بلکہ اسکے ساتھ نرمی کر حقتعالے نے یہ آیت نازل کی کہ لَا تَجِدُ قَوْمًا
نہ پاویگا تو کسی قوم کو یعنی محال ہے کہ پاوے تو ایسی قوم کو کہ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ایمان لاتے ہیں وہ ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے
يُوَادُّونَ دوست رکھیں وہ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اس شخص کو کہ خلاف کرے وہ خدا کے اور رسول اسکے یعنی مومنین ہرگز کافروں اور
منافقوں اور اپنے دین کے مخالفوں کو دوست نہ رکھینگے وَلَوْ كَانُوا اگرچہ ہوویں وہ خلاف کرنیوالے خدا اور رسول کے آبَاءَهُمْ باپ انکے جیسے کہ بیٹا عبد اللہ

سلوک کہ اپنی باپ کو قتل کرتا تھا اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ یا بیٹے انکی جیسے کہ روز بدر ابوبکر نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو واسطے لڑنے کے طلب کیا اور رسولخدا نے منع کیا اسکو
نہ جانے دیا اَوْ اِخْوَانَهُمْ یا بھائی انکی جیسے کہ مصعب بن عمیر نے بھائی کو اپنی جنگ احد میں اپنی قتل کیا اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ یا کنبا انکا اور
خویش و اقارب جیسے کہ امیر المومنین اور حمزہ کہ اپنی قریبوں عتبہ اور شیبہ کو انہوں نے جنگ بدر میں قتل کیا اور پہلی ضمیر طرف من کے باعتبار لفظ کے پھرتی
ہے اور دوسری باعتبار معنی کے اسواسطے کہ من واسطے واحد اور جمع کے دونوں کے آتا ہے اور خلاف رسولخدا کے عثمان نے اکثر کیا ہے مروان کے باپ حکم کو کہ جسکو
رسولخدا نے مدینہ سے نکال دیا تھا اور ابوبکر اور عمر نے بھی اسکو نکالے رکھا تھا اسکو قرابت کی جہت سے مدینہ میں بلا کر جگہہ دی اور مال ملکوں کی آمدنی کا جو کہ سب
مومنین کا حق تھا وہ اپنے قریبوں اور یاروں دوستوں کو دیکر انکو مالا مال کر دیا خلاف تقسیم رسولخدا کے اور یہی سبب تھا کہ سب اصحاب اس سے برگشتہ ہو گئے تھے چنانچہ کتب
فریقین میں ثابت ہے اور خلاف رسولخدا کے کثر معاویہ سے ہوا اسی سبب سے صحابہ اس سے پھر گئے تھے چنانچہ اہلسنت کی کتابوں میں لکھا ہے اُولٰۗىِٕكَ
وہ گروہ کہ جو دشمنان خدا سے دوستی نہیں کرتے ہیں كَتَبَ لکھا ہے خدا نے یعنی ثابت کیا ہے فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ بیچ دلوں انکے ایمان کو اپنی الطاف اور
توفیق کے وسیلہ سے وَاَيَّدَهُمْ اور قوت دی ہے انکو بِرُوْحٍ مِّنْهُ ساتھ روح کے اپنی جانب سے یعنی ساتھ ایسی چیز کے کہ دل انکا اس سے زندہ ہوتا
رحمت کے یا نصرت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مدد دی انکو جبرئیل سے یا قرآن سے اور بعضے کہتے ہیں کہ ضمیر ایمان کیطرف پھرتی ہے یعنی مدد دی انکو نور ایمان
سے اسواسطے کہ وہی سبب دلوں کی زندگانی کا ہے اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے بھی یہی فرمایا ہے اور حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
جسوقت کوئی مرد زنا کرتا ہے تو روح ایمان کی اس سے نکلجاتی ہے اور یہ وہی روح ہے کہ جس سے مدد دی ہے اور امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت آدمی نیکی کرتا ہے
وہ روح باقی رہتی ہے اور گناہ کرتا ہے تو اس سے غائب ہوجاتی ہے وَيُدْخِلُهُمْ اور داخل کریگا انکو قیامت کے روز جَنّٰتٍ بہشتوں میں کہ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے نہریں پانی کی اور دودھ کی اور شراب کی اور شہد کی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ
بیچ ان بہشتوں کے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ راضی ہوا ہے خدا انسے اور انکے اعمال کو پسند کیا ہے وَرَضُوْا عَنْهُ اور راضی ہوئے وہ اس خدا سے بسبب اسکے کہ وعدہ
کیا ہے اسنے ثواب کا اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ یہ لوگ گروہ خدا کی ہیں اور دین خدا کی نصرت کرنیوالے اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ خبردار ہو اور
جانو تم کہ گروہ خدا کی هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وہی رستگاری پانیوالے ہیں دنیا اور آخرت میں اور منقول ہے کہ داؤد پیغمبر نے مناجات میں کہا کہ خداوندا تیرے
گروہ کون ہیں خطاب آیا کہ وہ اپنی آنکھوں کو نامحرم کے دیکھنے سے نیچی کرے اور ہاتھ کو خلقت کے آزار دینے اور حرام کے لینے سے کوتاہ کرے اور دل اپنے کو خدا کے
غیر سے پاک کرے وہ گروہ میری ہیں اور عرش کے خزانہ داروں میں سے ہے سُوْرَةُ الْحَشْرِ یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں چوبیس آیتیں ہیں اور رسولخدا
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ حشر تلاوت کرے کوئی چیز ایسی نہو بہشت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور آسمان اور زمین اور ہوا اور پرندا اور
چرندا اور درخت اور پہاڑ اور سورج اور چاند اور ستارے اور ملائکہ میں سے کہ اسپر درود نہ بھیجے اور واسطے اسکے استغفار نہ کرے اور اگر اسی روز یا اسی شب مرجاوے تو شہید مرا ہو
اور فرمایا حضرت رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی سورۂ حشر کو پڑھے خدا تعالیٰ اسکے گناہ گزشتہ اور آئندہ سب بخشے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شب کو سورۂ رحمان
اور حشر پڑھے حقتعالیٰ اسکے گھر پر ایک فرشتہ بھیجے کہ وہ تلوار کھینچے اسکے گھر والوں اور مال کی نگہبانی کرے یہانتک کہ صبح نکل آوے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
سَبَّحَ تسبیح کرتے ہیں اور پاکی سے تعریف کرتے ہیں لِلّٰهِ واسطے خدا کے کہ مستحق تعریف کا ہے مَا فِي السَّمٰوٰتِ وہ چیزیں جو آسمانوں کے ہیں وَمَا فِي الْاَرْضِ
اور جو چیزیں زمین کے بیچ ہیں وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہ غالب ہے اپنے حکم میں ہر چیز پر الْحَكِيْمُ حکمت والا ہے جو کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے راوی کہتے ہیں کہ جس وقت رسولخدا نے ہجرت کی اور چوتھا سال
ہجرت کے اصحاب خاص اپنے ہمراہ لیکر واسطے لینے خونبہا دو بنی عامر کے کہ وہ حضرت کے عہد میں تھے اور عمرو بن امیہ ضمری نے انکو قتل کیا تھا بنی نضیر کے یہودیوں کے مکانوں میں تشریف لیگئے اور بنی نضیر اور
بنی عامر میں عہد و پیمان تھا حضرت نے ان دو بنی عامر کی خونبہا لینے میں بنی نضیر سے مدد چاہی انہوں نے کہا کہ ہم بسر و چشم حاضر ہیں اور آپکی کمک ہم کرینگے جیسا کہ آپکا حکم ہو پس حضرت کو علیحدہ
بٹھا کر آپس میں مشورہ کیا کہ کام محمد کا تمام کریں جس وقت کہ حضرت انکی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے تو ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر اوپر کوٹھے کے لیگئے تاکہ حضرت کے اوپر اس پتھر کو ڈالدیں اور کام انکا
تمام کریں اسیوقت جبرئیل نے رسولخدا صلعم کو انکے ارادہ سے خبر کی حضرت وہاں سے اٹھے اور اصحاب سے فرمایا کہ تم یہیں بیٹھے رہو یہاں سے جانا نہیں اور خود مدینہ منورہ کو

سورۃ الحشر ۲۴ ع ۳

ویس چلے گئے اور جسوقت حضرت کے آنیمیں دیر ہوئی تو صحابہ حضرت کی طلب میں کھڑے ہوئے اور وہاں سے روانہ ہوئے رستہ میں ایک شخص کو دیکھا مدینہ سے
آتا ہی اس سے احوال حضرت کا پوچھا کہا کہ راہ میں میں نے انکو دیکھا ہے کہ وہ مدینہ کو جاتے تھے پس سب مدینہ میں آئے اور حضرت نے انکو یہودیونکی فریب سے
خبردار کیا اور محمد بن مسلمہ کو کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا کہ وہ بنی نضیر کا رئیس تھا اور محمد بن مسلمہ سلکان بن اسلامہ تین آدمی بنی حرث کے اپنے ہمراہ لیکر
کعب بن اشرف کی طلب میں بنی نضیر کیطرف روانہ ہوا اور پیچھے سے اسکے رسولخدا صلعم مدینہ سے باہر نکلکر ایک مقام میں بیٹھ گئے اسکے قتل کے انتظار میں
اور محمد بن مسلمہ اپنے رفیقوں کی ہمراہ کعب کے محل پر پہنچا اور یارونکو قلعہ کے نیچے بٹھا کر کعب کو آواز دی کعب نے کہا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ میں تیرا بھائی
محمد بن مسلمہ ہوں اور کعب کا برادر رضاعی تھا اور محمد بن مسلمہ نے کہا کہ میں تیرے پاس قرض لینے آیا ہوں کہ چند درہم تجھسے لوں اسواسطے کہ محمد ہمسے صدقہ کا
مطالبہ کرتا ہے کعب نے کہا کہ بدون رہن کے میں قرض نہ دونگا اسنے کہا کہ تو قلعہ سے نیچے آ کہ میں رہن بھی لایا ہوں اور کعب نے اسی شب ایک عورت سے بیاہ کیا تھا
جسوقت اس دلہن نے محمد کی چیخ سنی تو کعب سے کہا کہ میں تجھکو قلعہ کے نیچے نہ جانے دونگی کعب نے اسکی کہنے کو کچھ خیال نکر کے قلعہ کے نیچے اترا اور محمد اس سے گلے ملا
اور آپسمیں دونو باتیں کرتے ہوئے قلعہ سے آگے بڑھے جبکہ گھر سے کعب کے کچھ فاصلہ ہو گیا تو محمد نے کعب کا سر اپنی بغل میں لیکر یاروں کو اپنے آواز دی اور
کعب نے غل مچایا اسکی دلہن نے کعب کی آواز سنکر بنی نضیر کو آواز دی وہ لوگ اپنی گھروں سے باہر دوڑے اور جسوقت وہ اس جگہ پہنچے تو اسکو مقتول پایا
اور محمد بن مسلمہ اپنے یارونکو ہمراہ لیکر وہانسے بھاگ گیا اور اسکے قتل ہونیکی خبر صبح کیوقت حضرت کو پہنچائی صحابہ سنکر بہت خوش ہوئے اور حضرت نے
بنی نضیر سے لڑنیکا حکم انکو دیا اور صحابہ نے جاکر انکی قلعہ کو گھیر لیا اور حضرت نے انکو کہلا بھیجا کہ تمہارا فریب ظاہر ہو گیا ہے ہماری ولایت سے تم نکلجاؤ اور جو
نہیں تو لڑنے پر تیار ہو جاؤ اور دس روز تک انکو امان دی اور انہوں نے تیاری سفر کی کی ابن ابی منافق نے انکی پاس آدمی بھیجا کہ تم اپنی ولایت سے
کہیں باہر مت جاؤ اور اپنے قلعہ میں بیٹھے رہو کہ میں دو ہزار آدمی اپنی قوم کے ہمراہ لیکر تمہاری کمک کو آتا ہوں یہودی اس منافق کے کہنے کا بھروسا
کرکے باغی ہو گئے یہ خبر حضرت کو پہنچی پندرہ روز تک انکی قلعہ کا محاصرہ کیا آخر کو انہوں نے جلاوطن ہونا قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ اس شرط سے کہ ہتیار
اپنے یہیں چھوڑ جاؤ اور جسقدر مال کہ تمہارے دواب جسقدر اٹھا سکیں وہ لیجاؤ انہوں نے اس امر کو قبول کیا اور مدینہ کی نواح کو ترک کرکے اریحا اور
اذرعات کو کہ شام کے ملک میں ہے روانہ ہوئے اور آل ابی حقیق اور حیی بن اخطب کے لوگ خیبر والوں میں جا رہے حق تعالی نے انکی مقدمہ میں فرمایا کہ **هُوَ الَّذِي**
أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا وہ خدا وہ شخص ہے کہ نکالا اسنے ان لوگوں کو کہ کافر ہوئے ہیں وہ **مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ** اہل کتاب میں سے یعنی بنی نضیر کو
مِن دِيَارِهِمْ گھروں انکے سے کہ مدینہ کی نواح میں تھے **لِأَوَّلِ الْحَشْرِ** واسطے اول جمع کرنیکی یعنی یہ نکال دینا انکا اول حشر تھا اور پیچھے
شام میں اور دوسرا حشر آدمیوں کا قیامت کے روز ہوگا زمین شام میں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے یہود کو فرمایا کہ نکلو تو تم انہوں نے پوچھا کہ
کہاں جائیں ہم فرمایا کہ طرف زمین محشر کے اور مراد اس سے زمین شام ہے اسواسطے کہ محشر اسی زمین میں ہوگا پس یہ اول حشر انکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ حشر کے
معنی نکال دینے کے ہیں پس معنی آیت کی یہ ہوئے کہ واسطے اول نکال دینے کے اسواسطے کہ اول نکالے گئے وہ ہیں اہل کتاب میں سے جزیرہ عرب سے اور بعد انکے
بھائی یہودی باقی کے نکال دیے گئے تھے تاکہ ملک عرب میں دو مذہب جمع نہوں اور کہتے ہیں کہ معنی حشر کے نکال دینا ایک جماعت کے ہیں ایک مکان سے
طرف مکان دوسرے کے پس جماعت انکی عرب سے طرف شام کے نکالی گئی اور شام کی زمین میں حشر ہوگی روایت امام حسن علیہ السلام بھی یہی چنانچہ فرمایا
ایک حدیث میں کہ پھر بھیجیگا خدا ایک آگ کو مشرق سے اور ایک آگ کو مغرب سے اور دو ہوائیں سخت انکے پیچھے لگا دیگا پس اکٹھا کر دیگا آدمیوں کو نزدیک صخرہ
بیت المقدس کے کہ وہ آگ انکو وہاں تک ہانک لیجاوینگی اور بعد اسکی اہل جہان مومنین کو یاد دلاتا ہے کہ **مَا ظَنَنتُمْ** نہ گمان کیا تھا تم نے اے مومنین **أَن يَخْرُجُوا**
یہ کہ نکلیں وے بنی نضیر **وَظَنُّوا أَنَّهُم** اور گمان کیا تھا ان یہودیوں نے کہ تحقیق وے یہی ہیں کہ **مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم** منع کرنیوالے ہیں ان یہودیونکو
قلعے انکے یعنی ان یہودیوں نے گمان کیا تھا کہ قلعے ہمارے بڑے بڑے مضبوط ہیں وہ قلعے ہمکو منع کرنیوالے ہیں **مِّنَ اللَّهِ** عذاب
خدا سے کہ ان قلعوں میں ہمکو عذاب نپہنچ سکیگا **فَأَتَاهُمُ اللَّهُ** پس آیا انکو عذاب خدا کا **مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا** اس جگہ سے کہ نہ

گمان کرتے تھے وہ بسبب ان مضبوطی قلعوں کی وَقَذَفَ اور ڈالا اللہ نے فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ بیچ دلوں انکے رعب کو بسبب قتل ہونے کعب کے
کہ سردار انکا تھا اور اسی سبب سے انہوں نے جلاوطنی اختیار کی يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ ڈھاتے تھے گھر اپنوں کو اندر سے بِأَيْدِيهِمْ ساتھ ہاتھوں
اپنوں کے مومنین سے بخل کر کے اور واسطے نکالنے اسباب کے وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ اور ساتھ ہاتھوں مومنین کے باہر سے ڈھاتے تھے یعنی وہ یہودی اپنے
گھروں کو اندر سے ڈھاتے تھے اور مومنین انکو باہر سے ڈھاتے تھے اور وہ اندر سے اسواسطے ڈھاتے تھے کہ انہیں سوراخ کر کے مع اسباب انہیں سے باہر نکلجائیں اور مومنین
باہر سے اسواسطے ڈھاتے تھے کہ تاکہ اندر جا کر مال اور اسباب انکا غنیمت میں لیویں اور عطف ایدی المومنین کا ایدیہم پر اسواسطے ہے کہ ڈھانا مومنین کا انکی بغض
کی جہت سے تھا پس گویا کہ انہوں نے خود مومنین کے ہاتھوں سے خراب کروایا ہے اور منقول ہے کہ چھ سو اونٹ اسباب سے لاد کر دف بجاتے ہوئے اور گاتے ہوئے مدینہ
بازار میں سے ہو کر وہ نکلے اور شام کی طرف کو روانہ ہوئے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ پس نصیحت پکڑو تم اے صاحبو بینائی والو کے یعنی احوال انکا
دیکھو اور اسمیں تامل کرو کہ خدا تعالی نے کیونکر مومنین کو انپر غالب کیا بدون جنگ اور لڑائی کے یہانتک کہ واسطے ہیبت اور خوف مومنین کے اپنے
گھر انکو چھوڑکر بھاگ گئے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت کے نبوت کے حق ہونے پر اسواسطے کہ حضرت نے خبر دی تھی مومنین کو کہ خدا تعالی مال بنی نضیر کے
بدون لڑائی کے مرحمت فرمائیگا اور بعد اسکے انکے جلاوطنی کی حکمت بیان کرتا ہے کہ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ اور اگر نہوتی یہ بات کہ لکھا ہے
خدا نے اور فرض کیا ہے عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ اوپر انکے نکلنے کو یعنی اگر خدا جلاوطن انکو نکرتا تو لَعَذَّبَهُمْ البتہ عذاب کرتا انکو فِي الدُّنْيَا بیچ
دنیا کے قتل اور قید کر کے جیسا کہ بنی قریظہ کے ساتھ کیا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ اور واسطے انکے بیچ آخرت کے عذاب آگ کا ہے
پس اگر انہوں نے دنیا کی عذاب سے نجات پائی تو کیا ہے کہ عذاب آخرت تو انکے واسطے موجود ہے اس سے انکو ہرگز نجات نہوگی ذَٰلِكَ یہ جلاوطنی
اور رعب اور عذاب آخرت جو نامزد انکے ہوا بِأَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق انہوں نے شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ مخالفت کی خدا کی اور پیغمبر اسکے
کی اور انسے دشمنی کی وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ اور جو کوئی مخالفت کرے خدا کی تو فَإِنَّ اللَّهَ پس تحقیق خدا شَدِيدُ الْعِقَابِ
سخت کرنیوالا عذاب کا ہے اس شخص کو اور کہتے ہیں کہ وقت محاصرہ کرنے یہودیوں کے حکم الہی پہنچا کہ درختوں کو کھجور کے جو کہ انکی ملک میں ہیں کاٹ ڈالو سوائے عجوہ
اور برنیہ کے درختوں کے اور عبداللہ سلام اور ابولیلی مازنی کو رسولخدا نے انکی کاٹنے کا حکم دیا پس ابولیلی اچھے درختوں کو کاٹتا تھا تاکہ یہودی غمگین ہوں
اور عبداللہ سلام ناقص درختوں کو کاٹتا تھا یہ خیال کر کے کہ آخر خدا تعالی یہ درخت مسلمانوں کی ملک میں کریگا پس جو کہ بہتر ہے وہ میں مسلمانوں کے واسطے
چھوڑتا ہوں یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہا کہ اے محمد یہ عدل ہے کہ تو ہمارے درختوں کو کاٹتا ہے اور جلاتا ہے یہ بات حضرت کو ناگوار معلوم ہوئی اور مسلمانوں
ضعیف الایمان کو یہ اندیشہ تھا کہ کاٹنا ان درختوں کا موجب فساد کا ہوگا اسواسطے انہوں نے آپسمیں اختلاف کیا کوئی تو کہتا تھا کہ نہ کاٹنے چاہئیں کہ غنیمت
میں داخل ہیں اور بعضے کہتے تھے کہ کاٹنے چاہئیں واسطے رنجیدہ کرنے یہود کے اس اختلاف میں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ
وہ چیز کہ کاٹا ہے تمنے بزرگ اور بہتر درختوں میں سے أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا یا چھوڑ دیا ہے تمنے اسکو کھڑا ہوا اوپر جڑوں اسکے کے
فَبِإِذْنِ اللَّهِ پس ساتھ حکم خدا کے ہے یعنی یہ کٹنا درختوں کا یا کھڑا رہنا خدا کے حکم سے ہے اور لینہ یا تو لون سے مشتق ہے اور جمع اسکی الوان ہے
یعنی قسم قسم کے خرما عجوہ اور برنیہ اور محموہ اور یا لین سے مشتق ہے کہ معنی درخت کریم ہے وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ اور تاکہ رسوا کرے باہر ہونیوالوں کو
حکم خدا سے کہ وہ یہود ہیں یعنی تم درختوں کو جو کاٹتے ہو یہ حکم خدا ہے اور اسواسطے کہ تاکہ رسوا کرے یہودیوں کو حکم خدا سے باہر ہو جانیوالوں کو اور کہتے ہیں کہ جبکہ
بنی نضیر جلاوطن ہوئی تو پچاس زرہ اور پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں انکی باقی رہگئی تھیں انکو وہیں چھوڑ گئے اور تمام مال اور زمینیں اور درخت انکی
ہوئی کہ وہ مال خاص پیغمبر کا ہے پس حضرت نے ان ہتھیار وغیرہ سے جسکو چاہا بخشا اور زمینیں بعضے اصحاب کو بخشیں اور جو مال اور زمین کہ بدون لڑائی کے
ہاتھ آئے وہ مال خاص پیغمبر کا ہے اور فئی مال غنیمت کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مال غنیمت اصحاب میں سے مہاجرین کو دیا اور انصار کو نہ دیا مگر تین آدمیوں
ابودجانہ کو اور سہیل بن حنیف کو اور زید بن ظہیر کو اور بنی نضیر میں سے فقط دو آدمی ایمان لائے تھے سفیان بن عمیر اور سعد بن وہب حضرت نے فرمایا کہ مال

انکی انکو بہیر دو اور حقتعالی نے اس فئی کے مقدمہ میں آیت نازل کی کہ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ اور جو کچہہ کہ مال غنیمت دیا ہی خدانے اور پہیرا ہی انکو عَلٰی رَسُوْلِہٖ
اور پر پیغمبر اپنے کے مِنْہُمْ مالوں انکی سے یعنی یہ مال بنی نضیر کے رسولخدا کو بخشے ہوے ہی کہ جو کچہہ درمیان آسمان اور زمین کے ہی خاص واسطے خدا کے ہی اور واسطے پیغمبر
کے اور واسطے مومنین کے جو کہ فرمانبردار اور پیرو پیغمبر کے ہیں کہ جنکا وصف خدا تعالی نے بیان کیا ہی التائبون العابدون پس جو کچہہ کہ کفار اور مشرکین اور ظالموں کے
ہاتہ میں ہے وہ حق انکا ہی کہ پہیرا ہے انکی طرف مومنین کے خدانے اور بخشا ہے اور یہی فرمایا ہی حضرت صادق علیہ السلام نے پس جو کچہہ کہ مال غنیمت خدا تعالی نے اپنے
رسول کو بخشا ہی وہ بغیر تردد و تمہارے ہاتہ میں آیا ہی کہ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ پس نہیں دوڑائے ہیں تمنے عَلَیْہِ اور پر اسکو واسطے لینے اسکے کے مِنْ خَیْلٍ گہوڑے
وَّلَا رِکَابٍ اور نہ شتر یعنی پیادہ آئے تم وہاں سوائے پیغمبر کے کہ وہ اونٹ پر سوار تہا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دراز گوش پر سوار تہا اور اس قلعہ کے
فتح میں بہودیوں سے جنگ کسیطرح کی نہیں واقع ہوئی ہی کہ تمکو مشقت ہوتی اور سبب اسکے مستحق لینے غنیمت کے ہوتے وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ اور لیکن خدا تعالی نصرت کرکے
یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ غالب کرتا ہے پیغمبروں اپنے کو عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ اور جس شخص کے کہ چاہتا ہی بسبب رعب اور خوف کے پس مقدمہ غنیمت کا سپرد ہے
پیغمبر کے جسکو وہ چاہی دیوے اور جسکو چاہے ندیوے اور تقسیم اسکی مثل اس غنیمت کے نہیں ہے کہ جسکو جنگ کرکے لیتی ہیں وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور
خدا اوپر ہر چیز کے قدرت رکہنے والا ہے کہ کبہی تو سبب امر ظاہر کے کہ وہ جنگ اور جدال ہے انکو دشمنوں پر غالب کرتا ہے اور کبہی بسبب پوشیدہ کے کہ وہ ڈالدینا
رعب و خوف کا ہی دلونمیں ہے مسلمانونکو انپر غالب کرتا ہی اور اسکی تقسیم کا حال بیان کرتا ہی کہ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ واو عطف کا اسمیں اسواسطے
ترک کیا ہے کہ یہ تفسیر ہے پہلی ما افاء اللہ کی اور معنی اسکی یہ ہیں کہ جو کچہہ پہیرا ہی خدانے اوپر پیغمبر اپنے کے مال غنیمت میں سے مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی بستیوں والونکی
مالونمیں سے کہ وہ بستیوں والے بنی نضیر تہے اور وہ مال غنیمت بنی نضیر کا فَلِلّٰہِ پس خاص واسطے خدا کے ہے وَلِلرَّسُوْلِ اور واسطے پیغمبر کے اور جو
حصہ کہ خدا کا ہی انکو بہی وہی حضرت اپنی مصلحت کے موافق خرچ کریں وَلِذِی الْقُرْبٰی اور واسطے صاحب قرابت رسول کے ہی وہ مال چاہئے کہ
اہلبیت کو ان حضرت کے وہ مال پہنچے وَالْیَتٰمٰی اور واسطے یتیموں آل محمد کے ہی وَالْمَسٰکِیْنِ اور واسطے مسکینوں کے ہی وہ مال کہ جو قدرت
ایکسال کے کہانیکی نرکہتے ہوں آل محمد میں سے وَابْنِ السَّبِیْلِ اور واسطے مسافر کے ہی وہ مال کہ آل محمد کے لوگونمیں سے ہو وہ مسافر غرض یہ ہی کہ
قریب اور یتیم اور مسکین اور مسافر سب اہلبیت رسول میں سے ہوں کہ انکی واسطے ہی یہ مال اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ واللہ ہم ہیں وہ لوگ کہ
ذو القربی جنسے خدانے ارادہ کیا ہی اور اپنے رسول کے نفس کے نزدیک انکو کیا ہی کہ ہمکو ذکر اپنے اور پیغمبر کے ساتہ کیا ہی پس فرمایا کہ ما افاء اللہ علی رسولہ من
اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل ہم میں سے ہیں یہ سب خاص کئے گئے اور صدقہ میں سے یعنی زکوۃ وغیرہ میں سے ہمارے
واسطے حصہ مقرر نہیں کیا ہی واسطے کہ بزرگ اور مرتبہ والا کیا ہی خدانے پیغمبر اپنے کو اور ہمکو اس سے کہ کہلاوے میل اسچیز کا کہ آدمیوں کے ہاتہوں میں ہے اور حضرت
سجاد علیہ السلام سے فرمایا ہی کہ وہ ہمارے قریب اور یتیم اور مساکین اور مسافر ہیں اور مخالفین کے علما نے کہا کل آدمیوں کے قریب اور یتیم اور مسافر اور مسکین مراد لیتے ہیں
اور دوسری حدیث میں سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے ہمارے حصہ قریبوں اور فقرا کا ہی اور باقیوں میں سب آدمیونکے ہمراہ ہم شریک ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ ہم وہ قوم ہیں کہ فرض کی ہی خدا تعالی نے فرمانبرداری ہماری لوگوں پر اور واسطے ہمارے ہے مال فئی کا کہ خاص کیا گیا ہو اور جنگ نکالا ہو برگزیدہ
مال جو پائی خوب اور لونڈیاں خوبصورت اور موتی قیمتی اور جوہر بے نظیر اور مال تین طرح کا ہوتا ہی ایک تو مال زکوۃ کہ وہ بنی ہاشم پر حرام ہے اور ایک مال وہ
ہے کہ جو کفار سے لڑکر شمشیر کے زور سے لیتے ہیں اسمیں سے خمس بنی ہاشم کیواسطے ہے اور باقی کا جہاد کرنیوالوں کے واسطے اور ذکر اسکا واعلموا انما غنمتم کی آیت میں
گذر گیا ہے اور ایک مال وہ ہی کہ جو کفار سے بدون لڑائی کے ہاتہ لگتا ہی اور وہ خاص پیغمبر کیواسطے ہے زندگی میں آپکی اور بعد آپکی خلیفہ حق کیواسطے ہے اور وہ
جسطرح چاہیں اسکو خرچ کریں اور مستحق مال فئی اور خمس کے بنی ہاشم ہیں اولاد ابو طالب اور عباس میں سے اور حق انکا خمس میں جسقدر ہے وہ رسولخدا نے اپنی زندگی میں
انکو دیا تہا اور ایسے ہی ابو بکر نے اپنی خلافت میں کیا تہا لیکن عمر نے اپنی خلافت کے آخر زمانہ میں حق قرابتی امیر المومنین اور اولاد عباس وغیرہ کو ندیا اور بیان کرتا ہی
خدا کہ ایسا ہی مال فئی کو کیوں کیا اسواسطے کہ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃًۢ تاکہ نہووے وہ مال فئی دست بدست آنیوالا بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ درمیان

تونگر دسکے تم میں سے کہ اپنی قوت اور غلبہ سے اپنے حق سے زیادہ وہ لیویں اور محتاجوں کو تہوڑا دیویں اور ریایہ کہ انکو محروم رکھیں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا
پہلے زمانہ رسولؐ سے ہی اور خطاب اس آیت میں طرف مومنین کے ہے سوائے پیغمبر اور اہلبیت علیہم السلام کے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ اور جو کچھ کہ دیوے تمکو پیغمبر
مال فی اور غنیمت میں سے فَخُذُوْهُ پس لو تم اسکو کہ وہ حق تمہارا ہی وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ اور وہ چیز کہ منع کیا ہی اسنے تمکو اس سے فَانْتَهُوْا پس
باز رہو تم اور اسکی قربت مت جاؤ اور یہ حکم عام ہے کہ جو کچھ پیغمبر فرمائے وہ کرو اور جس کام کو منع کرے اسکو ہرگز مت کرو وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور ڈرو تم خدا سے
رسولؐ کی مخالفت میں اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ تحقیق خدا سخت کرنیوالا عذاب کا ہی مخالفوں حکم پیغمبر کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے
فرمایا ہی کہ خدا تعالی نے کسی نبی کو نبیا میں سے بخشش نہیں فرمایا ہی کہ جو کچھ پیغمبر آخر الزمان کو مرحمت فرمایا ہی کہ سلیمانؑ کو تو یہی فرمایا کہ فامنن او امسک بغیر حساب
یعنی بخشش تو دیا تمام رکہہ تو بغیر حساب کے اور ہمارے حضرت کو فرمایا کہ ما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا اور اس آیت میں شاہد ہے طرف اسکے کہ تدبیرات
کی پیغمبر کے ہاتھ میں ہے اور بعد اسکے آئمہ معصومینؑ کے ہاتھ میں اور اسیواسطے حضرت نے خیبر کے مال تقسیم کئے مسلمانوں پر اور خیبر والوں پر احسان رکھکر انکو انکی حال چھوڑ
دیا اور بنی نضیر اور بنی قینقاع کو جلاوطن کیا اور بنی قریظہ کو قتل کیا اور انکی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور انکی مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا
موافق مصلحت کے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ واسطے فقرا مہاجرین کے یہ بدل واقع ہوا ہے ذوالقربی سے اور مابعد اسکے سے یعنی واسطے خدا کے ہی اور پیغمبر کے وہ مال
فی اور واسطے فقرا مہاجرین کے کہ وہ ذوی القربا اور یتیم اور مساکین اور ابن سبیل ہیں اور پیغمبر فقرا میں داخل نہیں ہے کہ خدا تعالی نے انکی تعظیم کیواسطے فقرا سے انکو خارج
کیا ہی اور اسیواسطے عطف للفقرا کا رسول کے مابعد پر ہے اور مہاجرین سے وہ لوگ مراد ہیں کہ اپنی گھروں کو چھوڑکر مکہ سے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے تھے اور وہ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا
وہ لوگ ہیں کہ نکالے گئے ہیں مِنْ دِيَارِهِمْ گھروں اپنے سے کہ مکہ میں تھے وَاَمْوَالِهِمْ اور مالوں اپنے سے کہ مال انکی وہاں چھٹ رہے اور وہ مال انکو
اٹھانے نہ دئے اور وہ فقرا مہاجرین ایسے ہیں کہ يَبْتَغُوْنَ طلب کرتے ہیں وہ بسبب ہجرت کے فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ فضل کو خدا سے وَرِضْوَانًا اور
رضامندی کو خدا کے یعنی ہجرت انکی واسطے سوداگری اور دنیا کی کسی غرض کیواسطے نہیں ہے بلکہ واسطے خوشنودی اور رضامندی خدا کے ہی وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ اور مدد
کرتے ہیں وہ دین خدا کی اپنی مالوں اور جانوں سے وَرَسُوْلَهٗ اور پیغمبر اسکے کے ہر مقام میں اُولٰٓئِكَ یہ گروہ مہاجروں کی هُمُ الصّٰدِقُوْنَ
وہی ہیں سچے قول میں اور فعل میں اور منقول ہے کہ مہاجرین میں سے ایک مرد تھا کہ شکم اپنی پر پتھر باندھتا تھا اور جاڑوں میں بسبب ننگی کے گڑھا کھودتا اور اسکی اندر
بیٹھتا تھا کہ سردی کم اثر کرے اور جسوقت کہ حال انکا ایسا ہوا تو رسول خدا نے مال بنی نضیر کا مہاجرین پر تقسیم کیا اور انصار سے تین آدمیوں کو کہ بہت محتاج تھے دیا چنانچہ
مذکور ہوا اور اب انصار کے حق میں فرماتا ہی کہ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ اور واسطے ان لوگوں کے ہی کہ جگہہ پکڑی ہے انہوں نے بیچ اس گھر کے کہ وہ مدینہ ہے
وَالْاِيْمَانَ اور بیچ ایمان کے خدا اور پیغمبر پر یعنی مدینہ اور ایمان کو جگہہ وطن کی اور جگہہ ٹہیرنے اپنی کی کیا ہے انہوں نے اور مراد اس سے انصار ہیں مدینہ کے
اور بعضے کہتے ہیں کہ ایمان سے پہلے فعل کہ وہ خلصوا ہی محذوف ہے یعنی جگہہ پکڑی ہی انہوں نے بیچ گھر کے کہ وہ مدینہ ہی اور خالص کیا ہے انہوں نے ایمان کو اور
عقل کامل سے تصدیق کی ہے انہوں نے اور بعضے کہتے ہیں کہ تقدیر اسکی تبوا دار الہجرۃ و دار الایمان ہی اور دار ہجرت اور دار ایمان نام مدینہ منورہ کا ہی اور
بعضے کہتے ہیں کہ ایمان نام مدینہ کا ہی اور رسول خدا صلعم نے نام اسکا ایمان رکھا ہی حاصل یہ کہ مدینہ میں ساکن ہوئے ہیں مِنْ قَبْلِهِمْ پہلے ان مہاجرین سے
اور ریایہ کہ ایمان لائے ہیں وہ پہلے ہجرت مہاجرین سے اور پہلے آنے انکی سے مدینہ میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسے اصحاب عقبہ ہیں اور وہ ستر آدمی ہیں مدینہ کے کہ مکہ میں
جاکر انہوں نے رسول خدا سے بیعت کی تھی لڑنے پر ہر شخص کالے اور گورے سے اور انصار ہی کی تعریف میں فرماتا ہی کہ يُحِبُّوْنَ دوست رکھتے ہیں وہ مَنْ
هَاجَرَ اِلَيْهِمْ اس شخص کو کہ ہجرت کرے طرف انکی کہ اپنے شہر کو چھوڑکر انکی شہر میں جاوے پس جگہہ دیتے ہیں وہ انکو اپنی شہر میں اور اپنی مال سے انکی مدد کرتے ہیں
اور بعضے کہتے ہیں کہ یحبون خبر ہے والذین تبوا الدار کی لیکن اس صورت میں عطف اسکا مہاجرین پر نہوگا بلکہ نیا جملہ ہوگا وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ اور نہیں پاتے ہیں وہ انصار بیچ سینوں اپنے کے حَاجَةً احتیاج کو مِّمَّآ اُوْتُوْا اس چیز سے کہ دی گئی ہیں وہ مہاجرین مال غنیمت بنی نضیر کا
اور انصار کو وہ مال نہیں دیا گیا ہی اور اسکا وہ کچھ حسد نہیں کرتے ہیں کہ انکو دیا ہمکو کیوں نہیں دیا بلکہ رسول خدا نے وہ مال تقسیم کیا ہی اور یہ راضی ہیں اور منقول ہے کہ رسول خدا نے

انصار کو طلب کیا اور جو احسان اور مدد جو مہاجرین کے ساتھ انہوں نے کی تھی اُسکا ذکر کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کی اگر تم چاہتے ہو تو مال بنی نضیر کا تم میں تقسیم کروں
اور گروہ مہاجرین کا پہلے قرار پر تمہارے گھروں میں ساکن رہیں اور اگر چاہو تو تمام مال مہاجرین پر تقسیم کروں کہ وہ تمہارے گھروں سے باہر نکلکر اپنی معاش کے امور میں
مشغول ہوں جس وقت حضرت نے کلام اپنا تمام کیا تو سعد بن عبادہ نے کہا کہ یا رسول اللہ خاطر ہماری یہ چاہتی ہے کہ مال کو مہاجرین پر تقسیم کرو اور وہ بدستور ہمارے
گھروں میں ساکن رہیں کہ روشنی اور برکت ہمارے گھروں میں مہاجرین کے سبب سے ہے حضرت نے انکے حق میں دعا فرمائی اور حقتعالی نے انکی شان میں فرمایا کہ وَيُؤْثِرُونَ
اور اختیار کرتے ہیں وہ انصار مہاجرین کو اور مقدم رکھتے ہیں عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اوپر نفسوں اپنے کے یعنی گھر اور منزلیں اور مکان اپنے اور مال غیر مہاجرین کو
دیتے ہیں خالی کر کے وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور اگرچہ ہے ساتھ انکے احتیاج اور فقیری لیکن مہاجرین کو با وجود
احتیاج کے اپنی نفسوں پر مقدم رکھتے ہیں اور ایثار اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کو ایک چیز کی طرف بہت احتیاج ہو اور وہ چیز اپنے پاس موجود ہو اور دوسرے کو
دیکھے کہ یہ بھی محتاج ہے اس چیز کا کہ جو اپنے پاس ہے پس وہ اپنی احتیاج کو تو اسطرح رہنے دے اور دوسرے کو وہ چیز دیدے کہ وہ دوسرا اپنی احتیاج کو اس سے دفع کرے
چنانچہ ابو القاسم دمشقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک روز علیؑ نے فاطمہؑ سے کہا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے چاشت کے کھانے کے واسطے کہا کہ قسم اس
شخص کی کہ جسنے میرے باپ کو پیغمبر کیا ہے کہ کہا کی قسم ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تا کہ میں اپنے اور اپنے فرزندوں کے نفس پر تجھکو اختیار کروں علیؑ نے فرمایا
پھر مجھکو کیوں نہیں کہتی ہے کہ میں کہیں سے کچھ لاؤں فاطمہؑ نے کہا کہ مجھکو حیا آتی ہے کہ میں تجھکو تکلیف دوں اس چیز کی کہ جسکی تجھکو قدرت نہ ہو حضرت علیؑ یہ سنکر
گھر سے باہر نکلے خدا پر اعتماد کر کے اور ایک دینار کسی سے قرض لیا اور ہاتھ میں وہ دینار لیے ہوئے جاتے تھے تا کہ اپنے اور اپنی عیال کیواسطے کھانا خرید کریں ناگہاں مقداد کو
دیکھا کہ شدت گرمی میں چلے آتے ہیں اور آفتاب کی حرارت سے چہرہ انکا سرخ ہوگیا ہے اور صورت بدل گئی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے مقداد کیا باعث ہوا ایسی گرمی
میں گھر سے باہر نکلنے کا کہا کہ اے ابو الحسن مجھسے اسوقت کچھ پوچھو نہیں اور مجھکو جانے دو فرمایا کہ اے برادر تجھکو حلال نہیں ہے کہ تو اپنا حال مجھسے پوشیدہ رکھے
کہا کہ یا علیؑ کیا کہوں میں نے اسوقت بچے اور عیال اپنے شدت گرسنگی سے روتے ہیں مجھسے حال انکا دیکھا نہ گیا اور میں گھبرا کر رنجیدہ اور مغموم اپنے گھر سے
باہر نکلا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا زمین مجھکو نہیں اٹھاتی ہے یہ حال اور قصہ میرا ہے حضرت نے سنا تو روئے مقداد کے حال پر کہ ریش مبارک آنسوؤں سے
تر ہوگئی اور فرمایا کہ جسنے تجھکو نکالا ہے اسی نے مجھکو نکالا ہے یعنی جیسے کہ اہل و عیال کی بھوک نے تجھکو نکالا ہے ایسے ہی میرے اہل و عیال کے فاقہ نے مجھکو گھر سے باہر نکالا ہے
اور فرمایا کہ ایک دینار میں قرض لایا ہوں تو اسکو لیجا کہ اپنے نفس سے میں تیرے نفس کو اختیار کرتا ہوں وہ دینار مقداد کو دیکر خالی ہاتھ اپنے گھر کو چلے آئے پس خدا تعالی
نے عوض میں اس ایثار اور بخشش کے اہلبیت رسول کیواسطے بہشت سے کھانا بھیجا اور عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک شب رسول خدا نماز مغرب اور عشا سے
فارغ ہو کر مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک مرد صفوں کے درمیان سے اٹھا اور کہا کہ اے مہاجرین و انصار میں ایک مرد غریب ہوں اور مجھکو کسی چیز کی قدرت نہیں ہے مجھکو کھانا کھلاؤ
رسول خدا نے فرمایا کہ اے مرد درویش ذکر غریبی کا مت کر کہ دل کو میرے تو نے غمگین کر دیا اور فرمایا کہ غریب چار ہیں ایک تو مسجد کہ ایک قوم کے درمیان ہو اور اسمیں وہ
لوگ نماز نہ پڑھیں اور دوسرے قرآن کہ وہ گھر میں رکھا ہو اور آدمی اس گھر کے تلاوت اسکی نہ کریں اور تیسرے عالم کہ درمیان ایک جماعت کے ہو اور وہ لوگ اس
جماعت کے مسائل دین اس سے نہ پوچھتے ہوں اور چوتھے قیدی مسلمان نیک آدمی کہ درمیان کفار کے قید ہو اور بعد اسکے طرف اصحاب کے منہ کر کے فرمایا کہ کون ہے کہ
اس محتاج کی حاجت کو روا کرے تا کہ فردوس اعلی میں اسکو جگہہ دیوں حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور اس سائل کا ہاتھ پکڑ کے حضرت فاطمہ زہراؑ کے حجرہ میں لائے اور فاطمہؑ سے
فرمایا کہ اے دختر رسول خدا اس مہمان کے کام میں نظر کر حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ اے ابن عم کھانا بہت تھوڑا ہے اور حسنؑ اور حسینؑ بھوکے ہیں اور تو روزہ دار ہے اور وہ
کھانا ایک آدمی کی خوراک سے زیادہ کا نہیں ہے فرمایا کہ اس کھانے کو حاضر کرو فاطمہ زہراؑ وہ کھانا حضرت علیؑ کے آگے لائیں حضرت علیؑ نے وہ کھانا مہمان کے
روبرو رکھا اور اپنے جی میں کہا کہ اگر میں اس کھانے میں سے کھاؤنگا تو مہمان بھوکا رہ جائیگا اور اگر میں کھانے میں سے نہ کھاؤنگا تو مہمان کو خجالت ہوگی پس ہاتھ
اپنا طرف چراغ کے بڑھایا اور اس مہمان کو یہ دکھلایا کہ گویا بتی کو اسکی درست کرتے ہیں اور اسکو گل کر دیا اور فاطمہ سے فرمایا کہ اسکے روشن کرنے میں دیر کرو یہانتک
کہ مہمان کھانے سے فارغ ہو جائے اور خود ہمراہ مہمان کے اپنے دہن مبارک کو کھانیوالوں کی طرح ہلاتے تھے تا کہ مہمان جانے کہ یہ بھی کھانا کھاتے ہیں پس جس وقت کھانے سے

ذکر ایثار حضرت امیر المومنین علیہ السلام

فارغ ہوئے تو فاطمہؑ نے چراغ کو روشن کرکے لائیں اور وہ کھانا اسیطرح بدستور جیسا کہ پہلے تھا اُسیقدر رکھا ہوا تھا حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہم مرد درویش تھے کچھ نہیں کھایا کہا کہ میں سیر ہو گیا ہوں پس حضرت علیؑ نے اور فاطمہؑ نے اور حسنؑ و حسینؑ اور فضہ اور ہمسایوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور جو باقی تھا وہ دوسرے روز علیؑ رسولخدا کے پاس گئے تو رسولخدا نے فرمایا کہ ای علیؑ کل کی رات کیونکر گزاری کہا کہ خیر و خوبی سے اور چراغ کا گل کر دینا اور خالی منہ ہلانا اور کھانے میں برکت ہونی یہ سب رسولخدا نے بیان کیا حضرت علیؑ نے پوچھا کہ یا رسولخدا حضرت کو کسنے خبر دی ہے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آیا اور سب حال اُسنے بیان کیا اور یہ آیت لایا کہ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ اور اس روایت کو عاصم بن کلیب نے کہ اہلسنت کے راویوں سے ہے اور طرح سے بیان کیا ہے کہ اس روایت میں اور اس روایت میں کچھ فرق ہے اور منقول ہے کہ ایکروز علیؑ نے ایک جماعت کو دیکھا انسے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم توکل کرنیوالے ہیں حضرت علیؑ نے پوچھا کہ تمہارا توکل کسطرح سے ہے کہا کہ جسوقت ہم کھانا پاتے ہیں کھاتے ہیں اور جسوقت نہیں پاتے تو صبر کرتے ہیں فرمایا کہ یہ فعل کتوں کا ہے ان لوگوں نے پوچھا کہ یا امیر المومنین پھر توکل کیا ہے فرمایا کہ جیسے کہ ہم کرتے ہیں کہ جسوقت کچھ نہ پائیں تو شکر کریں اور جسوقت پائیں تو دوسرے کے نفس کو ختیار کریں اور اب خدا تعالیٰ طرف سخاوت کے رغبت دلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ **وَمَنْ يُوقَ** اور جو کوئی کہ نگاہ رکھا جاوے **شُحَّ نَفْسِهٖ** بخیلی نفس اپنے سے یعنی اپنے نفس کو بخل کرنے اور دوسرے مال سے بچاوے اور نگاہ رکھے اور بخل کرنے پر نفس کو ملامت کرے یہانتک کہ اسکی فرمانبرداری نہ کرے اور اسکے برخلاف راہ خدا کے دینے میں دریغ نہ کرے **فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** پس وہ لوگ وہی رستگاری پانیوالے ہیں اور مراد کو پہنچنے والے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شح بخل سے زیادہ سخت ہے اسواسطے کہ بخیل تو اس چیز سے بخل کرتا ہے کہ جو اُسکے پاس ہے اور شحیح وہ شخص ہے کہ جو بخل کرے اس چیز پر جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ اپنے پاس ہے یہانتک کہ نہیں دیکھتا ہے لوگوں کے ہاتھوں میں کسی چیز کو مگر آرزو کرتا ہے کہ یہ سب میرے پاس آجاوے اور میرا ہی مال ہو جاوے خواہ بوجہ حلال خواہ بوجہ حرام اور قناعت نکرے اُسپر کہ جو خدا تعالیٰ نے دیا ہے اور منقول ہے کہ جو کوئی اُس چیز کو نہ لیوے کہ خدا نے جسکو منع کیا ہے اور جسکے دینے کا خدا نے حکم کیا ہے اُسکو بند نکرے وہ شخص نگاہ رکھنے والا اپنے نفس کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شح نفس کا لینا مال حرام کا ہے اور منع کرنا زکوٰۃ کا اور حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے کہ جو کوئی کہ زکوٰۃ دیوے اور مہمان کو کھانا کھلائے اور جو مہم کہ پیش آوے اُس میں مال کو اپنے خرچ کرے وہ شخص شح نفس سے پاک ہے اور جابر رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ بچو تم شح سے اسواسطے کہ پہلے تم سے آدمی اسکی جہت سے ہلاک ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ شح اور ایمان مومن کے دل میں جمع نہیں ہوتے یعنی جسوقت کہ حق واجب کو ادا کرے حلال جانکر یعنی ادا کرنیکو حلال اور درست جانے اور کہتے ہیں کہ نوشیروان نے اپنے وزیر سے پوچھا کہ کیا چیز آدمی کیواسطے زیادہ بری ہے کہا کہ درویشی نوشیروان نے کہا کہ بخل زیادہ بد ہے اسواسطے کہ درویش جسوقت مال کو پائے تو فراخ دست ہو جاوے اور بخیل ہرگز فراخدل نہو اور اب حال ان لوگوں کا بیان کرتا ہے مومنین میں سے کہ جو بعد صحابہ کے ہوئے ہیں قیامت تک چنانچہ فرماتا ہے کہ **وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ** اور وہ لوگ کہ آئے وہ یعنی آتے ہیں وہ **مِنْۢ بَعْدِهِمْ** پیچھے ان مہاجرین اور انصار کے **يَقُوْلُوْنَ** کہتے ہیں وہ عاجزی سے کہ **رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا** ای پروردگار ہمارے بخش تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو **وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ** اور بخش تو واسطے بھائیوں ہمارے کے وہ لوگ کہ سبقت کی ہے انہوں نے ہمسے ساتھ ایمان کے کہ ہمسے پہلے وہ ایمان لائے ہیں اور ایمان خالص پر وہ مرے ہیں **وَلَا تَجْعَلْ** اور نکر تو یعنی نہ رکھ **فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا** بیچ دلوں ہمارے کے کینہ اور حسد کو **لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا** واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں وہ یعنی ہمکو اپنے فضل و کرم سے توفیق دے کہ ہم مومنین کے حق میں کچھ بدی نہ کہیں اور انکی طرف بدی اپنے دلوں میں نہ رکھیں **رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ** ای پروردگار ہمارے تو ہے مہربان بخشنے والا ہماری دعا کو قبول کر اور ہمکو مومنین سابقین کے زمرہ میں داخل کر اور جاننا چاہئے کہ بعض اس دعا کا ارادہ کرنا مومنین سے باعتبار ایمان انکے ہے نیاکے ہونے کی جہت سے اور اب خدا تعالیٰ ابن ابی وغیرہ منافقین کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **اَلَمْ تَرَ** کیا نہ دیکھا تو نے ای محمد **اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا** طرف ان لوگوں کی کہ منافق ہوئے ہیں عبداللہ بن ابی اور ابو لیلی اور رفاعہ وغیرہ کہ بنی نضیر کو انہوں نے پیغام بھیجا تھا کہ ... سے لڑائی ہووے تو ہم تمہاری مدد کرینگے اور وہ اگر غالب ہو کر تمکو نکالدیگا تو ہم بھی نکل جاوینگے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **يَقُوْلُوْنَ** کہتے ہیں منافق

ع ١٠
الربع

لِاِخْوَانِهِمُ واسطے بھائیوں اپنی کے کفر میں الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ کہ کافر ہوئے ہیں مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اہل کتاب سے کہ وہ یہودی ہیں
یہ کہتے ہیں وہ منافق اُن یہودیوں سے کہ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ البتہ اگر نکالے جاؤگے تم اپنی گھروں سے تو لَنَخْرُجَنَّ البتہ نکلینگے ہم مَعَكُمْ ہمراہ
تمہارے دوستی میں تمہاری وَلَا نُطِيْعُ اور نہ فرمانبرداری کرینگے ہم فِيْكُمْ بیچ مقدمہ تمہارے کے اَحَدًا کسیکے کہ اگر محمد تم سے لڑنیکو کہیگا تو ہم اسکا کہنا
نہ مانینگے اَبَدًا کبھی وَاِنْ قُوْتِلْتُمْ اور اگر جنگ کی جاؤ تم یعنی مسلمان تم سے لڑیں تو لَنَنْصُرَنَّكُمْ البتہ مدد کرینگے ہم تمہاری وَاللّٰهُ
يَشْهَدُ اور خدا گواہی دیتا ہے کہ اِنَّهُمْ تحقیق وہ لَكٰذِبُوْنَ البتہ جھوٹ کہنے والے ہیں ہم مقدمہ میں کہ وہ اُن عہدوں کو یہودیوں سے وفا
نہ کرینگے جیسے کہ خدا فرماتا ہے لَئِنْ اُخْرِجُوْا البتہ اگر نکالے جائیں یہودی اپنی گھروں سے تو لَا يَخْرُجُوْنَ نہ نکلینگے وہ منافقین مَعَهُمْ
ہمراہ اُنکے اور موافقت اُنکی ہرگز نہ کرینگے وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا اور البتہ اگر لڑائی کی جائیں وہ یہودی یعنی مسلمان یہودیوں سے لڑیں تو لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ
نہ مدد کرینگے وہ منافقین اُن یہودیوں کی وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ اور البتہ اگر مدد کریں وہ منافقین اُن یہودیوں کی بر سبیل فرض تو لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ
البتہ پھیریں وہ پشتوں اپنی کو اور بھاگ جائیں ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ پھر نہ مدد کی جائیں وہ یہودی منافقوں کے بھاگنے کے بعد سو واسطے کہ جب
نصرت کرنیوالے بھاگ گئے تو وہ کیونکر منصور اور فتحمند ہونگے بلکہ قتل اور اسیر ہونگے اور اب مومنین کیطرف خطاب کرتا ہے لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً البتہ تم اے
مومنین زیادہ سخت ہو خوف اور ڈر میں فِيْ صُدُوْرِهِمْ بیچ سینوں انکے مِّنَ اللّٰهِ خدا سے یعنی تمہارا خوف اے مومنین منافقین کے سینوں میں
خدا کی طرف سے زیادہ ہے اور رہبۃ تمیز واقع ہوا ہے یعنی اے مومنین جیسے کہ تم سے یہ منافقین ڈرتے ہیں ایسے خدا سے نہیں ڈرتے ذٰلِكَ وہ خوف تمہارا منافقوں کو
بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ منافقین قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے ہیں بزرگی کو اور اسکی عذاب کرنیکو ورنہ اُس سے بہت ڈرتے
اور تم سے نہ ڈرتے لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ نہ جنگ کرینگے تم سے منافقین اور یہودی جَمِيْعًا جسوقت کہ اکٹھے ہو جاویں ہوجاوے ہوں وہ لوگ دہیں اِلَّا فِيْ قُرًى
مُّحَصَّنَةٍ مگر بیچ بستیوں مضبوط کی گئی کے خندق اور برج سے کہ بڑی ستوار وہ قلعے ہوں اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ یا پیچھے دیواروں سے کہ وہ تم سے
لڑیں اور وہ جو تم سے نہ لڑینگے یہ اُنکی نامردی کی جہت سے نہیں ہے بلکہ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ جنگ انکا درمیان انکے آپس میں شَدِيْدٌ سخت ہے کہ جسوقت وہ
آپس میں لڑتے ہیں تو ہر ایک دوسرے پر بہت سختی اور شدت کرتا ہے لیکن تمہاری مقابلہ میں وہ نہیں ہو سکتے کہ تمہارا رعب خدا نے انکے دلوں میں ڈالدیا ہے بہادر انکا تو
تمہارے مقابلہ میں نامرد ہے اور عزت والا ذلیل ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا گمان کرتا ہے تو انکو اکٹھے اور جانتا ہے تو کہ منافقین اور یہود اکٹھے اور متفق ہیں وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى
اور حال یہ ہے کہ دل انکے پراگندہ ہیں بسبب اختلاف اعتقادونکے اور رایوں کے ذٰلِكَ وہ اختلاف اور کثرت کینہ اور حسد کے ہیں بِاَنَّهُمْ بسبب اسکے ہے کہ
تحقیق وہ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ایک قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے ہیں اور عقلونکو اپنی دخل نہیں دیتے ہیں کہ انکو معلوم ہو کہ ہمارے واسطے کیا بہتر ہے اور پراگندگی دل کی
سستی کی ہی تو تمکو اور اب فرماتا ہے کہ مثال یہودیونکی مغرور ہونے میں كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مانند اُن لوگوں کی ہے کہ پہلے اُن سے تھے
قَرِيْبًا بیچ زمانہ نزدیک کے کہ ذَاقُوْا چکھا انہونے وَبَالَ اَمْرِهِمْ بدانجامی امر اپنی کو یعنی اپنے کفر کے وبال کو اور
مراد انسے مشرکین قریش ہیں کہ جیسے پہلے انسے بدر میں مارے گئے اور دنیا ہی میں انہونے عذاب چکھا اور کمثل خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی
مثلہم کمثل الذین ہے اور قریبا منصوب ہے کانوا محذوف سے اور کہتے ہیں کہ مراد اُن لوگوں سے بنی قینقاع ہیں کہ جسوقت بدر سے پھرے تو رسول خدا نے انکو حکم دیا کہ اپنے
گھروں سے نکل جائیں اسواسطے کہ رسول خدا سے جو انہوں نے عہد کیا تھا وہ عہد انہونے توڑ ڈالا اور عبداللہ بن ابی نے کہا کہ تم نکلو نہیں میں محمد کے پاس جا کر
تمہاری سفارش کرونگا اور یا یہ کہ تمہارے پاس قلعہ میں آکر تمہاری مدد کرونگا اور جسوقت وہ قلعہ میں گئے تو عبداللہ بن ابی نے انکی مدد نہ کی اور ناچار انکو بھاگنا پڑا
اور جلاوطن ہو گئے وَلَهُمْ اور واسطے انکے ہے باوجود خواری جلاوطن ہونیکے عَذَابٌ اَلِيْمٌ عذاب سخت دردناک بیچ آخرت میں اور مثال منافقوں کی
یہودونکو فریب دینے میں اور نصرت کے وعدہ کرنے میں اور پھر اسکے خلاف کرنے میں كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ مانند شیطان کے ہے کہ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ
جسوقت کہا واسطے آدمی کے کہ کفر کر تو کہ میں تیرا مددگار اور مصاحب ہوں فَلَمَّا كَفَرَ پس جسوقت کفر کیا آدمی نے قَالَ کہا شیطان نے کہ اِنِّيْ

إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ تحقیق میں بیزار ہوں تجھسے إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ تحقیق میں ڈرتا ہوں خدا سے کہ رَبَّ الْعَالَمِينَ پروردگار عالموں کا ہے
سو ہوئی کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز شریک تیرا تجھکو کریگا عذاب میں اور مراد شیطان سے ابلیس ہے اور انسان سے مراد ابوجہل ہے سو ہوئی کہ جسوقت وہ بدر میں گیا
تو ابلیس سراقہ کی صورت میں کہ وہ رئیس بنی کنانہ کا تھا بنکر آیا اور ابوجہل سے کہا کہ اے ابوالحکم خوف مت کر کہ کوئی آدمی تمپر غالب ہوگا اور جسوقت بدر میں پہنچے تو
ابلیس نے دیکھا کہ ملائکہ مسلمانوں کی مدد کو آتے ہیں آسمان سے نازل ہوتے ہیں دیکھکر بھاگا اور کہا کہ تمسے بیزار ہوں اور ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت
کرتے ہیں کہ مراد شیطان سے ابیض ہے کہ وہ ابلیس کے چچا کا بیٹا ہے اور مراد انسان سے برصیصا عابد ہے کہ بنی اسرائیل میں سے تھا پس اس صورت میں معنی
آیت کے یہ ہونگے کہ مثل منافقوں کے یہودیوں کو فریب دینے میں مانند ابیض کے ہے کہ برصیصا کو کہا کہ کافر ہو جا تو کہ میں تیری مدد کرونگا اور جسوقت برصیصا کافر
ہو گیا تو ابیض نے کہا کہ میں تجھسے بیزار ہوں اور یہ قصہ مفصل اسطرح سے ہے کہ برصیصا راہب تھا صومعت میں کہ ابین حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر کے وہ زمانہ
اُس زمانہ میں عبادت خدا کی کرتا تھا یہانتک کہ ستر برس عبادت کی اور ابلیس نے ہر چند چاہا کہ اسکو گمراہ کرے لیکن وہ ابلیس کے بہکانے میں نہ آیا ابلیس نے
ناچار ہوکر شیاطین کو جو کہ اسکی تابع تھے جمع کیا اور برصیصا کے مقدمہ میں انسے مشورہ کیا ابیض نے کہا کہ میں اسکو گمراہ کرونگا اور یہ وہی ابیض ہے کہ رسول خدا
چاہتا تھا کہ اغوا کروں جبرئیل علیہ السلام نے اسکو پر مار کر ہند کے جزیرہ میں ڈالدیا القصہ ابیض نے لباس عابدوں کا پہنکر برصیصا کے عبادتخانہ کے قریب اپنے تئیں
پہنچایا اور آواز دی برصیصا جو اپنی نماز میں مشغول تھا سو ہوئی اُسنے ابیض کو جواب نہ دیا اور ابیض اسکے حجرہ کے نیچے نماز پڑھنے میں مشغول ہوا اور ہر ذکر کو
باقسام نفاق کے خشوع اور خضوع سے ادا کرتا تھا برصیصا نے جسوقت اُسکا یہ حال دیکھا تو آواز دی کہ اے بندہ خدا کے مجھکو معذور رکھ کہ جسوقت تو نے مجھکو آواز
دی تھی اسوقت میں نماز میں مشغول تھا اور تیری کیا حاجت ہے کہا کہ درخواست میری یہ ہے کہ تیری پاس ہوں تاکہ تیری خصلتوں کو دیکھکر میں بھی ایسی ہی
خصلتیں اختیار کروں اور علم تجھسے سیکھوں برصیصا نے انکار کیا اور ابیض نے بہت تضرع اور زاری کی اور اسکے روبرو نہایت عاجزی سی اس امر میں مبالغہ کیا
آخر کو برصیصا نے اجازت دی ابیض نے اسکے حجرہ میں داخل ہوکر نہایت ریاضت سے عبادت اختیار کی اور مشکل مشکل عبادتیں نفاق سی برصیصا کے دکھلانے کو
کرتا تھا برصیصا اسکی مشقت اور ریاضت اور کثرت عبادت کو اسکی دیکھکر مرید اسکا ہو گیا اور وہ ہر روز اپنی ریاضت اور عبادت کو زیادہ کرتا تھا اور روز بروز برصیصا
کے دلمیں محبت اسکی ترقی پکڑتی تھی یہانتک کہ ایک سال گزرا ابیض نے کہا کہ اے زاہد میرا ایک یار ہے کہ عبادت میں وہ مجھسے زیادہ ہے اور ریاضت اور محنت
اسکی عبادت میں نہایت کے مرتبہ کو پہنچی ہی میں چاہتا ہوں کہ اسکے پاس جاؤں اور چند روز اسکی خدمت میں حاضر رہکر ریاضت میں مشغول ہوں برصیصا
اسکی جدائی تو بہت شاق اور دشوار تھی لیکن جانتا تھا کہ یہ یہاں نہ رہیگا سو ہوئی ناچار ہوکر اسکو اجازت دی اور ابیض نے وقت رخصت کے برصیصا کو کہا کہ تجھکو میں
ایک دعا سکھلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اسکی برکت سے مریضوں کو شفا بخشے اور بلا کے گرفتاروں کو نجات دیوے اور دیوانوں کو عاقل کردے برصیصا نے کہا کہ میں ڈرتا
ہوں کہ اگر آدمی اسپر مطلع ہونگے تو کثرت سے اپنی بیماروں کو لیکر آئینگے اور عبادت میں میری قصور اور کمی ہو جائیگی کہ اوقات میری انمیں ہی صرف ہونگی
ابیض نے کہا کہ البتہ اس دعا کو سیکھنا چاہیئے کہ ایک روز ایسا ہوگا کہ تجھکو اسکی طرف احتیاج ہوگی پس ابیض نے وہ دعا برصیصا کو تعلیم کر کے رخصت ہوا اور ابلیس سے
جاکر کہا کہ اب زمانہ برصیصا کے گمراہ کرنیکا نزدیک آ پہنچا اور شہر میں جاکر ایک مرد کو لپٹ گیا کہ وہ بیہوش ہو گیا اور بعد اسکے طبیب کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ
علاج اسکا سوائے دعا برصیصا کے نہیں ہے پس اس شخص کو برصیصا کے حجرہ کے دروازہ پر لائے اور اسکے روبرو تضرع اور زاری کی اُسنے وہی دعا اسپر پڑھی اور ابیض نے
اپنا ہاتھ اس شخص کے گلے پر سے اٹھا لیا وہ ہوش میں آگیا اور اسیطرح ابیض آدمی کے سر پر آتا تھا اور برصیصا اسکو دعا سے اچھا کرتا تھا کثرت آدمیوں کی ساتھ یہی اتفاق ہوا اور یہ
خبر اُس ولایت میں مشہور ہوئی اور ایکروز ابیض بادشاہ کی دختر کو لپٹا کہ وہ بادشاہ تو مر گیا تھا اور تین بیٹے اسکے زندہ تھے اس لڑکی کو برصیصا پاس لیگئے اور برصیصا جو
لوگوں کی کثرت آمد و رفت اور غوغا سے تنگ ہو گیا تھا اُسنے دروازہ اپنے حجرہ کا کھولا بادشاہ کے بیٹوں نے کہا کہ ہم اپنی بہن کو یہیں تمہارے پاس چھوڑ جاتے ہیں یہ امانت ہماری
تیری پاس ہے اور وہ اسکو تنہا چھوڑ کر چلے گئے برصیصا نے نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک دختر نہایت خوب بصورت حسن و جمال والی ہے اسکے پاس گیا اور وہی دعا ابیض کی تعلیم کی ہوئی
اسپر پڑھی ابیض نے ہاتھ اسکے گلے پر سے اٹھا لیا وہ ہوش میں آگئی اور دوسری بار ابیض نے پھر اسکا گلا پکڑا وہ بیہوش ہو گئی اور پھر برصیصا نے دعا پڑھی اور

قصہ برصیصا

کئی مرتبہ ایسا ہی ہوا اور اسکی بیہوشی کی حالت میں ابلیس نے برصیصا کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ یہ لڑکی اسوقت بیہوش ہے اور نہایت خوبصورت ہے اگر اسکے ساتھ تو اسوقت
صحبت کریگا تو کسیکو خبر نہوگی برصیصا نے اسکے وسوسے سے راہ پاکر اس لڑکی سے اپنا منہ کالا کیا اور وہ لڑکی اس سے حاملہ ہوگئی اور ابلیس ایک صورت بنکر اسکے
پاس آیا اور برصیصا سے کہا کہ تو نے یہ کیا فعل بد اور حرکت نالائق کی اور تو نے اپنی نیکی اور ریاضت عابدوں کو رسوا اور بدنام کیا برصیصا نے نہایت عاجزی سے کہا کہ اس
مقدمہ میں کوئی تدبیر کرنی چاہیئے ابلیس نے کہا کہ یہ راز پوشیدہ نہوگا جبتک تو اسکو قتل نکریگا اور اسکے بہائی تجھے پکڑینگے اور ایک وجہ یہ ہے کہ اپنے مصلے کے نیچے اسکو قتل کرکے دفن کردے
برصیصا نے اپنی جان کے خوف سے اسکو قتل کیا اور خاک میں اسکو دفن کردیا اور ابلیس نے اس عورت کی چادر کا گوشہ اس خاک سے باہر نکال دیا اور جسوقت بہائی اس
لڑکی کے آئے اور اپنی بہن کو برصیصا سے پوچھا تو کہا کہ اسکو دیو لیگئے اور ان شخصوں کو جو اس سے نیک اعتقاد تھا اسکے کہنے کو قبول کرکے چلے گئے اور دوسری شب ابلیس
نے بڑے بہائی کے خواب میں جاکر کہا کہ برصیصا نے تیری بہن کے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے جسوقت بیدار ہوا تو اپنے جی میں ٹھیرایا کہ یہ خواب شیطانی ہے اور دوسری شب
منجہلے بہائی کے خواب میں جاکر یہی کہا اسنے بھی بعد بیدار ہونے کے خواب شیطانی مقرر کیا اور تیسری شب چہوٹے بہائی کے خواب میں جاکر یہی حال بیان کیا جو
کچہہ کہ بڑے بہائی سے بیان کیا تھا اور چوتھی روز تینوں بہائی ایک جگہہ اکٹھے ہوکر بیٹھے تھے اور اپنی بہن کو روتے تھے چہوٹے بہائی نے کہا کہ مینے ایسا ایسا خواب
میں دیکھا ہے منجہلے بہائی نے کہا کہ مینے بھی دیکھا ہے بڑے نے کہا کہ واللہ مینے بھی دیکھا ہے پس وہ تینوں برصیصا کے پاس گئے اور کہا کہ ہماری بہن کے ساتھ تو نے
کیا کیا کہا کہ مینے تمسے کیا نہیں کہا ہے کہ دیو اسکو لیگئے ان تینوں نے کہا کہ برصیصا اپنے زمانہ کا زاہد ہے دروغ نہ کہیگا جو کچہہ کہتا ہے سچ کہتا ہے وہ وہاں سے چلے گئے اور دوسری
شب ابلیس پھر انکے خواب میں آیا اور وہی حال بیان کیا اور کہا کہ جاؤ بہن تمہاری فلانی جگہہ خاک میں مدفون ہے اور اسکی چادر کا گوشہ خاک سے باہر نکلا ہوا ہے
جسوقت وہ بیدار ہوئے تو وہاں گئے اور اسکے مصلے کے نیچے جاکر دیکھا تو گوشہ چادر کا باہر نکلا ہوا تھا اس جگہہ کو کہودا تو وہاں سے وہ عورت نکلی اور برصیصا کو گرفتار کرکے لیگئے
تاکہ اسکو سولی پر چڑہائیں ابلیس نے اس سے کہا کہ تو نے کچہہ کام نہ کیا کہ اگر وہ سولی پر چڑہایا جائیگا تو کفارہ اسکے گناہ کا ہوجائیگا ابلیس نے کہا کہ میں ابھی اسکا کام تمام کرتا
ہوں اور اسکو کافر کرکے مارتا ہوں پس ابلیس عابد کی صورت میں بنکر برصیصا کے پاس آیا اور کہا کہ میں وہ عابد ہوں کہ تجھکو فلانی دعا سکہلائی تھی اور تو نے یہ کیا کام برا کیا کہ
سب عابدونکی آبروریزی کی اس قضیہ میں بھی ایک چیز تجھکو تعلیم کرتا ہوں تاکہ تو اس بلا سے نجات پائے برصیصا نے کہا کہ وہ کیا ہے کہا کہ مجھکو سجدہ کرتا کہ میں ایک
دعا سے تجھکو لوگونکی نظروں سے پوشیدہ کردوں اور تو انہیں سے بہاگ جائے اور جسوقت بہاگ جائے تو توبہ کرلینا برصیصا نے ابلیس کو سجدہ کیا اور ابلیس نے کہا کہ میں تجھسے
بیزار ہوں پس سولی پر اسکو چڑہا دیا اور ایک روایت ہے کہ جسوقت سولی پر چڑہایا تو اسوقت ابلیس اسکے پاس آیا اور کہا کہ مینے ہی تجھکو اس بلا میں گرفتار کیا ہے اگر
میری فرمانبرداری کریگا تو تجھکو اس بلا سے رہائی دوں کہا کہ میں تیرا فرمانبردار ہوں ابلیس نے کہا کہ مجھکو ایک سجدہ کر کہا کہ سولی پر کیونکر سجدہ کروں ابلیس نے کہا کہ اسوقت
اشارہ سے کرنا کفایت کرتا ہے برصیصا نے سولی پر اشارہ سے ابلیس کو سجدہ کیا اور کافر ہوگیا اور بعد اسکے ابلیس نے کہا کہ میں تجھسے بیزار ہوں اسوقت وہ عابد کافر ہوکر
مرگیا اور ستر برس کی عبادت اپنی اپنی برباد کی اور دوسری روایت میں یہ قصہ اسطرح سے مذکور ہے کہ برصیصا ایک عابد اور زاہد تھا اور دنیا سے اسنے کنارہ اختیار
کیا تھا اور ملائکہ نے اسکی عبادت کی کثرت سے تعجب کیا اور ابلیس نے اسکے ساتھ فریب کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ ابلیس نے فریب کیا اور ایک عابد کی صورت میں ہوکر برصیصا کے حجرہ
کے دروازہ پر آیا اور برصیصا نے پوچھا کہ تو کون ہے کہا کہ میں ایک شخص عابدوں میں سے ہوں چاہتا ہوں کہ تیری ہمراہ میں بھی عبادت کروں برصیصا نے اسکو بلالیا اور
ابلیس نے اسقدر عبادت کی کہ تین روز تک کہایا نہ پیا اور نہ ایکساعت سویا اور جسوقت برصیصا نے ریاضت ابلیس کی دیکہی تو بہت تعجب کیا اور ابلیس نے کہا کہ مینے
ایک بڑا گناہ کیا ہے جسوقت وہ گناہ میرے دل میں گذرتا ہے تو بسبب ندامت کے نہ میں کہاتا ہوں نہ پیتا ہوں اور نہ سوتا ہوں برصیصا نے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ
تیری مثل ہوجاؤں گناہ کرکے تاکہ خوب طرح سے عبادت کو بجالاؤں گناہ کو یاد کرکے کہا کہ پہلے گناہ کرا اور بعد اسکے توبہ کر تاکہ عبادت کی حلاوت تجکو حاصل ہو کیونکہ
خدا غفور رحیم ہے گناہ کو بخشدیگا برصیصا نے پوچھا کہ کونسا گناہ کروں ابلیس نے کہا کہ زنا کر برصیصا نے کہا کہ زنا نہ کرونگا کہا کہ نشہ کی چیز کہا کہ وہ بہت آسان
ہے برصیصا نے کہا کہ نشہ کی چیز کو میں کہاں سے لاؤں کہا کہ فلانی بستی میں جا وہاں وہ چیز ملیگی برصیصا اسی بستی میں گیا اور دیکھا کہ ایک عورت
نہایت خوبصورت شراب بیچتی ہے اس سے شراب خرید کرکے نوش کی اور جسوقت عقل دور ہوگئی تو اسی عورت سے زنا کیا اور وہ عورت شوہر دار تھی اسوقت شوہر اس عورت کا

پاس آیا تو برصیصا نے اسکو قتل کیا اور ابلیس آدمی کی صورت میں شکل دار ہو کر حاکم کے پاس گیا اور اسکو خبر کی اس حال کی حاکم نے برصیصا کو طلب کیا اور
چالیس کوڑے شراب پینے کے جرم میں اسکو مارے اور سو زنا کے جرم میں مارے اور بعد اسکے قصاص کے واسطے اسکو سولی پر لٹکایا پس ابلیس اپنی پہلی صورت میں آکر
آیا اور برصیصا سے کہا کیا حال ہے تیرا اے برصیصا کہا نہ اس شخص کی جو عبادتیں کیں مگر کہنے پر چلی ابلیس نے کہا کہ میں تیرے گمراہ کرنے میں دو سو بیس برس سے کوشش کرتا تھا یہانتک کہ
تجھکو سولی پر دیکھا اور اب اگر تو اپنی نجات اس بلا سے چاہتا ہے تو میں تجھکو چھڑا سکتا ہوں کہا کہ یہی چاہتا ہوں کہ مجھکو خلاصی ہو جائے ابلیس نے کہا کہ
مجھکو سجدہ کر کہا کہ کیونکر سجدہ کروں سولی پر ابلیس نے کہا کہ اشارہ سے کر پس اس بدنصیب نے ابلیس کو اشارہ سے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا
پس ہے انجام ان دونو کا یعنی شیطان کا اور اس انسان کا منافقوں اور یہودوں اور کافروں میں سے أَنَّهُمَا یہ کہ تحقیق وہ دونو فِي النَّارِ بیچ
آتش دوزخ کے ہونگے خَالِدَيْنِ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے اور خالدین حال واقع ہوا ہے وَذَٰلِكَ اور وہ یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا جَزَاءُ
الظَّالِمِينَ بدلا ظلم کرنیوالوں کا ہے اپنی جانوں پر بسبب اختیار کرنے کفر کے کہ راہ حق سے گزر گئے ہیں آگے راہ مومنین کو نصیحت کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو اتَّقُوا اللَّهَ ڈرو تم عذاب خدا سے کہ اسکے حکموں کو بجا لاؤ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ اور چاہئے کہ دیکھے نفس
مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ جو چیز کہ آگے بھیجی ہے واسطے کل کے دن کے یعنی واسطے روز قیامت کے کہ وہ عمل صالح ہے یا عمل بد ہے اگر عمل نیک ہے تو نجات
دینیوالا ہے اور اگر عمل بد ہے تو ہلاک کرنیوالا ہے پس اگر طاعتیں اور نیکیاں کی ہیں تو انکی شکرگزاری کریں اور اگر وہ برائیاں اور گناہ ہیں تو انسے توبہ کریں اور پشیمان ہوں
وَاتَّقُوا اللَّهَ اور ڈرو تم خدا سے یہ قول تاکید ہے پہلے قول کی اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلا واسطے توبہ کے ہے گناہوں گزشتہ سے اور دوسرا واسطے باز رہنے کے آئندہ
گناہوں سے ہے یا یہ کہ پہلا واسطے ادائے واجبات کے ہے اور دوسرا واسطے ترک کرنے محرمات کے ہے إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ تحقیق خدا خبردار ہے بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم
اگر اسکے علم کے خلاف کروگے تو عذاب میں گرفتار ہوگے وَلَا تَكُونُوا اور نہ ہو تم اے مومنین كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ مانند ان لوگوں کے کہ
بھول گئے خدا کو یعنی اسکا حکموں کو ترک کر دیا مراد اس سے یہود اور منافقین اور مشرکین ہیں کہ مطلق احکام خدا کے انہوں نے پروا نہیں کی ہے فَأَنسَاهُمْ پس بھلا دیا
خدا نے انکو اور أَنفُسَهُمْ نفسوں انکی کو یہانتک کہ نہیں سنتے ہیں وہ اس بات کو کہ نفع بخشے انکے نفسوں کو اور نہیں کرتے ہیں وہ اس کام کو کہ خالص کرے انکے نفسوں کو
اور جسوقت کہ زمانہ کفر اور گناہ میں خدا کو فراموش کیا بسبب عناد کے باوجود ظاہر ہونے دلیلوں فرمانبرداری حق سمجھانے کے تو خدا تعالی نے توبہ کو بھی انکے بھلا دیا اور انکے
حال پر انکو چھوڑ دیا أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یہ لوگ وہی باہر ہونیوالے ہیں حکم خدا سے اور بعد اسکے لوگونکو خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے کہ لَا يَسْتَوِي
نہیں برابر ہیں نزدیک خدا کے أَصْحَابُ النَّارِ صاحب آتش دوزخ کے کہ غفلت میں بسر کرکے مستحق دوزخ کے ہوئے وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ اور صاحب
بہشت کے کہ خدا کی فرمانبرداری کرکے مستحق بہشت کے ہوئے أَصْحَابُ الْجَنَّةِ صاحب بہشت کے یعنی رہنے والے بہشت کے هُمُ الْفَائِزُونَ وہی
رستگاری پانیوالے اور مراد کو پہنچنے والے ہیں اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا صلعم نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا کہ اصحاب جنت وہ ہیں کہ
جنہوں نے میری فرمانبرداری کی ہے اور بعد میرے علی بن ابیطالب کو تسلیم کیا ہے اور اسکی خلافت کا اقرار کیا ہے اور اصحاب النار وہ ہیں کہ جنہوں نے انکار کیا اطاعت کا
اور عہد کو توڑ ڈالا اور جنگ کی بعد میرے اس سے اور اب قرآن کی تعظیم اور توقیر کو بیان کرتا ہے کہ لَوْ أَنزَلْنَا اگر نازل کرتے ہم هَٰذَا الْقُرْآنَ اس
قرآن کو عَلَىٰ جَبَلٍ اوپر پہاڑ کے بطریق مثل تو لَّرَأَيْتَهُ البتہ دیکھتا تو اسکو خَاشِعًا عاجزی کرنیوالا مُّتَصَدِّعًا پھٹنے والا مِّنْ
خَشْيَةِ اللَّهِ خوف خدا کے سے اور ہیبت وعدہ عذاب کے سے جو اسمیں ہے باوجود اسقدر سختی اور بڑی ہونیکے اور کفار کے دلوں کو اس سے کچھ اثر نہیں
ہوتا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اگر ہم قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے بعد اسکے کہ ہم اسکو سمجھ اور دریافت عطا کرتے تو وہ پارہ پارہ ہو جاتا وَتِلْكَ
الْأَمْثَالُ اور یہ مثالیں کہ جو بیچ قرآن میں مذکور ہوئی ہیں نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ بیان کرتے ہیں ہم انکو واسطے آدمیوں کے لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
تاکہ وہ سوچیں اور تامل کریں امر قیامت کے عذاب میں آگے اپنی پروردگاری اور رحیمی کو بیان کرتا ہے کہ هُوَ اللَّهُ وہ کہ جسنے قرآن کو بھیجا خدا ہے
الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وہ خدا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے کہ مستحق عبادت کا ہو عَالِمُ الْغَيْبِ جاننے والا پوشیدہ کا وَالشَّهَادَةِ اور

ع ۲ / ۷ / ۵

ظاہر کا یعنی جاننے والا سب علم اور پوشیدہ کا ہی کہ اسپر کوئی امر چھپا ہوا نہیں ہے رہا تنا کہ دونوں کی سب باتوں کو جانتا ہے اور معدوم اور موجود کوئی اسپر پوشیدہ نہیں ہے اور امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ غیب وہ ہے کہ نہیں ہوا ہی اور شہادت وہ ہے کہ ہو گیا ہے هُوَ الرَّحْمٰنُ وہی بہت بخشنے والا کہ رحمت عام اسکی نے دنیا
میں جمیع مخلوقات کو گھیر لیا ہے الرَّحِيْمُ بڑا بخشنے والا ہے کہ رحمت خاص اسکی بخشش اور کرم ہے آخرت میں مومنین کو پہنچی گی اور واسطے تاکید کے مکرر فرماتا ہے هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ وہی خدا ہے مخصوص ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکے کہ مستحق عبادت کا ہو اَلْمَلِكُ بادشاہ ہے کہ تمام آسمان اور
زمین اور جو کچھ کہ درمیان انکے ہے سب ملک اسکی ہے اور وہی حاکم اور تصرف میں ہے جسطرح چاہتا اپنا دخل کسی کو نہیں اسکا منع کرنیوالا نہیں ہے اَلْقُدُّوْسُ
نہایت پاک اور پاکیزہ ہے تمام عیبوں و نقصانوں سے اور بری ہے شرک اور آفت و اولاد و صفات جسمی ہے اَلسَّلٰمُ سلامت ہے عیب و قباحت او
عاجزی اور خلل سے اَلْمُؤْمِنُ امن دینے والا بندوں کا عذاب سے اور ظلم سے اَلْمُهَيْمِنُ نگہبان و حافظ ہر چیز کا اَلْعَزِيْزُ غالب ہے ہر حکم میں کہ کوئی اسکو
مغلوب نہیں کر سکتا اور برابری اسکی کوئی نہیں کر سکتا اَلْجَبَّارُ زبردست ہے و عظیم الشان اپنی ملک او سلطنت میں کہ مشیت اسکی ہر چیز میں جاری ہے او
اسپر کسیکی مشیت جاری نہیں ہو سکتی اور درست کرنیوالا ہے احوال خلقت کا و اسکو پروا نہیں ہے اس امر کی کہ ہو گیا ہے اور اس امر کی کہ نہیں ہوا ہے
اَلْمُتَكَبِّرُ نہایت بزرگی والا اور بلند مرتبہ ہے کہ تمام چیزیں آگے اسکے حقیر ہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ پاک ہے خدا عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اس چیز سے کہ شریک
کرتے ہیں اسکی شرک کرنیوالے اسکے اور دلیلوں سے ثابت ہوا ہی کہ کوئی اسکا شریک نہیں ہے هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ وہ خدا پیدا کرنیوالا ہے ہر چیز کا موافق مشیت کے
اَلْبَارِئُ پیدا کرنیوالا اور ظاہر کرنیوالا اور عدم سے وجود میں لانیوالا ہر چیز کا اَلْمُصَوِّرُ صورت بنانیوالا مخلوقات کی طرح طرح سے کہ ہر چیز اپنی صورت
میں دوسری چیز سے ہرگز نہیں ملسکتی لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى واسطے اس خدا ہی کے ہیں نام نیک کہ شرع او عقل کے نزدیک پسندیدہ کئے گئے ہیں جیسے کہ
رحمٰن و رحیم و غفور و قدیر و علیم و حلیم وغیرہ يُسَبِّحُ لَهٗ پاکی سے یاد کرتی ہے اور تسبیح کرتی ہے واسطے اسکے ہر مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہی ہے غالب اپنے حکم میں کہ کوئی چیز اسکو مغلوب نہیں کر سکتی الْحَكِيْمُ حکمت والا اپنے قول اور
فعل میں کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت او مصلحت کے کرتا ہے اس سورت کی آخر میں اسما حسنیٰ خدا تعالیٰ کے مذکور ہیں او منقول ہے کہ اسم اعظم ان ناموں میں ہے
او حضرت صادق علیہ السلام نے امیر المومنین سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اللہ تعالیٰ کے کل ننانوے نام ہیں کہ جو کوئی انکو یاد کرے اور ان ناموں
سے خدا کا ذکر کرے تو بہشت میں داخل ہوگا لیکن چاہئے کہ ان ناموں کے معنی کو سمجھے اور ابو امامہ نے رسولخدا صلعم سے روایت کی ہے کہ جو کوئی سورۂ حشر کی
آخر کو پڑھے شب کو یا روز کو اور اسدن وہ مرجاے تو خدا تعالیٰ بہشت اسپر واجب کرے اور معقل بن یسار نے روایت کی ہے کہ جو کوئی صبح کو تین بار کہے کہ اعوذ باللہ
من الشیطان الرجیم اور تین آیتیں سورۂ حشر کی آخر کی پڑھے حقتعالیٰ ستر ہزار فرشتے اسپر موکل کرے تاکہ اسکو جمیع آفات سے نگاہ رکھیں اور درود اسپر بھیجیں رات
تک اور اگر وہ روز کو مرے تو شہید موا ہوا اور اگر اسیطرح شب کو پڑھے تو بھی تب یہ کہتا ہوا اور انس نے روایت کی ہے رسولخدا سے کہ جو کوئی لو انزلنا ہذا القرآن سے آخر
سورہ تک پڑھے اور اسی شب کو مرجائے تو شہید ہوا ہو سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ اور اس سورہ کو سورۂ مودت بھی کہتے ہیں یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں تیرہ آیتیں ہیں
اور حضرت علی بن الحسین نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ ممتحنہ فرائض میں یا نوافل میں پڑھے خدا تعالیٰ اسکے دل کو ایمان سے امتحان کرے اور اسکی آنکھوں کو روشن کرے
اور درویشی اور دیوانگی ہرگز اسکی ذات میں او اسکی اولاد میں نہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا
او پیغمبر پر لَا تَتَّخِذُوْا نہ پکڑو تم یعنی مقرر کرو تم عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ دشمنوں میری کو اور دشمنوں اپنی کو اَوْلِيَآءَ دوست و اپنی ہمنشینی مت
رکھو اور عدو مصدر کے وزن پر ہے اور اسکو واحد او جمع پر دونوں پر بول سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چھٹے سال ہجرت کے اور بعد دو برس کے جنگ بدر رسولخدا پوشیدہ
ارادہ مکہ کا رکھتے تھے سارہ کنیز عمرو صیفی کی جو مکہ میں تھی وہ گوتھی کہ سے مدینہ میں آئی رسولخدا نے اس سے پوچھا کہ تو واسطے اسلام لانے کے یہاں آئی ہے کہا کہ نہیں فرمایا کہ
واسطے ہجرت کے ملانے آئی ہے کہا کہ نہیں بلکہ اسواسطے آئی ہوں کہ مجھکو کھانا اور کپڑا دو حضرت نے فرمایا کہ مکہ والوں سے کیوں نہیں طلب کرتی ہے کہا کہ بعد جنگ بدر کے
کسی نے میری گانے اور نوحہ کی طرف رغبت نہ کی حضرت نے فرزندان عبد المطلب کو فرمایا کہ اسکو کچھ دو انہوں نے کپڑا اور دینار اور زاد راہ اور سواری اسکو دی او بلتعہ کو

ع ۳

سورۃ الممتحنۃ

حاطبہ بن ابی بلتعہ کے پاس وہ آئی اور کچھ طلب کیا اُنہی مکہ والوں کو خط لکھا کہ رسولخدا قصد تمہارا رکھتا ہے ہتیار اپنے درست کر رکھو اور دس دینار اور وہ
خط اسکو دیکر رخصت کیا سارہ نے وہ خط اس سے لیکر اپنے بالوں میں چھپا کر رکھ لیا اور طرف مکہ کے روانہ ہوئی اور جبرئیل نے رسولخدا کو اس سے خبر دی رسولخدا
نے حضرت امیرالمومنین کو مع مقداد و عمار کے طرف مکہ کے روانہ کیا اور فرمایا کہ راہ میں ایک عورت کے پاس سے خط لیکر یہاں آؤ وہ سوار ہو کر مکہ کیطرف روانہ
ہوئے اور راہ میں اس عورت کو پایا خط کو اس سے طلب کیا اُسنے انکار کیا اسباب میں اسکے دیکھا نہ پایا وہاں سے ارادہ پھر نیکا کیا امیرالمومنین نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ
پیغمبر خدا ہرگز دروغ نفرمائینگے پس تلوار کھینچکر اس عورت کے پاس آئے اور فرمایا کہ اگر خط تو نہ دیویگی تو میں تجھکو مار ڈالونگا وہ عورت ڈری اور کہا کہ تم مُنہ اپنا
پھیر لو تاکہ میں خط کو نکالکر تمکو دوں اُسنے اپنے سر میں سے وہ خط نکالکر اُنکو دیا حضرت علی اُس خط کو لیکر مدینہ کو روانہ ہوئے اور رسولخدا کو وہ خط دیا رسول خدا
منبر پر تشریف لیگئے اور خط پڑھا اور فرمایا کہ ایک شخص نے تم میں سے مکہ والوں کو خط لکھا ہے تاکہ اُنکو ہمارے قضیہ سے خبردار کرے اگر وہ شخص اٹھے اور اقرار کرے تو بہتر ہے
ورنہ میں اُسکو رسوا کرونگا حضرت نے دو دفعہ فرمایا لیکن کسی نے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ حاطبہ اُٹھا اور کہا کہ یا رسولخدا میں نے لکھا ہے وہ خط اور خدا آگاہ
ہے کہ بعد اسلام کے نفاق کو میں نے اختیار نہیں کیا ہے لیکن مکہ میں میرے رشتہ دار ہیں اُنکا ملاحظہ کر کے میری رعایت کی ہے حضرت نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے باہر
نکالدو لوگ اُسکو مارتے تھے اور گلے لیتے تھے اور وہ رسولخدا کیطرف دیکھتا تھا شاید کہ رحم کریں جسوقت کہ مسجد کے باہر پہنچا تو حضرت نے فرمایا کہ اسکو یہاں لاؤ
جسوقت وہ آیا تو حضرت نے اُس سے توبہ کرائی اور حقتعالی نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اے مومنین خدا کے اپنے دشمنوں سے دوستی مت کرو تُلْقُونَ ڈالتے ہو تم
یعنی رسم و راہ رکھتے ہو تم اِلَيْهِمْ طرف ان دشمنوں کے بِالْمَوَدَّةِ ساتھ دوستی کے بسبب خط و کتابت بھیجنے کے انہی وَقَدْ كَفَرُوا اور حال یہ ہے کہ
تحقیق کفر کیا ہے انہوں نے بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ ساتھ اُس چیز کے کہ آئی ہے تمہارے پاس سخن حق سے کہ وہ قرآن ہے یا دین اسلام پس جسوقت کہ
انہوں نے حق سے کفر کیا ہو تو تمکو اُنسے دوستی نرکھنی چاہئے اگرچہ وہ تمہارے رشتہ دار ہوں اور حال اُن کفار کا یہ ہے کہ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ نکالتے
ہیں وہ پیغمبر کو وَإِيَّاكُمْ اور تمکو مکہ سے أَنْ تُؤْمِنُوا اس سبب سے کہ ایمان لاتے ہو تم بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ساتھ اللہ پروردگار اپنے کے یعنی بسبب ایمان
انہوں نے تمکو مکہ سے نکالدیا ہے پس اُنکو تم ہرگز دوست مت کہو إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ اگر ہو تم کہ نکلتے ہو تم اپنے وطنوں سے جِهَادًا فِي سَبِيلِي
واسطے جہاد کے بیچ راہ میری کے وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي اور واسطے طلب کے مرضی میری کی اور جہادا اور ابتغاء دونو مفعول لہ واقع ہوئے ہیں تُسِرُّونَ
إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ پوشیدہ کرتے ہو تم طرف اُن دشمنوں کی دوستی کو یہ جانکر کہ کسیکو تمہاری دوستی کی خبر نہوگی وَأَنَا أَعْلَمُ اور میں خوب
جانتا ہوں اور زیادہ عالم ہوں بِمَا أَخْفَيْتُمْ ساتھ اُس چیز کے کہ پوشیدہ کرتے ہو تم دوستی دشمنان خدا کی کو وَمَا أَعْلَنْتُمْ اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہو تم
عذر کرینگے کہ وہ ہمارے کنبہ کے آدمی تھے اسواسطے اُنکو لکھا تھا لیکن میں اپنے رسول کو مطلع کر دیتا ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ اعلم متکلم کا صیغہ ہے اور با بمعنی
مِن ہے یعنی اور جانتا ہوں میں اُس چیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہو اور اُس چیز کو کہ ظاہر کرتے ہو تم وَمَنْ يَفْعَلْهُ اور جو شخص کرے اس کام کو کہ پوشیدہ اُنکو خبر کرے اور
اُنسے دوستی رکھے مِنْكُمْ تم میں سے فَقَدْ ضَلَّ پس تحقیق گم ہوا وہ سَوَاءَ السَّبِيلِ سیدھی راہ سے اور خطا کی راہ حق کی اور یہ خطاب حاطبہ کو ہے جو اہل
بدر میں سے تھا اور فرماتا ہے کہ إِنْ يَثْقَفُوكُمْ اگر پائیں وہ تمکو مکہ میں آئے تمکو یعنی اگر وہ تمپر قدرت رکھیں کہ قابو پائیں تو يَكُونُوا لَكُمْ ہوویں وہ واسطے تمہارے
أَعْدَاءً دشمن وَيَبْسُطُوا اور کشادہ کریں وہ إِلَيْكُمْ طرف تمہارے أَيْدِيَهُمْ ہاتھوں اپنے کو وَأَلْسِنَتَهُمْ اور زبانوں اپنی کو بِالسُّوءِ ساتھ بدی
یعنی ساتھ مارنے اور گالیاں دینے کے وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ وہ دوست رکھتے ہیں وہ اگر کفر کرو تم جیسے کہ وہ کفر کرتے ہیں پس جسوقت کہ حال اُنکا ایسا ہو تو
اس صورت میں اُن لوگوں سے دوستی رکھنی بڑی خطا ہے لَنْ تَنْفَعَكُمْ ہرگز نفع نپہنچا سکینگے تمکو أَرْحَامُكُمْ رشتہ دار تمہارے وَلَا أَوْلَادُكُمْ اور نہ فرزند
تمہارے اور اُنکی دوستی سے کیا فائدہ ہے کہ يَوْمَ الْقِيَامَةِ دن قیامت کے يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ جدائی کریگا درمیان تمہارے خدا کہ تمکو تمہاری اولاد اور
رشتہ داروں کے سے جدا کر دیگا کہ کافروں کو دوزخ میں بھیجیگا اور مومنوں کو بہشت میں پس جو لوگ کہ نفع تمکو نہیں پہنچا سکتے ہیں اور کل کو تم سے وہ جدا ہو جائینگے
اُنکی رعایت تم کسواسطے کرتے ہو وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہو تم دوستی یا دشمنی بَصِيرٌ دیکھنے والا ہے اور موافق اُسکے تمکو جزا دیگا

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ تحقیق کہ ہے واسطے تمہارے ای مسلمانوں کافروں کی دوستی چھوڑنے میں اور انسے بیزاری کرنے میں اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ پیروی نیک اور
خصلت پسندیدہ کہ پیروی جسکی کرنی چاہیے فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ بیچ ابرہیم کے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اور اُن لوگونکی کہ ہمراہ اسکے تھے ایمان لانیوالے اور بعضے کہتے
ہیں کہ مراد ان لوگوں سے کہ ہمراہ ابرہیم کے تھے نبی تھے یعنی تمہارے لیے بیچ پیروی ہے کہ تابعدار اسکے تھے اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ جسوقت کہا انہوں نے واسطے قوم اپنی کے
جو کافر تھی اِنَّا بُرَءٰٓؤُا تحقیق کہ ہم بیزار ہیں مِنْكُمْ تم سے وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ اور اس چیز سے کہ پرستش کرتے ہو تم اسکو مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ سوا اللہ کے اور اگر ما مصدریہ ہو تو معنی آیت کے یہ ہیں کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور پرستش کرنی تمہاری سے كَفَرْنَا بِكُمْ کفر کیا ہمنے ساتھ تمہارے
یعنی تمہارے دین پر اور تمہارے معبودوں پر ہم ایمان نہیں لاتے ہیں اور ہم انکار کرنیوالے ہیں تمہارے دین اور معبودوں کے وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اور
ظاہر ہوئے درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ دشمنی اور بغض اَبَدًا ہمیشہ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا یہانتک کہ ایمان لاؤ تم
بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ ساتھ خدا اکیلے کے یعنی جبتک کہ تم ایمان خدا پر نہیں لاتے ہو تو تم میں اور ہم میں ہمیشہ عداوت ہے اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ مگر قول ابرہیم کا
یہ استثنا ہے اسوۂ حسنہ سے یعنی پیروی کرو تم دین ابرہیم کی جمیع امور میں مگر اس قول ابرہیم میں کہ اُسنے کہا تھا لِاَبِيْهِ واسطے باپ اپنے آزر کے
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ البتہ بخشش چاہونگا میں واسطے تیرے یعنی سب امور میں ابرہیم کی پیروی کرو مگر ابرہیم کے استغفار کرنے میں واسطے باپ کے کہ تم اپنے
باپ یا رشتہ دار کافر کے واسطے استغفار نکرو اور انکی واسطے بخشش نہ چاہو اسواسطے کہ ابرہیم نے موافق وعدہ کے اپنے باپ آزر کے کہ حقیقت میں وہ باپ اسکا نہ تھا
بخشش چاہی تھی اور باپ اسکو اسواسطے کہتے تھی کہ اُسنے پرورش ابرہیم کی کی تھی اور تمکو سزاوار نہیں چاہیئے کہ اپنے یگانے کافر کیواسطے بخشش چاہو اور ابرہیم نے
اگرچہ وعدہ بخشش چاہنے کا اس سے کیا تھا لیکن یہ بھی کہدیا تھا وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اور نہیں مالک ہوں میں واسطے تیرے
عذاب خدا سے کسی چیز کو کہ عذاب کو تجھسے دفع کر سکوں فقط استغفار ہی تیرے واسطے کرونگا اور جسوقت حضرت ابرہیم نے اور انکی اصحاب نے اپنی قوم سے تبرا کیا تو منہ
اپنا طرف درگاہ خدا کے کرکے عاجزی سے کہا کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا اوپر تیرے توکل کیا ہمنے اور تجھپر اعتماد کیا ہمنے اور
خلقت سے قطع کرکے تیری طرف متوجہ ہوئے ہم وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا اور طرف تیرے رجوع کی ہمنے تیری فرمانبرداری کیواسطے وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اور طرف حکم
تیرے کے ہی پھرنا سب کا آخرت میں اور یہ کلام متصل ہے استثنا سے ماقبل کے ساتھ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام دعا کا ابرہیم کا نہیں ہے بلکہ حقتعالی
نے مومنین کو حکم کرتا ہے بعد منع کرنیکے دوستی کفار سے کہ جسوقت تمنے علاقہ دوستی کفار کا قطع کر دیا تو کہو کہ اے پروردگار ہمارے تجھی پر توکل کیا
ہمنے اور طرف تیری ہی رجوع کی ہمنے اور اسیطرح یہ قول ہے کہ رَبَّنَا اے پروردگار ہمارے لَا تَجْعَلْنَا نہ کر تو ہمکو فِتْنَةً آزمائش
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انہوں نے یعنی انکو ہمپر غالب مت کر اور ہمکو انکے سپردست کر کہ ہمکو وہ دین تیرے سے فتنہ میں
ڈالیں اور دین سے پھیر دیویں اور فتنہ میں اسطرح ڈالیں کہ ہمکو بڑے بڑی سخت عذاب میں گرفتار کرے کہ جن عذابوں کو ہم اٹھا نہ سکیں ہمکو آزمائیں
اور ہمکو تنگ کرکے اپنے دین میں لائیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پہلے مومن نہیں ہوتا تھا مگر محتاج اور کافر نہیں ہوتا تھا مگر تونگر
یہانتک کہ ابرہیم پیغمبر ہوئے اور انہوں نے دعا کی کہ ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا پس کر دی خدا نے مومنوں میں تونگر اور محتاج اور کافروں میں بھی کر دی
تونگر اور محتاج اور دعا کی ابرہیم نے کہ وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اور بخش تو ہمکو اے پروردگار ہمارے جو کچھ تیری راہ میں ہمنے قصور کیا ہے اِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ تحقیق کہ تو غالب ہے اپنے حکم میں بسبب اسکے کہ کوئی اسکو دور کر الْحَكِيْمُ حکمت والا اور دانا ہے تو اپنے کام میں بسبب بخشنے ہی تو ہمکو لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے ای مسلمانو فِيْهِمْ بیچ انکے یعنی بیچ ابرہیم کے اور قوم اسکی کے اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ خصلت نیک کہ پیروی
اسکی کرنی چاہیے لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ واسطے اس شخص کے کہ امید رکھتی خدا سے یعنی یہ پیروی ابرہیم کی ثابت ہے اس شخص کے واسطے کہ امید ثواب کی
خدا کی رکھتا ہو وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ اور بدلے کو دن آخرت کے اور یہ کلام دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ مومن کو سزاوار نہیں ہے ترک کرنا ابرہیم کی
پیروی کا اور ترک کرنا اسکا باعث بدی اعتقاد کا ہے اور اسیواسطے بعد اسکی فرماتا ہے کہ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اور جو شخص کہ منہ پھیرے ابرہیم کی پیروی سے اور

دشمنان خدا سے دوستی رکھی **فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ** پس تحقیق خدا وہ ہے بے پرواہی اس سے اور اسکی نصرت سی اسواسطے کہ وہ خود اپنے دین کی نصرت کرنیوالا ہے
اور اسکو احتیاج کسیکے نصرت کی نہیں ہے **الْحَمِيْدُ** تعریف کیا گیا ہی اپنی ذات میں بدون تعریف کرنے کسی غیر کے تمام عملوں میں پس منہ پھیرنا لوگوں کا
اسکی طرف سے ضرر اسکو نہیں پہنچاتا ہی بلکہ ضرر اسکا منہ پھیرنیوالے ہی کیطرف پھرنیوالا ہے اور ابرہیم کی پیروی کی حکم کو خدا تعالی نے مکرر واسطے زیادتی
رغبت کے بیان کیا ہی اور منقول ہے کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے مومنین نے ہی والدین بعد اقارب مشرکین کے دوستی کو جو کہ مکہ میں تھے دل سے نکال ڈالا
اور عداوت انسے کرنے لگے اور حقتعالی نے جو ترک کرنا یگانوں کی دوستی کا اور انتہا کرنا انکی دشمنی کا مومنین کے حال سے پایا تو انپر رحم کیا اور وعدہ دوستی
کا انسے کیا چنانچہ فرماتا ہی کہ **عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ** قریب ہے خدا یہ کہ پیدا کرے **بَيْنَكُمْ** درمیان تمہارے **وَبَيْنَ الَّذِيْنَ**
عَادَيْتُمْ اور درمیان ان لوگوں کہ دشمن کہا ہے تمنے جنکو **مِّنْهُمْ** ان کفار مکہ میں سے کہ یگانے تمہارے ہیں **مَّوَدَّةً** دوستی کو یعنی قریب ہے
کہ خدا تمہارے اور تمہارے یگانوں کے درمیان دوستی کو پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا کہ بعد فتح مکہ کے انکے یگانے مسلمان ہو گئے اور آپس میں پھر دوستی پیدا ہوئی بعد
دشمنی کے اور ابو سفیان وغیرہ اشراف قریش مسلمان ہو گئے اور رسولخدا نے ام حبیبہ دختر ابو سفیان سے نکاح کیا **وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ** اور خدا قدرت رکھنے والا ہے
ہر چیز پر پس قادر ہے اسپر کہ دشمنی کو دوستی سے بدل دے **وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ** اور خدا بخشنے والا ہے اس شخص کو کہ دوستی کی ہے اسنے منع کرنے سے پہلے **رَّحِيْمٌ**
مہربان ہے اور بخشنے والا اس شخص کو کہ مسلمان ہو گیا ہی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ قوم خزاعہ اور بنو مدلج اور رسولخدا کے درمیان عہد و پیمان تھا
اور انہوں نے عہد کیا تھا کہ ہم قصد مسلمانوں کا نکرینگے اور دشمنان دین کی مدد نکرینگے اور وہ لوگ اپنے عہد پر ثابت قدم رہے اور مسلمانوں کا قصد انہوں نے نکیا
اور دشمنان دین کی حمایت نکی حقتعالی نے انکے مقدمہ میں فرمایا کہ **لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ** نہیں منع کرتا ہے خدا تمکو اے مومنین **عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ**
يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑے ہیں وہ تمسے بیچ مقدمہ دین کے اور مذہب کے **وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ** اور نہیں نکالا ہی انہوں نے تمکو
مِّنْ دِيَارِكُمْ گھروں تمہارے سے **اَنْ تَبَرُّوْهُمْ** یہ کہ نیکی کرو تم انسے یعنی خدا منع نہیں کرتا ہی تمکو اس سے کہ نیکی کرو تم ان لوگوں سے جسوقت کہ وہ تمسے مذہب کے مقدمہ میں
لڑے نہیں ہیں اور نہ انہوں نے تمکو تمہارے گھروں سے نکالا ہی پس خدا تعالی تمکو منع نہیں کرتا ہی اس سے کہ نیکی کرو تم انسے **وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ** اور عدل و انصاف کرو تم طرف انکی
اور ظلم انپر نہ کرو تا کہ انکو رغبت طرف اسلام ہو بلکہ نیکی اور احسان انپر کرتے رہو **اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ** تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو اور کہتے ہیں کہ
قتیلہ دختر عبد العزی نے کہ مشرکہ تھی تحفہ اور ہدیہ جیسے کہ دختر اسما بنت عمیس دختر ابو بکر کے پاس لائی اسنے اسکو قبول نکیا اور اپنے پاس آنیکا اذن اسکو ندیا
حقتعالی نے یہ آیت نازل کی اور رسولخدا نے اسکی آنیکا حکم دیا اور ہدیہ اسکا قبول کیا اور اسکی ساتھ نیکی کی اور کفار سے نیکی کرنی حرام نہیں ہے خواہ قرابت
رکھتا ہو خواہ نہیں لیکن زکوۃ اور فطرہ انکو نہیں دیسکتے ہیں **اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ** سوائے اسکے نہیں کہ منع کرتا ہی تمکو خدا **عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ**
فِي الدِّيْنِ ان لوگوں سے کہ لڑائی کی ہی انہوں نے تمسے بیچ مقدمہ دین کے **وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ** اور نکالا ہی انہوں نے تمکو گھروں
تمہارے سے **وَظٰهَرُوْا** اور ہم پشت ہوئے ہیں وہ اور مدد کی ہی انہوں نے دشمنوں کی **عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ** اوپر نکالدینے تمہارے کے **اَنْ تَوَلَّوْهُمْ** یہ کہ
دوستی کرو تم انسے یعنی منع کیا ہی تمکو دوستی کرنے ان لوگوں سے اور مراد انسے کفار مکہ ہیں کہ بعضے تو مسلمانوں سے لڑے تھے اور بعضوں نے نکالنے میں
کوشش کی تھی اور بعضوں نے نکالنے والوں کی مدد کی تھی **وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ** اور جو کوئی دوستی رکھی انسے **فَاُولٰٓئِكَ** پس یہ لوگ دوستی رکھنے والے
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وہی ظالم ہیں کہ دوستی کو غیر محل دوستی رکھتے ہیں اور اسسبب سے مستحق عذاب دردناک کے ہو گئے ہیں اسواسطے کہ دوستی خدا سے اور اسکے
دوستوں سے چاہیے نہ انکے غیر سے اور کہتے ہیں کہ جسوقت حدیبیہ میں صلح واقع ہوئی تو صلح کی شرطوں میں سے یہ شرط بھی تھی کہ جو مسلمان کہ مکہ سے مدینہ کو جائے
رسولخدا اسکو کفار کے پاس واپس دیں اور جو مسلمان کہ مدینہ سے مکہ کو جائے تو اسکو قریش واپس نکریں اور حضرت ہنوز حدیبیہ میں تھے کہ ایک جماعت مومنین کی
مکہ سے بھاگ کر رسولخدا کے پاس آئی اور ان لوگوں میں سبیعہ دختر حارث بھی تھی وہ حدیبیہ میں آئی اور مسلمان ہو گئی اور اسکے بعد شوہر اسکا مسافر مخزومی بھی آیا
اور حضرت سے کہا کہ میری زوجہ کو واپس کرو کہ شرط صلح کی اسطرح تھی کہ جو کوئی ہم میں سے تیرے پاس آئے تو اسکو واپس دیں جبرئیل آئے اور کہا کہ یہ شرط مردوں کی بابت تھی

ع ۲

نہ عورتوں کی واسطے اور مومنین کو طرف کفار کے پھیرنا جائز نہیں ہے یہ آیت نازل ہوئی کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِذَا جَاءَكُمُ
الْمُؤْمِنَاتُ جسوقت کہ آئیں تمہارے پاس عورتیں ایمان لانیوالیاں ظاہر کرنیوالیاں ایمان کی مُهَاجِرَاتٍ ہجرت کرنیوالیاں کفر سے
طرف ایمان کے یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جسوقت مومنین عورتیں ہجرت کر کے کفر سے طرف ایمان کے آئیں فَامْتَحِنُوهُنَّ پس آزماؤ تم انکو اسطرح سے کہ انکو قسم
دلواؤ کہ وہ شوہروں کی دشمنی سے نکلکر نہیں آئی ہیں اور غیروں کی دوستی سبب انکی آنیکا نہیں ہوا ہے اور کسی غرض دنیا کی جہت سے نہیں آئی ہیں بلکہ خاص واسطے دوستی
خدا اور رسول خدا اور مسلمان ہونیکی واسطے آئی ہیں امتحان سے پہلے انکو مومنات ہو واسطے کہا کہ انہوں نے تصدیق کی تھی زبان سے اور کلمۂ شہادت پڑھتی تھی
اور مخالف ایمان کے کوئی امر انسے ظاہر نہیں ہوتا تھا اللَّهُ أَعْلَمُ اور خدا زیادہ جاننے والا اور عالم ہے بِإِيمَانِهِنَّ ساتھ ایمان انعورتوں کی ہو واسطے کہ وہ
دل کی باتوں کو جانتا ہے اور مسلمانوں کو تو امتحان ہی انکا کفایت کرتا ہے اور اسیواسطے مدار شرع کے احکام کا ظاہر پر ہے پس اسوقت انعورتوں کو قسم دیویں اور یا علامتوں
انکی ایمان کی ملاحظہ کریں فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ پس اگر جانو تم انعورتوں کو سبب غلبہ گمان کے اور ظن قوی کے مُؤْمِنَاتٍ ایمان والیاں تو
فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ پس نہ پھیرو تم انکو إِلَى الْكُفَّارِ طرف کفار کے کہ وہ شوہر انکی ہیں اسواسطے کہ لَا هُنَّ نہ وہ عورتیں حِلٌّ لَهُمْ حلال
ہیں واسطے ان کفار کے وَلَا هُمْ اور نہ وہ مرد کافر يَحِلُّونَ لَهُنَّ حلال ہیں واسطے انعورتوں کے ہو واسطے کہ عورتیں بسبب غلبہ شوہروں کے امن میں
نہیں ہیں اس سے کہ شوہر انکو بہکا کر گمراہ کر دیں اور مکرر لانا اسکا واسطے مطابقت کے ہے اور واسطے مبالغہ کے اور یا یہ کہ پہلا واسطے حاصل ہونے فرقت کے ہے درمیان
انہوں کے اور دوسرا واسطے منع کرنے کے ہے کہ پھر انمیں ملاپ نہیں ہو سکتا جبتک کہ عورت مومنہ ہے اور شوہر اسکا کافر ہے اور کہتے ہیں کہ بعد اسکی یہ دستور
ہوگیا تھا کہ جسوقت کوئی عورت مشرکین کی مسلمانوں میں جا ملتی تو اسکو آزماتے تھے اسطرح سے کہ اسکو کہتے تھے کہ تو قسم کھا خدا کی کہ میں شوہر کی عداوت
کی جہت سے یہاں نہیں آئی ہوں اور نہ کسی مسلمان کی یاری اور دوستی ہے بلکہ اسلام کی دوستی نے مجھے یہاں تئیں پہنچایا ہے اور جسوقت وہ قسم کھاتی تو اسلام اسکا قبول کرتے تھے اور
وہ عورت اپنی شوہر کا مہر جو کچھ کہ اسکو مرد کافر نے دیا تھا پھر اس شوہر کافر کو واپس کرتی تھی اور کسی مسلمان سے نکاح کر لیتی تھی اور یہی آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ
جو مسلمان حد کفر کو پہنچے ہیں افراط اور تفریط کر کے مثل غالیوں اور مفوضیہ اور نواصب اور خوارج کے عورت مومنہ کو انسے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ہر مخالف مذہب سے
پرہیز کرنا لازم ہے اور مہر کے واپس کرنے کو خدا فرماتا ہے کہ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا اور دو تم ان شوہروں کو مومن عورتوں کے جو کہ کافر ہیں جو چیز کہ خرچ کی ہے
انہوں نے بابت مہر کے جو کچھ کہ کھلایا اور پہنایا ہے انہوں نے اور کہتے ہیں کہ وقت صلح کے کفار نے حضرت سے یہ شرط بھی کی تھی کہ جو کوئی عورت ہماری تمہارے
پاس پہنچے اور دین پر تیرے وہ نہو تو ہماری طرف اسکو تو واپس کر دے اور اگر وہ مسلمان ہو جائے اور شوہر رکھتی ہو تو اسکی شوہر نے جو کچھ بابت مہر کے خرچ کیا ہے اور اس عورت کو
دیا ہے وہ اسکو واپس کر دے اور حضرت بھی اس شرط پر راضی ہو گئے تھے پس حضرت نے سبیعہ کو جسکا ذکر کہ پہلے ہو لیا ہے قسم دلوائی اور اسکے شوہر مخزومی نے جو مہر کہ اسکو
دیا تھا وہ اسکو واپس کر دیا اور بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اور نہیں گناہ ہے اوپر تمہارے اے مومنین أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ یہ کہ نکاح
کرو تم انعورتوں سے جو کہ واسطے اسلام کے ہجرت کر کے آئی ہیں اور نکاح انکا انکی شوہروں کفار سے فسخ ہو گیا ہے اور ٹوٹ گیا ہے بسبب مسلمان ہو جانے انعورتوں کے
پس انکو جائز ہے کہ تم انکو اپنے نکاح میں لاؤ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ جسوقت کہ دو تم انعورتوں کو أُجُورَهُنَّ مہر انکی اور مہر کو اجور اسواسطے کہا کہ وہ مہر
عورت سے فائدہ حاصل کرنیکی اجرت ہے اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ جو کچھ شوہروں نے اپنی عورتوں کو دیا ہے وہ سب قائم مقام مہر کے نہیں ہے اور بعد
نازل ہونے اس آیت کے کئی عورتیں کفار کی مدینہ میں آئیں اور مسلمان ہو گئیں اور ان عورتوں سے مسلمانوں نے نکاح کیا اور جو عورت آتی تھی اور مسلمان ہو جاتی تھی
اور اسکا شوہر اسکو طلب کرتا تھا تو حضرت اسکو واپس نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ شرط مردوں کے واپس کرنیکی ہے نہ عورتوں کے واپس کرنیکی اور عورتوں میں اس شرط کے جاری
نہ ہونیکی وجہ یہ تھی کہ عورت اپنی شوہر کافر پر حرام تھی اور واسطے مخالفت کفر اور ایمان کے فرماتا ہے کہ وَلَا تُمْسِكُوا اور نہ چنگل مارو تم بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ساتھ
نکاحوں عورتوں کافر کرنیوالیوں کی یعنی اے مومنین درمیان تمہارے اور کفار کے علاقہ زوجیت کا نہووے اور جیسے کہ عورت مومنہ مرد کافر سے نکاح نکرے ایسے ہی مرد
مومن عورت کافرہ سے نکاح نکرے کہ حرام ہے اور نکاح کا نام عصمت اسواسطے ہوا ہے کہ عورت منکوحہ مرد کی عصمت اور حبالہ میں ہوتی ہے اور معنی عصمت کے منع کی ہیں اور اس

کلام میں دلالت ہے اس امر پر کہ عورت کافرہ سے عقد کرنا جائز نہیں ہے خواہ بت پرست ہے خواہ یہود و نصاریٰ میں سے ہو سو اسطے کہ یہ حکم عام ہے کفر کرنیوالی عورتوں کے
واسطے اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے اسکی تفسیر میں فرمایا کہ جب مومن کے پاس کوئی عورت کافرہ ہو چاہئے کہ وہ اسکو مسلمان ہونیکی واسطے کہے پس اگر قبول کرے وہ تو
وہ زوجہ اسکی ہے اور اگر انکار کرے تو وہ بری ہے اس سے کہ وہ زوجہ اسکی نہیں ہے سو اسطے کہ خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے اسکے نکاح کے ساتھ چنگل مارنے سے
اور دوسری روایتیں فرمایا ہے کہ نہیں سزاوار ہے نکاح اہل کتاب کا کسینے پوچھا کہ کہاں سے حرام ہوا اسکا فرمایا کہ ولا تمسکوا بعصم الکوافر اور بعد نازل ہونے اس
آیت کے جس مومن کی زوجہ کہ کافرہ تھی اور سنے اسلام کو قبول نکیا تو اس مومن نے اس عورت کو اپنے سے علیحدہ کیا وَاسْئَلُوْا اور مانگلو تم اے مومنین کفار سے
مَا اَنْفَقْتُمْ جو کچھ کہ خرچ کیا ہے تمنے مہروں میں یعنی جسوقت تمہاری عورتیں کافرہ ہو گئی ہوں اور کفار میں جا ملی ہوں تو جو مہر کہ تمنے انکو دیا ہے وہ مہر کفار سے
طلب کر لو اگر وہ انکو منع کریں وَلْیَسْئَلُوْا اور چاہئے کہ مانگ لیویں وہ کفار تم سے مَا اَنْفَقُوْا جو کچھ کہ خرچ کیا ہے انہوں نے اپنی جوروؤں کی مہروں میں
وہ عورتیں کہ ہجرت کر کے انکے پاس سے تمہارے پاس آئی ہیں اور مسلمان ہو گئی ہیں ذٰلِکُمْ یہ یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے اس آیتیں حُکْمُ اللّٰہِ حکم خدا
کا ہے یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ حکم کرتا ہے درمیان تمہارے وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ اور خدا جاننے والا ہے تمہاری مصلحتوں کا حَکِیْمٌ حکم کرنیوالا ہے جو کچھ کہ تقاضا حکمت
کا ہے اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے مومنین نے مہر ان عورتوں کا کہ جو ہجرت کر کے انکے پاس آئی تھیں انکے شوہروں کفار کو واپس کیا اور جو عورتیں کہ
مرتد ہو کر مومنین کے پاس سے کفار کے پاس جا ملی تھیں کفار انکا مہر مومنین کو واپس نہیں کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ فَاتَکُمْ اور اگر فوت ہو جائے
تم سے اے مومنین شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ کوئی چیز عورتوں تمہاری میں سے اِلَی الْکُفَّارِ طرف کافروں کی یعنی کوئی عورت تمہاری عورتوں میں سے
مرتد ہو کر کافروں میں جا ملی اور مہر اسکا تمہارے ہاتھ نہ آئے تو فَعَاقَبْتُمْ پس جزا دیا کرو گے تم مہر ان کا مال غنیمت میں سے جسوقت کہ تم ان کفار پر فتح پاؤ اور غنیمت
تمہارے ہاتھ آئے اسمیں سے انکے شوہروں کا مہر ادا کر دو اور یا یہ کہ نوبت ادا کرنیکی بعد اسکے تمکو ہو کہ جو پیچھے اسکے تم بھی نکاح کرو گے جبکہ انکی طرف سے ہجرت کر کے آئے
کوئی عورت تمہارے پاس فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ پس دو تم ان لوگوں کو کہ چلی گئی ہیں اَزْوَاجُهُمْ عورتیں انکی کفار میں اور مہر انہوں نے اپنی عورتوں
سے نہیں پایا ہے دو تم انکو مِثْلَ مَا اَنْفَقُوْا مثل اسچیز کے کہ خرچ کیا ہے انہوں نے مہروں میں ہجرت کرنیوالی عورتوں کی اور انکی کافر شوہروں کو کچھ نہ دو یعنی ایک
مسلمان کی عورت کافر ہو کر کسی کافر کے پاس چلی جائے اور جس کافر کو اسنے شوہر کیا ہے اسنے اسکے پہلے شوہر مسلمان کو مہر نہ دیا ہو اور ایک عورت کافرہ ہجرت کر کے
مسلمانوں میں چلی گئی ہو اور ایک مسلمان کو اسنے اپنا شوہر کیا تو یہ مسلمان اپنی جورو کا مہر جو کہ اسکے شوہر کافر کا دینا تھا اسکی شوہر کافر کو نہ دیوے بلکہ اس مسلمان کو دیوے کہ جسکی عورت
مرتد ہو کر کافر کے پاس چلی گئی ہے اور اس کافر نے اس مسلمان کو مہر واپس کیا تھا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور ڈرو تم عذاب خدا سے الَّذِیْٓ اَنْتُمْ وہ خدا کہ تم بہ
مُؤْمِنُوْنَ ساتھ اسکے ایمان لائے ہو سو اسطے کہ ایمان ہی تقاضا کرتا ہے عذاب سے پرہیز کرنیکا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ چھ عورتیں مومنین کی مرتد ہو کر کفار
میں جا ملی تھیں ایک تو حکم دختر ابو سفیان کہ زوجہ عیاض بن شداد فہری کی تھی اور دوسری فاطمہ دختر امیہ کہ زوجہ عمر خطاب کی تھی جسوقت کہ عمر نے ارادہ ہجرت کا
کیا تو وہ مکہ میں مرتد ہو کر بیٹھ رہی اور تیسری بروع دختر عقبہ کہ زوجہ شماس کی تھی اور چوتھی عبدہ دختر عبد العزیٰ کہ زوجہ عمرو بن عبدود کی تھی اور پانچویں ہند دختر
ابو جہل کہ زوجہ ہشام بن عاص کی تھی اور چھٹی کلثوم دختر جرول کہ وہ بھی زوجہ عمر کی تھی پس سو نحضرت نے مال غنیمت میں سے انکی مہر انکے شوہروں کو واپس دیئے اور مہر
ہجرت کرنیوالی عورت مسلمان کا اگر حرام چیز ہوگی مانند خوک اور شراب وغیرہ کے تو وہ انکی شوہروں کو واپس کیا جائیگا اور شوہر اور زوجہ مسلمانوں میں سے اگر ایک
کافر ہو جائے اور دوسرا مسلمان رہے تو نکاح انکا اسیوقت ٹوٹ جاتا ہے اور احتیاج طلاق کی نہیں ہوتی ہے اگر اس شوہر نے اس زوجہ سے صحبت نہیں کی ہے اور اگر صحبت کی
تھی تو وہ عورت عدہ میں بیٹھی رہیگی اور اگر شوہر مرتد ہو گیا تھا تو تطار ہی اسکی مسلمان ہونیکی کریگی اگر مسلمان نہیں ہوا اور عدہ عدہ سے نکل گئی تو اسکی زوجہ ہونیسے خارج
ہو گئی اور اگر زوجہ عدہ میں تھی کہ وہ مسلمان ہو گیا تو وہ سزاوار اس عورت کی ہے اور اگر زوجہ مرتد ہو گئی اور مرد مسلمان ہے اور صحبت اس سے نہیں کی ہے تو نکاح باطل
ہے اور مہر بھی کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر صحبت واقع ہوئی ہے تو جو شخص کہ کافر ہوا ہے اسکو اپنی زوجہ کر کے وہ اسکے پہلے شوہر کو وہ مہر دیوے کہ جو اسنے دیا تھا اور کہتے
ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے مکہ کو فتح کیا تو کوہ صفا پر تشریف لیگئے اور وہاں مکہ کے مردوں سے بیعت لی اور مردوں کی پیروی عورتوں نے بھی طرف بیعت کے رغبت کی

حق تعالیٰ اپنی حبیب کو طریقہ انکی بیعت کا تعلیم کرتا ہی کہ یا ایہا النبی اے پیغمبر بلند مرتبہ اذا جاءک المؤمنات جس وقت آئیں تیرے پاس
ایمان لانیوالی عورتیں کہ یبایعنک بیعت کریں وہ تجھسے علی ان لا یشرکن اوپر اسکے کہ نہ شریک کریں وہ باللہ شیئا ساتھ خدا کے
کسی چیز کو یعنی بتوں میں سے یا اور چیزوں میں سے ولا یسرقن اور نہ چوری کریں وہ شوہروں کے اور غیروں کے مال میں ولا یزنین اور نہ زنا کریں
ولا یقتلن اور نہ قتل کریں اولادهن اولاد اپنی کو یعنی دختروں کو کہ وہ زندہ انکو خاک میں دفن کر دیتی تھے اور یا یہ کہ بچہ جو پیٹ
میں ہو اسکو گرا دیں نہیں ولا یاتین ببهتان اور نہ لائیں وہ بہتان کو کہ یفترینہ جھوٹھ بنالیویں وہ اسکو بین ایدیهن وارجلهن
درمیان ہاتھوں اپنے کے اور پاؤں اپنے کے یہ کنایہ ہی اس زنا سے کہ کسی غیر سے اسکو جنکر شوہروں کے سر لگائیں اور کہیں کہ یہ شوہر سے جنا ہی اور یہ کنایہ اس واسطے
آیا ہی کہ پیٹ کہ جسمیں اسکو رکھتے ہیں درمیان دونو ہاتھوں کے ہوتا ہی اور فرج کہ جس سے اسکو باہر نکالتی ہیں وہ درمیان دونو پاؤں کے ہی اور مراد اس سے یہ کہ
بچہ حرام کا نہ جنیں اور نہ حرام کے بچہ کو جنکر شوہروں کی طرف منسوب کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے تہمت نا لی کریں شوہر دار یا سا عورتوں کو ہی
اور غیروں کی اولاد خاوندوں کے سر لگائیں ولا یعصینک اور نہ نافرمانی کریں وہ تیری اے محمد صلعم فی معروف بیچ نیک کام کہ تو انکو حکم
کرے اور معروف یہ نیک کام کو کہتے ہیں خواہ واجب ہو خواہ سنت ہو اور بعضے کہتے ہیں مراد اس سے یہ ہی کہ مرد غیر محرم کے ہمراہ تنہائی میں نہ بیٹھیں
اور کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نوحہ نکریں اور کپڑے بدن کے نہ پھاڑیں اور بال سر کے نہ نوچیں اور منہ کو نہ چھیلیں اور شعر نہ پڑھیں اور زبان درازی شوہروں سے
نکریں اور نامحرموں سے باتیں نکریں پس جس وقت کہ وہ عورتیں ان شرطوں پر تجھسے بیعت کرنی چاہیں اے محمد صلعم تو فبایعهن پس بیعت کر تو
انسے اور رضامند انکی تو اتک کا ہوا اگر وہ اپنے عہد کو وفا کریں اور حضرت صادق علیہ السلام کی حدیث میں آیا ہی کہ رسولخدا صلعم نے قدح پانی کا طلب کیا اپنا
ہاتھ اس پانی میں ڈالا اور پھر اسمیں سے نکالا اور بعد اسکے ان عورتوں کو حکم دیا انہوں نے اپنے ہاتھ پانی میں ڈالے اسطرح سے انسے بیعت لی اور ہاتھ اپنا ان عورتوں کے
ہاتھوں سے مس نہیں کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسطرح سے بیعت انسے لی کہ حضرت نے کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹا اور بعد اسکے انسے بیعت لی اور بعضے کہتے ہیں کہ اسطرح سے بیعت لی
حضرت نے ایک کپڑا درمیان آپ اور درمیان ان عورتوں کے ڈالا اور ایک سرا اسکا اپنے ہاتھ میں پکڑا اور دوسرا سرا اسکا انکے ہاتھ میں دیا اسطرح سے بیعت لی اور
آپکے ہاتھوں کو چھوا نہیں اور ساتھ روایت میں ہی کہ حضرت نے ہمشیرہ خواہر خدیجہ کو فرمایا اسنے حضرت کی طرف سے بیعت انسے لی واستغفر لهن اللہ اور
بخشش چاہ تو اے محمد صلعم ان عورتوں کیواسطے خدا سے جو کچھ کہ انہوں نے حالت کفر میں کیا ہے ان اللہ غفور تحقیق خدا بخشنے والا ہی ان آدمیوں کو
گناہونکو جو کہ بیعت کریں رحیم مہربان ہے کہ توفیق توبہ اور ایمان کی انکو دی کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے رسولخدا نے عورتوں سے فرمایا کہ
ابایعکن علی ان لا تشرکن باللہ یعنی بیعت کرتا ہوں میں تمسے اوپر اس شرط کے کہ نہ شریک کرو تم ساتھ خدا کے کسیکو ہند دختر عتبہ کہ زوجہ ابو سفیان کی تھی عورتوں کے
درمیان کھڑی تھی اور نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا تھا اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ رسولخدا اسے پہچان لیں حضرت کا ارشاد سنکر کہنے لگی کہ یا رسولخدا بیعت لیتے ہیں جس چیز کے
ہمپر تاکید کی ہی وہ مردوں پر نہیں کی کہ مردوں سے فقط اسلام اور جہاد پر بیعت لی ہی اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا تسرقن یعنی اور نہ چوری کرو تم ہند نے
کہا کہ ابو سفیان ایک بخیل ہے اور میں نے اسکے مال میں سے بہت مال لیا ہی بدون اسکی اجازت کے نہیں جانتی ہوں کہ حلال ہے وہ مال مجھپر یا حرام ابو سفیان نے
کہا کہ جو کچھ تو نے لیا ہی اور جو کچھ تو لیوے گی سب تجھپر حلال ہے رسولخدا ہنسے اور ہند کو حضرت نے پہچانا اور فرمایا کہ تو ہند ہی کہا کہ ہاں یا رسولخدا جو کچھ گزرا ہے
اسکو معاف کر کہ خدا تجھسے معاف کرے اور مقصدوں کو تیرے بر لائے یہ ہند وہی کہ اسنے بروز جنگ احد جگر حضرت حمزہ کا اپنے دانتوں کے بیچ رکھکر چبایا تھا اس
قصور کو معاف کرائی تھی اور بعد اسکے فرمایا کہ ولا تزنین یعنی اور نہ زنا کرو تم ہند نے کہا کہ کیا عورت آزاد زنا کرتی ہی عمر درمیان صف کے کھڑا تھا یہ کلام سنکر
ہنسا اس سبب سے کہ اسلام سے پہلے عمر کے اور ہند درمیان آشنائی تھی اور اسنے اسکے ساتھ یہ فعل کیا تھا اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا تقتلن اولادکن یعنی اور نہ
قتل کرو تم اولاد اپنی کو ہند نے کہا کہ ہم انکو پرورش کرتے ہیں بچپن میں اور جس وقت وہ جوان ہوتے ہیں تو انکو قتل کرتا ہی اور یہ اسنے اسواسطے کہا کہ جنگ بدر میں اسکا بیٹا
حنظلہ بن ابی سفیان امیر المؤمنین کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا رسولخدا یہ سنکر مسکرائے اور عمر ہنسا اس قدر کہ اپنی پشت کے بل گر پڑا اور بعد اسکے فرمایا حضرت نے کہ ولا تاتین

بہتان تفترینہ بین ایدیہن وارجلہن یعنی اور نہ لاؤ تم بہتان کو کہ جھوٹ بناؤ تم اسکو درمیان ہاتھوں اپنے کے اور پاؤں اپنے کے بعضوں نے کہا کہ بہتان مراد ہے اور تم ہمکو حکم نہیں کرتا ہے مگر بھلائی حق کا اور نیک عادتونکا اور بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ولا یعصینک فی معروف یعنی اور نہ نافرمانبرداری کرو تم ساتھ نیک کام کے ہند نے کہا کہ بخدا سوگند کہ ہم یہاں اسواسطے حاضر نہیں ہوئی ہیں کہ تیری نافرمانی کریں اور جو کچھ تو فرمائے اسکے برخلاف کریں پس عورتوں نے ان شرطوں پر بیعت کی اور رسولخدا نے انکے حق میں دعائے خیر کی اور کہتے ہیں کہ بعضے مسلمان محتاج یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے اور مسلمانوں کی خبر انکو پہنچاتے تھے اور اسکی عوض میں انسے میوا اور کھانا لیتے تھے حقتعالی نے اس امر سے انکو منع کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور رسول پر لَا تَتَوَلَّوْا نہ دوستی کرو تم اور نہ دوست کہو تم قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ اس قوم کو کہ غصہ کیا ہے خدا نے اوپر انکے یعنی یہودیوں سے دوستی مت کرو قَدْ یَئِسُوْا تحقیق کہ ناامید ہوئے ہیں وہ مِنَ الْاٰخِرَۃِ ثواب آخرت سے بسبب عناد کے اور ترک کرنے ایمان اور نصرت پیغمبر کی اور چھپانا حضرت کے اوصاف کے جو کچھ کہ توریت میں ہیں وہ جو کہ جانتے ہیں وہ کہ یہ پیغمبر حق ہے اور پھر اسپر ایمان نہیں لاتے ہیں عناد کی جہت سے اسواسطے انکے لئے ثواب حاصل نہوگا پس ناامید ہوئے وہ اس سے کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ جیسے کہ ناامید ہوئے ہیں کفار مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ صاحبوں قبروں سے یعنی گوروں میں دفن ہونیوالوں سے کہ وہ آخرت میں زندہ ہو کر نہ اٹھینگے اور یا یہ کہ وہ پھر دنیا میں رجوع نکرینگے اور یا یہ کہ انکی خبر کے پہنچنے سے ناامید ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جار مجرور بیان ہے کفار کا یعنی یہودی ناامید ہیں ثواب آخرت سے جیسے کہ کفار کہ قبروں میں ہیں بعد مرنیکے اور اپنی آنکھوں سے انہوں نے بعد مرنیکے انجام بد اپنا دیکھا ہے اور اپنی خرابی کا انکو یقین ہو گیا ہے اور آخرت کی نعمتوں سے بالکل ناامید ہو گئے ہیں ایسے ہی یہودی ثواب آخرت سے ناامید ہیں سُوْرَۃُ الصَّفِّ یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں چودہ آیتیں ہیں اور اس سورہ کو سورہ حواریون اور سورہ عیسی بھی کہتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ صف کو فرائض اور نوافل میں ہمیشہ پڑھے خدا تعالی اسکو قیامت کے روز ملائکہ اور انبیا کے صف میں جگہ دیوے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سَبَّحَ لِلّٰہِ پاکی سے یاد کیا اور تسبیح کی واسطے خدا کے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ان چیزوں نے کہ بیچ آسمانوں کے ہیں اور ان چیزوں نے کہ بیچ زمین کے ہیں وَ ہُوَ الْعَزِیْزُ اور وہ غالب ہے اپنے حکم میں کہ کسی وجہ سے مغلوب نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اسکے حکم کا منع کرنیوالا ہے الْحَکِیْمُ حکمت والا ہے کہ کوئی فعل اسکا خالی حکمت اور مصلحت سے نہیں ہے کہتے ہیں کہ ایک جماعت صحابہ نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسولخدا اگر ہمکو معلوم ہو کہ کونسا عمل خدا کے نزدیک زیادہ دوست ہے تو اسمیں ہم اپنی جان اور مال کو خرچ کریں حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ چنانچہ بعد اسکے یہ آیت مذکور ہوگی اور جنگ احد کے روز اپنی کہنے پر عمل نکرکے جہاد میں سے وہ بھاگ گئے اور پیغمبر خدا کو تنہا معرکہ جنگ میں چھوڑ دیا اور کچھ پروا نہ کی یہانتک کہ دندان مبارک حضرت کے شہید ہو گئے حقتعالی نے انکی ملامت کرنیکو اور واسطے زجر اور توبیخ انکی کے یہ آیت نازل کی چنانچہ فرماتا ہے کہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لِمَ تَقُوْلُوْنَ کسواسطے کہتے ہو تم مَا لَا تَفْعَلُوْنَ جس بات کو نہیں کرتے ہو تم کَبُرَ مَقْتًا بڑی بات ہے باعتبار دشمنی اور غضب خدا کے عِنْدَ اللّٰہِ نزدیک خدا کے اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ یہ کہ کہو تم جو کچھ کہ نکرو تم اور مقتا تمیز واقع ہوا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وعدہ مومن کا اپنے بھائی مومن سے ایک نذر ہے کہ جسمیں کفارہ نہیں ہے پس جو کوئی خلاف کریگا اس وعدہ کو تو خلاف کریگا خدا سے اور اسکی دشمنی اور غصہ کے درپے ہوا اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے کہ یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت اگرچہ واسطے سبب خاص کے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا عام ہے کہ جو کوئی ایک بات کہے اور اسکو نکرے وہ اس عتاب میں داخل ہے پس جو علما کہ لوگوں کو واسطے کار خیر کے کہتے ہیں اور خود نہیں کرتے ہیں وہ اسمیں داخل ہیں اور مثل اسکی سورہ بقر میں ہے کہ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنی کیا حکم کرتے ہو تم آدمیوں کو ساتھ نیکی کے اور بھولتے ہو تم نفسوں اپنوں کو اور منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے شب معراج ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ ہونٹ انکے مقراض آتش سے کترتے ہیں اور بعضے علما اس آیت کی شان نزول میں بیان کرتے ہیں کہ رسولخدا صلعم نے شہدائے بدر کے ثواب سے خبر کی صحابہ نے عرض کی کہ جہاد بدر میں ہم ثابت قدم رہینگے اور جہاد سے بھاگینگے نہیں اور روز جنگ احد آیا اور کفار سے مقابلہ ہوا تو وہ بھاگ گئے خدا تعالی نے اس آیت میں انکو ملامت کیا

ع ۲ سورۃ الصف

اور اب حقتعالی جہاد کی رغبت دلاتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ جس عمل نیک کی صحابہ نے درخواست کی تھی اور جسپر عمل کیا چاہتے تھے وہ یہی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ
تحقیق خدا يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ دوست رکھتا ہے ان لوگونکو کہ جنگ کرتے ہیں فِيْ سَبِيْلِهٖ بیچ راہ اپنی کے صَفًّا
صف باندھے ہوئے اسواسطے کہ یہ مصدر ہے بمعنی اسم فاعل اور حال واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی صافین ہے یعنی صف باندھنے والے ہیں مقابلہ میں دشمنان دین کے
كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ گویا کہ وہ ایک بنیاد ہے مضبوط سیسہ پلائی گئی کہ اپنی جگہہ سے حرکت نہیں کرتی ہے اور حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی
نے بندونکو خبر دی کہ واجب ہے جہاد میں ثابت قدم رہنا اور اپنی جگہہ سے حرکت نکرنی مثل دیوار استوار کے وقت لڑائی کے اور معنی محبت خدا کے
بندہ کیساتھ بخشنا ثواب کا اور بلند کرنا درجوں کا ہے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو وقت علی بن ابی طالب صف باندھتے تھے جہاد میں تو وہ مثل
بنیاد استوار کے ہوتی تھی حقتعالی نے انکی شان میں یہ آیت نازل کی یعنی امیر المومنین جسوقت صف جنگ میں کھڑا ہوتا تھا تو گویا صف اس صفدر
کی مثل بنیاد مضبوط کی تھی دوسری روایت میں ضحاک نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن عباس سے سنا ہے کہ کہتا تھا کہ وہ جماعت کہ خدا تعالی نے اس آیت میں تعریف
اس جماعت کی کی ہے اور انکی محبت کو ظاہر کیا ہے وہ علی بن ابیطالب اور حمزہ اور عبیدہ بن حارث اور مقداد و سعود ہیں اور کلبی نے ابو صالح سے
روایت کی ہے کہ یہ آیت شان میں علی بن ابیطالب اور حمزہ اور عبیدہ اور سہل بن حنیف اور حارث بن صمت اور ابو دجانہ کے نازل ہوئی ہے پس
ہر صورت میں امیر المومنین ممدوح اور محبوب خدا تعالی کے ہیں اور حدیث رسولخدا کی جنگ خیبر میں لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ
ورسوله ویحبه الله ورسوله اسپر دلالت کرتی ہے پس اس آیت سے امیر المومنین ہیں اور رہبر اہل تقی اور سردار سب کے یہ ہیں کہ جو مثل دیوار استوار کے جہاد
میں ثابت قدم رہے اور کبھی بھاگے نہیں وہ لوگ کہ جو رسولخدا کو تنہا چھوڑکر جہاد میں سے بھاگ جاتے تھے اور کبھی انکو اس بات سے غیرت نہ آتی تھی اور وقت
تقسیم غنیمت کیواسطے لینے حصہ غنیمت کے حاضر ہوتے تھے اور حضرت امیر المومنین نے خطبہ میں فرمایا ہے کہ جانو تم ای مومنین کو خدا تعالی نے فرمایا ہے ان اللہ
یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کیا جانتے ہو تم کہ کون ہے سبیل اللہ میں ہوں سبیل خدا جسکو کہ قائم کیا ہے واسطے اس کے کہ لوگ اسکی پیروی بعد
پیغمبر کے کریں اور بعد اسکے خدا تعالی موسی کے ثابت قدم رہنے کو اور صبر کرنے کو قوم کی اذیت پر بیان کرتا ہے واسطے تسلی رسولخدا کے وَاِذْ قَالَ
مُوْسٰى اور یاد کر تو ای محمد صلعم جسوقت کہا موسی نے لِقَوْمِهٖ واسطے قوم اپنی کے کہ وہ بنی اسرائیل تھے يٰقَوْمِ ای قوم میری لِمَ
تُؤْذُوْنَنِيْ کسواسطے آزار پہنچاتے ہو تم مجھکو اسطرح کہ نہ سنتے میں اور معجزوں کے انکار کرتے ہیں اور میرے عیب کے ظاہر کرتے ہیں اور مجھپر تہمت کرتے ہیں اسواسطے کہ وہ
لوگ کبھی حضرت موسی کو جادوگر کہتے تھے اور کبھی دیوانہ اور کبھی برص کی انکی طرف نسبت کرتے تھے اور کبھی ناکارہ بیان کرتے تھے چنانچہ قصہ قارون میں مذکور ہوا اور کبھی کہتے تھے کہ ہارون کو موسی نے
قتل کیا ہے اور کبھی کہتے تھے کہ ہمارے واسطے خدا مقرر کردے جیسا ان لوگونکے واسطے خدا ہے اور کبھی کہتے تھے کہ تو اور تیرا خدا دونو جا اور جاکر لڑو ہم تو نہیں جاتے اور کبھی خدا کا دیکھنا چاہتے
تھے اور کبھی گوسالہ پرستی کرتے تھے ان امور کیواسطے موسی نے فرمایا کہ کسواسطے رنج پہنچاتے ہو تم مجھکو وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اور حال یہ ہے کہ تحقیق جانتے
ہو تم بہ یقین کہ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ تحقیق میں بھیجا ہوا خدا کا ہوں طرف تمہاری معجزوں کے ساتھ کہ جو دلالت کرتی ہیں میری رسالت کے
صحیح ہونے پر اور میری نبوت میں تمکو کسیطرح کا شبہ نہیں ہے اور پھر مجھکو رنج پہنچاتے ہو اور پیغمبر کی چاہئے کہ حرمت اور تعظیم کریں اور اسکے حکم کو سر اور آنکھوں پر
رکھیں پس تمکو چاہئے کہ میرے ساتھ عناد کی راہ سے نہ چلو لیکن انہوں نے موسی کے کہنے کو نہ مانا اور اپنی گمراہی اور جہالت پر ثابت قدم رہے اور کبھی بات انکی نہ سنا
اور انکی آزار دینے سے ہاتھ نہ اٹھایا فَلَمَّا زَاغُوْا پس جسوقت کجی کی ہے انہوں نے موسی کے حکم کے قبول کرنے سے باوجود ظاہر ہونے دلیلونکے تو اَزَاغَ
اللّٰهُ کجی میں ڈالدیا خدا نے قُلُوْبَهُمْ دلوں انکے کو حال انکی پر چھوڑ دیا اور انکو انکے دیدہ و دانستہ انکار کرنیکی جہت سے توفیق اور لطف انکو عطا نہ کیا اور وہ ہمیشہ
اپنی گمراہی میں پڑے رہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي اور خدا راہ راست نہیں دکھاتا ہے توفیق عطا کرکے اور پہونچا کے بہشت کی راہ میں بیچ بات کے الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ
قوم باہر ہونیوالونکو حکم خدا سے بسبب عناد اور زیادتی کے کہ یہ طریقہ منع کرتا ہے لطف اور توفیق کے عطا کرنیکو اور ایسے لوگونکو خدا انکے حال پر چھوڑ دیتا ہے وَاِذْ
قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اور یاد کر تو جسوقت کہ کہا عیسی بن مریم نے اپنی امت کو کہ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ای اولاد یعقوب کی اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اِلَیۡکُمۡ تحقیق مین بھیجا ہوا خدا کا ہون طرف تمہارے معجزون کے ساتھ کہ جو دلالت کرتی ہین میری نبوت کے صحیح ہونے پر اور یہان یا بنی اسرائیل فرمایا اور یا قوم
نفرمایا ہے اسواسطے کہ عیسیٰ کو باپ کیطرف سے انکے ساتھ نسبت تھی اگر یا قوم فرماتے بلکہ عیسیٰ نے یہ کہا کہ مین خدا کا بھیجا ہوا تمہارے طرف آیا ہون مُصَدِّقًا سچا کرنیوالا ہو کر لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ
واسطے اسکے کہ پہلے میرے ہی مِنَ التَّوۡرٰىةِ کتاب توریت کے جو موسیٰ پر نازل ہوئی ہے، وَمُبَشِّرًا اور خوشخبری دینے والا ہو کر آیا ہون بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ
ساتھ پیغمبر کے کہ آئیگا شرع کامل لیکر مِنۡۢ بَعۡدِی پیچھے مجھ سے اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ کہ نام اسکا احمد ہے یعنی وہ بہ نسبت اور پیغمبرون کے زیادہ تعریف
کیا گیا ہے اسواسطے کہ عادتین انکی سب مخلوقات سے فضل اور نیکتر ہین اور انجیل یوحنا کے چودھوین باب مین ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے عزیز
جانتے ہو تو میرے حکمون کو یاد رکھو مین اپنے باپ سے درخواست کرونگا وہ تمکو دوسرا وکیل دیگا جو کہ ابد تک ہی تمہارے ساتھ رہے فارقلیط روح صدق جسے دنیا
قبول نہین کر سکتی کیونکہ اسے نہ دیکھتے ہین نہ جانتے ہین اور پندرہوین باب مین ہے کہ جب وہ وکیل شافع جسے مین باپ کیطرف سے بھیجونگا یعنی روح صدق کہ باپ سے
نکلتا ہے آوے تو وہ میرے لئے گواہی دیگا اور سولہوین باب مین ہے کہ فرمایا حضرت عیسیٰ نے نصرانیون سے کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی سودمند ہے کیونکہ اگر مین نجاؤن تو
فارقلیط تمہارے پاس نہ آئیگا لیکن مین اگر جاؤنگا تو اسکو تمہارے پاس بھیجونگا اور جب وہ آئیگا تو جہان کو توبیخ کریگا اور الزام دیگا بسبب گناہون کے کیونکہ
مجھپر ایمان نلائے بسبب حکم اور جزا کے کیونکہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے اور ہنوز بہت سی باتین ہین کہ مین تمسے کہون پر اب تم انکی برداشت
نہین کر سکتے لیکن جب وہ روح صدق آئیگا تو تمکو ساری راستی کی چیزین دیگا اور وہ میری ستائش کریگا اسلئے کہ وہ میری چیزون سے پائیگا اور تمکو کہلائیگا
سب چیزین جو کہ باپ کی ہین مجھ مین اسلئے مینے کہا کہ وہ میری چیزون سے لیگا اور تمکو دکھلائیگا تمام ہوئی عبارت انجیل کی آدرابین کہتا ہون
یہ دوسرا وکیل جسکو عیسیٰ نے بھیجنا محمد صلعم ہے اور فرمایا کہ وہ ابد تک ہیگا سواسطے کہ انکی شرع اور دین انکا قیامت تک ہے اور بعد انکے کوئی پیغمبر نہوگا
اور فرمایا کہ دنیا اسے قبول نہین کرتی یعنی انکا ذکر جو مین دنیا کے نادانون سے کرتا ہون کہ وہ یہو ہین وہ نہین مانتے ہین کیونکہ وہ فارقلیط کو دیکھتے نہین
ہین اور مجھکو بھی اپنی جہالت سے اچھا نہین جانتے لیکن تم جو میرے حواری ہو میرے بتلانے سے اسکو جانتے ہو اور فرمایا کہ میرے لئے وہ گواہی دیگا یعنی مجھکو پیغمبر برحق
بتلائیگا اور شعیا کے صحیفہ مین بھی اور قرآن مین ہمارے حضرت کے نسبت ہے فرمایا کہ میرا جانا ہی سودمند ہے یعنی میرے سبب سے تمکو فائدہ پورا پہنچ گیا اور دین
کامل ہو گیا اور توحید کو تم جان گئے اور میرے رہنے سے فائدہ نہین ہے اور یہود میرے در پے ہین اور مین جہاد کا حکم نہین لایا جو انکو قتل کرون اور فارقلیط
جہاد کا حکم لیکر آئیگا اور وہ انکو سزا دیگا اور فرمایا کہ جہان کو توبیخ کریگا اور الزام دیگا بسبب گناہون کے کیونکہ وہ مجھپر ایمان نلائے سو ہمارے حضرت نے جہاد کیا اور کفار کو
زیر و زبر کیا اور فرمایا کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے سو ہمارے حضرت کے برابر کون سردار ہوا اور جو حکم ہوا خدا کی جانب سے وہ انہی کیا اور نصاریٰ کہتے ہین
یہ فارقلیط کہ جسکو روح صدق اور روح قدس کہا وہ تیسرا خدا ہے جو باپ اور بیٹے سے نکلا اور ہم مین آکر رہا اور نزول اسکا اسطرح ہوا کہ حواری لوگ
ایک گھر مین جمع تھے ناگاہ چنگاریان سی آسمان سے اترین اور حوارین پر گرین سو وہ چنگاریان نہ تھین بلکہ وہ روح قدس تھا کہ حواری اسکے سبب سے
اور جو کچھ تمام نعمتون اور زبانون سے واقف ہو گئے اور اگر اسمین الٰہی ظاہر ہونے لگین سو وہ ہے فارقلیط روح القدس اب بھی ہمارے پاس ہے اور ابد الآباد
تک رہیگا ہم کہتے ہین کہ بعد عیسیٰ کے کوئی شخص اس قسم کا ظاہر نہین ہوا جو خلق کو نیک راہین بتلائے اور عیسیٰ کی کہی ہوئی باتین یاد دلائے اور نبوت انکی ختم ہو
اور سب کے لئے دین انکا ابد تک رہے اور وہ آئندہ کی خبرین بتلاوے اور عیسیٰ کی ستائش کرے اور انکو نبی برحق کہے اور انکے دشمنونکو الزام دیوے اور جہان کو
زجر اور توبیخ کرے اور عدالت جاری کرے سوائے ہمارے پیغمبر کے کہ انمین یہ سب اوصاف تھے بس معلوم ہوا کہ روح صدق اور روح قدس اور فارقلیط ہمارے
پیغمبر ہین وہ شخص مجہول مفروض نہین کہ جسکو نصاریٰ تیسرا خدا ٹھہراتے ہین اور روح قدس کہتے ہین اسواسطے کہ وہ ایک وہمی چیز ہے کہ نہ خارج مین کوئی
انکی ذات موجود ہے اور نہ انکی افعال اور آثار ایسے ہین جو انکی ذات پر دلالت کرتی ہون اور موافق ارشاد عیسیٰ کے نہ انھون نے کبھی جہان کو زجر اور
توبیخ کیا اور نہ الزام دیا اور عیسیٰ کی نسبت کوئی بات کہی اور نہ انہون نے کوئی عدالت کی اور نہ انھون نے راستی کی چیزین دین اور نہ عیسیٰ کی ستائش کی مختصر یہ ہے کہ
عیسیٰ کی فرمائی ہوئی کوئی چیز انسے ظہور نہین ہوئی اور حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ حواریون پر ایام الدار مین فیض الٰہی چنگاریون کی صورت مین نازل ہوا تھا

بشارت حضرت عیسیٰ بجناب محمد صلعم از انجیل یوحنا کہ بسم اوراق کتب ساوی توریت اور انجیل وغیرہ

اس سبب سے انہیں کرامتیں ہو گئی تھیں سو اس فیض کو اس نظر سے کہ مستفیض کا روحانی اور مقدس بنانیوالا ہی اگر روح قدس کہیں تو ہو سکتا ہی لیکن اسکو فارقلیط سمجھنا نادانی
ہے اسواسطے کہ وہ یوم الدار کے بعد پھر نہ رہا اور اب نصرانیوں کے پاس سوائے روح بلا کے کچھ نہیں ہے اور اگر فارقلیط معنی ہی فیض اور روح مقدس مراد ہو
جو کہ حواریین پر یوم الدار میں نازل ہوا تھا تو لازم آتا ہی کہ نصرانیوں کے پادری اور پاپا مسیح مثل حواریوں کے کشف اور کرامتوں پر قادر ہو جائیں لیکن
وہ ہرگز قادر نہیں ہیں پس معلوم ہوا کہ فارقلیطا اس فیض کو نہیں کہا اور نہیں تو بتلائیں کہ وہ فارقلیط کہ جو ابدی تھا وہ کہاں چلا گیا اور کیوں
فانی ہو گیا کہ اسکا کوئی اثر بھی ظاہر نہیں ہے اور اسکی فیض کی بھنک بھی کانوں میں نہیں پہنچتی وہ تو جہان کی زجر و توبیخ کرنی اور الزام دینی کیواسطے تھا اسنے تو
عیسیٰ کے فرمانیکے بموجب کچھ بھی کام بھی نہ کیا اور عیسیٰ نے اسکو اس جہان کا سردار فرمایا تھا سو اسنے نہ کچھ حکومت اور عدالت کی اور نہ کچھ نظام عالم کا کیا وہ
کیونکر سردار جہان ہو جائیگا پس ثابت ہوا کہ جہان کے سردار ہمارے پیغمبر ہیں جنہوں نے عدل کا حکم جاری کیا اور نصاریٰ جب اس مقام میں عاجز ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ
اس جہان کے سردار سے مراد شیطان ہے سو یہ اسواسطے کہتے ہیں کہ اگر تیسری خدا کو اس جہان کا سردار کہیں تو خداؤں میں مغایرت ثابت ہو جائیگی اور اگر غور اور انصاف سے
دیکھو تو یہ تاویل درست نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ یہاں کلام دوسری وکیل کے آنیمیں ہے شیطان بیچ میں کہاں سے کود پڑا اور علاوہ اسکی شیطان کیا تھا کہاں
جو حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ وہ آتا ہی وہ تو انکے عہد میں موجود تھا اور انجیل میں لکھا ہی کہ اسنے عیسیٰ سے باتیں کیں اور عیسیٰ کو آزمایا اور اگر یہ مراد ہو کہ وہ غالب
ہوا چاہتا ہی یہ بھی درست نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میرا جانا تمہارے واسطے سودمند ہے پس جسوقت عیسیٰ کے جانیسے اسکا غلبہ ہوا تو عیسیٰ کا جانا سودمند
کب ہوا بلکہ مضر ہوا اور اگر ہم فرض کریں کہ وہی اس جہان کا سردار ہی اور یہ ایک جملہ معترضہ بیچ درمیان میں آگیا ہی لیکن جسکو تم فارقلیطا اور روح صدق کہتے ہو
وہ محمد صلعم ہی وہ تیسرا خدا نہیں اور فرضی نہیں ہے اسواسطے کہ اسنے جہان کو توبیخ نہیں کیا اور نہ عدالت کی اور انجیل میں لکھا ہی کہ وہ اپنی نہ کہیگا اور یہی قرآن میں
بھی ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی محمد اپنی جی سے نہیں کہتا ہے بلکہ جو کچھ اسکو پیغام دیا جاتا ہی وہی کہتا ہے اور اگر مراد فارقلیط
سے وہ فرد فرضی ہو تو اسکا محتاج ہونا لازم آتا ہی اسواسطے کہ جب دوسرے کی سنی تو کہے اور محتاج خدا نہیں ہو سکتا اور فارقلیط یونانی لفظ ہے اور معنی اسکی شفاعت
کرنیوالا اور درمیانی اور بزرگ کیا ہوا ہیں اور یہ سب معنی ہمارے پیغمبر پر صادق آتے ہیں اور محمد اور بزرگ کیا ہوا دونوں آپس میں مترادف ہیں اور اگر نصاریٰ کہیں
کہ اسمیں نام کی تبدیل ہے تو اسکا بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے اسواسطے کہ عیسیٰ کے نام کی بھی تبدیل ہے اور خود نصاریٰ لکھتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں عیسیٰ کا نام عمنوایل ہے
یعنی خدا ہمارے ساتھ پس جسطرح عیسیٰ کے نام میں تبدیلی ہوئی اسیطرح ہمارے حضرت کے نام میں تبدیل ہے اور خدا کا ساتھ ہونا بھی حضرت عیسیٰ کے لئے خاص
نہ تھا چنانچہ پیدائش کے انتالیسویں باب میں ہے کہ خدا یوسف کے ساتھ تھا اور بعضے نصاریٰ اسکی جواب میں کہتے ہیں کہ یہ پیشین خبری محمد کے لئے نہیں
ہو سکتی اسواسطے کہ عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ میں باپ سے درخواست کرونگا کہ تمہارے واسطے وکیل بھیجیگا کہ وہ تمہارا تسلی دینیوالا اور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگا اور محمد عیسیٰ کے
چھ سو برس بعد پیدا ہوا اور اس عرصہ میں عیسیٰ کے شاگرد سب مر گئے تھے سو انہی وقت میں حواریین کو تسلی انکی کب کار تھی ہم کہتے ہیں کہ یہ خطاب عیسیٰ کا سب
نصرانیوں کی طرف سے ہے اسمیں خصوصیت کسی مخاطب کی نہیں ہے اور اگر وقت ظہور ہمارے پیغمبر کے حواریین میں سے کوئی باقی نہ رہا تو اسکا مضائقہ نہیں ہے
اسواسطے کہ اگر حواریین موجود نہ تھے انکے تابعین تو موجود تھے انکا موجود ہونا بھی بمنزلہ موجود ہونے حواریین کے ہی اور چودھویں آیت میں انجیل کی ہے کہ عیسیٰ نے
فرمایا کہ اور اپنے باپ سے تمہارے اور ہر ایک ایماندار کے لئے جو تمہاری منادی سے مجھپر ایمان لائینگے سفارش کرونگا بات کہی ہی وہ یاد دلاویگا پس معلوم ہوا کہ
تسلی دینیوالا خاص شاگردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ جو لوگ کہ انکی منادی سے ایمان لائیں ضرور ہے کہ انکو بھی تسلی پہنچائے اور اگرچہ عیسیٰ نے انکی ہمراہ حواریین کا ذکر کیا ہے
لیکن تسلی انہی لوگوں ہی کیواسطے چاہئے جو کہ ایمان میں سست اور متزلزل ہیں اور حواریین ایمان میں کامل تھے انکو احتیاج تسلی کی کیا تھی اور حضرت عیسیٰ کے کہنے
سے وہ جانتے تھے کہ بعد اسکے فارقلیط کہ مراد محمد سے ہے بالضرور آئیگا اور لوگوں کو جو کہ عیسوی مذہب کے ہیں تسلی دیگا اور ایسا ہی ہوا کہ جو کہ ہمارے پیغمبر کے
زمانہ میں عیسوی مذہب کا تھا اور ہمارے پیغمبر کو نبی برحق جانا انکو تسلی بخشی اور وہ جناب ہمیشہ ہمارے ہمراہ ہی کہ دین انکا ابدی ہی اور شرع انکی قیامت تک
سب کے ساتھ ہی اور قیامت تک سب کے ساتھ رہیگی کہ وہ حضرت خاتم النبیین ہیں اور بعضی نصرانی کہتے ہیں کہ پھر جب انہی بھیجے ہوئے کا نام تسلی دینیوالا ہے تو اس نظر سے محمد

کسی طرح سے تسلی دینی والا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ انہی تو تسلی دینے کے برعکس لوگوں میں ہلچل ڈالدی اور ظلم اور جبر کے ساتھ تلوار کے زور سے اسلام مذہب کو جاری کیا یہاں تک کہ تلوار ہی کو بہشت کی کنجی ٹھہرایا ہم کہتے ہیں کہ محمد کے نیک اخلاق اور رحم دلی اور بیوائوں اور یتیموں پر رحم کرنا اور ہر مومن کو تسلی بخشنی متواترات سے ہے اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا اور اگر کوئی نصرانی ایسے متواتر امر کا انکار کریگا تو یہودی بدرجہ اولیٰ عیسیٰ کے متواترات کا انکار کرینگے لیکن دونوں کے انکار متواتر میں فرق نہیں ہو سکتا اور ظلم اور جبر کو ہمارے پیغمبر کی طرف منسوب کرنا کمال تعصب ہے اور جہاد کا نام ظلم رکھنا بڑی بے ایمانی نصاریٰ کی ہے اسواسطے کہ جہاد بموجب حکم خدا کے ہوتا ہے اور ظلم خلاف حکم خدا کی ہوتا ہے اور نہیں سمجھتے کہ واسطے ہر نبی کے احکام علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں ایک نبی کے احکام کا قیاس دوسرے نبی کے احکام پر نہیں ہو سکتا حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ تو اپنے فرزند اسمٰعیل کو ذبح کر اور یہ حکم کسی اور پیغمبر کو نہ ہوا بعضے پیغمبر کو حکم جہاد کا نہ تہا جیسے حضرت عیسیٰ اور بعضے کو حکم تہا کہ جہاد کرے جیسے کہ حضرت موسیٰ چنانچہ سفر گنتی کے اکتیسویں باب میں ہے کہ موسیٰ نے فیناس کو سردار بناکر بارہ ہزار اسرائیلیوں کے ساتھ مدیانیوں کے مقابلہ کو بھیجا انہوں نے سارے مدیانیوں کو قتل کیا اور انکا مال و متاع اور مویشی سب لوٹ لیا اور انکی بستیوں اور گھروں کو جلا دیا اور صحیفہ یوشع کے آٹھویں باب میں لکھا ہے کہ یوشع نے بحکم خدا تیس ہزار آدمی ہمراہ لیکر عی پر چڑھائی کی اور وہاں کے لوگوں کو زیر تیغ کیا اور سب مقتول بارہ ہزار تھے اور سفر الخروج کے سترھویں باب میں ہے کہ موسیٰ کے حکم سے یوشع نے عمالقہ کو شکست دی اور سفر استثنا کے بیسویں باب میں ہے کہ جب تو لڑائی کیلئے کسی شہر سے نزدیک ہو تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ صلح کو قبول کریں تو سب سے خراج لے اور نہیں تو ہر ایک مرد کو قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں کو اور مال اور مویشی کو لوٹ لے اور یہی حال ہمارے پیغمبر کا تھا [illegible] ایمان [illegible] تھے اور اگر وہ معجزہ طلب کرتے تھے تو انکو معجزہ دکھاتے تھے اور اگر وہ معجزہ دیکھکر بھی ایمان نہیں لاتے تھے تو حضرت بموجب حکم خدا [illegible] انپر جہاد کرتے تھے اور اگر جہاد کرنا ظلم کہا جاوے تو چاہیے کہ سب انبیا کہ جنکو حکم جہاد کا تھا ظالم ہو جاویں [illegible] اور خدا تعالیٰ نے قوم نوح کو مع چرند اور پرند غرق کردیا چنانچہ پیدائش کے ساتویں باب میں ہے پس چاہیے کہ اس صورت میں تم خدا کو [illegible] اور بعضے نصاریٰ کہتے ہیں کہ محمد کو روح قدس نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ روح قدس تو نادیدنی شے ہے اور خدا کی روح کہلاتی ہے [illegible] روح قدس روح پاک کو کہتے ہیں [illegible] نادیدنی شے ہو [illegible] حضرت عیسیٰ [illegible] اور اگر روح قدس [illegible] وہ تمکو سب چیزیں سکھلایگا اور سب باتیں [illegible] حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا [illegible] اور الزام [illegible] انصاف کرنا چاہیے کہ نادیدنی شے [illegible] تم جو کہتے ہو [illegible] تو حسن [illegible] کیا ہو [illegible] تیسری [illegible] نہیں ہو سکتا اور [illegible] میں کے ایک [illegible] تعصب کی [illegible] قرآن میں ہے کہ عیسیٰ نے خوشخبری دی [illegible] نام مبارک جسکا احمد ہے یہ سب مطابق [illegible] اور [illegible] یہ خوشخبری بھی حضرت عیسیٰ کی یہ بھی ایک معجزہ حضرت عیسیٰ کا ہے کہ جس [illegible] خوشخبری [illegible] ظاہر ہوا موافق خبر کے **فَلَمَّا جَاءَهُم** پس جس وقت آیا انکے پاس احمد **بِالْبَيِّنَاتِ** ساتھ دلیلوں و نشان معجزوں کے تو **قَالُوا** کہا ان عیسائیوں نے کہ **هَٰذَا** یعنی یہ جو کچھ کہ وہ لایا ہے **سِحْرٌ مُّبِينٌ** جادو ہے ظاہر کہ اسکا جادو ہونا کسی پر پوشیدہ نہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ جاء کی ضمیر عیسیٰ کیطرف پھرتی ہے یعنی جس وقت کہ آیا انکے پاس عیسیٰ معجزوں روشن لیکر مثل زندہ کرنے مردوں کا اور بینا کرنے اندھے مادر زاد کے تو انہوں نے کہا یہ جادو ہے **وَمَنْ أَظْلَمُ** اور کون زیادہ ظالم ہے **مِمَّنِ افْتَرَىٰ** اس شخص سے کہ باندھے **عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ** جھوٹ کو یعنی انکے پیغمبر کو جھٹلائے اور معجزوں کو سحر بتاوے اور کہے کہ خدا نے انکو پیغمبر کر کے نہیں بھیجا ہے **وَهُوَ يُدْعَىٰ** اور حال یہ کہ بلایا جاتا ہے

جھوٹ باندھنے والا اِلَى الْاِسْلَامِ طرف اسلام کے یعنی پیغمبر انکو طرف اسلام کی بلاتا ہے کہ جسمیں سراسر خیر ہے دنیا اور آخرت کی اور رستگاری ہی عذاب سے لیکن وہ شخص
اپنی جہالت سے پیغمبر کو جھٹلاتا ہی اور دیدہ و دانستہ عذاب کو اختیار کرتا ہی کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي اور خدا نہیں دکھلاتا ہے راہ حق
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ قوم ظلم کرنیوالونکو اور انکو اُنکے حال پر چھوڑ دیتا ہی سبب انکے عناد کے اور دیدہ و دانستہ انکار کرنیکی واسطے اور بعضے کہتے ہیں کہ نضر بن حارث نے
کہا کہ قیامت کے روز لات اور عزیٰ میری شفاعت کرینگی خدا سے اور شفاعت انکی قبول ہوگی حقتعالی نے انکی قول کے رد کرنیمیں یہ آیت نازل کی کہ کون شخص
زیادہ ظالم ہی اس سے کہ خدا پر جھوٹ بناکے کہ خدا بتوں کی شفاعت کو قبول کریگا کفار کیواسطے اور کہتے ہیں کہ ایکروز رسول خدا صلعم کی وحی نہ آئی کعب بن اشرف یہودی نے کہا کہ خوشخبری
ہو تمکو ای گروہ یہود کے کہ محمد کے خدا نے انکی نور کو بجھا دیا اور کام انکا انجام کو نہ پہنچا یہ بات سنکر حضرت کو رنج ہوا جبرئیل امین واسطے دور کرنے ملال خاطر اقدس رسول خدا
کے یہ آیت لائے يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا ارادہ کرتے ہیں کہ بجھا دیویں وہ کفار نُوْرَ اللّٰهِ نور خدا کو بِاَفْوَاهِهِمْ ساتھ منہوں اپنی کے یعنی طعن کرنے اور
بے ادبانہ بات کہنے کر کے بمنزلہ بجھانے نور کے ہی یعنی حال انکا بیچ بجھانے میں مثل اس شخص کے ہی کہ اپنے منہ سے پھونک مارکر آفتاب کے نور کو بجھایا چاہے وَاللّٰهُ
مُتِمُّ نُوْرِهٖ اور خدا تمام کرنیوالا نور اپنی کا ہے اور ابن کثیر اور اہل کوفہ نے سوائے ابو بکر کے متم کو مضاف طرف نور کے اور نور کو مجرور پڑھا ہی اور باقیوں نے
نے بغیر اضافت کے متم کو تنوین سے اور نور کو منصوب پڑھا ہی یعنی روشنی دین اور شرع سید المرسلین کے ظاہر کرنے کلمہ اسلام سے قیامت تک باقی رہیگی وَلَوْ
كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگرچہ مکروہ جانیں کفر کرنیوالے اسکی تمام کرنیکو اور انکی کراہت کرنیکو اسمیں کچھ اثر نہیں ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ وہ خدا وہ
شخص ہے کہ بھیجا اپنی رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى پیغمبر اپنی کو ساتھ ہدایت کے کہ وہ معجزہ اور قرآن ہے وَدِيْنِ الْحَقِّ اور ساتھ دین حق کے کہ وہ دین اسلام ہے
لِيُظْهِرَهٗ تاکہ غالب کرے اس دین کو عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اوپر دین کے کل اس دین یعنی سب دینوں پر اسکو غالب کرے وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ
اگرچہ مکروہ جانیں مشرکین اور ناخوش ہوں اسکی غالب ہونے سے واسطے کہ اس دین میں توحید خالص ہے کہ کسی دین میں ایسی توحید نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ
وقت نازل ہونے عیسیٰ کے آسمان سے اور ظاہر ہونے مہدی آل محمد کے واقع ہوگا کہ تمام زمین اسلام کو قبول کریگی اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ بلند ہونا
کلمہ اسلام کا اور غالب ہونا اسکا اس زمانہ کے بعد ہوگا اور قسم ہی اس شخص کی کہ جان میری اسکی قدرت میں ہے کہ دین اسلام کو غالب کریگا سب دینوں پر
یہانتک کہ باقی نرہیگی کوئی بستی مگر کہ صبح کو اور شام کو آواز لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی سنیں اور بعد اسکے رسول خدا کے قبول کے قبول ہونیکو فرماتے ہیں کہ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ای وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو هَلْ اَدُلُّكُمْ کیا رہنمائی کروں میں تمکو عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ اوپر ایسی سوداگری کی کہ
نجات دیوے وہ تمکو مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ عذاب دردناک سے کہ وہ آگ دوزخ کی ہے اور وہ سوداگری نجات دینے والی یہ ہے کہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے اور پیغمبر اسکے کے وَتُجَاهِدُوْنَ اور جہاد کرو تم کافروں سے یہ امر بصورت خبر ہی یعنی ایمان لاؤ تم خدا اور رسول
اور جہاد کرو تم کافروں سے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بیچ راہ خدا کے اسکی دین کے بلند کرنے اور جاری کرنیمیں بِاَمْوَالِكُمْ ساتھ مالوں اپنے کے کہ جہاد
کرنیوالونکو کھلانے اور سواری اور ہتیاروں میں اپنی مالونکو خرچ کرو وَاَنْفُسِكُمْ اور ساتھ جانوں اپنی کے جہاد کرو تم کہ کفار کے مقابلہ میں جا کر انسے
راہ خدا میں لڑو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ بعضے صحابہ نے کہا کہ بہتر عمل کو ہم جانیں تو اسمیں کوشش کریں اور اپنی نفس اور مال کو اسمیں خرچ کریں یہ آیت
نازل ہوئی کہ ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم اور ایک مدت اسپر گزر گئی اور بیان اسکا نازل نہوا تو لوگوں نے کہا کہ کاش ہم جانتے کہ بیان اسکا کیا ہی حقتعالی
نے یہ آیت نازل کی کہ تؤمنون باللہ ورسولہ ذٰلِكُمْ یہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے ایمان اور جہاد خَيْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے دنیا کے فائدہ کے
معاملوں سے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم کہ جانتے ہو طریقہ تجارت حقیقی کا یعنی اگر تم جانتے ہو ایمان اور جہاد کی بہتری کو اور اعتقاد رکھتے ہو اسکا
کہ پہنچانیوالا ہے ہمیشہ کے فائدہ کیطرف پس چاہیے کہ اسکو سب فائدوں پر مقدم رکھو کہ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ بخشیگا خدا واسطے تمہارے گناہ تمہارے یعنی
ایمان لاؤ اور جہاد کرو کہ خدا تمہارے گناہوں کو بخشے وَيُدْخِلْكُمْ اور داخل کریگا تمکو قیامت کے روز جَنّٰتٍ تَجْرِيْ بہشتوں میں کہ جاری ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ نیچے درختوں انکے سے نہریں وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور داخل کریگا تمکو مکانوں پاکیزہ میں کہ وہ مکان واقع ہیں فِيْ

جنّٰتِ عَدْنٍ بیچ بہشتوں عدن کے ذٰلِکَ یہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا بخشش اور داخل کرنا بہشتوں میں الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ہے رستگاری و مراد کو
پہنچنا بڑا ہی نہ جو کچھ کہ دنیا کے آدمی اسکو فوز عظیم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ باقی رہنا اور حکومت کرنی اور دنیا کی لذتیں پانی اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم سے
مساکین طیبہ کو پوچھا تھا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ ایک مکان ہے بہشت میں کہ وہ ایک محل لعل کا کہ اسمیں ستر گھر یاقوت سرخ کے ہیں اور ہر گھر میں ستر خانہ زمرد سبز کے ہیں
اور ہر خانہ میں ستر تخت ہیں اور ہر تخت پر ستر فرش ہیں طرح طرح کے رنگ کے اور ہر فرش پر ایک حور بیٹھی ہی اور ہر خانہ میں ستر دستر خوان ہیں اور ہر
دستر خوان پر ستر قسم کا کھانا ہی اور ہر خانہ میں ایک غلام اور ایک کنیز ہے خدا تعالی مومن کو اسقدر قوت دیویگا کہ سب عورتوں سے خلوت کرے اور کھانا کھاوے
اور یہ سب نعمت ہے آخرت میں وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا اور نعمت دوسری کہ دوست تر رکھتے ہو تم اسکو اور وہ یہ کہ تجارت دوسری کہ دوست رکھتے ہو تم اسکو اور وہ
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ نصرت ہی خدا کیجانب سے قریش پر اور فتح نزدیک کہ وہ فتح مکہ ہی یا فتح فارس اور روم اور بعضے کہتے ہیں کہ جمیع
فتوح مراد ہیں جو کہ اسلام میں واقع ہوئی ہیں وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور خوشخبری دے اے محمد صلعم مومنین کو ان دونو نعمتوں کی کہ وہ ثواب اور
مغفرت ہے آخرت میں اور نصرت اور فتح ہی دنیا میں یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو کُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ ہو تم نصرت کرنیوالے
خدا کے یعنی اسکے دین کی مدد کرنیوالے ہو کہ جسوقت تمکو پیغمبر حکم لڑنیکا راہ خدا میں دیوے اور نصرت کو تم سے طلب کرے تو بلا تامل تم اسکو قبول کرو اور جسوقت
تیار ہو جاؤ کَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ جیسے کہ کہا تھا عیسی بیٹے مریم کے نے لِلْحَوَارِیّٖنَ واسطے حواریوں کے کہ وہ دین میں خواص عیسی کے
تھے اور سب سے زیادہ بزرگ تھے انسے حضرت عیسی نے کہا کہ مَنْ اَنْصَارِیْۤ کون ہیں مدد کرنیوالے میرے اور لشکر میرا کہ متوجہ ہونیوالے ہوں اِلَى اللّٰهِ
طرف خدا کے یعنی طرف نصرت کرنے دین خدا کے قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ کہا حواریوں نے عیسی سے کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم نصرت کرنیوالے دین
خدا ہیں یعنی اے محمد صلعم اپنی اصحاب کو کہو کہ ای مسلمانوں نصرت کرنیوالے خدا کے ہو تم جیسے کہ حواری نصرت کرنیوالے تھے جسوقت عیسی نے کہا تھا کہ کون ہیں نصرت کرنیوالے میری دین خدا کے واسطے اور انہوں
نے کہا تھا کہ ہم ہیں نصرت کرنیوالے اور حواری کہتے ہیں کہ بارہ آدمی تھے برگزیدہ اور خالص اصحاب عیسی کے اور تحقیق انکی پہلی اس سے ہو چکی ہے سورہ آل عمران میں اور کہتے ہیں کہ بعد جانے عیسی
کے آسمان پر انہوں نے نصرت دین کی کی اور خلقت کو طرف دین خدا کے بلاتے تھے فَاٰمَنَتْ پس ایمان لائی خدا کی وحدانیت اور عیسی کے بندہ اور
پیغمبر ہونے پر حواریوں کے کہنے سے طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ایک گروہ بنی اسرائیل میں سے وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ اور کفر کیا ایک گروہ نے کہ
عیسی کو خدا کا فرزند جانا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت عیسی آسمان پر گئے تو بنی اسرائیل تین فرقے ہوگئے ایک فرقہ نے کہا کہ وہ خدا تھا آسمان پر
چلا گیا اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور ایک گروہ نے کہا جو کہ مسلمان تھے کہ وہ بندہ خدا کا اور پیغمبر اسکا تھا پس جنگ و جدال انمیں آپس میں واقع
ہوا اور وہ دو فرقے کافر غالب آئے یہانتک کہ حضرت خاتم الانبیاء پیغمبر ہوئے اور وہ فرقہ مومن ہمارے حضرت پر ایمان لایا اور اس سبب سے انہوں نے قوت پائی اور
ان دو فرقوں پر غالب ہوئے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس قوت دی ہمنے اور غالب کیا ان لوگوں کو کہ ایمان لائے تھے عیسی کے پیغمبر اور بندہ
ہونے پر عَلٰى عَدُوِّهِمْ اوپر دشمنوں انکے کے جو کہ اعتقاد رکھتے تھے عیسی کے خدا اور فرزند ہونے پر فَاَصْبَحُوْا پس ہوگئے وہ ظٰهِرِیْنَ
غلبہ پانیوالے ان کافروں پر لڑائی میں یا حجت اور دلیل میں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ حجت ان لوگوں کی کہ عیسی پر ایمان لائے تھے ظاہر ہوگئی
محمد کے تصدیق کرنے سے سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ یہ سورہ مدنی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور اسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور حضرت جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ لازم ہی اس شخص پر کہ جو ہمارا شیعہ ہی یہ کہ شب جمعہ کو یہ سورہ اور سورہ سبح اسم ربک پڑھے اور جمعہ کے روز نماز ظہر میں یہ سورہ اور سورہ منافقون
پڑھے پس جسوقت یہ عمل کرے تو ایسا ہو کہ رسول خدا کا سا اسنے عمل کیا ہوا اور جزا اس عمل کی خدا پر بہشت ہی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یُسَبِّحُ لِلّٰهِ تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے مَا فِی السَّمٰوٰتِ وہ چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے وَمَا فِی الْاَرْضِ اور وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہی
اور تسبیح کبھی تو بصورت ماضی آئی ہے اور کبھی بصورت مضارع اس سے اشارہ ہی طرف ہمیشہ پاک کہنے حق سبحانہ تعالی کے اور اپنی وصفوں کے بیان
کرتا ہی کہ الْمَلِکِ بادشاہ ہی خدا کہ ہمیشہ سے بادشاہی اسکی الْقُدُّوْسِ پاک ہی سب عیبوں اور خللوں سے الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ غالب ہے ہر امر پر عالم

حکمت والا ہی کہ کوئی اسکا فعل خالی مصلحت سے نہیں ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ وہ خدا وہ شخص ہے کہ بھیجا اُسنے فِي الْأُمِّيِّينَ درمیان ناخواندوں کے
اور نہ لکھنے والوں کے رَسُولًا مِّنْهُمْ پیغمبر کو انہیں میں سے یعنی جیسے کہ وہ لکھنا پڑھنا نجانتے تھے ایسا ہی بن پڑھا اور لکھا پیغمبر اُمّی بھیجا تاکہ تہمت سے محفوظ
رہے اور اگر لکھا پڑھا ہوتا تو کہتے کہ اسکو معلم نے تعلیم کیا ہی اور پہلی خبریں اسکو سکھلائی ہیں اور یا اُمّی میں نسبت کی ہے یعنی منسوب طرف اُمت عرب کے کہ اکثر
انکے لکھے پڑھے نہ تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ اُمّی طرف اُم القریٰ کے منسوب ہے اور اُم القریٰ مکہ کا نام ہے اور یا منسوب ہے طرف اُم الکتاب کے کہ وہ قرآن ہے اور
پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور کہتے ہیں کہ اُمّی ہونا حضرت کا اس جہت سے ہی کہ پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ خاتم الانبیا اُمّی ہوگا اور حضرت شعیا کی کتاب میں ہے کہ فرمایا
خدا تعالیٰ نے کہ میں پیغمبر اُمّی بھیجونگا درمیان اُمّیوں کے اور اسپر پیغمبری کو ختم کرونگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ اُمّیین انکو اسواسطے کہتے ہیں کہ وہ
لکھتے تو تھے لیکن انکے پاس کوئی کتاب خدا کی جانب سے نہیں آئی تھی اور نہ کوئی پیغمبر آیا تھا اسواسطے انکو خدا نے اُمّیین فرمایا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ پڑھتا ہی
وہ پیغمبر اُمّی اوپر ان اُمّی لوگوں کے آيَاتِهِ آیتیں اُسکی جو کہ قرآن میں ہیں وَيُزَكِّيهِمْ اور پاک کرتا ہے انکو کفر کی نجاست سے اور ناپاک اعتقادوں سے
اور بد خلقوں سے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ اور سکھلاتا ہی انکو قرآن وَالْحِكْمَةَ اور حکمت کہ وہ احکام شرع کے ہیں اور علوم دین کے باوجود اُمّی ہونیکے
کہ نہ کسی سے کوئی سبق پڑھا تھا اور نہ لکھنا سیکھا تھا اور یہ دلیل واضح ہی اس امر کی کہ جو کچھ کہتا تھا وحی سے کہتا تھا اسواسطے کہ بغیر پڑھے لکھے کے بلکہ لکھے پڑھے
ہوئے کی بھی طاقت نہیں ہے کہ ایک شخص تنہا ایسے احکام موافق عقل سلیم کے کہ جنمیں صلاح دنیا و آخرت کی ہو اپنی طرف سے بنا سکے پس جو کچھ وہ حضرت
کہتے تھے وحی خدا سے کہتے تھے ؎ نگار من که بمکتب نرفت و خط ننوشت ـ بغمزه مسئله آموز صد مدرس شد وَإِن كَانُوا اور تحقیق کہ
تھے وہ لوگ کہ اب قرآن پڑھتے ہیں اور ایمان لائے ہیں مِن قَبْلُ پہلے آنے محمد کے یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تھے وہ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ البتہ بیچ
گمراہی ظاہر کے کہ وہ شرک اور جاہلیت کی رسموں کی پیروی کرتے تھے اور ان کانوا میں ان مخففہ مثقلہ کا ہی کہ اور تاکید کا جو کہ فی میں ہے اسپر دلالت
کرتا ہی وَآخَرِينَ مِنْهُمْ اور درمیان دوسرے لوگوں کے انکا عطف اُمّیین پر ہی یعنی پیغمبر کو بھیجا بیچ ناخواندوں کے انہیں میں سے اور درمیان دوسرے لوگوں کے
انہیں سے کہ ابھی لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ نہیں لاحق ہوئے ہیں وہ ساتھ انکے لیکن لاحق ہونگے بعد اسکے اور انکے بعد آوینگے اور مراد ان لوگوں سے جو کہ بعد اُنکے
آوینگے تابعین ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ان لوگوں سے ہی کہ بعد رسولخدا کے قیامت تک ہونگے اور یہی مشہور ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا
کہ وہ عجم کے لوگ ہیں اور جو کہ زبان عرب کو نہیں جانتے ہیں اور رسولخدا کے بعد نازل ہونے اس آیت کے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسولخدا وہ کون لوگ ہونگے
حضرت نے دست مبارک اپنا سلمان فارسی کے شانہ پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا سے بستہ ہو تو اسکو لیوینگے اس قوم کے آدمی یعنی فارس کے باشندے
اور عبد الرحمن لیلی نے روایت کی ہی ایک شخص سے رسولخدا کے صحابیوں سے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایسا دیکھا ہی کہ میں جاتا ہوں اور سیاہ
گوسفند میرے پیچھے آتی ہیں اور ان سیاہ گوسفندوں کے پیچھے خاکی رنگ کی گوسفندیں آتی ہیں اور انکی پیروی کرتی ہیں حضرت علی سے پوچھا کہ تعبیر
اسکی کیا ہو کہا کہ تعبیر اسکی میں جانتا ہوں عرب تیرے حکم میں ہو جاوینگے اور بعد اسکے عجم بھی تیری فرمانبرداری قبول کرینگے اور اسلام میں داخل ہونگے
حضرت نے فرمایا کہ یہی تعبیر جبرئیل نے مجھسے کہی تھی اور سہل ساعدی نے روایت کی ہی کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میری اُمت کے پُشتوں میں مرد اور عورتیں ہونگی کہ وہ
بہشت میں بے حساب داخل ہونگے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اور وہ خدا غالب ہے سب
چیزوں پر حکمت والا ہی کہ موافق مصلحت کے کام کرتا ہی ذَٰلِكَ یہ بھیجنا پیغمبر کے لوگوں پر فَضْلُ اللَّهِ فضل خدا کا ہی اور زیادتی نعمت کی
يُؤْتِيهِ دیتا ہی اسکو فضل و کرم سے مَن يَشَاءُ جسکو چاہتا ہی اپنے بندوں میں سے موافق حکمت اور مصلحت کے جسکو کہ لائق اسکی دیکھتا وَاللَّهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور خدا صاحب فضل بڑیکا ہی کہ نعمت دنیا اور آخرت کی جسکے مقابلہ میں حقیر ہے اور محمد بن عمر نے ہشام بن سالم سے روایت کی کہ
مسلمانوں کے فقرا اور محتاج آدمی رسولخدا کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسولخدا دولتمندوں کے پاس مال ہے وہ اسکو راہ خدا میں دیتے ہیں اور ہمکو اسقدر مقدور نہیں ہے
اور وہ حج کرتے ہیں اور ہمکو اسقدر طاقت نہیں ہے اور وہ غلاموں کو آزاد کرتے ہیں اور ہم کوئی غلام نہیں رکھتے حضرت نے فرمایا کہ سو بار الله اکبر کہو یہ بندہ آزاد کرنے سے

فضل ہے اور جو کوئی سو بار الله اکبر کہے تو بہتر ہے سو گھوڑوں سے مع زین اور لگام سمیت کہ راہ خدا میں انکو دیوے اور جو کوئی سو بار لا اله الا الله کہے تو بہتر ہے تمام آدمیوں کے عمل سے مگر یہ کہ کسی اور شخص کا لا اله الا الله کہنا اسکے لا اله الا الله کہنے سے زیادہ ہو پس وہ یہ سنکر اس عمل میں مشغول ہوئے اور جسوقت یہ خبر تونگروں کو پہنچی تو وہ بھی اس عمل میں مشغول ہوئے تاکہ ثواب ملے اور انہوں نے دونو حاصل کریں فقرا نے جسوقت یہ حال دیکھا تو پھر حضرت سے جا کر شکایت کی کہ جو کچھ حضرت نے ہمارے واسطے فرمایا تھا یہ بھی وہ تونگر کرنے لگے اور وہی فائدہ انکو میسر ہوا حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم اور اب خدا تعالی یہودیوں کے علما کی مذمت بیان کرتا ہے بسبب پوشیدہ کرنے اوصاف خاتم الانبیاء کے جو کچھ کہ توریت میں لکھے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ **مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ** مثال ان لوگوں کی کہ لادی گئے ہیں توریت کو یعنی حکم ہوا انکو کہ توریت کو سیکھو اور پڑھو اور اسپر عمل کرو پس اسکی بار کے وہ اٹھانیوالے ہوئے اسکو سیکھا اور یاد کرے **ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا** پھر نہ اٹھایا انہوں نے اس توریت کو جیسے کہ حق اسکی اٹھانیکا تھا اسواسطے کہ انہوں نے فقط اسکی اٹھانے پر کفایت کی کہ اسکو پڑھا اور یاد کیا لیکن جو کچھ کہ اسمیں لکھا ہوا تھا اس سے فائدہ حاصل نکیا اور اسکی آیتوں پر عمل نکیا کہ وہ ظاہر کرنا پیغمبر آخر الزماں کے اوصاف کا تھا اور خبر اسکی آنیکی تھی **كَمَثَلِ الْحِمَارِ** مانند مثل گدھے کے ہے کہ **يَحْمِلُ اَسْفَارًا** جسوقت اٹھاتا ہے کتابوں کو یعنی اسکے اٹھانے میں رنج کھینچتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو کچھ ہمنے اٹھایا ہے اسمیں کیا ہے اور ایسا ہی حال اس شخص کا ہے کہ جو کوئی قرآن کو پڑھے اور یاد کرے اور اسپر عمل نکرے اور ایسے ہی جو کوئی مسائل دین کو سیکھے اور اسپر عمل نکرے **بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ** بری ہے مثل اس قوم کے **الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا** جنہوں نے جھٹلایا اور تکذیب کی **بِاٰيٰتِ اللّٰهِ** ساتھ آیتوں خدا کی کہ دلالت کرتی ہیں وہ خاتم الانبیاء کی نبوت کے صحیح ہونے پر اور مراد اس سے توریت اور قرآن ہے **وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي** اور خدا نہیں دکھاتا ہے طریق رستگاری اور نجات کا **الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ** گروہ ستمگاروں کو کہ خدا سے عناد کرکے اپنی نفسوں پر انہوں نے ظلم کیا ہے اور راہ حق سے گزر گئے ہیں یعنی خدا نے انکو انکے حال پر چھوڑ دیا اور اپنی الطاف سے انکو محروم رکھا ہے بسبب اسکے کہ وہ از راہ عناد دیدہ و دانستہ طریق حق سے انکار کرتے ہیں اور ایسا کہ آخرت میں انکو بہشت کیطرف رہنمائی نکریگا اور کہتے ہیں کہ رسول خدا نے یہودیوں کو خط لکھا کہ تم مسلمان ہوجاؤ اور میری نبوت کا اقرار کرو ان یہودیوں نے خیبر کے یہودیوں کو لکھا کہ ہمکو محمد اپنی دین کیطرف بلاتا ہے اگر تم اسکی پیروی سے باز رہنا بہتر جانتے ہو تو ہمکو اطلاع کرو کہ ہم تمہارے ساتھ متفق الکلمہ ہیں انہوں نے انکے جواب میں لکھا اور اپنی کفر اور سرکشی کو ظاہر کیا کہ نبوت ہمکو اور ہمکو محمد سے زیادہ لائق ہے کہ ہم قوم موسی کلیم الله کی ہیں اور بیٹے خدا کے اور دوست اسکے پس عربی آدمی پر ہم کیونکر ایمان لائیں کہ جسکی قوم میں کبھی نبوت نہوئی پس حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ **قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا** کہہ تو اے محمد صلعم کہ اے وہ لوگو کہ یہودی ہوئے ہو **اِنْ زَعَمْتُمْ** اگر گمان کرتے ہو تم **اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ** یہ کہ تحقیق تم دوست ہو خاص اسی خدا کے **مِنْ دُوْنِ النَّاسِ** سوائے آدمیوں دوسروں کے جو کہ ایمان لائے ہیں **فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ** پس آرزو کرو تم مرنیکی **اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ** اگر ہو تم سچے خدا کی دوستی میں تاکہ بعد مرنیکے اس قیدخانہ رنج اور بلا سے رستگاری پاکر اس مقام پر پہنچو کہ جو خدا نے اپنی دوستوں کے واسطے مقرر کیا ہے اور توریت میں لکھا ہے کہ جو خدا کے دوست ہیں وہ مرنیکی آرزو کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو کہ خدا کا دوست ہوگا وہ آخرت کے گھر کا مشتاق ہوگا اور مرنے سے کبھی خوف نکریگا جیسے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں پروا کرتا میں کہ موت مجھپر واقع ہووے یا میں موت پر واقع ہوں لیکن وہ یہودی اس دوستی کے دعوی میں جھوٹے تھے خدا تعالی انکی دروغ سے خبر دیتا ہے کہ **وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا** اور نہ آرزو کرینگے وہ اس موت کی کبھی **بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ** بسبب اسکے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں انکے نے کہ اعمال ہیں انہوں نے کئی ہیں جیسے کہ بدلڈالنا توریت کے حکموں کا اور اوصاف سید المرسلین کے اسمیں سے نکالڈالنی اور ایسے ہی کفر کے اعمال سے انکو یقین ہے کہ بعد مرنیکے عذاب میں گرفتار ہونگے **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ** اور خدا جاننے والا ہے اور عالم ہے **بِالظّٰلِمِيْنَ** ساتھ ظلم کرنیوالوں کے اپنے نفسوں پر بسبب کفر اور اعمال بد کے پس انکو عذاب ابدی میں مبتلا کریگا اور منقول ہے کہ رسول خدا نے یہودیوں سے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان میری جسکے دست قدرت میں ہے کہ کوئی تم میں سے آرزو مرنیکی نکرے مگر کہ موت اسپر واقع ہو اور کسی نے انمیں سے آرزو موت کی نہ کی پس اگر حضرت کی نبوت کے حق ہونیکا انکو یقین نہوتا تو وہ آرزو مرنے کی کرتے اور لیکن جانتے تھے کہ اگر آرزو کرینگے تو مرکر عذاب میں گرفتار ہونگے اسلئے کسینے جرأت مرنیکی نکی پس یہ بھی حضرت کے معجزوں میں سے ہے کہ خبر دی حضرت نے کہ وہ تمنا موت کی نکرینگے اور ایسا ہی ہوا

قُلْ کہدو ای محمد کہ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تحقیق موت وہ موت کہ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ بہاگتے ہو تم اُس سے فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ پس تحقیق وہ پہنچنے والی ہی
تمکو اور تم سے وہ ملاقات کریگی اور تمکو فنا کریگی اور بہاگنا تمکو کچھہ فائدہ نہ دیگا ثُمَّ تُرَدُّوْنَ پس پھیری جاؤگے تم اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ
طرف جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے فَیُنَبِّئُكُمْ پس خبر دیگا تمکو بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ساتھ اسچیز کے کہ ہو تم عمل کرتے اور موافق اسکی تمکو جزا دیگا اور اب
مومنین کو حکم عبادت اور طاعت کا کرتا ہی جو کہ پہنچانیوالی ہی طرف نعمتوں آخرت کے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو شرع
محمدی کے حکموں پر اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ جسوقت کہ آواز دیجاے یعنی اذان کہی جاے مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ دن جمعہ کے سے واسطے نماز جمعہ کے
فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ پس دوڑو تم طرف ذکر خدا کے کہ وہ نماز جمعہ ہے یا خطبہ جمعہ کا ہی کہ جسمیں ذکر خدا کا ہے وَذَرُوا الْبَیْعَ اور چھوڑو تم
خرید اور فروخت کو بعد سننے اذان کے ذٰلِكُمْ یہ دوڑنا طرف ذکر خدا کے اور ترک کرنا خرید اور فروخت کا خَیْرٌ لَّكُمْ بہتر ہے واسطے تمہارے معاملوں
سے اسواسطے کہ دوڑنا طرف ذکر خدا کے ہمیشہ کا فائدہ بخشتا ہی اور معاملہ کرنے سے چند روز کا فائدہ ہے اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر ہو تم جانتے فائدہ اور
ضرر ہر کام کا اور اپنے نفسوں کی مصلحتوں کا اور نماز جمعہ کی واجب ہے ہر شخص بالغ اور عاقل پر اور عورت اور مسافر اور مریض اور اندہے اور لنگڑے اور نہایت بوڑھے
اور نابالغ اور دیوانہ پر واجب نہیں ہے اور غلام پر بہی واجب نہیں ہے لیکن نماز جمعہ جماعت سے ہوتی ہی اور بدون جماعت کے نہیں ہوتی اور نماز جمعہ پڑہانیکے واسطے
پیشنماز عادل چاہیے اور بعد اذان نماز جمعہ کے خرید اور فروخت کرنا حرام ہی اور اگر نماز جمعہ کی مقرر رہتی ہو تو اسروز بعد زوال کے سفر کرنا حرام ہے جبتک کہ نماز جمعہ کی
نہ ہولیوے اور بعد طلوع صبح کے اسروز سفر کرنا مکروہ ہے اور جو شخص کہ نماز جمعہ سے دو فرسخ دور رہتا ہی یا کم اس سے تو اسپر بہی جمعہ واجب ہے اور غسل کرنا روز جمعہ سنت موکدہ ہے
اور پاکیزہ پوشاک اور لباس نفیس پہننا جمعہ کے روز اور خوشبو لگانی بہی سنت ہے اور تمام مسائل نماز جمعہ کے فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے
نماز جمعہ رسولخدا نے جو صحابہ کے ہمراہ ادا کی تھی وہ اسطرح سے تہی کہ جسوقت کہ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو قبا میں جا کر اترے کہ وہ مدینہ سے ایک فرسخ
دور ہے اور جس روز قبا میں تشریف لائے تو وہ روز دوشنبہ کا تھا اور بارھویں تاریخ ربیع الاول کی تھی اور اسجگہہ واسطے بنی عمرو بن عوف کی مسجد بنائی اور تا
پنجشنبہ وہاں رہے اور مسجد کو تمام کیا اور جمعہ کو صبح کے وقت مدینہ کو روانہ ہوئے اور جسوقت وادی بنی سالم بن عوف میں پہنچے تو وقت نماز جمعہ کا آیا اور فرمایا
کہ مسجد کی صورت بناؤ پس اسجگہہ خطبہ پڑہا اور نماز جمعہ ادا کی اور بعضے علما کہتے ہیں کہ یہودی اسلام سے تین چیزوں سے بہت فخر کرتے تھے خدا تعالی نے سب ناز
اور فخر انکا توڑ دیا اول تو یہ کہ وہ کہتے تھے کہ ہم بیٹے خدا کے ہیں اور دوست اسکی حقتعالی نے جتلایا کہ اگر تم خدا کو دوست کہتے ہو تو فتمنوا الموت ان کنتم
صادقین اور دوسرے یہ کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم اہل کتاب ہیں اور عرب اہل کتاب نہیں ہیں حقتعالی نے انکو گدہے کی ساتھ تشبیہ دی چنانچہ فرماتا ہے کہ
کمثل الحمار یحمل اسفارا اور تیسرے یہ کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے واسطے ایک روز ہے واسطے عبادت کے کہ وہ روز شنبہ ہی اور مسلمانوں کے واسطے کوئی دن نہیں ہے حقتعالی نے
مسلمانوں کو جمعہ کا روز بخشا اور رسولخدا نے فرمایا ہی کہ روز جمعہ کا سردار سب دنوں کا ہی نیکیاں کرنی اسمیں چند در چند ثواب رکہتی ہیں اور درجے بلند ہوتے
ہیں اور دعائیں اسروز قبول ہوتی ہیں اور سختیاں اسروز دور ہوتی ہیں اور بڑی حاجتیں اسروز روا ہوتی ہیں اور روزہ روز آزادی کا ہی اور اسروز خدا
تعالی گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور جسنے اسروز دعا کی اور اسکی حق اور حرمت کو جانا تو خدا تعالی اسکو دوزخ سے آزاد کریگا اور جو کوئی اسروز
یا اسکی شب کو مریگا تو وہ شہید مریگا اور امن میں زندہ ہو کر اٹھیگا اور جسنے کہ خفیف جانا اسکی حرمت کو اور ضائع کیا اسکی حق کو تو سزاوار ہی خدا پر یہ کہ
داخل کرے اسکو دوزخ میں مگر یہ کہ توبہ کرے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ خدا تعالی ہر شب جمعہ کو عرش پر سے پکارتا ہے اول شب سے آخر تک کہ کوئی
نہیں دعا کرتا ہی بندہ مومن واسطے دنیا اور دین اپنے کے پہلے طلوع فجر سے کہ قبول کروں میں اسکو اور کیوں نہیں توبہ کرتا ہی بندہ مومن اپنے گناہوں سے پہلے طلوع
فجر سے کہ قبول کروں میں اسکی توبہ کو اور جس مومن کی روزی تنگ ہے وہ کیوں نہیں سوال کرتا ہی روزی کے زیادہ ہونیکا پہلے صبح سے کہ فراخ کروں میں
اسکی روزی کو اور مومن بیمار کیوں نہیں سوال کرتا ہی مجہسے اپنی شفا کا پہلے صبح سے کہ صحت بخشوں میں اسکو اور کیوں نہیں سوال کرتا ہی مجہسے بندہ مومن قیدی کہ
رہائی دوں میں اسکو اور کیوں نہیں سوال کرتا ہی مجہسے بندہ مومن مظلوم پس داد کو پہنچوں میں اسکی اور ہمیشہ یہی ندا کرتا ہی صبح تک اور سلیمان مینی نے

ع ۱

جمعہ کی نماز کی فضیلت

روایت کی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ خدا تعالی ہر جمعہ کو چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے کہ سب لائق عذاب کے ہوئے ہیں اور انس نے روایت کی ہے کہ میں نے
پیغمبر خدا صلعم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ یہ روز جمعہ کا خدا کے نزدیک سب دنوں سے بہتر ہے اور بہشتی اسکو روز مزید کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ یا رسولخدا مزید کیا چیز ہے فرمایا کہ
بہشت میں ایک صحرا ہے بہت وسیع اور فراخ کہ خاک اسکی مشک سے زیادہ خوشبو رکھتی ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے جمعہ کے روز خدا تعالی حکم کرتا ہے کہ
کرسی طلائی اسمیں رکھی جاتی ہے اور پیغمبران خدا اسپر بیٹھتے ہیں اور صدیق اور مومنین اسکے گرد بیٹھتے ہیں خطاب پہنچے انکو جانب خدا سے کہ اے بندو میرے جو حاجت
کہ رکھتے ہو طلب کرو وہ کہتے ہیں کہ خداوندا ہم تیری رضامندی چاہتے ہیں خدا تعالے فرمائے کہ میں راضی ہوا تم سے پھر ندا آوے کہ حاجت اپنی عرض کرو
پس جو کوئی کہ حاجت کہتا ہو طلب کرے اور خدا تعالی قبول کرے کہ جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہو اور نہ کسی کان نے سنی ہو اور نہ کسی دل میں گزری ہو
اور بعد اسکے ہر ایک اپنے مقام کو چلا جاوے دوسرے جمعہ تک اور اس وادی میں ایک دروازہ ہے کہ کسی پیغمبر مرسل اور فرشتہ مقرب نے نہ دیکھا ہو اور جمعہ کے روز
خدا تعالی اسکو خطاب کرے کہ گویا ہو وہ کہتا ہے تحقیق رستگاری پائی امت محمد کی مومنین نے کہ جو ذکر خدا میں مشغول ہیں اور فرائض کو ادا کرتے ہیں پس
فرشتہ کو میری قبر پر بھیج اور مجھکو خوشخبری دی کہ خدا جمعہ کے دن تین مرتبہ تیری امت پر نظر کرتا ہے اور ہر نظر میں ایک ہزار گناہگاروں کو بخشتا ہے اور کعب
الاحبار نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ خدا تعالی نے مکہ کو سب شہروں پر بزرگی دی ہے اور ماہ رمضان کو سب مہینوں پر اور جمعہ کو سب دنوں پر جو کوئی کہ جمعہ کو
مرے خدا تعالی اسکے نامہ اعمال میں شہید کا ثواب لکھتا ہے اور قبر کے فتنہ سے وہ بیخوف ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جس وقت کہ روز جمعہ کا ہو تو ملائکہ جمعہ کی نماز کی جلدی
کرکے جاتے ہیں اور ہاتھ میں انکے چاندی کی کتابیں اور سونے کی قلم ہوتی ہیں اور مسجدوں میں پہلے جانیوالوں کا ثواب انمیں لکھتے ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ
جمعہ کا روز آتا ہے تو خدا تعالی حکم کرتا ہے پس بیت المعمور کے دروازہ پر منبر رکھا جاتا ہے اور ملائکہ اسکے گرد حاضر ہوتے ہیں پس جبرئیل نماز کی اذان کہتا ہے
اور میکائیل امامت کرتا ہے اور ملائکہ اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہیں جسوقت فارغ ہوں تو جبرئیل کہے کہ ثواب اس اذان کا امت محمد کو میں نے بخشا اور میکائیل کہے ثواب
امامت کا میں نے امت محمد کو دیا اور ملائکہ کہیں کہ ثواب ان نمازوں کا ہم نے محمد کی امت کو بخشا خدا تعالی فرمائے کہ میں تم سے زیادہ سخی ہوں تمکو گواہ کرتا ہوں میں کہ
محمد کی امت کو تمام بخشا میں نے پس وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں دوسرے جمعہ تک اور دوسری روایتیں ابن عباس سے ہے کہ بہشت میں ایک حور ہے کہ نام اسکا لعبہ ہے اور اسکی
حسن اور بزرگی کی یاد نہیں اور حور بعل پر ایسی ہے کہ جیسے چاند کو ستاروں پر اور جمعہ کا روز ہوتا ہے تو حوریں موتی اور جواہر کی کرسیوں پر بیٹھتی ہیں اور سبحان اللہ
اور لا الہ الا اللہ کہتی ہیں یہانتک کہ آدمی نماز عصر سے فارغ ہوں اور ان حوروں کی تسبیح کرنیکے درمیان عرش کے نیچے سے ایک نور ظاہر ہوتا ہے لوگ پوچھیں کہ
اے رضوان یہ نور کیسا ہے رضوان کہے کہ لعبہ آتی ہے ناگاہ لعبہ ظاہر ہو کہ ستر ہزار حوریں اسکی جانب راست پر اسکا سنبھالے ہوئی ہوں اور ستر ہزار حوریں جانب
چپ پر شاک اسکی اٹھائی ہوئی ہوں اور ستر ہزار اسکے آگے آگے انگیٹھیاں اٹھائی ہوئی ہوں اور ستر ہزار حوریں اسکے پیچھے پیچھے اسکے گیسو اٹھائی ہوئی ہوں اور
لعبہ وہاں پہنچکر نور کے تخت پر بیٹھے اور آواز سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کی بلند کرے اور جسوقت نمازی نماز عصر سے فارغ ہوں تو وہ اٹھے اور اپنے لباس کو
بدلے کسے اور بہت سی اچھی حوریں اسکو کہیں کہ پردے بیویونکو اپنی پوشیدہ کر کہ اگر دنیا کے لوگ تیرے حسن سے مطلع ہوں تو تیرے شوق میں انکی روحیں انکے بدنوں سے
مفارقت کر جائیں اور وہ اس سے پوچھیں کہ اے لعبہ تجھکو خدا نے کسکے واسطے پیدا کیا ہے وہ کہے کہ مجھکو خدا نے اس شخص کے واسطے پیدا کیا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی نماز میں سب سے
پہلے جاوے اور پیچھے سب کے آوے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ جمعہ کے دس نام ہیں یوم المولود بسبب متولد ہونے رسولخدا کے اس روز اور یوم افضل اور
یوم البرکۃ اور یوم الرحمۃ اور یوم الاجابۃ اور یوم العید اور یوم العتق اور یوم العز دنا اور یوم الکرامۃ اور یوم الجمعہ اور یوم المزید اور نماز جمعہ سے پہلے حکم کیا تھا کہ
خرید اور فروخت کو چھوڑکر نماز جمعہ میں حاضر ہو جاؤ اور اب فرمایا کہ **فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ** پس جس وقت کہ ادا کیجاوے نماز جمعہ تو **فَانْتَشِرُوا** پس
پھیل جاؤ تم اور بکھر جاؤ **فِي الْأَرْضِ** بیچ زمین کے واسطے سوداگری اور معاملوں اپنے کے اور واسطے کمانے روزی اپنی کے یعنی اگر چاہو تم تو بعد نماز جمعہ کے
اپنی خرید و فروخت اور دوسرے معاملوں کے کرنے کو زمین میں چلو پھرو **وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ** اور طلب کرو تم فضل خدا کے سے اپنی روزی کو
معاملوں کے وسیلوں سے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نماز تو جمعہ کے دن پڑھو اور زمین پر واسطے طلب کرنے روزی کے شنبہ کو چلو پھرو اور بعضے کہتے ہیں

زمین پر پھیلنے سے مراد مجلس علماء میں جانا اور بیماروں کی عیادت کو جانا اور جنازوں پر حاضر ہونا اور برادر مومن کی ملاقات کو جانا ہے اور انس نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے
کہ تم دنیا کے طلب کرنیکے واسطے حکم نہیں کئے گئے ہو سو بعد نماز جمعہ کے بلکہ بیمار کی عیادت کیواسطے اور جنازوں پر حاضر ہونیکے واسطے اور برادر مومن کی زیارت کیواسطے
اور بعضے طلب علم کو کہتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام کی روایتوں میں طلب روزی مراد ہے اور دوسری روایتوں میں حضرت صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ میں روزی کو
طلب کرتا ہوں اسمیں مقدمہ میں کوشش کرتا ہوں اور خدائے تعالی سے درخواست کرتا ہوں کہ وجہ حلال سے مجھکو دیوے اور
اسکے حلال ہونیکی وجہ کو مجھکو دکھلائے اسواسطے کہ خدا تعالی نے بندوں کو حکم فرمایا ہے روزی کے طلب کرنیکے واسطے اس آیت کریمہ میں کہ فاذا قضیت الصلوٰۃ
فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ اور بعد اسکے فرمایا کہ جس شخص کوئی کہ گھر میں بیٹھکر دروازہ کو بند کرلے اور گھر میں بیٹھا ہوا کہے کہ مجھکو روزی دے
وہاں تین آدمیوں میں سے ہوگا ایک تو یہ کہ اپنی زوجہ کیواسطے دعائے بد کرے خدا تعالی اسکی دعا کو قبول نکریگا اسواسطے کہ طلاق عورت کی اسکے ہاتھ میں ہے
وہ کیوں نہیں طلاق دیتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو کسیکو قرض دیوے اور گواہ اسپر مقرر نکرے اور وہ لیکر انکار کرجاوے اور وہ دینے والا اسکے واسطے دعائے بد کرے
اسکی دعائے بد بھی قبول نہوگی اسواسطے کہ موافق حکم کے اسنے نہیں کیا اور تیسرے وہ شخص کہ اصل مال کو اپنے گھر میں رکھتا ہے اور اس سے سوداگری کرکے فائدہ
حاصل نہیں کرتا ہے اور چند روز میں اسکو خورد و برد کرجاتا ہے اور بعد اسکے خدا سے روزی کو طلب کرے ہے اسکی بھی دعا قبول نہوگی اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ
فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ اور یاد کرو خدا کو اسکے احسان کرنے پر اور اسکی نعمتوں کا شکر کرو اسکی طاعت کر کے كَثِيْرًا
بہت یہ صفت مصدر محذوف کی ہے اور تقدیر اسکی ذکرًا کثیرًا ہے یعنی یاد کرنا بہت ہر حال میں اور ہر وقت میں نہ فقط نماز کے وقت میں لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم رستگاری پاؤ سو اسواسطے کہ نماز جمعہ میں حاضر ہونا اور روزی اس سے طلب کرنا اور کثر اوقات اسکے ذکر میں مشغول رہنا موجب رستگاری دنیا
اور آخرت کا ہے اور کثر اوقات کے ذکر کا حکم کرنیسے مقصود یہ ہے کہ بندے ہر حال میں دنیا کے طلب کرنیمیں مشغول رہیں اور خدا سے غافل نہو جائیں اور جناب
رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہ بہ نیت خالص ذکر خدا کا بازار میں کرے جسوقت کہ اور آدمی غافل ہوں اور خرید و فروخت میں مشغول ہوں حقتعالی
واسطے اسکے ہزار حسنہ لکھے اور قیامت میں اسکو بخشے اور نوازش فرمائے اسطرح سے کہ کسیکی خاطر پر بھی نگذرا ہو اور منقول ہے کہ ایکروز رسول خدا خطبہ پڑھتے
تھے ناگاہ کاروان دحیہ کلبی کا شام سے پہنچا روغن زیت لیکر اور انونمیں مدینہ میں گرانی اور قحط بہت سخت تھا اور دستور مدینہ میں تھا کہ
قافلہ سلامت پہنچتا تھا تو طبل شادی کا بجاتے تھے اور ہاتھ پر ہاتھ مارتے تھے جسوقت آواز طبل کی اور ہاتھ پر ہاتھ مارنیکی لوگوں کے کانوں میں
پہنچی تو رسول خدا کو مسجد میں چھوڑ کر واسطے خریدنے غلہ وغیرہ کے مسجد سے باہر دوڑے اور بقیع میں پہنچکر کاروان کیطرف روانہ ہوئے اور سوائے بارہ آدمیوں کے
حضرت کے پاس کوئی نرہا رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ جان محمد کی جسکے قبضہ قدرت میں ہے اگر سب مسجد سے باہر چلے جاتے اور کوئی تم
میں سے باقی نرہتا تو اس صحرا سے تمپر آگ روانہ ہوتی اور سب کو جلا دیتی اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا رَاَوْا اور جسوقت دیکھتے ہیں تِجَارَةً
سوداگری کو اَوْ لَهْوًا یا کھیل اور بازی کو کہ وہ بجانا طبل کا اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہے تو انْفَضُّوْا اِلَيْهَا متفرق ہو کر جاتے ہیں طرف اسکی اور چھوڑتے ہیں تجھکو
وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا اور چھوڑتے ہیں وہ تجھکو کھڑا ہوا منبر پر اور دوسری روایت اس آیت کے شان نزول کی یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نماز جمعہ کو پڑھتے تھے اور کاروان
سوداگری کا شہر میں داخل ہوا اور آگے اس کاروان کے لوگ دف بجاتے تھے اور سوائے اسکے اور باجے بجاتے تھے رسول خدا کے پیچھے جو آدمی کہ نماز پڑھتے تھے
حضرت کو نماز میں چھوڑ کر وہ جماعت میں سے اس کاروان کے دیکھنے کو بھاگ گئے اور جابر سے روایت ہے کہ کاروان مدینہ میں آیا اور ہم رسول خدا کے پیچھے نماز پڑھتے
تھے پس لوگ نماز میں سے رسول خدا کو چھوڑ کر اس قافلہ کیطرف چلے گئے اور بارہ آدمیوں کے سوا حضرت کے پیچھے کوئی باقی نرہا اور ایک میں بھی ان بارہ میں تھا
اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر تم سب چلے جاتے تو قسم ہے خدا کی کہ اس صحرا میں سے آگ روانہ ہوتی اور تم سبکو جلا دیتی اور متفرق جانیسے مراد یہ ہے کہ
کوئی تو طبلوں کا تماشا دیکھنے اور اسکی آواز سننے کو دوڑا تھا اور کوئی غلہ خریدنے جاتا تھا اور ابن کیسان سے منقول ہے کہ گیارہ آدمی جماعت میں باقی رہے تھے
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آٹھ آدمی باقی رہے تھے اور قتادہ سے منقول ہے کہ یہ حرکت انہی تین دفعہ وقوع میں آئی اور تینوں مرتبہ جمعہ کا دن تھا اور جسوقت

اسی حکمت کیلئے نہی مشغول ہوئی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ کہدے اے محمد اپنے صحابہ سے کہ مَا عِنْدَ اللّٰهِ جو کچھ نزدیک خدا کے ہے ثواب نماز جمعہ کا اور سننا خطبہ کا اور پیغمبر کی خدمت میں حاضر رہنا خَيْرٌ بہتر ہے اور فائدہ مند ہے مِّنَ اللَّهْوِ بازی سے یعنی طبل کے سننے سے وَمِنَ التِّجَارَةِ اور سوداگری سے اور اسکی فائدہ سے اسواسطے کہ فائدے ثواب کی ہمیشہ میں اور منافع معاملوں کے چند روز کے ہیں اور احتمال ہے کہ معاملہ میں فائدہ ہو بھی اور نہ بھی ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خیر من اللھو ومن التجارۃ اُن لوگوں کے واسطے نازل ہوا کہ جو ڈرتے خدا سے اور پرہیز کیا انہوں نے نماز میں بھاگنے سے اور حضرت امام رضا علیہ السلام اسکو خیر من اللھو ومن التجارۃ پڑھتے تھے اور وہ بھی اسکو پرہیزگاروں کیلئے کہتے تھے وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ اور خدا بہتر روزی دینے والونکا ہے پس اسی پر توکل کرو اور روزی کو اسی سے طلب کرو کہ وہ تمکو روزی پہنچائیگا اور کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بغداد کے بادشاہوں میں سے بہلول دانا کو کہا کہ تو چاہتا ہے کہ تیری ہر روز کی روزی ہم مقرر کر دیویں تاکہ تو روزی کیطرف سے بیفکر اور فارغ البال ہو جائے بہلول نے جواب دیا کہ میں ایسا ہی کرتا اگر چند امور مجھکو مانع نہوتے اول تو یہ کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھکو کیا چاہیئے اور دوسرا یہ کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھکو کب چاہیئے اور تیسرے یہ کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھکو کسقدر چاہیئے اور حق تعالیٰ کہ میری روزی کا ضامن ہے وہ ان سب امور کو جانتا ہے اور اپنی حکمت کے موافق مجھکو پہنچاتا ہے اور تو شاید کہ مجھپر غصہ کرے تو میری روزی کو بند کر لیوے اور خدا تعالیٰ میرے گناہ کے سبب سے روزی بند نہیں کرتا ہے

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ

یہ سورہ مدنی ہے اور اسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور ثواب اسکے پڑھنے کا اس سے پہلی سورۃ میں گذر گیا ہے اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جو کوئی اس سورہ کو پڑھے وہ نفاق سے محفوظ رہے اور منافقوں کی شر سے بیخوف ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ اس سورہ کی شان نزول میں لکھتے ہیں کہ پانچویں سال ہجرت سے بنی المصطلق نے رسول خدا سے لڑائی کرنے پر اتفاق کیا اور پیشوا انکا حارث بن ضرار تھا باپ جویریہ زوجہ رسول خدا کا جسوقت یہ خبر حضرت کو پہنچی تو ہمراہ صحابہ کے مدینہ سے باہر نکلے اور کنارہ پر آب مریسیع کے کہ ان لوگوں کی پانیوں میں سے تھا پہنچکر ان سے لڑنا شروع کیا اور بعضے انمیں سے مارے گئے اور بعضے بھاگ گئے اور مسلمانوں نے انکی عورتوں اور لڑکوں کو قید کیا اور مال انکے غنیمت میں قبضے کئے اور ایک انصاریوں میں سے کہ قبیلہ عاد تھا ایک مسلمان پر پہنچا اور اسکو کافر گمان کرکے زخمی کیا درمیان انکے نزاع واقع ہوئی اس درمیان میں جہجاہ کہ ملازم عمر بن خطاب کا تھا اور گھوڑا عمر کا کھینچتا تھا پانی پر پہنچا اور انبوہ کی جہت سے کہ تنگی ہو رہی تھی اسمیں اور سنان جہنی میں جھگڑا واقع ہوا اور نوبت جنگ کی پہنچی جہنی نے آواز دی کہ اے گروہ انصار کی اور جہجاہ نے آواز دی کہ اے گروہ مہاجرین کی پس ایک شخص محتاج کہ جعال نام رکھتا تھا اور مہاجرین میں سے تھا جہجاہ کی مدد کو کھڑا ہوا عبد اللہ بن ابی منافق نے دیکھا کہ وہ جہجاہ کی کمک کیلئے آیا ہے تو ہنسی کی راہ سے اسنے اسکو کہا کہ تو سمجھتا کا ہے اسنے غصہ ہو کر کہا کہ کیا سبب ہے کہ مجھکو مدد کرنیسے تو مانع ہوتا ہے اور سخت باتیں اسنے عبد اللہ کو کہیں عبد اللہ نے کہا کہ صبر کر تو کہ مدینہ میں جائیں اور تیرا ایسا حال کریں کہ تو سب بھول جا اور تجھکو یاد نہ آئے کہ نزاع اور جھگڑا کیا چیز ہے اور عبد اللہ کے نزدیک ایک جماعت کھڑی تھی اسکی قوم میں سے اور انمیں زید بن ارقم بھی تھا اور آن دنوں میں وہ نوجوان تھا عبد اللہ نے کہا کہ یہ سب تمہاری جانب سے ہی کیا اگر تم اپنا کھانا دسترخوان کا بچا ہوا جھوٹا ہنا ایسے آدمیوں کو نہ دیتے تو یہ ہمسے جھگڑنے کو نہ اٹھتی قسم ہے خدا کی ہماری اور انکی مثل نہیں ہے مگر جو کچھ کہ کسی کہنے والے نے اسی شعر میں کہا ہے کہ موٹا کر تو اپنے کتے کو تاکہ وہ تجھکو کھائے اور قسم ہے خدا کی اگر ہم مدینہ کو پھر جاوینگے تو زیادہ عزتدار ہمارا انکے زیادہ ذلیل کو مدینہ سے باہر نکالدیگا مراد اس ملعون کی زیادہ عزتدار سے تو اپنی ذات اور زیادہ ذلیل سے مراد رسول خدا تھی زید بن ارقم یہ کلام سنکر غصہ ہوا اور کہا اسکو کہ تو ہی بمقدار ہے اپنی قوم میں اور محمد عزتدار ہیں خدا کیجانب سے قسم ہے خدا کی بعد اسکے درمیان ہمارے اور تیرے دوستی نہوگی عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ خاموش ہو کہ میں تو بازی کرتا تھا اور زید بن ارقم نے رسول خدا کو اس قصے سے مطلع کیا عمر حاضر تھا اسنے کہا کہ یا رسول خدا حکم ہو تو ہم اسکو مار ڈالیں حضرت نے فرمایا کہ مار ڈالنا مناسب نہیں ہے اسواسطے کہ ایک جماعت مسلمانوں کی اس سے تعلق رکھتی ہے اور عبد اللہ ابی کو بلا کر حضرت نے پوچھا تو اسنے قسمیں کھائیں کہ میں نے ایسا نہیں کہا ہے اور گواہی دی کہ تو بیشک رسول خدا کا ہے لوگوں نے زید کو ملامت کیا اور کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے عبد اللہ نے یہ نہیں کہا اور سختی اسے کہا کہ زید بھی لڑکا ہے اسنے جھوٹ کہدیا زید حال لوگوں کا دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے

سورۃ المنافقون = ۱۱ ع ۲

میں جھوٹ نہیں کہا ہے پس پیغمبر نے واسطے دفع ہونے فتنہ کے وہانسے کوچ کرنیکا حکم کیا اسید بن حضیر نے کہا کہ یا رسول خدا کیا سبب ہے کہ ایسے وقت میں کوچ کیا حضرت
نے فرمایا کہ اے اسید کیا تم نے نہیں سنا ہی تھی جو تمہارے صاحب نے کہا ہے کہ جسوقت مدینہ میں پہنچیں گے تو زیادہ عزت والا زیادہ ذلیل کو باہر نکالدیگا اسنے کہا کہ یا رسول خدا اگر تو
چاہے تو اسکو نکالدے اور اے رسول خدا اسکی ساتہ نرمی کر واللہ اگر تو اسوقت مدینہ میں تشریف لاتا تو قوم اسکی واسطے اسکی تاج جڑاؤ بناتی تاکہ اسکی سر پر رکہکر اسکو
پیشوا بنایا کریں لیکن تیرے آنیسے کار دگرگوں ہو گیا اور اعتقاد اسکا یہ ہے کہ تو اسکی بادشاہی کا مانع ہوا ہے اور عبید اللہ بیٹا عبد اللہ بن ابی کا حضرت
کے روبرو آیا اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں اپنے باپ کو مار ڈالوں حضرت نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو جا اور اسکی ساتہ نرمی کر اور اسکی خاطر داری کر جبتک کہ
وہ ہمارے ہمراہ ہے اور حضرت نے وہانسے کوچ کیا اور تمام روز و شب چلے اور دوسرے روز کچہہ دن چڑہے جسوقت کہ آفتاب گرم ہوا تو سب ماندہ ہو گئے
اور تھک گئے اور بعد نماز ظہر کے وہانسے چلے اور صبح کیوقت نقعا پر پہنچے قریب بقیع کے اور کنارہ پر آب حجاز کے مقام کیا اور جسوقت بار بستہ کہولے تو
ہوائے سخت چلی کہ سب اس سے خوفناک ہو گئے اور اونٹ حضرت کی سواری کا اس شب کو گم ہو گیا اور حضرت نے فرمایا کہ باعث اس ہوا چلنے کا یہ ہے کہ
ایک شخص نے بڑے آدمیوں میں سے مدینہ میں وفات کی ہے پوچہا کہ وہ کون ہے یا رسول خدا فرمایا کہ رفاعہ اور وہ ایک شخص منافقوں میں سے تہا ایک شخص نے
منافقوں میں سے یہ سنکر کہا کہ تعجب ہے محمد سے کہ خبر دیتا ہے کہ مدینہ میں حادثہ ہوا اور اونٹ جو گم ہو گیا ہے اسکی خبر نہیں اور اسوقت جبرئیل نازل ہوا اور اس
منافق کے کلام سے حضرت کو مطلع کیا اور اونٹ کو بتلا دیا کہ فلانی جگہہ ہے حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ میں غیب کا علم نہیں کہتا ہوں اور لیکن حقتعالی نے
اس منافق کے کلام سے اور اس اونٹ کی جگہہ سے مجھکو خبر کی ہے لوگونے پوچہا کہ وہ اونٹ کہاں ہے فرمایا کہ فلانی جگہہ درخت کی شاخ میں اسکی
مہار لپٹی ہے بعضے آدمی وہاں پہنچے اور جسطرح حضرت نے فرمایا تہا اسیطرح اسکو پایا اور اسکو وہانسے لائے وہ منافق ایمان لایا اور جسوقت مدینہ کے نزدیک
پہنچے تو تابوت رفاعہ کا دیکہا کہ بنی قینقاع اسکو اٹھا کر بقیع میں لائے تاکہ اسکو وہاں دفن کریں اور جسوقت سپاہ حضرت کی وادی عقیق میں پہنچی تو عبید اللہ
پسر عبد اللہ ابی وہاں ٹھیر گیا اور جسوقت اسکا باپ اونٹ پر وہاں آیا تو اسکو وہاں ٹھیرا دیا اور اسکی ہاتہ پر اپنا پاؤں رکہدیا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ تجھکو
مدینہ میں جانے نہ دونگا جبتک کہ رسول خدا حکم نہ دیویں تاکہ جانے تو کہ زیادہ ذلیل تو ہے اور زیادہ عزت والا رسول خدا ہے عبد اللہ ابی نے شکایت اپنے بیٹے کی
رسول خدا کے پاس بہیجی رسول خدا نے اسکی بیٹے کے پاس آدمی بہیجا اور کہلا بہیجا کہ باپ کو ایذا مت دے اور اسکو چھوڑ دے کہ وہ مدینہ کو چلے بیٹے نے اس سے
کہا کہ رسول خدا کا حکم ہے اسواسطے تجھکو چھوڑتا ہوں اور کہتے ہیں کہ اسکی بیٹے نے کہا کہ کہہ تو عزت واسطے خدا کے ہے اور واسطے رسول خدا کے اور واسطے مومنین کے اور
اگر نہ کہیگا تو تجھکو مار ڈالونگا عبد اللہ ابی نے جو اسکی بہت کد آمیز کہی تھی کہا کہ شہد ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جسوقت رسول خدا کو خبر ہوئی تو
اسکے بیٹے کو طلب کیا اور فرمایا کہ جزاک اللہ عن رسولہ وعن المومنین خیرا اور عبد اللہ ابی مدینہ میں آیا تو بیمار ہو گیا اور دو تین روز کے بعد مر گیا اور زید
بن ارقم مدینہ میں آیا تو انصار کی ملامت کرنے سے کہ تو نے عبد اللہ ابی کے مقابلہ میں جھوٹ کہا ہے غمگین اور رنجیدہ ہو کر اپنے گھر میں بیٹہہ رہا حقتعالی
نے واسطے سچا کرنے زید بن ارقم کے اور جھوٹا کرنے عبد اللہ بن ابی کے رسول خدا کیطرف خطاب کیا کہ جسوقت آتے ہیں تیرے پاس منافقین اے محمد صلعم تو
قَالُوا نَشْهَدُ کہتے ہیں وہ کہ گواہی دیتے ہیں ہم کہ **اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ** تحقیق تو البتہ پیغمبر خدا کا ہے اور ہم منافق نہیں ہیں لیکن یہ گواہی
ہماری زبان سے اور دل سے دونوں سے ہے **وَاللّٰهُ يَعْلَمُ** اور خدا جانتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ **اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ** تحقیق تو البتہ پیغمبر اسکا ہے جو اسنے
تجھکو بہیجا ہے **وَاللّٰهُ يَشْهَدُ** اور خدا گواہی دیتا ہے یہ کہ **اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ** تحقیق منافقین البتہ جھوٹ کہنے والے ہیں
اپنی گواہی میں اسواسطے کہ یہ زبان سے یہ کہتے تھے کہ تو پیغمبر خدا کا ہے اور دلمیں انکی یہ اعتقاد نہ تہا پس جو وہ گواہی دیتے ہیں کہ دل ہمارا محمد کو پیغمبر ہونیکا اعتقاد
رکہتا ہے انمیں وہ جہوٹے ہیں **اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ** پکڑا ہے ان منافقوں نے قسموں اپنی کو کہ جہوٹی قسمیں تیری پیغمبری کے معتقد ہونے پر کہاتے ہیں
جُنَّةً ایک سپر یعنی جہوٹی قسمیں کہانیکو اپنے واسطے سپر بنایا ہے مسلمانوں کی طرف سے آزار اور تکلیف نہ پہنچنے کے واسطے تاکہ قسموں کے وسیلہ سے قتل اور قید
ہونے سے محفوظ رہیں **فَصَدُّوْا** پس بند کیا انہوں نے اور باز رکہا لوگوں کو شبہہ میں ڈالکر **عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** راہ خدا سے کہ وہ طریق اسلام ہے

لوگونکی روبرو باطل اور گمراہی کی باتیں کہکر رسولخدا کے پاس جانیسے اُنکو باز رکھا کہ وہ کلمات حق سنکر ایمان لاتے اِنَّهُمْ سَاءَ تحقیق کہ وہ لوگ بری ہی
اور بدعمل سے مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ چیز کہ وہ کیے تے ہیں کفر کا دل میں رکھنا اور ایمان کا ظاہر کرنا اور لوگونکو راہ خدا سے بند کرنا ذٰلِكَ یہ
قول انکا کہ گواہ ہیں انکی بدی پر اور جھوٹا ایمان ظاہر کرنا بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بسبب اسکے ہے کہ تحقیق وہ ایمان لائے زبان سے اور ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان کرکے
دکھلایا کہ کلمہ شہادت کا اپنی زبان سے اقرار کیا ثُمَّ كَفَرُوْا پھر کفر کیا اُنہوں نے دل سے کہ بعد اسکے کفر انکا ظاہر ہو گیا کفر کی باتیں کرنیسے اور نفاق انکا
کھل گیا فَطُبِعَ پس مہر رکھی گئی عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اوپر دلوں انکے کہ ملائکہ اس علامت سے انہیں اور مومنین میں فرق کریں اور یا یہ کہ خدا تعالے
نے انکی کفر پر عادت کرنے اور عناد اور دیدہ و دانستہ انکار کرنیکی جہت سے اُنکو انکی حال پر چھوڑ دیا ہے اور لطف اور توفیق کو اُنسے باز رکھا پس حال انکا
ایسا ہی ہو گیا کہ گویا انکی دلوں پر مہر رکھی گئی ہے کہ وہ کچھہ نہیں سوچتے اور حق کی دلیلوں میں تامل نہیں کرتے ہیں فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ پس وہ کچھہ
نہیں سمجھتے ہیں ایمان کی حقیقت کو اور نہیں جانتے ہیں اسکی صحت کو اسواسطے کہ عناد کو ترک نہیں کرتے ہیں اور حق کے دلیلونکو سوچتے نہیں ہیں اور کہتے
ہیں کہ ابن اُبی خوبصورت اور شیرین سخن اور فصیح زبان تھا پس رسولخدا کے پاس جاتا تھا تو فصاحت سے کلام کرتا تھا اور ایک جماعت منافقوں کی
اسکی سوا بھی مثل اسکے یا قریب اسکی تھے اور رسولخدا انکی صورتوں اور کلام فصیح انکی سے بہت تعجب کرتے تھے حقتعالی نے خطاب فرمایا کہ
وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ اور جسوقت کہ دیکھتا ہے تو ان منافقونکو اے محمد تو تُعْجِبُكَ تعجب میں ڈالتی ہیں تجھکو اَجْسَامُهُمْ جسم انکی قد اور اور
خوبصورت ہونیکی جہت سے وَاِنْ يَّقُوْلُوْا اور اگر بات کہیں وہ تو تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ کان رکھتا ہی تو واسطے بات انکی کے اور اسکو
کان لگاکر تو سنتا ہی بسبب انکی فصاحت اور شیرینی سخن کی اور اس سبب سے وہ اپنے جھوٹے ایمان کو ظاہر کرتے ہیں تو انکی کہنیکا اعتبار کرتا ہے
كَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ نہ سمجھنے میں اور نہ تامل کرنے میں خُشُبٌ لکڑیاں ہیں خشک مُّسَنَّدَةٌ دیوار پر رکھی گئی ہیں یعنی شکلیں
ہیں خالی علم اور فکر سے اور کوری ہیں ایمان اور خیر سے اور ذکر مسندہ کا انکے بے فائدہ ہونیکی واسطے ہے اور مسندہ اُن لکڑیوں کو کہتے ہیں کہ
جنکو دیوار کے تلے پر ڈالدیتی ہیں کہ وہ یونہی بے فائدہ پڑی رہتی ہیں اور اگر چھت انکی دیواروں پر رکھکر بناتے ہیں تو انمیں فائدہ ہوتا ہے لیکن
اُنکو مسندہ نہیں کہتے ہیں ابو عمرو اور کسائی نے خشب کو بسکون شین پڑھا ہے يَحْسَبُوْنَ گمان کرتے ہیں وہ كُلَّ صَيْحَةٍ ہر آواز کو کہ
سنتے ہیں وہ واقع ہونیوالی عَلَيْهِمْ اوپر انکے یعنی انکی نامردی اور خوف اس مرتبہ کو پہنچا ہے کہ جو آواز کہ وہ سنتے ہیں گمان کرتے ہیں کہ یہ
آواز ہمارے ہی ضرر اور ہلاکت کیواسطے ہے اور یا یہ کہ جسوقت کوئی آواز سنتے ہیں تو گمان انکا یہ ہوتا ہے کہ کوئی آیت نازل ہوئی ہے کہ جس سے حال انکا کھلجائے
اور نفاق کی جہت سے پیغمبر اور مومنین کے روبرو رسوا ہوں هُمُ الْعَدُوُّ وہ دشمن کامل ہیں تیرے اور مومنین کے فَاحْذَرْهُمْ پس ڈر تو مکر انکے
سے اے محمد اور انکی ظاہر حال پر مطمئن مت ہو قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ہلاک کرے انکو خدا اور لعنت کرے ان پر اور انکو دنیا اور آخرت میں رسوا کرے
یہ دعا بد ہے انکے واسطے اور تعلیم ہے مومنین کیواسطے کہ دشمنان دین کیواسطے دعا بد کریں اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ کیونکر پھر جاتے ہیں وہ طریق
حق سے باوجود کثرت دلیلوں اور حق کے دکھلانیوالیونکی اور یہ تعجب ہے انکی جہالت اور گمراہی سے اور بعضے کہتے ہیں کہ یؤفکون مشتق افک سے ہے یعنی
دروغ ہے یعنی کیونکر دروغ کہتے ہیں وہ اور منقول ہے کہ پہلے نازل ہونیکے ان آیتوں سے رسولخدا نے زید بن ارقم کو بلایا اور فرمایا کہ ای زید شاید تو
بسبب عداوت کے کہ تیری اور ابن ابی کے درمیان ہوگی یہ باتیں اسکی طرف منسوب کیں ہوں کہا کہ ایسا نہیں ہے یا رسولخدا پھر فرمایا کہ ای زید شاید تو
اسکے کہنے کو نہ سمجھا ہو اُسنے کچھہ کہا ہو اور تو نے اسکو اور طرح سے سمجھا ہو بر خلاف اسکی کہنے کے کہا کہ یا رسولخدا ایسا نہیں ہے بلکہ جو اسنے کہا تھا میں اسکو خوب
سمجھا ہوں اور جو کچھہ میں نے عرض کیا ہے وہی اسنے کہا ہے اور جسوقت آیتیں نازل ہوئیں تو رسولخدا نے زید کے پیچھے سے جاکر اسکا کان پکڑا اور کان پکڑکر
اسکو اُٹھایا اور فرمایا کہ اے لڑکے تیرے منہ نے سچ کہا تھا اور تیرے کان نے خوب سنا تھا اور دل نے تیرے اسکو اچھا یاد کیا تھا اور حقتعالے نے قرآن میں وہی نازل
کیا ہے جو کچھہ کہ تو نے کہا تھا اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ فرمایا اے لڑکے نگاہ رکھا تیرے کان نے جو کچھہ کہ سنا اور خدا نے تجھکو سچا کیا اور منافقین کو جھوٹا کیا اور کہتے ہیں کہ

بعد نازل ہونے ان آیتوں کے ابن ابی کی قوم نے اسکو کہا کہ یہ آیتیں تیری ہی مقدمہ میں نازل ہوئی ہیں سو رسولِ خدا کے پاس تو جا تا کہ تیری واسطے خدا سے بخشش چاہیں
اس منافق نے یہ سنکر اپنا منہ پھیر لیا اور کہا کہ اُسنے مجھکو کہا تھا کہ تو ایمان لا میں ایمان لایا اور پھر مجھکو تکلیف دی کہ زکوٰۃ بھی دے میں نے زکوٰۃ بھی دی اور اب
یہی باقی رہا ہے کہ محمد کو سجدہ کرنا چاہیے یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اور جسوقت کہ کہا جاوے واسطے اُن منافقوں کے کہ آؤ تم یعنی ابن ابی
وغیرہ منافقین کو کہیں کہ آؤ تم واسطے عذر کرنے کے کہ یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ بخشش چاہے واسطے تمہارے رَسُوْلُ اللہِ پیغمبر خدا کا لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ پھیر لیں منافقین سر اپنے اور منہ
جیسے کہ کوئی کہ پھیر کے سر اپنا پھیرا ہے وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ اور دیکھتا ہے تو انکو کہ روگردانی کرتے ہیں بخشش چاہنے سے وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ اور وہ تکبر
کرنیوالے ہیں عذر چاہنے سے نزدیک رسولِ خدا کے اور بخشش چاہنے سے سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ برابر و یکساں ہے اوپر انکے محمد اَسْتَغْفَرْتَ لَھُمْ کیا بخشش چاہے تو واسطے انکے
اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ یا نہ بخشش چاہے تو واسطے انکے کہ وہ منتہی ہوتے ہیں بخشش چاہنے سے اور استغفرت کی ہمزہ پر فتح ہوا ہے کہ وہ ہمزہ استفہام کا ہے اور ہمزہ وصلی آگے ساقط ہو گیا ہے
اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تو واسطے انکے بخشش چاہے یا نہ چاہے لَنْ یَّغْفِرَ اللہُ لَھُمْ ہرگز نہ بخشیگا خدا واسطے انکے بسبب مضبوطی انکی کہ نفاق پر اور عناد میں اور بعضے کہتے ہیں کہ رسولِ خدا
انکے ظاہر حال کے موافق استغفار کرتے تھے حقیقت کی خبر نہ رکھتے تھے کہ وہ پر ہیں مگر حضرت نے استغفار کو موقوف کیا اِنَّ اللہَ تحقیق کہ خدا لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ
نہیں رہنمائی کرتا ہے قوم باہر ہونیوالوں کو حکم خدا سے یعنی توفیق اور لطف انکو عطا نہیں کرتا ہے بسبب انکی زیادتی عناد کے اور انکو انکی حال پر چھوڑ دیتا ہے
اور یا یہ کہ آخرت میں انکو بہشت کی رہنمائی نہ کریگا ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ وہ منافقین وہ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں انصار کو کہ تم لَا تُنْفِقُوْا نہ خرچ
کرو تم عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ اوپر ان لوگوں کے کہ نزدیک رسولِ خدا کے ہیں یعنی انکو کھانا اور لباس مت دو حَتّٰی یَنْفَضُّوْا یہانتک کہ
متفرق ہو جائیں وہ گرسنگی اور برہنگی کی جہت سے وَلِلّٰہِ اور حال یہ ہے کہ خاص واسطے خدا کے ہیں خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خزانے
آسمانوں کی اور زمین کے یعنی کنجیاں روزی کی جو آسمان اور زمین سے بندہ کو پہنچتی ہیں اسکی دست قدرت میں ہیں موافق حکمت اور مصلحت کے دیتا ہے جسکو چاہے
اور تونگری اگرچہ وہ خرچ کرنیسے مہاجرین پر انکار کریں اور جسکو چاہے تونگری سے محروم رکھتا ہے تاکہ فقیری اور صبر کی جہت سے وہ ثواب کو حاصل کرے وَلٰکِنَّ
الْمُنٰفِقِیْنَ اور لیکن منافقین بسبب جہالت و گمراہی کے لَا یَفْقَهُوْنَ نہیں سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں روزی دینے والا خدا ہے نہ آدمی یَقُوْلُوْنَ کہتے
ہیں وہ منافقین ابن ابی اور پیروی کرنیوالے اسکی لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَةِ البتہ اگر پھر گئے ہم طرف مدینہ کے اس سفر سے تو لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ
البتہ نکالدیگا عزت دار زیادہ مِنْھَا الْاَذَلَّ اس میں سے ذلیل زیادہ کو مراد ابن ابی کی عزت دار سے اپنا نفس ہے اور مراد ذلیل سے اشرف مخلوقات کا نفس
پس حق تعالیٰ انکی قول کو رد کرتا ہے کہ وَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ اور خاص واسطے خدا کے ہے عزت کہ جو مالک اور پیدا کرنیوالا سبکا ہے وَلِرَسُوْلِهٖ اور واسطے پیغمبر اسکے ہے
عزت نبوت اور شفاعت کی اور بلند ہونے اسکے دین کی سب دینوں پر وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور واسطے ایمان لانیوالوں کے ہے عزت ایمان اور طاعت کی اور
ہمیشہ بہشت میں رہنگے جیسے کہ ذلت شیطان کو اور اسکی پیروی کرنیوالے کافروں اور منافقوں کو ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں نے پانچ چیزوں کو پانچ جگہہ رکھا ہے اور آدمی اسکے غیر میں طلب کرتے ہیں پس کہاں پاوینگے وہ میں نے عزت کو اپنی طاعت
میں رکھا ہے اور آدمی اسکو طلب کرتے ہیں بادشاہوں کے دروازوں سے پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے علم اور حکمت کو بھوک میں اور آدمی
طلب کرتے ہیں اسکو سیری میں پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور میں نے رکھا ہے راحت کو جنت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو دنیا میں پس کہاں پاوینگے وہ
اور میں نے رکھا ہے تونگری کو قناعت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو کثرت مال میں پس کہاں پاوینگے وہ اور میں نے اپنی رضامندی کو رکھا ہے خواہش
نفس کی مخالفت میں اور آدمی طلب کرتے ہیں اسکو خواہش نفس میں پس کہاں پاوینگے وہ اسکو اور فرمایا کہ خداوندا جو کوئی کہ مجھکو دوست رکھے پس روزی
دے تو اسکو بقدر حاجت اور موافق گزارے کے اور جو کوئی کہ دشمن رکھے مجھکو پس کثرت سے مال اور اولاد دے تو اسکو اور حقیقت میں عزت خدا کو واسطے ہے اور
رسول اور مومنین کو جو عزت ہے وہ فیضان خدا کا ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام ہمیشہ فرماتے تھے کہ مانند میرے کون ہے کہ پروردگار عرش کا معبود
ہے میرا اور مانند میری کون ہے کہ الٰہی تو پروردگار میرا ہے وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ اور لیکن منافقین سیاہ دل لَا یَعْلَمُوْنَ نہیں جانتے ہیں

ع ۸ ۱۳

عزت کی حقیقت کو اور اپنی گمراہی اور جہالت سے عزت کو اپنے واسطے سمجھتے ہیں اور اب مومنین کیطرف خطاب کر کے فرماتا ہی کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو لَا تُلْهِكُمْ نہ مشغول کرے تمکو تدبیر اور انتظام مال اور اولاد کا یعنی نہ غافل کریں تمکو أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ مال تمہارے
اور نہ فرزند تمہارے عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ذکر خدا سے کہ انکی ہی اٹھانے اور رکھنے اور محافظت میں ہو اور انکی انتظام میں خدا کو بھول جاؤ اور نماز کو ترک
کرو اور اسکی نعمتوں کا شکر نکرو اور بلاؤں پر صبر نکرو اور اسکی قضا پر راضی نہو اور قرآن کی تلاوت کو چھوڑ دو اور انکی انتظام میں واجبات کو ترک اور
حرام امروں کو اختیار کرو اسواسطے کہ تقاضا ایمان کا یہ ہی کہ خدا کی دوستی انکی دوستی پر غالب ہو وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ اور جو کوئی کرے یہ کام کہ مال
اور اولاد کی دوستی میں خدا سے غافل ہوجائے تو فَأُولَٰئِكَ پس یہ لوگ هُمُ الْخَاسِرُونَ وہی نقصان پانیوالے ہیں کہ نعمت باقی کو برباد
کر کے حقیر اور فانی چیز کو اختیار کیا ہے وَأَنْفِقُوا اور خرچ کرو تم راہ خدا میں مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ اس چیز میں سے کہ جو روزی دی ہمنے تمکو مراد اس سے زکوٰۃ نکالنی
اور حقوق واجبہ ہیں یعنی جو حقوق خدا کے کہ دنیا میں انکا وجب ہے مثل زکوٰۃ وغیرہ کے انکو ادا کرو مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ پہلے اس سے کہ آئے أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
کسیکو تم میں سے موت کہ علامتیں اسکی ظاہر ہوں اور آثار مرنیکے معلوم ہوں فَيَقُولَ پس کہے وہ شخص مرنیکے قریب افسوس کر کے کہ رَبِّ اے پروردگار میرے
اور فیقول کا نصب بسبب فا کے امر کے بعد آنیکی جہت سے ہی کہ بعد فا کے ان ناصبہ مقدر ہے یعنی کہنے لگے موت کے آثار دیکھکر کہ اے پروردگار میرے لَوْلَا
أَخَّرْتَنِي کیوں نہیں مہلت دی تونے مجھکو اور کسواسطے دیر کی تونے میرے مرنے میں إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ طرف ایک مدت نزدیک کے یعنی
اسقدر تھوڑی مدت تک کہ جسمیں حقوق خدا کو ادا کر سکیں تجھے تونے میری مرنے میں دیر کی ہوتی فَأَصَّدَّقَ پس تصدق کرتا میں اور تمام حقوق
واجبہ کو ادا کرتا میں پس اسقدر مہلت تو مجھکو دے کہ تیری راہ میں اپنے مال میں سے تصدق کروں اور حقوق واجبہ کو ادا کروں وَأَكُنْ مِنَ
الصَّالِحِينَ اور ہو جاؤں میں نیکوں میں سے بسبب اس تدارک مافات اور فاصدق اسواسطے منصوب ہے کہ اسمیں بعد فا کے ان مقدر ہے
اسواسطے کہ بعد امر کے یہ فا واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی اخرنی فاصدق ہے یعنی مہلت دے مجھکو پس تصدق کروں میں اور اکن مجزوم ہی اسواسطے اسکی واو
ساقط ہوگئی ہی اور مجزوم اسواسطے ہے کہ اسکا عطف فاصدق کے فا پر اور اسکی مابعد پر ہے اور فاصدق محل میں فعل مجزوم کے واقع ہوا ہے اسواسطے کہ وہ جواب
ہے شرط مقدر کا اور سوال کرنا لولا کے لفظ سے شرط کے ذکر کرنیسے بے پروا ہو گیا ہی اسواسطے شرط مذکور نہیں ہوئی اور تقدیر اسکی اخرنی فانک ان تؤخرنی
فاصدق ہی یعنی مہلت دے تو مجھکو پس تحقیق تو اگر مہلت دیگا تو مجھکو تو پس تصدق کرونگا میں اور ابو عمرو نے اکون منصوب پڑھا ہی فاصدق کے لفظ پر
عطف کر کے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ آیت زکوٰۃ کے منع کرنیوالوں کے حق میں نازل ہوئی ہی اور بعد اسکے فرمایا کہ تصدق کرو تم پہلے اس سے کہ
سلطان مرگ تم پر نازل ہو پس اسوقت توبہ قبول نہوگی اور کوئی عمل فائدہ نہ بخشیگا اور دوسری وجہ میں فرمایا کہ کونسی چیز تمکو منع کرتی ہے
وقت مال رکھنے کی زکوٰۃ دینے کو اور وقت قدرت رکھنے کے حج کرنیکو پہلے اس سے کہ تمکو موت پہنچے اور وقت مرنیکے دنیا کیطرف پھرنیکی خواہش کرنے لگو
اور اسوقت اسکا درخواست قبول نہو اور حضرت صادق علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے اور اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہی کہ جسوقت کسیکو موت کا وقت آتا ہے
اور پردہ اسکی آنکھوں سے اٹھایا جاتا اور وہ جہان کو وہ دیکھتا ہی اسوقت کہتا ہے کہ اے ملک الموت ایکدن کی مجھکو مہلت دے کہ میں اپنے پروردگار سے عذر کر لوں
اور توبہ کروں اور توشہ آخرت کا اپنے واسطے اختیار کروں ملک الموت اسکے جواب میں کہتا ہے کہ دن تیرے سب گذر گئے بعد اسکے وہ کہتا ہی کہ ایک ساعت
ہی کی مہلت دے وہ کہتا ہی کہ ساعتیں بھی تیری گذر گئیں پس بند ہو جاتا ہے پھر دروازہ توبہ کا پس آمد و رفت کرتی ہی روح گلے میں اور بعد اسکے داخل کیا
جاتا ہی وہ دوزخ میں یہ حال ان لوگوں کا ہی کہ جو گناہ کرتے ہیں دنیا میں اور ہر دن توبہ کو پیچھے کر جاتے ہیں اور موت کے آثار دیکھکر توبہ کرے تو مقبول نہیں ہوتی
اور اسکا وقت ٹل نہیں سکتا چنانچہ فرماتا ہی کہ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ اور ہرگز نہیں ڈھیل کرتا ہی خدا نَفْسًا کسی نفس کو مرنے سے إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا
جسوقت کہ آئی اجل اسکی اسواسطے کہ حکمت خدا کی اس امر کا تقاضا کرتی ہی کہ عمر جسوقت آخر ہو تو نہ اسپر کچھ زیادہ کرے اور نہ اس سے کچھ کم کرے وَاللَّهُ خَبِيرٌ
اور خدا خبردار ہی بِمَا تَعْمَلُونَ ساتھ اس چیز کے کہ عمل کرتے ہو تم اور بعضے قاریوں نے یعملون کو یا سے پڑھا ہے یعنی عمل کرتے ہیں وہ آدمی اور موافق اسکے جزا دیگا

پس آدمیوں کو چاہیے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اعمال خیر بجا لائیں اور خدا تعالیٰ کے حقوق کو ادا کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں کس وقت آئے اور جب آثار موت کے نظر آئے تو پھر کچھ نہو سکیگا فقط حسرت اور افسوس دل میں باقی رہ جائیگا ۵ اور دل خیال وقت اجل کا ضرور ہے ۱۲ منہ سب سے پہلے توشۂ عقبیٰ ضرور ہے ۱۲ خالق کے سب حقوق ادا کرنے چاہئیں ۱۲ اور آدمی کے حق کا بھی دینا ضرور ہے ۱۲ اور بے ادا کیے ہو گر یونہی مر گئے ۱۲ دوزخ میں پھر تو مرتے ہی جلنا ضرور ہے ۱۲

سُورَةُ التَّغَابُن یہ سورہ مدنی ہے اور ابن عباس کے نزدیک مکی ہے سوائے ان تین آیتوں کے جو آخر میں ہیں اور ان تینوں کو وہ مدنی کہتے ہیں اور اس سورہ میں اٹھارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو نماز فرض میں پڑھے قیامت کے روز یہ سورہ اسکی شفاعت کریگا اور اسکی اعمال نیک پر گواہ عادل ہوگا اس شخص کے نزدیک کہ جسنے انکو اجازت گواہی کی دی ہے اور ہمیشہ اسکی ہمراہ رہیگا یہاں تک کہ انکو بہشت میں پہنچا دے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ** تسبیح کرتی ہے واسطے خدا کے **مَا فِي السَّمٰوٰتِ** جو چیز کہ بیچ آسمانوں کے ہے **وَمَا فِي الْاَرْضِ** اور جو چیز کہ بیچ زمین کے ہے **لَهُ الْمُلْكُ** واسطے اسکے ہے بادشاہی مطلق سو چاہیے کہ پیدا کرنیوالا آسمان اور زمین کا اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہے سبکا وہی ہے **وَلَهُ الْحَمْدُ** اور واسطے اسکے ہے تعریف اس واسطے کہ نعمت پیدا کرنے اور پالنے کی اسکی جانب سے ہے **وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ** اور وہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے اس واسطے کہ اسکی ذات کو سب کی طرف نسبت برابر ہے **هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ** وہ خدا وہ شخص ہے کہ پیدا کیا ہے اسنے تمکو اے آدمیو **فَمِنْكُمْ كَافِرٌ** پس بعض تم میں سے کافر ہے کہ خدا کے خالق ہونے پر ایمان نہیں لاتا ہے جیسے کہ دہری **وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ** اور بعضے تم میں سے ایمان لانیوالا ہے اسکی خالق اور پروردگار ہونے پر جیسے مومنین اور بعض تم میں سے کافر ہے باطن میں اور مومن ہے ظاہر میں جیسے کہ منافقین اور بعض تم میں سے مومن ہے باطن میں اور ظاہر میں اپنے ایمان کا اقرار نہیں کرتا جیسے کہ عمار یاسر اور خلاصہ یہ ہے کہ تمکو خدا نے پیدا کیا ہے پس کوئی تم میں سے کافر ہے اور کوئی تم میں سے مومن ہے پس چاہیے کہ اسکی خالقیت اور وحدانیت کی دلیلوں میں تامل کیا وہ شخص ایمان لایا اور جسنے اپنی اوقات جہالت میں بسر کی اور اسکی وجود کے اور واحد ہونے کی دلیلوں میں فکر نہ کیا وہ کافر رہا **وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ** اور خدا ساتھ اسچیز کے کہ کرتے ہو تم **بَصِيْرٌ** دیکھنے والا ہے پس موافق تمہارے اعمال کے تمکو جزا دیگا کہ مومن کو بہشت میں داخل کریگا اور کافر کو دوزخ میں اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ خدا تعالیٰ ایمان اور کفر کا پیدا کرنیوالا نہیں ہے اس واسطے کہ اسنے دونوں کو طرف بندوں کی منسوب کیا ہے پس باطل ہوا مذہب فرقہ مجبرہ کا کہ وہ خالق کفر اور ایمان کا خدا کو کہتے ہیں اور اس مذہب کے باطل ہونے پر بہت سی آیتیں دلالت کرتی ہیں اور عقلی دلیلوں سے بھی یہ مذہب باطل ہے **خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ** پیدا کیا ہے اسنے آسمانوں کو اور زمین کو **بِالْحَقِّ** ساتھ حق کے یعنی موافق مصلحت کے اور غرض صحیح کے واسطے نہ باطل اور بے فائدہ **وَصَوَّرَكُمْ** اور صورت دار کیا تمکو **فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ** پس خوب کیا صورتوں تمہاری کو تاکہ اسکا شکر کرو **وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ** اور طرف اسی خدا کے ہے پھر نا واسطے جزای اعمال کے پس چاہیے کہ اعمال نیک بجا لاؤ اور ان اچھی صورتوں کو اعمال بد کر کے دوزخ کی آگ میں نہ جلاؤ **يَعْلَمُ** جانتا ہے خدا اپنے علم کامل سے **مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** اسچیز کو کہ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے **وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ** اور جانتا ہے اسچیز کو کہ پوشیدہ کرتے ہو تم **وَمَا تُعْلِنُوْنَ** اور اسچیز کو کہ ظاہر کرتے ہو تم **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ** اور خدا جاننے والا ہے **بِذَاتِ الصُّدُوْرِ** ساتھ سینہ کی باتوں کے اور ظاہر اور باطن اسکے نزدیک دونوں برابر ہیں پس چاہیے کہ ہر حال میں اس سے ڈرتے رہیں اور جو امر کہ اسکی مرضی کے مخالف ہے اسکی جرأت نکریں اور اب خدا بندوں کو ڈراتا ہے کہ **اَلَمْ يَاْتِكُمْ** کیا نہیں آئی تمہارے پاس اے کفار مکہ **نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** خبر ان لوگوں کی کہ کافر ہوئے تھے **مِنْ قَبْلُ** وہ پہلے تم سے مثل عاد اور ثمود اور قوم لوط کے **فَذَاقُوْا** پس چکھا انہوں نے **وَبَالَ اَمْرِهِمْ** عذاب کام اپنے کو یعنی دنیا میں اپنی کفر کی جزا کو کہ وہ باد صرصر اور صیحہ جبرئیل کی اور الٹنا انکی شہروں کا تھا **وَلَهُمْ** اور واسطے انکے آخرت میں **عَذَابٌ اَلِيْمٌ** عذاب دردناک ہے اور اب عذاب کے سبب بیان کرتا ہے **ذٰلِكَ** وہ وبال دنیا کا اور عذاب آخرت کا واسطے **بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ** بسبب اسکے ہے کہ تحقیق آتے تھے انکے پاس **رُسُلُهُمْ** پیغمبر انکے **بِالْبَيِّنٰتِ** ساتھ معجزوں روشن کے **فَقَالُوْٓا** پس کہا انہوں نے کہ **اَبَشَرٌ**

سورۃ التغابن

کیا آدمی شکل ہماری کے يَهْدُونَنَا رہنمائی کرتے ہیں ہمکو یہ تعجب تھا اُنکا کہ خدا تعالیٰ آدمی پر وحی کیونکر بہیج سکتا ہی اور تکبر تھا انکو اس کا کہ ہم
آدمی کی پیروی کریں اور کہتے تھے کہ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہی اور یہ نجانا انہوں نے کہ اگر فرشتہ آتا تو وہ بھی انہیں کی صورت میں آتا پس اسکو
جھٹلاتے اور کہتے کہ تو تو آدمی ہی شکل ہماری اور اگر کسی صورت میں آتا تو اُس سے وحشت کرتے اور ڈر کر اس سے بھاگ جاتے فَكَفَرُوا پس کفر کیا اُنہوں
نے رسولونکو وَتَوَلَّوْا اور مُنہ پھیرا اُنہوں نے پیغمبروں سے اور خدا تعالیٰ نے اُنکو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدیا وَاسْتَغْنَى اللَّهُ اور بے پروا ہوا
خدا انکے ایمان سے یہانتک کہ اُنکو مجبور کرکے بھی ایماندار نہ کیا باوجود قدرت کے بلکہ جسوقت اُنہوں نے مُنہ پھیرا تو انکے ایمان کی اُسکو پروا نہوئی اسواسطے
کہ وہ اُنہیں کے فائدہ کیواسطے ایمان کو چاہتا تھا اور جب اُنہوں نے خود ہی اپنے فائدہ سے منہ پھیرا تو اُسکو کیا پروا ہی وہ تو اپنی ذات میں کسیکے
ایمان کا محتاج نہیں ہے وَاللَّهُ غَنِيٌّ اور خدا بے پروا اور بے نیاز ہی ایمان اور طاعت مخلوقات سے حَمِيدٌ تعریف کیا گیا اپنی ذات میں
بدون تعریف کسی کے تعریف کرنیوالونکے اسواسطے کہ وجود ہر ایک کا مخلوقات میں سے دلالت کرتا ہی اُسکی تعریف پر اور فرماتا ہی کہ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا
أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا گمان کیا اُن لوگوں نے کہ کافر ہوئے کہ ہرگز نہ اُٹھائے جائینگے وہ زندہ کرکے قُلْ کہہ تو اے محمدؐ کہ بَلَىٰ
ہاں وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ قسم ہی پروردگار میری کی البتہ اٹھائے جاؤگے تم زندہ کرکے قیامت کے روز ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ پھر البتہ خبر دئے جاؤگے تم
بِمَا عَمِلْتُمْ ساتھ اُسچیز کے کہ عمل کیا ہے تمنے دنیا میں یعنی تمہارے اعمال کا حساب ہوگا اور موافق اُسکی تمکو جزا دیجائیگی وَذَٰلِكَ اور یہ اُٹھانا زندہ کرکے
اور جزا دینی عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ اوپر خدا کے آسان ہے کہ اُسکی قدرت کے نزدیک یہ کچھ دشوار نہیں ہے جیسے کہ پہلے بھی پیدا کیا تھا ایسی ہی دوبارہ پیدا
کر سکتا ہی اور فرماتا ہے کہ جسوقت کہ انجام تمہارا ایسا ہی تو تمکو چاہئے کہ فَآمِنُوا بِاللَّهِ پس ایمان لاؤ تم ساتھ خدا کے وَرَسُولِهِ اور پیغمبر اُسکے
کہ وہ محمدؐ ہے وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا اور ساتھ نور کے کہ جو نازل کیا ہے ہمنے محمدؐ پر اور مراد اُس سے قرآن ہی اور نور اُسکو اسواسطے فرمایا کہ وہ معجزہ
ہونیمیں ظاہر ہی اور ظاہر کرتا ہے حلال اور حرام کے احکام کو اور یا یہ کہ وہ شامل ہے دلیلوں اور حجتوں کو جو کہ حق کیطرف پہنچاتے ہیں جیسے کہ نور میں راہ
دیکھکر چلتے ہیں اور روایات اہلبیت علیہم السلام میں یہی آیا ہی کہ مراد نور سے امام ہی وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ اور خدا ساتھ اُسچیز کے کہ عمل کرتے ہو تم
اقرار کرنا یا انکار کرنا خَبِيرٌ خبر رکھنے والا ہے پس تمکو موافق اُسکے جزا دیگا يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ جسدن کہ جمع کریگا تمکو یہ متعلق ہے لَتُنَبَّؤُنَّ سے یعنی
پھر خبر کریگا تمکو تمہارے عملوں کے اور موافق اُسکے تمکو جزا دیگا جسدن کہ جمع کریگا تمکو لِيَوْمِ الْجَمْعِ واسطے دن جمع کے کہ وہ روز قیامت کا ہے اور
اُس روز سب جمع ہونگے میدان حشر میں اولین اور آخرین اور کوئی باقی نہ رہیگا کہ وہاں موجود نہو ذَٰلِكَ وہ روز جمع کا يَوْمُ التَّغَابُنِ روز
نقصان کا ہے کہ نیکونکو بدونکا مکان ملیگا جو کہ بہشت میں تھا اگر وہ بھی عمل کرتا اُسمیں جاتا اور بدوں کو نیکوں کا مکان ملیگا جو کہ دوزخ میں تھا اگر وہ اعمال
بد کرکے اُسمیں جاتا اور اُسمیں ایکسا نہ رہی شقیا اور بدونکی ساتھ ہو اسواسطے کہ مومن کو جو اُسکی مکان بہشتی ہیں جانیسے کچھ نقصان نہیں ہے اور رسول خدا صلعم یوم التغابن
کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ یعنی کوئی بندہ مومن بہشت میں نجائی مگر یہ کہ دکھلائیں اُسکو جگہہ اُسکی جو کہ دوزخ میں ہے اگر وہ اعمال بد کرکے اُسمیں جاتا
تاکہ شکر کرتا اور اُسے اور اُس مکان سے نجات پائی اور کوئی بندہ دوزخ میں نجائی مگر یہ کہ دکھلائیں اُسکو جگہہ اُسکی بہشت میں اگر وہ نیک عمل کرکے اُسمیں جاتا
کہ حسرت اور ندامت اُسکی زیادہ ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ تغابن باب تفاعل سے مشتق غبن سے ہی اور مراد اُس سے لینا شر کا اور ترک کرنا خیر کا ہی اور لینا
خیر کا اور ترک کرنا شر کا ہی پس مومن نے ترک کیا حصہ اپنا دنیا سے اور لیا حصہ اپنا آخرت سے پس ترک کیا اُسکو کہ وہ شر تھا واسطے اُسکے اور لیا اُسکو کہ وہ خیر تھا
واسطے اُسکے پس ہوا نقصان کرنیوالا اور کافر نے ترک کیا حصہ اپنا آخرت سے اور لیا حصہ اپنا دنیا سے پس ترک کیا خیر کو اور حاصل کیا شر کو پس وہ کیا نقصان
کیا گیا پس ظاہر ہو جائیگا اُس روز نقصان کرنیوالا اور نقصان کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مومن اور کافر دونو نقصان دیکھینگے اور ہر ایک مقدار حصہ اپنے کے
افسوس اور پشیمانی کریگا کافر تو کہیگا کہ میں مسلمان کیوں نہوا تاکہ بہشت میں جاتا اور مومن کہیگا کہ زیادہ عبادت میں نے کیوں نکی تاکہ اس سے زیادہ درجہ پاتا پس
کافر اپنا نقصان دیکھیگا ایمان کے ترک کرنے میں اور مومن اپنا نقصان پائیگا نیکی کے قصور کرنیمیں وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ اور جو شخص کہ ایمان لاتا ہے ساتھ خدا کے

وَيَعْمَلْ صَالِحًا اور عمل کرے نیک يُكَفِّرْ عَنْهُ پوشیدہ اور دور کریگا خدا اس سے سَيِّئَاتِهِ گناہوں اسکی کو یعنی معاف کریگا اسکی برائیوں کو
وَيُدْخِلْهُ اور داخل کریگا اسکو جَنَّاتٍ تَجْرِي بہشتوں میں کہ جاری ہیں مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ نیچے درختوں انکے سے نہریں خَالِدِينَ
فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ انکی أَبَدًا ہمیشہ یہ تاکید واقع ہوا ہی ذَٰلِكَ یہ معاف ہونا گناہوں کا اور داخل ہونا بہشتوں میں
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ مراد پانا بڑا ہی کہ اس سے بڑھکر کوئی مقصود اور مراد نہیں ہے وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور جو لوگ کہ کافر ہوگئے خدا اور پیغمبر سے
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا اور جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کے کہ وہ قرآن ہی اور معجزے پیغمبر کے أُولَٰئِكَ یہ لوگ
أَصْحَابُ النَّارِ صاحب دوزخ کے ہیں کہ خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے ہیں ہرگز انکو موت نہ آئیگی تاکہ انکی عذاب سے رہائی پائیں
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور بری جگہ ہے پھرنیکی دوزخ اور اب واسطے تسلی اور دلجوئی مصیبت زدوں کی فرماتا ہے کہ مَا أَصَابَ نہیں پہنچی کسیکو
مِنْ مُصِيبَةٍ کوئی مصیبت إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ مگر ساتھ حکم خدا کے اور ارادہ اسکے کے اور مراد مصیبت سے وہ مصیبت ہے کہ خدا کی جانب سے
بندہ کو پہنچتی ہے مثل بیماری اور سختی اور قحط اور موت یگانہ کی اور مصیبت جاتے رہنی مال کی اور مثل اسکے لیکن یہ واسطے درستی حال بندوں کے ہے
اور آزمائش انکی کی ہی صبر کرنے پر کہ اسپر ثابت قدم رہیں اور اسکی واقع ہونیسے بیقراری اور جزع فزع نہ کریں تاکہ انکی عوض میں درجے انکے بہشت
میں زیادہ کرے وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ اور جو کوئی کہ ایمان لاوے ساتھ خدا کے اور اعتقاد کرے کہ جو کچھ خدا کی جانب سے پہنچتا ہی وہ میرے حال کی درستی
کیواسطے ہے تو مصیبت میں يَهْدِ قَلْبَهُ ہدایت کریگا خدا دل اسکے کو یعنی ثابت رکھیگا اسکو ایمان پر اور لطف اپنا زیادہ اسکو عطا کریگا
تاکہ دل اسکا کشادہ ہوکر طاعتوں اور خیرات کو زیادہ کرے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ رہنمائی کرے اسکو طرف کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے
وقت مصیبت کے روز قضائے خدا پر وہ راضی ہوا اور یہ نہایت فضل خدا کا ہی کہ رہنمائی کرے دل کو کہ وہ وقت حاصل ہونے نعمت کے شکر کرے اور وقت
مبتلا ہونے مصیبت کے صبر کرے وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ اور خدا ساتھ ہر چیز کے عَلِيمٌ عالم ہی اور جانتا ہی پس جانتا ہے اس دل کو کہ جسمیں اسکا لطف
اثر کرتا ہے اور اس جہت سے اسکو لطف عطا کرتا ہی اور جانتا ہی اس دل کو کہ جسمیں اسکا لطف اثر نہیں کرتا ہی پس اس جہت سے اسکو لطف نہیں بخشتا ہی اور
یا یہ کہ جانتا ہی صبر اور شکر کرنیوالے کو اور سبکو موافق انکی عمل کے جزا دیگا وَأَطِيعُوا اللَّهَ اور فرمانبرداری کرو تم خدا کی سب حکموں میں
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اور فرمانبرداری کرو پیغمبر کی سب حکموں میں کہ جس چیز کے کرنیکو حکم دیوے بلا تامل اسکو بجالاؤ اور جس کام کو وہ منع کرے
اسکو ہرگز نہ کرو فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ پس اگر منہ پھیرو تم پیغمبر کے حکم سے تو نقصان اسکا اسمیں کچھ نہیں ہے اسواسطے کہ فرمانبرداری تمہاری اسپر واجب نہیں ہے
بلکہ تمپر واجب ہے فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا پس سوائے اسکے نہیں کہ اوپر رسول ہمارے کے الْبَلَاغُ الْمُبِينُ پہنچانا حکموں کا ہی ظاہر اور اسنے سب احکام
ہمارے پہنچادئے پس اسپر کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ وبال منہ پھیرنیکا منہ پھیرنیوالے پر ہی اللَّهُ خدا ہی حق کہ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سوائے
اسکے کہ سزاوار پرستش کا ہو وَعَلَى اللَّهِ اور اوپر خدا کے ہے نہ اسکی غیر پر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ پس چاہیے کہ توکل کریں مومنین اسواسطے کہ ایمان لانا
اسپر اسی امر کا تقاضا کرتا ہی کہ اپنے سب کام اسکو سپرد کریں اور اسکی فضل و کرم پر تکیہ کریں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ بعد ہجرت سرور کے جو مسلمان کہ
مکہ میں تھے انہوں نے ارادہ ہجرت کا کیا کہ مدینہ کو جاویں انکی عورتیں اور لڑکے انکی نالہ اور زاری اور فریاد اور بیقراری کرکے انکو جانیسے منع کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ اگر تم چلے جاؤگے تو ہم یہاں پیچھے تمہارے ضائع اور برباد ہوجاوینگے اور وہ بھی نہایت مہربانی اور شفقت سے کہ انکے حال پر رکھتے تھے مدینے کے
جانیسے بیٹھ رہے حقتعالی نے انکے مقدمہ میں یہ آیت نازل کی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ تحقیق کہ بعضے
عورتوں تمہاری میں سے وَأَوْلَادِكُمْ اور فرزندوں تمہاری میں سے کہ ہجرت کرنیکو منع کرتے ہیں عَدُوًّا لَكُمْ دشمن ہیں واسطے تمہارے کہ وہ نہیں
چاہتے ہیں تمکو کہ تم ہجرت کرکے ثواب آخرت کو اور بلند درجہ کو پہنچو فَاحْذَرُوهُمْ پس پرہیز کرو تم انسے اور انکی تضرع اور زاری پر فریفتہ مت
ہو کہ تمکو راہ حق سے نہ بہکائیں اور ہجرت سے کہ جسمیں رضامندی خدا کی ہی تمکو باز رکھیں یہ آیت جسوقت انکے پاس پہنچی تو انہوں نے ہجرت کی اور جسوقت مدینہ میں

آئی تو دیکھا کہ انکے یار جو کہ پہلے انسے ہجرت کر گئے تھے احکام دین میں خوب واقف اور عالم اور فاضل ہوگئے ہیں اس سبب سے انہوں نے اپنی عورتوں کو عذاب کرنا چاہا اور
کہا کہ ہم تمہارے سبب سے اس نعمت سے محروم رہے اور روٹی کپڑا انکا بند کر دیا یہ آیت نازل ہوئی **وَاِنْ تَعْفُوْا** اور اگر معاف کرو تم اپنی عورتوں اور
اولاد کے گناہوں کو اور انکی عذاب دہی کو ترک کرو **وَتَصْفَحُوْا** اور منہ پھیر لو انکی عتاب کرنے سے اور اس سے کہ جو انسے سرزد ہوا ہے **وَتَغْفِرُوْا** اور بخشدو تم
انکو اور پوشیدہ کرو انکی تقصیر کو **فَاِنَّ اللّٰهَ** پس تحقیق خدا **غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ** بخشنے والا مہربان ہے کہ انسے در گزر کریگا اور تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ کریگا جو تم انکے
ساتھ کروگے اگر تم انکو بخشوگے تو خدا تمہارے گناہوں سے در گزر کریگا اور سوائے اسکے تمہارے درجے بلند کریگا اور حضرت امام محمد باقرؑ نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے جب کوئی مرد طرف رسولخدا
کے ارادہ کرتا تھا تو اسکی عورت اور بیٹا اسکو لپٹ جاتی تھی اور اسکو قسمیں دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ تو مت جا اور ہمکو یہاں تنہا مت چھوڑ کہ ہم ضائع ہو جائینگے تیری بعد پس بعض آدمی ایسا تھا کہ اپنے
عیال کے کہنے پر عمل کرکے وہاں رہجاتا تھا پس خدا تعالیٰ نے انکو ڈرایا اور عورتوں اور فرزندوں کی فرمانبرداری سے منع کیا اور بعض مرد ایسا تھا کہ چلا جاتا تھا اور
انکو وہاں چھوڑ جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر تم میری ہمراہ ہجرت نکروگے اور پھر مجھکو اور تمکو خدا تعالیٰ دار ہجرت میں جمع کریگا تو میں تمکو پھر کبھی کچھ نہ دونگا
پس جس وقت خدا تعالیٰ نے اسکو اور انکو جمع کیا تو حکم کیا کہ انکی ساتھ نیکی کرو اور انسے ملاپ کر لو اور فرمایا کہ وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور رحیم
اور بعضوں نے کہا ہے کہ عوف بن مالک اشجعی نے چاہا کہ جہاد میں جائے اسکی عورتیں اور فرزند اس سے لپٹ گئے اور زاری اور بیقراری انہوں نے شروع کی
اور کہا کہ ہمکو کسکے سپرد کرتا ہے اور کسپر چھوڑتا ہے اور ہم بدون تیرے کیونکر اپنی زندگانی کرینگے عوف انکی آزار پہنچانے کی درپے ہوا حقتعالیٰ نے یہ آیت
نازل کی اور انکی آزار دینے سے اسکو منع کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ در گزر کرنا عام ہے ہر شخص کی نسبت کہ آزار پہنچاوے خواہ قریب ہو خواہ غیر ہو اور بعضے محققین کہتے
ہیں کہ عداوت عورتوں کی اور اولاد کی اس اعتبار سے ہے کہ بعضی عورتیں آرزو شوہروں کی مرنیکی کرتے ہیں اور بعضے فرزند باپ کے موت کی آرزو کرتے
ہیں تاکہ اسکی مرنیکے بعد اسکی مال میں تصرف کریں اور شبہہ نہیں ہے کہ اس سے کوئی زیادہ دشمن نہیں ہے کہ آرزو اسکی مرنیکی کریں تاکہ اسکی مال میں تصرف کریں
اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ سوائے اسکے نہیں کہ مال تمہارے **وَاَوْلَادُكُمْ** اور فرزند تمہارے **فِتْنَةٌ** آزمائش ہیں تاکہ ظاہر ہو کہ کون تم میں سے خدا کی محبت کو
اسکی محبت پر اختیار کرتا ہے اور کون اپنی دل کو مال اور اولاد سے متعلق رکھتا ہے اور خدا کی محبت سے بے تعلق ہوتا ہے **وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ** اور خدا نزدیک
اسکے **اَجْرٌ عَظِیْمٌ** اجر بڑا ہے واسطے اس شخص کے کہ خدا اور رسولؐ کی محبت اور فرمانبرداری کو مال اور اولاد کی محبت پر مقدم رکھے اور حدیث
میں آیا ہے کہ ایک مرد کو قیامت کے روز حاضر کریں اور کہیں کہ اسکی اہل و عیال نے اسکی نیکیوں کو کھالیا یعنی انہیں مشغول ہونیکی سبب سے اپنی نیکیوں کو
ترک کیا ہے اور عبد اللہ بن بریدہ نے اپنی باپ سے روایت کی ہے کہ ایکروز رسولخدا صلعم منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اور حسنؑ اور حسینؑ کو دیکھا کہ مسجد میں داخل
ہوئے اور سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور بچپن کے سبب سے گرتے تھے اور اٹھتے تھے رسولخدا منبر سے نیچے آئے اور ان دونو کو اٹھاکر منبر پر لیگئے اور ران
مبارک پر انکو بٹھایا اور فرمایا کہ سچ فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے کہ اولاد فتنہ ہیں میں نے ان دونو لڑکوں کو دیکھا کہ چلتے ہیں اور گرتے ہیں اور اٹھتے ہیں صبر نکر سکا
یہانتک کہ خطبہ کو قطع کرکے انکو اٹھایا اور بعد اسکی پھر خطبہ کو شروع کیا **فَاتَّقُوا اللّٰهَ** پس ڈرو تم عذاب خدا سے اور پرہیز کرو عذاب کے سببوں سے **مَا
اسْتَطَعْتُمْ** جو کچھ کہ طاقت رکھتے ہو تم یعنی اسمیں اپنی طاقت اور کوشش کو خرچ کرو **وَاسْمَعُوْا** اور سنو تم خدا کی نصیحتوں کو **وَاَطِیْعُوْا** اور
فرمانبرداری کرو تم اسکی حکموں کی **وَاَنْفِقُوْا** اور خرچ کرو تم اپنے مالوں کو راہ خدا میں **خَیْرًا** یہ مفعول فعل محذوف کا ہے اور تقدیر اسکی افعلوا خیرا ہے
یعنی کرو تم نیکی کو اور خیرا صفت مصدر محذوف کی بھی ہوسکتا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے وانفقوا انفاقا خیرا یعنی اور خرچ کرو تم خرچ کرنا بہتر اور خیر سے
مراد اگر مال ہو جیسے کہ ان ترک خیرا الوصیة میں ہے تو کچھ محذوف کرنا نہیں ہوتا اور خیرا انفقوا کا مفعول ہو جائیگا یعنی اور خرچ کرو تم مال کو **لِّاَنْفُسِكُمْ** واسطے
نفسوں اپنے کے ہو بہتر کہ فائدہ ان عملوں کی تمہارے ہی نفسوں کے واسطے ہیں کہ وہ بلند ہونا درجوں کا ہے **وَمَنْ یُّوْقَ** اور وہ شخص کہ نگاہ رکھا جاوے
شُحَّ نَفْسِهٖ بخل نفس اپنے سے یعنی اپنی نفس بازرکھی بخل سے اور خدا کی حقوق میں مال کو خرچ کرے **فَاُولٰٓئِكَ** پس یہ لوگ خرچ کرنیوالے **هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ**
وہی رستگاری پانیوالے ہیں دنیا اور آخرت میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جسنے ادا کیا زکوٰۃ کو پس تحقیق نگاہ رکھا اسنے اپنی نفس کو بخیلی سے

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ اگر قرض دو تم خدا کو یہاں قرض حقوق واجبہ میں مالو نکی خرچ کرنیسے مراد ہی اور قرض کے لفظ میں اسکو بیان کرنا مہربانی اور کرم کی راہ سے ہی
یعنی قرض دو تم خدا کو قَرۡضًا حَسَنًا قرض نیک کہ خلوص کے ساتھ ہو اور جس وقت ایسا قرض خوشی خاطر سے بہ نیت خالص خدا کو دو گے یعنی اسکی راہ میں
مومنین محتاجوں کو دو گے تو یُضٰعِفۡهُ لَكُمۡ چند در چند کریگا اسکو خدا واسطے تمہارے سات سو تک بلکہ زیادہ اس سے بھی وَیَغۡفِرۡ لَكُمۡ اور بخشیگا
واسطے تمہارے گناہ تمہارے وَاللّٰهُ شَكُوۡرٌ اور خدا قدردان اور جزا دینے والا شکر گزار و نکا ہی کہ تھوڑے کے مقابلہ میں بہت سا ثواب دیتا ہی حَلِيۡمٌ بردبار ہے
بخیلوں اور ممسکوں کے عذاب کرنے میں یعنی جلدی نہیں کرتا ہی انکے عذاب کرنے میں اور یہ بڑا کرم اسکا ہی بندوں پر عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ جاننے والا پوشیدہ
اور ظاہر کا ہی پس جانتا ہے جو کچھ کہ ظاہر میں دیتے ہو اور پوشیدہ رکھتے ہو دل میں خلوص کو یا ریا کو الۡعَزِيۡزُ غالب ہے سب چیز پر اور مغلوب کسی سے نہیں ہو سکتا
اور قدرت رکھتا ہی سزا دینیکی اس شخص پر کہ جو نیت خالص سے نہ دیوے الۡحَكِيۡمُ صاحب حکمت والا ہی کہ جو کچھ کرتا ہی حکمت اور مصلحت سے کرتا ہی ثواب ہو یا عذاب ہو

سُوۡرَةُ الطَّلَاقِ

سُوۡرَةُ الطَّلَاقِ یہ سورہ مدنی ہی اور گیارہ یا بارہ یا تیرہ آیتیں ہیں باعتبار اختلاف کے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ
طلاق اور سورہ تحریم کو نماز فریضہ میں پڑھے حقتعالی اسکو اپنی پناہ میں لیوے قیامت کے خوف سے اور نگاہ رکھے اسکو آتش دوزخ سے اور بہشت میں اسکو داخل کرے
اسواسطے کہ یہ دونو سورہ پیغمبر ہیں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دی پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکی طرف رجوع کر اور
اسکو زوجہ کر لے اور جس وقت حیض سے پاک ہو تو اس وقت اگر چاہے تو اسکو طلاق دے مجامعت کئے بغیر پس حقتعالی نے اس مقدمہ میں فرمایا کہ یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ
اے پیغمبر عالی قدر جس وقت طلاق دو تم اپنی عورتوں کو یعنی تم اور تیری امت جس وقت طلاق دیویں اپنی عورتوں کو کہ جن سے مجامعت کی ہے اور وہ عورتیں
نو برس سے کم عمر کی اور ایسی بوڑھی کہ حیض انکا موقوف ہو گیا ہو اور حاملہ نہوں تو فَطَلِّقُوۡهُنَّ پس طلاق دو تم انکو لِعِدَّتِهِنَّ واسطے
عدہ انکی کے یعنی وقت عدہ کے کہ وہ پاکی کی حالت ہے اور بعد حیض کے اس پاکی میں مجامعت نہ کی ہو اور طلاق دینے میں کئی شرطیں ہیں خلاصہ یہ ہے کہ
طلاق دینے والا بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار اور ارادہ سے طلاق دیوے اور جس عورت کو طلاق دے وہ زوجہ دائمی ہو اور جس وقت طلاق دیوے تو عورت
حیض و نفاس میں نہو جس وقت کہ شوہر اسکا طلاق دینے والا وہاں حاضر ہو اور اگر غائب ہو وقت طلاق دینے کے تو ضرور نہیں ہے کہ عورت اس وقت حیض سے
پاک ہو اور عورت کو بعد حیض کے اس پاکی میں طلاق دیوے کہ جسمیں مجامعت اس عورت سے نہ کی ہو اور طلاق دینے کے وقت اس عورت کو معین کرے کہ
فلانی کو یا اسکو طلاق دیتا ہوں اور صیغہ طالق کے صیغہ سے ہو یا اسکے نام سے کہ فلانہ طالق اور یا اشارت سے کہ ہذہ طالق طلاق دیوے اور وقت طلاق
دینے کے دو گواہ عادل حاضر ہوں کہ طلاق دینے کو سنتے ہوں یہ شرطیں طلاق کی ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط نہو گی تو طلاق واقع نہو گی اور طلاق دینا
اگرچہ مباح ہی لیکن قبیح ہے اور حدیث میں اسکی مذمت وارد ہوئی ہی اور اگرچہ قبیح ہے لیکن طلاق دیویگا تو واقع ہو جاویگی کو عورت سے قصور کو طلاق دیتا اور اگر
بے در پے تین مرتبہ زبان سے کہے کہ انت طالق تو ایک طلاق مراد ہو گی اور مسائل اسکے تفصیل سے فقہ کی کتابوں میں ہیں اور منقول ہے کہ جناب سرور خدا
اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور جابر بن عبداللہ اور علی بن الحسین اور زید بن علی اور جعفر بن محمد اور مجاہد نے فطلقوہن فی قبل عدتہن
پڑھا ہی اور فرماتا ہی خدا کہ وَاَحۡصُوا الۡعِدَّةَ اور شمار کرو تم عدت عورتوں کی تین پاکی تک کہ نہیں گذری ہو اور صورت اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو
طلاق دیوے تو وہ تین پاکی تک عدہ میں رہیگی اور تین پاکی کی شمار یہ ہے کہ ایک پاکی تو وہ ہی کہ جسمیں عورت کو طلاق دی ہی اور بعد اسکے عورت کو حیض
آئیگا اور دوسری پاکی اس حیض کے بعد شروع ہو گی اور اس پاکی کے بعد پھر اسکو حیض آئیگا اور اس دوسرے حیض کے بعد تیسری پاکی شروع ہی اور جس وقت بعد اسکے
تیسرا حیض شروع ہو گا تو تیسری پاکی تمام ہو جائیگی اور عدہ کے دن پورے ہو جائینگے اور جبتک عورت عدہ میں ہے شوہر کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکتی اور اگر اسکا
شوہر چاہے تو عدہ میں پھر اسکو اپنی تصرف میں لا سکتا ہے بدون عقد نکاح جدید کے لیکن جس وقت عدہ سے عورت باہر ہو جائے تو پھر اسکو زوجہ نہیں کر سکتا ہی مگر عقد جدید سے
کہ پھر اس سے نکاح کرے جبتک کسی دوسرے شخص سے اسکا نکاح نہ کیا ہو اور دو طلاق کی عدہ میں بلا عقد کے رجوع کرے اور بعد عدہ کے نکاح کرکے عورت کو زوجہ بنا سکتا
ہی اور تیسری طلاق کے بعد اسکو زوجہ نہیں کر سکتا ہی نہ عدہ میں نہ عدہ کے بعد جبتک کہ وہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لیوے اور وہ دوسرا اس سے فائدہ حاصل کرکے طلاق نہ دے

اور جبتک عورت عدہ میں ہے تو اسکا کھانا کپڑا ذمہ شوہر کے جاری ہیگا اور شوہر کے مکان میں سکونت ہیگی اور جب تک عدہ میں ہے کسی دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی مگر بعد گزرنے عدہ کے **وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ** اور ڈرو تم خدا سے کہ پروردگار تمہارا ہے عدہ کے شمار کرنے میں اور اسکو کم اور زیادہ نکرو اور عدہ وفات شوہر کہ وہ چار مہینے دس روز ہیں اور عدہ حیض والی عورت کا کہ وہ تین پاکیاں ہیں پہلے اس سے سورہ بقر میں مذکور ہو گیا ہے اور باقی کے عدتوں کا ذکر اس سورہ میں ہے چنانچہ بعد اسکے مذکور ہوگا اور جسوقت طلاق دیوے تو عورتونکو اپنے گھر سے بے سبب نکالے نہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ **لَا تُخْرِجُوهُنَّ** مت نکالو تم ان عورتوں طلاق دی گئی کو **مِنْ بُيُوتِهِنَّ** گھروں انکے سے جبتک کہ عدہ گزر جائے مراد ان گھروں سے شوہروں کے گھر ہیں جنمیں وہ عورتیں رہتی ہیں **وَلَا يَخْرُجْنَ** اور چاہیے کہ نہ نکلیں وہ عورتیں طلاق دی گئی بھی بدون اذن تمہارے کے **إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ** مگر یہ کہ آئیں وہ یہ مستثنیٰ لا تخرجوھن سے ہے یعنی نہ نکالو تم انکو گھروں انکے سے مگر یہ کہ بجا لائیں وہ عورتیں **بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ** بدی ظاہر کو اور وہ بدی ظاہر کی تفسیر میں روایتیں مختلف ہیں حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر وہ عورت زنا کرے تو گھر سے باہر نکالی جائیگی اور حد اسپر جاری ہوگی اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر کے قریبوں کو آزار پہنچائے اور انسے کج خلقی کرے تو اس صورت میں بھی عدہ کے گزرنے سے پہلے شوہر اسکو نکال سکتا ہے اور ابن عباس سے بھی یہی منقول ہے اور دوسری روایت میں ابن عباس سے ہر گناہ مراد ہے کہ اسکو ظاہر کریں اور یہ حکم عدہ رجعی میں ہے اور عدہ طلاق بائن میں جو کہ تیسری طلاق کے بعد ہوتا ہے انمیں نکالنا اور نکلنا دونو جائز ہیں **وَتِلْكَ** اور یہ احکام جو کہ مذکور ہوئے ہیں **حُدُودُ اللّٰهِ** حدیں خدا کی ہیں مقرر کی گئی واسطے مصلحت بندونکے **وَمَنْ يَتَعَدَّ** اور جو شخص کہ گزر جائے اور چھوڑ دے **حُدُودَ اللّٰهِ** حدود خدا کی کو اور انکے برخلاف کرے تو **فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ** پس تحقیق ظلم کیا اسنے جان اپنی پر اور بسبب اسکے مستحق غضب اور عذاب خدا کا ہوا اور ثواب الہی سے محروم رہا **لَا تَدْرِي** نہیں جانتا ہے تو ای طلاق دینے والے کہ عدہ میں کیا مصلحت ہے یا نہیں جانتا ہے تو اے پیغمبر **لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ** شاید کہ خدا پیدا کرے **بَعْدَ ذٰلِكَ** پیچھے اس طلاق کے **أَمْرًا** کسی امر کو اسطرح سے کہ مرد طلاق دینے سے پشیمان ہو اور دوستی عورت کی اسکے دل میں پیدا ہو کہ وہ اس عورت کیطرف پھر رجوع کرے اور اسکو زوجہ ٹھیرا کر پھر اپنی تصرف میں لائے درمیان عدہ کے اور یہی مصلحت ہے عدہ کے مقرر کرنیکی اور عورت کے گھر سے نہ نکالنے کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عورت طلاق دی گئی کو چاہیے کہ وہ عدہ میں سرمہ لگائے آنکھوں میں اور مہندی لگائے ہاتھوں میں اور کپڑے رنگین خوشبو ملے اور اچھے نفیس کپڑے پہنے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا شاید کہ اسکی محبت شوہر کے دل میں پڑے اور وہ اسکی طرف رجوع کرے **فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ** پس جسوقت پہنچیں وہ عورتیں مدت اپنی کو کہ عدہ کے آخر کو وہ پہنچیں تو **فَأَمْسِكُوهُنَّ** پس نگاہ رکھو تم ان عورتونکو یعنی رجوع کرو انکی طرف **بِمَعْرُوفٍ** ساتھ نیکی کے کہ انکو اچھی طرح رکھو اور کھانا اور کپڑا مناسب دیتے رہو اور ضرر انکو نہ پہنچاؤ **أَوْ فَارِقُوهُنَّ** یا جدائی اختیار کرو انسے **بِمَعْرُوفٍ** ساتھ نیکی کے کہ انکا نفقہ اور مہر ادا کرو خلاصہ یہ ہے کہ عورت جبتک عدہ میں ہے تو مرد کو اختیار ہے چاہے زوجہ بنا کر پھر اپنے پاس رکھے اور چاہے اسکو اپنی پاس سے علیحدہ کرے اور بعد عدہ کے اختیار عورت کو ہے جس سے چاہے نکاح کرے پہلی شوہر سے یا اسکے غیر شوہر اور مراد پہنچنے اجل سے نہایت اجل کی نہیں ہے بلکہ قریب اسکے ہے اسواسطے کہ نہایت اجل پر تو عدہ گزر جاتا ہے پھر مرد کو اختیار باقی نہیں رہتا بلکہ اسوقت اختیار عورت کو ہے جس سے چاہے نکاح کرے **وَأَشْهِدُوا** اور گواہ مقرر کرو تم طلاق دینے پر **ذَوَيْ عَدْلٍ** دو صاحب عدل کے یعنی دو گواہ عادل مقرر کرو واسطے سننے طلاق کے **مِنْكُمْ** اپنے میں سے کہ وہ دونو مومن ہوں اور اسکا عطف اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن پر ہے اور اسیواسطے طلاق دینے میں گواہ عادل کا ہونا ضرور ہے اور سوا ہمارے فقہا کے اور فقہا رجوع کرنے میں گواہونکو مقرر کرتے ہیں طلاق دینے میں مقرر نہیں کرتے اور ہمارے سند سبب میں دو گواہ عادل اسواسطے ضرور ہوئے ہیں کہ مرد بعد طلاق کے انکار طلاق کا نکرے اور یا عورت بعد گزرنے عدہ کے انکار نکرے اور یا بعد مرنے ایک شخص کے ان دونو میں سے دوسرا دعویٰ زوجیت کا نہ کرے تاکہ مرنیوالے کی میراث میں سے حصہ لیوے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طلاق یہ ہے کہ مرد طلاق دیوے عورت کو پاکی کے دنوں میں کہ جن دنوں پاکی کی اس عورت سے جماع نکیا ہو اور دو گواہ عادل طلاق دینے پر مقرر کرے پھر وہ مرد زیادہ حقدار ہے اس عورت سے رجوع کرنیکا جبتک کہ تین پاکی کے دن نکلیں

پس وہ طلاق ہی کہ جسکا حکم خدا تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہی اور رسول خدا نے جس طلاق کیواسطے فرمایا ہے اور جو طلاق کہ غیر عدہ کیواسطے ہے وہ طلاق نہیں ہے اور یہی
حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اور عدہ سے مراد پاکی کے دن ہیں اور امام کاظم علیہ السلام نے قاضی ابو یوسف سے فرمایا کہ تحقیق خدا تعالیٰ نے اپنی
کتاب میں طلاق کا حکم کیا ہے اور تاکید کی ہی اور دو گواہ عادل کی اور گواہ بھی عادل پسند کئی ہیں اور حکم کیا ہے اپنی کتاب میں نکاح کا اور نہ ذکر کیا اسکے
گواہوں کو بیان کیا ہی پس ثابت کیا تم نے گواہوں کو اسمیں کہ جسمیں خدا نے انکو ذکر نکیا تھا اور باطل کیا تم نے گواہوں کو اسمیں کہ جسمیں تاکید گواہوں کی تھی وَأَقِيمُوا
الشَّهَادَةَ اور قائم کرو تم گواہی کو اے گواہو وقت حاجت کے لِلَّهِ خاص واسطے رضامندی خدا کے نہ واسطے رضامندی اس شخص کے جسکے فائدہ کیواسطے
گواہی دیتے ہو اور نہ واسطے خوف اس شخص کے کہ سچی گواہی دینے میں جسکا ضرر ہے اور نہ واسطے کسی دوسری غرض کے ذَٰلِكُمْ یہ گواہی قائم کرنی یا جو کچھ کہ
مذکور ہوا ہے يُوعَظُ بِهِ نصیحت کیا جاتا ہی ساتھ اسکے مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ وہ شخص کہ ایمان لاتا ہی بِاللَّهِ ساتھ خدا کے اور اسکے حکم پر
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور ساتھ دن قیامت کے اور جو کہ اسمیں سے اور خصوصیت مومنین کی اسواسطے ہے کہ فائدہ نصیحت کا انکو ہی ہوتا ہی وَمَنْ
يَتَّقِ اللَّهَ اور جو شخص کہ ڈرے خدا سے اور اسکے حکم کے خلاف نکرے تو يَجْعَلْ لَهُ کریگا خدا واسطے اسکے مَخْرَجًا جگہہ نکلنے کی یعنی رنج دنیا اور حسرت سے
وہ نکل جائیگا اور خلاصی پائیگا اور رسول خدا نے فرمایا ہی کہ کر دیگا جگہہ کی شبہات دنیا سے اور سختی موت سے اور سختیوں قیامت سے اور فرمایا کہ جو کوئی بہت استغفار
کرے تو خدا تعالیٰ اسکو ہر غم سے کشادگی اور ہر تنگی سے جگہہ نکلنے کی بخشیگا اور ابوذر نے ان حضرت سے روایت کی ہی کہ فرمایا کہ میں البتہ جانتا ہوں ایک آیت
قرآن میں سے کہ اگر آدمی اسکو لیویں تو سبکو کفایت کرے وَيَرْزُقْهُ اور روزی دیگا اسکو خدا مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اس جگہہ سے کہ نہ گمان کرے
اور شمار میں لاوے وہ اور خاطر میں نہ گزرے اسکی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مراد اس سے یہ ہی کہ برکت دیگا خدا اسکو اس چیز میں کہ جو اسکو بخشش
فرمائی ہی اور دوسری روایت میں فرمایا کہ فرمایا حضرت علی نے کہ جسکے پاس روزی آتی ہی اس طرح سے کہ نہ وہ اسکی واسطے کہیں کو قدم رکھتا ہی اور نہ
اسکی طرف ہاتھ کو دراز کرتا ہے اور نہ اسکی مقدمہ میں زبان سے کلام کرتا ہے اور نہ اسکی طلب میں اپنے کپڑے باندھتا ہی اور نہ اسکے درپے ہوتا ہی وہ ان لوگوں میں
سے ہی کہ خدا تعالیٰ نے جسکا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب اور ایک روایت میں فرمایا ہی ایک
جماعت نے رسول خدا کے اصحاب میں سے جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے گھروں میں بیٹھ رہے اور عبادت میں مشغول
ہو گئے اور کہا کہ خدا نے ہماری کارسازی کی جسوقت یہ خبر رسول خدا کو پہنچی تو کہلا بھیجا کہ تمنے روزی کی تلاش کو کسواسطے ترک کیا ہی اور روزی کو موقوف
کر کے عبادت میں کیوں مشغول ہوے ہو کہا کہ یا رسول خدا روزی دینے والا ہماری روزی کا ضامن ہو گیا ہی اسواسطے ہم عبادت کیطرف مشغول ہوے حضرت
نے فرمایا کہ جو کوئی ایسا کریگا ہرگز عبادت اسکی مقبول نہوگی تمکو روزی کا طلب کرنا چاہیے غرض یہ ہے کہ خدا روزی کو تو البتہ اس جگہہ سے پہنچاتا ہی کہ جس جگہہ سے روزی کا گمان
نہو لیکن اسکی واسطے روزی کی طلب کو ترک نکرنا چاہیے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور جو کوئی توکل کرے اوپر خدا کے اور سب کام اپنے اسکے سپرد کرے فَهُوَ
حَسْبُهُ پس وہ کافی ہی اسکو سب کاموں کی صلاح اور درستی کے واسطے إِنَّ اللَّهَ تحقیق کہ خدا بَالِغُ أَمْرِهِ پہنچانیوالا کام اپنی کا ہے جس طرح
چاہے اور جس جگہہ ارادہ کرے یعنی جو کچھ مراد حق تعالیٰ کی متوکل اور غیر متوکل کے حق میں ہے وہ فوت نہیں ہوتی اور کوئی اسکی ارادہ کو منع نہیں کر سکتا ہی اور حفص نے
بالغ کو مضاف طرف امر کے پڑھا ہی اور باقی کے قاری بالغ کو تنوین سے پڑھتے ہیں اور امر کو منصوب پڑھتے ہیں بالغ کا مفعول مقرر کر کے یعنی خدا پہنچانیوالا
ہے کام اپنی کو جس طرح سے کہ ارادہ کرے قَدْ جَعَلَ اللَّهُ تحقیق کر دیا ہی خدا نے لِكُلِّ شَيْءٍ واسطے ہر چیز کے قَدْرًا اندازہ کہ اس سے گزرتی نہیں
اور یہ بیان ہے واسطے وجوب توکل کے اور تقریر ہے واسطے پہلے حکم کی اور تمہید ہی واسطے اسکی کہ جو بعد اسکے مذکور ہوگا کہتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ اعتقاد کرے خدا پر اور
اسکے غیر سے منقطع ہو جاوے اور جو کوئی توکل کرے خدا پر تو وہ اسکی ہر جگہہ مدد کریگا اور کہتے ہیں کہ متوکل وہ شخص ہے کہ جسوقت اسکو کوئی چیز حاصل ہو تو شکر کرے
اور جسوقت کچھ حاصل نہو تو صبر کرے اور مقصود کے حاصل نہونے سے بے صبری نکرے اور دیکھے خدا کو حاضر اور بصیر اور جسوقت دیکھے خدا کو حاضر اور بصیر تو دل اسکا
تونگر ہو جائیگا اور کہتے ہیں کہ علامتیں توکل کی تین چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ کسی سے سوال نکرے اور دوسرا یہ کہ اگر کوئی اس سے سوال کرے تو وہ دینے سے انکار نکرے

اور تیسرے یہ کہ اگر اسکے پاس کچھ ہو تو اسکو جمع نکرے اور منقول ہے کہ جبرئیل رسول خدا کے پاس آئے حضرت نے اُن سے پوچھا کہ توکل کیا چیز ہے کہا کہ جاننا اس امر کا
کہ مخلوق نہ ضرر پہنچا سکتی ہے اور نہ فائدہ دے سکتی ہے اور نہ منع کر سکتی ہیں اور ناامید ہو جانا خلقت سے پس جس وقت بندہ ایسا ہو جائیگا تو سوائے خدا کے کسی کیلئے
عمل نکریگا اور سوائے خدا کے کسی سے امید رکھیگا اور نہ خوف کریگا اور نہ طمع رکھیگا پس یہی توکل ہے اور بعضی وہ آیتیں جنمیں سورہ عمران میں بھی گئی ہیں توکل کے بیان میں وہ اُنھی
پند ناظرین کیلئے یہاں پھر لکھی گئی ہیں اور کہتے ہیں کہ حکم طلاق دی گئی حائضہ عورتوں کا نازل ہوا تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عدہ اُن عورتوں کا
کہ جنکو حیض نہیں آتا ہے اور عدہ اُن عورتوں کا کہ جو بڑھاپے میں حیض سے ناامید ہو جاتی ہیں کیا ہے یہ آیت نازل ہوئی **وَاللَّائِي يَئِسْنَ** اور وہ
عورتیں کہ ناامید ہو گئی ہیں **مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ** حیض سے عورتوں تمہاری میں سے **إِنِ ارْتَبْتُمْ** اگر شک کرو تم اُنکے
حیض میں کہ بسبب زیادہ ہونے عمر کے بند ہوا ہے یا کسی اور عارضہ سے تو **فَعِدَّتُهُنَّ** پس عدہ اُنکا **ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ** تین مہینے ہیں اور مراد یہاں
اُن عورتوں سے ہے کہ مثل اُنکی اور عورتیں بھی حیض لاتی ہوں سوا اسکے کہ اگر وہ اُن عورتوں کی عمر میں ہوں کہ جو بالکل حیض نہیں لاتی ہیں تو شک کرنیکا
اُنمیں کیا دخل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اگر شک کرتی ہو اسمیں کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ ہے تو پس عدہ اُنکا تین ماہ ہے اور پہلا قول
ہمارے آئمہ علیہم السلام سے منقول ہے سوا اسکے کہ جو عورت کہ ایسی ہے کہ اُسکا حیض بسبب بڑھاپے کے موقوف ہو گیا ہے تو اُسکے واسطے عدہ نہیں ہے
اور نہ اُس عورت کے واسطے کہ جو بالغ نہیں ہوئی ہے پس مراد اس آیت میں اُن عورتوں سے ہے کہ جنکا حیض بند ہوا ہے بسبب
زیادہ ہونے عمر کے لیکن اُس خون کا یقین نہیں ہے کہ کس جہت سے بند ہوا ہے بسبب زیادہ ہونے سن کے بند ہوا ہے یا بسبب
کسی اور عارضہ کے سوا اسکے کہ اُنکی مثل اور عورتوں کو خون حیض کا آیا کرتا ہے اسواسطے شک ہو **وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ** اور وہ عورتیں کہ نہیں
حیض لاتی ہیں اور سن میں اُن عورتوں کی ہیں کہ جو حیض لاتی ہیں پس عدہ اُنکا بھی تین ماہ ہیں اور یہ خبر ہے واللائی لم یحضن کی کہ جو محذوف ہو گئی ہے واسطے
دلالت کرنے کلام سابق کے **وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ** اور صاحب حملوں کی یعنی وہ عورتیں کہ جو حمل رکھتی ہیں **أَجَلُهُنَّ** مدت اُنکی یعنی انتہا
اُنکی عدہ کی **أَن يَضَعْنَ** یہ ہے کہ وضع کریں وہ **حَمْلَهُنَّ** حمل اپنے کو یعنی حاملہ عورتوں کا عدہ جبتک ہے کہ بچہ اُنکی پیدا ہو یہ عدہ حاملہ طلاق دی گئی
عورت کا ہے اور حاملہ کا اگر شوہر مر جائے تو عدہ اُسکا شوہر کی وفات کا ابعد الاجلین ہے یعنی اگر بچہ اُسکی چار ماہ اور دس روز سے زیادہ مدت میں پیدا
ہو گا تو عدہ اُسکا وضع حمل تک ہے اور اگر اس سے کم ہے تو عدہ اُسکا چار ماہ اور دس روز ہیں اور یہی آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول ہے اور باقی کے
احکام عدہ کے فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں **وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ** اور جو شخص کہ ڈرے خدا سے اور احکام مذکورہ کی رعایت کرے تو **يَجْعَل لَّهُ**
کر دیگا خدا واسطے اسکے **مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا** کام اُسکے سے آسانی کو یعنی بسبب تقویٰ کے دنیا اور آخرت کے کام اُسکے آسان کر دیگا **ذَٰلِكَ** یہ
یعنی جو کچھ کہ احکام طلاق اور عدہ مذکور ہوئے ہیں **أَمْرُ اللَّهِ أَنزَلَهُ** حکم خدا کا ہے کہ نازل کیا ہے اُسنے اُسکو لوح محفوظ میں سے **إِلَيْكُمْ** طرف
تمہارے **وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ** اور جو کوئی کہ ڈرے خدا سے اور اُسکے احکام پر عمل کرے **يُكَفِّرْ عَنْهُ** پوشیدہ کریگا اُس سے اور دور کریگا **سَيِّئَاتِهِ** برائیوں
اُسکی کو **وَيُعْظِمْ لَهُ** اور بزرگ کریگا واسطے اُسکے **أَجْرًا** اجر اور ثواب کو یعنی اُسکو ثواب بے حساب بخشیگا کہ وہ ہمیشہ رہنا بہشت میں ہے سو اسکی
نیکیاں لیجاتی ہیں بدیوں کو اب عدہ میں رہنے والی عورتوں کے حقوق کو بیان کرتا ہے کہ **أَسْكِنُوهُنَّ** ساکن کرو تم اُن عورتوں طلاق دی گئی
مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم جس جگہ کہ رہتے ہو تم یہ من تبعیضیہ ہے یعنی بعض جگہہ میں کہ رہتے ہو تم **مِّن وُجْدِكُمْ** مقدور اور گنجائش اپنے سے
یعنی موافق تونگری اور فقیری اپنی کے اُنکے رہنے کو مکان دو تم تونگر ہو تو فراغت کا مکان دو اور محتاج موافق اپنی حیثیت کے جیسا کہ اُسکو مقدور ہے
اور یہ مکان واسطے رہنے کے اور طعام واسطے کھانے کے اس عورت کو دینا واجب ہے عدہ کے دنوں تک کہ جسکو طلاق رجعی دی ہے یعنی جسکو کہ عدہ میں رجوع
کر سکتا ہے اور اپنی زوجہ بنا سکتا ہے اور طلاق بائن والی کو کہ جسکو تیسری طلاق دی ہے یا اور جس طرح سے کہ بائن ہو اُسکو مکان اور کھانا دینا کچھ واجب
نہیں ہے مگر یہ کہ حاملہ ہو چنانچہ بعد اسکے مذکور ہوگا اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا کہ طلاق بائن والی کو واسطے جسکو کہ تین طلاق دی ہیں نفقہ اور طعام نہیں ہے اور وہ اُس عورت

واسطے ہے کہ جسکو رجوع کرسکتا ہی اور حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جسکو تین طلاق دی ہیں اسکو مکان دینا واسطے رہنے کے اور کھانا دینا واجب ہے
پوچھا کہ وہ حاملہ ہے سائل نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ کچھ واجب نہیں ہے اور روح نے وجد کو تجسس او پڑھا ہی وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ اور نہ رنج
پہنچاؤ تم ان عورتوں کو مکان اور کھانا دینے میں لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ تاکہ تنگی کرو تم اوپر ان عورتوں طلاق پانیوالیوں کے تاکہ تمیں وہ
ناچار ہو کر نکلجائیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نہ ضرر پہنچائے مرد اپنی زوجہ کو جسوقت کہ اسکو طلاق دیوے پس تنگی نکرے اوپر
یہانتک کہ عدہ کے گزرنے سے پہلے وہ نکلجائے اسواسطے کہ خدا تعالی نے اس سے منع کیا ہی اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور چاہئے کہ
مکان لائق حال عورت کے ہو کہ جسمیں اسکو ضرر نہو کہ جسکی ممانعت ہے وَاِنْ كُنَّ اور اگر ہوں وہ عورتیں طلاق دی گئیں اُولَاتِ
حَمْلٍ صاحب حمل کے یعنی اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ پس نفقہ کرو تم اوپر انکے یعنی کھانا اور کپڑا دو تم انکو حَتّٰى
يَضَعْنَ یہانتک کہ نکالکر رکھیں وہ حَمْلَهُنَّ حمل اپنا یعنی جبتک کہ وہ بچہ جنیں انکو کھانا اور کپڑا دو خواہ طلاق رجعی والی ہو وہ
عورت خواہ طلاق بائن والی اور اگر وفات شوہر کے عدہ میں ہو حاملہ عورت کی تو اسکو مکان اور کھانا کپڑا اسکے شوہر کے ترکہ میں سے ملیگا اور یہ امر کہ
وہ کھانا اور کپڑا اس حمل کے واسطے ہی یا اس حاملہ کے واسطے اسکی بحث فقہ کی کتابوں میں ہے فَاِنْ اَرْضَعْنَ پس اگر دودھ پلائیں وہ عورتیں اولاد ہی کو بعد منقطع ہونے
علاقہ نکاح کے لَكُمْ واسطے تمہارے ای باپو اس اولاد کے اور اگر احسان کرکے وہ عورتیں اولاد کو بدون لینے اجرت کے دودھ پلائیں تو
اولاد کو انکے سپرد کردو اور انکے ہی پاس رہنے دو اور اگر بدون اجرت کے دودھ نہ پلائیں تو فَاٰتُوْهُنَّ پس دو تم ان عورتوں کو
اُجُوْرَهُنَّ اجرتیں اور مزدوریاں انکی دودھ پلانے کی عوض میں موافق عرف اور عادت کے اور ماؤں کو طلاق دینے سے پہلے بھی اجرت
دیکر دودھ پلوا سکتے ہیں اگر وہ بدون اجرت لئے دودھ نہ پلائیں وَاْتَمِرُوْا اور موافقت کرو تم ایک دوسرے کے دودھ پلانے کے مقدمہ میں
بَيْنَكُمْ درمیان اپنے یعنی فرمانبرداری ایک دوسرے کی کرو لے پدر و مادر دودھ پینے والوں کے دودھ دینے کے مقدمہ میں بِمَعْرُوْفٍ
ساتھ نیکی کے یعنی ماں اجرت زیادہ طلب نکرے اور باپ اسکی اجرت مثل دینے میں تکرار نکرے اور بچہ کو مقدار شرعی سے کم دودھ نہ دیویں کہ یہ
بچہ دونوں سے حاصل ہوا ہے پس چاہئے کہ اسکے غور اور پرداخت میں دونو شریک ہوں وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ اور اگر تنگی اور سخت گیری کرو تم دودھ
کے مقدمہ میں کہ ماں زیادہ اجرت طلب کرے اور باپ اس اجرت کے دینا نہ چاہے اور یا یہ کہ ماں دودھ پلانے پر ہی راضی نہو تو فَسَتُرْضِعُ پس
قریب ہے کہ دودھ پلائے لَهٗٓ اُخْرٰى واسطے اسکے دوسری عورت سوائے ماں کے پس چاہئے کہ باپ کسی دایہ کو اجرت دیکر دودھ پلوائے یا بدون اجرت
کے اگر وہ راضی ہو جائے اور مفت دودھ پلائے احسان کرکے اور اس کلام میں عتاب مادر پر ہے بسبب انکار دودھ پلانیکے لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ چاہئے کہ
نفقہ اور خرچ دیوے صاحب گنجائش اور تونگری کا دودھ پلانیوالی مادر بچہ کو مِّنْ سَعَتِهٖ گنجائش اپنی سے یعنی بقدر طاقت اور تونگری
اپنی کے اس عورت دودھ پلانیوالی کو جسکو کہ طلاق دی ہی کھانا اور لباس دیوے وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ اور وہ شخص کہ تنگ کی گئی ہو اوپر اسکے
رِزْقُهٗ روزی اسکی کہ وہ فقیر اور تنگدست ہے تو فَلْيُنْفِقْ پس چاہئے کہ خرچ کرے وہ اس عورت پر مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ اس سے کہ دیا ہے
اسکو خدا نے یعنی تونگر اور تنگدست موافق حیثیت اپنی کے خرچ کریں جیسے کہ فرمایا ہی کہ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور فرمایا ہی لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نہیں تکلیف دیتا ہی خدا نَفْسًا کسی نفس کو اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا مگر جو کچھ کہ دیا ہے اسکو کہ اسمیں سے دینے کا حکم کرتا ہے اور زیادہ اس سے دینے کی تکلیف نہیں
دیتا ہی اور یہ ارشاد تنگدست کا دل خوش کرنیکے واسطے ہے اور اسی واسطے اسکو وعدہ دیتا ہے سَيَجْعَلُ اللّٰهُ قریب ہے کہ کردیگا خدا بَعْدَ عُسْرٍ پیچھے تنگی اور
دشواری کے يُسْرًا آسانی اور تونگری کو اگر موافق مقدور کے اب خرچ کریں اور خرچ کرنے میں مضائقہ نکریں اور کہتے ہیں کہ یہ کلام صحابہ کی تسلی کے واسطے
ہی آیا اسواسطے کہ اس زمانہ میں اکثر صحاب تنگدست اور محتاج تھے جسوقت کہ اکثر شہر اور قلعے فتح کئے اور غنیمتیں ہاتھ آئیں تو سب آسودہ اور تونگر ہوگئے اور حضرت صادق
سے کسینے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تونگر متعدد کپڑے نفیس بنائے قبائیں اور عبائیں درکرتے اور چادریں اور انکو پہنتا ہے اور اسنے اپنے بدن کو مزین اور آراستہ کیا

ع ۱
۷
۱۷

تو وہ شخص اسراف کرنیوالوں اور بیجا خرچ کرنیوالوں میں سے ہوگا یا نہیں فرمایا کہ نہیں اسلیے کہ خدا فرماتا ہی لینفق ذو سعة من سعته اور باب یتعلق اسکے کو تکو
خوف دلاتا ہی کہ جو لوگ اسکے حکمونکی فرمانبرداری نہیں کرتے ہیں **وکاین من قریة** اور بہت سی بستیاں یعنی بستیوں کے باشندے ایسے تھے کہ
عتت سرکشی کی انہوں نے اور منہ پھیر لیا **عن امر ربها** حکم پروردگار اپنے سے **ورسله** اور پیغمبروں اسکے سے اور انکی نافرمانی میں حد سے
گزر گئے **فحاسبناها** پس حساب کرینگے ہم انکا قیامت کے روز **حسابا شدیدا** حساب سخت یعنی انکی حساب میں بہت سخت گیری کرینگے ہم
وعذبناها اور عذاب کرینگے ہم انکو **عذابا نکرا** عذاب برا کہ کسی نے ایسا عذاب نہ دیکھا ہو اور بیان کرنا بلفظ ماضی کے انکی تحقیق وقوع کیوجہ سے ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عذاب دنیا سے ہے یعنی عذاب کیا ہمنے دنیا میں عذاب سخت اور برا اور حساب کرینگے ہم آخرت میں حساب سخت لیکن کلام میں
تقدیم اور تاخیر ہے **فذاقت وبال امرها** پس چکھا ان بستیوں والوں نے عذاب کام اپنی کو یعنی سزا اپنے کفر اور شرک کی **وکان عاقبة امرها**
اور تھا انجام کام انکی کا **خسرا** نقصان کہ بہشت کی نعمتوں سے محروم ہوکر عذاب دوزخ میں گرفتار ہوئے **اعد الله لهم** تیار کیا ہی خدا نے واسطے انکی
عذابا شدیدا عذاب سخت دنیا اور آخرت میں **فاتقوا الله** پس ڈرو تم عذاب خدا سے **یا اولی الالباب** اے صاحبو عقلونکی اور ان لوگونکی
انجام سے نصیحت پکڑو کہ کیونکر ہوا انجام انکا دنیا اور آخرت میں اور خدا اور رسول کی مخالفت سے پرہیز کرو **الذین آمنوا** وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو
یعنی اے صاحب عقلو جو وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو **قد انزل الله** تحقیق نازل کیا ہی خدا نے **الیکم** طرف تمہاری **ذکرا** نصیحت اور
ذکر سے رسول خدا ہیں چنانچہ ما بعد اسکا اسپر دلالت کرتا ہے اور ذکر اسواسطے فرمایا حضرت کو کہ وہ حضرت ہمیشہ ذکر قرآن اور تبلیغ احکام میں رہتے تھے اور
یا یہ کہ حضرت کے نام کا ذکر لوگونکی زبان پر رہتا تھا اور یا یہ کہ سبب بھیجے ذکر کے یعنی قرآن کے نازل ہونیکا **رسولا** کہ پیغمبر ہے وہ ذکر سے بدل ہے یا بیان ہے
ذکر کا اور مفعول ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی ارسل رسولا ہو یعنی بھیجا پیغمبر کو کہ **یتلوا علیکم** پڑھتا ہی اوپر تمہارے **آیات الله**
مبینات آیتیں خدا کی کہ روشن اور ظاہر ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے فاسئلوا اهل الذکر کی تفسیر میں فرمایا ہی کہ ذکر رسول خدا ہیں اور ہم اہل
انکی ہیں اور فرمایا یعنی حضرت کا ذکر نام ہونا مذکور ہوا ہے سورہ طلاق میں چنانچہ فرمایا کہ قد انزل الله الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم آیات الله مبینات اور
بعضے کہتے ہیں کہ مراد ذکر سے جبرئیل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ قرآن ہے اور جسوقت ذکر رسول خدا کا نام ہوا تو آیہ نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون میں
بھی ذکر سے مراد رسول خدا ہیں پس خدا تعالی نے نازل کیا طرف تمہاری ذکر کو کہ وہ پیغمبر ہے **لیخرج الذین آمنوا** تاکہ نکالے وہ پیغمبر ان لوگونکو کہ ایمان
لائے ہیں **وعملوا الصالحات** اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک **من الظلمات** اندھیریوں گمراہی کے سے **الی النور** طرف روشنائی ہدایت اور
ایمان کی اور یا جہل سے طرف علم کے اور یا شبہہ سے طرف حجت اور یقین کے اسواسطے کہ وہ پہلے ذکر رسول خدا سے ایمان لا چکے تھے بلکہ بعد بھیجنے رسول کے ایمان لائے تھے
ومن یؤمن بالله اور جو کوئی کہ ایمان لائے ساتھ خدا کے **ویعمل صالحا** اور عمل کرے نیک کہ خالص ہو ریا سے اور غرض سے **یدخله** داخل کریگا اسکو
جنات بہشتوں میں کہ **تجری** جاری ہیں **من تحتها الانهار** نیچے درختوں یا محلوں انکے سے نہریں پانی اور شیر اور شہد اور شراب کی
خالدین فیها ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ انکے **ابدا** ہمیشہ یہ تاکید خلود کی ہے اور مفرد لانا ضمیر کا باعتبار لفظ موصول کے ہے اور جمع لانا باعتبار
معنی کے **قد احسن الله** تحقیق نیک کیا ہی خدا نے بہشت میں **له** واسطے اس مومن نیک اور صالح کے **رزقا** روزی کو یہ بزرگی ہے اسچیز کی کہ
جو مومنین کو بہشت میں واسطے کھانے اور پینے کے ملیگی کہ جس سے ہمیشہ لذت اور مزہ پائینگے **الله الذی** خدا وہ شخص ہے کہ **خلق سبع سموات**
پیدا کیا ہی اسنے سات آسمانوں کو بعضے کو اوپر بعضے کے **ومن الارض مثلهن** اور زمین سے مثل ان آسمانوں کے یعنی مثل سات آسمانوں کے زمین
بھی سات پیدا کی ہیں بعضے نیچے بعضے کے اور حدیث سات آسمان اور سات زمین کی سورۂ ذاریات میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے گزر چکی ہے
اور فرق میان ہر آسمان میں اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا ہے اور ایسے ہی قول ہر آسمان کا ہے اور زمین کے سات طبقے ہونیکو کوئی
آیت دلالت نہیں کرتی ہی سوائے اس آیت کے **یتنزل الامر** نازل ہوتا ہی حکم خدا **بینهن** درمیان ان زمینوں اور آسمانوں کے یعنی اسکا حکم ہر آسمان

اور زمین میں جاری ہی زندگی اور موت و صحت اور مرض اور تونگری اور فقیری وغیرہ کا اور موافق حدیث امام رضا علیہ السلام کہ جو سورہ ذاریات میں گذری ہو مراد تنزل الامر بینہن سے نازل ہونا ملائکہ کا ہی درمیان آسمان و زمین کے احکام خدا کے لیکر نہایت ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا ہی **لِتَعْلَمُوْٓا** تاکہ جانو تم ای بندگان خدا **اَنَّ اللّٰهَ** یہ کہ تحقیق خدا **عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ** اوپر ہر چیز کے قادر ہے تدبیر کرنیمیں **وَّاَنَّ اللّٰهَ** اور تحقیق خدا نے حکم اپنا جاری کیا ہی ہر چیز پر تاکہ معلوم کریں **قَدْ اَحَاطَ** تحقیق احاطہ کیا ہی خدا نے **بِكُلِّ شَيْءٍ** ساتھ ہر چیز کے **عِلْمًا** باعتبار علم کے یعنی علم اسکا ہر چیز کو پہنچا ہی اس طرح سے کہ کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ہے اور نہ کوئی اسکی قدرت سے خارج ہی **سورة التحريم** یہ سورہ مدنی ہی اور بارہ آیتیں ہیں اور ثواب اسکا سورہ طلاق میں مذکور ہو گیا ہی اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی سورہ تحریم کو پڑھے حقتعالی توبہ نصوح اسکو عطا فرمائے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

اس سورہ کے نازل ہونے کے سبب میں بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے دنوں کو اپنی بیبیوں پر تقسیم کر رکھا تھا اتفاقاً ایک روز نوبت حفصہ کی تھی حفصہ نے کہا کہ یا رسول خدا میں اپنے باپ کے گھر جانا چاہتی ہوں اگر مجھکو اجازت ہو حضرت نے اسکو رخصت دی وہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور جسوقت وہ چلی گئی تو رسول خدا نے ماریہ قبطیہ کو جو مادر ابراہیم بن رسول خدا تھی اور بادشاہ اسکندریہ نے بطریق تحفہ وہ حضرت کیواسطے بھیجی تھی حفصہ کے گھر میں طلب کیا اور اپنی خدمت سے اسکو سرفراز فرمایا جسوقت حفصہ اپنے باپ کے گھر سے آئی تو دروازہ حجرہ کا بند پایا دروازہ کے باہر بیٹھ گئی یہانتک رسول خدا باہر تشریف لائے اور قطرے عرق کے روی مبارک سے ٹپکتے تھے حفصہ اس حال پر مطلع ہو کر رونے لگی اور کہا کہ یا رسول خدا لونڈی کو میرے گھر میں تم لایا اور اس سے خلوت کی اور میری حرمت نگاہ نہ رکھی اور دوسری بیبیوں کے گھر میں یہ کام نکیا حضرت نے فرمایا کہ ای حفصہ یہ لونڈی میری ہے اور خدا تعالی نے یہ مجھپر حلال کی ہی میں نے تیری خاطر سے اسکو اپنے اوپر حرام کیا لیکن یہ راز تیرے پاس امانت ہی تو اسکا ذکر کسیکے روبرو نکرنا اور کسی سے یہ امر نہ کہنا حفصہ نے قبول کیا اور درمیان اسکی اور عائشہ کے جو دوستی تھی عائشہ کے اور اپنی حجرے کے درمیان کی دیوار کو جا کر کوٹا عائشہ خبردار ہوئی حفصہ نے عائشہ سی کہا کہ اے بہن خوشخبری ہو تجھکو کہ رسول خدا نے ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا ہی ہم نے اسکی تشویش سے خلاصی پائی اور جسوقت حضرت عائشہ کے گھر میں آئے تو عائشہ نے یہ حکایت کنایہ سے حضرت کے روبرو بیان کی اور یہ سورہ نازل ہوئی کہ کسواسطے تو نے حرام کیا ہی اپنے اوپر جو کہ خدا نے تجھکو حلال کیا ہی چنانچہ فرماتا ہے کہ **يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ** اے پیغمبر عالیقدر **لِمَ تُحَرِّمُ** کسواسطے حرام کرتا ہے تو اپنی ذات پر **مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ** اس چیز کو کہ حلال کیا ہی خدا نے واسطے تیرے **تَبْتَغِيْ** طلب کرتا ہی تو اس حرام کرنیمیں حلال چیز کے **مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ** خوشنودی عورتوں اپنی کی بلکہ انکو چاہیے کہ وہ تیری خوشنودی کو اور رضامندی کو طلب کریں کہ تو پیغمبر خدا کا اور شوہر انکا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ سبب اسکے نازل ہونیکا یہ ہی کہ رسول خدا کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح کے اپنی بیبیوں کے حجروں کی گرد جاتے تھے اور بعد اسکے احکام خدا کے پہنچاتے تھے زینب دختر جحش اپنے پاس قدری شہد رکھتی تھی اور جسوقت حضرت اسکے گھر میں جاتے تو وہ انکے واسطے شربت تیار کرتی تھی اور اسکی لانے میں زیادہ دیر کرتی تاکہ حضرت اسکی گھر میں زیادہ ٹھیریں یہ حال دوسری بیبیوں کو حضرت کے بہت مکروہ معلوم ہوا عائشہ اور حفصہ نے باہم اسمیں اتفاق کر کے مقرر کیا کہ جسوقت حضرت زینب کے گھر سے شہد نوش کر کے میرے یا تیرے گھر میں تشریف لائیں تو انسے کہیں کہ حضرت کے منہ میں معافیر کی بو آتی ہی اور دوسری بیبیوں سے کہا کہ تم بھی یہی کہنا اور معافیر درخت ہیں کہ جنکی بو مکروہ معلوم ہوتی ہی اور حضرت بوئے خوش کو دوست رکھتے تھے اور بوئے بد سے نہایت پرہیز کرتے تھے تاکہ جبرئیل حضرت کے پاس آئیں تو بوئے بد کو نہ سونگھیں پس جسوقت حضرت شہد کا شربت نوش فرما کر سودہ کے پاس تشریف لائے تو سودہ نے اپنی جی میں کہا کہ سخن دروغ حضرت سے کہنا نہایت بدی ہی اسلئے اس امر کا کچھ ذکر نہ کیا اور جسوقت عائشہ کے گھر میں تشریف لائے تو عائشہ نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھکر ناک کو بند کیا حضرت نے پوچھا کہ ایسا تو نے کیوں کیا کہا کہ تم میں سے معافیر کی بو آتی ہی کہا کہ معافیر تو مینے نہیں کھایا ہی لیکن زینب کے گھر میں شہد کا شربت پیا ہے کہا کہ اسکی مکھی نے اسکا پھول چوسا ہوگا اور جسوقت حفصہ کے گھر میں تشریف لیگئے انہی بھی اپنی ناک پکڑی اور کہا کہ یہ کیا ناخوش بو ہے کہ تمھیں سے آتی ہی اور جو کچھ عائشہ نے کہا تھا وہی انہی بھی کہا جسوقت حضرت نے دو مرتبہ دو عورتوں سے یہ خبر سنی تو فرمایا کہ میں نے شہد

اپنی اوپر حرام کیا تب آیت نازل ہوئی اور فرمایا خدا نے کہ کس واسطے حرام کرتا ہے تو اُس چیز کو کہ خدا نے تجھ پر حلال کی ہے **وَاللّٰهُ غَفُورٌ** اور خدا بخشنے والا ہے
ترک کرنے پر اولی امر کے تجھکو **رَّحِيمٌ** مہربان ہے رجوع کرنے میں طرف فضل اور اولی کے اور رسول خدا نے اپنی اوپر ماریہ کو یا شہد کو جو حرام کیا تھا اُسمیں
حضرت کا کچھ گناہ نہیں ہے نہ چھوٹا نہ بڑا اسواسطے کہ عورتوں کو یا لذیذ چیزوں کو واسطے انکساری اور شکستگی نفس کے ترک کرنا بد نہیں ہے اور نہ داخل گناہ کے
بلکہ یہ امر داخل زہد اور ریاضت ہے اور وہ موجب ثواب ابدی کا ہے اور ایک زوجہ کی خاطر سے دوسری زوجہ کو طلاق دیوے تو جائز ہے کہ اسکو خطاب
کرکے کہیں کہ تونے یہ کیوں کیا ہے اور یہ مشقت کس واسطے گوارا کی اگرچہ اسنے یہ فعل جو کیا ہے قبیح نہیں ہے اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو یہ ترک اولی ہوگا نہ گناہ
اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہیں گناہوں سے اور دلیلیں عقلی اور نقلی اسپر قائم ہوئی ہیں **قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ** تحقیق کہ مقرر کیا ہے خدا نے
واسطے تمہارے ہی **تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ** کھولنا قسموں تمہاری کا یعنی جس چیز پر کہ تم قسم کھاؤ کہ اسکو میں نکرونگا اسکی واسطے ایک طریقہ ہمنے مقرر
کیا ہے کہ جسکے سبب سے اگر قسم کے مخالف کوئی کام کرو تو اُسمیں کچھ گناہ نہو اور وہ یہ ہے کہ بعد قسم کھانے کے انشاء اللّٰہ تعالی کہو اور یا یہ کہ اگر قسم کے
مخالف کام کرو اور قسم کو توڑ ڈالو تو اسکا کفارہ دیدو کہ جس چیز پر قسم کھائی ہے وہ حلال ہو جائیگی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے قسم کھائی اور قسم
کھانے سے ماریہ یا شہد حرام ہو گئے تھے اسواسطے خدا نے فرمایا کہ تو کیوں حرام کرتا ہے حلال چیز اپنے نفس کیواسطے اور طریقہ اسکی حلال ہونیکا بیان کر دیا اور حرام
نہیں ہو سکتی ہے کوئی چیز جبتک خدا حرام نکرے اور اگر کسی چیز مباح کے نہ کھانے پر قسم کھائے تو البتہ اسکا کھانا اسوقت حرام ہو جائیگا قسم کھانے سے
لیکن بعد کفارہ دینے کے پھر حلال ہو جائیگا اور کہتے ہیں کہ اگر اولی کے ترک کرنے پر قسم کھائے اور قسم کو توڑے تو پھر کفارہ بھی دینا واجب نہیں ہے اور اگر دیوے تو
مستحب ہوگا + **وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ** اور خدا کارساز تمہارا ہے یعنی وہ کام کہ جسمیں تمہاری صلاح اور درستی ہو وہ کرتا ہے اور یا یہ کہ خدا اولی ہے تمہارے
نفسوں سے **وَهُوَ الْعَلِيمُ** اور وہ جاننے والا ہے بندوں کی مصلحتوں کا **الْحَكِيمُ** حکمت والا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے موافق حکمت اور مصلحت کے کرتا ہے اور کہتے
ہیں کہ رسول خدا نے ماریہ قبطیہ کو اپنی اوپر حرام کیا اور حفصہ کو اس امر کے پوشیدہ رکھنے کی بہت تاکید کی تو فرمایا کہ ایک راز میرا اور ہے کہ تیرے روبرو اسکو بیان
کرتا ہوں اسکو بھی تو کسی سے نکہنا اور اسکی پوشیدہ رکھنے میں خیانت نکرنا یعنی اسکو کسی پر ظاہر نکرنا اور وہ یہ ہے کہ بعد میرے ابوبکر اور عمر باپ تیرا مالک اس
اُمت کے ہونگے اور بادشاہی کرینگے اور بعد انکے عثمان حکومت کریگا حفصہ یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور یہ دونوں راز حضرت کے عائشہ سے جا کر کہدیے
خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ **وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ** اور یاد کرو تم اے مومنین جسوقت راز کہا پیغمبر عالیقدر نے **إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ** طرف بعض بیبیوں
اپنی کے یعنی طرف حفصہ کے پوشیدہ کہا **حَدِيثًا** ایک بات کو کہ وہ حرام کرنا ماریہ کا اور حکومت ابوبکر اور عمر اور عثمان کی ہے اور رسول خدا نے جو فرمایا تھا کہ
ابوبکر اور عمر مالک اس امت کے ہونگے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مالک ہونا انکا حق پر تھا اور وہ خلیفہ حق تھے اسواسطے کہ رسول خدا نے اپنی بعد کی خبر دی تھی کہ بعد میرے
وہ مالک امر خلیفہ ہونگے خواہ حق پر ہوں خواہ باطل پر اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ خلیفہ میرے ہونگے اور حق پر ہونگے اور یہ کیونکر فرماتے کہ وہ حضرت جانتے تھے
بعد میرے خلفا ہونگے اور وہ حق پر نہونگے چنانچہ صحیح مسلم میں کو ہے حذیفہ سے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ بعد میرے امام اور پیشوا ہونگے کہ وہ میری
ہدایت پر اور میری سنت پر نہونگے اور سوا اسکے یہ روایت کیونکر معتبر ہو کہ وقت معرکہ خلافت ابوبکر کے کسی نے بھی ذکر نہ کیا کہ رسول خدا فرما گئے ہیں کہ بعد
میرے ابوبکر اور عمر خلیفہ اور مالک ہونگے اور نہ ابوبکر نے ذکر کیا ایسی معرکہ کی بات کا کہ جسکے شان نزول میں ایک سورہ نازل ہوا اور فدک کے صدقہ
ہونیکو فاطمہ زہرا سے ابوبکر نے بیان کر دیا کہ جسکو کسی نے رسول خدا سے نہ سنا تھا جب ایسی بات کو بیان کیا کہ جسکو کسی نے رسول خدا سے نہ سنا تھا تو ایسے معرکہ کی
بات کو کیوں نہ کہتا کہ وہ بادشاہی اور سرداری کی بات تھی اور یہی راز کے ظاہر کرنیکے مقدمہ میں فرماتا ہے کہ **فَلَمَّا نَبَّأَتْ** پس جسوقت کہ
خبر کی اس حفصہ نے عائشہ کو **بِهِ** ساتھ اس بات کے کہ جسکے چھپانیکا رسول خدا نے حکم دیا تھا **وَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ** اور ظاہر کیا اسکو خدا نے یعنی ظاہر کیا اس
پیغمبر کو خدا نے جبرئیل کے واسطے سے کہ جبرئیل نے مطلع کیا رسول خدا کو **عَلَيْهِ** اوپر اسکے کہ حفصہ نے تیری بات عائشہ سے کہدی **عَرَّفَ بَعْضَهُ** جتلایا پیغمبر
خدا نے بعضے اس بات کو حفصہ سے یعنی حفصہ سے وہ سب بات نہیں کہی جو کچھ کہ اسنے عائشہ سے کہی تھی بلکہ بعضے اسمیں سے کہی **وَأَعْرَضَ** اور منہ پھیر لیا **عَنْ**

بَعْضٍ بعضے سے یعنی بعضی بات اُمیں سے نہ کہی حفصہ سے ہر چند خدا نے تو سب بات بتلادی تھی جو کچھ کہ حفصہ نے عائشہ سے کہی تھی اور کل بات کا حفصہ سے کہنا اور بعضی بات حفصہ سے کہنی اور بعضی نہ کہنی یہ حضرت کے حلم اور کرم کی جہت سے تھا اور خیانت حفصہ کا ذکر بعضی بات کہنے سے بھی حاصل ہو گیا گو ساری بات کا ذکر نہ کیا اور کسائی نے عرف کو تخفیف سے پڑھا ہی یعنی غصہ ہوا پیغمبر حفصہ پر اور مُنہ پھیر لیا یہانتک کہ طلاق دی اُسکو **فَلَمَّا نَبَّاَهَا** پس جس وقت خبر کی پیغمبر نے اُس حفصہ کو **بِهٖ** ساتھ اُس بات کے کہ خدا نے پیغمبر کو جس پر مطلع کیا تھا **قَالَتْ** کہا حفصہ نے پیغمبر سے **مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا** کسنے خبر دی تمکو اسکی کہ حفصہ نے تیرا راز ظاہر کر دیا ہی **قَالَ** کہا پیغمبر نے کہ **نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ** خبر دی ہی مجھکو خدا جاننے والے ظاہر اور پوشیدہ کی باتوں کی نے **الْخَبِيْرُ** خبردار ہی ہر چیز سے اور منقول ہے کہ جس وقت رسول خدا کو راز کا ظاہر کرنا معلوم ہوا تو حفصہ کو طلاق دی اور اسکی باپ کے گھر اسکو بھیج دیا اسکا باپ اُسپر بہت غصہ ہوا اور کہا کہ اگر رسول خدا کے راز ظاہر کرنے میں خیر ہوتی تو وہ تجھکو طلاق کیوں دیتے اور رسول خدا اپنی بیبیوں سے جدا ہو کر ایک مہینے ماریہ قبطیہ کی غرفہ میں رہے اور اہلسنت کی کتابوں میں حفصہ کے طلاق دینے کا قصہ مذکور ہوا ہے چنانچہ استیعاب ابن عبدالبر میں عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حفصہ کو طلاق دی اور یہ خبر عمر کو پہنچی تو اُسنے اپنے سر پر خاک ڈالی اور سنن ابن داود اور صحیح نسائی میں بھی روایت ہی اور یہ جو کہتے ہیں کہ بعد اسکی رسول خدا نے پھر حفصہ سے رجوع کی یہ قول باطل ہے اسواسطے کہ بعد اسکے خدا تعالی نے مثال حفصہ اور عائشہ کے خیانت کرنیکی مقدمہ میں نوح اور لوط کی بیبیوں کیساتھ دی ہے کہ وہ پیغمبروں کی خیانت کرتی تھیں پھر رجوع کیونکر ہو سکتی ہے اور اگر بالفرض حضرت نے دنیا میں حفصہ سے رجوع کی واسطے مصلحت کے اور اسکی اقارب کے قلوب کی تالیف کیواسطے جیساکہ مشہور ہے کہ بعد رسول خدا کے نو بیبیوں میں وہ بھی داخل ہے لیکن آخرت میں صحبت رسول خدا کی نصیب نہوگی اور آپکی بدلے حضرت کو مریم اور آسیہ عطا ہونگی اور بعد اُسکے دو مومن عورتوں کو ذکر کیا ہی زن فرعون اور مریم کو باوجودیکہ زن فرعون کافر کی زوجہ تھی اور مریم کو تہمتیں بدکے بنی اسرائیل آزار پہنچاتے تھی لیکن وہ دونو خدا کی فرمانبرداری سے دست بردار نہوئیں اور عائشہ کے طلاق کو رسول خدا نے علیؑ کے سپرد کیا اور فرمایا تھا کہ میری بیبیوں میں سے جسکو تو طلاق دیوے وہ میری زوجیت کی شرف سے خارج ہو جائیگی چنانچہ اہلسنت کی کتابوں میں مذکور ہے اور مولانا طبرسی نے احتجاج میں روایت لکھی ہے کہ علیؑ نے عائشہ کو طلاق دی پس عوض میں ان دونو کے خدا تعالی آسیہ زن فرعون اور مریم مادر عیسیٰ رسول خدا کو عطا کریگا قیامت کے روز اور اب خدا تعالی نے غیبت سے طرف خطاب کے رجوع کی واسطے مبالغہ عتاب حفصہ اور عائشہ پر کہ **اِنْ تَتُوْبَآ** اگر توبہ کرو تم دو حفصہ اور عائشہ اور رجوع کرو تم **اِلَى اللّٰهِ** طرف خدا کے اور پیغمبر کے آزار دینے میں ایک دوسری کی مدد نکرو تو بہتر ہے واسطے تمہارے کہ تمنے بڑا جرم کیا ہے پیغمبر کے راز میں خیانت کر کے اور توبہ اور ندامت اس جرم سے تمپر واجب ہے کہ **فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا** پس تحقیق کج ہو گئی ہیں دل تم دونو کے اور میل کیا ہے حق سے کہ وہ محافظت راز پیغمبر کی تھی طرف باطل کے کہ وہ ظاہر کرنا اسکا ہے اور دل دونو کے دو تھے اور یہاں جو قلوب کا لفظ بصورت جمع آیا ہی یہ اسواسطے ہے کہ عرب کا دستور ہے کہ تثنیہ کو جو طرف تثنیہ کے مضاف کرتے ہیں تو مضاف کو صیغہ جمع کر دیتی ہیں اور صحیح بخاری میں مذکور ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ مدت دراز سے میں حرص میں اس امر کا تھا کہ عمر بن خطاب سے پوچھوں کہ آیہ فقد صغت قلوبکما میں کونسی دو عورتیں مراد ہیں ایکمرتبہ میں اور عمر دونو حج کیواسطے روانہ ہوئے ایکروز عمر وضو کرتا تھا اُسوقت میں عمر کے روبرو گیا اور کہا کہ اے امیر المومنین اس قول میں حقتعالی کے فقد صغت قلوبکما میں کونسی دو عورتیں مراد ہیں زہری کہتا ہی کہ عمر نے ابن عباس کے اس سوال سے بہت کراہت کی اور کہا کہ تم ایسی باتوں سے باز نہیں آتے ہو اور رنجیدہ ہو کر کہا کہ مراد اُن دو عورتوں سے حفصہ اور عائشہ ہیں اور مسند احمد حنبل میں بھی یہی مذکور ہے اور سوائے اسکی اور کتابوں میں یہ روایت بڑی طولانی ہی اور اسمیں مذکور ہے کہ طلاق تو حفصہ کو دی تھی اور غرفہ ام ابراہیم میں جانے سے مشہور ہو گیا کہ سب بیبیوں کو طلاق دی اور انتہا عتاب سے خدا تعالی حفصہ اور عائشہ کیطرف خطاب کرتا ہی کہ **وَاِنْ تَظٰهَرَا** اور اگر ایک دوسرے کی کمک کرو تم دونو ای عائشہ اور حفصہ **عَلَيْهِ** اوپر اسکی یعنی پیغمبر کے راز پہنچانے پر تو کیا ڈر ہے اور کچھہ مضائقہ نہیں ہے **فَاِنَّ اللّٰهَ** پس تحقیق خدا **هُوَ مَوْلٰىهُ** وہی مددگار اسکا اور وہی پیغمبر کی نصرت کرنیوالا ہی **وَجِبْرِيْلُ** اور جبرئیل کہ سردار ملائکہ کروبین کا ہی وہ ناصر اور مددگار اسکا ہے **وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ** اور مرد نیک تمام مومنین سے کہ وہ علی بن ابیطالب ہیں مدد کرنیوالا اسکا ہی **وَالْمَلٰٓئِكَةُ** اور ملائکہ آسمان اور زمین کے **بَعْدَ ذٰلِكَ** بعد اس نصرت خدا اور جبرئیل

روایت احتجاج علیؑ نے بحکم رسولؐ عائشہ کو طلاق دی

اور امیر المومنین کے ظَهِيرٌ مددگار ہیں پیغمبر خدا کے جس وقت کہ خدا اور جبرئیل اور امیر المومنین اور تمام ملائکہ انکی مددگار ہوں تو ای عائشہ اور حفصہ تم انکو کیا آزار
پہنچا سکتی ہو لفظ ہاں خاص ناجبرئیل کے نام کا سب ملائکہ میں سے انکی تعظیم اور مرتبہ کے سبب سے ہی کہ وہ سردار ملائکہ کے ہین کا ہی اور مقدم سب ملائکہ مقربین سے
اور لفظ ظہیر کا باوجودیکہ وہ خبر ملائکہ کی ہے اسواسطے مفرد آیا ہے کہ وہ واحد اور جمع پر دونو پر بولا جاتا ہے اسواسطے کہ وزن فعیل کا ہے اور فعیل جمع کے لئے بھی
آتا ہی جیسے کہ خلصوا نجیا اور یا یہ کہ مصدر ہے اور مصدر واحد اور جمع دونو پر بولا جاتا ہے اور مراد صالح المومنین سے علی بن ابیطالب ہین چنانچہ تفسیر ثعلبی اور تفسیر
کواشی میں اور تفسیر شواہد التنزیل میں اور حلیة الاولیا میں ہے اور سدی نے ابن عباس سے اور کلبی اور مجاہد اور ابو صالح نے بھی ابن عباس سے بھی یہی روایت کی ہے
کہ مراد صالح المومنین سے علی بن ابیطالب ہیں اور شواہد التنزیل میں سدیر صیرفی سے نقل کی ہے کہ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسولخدا نے دو مرتبہ علی بن ابیطالب
کے مرتبہ کو اپنے اصحاب کو جتلایا ایک مرتبہ تو وہ کہ فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی میں جسکا مالک ہوں تمام جمیع امور دین اور دنیا کا اسکا ایسا ہی علی مالک ہے انکی جمیع امور کا
اور دوسری مرتبہ اسوقت جتلایا کہ جسوقت نازل ہوا آیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبرئیل وصالح المومنین پس پکڑا رسولخدا صلعم نے ہاتھ امیر المومنین کا اور فرمایا کہ ای لوگو یہ ہے
صالح المومنین اور بعد اسکے خدا تعالی رسولخدا صلعم کی بیبیوں کو ڈراتا ہی اور ملامت کرتا ہے کہ عَسَىٰ رَبُّهُ قریب ہے کہ پروردگار انکا یعنی پیغمبر کا اِنْ طَلَّقَكُنَّ
اگر طلاق دیوی تمکو اے عورتو پیغمبر کی اور جمع لانا ضمیر کا تغلیبا ہی اسواسطے کہ عتاب تو فقط عائشہ اور حفصہ پر ہے نہ سب بیبیوں پر اور سب کے طلاق کو معلق شرط پر کیا
ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہی کہ ایک کو یعنی حفصہ کو بھی طلاق نہ دی ہو چنانچہ بیضاوی نے لکھا ہی یعنی عسی تو انکو پیغمبر کی کہا ہی کہ اگر تمکو طلاق دیوی تو تم سے بہتر اور بہت پیار
تمہارے بدلے میں اسکو دیوے اور سب کی طلاق واقع نہیں ہوئی ہی پس سب کی طلاق نہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہی کہ حفصہ تنہا کو بھی طلاق نہوئی ہو پس فرماتا ہی خدا کہ
اگر طلاق دیوی تمکو پیغمبر تو واجب ہے خدا پر اَنْ يُبْدِلَهُ یہ کہ بدل دیوے اسکو اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ عورتیں بہتر تمسے وہ عورتیں مُسْلِمَاتٍ
فرمانبرداری کرنیوالیاں خدا اور پیغمبر کی ہوں مُّؤْمِنَاتٍ ایمان لانیوالیاں خدا اور پیغمبر پر بہ نیت خالص ہوں قَانِتَاتٍ عاجزی کرنیوالیاں
خدا کے روبرو اور خدا اور رسولخدا کے حکم سے یا نماز پڑھنے والیاں یا باز رہنے والیاں فحش اور فعال بد سے تَائِبَاتٍ توبہ کرنیوالیاں گناہوں سے اور رجوع
کرنیوالیاں خدا اور رسولخدا کے حکم کیطرف یا ترک کرنیوالیاں خواہش نفس کو اور پشیمان ہونیوالیاں خطا اور قصور پر جو کہ انسے صادر ہو عَابِدَاتٍ
عبادت خدا کرنیوالیاں سَائِحَاتٍ روانہ ہونیوالیاں طاعت میں خدا کی اور پیغمبر کی اور یا روانہ ہونیوالیاں اور ہجرت کرنیوالیاں ساتھ پیغمبر کے کہ
جہاں پیغمبر جاوئے وہ بھی وہیں جائیں اور یا روزہ رکھنیوالیاں ثَيِّبَاتٍ شوہر دیدہ پاس گئی ہوئیں وَأَبْكَارًا اور شوہروں کے پاس نہ گئی ہوئیں
عورتیں کو ایمان الاعراب میں دونو صفتوں کے درمیان واؤ اسواسطے آیا ہے کہ یہ دونو صفتیں آپسمین خلاف ہین بخلاف اوپر کے پہلے صفتوں کے کہ وہ آپسمین جمع ہوسکتی ہیں
اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واو کو واو ثمانیہ کہتے ہیں اور ثمانیہ آٹھ کو کہتے ہیں اور عادت اہل عرب کی یہ ہے کہ سات کے بعد جو آٹھویں چیز کا ذکر کرتے ہیں تو واو کے ساتھ
اسکا ذکر کرتے ہیں اور مثل اسکی التائبون العابدون سے والناہون عن المنکر تک اور ایسے ہی قول حقتعالی کا سبعة وثامنهم کلبهم ہے اور یہی سبب ہے دروازے
دوزخ کے جو سات ہیں تو فتحت ابوابها سے پہلے واو نہ آیا اور بہشت کے دروازہ آٹھ ہیں تو اسواسطے وفتحت ابوابها سے پہلے واو آیا ہی چنانچہ سورہ زمر میں ہے
اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد شوہر دیدہ عورت سے آسیہ زن فرعون ہے اور باکرہ عورت سے مراد کہ جسنے شوہر کو نہ دیکھا ہو مریم مادر عیسی ہی کہ حقتعالی نے وعدہ
فرمایا ہے کہ دونو کو بہشت میں رسولخدا صلعم کے عقد میں لائیگا اور بہتر ہونا بدلے کی عورتوں کا پیغمبر خدا کی عورتوں سے باعتبار صفات کے کہتے ہیں اور وہ فرمانبرداری
پیغمبر کی ہی اور اسمیں سے ایک محافظت حضرت کے راز کی ہی اور جمیع صفات میں بہتر نہیں ہوسکتی اسواسطے کہ پیغمبر کی عورتیں بھی مسلمان اور مومنہ تھیں اور اب
خدا تعالی مومنین کو حکم کرتا ہی کہ اپنی اہل و عیال کو ڈراؤ اور تادیب کرو چنانچہ فرماتا ہی کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ای وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو قُوا أَنفُسَكُمْ
بچاؤ تم جانوں اپنی کو گناہ ترک کرنے سے وَأَهْلِيكُمْ اور لوگوں اپنے کو مثل فرزند اور زوجہ اور خادم وغیرہ کے حلال اور حرام کے مسائل تعلیم کرنے اور نصیحت
کرنے سے نَارًا آتش دوزخ سے کہ وَقُودُهَا النَّاسُ ایندھن اسکا اور روشن کرنیوالے اسکے آدمی ہیں کافروں میں سے وَالْحِجَارَةُ پتھر گندھک کے ہیں
کہ آگ کے روشن کرنیوالے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ بت پتھر کے ہی ہونگے جنکو کفار پرستش کرتے تھے اور حدیث میں آیا ہی کہ رحم کرے خدا اس مرد کو کہ اپنے گھر کے

لوگوں کو حکم کرے کہ ای میرے گھر والو تمکو چاہئے کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو اور زکوٰۃ کو ادا کرو اور مسکین اور یتیم اور ہمسایہ پر احسان کرو اور انپر مہربانی کرو شاید خدا تعالیٰ اُن سب کے ہمراہ بہشت میں جمع کرے اور عذاب سے سبکو رہائی دے اور روایت میں آیا ہے کہ بہت سخت عذاب قیامت کے روز اُس شخص کو ہوگا کہ جو کوئی اپنی اہل و عیال کو جاہل رکھے اور مسائل دین اُنکو تعلیم نکرے اور منقول ہے کہ جسوقت کوئی گناہوں سے پرہیز کرے اور واجبات کو ادا کرے اور اپنی اہل و عیال کو گناہوں سے باز رکھے اور طاعت و عبادت پر انکو قائم رکھے تو قیامت کے دن وہ کہینگے اُسکو کہ خدا ہماری طرف سے جزائی خیر دے کہ دنیا میں تونے ہمکو تعلیم کیا اور خدا کے حکموں کو بجالانیکو ہمپر تاکید کی اور بد کاموں سے تونے ہمکو منع کیا اور اُسکے سبب سے آج تیرے اور ہمکو بچایا ہے دوزخ کے عذاب سے پس وہ مع اہل و عیال اپنی کے بہشت کیطرف روانہ ہوا اور بہشت کی نعمتوں سے وہ ابد الآباد فائدہ اُٹھائیں اور اگر اپنی اہل و عیال کو تعلیم نکیا ہو تو قیامت کے روز وہ اُسکو کہینگے کہ خدا ہماری طرف سے تجھکو جزائی خیر مت دیوے کہ تونے ہمکو تعلیم نکیا اور نیکی کرنیکا ہمکو حکم ندیا اور برے کاموں سے تونے ہمکو منع نکیا اور ہمکو تونے ہمیشہ کی ہلاکت و عذاب میں ڈالا پس اُسکو مع اہل و عیال اُسکے کے دوزخ میں لیجائیں اور حضرت صادق ع نے فرمایا ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو ایک شخص مسلمانوں سے بیٹھکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں اپنی اہل و عیال کو بہت تکلیف دی اور انکو تعلیم کیا کہ میں عاجز ہوگیا اور رسولخدا نے فرمایا کہ کفایت کرتا ہے تجھکو بھی کہ تو انکو حکم کرے جو کچھ کہ تو اپنی نفس کو حکم کرتا ہے اور منع کرے تو انکو اُس کام سے کہ جس سے تو اپنی نفس کو منع کرتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت صادق سے ایک شخص نے کہا میں اپنے نفس کو نگاہ رکھ سکتا ہوں پر کیسے اپنی اہل و عیال کو کیونکر نگاہ رکھوں فرمایا حکم کر تو انکو جو کچھ کہ خدانے حکم کیا ہے اور منع کر تو انکو اُس کام سے کہ جس سے انکو خدا نے منع کیا ہے پس اگر انہوں نے تیرے کہنے پر عمل کیا ہے تو تونے انکو نگاہ رکھا اور اگر انہوں نے تیرا کہنا نمانا تو تونے ادا کیا جو کچھ کہ تیرے اوپر واجب تھا اور اس آتش دوزخ کا حال بیان کرتا ہے خدا تعالیٰ کہ جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں کہ عَلَيْهَا اوپر اُس آگ کے مَلٰٓئِكَةٌ فرشتے ہیں کہ وہ موکل ہیں آتش دوزخ پر غِلَاظٌ سخت کلام دوزخیوں پر شِدَادٌ سخت کار اور قوی اور زبردست عذاب کرنے پر اور درد پہنچانے پر اور غصہ والے اور بیرحم دوزخیوں پر اور ایسے ہیں کہ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ نہ نافرمانی کریں خدا کی مَآ اَمَرَهُمْ اُس امر میں کہ حکم کرے وہ انکو وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ اور کرتے ہیں وہ جو کچھ کہ حکم کیے جاتے ہیں اور کچھ ڈھیل اُسکی بجالانے میں نہیں کرتے اور پہلے جملہ سے مراد یہ ہے کہ کفار کے عذاب کرنے سے جو کچھ خدا انکو فرمائے تو نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور یا یہ کہ خدا کے حکموں کو قبول کرتے ہیں اور لازم پکڑتے ہیں اور اُس سے انکار نہیں کرتے ہیں اور دوسرے جملہ سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ زمانہ آئندہ میں انکو حکم فرمائے تو اُسکو بجالاتے ہیں اور یا یہ کہ اُس کام کو کرتے ہیں کہ جسکا انکو حکم ہوتا ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے ملائکہ کے معصوم ہونے پر ہر گناہ سے اور پھر روز کفار کو کہا جائیگا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اے وہ لوگو کہ کافر ہوئے ہو لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ نہ عذر کرو تم آجکے روز کہ عذر تمہارا قبول نہوگا اور کچھ فائدہ نہیں بخشتا ہے اور منقول ہے کہ جسوقت دوزخ کے فرشتے کفار کو دوزخ کے کنارہ پر لائیں تو وہ عذر کرنا شروع کریں اور عذر کرکے خواہش خلاصی کی کریں حقتعالیٰ زبانی فرشتوں کی انکو کہے کہ اے کافرو عذر مت کرو کہ عذر تمہارا قبول نہیں ہے اسواسطے کہ دنیا میں ہمنے تمہارے پاس کتابیں اور پیغمبر بھیجے اور تمکو ہم نے ڈرایا لیکن تمنے قبول نکیا پس آجکے روز تمہارا کوئی عذر باقی نہیں ہے تاکہ اُسکی وسیلہ سے اپنے تئیں عذاب سے رہائی دو اِنَّمَا تُجْزَوْنَ سوائے اسکی نہیں کہ بدلا دیے جاؤگے مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جو کچھ کہ تم عمل کرتے تھے دنیا میں کہ کفر اور گناہ کرتے تھے اور اب مومنین کیطرف خطاب کرتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا اور پیغمبر پر تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ توبہ کرو تم طرف خدا کے گناہوں سے تَوْبَةً نَّصُوْحًا توبہ خالص خاص واسطے خوشنودی خدا کے کہ پھر گناہ کرنیکا ارادہ نکرو اور حضرت صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی پوچھے گئے فرمایا کہ بندہ توبہ کرے اور پھر گناہ نکرے اور دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا توبہ نصوح یہ ہے کہ باطن آدمی کا اُسکی ظاہر کے مانند بلکہ افضل اُس سے ہو اور فرمایا کہ جسوقت توبہ کرے بندہ توبہ نصوح تو دوست رکھیگا اُسکو خدا پس وہ ڈالدیگا اُسپر ستر دنیا اور آخرت میں کسی نے پوچھا کہ کیونکر پردہ ڈالدیگا اُسپر فرمایا کہ وہ فرشتے کہ جو اُسکے اعمال کو لکھتے ہیں اُنکی گناہ اُنکے بھلادیگا اور اُسکی اعضا پر وحی کریگا کہ اُسکی گناہوں کو چھپاؤ اور وحی کریگا اُس زمین پر کہ جسپر وہ گناہ کرتا تھا کہ چھپاوے تو ان گناہوں کو کہ جو وہ کرتا تھا پس ملاقات کریگا وہ خدا سے اسطرح سے کہ اُسپر کوئی گناہ نہوگا کہ جسکی گواہی دے کوئی اور معاذ بن جبل نے رسولخدا صلعم سے پوچھا کہ حقیقت توبہ نصوح کی کیا ہے فرمایا کہ توبہ کرے توبہ کرنیوالا اسطرح سے کہ پھر گناہ کیطرف رجوع نکرے جیسے شیر پستان

کیطرف رجوع نہیں کرتا ہی بعد وہ ہنے کے اور بعضے کہتے ہیں کہ توبہ نصوح سے مراد توبہ نصیحت کرنیوالی ہی آدمی کے نفس کو اور بعضے کہتے ہیں کہ توبہ نصوح سے مراد یہ ہے
کہ گناہ ہمیشہ توبہ کرنیوالے کے پیش نظر ہوا اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام ایک اعرابی سے سنا تھا کہ کہتا تھا ای خدا میں نے توبہ کی اور بخشش چاہتا ہوں میں
تجھسے گناہوں سے یہ سنکر اسکو فرمایا کہ ای شخص زبان جلدی جلدی توبہ کرنی توبہ جھوٹونکی ہے اس شخص نے کہا کہ یا امیر المومنین پھر توبہ کیا ہی فرمایا کہ توبہ
چھہ چیزیں جمع کرتی ہی اوّل تو پشیمانی گناہوں گذشتہ پر دوسرے جو فرائض مثل نماز اور روزہ وغیرہ کے نہیں کئے گئے ہیں انکو بجا لائے تیسرے آدمیوں کے حقوق جو اپنے
ذمہ رکھتا ہی انکو ادا کرے اور ان لوگونکو پہنچادے چوتھے بحل کرانا ان لوگوں سے کہ جنکا اپنے ذمہ کچھہ رکھا ہی یا کسیکو ستایا ہی یا کسیکی غیبت کی ہی پانچواں ارادہ
مصمم ہو کہ پھر گناہ نکرے چھٹے یہ کہ اپنے نفس کو گلادے طاعت خدا میں جیسے کہ اسکو پرورش کیا ہی خدا کی نافرمانبرداری میں اور چکھائے اسکو تلخی طاعتوں کی
جیسے کہ چکھائی ہی اسکو شیرینی گناہونکی اور شبہہ نہیں ہے یہ کہ توبہ کامل ہے اور حقیقت میں توبہ یہی ہی کہ گزشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ گناہ نکرنیکا
عزم بالجزم ہو اور حقوق خدا اور حقوق ناس کو ادا کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ نصوح ایک آدمی کا نام تھا اسنے توبہ خالص کی تھی اسکی توبہ کیلئے خدا فرماتا ہے
کہ توبہ کرو تم مثل توبہ نصوح کے اس صورت میں توبہ مضاف ہوگا طرف نصوح کے بلکہ مثل کا لفظ بھی مقدر جاننا ہوگا توبہ کے لفظ سے پہلے اور ابن مسعود سے
منقول ہی کہ توبہ نصوح ہر گناہ کو پوشیدہ کرتی ہی جو کہ توبہ کرنیوالے سے صادر ہوا ہے اور کہا کہ وہ قرآن میں جو ہے یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ
توبۃ نصوحا **عَسٰی رَبُّکُمْ** قریب ہے پروردگار تمہارا جسوقت کہ تم توبہ کرو **اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ** یہ کہ پوشیدہ کرے وہ تمسے **سَیِّاٰتِکُمْ** گناہ
تمہارے **وَیُدْخِلَکُمْ** اور داخل کریگا وہ تمکو **جَنّٰتٍ** بہشتوں میں کہ ہمیشہ **تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ** جاری ہیں نیچے درختوں انکے سے
نہریں **یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ** جسدن کہ نہ رسوا کریگا خدا پیغمبر کو عذاب کرکے اور اسکی شفاعت کو قبول نکرکے بلکہ اسکو نہایت معزز اور
مکرم کریگا اور واسطے بخشش گنہگاران امت کے تاج شفاعت کا انکے سر پر رکھیگا **وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ** اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وہ ہمراہ اُس
نبی کے اسکا عطف نبی پر ہے یعنی جسدن کہ نہ رسوا کریگا خدا پیغمبر کو اور ان لوگونکو کہ ایمان لائے ہیں وہ ہمراہ اسکے اسواسطے کہ مومنین بھی ہمیشہ بہشت میں
ہونگے اور بعضے کہتے ہیں کہ والذین آمنوا معہ مبتدا ہی اور خبر اسکی بعد اسکے یہ قول خدا کا ہی کہ **نُوْرُهُمْ یَسْعٰی** نور مومنین کا کہ جو عطا کریگا انکو
خدا دوڑتا ہوگا **بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ** آگے آگے انکے **وَبِاَیْمَانِهِمْ** اور ساتھ دست راست انکی کے جسوقت کہ صراط پر سے گزریں اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ نور سے مراد ائمہ مومنین ہیں یعنی دوڑتے ہونگے امام مومنین کے آگے مومنین کے اور دست راست مومنین کے اور انکو ہمراہ لیکر بہشت میں
داخل کرینگے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص کیواسطے اس روز نور ہوگا اسی نجات پائیگا اور ہر مومن کیواسطے اسقدر نور ہوگا **یَقُوْلُوْنَ**
کہتے ہیں وہ مومنین کہ **رَبَّنَا** ای پروردگار ہمارے **اَتْمِمْ لَنَا** تمام کر تو واسطے ہمارے **نُوْرَنَا** نور ہمارے کو یعنی توفیق طاعت کی دے تو ہمکو کہ سبب
حاصل کرنے نور کا ہی **وَاغْفِرْ لَنَا** اور بخش دے تو واسطے ہمارے گناہوں ہمارے کو اور انکے سبب سے ہمکو ہلاک مت کر **اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ**
تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہی توفیق دینے پر اور گناہونکے بخشنے پر اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جسوقت صراط پر سے گزرینگے تو نور منافقونکا
جاتا رہیگا اور مومنین خوف کرینگے کہ ایسا نہو کہ نور ہمارا بھی جاتا رہی یا کم ہو جائے اسواسطے کہ وہ دعا کرینگے کہ ای پروردگار ہمارے تمام کر تو واسطے ہمارے نور ہمارا اور
اسکو کم مت کر یہانتک کہ ہم صراط پر سے گزر جائیں اور کفار اور منافقین جو باوجود ان نصیحتوں کے غفلت سے بیدار نہیں ہوتے تھے اس سبب سے خدا تعالی بعد اسکے
فرماتا ہی کہ **یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ** ای پیغمبر بلند قدر **جَاهِدِ الْكُفَّارَ** جہاد کر تو کافروں پر تلوار سے **وَالْمُنٰفِقِیْنَ** اور منافقوں پر جہاد کر تلوار سے
یا انکار اظہار کرکے اور یا انپر حدیں قائم کرکے اور کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں منافقوں پر حدیں بہت جاری ہوتی تہیں اسواسطے کہ وہ ممنوع چیزونکو بہت حاصل
کرتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے اسکو جاہد الکفار بالمنافقین پڑھا ہی یعنی جہاد کر تو کافروں سے منافقین کے ساتھ ہو کر اور فرمایا کہ رسول خدا نے منافقین پر
کبھی جہاد نہیں کیا ہی اور دوسری حدیث میں ہے کہ علی نے منافقوں پر جہاد کیا ہے **وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ** اور سختی کر تو اوپر ان کافروں اور منافقوں کے اور چشم پوشی
اور نرمی انکے ساتھ مت کرو **وَمَاْوٰىهُمْ** اور جگہہ رہنے ان کافروں اور منافقونکی اگر ایمان نلائیں اور مومن خالص نہو جائیں تو **جَهَنَّمُ** دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ اور بری جگہہ پھرنیکی ہی وہ دوزخ آور اب تمثیل بیان کرتا ہی کافروں اور منافقوں کی واسطے قصہ زن نوح اور زن لوط کے ساتھ
اور اسمیں کنایہ ہی حفصہ اور عائشہ کے واسطے نوح اور لوط عورتوں کے قصہ کے بیان میں کہ صحبت پیغمبر کی کچھہ کام نہیں آتی ہی جسوقت کہ
پیغمبر کی مخالفت اختیار کرے اور اسکی آزار پہنچانے پر تیار ہو چنانچہ فرماتا ہی کہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا بیان کی خدا نے لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا
واسطے ان لوگونکی کہ کافر ہوئے اور وہ مثل امْرَاَتَ نُوْحٍ عورت نوح کے ہی کہ واعلہ نام رکھتی تھی وَامْرَاَتَ لُوْطٍ اور عورت لوط کی کہ
واہلہ یا وآلعہ نام رکھتی تھی كَانَتَا تھی وہ دونو عورتیں تَحْتَ عَبْدَيْنِ نیچے حکم دو بندوں یعنی نکاح میں دو بندوں کی مِنْ عِبَادِنَا
بندوں ہمارے میں سے کہ صَالِحَيْنِ نیک تھے وہ دونو بندے نوح اور لوط فَخَانَتٰهُمَا پس خیانت کی ان دونو عورتوں نے ان دونو بندونکی
کفر اور نفاق کے ساتھ نہ زنا کے ساتھ سو واسطے کہ عورتیں انبیا کی اس فعل بد سے پاک ہیں اور منقول ہے کہ زن نوح اپنی قوم سے جاکر کہتی تھی کہ نوح دیوانہ ہی اور
احوال اسکا میں خوب جانتی ہوں کہ ہمیشہ اسکی پاس رہتی ہوں اور زن لوط نے لوط کے مہمانوں کی خبر اپنی قوم کو جاکر دی تاکہ مہمانوں کو رنج میں کریں اور
جو کوئی ایمان لاتا اسکی خبر قوم کے پہنچونکو جاکر کرتی تھی وہ اسکو پکڑ کر لیجاتے اور مارتے فَلَمْ يُغْنِيَا پس نہ دور کیا لوط اور نوح نے عَنْهُمَا ان دونو
عورتوں سے حق صحبت کی جہت سے مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا عذاب خدا سے کسی چیز کو یعنی اسقدر مدت تک کہ انکی صحبت میں وہ دونو عورتیں رہیں اور انکی
زوجہ اور ہمنشین اور ہمدم تھیں لیکن ان دونو پیغمبروں کی رات اور دن کی صحبت نے ان عورتونکو کچھہ فائدہ نہ بخشا آخر عذاب خدا میں گرفتار ہوکر دوزخ میں
داخل ہوئیں وَقِيْلَ اور کہا گیا ان دونو عورتونکو بعد گرفتار ہونے عذاب کے کہ ایک تو غرق ہوئی اور دوسری پر پتھر برسے اور یا یہ کہ قیامت کے روز
کہا جائیگا کہ ادْخُلَا النَّارَ داخل ہو تم آتش دوزخ میں مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ہمراہ داخل ہونیوالوں دوزخ کے کفار میں سے پس جو کوئی کہ پیغمبر
کی مخالفت کرے اور اسکو آزار پہنچاوے اس سے عداوت کرے یا اسکی قریبوں سے عداوت رکھے اور یا اسکی راز کو ظاہر کرے اور اگرچہ وہ اسکی زوجہ ہووے اسکو پیغمبر
کی صحبت کا کچھہ فائدہ نہیں ہے اور حال اسکا ایسا ہے جیسے زن نوح اور زن لوط کا حال اور بلا شبہہ یہ تمثیل بعد اتفاق حفصہ اور عائشہ کے ایذائی پیغمبر پر
نہایت خوف دلانیکے واسطے ہے بہت سخت وجہہ کے ساتھ کہ جسمیں ذکر کفر کا ہی آور بعد اسکے دوسری تمثیل بیان کرتا ہے خالص مومنوں کے واسطے چنانچہ فرماتا ہی
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور بیان کیا ہے خدا نے مثل کو لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں اور وہ مثل امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ
عورت فرعون کی ہی یعنی آسیہ دختر مزاحم کہ ایمان خالص کی جہت سے بہشت کے بلند درجوں میں پہنچی اور فرعون کی صحبت نے اسکو کچھہ ضرر نکیا جیسے کہ نوح
اور لوط کی نیکی اور برگزیدگی نے انکی عورتونکو کچھہ فائدہ نہ بخشا اور کہتے ہیں کہ آسیہ حضرت موسیٰ کی پھوپھی تھی آور منقول ہی کہ جسوقت زمانہ فرعون میں جادوگروں
نے جادو اپنا دکھلایا اور حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈالا اور وہ اژدہا ہوگیا اور انکے جادوگروں نے جو لاٹھیاں اور رسیاں ڈالکر سانپونکی طرح
دکھلائے تھے وہ عصا اژدہا بنکر سبکو نوالہ کر گیا تو یہ حال دیکھکر آسیہ ایمان لائی اور ایک مدت تک اسنے ایمان اپنا فرعون سے پوشیدہ رکھا اور جسوقت فرعون اسکے
ایمان پر مطلع ہوا تو اسکو کہا کہ موسیٰ کے دین کو ترک کر وہ اس دین سے نہ پھری اسکو دہوپ میں ڈالدیا حقتعالی نے ملائکہ کو فرمایا کہ اسکی اوپر اپنے پروں سے سایہ کرو
اور بعد اسکی فرعون نے حکم دیا کہ اسکے سینہ پر بڑا سا پتھر رکھیں آسیہ نے جسوقت وہ پتھر دیکھا تو دعا کی درگاہ خدا میں اور فرعونیوں سے اپنی نجات چاہی اور
اور بہشت میں اپنے داخل ہونیکی درخواست کی خدا تعالی سے جیسے کہ فرماتا ہی خدا تعالی اِذْ قَالَتْ یاد کر تو جسوقت کہ کہا آسیہ نے رَبِّ ابْنِ لِيْ
ای پروردگار میرے بنا تو واسطے میرے عِنْدَكَ نزدیک اپنے بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ایک گھر بیچ بہشت کے اور اپنی قرب میں مجھکو جگہہ دے وَنَجِّنِيْ اور نجات
دے تو مجھکو مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ فرعون سے اور کردار بد اسکے سے کہ کفر اور ظلم ہے بدون جرم کے وہ عذاب کرتا ہے وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ
اور نجات دے تو مجھکو قوم ظالموں کی سے کہ وہ قبطی ہیں فرعون کی قوم کے آدمی آور کہتے ہیں کہ حقتعالی نے اسکی جان کو قبض کیا اور پتھر اسکے بدن پر
آیا اور آسیہ نے فرعون کے عذاب کا درد نہ چکھا آور بعضی تفسیروں میں مذکور ہے کہ حقتعالی اسکو آسمان پر لیگیا مع اسکی بدن کے اور اب وہ بہشت میں ہے اور بہشت
کی نعمتوں کو کھاتی پیتی ہے آور یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اس امر پر کہ کسی کی نیکی دوسرے آدمی کو فائدہ نہیں بخشتی ہی کہ کسی شخص کے نیک ہونیسے دوسرے آدمی کو فائدہ پہنچے

اور ایک شخص کی بی بی دوسرے شخص کو ضرر پہنچا سکتی ہی اور دوسری مثل کو بیان کرتا ہی **وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ** اور مریم بیٹی عمران کی ہی **الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا** جسنے نگاہ رکھا فرج اپنی کو حرام سی **فَنَفَخْنَا فِيهِ** پس پھونکا ہمنے بیچ فرج اسکی کے یا اسکی گریبان میں یا بیچ آستین میں **مِنْ رُوحِنَا** روح اپنی سے کہ پیدا کیا تھا ہمنے اس روح کو یعنی جبرئیل کو ہمنے حکم کیا کہ روح کو اسمیں پھونکی اور مسیح اس سے پیدا ہوا **وَصَدَّقَتْ** اور سچا جانا اور تصدیق کی اسکی مریم نے **بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا** ساتھ باتوں پروردگار اپنے کے یعنی جو احکام کہ انجیل سے پہلی انبیا پر جبرئیل لایا تھا اسکی اسنے تصدیق کی اور اعتقاد کیا **وَكُتُبِهِ** اور تصدیق کی ساتھ کتابوں اسکی کے کہ انکو سچا جانا اور انکا اعتقاد کیا جو کتابیں کہ انجیل سے پہلی انبیا پر نازل ہوئی تھیں اور بعضے وکتابہ پڑھتے ہیں اور مراد اس کتاب سے انجیل لیتے ہیں **وَكَانَتْ** اور تھی وہ مریم **مِنَ الْقَانِتِينَ** فرمانبرداروں میں سے خدا کی اور دیا ہمیشہ عبادت کرنیوالوں اور وظیفہ پڑھنے والوں میں سے اور قانتین کہ جمع مذکر کے صیغہ سے تغلیباً آیا ہی اور اشارہ طرف اس امر کے کہ طاعت مریم کی کامل مردوں کی طاعت سے کم نہیں ہے اور دیا یہ کہ مریم کے باپ دادا قانتین تھے صلاح اور تقوی سے آراستہ اور مریم انکی پیدا ہوئی اور مریم اولاد میں ہارون برادر موسیٰ کے تھی اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہی کہ وقت نزع خدیجۃ الکبریٰ کے رسول خدا صلعم اسکی پاس گئے اور فرمایا کہ اے خدیجہ میں کراہت رکھتا ہوں اس حال وشدہ سے جو تجہپر نازل ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کراہت کے ضمن میں بہت سے خیر کا ارادہ کیا ہے اور جسوقت تو اپنی سوتوں کے پاس پہنچے تو انکو میرا سلام پہنچا خدیجہ نے کہا کہ یا رسول خدا سوتیں میری کون ہیں فرمایا کہ مریم دختر عمران اور آسیہ دختر مزاحم اور کلیمہ یا حلیمہ خواہر موسیٰ اور شہو نام خواہر موسیٰ کا کلثم ہے اور یہی من لا یحضرہ الفقیہ کی روایت میں ہے اور ابو موسیٰ نے رسول خدا سے روایت کی ہی کہ مردوں میں سے بہت کامل ہوئے لیکن عورتوں میں سے کامل نہیں ہوئی ہیں مگر چار عورتیں آسیہ دختر مزاحم زوجہ فرعون اور مریم دختر عمران اور خدیجہ دختر خویلد اور فاطمہ بنت محمدؐ اور فرمایا ہی حضرتؐ نے کہ افضل بہشت کی عورتوں کی چار ہیں خدیجہ دختر خویلد اور فاطمہ دختر محمدؐ اور مریم دختر عمران اور آسیہ دختر مزاحم زن فرعون اور مقاتل مفسر اہلسنت سے منقول ہے کہ حقتعالیٰ نے اس تمثیل میں حکم کیا ہی حفصہ اور عائشہ کو کہ تم مانند زن نوح اور زن لوط کی مت ہو خیانت کرنے میں بلکہ مانند زن فرعون اور مریم کے ہو فرمانبرداری میں اور صاحب کشاف کہتا ہی کہ اس تمثیل کے ضمن میں کنایہ ہی حفصہ اور عائشہ کی طرف اس سورہ کے اول میں ذکر ہوا ہے اور عتاب ہے اس امر پر کہ جو ان سے صادر ہوا کہ انہوں نے باہمیں اتفاق کرکے اور ایک نے دوسری کی مدد کرکے پیغمبر خدا صلعم کو آزار پہنچایا ہی

سُورَةُ الْمُلْكِ یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں اکتیس آیتیں ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے قیامت کے روز نجات پائے اور ملائکہ کے پروں پر بیٹھا ہوا اور حسن میں مشابہ یوسف کے حسن کے مانند ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ سورۃ الملک مانعہ ہی اسواسطے کہ منع کرتی ہی اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے اور توریت میں بھی نام اسکا سورۃ الملک ہے جو کوئی اس سورہ کو شب کو پڑھے تو برکت والا ہو جائے اور خوش حال اور فراہی ہو اور اسکو غافلوں میں سے نہ لکھیں اور میں اس سورہ کو بعد نماز عشا کے پڑھتا ہوں اور جو کوئی اس سورہ کو شب و روز میں تلاوت کرے جسوقت قبر میں کہیں تو منکر اور نکیر اسکے سر کی طرف سے آئیں اور پاؤں اسکے گویا ہو کر کہیں کہ تمہارا اسپر قابو نہیں ہے اسواسطے کہ یہ بندہ پائیں رہتا اور جب پر کھڑا ہوتا تھا اور سورۃ الملک پڑھتا تھا ہر شب روز اور جسوقت اسکی شکم کی طرف سے آئیں تو شکم انکو کہے کہ تمہارا قابو اس بندہ پر نہیں ہے اسواسطے کہ مجھکو اس بندہ نے ظرف سورۃ الملک کا کیا تھا اور جسوقت وہ اسکی زبان کی طرف سے آئیں تو وہ انکو کہے کہ تمکو اس بندہ پر کوئی راہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ سورۃ الملک پڑھتا تھا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ تبارک الذی بیدہ الملک نماز فرض میں پڑھے سونے سے پہلی وہ شخص ہمیشہ حفظ خدا میں ہو صبح تک اور قیامت کے روز خدا کے امن میں رہے یہانتک کہ بہشت میں داخل ہوا اور اس سورہ کو منجیہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ نجات دینے والی ہے اور سورہ واقیہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ نگاہ رکھنے والی ہو عذاب قبر سے چنانچہ رسول خداؐ نے فرمایا ہی انہا واقیۃ من عذاب القبر **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ تَبَارَكَ** بابرکت اور بزرگ اور بلند ہے صفات مخلوقات سے اپنی ذات اور صفات میں **الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ** وہ شخص کہ بیچ ہاتھ قدرت اسکی کی ہے بادشاہی دنیا اور آخرت کی اور جمیع امور میں اسکا تصرف ہے اسواسطے کہ اسکا علم اور قدرت ہر چیز کو گھیرے ہوئی ہے اور تمام موجودات کے طرف اسکو نسبت برابر ہے **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ** اور وہ اوپر ہر چیز کے آمادہ کرنے

ع ۵ / ۲ ۲۰

سورۃ الملک مکیۃ

آیاتہا ۳۰

قَدِیْرٌ قدرت رکھنے والا ہے اسواسطے کہ کل ممکنات اسکی زیر قدرت ہیں الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وہ خدا کہ پیدا کیا ہی اسنے موت کو وَالْحَیٰوۃَ
اور زندگانی کو یعنی اندازہ کیا ہی موت اور زندگانی کا اور کہتے ہیں کہ مراد موت اسونکی ہی دنیا میں اسے زندگانی انکی آخرت میں یا موت نطفہ ہی
اور زندگانی اسمیں روح کا داخل کرنا ہی اور کہتے ہیں کہ مراد اس موت سے ہر جو کہ بعد زندگانی کے ہی اور اس صورت میں مقدم کرنا موت کا حیات پر اسواسطے
ہی کہ موت تمھر زیادہ نزدیک ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہی کہ خدا نے زندگانی کو موت سے پہلے پیدا کیا ہی اور فرمایا کہ زندگانی اور
موت خدا کی مخلوقات میں سے ہیں پس جسوقت موت آئی اور انسان میں داخل ہو تو انسان کی جس چیز میں داخل ہوا اسمیں سے زندگانی نکلجاتی ہی اور
ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا تعالی نے موت کو گوسفند کی صورت میں پیدا کیا ہی اور وہ جس چیز پر گذرے اور بو اسکی جس چیز کو پہنچے وہ مرجاتا، اور زندگی
گھوڑی کی صورت میں پیدا کیا ہی اور وہ جس چیز پر گزرتی ہی اور بو اسکی جس چیز کو پہنچتی ہی وہ زندہ ہوجاتی ہی اور بعضے تفسیروں میں لکھا ہی کہ موت و حیات
دو نو ایک کیفیت موجودہ ہیں اور نسبت انمیں تضاد کی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اسجگہ موت و حیات سے دنیا اور آخرت ہی یعنی حقتعالی نے دنیا اور
آخرت کو پیدا کیا ہی لِیَبْلُوَکُمْ تاکہ آزمائی تمکو اے بندو یعنی تمسے معاملہ آزمانیوالونکا سا کرے ہر دو ارفنا میں اَیُّکُمْ کہ کونسا تمہارا اَحْسَنُ
عَمَلًا زیادہ نیک ہے باعتبار عمل کے عملًا تمیز واقع ہوا ہے یعنی تاکہ ظاہر ہو خلوص تمہارا کونسا زیادہ خالص ہے عمل میں اور کونسا خالص واسطے رضامندی
خدا کے عمل کرتا ہی اور کون سب واجبات کو بجالاتا ہی اور سب حرام امور سے پرہیز کرتا ہی اور کسکی پرہیزگاری زیادہ ہی اور کون طاعت و عبادت خالص
خدا میں زیادہ مشغول ہوتا ہی اور رسولخدا سے احسن عملا کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ نیک زیادہ عمل ہی اور تمام تر عقل میں اور زیادہ سخت خدا کے
خوف میں اور جس چیز کو خدا نے حکم کیا ہی اور منع کیا ہی اسمیں بہت نیک ہو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد اس سے یہ نہیں ہے کہ زیادہ عمل ہو
بلکہ زیادہ نیک اور خالص یا وہ عمل ہو اور نیت صادقہ ہو اور باقی رکھنا عمل کا یعنی یہ ارادہ نہو کہ کوئی اس عمل میں تعریف میری کرے یہانتک کہ خالص
ہوجاوے اور عمل خالص یہی ہے کہ جسپر ارادہ تعریف چاہنے کا نہو سوائے خدا کے کسی سے اور نیت افضل ہے عمل سے اسواسطے کہ حقیقت میں نیت ہی عمل ہے اور بعد اسکے
یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ یعنی کہدو کہ ہر ایک عمل کرتا ہی اوپر نیت اپنی کے خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالی نے تمکو زندگانی بخشی تاکہ قادر
ہو تم عمل نیک پر اور موت کو تمپر غالب کیا تاکہ اعمال بد پر عمل نیک کو اختیار کرو اسواسطے کہ بعد اسکے پھر زندہ ہونا اور جزائے اعمال پانی ہی اور واقع ہونا اسکا ضروری ہے
وَھُوَ الْعَزِیْزُ اور وہ غالب ہے بدلا لینے میں گنہگاروں سے پس کوئی عمل بد کرنیوالا اسکو عاجز نہیں کرسکتا ہے الْغَفُوْرُ بخشنے والا گنہگاروں کو بعد توبہ کے
الَّذِیْ خَلَقَ جسنے پیدا کیا ہی سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمانوں کو طِبَاقًا پرت پرت ایک اوپر دوسرے کے اور یہ حال واقع ہوا ہے
اسم فاعل کے معنی میں اور جمع طبق کی ہی یا طبقہ کی اور اس صورت میں مضاف اسکا محذوف ہوگا یعنی ذات طباق اور کعب الاحبار سے منقول ہے کہ آسمان
اول ایک موج ہی استوار اور دوسرا سفید موتی کا ہی اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا دھات کا ہے اور پانچواں چاندی کا ہی اور چھٹا زبرجد کا ہے اور ساتواں
یاقوت سرخ کا ہی اور ساتویں آسمان سے عرش تک سات حجاب ہیں اور ہر حجاب میں صحرا اور بیابان ہے نور کا کہ نہایت کو اسکی خدا جانتا ہی اور نام اس فرشتہ کا جو
ان حجابوں پر موکل ہے قیطاطروس ہے اور ان آسمانوں کی مضبوطی بیان کرتا ہے مَا تَرٰی نہیں دیکھتا ہے تو اے بندہ فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ بیچ
پیدا کرنے خدا کے آسمانوں کو مِنْ تَفٰوُتٍ کوئی اختلاف و خلل اور کجی اور بگاڑ بلکہ سب سیدھی اور درست اور برابر اور آپس میں مناسب اور مضبوط اور صاف
اور منتظم ہیں موافق مصلحت اور حکمت کے اور رحمٰن کا ذکر کرنا ضمیر کی جگہہ واسطے تعظیم کے ہی اور اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ اپنے تفضل اور رحمت کے واسطے مخلوقات کے
پیدا کئے ہیں فَارْجِعِ الْبَصَرَ پس پھیر تو بینائی کو اور نظر کر تو اپنی آنکھوں کو کھولکر طرف انکے دوبارہ ھَلْ تَرٰی کیا دیکھتا ہے تو مِنْ فُطُوْرٍ
کوئی شگاف اور خلل یعنی اگر تجھکو شبہہ ہو ہماری خبر کرنے میں کہ انمیں کوئی اختلاف و خلل نہیں ہے تو دوبارہ انمیں خوب نظر کر ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ پھر پھیر
تو بینائی کو اور نظر کر غور سے طرف آسمانوں کے کَرَّتَیْنِ مکرر اور مراد مکرر دیکھنے سے کثرت سے دیکھنا ہے یعنی کئی مرتبہ ایک مرتبہ بعد دوسرے مرتبہ کے اور کرتین
منصوب علی المصدریہ ہی اور جسوقت بہت نظر کرے تو مکرر کئی مرتبہ تو یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ پھر یگی طرف تیرے بینائی خَاسِئًا خیرہ اور دہندلی ہو کر

وَهُوَ حَسِيْرٌ اور وہ درماندہ اور تھکی ہوئی ہوگی یا وہ حسیر حال واقع ہوا ہے اور مراد یہ ہے کہ آنکھ ہرچند نگاہ کریگی لیکن کوئی عیب اور خلل نہیں پائیگی یہانتک کہ نظر کرتے کرتے تھک جائیگی اور عاجز ہو جائیگی وَلَقَدْ زَيَّنَّا اور البتہ تحقیق آراستہ کیا ہی ہمنے نہایت زینت کیساتھ السَّمَاءَ الدُّنْيَا آسمان نزدیکتر کو یعنی پہلے آسمان کو جو کہ زمین کے نزدیک ہے بِمَصَابِيْحَ ساتھ چراغوں کے کہ وہ ستارے روشن ہیں مثل چراغوں کے چمکنے والے رات کے وقت اور اگرچہ ستارے اور آسمانوں میں بھی جڑے ہوئے ہیں لیکن زینت سب ستاروں سے دنیا کے لوگوں کی نظروں میں پہلے ہی آسمان کو ہی کیا اور سب آسمانوں کی ستاروں کی بھی چمک پہلے آسمان میں سے معلوم ہوتی ہی وَجَعَلْنَاهَا اور کیا ہی ہمنے ان ستاروں کو رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ ہانکنے والے واسطے شیطانوں کے جو چوری سے ملائکہ کے کلام سننے کا قصد طرف آسمان کے کرتے ہیں یعنی شعلے ان ستاروں میں سے جدا ہو کر شیطانوں پر گرتے ہیں جیسے کہ شعلہ آگ کا آگ میں سے جدا کریں اور آگ اپنی جگہہ پر بدستور باقی رہے اسواسطے کہ ستارے آسمانوں میں جڑے ہوئے ہیں وہ اپنی جگہہ سے جدا نہیں ہو سکتے مگر جسوقت کہ قیامت قائم ہوگی اسوقت سب گر پڑینگے اور یا یہ معنی ہیں کہ کیا ہمنے ان ستاروں کو گمان سے بات کہنے واسطے شیاطین انس کے کہ وہ نجومی لوگ ہیں یعنی یہ ستارے گمان ہیں کہ نجومی انکی حرکات اور اوضاع سے گمان لیجاتے ہیں اور اسی گمان اور ظن اپنی سے اور لوگوں کو خبر دیتے ہیں کہ فلانا ستارہ فلانی جگہہ ہے اسکا یہ اثر ہے اور رجوم جمع رجم کی ہی اور رجم کے معنی گمان سے بات کہنے کے ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہی کہ خمسۃ سادسہم کلبہم رجما بالغیب اور محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ کہا انہوں نے بخدا نہیں ہے کسیکو آسمان اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی ستارہ کہ اس سے دریافت کرے کہ یہ ستارہ میرا ہے اور میں اس سے غیب کی خبر دیتا ہوں بلکہ وہ لوگ کہانت کو طلب کرتے ہیں یعنی شیاطین سے سنکر کہتے ہیں اور ستاروں کو باعث اسکا کہتے ہیں اور انہکو سبب غیب کا ٹہیراتے ہیں وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ اور تیار کیا ہی ہمنے واسطے ان شیاطین جن اور انس کے بعد جلنے کے یا بعد گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے انکے کے عَذَابَ السَّعِيْرِ عذاب دوزخ جلانیوالے کا آخرت میں اور کفار جو شیاطین کے فرمانبردار ہیں اسواسطے کہ بعد شیاطین کے کفار کو بھی وعدہ عذاب کا دیتا ہی وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور واسطے ان لوگوں کے کہ کفر کیا ہے انہوں نے بِرَبِّهِمْ ساتھ پروردگار اپنے کے عَذَابُ جَهَنَّمَ عذاب دوزخ کا ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور بری جگہہ پھر جانیکی ہے وہ دوزخ کفار کیواسطے اور بعد اسکے کفار کا حال جو کچھہ کہ دوزخ میں ہوگا اسکو بیان کرتا ہی کہ اِذَا اُلْقُوْا فِيْهَا جسوقت ڈالے جائیں مع کفار بیچ اس دوزخ کے جیسے کہ ایندھن کو آگ میں ڈالتے ہیں سَمِعُوْا لَهَا سنینگے وہ واسطے اس دوزخ کے شَهِيْقًا ایک آواز گدھے کی سی جیسے کہ وقت روشن ہونیکی بڑی آگ سے آواز سنتے ہیں وَّهِيَ تَفُوْرُ اور وہ دوزخ جوش کرتا ہوگا اور ساتھ ان دوزخیوں کو اوپر اور نیچے کرتا ہوگا جیسے کہ گوشت وقت جوش کے دیگ میں اوپر نیچے ہوتا ہے تَكَادُ تَمَيَّزُ قریب ہوگا کہ پھٹ جاوے اور متفرق اور پارہ پارہ ہو جائے وہ دوزخ مِنَ الْغَيْظِ غصہ سے کافروں کے كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا جسوقت ڈالی جاویگی بیچ اس دوزخ کے فَوْجٌ جماعت اور فوج کافروں کی تو سَاَلَهُمْ پوچھیں انسے خَزَنَتُهَا خزانہ دار اس دوزخ کے یعنی مالک داروغہ دوزخ کا اور اسکے ہمراہ کے فرشتے جو کہ دوزخ میں متعین ہیں پوچھیں کہ اَلَمْ يَاْتِكُمْ کیا نہیں آیا تمہارے پاس نَذِيْرٌ کوئی ڈرانیوالا پیغمبر خدا کا بھیجا ہوا کہ تمکو خدا کیطرف بلاتا اور عذاب خدا سے ڈراتا اور غرض اس سوال سے انکا ملامت کرنا ہی کہ رنج اور غم انکو زیادہ ہو اور جسوقت ملائکہ انسے پوچھینگے تو قَالُوْا کہینگے وہ دوزخی کہ بَلٰى قَدْ جَاءَنَا ہاں تحقیق آیا تھا ہمارے پاس نَذِيْرٌ ڈرانیوالا پیغمبر فَكَذَّبْنَا پس جھٹلایا ہمنے اسکو اور اسکے کہنے پر عمل نکیا وَقُلْنَا اور کہا ہمنے اس پیغمبر ڈرانیوالے کو اس سے سرکشی کر کے کہ مَا نَزَّلَ اللّٰهُ نہیں نازل کی ہی خدانے اور نہیں بھیجی ہی مِنْ شَيْءٍ کوئی چیز جو کچھہ کہ تم کہتے ہو بہشت اور دوزخ ہی اور یہ کام کرو اور وہ کام نکرو اِنْ اَنْتُمْ نہیں ہو تم دعوی میں پیغمبری کے اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ مگر بیچ گمراہی بڑی کے کہ آدمی ہو کر تم پیغمبری کا دعوی کرتے ہو کہیں آدمی بھی پیغمبر ہوتا ہے وَقَالُوْا اور کہیں وہ کفار ان ملائکہ دوزخ سے افسوس کر کے کہ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اگر ہوتے ہم کہ سنتے ہم پیغمبروں کے فرمانے کو اور پھر ہم ایمان لاتے جسوقت کہ انکے معجزے دیکھتے تھے اور جادوگر انکو نہ کہتے اَوْ نَعْقِلُ یا تعقل کرتے ہم اور سوچتے اور فکر کرتے انکے کلام میں اور غور کر کے خوب سمجھتے تو مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ نہوتے ہم بیچ صاحبوں دوزخ کے یعنی دوزخیوں میں ہماری شمار نہوتی اور سمع اور عقل کا لفظ اسواسطے آیا ہی کہ مدار تکلیف کا سمعی اور عقلی دلیلوں پر ہی فرماتا ہی خدا کہ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ پس اقرار کرینگے ساتھ گناہوں اپنے کے کہ وہ کفر ہے

اور جھٹلایا ہم پیغمبروں کو لیکن اُس وقت کا اقرار اُنکو کچھ فائدہ نہ بخشے **فسحقاً** پس دور کرے خدا رحمت اپنی سے دور کرنا **لاصحاب السعیر** واسطے یاروں
دوزخ کے اور سحقاً مفعول مطلق واقع ہوا ہے فعل محذوف کا اور یہ بددعا ہے واسطے دوزخیوں کے اور بعضے کہتے ہیں کہ سحق نام ایک صحرا کا ہے دوزخ میں اور
یہ آیت باطل کرتی ہے مجبرہ کے قول کو جو لوگ کہ کہتے ہیں کہ کفر اور گناہ سب خدا کی طرف سے ہے اسواسطے کہ کفر اور گناہ اگر انکے اختیار میں نہوتا تو کہتے کہ ہم مجبور تھے اور
اقرار اپنے گناہوں کا نکرتے بلکہ کہتے کہ ہمارا اسمیں اختیار نہ تھا اور خطبۂ غدیریہ میں لکھا ہے کہ یہ آیتیں دشمنانِ علیؑ کے حق میں ہیں اور اسکی بعد کی آیت دوستان
علیؑ کی شان میں ہے اور بعد اسکے مومنین کے وعدہ کو بیان کرتا ہے کہ **ان الذین یخشون** تحقیق جو لوگ کہ ڈرتے ہیں **ربھم** عذاب پروردگار
اپنے سے گناہوں سے پرہیز کرکے اور طاعت کو اختیار کرکے **بالغیب** ساتھ غیب کے کہ اس عذاب کو دیکھا نہیں ہے اور وہ انکی پوشیدہ ہے لیکن اس سے خوف کرکے
گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اور ریا یہ کہ ڈرتے ہیں وہ ساتھ غیب کے یعنی جسوقت آدمیوں سے غائب ہوتے ہیں اسوقت تنہائی میں خوف کرتے ہیں اور افعال بد سے پرہیز کرتے ہیں
اور واجبات کو ترک نہیں کرتے ہیں اور جو علامتیں کہ خوف کی ہیں گریہ اور گناہوں پر نالہ کرنا اور عذاب دوزخ کا تصور کرکے بیقرار ہوجانا یہ سب پوشیدہ کرتے ہیں اور
لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تاکہ ریا سے محفوظ رہیں وہ مومنین خالص ہیں **لہم مغفرۃ** واسطے انکے بخشش ہے گناہوں سے **واجر کبیر** اور ثواب ہے بڑا کہ
لذت بڑی اس جہان کی مقابلہ میں اسکے نہایت حقیر اور بے قدر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اجر کبیر سے مراد امن ہے آخرت کی سختیوں سے اور کہتے ہیں کہ کفار قریش اپنی
خوش زندگانی پر مغرور ہوکر سید المرسلینؐ کے حق میں کچھ کچھ باتیں بنا کر کہتے تھے اور جسوقت کہ وحی کے وسیلہ سے کئی مرتبہ انکے راز ظاہر ہوئے تو آپسمیں مشورہ کرکے یہ
رائے قرار دی کہ جو کچھ کہ محمدؐ کے مقدمہ میں کہو آہستہ کہو تاکہ خدا اُسکا نہ سن لے اور اُسکو خبر کردے تو یہ آیت نازل ہوئی **واسروا قولکم** اور چھپاؤ تم اپنی بات کو
پیغمبر کے مقدمہ میں **او اجھروا بہ** یا آشکار کرو تم ساتھ اسکی یہ دونوں امر اسکی نزدیک برابر ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ **انہ علیم** تحقیق وہ جاننے والا ہے اور عالم ہے
بذات الصدور ساتھ سینوں کی باتوں کے یعنی اس سے کہ زبان پر جاری ہوں پس جو کوئی کہ دلوں کی باتوں سے واقف ہو ہر زبانی گفتگو کیونکر پوشیدہ
ہوگی خواہ آہستہ گفتگو کریں خواہ آواز بلند سے **الا یعلم** کیا نہ جانے سینوں کی باتوں کو **من خلق** وہ شخص کہ پیدا کیا اسنے سینوں کو یا جانتا نہو
بندوں کے رازوں اور مشوروں کو وہ شخص کہ جسنے انکو پیدا کیا ہے اور من خلق یعلم کا فاعل ہے اور مفعول بھی ہوسکتا ہے یعلم کا معنی مخلوق یعنی کیا نہیں
جانتا ہے خدا اس شخص کو کہ جسکو پیدا کیا ہے اور اسکی پوشیدگیوں پر مطلع نہووے **وھو اللطیف** اور حال یہ ہے کہ وہ خدا باریک دیکھنے والا ہے جاننے والا ہے پوشیدہ
کی حقیقتوں کا **الخبیر** خبردار باریکیوں سے پوشیدہ چیزوں کی اور سبب سے منقول ہے کہ ایک مرد شب کو درختوں میں سے جاتا تھا اور ہوا بھی سخت آئی اور اسنے کثرت سے
درختوں کے گرنے اسکے دلمیں گذرا کہ کیا خدا جانتا ہے کہ ان درختوں سے کتنے پتے گرے ہیں ہاتف نے آواز دی کہ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر اور اب
خدا تعالیٰ اپنی نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو کہ بندوں کو دی ہیں **ھو الذی** وہ خدا وہ شخص ہے کہ **جعل لکم الارض ذلولا** کیا اسنے واسطے تمہارے
زمین کو نرم اور حکم میں اور فرمانبردار کہ جسطرح چاہو اسمیں اپنا تصرف کرو بیٹھو لیٹو زراعت کرو عمارت بناؤ **فامشوا** پس چلو تم **فی مناکبھا** بیچ شانوں
اسکے یعنی اسکی اطراف و جوانب میں جو کہ بلند ہیں اسمیں چلو پس جسوقت کہ خدا نے زمین کو اسطرح سے حکم میں کیا ہو کہ اسکی شانوں پر کہ وہ سخت اور بلند مکان ہیں
چل سکو تو اور کوئی جگہہ زمین میں ایسی نہوگی کہ وہ حکم میں نہو اور اسپر نہ چل سکو اور ابن عباس کے نزدیک مناکب سے مراد پہاڑ ہیں اسواسطے کہ شانہ
ہر چیز کا زیادہ بلند ہوتا ہے **وکلوا من رزقہ** اور کھاؤ تم روزی اس خدا کی سے کہ واسطے تمہارے مقرر کی ہے یعنی جو کچھ کہ زمین میں پیدا ہوتا ہے غلہ اور میوہ
اور ترکاریاں اسکو کھاؤ **والیہ النشور** اور طرف اس خدا کے ہے اٹھنا تمہارا قبروں سے یعنی قیامت میں اسکے حکم کی طرف واپس ہوگے پس کھانے اور چلنے کے
شکر کو ترک مت کرو کہ مستحق اسکی رضامندی کے نہو اور سوال کریگا وہ تمسے کل کو ان نعمتوں کی شکرگزاری کا اب کفار کو خوف دلاتا ہے کہ **ءامنتم** کیا
امن میں آگئے ہو تم اے کافرو **من فی السماء** اس شخص سے کہ بیچ آسمانوں کے ہے یعنی خدا سے کہ تمہارے گمان میں خدا آسمانوں میں ہے اور ابو جعفر اور ابو عمرو اور
نافع اور یعقوب نے ءامنتم کو ایک ہمزہ ممدودہ سے پڑھا ہے اور باقیوں نے دو ہمزہ سے اور اعتقاد مشرکوں کا یہ تھا کہ خدا آسمان کی جانب ہے اسواسطے کہ خدا نے
انکی اعتقاد کے موافق فرمایا کہ کیا بیخوف ہوگئے ہو تم اس شخص سے کہ بیچ آسمان کے ہے **ان یخسف بکم الارض** یہ کہ دھسا دے وہ تمکو زمین میں **فاذا**

ع ۱

پس اسوقت کہ زمین میں کئی ہو هِیَ تَمُوْرُ وہ زمین حرکت کرنی یہانتک کہ تمکو نیچے کو لیجائے مثل قارون کے کہ ہر روز اسکو ایک قد برابر لیجاتی ہے اور قیامت
تک اسیطرح چلا جائیگا اَمْ اَمِنْتُمْ یا بیخوف ہو گئے ہو تم مَّنْ فِی السَّمَآءِ اس شخص سے کہ بیچ آسمان کے ہے تمہارے گمان میں اَنْ یُّرْسِلَ یہ کہ بھیجے وہ
عَلَیْکُمْ حَاصِبًا اوپر تمہارے سنگریزے کہ آسمان سے برسیں جیسے کہ قوم لوط پر برسے تھے فَسَتَعْلَمُوْنَ پس قریب ہے کہ جانو تم بعد دیکھنے اس عذاب کے
کَیْفَ نَذِیْرِ کیونکر ہے ڈرانا میرا لیکن وہ ڈرانا تمکو فائدہ نہ بخشے اور نذیر مصدر کے معنی میں ہے اور اب واسطے تسلی خاطر عاطر رسول خدا کے فرماتا ہے کہ
تجھکو یہ کیا جھٹلاتے ہیں پہلی امتوں نے بھی اپنے نبیوں کو جھٹلایا چنانچہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ کَذَّبَ اور البتہ تحقیق جھٹلایا پیغمبروں کو الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ان لوگوں نے کہ پہلے انسے تھے اور یہی شامت افعال سے ہلاک ہوئے فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ پس کیونکر تھا عذاب میرا اور یا یہ کہ کیونکر
دیکھا انہوں نے انکار میرا اوپر انکے ہلاک کرنیمیں اور بیخ کنی کرنیمیں اور اب اپنی قدرت پر دلیل لاتا ہے کہ اَوَلَمْ یَرَوْا کیا نہیں دیکھتے ہیں وہ اِلَی الطَّیْرِ طرف
پرندوں کی کہ فَوْقَهُمْ اوپر انکے سر دیکھے ہیں ادھر ہوا میں صٰٓفّٰتٍ صف باندھنے والے یہ حال واقع ہوتا ہے یعنی اپنے پروں کو کھولکر پھیلائے
ہوئے ہیں ہوا میں جانب راست و چپ وقت اڑنیکے وَّیَقْبِضْنَ اور سمیٹتے ہیں وہ پرونکو جسوقت کہ ہر ایک پہلو پر مارتے ہیں مَا یُمْسِکُهُنَّ نہیں
تھنبائی رکھتا ہے انکو ہوا پر اِلَّا الرَّحْمٰنُ مگر خدا بخشنے والا ہے کہ ہر ایک بندہ کو شکل اور ہیئت اور طبیعت خاص عطا کی ہے اور بسبب اڑنے اور کودنیکی
ہوا میں تیار کئی ہیں اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ تحقیق وہ خدا ساتھ ہر چیز کے بَصِیْرٌ دیکھنے والا ہے اور سنبھالتا ہے پس جو شخص کہ ہوا پر پرندوں کے تھامنے کی قدرت
رکھتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اَمَّنْ کیا کوئی شخص ہے یعنی کون شخص ہے کہ اشارہ کیا جائے طرف اسکے کہ هٰذَا الَّذِیْ یہ وہ شخص کہ حمایت کیلئے اعتبار سے هُوَ جُنْدٌ
لَّکُمْ وہ لشکر ہے واسطے تمہارے اے کافرو جیسے بادشاہ کا لشکر ہوتا ہے ایسے ہی تمہارے واسطے ہو کہ یَنْصُرُکُمْ مدد کرے وہ تمہاری مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ
سوائے خدا بخشنے والے کے یعنی وہ کون ہے کہ جسکی طرف اشارہ کیا جائے کہ یہ ہی لشکر کفار کا انکی مدد کو واسطے سوائے خدا کے کہ انکو خدا کے عذاب سے بچائے اور یہ استفہام انکاری
ہے یعنی نہیں ہے کافروں کے واسطے کوئی ایسا لشکر کہ خدا کے عذاب سے انکو بچائے اور مراد اس لشکر سے بت ہیں کہ جنکو وہ پرستش کرتے تھے لیکن وہ انکی نجات دینے کی قدرت نہیں
رکھتے ہیں اِنِ الْکٰفِرُوْنَ نہیں ہیں کافر اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ مگر بیچ فریب شیطان کے کہ انکے دلونمیں وسوسہ ڈالتا ہے کہ عذاب تم پر نازل نہوگا اور حال یہ ہے کہ
ان کاریگریوں عجیب کیطرف نظر نہیں کرتے ہو کہ تمکو یقین ہو ہمارے عذاب اگر انکا مثل دھسانے اور پتھر برسانے کے یا کوئی مددگار تمہارا ہے اے کافرو سوائے خدا کے کہ وہ
تمہاری مدد کرے عذاب خدا سے تمکو بچائے اور کس بھروسے پر تم میری نافرمانبرداری کرتے ہو کیا تمہارا کوئی لشکر ہے کہ وہ میرے عذاب کو تم سے دفع کرے اَمَّنْ آیا
کون شخص ہے کہ اشارہ کیا جائے طرف اسکی کہ هٰذَا الَّذِیْ یہ ہی وہ شخص کہ اپنی عنایت سے یَرْزُقُکُمْ روزی دیگا تمکو اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَهٗ اگر بند کرلے
خدا روزی اپنی کو باران رحمت بند کرکے اور زراعت پر آفتیں نازل کرکے یعنی اگر خدا اپنی روزی کو تم سے بند کرلے تو وہ کون ہے سوائے اسکے کہ تمکو روزی دیوے
بَلْ لَّجُّوْا بلکہ لڑائی کی ان کافروں نے اور ہو گئے ہیں وہ فِیْ عُتُوٍّ بیچ سرکشی و عناد کے وَّنُفُوْرٍ اور بیچ نفرت کے ہیں خدا سے اسکی بندگی کرنیمیں بسبب
نفرت کرنے اپنی طبیعتوں کی اور اب مومنین اور کافروں کی واسطے تمثیل بیان کرتا ہے اپنے قول میں کہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ کیا پس جو شخص کہ چلتا ہے مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖٓ
اوندھا گرا ہوا اوپر منہ اپنے کے کہ سر کے بل چلتا ہے اور پیش و پس کو کچھ نہیں دیکھتا ہے ایسا شخص اَهْدٰٓی زیادہ ہدایت اور راہ پانیوالا ہے اور زیادہ مطلب کو
پہنچنے والا اَمَّنْ یَّمْشِیْ یا وہ شخص کہ چلتا ہے سَوِیًّا سیدھا کھڑا ہوا اور سب اطراف و جوانب کو دیکھتا ہے اور سلامت ہے منہ کے اوپر پڑنے اور گرنے سے
اور واقع ہے عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اوپر راہ سیدھی کے کہ پہنچانیوالی ہے طرف مقصود کے اور پہلی مثل واسطے کافر کے ہے اور دوسری واسطے مومن کے
اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دل چار ہیں ایک تو وہ کہ جسمیں نفاق اور ایمان ہے اور دوسرا دل منکوس یعنی اوندھا اور تیسرا دل مطبوع یعنی زنگ
آلودہ اور چوتھا اظہر انور پس مطبوع دل منافق کا ہے اور اظہر انور دل مومن کا ہے کہ جسوقت خدا دیتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور
منکوس دل مشرک کا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی اور جو بھی کو امام موسی کاظم نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ خدا تعالی نے بیان کی مثل اس
شخص کی کہ مخالفت کرے خلافت امیر المومنین سے مانند اس شخص کے ہے کہ چلتا ہے اوپر منہ اپنے کے نہیں راہ پاتا ہے طرف مقصود کے اور کیا اس شخص کو کہ پیروی کرے انکی

سیدا کھڑا ہو کر چلنے والا ہے اوپر راہ مستقیم کے اور صراط مستقیم امیر المومنین ہے قُلْ کہہ تو اے محمد هُوَ وہ خدا الَّذِیْٓ وہ شخص ہے کہ جس نے اپنی قدرت سے اَنْشَاَکُمْ پیدا کیا
تمکو اسنے وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ اور کیا یعنی پیدا کیا ہے واسطے تمہارے کان کو تا کہ سنو تم کلام خدا کو وَالْاَبْصَارَ اور آنکھوں کو تا کہ دیکھو تم قدرت الٰہی
کی عجائب مخلوقات کو وَالْاَفْئِدَةَ اور دلوں کو تا کہ خدا کے کلام کو سمجھو اور اسکی معانی میں تامل کرو اور نصیحت پکڑو قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ تھوڑا سا جو شکر
کرتے ہو تم ان نعمتوں کا قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی شکرا قلیلا اور ما زائد ہے قُلْ کہہ تو اے محمد اگر کفار قریش جواب نہ دیویں اور نہ کہیں کہ رازق و ستار
ہمارا خدا ہے کہ هُوَ الَّذِیْ وہ خدا وہ شخص ہے کہ رازق اور ناصر تمہارا ہے کہ ذَرَاَکُمْ پیدا کیا ہے اسنے تمکو فِی الْاَرْضِ بیچ زمین کے اور ہر ایک کو
پھر ساکن کیا اور ہر ایک کا سیر دکیا تا کہ اسکی عبادت کرو وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اور طرف اسکی جمع کئے جاؤ گے تم قیامت کے روز نہ اسکے غیر کی طرف واسطے جزائے اعمال
کی پاؤ گے وَیَقُوْلُوْنَ اور کہتے ہیں مشرکین پیغمبر سے اور اسکے صحابہ سے ہنسی کی راہ سے کہ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ کب ہے یہ وعدہ وہ جو تمنے اور پیغمبر نے
کیا یا وعدہ قیامت کا اور جزا پانیکا اپنے اپنے اعمال کے قیامت کے روز اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر ہو تم سچے اپنے دعوی میں قُلْ کہہ تو اے محمد کہ
اِنَّمَا الْعِلْمُ سوائے اسکے نہیں کہ جاننا وقت عذاب کا دنیا میں یا جاننا قیامت کا کہ کب ہوگے عِنْدَ اللّٰهِ نزدیک خدا کے ہے اور وہی جانتا ہے دونوں کے
وقتوں کو اور سوائے اسکے اور کوئی نہیں جانتا ہے وَاِنَّمَآ اَنَا اور سوائے اسکے نہیں کہ میں نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ڈرانیوالا ہوں ظاہر یعنی میں فقط ڈرانیوالا ہوں
عذاب سے دنیا اور آخرت کے اور عذاب دنیا اور قیامت کے وقت کو میں نہیں جانتا ہوں اور اس خدا تعالی اسی حال کا ذکر کرتا ہے وقت نازل ہونے اور
دیکھنے عذاب کے چنانچہ فرماتا ہے کہ فَلَمَّا رَاَوْهُ پس جسوقت کہ دیکھیں وہ کفار اس عذاب وعدہ کئے گئے کو دنیا میں یا آخرت میں زُلْفَةً نزدیک تو نزدیک
ہونیوالا ہو انکے تو سِیْٓئَتْ بد اور زشت کئے جائیں وُجُوْهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا منہ ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں یعنی وہ عذاب برا کر دیگا منہ کو
اور انکے چہرے سیاہ ہو جائیں اسکو دیکھتے ہی وَقِیْلَ اور کہا جائیگا یعنی مومنین کہیں انکو کہ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ یہ وہی ہے کہ تھے تم ساتھ اسکے
تَدَّعُوْنَ طلب کرتے اور اسکو مانگتے اور یا یہ کہ دعوی کرتے تھے کہ بسبب اسکے ہم برباد نہونگے اور دوبارہ زندہ ہو کر نہ اٹھینگے اور پہلے معنے پر تدعون
مشتق دعا سے ہے اور دوسرے اعتبار سے مشتق دعوی سے ہے اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ دیکھنا عذاب کا قیامت کے دن ہوگا اور حاکم ابو القاسم حسکانی نے
شریک سے نقل کی ہے کہ اعمش نے بیان کیا کہ معنی اور مراد اس آیت سے یہ ہے کہ جسوقت دیکھا انکار کرنیوالوں خلافت علیؑ نے قرب اور منزلت اور مرتبہ علی بن ابی طالب کا
خدا کے نزدیک تو چہرے انکے سیاہ ہو گئے نہایت کینہ اور حسد سے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت دیکھا انہوں نے قرب مکان اور مرتبہ امیر المومنینؑ کا
نزدیک پیغمبر کے تو سیاہ ہو گئے چہرے ان لوگوں کے کہ علیؑ کی فضیلت اور بزرگی کو جھٹلاتے تھے اور انکار کرتے تھے اور قمی نے لکھا ہے کہ قیامت کے روز دشمن
علیؑ کے جسوقت نظر کرینگے طرف اسکے اور طرف پیغمبر کے کہ خدا انکو عنایت کریگا مرتبہ بزرگ اور اسکے ہاتھ میں لواء احمد ہوگا اور وہ حوض کوثر پر دوستوں کو اپنے سیراب کرتا ہوگا
اور دشمنوں کو وہاں سے ہانکتا ہوگا تو سیاہ ہو جائینگے منہ اسکے دشمنوں کے اور کہا جائیگا انکو کہ هذا الذی کنتم به تدعون منزلته وموضعه واسمه یعنی یہ وہ ہے کہ تھے تم
ساتھ اسکے دعوی کرتے مرتبہ اسکے کا اور مقام و نام اسکا کا اور کہتے ہیں کہ ہمیشہ کفار رسول خدا کے اور انکے صحابہ کے موت کی آرزو کرتے تھے خدا تعالی نے یہ
آیت نازل کی ہے کہ قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار سے کہ اَرَءَیْتُمْ کیا دیکھا تمنے یعنی خبر دو تم مجھکو کہ اِنْ اَهْلَکَنِیَ اللّٰهُ اگر ہلاک کرے مجھکو خدا
وَمَنْ مَّعِیَ اور ان لوگوں کو کہ ہمراہ میرے ہیں اَوْ رَحِمَنَا یا بخشے ہمکو اور مہربانی کرے ہم پر اور ہماری اجل میں دیر کرے تو فَمَنْ یُّجِیْرُ الْکٰفِرِیْنَ
پس کون ہے کہ پناہ دیوے کافروں کو مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ عذاب دردناک سے کہ کفر کے سبب سے مستحق اسکے ہوئے ہوں یعنی ہمکو خدا مارے یا جلائے انکو اختیار ہے
لیکن تم عذاب سے کیونکر بچ سکتے ہو ہمارا مرنا تو تمکو فائدہ نہیں دے سکتا ہے جسوقت کہ تم کافر ہوئے اگر ہم مرجائینگے تو تمکو کیا حاصل ہے تم تو بسبب کفر کے ہماری
مرنے کے بعد بھی عذاب سے نجات نہیں پا سکتے ہو البتہ اگر ایمان لاؤ تو نجات پا سکتے ہو پس ہماری موت کی آرزو کرنی بیفائدہ ہے اور اگر ہم مرگئے تو سراسر فائدہ اور سعادت
ہمکو حاصل ہے کہ بہشت کی نعمتوں سے لذت پائینگے قُلْ کہہ تو اے محمد ان کفار سے توبیخ کر کے کہ هُوَ وہ کہ میں تمکو جسکی طرف بلاتا ہوں اَلرَّحْمٰنُ بخشنے
والا ہے بزرگ کہ نعمتیں اسکی تمام خلائق کو پہنچی ہیں اٰمَنَّا بِهٖ ایمان لائے ہم ساتھ اسکے بسبب اسکے کہ ہمکو یقین اسکی وحدانیت کا ہے وَعَلَیْهِ اور اوپر اسکی

توکلنا توکل کیا ہمنے اور اعتماد کیا اور سارے کام اپنے اُسکے سپرد کئے یعنی اُسپر ہم ایمان لائے ہیں اور تم ایمان نہیں لائے ہو اور ہمنے کفر نہیں کیا ہے جیسے کہ تم کفر کرتے ہو
اور ہمنے اُسی پر توکل کیا ہے نہ مال اور آدمیوں اپنے پر جیسے کہ تم مال پر اور آدمیوں پر توکل کرتے ہو **فستعلمون** پس قریب ہے کہ جانوگے تم
یعنی بعد دیکھنے عذاب کے تم جانوگے کہ واقع میں **من ھو** کون شخص ہے کہ وہ ہم ہیں یا تم ہیں سے **فی ضلال مبین** بیچ گمراہی ظاہر کے ہے
قل ارأیتم کہہ تو اے محمدؐ کہ کیا دیکھا تمنے یعنی خبر دو تم مجھکو **ان اصبح ماؤکم** اگر ہو جائے پانی تمہارا یعنی آب چاہ زمزم اور آب بیر میمون
حضرمی کہ جنکو تم پیتے ہو **غوراً** نیچے جانیوالا زمین میں کہ ڈول وہاں نہ پہنچے **فمن یأتیکم** پس کون لائیگا تمہارے واسطے **بماء معین** پانی جاری
یا ظاہر کہ سب آدمی اُسکو دیکھیں اسمیں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ روزی کا دینے والا وہ خدا ہے پس چاہیے کہ اُسکی نعمتوں کا شکر کرو اور اُسکی پرستش کرو نہ
بتونکی کہ کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے وہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اگر ہو جائے امام تمہارا غائب اور اُسکو تم نہ دیکھو اور نہ جانو کہ
کہاں ہے تو پس کون لائے تمہارے پاس امام ظاہر کو کہ خبر دیوے وہ تمکو آسمان اور زمین سے اور بتلاوے وہ تمکو حرام اور حلال خدا کے اور منقول ہے کہ بعد تلاوت
اس آیت کے کہے کہ اللہ رب العالمین یعنی خدا کہ پروردگار عالموں کا ہے وہ پانی غائب ہوئے کو ظاہر کرے اور کہتے ہیں کہ ایک معلم اپنے شاگرد کو پڑھاتا تھا فمن یأتیکم
بماء معین ایک کافر زندیق نے سنکر جواب دیا کہ کدال اور کسّی سے کھود کر پانی نکالینگے شب کو وہ زندیق اندھا ہو گیا ہاتف نے آواز دی کہ دیکھ چشمہ تیری
آنکھہ کا نیچے کو چلا گیا ہے اب کہہ کہ اُسکو کسّی اور کدال سے کھود کر باہر نکالیں اور کہتے ہیں کہ وہ محمد بن زکریا طبیب تھا کہ جسنے آیت خدا پر جرأت کی تھی **سورۃ
القلم** یہ سورہ مکی ہے اور اُسکو سورۂ نون بھی کہتے ہیں اور اسمیں باون آیتیں ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ علی الخرطوم تک مکی ہے اور بعد اُسکے لو کانوا
یعلمون تک مدنی ہے اور بعد اسکے یکتبون تک مکی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ ن والقلم کو پڑھے فریضہ میں یا نوافل میں جبتک کہ
وہ زندہ ہے فقر اور احتیاج سے اُسکو امن میں رکھے اور بعد مرنے کے فشار قبر سے اُسکو اپنی پناہ میں رکھیگا انشاء اللہ تعالیٰ **بسم اللہ الرحمن الرحیم ن**
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ن ایک نہر ہے بہشت میں حقتعالی نے اُسکو فرمایا کہ ہو جا تو روشنائی پس وہ بستہ ہو گئی اور تھی وہ زیادہ سفید دودھ سے
اور شیرین زیادہ شہد سے بعد اُسکے قلم کو فرمایا کہ لکھہ تو پس لکھا قلم نے جو کچھ کہ ہوا ہے اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ن ایک
نہر ہے بہشت میں حقتعالی نے اُسکو حکم کیا کہ بستہ ہو جا تو پس وہ بستہ ہو گئی اور بستہ ہو کر روشنائی بنگئی بعد اُسکے خدا تعالی نے قلم کو فرمایا کہ لکھہ تو پس لکھا قلم نے
لوح محفوظ میں جو کچھ کہ ہوا ہے اور جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک پس روشنائی نور کی ہے اور قلم نور کا ہے اور لوح محفوظ نور کی ہے سفیان کہتا ہے کہ میں نے عرض
کی ہے فرزند رسول خدا بیان کیجئے تو میرے روبرو حال روشنائی اور لوح اور قلم کا اور سکھلا تو مجھکو جو کچھ کہ خدا نے تجھکو سکھلایا ہے فرمایا کہ اے ابن سعید اگر تو لائق جواب کے
نہوتا تو میں تجھکو جواب نہ دیتا پس ن ایک فرشتہ ہے کہ پہنچاتا ہے طرف قلم کے اور قلم بھی ایک فرشتہ ہے اور قلم پہنچاتا ہے طرف لوح کے اور وہ بھی ایک فرشتہ ہے
اور لوح پہنچاتا ہے طرف اسرافیل کے اور اسرافیل پہنچاتا ہے طرف میکائیل کے اور میکائیل پہنچاتا ہے طرف جبرئیل کے اور جبرئیل پہنچاتا ہے طرف پیغمبر کے اور بعد اُسکے فرمایا کہ
کھڑا ہو جا تو اے سفیان کہ مجھسے امن میں نہیں ہے تو اور دوسری روایت میں حضرت صادق علیہ السلام سے ہے کہ ن ایک نہر تھی بہشت میں برف سے زیادہ سفید اور
شہد سے زیادہ شیرین خدا تعالی نے اُسکو حکم کیا کہ روشنائی ہو جا تو اور بعد اسکے اپنی دست قدرت سے ایک درخت لگایا اور اُسکو کہا کہ تو قلم ہو جا اور فرمایا کہ لکھہ تو
اُسنے پوچھا کہ اے پروردگار میرے کیا لکھوں میں فرمایا کہ جو کچھ کہ قیامت تک ہونیوالا ہے اُسنے لکھا پھر مُہر کی اُسپر اور فرمایا کہ قیامت تک گویا نہونا اور ن رسول خدا
صلعم کا بھی نام ہے مثل یسین کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ن شروع اسمائے الہی کا ہے مثل نور اور ناصر کے اور بعضے کہتے ہیں کہ اشارہ طرف کلمہ کن کے ہے اور بعضوں کے
نزدیک نام اس سورہ کا ہے اور بعضوں کے نزدیک ن ایک لوح ہے نور کی اور بعضوں کے نزدیک قسم ہے نصرت خدا کی اور مشہور یہ ہے کہ وہ نام مچھلی کا ہے اور رجوع
اُسکی الوان اور رنگ ان میں ہے اور خصوصیت اُسکی ذکر کی اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ اُسکی خلقت عجیب و غریب ہے کہ جسوقت اُسکو پانی میں سے نکالو تو مر جاتی ہے بخلاف
اور حیوانات کے کہ پانی میں ڈوب کر مر جاتے ہیں اور ابن عباس کے نزدیک وہ مچھلی ہے کہ جسکی پشت پر زمین ہے اور اُسکو بہموت کہتے ہیں اور بعضی کہتے ہیں کہ نام اُسکا لوتیا ہے
اور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نام اُسکا بلہوت ہے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالی نے جسوقت زمین کو پیدا کیا تو اُسکے سات ٹکڑے کئے بعد ایک فرشتہ پیدا کیا تو اُسنے زمین کو

اپنے شانہ پر رکھا اور اسکی ٹھیرنے کے واسطے ایک گاؤ بہشت فرود
قدم رکھا تو پاؤں اسکا نہ ٹکا خداتعالیٰ نے ایک یاقوت پیدا کیا نہ سو اور عرض و درود اسکا پانسو برس کی راہ کا ہے اسکو گاؤ کے کوہان پر رکھا ہے اور
فرشتے نے پہلا قدم اس یاقوت پر رکھا اسکی پاؤں نے یاقوت پر قرار پکڑا اور واسطے قرار پکڑنے قدم گاؤ کے ایک سنگ سبز پیدا کیا اور اسکا طول مثل طول ساتوں
آسمان اور ساتوں زمین کے ہے اور یہ وہ پتھر ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ اور بعد اسکے واسطے
قرارگاہ اس پتھر کے نون کو پیدا کیا اور اس پتھر کو اسکی پشت پر رکھا اور وہ مچھلی پانی پر ہے اور پانی ہوا پر ہے اور سوا خدا کی قدرت کے قائم ہے کہ بہت بزرگ
ہے قدرت اسکی اور کعب الاحبار سے منقول ہے کہ مچھلی نے ابلیس کے وسوسہ ڈالنے سے چاہا کہ حرکت کرے اور جو کچھ کہ اسکی پشت پر ہے اسکو ڈالدے حقتعالیٰ نے ایک
جانور کو پیدا کیا کہ وہ اسکی ناک میں داخل ہو کے اسکی دماغ میں جا ٹھیرا مچھلی نے فریاد اور زاری کی خداتعالیٰ نے اس جانور کو حکم کیا کہ باہر نکل وہ جانور اسکی ناک
سے باہر نکلکر اسکی روبرو کھڑا ہو گیا تاکہ اگر وہ ارادہ ہلنے کا کرے تو اسکی دماغ میں داخل ہو اور وہ مچھلی اسکے خوف سے خاموش کھڑی ہے اور ہرگز حرکت نہیں کرتی
اور کہتے ہیں کہ قول صحیح یہ ہے کہ وہ نون دوات ہے خداتعالیٰ نے اسکی قسم کھائی ہے یعنی قسم ہے دوات کی **وَالْقَلَمِ** اور قلم کی کہ وہ نور ہے اور طول اسکا
مثل مابین آسمان اور زمین کے ہے اور لوح محفوظ اس سے لکھی گئی ہے اور یا مراد ہر قلم سے ہے اگر اسم جنس اسکو کہیں اور یہ بھی قلم ہی کی بزرگی سے ہے کہ تمام کتابیں
آسمانی اس سے لکھی گئیں اور احکام شرع کے اسی سے تحریر ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بیان دو ہیں ایک بیان زبان کا اور بیان قلم کا بیان زبان کا تو وہ ہے کہ جس سے
درس اور تدریس کرتے ہیں اور اسکو بھول جاتے ہیں اور بیان قلم کا ہمیشہ ایک زمانہ دراز تک باقی رہتا ہے اور کہتے ہیں کہ بنا ہو دنیا اور دین کی دو چیز پر ہے تلوار
اور قلم پر اور تلوار زیر دست قلم کی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اول چیز جو خداتعالیٰ نے نور محمدی سے پیدا کی ہے وہ قلم ہے اور بعد اسکے لوح پس لکھا
قلم نے لوح پر جو کچھ کہ ہونیوالا ہے قیامت تک اور بعد اسکے بخارات پانی سے کہ اٹھے تھے آسمان پیدا کیا اور بعد اسکے نون کو پیدا کیا اور زمین کو اسکی پشت پر رکھا اور
جس وقت نون نے حرکت کی تو زمین ہلی پس پہاڑوں کو پیدا کیا اور انکو زمین کی میخیں کیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی ن والقلم **وَمَا يَسْطُرُونَ** اور قسم ہے اس چیز کی کہ
لکھتے ہیں ملائکہ جو کچھ کہ انپر وحی ہوتی ہے یا جس چیز کا کہ انکو حکم ہے اور کہتے ہیں کہ نون دہن ہے اور قلم زبان ہے اور سیاہی آب دہن ہے اس سے بندوں کے اعمال لکھتے
ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد قلم سے صاحبان قلم ہیں یعنی لکھنے والے کہ وہ ملائکہ ہیں انکی قسم کہائی ہے اور کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ کفار رسول خدا
صلعم کیطرف جنون کی نسبت دیتے تھے اور نالائق باتیں اپنی زبان سے نکالتے تھے اور حضرت کو کہتے کہ یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون یعنی اے وہ شخص کہ نازل
کیا گیا ہے اوپر اسکے قرآن البتہ دیوانہ ہے اور وہ حضرت اپنے خلق عظیم سے انکی باتونکی برداشت کرتے تھے حقتعالیٰ نے ان چیزونکی قسم کھا کر کہا کہ **مَا أَنْتَ**
نہیں ہے تو اے محمد صلعم کہ **بِنِعْمَةِ رَبِّكَ** بزرگ کیا گیا ہے ساتھ نعمت پروردگار اپنے کے **بِمَجْنُونٍ** دیوانہ جیسے کہ یہ احمق آدمی تجھکو کہتے ہیں اور
بنعمۃ ربک حال واقع ہوا ہے یعنی مجنون نہیں ہے وہ شخص کہ انعام کیا گیا ہے کمال عقل اور نبوت اور حکمت کو **وَإِنَّ لَكَ** اور تحقیق کہ واسطے تیرے ہے
لَأَجْرًا البتہ ثواب بار نبوت کے اٹھانے اور غصہ پینے میں اور امت کی تکلیفیں سہنے میں اور انکے ظلم اور آزار کھینچنے میں **غَيْرَ مَمْنُونٍ** غیر احسان اور منت
رکھا گیا یعنے خداتعالیٰ بدون واسطہ کسی شخص کے کہ اسکا احسان اٹھایا جاوے تجھکو ثواب کامل عطا کریگا اور یا یہ کہ ممنون معنی مقطوع ہو یعنی ثواب غیر قطع کیا گیا
جو کہ ہمیشہ کو ہو وہ تجھکو عنایت کریگا اور بعد اسکے اپنی حبیب کی تعریف میں فرماتا ہے کہ **وَإِنَّكَ** اور تحقیق تو اے محمد صلعم **لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** البتہ اوپر خلق عظیم
اور عادات بزرگ کے ہے کہ دوسرا کوئی مثل تیرے اس صفت میں شریک نہیں ہے اسواسطے کہ تو اپنی قوم سے ان باتونکا متحمل ہوتا ہے کہ دوسرے آدمی کو انکی برداشت کی قوت
نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد خلق عظیم سے دین اسلام ہے کہ سب دینوں سے بزرگ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کسیکا خلق مثل خلق محمدی کے نہیں ہے کہ آپنے اپنے تئیں بالکل حق کے
سپرد کر دیا تھا اور تمام مخلوقات اسکی نظر میں خلل لانے حقیر دکھلائی اور شب معراج جمیع اشیا کو اسکے پیش نظر کیا انکی نظروں میں سب ہیچ معلوم ہوئے اور انکو کوئی مقصود سوائے
ذات خدا کے نہ تھا اور منقول ہے کہ خلق حضرت کا یہ تھا کہ مؤدب آداب خدا تھے اور اسواسطے حضرت نے فرمایا تھا کہ ادبنی ربی فاحسن تادیبی یعنی ادب سکھلایا مجھکو پروردگار
میرے نے پس نیک کیا ادب سکھلانا میرا اور کہتے ہیں کہ خلق عظیم حضرت کا یہ تھا کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ خلق عظیم کے ساتھ پیش آتے تھے اور باطن میں حق کیطرف متوجہ

ابن عباس سے منقول ہی کہ ایکروز رسولخدا مسجد میں بیٹھے تھے اور اصحاب حضرت کے گرد کھڑے تھے ایک اعرابی یعنی جنگل کا رہنے والا آدمی مسجد میں داخل ہوا اور ایک
سوسمار یعنی گوہ اپنی دامن میں لیے ہوا تھا حضرت سے کہنے لگا کہ اے محمد تو جادوگر اور دروغگو ہی صحابہ نے ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالیں حضرت نے منع کیا اور اعرابی
سے فرمایا کہ ای بھائی عرب کے تو کسکو چاہتا ہی کہا کہ محمد جادوگر جھوٹے کو فرمایا کہ محمد میں ہوں لیکن جادوگر اور جھوٹا نہیں ہوں بلکہ رسول خدا کا ہوں اعرابی نے کہا کہ
قسم ہے لات و عزی کی کہ یہ تیرا جمال اور شان و شوکت مانع نہ ہوتی تو میں اپنی شمشیر کو تیرے خون سے آلودہ کرتا اور قسم ہی خدا کی میں تجھپر ایمان نہ لاؤنگا جبتک کہ
یہ گوہ تجھپر ایمان نہ لائی پس گوہ کو نکالکر باہر ڈالدیا حضرت نے فرمایا کہ ای سوسمار اُسنے جواب دیا کہ لبیک یا رسولخدا فرمایا حضرت نے کہ میں کون ہوں کہا کہ تو رسول
خدا کا ہی اُسیوقت اُس اعرابی کے دل میں تاثیر پیدا ہوئی اور ایمان لایا اور بصدق دل کہا کہ اشہد ان لا اله الا الله و اشہد ان محمد رسول الله اور کہا
یا رسولخدا جسوقت میں مسجد میں داخل ہوا تو تیرے برابر کسیکو دشمن نہ کہتا تھا اور اب تیرے برابر میں کسیکو دوست نہیں کہتا ہوں اور منقول ہی خلق عظیم کی
تفسیر میں کہ ایکروز رسولخدا صحرائی مدینہ میں پھرتے تھے دیکھا کہ ایک بڑھیا ایک کنوئیں پر پانی بھر نیکو کھڑی ہی لیکن ضعف و پیری کے سبب سے پانی کنوئیں میں
سے نہیں کھینچ سکتی تھی حضرت اسکی پاس گئے اور فرمایا کہ ای بڑھیا میں تیری واسطے پانی کھینچوں کہا کہ اگر نیکی کروگے تو اپنی نفسوں کے واسطے کروگے تم پس
حضرت کنوئیں پر گئے اور ڈول کنوئیں میں ڈالکر پانی نکالا اور اسکی مشک کو پُر کر دیا اور دوش مبارک پہ اُس مشک کو رکھا اور بڑھیا سے فرمایا کہ تو آگے میرے
چل اور اپنی خیمہ کو دکھا دے اور ایک شخص حضرت کے ہمراہ تھا اصحاب میں سے اُسنے ہر چند کہا کہ اس مشک کو میں لیلوں حضرت نے قبول نکیا اور فرمایا کہ میں اولی ہوں
اُمت کا بار کھینچنے کے واسطے پس وہ بڑھیا آگے آگے جاتی تھی اور رسولخدا اسکی پیچھے مشک اٹھائے ہوئے جاتے تھے یہانتک کہ اسکی خیمہ کے دروازہ پر پہنچے اور مشک کو
زمین پر رکھدیا اور وہانسے چلے گئے اور بڑھیا خیمہ کے اندر گئی اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ مشک کو باہر سے اٹھا لاؤ اُنہوں نے کہا کہ ای مادر تو اس مشک کو
یہاں کیونکر لائی کہا کہ ایک مرد شیریں گفتار خوبصورت نیک اور خوشخو مجھپر مہربانی کر کے یہاں لایا ہے اُنہوں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے کہا کہ وہ ابھی جاتا ہی پس بیٹے اسکے حضرت کے پیچھے گئے اور
اُنہوں نے حضرت کو پہچانا اور پاؤں پر گر پڑے اور حضرت کو اپنی خیمہ کے قریب لائے اور اپنی ماں سے کہا کہ یہ جوان مرد وہ ہے کہ تمام شب و روز جسکی دیدار کی مشتاق
تھی اور آرزو کرتی تھی اور جسکی محبت میں دم مارتی تھی بڑھیا خیمہ سے باہر نکلی اور وہ اسکی بیٹے سب حضرت کے قدموں پر گر پڑے اور بڑھیا روئی اور کہا کہ یا رسولخدا
مجھسے بڑی گستاخی ہوئی اور میں نے حضرت کو پہچانا نہیں تھا اور میں کیونکر اس عذر کے عہدہ سے باہر نکلوں رسولخدا نے اُسکو تسلی دی اور اُسکی اور اُسکے بیٹوں کے حق میں دعای خیر
فرمائی پس جبرئیل نازل ہوئے اور یہ آیت لائے کہ وانک لعلی خلق عظیم اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہی کہ ایکروز رسولخدا صلعم کے بدن میں کچھ حرارت ظاہر ہوئی اور وہ
روز حفصہ کی نوبت کا تھا عائشہ نے ایک قدح آش جو کا لونڈی کے ہاتھ رسولخدا کے پاس بھیجا اور حضرت اُسوقت حفصہ کے پاس بیٹھے تھے وہ لونڈی جسوقت قدح کو
لیگئی تو حفصہ نے لونڈی سے کہا کہ یہ کیا ہے کہا کہ آش جو ہی عائشہ نے رسولخدا کے پاس بھیجا ہے حفصہ یہ سنکر غصہ ہوئی اور کہا کہ عائشہ مجھپر سرکشی کرتی ہی اور
بلندی ڈھونڈھتی ہی کیا مجھکو آش جو پکانی نہیں آتی ہی یا پیغمبر کے ساتھ مجھکو وہ نسبت نہیں ہے جو اُسکو ہی اور قدح کو لونڈی کے ہاتھ میں سے لیکر زمین پر پھینکدیا
آش جو زمین پر گر پڑا اور وہ قدح پارہ پارہ ہوگیا رسولخدا نے اُس قدح کے ٹکڑوں کو اٹھایا اور جو کچھ آش جو انمیں لگ رہا تھا اُسکو تناول فرمایا اور اُس لونڈی کے
پیچھے جاکر فرمایا کہ ای کنیز اگر عائشہ پوچھے تو کہدینا کہ اُنہوں نے آش جو کھالیے ہیں اور جو کچھ کہ تو نے حفصہ سے سنا ہے اور دیکھا ہی اُسکا ذکر اُسکے سامنے نہ کرنا کہ موجب
نزاع اور فساد کا ہی اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی آزردہ ہو اور کسیکو کسیطرح سے رنج پہنچے بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی کہ وانک لعلی خلق عظیم اور یہی حضرت
خلق میں سے تھا کہ بہت خلق نیک کا حکم کرتے تھے چنانچہ منقول ہی کہ رسولخدا صلعم سے کسینے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا حضرت نے کہ نیک خلق باگ ہی رحمت خدا
میں سے ناک میں اُس نیک خلق والے کے اور وہ باگ ہاتھ میں فرشتہ کے ہی اور فرشتہ کھینچتا ہی اُسکو طرف خیر کے اور خیر کھینچتی ہے اُسکو طرف بہشت کے اور خلق بد باگ ہی عذاب خدا میں سے
ناک میں اُس خلق بد والے کے اور وہ باگ ہاتھ میں شیطان کے ہی اور شیطان کھینچتا ہے اُسکو طرف بدی کے اور بدی کھینچتی ہے اُسکو طرف دوزخ کے اور فرمایا حضرت نے کہ اکثر میری اُمت کی
آدمی جو بہشت میں داخل ہونگے وہ تقوی اور نیک خلق سے داخل ہونگے اور سوائے اسکے رسولخدا اور آئمہ ہدیٰ کے خلق نیک میں ہر مومن کو ہمیشہ اُنکی تعریف میں کثرت سے
روایتیں آئی ہیں خدا تعالی توفیق خلق نیک کی عطا کرے اور اب خدا تعالی رسولخدا کے دشمنوں کو عذاب الیم سے ڈراتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ **فستبصر و یبصرون** پس قریب ہے کہ دیکھو تو

ای محمد صلعم وَيُبْصِرُونَ اور دیکھینگے وہ دشمن تیرے مکہ کے رہنے والے یعنی جسوقت کہ عذاب نازل ہو تو معلوم ہو ہو وقت کہ بِأَيِّكُمُ الْمَفْتُونُ کونسا تمہارا فتنہ
جنون میں ڈالا گیا ہی یا آسیب زدہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مفتون مصدر ہے یعنی معلوم ہو کہ ساتھ کونسے تمہارے جنون ہی یعنی جس وقت نازل ہوئے عذاب کے معلوم ہوگا کہ مستحق
اسکے ہم ہیں یا تم إِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا هُوَ أَعْلَمُ وہی خوب جانتا ہی اور زیادہ عالم ہے بِمَنْ ضَلَّ ساتھ اس شخص کے کہ گمراہ ہوا ہی
عَنْ سَبِيلِهِ راہ اسکی سے کہ وہ راہ حق ہے اور حقیقت میں وہی دیوانہ ہی وَهُوَ أَعْلَمُ اور وہی زیادہ عالم ہی بِالْمُهْتَدِينَ ساتھ ہدایت پانیوالوں کی
کمال عقل کے ساتھ کہ وہ مومن ہیں اس کلام میں مومنین کو وعدہ نجات کا ہے اور کفار کو وعدہ عذاب اور حاکم ابوالقاسم حسکانی نے روایت کی ہی ضحاک سے کہ جسوقت
دیکھا قریش نے پیغمبر کو مقدم رکھنا علی کا ہر امر میں اور اسکی عزت و فضیلت کو بڑھانا تو انہوں نے علی کی مذمت میں باتیں اپنی دراز کیں اور کہا کہ پیغمبر علی
کی محبت میں دیوانہ ہو گیا ہی حقتعالی نے یہ سورہ نازل کیا اور فرمایا کہ ای محمد تو دیوانہ نہیں ہے بلکہ خلق عظیم کے ساتھ ہے اور خدا جانتا ہے ان لوگونکو کہ گمراہ
ہوئے ہیں راہ راست سے جو کہ محمد اور علی کے حق میں بیہودہ باتیں کہتے ہیں اور خدا جانتا ہی راہ راست پانیوالوں کو یعنی علی بن ابیطالب کو اور محمد بن سلع نے روایت
کی ہی کعب بن عجزہ اور عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسولخدا کی مجلس مبارک میں حاضر تھے ایک شخص نے علی بن ابیطالب کے حال سے سوال کیا اور فضائل
اور مراتب اس سرور اولیا کے دریافت کیے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ علی بن ابیطالب اسلام میں تم سب سے مقدم ہی اور کوئی مرد اس سے پہلے ایمان سے سرفراز نہیں
ہوا ہے اور ایمان علی کا تمہارے ایمان سے زیادہ ہے اور علم اسکا تمہارے علم سے افزون ہی اور حلم اسکا تمہارے حلم سے غالب ہے اور غصہ اسکا دین میں اور شرع کے احکام میں
تمہارے غصہ سے زیادہ ہے اور وہ سوار ہے اور حلم اسکا بہتر علم سے ہی اور تعلیم کرنیوالا اسکا میں ہوں اور اپنی علوم اور راز میں نے اسکے دل میں رکھے ہیں اور میرے دین کے امور سب اسکے
سپرد ہیں اور وہ خلیفہ میرا ہے درمیان رہنیوالوں زمین کے اور امین ہی اوپر میری امت کے اور وہی کہتا ہے کہ کلام رسولخدا صلعم کا جسوقت کہ یہانتک پہنچا تو بعضے منافقوں نے
کہا کہ علی بن ابیطالب نے محمد کو اپنی محبت میں فریفتہ کیا ہی یہانتک کہ اسکے حق میں کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی اور اپنی سب امور اسکے سپرد کیے اور اسکو اپنی وفات کی جگہہ
مقرر کیا جسوقت کہ لوگوں کا یہ حال تھا تو خدا تعالی نے واسطے تسلی خاطر اقدس رسولخدا کے یہ آیت نازل کی کہ تو ایسا نہیں ہے جیسے یہ منافقین کہتے ہیں اور خطاب
کرتا ہی اپنے حبیب کی طرف فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ پس نہ فرمانبرداری کر تو جھٹلانیوالوں کی یعنی مشرکین کی کہ توحید کو خدا کی جھٹلاتے ہیں اور تیری
نبوت کا انکار کرتے ہیں اور تجھکو اپنے باپ دادا کے دین کی طرف بلاتے ہیں انکے کہنے کو تو مت مان وَدُّوا دوست رکھتے ہیں وہ اور چاہتے ہیں کہ لَوْ تُدْهِنُ
اگر نرمی کرے تو انکے ساتھ اور شرک سے انکو تو منع نکرے تو فَيُدْهِنُونَ پس نرمی کریں وہ بھی اور دین حق پر طعنہ نکریں اور یا یہ کہ دوست رکھتے ہیں وہ اس بات کو
کہ تو انکی موافقت کرے شرک میں کہ کبھی تو انکے معبودونکی بھی پرستش کرے تو وہ بھی تیرے ساتھ نرمی کریں وَلَا تُطِعْ اور نہ فرمانبرداری کر تو كُلَّ حَلَّافٍ ہر جھوٹے
اور سچی قسم کہانیوالے کی کہ بے پروائی سے ہر طرح کی قسم کہاتا ہے اور مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے کہ وہ بیباک اور ناپاک تھا جھوٹی قسم کہاتا مَهِينٍ خوار اور
حقیر اور خفیف عقل و تدبیر میں اور یا یہ کہ آدمیوں کی نظروں میں وہ خوار ہے هَمَّازٍ بہت عیب کرنیوالا لوگوں کا پیٹھ پیچھے اور طعنہ کرنیوالا آدمیوں کو مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ
بہت چلنے والا چغلخوری میں درمیان آدمیوں کے یعنی انکی بات اس سے کہتا تھا اور اسکی بات اس سے کہتا تھا اور اس سبب سے درمیان آدمیوں کے نزاع ڈالدیتا تھا اور کہتے
ہیں کہ وہ ولید بن مغیرہ تھا اور یہ سب اوصاف اسیکی ہیں مَنَّاعٍ بہت منع کرنیوالا لِلْخَيْرِ واسطے نیکی کے یعنی اپنی مال کو لوگوں سے منع کرتا تھا اور
کسیکو کچھ نہیں دیتا تھا مستحق کو نہ غیر مستحق کو نہ حق واجب میں سے نہ سنت میں سے اور یا یہ کہ منع کرنیوالا ایمان کا ہی کہ جو بہترین اعمال ہے اور کہتے ہیں کہ ولید بڑا
مالدار تھا اور دس اسکے بیٹے تھے انکو کہتا تھا کہ جو کوئی تم میں سے اسلام کو قبول کریگا اسکو کچھ نہ دونگا اور کہتے ہیں کہ مال اپنا رسولخدا کے پیش کرتا تھا تاکہ وہ حضرت اپنے
دین سے پھر جائیں اور ریگانوں کو اپنے کچھ نہیں دیتا تھا مُعْتَدٍ حد سے گزرنیوالا ظلم میں أَثِيمٍ بہت گناہ کرنیوالا یا زناکار عُتُلٍّ بدخو بدمزاج
سخت دل ترش رو اور بعضی کہتے ہیں کہ عتل وہ شخص ہے کہ لوگونکو بہانہ کرکے قید اور عذاب میں ڈالے اور بعضے کہتے ہیں کہ عتل وہ شخص ہے کہ بہت کھاتا ہو اور بہت
کشادہ شکم رکھتا ہو جو کچھ ہاتھ لگے کھانا اور پینا سب کو کھا جاوے اور پی جاوے اور کسیکو کچھ نہ دیوے بَعْدَ ذَلِكَ پیچھے ان عیبوں کے جو کہ مذکور ہوئے ہیں زَنِيمٍ
حرامی ہو کہ باپ اسکا معلوم نہیں ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسکی کوئی اصل نہو یعنی ولدالزنا اور کہتے ہیں کہ ولید درمیان قریش کے بزرگ ہوا تھا اور مغیرہ نے

بعد اٹھارہ برس کی عمر ہونیکے اسکو اپنے اوپر باندھ لیا اور اسکو اپنا بیٹا کر لیا تھا اور منقول ہے کہ یہ صفت اسکی کوئی نہیں جانتا تھا یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ جسوقت رسولخدا نے یہ آیت قریش کی مجلس میں پڑھی تو ولید جو عیب کہ اس آیت میں مذکور ہیں اپنے میں جانتا تھا مگر حرامی ہونیکو نہیں جانتا تھا اپنے جی میں کہتا تھا کہ میں سردار قریش کا ہوں اور باپ میرا مغیرہ مشہور اور معروف ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ محمد جھوٹ نہیں کہتا ہے معلوم نہیں کہ یہ امر کیونکر ہے غضبناک ہوکر مجلس سے اٹھا اور شمشیر برہنہ کرکے اپنی ماں کے پاس آیا اور اسکو بہت ڈرایا اور کہا کہ راست راست بیان کر اسنے کہا کہ باپ تیرا عنین تھا اور تیرے قابل تھا اور اسکی بھائی کے بیٹے بہت تھے انہوں نے اسکی میراث پر نظر ڈالی تھی اور کہتے تھے کہ اسکی بعد ہم مالک ہونگے مجھکو اسکا رشک ہوا میں نے اپنے غلام کو خلوت میں لاکر اس سے وہ فعل کرایا جو کہ مرد عورتوں سے کرتے ہیں اور تو فرزند اس غلام کا ہے اور شبہہ نہیں ہے کہ ناپاک نطفہ سے اکثر افعال بد سرزد ہوتے ہیں اور اسیواسطے حدیث میں آیا ہے کہ ولد الزنا بہشت میں داخل نہ ہوگا اور یہ حکم ظنیات میں سے ہے یعنی ولد الزنا مظنہ یہ ہے کہ بہشت میں نہ جائے اور منقول ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں جواظ اور نہ جعظری اور نہ عتل زنیم راوی نے پوچھا کہ جواظ کون ہے یا رسول اللہ فرمایا کہ بہت جمع کرنیوالا مال کا اور منع کرنیوالا اسکا آدمیوں کے دینے سے اور پوچھا کہ جعظری کون ہے فرمایا کہ بدخو اور سخت مزاج اور سنگدل پھر پوچھا کہ عتل زنیم کون ہے فرمایا کہ فراخ شکم بدخلق اور بہت کھانیوالا اور بہت پینے والا اور ستمگار ظلم پیشہ اور یہ تفسیر لازم ولد الزنا کی ہے اسواسطے کہ ولد الزنا میں اکثر یہ اوصاف ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے عتل زنیم کی تفسیر میں کہ صحیح اور قوی بدن اور بہت کھانیوالا اور بہت پینے والا جو کچھ ہاتھ لگے اور ستمگار اور مردم آزار اور فراخ شکم خلاصہ یہ ہے کہ ولید میں یہ تمام عیب ہیں اَنْ كَانَ اسواسطے کہ ہے وہ ذَا مَالٍ صاحب مال کا وَّبَنِيْنَ اور بیٹوں کا یعنی کثرت مال اور اولاد اسکی تیری فرمانبرداری سے اسکو منع کرتی ہے اور یہ علت ہے لاتطع کی اور ایک یہ وصف ہے اسمیں کہ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ جسوقت پڑھی جاتی ہیں اوپر اسکی آیتیں ہماری تو کہتا ہے کہ قصے پہلوں کے ہیں جنکی کچھ اصل نہیں ہے یعنی اپنے مال اور اولاد کے غرور سے ہماری آیتونکو جھٹلاتا ہے سَنَسِمُهٗ قریب ہے کہ نشان داغ کرینگے ہم اسکے یعنی ولید بن مغیرہ کے عَلَى الْخُرْطُوْمِ اوپر ناک کے سب اعضا میں رگ ہے اور یہ کنایہ ہے طرف نہایت رسوائی اور خواری اسکی کے یعنی اسکو خوار اور ذلیل کرینگے ہم لوگوں میں اسطرح کہ کسی پر پوشیدہ نہ رہے جیسے کہ داغ ناک کا کہ باعث ذلت اور خواری کا ہے اور اسکو کسیطرح پوشیدہ نہیں کر سکتے ہیں اور ناک پر داغ کرنا اسواسطے فرمایا کہ چہرہ سب اعضا میں افضل ہے اور ناک چہرہ میں افضل ہے اور ناک کو خاک پر رگڑنا اور داغ کرنا ذلت اور خواری سے مراد لیتے ہیں اور جسوقت آدمی تکبر کرتا ہے تو ناک چڑھاتا ہے پس داغ دینا اس ناک پر باعث مٹھانے بنیاد تکبر کا اور موجب حاصل ہونے رسوائی اور خواری کا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد اس داغ سے زخم شمشیر کا ہے کہ روز جنگ بدر اسکی ناک پر لگا تھا اور اثر اسکا ہمیشہ باقی رہا جبتک کہ وہ زندہ تھا اور اس سبب سے نہایت خجل اور شرمندہ تھا خداتعالی فرماتا ہے کہ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ تحقیق کہ ہمنے آزمایا ہے ان مکہ والوں کو بلا میں مبتلا کرکے کہ قحط انپر نازل کیا بعد اسکے کہ انکو کثرت سے نعمت اور دولت دی تھی اور انہوں نے اسکی ناشکری کی اور یہ بلا پیغمبر کی دعا سے نازل ہوئی چنانچہ کہتے ہیں کہ جنگ احد میں اکثر مسلمان شہید ہوئے اور حضرت حمزہ رض نے بھی شربت شہادت کا پیا تو رسولخدا صلعم نہایت دلتنگ ہوئے اور دعا کی کہ خداوندا انکو مبتلا کر قحط میں مثل قحط زمانہ یوسف کے پس خداتعالی نے دعا حضرت کی قبول کی اور فرمایا کہ تحقیق آزمایا ہمنے یعنی معاملہ آزمانیوالوں کا سا کیا ہمنے انسے بلائے قحط میں مبتلا کرکے كَمَا بَلَوْنَآ جیسے آزمایا ہمنے اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ صاحبوں باغ کو اور باغ والوں کا قصہ ابن عباس سے اسطرح منقول ہے کہ کسینے ابن عباس سے کہا کہ ایک قوم اس امت کی اسطرح بیان کرتی ہیں کہ اگر بندہ گناہ کرے تو اسکے سبب سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے ابن عباس نے فرمایا کہ قسم ہے اس شخص کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اسکی کہ یہ امر کتاب خدا میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے چنانچہ خداتعالی نے سورہ ن والقلم میں بیان کیا ہے کہ ایک شخص بزرگ کے ایک باغ تھا اور وہ صروان میں رہتا تھا اور صروان صنعاء یمن سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے اور وہ شخص جبتک کہ حقداروں کا حق اسکی میوہ میں سے ادا نہیں کر لیتا تھا تو میوہ اسکا اپنے گھر میں نہیں لاتا تھا اور جسوقت میوہ تیار ہوتا تھا تو سوائے حقدارونکے مسکینونکو بھی دیتا تھا اور رستہ پر اسکا باغ تھا مسافروں کو میوہ کھانے سے منع نہیں کرتا تھا اور خوشہ درختوں سے جھاڑکر انکو کھلاتا تھا وہ مرگیا تو اسکے بیٹے اس باغ کے مالک ہوئے اور اسکے تین بیٹے تھے اور بعضی روایتوں میں پانچ لکھی ہیں اور جسسال کہ وہ شخص مرا تو

اُس باغ میں میوہ کثرت سے ظاہر ہوا کہ پہلی اُس سے کبھی ایسا نہوا تھا وہ سب بھائی اُس باغ میں بعد عصر کے آئے انہوں نے وہ میوہ دیکھا کہ پہلی اُس سے کبھی نہیں دیکھا تھا اپنے باپ
کی زندگی میں پس جس وقت انہوں نے کثرت سی وہ میوہ دیکھا تو حد سی گزر گئے اور نیتوں میں اُنکی فرق آگیا اور آپس میں کہنے لگے کہ باپ ہمارا بوڑھا ہو گیا تھا اور
بڑھاپے کے سبب سے اُسکی عقل جاتی رہی تھی پس چاہیے کہ عہد کریں ہم آپس میں کہ اس سال میں کسی مسکین کو کچھہ نہ دیویں یہانتک کہ ہم تونگر اور مالدار ہو جاویں سب بھائی
اس عہد پر راضی ہوئے مگر ایک اُنمیں سے راضی نہوا اور وہ بھائی وہ ہی کہ جسکو خدا نے فرمایا کہ قال اوسطہم الم اقل لکم لولا تسبحون لوگوں نے پوچھا کہ اے ابن عباس وہ
بھائی سن میں اوسط تھا فرمایا کہ نہیں وہ چھوٹا تھا لیکن عقل میں سب سے بڑا تھا اور اوسط سے وہ مراد ہی جو خدا نے فرمایا ہی کہ اوسط القوم خیرہم یعنی میانہ قوم کا بہتر اُنکا ہے
چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ وجعلناکم امۃ وسطا پس کہا اُس اوسط نے کہ اے بھائیو خدا سے ڈرو تم اور اپنے باپ کے طریق پر رہو جیسا کہ وہ فقیروں کا دینے والا تھا ایسے ہی
تم بھی دیتے رہو کہ اسمیں تمہاری سلامتی ہے اُن بھائیوں نے اُسکو پکڑ کے خوب مارا جسوقت اُسکو یقین ہوا کہ مجھکو یہ قتل کرینگے وہ بھی اُنکی مشورہ میں داخل ہو گیا کراہت
سے پس سب اپنے گھر و نمیں گئے اور قسم کھائی کہ جسوقت صبح ہوگی تو میوہ کو چلکر توڑینگے اور انشاء اللہ تعالی نہ کہا پس مبتلا کیا انکو خدا نے اُس گناہ کی عوض میں کہ
اُنکی باغ کو ایسا کر دیا کہ جیسے کٹا ہوا ہوتا ہی کہ جسمیں کچھہ میوہ نہیں رہتا اور یا یہ کہ اُنکو خشک کر کے مثل رات کے سیاہ کر دیا پس خدا تعالی نے اُنکی قصہ کی اپنی کتاب میں
خبر دی اور فرمایا کہ انا بلوناہم کما بلونا اصحاب الجنۃ یعنی تحقیق آزمایا ہمنے انکو جیسے آزمایا صاحبوں باغ کو اذ اقسموا یاد کر تو جسوقت کہ قسم کھائی اُن
باغ والوں نے فقیروں سے پوشیدہ ہو کر لیصرمنہا البتہ کاٹینگے ہم میوہ اُسکو مصبحین جسوقت کہ صبح کرنیوالے ہونگے یہ حال واقع ہوا یعنی انہوں نے
قسم کھائی کہ ہم صبح کو باغ میں جا کر میوہ اُسکا توڑینگے ولا یستثنون نہ استثنا کیا یعنی اور نہ انشاء اللہ تعالی کہا انہوں نے جسوقت قسم کھائی تھی کہ
صبح کو ہم اُسکا میوہ توڑینگے اور بعضے کہتے ہیں مراد یہ ہے استثنا نہ کیا انہوں نے اُس میوہ میں سے حصہ فقیروں کا جیسے باپ اُنکا کرتا تھا اور اُسمیں سے نکالکر فقیروں کو دیتا تھا
اور یا یہ کہ تعریف خدا کی نکی انہوں نے اور شکر اُس نعمت کا ادا نکیا فطاف علیہا پس پھر گیا اوپر اُس باغ کے طائف ایک پھرنیوالا یعنی عذاب
من ربک پروردگار تیری کی طرف سے وہم نائمون اور جسوقت کہ وہ سوتے تھے اپنے گھروں میں کہ وہ ایک آگ تھی کہ آسمان سے نازل ہوئی
اور میوہ کو سبھی جلا دیا اور درختوں کو خشک کر دیا فاصبحت پس ہو گیا وہ باغ اُنکا اُس باسی کالصریم مانند میوہ کٹی ہوئے باغ کے کہ جسمیں کچھہ
میوہ باقی نرہا اور یا یہ کہ ہو گیا وہ باغ مانند رات کالی کے سبب جل جانیکے اور یا مانند روز روشن کے سبب خشک ہو جانیکی اور یا مانند ریت کے کہ جسپر کچھہ
نہ اوگا ہوا ور وہ سب بھائی اپنی باغ کے اس حال سے بیخبر تھے صبح کیوقت خواب سے بیدار ہوا اور اپنے دلونمیں خوش تھے کہ میوہ کو باغ میں جا کر توڑینگے جب خواب سے بیدار
ہوئے تو فتنادوا پس آواز دی آپسمیں ایک نے دوسرے کو مصبحین جسوقت کہ صبح کرنیوالے تھے یعنی ہر ایک نے صبح کو اُٹھکر دوسرے کو آواز دی ان
اغدوا یہ کہ سویرے ہی چلو تم علی حرثکم اوپر کھیتی اپنی کے کہ جو تمنے درخت لگائے ہیں ان کنتم صارمین اگر ہو تم میوہ کاٹنیوالے
پس وہ سب بھائی اپنے اپنے گھر سے نکلکر کھڑے ہوئے اور سب متفق ہو کر باغ کیطرف روانہ ہوئے فانطلقوا پس چلے وہ اپنے گھروں سے وہم یتخافتون
جسوقت کہ وہ چلے چپکے باتیں کرتے تھے کہ ایسا نہو کہ کوئی فقیر ہماری آواز کو سن لیوی اور ہمارے ہمراہ ہو لیوی چنانچہ خدا فرماتا ہی کہ وہ آہستہ باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے
ان لا یدخلنہا الیوم یہ کہ نہ داخل ہووے اُس باغ میں آج کے دن علیکم مسکین اوپر تمہارے کوئی فقیر کہ وہ بھی حصہ لیوی اور ہمارا حصہ نہیں
کمی ہو جاوے وغدوا اور سویرے ہی گئے وہ علی حرد اوپر قصد منع کرنے فقیروں کے اُس گمان سے کہ اگر دن چڑھے چلوگے تو فقراء آ کر گھیر لیوینگے اسلئے وہ
اول وقت صبح کے روانہ ہوئے قادرین جسوقت کہ قدرت رکھنے والے تھی اپنے اعتقاد میں فقیروں کے منع کرنے پر اور میوے کے توڑنے پر اور یا یہ کہ فقط فقراء
کے منع کرنے پر قدرت رکھنے والے تھے سو سمجھے کہ میوہ کھانیسے تو رہے باغ تو سوختہ ہو رہا تھا اور یا یہ کہ قدرت رکھنیوالے تھے فقراء کے نفع پہنچانے پر اور باوجود اسکی نفع نہ پہنچایا
اور پہلی ہی معنی بہتر ہیں اور اسکے نزدیک یہی ہیں فلما راوہا پس جسوقت دیکھا انہوں نے اُس باغ کو برخلاف اسکے کہ جو پہلے دیکھا تھا یعنی انہوں نے
اُس باغ کو سوختہ اور سیاہ دیکھا تو قالوا کہا انہوں نے انا لضالون تحقیق ہم البتہ راہ گمراہ کرنیوالے ہیں باغ کے اور سمجھے کہ باغ ہمارا میووں سی
معمور تھا اور بھرا ہوا تھا اور اس باغ میں کچھہ نہیں ہے اور درخت اسکے سیاہ اور سوختہ ہو رہے ہیں یہ باغ ہمارا نہیں ہے اور جسوقت انہوں نے آپسمیں غور اور تامل کیا اور

علامتونکو اُسکے دیکھا اور دیوار کی ہیئت کبھی تعجا کہ یہ باغ ہمارا ہی اور اسپر آفت پہنچی ہی سو وقت کہنے لگے کہ ہمنے راہ نہیں گم کی ہی بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ
بلکہ ہم بے نصیب ہیں میوہ سے اِس باغ کے اور اسکی فائدہ سے منع کئے گئے ہیں اور محروم ہیں بسبب محروم رکھنے اور منع کرنے فقیرونکو اور انشاء اللہ نہ کہنے کے قَالَ اَوْسَطُهُمْ کہا
بہتر انکی نے یعنی عقل میں کہ جو فقیروں کے منع کرنے پر راضی نہوا تھا اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کیا نہیں کہا تھا مینی واسطے تمہارے جسوقت کہ تمنے فقیروں کے منع کرنیکا مشورہ کیا تھا
لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۔ کیوں نہیں پاکی سے یاد کرتے ہو تم خدا کو اسکی عبادت میں مشغول ہو کر واسطے شکر اس نعمت کے اور تمنے میری بات کو نہ سنا اور خدا تعالی کی ناشکری
کی کہ اسکی راہ میں فقیروں کا دینا بند کیا یہانتک کہ اس بلا میں گرفتار ہوئے قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ کہا ان بہائیوں نے کہ پاک ہی پروردگار ہمارا ظلم کرنے سے
اور یہ فعل ہم سے بادی ہوئے اور فقرا کے منع کرنے پر افسوس کیا اور پشیمان ہوئے اور کہا کہ یہ بلا جو ہمپر خدا نے نازل کی ہی اسمیں ظلم اسنے ہمپر نہیں کیا ہی بلکہ ہم مستحق اسکے تھے
اور کہا کہ اِنَّا كُنَّا تحقیق کہ ہم تھے ظٰلِمِيْنَ ۔ ظلم کرنیوالے اپنی نفسوں پر فقیروں کے منع کرنے سے فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ پس منہ کیا بعضے انکے نے عَلٰى بَعْضٍ
اور بعضے کے کہ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۔ ملامت کرتے تھے آپسمیں ایک دوسرے کو کہ کوئی تو کہتا تھا کہ میں منع کرتا تھا اس مشورہ کو اسمیں تو نے نہیں مانا وہ کہتا تھا کہ مینے
نہیں کہا تھا فلانے نے کہا تھا کہ پہلے فلانے نے یہ راہ نکالی تھی اور وہ عذر کرتا اور کوئی خاموش تھا کچھ جواب نہیں دیتا تھا اور کوئی کسیکو کہتا تھا کہ تو اگرچہ خاموش تھا
لیکن دلمیں اس مشورہ سے راضی تھا اسیطرح ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا اور نادم اور پشیمان ہو کر قَالُوْا کہا انہوں نے کہ يٰوَيْلَنَآ ای وائے ہمپر اِنَّا كُنَّا تحقیق
کہ ہم تھے طٰغِيْنَ ۔ حد سے گذرنیوالے گناہ کر کہ ہمیں کہ فقیروں کو ہمنے منع کیا اور انشاء اللہ نہ کہا اور توبہ جو باعث ہر نیکی کا ہوتی ہی اس جہت سے کہا انہوں نے کہ
عَسٰى رَبُّنَآ قریب ہی کہ پروردگار ہمارا یعنی امید رکھتے ہیں ہم اسکی کرم سے اَنْ يُّبْدِلَنَا یہ کہ بدل دیوے ہمکو خَيْرًا مِّنْهَآ بہتر اس باغ سے توبہ
کی برکت کے سبب سے اور گناہوں کے اقرار کرنے سے اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا تحقیق کہ ہم طرف پروردگار اپنے کے رٰغِبُوْنَ ۔ رغبت کرنیوالے ہیں یعنی امیدوار مغفرت کے
ہیں اور طالب خیر کے یا رغبت کرنیوالے اسکے حکم کے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ خدا تعالی نے توبہ انکی اپنے فضل و کرم سے قبول کی اور ایک باغ انکو بخشا کہ کثرت سے اسمیں
درخت اور میوہ تھے اور خوشہ انگور کا اسکی ایک شتر کا بار تھا اور نام اس باغ کا حیوان تھا اور میاطی نے ابو خالد یمانی سے روایت کی ہی وہ کہتا تھا کہ مینے اس باغ کا خوشہ دیکھا ہی
برابر مرد سیاہ کھڑے ہوئے کے تھا اور محققین کہتے ہیں کہ جو کوئی بلا میں مبتلا ہو اور مال و منال اسکا تلف اور برباد ہو جاوے اور وہ شخص اسمیں تامل کرے اور جانے کہ تو مستحق اس بلا کا تھا اور بعد
اسکے اپنی گناہوں کا اقرار کرے اور خدا کیطرف رجوع کرے اور توبہ کرے تو خدا تعالی بہتر اور خوشتر اس سے کہ تلف ہوا ہی اسکو عطا کرے جیسے باغ حیوان انکو بخشا اور اب بطور
خوف دلانیکے فرماتا ہی کہ كَذٰلِكَ ایسا ہی ہی جیسے مذکور ہوا انکو عذاب الْعَذَابُ ۭ عذاب کرنا دنیا میں وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اور البتہ عذاب آخرت کا
اَكْبَرُ ۘ بہت بڑا ہی اس عذاب سے اسواسطے کہ عذاب دنیا کا فنا ہو جاتا ہی اور جاتا رہتا ہی اور عذاب آخرت کا ہمیشہ کو ابد الآباد ہی لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ اگر ہیں آدمی کہ
جانیں اسکی سختی اور ہول کو دل سے یقین کریں البتہ اچھا ہی کہ باعث ہی عذاب سے پرہیز کریں اور خدا تعالی کے حکموں سے غافل نہوں اور ہرگز ہرگز گناہوں کے گرد نجائیں
اور اب مومنین متقین کے انجام کا ذکر کرتا ہی کہ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ تحقیق واسطے انکے پرہیزگاروں کے عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے یعنی آخرت میں جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ بہشتیں نعمتوں کی ہیں بے مشقت اور بدون خوف و خطر کے اور جسمیں کسیطرح کا نقصان و زوال نہیں ہی اور منقول ہی کہ جسوقت قریش کے اشرافوں نے سنا کہ
مومنین کے واسطے آخرت میں بڑے درجے اور بلند جگہیں ہیں اور مرفہ الحال اور فارغ البال ہو کر بہشت کی نعمتوں سے لذت پاوینگے یہ سنکر کہنے لگے کہ یہ خبر اور نعمت کہ محمد اور اسکے
اصحاب جس سے خبر دیتے ہیں خلاف واقع کے ہی اور اگر ہی واسطے یہ امر ہووے گا اور فرض کیا کہ اگر انکے واسطے کچھ آسودگی ہو گی تو لیکن ہم جو دنیا میں فراغت سے اور آسودہ حال رہتے ہیں
وہاں بھی انسے بہتر ہونگے اور نہایت یہ کہ اگر ہم انسے زیادہ نہونگے تو کم بھی نہونگے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ کیا پس کر دینگے ہم مسلمانوں کو نجات
کے اور درجوں کی حاصل ہونیمیں كَالْمُجْرِمِيْنَ ۔ مانند گنہگاروں شرک اور کفر کرنیوالوں کی اور واسطے زجر اور توبیخ کے فرماتا ہی کہ مَا لَكُمْ کیا ہوا واسطے تمہارے ہی فرو
كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۔ کیونکر حکم کرتے ہو کہ مسلمانوں اور کافروں کو بھی برابر ہونیکا مرتبہ درجوں میں اور تم ایسا جانتے ہو کہ گویا جزا دینی تمہارے سپرد ہو گئی ہے کہ اسمیں جو
کچھ چاہو حکم کرو اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ یا واسطے تمہارے کوئی کتاب آسمان سے نازل ہوئی ہی کہ تم فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۔ بیچ اسکی پڑہتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اِنَّ لَكُمْ
تحقیق واسطے تمہارے فِيْهِ بیچ اسکی لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۔ البتہ وہ چیز ہی کہ اختیار کرتے ہو تم جو کچھ چاہو حکم اور جو چاہو قبول کرو اور جسکو چاہو رد کرو اور یہ جملہ مفعول ہے تدرسون کا اور

ع ۱ ۳

[illegible] بالغة الی یوم القیامة

دن قیامت تک یعنی کیا ثابت ہیں واسطے تمہارے قسمیں ہم پر قیامت تک اِنَّ لَكُمْ تحقیق واسطے تمہارے لَمَا تَحْكُمُوْنَ البتہ وہ چیز ہے کہ حکم کرو تم اپنے واسطے جو
کچھ چاہو بہتر اسکا یعنی تمہارے واسطے کیا ہمنے قسمیں کھائی ہیں تاکید کے ساتھ کہ تمکو ہم حاکم کرینگے قیامت کے روز تاکہ مسلمانوں سے برابر ہونیکا حکم کرو سَلْهُمْ پوچھ تو
اے محمد صلعم ان کافروں سے کہ اَیُّهُمْ بِذٰلِكَ کونسا انکا ساتھ اس حکم کے زَعِیْمٌ ضامن ہے کہ آخرت میں اس حکم کے عہد سے باہر آئے اَمْ لَهُمْ یا واسطے
انکے شُرَكَآءُ شریک ہیں اور آدمی اس محل میں کہ وہ موافق انکے کہتے ہیں اور انکی دعوی پر گواہ ہیں وہ فَلْيَاْتُوْا پس چاہیے کہ لائیں وہ بِشُرَكَآئِهِمْ شریکوں
اپنے کو تاکہ وہ انکی تصدیق کریں اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ اگر ہیں وہ سچے اس دعوی میں کہ مثل مسلمانوں کے انکو بھی بہشت میں درجے ملینگے یعنی اس دعوی میں
کوئی انکا مددگار نہیں ہے جیسے کہ کتاب انکی پاس نہیں ہے کہ اس حال کی خبر دیتی ہو اور یا عہد ہو کہ خدا کے نزدیک انکو مضبوط کیا ہو اور یا کوئی ضامن ہو کہ ذمہ دار اس امر کا ہو
حاصل یہ ہے کہ کوئی دلیل اور سند اس دعوی کی انکے پاس نہیں ہے بلکہ خیالات اور توہمات نفس کی پیروی ہے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ جسدن کہ
کھولی جاوے پنڈلی سے یہ متعلق فَلْيَاْتُوْا کے ہے یعنی پس چاہیے کہ لائیں اور حاضر کریں وہ شریکوں اپنے کو جسدن کہ اٹھایا جاویگا پنڈلی سے اور یا یہ کہ متعلق اذکروا مقدر کے ہے
یعنی یاد کرو تم جسدن کہ ظاہر کیجاوے پنڈلی اور یہ کنایہ ہے اس سے کہ حقیقتوں کی اور بھیدوں کی پوشیدگی سے ظاہر ہووے یعنی جسدن کہ ظاہر ہو جائیں اصلیں اور حقیقتیں سب کاموں کے
یہانتک کہ واقف ہو جائیں پس ہر ایک دوسرے کے احوال پر اور بعضے کہتے ہیں کہ کشف ساق سے مراد سختی اس دن کی اور ہولیں یعنی جسدن کہ بہت سختی اور
شدت ظاہر ہو اور ہیبتیں اور شدتیں اس روز کی ایسی کہ زیادہ اس سے متصور نہوں اور یہ اس وقت ہوں کہ ایام دنیا کے تو گزر جائینگے اور قیامت پیدا ہوا اور ثواب اور عذاب کو
آنکھوں سے دیکھیں ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ ساعت سب ساعتوں سے زیادہ سخت ہے قیامت کا روز اور یہ وہ ساعت ہے کہ رسول خدا نے جسکی خبر دی ہے اور فرمایا کہ قیامت کے
روز خلائق کو میدان حشر میں حاضر کریں اور خدا تعالی درمیان ظالموں اور مظلوموں کے حکم کرے یہانتک کہ اگر کسی نے پانی میں دودھ ملایا ہو تو اس سے کہینگے
کہ پانی سے دودھ کو جدا کر اور یہ عذاب کی باتیں ہوگا اور ایک آواز کرنیوالا آواز کریگا کہ تمام خلائق اسکو سنیں اور کہیگا کہ ہر گروہ اور امت اپنی پیشوا کے پیچھے جاویں
پس بت پرست تو بتوں کے پیچھے پیچھے دوزخ میں جائیں اور ایسے ہی جسنے سوائے خدا کے کسیکی پرستش کی ہے مثل نمرود اور فرعون وغیرہ کے وہ لوگ انکے ہمراہ دوزخ میں جاوینگے
اور وہ لوگ کہ جنہوں نے عزیر اور عیسی کی پرستش کی ہیں کہ عزیر اور عیسی کی صورت میں خدا تعالی دو فرشتہ انکے واسطے پیدا کریگا اور وہ انکو دیکھکر کہینگے کہ
یہ ہیں معبود ہمارے خدا تعالی یہود اور نصاری کو حکم کریگا کہ انکو ہمراہ ان فرشتوں کی دوزخ میں لیجاؤ اور مالک کے سپرد کرو پس باقی رہجائینگے وہ لوگ کہ جو خدا کی عبادت
کرتے تھے مومنین اور منافقین اس سے خدا تعالی انکو خطاب کریگا کہ تم کسکی پرستش کرتے تھے وہ کہینگے کہ خدائے حق کی اور خدا تعالی حکم کریگا کہ حجاب کو اٹھاویں
اور ایک نور اسکی عظمت اور جلال کا ظاہر ہوا اور سب آدمیوں کو حکم سجدہ کرنیکا ہو سب مومنین سجدہ میں جائیں اور منافق اور ریاکار لوگ قدرت سجدہ کرنیکی نہ رکھیں اور
پشت انکی مثل چوب خشک کے ہو جاوے اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے یوم یکشف عن ساق وَيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ اور بلائے جائینگے وہ آدمی طرف سجدہ کے
خدا کے واسطے اور بعضی کہتے ہیں کہ بلانیوالا طرف سجدہ کے فرشتے اس روز کا ہوگا کہ جسوقت یہ حال دیکھینگے تو سجدہ میں گر پڑینگے اور معالم التنزیل میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ
خدا تعالی اس روز اپنی پنڈلی کو کھولیگا اور اہلسنت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ خدا تعالی اپنی صورت بندوں کو غیر صورت میں دکھلائیگا وہ کہینگے کہ تو ہمارا خدا نہیں ہے اور جسوقت
اپنی اصلی صورت کو دکھلائیگا تو پہچان کر کہینگے کہ تو ہمارا خدا ہے حاصل یہ ہے کہ منافقین اور ریاکاروں سے سجدہ نہوسکیگا جسوقت واسطے سجدہ کے آدمیوں کو حکم ہوگا کہ تم سجدہ کرو فَلَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ پس نہ طاقت رکھینگے وہ سجدہ کرنیکی خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ جسوقت کہ جھکنے والی ہونگی نیچے کو آنکھیں انکی شدت ہول اور خوف سے اور آنکھوں کو
نہ کھول سکینگے اور سروں کو اوپر نہ اٹھا سکینگے دہشت سے تَرْهَقُهُمْ پہنچیگی انکو اور گھیر لیگی ذِلَّةٌ خواری بسبب ندامت اور حسرت کے اور سبب خواری کا یہ ہے وَقَدْ كَانُوْا
اور تحقیق تھے وہ دنیا میں کہ يُدْعَوْنَ بلائے جاتے تھے یعنی حکم کئے جاتے تھے اِلَى السُّجُوْدِ طرف سجدہ کرنے خدا کے وَهُمْ سٰلِمُوْنَ جسوقت کہ وہ سلامت
اور تندرست تھے اور قدرت رکھتے تھے واسطے سجدہ کرنیکے لیکن باوجود صحت بدن کے سجدہ کو ترک کرتے تھے اسواسطے اس روز سوائے حسرت اور ندامت کے اور کچھ انکو حاصل نہوگا
اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد بلانیوالے سے موذن ہے یعنی حی علی الفلاح کو سنتے تھے اور نماز کیواسطے نہیں جاتے تھے اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ یہ آیت انہی لوگوں کے حق میں ہے کہ

جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے سالمون کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ وہ قدرت رکھتے تھے اس امر کے کرنیکی کہ جسکا وہ حکم کئے گئے تھے اور نکرنیکی
اُس امر کے کہ جس سے منع کئے گئے تھے اور انہوں نے ایسا نکیا تو وہ مبتلا ہوئے اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی عاجز زدہ ہو جائیں اور
بڑی ہیبت و وحشت انکو پہنچے اور آنکھیں انکی خوف سے پتھرا جائیں اور کھلی رہجائیں اور دل انکے گلو تک آکے پہنچیں اور یہ حالت ہو کہ دنیا میں حکم الٰہی کے بجالانیکی قدرت
رکھتے تھے اور جن کاموں سے منع کیا تھا اُس سے پرہیز کرنیکی طاقت رکھتے تھے انہوں نے خدا کے احکام پر عمل نکرکے حدود الٰہی کو کان لگا کر نہ جانا اور کہنے کے مشرکین
جو ان حیزوں کو جھٹلاتے تھے راہ عناد او سرکشی سے تو خاطر اقدس سید المرسلین کو ملال ہوتا تھا حقتعالی نے واسطے تسلی خاطر رسول خدا او خوف دلانے اہل عناد کے فرمایا **فَذَرْنِي**
پس چھوڑ دے تو اے محمد صلعم مجھکو **وَمَنْ يُكَذِّبُ** اور اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے اور تکذیب کرتا ہے **بِهَٰذَا الْحَدِيثِ** ساتھ اس بات کے کہ وہ قرآن ہے یا روز حشر ہے یعنی
مجھکو اُس پر چھوڑ دے اور اُسے حوالہ اُسکو کرے اور تو خاطر اپنی رنجیدہ نکر دیکھ تو کہ میں اُسکو کیسی سزا دیتا ہوں **سَنَسْتَدْرِجُهُمْ** قریب ہے کہ پکڑیں ہم انکو درجہ بدرجہ
اور مرتبہ بمرتبہ گناہوں میں مہلت دیکر اور ہمیشہ صحت دیکر اور نعمت زیادہ کرکے کہ وہ تو گناہوں میں مشغول ہیں اور ہم انکو درجہ درجہ بڑھاتے چلے جائیں کہ انکو دکھ اور درد
اور مرض سے نکالکر کہیں اور نعمتوں میں انکی ترقی کریں **مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ** جہاں سے کہ نجانیں وہ کہ یہ استدراج ہے یعنی جسوقت وہ خطا کریں تو ہم انکو عطا
کریں اور وہ اُسکو فضیلت اپنی جانکر مومنوں پر اپنی تئیں بزرگی دیویں اور جانیں کہ نعمت کا عطا کرنا ہمارے مرتبہ کی زیادتی سے ہے مومنین پر پس ایکمرتبہ ہی انکو ہم
عذاب میں گرفتار کریں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت بندہ گناہ کرے اور ایک نعمت جدید اُسکو حاصل ہو اور وہ بعد اُسکے استغفار نکرے اور گناہ سے بخشش
نچاہے تو وہ استدراج ہے اور خدا فرماتا ہے وہ گناہ کرتے جائیں اور ہم انکو درجہ بدرجہ بڑھاتے جائیں **وَأُمْلِي لَهُمْ** اور مہلت دونگا میں واسطے انکے دنیا میں اور دراز کرونگا میں
اجلوں انکی کو باوجود عطا کرنے صحت اور نعمت کے اور جلدی انکے عذاب میں نکرونگا یہانتک کہ مغرور ہو جائیں وہ اور زیادہ گناہ کرنے لگیں **إِنَّ كَيْدِي** تحقیق کہ
عذاب میرا **مَتِينٌ** مضبوط ہے کسیطرح سے دفع نہیں ہو سکتا ہے اور پکڑنا میرا نہایت سخت ہے کہ کوئی اُسکی برداشت نہیں کر سکتا ہے اور درجہ بدرجہ بڑھانیکا نام کید
اسواسطے فرمایا کہ وہ کید کی صفت میں داخل ہے اور توبیخ کرکے فرماتا ہے کہ **أَمْ تَسْأَلُهُمْ** کیا سوال کرتا ہے تو اُنسے اے محمد صلعم **أَجْرًا** مزدوری کو ہدایت کرنیکی عوض میں
فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ پس وہ تاوان مزدوری کی سے **مُثْقَلُونَ** گراں باری میں ہو نیوالے ہیں اور اس سبب سے تیری طرف سے وہ منہ پھیرتے ہیں اور ایمان کو
قبول نہیں کرتے ہیں **أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ** یا نزدیک انکے غیب ہے یعنی یا نزدیک انکے لوح محفوظ ہے کہ اُس میں غیب کی خبریں ہیں **فَهُمْ يَكْتُبُونَ**
پس لکھتے ہیں اُس میں سے جو کچھ حکم کرتے ہیں مومن اور کافر کے برابر ہونیکا حشر میں اور نہ محتاج ہونیکا تیری ہدایت کیطرف اور جسوقت کہ نہیں ہے کوئی امر نہیں ہے اور تیری فرمانبرداری
نکرنی محض عناد کی جہت سے ہے تو **فَاصْبِرْ** پس صبر کر تو اے محمد صلعم **لِحُكْمِ رَبِّكَ** واسطے حکم پروردگار اپنے کے کافروں کی مہلت دینے میں اور دیر نصرت کرنے
تیری میں اور رنج آزار کے اٹھانے میں اور بعضے کہتے ہیں کہ لام معنی الی ہے یعنی صبر کر تو یہانتک کہ حکم کرے پروردگار تیرا اور تیرے دوستوں کی نصرت کا اور قہر کرے دشمنوں
تیرے کا **وَلَا تَكُنْ** اور نہ ہو عذاب کے جلدی کرنے میں اُمت پر اور دل تنگی اور جلدی باہر نکلنے میں قوم کی درمیان سے **كَصَاحِبِ الْحُوتِ** مانند صاحب مچھلی کے
یعنی مانند یونس کے سست ہوکے انہی صبر کیا قوم کے ایذا پر اور جلدی کرکے اُنمیں سے نکل گیا اور اس سبب سے مچھلی کے شکم میں قید ہو گیا مراد یہ ہے کہ انمیں طاقت نہ تھی صبر کرنیکی اُس محنت
کی جو خدا نے اُسکو جسمیں مبتلا کیا تھا تاکہ موجب بلندی رتبہ اُسکی کا آخرت میں ہو تا پس اُسنے تاب اُسکی نہ لا کر طلب خلاصی کی اُس سے درگاہ خدا کی میں پس خدا تعالی اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ
تیرے مرتبہ تیرا یونس کے مرتبہ سے زیادہ کیا ہے چاہئے کہ صبر تیرا موافق مرتبہ تیرے کے ہو نہ مانند صبر یونس کے **إِذْ نَادَىٰ** یاد کر تو جسوقت کہ پکارا یونس نے مچھلی کے پیٹ میں پروردگار اپنے کو
کلمہ طیبہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کے ساتھ **وَهُوَ مَكْظُومٌ** جسوقت کہ وہ غصہ میں بھرا ہوا تھا اور اندوہ میں مچھلی کے پیٹ میں **لَوْلَا أَنْ**
تَدَارَكَهُ اگر نہ ہوتا یہ کہ پالیا تھا اُسکو **نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ** نعمت نے یعنی رحمت نے پروردگار اسکی کی جانب سے کہ دعا اُسکی قبول کی اور مچھلی کے شکم سے اُسکو رہائی دی
لَنُبِذَ البتہ ڈالا جاتا وہ یونس **بِالْعَرَاءِ** بیچ جنگل خالی کے پانی اور گھانس سے **وَهُوَ مَذْمُومٌ** جسوقت کہ وہ ملامت کیا گیا تھا اور رحمت سے دور کیا گیا تھا
پس رحمت خدا کی اُسکی حال کی شامل ہوئی اور اُسکو سلامت کنارہ پر لایا اور کدو کے درخت کے نیچے اُسکی پرورش کی یہانتک کہ اُسکی قوت بکری ہوئی اور حالت اصلی کو پہنچا **فَاجْتَبَاهُ**
رَبُّهُ پس برگزیدہ کیا اُسکو پروردگار اُسکے نے نبوت اور ارسال وحی سے **فَجَعَلَهُ** پس کیا اُسکو **مِنَ الصَّالِحِينَ** نیکوں میں سے یعنی نام اُسکا ساتھ انبیا صالحین کی

... زہر نظر سے ہلاک کر دیا اور جیسے کہتے ہیں یہ آیت اسوقت نازل ہوئی کہ جسو
رسول خدا قوم ثقیف کو دعای بد کرنا چاہتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ صبر کر اور دعا کو توقف میں ڈالدے کہ سب کام صبر سے درست ہوتے ہیں اور اسکی برکت سے مقاصد دنیا اور
آخرت کے حاصل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوتاہ نظران بنی اسد نے ایک جماعت کو کہ چشم بد پہنچانے کے ساتھ مشہور تھی طلب کرکے کہا کہ تم رسول خدا کو چشم بد پہنچاؤ اور انہی بہت
وعدے کئے کہ ہم تمکو اسقدر روپئے دینگے اور بدچشمی انکی ایسی تھی کہ اگر ارادہ گوشت کھانیکا کرتے تو لونڈی کو اپنی کہتی کہ زنبیل لیکر ہمارے ہمراہ چل اور وہ باہر نکلکر اگر کوئی اونٹ یا گاؤ
یا گوسفند فربہ دیکھتے تو کہتے کہ کیا اچھا ہے یہ اور ایسا ہمنے نہیں دیکھا اسیوقت وہ گر پڑتا اسکا مالک اسکو اگر ذبح کرتا تو انہیں سے کچھ حصہ لیتے اور کہتے ہیں کہ اگر ارادہ کسیکی ہلاک
کرنیکا کرتے تو تین روز تک کچھ نہ کھاتے اور بعد اسکے نظر اسپر ڈالتے اسیوقت وہ مر جاتا اور انہیں ایک مرد تھا کہ جبوہ نظر ڈالتا تو اسیوقت وہ گر پڑتا یا مر جاتا یا مقتول ہوتا
اور اس مرد کو خیمہ سے باہر نہیں نکالتے تھے اور جسوقت خیمہ میں وہ دلتنگ ہوتا تو خیمہ کو اٹھا دیتے تاکہ وہ نظارہ کرلیوے الغرض وہ لوگ آئے اور رسول خدا صلعم کے سامنے کھڑے ہوئے اور وہ
حضرت قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور وہ لوگ حضرت کیطرف نگاہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا فصیح ہے اور کیا خوش صوت ہے کہ ایسا ہمنے نہیں دیکھا ہے فصاحت اور بلاغت
اور خوبی صوت میں اور سیر میں اور خداتعالی اپنے حبیب کو انکی چشم بد سے محفوظ رکھتا تھا اور یہ آیت نازل کی کہ **وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا** اور تحقیق قریب تھا
وہ لوگ کہ کافر ہوئے اور یہ ان مخففہ ہے ان مثقلہ کا اور تقدیر اسکی انہ ہے یعنی اور تحقیق قریب تھا کہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے **لَیُزْلِقُوْنَکَ** البتہ پھسلا دیں وہ تجھکو اور
ہلاک کریں **بِاَبْصَارِهِمْ** ساتھ آنکھوں اپنی کے **لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ** جسوقت کہ سنا انہوں نے قرآن کو تجھسے **وَیَقُوْلُوْنَ** اور کہتے تھے وہ تیری کار میں
حیرت اور تعجب کرکے کہ **اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ** تحقیق وہ مرد دیوانہ ہے کہ خلاف عادت کے اس سے صادر ہوتا ہے یا اسکے پاس جن ہے کہ اسکو تعلیم کرتا ہے **وَمَا هُوَ** اور
حال یہ ہے کہ نہیں ہے وہ قرآن **اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ** مگر نصیحت واسطے عالم کے لوگوں کے یا یہ کہ نہیں ہے محمد مگر شرف واسطے عالم کے لوگوں کے یاد دلانیوالا ہے

الربع

احکام خدا کا انکے واسطے اور دوسری روایتمیں منقول ہے کہ رسول خدا مسجد میں بیٹھے ہوئے قرآن پڑھتے تھے اور یہ جماعت بدچشموں کی مسجد کے باہر کھڑی ہوئی انتظار کرتی تھی کہ
وہ حضرت مسجد سے باہر نکلیں تو چشم بد سے آفت پہنچائیں جبرئیل آئے اور یہ آیت لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ اس آیت کو تلاوت فرمایئے تاکہ چشم بد سے محفوظ رہیں حضرت نے یہ
آیت پڑھی اور مسجد سے باہر رونق افروز ہوئے جسوقت نظر انکی حضرت کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو سب اندھے ہوکر زمین پر گر پڑے اور وہ حضرت سلامت انکی طرف سے گزر کر چلے گئے
اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ آنکھ اونٹ کو دیگ میں پہنچاتی ہے اور مرد کو قبروں میں اور اسماء بنت عمیس کہتی ہے کہ میں نے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ فرزندان
جعفر کو چشم زخم پہنچتی ہے کوئی افسوں اور منتر انکے واسطے لکھوں فرمایا کہ ہاں اگر کوئی چیز قدر پر سبقت کرتی اور غالب ہوتی تو وہ چشم سے زخم ہوتا اور فرمایا ہے رسول خدا
صلعم نے کہ نہیں ہے افسوں مگر چشم زخم سے اور حیوان نیش دار سے اور حسن بصری سے منقول ہے کہ دوائے چشم زخم کی نہیں ہے مگر تلاوت اس آیت کی اور منقول ہے کہ ایک روز
رسول خدا صلعم کا گزر بقیع میں ہوا فرمایا کہ بخدا سوگند کہ اکثر اہل قبور یہاں کے چشم زخم سے موئے ہیں اور علما کا چشم زخم میں اختلاف ہے بعضے تو کہتے ہیں کہ اسکی کچھ اصل
نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ممکن ہے اور ہوسکتا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے کہ ہوسکتا ہے اور جو علما کہ اسکو ممکن نہیں جانتے ہیں وہ اس آیت کے معنی اسطرح کہتے ہیں کہ نزدیک
ہے کہ کفار زیادتی عداوت اور شدت بغض سے جو تیری طرف نگاہ کرتے ہیں تیرے قدم کو اس نظر سے پھسلا دیں اور تجھکو زمین پر گرا دیں اور ہلاک کریں جسوقت کہ تو
قرآن کی تلاوت کرتا ہے یعنی اسکا سننا موجب اس بغض کا ہوتا ہے اور تیری حقارت کرکے کہتے ہیں کہ یہ البتہ دیوانہ ہے **سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ** یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں
اسکی باون آیتیں ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سورہ حاقہ کو بہت پڑھو کہ اسکا پڑھنا فرائض اور نوافل میں موجب تمام ہونے ایمان کا ہے خدا اور رسول پر اور اسکے پڑھنے
والے کا ایمان ہرگز زائل نہو یہانتک کہ وہ بہشت میں مرتبہ بلند اور درجۂ ارجمند کو پہنچے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَاقَّةُ** ساعت حق کہ وہ قیامت ہے
یا پہنچانی جائیں اسمیں حقیقتیں اشیاء کی یا واقع ہوں اسمیں امور حق مثل حساب و بد ثواب و عذاب کے اور حاقہ نام قیامت کا ہے اور الحاقہ مبتدا ہے اور خبر اسکی بعد اسکے ہے اور وہ
یہ ہے کہ **مَا الْحَاقَّةُ** کیا ہے حاقہ اور اصل اسکی ما ہی ہے اور مظہر جو موضع مضمر کے اور استفہام کے ساتھ آیا ہے یہ واسطے بزرگ کرنے انکی شان کے اور انکی ہولناکی تعظیم کے
واسطے آیا ہے **وَمَآ اَدْرٰىكَ** اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ **مَا الْحَاقَّةُ** کیا ہے حاقہ یعنی وہ ساعت کہ جسکا واقع ہونا حق ہے یعنی تو اسکی حقیقت کو نہیں جانتا ہے
اسواسطے کہ وہ بزرگتر ہے اس سے کہ کسیکی دریافت اسکو پہنچے اور بعد اسکے حال جھٹلانیوالوں کا بیان کرتا ہے واسطے یاد دلانے اور خوف دلانے کے مکہ والوں کے اور انجام کار جھٹلانیوالوں کا بتلاتا ہے

سورۃ الحاقۃ

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ جھٹلایا قوم ثمود اور عاد نے اور تکذیب کی انہوں نے بِالْقَارِعَةِ ساتھ ٹوٹنے والی کے کہ وہ قیامت ہے اور کھٹکھٹانے والی ہے لوگوں کو ڈر سے اور آسمانوں کو پھٹنے سے اور زمین اور پہاڑوں کو لرزہ کرنے سے اور ستاروں کو دھندلا ہونے سے فَأَمَّا ثَمُودُ پس لیکن قوم ثمود کہ امت صالح پیغمبر کی تھی فَأُهْلِكُوا پس ہلاک کئے گئے وہ بِالطَّاغِيَةِ بسبب زیادتی اور عداوت کے اور حد سے گذرنے کے اور طاغیہ مصدر ہے مثل عاقبت اور عافیت کے یا اسم فاعل ہے بحذف مخذوف یعنی بسبب زیادتی طاغیہ کے انہیں سے کہ وہ قدار بن سالف اور یار اسکے ہیں کہ ناقہ صالح کو انہوں نے پے کیا تھا یا ساتھ حادثہ حد سے گزرنے والی کے کہ جسنے مثل اسکی نہ سنا تھا اور نہ دیکھا تھا اور وہ چیخ جبرئیل کی تھی اور زلزلہ وَأَمَّا عَادٌ اور لیکن قوم عاد کہ امت ہود کی تھی فَأُهْلِكُوا پس ہلاک کئی گئی وہ بِرِيحٍ صَرْصَرٍ ساتھ باد سخت کے کہ نہایت سرد تھی اور اس سے دانت بجتے تھے اور یا یہ کہ بہت سخت آواز والی تھی عَاتِيَةٍ حد سے گزرنے والی اور حکم سے باہر ہونے والی کہ جو ملائکہ کہ اوپر موکل تھے انکے بس میں نہیں آئی تھی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ذرہ ہوا اور قطرہ پانی کا نہیں بھیجا جاتا ہے دنیا میں مگر وزن اور مقدار معلوم کے ساتھ لیکن قوم نوح اور قوم ہود کہ پانی اور ہوا نے زیادتی کی انپر اور انکے موکلوں کو انپر قدرت نہیں رہی اور بعد اسکے یہ دو آیتیں تلاوت فرمائیں نوح کی قوم کیواسطے تو یہ انا لما طغی الماء حملناکم فی الجاریہ یعنی جسوقت زیادتی کی پانی نے تو اٹھایا ہمنے تمکو بیچ کشتی کے اور قوم ثمود کیواسطے یہ ہے کہ بریح صرصر عاتیہ اور فرماتا ہے خدا کہ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ غالب کیا خدا نے اس ہوا کو اوپر ان لوگوں کے سَبْعَ لَيَالٍ سات رات وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ اور آٹھ دن ایک چار شنبہ کی صبح سے دوسرے چار شنبہ کے غروب آفتاب تک حُسُومًا پے در پے یعنی سات رات اور آٹھ دن پے در پے ہو چلی اور حسوم جمع حاسم کی ہے مثل شکور اور شکر کے اور ثمانیہ کی صفت واقع ہوا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قطع کرنیوالے تھے وہ رات اور دن انکو کہ کسیکو انہوں نے باقی نہ چھوڑا اور بعضے کہتے ہیں کہ حسوماً مصدر ہے اور اس صورت میں مفعول مطلق واقع ہوا ہے فعل محذوف کا کہ موضع میں ثمانیہ کی صفت کے ہے اور تقدیر اسکی تحسمہم حسوماً ہے اور ان ایام کو ایام عجوز بھی کہتے ہیں اور عجوز بڑھیا کو کہتے ہیں اور ایام عجوز انکو اسواسطے کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا قوم عاد کی اس ہوا کے خوف سے سرد آبہ میں جا کر چھپ گئی تھی اور آٹھویں روز ہوا نے اسکو سرد آبہ میں سے نکالکر پھینکدیا اور مار ڈالا اور بعضے کہتے ہیں کہ انکو ایام عجز کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ ہوا مہینے کے آخر کے آٹھ دن تک چلی تھی اور عجز شئے کا آخر شئے کا ہوتا ہے اور نام ان ایام کے یہ ہیں اول تو صن اور دوسرا صنبر ہے اور تیسرا وبر اور چوتھا مطفی الجمر ہے اور پانچواں مکفی الظعن ہے اور چھٹا آمر ہے اور ساتواں مؤتمر ہے اور آٹھواں معلل ہے اور کہتے ہیں کہ قمر حمل سے سات رات اور آٹھ دن نحس ہو گیا تھا یہانتک کہ وہ لوگ قوم عاد کے ہلاک ہو گئے فَتَرَى الْقَوْمَ پس دیکھتا تو قوم عاد کو اگر اسوقت حاضر ہوتا فِيهَا بیچ ان دنوں کے صَرْعَى پڑے ہوئے مردہ یہ حال واقع ہوا ہے یعنی وہ لوگ قوم عاد کے مرے ہوئے تھے کہ كَأَنَّهُمْ گویا وہ بڑے جسد و بدن ہونے کی جہت سے أَعْجَازُ نَخْلٍ تنے یعنی لکڑ کھجور کے ہیں خَاوِيَةٍ کھوکھلے اندر سے خالی کہ ہوا جسپر چلے تو وہ گر پڑیں اور کہتے ہیں کہ انکے قد کا طول بارہ گز کا تھا اسواسطے خدا تعالی نے کھجور کے درختوں سے انکو تشبیہ دی ہے فَهَلْ تَرَى لَهُمْ پس کیا دیکھتا ہے تو واسطے انکے مِنْ بَاقِيَةٍ کوئی باقی اور باقیہ مصدر ہے مثل طاغیہ کے بقیہ کے معنی میں اور استفہام اس آیت میں انکاری ہے یعنی کوئی باقی نہیں رہا ہے انمیں سے اور اب فرعون کا حال بیان کرتا ہے اور ان لوگوں کا کہ جو اس سے پہلے تھے بعد قوم عاد اور ثمود کے وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ اور آیا فرعون اور وہ لوگ کہ پہلے اس سے تھے اور اہل بصرہ اور کسائی نے اسکو بکسر قاف اور فتح باء پڑھا ہے یعنی آیا فرعون اور جو لوگ کہ نزدیک اور متصل اسکے تھے اس سے پہلی وَالْمُؤْتَفِكَاتُ اور الٹی ہوئی بستیوں والے کہ وہ بستیاں قوم لوط کی تھیں بِالْخَاطِئَةِ ساتھ خطا اور گناہ کرنے کے کہ وہ شرک ہے اور سب گناہوں سے برا ہے اور سوا اسکے اور گناہ بھی وہ کرتے تھے اور یہ بھی مصدر ہے فَعَصَوْا پس نافرمانی کی ان لوگوں نے رَسُولَ رَبِّهِمْ پیغمبر پروردگار اپنے کی فَأَخَذَهُمْ پس پکڑا انکو خدا نے أَخْذَةً رَابِيَةً پکڑنا سخت عذاب کا کہ پہلی امتوں سے زیادہ سخت انپر عذاب کیا بسبب زیادتی انکی اعمال کی بدی کے إِنَّا تحقیق کہ ہمنے لَمَّا طَغَى الْمَاءُ جسوقت کہ طغیانی کی پانی نے اور حد معتاد سے گزرا تو حَمَلْنَاكُمْ اٹھایا ہمنے تمکو یعنی تمہارے باپوں کو کہ انکی صلبوں اور پشتوں میں تھے بیچ کشتی کے یعنی اٹھایا ہمنے تمہارے باپوں کو فِي الْجَارِيَةِ بیچ کشتی کے یعنی اٹھایا ہمنے تمکو نوح کی کشتی میں لِنَجْعَلَهَا تاکہ کریں ہم اس فعل کو کہ وہ نجات مومنوں کی ہے اور ڈبونا کافروں کا لَكُمْ تَذْكِرَةً واسطے تمہارے نصیحت اور عبرت کہ دلالت کرے حکمت پر صانع عالم کی اور اسکی کمال قدرت اور رحمت اور قہر پر وَتَعِيَهَا اور تاکہ نگاہ رکھے اس نصیحت کو أُذُنٌ وَاعِيَةٌ کان نگاہ رکھنے والا کہ اسکو سنکر

فائدہ حاصل کریں یعنی وہ کان ایسے ہان ہو تاکہ رہا ہے خبر کا لذت اس نگاہ رہا اسنا سختیت اور عبرت لے اور عمل تا موجب ہے اور حاصل ہاتا یہ ہی کہ حصص اس سر تا یہ
قوم نوح پر جو بہتیں حالتیں جاری کیں ہیں سنگاری اور گرفتاری کی قسم سے اسواسطے کہ خلق متنبہ ہو ہے کہ ہم قادر ہیں اور قاہر ہیں اور دلیل ہو ہماری رحمت اور رافت اور قہر
اور غضب پر اور ہر کان کہ سزاوار سننے کے ہو اسکو سنکر یاد رکھے اور اسمیں تفکر کرے اور ہو یہ بات کہ آیۃ وتعیہا اذن واعیۃ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل
ہوئی چنانچہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے واسطے علی کے کہ اے علی خدا تعالی نے مجھکو حکم کیا ہے کہ نزدیک کروں میں تجھکو اور دور کروں نہیں تجھکو اور یہ کہ تعلیم کروں میں تجھکو اور نگاہ رکھے تو اور
ثابت ہوا خدا پر یہ کہ سنے تو اور نگاہ رکھے تو اور فرمایا ہے حضرت نے جسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ اے علی سوال کیا میں نے خدا سے کہ تیرے کان کو ویسا کرے اور ابہان نے ول جو حلیۃ کی
تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت علی بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حضرت علی سے روایت کی ہے فرمایا کہ فرمایا مجھسے رسول خدا صلعم نے ہی سینے سے لگاکر کہ اے علی خدا نے
مجھکو حکم کیا ہے کہ تجھکو اپنے نزدیک کروں اور دور نکروں اپنے سے اور تجھکو تعلیم کروں اور جو کچھ تجھکو تعلیم کروں تم اسکو سنو اور یاد کرے اور فراموش نکرے اور تفسیر ثعلبی
میں بعینہ یہی روایت لکھی ہے اور حلیۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ یہ آیت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور تفسیر ثعلبی میں بھی روایت ہے عبد اللہ بن حسن سے کہ جسوقت یہ آیت
نازل ہوئی تو فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کہا میں نے خدا سے کہ اے خدا کرے تو اس کان کو کان علی کا پس سنی علی نے بعد اسکے کوئی شی مگر کہ یاد رکھا اسکو اور تفسیر کشاف میں لکھا
ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے نزدیک نازل ہونے اس آیت کے علی سے کہ سوال کیا میں نے خدا سے کہ اس کان کو خدا تیرا کان کرے اے علی پس بھولا تو بعد اسکے کسی چیز کو اور نہیں ہے واسطے
میرے کہ بھولوں میں اور یہی سبب تھا کہ بعد رسول خدا کے حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ پوچھو تم مجھسے اسکو جو کچھ چاہو پہلے اس سے کہ گم کرو تم مجھکو اور صحابہ ہر مشکل میں اسواسطے
حضرت علی کیطرف رجوع کرتے تھے اور یہ وہ فضیلت ہے کہ سوائے علی کے صحابہ میں سے کسی میں نہ تھی اور اب خدا تعالی پھر قیامت کا حال بیان کرتا ہے کہ **فَاِذَا نُفِخَ**
فِی الصُّوْرِ پس جسوقت کہ پھونکا جائے بیچ صور کے **نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ** پھونکنا ایک اور مراد اس سے صور کا پہلا ہے یعنی جسوقت پہلا صور پھونکا جائیگا **وَّحُمِلَتِ**
الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ اور اٹھائی جاوے زمین اور پہاڑ اپنے مکانوں سے اسکی قوت کاملہ سے یا زلزلہ یا سخت ہوا کے واسطے سے **فَدُكَّتَا** پس شکستہ اور چور کیے
جائیں وہ زمین بھی اور پہاڑ بھی **دَكَّۃً وَّاحِدَۃً** شکستہ کرنا ایک یعنی زمین اور پہاڑ ایک ہی بار چور چورا ہو جائیں اور خورد برد ہو کر مانند گرد کے ہوا میں ناپدید
ہو جائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ پھیل جائیں زمین اور پہاڑ ایک پھیلنا اور وہ سب ہموار ہو جائیں کہ کچھ بلندی اور پستی نہو مثل چمڑے کھنچے ہوئے کے
فَيَوْمَئِذٍ پس اس روز **وَّقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ** واقع ہووے ساعت واقع ہونیوالی یعنی قیامت پیدا ہو **وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ** اور پھٹ جاوے آسمان
فَهِيَ يَوْمَئِذٍ پس آسمان اس روز **وَّاهِيَۃٌ** سست ہیولا سو مثل پشم سرخ دھنکی ہوئی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویگا **وَّالْمَلَكُ عَلٰٓی اَرْجَآئِهَا** اور ملائکہ اوپر کناروں اس آسمان کے
ہونگے جسوقت آسمان پھٹ جاویگا اور ملک کا لفظ ملائکہ کی جگہ اسواسطے فرمایا ہے کہ ملک جنس ملائکہ کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ جسوقت آسمان پھٹ جاوے تو ملائکہ کناروں پر آجائیں اور
جسوقت کہ حکم الہی پہنچے انکو مومن اور کافر کے مقدمہ میں تو بلا تاخیر اسکو بجا لائیں **وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ** اور اٹھاوینگے عرش پروردگار تیرے کو **فَوْقَهُمْ** اوپر
ان ملائکہ کے جو کہ آسمان کے کناروں پر ہیں **يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَۃٌ** اس روز آٹھ فرشتے اسواسطے کہ ضمیر فوقہم کی ثمانیہ کی طرف
پھر سکتی ہے اگرچہ لفظوں میں فوقہم سے موخر ہے لیکن رتبہ میں مقدم ہے اور منقول ہے کہ ان دنوں میں عرش کے اٹھانیوالے چار فرشتے ہیں اور قیامت کے روز خدا تعالی چار فرشتے اور
زیادہ کریگا انکی مدد کیواسطے اس روز آٹھ فرشتے عرش کو اٹھاوینگے اور کہتے ہیں کہ وہ فرشتے جو کہ عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اسقدر بلند ہیں کہ پاؤں انکے ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور
عرش انکے سروں کے نیچے ہے اور وہ سروں کو نیچے کئے ہوئے تسبیح خدا میں مشغول ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی تو انمیں سے آدمی کی صورت ہے اور کوئی شیر کی صورت ہے اور کوئی
بیل کی صورت ہے اور کوئی گھوڑے کی صورت ہے اور ہر ایک خدا تعالی سے روزی انہی حیوان کی طلب کرتا ہے کہ جسکی صورت میں ہے اور امام زین العابدین علیہ السلام روایت کرتے
ہیں کہ خدا تعالی نے عرش سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں کی ہے مگر نور اور قلم اور ہوا اور بعد اسکے عرش کو پیدا کیا طرح طرح کے نوروں سے ایک نور سبز تھا کہ سبزی سب چیزوں کی
اسی سے ہے اور ایک نور سرخ تھا کہ سرخی سب چیزوں کی اسی سے ہے اور ایک نور زرد تھا کہ زردی سب چیزوں کی اسی سے ہے اور ایک نور سفید تھا کہ سفیدی سب چیزوں کی اسی سے ہے اور بعد
اسکے ستر ہزار طبقے پیدا کیے ہر طبقہ بھرا ہوا ملائکہ سے ہے کہ سب خدا کی تسبیح کرتے ہیں طرح طرح کی آواز سے کہ آوازیں انکی زمین پر پہنچیں تو پہاڑ پارہ پارہ ہو جاتے اور دریا زمین کے اندر
چلے جاتے اور بعضے کہتے ہیں کہ عرش کے اٹھانیوالوں کو خدا ہی جانتا ہے معلوم نہیں کہ آٹھ ہیں یا آٹھ ہزار ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ قیامت کے روز عرش کے اٹھانیوالے آٹھ فرشتے ہونگے

سب کو ہی کہ صورت میں اور انکی سم سے زانو تک اسقدر فاصلہ ہو کہ جسقدر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ستر برس کی راہ کا فاصلہ ہو اور بعضے
کہتے ہیں کہ عرش کے اٹھانیوالے آٹھ فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ کی آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ مثل طبق دنیا کے ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ مراد عرش سے علم ہے اور اٹھانیوالے اسکے آٹھ ہیں چار
اولین سے اور چار آخرین سے چار پہلوں میں سے تو نوح اور ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام ہیں اور چار پچھلوں میں سے محمد اور علی اور حسن اور حسین علیہم السلام ہیں **یومئذ**
تعرضون اس دن پیش کئے جاؤگے تم خدا کے آگے حساب کے واسطے کہ **لا تخفی منکم** نہ پوشیدہ رہیگی خدا پر تم میں سے تمہاری گفتار اور کردار میں سے
خافیۃ کوئی پوشیدگی اور خافیہ مصدر ہے یعنی خدا تعالی تمہاری پوشیدگیوں سے مطلع ہے اور پیش کئے جانیسے اس روز نہ غرض ہے کہ تمہارے اعمال پر اطلاع حاصل ہو
بلکہ واسطے ظاہر کرنے عدل کے پیش کئے جاؤگے اور تمہارے احوال کے لوگوں پر ظاہر کرنیکے واسطے تمکو پیش کرینگے اور اب اسکی تفصیل بیان کرتا ہے کہ **فاما من**
اوتی پس لیکن جو کوئی کہ دیا جائے **کتابہ** کتاب اسکی یعنی نامہ اعمال اسکا **بیمینہ** ساتھ دہنے ہاتھ اسکے کے تو **فیقول** پس کہیگا وہ خوش ہو کر قیامت کے
لوگوں کو کہ **هاؤم** پکڑو تم نامہ اعمال میرا آؤ تم کہ **اقرؤا کتابیہ** پڑھو تم نامہ اعمال میرا کو کہ اسمیں کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ جسکے ظاہر کرنیسے مجھکو شرم ہو اور
خجل و شرمندہ ہو جاؤں اور هاؤم اسم فعل ہے اور واحد اسکا ہا ہے اور مفعول اسکا وہ کتابیہ ہے محذوف ہے واسطے دلالت کرنے اقرؤا کے مفعول کے اسکو حذف کر دیا ہے
اور ہا کتابیہ میں سکتہ کیواسطے ہے اور منقول ہے کہ وہ کتاب اعمال کی ہوگی اور مضمون اسکا خوشخبری ہوگی بہشت میں جانیکی خلاصہ یہ ہے کہ وہ کتاب والا تعجب کرکے قیامت
کے لوگوں سے کہیگا کہ **انی ظننت** تحقیق میں نے یقین کیا تھا دنیا میں **انی ملاق** یہ کہ تحقیق میں ملاقات کرنیوالا ہوں اور دیکھنے والا ہوں **حسابیہ**
حساب اپنے کا کہ میں جانتا تھا کہ ضرور میرا حساب ہوگا اور ہو سکتی میں حساب کے خوف سے گناہوں سے پرہیز کرتا تھا اور ظن اسجگہ بمعنی یقین ہے اور عرب میں اسطرح کا استعمال کرتا
ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ظن دو طرح کا ہوتا ہے ظن شک کا اور ظن یقین کا پس جو ظن کہ دنیا کے امر میں ہے وہ ظن شک کا ہے اور جو ظن کہ قیامت کے امر میں
ہے وہ ظن یقین کا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر گروہ کا حساب اسکے زمانہ کا امام لیگا اور آئمہ علیہم السلام اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانینگے انکی
علامتوں سے اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے وعلی الاعراف رجال یعرفون اور وہ آئمہ علیہم السلام ہیں کہ پہچانینگے سب کو انکی علامتوں سے پس دینگے اپنے دوستوں کو نامہ اعمال
انکے دہنے ہاتھوں میں پس گذر کرینگے وہ طرف بہشت کے بدون حساب کے اور دینگے اپنے دشمنوں کو نامہ اعمال انکے دست چپ میں پس جائینگے وہ طرف دوزخ کے بدون حساب کے پس
جسوقت کہ دینگے دوست اپنے نامہ اعمال انکو تو اپنے بھائیوں سے کہینگے کہ هاؤم اقرؤا کتابیہ انی ظننت انی ملاق حسابیہ **فہو فی عیشۃ راضیۃ** پس وہ
دست راست میں نامہ اعمال دیا گیا بیچ زندگانی پسندیدہ کے ہوگا یعنی زندگانی پسندیدگی کے اور یہاں راضیہ کہ اسم فاعل ہے بمعنی اسم مفعول ہے اور کہتے ہیں کہ معنی
اسکے یہ ہیں کہ عیش صاف اور خالص کہ نزدیک کیا گیا ہو تعظیم اور بزرگی سے اور ہوئیگا وہ شخص **فی جنۃ عالیۃ** بیچ بہشت بلند کے کہ مکان اور درجے اسکے
بہشت میں اونچے ہونگے **قطوفہا دانیۃ** میوے اسکے جتنے چاہیں نزدیک ہونگے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے کے کہ لیٹا ہوا بھی جسوقت چاہیگا میوے اسکے منہ میں پہنچینگے
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد نزدیک ہونے سے یہ ہے کہ جسوقت بہشتی میوہ اسمیں سے توڑیگا تو اسیوقت اسکی جگہہ دوسرا موجود ہو جائیگا اور عطای بن یسار سلمان سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلعم نے فرمایا ہے کہ بہشت میں داخل ہوگا مگر وہ شخص کہ جسکے ہاتھ میں چٹھی پروانگی کی ہوگی خدا کیطرف سے اور اسمیں لکھا ہوگا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب من اللہ
لفلان بن فلان ادخلوہ فی جنۃ عالیۃ قطوفہا دانیۃ یعنی ساتھ نام خدا مہربان بخشنے والے کے یہ نوشتہ ہے خدا کی جانب سے واسطے فلاں پسر فلاں کے داخل کرو تم اسکو بہشت
بلند کے کہ میوے اسکے نزدیک ہوونگے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے کیواسطے پس رضوان داروغہ بہشت ان بہشتیوں کو کہیگا **کلوا** کھاؤ تم اے بہشتیو میوے **واشربوا** اور
پیؤ تم شربت دودھ اور شہد کے اور شراب کے **ہنیئا** گوارا اور نوشجان اور ہنیئا حال واقع ہوا ہے اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے فعل محذوف کا یعنی ہنئتم ہنیئا
معنی اسکے یہ ہیں کہ گوارا ہو تمکو گوارا ہونا کہ جسمیں احتیاج نہو فضلات کے نکالنے کی مثل بول و براز کے اور منقول ہے حدیث میں کہ مومن جسقدر بہشت میں پانی پیئیگا
اسکا پسینا بنکر بدن سے نکل جائیگا اور خوشبو اسکی مشک و عنبر سے زیادہ ہوگی اور ملائکہ انکو کہینگے کہ نہایت ذوق اور شوق سے بہشت کی نعمتیں کھاؤ تم **بما اسلفتم**
بسبب اسکے جو پہلے بھیجے ہیں تمنے اعمال نیک **فی الایام الخالیۃ** بیچ دنوں گذرے ہوئے کے دنیا میں اور بعضے کہتے ہیں کہ ایام خالیہ سے مراد روزے کے دن ہیں یعنی
پیٹ آب و طعام سے خالی ہوتے تھے یعنی کھانا اور پینا بدلے اسکے کہ باز رکھا ہے تمنے اپنے تئیں کھانے اور پینے سے دنیا میں واسطے رضامندی خدا کے اور منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے

حق تعالیٰ مومنوں کو بہشت میں بہت کچھ کھلاوے گا اور سلوی سیر دنیا میں تھوڑا بہت کھایا ہے کہ ہو بہت تمہارا رستگی سے حسنات سے بھی اور کھائیں بہا ہی اور یہی جنہیں درپیش
تمہارا ملاقی ہوکر گھر سے آگے گئے تھے بھوک کی شدت سے پس آجکے دن آسودہ ہوکر نعمتیں بہشت کی فراغت سے کھاؤ اور یہ عوض ہے اس گرسنگی اور تشنگی کے کہ دنیا میں تمنے کھینچی ہے
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ اور لیکن جو شخص کہ دی گئی ہو کتاب اسکی یعنی نامہ اعمال اسکا دیا گیا ہو بِشِمَالِهٖ ساتھ دست چپ اسکے کے اور وہ اپنی بدی کو
دیکھیں بلکہ اور اپنے بداعمال پر واقف ہو تو فَيَقُوْلُ پس کہیگا وہ دیکھتے ہی اپنے اعمال بد کو حسرت اور ندامت سے کہ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ اے کاش کہ میں نہ دیا
جاتا یعنی کاش مجھکو نہ دیتے کِتٰبِيَهْ نامہ اعمال میرا تاکہ نہ رسوا ہوتا میں وَلَمْ اَدْرِ اور کاش کہ نہ جانتا میں کہ مَا حِسَابِيَهْ کیا ہے حساب میرا اسواسطے
کہ سوائے عذاب اور حسرت کے اس سے اور کچھ حاصل نہیں ہے يٰلَيْتَهَا اے کاش کہ وہ موت کہ دنیا میں جس سے میں مرا تھا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ہوتی حکم کرنیوالی ہمیشہ
کی موت کا کہ پھر زندہ نہ ہوتا میں اور پیغمبر کی حالت کیطرف پھرتی ہے یعنی اے کاش کہ وہ حالت ہوتی حکم کرنیوالی میری فنا ہونیکا اسواسطے کہ یہ حالت اور تلخی
موت کی تلخی سے بہت زیادہ ہے اور یا وہ حیات دنیا کی ہوتی قطع کرنیوالی کہ ہرگز میں پیدا نہوتا دنیا میں مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ نہ بے پروا کیا مجھسے یعنی نہ دفع کیا
مجھسے عذاب کو مَالِيَهْ مال میرے نے کہ دنیا میں کھاتا تھا میں اور جمع کیا تھا میں نے اسکو هَلَكَ عَنِّيْ نابود اور گم ہوگیا مجھسے سُلْطٰنِيَهْ غلبہ اور حکمرانی
میری کہ وہ لوگوں پر تھی اور اب میں ذلیل اور بیمقدار ہوگیا یا یہ کہ نابید ہوئی مجھسے حجت میری کہ اپنے گمان ناقص کیوجہ سے دین کے مقدمہ میں اسپر میں نے اعتماد کیا تھا
اور کتابیہ اور حسابیہ اور مالیہ اور سلطانیہ کے آخر میں سب ہائیں سکتہ کی ہیں اور نہیں تخلص کا تاسف اور حسرت کچھ فائدہ نہ دیگا اور خطاب دوزخ کے فرشتوں کو پہنچے کہ
خُذُوْهُ پکڑو تم اسکو فَغُلُّوْهُ پس ہاتھ اور پاؤں اسکی گردن سے باندھو تم ثُمَّ الْجَحِيْمَ پھر آتش بزرگ دوزخ میں صَلُّوْهُ داخل کرو تم اسکو ثُمَّ
فِيْ سِلْسِلَةٍ پھر زنجیر میں کہ ذَرْعُهَا گز اسکے سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ستر گز ہیں فَاسْلُكُوْهُ پس داخل کرو تم اسکو یعنی اسکو ستر گز کی
زنجیر میں مضبوط باندھو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ایک حلقہ اس زنجیر کا کہ جسکا طول ستر گز کا ہے دنیا میں کھاجائے تو تمام دنیا اسکی حرارت سے گل جاوے اور
کعب الاحبار سے روایت ہے کہ اگر تمام لوہا دنیا کا جمع کریں تو اس زنجیر کے ایک حلقہ کے وزن کے برابر نہووے اور اگر حلقہ اسکا عالم کے پہاڑوں پر رکھیں تو مانند رانگ کے گلجائیں اور
سوید سے روایت ہے کہ سب دوزخی دوزخ کی اس زنجیر میں جاری جاوینگے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ ملائکہ اس زنجیر کو اسکے نیچے سے نکالکر اسکی ناک میں کھینچیں اور اسکے دہن میں
ڈالکر اسکی پیٹھ میں سے باہر نکالیں معلوم نہیں کہ اسقدر بڑی زنجیر کہ جسکا حلقہ تمام دنیا کے لوہے سے زیادہ ہے اسکے دہن اور پیٹھ میں کیونکر جاویگا اور آویگا شاید خدا اپنی قدرت سے کوئی
صورت پیدا کرے اور صاحب کشاف نے جو کچھ لکھا ہے وہ قریب قیاس ہے کہ مراد ستر گز سے وصف اس زنجیر کا ہے جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اگر استغفار کرے تو واسطے انکے ستر مرتبہ تو بھی
خدا نہ بخشیگا یہاں مراد ستر سے کثرت گز کی ہے نہ عدد معین کہ ہر چند زنجیر زیادہ دراز ہو تو عذاب اسکا زیادہ سخت ہے اور اب سبب اس عذاب کا بیان کرتا ہے کہ کس جہت سے اسکو ایسا
سخت عذاب ہوگا اِنَّهٗ كَانَ تحقیق کہ وہ تھا دنیا میں کہ لَا يُؤْمِنُ نہیں ایمان لاتا تھا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ساتھ خدا بزرگ کے اور عظیم کے ذکر سے اشارہ ہے
طرف اس امر کے کہ مستحق بزرگواری کا خدا ہی ہے نہ غیر اسکا اور جو کوئی سوائے اسکے کسی غیر کی تعظیم کرے بت وغیرہ کی تو وہ مستحق اس عذاب کا ہے اور دوسری وجہ اسکی عذاب سخت کی بیان
کرتا ہے خدا کہ وَلَا يَحُضُّ اور نہیں حرص دلاتا تھا لوگوں کو عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ اوپر کھلانے مسکین اور فقیر کے اور مراد اس سے دینا زکوٰۃ اور حقوق واجبہ کا
ہے یعنی وہ زکوٰۃ اپنی دیکر لوگوں کو حرص نہیں دلاتا تھا کہ لوگ اسکو زکوٰۃ دیتے ہوئے دیکھکر اپنی اپنی زکوٰۃ کو ادا کرتے ہیں پس وہ اپنے نفس کو زکوٰۃ دینے سے منع کرتا تھا اور جسوقت ترک
حرص کا ایسا سخت عذاب ہے تو ترک فعل کے عذاب کا کیا ذکر کیا جاوے اور کہتے ہیں کہ ابو دردا اپنی زوجہ کو حرص دلاتا تھا شوربے کے زیادہ کرنے پر واسطے دینے مسکینوں کے اور کہتا تھا کہ
آدھی زنجیر تو ہمنے ایمان لاکر نکال ڈالی ہے اور آدھی دوسری مسکین کو کھانا دیکر کیا نہ نکالیں پس وہ کافر زنجیر سے جکڑا ہوا اور ہاتھ اور پاؤں اسکے گردن سے بندھے ہوئے آتش دوزخ میں جلے
اور بھی کا فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ پس نہیں ہے واسطے اسکے آجکے دن یعنی نہ روز خدا کہیگا کہ نہیں ہے واسطے اسکے آج هٰهُنَا حَمِيْمٌ اس جگہ کوئی یگانہ کہ حمایت اسکی کرے
وَلَا طَعَامٌ اور نہ کوئی کھانا دوزخیوں کے اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ مگر دھوون سے دوزخیوں کے زخموں کے کہ اسمیں خون اور پیپ اور چرک ملا ہوا ہوگا لَّا يَاْكُلُهٗٓ نہیں کھاتے
ہیں اسکو اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ مگر گنہگار کہ جو عمداً اپنے ارادہ سے گناہ کو اختیار کرتے ہیں اور یہاں مراد مشرکین ہے کہ جو راہ راست سے گزر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دوزخی کئی قسم کے ہیں
اور بعضوں کا کھانا تو غسلین ہے اور بعضوں کا کھانا زقوم ہے اور بعضوں کا کھانا ضریع ہے اور قول اللہ کی تاکید میں فرماتا ہے کہ فَلَآ اُقْسِمُ پس نہیں قسم کھاتا ہوں میں بسبب حاجت نہ ہونے

ع ۱
۷
۵

قسم ہے اور یا یہ کہ لا زائد ہے واسطے تاکید قسم کے یعنی البتہ سوگند کھاتا ہوں میں **بِمَا تُبْصِرُونَ** ساتھ اس چیز کے کہ دیکھتے ہو تم اُن چیزوں کو کہ جو دیکھی جاتی ہیں **وَمَا لَا**
تُبْصِرُونَ اور ساتھ اس چیز کے کہ نہیں دیکھتے ہو تم جو چیزیں کہ غائب ہیں نظروں سے اس قسم میں سب چیزیں آگئیں اور کوئی چیز باقی نہ رہی یہاں تک کہ ذات خدا بھی آگئی پس قسم
کھائی ہے خدا نے اپنی تمام مخلوقات کی کہ **اِنَّهُ** تحقیق وہ قرآن **لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ** البتہ قول رسول بزرگ کا ہے یعنی جو کہ بطور رسالت اور پیغام پہنچانے کے
جانب خدا سے کلام کرتا ہے اور خدا کے بندوں کے روبرو پڑھتا ہے اور اپنی طرف سے نہیں بناتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد رسول سے جبرئیل ہے یعنی وہ قرآن قول جبرئیل کا ہے جانب
خدا سے محمد پر پڑھتا ہے اور پہلا قول بہتر ہے کہ اسمیں حضرت کی رسالت ثابت ہوتی ہے اور رد کرنا شاعر اور کاہن ہونیکا پس خدا فرماتا ہے کہ یہ قول رسول کا ہے کہ جو بطور رسالت
کے خدا کی جانب سے پڑھتا ہے **وَمَا هُوَ** اور نہیں ہے وہ قرآن **بِقَوْلِ شَاعِرٍ** قول شاعر کا کہ جسمیں بندش خیالات کی ہوتی ہے اور یا یہ کہ مقفی اور موزون
جیسے کفار گمان کرتے ہیں **قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ** کم ہے کہ ایمان لاتے ہو وہ قلیلا صفت ہے مصدر محذوف کی اور تقدیر اسکی ایمانا قلیلا ہے اور ما اسمیں زائد ہے
اور ابن کثیر اور ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے یومنون پڑھا ہے کفار کی طرف ضمیر پھیر کر اور باقیوں نے تومنون پڑھا ہے مخاطب کا صیغہ کافروں کی طرف خطاب کر کے یعنی کم ہے
ایمان لاتے ہو تم اور مراد اس سے ایمان نہ لانا ہے اس واسطے کہ قلت عدم کے معنی میں ہے **وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ** اور نہیں ہے وہ قرآن قول کاہن کا کہ جو شیاطین کے بتلانے سے
خبر غیب کی دیتا ہے جیسے وہ کفار کبھی کاہن بھی کہتے ہیں **قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ** کم ہے کہ نصیحت پکڑتے ہیں وہ اور ترکیب اور قرأت و معنی میں اس کا بھی
وہی حال ہے کہ جو پہلے قول کا ہے اور کہتے ہیں کہ ذکر ایمان کا عدم شاعریہ کے ساتھ اور ذکر تذکر کا نہ کاہن ہونیکے ساتھ اس واسطے ہے کہ نہ مشابہ ہونا قرآن کا واسطے شعر کے تو ایک
ظاہر امر ہے کہ اسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے مگر جو کہ عناد کرنیوالا ہے بخلاف جدا ہونے قرآن کے کہانت سے کہ اسکا علم موقوف ہے تذکر اور تفکر احوال رسول پر اور قرآن کے معانی پر جو
مخالف ہیں طریقہ کہانت کے **تَنْزِيلٌ** نازل کیا گیا ہے قرآن محمد صلعم پر **مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ** پروردگار عالموں کی طرف سے جبرئیل کے واسطے سے **وَلَوْ**
تَقَوَّلَ عَلَيْنَا اور اگر جھوٹ کہے اور بہتان کرے ہم پر وہ محمد صلعم **بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ** بعضی باتوں کو جیسے کہ گمان تمہارا ہے **لَأَخَذْنَا مِنْهُ** البتہ پکڑیں ہم
اسے **بِالْيَمِينِ** دست راست سے **ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ** پھر البتہ کاٹیں ہم اس سے **الْوَتِينَ** رگ دل کو کہ گردن کے متصل ہے یعنی اگر محمد صلعم اپنی طرف سے
بنا کر ہماری طرف منسوب کرے تو ہم اسکا دست راست پکڑ کے اسکی رگ گردن کو کاٹ ڈالیں کہ وہ ہلاک ہو جائے اور اسکو قتل کریں جیسے کہ بادشاہ غضب میں آکر جلاد کو قتل
کرنے گنہگار کے حکم دیتے ہیں اور وہ روبرو بادشاہ تلوار غلاف سے نکال کر گنہگار کا دست راست پکڑ کر قتل کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں کہ اول اسکا دست راست
اس سے جدا کریں اسکی رسوا کرنیکے واسطے اور بعد اسکے اسکو قتل کریں اور بعضوں کے نزدیک یمین معنی قوت ہے یعنی اسکو اپنی قوت اور قدرت سے ہم پکڑیں اور ہلاک کریں اور یا یہ کہ
قوت اور توانائی کو اسکی اس سے جدا کریں اور پھر اسکو قتل کریں **فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ** پس نہیں ہے تم میں سے کوئی **عَنْهُ** اس قتل سے **حَاجِزِينَ** منع کرنیوالا
یا اس مقتول سے باز رکھنے والے قتل کو **وَإِنَّهُ** اور تحقیق کہ وہ قرآن **لَتَذْكِرَةٌ** البتہ نصیحت ہے **لِلْمُتَّقِينَ** واسطے پرہیزگاروں کے اس واسطے کہ وہی اس سے فائدہ
حاصل کرتے ہیں **وَإِنَّا لَنَعْلَمُ** اور تحقیق کہ ہم البتہ جانتے ہیں **أَنَّ مِنْكُمْ** یہ کہ تحقیق بعضے تم میں سے **مُكَذِّبِينَ** جھٹلانے والے ہیں قرآن کو پس ہم انکو
جھٹلانے کی سزا دینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ منکم میں خطاب مسلمانوں کی طرف ہے یعنی ہم جانتے ہیں کہ بعضے تم میں سے کافر ہو جائیں گے اور دین اسلام سے پھر جائیں **وَإِنَّهُ** اور تحقیق وہ قرآن
لَحَسْرَةٌ البتہ پشیمانی ہے **عَلَى الْكَافِرِينَ** اوپر کافروں کے بسبب وقت کہ ثواب مومنین کا دیکھینگے اور یا یہ کہ جھٹلانا قرآن کا موجب انکی حسرت کا ہے روز قیامت **وَإِنَّهُ** اور
تحقیق وہ قرآن **لَحَقُّ الْيَقِينِ** البتہ حق یقین کا ہے یعنی یقین کہ جسمیں کسی طرح کا شبہہ نہیں ہے اسکے خدا کے پاس سے نازل ہونیکا اور حق اور یقین میں اضافت لفظی ہے اور معنی
میں وہ دونوں ایک ہیں **فَسَبِّحْ** پس تسبیح کہہ تو **بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ** ساتھ نام پروردگار اپنے کے کہ بزرگ ہے یعنی پاکیزگی اسکی بیان کر تو اسکی عیب اور خلل سے اور
بری نقصوں سے اور حضرت سجاد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کہے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ بدون تعجب کے بلکہ تسبیح کے قصد سے کہے تو خدا تعالی واسطے اسکے لاکھ نیکیاں لکھیگا اور
دور کریگا اس سے تین ہزار گناہ اور تین ہزار درجہ اسکے واسطے بلند کریگا **سورۃ المعارج** کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکی ہے مگر آیہ والذین فی اموالهم حق معلوم بعضوں
کے نزدیک مدنی ہے اور آیتیں اسکی چوالیس ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ سأل سائل کو ہمیشہ پڑھے تو خدا تعالی قیامت کے روز اس سے گناہوں کی
پرسش نکریگا اور اسکو بہشت میں ہمنشین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کریگا **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ** کہتے ہیں کہ نضر بن حارث بن کلدہ نے کہ رسول خدا صلعم کے

جھٹلانیوالوں اور دشمنوں میں تھا مسجد الحرام کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور یہی دعا کی تھی کہ اے خدا اگر محمد صلعم حق پر ہو اور جو کچھ کہتا ہو تیری جانب سے ہی تو ہم پر پتھر برسا یا عذاب دردناک میں ہمکو گرفتار کر حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ **سَاَلَ سَائِلٌ** سوال کیا ایک سوال کرنیوالوں نے **بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ** ساتھ عذاب واقع ہونیوالے کے کہ ثابت ہے **لِلْكَافِرِيْنَ** واسطے کفر کرنیوالوں کے وہ قتل ہے بدر میں دنیا میں اور عذاب دوزخ ہی آخرت میں **لَيْسَ لَهٗ** نہیں ہے واسطے اس عذاب کے **دَافِعٌ** کوئی دفع کرنیوالا **مِّنَ اللّٰهِ** خدا سے یعنی وہ عذاب خدا کیطرف سے واقع ہونیوالا ہی اور اسکو کوئی دفع نہیں کرسکتا ہی جسوقت خدانے اسکو نازل کیا ہو وہ خدا کہ **ذِى الْمَعَارِجِ**ؕ صاحب درجوں بلند کا ہی اور اہل مدینہ اور ابن عامر نے سال کو بغیر ہمزہ کے پڑھا ہی اور یہ آیت صحیح یہ ہے کہ امیر المومنین کی خلافت کے مقدمہ میں نازل ہوئی ہی چنانچہ تفسیر کواشی اور تفسیر ثعلبی اور جواہر العقدین نور الدین سمہودی میں کہ یہ کتابیں اہلسنت کی ہیں اور حاکم ابو القاسم حسکانی نے روایت کی ہی کہ سفیان بن عتبہ سے کسینے پوچھا کہ سال سائل کسکے حق میں نازل ہوئی ہے انہوں نے قسم کھاکر کہا کہ تونے ایسی مسئلہ سے سوال کیا کہ ہرگز اس سے پہلے مجھسے کسینے اس مسئلہ سے سوال نہیں کیا تھا روایت کی مجھسے جعفر بن محمد الصادق نے اپنے باپوں سے کہ جسوقت رسولخدا نے غدیر خم میں لوگونکو جمع کیا اور علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس یہ خبر مشہور ہوئی شہروں میں اور حارث بن نعمان فہری اسیوقت اپنی اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ میں آیا اور اونٹ سے پیادہ ہوکر رسولخدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر نزاع شروع کیا اور کہا کہ ای محمد صلعم ہمکو تونے کلمہ شہادت کا حکم دیا ہمنے قبول کیا اور نماز پنجگانہ کا تونے ہمکو حکم دیا ہمنے اسکو قبول کیا اور حکم کیا تونے ہمکو ایک مہینے کے روزونکا وہ بھی ہمنے منظور کیا اور پھر بھی تو راضی نہوا یہانتک بلند کیا تونے اپنے چچا کے بیٹے کے ہاتھونکو اور فضیلت دی تونے اسکو ہمپر اور کہا تونے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ کلام تونے اپنی جانب سے کہا ہی یا خدا کی جانب سے ہی رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی کہ نہیں ہے سوائے اسکے کوئی خدا کہ یہ امر خدا کی جانب سے تھا پس حارث نے یہ سنکر اپنی پشت پھیری اور اپنے اونٹ کیطرف روانہ ہوا اور کہتا تھا کہ ای خدا جو کچھ محمد کہتا ہے اگر یہ حق ہی تو مجھپر تو پتھر برسا یا بھیج تو مجھپر عذاب دردناک ہنوز وہ شخص اپنی اونٹ تک نہ پہنچا تھا کہ پتھر آسمان سے نازل ہوکر اسکے سر پر لگا اور مقعد میں سے باہر نکل گیا پس نازل ہوا آیہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں بھی یہ روایت ذکر کی ہی لیکن بسبب تعصب کے پتھر کے نازل ہونیکا ذکر نہیں کیا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی ہے انہی کہا تھا کہ اگر محمد حق پر ہے تو ای خدا آسمان سے ہمپر پتھر برسا **تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ** اوپر چڑھتے ہیں فرشتے **وَالرُّوْحُ** اور جبرئیل اور جبرئیل کا ذکر ہوا واسطے خاص کیا کہ عظمت اور بزرگی اسکی خدا کے نزدیک بہت ہی اور وہ سردار ملائکہ کروبین کا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ روح ایک اور فرشتہ ہی کہ وہ جبرئیل سے بھی زیادہ بزرگ ہی حاصل یہ ہی کہ چڑھتے ہیں فرشتے اور روح **اِلَيْهِ** طرف اسکی یعنی طرف عرش خدا کے **فِىْ يَوْمٍ** بیچ اس دن کے کہ **كَانَ مِقْدَارُهٗ** ہے مقدار اسکی **خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ**ۚ پچاس ہزار برس دنیا کے برسوں کے حسابسے یعنی اگر آدمی روانہ ہو زمین سے اس مقام تک کہ جہاں فرشتے ایک روز میں جاتے ہیں تو وہ پچاس ہزار برس میں وہاں پہنچے اور کہتے ہیں کہ مراد یوم سے قیامت کا روز ہی یعنی ملائکہ اور روح چڑھینگی عرش خدا پر اس دن کہ جسکی مقدار پچاس ہزار برس کی ہی اور یہ مراد نہیں ہے کہ یہاں سے عرش تک پچاس ہزار برس کی راہ ہی اسواسطے کہ زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ایسی ہی اول ہر آسمان کا ہی اور کرسی اور عرش بھی ایسے ہی ہیں لیکن سب ملاکر پچاس ہزار برس نہیں کہہ سکتے اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے حساب لینا ہی خلقت کا قیامت کے روز کہ اس مقدار میں حساب لیا جائیگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ معنی اسکے یہ ہیں اگر سوائے خدا کے کوئی اور حساب لینے میں مشغول ہوتا تو پچاس ہزار برس میں حساب لیتا اور لیکن خدا ایک ساعت میں حساب خلقت کا لیگا اور دوسری روایتمیں ان حضرت سے منقول ہی کہ یہ روز ہنوز نصف کو نہ پہنچیگا کہ سبکا حساب ہوچکیگا اور بہشتی بہشت میں چلے جائینگے اور دوزخی دوزخ میں اور کسینے رسولخدا صلعم سے کہا کہ کیا دراز ہی یہ دن فرمایا کہ قسم ہی اس شخص کی کہ جان محمد کی جسکے قبضہ میں ہے وہ روز مومنین پر بہت سبک ہوگا یہانتک کہ ایک نماز واجب ادا کرنیسے زیادہ سبک ہوگا جس نماز کو کہ تم دنیا میں ادا کرتے ہو اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ قیامت کے پچاس موقف ہیں اور ہر موقف ہزار برس کا ہی لیکن ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ درازی مومنین کو معلوم نہوگی اور بعضے اس آیت کے معنی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ مقدار اول نازل ہونا ملائکہ کے دنیا میں واسطے احکام اور قضائے الٰہی کے اسکی آخر عروج اور اوپر چڑھنے تک پچاس ہزار برس ہیں اور بعد اسکی قیامت ہے پس موافق اس قول کے مقدار زمانہ دنیا کی پچاس ہزار برس ہی لیکن سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہی کہ کسقدر مدت گزر گئی ہے اور کسقدر باقی ہی اور ابن عباس کے نزدیک یہ ہی کہ مراد اس سے سختی روز قیامت کی ہی وہ سختی کافروں کو اس دن

ایسی معلوم ہوگی کہ انکی سبب جانینگے کہ یہ روز پچاس ہزار برس کا ہوا ہے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذاب جو آنیوالا کوئی اسے دفع نہیں ہو سکتا ہے اور البتہ واقع ہوگا
فَاصْبِرْ پس صبر کر تو پیغمبر وکے جھٹلانے پر صَبْرًا جَمِيْلًا صبر نیک کہ جسمیں کسیطرح کی شکایت نہو اور عذاب میں انکی جلدی نکر کہ عنقریب واقع ہوگا اور
ہر ایک اپنی سزا کو پہنچیگا اِنَّهُمْ تحقیق کہ وہ کافر جھٹلانیوالے يَرَوْنَهٗ دیکھتے ہیں وہ اس عذاب کو یا قیامت کو بَعِيْدًا دور از امکان سے یعنی گمان انکا یہ ہے کہ
وہ واقع نہوگا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا اور دیکھتے ہیں ہم اسکو امکان سے ممکن ہے کہ وہ واقع ہو يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ جسدن کہ ہوویگا آسمان كَالْمُهْلِ
مانند چاندی کے گلے ہوئے کے یا مانند تانبے گلے ہوئے کے یا مانند تلچھٹ تیل کے وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ اور ہوویں پہاڑ كَالْعِهْنِ مانند پشم رنگا رنگ کے پس جسوقت
کہ ریزہ ریزہ ہو جاویں تو ہوا پر اڑکر مانند پشم دھنکی ہوئی کے ہو جاوینگے اور رنگا رنگ اسواسطے ہو جاوینگے ہوا پر اڑکر کہ پہاڑ طرح طرح کے رنگ کے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہاڑ سب
مثل پشتہ ریگ کے ہو جاوینگے اور بعد اسکے مانند پشم رنگا رنگ دھنکی ہوئی کے اور بعد اسکے مانند غبار بکھرے ہوئے کے وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ اور نہ پوچھیگا کوئی یگانہ
حَمِيْمًا یگانہ کو کہ تیرا کیا حال ہے اسواسطے کہ ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہوگی اور ابن کثیر اور عاصم نے یسال کو ضم یا پڑھا ہے یعنی نہ پوچھا جائیگا کوئی یگانہ یگانہ
يُّبَصَّرُوْنَهُمْ دکھلائے جاوینگے وہ یگانے ان یگانوں کو یعنی ایسا نہوگا کہ آدمی اپنے یگانوں کو نہ دیکھنے پائیں یا وہ انکو نہ دیکھتے ہوں بلکہ ہر ایک ہر ایک دوسری کو
دیکھیگا اور پہچانیگا اور اسکی حال کو دیکھتا ہوگا لیکن اپنے اپنے حال میں ایسے گرفتار اور مشغول ہونگے کہ دوسرے کے حال کے پوچھنے کی قدرت نہوگی اور یہی امام محمد باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آپسمیں پہچانتے ہونگے اور کوئی کسیکو نہ پوچھیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ کوئی یگانہ دوسرے کے گناہ سے نہ پوچھا جائیگا بلکہ ہر ایک اپنے ہی گناہ کی
سزا پائیگا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یگانے یگانوں کو جو پہچانینگے یہ ایک ساعت کا ذکر ہے اور بعد اسکے کوئی کسیکو نہ پہچانیگا اور ہر ایک دوسری سے بھاگیگا اور
ایسا حال ہوگا اسوقت کہ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ دوست رکھیگا اور آرزو کریگا گنہگار کافر لَوْ يَفْتَدِيْ اگر فدا کرے مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ عذاب
اسدن کے سے بِبَنِيْهِ ساتھ بیٹوں اپنے کے اور بعضوں نے عذاب کو تنوین سے پڑھا ہے اور یومئذ کی میم کو مفتوح یعنی ہر گنہگار آرزو کریگا اپنے بیٹوں کو اپنی عوض میں فدا
کر دوں تاکہ وہ عذاب کو اٹھائیں اور میں نجات پاؤں باوجودیکہ بیٹے سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں لیکن انکو اپنے اوپر سے چاہیگا کہ فدا کر دوں اور میں عذاب سے رہائی پاؤں وَ
صَاحِبَتِهٖ اور جورو اپنی کو چاہیگا کہ فدا کر دوں اپنی عوض میں باوجودیکہ بڑی غمخوار ہے وہ وَاَخِيْهِ اور بھائی اپنے کو کہ قوت بازو اور پشت ہے اسکا بھی چاہیگا کہ فدا کر دوں
وَفَصِيْلَتِهِ اور کنبے اپنے کو الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ جو کہ جگہہ دیتا ہے اسکو سب کو اسواسطے چاہیگا کہ فدا کر دوں انکو اپنی عوض میں وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اور جو کوئی کہ
بیچ زمین کے ہے دوست رکھیگا کہ اپنی عوض میں فدا کر دوں جَمِيْعًا سبکو یعنی چاہیگا کہ تمام خلائق کو یگانہ کو اور بیگانہ کو اپنے بدلے فدا کر دوں ثُمَّ يُنْجِيْهِ پھر
نجات دیوے وہ فدا دینا اسکو عذاب سے كَلَّا ط نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ فدا دینا عذاب سے رہائی دلوائے اِنَّهَا تحقیق کہ وہ آتش دوزخ کہ جس سے فدا دیگا وہ گنہگار
اور فائدہ نہیں ہوتا ہے لَظٰى ۙ شعلہ ہے خالص کہ کوئی چیز اسمیں ملی ہوئی نہیں ہے تاکہ باعث کم ہونے حرارت کا ہو اور کہتے ہیں کہ لظی نام دوزخ کا ہے اور انہا کے مرجع کا
ذکر نہیں کیا اسواسطے کہ عذاب کا ذکر اسپر دلالت کرتا ہے اور یا فدا دینا دلالت کرتا ہے اور یا یہ کہ وہ ضمیر قصہ کی ہے اور لظی مبتدا ہے اور خبر اسکی یہ ہے کہ نَزَّاعَةً
لِّلشَّوٰى ښ اوکھیڑنیوالا ہے وہ شعلہ واسطے پوست ہاتھ اور پاؤں اور سر کو یا پوست سر کو شدت حرارت سے اور حفص نے نزاعۃ کو منصوب پڑھا ہے حال قرار دیکے
اور نزاعۃ صیغہ مبالغہ کا ہے یعنی بہت کھینچنے والا پوست اور گوشت کو اور اعضا کو اپنی جگہہ سے اور شوی بمعنی اطراف ہے اور یا جمع شواۃ کی ہے کہ جو معنی پوست سر ہے اور
جسوقت کہ وہ شعلہ پوست اور گوشت کو کھینچیگا اور اودھیڑیگا تو اسکی جگہہ دوسرا پیدا ہو جائیگا اسیطرح سے وہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیگا تَدْعُوْا بلاتی ہے وہ
آگ یعنی کھینچتی ہے اپنی طرف جبر اور قہر سے جلانیکے واسطے مَنْ اَدْبَرَ اس شخص کو کہ پشت پھیری ہے اسنے حق سے وَتَوَلّٰى ۙ اور منہ پھیرا ہے حکم خدا سے وَجَمَعَ اور
جمع کیا ہے مال دنیا کو بدون ملاحظہ حلال اور حرام کے فَاَوْعٰى پس سینت کر رکھا ہے اس مال کو یعنی واسطے حفاظت کے اس مال کو برتن میں رکھ چھوڑا ہے اور موقع
وجہہ کے اسمیں سے ادا کیا نہیں ہے اور بسبب کثرت حرص اور حفاظت مال اور درازی امل اور شغل معاملات سے حق سے باز رہا ہے اور فرمان خدا کو ترک کیا ہے اور
اب خدا تعالیٰ انسان کی کثرت حرص کو بیان کرتا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ تحقیق آدمی خُلِقَ پیدا کیا گیا ہے هَلُوْعًا بہت حرص کرنیوالا مال کے
جمع کرنے پر اور حقوق واجبہ ادا کرنیکو جلد منع کرنیوالا ہے اور بلاؤں کے نازل ہونے پر جلد بے صبری کرنیوالا ہے اور رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ بدتر

آدمی میں وہ بخیلی ہی کہ دینے سے اسکو منع کری اور بدتر وہ نامردی ہی کہ دل کو اسکی جگہہ سے لیجاتی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہلوع ایک جانور ہی کوہ قاف کی پشت پر کہ ہر روز
سات صحرا کو گھانس سے خالی کرتا ہی یعنی تمام گھانس اسکی کھاجاتا ہی اور سات دریا کا پانی پیتا ہی اور سردی اور گرمی میں صبر نہیں کرتا ہی اور ہر شب فکر میں
رہتا ہی کہ کل کو کیا کھاؤنگا پس خدا تعالی نے بے صبری اور اندیشہ روزی میں انسان کو اس جانور کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور کسی نے ایک عالم سے تفسیر ہلوع کی پوچھی
کہا کہ اس سے زیادہ کیا تفسیر اسکی واضح ہوگی جو کہ خدا فرماتا ہی کہ **إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ** جس وقت کہ پہنچتی ہی اسکو بدی مثل فقر اور فاقہ اور مرض کے تو **جَزُوعًا**
بہت بے صبری اور فریاد کرنیوالا ہی اور شب و روز جزع اور فزع میں اوقات بسر کرتا ہے **وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ** اور جس وقت پہنچتی ہے اسکو بھلائی اور نیکی مثل تونگری اور
آسودگی کے تو **مَنُوعًا** منع کرنیوالا ہی اپنے نفس کو طاعت خدا سے اور مال کے خرچ کرنے سے راہ خدا میں اور ہلوعا اور جزوعا حال واقع ہوئے ہیں اور مراد اس آیت کے مضمون
سے یہ ہے کہ انسان بے صبری اور منع کرنے میں ایسا مضبوط اور مصروف ہی کہ گویا اسپر ہی پیدا کیا گیا ہے اور گویا یہ اسکی صفات خلقیہ غیر اختیاریہ میں سے ہی اور حقیقت میں
خدا تعالی نے ان صفات پر پیدا نہیں کیا ہی اور دلیل اسپر یہ ہے کہ خدا تعالی مومنین کو اس سے استثنا کرتا ہی چنانچہ فرماتا ہی کہ **إِلَّا الْمُصَلِّينَ** مگر نماز پڑھنے والے یعنی سب
آدمی اس صفت پر قائم رہتے ہیں مگر نماز کے ادا کرنیوالے **الَّذِينَ هُمْ** وہ لوگ کہ وہ **عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ** اوپر نماز اپنی کے **دَائِمُونَ** ہمیشگی
کرنیوالے ہیں کہ ہر چند کوئی شغل رکھتے ہوں لیکن نماز کے وقت پڑھنے سے باز نہیں رہتے ہیں اور بدون عذر نماز کو کبھی فوت نہیں کرتے اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ وہ لوگ ہیں وہ کہ اگر کوئی عمل نیک رات کو فوت ہوتا ہی تو دن کو قضا کرتے ہیں یعنی بجالاتے ہیں اسکو اور اگر دن کو فوت ہوتا ہی تو رات کو قضا کرتے ہیں
اور بجالاتے ہیں اسکو اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ یہ آیت نوافل کے واسطے ہے اور آیہ والذین ہم فی صلوتہم یحافظون فرائض کے واسطے اور بعضے کہتے ہیں یہ ہی کہ مراد
الذین ہم فی صلوتہم دائمون سے وہ لوگ ہیں کہ حالت نماز میں اپنی منہ کو قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرتے ہیں اور چپ و راست نظر نہیں کرتے ہیں **وَالَّذِينَ فِي
أَمْوَالِهِمْ** اور وہ لوگ کہ بیچ مالوں انکے **حَقٌّ مَعْلُومٌ** حق ہی جانا گیا یعنی حق معین جیسے کہ زکوۃ میں اور صدقوں وغیرہ میں **لِلسَّائِلِ** واسطے
سوال کرنیوالے محتاج کے **وَالْمَحْرُومِ** اور واسطے نہ سوال کرنیوالے محتاج کے کہ آدمی اسکو بسبب سوال نکرنیکی تونگر گمان کرتے ہیں اور اس سبب سے اسکو دینے سے محروم
رکھتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ حق معلوم زکوۃ میں سے نہیں ہے بلکہ وہ چیز ہی کہ تو اسکو اپنے مال میں سے نکالے اور بعد اسکے اپنی خواہش کے موافق ٹہرا
یا بہر یا دہ عہ کو یا ہر روز جہاں نیکی طریق سے مستحقوں کو دیوے اور دوسری روایت میں ہے کہ پہنچاوے تو قرابتوں کو اور دیوے تو اس شخص کو کہ محروم رکھتا ہی تجھکو اور عطا
کرے تو اس شخص کو کہ دشمن کہتا ہی تجھکو **وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ** اور وہ لوگ ہیں کہ سچ جانتے ہیں اور اعتقاد کرتے ہیں **بِيَوْمِ الدِّينِ** ساتھ روز
جزا کے اور علامت روز جزا کے حق جاننے کی یہ ہے کہ اس روز کے خوف سے طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور احکام خدا تعالی کے بجالاوے اور واجبات کو ترک نکرے اور منع
کئے گئے کاموں سے پرہیز کرے **وَالَّذِينَ هُمْ** اور وہ لوگ ہیں کہ **مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ** عذاب پروردگار اپنے سے **مُشْفِقُونَ** ڈرنیوالے ہیں اور خوف
کرتے ہیں کہ ایسا نہو کہ عذاب میں ہم گرفتار ہو جاویں اور اس سبب سے وہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں **إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ** تحقیق عذاب پروردگار انکے کا **غَيْرُ
مَأْمُونٍ** نہیں ہے خوف کیا گیا ہی یعنی اسکے واقع ہونے سے خوف اور ڈر ہونا چاہئے اگرچہ کثرت سے طاعت کرتا ہو اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہو بلکہ امید نجات اور خوف عذاب
دونو برابر چاہئیں اور اعمال نیک اپنے پر نازاں نہونا چاہئے بلکہ ہر دم عذاب الہی سے ڈرنا چاہئے اور اسکی رحمت سے ناامید بھی نہونا چاہئے کہ ذات اسکی غفور الرحیم ہے
کیا ڈر ہی گر عذاب کو نار جحیم ہے ۔ مولا کا میرے نام غفور الرحیم ہے ۔ بخشیگا اپنی فضل سے عصیاں مرے تمام ۔ پروردگار اسکو کیا وہ غنی اور کریم ہی ۔ لیکن عذاب کا بھی بڑا خوف ہی مجھے ۔
کھٹکے سے اس بلا کے مرا دل دو نیم ہی ۔ امید مغفرت کی ہی گرچہ مجھے مدام ۔ لیکن عذاب سے بھی نہایت ہی بیم ہی ۔ **وَالَّذِينَ هُمْ** اور وہ لوگ ہیں وہ کہ **لِفُرُوجِهِمْ**
واسطے ستروں اپنے کے **حَافِظُونَ** نگاہ رکھنے والے ہیں حرام کرنے سے مثل زنا اور اغلام کے **إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ** مگر اوپر عورتوں اپنی کے کہ نکاح دائمی کے ہوں یا نکاح
متعہ کے یا لونڈیاں اپنی ملک کی جیسے کہ خدا فرماتا ہی **أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ** یا وہ عورتیں کہ مالک ہوئی ہیں ہاتھ انکے ان عورتوں کے کہ وہ عورتیں انکی ملک میں ہیں پس
وہ اپنی ان عورتوں نکاحی اور ملک کی عورتوں سے اکتفا کرتے ہیں **فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ** پس تحقیق وہ نہیں ملامت کئے گئے ہیں اگر ان عورتوں سے منع نگاہ رکھنے کو
ترک کرتے ہیں **فَمَنِ ابْتَغَىٰ** پس جس شخص کہ طلب کرے **وَرَاءَ ذَٰلِكَ** سوائے ان عورتوں نکاحی اور ملک کے **فَأُولَٰئِكَ** پس لوگ ان عورتوں کے سوا طلب کرنیوالے

هُمُ الْعَادُونَ وہی ہیں حد سے گزرنیوالے اور خدا کے غیر مباح کیے ہوئے کاموں کی تنہا کرنیوالے وَالَّذِينَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں وہ کہ لِأَمَانَاتِهِمْ واسطے امانتوں
اپنی کے وَعَهْدِهِمْ اور عہد اپنی کے رَاعُونَ رعایت کرنیوالے اور نگہبانی کرنیوالے ہیں خواہ امانتیں خدا کی ہوں جیسے ایمان اور ادا کرنا فرض چیزوں کا اور خواہ
امانت خلقت کہ جیسے کوئی اپنی چیزیں کسی کے پاس رکھوا دے اور عہد بھی خواہ خدا کے ساتھ ہو خواہ خدا کے بندوں کے ساتھ اور ابن کثیر نے أمانتهم پڑھا ہے واحد کا صیغہ وَالَّذِينَ هُمْ
اور وہ لوگ ہیں وہ کہ بِشَهَادَاتِهِمْ ساتھ گواہیوں اپنی کے قَائِمُونَ قیام کرنیوالے ہیں اور ادا کرنیوالے اور حفص و یعقوب و سہل نے شہاداتہم پڑھا ہے
جمع کے صیغہ سے اور باقیوں نے شہادتہم پڑھا ہے واحد صیغہ سے یعنی جو کچھ کہ جانتے ہیں اسیطرح اپنے علم کے موافق گواہی دیتے ہیں اور اسمیں رعایت اور ملاحظہ کسی کا نہیں کرتے خواہ
کوئی یگانہ اپنا ہو یا بیگانہ تونگر ہو یا فقیر ہو اور نہ گواہی کو چھپاتے ہیں وَالَّذِينَ هُمْ اور وہ لوگ ہیں وہ کہ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ اوپر نماز
اپنی کے حفاظت کرتے ہیں کہ اسکو اسکے آداب اور شرائط سے اور رعایت ارکان سے بجالاتے ہیں اور اسکے وقت کی رعایت کرتے ہیں اور امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے
مراد اس سے ہمارے شیعہ ہیں کہ دن اور رات میں اکاون رکعت نماز کی پڑھتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے دن اور رات کی فرض نمازیں ہیں کہ جو کوئی
انکو وقتوں پر ادا کرے اور انکے حقوق کو پہچانتا ہو اور انکے وقتوں میں انکے غیر کو اختیار نہ کرے یہانتک کہ انکو ادا کرے حق تعالیٰ اسکے سبب سے اسکے واسطے ایک نوشتہ لکھے اس مضمون کا
کہ ہرگز اسکو عذاب نہ کرے اور جو کوئی اسکو غیر وقت میں پڑھے اور نماز کے سوا کسی اور کام کو اختیار کرے تو چاہے کہ خدا اسکو بخشے اور چاہے عذاب کرے أُولَٰئِكَ یہ لوگ جنکے کہ
اوصاف بیان ہوئے ہیں الا المصلین سے یہانتک وہ لوگ فِي جَنَّاتٍ بیچ بہشتوں کے ہیں جو کہ ہر ایک طرح طرح کی نعمتوں سے مُكْرَمُونَ بزرگ اور معزز کیے گئے ہیں خدا
کے نزدیک اور بڑی قدر اور منزلت والے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے مشرکوں نے گرد اگرد رسول خدا صلعم کے حلقہ باندھا اور مسخرہ کہا کہ اگر اصحاب محمد کے طمع
رکھتے ہیں آخرت کے باغوں کی ہم بھی طمع رکھتے ہیں کہ زیادہ انسے ہم ہیں اسواسطے کہ دنیا میں انسے افضل ہیں مال اور اولاد کی کثرت سے وہاں بھی ہم انسے افضل ہونگے پس یہ آیت نازل
ہوئی کہ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا پس کیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں اور ایمان و صفا سے بے نصیب ہیں قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ طرف تیری دوڑ کر آنیوالے
جلدی کرکے عَنِ الْيَمِينِ جانب راست سے وَعَنِ الشِّمَالِ اور جانب چپ سے عِزِينَ گروہ گروہ متفرق ہوکر آنیوالے ہیں اور مہطعین اور عزین دو حال
واقع ہوئے ہیں منقول ہے کہ مشرکین کے آنیوالے پانچ گروہ تھے کہ گرد اگرد رسول خدا صلعم کے حلقہ کرکے قرآن سنتے تھے پس خدا تعالیٰ نے انکے قول کا انکار کرکے فرمایا کہ أَيَطْمَعُ کیا طمع
رکھتا ہے كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ ہر مرد انمیں سے أَنْ يُدْخَلَ یہ کہ داخل کیا جاوے ہمراہ مومنین کے جَنَّةَ نَعِيمٍ بہشت نعمتوں کی میں یعنی مشرکین کو بھی
دعویٰ ہے کہ بدون ایمان اور طاعت کے بہشت میں داخل ہوں كَلَّا نہ ایسا ہے کہ وہ کہتے ہیں اور ہرگز کفار کو بہشت میں جانا نصیب نہ ہوگا اسواسطے کہ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ
تحقیق ہمنے پیدا کیا ہے انکو مِمَّا يَعْلَمُونَ اس چیز سے کہ جانتے ہیں وہ یعنی نطفہ نجس سے کہ اسکو عالم پاک سے کچھ مناسبت نہیں ہے پس اگر وہ نطفہ ایمان اور طاعت کے
وسیلہ سے کامل اور طاہر نہ ہوا اور عادتوں ملکیہ کو اختیار کرکے آلودگی کدورت سے صفائی نہ پائی تو قابل بہشت میں جانیکے نہیں ہوتا ہے فَلَا أُقْسِمُ پس قسم کھاتا ہوں میں اور
لا انمیں زائد ہے واسطے تاکید کے اور بعضے کہتے ہیں کہ لا زائد نہیں ہے اور معنی اسکے اسطرح بیان کرتے ہیں کہ یہ نہ ایسا ہے کہ کفار کہتے ہیں کہ قسم کھاتا ہوں میں بِرَبِّ الْمَشَارِقِ
ساتھ پروردگار مشرقوں کے کہ واسطے آفتاب کے ہیں وہ مشرقین کہ ہر روز نئی جگہہ سے نکلتا ہے وَالْمَغَارِبِ اور ساتھ پروردگار مغربوں کے قسم کھاتا ہوں کہ وہ مغارب آفتاب کے واسطے
ہیں ہر روز نئی جگہہ سے وہ غروب کرتا ہے اور واسطے آفتاب کے بیچ تین سو ساٹھ مشرق اور تین سو ساٹھ مغرب ہیں ہر روز ایک مشرق میں سے نکلتا ہے اور ایک مغرب میں داخل ہوتا ہے
تمام سال اسکا یہی حال ہے اور تمام سال کے موافق مشہور کی تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور مشرق آفتاب کے نکلنے کی جگہہ کو کہتے ہیں اور مغرب غائب ہونیکی جگہہ کو پس خدا تعالیٰ قسم کھاتا ہے
إِنَّا لَقَادِرُونَ تحقیق کہ ہم البتہ قدرت رکھنیوالے ہیں عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ اوپر اسکے کہ بدل دیویں ہم ان مشرکوں کو یعنی ہلاک کریں ہم انکو اور بدلے انکے دوسری خلقت کو
لاویں ہم کہ خَيْرًا مِنْهُمْ بہتر انسے ہو اور زیادہ فرمانبردار ہوں وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ اور نہیں ہیں ہم سبقت اور پیشی کیے گئے کہ ہمپر کوئی پیشی کرے ہمکو
عاجز اور مغلوب کر دیوے جسوقت ہم ارادہ عذاب کا کریں اور ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا پس جس صورت میں کہ حال ایسا ہے تو فَذَرْهُمْ پس چھوڑ دے تو انکو اور ہاتھ انسے
اٹھالے کہ يَخُوضُوا شروع کریں وہ بیچ باطل میں وَيَلْعَبُوا اور کھیل اور بازی میں مشغول ہوں دنیا کے امور کے ساتھ حَتَّىٰ يُلَاقُوا یہانتک کہ
ملاقات کریں وہ يَوْمَهُمُ دن اپنے کو الَّذِي يُوعَدُونَ وہ جو کہ وعدہ کیے جاتے ہیں اس دن کا یعنی روز قیامت اور بعضے کہتے ہیں کہ بدر کا دن مراد ہے اور یہ آیت منسوخ ہے آیت جہاد سے يَوْمَ يَخْرُجُونَ

ع ۵

جسدن نکلینگے وہ مِنَ الْاَجْدَاثِ قبروں سِرَاعًا جسوقت جلدی سے دوڑتے ہوئے ہوئیں اور اسطرف درجم بعجم سیر سی ہی جسن
اسطرح سے جلدی جاینگے کہ کَاَنَّهُمْ گویا کہ وہ اِلٰى نُصُبٍ طرف بتونکی تھانونکی یا جھنڈونکی یُّوْفِضُوْنَ دوڑتے ہیں یعنی جیسے کہ واسطے تقرب کے
انکی تہانوں کیطرف دوڑتے ہیں یا جیسے کہ لشکر پراگندہ اور متفرق اپنی فوج کے علم کو قائم دیکھکر اسکی طرف دوڑتے ہیں اور ابن عامر اور حفص و سہل نے نصب پڑھا ہے ان اوصاف کے ضمہ
جمع نصب کی ہے نون کے اور باقی کے قاری نصب فتح نون پڑھتے ہیں اور جسوقت وہ قبروں سے نکلکر دوڑینگے تو خَاشِعَةً نیچے کو جھکنے والے ہونگی اَبْصَارُهُمْ
آنکھیں انکی نہایت خوف اور دہشت سے اور خاشعہ حال واقع ہوا ہے ضمیر یوفضون سے یعنی خوف سے نہ آنکھیں کھول سکینگے اور نہ وہ سر کو اوپر اٹھا سکینگے تَرْهَقُهُمْ
پوشیدہ کر لیوے گی انکو ذِلَّةٌ خواری اور رنگوں سیاہی اور زردی سیاہی ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ یہ دن وہی ہے کہ دنیا میں كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ تھے وہ
وعدہ کئے جاتے جسدن کا اور جسدن سے ڈرائے جاتے تھے اور عناد کی جہت سے اسکا انکار کرتے تھے

سُوْرَةُ نُوْحٍ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں اٹھائیس
آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایمان خدا پر رکھے اور اسکی کتاب کی تلاوت کرے چاہیئے کہ ترک نکرے تلاوت سورہ انا ارسلنا نوحا ہو واسطے کہ
جو بندہ ایمان لانیوالا واسطے رضامندی خدا کے اور صبر کرنیوالا کہ اس سورت کو نماز فرض اور نافلہ میں پڑھیگا تو خدا تعالیٰ اسکو نیکوں کے مکانوں میں جگہ دیگا اور تین باغ مع انکی
بہشت کے اسکو دیگا اور اسطرح کی بخشش اور بزرگی اور قسم قسم کی نعمتیں اسکو عطا کریگا اور دو سو حوریں اور چار ہزار بے بکارت کی عورتیں اسکو دیگا انشاء اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا تحقیق کہ ہم نے بھیجا تھا نوح کو اِلٰى قَوْمِهٖۤ اور پر قوم اسکی کے کہ وہ قابیل کی اولاد تھی
اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ یہ کہ ڈرا تو قوم اپنی کو یعنی یہ کہکر ہمنے اسکو بھیجا کہ تو اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے جاکر ڈرا مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ پہلے
اس سے کہ آوے انکے پاس عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ عذاب دردناک کہ وہ طوفان ہے یا عذاب دوزخ ہے اور ان انذر مجرور ہے حرف جر مقدر سے اور تقدیر اسکی بان انذر ہے
یعنی ساتھ حکم خدا کا حکم ہوا تو حضرت نوح اپنی قوم کی ہدایت کو گئے قَالَ کہا نوح نے کہ يٰقَوْمِ اے قوم میری اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ تحقیق
میں واسطے تمہارے ڈرانیوالا ہوں ظاہر اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ یہ کہ پرستش کرو تم خدا کو یگانگی کے ساتھ وَاتَّقُوْهُ اور ڈرو تم اس سے انکی عذاب سے اور پرہیز کرو تم
انکی نافرمانی سے وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اور فرمانبرداری کرو تم میری جس چیز کا کہ میں تمکو حکم دوں یا منع کروں اسواسطے کہ میری فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری کی
نزدیک ہے اور جسوقت تم ایسا کروگے تو يَغْفِرْ لَكُمْ بخشیگا خدا واسطے تمہارے مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ بعضے گناہ تمہارے جو کہ تمنے اسلام سے پہلے کئے ہیں اور بعد اسلام کے جو
گناہ کروگے انکو چاہے بخشے چاہے نہ بخشے وَيُؤَخِّرْكُمْ اور مہلت دیگا تمکو عذاب ہلاک کرنیوالے سے یعنی زندہ رکھیگا تمکو اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى طرف ایک مدت
مقرر کے کہ وہ وقت اجل کا ہے لیکن بشرط ایمان اور طاعت اور اگر ایسا نکروگے تو عذاب میں گرفتار کرکے ہلاک کریگا اور ایسا ہی ہوا کہ وہ ایمان نہ لائے اور طوفان میں گرفتار ہوکر
ہلاک ہوئے اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ تحقیق مدت مقرر کی ہوئی خدا کی ہے واسطے مرنیکے اِذَا جَآءَ جسوقت آوے تو لَا يُؤَخَّرُ نہیں مہلت دیجاتی ہے یعنی جسوقت
اجل کا وقت آئے تو پھر اجل نہیں ٹلتی ہے اور حیلہ اور تدبیر اسمیں فائدہ نہیں بخشتی ہے پس جلدی کرو مہلت اور تاخیر کیواسطے ایمان اور طاعت کو اختیار کرکے لَوْ كُنْتُمْ اگر ہو تم
فکر اور تامل سے تَعْلَمُوْنَ ۝ جانتے ہو اور کچھ علم رکھتے ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اجل مسمٰی سے قیامت کا روز ہے اور اپنے وقت سے وہ ٹلتی نہیں ہے القصہ نوح نے اپنی قوم کو
نو سو پچاس برس سمجھایا کہ خدا پر تم ایمان لاؤ لیکن وہ ہمیشہ سرکشی کرکے ان حضرت کو آزار اور تکلیفیں پہنچاتے تھے اور وہ حضرت صبر کرکے انکی آزار کی برداشت کرتے تھے
چنانچہ سورہ ہود میں اسکا ذکر ہو لیا ہے اور جسوقت ایمان سے ناامید ہوئے تو قَالَ کہا رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ اے پروردگار میرے تحقیق کہ میں نے بلایا قوم
اپنی کو ایمان اور طاعت کیطرف لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ رات اور دن کو یعنی میں نے رات دیکھی نہ دن ہمیشہ ہر وقت انکو ایمان کیطرف بلاتا تھا اور انکو بلانے میں کسیطرح کا قصور نہیں کیا
فَلَمْ يَزِدْهُمْ پس نہ زیادہ کیا انکو دُعَآءِيْۤ بلانے میرے نے اِلَّا فِرَارًا ۝ مگر بھاگنا انکی قبول کرنے سے اور نفرت کرنے ایمان اور کفر کی زیادتی سے مراد یہ ہے کہ وہ دعوت
کے بلانے سے پہلے تو کفر اور گمراہی میں گرفتار رہتے تھے اور جسوقت کہ نوح نے انکو طرف ایمان کے بلایا اور انہوں نے اسکو قبول نکیا تو انکی کفر میں اور زیادتی ہوئی اور کہتے ہیں
حضرت نوح کہ وَاِنِّيْ اور تحقیق میں نے كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ جسوقت بلایا انکو طرف طاعت اور عبادت کے لِتَغْفِرَ لَهُمْ تاکہ بخشش کرے تو واسطے انکے ایمان لانیکی جہت سے انکے گناہوں سے
جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ کیا انہوں نے انگلیاں اپنی کو فِيْۤ اٰذَانِهِمْ بیچ کانوں کے اپنے کہ کانوں کو سننے سے بند کر دیا وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ اور اوڑھ لئے انہوں نے

ع ۹

کپڑے اپنے اور منہ اور سر ان کپڑوں میں چھپا لیا میری بات سے نفرت کیسے اور میری صورت کو نہیں چاہتے تھے کہ دیکھیں اور نظر کریں اور یا اسواسطے انہوں نے اپنی صورتوں کو مجھ سے چھپا یا کہ پہچانا
نہ ہوں میں انکو پہچانکر پھر ایمان کیطرف بلاؤں **وَاَصَرُّوْا** اور ستادگی کی انہوں نے کفر پر اور بہت اصرار کیا کہ ہمیشہ اسمیں گرفتار رہے اور کفر پر بہت کے ارادہ کیا انہوں
نے کہ ہرگز کفر سے نہ پھرینگے **وَاسْتَكْبَرُوا** اور تکبر اور سرکشی کی انہوں نے میری پیروی سے **اسْتِكْبَارًا** سرکشی کرنی بڑی کہ جو حد سے زیادہ کہتے ہیں کہ اصرار اور ستکبار
ان لوگوں کا اس مرتبہ کو پہنچا تھا کہ ہر ایک ان میں سے اپنے بیٹے کو گود میں لیکر نوح کے پاس آتا اور کہتا کہ اس سے ڈرنا چاہئیے ایسا نہو کہ تجھکو گمراہ کردے کہ میں جس وقت تیری عمر میں تھا تو میرا
باپ مجھکو اس مرد کے پاس لایا اور مجھکو ڈرایا اور کہا کہ مبادا تو اسکی بات قبول کرے اور گمراہ ہو جائے پس تو بھی ایسا ہی کرنا اور کہتے ہیں حضرت نوح کہ **ثُمَّ اِنِّيْ** پھر تحقیق میں باوجود انکی
ستادگی اور سرکشی کی **دَعَوْتُهُمْ** بلایا میں نے انکو **جِهَارًا** آواز بلند کرنیوالا ہو کر یہ مصدر ہے اور محل حال میں واقع ہوا ہے **ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ** پھر تحقیق
میں نے ظاہر اور آشکارا کیا میں نے واسطے انکے بلانیکو ہر مقام اور مجلس میں **وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ** اور پوشیدہ کہا میں نے واسطے انکے **اِسْرَارًا** پوشیدہ کہنا یعنی چپکے چپکے بھی کہا میں نے انکو
اور مقصود انکا یہ ہے کہ ہر طرح سے انکو کہا یعنی آواز بلند سے بھی اور کم آواز سے بھی اور آہستہ آواز سے بھی اور کہتے ہیں کہ آواز بلند سے کہنا اس طرح سے تھا کہ انکے دروازوں پر جاکر پکار کر کہتے
کہ ای لوگو کہو تم لا الہ الا اللہ تاکہ رستگاری پاؤ اور آشکارا کہنا اس طرح سے تھا کہ جس وقت جانتے کہ فلانی جگہ مجلس اور مجمع ہے اور لوگ وہاں جمع ہوئے ہیں اس جگہ پر لوگوں کو جاکر کہتے کہ ای لوگو
کہو تم لا الہ الا اللہ تاکہ رستگاری پاؤ تم عذاب سے اور پوشیدہ کہنا یہ تھا کہ جس وقت کسی ایک آدمی کو دیکھتے تو اسکو اپنے پاس بلاتے اور اپنے منہ کو اسکے کان کے پاس لیجاتے اور کہتے کہ
کہہ تو لا الہ الا اللہ تاکہ رستگاری پائے اور جس وقت تک کسی طرح سے حضرت نوح کے کہنے کو انہوں نے قبول نہ کیا تو خدا تعالی نے چالیس سال اور ایک روایت میں ہے کہ ستر سال باران
رحمت کو انپر بند کیا اور عورتیں انکی بانجھ کردیں لیکن تب بھی انہوں نے نہ مانا تو حضرت نوح نے کہا کہ ای پروردگار میرے جس طرح مجھ سے ہو سکا میں نے انکو بلایا ظاہر اور پوشیدہ
اور تنہائی میں اور مجمع میں لیکن فائدہ نہوا اور تو نے انپر قہر کیا کہ مینہ انپر بند کردیا اور عورتیں انکی بانجھ کردیں اور انہوں نے میری طرف رجوع کی **فَقُلْتُ** پس کہا میں نے کہ
اسْتَغْفِرُوْا بخشش چاہو تم **رَبَّكُمْ** پروردگار اپنے سے یعنی توبہ کرو کفر اور گناہوں سے **اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا** تحقیق کہ وہ خدا ہے بخشنے والا توبہ کرنیوالوں کا اور اگر تم
توبہ کروگے تو **يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ** بھیجیگا ابر کو آسمان سے اوپر تمہارے **مِّدْرَارًا** بہت برسنے والا پے در پے **وَّيُمْدِدْكُمْ** اور مدد دیگا تمکو
بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ ساتھ مالوں اور بیٹوں کے یعنی بہت دیگا مال اور بیٹے **وَيَجْعَلْ لَّكُمْ** اور کردیگا واسطے تمہارے **جَنّٰتٍ** باغ بھرے ہوئے درختوں سے
وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا اور کردیگا واسطے تمہارے نہریں یعنی جاری کردیگا نہریں پانی کی حضرت نوح نے ان چیزوں کا وعدہ کیا انسے جو انکے نظروں میں بہت خوب
مرغوب معلوم ہوتی تھیں اور فائدہ ظاہری انسے تھا اور یہ انہوں نے ایمان کیطرف رغبت لانے کے واسطے کہا لیکن انہوں نے پھر بھی نہ مانا اور حضرت نوح نے تنگ ہو کر واسطے انکے بددعا کی چنانچہ
بعد اسکے آئیگا اور کہتے ہیں کہ ایک مرد امیر المومنین کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین گناہ میرے بہت ہیں دعا کرو کہ خدا تعالی مجھکو بخشے فرمایا کہ استغفار کر اور ایک اور آدمی آیا اور
کہا کہ یا امیر المومنین میری زراعت اور درخت خشک ہو گئے ہیں دعا کرو کہ خدا تعالی باران رحمت نازل کرے فرمایا کہ استغفار کر اور ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یا
امیر المومنین میں ایک شخص محتاج اور فقیر ہوں دعا کرو کہ خدا تعالی مجھکو روزی دیوے فرمایا کہ استغفار کر اور ایک اور آدمی آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین مال بہت رکھتا ہوں میں
لیکن فرزند میرے نہیں ہے دعا کرو کہ خدا تعالی مجھکو فرزند عطا کرے فرمایا کہ استغفار کر اور ایک اور کوئی آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین باغ میرا میوہ بہت کم دیتا ہے دعا کرو کہ خدا اسکے میوہ
کی کثرت ہو جائے فرمایا کہ استغفار کر اور بعد اسکے کسی نے آکر کہا کہ یا امیر المومنین ہماری نواح میں چشمے خشک ہو گئے ہیں دعا کرو کہ خدا تعالی انکو پانی سے پر کردے فرمایا کہ استغفار کر ابن
عباس کہتے ہیں کہ میں خدمت میں انکی بیٹھا تھا میں نے کہا کہ یا امیر المومنین ان سب لوگوں نے طرح طرح کے مختلف سوال کئے اور تم نے سب کو ایک ہی جواب دیا فرمایا کہ کیا تو نے نہیں
سنا ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا الآیہ اور ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ قربان جاؤں میں تمہارے ای فرزند رسول صلعم میں ایسا ہوں کہ
خدا تعالی نے مجھکو بہت مال دیا ہے اور فرزند میرے نہیں ہے کوئی علاج اور تدبیر ہے کہ میرے فرزند پیدا ہو فرمایا کہ ہاں استغفار کر پروردگار سے آخر شب کے سو مرتبہ ایک سال تک
اور اگر شب کو تجھ سے فوت ہو جائے کسی سبب سے پڑھنے سے تو دن کو اسکی قضا کر اور شب کی عوض دن کو پڑھ کہ خدا تعالی اپنی کلام میں فرماتا ہے کہ استغفروا ربکم الآیہ اور بعد حکم
کرنے استغفار کے حضرت نوح نے انکو کہا کہ **مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ** کیا ہے واسطے تمہارے کہ نہیں امید رکھتے ہو تم واسطے خدا کے **وَقَارًا** وقر اور عزت کرنیکو یعنی
واسطے توقیر کے انکی فرمانبرداری کی یعنی ایسی حالت پر کیوں نہیں ہو کہ جسکے سبب سے خدا تمہاری توقیر کرے اور تمہاری تعظیم کرے بسبب بخشنے کے نیکی و خیر دنیا اور آخرت کے اور ابن عباس

استغفار کرنے کی فضیلت

سے روایت بیان کرتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کیا ہے تمکو کہ نہیں اعتقاد کرتے ہو تم خدا کی بزرگی کا اور اسکی حکم کی نافرمانی سے نہیں ڈرتے ہو وَقَدْ خَلَقَكُمْ اور حال
تحقیق پیدا کیا ہے اسنے تمکو اَطْوَارًا طرح طرح سے کہ پہلے نطفہ تھا اور پھر خون بستہ ہوا اور بعد اسکے گوشت ہوا اور پھر ہڈیاں اور پٹھے ہوئے اور پھر سب عضا بنکر ایک پتلا ہوا
اور پھر روح داخل ہو کر ایک لڑکا ہوا اور پھر پیدا ہو کر چلنے پھرنے لگا اور پھر جوان ہوا اور پھر ادھیڑ ہوا اور پھر بوڑھا ہوا اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر ممکن ہونے کے کہ خدا تمہاری توقیر
کریگا اور عطا کریگا آخرت میں اور اطلاع دیتا ہے یہ اسکی کمال قدرت اور عظمت پر پس کیونکر قیامت کا انکار کرتے ہو اور اسکی بندگی کا اور بعضے کہتے ہیں کہ اطوار سے مراد مختلف ہونا
اور فنا کا ہے کہ مراد اس سے تونگری اور فقیری ہے اور صحت اور مرض ہے اور قوت ہے اور ناتوانی ہے اور درازی اور کوتاہی ہے اور کہا نوح نے ان لوگوں سے کہ اَلَمْ تَرَوْا
کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ کیونکر پیدا کیا ہے خدا نے سَبْعَ سَمٰوٰتٍ سات آسمانوں کو طِبَاقًا طبقہ طبقہ کہ طبقہ کے اوپر طبقہ ہے وَ
جَعَلَ الْقَمَرَ اور کیا چاند کو فِيْهِنَّ بیچ انکی نُوْرًا روشنی کہ پرتو اسکا سب آسمان اور زمین پر پہنچتا ہے اور چاند مشہور ہے کہ آسمان اول پر ہے اور سب آسمانوں سے
اسکو نسبت اسواسطے دی ہے کہ نور اسکا سب آسمانوں تک پہنچتا ہے یعنی روشنی اسکی سب آسمانوں میں گئی ہے وَّجَعَلَ الشَّمْسَ اور کیا ہے آفتاب کو سِرَاجًا
چراغ زمین کے باشندوں کا کہ سبکو روشنی دیتا ہے اور رسول خدا صلعم کو سراج منیر کہتے ہیں اسواسطے کہ حضرت کے نور نے تاریکی کفر کو عالم سے دور کیا ہے اور کہتے ہیں کہ آفتاب اور
ماہتاب کا رخ آسمانوں کی طرف ہے اور پشت زمین کی طرف ہے اور آسمان والوں کو اپنے رخ سے روشنی دیتے ہیں اور زمین والوں کو پشت سے اور روشنی چراغ کے نور کی روشنی
سے زیادہ قوی ہے اسواسطے نور کو قمر کی طرف منسوب کیا اور سراج کو آفتاب کی طرف اور کہتے ہیں کہ آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور کہا حضرت نوح نے کہ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ
اور خدا نے اگایا ہے تمکو مِّنَ الْاَرْضِ زمین سے کہ تمہارے باپ آدم کو زمین سے پیدا کیا ہے نَبَاتًا اگانا زمین سے یعنی پیدا کرنا زمین سے اور جسوقت کہ اصل تمہاری
زمین سے ہوئی تو تم سب اولاد انکی ہو زمین سے ہو ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا پھر پھیر لیجائیگا تمکو بیچ اس زمین کے بعد مرنے کے وَيُخْرِجُكُمْ اور نکالیگا تمکو زمین سے
قیامت کے روز زندہ کر کے اِخْرَاجًا نکالنا واسطے حساب اور جزائے اعمال کے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا اور خدا نے کیا ہے واسطے تمہارے زمین
فرش کہ اسپر آرام پکڑتے ہو اور بیٹھتے ہو اور مثل فرش کے زمین کو اسواسطے بنایا کہ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا تاکہ چلو تم زمین میں سے سُبُلًا فِجَاجًا راہوں کشادہ کو اور
بعضے کہتے ہیں کہ سبل پہاڑوں کی راہ کو کہتے ہیں اور فجاج جنگل کی راہوں کو اور جسوقت کہ حضرت نوح نے خدا کی نعمتوں کو شمار کیا اور لوگوں نے بدلے شکر ان نعمتوں کے
ہی کفر کو اور گناہوں کو اور زیادہ کیا تو قَالَ نُوْحٌ کہا نوح نے رَّبِّ اے پروردگار میرے اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ تحقیق ان لوگوں نے نافرمانی کی
میری اور میری نصیحت کو نہ مانا وَاتَّبَعُوْا اور پیروی کی انہوں نے مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ اس شخص کی کہ نہیں زیادہ کیا اس شخص کو مَالُهٗ وَوَلَدُهٗ مال
اسکے نے اور فرزند اسکے نے اِلَّا خَسَارًا مگر نقصان یعنی ان لوگوں نے ایسے شخصوں کی پیروی کی کہ جنکو کثرت مال اور اولاد نے غرور میں ڈالا اور آخرت کے فائدہ سے بے نصیب کر کے
خسارہ اور نقصان میں ڈالا ہے اور وہ رئیس مال اور اولاد والے ان لوگوں سے کہتے تھے کہ اگر نوح پیغمبر ہوتا تو مالدار اور تونگر ہوتا وَمَكَرُوْا اور مکر کیا انہوں نے یعنی مال اور اولاد
والے رئیس ہیں مَكْرًا كُبَّارًا مکر کرنا بڑا کہ احمقوں اور جاہلوں کو انہوں نے حیلہ کر کے اپنی طرف کھینچا اور بھلے لوگوں کو برگشتہ رکھا اور کہا کہ یہ مرد مجنون ہے اور اگر پیغمبر ہوتا تو
مالدار ہوتا اور ان لوگوں کو میری آزار دہی پر رغبت اور حرص دلائی اور پتھروں سے میری بدن کو زخمی کیا وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے کہ لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ
نہ چھوڑو تم معبودوں اپنے کو یعنی کہ ان بتوں معبودوں اپنے کی پرستش سے ہاتھ مت اٹھاؤ اور بعضے بت جو انکے نزدیک سب بتوں سے زیادہ بزرگ تھے انکے ذکر کو خاص کر کے کہا
وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا اور نہ چھوڑو تم ود کو کہ وہ ایک بت مرد کی صورت تھا وَّلَا سُوَاعًا اور نہ سواع کو کہ وہ ایک بت عورت کی صورت کا تھا
وَّلَا يَغُوْثَ اور نہ یغوث کو کہ وہ ایک بت شیر کی صورت تھا وَيَعُوْقَ اور نہ یعوق کو کہ وہ ایک بت گھوڑے کی صورت تھا وَنَسْرًا اور نہ
نسر کو کہ وہ گدھ کی صورت کا بت تھا اور مشہور ہے کہ یہ پانچ نام نیک مردوں کے ہیں کہ وہ آدم اور نوح کے درمیان تھے اور آدمی انسے بہت اعتقاد رکھتے تھے اور بعد انکے
مرنے کے شیطان نے لوگوں سے کہا کہ ان بزرگوں کی صورتوں کے بت بناؤ اور انہی کے نام رکھو اور دیکھو تو غور سے کہ موجب رغبت عبادت ہوا ان لوگوں نے پانچ بت پانچ آدمیوں کی
صورت کے پتھر اور لکڑی کے بنائے اور انکی تعظیم کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں کوشش کرتے تھے جسوقت کہ وہ سب مر گئے تو شیطان نے انکی اولاد سے کہا کہ تمہارے
باپ دادا اور تمہارے بزرگ ان بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے تمکو چاہیے کہ اپنے باپ دادا کے دین کی پیروی کر کے انکی پرستش میں مشغول ہو پس وہ لوگ ابلیس کے گمراہ

ع ۲۰
۹

کرنیسے انکی عبادت میں مشغول ہوا اور بتونکی عبادت اسیوقت سے شروع ہوئی اور حضرت نوحؑ کے زمانہ میں طوفان آیا تو یہ بت خاک میں پوشیدہ ہوگئے اور بعد طوفان کے
ابلیس نے ان بتونکو مٹی کے اندر سے نکالا اور آدمیونکو انکی پرستش کیواسطے حکم دیا اور وہ بت بطور وراثت کے دست بدست چلے آتے تھے یہانتک کہ عرب کی قوموں میں
پہنچے اور عرب انکی پرستش کرتے تھے پس کلبان نے یغوث کو عطیف سے لیا اور مراد کیطرف لیجاکر انکی عبادت میں مشغول ہوا اور زمانہ دراز تک انکی پرستش کی اور بنی ناجیہ نے انکو اراد
چھین لینے کا کیا تو وہ بھاگ کر بنی الحرث کیطرف چلے گئے اور یعوق بنی کہلان کے پاس تھا اور بعد انکی اولاد انکی وارث ہوتی رہی یہانتک کہ وہ بت ہمدان میں پہنچا
اور نسر خثعم کے پاس تھا وہ انکی عبادت کرتے تھے اور سواع آل ذی الکلاع کے پاس تھا وہ انکی عبادت کرتے تھے اور ود قضاعہ کے پاس تھا وہ دومۃ الجندل میں لیجاکر
انکی پرستش کرتے تھے اور بعد انکی اولاد میں بھی چلا آتا تھا بطور وراثت کے یہانتک کہ اسلام شروع ہوا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ نوحؑ ایک جماعت کے
ہمراہ سراندیپ میں آدمؑ کے بدن کی نگہبانی کرتے تھے اور کفار کو انکی قبر کا طواف نہیں کرنے دیتے تھے ابلیس نے لوگوں سے کہا کہ نوحؑ اور انکی گروہ تمپر فخر کرتے ہیں
اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم فرزند آدم ہیں اور تمکو کہتے ہیں کہ یہ آدم کی اولاد نہیں ہیں اسی سبب سے تمکو آدمؑ کے بدن کی زیارت نہیں کرنے دیتے ہیں تمہارے واسطے
آدمؑ کی صورت کی ایک چیز بناتا ہوں تاکہ تم بھی اسکا طواف کرو پس ابلیس کے کہنے سے انہوں نے پانچ بت بنائے اور انکا طواف کیا کرتے تھے اور آخر کو ابلیس کے فریب
دینے سے وہ ان بتونکی عبادت کرنے لگے اور بعد طوفان کے ابلیس نے انکو خاک میں سے نکالا اور رفتہ رفتہ لوگونکو انکی عبادت پر آمادہ کیا یہانتک کہ وہ بت عرب کے قبیلوں میں
پہنچے اور ہر ایک قبیلہ میں اسطرح پہنچے جیسے اوپر گذرا پس القصہ نوحؑ نے عرض کی کہ خداوندا قوم کے رئیسوں نے عام لوگونکو کہا کہ ان بتونکی عبادت سے ہاتھ مت اٹھاؤ
وَقَدْ اَضَلُّوْا اور تحقیق گمراہ کیا ان رئیسوں نے **كَثِيْرًا** بہتونکو کہ پہلے سے یہ گمراہ کرتے چلے آئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ان بتوں نے گمراہ کیا ہے بہتونکو کہ انکی پرستش
کرنیسے لوگ گمراہ ہوگئے ہیں **وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ** اور نہ زیادہ کر تو اے پروردگار میرے ظلم کرنیوالونکو اپنے نفسونپر کفر کرکے **اِلَّا ضَلٰلًا** مگر ہلاکت
اور عقاب اور ضلال بمعنی ہلاک دوسری جگہہ بھی آیا ہے جیسے کہ ان المجرمین فی ضلال وسعر اور یا مراد ضلال سے باز رکھنا توفیق و لطف کا ہے بسبب انکے مضبوط ہونیکے کفر پر اور
حاصل ہونے یاس کے انسے **مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ** ما صلہ ہے اور تقدیر اسکی من خطیئاتہم ہے یعنی خطاؤں اپنی کیواسطے یعنی اپنے گناہوں کی جہت سے **اُغْرِقُوْا** غرق کئے گئے
وہ طوفان میں اور بعد غرق ہونیکے **فَاُدْخِلُوْا نَارًا** پس داخل کئے گئے وہ آتش دوزخ میں پانی کے نیچے اور جار مجرور کو واسطے حصر کے مقدم کیا ہے کہ انکا غرق ہونا
نہ تھا مگر خطاؤں اور گناہونکی جہت سے **فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ** پس نپائی انہوں نے واسطے اپنے **مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ** سوا خدا کے **اَنْصَارًا** مددگار جو انسے طوفان
کو دفع کرتے یعنی سوا خدائے حق کے جو انہوں نے معبود مقرر کئے تھے انکو قدرت نہ تھی کہ وہ عذاب طوفان اور آتش دوزخ کو انسے دور کرتے اور معلوم ہوا کہ وہ لوگ
اپنے گناہونکی جہت سے غرق ہوئے ہیں اور ان گناہوں میں ایک کفر بھی تھا اور وہ بڑا گناہ تھا لیکن غرق سب گناہونکی جہت سے ہوئے ہیں پس آدمی کو چاہئے کہ اسلام
پر اعتماد کرکے گناہوں میں مشغول نہو اسواسطے کہ موجب عذاب کا خطائیں ہی ہوتی ہیں اگرچہ بڑی خطائیں نہوں مثل کفر اور شرک کے اور کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے نوسو
پچاس برس اپنی قوم کو نصیحت کی اور سمجھایا اور انکی حالات اور طبیعتوں سے دریافت کیا کہ یہ لوگ ہرگز ایمان کو قبول نکرینگے اور جو کوئی انسے پیدا ہوگا اسکو گمراہی میں
کھینچینگے چنانچہ پہلے اس سے گذرا ہے کہ لڑکونکو اپنی گود میں اٹھاکر نوحؑ کے پاس لیجاتے اور کہتے کہ یہ مرد دیوانہ ہے اسکے کہنے میں نہ آنا کہ یہ تمکو گمراہ کردیگا اور کفر میں انکی
طبیعتوں کو مضبوط کرتے تھے اور خداتعالی نے بھی نوحؑ کو خبر دی تھی کہ تیری قوم میں سے اور کوئی ایمان نہ لائیگا اور جو کوئی انسے پیدا ہوگا وہ بھی ایمان نہ لائیگا
اسواسطے حضرت نوحؑ نے انکی حق میں انکی بیخ کنی کیواسطے بددعا کی چنانچہ خداتعالی فرماتا ہے کہ **وَقَالَ نُوْحٌ** اور کہا نوحؑ نے بعد اس خبر کرنے کے کہ
رَّبِّ اے پروردگار میرے **لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ** نہ چھوڑ تو اوپر زمین کے **مِنَ الْكٰفِرِيْنَ** کافروں میں سے **دَيَّارًا** کوئی گھر میں رہنے والا
اور بسنے والا بلکہ سب کو ہلاک کر تو **اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ** تحقیق کہ تو اگر چھوڑ دیگا تو انکو **يُضِلُّوْا عِبَادَكَ** گمراہ کرینگے وہ بندوں تیرے کو اور دین سے
باز رکھینگے **وَلَا يَلِدُوْٓا** اور نہ جنینگے وہ **اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا** مگر بدکار کفر کرنیوالا پس حق تعالی نے طوفان بھیجکر سب کو ہلاک کیا اور ان لوگوں میں لڑکا
کوئی نہ تھا اسواسطے کہ چالیس برس سے عورتیں انکی بانجھ ہوگئی تھیں اور بعد دعاء بد کے حضرت نوحؑ نے اپنے اور تمام مومنین کیواسطے دعا کی کہ **رَبِّ اغْفِرْ لِيْ**
اے پروردگار میرے بخش تو واسطے میرے **وَلِوَالِدَيَّ** اور واسطے والدین میرے کے **وَلِمَنْ دَخَلَ** اور واسطے اس شخص کے کہ داخل ہوا **بَيْتِيَ** گھر میں میرے یا کشتی میری میں

مُؤْمِنًا جسوقت کہ ایمان لانیوالا ہوئے اور کہتے ہیں کہ مومن سے مراد اہلبیت رسالت صلعم ہیں وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط اور واسطے مردوں ایمان لانیوالوں کے اور واسطے عورتوں ایمان لانیوالیوں کے جو پہلے آپ سے پیدا ہوئی ہیں اور جو بعد آپکے پیدا ہونگی قیامت تک اور بعضے کہتے ہیں کہ مومنین اور مومنات سے مراد مرحومہ ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جیسی دعا نوح کی کافروں کی حق میں قبول ہوئی ایسی ہی مومنین اور مومنات کے حق میں قبول ہوئی اور واسطے بیخ کنی کافروں کے دعا کی کہ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اور نہ زیادہ کر تو ظلم کرنیوالوں کو اپنی نفسوں پر بسبب کفر کے اِلَّا تَبَارًا مگر ہلاکت اور نقصان آخرت کا کہ ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں

سورة الجن

نصف

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں اٹھائیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ قل اوحی کو بہت پڑھے جبتک کہ دنیا میں ہے شر سے جنوں کے اور جادو اور مکر سے لوگوں کے بیخوف ہو وے اور کوئی اسکو ضرر نہ پہنچا سکے اور آخرت میں محمد اور اہلبیت محمد کے پاس ہو اور جسوقت انکی خدمت میں حاضر ہو تو کہے کہ خداوندا میں سوا انکی کسی دوسرے کو نہیں چاہتا ہوں اور سوائے انکے جو دوسرے درجے کی آرزو نہیں کہتا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورہ احقاف میں گذر گیا ہے کہ ایک گروہ جن کا بطن نخلہ میں رسولخدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قرآن کو سنکر وہ ایمان لائے اور وہ نو تن تھے یا سات تن تھے اور جسوقت کہ اپنی قوم میں پہنچے تو انکو ایمان کیطرف رغبت دلائی حقتعالے اس سورہ میں انکے قصے سے خبر دیتا ہے کہ قُلْ کہہ تو ای محمد صلعم اپنی امت کے لوگوں سے کہ اُوْحِيَ اِلَيَّ وحی کی گئی ہے میری طرف یہ خبر کہ اَنَّهُ اسْتَمَعَ تحقیق سنا ہے قرآن کو بطن نخلہ میں نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ایک گروہ نے جنوں میں سے کہ دس سے کم اور تین سے زیادہ تھے اور جن جسم لطیف کہتے ہیں جسپر غالب ہے عنصر آتش اور ہوا کا اور انکی شان یہ ہے کہ جس شکل میں چاہیں بنجائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ارواح مجردہ ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ نفوس بشریہ ہیں جو جدا ہو گئے بدنوں سے اور قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولخدا نے انکو دیکھا نہیں اور قرآن انکی روبرو پڑھا نہیں بلکہ وہ اتفاقا وقت پڑہنے قرآن کے حاضر ہو گئے تھے اور قرآن کو انہوں نے سنا فَقَالُوْا پس کہا ان جنوں نے جسوقت کہ اپنی قوم میں گئے کہ اے قوم اِنَّا سَمِعْنَا تحقیق ہمنے سنا ہے قُرْاٰنًا عَجَبًا کتاب عجیب کو اور عجب مصدر ہے مبالغہ کیواسطے صفت قرآن کی واقع ہوا ہے یعنی ہمنے کلام عجیب سنا ہے کہ آدمیوں کی کلام کے مخالف سنا ہے اور نظم اسکا نہایت خوب ہے اور کوئی آدمی اسکی مثل نہیں کہہ سکتا ہے يَّهْدِيْٓ راہ دکھلاتا ہے وہ اِلَى الرُّشْدِ طرف راستی کے اور نیکی اور درستی دین اور دنیا کی فَاٰمَنَّا بِهٖ پس ایمان لائے ہم ساتھ اسکے اور قرآن پر ایمان لانا خدا پر ایمان لانا ہے اور بیزاری کرنی شرک سے ہے اسواسطے انہوں نے بعد اسکے کہا کہ وَلَنْ نُّشْرِكَ اور ہرگز نہ شرک کرینگے ہم بِرَبِّنَآ ساتھ پروردگار اپنے کے اَحَدًا کسیکو جیسے کہ ہم پہلے اس سے شرک کرتے تھے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبر جن اور انسان پر دونو پر پیغمبر ہو کے آئے ہیں اور جن صاحب عقل ہیں اور زبان عرب کو سمجھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ قرآن معجزہ ہے اور کلام خدا کا ہے نہ بندونکا اسواسطے کہ بندوں کے کلام میں تعجب نہیں ہوتا اور اس سورہ میں کئی جگہ اَنَّهٗ آیا ہے بعضوں نے اسکی ہمزہ کو مفتوح پڑھا ہے اور بعضوں نے مکسور اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ رسولخدا نے قرآن جنوں کے روبرو نہیں پڑھا ہے اور نہ جنوں کو دیکھا تھا بلکہ آپ مع چند اپنے صحابہ کے ایک جماعت کے ہمراہ بازار عکاظہ میں تشریف لائے اور ان دنوں میں جن آسمان کی خبر لانے سے بند ہو گئے تھے اور جسوقت اپنی قوم کے پاس آئے اور انکو خبر کی کہ ہم آسمان کے جانے سے بند ہو گئے ہیں انہوں نے یہ سنکر کہا کہ کوئی بڑا حادثہ عالم میں واقع ہوا ہے عالم کے مشارق اور مغارب میں پھیل جاؤ اور اسکی خبر لاؤ وہ اطراف عالم میں پراگندہ ہو گئے اور اس امر کو تلاش کرتے تھے یہانتک کہ ایک جماعت انمیں سے تہامہ میں پہنچی اور ان حضرت سے بازار عکاظہ میں ملاقات کی اور حضرت اسوقت اپنے اصحاب سمیت نماز صبح کی پڑہنے میں مشغول تھے اور رسولخدا صلعم قرآن کو پڑہتے تھے جسوقت انہوں نے قرآن کو سنا تو کہا کہ یہی امر ہے جو کہ مانع ہوا ہے ہمکو آسمان پر جانیکا پس اپنی قوم کیطرف الٹے پھرے اور انسے جاکر کہا کہ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا اور تحقیق شان یہ ہے کہ بلند ہے بزرگی پروردگار ہمارے کی ممکنات کے مشابہ ہونے سے ذات اور صفات میں مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً نہیں پکڑا ہے اسنے زوجہ کو وَّلَا وَلَدًا ۝ اور نہ فرزند کو یعنی نہ اسکی کوئی زوجہ ہے اور نہ کوئی فرزند ہے جیسے یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جد کہ معنی بخت اور دولت ہے خدا اسکی ساتھ موصوف نہیں ہو سکتا ہے اسواسطے کہ یہ ممکن کی صفات میں سے ہے اور جن نے اپنی جہالت کے سبب سے اس لفظ کو خدا کی صفات میں کہا ہے اور خدا تعالیٰ نے اسیطرح سے جیسے کہ جنوں نے کہا تھا اپنے رسول سے نقل کی ہے اور کہا ان جنوں نے کہ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اور تحقیق شان یہ ہے کہ کہتے تھے سَفِيْهُنَا نادان ہمارے یعنی ابلیس اور اسکے تابعدار عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ اور خدا پر زیادتی کو کہ وہ حد سے گزرنیکی بات ہے یعنی نسبت زوجہ اور فرزند کی اسکی طرف کرتے ہیں وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اور تحقیق ہمنے گمان کیا تھا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ

وَالْجِنُّ یہ کہ ہرگز نہ کہینگے آدمی اور جن عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اور پر خدا کے جھوٹ کو سو اسطے ہم اپنے نادان سفیہ سے سنکر باور کرتے تھے اور اُسکے کہنے کو درست جانتے تھے
اور جسوقت قرآن ہمنے سنا تو جانا کہ اُسنے خدا پر جھوٹ بنایا تھا اور اب ہم اُسکے کہنے سے پھر گئے اور خدا پر ایمان لائے ہم وَاَنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ اور تحقیق شان یہ ہے کہ تھے مرد
مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ آدمیوں میں سے کہ بعضے مقاموں میں پناہ پکڑتے تھے ساتھ مردوں کے مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے اور وہ اسطرح
ہے کہ اگر کوئی ہولناک جنگل میں پہنچتا تو کہتا کہ میں پناہ پکڑتا ہوں اس صحرا کے سردار کے ساتھ اُسکی قوم کے بدوں سے اور اعتقاد یہ تھا کہ اس پناہ پکڑنے سے امن میں ہونگا
فَزَادُوْهُمْ پس زیادہ کیا آدمیوں نے اُن جنوں کو بسبب اس پناہ طلب کرنے کی رَهَقًا تکبر اور سرکشی اور غرور کو سو اسطے کہ اس پناہ مانگنے سے اُنکو یہ خیال ہوا کہ بزرگی
ہماری اس مرتبہ کی ہے کہ آدمی ہمسے پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم اُنکے حامی اور مددگار اور سردار ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سب سے جنوں سے پناہ ایک قوم نے یمن میں سے چاہی تھی
اور بعد اُسکی پناہ چاہنی عرب میں پھیل گئی اور سب اُنسے پناہ چاہتے تھے اور ثابت نصاری سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ جس زمانہ میں کہ رسول خدا صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو میں اپنے باپ کے
ہمراہ سفر میں جاتا تھا راہ میں شب ہوگئی اور میں ایک چرواہے کے پاس گیا جسوقت آدھی رات گزری تو ایک بھیڑیا آیا اور گوسفند کے بچہ کو لیگیا اس چرواہے نے آواز دی کہ اے
آباد کرنیوالے اس جنگل کے تیری پناہ ہے ایک آواز میں نے سنی اور کسیکو دیکھا نہیں اور وہ آواز یہ تھی کہ اے سرحان چھوڑ دے تو اسکو بھیڑیے نے اس بچہ کو چھوڑ دیا اور وہ بچہ گلہ میں ملا گیا
اور کوئی ضرر اُسکو نہ پہنچا اور حقتعالی نے یہ آیت مذکورہ نازل کی وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا اور تحقیق اُن آدمیوں نے یعنی کفار نے انہیں سے گمان کیا ہے كَمَا ظَنَنْتُمْ جیسے
گمان کیا تمنے اے جنوں اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا یہ کہ ہرگز نہ زندہ کرکے اٹھائیگا خدا کسیکو مردوں میں سے حساب اور جزا کیواسطے اور یا یہ کہ پیغمبر کر کے بھیجیگا
خدا کسیکو بعد عیسی کے اور کہتے ہیں کہ یہ وحی کی گئی ہے خدا کیطرف سے اور ضمیر انہم کی جن کیطرف پھرتی ہے اور خطاب ظننتم میں قریش کیطرف ہے یعنی وحی کی گئی ہے مجھکو کہ آدمی
جنوں سے پناہ مانگتے ہیں اور اس سبب سے غرور اُنکا زیادہ کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں جن جیسے کہ تم گمان کرتے ہو اے قریش یہ کہ خدا کسی آدمی کو پیغمبر کرکے نہ بھیجیگا
اور اس صورت میں جملہ معترضہ ہوگا جن کے کلام میں اور وہ جن کہتے ہیں کہ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ تحقیق ہم نے طلب کیا یعنی قصد کیا
ہمنے آسمان کو فرشتوں کا کلام سننے کیواسطے فَوَجَدْنٰهَا پس پایا ہمنے اس آسمان کو مُلِئَتْ پر کیا گیا حَرَسًا شَدِيْدًا نگہبانوں سخت سے یعنی
اور حرس اسم جمع ہے اور صفت اُسکی باعتبار لفظ کے ہے اور مراد ملائکہ سے ہے کہ وہ بڑے قوی اور زبردست ہیں کہ شیاطین کے منع کرنیکے واسطے مقرر ہیں تاکہ وہ آسمان پر نہ
جائیں پس وہ جن کہتے ہیں کہ پایا ہمنے نگہبانوں سخت کو وَّشُهُبًا اور چمکدار اور روشن چیزوں کو مثل ستاروں کے کہ وہ آگ سے پیدا ہوئے ہیں اور شیاطین کو اُنسے دفع کرتے
ہیں اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَّاَنَّا كُنَّا اور تحقیق ہم تھے ہم کہ نَقْعُدُ مِنْهَا بیٹھتے تھے ہم اس آسمان میں سے مَقَاعِدَ بیٹھنے کی جگہوں میں لِلسَّمْعِ
واسطے سننے کے خبریں آسمان کی فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ پس جو کوئی کہ سنے اب جنوں میں سے اور سننے کا قصد کرے اوپر جانیکا تو يَجِدْ لَهٗ پاویگا وہ واسطے اپنے
شِهَابًا شعلہ آگ کا رَّصَدًا نگاہ رکھنے والا اور چھپنے سے یعنی منع کرنیوالا سننے بات فرشتوں کا اور ارادہ کرنیوالا جلانیکا اور رصد بمعنی راصد ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ یہ شہاب حضرت رسول خدا کے زمانہ سے پہلے تھے لیکن جنوں کے منع کرنیکے واسطے نہ تھے اور جسوقت کہ ہمارے حضرت پیدا ہوئے تو یہ جنوں کے اوپر جانیکی منع کرنیکے واسطے
مقرر ہو گئے اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت کے زمانہ ہی میں پیدا ہوئے ہیں اور پہلے اس سے نہ تھے اور اس صورت میں حضرت کے معجزات میں سے ہونگے اور حضرت سجاد علیہ السلام سے
روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کہ کہا ابن عباس نے کہ ہم رسول خدا کے پاس بیٹھے تھے اور ایک جماعت انصار کی حضرت کے پاس حاضر تھی ایک ستارہ آسمان سے گرا حضرت نے
پوچھا کہ جاہلیت کے دنوں میں یعنی اسلام سے پہلے جو ستارہ گرتا تھا تو اسکو کیا کہتے تھے بیٹے کہا کہ کوئی مرد بڑے مرتبہ کا مرا یا پیدا ہوا اور فرمایا ہے حضرت صادق علیہ السلام
نے اور لیکن خبر دینی آسمان کی اسطرح سے کہ شیاطین ایک جگہہ آسمان پر بیٹھتے تھے فرشتوں کے کلام چورانیکے واسطے کہ ملائکہ کوئی خبر غیب کی کہیں تو ہم اسکو سنیں اور
وہ شہاب ثاقب سے یعنی شعلہ آتش سے ہانکی نہیں جاتی ہیں لیکن اسواسطے کہ کلام کے سننے سے منع کیے جاتے ہیں تاکہ زمین پر ایسا سبب واقع نہو کہ مشابہ وحی کے ہو اور جو کچھ کہ
لوگوں کے پاس خدا کی جانب سے واسطے ثابت کرنے حجت کے آیا ہے وہ مشتبہ نہوجائے اور شیاطین کا یہ دستور تھا کہ ایک کلمہ کو آسمان کی خبر میں سے چورا لیتے تھے اُن چیزوں میں سے کہ جو
خدا کیجانب سے عالم میں واقع ہونگی اور اُسکو زمین پر لیجا کر کاہن سے کہدیتے تھے اور وہ کاہن اپنی طرف سے باطل کو حق کے ساتھ ملا کر بیان کرتا تھا پس جو کچھ کہ مطابق
کہتا تھا وہ کاہن وہ تو وہ تھا کہ جو اُنہی شیاطین سے سنا تھا اور جسمیں خطا کرتا تھا وہ باطل ہوتا تھا اور وہ ہوتا تھا وہ کہ جو اپنی طرف سے اُسنے زیادہ کیا تھا پس جسوقت سے کہ

شیاطین منع کیئے گئے ہیں سننے سے ہونے سے کاہنوں کا علم بھی جاتا رہا اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَاَنَّا لَا نَدْرِیْ اور تحقیق کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ اَشَرٌّ اُرِیْدَ
بدی کہ ارادہ کیا گیا ہے یعنی آسمان کی نگہبانی سے اور شہابوں کے منع کرنے سے فرشتوں کے لئے آسمان سے بِمَنْ فِی الْاَرْضِ ساتھ ان لوگوں کے کہ بیچ زمین کے ہیں والا
آدم کی اَمْ اَرَادَ بِہِمْ یا ارادہ کیا ہے ساتھ ان کے رَبُّہُمْ پروردگار انکے نے رَشَدًا بہتری اور درستی کا یعنی وقت ظاہر ہونے ایسی علامتوں کے کہ کثرت سے شعلہ آگ کے
شیاطین پر پھینکے جاتے ہیں اور ملائکہ کے کلام سننے سے وہ منع کیے جاتے ہیں اس امر سے نہیں معلوم ہوا کہ آیا خدا نے آدمیوں کے ساتھ کریا بدی کا یعنی عذاب کا یا رحمت اور لطف کا اور عذاب کا
نام شر ہے اور اس سے اعلی رکھا ہے کہ انہیں ضرر پہنچے اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ اور تحقیق ہم میں سے نیک ہیں کہ مومن صالح ہیں وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ
اور ہم میں سے سوائے اسکے ہیں کہ وہ نیک نہیں ہیں كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ہم ہیں صاحب طریقوں متفرق کے آپس میں سے مضاف طرائق کا محذوف ہے یعنی ہم مختلف اور متفرق
مذہبوں والے ہیں اور کہتے ہیں کہ جن مختلف مذہب رکھتے ہیں ان میں سے ہیں اور کافر بھی ہیں اور یہودی اور نصرانی بھی ہیں اور جیسے کہ مسلمانوں میں قدریہ اور جبریہ اور سنی اور شیعہ ہر طریقہ
رکھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ جن کہ وَاَنَّا ظَنَنَّا اور تحقیق کہ ہم یقین رکھتے تھے اور یہاں ظن معنی یقین ہے یعنی ہم یقین رکھتے تھے اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ یہ کہ ہرگز نہ
عاجز کر سکیں گے ہم خدا کو فِی الْاَرْضِ جس وقت کہ بیچ زمین کے ہیں حال واقع ہوا ہے یعنی جس جگہ کہ ہم زمین میں ہیں اسکو عاجز نہیں کر سکتے ہیں وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ
هَرَبًا اور ہرگز نہ عاجز کر سکیں گے ہم اسکو جس وقت کہ بھاگنے والے ہوں اور یہ بھی حال واقع ہوا ہے حاصل یہ ہے کہ ہم خدا تعالی کے حکم میں ہیں جس جگہ کہ ہوں خواہ زمین میں
خواہ بھاگ کر کوہ قاف میں یا اور کہیں کو چلے جائیں اسکو اور قرآن انکی روبرو ہے اسکی قدرت سے باہر ہو جائیں وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اور تحقیق کہ جس وقت سنا
ہم نے ہدایت کو یعنی قرآن کو سبب ہدایت کا ہے اٰمَنَّا بِهٖ ایمان لائے ہم ساتھ اسکے یعنی قرآن پر یا اس شخص پر کہ جس سے ہم نے وہ سنا ہے اور وہ رسول خدا صلعم ہیں فَمَنْ یُّؤْمِنْ
بِرَبِّهٖ پس جو کوئی کہ ایمان لائے ساتھ پروردگار اپنے کے فَلَا یَخَافُ پس خوف کریگا وہ بَخْسًا نقصان کا اپنے اعمال کی جزا میں وَّلَا رَهَقًا اور نہ
پہنچنے ذلت اور خواری کا اور ظلم اور عذاب کا اور یا یہ کہ جزا میں نقصان ہوگا نہ تھوڑا اور نہ بہت بلکہ پورا اور تمام ملیگا اور ابن عباس سے روایت منقول ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں
کہ نہ خوف کریگا کہ کم ہووینگے نیکیاں اسکی اور نہ زیادہ ہونے عذاب گناہوں کے وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ اور تحقیق ہم جنوں میں سے مسلمان ہیں کہ ایمان لائے ہیں پیغمبر پر اور دین
ہمارا اسلام ہے وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ اور ہم میں سے پھرنے والے راہ حق سے ہیں کہ وہ ایمان اور طاعت ہے فَمَنْ اَسْلَمَ پس جو کوئی کہ فرمانبرداری کرے حکم
خدا کی فَاُولٰٓئِكَ پس وہ لوگ کہ جنہوں نے فرمانبرداری کی ہے تَحَرَّوْا قصد کیا ہے انہوں نے رَشَدًا راہ رست کو کہ جو پہنچانیوالا ہے ہمیشہ کے ثواب کو وَ
اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ اور لیکن باہر ہونیوالے راہ حق سے فَكَانُوْا پس ہیں وہ آخرت میں لِجَهَنَّمَ حَطَبًا واسطے دوزخ کے لکڑیاں کہ دوزخ میں وہ جلائی جاویں
اور کہتے ہیں کہ جس وقت حجاج بن یوسف نے ارادہ سعید بن جبیر کے قتل کا کیا تو سعید سے اس نے پوچھا کہ تو میری حق میں کیا کہتا ہے فرمایا کہ قاسط عادل حجاج کے مصاحبوں نے کہا کہ
کیا اچھی بات کہی ہے تونے حجاج نے کہا کہ اے جاہلو مجھکو اسنے ظالم اور مشرک کہا ہے اور یہ آیت اسکے روبرو پڑھی واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا اور عطف
انہ استمع پر ہے اور یہ اَنْ مخففہ ہے ان مثقلہ کا یعنی اور وحی کی گئی ہے مجھ پر یہ کہ اگر سیدھے اور درست ہیں وہ مکہ والے عَلَی الطَّرِیْقَةِ اوپر طریق حق کے تو لَاَسْقَیْنٰهُمْ البتہ
پلائیں ہم انکو مَّآءً غَدَقًا پانی بہت یہ کلام بطریق تمثیل ہے اور مراد اس سے فراخی روزی کی ہے یعنی ہم روزی کو ان پر فراخ کریں اور یا یہ کہ نعمت بہت انکو دیویں
لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ تاکہ آزمائیں ہم انکو بیچ اسکے کہ عالم کے لوگوں پر ظاہر ہو کہ کیونکر شکر کرتے ہیں اور یا یہ کہ جن اور انسان سب برابر ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ معنی
اسکے یہ ہیں کہ دیوینگے ہم انکو علم بہت کہ سیکھیں وہ انکو آئمہ علیہم السلام سے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے مراد یہ ہے کہ اگر سیدھے رہیں وہ دوستی اور خلافت پر امیر المومنین کے اور اسکے بعد اوصیاء کے
جو کہ اسکی اولاد میں ہیں اور قبول کریں وہ انکی فرمانبرداری کو ہر کام میں البتہ پلائیں ہم انکو پانی بہت یعنی پلائیں ہم انکے دلوں کو ایمان وَمَنْ یُّعْرِضْ اور جو کوئی منہ
پھیرے عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ ذکر پروردگار اپنے سے یعنی خدا تعالی کی عبادت سے منہ پھیرے یا نصیحت اور وحی سے منہ پھیرے اور اسکو قبول نکرے اور یا انکی نعمتوں کا شکر نکرے تو
یَسْلُكْهُ چلائیگا اسکو یعنی داخل کریگا اسکو خدا عَذَابًا صَعَدًا عذاب سخت کہ نہیں اسکی طاقت سے زیادہ ہو اور اہل عراق نے سوائے ابو عمرو کے یا سے غائب کا صیغہ
یسلکہ پڑھا ہے اور باقیوں نے نسلکہ پڑھا ہے نون سے متکلم کا صیغہ یعنی داخل کرینگے ہم اسکو عذاب سخت میں اور صعد معنی فاعل ہے اور مبالغہ کی جہت سے صفت
ہوا ہے اور عذاب منصوب بنزع خافض ہے اور تقدیر اسکی یسلکہ فی عذاب صاعد ہے یعنی داخل کریگا اسکو خدا بیچ عذاب سخت کے وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ

تحقیق مسجدیں خاص واسطے خدا کے ہیں فَلَا تَدْعُوْا پس نہ پکارو تم مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ہمراہ خدا کے کسیکو یعنی سوائے اسکے کسی دوسرے کی پرستش مت کرو جیسے یہود
اور نصاریٰ اپنی عبادت خانوں میں عزیر اور عیسیٰ کو خدا سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مساجد سے مراد تمام روئے زمین ہے اسواسطے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے میرے واسطے تمام زمین کو
مسجد کیا ہے پس میری امت جہاں چاہے نماز پڑھے اور حضرت امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ مراد مساجد سے سات عضا ہیں کہ جنپر سجدہ کرتے ہیں پیشانی اور دونوں گھٹنے اور دونوں ہتھیلیاں دونوں ہاتھوں کی
اور دو انگوٹھے پاؤں کے یعنی انکو سوائے خدا کے اور کسیکے واسطے زمین پر نہ رکھو اور حضرت امام موسیٰ کاظم اور علی بن موسیٰ الرضا علیہم السلام سے منقول ہے کہ مراد مساجد سے اوصیا اور آئمہ
معصومین علیہم السلام ہیں اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ جنوں نے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ ہم کیونکر مسجد میں حاضر ہوں اور حضرت کے ہمراہ نماز پڑھیں کہ جسجگہ ہم رہتے ہیں مسجد سے
بہت دور ہے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیہ وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ اور تحقیق البتہ شان یہ ہے کہ جسوقت کھڑا ہوا عَبْدُ اللّٰهِ بندہ خدا کا کہ وہ
محمد ہے بطن نخلہ میں نماز صبح کیواسطے کہ يَدْعُوْهُ پکارے اس خدا کو نماز میں اور جن اسکی قرأت کو سنتے تھے كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ قریب تھے وہ جن کہ ہوویں
عَلَيْهِ لِبَدًا اوپر اسکے ہو ایسمیں ایک کے اوپر دوسرا گرتے ہوا کثرت ازدحام سے اور واسطے تعجب انکے کہ انہوں سے جو کچھ کہ وہ دیکھتے تھے عبادت حضرت کی اور مقتدی ہونا
صحابہ کا نماز میں اور انکا نماز میں اٹھنا اور بیٹھنا اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور حرص انکی قرأت کے سننے پر کہ کبھی ایسا حال انہوں نے نہ دیکھا تھا اور نہ ایسا کلام سنا تھا اور ابن عباس سے
منقول ہے کہ یہ کلام جنوں کا ہے کہ بعد سننے قرآن کے جسوقت کہ اپنی قوم میں گئے تو انکو خبر دی صحابہ کے اتباع اور ازدحام سے رسول خدا پر وقت اقتدا کرنے نماز کے اور سننے قرأت حضرت کے اور
منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نام عبد اللہ لیا تو رسول خدا بہت خوش ہوئے اور اس نام سے کوئی نام خوشتر نہ معلوم ہوا اور فرمایا کہ مجھکو اپنا بندہ کہا اسواسطے کہ جو شرط بندگی کی تھی وہ
حضرت نے ادا کی تھی اسواسطے خدا نے عبد اللہ کہا اور جسوقت معراج کو گئے اسوقت بھی فرمایا کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ اور جسوقت قرآن نازل کیا تو اسوقت بھی فرمایا کہ تبارک الذی
نزل الفرقان علی عبدہ قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم مشرکین سے کہ اِنَّمَآ اَدْعُوْا سوائے اسکے نہیں کہ پکارتا ہوں میں یعنی پرستش کرتا ہوں میں رَبِّیْ پروردگار اپنے کی وَلَآ
اُشْرِكُ بِهٖ اور نہیں شریک کرتا ہوں میں ساتھ اسکے اَحَدًا کسیکو اور ابو جعفر اور عاصم اور حمزہ نے قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا پڑھا ہے اور باقیوں نے قَالَ اِنَّمَآ اَدْعُوْا یعنی کہا پیغمبر نے کہ
سوائے اسکے نہیں کہ پکارتا ہوں میں پروردگار اپنے کو اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کلام جنوں کا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے روبرو پیغمبر خدا کے قول کی حکایت کی ہے قُلْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ
اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ تحقیق کہ میں نہیں مالک ہوں واسطے تمہارے ضَرًّا ضرر کا کہ اسکو دفع کروں وَّلَا رَشَدًا اور نہ درستی امر کا کہ تمکو فائدہ کسی امر کا پہنچاؤں یعنی
میں قدرت نہیں رکھتا ہوں کہ ضرر اور نفع تمکو پہنچاؤں اسواسطے کہ حقیقت میں ضرر اور نفع کا پہنچانیوالا خدا ہے نہ غیر اسکا اور میں تو اسکی حکم کا پہنچانیوالا ہوں نہ نفع اور ضرر کا
قُلْ اِنِّیْ لَنْ يُّجِيْرَنِیْ کہہ تو اے محمد صلعم کہ تحقیق میں ہرگز پناہ نہ دیوے مجھکو تمام دنیا میں مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ خدا سے کوئی اگر خدا مجھکو ضرر پہنچانا چاہے کہ بیماری کو
اور یا رنج پہنچاوے اور یا کسی بلا میں مبتلا کرے یعنی کوئی مجھکو رہائی نہ دے سکے سوائے اسکے وَّلَنْ اَجِدَ اور ہرگز نہ پاؤں میں مِنْ دُوْنِهٖ سوائے اسکے مُلْتَحَدًا کوئی
پناہ کہ منہ پھیر اسطرف کروں اور پناہ نجات پاؤں اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ مگر پہنچانا خدا کیجانب سے یہ استثنا ہے لا املک سے یعنی نہیں مالک ہوں میں واسطے تمہارے نفع کا اور نہ
مگر پہنچانا حکم کیجانب سے وَرِسٰلٰتِهٖ اور پیغاموں اسکے کا یعنی اسکے احکام کے پہنچانے کا الا یہ کہ جو کچھ کہ میرے پاس بھیجا ہے پہنچاؤں اور تمکو ڈراتا ہوں عذاب سے کہ وَمَنْ
يَّعْصِ اللّٰهَ اور جو شخص کہ نافرمانی کرے خدا کی اور اسکی غیر کی پرستش میں وَرَسُوْلَهٗ اور پیغمبر اسکے کی کہ اسکی حکم کو نہ مانے فَاِنَّ لَهٗ پس تحقیق واسطے اسکے
نَارَ جَهَنَّمَ آگ دوزخ کی ہے خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ اسکے اَبَدًا ہمیشہ ابد الآباد پہلی ضمیر جو من کیطرف پھرتی ہے وہ باعتبار لفظ کے ہے کہ لفظ
اسکا مفرد ہے اسواسطے ضمیر مفرد کی آئی ہے اور خالدین کی ضمیر باعتبار معنی کے من کیطرف پھرتی ہے اور باعتبار معنی کے وہ واسطے جمع کی بھی آتا ہے پس وہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے
حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ یہانتک کہ جسوقت دیکھینگے وہ چیز کو کہ وعدہ کیے جاتے ہیں یعنی عذاب الیم کا جو وعدہ کیے جاتے ہیں اسکو آخرت میں دیکھینگے تو فَسَيَعْلَمُوْنَ
پس قریب ہے کہ جانینگے عذاب د[illegible] مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا کون شخص ضعیف اور زبون تر ہے باعتبار مددگار کے وَاَقَلُّ عَدَدًا اور کمتر ہے باعتبار
شمار کے اور ناصر اور عا[illegible] ہوتے ہیں اور یہ اسواسطے خدا نے فرمایا ہے کہ کفار اپنے آدمیوں کا فخر کیا کرتے تھے اور جسوقت کفار نے یہ آیت سنی تو کہا کہ یہ وعدہ کب ہے اللہ تعالیٰ
انکے جواب میں فرماتا ہے [illegible] کہہ تو اے محمد صلعم ان لوگوں سے کہ جو کچھ وعدہ کیا گیا ہے وہ راست اور درست ہے اور ضرور واقع ہوگا کہ وعدہ خدا میں خلاف نہیں ہو سکتا ہے
[illegible] ہے کہ جسکا وعدہ کیے جاتے ہو تم عذاب کا اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْ [illegible]

ع ۱۹

یعنی مقرر کیا ہی واسطے اسکی پروردگار میرے نے **اَمَدًا** ایک مدت دراز کو کہ **عَالِمُ الْغَيْبِ** جاننے والا غیب کا وہی ہی **فَلَا يُظْهِرُ** پس نہیں ظاہر کرتا ہی اور نہیں مطلع کرتا ہی **عَلٰى غَيْبِهٖٓ** اوپر غیب اپنے کے کہ جو اسکی علم کے ساتھ خاص ہی **اَحَدًا** کسیکو **اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى** مگر جو شخص کہ پسندیدہ اور برگزیدہ ہو **مِنْ رَّسُوْلٍ** پیغمبر سے یہہ بیان ہی من موصول کا یعنی جسکو پسند کیا وہ پیغمبر ہی کہ اسکو خبر دیتا ہی غیب کی بعضی امورکی حال سے موافق مصلحت کے تاکہ معجزہ اسکا ہووے اور مراد اس سے جناب سرور کائنات ہیں ہر پیغمبر مراد ہی اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہی اس آیت کے مضمون کی تفسیر میں کہ رسولخدا صلعم پسندیدہ ہیں خدا کے نزدیک اور ہم وارث ہیں اس رسولخدا کی کہ جسکو خدا تعالے نے مطلع کیا ہی جو کچھ چاہا اپنے غیب میں سے پس جانتے ہیں جو کچھ کہ ہوا ہی اور جو کچھ کہ ہووےگا قیامت تک اور خدا تعالے رسولخدا کے محفوظ ہونیکو شرجن و انس سے بیان کرتا ہی کہ **فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ** پس تحقیق وہ خدا روانہ کرتا ہی **مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ** آگے اس رسول پسندیدہ کے سے **وَمِنْ خَلْفِهٖ** اور پیچھے اسکے سے **رَصَدًا** نگہبانوں کو فرشتوں میں سے تاکہ انکی نگہبانی کریں وقت نازل ہونے وحی کی بدی اور اذیت شیاطین جن سے چنانچہ منقول ہی کہ جبرئیل جو وحی لاتا تھا تو ستر ہزار ملائکہ اسکی ہمراہ ہوتے تھے اور وحی کی حفاظت کرتے تھے اور شیاطین کو ہانکتے تھے سو اسلئے کہ وہ وحی کو سنکر کاہنوں سے نہ کہدیویں جس وقت کہ جبرئیل وحی کو رسولخدا کی روبرو بیان کرینگے اور وہ کاہن پہلے اس سے کہ رسولخدا لوگوں کو حکم وحی کا پہنچاویں وہ لوگوں میں مشہور کردیویں اور غیب کی باتیں بیان کرنے لگیں اور پھر وحی کا اعتبار نہ رہے اور اسواسطے ملائکہ شیاطین کو ہانکتے تھے کہ جسوقت جبرئیل رسولخدا پر القا کرتے تھے وحی کو اور اٹھاتے تھے اسوقت شیاطین کوئی بات باطل وحی میں نہ ملادیویں اور روایت کہ پہلے بیان کیا ذکر ہے کہ اسوقت شیاطین آسمان پر جاتے بند نہ تھے اور جو کچھ کہ فرشتے وحی وغیرہ کا ذکر کرتے تھے وہ سنتے تھے اور کاہنوں سے کہدیتے تھے اسواسطے ملائکہ وحی کی محافظت کو مقرر ہوئے کہ شیاطین سننے نہ پائیں اور اسمیں دخل نہ کرنے پائیں اور منقول ہے کہ یہہ فرشتے ستر ہزار واسطے تعظیم وحی کے جبرئیل کے ہمراہ آتے تھے جیسے کہ طریقہ بادشاہوں کا ہی کہ اپنے ایلچی کے ہمراہ ایک لشکر بھیجتے ہیں اور خدا تعالی جو بادشاہوں کا بادشاہ ہی اسکے ایلچی کے ہمراہ کہ وہ اسکا حکم لیکر جاتا ہی جماعت کلان چاہیے سو اسواسطے ستر ہزار ملائکہ وحی کے ہمراہ ہوتے تھے اور شیاطین کو بھی دفع کرتے تھے کہ وقت بیان کرنے وحی کے جبرئیل سے سنکر کاہنوں سے نہ جا کہیں اور حدیث میں آیا ہی کہ ہمیشہ ستر ہزار فرشتے رسولخدا کی ہمراہ رہتے تھے اور حضرت کی محافظت کرتے تھے اس سے کہ شیاطین فرشتوں کی صورت بنکر حضرت کے پاس چلے جائیں حاصل یہ ہے کہ ملائکہ نگہبان اپنا رسولخدا کے تھے **لِّيَعْلَمَ** تاکہ جانے پیغمبر اس نگہبانی سے **اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا** یہ کہ تحقیق پہنچایا ہے جبرئیل نے اور تمام فرشتوں نے جو کہ اسکی ہمراہ تھے وقت نازل ہونے وحی کے **رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ** پیغاموں پروردگار اپنے کو اور شیاطین کا کسیطرح دخل اور گذر نہیں ہوا ہی اور یا یہ کہ جانے خدا یعنی اسکا علم تعلق پکڑے اس پیغام رسی کے واقع ہونیسے اور کہتے ہیں کہ ضمیر لیعلم کی اور ابلغوا کی دونوں کی رصد کیطرف پھرتی ہی اول باعتبار لفظ کے اور دوسرا باعتبار معنی کے اسواسطے کہ رصد اسم جنس ہے اور اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ تاکہ جانیں وہ فرشتے کہ پہنچادیا انہوں نے پیغاموں پروردگار اپنے کو پیغمبر کے پاس بدون کمی اور زیادتی کے اور اچک لیجانے شیاطین کے اور کہتے ہیں کہ ضمیر لیعلم کی رسولخدا صلعم کیطرف پھرتی ہی اور ابلغوا کی دیگر پیغمبروں کیطرف اور معنی اسکی اس صورت میں یہہ ہیں کہ تاکہ جانے محمد کہ پہنچایا ہے تمام پیغمبروں نے احکام پروردگار اپنے کو بندوں کی طرف بدون زیادتی اور نقصان کے بسبب محفوظ رہنے انکی کہ شیاطین سے جیسے کہ سنے پہنچایا بدون کمی اور زیادتی کے **وَاَحَاطَ** اور گھیر لیا ہی خدا نے اور احاطہ کیا ہی اسکے علم نے **بِمَا لَدَيْهِمْ** ساتھ اسچیز کے کہ نزدیک ان پیغمبروں اور فرشتوں کے ہے احکام شرع کے پس اسکے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہوتی ہی اور وہی حافظ اور نگہبان ہے خلل اور نقصان سے **وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ** اور شمار کیا ہی ہر چیز کو **عَدَدًا** باعتبار گنتی کے اور عددا حال واقع ہوا ہے یا مفعول مطلق احصی کا کہ دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی اسنے ہر چیز کو شمار کیا ہی یہانتک کہ قطرے باران اور ذرے ریت کے اور پتے درختوں کے اور مثل اسکے اور مراد اس سے اسکی علم کا کمال ہے یعنی کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ہے **سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ** یہہ سورہ مکی ہی اور بعضے کہتے ہیں مدنی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ بعض سورہ مکی ہی اور بعض مدنی ہی اور آیتیں بھی اسمیں بیس ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ مزمل کو نماز عشا میں یا آخر شب پڑھے یہہ سورہ شب و روز اسکی نیک افعال کا گواہ ہوا اور یہہ سورہ خدا کے نزدیک اسکی گواہی دیوے اور حقتعالی اسکو واسطے موت اور زندگی پاکیزہ بخشے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ اس سورہ کا پڑھنے والا ہرگز محتاج نہووے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** کہتے ہیں کہ رسولخدا صلعم ابتداء اسلام میں جو نماز پڑھتے تھے تو اپنے تئیں چادر میں پوشیدہ کرتے تھے اور حضرت خدیجہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مثل چادر شب کے تھی چودہ ہاتھ کی کہ آدھی اوپر میرے ہوتی تھی اور آدھی رسولخدا اوڑھتے تھے اور وقت نماز شب کے جبرئیل آئے اور یہہ آیت خدا کیطرف سے لائے کہ **يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ** اے چادر میں لپٹے ہوئے **قُمِ الَّيْلَ** اٹھ تو رات کو واسطے نماز شب کے کہ وہ نماز تہجد کی ہی اور ہمیشہ اسکو پڑھا کر اور واسطے راحت اور آرام دینے نفس اپنے کی اسکو ترک مت کر

ع ۲ ۹ ۱۲ سورۃ المزمل

اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ حضرت خواب میں تھے کہ جبرئیل یہ وحی لایا اور حضرت خدیجہ سے روایت کرتے ہیں کہ اول مرتبہ جو خدا تعالی نے وحی کا بھیجنا چاہا تو جبرئیل سے فرمایا کہ تو اپنی صورت
اصلی میں محمد کے پاس جا جبرئیل اپنی صورت اصلی میں رسول خدا کے پاس غار حرا میں گئے جس وقت رسول خدا نے جبرئیل کو اس صورت میں دیکھا کہ قد انکا زمین سے آسمان تک تھا حضرت کو وہ ہیئت
اور شکل عجیب دیکھکر خوف معلوم ہوا اسیطرح ترساں اور لرزاں اپنے دولتسرا میں تشریف لائے اور فرمایا کہ چادر مجھپر ڈالدو اور جس وقت چادر اوڑھکر آرام فرمایا تو یہ سورۃ نازل ہوئی اور کہتے
ہیں کہ ابتدا میں جو وحی آتی تھی تو حضرت چادر میں اپنے تئیں پوشیدہ کرتے تھے بسبب خوف کے اسواسطے یہ خطاب ہوا کہ یا ایہا المزمل اور بعد اسکے جو جبرئیل سے انس پکڑا تو یا ایہا النبی اور
یا ایہا الرسول کے لفظوں سے خطاب ہوتا تھا اور مزمل کی اصل متزمل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی تنزیل کے تحمل کے ہیں یعنی اے اٹھانیوالے بار نبوت کے اٹھ تو شب کو واسطے عبادت کے
الا قلیلا نصفہ مگر تھوڑا النصف اس شب کا اور قلیلا استثنی لیل کا ہے اور نصفہ بدل ہے قلیلا سے اور مراد نصف آخر ہے یعنی اٹھ تو شب کو واسطے ادائے نماز کے مگر تھوڑی
شب کو کہ وہ نصف شب ہے او انقص منہ یا کم کر تو اس نصف شب سے قلیلا تھوڑا سا یہانتک کہ تہائی شب باقی ہے او زد علیہ یا زیادہ کر تو اوپر اسکے یہانتک
کہ دو تہائی رات باقی رہے پس اختیار ہے نصف شب کو اٹھنے کا اور تہائی رات باقی رہے یا دو تہائی رات باقی رہے اٹھنے کا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قلیل سے مراد نصف ہے اور قلیل
خواہ تھوڑا سا کم کر یا تھوڑا سا اسپر زیادہ کر اور کہتے ہیں کہ ابتدا اسلام میں رسول خدا پر اٹھنا شب کا نماز تہجد کیواسطے فرض تھا اور تینوں صورتوں کے موافق اٹھنے میں اختیار تھا اور بعد اسکے
موافق اس آیت کے کہ جو بعد اسکے مذکور ہوگی فرض سے مستحب ہوگیا اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے نماز تہجد فرض تھی اور جس وقت کہ پانچوں نمازیں رات اور دن کی فرض ہوئیں تو تہجد کا فرض ہونا
منسوخ ہوگیا اور کہتے ہیں کہ مومنین ہمراہ رسول خدا کی شب کو اٹھتے تھے ان وقتوں میں سے کسی وقت کو اور پہر یہ بہت شاق ہوا اور بعض ان میں سے نہیں جانتا تھا کہ کتنی نماز پڑھے اور کسقدر رات باقی ہے
اور آدھی رات کسوقت ہوتی ہے اور دو تہائی کسوقت باقی رہتی ہے اور ایک تہائی کسوقت باقی رہتی ہے اس اندازہ کی حفاظت کے واسطے تمام شب بیدار رہتا تھا یہانتک کہ حقتعالی نے آخر سورہ میں
تخفیف بیان کی اور روایات اہلبیت علیہم السلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز تہجد رسول خدا صلعم پر فرض تھی اور امت پر انکی مستحب ہے اور ثواب اسکے پڑھنے کا بہت ہے چنانچہ پہلے اس سے کسی جگہ
اسکا ذکر ہو لیا ہے ورتل القرآن اور ٹھیر ٹھیر کے پڑھ تو قرآن کو اور اسکی حرفونکو الگ الگ کر کے اور جدا جدا کر کے پڑھ تو ترتیلا ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور اسکی حرفونکو
واضح اور روشن کر تاکہ سننے والا اسکی حرفونکو شمار کر لیوے اور ذکر مصدر کا واسطے تاکید اور مبالغہ کے ہے ترتیل سے پڑھنے میں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ترتیل کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ
نگاہ رکھنا وقفونکا اور ادا کرنا حرفونکا انکی مخرجوں سے یعنی جو مقام کہ قاریونکی نزدیک حرفونکی نکلنے کیواسطے دہن میں مقرر ہیں انہیں مقاموں سے حرفونکو نکالو اور اسی وجہ کے موافق
نکالنا حرفونکا انہیں اپنے مخرجوں سے فقہا کے نزدیک واجب ہے خصوصا نماز میں اور کہتے ہیں کہ اگر بقدر امکان حرفونکو انہیں اپنے مخرج سے نکالے اسقدر کہ انمیں آپسمیں فرق ہوجائے
جیسے سین اور ثا اور صاد میں اور جیسے زا اور ذال اور ضاد اور ظا میں اور جیسے حا حطی اور ہا ہوز میں تو کافی ہے اور عمدا انمیں فرق نکریگا تو اکثر فقہا کے نزدیک نماز
اسکی صحیح نہوگی اگرچہ بعضے اسکو سنت جانتے ہیں اور بعضے بیان کرتے ہیں امیر المومنین سے کہ ترتیل کے معنی یہ ہیں کہ روشن کر تو حرفونکو اور پے در پے مت پڑھ تو یعنی حرفوں کو
ملا کر مت پڑھ جیسے کہ بال آپسمیں ملے ہوتے ہیں اور بہت جدا جدا اور پراگندہ بھی مت کر جیسے کہ ریت پراگندہ ہوتی ہے اور لیکن ایسا پڑھنا چاہئے کہ دلوں سخت میں تاثیر ہو اور ارادہ
جلدی تمام کرنے سورت کا نہو اور حضرت صادق علیہ السلام سے ترتیل کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ ٹھیر ٹھیر کے پڑھ تو اور آواز خوش سے اسکو پڑھ تو اور دوسری روایت میں یہ کہا فرمایا ترتیل کے
معنی ہیں کہ جسوقت تو اس آیت پر گذرے کہ جسمیں ذکر جنت کا ہے تو خدا سے جنت کو طلب کر اور اگر اس آیت پر گذرے کہ جسمیں ذکر دوزخ کا ہے تو خدا سے پناہ طلب کر آتش دوزخ سے اور ام سلمہ
سے روایت ہے کہ رسول خدا ہر آیت کو قطع کر کے پڑھتے تھے اور انس سے روایت ہے کہ رسول خدا قرآن پڑھنے میں اپنی آواز خوش کو کھینچتے تھے اور دراز کرتے تھے اور غرض اصلی یہ ہے کہ قرآن کے
معانی میں وقت پڑھنے کے تامل اور تفکر کرے اور بعد حکم ترتیل کے خدا تعالی اپنے حبیب کو خطاب کرتا ہے کہ انا سنلقی علیک تحقیق ہم قریب ہے کہ ڈالینگے
اوپر تیرے یعنی وحی کرینگے ہم اوپر تیرے قولا ثقیلا بات بھاری اور گراں کو یعنی ایسی کلام کہ جسکا تحمل ہونا اور اٹھانا بہت گراں ہے جیسے کہ کسی چیز کے بجا لانیکا حکم کرنا اور کسی
چیز کو منع کرنا اور کسی چیز کا حلال کرنا اور کسی چیز کا حرام کرنا اور کسی کام کیواسطے وعدہ بہشت کا کرنا اور کسی کام کیواسطے وعدہ دوزخ کا کرنا اور طرح طرح کے حکم جاری کرنے اور حدیں
مقرر کرنی کہ یہ امور مکلفوں پر بہت شاق اور بھاری ہونگے اور کہتے ہیں مراد قول ثقیل سے قرآن ہے اور وہ کفار پر بہت گراں تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ قرآن زبان پر سبک ہے اور میزان
میں بھاری ہے بسبب کثرت ثواب کے اور یا اسواسطے بھاری ہے کہ اسکو کوئی نہیں اٹھا سکتا ہے مگر جسکو خدا نے توفیق دی ہو اور یا اسواسطے قرآن بھاری ہے کہ کلام رب العالمین ہے اور بھاری ہونا اسکا
بسبب بزرگی معنونکی شان اور مرتبہ کے ہے اور کہتے ہیں مفسرین کہ وحی خدا کی بھاری و ثقیل رسول خدا پر تھی کہ جسوقت وحی نازل ہوتی تھی تو پسینہ ماتھہ مبارک پر سے ٹپکنے لگتا تھا

اور شتر پر سوار ہوتے تھے تو شتر کے ہاتھ اور پاؤں خم ہو جاتے تھے اور رنگ روئے مبارک کا سرخ ہو جاتا تھا اور اگر کسی آدمی کی ران پر سر مبارک ہوتا تھا تو اس آدمی کے ضائع ہونے کا خوف ہوتا تھا
چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر نازل ہوا اور حضرت بغلہ شہبا پر سوار تھے اور اس بغلہ پر وحی کا بار بہت سنگین ہوا کہ وہ چلتے چلتے کھڑا ہو گیا اور
پیٹ اسکا نیچے کو جھکا یہانتک کہ دیکھا میں نے کہ ناف اسکی زمین کے نزدیک پہنچی اور قریب تھا کہ زمین سے اسکا پیٹ جا لگے اور کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ کبھی تو وحی میرے پاس آواز جرس
کی طرح آتی ہے اور وہ مجھپر بہت دشوار ہوتی ہے پس وہ مجھسے منقطع ہو جاتی ہے اور میں اسکو اپنے کان میں نگاہ رکھتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے پاس آدمی کی صورت میں آتا ہے
اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسکو حفظ کرتا ہوں اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ تحقیق ساعت اٹھنے کی پیدا ہونے والی شب کی ہے یا عبادت کہ پیدا ہونے والی شب کی ہے
یا نفس کہ اٹھنے والا شب کو ہے واسطے عبادت کے ہِیَ اَشَدُّ وَطْأً وہ سخت زیادہ ہے باعتبار کوفت اور مشقت کے اور ثبات قدم کے اسواسطے کہ شب کو بستر راحت پر سے اٹھنا اور خواب
کا ترک کرنا اور نفس کے آرام کا موقوف کرنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے اور بعضے وطاء بکسر واو پڑھتے ہیں موافقت کے معنی میں یعنی اسوقت دل موافق زبان کے ہوتا ہے اسواسطے کہ
دن کو بسبب شغل اسباب معاش کے دل موافق زبان کے نہیں ہوتا اور شب کو سب کاموں سے فارغ ہو کر عبادت میں مشغول ہوتا ہے وَاَقْوَمُ قِیْلًا اور درست اور راست زیادہ ہے
باعتبار کہنے کے یعنی اظہار کا درست زیادہ ہے قرآن پڑھنے میں کہ اسوقت دل زبان کے موافق ہوتا ہے دنیا کے کاموں سے فارغ ہو کر اور وطاء اور قیلا دونوں تمیز واقع ہوئے
ہیں یعنی وہ ایسا وقت ہے کہ کان لوگوں کی اور حیوانوں کی آوازیں سننے سے محفوظ ہوتے ہیں اور دل دنیا کی امور سے خالی ہوتے ہیں پس اسوقت جو بات کہ زبان سے تو پڑھتا ہے اور دل سے سوچتا
ہے اور قرآن کے اور دعا کے معنی میں تامل کرتا ہے اور ناشئہ کو بعضے کہتے ہیں کہ وہ ساعت ہے کوئی تو کہتا ہے کہ وہ درمیان مغرب اور عشا کی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ بعد عشا کے ہے
اور ابن عباس کے نزدیک مراد تمام شب سے ہے سو واسطے کہ وہ تدریجاً بعد کو پیدا ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک ساعتیں تہجد کی ہیں اور حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے
وہ اٹھنا آخر شب کا ہے واسطے نماز تہجد کے اس آیت سے ثابت ہوا کہ ناشئہ مصدر ہے مثل عافیت کے کہ مشتق نشاء سے ہے قام اور نہض کے معنی میں ہے اور حضرت صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ وہ اٹھنا مرد کا ہے فرش خواب سے کہ نہ ارادہ کرتا ہو اس اٹھنے سے مگر رضائے خدا کا اور عبد اللہ بن مسعود اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ ناشئہ بہ لغت حبشہ شب کے اٹھنے کے معنی
میں ہے اور عائشہ سے روایت کی ہے کہ ناشئہ سے مراد وہ نفس ہے کہ جو اٹھے بعد سونے کے اور فرماتا ہے خدا کہ اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ تحقیق واسطے تیرے بیچ دن کے سَبْحًا طَوِیْلًا
آمد و شد دراز ہے خلقت کے کاموں میں اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے میں اور تعلیم کرنے احکام شرع میں اور درستی معاش اپنی اور عیال اپنی میں پس شب کو مشغول ہو تو عبادت
میں اولی اور افضل ہے سو واسطے کہ خدا تعالی سے مناجات کرنے میں دل کو فراغت چاہیے سب امور سے اور امام محمد باقر علیہ السلام کے نزدیک سبحا طویلا سے مراد فراغ طویل ہے واسطے سونے
کے اور حاجت کے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد کر تو نام پروردگار اپنے کا اور اسمائے حسنی سے کہ وہ ننانوے نام ہیں اسکو یاد کر اور ہمیشہ سبحان اللہ و لا الہ الا اللہ کہہ اور تہجد اور
قرات اور تعلیم علم وغیرہ تمام طاعتوں میں مشغول رہ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ذکر اسم رب سے بسم اللہ ہے سورتوں کے اول میں وَتَبَتَّلْ اور منقطع ہو جا تو سب سے اِلَیْهِ
طرف اس خدا کی یعنی اسکی طاعت اور عبادت میں تَبْتِیْلًا منقطع ہونا کامل کہ خدا کے سوا سب سے اپنے تئیں قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ ہو جا اور توجہ اپنی اسکی طرف کر اور
جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوۃ اللہ علیہا و علی ابیہا کہ جو سب سے قطع کر کے خدا کی طرف متوجہ ہوتی تھیں اور رات دن طاعت پروردگار میں بسر کرتی تھیں اسواسطے انکا نام بتول
مشہور ہوا اور رسول خدا صلعم نے بھی فرمایا ہے کہ مریم بتول ہے اور فاطمہ بتول ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مراد تبتل سے اس جگہ بلند کرنا دونو ہاتھوں کا ہے نماز میں اور مراد اس سے
قنوت میں دونو ہاتھوں کا اٹھانا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ اٹھانا اور بلند کرنا دونو ہاتھوں کا ہے خدا کی جانب اور زاری کرنا خدا کے سامنے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ تبتل سے
مراد اشارہ کرنا ہے ایک انگشت سے اور حاصل ان تینوں کا یہ ہے کہ آدمی شب کو سونے سے زیادہ بیدار رہے اور ذکر خدا میں مشغول ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جسکا خاتمہ رات کے اٹھنے پر ہو اور بعد اسکے وہ مرے تو
بہشت اسپر واجب ہے اور منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اسنے عرض کی کہ میں نماز شب سے محروم رہتا ہوں فرمایا کہ تو ایسا مرد ہے کہ تجھکو تیرے گناہوں نے مقید کیا ہے کہ
وہ شب کے اٹھنے سے تجھکو منع کرتے ہیں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ پروردگار مشرق اور مغرب کا اور یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور تقدیر اسکی ہو رب المشرق ہے
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود لائق پرستش کے سوائے اس خدا کے فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا پس پکڑ تو اسکو کارساز یعنی خدا ہی کو اپنا کارساز مقرر کر اور بعضے کہتے ہیں
کہ وکیل معنی کافی ہے یعنی وہی کفایت کرنیوالا ہے کہ وہ تیری نصرت کریگا اور دشمن سے تیرا بدلا لیگا وَاصْبِرْ اور صبر کر تو عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ اوپر اسکے کہ کہتے ہیں وے
کفار اور جھٹلانے والے کہ تجھکو جادوگر اور شاعر اور کاہن کہتے ہیں اور میری تکذیب اور قیامت کا انکار کرتے ہیں وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا اور چھوڑ دے تو انکو چھوڑنا نیک

یعنی باطن میں اُنسی کنارہ کشی کر اور ظاہر میں انسی مدارا اور صلح اور خُلق نیک سے پیش آ اور بدلا لینے کا ارادہ مت کر اور یہی نصیحت ہے ہاتھ مت اُٹھا اور ابو درداؓ سے روایت کرتے ہیں کہتا ہی کہ ہم ابتداء اسلام
میں مشرکوں کیطرف نرمی سے دیکھتے تھے اور کشادہ روئی اور خندہ سے انسی ملتے تھے لیکن دل ہمارے انکی طرف سے غصہ و غضب میں بھرے ہوئے تھے اور منتظر اسکی تھے کہ کبھی کب انسے جہاد کرنیکا
حکم ہوا اور جسوقت آیہ جہاد نازل ہوئی تو یہ آیت منسوخ ہوگئی اور یہ آیت دلالت کرتی ہی کفار سے نرمی اور خلق کے ساتھ پیش آنے پر اور باطن میں انسی بغض رکھنے پر اور حکم کرتا ہی
خدا اپنی حبیب کو کہ وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ اور چھوڑ دے تو مجھکو اور جھٹلانیوالوں کو یعنی مجھ پر چھوڑ دے تو انکو کہ وہ أُولِي النَّعْمَةِ صاحب نعمتوں کے ہیں یعنی اشراف قریش ہیں
اور انکی رئیسوں کو کہ وہ نعمت اور دولت والے ہیں انکو مجھ پر چھوڑ دو کہ میں انکی جزا دینے کو کفایت کرتا ہوں اور تو اپنی دل میں رنج مت کر وَمَهِّلْهُمْ اور مہلت دے تو انکو قَلِيلًا
تھوڑی اور قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی مہلت دے تو انکو مہلت دینی تھوڑی کہ عنقریب انسے بدلا لونگا اور تیری تلوار سے انکو ہلاک کرونگا اور بعد اسکی عذاب دوزخ
میں انکو گرفتار کرونگا اور بعضے کہتے ہیں کہ درمیان نازل ہونے اس آیت کے اور جنگ بدر اور ہلاک ہونے اشراف قریش کے بہت کم فاصلہ تھا اور انکی عذاب آخرت کو بیان کرتا ہی إِنَّ
لَدَيْنَا تحقیق کہ نزدیک ہمارے آخرت میں واسطے دشمنوں کے أَنْكَالًا بیڑیاں ہیں اور طوق آگ کے کہ انمیں وہ قید کئے جائیں وَجَحِيمًا اور آتش بزرگ ہے کہ اسمیں وہ جل
بھنکر سوختہ ہو جائیں وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ اور کھانا گلے میں رکنے والا اور پھنسنے والا کہ نہ نیچے کو اترے اور نہ اوپر کو آئے وَعَذَابًا أَلِيمًا اور عذاب ہے دردناک
سوائے ان عذابوں کے جو کہ مذکور ہوئے ہیں اور خدا ہی انکو جانتا ہے پس جسوقت کہ ہمنے ایسے عذاب انکی واسطے تیار کئے ہیں تو انکو تو مجھ پر چھوڑ دے اور اپنے دل کو تو خوش رکھ اور منقول
ہے کہ مشرکین ہزار برس تک الجوع الجوع کی فریاد کرینگے تو انکو وہ کھانا کھلایا جائیگا اور بعد اسکی ہزار برس تک العطش العطش کی فریاد کرینگے تو انکو پیپ اور خون اور زخموں کا بہتا ہوا پانی
پلایا جائیگا اور عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ رسولخدا نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا اسیوقت حضرت بیہوش ہوکر گر پڑے اور کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ دردِ دندان نے امیر المومنین
علیہ السلام کو بیتاب کر دیا فرمایا کہ خداوندا ایک ٹکڑے نے انکے آنتوں میں اسقدر درد پیدا کیا ہی عذاب ان لدینا انکالا وجحیما کس مرتبہ کا ہوگا حاصل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہی کہ ہم مشرکین اور
گنہگاروں کو ایسے عذاب میں مبتلا کرینگے يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ جس دن کہ لرزہ میں آئیگی زمین وَالْجِبَالُ اور پہاڑ وَكَانَتِ الْجِبَالُ اور ہوجائینگے پہاڑ
كَثِيبًا ریگ کے مَهِيلًا بکھرے ہوئے اس روز کی ہیبت سے یعنی پہاڑ سخت اپنی مکانوں سے اکھڑ کر مانند ریت کی اڑینگے اور اسکے بعد خدا تعالی تاکید حجت کی کرتا ہی مکہ والوں
کہ إِنَّا أَرْسَلْنَا تحقیق ہمنے بھیجا إِلَيْكُمْ طرف تمہاری اے مکہ والو رَسُولًا پیغمبر کو کہ بڑا عظیم الشان ہے کہ وہ محمد ہی شَاهِدًا عَلَيْكُمْ گواہ ہے اوپر تمہارے
قولوں اور فعلوں تمہارے کا اور قیامت کے دن وہ گواہی دیگا کہ کس کسنے تم میں سے اسکی کہنے سے ایمان کو قبول کیا اور کسنے قبول نکیا كَمَا أَرْسَلْنَا جیسے کہ بھیجا ہمنے إِلَىٰ
فِرْعَوْنَ رَسُولًا طرف فرعون کے ایک پیغمبر کو کہ وہ موسیٰ تھا فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ پس نافرمانی کی فرعون نے اس پیغمبر کی اور اسکی کہنے پر عمل نکیا
فَأَخَذْنَاهُ پس پکڑا ہمنے اسکو أَخْذًا وَبِيلًا پکڑنا بھاری کہ باوجود کثرت لشکر اور فراخی ملک کے اسکو ہمنے غرق کر دیا اور ہنوز پانی کی تہ کو نہ پہنچا تھا کہ اسکو ہم آتش
دوزخ میں لیگئے پس جسوقت کہ ہمنے ایسی زبردست کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدیا ای مکہ کے کافرو تو فَكَيْفَ تَتَّقُونَ پس کیونکر بچوگے تم إِنْ كَفَرْتُمْ اگر کفر کروگے تم
ای مکہ والو يَوْمًا اس دن سے یعنی عذاب اس دن سے کہ وہ دن اپنی ہول اور دہشت سے يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا کر دیگا لڑکوں کو بوڑھا کہ انکے سر کے بال سفید ہوجائینگے
اور یوماً مفعول فیہ ہی اور بعضے اسکو مفعول بہ کہتے ہیں فعل محذوف کا اور وہ روز لڑکوں کو بوڑھا کر دیگا اپنی درازی کی جہت سے یا شدت ہول سے کہ غم کی کثرت رنج لڑکوں کو
بوڑھا کر دیگی اور دستور ہے کہ آدمی کثرت رنج سے بوڑھا ہو جاتا ہی چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک مرد شب کو بال سر اور ڈاڑھی کے سیاہ رکھتا تھا اور صبح کیوقت تمام بال اسکی مثل برف کے سفید تھے
لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ شب کو میں نے روز قیامت کو اور آتش دوزخ کو خواب میں دیکھا ہی اور آدمیوں کو دیکھا کہ انکو آگ کی زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ کیطرف کھینچتے ہیں اسکی ہول سے
تمام بال میرے سفید ہوگئے اور اس روز کا خدا تعالی وصف بیان کرتا ہی کہ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ آسمان پھٹنے والا ہو ساتھ اسکی اسکی ہیبت اور سختی سے یعنی آسمان سخت ہوگا
وہ روز کہ آسمان اسکی شدت ہول سے پھٹ جائیگا اور آسمان مؤنث ہی اور منفطر مذکر ہی پس ضمیر منفطر کی آسمان کیطرف نہیں پھرتی ہی بلکہ شئی مقدر یا سقف کیطرف پھرتی ہی اور واسطے
تقدیر اسکی شئی منفطر ہی یا سقف منفطر ہی كَانَ وَعْدُهُ ہی وعدہ اس خدا کا واسطے وقوع ہونے اس حادثہ کے مَفْعُولًا کیا گیا یعنی ضرور واقع ہوگا اور وعدہ کی
مرجع کا ذکر بسبب معلوم ہونیکے نہیں ہوا ہے اور اگر وعدہ کی اضافت طرف مفعول کی ہو تو وعدہ کی ضمیر یوم کیطرف پھر سکتی ہی إِنَّ هَٰذِهِ تحقیق یہ آیتیں وعدہ کی
تَذْكِرَةٌ نصیحت ہیں فَمَنْ شَاءَ پس جو شخص کہ چاہے وسیلہ اس نصیحت کے اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ پکڑے طرف پروردگار اپنے کے سَبِيلًا راہ کو تقوی

اختیار کرے اور پہلی اس سورہ میں قم اللیل الا قلیلا کی تفسیر میں گذرا ہی کہ رسول خدا اور صحابہ آنکے شب کو کبھی آدھی تھے اور نصف شب اور اس سے کم اور زیادہ جو کہ قدر واجب کی محافظت
نہو سکتی تھی تو صبح تک بیدار رہتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور اسوقت کے پانے کے واسطے تمام شب بھی بیدار رہتے تھے اس سے رسول خدا صلعم کے پائے مبارک ورم کر گئے کھڑی
رہنے سے سوج گئے تھے اور بدن مبارک بہت نحیف ہو گیا تھا حقتعالی نے واسطے تخفیف کے یہ آیت نازل کی اِنَّ رَبَّكَ تحقیق پروردگار تیرا یَعْلَمُ جانتا ہی
اَنَّكَ تَقُوْمُ تحقیق کہ تو اٹھتا ہی واسطے نماز کے اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ کمتر دو تہائی رات سے وَنِصْفَهٗ اور آدھی اس شب کے وَثُلُثَهٗ اور ایک
تہائی اس شب کے اور یہ وہ ہی کہ جو سورہ کے اول میں فرمایا تھا کہ تو آدھی رات کو کھڑا ہوا کر یا اس سے کم کر یا اس سے زیادہ کر پس یہ تہائی آدھی سے زیادہ ہی اور ایک تہائی
آدھی سے کم ہی اور ایک یہی آدھی ہی پس حقتعالی فرماتا ہی کہ خدا جانتا ہی کہ تو ان وقتوں میں اٹھتا ہی وَطَآئِفَةٌ اور ایک گروہ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ
ان لوگوں میں سے کہ ہمراہ تیرے ہیں صحابہ تیرے ہیں یعنی کہ تم سب اٹھتے ہو اور حاکم ابو القاسم حسکانی نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ آیہ طائفہ من الذین معک سے علی
بن ابو طالب مراد ہی وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور خدا اندازہ کرتا ہی رات کے اور دن کو یعنی دن اور رات کی ساعتوں کے اندازہ کو خدا ہی جانتا ہی
اور سوائے اسکے کوئی نہیں جانتا اسطرح سے کہ ایک آن کا بھی نہیں فرق ہو عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ جانتا ہی خدا یہ کہ ہرگز نہ شمار کر سکو گے تم اس اندازہ کو یعنی اور
اسکا ضبط تم سے نہو سکیگا اور اسی واسطے تم اختیار کے زیادہ کو احتیاط کرتے ہو اور ضمیر مفعول کی بتقدیر کے مصدر کیطرف پھرتی ہی فَتَابَ عَلَيْكُمْ پس توبہ قبول کی
اوپر تمہارے اور عفو کی ساتھ رجوع کی تمپر اور رخصت دی تمکو شب کے نہ اٹھنے کے واسطے وقت معین میں یعنی اس وقت خاص کے نہ اٹھنے کے گناہ کو تمکو معاف کیا فَاقْرَءُوْا
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پس پڑھو تم جو کچھ میسر اور آسان ہو قرآن میں سے یعنی جو کچھ تم سے ہو سکے اور آسان ہو نماز شب ادا کرو اور نماز شب کی جگہ قرآن کا ذکر کیا ہی اسواسطے کہ
پڑھنا قرآن کا بھی نماز میں ہوتا ہی اور وہ جزو نماز کا ہی اور یہ آیت پہلے حکم کو منسوخ کرتی ہی اور بعد اسکے نماز پنجگانہ سے دونوں حکم منسوخ ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پڑھنا
قرآن کا ہی بدون نماز کے کہ عوض نماز کے قرآن پڑھنے میں مشغول ہوں لیکن پڑھنا اسکا مستحب ہوگا اور خدا فرماتا ہی کہ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى
جانتا ہی خدا یہ کہ تحقیق قریب ہے کہ ہوویں بعض تم میں سے بیمار اور یہ آن مخففہ ہی آن مثقلہ کا اور اسواسطے اُنکی فعل پر نصب نہیں کیا ہی وَاٰخَرُوْنَ اور جانا کہ دوسرے
تم میں سے يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ چلینگے بیچ زمین کے کہ سفر کرینگے اسواسطے کہ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ طلب کرتے ہیں وہ فضل خدا کے سے یعنی تجارت
کیواسطے سفر کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے اپنی روزی کو طلب کرتے ہیں بوجہ حلال کسب کر کے وَاٰخَرُوْنَ اور دوسری جماعت يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
جنگ کرتے ہیں بیچ راہ خدا کے مراد یہ ہے کہ نماز شب میں بہت رنج اور تکلیف ہوتی ہی بیماروں کو اور سفر کرنیوالوں کو اور جہاد کرنیوالوں کو اسواسطے خدا تعالی نے تم سے اسکی تخفیف
کی اور اسکی ترک کرنیکی رخصت فرمائی اور خدا تعالی نے بوجہ حلال روزی کے طلب کرنیکو اور جہاد کو برابر فرمایا ہی اس سے معلوم ہوا کہ بوجہ حلال روزی طلب کرنیمیں
ایسا ہی ثواب ہے جیسے جہاد کرنیمیں چنانچہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جو کوئی کھانا اور لباس اور سواری اہل اسلام کی شہروں سے کسی شہر میں لاتا ہی اور وہ صبر کرنیوالا ہو واسطے
رضامندی خدا کے اور وہ انکی نرخ سے اسکو فروخت کرے تو وہ شہیدوں میں سے ہوگا اور واسطے مبالغہ کے دوسری دفعہ خدا فرماتا ہی کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ پس پڑھو تم
جو کچھ کہ میسر ہو تمکو قرآن سے نماز میں اور نماز میں قرآن پڑھنا واجب ہے اور سوائے نماز کے قرآن کا پڑھنا سنت ہے کہ جو کچھ پڑھ سکے ہو جسوقت جی چاہے خشوع اور خضوع کی ساتھ
پڑھے اور جسقدر زیادہ پڑھیگا اسیقدر زیادہ ثواب ہے گا وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو تم نماز کو جسکی کبھی اسکو ترک نکرو کہ ترک نماز کا بڑا سخت گناہ ہی وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ اور دو تم زکوۃ کو جو واجب ہے ترک اسکو نکرو کہ اسکا بھی ترک کرنا گناہ سخت ہی اور بعض نزدیک مراد اس سے زکوۃ فطرہ ہی اسواسطے کہ مکہ میں زکوۃ مال جب نہیں ہوئی تھی
اور جو شخص کہ زکوۃ مال اس سے مراد لیتے ہیں وہ اس سورہ کے آخر کو مدنی کہتے ہیں وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ اور قرض دو تم خدا کو قَرْضًا حَسَنًا قرض نیک کہ خالص خدا کیواسطے ہو
یعنی اپنے مال میں سے راہ خدا میں خرچ کرو اور خرچ کرنا سوائے زکوۃ واجب کے ہی کہ فی سبیل اللہ اپنے مال میں سے راہ خدا میں دو اور ثواب اسکا اپنے تئیں پاؤ اور یا مراد اس سے ہر فرض
ہی مالی ہو یا بدنی ہو وَمَا تُقَدِّمُوْا اور جو کچھ کہ آگے بھیجو تم لِاَنْفُسِكُمْ واسطے نفسوں اپنے کے مِّنْ خَيْرٍ خیر اور نیکی میں سے تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ پاؤگے
تم اسکو نزدیک اللہ کے هُوَ خَيْرًا بہتر اس سے کہ تاخیر میں ڈالو تم اسکو جیسے کہ وصیت کرو یا وارثوں کو تمہارا مال رہ جائے وَاَعْظَمَ اَجْرًا اور بزرگ تر باعتبار اجر کے کہ اسکی
ثواب کا کچھ پایان نہیں ہے کہ ایک کے دس بلکہ سات سو ہوتے ہیں اور خیرا دوسرا مفعول تجدوہ کا ہی اور پہلے کی ضمیر تجدوہ کی متصل اور ہو تاکید ہے پہلی مفعول کی یا فصل ہے

اس واسطے کہ فعل من حکم معرفہ میں ہے اور اسواسطے حرف تعریف کا اسپر نہیں آتا ہی ور من خیر اکی تقدیر میں ہے اور شیطا اپنے ضمیر منفصل کی بھی ہے کہ خیر معرفہ ہو **واستغفروا**
اللہ اور بخشش چاہو تم خدا سے ہر حال میں اسواسطے کہ انسان تقصیر سے خالی نہیں ہے **ان اللہ غفور رحیم** تحقیق اللہ بخشنے والا ہے گناہونکا مہربان ہے
توبہ کرنیوالوں پر اگر توبہ کریں جو گناہونکی بخشش چاہیں

سورۃ المدثر

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چھپن آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ جو کوئی سورۂ مدثر کو نماز واجب میں پڑھے تو خدا تعالی پر واجب ہو جائے کہ اسکو رفیق محمد کا کرے اور جب تک دنیا میں ہو شقاوت اسکو کبھی نہ پہنچے

بسم اللہ الرحمن الرحیم منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جس زمانہ میں مجھپر وحی نہیں آتی تھی میں ایک صحرا میں جاتا تھا ناگاہ کسینے مجھکو آواز
دی کہ اے محمد تو رسول خدا کا ہے میں نے چپ و راست اور پس و پیش نگاہ کی کسیکو نہ دیکھا اور پر کو میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہی فرشتہ جو کہ غار حرا میں میرے پاس آیا تھا کرسی پر بیٹھا ہے
درمیان آسمان و زمین کے اسکی صورت و ہیئت عجیب دیکھکر مجھکو خوف ہوا اور اسکی ڈر سے میں بہت وحشتناک ہوا اور وہ وحی مجھپر القا کر غائب ہو گیا اور خدیجہ کی گھر کیطرف کو میں روانہ ہوا
اور اسوقت گھر میں پہنچا تو میں نے کہا کہ دثرونی یعنی کپڑا اوڑھاؤ تم مجھکو کہ سردی لگتی ہے اور اسی اندیشہ میں تھا میں کہ خدا تعالی نے وحی بھیجی کہ **یا ایہا المدثر** اے کپڑا اوڑھنے والے
قم اٹھ تو یعنی خوابگاہ سے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سب سورتوں سے سورۂ اقرا باسم ربک نازل ہوا ہے مالا یعلم تک رسولخدا حیران ہو کر پہاڑوں پر پھرتے تھے اور اسمقدمہ میں
فکر کرتے تھے اور غم کھاتے تھے یہانتک کہ جبرئیل نازل ہوئے اور رسولخدا کے پاس جاکر کہا کہ تو رسول خدا کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے سورۂ یا ایہا المدثر نازل ہوا ہے **فانذر** پس ڈرا تو لوگونکو
عذاب سے اور علی الخصوص انکو کہ جو سواے خدا کے غیر کی پرستش کرتے ہیں **وربک فکبر** اور پروردگار اپنے کو بزرگی سے یاد کر یعنی اسکو بزرگی سے یاد کر نہ اسکے غیر کو اور اسیواسطے واسطے تخصیص کے
مفعول مقدم ہوا ہے فعل پر اور کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولخدا نے کہا کہ اللہ اکبر اور خدیجہ نے بھی یہ تکبیر کہی اور خوشحال ہوئی اور یقین کیا کہ یہ وحی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس
تکبیر سے تکبیر احرام ہے جو کہ نماز کے اول میں کہتے ہیں اور یہی دلیل ہے اسکی وجوب کی **وثیابک فطہر** اور کپڑے اپنے کو پس پاک کر تو نجاستوں سے اور پاک کرنا کپڑے کا نماز کے
واسطے واجب ہے اور سوائے نماز کے افضل ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ اپنے کپڑے کو اوپر کو اٹھالے تو اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی اپنے پیغمبر کو
حکم کرتا ہے کہ وثیابک فطہر اور کپڑے حضرت کے نجس نہ تھے بلکہ پاک تھے پس حکم کیا ہے حضرت کو کپڑے کے اوپر اٹھالینے کا اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دھونا کپڑے کا لیجاتا ہے غم و اندوہ
کو اور وہ پاک کرنا واسطے نماز کے ہے اور کپڑے کا اوپر اٹھا لینا یہ طہارت خاص کپڑے کیواسطے ہے اور خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ وثیابک فطہر یعنی اوپر کو اٹھا تو انکو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد پاک
کرنیسے کوتاہ کرنا کپڑے کا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ کوتاہ کر تو اور کوتاہ کرنا اسواسطے فرمایا ہے کہ کپڑے کے دراز کرنیکی عادت قریش کی رئیسوں میں سے
تھی اور وہ دراز کپڑے پہنتے تھے اور وقت چلنے کے انکو زمین پر لٹکا کر کھینچتے تھے اور امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ کوتاہ کر تو کپڑے اپنے کو کہ وہ زیادہ باقی رہتا ہے اور پاکیزہ زیادہ رہتا ہے اسواسطے کہ دامن
دراز کا لباس جلدی پھٹتا ہے اور گمان اسکی نجس ہونیکا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ کنایہ ہے نفس سے پاک کر نفس یعنی پاک کر تو نفس اپنے کو اخلاق بد سے اور افعال ناشائستہ سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اہل عیال ہیں پاک کر تو
کفر اور گناہوں سے تاکہ سب ایمان دار اور نیک ہوں اور ابن عباس کے نزدیک یہ ہے کہ لباس تیرا حرام سے نہو **والرجز فاہجر** اور ناپاکی کو پس چھوڑ تو اور کہتے ہیں کہ معنی رجز کے عذاب کے ہیں اور
یہاں مراد اس سے یہ ہے کہ جو گناہ کہ عذاب کیطرف پہنچاتا ہو جیسے کہ پرستش بتوں کی یا سوائے اسکے اور کوئی گناہ ہو یعنی ہر گناہ سے کنارہ کر تو اور ان آیتوں میں اگرچہ خطاب حضرت کیطرف ہے لیکن بعضی جگہہ
مراد امت کے لوگ ہیں اسواسطے کہ وہ حضرت اول عمر سے گناہوں سے پاک تھے پس معنی اسکی یہ ہونگے کہ گناہوں سے کنارہ کر تو جو کہ موجب عذاب کے ہیں **ولا تمنن تستکثر** اور نہ
ایسی بخشش کر تو کہ بہت چاہے تو اسکی عوض میں یعنی کسیکو اس طمع پر کچھ نہ دے کہ اسکی عوض میں زیادہ لینا چاہے تو اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ نہ بہت جان تو
اس عمل خیر کو کہ جو تو نے واسطے خدا کے کیا ہے **ولربک فاصبر** اور واسطے خوشنودی پروردگار اپنے کے پس صبر کر تو مشرکوں کی تکلیف دینے پر **فاذا نقر فی الناقور**
پس جسوقت پھونکا جائے بیچ صور کے یعنی تو انکی آزار پہنچانے پر صبر کر کہ ان کافروں کو دشوار روز در پیش ہے جسوقت کہ صور پھونکا جاویگا وہ سزا اپنی جزا کی پاویں گے **فذلک**
پس وہ وقت پھونکنے کا **یومئذ یوم عسیر** اسدن روز دشوار ہے **علی الکافرین** اوپر کافروں کے **غیر یسیر** نہیں آسان ہونیوالا ہے
کسیطرح سے کہ پھر وہ روز نہایت سخت اور دشوار ہوگا اور کافروں کا اس روز ناک میں دم ہوگا اسکی سختی سے اور مومنوں کو وہ روز آسان ہوگا اور کہتے ہیں کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ
میں زندگانی سے کیونکر لذت پاؤں میں کہ صاحب صور صور کو منہ میں لئے ہوئے ہے اور منتظر ہے کہ کب اسکو آواز پہنچے صور پھونکنے کی صحابہ نے کہا کہ کیونکر اس سے پناہ چاہیں ہم فرمایا کہ کہو تم
کہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا اور کہتے ہیں کہ زرارہ بن اوفی قرآن پڑہتا تھا جسوقت اس آیت پر پہنچا تو زمین پر بیہوش ہو کر گرا اور نعرہ مار کر مر گیا اور منقول ہے کہ جسوقت

ابتدا سورہ حٰم مومن کا نازل ہوا تو رسول خدا صلعم مسجد میں تشریف لائے اور اصحاب کے روبرو اسکو پڑھا ولید بن مغیرہ قریب مسجد کے بیٹھا تھا انحضرت کے پڑھنے کو سنا اور جسوقت حضرت نے
جانا کہ ولید سنتا ہی تو دوسری بار اسکو پھر پڑھا ولید وہاں سے اٹھکر اپنی قوم میں آیا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ مینے محمد سے اسوقت ایک کلام سنا ہی کہ نہ وہ کلام آدمی کا
ہی اور نہ جن کا اور اس کلام میں ایسی شیرینی ہی کہ کسی کلام میں نہ ہوگی اور اعلی اسکا پھل دینی والا ہی اور اسفل اسکا درخت پاکیزہ بار آور ہی اور یہ کلام ایسا
غالب ہے کہ مغلوب نہوگا اور بلندی سی پستی کو مائل نہوا اور یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا قریش نے یہ کلام سنکر گمان کیا کہ ولید محمد پر ایمان لایا ہی اس سبب سے بہت غمگین ہوئے اسواسطے کہ
وہ انکا پیشوا تھا ابوجہل نے کہا کہ تم تشویش مت کرو میں اسکو محمد کے دین سے جلد پھیر دونگا پس ولید کے پاس گیا اور غمگین و آزردہ اپنے تئیں بنا کر اسکی پاس بیٹھ گیا ولید نے پوچھا
کہ ابوجہل تو رنجیدہ کیوں ہی کہا کہ قریش تجھپر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بوڑھا ہوگیا ہی اور عقل اسکی جاتی رہی ہی اور گمان انکا یہ ہی کہ تونے محمد کی پیروی اختیار کی ہی اور
اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہی ولید یہ سنکر ہمراہ ابوجہل کے اپنی قوم کے مجمع میں آیا اور کہا کہ تمہارا گمان یہ ہے کہ محمد دیوانہ ہی کوئی علامت جنون کی تمنے اسمیں دیکھی ہے سب نے
کہا کہ نہیں پھر کہا کہ تمہارا گمان یہ ہے کہ وہ کاہن ہے تمنے کسی مقام میں کوئی امر اسمیں دیکھا ہی کہ اسکے کاہن ہونے پر دلالت کرتا ہو سب نے کہا کہ نہیں پھر کہا کہ تم گمان
کرتے ہو کہ وہ دروغگو ہی کبھی دروغ اسکا تمنے دیکھا ہی سب نے متفق ہوکر کہا کہ ہمنے اس سے کبھی دروغ نہیں سنا ہی بلکہ اسکی راستگوئی کے سبب سے محمد امین اسکا لقب ہوگیا
ہی پھر ولید نے کہا تمہارا گمان یہ ہی کہ وہ شاعر ہی اور کبھی تمنے اس سے شعر سنا ہی سب نے کہا کہ نہیں اور بعد اسکی ان لوگوں نے ولید سے کہا پھر اسکو کیا کہنا چاہئے ولید سوچ اور فکر میں
گیا اور بعد اسکی کہا کہ نہیں ہے وہ مگر جادوگر اسواسطے کہ وہ درمیان شوہر اور زوجہ کی جدائی ڈالدیتا ہی اور فرزند کو باپ سے اور باپ کو فرزند سے علیحدہ کردیتا ہی اور درمیان آقا اور غلام کے
اور دوستونکی اسنے تفرقہ ڈالدیا ہی پس یہ امر سوائے جادو کے اور کچھ نہیں ہے اسکی قوم کی آدمیوں نے جسوقت یہ کلام سنا تو بہت خوش ہوئے اور رسول خدا صلعم کو جو یہ خبر پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے
حقتعالی نے یہ آیت بھیجی کہ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا چھوڑدے تو مجھکو اے محمد اور اس شخص کو کہ پیدا کیا ہی مینے اسکو اس حال میں کہ تنہا ہو نہیں کہ اسکی پیدا کرنے میں
کوئی میرا شریک تنہا وحیدا حال واقع ہوا ہی یای متکلم سے اور یا یہ کہ ہای محذوف سے جو حال واقع ہوا ہے اور تقدیر اسکی خلقتہ وحیدا ہی یعنی پیدا کیا ہی مینے اسکو جسوقت کہ تنہا تھا
وہ کہ مال اور اولاد اور یار کوئی اپنی ہمراہ نہیں رکھتا تھا پس میں ہی اسکی جزا دینے کو کفایت کرتا ہوں اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکو وحید القوم کہتے ہیں اسواسطے خدا نے وحید فرمایا ہے اور یا یہ
وہ شرارت میں وحید اور تنہا ہی اور یا یہ کہ وہ تنہا ہی باپ سے کہ اسکی باپ کوئی نتھا بلکہ وہ نطفہ حرام تھا اور ایسا ہی حضرت باقر اور حضرت جعفر علیہما السلام نے فرمایا ہی کہ ولید ولد الزنا
تھا اور زرارہ کہتا ہی کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا اس مجلس کے لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد ہشام میں سے خطبہ میں کہتا تھا کہ انا
بن الوحید یعنی میں بیٹا وحید کا ہوں امام نے فرمایا کہ وہ اپنے تئیں اگر وہ جانتا کہ وحید کے کیا معنی ہیں تو اسپر وہ فخر نکرتا راوی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول خدا وحید کے کیا معنی ہیں فرمایا کہ
وحید وہ ہی کہ جسکا باپ معلوم نہو اور ولید ہی کی صفت میں حقتعالی فرماتا ہی کہ وَجَعَلْتُ لَهُ اور کردیا مینے واسطے اسکے یعنی دیا مینے اسکو مَالًا مَّمْدُودًا
مال کھینچا ہوا اور پھیلا ہوا یعنی مال بہت دیا ہی مینے اسکو کہتے ہیں کہ ایک لاکھ دینار طلائی اسکی پاس تھے اور ابن عباس سے منقول ہی کہ نو ہزار تھے اور درمیان مکہ اور طائف
کے شتر اور اسپ اور گوسفند اسکی اسقدر تھے کہ حساب سے باہر تھی اور باغ اور چشمے اور اسباب اور لونڈیاں اور غلام اسکی حد سے زیادہ تھے اور کہتے ہیں کہ اسکا ایک باغ تھا طائف میں اسکا
میوہ تمام سال میں تمام نہوتا تھا بلکہ ہمیشہ رہتا تھا اور اسیواسطے خدا نے مال ممدود اسکی واسطے فرمایا ہی وَبَنِينَ شُهُودًا اور دئے مینے اسکو بیٹے حاضر ہونیوالے پاس
اسکی اور شہودا حال واقع ہوا ہے یعنی اسکو مینے ایسے بیٹے دئے کہ سب اسکے پاس مکہ میں حاضر رہتے تھے اور وہ انکو دیکھکر خوش ہوتا تھا اور کہتے ہیں کہ وہ دس تھے اور کثرت
غلاموں کی اور نوکروں کی اسقدر تھی کہ فرزندوں کی کسیطرف بھیجنے کی احتیاج نہوتی تھی اور وہ سب بیٹے جوان اور ہمیشہ باپ کے ہمراہ محفلوں میں حاضر ہوتے تھے اور انمیں
سے تین بیٹے اسکے مسلمان ہوگئے تھے خالد اور عمارہ اور ہشام اور فرماتا ہی کہ وَمَهَّدتُّ لَهُ اور بچھایا مینے واسطے اسکی بچھونا مرتبہ اور مال و ریاست کا
تَمْهِيدًا بچھانا اسکی بڑھانے کیواسطے دنیا میں اور کثرت مال و مرتبہ اور خادموں اور غلاموں کی جہت سے بجانہ قریش اور وحید قوم اسکا لقب ہوا تو ثُمَّ يَطْمَعُ پھر طمع
کرتا ہی وہ أَنْ أَزِيدَ کہ زیادہ کروں میں اسپر اپنی بخششونکو اور ان نعمتوں پر قناعت نہیں کرتا ہی كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں اپنی نعمتونکو اسپر زیادہ کروں
اسواسطے کہ وہ ناشکری کرتا ہی میری نعمتونکی چنانچہ فرماتا ہی کہ إِنَّهُ كَانَ تحقیق کہ وہ ہے لِآيَاتِنَا واسطے آیتوں کلام ہمارے کی اور واسطے دلیلوں قدرت ہماری کے
عَنِيدًا انکار کرنیوالا اور جھگڑنیوالا اور جادو کیطرف نسبت دینیوالا باوجود پہچاننے اسکی راستی اور حقیقت کے اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے اسپر تباہی آئی اور تمام مال اسکی برباد ہونے لگی

یہانتک کہ تھوڑے سے عرصہ میں وہ محتاج اور خوار ہو گیا اور کئی بیٹے اسکے مر گئے اور جو باقی رہے وہ اس سے پھر گئے اور وہ اسی ناداری و تنہائی میں دوزخ کو روانہ ہوا پس خدا تعالی فرماتا ہے کہ
سَاُرْهِقُهٗ قریب ہے کہ پہنچاؤں میں اسکو صَعُوْدًا ایک گھاٹی کو کہ نہایت مشقت اور محنت سے اسکے اوپر چڑھے اور یہ مثل ہے اس شخص کیواسطے جو کہ بڑی سخت عذاب میں
گرفتار ہوا ہو کہ جسکی طاقت نہ رکھتا ہو اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ صعود ایک پہاڑ ہے آگ کا دوزخ میں اور ولید ستر برس میں اسکے اوپر پہنچیگا اور جسوقت
اسکے اوپر پہنچیگا تو پھر نیچے گریگا اور پھر ستر برس میں اوپر چڑھیگا اور چڑھتے ہی پھر نیچے گر پڑیگا اسیطرح ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیگا اور کہتے ہیں فرمایا حضرت صلعم نے کہ جسوقت
ولید ہاتھ اور پاؤں صعود پر رکھیگا تو وہ گلجائینگے اور جب اسپر سے اٹھائیگا تو پھر بدستور ہوجائینگے اور کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ تکلیف دونگا میں اسکو صعود سے اور وہ ایک پتھر ہے
دوزخ میں کہ اسکے اوپر نہیں چڑھ سکتی ہیں اور ولید کو آگ کی زنجیروں میں باندھکر کے سیدھا کھینچینگے اور پیچھے سے اسکو آگ کے گرزوں سے مارینگے یہانتک کہ بعد چالیس سال کے اسکے اوپر جائیگا اور اب
خدا تعالی اسکی حرکات ناشائستہ کو بیان کرتا ہے کہ اِنَّهٗ فَكَّرَ تحقیق اسنے فکر کیا کہ طعن کرے قرآن پر وَقَدَّرَ اور اندازہ کیا کہ کیا کہے فَقُتِلَ پس ہلاک کیا جائیو
اور عذاب ابدی میں گرفتار کیا جائیو کَیْفَ قَدَّرَ کیونکر اندازہ کیا اسنے اور یہ تعجب ہے ولید کے اندازہ کرنے سے اس باطل کو جو ٹھہرا کر نیکا اور اہانت کرنے پیغمبر کے اور واسطے قدح
نکالنے کے قرآن میں اور واسطے مبالغہ تعجب کے مکرر فرماتا ہے ثُمَّ قُتِلَ پس ہلاک کیا جائیو اور لعنت کیا جائیو کَیْفَ قَدَّرَ کیونکر اندازہ کیا اسنے ثُمَّ نَظَرَ پھر
نظر کی ثُمَّ عَبَسَ پھر ترش روئی کی کہ کوئی سبب طعن کا نپایا اور یا یہ کہ پیغمبر کیطرف دیکھا اور ترش رو ہوا وَبَسَرَ اور پیشانی پر چین ڈالی کہ منہ تھوتھا یا کراہت کر کے
ثُمَّ اَدْبَرَ پھر پشت پھیری محمد کیطرف سے یا قرآن کے سننے سے وَاسْتَكْبَرَ اور تکبر کیا پیغمبر کی فرمانبرداری سے فَقَالَ پس کہا اسنے اپنی قوم کے آدمیوں کو کہ اِنْ
هٰذَا نہیں ہے یہ جو کچھ کہ محمد کہتا ہے اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ مگر جادو کہ روایت کیا جاتا ہے اور سیکھا جاتا ہے جادوگروں سے اِنْ هٰذَا نہیں ہے یہ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ
مگر سخن آدمی کا کہ بابل کے جادوگروں سے اسکو سیکھا ہے اور یہ خدا کا کلام نہیں ہے خدا تعالی فرماتا ہے کہ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ قریب ہے کہ داخل کروں میں ولید کو سقر میں کہ
پانچواں دوزخ ہے وہ سقر وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ اور کس چیز نے بتلایا تجھکو کہ کیا ہے سقر یعنی وہ ایسا ہے کہ لَا تُبْقِیْ نہیں باقی رکھتا ہے گوشت اور پوست
اور ہڈی بلکہ سبکو جلا دیتا ہے اور خدا تعالی پھر پیدا کرتا ہے اور وہ پھر جلا دیتا ہے وَلَا تَذَرُ اور نہیں چھوڑتا ہے زندہ جلا کر بلکہ ہمیشہ اسیطرح جلاتا رہتا ہے وہ سقر کہ جب جلایا
اور بعد اسکے گوشت اور پوست غیر پیدا ہوئی اور پھر جلایا اور نہ ظاہر کو بدن کے چھوڑے وہ اور نہ باطن کو اور نہ جاندار عضو کو چھوڑے اور نہ بیجان باطن کو یہانتک کہ سب اسکو جلا دے
اور بعضے کہتے ہیں کہ لا تذر تاکید ہے لا تبقی کی لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ سیاہ کرنیوالا ہے وہ سقر واسطے کھال کے کہ جلا کر مثل کوئلے کے کر دیوے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں
ایک صحرا ہے اسکا نام سقر اور وہ تکبر کرنیوالوں کے واسطے ہے اسنے اپنی شدت حرارت کی شکایت درگاہ خدا میں کی اور سانس لینے کی اجازت چاہی جسوقت اجازت ہوئی تو اسنے باہر کو
سانس لیا پس جہنم کو جلا دیا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے کہ نام اسکا صعود ہے اور صعود پر ایک صحرا ہے کہ اسکا نام سقر ہے اور سقر میں ایک کنواں ہے کہ جسکا نام
سہب ہے جسوقت اس کنوئیں کا پردہ اٹھایا جائیگا تو اسکی حرارت سے دوزخ فریاد کریگی اور وہ مقام زبردستی و ستم کرنیوالوں کا ہے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ اوپر اس سقر کے انیس ہیں فرشتے
کہ موکل اسکے ہیں یا انیس قسمیں فرشتوں کی ہیں اور منقول ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے رسولخدا صلعم سے پوچھا کہ دوزخ کے موکل کتنے فرشتے ہیں حضرت نے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دسوں
انگلیوں کا اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ ہاتھوں کو اٹھایا تو انگوٹھی کو دست راست کے دبا لیا یہ آیت حضرت کے سچا کرنیکے واسطے نازل ہوئی اور یہودیوں نے بھی قبول کیا اور کہا کہ یہ
مطابق توریت کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ان سب میں سے ایک حضرت مالک ہیں کہ دوزخ کے داروغہ ہیں اور اٹھارہ اور فرشتے ہیں کہ وہ مالک کے انصار اور مددگار ہیں اور منقول ہے کہ یہ
موکل سقر کے ہیں اور دوسرے دوزخوں کے اور فرشتے موکل ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے ابوجہل نے کہا کہ اے جماعت قریش کی محمد کہتا ہے کہ دوزخ کے فرشتے
انیس سے زیادہ نہیں ہیں اور تم بڑے شجاع اور بہادر ہو کیا دس آدمی تم میں سے ایک فرشتہ کو زیر نہیں کرسکتے ابو الاشد بن اسید نے کہا کہ میں تنہا کفایت کرتا ہوں دس کو دست سے اور
سات کو شکم سے اور دو باقی کو تم زیر کر لینا اور ابو الاشد بڑا دلاور اور زبردست مشہور تھا اور اکثر روایتیں ہے کہ یہ کہا کہ میں آگے تمہارے ہو کر صراط پر جاؤں دس کو تو دست راست سے
اور نو کو دست چپ سے دفع کروں اور ہم سلامتی سے صراط پر گذر کے بہشت میں داخل ہوں یہ آیت نازل ہوئی کہ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اور نہیں کیے
ہیں ہمنے صاحب یعنی موکل دوزخ کے اِلَّا مَلٰٓئِكَةً مگر فرشتے کہ سب مخلوقات میں وہ قوی اور زبردست ہیں نہ آدمی کہ تمہاری جنس سے ہوں تاکہ تم انسے مقابلہ کر سکو
اور رسولخدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ گویا آنکھیں انکی بجلیاں ہیں اور منہ انکے مانند قلعوں کے ہیں اور کھینچتے ہیں وہ دوزخ میں کافروں کے بال پکڑ کر اور ہر ایک فرشتے میں قوت تمام

آدمیوں اور جنوں کے برابر ہیں اور ہر ایک فرشتہ انمیں سے ایک امت کو پکڑ کر دوزخ میں ڈالدیگا اور پہاڑ آگ کا ہی گردن پر اٹھا کر انپر ڈالدیگا اور انکی روایت میں ہے کہ آنکھیں انکی بجلیوں کی ہیں اور دانت
انکے مانند قاعدہ نیکے ہیں اور آگ کے شعلے اور ٹکڑے انکے مونہوں سے نکلتے ہیں اور ہر ایک انمیں سے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ ایک برس کی راہ کا ہی اور ہاتھ انکے ایسے فراخ اور کشادہ ہیں کہ
ہر ایک انمیں سے مثل ربیعہ اور مضر کو کہ دو قومیں کلاں ہیں ایک ہاتھ میں پکڑلیویگا اور رحم انکے دلوں میں سے نکالڈالا ہے اور ہر ایک انمیں سے ہزار کافروں کو پکڑ کر جس گوشہ میں دوزخ کے
چاہی ڈالدیں جس وقت کہ قوت ہر ایک کی انمیں سے ایسی ہے تو ابوالاشد وغیرہ کیونکر انکا مقابلہ کر کے انکو دفع کر سکینگے **وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ** اور نہیں کیا ہے ہمنے شمار ان
فرشتوں کو **اِلَّا فِتْنَةً** مگر آزمائش **لِّلَّذِينَ كَفَرُوا** واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے ہیں اور مراد انکی آزمائش اس عدد قلیل سے انکا ٹھٹھا کرنا ہی کہ وہ نہایت عناد اور
گمراہی سے اس تھوڑی سے عدد خاص ملائکہ کو ٹھٹھا کریں اور بعید جانیں کیسے انیس تن کیونکر تمام آدمیوں اور جنوں دوزخیوں کو عذاب کریں اور اگر وہ اپنی عقلوں کی طرف رجوع کریں تو جانتے
کہ ان تھوڑے فرشتوں کی مقرر کرنے میں کچھ مصلحت اور حکمت ہے کہ جسنے ایک فرشتہ کو تمام آدمیوں پر غالب کر دیا ہی کہ سب کی روح کو وہ قبض کرتا ہی تو البتہ وہ قادر ہی کہ ایک ہی فرشتہ
کو وہ حکم دیوے کہ سبکو دوزخ میں کھینچکر ڈالدیوے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے یہ عدد خاص ملائکہ کے دوزخ میں مقرر کئے ہیں **لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ** تاکہ یقین کریں وہ
لوگ کہ **أُوتُوا الْكِتَابَ** دیئے گئے ہیں کتاب توریت کہ محمد اور قرآن وہ حق ہیں اور قرآن میں وہ ہی جو کہ توریت میں ہے اور قرآن خدا کے پاس سے ہی اور محمد امین اسکا ہے **وَيَزْدَادَ
الَّذِينَ آمَنُوا** اور زیادہ کریں وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں **إِيمَانًا** ایمان کو کہ انکا یقین اور زیادہ ہو اور اعتقاد کامل کو وہ پاویں اور نہ شک میں دیویں **وَلَا يَرْتَابَ
الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ** اور نہ شک کریں وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں کتاب توریت **وَالْمُؤْمِنُونَ** اور وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اس عدد خاص میں **وَلِيَقُولَ الَّذِينَ
فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ** اور تاکہ کہیں وہ لوگ کہ بیچ دلوں انکے بیماری نفاق کی ہی **وَالْكَافِرُونَ** اور کفر کرنیوالے جو کہ جھٹلاتے ہیں کہ **مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ** کیا ارادہ کیا ہے
خدا نے **بِهَٰذَا** ساتھ اس عدد قلیل کے **مَثَلًا** باعتبار مثال کی یعنی خاص کرنا اس عدد کا واسطے ہے کہ منافقین اور کفار راہ عناد اور انکار سے کہیں کہ خدا نے کیا ارادہ کیا ہے
اس عدد عجیب سے کہ انیس فرشتے مقرر کئے ہیں اور بیس یا اٹھارہ نہیں مقرر کئے یعنی یہ کلام خدا کا نہیں ہے اس واسطے کہ اگر کلام خدا کا ہوتا تو وہ یہ عدد ناقص مقرر نکرتا **كَذَٰلِكَ** ایسے ہی
یعنی جیسے کہ خدا تعالی اس عدد کی مثال میں بندوں کو آزماتا ہی تامل و تفکر کرنے اور نکرنے میں تاکہ رہنمائی اور گمراہی انکی ظاہر ہو جاوے ایسے ہی **يُضِلُّ اللَّهُ** گمراہ کرتا ہی خدا
اسطرح کہ انکو طریقے رہنمائی اور حق کی بتلاتا ہی اور دلیلیں حق کی بیان کرتا ہی پس وہ عناد اور حسد کی راہ سے دیدہ و دانستہ انکا انکار کر کے گمراہ ہوجاتے ہیں اور یہ کہ انکو گمراہی
میں پڑا رہنے دیتا ہی اور توفیق اور لطف کو اپنی اٹھا لیتا ہی اور بدستور انکی حال پر انکو چھوڑ دیتا ہی اور گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے **مَن يَشَاءُ** جسکو چاہتا ہی عناد اور انکار
والوں میں سے جو کہ دلیلوں میں حق کی تامل نہیں کرتے ہیں **وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ** اور راہ حق دکھلاتا ہی جسکو چاہتا ہی توفیق عنایت کر کے جو کہ طالب حق کے ہیں
اور اپنی طرف خدا نے ضلالت اور ہدایت کو اسواسطے منسوب کیا ہی کہ سبب ضلالت اور ہدایت پانیکا تکلیف ہے اور تکلیف خدا کیجانب سے ہی **وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ** اور
نہیں جانتا ہی لشکروں پروردگار تیری کو کہ کس قدر ہے وہ **إِلَّا هُوَ** مگر وہ خدا کہ عالم ہی اور جاننے والا ہے تمام مخلوقات کا اور سوائے اسکی اور کوئی شمار نہیں کر سکتا ہی تمام
ممکنات کے کہ کون عدد میں کامل ہی اور کون ناقص ہی اور کامل پیدا کرنے میں کیا مصلحت ہے پس بہت دشوار نتھا ملائکہ دوزخ کا بیش کرنا لیکن عدد خاص میں ایک
حکمت ہے کہ کوئی اسپر مطلع نہیں ہے سوائے اسکے اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جو شخص ارادہ کرے کہ نجات دیوے اسکو خدا تعالی دوزخ کے انیس فرشتوں سے تو بس چاہئے کہ پڑھے
بسم اللہ الرحمن الرحیم اسواسطے کہ بسم اللہ کے بھی انیس حرف ہیں تاکہ مقرر کرے خدا ہر حرف کو سپر ایک فرشتہ سے **وَمَا هِيَ** اور نہیں ہے وہ سقر یا انیس فرشتے یا یہ سورہ
إِلَّا ذِكْرَىٰ مگر نصیحت **لِلْبَشَرِ** واسطے آدمیوں کے **كَلَّا** نہیں ہی یعنی نہ ایسا ہی کہ کوئی انکار سقر کا کرے یا ملائکہ دوزخ کو دفع کر سکے یا کیوں نہیں
تامل کرتے ہیں کہ راہ حق کو نپہچانیں **وَالْقَمَرِ** اور قسم ہی چاند کی کہ عجیب نشانیوں قدرت خدا میں سے ہی طلوع کرنے میں اور غروب کرنے میں اور زیادہ اور ناقص ہونے میں
وَاللَّيْلِ اور قسم ہی رات کی **إِذْ أَدْبَرَ** جس وقت کہ پیچھے آئی دن کے اور نافع اور حمزہ اور حفص نے اذ پڑھا ہی بغیر الف کے اذ اور ادبر باب افعال سے ماضی کا صیغہ
پڑھا ہی اور باقیوں نے اذا پڑھا ہی الف سے اور ادبر کو دبر پڑھا ہی ثلاثی مجرد سے ماضی کا صیغہ **وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ** اور قسم ہے صبح کی جس وقت کہ روشن ہو یا روشن
کرے عالم کو **إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ** تحقیق کہ وہ سقر البتہ ایک بڑی بلاؤں اور مصیبتوں کا ہی کہ انکا مثل نہیں کہتا یہ جواب قسم کا ہی **نَذِيرًا** باعتبار ڈرانیکی یہ تمیز
واقع ہوا ہے اور مصدر ہے معنی انذار یعنی سقر ایک بڑی مصیبتوں میں سے ہی اور یا یہ کہ مصدر نہیں ہے حال واقع ہوا ہے یعنی وہ سقر البتہ ایک بڑی چیزوں کا ہی جس وقت کہ ڈرانیوالا ہے

ع ۱ ۱۳ ۱۵

لِلْبَشَرِ واسطے آدمیونکے لِمَنْ شَاءَ واسطے اُس شخص کے کہ چاہے یہ بدل ہی لِلْبَشَرِ سے یعنی ڈرانیوالا ہی اُنکو کہ چاہے مِنْكُمْ تم میں سے أَنْ يَتَقَدَّمَ یہ کہ آگے بڑہے وہ خیر اور طاعت کو خیتار کرکے أَوْ يَتَأَخَّرَ یا پیچھے کو ہٹے بدی اور گناہونکو خیتار کرکے یعنی تمام بندونکو قدرت دی ہی عمل نیک اور بد کر نیکی اور یہ اُنکے خیتار کی گئی بات ہی جو نیکی اگر چاہیں نیکیوں اور طاعتونمیں آگے بڑہجائیں اور اگر چاہیں پیچھے کو رہجائیں گناہونکو خیتار کرکے حاصل یہ ہی کہ وہ سب کو نصیحت دینیوالا ہی جو چاہے کوئی اُس سے خوف کرے جو چاہے نکرے خیتار ہی اگر خوف کر کے گناہوں سے پرہیز کریگا وہ تو اُس سے نجات پاویگا اور اگر پرہیز نہ کریگا تو وہ اُسمیں جل بھنکر کباب ہو جاویگا اور حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی آگے بڑہی ہماری دوستی میں وہ پیچھے ہٹا سقر سے اور جو کوئی پیچھے رہا ہماری دوستی سے وہ آگے بڑہا طرف سقر کے كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ہر نفس ساتھ اُسکے کہ کسب کیا ہی اُسنے یعنی ہر شخص اپنے اعمال اور افعال میں جو جمع کئے ہیں رَهِينَةٌ گرو کیا گیا اور گرفتار ہے اور رہینہ مصدر ہی مفعول کے معنی میں یعنی ہر شخص اپنے عمل میں مقید ہی اور اُس سے رہائی نہیں پا سکتا ہی إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ مگر صاحبان دست راست یعنی وہ لوگ کہ جنکو نامہ اعمال دست راست میں دیجاویگا وہ اپنے گناہوں میں گرفتار نہونگے بسبب ایمان اور اعمال نیک کے حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی ایمان کی شرافت سے اور اعمال نیک کی برکت سے اُنکی خطاؤں کو بخشدیگا اور اُنکو دوزخ سے رستگاری بخشیگا اور امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہی کہ اصحاب الیمین اسجگہ مومنین کے لڑکے مراد ہیں کہ اُنسے وہ افعال صادر نہیں ہوئے ہیں جنمیں وہ گرو ہوویں اور ابن عباس کے نزدیک ملائکہ مراد ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ اصحاب یمین ہمارے شیعہ ہیں اور ہم اہل بیت ہیں وہ اصحاب یمین فِي جَنَّاتٍ بیچ بہشتونکے فارغ البال اور مرفہ الحال يَتَسَاءَلُونَ سوال کرینگے وہ اصحاب یمین عَنِ الْمُجْرِمِينَ احوال گنہگاروں سے اور کافروں سے اور پوچھینگے اُنسے مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ کسی چیز لائی تمکو دوزخ میں اور کہتے ہیں کہ معنی اُسکے یہ ہیں کہ بہشتی آپس میں سوال کرینگے گنہگاروں کی حال سے اور جب بہشتی دوزخیونکا حال پوچھینگے تو وہ کہینگے کہ ہمنے دوزخیوں سے پوچھا تھا کہ کون چیز لائی تمکو سقر میں اور دوزخیوں نے جواب میں ہمارے قَالُوا کہا انہونے کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ نہ تھے ہم دنیا میں نماز پڑہنے والوں سے کہ نماز واجب کو ہم ترک کرتے تھے وَلَمْ نَكُ اور نہ تھے ہم کہ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ کھانا دیویں ہم مسکینونکو یعنی زکوۃ جو ہم کو نہیں دیتے تھے اور دنیا کے لالچ سے ترک کر دیا تھا وَكُنَّا نَخُوضُ اور تھے ہم کہ شروع کرتے تھے ہم امر باطل میں کہ محمد کی غیبت کیا کرتے تھے اور ایسی ہی سہو باطلہ کا ذکر کیا کرتے تھے مَعَ الْخَائِضِينَ ہمراہ شروع کرنیوالوں امر باطل کے وَكُنَّا نُكَذِّبُ اور تھے ہم کہ جھٹلاتے تھے اور تکذیب کرتے تھے بِيَوْمِ الدِّينِ ساتھ روز جزا کے اور اُسکا اعتقاد اور اعتبار نہیں کرتے تھے حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ یہانتک کہ آئی ہمکو موت فَمَا تَنْفَعُهُمْ پس فائدہ نہ بخشیگی اُنکو شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ شفاعت شفاعت کرنیوالونکی نہ ملائکہ کی نہ انبیاء کی اور نہ مومنین کی اور یہ مجال ہی کہ اُنکی شفاعت کوئی کرے اور اسی سے کہ قرآن اور حدیثوں سے ثابت ہوا ہی کہ شفاعت سواے مومنین کے گنہگاروں کی کسیکو واسطے نہوگی اور شفاعت کی حدیثیں پہلی اس سے کئی جگہہ گزر گئی ہیں فَمَا لَهُمْ پس کیا ہی واسطے اُن کافروں کے کہ عَنِ التَّذْكِرَةِ نصیحت سے قرآن کی یا قرآن سے مُعْرِضِينَ منہ پھیرنیوالے ہیں اور معرضین حال واقع ہوا ہی كَأَنَّهُمْ گویا کہ وہ کفار قرآن سے بھاگنے میں حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ گدھے ہیں وحشی ہونیوالے کہ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ بھاگتے ہیں شیر سے اور اہل مدینہ اور ابن عامر نے مستنفرہ کو بفتح فا پڑہا ہی اور قسورہ بکسر فا اور مراد یہ ہے کہ جیسے گدھے وحشی اور جنگلی شیر سے بھاگتے ہیں ایسی ہی یہ کفار قرآن کے سننے سے بھاگتے ہیں اور اُسکے کان نہیں دہرتے اور دل قبول کرنیوالا نہیں رکھتے ہیں اور رکھتے ہیں اُن کفار نے رسولخدا سے کہا تھا کہ ہم تیری پیروی نہ کرینگے یہانتک کہ لاوے تو ہر ایک کے نام کی کتاب کہ اُسمیں لکھا ہو کہ اے فلانے تو محمد کی پیروی کر خدا تعالی نے فرمایا کہ بَلْ يُرِيدُ بلکہ ارادہ رکھتا ہی كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ ہر مرد اُنمیں سے اور چاہتا ہی أَنْ يُؤْتَىٰ یہ کہ دیا جاوے صُحُفًا مُنَشَّرَةً کتابیں سر کشادہ اور بے مہر اور اُسمیں لکھا ہو کہ اے فلانے محمد کی پیروی کر اور بعضے ہیں آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے رسولخدا سے کہا کہ اے محمد ہمنے سنا ہی کہ جو کوئی بنی اسرائیل میں سے گناہ کرتا تھا صبح کو ایک نوشتہ پاتا تھا اُسمیں گناہ اُسکا اور کفارہ اُس گناہ کا لکھا ہوتا تھا ہمارے واسطے بھی تو کوئی ایسی ہی چیز لا تاکہ ہم تجھپر ایمان لاویں اور یا ہمارے ہر ایک کے نام ایک کتاب آسمان سے لا کر شعرے ہاتہ پر کہ اُسمیں وقت لکھی ہو اور سینوں سے کو لپیٹا نہو اور سر نامہ اُسکا مرقوم ہو اس طرح سے کہ یہ کتاب خدا کیطرف سے فلانے کے نام ہے کہ وہ پیروی محمد کی کرے پس یہ آیت نازل ہوئی کہ ہر ایک چاہتا ہے اُنمیں سے کہ میرے واسطے کتاب آوے سر کشادہ اور اُسمیں لکھا ہو کہ محمد کی پیروی کر كَلَّا نہیں نہیں ہی یعنی نہ ایسا ہی کہ اُنکو کتابیں دیجاویں اور بالفرض اُنکو کتابیں دیجاویں تو وہ ایمان نہ لاوینگے اور منہ پھیر لینا اُنکا اس سبب سے نہیں ہی کہ اُنکو کتابیں نہیں دیجاتیں بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ بلکہ نہیں ڈرتے ہیں وہ عذاب آخرت سے

كَلَّا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن جادو ہے اور قول بشر کا ہے بلکہ اِنَّهٗ تحقیق وہ قرآن تَذْكِرَةٌ نصیحت ہے بزرگ فَمَنْ شَآءَ پس جو کوئی کہ چاہے نصیحت پکڑنا اور یاد کرنا اُسے ہے تو ذَكَرَهٗ نصیحت پکڑے اُس سے اور یاد کرے اُسکو وَمَا يَذْكُرُوْنَ اور نہیں یاد کرتے ہیں اور نہیں نصیحت پکڑتے ہیں اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ مگر یہ کہ چاہے خدا کہ یاد کریں اور نصیحت پکڑیں یعنی بے اختیار نصیحت نہ پکڑینگے اور ایمان نہ لائینگے مگر یہ کہ خدا اُنہر جبر کرے هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وہ خدا سزاوار ڈر کرنیکا ہے یعنی لائق اسکی ہے خدا کہ اُس سے خوف کریں اور ہمیشہ اُسکی عذاب سے ڈرتے رہیں اور جو چیزیں کہ اُسنے حرام کیں ہیں اُنسے پرہیز کرتے رہیں وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ اور سزاوار بخشنے کا ہے یعنی لائق اسکی ہے خدا کہ گناہونکو بخشے خصوصا ڈرنیوالوں کی گناہونکو اور حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں لائق اسکی ہوں کہ مجھ سے ڈریں اور نہ شریک کرے میرا بندہ کسی چیز کو اور میں لائق ہوں اسکی کہ بندہ اگر کسی چیز کو میری شریک نکرے تو میں داخل کروں اُسکو بہشت میں اور ایسی ہی روایت انس سے ہے اور فرمایا حضرت صادق علیہ السلام نے کہ قسم کھائی ہے خدا تعالی نے اپنی عزت اور جلال کی کہ نہ عذاب کریگا خدا کے واحد جاننے والونکو ہرگز سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چالیس آیتیں ہیں اور صافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمیشہ سورہ لا اقسم بیوم القیامۃ پڑھے اور اسپر عمل کرے تو جسوقت خدا تعالی اُسکو قبر سے اٹھائیگا یہ سورہ اُسکی ہمراہ ہوگا اور رفیق ہوگا بہت نیک صورت میں اور اُسکو خوشخبری دیگا اور اُسکی منہ پر خنداں ہوگا اور اُسکو خوش کریگا یہانتک صراط اور میزان سے گذر جاے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اُقْسِمُ یہ لا زائد ہے اور واسطے تاکید کے آیا ہے یعنی البتہ قسم کھاتا ہوں میں بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ساتھ روز قیامت کے وَلَآ اُقْسِمُ اور البتہ قسم کھاتا ہوں میں بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ساتھ نفس ملامت کرنیوالے کے اپنے تئیں دنیا میں کہ تو کیوں قصور کرتا ہے طاعت خدا میں اور ہمیشہ اپنے حساب میں رہتا ہے اور اپنے انجام میں تامل کرتا ہے اور یہ نفس مومنہ اور یا مطلق نفس مراد ہے نیک ہو یا بد ہو واسطے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز کوئی نفس نیک یا بد نہو مگر کہ وہ ملامت کریگا اپنے تئیں اگر وہ نیک ہے تو کہیگا کہ کس واسطے تو نے نیکی زیادہ نہ کی اور اگر بد ہے تو کہیگا کہ تو نے کس واسطے یہ کار بد کیا اور کہیگا کہ کاشکے میں یہ کام نکرتا اور یا نفس مطمئنہ ہے کہ نفس امارہ کو ملامت کرے اور اگرچہ کوشش کی ہے طاعت میں اور جواب قسم کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ لتبعثن ہے یعنی قسم کھاتا ہوں میں ساتھ قیامت کے اور قسم کھاتا ہوں میں ساتھ نفس ملامت کرنیوالے کے البتہ اٹھائے جاؤگے تم زندہ کرکے اور جو نفس کہ کھیل اور اپنی خواہش اور فعل بد میں مشغول رہتا ہے وہ نفس امارہ ہے اور جو نفس کہ کار بد کرنیسے اپنے تئیں ملامت کرتا ہے وہ نفس لوامہ ہے اور جو نفس کہ کار بد سے بھاگتا ہے وہ نفس مطمئنہ ہے اور قواس نے لاقسم کو لاقسم پڑھا ہے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ کیا گمان کرتا ہے آدمی اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ یہ کہ ہرگز نہ جمع کرینگے ہم ہڈیوں اُسکی کو قیامت کے روز کہتے ہیں کہ عدی بن ربیعہ کہ ہمسایہ رسول خدا صلعم کا تھا اور نہایت عناد اور عداوت رکھتا تھا ایکروز اُسنے رسول خدا صلعم سے حال قیامت کا پوچھا جسوقت کہ حضرت نے اُسکو خبر دی تو کہا کہ اگر میں اُس روز کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں تب بھی تجھکو راست گو نہ جانوں اور باور نکروں میں کہ یہ ہڈیاں بکھری ہوئی جمع ہو جائیں حقتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ کیا عدی گمان کرتا ہے کہ اُسکی ہڈیونکو ہم جمع نکرینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے سب آدمی ہیں جو کہ انکار قیامت کا کرتے ہیں خدا تعالی فرماتا ہے کہ بَلٰى ہاں جمع کرینگے ہم قٰدِرِيْنَ کہ قدرت رکھنے والے ہیں ہم یہ حال واقع ہوا ہے یعنی جسوقت کہ ہم قدرت رکھنے والے ہیں عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ اوپر اسکے کہ راست اور درست کریں ہم بَنَانَهٗ پوریوں اُسکی کو اور یا اُنہیں ملا دیویں باوجود کہ چھوٹی اور باریک ہونگی تو بڑی بڑی ہڈیاں جمع کرنا اور ملا دینا کیا مشکل ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ ہم قدرت رکھنے والے ہیں اسپر کہ انگلیونکو سکو آپس میں ملا کر مثل سم اونٹ کے کردیویں کہ ہاتھ سے اپنے کھانا نہ کھا سکیں بلکہ اپنی منہ سے اٹھا کر کھائیں جیسے اونٹ طرح اور لیکن ہم نے اپنے فضل و احسان سے اُنکو انگلیاں بخشی ہیں کہ باعث کمال فائدہ کا ہے اور اُسنے قسم قسم کے کام کرتے ہیں اور چیزیں بناتے ہیں بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ بلکہ ارادہ کرتا ہے آدمی کہ وہ عدی ہے یا مطلق آدمی ہے انکار اور جھٹلانے سے لِيَفْجُرَ تاکہ ہمیشہ بدکاری میں مشغول ہو اَمَامَهٗ آگے اپنی جو کچھ زمانہ کہ اسکی زندگی کا ہے یعنی زمانہ آئندہ میں ہمیشہ بُرے کاموں میں مشغول رہے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ گناہ کو مقدم رکھے اور توبہ کو تاخیر میں ڈالے اور کہے کہ آئندہ کو توبہ کرلونگا اور یا یہ کہ فجور معنی دروغ یعنی تاکہ جھٹلاے اُسکو کہ جو آگے اُسکی ہے قیامت اور حساب و جزائے اعمال يَسْئَلُ پوچھتا ہے بطریق انکار و بہت بعید جاننے کی راہ سے کہ اَيَّانَ کب ہے يَوْمُ الْقِيٰمَةِ دن قیامت کا اور اب خدا تعالی اُسکی علامات کو بیان کرتا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ پس جسوقت کہ چوندھیا جاے آنکھ اور حیران ہو کثرت ہول اور دہشت

ع ۲ ۵
۱۶
سورۃ القیامۃ

جہت سے اور اہل مدینہ نے برق کو بفتح را پڑھا ہے **وَخَسَفَ الْقَمَرُ** اور گہن میں آئیگا چاند **وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** اور اکٹھے کئے جائینگے سورج اور چاند
اور انکی روشنی چھین لی اور دونوں کو جمع کر کے دریا میں ڈالدینگے اور دریا انکی نزدیکی سے مثل آتش کے گرم ہو جائیگا اور کہتے ہیں کہ مراد جمع کرنے سورج اور چاند سے انکی روشنی کا دور کرنا ہے
یہانتک کہ تاریکی دنیا کی لوگوں پر ظاہر ہو اور جو کوئی انکو دیکھے تو مانند دو گاؤ سیاہ کے وہ نظر آئیں **يَقُولُ الْإِنْسَانُ** کہیگا آدمی یعنی کافر جھٹلانیوالا **يَوْمَئِذٍ**
اس روز کہ **أَيْنَ الْمَفَرُّ** کہاں ہے جگہ بھاگنے کی مانند اس شخص کے کہ ناامید ہوا ہو اپنی آرزو سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ بھاگنا فائدہ بخشے
کافروں کو سو واسطے کہ **لَا وَزَرَ** نہیں ہوگی کوئی پناہ انکے واسطے **إِلَىٰ رَبِّكَ** طرف پروردگار تیرے کے ہے یعنی اسکے حکم سے ہے نہ انکے غیر کے حکم سے **يَوْمَئِذٍ** اس روز
الْمُسْتَقَرُّ جگہ ٹھہرنے کی بہشت میں یا دوزخ میں اور بدون اسکے حکم کے کوئی کسی جگہ نہیں ٹھہر سکتا **يُنَبَّأُ الْإِنْسَانُ** خبر دیا جائیگا آدمی **يَوْمَئِذٍ** اس روز
بِمَا قَدَّمَ ساتھ اسچیز کے کہ آگے بھیجی ہے عمل خیر کہ بجا لایا ہے **وَأَخَّرَ** اور تاخیر کی ہے کہ عمل نیک نہیں کیا ہے اور یا یہ کہ خود کیا ہے عمل نیک یا بد اور پیچھے چھوڑا ہے کہ لوگوں کو
آمادہ کیا ہے عمل نیک یا بد پر کہ بعد اسکے مرنیکے لوگ اس عمل کو کرتے ہیں جیسے کہ کوئی طریقہ نیک یا بد جاری کر گیا ہے **بَلِ الْإِنْسَانُ** بلکہ انسان یہ روگردانی ہے پہلے
قول سے یعنی آدمی محتاج اسکا نہیں ہے کہ اسکو خبر پہنچائی بلکہ آدمی **عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ** اوپر نفس اپنے کے حجت ظاہر ہے اور اپنے قول اور فعل کا گواہ ہے اور مثل آنکھ کے
اپنے حال کا دیکھنے والا ہے یعنی آدمی اپنے کئے اور کہے کو خوب جانتا ہے **وَلَوْ أَلْقَىٰ** اور اگرچہ ڈالے **مَعَاذِيرَهُ** عذروں کو یعنی ہر چند اپنے گناہ پر عذروں کو پیش
کرے اور حیلے اٹھائے اسکو دفع کرنیمیں لیکن فائدہ نہوگا اور اسکے عذروں کو قبول نکریگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کیا ہے کہ کوئی تم میں سے نیکی کو ظاہر کرتا ہے اور
بدی کو پوشیدہ کرتا ہے کیا اپنے نفس کی طرف رجوع نہیں کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ پوشیدہ رہے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہے کہ آدمی اپنے نفس کو خوب جانتا ہے اور حال اپنا
پوشیدہ نہیں ہے تحقیق کہ باطن جسوقت درستی پکڑے تو ظاہر اسکا قوت پکڑی اور دوسری روایت میں انہیں حضرت سے منقول ہے کہ یہ آیت تلاوت فرمائی اور بعد اسکے فرمایا ہے کہ
کیا ہے آدمی کیواسطے کہ لوگوں کے روبرو عذر لاتا ہے برخلاف اسکے کہ اسنے عمل کئے ہیں تحقیق کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی چھپائے اپنے باطن کو تو خدا تعالیٰ اسکو ظاہر کریگا
خواہ نیک ہو خواہ بد اور زرارہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا حد اس مرض کی کہ انسان جس مرض میں روزہ کو ترک کرے فرمایا کہ **بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ** بلکہ انسان
اپنے حال کو خوب جانتا ہے کہ طاقت رکھتا ہے روزہ رکھنے کی یا نہیں رکھتا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ جسوقت جبرئیل رسولخدا کے آگے وحی کو پڑھتے تھے تو پہلے اس سے کہ
جبرئیل وحی کو تمام کریں رسولخدا بھی جبرئیل کے ہمراہ پڑھنے لگتے تھے اس خوف سے کہ فراموش کر جاویں اور اسکی حفظ کے شوق اور حرص میں پڑھنے میں جلدی کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی
لَا تُحَرِّكْ بِهِ نہ حرکت دے تو ساتھ اس قرآن کے اے محمد **لِسَانَكَ** زبان اپنی کو پہلے اس سے کہ وحی تمام ہووے **لِتَعْجَلَ بِهِ** تاکہ جلدی کرے تو ساتھ حفظ کرنے
اسکے اور یاد کرنے اسکے اور اس خوف سے کہ تو اسکو فراموش کر جائیگا اور کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ امر حضرت سے صادر نہوا ہو لیکن منع اسواسطے کیا ہے کہ ایسا کرے نہیں جیسے کہ
ولا تطع الکافرین میں منع کیا ہے اور ظاہر ہے کہ کافروں کی فرمانبرداری نہیں کرتے تھے اسیطرح خدا نے یہاں بھی فرمایا کہ نہ حرکت دے تو زبان اپنی کو یاد کرنیکے واسطے تاکہ
جلدی کرے تو اسکے یاد کرنے میں **إِنَّ عَلَيْنَا** تحقیق کہ اوپر ہمارے ہے **جَمْعَهُ** جمع کرنا اسکا تیرے سینہ میں تاکہ یاد کرے تو **وَقُرْآنَهُ** اور ثابت کرنا قرأت اسکی کا
تیری زبان پر یا پڑھنا اسکا تجھپر پس تو جلدی اسکے پڑھنے میں مت کر **فَإِذَا قَرَأْنَاهُ** پس جسوقت پڑھیں ہم اسکو تجھپر زبان جبرئیل سے تو **فَاتَّبِعْ** پس پیروی کر تو
قُرْآنَهُ پڑھنے اسکے کی یعنی جبرئیل کے پڑھنے کے بعد اسکو پڑھ اور اسکے پڑھنے کے درمیان مت پڑھ کہ ہم ضامن ہیں اسکی یاد کرانیکے **ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا** پس تحقیق اوپر ہمارے ہے
بَيَانَهُ روشن کرنا اسکا جو کچھ کہ اسمیں مشکل ہے تیری نزدیک اور منقول ہے کہ بعد نازل ہونے ان آیتوں کے جسوقت کہ جبرئیل کوئی آیت رسولخدا پر پڑھتے تھے تو رسولخدا صلعم سر مبارک
اپنا آگے کو ڈالتے تھے اور آیت کو سنتے تھے اور جسوقت جبرئیل آیت کو تمام کرتے تو اسوقت حضرت قرأت کرتے تھے بعد چلے جانے جبرئیل کے **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے اے آدمیو کہ
تم گمان کرتے ہو قیامت اور حساب اور جزا کے نہونیکا اور قرآن میں تم تامل نہیں کرتے ہو **بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ** بلکہ دوست رکھتے ہو تم دنیا جلدی فنا ہونے
والی کو **وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ** اور چھوڑتے ہو تم آخرت کو اور اس سے دستبردار ہوتے ہو جو ہمیشہ کو باقی ہے اور احوال لوگوں کا آخرت میں بیان کرتا ہے **وُجُوهٌ**
يَوْمَئِذٍ منہ بہتیرے یعنی قیامت میں **نَاضِرَةٌ** تازہ اور تاباں اور مسرور ہونگے یعنی منہ نیکیاں اور مومنین کے خدا تعالیٰ اسروز تر و تازہ کریگا تاکہ ملائکہ اور تمام
خلقت اس علامت سے پہچانیں کہ یہ لوگ اپنی مراد کو پہنچے ہیں اور رستگاری پائے ہوئے ہیں **إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ** طرف پروردگار اپنے کی دیکھنے والے کہ کیا کیا انکو عطا کرتا ہے یعنی

انکی فضل اور رحمت کیطرف نظر ہوگی اور منتظر ہونگی نعمتوں کے حاصل ہونیکی اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دوست خدا کی بعد فارغ ہونیکی حساب سے ایک نہر کیطرف جائینگے کہ نام اسکا حیوان ہے اور اسمیں غسل کرینگے اور پانی اسکا نوش کرینگے پس سفید اور نورانی ہوجائینگے منہ انکے اور ہر کثافت اور چرک انپر سے جاتا رہیگا اور بعد اسکے انکو حکم ہوگا بہشت میں داخل ہونیکا پس اس مقام سے دیکھینگے اور منتظر رہینگے طرف پروردگار اپنے کے کہ کیونکر ثواب پہنچاتا ہے انکو اور یہی وجہ قول حقتعالی سے کہ الی ربہا ناظرہ اور مراد نظر سے طرف انکی نظر طرف ثواب اسکے ہے اور وجوہ سے مراد صاحبان وجوہ ہیں جیسے کہ وجوہ یومئذ خاشعۃ عاملۃ میں صاحبان وجوہ مراد ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں بحث اور گفتگو بہت ہے بعضے تو کہتے ہیں کہ نظر سے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ انتظار کے معنی ہیں ہے اور جو علما کہ آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں کہتے ہیں بعضے انمیں سے کہتے ہیں کہ مضاف ربہا کا انمیں مقدر ہے اور تقدیر اسکی الی ثواب ربہا ناظرہ ہے یعنی نظر کرنیوالے طرف ثواب پروردگار اپنے کے کہ وہ نعمتیں بہشت کی ہیں ایک نعمت بعد دوسری نعمت کے کہ جس سے سرور انکا زیادہ ہو اور وجوہ سے مراد صاحبان وجوہ ہیں اور اس جگہہ مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ اسکی مقام ہے اور ایسا قرآن میں بہت آیا ہے جیسے کہ جاء ربک یعنی جاء امر ربک اور ان الذین یوذون اللہ یعنی یوذون اولیاء اللہ اور بعضی نظر کے معنی دیکھنے کے کہتے ہیں اور مضاف کو مقدر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ طرف پروردگار اپنے کے دیکھنے والے ہونگے آنکھوں سے اسکی جمال کو اور یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ نہایت لغو ہے اسواسطے کہ جسکی طرف دیکھینگے اسکی طرف اشارہ ہوگا آنکھ کے وسیلہ سے اور بلحاظ اسکے خدا کیطرف اشارہ آنکھ سے نہیں ہوسکتا ہے جیسے انگلی سے نہیں ہوسکتا ہے اور آنکھ سے نہیں دیکھ سکتی مگر جسوقت کہ وہ شے دیکھی گئی مقابلہ میں ہو اور خدا تعالی ایسا نہیں ہے کہ مقابلہ میں واقع ہو اور دیکھنا تمام نہیں ہوسکتا ہے مگر جسوقت کہ شعاع بینائی کی اس شئے پر پڑے کہ جسکو دیکھتے ہیں اور علاوہ اسکے اگر جسم اور جہت خدا کیواسطے ثابت ہو تو البتہ دیکھنا درست ہوسکتا ہے اور بدون اسکے ہرگز عقل میں نہیں آتا اور یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ نظر دیکھنے کے معنی کا فائدہ بخشے باعتبار لغت کے جیسے کہ کہتے ہیں کہ نظرت الی الہلال فلم اراہ یعنی نظر کی میں نے طرف چاند کے پس نہ دیکھا میں نے اسکو دیکھو یہاں نظر دیکھنے کے معنی میں نہیں ہے اور اگر دیکھنے کے معنی میں ہو تو تناقض لازم آئے اور یہ معنی ہوں کہ دیکھا میں نے چاند کو پس نہ دیکھا میں نے چاند کو اور بعضے علما نظر کو انتظار کے معنی میں کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ انتظار کرنیوالے طرف ثواب پروردگار اپنے کے اور یہی قول حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ نظر انتظار کے معنی میں متعدی بالی نہیں ہوتا ہے اور جواب اسکا بڑی بڑی کتابوں میں مذکور ہے اور اشعار فصحائے عرب کے اسکی سندیں لاتے ہیں کہ نظر متعدی بالی انتظار کے معنی میں ہوتا ہے اور صاحب تفسیر بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں تو کہتا ہے کہ ناظرہ کہ متعدی بالی ہے انتظار کے معنی میں نہیں آتا اور فنظرۃ الی میسرۃ کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ بعضے قاری فنظرۃ کو فناظرۃ پڑھتے ہیں اور ناظرۃ منتظرۃ کے معنی میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ متعدی بالی ہے اور یہاں اقرار کرتا ہے اور وہاں انکار کرتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ الی ربہا میں الی واحد آلاء کا اور آلی نعمت کے معنی میں ہے پس معنی آیت کی یہ ہونگے کہ منہ اسروز تر و تازہ ہونگے نعمت پروردگار کو دیکھنے والے یا انتظار کرنیوالے اور روایتیں اہل سنت کی اسمقدمہ میں مختلف ہیں دیکھنے کے معنی میں بھی ہیں اور انتظار کرنیکے معنی میں بھی لیکن اکثر انکی ان روایتوں پر حمل کرتے ہیں جو کہ خلاف عقل ہیں یعنی دیکھنے کی معنی میں اور خلاف عقل اسواسطے ہیں کہ خدا کیواسطے کہ جسم اور جہت ہونیکا انکار کرتے ہیں اور پھر اسکا دیکھنا ممکن جانتے ہیں اور انہیں روایتوں کی جہت سے بعضے انکی خدا کے واسطے جسم ثابت کرتے ہیں یہانتک کہ خدا کا خندہ کرنا اور وقت خندہ کے اسکی دانتوں کا ظاہر ہونا انکی روایتوں میں مذکور ہے اور اس امر باطل کیواسطے کہ خدا کو دیکھ سکتے ہیں کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ایک اندھا مشرق میں ہو اور مغرب میں ایک سیاہ پتھر پر ایک سیاہ چیونٹی ہو اور درمیان میں بہت پردے حائل ہوں اور آدھی رات اندھیری ہو تو پس وہ اندھا اس چیونٹی کو دیکھ سکتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی بہت خوب روشن بینائی والا بڑی بلند پہاڑ کو کہ اسکی آنکھوں کے روبرو ہو دوپہر کیوقت بہت روشن دن میں دیکھ نہ سکے اور زیادہ بحث اور گفتگو اس مسئلہ کی علم کلام کی کتابوں میں ہے **وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ** اور منہ ہونگے اسروز سخت ترش یا سیاہ یعنی کافروں اور مشرکوں کی **تَظُنُّ** گمان کریگا تو ہی دیکھنے والے یعنی جانیگا تو **أَنْ يُفْعَلَ بِهَا** یہ کہ کیا جائیگا ساتھ اسکے **فَاقِرَةٌ** عذاب توڑنیوالا پشت کے مہروں کا یعنی کمر کا توڑنیوالا اور کنایہ بڑی عذاب کے نازل ہونے سے **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے اے دنیا کے طلب کرنیوالو کہ دل لوگ اپنی دنیا سے لگانا چاہئے اور آخرت سے غافل ہونا چاہئے اور تامل کریں اسمیں کہ **إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ** جسوقت پہنچے روح ہنسلی کو اور واسطے دلالت کرنی کلام کے مرجع کا ذکر نہیں کیا ہے یعنی جسوقت کہ پہنچے روح چنبر گردن کو **وَقِيلَ** اور کہا جائے یعنی اسکے رشتہ دار اسوقت یہ حال اسکا دیکھکر کہیں کہ **مَنْ رَاقٍ** کون ہے افسوں کرنیوالا جھاڑنے پھونکنے والا اور دعا کرنیوالا کہ اسکا علاج کرے تاکہ اسکو شفا حاصل ہو **وَظَنَّ** اور گمان کریگا وہ نزع میں پڑا ہوا کہ **أَنَّهُ الْفِرَاقُ** تحقیق وہ یعنی جو کچھ کہ نازل ہوا ہے جدائی ہے دنیا سے اور سب علاقوں کا قریبوں اور یگانوں سے

اور سب ستوں سے اور حدیث میں آیا ہی کہ بندہ موت کی سختیوں کا علاج کرتا ہی اور ہر ایک اسکا عضو دوسرے عضو کو سلام کرتا ہی اور کہتا ہے کہ سلام ہو تجھپر کہ تو جدا ہوتا ہی مجھسے اور
میں جدا ہوتا ہوں تجھسے قیامت تک **وَالْتَفَّتِ السَّاقُ** اور لپٹی پنڈلی اُس نزع والے کی **بِالسَّاقِ** ساتہ پنڈلی کے یعنی پاؤں اُسکی روح نکلنے کی
سختی سے آپسمیں لپٹیں اور کبھی بائیں راست کو اوپر کو کھینچے اور کبھی بائیں چپ کو اور روایت ہے کہ جسوقت بندہ کو قبر میں رکھیں تو چار فرشتے اُسکے پاس حاضر ہوں ایک تو اُسکے
سرین پر کھڑا ہو اور دوسرا اُسکے پاؤں کیطرف اور تیسرا اُسکی جانب راست اور چوتھا اُسکی جانب چپ کو اور وہ جو اُسکی سرین پر کھڑا ہی کہے کہ اجل آگئی اور مدت
گذر گئی اور وہ جو اُسکی جانب راست ہے وہ کہی کہ مال گیا اور وبال باقی رہا اور جانب چپ والا کہے کہ شغل جاتے رہے اور عمل باقی رہے اور وہ جو پاؤں کی ہی وہ کہے کہ خوشحال ہے
اُس شخص کا کہ کسب اُسکا حلال ہو اور شغل اُسکا طرف خدا کے ہو اور وہ اول منزل ہی آخرت کی اور آخر منزل ہے دنیا کی اور اُسکے سوا کوئی سخت منزل نہیں ہے
اِلٰى رَبِّكَ طرف پروردگار تیرے کے **يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ** اُس روز ہی جگہہ ہانکنے کی یا چلنا ہی یعنی قیامت کے روز سبکو میدان حشر میں کھینچ لیجائیں اور یا یہ کہ ملائکہ وقت مرنے کی آپسمیں کہیں کہ اُسکی روح کو ہانکو اُسکی جزا کے محل میں اگر بہشتی ہی تو بہشت میں اور اگر دوزخی ہی تو دوزخ میں **فَلَا صَدَّقَ**
پس سچا نجانا اُسنے پیغمبر کو اسکا عطف یسئل ایان یوم القیامۃ پر ہی اور ضمیر اُسکی پھرتی ہی طرف انسان کے جو کہ پہلے مذکور ہوا ہے آیہ ایحسب الانسان میں یعنی سوال
کرتا ہی کہ کب ہے دن قیامت کا لیکن سچا جانا اُس آدمی نے یعنی عدی نے یا ہر ایک کافر نے پیغمبر کو یا قرآن کو **وَلَا صَلّٰى** اور نہ نماز فرض پڑھی خدا کیواسطے
وَلٰكِنْ كَذَّبَ اور لیکن جھٹلایا اُسنے پیغمبر کو **وَتَوَلّٰى** اور پھرا راہ حق سے **ثُمَّ ذَهَبَ** پھر گیا **اِلٰى اَهْلِهٖ** طرف لوگوں اپنے کے **يَتَمَطّٰى** اتراتا ہوا یہ حال
واقع ہوا ہے یعنی گیا اپنی قوم کے لوگوں کی طرف جسوقت کہ اتراتا تھا اور ناز کرکے چلتا تھا کہ میں نے محمد کو جھٹلایا اور اُسکی کہنے کو نہیں مانا **اَوْلٰى لَكَ** وائے ہے واسطے تیری اور
سزاوار ہے واسطے تیرے ای کافر ہلاکت دنیا میں **فَاَوْلٰى** پس اولیٰ ہے اور سزاوار تر ہے عذاب دردناک قبر میں **ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى** پھر وائے ہے واسطے تیری اور سزاوار تر
ہی واسطے تیری ہمیشہ دوزخ میں پناہ پس وائے ہے واسطے کافر کے اور حضرت جواد علیہ السلام نے فرمایا ہی اسکی تفسیر میں کہ دوری ہو تجھکو دنیا اور آخرت کی خیر سے اور کہتے ہیں بعد نازل
ہونے اس آیت کے رسول خدا نے ابوجہل کو بلایا اور دیکھا اور اسکا کپڑا پکڑکر کہا اولیٰ لک فاولیٰ ثم اولیٰ لک فاولیٰ ابوجہل نے کہا کہ تو کس چیز سے مجھکو ڈراتا ہی کہ تو اور پروردگار تیرا
طاقت نہیں رکھتے ہیں کہ میرا کچھہ کر سکیں اور میں زبردست تر ہوں مکہ کے لوگوں میں اور کہتے ہیں کہ روز جنگ بدر ابوجہل نے رسول خدا صلعم کا لشکر قلیل دیکھکر یقین کیا کہ ہم انپر غالب ہونگے رسول خدا
کیطرف اُس لعین نے منہ کرکے کہا کہ ای محمد بعد اسکے بعد اپنی خدا کی تو پرستش نکرنا کہ تجھکو اُسنے ذلیل کیا اور جسوقت کہ جنگ ہونے لگی تو ابوجہل مغلوب اور زخمی ہوا اور عبد اللہ بن مسعود کہ
پیری کی سبب سے اور ناتوانی اور بے طاقتی کی باعث سے جنگ کرنیکی طاقت نہیں رکھتا تھا گرد کشتوں کے پھرتا تھا اور جسکسی میں رمق اور جان پاتا تھا تو اُسکو قتل کرتا تھا اور اُس کافر کا
سر جدا کرتا تھا اُسنے ابوجہل کو دیکھا کہ درمیان کشتوں کی پڑا ہے اور تھوڑی سی جان اُسمیں باقی ہے اُسکا پاؤں پکڑکر کشتوں کے درمیان سے اُسکو باہر کھینچا اور اُسکی پشت پر پاؤں رکھا ابوجہل نے آنکہہ کھولی
اور عبد اللہ کو دیکھا اور کہا کہ ای عبد اللہ تو نے بڑی بلندی پر پاؤں رکھا ہی عبد اللہ نے کہا کہ ای ابوجہل تو اس حالت کو پہنچا اور تکبر تیرا ابتک نہیں گیا کہا کہ ای عبد اللہ میں جانتا ہوں
کہ تو مجھکو قتل کریگا لیکن تجھکو تین وصیتیں کرتا ہوں تو اُنکو قبول کر ایک تو یہ ہے کہ محمد سے کہنا کہ دنیا میں میں تیرے برابر کسیکو دشمن نہیں رکھتا تھا اور دوسرے یہ کہ مجھکو میری تلوار سے قتل کرنا
اور تیسرے یہ کہ میرا سر میرے سینہ سے کاٹ کر لیجانا تاکہ محمد خوش ہووے عبد اللہ نے کہا کہ خدا نے تجھکو زیادہ دشمن رکھی کہ تو محمد کو دشمن رکھتا ہی بخدا کہ تجھکو میں اپنی تلوار سے قتل کرونگا اور تیرا سر تھوڑی سے
کاٹونگا تاکہ سب سے زیادہ تر حقیر ہووے پس عبد اللہ نے تھوڑی سے سر اُسکا کاٹا اور قوت نتھی کہ سر اُسکا اٹھاکر لیجاتے رسی اُسکی سر میں باندھکر گھسیٹتا ہوا رسول خدا کی پاس لیگیا رسول خدا نے اُسکو بہشت
کی خوشخبری دی اور منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ ہر امت کا ایک فرعون تھا اور میری امت کا فرعون ابوجہل تھا اور فرماتا ہی خدا کہ **اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ**
کیا گمان کرتا ہی آدمی یعنی ابوجہل یا ہر کافر **اَنْ يُّتْرَكَ** یہ کہ چھوڑا جائے **سُدًى** مہمل اور معطل اور بیکار کہ کسیطرح پر بیعہ نہو اور کسی امر کا اُس سے سوال نہو اور
جزا اُسکو نہ دیجائے اور یہ ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ حکمت اور مصلحت تقاضا کرتی ہی کہ نیک امروں کے کرنیکا اُسکو حکم ہو اور بُرے فعلوں سے اُسکو منع کیا جائے اور یہ حکم اسواسطے ہوا ہے دنیا میں
اور آخرت میں اُسکی واسطے اُسکی عملوں کی جزا ہے اور اپنی قوت کے بیان کرتا ہی دوبارہ زندہ کرنے پر کہ **اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً** کیا نہ تھا وہ آدمی نطفہ یا قطرہ پانی کا **مِّنْ مَّنِيٍّ**
يُّمْنٰى منی سے کہ گرائی جاتی ہی عورت کے شکم میں اور رحم میں یعنی منی کو تمنی پڑہتا ہے **ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً** پھر ہوا لخون بستہ بعد آب منی کے **فَخَلَقَ** پس پیدا کیا
اُسکو اور تمام کیا اُسکی اعضا کو مادر کے شکم میں اور اسکی صورت بنائی **فَسَوّٰى** پس درست کیا اُسکو اُسکا قد اور حسن صورت بناکر **فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ** پس کیا اُس

ہی سے دو قسم کو الذکر و الانثی نر اور مادہ کہ اس سے تناسل حاصل ہو اور اولاد پیدا ہو اور یہ بدن جنین کا ہی الیس ذلک کیا نہیں ہے کہ وہ اس طرح پیدا کرتا ہے
بقادر قدرت رکھنے والا علی ان یحیی الموتی اوپر اسکے کہ زندہ کرے مردوں کو یہ استفہام اقراری ہی یعنی جو شخص کہ قادر ہی ابتدا میں پیدا کرنے پر وہ دوبارہ
بھی پیدا کر سکتا ہی اور جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی اس آیت کو پڑھے تو کہے کہ سبحانک اللھم بلی اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی تو حضرت نے بھی فرمایا
تھا کہ سبحانک اللھم بلی اور یہی حضرت باقر اور جعفر علیہما السلام سے منقول ہی سورۃ الانسان اور اس سورہ کو سورۂ دہر اور سورۂ ابرار بھی کہتے ہیں اور یہ مدنی
ہی مگر آیہ ولا تطع منھم آثما او کفورا اور اس سورہ میں جو اہلبیت کے فضائل کا ذکر ہی اسواسطے بعضے عداوت کی جہت سے اسکو مکی کہتے ہیں اور آیتیں اسکی اکتیس ہیں اور امام
محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورۂ ہل اتی علی الانسان کو پنجشنبہ کی صبح کی نماز میں پڑھے تو خدا تعالی آٹھ سو حور العین باکرہ اور چار ہزار حور العین غیر باکرہ
اسکی زوجہ کریگا اور ہمراہ محمد صلعم کے وہ ہوگا اور حضرت ہادی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی دوست رکھتا ہو اس امر کو کہ نگاہ رکھے اسکو خدا دوشنبہ کی نحوست اور شر سے
تو فجر کی صبح کی نماز کی رکعت اول میں سورۂ ہل اتی کو پڑھے اور بعد اسکے فرمایا کہ فوقٰھم اللہ شر ذلک الیوم بسم اللہ الرحمن الرحیم ھل اتی تحقیق
آیا ہی یہاں ہل قد کے معنی میں ہے یعنی تحقیق آیا ہی پہلے زمانہ قریب میں علی الانسان اوپر آدمی کے حین ایک وقت دراز اور معین من الدھر
زمانہ میں سے کہ لم یکن نہ تھا وہ آدمی شیئا مذکورا کوئی چیز ذکر کی گئی کہ کوئی اسکو پہچانتا تھا ہو اسطے کہ اپنے باپوں کی پشتوں میں وہ ایک نطفہ تھا اور بعضے کہتے
ہیں کہ مراد اس سے حضرت آدم ہیں کہ چالیس برس درمیان مکہ اور طائف کے پڑے رہے اور جبتک انمیں روح نہ پھونکی گئی تھی تو اس وقت میں کبھی خشک مٹی تھی اور کبھی گارا
تھی اور کبھی مثل ٹھیکرے کے تھی اور چالیس برس تک ان حالتوں میں رہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی اسکی تفسیر میں کہ انسان علم خدا میں مذکور تھا اور خلقت میں
مذکور نہ تھا اور کہتے ہیں کہ عمر کے روبرو یہ آیت پڑھی گئی تو کہا کہ کاش آدمی اسی حالت پر رہتا اور پیدا نہوتا اور اسکی اولاد نہوتی تاکہ ہم امتحان اور بلا میں گرفتار نہوتے اور
تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں لکھا ہے کہ مراد انسان سے علی ابن ابیطالب ہے اور استفہام بمعنی نفی کے ہی یعنی نہیں آیا ہی اس انسان پر ایسا کوئی وقت کہ مذکور نہو بلکہ ہمیشہ
مشہور اور معروف تھا اور کیونکر ایسا نہو جسکا نام خدا اور پیغمبر کے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہو اور بہشت کے دروازوں پر مرقوم ہو عالم کے پیدا ہونے سے پہلے چنانچہ مناقب
میں ان حضرت کے اہلسنت کے علما بھی لکھتے ہیں کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ جنت کے دروازہ پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابیطالب اخو رسول اللہ آسمان اور
زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے اور انکی روایتیں ہیں ہے چار ہزار برس پہلے انکے نور کو آدم سے پہلے پیدا کیا اور ساق عرش پر لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد نبی ایدتہ بعلی و نصرتہ
انا خلقنا الانسان تحقیق ہمنے پیدا کیا ہی آدمی کو من نطفۃ آب اندک سے کہ وہ منی ہی یہاں انسان سے مراد اولاد آدم کی ہی یعنی پیدا کیا ہمنے
آدمی کو امشاج نطفہ ملے ہوئے مرد اور عورت سے اور کہتے ہیں کہ وہ دونوں ملکر سبز ہو جاتے ہیں اور پیدا کیا اسکو اسواسطے کہ نبتلیہ آزمائیں ہم اسکو یعنی معاملہ آزمانیوالوں کا
سا کریں ہم احکام اپنی اسپر بھیجکر کہ وہ انپر عمل کرتا ہی یا نہیں فجعلناہ سمیعا بصیرا پس کیا ہمنے اسکو سننے والا اور دیکھنے والا تاکہ ہماری قدرت کی علامتوں اور
دلیلوں کو دیکھے اور ہماری آیتوں کو سنے اسواسطے کہ ہمنے اسکو سننے والا اور دیکھنے والا کیا ہی اور سوا اسکے ہمنے یہ کیا ہی کہ انا ھدینٰہ السبیل تحقیق ہمنے
دکھلایا اسکو رستہ سیدھا دلیلیں قائم کرکے اور آیتیں نازل کرکے بمعنی اما شاکرا و اما کفورا یا شکر کرنیوالا ہی کہ وہ مومن ہے اور یا ناشکری کرنیوالا کہ وہ
کافر ہے اور شاکرا اور کفورا دونو حال واقع ہوئے ہیں ہدینا کی ضمیر سے یعنی ہمنے تو سبکو راہ حق بتلادی ہی اور ہر ایک کو اسکی قدرت اختیار دیا ہے پس چاہے کوئی ایمان کو
اختیار کرے اور چاہے کفر کو اختیار کرے اور حجت ہماری اسپر تمام ہوگئی ہی اور اگر باوجود واضح ہونے دلیلوں قدرت اور وحدانیت خدا کے کفر کو اختیار کریگا تو انا اعتدنا تحقیق
ہمنے تیار کیا ہے للکافرین واسطے کافروں کے سلاسلا زنجیروں کو اور اہل مدینہ اور ابوبکر نے عاصم سے سلاسلا کو تنوین سے پڑھا ہی لیکن اسپر وقف کرتے ہیں یعنی تیار
کیا ہی ہمنے واسطے کافروں کی زنجیروں کو کہ انکو زنجیروں میں جکڑکر دوزخ میں کھینچتے ہوئے لیجائیں و اغلالا اور طوقوں کو کہ انکی گردنوں میں ڈالیں و سعیرا اور آتش افروختہ کو
کہ اسمیں ہمیشہ جلتے رہیں اور ثواب نیکوں کا کہتا ہی کہ ان الابرار تحقیق کہ نیک آدمی فرمانبرداری کرنیوالے خدا کے یشربون نوش کرینگے آخرت میں من
کاس پیالہ شراب سے کہ کان مزاجھا کافورا ہوگی آمیزش اسکی کافور بہشت سے کہ وہ بخلاف کافور دنیا کے ہے تا کہ خنک اور شیریں اور خوشبودار ہو جاوے
اور بعضے کہتے ہیں کہ کیفیت کافور کی حقتعالی نے اسمیں پیدا کی ہی اور کافور سے یہ نہیں ہے کہ وہ مانند زنجبیل کے ہوگا کہ جسمیں کافور ملا ہو اور روایتیں آیا ہی کہ کافور ایک چشمہ ہے بہشت میں

(سورۃ الدھر مدنیۃ و ھی احدی و ثلثون آیۃ) ع ۲ ۱۸

خوشبودار اور سفید اور سکا فور کی مشابہت سے اسکا نام کافور رکھا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ کافور کا بدل ہی الا عینا کو چنانچہ فرماتا ہی کہ عینا چشمہ ہے وہ کافور اور معناے اسکا محذوف ہے اور تقدیر
اسکی اعنی عینا ہے یعنی ہی ہیں پیالہ میں ملا ہوا ہوگا پانی چشمہ کا کہ **عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِہَا** نوش کرینگے ساتھ اسکے **عِبَادُ اللّٰہِ** بندے خدا کے جو کہ اسکی فرمانبرداری کرتے ہیں اور وہ
چشمہ ایسا ہوگا کہ **یُفَجِّرُوۡنَہَا** جاری کرینگے اور چلاوینگے اس چشمہ کو جہاں چاہینگے **تَفۡجِیۡرًا** جاری کرنا آسانی سے بدون مشقت اور تکلیف کے اور بدون کسی منع کرنیوالے
کے اور اگر ارادہ جاری کرنیکا ہوگا تو ایک خط کھینچینگے اسپر کو جاری ہو جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ نہر کی حاجت نہوگی اور اسکے بعد جو آیتیں ہیں جمیع علماء شیعہ کا اور اکثر علماء سنت کا جو کہ
نہایت معتبر ہیں اتفاق ہی اس امر پر کہ یہ آیتیں علی بن ابیطالب اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور فضہ کنیز فاطمہ زہرا کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور قصہ انکا اسطرح
کہ ایکمرتبہ حسن اور حسین علیہما السلام بیمار ہوے اور رسول خدا انکی پوچھنے کو تشریف لیگئے اور حضرت علی سے فرمایا کہ ای ابوالحسن تم اپنے ان ہر دو نور دیدہ کی صحت کیواسطے نذر کرو کہ خدا تعالی
انکو شفا بخشے پس حیدر کرار نے بموجب ارشاد رسول خدا صلعم نذر کی کہ الہی یہ دونو فرزند میری شفا پائیں تو میں تین روز روزہ رکھونگا اور جسوقت فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور
فضہ نے سنا تو انہوں نے بھی حضرت علی کی پیروی سے یہی نذر کی پس جسوقت حقتعالی نے انکو شفا بخشی تو انہوں نے روزہ رکھا اور کھانا دولتسراے حیدر کرار میں کچھ موجود نتھا
کہ روزہ کو اس سے افطار کریں اور ابن مہران باہلی کی روایت میں کو یہ ہے کہ علی مرتضی شمعون یہودی خیبری کے پاس گئے فرمایا کہ ای شمعون تیرے پاس کچھ اون ہے کہ تو اجرت پر وہ
اون دیوے کہ فاطمہ زہرا دختر رسول خدا صلعم تیرے واسطے اسکو کاتے اور اسکی اجرت میں تو تین صاع جو مجھکو دیوے شمعون نے کہا کہ ہی علی راضی ہوں اس معاملہ پر اور اپنے گھر میں جاکر وہ
تین صاع جو اور اون لایا شاہ اولیا اس اون اور جو کو لیکر فاطمہ زہرا کے حجرہ میں آئے فاطمہ زہرا نے ایک صاع جو انمیں سے پیسے اور پانچ روٹیاں اسمیں سے پکائیں اور شب شروع
ہوئی تو نماز شام کو انہوں نے ادا کیا اور کھانا اپنے روبرو رکھا اور چاہتے تھے کہ ان جو کی روٹیوں سے روزہ کو افطار کریں کہ ناگاہ انکے کانوں میں آواز پہنچی کہ السلام علیکم یا اہلبیت
میں ایک مسکین ہوں بھوکا ہوں مجھکو کھانا دو کہ خدا تعالی تمکو جنت کے میوے کھلائے پس جناب سید الاوصیا علی مرتضی نے اپنی روٹی اسکو دیدی اور باقی اہلبیت نے جو وہ کرم اور سخاوت
دیکھی تو سب نے انکی پیروی میں اپنی اپنی روٹیاں راہ خدا میں اسکو دیدیں یہانتک کہ فضہ نے بھی اور فقط پانی سے روزہ کو افطار کرکے اس شب کو بھوکے سو رہے اور دوسرا روز ہوا تو ان
پانچوں بزرگوں نے روزہ پر روزہ پھر رکھا اور قریب شام کی فاطمہ زہرا نے پانچ روٹیاں جو کی پکائیں اور بعد نماز شام کے وہ پانچ روٹیاں ان پانچوں یعنی علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین
اور فضہ نے ایک ایک روٹی اپنی سامنے رکھی اور چاہتے تھے کہ روزہ کو اس سے افطار کریں ناگاہ انکے کانوں میں آواز آئی کہ ای اہلبیت محمد میں ایک یتیم اور بیکس ہوں اور عاجز ہوں
اور میرے پاس کھانا نہیں ہے اور میں نہایت بھوکا ہوں کچھ کھانا مجھکو دو کہ خدا تعالی تمکو اسکے عوض میں بہشت کا کھانا کھلائے حضرت علی نے اپنی روٹی اسکو دیدی اور اہلبیت
اور فضہ نے بھی اپنی روٹیاں اسکو دیدیں اس شب کو بھی پانی سے روزہ افطار کرکے بھوکے سو رہے اور تیسرے روز بھی ان بھوکوں نے روزہ رکھا اور حضرت خاتون جنت نے بدستور پانچ روٹیاں جو کی
پکائیں اور بعد نماز شام کی چاہتے تھے کہ روزہ کو ان روٹیوں سے افطار کریں کہ ناگاہ انکے کانوں میں آواز آئی کہ ای اہلبیت محمد میں ایک اسیر ہوں محمد کے قیدیوں میں سے اور عاجز اور بھوکا
ہوں مجھکو کچھ کھانا دو تاکہ خدا تمکو اپنے خوان احسان میں سے سیر کرے شاہ اولیا نے اپنی روٹی اسکو دیدی اور انکی پیروی سے فاطمہ زہرا اور حسنین اور فضہ نے بھی اپنی اپنی روٹیاں اسکو دیدیں
اور اس شبکو بھی پانی سے روزہ افطار کرکے بھوکے سو رہے چوتھے روز علی مرتضی حسنین کے ہاتھ پکڑکر رسول خدا صلعم کے پاس لیگئے اور وہ دونو صاحبزادے ناتوانی اور بیطاقتی سے کانپتے
تھے جسوقت رسول خدا صلعم کی نظر ان صاحبزادوں پر پڑی تو فرمایا کہ ای ابوالحسن انکو کیا ہوا ہے کہ ایسے ناتوان اور بیطاقت ہوگئے ہیں شاہ اولیا نے سب حال بیان کیا رسول خدا یہ سنکر فاطمہ زہرا کے
حجرہ میں تشریف لائے اور دیکھا کہ وہ معصومہ مصلے پر اپنی نماز میں مشغول ہے اور ناتوانی اور بھوک سے شکم پشت سے لگا ہوا ہے پس حضرت نے یہ حال دیکھکر ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ واغوثاہ
باللہ اہلبیت محمد بھوکے مرتے ہیں اور یہی مہران باہلی کی روایت میں ہے کہ جسوقت حضرت نے اپنی اہلبیت کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے تئیں زمین پر گرا دیا اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ ہائے
افسوس تمنے تین دن اور تین رات سے کھانا نہیں کھایا ہے اور میں تم سے غافل رہا ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ ای محمد لیجئے تو اسکو اور خوش و خرم ہو تو اس نعمت اور بخشش سے کہ خدا تعالی
نے تیری اہلبیت کو عنایت فرمائی ہے حضرت نے فرمایا کہ کیا لوں میں ای جبرئیل جبرئیل نے یہ سورت ہل اتی آخر تک پڑھی اور کہا کہ یہ سورہ خدا تعالی نے تیری اہلبیت کی شان میں
نازل کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ جو علی مرتضی جو لائے تھے خود مزدوری کرکے ایک شخص کے باغ میں تمام شب پانی دیا تھا اور انکا کھانا پکاکر اسطرح تین دن اپنے روبرو رکھا اور
کھانے نہ پائے تھے کہ ایکروز مسکین آیا اور دوسرے روز یتیم آیا اور ایکروز اسیر آیا انکو وہ کھانا سب دیدیا اور خود بھوکے رہے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت
کی ہے کہ جناب سیدہ کے پاس کچھ جو تھے انکا کھانا پکایا اور چاہتے تھے کہ تناول فرمائیں ایک مسکین نے سوال کیا حضرت علی نے تہائی کھانا انمیں سے اسکو دیا اور بعد اسکے اسیوقت ایک

یتیم آیا اُسنے سوال کیا تہاہی کہانا اُسکو دیا اور اُسکے بعد اُسوقت ایک اسیر آیا اُسنے سوال کیا باقی کا کہانا اُسکو دیدیا اور آپ سب نے کچھ نہ کہایا حقتعالی نے یہ آیتیں اُنکی شانمیں
نازل کیں اور بعد اُسکے حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ یہ آیتیں جاری ہیں ہر مومن کے حق میں اگر مسکین اور یتیم اور اسیر کو کہانا دیویں خاص واسطے رضائے خدا کے اور یہی
روایت بھی حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور یہ روایتیں دلالت کرتی ہیں اس سورہ کے مدنی ہونے پر اور بعضے علماء اہلسنت اہلبیتؑ کی عداوت سے اسکو مکی کہتے ہیں لیکن
ابن عباس نے جو تفصیل سورہ مکی اور مدنی کی بیان کی ہی انہوں نے اس سورہ کو مدنی فرمایا ہی اور کتاب مناقب میں روایت کہ مفسرین اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
اس آیت کے آخر میں منقول ہی کہ جسوقت رسول خدا نے اُنکو بہوکا دیکہا تو جبرئیل نازل ہوئے اور اُنکے ہمراہ ایک کاسہ زرگر تہا سونیکا جڑاؤ موتیوں اور یاقوت سے اور بہرا ہوا طعام ثرید
سے وہ ٹکڑے روٹیوں کے شوربے میں کئی ہوئے تہے اور گوشت کی بوٹیاں تہیں اس کہانے میں سے مشک اور کافور کی خوشبو آتی تہی رسول خدا صلعم نے سب اہلبیت کو ہمراہ اپنے
بٹھلا کر وہ طعام بہشت کا تناول فرمایا اور رسول خدا صلعم اور اہلبیت اُسکو کہا کر سیر ہوگئے اور وہ کہانا بدستور اُسیطرح تہا اور اُسمیں سے کچھ کم نہوا تہا پس حسین علیہ السلام ایک ٹکڑا
گوشت کا ہاتہ میں لئے ہوئے گہر سے باہر نکلے ایک عورت یہودیہ نے دیکہکر کہا کہ اے حسین تیرے پاس کہاں سے آیا ہی میں بہوکی ہوں مجہکو دیدو حسین علیہ السلام نے ہاتہ اپنا اُسکے
منہ کو بڑہایا تاکہ اُسکو وہ گوشت کہلائیں جبرئیل اُسوقت نازل ہوئے اور وہ ٹکڑا گوشت کا حسینؑ کے ہاتہ میں سے لیلیا اور وہ کاسہ آسمان کو چلا گیا رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اگر
حسینؑ اس یہودیہ کے کہلانیکا ارادہ نکرتا تو وہ کاسہ ہمیشہ میری اہلبیت میں باقی رہتا کہ قیامت تک اُسمیں سے کہاتے رہتے اور پچیسویں تاریخ ذی الحجہ کے سورہ ہل اتی
نازل ہوئی ہی اور اہلبیت رسول کی شانمیں یہ سورت نازل ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ فاطمہ زہرا جو اہلبیت میں شریک ہیں خدا تعالی نے اُنکی خاطر کی خوشی کے واسطے اس سورہ
میں ہر چند بہشت کی بہت چیزوں کا ذکر کیا ہی لیکن حوروں کا ذکر نہیں کیا اور مراد ابرار سے اس سورہ میں جو کہ خدا کے نزدیک مکرم اور معزز ہیں اہلبیت رسول مختار ہیں
اور درجہ بلند اور عزت اُنکو ہو واسطے حاصل ہے **يُوفُونَ بِالنَّذْرِ** وفا کرتے ہیں وہ ساتہ نذروں کے جو کہ اُنہوں نے مانی ہیں اور وہ تین روزے تہے کہ حسنینؑ کی بیماری
میں اُنکی صحت کے واسطے نذر کئے ہی **وَيَخَافُونَ يَوْمًا** اور ڈرتے ہیں وہ اُس دن سے کہ **كَانَ شَرُّهُ** ہو بدی اُسکی یعنی ہول اور دہشت اُسکی **مُسْتَطِيرًا**
آشکارا اور پہیلی ہوئی اور بکہری ہوئی اور اسمیں اشارہ ہی طرف نیک اعتقادی کے اور اُنکی پرہیز کرنے گناہوں کی اور عذاب کو شر اسواسطے فرمایا ہی کہ شرور گنہگاروں کے واسطے خیر نہیں ہے
اگرچہ اپنی ذات میں وہ اچہا ہی **وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ** اور کہلاتے ہیں وہ کہانا **عَلَى حُبِّهِ** اور پر دوستی اُس خدا کے یا اوپر دوستی اُس کہانے کی یعنی اپنی بہوکے تہے وہ
کہ کہانیکو بہت دوست رکہتے تہے اُسوقت اُنہوں نے بہوکونکو کہانا کہلایا اور خود نہ کہایا اُس کہانا کہلانیکا ذکر خدا تعالی کرتا ہی اور کہلاتے ہیں وہ کہلانے کو اوپر دوستی
اُسکی **مِسْكِينًا** درویش مسکین کو **وَيَتِيمًا** اور یتیم کو کہ وہ خرد سال بے پدر ہے **وَأَسِيرًا** اور قیدی کو کہ وہ دار الحرب سے پکڑ کر اُسکو لائے ہیں اور منقول ہے کہ جسوقت
کسی قیدی کو رسول خدا کے پاس لاتے تہے تو وہ حضرت اُسکو کسی مسلمان کے سپرد کرتے تہے جبتک کہ اُسکے مقدمہ میں حضرت کچہہ حکم فرمائیں اور اُس مسلمان کو فرماتے تہے کہ اس پر احسان کرتی رہنا
اور فقہا کے نزدیک دار الاسلام میں کفار پر احسان کرنا جائز ہی اور کہتے ہیں وہ وقت دینے کہلانے کے کہ **إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ** سوائے اسکے نہیں کہ کہانا دیتے ہیں ہم تمکو **لِوَجْهِ اللَّهِ**
واسطے طلب کرنے رضائے خدا کے **لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ** نہیں ارادہ کرتے ہیں تمسے اور نہیں چاہتے ہیں **جَزَاءً** بدلا کہ کہانا دینے کی عوض میں تم ہمکو کچہہ دو **وَلَا شُكُورًا**
اور نہ شکر کرنیکو کہ تم ہماری تعریف کرو اسواسطے کہ کسیکو کچہہ دیکر احسان کہنا اور توقع جزا کی اُس سے رکہنی اور طالب مدح اور تعریف کا ہونا ثواب کو ضائع کرتا ہی بلکہ کہانا تمکو ہم واسطے
دیتے ہیں کہ **إِنَّا نَخَافُ** تحقیق کہ ہم ڈرتے ہیں **مِنْ رَبِّنَا** پروردگار اپنے سے **يَوْمًا عَبُوسًا** اُس روز سے کہ نہایت ترش ہوگا لوگونکی جہت سے اور ایسا
ہی وہ روز کہ دہشتونکی سبب سے نہایت **قَمْطَرِيرًا** سخت اور دراز ہے کہ اُسکی سختی اور ترشی سے سب پریشان ہونگے اور حاصل یہ ہی کہ وقت کہانا دینے کے کہتے ہیں وہ کہ ہم واسطے
رضائے خدا اور خوف غضب مالک روز جزا اسی امروز کو کہ جسمیں بڑی سختیاں ہیں تمکو کہانا دیتے ہیں اور کسی غرض کیواسطے **فَوَقَاهُمُ اللَّهُ** پس نگاہ رکہے اُنکو خدا **شَرَّ**
ذَلِكَ الْيَوْمِ بدی اُس روز کی یعنی ہولوں سے اُس روز کے **وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا** اور لا رکہا اُنکے آگے خدا تازگی اور فرحت کو اور امام محمد باقر علیہ السلام نے
فرمایا ہی کہ تازگی چہرونمیں ہوگی اور خوشی دلوں میں ہوگی **وَجَزَاهُمْ** اور بدلا دیگا اُنکو **بِمَا صَبَرُوا** اور اسسبب کہ صبر کیا ہی اُنہوں نے یہ ما مصدریہ ہی یعنی اور بدلا دیگا
اُنکو خدا بسبب صبر کرنے اُنکے کہ خود فاقہ سے رہتے ہیں اور غیروں کو کہلاتے ہیں اور اپنی بہوک پر صبر کرتے ہیں اور درجات کو پاتے ہیں اور گناہوں پر پرہیز کرتے ہیں اسی بدلا دیگا اُنکو **جَنَّةً**
بہشت کو کہ ہر ہی وہ طرح طرح کی نعمتوں سے **وَحَرِيرًا** اور لباس ریشمی بہشت کو کہ اُسکو زیب تن کرینگے وہ **مُتَّكِئِينَ** جسوقت کہ تکیہ لگانیوالے ہونگے **فِيهَا** بیچ اُس بہشت کے اور پا

متکئین صفت بہشت کی واقع ہوئی ہے یعنی ایسا بہشت کہ تکیہ لگائے ہونگے وہ بیچ اُسکی عَلَی الْاَرَآئِکِ اوپر تختوں کے کہ سونے اور چاندی کے ہونگے اور قسم
قسم کے جواہر سے لَا یَرَوْنَ فِیْهَا نہ دیکھینگے وہ بیچ اُن بہشت کے یہ بھی یا تو حال ہی متکئین کی ضمیر سے اور یا صفت جنت کی ہے یعنی جسوقت کہ نہ دیکھیں گے وہ بیچ
اُسکے اور یا یہ کہ ایسا بہشت ہے کہ نہ دیکھینگے بیچ اُسکے وہ شَمْسًا آفتاب کو یعنی گرمی کو نہ پاینگے وَّلَا زَمْهَرِيْرًا اور نہ سردی کو کہ ہوا بہشت کی معتدل ہوگی اور نہ گرمی
ہوگی وہاں اور نہ سردی ہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ زمہریر نام مہتاب کا ہے یعنی ہوا بہشت کی خود نورانی ہوگی اور نہ وہاں احتیاج سورج کی ہوگی نہ چاند کی اور ابن
عباس سے روایت ہے کہ اگر وہ بہشتی بہشت میں عادت سے زیادہ روشنی پائیں مانند روشنی آفتاب کے سو وقت کہیں کہ خداوندا ہمکو تونے وعدہ دیا تھا کہ لا یرون فیہا شمسا ولا زمہریرا
یہ روشنی کیسی ہے خطاب آئیگا کہ یہ روشنی آفتاب کی نہیں ہے بلکہ سید اوصیا اور خیر النسا یعنی علی مرتضی اور فاطمہ زہرا علیہما السلام لطافت کی باتیں آپس میں کرکے ہنسے ہیں
اور انہوں نے خندہ کیا ہے یہ روشنی انکے دندان نورانی کا اثر ہے کہ بہشت کی روشنی پر غالب ہوگئی ہے وَدَانِيَةً اور نزدیک پہنچے ہوئے ہیں اسکا عطف جنت پر ہے یعنی بدلا دیگا
خدا انکو ایک اور بہشت سوائے اُس بہشت پہلے کے کہ نزدیک ہونیوالے ہوں عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا اوپر اُنکے سائے درختوں اُن بہشت کے اور دانیۃ حال یا صفت
بھی ہوسکتا ہے باعتبار عطف کے جنت کا وَذُلِّلَتْ اور حکم میں کیے جائیں قُطُوْفُهَا میوے اُن بہشت کے تَذْلِيْلًا حکم میں رکھنے کہ بہت آسان ہو توڑنا انکا
اور جس میوہ کی خواہش ہوگی وہ خود مع شاخ کے قریب آجائیگا وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ اور پھرائے جاوینگے اوپر انکے یعنی گردش دی جائیگی اور انکو وہاں پینے کو دینگے
بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ ساتھ برتنوں کے چاندی سے کہ چھوٹے چھوٹے دستہ دار ہونگے وَّاَكْوَابٍ اور ساتھ آبخوروں کے کہ بڑے بڑے برتن ہونگے بے دستے کے كَانَتْ
قَوَارِيْرَا۟ ہوویں گے وہ برتن شیشہ یعنی مانند شیشہ کے صفائی اور شفافی میں ہونگے قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ شیشہ چاندی سے یہ قواریر بدل ہے پہلے قواریر کا یعنی
ہوویں گے وہ برتن مثل شیشے کے بنے ہوئے اور پیدا کیے ہوئے چاندی سے کہ شفافی اور چمک میں مثل شیشہ کے ہونگے اور نرمی اور سفیدی میں مثل چاندی کے ہونگے اور اہل مدینہ نے
قواریر کو دونوں جگہہ تنوین سے پڑھا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نظر بہشت کی چاندی میں ایسی گزر جاتی ہے جیسے کہ شیشہ میں سے گزر جاتی ہے اور مراد
یہ ہے کہ جنس اُن برتنوں کی چاندی ہے کہ جمع ہوئی ہے اُسمیں سفیدی چاندی کی اور صفائی شیشہ کی قَدَّرُوْهَا اندازہ کرینگے وہ بہشتی اُن برتنوں کو موافق
آرزو اپنی کے اور یا یہ کہ دینے والے اُن برتنوں کو موافق سیرابی اُنکی کے اندازہ کریں تَقْدِيْرًا اندازہ کرنا ایسا کہ موافق اُنکے حوصلہ کے برتن دیویں کہ وہ
جسمیں سیراب ہوجاویں اور اُن برتن میں زیادہ اور کم نہو اور ساقی کا یہ بہت بڑا ہنر ہے اسواسطے کہ موافق حاجت کے نہ کم ہو اور نہ زیادہ اور بعضے کہتے ہیں معنی اسکے یہ ہیں
کہ بہشتی جسقدر کہ اپنے پینے کا اندازہ کرینگے اُسیقدر پاوینگے وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا اور پلائے جائینگے بیچ اُن بہشت کے كَاْسًا پیالہ شراب کا كَانَ
مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ہوگی آمیزش اسکی سونٹھ یعنی شراب میں سونٹھ خوشبودار بہشت کی ملائینگے کہ وہ بہت فرحت و لذت بخشنے والی ہوگی
اور یہ سونٹھ ایسی نہیں ہے جیسی کہ دنیا کی سونٹھ ہے چنانچہ ابن عباس کی روایت ہے کہ جو کچھ خداتعالی نے قرآن میں بہشت کی چیزوں کا نام لکھا ہے وہ دنیا میں نہیں
ہیں اور لیکن خداتعالی نے نام رکھا ہے اُن چیزوں کا نام پر کہ دنیا میں مشہور ہیں اور سونٹھ عرب کو بہت خوب اور پسندیدہ ہے اسواسطے کہ خداتعالی نے اسکا ذکر قرآن میں کیا ہے اور
سونٹھ کو وعدہ دیا ہے کہ بہشت میں پیالہ شراب کا سونٹھ ملا ہوا پینے کو دینگے عَيْنًا فِيْهَا چشمہ ہے بیچ اُن بہشت کے یہ بدل ہے زنجبیل کا یعنی وہ زنجبیل ایک چشمہ ہے
بہشت میں کہ مزہ اسکا زنجبیل کا سا ہے تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا نام رکھا جاتا ہے چشمہ سلسبیل بسبب سلامت وہ پانی کے گزرنے اسکو پانی کے حلق میں اور یا یہ کہ وہ چشمہ میں
بہشتیوں کی ہوگا اور جس جگہہ آرزو کرینگے اُدھر ہی کو وہ روانہ ہوجائیگا اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خداتعالی نے مجھکو کوثر دیا ہے اور علی کو سلسبیل دیا ہے اور یہ سلسبیل
میں اور اوسطی زیادتی مبالغہ کے آئی وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ اور گرد پھرینگے اوپر اُن نیکوں کے وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ لڑکے ہمیشہ کو لڑکے رہنے والے کہ لڑکا
لڑکپن مانند کے کبھی نہ بدل جائیگا بلکہ حسن حالت پر رہینگے ہمیشہ اسی حالت پر رہینگے اور یا یہ کہ گوشوارہ دار ہونگے اور وہ ایسے ہونگے حسن جمال میں اِذَا رَاَيْتَهُمْ
جسوقت کہ دیکھیگا تو انکو اے دیکھنے والے حَسِبْتَهُمْ گمان کریگا تو انکو صفائی رنگ اور روشنی چہرہ میں لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا موتی بکھرے ہوئے کہ ابھی تر و تازہ
صدف میں سے نکلے ہیں اور ہاتھ کسیکا اُنپر نہیں پہنچا ہے اور بکھرے ہوئے اسواسطے فرمایا ہے کہ وہ خدمت کرتے ہوئے ہر طرف کو پھرتے ہونگے وَاِذَا رَاَيْتَ اور جسوقت دیکھیگا تو اے
دیکھنے والے اُن چیزوں کو کہ جو کچھ ہمنے ذکر کیے ہیں مفعول اس آیت کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی یا فاعل رایت کا ذکر نا ہے یعنی اور جسوقت کہ تو کچھ کو کہ مذکور کیا ہے ہمنے انکو ثَمَّ

رَأَيْتَ نَعِيْمًا اس جگہ یہ کہ ... کی تعریف نہو سکے وَّمُلْكًا كَبِيْرًا اور ملک بڑی کو کہ جسکا زوال کبھی نہو اور پہلے ہیں سے گزر گیا کہ کمتر ادنی بہشتی کا ملک
دنیا کے برابر دیکھیگا اور بعضی حدیث میں آیا ہے کہ ادنی بہشتی اپنے ملک کیطرف نظر کریگا تو ہزار برس کی راہ کا ملک دیکھیگا اور نہایت ملک کو ملاحظہ کریگا اسطرح جسطرح کہ ابتدائے ملک کو
دیکھتا ہے اور یا مراد ملک بڑی سے یہ ہے کہ جو کچھ خواہش کریگا وہ میسر ہوگا اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ مراد ملک عظیم سے یہ ہے کہ ملائکہ بدون اذن طلب کیے ہوئے اس مومن بہشتی کے پاس نہ
جا سکینگے عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ اور بہشتیوں کے لباس ہونگے ریشمی باریک اور نازک کپڑے کی اور عالیہم حال واقع ہوا ہے ضمیر علیہم سے یا حسبتہم سے یعنی
حسبتہم کا اور یا ان لوگوں کی کپڑے باریک ریشمی کپڑے کے ہونگے اور اہل مدینہ نے عالیہم کو ساکن پڑھا ہے مبتدا مقرر کر کے خُضْرٌ سبز ہونگے وہ کپڑے اور وَّاِسْتَبْرَقٌ
اور ریشمی گندہ کپڑے مثل اطلس کے اور اہل بصرہ اور ابو جعفر اور ابن عامر نے خضر کو مرفوع پڑھا ہے ثیاب کی خبر مقرر کر کے اور استبرق کو مجرور پڑھا ہے مضاف الیہ ٹھیرا کر بقصد عطف
کے اور ابن کثیر اور ابو بکر نے خضر کو مجرور پڑھا ہے سندس کی صفت ٹھیرا کر اگرچہ خضر جمع ہے اور سندس واحد ہے اسلیے کہ سندس کو جنس مقرر کر کے خضر کو اس پر جاری کیا ہے
اور استبرق کو مرفوع پڑھا ہے ثیاب پر عطف کر کے اور نافع اور حفص نے دونوں کو مرفوع پڑھا ہے خضر کو خبر ثیاب کی اور استبرق کا عطف ثیاب پر کر کے اور حمزہ اور کسائی نے اور خلف نے
دونوں کو مجرور پڑھا ہے خضر کو صفت سندس کی اور استبرق کو مضاف الیہ ثیاب کا ٹھیرا کر باعتبار عطف کے وَحُلُّوْٓا اور آراستہ کیے جاوینگے اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ کنگنوں سے
چاندی کے اور کبھی یہ کنگن چاندی بہشت کی ایسی صاف اور شفاف ہے کہ انمیں سے اس طرف کی چیزیں انکے انمیں سے دیکھ سکتی ہیں اور وہ جواہر سے بہتر ہے وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ اور
پلاویگا انکو پروردگار شَرَابًا طَهُوْرًا شراب پاک اور پاک کرنیوالی کینہ اور حسد سے اور تمام اوصاف بد سے اور بعد پینے کے بدن میں خوشبو کردیگی اور اسکا پسینا ہو جاویگا
وہ مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا بخلاف شراب دنیا کہ بدمزہ اور بدبو ہوتی ہے اور پیشاب ہو کر نکلتی ہے اور رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ہر شخص کو بہشتیوں میں سے قوت سو
آدمیوں کی ملیگی ہوگی اور جسوقت سیر ہو جاوے تو انکو شراب طہور پلاوینگے جسقدر کہ کھانا کھایا ہے وہ پسینہ ہو کر سب کے بالوں اور تنوں میں سے نکل جاویگا اور خوشبو اسکی مشک سے زیادہ
ہوگی اور اسوقت پھر شہوت کھانیکی ہو جاویگی اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازہ پر ایک درخت ہے کہ ہزار آدمی اسکے ہر پتہ کے سایہ میں کھڑے ہوں
اور اس درخت کی جانب راست ایک چشمہ ہے پاک کرنیوالا ایسے پلائی جاوینگے بہشتی انمیں سے پس پاک کر دیگا خدا انکے دلوں کو حسد سے اور بال انکی بدنوں سے گر پڑینگے اور یہی مراد ہے
قول حقتعالی سے کہ وسقہم ربہم شرابا طہورا اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پاک کریگا وہ چشمہ انکو ہر چیز سے سوا خدا کے کہ سبکو چھوڑ کر متوجہ مولی کے ہو جاوینگے اور
جاننا چاہیے کہ چشمہ کوثر تو بہشت میں خاص رسول خدا صلعم کا ہے اور ذکر اسکا سورہ کوثر میں آویگا انشاء اللہ تعالی اور چار نہریں متقیوں کی ہیں پانی کی اور شیر کی اور شراب
کی اور شہد کی اور ذکر انکا سورہ محمد میں گذر گیا ہے اور دو چشمے خدا سے خوف کرنیوالوں کی واسطے ہیں اور دو چشمے اصحاب یمین کے واسطے ہیں اور یہ چاروں سورہ رحمن میں گذر گئی
اور شراب رحیق ابرار کے واسطے ہے اور تسنیم مقربوں کے واسطے ہے اور یہ دونوں انشاء اللہ تعالی سورہ مطففین میں مذکور ہونگی اور دو چشمے اہلبیت علیہم السلام کے ہیں کہ وہ کافور
اور زنجبیل ہیں اور اسکو سلسبیل بھی کہتے ہیں اور شراب طہور انہی کے واسطے ہے اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ رب اس جگہ سید کے معنی میں ہے جیسے کہ اذکرنی عند ربک میں ہے
اور مراد اس سے امیر المومنین علیہ السلام ہیں پس معنی آیت کے یہ ہونگے کہ پلاویگا انکو سید انکا علی ابن ابیطالب کہ ساقی بہشتیوں کا ہے اور سنی اور شیعہ کی دونوں کی روایتوں میں ہے
کہ علی ساقی کوثر ہے اور جسوقت ابرار اور نیکوں کو یہ نعمتیں عنایت ہوں تو انکو کہا جاویگا کہ اِنَّ هٰذَا تحقیق یہ یعنی جو کچھ مذکور ہوا ہے كَانَ لَكُمْ جَزَآءً
ہے واسطے تمہارے بدلا تمہارے عملوں کا وَّكَانَ سَعْيُكُمْ اور ہے کوشش تمہاری طاعتوں میں اور خیرات میں اور خدا کی مرضیوں میں مَّشْكُوْرًا پسندیدہ اور قدردانی
کی گئی اور جزا دی گئی اور اب پیغمبر صلعم کیطرف خطاب کرتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ تحقیق ہمنے نَزَّلْنَا نازل کیا ہے عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ اوپر تیرے قرآن کو
تَنْزِيْلًا نازل کرنا بتدریج سورت سورت اور آیت آیت تاکہ تجھ پر اسکا حفظ کرنا دشوار نہو اور معانی کو اسکی بخوبی سمجھے اور ضمیر متکلم کی مکرر خصوصیت کے واسطے
آئی ہے کہ ہمنے ہی نازل کیا ہے فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ پس صبر کر تو واسطے حکم پروردگار اپنے کے اگرچہ تیری نصرت کرنے میں کافروں پر تاخیر ہوتی ہے کہ حکمت اور
مصلحت اسکا تقاضا کرتی ہے وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اور نہ فرمانبرداری کر تو انمیں سے اٰثِمًا گنہگار کے مثل عتبہ کہ تجھکو حق کیطرف بلانیسے منع کرتا ہے
اَوْ كَفُوْرًا یا ناشکرے کہ تجھکو کفر کیطرف بلاتا ہے مثل ولید بن مغیرہ کے اور عتبہ کہتا تھا کہ اگر تو لوگوں کو اسلام کیطرف بلانیسے باز رہے تو میں تجھکو اپنی دختر دوں
اور ولید کہتا تھا کہ تو ہماری دین میں آ جاوے تو میں تجھکو تونگر کر دوں اور ان دونوں کی فرمانبرداری سے خدا منع کرتا ہے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اور یاد کر تو نام پروردگار

ع ۲۲
۱۵

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا صبح اور شام یعنی ہمیشہ اسکی ذکر میں مشغول رہ وَمِنَ الَّيْلِ اور کچھ رات میں سے فَاسْجُدْ لَهٗ پس سجدہ کر تو واسطے اسکے
یعنی نماز پڑھ اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ مراد بکرۃ سے صبح کی نماز ہے اور اصیل شامل ہے ظہر اور عصر کو وقت اور من اللیل فاسجد له سے مراد مغرب اور عشا ہے پس معنی اسکی یہ ہوئی کہ
پانچوں وقت نماز پڑھ تو وَسَبِّحْهُ اور پاکی سے یاد کر تو اسکو لَيْلًا طَوِيْلًا رات دراز میں یعنی رات کے وقتوں میں سے دراز وقت میں نماز تہجد کو پڑھ کہ وہ آدھی رات ہے
یا دو تہائی یا ایک تہائی اور احمد بن محمد نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ تسبیح کیا ہے فرمایا کہ وہ نماز شب ہے اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ تحقیق کہ یہ قوم کفار کی يُحِبُّوْنَ
الْعَاجِلَةَ دوست رکھتے ہیں جلدی جانیوالے دنیا کو اور اسکی لذتوں جلد فنا ہونیوالی کو چاہتے ہیں وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ اور چھوڑتے ہیں پیچھے اپنے
يَوْمًا ثَقِيْلًا دن بھاری کو کہ وہ دن قیامت کا ہے اور اسکی واسطے عمل نہیں کرتے ہیں اور یوم کو ثقیل اسکی شدت اور ہول کے سبب سے فرمایا ہے کہ بھاری کا اٹھانا
بہت سخت ہوتا ہے نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ ہمنے ہی پیدا کیا ہے انکو آب اندک منی سے وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ اور مضبوط کیا ہے ہمنے جوڑوں انکی یوں
انکی کو پٹھوں سے مضبوط باندھ کر وَاِذَا شِئْنَا اور جسوقت چاہیں ہم ہلاک کرنا انکا تو بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ بدل دیویں ہم مثل انکی سے خلقت میں
اور مضبوطی جوڑوں میں تَبْدِيْلًا بدلنا بہت آسانی سے اور انکی جگہہ دوسروں کو پیدا کریں ہم اور یا یہ کہ دوسری جہان میں اسی صورت اور ہیئت سے پھر انکو پیدا
کریں ہم اِنَّ هٰذِهٖ تحقیق کہ یہ سورہ تَذْكِرَةٌ نصیحت ہے کہ اسکو سمجھیں اور یاد کریں آخرت کو اور اہلبیت علیہم السلام کے معاملہ سے نصیحت پکڑ کر راہ
خدا میں خرچ کریں اور موافق انکی عمل کریں تاکہ بلند درجوں کو پہنچیں چنانچہ فرماتا ہے کہ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ پس جو شخص چاہے پکڑے اِلٰى رَبِّهٖ
طرف پروردگار اپنے کے سَبِيْلًا راہ طاعت کو اختیار کرکے اور گناہوں سے پرہیز کرکے اور درجات کو ادا کرکے وَمَا تَشَآءُوْنَ اور نہیں چاہتے ہو تم راہ کو
ایسی راہ کو جو خدا کی طرف پہنچاتی ہے اور ابن عامر اور ابو عمرو اور ابن کثیر نے یشاءون غائب کا صیغہ پڑھا ہے یعنی اور نہیں چاہتے ہیں وہ کفار اپنے اختیار سے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ
اللّٰهُ مگر یہ کہ چاہے خدا کہ پیغمبر جبر کرے ان راہ کی طرف ڈالی اور اس سے تمکو کچھ فائدہ نہیں ہے ہوسکتی کہ فائدہ اور ثواب سمجھی ہے کہ جو خود اپنے ارادہ اور اختیار سے ایمان لاوے اور
عمل نیک کرے اِنَّ اللّٰهَ تحقیق کہ خدا كَانَ عَلِيْمًا ہے جاننے والا تمہاری قولوں اور فعلوں کا اور تمہاری سب حالات کا حَكِيْمًا حکمت والا کہ
کسی چیز کا ارادہ نہیں کرتا ہے مگر جو کچھ کہ حکمت اور مصلحت اسکی تقاضا کرے يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ داخل کرتا ہے جسکو چاہتا ہے فِيْ رَحْمَتِهٖ بیچ رحمت
اور بخشش اپنی کے کہ وہ ہدایت اور توفیق سے حاصل ہوتی ہے واسطے طاعت اور عبادت خدا کے اور یا یہ کہ بہشت میں اپنے فضل اور کرم سے داخل کرتا ہے وَالظّٰلِمِيْنَ
اور ظلم کرنیوالے اسکا عطف یدخل پر ہے یعنی اور تحقیق ظلم کرنیوالے اپنے نفسوں پر کفر کرکے اَعَدَّ لَهُمْ تیار کیا ہے خدا نے واسطے انکے آخرت میں عَذَابًا اَلِيْمًا عذاب
دردناک سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں پچاس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ المرسلات کو پڑھے حقتعالیٰ اسکو پیغمبر کا
آشنا کر دے اور ہمنشین پیغمبر کا کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْمُرْسَلٰتِ قسم ہے فرشتوں بھیجے گیوں کی عُرْفًا واسطے نیکی کے
کہ احکام خدا کے لیکر آتے ہیں یا آیتیں قرآن کی کہ موجب نیکی کا ہے واسطے ہدایت خلق کے اور عرفا یا مفعول لہ واقع ہوا ہے یا حال اور عرف بمعنی نیکی ہے یا پے در پے
اسکی معنی ہے اور مرسلات یعنی بھیجی گئے یا تو ملائکہ ہیں خدا کی آیات کو لیکر اور یا ہوائیں ہیں کہ پے در پے بھیجی گئی ہیں اور اگر ان سے ملائکہ مراد ہیں تو عرفا مفعول لہ
ہے اور اگر ہوائیں مراد ہیں تو عرفا حال واقع ہوا ہے فَالْعٰصِفٰتِ پس ملائکہ سخت کے دینوالوں کی چلنے والونکی عَصْفًا سخت کودنا اور چلنا خدا تعالیٰ
کے احکام پہنچانیکی فرمانبرداری میں اور یا قسم ہے ہواؤں سخت چلنے والیوں کی واسطے عذاب کرنے کافروں کے وَّالنّٰشِرٰتِ اور قسم ہے فرشتوں پھیلانیوالوں
تعریفوں اور کتابوں کی جو کہ نبیوں پر بھیجی جاتی ہیں یا قسم ہے ہواؤں پھیلانیوالیوں کی یا قسم ہے بادلوں پھیلانیوالوں مینہ کے نَشْرًا پھیلانا خدا کے حکم
فَالْفٰرِقٰتِ پس قسم ہے فرشتوں جدا کرنیوالوں حق کی باطل سے فَرْقًا جدا کرنا قرآن کی آیتوں سے کہ وہ جدا کرنیوالیاں خیر کی ہیں شر
سے یا قسم ہے ہواؤں جدا کرنیوالیوں بادلونکی آپس میں سے فَالْمُلْقِيٰتِ پس قسم ہے فرشتوں ڈالنے والونکی ذِكْرًا ذکر کو طرف نبیوں کے اور نبیوں تک
پہنچتی ہوئی عُذْرًا یا واسطے عذر خدا کے جانب سے اَوْ نُذْرًا یا واسطے ڈرانے خلقت کے اور یا واسطے عذر مستحقوں ثواب کے اور ڈرانے باطلوں بدکرداروں کے یعنی ڈالنا
ذکر کا واسطے کہنے اہل حق خدا کے سامنے عذر کرنیکی جستجو کریں توبہ اور استغفار کرکے اور ڈرانا باطلوں کا واسطے ہے کہ وہ تامل نہیں کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں

او عذرا او نذرا دونو مفعول لہ ہیں یا بدل ہیں ذکرا سے یا حال بھی ہو سکتے ہیں او رحاصل یہ ہی کہ خدا تعالیٰ نے ان ہواؤں کی قسم کھائی ہی کہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ تحقیق جو
وہ چیز کہ وعدہ کی جاتے ہو تم اُسکی آنیکا کہ وہ قیامت ہے لَوَاقِعٌ البتہ واقع ہونیوالی ہی اور ظاہر ہونیوالی ہی او رُسکی علامتونکو بیان کرتا ہی کہ فَاِذَا النُّجُوْمُ
پس جسوقت کہ ستارے طُمِسَتْ مٹائی جاویں اپنے مقاموں سے وَاِذَا السَّمَآءُ اور جسوقت آسمان فُرِجَتْ پھاڑا جاوے وَاِذَا الْجِبَالُ اور
جسوقت کہ پہاڑ نُسِفَتْ اُکھاڑے جاویں اپنی جگہہ سے کہ جسمیں اثر انکا زمین پر باقی نرہی اور مانند غبار کے ہوا پر پھیل جاویں وَاِذَا الرُّسُلُ اور جسوقت کہ
پیغمبر اُقِّتَتْ وقت مقرر کیے جاویں ساتھ ہونا اپنی امتوں کے واسطے گواہی دینے یعنی جسوقت کہ یہ ہو واقع ہونگی تو قیامت ظاہر ہوگی او رکہیجاویگی کہ لِاَیِّ
یَوْمٍ اُجِّلَتْ واسطے کس دن کے تاخیر کی گئی وہ امور یعنی ستارونکا مٹنا اور آسمان کا پھٹنا اور پہاڑونکا اُکھڑنا اور رسولونکا گواہی بنا کس دن کیواسطے تاخیر
کیا گیا ہی جواب آتا ہی کہ لِیَوْمِ الْفَصْلِ واسطے دن جدا کرنیکے کہ مومن کو کافر سے جدا کرینگے او رفرمانبردار کو گنہگار سے یا واسطے روز فیصلہ او رحکم کرنیکے درمیان
خلقت کے وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جتایا تجھکو او رکیا جانے توکہ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ کیا ہی دن جدا کرنیکا اور کیونکر اُسکی حقیقت کو تو پہنچے
وَيْلٌ خرابی ہے يَّوْمَئِذٍ اُس روز لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانیوالونکی روز فیصل کو اور ویل مصدر ہے اور اصل میں منصوب ہے فعل مضمر سے
اور رفع سے کو دلالت کرنیکو دوام اور ثبوت عذاب دینا اور اب کفار کو ڈراتا ہی کہ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ کیا نہیں ہلاک کیا ہے ہمنے پہلونکو مثل قوم نوح
اور عاد او رثمود کے کہ جنہوں نے نبیا کو جھٹلایا تھا ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ پھر پیچھے لگا دینگے ہم اُنکی ہلاک کرنیمیں الْاٰخِرِيْنَ پچھلونکو کہ مثل اُنکی ہیں جیسے کہ کفار
مکہ اور وہ قتل ہونا اُنکا تھا جناب میں بدر اور مبتلا ہونا قحط میں اور یا یہ کہ قوم نوح کے بعد لائے ہیں ہم قوم لوط او رشعیب اور موسیٰ کو كَذٰلِكَ ایسے ہی نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ
کرتے ہیں ہم ساتھ گنہگاروں کے کہ وہ کفر کرنیوالے ہیں وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ وائے ہے اُس روز لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانیوالونکی جو کہ خدا کی آیتونکو اور نبیوں کو جھٹلاتے ہیں
اور پہلی تکذیب ثبوت قیامت کیواسطے تھی اور دوسری تکذیب خدا کی آیات کیواسطے ہے اسواسطے اسکو مکرر نہیں کہتے ہیں بلکہ دوسری تکذیب غیر ہی پہلی تکذیب کی اَلَمْ
نَخْلُقْكُّمْ کیا نہیں پیدا کیا ہمنے تمکو مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ آب ذلیل اور خوار سے فَجَعَلْنٰهُ پس کردیا ہمنے اسکو فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ بیچ قرار گاہ
مضبوط کے کہ وہ شکم عورت کا ہی اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ اندازہ معلوم او رمعین تک کہ وہ وقت پیدا ہونیکا ہی اور نواں یا دسواں مہینہ ہی فَقَدَرْنَا پس
قدرت رکھنی والے تھے ہم تمہارے پیدا کرنے پر فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ پس اچھی قدرت رکھنیوالے ہیں ہم اُسکی تدبیر پر اور اندازہ کرنے پر تمہاری پیدائش کے
طعل ہیں رکھتا ہی ہیں او رمرد کرتے ہیں او رعورت کرتے ہیں وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ وائے ہے اُس روز لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانیوالونکی ہماری قدرت کو
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کیا نہیں کیا ہمنے زمین کو كِفَاتًا سمیٹنے والی اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا زندونکو اور مردونکو یعنی زندونکو اپنی باہر جمع کیا ہی
اور مردونکو اپنے اندر اور بعضے کہتے ہیں کہ کفات ظروف کے معنی میں ہے یعنی ظروف زندوں اور مردونکے لئے ہیں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام جسوقت صفین سے
پھری تو گذر اُنکا قبرستان پر ہوا فرمایا کہ یہ مسکن مردونکی ہیں او رپھر نظر کی کوفہ کے گھرونکی طرف اور فرمایا کہ یہ مسکن زندونکی ہیں او رپھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ
کفاتا احیاء و امواتا اس سے معلوم ہوا کہ کفات مسکن کے معنی میں ہے وَجَعَلْنَا فِيْهَا اور کیئے ہمنے بیچ اُس میں رَوَاسِيَ پہاڑ مضبوط ٹھیری ہوئے
شٰمِخٰتٍ بلند اور بڑی اونچے وَّاَسْقَيْنٰكُمْ اور پلایا ہمنے تمکو مَّآءً فُرَاتًا آب شیریں او رصاف بسبب پیدا کرنے چشموں اور نہروں کے
پہاڑوں میں وَيْلٌ خرابی جہنم ہے يَّوْمَئِذٍ اُس روز لِّلْمُكَذِّبِيْنَ واسطے جھٹلانیوالونکی کہ ان نعمتونکا اقرار نہیں کرتے ہیں او رپھر زبانیہ ملائکہ
دوزخ میں جھٹلانیوالونکو کہیں گے کہ انْطَلِقُوْٓا پس چلو تم اِلٰى مَا كُنْتُمْ طرف اُسکے کہ تھے تم بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ساتھ اُسکی تکذیب کرتے اور جھٹلاتے
یعنی دوزخ کیطرف چلو تم کہ جسکو تم دنیا میں جھٹلاتے تھے اور واسطے تاکید کے فرماتا ہی انْطَلِقُوْٓا چلو تم اِلٰى ظِلٍّ طرف سایہ کے کہ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ
صاحب تین شاخونکا ہی کہ وہ دھواں دوزخ کا ہی اور بسبب بڑی ہونیکی اُسکی شاخیں اُسکی ہوگئی ہیں کہ وہ آگ کی ہیں او رخصوصیت تین شاخ کی اسواسطے ہے کہ ایک شاخ
کافرونکی دبر کو ہوگی اور ایک شاخ دست راست اور ایک شاخ دست چپ پر اسطرح کی جاہی کہ ان نشان تین شاخوں والی سے نجات پائی تو خلاق کو اپنی مدد گیری اور گناہوں سے
پرہیز کری اور ہمیشہ خدا کی اطاعت میں مشغول رہی اور کہتے ہیں کہ زبانہ دوزخ کی باہر نکلیگا اور تمام کافرونکو گھیر لیوے جیسے کہ گھیر لیتا ہی پردہ اور اُسکی دخان سے تین شاخیں نکلیں

اور ابر سایہ کریں یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہوں اور مومنین عرش کے سایہ کے نیچے ہوں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ سایہ تین شاخ کا آگ کے دھوئیں کا ہوگا اور
وہ انکو جنت گمان کرینگے اور فوج فوج دوپہر کے وقت اسمیں داخل ہونگے اور جتھال سایہ کے خنک ہونیکا ہوتا ہے اسواسطے فرماتا ہے کہ **لَا ظَلِيلٍ** نہ سایہ خنک ہے
اور نہ مدام کہ جسمیں راحت ہو **وَلَا يُغْنِي** اور نہ بے پروا کرے وہ اور نہ دفع کرے **مِنَ اللَّهَبِ** حرارت شعلوں کے سے **إِنَّهَا** تحقیق کہ وہ دوزخ
تَرْمِي پھینکتا ہے اور ڈالتا ہے **بِشَرَرٍ** شرریوں اور انگارے کہ وہ **كَالْقَصْرِ** مانند محل اور بڑے مکان کے ہیں **كَأَنَّهُ** گویا کہ وہ شرارے
جِمَالَتٌ صُفْرٌ شتران زرد ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر سے مراد سیاہ ہے اور صفر اسواسطے کہا ہے کہ سیاہی اونٹ کی مائل بہ زردی ہوتی ہے اور آتش
دوزخ جو سیاہ مائل بہ زردی ہے تو شرارے بھی اسکے ایسی ہی ہونگے اور جمالات جمع جمال کی ہے اور جمال جمع جمل کی اور شرارہ کو قصر انکی بہت بڑے
ہونیکی جہت سے کہا ہے اور جمالات صفر انکی رنگ کے اعتبار سے اور کثرت اور پے در پے آگے پیچھے ہونے اور سرعت حرکت کی جہت سے کہا ہے **وَيْلٌ** واے یعنی
عذاب الیم اور دردناک ہے **يَوْمَئِذٍ** اس روز **لِلْمُكَذِّبِينَ** واسطے جھٹلانیوالونکے کہ دوزخ کی صفت کو جھٹلاتے ہیں اور انکی شرارونکا اعتبار نہیں
کرتے ہیں **هَٰذَا** یہ روز **يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ** وہ روز ہے کہ نہ گویا ہونگے اور نہ کچھ کہہ سکینگے کفار اس روز کی دہشت سے بعضی مقاموں میں سواسطے کہ
قیامت کے مختلف مقامات ہیں بعضے مقام میں تو جھگڑا اور گفتگو کرینگے اسمیں اور بعضے مقام میں بسبب بیہوش ہو جانیکے اور دہشتوں کے کچھ نہ کہہ سکینگے **وَلَا
يُؤْذَنُ لَهُمْ** اور نہ اذن دیا جائیگا واسطے انکی عذر کرنیکے واسطے **فَيَعْتَذِرُونَ** پس عذرخواہی کریں وہ اسواسطے کہ کوئی عذر ہی نہوگا واسطے انکے
اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ انکے واسطے حقیقت میں عذر ہو اور خدا تعالی عذر کرنیکی اجازت نہ دیوے **وَيْلٌ** واے ہے یعنی سختی اور اندوہ بہت ہے **يَوْمَئِذٍ
لِلْمُكَذِّبِينَ** اس روز واسطے جھٹلانیوالونکی ان چیزونکو **هَٰذَا** یہ روز **يَوْمُ الْفَصْلِ** روز حکم اور جدا کرنیکا ہے حق کو باطل سے اور فیصلہ کرنیکا درمیان ظالموں اور مظلوموں کے
جَمَعْنَاكُمْ جمع کرینگے ہم تمکو اے جھٹلانیوالو **وَالْأَوَّلِينَ** اور پہلونکو کہ جنہوں نے پیغمبرونکو جھٹلایا تھا ایک مقام میں واسطے حکم کرنیکے **فَإِن
كَانَ لَكُمْ** پس اگر ہے واسطے تمہارے **كَيْدٌ** کوئی مکر اور حیلہ تو **فَكِيدُونِ** پس مکر کرو تم مجھسے **وَيْلٌ** واے ہے یعنی غم وغصہ ہے
يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ اس روز واسطے جھٹلانیوالونکی کہ حیلہ کرکے عذاب سے رہائی نہ پاسکینگے اور اب مومنین پرہیزگارونکا حال بیان کرتا ہے کہ **إِنَّ
الْمُتَّقِينَ** تحقیق پرہیزگار ہونیوالے گناہوں سے اور شرک اور کفر سے ہونگے قیامت کے روز **فِي ظِلَالٍ** بیچ سایہ درختوں بہشت کے **وَعُيُونٍ** اور
چشموں کے **وَفَوَاكِهَ** اور درمیان میووں کے **مِمَّا يَشْتَهُونَ** جس سے کہ خواہش کرینگے وہ اور کہا جائیگا انکو کہ **كُلُوا** کھاؤ تم میوے بہشت کے
وَاشْرَبُوا اور نوش کرو تم پانی اور شرابیں بہشت کی **هَنِيئًا** گوارا اور ترود حلق کے اترنیوالی **بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** بسبب اسکے کہ تھے تم کہ عمل نیک کرتے تھے
دنیا میں **إِنَّا كَذَٰلِكَ** تحقیق ہم ایسے ہی **نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ** بدلا دیتے ہیں ہم نیکی کرنیوالونکو **وَيْلٌ** واے ہے یعنی بہت لہو ہے **يَوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِينَ** اس روز واسطے جھٹلانے والونکی کہ بہشت کی نعمتونکا اقرار نہیں کرتے ہیں اور کہا جائیگا واسطے ان کافروں کے **كُلُوا** کھاؤ تم اے جھٹلانیوالو تمتیر
دنیا یا ایک **وَتَمَتَّعُوا** اور فائدہ اٹھاؤ تم دنیا کی مال کا **قَلِيلًا** تھوڑا یہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی فائدہ اٹھانا تھوڑا یا زمانہ تھوڑے
إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ تحقیق کہ تم گنہگار ہو **وَيْلٌ** واے ہے **يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ** اس روز واسطے جھٹلانیوالونکی کہ عذاب الہی کو جھٹلاتے ہیں
خطاب ملائکہ کا کفار کو ہوگا اس روز واسطے یاد دلانے انکی حال کے جو کچھ کہ دنیا میں تھا اور جو کچھ کہ انہوں نے دنیا میں بہشت کی نعمتوں پر دنیا کے فانی کی نعمتوں
کے واسطے چند روزہ کے اختیار کیا تھا اور مراد اس سے یہ ہے کہ ملائکہ انکو کہینگے کہ تم سزاوار اسکی تھے کہ دنیا میں تمکو یہ خطاب ہوتا کہ کھاؤ تم اور فائدہ اٹھاؤ تم تھوڑا اس جہان فانی میں
اور ظاہر یہ ہے کہ یہاں سے کلام جدید شروع ہوا ہے اور خطاب اسمیں دنیا ہی میں کفار کو ہے جو کہ جھٹلاتے ہیں اور معنی اسکی یہ ہیں کہ اے وہ لوگو کہ دنیا اندک مال پر مغرور ہوتے ہو
اور جمع کرنے میں مال دنیا کی مشغول ہو اور آخرت کی طرف پشت کی ہے کھاؤ تم دنیا میں سے اور فائدہ اٹھاؤ تم تھوڑے دنوں کہ تم کافر ہو اور مال اندک ہے اور عمر کوتاہ
ہے جلد آخر کو ختم ہو گئے اور پھر عذاب آخرت میں گرفتار ہو جاؤ گے وائے اس روز جھٹلانیوالونکی کہ بسبب اختیار کرنے فائدے اندک دنیا کے بعد نفسونکو عذاب دائمی میں
گرفتار کیا ہے اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے قوم ثقیف کو نماز کیواسطے حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم خم نہیں ہوتے ہیں کیونکہ یہ ننگ وعار ہے اور نہایت شوم ہے حضرت نے فرمایا کہ

۱ ع ۴ ۲۱

نہیں خبر ہیں جو اُن میں ہیں کہ جسمیں رکوع اور سجدہ دونوں ہیں خدا کا حکم ہوا اور یہ آیت اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ **وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا** اور جسوقت کہا جاوے واسطے اُن ثقیفیوں کے لوگوں کے کہ رکوع کرو تم **لَا يَرْكَعُوْنَ** نہیں رکوع کرتے ہیں وہ اور نماز کا نام رکوع اسواسطے رکھا ہے کہ رکوع رکن عظیم نماز کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد رکوع سے اسلام ہے یعنی جسوقت کہا جاوے واسطے انکے کہ اسلام کو قبول کرو تم تو مسلمان نہیں ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عرب پر رکوع اور سجدہ سے زیادہ کوئی امر سخت تھا اور نہایت تکبر کرنیوالے تھے وہ **وَيْلٌ** وائی ہے **يَّوْمَئِذٍ** اس روز **لِّلْمُكَذِّبِيْنَ** واسطے جھٹلانیوالوں کے کہ اسلام کو جھٹلاتے ہیں اور قبول نہیں کرتے ہیں **فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ** پس ساتھ کس بات کے **بَعْدَهٗ** بعد اس قرآن کے **يُؤْمِنُوْنَ** ایمان لاوینگے اگر قرآن سے ایمان نہ لاویں کہ وہ ایک بڑا معجزہ ہے اور شامل ہے واضح اور روشن دلیلوں اور حجتوں پر اور کہتے ہیں کہ بعد تمام کرنے تلاوت اس سورہ کے کہے کہ آمنا باللہ

سُوْرَةُ النَّبَا

اور اس سورہ کو سورہ عم بھی کہتے ہیں اور سورہ معصرات بھی کہتے ہیں اور سورہ تساؤل بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسکی اکتالیس ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ عم یتساءلون کو پڑھے اور ہر روز اسکی تلاوت کرے وہ سال اُسپر سے نگذرے کہ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہووے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** کہتے ہیں جسوقت کہ حضرت رسالت صلعم نے لوگوں کو اسلام کیطرف بلانا ظاہر کیا اور قرآن کو لوگوں کے روبرو پڑھا اور قیامت کے روز سے ڈرایا تو لوگوں نے حضرت کی نبوت میں اور قرآن کے نازل ہونے میں اور قیامت کے واقع ہونے میں اختلاف کیا اور آپس میں ہر ایک شخص دوسرے سے پوچھتا تھا اور پیغمبر و مومنین سے پوچھتے تھے خدا تعالیٰ نے انکے پوچھنے سے خبر دی کہ **عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ** کس چیز سے پوچھتے ہیں کفار کہ آپس میں اب اس چیز کو بیان کرتا ہے کہ پوچھتے ہیں وہ **عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ** خبر بڑی سے **الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ** وہ چیز وہ کہ لوگ بیچ اسکی اختلاف کرنیوالے ہیں اور جس چیز میں کہ اختلاف کرتے ہیں وہ خبر قیامت کی ہے یعنی بعضے کہتے ہیں کہ قیامت ہوگی اور بت اسروز ہماری شفاعت کرینگے اور بعضے اسکا انکار مطلق کرتے ہیں اور بعضے شک کرتے ہیں اسکے ہونے اور نہونے میں اور بعضے کہتے ہیں کہ قیامت ہوگی اور بہشت اور دوزخ نہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ بہشت ہوگا لیکن کھانا اور پینا اور فائدہ اٹھانا اسمیں نہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ قرآن سے سوال کرتے تھے کہ اس سے خبر قیامت کے واقع ہونیکی اور نبوت کی تصدیق ہے یعنی اسکو جادو و یا شعر کیطرف نسبت کرتے ہیں اور اسکو قول مختلف یا قصہ پہلوں کا کہتے ہیں اور ایک جماعت کہتی ہے کہ نباء عظیم حضرت کی نبوت سے مراد ہے اور کفار آپس میں کہتے ہیں کہ محمد پیغمبر ہے یا شاعر یا جادوگر یا مجنون ہے اور بعضوں کے نزدیک اختلاف اسلام کے سب اصول میں ہے خدا کے ثابت کرنے میں اور اسکی صفات میں اور فرشتوں میں اور بہشت میں اور دوزخ میں اور نبوت میں اور خلافت میں اور حافظ ابونعیم سنی نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ مراد نباء عظیم سے خلافت اور دوستی علی بن ابیطالب کی ہے کہ خلقت سے قبروں میں اس سے سوال کرینگے اور کوئی میت نہیں ہے مشرق و مغرب میں اور دریا میں اور خشکی میں مگر کہ منکر اور نکیر اسکے پروردگار سے اور اسکے پیغمبر سے اور خلافت اور دوستی علی بن ابیطالب سے سوال کرینگے پس خوشحال ہے اس شخص کا کہ اسکی خلافت کی جسنے تصدیق کی ہو اور اسکو امام جانا ہو اور وائی ہے اس شخص پر کہ جسنے اسکا انکار کیا ہو اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد نباء عظیم سے علی بن ابیطالب ہے کہ آدمی انکی مقدمہ میں اختلاف کریں اور فرمایا ہے علی نے کہ خدا کی قدرت کی نشانیوں سے کوئی نشانی مجھ سے بڑی نہیں ہے اور یہی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ مراد نباء عظیم سے علی بن ابیطالب ہے اور تفسیر اہلبیت علیہم السلام میں مذکور ہے کہ نباء عظیم علی بن ابیطالب ہے اور علقمہ نے روایت کی ہے کہ بروز جنگ صفین ایک مرد لشکر شام سے جنگ کرنیکو باہر نکلا اور ہتیار لگائے ہوئے اور قرآن کو گردن میں ڈالے ہوئے تھا اور رجز کی عوض سورہ عم یتساءلون کو پڑھتا تھا میں نے چاہا کہ اس سے جنگ کروں امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ توقف کر اور خود جناب امیرالمومنین اسکے آگے گئے اور فرمایا کہ تو جانتا ہے نباء عظیم کو کہ کیا ہے وہ اُسنے کہا کہ نہیں فرمایا کہ واللہ میں ہوں نباء عظیم مجھ میں تمنے اختلاف کیا ہے اور میری خلافت میں تمنے جھگڑا کیا ہے اور میری خلافت اور دوستی سے تم پھر گئے بعد اسکے کہ تمنے اسکو قبول کیا تھا اور اپنی بغاوت سے تم ہلاک ہوئے بعد اسکے کہ میری تلوار سے تمنے کفر سے نجات پائی تھی اور بروز غدیر تمنے جانا مرتبہ خلافت میری کا اور قیامت کے روز جانوگے تم جو کچھ تمنے آج میرے ساتھ کیا ہے پس تلوار سے ایک ضرب میں اسکو قتل کیا اور اصبغ بن نباتہ کہتا ہے کہ جنگ جمل میں ہمراہ امیرالمومنین علیہ السلام کے میں تھا ایک مرد لشکر بصرہ سے باہر آیا اور آیہ عم یتساءلون پڑھتا تھا امیرالمومنین اسکے آگے گئے اور فرمایا کہ نباء عظیم کہ جسمیں اختلاف کیا ہے اسکو تو جانتا ہے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میں ہوں نباء عظیم کہ جسمیں اختلاف کیا ہے پس حق تعالیٰ نباء عظیم میں عمل کرنیسے ڈراتا ہے کہ **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں اور آپس میں اختلاف کرتے ہیں اسمیں کہ **سَيَعْلَمُوْنَ** قریب ہے کہ جانینگے وہ وقت نزع کے اسکی حقیقت کو

ع ۱۰ ۲ سورۃ النبا

جسمیں کہ وہ اختلاف کرتے ہیں کَلَّا ٥ پھر نہ ایسا ہی قریب ہے کہ جانینگے وہ آخرت میں اعتقاد کی ناپاکی کو اور اپنی قول کے باطل ہونے کو اور مکرر
واسطے مبالغہ کے فرمایا ہی اور ثم سی اشارہ ہے طرف اسکے کہ دوسرا خوف لانا زیادہ سخت ہے پہلے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ حقا کہ قریب ہے کہ جانینگے وہ اور
اب خدا تعالی اپنی نعمتوں کا ذکر کرتا ہی کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کیا نہیں کیا ہی ہمنے زمین کو مِهٰدًا بچھونا اور فرش تاکہ اسپر ٹھہر وَّالْجِبَالَ اور
پہاڑونکو اَوْتَادًا میخیں زمین کی تاکہ زمین انسے مضبوط ہو جاوے اور حرکت نکرے اور اگر زمین ہلتی اور حرکت کرتی تو اسپر ٹھہر نہ سکتے اور فائدہ اس سے حاصل نہو سکتے
وَّخَلَقْنٰكُمْ اور کیا نہیں پیدا کیا ہی ہمنے تمکو اَزْوَاجًا جوڑا جوڑا یعنی نر اور مادہ تاکہ آپسمیں انس پکڑو تم اور نسل تمہاری جاری ہو اور یا یہ کہ تمکو قسم قسم کا پیدا کیا ہے
سیاہ اور سفید اور سرخ اور زرد اور کوتاہ اور دراز موٹا اور دبلا اور خوبصورت اور بدصورت اور طرح طرح کی زبان اور گفتگو عطا کی وَّجَعَلْنَا اور کیا ہمنے نَوْمَكُمْ
سُبَاتًا نیند تمہاری کو سبب آرام اور راحت کا کہ ماندگی اور مشقت سے تسکین حاصل کرو وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ اور کیا ہمنے رات کو لِبَاسًا پوشش کہ اسکی
تاریکی میں جن چیزونکو چھپاوا اور پوشیدہ کرو جنکا پوشیدہ کرنا منظور ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ معنی ہیں کہ شب کو وقت لباس تہجد کا کیا تاکہ شب کو اپنی تئیں لباس میں
پوشیدہ کرو وقت سونے کی وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ اور کردیا ہمنے دن کو مَعَاشًا ٥ وقت طلب کرنے معیشت کا تاکہ اپنی روزی کو کسب کرو اور اسکی حاصل کرنے میں
جستجو کرو وَّبَنَيْنَا اور بنایا ہمنے فَوْقَكُمْ اور تمہارے سَبْعًا شِدَادًا سات آسمانوں سخت کہ نہایت مضبوط اور استوار ہیں اور کسیطرح سے بوسیدگی اور
خلل انمیں نہیں ہے وَّجَعَلْنَا اور پیدا کیا ہمنے ان آسمانوں میں سِرَاجًا وَّهَّاجًا چراغ روشن یعنی آفتاب کو پیدا کیا کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے وَّ
اَنْزَلْنَا اور نازل کیا ہمنے مِنَ الْمُعْصِرٰتِ بادلوں نچوڑنیوالوں باراں کے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد معصرات سے ہوائیں ہیں کہ بادلونکو نچوڑتے ہیں
اور نکالتے ہیں انمیں سے مَآءً ثَجَّاجًا پانی ٹپکنیوالے کو کہ وہ باراں ہے لِّنُخْرِجَ بِهٖ تاکہ نکالیں ہم ساتھ اس پانی کے حَبًّا دانہ کو کہ کھانیکے واسطے چاہیے
مثل گندم اور جو کے وَّنَبَاتًا اور گھاس وغیرہ روئیدگی کو کہ حیوانات کے چارہ کے واسطے چاہیے وَّجَنّٰتٍ اور باغ بھرے ہوئے درختوں سے یعنی تاکہ نکالیں ہم
ساتھ اس پانی کے درختوں گھنے ہوئے انکو اَلْفَافًا آپسمیں لپٹے ہوئے یعنی کثرت سے کہ ایک دوسرے پر لپٹا ہوا ہے اور متصل ہو رہا ہے اور یہ ہمنے اسواسطے پیدا کئے ہیں تاکہ ان نعمتوں کا
شکر کریں اور ناشکری نکریں اور قیامت کا اقرار کریں اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ تحقیق کہ دن حکم کرنیکا اور جدا کرنے حق کا باطل سے یعنی روز قیامت کا كَانَ ہے
خدا کے حکم میں مِيْقَاتًا وقت مقرر واسطے حساب خلائق کے اور جزا دینے انکے اعمال کی اور منتہی ہونے دنیا کی يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ جسدن کہ پھونکا
جائیگا بیچ صور کے دوسری مرتبہ فَتَاْتُوْنَ پس آوگے تم اَفْوَاجًا گروہ گروہ حال واقع ہوا ہے یعنی آؤگے تم گروہ گروہ اپنی قبروں سے اٹھکر میدان حشر میں گروہ اپنے
پیغمبر کے ہمراہ واسطے حساب اور جزاء اعمال کے اور منقول ہی کہ معاذ بن جبل نے ایکروز ابو ایوب انصاری کے گھر میں اس آیت کی معنی رسول خدا صلعم سے پوچھی فرمایا کہ اے معاذ تونے
امر عظیم سے سوال کیا ہے اور بہت بڑی چیز کو تونے پوچھا ہی اور بعد اسکے حضرت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ دس قسم کی آدمیونکو میری امت میں سے میدان حشر میں جدا کرینگے الله
مومنین سے جدا کریں بعضی تو بندروں کی صورت ہونگے اور بعضے سوروں کی صورت ہونگے اور بعضے انکے سر اوپر چلتے ہونگے اور بعضے اندھے ہونگے اور بعضے گونگے اور بہرے
ہونگے اور بعضے اپنی زبانونکو چباتے ہونگے اور وہ زبانیں سینوں پر پڑی ہونگی اور انکے منہ سے پیپ اور لہو جاری ہوگی کہ قیامت کے لوگ انکی بدبو سے اذیت پائینگے اور بعضونکے
ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے اور بعضے آگ کی سولی پر لٹکتی ہونگے اور بعضونکی مردار سے زیادہ بدبو آتی ہوگی اور بعضے قطران کے وہ ایک روغن ہے جسم پر پہنے ہونگے کہ وہ انکے بدنونکے
چمٹے ہوئے ہونگے اور ان سب لوگونکی تفصیل حضرت نے بیان کی کہ بندر تو وہ سخن چین اور چغلی کھانیوالے ہونگے اور سور حرام کھانیوالے ہونگے اور انکے سر اوپر چلنے والے سود خور
ہونگے اور اندھے ظلم کا حکم کرنیوالے ہونگے اور گونگے اور بہرے اپنی اعمال پر ناز کرنیوالے ہونگے اور زبانیں چبانیوالے قاضی اور علماء ہونگے کہ گفتار انکی مخالف کردار کے ہوگی یعنی لوگونکو
اچھے کاموں کا حکم کرتے تھے اور خود اچھے کام نہیں کرتے تھے اور ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے وہ آدمی ہونگے کہ جو لوگونکو اپنے ہمسایہ کے آزار پہنچاتے تھے اور آگ کی سولی پر لٹکنے والے جو
وہ لوگ ہونگے کہ جو بادشاہوں کے روبرو لوگونکی چغلی کھاتے تھے اور جن لوگونمیں مردار سے زیادہ بدبو آویگی وہ اپنی نفسونکی خواہشونکی طلب کرنیوالے ہونگے اور لذتوں کے اور خدا کے حقوق
کو اپنی مالونمیں سے منع کرنیوالے ہونگے اور قطران کا لباس پہننے والے غرور اور تکبر کرنیوالے ہونگے وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ اور کھولے جائینگے آسمان یعنی پھاڑے جائینگے آسمان اور بعضے
قاری فتحت کو بتشدید تا پڑھتے ہیں یعنی بہت پھاڑے جائینگے آسمان ہر ذرہ واسطے نازل ہونے ملائکہ کے فَكَانَتْ پس ہو جائینگے وہ پھٹنے سے اَبْوَابًا دروازوں والے

یعنی آسمان پھٹ جاینگے اور انمیں سوراخ ہوکر دروازے سے بنجاینگے وَسُیِّرَتِ الْجِبَالُ اور روانہ [illegible] بًا پس ہوجاینگی مثل چمکتی ریتی کے
کہ دور سے تو پانی کی مثال معلوم ہوا اور قریب جاکر دیکھیں تو کچھ نہو ویسی ہی پہاڑوں کا حال ہو کہ وہ حقیقت [illegible] اِنَّ جَهَنَّمَ تحقیق کہ دوزخ
كَانَتْ مِرْصَادًا ہوئی گھات کی جگہہ میں کہ ملائکہ دوزخ اسمیں منتظر عذاب کرنیکے کافرونکے ہوں اور رکھا سکا گذر اسمیں ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مرصاد قیدخانہ ہے کہ
دوزخیونکو اسمیں قید کرین حاصل یہ ہے کہ دوزخ گھات ہے لِّلطَّاغِينَ واسطے حد سے گزرنے والونکے کہ وہ مشرکین ہیں مَآبًا جگہہ پھرنے اور ٹھیرنیکی واسطے انکی
لَّابِثِينَ فِيهَا جبتک کہ دیر رہنے والے ہونگے بیچ اُس دوزخ کے أَحْقَابًا قرنوں یا بہت دنوں اور رسول خدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ نہ نکلیگا جو شخص کہ
داخل ہوگا اسمیں یہانتک کہ دیر رہیگا اسمیں حقب اور ایک حقب ساٹھ اور چند سال کا ہی اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہی اور ایکدن ہزار برس کا ہی اور حضرت صادق علیہ السلام
سے روایت کرتے ہیں کہ آٹھ حقب ہیں اور ایک حقب اسی برس کا اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور ایکدن ہزار برس کا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ امیرالمومنین نے بلال سے
پوچھا کہ تم اپنی کتاب میں حقب کو کسقدر پاتے ہو کہا ایک حقب اسی برس کا ہی اور ہر برس بارہ مہینے کا اور ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ایکہزار سال کا اور کہتے ہیں کہ احقاب
کی انتہا نہیں کیونکہ حقب کے بعد حقب ہوتا رہیگا اور لابثین حال واقع ہوا ہے اور جو لوگ کہ کہتے ہیں احقاب کی انتہا نہیں ہے حقب کے بعد دوسرا حقب ہمیشہ ہی وہ اسکو کافروں کے واسطے
کہتے ہیں اسواسطے کہ کافر کبھی دوزخ سے باہر نکلیگا اور جو لوگ کہ احقاب کی حد مقرر کرتے ہیں جیسے کہ حضرت صادق علیہ السلام کی روایت میں آیا ہی کہ احقاب آٹھ ہیں
وہ اسکو خدا کے واحد جاننے والونکی واسطے کہتے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی فرمایا ہی کہ یہ ان لوگونکی واسطے ہوگی کہ جو دوزخ میں سے نکلینگے اور اب خدا تعالی دوزخ میں
رہنے کا حال بیان کرتا ہے کہ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا نہ چکھینگے وہ بیچ اس دوزخ کے یعنی نہ پاینگے بَرْدًا خنکی کو ہوا کی یعنی ایسی چیز کہ جس سے راحت ہو
اور دوزخ کی حرارت کو دفع کرے اور ایسی چیز نہ پاینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ برد سے مراد خواب ہے یعنی نیند انکو دوزخ میں نہ آئیگی وَلَا شَرَابًا اور نہ چکھینگے وہ شراب کو
إِلَّا حَمِيمًا مگر آب گرم کھولتے ہوئے کو کہ نہایت گرم ہوگا یہانتک کہ جسوقت اسکو منہ کے قریب لاینگے تو منہ کا گوشت اسمیں گل کر گر پڑیگا اور جسوقت پئینگے تو آنتڑیاں پارہ پارہ
ہوجاینگی وہ اس پانی کو پئینگے وَغَسَّاقًا اور پیپ جو کہ دوزخیوں سے جاری ہوگی اور یا آنسو ہی جو کہ حسرت سے ٹپکینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ غساق ایک جنگل ہے دوزخ میں
اور اسکی تین سو ساٹھ شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں تین سو ساٹھ خانے ہیں اور ہر خانے میں چار ہزار کنوئیں ہیں اور ہر کنوئیں میں ایک بڑا سانپ ہے اور ہر سانپ میں اسقدر زہر ہے
کہ سوائے خدا کے اسکو کوئی نہیں جانتا ہی وہ زہر دوزخیوں کے پینے کو دیونگی جَزَاءً بدلا دئے جاینگے وہ دوزخی بدلا دینا وِفَاقًا موافق عمل کے اور جزاء مفعول
مطلق ہے فعل محذوف کا یعنے جیسا کہ انکا عمل تھا ویسا ہی بدلا دیونگی کہ انکے عمل کے موافق ہو اور اس عمل کو انکے بیان کرتا ہی کہ إِنَّهُمْ تحقیق وہ کفار اور گنہگار
كَانُوا لَا يَرْجُونَ تھے وہ کہ نہیں امید رکھتے تھے حِسَابًا حساب آخرت کی اور ثواب اس جہان کو وَكَذَّبُوا اور جھٹلایا انہوں نے اور تکذیب کی
بِآيَاتِنَا ساتھ نشانیوں قدرت ہماری کی کہ نبیوں نے انکو دکھلائی اور یا قرآن کی آیتونکو انہوں نے جھٹلایا اور یا ہماری حجتونکو انہوں نے جھٹلایا کہ اس سے بڑی
ہیں كِذَّابًا جھٹلانا اپنے نفس کے خواہش کی پیروی سے بدون حجت اور دلیل کے وَكُلَّ شَيْءٍ اور ہر چیز کو بندونکے عمل خیر اور بد کو اور سوائے انکے أَحْصَيْنَاهُ
شمار کیا ہے ہمنے اسکو یعنی نگاہ رکھا ہی اور لکھا ہی كِتَابًا لکھنا کہ حق لکھنے کا ہی کہ کوئی چیز باقی نہیں رکھی اور کتابًا یا تو مصدر احصیناہ کا ہی اسواسطے کہ یہ دونو معنی میں
ایک ہیں اور یا اکتبناہ مقدر کا ہی اور جسوقت کہ ان کافروں نے ہماری قدرت کی نشانیونکو اور قیامت کے روز کو جھٹلایا تو ہم آخرت میں زبانی فرشتوں کی انسے کہینگے کہ فَذُوقُوا پس
چکھو تم عذاب کو روز جزا کے فَلَن نَّزِيدَكُمْ پس ہرگز نہ زیادہ کرینگے ہم تمکو ہمیشہ إِلَّا عَذَابًا مگر عذاب کو کہ عذاب کے اوپر عذاب ہوگا اور حدیث میں آیا ہی کہ
یہ بہت سخت آیت ہے قرآن میں دوزخیوں کے واسطے اور اب پرہیزگاروں کا حال بیان کرتا ہی إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے مَفَازًا رستگاری عذاب سے
اور پہنچنا مراد کو کہ وہ حَدَائِقَ باغ ہیں بدل اشتمال مفازا کا ہی یعنے واسطے پرہیزگاروں کے باغ ہیں کہ بھرے ہوئے ہیں پھولوں سے اور میووں سے وَأَعْنَابًا
اور انگور ہیں اور خصوصیت انکی واسطے فضیلت کے ہی وَكَوَاعِبَ اور جوان عورتیں نار پستان کہ جنکی چھاتیاں ابھری ہوئی ہوں أَتْرَابًا ہم عمر اور ہمشکل
اور کہتے ہیں کہ بہشت میں سب مرد اور عورت ایسی ہونگے کہ جیسے تینتیس برس کی عمر کا آدمی ہوتا ہی وَكَأْسًا اور پیالے ہونگے انکے واسطے دِهَاقًا چھلکتے ہوئے کہ بھرے
ہونگے شراب سے لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا نہ سنینگے وہ بیچ اُس بہشت کے لَغْوًا بیہودہ بات کو وَلَا كِذَّابًا اور نہ جھوٹ کو اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہی کہ نہ سنینگے

ع ۱ ۳ ۱

شراب پیوینگے اور کسی بہشت میں بات بیہودہ کو اور دروغ کو جیسے کہ دنیا کی شراب کو نوش کرکے بکتے ہیں اور بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور آپسمیں جنگ کرتے ہیں اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ
مراد ان للمتقین مفازا سے سورہ عم یتساءلون میں علی ابن ابیطالب ہے اور ابن عباس نے قسم کھائی ہے کہ واللہ وہ سردار ہے ہر متقی کا اور رستگاری پانیوالے کا **جزاء**
بدلا دیئے گئے ہیں وہ متقی ان نعمتوں کو بدلا دینا **من ربک** پروردگار تیری کی جانب سے موافق وعدہ کے اور جزاء مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا **عطاء**
بخشش سے یہ بدل ہے جزا سے اور یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی عطاہم عطاء ہے یعنی بخشا انکو بخشنا **حسابا** کافی اور وافی ہو موافق اعمال انکے
رب السموت پروردگار آسمانوں کا یہ بدل ہے من ربک سے اور اہل حجاز اور ابو عمرو نے رب کو مرفوع پڑھا ہے مبتدا مقرر کرکے اور باقیوں نے مجرور پڑھا ہے
پہلے رب کی صفت تجویز کرکے یعنی پروردگار تیرا پروردگار آسمانوں کا ہے **والارض** اور زمین کا **وما بینہما** اور اس چیز کا کہ درمیان ان دونوں کے ہے **الرحمن**
خدا بخشنے والا ہے اور عاصم اور ابن عامر اور یعقوب اور سہل نے اسکو مجرور پڑھا ہے پہلے رب کی صفت ٹھہرا کر اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے خبر رب السموت کی اور وہ لیا ہے خدا بخشش کا **لا
یملکون** نہ مالک ہونگے باشندے آسمان اور زمین کے **منہ** اس خدا سے **خطابا** بات کرنیکو یعنی قدرت نہوگی کسیکو کہ اس سے کوئی بات کرے اور یا زبان کھولے
شفاعت کیواسطے کہولے مگر اسکی اذن سے اور مجال کسیکو نہوگی کہ اسکی ثواب اور عذاب پر کوئی اعتراض کرے اسواسطے کہ سب اسکے بندے اور مخلوق ہیں اور غلاموں کا کیا مقدور ہے کہ اپنی
آقا اور مالک پر اعتراض کریں اور یہ ذکر بہتر ہونیکا ہے کہ **یوم یقوم الروح** جسدن کہ کھڑی ہو روح **والملائکۃ** اور فرشتے **صفا** صف باندھکر
یہ حال واقع ہوئے اور روح ایک فرشتہ ہے کہ وہ جبرئیل اور میکائیل سے بھی زیادہ بزرگ ہے اور کہتے ہیں کہ خلقت میں اس سے بڑا کوئی نہیں ہے اور رسولخدا صلعم کے ہمراہ وہ
رہتا تھا اور بعد حضرت کے ائمہ ہدیٰ کے ہمراہ اور اسکی بزرگی کی جہت سے اسکو ذکر علیحدہ کیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ تنہا ایک صف میں کھڑا ہوگا اور باقی کے فرشتے باوجود اس
کثرت اور بزرگی جسم کے ایک صف میں کھڑے ہونگے اور بزرگی اور بڑی خلقت میں وہ سب کے برابر ہے اور کہتے ہیں کہ مقام روح کا چوتھا آسمان ہے اور ہر روز وہ بارہ ہزار
تسبیح کہتا ہے اور ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے آدمیونکی ارواح ہیں کہ درمیان دو نفخہ صور کے اور جسمونمیں داخل ہونے سے پہلے صف باندھکر
کھڑی ہونگی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں نے رسولخدا سے پوچھا تھا کہ روح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک لشکر ہے خدا کے لشکروں میں سے کہ وہ فرشتوں کی جنس سے نہیں
ہیں اور منہ اور ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں اور کچھ کھاتے بھی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے جبرئیل ہے کہ ہمراہ ملائک کے ایک صف میں کھڑا ہو اور ملائکہ دوسری صف باندھکر
کھڑی ہونگی **لا یتکلمون** نہ کلام کرینگے شفاعت وغیرہ کے مقدمہ میں **الا من اذن لہ الرحمن** مگر وہ شخص کہ اذن دیا ہوگا واسطے اسکے
خدا نے کہ گنہگاروں کی شفاعت کرے **وقال صوابا** اور کہا ہو اس شخص نے نیک بات کو کہ وہ لا الہ الا اللہ ہے یعنی خدا کے ایک جاننے والے ہوں وہ لوگ جیسے کہ مؤمنین
اور ملائکہ اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ واللہ شفاعت کے واسطے ہم بھی اذن دیئے گئے ہیں قیامت کے روز اور نیک بات کہنے والے ہیں ہم راوی نے پوچھا کہ اے فرزند رسولخدا
کیا بات کہوگے تم فرمایا کہ بزرگی سے یاد کرینگے ہم پروردگار اپنے کو اور درود بھیجینگے ہم پیغمبر اپنے پر اور شفاعت کرینگے ہم اپنے شیعوں کے واسطے اور پروردگار ہمارا
رد نکریگا ہماری شفاعت کو **ذلک الیوم الحق** وہ روز حق ہے کہ واقع ہوگا اور اسکی ہونے میں کچھ شک نہیں ہے **فمن شاء اتخذ** پس جو شخص
چاہے پکڑے **الی ربہ** طرف پروردگار اپنے کے **مآبا** پھرنا ایمان اور طاعت کو اختیار کرکے **انا انذرنٰکم** تحقیق کہ ہمنے ڈرایا ہے تمکو کفار مکہ
عذابا قریبا عذاب نزدیک سے کہ وہ عذاب آخرت ہے اور قریب ہونا اسکا باعتبار یقینی واقع ہونے اسکے کے ہے اسواسطے کہ جو چیز کہ آئندہ ہونیوالی ہے وہ قریب ہے
یوم ینظر المرء جسدن کہ دیکھیگا آدمی **ما قدمت یداہ** اس چیز کو کہ آگے بھیجا ہے دونوں ہاتھوں اسکے نے یعنی جو عمل کہ اسنے کیا ہے اسکی جزا کو اسروز
دیکھیگا اور اعمال کو ہاتھوں کی طرف اسواسطے منسوب کیا ہے کہ اکثر اعمال ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد آدمی سے اس جگہ کافر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عام ہے کافر ہو
یا مومن ہو پاوینگے اپنی اعمال کی جزا کو دیکھینگے کہ نیک عمل کی جزا بہشت ہے اور بد عمل کی جزا دوزخ ہے **ویقول الکافر** اور کہیگا کافر کہ **یا لیتنی** اے کاشکے میں
کنت ترابا ہوتا میں مٹی اور آدمی نہوتا میں اور آجکے روز خاک ہوتا کہ عذاب میں گرفتار نہوتا اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز زمین کو کھینچینگے مثل پوست کے اور تمام
حیوانات کو چرندونکو اور درندونکو اور پرندونکو اور زمین میں رہنے والونکو جمع کرینگے اسواسطے بدلا لینے کو کہ اگر کسی سینگ والے نے بے سینگ والیکو مارا ہوگا تو اسکا عوض اس سے
لیوینگے اور بعد اسکے انکو خدا تعالیٰ خاک کردیگا اور کافر جسوقت انکا یہ حال دیکھیگا تو آرزو کریگا کہ کاش میں بھی مثل ان حیوانات کے مٹی ہوجاتا اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ

ع ۲ ۱ ۲

حیوانات کو جمع کر کے انسے پوچھیگا کہ کون ہے پروردگار تمہارا وہ کہینگے کہ اللہ الرحمن الرحیم خدا تعالی بعد اسکے حیوانات سے کہیگا کہ ہمنے تمکو پیدا کیا تھا اور آدمیونکا تمکو
کیا تھا اور تمنے زندگی میں انکی فرمانبرداری کی اب تم خاک ہوجاؤ جیسے کہ پہلی اصل میں تم خاک تھے وہ سب خاک ہوجاینگے اور کفار جسوقت انکو دیکھینگے کہ خاک ہوگئے ہیں تو
افسوس سے کہینگے کاش ہم خوک ہوتے دنیا میں اور انکی روزی کھاتے اور آج قیامت کے روز خاک ہوجاتے کہ عذاب میں گرفتار نہوتے اور بعضی کہتے ہیں کہ مراد کافر سے ابلیس ہے کہ آدم پر عیب
لگاتا تھا کہ یہ خاک سے پیدا ہوا ہے اور اپنی تعریف کرتا تھا کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور قیامت کے روز جو بزرگی اور مرتبہ آدم کا اور انکی اولاد مومنین کا دیکھیگا تو کہیگا کہ کاشکی میں مٹی ہوتا اور
آدم کے ساتھ نسبت رکھتا میں اور بعضی کہتے ہیں کہ ظالم جاہل متکبر قیامت کے روز کہیگا کہ کاشکے میں فقیر اور ذلیل اور عاجز مثل مٹی کے ہوتا اور ابن عباس سے کسی نے پوچھا کہ رسولخدا نے
علی کو کس واسطے ابوتراب فرمایا ہے کہا کہ اس واسطے کہ وہ صاحب زمین کا ہے اور حجت خدا کی ہے زمین کے رہنے والوں پر بعد رسولخدا کے اور واسطے اسکے ہے باقی رہنا زمین کا اور سکونت انکی طرف ہے
اور تحقیق سنا ہے مینے کہ رسولخدا فرماتے تھے کہ قیامت کے روز جسوقت دیکھیگا کافر بسبب اسکے کہ خدا تعالی نے انکے شیعونکے واسطے تیار کی ہے اور انکی قربت کو دیکھیگا کہ کاشکی میں مٹی
والا یعنی میں علی کی شیعو میں ہوتا اور یہی مراد ہے قول حقتعالی کے یالیتنی کنت ترابا **سورة النازعات** یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسمیں چالیس ہیں اور حضرت صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ نازعات کو پڑھے وہ نہ مریگا مگر سیراب اور زندہ ہو کر نہ اٹھیگا مگر سیراب اور بہشت میں نہ داخل ہوگا مگر سیراب اور ابن عباس سے روایت ہے
کہ جو کوئی اس سورہ کی تلاوت کرے تو ثواب اسکا یہ ہوگا کہ اول عمر سے آخر تک نماز فرض میں مشغول رہا ہو اور ہر سال حج یا عمرہ بجا لایا ہو **بسم اللہ الرحمن الرحیم**

والنازعات قسم ہے ان فرشتونکی کہ جو کھینچنے والے ہیں جانیں کافرونکی **غرقا** باعتبار قوت اور سختی کے کہ باہر نکالتے ہیں انکی جانونکو بدن کے اندر سے اور
بالونکی جڑوں سے قہر اور غضب سے یہانتک کہ روح کو حلق تک لائیں اور چھوڑدیں کہ وہ پھر بدن میں پھیل جاوے اور پھر اسکو سختی سے کھینچیں **والناشطات** اور قسم ہے ان
فرشتونکی کہ نرمی سے نکالنے والے ہیں جانیں مومنین کی **نشطا** نرمی سے نکالنا یہانتک کہ بہت آسانی سے روحیں انکی بدنوں سے مفارقت کریں جیسے کہ کسی چیز پر سے ڈوری کو
کھولیں اور منقول ہے کہ کوئی مومن نہوگا مگر کہ وقت مرنیکے اسکو بہشت اور اسکے محل اور نعمتیں اسکی اسکو دکھلائیں اور وہ جسوقت اپنی جگہہ بہشت میں دیکھے تو نشاط اور خوشی تمام سے
اپنی جان دیوے اور کافرونکو بھی وقت مرنیکے انکی جگہہ دوزخ میں دکھلائیں اور قسم قسم کے عذابونکو تاکہ نہایت تنگی سے انکی جانونکو نکالیں اور بعضے والناشطات نشطا کے معنی بھی
سختی سے جان نکالنے کے کہتے ہیں اور مراد اس سے کافرونکی جانیں لیتی ہیں **والسابحات** اور قسم ہے فرشتوں تیرنیوالونکی **سبحا** تیرنے کرنے زمین پر اور زمین ہوا پر
اور دوڑانیوالے جلدی کے آسمان سے [illegible] واسطے تدبیر مصلحت [illegible] رہنے والونکی جیسے کہ غوطہ خور دریا میں غوطہ لگاتے ہیں **فالسابقات** پس آگے بڑھنے والے ہیں ارواح مومنین کو
ایکطرف بہشت کے اور یا پس سبقت کرنیوالے ہیں قوت کرنے میں **سبقا** سبقت کرنے فرمانبرداری میں اور انکی پہنچانے احکام خدا کے **فالمدبرات** پس تدبیر کرنیوالے ہیں
امرا کام میں اور دنیا کو یعنی جبرئیل کہ ہوا اور [illegible] پر موکل ہے اور لشکر اور میکائیل کہ باران سے تعلق رکھتا ہے اور اسرافیل کہ قضاؤں اور قدروں کو لیکر نازل ہوتا ہے
اور عزرائیل کہ ارواح کے نکالنے پر متعین ہے یہ سب اپنے کام میں سبقت کرتے ہیں اور دوڑتے ہیں اور یا وہ فرشتے مراد ہیں کہ تدبیر کرنیوالے عذاب دوزخ اور ثواب بہشت کے ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ قسم ستارونکی کھائی ہے اور وہ بہت جلدی قطع مسافت کا کرتے ہیں اور مشرق سے طرف مغرب کے جاتے ہیں ایکبرج سے طرف برج دوسرے کی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
مراد نازعات سے موت ہے کہ روحونکو بدنوں سے کھینچتی ہے اور جواب ان قسمونکا محذوف ہے اور وہ لتبعثن ہے یعنی قسم ہے ان امور مذکورہ کی کہ البتہ اٹھائے جاؤگے تم زندہ کرکے **یوم ترجف**
الراجفة جسدن کہ کانپنے والے کہ وہ زمین اور پہاڑ ہیں اور یہ پہلا صور کا ذکر ہے **تتبعها الرادفة** پیچھے آئیں اسکے پیچھے آنیوالے اور وہ آسمان اور ستارے ہیں کہ
بعد انکی شگافتہ ہوجاوینگے اور دونوں صور کے بیچ میں چالیس برس کا فاصلہ ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ راجفہ سے مراد قیامت ہے اور تتبعها الرادفة حال
واقع ہوا ہے یعنی جسوقت یہ حادثہ واقع ہو تو **قلوب یومئذ واجفة** دل اسروز لرزان و ترسان ہونگے کہ **ابصارها** آنکھیں ان دلوالونکی **خاشعة**
نیچی ہونیوالی ہونگی وحشت اور خوف سے اور واجفہ صفت قلوب کی ہے اور خاشعہ خبر اسکی ہے اور ابصارہا کا مضاف محذوف ہے یعنی صاحب آنکھیں کی اور ایسا نہیں ہوسکتا کہ واجفہ
صفت قلوب کی نہ ہو اسواسطے کہ اسصورت میں قلوب نکرہ ہے مبتدا نہو سکیگا **یقولون** کہتے ہیں وہ کفار انکار کرنیوالے قیامت کے دنیا میں جسوقت انسے کہا جاتا ہے کہ تم زندہ کئے جاؤگے کہ
ءانا لمردودون کیا تحقیق ہم البتہ پھیرے جائینگے **فی الحافرة** بیچ حالت پہلی کے یعنی ہمکو بعد مرنیکے کیا اسی حال پر جو ہم پہلے رکھتے تھے پھیرینگے اور حافرہ لیا گیا ہے
رجع فلان فی الحافرة سے یعنی رجوع کی فلانے نے بیچ حافرہ اپنی کے یعنی بیچ طریقہ اپنی کے وہ طریقہ کہ جسمیں آیا تھا اور کہتے ہیں وہ انکار کرنیوالے قیامت کے **ءاذا کنا** کیا

جسوقت ہوجائینگے ہم عِظَامًا ہڈیاں نَّخِرَةً پرانی بوسیدہ مثل خاک کے اسوقت ہم زندہ کیے اٹھائے جاوینگے اور اہل کوفہ نے ناخرہ پڑھا ہی قَالُوْا کہا انہوں نے یعنی
کافروں نے کہ اگر ایسا ہی ہو تو تِلْكَ یہ پھرنا ہمارا دوبارہ زندہ ہوکر اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ اسوقت پھرنا نقصان والا ہی ہوگا واسطے ہمارے کیونکہ ہم ہمیشہ اسکو جھٹلاتے ہیں حقتعالی انکے
جواب میں فرماتا ہی کہ اسکا تعجب مت کرو کہ یہ ہماری قدرت کے نزدیک بہت آسان ہے فَاِنَّمَا هِيَ پس سوائے اسکے نہیں کہ وہ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ڈانٹنا ایک ہے یعنی ایک
پھونک لگانی اسرافیل کی ہی کہ تمام خلائق اس سے زندہ ہوجاوینگے اور یہ دوسری بار صور پھونکنے کا ذکر ہے پس جسوقت دوسرا صور پھونکا جاویگا تو فَاِذَا هُمْ پس اسوقت وہ آدمی
وغیرہ بِالسَّاهِرَةِ بیچ زمین سفید برابر کے ہونگے زندہ ہوکر بعد مرنیکے اور کہتے ہیں کہ ساہرہ اس زمین کا نام ہے کہ جو نزدیک بیت المقدس کے ہے جبل اریحا کی نواح میں اسی زمین پر
حشر ہوگا خدا تعالی اسکو کشادہ کریگا جسقدر چاہیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالی زمین ساہرہ کو پیدا کریگا چاندی سے اور طول و عرض اسکا چالیس حصہ زیادہ ہوگا
اور خدا تعالی رسول خدا صلعم کی تسلی کیواسطے حضرت موسی کا اور فرعون کا حال بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہی کہ هَلْ اَتٰىكَ کیا آئی ہے تیرے پاس یہ استفہام تقریری
ہے یعنی آئی ہے تیرے پاس اے محمد صلعم حَدِيْثُ مُوْسٰى بات موسی کی اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ جسوقت کہ پکارا اسکو پروردگار اسکے نے بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
بیچ جنگل پاک کے کہ نام اسکا طُوًى طوی ہے یعنی یہ کفار جو تجھکو جھٹلاتے ہیں اور قیامت کا انکار کرتے ہیں موسی کا حال فرعون سے سنکر تجھکو تسلی ہو جاویگی اور آپ
یاد کر تو کہ جسوقت پکارا پروردگار تیرے نے موسی کو جنگل پاک طوی میں اور کہا موسی سے کہ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ جا تو طرف فرعون کے اِنَّهٗ طَغٰى تحقیق کہ
وہ حد سے گزر گیا ہی تکبر اور کفر میں فَقُلْ پس کہہ تو اسکو نرمی اور نیک خلق سے کہ هَلْ لَّكَ کیا واسطے تیرے رغبت ہی اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى طرف اسکے کہ پاک ہو تو کفر
اور شرک سے اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اعتقاد کرے تو وَاَهْدِيَكَ اور راہ دکھلاؤں میں تجھکو اِلٰى رَبِّكَ طرف پروردگار تیرے کے فَتَخْشٰى پس ڈرے تو عذاب خدا سے اور
پرہیز کرے تو سرکشی سے اور نافرمانی سے اور اسمیں اشارہ ہی طرف اس امر کے کہ خوف بدون معرفت خدا کے حاصل نہیں ہوتا ہی اور جو کوئی خدا سے ڈرتا ہی وہ امر خیر میں مشغول رہتا ہی
اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرتا ہی وہ اعمال بد سے نہیں پرہیز کرتا ہی اور منقول ہی کہ خدا تعالی نے موسی کو فرمایا کہ تو جا اور فرعون سے نرمی سے کلام کر اور طرف حق کے اسکو ہدایت کر
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ قبول نکریگا موسی علیہ السلام نے عرض کی کہ خداوندا اس صورت میں اسکے پاس جانے سے کیا فائدہ ہی فرمایا کہ اسواسطے کہ تاکہ حجت اسپر تمام ہو اور قیامت کے روز وہ کہے
تو نے میرے پاس کسکو پیغمبر کرکے کیوں نہ بھیجا حضرت موسی یہ سنکر فرعون کے پاس گئے اور پیغام خدا کا پہنچایا فرعون نے معجزہ طلب کیا فَاَرٰىهُ پس دکھلایا اسکو الْاٰيَةَ
الْكُبْرٰى معجزہ بڑا اور وہ عصا تھا کہ سانپ بن گیا تھا اور کہتے ہیں کہ ہاتھ کو بھی روشن کرکے دکھلایا اور دونوں کو ایک آیت فرمایا پس حضرت موسی نے معجزہ دکھلایا
فَكَذَّبَ پس جھٹلایا فرعون نے موسی کو پیغمبری کے دعوے میں وَعَصٰى اور نافرمانی کی خدا کی معجزہ دیکھنے کے بعد اور کہا کہ یہ جادو ہے ثُمَّ اَدْبَرَ پھر پشت
پھیری موسی کی طرف سے اور اسکی فرمانبرداری سے انکار کیا يَسْعٰى جسوقت کہ کوشش کرتا تھا موسی کے امر باطل کرنے میں فَحَشَرَ پس جمع کیا ان آدمیوں کو جو کہ اسکے
فرمانبردار تھے فَنَادٰى پس آواز دی انکو فَقَالَ پس کہا کہ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں ہوں پروردگار تمہارا کہ بہت بلند اور بزرگ زیادہ ہوں سب سے معبودوں
کے جو میری صورت کے تم نے بت بنائے ہیں اسواسطے کہ میں جسکو چاہتا ہوں ضرر پہنچا سکتا ہوں اور مجھکو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا ہی پس کوئی خدا مجھسے زیادہ بلند نہوگا اور
کہتے ہیں کہ جسوقت فرعون نے اژدہا کو دیکھا تو اپنی قوم میں پناہ لایا اور کہا کہ انا ربکم الاعلی مجھکو اس اژدہا سے بچاؤ لیکن ایسے جاہل تھی اس قوم کے آدمی کہ یہ
نہ سمجھے کہ جو شخص کہ اژدہا سے خوف کرتا ہی وہ اپنے مثل کے آدمیوں سے فریاد کرتا ہی وہ خدا کیونکر ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ جسوقت فرعون نے موسی کے معجزے دیکھے تو الزام اٹھایا اور
چاہا کہ عاجزی اسکی قوم پر ظاہر نہو اسواسطے ایک حیلہ کھڑا کیا اور کہا کہ اگر بالفرض میرے سوائے کوئی اور بھی خدا ہی جیسے کہ گمان موسی کا ہی لیکن میں اس سے زیادہ بلند ہوں
اسواسطے کہ رسول اسکا موسی ہی کہ ہمیشہ بھوکا اور ننگا رہتا ہے اور ایک ٹوپی اسکے سر پر ہے اور ایک لاٹھی اسکے ہاتھ میں ہے اور جوتیاں اسکے پاؤں میں ہیں ننگے پیر چلتا ہے کوئی گھوڑا
رکھتا ہے نہ اسکے پاس کوئی غلام ہے اور نہ کوئی لشکر ہے اور میرے رسول ریشمی لباس پہنے ہوئے ہیں رعب و دبدبہ اور شوکت سے گھوڑوں پر سوار رہتے ہیں اور چاندی و سونے کے تختوں میں اور
بڑے مالدار ہیں اور خادم اور نوکر اور چاکر بہت سے رکھتے ہیں پس یہ بھی رتبہ میرا اور موسی کے خدا کا دریافت کرنا چاہئے اور میں بیشک اس سے زیادہ عزت رکھتا ہوں فَاَخَذَهُ
اللّٰهُ پس پکڑا اسکو فرعون کو خدا نے نَكَالَ الْاٰخِرَةِ عذاب آخرت میں کہ وہ جلانا ہی وَالْاُوْلٰى اور عذاب دنیا میں کہ وہ غرق کرنا ہی اور نکال مصدر موکد ہے
فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی نکلہ اللہ نکال الآخرۃ ہی اور نکال تنکیل کے معنی میں ہے اور ابن عباس سے اسکے معنی میں روایت ہے کہ دو کلمے کہ منہ سے نکلے اسکو عذاب کیا کلمۃ الاخری

انا ربکم الاعلیٰ ہی اور کلمہ اولی ما علمت لکم من الٰہ غیری اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ درمیان کہنے ان دو کلموں کے چالیس برس کا فاصلہ تھا اور بعضے بیس سال
کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت بیان کی ہی کہ موسیٰ نے مناجات کی کہ ای پروردگار میرے تو نے فرعون کو چالیس برس تک مہلت دی یہانتک کہ اسنے انا ربکم الاعلیٰ کہا اور
تیری رسولوں کو اسنے جھٹلایا حق تعالی نے وحی کی کہ وہ خلق نیک رکھتا تھا اور لوگوں کی حاجتیں روا کرتا تھا اور اپنی درگاہ سے انکو منع نہیں کرتا تھا اس سبب سے چاہا کہ اسکا بدلا
اسکو ہمیں دنیا میں عطا کروں اس سبب سے میں نے اسکو مہلت دی تاکہ دنیا کے فائدہ سے محظوظ ہو اور فرماتا ہی خدا کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ تحقیق کہ بیچ اسکی یعنی فرعون کے عذاب دینے میں
لَعِبْرَةً البتہ نصیحت ہے لِّمَنْ یَّخْشٰی ؏ واسطے اس شخص کے کہ خوف کرے اور نافرمانی سے خوف کر کے فرمانبرداری کو اختیار کرے اور اب حق تعالی اٰگے جھٹلانے والوں
قیامت کے اپنی قدرت کو بیان کرتا ہی کہ ءَاَنْتُمْ کیا تم ای انکار کرنیوالو حشر کے اور دوبارہ زندہ ہونیکے اَشَدُّ زیادہ سخت ہو خَلْقًا باعتبار پیدائش کے
اَمِ السَّمَآءُ یا آسمان کہ اسقدر بڑا ہی اور وہ زیادہ سخت ہی اور تم جانتے ہو کہ آسمان خدا کا پیدا کیا ہوا ہے پس وہ کیونکر قادر نہو کہ دوسری بار تمکو پیدا کرے اور اب
آسمان کے پیدا کرنیکی کیفیت کو بیان کرتا ہی کہ بَنٰهَا بنایا اسکو اس طریق سے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا بلند کیا چھت اسکی کو کہ وہ زمین سے پانسو برس کی راہ اونچی ہے
فَسَوّٰهَا پس درست و برابر کیا اسکو کہ کسیطرح کا خلل اور تفاوت اسمیں نہیں ہے اور ستاروں سے اسکو آراستہ کیا وَاَغْطَشَ اور تاریک کیا لَيْلَهَا
رات اسکی کو وَاَخْرَجَ اور باہر نکالا ضُحٰهَا روشنی آفتاب اسکے کو اور مراد اس سے دن ہے اور رات کو اور دن کو آسمان کیطرف اس واسطے منسوب کیا ہی کہ انکا پیدا ہونا
اسکی حرکت سے ہی اس واسطے کہ رات آفتاب کے غروب سے ہوتی ہی اور دن اسکے طلوع سے ہوتا ہے اور وہ فلک کی حرکت سے تعلق رکھتے ہیں وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ اور
زمین کو بعد اسکی یعنی پیدا کرنے آسمان کے دَحٰىهَا بچھایا اسکو پانی پر واسطے آرام خلائق کے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ پیدا کیا ہی زمین کو پہلے آسمان سے اور بچھایا ہے
اسکو بعد اسکی اور روایت میں بھی آیا ہی اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا تحقیق نکالا اس زمین سے پانی اس زمین کے کو کہ چشمے اسمیں جاری کیے اور اخرج سے پہلے قد کا لفظ مقدر ہے
اس واسطے حرف عطف کا اسپر نہیں آیا اور کہتے ہیں کہ وہ حال واقع ہوا ہی وَمَرْعٰىهَا اور نکالا چراگاہ اسکی کو اور گھاس اسکی کو وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا اور پہاڑوں کو
مضبوط اور پایدار کیا ہی اور جبال ویسے ہی ہیں جیسے پہلے اس سے ارض ہے دونو مفعول فعل مضمر کے ہیں کہ تفسیر کرتا ہی اس فعل کی مابعد مفعول کا اور خدا تعالی نے زمین کو بچھایا ہی
اور پہاڑوں کو مضبوط کیا ہی اور چراگاہ کو اور چشموں کو ظاہر کیا ہی مَتَاعًا لَّكُمْ واسطے فائدہ تمہارے کے وَلِاَنْعَامِكُمْ اور واسطے فائدہ چوپایوں تمہارے کے اور متاعا
مفعول لہ واقع ہوا ہے اور حق تعالی نے قیامت کے صحیح اور ثابت ہو جانے پر یہ دلیل بیان کی ہے اور اب قیامت کا ذکر کرتا ہی کہ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى
پس جس وقت کہ آئیگی بلا بڑی کہ وہ قیامت ہے اور سب بلاؤں پر وہ غالب ہے کہ کوئی بلا اسکی برابر نہیں ہے پس وہ واقع ہوگی یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ جسدن کہ یاد کرے
آدمی مَا سَعٰى جو کچھ کہ کوشش کی ہی یعنی جو عمل کہ اسنے دنیا میں کیے تھے وہ اسکو سب یاد آجائینگے جسوقت نامہ اعمال اسکو دیا جائیگا اور سب آدمی اسپر حسرت اور
افسوس کرینگے بدکار تو اس واسطے کہ اعمال نیک کیوں نہ کیے اور نیک آدمی اس واسطے کہ اعمال نیک زیادہ کیوں نہ کیے وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ اور ظاہر کیا جائیگا دوزخ لِمَنْ
یَّرٰى ؏ واسطے اس شخص کے کہ دیکھے یعنی ایسا ظاہر ہوگا کہ جو دیکھ سکتا ہی وہ اسکو دیکھیگا اور میدان حشر میں جمع کیے سبکا حساب کیا جائیگا اور موافق عمل کے
ہر ایک کو جزا ملیگی فَاَمَّا مَنْ طَغٰى پس لیکن جو شخص کہ حد سے گزرا ہی اور ایمان کو اسنے اختیار نہیں کیا ہی وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا اور اختیار کیا ہی اسنے زندگانی
دنیا کو آخرت پر کہ اس سبب سے آخرت کیواسطے کوئی عمل نہ کیا اور اخلاق نیک کو اختیار کر کے فَاِنَّ الْجَحِیْمَ پس تحقیق دوزخ هِیَ الْمَاْوٰى وہ جگہ رہنے
کی ہی اس شخص کیواسطے اور الف لام اسمیں قائم مقام مضاف الیہ کے ہے اور تقدیر اسکی ہی ماواہ ہے یعنی وہ دوزخ جگہ حد سے گزرنیوالے کی ہی وَاَمَّا مَنْ خَافَ اور
لیکن جو شخص کہ خوف کرے مَقَامَ رَبِّهٖ کھڑے ہونے نزدیک پروردگار اپنے کو یعنی مقام عتاب پروردگار اپنے سے ڈرے اور اس سبب سے اعمال نیک بجا لایا ہو اور گناہوں سے
پرہیز کیا ہو وَنَهَى النَّفْسَ اور منع کیا ہو نفس کو عَنِ الْهَوٰى ؏ خواہش حرام سے اور نالائق کاموں سے تو فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ؏ پس تحقیق
بہشت وہ جگہ رہنے کی ہے اسکی واسطے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت اس شخص کی شان میں ہے کہ جو تنہائی میں ارادہ گناہ کا کریگا اور اس گناہ کی کرنے پر قادر ہو لیکن بسبب خدا سے
خوف کرنے کے اس گناہ کو ترک کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص کہ جانتا ہی کہ خدا اسکو دیکھتا ہی اور اسکی کہنے کو سنتا ہی اور جو کچھ وہ عمل کرتا ہی اسکو جانتا ہی خواہ عمل
نیک ہو خواہ عمل بد ہو اور یہ امر اسکو عمل بد کرنے سے مانع ہو پس وہ شخص وہ ہی کہ ڈرا ہی مقام عتاب پروردگار اپنے سے اور منع کیا ہی نفس کو اسنے خواہش حرام سے اور اسکے

ع ۲۶ ۱ ۲

خطاب کرتا ہی کہ **یسئلونک** پوچھتی ہیں تجہسے ای محمد صلعم **عن الساعۃ** قیامت سے کہ **ایان مرسٰہا** کب ہے قائم ہونا اسکا یعنی کسوقت
میں خدا قائم کریگا قیامت کو **فیم انت** بیچ کس چیزکے تو ہی **من ذکرٰہا** یاد کرنے اسکے سے واسطے لوگوں کے اور بیان کرنے اسکی وقت سے واسطے انکے یعنی تو اسکی
وقت کو نہین جانتا ہی اور علم اسکا خدا ہی سی تعلق رکہتا ہے **الٰی ربک منتہٰہا** طرف پروردگار تیرے کی ہے مقام نہایت علم اسکی کا اور دوسرے کی علم کیطرف انتہا اسکی
نہین ہے کہ سوائے خدا کے اسکو کوئی نہین جانتا ہی اور حاصل اسکا یہی کہ لوگ تجہسے قیامت کے وقت کو پوچھتی ہین اور تو بسبب حرص ہونے کی جواب دینی مین بار بار ذکر اسکا کرتا ہی
اور حال یہ ہے کہ علم اسکا میرے ساتہ ہی خصوصیت رکہتا ہی اور مناسب نہین ہے کہ مین سوا میرے کسیکو مطلع کروں **انما انت** سوائے اسکی نہین کہ تو **منذر من**
یخشٰہا ڈرانیوالا ہی اس شخص کو کہ خوف کرے اس قیامت سے یعنی تو اسواسطے پیغمبر ہو کر لوگونکی پاس نہین گیا ہی کہ انکو قیامت کے وقت سی مطلع کرے کہ اسمین کچہہ
فائدہ انکی واسطے نہین ہے بلکہ تو اسواسطے بہیجا گیا ہی کہ انکو اسکی سختیوں اور ہولوں سے ڈرائے تاکہ وہ اس سے خوف کرکے عمال نیک بجالائین کہ انکی واسطے فائدہ ہوا اور
اسکی سختیوں سے محفوظ رہین اور ساتہ منذر کے تنوین پڑہا ہی بغیر اضافت کے اور ابو جعفر نے منذر کو تنوین سے پڑہا ہی لیکن اضافت ادا فرماتا ہی اپنے حبیب کو کہ **کانہم** گویا کہ وہ کفار **یوم یرونہا** جس دن
کہ دیکہینگے اس قیامت کو کہ جسکے لئے یہ نہین دیکہتے ہین تو جانینگے کہ **لم یلبثوا** نہین درنگ کی تہی یعنی نہین رہے دنیا مین **الا عشیۃ** مگر شام کو یکروز کے **او ضحٰہا**
یا چاشت کو اسکی کہ وہ ایک پہر دن چڑہنی کا وقت ہے یعنی قیامت کے دن کی ہول سے اپنی زندگانی کی مدت کو تہوڑا جانینگے اور جانینگے کہ نہین رہے ہین دنیا مین مگر ایک شام یا ایک
چاشت کے موافق اور اضافت ضحی کی عشیۃ کیطرف اسواسطے ہوئی ہے کہ دونو ایکروز مین سے ہین اور تاکہ دلالت کرے وہ اس امر پر کہ وہ جانین کہ دنیا مین ایکروز کامل بہی
نہین رہے ہین بلکہ ایک ساعت رہے ہین کہ وہ وقت شام ہی یا وقت چاشت ہے **سورۃ العبس** اور اس سورہ کو سورہ سفرہ بہی کہتی ہین اور یہ بیس
سو بیالیس ہین اور یہ سورہ مکی ہی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ عبس و تولی کی او سورہ اذا الشمس کورت کو پڑہے تو وہ بہشت کی دستان خدا مین سے ہوا اور
اسکی عنایت کے سایہ مین ہمیشہ ہی اور اسکے درگاہ کے مقربونمین سے ہو **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** لوگ کہتے ہین کہ عبد اللہ بن ام مکتوم کہ اندہی تہے
رسولخدا کے پاس کچہہ پوچہنے آئے اور اسوقت رسولخدا صلعم کے پاس اشراف قریش کے مثل ابوجہل بن ہشام اور عباس بن عبد المطلب اور ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف
اور عتبہ بن ربیعہ اور برادر اسکا شیبہ بن ربیعہ اور سوا انکی حاضر تہے اور وہ حضرت انکی مسلمان ہو جانیکی امید پر انسے مشورہ کرتے تہی اور رغبت انکی مسلمان ہو جانیکی
طرف بہت تہی تو انکی طرف بالکل متوجہ ہو رہے تہی اور انکو اسلام کیطرف بلاتے تہی اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کو معلوم نتہا کہ وہ حضرت لوگونکی ہدایت کرنیمین مشغول ہین اسواسطے انسے
حضرت سے عرض کی کہ یا رسولخدا جو کچہہ تمکو خدا نے سکہلایا ہے وہ میرے روبرو پڑہو اور مجہکو سکہلاؤ اور رسولخدا نے اس سبب سے کہ عبد اللہ نے انکا قطع کلام کیا اور اس
جہت سے کہ ایسا نہو کہ اشراف قریش کہنے لگین کہ انکی پیروی کرنیوالے کمرو اور سفلہ اور فقراء ہین اس سے کراہیت کرکے روئے مبارک اپنی طرف سے پہیر لیا جبرئیل امین خدا
کیطرف سے یہ آیت لائی **عبس** ترش روئی کی **وتولّٰی** اور منہ پہیر لیا **ان جاءہ الاعمٰی** اس سے کہ آیا انکی پاس اندہا کہ وہ عبد اللہ بن ام مکتوم ہے
وما یدریک اور کس چیز نے جتلایا تجہکو حال اسکا یعنی کیا جانے تو **لعلہ یزّکّٰی** شاید کہ وہ پاک ہووے گناہوں سے بسبب تعلیم کے احکام کرنے
احکام خدا کے **او یذّکّر** یا نصیحت پکڑے کلام حق کو سنکر **فتنفعہ الذکرٰی** پس نفع بخشے اسکو نصیحت دینا پس تو کسواسطے اس سے منہ پہیرتا ہی **اما من**
استغنٰی لیکن جو شخص کہ بے پروا اور تونگر ہی **فانت لہ** پس تو واسطے اسکے **تصدّٰی** متوجہ ہوتا ہی اور پیش آتا ہی **وما علیک** اور نہین ہے اوپر
تیری کوئی گناہ **الا یزّکّٰی** اس سے کہ نہ پاکیزہ ہووے وہ اندہا کہ وہ ایمان لائے **واما من جاءک** اور لیکن جو شخص کہ آیا تیری پاس کہ وہ **یسعٰی**
دوڑتا ہی علم کی طلب مین یعنی عبد اللہ بن ام مکتوم **وہو یخشٰی** اور وہ ڈرتا ہی خدا سے یا کفار کی اذیت سی تو **فانت عنہ تلہّٰی** پس تو اس سے غافل ہوتا ہی
یعنی منہ پہیرتا ہی تو اس سے اور کہتی ہین کہ جبرئیل ان آیتوں کو پڑہتے تہی اور رنگ مبارک حضرت کے چہرے کا متغیر ہوتا تہا اور بدلتا تہا اور کہتے ہین کہ بعد اسکی حضرت ہمیشہ رویا
کرتے اور نزدیک تہا کہ دیواروں مین اپنے سر مبارک کو مارین اور کہتی ہین کہ بعد اسکے رسولخدا صلعم عبد اللہ بن ام مکتوم کے پیچہے روانہ ہوئے اور انکو مسجد مین لاکر اپنی چادر پر
بٹہلایا اور انکی بہت تعظیم کی اور بہت مہربانی انپر فرمائی اور جسوقت انکو کبہی دیکہتے تو فرماتے کہ مرحبا ہی وہ شخص کہ عتاب کیا ہی خدا نے مجہپر جسکی سبب سے کیا تیری کوئی حاجت
ہی اور دو بار انکو اپنی طرف سے مدینہ مین خلیفہ بنایا جسوقت جہاد کو تشریف لیگئے اور بعد اسکی حضرت نے کبہی ترش روئی کسیکے ساتہ نکی یہ مضمون مخالفین کی تفسیر کا ہی اور یہ بالکل

سورۃ العبس

ع ۲۲

مخالف ہے تعظیم اور دانب نبوت کے اور یہ آیت ہرگز دلالت نہیں کرتی ہے کہ مراد اس آدمی ترشروئی کرنیوالے سے رسولخدا ہیں اور ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ تو انکی شان میں فرمائے کہ انک لعلی خلق عظیم اور وہ ترشروئی کریں اور منہ پھیر لیویں اور ایسا کوئی پیغمبر نہیں گذرا ہے کہ فقیروں سے تو منہ پھیرے اور دولتمندوں کی طرف متوجہ ہوویں جبکہ سید المرسلین اور افضل النبیین ہو وہ کیونکر ایسی کج خلقی فقیروں سے اور اہل مال کی طرف رغبت کریگا اور حضرت نے فرمایا ہے کہ میں اسواسطے آیا ہوں تاکہ اخلاق کو تمام کروں پس جس وقت کہ حضرت کا پیغمبر ہونا اسواسطے ہے تو انکی خلاف کیونکر کرینگے یہ مضمون تراشا ہوا لوگوں کا سراسر مخالف ہے حضرت کی چلن کے بلکہ حضرت کے غلاموں کی چلن کے مخالف ہے اور حضرت کی اخلاق کی رو سے یہ باتیں پہلی اس سے وانک لعلی خلق عظیم کی تفسیر میں گذر گئی ہیں پس معلوم ہوا کہ وہ شخص عبداللہ سے ترشروئی کرنیوالا حضرت کی غیر تھا چنانچہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے بنی امیہ میں سے ایک شخص کے حق میں کہ وہ رسولخدا صلعم کے پاس بیٹھا تھا اور عبداللہ بن ام مکتوم آیا اور حضرت کے پاس بیٹھا اور اس شخص نے عبداللہ سے نفرت کی اور ترشروئی کرکے انکی طرف سے منہ پھیر لیا خدا تعالیٰ یہ آیت نازل کی اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ عثمان تھا کہ جسکے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اور جسکی سبب سے نازل ہوئی ہیں وہ عبداللہ بن ام مکتوم ہے اور وہ موذن رسولخدا کا تھا اور اندھا تھا ایک روز رسولخدا کے پاس آیا اور حضرت کی پاس صحابہ حضرت کے بیٹھے تھے اور وہاں عثمان بھی بیٹھے تھے رسولخدا نے عبداللہ کو عثمان پر مقدم کرکے بٹھایا عثمان نے عبداللہ کیطرف سے ترشروئی کی اور منہ پھیر لیا خدا تعالیٰ نے انکی حق میں یہ آیتیں نازل کیں اور اگر یہی سو آیت فرض کیا جاوے تو اس سے بھی خطا حضرت کی اور گناہ حضرت کا ثابت نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ حضرت کا منہ پھیر لینا اس جہت سے تھا کہ عبداللہ نے کلام کو حضرت کے قطع کیا تھا اور یہ سنی ہیں کہ یہ تامل نہیں کیا کہ شاید حضرت کسیکی طرف مشغول ہوں اور موقع حضرت سے کلام کرنیکا نہو اور یہ انکی فقیری کی جہت سے حضرت نے ہرگز منہ نہیں پھیرا تھا اور ترشروئی جو حضرت کی تھی اسکا کچھ گناہ نہیں ہے اسواسطے کہ اندھے کے ساتھ ترشروئی اور کشادہ روئی دونوں برابر ہیں **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی نہ ایسا کہ ترشروئی کی جاوے اور منہ پھیر لینا چاہیے **إِنَّهَا** تحقیق کہ وہ آیتیں قرآن کی **تَذْكِرَةٌ** نصیحت ہیں خلقت کیواسطے جو کوئی چاہے رسولخدا سے انکو سنے اور انسے نصیحت پکڑ کے انپر عمل کرے **فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ** پس جو شخص چاہے یاد کرے اور حفظ کرے انکو سنکر اور جو کوئی رسولخدا کے پاس آوے اسواسطے اس سے ترشروئی نکرنی چاہیے اور ضمیر ذکرہ کی قرآن کیطرف پھرتی ہے اور وہ آیتیں یا قرآن لکھے ہوئے اور ثابت ہیں **فِي صُحُفٍ** بیچ صحیفوں جو کہ لوح محفوظ میں ہیں یا پہلی انبیاء کے صحیفوں میں کہ **مُكَرَّمَةٍ** بزرگ کئے گئے ہیں وہ صحیفے نزدیک خدا کے **مَرْفُوعَةٍ** بلند قدر کئے گئے ہیں یا یہ اٹھائے گئے ہیں ساتویں آسمان پر **مُطَهَّرَةٍ** پاک کئے گئے ہیں نجاستوں سے اور شیاطین کی آلودگیوں سے اسواسطے کہ نہیں چھوتے ہیں انکو مگر ہاتھ پاکیزوں کے کہ وہ ملائکہ ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ **بِأَيْدِي سَفَرَةٍ** ساتھ ہاتھ لکھنے والوں کے یعنی ملائکہ انکو لکھتے ہیں یا خدا کا پیغام پہنچانیوالے رسولوں کے کہ وہ بھی ملائکہ ہیں انکو لکھتے ہیں کہ مراد اس سے قاری قرآن کے ہیں کہ جو انکو پڑھتے ہیں اور انپر عمل کرتے ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ حافظ قرآن کے ہیں جو کہ انپر عمل کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے اصحاب رسولخدا ہیں **كِرَامٍ** بزرگ ہیں لکھنے والے انکی کہ وہ ملائکہ ہیں یا انبیاء اور ائمہ ہدیٰ ہیں **بَرَرَةٍ** نیک اور متقی ہیں وہ لکھنے والے انکے اور اب خدا انکی جھٹلانیوالوں کا حال بیان کرتا ہے کہ **قُتِلَ الْإِنْسَانُ** ہلاک کیا جاوے اور رحمت خدا سے دور کیا جاوے آدمی کافر **مَا أَكْفَرَهُ** کیا کافر ہے وہ یہ فعل تعجب ہے اور مراد آدمی سے امیہ بن خلف ہے اور تعجب انکی زیادتی کفر میں ہے یعنی کس چیز نے کافر کیا انکو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے عتبہ بن ابی لہب ہے یعنی کونسی چیز باعث کفر کی جانب والی ہوئی اور انکو کافر کیا اور وہ ہرگز نظر نہیں کرتا ہے اسمیں کہ **مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ** کس چیز سے پیدا کیا ہے انکو خدا نے یہ حقارت انکی ہے جو کہ خدا بیان کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **مِنْ نُطْفَةٍ** نطفہ سے یعنی آب اندک منی سے **خَلَقَهُ** پیدا کیا ہے انکو **فَقَدَّرَهُ** پس اندازہ کیا انکو کہ انکی عضا اور صورت اور ہیئت بنائی اور انکو حواس بخشے **ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ** پھر راستہ آسان کیا اسکا شکم سے باہر نکلنے کو کہ نکلنے کے مقام کو الہام کیا وہ کشادہ ہوگیا اور الٹا کرکے انکو باہر نکالا سر کیطرف سے اور نصب سبیل کا فعل مقدر کی جہت سے ہے کہ جسکی تفسیر یسرہ ہے اور بعد پیدا ہونے کے انکی پرورش کیا یہانتک کہ جوان ہوا اور راستہ خیر اور شر کا انکو بتلایا پس ایمان نہ لایا وہ اپنی جہالت سے اور یا یہ کہ انسان عام کیواسطے یہ آیت ہے یعنی پھر راستہ ہدایت کا آسان کیا انکی واسطے پس وہ انسان یا تو ایمان لایا بعد ہدایت کے یا کافر رہا اپنی جہالت سے **ثُمَّ أَمَاتَهُ** پھر موت دی انکو بعد گذر جانے عمر کے **فَأَقْبَرَهُ** پس قبر میں رکھا انکو **ثُمَّ إِذَا شَاءَ** پھر جس وقت کہ چاہیگا خدا **أَنْشَرَهُ** زندہ کریگا انکو کہ وقت انکا خدا تعالیٰ کی مشیت کے متعلق ہے اور مانند النا بھی منقول ہے ہے کہ جسکے بعد حیات ابدی اور باقی لذتوں کا ہے اور قبر میں رکھنے سے حفاظت ہے درندوں سے بخلاف اور حیوانات کے **كَلَّا** نہیں نہیں

یہ کہا ہے کہ قیامت کا اور خدا کی نعمتوں کا جو کہ دنیا میں دی ہیں انکار کرنا چاہیے اور یا کلا معنی حقا ہے یعنی حقا کہ آدمی **لَمَّا يَقْضِ** نہیں ادا کیا ہے **مَآ اَمَرَهٗ** جو کچھ کہ حکم کیا ہے خدا نے اسکو کہ آدمی خدا تعالی کے حقوق کے عہدہ سے جیسا کہ چاہیے باہر نہیں ہو سکتا ہے سو حاصل یہ کہ آدمی تقصیر سے خالی نہیں ہے اور اب خدا تعالی اس نعمت کا ذکر کرتا ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں ہمیشہ جسکا محتاج ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ** پس چاہیے کہ نظر کرے آدمی عبرت کی آنکھ سے **اِلٰى طَعَامِهٖ** طرف کھانے اپنے کے **اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا** تحقیق ہمنے گرایا پانی کو ابر سے گرانا قطرہ قطرہ کرکے کہ کسیکو صدمہ اسکا نہ پہنچے **ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ** پھر پھاڑا ہمنے زمین کو **شَقًّا** پھاڑنا روئیدگیوں سے اور گھانسوں سے **فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا** پس اگایا ہمنے بیچ اس زمین کے **حَبًّا** دانہ کو اناج کے کہ جسکو آدمی کھاتا ہیں مثل گندم اور جو کے **وَّعِنَبًا** اور درخت انگور کو **وَّقَضْبًا** اور ترکاری کو **وَّزَيْتُوْنًا** اور درخت زیتون کو **وَّنَخْلًا** اور کھجور کے درخت کو **وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا** اور باغ گھنے جسمیں درخت کثرت سے آپس میں ملے ہوں **وَّفَاكِهَةً** اور میوونکو **وَّاَبًّا** اور چارہ کو تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ ابوبکر سے اب کی معنی پوچھے گئے تو کہا کہ کونسا آسمان ہے جو سایہ ڈالے اور کونسی زمین مجھکو اٹھائیگی جسوقت کہ کہوں میں کتاب خدا میں وہ بات کہ جسکا مجھکو علم نہو لیکن فاکہۃ اسکی تو معنی کو میں جانتا ہوں اور اب کو نہیں جانتا اور انس روایت کرتا ہے کہ آیت کے معنی پوچھے کہا کہ کل آیت کے معنی جانتا ہوں لیکن اب کے معنی نہیں جانتا اور کشف کے نزدیک اب کے معنی چراگاہ کے ہیں اور بعضے میوہ خشک کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ یہ چیزیں ہمنے جو تمہارے واسطے پیدا کی ہیں **مَّتَاعًا لَّكُمْ** واسطے فائدہ تمہارے کے ہیں متاعا مفعول لہ واقع ہوا ہے یعنی واسطے فائدہ تمہارے کے **وَلِاَنْعَامِكُمْ** اور واسطے چوپاؤں تمہارے کے ہیں یہ چیزیں اسواسطے کہ بعضے تو انمیں سے آدمیونکا کھانا ہے اور بعضے چارہ چوپاؤنکا اور اب بعد ذکر ان نعمتونکے جو کہ دلالت کرتی ہیں خدا کی وجود پر اور اسکی قدرت پر ہر چیز کے کر دینے کے واسطے کہ انمیں سے ایک قیامت بھی ہے پس قیامت کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ **فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ** پس جسوقت کہ آئیگی کان بہرے کرنیوالی کہ وہ قیامت ہے اور کان بہرے کرنیوالی اسواسطے کہتے ہیں کہ صور پھونکا جائیگا جس سے کان لوگونکے بہرے ہونگے ایسی سخت آواز اسکی ہوگی اور مراد اس سے صور دوسرا ہے اور جواب شرط کا محذوف ہے یعنی جسوقت آئیگی وہ تو دیکھوگے تم ہولوں اور سختیوں کو **يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ** جسدن کہ بھاگیگا مرد **مِنْ اَخِيْهِ** بھائی اپنے سے باوجود الفت اور مہربانی کے **وَاُمِّهٖ** اور ماں اپنی سے باوجود کثرت حقوق کے کہ اسپر اسکے حقوق ہیں اور اسکو پرورش کیا ہے **وَاَبِيْهِ** اور باپ اپنے سے باوجود کثرت شفقت اور محبت کے کہ جو اس سے دیکھی ہے **وَصَاحِبَتِهٖ** اور زوجہ اپنی سے کہ جو ہمیشہ اسکی مونس اور غمخوار رہی ہے **وَبَنِيْهِ** اور بیٹوں اپنے سے باوجود نہایت شفقت کے ٥

پھونکے گا جبکہ صور سرافیل نامدار / اسوقت ہی مجتمع قیامت ہو آشکار
زندہ کوئی رہیگا نہ باقی جہان میں / ہر شخص کو فنا ہی بجز ذات کردگار

لرزہ ہو اس زمین کو ایسا کہ الحذر / اور یوں اڑیں پہاڑ کہ جیسے اڑے غبار
شمس و قمر سیاہ ہوں اور گر پڑیں نجوم / اور آسماں کے ٹکڑے ہوں ٹکڑے کئی ہزار

یہ ذکر پہلے صور کا ہے تمنے جو سنا / شدت سے جسکے زیر و زبر ہوئیں کوہسار
اور بعد اسکے صور وہ پھونکیگا دوسرا / مرنیکے بعد زندہ ہو ہر ایک جاندار

باہر نکلکے قبر سے دوڑے گا ناگہاں / میدان حشر گاہ کو ہر نیک و بد شعار
ہوئینگے سب برہنہ نہ کچھ سایہ ہوسکیگا / گرمی سے آفتاب کے دل کو نہ ہو قرار

وہ دن ہے ترش اور نہایت اداس ہے / ہولوں سے اور سختیوں سے پُر ہے وہ نہار
ہوگی خبر کسیکو کسیکی نہ ہول سے / کام آئیگا کسیکے نہ اسدن عزیز و یار

بھاگیگا بھائی بھائی سے اور باپ سے پسر / زوجہ سے اور پسر سے کریگا ہر ایک فرار
ماں کی خبر پسر کو نہ ہوگی نہ باپ کی / ہر ایک کو اپنی جان کا [illegible] بار بار

اسدن کی سختیوں سے بہت خوف ہے مجھے / کیا جانیے کہ کیسی مصیبت میں ہو گزار
صدقہ رسول پاک کی عترت کا اے خدا / اسدن مجھے علی کے محبوں میں کر شمار

اور کہتے ہیں کہ اسواسطے ہر ایک اپنی یگانہ سے بھاگیگا کہ اپنے حال میں مشغول ہوگا اور یا اسواسطے کہ جانتا ہوگا کہ یہ مجھکو کچھ نفع نہ پہنچا سکیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس خوف سے بھاگیگا کہ شاید جو اسکی حقوں میں تقصیر کی ہے یہ مجھ سے اسکا مطالبہ نکرے مثلاً بھائی کہے کہ کسواسطے تونے اپنے مال میں سے میری مدد نکی اور والدین اسکو کہیں کہ تونے ہمارے ساتھ نیکی کرنیمیں قصور کیوں کیا اور زوجہ کہے کہ کھانا حرام کا تونے مجھکو کیوں کھلایا اور پسر حق واجب کی تونے رعایت کیوں نکی اور اولاد اپنے باپ کو کہیں کہ تونے ہمکو کسواسطے تعلیم اور ہدایت نکی اور بعضے کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ مومن اپنے یگانوں کفار سے بھاگے اور انکی طرف توجہ نکرے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہابیل اپنے بھائی قابیل سے بھاگیگا اور اپنی باپ آزر سے ابراہیم بھاگیگا وہ باپ ایسا کہ جنہوں نے پرورش کیا تھا اور اسی جہت سے وہ انکو باپ اور ماں کہتے ہیں نہ باپ اور ماں حقیقی ہے اسواسطے کہ وہ نہ تھے اور نوح اپنی زوجہ اور پسر سے بھاگینگے **لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ** واسطے ہر مرد کے انمیں سے **يَوْمَئِذٍ** اسروز **شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ** ایک شان ہے کہ مشغول رکھیگا اسکو اور سبب گرفتاری اپنی نفس کے دوسرے آدمیونکی طرف بالکل توجہ اسکی نہوگی اور سودہ رضیعہ رسولخدا صلعم

روایت کی گئی ہی کہ حضرت نے فرمایا قیامت کے روز لوگونکو برہنہ بدن اور ننگے پاؤں میدان حشر میں جمع کرینگے بغیر ختنہ کئے ہوئے اور پسینا اُنکا مثل لگام کے اُنکے دہن میں جاکر کانوں تک پہنچیگا سودہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول خدا بعض آدمی بعض کو برہنہ دیکھیگا تو بڑی رسوائی ہوگی اور ہر ایک کے ستر پر دوسرے کی نظر پڑیگی فرمایا کہ سب آدمی اپنے اپنے حال میں گرفتار اور مشغول ہونگے کسیکو دوسرے کی حال کی خبر نہوگی اور یہ آیت تلاوت فرمائی کہ لکل امرء منہم یومئذ شان یغنیہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ کتنے ہی منہ ہونگے اُس روز مُّسْفِرَةٌ روشن چمکتے ہوئے ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ خنداں خوش ہونیوالے بسبب خلاصی کے آتش جہنم سے اور بسبب داخل ہونے بہشت کے اور دیکھنے باغوں اور محلوں اور حور و غلمان اور نہروں کے اور وہ لوگ مومنین خدا کی فرمانبردار ہونگے اور وجوہ کا مضاف محذوف ہے یعنی صاحب چہروں کے ہنسنے والے خوش ہونیوالے ہونگے وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ اور کتنی ہی منہ ہونگے اُس روز ایسی طرح کے عَلَيْهَا غَبَرَةٌ اوپر اُنکے غبار ہوگا تَرْهَقُهَا ڈھانکے گی اُنکو قَتَرَةٌ تاریکی اور سیاہی جسوقت آتش دوزخ کو اور طرح طرح کی عذاب کو دیکھینگے اُولٰٓئِكَ یہ لوگ کہ جنکے منہ گرد آلود اور سیاہ ہونگے هُمُ الْكَفَرَةُ وہی کفر کرنیوالے الْفَجَرَةُ بدکار اور نابکار ہیں اور کہتے ہیں کہ منہ مومنین کے وضو کی علامات سے روشن ہونگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نماز شب پڑہنے سے روشن ہونگے اور بعضے کہتے ہیں جن لوگوں نے راہ خدا میں جہاد کیا ہے اور جہاد میں گرد انکے چہروں پر پڑی ہی اُس روز انکے منہ روشن ہونگے اور جو لوگ کہ دنیا میں عشرت و ناز میں زندگانی کرتے تھے اور جہاد میں نہ گئے اور اپنے چہروں کو اُنہوں نے جہاد کی گرد سے محفوظ رکھا ہے اُس روز منہ اُنکے گرد آلود ہونگے

سُوْرَةُ التَّكْوِيْر اور اس سورہ کو سورۂ التکویر بھی کہتے ہیں اور مکہ میں یہ سورہ نازل ہوا ہی اور اسمیں انتیس آیتیں ہیں اور ثواب اسکی پڑہنے کا پہلی اس سے سورۂ عبس میں گذر گیا ہی اور ابو بکر نے روایت کی ہی کہ میں نے رسول خدا سے عرض کی کہ یا رسول خدا آنحضرت بہت جلدی بوڑہے ہوگئے فرمایا کہ مجھکو سورۂ ہود اور واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑہا کر دیا ہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جسوقت کہ آفتاب لپیٹا جاوے یعنی اسکی روشنی لپیٹی جاوے کہ روشنی کو اسمیں سے نکال لیویں اور وہ سیاہ باقی رہجاوے اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ کورت معرب ہے یعنی گور کہ فارسی کا لفظ ہی اُس سے اسکو بنایا ہی اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جسوقت آفتاب کو گور کیا جاوے وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ اور جسوقت کہ ستارے دھندلے ہو جاویں اور روشنی انکی جاتی رہی اور کہتے ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں کو دوزخ میں ڈالدینگے کہ انکی پوجنے والی جانیں کہ یہ معبود ہونیکا استحقاق نہیں رکھتے تھے وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ اور جسوقت کہ پہاڑ روانہ کئے جاویں جڑ سے اکھاڑ کر اور مثل غبار کے چور چور کر کے ہوا میں اُڑائی جاویں وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جسوقت کہ دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں چھوٹی جاویں یعنی بسبب گرفتاری نفس کے کوئی آدمی پروا اُنکی نہ رکھے کہ یہ قریب جننے کی پہنچی ہیں بلکہ سب اپنے اپنے حال میں مشغول ہونگے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اور جسوقت کہ جنگلی جانور اکٹھے کئے جاویں ایک جگہہ اور کہتے ہیں کہ سب جانور اکٹھے کئے جاوینگے بدلا لینے کے واسطے ایک جانور کا دوسرے سے اور بعد اسکے خدا تعالیٰ سبکو خاک کر دیگا وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ اور جسوقت کہ دریا کہ جاویں آپسمیں اور سب ایک کر کے گرم کئے جاویں دوزخیوں کی عذاب دینے کیواسطے اور کہتے ہیں کہ آفتاب اور ماہتاب اور ستارے دریا میں دوزخ کی ڈالے جاویں اور بعد اسکی ایک ہوا چلے کہ سب کو آگ کا کر دے اور پہلے اس سے جو روایت کی دوزخ میں ڈالنے کی ہے مقصود اس سے یہی ہی کہ آگ کی دریا میں انکو ڈالینگے اور کہتے ہیں کہ وہ دریا پیپ و خون اور زخموں کی پانی کے ہونگے جو کہ دوزخیوں کے بدنوں سے جدا ہو کر اکٹھے ہونگے اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہ وقت شروع ہونے قیامت کے آدمی بیخبر ہوں اور بازاروں میں سودا کرتے ہوئے پھریں ناگاہ دیکھیں کہ روشنی آفتاب کی دور ہو گئی اور وہ یہ حال دیکھکر حیران ہوں کہ آفتاب کو کیا حادثہ پہنچا ناگاہ ستارے گرنے لگیں اور یہی فکر میں ہیں کہ پہاڑ ہلنے لگیں اور مثل غبار کے ہوا پر اُڑنے لگیں اور جن آدمیوں میں بھاگیں اور آدمی جنوں میں پناہ لیجاویں اور جانور سب آپسمیں مل جاویں اور جن آدمیوں سے کہیں کہ ہم جاتے ہیں اور اس حادثہ کی خبر لاتے ہیں وہ جاویں اور دریاؤں کو دیکھیں کہ آگ ہو کر چمکتے ہیں اور شعلے مارتے ہیں اور اُن درمیان میں زمین اور آسمان پھٹ جاویں اور ایک ہوا پیدا ہو کہ سب کو ہلاک کرے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ وقت قائم ہونے قیامت کے چھ علامتیں کہ مذکور ہوئی ہیں دنیا میں پیدا ہوں اور چھ دوسری آخرت میں ظاہر ہوں اور وہ چھ یہ ہیں کہ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ اور جسوقت کہ نفس جوڑے کئے جاویں آپسمیں ایک دوسرے کا نیک کا نیک کے ساتھ اور بد کا بد کے ساتھ اور یا ہر ایک کو اسکی عمل کے ساتھ جمع کریں اور یا یہ کہ مومنین کو بہشت کی باشندوں کی ساتھ اور دوزخیوں کو شیاطین کے ساتھ چنانچہ حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ بہشتی مومنین جوڑا کئے جاوینگے حوروں کی ساتھ اور دوزخی شیاطین کے ساتھ کہ ہمراہ ہر ایک آدمی کی ایک شیطان ہوگا وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ اور جسوقت کہ زندہ گور میں دفن کی گئی ہیں لڑکیاں سوال کیجاوے کہ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ساتھ کونسی گناہ کے قتل کی گئی ہیں اور اسکو صیغہ غائب سے جو بیان کیا ہی یہ بطور تحقیر ہی اور یہہ

ع ۱ ۱۴

۵ سورۂ التکویر

سوال اگرچہ ظاہر میں موؤدہ سے ہی لیکن حقیقت میں اسکی والد ہی اور فائدہ سوال کا موؤدہ سے یہ ہی کہ وہ جواب میں کہی کہ میں بیجرم مقتول ہوئی ہوں تا کہ موجب رسوائی اسکی باپ کا ہو
اور حجت اسپر لازم ہو اور یہ قائم مقام اس قول کے ہی کہ عیسیٰ سے کو خدا یتعالیٰ فرمائیگا کہ انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین یعنی تونے کہا تھا ای عیسیٰ آدمیونکو کہ مقرر
کرو تم مجھکو اور میری ماں کو معبود عیسیٰ کہینگے کہ مجھکو اسکا علم نہیں ہے اور یہ سوال عیسیٰ سے ہی اور اسمیں حرج و توبیخ انکی قوم کی ہی اور ایسے ہی ان لڑکیونکی باپونکی توبیخ ہی
لڑکیوں سے سوال کرنیمیں اور عرب کی عادت یہ تھی کہ واسطے غیرت کے کہ وہ دوسری قوم میں جا کر جنگلی یا مفلسی کی جہت سے انکو زندہ ہی زمین میں دفن کر دیتے تھے
اور کہتے ہیں جو کوئی نہ چاہتا تھا کہ دختر کو قتل کرے تو اسکے واسطے پشمینہ کا کرتا سیتا اور اسکو پہنا کر ریوڑ چرانے کو بھیجتا اور اگر چاہتا کہ اسکو قتل کرے تو چھ برس تک اسکو
اچھی طرح رکھتا اور بعد اسکی اسکی ماں سے کہتا کہ تو اسکو خوشبو سے معطر کر کہ اسکو اسکی ننھیال کے گھر لیجاتا ہوں اور صحرا میں ایک گڑھا کھود کر اس دختر کو اس گڑھے کے کنارہ پر
لیجا کر بٹھلاتا اور اس سے کہتا کہ اس کنوئیں میں نگاہ کر وہ بچی کو دیکھتی تو اسکی کمر میں ہاتھ مار کر اسکو گڑھے میں ڈالدیتا اور اسکو مٹی سے بھر دیتا اور ابن عباس سے روایت ہے
کہ جس وقت عورت کے جننے کو دن قریب ہوتے تو وہ ایک گڑھا کھود کر اسکے نزدیک بیٹھ جاتی اگر دختر پیدا ہوتی تو اسکو اسمیں ڈالدیتی اور بیٹا ہوتا تو اسکو زندہ رکھتی اور کہتے
ہیں کہ ایک شخص قیس بن عاصم نے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ میں نے ایام جاہلیت میں اپنی دختر کو زندہ گور میں دفن کیا ہی اسکا کفارہ کیا ہو فرمایا کہ ہر کشتہ کے بدلے بندہ کو آزاد کر
اسنے کہا کہ میرے پاس بندہ نہیں ہے لیکن اونٹ میرے پاس ہیں فرمایا کہ ہر ایک کے واسطے ایک شتر فدا کر اسنے نو شتر فدا کئے **وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ** اور جس وقت
نامہ اعمال کہ وقت مرگ بندونکی لپیٹے گئے تھے کھولے جاویں اور پریشان کئے جاویں نزدیک حساب کے تا کہ اعمال انکی ظاہر ہوں اور ان اعمال کی انکو جزا دیجاوی اور کہتے ہیں کہ
رسول خدا صلعم نے ام سلمہ سے فرمایا کہ آدمی ننگے بدن اور ننگے پاؤں قبروں سے اٹھینگے ام سلمہ نے پوچھا کہ یا رسول خدا عورتوں کا کیا حال ہوگا فرمایا کہ ای ام سلمہ آدمی اپنے حال میں
ایسے مشغول ہونگے کہ غیر کی طرف نظر نکرینگے پھر پوچھا کہ انکا کیا شغل ہوگا فرمایا کہ پھیلانا نامہ اعمال کے اور انکا کھولنا کہ اسمیں سب کچھ لکھا ہوا ہوگا یہانتک کہ
برابر چھوٹی چیونٹی کے عمل ہوگا تو وہ بھی اسمیں ہوگا اور کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ قیامت کے روز صحیفے عرش کے نیچے سے اڑینگے صحیفہ مومن کا اسکی ہاتھ میں آئیگا اور اسپر
لکھا ہوگا کہ فی جنت عالیۃ اور صحیفہ کافر کا اسکی ہاتھ میں آئیگا اسمیں لکھا ہوگا کہ فی سموم وحمیم اور یہ صحیفے غیر صحیفوں اعمال کی ہونگے **وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ**
اور جس وقت آسمان اکھاڑا جاوے جیسے پوست حیوان کا پوست سے اکھاڑا جاتا ہے اور بعد اسکے اسکو لپیٹ دیویں **وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ** اور جس وقت کہ دوزخ دہکایا جاوے
اور حفص نے اسکو عین کی تشدید سے پڑھا ہے اور ابن کثیر اور اہل بصرہ نے سجرت کو بدون تشدید جیم کے پڑھا ہی اور باقیوں نے تشدید سے اور نشرت کو اہل مدینہ اور عاصم اور
ابن عامر نے تخفیف سے پڑھا ہی اور باقیوں نے تشدید سے اور ابو جعفر نے قتلت کو تشدید سے پڑھا ہی اور باقیوں نے تخفیف سے اور کہتے ہیں کہ روشن ہونا دوزخ کا خدا کی غضب سے
ہوگا آدمیوں کی خطاؤں پر **وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ** اور جس وقت بہشت نزدیک کیا جاوے خدا کے دوستوں سے واسطے داخل ہونے کے اور جواب شرطوں کا یہ ہے کہ
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ جانیگا ہر نفس جو کچھ کہ حاضر کیا ہی خیر کو یا شر کو اور خیر کو دیکھکر افسوس کریگا کہ زیادہ کیوں نکی اور شر کو دیکھکر رنجیدہ
ہوگا کہ یہ نیکی کیوں کی تھی **فَلَآ اُقْسِمُ** پس البتہ قسم کھاتا ہوں میں **بِالْخُنَّسِ** ساتھ ستاروں پھرنے والوں کے بعد جانیکے کہ **الْجَوَارِ الْكُنَّسِ**
چلنے والے ہیں وقت پوشیدہ ہونیکے نیچے روشنی آفتاب کے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ پانچ ستارے ہیں اور وہ مریخ ہی اور زحل ہے اور عطارد ہے اور زہرہ اور مشتری ہی
کہ ہمراہ آفتاب اور مہتاب کے چلتے ہیں اور پھرتے ہیں یہانتک کہ آفتاب کی روشنی میں پوشیدہ ہوجاتے ہیں پس خنوس تو انکا پھرنا ہی اور کنوس انکا پوشیدہ ہونا آفتاب کی روشنی
میں ہے **وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ** اور قسم ہے رات کی کہ جس وقت لگے آنے تاریکی اسکی یا پیچھے کو جاوے **وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ** اور قسم ہے صبح کی جس وقت کہ دم مارے
یعنی روشن ہووے اور روشنی اسکی پھیل جاوے اور کہتے ہیں کہ مراد دم مارنے صبح سے ابتدا طلوع ہونیکا ہی اور جواب قسم کا یہ ہے کہ **اِنَّهٗ** تحقیق وہ قرآن **لَقَوْلُ رَسُوْلٍ**
كَرِيْمٍ البتہ قول بھیجے ہوئے بزرگ کا ہی وہ جبرئیل ہے اور اسکو خدا کی پاس سے پیغمبر کے پاس لایا ہی اور حاصل یہ ہی کہ قرآن کلام خدا کا ہی اور اسکو جبرئیل کی زبان سے پیغمبر پر پڑھا ہی اور پیغمبر نے
اسکو جبرئیل سے سنا ہے نہ یہ کہ جبرئیل نے اسکو اپنی طرف سے کہا ہی اور اب جبرئیل کا وصف بیان کرتا ہے کہ **ذِيْ قُوَّةٍ** صاحب قوت کا ہی جبرئیل کہ لوطی قوم کے
شہروں کو زمین نیچے سے اکھاڑ کر آسمان کی تریب لیگیا اور الٹا کر کے انکو پھینکدیا اور ایسا ہے وہ کہ **عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ** نزدیک صاحب عرش کے مرتبہ والا ہی
مُّطَاعٍ ثَمَّ فرمانبرداری کیا گیا ہے اس جگہہ ملائکہ میں کہ جو کچھ حکم کرے ملائکہ اسکو بجا لاویں از انجملہ شب معراج کو بہشت کے فرشتوں سے دروازہ بہشت کا کھولنے کو کہا اسیوقت

اُنہوں نے کلمہ پڑھا اور رسولِ خدا بہشت میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ **أَمِينٍ** امانت دار ہے جبرئیل کہ وحی پہنچانے میں کبھی کمی اور زیادتی نہیں کی ہے بلکہ جو کچھ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
وہی پہنچاتا ہے اور روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا نے جبرئیل سے فرمایا کہ کیا خوب تعریف تیری خدا نے کی ہے ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ قوت تیری کیا ہے
اور امانت تیری کیا ہے کہا کہ قوت میری یہ ہے کہ مجھکو حکم ہوا لوط کی قوم کے شہروں کے خراب کرنیکا اور وہ چار شہر تھے اور ہر شہر میں چار لاکھ مرد سوا لڑکوں اور بچوں کے تھے ان شہروں کو
میں نے ساتویں زمین کے نیچے سے اکھاڑا اور آسمان پر اٹھا کر لے گیا یہانتک کہ اُس شہر کے مرغوں اور کتوں کی آواز آسمان کے فرشتوں نے سُنی پس اُنکو میں نے الٹ دیا اور امانت
میری یہ ہے کہ میں کسی چیز کا حکم نہیں کیا گیا ہوں کہ تجاوز اس سے میں نے کیا ہو اور کمی اور زیادتی اسمیں کی ہو اور بعضے جناب رسالتمآب کے کہتے ہیں کہ مراد رسول سے وہ حضرت ہیں
اور یہ سب صفات ان حضرت کی ہیں اور اُنکا فرو ہی طرف خطاب کرتا ہے کہ **وَمَا صَاحِبُكُمْ** اور نہیں ہے صاحب تمہارا کہ وہ محمد ہیں اور تمکو طرف حق کی بلاتا ہے **بِمَجْنُونٍ**
دیوانہ کہ عقل میں اسکی فرق آگیا ہو اور حق اور باطل اور بھلائی اور برائی میں فرق نکر سکتا ہو اور یہ کلام بھی جواب ہے قسم کا یعنی قسم ہے اُن چیزوں مذکورہ کی کہ قرآن
قول خدا کا ہے کہ جبرئیل کے وسیلہ سے آیا ہے اور نہیں ہے صاحب تمہارا دیوانہ جیسے کفار گمان کرتے ہیں بلکہ کل آدمیوں سے زیادہ وہ عقیل ہے **وَلَقَدْ رَآهُ** اور البتہ تحقیق
دیکھا ہے پیغمبر نے اُن جبرئیل کو اسکی صورت اصلی میں **بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ** بیچ کنارہ آسمان کے کہ ظاہر اور روشن ہے یعنی مقام نکلنے آفتاب کے کہ بلند زیادہ ہے اور ذکر اسکا
اسطرح ہے کہ رسولِ خدا نے جبرئیل سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھکو اس ہیئت پر دیکھوں کہ جس ہیئت پر تو آسمان میں ہے جبرئیل نے کہا کہ یا رسولِ خدا طاقت آپکو دیکھنے کی نہ ہوگی
حضرت نے فرمایا کہ دکھلانا چاہئے کہا کہ کہاں دکھلاؤں حضرت نے فرمایا ابطح میں کہا کہ وہاں میری سمائی نہیں ہے فرمایا کہ منیٰ میں کہا کہ وہ بھی تنگ ہے پھر فرمایا کہ عرفات میں کہا کہ وہ بھی تنگ ہے لیکن کوہ حرا پر
دکھلا سکتا ہوں پس وعدہ کی روز رسولِ خدا کوہ حرا پر جا بیٹھے جبرئیل کوہ عرفات کیطرف آئے عجیب و غریب ہیئت اور صورت سے کہ تمام روئے زمین کو پوشیدہ کر لیا اور پر اپنے
مشرق سے مغرب تک پھیلا دئے اور سر اُسکا آسمان پر تھا اور پاؤں ساتویں زمین میں تھے رسولِ خدا نے جو اس ہیئت کو دیکھا تو بیہوش ہو کر گر پڑے جبرئیل اُسی ہیئت میں
کہ جو ہمیشہ حضرت کی پاس آتے تھے صورت دحیہ کی ہو کر آئے اور حضرت کے پاس بیٹھکر حضرت کو اپنے پروں میں لیا حضرت ہوش میں آئے اور جبرئیل نے کہا کہ یا رسولِ خدا
میں تمکو بہت بڑا دکھلائی دیا اگر میکائیل کو دیکھو تو کیا حال ہو کہ سر اُسکا مجھسے بڑا ہے اور شانہ اُسکا زیر عرش ہے اور پاؤں اُسکے تحت الثریٰ میں ہیں اور عرش
عظیم اُسکے شانہ پر ہے اور باوجود اسقدر بڑے ہونیکے خوف خدا سے مثل چڑیا کے ہو جاتا ہے اور اب خدا تعالیٰ پیغمبر اپنے کا اور قرآن کا وصف بیان کرتا ہے کہ **وَمَا هُوَ**
اور نہیں ہے وہ پیغمبر **عَلَى الْغَيْبِ** اوپر غیب کے یعنی جو کچھ کہ وحی پہنچی ہے اُسپر وہ نہیں ہے **بِضَنِينٍ** بخل کرنیوالا کہ تمکو وہ وحی تعلیم نکرے اور تمسے
پوشیدہ رکھے **وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ** اور نہیں ہے وہ قرآن سخن شیطان راندہ گئے کا اور ہانکے گئے کا ستاروں سے یعنی یہ کلام
وہ نہیں ہے کہ جسکو شیاطین چوری سے ملائکہ سے سنکر کاہنوں سے جا کہیں اور اسمیں خطاب کفار کیطرف ہے کہ وہ قرآن کو کہانت اور جادو کہتے تھے اُسکا خدا
انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کاہنوں کا کلام نہیں ہے **فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ** پس کہاں جاتے ہو تم اور ایسے سخن درست اور حق کو نہیں مانتے ہو تم اور اس سے منہ پھیرتے ہو تم
اور باوجود اسکی حق ہونیکے اُسکو کہانت اور جادو کہتے ہو **إِنْ هُوَ** نہیں ہے وہ قرآن **إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ** مگر نصیحت واسطے عالم کے لوگوں کے
لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ واسطے اس شخص کے کہ چاہے تم میں سے **أَنْ يَسْتَقِيمَ** یہ کہ سیدھا ہو راہ خدا میں اور حق کی پیروی کرے **وَمَا تَشَاءُونَ** اور
نہیں چاہتے ہو تم راستی اور ہدایت کو **إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ** مگر یہ کہ چاہے خدا **رَبُّ الْعَالَمِينَ** پروردگار عالموں کا کہ تمپر جبر اور زبردستی کرے
ایمان کیواسطے یعنی تم اپنی اختیار سے ایمان نہ لاؤ گے مگر یہ کہ مشیت خدا متعلق ہو تمہارے ناچار کرنے پر اور تمکو مجبور کر دے لیکن اسطرح کا ایمان خلاف تکلیف کے ہے
اور پسندیدہ نہیں ہے

سُورَةُ الانفطار

یہ سورہ مکی ہے اور اسکو سورہ انفطار کہتے ہیں اور آیتیں اسمیں انیس ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی اس سورت کو اور سورہ اذا السماء انشقت کو نماز فرض میں پڑھے یا نماز نافلہ میں پڑھے کوئی حجاب اُسکو رحمت خدا سے مانع نہوا اور ہمیشہ وہ رحمت خدا میں
نظر کرے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ اُسپر نظر رحمت کرے جبتک کہ وہ آدمی حساب سے فارغ ہوں **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ** جسوقت کہ
آسمان پھٹ جاویگا **وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ** اور جسوقت کہ ستارے گر پڑیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اول ستاروں سے نور کو دور کریں اور بعد اسکے
انکو گرا دیویں اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ستارے مثل قندیلوں کے نور کی زنجیروں میں بندھے ہوئے لٹکتی ہیں اور وہ زنجیریں ملائکہ کے ہاتھوں میں ہیں جسوقت کہ اول صور کی صدمہ سے

ع ۵

سورۃ الانفطار

ملائکہ مر جائیں تو زنجیریں انکی ہاتھوں سے چھوٹ جائیں گے اور ستارے زمین پر گر پڑینگی **وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ** اور جسوقت دریا مین جاری کیجائیں اسطرح سے کہ جو
چیز کہ انکی بیچ میں حائل ہو رہی ہے وہ اٹھا لیجائے وہ سب آپس میں ملکر ایک ہو جائیں خواہ شیریں دریا ہوں خواہ شور ہوں سب آپس میں ملجائینگے
وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ اور جسوقت قبریں الٹ پلٹ کیجائیں اسطرح سے کہ اُسکے باطن کو ظاہر کر دیں یہانتک کہ جو مردہ وغیرہ کہ انمیں مدفون ہیں ان میں سے
باہر ہو جائیں اور پھر سب مُردے وغیرہ زندہ ہو جائیں اور جواب شرطوں کا یہ ہے کہ **عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ** جانیگا ہر نفس جو کچھ کہ آگے بھیجا ہے اسنے نیکی کو
یا بدی کو **وَاَخَّرَتْ** اور جو کچھ کہ پیچھے چھوڑا ہے توبہ کو یا ترک توبہ کو یا کوئی طریقہ نیک یا بد پیچھے اپنے چھوڑا ہے کہ آدمی اوسپر عمل کرتے ہیں پس انکی
عمل کرنیوالے کا سا ثواب اسکو ملیگا اور عمل کرنیوالے کے ثواب میں سے کچھ کم نہوگا اگر نیک طریقہ پیچھے اپنے چھوڑا ہے اور اگر بد طریقہ پیچھے اپنے چھوڑا ہے تو عمل کرنیوالے کا
سا عذاب اسکو ہوگا بدون اسکی کہ اُسکے عذاب میں سے کچھ کم ہو اور اب خدا تعالیٰ آدمی کی طرف خطاب کرتا ہے کہ **یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ** اے آدمی **مَا
غَرَّكَ** کس چیز نے فریب دیا تجھکو **بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ** ساتھ پروردگار تیرے کی کہ کریم ہے کہ کریم جانکر تو نے جرأت کی گناہ کرنے میں اور اسمیں اشارہ ہے طرف اسکی
کہ شیطان تجھکو فریب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو جو کچھ چاہے کر اسواسطے کہ پروردگار تیرا کریم ہے کسیکو عذاب نکریگا اور عذاب کرنے میں جلدی نکریگا یہ آیت دلالت
کرتی ہے اس امر پر کہ آدمی خدا کی کرم اور رحم پر تکیہ کرکے گناہ نکرے اور رسولخدا صلعم نے وقت تلاوت اس آیت کے فرمایا کہ فریب دیا اسکو اسکی جہل نے اور کہتے
ہیں کہ یہ آیت ابی الاشیر کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ وہ شخص رسولخدا صلعم کو آزار پہنچاتا تھا اور عذاب اسکو نہ پہنچتا تھا وہ خدا کی مہلت دینے سے مغرور
ہو گیا تھا اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے سب آدمیوں کے واسطے یعنی اے آدمی کس چیز نے تجھکو فریب دیا کہ تو نے خدا کی نافرمانی کی اور گناہ کرنے پر
دلیر ہو گیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت کے روز حقتعالیٰ ہر ایک بندہ کو خطاب کر کے کہیگا کہ کس چیز نے تجھکو فریب دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ
نے اپنی ناموں میں سے کریم کا ذکر کیا ہے اور کسی نام کا ذکر کیا ہے گویا کہ یہ تعلیم ہے بندہ کو کہ جسوقت خدا پوچھے کہ کسنے فریب دیا تجھکو تو وہ جواب میں
کہے کہ فریفتہ کیا مجھکو کرم تیرے نے اور کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے غلام کو آواز دی اور وہ باوجودیکہ سنتا تھا لیکن جواب نہیں دیتا تھا حضرت امیر
نے اس سے فرمایا کہ اے غلام تو سنتا تھا اور جواب کسواسطے نہیں دیتا تھا کہا کہ تمہاری حلم پر مجھکو اعتماد تھا اور عذاب پانے سے تمہارے ہاتھ سے بیخوف تھا اسواسطے جواب نہیں
دیتا تھا جناب امیر کو جواب اسکا خوش معلوم ہوا اسکو آزاد کر دیا حاصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کے روز بندہ سے کہیگا کہ کس چیز نے تجھکو فریب دیا ساتھ پروردگار
تیرے کے **الَّذِیْ خَلَقَكَ** جسنے کہ پیدا کیا تجھکو جسوقت کہ تو کچھ نتھا **فَسَوّٰىكَ** پس درست کیا تجھکو تمام اعضا تیرے بنا کر اور کوئی نقصان اور عیب
تیرے بدن میں نہیں رکھا **فَعَدَلَكَ** پس برابر کیا تجھکو اور مناسب رکھا تیرے اعضا کو پیدایش میں کہ کوئی تفاوت انمیں باقی نرکھا یہانتک کہ ایک ہاتھ کو دراز
اور دوسرے کو کوتاہ نکیا اور ایک آنکھ کو بڑا اور دوسری کو چھوٹا نہ کیا اور بعضے اعضا کو سیاہ اور بعضی کو سفید نہ کیا اور سب اعضا کو حسب مصلحت درست اور مناسب بنایا **فِیْۤ اَیِّ
صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ** بیچ جس صورت کے چاہا اسمیں رکھا یعنی خدا تعالیٰ نے جس صورت میں کہ چاہا **رَكَّبَكَ** ترکیب دی تجھکو اور تیرے اعضا کو آپس میں ملایا
جسطرح سے کہ حکمت اسکی تقاضا کرتی تھی مشابہ باپ کے یا ماں کے یا چچا یا ماموں کے پیدا کیا اور مرد بنایا یا عورت بنایا اور دراز قد بنایا یا کوتاہ قد بنایا اور حضرت
امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت نطفہ عورت کی شکم میں قرار پکڑتا ہے تو خدا تعالیٰ آدم اور حوا تک جو مشابہت کہ مرد اور عورت کے درمیان ہوتی ہے اسکو
جمع کرتا ہے اور اسکو اس مشابہت پر پیدا کرتا ہے کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فی ای صورۃ ما شاء رکبک یعنی جو کچھ کہ درمیان تیرے اور آدم تک مشابہت
ہے اسکے موافق جس صورت میں چاہا پیدا کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جس صورت میں چاہے تجھکو پیدا کرے اگر چاہے انسان کی صورت میں پیدا کرے اور اگر چاہے گدھے کی صورت میں
اور اگر چاہے بندر کی صورت میں اور حضرت صادق علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو تجھکو اس صورت کے غیر میں پیدا کرتا یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے جس صورت پر چاہے
پیدا کرے حیوانوں کی صورتوں میں سے لیکن تجھکو اپنی فضل عام سے نیک صورت پر پیدا کیا کہ وہ صورت انسانی ہے **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ اسکی کرم اور
فضل پر اعتماد کرکے گناہ اور کفر کرنا چاہیے یعنی چاہیے کہ اسکے کرم پر فریفتہ ہونیسے باز رہو اسواسطے کہ کرم اور فضل اسکا موجب شکر اور طاعت کرنیکا ہے نہ کفر اور
گناہ کرنیکا **بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ** بلکہ جھٹلاتے ہو تم اور تکذیب کرتے ہو ساتھ روز جزا کے یہ سبب جہل تمہارا فریب میں نہ دیکا اور تم یہ گمان کرتے ہو نہ اعمال کی

آسمان سے ایک آواز کرنیوالا آواز کرتا ہی کہ ڈالو تم اسکو سجین میں اور وہ ایک صحرا ہے حضرموت میں کہ جسکو دشت برہوت کہتے ہیں اور کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہا ہے کہ
توریت میں مینے دیکھا ہے کہ سجین نام ایک لوح کا ہی ساتوین زمین کے نیچے نام تمام شیاطین جن اور انس کے اُسمیں لکھے ہوے ہین جسوقت گیا روح کفار کو آسمان پر جانیسے
بند کر دیں تو انکو سجین میں جگہہ دیویں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ کتاب انکی اعمال کی وہاں لکہی جائیگی وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ اور کس چیز نے جتلایا
تجہکو کہ کیا ہی سجین یعنی یہ اس قبیل سے نہیں ہے کہ تو یا قوم تیری اسکو جانتی ہو كِتَابٌ مَرْقُومٌ ایک کتاب ہے لکہی گئی یا محل کتاب کا ہی کہ حرف اسکے ظاہر
اور روشن ہیں یا ایک علامت کے ساتھ نشان کیا گیا ہی کہ جو کوئی اسکو دیکھے تو جانلے کہ ہرگز اسمیں خیر نہیں ہے اور مجمع البیان میں لکھا ہی کہ کتاب مرقوم
تفسیر سجین کی نہیں ہے ہو اسطے کہ سجین کتاب مرقوم کی نہیں ہے بلکہ وہ تفسیر اس کتاب کی ہی کہ جو ان کتاب الفجار میں کتاب ہے اور تقدیر اسکی یہ ہی کہ ان کتاب الفجار
کتاب مرقوم اور بیضاوی میں لکھا ہی کہ وما ادریک ما سجین میں سجین کا مضاف محذوف ہی یعنی وما ادریک ما کتاب سجین کتاب مرقوم اور معنی اسکی یہ ہیں کہ اور
کس چیز نے جتلایا تجہکو کہ کیا ہی کتاب سجین کی کتاب لکھی گئی ہی کہ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ وہی ہے بہر وزاور عذاب سخت ہی لِّلْمُكَذِّبِينَ واسطے جھٹلانے
والوں کے الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ وہ لوگ جھٹلاتے ہیں اور تکذیب کرتے ہیں بِيَوْمِ الدِّينِ ساتھ دن جزا کے وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ اور نہیں تکذیب
کرتا ہی ساتھ اسکے إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ مگر ہر ستمگار حد سے گزر جانیوالا حق سے طرف باطل کے أَثِيمٍ گنہگار بیباک کفر کرنیوالا اور خواہش نفس کی پیروی
کرنیوالا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ جسوقت پڑہی جاتی ہیں اوپر اسکے آيَاتُنَا آیتیں ہماری قَالَ کہتا ہی کہ یہ آیتیں قرآن کی جو محمد صلعم پڑہتا ہے
أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ قصے پہلوں کے ہیں کہ جو کچھہ وہ لکہہ گئے ہیں اور اسکی کچھہ اصل نہیں ہے پس جسوقت کہ انکی جہالت اور عناد کا یہ حال ہی تو یہ دلیلیں نقلی
انکو کچھہ فائدہ نہ بخشینگی جیسے کہ دلیلیں عقلی کچھہ فائدہ انکو نہیں کرتی ہیں كَلَّا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہی کہ وہ جھٹلانیوالے کہتے ہیں کہ بَلْ رَانَ بلکہ زنگ کہا ہی
عَلَىٰ قُلُوبِهِم اوپر دلوں انکے مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ اس چیز نے کہ تھے وہ کسب کرتے اور اعمال بد کرتے یعنی بسبب کفر اور گناہوں کے انکے دلوں کو
زنگ بیٹھہ گیا ہی اور تاریکی ہوگئی ہی ہو اسطے وہ حق اور باطل کو نہیں پہچانتے ہیں اور ساتھ ہیں فرق نہیں کر سکتے ہیں اور نصیحت انمیں اثر نہیں کر سکتی ہی اور رسول محمد صلعم
نے فرمایا ہے کہ بندہ جسوقت گناہ کرتا ہی اسکے دلمیں ایک نقطہ سیاہ پیدا ہوتا ہی یہانتک کہ کثرت گناہ ہو اسے اسکا دل تمام سیاہ ہو جاتا ہے اور حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ ہر مومن کے دل پر ایک سفید نقطہ ہی جسوقت مومن گناہ کرتا ہی تو اس نقطہ میں نقطہ سیاہ پیدا ہو جاتا ہے پس اگر توبہ کرلے تو وہ سیاہ نقطہ دور ہو جاتا ہی اور
اگر اسیطرح گناہ پر گناہ کرتا رہی اور توبہ نکرے تو وہ سیاہی زیادہ ہوتی جاتی ہی یہانتک کے تمام اس نقطہ سفید کو گھیر لیوی اور جسوقت وہ سفیدی بالکل پوشیدہ ہو جائے تو
پھر وہ شخص خیر کیطرف رجوع نہیں کرتا ہی بلکہ گناہوں میں مشغول رہتا ہے اور یہی ہی قول حقتعالی سے کلا بل ران علی قلوبہم اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ
دل زنگ پکڑتا ہی پس خدا تعالی کی نعمتوں کو یاد کر تو کہ زنگ سی روشن اور صاف ہو جاوے كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ حقا کہ تحقیق وہ لوگ ثواب پروردگار
اپنے سی قیامت کے دن لَّمَحْجُوبُونَ البتہ پردہ میں کئے گئے ہیں یعنی منع کئے گئے ہیں اور امیر المومنین سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا کہ محروم ہے
ثواب سے اپنے [illegible] سے اور امام رضا سے تفسیر اس آیت کی پوچھی گئی تو فرمایا کہ خدا تعالی کو مکان کے ساتھ وصف نہیں کیا جاتا ہی اور نہیں کہا جاتا ہی کہ وہ
داخل ہے مکان میں لیکن وہ ڈالا گیا انمیں اسکی طرف سے بندوں کے واسطے اور لیکن مراد لیگئی ہے کہ تحقیق وہ ثواب پروردگار اپنے سے پردہ کئے گئے ہیں اور ابن عباس نے
فرمایا ہی اسکی تفسیر میں کہ تحقیق وہ رحمت پروردگار اپنے سے پردہ کئے گئے ہیں اور اس آیت سے خدا کا دیدار نہیں ثابت ہو سکتا ہی اسطرح سے کہ کفار خدا تعالی سے حجاب
کئے گئے ہیں تو پس معلوم ہوا کہ مومنین کے واسطے اس سے حجاب نہوگا بلکہ وہ اسکو دیکھینگے ہو اسطے کہ عرب کے محاورہ میں حجاب مکان کے لئے ہوتا ہے اور خدا مکانی نہیں ہے کہ مکان اندر
بیٹھا ہوا اور اسکے سامنے پردہ پڑا ہو کہ کفار اسکو دیکھہ نپاویں اور مومنین کیواسطے وہ پردہ اُٹھا دیا جاوے اور یہ کہاں سے لازم آیا کہ کفار کیواسطے دیکھنے ہی سے پردہ ہی اسواسطے کہ
حجاب ہونا پروردگار سے مجمل ہے معلوم نہیں کہ اسکی دیکھنے سے حجاب ہے یا اسکی قرب سے حجاب ہے یا اسکی رحمت یا کرامت سے حجاب ہے یا اسکی ثواب سے حجاب ہے اور سوا اسکے
بہت سے امر جائز اور غیر جائز نکل سکتے ہیں پس جسوقت کہ دیکھنا خدا کا عقلی دلیلوں سے باطل ہوا تو جو امر کہ جائز ہیں وہ مراد ہونگی اور دیکھنا خدا کا مراد نہوگا ثُمَّ
إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ پھر تحقیق وہ جھٹلانیوالے البتہ داخل ہونیوالے دوزخ کے ہیں اور جلنے والے نہیں ہمیشہ ثُمَّ يُقَالُ پھر کہا جائیگا یعنی دوزخ کے فرشتے

اُنسے کہینگے کہ هٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ یہ عذاب وہی ہے کہ تھے تم ساتھ اسکے تکذیب کرتے اور جھٹلاتے كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا
نہیں ہے کہ تم ان عذابونکو قیاس کرتے تھے اور ہمکو جھٹلاتے اِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ تحقیق کتاب نیکونکی اور یا کلّا حقاً کے معنی میں ہے یعنی حقا کہ تحقیق نوشتہ
نیکونکے اعمال کا لَفِي عِلِّيِّينَ البتہ بیچ علّیین کے ہے اور علّیین مفرد ہے بمعنی جمع کا اور علّیین علو سے مشتق ہے اور نام اسکا علّیین اسواسطے ہے کہ وہ باعث ہے اپنے صاحب کے
بلند ہونیکا اور یا یہ کہ بہشت میں بلند درجہ ہونیوالا ہے وہ اور یا یہ کہ بلند کیا گیا ہے وہ آسمان ہفتم پر نیچے قائمہ عرش کے کہ مقام کروبیونکا ہے اور ابن عباس سے
روایت ہے کہ علّیون ایک تختی ہے زبرجد سبز کی عرش کے نیچے لٹکی ہوئی اور اعمال نیکونکے اسمیں لکھے ہوتے ہیں اور کعب الاحبار اور قتادہ اور مجاہد سے منقول ہے کہ علّیین
ساتویں آسمان پر ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہے اور دوسری روایت ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا کہ خدا یتعالیٰ نے ہمکو اعلیٰ علّیین سے پیدا کیا ہے
اور ہمارے شیعونکے دلونکو اسچیز سے پیدا کیا ہے کہ جس سے ہمکو پیدا کیا ہے اور اُنکے بدنونکو اسکے غیر سے پیدا کیا ہے اور دل اُنکے جھکتے ہیں طرف ہمارے اسواسطے کہ وہ اسچیز سے
پیدا کیے گئے ہیں جس سے کہ ہم پیدا کیے گئے ہیں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ آخر تک اور بعد اسکے فرمایا کہ اور دشمن ہمارے پیدا کیے گئے ہیں
سجّین سے اور ہمارے دشمنوں کے شیعونکے دل پیدا کیے گئے ہیں اسچیز سے کہ جس سے ہمارے دشمن پیدا کیے گئے ہیں اور بدن انکے اسکے غیر سے پیدا کیے گئے ہیں پس دل انکے شیعونکے
جھکتے ہیں طرف انکی اسواسطے کہ دل انکے پیدا کیے گئے ہیں اسچیز سے کہ جس سے ہمارے دشمن پیدا کیے گئے ہیں اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ آخر تک
وَمَا أَدْرَاكَ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو تا کہ جانے تو کہ مَا عِلِّيُّونَ کیا ہے علّیون كِتَابٌ مَّرْقُومٌ کتاب ہے لکھی گئی کہ واضح اور روشن ہیں
حرف اسکے اور اسمیں انکی طاعتیں لکھی ہوئی ہیں اور وہ چیز کہ جس سے انکی آنکھیں خنک ہوں اور باعث انکی سرور کا ہو يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ حاضر ہوتے
ہیں اسکے لکھے ہوئے پر ملائکہ مقربین کہ اسکو درجہ بلند پر پہنچائیں اور یا یہ کہ گواہی دینگے انکی یعنی اسچیز کی کہ جو اسمیں لکھا ہے وہ فرشتے کہ جو قریب کیے گئے درگاہ خدا کے اور بلند مرتبہ
ہیں اور اس آیت میں بھی کتاب مرقوم تفسیر کتاب الابرار کی ہے نہ علّیون کی جیسے کہ کتاب الفجار میں گذرا ہے اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ کتاب الابرار کتاب مرقوم یشہدہ المقربون
اور معنی اسکی یہ ہوں کہ نامہ اعمال ابرار کا کہ بیچ علّیین کے ہے کتاب ہے لکھی گئی کہ حاضر ہوتے ہیں اسکے پاس ملائکہ مقربین اور رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے
کہ جسوقت ملائکہ اعمال بندہ مومن کے آسمان پر لیجاتے ہیں تو انکو وحی آتی ہے کہ تحقیق تم نگہبان ہو میرے بندہ کے اعمال کے اور میں نگہبان تھا اسچیز کا کہ جو اسکے دل میں تھا اور
اُسنے عمل کو اپنے خالص میرے واسطے کیا تم اسکو علّیین میں جگہہ دو کہ میں نے اسکو بخشا اور جسوقت عمل دوسرے بندہ کا آسمان پر لیجائیں تو ان فرشتونکو وحی پہنچے کہ تم نگہبان تھے
میرے بندہ کے عمل کے اور میں نگہبان تھا اسکے دل کی پوشیدگی کا اسنے خالص میرے واسطے عمل نیک نہیں کیا ہے اور دکھلانے اور سنانے کیواسطے کیا ہے پس لیجاؤ تم اسکے عمل کو سجّین میں
اور اسکے خدا یتعالیٰ ابرار اور نیکوں کا وصف بیان کرتا ہے کہ إِنَّ الْأَبْرَارَ تحقیق نیک آدمی لَفِي نَعِيمٍ البتہ بیچ نعمتوں بہشت کے ہونگے عَلَى الْأَرَائِكِ
اوپر تختوں کے بیٹھے ہوئے يَنظُرُونَ نظر کرینگے اُن چیزونکی طرف کہ جنکو دیکھکر دل انکے خوش ہوں تَعْرِفُ پہچانیگا تو فِي وُجُوهِهِمْ بیچ موہوں انکے کے
نَضْرَةَ النَّعِيمِ تازگی نعمتوں بہشت کی جیسے کہ تونگروں اور اہل ثروت کے چہروں پر تازگی ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ اسقدر حسن اور طراوت اور تازگی انکے
چہرونکی ہوگی کہ جسکی تعریف بیان نہو سکے يُسْقَوْنَ پلائی جاینگے یعنی انکو پلاینگے مِن رَّحِيقٍ شراب خالص میں سے کہ سفید اور خوشبودار ہوگی
مَّخْتُومٍ مہر کی گئی کہ اسکی برتنوں پر مہر کی لگی ہوگی خِتَامُهُ مِسْكٌ کہ مہر اسکی مشک ہوگا یعنی مشک سے سر بمہر کرینگے اور مہر اسواسطے لگائی گئی تا کہ
بہشتی کو وہم نہو کہ کسی اور آدمی کا ہاتھ اسکو پہنچا ہے اور باعث انکی نفرت کا ہو پس وہ ابرار نیک بندے اس مہر کو خود توڑینگے اور کہتے ہیں کہ یہ تمثیل ہے اسکی نفاست کی
اور قمی کی تفسیر میں لکھا ہے اور ابن عباس وغیرہ سے بھی روایت ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ خاتمہ یعنی کا مشک کی خوشبو پر کہ پینے والا بعد پینے کے اپنے دہن اور لبونمیں مشک
کی خوشبو پائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مشک شراب سفید ہے مثل چاندی کے اور بہشتی اسکو شراب کے بعد نوش کرینگے اور منقول ہے کہ اگر کوئی آدمی دنیا میں اپنی انگلی
اسمیں ڈال کر باہر نکالے تو جو جاندار کہ دنیا میں ہے انکے دماغ میں خوشبو اسکی پہنچے اور تمام دنیا اس سے معطر اور خوشبودار ہو جاوے وَفِي ذَٰلِكَ اور بیچ اس شراب کے
یا نعمت کے فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ پس چاہیے کہ رغبت کریں رغبت کرنیوالے یعنی اعمال نیک بجالائیں اور گناہوں سے پرہیز کریں کہ مستحق اسکے پینے کے ہوں
اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی گرمی کے دنوں میں روزہ رکھے خالص واسطے خدا کے خدا یتعالیٰ اسکی تشنگی کو شراب مختوم سے دفع کریگا اور رسول خدا صلعم نے جو امیر المومنین کو وصیتیں کی ہیں

انہیں فرمایا کہ اے علی جو کوئی شراب کو دنیا میں ترک کرے خاص واسطے رضامندی خدا کی اور اسکے حکم کی تعمیل کو واسطے تو خدا تعالی اسکو شراب مختوم سے سیراب کریگا وَمِزَاجُهٗ اور آمیزش اسکی مِنْ تَسْنِيْمٍ چشمۂ تسنیم سے ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ تسنیم نام ہے پانی کا کہ جو عرش کے نیچے سے بہشت میں گرتا ہے اور وہ بہشت کی سب شرابوں اور پانیوں سے فضل رکھتا ہے اور دوسری روایت ہے کہ ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا کہ تسنیم کیا ہے کہا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ حق تعالی نے فرمایا کہ کوئی نفس نہیں جانتا ہے جو کچھ کہ بہشتیوں کے واسطے میں نے پوشیدہ رکھا ہے کہ آنکھ کو وہ روشن کرے اور کہتے ہیں کہ تسنیم وہ شراب ہے کہ بلندی سے بہشتیوں پر گرتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے کہ ہوا میں جاری ہے اور موافق حاجت کے بہشتیوں کے برتنوں میں گرتی ہے اور جسوقت برتن پر ہو جائیں تو وہ وہیں تھم جاتی ہے اور زمین پر کوئی قطرہ اسکا نہیں گرتا ہے اور نام اسکا تسنیم اسکے مرتبہ کی بلندی کی جہت سے ہوا ہے اور تسنیم کی تفسیر بیان کرتا ہے کہ عَيْنًا چشمہ ہے اور عینا حال واقع ہوا ہے اور یا منصوب علی المدح ہے اور تقدیر اسکی اعنی عینا ہے یعنی مراد لیتا ہوں میں چشمہ کو کہ يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ پیتے ہیں ساتھ اسکے نزدیک کئے گئے درگاہ خدا کے جو کہ بہت نیک اور پرہیزگار ہیں مثل انبیا اور ائمہ معصومین کے کہ وہ تو تسنیم خالص کو نوش فرمائینگے کیونکہ انکی خالص محبت خدا کی تھی اور ابرار اور نیکوں کو اسمیں سے کچھ ملا کر پلائینگے اور کہتے ہیں کہ کفار قریش مثل ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ کے جسوقت فقرا اصحابہ کو دیکھتے مثل عمار اور صہیب اور بلال اور خباب کے تو انسے ہنسی اور ٹھٹھا کرتے اور طعن کی راہ سے کہتے کہ یہ حق پر ہیں اور محمد پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ رسول خدا کا ہے اور ہم زندہ کرکے دوبارہ اٹھائے جاوینگے یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا تحقیق جن لوگوں نے گناہ کیا ہے مثل کفر اور شرک کے كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہیں ان لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں وہ يَضْحَكُوْنَ ٹھٹھا کرتے وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ اور جسوقت گزرتے ہیں وہ ساتھ ان مومنین کے تو يَتَغَامَزُوْنَ آنکھیں مارتے ہیں آپسمیں واسطے ہنسی کے اور کشاف میں منقول ہے کہ ایکروز امیر المومنین ایک جماعت فقرا مومنین کے ہمراہ جاتے تھے ایک جماعت منافقین کی انکو دیکھکر ہنسی اور آنکھوں سے آپسمیں اشارے کئے اور ٹھٹھا کرنے لگے اور اپنے یاروں سے جا کہنے لگے کہ ہمنے اصلع کو یعنی اس شخص کو کہ جسکی پیشانی کے اوپر بال نہ تھے دیکھا ہے اور مراد انکی اسسے امیر المومنین تھی اور آپسمیں بہت ہنستے تھے اور امیر المومنین ہنوز رسولخدا صلعم کی مسجد میں نہ پہنچے تھے کہ جبرئیل یہ آیتیں لیکر نازل ہوئے کہ منافقین مومنین پر ہنستے ہیں اور آنکھوں سے اشارے کرتے ہیں وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ اور جسوقت پھرتے ہیں وہ طرف لوگوں اپنے کے تو انْقَلَبُوْا پھرتے ہیں وہ فَكِهِيْنَ باتیں بنانیوالے ہو کر یہ حال واقع ہوا ہے اور ابو جعفر اور حفص نے فکہین پڑھا ہے بدون الف کے یعنی ٹھٹھے میں لذت پانیوالے ہو کر اور شواہد التنزیل میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ان الذین اجرموا سے مراد منافق قریش کے ہیں اور الذین آمنوا سے مراد علی ابن ابیطالب ہے اور سعید بن سعد بلخی نے کہ یہ بھی اہل سنت کے راویوں میں سے ہے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مراد الذین اجرموا سے ایک جماعت بنی امیہ کی ہے کہ جسوقت علی بن ابیطالب اپنے یاروں کے ہمراہ اس جماعت پر گزرے تو انہوں نے چشم و ابرو سے اشارہ طرف علی کے کیا اور مراد الذین آمنوا سے علی بن ابیطالب ہے اور اصحاب اسکے اور رسولخدا صلعم نے شاہ اولیا علی مرتضی کو خوشخبری دی کہ قریب ہے کہ تم انکو دیکھو گے کہ وہ آتش دوزخ میں جلتے ہونگے اور مقاتل کہ علماء اہلسنت میں سے ہے اسنے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایکروز امیر المومنین اپنے اصحاب کے ہمراہ رسولخدا صلعم کے پاس جاتے تھے اتفاقا راہ میں ایک جماعت منافقین پر انکا گزر ہوا اس جماعت نے دیکھا کہ علی اپنے یاروں کے ہمراہ رسولخدا صلعم کے پاس جاتا ہے ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اور قہقہا مارنا شروع کیا اور نالائق باتیں کہنے لگے جسوقت علی مرتضی مجلس اقدس رسولخدا میں پہنچے تو حضرت نے یہ آیات علی کے روبرو پڑھی اور اس حال سے مطلع کیا اور علی کے سر بلند کو جو کہ پیش خدا کے تھا ظاہر کیا اور ان کفار اور منافقین کے حال میں خدا تعالی فرماتا ہے کہ وَاِذَا رَاَوْهُمْ اور جسوقت دیکھتے ہیں وہ کفار اور منافقین ان مومنین کو تو قَالُوْٓا کہتے ہیں وہ کفار اور منافقین آپسمیں کہ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ تحقیق یہ لوگ کہ محمد کی پیروی کرتے ہیں لَضَاۗلُّوْنَ البتہ گمراہ ہو رہے ہیں وَمَآ اُرْسِلُوْا اور حال یہ ہے کہ نہیں بھیجے گئے ہیں وہ کفار اور منافقین عَلَيْهِمْ اوپر ان مومنین کے حٰفِظِيْنَ نگہبان ہو کر تا کہ گواہی دیویں انکی گمراہی اور ہدایت کی اور کفار اور منافقین جو مومنین کو ایسی باتیں کہا کرتے تھے اور ہمیشہ ان پر ہنسا کرتے تھے خدا تعالی قیامت کے روز فرمایگا کہ فَالْيَوْمَ پس آج کے دن قیامت کا سو ہے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں مِنَ الْكُفَّارِ کافروں سے يَضْحَكُوْنَ ہنستے ہیں عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ اور پر تختوں کے بہشت میں بیٹھے ہوئے يَنْظُرُوْنَ نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ دوزخ میں جلتے ہیں اور طرح طرح کی عذاب میں گرفتار ہیں اور نہایت خوار اور ذلیل ہیں اور دنیا میں انکو

ع ۸

بہ عزت اور ثروت مین دیکھتی تھے اور یا یہ معنی ہیں ہین آیت کے کہ پس امروز کہ قیامت کا روز ہوگا وہ لوگ کہ ایمان لائی ہیں کفار سے ہنسینگے انکو عذاب مین گرفتار دیکھکر
جیسے کہ وہ کفار انسی دنیا مین ہنستے تھی اور تختونکی نظر کرتے ہونگے اور کہتی ہیں کہ بہشت کا دروازہ کھولینگی اور دوزخیونکو کہینگی بہشت مین آو وہ جلدی سی
بہشت کیطرف روانہ ہونگی جسوقت کہ بہشت کے قریب پہنچینگے فرشتے دروازہ بند کرلیونگے اور دوزخی رنجیدہ ہوکر پھر دوزخ کو پھر جاوینگے اور کئی مرتبہ
انکی ساتہ ایسا ہی کرینگے اور مومنین حال دیکھکر بہت خوش ہونگے اور کہینگے کہ **هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ** کیا بدلا دئے گئے کفار **مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ**
استہزا کا کہ تھے وہ کرتے دنیا مین یعنی دنیا مین جو وہ ہمپر ہنستے تھے کیا اسکا بدلا انکو ملا اور حمزہ اور کسائی نے ہل کے لام کو ثوب کے ثا مین ادغام کرکے ہثوب
پڑھا ہی **سُورَةُ الانشقاق** اور اس سورہ کو سورہ انشقاق بھی کہتی ہیں اور یہ سورہ مکی ہی اور اسمین تیئیس ۲۳ آیتین ہیں اور ثواب اسکا سورہ
انفطار مین مذکور ہو لیا ہی اور ابی بن کعب سے منقول ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھی خدا اسکو اپنی پناہ مین لیوی اس امر سے کہ نامہ اعمال اسکو دست
چپ مین دیوین بلکہ نامہ اعمال اسکا اسکی دست راست مین دیونگا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ** جسوقت کہ آسمان
پھٹ جاوئی اور ملائکہ اسپر زمین پر نازل ہوں اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ کہکشان کی جگہ سے پھٹیگا **وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا** اور کان رکھی واسطے
حکم پروردگار اپنی کے کہ جسوقت حکم پھٹنے کا اسکو ہو اسیوقت وہ پھٹ جاوئے اور سرتابی نکری **وَحُقَّتْ** اور لائق کیا جاوئی آسمان واسطے سننے اور فرمانبرداری
حکم خدا کے سو سزاوار ہے کہ خدا اسکا پیدا کرنیوالا ہے وہ کیونکر حکم خدا کا نہ بجالاوئے یہ تو آدمی ہی کی شان سے ہی کہ خدا تعالی کی ناشکری اور نافرمانبرداری مین مبتلا ہی
اپنی شامت نفس سے **وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ** اور جسوقت کہ زمین کھینچی جاوئی اسطرح سے کہ بلندیوں اور پہاڑوں کو اٹھالیوین اور پھر اسکو کھینچیں کہ
اسکی بلندی اور پستی سب برابر ہو جاوئی جیسے کہ ادھوڑی کو کھینچتے ہیں اور کھینچنے سے وہ برابر اور صاف ہو جاتی ہی اور ایسے ہی زمین کو کھینچینگے کہ برابر اور ہموار ہوجاوئی
اسطرح سے کہ اگر ٹوٹ کا انڈا مشرق مین رکھین تو مغرب سے وہ دکھلائی دیگا اور یا یہ کہ اسکو کھینچینگے لنبائی مین اسواسطے کہ فراخی اور کشادگی زیادہ ہوجاوئی **وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا**
اور ڈالدیوی زمین جو کچھ کہ درمیان اسکی ہے یعنی جو کچھ کہ زمین کے اندر ہی اسکو وہ باہر ڈالدیو **وَتَخَلَّتْ** اور خالی ہو جاوئی کوشش اور تکلف کرکے یعنی جو
کوشش کہ اس سے ممکن ہو خالی کرنیکی باب مین اسمین کسیطرح کا قصور وہ نکری **وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا** اور کان رکھی زمین واسطے حکم پروردگار اپنی کے باہر ڈالنے چیز
مین کی جو اسکے اندر ہے اور خالی کرنی مین **وَحُقَّتْ** اور لائق کیجاوئی پروردگار کے حکم کیواسطے سو اسواسطے کہ وہ اسکی پیدا کی ہوئی ہی اور اسمین اسکو کسیطرح کا
اختیار نہی اور رسولخدا صلعم سی روایت بیان کرتے ہیں فرمایا کہ جسوقت علامتین قیامت کی ظاہر ہونگی تو زمین جو کچھ اسمین ہے سب کو باہر ڈالدیگی چاندی کو اور سونے کو اور ظالم
کہی کہ یہ میرا ظلم اور قتل سے تھا اور چور کہی کہ میرا ہاتہ اسکے سبب سے کاٹا گیا ہم سب ہوگئی اور یہ نہین مانا اور بعضے کہتی ہیں کہ مراد یہ ہے کہ مردونکو باہر ڈالیگی اور بعضی
کہتے ہیں کہ پہاڑونکو ڈالیگی اور یہ آیت مکرر نہیں ہے سو اسلئے کہ پہلے تو صفت آسمان کی ہی اور دوسری صفت زمین کی اور جواب شرط کا محذوف ہے یعنی جسوقت کہ
یہ امور مذکورہ ہون تو دیکھیگا انسان جو کچھ کہ آگے بھیجا اسنے نیکی کو یا بدی کو **يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ** اے آدمی یہ خطاب ہر آدمی کیطرف ہے اولاد آدم مین سے
یعنی اے آدمی **اِنَّكَ كَادِحٌ** تحقیق کہ تو محنت کرنیوالا ہی یعنی رنج اور کوشش سے کام کرنیوالا ہی تو **اِلٰى رَبِّكَ** طرف پروردگار اپنی کے **كَدْحًا** کام کرنا
محنت اور کوشش سے یعنی تو عمل کرتا ہی کوشش سے خدا کیطرف پہنچنی مین **فَمُلٰقِيْهِ** پس ملاقات کرنیوالا ہی جزا اسکی کو یعنی اپنے عمل اور کام کی جزا کو تو پہنچیگا اس سے
چارہ نہین ہے یعنی عمل نیک ہو یا بد ہو اور اسکو مشقت سے کرتے ہو اسکی جزا کو پاوگے **فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ** پس جو شخص کہ دیا جاوے **كِتٰبَهٗ** نامہ اعمال اپنا
بِيَمِيْنِهٖ ساتہ دہنی ہاتہ اپنی کے **فَسَوْفَ يُحَاسَبُ** پس قریب ہے کہ حساب کیا جاوئی **حِسَابًا يَّسِيْرًا** حساب آسان کہ اسمین کسیطرح کی تنگی اور دشواری
نہو اور کہتی ہیں کہ حساب یسیر یہ ہے کہ گناہ اسکی اسکو دکھلائی جائیں اور پھر معاف کر دئے جائیں اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی حساب کیا
جاوئی وہ عذاب کیا جاوئیگا کسی نے پوچھا کہ یارسولخدا اللہ تعالی فرماتا ہی کہ حساب کیا جاسیگا حساب یسیر اس سے کیا مراد ہے فرمایا کہ حساب یسیر مراد پیش کرنا گناہونکا ہے اور پھر معاف کرنیکا ہو
حساب کرنا اور جسکے حساب مین اعتراض اور چون و چرا کی نوبت پہنچی اسمین عذاب کیا جاوئیگا **وَيَنْقَلِبُ** اور پھریگا وہ شخص کہ جسکا حساب آسانی سے کیا گیا ہے **اِلٰى اَهْلِهٖ**
طرف لوگوں اپنی کے کہ وہ کنبہ اسکا ہے مومنین میں سے یا اپنی عورتوں کی طرف کہ وہ حوریں بہشت کی ہیں **مَسْرُوْرًا** خوش ہوکر یہ حال واقع ہوگا یعنی وہ شخص

اپنے لوگوں کی طرف خوش ہو کر پھریگا بسبب حاصل ہونے نعمتوں کے اور درجوں بہشت کے اور رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ جسمیں تین خصلتیں ہونگی اُسکا حساب آسانی سے ہوگا لوگوں نے پوچھا یا رسولخدا وہ خصلتیں کیا ہیں فرمایا کہ دے تو اُس شخص کو کہ محروم رکھے تجھکو کہ تجھکو وہ کبھی کچھ نہ دے اور اول تو اُس سے کہ جو تجھسے قطع کرے اور ملنے کو ترک کرے اور معاف کر تو اُس شخص کو کہ جو تجھپر ظلم کرے وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ اور لیکن وہ شخص کہ دیا گیا ہے نامہ اعمال اپنا وَرَآءَ ظَهْرِهٖ پیچھے پشت اپنی سے دست چپ میں وہ اس طرح ہے کہ اُسکے دست کو اُسکی گردن سے باندھیں اور دست چپ کو پس پشت سے پس نامہ اعمال کو پس پشت دست چپ میں دیویں اور کہتے ہیں اسکو کہیں کہ تو اپنا نامہ اعمال کو پڑھ وہ کہیگا کہ میں پشت سے کیونکر پڑھوں پس گردن کو اُسکی موڑ توڑ کر اُسکی منہ کو پشت کیطرف کریں وہ نامہ کو اپنی دیکھے کہ تاریک اور سیاہ ہے بہت عاجز اور حیران ہو اور اسکو پڑھ نہ سکے اور نامہ اعمال کو جسکی دست راست میں دینگے وہ بہشتی ہے اور جسکے دست چپ میں دینگے وہ دوزخی ہے اور جسکے دست چپ میں دینگے اُسکا حال بیان کرتا ہے کہ فَسَوْفَ يَدْعُوْا پس قریب ہے کہ پکاریگا وہ یعنی آرزو کریگا وہ ثُبُوْرًا ہلاکت کو اور یا کہیگا وہ کہ واثبوراہ اور یہ کلمہ ہے ہلاکت کے طلب کرنیکا وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا اور داخل ہو وہ دوزخ میں کہ وہ آتش سوزاں ہے اور ہمیشہ اُسمیں وہ جلا کریگا اور باب سبب اُسکے عذاب کا بیان کرتا ہے کہ اِنَّهٗ كَانَ تحقیق وہ تھا فِيْٓ اَهْلِهٖ بیچ لوگوں اپنے کے مَسْرُوْرًا خوش اور فخر اور ناز کرنیوالا اپنے مال اور جاہ پر اور اپنی غرور کی زیادتی سے کہ نہ سمجھتا تھا اور اُس سے بالکل غافل تھا اور یا یہ کہ اپنے گناہوں اور کفر سے خوش تھا اِنَّهٗ ظَنَّ تحقیق کہ اُسنے گمان کیا تھا اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ یہ کہ ہرگز نہ پھریگا خداتعالیٰ کیطرف یعنی زندہ کرکے واسطے جزائے اعمال کے نہ اٹھایا جائیگا بَلٰىٓ ہاں وہ پھریگا پروردگار کیطرف واسطے جزائے اعمال کے اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ تحقیق کہ وہ خدا ہے ساتھ اُسکے اور اُسکی اعمال کے بَصِيْرًا دیکھنے والا پس اُسکو چھوڑیگا نہیں بلکہ اُسکو محشر میں لائیگا اور جزا اور سزا اُسکو دیگا فَلَآ اُقْسِمُ پس قسم کھاتا ہوں میں بِالشَّفَقِ ساتھ شفق کے کہ وہ سرخی ہے اور بعد غروب آفتاب کے نمایاں ہوتی ہے وَالَّيْلِ اور قسم ہے رات کی وَمَا وَسَقَ اور اُس چیز کہ اکٹھا کرے اور پوشیدہ کرے اُسکو رات بعد اُسکے کہ دن کو سب پھیل گئی اور بکھر گئے ہوں شامل ہے کہ رات کے وقت سب اپنے مقاموں پر اکٹھی ہوجاتے ہیں یا سحر کو وَالْقَمَرِ اور قسم ہے چاند کی اِذَا اتَّسَقَ جس وقت کہ اکٹھا ہو کر کامل اور پورا ہوجاتا ہے اور وہ چودھویں رات کا چاند ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ لَتَرْكَبُنَّ البتہ سوار ہوگے تم یعنی پیش آوینگے تم اور ملاقات کروگے تم طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ایک حال کو ایک حال سے پیچھے مطابق یا ایک دوسرے کی سختی اور ہول میں مراد موت سے ہے اور قیامت کی ہولوں اور سختیوں سے کہ ایک سختی بعد ایک سختی کے اور ایک ہول بعد ایک ہول کے دیکھی جائیگی اور حضرت صادق علیہ السلام نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اختیار کروگے تم طریقے اُن لوگوں کے کہ جو پہلے تم سے تھے اور اُمتوں کے آدمی اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ البتہ چلوگے تم رستہ اُن لوگوں کا کہ پہلے تم سے تھے یعنی پہلی اُمتوں کے آدمی بیوفائی اور غدر کرینگے انبیا کے اوصیا کے ساتھ بعد انبیا کے اور مشہور ہے کہ صفورا زوجہ موسیٰ علیہ السلام بعد موسیٰ کے اُنکی وصی یوشع بن نون سے لڑی اور اسی طرح عائشہ زوجہ رسولخدا بعد رسولخدا کے اُنکی وصی علی بن ابیطالب سے لڑی اور جسوقت کہ حضرت موسیٰ توریت کی تختیاں لینے کو طور پر گئے تو اُنکی اُمت کے آدمی اُنکے خلیفہ ہارون سے پھر گئے اور سامری کیطرف ہو گئے اور ایسی ہی رسولخدا کے بعد اُنکی اُمت کے آدمی علی بن ابیطالب سے پھر گئے اور ابوبکر کو اُنہوں نے خلیفہ بنایا اور ایسی قیاس ہو بہت سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد طبقًا عن طبق سے عہد بعد عہد کے اور سختی بعد سختی کے اور فقیری بعد تونگری کے اور تونگری بعد فقیری کے اور صحت بعد بیماری کے اور بیماری بعد صحت کے اور اہل کوفہ نے سوا عاصم لترکبن بفتح با پڑھا ہے واحد کا صیغہ اور نہیں خطاب ہے رسولخدا کیطرف ہے اور مراد اس سے یہ ہے کہ تو شب معراج آسمانوں پر جائیگا کہ سوار ہوگا تو ایک طبق پر بعد ایک طبق کے آسمان کے اور باقیوں نے بضم با پڑھا ہے جمع کا صیغہ سب کی طرف خطاب ہے جیسا کہ گزرا ہے اور فرماتا ہے کہ فَمَا لَهُمْ پس کیا ہے واسطے ان کفار قریش کے کہ لَا يُؤْمِنُوْنَ نہیں ایمان لاتے ہیں خدا اور پیغمبر اور قیامت کے ہونے پر باوجود واضح ہونے دلیلوں اور ظاہر ہونے نشانیوں قدرت خدا کے وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ اور جسوقت پڑھا جاتا ہے اوپر اُنکی قرآن تو لَا يَسْجُدُوْنَ نہیں سجدہ کرتے ہیں وہ وقت تلاوت کے جسمیں کہ سجدہ کا ذکر ہوتا ہے اور یا یہ کہ نہیں عاجزی کرتے ہیں وہ قرآن کو سنکر اور اس آیت میں سجدہ اکثر سنت ہے اور واجب نہیں ہے اور منقول ہے کہ حضور رسولخدا صلعم نے آیۂ واسجد واقترب کو پڑھا اور سجدہ کیا اور سب مومنین نے بھی حضرت کی پیروی سے سجدہ کیا اور کفار قریش اُنکے سر پر کھڑے ہو ہاتھ پر ہاتھ مارتے تھے اور ٹھٹھا کرتے تھے یہ آیت نازل ہوئی اور سجدہ نکرنا کفار کا واسطے اُنہوں نے تعلیل کے ہے بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بلکہ وہ لوگ کہ کافر ہوئے يُكَذِّبُوْنَ جھٹلاتے ہیں قرآن کو اور اُسمیں تامل نہیں کرتے ہیں اور اُسپر ایمان نہیں لاتے ہیں واسطے اپنے باپوں کی پیروی کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اور خدا زیادہ جاننے والا اور عالم تر ہے

سجدہ

بِمَا يُوعُونَ ساتھ اُن چیزوں کے کہ اُنمیں نگاہ رکھتے ہیں وہ اور جو کچھ کہ اُنہوں نے اپنے دلونمیں کینہ اور عداوت کو پوشیدہ کیا ہی مومنوں کیطرف سے اور کیا کیا اپنی اعمال کے
ناموں میں جو کچھ کہ اُنہوں نے قسم قسم کے عذابوں کو جمع کیا ہی اُنکو خوب جانتا ہی فَبَشِّرْهُمْ پس خوشخبری دی تو اُنکو بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ساتھ عذاب دردناک کے
یہ کلام خوشخبری دینے کا بطریق مزاح کے ہی اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے یہ مستثنیٰ منقطع ہی یعنی اُن کفار کیواسطے عذاب دردناک ہی مگر وہ
لوگ کہ ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمال کئے ہیں اُنہوں نے نیک لَهُمْ اَجْرٌ واسطے اُنکے اجر ہی غَيْرُ مَمْنُوْنٍ نہ قطع کیا گیا اور نہ
کم کیا گیا بلکہ پورا اجر اُنکے واسطے ہوگا ہمیشہ کو اور یا یہ کہ نہ احسان کہا گیا کسی آدمی کا ہوگا سُوْرَۃُ الْبُرُوْجِ یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں بائیس آیتیں ہیں
اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ بروج کو نماز میں پڑھے وہ قیامت کے روز انبیاء مرسلین کے ہمراہ ہوگا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ قسم ہی آسمان صاحب برجوں کی اور برج بارہ ہیں حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔
اور ذکر برجوں کا سورہ حجر میں گذر چکا ہی اور کہتے ہیں کہ یہ مثل بڑی بڑی محلوں کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد برجوں سے بڑے بڑے ستارے ہیں اور یا آسمان کے دروازے مراد ہیں
اور بعضونکے نزدیک وہ محل ہیں یاقوت کے اور زبرجد سبز اور چاندی سفید اور موتیوں کے اور وہ مقام ملائکہ کی عبادت کے ہیں جیسے کہ مسجدیں آدمیوں کی عبادت کے مقام
زمین پر ہیں وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ اور قسم ہی دن وعدہ کئے گئے کی کہ وہ دن قیامت کا ہی وَشَاهِدٍ اور قسم ہی حاضر ہونیوالے کی یعنی اُس دن کی کہ اُس روز واسطے
جزا کے سب حاضر ہونگے وَمَشْهُوْدٍ اور قسم ہی حاضر کی گئی چیز کی عجائب اور غرائب میں سے اور شاہد اور مشہود کی تعین میں اختلاف ہے امام حسن علیہ السلام سے
منقول ہے کہ شاہد رسول خدا ہیں اور مشہود روز قیامت ہے اور حضرت امام باقر اور صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ ہی اور ایک روایت میں
حضرت باقر سے ہی کہ شاہد یوم عرفہ ہے اور مشہود روز قیامت ہے اور ایک روایت میں حضرت صادق سے ہی کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ اور موعود روز قیامت ہے
اور ایک روایت میں رسول خدا نے امیر المومنین کو فرمایا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد خدا ہی اور مشہود بندہ ہے اور بعضے اسکا عکس کہتے ہیں اور بعضی کہتے ہیں کہ شاہد روز نحر ہے کہ
وہ دسویں ذی الحجہ کی ہی اور مشہود روز عرفہ ہی کہ وہ نویں اُسکی ہی ایک راوی کہتا ہی کہ میں رسول خدا کی مسجد میں گیا ایک شخص کو دیکھا کہ حدیث پیغمبر کی بیان کرتا ہی
اُس سے میں نے پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہیں کہا کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ ہی میں دوسری جانب گیا دیکھا کہ ایک شخص رسول خدا سے حدیث بیان کرتا ہی اُس سے میں نے
پوچھا کہ شاہد اور مشہود کیا ہیں کہا کہ شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز نحر ہی اور ایک گوشہ میں ایک لڑکے کو حدیث بیان کرتا ہوا دیکھا میں نے اُس سے پوچھا کہ شاہد
اور مشہود کیا ہی کہا کہ شاہد محمد ہی اور مشہود روز قیامت ہے اور کہا کہ کیا نہیں سنا ہی تم نے قول حقتعالیٰ کا کہ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا اور دوسری جگہ فرمایا ہی
ذلک یوم مجموع له الناس وذلک یوم مشہود لوگوں سے میں نے پوچھا کہ پہلا کون تھا کہا کہ ابن عباس تھا دوسرے سے پوچھا تو کہا کہ ابن عمر تھا اور تیسرے کو پوچھا تو کہا کہ حسن
بن علی علیہما السلام ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد فرشتہ ہے اور مشہود روز قیامت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد گواہی دینے والے آدمی ہیں اور مشہود وہ ہیں کہ جنکی واسطے
گواہی دیتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد یہ امت محمدیہ ہے اور مشہود پہلی امتیں ہیں اور یا شاہد اعضا اولاد آدم کے ہیں اور مشہود نفس اُنکے اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہد حجر اسود ہے
اور مشہود حج کرنیوالے اور یا شاہد رات اور دن ہیں اور مشہود آدمی اور یا شاہد انبیا ہیں اور مشہود پیغمبر آخر الزمان اور یا شاہد آدم ہی اور مشہود اولاد اُسکی اور یا شاہد عیسیٰ ہے
اور مشہود امت اُسکی اور ہر ایک نے قول کی سند لاتا ہے قرآن اور حدیث سے قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ہلاک کئے گئے ہیں صاحب شگافوں زمین کے اور وہ ایک
جماعت تھی کہ اُنہوں نے زمین میں گڑھے کھودے تھے اور کہتے ہیں کہ یہ جواب ہے ایک کلام محذوف کا یعنی کہ وہ کفار ہلاک ہونیوالے ہیں جیسے کہ ہلاک کئے گئے اصحاب اخدود کے
اور قصہ اصحاب اخدود کا امام محمد باقر علیہ السلام سے اسطرح سے منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو نصاریٰ نجران کے پیشوا کے پاس بھیجا اور اصحاب اخدود کا قصہ
اُس سے پوچھا اُنہی بیان کیا امیر المومنین علیہ السلام نے اُسکو کہلا بھیجا کہ وہ قصہ اسطرح نہیں ہے کہ تو نے بیان کیا ہی لیکن میں تجھکو خبر دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے
ایک حبشی کو پیغمبر کرکے حبشیوں پر بھیجا اُن لوگوں نے اُسکو جھٹلایا اُس پیغمبر نے اُن لوگوں سے جہاد کیا اور خوب لڑائی ہوئی اور اُسکے اصحاب مارے گئے اور اُن لوگوں نے
اُس پیغمبر کو اور جو کچھ کہ اُسکے اصحاب باقی رہے تھے اُن سب کو قید کیا اور ایک مکان بنایا اور اُسکو آگ سے پُر کیا اور سب آدمیوں کو اُس مکان کے نزدیک جمع کیا اور کہا کہ
جو کوئی ہمارے دین پر ہے اور ہمارے حکم کا تابع ہی وہ ایک طرف کو ہو جائے اور جو کوئی کہ اُس جماعت کے دین پر ہے وہ آگ میں گر پڑے پس مومنین آگ میں اپنے آپکو گرانے لگے میں

ع ۱
۲۵
۹

کو دیکر ایک عورت مومنہ ایک مہینے کا بچہ گود میں لئے ہوئے اوس آگ کے قریب آئی اور چاہا کہ اپنے تئیں آگ میں ڈالے اوس عورت کا دل اوس بچہ کیواسطے جلنے لگا اور چاہا کہ اُلٹی پھری اوس
بچہ نے بقدرت خدا گویا ہو کر کہا کہ اے ماں تو کچھ خوف مت کر اور مجھکو لیکر اس آگ میں کود پڑ کہ یہ مشقت راہ خدا میں بہت تھوڑی ہے اوس عورت نے اپنے تئیں مع اوس بچہ
کے آگ میں ڈالدیا اور مجمع البیان میں مسلم سے اس قصہ کو اسطرح لکھا ہے کہ وہ ایک جماعت ہے مشرکوں میں سے اور اوس زمانہ میں ایک جادوگر تھا ذونواس بادشاہ کے
پاس اور سلطنت کا اوسکی اوسکے اوپر تھا جسوقت وہ جادوگر بوڑھا ہو کر بیمار ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ اب میری اجل قریب پہنچی ہے مناسب ہے کہ کوئی لڑکا میرے سپرد کر کہ میں جو کچھ
جانتا ہوں اوسکو تعلیم کر دوں کہ انتظام ملک کا اوس سے ہوتا ہے ایک لڑکا اوسکے سپرد کیا وہ اوسکو اپنا جادو سکھلانے لگا اور اوس لڑکے کی راہ میں ایک عبادت خانہ ایک
عابد نصرانی کا تھا ایکروز وہ لڑکا اوس عابد کے پاس گیا اور اوسکی باتوں سے اور اوسکی احوال سے بہت تعجب کیا اور اوسکے حال سے مطلع ہو کر اوس عابد کا طریق اوسنے پسند کیا اور
ایمان لایا اور ہر روز آتے اور جاتے اوس عابد کے پاس بھی جاتا اور اوس سے صحبت کرتا اور عابد کے پاس اوس لڑکے کو دیر ہوتی تو وہ جادوگر اوسکو مارتا کہ کیوں دیر کی
تو نے اور جو گھر کے جانے میں دیر ہوتی تو گھر کے لوگ اوسکو مارتے اوس لڑکے نے عابد سے یہ حال بیان کیا عابد نے کہا کہ اگر جادوگر کہے کہ تو نے کیوں دیر کی تو اوسکے جواب میں کہہ کہ
گھر کے آدمی جلدی نہیں آنے دیتے اور اگر گھر کے آدمی کہیں کہ تو نے کیوں دیر کی تو اونسے کہہ کہ جادوگر جلدی نہیں آنے دیتا اور وہ لڑکا صحبت میں اوس عابد کے بڑا
عامل اور مستجاب الدعوات ہو گیا کہ جو دعا مانگتا تہا وہ قبول ہوتی تھی اتفاقاً ایکروز اوس عابد کے پاس سے باہر نکلکر اپنے گھر کو جاتا تھا راہ میں دیکھا کہ ایک اژدہا
بہت بڑا راہ میں بیٹھا ہے اور لوگوں کے آنے جانے کو اوسنے بند کر رکھا ہے اوسنے اپنے جی میں کہا کہ بہتر ہونا عابد کا اور باطل ہونا جادوگر کا آج معلوم کرونگا ایک پتھر
اُٹھایا اور کہا کہ اے خدا اگر راہب یعنے اگر وہ عابد تیرے نزدیک زیادہ دوست ہے اوس جادوگر سے تو اس جانور کو قتل کر اور پتھر کو اوسکی طرف پھینکا وہ اوسکے سر پر لگا اوسیوقت
وہ مر گیا اور کہتے ہیں کہ وہ لڑکا بیماروں کو اور دردمندوں کو اپنی دعا سے اچھا کرتا تھا اور جسوقت عابد کو یہ خبر اوسکی پہنچی تو اوس لڑکے سے کہا کہ تو بلا میں مبتلا ہوگا مجھکو خبر نہ کرنا چاہیے
اور مجھکو دشمن کے سپرد مت کرنا عابد کو جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا اور آدمیوں کا علاج کرتا تھا اور اندہوں اور سفید داغ والونکو اچھا کرتا تھا اور بادشاہ کے ملازمین میں سے
کہ ایک شخص اندھا ہو گیا تھا وہ اوسکے پاس آیا اور بہت سا مال اوسکے واسطے لایا اور کہا کہ مجھکو اچھا کر دے اوسنے کہا کہ میں کسیکو اچھا نہیں کرتا ہوں بلکہ خدا اچھا
کرتا ہے اگر تو میری فرمانبرداری کے لئے اور میرے راز کو پوشیدہ رکھے تو خدا تعالیٰ کی توفیق سے میں تیری آنکھیں روشن کر دوں اوس شخص نے عہد کیا اور اوس لڑکے نے
اوسکو کلمۂ شہادت پڑھایا اور دعا کی کہ اوسکی آنکھیں روشن ہو گئیں وہ ملازم بادشاہ کا بادشاہ کے پاس گیا اوس بادشاہ نے کہ ذونواس اوسکا نام تھا اوس ملازم سے
پوچھا کہ تیری آنکھیں کیونکر روشن ہو گئیں کہا کہ میرے خدا نے مجھکو صحت بخشی ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کیا تو مجھکو کہتا ہے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا میرے سوا کوئی
اور بھی خدا ہے کہا کہ خدا وہ خدا کہ اوسکے سوا کوئی سزاوار پرستش کا نہیں ہے اور وہ پروردگار میرا ہے اور پروردگار تیرا ہے اور پروردگار ہر چیز کا بادشاہ نے
بطور حیلہ کے اوس سے پوچھا کہ یہ تو نے کس سے سیکھا ہے مجھ سے بیان کر تاکہ میں بھی اوسپر ایمان لاؤں وہ ملازم کہ جو نہایت رغبت بادشاہ کے مسلمان ہونے پر
رکھتا تھا اوسنے قصہ اوس جوان کا بادشاہ کے روبرو بیان کیا بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس طلب کیا اور کہا کہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تو مادرزاد اندہونکو اور سفید داغ
والونکو اچھا کرتا ہے اوسنے کہا کہ میں کسیکو اچھا نہیں کرتا خدا تعالیٰ شفا بخشتا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا میرے سوا کوئی اور بھی خدا ہے کہا کہ ہاں پروردگار میرا اور
پروردگار تیرا اللہ ہے پس بادشاہ نے اوسکو شکنجہ میں کھینچا اور ہمیشہ اوسکو عذاب دیتا تھا یہانتک کے اوسنے بادشاہ کو اوس عابد کے حال پر مطلع کیا بادشاہ نے اوس
عابد کو طلب کیا اور کہا کہ تو اپنے دین سے پھر جا اور میری پرستش کر اوسنے قبول نہ کیا اوسکو آرہ سے چیر کر دو ٹکڑے اوسکے کر دئے اور اوس جوان شاگرد جادوگر کو کہا کہ
تو اپنے دین سے پھر جا اوسنے نہ مانا اور ہر چند بادشاہ نے کوشش کی لیکن اوسنے دین حق کو نہ چھوڑا بادشاہ ذونواس نے حکم دیا کہ اس جوان کو دریا میں غرق کر دیں اوسکو کشتی پر
بٹھا کر دریا میں لے گئے اور چاہا کہ اوسکو غرق کریں اوسنے دعا کی کشتی اُلٹ گئی اور سب غرق ہو گئے فقط وہی جوان باقی رہا اور سلامت کنارہ پر آ گیا لوگوں نے بادشاہ کو خبر کی
اوسنے حکم دیا کہ اس جوان کو پہاڑ پر لیجاؤ اور وہاں سے اوسکو گرا دو جسوقت پہاڑ پر اوس جوان کو لے گئے اور چاہا کہ اوسکو پہاڑ پر سے گرا دیں اوس جوان نے دعا کی وہ پہاڑ لرزہ میں
آیا اور ایک سخت ہوا چلی اوسنے سب آدمیونکو پہاڑ سے نیچے گرا دیا اور وہ جوان سلامت رہا اور بادشاہ کے پاس آیا بادشاہ نے پوچھا کہ میرے آدمی جو تیرے ہمراہ گئے
تھے وہ کیا ہوئے کہا کہ سب مر گئے اور خدا نے میرے انکو مار ڈالا بادشاہ غضب میں آیا اور کہا کہ اسکو آگ میں ڈالو اسکو آگ میں ڈالدیا سب آدمی جل گئے اور وہ سلامت رہا

اور اسکو کچھ ضرر نہ پہنچا بادشاہ نے اسکو سولی پر چڑھایا اور تیر لگوائی کوئی تیر اسکے نہ لگا اور اس جوان نے کہا کہ اے بادشاہ ایمان لا تو اس خدا پر کہ جسکے یہ کچھ آثار قدرت کے
دیکھتا ہے بادشاہ نے عناد کی راہ سے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں مگر قتل تیرا اس جوان نے کہا کہ تو اگر میرا قتل کرنا چاہتا ہے تو لوگوں کو ٹیلے پر جمع کر اور مجھکو درخت پر
اور ایک تیر میرے ترکش میں سے کھینچکر کہہ کہ بسم اللہ رب الغلام یعنی نام خدا کا اس پسر کے کہکر تیر کو مجھ پر چلا کہ تیر وہ لگیگا بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور تیر اسکو مارا تو اسکی
پیشانی پر وہ تیر لگا وہ جوان مر گیا اور جو آدمی کہ وہاں حاضر تھے انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اس لڑکے کے پروردگار پر بادشاہ سے کہا کہ جس امر کا تو خوف
کرتا تھا وہی آگے آیا کہ آدمی اس لڑکے کے خدا پر ایمان لائے اور تیری خدائی سے پھر گئے بادشاہ غصہ میں ہوا اور حکم دیا کہ رستوں کے سروں پر گڑھے کھودیں مانند
خندقوں کے پس گڑھے کھودے اور انمیں آگ بھر دی اور حکم دیا کہ جو کوئی اس جوان کے خدا پر ایمان لایا ہے اسکو آگ میں ڈالدیں اور جو کوئی ایمان نہیں لایا اسکو چھوڑ دیں
بادشاہ کے آدمی موافق حکم کے ان غاروں کے کنارہ پر قریب بیٹھ گئے اور ہر ایک سے پوچھتے جاتے تھے جو کوئی ایمان کا اقرار کرتا تھا اسکو آگ میں ڈالتے تھے اور جو کوئی
انکار کرتا تھا اسکو چھوڑ دیتے تھے ایک عورت مومنہ کو اس خندق کے کنارہ پر لائے اور اس مومنہ کے پاس ایک بچہ
اسکا تین مہینے کا تھا وہ عورت اس لڑکے کی محبت سے اس خندق کے کنارہ سے بھاگتی تھی وہ بچہ گویا ہوا اور کہا کہ اے ماں کود پڑ تو اس آگ میں اور صبر کر اور کچھ خوف
اور پروا نکر کہ آگ دوزخ کی اس سے زیادہ سخت ہے جسوقت اس مومنہ نے یہ سنا تو بشوق تمام اپنی تئیں مع اس لڑکے کے آگ میں ڈالدیا اور کہتے ہیں کہ جسوقت وہ عورت اور
اسکا لڑکا آگ میں گر پڑی تو خدا تعالی نے ایک ہوا بھیجی کہ وہ ان خندقوں میں داخل ہوئی اور آگ کو خندقوں سے باہر نکالکر ساری میں پھیلا دیا اور ایک شعلہ اسمیں سے
بادشاہ کے پاس پہنچا اسکو اور اسکی تخت گاہ کو اسنے جلا دیا اور کچھ آگ اسکی لشکر میں پہنچی سب کو جلا دیا اور وہ عورت اور اسکا لڑکا اور جسقدر مومنین کہ اس آگ میں تھے
سلامت باہر نکل آئے اور سعید مسیب نے روایت کی ہے کہ ایکروز عمر بن خطاب کے روبرو اس جوان کا ذکر ہوا ایک شخص نے بیان کیا کہ فلانا کنواں کھودتے تھے وہ جوان
اسکے اندر ظاہر ہوا اور میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھ اپنا اس زخم تیر پر رکھے ہوئے تھا اور جسوقت اسکی ہاتھ کو اس زخم پر سے اٹھاتے ہیں تو وہ ہاتھ پھر وہیں جا ٹھیرتا ہے اور زخم اسکے
نیچے ہوتا ہے عمر نے حکم دیا کہ اسکو زمین میں دفن کر دو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر کوئی اس خندق میں جاتا تھا تو اسکے کوڑے مارتے تھے اور پہلے اس سے
کہ وہ آگ میں پڑے روح اسکی بہشت کو پرواز کر جاتی تھی اور منقول ہے کہ بارہ ہزار مومنین اس خندق میں جلے اور بعضی روایت میں ستر ہزار آئے ہیں اور بعضی میں اسی ہزار ہیں
اور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ صحاب اخدود مجوسی تھے اور اپنے مذہب کے حکموں میں انہوں نے خلاف کیا اس سبب سے انکی کتاب کو آسمان پر لیگئے
اور گمان انکا یہ تھا کہ شراب حلال ہے اور انکی ایک بادشاہ نے شراب نوش کی اور مست ہوا اور مستی میں اپنی بہن سے صحبت کی اور جسوقت ہوش میں آیا تو اس حرکت سے
نادم ہوا اور یہ خبر اسکی رعیت میں مشہور ہوئی لیکن وہ اس امر کی خلاصی میں کوئی چارہ نہیں جانتا تھا اسکی بہن نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمیوں کو جمع کر اور خطبہ پڑھ اور
کہہ کہ خدا تعالی نے نکاح بہن کا حلال کیا ہے اور بعد اسکے میں کہوں کہ خدا تعالی نے بہن سے نکاح کرنا حرام کیا ہے پس اسنے خطبہ پڑھا لیکن کسی نے قبول نہ کیا اس عورت
نے کہا کہ خندقیں کھدوا کر آگ سے پر کر جو کوئی اس سے انکار کرے اسکو خندق میں ڈالدے اور کہتے ہیں کہ طول اس خندق کا چالیس گز کا تھا اور عرض بیس گز کا
النار یہ بدل اشتمال ہے اخدود سے یعنی ہلاک کیے گئے صاحب آگ کے کہ **ذات الوقود** صاحب ایندھن کی تھی وہ آگ یہ صفت نار کی ہے **اذ ہم علیہا**
قعود جسوقت کہ وہ اوپر کناروں گڑھوں آگ کے بیٹھے ہوئے تھے مقاتل اسکا محذوف ہے اور اذ ہم قتل کا ظرف ہے اور قتل سے مراد لعنت ہے یعنی قتل کیے گئے صحاب اخدود
کہ صحاب آتش صاحب ایندھن کے تھے جسوقت کہ وہ لوگ آگ کی خندقوں کے کنارے پر مومنین کے تئیں ڈالنے کے واسطے بیٹھے تھے یعنی لعنت کیے گئے وہ **وھم** اور وہ لوگ
بادشاہ کے آدمی **علی ما یفعلون** اوپر اسچیز کے کہ کرتے تھے **بالمؤمنین** ساتھ مومنین کے **شہود** گواہی دیتے تھے نزدیک بادشاہ کے یعنی بعضوں
نے بادشاہ کے روبرو بعضوں کی گواہی دی کہ انہوں نے قصور کیا ہے اس امر میں کہ جو بادشاہ نے حکم دیا تھا اور یا یہ کہ وہ حاضر تھے اور کہتے ہیں کہ بادشاہ اور اسکے
آدمی حاضر تھے یا گواہ تھے جسوقت کہ مومنین کے ساتھ ایسا کرتے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ دو فرقے ہو گئے تھے ایک فرقہ تو مومنین کو عذاب کرتا تھا اور دوسرا فرقہ بیٹھا ہوا
دیکھتا تھا اور انکو عذاب نہیں کرتا تھا لیکن راضی تھا انکے فعل سے اور وہ فرقہ جو بیٹھا تھا وہ مومن تھے خدا تعالی نے سبکو لعنت کی **وما نقموا** اور نہ انکار
کیا ان صحاب اخدود نے **منہم** ان مومنین سے کسی چیز کا اور کراہت نہیں کی **الا ان یؤمنوا** مگر اسواسطے کہ ایمان لائے تھے وہ **باللہ العزیز** ساتھ خدا

غالب ہے کہ اس سے ڈرنا چاہیے الحمید تعریف کیا گیا ہے کہ اسکی رحمت اور ثواب کا امیدوار ہونا چاہیے الذی وہ خدا کہ لہ ملک السموات والارض
واسطے اسیکے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ہے واللہ علی کل شیء اور خدا اوپر ہر چیز کے مومن اور کافر کے قولوں اور فعلوں سے شہید گواہ
اور عالم ہے اور جو شخص کہ ایسا ہو پس چاہیے کہ اسیکی پرستش کریں نہ اسکے غیر کی اور چاہیے کہ اسی پر ایمان لاویں اور جو کہ وہ ہر ایک کے قول اور فعل کا گواہ ہے اور جانتا
ہے تو بیشک جزا دیگا کہ مومن کو بہشت میں داخل کریگا اور کافر کو دوزخ میں ڈالیگا ان الذین فتنوا المومنین والمومنات تحقیق
جن لوگوں نے فتنہ میں ڈالا مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو اور آگ سے عذاب کرکے انکو آزمایا ثم لم یتوبوا پھر نہ توبہ کی انہوں نے اپنی کفر اور زیادتی
سے وہ نہ پھرے فلہم عذاب جہنم پس واسطے انکے عذاب دوزخ کا ہے ولہم عذاب الحریق اور واسطے انکے ہے عذاب آتش سوزاں کا کہ وہ
بڑا عذاب ہے اور عذاب حریق کا تو جلانیکے واسطے ہے اور عذاب جہنم کا یہ ہے کہ انہیں زقوم کھانیکو اور آب گرم اور پیپ اور زخموں کا پانی پینے کو ملتا ہے
اور گرزیں آگ کی اور تلواریں اور زخمیوں کو مارتے ہیں کہ انتہا انکے بدنوں کی ٹکڑے ہوجاتے ہیں اور شیر اور درندے وہاں مقرر ہیں اور زخمیوں کی عضا کو کھاتے ہیں وہ
عضا پھر پیدا ہوتے ہیں اور پھر انکو کھاتے ہیں اسطرح وہ عذاب میں گرفتار رہتے ہیں ان الذین امنوا تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے وعملوا
الصالحات اور عمل کیے ہیں انہوں نے نیک اور مراد اس سے مومنین ہیں کہ آگ کی خندقوں میں ڈالے گئے تھے پس وہ مومنین وہ ہیں کہ لہم واسطے
انکے جنات تجری بہشتیں ہیں کہ جاری ہیں من تحتہا الانہار نیچے محلوں یا درختوں انکے سے نہریں ذلک الفوز
الکبیر یہی مراد کو پہنچنا بڑا اور رستگاری بزرگ کہ اسکے مقابلہ میں کوئی مقصد اعلیٰ نہیں ہے اور تمام دنیا کی نعمتیں اسکے آگے ہیچ ہیں اور مراد اس سے
جمیع مومنین بھی ہوسکتی ہیں ان بطش ربک تحقیق کہ پکڑنا پروردگار تیرے کا اے محمد لشدید البتہ سخت ہے کہ جسکو بسبب کفر کے
عذاب میں گرفتار کیا پھر اسکے واسطے امید نجات کی نہیں ہے انہ ہو یبدیء تحقیق کہ وہ خدا ہی ظاہر کرتا ہے پکڑ انکو دنیا میں ویعید
اور اعادہ کریگا آخرت میں کہ وہاں بھی پکڑیگا سختی سے اور عذاب کریگا اور یا یہ کہ پیدا کرتا ہے خلقت کو اول ابتدا اور اعادہ کریگا یعنی دوبارہ پیدا کریگا آخرت میں
واسطے حساب اور جزا کے اور یہی ابن عباس سے منقول ہے وہو الغفور اور وہ بخشنے والا ہے جو کوئی کہ گناہ ہو ہے اور کفر سے توبہ کرے الودود
دوست ہے اس شخص کا کہ جو اسکی فرمانبرداری کرے اور اسکی خوشنودی کے واسطے گناہوں سے پرہیز کرے اور وہ اسکی عوض میں اسکے درجے بلند کرے جیسے کہ دوست دوستوں کا دوست
ہوتا ہے کہ جو کسی سے دوستی کرے اور سبقت اپنے دوست کی رضا جوئی میں کرے تو وہ دوست اس سے نہایت خوش ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ میں اسکو سعد رضی کروں کہ
یہ ہمیشہ میری شکرگزاری میں رہے ذو العرش المجید صاحب عرش بزرگ کا یا صاحب عرش کا کہ بزرگ ہے وہ خدا اسواسطے کہ بعضوں نے مجید کو مکسور پڑھا ہے
اور بعضوں نے مرفوع فعال کرنیوالا ہے لما یرید واسطے جس چیز کے کہ ارادہ کرے اور اب مجملاً کفار کے حال سے خبر دیتا ہے کہ ہل اتک
کیا آئی ہے تیرے پاس اے محمد صلعم حدیث الجنود بات لشکروں کی یعنی خبر کفر کی کہ ان لشکروں کی لوگوں نے انبیاء کے ساتھ عداوت کی اور انکو جھٹلایا اور سبب
اسکے عذاب دنیا اور آخرت میں گرفتار ہوئے اور یہ استفہام اقراری ہے یعنی خدا تجھکو خبر دیتا ہے تیری تسلی کے واسطے اور تاکہ تو بھی مثل ان انبیاء کے اپنی قوم کے
جھٹلانے اور ایذا دینے پر صبر کرے جیسے کہ ان انبیاء نے صبر کیا تھا اور تجھکو بھی تیری قوم پر نصرت دیوے جیسے کہ انکو دی تھی اور تیرا بدلا تیری قوم سے لیوے
فرعون وثمود بدل ہے جنود سے اور مراد فرعون سے فرعون اور اسکی سب پیروی کرنیوالے ہیں اسواسطے فرعون کے ذکر پر اکتفا کیا اسواسطے کہ قوت
ان سب کو فرعون ہی سے تھی اور وہ سب تابعدار تھے یعنی کیا آئی ہے تیرے پاس بات فرعون کی اور اسکے گروہ کی اور قوم ثمود کی کہ وہ جھٹلانا انکا تھا انبیاء کو
اور پھر نتیجہ کیسی ہوئی انکی اس سبب سے بل الذین کفروا بلکہ جو لوگ کہ کافر ہوئے وہ فی تکذیب بیچ جھٹلانے قیامت کے ہیں اور جزا
کا اعتبار نہیں کرتے ہیں واللہ من ورائہم اور خدا پیچھے انکے سے محیط گھیرنیوالا ہے اور انکو احاطہ کیے ہوئے ہے اپنے علم اور قدرت سے پس اس سے
بھاگکر کہیں نہیں جاسکتے جیسے کہ گھیری ہوئی چیز گھیرنیوالی سے کہیں نہیں جاسکتی ہے اور ایسا نہیں ہے کہ کفار قرآن کو جھٹلاتے ہیں اور اسکو جادو اور شعر کہتے ہیں
بل ہو قرآن مجید بلکہ وہ قرآن بزرگ ہے اور رکھتا ہے معجزہ ہونے میں اور بزرگ اسواسطے ہے کہ اسمیں معانی بزرگ اور دلیلیں روشن ہیں

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا گذر ایک مرد پر ہوا کہ وہ نیزہ کو کاٹتا تھا جس سے کہ قلم بناتے ہیں حضرت عیسیٰ نے نیزوں میں سے آواز سنی کہ یا روح اللہ اس شخص کو منع کر کہ یہ مجھکو جڑ سے کاٹتا ہے عیسیٰ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے تیرا کاٹنا اسپر مباح کیا ہی تیری اسمیں کیا غرض ہے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اصل اور جڑ میری باقی رہے پیغمبر آخر الزماں کے وقت تک کہ مجھسے قلم تراش کر قرآن کو مجھسے لکھیں اور فرمایا ہی رسول خدا صلعم نے کہ جو کوئی ایک قلم تراشی قرآن کے لکھنے کیواسطے خدا تعالیٰ اسکو بہشت میں ایک درخت دیویگا کہ اگر پرندہ مدت تک اڑے تو اس درخت کو طے نکرسکے اور یہ قرآن مجید لکھا گیا ہی **فِی لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ** بیچ تختی کے کہ نگاہ رکھی گئی ہی حرفونکے بدل جانیسے اور کم اور زیادہ ہونیسے یا شیاطین کے گذر سے نگاہ رکھی گئی ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ لوح محفوظ ایک دانہ موتی سفید سے ہے اور طول اسکا زمین سے آسمان تک ہے اور عرض اسکا مشرق سے مغرب تک ہی اور کنارہ اسکا یاقوت سے ہی اور مقاتل سے منقول ہے کہ لوح محفوظ کی دو طرفیں ہیں ایک طرف عرش کی جانب راست ہے اور دوسری طرف جانب چپ ہے اور جسوقت خدا تعالیٰ ارادہ وحی کا کرتا ہی تو اس لوح کو اسرافیل کی پیشانی پر مارتا ہی اور میکائیل اسمیں نگاہ کرتا ہی اور جو کچھ اسمیں لکھا ہی اسکو پڑہتا ہی اور میکائیل اسکو جبرئیل کو پہنچاتا اور جبرئیل انبیا کو پہنچاتا ہی اور قمی نے بھی اپنی تفسیر میں یہی لکھا ہی مگر اسقدر فرق ہے کہ کہتا ہی کہ لوح کی جانب چپ اسرافیل کی پیشانی پر ہے جسوقت وحی کا خدا تعالیٰ کلام کرتا ہی تو وہ لوح اسرافیل کی پیشانی سے لگتی ہے پس وہ نظر کرتا ہی لوح میں اور جو کچھ اسمیں لکھا ہی اسکو جبرئیل سے بیان کرتا ہی اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جبرئیل نے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ اسرافیل حاجب پروردگار کا ہی اور وحی کے صادر ہونیکے مقام میں سب سے زیادہ نزدیک ہے اور ایک لوح یاقوت سرخ کی اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے جسوقت وحی خدا تعالیٰ کی جانب سے صادر ہوتی ہی تو وہ لوح اسرافیل کی پیشانی سے لگتی ہے پس نظر کرتا ہی اس لوح میں اور پہنچاتا ہی ہمکو اور ہم آسمان و زمین کے اطراف میں پہنچاتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وحی کے سر پر لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ و دینہ الاسلام محمد عبدہ و رسولہ اور منقول ہی کہ خدا تعالیٰ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ لوح میں نظر کرتا ہے واسطے زندہ کرنے اور مار ڈالنے اور عزت دینے اور ذلت دینے کے اور منقول ہے کہ لوح میں سات خطوں سے لکھی ہوئی ہیں اڑہائی خط واسطے احوال دنیا کے اور ساڑھے چار خط واسطے قیامت کے اور جو کچھ اسمیں ہوگا بہشت اور دوزخ میں پہنچنے تک

سُورَۃُ الطَّارِق

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں سترہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ طارق کو نماز فریضہ میں پڑھیگا قیامت کے روز اسکو خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہوگا اور نبیوں کا رفیقوں میں سے ہوگا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** کہتے ہیں کہ ایک شب رسول خدا صلعم اپنے چچا ابو طالب کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک ستارہ روشن اور شعلہ عظیم ظاہر ہوا ابو طالب ڈرے اور حضرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ ستارہ ہے کہ شیاطین کو دفع کرتا ہی اور علامت قدرت خدا کی ہی اسوقت جبرئیل یہ سورت لیکر نازل ہوے **وَالسَّمَآءِ** اور قسم ہے آسمان کی کہ بہت بلند ہے **وَالطَّارِقِ** اور قسم ہی ستاروں ظاہر ہونیوالوں کی شب کو اور طارق شب کو آنیوالے کو کہتے ہیں اور بعد اسکے استعمال اسکا ظاہر ہونیوالے کے معنی میں کیا ہے **وَمَآ اَدْرٰىكَ** اور کسی چیز نے جتلایا تجھکو کہ **مَا الطَّارِقُ** کیا ہے طارق **النَّجْمُ الثَّاقِبُ** ستارہ روشن ہونیوالا ہے مثل شعلہ آتش کے کہ نہایت روشنی سے گویا کہ ثقب یعنی سوراخ کرتا ہی تاریکی میں شب کی اور قمی نے کہا ہی تفسیر میں لکھا ہی کہ وہ ستارہ عذاب کا ہی اور ستارہ قیامت کا ہی اور وہ بلند منزلوں میں ہے اور وہ زحل ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے یمن کے ایک آدمی سے پوچھا کہ زحل تمہارے نزدیک کیا ہے ستاروں میں سے کہا کہ ستارہ نحس ہے فرمایا کہ اسکو نحس نہ کہا چاہئے کہ یہ ستارہ امیر المومنین کا ہی اور وہ ستارہ اوصیاء کا ہی اور وہ ستارہ روشن ہے کہ جسکا خدا تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہی یمانی نے پوچھا کہ ثاقب سے کیا مراد ہے فرمایا کہ مطلع اسکا ساتویں آسمان ہے اور اسنے سوراخ کیا ہی اپنی روشنی سے اور روشن ہوا ہے آسمان دنیا میں اور جواب قسم کا یہ ہے **اِنْ كُلُّ نَفْسٍ** نہیں ہے ہر نفس **لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ** مگر کہ اوپر اسکے ایک نگہبان ہے خدا اور یا فرشتہ ہی کہ نگاہ رکھتا ہی اسکے عمل کو اور اسکو شمار کرتا ہی نیک ہو یا بد ہو اور ابن عامر اور عاصم اور ابو جعفر اور حمزہ نے لما کو بتشدید میم پڑھا ہی اور ان صورتیں نافیہ ہے اور باقیوں نے لما کو بہ تخفیف میم پڑھا ہی اس صورت میں ان مخففہ مشددہ کا ہی اور ما زائدہ ہے یعنی تحقیق ہر نفس البتہ واسطے اسکے ایک نگہبان ہے جناب رسول خدا صلعم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے کہ ایک سو ساٹھ فرشتے ہر مومن پر موکل ہیں کہ ہر آفت اور بلا اور شر شیاطین کو اس سے دفع کرتے ہیں جیسے کہ مکھی کو شہد سے

دفع کرتے ہیں اور اگر ایک لحظہ بندہ اپنے حال پر چھوڑا جائے تو شیاطین اسکو لیجائیں اور ابو امامہ کی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہر آدمی پر ایکسو ساٹھ فرشتے موکل ہیں مومن ہو یا کافر ہو اور آفتوں کو اس سے دفع کرتے ہیں اور اب خدا تعالی وصیت کرتا ہے آدمی کو اسکی پیدائش کی تامل کرنیمیں کسطرح پیدا ہوا ہے اور جو شخص کہ قادر ہے ابتدا میں اسطرح پیدا کرنے پر تو وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے چنانچہ فرماتا ہے فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ پس چاہیے کہ نظر کرے آدمی یعنی جو شخص کہ انکار کرتا ہے دوبارہ زندہ ہونیکا وہ دیکھے اپنی پیدائش کی اصل کو کہ مِمَّ خُلِقَ جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ پیدا کیا گیا ہے پانی اچھلنے والے سے اور دافق بمعنی مدفوق بھی ہو سکتا ہے یعنی پیدا کیا گیا ہے اس پانی سے کہ گرایا گیا ہے رحم میں اور وہ پانی يَخْرُجُ نکلتا ہے مِن بَيْنِ الصُّلْبِ درمیان پشت مرد کی سے وَالتَّرَائِبِ اور ہڈیوں سینہ عورتوں کی کہ یہ دونو پانی باہم ہوتے ہیں تو انسے آدمی بنتا ہے إِنَّهُ تحقیق کہ وہ خدا کہ پیدا کرنیوالا آدمی کا نطفہ سے ہے عَلَىٰ رَجْعِهِ اوپر پھیرنے اسکے کے یعنی دوبارہ بعد مرنیکے آدمی کو زندہ کرنے پر لَقَادِرٌ البتہ قدرت رکھنے والا ہے يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ جسدن کہ آزمائی جاویں پوشیدگیاں یعنی ظاہر کی جائیں پوشیدہ چیزیں جو کہ دلوں میں ہیں تاکہ پاک چیز ناپاک چیز سے جدا ہو جائے اور رسولخدا صلعم سے پوچھا گیا کہ وہ پوشیدگیاں کیا ہیں فرمایا کہ اعمال تمہارے ہیں نماز اور روزہ اور زکوۃ اور وضو اور غسل جنابت بعد ازاں غسل واجب اسواسطے کہ یہ سب پوشیدہ ہیں کہ چاہے کہے آدمی کہ میں نے نماز پڑھی ہے اور روزہ رکھا ہے اور اگر چاہے کہے کہ میں نے وضو کیا ہے اور وہ نہ کیا ہو پس مراد ہے یوم تبلی السرائر سے اور ہو سکتا ہے کہ آدمی قائل ہو سبب بغض کا اور انکو بجا نہ لاتا ہو حاصل یہ ہے کہ بہروز ظاہر ہو جائینگے پوشیدہ اعمال نیک اور بد اور دلونکی نیتیں کہ کفر تھا دلونمیں یا ایمان تھا فَمَا لَهُ پس نہیں ہوگی واسطے اسکے کہ جو انکار کرنیوالا قیامت کا ہے مِن قُوَّةٍ کوئی قوت اسکی نفس میں تاکہ عذاب کو دفع کرے اپنے سے وَلَا نَاصِرٍ اور نہ کوئی مدد کرنیوالا کہ اسکی کمک سے عذاب کو دفع کرے اور اب واسطے تاکید واقع ہونے قیامت کے دوسری طرح سے فرماتا ہے کہ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ قسم ہے آسمان صاحب پھرنے کی یعنی آسمان پھرنیوالا ہے اور ہر دورہ میں جس جگہ سے کہ حرکت کی ہے پھر وہیں آجاتا ہے اور کہتے ہیں کہ رجع سے مراد مطر ہے یعنی باران اور رجع اسکو اسواسطے کہا ہے کہ اپنی وقت میں رجوع کرتا ہے اور پھر برستا ہے وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اور قسم ہے زمین کی صاحب پھٹنے کی ہے یعنی جو شگافتہ ہوتی ہے تاکہ بوٹیاں اور گھاس اس میں سے نکلیں اور چشمے جاری ہوں اور جواب قسم کا یہ ہے کہ إِنَّهُ تحقیق قرآن لَقَوْلٌ فَصْلٌ البتہ ایک قول ہے جدا کرنیوالا حق کو باطل سے وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ اور نہیں ہے وہ ہزل اور قول باطل مثل جادو اور کہانی کے اور اب مکہ کے مشرکوں کا حال خبر دیتا ہے کہ إِنَّهُمْ تحقیق کہ کفار کہ يَكِيدُونَ كَيْدًا مکر کرتے ہیں مکر کرنا باطل کرنیمیں خدا کے امر اور بجھانے میں نور حق کے اور پیغمبر کے آزار پہنچانیمیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدانے واقع ہونیسے پہلے خبر دی ہے کہ وہ دار الندوہ میں پیغمبر کے قتل کرنیکا یا نکالدینے کا مشورہ کرینگے وَأَكِيدُ كَيْدًا اور بجزا دونگا میں مکر کی انکو جزا مکر کی یعنی مناسب فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ پس مہلت دے تو کافروں کو اور جلدی مت کر انکی ہلاکت میں أَمْهِلْهُمْ مہلت دے تو انکو اور چھوڑ دے تو انکو رُوَيْدًا مہلت دینا اور چھوڑنا چند روز کا کہ یہ عنقریب ہلاک ہونگے کہ وہ روز بدر کا ہے یا روز قیامت کا اور مکرر لانا مہلت کا واسطے زیادتی تسکین اور تاکید صبر رسولخدا کے ہے لیکن لفظوں میں بھی فرق ہے

سُورَةُ الْأَعْلَىٰ

یہ سورہ مکی ہے اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور اسمیں انیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو فرض میں یا نفل میں پڑھے قیامت کے روز اسکو آواز پہنچیگی کہ تو بہشت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جا اور ابی حمزہ نے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کے پیچھے بیس نمازیں پڑھی ہیں اُن حضرت نے سوائے سبح اسم ربک الاعلی کے کوئی دوسری صورت نہیں پڑھی اور فرمایا کہ اگر جانتے تم ثواب اس سورہ کا تو اسکو ہر روز بیس مرتبہ پڑھتے اور جو کوئی اس سورہ کو پڑھیگا ایسا ہے گویا صحیفے ابراہیم کے اور صحیفے موسیٰ کے اسنے پڑھے ہوں اور دوسری روایتیں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولخدا صلعم اس سورہ کو بہت دوست رکھتے تھے اور کہتے ہیں کہ پہلے جسنے سبحان ربی الاعلی کہا وہ میکائیل تھا کہ جسوقت عرش الہی کو اس بزرگی اور طول اور عرض کے ساتھ دیکھا تو سجدہ میں گر پڑا اور یہ تسبیح کہی اور حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جسوقت سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تو کہتے کہ سبحان ربی الاعلی اور منقول ہے کہ جسوقت آیہ فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو

ع ۱۷ سورۃ الطارق

رسولخدا نے فرمایا کہ اسکو تم اپنے رکوع میں کہا کرو اسوقت سے سبحان ربی العظیم رکوع میں کہنے لگے اور جب یہ آیہ سبح اسم ربک نازل ہوئی تو سجدہ میں اس آیت کے کہنے کا حضرت نے
حکم دیا اسوقت سے سبحان ربی الاعلی کہنے لگے اور پہلے اس سے رکوع میں اللہم لک رکعت اور سجدہ میں اللہم لک سجدت کہتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پاکی سے یاد کر تو نام پروردگار اپنے کا کہ بہت بلند ہے وہ نام یعنی کہہ تو سبحان ربی الاعلی اور اس نام کو جو کچھ کہ صحیح
نہیں ہے اسپر مت بول اور جو معنی کہ اسکی لائق ہیں انمیں اسکا استعمال کر مثلاً اعلی کو قہر اور اقتدار کے معنی میں استعمال کر نہ مکان پر بلند ہونیکی معنی میں
اور تعظیم اور خشوع اور خضوع سے اسکا نام لے الَّذِيْ وہ خدا کہ خَلَقَ پیدا کیا اسنے ہر چیز کو فَسَوّٰى پس درست کیا اسکی سب اعضا کو موافق
حکمت کے تاکہ معلوم ہو کہ اسکا پیدا کرنیوالا بڑا حکیم اور عالم اور قادر ہے وَالَّذِيْ اور وہ شخص ہے خدا کہ قَدَّرَ اندازہ کیا اسنے ہر چیز کا جو کہ مصلحت
اسکی واسطے تھی فَهَدٰى پس راہ دکھلائی اسکو ہر چیز کی اور شناسا کیا فائدہ اور ضرر کا کہ آدمی اپنی معاش کو طلب کرتا ہے اسکی راہ دکھلانے سے اور
حیوان چراگاہ کو جاتا ہے اور بچہ اپنی ماں کی پستان کیطرف رغبت کرتا ہے اسکے راہ دکھلانے سے اور نر کو مادہ کے پاس جانیکی راہ بتلائی کہ باعث پیدا ہونے
بچہ کا ہے حاصل یہ ہے کہ پیدا کرتا ہے اور فائدہ اور ضرر کی راہ بتلاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ جسوقت سانپ ایکہزار برس کا ہوتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے حقتعالی اسکو الہام
کرتا ہے کہ اپنی آنکھ کو سونف تازہ کی پتی سے ملے بینائی اسکی پھر درست ہوجاتی ہے اور اگر خشک جنگل میں ہو اور اسمیں اور سبزہ میں کئی منزل کا فاصلہ ہو تو
وہ اس مسافت دراز کو طے کرتا ہے یہانتک کہ اپنے تئیں کسی باغ میں یا سبزہ میں پہنچاتا ہے اور درمیان درختوں اور گھانسوں کے کہ کثرت سے ہیں سونف کے درخت
کو تلاش کرتا ہے اور اپنی آنکھ کو اسکی پتی پر ملتا ہے اور خدا کے حکم سے اسکی آنکھ روشن ہوجاتی ہے اور جیسے کہ وہ ہدایت کرتا ہے ہر حیوان کو اسکا بیان نہیں
ہوسکتا ہے وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى اور اس خدا نے نکالا چراگاہ کو زمین سے یعنی اگاتا ہے اس چیز کو کہ جسکو چوپائے کہاتے ہیں فَجَعَلَهٗ پس
کر دیا اس چارہ کو بعد سبزی کے غُثَاءً خشک ریزہ ریزہ اَحْوٰى سیاہ لیکن اس حالت میں حیوان اسکو کہاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ احوی حال ہے
مرعی کا یعنی وہ چارہ کثرت سبزی سے سیاہ معلوم ہوتا ہے اور پھر اسکو خشک اور ریزہ ریزہ کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ جبرئیل کوئی سورت یا آیت رسولخدا کے
روبرو پڑہتے تو وہ حضرت بھی جبرئیل کے ہمراہ پڑہنے لگتے اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ بھول جاؤں خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ سَنُقْرِئُكَ
قریب ہے کہ پڑہاوینگے ہم تجھکو اور تیری حافظہ کو ایسی قوت بخشینگے کہ فَلَا تَنْسٰى پس نہ بھولیگا تو اپنی حافظہ کی قوت کے سبب سے کہ ہم تجھکو عطا کرینگے
اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ مگر جو کچھ کہ چاہے خدا کہ اسکو تو فراموش کرے اور کہتے ہیں کہ وہ اسوقت ہو کہ جسوقت تلاوت آیت کی منسوخ ہوئی ہو اور خدا تعالی اسکو
حضرت کے دل سے بہلا دے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ بعد نازل ہونے اس آیت کے پھر حضرت کبھی نہیں بھولے اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ تحقیق کہ وہ خدا
جانتا ہے ظاہر کو قولوں اور فعلوں تمہارے میں سے وَمَا يَخْفٰى اور اس چیز کو کہ پوشیدہ ہے تمہارے دلوں میں اور ریا یہ کہ بلند پڑہنے قرآن کے جانتا ہے اور جو
کچھ کہ تیرے دلمیں خوف ہے بھول جانیکا وَنُيَسِّرُكَ اور قریب ہے کہ آسان کریں ہم اور توفیق دیویں ہم تجھکو لِلْيُسْرٰى واسطے چلنے طریقہ
آسانی کے وحی کے حفظ کریں یا شریعت مقدسہ میں کہ بہت سہل اور آسان ہے اور شریعتوں سے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یسری سے جنت ہے
فَذَكِّرْ پس نصیحت دے تو قرآن سے لوگوں کو اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى اگر فائدہ دیوے نصیحت دینا سَيَذَّكَّرُ قریب ہے کہ نصیحت قبول کرے
مَنْ يَّخْشٰى وہ شخص کہ ڈرتا ہے خدا سے اسواسطے کہ وہ تامل کریگا اور اپنے انجام کو سوچیگا اسواسطے وہ نصیحت پکڑیگا وَيَتَجَنَّبُهَا اور کنارہ پکڑیگا اس
نصیحت سے الْاَشْقَى بدتر کافر اور بدبخت زیادہ مثل ولید بن مغیرہ کے اور عتبہ بن ربیعہ کے الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى وہ شخص کہ
داخل ہوگا آگ بڑی میں کہ وہ جہنم کے طبقہ کی آگ ہے اور بہت جلانیوالی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ یہ آگ تمہاری ستر درجہ سوزش میں کم ہے
جہنم کی آگ سے اور کہتے ہیں کہ نار کبری سب سے نیچے درکی کی آگ ہے کہ وہ مقام فرعونیوں کا اور منافقوں کا ہے اور نار صغری اوپر کے طبقہ کی آگ ہے کہ
وہ گنہگاران امت محمد کے واسطے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مطلق آگ آخرت کی بڑی ہے اور دنیا کی آگ چھوٹی ہے ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا پھر نہ مریگا وہ
بدبخت اور شقی زیادہ بیچ اس آگ بڑی کے تاکہ آرام پاوے وَلَا يَحْيٰى اور نہ زندہ ہوگا کہ اس سے راحت پاوے بلکہ وہ زندگی اسکا وبال ہوگا اور ہمیشہ

اس زندگی کے فنا ہونیکی آرزو کریگا اسواسطے کہ اس زندگی ہی کیساتھ ہمراہ وہ عذاب ہونگے قَدْ اَفْلَحَ تحقیق رستگاری پائی مَنْ تَزَكّٰى اس شخص نے کہ پاکیزہ ہوا
کفر سے اور گناہوں سے وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ اور یاد کیا نام پروردگار اپنے کا زبان سے اور دل سے فَصَلّٰى پس نماز پڑھی اور جابر بن عبداللہ انصاری سے
روایت ہے کہ میں نے معنی اس آیت کے رسول خدا صلعم سے پوچھے فرمایا کہ رستگار ہوا جس نے اپنے باطن کو کفر کی ناپاکی سے پاک کیا اور اقرار شہادتین کا کیا پس پانچ وقت کی نمازیں پڑھیں
اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ قد افلح من تزکی سے مراد زکوٰۃ فطرہ ہے جس وقت کہ نکالے اسکو قبل نماز عید کے اور ذکر اسم ربہ فصلی سے مراد نماز عید فطر اور عید
قربان ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے قد افلح من تزکی کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ وہ شخص ہے کہ جس نے نکالا ہو فطرہ کو اور ذکر اسم ربہ فصلی سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ
نکلا وہ طرف صحرا کے اور نماز پڑھی اور ابو العالیہ اور ابن عمر سے بھی یہی روایت ہے کہ مراد تزکی سے زکوٰۃ فطرہ ہے اور فصلی سے مراد نماز عید ہے اور حضرت امیر المومنینؑ
سے بھی یہی روایت ہے اور پھر خدا تعالیٰ ان کفار بدبختوں کو خطاب کرتا ہے کہ اے بدبختو تم آخرت کیواسطے مستعد نہیں ہوتے ہو بَلْ تُؤْثِرُوْنَ
بلکہ اختیار کرتے ہو تم اور قبول کرتے ہو الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا زندگانی دنیا کو کہ فنا ہونیوالی ہے اور اس جہت سے تم آخرت کیواسطے عمل نہیں کرتے ہو کہ موجب
سعادت ابدی کا ہے وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ اور آخرت بہتر ہے وَّاَبْقٰى اور باقی رہنے والی ہے زیادہ کہ وہ ہمیشہ کو ہے اسکی لذت و نعمت اور
خالص ہے آلودگیوں سے اِنَّ هٰذَا تحقیق کہ یہ مضمون قد افلح سے آخر تک لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى البتہ بیچ کتابوں پہلیوں کے ہے جو کہ
قرآن سے پہلے نازل ہوئی ہیں صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى یہ بدل صحف اولی سے ہے یعنی بیچ کتابوں ابراہیم اور موسیٰ کے یعنی جیسے کہ
یہ امر قرآن میں تعریف کیا گیا ہے ایسے ہی پہلی کتابوں میں تعریف کیا گیا ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ حضرت ابراہیم بھی صاحب کتاب تھے اور
ابوذرؓ سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا سے پوچھا کہ انبیا کتنے ہیں فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار اور پھر میں نے پوچھا کہ انبیا مرسلین کتنے ہیں فرمایا کہ تین ہزار
اور تیرہ اور باقی غیر مرسل ہیں میں نے پوچھا کہ آدم پیغمبر تھے فرمایا کہ ہاں حقتعالیٰ نے اس سے کلام کیا ہے اور اپنی دست قدرت سے اسکو پیدا کیا ہے اور فرمایا کہ اے
ابوذرؓ چار پیغمبر عرب ہیں ہودؑ اور صالحؑ اور شعیبؑ اور تیرا پیغمبر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل کیں ہیں فرمایا کہ چار سو چار
انمیں سے دس صحیفے آدم پر اور دس صحیفے ابراہیم پر نازل ہوئے اور پچاس صحیفے شیثؑ پر اور تیس صحیفے اخنوخ پر کہ وہ ادریس ہے اور پہلے جس نے کہ خط لکھا وہ ادریسؑ تھا
اور موسیٰ پر توریت نازل ہوئی اور عیسیٰ پر انجیل اور داؤد پر زبور اور محمد پر قرآن اور کہتے ہیں کہ سب کتابیں انبیا پر ماہ رمضان میں نازل ہوئی ہیں

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں چھبیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو نماز فریضہ میں ہمیشہ
پڑھے حقتعالیٰ اسکو اپنی رحمت میں غریق کرے دنیا اور آخرت میں اور اسکو بیخوف کرے عذاب آتش دوزخ سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هَلْ
اَتٰىكَ کیا آئی ہے تیرے پاس یہ استفہام اقراری ہے یعنی البتہ آئی ہے تیرے پاس اے محمد صلعم حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ بات مصیبت کی اور بلا ڈھانکنے والی کی کہ
پوشیدہ کرینگی اسکی ہولیں اور سختیاں خلائق کو اور وہ قیامت ہے کہ اسکی دہشتیں سب کو گھیر نیوالی ہونگی وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ منہ بہت سے منہ کفار کے ہونگے
خَاشِعَةٌ زاری کرنیوالے یعنی صاحب ان منہوں کے اس روز زاری کرنیوالے اور خوار اور ذلیل ہونگے اور وجوہ کا ذکر اسواسطے کیا ہے کہ علامت ذلت کی چہروں ہی پر ظاہر ہوتی ہے
عَامِلَةٌ عمل کرنیوالے نَّاصِبَةٌ رنج کھینچنے والے اس عمل میں یعنی دوزخ میں اس عمل میں مشغول ہوں کہ جسکے سبب سے نہایت رنج انکو پہنچے اسواسطے کہ
زنجیریں آگ کی انکی ہاتھوں اور پاؤں میں ہونگی اور دوزخ کی گھاٹیوں پر چڑھنا اور اترنا ہوگا اور سوائے اسکے قسم قسم کے عذاب ہونگے اور یا یہ کہ دنیا کے
عملوں میں رنج کھینچنے والے ہیں کہ آخرت میں انکو کچھ نفع نہوگا بلکہ وہ اعمال انکو عذاب اور وبال گلے میں ڈالینگے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ناصبی
لوگ ہیں یعنی ہماری عداوت کو کھلم کھلا ظاہر کرنیوالے اگرچہ عبادت میں کوشش کریں اور سب آیتیں وہ داخل ہیں اور حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے دین حق اور آئمہ حق کی مخالفت
کی ہے باوجودیکہ نمازیں پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں اور وہ لوگ کہ جنہوں نے امیر المومنین کی عداوت کو نصب کیا ہے یعنی قائم اور ظاہر کیا ہے پس حقتعالیٰ انکے اعمال و افعال کو قبول نہ کریگا
تَصْلٰى داخل ہونگے وہ نَارًا حَامِيَةً آگ نہایت گرم ہونیوالی میں کہ دشمنوں پر اپنی شعلہ مارینگی اور سرگروہ دشمنان خدا لوگوں سے فلانا ہیں اور بعض قاریوں نے تصلی کو بضم پڑھا ہے یعنی داخل کئے جائینگے اور جلائے جائینگے آگ گرم ہونیوالی میں تُسْقٰى پلائے جائینگے یعنی جس وقت کہ انکو نہایت تشنگی ہوگی ... پا دینگے

ع ۱۹

مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ چشمہ اونتی ہوئی سے کہ نہایت گرم ہوگا اور بعضے کہتے ہیں کہ جس دن سے آگ پیدا ہوئی ہی اُس دن سے وہ اُولتا ہی اور اب اُنکی کہانیکا
ذکر کرتا ہی کہ لَيْسَ لَهُمْ نہیں ہے واسطے اُنکے طَعَامٌ کہانا اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ مگر ضریع سے کہ وہ ایک درخت خاردار ہوتا ہی بدون پتّونکے اور جسوقت
وہ خشک ہوتا ہی تو زہر قاتل ہوجاتا ہی اور کوئی حیوان اُسکے گرد نجائی اور دوزخ میں درخت دوزخیوں کے کہانیکو دیونگی اور رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ
ضریع ایک چیز ہی کہ درمیان آتش دوزخ کے ہی اور مشابہ خار کے ہی اور ایلوے سے زیادہ تلخ ہی اور مردار سے زیادہ بدبو دار ہے اور آگ سے زیادہ اُسمیں حرارت ہی اور
تعالی نے اُسکا نام ضریع رکہا ہی اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سے جبرئیل نے بیان کیا کہ اگر ایک قطرہ ضریع کا دنیا میں لوگونکی پانیمیں ڈالا جاوے تو سبکی بو سے
مرجائیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ضریع سے پیپ اور زخم کا اور زانیوں کی شرمگاہوں سے نکلا ہوا سڑا اور بدبودار پانی ہی اور ضریع دوزخ کا ہے لَا يُسْمِنُ
نہیں موٹا کرتا ہی وَلَا يُغْنِيْ اور نہ بے پروا کرتا ہی مِنْ جُوْعٍ بہوک سے اور نہ بہوک کو دفع کرتا ہی جسقدر چاہینگے کہاینگے لیکن بہوک اُنکی بند نہوگی
اور اب بہشتیونکا حال بیان کرتا ہی وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ منہ ہونگے اُسروز نَّاعِمَةٌ نعمت میں ہونیوالی تازہ کہ اثر نعمت کا اُنپر ظاہر ہوگا اور وہ
مومنین کے منہ ہونگے لِّسَعْيِهَا واسطے کوشش اپنی کے یعنی واسطے اعمال اپنے کے جو کہ دنیا میں کیئے تھے رَاضِيَةٌ خوشنود ہونیوالے کہ ثمرہ اپنے اعمال سے
بہت راضی ہونگے اور پسند کرینگے انکو جسوقت کہ فائدہ اُنکا دیکہینگے تو ہونگے وہ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ بیچ بہشت بلند قدر کے کہ جسکے اندر درجے اور محل
نہایت بلند ہونگے لَا تَسْمَعُ نہ سنیگا تو فِيْهَا لَاغِيَةً بیچ اُس بہشت کے بیہودہ بات کو اور بعضونے تسمع کو بضم یا پڑہا ہی اور لاغیہ کو مرفوع
یعنی نہ سنا جائیگا بیچ اُسکے بیہودہ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ بیچ اُسکے چشمہ جاری ہی کہ ہرگز بند نہو فِيْهَا سُرُرٌ بیچ اُسکے تخت ہیں مَّرْفُوْعَةٌ
بلند کیئے گئے اور بلند قدر اور جسوقت مومن ارادہ چڑہنے کا کرے تو وہ نیچے کو جہک جاتے ہیں وَّاَكْوَابٌ اور آبخورے اور بدون ٹونٹی اور دستے کے برتن
مَّوْضُوْعَةٌ رکہے گئے ہیں آگے بہشتیوں کے کہ احتیاج طلب کرنیکی نہو اور یا یہ کہ چشموں کے کناروں پر رکہے ہوئے ہیں وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ اور تکیے
صف بصف کہے ہیں کہ اُنسے کمر لگا کر بیٹہیں وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ اور مسندیں بچہی ہوئی ہیں جہاں تہاں اور بیٹہیں عاصم بن ضمرہ نے روایت کی ہی کہ
امیر المومنین علیہ السلام ذکر جنت کا کرتے تہے درمیان اُسکے فرمایا کہ بہشتی بہشت میں داخل ہوں اور بنیاد اُنکے گہرونکی موتیوں سے ہی اور جگہ تخت بلند کیئے گئے اور
آبخورے رکہے گئے اور تکیے صف بصف کہے ہوئے اور مسندیں بچہی ہوئی ہوں اگر یہ نہوتا کہ خدا تعالی نے ان چیزوں کو بہشتیوں کے فائدہ اور لذت کے واسطے
پیدا کیا ہی تو آنکہیں بہشتیونکی اُن چیزوں پر کثرت سے نظر پڑنے سے اور اُنکی شعاعوں اور چمکوں کے دیکہنے سے پراگندہ اور بے نور ہوجاتیں اور وہ اپنی عورتونکی
گردنوں میں ہاتہ ڈالے ہوئے تختوں پر بیٹہے ہونگے اور خدا تعالی کا شکر بجا لائینگے اور جسوقت خدا تعالی نے بہشت کی عجیب و غریب چیزونکا ذکر کیا
کفار نے تعجب کیئے کہا کہ ایسی چیزیں کیونکر ہوسکتی ہیں یہ آیت نازل ہوئی اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ کیا پس نہیں دیکہتے ہیں اِلَى الْاِبِلِ طرف اونٹ کے کہ
ہماری قدرت سے كَيْفَ خُلِقَتْ کیونکر پیدا کیا گیا ہی کہ باوجود اس بلندی کے لڑکا اُسکو اپنے بس میں کر لیتا ہی اور اُسپر چڑہتا ہے اور اترتا ہی اور کہتے ہیں کہ
کفار نے بہشتیونکی راہ کی بلندی جو تخت کی سُنی تھی تو اُسپر تعجب کیا تھا کہ اتنی بڑے پر کیونکر چڑہینگے اور کیونکر اُتر سکینگے لیکن یہ نہ سمجہے کہ بہشتی کے حکم میں تخت ہوگا
اور اونٹ کو نہیں دیکہتے کہ لڑکے اُسکو اپنا تابع کر لیتے ہیں اور چڑہتے ہیں اور اُترتے ہیں اُسپر سے اور بہاری بوجہ لادکر منزلوں اُسکو لیجاتے ہیں اور گہاس اور درختوں کی پتوں پر وہ قناعت
کرتا ہے اور تشنگی کو برداشت کرتا ہی اور اُسکو خشکی کی کشتی کہتے ہیں اور اُسکا گوشت اور دودھ کہاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ابل سے ابر ہی وَاِلَى السَّمَاءِ اور کیا
نہیں دیکہتے ہیں وہ طرف آسمان کے کہ اُسکی حکمت اور قدرت سے كَيْفَ رُفِعَتْ کیونکر بلند کیا گیا ہی بدون ستونوں کے وَاِلَى الْجِبَالِ اور کیا نہیں نظر
کرتے ہیں طرف پہاڑوں کے کہ اُسکی قدرت بلند سے كَيْفَ نُصِبَتْ کیونکر قائم کیئے گئے اور اونچے اُٹہائے گئے ہیں زمین پر کہ ہرگز جنبش نہیں کرتے ہیں وَ
اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ اور کیا پس نہیں نظر کرتے ہیں طرف زمین کے کہ کیونکر بچہائی گئی ہے پانی پر واسطے ٹہیرنے مخلوقات کے یعنی ان چیزوں کی طرف
نظر کرکے تامل کریں کہ اُسکی قدرت کیسی کامل ہے وہ جو چاہی سو کر سکتا ہی اور قیامت کے کر دینے پر ہی کار اُسکی قدرت پر نظر کرکے جسنے ایسی چیزیں بنائیں جسوقت
کہ تم کچہہ نہ تہی اُسوقت تمکو پیدا کیا وہ اپنی قدرت سے تمکو دوسری بار بہی زندہ کرسکتا ہے فَذَكِّرْ تحقیق پس نصیحت دی تو اے محمد صلعم ان لوگونکو اور اگر تیری نصیحت کو یہ

قبول نکریں تو آزردہ مت ہو کہ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ سو تو سمجھائے اسکی نہیں کہ تو نصیحت دینے والا ہے چاہیے قبول کریں یا چاہیں قبول نکریں اور سوائے اسکے اور تیرے
ذمہ کچھ نہیں ہے لَسْتَ عَلَيْهِمْ نہیں ہے تو اوپر اُنکے بِمُصَيْطِرٍ گماشتہ کہ جبر اور قہر سے تو انکو ایماندار کرے إِلَّا مَنْ تَوَلَّى مگر جو شخص کہ
منہ پھیرے یعنی تو اُنپر غلبہ کرنیوالا نہیں ہے لیکن جو شخص کہ منہ پھیرے تیری طرف سے بعد نصیحت کے وَكَفَرَ اور کفر کرے اور حق کو قبول نکرے تو فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ
پس عذاب کریگا اسکو خدا الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ عذاب بہت بڑا کہ وہ عذاب آخرت کا ہے اور عذاب دنیا سے بہت بڑا ہے یعنی جو شخص کہ منہ پھیرے اور کفر کرے
پھیر تجھ پر کرے اور اگر ایمان کو قبول نکرے تو پھیر جہاد کرے اور آخرت میں خداتعالی اسکو عذاب اکبر میں گرفتار کریگا کہ ہمیشہ وہ دوزخ میں جلا کرے إِنَّ إِلَيْنَا تحقیق
طرف ہمارے یعنی طرف ہماری حکم کے إِيَابَهُمْ پھر آنا انکا ہے ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا پھر تحقیق اوپر ہمارے ہے حِسَابَهُمْ حساب انکا ہے قیامت کے روز کہ ہر ایک کو اُسکے
کامل دینگے اور موافق اعمال کے انکو عذاب دینگے

سُورَةُ الْفَجْرِ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں تیس ۳۰ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۃ الفجر کو
فرائض اور نوافل میں پڑھے اسکو ثواب حسین بن علی علیہما السلام کا ہو سبب اسکے کہ یہ سورہ حسین کا ہے پس جو شخص کہ اسکی تلاوت کرے قیامت کے روز حشر اسکا حسین بن
علی علیہما السلام کے ہمراہ ہو اور اُنکے درجہ میں بہشت میں ہو یہ اُنکے رفیقوں میں سے ہے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَالْفَجْرِ قسم ہے صبح اول کی کہ مانند
ستون کے کنارہ آسمان کے ظاہر ہوتی ہے اور یہ صبح دوم کے تھوڑی پہلے ہوتی ہے اور وہ وقت مناجات اور دعا کا ہے اور یا قسم ہے صبح دوم کی کہ وہ وقت نماز کا
اور وقت جمع ہونے بندوں کا واسطے نماز کے کہ اسوقت ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور ابن عباس کے نزدیک ساعت اول ابتدائی ذی الحجہ کی ہے کہ وہ شروع دہہ اول ذوالحجہ کا
اور معنی فجر کے یہاں پھٹنے اور شروع ہونیکی ہیں حال اُنہیں سے پھٹتا ہے اور یا یہ قسم ہے صبح جمعہ کی کہ وہ حج مسکینوں کا ہے اور یا یہ کہ قسم ہے صبح روز عرفہ کی کہ
وہ روز عبادت حاجیوں کا ہے اور تبیان میں لکہا ہے کہ فجر سے اشارہ طرف انفجار یعنی جاری ہونے پانی کی انگلیوں سے رسولخدا صلعم کے اور وہ اسوقت کا ذکر ہے کہ
رسولخدا طائف میں تھے اور لشکر اسلام کہ بہت پیاسے تھے اور وہ بارہ ہزار آدمی تھے رسولخدا صلعم سے تشنگی کی شکایت کی اور کہا کہ ہم ہلاک ہوتے ہیں اور اسوقت
پانی ڈھونڈتے تھے حضرت نے ایک قدح پانی کا طلب کیا اور اُسمیں انگشت مبارک رکھی چاہتے حضرت کی چاروں انگلیوں سے جاری ہوئے جیسے چشموں سے پانی جوش
کرتا ہے تمام لشکر سیراب ہوگیا اور اپنی اپنی مشکیں پُر کرلیں اور یا جاری ہونا پانی کا موسیٰ کے پتھر سے مراد ہے کہ بارہ چشمے اس سے جاری ہوئے اور یا فجر سے مراد پتھر
پھٹکر صالح کے ناقہ کا نکلنا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مضاف فجر کا محذوف ہے اور تقدیر اسکی وخالق الفجر ہے یعنی قسم ہے پیدا کرنیوالے فجر کی اور اسی قیاس پر
اسکا مابعد ہے وَلَيَالٍ عَشْرٍ اور قسم ہے راتوں دس کی کہ وہ دس پہلی راتیں ذی الحجہ کی ہیں کہ انہیں عرفہ بھی ہے یا قسم ہے دس راتوں
اول محرم کی کہ انمیں عاشورہ ہے یا قسم ہے دس راتوں آخر ماہ رمضان کی کہ انمیں شب قدر ہے یا قسم ہے دس راتوں وسط شعبان کی کہ انمیں شب برات ہے
اور مشہور دس ہیں اول ذی الحجہ کی ہیں اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ حقتعالی نے قسم ان دس دنوں ذی الحجہ کی کھائی ہے اسواسطے کہ اُسکے نزدیک ذی الحجہ
کے دس روز اول سے کوئی دن زیادہ دوست نہیں ہے اور روزہ اُنکا ثواب میں برابر ایک سال کے ہے اور اسکی ہر شب کی بیداری کی مثل بیداری شب قدر کے ہے
اور منقول ہے کہ کسی نے رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ فلاں جوان ان دنوں میں روزہ سے رہتا ہے پس حضرت نے اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ بزرگی اور فضیلت ان دنوں کی
تو کیا جانتا ہے اُسنے عرض کی کہ یا رسول خدا میں کچھ نہیں سنا ہے سوائے اسکے کہ یہ ایام حج کے ہیں اور حاجی ایام حج اور عبادات میں مشغول ہوتے ہیں میں بھی چاہتا ہوں
کہ طاعت میں اُنکی موافقت کروں اور اُمید ہے کہ آخرت میں انکے ہمراہ میں بھی ہوں فرمایا کہ اے جوان خوشخبری ہو تجھکو کہ جو کوئی ان دس دنوں کو نگاہ رکھتا ہے
ساتھ عبادت کے ہر روز اسکو ایک بردہ آزاد کیا ہوا اور ستر اونٹ قربانی کئے ہوں اور ستر گھوڑے راہ خدا میں غازیوں کو دئے ہوں اور سو برس کی روزی واسطے اُسکے لکھیں اور جو کوئی اس
دس دن میں تصدق کرے اور راہ خدا میں دے ویسا ہے کہ اُسنے پیغمبر کو دیا ہو اور جو کوئی ان دنوں میں کسیکی عیادت کرے اور کسی بیمار کو پوچھنے کو گیا ہو تو ویسا ہے کہ وہ پیغمبر کے
پوچھنے کو گیا ہو اور جو کوئی ان دنوں میں کسی مومن کے جنازہ کی ہمراہ جاوے تو ویسا ہے کہ وہ پیغمبر کے یا شہید کے جنازہ کے ہمراہ گیا ہے اور جو کوئی مومن کی ان میں ضیافت کرے
ویسا ہے کہ پیغمبر کی اُسنے ضیافت کی ہو اور منقول ہے کہ اول ذی الحجہ کے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے ہیں اور اسی روز اُنکا خلیل نام ہوا ہے اور اسی روز آدم کی توبہ
قبول ہوئی ہے اور اسی روز فاطمہ زہرا کا امیر المومنین سے نکاح ہوا ہے اور اسی روز ابراہیم نے کعبہ کو بنانا شروع کیا ہے اور اسی روز لوگوں کو حج کیواسطے آواز دی ہے

النصف
الفجر ۸۹ ع ۱۳

اور یہی وہ نماز ہے فرزند کو قربان کیا ہے اور یہی وہ دن ہے کہ سوال آیا ہے وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ اور قسم ہے جفت کی اور طاق کی اور اس سے مراد تمام اشیا ہیں اسواسطے کہ
جفت اور طاق سے چیزیں خالی نہیں ہیں ہر چیز یا جفت ہوگی یا طاق ہوگی اور شفع دو رکعت نماز کی ہیں اور وتر ایک رکعت نماز کی ہے اور حدیث میں
یہ ہے کہ شفع حسن اور حسین ہیں اور وتر امیر المومنین ہیں اور حضرت باقر اور صادق علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ شفع روز ترویہ ہے کہ وہ آٹھوین ذی الحجہ کی ہے اور وتر
عرفہ کا روز ہے کہ وہ نوین ذی الحجہ کی ہے اور اہل کوفہ نے وتر بکسر واو پڑھا ہے وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ اور قسم ہے رات کی جس وقت کہ گزری اور
اہل مدینہ نے یسر کو یسری پڑھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ قسم ہے رات کی جس وقت کہ آئی بعد روز کے اور اسواسطے تعظیم قسموں کے فرماتا ہے کہ
هَلْ فِي ذَٰلِكَ کیا ہے بیچ ان قسموں کے کہ کی گئی ہیں قَسَمٌ کوئی قسم پسندیدہ لِّذِي حِجْرٍ واسطے صاحب عقل کے کہ بہر قناعت و
اعتبار کرے اسکا اور یہ استفہام اقراری ہے یعنی یہ قسمیں بسبب بزرگی انکے کفایت کرتی ہیں عقل والوں کو اگر انہیں اپنی عقلوں کو دخل دیوین اور جانیں کہ اسواسطے
کہ خدا تعالی نے جن چیزوں کی قسم کھائی ہے وہ شامل ہیں عجائب دلیلوں قدرت خدا کو اور راہ لیجاتے ہیں اسکی عجایب اور غریب کاریگریوں کیطرف اور
اسکی حکمت کاملہ کیطرف اور کہتے ہیں کہ جواب قسم کا محذوف ہے اور وہ لیعذبن ہے یعنی البتہ عذاب کئے جاوینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ جواب قسم کا اسکے بعد ہے
اور وہ ان ربک لبالمرصاد ہے اور الم تر کیف درمیان میں قسم اور اسکے جواب کے بطور جملہ معترضہ کے آگیا ہے اور دلالت کرتا ہے جواب کے محذوف ہونے پر قول ما بعد کا
أَلَمْ تَرَ کیا نہ دیکھا تو نے اے محمد صلعم یہ خطاب ساتھ محمد صلعم کیطرف ہے اور تنبیہ ہے اسمین کفار قریش کیواسطے ہے یعنی کیا نہ دیکھا تو نے بھی محمد صلعم یعنی البتہ دیکھا ہے اور
جانا ہے تو نے کہ كَيْفَ فَعَلَ کیونکر کیا رَبُّكَ بِعَادٍ پروردگار تیرے نے ساتھ اولاد عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کے کہ قوم ہود کی
تھی اور نام انکا عاد انکے پدر کے نام سے ہے إِرَمَ یہ عطف بیان عاد کا ہے اور غیر منصرف ہے اور مضاف اسکا محذوف ہے اور تقدیر اسکی بعاد سبط ارم ہے
یعنی کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ فرزندان ارم کے اور کہتے ہیں کہ یہ عاد پہلی ہیں کہ اپنے دادا کے نام سے مشہور ہوئی ہیں اور عاد پچھلے نہیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ
ارم نام انکے شہر کا ہے اس صورت میں اہل ارم ہونگے اور مشہور یہ ہے کہ ارم نام اس بہشت کا ہے جسکو شداد نے بنایا تھا اور ذکر اسکا عنقریب آتا ہے پس خدا تعالی
ارم کی صفت بیان کرتا ہے کہ ذَاتِ الْعِمَادِ صاحب عمارتوں بلند کا اور ستونوں دراز کا اور کہتے ہیں کہ عاد کی قوم کے آدمی بڑے جسیم اور
دراز قد تھے اور کہتے ہیں کہ درازی انکی ہر ایک کے قد کی اکثر پانسو چار گز کی تھی اور رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے اگر انکو کسی کے
دشمنی سے لڑائی ہوتی تو انکی ایسی قوت تھی کہ دشمن کی قوم کے برابر پہاڑ کا ایک ٹکڑا توڑ کر اس قوم کے سر پر رکھ دیتے وہ سب مر جاتے الَّتِي لَمْ
يُخْلَقْ مِثْلُهَا وہ ارم کہ نہیں پیدا کیا گیا ہے مثل اسکے فِي الْبِلَادِ بیچ شہروں کے اور قصہ اسکا اسطرح سے مشہور ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے شداد
اور شدید اور دونو بادشاہ تھے اور شدید مرگیا تو شداد سب ملکوں کا مالک ہوا اور کل زمین کے بادشاہوں نے اسکی فرمانبرداری اختیار کی اور جس وقت تمام روی زمین کا
مالک ہوا تو تکبر کرنے لگا اور دعوی خدائی کا کیا خدا تعالی نے اسکے پاس پیغمبر بھیجے انہوں نے نصیحت کی اسنے نہ مانا اور انسے کہا کہ اگر ایمان لاویگا تو خدا تجھکو
بہشت عطا کریگا اسنے پوچھا کہ بہشت کیا چیز ہے لوگوں نے کہا کہ ایک جگہ ہے نعمتوں سے بھری ہوئی اور اسمیں میوے اور حوریں اور محل کثرت سے ہیں پوچھا کہ کس چیز سے بنایا ہے
انہوں نے کہا کہ اسکی دیواروں میں ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونے کی ہے اور کنکریاں اسکی موتیوں اور جواہر کی ہیں اور اسمیں جواہر کے محل بنے ہوئے ہیں اور
میووں کے درخت اور نہریں ہیں شداد نے کہا کہ میں اسکی مثل بنا سکتا ہوں پھر خدائی کسواسطے دست بردار ہونا چاہئے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ عاد پہلا ہے
اور حضرت ہود اسکو سمجھانے کو آئے تھے وہ انپر ایمان نہ لایا اور بہشت کا ذکر سنکر اپنے عاملوں کو بھیجا کہ کوئی قطعہ زمین کا کہ جسکی ہوا معتدل ہو تلاش کریں اسواسطے
وہ لوگ گئے اور شام کی زمین میں اور بعضے کہتے ہیں کہ یمن کی زمین میں ایک قطعہ انہوں نے تلاش کیا کہ وہ بلند تھا اور ہوا اسکی معتدل تھی کہ نہ گرمی
تھی وہاں زیادہ نہ سردی تھی اور اپنے امرا کو شداد نے حکم دیا کہ ہر شخص تم میں سے ایک ہزار معمار حاضر کرے وہ امرا اسکی سو آدمی تھے ہر ایک کے تحت ہزار مددگار
تھے اور سب زمین کے کل بادشاہوں کو کہلا بھیجا کہ جس جگہ تمہارے پاس چاندی اور سونا اور جواہر ہے سب میرے پاس بھیجدو سب نے بھیجدیا اور بہشت کا بننا شروع ہوا اور اسکی دیوار
میں ایک اینٹ چاندی کی تھی اور ایک سونے کی اور اسکی محلوں میں موتی اور یاقوت اور جواہر بھر دئے کہتے ہیں کہ ہر روز چار ہزار اونٹ جواہر اور چاندی اور سونے کے لدے ہوئے آتے

کیونکر ہوسکتا ہی آسیہ نے کہا خدا وہی ہی کہ جو چاہی سو ہوئی فرعون نے یہ سنکر کہا کہ اسکو چو میخا کرو پس اسکو چو میخا کیا اور آسیہ نے اس حال میں کہا کہ رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ یعنی
اے پروردگار میرے بنا تو واسطے میرے نزدیک اپنے گھر کو بیچ بہشت کے حقتعالی نے دروازے آسمان کے کھولدیئے اور اسکی جگہہ بہشت میں دکھلا دی اور فرعون سے اور اسکی
قوم سے خلاصی دی اسکو پہلے اس سے کہ وہ اسکو عذاب کریں اور اسکی روح کو بہشت کو روانہ کیا اور وہ میخیں چو میخا کرنے کی سختی نکرنے پائی تھے اور جسوقت کہ انہوں نے
ارادہ اسپر سختی کا کیا تو وہ اسوقت مردہ تھی اور قوم عاد اور نمرود اور فرعون کے کفر پہلوں سے زیادہ بڑھ گئی تھی اسواسطے حقتعالی بعد ذکر انکے تحقیق فرماتا ہے کہ
الذین وہ لوگ ہیں عاد اور ثمود اور قوم فرعون کی کہ طغوا حد سے گزر گئے وہ کفر میں اور رہا ہی انہوں نے سرکشی کی فی البلاد بیچ شہروں کے
کہ جن شہروں میں وہ حاکم تھے فاکثروا فیہا الفساد پس بہت کیا انہوں نے بیچ ان شہروں کے فساد کو کہ لوگونکو ناحق قتل کرتے تھے وہ اور مال انکے
غصب کرتے تھے اور جسوقت کہ کفر اور ظلم انکا نہایت کو پہنچا تو وہ مستحق عذاب کے ہوئے فصب علیہم پس گرایا اوپر انکے ربک پروردگار تیرے نے
سوط عذاب کوڑا عذاب کا یعنی عذاب کا کوڑا انکو مارا اور طرح طرح کے عذاب دنیا اور آخرت میں انکو گرفتار کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس سے اشارہ طرف
اس امر کے ہی کہ عذاب انکا دنیا میں نسبت بعذاب آخرت ایسا ہے کہ ضرب تازیانہ کی نسبت ضرب شمشیر ہو اور واسطے ڈرانے کفار کے فرماتا ہی کہ ان ربک
تحقیق پروردگار تیرا لبالمرصاد البتہ بیچ گھات کے ہی یعنی جیسے کہ کوئی گھات کی جگہہ میں منتظر گزرنیوالونکا ہوتا ہی اور کوئی چیز اس سے فوت
نہیں ہوتی ہی حقتعالی سے بھی کوئی چیز بندونکی قولوں اور فعلوں میں سے فوت نہیں ہوتی ہی بلکہ سب کو دیکھتا اور سنتا ہی اور سبکو موافق اسکی جزا دیگا پس
ذکر مرصاد کا تمثیلاً ہی واسطے گرفتار کرنے کفار اور گنہگاروں کی عذاب میں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مرصاد ایک پل ہے صراط پر اس سے نہیں
گزرتا ہے جو کوئی کہ بندوں کا مظلمہ اپنی گردن پر لئی ہو اور حضرت امیر نے فرمایا ہی کہ مراد اس سے یہ ہی کہ خدا تعالی قادر ہے اوپر اسکے کہ جزا دی گنہگاروں کو جو کہ
انکی جزا ہی اور اب بندوں کی احوال کی تقسیم کرتا ہی فاما الانسان پس لیکن آدمی اذا ما ابتلیہ ربہ جسوقت کہ آزماتا ہی اسکو پروردگار
اسکا نعمت کے شکر کرنے پر یعنی ارادہ کرے شکر گزاری اسکی حالت تونگری اور خوشحالی میں ظاہر ہو جاوے تو فاکرمہ پس بخشش کرتا ہی اسکو اکرم کرتبہ اور جاہ و حشمت کو
ونعمہ اور نعمت دیتا ہی اسکو اور معاش میں اسکی فراغت کرتا ہی فیقول پس کہتا ہے وہ بندہ خوش ہو کر کہ ربی اکرمن ۰ پروردگار میرے نے
بخشش کی مجھکو اور بزرگ اور عزت دار کیا یعنی گمان کرتی کہ سبب اسکی کرامت اور بخشش کا یہی ہی کہ جو اسنے نعمت مجھپر فراخ کی ہے اور دولتمند مجھکو کردیا ہی
واما اذا ما ابتلیہ اور لیکن جسوقت آزماتی اس آدمی کو خدا صبر پر واسطے تنگی اور فقیری کے فقدر علیہ رزقہ پس تنگ کری اوپر اسکے
روزی اسکی کو تو فیقول پس کہتا ہی بے صبر ہو کر وہ آدمی کہ ربی اہانن ۰ پروردگار میرے نے خوار اور ذلیل کیا مجھکو یعنی گمان لیجاتے کہ
سبب خواری کا یہ محتاجگی اور فقیری ہی حاصل یہ ہی کہ آدمی بسبب شغل ہونے مال اور لذتوں دنیاے ناپایدار کے بزرگی اور کرامت اپنی تونگری جانتا ہی اور
خواری اپنی کو تنگدستی سے سمجھتا ہی اور یہ اسکی جہالت اور کم فہمی کی جہت سے ہی اسواسطے کہ کرامت اور بزرگی تو طاعت و عبادت میں ہے اور ذلت اور خواری
معصیت اور گناہ میں ہے اسواسطے کہ خدا فرماتا ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی تحقیق بزرگ زیادہ تمہارا نزدیک خدا کے پرہیزگار زیادہ ہی جو کہ گناہوں سے پرہیز
کرے دولتمند اور تونگروں کے مال کا کلا نہیں نہیں یعنی نہ ایسا ہے کہ آدمی تصور کرتا ہی کہ کرامت زیادتی مال میں ہے اور خواری تنگدستی اور فقیری میں
ہی اسواسطے کہ خدا واسطے کرامت کے تونگر کو عطا نہیں کرتا ہی اور نہ واسطے خواری کے محتاج مال دنیا کا کرتا ہی بلکہ جسکو حکمت اور مصلحت چاہتی ہی تونگر کرے کہ واسطی
اسکو تونگر کرتا ہی اور یہ اسکا تفضل ہے اور نعمت دیکر اسکو آزماتا ہی کہ اسکا شکر کرتا ہے یا نہیں اور محتاجونکی خبر لیتا ہی یا نہیں اور مال دنیا وہ ہی کہ جسکے سبب آدمی اکثر
اپنی آخرت کو خراب کرتا ہی اور تنگی وہ ہی کہ جس سے کبھی دنیا اور دین کی دونوں کی بزرگی حاصل ہوتی ہی بل بلکہ فعل تمہارا بدتر ہے تمہارے قول سے
اور وہ زیادہ اسکو ہلاکت میں ڈالتا ہی اور وہ یہ ہے کہ لا تکرمون الیتیم نہیں عزت کرتے ہو تم یتیم کی یعنی اپنے مال میں سے طفل یتیم کو مدد کو تم کچھ
نہیں دیتے ہو اور دلجوئی اسکی نہیں کرتے ہو تاکہ سوال کرنیکی خواری سے وہ خلاصی پائے اور یتیم کا خاص کرکے ذکر اسواسطے کیا ہے کہ اسکا کوئی والی اور سرپرست
نہیں ہے کہ انکی خبر لیوے اور رسول خدا صلعم نے انگشت میانہ اور انگشت شہادت کو ملا کر اٹھایا اور فرمایا کہ میں اور خبر لینے والا یتیم کا ایسا اور یکجا ہونگے بہشت سے مثل

ان دو تکلیوں کے ملی ہوئے بہشت میں ہونگی وَلَا تَحَاضُّوْنَ اور نہیں رغبت لاتے ہو تم آپس میں ایک دوسرے کو عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ اوپر
کھلانے مسکین اور محتاج کے یعنی ایسی محبت مال دنیا کی اور بخیلی تم میں ہے کہ نہ یتیم کی خبر لیتے ہو اس مال میں سے اور نہ مسکین کو کھانا دیتے ہو وَتَاْکُلُوْنَ
التُّرَاثَ اور کھاتے ہو تم مال میراث کو اَکْلًا لَّمًّا کھانا صاحب کل کا یعنی تمام مال کو کھا لیتے ہو حلال کو اور حرام کو اور حلال و حرام میں کچھ فرق نہیں
کرتے ہو اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے یتیموں کا مال ہے کہ اپنے مالوں میں ملا کر انکی اور اپنے سب مال کو کھا جاتے تھے اور ایک قول ہے کہ عورتوں و لڑکوں کو میراث نہیں دیتے تھے اور انکی
مالوں کو اپنے مالوں میں ملاتے تھے اور انکو جمع کر کے سب کو کھا جاتے تھے اور انکو محروم رکھتے تھے اور یا یہ کہ جو مال کسی مردہ کا انکو پہنچتا تھا وہ مال حلال بھی ہوتا تھا اور حرام
بھی اور یہ انکو جانتے تھے اور باوجود علم کے اس کل مال کو کھا جاتے تھے اور یا یہ کہ تمام مال اپنی کو کھلاتے تھے اور حقوق واجبہ کو انمیں سے ادا نہیں کرتے تھے وَتُحِبُّوْنَ
الْمَالَ اور دوست رکھتے ہو تم مال کو حُبًّا جَمًّا دوست رکھنا بہت اور حرص انکی بہت رکھتے ہو جمع کرنیکے واسطے اور اسکی انجام کو نہیں سوچتے ہو کَلَّا نہیں
نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ تم اس افعال بد کو اختیار کرو کہ یتیم کی خبر نہ لو اور مسکین کو کھانا نہ دو اور حلال اور حرام سب کھا جاؤ اور مال کو دوست رکھو کہ جس سے آخرت
میں بہت پشیمان ہوگی چنانچہ فرماتا ہے کہ اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ یاد کرو تو جس وقت کہ ریزہ ریزہ کیجائے زمین دَکًّا دَکًّا ریزہ ریزہ کرنا ریزہ ریزہ کرنا
یعنی ریزہ ریزہ کرنا بعد ریزہ ریزہ کرنے کے اور پہاڑ اسکی برابر ہو جائیں اور ریگ غبار ہو کر اڑ جائیں کہ ہرگز اسپر پستی اور بلندی باقی نہ رہے اور یا یہ کہ کھینچی جائے زمین
مثل اوہڑی کی قیامت کے دن وَّجَآءَ رَبُّکَ اور آئے پروردگار تیرا یعنی ظاہر ہوں نشانیاں اسکی قدرت کی اور علامتیں اسکی ہیبت اور دبدبے
اور خدا کا آنا مراد نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ آنیوالی کیواسطے حرکت چاہیئے اور ایک جہت چاہیئے کہ جہاں سے وہ آئے اور خدا ایسی حرکت اور جہت سے پاک ہے پس مراد
اس سے ظاہر ہونا ہیبت اور دبدبہ انکا ہے جیسے کہ وقت حاضر ہونے دربار بادشاہ کے ہیبت اور دبدبہ اسکا ظاہر ہوتا ہے اور یا یہ کہ آئے حکم پروردگار تیرے کا
وَّالْمَلَکُ اور آئیں فرشتے میدان حشر میں صَفًّا صَفًّا صف کے بعد صف کے ایک صف ہو باعتبار تمنیکے اور یہ حال واقع ہووے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر آسمان کی فرشتوں کی
ایک صف علیحدہ ہوگی اور بعضے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آسمان تنزل ہوئے تو ملائکہ زمین پر نازل ہوں صفیں باندھ کر اور تمام جنوں اور آدمیوں کو گھیر لیویں اور انتظار کریں دیکھیں کیا
حادثہ واقع ہو وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ اور لایا جاوے اسروز دوزخ یعنی ظاہر کیا جاوے پوشیدگی سے اور اسکی ہولیں قیامت کے لوگوں کو دکھلائی جائیں
یَوْمَئِذٍ یَّتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ اسروز یاد کریگا آدمی اپنی گناہوں کو اور انکو یاد کر کے پشیمان ہو وَاَنّٰى اور کہاں ہو لَهُ الذِّکْرٰى واسطے
اسکی یاد کرنا اس کلام میں مضاف محذوف ہے اور تقدیر اسکی وانی له منفعة الذکری اور کہاں ہے واسطے فائدہ یاد کرنیکا سو واسطے کہ فائدہ گناہونکی یاد کرنیکا
اور انکے یاد کر کے پشیمان ہونیکا دنیا میں ہے اور اسجگہ کیا فائدہ ہے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو رنگ چہرہ مبارک رسولخدا کا متغیر ہو گیا
صحابہ نے جسوقت یہ حال دیکھا تو بہت پریشان ہوئے اور کسیکو جرات نہ تھی کہ سبب اسکا حضرت سے دریافت کریں امیرالمومنین علیہ السلام پاس گئے اور کہا کہ اے
ابوالحسن رسولخدا کو بڑا حادثہ پیش آیا ہے کہ رنگ مبارک انکا متغیر ہو گیا ہے اور ہمکو انکی پوچھنے کی مجال نہیں ہے تو حضرت سے دریافت کرو امیرالمومنین رسولخدا کے پاس
آئے اور حضرت کے پیچھے بیٹھ گئے اور دونو شانوں پر بوسہ دیا اور کہا کہ فدا ہوں تیرے میرے باپ اے رسول یا رسولخدا آج کونسا امر پیش آیا ہے کہ رنگ چہرہ مبارک کا متغیر
ہو گیا ہے حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آیا اور یہ آیتیں مجھے پڑھیں کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا وجیء یومئذ بجهنم
یومئذ یتذکر الانسان وانی له الذکری امیرالمومنین نے پوچھا کہ یا رسولخدا کیونکر لایا جائیگا دوزخ فرمایا کہ لاوینگے دوزخ کو ستر ہزار فرشتے اور انکی ستر ہزار باگوں سے
کھینچینگے اور اسی طریق سے اسکو کھینچتے ہوئے میدان قیامت میں لاوینگے اور وہ ایسا غضب میں ہوگا کہ اگر ملائکہ اسکو چھوڑ دیں تو سبکو جلا دے پس میں دوزخ کے روبرو ہوں
مجھسے گویا ہو کر کہیگی کہ اے محمد مجھکو تجھسے کیا کام ہے کہ خدا تعالی نے گوشت تیرا مجھپر حرام کیا ہے اور اسوقت ہر آدمی کہیگا کہ نفسی نفسی اور محمد کہیگا کہ امتی امتی
یعنی اے پروردگار میری امت کی فریاد کو پہنچ اور کافر یہ حال دیکھکر نصیحت پکڑیگا تو اسوقت کا نصیحت پکڑنا کچھ فائدہ نہ دیگا اور اسکی قریب ہی امام محمد باقر علیہ السلام
کی روایتیں ہے اور اسمیں اسقدر زائد ہے کہ دوزخ پر صراط رکھا جائیگا کہ تیغ سے تیز زیادہ ہے اور بال سے زیادہ باریک ہے اور اسپر تین پل ہونگے ایک امانت اور رشتہ اور قرابت کا
اور دوسرا نماز ہوگی اور تیسرا رب العالمین اور جو اسپر سے گزریگا حکم ہوگا پس پہلے اسکی امانت اور قرابت دیکھینگی اگر وہ امانت میں خیانت نہیں کرتا تھا اور قرابت سے ہمیشہ ملا

اور دوستی رکہتا تھا تو اُسی سے نجات پائیگا اور بعد اسکی نماز اسکو روکیگی اور گھر نماز کو بھی ہمیشہ پڑہتا تھا تو اسی سے اسکو نجات ہوگی اور پہلی اسکو تہا طرف رب العالمین
کے ہی اور یہی مراد ہے قول حقتعالی سے انّ ربک لبالمرصاد پس کوئی تو پہر لٹکا ہوا ہوگا اور کسیکا قدم پہسلیگا اور فرشتے گرد اسکی پکارتے ہونگے اے حلیم
معاف کر تو اور سلامتی دی تو اور آدمی مثل پروانونکی آگ میں گرتے ہونگے اور جسوقت نجات پائیگا نجات پانیوالا خدا کی رحمت سے تو گذر جائیگا پہر اور کہیگا کہ
شکر ہے واسطے خدا کے اور کافر نہایت حسرت اور افسوس سے **يَقُولُ** کہیگا کہ **يَا لَيْتَنِي** اے کاش کہ میں **قَدَّمْتُ** آگے بہیجتا میں اعمال نیک کو
لِحَيَاتِي واسطے زندگی اپنی کے اس جہان میں کی آجکے دن واسطے میری فائدہ ہوتا **فَيَوْمَئِذٍ** پس اسروز **لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ** عذاب
کریگا عذاب اسکا سا **أَحَدٌ** کوئی جیسے کہ وہ خدا عذاب کریگا **وَلَا يُوثِقُ** اور نہ قید کریگا آگ کی زنجیروں اور طوقوں میں **وَثَاقَهُ** قید کرنا
اُس خدا کا سا **أَحَدٌ** کوئی یعنی قیامت کا روز وہ ہے کہ عذاب اور قید سوا خدا کی کوئی نکریگا کہ اسروز حکم اسکی واسطے ہی اور یا یہ کہ عذاب نکریگا کوئی دنیا
میں جیسے کہ عذاب کریگا خدا آخرت میں اور خدا تعالی وقت مرنیکی مومن کو خطاب کریگا اور یا قیامت کے روز وقت داخل ہونے بہشت کے **يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ**
اے نفس آرام پکڑنیوالے ساتھ ذکر میرے کے اور فارغ اوپر پروا ہونیوالے میری غیر سے کہ شکر کرنیوالا تھا تو نعمت پر اور صبر کرنیوالا تھا بلاؤن پر اور ایمان لانیوالا تھا
اطمینان سے بدون شک اور شبہہ کے **ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ** پہر تو طرف وعدہ پروردگار اپنے کے **رَاضِيَةً** جسوقت کہ پسند کرنیوالا ہو تو خیر کا کہ
تجھکو دی ہی یا راضی ہونیوالا اپنے فعلوں اور عملوں سے انکی ثواب کو دیکہکر **مَّرْضِيَّةً** پسند کیا گیا نزدیک خدا کے اس عمل سے کہ جو تونے کیا تھا **فَادْخُلِي**
پس داخل ہو تو **فِي عِبَادِي** بیچ گروہ بندوں نیک میرے کے جو کہ نیک ہیں **وَادْخُلِي جَنَّتِي** اور داخل ہو تو بہشت میری میں ہمراہ انکے
اور حضرت صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا مومن اپنی روح کے قبض ہونیکو مکروہ جانتا ہی فرمایا کہ نہیں قسم ہی خدا کی جسوقت ملک الموت اسکی
پاس آتا ہی تو کہتا ہے کہ اے دوست خدا کے زاری اور بے صبری مت کر قسم ہی اُس شخص کی کہ جسنے محمد کو پیغمبر کرکے بہیجا ہے میں تیری باپ مہربان کرنیوالے
سے زیادہ مہربان ہوں تجہپر اگر رسول وہ حاضر ہو تو اب اپنی آنکہونکو کہول کر دیکہہ پس اسوقت آتے ہیں رسول خدا اور امیر المومنین اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین اور باقی ائمہ
علیہم السلام اور اس سے کہا جاتا ہی کہ یہ رسول خدا اور امیر المومنین و فاطمہ زہرا اور ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں کہ رفیق تیری ہیں پس وہ اپنی آنکہوں کو کہول دیکہتا ہے
اور اسکی روح کو خدا کیطرف سے ایک آواز کرنیوالا آواز کرتا ہی کہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ پس داخل ہو تو میری بندوں محمد اور اہلبیت کی
زمرہ میں اور داخل ہو تو بہشت میری میں پس اسوقت وہ جان نکلنے کے برابر کسی چیز کو دوست نہیں رکہتا ہے اور بعضی کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت حمزہ کی شان میں
نازل ہوئی ہے جسوقت کہ کفار نے انکو شہید کیا لیکن حکم اسکا عام ہر مومن کیواسطے

سُورَةُ الْبَلَدِ

یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں بیس آیتیں ہیں اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز فریضہ میں لا اقسم بہذا البلد کو پڑہے وہ دنیا میں نیکوں میں سے مشہور ہوگا اور آخرت میں مشہور ہوگا اسطرح سے کہ خدا کی نزدیک
اسکی واسطے ایک مرتبہ ہی اور قیامت کے روز نبیوں کی رفیقوں میں سے ہوگا اور شہدا اور صالحین کے ہمراہ رہیگا **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ لَا أُقْسِمُ**
قسم کہاتا ہوں میں لا اسمیں زائد ہی واسطے تاکید کے یعنی قسم کہاتا ہوں **بِهَٰذَا الْبَلَدِ** ساتھ اس شہر کے یعنی مکہ کے اور کیونکر قسم نہ کہاؤں میں اس شہر کی
وَأَنتَ حِلٌّ اور جسوقت کہ تو اترنیوالا ہو **بِهَٰذَا الْبَلَدِ** بیچ اس شہر کے حقتعالی نے قسم کہائی اس شہر کی جسوقت مکہ رسول خدا اسمیں ہوں
واسطے کہ خدا تعالی کو منظور ظاہر کرنا حضرت کی بزرگی اور فضیلت کا ہی اور اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ شرف مکان کا مکین سے ہوتا ہی یعنی یہ شہر تیری پیدا ہونیکی جگہ
جو ہی اس سبب سے اسکو فضیلت حاصل ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ قسم ہی اس شہر کی جسوقت کہ تو حلال ہے اسمیں یعنی تجہپر حلال ہے اس شہر میں خون جو کہ اوروں کو
حلال نہیں ہے کہ تو قتل اور سیر کر سکتا ہی اس شہر میں اور سیر غیر کو یہ حکم نہیں ہے اور یہ فتح مکہ کا ذکر ہے کہ خدا تعالی نے حضرت کو حکم دیا تھا کہ کفار کو قتل کر اور قید کر
اور بعد اسکی حضرت نے فرمایا کہ قیامت تک کسیکو اجازت نہیں ہے کہ اسکا کوئی درخت کاٹے اور گہانس کو اسکی اکہاڑے اور جانور کو اسکے قتل کرے اور شکار کرے اور یہاں تک
اگر کوئی پڑی چیز کو اٹہائے مگر وہ شخص کہ اسکو ظاہر کرے اور اسکی تعریف کرے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ قریش تعظیم اس شہر کی کرتے تھے اور حلال جانتے تھے محمد صلعم کو
حقتعالی نے یہ آیت نازل کی اور فرمایا کہ اے محمد باوجود بزرگ ہونے تیری حرمت کے انہوں نے تیری قتل اور ستانے اور نکالدینیکو حلال جانا جیسے غیر حرم میں شکار کو حلال جانتے ہیں

۱ ع ۱۴

سورة

اورحال یہ ہے کہ اپنے باپ کے قاتل سے اس شہر میں مواخذہ نہیں کرتے ہیں اور پوست کو انکی درختگر و نوشیں ڈالتے ہیں ان میں ہنے کیواسطے پس وہ لوگ جو حضرت کو حلال جانتے تھے
اور غیرونکو حلال نہیں جانتے تھے سو واسطے خدا تعالیٰ انپر غصہ ہوا اور انکا عیب بیان کیا اور قسم کھاتا ہے خدا کہ وَوَالِدٍ اور قسم ہے باپ کی یعنی قسم ہے آدم
کی کہ وہ باپ ہے سب آدمیونکا اور خلیفہ ہے خدا کا ہے اور یا ابراہیم کہ وہ پدر رسولخدا کا ہے اور بنانیوالا کعبہ شریف کا مکہ معظمہ میں وَمَا وَلَدَ اور قسم ہے اسچیز کی
کہ جنا ہے اسکو آدم نے اور وہ انبیاء اور آئمہ علیہم السلام ہیں اور اگر والد سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہوں تو ولد سے مراد انکی اولاد میں عرب ہیں اور جواب قسم کا یہ ہے
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ البتہ تحقیق پیدا کیا ہے ہمنے آدم کو فِیْ کَبَدٍ بیچ سختی کے اور رنج کے کہ ابتدا میں تو اپنی ماں کی شکم کی تاریکی اور
تنگی میں سے نکلتا ہے اور معاش کے رنجوں میں رہتا ہے اور شرع کی تکلیفیں اٹھاتا ہے اور مرنیکی وقت نزع کی سختیاں کھینچتا ہے اور آخرت میں طرح طرح ہولیں اور
سختیاں دیکھتا ہے اَیَحْسَبُ کیا گمان کرتا ہے وہ آدمی کہتے ہیں کہ یہاں مراد آدمی سے ابوالاشدین ہے کہ وہ رسولخدا کو آزار پہنچاتا تھا یعنی گمان کرتا
ہے وہ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ یہ کہ ہرگز قدرت نہیں رکھتا ہے عَلَیْهِ اَحَدٌ اوپر اسکی کوئی کہ اس سے کوئی بدلا لیوے جو کہ پیغمبر کو آزار دیتا ہے اور مراد اس سے
یہ ہے کہ گمان اس شخص کا یہ ہے کہ قیامت قائم نہوگی اور اس سے بدلا اسکا کوئی نہ لیگا یَقُوْلُ کہیگا حسرت سے قیامت کے روز کہ اَهْلَکْتُ ہلاک اور ضائع کیا میں نے
دنیا میں مَالًا لُّبَدًا مال جمع کیا ہوا اور بہت اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں ہے کہ مراد اس انسان سے عمرو بن عبدود ہے اور یہ ذکر جنگ خندق
کی روز کا ہے جبکہ امیرالمومنین نے اسکو کہا کہ تو مسلمان ہوجا اور اسنے انکار کیا اور کہا اسنے حضرت علی سے کہ کہاں ہے وہ مال بہت کہ خرچ کیا تھا میں نے تمہارے مقدمہ میں اور اسنے
کہا کہ مال بہت خرچ کیا تھا رہ حق کے بند کرنیمیں پس حضرت علی نے اسکو قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے ابوالاشدین ہے کہ وہ لوگونکو مال رشوت میں دیا کرتا تھا
کہ تم پیغمبر کو آزار پہنچاؤ اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے حارث بن عامر ہے کہ ظاہر میں وہ مسلمان ہوگیا تھا اور حضرت اسکو ہر روز کو حکم دیتے اور جو گناہ کرتا تھا اسکی واسطے کفارہ دینیکا حکم
دیتے تھے وہ کہتا تھا کہ جب سے کہ میں محمد کی دین میں داخل ہوا ہوں تو مال میرا بہت ضائع ہوتا ہے اور ان صورتوں میں معنی لُبَدًا کے یہ ہیں کہ کہتا ہے وہ انسان اسلئے جعفر نے لبدا تشدید سے پڑھا ہے اور اب
خدا تعالیٰ انکار کی راہ سے فرماتا ہے کہ اَیَحْسَبُ کیا گمان کرتا ہے وہ اَنْ لَّمْ یَرَهٗ یہ کہ نہ دیکھا ہے اسکو اَحَدٌ کسی نے یعنی خدا نے اسکو دیکھا ہے
اور اسکی نیت کو جانتا ہے اور جس راہ سے کہ اسنے خرچ کیا ہے اپنی مال کو پھر اسکو جزا دیگا اور مطالبہ کریگا کہ تو نے کہاں سے وہ مال کمایا تھا اور کہاں اسکو صرف کیا
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ کسی بندہ کو چھوڑیں کہ قدم سے آگے قدم کو رکھے مگر کہ چار چیزوں سے اس سے سوال کریں عمر سے کہ کس کام میں اسکو
فنا کیا اور مال سے کہ کہاں سے اسکو جمع کیا تھا اور کس چیز میں اسکو خرچ کیا تھا اور علم سے سوال کریں کہ کیونکر اسپر عمل کیا اور ہم اہلبیت کی دوستی سے سوال کیا جائیگا
اور بعد اسکی واسطے تمام کرنے حجت کے فرماتا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ کیا نہیں کردیا ہے ہمنے واسطے اسکے عَیْنَیْنِ دو آنکھوں کو یعنی ہمنے اسکی واسطے دو آنکھیں
پیدا نہیں کی ہیں کہ جنسے وہ دیکھتا ہے ہماری قدرت اور حکمت کی نشانیونکو اور سوائے اسکی جو کچھ کہ دیکھنے کی چیز ہے اسکو دیکھتا ہے وَلِسَانًا اور زبان کو
یعنی کیا نہیں پیدا کیا ہے ہمنے واسطے اسکے زبان کو کہ اس سے باتیں کرتا ہے اور جو کچھ کہ دل میں ہے اسکی خبر دیتا ہے وَشَفَتَیْنِ اور دو لبونکو کیا دو لبونکو اسکی واسطے ہمنے پیدا نہیں کیا ہے کہ انسے
اپنے دہن کو ڈھکتا ہے اور بولنے اور کھانے اور پینے اور پھونک مارنے پر انسے مدد چاہتا ہے وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ اور دکھلائیں ہمنے اسکو دو راہیں خیر اور شر
کی نبیاء اور کتابیں بھیجکر اور یہی فرمایا ہے امیرالمومنین علیہ السلام نے کہ نجدین سے مراد خیر اور شر ہے اور حضرت امام محمد باقر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ مراد عینین سے
رسولخدا صلعم ہیں کہ ظاہر کرنیوالی نبوت و ولایت کے ہیں اور مراد لسان سے امیرالمومنین ہیں اور شفتین سے مراد حسن اور حسین ہیں اور نجدین سے مراد ولایت انکی
ہے اور واامتر بہا و خدا متر بہ کہ بعد اسکی آئیگا اس سے مراد محمد اور علی ہیں فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ پس سختی میں نہ ڈالا وہ گھاٹی کے یعنی رنج نہ کھینچا اسنے
اعمال نیک بجا لانے میں نفس کی مخالفت کرکے وَمَآ اَدْرٰىکَ اور کس چیز نے جتایا تجھکو کہ مَا الْعَقَبَةُ کیا ہے گھاٹی فَکُّ رَقَبَةٍ چھڑانا
گردن کا ہے عقبہ یعنی آزاد کرنا بندہ کا کہ بندہ کی قید ہے اَوْ اِطْعٰمٌ یا کھلانا ہے فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ بیچ دن صاحب گرسنگی کی کہ جس روز
کھانا میسر نہو یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ یتیم صاحب قرابت کو یعنی وہ یتیم کہ قرابت کا رشتہ رکھتا ہو اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ یا مسکین خاک نشین کو یعنی
پہلو اپنا خاک پر رکھتا ہو اور مراد اس سے نہایت محتاج ہے اور بیشک بندہ کا آزاد کرنا اور یتیم اور محتاج کو کھانا کھلانا نفس پر بھاری گذرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عقبہ پہاڑ

بھی اپنے معنی میں ہے اور وہ ایک بڑی سخت گھاٹی ہے دوزخ میں پس اس صورت میں معنی اسکے یہ ہونگے کہ وہ انسان بسبب ترک کرنے طاعت اور عبادت کے اُس گھاٹی پر چڑھ کر گذرنے
نپائیگا بلکہ وہیں رہجائے اور اُس سے خلاصی نپاویگا اور حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ کی گھاٹیوں سے نہیں گذر سکتے ہیں مگر وہ جنکو خوف خدا ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ جو کوئی کھانا کھائے ایک پیالہ یا رکابی یا دسترخوان پر تو بہتر یہ ہے کہ دسترخوان پر چھانٹ کر کھانا اسمیں سے تھوڑا تھوڑا ہر کھانے میں سے لیکر ایک ظرف میں رکھے اور وہ کھانا مسکینوں کو
پہنچاوے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی فلا اقتحم العقبۃ اور فرمایا کہ ہر آدمی بندہ کے آزاد کرنیکی قدرت نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ راہ انکی بہشت میں جانیکی واسطے پیدا
کی ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی مومن کو کھانا کھلائے یہانتک کہ اسکو سیر کرے سو تو نہیں جانتا ہے کوئی خدا کی خلقت میں سے کہ کیا اجر ہے اسکا اُسکے
واسطے آخرت میں نہ فرشتہ مقرب جانتا ہے اور نہ پیغمبر مرسل جانتا ہے مگر پروردگار عالم کا کہ وہی جانتا ہے اور پھر فرمایا کہ بخشش کے سببوں میں سے کھانا کھلانا مسلمان
بھوکے کا ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ جو کوئی ہمکو دوست رکھے وہ عقبہ سے گذر جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عقبہ سے دوزخ ہے
اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس سے پل ہے کہ وہ دوزخ کے اوپر ہے تین ہزار برس کی راہ کا کہ وہ بال سے باریک ہے اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اسمیں چڑھائی اور اُتار دونو
ہیں اور بعضی اُسپر سے مانند بجلی کے جائینگے اور بعضے مانند ہوا کے اور بعضی دوڑتے ہوئے اور بعضے گرتے ہوئے پس جو کوئی بندہ کو آزاد کرے اور مسکین کو کھانا کھلائے وہ اُسپر سے
گذر جائیگا ثم کان من الذین امنوا پھر تھا وہ شخص ان لوگوں میں سے کہ ایمان لائے ہیں یہ عطف فک پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ثم یہاں پر بمعنی پس
کے ہے یعنی میں نہ عقبہ کا کیا اُس انسان نے پس تھا وہ ان لوگوں میں سے کہ ایمان لائے ہیں وتواصوا بالصبر اور وصیت کی ہے انہوں نے آپسمیں ساتھ صبر کے
طاعتوں کے کرنے پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر وتواصوا بالمرحمۃ اور وصیت کی ہے انہوں نے ساتھ مہربانی اور بخشش کے بندگان خدا پر خصوصاً محتاجوں
رشتہ داروں پر اولٰئک یہ جماعت مومنین کی کہ جنہوں نے صبر اور مہربانی کی وصیت کی ہے اصحاب المیمنۃ صاحب دست راست کے ہیں کہ
عرش کی جانب راست سے وہ بہشت میں جائینگے اور نامہ اعمال انکے دست راست میں دئے جائینگے اور یا یہ کہ صاحب برکت کے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اصحاب امیرالمومنین ہیں والذین
کفروا اور وہ لوگ کہ کفر کیا ہے انہوں نے بایاتنا ساتھ آیتوں ہماری کے کہ وہ آیتیں قرآن کی ہیں اور مراد یہ کہ کفر کیا ہے انہوں نے ساتھ نشانیوں قدرت
ہماری کے اور انمیں سے ایک امیرالمومنین ہیں کہ جن لوگوں نے انکا انکار اور مخالفت کی ہے ہم اصحاب المشئمۃ وہ صاحب دست چپ کے ہیں کہ انکو
عرش کی جانب چپ سے دوزخ میں لیجائینگے اور نامہ اعمال انکے دست چپ میں دئے جائینگے اور یا یہ کہ صاحب شامت کے ہیں وہ لوگ علیہم نار اوپر انکے
ہوگی آگ دوزخ کی مؤصدۃ دروازہ بند کئے گئے کہ وہاں سے نکلنے نہ پائیں بلکہ بالکل ناامید ہوں آرام اور آسائش سے اور ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں

سورۃ الشمس یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسمیں سولہ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ والشمس اور واللیل اور والضحیٰ اور الم نشرح کو
بہت پڑھے دن کو یا رات کو تو کوئی چیز اسکے پاس حاضر نہو مگر یہ کہ گواہی دیوے اسکے واسطے پوست اسکا اور گوشت اسکا اور رگیں اسکی اور پٹھے اسکے اور ہڈیاں اسکی اور خون
اسکا اور جو کچھ کہ زمین نے اسمیں سے اٹھایا ہے اور حقتعالیٰ فرمائیگا کہ میں نے تمہاری گواہی کو قبول کیا اپنے بندہ کے واسطے اور اسکو آتش دوزخ سے امان دی لیجاؤ اسکو سیر کرو
بہشتوں میں اور جس بہشت کو وہ اختیار کرے وہ اسکو دو بدون جہانکے بلکہ محض میرے فضل و کرم سے اور گوارا ہو جیو اسکو بہشت بسم اللہ الرحمن الرحیم
والشمس وضحٰھا قسم ہے آفتاب کی اور روشنی اور دھوپ اسکی جسوقت کہ آفتاب بلند ہو اور وہ وقت چاشت کا ہے اور وہ قریب ایک پہر دن چڑھے
کے ہوتا ہے والقمر اذا تلٰھا اور قسم ہے چاند کی جسوقت کہ پیچھے آئے اس آفتاب کے کہ اسکی غروب کے بعد اپنی روشنی کو سارے میں پھیلائے آفتاب سے روشنی لیکر اور یا یہ کہ
آفتاب کے غروب کے بعد طلوع کرے اور کہتے ہیں کہ یہ پندرھویں اور سولھویں شب کو ہوتا ہے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد شمس سے رسولخدا صلعم ہیں
اور قمر سے مراد علی بن ابیطالب ہیں کہ رسولخدا نے نور ہدایت سے تمام عالم کو روشن کیا اور علی نے رسولخدا کے نور کو کسب کر کے بعد ان حضرت کے تمام جہان کو منور کیا اور جمیع امور میں
پیروی رسولخدا کی انہوں نے کی اور تابع ان حضرت کا رہا اور منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ میں مثل شمس کے ہوں اور علی مثل قمر کے ہے والنہار اذا جلّٰھا
اور قسم ہے دن کی جسوقت جلا دیوے اس آفتاب کو اور روشن کرے اسکو کہ اسوقت روشنی اسکی سارے میں پھیل جاتی ہے اور خوب روشن ہوتا ہے واللیل اذا یغشٰھا اور قسم ہے
رات کی جسوقت کہ پوشیدہ کرے اس آفتاب کو اور اسکی روشنی کو چھپالے اور منقول ہے کہ مراد لیل سے ائمہ جور ہیں کہ آل رسول کی جگہہ مالک بنکر بیٹھے اور دین خدا کو انہوں نے

ع ۲۰　سورۃ الشمس ۹

پوشیدہ کردیا وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنٰهَا اور قسم ہی آسمان کی اور اُسکی کہ بنایا ہی اُس آسمان کو جسنے اپنی قدرت کاملہ سی وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا اور قسم ہی
زمین کی اور اُسکی کہ بچھایا ہی اُس زمین کو جسنے پانی پر واسطی ٹھیرنے مخلوقات کے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا اور قسم ہی نفس کی اور اُسکی کہ درست کیا ہی اُس نفس کو
جیسے کہ تمام اعضا اُسکی برابر اور مناسب اُسکی اور نفس سے مراد یا تو نفس آدم ہی یا مطلق نفس ہے فَاَلْهَمَهَا پس الہام کیا اُس نفس کو اور سمجھایا اُسکو
فُجُوْرَهَا بدکاری اُسکی کو وَتَقْوٰىهَا اور پرہیزگاری اُسکی کو یعنی کہدیا اُس سے کہ گناہ اور نافرمانبرداری خدا کی بدی ہی اور طاعت و فرمانبرداری
اُسکی نیکی ہے اور پھر اُسکو قدرت بخشی اور اختیار دیا کہ جسکو چاہی وہ ان دونو میں سے پسند کری اور کہدیا کہ فجور کو اختیار کریگا تو دوزخ میں جائیگا اور اگر تقوی کو اختیار
کریگا تو بہشت میں جائیگا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا تحقیق کہ رستگار ہوا جسنے کہ پاکیزہ کیا اُس نفس کو کفر اور گناہوں سے اور یہ جواب بھی قسم کا ہی وَقَدْ
خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور تحقیق کہ بے نصیب ہوا جسنے کہ گم کیا اُس نفس کو راہ حق سی کہ کفر اور گناہوں میں مشغول رہا اور پوشیدہ کیا اُسکو گناہوں میں
اور اس آیت سی معلوم ہوا کہ بندہ خود اپنی فعل کا فاعل ہے نہ خدا اور خلاصہ دونو آیتوں کا یہ ہی کہ جسنے فرمانبرداری کی وہ رستگار ہوا اور جسنے نافرمانی کی
وہ بے نصیب اور بے بہرہ رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ جواب قسم کا محذوف ہے یعنی قسم ہی ان امور مذکورہ کی کہ نازل کریگا خدا عذاب مکہ والوں پر بسبب جھٹلانے اُنکے
رسول خدا کو جیسے کہ نازل کیا عذاب ثمود پر بسبب جھٹلانے اُنکے صالح پیغمبر کو اور فرمایا کہ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ جھٹلایا قوم ثمود نے اور تکذیب کی بِطَغْوٰىهَا
ساتھ زیادتی اپنی صالح پیغمبر کے اِذِ انْۢبَعَثَ جسوقت کہ اٹھا واسطی کاٹنے پاؤں اونٹنی کے اَشْقٰىهَا بدبخت زیادہ اُنکا کہ وہ قدار بن سالف تھا جسنے کہ
پاؤں اونٹنی کے قطع کئے تھے فَقَالَ لَهُمْ پس کہا واسطی ان لوگونکی کہ جنہوں نے کہ قصد اُس اونٹنی کے مار ڈالنے کا کیا تھا اور انہیں سے وہ قدار بھی تھا
رَسُوْلُ اللّٰهِ پیغمبر خدا کے نے کہ وہ حضرت صالح تھے اُن لوگوں سے کہا کہ نَاقَةَ اللّٰهِ ڈرو تم اونٹنی خدا کی ہی کہ خدا تعالی نے اُسکو پتھر سے نکالا ہی
وَسُقْيٰهَا اور گردو مت پھر تم پانی پینے اُسکے کی اور نصب ناقة اللہ کا اور سقیہا کا موافق قاعدہ تحذیر کے فعل مقدر سے ہی اور تقدیر اُسکی احذروا ناقة
اللہ وسقیہا ہی یعنی ڈرو تم اونٹنی خدا کی سے یعنی اُسکو پانی پینے سے منع مت کرو اُسکی نوبت کے روز اور قصہ اُسکا اس طرح سی ہے کہ جسوقت وہ اونٹنی پتھر سے نکلی صالح پیغمبر
کی دعا سی تو حضرت صالح علیہ السلام نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ ایک روز یہ اونٹنی تمام پانی اُس شہر کا پیا کریگی اور ایک روز تم پیا کرنا اور جسقدر یہ پانی پیا کریگی اُسیقدر تمکو دودھ دیگی
اور ایک عورت بدکار کے مویشی بہت سے تھے اُسکی مویشیونکو اونٹنی کے سبب سے سیر ہو کر پانی نہیں ملتا تھا اُس عورت نے لوگونکو اُس اونٹنی کے قتل پر مستعد کیا جسوقت وہ اونٹنی پانی
پینے کو گئی اُسوقت اُسکو اُنہوں نے قتل کیا تھا اُسکا ذکر خدا تعالی کرتا ہی کہ خدا کی اونٹنی کے قتل کرنے سے ڈرو اور اُسکو پانی کے پینے سے اُسکی نوبت کے روز منع مت کرو کہ
عذاب خدا میں گرفتار ہو جاؤ گے اُنہوں نے حضرت صالح کا کہنا نہ مانا فَكَذَّبُوْهُ پس جھٹلایا اُنہوں نے اُس صالح کو ڈرانے کی مقدمہ میں اور عذاب کے نازل ہونیکا یقین نہ کیا
فَعَقَرُوْهَا پس پے کیا اُنہوں نے اُس اونٹنی کو اور زخمی کیا اور تلوار سے اُسکی پاؤں کاٹ ڈالے فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ پس ہلاکت ڈالی اوپر اُنکے
رَبُّهُمْ پروردگار اُنکے نے بِذَنْۢبِهِمْ بسبب گناہ اُنکے کہ وہ مار ڈالنا اُس اونٹنی کا فَسَوّٰىهَا پس برابر کردیا اُنکو اور سب کی صفائی کر دی
اور کسیکو باقی نہ رکھا نہ چھوٹے کو نہ بڑے کو بڑوں کو تو اسواسطے کہ وہ سب اونٹنی کے قتل پر راضی تھے اور چھوٹوں کو اسواسطے کہ علم الہی میں گزرا تھا کہ بعد بالغ ہونیکے یہ بھی
کافر ہونگے وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا اور نہ خوف کیا خدا نے انجام اُنکی سے جیسے کہ بادشاہ خوف کرتے ہیں کسیکو قتل کرکے کہ اُسکا کوئی بدلا نہ لیوے اور خدا تعالی کو
کسیکا ڈر نہیں ہے کہ اُس پر کسیکی دسترس اور قدرت نہیں ہے اور احادیث میں مذکور ہوا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی کون زیادہ شقی اور بدبخت ہے
پہلی امتوں میں سے حضرت علی نے عرض کی کہ پے کرنیوالا ناقہ صالح کا یعنی جسنے کہ حضرت صالح کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے ہیں رسول خدا نے فرمایا کہ سچ کہا تو نے لیکن بدبخت
زیادہ پچھلے لوگوں میں کون ہے کہا کہ یا رسول خدا صلعم میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ شخص ہے کہ تیری اس مقام پر شمشیر لگائیگا اور اشارہ حضرت علی کے سر مبارک
کیطرف کیا

سُوْرَةُ الَّيْلِ

یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں اکیس آیتیں ہیں اور ثواب اسکی پڑہنے کا سورہ والشمس میں گزر چکا ہے اور ابی بن کعب نے رسول خدا صلعم سے روایت
کی ہی کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے خدا تعالی اُسکو اسقدر دیوے کہ اُسکو کافی ہو اور شہیدوں کے ہمراہ اُسکا حشر ہو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى قسم ہی رات کی جسوقت کہ پوشیدہ کرلیوے آفتاب کو یا روشنی کو دن کی یا تمام عالم کو اپنی تاریکی سے وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى اور

قسم ہے دن کی جسوقت روشن ہووے شب کی تاریکی کے جانیکے بعد وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ اور قسم ہے اسکی کہ پیدا کیا ہے نر اور مادہ کو جسنے اپنی قدرت
کاملہ سے یعنی آدم اور حوّا کو کہ جو سب آدمیوں کی اصل ہیں اور یا ہر نر اور مادہ کو حیوانوں کی قسموں سے اور سوائے خدا کے جو کوئی دوسرا پیدا کرنیوالا نہیں ہے اور سب چیزونکا
خالق وہی ہے اسواسطے خدا نے اپنے نام کا ذکر نہیں کیا اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى تحقیق کوشش تمہاری عملوں اور فعلوں میں البتہ پراگندہ
اور مختلف ہے کہ کوئی تو اعمال نیک کرتا ہے جو کہ موجب نجات کا ہے اور کوئی اعمال بد کرتا ہے جو کہ باعث عذاب کا ہے اور رسولخدا صلعم سے روایت ہے کہ آدمی دو قسم
ہیں ایک تو وہ کہ اپنے تئیں خرید کرے اور آزاد کرے اور دوسرا وہ کہ اپنے تئیں فروخت کرے اور ہلاک کرے اور اب انکے احوالوں مختلف اور جزا کا ذکر کرتا ہے کہ
فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى پس لیکن جس شخص نے کہ دیا اپنے مالوں کے حقوق کو راہ خدا میں وَاتَّقٰى اور پرہیز کیا اپنے گناہوں سے وَصَدَّقَ
بِالْحُسْنٰى اور سچ جانا اور تصدیق کی ساتھ کلمہ نیک کے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور یا ثواب کے حاصل ہونیکو راست اور درست سمجھا
یا ہر کلمہ کو جو کہ حق پر دلالت کرتا ہے حق جانا یا ملت اور مذہب نیک کو کہ وہ دین اسلام ہے نیک اور حق جانا فَسَنُيَسِّرُهٗ پس قریب ہے کہ آسانی دیویں
ہم اسکو تاکہ تیار رہو لِلْيُسْرٰى واسطے طاعت کے کہ وہ آسان تر امرونکا اسپر ہو جاوے اور اپنی رغبت سے اسکی طرف مشغول ہو اور یا یہ کہ تیار کریں ہم اسکو
واسطے اس طریقہ کے کہ پہنچانیوالا ہو طرف آسانی اور راحت کے کہ وہ جنت ہے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایکروز رسولخدا صلعم جنازہ پر حاضر ہوئے
اور ایک لکڑی ہاتھ میں رکھتے تھے اسکو بطریق فکر زمین پر مارتے تھے اور بعد اسکے فرمایا کہ ہر شخص کے واسطے بہشت میں جگہ ہے اور دوزخ میں جگہ ہے ایک شخص نے
کہا کہ یا رسولخدا ہم عمل نکریں فرمایا کہ نہیں عمل کئے جاؤ ہر آدمی تیار کیا گیا ہے واسطے اس کام کے کہ جسکے واسطے پیدا ہوا ہے اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی
اور جناب رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ کسی روز آفتاب نہیں روشن ہوتا ہے مگر کہ دو فرشتے اسکی دو جانب کہتے ہیں کہ خداوندا جو کوئی مال کو خرچ
کرے عوض اسکا جلدی اسکو پہنچا اور جو کوئی مال کو خرچ نکرے اسکا مال جلدی تلف اور ضائع کر اور بعد اسکے یہ آیت تلاوت فرمائی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى
وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ اور لیکن جس شخص نے بخیلی کی اور جو حقوق کہ اسکے مال میں تھے انکو راہ خدا میں نہ دیا اور یا یہ
کلمہ توحید سے بخیلی کی کہ اسکا اعتقاد نکیا وَاسْتَغْنٰى اور بے پروائی کی دنیا کی لذتوں اور خواہشوں میں مشغول ہو کر ثواب آخرت سے اور اس سبب سے طاعت کو ترک کیا اور گناہونکو اختیار کیا
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور جھٹلایا اور تکذیب کی ساتھ کلمہ نیک کے کہ وہ کلمہ توحید ہے فَسَنُيَسِّرُهٗ پس قریب ہے کہ آسانی دیویں ہم اسکو اسکی عناد اور انکار کی جہت سے
لِلْعُسْرٰى واسطے دشواری کے کہ طاعت اسپر دشوار ہو جاوے اور اس سبب سے وہ دوزخ میں داخل ہو اور یا یہ کہ توفیق کو اس سے اٹھا لیویں اور اسکو اسکے حال پر چھوڑ دیں
کہ طاعت اسپر نہایت دشوار ہو جاوے وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ اور نہ بے پروا کرے اس سے اور نہ دفع کرے اس سے عذاب کو مَالُهٗ مال اسکا کہ جس سے اسنے بخل کیا ہے
اِذَا تَرَدّٰى جسوقت کہ ہلاک ہووے وہ اور ابن عباس سے منقول ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ ایک مرد انصاری کے گھر میں ایک درخت خرما کا تھا کہ بعضی شاخیں
اسکی انکی ہمسایہ کے گھر میں تھیں اور وہ ہمسایہ محتاج اور عیال دار تھا اور وہ مرد انصاری جسوقت اس درخت کے میوے کو توڑنے کے واسطے اس درخت پر چڑھتا اور میوہ توڑنے کے
وقت کوئی دانہ خرما کا اس ہمسایہ کے گھر میں گرتا اور لڑکے اسکے اسکو اٹھا لیتے تو وہ درخت سے نیچے اتر کر انکے ہاتھوں میں سے خرما کے دانونکو چھین لیتا اور اگر وہ لڑکے
اپنے منہ میں ان کھجوروں کو لیجاتے تو وہ شخص انکے منہ میں انگلی ڈال کر ان کھجوروں کو انکے منہ سے نکال لیتا اور ہمسایہ نے اس امر کی شکایت
رسولخدا سے کی حضرت نے اس مرد انصاری کو طلب کیا اور فرمایا کہ اے مرد اس درخت اپنے کو کہ جسکی شاخ تیرے ہمسایہ کے گھر میں ہے میرے ہاتھ فروخت کر عوض میں
درختوں بہشت کے کہ میں تجھکو بہشت میں دونگا اس شخص نے کہا کہ میرے پاس میں خرما کے درخت بہت ہیں اور وہ درخت سب درختوں میں بہتر ہے اور میری خاطر
اس سے بہت تعلق رکھتی ہے اس سبب سے میں اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہوں ابو دحداح نے جسوقت حضرت سے یہ سنا تو کہا کہ یا رسولخدا اگر میں اس درخت کو
اس سے خرید کروں تو حضرت مجھسے خرید کرینگے عوض میں اس درخت کے کہ جو بہشت میں ہے فرمایا کہ ہاں میں تجھسے خرید کرونگا اس درخت کو عوض میں بہشت کے درختوں کے
پس ابو دحداح اس شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ تو میرے ہاتھ اس درخت کو فروخت کر اسنے جواب دیا کہ رسولخدا مجھسے خرید کرتے تھے اس درخت کو عوض میں
بہشت کے درختوں کے اور وہ میرے سب درختوں سے بہتر ہے اور میری خاطر اس سے بستہ ہوئی ہے میں نے رسولخدا کے ہاتھ اس درخت کو فروخت نہیں کیا ہے اگر تو موافق

میرے مدعا کے خرید کرے تو میں تیرا ہاتھ فروخت کرتا ہوں ابودحداح نے پوچھا کہ مدعا تیرا کیا ہی کہا کہ میں اُسکو چالیس درختوں سے کم کی عوض میں فروخت نہیں کرتا ہوں
ابودحداح نے اُس درخت کو اُس سے خرید کیا عوض میں چالیس درخت خرما کے کہ وہ مدینہ میں تھے اور لوگوں کو اُسپر گواہ کیا اور رسولخدا صلعم سے عرض کی کہ میں نے وہ
درخت خرید کیا ہی حضرت نے اُس درخت کو ابودحداح سے خرید کیا عوض میں بہشت کے درخت کی اور حضرت اُس ہمسایہ کے گھر میں تشریف لیگئے اور فرمایا کہ میں نے تجھکو وہ
درخت بخشا حق تعالی نے یہ سورۃ نازل کی اور فرمایا کہ کوشش آدمی کی مختلف ہے کوشش مرد انصاری کی واسطے دنیا کے تھی اور کوشش ابودحداح
کی واسطے آخرت کے اور فرمایا کہ فاما من اعطی یعنی پس جسنے کہ دیا وہ ابودحداح ہی کہ اپنے درختوں کی عوض میں اُس درخت کو خرید کے رسولخدا کو دیا کہ حضرت
کے ہاتھ اُسکو فروخت کیا اور اُسکی سبب سے بہشت کے درختوں کی سایہ میں گیا واما من بخل اور لیکن جسنے کہ بخل کیا وہ مرد انصاری ہے کہ رسولخدا کے ہاتھ اُس درخت فروخت
نہ کیا اور اس سبب سے وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور اُسکی مالنے عذاب کو اُس سے دفع نکیا اور یہ آیت اگرچہ ابودحداح اور اُس انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہی لیکن
حکم اُسکا عام ہی ہر مومن کے واسطے جو کوئی ابودحداح کا ساکام کریگا وہ جنتی ہوگا اور جو کوئی اُس انصاری کا ساکام کریگا وہ عذاب میں گرفتار ہوگا اور
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اُسکی تفسیر میں فرمایا ہی کہ فاما من اعطی پس لیکن جو شخص کہ دیوے اُس چیز میں سے کہ دیا ہے اُسکو خدانے وصدق بالحسنی اور اعتقاد کرے ساتھ
نیکی کے یعنی یقین کرے کہ خداتعالی ایک کی عوض میں دس بلکہ ایک لاکھ نیکیوں کا ثواب دیتا ہی فسنیسرہ للیسری پس آسانی دیتا ہی اُسکو خدا واسطے آسانی
کے یعنی نہیں ارادہ کرتا ہی کوئی نیکی کا مگر کہ آسان کر دیتا ہی خدا اُسکو واما من بخل اور لیکن جو کوئی کہ بخل کرے اُس چیز کا کہ دیا ہے اُسکو خدانے واستغنی وکذب بالحسنی اور
بے پروائی کرے ثواب سے اور جھٹلائے نیکی کو یعنی جانے کہ خداتعالی ایک کے بدلے دس بلکہ ایک لاکھ نہیں دیتا ہے فسنیسرہ للعسری پس قریب ہے کہ آسانی دینگے ہم اُسکو واسطے
دشواری کے یعنی نہیں ارادہ کریگا وہ شر کا مگر کہ آسان کریگا اُسکو خدا وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی اور نہ بے پروا کریگا اُس سے مال اُسکا جسوقت کہ پڑیگا وہ یعنی قسم ہے
خدا کی کہ نہ پڑیگا وہ پہاڑ سے اور نہ دیوار سے اور نہ پڑیگا وہ کنوئیں میں اور لیکن پڑیگا آتش جہنم میں وہ شخص ان علینا للھدی تحقیق کہ واجب ہے اوپر
ہمارے البتہ راہ دکھلانا طرف حق کے دلیلیں قائم کریں اور شریعتیں نازل کریں اور لیکن ہدایت پانا اور قبول کرنا حق کا انکے اختیار میں ہے وان لنا اور تحقیق واسطے
ہمارے ہی للآخرۃ والاولی البتہ خانہ آخرت اور گھر پہلا کہ وہ دنیا ہی یعنی دنیا اور آخرت کی دونو کے ہم مالک ہیں اور ان دونو میں ہم جو چاہیں سو
کریں اور جسکو ہم چاہیں دونو کا ثواب دیویں ہدایت پانیوالا نہیں ہے اور ہدایت کی قبول نکرنیوالے کو عذاب میں گرفتار کریں اور ہمکو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے
پس کسیکی ہدایت پانے سے ہمارا ملک زیادہ نہیں ہوتا ہی اور ہدایت کے نہ پانے سے ہمارے ملک میں نقصان نہیں ہوتا ہی فانذرتکم پس ڈراتا ہوں میں تمکو
اے مکہ والو نارا تلظی اُس آگ سے کہ شعلہ مارتی ہی لا یصلیھا نہ داخل ہوگا اُسمیں ہمیشہ کیواسطے اور یا یہ کہ وہ آتش مخصوص ہے کہ جسمیں
زیادہ بدبخت داخل ہوگا اسواسطے فرمایا ہے کہ نہ داخل ہوگا اُسمیں الا الاشقی مگر بدبخت زیادہ کہ کفر اور گناہوں میں مشغول رہتا ہے الذی
کذب وہ شخص کہ جھٹلایا اُسنے آخرت کو اور اعمال کی جزا ملنے کو وتولی اور منہ پھیرا اُسنے خدا کی فرمانبرداری سے جیسا کہ وہ مرد انصاری
اور منافق کہ جسکا اوپر ذکر ہوا ہی اور پیغمبر کو جھٹلایا اُسنے اور فرمانبرداری سے اُسکے منہ پھیرا وسیجنبھا اور قریب ہے کہ ایک سو اور کنارہ کیا جاوے اُس
آتش دوزخ سے اور دور کیا جائے الاتقی پرہیزگار زیادہ کہ گناہوں سے بچتا ہی اور پرہیز کرتا ہی الذی یؤتی مالہ وہ شخص کہ دیتا ہی مال اپنے کو کار خیر میں
اور راہ خدا میں اُسکو خرچ کرتا ہے یتزکی پاکی ڈہونڈتا ہی وہ نزدیک خدا کے اور خالص نیت سے بدون کہلانے اور سنانے کے خدا کے نام پر دیتا ہی جیسے کہ
ابودحداح کہ بصدق دل اپنے درختوں کو دیکر ایک درخت خرید کیا اور وہ درخت رسولخدا کو دیا عوض میں بہشتی درخت کے وما لاحد عندہ اور نہیں ہے
واسطے کسیکے نزدیک اُس دینے والے کے راہ خدا میں من نعمۃ تجزی کوئی نعمت کہ بدلا دی جائے یعنی کسیکی نعمت اور منت اُسکی ذمہ پر نہیں ہے کہ عوض بدلے میں
اُس نعمت کے ارادہ دینے کا کرے بلکہ نہیں دیتا ہی وہ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی مگر واسطے طلب کرنے رضامندی ذات پروردگار اپنی کے کہ
بہت بلند ہی اور ابتغاء مفعول لہ اور مستثنی واقع ہوا ہے یعنی وہ کسیکی نعمت کی عوض میں نہیں دیتا ہی بلکہ رضامندی ذات پروردگار اپنی کی دیتا ہے کہ وہ بہتر جزا دینے ہے
ولسوف یرضی اور البتہ قریب ہے کہ راضی ہو وہ شخص بقدر خداتعالی اُسکو اُسکی جزا دیویگا عوض میں اُسکے کہ اُسنے خالص واسطے رضامندی خدا کے دیا تھا

ع ۱۱
۱۷

اور منقول ہی کہ جسوقت رسولخدا صلعم ابو دحداح کی کھجور کی درختونمیں گزرتے تو فرماتے کہ خدا تعالیٰ اُسکو بہتر اُس سے بہشت مین دیگا **سُورۃ الضحیٰ** یہ سورۃ مکی ہی
اور اسمین گیارہ آیتین ہین اور ثواب اسکی پڑھنے کا پہلے اس سے مذکور ہوا ہی سورہ والشمس مین لیکن ابی بن کعب سے روایت ہی کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ جو کوئی سورۂ والضحیٰ کو
پڑھے حقتعالیٰ اُسکو اُن لوگونمین سے کریگا کہ جو پیغمبر خدا کی شفاعت سے مشرف ہونگی اور بہشت مین داخل کریگا اُسکو اور بشمار ہر یتیم کے اور سائل کے اُسکو دس نیکیاں ملیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالضُّحٰى قسم ہی چاشت کی وقت کی کہ جسوقت آفتاب بلند ہوا اور وہ قریب ایک پہر دن چڑھے کے ہوتا ہی اور
اُسوقت روشنی آفتاب کی کامل ہوجاتی ہی اور اسوقت خاص کی قسم اسلئے کہائی کہ کہتے ہین کہ اسوقت نور آفتاب کا کامل ہوجاتا ہی اور یا یہ کہ گرما اور سرما مین وہ وقت اعتدال
کا ہوتا ہی اور یا اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے اسوقت مین موسیٰ سے کلام کیا تھا اور اُسوقت جادوگرون نے موسیٰ کا معجزہ دیکھکر خدا کو سجدہ کیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ ضحیٰ سے
مراد روز ہی اور بعض کے نزدیک مضاف اسکا محذوف ہی اور مراد اس سے رب الضحیٰ ہی یعنی قسم ہے پروردگار چاشت کے وقت کی **وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى** اور
قسم ہے رات کی جسوقت کہ آرام پکڑے اور ٹھیرے تاریکی اُسکی یعنی اہل اُسکے سبب ساکن ہوں اور آرام پکڑیں اُسوقت اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ضحیٰ سے روشنی روئے
مبارک رسولخدا صلعم کی ہی اور لیل سے مراد سیاہی موئے مبارک رسولخدا صلعم کی ہی اور کہتے ہین کہ ابتدا مین رسولخدا صلعم نے لوگونکو طرف اسلام کے بلایا اور مکہ والونے
ایک قاصد بنامدینہ کو روانہ کیا کہ ہماری قوم میں ایک شخص کہ جسکا نام محمد بن عبداللہ ہی نہایت عقیل اور فہیم ہی اور حسب و نسب مین وہ سب سے افضل ہے اور نیک خلق
اُسکا نہایت اچھے درجہ کو پہنچا ہے لیکن وہ دعویٰ ایک دین کا کرتا ہی کہ ہمارے باپ دادا اُس دین پر نہ تھے اور وہ آدمیوں کو اُس دین کیطرف بلاتا ہی اور ہم وہ آدمی ہین کہ ہمپر
اُسکا حق اور یا باطل ہونا ظاہر نہیں ہوتا ہی اور تمنے کتابین پڑھی ہین اور حقیقت حال کی جانتے ہو ہمکو خبر دو تم کہ کسی کتاب مین تمنے اسطرح کے آدمی کا نام و نشان دیکھا ہے
شاید کہ جس شخص کا وعدہ ہے وہ یہی ہو اُن لوگونے جواب میں لکھا کہ اُسکو تین مسئلوں سے آزماؤ ایک تو قصہ اصحاب کہف کا اور دوسرے حکایت ذوالقرنین کی اور تیسرے
حقیقت روح کی اگر تینوں مسئلوں کا جواب دیوے اور یا کسی مسئلہ کا جواب نہ دیوے تو وہ رسول خدا کا نہیں ہے اور اگر وہ پہلے دو مسئلوں کا جواب دیوے اور تیسرے مسئلہ کا جواب
نہ دیوے تو وہ پیغمبر ہی اور حق پر ہے اور راستگو ہی مکہ کے اشراف حضرت کے پاس آئے اور تین مسئلوں کا سوال حضرت سے کیا حضرت نے فرمایا کہ میں مثل تمہارے آدمی ہوں
جبتک کہ میرے پاس وحی نہیں آتی ہی مجھکو کسی چیز کا علم حاصل نہیں ہوتا ہے کل کو مین وحی سے اسکا جواب تمکو دونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ جو حضرت نے اسکی بعد نہیں کہا تھا سو اسلئے
وحی پندرہ روز یا بارہ روز اور بعضی روایت میں ہے کہ چالیس روز بند رہی وہ حضرت اس سبب سے بہت دلتنگ ہوئے اور کفار نے زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ
ان محمدا ودعہ ربہ وقلاہ یعنی تحقیق محمد کو چھوڑ دیا پروردگار اُسکی نے اور دشمن پکڑا اُسکو جسوقت مشرکین نے زیادہ طعن کیا تو حضرت بہت رنجیدہ ہوئے اور کوہ حرا پر تشریف لیگئے
اور سر اپنا زمین پر رکھا اور کہا کہ خداوندا تو جانتا ہی جو کچھ کہ یہ دشمن کہتے ہیں اب تک سر سجدہ سے نہ اُٹھایا تھا کہ جبرئیل نازل ہوئے جسوقت رسولخدا نے جبرئیل کو دیکھا
تکبیر کہی اور جبرئیل سے پوچھا کہ اب تک کس واسطے نہیں آیا تھا کہ میں تیرا بہت مشتاق تھا جبرئیل نے کہا کہ یا رسولخدا مجھکو تمہارا زیادہ اشتیاق تھا لیکن میں بندہ مامور ہوں
اُسکے حکم میں اور تابع اُسکا ہوں مجھکو اجازت تمہارے پاس آنیکی نہ تھی اور یہ آیت تلاوت کی کہ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ یعنی اور نہ کہو تم
تحقیق میں کرنیوالا ہوں اس کام کو کل کو مگر یہ کہ چاہے خدا یعنی کسی کام کے کرنیکو کہو تو اُسکی بعد انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہو پس قصہ اصحاب کہف کا اور ذوالقرنین کا حضرت کی روبرو
بیان کیا جسطرح کہ سورہ کہف میں گذرا ہی اور روح کے مقدمہ میں کہا کہ قل الروح من امر ربی اور کفار کی دفع غم کیلئے یہ سورہ نازل کیا اور ضحیٰ اور لیل کی قسم
کہائی کہ **مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ** نہیں چھوڑ دیا ہی تجھکو پروردگار تیرے نے اے محمد **وَمَا قَلٰى** اور نہ دشمن پکڑا ہے تجھکو اور بعضے کہتے ہیں کہ عورتیں
ایک پلا رسولخدا صلعم کی دولتسرا مین لیگئیں اور اُسکو وہان پرورش کیا اور حضرت کو اسکی خبر نہ تھی وحی بند ہوگئی حضرت جبرئیل آئے تو حضرت نے سبب دیرکر آنیکا جبرئیل سے
پوچھا کہا کہ یا رسولخدا جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہی تو ہم اُس گھر میں نہیں جاتے حاصل یہ کہ خدا فرماتا ہی کہ اے محمد یہ بات غلط ہے کہ خدا نے تجھکو چھوڑ دیا ہے اور تجھکو دشمن پکڑا ہی
بلکہ تو دوست خدا کا اور برگزیدہ اُسکا ہی اور جبتک تم زندہ ہو وحی یعنی تجھپر کبھی بند نہوگی اور خدا ہمیشہ تیرا مددگار رہیگا دنیا میں **وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ**
اور البتہ خانہ آخرت بہتر ہے واسطے تیرے **مِنَ الْاُوْلٰى** پہلے گھر سے کہ وہ دنیا ہے یعنی بخشش خدا کی آخرت میں تیرے واسطے بہتر ہے دنیا کی بخشش سے ہوسکے کہ آخرت ہمیشہ کو
باقی ہی اور دنیا فانی ہونیوالی ہی اور طرح طرح کی بلائیں اور مصیبتیں اس میں ہیں اور ایک بخشش بڑی آخرت میں تیرے واسطے یہ ہی کہ تاج شفاعت تیرے سر پر ہوگا اور سب انبیا کا تو

پیشوا ہوگا اور سب تیرے علم کے نیچے ہونگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولخدا کو خبر دی گئی اُن فتحوں سے جو دنیا میں ہونگی حضرت یہ سنکر خوش ہوے اور یہ آیت نازل
ہوئی کہ آخرت تیری واسطے بہتر ہے دنیا سے **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ** اور قریب ہے کہ دیوے تجھکو پروردگار تیرا اسقدر نعمت کہ **فَتَرْضَىٰ** پس
راضی اور خوشنود ہو تو اور یہ شامل ہے تمام اُن چیزوں کو کہ خدا عطا فرمائی نصرت اور غلبہ کہ خدا عنایت کرے یہانتک کہ تمام دنیا کا مالک کرے کہ تمام روے زمین پر اسیکا
دین پھیل جاے اور آخرت میں بلند درجے عطا کرے اور تاج شفاعت کا حضرت کے سر مبارک پر رکھے اور کہتے ہیں کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسولخدا صلعم بہت خوشحال
ہوے اور فرمایا کہ اگر ایک آدمی بھی میری اُمت کا دوزخ میں جائیگا تو میں راضی نہونگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے جد رسولخدا صلعم اُسوقت راضی ہونگے کہ ایک
آدمی بھی خدا کا واحد جاننے والا دوزخ میں نہوے اور محمد بن حنفیہ کہتے تھے کہ اے اہل عراق تمہارا گمان یہ ہے کہ زیادہ امید نجات کی یہ آیت کتاب خدا میں قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ
أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ہے اور ہم اہلبیت کہتے ہیں کہ زیادہ امید نجات کی آیت کتاب خدا میں وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ہے اور قسم ہے خدا کی وہ
آیت شفاعت کے واسطے ہے کہ خدا تعالی اپنے پیغمبر کو عطا فرمائیگا خدا کے واحد جاننے والوں کی حق میں یہانتک کہ رسولخدا کہیں کہ میں راضی ہوا اور وہ حضرت راضی نہونگی
اگر ایک آدمی بھی آنکی اُمت کا دوزخ میں ہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایکروز رسولخدا صلعم فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گھر میں تشریف لائے دیکھا کہ
فاطمہ ایک کملی اونٹ کے بالونکی اوڑھے ہوے ہیں اور اپنے ہاتھ سے آٹا خمیر کرتی ہیں اور گودی میں بچہ ہے اُسکو دودھ پلاتی ہیں یہ حال فاطمہ کا دیکھکر رسولخدا
صلعم کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ اے دختر میری جلدی کر تو تلخی دنیا کو آخرت کی شیرینی سے کہ خدا تعالی نے مجھپر یہ آیت نازل کی ہے وَلَسَوْفَ
يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور ابن عباس سے منقول ہے کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے پوچھا کہ اے پروردگار میرے تو نے سلیمان پیغمبر کو ملک عظیم دیا اور فلانے
پیغمبر کو یہ اور وہ دیا حقتعالی نے اپنی نعمتوں کو مجھپر ختم کیا چنانچہ فرماتا ہے کہ **أَلَمْ يَجِدْكَ** کیا نہیں پایا تجھکو پروردگار تیرے نے **يَتِيمًا** لڑکا
بے پدر کہ تیرا باپ مرگیا تھا اور تو بیکس رہگیا **فَآوَىٰ** پس جگہہ دی تجھکو تیرے دادا اور چچا کی بغل میں اور روایت مشہور اس طرح سے ہے کہ رسولخدا چھہ مہینے کے اپنی ماں کی
شکم میں تھے کہ باپ انکے حضرت عبد اللہ نے وفات پائی اور بعضی روایت میں ہے کہ بعد پیدا ہونیکی چندروز کے بعد وفات پائی اور جسوقت حضرت دو برس کے ہوے تو
آنکی مادرگرامی حضرت آمنہ نے بھی دنیا سے کوچ کیا عبد المطلب دادا حضرت کے پرورش کرتے تھے اور جسوقت حضرت آٹھ برس کے ہوے تو عبد المطلب بھی مرگئے بعد اُسکے
حضرت ابو طالب نے حضرت کی خدمت کی اور ابو طالب مثل پدر مہربان کے حضرت کی خدمت کرتے تھے یہانتک کہ حضرت سن بلوغ کو پہنچے اور حضرت صادق علیہ السلام
سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر خدا کو کس واسطے بے پدر اور بے مادر کیا فرمایا کہ اسواسطے کہ کسیکا حق حضرت پر نہو مخلوقات میں سے اور کارساز اُنکا خدا تعالی ہی ہوا اور باپ اور
ماں زندہ ہوتے تو انکا حق پدری و حق مادری حضرت کے ذمہ ہوتا اور انکی تعظیم لازم ہوجاتی اور بزرگ زیادہ حضرت سے کوئی نتھا **وَوَجَدَكَ ضَالًّا** اور پایا
تجھکو خدا نے راہ گم کیا ہوا مکہ کے دروازہ پر جسوقت کہ دایہ حلیمہ تجھکو تیرے جد کے سپرد کرنیکو لائی تھی **فَهَدَىٰ** پس راہ دکھلائی تجھکو اسطرح سے کہ تیرے داداکو تیری راہ بتا
اور تفصیل اسکی اسطرح سے ہے کہ جسوقت حضرت کی والدہ ماجدہ نے دنیا سے رحلت کی تو انکی دادا عبد المطلب نے دایہ حلیمہ کے سپرد کیا اور حلیمہ حضرت کو اپنے کنبے میں لیگئی اور وہ بلاد میں
وانہ گئی تو حضرت کو گودی میں اُٹھا کر چلی کہ عبد المطلب کے سپرد کرے اور مکہ کے نزدیک ایک جگہہ حضرت کو چھوڑ کر واسطے طہارت کے کسیکی واسطے چلی گئی اور وہانسے اُلٹی پھری تو
حضرت کو اُسجگہہ نپایا جس سے پوچھتی تھی وہ کچھہ خبر نہ دیتا تھا اور حلیمہ نے فریاد کی کہ اے عبد المطلب محمد کو میں نے پرورش کیا اور مکہ کے دروازہ پر میں نے اُسکو گم کیا اور جسیوقت کہ
اگر اُسکو نپاونگی تو پہاڑ پر سے اپنے تئیں نیچے گرادونگی اور یہ شہر مسلمانی نہ اُٹھاونگی اور مکہ کے اندر گئی اور فریاد کرتی تھی کہ واحمداہ ایک بوڑھا آدمی عصا ٹیکے ہوئے
ہوے ملا اُسنے پوچھا کہ کیوں فریاد کرتی ہے حلیمہ نے قصہ بیان کیا اُس بوڑھے نے کہا کہ ہبل کے پاس چل وہ سب بتوں سے بزرگ زیادہ ہے اُس سے میں تیری شفارش کرونگا کہ محمد کا وہ نشان
ہمکو دکھلاوے اور بتلاوے کہ محمد کہاں ہے وہ دونوں ہبل کے پاس گئے اور اُس بوڑھے نے ہبل کے ہاتھ اور سر کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے عزت کی فریاد کو پہنچ کہ اسکا فرزند محمد گم ہوگیا ہے اُسکو بتلاوے
کہ وہ کہاں ہے جسوقت محمد کا نام مذکور ہوا تو ہبل اور جتنے بت تھے سب اوندھے منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور ہاتف نے آواز دی کہ اے بوڑھے خرف دور ہو جا کہ ہلاکت ان بتونکی
محمد کے ہاتھ سے ہوگی وہ بوڑھا کانپنے لگا اور عصا اُسکے ہاتھ سے زمین پر گر پڑا اور حلیمہ سے کہا کہ تو خاطر اپنی جمع رکھ کہ محمد کا خدا اُسکو تجھہ تک پہنچا دیگا اور جسوقت حضرت کی
گم ہونیکی خبر عبد المطلب کو پہنچی تو گمان ہوا کہ کسی قریش نے اُسکو مار ڈالا ہے تلوار لیکر باہر نکلے اور فرمایا کہ اے آل غالب سب قریش جمع ہوگئے اور کہا کہ اے سید ہمارے کیا ماجرا پیش آیا۔

عبدالمطلب نے سب حال بیان کیا اور قریش کے ہمراہ جاکر مکہ کے غاروں میں تلاش کیا کہیں نشان نہ پایا ہتیاروں کو ڈالدیا اور بیت اللہ کے قریب جاکر طواف کیا اور آسمان کی طرف
منہ کرکے کہا کہ اے پروردگار میرے محمد کو میری طرف پھیر دے آسمان سے آواز آئی کہ اے قوم بے صبری مت کرو محمد کا خدا اسکا حافظ اور ناصر ہے عبدالمطلب نے کہا کہ وہ کہاں ہے
آواز آئی کہ وہ وادی تہامہ میں فلانے درخت کے نزدیک ہے عبدالمطلب سوار ہوئے اور ہمراہ اپنی قوم کے تہامہ کیطرف روانہ ہوئے ورقہ بن نوفل سے راہ میں ملاقات ہوئی اس سے
پوچھا تو اسنے کہا کہ فلانی جگہہ میں ہے جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ درخت کی شاخ سے بازی کرتے ہیں اور کہیلتے ہیں عبدالمطلب نے جو مدت سے نہیں دیکھا تھا حضرت کو نہ پہچانا اور
پوچھا کہ اے لڑکے تو کون ہے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں یہ سنکر کہا کہ فدا ہو تجھپر جان میری اور سواری سے نیچے اتر پڑے اور حضرت کو اپنی گود میں لیکر مکہ میں
لائے اور اہل مکہ نے جشن کیا اور حضرت کو پرورش کیا اور بعضے ضال کے معنی میں یوں بیان کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ حضرت اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ قافلہ تجارت میں شام کو جاتے تھے شیطان نے شب تاریک میں
حضرت کے اونٹ کی مہار پکڑ کر راہ سے دوسری طرف کو پھیری حقتعالی نے جبرئیل کو بھیجا جبرئیل نے مہار حضرت کے اونٹ کی پکڑ کر انکو راہ پر ڈالدیا اور اپنے پر کی ہوا شیطان کو
ماری کہ وہ جزیرہ حبش میں جا پڑا پھر اسی مقدمہ میں خدا تعالی فرماتا ہے کہ وجدک ضالا فہدی **وَوَجَدَكَ عَائِلًا** اور پایا تجھکو درویش عیال دار **فَأَغْنَىٰ** پس تونگر
کیا تجھکو خدیجہ کے مال سے کہ تو نے اس سے تجارت کی اور بعد اسکے غنیمتوں کے مال سے تو تونگر ہوا اور یا یہ کہ تجھکو قناعت سے تونگر کیا کہ القناعۃ کنز لا یفنی یعنی قناعت ایک خزانہ ہے
فنا نہیں ہوتا اور حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان آیتوں کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ الم یجدک یتیما فآوی یعنی کیا نہیں پایا ہے تجھکو یتیم یعنی یکتا کہ تیرا مثل مخلوق میں کوئی نہیں ہے اور
جگہہ دی آدمیوں کو طرف تیری کہ تجھسے ہدایت پاتے ہیں ووجدک ضالا فہدی اور پایا تجھکو گم ہونیوالا قوم میں کہ تیری فضل اور مرتبہ کو وہ نہیں جانتے تھے پس ہدایت کی
انکو طرف تیری ووجدک عائلا فاغنی اور پایا تجھکو مدد کرنیوالا اور قوت دینیوالا علم سے پس بے پروا کیا خدا نے انکو سبب تیرے اور کہتے ہیں کہ یتیم بے مثل کو کہتے ہیں اور اسواسطے
موتی کا نام در یتیم ہوا ہے کہ وہ بے مثل ہے اور پایا تجھکو درویش عیال دار پس غنی کیا تجھکو یعنی غنی کیا تجھکو بسبب وحی کے کہ تو کسی سے سوال نہیں کرتا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
معنی یہ ہیں کہ تجھکو عیالدار پایا امت کی کثرت سے کہ تمام خلائق تیری عیال اور محتاج تیرے ہیں اور تجھکو علم قرآن اور احکام شرع سے تونگر کیا کہ تو انپر نفقہ اور خرچ کرے
حاصل یہ ہے کہ خدا تعالی نے اپنی نعمتوں کا شمار کیا ہے تاکہ انکا شکر کرے اور یہی مطلب ہے جو کچھہ کہ طلب ہے اور بعد اسکے فرماتا ہے کہ جسوقت تجھے تلخی یتیمی کا چکھا ہے
اور دربدری اور تنگدستی کا کھینچا ہے تو **فَأَمَّا الْيَتِيمَ** پس لیکن یتیم کو **فَلَا تَقْهَرْ** پس نہ قہر اور غضب کر تو اور اپنے پاس سے اسکو دفع مت کر تو اور حقیر اسکو
مت شمار کر تو اور قدر اسکی پہچان تو اور اسپر مہربانی کر تو اپنی یتیمی کو یاد کرکے **وَأَمَّا السَّائِلَ** اور لیکن سوال کرنیوالے محتاج کو **فَلَا تَنْهَرْ** پس نہ جھڑک تو اور آواز
سخت سے اسکو جواب مت دے تو اور یتیم اور سائل کے مقدمہ میں اگرچہ خطاب حضرت کیطرف ہے لیکن مراد اس سے سب مومنین ہیں اور بعد اسکے رسول خدا یتیم اور سائل پر مہربانی
کرتے تھے اور اپنے دروازہ سے اسکو محروم کرکے نہ چھوڑتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت یتیم روتا ہے تو عرش خدا کا کانپتا ہے اسکے گریہ سے خدا تعالی
فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے کسنے اس یتیم کو رولایا ہے کہ جسکا باپ خاک کے نیچے غائب ہوگیا ہے فرشتے جواب دیں کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے خدا تعالی فرمائیگا اے فرشتو
میری میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ جو کوئی اس یتیم کو خاموش کرے اور راضی کرے تو میں قیامت کے روز اس سے راضی ہونگا اور انس بن مالک نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ
اگر کوئی سائل تیرے پاس آوے اگرچہ گھوڑے پر سوار ہو اور ہاتھ کو تیرے آگے پسارے تو حق کو اسنے تیرا اوپر واجب کیا اگرچہ آدھا خرما تو اسکو دیوے مراد یہ ہے کہ سائل کو محروم مت کر
اور بعد اسکے خدا تعالی اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ** اور لیکن ساتھ نعمت پروردگار اپنے کے **فَحَدِّثْ** پس بات کر تو یعنی [illegible]
انکو ظاہر کر کہ ذکر کرنا پروردگار کی نعمت کا یہ بھی شکر اس نعمت کا ہے اور چھپانا اسکا ناشکری ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی کا شکر نکرے اسنے خدا کا
شکر نکیا اور جو کوئی تھوڑی کا شکر نکرے وہ بہت کا شکر نکریگا اور ذکر کرنا نعمت خدا کا شکر ہے اور ترک کرنا نعمت کے ذکر کا ناشکری ہے

سورۃ الانشراح

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں آٹھہ آیتیں ہیں اور ثواب اسکے پڑھنے کا سورہ والشمس میں گذر گیا ہے لیکن ابی بن کعب نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے
ثواب اسکا مثل اس شخص کے ہو کہ مجھسے اسنے ملاقات کی ہو اور مجھکو غم سے خوش کیا ہو اور شفاعت اسکی مجھپر واجب ہو اور ہمارے علماء کے نزدیک والضحی اور
الم نشرح دونوں ایک سورت ہیں اسواسطے کہ تمام ہونا نعمتوں کی شمار کا جو کہ والضحی میں شروع ہوئی ہیں وہ الم نشرح میں ہے اور اسی سبب سے نماز واجبیہ کی
ایک رکعت میں ان دونوں سے ایک سورت پڑھنا جائز نہیں جانتے ہیں بلکہ دونوں کو پڑھنا چاہئے اور ایسے ہی الم تر کیف اور لایلاف دونوں ملکر ایک سورت ہیں

اور دونوں کی ایک سورت ہونے پر صریح دلالت کرتا ہی الم یجدک یتیما فاوی آخر تک اور بعد اسکی فرماتا ہی کہ بسم الله الرحمن الرحيم ۝ الم نشرح لك
کیا نہیں کھولا ہمنے واسطے تیرے صدرك سینہ تیرا کو واسطے علم اور حکمت کے اور اٹھانے وحی کے اور صبر کے اذیتوں پر اور رکھو ہوں پر یہاں تک کہ گنجائش رکھے
مناجات حق کو اور بنانا خلقت کو طرف دین اسلام کے اور ابن عباس سے روایت ہی کہتے ہیں کہ منی رسولخدا صلعم سے پوچھا کہ کیا سینہ کو کھولا جاتا ہی فرمایا کہ ہاں منی
پوچھا کہ علامت اسکی کیا ہی فرمایا کہ کنارہ کشی کرنی خانہ غرور سے کہ وہ دنیای ناپائدار ہے اور رجوع کرنی طرف خانہ ہمیشگی کے کہ وہ آخرت ہی اور مستعد رہنا مرنے پر
موت آنے سے پہلے اور دلالت کرتا ہے سینے کے کھولنے پر یہ قول کہ ووضعنا عنك اور اتار لیا ہمنے تجھسے وزرك بوجھ بھاری تیرے کو
الذي انقض ظهرك جسنے کہ شکستہ کیا پشت تیری کو اور وہ اٹھانا بوجھوں رسالت کا تھا اور آزار دینا کافروں کا اور جھٹلانا انکا اور [illegible]
ہونا انکی ہدایت سی سو واسطے کہ خدا تعالی نے اسکی اٹھانیکو آسان کر دیا معجزوں کے دکھلانے سے اور پشت کو حضرت کی قوی کیا اور سب حضرت کو غالب کیا کہ
اکثر ایمان لائے اور باقی کے حضرت کے ہاتھ سی ہلاک ہوئے اور یا یہ ہلکا کیا ہمنے تجھسے اٹھانے احکام شرع کو اور اسکی اٹھانیکو تجھپر آسان کر دیا ورفعنا
لك ذكرك اور بلند کیا ہمنے واسطے تیرے ذکر تیری کو تیری قدر اور مرتبے کے بڑھانے کے واسطے کہ تجھکو پیغمبری اور رسالت سے یاد کرتے ہیں اور خاتم المرسلین تجھکو کہتے ہیں
اور یا یہ کہ اپنے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر نزدیک کیا اذان اور اقامت میں اور تشہد میں اور خطبہ میں کہ جسوقت مجھکو یاد کریں تو تجھکو بھی یاد کریں چنانچہ کہتے ہیں کہ
اشہد ان لا الہ الا الله و اشہد ان محمد رسول الله اور اپنی طاعت کے نزدیک تیری طاعت اور درود بھیجنے کا تجھپر بندوں کو حکم کیا اور نام بلند تیرا پہلی کتابوں میں
مذکور کیا اور سب انبیا سی عہد لیا کہ تجھپر ایمان لائیں اور قیامت کے روز اولین اور آخرین کا سب کا پیشوا تجھکو کیا اور شافع روز محشر تجھکو کیا اور کہتے ہیں کہ مشرکین مومنین
کے روبرو فقر اور فاقہ رسولخدا کا بیان کرتے تھے اور حضرت کو اس امر کا وہم ہوا کہ ایسا نہو کہ مسلمانونکو اسلام کی رغبت سے پھیر دیں خدا تعالی نے اپنی بزرگ نعمتوں کا
جو کہ عطا کی تھیں ذکر کیا اور بعد اسکی فرمایا کہ اے محمد صبر کر اور دل کو اپنے خوش رکھ کہ فان مع العسر يسرا پس تحقیق کہ ہمراہ ہر دشواری کے کہ دنیا
میں ہے آسانی ہی آخرت میں اور یا یہ کہ مراد عسر سے تنگی سینہ کی اور بار گراں شکستہ کرنیوالا پشت کا ہی اور گمراہی قوم کی اور ایذا دینی انکی اور یسر سے مراد کشادگی
سینہ کی اور اٹھا لینا بوجھ کا ہی اور توفیق قوم کی واسطے ہدایت پانی اور طاعت کی پس رحمت خدا سے مایوس نہونا چاہئے جسوقت کہ غم اور رنج لاحق ہو ان مع العسر
يسرا تحقیق کہ ہمراہ دشواری کے آسانی ہی یہ تاکید ہے پہلی کی اور یا جملہ علیحدہ ہے دوسرے آسانی کے وعدہ میں اور منقول ہی کہ رسولخدا صلعم ہنستے اور خوش ہوتے نکلے اور کہتے
تھے کہ ہرگز نہ غالب ہوگی ایک دشواری دو آسانیوں پر اور وجہ اسکی اسطرح بیان کرتے ہیں کہ عسر پر لام تعریف کا ہی اسمیں تعدد نہوگا خواہ جنس کا ہو خواہ عہد کا اور یسر نکرہ ہے
پس دوسرا اول کے غیر ہوگا پہلی میں تعدد نہوا پس عسر ایک ہوا اور یسر دو ہوئے اور دوسرے میں ایک یسر دنیا کا ہی اور ایک آخرت کا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ دشواری کہ
مکہ میں ہے اسکی ہمراہ آسانی مدینہ میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ دشواری کہ مدینہ میں ہے آسانی بہشت میں فاذا فرغت پس جسوقت کہ فارغ ہو تو خدا کے
احکام پہنچانے سے اور تبلیغ رسالت سے تو فانصب پس رنج کھینچ تو واسطے عبادت کے اور یا یہ کہ کوشش کر تو دعا میں اور یا یہ کہ امت کے استغفار میں مشغول ہو اور حضرت
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد نصب سے کوشش کرنی دعا میں ہے بعد نماز کے وقت بیٹھنے کے اور حضرت امام محمد باقر اور صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جسوقت کہ
فارغ ہو تو نماز واجب سے پس کوشش کر تو دعا میں طرف پروردگار اپنی کے اور رغبت کر طرف اسکی سوال کرنے میں تجھکو دیکھے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جسوقت کہ فارغ ہو تو
جہاد کفار سے تو کوشش کر تو جہاد نفس میں اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ جسوقت فارغ ہو تو حجۃ الوداع سے اور تبلیغ رسالت سے تو
قائم کر تو علی کو واسطے خلافت کے اور اسیواسطے بعضے فانصب کو صاد کے کسرہ سے پڑھتے ہیں اور اکثر قاری بسبب خباثت اپنی مذہب کے کسرہ صاد سے نہیں پڑھتے اور زمخشری نے تفسیر کشاف میں
لکھا ہی کہ اور بدعتوں میں سے ہی جو کچھ کہ روایت کی گئی ہی بعض رافضیوں سے کہ انہوں نے فانصب کو صاد کے کسرہ سے پڑھا ہے یعنی قائم کر تو علی کو واسطے امامت کے اور پھر کہتا ہی کہ
اگر صحیح ہوئے یہ جو کچھ کہ رافضی کہتا ہی تو اس صورت میں ناصبی کو واسطے بھی صحیح ہوگا کہ وہ کہی کہ نصب تو یعنی عداوت اور بغض کر تو علی علیہ السلام سے لیکن زمخشری کے دل کی
آنکھیں اندھی ہو گئیں اسکو یہ نہ سوجھا کہ قائم کرنا خلیفہ اور امام کا بعد تبلیغ رسالت کے اور بعد فارغ ہونیکی عبادت سے تو معقول ہی تاکہ آدمی بعد اسکے حیرت اور
ضلالت میں گرفتار ہوں اور بغض علی کا اور عداوت اسکی تبلیغ رسالت سے کیا تعلق رکھتی ہے اور بعد تبلیغ رسالت اور عبادت کے بغض علی کا کونسا امر معقول ہی اور اسکی دلیل

روایتیں علیؑ کی دوستی کی تاکید میں سو محمدؐ سے منقول ہیں اور علیؑ سے بغض کرنیکی ایک روایت بھی نہیں ہے اور نواصب جو علیؑ سے عداوت رکھتے ہیں علاوہ
فعال کی جہت سے کرتے ہیں اور عداوت میں علیؑ کی کوئی روایت سو محمدؐ سے بیان نہیں کرتے اور بڑے ملعون ہیں وہ لوگ جو زمخشری کو کہتے ہیں کہ اسنے
تشیع سے خلط کیا ہے بلکہ کہنا چاہیے کہ اعتزال کو نصب اور خروج سے مخلوط کیا ہے اور بعضی روایتیں علیؑ کے مناقب میں جو بیان کرتا ہے آگے بیان کر چکے ہیں یا جان لے پہلے سے
محدثین اُن روایتوں کو بیان کرتے چلے آئے ہیں وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ اور طرف پروردگار اپنے کے پس رغبت کر تو دعا کے سب قصدوں میں اور جو کچھ چاہیے تو
اُسی سے طلب کر اسلئے کہ غیر سے کہ دعا کرنیوالا حاجتوں کا سوائے اسکے کوئی نہیں ہے اور جو کچھ امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں لکھا ہے اسکے موافق یہ ہے کہ علیؑ کو قائم کر تو واسطے
خلافت کے اور طرف پروردگار اپنے کے پھر رغبت کر تو اور ہر آفاتی سی اپنے تئیں ہمیشہ کے گھر میں پہنچا تو کہ وہ خلد بریں ہے

سورۃ التین

یہ سورہ مکی ہے اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور اسمیں آٹھ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو فرضوں اور نوافل میں پڑھے جو جگہ کہ بہشت میں وہ آرزو کرے
وہی اسکو دیویں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور کہتے ہیں کہ ان دونوں کو قسم
کے واسطے اسلئے خاص کیا ہے کہ انجیر میوہ پاکیزہ ہے کہ اسمیں فضلہ نہیں ہے اور غذائے لطیف ہے کہ جلد ہضم ہوتا ہے اور دوا ہے کہ اسکا فائدہ بہت ہے اسواسطے کہ طبیعت کو نرم
کرتا ہے اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے اور گردوں کو پاک کرتا ہے اور ریگ مثانہ کو دور کرتا ہے اور جگر کے اور تلی کے سُدوں کو کھولتا ہے اور فربہ کرتا ہے بدن کو اور حدیث
میں آیا ہے کہ قطع کرتا ہے بواسیر کو اور نقرس کو کہ وہ ایک درد سخت ہے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں اور گٹوں میں اور زیتون میوہ ہے اور روٹی کے ساتھ اسکو
کھاتے ہیں اور وہ دوا بھی ہے اور اسکا روغن بہت لطیف ہوتا ہے اور فائدہ اسمیں بہت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد تین اور زیتون سے اُگنے کی جگہ
ہے اور وہ دو پہاڑ ہیں ارض مقدس میں اور ایک کو طور کہتے ہیں اور دوسرے کو زیتا اور وہ ہر ایک عبادت گاہ ایک پیغمبر کی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ جودی اور
کوہ بیت المقدس ہے اور ابن عباس سے منقول ہے کہ تین مسجد نوح ہے اور زیتون بیت المقدس ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تین پہاڑ ہے درمیان حلوان اور ہمدان کے اور
زیتون پہاڑ شام کا ہے کہ ان پہاڑوں میں انجیر اور زیتون اُگتی ہیں وَطُورِ سِينِينَ اور قسم ہے طور سینا کی کہ وہ مقام مناجات کرنے
موسی کلیم اللہ کا ہے اور سینین اور سینا اس جگہ کا نام ہے کہ جسمیں وہ پہاڑ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مبارک کے معنی میں ہے اور منقول ہے کہ موسی بن جعفر علیہما السلام اسکو
اسطرح پڑھتے تھے والتین والزیتون و طور سینا وَهَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ اور قسم ہے اس شہر امن دینے والے کی کہ وہ مکہ ہے اور مقام پیدا ہونے سید عالمؐ کا ہے
اور حضرت کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خداؐ نے کہ خدا تعالی نے کل شہروں میں سے چار شہروں کو پسند کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ والتین والزیتون و طور سینین و
ہذا البلد الامین پس تین تو مدینہ ہے اور زیتون بیت المقدس ہے اور طور سینین کوفہ ہے اور بلد امین مکہ ہے اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ زیتون امیر المومنین ہے اور طور سینین
حسن اور حسین ہے اور ہذا البلد الامین باقی کے ائمہ ہیں اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تین حسنؑ ہیں اور زیتون حسینؑ ہیں اور طور سینا امیر المومنینؑ ہیں اور
ہذا البلد الامین محمد صلعم ہیں اور امام محمد باقرؑ کی روایتیں ہے کہ بلد امین فاطمہ زہرا ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ البتہ تحقیق پیدا
کیا ہے ہمنے آدمی کو فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ بیچ نیک تر یا وہ قوام کے کہ اسکو صورت اور شکل اچھی دی ہے اور عضا اسکے بہت مناسب اور درست بنائے سب حیوانوں سے
بہتر اور قد اسکا سیدھا کھڑا کیا ثُمَّ رَدَدْنَاهُ پھر پھیرا ہمنے اسکو بسبب اسکے کفر اور گناہوں کے اور نہ شکر کرنے نعمتوں پروردگار کے اور نہ شکر کرنے اس خوبی صورت
اور شکل کی أَسْفَلَ سَافِلِينَ نہایت نیچوں میں کہ سب طبقوں سے نیچے کا طبقہ دوزخ کا ہے اور یا یہ کہ پھیرا ہمنے اسکو پست ترین پستوں میں باعتبار صورت کے
کہ اسکی صورت کو دوزخ میں نہایت قبیح کر دیا اور یا یہ کہ اسکی صورت کو بدل دیا بوڑھا کرکے کہ منہ پر اسکے جھریاں پڑ گئیں اور بال اسکے سفید ہو گئے اور دانت اسکے
گر گئے اور کمر اسکی خم ہو گئی إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور عمل کئے ہیں انہوں نے نیک فَلَهُمْ
پس واسطے انکے ہے أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ اجر بے منت غیر اور یا یہ کہ غیر قطع کیا گیا کہ ہمیشہ کو ہو یعنی جیسے کہ جوانی اور صحت میں انکی عبادت کا ثواب ہم
لکھتے تھے پیری اور ضعیفی میں بھی باوجودیکہ عمل نہیں کرتے ہیں اسی دستور کے موافق ثواب انکا ثابت ہے اور انس بن مالک نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ لڑکے
بالغ ہونے سے پہلے جو نیکی اور طاعت کرتے ہیں ثواب اسکا انکے باپ اور ماں کو ملتا ہے اور جو گناہ کہ وہ باپ اور ماں کی تعلیم سے اور انکے کہنے سے کرتے ہیں وہ باپ اور ماں کے

نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جسوقت وہ بالغ ہوا تو دو فرشتے موکل ہوتے ہیں انکی اعمال کے لکھنے کے واسطے اور جسوقت چالیس برس اسلام میں گذاریں تو تین بلاؤں سے محفوظ
رہیں جنون سے اور جذام اور برص سے اور جسوقت پچاس برس کو پہنچیں تو انکے حساب میں تخفیف کریں اور جسوقت ساٹھ برس کو پہنچیں تو انکو توفیق توبہ کی دیویں اور جسوقت
ستر برس کو پہنچیں تو آسمان کے رہنے والے انکو دوست پکڑیں اور جسوقت اسی برس کو پہنچیں تو انکی نیکیوں کو دو چند کریں اور گناہوں کو انکی مٹا دیں اور جسوقت نوے برس کو پہنچیں تو
گناہ انکے اول عمر اور آخر عمر کے بخشدیں اور شفاعت انکی انکے گھر کے لوگوں کے واسطے قبول کریں اور اسکا اسیر اللہ فی ارضہ نام رکھیں اور جسوقت ناکارہ عمر کو پہنچیں تو
خدا تعالی انکے واسطے وہ عمل لکھے کہ جو کمال عقل میں کرتے تھے جیسے کہ فرمایا ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنی مگر وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور عمل کئے ہیں انہوں نے
اچھے کہ انکو بڑی عمر اور ضعف قوت میں اور نہایت بڑھاپے میں کہ جسمیں عقل اور حواس میں کمی ہو جائے وہ ثواب ہو کہ جسکو قطع اور کم نکریں بلکہ جوانی اور
صحت کا سا عمل انکے واسطے لکھیں اور ابن عباس سے منقول ہے کہ مراد اسمیں مومنین قرآن کے پڑھنے والے ہیں کہ جسوقت نہایت بڑھاپے کو پہنچیں اور انکی عقل اور حواس
میں کمی اور سستی پیدا ہو تو آخرت میں انکو ثواب بدون کم کرنے اور گھٹانے کے دینگے موافق جوانی کے دینگے اور بعد اسکے آدمی کو خطاب کرتا ہے کہ فَمَا یُكَذِّبُكَ پس کونسی
چیز جھٹلاتی ہے تجھکو اور کونسی چیز جھٹلانے پر مستعد کرتی ہے تجھکو اے انکار کرنیوالے قیامت کے بَعْدُ بعد ظاہر ہونے دلیلوں اور حجتوں کے بِالدِّیْنِ ساتھ
روز جزا اور حساب کے یعنی جسوقت کہ تجھکو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے اسطرح سے نیک صورت میں پیدا کیا ہے پھر کیا دوسری بار پیدا نہیں کر سکتا ہے اور جزا نہیں
دے سکتا ہے اس جزا دینے کے روز کو کون امر تجھکو اسکے جھٹلانے پر تیار کرتا ہے اَلَیْسَ اللّٰهُ کیا نہیں ہے خدا بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ حکم کرنیوالا
زیادہ حکم کرنیوالوں کا یعنی کیا خدا نہیں ہے سب حاکموں سے حکم کرنیوالا زیادہ اور یہ استفہام اقراری ہے یعنی خدا بیشک سب حکم کرنیوالوں سے حکم کرنیوالا زیادہ
ہے پیدا کرنیمیں اور اس پیدائش کو دوسری طرح پہیرنے میں جیسے کہ اوپر گذرا ہے اور جو شخص کہ ایسا ہے وہ بے شبہہ قادر ہے دوبارہ زندہ کرنے پر اور جزا دینے پر
اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت رسولخدا اس آیت کو پڑہتے تھے تو بعد اسکے کہتے تھے کہ بلی وانا علی ذلک من الشاہدین

سُوْرَةُ الْعَلَقِ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں انیس آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ اقرأ باسم ربک دن کو یا رات کو پڑہے اور اگر اس دن کو یا رات کو مر جاوے تو
شہید مرا ہو اور قیامت کے روز شہید اٹھیگا اور ایسا ہو گا کہ ہمراہ رسولخدا کی تلوار ماری ہو کافروں پر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ پہلی سب سے رسولخدا صلعم پر سورۂ اقرأ باسم ربک کی پانچ آیتیں اول سے نازل ہوئی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ پہلے الحمد نازل ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
پہلے یا ایہا المدثر نازل ہوئی ہے چنانچہ پہلے اس سے ذکر اسکا ہو لیا ہے کہتے ہیں کہ ابتدا میں رسولخدا صلعم جو خواب دیکھتے تو وہی بیداری میں واقع ہوتا اور
جسوقت تنہا ہوتے تو آواز آتی مگر کسیکو نہ دیکھتے ایکروز غار حرا میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے یا پہاڑ پر کھڑے تھے ناگاہ جبرئیل ظاہر ہوا اور کہا کہ اے محمد مجھکو تیرے
پاس بھیجا ہے اور تو رسولخدا کا ہے اور اسوقت کہا کہ اقرأ یعنی پڑھ تو حضرت نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں رسولخدا فرماتے ہیں کہ مجھکو جبرئیل نے پکڑ کر بھینچا یہانتک کہ میری
بیطاقتی ہو گئی اور مجھکو چھوڑ دیا اور کہا کہ اقرأ یعنی پڑھ وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر مجھکو پکڑ کر بھینچا اور کہا کہ اقرأ باسم ربک حضرت فرماتے ہیں کہ میں ڈرا اور مجھکو بخار
آگیا اور میرے اعضا پر لرزہ پڑ گیا اور میں خدیجہ کے حجرہ میں گیا اور خدیجہ سے میں نے کہا کہ دثرونی و زملونی یعنی کپڑا اڑھا دو تم مجھکو خدیجہ نے کپڑا مجھپر ڈالدیا اور میں سو رہا اور
دوسری بار جبرئیل آیا اور آیہ یا ایہا المدثر لایا میں اٹھا اور خدیجہ سے یہ حال میں نے بیان کیا اور کہا کہ کیا حال ہو گا سودائی ہے خدیجہ نے کہا کہ خدا اس حال کو تجھسے دور رکھے تو مروت
ہے اور خلق نیک میں بہت بلند ہے اور صلہ رحمی کی رعایت کرتا ہے اور لوگوں کے آزار پہنچانے کی برداشت کرتا ہے اور مہمان کو کھانا دیتا ہے کھڑا ہو کہ اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے
پاس ہم چلیں اور اس سے بیان کریں اور وہ پہلی کتابیں توریت اور انجیل وغیرہ پڑھا ہوا تھا انکے پاس جا کر سب حال بیان کیا اسنے کہا کہ مبارک ہو تجھکو ای محمد کہ تو ناموس
اعظم ہے اور میں نے پہلی کتابوں میں یعنی توریت اور انجیل اور زبور میں پڑھا ہے کہ تو پیغمبر آخر الزمان ہے اور نبوت تجھپر ختم ہو کاش میں تیری زمانہ میں موجود ہوں کہ تیری نصرت
اور مدد کروں اور میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ تجھکو اس شہر سے نکالدیں اور رسولخدا صلعم فرماتے ہیں کہ جسوقت جبرئیل آتا اور میں چاہتا کہ اپنے تئیں گرادوں وہ مجھکو
پکڑتا اور ورقہ بن نوفل کو پہنچی اس امر کی اطلاع کی اسنے کہا کہ اے محمد جسوقت یہ حال پیش آئے تو اپنے تئیں مت گرا اور مت بھاگ بلکہ کھڑا رہ اور جو کچھ وہ کہے اسکو
بخوبی سن اور یاد کر اور دوسری بار جو جبرئیل آیا تو کہا تو پیغمبر برحق ہے اقرأ یعنی پڑھ تو میں نے پوچھا کہ کیا پڑھوں کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین الخ سورہ تک

ع ٩ ٢٠

اور کہا کہ لا الہ الا اللہ بس میں نے یہ بات نبی اور رسول اللہ سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ خوش ہو تو بس میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ شخص ہے کہ جسکی بشارت دی ہے
ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام نے اور تو رسول ہے اور قریب ہے کہ تجھکو جہاد کا حکم ہو بعد اسکے اگر میں اسروز کو پاؤں تو تیری ہمراہ ہو کر جہاد کروں بعد ورقہ گزر گیا تو
رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں نے ورقہ کو بہشت میں دیکھا ہے ریشمی لباس پہنے ہوئے اسواسطے کہ وہ مجھپر ایمان لایا تھا اور دوسری روایت ہے کہ رسول خدا صلعم نے
فرمایا کہ جبرئیل اپنے ہمراہ ایک فرشتہ بہشت کے ریشمی کپڑے کا نکالا اور میرے نزدیک ڈالدیا اور کہا کہ اسکو پڑھ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں جبرئیل نے مجھکو
پکڑ کر بھینچا قریب تھا کہ میں بیہوش ہو جاؤں اور تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور بعد اسکے مجھکو چھوڑ کر کہا کہ **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ** پڑھ تو قرآن کو جسوقت کہ
شروع کرنیوالا ہو تو ساتھ نام پروردگار اپنے کے **الَّذِي خَلَقَ** جسنے کہ پیدا کیا ہی ہر چیز کو ہی قدرت سے موافق تقاضا حکمت کے **خَلَقَ
الْإِنْسَانَ** پیدا کیا ہی آدمی کو **مِنْ عَلَقٍ** خون بستہ سی جو کہ نطفہ سے بنتا ہی اور انسان کے پیدا کرنیکا ذکر کیا سوائے اور مخلوقات کے اسواسطے کہ
نازل ہونا قرآن کا انکی طرف ہے اور سب زمین کے رہنے والوں سے زیادہ بزرگ ہے اور انسان جمع کے معنی میں ہے جیسے کہ ان الانسان لفی خسر
پس اسواسطے علق کا لفظ آیا کہ وہ جمع علقہ کی ہی اور قرآن کو خدا تعالیٰ نے پیدا کرنیکے بیان سے شروع کیا ہی اسواسطے کہ پہلا واجب خدا کا پہچاننا ہے
اور پیدائش دلالت کرتی ہی پیدا کرنیوالے کے وجود پر اور اسکی قدرت اور حکمت پر **اقْرَأْ** پڑھ تو یہ تاکید پہلے اقرا کی ہے **وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ**
اور پروردگار تیرا بزرگ زیادہ ہے ہر چیز سے اور سب لوگونکا بزرگ ہی اور کرم اسکا سب کریموں سے زیادہ ہے اسواسطے کہ بیشمار نعمتیں بندوں کو دیتا ہے اور باوجود انکی
کفر اور گناہوں اور نافرمانیوں کے بخشش کو اپنی بندوں سے بند نہیں کرتا ہی اور جو وہ توبہ کریں تو توبہ کو انکی قبول کرتا ہی **الَّذِي عَلَّمَ** وہ پروردگار کہ
سکھلایا اسنے لکھنا **بِالْقَلَمِ** ساتھ قلم کے کہ تمام امور دنیا مشرق سی مغرب تک لکھنے سے تمام ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے آدم علیہ السلام ہیں کہ
انکو لکھنا سکھایا اور مشہور یہی ہے کہ پہلے جسنے خط لکھا وہ ادریس تھا **عَلَّمَ الْإِنْسَانَ** سکھایا آدمی کو **مَا لَمْ يَعْلَمْ** جو کچھ کہ نہیں جانتا تھا
دنیا اور دین کا ہو نہیں سے اور یا یہ کہ محمد کو تعلیم کئی احکام شرع کے جو کہ نہیں جانتے تھے اور یا یہ کہ آدم کو تعلیم کیا جو کچھ کہ نہیں جانتا تھا **كَلَّا** نہیں نہیں یعنی
ایسا نہیں ہے کہ انکی نعمتونکی ناشکری کرو اور بعضے کہتے ہیں کلا حقا کے معنی میں ہے یعنی حقا کہ **إِنَّ الْإِنْسَانَ** تحقیق آدمی **لَيَطْغَىٰ** البتہ
حد سے گزرتا ہی اور سرکشی کرتا ہے **أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَىٰ** واسطے اسکے کہ دیکھا ہی اسنے اپنی تئیں کہ بے پروا ہوا وہ خدا کیطرف سے کہ اپنے تئیں تونگر جانتا ہے
اپنے لوگوں اور مالونکی کثرت سے اور استغنی مفعول دوسرا رای کا ہے اور دونو ضمیریں ایک شخص کے واسطے ہیں اور کہتے ہیں کہ جسوقت آدمی کے پاس مال زیادہ
اور وہ لباس نفیس اور کہانوں لذیذ اور گھوڑوں عربی اور قیمتی میں زیادتی کرے یہی طغیان اسکا ہے اور حدیث میں آیا ہی کہ اے خدا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ تیرے اس
فقیری سے کہ مجھکو آدمیونکی پاس لیجاوے اور اس تونگری سے کہ مجھکو طاغی اور حد سے گزرنیوالا کردے اور اب اللہ تعالیٰ خطاب کرتا ہی اور ڈراتا ہے طغیان کے انجام سے کہ
إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ تحقیق طرف پروردگار تیرے کے ہی **الرُّجْعَىٰ** پھرنا سب کا آخرت میں پس طاغی کو اور غیر طاغی کو سب کو موافق عمل کے جزا دیگا اور
جسوقت کہ انجام ایسا ہی تو کیونکر طاغی ہووے اور خدا کی فرمانبرداری اور عبادت کو ترک کرے اور کہتے ہیں کہ یہ آیت اور جو اسکے بعد ہے ابوجہل کے شان میں نازل ہوئی
ہی اور منقول ہے کہ ایکروز ابوجہل نے اپنی یاروں سے کہا کہ محمد تمہارے درمیان نماز پڑھتا اور منہ اپنا خاک پر ملتا ہی اور تم اسکو چھوڑ دیتے ہو اور کچھ نہیں کہتے ہو قسم اس
شخص کی کہ جسکی قسم کہاتے ہیں اگر میں اسکو نماز پڑھتا ہوا دیکھوں تو پاؤں اپنا اسکی گردن پر رکھوں اور اسکو پامال کروں لوگوں نے کہا کہ وہ اسوقت
نماز پڑھتا ہے یہ سنکر وہ گیا اور حضرت کے پاس پہنچا تھا کہ وہیں سے پھر کر چلا آیا رنگ اڑا اور بدن میں لرزہ پڑا ہوا لوگوں نے پوچھا کہ اے ابوالحکم تجھکو کیا ہوا کہا کہ
میں جسوقت پہنچا کہ ارادہ محمد کا کروں درمیان میرے اور محمد کے ایک خندق دیکھی آگ سے بھری ہوئی اور اژدہا منہ کھولے تھا اور پرندوں نے اپنے پر
مار رکھے تھے یہ خبر حضرت کو پہنچی تو فرمایا کہ قسم ہی اس شخص کی کہ جان میری جسکی دست قدرت میں ہے اگر وہ میرے پاس آتا تو ملائکہ اسکو پارہ پارہ کر ڈالتے پس یہ
آیت نازل ہوئی کہ **أَرَأَيْتَ** کیا دیکھا تو نے ای دیکھنے والے **الَّذِي يَنْهَىٰ** اس شخص کو کہ منع کرتا ہی **عَبْدًا** ایسے بندہ کامل کو یعنی محمد کو **إِذَا صَلَّىٰ**
جبوقت کہ نماز پڑھتا ہے تو کیا ہوویگی جزا اس منع کرنیوالے کی اور کیا ہوگا عذاب اسکا **أَرَأَيْتَ** کیا دیکھا تو نے ای منع کرنیوالے **إِنْ كَانَ** اگر ہو وہ بندہ

جسکو تو منع کرتا ہی نماز پڑھنے سی عَلَى الْهُدَىٰ اور پر راہ رست کے أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ یا حکم کری خلقت کو ساتہ پرہیزگاری کے کیا اسکو نماز پڑھنی سے منع کرنا چاہیی اور واسطی تاکید کے مکرر فرماتا ہی کہ أَرَأَيْتَ کیا دیکہا تونے إِن كَذَّبَ اگر جہٹلاوی وہ ابوجہل منع کرنیوالا تجھکو یا مطلق حق کو وَتَوَلَّىٰ اور منہ پھیرے ایمان سے اور طریق حق سی کسقدر عذاب ہوگا اسکو اور ڈرانیکی واسطے فرماتا ہی کہ أَلَمْ يَعْلَمْ کیا نہین جانا اس ابوجہل نے بِأَنَّ اللَّهَ ساتہ اسطرح کے کہ خدا يَرَىٰ دیکہتا ہی اُسکے قصد کو اور اسکو اسکی ارادہ پر جزا دیگا اور کہتی ہین الم یعلم بان اللہ یری مین اطلاع ہی طرف اس امر کے کہ زاہد عبادت کر تو خدا کو خالص کہ خدا تجھکو دیکہتا ہی اور ای گناہ کرنیوالے توبہ کر کہ خدا تجھکو دیکھتا ہی اور اے ریا کرنیوالے خالص عبادت کر کہ خدا تجھکو دیکہتا ہے اور ای تنہائی اور خلوت مین گناہ کرنیوالے خبردار ہو کہ خدا تجھکو دیکہتا ہے اور کہتی ہین کہ ایک شخص نے بعد گناہ کے توبہ کی اور ہمیشہ روتا تھا لوگون نے اسکو کہا کہ کیون اسقدر روتا ہی خدا بخشنے والا ہی کہا کہ ہرچند وہ بخشے لیکن اس خجالت کو کہ وہ میرے گناہ کو جانتا ہی کیونکر اپنے سی دور کرون اور کہتی ہین کہ نوبت دوسری سو رسولخدا صلعم نماز پڑہتے تھے ابوجہل نے کہا کہ ای محمد کیا مینے تجھکو نماز سے منع نہین کیا ہی رسولخدا صلعم نے اسکو بہت ڈرایا اور دہمکایا ابوجہل نے کہا کہ مجھکو تو مت ڈرا کہ میری مجلس سب مجلسون سے زیادہ بزرگ ہی اور میری مجلس کے آدمی بہت ہین آیت نازل ہوئی كَلَّا نہین نہین یعنی ایسا نہیں ہے کہ وہ کافر ایسی گفتگو کری اور ایسا کہ جہتا کہ لَئِن لَّمْ يَنتَهِ البتہ اگر نہ باز آئی اور نہ بند ہو وہ کافر محمد کے آزار پہنچانے سی اور عبادت کے منع کرنیسے تو لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ البتہ پکڑینگے ہم اسکو ساتہ موی پیشانی کے یعنی اسکی پیشانی کے بال پکڑکر اسکو ہم دوزخ میں ڈالدینگے اور لنسفعا مضارع متکلم کا صیغہ کا ہی نون خفیفہ کے ساتہ لیکن مصحف مین الف کے ساتہ لکہا جاتا ہے اور بعضون نے اسکو نون ثقیلہ سے پڑہا ہی نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ پیشانی جہوٹی خطا کرنیوالی یہ ناصیہ پہلی ناصیہ سے بدل ہے اور بدل نکرہ ہے اور مبدل منہ معرفہ ہی اور نکرہ بدل نہین ہوتا ہی معرفہ کا بدون صفت کے اسواسطی کہ کاذبۃ خاطئۃ ناصیہ دوسری کی صفت واقع ہوئی ہی یعنی البتہ پکڑینگے ہم موی پیشانی کو کہ پیشانی دروغ خطا کار ہی اور مراد پیشانی کے دروغ اور خطا کار ہونیسے صاحب اس پیشانی کا ہی اور پیشانی کو مبالغہ کے واسطی کہدیا ہی اور بالناصیہ مین الف اور لام قائم مقام مضاف الیہ کے ہی یعنی پکڑینگے ہم موی پیشانی اس کافر کو فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ پس چاہیئے کہ بلائے وہ اہل مجلس اپنے کو مراد مجلس سے اہل مجلس ہے پس چاہئی کہ بلائی وہ انکو سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ قریب ہے کہ بلائین ہم دوزخ کے فرشتون کو کہ وہ اسکو پکڑکے دوزخ میں لیجائیں اور ابن عباس سے روایت ہی کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اگر ابوجہل اپنے اہل مجلس کو بلاتا تو البتہ فرشتی دوزخ کے اسکو علانیہ پکڑتے اور ہلاک کرڈالتے كَلَّا نہین نہین یعنی ایسا نہیں ہے کہ ابوجہل تصور کرتا ہے بلکہ چاہیئے کہ وہ اپنے اس عمل باطل سے باز رہی لَا تُطِعْهُ نہ فرمانبرداری کر تو اسکی اے محمد اور اسکا کہا مت مان کہ وہ نماز کے ترک کرنیکو کہتا ہے بلکہ اسکی مخالفت پر ثابت قدم رہ وَاسْجُدْ اور سجدہ کر تو خدا کو ہمیشہ وَاقْتَرِب اور نزدیک ہو تو پروردگار اپنے سی اور امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ بندہ سجدہ کرنیسے قریب ہوتا ہی اور یہی مقصود ہے اس آیت سے اور دوسری روایت امام رضا علیہ السلام سی یہ ہے کہ پہلی سب سے سورہ اقرأ باسم ربک نازل ہوا ہے اور بعد سب سورتوں کے اذا جاء نصر اللہ کا اور سجدہ اس سورہ کا واجب ہے اور جن سورتوں مین سجدہ کرنا واجب ہے وہ چار ہین الم سجدہ حم سجدہ سورہ نجم اور سورہ اقرأ اور باقی کی سورتون مین جو کسی جگہہ سجدہ کرنا آیا ہی وہ سنت ہے، سُورَةُ الْقَدْرِ یہ سورہ مکی ہی اور بعضے کہتی ہین کہ مدنی ہی اور آیتین اسکی چہ ہین اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ انا انزلناہ کو نماز فرض مین پڑہی ایک منادی آواز کرنیوالا خدا کیجانب سے آواز کرے کہ ای بندہ خدا سب گناہ تیری کئے ہوئی بخشے گئی اب تو سرے سی عمل کو شروع کر اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ انا انزلناہ کو آواز سے پڑہی تو ایسا ہے کہ راہ خدا مین شمشیر برہنہ کی اور جو کوئی آہستہ پڑہے تو ایسا ہو کہ راہ خدا مین اپنی خون مین لوٹا ہو اور جو کوئی اسکو دس بار پڑہی تو ہزار گناہ اسکے نامہ اعمال سے مٹائی جائیں بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ بعضے کہتی ہین رسولخدا صلعم نے اصحاب کو خبر دی کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا کہ اسنی ہتیار لگاکر ہزار مہینے راہ خدا مین جہاد کیا تھا اصحاب نے تعجب کرکے کہا کہ ہم کوتاہ عمر ہیں کیونکر ہم اس ولت کو پہنچیں حقتعالی نے یہ سورت نازل کی چنانچہ فرماتا ہی کہ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ تحقیق ہمنے نازل کیا ہے اس قرآن کو فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ شب قدر کے یعنی ابتدا نازل ہونے قرآن کے

ع ۱۹
رکوع ۱
۲۱

سورۃ القدر

لوح محفوظ سے بیت المعمور پر کہ وہ آسمان دنیا میں ہے شب قدر ہے کہ تمام قرآن شب قدر کو بیت المعمور میں آگیا تھا اور بعد اسکے جبرئیل سورت سورت اور آیت آیت رسولخدا صلعم کے
پاس لاتے تھے یہانتک کہ تیئیس برس کے عرصہ میں سب قرآن کو رسولخدا کے پاس لائے اور شب قدر اسکو اسواسطے کہتے ہیں کہ مقدر کیا جاتا ہے اس شب کو جو کچھ کہ تمام سال میں
دوسری شب قدر تک ہونیوالا ہے اور یا اسواسطے شب قدر کہتے ہیں کہ یہ شب قدر اور منزلت والی ہے اور مرتبہ اسکا بڑا ہے اور قدر کے معنی تنگی کے بھی ہیں
پس اسقدر ملائکہ آسمان سے زمین پر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے اس جہت سے بھی اسکو شب قدر کہتے ہیں اور شب قدر میں بھی اختلاف بہت ہے
بعضے علماء اہل سنت کہتے ہیں کہ وہ شب رسولخدا کے زمانہ میں تھی اور بعد حضرت کے برطرف ہو گئی اور اکثر کہتے ہیں کہ قیامت تک باقی ہے لیکن پھر اختلاف کیا ہے
بعضے کہتے ہیں کہ تمام سال میں پوشیدہ ہے ہر شب کو عبادت کرنی چاہیے تاکہ شب قدر کی فضیلت کو پاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ ماہ شعبان اور ماہ رمضان میں
پوشیدہ ہے اور بعضے شب نیمہ شعبان میں کہتے ہیں اور بعضے شب اول ماہ رمضان میں کہتے ہیں اور بعضے شب نیمہ ماہ رمضان میں کہتے ہیں اور بعضے شب ہفدہم
میں اور بعضے شب بست یکم میں اور بعضے شب بست و سوم میں اور بعضے شب بست و نہم میں اور بعضے شب آخر ماہ رمضان میں لیکن اکثر کا اتفاق شب بست و ہفتم
میں ہے اور ہمارے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ وہ شب نوزدہم میں ہے یا شب بست و یکم میں یا شب بست و سوم میں اور اکثر روایتیں شب بست و یکم اور شب بست و سوم کی ہیں
اور بعضی روایتیں تعیین شب بست و سوم کی ہے لیکن ان تین شب کو بیدار ہو کر عبادت کرنی چاہیے تاکہ فضیلت شب قدر کی پاوے اور اس شب کے پوشیدہ کرنے میں
حکمت یہ ہے تاکہ اسکی امید میں ہر شب کو عبادت کریں جیسے کہ اسم اعظم تمام اسمائے حسنی میں پوشیدہ کیا ہے کہ بندہ اسم اعظم کی امید میں تمام نامونکو خدا کی یاد کریں اور نماز
وسطی کو پوشیدہ کیا ہے ہر روز کی پانچوں نمازوں میں تاکہ بندہ پانچوں نمازوں کو پڑھیں اور دعا کے قبول ہونیکی ساعت کو جمعہ کی ساعتوں میں پوشیدہ کیا ہے
تاکہ تمام روز عبادت میں مشغول رہیں اور اپنی رضامندی کو طاعت میں پوشیدہ کیا ہے تاکہ ہمیشہ طاعت کیا کریں اور اپنی ناراضامندی کو گناہوں میں
پوشیدہ کیا ہے تاکہ سب گناہوں سے پرہیز کرتے رہیں اور اپنے دوست کو پوشیدہ کیا ہے مومنین میں تاکہ سب مومنین کی بزرگی کرتے رہیں اور اس شب کی تعظیم
میں فرماتا ہے کہ وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جاننے والا کیا تجھکو کہ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ کیا ہے شب قدر یعنی بسبب قدر اور شرف اور عزت
اس شب کے جو کوئی اس شب کو طاعت کرے وہ نزدیک خدا کے قدر اور عزت والا ہو جاوے اور جو عمل کہ اس شب کو واقع ہو وہ قدر اور منزلت والا ہو اور اسکی
قدر کو بیان کرتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ شب قدر بہتر ہے مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ہزار مہینے سے ان ہزار مہینوں سے کہ بنی اسرائیل کے غازی نے
ان مہینوں میں جہاد کیا تھا یعنی اس ایک شب کی عبادت اسکی ہزار مہینے کے جہاد سے بہتر ہے کہ ثواب اس شب کی عبادت کا اس جہاد کے ثواب سے زیادہ ہے
اور حضرت حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسولخدا صلعم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بندر میرے منبر پر کودتے اور چڑھتے
ہیں خواب دیکھکر مجھکو رنج ہوا جس وقت جبرئیل آیا تو اس نے بیان کیا کہ وہ بنی امیہ ہیں کہ جو تیرے منبر پر چڑھینگے اور بعد تیرے بادشاہی کرینگے میں نے پوچھا کہ
سلطنت انکی کتنے دنوں کی ہوگی کہا کہ ہزار مہینے کی میں یہ بات سنکر بہت دلتنگ ہوا جبرئیل نے مجھکو تسلی دی اور سورۂ قدر لایا اور کہا کہ شب قدر
بہتر ہے بنی امیہ کے ہزار مہینے کی بادشاہی سے کہ جسمیں شب قدر نہو گی اور شب قدر کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ
جو کوئی شب قدر کو بیدار ہو اور عبادت خدا میں مشغول ہو تمام گناہ اسکے بخشے جاتے ہیں اور منقول ہے کہ شیطان اس شب کو باہر نہیں نکلتا ہے اور کسیکو آزار
نہیں پہنچا سکتا ہے اور ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسولخدا صلعم سے فرمایا حضرت نے کہ جبرئیل اس شب کو ستر ہزار فرشتے ہمراہ لیکر سدرۃ المنتہی سے
زمین پر آتا ہے اور ہمراہ ان فرشتوں کے چار علم ہوتے ہیں اور چار جگہ انکو گاڑتے ہیں خانۂ کعبہ پر اور روضۂ رسولخدا صلعم پر اور بیت المقدس پر اور طور سینا پر
اور جبرئیل فرشتوں سے کہتا ہے کہ تم زمین میں پھیل جاؤ پس کوئی جگہ اور گھر مومن کا نہو وہاں نہ پہنچیں مگر اس گھر میں کہ جہاں کتا اور سور یا شراب یا ناپاک جنابت والا فعل
حرام سے ہو یا تصویر ہو وہاں نہیں جاتے اور سب ملائکہ تسبیح اور ذکر خدا میں مشغول ہوتے ہیں اسواسطے ثواب پہنچانے امت محمد صلعم کے اور جبکہ صبح ہوتی ہے تو آسمان کو
روانہ ہوتے ہیں اور پہلے آسمان کے ملائکہ انکی استقبال کو آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آتے ہو وہ کہتے ہیں کہ زمین سے کہ کل کی رات شب قدر تھی وہ پوچھتے ہیں کہ
امت محمد صلعم کو خدا نے کیا چیز بخشش فرمائی وہ کہتے ہیں کہ انکی نیکوں کو بخشدیا اور انکی شفاعت کو طاعت کرنیوالے لوگونکے واسطے قبول کیا پس فرشتے پہلے آسمان کے

یہ خبر سنکر خوشحال ہوں اور آواز تسبیح کی بلند کریں اور بعد اسکے پہلے آسمان کے فرشتوں کے ہمراہ دوسرے آسمان پر جائیں اور وہی جو اب سنیں اور خوشی کریں اور آواز تسبیح کی بلند
کریں اسیطرح ساتویں آسمان پر پہنچیں اور سدرۃ المنتہی کے نزدیک بھی یہی بات کہیں اور جواب سنیں اور جنت عدن کے لوگ آواز انکی سنیں اور رضوان سے پوچھیں کہ
یہ کیسی آواز ہے وہ کہے کہ ملائکہ امت محمد صلعم کے واسطے تسبیح کرتے ہیں سو بھی تسبیح کی آوازونکو بلند کریں اور حاملان عرش بھی انکی آوازونکو سنکر تسبیح کرنیمیں
مشغول ہوں اور خدا تعالی ہر چند جانتا ہے لیکن پوچھے کہ یہ آواز کیسی ہے وہ کہیں کہ ہمنے سنا ہے کہ امت محمد کو بزرگی حاصل ہوئی ہے اور انکی شفاعت بندونکے
حق میں مقبول ہوئی ہے حقتعالی فرمائے کہ ہاں امت محمد کیواسطے میرے نزدیک وہ ہے کہ جو کسی آنکھنے دیکھا نہیں ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسیکی خاطر میں
گذرا ہے اور دوسری روایتمیں ہے کہ جبرئیل ستر ہزار فرشتے ہمراہ لیکر آتا ہے اور میکائیل ستر ہزار فرشتوں سمیت زمین پر آتا ہے اور ایک علم ہوتا ہے
انکی چار شاخیں ہوتی ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک آسمان پر اور ایک زمین میں اور اسمیں لکھا ہے کہ امت مذنبۃ و رب غفور یعنی
امت گنہگار ہے اور خدا بخشنے والا ہے اور کوئی جگہہ نہو کہ فرشتہ وہاں نجائے اور سلام نکرے اور سلام انکا مومنین پر پانچ جگہہ ہے اول وقت موت کے الذین
تتوفیہم الملائکۃ طیبین یقولون سلام علیکم دوسرے بہشت کے دروازہ پر سلام علیکم طبتم تیسرے بہشت کے اندر والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم
بما صبرتم چوتھے بہشت کے غرفوں میں سلام قولا من رب رحیم پانچویں وقت ملاقات انکی اور حاصل ہونے قسم قسم کی نعمتوں کے تحیتہم یوم یلقونہ سلام
اور اب خدا تعالی ملائکہ کے نازل ہونیکا ذکر کرتا ہے **تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ** نازل ہوتے ہیں فرشتے زمین پر **وَالرُّوْحُ** اور جبرئیل **فِيْهَا** بیچ اُس
شب قدر کے اور بعضی روایتمیں ہے کہ روح ایک فرشتہ بہت بزرگ ہے اور جبرئیل سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے وہ فرشتوں کے ہمراہ آتا ہے اور وہ فرشتے
غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک زمین پر رہتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے حضرت عیسیٰ ہیں کہ ہمراہ فرشتوں کے آتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے
جناب سرور کائنات ہیں کہ اس شب کو نزول اجلال فرماتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد روح سے وحی ہے کہ فرشتے وحی لیکر آتے ہیں اور صحیح یہی ہے کہ مراد اس
سے جبرئیل ہے وہ فرشتوں کے ہمراہ آتے ہیں کہ انکو زمین کے رہنے والوں سے شناخت اور آشنائی بہت ہے اور مومنین کے گھروں میں جاتے ہیں اور جبرئیل مومنین سے
مصافحہ کرتا ہے اور علامت مصافحہ کی رقت قلب اور آنکھہ سے آنسو نکلنا ہے حاصل یہ ہے کہ اس شب کی بزرگی کی جہت سے ملائکہ زمین پر آتے ہیں **بِاِذْنِ
رَبِّهِمْ** ساتھ حکم پروردگار اپنے کے **مِنْ كُلِّ اَمْرٍ** واسطے ہر کام کے کہ جو خدا تعالی مقدر کرتا ہے اس شب کو سال آئندہ تک یا واسطے ہر کار خیر اور
برکت کے یا واسطے ہر کار کے روزی اور اجل کیواسطے **سَلٰمٌ** سلامت ہے وہ شب بلاؤں سے اور بلاؤں سے اور شیاطین کی آفتوں سے اور یا یہ کہ سلامت
ہی ہے اس سے کہ پیدا ہو اسمیں کوئی برائی اور شیطان اسمیں اپنا عمل کرے اور یا یہ کہ سلام ہے خدا کے دوستوں پر اور طاعت کرنیوالوں پر اور جسوقت
ملائکہ انسے ملاقات کرتے ہیں تو خدا کیطرف سے وہ انکو سلام کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ باذن ربہم پر کلام تمام ہوا اور بعد اسکے دوسرا کلام شروع
ہوا ہے من کل امر سلام یعنی ہر امر سے اسمیں سلامتی اور نفع ہے اور خیر ہے اور برکت ہے اسواسطے کہ خدا مقرر کرتا ہے اس شب میں وہ ہر چیز کہ جسمیں خیر اور برکت ہے
هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ نکلنے صبح تک یعنی یہ سلامتی اور خیر و برکت صبح کے نکلنے تک ہے **سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ** اور اس سورہ کو سورہ بریہ اور
قیامۃ بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور آیتیں اسمیں نو ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ لم یکن کو تلاوت کرے وہ شرک سے
پاک ہے اور دین محمد میں ثابت قدم اور مضبوط ہو اور قیامت کے روز ایمان سے اٹھے اور حساب اسکا آسان ہو **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** اہل کتاب اور
مشرکین کہتے تھے حضرت کے پیغمبر ہو کر تشریف لانے سے پہلے کہ ہم اپنے دین کو ترک نکرینگے یہانتک کہ وہ پیغمبر آئے کہ جسکا وعدہ توریت اور انجیل میں لکھا ہوا ہے یعنی محمد صلعم
خدا تعالی انکی خبر دیتا ہے کہ **لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** نہ تھے وہ لوگ کہ کافر ہوئے **مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ** اہل کتاب میں سے یعنی یہودی
اور نصرانی کہ ملحد ہوئے صفات خدا میں **وَالْمُشْرِكِيْنَ** اور شرک کرنیوالے جو کہ بتوں کے پوجنے والے ہیں **مُنْفَكِّيْنَ** باز رہنے والے اور جدا ہونیوالے کفر سے
حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ یہانتک کہ آوے انکے پاس دلیل روشن یعنی محمد صلعم **رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ** پیغمبر خدا کا یہ بدل ہے بینہ سے یعنی ہیانتک
کہ آیا انکے پاس پیغمبر خدا کا کہ **يَتْلُوْا** پڑھتا ہے وہ اپنی امت کے روبرو **صُحُفًا مُّطَهَّرَةً** صحیفوں پاک کئے گیوں کو دروغ اور بہتان سے یعنی قرآن کو

ع ۵
۱۲

پڑھتا ہے اور قرآن کو صحف اسواسطے کہا ہے کہ اسمیں سب صحیفوں کے مطالب ہیں فِيهَا بیچ ان صحیفوں کے كُتُبٌ قَيِّمَةٌ نوشتے راست اور درست اور حق کے ظاہر کرنیوالے
ہیں اور وہ نصیحتیں اور احکام ہیں اور حاصل اسکا یہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین اپنے دین پر تھے یہانتک کہ پیغمبر آیا اور انکو طرف ایمان کے انہی بلایا اور بعضی انمیں کے
عناد اور انکار کی راہ چلتے تھے اور طالب حق کے تھے وہ ایمان لائے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ اور نہ متفرق ہوئے وہ لوگ دیئے گئے
ہیں کتاب توریت اور انجیل اور اختلاف کیا انہوں نے پیغمبر کی شان میں إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ مگر پیچھے اس سے کہ آئی انکے پاس دلیل
روشن کہ وہ محمد ہیں یعنی محمد کے آنے سے پہلے سب متفق تھے ایمان لانے پر کہ محمد آئیگا تو ہم تصدیق اسکی کرینگے اور جسوقت وہ آیا تو مختلف ہوگئے بعضے تو ایمان لائے اور بعضے
کافر ہوگئے اور پہلے اہل کتاب کا اور مشرکین کا دونو کا ذکر کیا اور بعد اسکے فقط اہل کتاب کا ذکر کیا اسواسطے کہ حال انکا نہایت برا ہے وَمَا أُمِرُوا اور نہیں
حکم کیئے گئے تھے وہ اہل کتاب جو کچھ کہ توریت اور انجیل میں ہے إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مگر واسطے اسکے کہ پرستش کریں وہ خدا کو مُخْلِصِينَ جسوقت کہ خالص
کرنیوالے ہوں وہ لَهُ الدِّينَ واسطے اس خدا کے دین اپنے کو شرک اور کفر سے حُنَفَاءَ میل کرنیوالے ہو کر بد اعتقادوں سے طرف دین اسلام کے اور مخلصین اور
حنفاء دونو حال واقع ہوئے ہیں وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ اور قائم کریں وہ نماز کو اسکی وقت پر وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ اور دیویں وہ زکوٰۃ کو جو کہ ان پر واجب ہے
وَذَٰلِكَ اور وہ یعنی جس امر کا کہ انکو حکم ہوا ہے دِينُ الْقَيِّمَةِ دین ہے کتابوں درست کا یا شریعت درست کا یا ملت درست کا مضاف الیہ دین کا
محذوف ہے اور صفت اسکی قیمہ ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قیمہ جمع قیم کی ہے اور قیم بمعنی قائم ہے اور تقدیر اسکی دین القائمین بعد بالتوحید ہے یعنی دین قائم
ہونیوالوں کا واسطے خدا کے ساتھ ایک جاننے خدا کے اور اکثر کے نزدیک حنیف اور مسلم کے ایک معنی ہیں اور بعضے حنیف مسلم حج کرنیوالے کو کہتے ہیں اس صورت میں
مسلم عام ہوگا حنیف سے اور اب خدا تعالی پھر دونو فرقوں کا حال بیان کرتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ اہل کتاب سے کہ وہ یہود اور نصاری ہیں وَالْمُشْرِكِينَ اور مشرکین سے کہ وہ بتوں کی پرستش کرنیوالے ہیں فِي نَارِ جَهَنَّمَ بیچ آگ
دوزخ کے ہونگے قیامت کے روز خَالِدِينَ فِيهَا جسوقت کہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے بیچ اس دوزخ کے أُولَٰئِكَ هُمْ یہ لوگ وہی شَرُّ الْبَرِيَّةِ
بدتر خلقت کے ہیں اور یہ دونو فرقے اگرچہ دوزخ میں ہونگے لیکن ہو سکتا ہے کہ عذاب میں انکے تفاوت ہو اور اب خدا تعالی مومنین کا حال بیان کرتا ہے کہ إِنَّ
الَّذِينَ آمَنُوا تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور کام کیئے انہوں نے اچھے أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ یہ لوگ وہی
بہتر خلقت کے ہیں جَزَاؤُهُمْ بدلا انکا انکی ایمان اور اعمال کی عوض میں عِنْدَ رَبِّهِمْ نزدیک پروردگار انکے کے جَنَّاتُ عَدْنٍ
بہشتیں عدن کی ہیں تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ جاری ہیں نیچے محلوں انکے سے نہریں خَالِدِينَ فِيهَا ہمیشہ رہنے والے ہیں بیچ ان بہشتوں کے
أَبَدًا ہمیشہ اور یہ تاکید خلود کی ہے اور خالدین حال ہے رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ راضی ہے خدا انسے بسبب پاک جاننے خدا کے اور اعمال نیک انکی وَرَضُوا
عَنْهُ اور راضی ہونگے وہ اس خدا سے بسبب دینے ثواب بیحساب کے اور نعمتوں بیشمار کے ذَٰلِكَ وہ یعنی جو کچھ کہ مذکور ہوا ہے بہشتیں اور رضامندی خدا کی لِمَنْ
خَشِيَ رَبَّهُ واسطے اس شخص کے ہے کہ جو ڈرے عذاب کرنے پروردگار اپنے سے اور اس سے خوف کرکے گناہوں سے پرہیز کرے اور ثواب حاصل کرنیکو عملوں کو بجالائے
اور حضرت صادق علیہ السلام اپنی شیعوں میں سے ایک شخص کو فرمایا کہ تم وہ لوگ ہو کہ جن سے خدا راضی ہے اور ملائکہ خیر میں بھائی تمہارے ہیں اور تم ہی بہتر خلقت میں ہو گھر تمہارے
بہشت ہیں اور قبریں تمہاری بہشت ہیں اور تم واسطے بہشت کے پیدا ہوئے ہو اور بہشت میں نعمتیں تمہاری ہیں اور طرف بہشت کے رجوع کروگے تم اور شواہد التنزیل میں
حاکم ابو القاسم حسکانی سنی نے روایت کی ہے اہلبیت کے راویوں سے کہ فرمایا امیر المومنین علی بن ابیطالب نے کہ جسوقت رسول خدا صلعم نے وفات کی ہے تو میرے سینہ سے
پشت مبارک حضرت کی لگائی ہوئی تھی اور اس حضرت نے اپنی کمر کو میرے سینہ کا تکیہ کیا تھا اور وقت وفات سے پہلے مجھ سے فرمایا کہ اے علی کیا نہیں سنا ہے تو نے کہ خدا فرماتا ہے
الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت ہم خیر البریہ وہ لوگ شیعہ تیرے ہیں اور وعدہ گاہ میرا اور وعدہ گاہ تمہارا حوض کوثر ہوگا جسوقت کہ اولین اور آخرین سب امتیں واسطے حساب کے
جمع ہونگی اور بلائے جاؤگے تم اور منہ تمہارے سفید ہونگے اور سب اعضا تمہارے نورانی اور روشن ہونگے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ اولئک ہم خیر البریہ کی علی کی اور اسکی
اہلبیت کی شان میں خدا نے نازل کیا ہے اور حافظ ابو نعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی تھی جناب

ع ۸
۲۳

رسولخدانے علی سے فرمایا کہ ہے علی تو اور شیعہ تیرے بیچ بہشت کے ہونگے اور آئینگے وہ قیامت کے روز سطرح سے کہ خدا انسے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہونگے

سورة الزلزال یہ سورہ مدنی ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہی اور آیتیں اسمیں آٹھ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ آزردہ مت ہو تو اذا زلزلت کے پڑہنے سے کہ جو کوئی اسکو نوافل میں پڑہیگا خدا تعالیٰ اسکو زلزلہ میں گرفتار نکریگا اور صاعقہ اور آفت اسکو نہ پہنچیگی اور جسوقت مریگا تو اسکو بہشت میں جانیکا حکم ہوا اور جسوقت بہشت میں داخل ہوگا تو خدا تعالیٰ اسکو خطاب کریگا کہ مباح کیا میں نے واسطے تیرے اپنی بہشت کو بس تو اسمیں جس جگہہ کہ جاہے تو اور جس مقام کی کہ آرزو کرے کہ تجھکو کسیطرح ممانعت نہیں ہے اور نہ کوئی تجھکو وہاں سے دفع کرسکتا ہے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ** جسوقت ہلائی جائیگی زمین **زِلْزَالَهَا** ہلانا اسکا جو کہ مقرر ہے یعنی پہلی مرتبہ میں یا دوسری مرتبہ میں **وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا** اور نکالے زمین بوجہوں اپنی کو کہ وہ بدن مردوں کے ہیں اور خزانے زمین میں گڑی ہوئی یعنی زمین ان سب کو باہر نکال کر ڈالدیگی اور نکلنا مردونکا تو واسطے حساب کے ہوگا اور نکالنا خزانونکا سو واسطے ہوگا کہ گنہگار آدمی جنہوں نے کہ انکو دفن کیا تھا انکو دیکھکر حسرت اور افسوس کریں کہ انکی سبب سے خدا کی ہمنے نافرمانی کی تھی اور ایک سو واسطے بھی زمین سے خزانے نکالے جائینگے کہ جن لوگوں نے انمیں سے حق خدا کا نہیں دیا ہے ان داغوں سے انکی پیشانیوں اور پہلوؤں پر داغ دیے جائینگے **وَقَالَ الْاِنْسَانُ** اور کہے آدمی اسوقت یعنی کافر جو کہ قیامت کا دنیا میں انکار کرتا تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر آدمی زمین کو زلزلہ میں دیکھکر کہیگا **مَا لَهَا** کیا ہے واسطے اس زمین کے کہ زلزلہ میں ہے اور جو چیزیں کہ اسمیں پوشیدہ تہیں اسکو باہر ڈالدیا **يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ** اس روز بات کہے وہ زمین بسبب یا کرنے خدا کی اور بیان کرے **اَخْبَارَهَا** خبروں اپنی کو کہ اس ہلنے اور پوشیدہ چیزوں کے باہر ڈالنے کا سبب کیا ہے اور یا یہ کہ خبر دیوے بندوں کے اعمال نیک اور بد کی جو کچھہ کہ اسپر کئے ہیں اور یہی حدیث میں آیا ہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سورہ امیر المومنین علیہ السلام کی روبرو پڑھا گیا فرمایا کہ میں ہوں وہ کہ زمین جس سے باتیں کریگی اور تمیم بن حاتم کہتا ہی کہ ہم امیر المومنین کے ہمراہ تھے جسوقت کہ بصرہ کو روانہ ہوئے اور وقت اترنیکے زمین کو زلزلہ ہوا حضرت علی نے اسپر ہاتھ اپنا مارا اور زمین کو کہا کہ کیا ہوا ہے تجھکو اور پھر ہماری طرف منہ کرکے فرمایا کہ اگر وہ زلزلہ ہو جسکا خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہی تو البتہ جواب دیگی مجھکو زمین ولیکن یہ وہ زلزلہ نہیں ہے اور حضرت فاطمہ زہرا صلوٰة اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ ابوبکر کے زمانہ میں زمین کو زلزلہ ہوا اور آدمی ترساں اور ہراساں ابوبکر اور عمر کے پاس آئے انکو دیکھا کہ وہ بھی خوف زدہ ہوکر علی کیطرف جاتے ہیں سب آدمی انکے پیچھے ہو لیے یہانتک کہ علی کے دروازہ پر پہنچے اور حضرت علی نے پروا نکرکے اس گھر سے باہر نکلے اور شہر سے باہر نکلا اور سب آدمی انکے پیچھے ہو لیے اور علی ایک ٹیلی پر جاکر کہڑے ہوے اور پھر بیٹھہ گئے اور سب آدمی حضرت کے گرد بیٹھہ گئے اور وہ سب مدینہ کی دیواروں کیطرف دیکھتے تھے کہ جنبش کرتی تھی اپنے اور جانے میں حضرت علی نے فرمایا کہ گویا تمکو ہول میں ڈالا ہی اس امر نے کہ دیکھتے ہو لوگوں نے کہا کہ کیونکر ہول میں نہ ڈالے ہمکو کہ ہمنے مثل اسکے کبھی نہیں دیکھا ہی پس دونوں لبونکو اپنے حضرت علی نے جنبش دی اور اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور کہا کہ کیا ہوا ہے تجھکو ٹھہر جا بس ٹھہر گئی وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے لوگوں نے نہایت تعجب کیا اور سے پہلے مرتبہ بھی یا وہ تعجب کیا حضرت علی نے فرمایا کہ تمنے میرے اس فعل پر تعجب کیا ہی لوگوں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ میں وہ مرد ہوں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی اذا زلزلت الارض

زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان ما لها سو واسطے کہ وہ آدمی کہ جو زمین کو کہیگا کہ کیا ہوا ہے تجھکو اور اسروز بات کریگی زمین اور خبر دیویگی جسکو وہ میں ہوں خلاصہ یہ ہے کہ بات کریگی زمین **بِاَنَّ رَبَّكَ** بسبب اسکے کہ تحقیق پروردگار تیرا **اَوْحٰى لَهَا** وحی کریگا واسطے اسکے اور فرمائیگا کہ خبر دے بندوں کے اعمال کی جو کچھہ کہ تجھپر انہوں نے کئے ہیں اور رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت نے کہ محافظت کرو تم اپنی وضو کی اور وضو سے رہو اور بہتر عمل اپنی محافظت کرو کہ وہ نماز ہی اور اپنے تئیں بچاؤ تم زمین سے کہ وہ تمہارے رہنے کی جگہہ ہے اور کوئی شخص اسپر عمل نیک یا بد نکریگا مگر کہ وہ خبر دینی والی ہے اس عمل کی قیامت کے روز **يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ** اسروز پھر آئیں آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں جانے کے واسطے **اَشْتَاتًا** بکھرے اور پراگندہ ہوکر طرح طرح کے احوال سے کہ کوئی تو نورانی اور امن میں ہوگا اور کوئی سیاہ رو اور خوف میں ہوگا پس وہاں لائی جائینگے **لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ** تاکہ دکھلائے جائیں وہ اعمال اپنے جو کہ انکی اعمال کے ناموں میں لکھی ہیں اور یا یہ کہ جزا انکی اعمال کی دکھلائی جائے غرض یہ کہ جو کچھہ دنیا میں کیا ہے نیک اور بد یا چھوٹا اور بڑا سب دکھلایا جائیگا چنانچہ

فرماتا ہے کہ فَمَنْ یَّعْمَلْ پس جو شخص عمل کریگا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے خَیْرًا نیکی کو یَّرَهٗ دیکھیگا اُسکی جزا کو وَمَنْ
یَّعْمَلْ اور جو کوئی عمل کریگا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ برابر ذرہ کے شَرًّا بدی کو یَّرَهٗ دیکھیگا اُسکی جزا کو اگر مغفرت خدا اُسکے شامل حال
نہوئی اور کہتے ہیں کہ دو آدمی تھے ایک تو اُنمیں سے سائل کو لقمہ اور ٹکڑا روٹی کا کچھ نہیں دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تھوڑا ہے اسکو کیا دینا چاہئے بلکہ بہت سی
خیرات کرنی چاہئے اور ایک شخص اپنے گناہ بہت حقیر جانتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھپر کیا عذاب ہوگا بلکہ بڑے بڑے گناہوں سے عذاب ہوگا حقتعالی نے اُن دونوں کے
مقدمہ میں اس آیت کو نازل کیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ کوئی مومن اور کافر نہو کہ دنیا میں خیر یا شر نکرے مگر کہ خدا تعالی قیامت کے روز اُسکی عمل کو اُسکو دکھلائیگا
لیکن گناہونکو مومن کے بخشدیگا اور نیکیونکی اسکو جزا دیگا اور کافر کی نیکیونکو رد کریگا اور اُسکی گناہوں پر اسکو عذاب کریگا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کی
یہ ہیں کہ جو کوئی دنیا میں برابر ذرہ کے نیکی کرے اور وہ کافر ہو تو اُسکی جزا پائیگا دنیا میں اپنی نفس میں اور مال میں اور اولاد میں تاکہ دنیا سے جاتو کوئی چیز
اُسکے واسطے نہو اور اگر برابر ذرہ کے بدی کرے اور وہ مومن ہو تو وہ دنیا میں اُسکا عذاب چکھے کہ کوئی حادثہ اُسپر اور اُسکی مال اور اولاد پر ہو تاکہ وہ دنیا سے جائے تو
کوئی بدی اُسکی ذمہ نہو

سُورۃ العادیات

یہ سورہ مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکی ہے اور اُسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام
فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ والعادیات کو ہمیشہ پڑھے خدا تعالی اُسکو قیامت کے روز امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ اُٹھائیگا اور اُنکے رفیقوں میں سے وہ ہوگا اور اُنکی
ہمراہ بہشت میں رہیگا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک جماعت عرب کی بنی سلیم میں سے مدینہ کے اطراف
میں جمع ہوئی اور غرض اُنکی جمع ہونیسے یہ تھی کہ مسلمانوں پر شبخون ماریں اور رسولخدا کے ساتھ مکر کریں اور اُن حضرت کو آزار دیں اور پہنچائیں جسوقت رسولخدا
صلعم کو خبر ہوئی تو حضرت نے علم اسلام کا ابوبکر کو دیا اور لشکر مسلمانوں کا ابوبکر کے ہمراہ کرکے اُدھر کو روانہ کیا اور اُنسے لڑنیکا ابوبکر کو حکم دیا جسوقت ابوبکر اُنکے قریب
پہنچا تو وہ مسلمانوں کے آنے پر مطلع ہوئے اور لڑنے پر تیار ہوے اور بہت جلدی کرکے مسلمانونکے لشکر پر پہنچے اور لڑنا شروع کیا ابوبکر اُنسے خوف کرکے بھاگ گئے اور
اُنکی بھاگنے کی جہت سے مسلمان بہت قتل ہوئے اور ابوبکر جو بھاگ کر چلے آئے تو دوسرے روز رسولخدا نے علم اسلام عمر کو دیا اور اصحاب کی جماعت اُنکے ہمراہ کرکے اُدھر کو
روانہ کیا جسوقت اُنسے مقابلہ ہوا تو وہ بھی بھاگ کر چلے آئے تو رسولخدا کو بہت رنج ہوا عمرو عاص نے کہا کہ یا رسولخدا مجھکو روانہ کرو کہ میں مکر اور فریب کرنا خوب جانتا ہوں اور
مجھکو امید ہے کہ حیلہ اور فریب سے اُنکو میں شکست دوں حضرت نے اُسکے کہنے کو پسند کیا اور ایک جماعت کو اُسکے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور وہ وہاں پہنچا اور لڑائی شروع ہوئی اور
عمرو عاص کو شکست حاصل ہوئی اور بہت مسلمان مارے گئے اور عمرو عاص بھاگا رسولخدا صلعم کو خبر ہوئی تو بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ علی بن ابیطالب کو بلاؤ حضرت
علی حاضر ہوئے تو علم اپنا اُنکے سپرد کیا اور فرمایا کہ اے علی وادی رملہ کو روانہ ہو اور ابوبکر اور عمر خطاب اور عمرو عاص اور ایک جماعت اصحاب کو حضرت علی کے ہمراہ کیا
اور جسوقت امیر المومنین روانہ ہوئے تو مسجد احزاب تک رسولخدا اُنکے ہمراہ پہنچانے کو گئے اور حق میں علی کے دعا کرکے واپس چلے آئے اور کیفیت حضرت علی کے چلنے
کی یہ تھی کہ رات کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے اور مقام کرتے تھے تاکہ کسیکو خبر نہو پس اسطرح سے اپنے تئیں اس وادی کے اطراف میں پہنچایا اور عمرو عاص نے
دیکھا کہ اسوقت علی فتح پائیگا اور اُنپر غالب آئیگا یہ دیکھکر اُسکو بہت حسد ہوا ابوبکر سے جاکر کہا کہ تو علی سے جاکر کہہ کہ اس وادی میں شیر اور بھیڑیے بہت ہیں
اور ہم اُنکی شر سے بیخوف نہیں ہیں احتیاط اسمیں ہے کہ ہم اس وادی سے باہر ہو جائیں اور رو والوں سے اُنپر دوڑ کریں کہ اس صورت میں علی اور اُسکی ہمراہی مغلوب
ہو جائیں اور علی کو ہمپر کوئی فضیلت اور زیادتی نہو ابوبکر نے علی سے کہا تو حضرت علی نے ابوبکر کے کہنے کیطرف کچھ توجہ نہ کی عمرو عاص نے عمر خطاب سے کہا کہ تو
علی سے کہہ عمر نے حضرت علی سے کہا تو اُسکی بات کو بھی نمانا اور کچھ توجہ نکی اور جو کچھ اپنی رائے میں آیا وہ کیا اور صبح کے وقت اپنے تئیں اس جماعت کے نزدیک پہنچایا اور اُنکی
حالت بیخبری میں اُنپر دوڑ پڑے اور لڑنا شروع کیا اور خدا تعالی کی تائید سے اُنپر غالب آئے اور بعضے آدمیونکو اُنکے قتل کیا اور بعضونکو قید کیا اور زنجیروں میں جکڑکر اُنکو لائے
اور اسواسطے اس غزوہ کو غزوہ ذات السلاسل کہتے ہیں کہ کفار کو زنجیروں میں جکڑ لائے تھے اور سلاسل زنجیرونکو کہتے ہیں اور مال اور اسباب اُنکا بہت سا لوٹ کر لائے اور جسوقت مدینہ کے
قریب پہنچے تو رسولخدا پیشوائی کو تشریف لائے اور امیر المومنین کی نظر رسولخدا پر پڑی تو سواری سے نیچے اُتر پڑے اور رکاب حضرت کی بوسہ دیا اور رسولخدا نے علی کے حق میں دعا کی
اور علی کی بہت تعریف کی اور بہت خوش ہو کر فرمایا کہ اے علی اگر مجھکو اندیشہ اُمت کی گمراہی کا نہوتا اور شریعت کے طریقہ سے اُنکے پھر جانیکا خوف نہوتا کہ ناگاہ تیری محبت میں مبالغہ کریں

ع ۸ ۲۴

سورۃ العادیات

غزوۂ ذات السلاسل

اور جو کچھ کہ عیسیٰ کے حق میں اسکی اُمت کہکر گمراہ ہوگئی ایسا ہی تیرے حق میں بھی کہنے لگیں اور گمراہ ہو جائیں اس خوف سے میں نہیں کہتا ہوں ورنہ تیرے حق میں آج وہ کہتا میں کہ میری اُمت کا کوئی آدمی تجھپر نہ گزرتا مگر وہ تیرے قدموں کے نیچے کی خاک کو اٹھاتا اور اس سے شفا طلب کرتا اے علی اپنی سواری پر سوار ہو کہ خدا اور رسول خدا دونو تجھسے راضی ہیں جسوقت شاہ اولیا ان لوگوں پر غالب ہوئے تو ہنوز خبر فتح کی مدینہ میں نہ پہنچی تھی کہ جبرئیل امین خدا کیطرف سے یہ سورہ لائے اور رسول خدا کو اس فتح کی خوشخبری دی اور علی کے لشکر کے گھوڑوں کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی چنانچہ فرماتا ہے کہ وَالْعَادِيَاتِ قسم ہے گھوڑوں دوڑنیوالوں غازیوں کی کہ وقت دوڑنے کے ہانپتے ہیں ضَبْحًا ہانپنا فرو کرکے اور ضبحا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور تقدیر اسکی تضبح ضبحا یعنی ہانپتے ہیں ہانپنا فَالْمُورِيَاتِ پس قسم ہے گھوڑوں آگ نکالنے والوں کی پتھر سموں کے پتھر پر مار کر وقت چلنے کے دوڑ کر قَدْحًا آگ نکالنا اور یہ اعراب بھی مثل ضبحا کے ہے فَالْمُغِيرَاتِ پس قسم ہے گھوڑوں غارت کرنیوالوں کی دشمنان خدا کو صُبْحًا صبح کو اور مراد اس سے سوار گھوڑوں کے ہیں کہ غارت کرنیوالے مال اور اسباب دشمنان دین کے ہیں فَأَثَرْنَ بِهِ پس اٹھایا ان گھوڑوں نے وقت دوڑنے بیچ اس صبح کے نَقْعًا غبار کو فَوَسَطْنَ بِهِ پس درمیان ہوئے وہ بیچ اس صبح کے جَمْعًا ایک جماعت کو دشمنوں میں سے اور ضمیر به کی دونو جگہہ مکان غارت کیطرف بھی پھر سکتی ہے اور عادیات میں جو عدو ہے دوڑنیکو معنی ہیں اسکی طرف بھی پھر سکتی ہے اور جواب قسم کا یہ ہے کہ إِنَّ الْإِنسَانَ تحقیق آدمی یعنی کافر لِرَبِّهِ واسطے پروردگار اپنے کے لَكَنُودٌ البتہ ناشکر ہے اور انکار کرنیوالا خدا کی نعمت کا اور بعضے کہتے ہیں کہ کنود نافرمان کو کہتے ہیں اور بعضے بخیل کو کہتے ہیں اور بعضے حریص کو کہتے ہیں اور بعضے ہلوع کو کہتے ہیں اور ہلوع وہ ہے کہ جو تھوڑے کی ناشکری کرے اور بہت کا شکر نکرے اور بعضے قلیل الخیر کو کہتے ہیں اور ابو امامہ نے رسول خدا صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے کنود وہ شخص ہے کہ تنہا کھائے اور بخشش کو منع کرے اور غلام کو مارے وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ اور تحقیق کہ وہ ناشکر آدمی اوپر اس ناشکری کے لَشَهِيدٌ البتہ گواہ ہے واسطے ظاہر ہونے اثر اس ناشکری کے اور یا یہ کہ تحقیق کہ وہ خدا اسکی ناشکری پر گواہ ہے وَإِنَّهُ اور تحقیق کہ وہ آدمی لِحُبِّ الْخَيْرِ واسطے دوستی مال کے لَشَدِيدٌ البتہ سخت ہے کہ اسکی خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اور حقوق خدا کی اسمیں سے نہیں دیتا ہے اور عرب بخیل کو شدید بھی کہتے ہیں اور متشدد بھی کہتے ہیں اور مال کو خیر کہتے ہیں أَفَلَا يَعْلَمُ کیا پس نہیں جانتا ہے وہ آدمی إِذَا بُعْثِرَ جسوقت کہ اٹھایا جاویگا زندہ کرکے مَا فِي الْقُبُورِ جو کچھ کہ بیچ قبروں کے ہے یعنی مردے زندہ کئے جائیں وَحُصِّلَ اور حاصل اور جمع کیا جاوے اعمال کے ناموں میں یعنی ظاہر کرے اس میں مَا فِي الصُّدُورِ جو کچھ کہ بیچ سینوں کے ہے خیر یا شر اور خیر کو شر سے جدا کرے یعنی جو کچھ کہ سینوں میں ہے اعتقاد حق یا باطل اور ریا خلوص سب کو ظاہر کرے اور موافق اسکے جزا دیوے اور جواب اذا کا محذوف ہے اور وہ یجازی ہے اسکا ترجمہ یعنی جزا دیگا خدا انکو إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ تحقیق کہ پروردگار انکا ساتھ انکے یعنی ساتھ فعلوں اور قولوں انکے دلونکی باتوں کے يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ البتہ خبردار ہے اور جو کچھ کہ انہوں نے کیا ہے اسکو جانتا ہے موافق عمل کے انکو جزا دیگا

سُورَةُ الْقَارِعَةِ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں گیارہ آیتیں ہیں اور امام محمد باقر نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس سورہ کو تلاوت کریگا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اور دوزخ کی عذاب سے خدا تعالیٰ اسکو محفوظ رکھیگا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ الْقَارِعَةُ ٹھونکنے والی یعنی قیامت مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے ٹھونکنے والی وَمَا أَدْرَاكَ اور کس چیز نے جتایا تجھکو اور کیا جانے تو کہ مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے وہ ٹھونکنے والی وہ قیامت ہے اور وہ ہول اور دہشت کے سبب کانوں کو ٹھونکیگی اور کوٹیگی يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ جسدن کہ ہونگے آدمی کثرت کی جہت سے كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ مانند پتنگوں بکھری ہوئی کے ناتوانی اور حیرانی اور بیقراری سے اور ایک دوسرے کی اوپر گرینگے کثرت کی جہت سے وَتَكُونُ الْجِبَالُ اور ہونگے پہاڑ اس دن کی ہیبت سے كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ مانند پشم رنگا رنگ دھنی ہوئی کے سبب متفرق ہونے جزوں کے اور ریزہ ریزہ ہونے انکے اور انکا رنگ ہوگا اسواسطے فرمایا کہ پہاڑ رنگ برنگ ہوتے ہیں اور اب تفصیل آدمیوں کی فرماتا ہے کہ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ پس لیکن وہ شخص کہ بھاری ہوا اور گراں ہوں یعنی غالب اور زیادہ ہوں وزن اعمال اسکی کے یا ترازو میں اعمال اسکے فَهُوَ فِي عِيشَةٍ پس وہ بیچ زندگانی رَّاضِيَةٍ پسندیدہ کے ہوگا کہ پھر اسکی ہول اسکو کچھہ نہ ہوگی اور جگہہ اسکی بہشت میں ہوگی اور راضیۃ مرضیہ کے معنی میں ہے یعنی یہ زندگانی پسند کی گئی کہ صاحب اس زندگانی کا اس سے راضی ہو وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ اور لیکن وہ شخص کہ سبک اور ہلکے ہوں مَوَازِينُهُ وزن اعمال اسکے یا ترازو میں فعلوں اسکی کی کہ نیکیاں اسکی تھوڑی ہوں اور

سورۃ القارعۃ مکیۃ ۱۱ ع ۱ ۲۵

یا یہ کہ تھوڑی ہوں برائیاں اسکی یا وہ ہوں فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ پس جگہ ہنی اُسکے کی ہاویہ ہے کہ وہ سب سے نیچے کا طبقہ دوزخ کا ہی اور رہنی کی جگہ کو ام
اسواسطے فرمایا ہی کہ ماں بچہ کی رہنی کی جگہ ہوتی ہی ایسے ہی ہاویہ اسکے رہنے کی جگہ ہوگی وَمَآ اَدْرٰىكَ اور کس چیز نے جتایا تجھکو مَاهِيَهْ کیا ہے
وہ ہاویہ یعنی اسکی عذابونکو تو کیا جانے کہ کس کس قسم کے عذاب ہیں اور ہاویہ میں وقفی ہی اور اب اس ہاویہ کی تفصیل بیان کرتا ہی کہ نَارٌ حَامِيَةٌ آگ ہی گرم
ہونیوالی کہ سوزش اسکی نہایت سخت ہے اور کہتے ہیں کہ طبقہ ہاویہ کا نہایت عمیق اور گہرا ہی کہ جسوقت دوزخی کو اسمیں ڈالینگے تو ستر خریف تک اسکی تہ میں پہنچیگا اور
اعمال کے وزن ہونیکی تحقیق پہلے اس سے گزر گئی ہی سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ یہ سورہ مدنی ہی اور بعضے مکی بھی کہتے ہیں اور اسمیں آٹھ آیتیں ہیں اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ الہٰکم التکاثر کو فرض نماز میں پڑہی ثواب سو شہیدوں کا اسکے واسطے لکھیں اور اگر نماز سنت میں پڑہی ثواب پچاس
شہیدونکا اسکے واسطے لکھیں اور چالیس صف ملائکہ کی نماز فریضہ میں اسکے ہمراہ نماز پڑہیں اور دوسری روایت میں حضرت صادقؑ نے فرمایا ہی کہ رسولخدا صلعم فرمایا ہی کہ
جو کوئی اس سورہ کو وقت خواب کے پڑہی فتنہ سے محفوظ رہی اور ابو امامہ نے رسولخدا صلعم سی روایت کی ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اس سورہ کے پڑہنے والے کو بیحساب بہشت میں
لیجائیں اور حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی دو رکعت نماز بہ نیت نہ پڑہی اور اول رکعت میں الحمد کے بعد ایکمرتبہ آیۃ الکرسی پڑہی اور دو بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور
دوسری رکعت میں الحمد کے بعد دس مرتبہ الہٰکم التکاثر پڑہی اور بعد سلام کے کہی کہ اللہم صل علی محمد و آل محمد وابعث ثواب ہاتین الرکعتین الی قبر فلان بن
فلان اور فلاں کی جگہ نام اس میت کا اور اسکی باپ کا لیوی تو خدا تعالی ہزار فرشتے اسکی قبر پر بہیجی کہ یہ نماز واسطے جسکے پڑہی ہے اور ہر فرشتے کی ہمراہ پوشاک ہو
اور قیامت تک اسکی قبر کو فراخ کریں اور بشمار سر آنچیز کے کہ جسپر آفتاب پڑتا ہی اس نماز کے پڑہنے والے کیواسطے حسنات و نیکیاں لکھیں اور ہزار درجے اسکی بلند کریں بہشت عنبر
سرشت میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتے ہیں کہ بنی عبد مناف بن قصی اور ابن سہم بن عمر و آپسمیں فخر اور ناز کرتے تھے اپنے آدمیونکی کثرت سے اور
ہر ایک ان دونو قبیلوں میں سے کہتا تھا کہ ہماری قبیلے کے آدمی زیادہ ہیں اور شرفا اور سادات درمیان ہمارے بہت ہیں جسوقت کے آدمیونکو شمار کی تو بنی عبد مناف کے قبیلے کے
آدمی زیادہ شمار میں آئی بنی سہم نے کہا کہ ہمارے بہت آدمی زمانہ جاہلیت میں گئی ہیں زندہ اور مردہ کو دونو کو شمار کرنا چاہئے جبکہ دونو کو شمار کیا اور ہر ایک مردہ کی قبر
کو جا کر گنا تو بنی سہم شمار میں زیادہ ہوئے حقتعالی نے اس سورہ کو نازل کیا اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ لہو اور غفلت میں ڈالا تمکو بہت ہونے آدمیوں قبیلے کے نے
اور بسبب فخر کرنے نے طاعت خدا سے اور ذکر آخرت سے حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ یہانتک کہ ملاقات کی تمنے قبروں کو کہ قبروں کے پاس جا کر ہر ایک مردہ کی
قبر کو گنتی شمار کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ یہودیوں نے کہا تھا کہ ہم فلانے قبیلے سے زیادہ ہیں اور فلانا قبیلہ فلانے قبیلہ سی زیادہ ہے اور ہمیشہ ایسا ہی کہا کرتے تھی یہانتک کہ
حالت کفر اور گمراہی میں مر گئی حقتعالی نے اس سورہ کو انکے حق میں نازل کیا اور فرمایا کہ مشغول ہوئے تم آدمیونکی کثرت اور بہت ہونیکی ذکر میں یہانتک کہ مر گئے اور
اور قبروں سے ملاقات کی کہ انمیں تم دفن ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک جماعت نصاریٰ کی کثرت مال اور اولاد پر فخر کرتے تھی خدا تعالی نے اس سورہ میں انکی طرف
خطاب کیا اور فرمایا کہ کثرت مال اور اولاد میں مشغول ہوئے اور اس شغل نے تمکو ذکر خدا سے اور یاد آخرت سے غافل کیا اور بہلا دیا یہانتک کہ مر کر قبروں میں تم پہنچے جسوقت کہ
طلب دنیا میں اپنی عمروں کو تم برباد کر چکے تھی اور اب خدا تعالی انکو جہڑکتا ہی اور اس امر سے منع کرتا ہی کہ كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ ہمت عاقل کی دنیائے
ناپائدار پر مصروف ہو اور آخرت کو جو کہ ہمیشہ ہے ترک کرے اور یاد رکہ یا یہ کہ حقا کہ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ قریب ہے کہ جانوگے تم اپنی عقل کی خطا کو کثرت مال اور اولاد
کے فخر کو جسوقت کہ ہولوں اور دہشتونکی چیزونکو دیکہوگے وقت نزع اور یہ کلام خدا کا واسطے ڈرانے کے ہی تاکہ خواب غفلت سے بیدار ہوں اور پھر واسطے تاکید کے فرماتا ہی کہ
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ پھر نہیں نہیں یعنی باز آؤ تم اور یاد رکہو کہ حقا کہ قریب ہے کہ جانوگے تم کثرت مال اور اولاد کے فخر کی خرابی کو اور تباہی کو وقت مرنیکے
یا آخرت میں کہ کیسی کیسی ذلتیں اور رسوائیاں ہیں اور عذاب کا دیکہنا اول تو وقت مرنیکے ہے اور پھر قبر میں اور پھر قیامت کے روز واسطے مبالغہ کے پھر فرماتا ہی کہ
كَلَّا نہیں ایسا ہی کہ اپنے زندہ اور مردہ آدمیوں پر اور اس مال فانی پر فخر کرو لَوْ تَعْلَمُوْنَ اگر جانو تم کہ کیا کیا ہولناک سختیاں پیش ہیں عِلْمَ
الْيَقِيْنِ جاننا یقین کا جیسے کہ آنکھ سے دیکھتے ہیں یعنی اگر تم بہ یقین جانو تو اس فخر کرنے مال اور اولاد کی باز رہو لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ البتہ دیکھوگے
تم دوزخ کو حالت نزع میں یا جسوقت کہ میدان حشر میں آؤگے تم اور دور سے اسکو دیکھنا کروگے تم ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا پھر دیکھوگے تم دوزخ کو عَيْنَ الْيَقِيْنِ دیکھنا

سورة التكاثر [uncertain]

یقین کا یا وہ دیکھنا کہ بعینہ یقین ہو یعنی دیکھنا آنکھ سے جسوقت کہ اُسمیں داخل ہو گے تم کہ دیکھنے سے جیسا کہ یقین کامل ہوتا ہی ایسا کسی دوسری وجہ سے نہیں ہوتا
ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ پھر البتہ سوال کئے جاؤگے تم **يَوْمَئِذٍ** اس روز **عَنِ النَّعِيمِ** نعمتوں سے کہ انمیں مشغول ہی ہو اور خدا کی پرستش سے غافل ہوئی
نعمتوں میں مشغول ہونیکے سبب سے اور یہ ہر اُس شخص کیطرف خطاب ہے کہ جو دنیا میں ایسا مشغول ہوا ہو کہ دین سے باز رہا ہو اور نعمت سے مراد وہی چیزیں ہی کہ جو
آخرت سے باز رکھیں اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ ہر نعمت سے جو کہ خدا نے دی ہی سوال کیا جائیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ نعیم ہر کھانا اور پینا ہی اس سے سوال کیا جائیگا
اور بعضے کہتے ہیں کہ نعیم سے مراد صحت اور فراغت ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد امن اور صحت نفس ہے اور منقول ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ تین
چیزوں سے سوال نہوگا کپڑا کہ اس سے اپنے ستر کو پوشیدہ کرے اور روٹی وغیرہ کہ جس سے اپنی بھوک کو دفع کرے اور گھر کہ اسکے سبب سے اپنے تئیں گرمی اور سردی سے محفوظ
رکھے اور رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کچھ جہاد اور حج میں خرچ کرے اس سے بھی سوال نہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جس کھانے پر خدا کا
نام لیا جاے اس سے بھی سوال نہوگا اور دوسری جگہ میں فرمایا ہی کہ سوال کیا جائیگا اس امت سے رسول اللہ کے انکی نعمت سے اور بعد اسکے اہلبیت کی نعمت سے
اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے روبرو ایک عالم فقیہ نے بیان کیا کہ مراد اس نعیم سے دنیا میں آب سرد ہی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اسکی تفسیر ایسی کرتے ہو
اور قسم قسم کی تفسیر اسکی کرتے ہو کوئی تم میں سے کہتا ہے کہ وہ آب سرد ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ طعام لذیذ ہے اور کوئی کہتا ہی کہ وہ سونا ہے اور تحقیق کہ
حدیث کی ہی میرے باپ نے اپنے باپ صادق علیہ السلام سے اور یہی قول تمہارے انکے روبرو مذکور ہوئے تھے ولتسئلن یومئذ عن النعیم کی تفسیر میں پس غصہ میں ہوئے وہ اور فرمایا
کہ خدا تعالیٰ نہیں سوال کرتا ہی اس چیز سے کہ جو اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہی بندوں کو اور احسان اپنا انکو نہیں جتلاتا ہی اور احسان اپنا جتلانا انعام کرکے مخلوقات
کے نزدیک برا ہی پس خالق کیطرف احسان جتلانا کیونکر منسوب کیا جائیگا جس سے کہ مخلوق اسکی راضی نہیں ہے اور لیکن نعیم دوستی ہم اہلبیت کی ہی بعد توحید اور نبوت کے
خدا تعالیٰ ہماری دوستی سے سوال کریگا اور دمیری شافعی نے حیوۃ الحیوان میں لکھا ہی کہ ابو حنیفہ کہتا ہے کہ میں منی میں ہی سر منڈوانے کے واسطے ایک حجام کے
پاس گیا اسی کہا کہ سر کی جانب راست کو میرے نزدیک کر اور قبلہ کیطرف منہ اپنا کر اور بسم اللہ کہہ پس یہ تین چیزیں میں نے اس سے سیکھیں کہ پہلے اس سے نہیں جانتا تھا میں اور
میں نے اس سے پوچھا کہ تو کسکا لڑکا ہی غلام یا آزاد وہ کہا کہ میں امام جعفر صادق کا غلام ہوں پس میں دروازہ جعفر صادق کے گیا اور انکے پاس جانیکی اجازت چاہی انہوں نے مجھکو اجازت نہ دی اور کوفہ کی ایک قوم
نے اندر جانیکا طلب کیا تو انکو اس حضرت نے اذن دیا میں بھی انکے ہمراہ اندر چلا گیا اور انکے پاس جا بیٹھا اور میں نے انکی خدمت میں گذارش کی کہ ای فرزند رسولخدا اگر آپ کوفہ کیطرف کسیکو بھیجتے
کر کے منع کرے تو خوب تھا وہانکی آدمی اصحاب محمد کو برا کہتے ہیں اور میں انکے ہزار آدمیوں سے زیادہ کو چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ صحابہ کو برا کہتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے کہنے کو نہ مانینگے میں نے کہا
وہ کس لئے کہ جو تیرے کہنے کو نہ مانے اور حال یہ ہی کہ تو فرزند رسولخدا کا ہی فرمایا کہ ایک تو ہی کہ میں نے تجھکو گھر کے اندر کی اجازت نہیں دی تھی اور تو بے اجازت میرے گھر میں چلا آیا اور بیٹھ رہا ہی کہ تو
قیاس کرتا ہی ابو حنیفہ کہتا ہے کہ میں نے اقرار کیا کہ ہاں میں قیاس کرتا ہوں مسئلوں میں فرمایا کہ وائے تجھپر ای نعمان پہلے جس نے کہ قیاس کیا تھا وہ ابلیس تھا جسوقت کہ خدا نے اسکو سجدہ آدم علیہ السلام کے واسطے فرمایا
تھا اور اس نے سجدہ سے انکار کیا اور کہا کہ خلقتنی من نار و خلقته من طین اور فرمایا کہ ای نعمان کونسی چیز ان دو چیزوں میں سے زیادہ بزرگ ہی قتل یا زنا ابو حنیفہ نے کہا کہ قتل امام نے فرمایا کہ اسکے
واسطے قتل میں دو گواہ ہیں اور زنا میں چار گواہ کیا تیری قیاس میں یہ ہو سکتا ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ کون زیادہ بزرگ ہے نماز یا روزہ ابو حنیفہ نے کہا کہ نماز امام نے فرمایا کہ
حق تعالیٰ نے واجب کی قضا روزہ ماہ رمضان کی حائضہ پر اور نماز کی قضا واجب نہ کی کیا معنی تیری قیاس میں آتی ہیں ابو حنیفہ کہتا ہے کہ میں نے کہا نہیں پھر فرمایا کہ کون زیادہ ضعیف ہے مرد یا عورت ابو حنیفہ نے
کہا کہ عورت فرمایا امام نے کہ پس کس واسطے حق تعالیٰ نے میراث میں مرد کے واسطے دو حصے مقرر کئے اور عورت کے واسطے ایک حصہ کیا یہ بات تیری قیاس میں آتی ہی ابو حنیفہ نے کہا کہ نہیں پھر امام نے فرمایا کہ کس واسطے خدا تعالیٰ نے
چوری کا ہاتھ کاٹنا ایک درہم واجب کیا ہی اور سلگانا ہاتھ کا بھی پر پانچ ہزار درہم کیا یہ تیری قیاس میں گزرتا ہی ابو حنیفہ نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تو تفسیر کرتا ہی لفظ نعیم کی آیہ ولتسئلن یومئذ عن النعیم
میں کہ مراد نعیم سے آب سرد ہی روز گرم میں اور طعام لذیذ ابو حنیفہ نے کہا کہ ہاں امام نے فرمایا کہ اگر کوئی تجھکو بلاوے اور کھانا مزہ دار اور پانی کو کھلاوے اور آب سرد پلاوے اور بعد اسکے احسان اپنا جتلاوے تو کہیں سوقت تو
اسکو کیا جانیگا ابو حنیفہ نے کہا کہ میں اسکو بخیل جانونگا امام نے فرمایا کہ کیا خدا تعالیٰ بخل کرتا ہی بندوں سے ابو حنیفہ کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ پھر کیا مراد ہی نعیم سے فرمایا کہ دوستی ہم اہلبیت کی
کہ اس سے سوال کریگا خدا تعالیٰ قیامت کے روز

سُوْرَةُ الْعَصْرِ

یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں تین آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی والعصر کو نوافل میں
پڑھے حق تعالیٰ قیامت کے روز اسکے منہ کو نورانی کریگا اور دانتوں کو اسکے خنداں کریگا اور آنکھوں کو اسکی روشن اور خنک کریگا اور اسیطرح اسکو بہشت میں لیجاینگے

سورة العصر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالْعَصْرِ قسم ہی زمانہ رسول خدا صلعم کی یا قسم ہی نماز عصر کی یا قسم ہی خدائے عصر کی اور جواب قسم کا یہ ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ تحقیق کہ آدمی البتہ بیچ خسارہ کے ہی بسبب صرف کرنے عمر کے دنیائے ناپائدار میں اور کوشش کرنے مطلوب کے اعتبار میں آخرت کا ذخیرہ کہ وہ طاعت اور عبادت خلاق ہی اُسکے جمع کرنے میں کوتاہی اور قصور کرتا ہی اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مگر جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک وہ آخرت کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اور اپنی عمروں کو خدا کی رضامندی میں صرف کرتے ہیں جو کہ وسیلہ ہمیشگی زندگی کا ہی اور بہشت میں داخل ہونیکا ہی اور یہی ہے فائدہ عظیم اُنکی نجات کا اور دوری ہی انکو خسارہ اور نقصان سے وَتَوَاصَوْا اور وصیت کی ہی انھوں نے آپس بِالْحَقِّ ساتھ حق کے کہ وہ اعتقاد صحیح اور عمل درست ہے اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت اور مشغول رہنا ذکر خدا میں وَتَوَاصَوْا اور وصیت کی ہے انھوں نے آپس بِالصَّبْرِ ساتھ صبر کے طاعتوں کی مشقتیں اُٹھانے پر اور گناہوں سے پرہیز کرنے پر اور ہر بلا اور مصیبت میں گرفتار ہونے پر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد انسان سے ابو جہل ہے یا ولید بن مغیرہ یا ابو الاشید بن کہ وہ کہتے تھے کہ محمدؐ اور اسکے صحاب خسارہ میں ہیں کہ انھوں نے اپنے باپ دادا کے دین کو ترک کیا ہی اور بتوں کی عبادت سے دست بردار ہوئے ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خسارہ میں وہی لوگ ہیں جو بتوں کو پوجتے ہیں وہ کہ جو ایمان لائی ہیں اور عمل انھوں نے اچھے کئے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکی یہ ہیں کہ آدمی خسارہ میں ہے اسواسطے کہ عمر گزرتی ہی عمر اُسکی کم ہوتی ہی اور ضعف اسکا زیادہ ہوتا ہی یہانتک کہ بوڑھا ہوتا ہی تو عمل اسکا ضائع ہوتا ہی مگر مومنین کہ بوڑھے ہوتے ہیں اور قوت انکی جاتی رہتی ہے تو وہی عمل کہ جو انکی جوانی اور قوت میں لکھتے تھے وہی عمل انکی نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور ابی بن کعب سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں نے اس سورہ کی تفسیر رسول خدا صلعم سے پوچھی فرمایا کہ قسم ہی خدا عزوجل کی کہ ابو جہل خسارہ میں ہے مگر مومنین کہ اعمال نیک انھوں نے کئے ہیں یعنی اہلبیت میری کہ وہ علی بن ابیطالبؑ اور اُنکی آل اطہار اور انکی پیروی کرنے والے ہیں اور وصیت کی ہی انھوں نے اذیت پر صبر کرنیکی کہ جو آل محمدؐ کے دشمنوں سے انکو پہنچی اور حضرت صادق علیہ السلام نے اسکی تفسیر میں فرمایا ہی کہ عصر سے مراد زمانہ ظاہر ہونے قائم علیہ السلام کا ہی اور تحقیق انسان خسارہ میں ہے یعنی دشمن ہمارے مگر وہ لوگ کہ ایمان لائی ہیں یعنی ہماری طرف رجوع کرنے پر اور عمل کئے ہیں انھوں نے نیک یعنی برادران ایمانی کی یاری کی انھوں نے اور وصیت کی انھوں نے ساتھ حق کے یعنی ساتھ امامت کے اور وصیت کی ہی انھوں نے ساتھ صبر کے اور وتواصوا بالصبر عطف خاص کا عام پر ہے سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ یہ سورہ مکی ہی اور اسمیں نو آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ ویل لکل ہمزة کو نماز فرض میں پڑھے درویشی اُسکی دور ہو جائے اور دروازہ روزی کا اُسپر فراخ ہو اور موت بد سے بیخوف ہو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہیں کہ اخنس بن قریش ثقفی یا ولید بن مغیرہ روبرو رسول خدا صلعم کی غیبت کرتا تھا اور ولید ملعون غیبت کو سنکر بہت خوش ہوتا تھا اور خود بھی غیبت کرنے میں اسکا شریک ہوتا تھا اور جسوقت رسول خدا صلعم اُدھر کو گزرتے تو ہاتھ اور آنکھ سے اشارہ کرکے طعن کرتے اور دوسرے کافروں کے پاس ہر ایک بیٹھتا تو وہاں بھی غیبت کرتا حق تعالیٰ نے انکے حق میں فرمایا کہ وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ن وائے ہے واسطے ہر غیبت کرنیوالے کی پوشیدگی میں طعن کرنیوالے کے منہ پر اور بعضے کہتے ہیں کہ ہمزہ سے مراد طعن کرنا ہی منہ پر اور لمزہ سے مراد غیبت کرنی اور بُرا کہنا ہی پیچھے پشت کے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ہمزہ سے طعن اور ضرب ہے ہاتھ پر اور لمزہ سے مراد طعن ہے زبان اور آنکھ سے اور کہتے ہیں کہ ویل نام دوزخ کے طبقہ کا ہی اور یا نام ایک کنوئیں کا ہی دوزخ میں اور یا کلمہ عذاب کا ہی اور بعضے کہتے ہیں یہ آیت امیہ بن خلف کی شان میں ہے کہ وہ ہمیشہ غیبت اور طعن رسول خدا پر کرتا تھا لیکن حکم اسکا عام ہی واسطے ہر غیبت اور طعن کرنیوالے کے الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وہ شخص کہ جمع کیا اُسنے مال کو یہ بدل ہے کل سے اور صفت نہیں ہوسکتا کہ صفت اور موصوف میں شرط ہی مطابقت کی معرفہ اور نکرہ ہونے میں وَّعَدَّدَهٗ اور شمار کرتا ہی وہ اُس مال کو بار بار اُسکی محبت کی جہت سے اور یا یہ کہ تیار کیا ہی اور سامان کر کے رکھا ہی اسکو آئندہ حوادث اور نوائب دنیا کی ضرورتوں کے واسطے یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ گمان کرتا ہی وہ شخص کہ تحقیق مال اُسکا ہمیشہ رکھیگا اسکو دنیا میں اور اسی سبب سے اسکو بہت دوست رکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ اخنس کے پاس چار ہزار دینار سرخ کے تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ دس ہزار تھے اور تعلق خاطر کا اُسی بہت تھا اور اُسی نہایت محبت رکھتا تھا اور بار بار انکو گنتا تھا اور مال کے جمع کرنے میں مشغول تھا اور اسی سبب سے کفر اور عناد اسکا زیادہ ہوتا تھا اور رسول خدا صلعم سے عداوت رکھتا تھا اور آخر الامر تمام مال کو چھوڑ کر دوزخ کو روانہ ہوا اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوا اور خدا تعالیٰ اُسکی اس گمان کی کرنے میں جھڑ و توبیخ کرتا ہی کہ كَلَّا نہیں نہیں یعنی ایسا نہیں ہے کہ جو وہ گمان کرتا ہی مال کے ہمیشہ دنیا میں رہنے کا اور یا کلا حقا کے معنی ہے

سورة العصر

ع ۱
۲۸

سورة الهمزة مکیہ

یعنی جتاکہ لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ البتہ ڈالا جائیگا وہ بیچ حطمہ کے کہ وہ آگ ہی شکستہ کرنیوالی اور توڑنیوالی ہر چیز کے کہ اسمین ڈالی جاوے اور یہ نام دوزخ کے
ایک طبقہ کا ہی اور اسکی بزرگی کو اور اسکے بڑائی کے واسطے فرماتا ہی کہ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَۃُ اور کس چیز نے جتلایا تجھکو کہ کیا ہی حطمہ یعنی تو کیا جانے
کہ وہ کیسی اور کیسا اسمین عذاب ہے اور اب اسکو بیان کرتا ہے کہ وہ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ آگ خدا کی ہی روشن کی گئی کہ اپنے قہر اور غضب سے اسکو دہکایا ہی اور
دوسرے کسیکا مقدور نہیں ہے کہ اسکو بجھا سکے الَّتِیۡ وہ آگ کہ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ خبر آتی ہی اوپر دلوں کے اور غالب ہو کر دلوں پر شعلے مارتی ہے
یعنی سب اعضا میں پہنچتی ہی ظاہر اور باطن میں وہ نو میں اور سب اعضا کو گھیر لیتی ہی اور دل کی خصوصیت اسواسطے ہوئی ہی کہ مقام اعتقاد باطل کا وہی ہی اور درد دل کا
سب اعضا کے درد سے زیادہ ہے یہانتک کہ دل کے درد والا زندہ نہیں رہتا اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ پہلے باطن میں کافر کے آگ لگنی شروع ہوگی اور بعد اسکے اعضا
ظاہری میں پہونچیگی اور تمام بدن کے اندر اور باہر سے خستہ کریگی اِنَّہَا تحقیق کہ وہ آگ عَلَیۡہِمۡ مُّؤۡصَدَۃٌ اوپر ان کافروں کے دروازہ بندکی گئی ہے کہ ہرگز
نہیں آگ میں سے نکلنے نہ پاوینگے اور وہ بندکی گئی ہے فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ بیچ ستونوں کھینچے گئے دراز کے جیسے کہ دروازہ پر ستونوں کو کھینچیں اور انسے انکو مضبوط
کریں ایسے ہی آگ کو کافروں پر بند کرینگے اور ہموار کردینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ آگ کے دروازوں کے کنارہ پر بند کرینگے اور آگ کی میخوں سے انکو مضبوط کرینگے اور بعضے کہتے
ہیں کہ دراز آگ کے انپر ڈالے جاوینگے اور بعضے کہتے ہیں مراد ستونوں سے طوق ہیں آگ کے طوق سے عذاب کئے جاوینگے وہ اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ کفار اور
مشرکین مسلمانوں کے گنہگاروں کو جو کہ دوزخ میں ہونگے ملامت کرینگے اور طعن کرکے کہینگے کہ تمکو اسلام نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور عذاب دوزخ کو تم سے دفع نکیا اور ہم اور تم دونو
برابر ہیں پس رحمت خدا تعالیٰ کی اسوقت جوش میں آئیگی اور ملائکہ کو حکم دیگا کہ تم انکی شفاعت کرو وہ موافق مشیت خدا کے انکی شفاعت کرینگے اور پھر پیغمبروں کو حکم دیگا کہ
تم اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کرو وہ بھی موافق مشیت خدا کے انکی شفاعت کرینگے پھر مومنین نیک کو حکم کریگا کہ تم مومنین گنہگاروں کی شفاعت کرو وہ
بھی موافق مشیت خدا کے شفاعت کرینگے اور بعد اسکے فرمائیگا کہ میں ارحم الراحمین ہوں میری رحمت سے نکالو ان سب مومنین گنہگاروں کو پس وہ مثل ٹڈی کے اور چیونٹی کے
مانند دوزخ سے باہر نکلکر بہشت میں داخل ہونگے اور بعد اسکے امام محمد باقر نے فرمایا کہ پھر ستون آگ کے کھینچے جاوینگے اور دروازے انکو دوزخ کے کفاروں پر
بند کردینگے پس ہمیشہ اسمیں بند رہینگے اور کبھی وہاں سے نکلنے نہ پاوینگے اور ابدالآباد عذاب میں گرفتار رہینگے سُوۡرَۃُ الۡفِیۡلِ یہ سورہ مکی ہی اور اسمین پانچ آیتیں
ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی فرائض میں الم ترکیف کو پڑھے تو فرشتے اور درخت اور حیوانات اور پہاڑ اور جو کچھ کہ عالم میں ہے اسکے واسطے
گواہی دینگے کہ یہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہی اور قیامت کے روز آواز کرنیوالا خدا کیجانب سے آواز کریگا کہ تم گواہی دینے میں راست گو ہو اور میں نے اسکے مقدمہ میں
تمہاری گواہی کو قبول کیا میرے بندہ کو بہشت میں لیجاؤ اور حساب سے اسکو معاف رکھو کہ وہ انلوگوں میں سے ہے کہ میں جنکو دوست کہتا ہوں لیکن اس سورہ کو نماز
فرض میں پڑھے تو بعد اسکے لایلاف کو بھی پڑھے کہ یہ دونوں ایک سورہ کے قائم مقام ہیں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اس سورہ میں قصہ اصحاب
فیل کا ہی اور مختصر یہ ہے کہ ابرہہ بن صباح کہ بادشاہ حبشہ کا تھا اسنے قصد خانہ کعبہ کے ڈھانیکا کیا اور سبب اسکا یہ تھا کہ ذونواس یہودی کی عہد میں بادشاہ خیبر کا تھا
ایک جماعت نصرانیوں کا گزر وہاں ہوا اور سردار ان نصرانیوں کا عبداللہ نام تھا خیبر کے یہودیوں نے انکے طرف دین یہود کے رغبت دلائی انہوں نے قبول نکیا بعض کو تو
انمیں سے مار ڈالا اور بعضوں کو جلا دیا اور ایک شخص انمیں سے کہ اوس بن ذوثعلبان نام رکھتا تھا اور گھوڑا بہت چالاک اسکے پاس تھا وہ بھاگکر روم کے بادشاہ کے پاس گیا اور یہ قصہ
بیان کیا اور انسے بدلا لینے کو کہا روم کے بادشاہ نے کہا کہ یہانسے بہت دور ہے میں وہاں نہیں جاسکتا لیکن حبشہ کے بادشاہ کو خط لکھتا ہوں کہ وہ ہمارے دین پر ہے تا کہ
تیری مدد کرے جسوقت بادشاہ حبشہ کے پاس بادشاہ روم کا خط پہنچا تو اسنے ایک مرد کہ جسکا ارباط نام تھا اسکو مع لشکر عظیم کے یمن کیطرف روانہ کیا اور اسکو حکم کیا کہ تہائی کو
انمیں سے قتل کر اور ایک تہائی کو میرے پاس بھیجدے اور تہائی کو شہر سے باہر نکالدے اوس نے لشکر کو ہمراہ لیکر اسطرف کو گیا اور لڑائی شروع ہوئی لشکر ذونواس کا متفرق
ہوگیا اور ذونواس بھاگ گیا اور لشکر نے اسکا پیچھا کیا اور وہ دریا کے کنارہ پر پہنچکر اندر اسکے داخل ہوا اور ڈوب کر مرگیا اور بعضے آدمیوں کو اسکے مار ڈالا اور بعضوں کو آوارہ
کیا اور یمن میں داخل ہوا اور یہ حال اس کی کیفیت لکھ حبشہ کے بادشاہ کو لکھا اور ابرہہ کہ بادشاہ حبشہ کا تھا اسنے نجاشی کو لکھا کہ مع لشکر کے تو اسی جگہ قیام کرنا
اور بعد ایک مدت کے ابرہہ نے ارباط سے جھگڑا کیا اور ارباط کو مار ڈالا اور یہ خبر نجاشی کو پہنچی وہ غصہ ہوا اور ابرہہ کو کہا کہ تجھکو کسنے کہا تھا کہ تو نے ارباط کو مار ڈالا

ع ۹ / ۲۹

سورۃ الفیل

قصہ اصحاب فیل

واللہ کہ ایک لشکر روانہ کرونگا تیرے سر کو اور تیرے ملک کی خاک کو اپنے شہر میں لاؤنگا ابرہہ نے جسوقت نجاشی کے خط کو پڑھا تو سر اپنا منڈوایا اور بال سر کے ایک تھیلی میں رکھکر
اور تھوڑی سی خاک زمین کی ڈالکر نجاشی کے پاس بھیجی اور لکھا کہ میں بندہ تیرا ہوں اور تیرے ملک کی نگہبانی کرتا ہوں نجاشی خوش ہو گیا اور وہ علایت ملک اُسکو سپرد کیا اور
حبشہ کا اُسکو بادشاہ کر دیا اُسنے صنعا میں ایک عبادتخانہ بنایا اور اُسکی در و دیوار کو سونے سے آراستہ اور جواہر سے جڑاؤ کیا اور قلیس
اُسکا نام رکھا اور نجاشی کو لکھا کہ میں نے تیرے نام سے ایک عبادتخانہ بنایا ہی اور لوگ اُسکی زیارت کرتے ہیں اور شاید کہ لوگ خانہ کعبہ کی زیارت چھوڑ دیں اور اسطرف کو
متوجہ ہوں نجاشی بہت خوش ہوا بنی کنانہ میں سے ایک شخص نے خدمت اُس عبادتخانہ کی کر کے رتبہ اُسکی مجاوری کا حاصل کیا اور ایک شب اُس
عبادتخانہ کو نجاست سے آلودہ کر کے بھاگ گیا یہ خبر سارے میں مشتہر ہو گئی اور سب آدمی اُسکی طواف کرنے سے متفرق ہو گئے ابرہہ یہ حال دیکھکر غصہ ہوا اور
لشکر عظیم جمع کر کے ہاتھی اُسکے ہمراہ کئے اور خانہ کعبہ کے ڈھانیکو اُس لشکر کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور ایک سفید ہاتھی کہ محمود اُسکا نام تھا اور مثل پہاڑ کے
وہ تھا اُسکو اپنے ہمراہ لیا اور عرب کے جس شہر میں پہنچتا تھا وہاں کی بادشاہ سے لڑائی کرتا تھا اور اُس بادشاہ کو مغلوب کر کے اُسکی شہر پر قبضہ کرتا تھا اور ذو ریس
حمیر اور خثعم کے اُسکی ہمراہ ہوئے اور جسوقت طائف میں پہنچے تو مسعود بن معتب طائف کے باشندوں کو ہمراہ لیکر باہر آیا اور کہا کہ ایک رہبر تیرے ہمراہ کر دونگا کہ تجھکو
خانہ کعبہ پر پہنچا دے کہا کہ اچھا ہی کرنا چاہئے پس ایک مرد کو اُسکی ہمراہ کیا اور مکہ ایک منزل رہا تو وہ شخص مر گیا اور جہنم کو روانہ ہوا ابرہہ نے اپنی پاس سے ایک
شخص کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ مکہ کو جاکر غارت کرو وہ شخص وہاں پہنچا اور حرم کے لوگونکو لوٹکر مال جمع کیا اور سات سو اونٹ عبدالمطلب کے
گرفتار کئے اور ایک آدمی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ میں خانہ کعبہ کے ڈھانیکو آیا ہوں اگر تو منع کریگا تو میں تجھسے لڑونگا عبدالمطلب نے کہلا بھیجا کہ میں
وہاں آتا ہوں تجھکو جواب دونگا پس عبدالمطلب مع اولاد اور یگانوں اور شرفا قوم کے اُسکی پاس روانہ ہوئے حمیر کے بادشاہ نے ابرہہ سے کہا کہ اے بادشاہ عبدالمطلب
سردار قریش کا ہی اور تمام عرب میں اُسکا کوئی مثل نہیں ہے اُسکی حرمت نگاہ رکھنا اور جو کچھ کہ اُسکی لائق ہے وہاں اُسکو بٹھلانا یہ کہکر عبدالمطلب کے
پاس گیا اور اُنسے ملاقات کی اور انکو ابرہہ کے پاس لایا اور ابرہہ نے جسوقت اُنکو دیکھا تو بہت ہیبت اور عظمت اُنکی دل میں بیٹھ گئی اور اپنے تخت کے نیچے اترا اور ساتھ تخت پر
لیگیا اور اپنے برابر اپنی سے بلند زیادہ جگہہ میں اُنکو بٹھلایا اور عبدالمطلب سے پوچھا کہ کس کام کیواسطے تمنے تکلیف کی ہی عبدالمطلب نے فرمایا کہ آدمی بادشاہ کے
میرے سات سو اونٹ لیگئے ہیں انکو حکم ہو کہ وہ واپس دیں ابرہہ نے کہا کہ تعجب ہے اس شخص سے میں جو خانہ کعبہ کے ڈھانیکو آیا ہوں اور وہ اُسکی سجدہ کی جگہہ ہے
اُسکی مقدمہ میں تو کچھہ گفتگو نہیں کرتا لیکن اپنے خارشتی اونٹونکو طلب کرتا ہی عبدالمطلب نے فرمایا کہ وہ میرا مال ہی اور میں اُسکا مالک ہوں اسواسطے طلب کرتا ہوں
اور اس گھر کا مالک اور ہے اُسکو اختیار ہی چاہے اپنے گھر کو بچاوے چاہے نہ بچاوے ابرہہ نے اس کلام سے ہراساں ہوکر انکی اونٹونکو واپس کر دیا عبدالمطلب نے اپنے اونٹ لیکر
پہاڑ کو روانہ کئے اور خود مکہ میں تشریف لائے اور قریش کے لوگوں سے کہا کہ پہاڑوں کی غاروں میں جا چھپو تاکہ کوئی ضرر نہ دیکھو اور مسجد الحرام میں تشریف لائے
اور خانہ کعبہ کے در کو پکڑ کر کہا کہ اے خدا اپنے گھر کی حمایت اور دشمنوں کے ہاتھ سے اُسکو نگاہ رکھہ یہ کہکر باہر آئے اور ایک جگہہ پوشیدہ ہو گئے اور ابرہہ بڑے بڑے
ہاتھی ہمراہ لیکر خانہ کعبہ کیطرف اُسکی ڈھانیکے واسطے روانہ ہوا اور نفیل جو بادشاہ خثعم کا تھا اُسنے محمود ہاتھی کے کان میں کہا کہ اے محمود تو جانتا ہی کہ یہ کیا جگہہ ہے یہ حرم
خدا ہے ہرگز اُسکی گرد نجانا اور نہیں تو ہلاک ہو جائیگا اور اسی سبب سے ہاتھی کہ وہ سردار سب ہاتھیوں کا تھا اور سب سے بڑا تھا اور جدہر کو وہ جاتا اودہر کو سب
ہاتھی جاتے تھے اور ہاتھیوں کی روایت میں اختلاف ہے اور ایک روایت یہ ہی کہ ہزار ہاتھی تھے کہتے ہیں کہ ہرچند فیلبان محمود کو انکس پر انکس مارتا تھا لیکن محمود
قدم اپنا آگے کو نہیں بڑھاتا تھا اور سب ہاتھی اپنی جگہہ پر کھڑے ہوئے تھے اور کوئی ادہر کو حرکت نہیں کرتا تھا اور وہ آفتاب کے نکلنے کا وقت تھا حقتعالیٰ نے
دریا کی جانب سے پرند جانور بھیجے مثل ابابیل کے اور ہر جانور کے پاس تین پتھر تھے مسور کے دانہ سے بڑے اور چنے کے دانہ سے چھوٹے ایک چونچ میں اور دو دونوں پنجوں میں
اور ہر آدمی کے سر پر ایک جانور ہو گیا جسکے سر پر مارتے تھے اُسکی مقعد میں سے ہو کر باہر نکلتا اور وہ آدمی اُسیوقت ہلاک ہو جاتا تھا ابرہہ کا لشکر بھاگا اور وہ جانور اُنکی
پیچھے جاتے تھے اور نفیل بن حبیب اُنمیں نگاہ کرتا تھا کہتا ہی کہ سب ہاری گئے اور ابرہہ کے ایک درد پیدا ہوا کہ تمام انگلیاں ہاتھ اور پاؤں کی گر پڑیں اور صنعا میں
پہنچا تو اُسکا شکم اور سینہ سوج گیا اور پھر جہنم واصل ہوا اور مشہور یہ ہی کہ سب لشکر ہلاک ہوا اور ابرہہ تنہا باقی رہا اور حبشہ کو روانہ ہوا اور نجاشی کے دربار میں پہنچا تو

ایک جانور بھی اُسکے سر پر تھا ابرہہ نے نجاشی سے سب حال بیان کیا نجاشی نے تعجب کرکے پوچھا کہ کیسے جانور تھے وہ ابرہہ کی نظر میں جانور پر جا پڑی کہا کہ ایک
جانور انمیں سے یہی ہے اُسیوقت اُس جانور نے پتھر ابرہہ کے سر پر چھوڑا کہ وہ ہلاک ہوگیا اور یہ اسواسطے تھا کہ نجاشی قہر اور قوت خدا کو جانے اور کہتے ہیں کہ جسوقت انہوں نے
مکہ کا قصد کیا تھا تو عبدالمطلب مع ابو مسعود کوہ حرا پر تھے اور کہتے تھے کہ کیا تدبیر کرنی چاہیے عبدالمطلب نے کہا کہ رائے میری یہ ہے کہ سو اونٹ قربانی کروں
واسطے خانہ خدا کے اور ہر ایک کی گردن میں نعل عربی یعنی عربی جوتی لٹکاؤں اور انکو چھوڑ دوں شاید کہ لشکر ابرہہ کا انمیں سے کسیکو مار ڈالے اور خدا تعالی اپنے
گھر کی حرمت کیواسطے اُنپر غضب میں ہو اور ایسا ہی کیا اور جسوقت وہ لشکر پہنچا تو پہلے اُنہوں نے ارادہ اونٹوں ہی کا کیا اور بعضے اونٹوں کے پاؤں کاٹ ڈالے
حقتعالی نے اس سبب سے انکو ہلاک کیا اور جسوقت رات ہوئی تو عبدالمطلب اور ابو مسعود کوہ حرا پر بھی کسیکی آواز نہیں سنتے تھے اور لشکر کے آگ نہیں دیکھتے
تھے بہت تعجب کیا اور صبح کو ترساں و ہراساں پہاڑ کے نیچے اترے اور آہستہ آہستہ چلتے تھے جسوقت لشکر پر پہنچے تو سبکو مُردہ پایا چاندی و سونا اور جواہر کا اُٹھا لیا
اور عبدالمطلب نے ابوسعید سے کہا کہ ایک میرا اور ایک تیرا اور بعد اسکے اور آدمیونکو خبر کی سب آئے اور اُس لشکر کی لوٹ سے مکہ کے آدمی تونگر ہوگئے اور خدا تعالی کے
شکر اور حمد میں مشغول ہوئے اور کہتے ہیں کہ قریش نے پہاڑ پر سے کسی آدمی کو دیکھنے کو بھیجا تھا اُسنے دیکھا کہ دریا کیطرف سے گروہ گروہ جانور سیاہ اور سفید یا سبز اور
اور یا مطلق سیاہ اور سبز گردن اور زرد چونچ چلے آتے ہیں اور اُنکی چونچ اور پنجوں میں کنکر کے ٹکڑے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اُن پرندوں کے سونڈ بھی تھی اور دندان بھی
تھے اور پنجہ اُنکا مثل پنجہ سگ کی تھا اور ایسے جانور کبھی کسی نے نہیں دیکھے تھے اور نہ کوئی دیکھیگا اور بعضے کہتے ہیں کہ جسکے سر پر وہ پتھر مارتے تھے اُس آدمی کے چیچک ظاہر
ہوتی تھی اور پہلے جو چیچک نکلنی شروع ہوئی ہے وہ انہیں کی چیچک تھی خدا تعالی اپنے حبیب کو اُس قصہ سے خبر دیتا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ **اَلَمْ تَرَ كَيْفَ**
فَعَلَ رَبُّكَ کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیونکر کیا پروردگار تیرے نے **بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ** ساتھ صاحبوں ہاتھی کے کہ وہ ابرہہ اور اُسکا لشکر تھا اور اس قصہ کو
ہر چند کہ حضرت نے نہیں دیکھا تھا لیکن اُسکی علامتیں دیکھی تھیں اور خبریں اُسکی متواتر سنی تھیں تو بمنزلہ دیکھنے کے تھا اسواسطے فرمایا کہ کیا نہ دیکھا تو نے اور کہتے ہیں کہ یہ
رویت علم کے معنی میں ہے یعنی کیا نہ جانا تو نے اور استفہام اسمیں تقریری ہے یعنی البتہ جانتا ہے تو اور فیل سے مراد وہی محمود ہے اور یا سب ہاتھی مراد ہیں لیکن
اسم جنس ہونیکی جہت سے سب ہو سکتے ہیں اگرچہ واحد کا صیغہ آیا ہے **اَلَمْ يَجْعَلْ** کیا نہیں کیا **كَيْدَهُمْ** مکر انکا کہ وہ ارادہ رواج دینے اپنے عبادتخانہ کا
اور ڈھا دینے خانہ کعبہ کا رکھتے تھے **فِيْ تَضْلِيْلٍ** بیچ گمراہی اور ضائع اور باطل کرنیکے اور باطل کیا انکے مکر کو پرندے بھیجکر اور انکو ہلاک کر ڈالا تاکہ وہ
اپنے مکر کو کرنے نہ پائیں چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ **وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ** اور بھیجا اوپر انکی طرف کنارہ دریا سے **طَيْرًا** پرندے **اَبَابِيْلَ**
ابابیل کے معنی جماعت کو پرندونکی بعضے کہتے ہیں کہ واحد اسکا ابالہ ہے اور بعضے کہتے ہیں ابول ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکا واحد نہیں ہے اور جمع کے معنی میں ہے
خلاصہ یہ ہے کہ حقتعالی نے پرندوں متفرق کو ابرہہ کے لشکر پر بھیجا کہ **تَرْمِيْهِمْ** پھینکتے تھے وہ پرندے اوپر انکے **بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ** پتھر
کنکر سے کہ وہ مٹی پختہ کے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معرب سنگ گل کا ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ جانوروں نے غل مچایا اور وہ پتھر ڈالے حقتعالی نے ایک
سخت ہوا بھیجی کہ اُسنے نہایت قوت سے اُن پتھروں کو انکے سروں پر مارا اور دوسری طرف سے باہر نکال دیا **فَجَعَلَهُمْ** پس کر دیا انکو اُن پتھروں سے **كَعَصْفٍ**
مَّاْكُوْلٍ مانند بھس کھائے ہوئے کے کہ ریزہ ریزہ ہوگیا ہو وہ اور خاک میں ملکر برابر ہوگیا اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کمال قدرت پر خدا تعالے کی
اور حضرت صادق علیہ السلام کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرہہ نے جو اسقدر تعظیم اور تکریم عبدالمطلب کی کی تھی سبب اُسکا یہ تھا کہ انکی پیشانی میں نور محمدی
چمکتا تھا اور ابرہہ کے پاس ایک فیل سفید تھا بہت بڑا اور اُسکے دونو دانتوں میں جواہر جڑے ہوئے تھے اور اُس ہاتھی سے وہ سب بادشاہوں پر فخر کرتا تھا اور ابرہہ کے
حکم سے اُس ہاتھی کو طرح طرح کے زیور اور لباس میں آراستہ کرکے لائے اور جسوقت عبدالمطلب کو دیکھا تو سجدہ کیا اور نے بادشاہ کو کبھی سجدہ نہ کیا تھا اور خدا کی
قدرت سے بزبان فصیح گویا ہوکر اُسنے کہا کہ اے نور سلام ہو تجھپر اے نور بہترین خلائق کے اور اے دادا بہترین انبیا کے عزت اور شرف تیری ہمراہ ہے کہ تو ہرگز مغلوب
نہ ہوگا ابرہہ نے یہ عجیب حال دیکھا تو ڈرا اور گمان کیا کہ یہ جادو ہے اور حکم کیا کہ اس ہاتھی کو یہاں سے لیجاؤ اور یہ وہی ہاتھی تھا کہ جسکا نام محمود کہتے ہیں **سُوْرَةُ**
الْقُرَيْش یہ سورہ مکی ہے اور اسمیں پانچ آیتیں ہیں اور حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جوکوئی اس سورہ کو پڑھے حقتعالی اُسکو بشمار اُس شخص کے کہ اُسکو پڑھا

ع ۵

اور لیستا ہر اُس شخص سے کہ جسنے طواف خانہ کعبہ کا کیا ہے اور سجگہہ اعتکاف کیا ہے دس نیکیاں دے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی لایلاف قریش کو پڑھے
حقتعالی اُسکو قیامت میں بہشت کے گھوڑے پر سوار کریگا اور بہشت میں پہنچائیگا اور نور کے خوانوں پر اُسکو بٹھلائیگا اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ الم تر کیف
اور لایلاف قریش دونو ملکر ایک سورت ہیں اور نماز واجب کی ایک رکعت میں ان دونو کو پڑھنا چاہیئے ایک سورت کو اور ابی بن کعب نے اپنے مصحف میں ان دونوں سورتوں کو
بدون فاصلہ بسم اللہ کے لکھا تھا اور عمر بن میمون نے اس سے روایت کی ہے کہ میں نے نماز مغرب کو عمر بن خطاب کے پیچھے پڑہا تھا اور اسنے پہلی رکعت میں والتین کو پڑھا اور دوسری
رکعت میں الم تر کیف اور لایلاف کو دونو کو پڑھا اور ایک سورت ہونیکی طرف اشارہ بیضاوی میں بھی ہے اور اُس میں لکھا ہے کہ لایلاف متعلق ہے پہلی سورت
کے فجعلهم سے **بسم اللہ الرحمن الرحیم لایلاف قریش** واسطے الفت پکڑنے قریش کے اور کہتے ہیں کہ یہ متعلق فلیعبدو کے ہے
جو بعد اسکی آئیگا اور یا متعلق ہے فجعلهم کے کہ پہلی سورت میں ہے اور بعضی تفسیروں میں لکھا ہے کہ قریش کی تجارت کیواسطے دو سفر تھے موسم سرما میں تو یمن کو جاتے
تھے اور موسم گرما میں شام کو اور اہل یمن اور شام اور تمام آدمی انکو اہل حرم اور ولایت بیت اللہ کہتے تھے اور لوٹ اور غارت سے قریش امن میں تھے اور
لوگ انکی بہت عزت کرتے تھے خداتعالی نے اسواسطے ثابت کرنے اس نعمت کے یہ سورہ نازل کیا اور جو شخص سبب ہے اپنی نسبت میں نضر بن کنانہ کیطرف منسوب ہے وہ
قریشی ہے اور بعضے علما کہتے ہیں کہ قریش لقب فہر بن مالک کا ہے کہ پوتا نضر کا تھا اور قریش لیا گیا ہے قرش سے اور قرش ایک بہت بڑی مچھلی دریا میں ہوتی ہے کہ
وہ جہاز کے ڈر سے رہتی ہے اور ہر چیز کو وہ کہاتی ہے اور اُسکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور کسی چیز سے وہ نہیں ڈرتی ہے مگر آگ سے اور معاویہ نے ابن عباس سے پوچھا تھا
کہ مکہ والونکو قریش کسواسطے کہتے ہیں فرمایا کہ اسواسطے کہ یہ مشابہ ہیں جانور کے ہیں کہ جو دریا میں ہے کہ خود کھاتا ہے اور اُسکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور ایسے ہی قریش ہیں کہ
خود کھاتے ہیں اور اُنکو کوئی نہیں کھاتا ہے اور غالب ہیں وہ اور مغلوب کسی سے نہیں ہوتے اور تصغیر انکی لقب میں واسطے تعظیم کے ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قریش اس
قرش سے لیا گیا ہے کہ جو کسب کے معنی میں ہے اسواسطے کہ وہ تجارت کیا کرتے تھے اور شہروں میں واسطے سوداگری کے پھرا کرتے تھے اور جسوقت لایلاف متعلق فلیعبدوا کے
ہوا تو معنی انکی یہ ہونگے کہ پس چاہیئے کہ عبادت کریں وہ پروردگار اس گھر کو واسطے الفت پکڑنے قریش کے **ایلافهم** الفت پکڑنے انکی کی یہ بدل ہے پہلی
ایلاف سے یعنی واسطے الفت پکڑنے انکی کی **رحلة الشتاء** بیچ سفر جاڑے کے **والصیف** اور گرمی کے اور رحلة مفعول ایلاف کا ہے
فلیعبدوا پس چاہیئے کہ پرستش کریں وہ **رب هذا البیت** پروردگار اس گھر کے کو کہ وہ کعبہ معظمہ ہے اور ابو جعفر نے لیلاف قریش
الافهم پڑھا ہے اور ابن عامر نے لئلاف قریش ایلافهم پڑھا ہے اور ابن خلیج نے لایلاف قریش الفهم پڑھا ہے اور مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ نعمتیں خدا کی قریش پر
بہت ہیں لیکن اگر وہ تمام نعمتونکی عوض میں حق انکی پرستش نہیں کرتے ہیں تو بس چاہیئے کہ وہ پرستش کریں انکی اس ظاہر نعمت کی عوض میں کہ انکو الفت دی سفر سرما اور
گرما کی کہ یمن اور شام کو جاتے ہیں اور روزی کو اپنی پیدا کرتے ہیں اور متعلق فجعلهم کے ہو جبکہ الم ترکیف میں ہے تو معنی انکی یہ ہونگی کہ کردیا خدا نے ان اصحاب
فیل کو مانند بھس کھائے ہوئے کے واسطے الفت پکڑنے قریش کے اس مقام بزرگ سے اور سفر سرما اور گرما سے واسطے طلب کرنے روزی کے کہ نسبت دفعہ جائیں اور اُنہیں
عزت اور کرامت ہے کہ کسیکا خوف نہیں ہے اور بعضی لایلاف کو سمجھوا محذوف کے متعلق کرتے ہیں تعجب کرو تم واسطے الفت پکڑنے قریش کے سفر سرما اور گرما کو اور عبادت
کرنے بتونکو یعنی مقام تعجب ہے کہ میں نے انکو یہ نعمت اور حرمت عطا کی ہے اور وہ میری پرستش کو چھوڑ کر بتونکی پرستش کرتے ہیں پس چاہیئے کہ پرستش کریں وہ پروردگار اس
گھر کو کہ وہ خانہ کعبہ ہے **الذی اطعمهم** وہ پروردگار کہ کہانا دیا انکو بسبب ان دو سفروں کے وسیلہ سے **من جوع** بھوک سے بعد اسکے کہ وہ شدت
گرسنگی میں اور فقر وفاقہ میں تھے اور ان دو سفروں کے وسیلہ سے انکو گرسنگی سے خلاص کیا اور دولتمند کردیا **وامنهم** اور امن دی انکو اس حرم محترم کی طفیل
سے **من خوف** ڈر سے اور خوف سے ان لوگونکے کہ گرد مکہ کے ہیں اور اطراف یمن اور شام کے لوٹتے ہیں اور مار ڈالتے ہیں اور یا یہ کہ امن دی انکو اصحاب فیل کے
خوف سے اور تمام دشمنوں کے ہجوم کرنے سے اور یا یہ کہ امن دی انکو وہاں جذام سے کہ ہرگز انکو نہو اور بعضے کہتے ہیں کہ خاک مکہ اور مدینہ کی جذام کو فائدہ کرتی ہے
اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آمنهم من خوف سے یہ مراد ہے کہ خداتعالی نے انکو امن دیا ہے کہ خلافت انکے غیر میں ہے اور رسولخدا صلعم سے روایت کرتے ہیں
فرمایا کہ حقتعالی نے اسمعیل کے فرزندوں میں سے برگزیدہ کیا کنانہ کو اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو اور قریش میں سے ہاشم کو اور ہاشم کی اولاد میں سے مجھکو برگزیدہ کیا

پہلے جس نے کہ مکہ سے سفر کیا اور شام کو گیا اور وہاں سے سامان تجارت لایا وہ ہاشم بن عبد مناف تھا اور بعد اسکے قریش تجارت کے تئیں دلیر ہو گئے اور ہر شہر میں جانے لگے
یہانتک کہ نوکر اچھا کر والی اور مالدار ہو گئے **سُورَۃُ اَرَءَیْتَ** سات آیت اور اس سورہ کو سورۃ الماعون بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
مدنی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ بعض سورہ مکی ہے اور بعض مدنی ہے اور اسمیں سات آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ ارایت کو
فرض اور نفل میں پڑھے خدا تعالیٰ اسکی نماز و روزہ کو قبول کرے اور جو کچھ اس سے دنیا میں صادر ہوا ہے اسکا حساب نکرے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
اَرَءَیْتَ کیا دیکھا تو نے اے محمد اور جانا تو نے **الَّذِیْ یُکَذِّبُ** اس شخص کو کہ جھٹلاتا ہے اور تکذیب کرتا ہے **بِالدِّیْنِ** ساتھ روز جزا کے
یا ساتھ دین اسلام کے اور یقین نہیں کرتا ہے اسکا باوجود ظاہر ہونے اسکی حقیقت کے اور کہتے ہیں کہ یہ سورہ نصف اول کافروں کی شان میں ہے اور نصف آخر
منافقین کی شان میں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ عاص بن وائل کی شان میں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ کی شان میں ہے اور بعضے ابو جہل اور قریش
کی شان میں کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ تمام سورہ ایک منافق کی شان میں ہے اور ابن جریج سے روایت ہے کہ ابو سفیان دو اونٹ ذبح کرتا تھا اور
جس وقت کوئی یتیم آتا تو اسکو لاٹھی مارتا اور بعضے ابو جہل کو کہتے ہیں کہ وہ جو کسی یتیم کا وصی ہوتا تو وقت کھلانے اور کپڑے کے اسکی خبر نہ لیتا اور قیامت کو
جھٹلاتا اسکی شان میں یہ سورہ نازل ہوا ہے **فَذٰلِکَ الَّذِیْ** پس وہ جھٹلانیوالا روز جزا کا یا دین اسلام کا وہ شخص ہے **یَدُعُّ الْیَتِیْمَ** دفع
کرتا ہے یتیم کو اپنے پاس سے سختی سے **وَلَا یَحُضُّ** اور نہیں حرص اور رغبت دلاتا ہے لوگوں کو **عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ** اوپر کھلانے محتاج کے
اپنے پاس سے کھانا دیکر کہ لوگ اسکو دیکھکر مسکین کو کھانا دیویں نہ خود دیتا ہے اور نہ لوگوں سے کہتا ہے کہ کھانا دینے کیواسطے بسبب عدم اعتقاد رکھنے روز جزا کے
یعنی علامت جھٹلانے روز جزا کے باز رہنا امر خیر سے ہے کہ نہ رغبت ثواب کی ہے اور نہ خوف عذاب کا ہے اور اگر روز جزا کو سچ جانتا تو ثواب کی رغبت سے
یا ہر روز کے عذاب کے خوف سے اعمال نیک کرتا اور یتیم کو دفع نکرتا اور مسکین کو کھانا دیتا اور حقیقت کہ روز جزا کو راست اور حق نہ جانا تو اسیواسطے نماز کے پڑھنے
میں کہ وہ دین ارکان میں سے ہے کاہلی اور سستی کرتا ہے اور اسیواسطے خدا فرماتا ہے کہ **فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ** پس وای ہے اور سخت عذاب ہے واسطے ان نماز پڑھنے والوں کے
الَّذِیْنَ ھُمْ وہ لوگ کہ وہ **عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ** نماز اپنی سے غافل ہیں اور بیخبر ہیں اور اسکی کچھ توقیر نہیں سمجھتے ہیں چاہے پڑھے
چاہے نہ پڑھے اور اگر پڑھے تو بے عذر بسبب مشغول ہونے کار دنیا کے اول وقت میں نہ پڑھے بسبب اعتقاد نرکھنے اسکی ثواب پہنچنے کے اور عذاب پہنچنے کے اور حضرت
صادق علیہ السلام سے کسی نے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ کیا وہ وسوسہ شیطان کا ہے فرمایا کہ نہیں اسلئے کہ سب کو پہنچتا ہے اور لیکن اس سے یہ مراد ہے کہ نماز سے غفلت
کرے اور چھوڑ دے اسکو اول وقت میں اسکو پڑھنے سے اور تنگ وقت میں اسکو پڑھے اور دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ وہ تاخیر نماز کی ہے اول وقت سے بدون
عذر کے اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نماز سے زیادہ کسی عمل کو دوست نہیں رکھتا ہے پس نہ غافل کرے تمکو نماز سے دنیا کے امور میں سے کوئی شے
اسواسطے کہ خدا تعالیٰ نے مذمت کی ہے ایسے لوگونکی چنانچہ فرماتا ہے کہ الذین ہم عن صلوتہم ساہون یعنی غفلت کرنیوالے کہ انہوں نے سستی کی اسکی وقتوں سے
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ غفلت کرنیوالے نماز سے فرض نمازوں کی تاخیر کرتے ہیں انکے وقتوں سے اور بسبب سستی اعتقاد کے اسکی تاخیر کرنیکو سہل جانتے ہیں
اور اگر نماز پڑھتے ہیں تو اسکی شرائط اور ارکان کا ملاحظہ نہیں کرتے ہیں اور رکوع سجدہ اچھی طرح نہیں کرتے ہیں اور اکثر مسلمان اس بلا میں گرفتار ہیں نعوذ باللہ من ذلک
اور دوسری روایت میں ابن عباس سے یہ مضمون منقول ہے کہ مراد ساہون سے یہ ہے کہ چاہے پڑھے نماز چاہے نہ پڑھے **الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ** وہ لوگ ہیں وہ
نماز میں غفلت کرنیوالے کہ وہ ریا کرتے ہیں نماز میں اور لوگونکو دکھانیکیواسطے نماز کو پڑھتے ہیں کہ لوگ انکی تعریف کریں اور اسواسطے پڑھتے ہیں کہ لوگ انکو بے نمازی نہ جانیں
اور ثواب کی رغبت سے اور عذاب کے خوف سے نماز نہیں پڑھتے ہیں اور نہ خدا کے راضی ہونیکے واسطے نماز پڑھتے ہیں اور یہ صفات منافقوں کی ہیں کہ وہ کہلانیکو مسلمانونکی
خوف سے نماز پڑھتے تھے اور جب تنہا ہوتے تھے تو نہیں پڑھتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ مراد اس آیت سے منافقین ہیں جنکہ نہیں امید رکھتے ہیں
نماز کی پڑھنے کے ثواب کی اور نہیں خوف کرتے ہیں نہ پڑھنے کے عذاب سے پس وہ اسکی پڑھنے سے غافل ہیں یہانتک کہ جاتا ہے وقت اسکا پس جس وقت مومنین کے ہمراہ
ہوتے ہیں تو نماز کو دکھلانیکی واسطے پڑھتے ہیں اور جس وقت انکی ہمراہ نہیں ہوتے تو نہیں پڑھتے اور ایسا ہی حال اکثر مسلمانونکا ہے کہ اول تو نماز کو پڑھتے ہی نہیں

نہ نماز پڑہنی والوں کی ہمراہی میں تنہائی میں اور بعضے ایسے ہیں کہ اگر وہ نماز پڑہنے والوں کے ہمراہ ہوتے ہیں تو دکہلانیکو نماز پڑہ لیتے ہیں اس خوف سے کہ ہمکو بے نمازی
جانکر حقیر نہ سمجہیں اور جو شخص عمداً بے عذر نماز نہیں پڑہتا ہی اور نماز کے پڑہنی کو سہل جانتا ہی اور اسکی کچہہ پروا نہیں کرتا ہی وہ ہرگز مؤمنین میں داخل نہیں ہے
جبتک کہ اپنی اس حرکت سے توبہ نکرے اور نماز پڑہنی شروع نکرے اور نماز کے نہ پڑہنے کا نہایت سخت گناہ ہی یہانتک کہ رسولخدا صلعم نے فرمایا ہی کہ نماز
ستون دین کا ہی اور جسنے نماز کو نہ پڑہا اُسنے اپنی دین کو ڈہا دیا اور جسنی ترک کیا اسکے وقت کو داخل ہوگا ویل میں اور ویل ایک جنگل ہی دوزخ میں جیسی کہ
خدا تعالی نے سورہ ارایت الذی میں فرمایا ہی کہ فویل للمصلین الذین ہم عن صلوتہم ساہون اور سہو سے یہی دوسری حدیث میں نماز نہ پڑہنی کو کفر فرمایا ہی اور
انہیں لوگونکی شان میں خدا تعالی فرماتا ہی کہ **ویمنعون الماعون** اور منع کرتے ہیں مال زکوۃ کو کہ دینا اُسکا مثل نماز پڑہنے کی ہی اور مستحقونکو
وہ مال زکوۃ کا نہیں پہنچاتے ہیں اور امیر المومنین اور امام جعفر صادق علیہما السلام اور قتادہ اور ضحاک سے یہی روایت ہے کہ مراد ماعون سے زکوۃ ہی اور ابن
مسعود اور ابن عباس اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مراد ماعون سے گہر میں برتنی کی چیزیں ہیں مثل آگ اور نمک اور دیگچی اور آیندھن اور پانی وغیرہ کے کہ آپس میں دیتے
لیتے ہیں اگر کوئی مومن مانگے تو اُسکو منع نکرے اور حضرت صادق علیہ السلام کی روایت سی ثابت ہوتا ہی کہ زکوۃ کا دینا فرض ہے اور ان چیزونکا دینا اگرچہ امر
نیک ہے لیکن فرض نہیں ہے اور ابو بصیر نے امام علیہ السلام سے پوچہا کہ ہم اپنی ہمسایہ میں سے کسیکو کوئی چیز برتنی کیواسطے دیتے ہیں تو وہ اُسکو بگاڑ دیتے ہیں اور
توڑ ڈالتے ہیں اس صورت میں اگر ہم اُنکو ندیویں تو کچہہ گناہ ہے فرمایا کہ اگر یہ حال ہی تو نہ دینے میں کچہہ گناہ نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ رسولخدا صلعم نے عائشہ سے فرمایا کہ
اگر کوئی شخص نمک کسیکو دیوے تو ایسا ہے کہ اُسنی ساٹہہ درویش کو آزاد کیا ہو اور جس جگہہ کہ پانی نہو کسیکو پانی دیوی تو ایسا ہی کہ اُسنی مردہ کو زندہ کیا ہو اور
ماعون لغت میں اُس چیز کو کہتے ہیں کہ جسمیں فایدہ ہو اور قیمت میں وہ کم ہو **سورۃ الکوثر** یہ سورہ بعض کے نزدیک مکی ہی اور بعض کے نزدیک مدنی ہی اور اسمیں
تین آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ کوثر پڑہی فرض اور نفل میں حقتعالی اُسکو قیامت کے روز حوض کوثر سے پانی دیگا اور
طوبی کے نیچے رسولخدا صلعم سے وہ باتیں کریگا **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کہتے ہیں کہ رسولخدا صلعم کا فرزند کہ جسکا نام طاہر تہا اور خدیجہ کے
شکم سی تہا وہ مر گیا تو کفار حضرت کو ابتر کہتے تہی اور ابتر اُسکو کہتے ہیں کہ جسکی اولاد باقی نرہی حضرت کو یہ سنکر بہت رنج ہوا خدا تعالی نی حضرت کی تسلی کیواسطی یہ سورہ
نازل کی **انا اعطیناک الکوثر** تحقیق ہمنے دیا ہے تجہکو کوثر اور کہتے ہیں کہ کوثر مبالغہ کا صیغہ ہی اور مراد اُس سے بہت کثرت سی خیر ہی یعنی دی
ہمنے تجہکو خیر بہت کثرت سی کہ وہ اولاد تیری ہی فاطمہ سے اور وہ آئمہ طاہرین ہیں اور انکی اولاد ہی اور صیغہ ماضی کا اُسکی تحقیق وقوع کی جہت سے آیا ہی اور
مشہور یہ ہی کہ کوثر ایک نہر ہے بہشت میں اور یہی حضرت صادق علیہ السلام سی منقول ہے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ وہ نہر ہے بہشت میں
خدا تعالی نے رسولخدا کے فرزند کی عوض میں وہ نہر حضرت کو دی ہی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ سورہ انا اعطینا نازل ہوئی تو علی نے رسولخدا صلعم سی
پوچہا کہ کیا ہی کوثر یا رسولخدا فرمایا کہ نہر ہے خدا تعالی نے وہ مجہکو بخشی ہی حضرت علی نے کہا کہ وہ نہر بہت بزرگ ہے اُسکی تعریف فرمانی چاہیے رسولخدا
نے فرمایا کہ ہاں اے علی کوثر ایک نہر ہی کہ وہ جاری ہی خدا کے عرش کے نیچے پانی اُسکا دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور مسکہ سی زیادہ نرم ہے
اور سنگریزی اُسکے زبرجد اور یاقوت کے ہیں اور گہانس اُسکی زعفران ہے اور مٹی اُسکی مشک ہی اور بعد اُسکے حضرت علی کے پہلو پر ہاتہ مار کر فرمایا کہ اے علی وہ
نہر واسطی میرے ہے اور واسطی تیرے اور تیرے دوستونکے واسطے بعد میرے اور ابن عباس سے اور انس سے روایت ہے کہ ایکروز رسولخدا صلعم اپنی اصحاب کے پاس بیٹہے تہے ناگاہ
آثار وحی کا ظاہر ہوا اور حضرت نے سر مبارک اپنا نیچے کو جہکایا اور بعد تہوڑی دیر کے سر کو اٹہایا خوش ہو کر اور منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اے آدمیو جانو تم کہ
اس وقت خدا تعالی نے ایک سورت مجہپر نازل کی ہی اور اسمیں بہت نوازش مجہپر فرمائی ہی اصحاب نے پوچہا کہ یا رسولخدا وہ کونسی سورت ہی حضرت نے یہ سورت انکی روبرو پڑہی
اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے لوگوں نے کہا کہ خدا اور رسول اُسکا جانتا ہی فرمایا کہ ایک نہر ہی بہشت میں کہ خدا نے مجہسے وعدہ اُسکا کیا ہی اور اُسمیں بہت خیر ہی اور وہ دودہ سے زیادہ
سفید ہے اور مشک سی زیادہ اُسمیں خوشبو ہے اور شہد سے زیادہ وہ شیریں ہے اور برف سے زیادہ وہ ٹہنڈی اور مسکہ سے زیادہ وہ نرم ہے اور بیشمار ستارونکی آسمان کے اُسکی کنارہ
پر قبہ موتی اور مونگے اور لعل اور یاقوت کے رکہے ہوئے ہیں اور ریت اُسکا یاقوت اور موتیوں کا ہی اور سدرۃ المنتہی کی جڑ میں سے وہ نہر نکلتی ہی اور طول اُسکا مشرق سی

ع ۷ ۳۲

مغرب تک ہے جو کوئی اسمیں سے پانی نوش کریگا ہرگز تشنہ نہو گا امت میری اسپر ازدحام کریگی اور ایک جماعت کو انمیں سے مثل چوپاؤنکی اس نہر سے ہانکتے ہونگے اور وہ
لوگ درمیان امت میری کے مثل شتران خارشتی کے ہونگے اور درمیان اونٹونکی شوکت اور زینت صورت والے جسوقت میں انکو نہر سے ہانکے گئے دیکھونگا تو کہونگا
کہ انکو کہاں لیے جاتے ہو یہ تو اصحاب میرے ہیں حضرت کو جواب ملیگا کہ تو نہیں جانتا ہی کہ انہونے بعد تیرے کیا احداث کیا ہی اور جسوقت سے کہ تو نے دنیا سے
مفارقت کی ہی اسیوقت سے یہ مرتد ہو گئے تھے اور یہ روایت انکی کوثر پر ہانکنے کی اور فرمانا رسولخدا کا کہ یہ میرے اصحاب ہیں اور حضرت کو جواب ملنا کہ
تیرے بعد یہ مرتد ہو گئے تھے اور دین میں انہونے احداث کیا تھا یہ سب صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اور جمع بین الصحیحین میں اور مسند احمد حنبل وغیرہ کتب احادیث
اہلسنت میں موجود ہے جو کوئی چاہے دیکھ لیوے اور یہ نہر خداتعالی نے رسولخدا صلعم کو عطا کی ہی اور ساقی اسکی امیر المومنین علیہ السلام ہیں چنانچہ لقب
حضرت کا ساقی کوثر مشہور ہے لیں امیر المومنین اپنے دوستونکو اس سے سیراب کرینگے اور دشمنونکو اپنے محروم رکھینگے اور اصحاب رسولخدا کی ہانکنے سے معلوم ہوا کہ وہ
لوگ دشمن علی کے تھے جن لوگوں نے انکی حق غصب کیے ہیں اسواسطے بمجرد وفات رسولخدا کے سوائی خلافت کے اور کیا امر تھا کہ جسکے بگاڑنے اور احداث میں مرتد
ہوگئے اور خلاصہ مطلب کا یہ ہی کہ خداتعالی فرماتا ہی کہ اے محمد ہمنے خیر کثیر تجھکو دی ہی دنیا اور آخرت میں اور تجھکو دنیا اور آخرت میں سرفراز کیا ہی پیغمبری سے اور
طرح طرح کی نعمتیں تجھکو دی ہیں **فَصَلِّ** پس نماز پڑھ تو **لِرَبِّكَ** واسطے پروردگار اپنے کے خالص اسکی رضامندی کیواسطے **وَانْحَرْ** اور قربانی
کر تو اور محتاجوں پر اسکو تصدق کر دے واسطے رضامندی خدا کے اور اسکی تفسیر میں کوئی تو کہتا ہی کہ نماز سے مراد نماز فجر ہے مزدلفہ میں اور قربانی
کر منی میں اور کوئی کہتا ہی کہ نماز سے مراد نماز عید قربان ہے نحر کے قرینہ سے اور نحر سے مراد قربانی ہی بعد نماز کے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابتدائی اسلام میں
پہلے قربانی کرتے تھے اور بعد اسکے نماز پڑھتے تھے حقتعالی نے فرمایا کہ پہلے نماز پڑھو اور بعد اسکے قربانی کرو اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مراد نحر سے
رفع یدین ہے یعنی وقت تکبیر کہنے کے نماز میں ہاتھوں کا کانوں تک اٹھاکر لیجانا اور حضرت صادق علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا ہی کہ پس نماز پڑھ تو اور
ہاتھونکو وقت تکبیر کہنے کے اٹھاکر کانوں تک لیجا تو اور اسیطرح کی حدیثیں اہلبیت علیہم السلام سے متعدد منقول ہیں اور مقاتل سے بھی یہی روایت ہے کہ
وقت نماز پڑھنے کے ہر تکبیر میں ہاتھونکو کانوں تک اٹھاتو اور حضرت علی سے روایت کی ہی اور علی نے رسولخدا سے روایت کی ہی اور حضرت علی سے جو
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ نماز میں دست راست کو دست چپ پر رکھ تو سینہ کے اوپر یہ روایت موضوع ہے اور باطل اور دروغ ہی کہ سب اہلبیت کے مخالف ہے
اِنَّ شَانِئَكَ تحقیق کہ دشمن تیرا ای محمد صلعم **هُوَ الْاَبْتَرُ** وہی دم بریدہ اور منقطع ہی اپنی نسل سے کہ بعد اسکے کوئی باقی نرہا اور ایسا ہی ہوا کہ عاص عمرو
جو کہ حضرت کو ابتر کہتے تھے بعد انکی اولاد میں سے انکی کوئی باقی نرہا اور نہ انکا نام و نشان ہے اور انکو کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون تھے اور حضرت کا ذکر بلند اور مشہور قیامت تک رہیگا اور آخرت
میں جو کچھ خیر حاصل ہوگا وہ بیان سے باہر ہی اور منقول ہے کہ رسولخدا صلعم مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور وہاں عمرو بن عاص اور حکم بن عاص موجود تھے انہونے حضرت کو کہا کہ یہ ابتر اور ایام جاہلیت میں جسکے
فرزند نہیں ہوتا تھا اسکو ابتر کہتے تھے اور کہا کہ میں محمد کو عیب لگایا اور اس سے دشمنی کی ہی خداتعالی نے یہ سورہ نازل کیا اور فرمایا کہ دشمن تیرا وہی ابتر ہے کہ
جسکے واسطے نہ دین ہے نہ نسب ہے اور نہ اسکی نسل ہے **سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ** یہ سورہ مکی ہی اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اور اسمیں چھ آیتیں ہیں اور حضرت
صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد کو فرض نماز میں پڑھے خداتعالی اسکو اور اسکی ماں اور باپ اور اسکی اولاد کو
بخشے اور اگر وہ شقی ہو تو اشقیا کے دفتر میں سے اسکی نام کو مٹادے اور سعدا اور نیکبختوں کے دفتر میں اسکا نام لکھے اور جبتک کہ وہ زندہ ہی سعید اور نیکبخت ہی اور شہید
مرے اور شہیدوں کے ساتھ اٹھے اور دوسری حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام فرمایا ہی کہ میرے باپ نے فرمایا کہ قل یا ایہا الکافرون چوتھائی قرآن ہے اور جسوقت کہ
وہ اسکو پڑھنے سے فارغ ہوتے تو کہتے کہ اعبد اللہ وحدہ اور دوسری حدیث میں فرمایا ہی کہ جسوقت تو اسکی تلاوت سے فارغ ہو تو کہہ کہ دینی الاسلام تین مرتبہ اور رسولخدا
صلعم سے منقول ہے کہ وقت سونیکے لڑکونکو یہ سورہ پڑھواؤ تاکہ کوئی چیز انکو اذیت نہ پہنچائے اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ اس سورہ میں جو توحید خالص ہے شیطان اس سے
بہت بھاگتا ہی **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** **قُلْ** کہہ تو ای محمد صلعم کہ **يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ** ای کافرو مراد کافروں سے وہی جماعت ہی کہ
کفار قریش کے مثل امیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ اور عاص ابن وائل و عتبہ بن ربیعہ اور سوائے انکے جو لوگ کہ قریش میں سے رسولخدا پر اعتراض کرتے تھے اور الف لام اسمیں

بسم قل یا ایہا الکافرون ۶ ع ۱

عہد خارجی کا ہی اور اُس سے تمہاری طرف ان لوگوں ہی کے ہی اور کہتے ہیں کہ وہ کفار رسولخدا کو کہتے تھی کہ اے محمد صلعم ہم چاہتے ہیں کہ ہم پرستش کریں جسکی کہ تو پرستش
کرتا ہے اور تو پرستش کرے جسکی کہ ہم پرستش کرتے ہیں اور ہم اور تو دونوں امر میں شریک ہوجائیں اگر ہم حق پر ہیں تو تو نے بھی اپنا حصہ
اُس سے لیا اور اگر تو حق پر ہے تو ہم نے اپنا حصہ اُس سے لیا حقتعالی نے انکی رد میں یہ سورہ نازل کیا اور خدا تعالی اپنی علم سے جانتا تھا کہ یہ آدمی آئندہ کو ایمان نلاوینگے اور حالت کفر
پر مرینگی سو اسواسطے اپنی حبیب کو حکم دیا کہ تو ای محمد صلعم انسے کہہ ای کافرو لَآ اَعْبُدُ میں نہ پرستش کرونگا میں مَا تَعْبُدُوْنَ اُس چیز کی کہ پرستش کرتے ہو
تم جسکی اب اور لا اعبد سے مراد زمانہ حال کا نہیں ہے بلکہ زمانہ استقبال کا مراد ہی سو اسواسطے کہ لا نہیں داخل ہوتا ہی مضارع پر مگر زمانہ استقبال کیواسطے جیسے کہ ما
نہیں داخل ہوتا ہی مضارع پر مگر حال کیواسطے وَلَآ اَنْتُمْ اور نہیں ہو تم عٰبِدُوْنَ پرستش کرنیوالی مَآ اَعْبُدُ اُس چیز کی کہ عبادت کرتا ہوں میں
جسکی اب وَلَآ اَنَا عَابِدٌ اور نہیں ہوں میں پرستش کرنیوالا کبھی مَّا عَبَدْتُّمْ اُس چیز کی کہ پرستش کی ہے تم نے جسکی پہلے سے وَلَآ اَنْتُمْ
اور نہیں ہو تم عٰبِدُوْنَ پرستش کرنیوالے کبھی مَآ اَعْبُدُ اُس چیز کی کہ پرستش کرتا ہوں میں جسکی یعنی میری اور تمہاری زندگی میں تم نے میری خدا کی
پرستش کی ہی اور نہ کروگے اور نہ میں نے تمہارے خداؤنکی پرستش کی ہی اور نہ کرونگا اور یہ مکرر لانا واسطے تاکید کے ہی جیسے کہ ہندی میں کہتے ہیں کہ ہاں
ہاں اور نہیں نہیں اور منقول ہے کہ ابو شاکر دیصانی نے ابوجعفر احول سے سوال کیا تھا کہ کیا حکیم ایسا کلام کرسکتا ہی کہ اپنے قول کو دو دو مرتبہ بیان کرے
اور جو کچھ کہ پہلے کہی وہی دوبارہ بھی کہی اُسکو جواب اسکا نہ بن پڑا وہ حضرت صادق ع کے پاس آیا اور اُنسے پوچھا اُنہوں نے فرمایا کہ سبب اسکی تکرار کا یہ ہی کہ
قریش نے رسولخدا سے کہا تھا کہ نعبد الہنا سنۃ و تعبد الہک سنۃ و نعبد الہنا سنۃ و تعبد الہک سنۃ یعنی پرستش کریں تو معبودوں ہماری کی ایک برس
اور پرستش کرے تو معبود اپنے کی ایک برس اور پرستش کریں ہم معبودوں اپنی کی ایک برس و پرستش کریں ہم معبود تیرے کی ایک برس پس خدا تعالی نے مطابق
انکے کلام کے فرمایا ہے اور مکرر یہ کلام نہیں ہے اور جسوقت کہ رسولخدا نے اُس کلام کو تمام کیا تو فرمایا کہ میں تمہاری ہدایت و نجات کیواسطے آیا ہوں اور جسوقت کہ تم
میری کہنی کو قبول نہیں کرتے ہو تو لَكُمْ دِيْنُكُمْ واسطے تمہارے دین تمہارا ہی کہ جس دین پر تم ہو اُس دین سے تم دستبردار نہوگے اور ہمیشہ اُس شرک کے دین پر
رہوگے وَلِيَ دِيْنِ اور واسطے میرے دین میرا ہی کہ وہ توحید خدا کی ہی میں اُسکو نہ چھوڑونگا اور میں تمہاری نجات کیواسطے آیا ہوں اگر میری کہنی کو نہیں مانتے ہو تو مجھکو
میرے حال پر چھوڑ دو اور شرک کیطرف مجھکو مت بلاؤ پس اس آیت میں امر جہاد کرنیکا انکو نہیں ہے اور نہ جہاد کو منع کرتی ہی یہ آیت تا کہ منسوخ ہو جہاد کی آیت سے
اور بعضے دین کو جزا اور حساب کے معنی میں کہتے ہیں یعنی واسطے تمہارے جزا تمہارے اعمال کی ہے اور واسطے میرے جزا میرے اعمال کی ہی اور کہتے ہیں کہ یہ سورہ نازل ہوا تو
رسولخدا نے کفار کے روبرو اسکو پڑھا وہ سُنکر حضرت سے مایوس ہوگئے اور حضرت کو اور انکی اصحاب کو آزار پہنچانے لگے سُوْرَۃُ النَّصْرِ یہ سورہ مدنی ہی

ع ٢ سورۃ النصر

اور اسمیں تین آیتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سورہ اذا جاء نصر اللہ کو فرائض میں یا نوافل میں پڑھے خدا تعالی اسکو تمام دشمنوں پر
نصرت دیوی اور جسوقت زندہ ہوویگا تو اسکی قبر میں سے ایک نامہ نوشتہ باہر نکالے اور اسکو دکھلاوے اور اسمیں لکھا ہو کہ اسکو امان ہے دوزخ سے اور اُسکی آگ سے اور حقتعالی اُس نوشتہ
کو گویا کرے کہ جو کچھ اُسمیں لکھا ہی اُسکے روبرو پڑھے اور قیامت کے روز وہ کسی چیز پر نگزرے مگر کہ وہ خوشخبری دیوے اسکو طرح طرح کی نعمتوں بہشت کی یہانتک کہ جنت عدن
میں قرار پکڑے اور ہمیشہ کی بہشت میں رہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ جسوقت کہ آئی نصرت خدا
کی اور مدد کرنا اُسکا کہ وہ غالب کرتا ہی قریش پر اور تمام عربوں پر وَالْفَتْحُ اور آئی فتح مکہ او مطلق فتح مراد لیتے ہیں مسلمانوں کی کہ برادر دوسرے شہروں کی
وَرَاَيْتَ النَّاسَ اور جسوقت دیکھے تو آدمیوں کو کہ يَدْخُلُوْنَ داخل ہوتے ہیں فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ بیچ دین خدا کے کہ وہ اسلام ہے
اَفْوَاجًا گروہ گروہ یہ حال واقع ہوا اور بعد نازل ہونے اس سورہ کے اکثر جماعتیں عرب کی اسلام میں داخل ہوئیں مکہ والے اور طائف والے اور یمن کے
آدمی اور ہوازن کے باشندے اور بنی اسد اور بنی المرہ اور بنی الکلب اور سوائے انکے پس خدا تعالی فرماتا ہی کہ جسوقت جانے تو کہ آدمی داخل ہوتے ہیں بیچ اسلام
میں گروہ گروہ تو فَسَبِّحْ پس تسبیح کر تو کہ نزدیک ہوگئی ہے وہ بِحَمْدِ رَبِّكَ ساتھ تعریف پروردگار تیرے کے اُسکی نعمت کے شکر میں عدد
رہنے کے اوپر وَاسْتَغْفِرْهُ اور بخشش چاہ تو اُس سے اور مراد بخشش چاہنے سے عاجزی اور انکساری کرنی ہی خدا کے آگے نہ گناہ کا بخشوانا ہے سو اسواسطے کہ وہ حضرت صلعم

گناہوں سے پاک تھے اور یا مراد اُن کی امت کے گناہوں کی بخشش کا طلب کرنا ہی اور رسول خدا کے حضرت سے منقول ہی کہ میں ہر روز سو بار استغفار کرتا ہوں سو مراد اس سے تعلیم امت ہوتا
استغفار ہے پس اسکے لیئے خدا فرماتا ہی کہ استغفار کر تو اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا تحقیق کہ وہ خدا توبہ قبول کرنیوالا ہی اُس شخص کا کہ جو توبہ اور استغفار کرے اور بلند کرنیوالا ہی
اُنکے درجوں کا اور حضرت اُم سلمہ سے روایت ہے کہ بعد نازل ہونے اس سورہ کی رسول خدا صلعم اُٹھتے اور بیٹھتے اور جاتے اور آتے اور سوتے اور بیدار ہوتے کہتے کہ سبحان اللہ وبحمدہ
واستغفر اللہ واتوب الیہ تب حضرت سے اس تسبیح کے پڑھنے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مجھکو حکم ہوا ہی اور بعد اسکے یہ سورہ تلاوت فرمایا پس معلوم ہوا کہ وہ حضرت موافق
حکم کے استغفار کرتے تھے اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ پہلے سب سے قرآن نازل ہوئی ہی اور بعد سب سورتوں کے اذا جاء نصر اللہ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ سورہ حجۃ الوداع
میں نازل ہوا ہے جس وقت کہ حضرت منی میں تھے اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوا ہے اور قصہ فتح مکہ کا بروایت محمد بن اسحاق وغیرہ اس طرح سے
ہی کہ جس وقت رسول خدا نے سال حدیبیہ میں قریش سے صلح کی اس شرط پر کہ اگر کوئی قریش میں سے رسول خدا کی عہد میں آئے تو قریش اُسپر اعتراض نہ کریں اور اگر کوئی
رسول خدا کے پاس سے قریش کے عہد میں جاوے تو رسول خدا اُسپر تنگی نکریں پس بنی خزاعہ رسول خدا کی عہد میں آئے اور بنی بکر عہد میں قریش کے اور بعد اسکے درمیان اُن دو
قبیلوں کے فتنہ عظیم پیدا ہوا کہ دعوی جہت سے کہ بنی بکر بنی خزاعہ پر کرتے تھے اور جس وقت قریش نے دیکھا کہ بنی بکر عہد میں آئے ہیں تو قریش نے مدد اُنکی کی اور بنی خزاعہ
شبخون مارا اور ایکو کئی جگہ سے مار ڈالا اور یہ لڑائی حرم باہر تھی اور بنی بکر کے مدد کرنیوالوں میں سے عکرمہ بن ابی جہل تھا اور سہیل بن عمرو تھا اور صفوان بن امیہ
تھا اور سوائے اُنکی بہت آدمی تھی اور بنی خزاعہ پناہ میں لائی اور نوفل نے بنی بکر سے کہا کہ حرم میں جاکر اپنا بدلا بنی خزاعہ سے لو اور بلا خلل حرم کی حرمت کا مت کرو
حرم میں اس سے زیادہ بدکام کرتے ہیں مثل زنا وغیرہ کے اور بنی خزاعہ بنا بدیل بن ورقہ کے مکان میں گئی اور بدیل قوم کا سردار تھا اُسنے باہر آکر کہا کہ
ای قوم یہ وہی عہد ہے کہ تمنے محمد کے ساتھ کیا تھا اور اب اُسکو توڑ ڈالا اور حرم کی تمنے بیقدری کی اور اگر حرمت حرم خدا کی نہوتی تو میں تمکو ہلاک کرتا اور ایک مرد
عمرو بن سالم خزاعی کو مدینہ کو اُسیوقت روانہ کیا اور جس وقت وہ مدینہ میں پہنچا اور رسول خدا صلعم مع اصحاب مسجد میں بیٹھے تھے اُسنے مسجد میں جاکر حضرت سے سب حال بیان کیا
حضرت نے فرمایا کہ ای عمرو تو اندیشہ مت کر کہ میں تمہارا عوض النبی لونگا کہ نصرت خدا کی بہت نزدیک ہے یہ فرماکر میمونہ خاتون کے گھر میں تشریف لیگئے اور فرمایا کہ پانی حاضر کر
میمونہ پانی لائی اور حضرت اس پانی سے غسل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نصرت دیا جاؤں نہیں اگر بنی کعب کو نصرت دوں ہیں اور بنی کعب قوم عمرو بن سالم کی تھی اور بدیل بن ورقہ بعد
روانہ کرنے عمرو کی مع بنی خزاعہ خود مدینہ کو روانہ ہوا اور مدد کرنی قریش کی بنی بکر کی اور توڑنا عہد قریش کا سب حضرت سے عرض کیا حضرت نے
اُسکا بہت اعزاز اور اکرام کیا اور فرمایا کہ تم جاؤ میں بھی تمہارے پیچھے آتا ہوں بدیل مکہ کو واپس چلا گیا اور حضرت نے فرمایا کہ ابوسفیان عہد جدید کرنیکے واسطے آئیگا اور
راہ میں بدیل سے ملاقات کریگا اور ایسا ہی ہوا کہ قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ تو محمد کے پاس عہد کی بنا کرنیکے واسطے جا ابوسفیان مدینہ کو روانہ ہوا اور عسفان میں بدیل سے
ملاقات ہوئی بدیل سے پوچھا کہ کہاں سے آتا ہی کہا کہ اپنے اونٹوں کی دیکھنے کو آیا تھا ابوسفیان مدینہ میں حضرت کے پاس پہنچا اور کہا کہ ای محمد اپنی قوم کی خون کی
حفاظت کر اور قریش کو امان دی اور صلح کی مدت تمام کر حضرت نے فرمایا کہ عہد کو تمنے توڑ ڈالا اور اب تم عذر کرنے آیا ہی کہا کہ ہم صلح پر ہیں عہد کو ہمنے نہیں توڑا ہی اور بعد اسکے
اُسنے ہر چند عذر کئی لیکن حضرت نے کچھ جواب نہ دیا وہ اُٹھکر اپنی دختر اُم حبیبہ زوجہ رسول خدا کے پاس آیا کہ وہ رسول خدا سے سفارش کری اور پاؤں اُٹھا اُنکی بستر پر رکھنا چاہا
اُم حبیبہ نے اٹھکر بستر کو لپیٹ لیا ابوسفیان نے اُس سے پوچھا کہ ای بیٹی میری تونے بستر کو کس واسطے لپیٹ لیا کہا کہ یہ بستر پیغمبر کا ہی اور تو مشرک نجس ہے جائز نہیں ہے کہ تیرا بدن نجس اسکو
مس کرے ابوسفیان کمال سے مایوس ہو کر حضرت علی کے پاس آیا اور کہا کہ ای پسر ابوطالب میری مقدمہ میں کچھ تدبیر کر فرمایا کہ تیری فائدہ کا امر میں کچھ نہیں جانتا
اور تو مہتر قریش کا ہے تو خود مسجد کی دروازہ پر جا اور قریش کو رہائی دے لوا اور حمایت اُنکی کر ابوسفیان مسجد دروازہ پر آیا اور کہا کہ ای لوگو میں قریش کی حمایت کو آیا ہوں
کسی نے جواب نہ دیا اور نہ رسول خدا نے اُسکی طرف توجہ کی ابوسفیان مایوس ہو کر مکہ کو روانہ ہوا تا کہ قریش کو خبر کرے اور مکہ میں جاکر قریش کو خبر کی اور رسول خدا نے اپنی اصحاب سے فرمایا کہ مستعد
جہاد کے ہو کہ مکہ کا سفر درپیش ہے اور دعا کو ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ خداوندا ہمارے روانہ ہونیسے قریش کو خبر مت کرنا اور بعد اسکی اصحاب سے فرمایا کہ اس حال کو لوگوں سے پوشیدہ رکھو
اور حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کو پیغمبر خدا کی روانہ ہونیکا خط لکھا اور حضرت کی سواری سے انکو خبر دی اور جبرئیل نے نازل ہو کر رسول خدا کو انکی خبر دینے سے مطلع کیا حضرت نے
علی بن ابیطالب کو جلدی سے روانہ کیا وہ اُس عورت کے پاس آئے مکہ کی پہنچے جو کہ خط لیگئی تھی اور وہ خط اُس عورت سے لیا اور تفصیل اسکی سورہ ممتحنہ میں گزر گئی ہی اور رسول خدا

و خدمت کی کہ رسولخدا سے ملاقات کریں حضرت نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ بسبب ان آزاروں اور ظلموں کے جو میں نے اوسی کھینچے ہیں اوس سے ملاقات نہیں کر سکتا ابوسفیان نے یہہ
حال سُنا اور اوسکی ہمراہ ایک لڑکا تھا کہا کہ سکتا ہاتہ پکڑکر صحرا کو چلا جاؤنگا اور ہم دونو بھوکے وہیں مر جاینگے اور یا یہ کہ پیغمبر ہمسے ملاقات کرے یہ خبر حضرت کو پہنچی حضرت نے اوپر
رحم کرکے اوسکو اپنی پاس بلایا انہوں نے اسلام کو قبول کیا اور حضرت وہاں سے کوچ کرکے منزل ظہران پر پہنچے اور خبر پیغمبر خدا کی آنیکی قریش پر پوشیدہ تھی اسواسطے کہ کوئی مدینہ سے
نہیں آتا تھا کہ اوس سے دریافت کریں اور رسولخدا کیطرف سے بہت خوف رکھتے تھے ابوسفیان بن حرب جو کہ مدینہ سے مایوس ہو کر آیا تھا اور حکیم بن حزام اور بدیل
بن ورقہ خبر کے دریافت کرنیکو مکہ سے باہر نکلے اور عباس کہتے ہیں کہ میں اس اندیشہ میں تھا کہ اگر رسولخدا اوس لشکر سے مکہ میں تشریف لائیں تو قریش کا نام و نشان باقی نرہیگا
اوس شب کو کہ رسولخدا منزل ظہران میں آئے اپنی اونٹ پر میں سوار ہو کر اراک میں آیا اس ارادہ سے کہ اگر کوئی لکڑہارا یا گھسیارا یا کہ دودھ لیجانیوالا ملے تو اسکو کہوں کہ قریش کو خبر
کریں تاکہ باہر نکلکر رسولخدا سے امان چاہیں میں اوس حدود میں پھرتا تھا کہ ناگاہ آواز ابوسفیان بن حرب کی میرے کان میں پہنچی و حضرت کے لشکر کی آگ جو انہوں نے دور سے دیکھی تھی
کہا کہ کیسی آگ ہے بدیل نے کہا کہ بنی خزاعہ کی آگ ہے ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ اوس سے زیادہ ہے اور بدیل جانتا تھا کہ لشکر رسولخدا کا آتا ہے اور یہ اوسی کی آگ ہے لیکن اوسنے ظاہر نکیا
اور عباس کہتے ہیں کہ میں نے اوسکی آواز سنکر کہا کہ اے ابوسفیان اوسنے سنکر کہا کہ تو ابوالفضل عباس ہے کہا کہ ہاں ابوسفیان نے کہا کہ ماں باپ میرے تجھ پر فدا ہوں تو کون ہے جسکا
لشکر تمہارے آگے ہے میں نے کہا کہ رسولخدا ہیں مع لشکر ظفر پیکر کے کہ دس ہزار آدمی ہیں اور تم کو انکی مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ابوسفیان نے کہا کہ اے ابوالفضل تو اس مقدمہ میں کیا
صلاح ہمارے واسطے دیکھتا ہے کہا کہ صلاح یہ ہے کہ تو میرے اونٹ کے پیچھے سوار ہو اور رسولخدا کے پاس چل کہ میں تیرے واسطے اون سے امان طلب کروں اور جو نہیں تو وہ تجہ پر فتح
پاکر تیری گردن کو جدا کریگا عباس کہتے ہیں کہ وہ میرے پیچھے سوار ہوا اور میں اوسکو لشکر کے درمیان لایا اور جس آگ پر میں گذرتا تھا وہ کہتا تھا کہ یہ رسولخدا کا چچا ہے
اور جس وقت عمر خطاب کی آگ پر پہنچے تو عمر نے ابوسفیان کی آواز کو پہچانا اور کہا شکر ہے خدا کا کہ ہمارے قبضہ میں آیا بدون عہد اور عقد کے اور رسولخدا کو خبر کرنیکو
روانہ ہوا اور میں اونٹ دوڑا کر اوس سے بڑھ گیا اور بعد میرے وہ بھی آیا اور کہا کہ یا رسولخدا یہ ابوسفیان ہے دشمن خدا کا حکم فرما کہ میں اوسکو گردن ماروں میں نے کہا کہ یا رسولخدا
ابوسفیان کو امان دی ہے کہ میں اوسکو لایا ہوں اور ابن خطاب نے اوسکی قتل میں مبالغہ کیا میں نے کہا کہ اے عمر یہ مرد عبد مناف میں سے ہے اگر بنی عدی میں سے ہوتا تو میں اسمیں کچھ مضایقہ
نکرتا رسولخدا نے فرمایا کہ میں نے اوسکو امان دی کل کو وہ میرے پاس آئے دوسرے روز میں اوسکو رسولخدا کے پاس لیگیا حضرت نے فرمایا کہ اے ابوسفیان وائے تجہ پر کیا ابتک وہ
وقت نہیں آیا ہے یقین کرے تو کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اوس خدائے پاک کے کہا کہ ماں باپ میرے تجہ پر فدا ہوں میں نے تو بدر اور احد کے روز ہی جانا تھا کہ اگر دوسرا خدا ہوتا تو
وہ ہماری فریاد کو پہنچتا حضرت نے فرمایا کیا وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو مجھکو پیغمبر اور بھیجا ہوا خدا کا جانے کہا کہ اس امر میں مجھکو تردد ہے میں نے کہا کہ گواہی حق ہونیکی دے پہلے اس سے کہ
تجھکو گردن ماریں کہا کہ اس مقدمہ میں مجھکو دو ماہ کی مہلت دو حضرت نے فرمایا کہ میں نے چار ماہ کی مہلت تجھکو دی اور مجھکو فرمایا کہ اسکو لشکر کی گذرگاہ میں بٹھلا تاکہ آدمی
جانیں کہ اسکو امان ہے میں نے کہا کہ یا رسولخدا تم جانتے ہو کہ یہ فخر اور عزت کو بہت دوست رکھتا ہے حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی اسکے گھر میں جائے اسکو امان ہے اور جو کوئی مسجد الحرام میں
جائے اسکو امان ہے اور جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے اسکو امان ہے اور میں نے ابوسفیان کو گذرگاہ تنگ پر بٹھلا دیا اور لشکر جو گذرتا تو پوچھتا کہ یہ کون ہیں جس وقت
رسولخدا بڑی دبدبہ اور حشمت اور جلال سے تشریف لائے اور ہمراہ حضرت کے مہاجرین اور انصار تھے کہ سب لوہے میں غرق ہو رہے تھے اور عجب شان اور شوکت سے آتے تھے کہ مثل
انکی کبھی کسیکو نہ دیکھا تھا انکو پوچھا تو میں نے کہا کہ یہ رسولخدا ہیں سنکر کہا کہ اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کی بڑی بادشاہی ہے میں نے کہا کہ یہ بادشاہی نہیں ہے بلکہ یہ دبدبہ اور شان
اور شوکت نبوت کی ہے اور سب مکے کو روانہ ہوا اور حضرت نے فرمایا کہ نشان میرا حجون میں کہ وہ زیادہ بلند جگہ مکہ میں ہے گاڑ دو اور اوس سے آگے مت بڑھیو یہانتک کہ میں وہاں پہنچوں
اور فرمایا کہ کسی سے جنگ مت کیجیو اور اگر تمسے کوئی لڑے تو تم بھی اوس سے لڑو اور چار آدمیوں کے قتل کا حکم دیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور حویرث اور عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ کا
اور دو عورتوں گانیوالیوں کے قتل کا حکم دیا کہ وہ رسولخدا کی ہجو اور مذمت گایا کرتی تھیں فرمایا کہ ان چھ آدمیوں کو قتل کرو اگرچہ وہ کعبہ کے ستون کو جا پکڑیں امیرالمؤمنین نے
حویرث کو اور ایک عورت کو ان دونوں میں سے قتل کیا اور ایک عورت بھاگ گئی اور مقیس کو بازار میں قتل کیا اور ابن خطل کو دیکھا کہ کعبہ کا ستون پکڑے ہوئے تھا سعید بن حارث اور عمار یاسر نے اوسکو قتل کیا
اور امیرالمؤمنین نشان کو اوٹھا کر اپنی بابو طالب کے گھر روانہ ہوئے اور کفار نے اوس مکان میں پناہ لی تھی اور حضرت علی اپنا منہ چھپائے ہوئے نکلے اور خود سر پر رکھے ہوئے تھے آواز دی کہ جو کوئی دشمن خدا کا

اس گھر میں ہے وہ باہر آئی اور اُم ہانی نے اپنے بھائی علیؑ کو نہ پہچانا اور کہا اے جوان میں دختر ابوطالب کی ہوں اور بہن علیؑ کی میری حرمت نگاہ رکھ تو کہا امیر المومنین نے فرمایا کہ دشمنان خدا کو اپنے
گھر سے باہر کر اُم ہانی نے کہا کہ بخدا تیری شکایت پیغمبر سے کرونگی امیر المومنین نے خود اپنے سر سے اٹھایا اُم ہانی نے اپنے بھائی کو پہچانا تو دوڑی اور رکاب حضرت علیؑ کو بوسہ دیا اور کہا اے علیؑ میں نے
قسم کھائی ہے کہ تیری شکایت رسولخدا سے کروں اس قضیہ میں کیا کرنا چاہئے فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے میری شکایت کر اُم ہانی فرماتی ہیں کہ میں نے رسولخدا کو دیکھا خیمہ میں غسل کرتے تھے میں کہنے کی جانبکے واسطے
گئی جا کر کہا کہ یا رسولخدا کیا کیا دیکھا میں نے آج علیؑ سے حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ اے اُم ہانی تجھکو شرم نہیں آتی ہے کہ تو علیؑ کی شکایت رسولخدا سے کرتی ہے اس واسطے کہ وہ دشمنان خدا کو
رنج پہنچاتا تھا رسولخدا یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ جو لوگ کہ تیرے گھر میں اور تیری حمایت میں ہیں وہ میری حمایت میں ہیں اس سبب سے کہ تو بہن علیؑ کی ہے اور یہ سب علیؑ کی برکت سے تیرے واسطے حاصل ہے اور بعد اسکے
رسولخدا مکہ میں تشریف لائے اور اشراف قریش کے یہ گمان تھا کہ محمد ہم سے لڑیگا اور ہمکو قتل کریگا سب خانہ کعبہ میں داخل ہو گئے اور وہ حضرت مسجد الحرام میں تشریف لائے اور کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا
لا الہ الا اللہ وحدہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ یعنی نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش کے مگر وہ خدائے حق کہ تنہا ہے وہ اور وفا کیا اسنے وعدہ اپنے کو اور
نصرت کی بندہ اپنے کی اور شکست دی اسنے گروہوں کفار کو اور بعد اسکے فرمایا کہ جانو تم اے لوگو کہ ہر مال اور ثروت اور خون جسکا دعویٰ کرتے ہیں آدمی وہ سب آج میرے زیر قدم ہے مگر
دربانی کعبہ کی اور سیراب کرنا حاجیوں کا وہ اسکی اہل کی طرف پھیر دیا گیا ہے اور جانو تم کہ مکہ قتل اور غارت اور شکار سے حرام کیا گیا ہے خدا کی حرام کرنے سے اور حلال نہیں ہوا ہے کسیکے واسطے جو کہ پہلے
مجھسے تھے اور حلال نہیں ہے مجھپر مگر ایک ساعت اور بعد اسکے حرام ہے قیامت تک اور گھانس اسکی نہ کھائیں اور درخت اسکا نہ کاٹیں اور نہ کھاریں اور شکار اسکا نہ بھگائیں اور گری ہوئی
چیز کو اسمیں سے نہ اٹھائیں مگر جس وقت کہ اسکی مالک کو تلاش کریں اور جانو تم اے قریش کہ خدا نے تمہاری جاہلیت کے غرور کو قطع کیا اور تم بہت برے ہمسایہ تھے کہ تم نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا
اور اسکو وطن سے نکال دیا اور اسپر بھی کفایت نہ کی اور راضی نہ ہوئے یہانتک کہ میرے شہر میں مجھسے لڑنے گئے اور مجھسے لڑائی کی کہو کہ اب کیا ہے تمہارا گمان میری طرف کیا کہتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا
کرونگا سب نے کہا کہ ہمارا گمان تیری طرف خیر کا ہے کہ تو بڑا کریم ہے اور رحیم ہے اور حلیم ہے اور پیشوا ہمارا ہے اور سردار ہمارا حضرت نے فرمایا کہ جاؤ میں نے تم سبکو آزاد کیا جس وقت ان لوگوں نے یہ
بات سنی تو سب اپنے گھروں سے ایسے نکلے کہ جیسے مردے زندہ ہو کر قبروں سے نکلتے ہیں اور اسی سبب سے مکہ والوں کو طلقا کہتے ہیں یعنی آزاد کیے ہوئے پیغمبر کے اور حضرت صفا پر جا بیٹھے اور وہ لوگ گروہ
گروہ آتے تھے اور اسلام میں داخل ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فرمانبردار ہیں اور عورتوں نے سنا تو وہ بھی آئیں اور اسلام میں داخل ہوئیں اور مرد و عورت سب نے بیعت کی اور بہت آدمی مکہ سے
بھاگ گئے تھے حضرت کی رحمدلی و شکر گزاری کو سنکر وہ پھر چلے آئے اور حضرت کے ہاتھ پر ایمان لائے اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز رسولخدا مسجد الحرام میں تشریف لائے تین سو ساٹھ بت کعبہ
کے گرد تھے حضرت کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس سے بت کو مار کر اوندھا کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ آیا حق اور گیا باطل اور کہتے ہیں کہ یہ سورہ نازل ہوا تو رسولخدا نے اسکو صحابہ کے روبرو پڑھا سب
خوش اور مسرور ہوئے اس سورہ کو سنکر مگر حضرت عباس کہ جس وقت اس سورہ کو سنا تو رونے لگے رسولخدا نے فرمایا کہ اے چچا تمکو کیا ہوا ہے تم کیوں روتے ہو کہا کہ میں اس واسطے روتا ہوں کہ یہ سورہ تیری
وفات کی خبر دیتا ہے حضرت نے فرمایا کہ البتہ اسی طرح ہے جیسا تم کہتے ہو اور اس سورہ کے نازل ہونے کے دو برس بعد حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی اور اس وقت میں کسی نے حضرت کو مسرور
اور خندان نہ دیکھا **سورۃ تبت** اور اس سورہ کو سورہ ابی لہب اور سورہ مسد بھی کہتے ہیں اور یہ سورہ مکی ہے اور آیتیں اسمیں پانچ ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا
کہ جو کوئی اس سورہ کو پڑھے ابولہب پر لعنت کرے اس واسطے کہ وہ پیغمبر خدا کی اور خدا کے احکام کا جھٹلانیوالوں میں سے تھا **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کہتے ہیں کہ جس وقت
آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو رسولخدا کوہ صفا پر تشریف لیگئے اور آواز دی کہ یا صباحاہ اور اس کلمہ کو وقت نازل ہونے بلا کے مثل قتل اور غارت کے استعمال کرتے
ہیں اور رئیس قریش کے جو کہ حضرت کے ہمسایہ اور قرابت کے تھے حضرت کی آواز سنکر اپنے اپنے گھروں سے سب حضرت کی طرف دوڑے اور کہا کہ کیا ہوا ہے تجھکو حضرت نے فرمایا کہ اگر تمکو خبر دوں میں
کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک جماعت فوج دشمنوں کی ہے کہ ارادہ رکھتے ہیں اسکا کہ صبح یا شام کو وہ تم پر دوڑیں اور تمکو قتل اور غارت کریں تو تم مجھکو راست جانوگے یا نہیں کہنے لگے کہ ہاں اس واسطے کہ تجھسے اس وقت
تک تو نزدیک ہمارے سچا ہے اور جھوٹ تمکو نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ تم مجھکو سچا جانتے ہو تو یقین جانو تم کہ میں ڈرانیوالا ظاہر ہوں تمکو عذاب سخت سے کہ وہ عذاب دوزخ کا ہے ابولہب اٹھا اور کہا کہ
تبا لک الہذا دعوتنا جمیعا یعنی ہلاکت ہو واسطے تیرے سو کیا اسی واسطے تو نے ہم سبکو بلایا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسنے اپنے دونوں ہاتھ سے پتھر اٹھایا اور چاہا کہ حضرت پر دے مارے اس وقت
حقتعالیٰ نے یہ سورہ نازل کیا کہ **تبت یدا ابی لہب** ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے کہ اسنے پتھر اٹھا کر چاہا تھا کہ میرے حبیب پر مارے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد دونوں ہاتھ کے
ہلاک ہونے سے تمام بدن اسکا ہلاک ہونا یعنی اسکا نفس ہلاک اور نابود ہو جاوے اور وہ چچا رسولخدا کا تھا اور سب سے زیادہ وہ ملعون حضرت سے عداوت رکھتا تھا اور طارق بن عبد اللہ سے
نقل ہے کہ ابتدائے اسلام میں ایک روز میں بازار ذوالمجاز میں گیا ایک جوان کو دیکھا کہ پوشاک سرخ پہنے ہوئے تھا اور بزبان فصیح کہتا تھا کہ اے لوگو کہو تم لا الہ الا اللہ تاکہ رستگاری پاؤ تم

اور ایک شخص لوگوں دیکھا اسکے پیچھے جاتا تھا اور کہتا تھا کہ اسکی بات مت سنو یہ دروغ گو ہے اور پتھر اسپر مارتا تھا یہانتک کہ پنڈلیاں اسکی خون آلودہ ہو جاتی تھیں پوچھا یہ کون ہیں پس ایک شخص نے کہا کہ وہ جوان لباس سرخ پہنے ہوئے محمد قریشی ہے لوگوں کو طرف خدا کی بلاتا ہے اور وہ شخص کہ پیچھے اسکے پتھر مارتا ہوا جاتا ہے اسکو جھٹلاتا ہے وہ چچا اسکا ابولہب ہے اور کہتے ہیں کہ اشراف قریش کو سننے اپنی طرف کر لیا اور کہتے ہیں کہ نام اسکا عبد العزیٰ ہے خدا تعالیٰ کو مکروہ معلوم ہوا عزیٰ کی عبدیت کا نام ذکر کرنا اور بعضے کہتے ہیں کہ اسکی کنیت دوزخی ہونیکی موافق تھی اسواسطے اسکی کنیت کا ذکر کرنا مناسب ہوا وَّ تَبَّ ؕ اور ہلاک اور نابود ہوا ابولہب عذاب میں کہ مستحق تھا رسول خدا کی دشمنی کی جہت سے اور صیغہ ماضی کا اسکی تحقیق وقوع کی جہت سے آیا ہے اور سعید بن مسعود سے روایت ہے کہ جسوقت ابولہب کو دوزخ سے اور اسکی عذاب سے ڈرایا تو کہا کہ جو کچھ کہ تو کہتا ہے وہ حق ہے تو میں کل کو اپنے مال کی عوض میں اپنے تئیں عذاب دوزخ سے خرید لونگا اور دوزخ سے خلاصی پاؤنگا حقتعالیٰ نے اسکی رد میں فرمایا کہ مَاۤ اَغْنٰی عَنْهُ نہ بے پروائی کریگا اور نہ دفع کریگا اس سے ہلاکت اور عذاب دوزخ کو مَالُهٗ مال اسکا خواہ اسکو بسبب نفع سے یا بوجہ تجارت حاصل کیا اور نقد و جنس جو کہ اسکو میراث میں پہنچا ہے وَمَا كَسَبَ ؕ اور جو کچھ کہ کمایا ہے اسنے معاملات اور تجارتوں کے اور کسب میں اسکی اولاد بھی داخل ہے کہ انکو اسنے حاصل کیا ہے اور منقول ہے کہ ایک روز پسران ابولہب ابن عباس کے پاس اپنا جھگڑا لیکر آئے فیصلہ کیواسطے اور وہ اسوقت مسجد الحرام میں بیٹھا تھا اور وہ گفتگو کرنے لگے یہانتک کہ نوبت انکی آپس میں زدوکوب کی پہنچی ابن عباس نے فرمایا کہ نکالو تم میرے پاس سے ناپاک کمائی کو یعنی پسران ابولہب کو اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ مال اسکا جو کہ پیغمبر کی عداوت میں خرچ کرتا تھا اور عمل ناپاک اسکا یعنی کر اسکا جو کہ پیغمبر کیواسطے کرتا تھا انسے کچھ نفع اسکو دنیا میں نہ پہنچا اور کہتے ہیں کہ بعد جنگ بدر کے عدسہ کی بیماری سے مرا اور تین روز تک لاش اسکی پڑی رہی اور بدن اسکا بدبو دینے لگا اور ایسی بدبو اسمیں سے آتی تھی کہ کوئی قریب اسکے نجاتا تھا آخر کو چند حبشیوں کو مزدوری دیکر اسکو دفن کرایا اور عدسہ بیماری ہے کہ جسمیں مثل عدس کے بدن پر دانے نکلتے ہیں اور آدمی اس سے ہلاک ہو جاتا ہے اور طاعون کی قسم میں سے ہے سَيَصْلٰى قریب ہے کہ داخل ہو وہ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ آگ شعلہ مارنیوالی میں کہ وہ آگ دوزخ کی ہے وَّامْرَاَتُهٗ ؕ اور عورت اسکی ام جمیلہ دختر حرب وہ بھی قریب ہے کہ داخل ہو آتش دوزخ شعلہ مارنیوالی میں کہتے ہیں کہ وہ عورت زوجہ ابولہب ابوسفیان کی بہن تھی اور آنکھوں سے کانی تھی کہ ایک آنکھ رکھتی تھی اور رسول خدا صلعم سے بہت عداوت رکھتی تھی اور رسول خدا کی ہمسایہ میں اسکا گھر تھا دن کو کانٹے جمع کرتی اور شب کو وہ کانٹے حضرت کے رستہ میں ڈال دیتی تاکہ وہ کانٹے حضرت کے پیروں میں لگیں اور پائے مبارک میں چبھیں اور وہ حضرت واسطے نماز صبح کے گھر سے باہر نکلتے تو ان کانٹوں کو رستہ میں سے اٹھاتے اور نرمی سے فرماتے کہ یہ کیا ہمسائیگی ہے کہ جو میرے راہ کرتے ہو حقتعالیٰ نے اس عورت کو اس صفت کے ساتھ بیان کیا چنانچہ فرمایا کہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ اٹھانیوالی لکڑیوں اور کانٹوں کی اور عاصم نے حمالۃ کو منصوب علی الذم پڑھا ہے اور باقیوں نے مرفوع پڑھا ہے صفت امراۃ کی کہکر یا خبر مبتدائے محذوف کی یعنی ہی حمالۃ الحطب اور کہتے ہیں کہ وہ دوزخ کا ایندھن اپنے سر پر اٹھانیوالی ہوگی اسواسطے کہ وہ گناہوں کا بوجھ اٹھاتی تھی پیغمبر سے عداوت کر کے اور اپنے شوہر کو پیغمبر کی ایذا دینے پر اٹھاتی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد ایندھن کے اٹھانے سے چغل خوری اسکی ہے کہ باعث روشن ہونے آتش نزاع اور عداوت کا ہے اور وہ عورت اس خصلت کے ساتھ مشہور تھی اور رسول خدا کی چغلی کھاتی تھی کفار سے اور کہتے ہیں کہ حقیقت میں وہ عورت پریشان حال تھی اور فقر اور فاقہ میں گرفتار تھی اور لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لاتی تھی اور اسکو فروخت کرتی تھی ایک روز گٹھا لکڑیوں کا پشت پر اٹھا کر لاتی تھی اور رسی اسکی گردن میں تھی جسوقت تھک گئی اور ماندہ ہو گئی تو اس گٹھے کو ایک پتھر پر رکھدیا آرام لینے کیواسطے اور رسی اسکی گردن میں اسکی تھی ایک فرشتہ آیا اور اس گٹھے کو پتھر پر سے کھینچ کر دیا اور رسی سے اسکا دم بند ہو گیا اور گلا اسکا گھٹ گیا اس صدمہ سے وہ دوزخ کو روانہ ہوئی حقتعالیٰ نے اسکی حقارت کیواسطے فرمایا کہ وہ لکڑیاں پشت پر اٹھانیوالی ہے کہ فِیْ جِیْدِهَا بیچ گردن اسکی کے حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۠ رسی ہے بنی ہوئی پوست درخت خرما کی کہ جس سے لکڑیوں کا پشتارہ باندھکر پشت پر رکھتی تھی اور رسی کو گلے میں ڈالتی تھی اور حقتعالیٰ نے یہ حال ذلیل اسکا اسواسطے بیان کیا تاکہ وہ اور اسکا شوہر کہ اپنے تئیں خاندان عالی میں سے شمار کرتے تھے یہ سنکر غصہ ہوں اور اپنے دلوں میں جلیں اور پیچ کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد اس رسی سے وہ ہے کہ جس سے کانٹوں کو باندھکر رسول خدا کی راہ میں کانٹے ڈالتی تھی اور کہتے ہیں کہ قیامت کے روز اسطرح رسی آگ کی اسکی گردن میں ہوگی اور گٹھا آگ کی لکڑیوں کا اسکی پشت پر ہوگا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ رسی زنجیر ہوگی آگ کے لوہے کی لعدر ان کی اسکی ستر گز کی ہوگی اور زنجیر کو اسکی منہ میں ڈالکر اسکی مقعد میں سے نکالینگے اور بعضے کہتے ہیں کہ اس عورت کے پاس ایک ہار قیمتی جواہر کا تھا کہتی تھی کہ میں اسکو فروخت کرتی ہوں اور قیمت اسکی محمد کی عداوت میں خرچ کرتی ہوں حقتعالیٰ نے اسکے مقابلہ میں زنجیر آگ کی اسکے گلے میں ڈالیگا اور اس سے اسکو عذاب کریگا اور حضرت کاظم علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جسوقت یہ سورۃ نازل ہوا تو ام جمیل اپنی نوبت سنکر بے طاقت ہوئی اور ایک پتھر اٹھا کر مسجد الحرام کی طرف روانہ ہوئی کہ وہ پتھر پیغمبر خدا کے جا کر مارے اور رسول خدا اور ابوبکر مسجد میں بیٹھے تھے ابوبکر نے اسکو جب آتے دیکھا

ع ۱ ۵ ۲۶

دیکھکر کہا کہ یا رسول خدا ایسا نہو کہ یہ حضرت کو دیکھ لیوے اور ستاوے پھر آنحضرت نے فرمایا کہ مجھکو نہ دیکھ سکیگی خدا تعالیٰ نے ام جمیل اور حضرت کے درمیان ایک حجاب کر دیا کہ وہ حضرت کو نہ دیکھ سکی اور ابوبکر سے پوچھا کہ محمد کہاں گیا ہے ابوبکر نے کہا کہ جدہر اسکی خدا نے چاہا ہوگا کہا میں گئی تھی کہ اسکو دیکھتی تو اسکی پتھر مارتی کہ اسنے میری ہجو کہی ہے اور کہتے ہیں کہ ایکروز عقیل معاویہ کے پاس گئے اور حاضر جواب تھے نمیم اور مشہور تھے معاویہ نے حضار مجلس سے کہا کہ یہ عقیل ہے جسکا چچا ابولہب ہے عقیل نے کہا یہ معاویہ ہے جسکی پھوپھی حمالۃ الحطب ہے اور ایکروز معاویہ نے کہا کہ ای عقیل تمہارا چچا دوزخ کے کونسے طبقہ میں ہے کہا عقیل نے کہا جسوقت تو دوزخ میں جائیگا تو اپنے دست چپ کیطرف نگاہ کرنا کہ تو اپنی پھوپھی حمالۃ الحطب کو آگ کی زنجیر میں بندھا ہوا دیکھیگا اور اسی جگہہ تو اپنے چچا ابولہب کو معلوم کر لینا

سورۃ الاخلاص

یہ سورہ مکی ہے اور بعضے اسکو مدنی کہتے ہیں اسمیں تین آیتیں ہیں اور بعضے چار کہتے ہیں اور سورہ اخلاص اسکو اسواسطے کہتے ہیں کہ سوائے کلمہ توحید کے اسمیں اور کچھ نہیں ہے اور کلمہ توحید کو کلمہ اخلاص کہتے ہیں اور آیا ہے کہ جو کوئی اس سے اعتقاد رکھے وہ مومن مخلص ہے اسواسطے اسکو سورہ اخلاص کہتے ہیں اور بعض اسکو سورہ توحید اور سورہ الصمد اور نسبۃ الرب بھی کہتے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قل ہو اللہ احد تہائی قرآن ہے اور امیر المومنین علیہ السلام فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک مرتبہ قل ہو اللہ احد کو پڑھے اسکو تہائی قرآن کا ثواب ہو اور جو کوئی دو مرتبہ پڑھے اسکو دو تہائی قرآن کا ثواب ملے اور جو کوئی اسکو تین مرتبہ پڑھے تو اسکو تمام قرآن کا ثواب ملے اور حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جسوقت سعد معاذ وفات پائی تو رسول خدا نے اسپر نماز پڑھی اور فرمایا کہ جبرئیل نے مع ستر ہزار فرشتوں کی اسپر نماز پڑھی سعد پر نماز پڑھی لوگوں نے پوچھا یا رسول خدا سعد نے یہ بزرگی اور فضیلت کہاں سے پائی فرمایا کہ قل ہو اللہ احد کو اسنے اپنا ورد اور وظیفہ کیا تھا اور اٹھتے اور بیٹھتے اور سوار ہوتے اور پیادہ چلتے اور آتے اور جاتے ہمیشہ اسکو پڑھا کرتا تھا اور دوسری حدیث میں حضرت صادق نے فرمایا ہے کہ جسپر ایک شب و روز گزر جائے اور وہ سورہ قل ہو اللہ احد کو نہ پڑھے تو اسکو کہا جاتا ہے کہ اے بندہ خدا تو نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں ہے اور فرمایا کہ جسپر جمعہ گزر جائے اور وہ قل ہو اللہ احد نہ پڑھے تو ابولہب کے دین پر وہ مرا ہوا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھے تو قل ہو اللہ احد کو بعد نماز کے ترک نکرے اسواسطے کہ جو کوئی اسکو پڑھے اسکی نیکی دنیا اور آخرت کی جمع کیا ہوا اور بخشے خدا اسکو اور اسکی ماں باپ کو اور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو کوئی قل ہو اللہ احد کو وقت سونے کے پڑھے خدا تعالیٰ اسکی پچاس برس کے گناہوں کو بخشے اور ایک شخص کو رسول خدا نے سنا کہ وہ قل ہو اللہ احد پڑھتا تھا فرمایا کہ واجب ہوا لوگوں نے پوچھا کہ کیا واجب ہوا فرمایا کہ بہشت اسپر واجب ہوا اور اسیطرح اسکی پڑھنے کی ثواب کی کثرت سے روایتیں ہیں اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں نے رسول خدا سے پوچھا کہ تو اپنے پروردگار کا نسب بیان کر سو آنحضرت تین بار انہوں نے یہی پوچھا لیکن آنحضرت جواب نہیں دیتے تھے یہانتک کہ جبرئیل یہ سورہ لیکر آئے اور آنحضرت نے وہ انکو پڑھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ کہہ تو ای محمد صلعم اس شخص سے کہ جو خدا کی نسبت سے سوال کرتا ہے کہ ھُوَ اللّٰہُ وہی خدا جمع کرنیوالا کامل وصفوں کا کہ اَحَدٌ ایک ہی ہے ذات اور صفات میں اور کہتے ہیں کہ ہو ضمیر شان کی ہے اسواسطے کہ مرجع اسکا پہلے اس سے مذکور نہیں ہے اور جملہ اسمیہ بعد اسکی خبر ہو گئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مرجع اسکا وہ چیز ہے کہ جسسے یہودیوں نے سوال کیا تھا یعنی شان امر عظیم یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور دوسرا اسکی واسطے نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہو کنایہ ہے اسم خدا سے اور اللہ خبر اسکی ہے اور بدل ہے یا خبر ثانی ہے اور احد کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ ایک ہے اور مثل اسکی کوئی نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہے معبود اور قدیم ہونے میں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ ایک ہے صفت ذات میں کہ دوسرا شریک اسکا نہیں ہے اور فرق واحد اور احد میں یہ ہے کہ واحد حساب اور عدد میں داخل ہے اور احد داخل نہیں ہے اور واحد کی واسطے ثانی ہوسکتا ہے اور احد کیواسطے ثانی نہیں ہے اور واحد کو عقل والے اور بے عقل کی چیز دونوں سب پر اطلاق کر سکتے ہیں اور احد کو نہیں کہہ سکتے ہیں مگر عقل والوں کو کہ جنکی شان سے کامل ہونا ہے اور کہتے ہیں کہ احد سے مراد محض ذات ہے بدون کثرت اور واحد میں اعتبار کثرت کا ہوسکتا ہے اور امام محمد باقر نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ظاہر کر تو ای محمد جو کہ ہم نے تجھپر وحی کی ہے اور خبر دی ہے تجھکو حرفوں کی مرکب ہونے سے کہ پڑھتے ہیں ہم اسکو تجھپر تا کہ ہدایت پائے اس سے جو کوئی کہ کان سننے والا رکھتا ہو اور دل دریافت کرنیوالا رکھتا ہو اور ہو اسم ہے کہ اشارہ کیا گیا ہے اسکے طرف غائب کے اور ہا اسمیں خبر دیتی ہے ایک معنی ثابت سے اور واو اسی اشارہ کا طرف غائب ہونیکی حواس سے جیسا کہ ہذا سے اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ حاضر ہو نزدیک حواس کے اور سبب اسکی نازل ہونیکا یہ ہے کہ کفار خبر دیتے تھے اپنے معبودوں کی اشارہ کے لفظوں سے ایک چیز حاضر اور دریافت کیگئی کو اور کہتے تھے کہ یہ ہیں ہمارے حاضر ہیں اور ہماری آنکھوں سے دریافت کیے جاتے ہیں اور دیکھے جاتے ہیں اور تو ای محمد تو اشارہ کر اپنے خدا کیطرف کہ جسکی طرف تو ہمکو بلاتا ہے تا کہ ہم اسکو دیکھیں اور دریافت اسکی ہمکو حاصل ہو اور ہم ایمان لائیں اور اسکی عبادت میں مشغول ہوں پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قل ہو

پس نام سے تنبیہ کی اور خبر دی اپنی وجود کی ثابت ہونیکی اور ہو سے اشارہ کیا وہ غائب ہے آنکھوں کی دیکھنے سے بلکہ وہ پیدا کرنیوالا آنکھونکا اور پیدا کرنیوالا حواس کا ہی اور بعد اسکی
فرمایا کہ مجھکو خبر دی ہی میرے باپ نے اپنی باپ حسین بن علی سے اور انہونے امیر المومنینؑ سے فرمایا امیر المومنینؑ نے کہ بدر کی لڑائی سے ایک شب پہلی مینے حضرت خضر کو خواب میں
دیکھا اور خضر سے مینے کہا کہ مجھکو ایسی چیز تعلیم کرو کہ جس سے میں اعداء دین پر فتح اور نصرت پاؤں فرمایا کہ کہہ تو یا ہو یا من لا ہو الا ہو اور جب دن ہوا تو میں رسول خدا کی
پاس گیا اور سب قصہ بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ ای علی تونے اسم اعظم کو جان لیا کہ تجھکو خضر نے اسم اعظم تعلیم کیا ہی پس اسکو مین بدر کی لڑائی میں پڑہتا تھا اور دشمنوں پر
غالب ہوتا تھا اور بعد اسکی امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے بدر کی لڑائی میں قل ہو اللہ احد کو پڑہا اور بعد اسکی فرمایا کہ یا ہو یا من لا ہو الا ہو اغفر لی وانصرنی
علی القوم الکافرین اور جنگ صفین میں بھی وقت لڑائی کی اسکو پڑہتے تھی اور عمار یاسر نے پوچھا کہ یا امیر المومنینؑ یہ کیا کنایہ ہے فرمایا کہ یہ اسم اعظم ہے اور ستون توحید کا ہی ایک جانبی
کا ہی وہ خدا کہ سوائے اسکی کوئی سزاوار پرستش کا نہیں ہے اور سورہ حشر کی آخر کو تلاوت فرمایا اور سواری سے نیچے اتر کر چار رکعت نماز کی پڑہی حال سے پہلی خدا تعالی نے
انکو غالب اور فتحیاب کیا اور پھر امیر المومنینؑ سے نقل کی کہ اللہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ معبود ہی کہ مخلوقات اسکی معرفت میں حیران ہیں اور پوشیدہ ہی وہ دیکھنی آنکھوں کے سے اور پوشیدہ ہے
وہموں سے اور دل کی خطروں سے اور فرمایا امام محمد باقرؑ نے کہ مراد امیر المومنینؑ کے کلام سے یہ ہی کہ خدا وہ معبود ہی کہ سب حیران اور سرگردان ہیں اسکی حقیقت اور ماہیت کے
پانے میں اور عرب کسی چیز میں حیران ہوتا ہی تو کہتا کہ الہ الرجل اور بعد اسکی فرمایا کہ احد تنہا کے معنی میں ہے کہ جسکا کوئی مثل اور نظیر نہو ذات میں اور صفات میں اور
توحید سے مراد اقرار کرنا ایک جاننی خدا کا ہے اللّٰہ الصمد خدا کی بے نیاز ہونے محتاج ہی اور پناہ ہے سب عاجزوں اور محتاجونکی اور نہ کھاتا ہی اور نہ پیتا ہی اور نہ سوتا ہی اور بعضی
اسکی معنی میں کہتے ہیں کہ جو شر اور حسد سے کہ سب کا منھ اسکی طرف رجوع کریں اور اگر رہ کا لفظ ہوتا تو آیا ہی کہ سوائے اسکی کوئی صمد نہیں ہے اور جو کوئی صمد نہو وہ معبود
نہیں ہو سکتا ہی اور بعضے کہتے ہیں کہ صمد وہ ہے کہ جو چاہی سو کرے اور حضرت امام رضا سے روایت کی ہیں کہ صمد وہ ہی کہ عقلیں سب کی جسکی کیفیت دریافت کرنی میں ناامید ہوں
اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ صمد وہ ہے کہ جو سرداری اور رسید ہونے میں انتہا کو پہنچا ہو اور ہمیشہ سے چلا آیا ہی اور ہمیشہ کو چلا جائیگا اور صمد وہ ہے کہ نہ کھاوی اور نہ پیوی اور نہ
خواب ہی اور صمد وہ ہے کہ جسکی سب فرمانبرداری کریں اسکی اوپر اور کوئی حکم کرنیوالا اور منع کرنیوالا نہو اور محمد حنفیہ سے روایت ہے کہ وہی صمد کہ جو اپنی ذات سے قائم ہو اور اپنی
غیر سے بے پروا ہو اور جسکے واسطی بگڑ جانا اور ہو جانا نہو اور حضرت سجادؑ نے فرمایا ہی کہ صمد وہ ہے کہ جسکے واسطی شریک نہو اور نگہبانی شی کی اسکو درماندہ اور تھکنی
والا نکری اور کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہو اور زید بن علیؑ نے روایت کی ہی کہ صمد وہ ہے کہ جو وقت لفظ کن سے ارادہ کسی چیز کے پیدا کرنیکا کری وہ اسیوقت پیدا ہو جاوی
اور کہتے ہیں بصرہ کے لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کو خط لکھکر صمد کے معنی سے سوال کیا ان حضرتؑ نے اسکا جواب لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ای اہل بصرہ قرآن میں
خوض مت کرو اور اسمیں جھگڑا مت کرو اور بدون علم کے اسمیں گفتگو مت کرو کہ مینے اپنے جد رسول اللہ صلعم سے سنا ہے فرماتے تھی کہ جو کوئی قرآن میں بدون علم
کے اپنی رای سے کہی پس جگہہ اسکی دوزخ میں ہوگی اور ای اہل بصرہ خدا تعالی نے خود تفسیر صمد کی اپنی قول سے بیان کی ہی کہ لم یلد نہیں جنا کسی کو
خدا یعنی کوئی چیز اس سے پیدا نہیں ہوتی ہی مثل فرزند کے یا مانند کثیف چیزوں کے جیسے کہ مخلوقات سے پیدا ہوتی ہیں مثل بول اور براز اور حرکت اور عرق
وغیرہ کی اور نہ کوئی لطیف چیز اسمیں سے نکلتی ہے مثل سمع اور نفس کی اور نہ عوارض اسکی واسطے ہیں مثل سونے اور اونگھنے اور غم اور خوشی اور رنج اور ہنسنے اور رونے اور خوف
اور امید اور بھوک اور سیری اور پیاس اور آرام اور رنج اور ملنے اور موت اور حرکت چلنے اور پھرنے وغیرہ کی کہ کوئی چیز انمیں سے پیدا نہیں ہوتی ہی و لم
یولد اور نہ جنا گیا ہی وہ خدا یعنی کسی چیز سے وہ پیدا نہیں ہوا ہی اور نہ کسی چیز میں سے نکلا ہی مثل کثیف چیزوں کے جیسے کہ حیوان حیوان سے پیدا ہوتی ہی اور
گھانس زمین سے نکلتی ہی اور پھل درختوں میں سے نکلتے ہیں اور پانی پہاڑوں اور زمین میں سے نکلتا ہی اور نہ مثل لطیف چیزوں کے کسی میں سے نکلتا ہی جیسے کہ نگاہ
آنکھہ میں سے اور سننا کان میں سے اور سونگھنا ناک میں سے اور چکھنا اور کلام کرنا زبان میں سے بلکہ وہ صمد ہی کہ نہ کسی چیز میں سے ہی اور نہ کسی چیز کے اندر سے
اور نہ کسی چیز کے اوپر ہی اور نہ کسی چیز کے نیچی ہی پیدا کرنیوالا سب چیزونکا ہی اپنی قدرت سے موافق مصلحت اور حکمت کی اور فنا کرنیوالا اور باقی رکھنیوالا
جس چیز کا چاہی اپنی مشیت سے ولم یکن لہ اور نہیں ہے واسطے اس خدا کے کفوا ہمجنس اور مثل احد کوئی یعنی اسکا کوئی مثل
اور نظیر اور مشابہ ذات اور صفات میں نہیں ہے اور بعد اسکی امام نے فرمایا کہ فذلکم اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد عالم الغیب والشہادۃ الکبیر المتعال یعنی پس یہی خدا ہے

ع ۴ ۱
۳۷

صمد کہ نہ پیدا ہوتی ہی اس سے کوئی چیز اور نہ پیدا ہوا ہے وہ کسی چیز سے جاننی والا پوشیدہ اور ظاہر کا کہ بزرگ و برتر ہی اور حمزہ اور خلف اور رویس نے کفوا کو بسکون فا اور نصب حمزہ
مع التنوین پڑھا ہی اور حفص نے بضم فا و فتح واو پڑھا ہے بدون ہمزہ کی اور باقیوں نے ہمزہ سے بضم فا پڑھا ہی اور کفوا خبر ہی یکن کی کہ مقدم ہی اپنے اسم پر اور احد اسم ہے اسکا ہے
اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک جماعت فلسطین سے میری باپ امام محمد باقر علیہ السلام پاس آئی اور چند مسئلوں کو میری باپ سے انہوں نے دریافت کیا اور بعد اسکی صمد کے معنی
انہوں نے پوچھے میرے باپ نے فرمایا کہ الصمد کی پانچ حرف ہیں پس الف سی اشارہ ہے طرف ثبوت حقیقت خداے تعالیٰ کی اور وہ قول اسکا شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو ہی اور یہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ وہ غائب
اور حواس سے دریافت نہیں ہو سکتا ہی اور لام دلیل ہے اسکی الہیت یعنی معبود ہونے پر اور مراد ان دونوں سے ہو اللہ ہی اور الف و لام جو ہیں یہ بھی ظاہر نہیں ہوتے ہیں زبان پر اور سننی میں نہیں
آتے ہیں اور لکھنے میں ظاہر ہوتے ہیں پس بعض شیطان پیدا ہوا ان دونوں کا باعث کان پیدا دلالت کرتا ہی اسپر کہ وہ مخفی ہے اور حواس سے دریافت نہیں ہو سکتا ہی اور زبان پر کسی صفت کرنیوالے کے
واقع نہیں ہوتا ہی اور سننے میں کسی سننے والے کی نہیں آتا ہی کہ خلقت حیران اور سرگردان ہے ہالنے حقیقت کیفیت اسکی سے حواس سے یا وہم سے بلکہ وہ پیدا کرنیوالا حواس اور
وہم کا ہی ظاہر ہوا ان حرفوں کا لکھنے میں دلالت کرتا ہی اسپر کہ ظاہر کیا ہے اسنے ربوبیت اور پروردگاری اپنے کو پیدا کرنے میں خلقت کے اور ترکیب دی اور ملایا ان میں روحوں لطیفوں کو جسموں
کثیفوں کے ساتھ پس بندہ جس وقت نظر کرتا ہی اپنی روح کیطرف تو اسکو نہیں دیکھتا ہی جیسے کہ الف لام صمد کا ظاہر نہیں ہوتا ہی اور حواس خمسہ میں سے کسی حاسہ میں نہیں آتا ہے
پس جس وقت نظر کرتا ہی طرف لکھنے کی تو ظاہر ہوتا ہی اسپر جو کہ پوشیدہ تھا اور جستجو وقت فکر اور تامل کرتا ہی بندہ ماہیت اور کیفیت میں خدا تعالیٰ کی تو حیران ہوتا ہی اور نہیں
احاطہ کرتی ہی فکر اسکی کسی چیز کا جسکا تصور کرتا ہی واسطے اسکی سو اسطے کہ وہ خدا پیدا کرنیوالا صورتوں کا ہی اور جستجو وقت نظر کرتا ہی طرف پیدایش اپنی کے تو ثابت ہوتا ہی اسکو کہ وہ خدا
پیدا کرنیوالا انکا ہی اور اندازہ کرنیوالا جوڑوں کا بدنوں سے ملا کر اور صاد صمد کا دلیل ہے اسپر کہ وہ خدا صادق ہے اور قول اسکا صدق ہے اور کلام اسکا صدق ہے اور بلایا ہے
بندوں اپنی کو طرف پیروی صدق کے ساتھ صدق کے اور وعدہ کیا ہی ساتھ صدق کے طرف خانہ صدق کے اور میم صمد کا دلیل ہے اسکی ملک پر اور وہ ملک ہے یعنی بادشاہ حق ہے کہ ہمیشہ رہے
ملک اسکا اور دال صمد کا دلیل ہے اسکی دوام ملک پر اور وہ خدا دائم ہی اور زوال سے وہ پاک ہے تو بعد اسکی امام نے فرمایا کہ اگر میں پاتا علم کی لینے والوں کو جو کچھ خدا نے مجھکو
بخشا ہے تو البتہ میں پھیلاتا اور بکھیرتا توحید اور اسلام اور ایمان اور دین اور شرع کو صمد کی لفظ سے اور کیونکر علم کی لینے والوں اور برداشت کرنیوالوں کو پاؤں حالانکہ یہ ہے کہ
میرے جد امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے علم کے اٹھانیوالوں کو نہ پایا تھا اور اس سبب سے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ پوچھو تم مجھ سے پہلے اسکے کہ گم کرو تم
مجھکو کہ درمیان پہلو میری کے علم بہت ہے اور احکام بیشمار ہیں اور ابن عباس سے منقول ہی کہ لم یلد سے مراد یہ ہے کہ وہ والد کسیکا نہیں ہے اور لم یولد سے مراد یہ ہے کہ وہ
ولد کسیکا نہیں ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ لم یلد یعنی نہ پیدا ہوا ہے اس سے کوئی فرزند کہ وارث ملک کا ہو اور لم یولد یعنی اور نہ پیدا کیا گیا ہے وہ کسی سے کہ وہ
وارث ملک کا اپنی غیر سے ہوا ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ لم یلد یعنی نہیں پیدا ہوتا ہی اس سے کوئی کہ پس دلالت کرے یہ وہ اسکی حاجت پر سو واسطے کہ انسان خواہش کرتا ہی
فرزند کی واسطے حاجت کے طرف فرزند کی اور لم یولد اور نہیں پیدا کیا گیا ہی کہ پس دلالت کرے یہ وہ حادث ہونے پر اسکی اور یہ صفت اجسام کی ہی اور اسمیں رد ہی ان لوگوں پر کہ
جو عزیر اور مسیح اور ملائکہ کو اولاد خدا کی کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک کفو سے مراد زوجہ ہے یعنی اسکی زوجہ نہیں ہے کہ جس سے فرزند پیدا ہو

سورۃ الفلق

یہ سورہ مدنی ہی اور بعضے مکی کہتے ہیں اور پانچ آیتیں ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی تہجد کی نماز وتر میں معوذتین یعنی سورہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب
الناس اور قل ہو اللہ احد کو پڑھے اسکو کہیں گے اے بندہ خدا کے خوش ہو تو کہ تحقیق قبول کیا خدا نے وتر تیری کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہتے ہیں کہ ایک لڑکا
یہودی کا رسول خدا صلعم کی خدمت میں رہتا تھا لبید بن اعصم یہودی کی بیٹیوں نے اس سے رسول خدا کے سر مبارک کے بال منگوا کر حضرت کی نام سے گیارہ گرہ لگائیں اور ایک تکڑی خرما
کے پوست میں رکھکر ایک کنویں میں ایک پتھر کے نیچے دفن کیا اور حضرت اس سبب سے بیمار ہوئے جبرئیل آئے اور رسول خدا کو اس امر سے مطلع کیا اور رسول خدا نے امیر المومنین و عمار
یاسر کو حکم دیا کہ انہوں نے پانی اس کنویں کا کھینچا اور پتھر کے نیچے سے اسکو نکالا اور رسول خدا کے پاس لائے اس میں گیارہ گرہ تھیں حق تعالیٰ نے معوذتین کو نازل کیا کہ ان دو سورتوں میں
بھی گیارہ آیتیں ہیں جبرئیل ان آیتوں کو پڑھتے تھے اور ہر آیت پر ایک گرہ کھولتے تھے اور دوسری روایت یہ ہی کہ لبید بن اعصم نے رسول خدا پر جادو کیا اور اسکو چاہ ذروان میں
پوشیدہ کیا اور رسول خدا اس جادو سے بیمار ہوئے حق تعالیٰ نے دو فرشتوں کو حضرت کے پاس بھیجا اور اسوقت حضرت خواب میں تھے ایک فرشتہ حضرت کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائنتی
پس خبر دی حضرت کو حال سحر کی اور حضرت نے امیر المومنین کو بھیجا وہ اسکو کنویں میں سے نکال کر لائے اور جبرئیل نے معوذتین آپ پر پڑھا وہ جادو باطل ہو گیا اور حضرت کو

صحت حاصل ہوئی جیسے کوئی قید سے خلاصی پاتا ہی اور صحیح یہ ہے کہ جادو نے حضرت پر کچھ اثر نہیں کیا تھا لیکن جبرئیل نے حضرت کو خبر کی تھی جادو کی تاکہ حضرت کا معجزہ ہو
نبوت کی سچائی پر غیب کی خبر ظاہر کرنے سے اور بعد اسکے جبرئیل یہ دونوں سورتیں لائے چنانچہ فرماتا ہی خدا کہ **قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ** کہہ تو ای محمد کہ
پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار سفیدی صبح کے یہ خطاب حضرت کی طرف ہے اور مراد اس سے تمام امت ہے اور فلق کے معنی پھٹنے کو ہیں اور سفیدی صبح کو اسواسطے فلق کہا ہی کہ
وہ شب کی تاریکی میں سے پھٹتی ہی اور بعضے جمیع مخلوقات مراد لیتے ہیں فلق سے کہ ہر ایک اپنی اصل سے پھٹکر نکلتا ہی اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ فلق
ایک جنگل ہے دوزخ میں اور اسمیں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کوٹھریاں ہیں اور ہر کوٹھری میں ستر ہزار کالے سانپ ہیں اور ہر سانپ کے پیٹ میں ستر ہزار
تھیلیاں زہر کی ہیں ضرور ہی کہ دوزخیوں کا گذر اسپر ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ فلق ایک کنواں ہی دوزخ میں اور دوزخ کے رہنے والے اسکی حرارت سے پناہ مانگتے
ہیں پکار کر تب اسنے باہر کے سانس کا خدا سے اذن چاہا جس وقت اسکو اذن ہوا تو اسنے باہر کو پہلا دم نکالا ایسی گرمی تھی کہ جہنم کو اسنے جلا دیا غرض یہی کہ خدا فرماتا ہی کہ
کہہ اسطرح کہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار صبح کے **مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ** بدی سے ہر چیز کی کہ پیدا کیا خدا نے اسکو موذیوں کی قسم میں سے خواہ آدمی ہو خواہ جن ہو اور
خواہ درندے ہوں اور خواہ زمین کے اندر رہنے والے جانور ہوں اور جس بدی سے پناہ مانگی جاتی ہی وہ عام ہی قتل ہو یا زخم ہو یا ظلم ہو یا ایذا رسانی ہو یا زہر ہو یا جادو
ہو یا کاٹنا کسی حیوان کا ہو اور سوا اسکی یعنی ہر بدی سے پناہ مانگتا ہوں میں **وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ** اور بدی شب تاریک سے **إِذَا وَقَبَ** جس وقت کہ
آوے تاریکی اسکی اور سب چیزونکو گھیر لیوے اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد غاسق سے کالا سانپ ہے یعنی پناہ مانگتا ہوں کالے سانپ سے اور اسکی نیش سے اور کہتے ہیں کہ غاسق مراد
ہر چیز سے ہی کہ ہجوم کرے ضرر پہنچانے میں اسکے پناہ مانگتا ہوں میں **وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ** اور بدی عورتوں پھونکنے والیوں کی سے **فِي الْعُقَدِ** بیچ
گرہوں کی یعنی وہ عورتیں کہ جادو کے کلموں کو پھونکتی ہیں گرہوں میں جیسے کہ لبید کی بیٹیوں نے کیا تھا اسطرح کی سب عورتوں کے جادو سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ دلی ضرر
پہنچاویں اور سیکڑوں گرہوں پر پھونکتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ ساحر کا کچھ اثر نہیں ہوتا ہی اور اگر ضرر ہوتا ہی تو وہ بسبب کھلانے یا پلانے ضرر کرنیوالی شی کے ہوتا ہی یا بسبب
اسکی تاثیر کے اعتقاد کرنے سے کہ یہ باعث پریشانی اور اضطراب دل کا ہوتا ہی پس اس صورت میں پناہ مانگنی شر نفاثات سے یا عمل انکی سے ہی کہ صفت سحر کی
ہی اور یا گناہ انکے سے اسمیں اور یا فتنہ انکے سے کہ لوگونکو اپنے سحر سے فریب دیتے ہیں اور جاہلوں کو انکو وہم میں ڈالتی ہیں نفع اور ضرر اور خیر اور شر سے اور جہلا انکے قول کو درست اور
درست جانتے ہیں اور اس حیثیت سے انکی تعظیم کرتے ہیں اور ساحر کہتے ہیں کہ جن انکے حکم میں ہے اور یہ غیب کی خبر بتلاتے ہیں اور یہ امر باعث ضرر اور فساد کا ہی دین میں اسواسطے
خدا تعالی نے انکے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا **وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ** اور بدی حسد کرنیوالے سے **إِذَا حَسَدَ** جس وقت کہ حسد کو ظاہر کرے اور
موافق اسکے عمل کرے اسواسطے کہ اگر حسد کو ظاہر نہ کرے تو ضرر اسکا اسیکو پہنچتا ہی کہ اپنے دلمیں رنج کرتا ہی اور جلتا ہی اور خدا تعالی نے اس سورہ کو حسد کی صفت پر ختم کیا ہی اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ یہ بدترین صفات میں سے ہی چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر عالم میں حسد سے بدتر کوئی چیز ہوتی تو خدا تعالی اس سورہ کو اسپر ختم کرتا اور اول خطا جو عالم میں واقع ہوئی ہے
وہ حسد ابلیس کا آدم پر تھا اور پہلا گناہ کہ جو زمین پر ہوا ہے وہ حسد قابیل کا تھا کہ اسنے حسد سے ہابیل کو قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد شر حاسد سے شر اسکی آنکھوں کا ہی اسواسطے کہ
چشم زخم اثر کلی رکھتا ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ اثر چشم بد کا واقع ہوتا ہی اور منقول ہے کہ رسول خدا کا گذر بقیع کے قبرستان پر ہوا حضرت نے فرمایا کہ اکثر آدمی ان قبروں کے
چشم زخم سے ہلاک ہوئے ہیں اور منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے ان دونوں سورتوں کا تعویذ امام حسن اور امام حسین کے واسطے کیا تھا **سُورَةُ النَّاس** یہ سورہ
مدنی ہی مثل سورہ فلق کے اور ان دونوں سورتوں کو معوذتین کہتے ہیں اور آیتیں سورہ ناس کی چھ ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ رسول خدا صلعم کو مرض اور درد سخت
لاحق ہوا جبرئیل اور میکائیل حضرت کے پاس آئے جبرئیل حضرت کے سرہانے بیٹھا اور میکائیل حضرت کے پائینتی کی جانب اور جبرئیل نے تعویذ کیا قل اعوذ برب الفلق کا حضرت کے واسطے
اور میکائیل نے تعویذ کیا قل اعوذ برب الناس کا اور رسول خدا نے اس مرض سے شفا پائی اور ثواب اسکے پڑھنے کا قل اعوذ برب الفلق میں گذر گیا ہے **بِسْمِ اللهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ** کہہ تو ای محمد صلعم کہ **أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ** پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار آدمیوں کے مومن کے اور کافر کے کہ
سب کا مالک اور پرورش کرنیوالا وہی ہے اور اسی نے سبکو پیدا کیا ہی کہ **مَلِكِ النَّاسِ** بادشاہ آدمیوں کا ہی وہ اور مالک ہے **إِلٰهِ النَّاسِ** معبود آدمیوں کا ہی
اور سب آدمی اسکی بندے ہیں اور سب اسکی ملک میں ہیں یہ نظم دلالت کرتا ہی اس امر پر کہ لائق پناہ کے خدا ہی ہے اور اسی سے پناہ طلب کرنی چاہئے کہ وہ اپنی حفظ و حمایت میں رکھے

ع ۱ ۵ ۴۸